بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

خطبات جمعہ

1955 تا 1962

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (بانی انجمن خدام الدین)

رکن: مرکزی مجلس عاملہ جمعیت علماء ہند و صدر جمعیت علماء ہند (پنجاب)

امیر: جمعیت علماء اسلام (پاکستان)

مضامین

تحریک آزادیٔ کشمیر پر ایک نظر (1965ء)

قادیانی نبوت کا خاتمہ مرزائیوں سے چند سوال (1935ء)

آئین اسلامی حکومت کے بنیادی اصول پر مدون کریں (1960ء)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

مہتمم مدرسہ اللہ والا و شاگرد شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

نائب صدر: جمعیت علماء ہند رکن: مرکزی مجلس عاملہ جمعیت علماء اسلام (پاکستان)

اہتمام: مشہود مفتی ابن نعیم بن مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

دنیا و آخرت کا غم......؟

عکسِ تحریر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ جَعَلَ الْہُمُوْمَ ہَمًّا وَّاحِدًا غَمَّ آخِرَتِہٖ

کَفَاہُ اللّٰہُ ہَمَّ دُنْیَاہُ

ترجمہ جس شخص نے سب غموں کو ہٹا کر ایک غم لگا لیا۔ یعنی آخرت کا غم۔ اللہ اس کے دنیا کے غم کیلئے کافی ہوگا۔ یعنی اسکی دنیاوی ضروریات کا کفیل ہوگا۔ منقول

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

۱۳۷۵ھ

۲۳ رمضان المبارک

۵ مئی ۱۹۵۶ء

ڈٹ کر مصائب کا مقابلہ کرنا آخر فتح تمہاری ہوگی

مَیں نے دس سال حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے قرآن مجید پڑھا اور انہوں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ مَیں ساری عمر قرآن میں صرف کروں گا اور اسی کو اپنا نصب العین بناؤں گا۔ الحمد للہ اللہ تعالٰے نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے اس عہد کے نبھانے کی توفیق بخشی۔

جوانی سے اب بڑھاپے تک بس یہی شغل رہا اور یہ امانت آپ کے سپرد کر رہا ہوں تاکہ میرے دنیا سے جانے کے بعد بھی یہ سلسلۂ خیر جاری رہے۔ یہ سندیں اسی لئے دی جاتی ہیں کہ اب آپ میں صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔ اب آپ پر قرآن مجید کا گھر گھر پہنچانا ضروری ہو گیا ہے۔ اگر آپ نے اس فریضہ کو ادا نہ کیا تو یاد رکھیں قیامت کے دن اللہ تعالٰے گرفت فرمائے گا کہ جب تمہیں مَیں نے قرآن کی سمجھ دی تھی تو تم نے کوتاہی کیوں کی؟ اور لوگوں تک حق کیوں نہ پہنچایا۔

جب آپ دینِ حق کی آواز اٹھائیں گے تو لوگوں کی طرف سے مخالفتیں ہوں گی۔ طعنے دیے جائیں گے۔ تکالیف پہنچیں گی مگر یاد رکھو کہ ڈٹ کر مصائب کا مقابلہ کرنا آخر فتح تمہاری ہوگی باطل دُم دبا کر بھاگ جائے گا۔ میری زندگی تمہارے سامنے ہے۔ اللہ تعالٰے نے کس طرح کامیاب بنایا۔ میرے مقابلہ میں بڑے بڑے آئے مگر سب کو منہ کی کھانی پڑی۔

(آخری دورۂ تفسیر کے طلبہ سے حضرت شیخ التفسیر لاہوریؒ کا خطاب)

قرآن عزیز

تحشیہ جدید

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے صرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد

چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ھدیہ

مجلد قسم سوم	مجلد قسم دوم	مجلد قسم اول
میکینیکل گلیز کاغذ	کراٹل سفید کاغذ	آفسٹ پیپر
۹/- روپے	۱۲/- روپے	

محصول ڈاک ہدیے کی رقم سے زائد ہو گا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے

وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجر رعایت کے لیے لکھیں

انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

ملفوظات طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ فی ۲/۲۵ ـ محصول ڈاک ایک روپیہ

کل ۳/۲۵ روپیہ

بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہو گی

ملنے کا پتہ

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

شیخ التفسیر قدس سرہٗ کا انقلابی کارنامہ

ترجمہ قرآن مجید

مجھے ایک مرتبہ مظفرآباد (آزاد کشمیر) جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں سید علی احمد شاہ صاحب سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ جو اس وقت صدر حکومت آزاد جموں و کشمیر تھے۔ سید صاحب ایک راسخ الاعتقاد پکے، سچے اور دردِ دل رکھنے والے مسلمان ہیں۔ میں نے جہاں تک ان کے خیالات کا اندازہ لگایا وہ قال اللہ اور قال الرسول کا ملک میں نفاذ اور مسلمانوں کو سربلند دیکھنا چاہتے تھے۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں آزاد کشمیر کے تمام سکولوں میں قرآن مجید کا ایک ایسا ترجمہ رائج کرنا چاہتا ہوں جس پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کا اتفاق ہو گا۔ چنانچہ مظفرآباد سے واپس آنے کے بعد میں نے اپنا ترجمہ جو اس سے پہلے کئی سال کیا ہوا تھا اور انجمن خدام الدین کے محشی قرآن مجید کے ساتھ کئی سال سے شائع ہو رہا تھا۔ اس کے حواشی کو کٹوا کر فقط مترجم قرآن مجید ہر فرقہ کے علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب علماء کرام کو جزاءِ خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے اس ترجمہ پر منصفانہ رائیں لکھیں اور اسے پسند فرمایا اور مسلمانوں کو اس کے خریدنے اور پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ فجزاھم اللّٰہ خیرالجزاء فی الدارین عنی و عن جمیع المسلمین۔ میں ان حضرات کی اس انصاف پسندی پر ان کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اب ان علماء کرام کی آراء بعینہٖ مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

احقر الانام احمد علی عفی عنہٗ۔

چیدہ ترین علمائے کرام کی آراء

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

قرآن مجید و حکیم کا اعجاز مفردات اور ترکیب و ترتیب کلمات اور مقاصد و حقائق کی جملہ وجوہ سے ہے۔ مفردات میں قرآن مجید وہ کلام اختیار

۴۸۶

مشرقی اور مغربی پاکستان

بلکہ

سارے ہندوستان میں بے نظیر وہ مترجم اور محشی قرآن مجید ہے جو انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور نے طبع کرایا ہوا ہے

اس قرآن مجید کی خصوصیات

(۱) اس کا ترجمہ تمام فرقوں (دیوبندی۔ اہلحدیث۔ بریلوی۔ شیعہ) کے مقتدر علماء کرام کا مصدقہ ہے

(۲) اس میں ہر سورۃ کے مضامین کا خلاصہ پہلے درج کیا گیا ہے۔

(۳) ہر رکوع کا خلاصہ ہر رکوع کے ابتدا میں درج کیا گیا ہے۔

(۴) ہر رکوع کا خلاصہ جس آیت سے اخذ کیا گیا ہے اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

(۵) ہر رکوع کی آیات کا آپس میں ربط بالالتزام لکھا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل حضرات علماء کرام نے اس قرآن مجید پر جو تقاریظ تحریر فرمائی ہیں وہ حرف بحرف قرآن مجید کی ابتدا میں درج شدہ ہیں

ان حضرات کے اسماء گرامی

(۱) استاذ العلماء عمدۃ المحدثین زبدۃ الصالحین اعلیحضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۲) سید الاتقیاء اسوۃ الصلحاء حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

(۳) امام العلماء اسوۃ المحدثین حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیۃ العلماء ہند

(۴) حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند سابق خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ

(۵) حضرت مولانا نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

(۶) حضرت مولانا سلطان محمود صاحب مدظلہ سابق شیخ الحدیث مدرسہ فتحپوری دہلی

(۷) حضرت مولانا خواجہ عبد الحی صاحب سابق شیخ التفسیر جامعہ ملیہ قرول باغ دہلی

(۸) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب فاضل دیوبند سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج شاہ پور

(۹) حضرت مولانا محمد چراغ صاحب فاضل دیوبند سابق مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد گوجرانوالہ

(۱۰) حضرت مولانا غلام صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ فاضل دیوبند ساکن ڈیرہ غازیخاں

(۱۱) حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی

(۱۲) حضرت مولانا مولوی ابو محمد احمد بن حسین چکوالی مولداً واللاہوری منزلا

(۱۳) رئیس المورخین حضرت مولانا سید محمد سلیمان صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ

باوجود ان تمام خصوصیات کے اصلی ہدیہ ۹ لعہ رمضان المبارک کے باعث رعایتی ہدیہ ۸ للعہ

محمد ..... اطہر

مذکورۃ الصدر حضرات علماء کرام کی تقریظات ملاحظہ ہوں

اُستاذ العلماء عمدۃ المحدثین زبدۃ الصالحین اعلیحضرت مولینا سید محمد انور شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

قرآن مجید و حکیم کا اعجاز مفردات اور ترکیب و ترتیب کلمات اور مقاصد و حقائق کی جملہ وجوہ سے ہے مفردات میں قرآن مجید وہ کلمہ اختیار فرماتا ہے۔ جس سے اوفٰی بالحقیقۃ و اوفٰی بالمقام ثقلین نہیں لا سکتے۔ مثلاً بجاہلیت کے اعتقاد میں موت پر توفّی کا اطلاق درست نہ تھا۔ کیونکہ ان کے اعتقاد میں نہ بقائے جسد تھی اور نہ بقائے رُوح۔ توفّی وصول کرنے کو کہتے ہیں۔ ان کے عقیدہ میں موت توفی نہیں ہوسکتی۔ قرآن مجید نے موت پر توفی کا لفظ اطلاق کیا۔ اور بتلایا کہ موت سے وصول یابی ہوتی ہے نہ فنا محض اس حقیقت کو ایک کلمہ سے کشف کر دیا۔ اور کہیں اس لفظ کا اطلاق اپنے اصلی معنی سے جسد مع الروح کے وصول کرنے پر کیا۔ ترکیب و ترتیب جیسے وجعلوا للہ شرکاء الجن ظاہر قیاس یہ تھا کہ عبارت یوں ہوتی۔ وجعلوا لجن شرکاء اللہ لیکن مراد یہ ہے کہ انھوں نے خُدا کے شریک ٹھہرائے کوئی معمولی جرم نہیں کیا۔ اور وہ شریک بھی کون (جنّ) پس یہ مراد اسی ترتیب اور نشستِ الفاظ سے حاصل ہوسکتی ہے۔ مقاصد سے میری مراد مخاطبین کو سبق دینا یا لینا ہے۔ جیسا علمائے کرام نے اسمائے حسنٰی کی شروح میں لکھا ہے مقاصد قرآن حکیم کے وہ ہونے چاہئیں۔ جن سے مبداء و معاش و معاد اور فلاح و نجاح دنیا و آخرت وابستہ ہو۔ حقائق سے میری مراد وہ امور غامضہ ہیں جن سے عقول و افکار قاصر ہے۔ اور تجاذب جوانب اور نزاع عقلاء باقی رہا جیسے مسئلہ خلق افعال عباد کہ عبد کا ربط اپنے فعل سے کیا اور کیسا ہے۔ اور اسی فعل کا ربط قدرتِ ازلیہ سے کیا ہے۔ قرآن مجید اس مقام میں ایسی تعبیر اختیار فرمائے گا کہ جس سے اوفی بالحقیقت طوقِ بشر سے خارج ہو۔

قرآنِ کریم کی لاکھوں تفسیریں لکھی گئیں اور ہر ہی طرح اور ہر ہی پہلو سے خدمت کی گئی ہے

وعلی تفنن واصفیہ بوصفہ
یفنی الزمان وفیہ مالم یوصف

لا تفنی عجائبہ

اب چونکہ زمانہ کا اور دور ہے اور تقریر و تحریر کا نیا طریقہ۔ مقاصد قرآنِ کریم کی خدمت مناسب ضرورتِ وقت شروع ہوئی۔ جناب

مستطاب مولانا احمد علی صاحب لاہوری دام ظلہٗ کی خدمت ظہور میں آئی جو عاجز نے متفرق دیکھی - یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ماضی و مستقبل میں اس کی نظیر ناممکن ہے - مگر یہ کہنا بیجا نہیں کہ حق تعالےٰ نے ایک بہت بڑی خدمت جناب ممدوح سے لی اور اب انشاء اللہ العزیز عوام خواص دونوں طبقے اس تفسیر سے اپنی تشفی کر سکیں گے - اور ترجمہ پڑھانے والے حضرات بہت سی مشکلات سے رہا ہو جائیں گے -

میرے نزدیک خدمتِ قرآن کریم کا یہ ایک نیا دَور ہو گا - اور ربط آیات و مقاصد رکوعات کا ایک نیا باب - حق تعالےٰ جناب موصوف کے صحیفۂ اعمال میں اس ذخیرۂ حسنہ کو ودیعت رکھے اور اہل اسلام کو اس کے پڑھنے پڑھانے کی توفیق نصیب فرمائے - آمین یا رب العٰلمین -

احقر محمد انور کشمیری عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الاوّل ۱۳۵۱ھ

سید الاتقیاء اسوۃ الصلحاء حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

الحمد للہ الذی اورث کتابہ الذین اصطفےٰ من عبادہ الاخیار - فمنھم ظالم لنفسہ و منھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن الواھب الغفار - والصلوٰۃ والسلام علی من بفیضہ العلی تحل عرائس معانی الایات اساور من ذھب التحقیق واولی سکینۃ القلوب + وببیانہ الجلی یقول الداخل فی جنان مبانیھا الحمد للہ الذی اذھب عنا حزن القلق والاضطراب لایمسنا فیھا نصب ولا لغوب + وعلی الکرام الذین بمعارفھم الکاملۃ اھلوا حملۃ القرآن دار الاقامۃ الایقانیۃ وصحبہ وتابعیھم الذین بعلومھم العالیۃ البسوا الامۃ حریر الحقایق وحلل المعارف الایمانیۃ - امّا بعد سب سے عظیم الشان معجزہ جناب سرورِ کائنات حضرت خاتم الانبیاءؑ سیّد المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا اور سب سے بڑا انعام اپنے بندوں پر حضرت رب العالمین جل علی شانہٗ کا یہ قرآن عظیم الشان ہے جو کہ تمام کتب اور صحف سابقہ کا مہیمن اور جملہ انبیاء و رسل کے علوم کا جامع ہے - جس شخص کو اس میں سے کوئی بھی حصّہ ملا وہ اس کے لئے حظِ وافر اور انتہائی خوش قسمتی کا سامان ہے اور کیونکر نہ ہو - یہی تو وہ حبل متین ہے جو کہ خلق اور خالق کے مابین عروہ وثقیٰ لا انفصام لہا کا کام دیتی ہے - اور یہی تو وہ بحر ذخار حقیقی ہے جس کے بیش بہا موتی حسب ارشاد لا تنقضی عجائبہ ختم ہونے پر نہیں آتے - ہرچند کہ متقدمین اصحاب معارف و یقین نے اپنی آخری قوت تک اس کی خدمات میں صرف کر دی مگر موفق متاخرین نے آکر دکھلا دیا - کہ لاکھوں دُررِ گرانمایہ اس بحرِ ناپیداکنار کے قعر میں پھیلے ہوئے اب تک موجود ہیں - جن پر کسی غواص کے ہاتھوں کا گزر تک نہیں ہُوا - ولنعم ما قیل - کم ترک الاول للاٰخر ولوان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ہزار ہزار تبریک کے مستحق وہ نفوس ہیں جو اپنی عمر گرانمایہ کو اس کی خدمت میں صرف کرنے میں دریغ نہیں فرماتے اور ہزار ہزار ملامت کے مستحق وہ اشخاص ہیں جو اپنی گردنیں اس کتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ کے سامنے نہ جھکاتے ہیں اور نہ اس میں غور و خوض کرتے ہیں -

حضرت مولانا احمد علی صاحب (وفقہ اللہ لما یحبہ ویرضاہ و اصعدعلیٰ قلل المرادات المرضیۃ ورقاہ آمین) کو عنایات ازلیہ کی نظرِ انتخاب نے ازل ہی سے چن کر اس عظیم الشان امر کے لئے مسبوق بالحسنیٰ قرار دے دیا تھا جن کی جد و جہد اور جانفشانیاں بفضلہ تعالیٰ عرصۂ دراز سے اس چمنستان میں بار آور ہو رہی ہیں - وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

مَیں نے مولانائے موصوف کی یہ تحریر دربارۂ ربطِ آیات قرآنیہ و ایضاح معانی فرقانیہ مختلف مقامات سے دیکھی بحمد اللہ نہایت مفید اور کارآمد تحریر پائی - دلچسپ اور صحیح و ضروری مضامین کا خلاصہ اس طرح اس میں بھر دیا گیا ہے کہ عوام اور خواص دونوں کو بہت زیادہ آسانی کے ساتھ دُررِ گرانمایہ ہاتھ آسکیں گے - میری نظر سے کوئی مضمون ایسا نہیں گزرا جو کہ مسلکِ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہو یا اس پر کوئی گرفت ہو سکے - مجھ کو قوی امید ہے کہ اگر لوگ اس عجیب و غریب تحریر کو غور و خوض کے ساتھ مطالعہ فرمائیں گے تو کتاب اللہ کے سمجھنے کا بہت بڑا فرض ادا کریں گے -

آخر میں مَیں مولانا موصوف کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہُوا دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے دارین میں ان کو سرخرو اور کامیاب فرمائے اور رضوان کے اعلیٰ درجات سے ان کو مالامال کرے - آمین واللہ ولی التوفیق وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہ وسلم -

ننگ اسلاف
حسین احمد غفرلہ
خادم العلم بدار العلوم دیوبند
تحریراً فی ۲۴ من جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ

امام العلماء اسوۃ المہدیین حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ صدر جمعیۃ العلماء ہند

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد قرآن حکیم کی خدمت خواہ اس کی نوعیت کچھ ہی ہو مسلمان کی سعادت اور آخرت ہے - بالخصوص جب کہ وہ خدمتِ مرحومہ کو قرآنی معارف سے روشناس کرنے والی اور قلوب میں فہم قرآن کی رغبت پیدا کرنے والی ہو - حضرت فاضلِ علّامہ مولانا احمد علی صاحب نے جس صورت سے کتاب اللہ کی خدمت کی ہے یہ انشاء اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے لئے بہت مفید ہو گی - اور ان کے قلوب میں قرآن مجید کی تلاوت کی رغبت اور مضامین قرآنیہ پر غور کرنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کا قوی ترین وسیلہ ثابت ہو گی - مَیں نے اس کو جستہ جستہ مقامات سے مطالعہ کیا اور اس طرز کو مفید اور سہل اور اقرب الی الفہم پایا - میری نظر میں کوئی بات مسلک اہل سُنّت والجماعت کے خلاف نہیں آئی - میری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مولانا کو جزائے خیر عطا فرماتے اور ان کی اس مخلصانہ خدمت کو قبول فرما کر مسلمانوں کو مستفید و بہرہ مند کرے - آمین - والحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین -

محمد کفایت اللہ - ۲۱ محرم ۱۳۵۱ھ نیو سنٹرل جیل ملتان

حضرت مولانا عبد العزیز صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ

رب العالمین کے کلام کی خدمت جس طرح اہل اسلام نے کی ہے ان کے سوا جس قدر لوگوں کو اپنی کتاب کے آسمانی ہونے کا دعویٰ ہے وہ اس سے قاصر ہیں کہ کہیں اس کا عشر عشیر بھی پیش کر سکیں - حسب استطاعت یا حسب ضرورت چھوٹی متوسط بڑی بلکہ بڑی سے بڑی غرض سات سات سو جلد کی تفسیریں لکھی گئیں اور جس شخص کو جو علمی امانت عطا ہوئی تھی قرآن کریم کی تفسیر میں اس کو ادا کیا - قرآن جملہ علوم کا ماخذ اور مخزن تھا - محدث نے روایات کو قرآن کریم سے منطبق کیا - متکلم نے عقلی دلائل کی تصدیق قرآن کریم سے کرائی - فقیہہ نے ہزاروں مسائل مستنبط کئے ادیب نے اسے اپنا مرجع قرار دے کر بلاغت قرآن کو لوگوں کے سامنے واضح کیا - اور ہزاروں مسائل اس سے اخذ کئے - غرض جس شخص کو جس

فن میں زیادہ مہارت تھی تفسیر میں اسی رنگ کو زیادہ نمایاں کیا۔ لیکن قدیم سے بعض اہلِ علم کا خیال رہا ہے کہ قرآن کریم کی ہر ایک آیت مستقل باب ہے۔ اور ہر ایک سورت مستقل کتاب ہے۔ اس خیال کی وجہ سے بہت مفسرین نے اس طرف کم توجہ کی کہ سُوَر اور آیات کے روابط اور مضامین کے تراجم کو بھی واضح کریں۔ اور جن حضرات نے اس خدمت کو ادا کیا ہے اس کا بہت سا حصہ تو اس وقت ہمارے سامنے ہی نہیں یا مبسوط تفسیروں میں تبعاً اس کو ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس کا استخلاص مشکل ہے۔ یا اہلِ ہند کی زبان میں نہ ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کے لئے اصعب المرتقیٰ و قلیل المجتنیٰ بن چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔ ہمارے برادر مکرم مولانا المولوی احمد علی صاحب کو جنھوں نے اس ضرورت کو محسوس فرما کر وہی چیز پیش کی ہے جس کی حاجت تھی۔ میں نے مختلف مواقع سے مولانا کے ارشاد کے موافق اس کو دیکھا ہے۔ اور مولانا کی خدمت کی داد دیتا ہوں۔ کہ آپ نے نہایت سہل طریق سے اس پہلو کو ذہن نشین کرنے کی سعی فرمائی۔ اور اس میں کامیاب ہوئے نہ ربط کے اظہار میں کچھ ایسی کھینچا تانی کی ہے کہ تفاسیر سلف کو مطروح کر دیا ہو نہ کسی رکوع یا سورت کے خلاصہ بیان کرنے میں خواہ مخواہ صامت کو ناطق بنانے کی کوشش کی ہو۔ اگر ہر لاحق کے لئے لازم ہو کہ وہی کہے جو سابق کہہ چکا ہے تو پھر کسی تصنیف کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ ہاں متاخرین کے لئے اتنا ضروری ہے کہ اصول اہل سنت والجماعت یا جس حصہ کا صرف نقل سے تعلق ہے اس کی پابندی کرتے ہوئے اگر کسی چیز کے واضح کرنے یا تقریب میں کوئی ایسی چیز کہہ دیں جس کو بعینہٖ سلف کی چیز میں نہ دکھا سکیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جو بعض مقامات میری نظر سے گزرے ہیں۔ بحمد اللہ اصول اور نقل کی اس میں برابر رعایت کی گئی ہے اور ہمیں مولانا کے علم اور دیانت پر یہی امید ہے۔ کہ اس چیز کو ہر جگہ ملحوظ رکھا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ عنا وعن جمیع المسلمین اور اس تصنیف کو موجب برکت اور رابطہ بین الخالق والخلق ثابت کرے۔ آمین۔

واٰخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

بندہ محمد عبد العزیز عفا اللہ عنہ از گوجرانوالہ

۴ شوال ۱۳۵۰ھ

حضرت مولانا نجم الدین صاحب مدظلہٗ

پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

قرآن حکیم ایک ایسی کامل و جامع کتاب ہے جس کے عجائبات کی کوئی انتہا نہیں۔ غواصانِ بحرِ معانی ہمیشہ نئے نئے لولوئے آبدار اور گوہر شاہوار کو قعرِ نظم و الفاظ سے نکال کر مشتاقانِ دیدارِ تحقیق کی آنکھوں کو روشن اور دلوں کو مسرور فرماتے رہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ سے آج تک جتنی تفسیریں لکھی گئی ہیں۔ سب نے حسب استطاعت قرآن حکیم کی تشریح اور توضیح کی خدمت کو انجام دینا اپنا فرض منصبی قرار دیا۔ حسب حال ہر عالم نے اپنے زمانے کے مطابق جس پہلوئے تفسیر کو زیادہ نمایاں کرنا اپنا موضوع قرار دیا۔ اسی پر اپنے قلم کا زور صرف کر دیا۔ کسی نے نقل روایات و آثار پر ہی اکتفا کی اور کسی نے نحو معانی کے مسائل کو ذکر کرتے ہوئے قرآن کی فصاحت ثابت کرنے پر داد لی۔ اور کسی نے معقولی رنگ چڑھانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ فقہ کے شیدائیوں نے صرف آیات مسائل احکام کی تفصیل پر اپنا وقت صرف کر دیا۔ بحسن نیت ہر شخص ہماری دعائے خیر کا مستوجب و مستحق ہے۔ اتنی تفسیریں لکھنے کے باوجود قرآن کے چند ایسے پہلو معرضِ ظہور پر کماینبغی جلوہ افروز نہیں ہوئے۔ ان میں سے چار اہم امر ہیں۔ جن کی طرف علمائے کرام کی توجہ کی اشد ضرورت ہے۔

اول ۔ ربطِ آیات

دوم ۔ اقسام القرآن ۔ قسم اور جواب قسم میں ربط قائم کرنا۔

سوم ۔ قصص القرآن ۔ ایک ہی قصّہ متعدد سورتوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہیں مختصر اور کہیں مفصل آخر فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ اس تفصیل اور اختصار اور تکرار میں ضرور کوئی نہ کوئی حکمت ہوگی جو متوسط الفہم لوگوں پر تا حال آشکار نہیں ہوئی۔

چہارم ۔ امثال القرآن ۔ اس پر بھی تا حال کوئی مکمل کتاب نہیں لکھی گئی۔ اگرچہ بعض امثال پر بعض محققین نے بحث کی ہے۔ ان چار شعبوں کی تکمیل مسلمانوں پر فرض ہے

ربطِ آیات کے متعلق اگرچہ بعض تفاسیر میں سرسری طور پر کچھ نہ کچھ لکھا گیا ہے لاکن لَا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ کے درجے پر ہے۔ اس خدمت کے انجام دینے کے لئے میرے دوست مولانا مولوی احمد علی صاحب نے حتی الوسع ایسی کوشش کی ہے جس کا شکریہ ادا کرنا ناظرین کا فرضِ اولین ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو راہ دشواری یا عدم توجہ علماء کے باعث آج تک غیر مسلوک رہا ہو اس پر قدم رکھنا یا اس پر چلکر کسی ایسے نتیجے پر پہنچنا جس میں کسی قسم کی دقت و پیچیدگی نہ ہو ناممکن ہے۔ مولانا صاحب کی تفسیر ربطِ آیات کو جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے۔ نہایت مفید و کارآمد پایا۔ امید کہ اس کے مطالعہ سے متوسط درجے کے اہلِ علم بہت کچھ فائدہ اُٹھا سکیں گے۔ اور اعلیٰ درجہ کے علماء اگرچہ اس کو اپنی شایانِ شان نہ سمجھیں تو کم از کم ان کی توجہ اس سلسلے کو بہتر صورت میں لانے کی طرف ضرور منعطف ہوگی ربطِ آیات سے بہت سے مسائل پیچیدہ اور مشکل کا انحلال ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مولانا کو جزائے خیر دے۔ کہ انہوں نے تمام مسلمانوں کی طرف سے اس فرض کفایہ کو ادا کرنے کے لئے اپنا وقت صرف کیا۔ جزاہ اللہ الخیر عنی وعن سائر المسلمین آمین۔

نجم الدین پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔

۷ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ

حضرت مولانا سلطان محمود صاحب مدظلہٗ

مدرس مدرسہ فتحپوری

الحمد للہ فالق الحب والنوی خالق الارض والسمٰوٰت العلیٰ۔ عالم الجہر والسر من القول والاخفیٰ۔ بل لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ المصطفیٰ۔ صاحب المقام المحمود والکوثر والشفاعۃ الکبریٰ الملقب بما زاغ البصر وما طغیٰ۔ محمد الذی لا یاتی الزمان بمثل وما اتیٰ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ الطیبین الطاھرین۔ **اما بعد** جس روز سے قرآن حکیم کا نزول دنیا میں ہوا ہے اسی وقت سے علمائے اُمّتِ مرحومہ (علیٰ صاحبہا التحیات والتسلیمات) نے اس کی خدمت کو ذریعۂ نجات سمجھ کر اپنا نصب العین قرار دے رکھا ہے اور ہر زمانے میں حسب استطاعت اس کی خدمت کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

چنانچہ جس قدر تراجم و تفاسیر وجود میں آئی ہیں وہ اس قدر ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کے دیکھنے میں اپنی تمام عمر صرف کر دے تو بھی ان کو نہیں دیکھ سکتا۔ مگر باوجود اس قدر کثرت تراجم و تفاسیر کے چند اشیاء کی کمی باقی تھی جس وجہ سے بہت طبائع کو قرآن مجید سُن کر اطمینان و سیری حاصل نہیں ہوتی تھی۔ اور قرآن مجید کی امتیازی شان نمایاں نہیں ہوئی تھی۔ اور اس قدر تراجم و تفاسیر دیکھنے کے باوجود ہر شخص اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کہ اسلام کی ترقی و تنزلی کے ذرائع و اسباب کیا ہیں۔ اور وہ کونسے اصول و قوانین تھے جن کی پابندی سے مسلمانوں کا عروج آسمان سے باتیں کرنے لگا تھا۔ مگر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمتِ خاصہ سے اس کمی کو دُور ہونے کا منظر بھی دکھایا۔ اور اس خدمتِ سراپا سعادت کا قرعۂ ازلی علامۂ وقت مولانا مولوی احمد علی صاحب کے اسم گرامی پر واقع ہُوا تھا۔ لہٰذا یہ خدمت ان کی ذاتِ بابرکت سے ظہور میں آئی۔ میں نے علامہ موصوف کی اس تفسیر کو اوّل سے آخر تک نہایت غور سے دیکھا ہے۔ اور دیکھنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے۔

۱۔ اول سے آخر تک کوئی بات ایسی نہیں پائی جو اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہو۔

۲۔ ربط آیات اس خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جس کا نظیر زمانہ ماضیہ میں معدوم الوجود ہے۔

۳۔ مطالب و مضامینِ قرآن حکیم کی تشریح میں خیر الکلام ما قل و دل کے مطابق اختصار بھی ہے۔ اور باوجود اختصار کے پیرایۂ بیان نہایت سہل و سلیس ہے سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

۴۔ اصول اسلام و ترقی و تنزل کے اسباب اس خوبی سے واضح کئے ہیں کہ کوئی الجھن باقی نہیں چھوڑی۔ قرآن شریف کی ایک امتیازی شان پیدا کر دی ہے۔ پڑھنے والے کی طبیعت کو کامل سیری حاصل ہو جاتی ہے۔ نزول قرآن مجید کی جو اصلی غرض تھی (کہ اہلِ اسلام کو ایک مکمل دستور العمل مل جائے) اس کی بے مثل تشریح ہے۔

۵۔ جو حضرات فرض تبلیغ کو اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے بے نظیر سرمایہ ہے۔

۶۔ زمانہ موجودہ کے لحاظ سے ہر طبقہ کو مفید خصوصاً نئی روشنی کے دلدادہ حضرات کو ازحد مفید و مرغوب الطبع واقع ہوگی۔ الحاصل جو کمی باقی تھی وہ بحمد اللہ کامل طور سے رفع ہوگئی ہے۔ اور یہ رحمتِ الٰہیہ کا ایک نیا دور ہے۔ جو عنقریب انشاء اللہ العزیز دنیا میں ایک نیا رنگ لائیگا۔ علامہ موصوف کی یہ خدمت نجاتِ اُخروی کا ایک بیش بہا سرمایہ ہے۔ اب میں دُعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور اہلِ اسلام کے قلوب میں اس کی مقبولیّت کا بیج بو دے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

خادم العلماء سلطان محمود عفی عنہ

صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

۱۱ رجب المرجب ۱۳۵۱ھ

حضرت مولانا خواجہ عبدالحی صاحب شیخ التفسیر

جامع ملیہ قرول باغ دہلی

بسم اللہ وحدہٗ۔ میں نے قریباً تمام کتاب کو بغور دیکھا۔ یہ اللہ کا فضل مخصوص ہے کہ اس نے حضرت العلام کو اس جلیل القدر خدمت کے لئے چُن لیا۔ اور سلف صالحین کے طریق پر اقتضائے زمانہ کے مطابق اپنی کتاب عزیز کی تشریح و توضیح کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ کی نصرت و کامگاری پر اعتماد کرکے میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ اسے قبول عام بخشے گا۔ اور درس و فکر قرآن میں جو رُکاوٹیں ہیں اس کی وجہ سے دُور کر دے گا۔ وماذٰلک علی اللہ بعزیز

عبدالحی استاد تفسیر و ناظم دینیات

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

۳ رجب المرجب ۱۳۵۱ھ ۳ نومبر ۱۹۳۲ء

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب فاضل دیوبند

پروفیسر گورنمنٹ کالج شاہ پور

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ استاذی المکرم حضرت مولانا احمد علی صاحب کی تفسیر میں نے خود حضرت مولانا صاحب سے پڑھی ہے۔ اور لکھی ہے۔ اور یہ تقریر حضرت مولانا کی لکھی ہوئی آپ کے ارشاد سے دیکھی ہے۔ میرے خیال میں صیغہ ربطِ آیاتِ قرآنِ کریم کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی اور بعض نے اس طرف توجہ کی ہے۔ مگر وہ درجۂ کفایت تک نہیں پہنچی حضرت مولانا کی تفسیر نے اس کمی کو نہایت احسن طریق سے پُورا کر دیا ہے۔ تمام قرآن کریم کے مضامین کو ایسا مربوط بیان کیا ہے کہ اوّل سے آخر تک ایک نہایت لطیف نظامِ ربط قائم ہوگیا ہے۔ بعض بعض مقامات پر تو ایسا نادر ربط بیان کیا ہے کہ بے اختیار زبان سے صدائے احسنت نکلتی ہے۔ قرآن کریم کی سورتوں کا خلاصۂ مضمون اور ہر سورۃ کا موضوع پھر اس کے دلائل و شواہد اس خوبی سے بیان کئے ہیں کہ پڑھنے والے کے ذہن میں مضمون کی ایک تصویر قائم ہو جاتی ہے۔ امثال قرآن کی بھی اکثر جگہ نہایت موزوں تشریح کی ہے۔ اقسامِ قرآن کی مناسبت ان کے جوابات کے ساتھ واضح کی گئی ہے کہ کہیں وہ اپنے جوابات کی دلائل و شواہد ہیں اور کہیں امثال و نظائر ہیں۔ اعتبار و تاویل کا حصہ اگرچہ قرآن کریم کی تفسیر نہیں۔ جیسے خود حضرت مولانا نے ظاہر کر دیا ہے۔ مگر درجۂ اعتبار میں نہایت عمدہ چیز ہے۔ اور اس کا انطباق آیات پر ایسا بیّن ہے۔ کہ ادنی تامل سے واضح ہو جاتا ہے۔ جس کا ماخذ حضرت مولانا نے اپنی اپنی جگہ ذکر کر دیا ہے۔ غرضیکہ یہ مجموعہ ایک نادر تحفہ ہے جس کی قدر پڑھنے والے خود معلوم کرینگے۔ معمولی تعلیم یافتہ اشخاص بھی جب ترجمہ پڑھ کر خلاصۂ سورت، اور ربطِ آیات کو دیکھیں گے تو خاص حظ اُٹھائیں گے۔ اور اہل علم اگر درسِ قرآن کے وقت اس کا غور سے مطالعہ کریں گے تو اپنے سینوں میں ایک عجیب انشراح اور لطف موجود پائیں گے۔ درحقیقت قسامِ ازل نے یہ نعمت حضرت مولانا کے حصّہ میں رکھی تھی جو انہیں مل گئی۔ وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یّشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

والسلام احقر العباد عبیدہ اللہ پروفیسر گورنمنٹ کالج شاہ پور

حضرت مولانا محمد چراغ صاحب فاضل دیوبند

مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد گوجرانوالہ

حضرت علامہ مولانا احمد علی صاحب کی ربطِ آیات کی تحریر مجھے ابتدا سے لے کر اخیر تک بالاستیعاب دیکھنے کا شرف حاصل ہوا میرے خیال میں حضرت مولف کی یہ تقریری صدائے تحسین

حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ربطِ آیات کے سلسلے میں بہت سے مضامین بے حد دلچسپی کا سامان مہیّا کر دیتے ہیں۔ سلف صالحین کے زمانہ میں ربطِ آیات کا مضمون ان کی ذکاوت اور نزول وحی کے زمانہ کے قرب کی وجہ سے تالیفی اور تصنیفی رنگ کا محتاج نہ تھا۔ اب جبکہ زمانہ نزول وحی سے کافی دُوری حاصل کر چکا ہے۔ نظریں اوّل دہلہ میں اس طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ کہ قرآن حکیم کے موتیوں کو ایسی لڑی میں منظم دیکھیں کہ ہماری قاصر ذہنیتیں بھی ربط آیات کو بآسانی پہنچ سکیں۔ تو اس مضمون میں مولانا موصوف کی تحریر کو مَیں بہترین ذخیرہ خیال کرتا ہوں۔ اور اصول اسلامیہ کے خلاف کوئی چیز اس میں نہیں پاتا۔ جزاہ اللہ عنی وعن سائر المسلمین احسن الجزاء۔

محمد چراغ مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد گوجرانوالہ
حال وارد بوسٹل جیل لاہور۔ ۲ر جنوری ۳۲ء

حضرت مولانا غلام صدیق صاحب فاضل دیوبند ڈیرہ غازیخاں

حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب کی تالیف دربارۂ ربط آیات سورہ فاتحہ سے اخیر تک لفظ بہ لفظ دیکھنے کا شرف حاصل ہُوا۔ تو اس کو نہایت مفید پایا۔ اور اس میں کوئی چیز خلاف اہل سنت والجماعت کے نہیں دیکھی۔ احقر تہ دل سے دُعا کرتا ہے کہ خداوند کریم اس کو مقبول و منظور فرمائیں۔ اور جناب مؤلف کی سرفرازی فی الدنیا والآخرت کا باعث بنے آمین ثم آمین۔

احقر بندہ غلام صدیق عفا اللہ عنہ
دین پوری حال وارد لاہور

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی

مکرم و محترم مولانا احمد علی صاحب
دروازہ شیرانوالہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ — آپ کا ارسال کردہ مطبوعہ نمونہ حواشی قرآن کریم کے مختلف مقامات سے بالاستیعاب دیکھنے کا اتفاق ہُوا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے اسلوب بیان، خلاصہ آیت ربط مضامین اور تفسیر آیات میں جس حسنِ نظم سے کام لیا گیا ہے موجودہ عنوان اور صورت میں اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے گو اصولاً متفرق طور پر تمام موادِ متعلقہ کتب میں دستیاب ہو سکتا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی اس شاندار خدمت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے نفع اُٹھانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ میرے ناقص خیال میں اگر آپ اسے حواشی کی بجائے تفسیر کی شکل میں طبع فرماتے تو زیادہ مناسب تھا۔ جہاں تک میرا خیال ہے انگریزی دان احباب کو یہ حواشی قرآن کریم انہیں دیگر زمانہ حال کی تمام تفاسیر سے بالکل مستغنی کر دیں گے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ از لودھیانہ ۲۵/۱۱/۳۴

حضرت مولانا مولوی ابو محمد احمد بن حسین الچکوالی مولداً واللاہوری منزلاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم المرسلین واتباعہ واشیاعہ اجمعین۔ **امابعد** خاکسار نے قرآن مجید مترجم طبع کردہ انجمن خدام الدین وفقہ اللہ تعالیٰ لخدمۃ الدین المتین کا من اولہ الیٰ آخرہ بغور مطالعہ کیا۔ بغرض تصحیح لفظ لفظ پڑھا۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ عوام مسلمین بلکہ خواص کو بھی اس سے معتدبہا دینی فوائد حاصل ہوں گے۔

۱۔ تصحیح کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۲۔ ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو بین السطور لکھا گیا ہے۔ معنی مرادی کی تفہیم کے لئے ایک اُستاد کامل کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳۔ فوائد موضح القرآن از حضرت شاہ صاحب موصوف جو بالاستیعاب اکثر حاشیہ پر اور بعض بقیہ ضمیمہ میں لکھے گئے ہیں، نہایت بصیرت افروز ہیں۔

۴۔ ربطِ آیات جس کے ضمن میں موضوع ہر سورہ قرآن حکیم۔ و خلاصۂ جملہ رکوعات ہر سورہ اور نمبروار آیاتِ سور کا سباق و سیاق سے ارتباط نہایت اختصار کے ساتھ ہر صفحہ کے حاشیہ کے حصہ اول پر لکھا گیا ہے۔ ایک نادر چیز ہے۔ (جو میرے عزیز مولوی احمد علی صاحب سلمہ اللہ امیر مجلس خدام الدین نے اپنی عمر کا معتدبہ حصہ صرف کرکے اساتذۂ باکمال کی تعلیم و تربیت سے حاصل کیا ہے) یہ حصہ بفضلہٖ تعالےٰ فہم قرآن حکیم و تدبر آیات السمیع العلیم کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ بے حد مفید ثابت ہوگا۔ بشرطیکہ تلاوت کرنے والے دل سے متوجہ ہوکر تدبر سے کام لیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ

مَیں جناب باری تعالےٰ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ جل جلالہٗ مجھے بھی اس سے متمتع ہونے کی توفیق بخشے اور تمام اہل اسلام کو توفیق دے کہ قرآن حکیم کو جس مقصد کے لئے نازل ہوا ہے اسی قصد سے پڑھیں۔ سمجھیں اور اس پر عمل پیرا ہوں تاکہ دُنیا صلح و سلام و امن و امان کا گہوارہ بن جائے۔ وَآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد نبی الامین وعلیٰ جمیع اخوانہ من النبین والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ واہل بیتہ وصالحی امتی اجمعین۔ ع

ویرحم اللہ عبداً قال آمینا۔

وان العبد العاجز ابو محمد احمد بن حسین الچکوالی مولداً واللاہوری منزلاً
مورخہ ۶ر شوال المکرم ۱۳۵۳ھ

مخدوم و محترم رئیس المورخین زمان مولانا سید محمد سلیمان صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسلمانوں کی سعادت کا اصلی سرمایہ قرآن پاک ہے۔ مسلمان جب تک اس سرمایہ سے فائدہ اُٹھاتے رہے۔ ان کی دینی و دُنیاوی دولت کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ لیکن ایک مدت کے بعد زمانہ کے مرور۔ زبان کی اجنبیت اور رسمی کتابوں کی کثرت اور رسوم و رواج کی پابندیوں نے ان کو اس سرمایہ سے پوری طرح فائدہ اُٹھانے سے محروم کر دیا۔ یہ دیکھ کر علمائے حق نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اور اس کی تفسیریں لکھیں۔ یہ ترجمے تفسیریں کے ضمن میں ہوتے تھے۔ اس قسم کی سب سے پہلی کوشش کا سراغ چوتھی صدی ہجری میں بخارا کے سامانی سلاطین کے عہد میں ملتا ہے ہندوستان کے قرونِ وسطیٰ میں امام زاہدی کی فارسی تفسیر کے ترجمہ نے سب سے زیادہ ہر دلعزیزی حاصل کی۔ اس کے قلمی نسخہ اب بھی ملتے ہیں۔ نویں صدی ہجری میں ملّا حسین واعظ کاشفی کی تفسیر حسینی نے سب سے زیادہ اہمیت حاصل کی۔ اور بہت کثرت سے اسلام کے مشرقی ملکوں میں اس کا رواج ہُوا۔ اور اس کے قلمی اور مطبوعہ نسخے گھر گھر پھیل گئے۔

عین اس وقت جب ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی قوت کا آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ حکمتِ الٰہی نے اس غرض سے کہ اس آفتاب کے غروب سے مسلمانوں کے قلوب میں تاریکی نہ پھیلنے پائے۔ ایک اور آفتاب نکالا جس نے اس وقت سے لے کر آج تک اس ملک کو

اپنی نورانی شعاعوں سے منور رکھا ہے۔ یعنی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے اخلاف۔ شاہ صاحب نے عوام کے لئے قرآن پاک کا فارسی ترجمہ کیا۔ اور خواص کے لئے قرآن پاک کے علوم پر متعدد رسائل لکھے شاہ صاحب کے بعد ان کے صاحبزادوں میں سے مولانا شاہ رفیع الدین نے قرآن پاک کا اُردو میں ترجمہ کیا۔ اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے اُردو میں قرآن پاک کی تفسیر موضح القرآن لکھی اور اُردو میں قرآن پاک کا وہ ترجمہ کیا جو اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر آج تک بے مثال ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ اور حواشی کی خوبی کو اصلی اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے خود قرآن پاک کے سمجھنے کی تھوڑی سی کوشش کی ہو۔ شاہ صاحب کے حواشی موضح القرآن اپنے اختصار کے باوجود فہم مطالب میں بے حد معین ہیں۔ اور ان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کو فہم قرآن کا خاص ملکہ اللہ تعالیٰ نے بخشا تھا۔

قرآن پاک کے علوم میں سب سے زیادہ دقیق اور نازک علم آیات اور سوَر کے باہم ربط و تعلق کا ہے۔ امام رازی اور بقاعی نے اس پر بہت کچھ محنت کی ہے۔ اور دوسرے علماء نے بھی اس پر کافی غور و خوض کیا۔ ہمارے زمانہ میں مولانا حمیدالدین صاحب' فراہی صاحب نظام القرآن اور مولانا عبیداللہ صاحب سندھی خاص ذکر کے قابل ہیں۔ دونوں مدت تک اتحاد مذاق کے باعث کراچی میں باہم ملتے جلتے رہتے تھے۔ مولانا عبیداللہ صاحب کے درس نے متعدد باکمال پیدا کئے۔ جن میں سب سے پہلی جگہ مولانا **احمد علی** صاحب امیر انجمن خدام الدین کو حاصل ہے۔ موصوف نے اس درس میں جو کچھ پایا۔ اس کو وقفِ عام فرمایا۔

انجمن خدام الدین کے مخلص و باہمت ارکان شکریّہ کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے ایک ایسے قرآن کی طباعت و اشاعت کا سامان کیا۔ جس میں یہ متفرق فیوض و برکات یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ قرآن پاک کے اس نسخہ میں ترجمہ اور حضرت شاہ صاحب کے حواشی بھی بعینہٖ چڑھائے گئے۔ ساتھ ہی مولانا احمد علی صاحب نے قرآن پاک پر آیات کے ربط و تسلسل کی پابندی کے ساتھ جو حواشی لکھے تھے اور جو مستند علمائے عصر کی نگاہوں سے بارہا گزر چکے تھے۔ ان کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کے حواشی پر جس نے وقت کی نظر ڈالی ہے اس کو معلوم ہے کہ انہوں نے بھی آیات کے ربط و تسلسل کا خاص لحاظ رکھا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کے یہ حواشی بہت مختصر تھے اور پورے قرآن پر بالالتزام نہیں لکھے گئے تھے۔ مولانا **احمد علی** صاحب نے اس کمی کو پورا کیا اور سارے قرآن پر التزام کے ساتھ ایسے حواشی لکھے ہیں جن میں ربط و تسلسل کے رموز و اسرار منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور مختصر لفظوں میں آیات کے وہ حقیقت پر ور مطالب سامنے آ جاتے ہیں۔ جن سے تفسیر کی بڑی بڑی کتابیں خالی ہیں۔ ان حواشی کی خاص خصوصیات یہ ہیں کہ ان میں مسلمانوں کی موجودہ بیماریوں کے علاج کی طرف خاص طور سے اشارے کئے گئے ہیں اور ان کے قوائے عمل کو بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ حضرت محشی کو جزائے خیر دے اور مسلمانوں کو اس ترجمہ اور حواشی سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق بخشے۔ والسلام

کتبہ المستعین باللہ القوی سلیمان ندوی

۱۱ شوال ۱۳۵۳ھ

مریض کی عیادت کا اجر و ثواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن کے وقت کسی مریض کا حال دریافت کرنے کے لیے نکلا اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے چلتے ہیں اور وہ شام تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کے وقت مریض کی خیریت دریافت کرنے کے لیے نکلا تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور وہ صبح تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں پھل ہوں گے۔ (مسند احمد:۹۷۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم جمعۃ الوداع ——— ۲۹ رمضان ۱۳۷۵ھ - ۱۱ مئی ۱۹۵۶ء

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام - آج آزاد "جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کا یہ پہلا جمعۃ الوداع ہے - جو ۲۹ رمضان المبارک کے دن ادا کرنے کے لئے ہم مسلمان جمع ہوئے ہیں

سوال

اس تحریک آزادی کی ابتدا کب سے ہوئی اور کس نے کی؟

جواب

(۱) یہ تحریک آزادی علماء ہند کے ہاتھوں انیسویں صدی کے ابتدائی حصہ سے شروع ہوئی - اور اس کی سنگ بنیاد رکھنے والے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی اور ان کے خاندان کے لوگ اور ان کے شاگرد اور مریدین ہیں -

(۲) اس تحریک میں فرقہ واریت اور مذہبی تنگ دلی کا نام نہ تھا - بلکہ تمام ہندوستان اور اس کے باشندوں کو بدیشی مظالم سے جو کہ تمام ملک کو برباد کر رہے تھے نجات دلانا تھا -

(۳) اس تحریک کا مقصد دنیاوی مفاد - ملک گیری خود غرضی - عہدوں اور منصوبوں کا حاصل کرنا، کسی قوم کو غلام بنانا - ان کی دولت اور ذرائع دولت کو ہتھیانا ہرگز نہ تھا - بلکہ محض خدا کی ہندوستانی عام مخلوق کو یورپین سپید بھیڑیوں اور ان کے حلفا کی لوٹ مار، چیر پھاڑ، تذلیل و توہین وغیرہ سے بچانا تھا - جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ کا عظیم ترین مقصد ہے - عدل و انصاف امن و امان، انسانی ہمدردی، غربا پروری، کمزوروں کی امداد اسی مقصد اعلیٰ کے پھل پھول اور شاخیں ہیں

الحاصل دار الحرب بن جانے کے فتویٰ مذکورہ کے بعد اس کے فرائض کی انجام دہی میں غور و خوض شروع ہوا - حضرت شاہ صاحب مرحوم اور ان کے خاندانی حضرات اور تلامذہ اور مریدین با اخلاص میں گفت و شنید، بحث و تمحیص ہونی ضروری تھی - اس کے بعد عام مسلمانوں کو ساتھ لینے اور اس فریضہ کی انجام دہی کے عمل میں لانے کی تدبیریں سوچی گئیں - اور ضروری سمجھا گیا - کہ عام مسلمانوں کو فریضہ مذکورہ کی دعوت دی جائے - مگر جب تک مدعوین کے کیریکٹر اور اخلاق و اعمال میں استقامت اور استقلال، خدا ترسی اور اخلاص وغیرہ اعلیٰ ترین اخلاق پیدا نہ ہوں تو مقصد حاصل نہیں ہو سکتا - اور اگر بغیر ان کے اقدام کیا گیا - تو بجائے نفع کے ضرر کا سخت اندیشہ ہے - اس لئے ملک میں دورہ کرنا، ہر جگہ وعظ و نصیحت اور تبلیغ و تفہیم سے لوگوں کے عقائد و اخلاق و اعمال کو درست کرنا اور ان سے عہد و میثاق لینا کہ وہ اللہ تعالے اور رسول علیہ السلام کی سچی اور پکی تابعداری کریں گے - چوری - زنا - ناحق قتل کرنا - لوگوں پر بہتان باندھنا وغیرہ تمام بڑے بڑے گناہوں سے دور رہیں گے - ضروری سمجھا گیا اور اس کام کے لئے حضرت سید احمد صاحب بریلوی مرید و خلیفہ خاص حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب: اور ان کے بھتیجے شاہ محمد اسمٰعیل صاحب اور داماد و بھتیجے مولانا عبدالحی صاحب مرحومین کو منتخب کیا گیا - اول الذکر کو سب کا سردار اور رہبر دو بزرگوں کو جو کہ بحکم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سید صاحب کے مرید بھی ہو گئے تھے - ان کا دست و بازو بنا دیا گیا - (منقول از نقش حیات جلد دوم صفحہ ۱۶-۱۷)

یہ تحریک آزادی ہند ۱۸۰۶ء یا ۱۸۰۳ء سے شروع ہوئی - اور ۱۹۴۷ء کی آزادی ہند تک باقی رہی - اس کی جنگی کارروائی صوبہ سرحد میں ۱۸۲۶ء میں شروع ہوتی ہے - باقی بیس برس گزشتہ زمین تیار کرنے اور تمام لوازمات کے پورے کرنے میں خرچ ہوتے ہیں - چھ برس متواتر جنگ رہنے اور بکثرت فتحمند ہونے اور اپنوں کی غداریوں کی بنا پر جبکہ ۱۸۳۱ء میں حضرت سید صاحب اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور بہت سے مجاہدین شہید ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ لوگوں میں سے بہت سے حضرات اپنے اپنے اوطان کو واپس آ جاتے ہیں تب بھی ایک جماعت مسلمان مجاہدین کی وہاں باقی رہتی ہے اور اپنی تمام جدوجہد کی کارروائیوں کو سرگرمی کے ساتھ عمل میں لاتی رہتی ہے - وہ مایوس نہیں ہوتی - اس پر نامردی اور نامرادی کا اندھیرا مؤثر نہیں ہوتا - اس کی جماعت ہزاروں سے بڑھتے بڑھتے بعض اوقات میں لاکھ تک پہنچ جاتی ہے - عام مسلمانان ہند میں وہی جذبہ اور جوش آزادی اور جہاد کا اس قدر زوروں پر قائم اور مؤثر ہے - کہ رنگروٹ مہیا کرتے ہیں - مالی امداد نہایت مخفی طریقوں پر سالہا سال سے جاری کئے ہوتے ہیں - گورنمنٹ برطانیہ انتہائی سختیوں سے اس سب کو اپنی ہمہ گیر قوت سے دبانا چاہتی ہے - مگر باوجود شدید مظالم اور زمانہ کی درازی کے کامیاب نہیں ہوتی ہے - (منقول از نقش حیات جلد دوم صفحہ ۳۲-۳۳)

جہاد حریت ۱۸۵۷ء

اب ہم ۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی کے متعلق کچھ عرض کریں گے - مگر چونکہ اس بارہ میں بہت سی تحریرات مختصر اور طویل لکھی جا چکی ہیں - اس لئے ہم غیر ضروری تفصیلات اور غیر مناسب واقعات کو درج کر کے ناظرین کے اوقات ضائع نہ کریں گے - اگرچہ انگریزوں کے خوف سے اس زمانہ میں بلکہ بالعد تک پورے اور صحیح واقعات کا لکھنا اور شائع کرنا ممکن نہ تھا - اسلئے عام طور پر لوگوں کے علم میں سب واقعات نہیں آئے ہاں اس زمانہ کے موجود لوگوں سے روایتیں پہنچی جن کو علم میں نہیں آیا - انگریزوں نے اپنی وحشیانہ درندگیوں کو چھپانے اور اہل ہند (ہندو اور مسلمانوں) کو شیطان اور وحشی وغیرہ ثابت کرنے کے لئے سب سے زیادہ تصانیف کیں - مگر سب کی سب تقریباً جھوٹے اتہامات سے پُر اور حقیقت سے خالی ہیں - صرف ایڈورڈ ٹامسن کی تصنیف انقلاب ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رُخ کسی قدر بلکہ بڑے درجہ تک قابل اعتبار معلوم ہوتی ہے جہاں تک واقعات اور احوال خبر دیتے ہیں - وہ یہ ہے - ایک طرف تو انگریز اپنی کامیابیوں اور بڑھتی ہوئی قوت کے نشہ میں اس قدر چور اور بدمست ہو گئے تھے - کہ نہ کسی عہد نامے کا خیال رہا تھا نہ کسی راجہ مہاراجہ، نواب، بادشاہ کو خیال میں لاتے تھے - تمام ہندوستانیوں کو خواہ ہندو ہوں یا مسلمان انتہائی ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے اور بات بات پر تحقیر و توہین سے بھرے ہوئے کلمات اور اعمال استعمال کرتے تھے - جیسا کہ وارن ہسٹینگز کا مقالہ ہم پہلے نقل کر آئے ہیں - "انگریز ہندوستان میں آ کر ایک نیا انسان بن جاتا ہے - جن جرائم کو وہ انگلستان میں خیال میں بھی نہ لا سکتا تھا ان کے کرنے کے لئے یہاں صرف اپنا انگریز ہونا کافی سمجھتا ہے" لارڈ ڈلہوزی بھی اسی کے قریب قریب لکھتا ہے -

الغرض جس قدر بھی زمانہ آگے بڑھتا جاتا تھا - انگریزی عہد شکنیاں اور نئے نئے مظالم طرح طرح کے روپ میں ظاہر ہوتے جاتے تھے - دوسری طرف ہندوستانیوں کی ہر قسم کی زندگی روز بروز ایسی فلاکتوں اور مصیبتوں کے گڑھوں میں گرتی چلی جاتی تھی - کہ جس کا پہلے لوگوں کو وہم و گمان بھی نہ ہوتا تھا - ریاستیں خلاف معاہدہ ضبط ہو رہی تھیں - اور ان کو اپنے خالص علاقہ میں شامل کر لیا جاتا تھا - گدی نشینوں کو طرح طرح کے حیلوں سے برطرف اور محروم کر دیا جاتا تھا - معمولی معمولی حیلوں بلکہ غلط اور جھوٹے پروپیگنڈوں سے جن کے یورپین لوگ عموماً اور انگریز قوم خصوصاً عادی ہیں والیان ریاست پر حملہ یا ان کی معزولی عمل میں آتی رہتی تھی وغیرہ - وغیرہ -

حسب قول مشہور "تنگ آمد بجنگ آمد" مجبور ہو کر آزادی کے لیے کوشش کرنا ضروری سمجھا گیا۔ نیز وہ لوگ جو کہ سید صاحب کی تحریک میں داخل ہو کر سرحد پر پہنچے تھے۔ اور وہاں کی لڑائیوں اور جہادی کارروائیوں میں شریک رہے تھے۔ اور بالاکوٹ میں سید صاحب کے شہید ہو جانے کے بعد اپنے اوطان کو واپس آ گئے تھے۔ اور وہ لوگ جو کہ حضرت سید صاحب کے مرید اور ان کی تحریک میں کسی درجہ تک شریک تھے۔ ان لوگوں کے قلوب ہمیشہ آزادی کی تڑپ سے بے چین رہتے تھے۔ اس لئے تمام ہندوستانیوں نے عموماً اور مسلمانوں نے خصوصاً اس انقلاب ۱۸۵۷ء کو ضروری سمجھا۔ اور مقرر کیا گیا کہ ۱۱ مئی کو تمام ہندوستان میں انقلابی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اور علم جہاد بلند کیا جائے۔ (منقول از نقش حیات حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی صفحہ ۳۹-۴۰ جلد دوم۔

ہمارے اکابر کا ۱۸۵۷ء کی تحریک میں حصہ لینا

ہمارے تمام اکابر علماء دیوبند و سہارنپور و مظفر نگر) حضرت شاہ عبد العزیز صاحب اور ان کے تلامذہ کے شاگرد اور خوشہ چین رہے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ حضرت شاہ صاحب اور ان کے خاندان کے مسلک اور علم کے خلاف چلیں۔ چنانچہ جب سید صاحب کی تحریک جہاد شروع ہوئی۔ تو حضرت حاجی عبد الرحیم صاحب شہید ولایتی (دادا پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی) اور حضرت شاہ نصیر الدین صاحب دہلوی (سابق پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب) اور بہت سے حضرات (اطراف سہارنپور مظفر نگر وغیرہ کے) شریک تحریک ہوئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ سرحد میں جا کر شہید ہوئے۔ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اعلیٰ جذبات حریت و جہاد اور ان کی تعلیمات روحانیہ سے ان حضرات کو انتہائی شغف اور حسن اعتقاد رہتا تھا۔ سرحد کی ناکامی اور آپس کی غداریوں سے ان حضرات کے قلب میں انتہائی قلق اور اضطراب ہمیشہ محسوس ہوتا رہتا تھا جب

انقلاب

۱۸۵۷ء کی تحریک اطراف و جوانب ہند خصوصاً اطراف دہلی میں چلنی شروع ہوئی۔ تو ان حضرات کے جوش حریت میں نئی حرکت پیدا ہوئی۔ ان بزرگوں نے محسوس کیا۔ کہ اس انقلاب میں حصہ لینا فرض اور لازم ہے۔ انگریزوں کے افعال ماضیہ اور احوال حاضرہ پر بخوبی مطلع تھے۔ اس تمام جماعت میں حضرت حافظ ضامن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز زیادہ پیش پیش تھے۔ (حضرت حافظ صاحب قطب العالم میانجی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اولین اور اعلیٰ ترین خلفاء میں سے تھے۔ نسبت روحانیہ نہایت قوی اور بے مثل پائی تھی۔ میانجی صاحب مرحوم کی وفات کے وقت تک حضرت حاجی امداد صاحب کی تکمیل کیلئے سلوک تصوف پوری نہیں ہوئی تھی تو میانجی صاحب نے حضرت حاجی صاحب کی تکمیل کیلئے حافظ ضامن صاحب ہی کے سپرد کیا تھا) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریک انقلاب میں حافظ صاحب کے ہمنوا تو ضرور تھے مگر پیش پیش اور اس قدر زیادہ جوش میں نہ تھے۔ اسی قصبہ تھانہ بھون میں میانجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے خلیفہ مولانا شیخ محمد صاحب رہتے تھے۔ چونکہ تینوں حضرات پیر بھائی اور ایک ہی مقدس ہستی میانجی صاحب کے دریوزہ گر تھے۔ اس لئے آپس میں میل جول اتحاد و اتفاق بڑے پیمانہ پر رہتا تھا۔ مگر مولانا شیخ محمد صاحب علوم عربیہ کے باقاعدہ فاضل تھے۔ علماء دہلی سے تمام نصاب علم ظاہر پڑھ چکے تھے۔ بخلاف حضرت حافظ صاحب اور حاجی صاحب کے کہ دونوں حضرات نے علوم عربیہ کی تکمیل نہیں کی تھی۔ اگرچہ نسبت باطنیہ میں بدرجہا بڑھے ہوئے تھے۔ اس بناء پر مسائل شرعیہ میں ہر دو حضرات مولانا شیخ محمد صاحب ہی کا اتباع کرتے تھے۔ بدقسمتی سے مولانا کی رائے یہ ہی تھی۔ کہ انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنا ہم مسلمانوں پر فرض تو درکنار موجودہ احوال میں جائز ہی نہیں۔ اس اختلاف اور فتویٰ کی بنا پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو اُن کے اوطان سے دونوں حضرات نے بلوایا۔ یہ دونوں حضرات اس سے بہت پہلے حضرت شاہ عبد الغنی صاحب مجددی اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی اور حضرت مولانا مملوک علی صاحب اور دیگر اساتذہ دہلی سے سند فراغ علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر چکے تھے۔ اور اپنی ذکاوت اور مہارت میں پوری شہرت حاصل کر کے سلوک و طریقت کی منازل بھی طے کر چکے تھے۔ جب ہر دو حضرات (مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہما) پہنچ گئے۔ تو ایک اجتماع میں اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ادب سے مولانا شیخ محمد صاحب سے پوچھا (چونکہ وہ چچا پیر تھے۔ اس لئے ہمیشہ ان کا ادب کیا جاتا تھا۔ کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ ان دشمنان دین و وطن پر جہاد کو فرض بلکہ جائز بھی نہیں فرماتے تو انہوں نے جواب دیا:۔

کہ ہمارے پاس اسلحہ اور آلات جہاد نہیں ہیں۔ ہم بالکل بے سر و سامان ہیں۔ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ کہ کیا اتنا بھی سامان نہیں ہے۔ جتنا کہ غزوۂ بدر میں تھا۔ اس پر مولانا شیخ محمد صاحب مرحوم نے سکوت فرمایا۔ اس پر حافظ ضامن نے فرمایا۔ کہ مولانا بس سمجھ میں آ گیا۔ اور پھر جہاد کی تیاری شروع ہو گئی اور اعلان کر دیا گیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امام مقرر کیا گیا۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو سپہ سالار افواج قرار دیا گیا۔ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کو قاضی بنایا گیا۔ اور مولانا محمد منیر صاحب نانوتوی اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانوی کو میمنہ میسرہ (دائیں اور بائیں) کا افسر قرار دیا گیا۔ چونکہ اطراف و جوانب میں مذکورہ بالا حضرات کے تقویٰ علم و تصوف اور تشرع) کا بہت زیادہ شہرہ تھا۔ ان حضرات کے اخلاص اور للہیت سے لوگ بہت زیادہ متاثر تھے۔ ہمیشہ سے ان کی دینداری اور خدا ترسی دیکھتے رہے تھے۔ اس لئے ان پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ علاوہ مریدین اور تلامذہ کے عام مسلمان بھی بے حد معتقد تھے۔ اس لئے بہت تھوڑی مدت میں جوق در جوق لوگوں کا اجتماع ہونے لگا۔ اس وقت تک ہتھیاروں پر پابندی نہ تھی۔ عموماً لوگوں کے پاس ہتھیار تھے۔ جس کو رکھنا اور سیکھنا مسلمان ضروری سمجھتے تھے۔ مگر یہ ہتھیار پرانے قسم کے تھے۔ بندوقیں توڑے دار تھیں۔ کارتوس اور رائفلیں نہ تھیں۔ یہ صرف انگریزی فوجوں کے پاس تھیں مجاہدین ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے اور تھانہ بھون اور اطراف میں اسلامی حکومت قائم کر لی گئی اور انگریزوں کے ماتحت حکام نکال دئے گئے۔

خبر آئی۔ کہ توپ خانہ سہارنپور سے شاملی کو بھیجا گیا ہے۔ ایک پلٹن لا رہی ہے۔ رات کو یہاں سے گذرے گی۔ اس خبر سے لوگوں میں تشویش ہوئی۔ کیونکہ جو ہتھیار ان مجاہدین کے پاس تھے وہ تلوار بندوق توڑے والی اور برچھے وغیرہ تھے۔ مگر توپ کسی کے پاس نہ تھی۔ توپ خانہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے گا۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ فکر مت کرو۔

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی تحریک جہاد ۱۸۵۷ء کے ارشد تلامذہ میں سے

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک آزادئ وطن

ہندوستان کو انگریز کے پنجہ سے آزاد کرانے کیلئے علماء کرام کی جدوجہد

بہت اچھا کہہ کر ساتھ ساتھ ہو لئے۔ اور نہایت ہی اطمینان کے ساتھ گھوڑوں کی سیر شروع کی۔ افسر بار بار راؤ صاحب کے چہرہ پر نگاہ جماتا۔ اور اس درجہ مطمئن پا کر کبھی مخبر کی دروغ گوئی کا غصہ اور گاہے اپنی ناکامی و تکلیف سفر کا افسوس لاتا تھا۔ یہاں تک کہ گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتا ہوا حاکم اس حجرہ کی طرف بڑھا جس میں اعلیٰ حضرت کی سکونت کا مخبر نے پورا پتہ دیا تھا۔ اور یہ کہہ کر کہ "اس کوٹھڑی میں کیا گھاس بھری جاتی ہے" اس کے پٹ کھلوائے۔ راؤ عبداللہ خاں کی اس وقت جو حالت ہوئی ہو گی۔ وہ انہیں کے دل سے پوچھا چاہتے۔ سمجھتے تھے۔ کہ تقدیر کے آخری فیصلہ کا وقت آ گیا۔ اور پیمانہ حیات لبریز ہو کر اچھلا چاہتا ہے۔ اس لئے راضی برضا الٰہی ہو کر جی ہاں کہا۔ اور حکم گرفتاری کے منتظر کھڑے ہو گئے۔ خداوندی حفاظت کا کرشمہ دیکھئے کہ جس وقت کوٹھڑی کا دروازہ کھلا ہے۔ تخت پر مصلیٰ ضرور بچھا ہوا تھا۔ لوٹا رکھا ہوا۔ اور نیچے وضو کا پانی البتہ بھرا ہوا پڑا تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کا پتہ بھی نہ تھا۔ افسر متحیر و حیران اور راؤ عبداللہ خاں دل ہی دل میں شیخ کی عجیب کرامت پر فرحاں و شاداں کچھ عجیب سماں تھا۔ کہ حاکم نہ کچھ دریافت کرتا ہے نہ استفسار۔ کبھی ادھر دیکھتا ہے کبھی ادھر۔ آخر مخبر کی دھوکہ دہی سمجھ کر بات کو ٹالا۔ اور کہا کہ خان صاحب یہ لوٹا کیسا اور پانی کیوں پڑا ہے۔

راؤ صاحب بولے۔ جناب اس جگہ ہم مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ اور وضو میں مونہہ ہاتھ دھویا کرتے ہیں۔ چنانچہ ابھی آپ کے آنے سے دس منٹ قبل اسی کی تیاری تھی۔ افسر نے ہنس کر کہا۔ آپ لوگوں کی نماز کے لئے تو مسجد ہے یا اصطبل کی کوٹھڑی۔ راؤ صاحب نے فوراً جواب دیدیا۔ کہ جناب مسجد فرض نماز کے لئے ہے۔ اور نفل نماز ایسی ہی جگہ پڑھی جاتی ہے جہاں کسی کو پتہ بھی نہ چلے۔ جواب لاجواب سن کر افسر نے پٹ بند کر دئے۔ اور اصطبل کے چاروں طرف غائر نظر ڈالنے کے بعد باہر نکلا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو یہ کلمات کہہ کر رخصت ہوا۔ "راؤ صاحب معاف کیجئے۔ آپ کو اس وقت ہماری وجہ سے بہت تکلیف اٹھانا پڑی۔ اور پھر بھی ہمیں کوئی گھوڑا پسند نہ آیا۔"

راؤ عبداللہ خاں کی نظر سے وہ شخص کے سوار جب اوجھل ہو گئے۔ تو واپس ہوئے۔ اور کوٹھڑی کھول دی۔ دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سلام پھیر چکے اور مصلے پر مطمئن بیٹھے ہوئے ہیں۔

(امداد المشتاق ص ۲۹-۳۰ از تذکرۃ الرشید ص ۷۶)

از نقش حیات ص ۵۴ تا ۵۶)

رولٹ کمیٹی کی رپورٹ کی نقل

ریشمی خطوط والی سازش۔ اگست ۱۹۱۶ء میں اس سازش کا انکشاف ہوا جو گورنمنٹ کے کاغذات میں ریشمی خطوط کی سازش کہلاتی ہے۔

یہ ایک تجویز تھی۔ جو ہندوستان ہی میں تیار کی گئی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ شمالی مغربی سرحد سے ایک حملہ ہو۔ ادھر ہندوستان کے مسلمان اُٹھ کھڑے ہوں۔ اور سلطنت برطانیہ کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ اس تجویز پر عمل کرنے اور اس کو تقویت دینے کے لئے ایک شخص مولوی عبید اللہ نے اپنے تین رفقاء فتح محمد اور محمد علی کو ساتھ لے کر اگست ۱۹۱۵ء میں شمالی مغربی سرحد کو عبور کیا۔ عبید اللہ سکھ سے مسلمان ہوا ہے۔ اور صوبہ جات متحدہ کے ضلع سہارنپور میں مسلمانوں کے مذہبی مدرسہ دیوبند میں اُس نے مولوی کی تعلیم پائی تھی۔ وہاں اس نے اپنے جنگی اور خلاف برطانیہ خیالات سے عملہ مدرسہ کے بعض لوگوں اور کچھ طلبہ کو متاثر کیا۔ اور سب سے بڑا شخص جس نے اس پر اثر ڈالا وہ محمود الحسن تھا۔ جو سکول میں بہت دیر تک ہیڈ مولوی رہ چکا ہے۔ عبید اللہ چاہتا تھا کہ دیوبند کے مشہور مدرسہ کے تعلیم یافتہ مولویوں کی رفاقت سے تمام ہندوستان بھر میں ایک عام اسلامی جوش اور مسلمانوں میں برطانیہ کے خلاف تحریک پھیلا دیں۔ لیکن اس کی تجاویز کے راستہ میں مدرسہ کے مہتمم اور انجمن کے لوگ سدِ راہ ہوئے۔ انہوں نے اُسے اور اس کے چند ساتھیوں کو مدرسہ کی ملازمت سے برخاست کر دیا۔ اس امر کا بھی ثبوت مل چکا ہے کہ وہ بعض حالات میں مصیبت میں گرفتار رہا۔ پھر بھی وہ مولانا محمود الحسن کے پاس عام طور پر آتا رہا۔ مولانا کے مکان پر خفیہ جلسے ہوتے رہے اور اس امر کی اطلاع ملی ہے۔ کہ سرحد سے کچھ آدمی بھی وہاں آتے تھے۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۵ء کو محمود الحسن نے بھی ایک شخص محمد میاں اور دوستوں کے ساتھ عبید اللہ کی مثال کی پیروی کی۔ اور شمال کی طرف جانے کے لئے نہیں بلکہ عرب کے صوبہ حجاز میں مقیم ہونے کے لئے ہندوستان چھوڑ دیا۔ روانہ ہونے سے پہلے عبید اللہ نے دہلی میں ایک مدرسہ قائم کیا اور دو ایسی کتابیں معرضِ اشاعت میں لایا۔ جن میں ہندوستانی مسلمانوں کو جنگی اور مذہبی جوش کی ترغیب دی گئی تھی اور اُن کو جہاد کے فرض اولیٰ کے ادا کرنے پر آمادہ کیا گیا تھا۔ اس شخص کا اور اس کے دوستوں کا جن میں مولانا محمود الحسن صاحب بھی شامل ہیں عام مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کا ایک بہت زبردست حملہ ہندوستان پر ہو۔ اور مسلمانوں کی بغاوت سے اس کو تقویت پہنچے اب ہم ذیل میں اُن کوششوں کا ذکر کریں گے جو اُن لوگوں نے اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے لئے کیں۔ عبید اللہ اور اس کے دوست پہلے ہندوستانی مجنونان مذہب کے پاس گئے۔ اور اس کے بعد کابل پہنچے۔ وہاں پر ترکی۔ جرمنی کے ممبروں سے ملے اور اُن سے تبادلہ خیالات کیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد اُن کا دیوبندی دوست مولوی محمد میاں انصاری بھی آ ملا۔ یہ آدمی مولانا محمود الحسن صاحب کے ساتھ عرب گیا تھا۔ اور ۱۹۱۶ء میں وہ اعلان جہاد ساتھ لے کر آیا۔ جو حجاز کے ترکی فوجی حاکم "غالب پاشا" نے مولانا محمود الحسن کو دیا تھا۔ اثناء راہ میں "محمد میاں" اس تحریر (جو غالب نامہ سے مشہور ہے) کی نقلیں ہندوستان اور سرحدی قوموں میں تقسیم کرتا ہوا آیا۔

(منقول از جہادِ حریت ۱۸۵۷ء کے بعد علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے از ص ۱۵۴ تا ۱۵۶)

آزادی ہند کے سلسلہ میں اراکین جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاریاں

(منقول از علماء حق اور اُنکے مجاہدانہ کارنامے حصہ دوم)

۲۹-۳۰ ستمبر ۱۹۴۰ء مطابق ۲۷-۲۸ شعبان ۱۳۵۹ھ کو مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس زیر صدارت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں حسب ذیل اعلان مرتب کیا گیا۔

"برطانیہ کی طرف سے اس نازک ترین تاریخی موقع پر بھی ہندوستان کی آزادی کو تسلیم نہ کرنا اور بعد از جنگ ہندوستان کی آزادی کا اعلان نہ کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے۔ کہ وہ ہندوستان کو اپنے اوپر حکومت کرنے کا حق اور کسی قسم کا اقتدار دینا ہی نہیں چاہتی۔ اور اس صورت میں یہ ظاہر ہے کہ ہندوستان اور ہندوستانیوں کا جنگ میں برطانیہ کے ساتھ جس قدر تعاون اور امداد ہے وہ رضاکارانہ ہرگز نہیں ہے۔ اُن کی طرف سے اُن کی مرضی کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ جمعیۃ علماء ہند اپنے وطن ہندوستان کو آزاد دیکھنا چاہتی ہے یہی

سڑک ایک باغ کے کنارے سے گذرتی تھی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو تیس یا چالیس مجاہدین پر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے افسر مقرر کر دیا تھا۔ آپ اپنے تمام ماتحتوں کو لے کر باغ میں چھپ گئے۔ اور سب کو حکم کیا کہ پہلے سے تیار رہو۔ جب میں حکم کروں۔ سب کے سب ایک دم فائر کرنا۔ چنانچہ جب پلٹن مع توپ خانہ باغ کے سامنے سے گذری۔ تو سب نے یکدم فیر کیا۔ پلٹن گھبرا گئی۔ کہ خدا جانے کس قدر آدمی یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ توپ خانہ چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے توپ خانہ کھینچ کر حضرت حاجی صاحب کی مسجد کے سامنے لا کر ڈال دیا۔ اس سے لوگوں میں ان حضرت کی فراست ذکاوت، فنون حربیہ کی مہارت، معاملہ فہمی، اور ہر قسم کی قابلیت کا سکہ بیٹھ گیا۔

(منقول از نقش حیات حضرت مولانا حسین احمد صاحب دامت برکاتہم مدنی ص ۱۴۱-۱۴۲ جلد دوم)

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کی بناء پر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے لئے علماء کرام نے جہاد کا اعلان کیا۔ تاکہ ہندوستان انگریزوں کے پنجہ سے آزاد ہو جائے۔

جنگی عہدہ دار

(۱) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام المجاہدین۔

(۲) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سپہ سالار۔ افواج المجاہدین

(۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ قاضی افواج المجاہدین۔

(۴) حضرت مولانا محمد منیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانوی کو میمنہ میسرہ (دائیں اور بائیں) کا افسر قرار دیا گیا۔

جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف دہلی کے علماء کرام کا فتوےٰ

علماء میں مولانا احمد شاہ صاحب لاور جنگ صاحب مدراسی۔ مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی۔ جنہوں نے دہلی میں بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں علماء کے سامنے تقریر کی تھی۔ اور استفتاء پیش کیا تھا مفتی صدر الدین صاحب آزردہ صدر الصدور دہلی۔ مولوی عبد القادر صاحب۔ قاضی فیض اللہ صاحب دہلوی مولانا فیض احمد صاحب بدایونی۔ ڈاکٹر مولوی وزیر خان اکبر آبادی۔ سید مبارک شاہ رام پوری نے اس پر دستخط کر دئے تھے۔ اور اس فتوی کے شائع ہوتے ہی ملک میں عام شورش بڑھ گئی تھی۔ دہلی میں نوے ہزار سپاہ جمع ہو گئی تھی (الثورۃ الہندیہ ص ۱۵۶ از تاریخ ذکاء اللہ منقول از نقش حیات ص ۴۵-۴۶)

تقدیر تدبیر پر غالب آگئی

ہندوستانیوں کو اپنے اعمال سالفہ کی سزا ملنی تھی۔ گذشتہ مصائب پاداش کے لئے احکم الحاکمین کے دربار عدالت میں کافی نہ تھے۔ اس لئے باوجود اس قدر جاں بازیوں کے برٹش شہنشاہیت کو ہندوستانیوں پر اس طرح مسلط کر دیا گیا جس طرح کوڑے لگانے والے بھنگی جلاد کو مجرم پر مسلط کر دیا جاتا تھا جس میں نہ شرافت ہوتی ہے۔ نہ رحم و انسانی ہمدردی۔ ہندوستانیوں کو سپید برطانوی بھیڑیوں کے سامنے سرنگوں کرنا قدرت کی تجویز تھی۔ وہ ہو کر رہی۔ تحریک انقلاب و آزادی ناکام کر دی گئی۔ غلامیت کا طوق پہلے سے ہزاروں درجہ بوجھل کر کے ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں کی گردن میں ڈال دیا گیا۔ قصبہ تھانہ بھون اور اس کے اطراف و جوانب کے وہ مقامات جن کی شکایت کسی دشمن نے کر دی۔ برباد کر دئے گئے۔

(منقول از نقش حیات جلد دوم ص ۴۴-۴۵)

دہلی کی حالت زار

دہ وحشی نادر شاہ نے بھی وہ لوٹ نہیں مچائی تھی۔ جو فتح دہلی کے بعد انگریزی فوج نے جائز رکھی۔ شارع عام پر پھانسی گھر بنائے گئے۔ اور پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں کو روزانہ سزائے موت دی جاتی تھی۔ ذکاء اللہ کا بیان ہے کہ تین ہزار آدمیوں کو پھانسی دی گئی۔ جن میں سے انتیس شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مؤلف نصرۃ التواریخ لکھتا ہے کہ ستائیس ہزار مسلمان قتل کئے گئے اور سات دن تک برابر قتل عام جاری رہا"

(شاندار ماضی ص ۶۹ از افسانہ غم ص ۲۸-۲۹ منقول از نقش حیات ص ۴۷)

علماء کرام کی استقامت

الحاصل ان (فتوی دینے والے) علماء نے آخر وقت تک اپنے فتوی کے مطابق عمل کیا۔ جنرل بخت خاں اور اس کی فوج اور مجاہدین نے پوری پوری شجاعت دی۔ مگر آپس کے غداروں نے (جن کے سرغنہ مرزا الٰہی بخش اور مرزا مغل شہزادہ تھے) ہر قسم کی ابتری پھیلا دی اور نتیجہ وہی ہوا۔ جو ایسی باتوں کا ہوتا ہے۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو پوری دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور انتہائی سفاکی سے دہلی میں قتل عام جاری کر دیا گیا۔

(منقول از نقش حیات جلد دوم ص ۴۷)

امام المجاہدین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

تینوں حضرات (حضرت حاجی صاحب۔ مولانا گنگوہی مولانا نانوتوی رحمہم اللہ تعالے) کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکا ہے۔ اور گرفتار کنندہ کے لئے صلہ (انعام) تجویز ہو چکا ہے۔ لوگ تلاش میں ساعی اور جاسوسی کی تگ و دو میں پھرتے ہیں۔ اور حضرت حاجی صاحب راؤ عبد اللہ خاں رئیس پنجلاسہ کے اصطبل کی ایک اندھیری کوٹھڑی میں مقیم ہیں۔ چاشت کی نماز کا وقت ہے (یعنی ۹ یا ۱۰ بجے صبح کا) ایک روز اسی کوٹھڑی میں وضو فرما کر چاشت کی نماز کے ارادہ سے مصلی بچھایا اور جان نثار حضار جلسہ سے فرمایا کہ آپ لوگ جائیں۔ میں نفلیں پڑھ لوں۔ راؤ عبد اللہ خاں اعلیٰ حضرت کے بڑے جان نثار خادم اور مشہور مرید ہیں۔ گھر کے خوشحال زمیندار اور سرکار کے نزدیک باوجاہت شخص سمجھے جاتے تھے۔ سمجھتے تھے کہ اعلیٰ حضرت پر جو الزام لگایا گیا ہے اس کے قائم ہوتے ہوئے حضرت کے لئے اپنا مکان کھول دینا دنیاوی حیثیت سے کس درجہ خطرناک ہے کیونکہ باغی کی اعانت بھی سرکاری بغاوت میں شمار ہے مگر اس کے ساتھ ہی غلبہ حب دین اور فرط عشق میں اس درجہ مغلوب تھے۔ کہ نہ مال کی پروا تھی۔ نہ جان کی۔ خدا کی شان کہ جس وقت راؤ عبد اللہ خاں حضرت کو تحریمہ باندھے نوافل میں مشغول چھوڑ کر کوٹھڑی سے باہر نکلے اور پٹ بند کر کے اصطبل کے دروازہ کے قریب پہنچے ہیں تو سامنے سے دوش کو آتے دیکھا۔ اور ہکا بکا کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ خدا جانے مخبر کون تھا۔ اور کس بلا کا بتلا تھا۔ جس نے عین وقت پر روپوشی کی کوٹھڑی تک معین کر دی تھی۔ چنانچہ دوش اصطبل کے پاس پہنچی۔ اور افسر نے مسکرا کر راؤ صاحب سے ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ گویا اپنے آنے کی وجہ کو چھپایا۔ جہاں دیدہ و تجربہ کار راؤ صاحب وہیں سے تاڑ گئے تھے۔ کہ

"ایں گل دیگر شگفت" مگر

"نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن"

اپنی جان یا عزت کے جانے، ریاست و زمینداری کے ملیا میٹ ہونے اور ہتھکڑیاں پڑ کر جیلخانہ پہنچنے یا پھانسی پر چڑھ کر عالم آخرت کا سفر کرنے کی تو مطلق پروا نہ تھی۔ اگر فکر و رنج یا حزن و افسوس تھا۔ تو یہ کہ ہائے غلام کے گھر سے اور آقا گرفتار ہو۔ اور عبد اللہ خاں کے گھر میں اس کا جان سے زیادہ عزیز شیخ پابزنجیر کیا جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی راؤ صاحب، ایک جوانمرد مستقل مزاج نہایت دلیر قوی القلب راجپوت تھے۔ تشویش کو دل میں دبایا۔ اور چہرہ یا اعضاء پر کوئی بھی اثر اضطراب کا محسوس نہ ہونے دیا مسکرا کر جواب دیا۔ اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ دوش کا افسر گھوڑے سے اترا۔ اور یہ کہہ کر میں نے آپ کے یہاں ایک گھوڑے کی تعریف سنی ہے۔ اس لئے بلا اطلاع یکایک آنے کا اتفاق ہوا۔ اصطبل کی جانب قدم اٹھائے۔ راؤ صاحب

اس کا مطمع نظر اور نصب العین ہے۔ نہ وہ نازی ازم کو ہندوستان پر مسلط دیکھنا چاہتی ہے۔ نہ فیسزم کو نہ اشتراکیت کو پسند کرتی ہے۔ نہ جاپانی پالیسی اور اقتدار کو وہ اپنے اوپر خود حکومت کرنے کا حق چاہتی ہے۔ اور بس۔

لہذا وہ علی رؤس الاشہاد اعلان کرتی ہے کہ اس کی پالیسی جو ستمبر ۱۹۳۹ء میں میرٹھ کی تجویز کی شکل میں شائع ہو چکی ہے اور جس کی تصریح مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۱۳ رجنوری ۱۹۴۰ء (بنام والسرائے ہند) میں کر چکے ہیں باوجود ایک سال گزر جانے اور مختلف مدارج و منازل سے گزر چکنے کے بعد آج بھی بدستور قائم ہے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ برٹش سامراج کی اس تحفظ شہنشاہیت کی جنگ میں شریک ہونے کی کوئی وجہ جواز نہیں پاتی۔

علمائے حق کی گرفتاریاں

جمعیتہ علماء ہند کے محترم اراکین اپنی اس پالیسی کی اشاعت تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ سے کر رہے تھے۔ مگر افسوس حکومت نے اُن کی پر صداقت صدا کی طرف منصفانہ توجہ دینے کی بجائے جبر و تشدد کے ذریعہ سے اس آوازِ حق کو دبانا چاہا۔ چنانچہ جابجا "کلمۃ الحق" کو سربلند کرنے والے مجاہد علمائے کرام کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ اور اُن پر مقدمات چلائے گئے۔ اور ان کو سزائیں دی گئیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل علمائے کرام کے اسمائے گرامی خاص طور قابلِ تذکرہ ہیں:۔

(۱) مجاہدِ ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب جو سیاسی تدبر علمی تبحر تحریر اور تقریر کی اعلیٰ مہارت میں ممتاز ترین درجہ رکھتے ہیں۔
(۲) سالارِ اعظم انصار اللہ۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب فنا شاہجہانپوری
(۳) حضرت مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری
(۴) حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب فاخری الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل صاحب الہ آباد رکن مجلس عاملہ جمعیتہ علماء ہند
(۵) مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب (ایم۔ ایل۔ اے) اُستاد جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد
(۶) مولانا سید اختر اسلام صاحب استاد جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد وغیرہ وغیرہ۔

علمائے کرام جن کی

فہرست

کی طوالت اوراق کتاب کی وسعت کے لئے غیر قابلِ برداشت ہے۔

وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان ڈاکٹر خانصاحب کا علمائے کرام کو خراجِ تحسین کیونکہ آزادیٔ ملک اُن کا بھی حصہ ہے

نوائے وقت ۱۶ راپریل ۱۹۵۶ء

ایک انٹرویو کے دوران میں آپ نے اخباری نمائندوں کو بتایا۔ کہ مسئلہ کشمیر کے متعلق میرا نظریہ وہی ہے جو میں عوام سے تعلق رکھنے والے ہر دوسرے مسئلہ کے متعلق ظاہر کرتا رہا ہوں۔ اور وہ یہ کہ عوام کی رائے کو ہر چیز پر فوقیت حاصل ہونی چاہئے۔

پنڈت نہرو نے کہا تھا۔ کہ اگر کشمیر میں استصواب منعقد کرایا گیا۔ تو اس سے یہ مسئلہ حل ہونے کی بجائے اور پیچیدہ ہو جائے گا۔ ڈاکٹر خانصاحب نے اس رائے سے عدم اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے۔ کہ مسئلہ کشمیر کا واحد حل یہی ہے۔ کہ اسے عوام کے سپرد کر دیا جائے۔ جو اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کا پیدائشی حق رکھتے ہیں۔

جب ان کی توجہ پنڈت نہرو کے بیان کے اس حصے کی طرف مبذول کرائی گئی۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ بھارت کے لیڈر انقلابی ہیں جب کہ پاکستانی لیڈروں پر یہ بات صادق نہیں آتی۔ تو ڈاکٹر خانصاحب نے کہا مجھے یقین نہیں آتا۔ کہ پنڈت نہرو نے یہ بات کہی ہے۔ وہ جدوجہد آزادی میں پاکستانی عوام اور لیڈروں کی قربانیوں کو کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر خانصاحب نے اپنے آپ کو تحریک آزادی کا ایک ناچیز کارکن قرار دیتے ہوئے کہا۔ کہ خان عبد الغفار خاں اور اُن کے ہزاروں رفقاء کی قربانیوں کو کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے آزادی کی راہ میں اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ اور برطانوی سامراج کو پس پائی پر مجبور کر دیا۔ مولانا عبید اللہ سندھی اور اُن جیسے دوسرے علماء کی خدمات کہاں گئیں جو زندگی بھر غیر ملکی استبداد کے خلاف لڑتے رہے کیا وہ انقلابی نہیں تھے

حاصل

یہ ہے۔ کہ پنڈت نہرو نے مملکت پاکستان کو یہ طعنہ دیا تھا۔ کہ پاکستان کے لیڈر انقلابی نہیں ہیں۔ تو وزیر کبیر مغربی پاکستان ڈاکٹر خانصاحب نے اس کا منہ توڑ جواب علماء کرام کو سامنے رکھ کر دیا۔ کہ کیا یہ علماء کرام انقلابی نہیں تھے۔ جو زندگی بھر ملکی استبداد کے خلاف لڑتے رہے

آزادی ملنے کے بعد اب کیا ہو رہا ہے

از نوائے وقت مورخہ ۱۴ رفروری ۱۹۵۶ء

بدعنوانی اور رشوت ستانی

ہمارا موجودہ دفتری نظام عبارت ہے اقرباپروری خویش نوازی۔ رشوت ستانی اور جنبہ داری سے اور یہ بدعنوانیاں گھن کی طرح پورے معاشرے کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ اِن کی مثالیں ہی نہیں۔ بلکہ داستانیں لوک زبان ہیں۔ اور سو میں سے ننانوے اپنے داؤ پر ہیں۔ سفارش رشوت اثر و رسوخ وغیرہ ایسی ناگزیر برائی بن چکی ہیں کہ آج کوئی شخص اپنے کسی جائز کام کے لئے بھی ان میں سے کوئی ایک راستہ اختیار کئے بغیر حصول مقصد کا تصور نہیں کر سکتا قیام پاکستان کے بعد حب الوطنی خدمت خلق۔ فرض شناسی دیانت اور اس نوع کے دوسرے محاسن کا جو مظاہرہ قوم نے بڑی فراوانی سے کیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ ناپید ہوتے گئے۔ اور اُن کی جگہ بددیانتی لالچ اور ہوس ناکی نے لے لی۔ کچھ عرصہ تک تو لوگوں کو اس کا احساس ہوتا تھا۔ اور نجی محفلوں میں اس پر بڑے دردناک انداز میں رائے زنی کی جاتی تھی۔ مگر اب یہ متاع بھی ختم ہو گئی۔ احساس زیاں بھی جاتا رہا۔ اور اب معمولی سے معمولی کام کے لئے بھی ہر شخص کسی جھجک کے بغیر یہ استفسار کرتا ہے۔ کہ یہ کام کیسے پورا ہی ہو سکتا ہے۔ متعلقہ افسر کس کی سفارش مانتا ہے۔ اس کا قریبی عزیز یا دوست کون ہے لوگ نہ صرف ایسی معلومات فراہم کر دیتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی غرض مند پریشان ہو تو اُسے بلا تکلف یہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ فلاں کی مٹھی گرم کرو۔ اور پریشانی سے نجات پاؤ

اس سے پہلے رشوت نے وباء کی یہ صورت اختیار نہیں کی تھی۔ ان بدعنوانیوں کی وجوہ کیا ہیں اور ان کے انسداد کی تدابیر کے باوجود ان کی بیخ کنی کیوں نہیں ہو پائی اور یہ زہریلا پودا عشق پیچاں کی بیل کی طرح آخر سارے معاشرے اور نظم و نسق کے گرد کیوں لپٹا ہوا ہے۔ عوام ان برائیوں کے آگے کیوں سپر ڈالتے ہیں۔ اور ان کے فروغ میں حصہ لینے پر کیوں مجبور ہیں؟ یہ بڑے اہم سوالات ہیں۔ مگر ان کے جواب کچھ مشکل نہیں۔ ان بدعنوانیوں نے ہمارے دفتری نظام اور معاشرے کا جو سرچشمہ گدلا کر رکھا ہے۔ اگر اس کے منبع کا پتہ چلایا جائے۔ تو یہ گندا نالہ اقتدار کی اونچی چوٹی سے نکلتا ہوا دکھائی دے گا۔ الناس علی دین ملوکہم عوام کالانعام ہر معاملہ میں خواص کی تقلید کرتے ہیں۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں انہی کا نمونہ ثابت ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی طرح سرکاری ملازمین بھی اپنے اعلیٰ افسروں کی تقلید کرتے ہیں۔ اور اعلیٰ افسر اپنی باری میں وزرائے کرام اور سیاسی لیڈروں کے کردار کو اپناتے ہیں۔ بادشاہ اگر کسی باغ میں سے ایک سیب ناجائز طور پر وصول کرے تو اس کے اہل کار پورا باغ ہی اجاڑ دیں گے۔

به نیم بیضہ چوں سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ به سیخ

جمہوریت میں بادشاہ کی جگہ وزیروں اور پبلک لیڈروں نے لے لی ہے۔ سرکاری اہل کاروں کے سامنے مثال انہی کی ہے۔ اگر سرکاری اہل کار کو اس کا علم ہو۔ کہ وزیر بے داغ کیرکٹر کا مالک ہے۔ تو رشوت لینے کا عادی افسر بھی ایسے وزیر کے ماتحت محکمے میں سہم جائے گا۔ اور رشوت لیتے ہوئے ہچکچائیگا۔ لیکن اگر وزیر

خود ہی افسر کو بلا کر کہے۔ کہ فلاں آسامی پر میرے فلاں عزیز کو مقرر کر دو۔ یا فلاں ٹھیکہ یا ڈیپو وغیرہ میرے فلاں آدمی کو دے دو۔ تو ایسا وزیر صرف اُس افسر ہی کو جس سے وہ یہ ناجائز کام لیتا ہے۔ بددیانتی کی ترغیب نہیں دیتا۔ وہ پورے دفتر کو غلط راستے پر لگانے کا مجرم ہے۔ اور جب ایک محکمہ کے افسروں یا اہلکاروں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ہمارا وزیر کنبہ پروری و دوست نوازی یا رشوت ستانی کو معیوب خیال نہیں کرتا۔ تو وہ بجا طور پر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اُنہیں کھلی چھٹی مل گئی ظاہر ہے کہ جس وزیر کا اپنا دامن پاک نہیں۔ وہ کسی دوسرے افسر کا محاسبہ کس زبان سے کریگا۔

رشوت صرف یہی نہیں۔ کہ کوئی وزیر یا پبلک لیڈر نقد روپیہ وصول کرے کسی وزیر یا پبلک لیڈر کا اپنی پوزیشن اور اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھانا اور اپنے کسی غیر مستحق دوست یا عزیز کو اپنے ماتحت محکموں میں سے کسی محکمے کے منصب پر فائز کر دینا یا کسی اور محکمے میں اُس کی سفارش کرنا۔ ایسا منصب دلانا جس کا وہ حق دار نہیں۔ ٹھیکوں۔ الاٹمنٹوں۔ اجاروں اور پرمٹوں میں براہ راست اپنا یا کسی عزیز کا حصہ رکھنا بھی بدترین قسم کی رشوت اور بددیانتی ہے۔ اس لئے تطہیر کی مہم سب سے پہلے اوپر سے شروع ہونی چاہیئے۔ رشوت کے خلاف وعظ و نصیحت کی کوئی مہم اُس وقت تک کامیاب نہیں ہوگی۔ جب تک وزیروں اور سیاسی لیڈروں کا اپنا دامن اس قسم کے دھبوں سے پاک نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ بھی ایک تلخ تجربہ ہے۔ کہ اگر کوئی سرپھرا اور حد درجہ دیانتدار افسر کسی وزیر یا سیاسی لیڈر کی سفارش قبول نہ کرے۔ تو اُس کے خلاف انتقامی کاروائی کی جاتی ہے۔

یہ صحیح ہے۔ کہ انسداد رشوت ستانی کے لئے ایک علیحدہ محکمہ قائم ہے۔ لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ معمولی کلرک چنگی انسپکٹر سپرنٹنڈنٹ یا پٹواری اور کانسٹیبل ہی پکڑے جاتے ہیں۔ اور اُنہیں سزا ملتی ہے۔ لیکن بڑے بڑے مگرمچھ صاف بچ جاتے ہیں۔ ان مگرمچھوں میں وزراء پارلیمنٹ کے ممبر اعلیٰ سرکاری افسر اور پبلک لیڈر سب ہی شامل ہیں۔ اور ہر ایک کی زبان پر ان کی بدعنوانیوں کے افسانے ہوتے ہیں۔ اس سے قبل اگر کسی وزیر کے متعلق یہ شکایات ہوتیں۔ کہ وہ پرمٹوں۔ ڈیپوں لائسنسوں اور ٹھیکوں میں اپنا حصہ رکھ کر لاکھوں روپیہ کما رہا ہے۔ تو اس کے خلاف پروڈا کے تحت کاروائی بھی اتنی مشکل بنا دی جاتی تھی۔ کہ کوئی شخص درخواست کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اب جب کہ پروڈا کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے۔ آج تک کسی وزیر۔ سیاسی لیڈر یا بڑے افسر کا کوئی مواخذہ نہیں ہوا۔ حالانکہ قانون کی نگاہ میں نہ صرف چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ ہر مجرم کو اُس کے منصب کے مطابق سزا ملنی چاہیئے۔ یاد ہوگا۔ کہ سابقہ پنجاب اسمبلی میں ایک ممبر نے یہ سوال کیا تھا۔ کہ کتنے وزراء کے پاس کتنی الاٹمنٹیں ہیں پرمٹیں ہیں۔ اور مقدمات میں مداخلت کون کرتا ہے۔ لیکن اس سوال کے جواب میں معنی خیز خاموشی اختیار کی گئی۔ اس ضمن میں ہم یہ بھی متنبہ کر دیں۔ کہ کچھ لوگوں کو محض عبرتناک سزا دے دینے سے ہی معاشرہ اس گندگی سے چھٹکارا نہیں پائے گا۔ اور یہ بدعنوانیاں اُس وقت تک ختم نہیں ہونگی۔ جب تک انہیں کچلنے کے ساتھ ساتھ دوسرے ذرائع بھی اختیار نہ کئے جائیں۔ اس لئے کہ یہ محض انتظامی مسئلہ ہی نہیں۔ اس کا ایک انسانی پہلو بھی ہے۔ سرکاری ملازمین میں رشوت لینے کے رجحان کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ فی زمانہ انسانی اقدار بدل گئی ہیں۔ وہی شخص سماج میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جس کے پاس اچھا گھر ہو۔ جس کا لباس شاندار ہو۔ جس کی کوٹھی اور کار ہو۔ اور جس کا بنک بیلنس ہو۔ سرکاری ملازم بھی اس رجحان کا شکار ہیں۔ دوسرے یہ کہ لوگ اب اس سادگی پر مطمئن نہیں جتنے آج سے پچاس یا سو سال قبل تھے۔ پہلے جو اشیاء تعیش کا سامان سمجھی جاتی تھیں۔ اب لوازمہ زندگی ہیں۔ اس طرح رہن سہن کا معیار بڑھ چکا ہے ساتھ ہی اخراجات زندگی بھی بڑھ گئے ہیں۔ پھر تقسیم کے بعد متروکہ جائدادوں کے حصول کے امکانات نے عام پبلک کو جس میں سرکاری ملازمین بھی شامل ہیں۔ لالچی بدکردار اور حریص بنا دیا۔ ان کے سامنے بڑوں کی مثال تھی۔ جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لینے کی قیمت گھناؤنے طریقوں سے وصول کی۔ عوام نے سوچا۔ کہ جب ہر شخص مالدار بن سکتا ہے۔ تو وہ کیوں نہ بنیں۔

رشوت ستانی کی ایک اور بنیادی اور بڑی وجہ کنٹرول کا بڑھتا ہوا نظام ہے۔ تجارت اور صنعت کا نظام تو بالکلیہ کنٹرول کے تحت ہے۔ اس کے علاوہ ہر چھوٹے سے کام کے لئے ایک شخص پرمٹ یا لائیسنس حاصل کرنے پر مجبور ہے اس طرح ساری پبلک سرکاری ملازموں کے رحم وکرم پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے سرکاری ملازمین کے بھی اتنے وسیع اختیارات ہیں۔ کہ وہ تجارت پیشہ لوگوں اور صنعت کاروں کی سرپرستی کر سکتے ہیں۔ اُن کے قلم کے الٹ پھیر سے لاکھوں کے وارے نیارے ہو سکتے ہیں۔ اس طرح رشوت اور بددیانتی کے امکانات بے حد وسیع ہو گئے ہیں۔ ان حالات میں مناسب یہ ہے۔ کہ

۱۔ مقدمات اور امور سرکاری میں وزراء سیاسی قائدین اور ارکان اسمبلی کے بے جا مداخلت کی قطعاً اجازت نہ دی جائے۔ اور سرکاری حکام کو اس کی ضمانت دی جائے۔ کہ وہ ان سفارشا کی خلاف ورزی پر سفارش کنندہ کے عتاب سے محفوظ رہیں گے

۲۔ ایمان دار وفادار اور فرض شناس ملازمین کی حوصلہ افزائی کے لئے اعزاز اور تمغوں کے طریقہ کی تجدید کی جائے۔

۳۔ سرکاری ملازمین کے سفرخرچ اور تنخواہوں کے بل کی فوری ادائیگی کا انتظام کیا جاوے اور اخراجات زندگی میں اضافہ کے تناسب سے گرانی الاونس اور تنخواہ کے سکیل پر نظرثانی کی جاوے۔

۴۔ اعلیٰ حکام کو مجبور کیا جاوے۔ کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں۔

۵۔ رشوت کھانے والے افسروں کے خلاف کاروائی کو آسان اور مؤثر بنایا جائے۔ سزا فوراً دی جاوے۔ اور جتنا بڑا افسر ہو اتنی ہی زیادہ سزا دی جاوے۔

۶۔ کنٹرول کے نظام کو ختم کرکے ایک عام آدمی کی زندگی میں کم سے کم مداخلت کی جاوے۔ ع

رُخ سوئے میخانہ دارد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

نظم از حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی

(۱) زمیں بدلی زماں بدلا ۔ مکیں بدلے مکاں بدلا
(۲) نہ میں بدلا نہ تو بدلا ۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۳) زمانے کی روش بدلی ۔ زمین و آسمان بدلے
(۴) نہ بدلا فکر انسانی ۔ تو پھر بدلہ تو کیا بدلا
(۵) وزارت ہی بدلنی تھی ۔ تو پھر بدلی تو کیا بدلی
(۶) نہ بدلا جو بدلنا تھا ۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۷) نہ عادت حکمراں بدلی ۔ نہ حالت بیکساں بدلی
(۸) حکومت ہی نہ جب بدلی ۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۹) نہ راشی کی روش بدلی ۔ نہ خویشاں پروری بدلی
(۱۰) نہ یہ بدلی نہ وہ بدلی ۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۱۱) بدلنا ہے اگر تجھ کو ۔ بدل جیسے عمر بدلے
(۱۲) نہ جیسے بوجہل بدلا ۔ تو پھر بدلہ تو کیا بدلا
(۱۳) بدل دے جو بدلنا ہے ۔ بدلنا جرم ہے مخفی
(۱۴) بدلنا ہی نہ گر بدلا ۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا

پاکستان کے مطالبہ کے وقت

مسلمانوں کا نعرہ

اے پاکستان میں بسنے والو۔ آپ کو یاد ہے پاکستان کے مطالبہ کے وقت آپ یہ نعرہ گلی کوچوں سڑکوں اور شاہ راہوں پر ہزارہا کی تعداد میں جلوس نکال کر لگاتے تھے " پاکستان کا مقصد کیا ہے ۔ لا الہ الا اللہ کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا۔ کہ پاکستان میں فقط اللہ تعالےٰ کی حاکمیت ہوگی۔ اور کیا اللہ تعالےٰ کی حاکمیت کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ اس ملک میں سوائے قانون الہٰی یعنی قرآن مجید کے اور کوئی قانون

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

بقیہ خطبہ ________ (صفحہ ۱۲ سے آگے)

نافذ نہیں ہوگا۔ اور اے مسلمان کیا یہ تیرا عقیدہ نہیں ہے۔ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کی مراد وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

حاصل

اس مطالبہ کا یہ نکلا۔ کہ حدود پاکستان کے اندر کتاب (قرآن مجید) اور سنتہ (رسول) کے مطابق قانون نافذ ہوگا

دستور ساز اسمبلی کی تصدیق

پاکستان کے مقصد لا الہ الا اللہ ہونے کی جو توجیہ ہم نے کی ہے۔ اس ہی توجیہ قرارداد کر میں مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم نے کی ہے۔ جو دستور ساز اسمبلی نے منظور کی ہوئی ہے۔

وزیر اعظم پاکستان کی قرارداد

چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔ اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیابتاً عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے لہذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد و خود مختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔ جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق واختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت و

حریت ومساوات ورواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے۔ پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں۔ ترتیب دے سکیں۔

شہیدوں کی دس لاکھ روحوں کا مطالبہ

اے پاکستان کے بسنے والو، مشرقی پنجاب میں جو دس لاکھ مسلمان شہید کئے گئے تھے، ان کی روحیں تمہیں زبان حال سے پکار رہی ہیں کہ جب ہمیں محض کلمہ گو ہونے کے باعث انتہائی بے دردی اور سفاکی سے اپنے بیوی بچوں کے سامنے قتل کیا گیا تھا اور ہم نے کلمہ کے ناموس کی خاطر جان دے دی تھی، تو اب پاکستان میں خوشیاں منانے والو اب کیوں کلمہ لا الہ الا اللہ کے جھنڈے کو سربلند نہیں کرتے؟ اور اب کیوں اسلام محمدی کا نام لینے سے گھبراتے ہو؟ اور کیوں سیکولرسٹ "لادینی" ریاست بنانے کے خواب دیکھ رہے ہو۔ یاد رکھو ہمیں ذبح کرا کر تم نے پاکستان میں اسلام کا جھنڈا بلند نہ کیا تو قیامت کے دن ہمارے ہاتھ ہوں گے اور تمہارے گلے ہوں گے۔ اور

احکم الحاکمین کا دربار انصاف ہوگا۔ پھر دیکھنا تمہاری کیا گت بنتی ہے

اگر قیامت پر ایمان ہے

اور اعمال کی جزاء وسزا کے قائل ہو تو پھر تمہارے لئے دنیا میں عزت پانے اور آخرت میں اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا جھنڈا بلند ہو اور اس کے ماتحت کتاب وسنت کا قانون رائج ہو (ارواح شہداء کا مطالبہ ختم)

لاکھوں بیوگان کا مطالبہ

اے پاکستان میں بسنے والو، خواہ عوام ہو یا خواص۔ رعایا ہو یا حکام، تم سے لاکھوں بیوگان یہ مطالبہ کر رہی ہیں۔ کہ اے ہمارے سہاگوں کے خون کی ہولی کھیل کر اور ہمیں در بدر دھکے دلا کر پاکستان بنانے والو، اب کیوں اس خدا کے قانون کو پاکستان میں نافذ نہیں کرتے، جس کے لئے ہمارے سہاگوں کو بھینٹ چڑھایا گیا تھا۔ اس کلمہ لا الہ الا اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ورنہ قیامت کے دن دربار شہنشاہ میں ہم مستغیث ہوں گی اور آپ مستغاث علیہ ہوں گے۔ پھر دیکھنا تمہاری کیا گت بنتی ہے

لاکھوں یتیموں کا مطالبہ

اے پاکستان کے بسنے والو، تم سے وہ بے کس اور بے بس در در کے دھکے کھانے والے یتیم بچے بزبان حال مطالبہ کر رہے ہیں کہ اے پاکستان کے باشندو، ہمارے شفیق اور مہربان باپوں کے خون سے ہولی کھیل کر پاکستان بنانے والو، ہمارے باپوں کو جس مقصد کے لئے قربانی کا بکرا بنایا تھا، اس وعدے کو پورا کرو۔ یعنی لا الہ الا اللہ والا قانون بنا کر پاکستان میں نافذ کردو۔ تو فبہا، ورنہ یاد رکھو قیامت کے دن ہمارے ہاتھ ہوں گے اور تمہارے گریبان ہوں گے ہم مستغیث ہوں گے اور تم مستغاث علیہ ہوں گے۔ اور احکم الحاکمین کا دربار ہوگا جس میں ہر فیصلہ صحیح ہوگا اور ہر مظلوم کی داد رسی ہوگی۔ اور کسی کی کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔ پھر دیکھنا کس کو داد ملتی ہے اور کس کو پابزنجیر کرکے دوزخ میں بھیجا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا ایک ضروری مطالبہ

دستور ساز اسمبلی جو قانون بنائے اس پر نظر ثانی کرنے کے لئے مستند اور مقتدر علمائے کرام کا ایک بورڈ نظر ثانی کرنے کے لئے مقرر کیا جائے۔ کیونکہ دستور ساز اسمبلی کے اراکین کا عالم دین ہونا ضروری نہیں ہے، اس لئے ممکن ہے کہ کوئی قوانین یا ان کی بعض شقیں دین محمدی جو تیرہ سو سال سے رائج ہے کے خلاف تجویز ہو جائیں اور علمائے کرام کے اس بورڈ کا فیصلہ خواہ متفقہ ہو یا اکثریت کی تائید سے حاصل ہو وہی قطعی اور آخری فیصلہ سمجھا جائے

اس بورڈ کے دو شعبے

(الف) سُنیوں سے متعلقہ احکام پر نظر ثانی کرنے والا بورڈ سُنی علماء کا ہوگا۔

(ب) اور شیعہ حضرات کے متعلقہ قوانین کی دیکھ بھال کرنے والا بورڈ شیعہ حضرات کے مستند علماء کرام سے مرتب ہوگا شیعہ حضرات کے متعلق بھی اس بورڈ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کو زندہ، تابندہ اور پائندہ بنانے کے اصول

پہلا

یورپین تہذیب وتمدن میں سے مخرب اخلاق چیزوں کو روکنا مثلاً مخلوط تعلیم۔ دفاتر میں مخلوط ملازمتیں، سینما، ڈانس، جوئے کی مختلف صورتیں مثلاً لاٹری وغیرہ

دوسرا

سکولوں اور کالجوں میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی ایک معقول درجہ تک پڑھائی جائے تاکہ انہیں اسلام کی اہمیت، معقولیت اور تمام مذاہب پر فوقیت کا یقین کامل ہو جائے اور دین اسلام کے متعلق طلبہ اور طالبات کو اتنی معلومات ہوں کہ وہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اپنے مذہب کی فوقیت بدلائل واضح کر سکیں۔ اور زنانہ تعلیم میں ان میں عملی اسلام پھونکنے کی بھی پوری کوشش کی جائے۔ مثلاً نماز پنجگانہ روزہ رکھنے کو لازمی قرار دیا جائے۔

تیسرا

"جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو عبرت ناک سزائیں دی جائیں تاکہ باقی کے ہوش ٹھکانے پر آجائیں۔ مثلاً سمگلروں کو، رشوت خوروں کو، اغوا کنندگان کو، چوروں کو، ڈاکوؤں کو، بلیک مارکیٹ کرنے والوں کو، بددیانت افسروں کو وغیرہ وغیرہ۔

چوتھا

مسلمانان پاکستان میں "جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کی حفاظت کے لئے جذبۂ جہاد پیدا کرنا۔ کہ اگر پاکستان کی کسی سرحد پر دشمن حملہ آور ہو تو سارے پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں میں جہاد کے شعلے بھڑک اٹھیں۔

پانچواں

مسلمانوں کو جب پاکستان کے دفاع کے لئے ہر وقت تیار رکھنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ لائسنس کی پابندی ہٹا دی جائے اور مسلمانوں کو ہتھیاروں کے رکھنے اور ان کے استعمال کی طریقے سیکھنے کی عام اجازت دی جائے۔ قرآن مجید میں بھی مسلمانوں کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

بقیہ خطبہ (صفحہ ۲۳ سے آگے)

جذبۂ جہاد پیدا کرنے کی خدمت

میں اپنی اور اپنے ہم مشرب اور ہم مسلک علماء کرام کی طرف سے جذبۂ جہاد کی روح مسلمانوں میں پیدا

کرنے کے لئے خدمات پیش کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ خزانۂ پاکستان سے تنخواہ نہیں لیں گے البتہ بہترین نئی اور تیز رفتار موٹریں اور پٹرول اور ڈرائیور حکومت کے ہوں گے۔

بشرطیکہ

علماء کرام یہ خدمت حسبۃً للہ مفت انجام دیں گے بشرطیکہ "حکومت جمہوریہ اسلامیہ پاکستان پہلے چار اصول کو عملی جامہ پہنا دے۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ؁

شیخ الاسلام — بنام — شیخ التفسیر

(حضرت شیخ مدنی قدس سرہٗ کا یہ مکتوب گرامی ۳ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ کا رقم فرمودہ ہے جو مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول صفحہ ۲۱۲ سے ماخوذ ہے حاشیہ سے حضرت الامام لاہوریؒ کا مکتوب گرامی بنام "مرتب مکتوب" مولانا نجم الدین اصلاحی نقل کیا جا رہا ہے جس سے حضرت الامام الشیخ مدنیؒ کے مکتوب گرامی کو سمجھنے میں آسانی بھی ہوگی اور دونوں بزرگوں کے باہمی روابط، اعتقاد، احترام اور تعلق خاطر کا بھی اندازہ ہوگا)

"حسب الحکم اعلیٰ حضرت مدنی دامت برکاتہم (جب حضرت زندہ تھے) کے دو والا نامے ارسال خدمت ہیں —— دوسرا وہ ہے جبکہ تقسیم ملک کے بعد جمعیۃ علماء ہند اپنے ان مرکزی اراکین کو علیحدہ کر دیا تھا جو حدود پاکستان میں آ گئے تھے اور ہماری مرکزی جمعیۃ علماء ہند نے اپنی صوابدید کے مطابق ہمیں پاکستان میں کام کرنے کے لیے آزاد کر دیا تھا۔ اس فیصلے کی اطلاع کے بعد میری طبیعت بہت ہی پریشان ہوئی میں نے اعلیحضرت مدنی دامت برکاتہم کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اس میں عرض کی گئی کہ جن بزرگوں کی دامن گیری سے مجھے قیامت کے دن نجات کا بھروسہ تھا آج انہوں نے ہمیں الگ کر دیا۔ اس عریضہ کے جواب پر اعلیحضرت مدظلہم نے یہ فرمان ارسال فرمایا تھا جو ارسال خدمت ہے۔ فقط احمد علی ۲۹ شعبان ۹۹ھ ۳ رجون ۵۰ء

سیدنا المحترم زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ مندرجہ مضامین سے سخت متاثر ہوا۔ محترما! کیا آپ علاقہ کسی انجمن کے وجود و عدم اور اس کی ممبری پر موقوف ہے جس پر آپ متاثر ہوتے ہیں۔ کلا واللہ! ہم اور آپ حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہ العزیز کے دربار کے دریوزہ گر اور اسی بناء پر خواجہ تاش ہیں یہ روحانی تعلق کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتا۔ اگر مادی اسباب حائل بھی ہو جائیں تو کیا ہے۔ ہماری ارواح ایک دربار گہربار کی حاضر باش ہیں حفظنا اللہ وایاکم من کل سوء ورزقنا جمیعاً رضاہ فی الدنیا والآخرۃ — آمین

گھر کے لوگوں اور صاحبزادوں اور دیگر احباب پرسان حال سے سلام مسنون عرض کر دیں۔ دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ — والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ، دیوبند

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے قائم کردہ ادارہ انجمن خدام الدین لاہور کی جانب سے ایک ہفت روزہ رسالہ ''خدام الدین'' شائع کیا جاتا تھا۔ اس کے ریکارڈ کے حصول کی صورت یوں پیش آئی کہ عرصہ دراز سے جمعیت علماء اسلام کا مسلسل زوال، جمعیت علماء اسلام کی مختلف حصوں میں تقسیم اور ان کے سربراہوں کی طرف سے جمعیت علماء اسلام کو مسلسل موروثی جماعت بنانے کا عمل جاری ہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۵۶ء میں جس جمعیت علماءِ اسلام کا دوبارہ احیاء کیا گیا اس کی تاریخ بھی میسر نہیں ہے۔ راقم کی کوشش ہے کہ جمعیت علماء اسلام اور اکابرین جمعیت علماء اسلام کی صحیح تاریخ اور واقعات درج کیے جائیں۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا مجاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا۔ مولانا مجاہد الحسینیؒ ہفت روزہ خدام الدین کے ایڈیٹر رہ چکے تھے اور فیصل آباد کے رہائشی تھے۔ راقم کے دادا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بارے میں تفصیلی علم رکھتے تھے۔ فون پر راقم سے فرمایا کہ کسی کو بھیج دیں کہ وہ تاریخی واقعات اور مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے مضامین فراہم کریں گے لیکن میرے فون پر رابطہ کرنے کے کچھ دن بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ میں نے ان کے بعد مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ سے کراچی رابطہ کیا۔ ان دنوں آپ بیمار تھے فرمایا کہ میں کچھ عرصہ تک لکھوا کر آپ کو فراہم کرتا ہوں۔ اتنا ضرور فرمایا کہ پہلے وہ خود اور مولانا زاہد الراشدی صاحب بھی جمعیت علماء اسلام میں شامل تھے لیکن مولانا فضل الرحمٰن گروپ کی طرف اشارہ فرمایا کہ بعد میں یہ لوگ حاوی ہو گئے تھے۔ یہ بھی فرمایا کہ مولانا زاہد الراشدی صاحب بھی مکمل واقعات اور تاریخ فراہم کر سکتے ہیں۔ دریں اثناء آپ بھی انتقال کر گئے۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب نے میری گزارش پر جمعیت علماء اسلام کی تاریخ پر مبنی اپنی چند مختصر تحریریں فراہم کی لیکن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی وفات کے بعد جمعیت علماء اسلام کی تاریخ اور گروپس میں تقسیم کب شروع ہوئی؟ مختلف حصوں میں تقسیم کے اسباب، کن علماء نے اختلاف کیا؟ یہ تاریخ اور واقعات نہایت اہم ہیں۔ اور یہ تاریخ مدد فراہم کرے گی کہ جمعیت علماء اسلام جس کا آغاز حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے کیا اور بعد میں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ،

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ، مولانا عبدالحنان صاحب ہزارویؒ اور مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ نے جس تاریخی جمعیت علماء اسلام کا دوبارہ احیاء ۱۹۵۶ میں کیا، اس جمعیت علماء اسلام کے قدیم ڈھانچہ کو بے جان کرنے اور موروثی جماعت بنانے میں کن اشخاص کا کردار رہا اور کن وجوہات کی وجہ سے اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

اسی تاریخ کی تلاش کی کوشش میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے شائع کردہ شمارے ہفت روزہ خدام الدین بتوسط جناب صلاح الدین فاروقی صاحب مقیم ٹیکسلا ۱۹۵۵ تا ۱۹۷۰ میسر آئے۔ جمعیت علماء اسلام کی مکمل تاریخ تو نہ مل سکی البتہ ان شماروں میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے خطبات جمعہ اور مجالس ذکر موجود ہیں۔ اسی لئے ان اہم خطبات جمعہ اور مجالس ذکر اور مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے چند اہم مضامین اور نظمیں شائع کرنے کا فیصلہ کیا جو کہ پیش خدمت ہے۔

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے قبل کی مختصراً تاریخ یوں ہے کہ:

> "شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے قیام پاکستان کے بعد بہاولپور میں چند علماء کرام کو طلب کیا تھا جن میں مفتی عبدالواحدؒ سابق صدر جمعیۃ علماء ہند (گوجرانوالہ) بھی شامل تھے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے علمائے کرام کو تلقین فرمائی تھی کہ وہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے جمعیت علماء اسلام کو منظم کریں اور اصل جدوجہد کا آغاز کریں۔" (تحریر جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ)

مولانا زاہدالراشدی صاحب نے اپنے مختصر مضامین میں لکھا ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد جمعیت علماء ہند سے تعلق رکھنے والے علماء حضرات مولانا محمد صادق صاحبؒ کراچی، مولانا سید گل بادشاہؒ سرحد، مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے بڑے صاحبزادے مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ ساہیوال پنجاب، مولانا عبد الحنان ہزارویؒ سرحد اور مفتی عبد الواحدؒ پنجاب کی مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ کی ۱۹۵۰ میں میٹنگ ہوئی تھی جس میں جمعیت علماء پاکستان کے قیام کا فیصلہ کیا گیا مگر اسے آگے چلانے کا کہیں ذکر و تذکرہ نہیں ملتا۔[۱]

---

(۱) حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جمعیت علماء ہند کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن اور جمعیت علماء ہند پنجاب کے صدر تھے۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مرکزی مجلس عاملہ کے رکن اور آل انڈیا جمعیت علماء ہند کے نائب صدر تھے۔ مولانا صادق کراچی اور مولانا گل بادشاہ مردان بالترتیب سندھ جمعیت علمائے ہند اور سرحد جمعیت علماء ہند کے صدر تھے۔ مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ جمعیت علماء ہند متحدہ پنجاب کے سیکرٹری تھے۔

پاکستان بننے کے بعد جمعیت علماء اسلام کا دوبارہ احیاء ۱۹۵۶ء

تقسیم ہند کے بعد جمعیت علماء ہند نے فیصلہ کیا کہ جمعیت کے جو ارکین پاکستان چلے گئے ہیں اور وہ جو پاکستان میں ہی رہتے ہیں وہ اپنی الگ جماعت بنائیں، ان کا اب جمعیت علماء ہند سے کوئی تعلق نہیں۔ (۱)

مولانا غلام غوث ہزارویؒ انجمن خدام الدین کے شمارے "حضرت لاہوری نمبر" میں لکھتے ہیں:

"جب ۱۹۵۶ء میں بمقام ملتان مغربی پاکستان کی جمعیت علمائے اسلام کے دورِ جدید کی ابتداء ہو رہی تھی اس کانفرنس میں حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنویؒ، مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ وغیرہ سارے حضرات شریک تھے۔ اس اجلاس میں احقر کو ناظم جمعیت منتخب کیا گیا۔ حضرت لاہوریؒ نے فرمایا میں اس شرط پر صدارت قبول کرتا ہوں کہ احقر (حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ) ناظم بنے۔ چار و ناچار احقر نے قبول کیا۔ میرا اصرار حضرت مولانا عبدالحنان ہزارویؒ کے لیے تھا میں ان کو ہر طرح سینئر سمجھتا تھا۔ وہ مرکزی جمعیت دہلی کے بھی ناظم رہ چکے تھے۔ تمام باطل فرقوں سے مناظرہ کر سکتے تھے۔ شستہ زبان اور بلیغ تقریر تھی مگر انہوں نے بیماری کے عذر پر اصرار کیا اور واقعی وہ بیمار تھے، ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔ آخر کار ان کی وفات اسی بیماری سے ہوئی۔ اسی اجلاس میں مولانا عبدالستار خان نیازی بھی مدعو تھے۔ چنانچہ وہ دن کو شریک ہوئے۔

اس دن سے جمعیت علماء اسلام کا دورِ جدید شروع ہوا۔ یہ اجلاس حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی وفات کے بعد ہوا، ورنہ وہ بھی تمام دیوبندی خیال کے علماء کے مل کر کام کرنے کے حق میں تھے۔ اس لیے کہ پاکستان بننے کے بعد اختلاف کی کوئی وجہ باقی نہ رہی تھی۔ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے بھی پاکستان کی مثال مسجد سے دی اور اس کے استحکام کے لئے لکھ کر بھیجا۔ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ صدر آل انڈیا جمعیت علماء ہند نے مجھے دہلی میں ریفرینڈم کے بارے میں پاکستان کو ووٹ دینے کا کہا۔ جبکہ انہیں دنوں میں خان عبدالغفار خان صاحب نے دہلی میں شیخ حسام

---

(۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیۃ علماء ہند کا خط بنام حضرت مولانا احمد علی لاہوری شامل کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا خط بنام مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع بانی دارالعلوم کراچی بھی شامل ہے۔

الدینؒ وغیرہ کے سامنے مجھے کہا تھا کہ ہم صوبہ سرحد میں متوازی گورنمنٹ قائم کریں گے۔‘‘

ڈاکٹر علامہ خالد محمود برمنگھم مانچسٹر نے حضرت لاہوریؒ کی سیاسی خدمات کے حوالے سے لکھا ہے:

’’تقسیم ملک تک حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جمعیت علماء ہند کے ممبر تھے۔ تقسیم ملک کے بعد حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے مولانا احمد علی لاہوریؒ کو لکھا کہ تقسیم ہند کے بعد آپ کا تعلق جمعیت علماء ہند سے ٹوٹ چکا ہے۔ اب آپ پاکستان کی بہبود اور استحکام کے لیے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے تعاون کریں اور جمعیت علماء اسلام میں شامل ہو کر اپنے ملک کی خدمت کریں۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ تقسیم ملک تک میری رائے تقسیم کے خلاف تھی لیکن اب جب کہ ملک قائم ہو چکا ہے اور اسلام کے نام پر ایک نیا آزاد ملک قائم ہو چکا ہے تو اب مسلمانوں اور اسلام کی عزت کا تقاضا ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ استحکام نصیب ہو۔ مولانا احمد علی صاحبؒ ذکر فرماتے تھے کہ اس خط نے ان پر گہرے نقوش چھوڑے اور انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ جمعیت علماء اسلام کے تحت ملّی اور ملکی خدمات سرانجام دیں گے۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کی وفات کے بعد ان اکابر کے قریب کے علماء جمعیت کی سیاسی کشتی کو کچھ زیادہ ہمت سے نہ چلا سکے۔ پاکستان پارلیمنٹ میں قراردادِ مقاصد پاس ہو چکی تھی اور اس کا تقاضا تھا کہ علمائے حق زیادہ سے زیادہ مستحکم ہو کر پاکستان کو ایک صحیح اسلامی سلطنت بنانے کے لیے محنت کریں اور اسی احساسِ شدید سے ملتان میں جمع ہوئے اور جمعیت علماء اسلام کی قیادت اور اور امارت کے لیے حضرت مولانا احمد علیؒ کو منتخب کیا گیا۔ حضرت مرحوم نے اپنے دورِ امارت میں جمعیت علماء اسلام کی رہنمائی باحسن وجوہ انجام دی۔ حالات کے ہر نازک موڑ پر نہایت عزم و ہمت کا مظاہرہ کیا۔ اربابِ اقتدار پر نہایت جرأت مندانہ تنقید کی اور آخر وقت تک آپ جمعیت علماء اسلام کے امیر رہے۔‘‘

حضرت مولانا سید حامد میاںؒ نے حضرت لاہوری نمبر میں لکھا ہے:

’’جمعیت علماء اسلام کا اس موجودہ شکل میں احیاء اس طرح ہوا ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے حکمران ٹولے کے ساتھ اتنے زیادہ قریبی اور گہرے تعلقات تھے کہ جن کی وجہ سے ان کی ذات بری طرح مجروح ہو چکی تھی اور جمعیت علماء اسلام کا قدیم

ڈھانچہ بے جان ہو گیا تھا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا مفتی محمود مد ظلہ کو توفیق مرحمت فرمائی۔ انہوں نے مصارف کا انتظام کیا اور حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ کی اعانت سے ملتان میں پہلی بار مغربی پاکستان کی سطح پر علماء کے بہت بڑے اجتماع کا انتظام فرمایا۔ اس پر مجھے بھی مدعو فرمایا تھا۔ علماء کی از سرِ نو تنظیم پر سب کا اتفاق تھا البتہ اس کے نام پر بحث ہوتی رہی بالآخر جمعیت علماء اسلام ہی نام تجویز ہوا۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ، مولانا عبدالحنان صاحب ہزارویؒ اور مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ بھی جو قدیم جمعیت علماء ہند کے نظماء وغیرہ رہتے آئے تھے وہ بھی شریک تھے اور عہدے دار بھی ہوئے۔ بہر حال جمعیت علماء اسلام کا از سرنو انتخاب عمل میں آیا اور حضرت لاہوریؒ امیر قرار پائے۔ اس کے بعد بھی جمعیت کی مجالس میں شریک ہوتا رہا۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم بھی شرکت فرمانے لگے اور بالآخر حضرت لاہوریؒ کی وفات کے بعد آپ امیر قرار پائے۔ اس اجمالی تاریخ کے ذکر کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جمعیت کی مجالس میں بسا اوقات اختلاف رائے بھی ہو جاتا تھا، ایک دفعہ ایسے ہی اختلاف کے وقت حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ میں ساتھیوں کے سامنے اپنی رائے لکھ دیتا ہوں لیکن اگر ان کی رائے مجھ سے مختلف ہو تو جو طے ہو جاتا ہے پھر میں اس کی پوری طرح پابندی کرتا ہوں۔ آپ کے اس ایک اصول میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور ان جیسے مزاج والوں کے لیے عظیم درس ہے۔ حدیث پاک میں اسے سامانِ بردباری قرار دیا گیا ہے۔ والعیاذ باللہ ”

اضافہ جات

۱. اس مجموعہ میں جمعیت علماء اسلام جو ۱۹۵۶ء میں معرض وجود میں آئی اس کا منشور بھی شامل کر رہا ہوں تاکہ موجودہ علماء کرام دیکھ سکیں کہ علمائے حق کی جمعیت علماء اسلام اور موجودہ مختلف گروپس میں تقسیم شدہ جمعیت علماء اسلام میں بنیادی فرق کیا ہے اور کیوں کر موجودہ جمعیت علماء اسلام کے مختلف گروپس ان عظیم مقاصد سے دور ہیں جن کے لئے اکابر علماءِ حق نے جمعیت علماء اسلام کا دوبارہ احیاء ۱۹۵۶ء میں کیا تھا۔ بشرطِ زندگی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کی وفات کے بعد کی جمعیت علماء اسلام کی تاریخ کو تلاش کرنے کی کوشش جاری

رہے گی۔ ان شاء اللہ

۲. اس مجموعہ میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ ہفت روزہ خدام الدین کے وہی صفحات شامل کیے جائیں جو خطبات اور مجالس ذکر سے متعلق ہیں تاکہ دورانِ مطالعہ قارئین مضامین کی تلاش کی زحمت سے بچ سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مختصر احادیث اس نیت سے شامل کر دی گئی ہیں کہ حضور ﷺ کی اس حدیث مبارکہ پر عمل ہو سکے: "جو شخص میری امت کے لیے ان کے دین کے نفع فائدے کی چالیس حدیثیں محفوظ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن علماء کی جماعت میں اٹھائے گا۔" (شعب الایمان: ۱۵۹۳)

اس عظیم ثواب کے لیے علماء امت نے اپنے طرز پر چہل احادیث لکھی ہیں جو عوام و خواص کے لیے مفید عام ہوتی ہیں۔ تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خالی صفحات میں کم از کم چالیس احادیث شامل کر دی جائیں تاکہ ان کے یاد کرنے والے چہل حدیث (چالیس احادیث) کے عظیم الشان ثواب کے بھی مستحق ہو جائیں اور شاید ان کی برکت سے یہ گنہگار بھی ان بزرگوں کے خدّام میں شامل ہو جائے۔

مشہود مفتی

ابن نعیم بن مفتی محمد نعیم لدھیانوی

ذکرِ خیر

اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو ایک یہ انعام بھی عطا فرمایا کرتے ہیں کہ آئندہ نسلیں ان کا ذکرِ خیر کرتی رہیں۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے اس شرف سے بھی مشرف فرمایا ہے۔ ان کے تلامذہ کا سلسلہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا اور ان کے متوسلین فخریہ طور پر اپنی نسبت ان کی طرف کرتے رہیں گے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء ○ ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۲ء

... کے قلم سے

★ پیدائش ۲ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ بروز جمعہ بمقام قصبہ جلال متصل گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

★ ابتدائی تعلیم، قرآن عزیز گھر پر والدہ محترمہ سے پڑھا، پھر اپنے قصبہ سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع سعد آباد نامی قصبہ میں داخل کر دیئے گئے اور جب والدین "باہو چک" آ گئے تو تعلیم قصبہ تلونڈی کھجور والی کے سکول میں شروع کرا دی۔ بعد ازاں مولانا عبدالحق صاحب مرحوم خطیب گوجرانوالہ کے یہاں داخل کئے گئے۔ جہاں فارسی اور ابتدائی عربی تعلیم حاصل کی۔

★ چند ماہ بعد خوش قسمت والدین نے آپ کو دین اسلام کے لئے وقف کر کے مولانا عبیداللہ سندھی قدس سرہٗ کے سپرد کر دیا۔

★ حضرت سندھیؒ نے اپنے گھر (سیالکوٹ) سے سندھ جاتے ہوئے دین پور شریف چند دن قیام کیا۔ آپ ہمراہ تھے۔ عمر محض نو سال تھی لیکن حضرت دینپوری قدس سرہٗ نے از خود بیعت فرمایا (۱۸۹۵ء)

★ اس کے بعد حضرت سندھیؒ کے ہمراہ امروٹ شریف قیام رہا۔ وہیں مولانا سندھیؒ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔

★ ۱۳۱۹ھ میں مولانا سندھیؒ نے گوٹھ پیر جھنڈا سندھ میں "مدرسہ دارالرشاد" کی بنیاد رکھی تو آپ کو یہیں بلا لیا۔ یہیں تکمیل ہوئی، یہیں دستار بندی ہوئی۔ دستار بندی کرانے والے شیخ حسین ابن محسن انصاری یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ (۱۳۲۶ھ)

★ اس کے بعد اسی مدرسہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔

★ یہیں پہلی شادی مولانا سندھیؒ کی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی۔ سال بعد حسن نامی بچہ پیدا ہوا لیکن سات دن بعد بچہ انتقال کر گیا، دوسرے دن آپ کی اہلیہ بھی انتقال کر گئیں۔

★ ۱۳۳۰ھ میں دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے آپ کا دوسرا نکاح ابو محمد احمد چکوالی قدس سرہٗ کی بچی سے

★ ۱۹۰۹ء میں مولانا سندھیؒ نے دیوبند جا کر حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے حکم سے جمعیۃ الانصار بنائی۔ ساتھ ہی "نظارۃ المعارف القرآنیہ" کی داغ بیل ڈالی۔ اس عرصہ میں گوٹھ پیر جھنڈا کے مدرسہ کے منتظم حضرت لاہوری تھے۔

★ بعد میں حضرت سندھیؒ کے حکم سے نواب شاہ میں مدرسہ بنایا۔

★ اور جب نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی میں منتقل ہوا تو حضرت شیخ الہندؒ کے ایماء پر مولانا سندھیؒ نے آپ کو دہلی بلا لیا۔

★ دہلی قیام کے زمانہ میں مولانا سندھیؒ کے حکم سے تین حضرات نے آگرہ کا تبلیغی سفر کیا جس میں آپ بھی تھے اس سفر میں خدا

خوب برکت دی اور بڑا دینی نفع ہوا۔

★ اسی دوران بعض علی گڑھی حضرات کی خواہش پر مولانا سندھیؒ نے آپ کو علی گڑھ بھیج دیا لیکن صرف ایک ماہ قیام رہا۔

★ اس پورے عرصہ میں امروٹ شریف اور دین پور شریف کی حاضری رہی اور تکمیلِ اسباق کے بعد حضرت امروٹیؒ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ بعد میں حضرت دین پوریؒ نے بھی اور بقول موجودہ حضرت دین پوری ہمارے بڑے حضرت نے صرف آپ کو ہی مجاز قرار دیا تھا

★ ۱۹۱۵ء میں حضرت شیخ الہندؒ نے مولانا سندھیؒ کو کابل بھیجا تو دہلی کا سارا نظام آپ کے سپرد تھا۔

★ تحریک ریشمی رومال کے انکشاف کے بعد سب حضراتؒ کے ساتھ آپ بھی گرفتار ہوگئے۔ اس گرفتاری کے دوران بعض قیمتی چیزیں پولیس نے سنبھال لیں جن میں آپ کی سندات تک تھیں۔

★ دہلی سے گرفتار کرکے آپ کو کچھ عرصہ دہلی حوالات میں رکھا پھر شملہ لایا گیا شملہ سے لاہور لایا گیا اور تھانہ نولکھا کے حوالات میں رکھا گیا یہاں سے جالندھر لے جایا گیا اور کچھ دن وہاں رکھ کر راہوں (جالندھر) میں جیل میں بند کر دیا۔

★ سات دن بعد رہائی ہوگئی تو آپ کو لاہور لایا گیا اور فیصلہ ہوا کہ دو ضامن ایک ایک ہزار روپے کی ضمانت دیں تو آپ لاہور رہ سکتے ہیں۔ یہ ضامن آپ کی اہلیہ کے چچا زاد حافظ ضیاء الدین صاحب تھے جبکہ دوسرے ملک لال خاں صاحب تھے۔ جن کا انتظام حافظ صاحب نے کیا تھا کہ حضرت ان کے سوا کسی کو نہ جانتے تھے۔

★ لاہور آتے ہی درس کی ابتدا کر دی کہ استاذ مکرم مولانا سندھیؒ سے وعدہ تھا کہ اشاعتِ قرآن کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ اس درس کا سلسلہ پہلے مختلف مقامات پر رہا۔ بعد میں مسجد لائن سبحان خاں شیرانوالہ میں منتقل ہوگیا اور تادمِ آخر یہیں رہا۔

★ ۱۹۱۷ء میں لاہور پہلی مرتبہ تشریف لائے۔ اس سال حج کا ارادہ کیا۔ حج کے ساتھ ہجرت کا پروگرام تھا لیکن قدرتی اسباب مانع ہوئے۔

★ حج سے واپس آئے تو خلافتی پروگرام کے پیشِ نظر کابل ہجرت کرکے چلے گئے۔ بعد میں مولانا سندھیؒ نے آپ کو واپس لاہور بھیج دیا۔

★ واپسی پر پھر درس کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ ۱۹۲۲ء میں حکیم فیروز الدین صاحب کی تحریک پر انجمن خدام الدین کی داغ بیل ڈالی گئی۔

★ انجمن کے قیام کے بعد دو درس شروع ہوگئے۔ درسِ عام صبح کی نماز کے بعد، درس خاص مغرب کی نماز کے بعد تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے۔

★ پہلا درس ۱۹۱۷ء سے تادمِ زیست حضرتؒ نے خود دیا جبکہ دوسرا ۲۵ سال دے کر چھوڑ دیا اور آپ کی جگہ مولانا حبیب اللہ صاحب علیہ الرحمۃ مہاجر حرمین نے شروع کیا۔

★ حضرت کے اندازِ تفسیر کے مطابق تحریری کام کی تجویز ۱۹۲۳ء میں ہوئی اور آپ حسبِ تجویز واہ تشریف لے گئے۔ جہاں یہ کام مکمل اور ۱۹۲۷ء میں وہ مترجم و محشی قرآن شائع ہوگیا۔

★ ۱۹۲۴ء میں انجمن کی نگرانی میں مدرسہ قاسم العلوم جاری ہوا۔ اس مدرسہ میں سالانہ نصاب کے علاوہ تفسیر کا سہ ماہی نصاب بھی شامل تھا۔ اسی سہ ماہی کورس کے لئے حضرت مدنیؒ طلباء کو ترغیب دیتے تھے۔

★ قاسم العلوم کی ذاتی عمارت ۱۹۳۴ء میں بنی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے افتتاح کیا۔ اس سے پہلے عمارت کرایہ کی تھی۔ اس مدرسہ کے شعبہ جات درس نظامی، دورہ تفسیر اور شعبہ حفظ و ناظرہ ہیں۔ ابتداء میں صنعتی شعبہ بھی تھا لیکن بعد میں وہ بند کر دیا گیا۔

★ ۱۹۴۵ء میں مدرسۃ البنات بنایا جس میں ضروری تعلیم کے علاوہ امورِ خانہ داری کی مثالی تعلیم کا اہتمام ہے۔

★ ۱۳۲۵ھ میں شعبہ نشر و اشاعت قائم کیا گیا۔ اس شعبہ نے ۴۳ رسائل کا سیٹ شائع کیا۔ یہ رسائل اب تک ۱۵ لاکھ سے زائد تعداد مفت تقسیم ہو چکے ہیں جبکہ گیارہ موضوعات پر انگریزی رسائل کی اشاعت کا تخمینہ ۵۰ ہزار سے زائد ہے۔

★ ۱۹۵۵ء میں ہفت روزہ خدام الدین کی ابتداء ہوئی جس کا حلقہ ملک سے باہر بھی بہت وسیع ہے اور اس سے خلقِ خدا کو بہ فائدہ ہوا۔

★ بیعت کا سلسلہ بڑھ جانے کے بعد آپ نے مدرسہ قاسم العلوم کے زیریں حصہ میں مجلسِ ذکر شروع کر دی۔ نیز آپ خدام ہفتہ وار رپورٹ لکھنے کا فرماتے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ کتنی ترقی ہوئی۔

★ حضرتؒ کے خلفاء کی تعداد چوبیس ہے۔

★ حضرتؒ ابتداء سے ہی انجمن حمایتِ اسلام کے رکن تھے۔ پھر ۱۹۲۲ء میں جنرل کونسل کے رکن مقرر ہوتے اور ۱۹۵۰ء میں نائب صدر ہوئے اور یہ سلسلہ تازیست رہا۔

★ ۱۹۲۱ء میں میکلیگن انجینئرنگ کالج کے انگریز پرنسپل کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے متعلق بدزبانی پر طلباء کے احتج کی آپ نے بھرپور حمایت کی اور ان کا مؤثر طریق سے ساتھ دیا۔ حتیٰ کہ آپ گرفتار ہو گئے لیکن حکومت کو جھکنا پڑا۔

★ مودودی صاحب کی تحریک کے متعلق حضرتؒ کے جذبات بڑے شدید تھے اور آپ اس تحریک کو خلقِ خدا کے لئے مُضر خیال کرتے تھ اس دیار میں جن بزرگوں کی محنت سے عام طور پر لوگ اس تحریک سے محفوظ رہے ان میں حضرتؒ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔

★ وصال سے ۲۵ دن پہلے ۲۹ جنوری ۱۹۶۲ء کو دیال سنگھ کالج میں فتنہ انکارِ حدیث کے علمبردار پرویز پر پہلی ضرب آ ہی نے لگائی۔

★ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں آپ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جیل میں آپ کو زہر تک دیا گیا اور بقول حضرت رائپوری آپ کا تحریک میں شامل ہونا ہی اصل کامیابی تھی۔

★ پاکستان بننے سے پہلے آپ جمعیۃ علماء ہند کے سٹیج پر کام کرتے رہے بعد میں خیال فرمایا کہ دیوبند کے دونوں حلقے (پاکستان حامی اور مخالف) مل کر کام کریں تاکہ ملک کو صحیح معنی میں اسلامی سٹیٹ بنایا جا سکے اور ابتدا میں کوششیں بھی ہوئیں لیکن خاط فائدہ نہ ہوا تو اکتوبر ۱۹۵۶ء میں ملتان میں علماء کا اجتماع بلایا جس کے داعی آپ تھے اور منتظم حضرت مولانا مفتی محمود! چنانچہ جمعیۃ علماء اسلام کے مؤسسِ ثانی کی حیثیت سے آپ امیر جماعت منتخب ہوئے۔

★ جمعیۃ کی سرگرمیوں کے لیے ۱۹۵۶ء میں ہفت روزہ ترجمانِ اسلام کا اہتمام کرایا جو اب تک جاری ہے۔

★ آزاد کشمیر میں مفتیوں کے تقرر اور اس نظام کو بہتر بنانے کے لئے آپ آزاد کشمیر حکومت کی دعوت پر وہاں گئے اور بھر کام کیا۔

★ ایوبی مارشل لاء کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کا کام نظام العلماء کے نام سے ہوتا رہا اور آپ اس کے سربراہ تھے۔

★ اسی دورِ جبر میں عائلی قوانین کے خلاف آپ کی قیادت میں منظم جدوجہد ہوئی۔ آپ کو بھی لاہور حدود میں کئی بار نظر بند کیا گ

★ علم و عمل کا یہ عظیم پیکر، معرفت و روحانیت کا بحرِ ذخار، تحریکِ حریت کا قافلہ سالار ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء بروز جمعہ کو ا

۹ ½ بجے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا اور لُطف یہ کہ مالک کا بلاوا اس وقت آیا جب نمازِ عشاء کی نیت باندھی اور سرِ سجدہ میں تھا۔ اس دن رمضان المبارک کی ۱۷ر تاریخ تھی۔ (جس مناسبت سے یہ ایڈیشن پیشِ خدمت ہے)

★ اگلے دن حضرت مولانا عبیداللہ انور نے عظیم باپ کی وصیت و نصیحت کے مطابق درس دیا اور قرآن کھلتے ہی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ پر نظر پڑی۔ ابھی حضرت کی تدفین عمل میں نہیں آئی تھی، لیکن حکم تھا اس لئے اس حال میں بھی درس دیا۔

★ جنازہ اگلے دن مولانا انور نے پڑھایا۔ دو لاکھ کے لگ بھگ افراد نے جنازہ پڑھا۔ مولانا انور صاحب، مولانا حمید اللہ صاحب مرحوم اور دوسرے حضرات نے قبر میں آتارا۔ قبر کی تیاری کے بعد آخری دعا حضرت درخواستی زید مجدھم نے فرمائی۔

★ اولاد میں حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب فاضل دیوبند جو مہاجر مکہ و مدینہ سالہا سال حرمین شریفین میں اپنے اسلاف کے طرز پر درس دیتے رہے۔ اب انتقال فرما چکے ہیں۔

منجھلے صاحبزادے ہمارے مخدوم و مکرم مولانا عبیداللہ انور ہیں جو آپ کے علمی، عملی، روحانی اور سیاسی جانشین ہیں۔ ۱۹ مارچ ۱۹۶۲ء حضرت دین پوری میاں عبدالہادی صاحب مدظلہم نے مولانا عبیداللہ انور کی دستار بندی کرائی۔ مولانا حافظ حمید اللہ صاحبؒ چھوٹے صاحبزادے تھے۔ عالم، فاضل، تقویٰ و طہارت کی مجسم تصویر، انتقال فرما چکے ہیں۔ مولانا انور سے ایک صاحبزادے بڑے تھے اُن کا نام بھی عبیداللہ تھا وہ فوت ہو گئے جبکہ پہلی اہلیہ کے بچے حسن تھے جو فوت ہو گئے۔ پانچ صاحبزادیاں تھیں ——— علاوہ ازیں مدرسہ قاسم العلوم، مدرسۃ البنات، چھ مساجد، رسالہ خدام الدین، ساٹھ کے قریب مطبوعات، ترجمہ قرآن لفظی مع تفسیر و حاشیہ، ہفت روزہ ترجمان الاسلام اور جمعیۃ علماء اسلام کی موجودہ تنظیم بھی حضرت کی باقیات میں سے ہے۔ نور اللہ تعالیٰ مرقدہ و تغمدہ اللہ بغفرانہ ———

(نوٹ:- اس خاکہ میں سنین کے اعتبار سے ترتیب کا زیادہ لحاظ نہیں رکھا گیا۔

تقویٰ و احتیاط

حضرت لاہوریؒ کے صاحبزادے حافظ حمید اللہ صاحب مرحوم نے یہ روایت خود مجھ سے بیان کی کہ میں "تالاب پر بیٹھا روٹی کھا رہا تھا کہ حضرتؒ تشریف لائے اور پوچھا — یہ کھانا کہاں سے لیا؟ میں نے عرض کیا کہ طلبار کے کھانے میں سے لیا ہے۔ حضرتؒ نے مجھے ایک چٹ رسید کی اور اپنی جیب خاص سے دو آنے عنایت فرمائے کہ جا کر منشی صاحب کے پاس جمع کرا کر آؤ کر اس کھانے میں تمہارا کوئی حق نہیں۔

یاد رہے کہ یہ محض آدھی روٹی اور تھوڑا سا آلو کا سالن تھا اور یہ قیامِ پاکستان سے قبل کا قصہ ہے۔

بروایت چودھری محمد رفیع صاحب شیرانوالہ دروازہ لاہور

جہادِ کشمیر میں مولانا احمد علی لاہوریؒ کی شرکت

قیامِ پاکستان کے فوراً بعد بعض وجوہات کی بناء پر کشمیر میں جنگ چھڑ گئی۔ تمام مکاتبِ فکر کے رہنماؤں نے اس جنگ کو جہاد کا نام دیا اور حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہٗ نے نہایت مجاہدانہ مستعدی سے اس میں حصہ لیا۔

حضرت اس جہاد میں حصہ لینے کی خاطر ہزاروں روپے کی وہ رقم جو شیرانوالہ مرکز میں جمع ہوتی خود لے کر کشمیر روانہ ہوتے اور اس وقت کی ذمہ دار شخصیت کے سپرد کر دیتے اور اس کا واپسی پر باقاعدہ اعلان کر دیتے۔ شب و روز اہمیتِ جہاد کا ذکر ہوتا۔

آپ بار بار فرماتے میرے دل کی تمنا یہی ہے کہ ڈوگروں کے مقابلے میں فرنٹ پر پہنچ کر صفِ اول میں شریک ہو جاؤں۔ سینے میں گولی لگے اور شہادت نصیب ہو جائے۔

(مردِ مومن، صفحہ ۱۱، عبدالحمید خان، فیروز سنز لاہور)

(انوارِ ولایت، ص ۱۵۳، پنجاب پریس لاہور)

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

1955 تا 1962

امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا

احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

اہتمام: مشہود مفتی

ابن نعیم بن مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ (نائب صدر جمعیت علماء ہند)

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے قائم کردہ ادارہ انجمن خدام الدین لاہور کی جانب سے ایک ہفت روزہ رسالہ "خدام الدین" شائع کیا جاتا تھا۔ اس کے ریکارڈ کے حصول کی صورت یوں پیش آئی کہ عرصہ دراز سے جمعیت علماء اسلام کا مسلسل زوال جمعیت علماء اسلام کی مختلف حصوں میں تقسیم اور ان کے سربراہوں کا جمعیت علماء اسلام کو موروثی جماعت بنانے کی کوششیں اور اس کی تاریخ کو مسخ کیا جانا ہے۔ راقم کی کوشش ہے کہ جمعیت علماء اسلام اور اکابرین جمعیت علماء اسلام کی صحیح تاریخ اور واقعات درج کیے جائیں۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا مجاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا۔ مولانا مجاہد الحسینیؒ ہفت روزہ خدام الدین کے ایڈیٹر رہ چکے تھے اور فیصل آباد کے رہائشی تھے۔ راقم کے دادا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بارے میں تفصیلی علم رکھتے تھے۔ فون پر راقم سے فرمایا کہ کسی کو بھیج دیں کہ وہ تاریخی واقعات اور مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے مضامین فراہم کریں گے لیکن میرے فون پر رابطہ کرنے کے کچھ دن بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ میں نے ان کے بعد مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ سے کراچی رابطہ کیا۔ ان دنوں آپ بیمار تھے فرمایا کہ میں کچھ عرصہ تک لکھوا کر آپ کو فراہم کرتا ہوں۔ اتنا ضرور فرمایا کہ پہلے وہ خود اور مولانا زاہد الراشدی صاحب بھی جمعیت علماء اسلام میں شامل تھے لیکن مولانا فضل الرحمٰن گروپ کی طرف اشارہ فرمایا کہ بعد میں یہ لوگ حاوی ہو گئے تھے۔ یہ بھی فرمایا کہ مولانا زاہد الراشدی صاحب بھی مکمل واقعات اور تاریخ فراہم کر سکتے ہیں۔ دریں اثناء آپ بھی انتقال کر گئے۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب نے میری گزارش پر جمعیت علماء اسلام کی تاریخ پر مبنی اپنی چند مختصر تحریریں فراہم کی لیکن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی وفات کے بعد جمعیت علماء اسلام کی تاریخ اور گروپس میں تقسیم کب شروع ہوئی؟ مختلف حصوں میں تقسیم کے اسباب، کن علماء نے اختلاف کیا؟ یہ تاریخ اور واقعات نہایت اہم ہیں۔ اور یہ تاریخ مدد فراہم کرے گی کہ جمعیت علماء اسلام جس کا آغاز حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے کیا اور بعد میں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ، مولانا عبدالحنان صاحب ہزارویؒ اور مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ نے جس تاریخی جمعیت علماء اسلام کا دوبارہ احیاء ۱۹۵۶ میں کیا، اس جمعیت علماء اسلام کے قدیم ڈھانچہ کو بے جان کرنے اور موروثی جماعت بنانے میں کن اشخاص کا کردار رہا اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

اسی تاریخ کی تلاش کی کوشش میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے شائع کردہ شمارے ہفت روزہ خدام الدین بتوسط جناب صلاح الدین فاروقی صاحب مقیم ٹیکسلا ۱۹۵۵ تا ۱۹۷۰ میسر آئے۔ جمعیت علماء اسلام کی مکمل تاریخ تو نہ مل سکی البتہ ان شماروں میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے خطبات جمعہ اور مجالس ذکر موجود ہیں۔ اسی لئے ان اہم خطبات جمعہ اور مجالس ذکر اور مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے چند اہم مضامین اور نظمیں شائع کرنے کا فیصلہ کیا جو کہ پیش خدمت ہے۔

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے قبل کی مختصراً تاریخ یوں ہے کہ:

"شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے قیام پاکستان کے بعد بہاولپور میں چند علماء کرام کو طلب کیا تھا جن میں مفتی عبدالواحدؒ سابق صدر جمعیۃ علماء ہند (گوجرانوالہ) بھی شامل تھے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے علمائے کرام کو تلقین فرمائی تھی کہ وہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے جمعیت علماء اسلام کو منظم کریں اور اصل

جدوجہد کا آغاز کریں۔" (تحریر جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ)

مولانا زاہد الراشدی صاحب نے اپنے مختصر مضامین میں لکھا ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد جمعیت علماء ہند سے تعلق رکھنے والے علماء حضرات مولانا محمد صادق صاحبؒ کراچی، مولانا سید گل بادشاہؒ سرحد، مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے بڑے صاحبزادے مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ ساہیوال پنجاب، مولانا عبدالحنان ہزارویؒ سرحد اور مفتی عبدالواحدؒ گوجرانوالہ پنجاب کی مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ کی ۱۹۵۰ء میں میٹنگ ہوئی تھی جس میں جمعیت علماء پاکستان کے قیام کا فیصلہ کیا گیا مگر اسے آگے چلانے کا کہیں ذکر و تذکرہ نہیں ملتا۔ (۱)

پاکستان بننے کے بعد جمعیت علماء اسلام کا دوبارہ احیاء ۱۹۵۶ء

تقسیم ہند کے بعد جمعیت علماء ہند نے فیصلہ کیا کہ جمعیت کے جو اراکین پاکستان چلے گئے ہیں اور وہ جو پاکستان میں ہی رہتے ہیں وہ اپنی الگ جماعت بنائیں، ان کا اب جمعیت علماء ہند سے کوئی تعلق نہیں۔ (۲)

مولانا غلام غوث ہزارویؒ انجمن خدام الدین کے شمارے "حضرت لاہوری نمبر" میں لکھتے ہیں:

"جب ۱۹۵۶ء میں بمقام ملتان مغربی پاکستان کی جمعیت علمائے اسلام کے دورِ جدید کی ابتداء ہو رہی تھی اس کانفرنس میں حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنویؒ، مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ وغیرہ سارے حضرات شریک تھے۔ اس اجلاس میں احقر کو ناظم جمعیت منتخب کیا گیا۔ حضرت لاہوریؒ نے فرمایا میں اس شرط پر صدارت قبول کرتا ہوں کہ احقر (حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ) ناظم بنے۔ چار و ناچار احقر نے قبول کیا۔ میرا اصرار حضرت مولانا عبدالحنان ہزارویؒ کے لیے تھا میں ان کو ہر طرح سینئر سمجھتا تھا۔ وہ مرکزی جمعیت دہلی کے بھی ناظم رہ چکے تھے۔ تمام باطل فرقوں سے مناظرہ کر سکتے تھے۔ شستہ زبان اور بلیغ تقریر تھی مگر انہوں نے بیماری کے عذر پر اصرار کیا اور واقعی وہ بیمار تھے، ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔ آخر کار ان کی وفات اسی بیماری سے ہوئی۔ اسی اجلاس میں مولانا عبدالستار خان نیازی بھی مدعو تھے۔ چنانچہ وہ دن کو شریک ہوئے۔

اس دن سے جمعیت علماء اسلام کا دورِ جدید شروع ہوا۔ یہ اجلاس حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی وفات کے بعد ہوا، ورنہ وہ بھی تمام دیوبندی خیال کے علماء کے مل کر کام کرنے کے حق میں تھے۔ اس لیے کہ پاکستان بننے کے بعد اختلاف کی کوئی وجہ باقی نہ رہی تھی۔ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے بھی پاکستان کی مثال مسجد سے دی اور اس کے استحکام کے لئے لکھ کر بھیجا۔ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ صدر آل انڈیا جمعیت علماء ہند نے مجھے دہلی میں ریفرینڈم کے بارے میں پاکستان کو ووٹ دینے کا کہا۔ جبکہ انہیں دنوں میں خان عبدالغفار خان صاحب نے دہلی میں شیخ حسام الدینؒ وغیرہ کے سامنے مجھے کہا تھا کہ ہم صوبہ سرحد میں متوازی گورنمنٹ قائم کریں گے۔" (۳)

ڈاکٹر علامہ خالد محمود برمنگھم مانچسٹر نے حضرت لاہوریؒ کی سیاسی خدمات کے حوالے سے لکھا ہے:

---

(۱) حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جمعیت علماء ہند کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن اور جمعیت علماء ہند پنجاب کے صدر تھے۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مرکزی مجلس عاملہ کے رکن اور آل انڈیا جمعیت علماء ہند کے نائب صدر تھے۔ مولانا صادق کراچی اور مولانا گل بادشاہ مردان بالترتیب سندھ جمعیت علمائے ہند اور سرحد جمعیت علماء ہند کے صدر تھے۔ مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ جمعیت علماء اسلام متحدہ پنجاب کے سیکرٹری تھے۔

(۲) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیۃ علماء ہند کا خط بنام حضرت مولانا احمد علی لاہوری شامل کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا خط بنام اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع بانی دارالعلوم کراچی بھی شامل ہے۔

(۳) مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے خط کی اہمیت کے پیش نظر ان کا مکمل خط اس مجموعہ کے آئندہ صفحات میں شامل کیا جا رہا ہے۔

"تقسیم ملک تک حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جمعیت علماء ہند کے ممبر تھے۔ تقسیم ملک کے بعد حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے مولانا احمد علی لاہوریؒ کو لکھا کہ تقسیم ہند کے بعد آپ کا تعلق جمعیت علماء ہند سے ٹوٹ چکا ہے۔ اب آپ پاکستان کی بہبود اور استحکام کے لیے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے تعاون کریں اور جمعیت علماء اسلام میں شامل ہو کر اپنے ملک کی خدمت کریں۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ تقسیم ملک تک میری رائے تقسیم کے خلاف تھی لیکن اب جب کہ ملک قائم ہو چکا ہے اور اسلام کے نام پر ایک نیا آزاد ملک قائم ہو چکا ہے تو اب مسلمانوں اور اسلام کی عزت کا تقاضا ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ استحکام نصیب ہو۔ مولانا احمد علی صاحبؒ ذکر فرماتے تھے کہ اس خط نے ان پر گہرے نقوش چھوڑے اور انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ جمعیت علماء اسلام کے تحت ملّی اور ملکی خدمات سرانجام دیں گے۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کی خدمات کے بعد ان اکابر کے قریب کے علماء جمعیت کی سیاسی کشتی کو کچھ زیادہ ہمت سے نہ چلا سکے۔ پاکستان پارلیمنٹ میں قراردادِ مقاصد پاس ہو چکی تھی اور اس کا تقاضا تھا کہ علمائے حق زیادہ سے زیادہ مستحکم ہو کر پاکستان کو ایک صحیح اسلامی سلطنت بنانے کے لیے محنت کریں اور اسی احساسِ شدید سے ملتان میں جمع ہوئے اور جمعیت علماء اسلام کی قیادت اور امارت کے لیے حضرت مولانا احمد علیؒ کو منتخب کیا گیا۔ حضرت مرحوم نے اپنے دورِ امارت میں جمعیت علماء اسلام کی رہنمائی باحسن وجوہ انجام دی۔ حالات کے ہر نازک موڑ پر نہایت عزم و ہمت کا مظاہرہ کیا۔ اربابِ اقتدار پر نہایت جرأت مندانہ تنقید کی اور آخر وقت تک آپ جمعیت علماء اسلام کے امیر رہے۔

حضرت مولانا سید حامد میاںؒ نے حضرت لاہوری نمبر میں لکھا ہے:

"جمعیت علماء اسلام کا اس موجودہ شکل میں احیاء اس طرح ہوا ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے حکمران ٹولے کے ساتھ اتنے زیادہ قریبی اور گہرے تعلقات تھے کہ جن کی وجہ سے ان کی ذات بری طرح مجروح ہو چکی تھی اور جمعیت علماء اسلام کا قدیم ڈھانچہ بے جان ہو گیا تھا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا مفتی محمود مد ظلہ کو توفیق مرحمت فرمائی۔ انہوں نے مصارف کا انتظام کیا اور حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ کی اعانت سے ملتان میں پہلی بار مغربی پاکستان کی سطح پر علماء کے بہت بڑے اجتماع کا انتظام فرمایا۔ اس پر مجھے بھی مدعو فرمایا تھا۔ علماء کی از سرِ نو تنظیم پر سب کا اتفاق تھا البتہ اس کے نام پر بحث ہوتی رہی بالآخر جمعیت علماء اسلام ہی نام تجویز ہوا۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ، مولانا عبد الحنان صاحب ہزارویؒ اور مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ بھی جو قدیم جمعیت علماء ہند کے نظماء وغیرہ رہتے آئے تھے وہ بھی شریک تھے اور عہدے دار بھی ہوئے۔ بہر حال جمعیت علماء اسلام کا از سرِ نو انتخاب عمل میں آیا اور حضرت لاہوریؒ امیر قرار پائے۔ اس کے بعد بھی جمعیت کی مجالس میں شریک ہوتا رہا۔ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم بھی شرکت فرمانے لگے اور بالآخر حضرت لاہوریؒ کی وفات کے بعد آپ امیر قرار پائے۔ اس اجمالی تاریخ کے ذکر کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جمعیت کی مجالس میں بسا اوقات اختلاف رائے بھی ہو جاتا تھا، ایک دفعہ ایسے ہی اختلاف کے وقت حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ میں ساتھیوں کے سامنے اپنی رائے لکھ دیتا ہوں لیکن اگر ان کی رائے مجھ سے مختلف ہو تو جو طے ہو جاتا ہے پھر میں اس کی پوری طرح پابندی کرتا ہوں۔ آپ کے اس ایک اصول میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور ان جیسے مزاج والوں کے لیے عظیم درس ہے۔ حدیث پاک میں اسے سامانِ بردباری قرار دیا گیا ہے۔ والعیاذ باللہ"

اضافہ جات

۱۔ اس مجموعہ میں جمعیت علماء اسلام جو ۱۹۵۶ء میں معرض وجود میں آئی اس کا دستور بھی شامل کر رہا ہوں تاکہ موجودہ علماء کرام دیکھ سکیں کہ علمائے

حق کی جمعیت علماء اسلام اور موجودہ مختلف گروپس میں تقسیم شدہ جمعیت علماء اسلام میں بنیادی فرق کیا ہے اور کیوں کر موجودہ جمعیت علماء اسلام کے مختلف گروپس ان عظیم مقاصد سے دور ہیں جن کے لئے اکابر علماءِ حق نے جمعیت علماء اسلام کا دوبارہ احیاء ۱۹۵۶ء میں کیا تھا۔ بشرطِ زندگی حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کی وفات کے بعد کی جمعیت علماء اسلام کی تاریخ کو تلاش کرنے کی کوشش جاری رہے گی۔ ان شاء اللہ

٢. اس مجموعہ میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ ہفت روزہ خدام الدین کے وہی صفحات شامل کیے جائیں جو خطبات اور مجالس ذکر سے متعلق ہیں تاکہ دورانِ مطالعہ قارئین مضامین کی تلاش کی زحمت سے بچ سکیں۔ اس لیے بقیہ صفحات کی جگہ کو خالی چھوڑ دیا گیا ہے البتہ ان خالی جگہوں میں حسب موقع مختصر احادیث نبوی اس نیت سے شامل کر دی گئی ہیں ہیں کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اس حدیث مبارکہ پر عمل ہو سکے: "جو شخص میری امت کے لیے ان کے دین کے نفع فائدے کی چالیس حدیثیں محفوظ کرے گا اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن علماء کی جماعت میں اٹھائے گا۔" (شعب الایمان:۱۵۹۳)

اس عظیم ثواب کے لیے علماء امت نے اپنے طرز پر چہل احادیث لکھی ہیں جو عوام و خواص کے لیے مفید عام ہوتی ہیں۔ تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خالی صفحات میں کم از کم چالیس احادیث شامل کر دی جائیں تاکہ ان کے یاد کرنے والے چہل حدیث (چالیس احادیث) کے عظیم الشان ثواب کے بھی مستحق ہو جائیں اور شاید ان کی برکت سے یہ گنہگار بھی ان بزرگوں کے خدّام میں شامل ہو جائے۔

مشہود مفتی

ابن نعیم بن مفتی محمد نعیم لدھیانوی

قطب زماں حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا غلام غوث ہزاروی

جناب مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب زید مجدہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں
رت لاہوری قدس سرہ کی کچھ باتیں لکھ دوں۔ کیونکہ ان کا مجھ سے بہت تعلق رہا ہے محترم مولانا صاحب! میں اگر سو سال بھی
ت کے پاس رہوں مجھے ان سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔

میں صرف گفتار و تمال ہوں وہ کردار و حال تھے میں صرف ثابت اور وہ سیارہ تھے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے
ولی وید قصور سے ۱۵ سال کے مدارج طے ہوئے تو ان حضرات کا کیا کہنا ہمارا ایمان تقلیدی یا بالغیب ہے ان کا ایمان بالمشاہدہ
تھا اس لیے صحابہ کرامؓ کے ایک مد کے برابر صدقہ ہمارے پہاڑ کے برابر صدقہ سے [illegible] وہ وحی و معجزات کو مشاہدہ
کرتے تھے انہوں نے پیغمبر آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کی زبان مبارک سے قرآن پاک سنا ان کے پیچھے نمازیں
پڑھیں۔ کم ازکم ۵ لاکھ انسانوں کو [illegible] دنیا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
قرآن پاک کے بعد سب معجزات [illegible] وجہ تھی کہ ان حضرات پر [illegible] حضرت لاہوری قدس
سرہ ایک منٹ کے لیے برداشت نہیں کرتے تھے۔ حضرت قدس سرہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لیے دو گواہ کافی ہیں حضرت
مولانا شیخ الاسلام سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ۔ ساری دنیا
ایک طرف ہو اور یہ دو گواہ میرے ساتھ ہوں تو بس ہے۔ میں تو حضرت کے پیچھے نمازیں پڑھا ہی کرتا تھا مگر حضرت کا میرے پیچھے
نماز پڑھنا میرے مسلمان ہونے کی دلیل ہے اگر فخر جائز ہوتا تو میں اس بات پر فخر کرتا۔ حضرت جب حجرہ مبارک سے نماز کے لیے
تشریف لاتے گویا ایک فرشتہ آگیا ہے ساری مسجد بقعۂ نور بن جاتی۔ بلکہ نور علیٰ نور کا سماں بندھ جاتا۔

حضرت قدس سرہ اولیاء کرام کی محفل میں

حضرت قدس سرہ نے علیحدگی میں مجھ سے فرمایا کہ مسجد نبوی میں ایک بار بہت
سے اولیاء کرام جمع تھے میں بھی ان میں جا بیٹھا ایک آدمی عطر لگانے کے لیے آیا
سب کو جلدی جلدی عطر لگا کر میرے پاس پہنچا اور عطر لگانے میں بہت دیر کی کبھی ایک جگہ لگاتا کبھی دوسری جگہ میں سمجھا کہ یہ
شخص صرف میرے ملنے کے لیے آیا ہے۔ اور احقر نے یہ سمجھا کہ حضرت قدس سرہ اولیاء کرام میں تھے ہی ان کے سردار اسی لیے
تو وہ شخص صرف حضرتؒ سے ملنے آیا اور اسی لیے اس نے زیادہ وقت حضرتؒ کو عطر لگانے میں صرف کیا۔ ہم کیا سمجھیں کہ یہ محفل اولیاء
کرام کی ہے یا عام لوگوں کی۔

ایک بار حضرتؒ نے مجھ سے فرمایا کہ گھر والی ہمیشہ مکان ملنے کی دعا کرتی تھی ایک دن میں نے اس کو کہا کہ بس کرو مکان ا[illegible]
خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک تیسرے محلہ کے آدمی نے خواب دیکھا کہ اس کو اللہ تعالیٰ وتبارک کہہ رہے ہیں کہ یہ مکان ا[illegible]
دے دو اس نے پرواہ نہیں کی دوبارہ یہی خواب دیکھا جب تیسری بار دیکھا تو حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر [illegible]
کی کہ مکان کی اپنے نام رجسٹری کرالیں چنانچہ رجسٹری ہوگئی اس کے بعد حضرت قدس سرہ نے اصلی مالک مکان [illegible]
کیا کہ اگر میں مکان کو مسجد شیرانوالہ کے محلہ میں کسی مکان سے بدل لوں اس شخص نے کہا کہ مکان آپ کا ہے جو ا[illegible]
کریں چنانچہ آپ نے موجودہ مکان لے کر دوسرے آدمی کو دے دیا۔

ایک بار فرمایا کہ مجھ سے گھر والی پوچھا کرتی تھی کہ اس وقت (مولانا) حبیب اللہ (صاحب مدینہ میں) ہیں کیا کام کر رہے
ہیں یا نہیں آخر میں نے اس کو بتایا کہ اس وقت وہ فلاں جگہ ہیں ہیں اور فلاں کام کر رہے ہیں اس نے وہ تاریخ اور وہ
اور کام لکھ لیا جب عمرہ کو تشریف لے گئیں دریافت کرنے پر حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب نے وہی کہا
حضرت نے فرمایا تھا۔ ایک بار فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس [illegible] ملتان میں مرا ہے دو[illegible]
میں فوت ہوا ہے ان کے انجام کا علم ہو جائے تو میں صبر کروں آپ نے فرمایا [illegible] اس کا خاتمہ خراب [illegible]
اور جو راولپنڈی میں فوت ہوا ہے اس کا خاتمہ اچھا ہوا ہے۔ پھر بعد میں تحقیق [illegible] والا بیٹا آخری وقت
کفریہ کلمات کہہ رہا تھا اور راولپنڈی والا شہید ہوا ہے۔

ایک بار مجھ سے علیحدگی میں فرمایا کہ جنۃ البقیع میں اب کے تنہائی میں جانے کا [illegible] بنات رسول کے مزارات پر
گیا ان کے مزارات سے وہ انوار متوجہ ہوئے جو سینکڑوں بار چلہ کرنے والوں کے مزار سے متوجہ ہوتے ہیں۔
حالانکہ بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چلہ نہیں کیا تھا سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہ کرم کی برکت تھی۔ آپ کا [illegible]
بہت ہی بڑی چیز ہے۔ ہر ایماندار کے ایمان کا رشتہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وابستہ ہے حضرت دہاغ رحمۃ اللہ علیہ
کے آگے چڑھے آپ کے اس بیان کی اس نے اصرار سے تردید کی آپ نے فرمایا کہ پھر تمہارا رشتہ توڑ دوں اس نے کہا
توڑ دو آپ نے ہاتھ مارا دھاگا ٹوٹ گیا وہ شخص بعد میں مرتد ہو گیا (

میں مجلس ذکر میں جایا کرتا لیکن کوئی مزہ نہ آتا۔ جانا فضول سمجھتا رہا آخر کار نیت درست کی اور دل [illegible] کہ جب فرشتے
سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (ہم قوم لا یشقیٰ بہم جلیسہم او کماقال) تو حضرت لاہوریؒ کی محفل اور اس کے حاضرین سے بڑھ کر کس
کی ہوگی چھوڑو جایا کرو۔ ان کے پاس بیٹھنے سے جب گناہ معاف ہوتے ہیں تو یہی بڑی بات ہے اور کیا مزہ چاہیے۔ پھر
کے بعد دل لگنے لگا۔ ایک بار حضرت نے دیکھ لیا پاس بلایا اور بٹھایا۔ مجلس ذکر کے خاتمہ پر جب روشنی گل کی گئی تو میرا دل
اچھلنے لگا میں نے اس کو حضرت کی برکت سمجھا۔

میں نے اپنے کو اس وقت بہت ہی خوش قسمت سمجھا جب ۱۹۵۶ء میں بمقام ملتان مغربی پاکستان کی جمعیۃ علماء اسلام
دور جدید کی ابتداء ہو رہی تھی۔ اس کانفرنس میں حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنویؒ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری
خلیفہ خاص حضرت حکیم الامتؒ وغیرہ سارے حضرات شریک تھے اس اجلاس میں احقر کو ناظم جمعیۃ منتخب کیا گیا حضرت نے [illegible]

ہیں اس شرط پر صدارت قبول کرتا ہوں کہ احقر ناظم بنے چار و ناچار احقر نے قبول فرمایا ۔ میرا اصرار حضرت مولانا عبد المنان صاحبؒ کے لیے تھا میں ان کو ہر طرح سینئر سمجھتا تھا وہ مرکزی جمیعۃ دہلی کے بھی ناظم رہ چکے تھے تمام باطل فرقوں سے مناظرہ کرتے تھے شُستہ زبان اور بلیغ تقریر تھی۔ مگر انہوں نے بیماری کے عذر پر اصرار کیا۔ اور واقعی وہ بیمار تھے ہم کو اس کی خبر نہ تھی آخر کار ان کی وفات اس بیماری سے ہوئی۔

اس اجلاس میں ، مولانا عبدالستار خان نیازی بھی مدعو تھے چنانچہ وہ دن کو شریک ہوئے اس دن سے جمیعۃ علماء اسلام کا دورِ جدید شروع ہوا۔ یہ اجلاس حضرت مولانا شبیر احمد صاحب قدس سرہ کی وفات کے بعد ہوا اور نہ وہ بھی تمام دیوبندی خیال کے علماء کے مل کر کام کرنے کے حق میں تھے اس لیے کہ پاکستان بننے کے بعد اختلاف کی کوئی وجہ باقی نہ رہی تھی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے بھی پاکستان کی ... مسجد سے دیکھا ہے اور اس کے استحکام کے لیے لکھ کر بھیجا حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ صدر آل انڈیا جمیعۃ علماء ... مجھے دہلی میں ریفرنڈم کے بارہ میں پاکستان کو ووٹ دینے کا کہا۔ جب کہ انہی دنوں میں خان عبدالغفار خان صاحب بھنگی ... دہلی میں شیخ حسام الدین وغیرہ کے سامنے مجھے کہا تھا کہ ہم صوبہ سرحد میں متوازی گورنمنٹ قائم کریں گے۔ خدا جانے اب یک اس خیال پر قائم ہیں یا اب بھی کچھ تبدیلی آئی ہے۔

حضرت لاہوری قدس سرہ اور پاکستان

حضرت لاہوری قدس سرہ نے تقریر [illegible] پاکستان کو اللہ تعالیٰ کی نعمت کہا [illegible] کون سی نعمت بڑی ملتی ہے۔ آپ نماز اور [illegible] حکومت پاکستان [illegible]

حضرتؒ کا استقلال و استقامت اور اس کا نتیجہ

جب آگرہ سے مولانا [illegible] صاحب لاہور تشریف لائے اور انہوں نے تکفیر کی مشین جلائی یہ کافر وہ کافر تو ہم نوجوان مولوی کہلانے والے جو حضرت لاہوریؒ کے مقام و مرتبے سے ناواقف تھے اور حضرت لاہوریؒ کو صرف ایک بڑا دیوبندی مکتب فکر کا عالم سمجھتے تھے بس۔ حضرتؒ خاموش تھے اور تکفیری فتووں کا جواب نہ دیتے تھے۔ تو ہم حضرت لاہوریؒ کے سکوت کو برا مناتے اور ناراض ہوتے تھے لیکن جب مطلع صاف ہوا تو دیکھا کہ آدھا لاہور حضرت لاہوریؒ کے ہم خیال ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت قدس سرہ کی مذہبی احتیاط

حضرتؒ سب کا کھانا نہیں کھاتے تھے نہ جانے پیتے تھے بلانے والے سے کھانا نہ کھانے کی شرط کر لیتے تھے دراصل اللہ تعالیٰ حضرتؒ کو کسی ذریعے سے بتا دیتے تھے کہ اس پلاؤ میں زردہ یا چاول یا گھی یا گوشت حرام ذریعہ سے ہے تو پھر حضرت کیسے کھاتے جب حضورؐ کو ایک یہودی نے زہر ملا گوشت دیا جس سے بعض صحابہؓ شہید ہو گئے آپ نے یہودی کو بلا کر پوچھا اس نے تصدیق کی اور کہا کہ آپ کو کس نے بتایا تو آپ نے فرمایا کہ اس گوشت نے (او کما قال) اس کو علم غیب نہیں کہتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے سے بھی دیکھتے تھے اور پیچھے سے بھی جیسے کہ بخاری شریف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہری حواس دے سکتے ہیں تو باطنی حواس بھی دے سکتے ہیں حواس کے بغیر وحی الہام وکشف

عاقف ہیں اور بیسیوں ذرائع اللہ تعالیٰ دے سکتے ہیں پیغمبروں پر وحی بھی آتی تھی اس طرح کے علوم کو علوم غیب نہ
حضرت علم غیب کی تعریف کرتے تھے جو بلا حیلہ و وسیلہ کے ہو اللہ تعالیٰ بغیر آنکھوں کے دیکھتا اور بغیر کانوں کے سنتا ہے
ذات سے حی قیوم علیم و قدیر سمیع و بصیر مرید و متکلم ہیں اس کو کسی وسیلے کی ضرورت ہی نہیں۔ ایک بار میں حضرت کے
مکلف کھانے میں شریک تھا مرغ کا پلاؤ تھا بیسیوں علماء میرے سمیت پلاؤ اڑا رہے تھے مگر حضرت میرے پاس بیٹھے
ہاتھ تک نہیں لگا رہے تھے بعد میں فرمایا کہ حرام تھا میں کیسے کھاتا۔ جن کو خبر نہیں وہ عند اللہ معذور ہیں مگر جن کو اللہ
نے خبر دے دی ہو وہ کیسے کھائیں

میں اور حضرت

لوگ سمجھتے تھے کہ حضرت مجھے فوراً بلا لیتے اور یہ ان کی انتہائی شفقت تھی۔ شفقت بھی تھی لیکن
اصول کے پابند اور سخت پابند تھے میں جمعیۃ کا ناظم اور حضرت صدر تھے حضرت مجھے بے
والا نہیں سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ اگر جمعیۃ کا کوئی کام ہے تو میرا اصولی فرض ہے کہ اس کو کر دوں اس لیے بلا
لیتے۔ اور شفقت تو تھی ہی۔

حضرت کی تعلیمی خدمات

ایک بار حضرت نے میرے سامنے فرمایا [illegible] بلاوا آجائے (موت) ا
کوئی افسوس نہیں ہے مطلب [illegible] رسالوں اور وعظوں
تحریکوں کے ذریعے دین اسلام اور حق کی اتنی خدمت کی تھی جو ایک [illegible] سے بن آسکتی تھی۔ حضرت
عام لوگوں کے لیے صبح صبح درس قرآن پاک جاری کیا جو مسلسل چالیس سال تک رہا۔ اور خاص علماء کے لیے قرآن
کا دورہ رمضان وغیرہ میں شروع کرایا۔ آپ کے درس میں بیٹھنے والوں پر بڑا اثر پڑتا تھا اور وہ لوگ جہاں
ہوتے دین کی خدمت کرتے اب مدارس سے نہ مدرس کام کے پیدا ہوتے ہیں نہ مبلغ کام کے گویا اکثر مدارس مقبرے
ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے حالات بدلنا کوئی مشکل نہیں ہے۔

ہر باطل کا مقابلہ

آپ نے انگریزوں کے خلاف تحریک چلائی۔ مرزائیوں کے خلاف کام کیا۔ خاکسار تحریک کے
کے خلاف رسالہ لکھا۔ مودودی کے خلاف علماء حق کی ترجمانی فرمائی عام بدعات و رسوم کے
رسالے لکھے۔ آپ خود عامل تھے اور دوسروں سے عمل کرواتے تھے۔ آپ نے نواب مظفر علی خاں گورنر
پاکستان کے بلائے ہوئے اجتماع میں شرکت کے لیے مجھے سندھ کا دورہ منسوخ کر کے پہنچ جانے کا لکھا۔ میں حاضر
حضرت مولانا محمد صالح صاحب خطیب بہاولپور خاص حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری اور میں نے مسجد شیرانوالہ
بیٹھ کر کانفرنس میں پیش کرنے کے لیے ایک قرارداد لکھی۔

صدر جلسہ گورنر صاحب کسی کو بولنے نہیں دیتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ تمام ملک سے یہ علماء آپ
اپنی بات سنانے کے لیے بلائے ہیں یا مشورہ کے لیے۔ تب انہوں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری کو قرارداد
پیش کرنے کی اجازت دی مولانا نے قرارداد پیش کی جس کا مطلب یہ تھا کہ اس محرم میں امن قائم رکھنے کی عارضی اور فوری
تدبیر تو یہ ہے لیکن اگر دائمی امن اور دو قوموں میں فیصلہ مطلوب ہے تو دونوں قوموں کے ذمہ دار افراد کو اپنے ناظم

پہنے کا موقف دیں دونوں کے نمائندے چند دن بیٹھ کر سینکڑوں سال کے اس تنازع کا فیصلہ کریں اگر کوئی بات تشنہ رہ
تو پھر حکومت کی طرف رجوع کریں بظاہر قرارداد مان لی گئی لیکن اس پر عمل آج تک نہیں ہوا۔

اس اجلاس میں حضرت لاہوریؒ نے تقریر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ سب فسادات اور فتنوں کا علاج یہ حدیث ہے
"ما انا علیہ واصحابی" کہ میرے اور میرے صحابہ کرام کے راستے پر چلو۔ اس وقت مجھے اس تقریر کی اہمیت معلوم نہ ہوئی مگر
آج اس کی اہمیت سمجھ میں آئی اس اجلاس میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی بھی شریک تھے جن کو دیکھ کر حضرت مولانا محمد اسحاق
خطیب ایبٹ آبادؒ نے کھری باتیں سنائیں بہر حال یہ اجلاس نشستند وگفتند و برخاستند کا مصداق ہوا مگر حضرتؒ نے کلمہ
"حق ادا فرمایا اور تمام ذمہ داران ملک کے سامنے۔

حضرتؒ کی پابندی اصول

حضرت نماز روزہ حج زکوٰۃ اور اصول کے سخت پابند تھے میٹنگ میں مجال کیا ہے کہ نماز کیلئے
موقوف نہ ہو جائے اس وقت اجلاس نماز کے لیے برخاست فرما دیتے۔ حضرت ذکر اور
اسماء حسنیٰ کے بہت قائل تھے بہر حال اللہ تعالیٰ تک پہنچنے یا مقام قرب حاصل کرنے کے لیے سوائے اسماء الہیہ اور ذکر کے کوئی
چیز ہے۔ اس کی ذات میں بحث نہیں ہو سکتی نہ ذات میں غور کرنا چاہیئے سوائے اس کے کہ وہ حاضر و ناظر ہے اور اس کو
بلاکیف معیت ذاتی حاصل ہے۔ جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے یہ دوسری بات ہے کہ ہم بحمدہ تعالیٰ [illegible] کو نافل
کرا سکتے ہیں۔ مگر اپنے طور پر سوائے تفویض و [illegible] تعالیٰ افعال عباد [illegible] کا تعلق صرف
کسب بندہ سے ہے۔ داعیہ وہ پیدا فرماتے [illegible] داعیہ [illegible] آتا ہے
یا اس فعل کو دنیا میں فاعل کی طرف منسوب کر [illegible] فعل کی صورت
قیامت میں آگ کی ہوگی اس کو جنمی کہنے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے حضرت علامہ انور شاہ صاحب [illegible] فرمایا۔
آنرا کہ جزا گفتہ آں عین عمل است۔

بہر حال حضرت اذکار کے نتائج پر کھتے اور ہر ذکر کو انتہائی بابرکت سمجھتے تھے اور انہی اذکار سے انہوں نے سب
کچھ پایا۔ مگر ان اذکار کا اثر و فائدہ تب زیادہ نمایاں ہوتا ہے کہ نفسانی خواہشات فنا ہو جائیں اور یہی مشکل مسئلہ ہے حضرتؒ
فرمایا کرتے تھے کہ میں چالیس سال تک امروٹ آتا جاتا رہا۔ پھر بھی نفس باقی ہے یہ حضرت کی تواضع تھی ورنہ صحیح اولیاء
کرام کے قرب و معیت کا فائدہ ہی یہ ہوتا ہے کہ ان کا نفس فنا ہو جاتا ہے وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے
ہیں ان میں اخلاص اور رضا و نیت آجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت پر دنیا داروں اور با وجاہت لوگوں کا کوئی اثر نہیں
ہوتا تھا۔ گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خان صاحب مرحوم (آف کالا باغ) اور نعاری خاندان کا رشتہ ہو رہا تھا۔ حضرت
کو نکاح کی دعوت دی گئی حضرت نے اس شرط کے ساتھ منظور فرمائی کہ کھانا وغیرہ نہیں کھاؤں گا۔ انہوں نے حضرت کی
شرط مان لی اور حضرت نکاح پڑھا کر تشریف لے آئے۔

حضرت کی دعا کی اجابت

جب نعاری خاندان کا ذکر آگیا تو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک خاتون کو جو جناب محمود خان
صاحب نعاری آف چوٹی کی غالباً ہوتی تھی یا کوئی اور رشتہ دار تھی اس کو کینسر (خطرناک

پھوڑا اندر وجود کے) ہو گیا ڈاکٹروں نے مایوس ہو کر اپریشن کا فیصلہ کر لیا وہ خاتون حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ کل میرا اپریشن ہے دعائے صحت فرمائیں حضرت نے دعا فرمائی جس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بیٹی جاؤ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا بخش دی۔ وہ سمجھی ہو گی کہ اپریشن کامیاب ہو گا لیکن جب صبح ہوئی اور ڈاکٹروں نے دیکھا کہ پھوڑا ہی نہیں ہے اور مریضہ کو مکمل صحت ہو گئی ہے وہ حیران رہ گئے۔

اس واقعہ کے گواہ حضرتؒ تو فوت ہو چکے ہیں دوسری طرف سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ اس سے ڈاکٹروں کا یہ بھی باطل ہو گیا کہ دم کرنے اور پڑھ کر پھونکنے سے کیا ہوتا ہے مادی بیماری میں مادہ پر پھونک کا کیا اثر ہو سکتا ہے وہ تو ہوا ہے اور ہوا میں مل گئی۔ اس طرح کے ایک ڈاکٹر نے اعتراض کیا تو مخاطب نے دو چار صلواتیں ڈاکٹر صاحب کو بلا وجہ سنا دیں ڈاکٹر صاحب کا رنگ سرخ ہو گیا۔ خون کھولنے لگا۔ گالیاں دینے والے آدمی نے کہا کہ میری گالیاں تو ہوا میں گئیں آپ کا یہ مادی خون کیوں کھولا رنگ کیوں سرخ ہو گیا تب ڈاکٹر صاحب کی سمجھ میں آیا۔ اکثر لوگوں کا علاج اسی طرح کلام پڑھ کر پھونکنے سے ہوتا ہے یہ بات متواتر ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرتؒ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتمام حجت تھے

حضرت نے [illegible] دیتے کہ میرے ساتھ اتنا عرصہ رہو اور میرے [illegible] کچھ نہ کرو نہ کھاؤ نہ پیو اگر تمہیں کشف نہ ہو یا یہ حالات پیدا نہ ہوں تو پھر کہنا۔ غرضیکہ حضرت کا وجود منکرین کے لئے اتمام تھا۔

آپ کی قبر مبارک سے خوشبو

چنانچہ زندگی سے زیادہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو وفات شریف سے ہدایت فرمائی مخلوق خدا اتنی آئی کہ عقل میں نہیں سماتی۔ پھر قبر مبارک کی مٹی سے خوشبو کا آنا مستقل تبلیغ تھا۔ لیبارٹری والے آئے اور قبر کی خاک لے گئے کہ اس میں کوئی چیز از قسم عطر تو نہیں ملی تجزیہ کیا معلوم ہوا کہ صرف مٹی ہے اور اس سے خوشبو آ رہی ہے کچھ عرصہ کے بعد یہ بات بند ہو گئی جب اس کا چرچا ہوا اور لوگ قبر مبارک سے مٹی لے جانے لگے۔

آپ کی دعاؤں میں بعض علامات تھیں جن سے پتہ لگ جاتا تھا کہ یہ دعا قبول ہو گئی ہے۔

میری خوش قسمتی

میری خوش قسمتی تھی کہ میں نے اپنے کامل پیرؒ کی وفات کے بعد بیعت کی درخواست حضرت سے کی حضرت علماء کی بہت قدر و احترام فرماتے تھے انہوں نے انکار کیا آخر کار تربیت پر رضا مندی کا اظہار کیا لیکن بیعت وہی پرانی کافی سمجھی میں نے اصرار کیا کہ حضرت! میں حضرت پیران پیرؒ کی بیان کردہ فضیلت جو انہوں نے اپنے سلسلہ کے وابستگان کے حق میں فرمائی ہے حاصل کرنا چاہتا ہوں تب حضرت نے بیعت فرمائی اور بارہ کے بارہ اسباق پر مجھے جلدی جلدی عبور کرا دیا (الحمد للہ تعالیٰ و تبارک) اس سے زیادہ لکھنے کی نہ طاقت ہے نہ مناسب ہے اور نہ ہی میرے شایانِ شان فقط

می زد ید تخم دل از آب و گل
بے نگاہے از خداوندانِ دل !
مثنوی صـ ۳۳-۳۵

یہ سچ ہے کہ اقبال کو اپنی تمام زندگی میں کسی "مردِ حر" کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ (ذلك فضل الله يؤتيه من يشآء) لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ انہوں نے مردِ حر یا مردِ مومن کی جو لفظی تصویر کھینچی ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے اور آخر میں انہوں نے جو نصیحت "اقبالیوں" کو فرمائی ہے وہ تو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے یہ دوسری بات ہے کہ کسی مداحِ اقبال نے آج تک کسی "زندہ مرد" کا دامن نہیں تھاما ہے۔ اور ان کے ایک نقلی مداح نے تو اپنی ساری عمر مردانِ حر کی صحبت سے گریز کی تعلیم دینے میں گزار دی۔ بہرحال حقیقت اپنی جگہ زندہ و پائندہ ہے۔ کہ کسی مردِ حر (جسے اصطلاح میں شیخِ طریقت کہتے ہیں) کا دامن تھامے بغیر دل کا زندہ ہونا تو خارج از بحث ہے۔ دل پیدا ہی نہیں ہو سکتا اور انسان دل کے بغیر ہی دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ پھر پڑھو اس شعر کو

می زد ید تخمِ دل از آب و گل !
بے نگاہے از خداوندان دل !

یعنی جب خداوندانِ دل کی نگاہ کیمیا اثر تم پر نہیں پڑے گی۔ تمہارا وجود "دل" سے محروم ہی رہے گا۔ کیونکہ قانونِ قدرت یہی ہے کہ تخمِ دل صرف "خداوندِ دل" کی نگاہ سے اُگ سکتا ہے۔ منطق و فلسفہ اور سائنس پڑھنے سے ایک آدمی منطقی یا فلسفی یا سائنسدان تو بن سکتا ہے مگر "صاحبِ دل" نہیں بن سکتا اور جس کے سینے میں دل نہیں اس میں اور حیوان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

آمدم برسرِ مطلب! مجھے اپنی زندگی میں مندرجہ ذیل مردانِ حُر کو دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

(۱) قطب الارشاد ابو خلیفہ عصر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحؒ ۱۹۰۴ء۔
(۲) حضرت مولانا حکیم محمد رحیم اللہ صاحب بجنوری رحؒ (خلیفہ حضرت گنگوہیؒ) ۱۹۰۸ء
(۳) مجدد صدِ چہاردہم مجاہدِ اعظم، سرخیلِ مردانِ حرؒ، امام الہند و شیخ الہند حضرت اقدس مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحؒ دشمن فرنگی نابکار، من آیات اللہ الجبار، قدس سرہٗ العزیز ۱۹۲۰ء
(۴) مردِ حق آگاہ، فضیلت پناہ، جامع شریعت و طریقت، ماحیٔ شرک و بدعت شمعِ ہدایت و جانشین شیخ الہند رحؒ حضرت مولانا احمد علی رحؒ (از ۱۹۲۹ء تا ۱۹۶۲ء)
(۵) شیخ الاسلام و مجاہدِ کبیر و زینتِ منبر و محراب و جاجل علوم نبوت، واقف اسرارِ طریقت و نوکِ سنان در سینہ ملاعنۂ فرنگِ مومن روشن ضمیر بادشاہ بے تاج و سریر و مقبول بارگاہ اللہ الصمد سیدی و شیخی حضرت حسین احمد قدس سرہٗ العزیز ۱۹۵۱ء
(۶) حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب مجددی و نقشبندی دھوپالی (۱۹۴۴ء تا ۱۹۴۷ء)
(۷) حضرت اقدس چراغ ہدایت جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری رحؒ ۱۹۵۷ء
(۸) حضرت محترم و شیخ معظم و آفتاب ہدایت و جامع علوم ظاہری و باطنی مجاور روضۂ نبویؐ مولانا مولوی عبدالغفور صاحب

. عباسی مہاجر مدنی رح (۱۹۵۸ء)

میں نے ان بزرگوں میں سے سب سے زیادہ صحبت حضرت لاہوری رح کی اٹھائی۔ یعنی ۱۹۲۹ء سے تا دمِ وفات حضرت رح کی خدمت اقدس میں حاضری اور استفادۂ علمی اور استفادہ روحانی کی سعادت نصیب ہوئی اور میں نے انہیں اقبال کے مردِ حر مصداق پایا۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ

؎ تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل — کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

یہ عاجز تنگ خلائق چونکہ مشیتِ ایزدی کے سامنے ہر وقت سرنگوں رہتا ہے اور زبانِ حال و قال دونوں سے یہ کہتا رہتا ہے

؎ بدرد و صاف ترا نیست حکم، دم درکش — کہ ہرچہ ساقی ما ریخت، عین الطاف است

یہ عاجز و کم سواد نامہ سیاہ ہرگز یہ جسارت نہ کرتا کہ حضرت لاہوری (امام مردانِ حر و سرخیلِ عاشقانِ اسلام و دشمنِ ملاعنۂ فرنگ) کے محاسن و کمالات ظاہری و باطنی کے اظہار پر قلم اٹھاتا مگر محترمی مولانا احمد عبدالرحمٰن صاحب صدیقی فاضل حقانیہ ناظمِ اعلیٰ مدرسہ انوار القرآن و انجمن خدام الدین نوشہرہ نے مجھے جو خط لکھا اس میں ازراہ محبت و عزت افزائی یہ الفاظ بھی لکھ دیئے کہ "آپ چونکہ ایک پورے دور پر وسیع اور عمیق نظر رکھنے والے فردِ فرید ہیں۔ اور حضرت الشیخ رح کے ساتھ آپ کے بہترین تعلقات و مراسم تھے۔ چنانچہ کئی دفعہ بندے نے حضرت اقدس کے دائیں جانب مجلس ذکر میں خود حضرت رح کو آپ کو بٹھاتے ہوئے اور اکرام فرماتے ہوئے دیکھا اسی وجہ سے میرے دل میں آپ کا انتہائی مقام و عقیدت ہے آپ کے اخلاق سے امید ہے کہ آپ حضرت اقدس رح سے (۱) اپنے مراسم و تعلقات کی تفاصیل (۲) حضرت کی دینی و ملی عظیم خدمات (۳) تفسیر و تزکیہ کی مہارت (۴) ردِ بدعات (۵) نیز ان کے بارے میں اپنی رائے مبارکہ اور خیالات عالیہ سے نوازیں گے"

اس لیے اپنی کوتاہی بے علمی و بے عملی و کم نگاہی اور روسیاہی کے باوجود صدیقی صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں قلم اٹھانے کی جرأت کی اس مضمون سے مقصود اللہ جانتا ہے۔ حصول شہرت نہیں ہے (کیونکہ سالک کے لیے حصول شہرت کا جذبہ سمِ قاتل ہے) حضرت لاہوری رح نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ سلوک کا مقصد حصولِ کشف و کرامت نہیں ہے بلکہ اس کی راہ میں اپنے آپ کو مٹا دینا ہے صرف یہ آرزو اس مضمون کی محرک ہوئی ہے۔ کہ اس کے ذریعے سے حضرت اقدس رح کی یاد میرے دل میں تازہ ہو جائے گی۔ اور میں بھی لمولگا کے شہیدوں میں شامل ہو جاؤں گا۔

ع بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس است

قارئین سے التماس ہے کہ میرے حق میں بھی دعائے خیر کریں کہ میرا خاتمہ حضرت شیخ الاسلام مجاہدِ اعظم سیدی مولانا حسین احمد مدنی رح اور شیخ التفسیر والحدیث امام مردانِ حق حضرت مولانا احمد علی صاحب رح کے مسلک و مشرب پر ہو۔ اور میدان حشر میں میرا شمار بھی ان کے ادنیٰ کفش برداروں میں ہو جائے۔ واللہ[1] بقول حضرت لاہوری رح کہ حضرت مدنی رح کی جوتیاں بھی ملکۂ انگلستان کے تاج سے ہزار گنا زیادہ قیمتی ہیں۔ جس میں دنیا کا سب

---

[1] اللہ والوں کی جوتیوں کے تاجِ شاہی سے زیادہ قیمتی ہونے کا ثبوت، نظام دوگتی شہۂ ماؤطین محبوب الٰہی۔

سے زیادہ قیمتی ہیرا (کوہ نور) لگا ہوا ہے۔ الحمد للہ یہ سیاہ کار پوری قوت کے ساتھ یہ شعر دنیا کو سنانا چاہتا ہے۔

اقبال سہیل مرحوم ~ بگیر راہ حسین احمد رح از خدا خواہی کہ نائب است نبیؐ را و ہم ز آل نبی است

۱۹۲۹ء میں جبکہ میں مرے کالج سیالکوٹ میں لیکچرار تھا۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کی جنرل کاؤنسل نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے ایک مدرسہ تدریب المبلغین قائم کیا جائے۔ جس میں انگریزی دان نوجوانوں کو جو کم از کم میٹرک پاس ہوں۔ داخل کیا جائے۔ اور انہیں دینیات تقابل ادیان، تاریخ اسلام و سیرت النبیؐ اور مسائل حاضرہ پر لیکچروں کے علاوہ خطابت و مضمون نگاری اور مناظرے کی عملی تربیت بھی دی جائے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم اس کالج کے مربی یا سرپرست اور حضرت اقدس مولانا مولوی احمد علی صاحبؒ لاہوری مجلس منتظمہ کے صدر با اختیار منتخب کئے گئے۔ یعنی کالج کے ہر معاملے میں حضرت اقدس کا فیصلہ حتمی اور آخری ہوگا۔ جس کے خلاف جنرل کاؤنسل میں اپیل نہیں ہو سکے گی۔ جب جون ۱۹۲۹ء میں کالج تعطیلات موسم گرما کے لئے بند ہوا تو میں نے وطنِ مالوف جاتے وقت دو دن کے لیے لاہور قیام کیا تاکہ ڈاکٹر صاحب اور دیگر احباب سے ملاقات کر سکوں اور الٰہی بخش جلال الدین اور اللہ دا اے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور سے اپنے مذاق کی چند کتابیں بھی خرید سکوں۔ بوقتِ ملاقات ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ کالج کے پرنسپل کی آسامی کے لیے جنرل کاؤنسل کی خدمت میں درخواست دے دوں مرحوم سب سے پہلے میری ملاقات دسمبر ۱۹۲۲ء میں ہوئی تھی۔ جب میں مشن کالج لاہور میں لیکچرار تھا۔ اور ان کی رائے میں میں اس عہدے کے لیے موزوں تھا۔ کالج کی مجلس منتظمہ نے کالج کے اسٹاف کے لیے اشتہار دیا۔ پرنسپل کی آسامی کے لیے تین درخواستیں موصول ہوئیں۔ دو امیدوار عربی میں ایم اے تھے۔ تیسرا یہ راقم الحروف تھا چونکہ اول الذکر تقابل ادیان اور تاریخ اسلام سے نابلد تھے۔ اس لیے قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند۔ میں نے ستمبر ۱۹۲۹ء میں اپنے عہدے کا چارج لیا۔ سید غلام بھیک نیرنگ مرحوم و خان بہادر حاجی رحیم بخش مرحوم خان بہادر شیخ انعام علی مرحوم و خان بہادر شیخ عبدالعزیز مرحوم اور ڈاکٹر اقبال مرحوم نے نصاب تعلیم مدوّن کیا اور کتب نصاب کا انتخاب میرے سپرد کیا اور ہدایت کی کہ نصاب تعلیم اور کتب مجوزہ کی فہرست کالج کمیٹی کے صدر حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ کی خدمت میں اصالتاً حاضر ہو کر پیش کروں اور جب تک وہ اضافے کے بعد حضرتؒ منظوری عطا فرماویں تو اس پر عملدرآمد شروع کیا جائے۔ چنانچہ میں نومبر ۱۹۲۹ء میں حضرت اقدسؒ کی خدمت میں پہلی مرتبہ حاضر ہوا کون سمجھ سکتا ہے مشیت ایزدی کو اور کون جان سکتا ہے۔ قوانین تکوینی کو۔ کہاں ایک فلسفہ زدہ بلکہ فلسفہ گزیدہ[۲] ۲۴ سالہ نوجوان اور کہاں ایک خدا رسیدہ ذوق فنا چشیدہ ۴۴ سالہ مرد مومن جو حکومت برطانیہ سے نبرد آزما ہو چکا تھا۔ اور غیر اللہ کا خوف

حضرت اقدس سیدی و مولائی سلطان نظام الدین اولیاءؒ کے اس ارشاد سے مل سکتا ہے۔ کہ جب امیر خسروؒ حضرت سلطان جی کی جوتیاں اپنے سر پر ایک خاص جذب و مستی کی حالت میں لیے محبوب و مطلوب سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے پوچھا خسرو! یہ پاپوش کس قیمت میں خریدی؟ عرض کیا دو لاکھ روپے میں" سلطان المشائخ اور جہانگیر عالم نے یہ سنکر فرمایا وہ خیلے ارزاں خریدہ امی"

۲ے یہ لفظ گاف پر زیر کے ساتھ ہے یعنی جسے فلسفے سے ڈس لیا ہو۔

اپنے دل سے بالکل نکال چکا تھا۔ حضرت اقدس سے مراسم اور تعلقات کا سلسلہ ۱۹۲۹ء سے شروع ہو کر تا دم وفات قائم رہا۔ تعلقات کی دو نوعیتیں تھیں۔

(۱) بحیثیت ملازم اشاعت اسلام کالج (۲) بحیثیت معتقد و نیازمند۔

حضرت کی ہدایت تھی کہ کالج کے متعلق احکام و ہدایات حاصل کرنے کے لئے دس اور گیارہ بجے دن کے حاضر ہوا کروں اس وقت حضرت کوئی ذاتی گفتگو یا نصیحت نہیں فرماتے تھے۔

(۲) جب میں بعد عصر ذاتی ملاقات یا مجلس ذکر میں حاضر ہوتا۔ حضرت کا طرز عمل مختلف ہوتا تھا۔ آپ بالعموم اس عاجز گنہگار بلکہ سیاہ کار ذرہ بے مقدار کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور مصافحہ کے بعد معانقہ بھی فرماتے تھے۔ ذرہ نوازی کا یہ عالم تھا کہ جب ۱۹۶۰ء میں یہ عاجز مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کی دعوت پر مدرسہ خیر المدارس کے سالانہ جلسے میں شریک ہوا تو دوسرے دن حضرت اقدس بھی تشریف فرما ہوئے۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں کمرے میں داخل ہوا تو آپ اس سیاہ کار کو دیکھ کر حسب معمول کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ علما کا سارا مجمع بھی کھڑا ہو گیا۔ میں ضبط نہ کر سکا اور جسارت کر کے دریافت کر ہی بیٹھا کہ حضرت! اس ننگ خلائق کی اس قدر عزت افزائی کا باعث کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت اقدسؒ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور محبت آمیز لہجے میں فرمایا "میں تمہاری تعظیم نہیں کرتا اس شئ کی تعظیم کرتا ہوں جو تمہارے سینے میں ہے"

میں نے پوچھا حضرت! وہ شئ کیا ہے؟ فرمایا "توحید" میں نے پوچھا حضرت آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ فرمایا تم ۱۹۵۷ء سے مسجد شاہ چراغ میں قرآن مجید کا درس دیتے ہو۔ میرے متوسلین اور معتقدین میں سے جو لوگ بھی تمہارے درس میں شریک ہوتے ہیں وہ مجھ سے یہی کہتے ہیں کہ "اثبات توحید اور ابطال شرک و بدعات میں جو آپ فرماتے ہیں وہی وہ کہتا ہے"، جب میں ان کی یہ گواہی سنتا ہوں تو تمہارے حق میں بے اختیار اعماق قلب سے دعا نکلتی ہے۔ کہ اللہ اپنے فضل سے اس عقیدہ توحید کو تمہارا حال بنا دے۔ (آمین یارب العالمین)

حضرت اقدس نے اپنی وفات سے چند سال پہلے (غالباً ۱۹۵۸ء میں) اپنی مجلس میں فرمایا تھا کہ جس مزار کو (بیرون بھاٹی دروازہ) عوام و خواص، شیخ علی ہجویریؒ کا مزار متعین کرتے ہیں۔ وہ ان کا مزار نہیں ہے۔ ان کا مزار شاہی قلعے کی شمالی دیوار سے متصل واقع ہے۔ جو مرور ایام سے عوام کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا ہے اگر کھدائی کی جائے تو ظاہر ہو جائے گا۔ اس پر بعض لوگوں نے حضرت اقدس کے قول کی تردید کی۔ میں نے حضرت اقدسؒ کی تائید میں ایک مضمون لکھا جو آفاق میں شائع ہوا تھا۔ اس میں میں نے لکھا کہ شہزادہ دارا شکوہ مرحوم نے لاہور کے اولیاء کرام کے حالات میں ایک کتاب لکھی تھی اس کا صحیح نام اس وقت مجھے یاد نہیں ہے یا "سکینۃ الاولیا" ہے

---

[1] قارئین کو معلوم ہو کہ میں یہ مضمون برجستہ اور قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں میرے سامنے نہ میری نوٹ بک ہے جس میں حوالہ جات نہ حضرت اقدس کے سوانح حیات اس لئے ممکن ہے سنین میں کہیں سہو ہو جائے یہ سارا مضمون میں اپنے حافظے پر اعتماد کر کے لکھ رہا ہوں اور الحمد للہ میرا حافظہ بہت قوی ہے۔

یا "سفینۃ الاولیاءؒ" ہے۔ اس میں اس نے لکھا ہے۔ کہ شیخ ہجویریؒ کا مزار شاہی قلعے کی شمالی دیوار سے متصل ہے۔ یہ کتاب غالباً ۱۶۵۰ء میں شائع ہوئی تھی۔ جب حضرتؒ نے یہ مضمون پڑھا تو میرے لیے دعائے خیر کی۔

ایک مرتبہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم سے ریلوے اسٹیشن پر ملاقات ہوئی غالباً یہ ۱۹۵۹ء یا ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے۔ مجھ سے بغلگیر ہوئے اور کہنے لگے "اگرچہ تم نے میرے شیخ (حضرت اقدس مولانا حسین احمد صاحب مدنی رح) کی شان میں گستاخی کی تھی اور اسی لیے میں نے تم سے قطع تعلق کر لیا تھا مگر کل حضرت لاہوریؒ اپنی مجلس میں تمہارے لئے دعائے خیر کر رہے تھے۔ میں نے حیران ہو کر کہا حضرت انہوں نے تو حضرت اقدس مولانا مدنی کی شان میں گستاخی کی تھی۔ وغیرہ وغیرہ تو حضرت لاہوریؒ نے جواب دیا "قاضی صاحب الحمد للہ کہ اس نے میرے سامنے اظہار ندامت کیا اور میرے ہاتھ پر اپنے اس گناہ سے توبہ کر لی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ میرا دل تم سے صاف ہو گیا اور میں تم سے بغلگیر ہوا۔"

یوں تو حضرت اقدسؒ کے میرے سر پر بہت سے احسانات ہیں مگر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ غالباً اکتوبر ۱۹۵۶ء میں جب کہ میں لی مارکیٹ کراچی کے بس اسٹاپ پر کھڑا ہوا تھا۔ ایک موٹر میرے پاس آ کر رکی، حضرت لاہوریؒ باہر تشریف لائے مجھ سے حسب معمول بغلگیر ہوئے اور فرمایا "میرے ساتھ چلو ایک بہت ضروری بات تم سے کہنی ہے حضرت مجھے لیکر غالباً برنس گارڈن آئے اور ایک بنچ پر بیٹھ کر مجھ سے کہنے لگے "تم مجھے کیا سمجھتے ہو یا میری بابت تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا حضرت میں تو آپ کو صادق القول اور اپنا روحانی پیشوا سمجھتا ہوں (صحیح الفاظ مجھے یاد نہیں مطلب یہی تھا) تو فرمایا "چونکہ مجھے تم سے محبت ہے اس لیے میں گوارا نہیں کر سکتا) تمہاری عاقبت خراب ہو۔ مطلب میرا یہ ہے کہ تم نے حضرت اقدس سیدی و مرشدی شیخ الاسلام مجاہد اعظم حسین احمد مدنی رح کی شان میں جو گستاخیاں کی تھیں تم ان پر اظہار ندامت کرو اور میرے ہاتھ پر توبہ کرو۔ تاکہ میں حشر میں گواہی دے سکوں اور توبہ نامہ شائع کرو یاد رکھو! جب تک صدق دل سے توبہ نہیں کرو گے تمہارا قصور معاف نہیں ہوگا۔ اللہ اپنی شان میں گستاخی کو معاف کر دیتا ہے مگر اپنے دوستوں کی توہین کے جرم کو معاف نہیں کیا کرتا۔ تم نے سنا نہیں

قادل صاحبدلے نامد بدرد
ہیچ قومے راخدا رسوا نکرد!

"میں نے اللہ کے فضل سے بارہ حج کئے ہیں۔ اس موقع پر خانۂ کعبہ (حرم شریف) میں تمام دنیا کے اولیاءؒ اور ابدال جمع ہوتے ہیں۔ میں نے ان کی زبان سے سنا ہے اور اپنے کانوں سے سنا ہے کہ "عالم روحانی میں اس وقت مولانا حسین احمد صاحب مدنی سے بلند تر مقام کسی ولی کا نہیں ہے[۱]" لہذا ایسے برگزیدہ فرد فرید کی شان میں گستاخی اور وہ بھی تم جیسے اندھے کی زبان سے

---

۱ میں نے ایک مرتبہ اپنے استاد محترم مولانا نور الحسن خانصاحب پروفیسر اورئنٹیل کالج سے (جن سے میں نے مولوی عالم اور مولوی فاضل کلاسز پڑھا تھا) عرض کی کہ مدنی رح کے مزار انوار پر حاضری کی آرزو ہے یہ سنکر انہوں نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا کہ جو تمہارا رابطہ روحانی حضرت اقدس سے استوار ہے وہ بالکل کافی ہے تمہیں مزار پر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

یا اللہ! ایں محبت شیخ رح ہموارہ ترقی پذیر باشد تاکہ من فنا فی الشیخ شوم آمین۔

ہرگز معاف نہیں ہوگی ۔ میں نے اسی وقت حضرت لاہوریؒ کے ہاتھ پر توبہ کی اور انہوں نے میرے حق میں دُعا کی کہ " اے اللہ اس اندھے کی دل کی آنکھیں کھول دے تاکہ یہ تیرے برگزیدہ بندے کے مقام کو دیکھ سکے اور اس کے قصور کو جو لاعلمی میں اس سے سرزد ہوا معاف کر دے اور حضرت مدنی کی نسبت خاصہ سے اسے بقدر ظرف حصہ بھی عطا فرما دے اور اس کا خاتمہ ایمان پر کیجیو "،

یہاں بطور تحدیث نعمت یہ بات لکھنی ضروری سمجھتا ہوں۔ نیز اس لیے کہ مغرب زدہ طبقہ عبرت حاصل کر سکے کہ توبہ کے بعد بھی مجھے حضرت اقدس مولانا مدنیؒ سے کوئی خاص عقیدت پیدا نہیں ہوئی۔ قلبی رابطہ استوار ہو جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خدا کی ذرہ نوازی دیکھو! ۶ر دسمبر ۱۹۵۷ء کو میں مسجد شاہ چراغ میں قرآن حکیم کا درس دے رہا تھا۔ (یہ درس حضرت لاہوریؒ کے حکم سے شروع کیا تھا۔ ورنہ کہاں میں کہاں درسِ قرآن) کسی نے کہا اخبار میں خبر آئی ہے کل حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ کا وصال ہو گیا۔ یہ سنتے ہی میرے باطن میں معاً ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا ہوا جس کی کوئی عقلی توجیہہ میں آج تک نہیں کر سکا۔ (اگرچہ اس واقع پر بیس سال گذر چکے ہیں) جیسے سُیوچ دباتے ہی سارا کمرہ روشن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ سنتے ہی میرا سارا سینہ حضرت مدنیؒ کی محبت سے منور ہو گیا۔ اس قلب ماہیت کی عقلی توجیہہ نہ اس وقت کر سکتا تھا نہ آج (دم تحریر ایں بطور) کر سکتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کس طاقت نے یا کس ہستی نے مجھے حضرت مدنیؒ کا ویسا ہی ویسا ہی گرویدہ بنا دیا۔ جیسی گرویدگی کسی عاشق کو اپنے معشوق سے ہوتی ہے اس وقت جب کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ تصور میں اپنا سر حضرت مدنی کے قدموں میں پڑا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ اور جب بھی حضرت مدنیؒ کا تصور دل میں کارفرما ہوتا ہے۔ فوراً رقت طاری ہو جاتی ہے۔ نیز وفات کی خبر سن کر حضرت اقدس مدنیؒ سے ایسی بے پناہ عقیدت پیدا ہو گئی۔ جیسی کسی مرید کو اپنے مرشد سے ہوتی ہے۔ بس ایک روحانی کنکشن (CONNECTION) یا ایک روحانی رابطہ قائم ہو گیا۔ اور اس عرصے میں اس رابطے میں شدت ہی رونما ہوئی ہے۔ ضعف رونما نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت کے مکتوبات عرصۂ دراز سے مطالعہ میں رہتے ہیں اور یہ محسوس ہوتا ہے۔ کہ حضرت سے علمی اور روحانی استفادہ کر رہا ہوں[1]

میں نے غالباً ۱۹۵۸ء میں حضرت لاہوریؒ سے تخلیے میں عرض کی کہ آپ مجھے بعیت کر لیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے مراقبہ کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ تمہیں مجھ سے فیض مقدر نہیں ہے۔ ورنہ میں تو تمہیں خود بعیت کر لیتا۔ ہاں چند اوراد بتائے دیتا ہوں۔

(۱) رب اغفر وارحم وانت خیرالراحمین۔

(۲) حسبی اللہ لا الٰہ الّا ھو علیہ توکلت

(۳) ماشاء اللہ لا قوۃ الّا باللہ

(۴) اُفوّض اَمْرِی اِلَی اللّٰہ اِنَّ اللّٰہ بَصِیْرٌ بِالْعِبَاد

حضرت اقدسؒ نے ۴۲ سال تک مسلمانانِ لاہور کو توحید کا پیغام سنایا۔ لاکھوں نام کے مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنا دیا۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو اللہ سے ملا دیا۔ تردید شرک و بدعت میں ہزاروں تقریریں کیں۔ اور لاکھوں ٹریکٹ اور پمفلٹ شائع کیے

---

[1] جس طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اس وقت روئے زمین حضرت مظہر جانجاناں شہیدؒ سے بلند تر مقام کسی ولی کو حاصل نہیں ہے۔

اخبار خدام الدین ہمیشہ خرید کر پڑھتے تھے۔
اقبال کا یہ شعر بہت مشہور ہے۔

سر دیں! صدق مقال، اکل حلال ——— خلوت و جلوت تماشائے جمال

حضرت لاہوریؒ اس کے مصداق کامل تھے۔ ساری عمر سچ بولا اور ساری عمر لقمۂ حلال کھایا اور یہ دو باتیں سیکڑوں کرامتوں پہ بھاری ہیں۔ مجھ سے حضرت اقدسؒ کے ایک مرید نے کہا کہ میں پرانے لوہے کا کاروبار کرتا ہوں۔ حضرت اقدس لاہوریؒ کی جوتیوں کے صدقے میں مجھ میں اس قدر طاقت پیدا ہو گئی ہے۔ میں لوہے کو سونگھ کر بتا سکتا ہوں کہ چوری کا مال ہے یا نہیں (لوکو ورکشاپ لاہور سے آئے دن لوہا تانبا پیتل چوری ہوتا رہتا ہے) ۔ اقبال نے لکھا ہے۔

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پائی میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی!

حضرت لاہوریؒ کی پوری زندگی شان استغناء کی بہترین مثال ہے۔ میرے شناسا عبدالحمید خان صاحب (فیروز سنز) نے عرض کی کہ سواری کے لیے موٹر نذر کرنی چاہتا ہوں۔ ڈرائیور اور پیٹرول میرے ذمہ ہوگا۔ مگر حضرتؒ نے انکار فرمادیا۔ ایک شخص نے دعوت کی۔ فرنی سونگھ کر فرمایا "دودھ میں خوشبو کی بجائے بدبو آرہی ہے۔ یقیناً دودھ ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہے۔ تحقیق کے بعد حضرت کا اندیشہ صحیح ثابت ہوا۔ حضرت کی قوتِ قدسی چونکہ شعاعِ آفتاب مصطفےٰ ؐ سے مستنیر تھی اس لئے جس کی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر یہ فرمایا "آئندہ مت کٹانا" اس نے ساری عمر نہیں کٹائی۔ اس کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں تاکہ میرا ایمان تازہ ہو جائے۔

کرشن نگر کے بازار میں میرے ایک خواجہ تاش قمرالدین باربر ہیں۔ جب وہ حضرتؒ سے بیعت ہوئے تو حضرت نے ان سے کہا "میاں قمرالدین اب داڑھی مت کٹانا" وہ دن ہے اور آج کا دن! میرے دینی بھائی قمرالدین نے آج تک اپنی داڑھی نہیں تراشی اور چونکہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے ان کی ٹھوڑی سے داڑھی کو مس کر دیا تھا۔ اس لیے ان کی داڑھی بالکل حضرت اقدسؒ کی ریش مبارک سے مشابہ ہے۔ جسے شک ہو ان کی دوکان میں آکر دیکھ لے جو قمرالدین دلّی میں صرف آٹھویں دن نماز پڑھتا تھا۔ بیعت کے بعد سے اس میں یہ انقلاب عظیم پیدا ہو گیا کہ پانچوں نمازیں مسجد میں با جماعت پڑھتا ہے۔ اور اس نے مجھ سے کہا میری آمدنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اپنے بھائی قمرالدین کی قسمت پر رشک آتا ہے۔ [1]

حضرت اقدس لاہوریؒ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کو کیا سمجھتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنی داڑھی کے وہ بال جو کہ کنگھی کرتے وقت اس میں آجایا کرتے تھے، مولوی عبیداللہ انور سلمہٗ کو دیئے کہ تعطیلات کے بعد جب تم دیوبند جاؤ تو حضرت اقدس مولانا مدنیؒ کی پاپوش کے تلے میں سلوا دینا تاکہ میرے بالوں کو عزت نصیب ہو جائے۔

---

[1] جب کبھی میں قمرالدین کو دیکھتا ہوں تو تلسی داس جی کا یہ دوہا میرے زبان پر آجاتا ہے۔
جات پات پوچھے نا کوئی! ——— ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے۔

یہ ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے۔ غالباً دن کے دس یا ساڑھے دس بجے تھے میں کالج کی ڈاک بذات خود لے کر آیا تاکہ معاملات کو ذہن نشین کر کے فوری احکام حاصل کرسکوں۔ دیکھا کہ دروازے کے باہر خلاف معمول ہمسائے جمع ہیں۔ کئی چارپائیاں سڑک پر بچھی ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی نے مخبری کی تھی۔ کہ حضرتؒ کا تعلق دہشت پسندوں اور انقلابیوں سے ہے اور بھگت سنگھ اور دت کی پارٹی نے چند بم حضرتؒ کے گھر میں ایک کوٹھڑی میں چھپا کر رکھے ہیں۔ چنانچہ ایک سکھ انسپکٹر سی۔ آئی ڈی اپنے ماتحت اسٹاف کو ساتھ لیکر خانہ تلاشی کر رہے ہیں۔ حضرت لاہوریؒ اپنے فرزند مولوی عبید اللہ انور سلمہ، کو جن کی عمر اس وقت غالباً دو تین سال کی تھی گود میں لیے ٹہل رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو فرمایا تم ذرا بچے کو گود میں لے لو تو میں اندر ہو آؤں۔ میں نے صاحب زادۂ بلند اقبال کو اپنی گود میں لے لیا اور ٹہلنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد حضرتؒ آگئے آگے اور سی آئی ڈی کا اسٹاف پیچھے پیچھے مکان سے برآمد ہوئے اور سب لوگ چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔ سکھ انسپکٹر نے حضرتؒ سے کہا مولوی صاحب مجھے ندامت ہے اس مخبر۔۔۔۔۔ نے بالکل جھوٹی اطلاع دی تھی۔ دوبارہ اسے مغلظات دینے کے بعد اس نے کہا آپ مجھے معاف کردیں۔ حضرت نے فرمایا مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے تم نے تو اپنا فرض منصبی انجام دیا۔ لیکن تمہیں مطمئن کرنے کے لیے کہتا ہوں کہ "معاف کیا" اس پر اس سکھ افسر نے شکریہ ادا کیا اور کہا مولوی صاحب میں آپ سے ایک بات پوچھنی چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شوق سے پوچھو۔ اس نے کہا میں نے آپ کے سارے گھر کی تلاشی لی ہے۔ اس لیے باورچی خانے کی تلاشی بھی لی ہے۔ نہ تو آپ کے گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز ہے اور نہ باورچی خانے میں نمک و مرچ، ہلدی گرم مصالحہ، ادرک و پیاز یا رات کی باسی روٹی ہے آپکے گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ (اس نے واقعی تلاشی لی تھی۔ ہر ڈبہ کھول کر دیکھا تھا) تو آپ کھاتے کہاں سے ہیں اور زندگی کیسے بسر کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت مسکرائے اور فرمایا "ہم فقیروں کا قانون حیات یہ ہے کہ اگر اللہ بھیج دیتا ہے تو کھا لیتے ہیں ورنہ روزہ رکھتے ہیں۔ ہمارے بچے بھی اس کے عادی ہیں چنانچہ جس دن گھر میں کچھ نہیں ہوتا تو یہ بچہ (عبید اللہ انور) بھی اپنی ماں کی طرح صرف پانی پر گزارہ کرتا ہے۔ فقیر تو آخرت کی فکر کرتا ہے۔ روٹی کی فکر نہیں کرتا۔ ہم تو فقیر ہیں ہمارا رزاق اللہ ہے" یہ سن کر اس سکھ انسپکٹر اور اس کے غیر مسلم اسٹاف کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور اس نے اپنے کوٹ کے بٹن کھول کر دس روپے کا نوٹ نکال کر حضرت کے درچرنوں میں ارپن کر دیا۔[1]

حضرتؒ نے مسکرا کر فرمایا "انسپکٹر صاحب! تم نے دیکھ لی میرے اللہ کی کارسازی اور غریب نوازی! یہ کہہ کر آپ نے اپنے مرید سے کہا لو بھائی یہ نوٹ لے جاؤ اور کھانے پینے کا سامان لے آؤ" یہ فرما کر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

کارساز ما بفکر کار ما ، فکر ما در کار ما آزار ما

"ومن یتق اللہ یجعل لہٗ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب"

ایک دن غالباً ۱۹۶۰/۶۱ء میں مجھ سے فرمایا "اللہ کا معاملہ میرے ساتھ بڑا عجیب ہے۔ میں کلمۂ حق کہنے کی پاداش میں ۱۳ مرتبہ جیل جا چکا ہوں اور اللہ ۱۳ بار ہی مجھے اپنے گھر (خانہ کعبہ) بلا چکا ہے۔

ایک دن پنجاب پبلک لائبریری میں (جون ۱۹۵۹ء میں) ایک شخص نے میری بہت توہین اور تحقیر کی۔ مجھے فطری

---

[1] یہ اسی کے الفاظ ہیں یعنی یہ رقم آپ کے قدموں میں بطور نذر پیش کرتا ہوں۔

طور پر بہت صدمہ ہوا۔ خصوصاً اس لیے کہ وہ شخص عمر کے لحاظ سے میرے بیٹے کے برابر تھا اور علم کے لحاظ سے نہ عربی دان نہ فارسی دان نہ میٹرک۔ چونکہ مجلس احرار میں رہ چکا تھا۔ اس لئے خطابت میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔ اس نے کہا "آؤ میرے مقابلے میں تقریر کر لو"

بہرحال یہ جمعرات کا دن تھا۔ پانچ بجے میں حسب معمول مجلس ذکر میں شرکت کرنے کے لیے مسجد شیرانوالہ پہنچا۔ حسن اتفاق سے حضرت کے پیچھے صف میں جگہ مل گئی۔ سلام پھیرنے کے بعد حضرت نے مجھے دیکھا۔ میں نے سلام کیا۔ حضرتؒ حسب معمول بغلگیر ہونے کے لیے کھڑے ہو گئے اور مجھے سینے سے لگایا یہ حالت دیکھ کر یک لخت میری آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے کہ اس شخص نے تو میری اس قدر توہین کی اور حضرت نے کہ میں آپ کے آگے طفل مکتب بھی ہوں اور ذرہ بے مقدار بھی، میری اس قدر تعظیم کی۔ سچ مچ مجھ پہ ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ یہ حال دیکھ کر حضرتؒ نے فرمایا "یہ بھی اسی کی طرف سے ہے اور جو واقعہ دو پہر کو گزرا وہ بھی اُسی کی طرف سے تھا"۔ پس ساری عمر اس کی مشیت کے سامنے سر تسلیم خم کئے رہنا" مجھ سے ایک دن فرمایا "عقیدت اور اطاعت یہ بجلی کے دو تار ہیں منفی اور مثبت دونوں ہوں تو بلب روشن ہو سکتا ہے اسی طرح عقیدت اور اطاعت دونوں ہوں تو قلب روشن ہو سکتا ہے"

ایک دن مجھ سے فرمایا "ذکر اور مراقبہ دو بازو ہیں اور اڑنے کے لیے دونوں بازو لازمی ہیں" آپ اپنی مجلس میں اکثر فرمایا کرتے تھے "لاہور کی آبادی ۱۴ لاکھ ہے (اس وقت اتنی ہی تھی) اگر مجھے ۱۴ مومن بھی مل جائیں تو انگریز کے خلاف جہاد کا علم بلند کر دوں۔ تن تنہا اعلان کرنا خلاف سنت نبوئی ہے حضورؐ نے اس وقت جہاد کیا جب مجاہدین کی ایک جماعت تیار ہو گئی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حرام کے ایک لقمے سے دل پہ ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اس لئے میں بہت محتاط رہتا ہوں۔ چنانچہ جب آپ نواب مظفر خاں مرحوم کے اصرار پر ان کے یہاں نکاح پڑھا کر فوراً واپس تشریف لے آئے۔ باوجود اصرار نہ کھانا کھایا نہ دوشالہ اور ایک ہزار نذرانہ قبول فرمایا۔ میں نے مدتوں اس بات کا مشاہدہ کیا کہ جب کوئی مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتا۔ حضرت جی! بہت عرصے سے آپ کے بتائے ہوئے اوراد اور وظائف پڑھ رہا ہوں۔ اب اگلا سبق دے دیجئے تو آپ عموماً یہی فرماتے "ابھی تمہارا سبق کچا ہے اسے اور پکاؤ"

ایک دن میں نے "پکانے" کے معنی دریافت کئے تو فرمایا "میں اس علاقے (پنجاب) کے باشندوں کو سمجھانے کے لیے انہی کی اصطلاح استعمال کرتا ہوں۔ پکانے کا مطلب یہ ہے جو تم زبان سے کہتے ہو۔ وہ تمہارا حال بھی بن جائے۔[1] مثلاً ایک شخص اس آیت کا ورد کر رہا ہے۔ "حسبی اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ" تو اسے غیر اللہ سے سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ خواہ اسے فاقے ہی کیوں نہ کرنا پڑیں۔ اگر وہ اس آیت کا ورد کر رہا ہے اور غیر اللہ (مثلاً کسی انسان) کے آگے ہاتھ بھی پھیلا رہا ہے۔ دولت مندوں کی کوٹھیوں کا طواف بھی کر رہا ہے۔ تو اس کا حال اس کے قال سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ مطابقت تو بڑی چیز ہے۔[2]

---

[1] اقبال نے بھی یہی بات کہی ہے۔ لا الٰہ گوئی؟ بگو از روئے جاں تا ز اندام تو آید بوئے جاں
این دو حرف لا الٰہ گفتار نیست لا الٰہ جز تیغ بے زنہار نیست

[2] شیخ العرب والعجم و مجاہد اعظم، جملہ اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی م ۱۳۱۷ھ فرماتے ہیں کہ جب

جب آپ تبلیغی اسفار پر دیہات میں تشریف لے جاتے تھے تو ایک تھیلے میں گڑ دوسرے میں چنے اپنے ساتھ لے جاتے تھے تاکہ مشتبہ لقمے سے محفوظ رہ سکیں۔ افسوس کہ ہم لوگ نہ صدق مقال کا خیال رکھتے ہیں نہ اکل حلال کا۔

آپ نے ساری عمر وعظ کا کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ حد ہے کہ اپنا ہی پرچہ خدام الدین کسی سے عاریۃً لیکر نہیں پڑھا قیمتاً خرید کر پڑھا۔ آپ نے دیہات میں جب تک اطمینان نہ ہو گیا کسی کے گھر قیام نہیں کیا۔ عموماً مسجد ہی میں قیام فرماتے تھے تاکہ مشتبہ غذا سے محفوظ رہیں اور کلمۂ حق بھی کہہ سکیں۔

ہمیشہ ماہ رمضان میں علما کو قرآن مجید کی تفسیر پڑھائی اور ربط آیات آپ کا خصوصی موضوع تھا۔ چنانچہ آپ نے اللہ کے فضل سے جو عکسی قرآن مجید طبع کرایا۔ اس کے حاشیے میں ربط آیات کو بخوبی واضح فرما دیا۔ یہ اللہ نے اپنے کلام مجید کی بہت بڑی خدمت آپ سے لی اور انشاء اللہ اس کا اجر بھی عظیم الشان ہی ملے گا۔ راقم آثم چونکہ ۱۹۲۹ء سے ۱۹۴۳ء تک انجمن حمایت اسلام کے قائم کردہ تبلیغی کالج کا پرنسپل رہا ہے۔ اس لیے ۱۳، ۱۴ سال تک مسلسل حضرت کی تقریروں سے مستفید ہوتا رہا۔ آپ کے علاوہ کسی مقرر میں کلمۂ حق کہنے کی جرأت کا مشاہدہ نہیں کیا۔ آپ ہمیشہ اپنے مواعیظ حسنہ میں شرک و بدعت کا رد فرماتے تھے۔ اور دولت مندوں کے منہ پر کہا کرتے تھے۔ کہ خالی ہاتھ آئے خالی ہاتھ چلے جاؤ گے۔ یہ نوٹوں کی گڈیاں جو تمہاری تجوریوں میں رکھی ہوئی ہیں سب یہیں رہ جائیں گی۔ تمہارے بیٹے پوتے بھائی بھتیجے ایک گڈی بھی تمہارے ساتھ کفن میں نہیں رکھیں گے۔ جو اللہ کی راہ میں دے جاؤ گے وہ بھی تمہارے ساتھ جائے گا نیز جو لوگ تبلیغ کر رہے ہیں ان کی امداد تمہارا فرض ہے۔

حرفِ آخر، حضرت کے جنازے کے ساتھ جس قدر آدمی تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ لاہور کی اس صدی کی تاریخ میں غازی علم الدین شہیدؒ کے بعد اس قدر آدمی کسی جنازے کے ساتھ دیکھنے میں نہیں آئے۔ میں نے دونوں جنازے دیکھے ہیں دونوں جنازوں میں آدمیوں کی کثرت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے جب شہید اور حضرتؒ دونوں کے جنازے یونیورسٹی گراؤنڈ میں پہنچ چکے تھے تو جلوس کا پچھلا حصہ لوہاری دروازے کے چوک میں تھا۔ میں بہ چشم دید واقعہ لکھ رہا ہوں۔ مجھے بڑی آرزو تھی کہ حضرت اقدسؒ کا (جنہوں نے میری زندگی میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا) آخری دیدار کر لوں۔ اللہ کی کرم فرمائی دیکھو! میرے محترم مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم نے پیغام بھیجا کہ حضرت سے تمہارے تعلقات کے پیش نظر میں نے تمہارے لیے انتظام کر لیا ہے تاکہ تم آخری دیدار کر سکو چنانچہ میں یونیورسٹی گراؤنڈ میں پیویلین پر سید صاحبؒ کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ غالباً پانچ سوا پانچ بجے حضرت اقدس کا جنازہ اس پیویلین کی پشت سے گذرا اور میں نے بڑے اطمینان کے ساتھ حضرت کا آخری دیدار کر لیا۔ چہرہ مبارک کھلا ہوا تھا اور اس پر عجب نور برس رہا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سو رہے ہیں موت کے آثار چہرے سے مطلق نمایاں نہیں تھے۔ جب میں نے

میں ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچا تو کوئی ذریعۂ آمدنی نہ تھا۔ صرف زمزم پی کر زندگی بسر کرتا تھا۔ آٹھویں دن جب نماز کے لیے جا رہا تھا تو شدت ناتوانی سے راہ میں غش کھا کر گر پڑا۔ لوگوں نے اٹھایا زمزم پلایا تو ہوش میں آیا۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھا الہام ہوا کہ آخری امتحان ہو چکا۔ چنانچہ فتوحات کی وہ کثرت ہوئی کہ ۴۰، ۵۰ آدمی روزانہ دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۲۱۷ھ میں ہوا جب میری عمر ۵ سال تھی۔

چہرۂ مبارک دیکھا تو معاً اقبال کا یہ شعر زبان پہ آگیا۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم ،
چو مرگ آید تبسم برلبِ اوست

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ

مشہور نقشبندی مجددی شیخ مولانا عبدالمالک صدیقی رحمتہ اللہ علیہ خانیوال کی خدمت میں سٹلائ ٹاؤن راولپنڈی میں غالباً ۶۴ء یا ۶۵ء میں حاضر ہوا۔ دورانِ ملاقات انہوں نے حضرت قطب العالم حضرت لاہوریؒ کے بارہ میں فرمایا کہ "دَورِ حاضر میں ان کی نظیر نہ تھی۔ ان کا قلب اتنا نورانی تھا کہ اہلِ کشف بھی نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتے تھے اور روحانی کمالات بھی انتہا تھے۔ سب سے بڑا کمال اکل حلال تھا کئی دفعہ ان کی مسجد میں حاضر ہوا۔ ایک مرتبہ لپنے شیخ و قطب وقت حضرت مولانا و سیدنا فضل علی قریشیؒ کے ساتھ بحیثیتِ خادم شیرانوالہ دروازہ کی جامع میں پہنچے۔ راستہ میں (غالباً) حضرت قریشیؒ نے مچھلی تناول فرمانے کی خواہش ظاہر فرمائی جب ہم مسجد پہنچے۔ تو تھکان کی وجہ سے حضرت قریشیؒ غسل فرمانے کے لئے دفتر خدام الدین کے سامنے غسل خانہ میں لے گئے اور یہ خادم چھوٹی مسجد میں بیٹھا انتظار کر رہا تھا کہ اتنے میں حضرت لاہوریؒ مسجد میں تشریف لائے اور بڑے غور سے اِدھر اُدھر دیکھ کر مجھ سے فرمایا کہ کون تشریف لائے ہوئے ہیں؟ مجھے یوں ہوا کہ حضرت لاہوریؒ اپنی روحانی قوت سے کچھ ادراک فرما رہے تھے۔ میں نے حضرت قریشیؒ کی تشر آوری کا عرض کیا تو حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ اچھا میں ابھی آیا اور غالباً گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی میں ادھر حضرت قریشیؒ غسل سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ حضرت لاہوریؒ ایک دسترخوان میں مچھلی اور لے آئے۔ مجھے بہت حیرانگی ہوئی کہ ان اہل باطن کی دنیا ہی کیا ہوتی ہے!

اس کے بعد بھی کافی وقت حضرت مولانا عبدالمالک صدیقیؒ بزرگوں کے واقعات ارشاد فرماتے ر

لپنے حافظہ کی بنیاد پر اوپر کے جملے لکھے ہیں۔ البتہ مفہوم بالکل یہی تھا۔

حضرت الشیخ لاہوریؒ قدس سرہ کے پانچ اونچے خلفاء کرام میں سے ایک جامع شریعت طریقت حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری رحمتہ اللہ علیہ تھے جن کے ذریعہ حضرت شیخ قد سرہ کا فیض روحانی بڑی کثرت اور قوت سے پھیلا۔ انہوں نے انجمن خدام الدین رجسٹرڈ نوشہرہ کی کانفرس میں ایک دفعہ بندہ سے فرمایا کہ "مجھے سلطان العارفین حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہم و برداللہ مض کی خدمتِ بابرکت میں مسلسل چالیس سال تک حاضری اور استفادہ کا شرف نصیب ہوا۔ لیکن اس عرصے میں بقسم عرض کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ بھی کسی کی غیبت کرتے ہوئے نہیں سنا۔ بلکہ اگر کوئی صا

ا کا ذکر اس انداز سے شروع کرتے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو بدلوا دیتے اور فرماتے کوئی اور
ی کیجیے۔ اور اس دَور میں غیبت سے بچ نکلنا اور ساری زندگی حرام اور مشتبہ خوراک و اشیاً سے مکمل
اب میرے نزدیک حضرتؒ کی سب سے بڑی کرامت تھی۔"

۶۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں ۵۷۔۱۹۵۶ء میں حضرت الشیخ
رف المفسر لاہوریؒ مہمان خصوصی تھے۔ اور خود اس سیہ کار کو حضرت الشیخؒ کی پہلی مرتبہ زیارت کا شرف
ا جلسہ میں نصیب ہوا تھا۔ رات کی نشست زبردست بادوباراں کی نذر ہو گئی اور ساری رات خوب
ں برسی۔ استاذی المحترم مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ شیخ الحدیث، تمام مدعوین و مہمانان گرامی کے
امات میں ہمہ تن متوجہ تھے اور دارالعلوم کی نئی عمارت میں چند زیرِ تعمیر کمروں کے علاوہ سر چھپانے
جگہ نہ ہونے کی وجہ سے سخت متفکر۔ خدا خدا کر کے رات گذری۔ صبح اشراق کے بعد حضرت
رریؒ نے "وَمَا خَلَقْتُ الجن وَالْانس اِلَّا لِیَعْبُدُون۔" پر عجیب و غریب با برکت خطاب فرمایا۔ ان
، خطاب کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ کی تقریر شروع ہوئی اور حضرت الشیخؒ
ج سے اترے۔ بندہ اپنے ماموں صاحب و بعض حضرات کے ساتھ جلسہ گاہ سے نکل کر ایک طرف
ے جہاں کار کھڑی تھی اور اس میں حضرتؒ نے تحریک آزادی کے رکن جناب خان عبدالغفار خان
احب کے ہمراہ ان کے گھر دوپہر کے کھانے پر تشریف لیجانا تھا۔ اس وقت عجیب منظر تھا۔ حضرت
انا نصیرالدین غورغشتیؒ یادگارِ سلف بھی اور دیگر اکابر و مشائخ نے حضرتؒ کو رخصت کیا۔ اس موقع پر
ب بندہ نے دعا کی درخواست کی تو سر پر ہاتھ رکھ کر حضرتؒ نے مختصر سی دعا فرمائی کہ اللہ تعالےٰ
مائے کرام اور صوفیائے عظام کے نقشِ قدم پر چلائے اور ہمیشہ اپنی رضا و محبت سے نوازے۔

۷۔ محترم جناب خواجہ نذیر صاحبؒ خدام الدین رسالہ کے ابتدائی دَور کے منتظم اعلیٰ تھے اور محترم
اب چوہدری عبدالرحمٰن صاحبؒ کے ساتھ انھوں نے اس رسالہ کی جو خدمت کی وہ تاریخی چیز ہے۔
میرے زمانہ طالب علمی ۶۰ء تا ۶۲ء میں بھی ان سے مراسم رہے۔ لیکن جب ۱۹۶۴ء میں بندہ
نین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ کی خدمتِ اقدس میں دورۂ تفسیر کے لیے
ضر تھا۔ ان دنوں حضرت اقدس دامت برکاتہم نے بکمال شفقت و محبت مجھے اور محترم خواجہ
ر احمد صاحبؒ کو حضرت الشیخ لاہوری قدس سرہ کے حجرۂ خاص (تالاب مسجد کے غربی جانب)
ور قیام گاہ عطا فرمایا تھا تو ان دنوں محترم خواجہ صاحبؒ حضرت کے بارہ میں پرانے واقعات بتلایا
رتے تھے۔ کاش کہ اس وقت بندہ کو صحیح احساس ہوتا اور قلمبند کر لیتا۔ لیکن ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

ایک واقعہ خود ان کا اپنا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ وہ علامہ اقبال کے خصوصی معتقدین اور پھر ان کے

قریبی احباب میں سے تھے۔ ایک دن خواجہ نذیر احمد صاحبؒ نے علامہ اقبال سے کسی مردِ حق آگاہ اور صاحبِ باطن کا پتہ پوچھا تاکہ ان سے بیعت کا شرف حاصل کر سکیں تو علامہ اقبال نے فرمایا کہ "حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں جایئے۔ ان میں جملہ متعلقہ صفات پائی جاتی ہیں" خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس سے مجھے انشراح و خوشی ہوئی اور حضرتؒ کے قدموں میں آگیا اور پھر ہمیشہ کے لئے ان کا گرویدہ بن گیا۔

خواجہ صاحب نے مزید یہ بتلایا کہ ایک مرتبہ کسی ملک (جس کا نام مجھے اسوقت یاد نہیں رہا) کے کچھ لوگ علامہ اقبال سے ملنے کے لئے بطور وفد آئے۔ دیگر مسائل کے علاوہ جب بعض اسلا امور پر انہوں نے کچھ مسائل پیش کئے تو علامہ اقبال نے ایک رقعہ حضرت لاہوریؒ کے نام لکھا اور اس وفد کو ایک ترجمان کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں اس غرض سے بھجوایا کہ حضرتؒ ان کی تشفی فرما سکیں اس کے علاوہ ایک مرتبہ دیارِ غیر سے کسی غیر مسلم نے اشکالات علامہ صاحب کو بھیجے۔ انہوں نے وہ حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں جواب کی غرض سے بھجوا دیئے تھے۔

(کاش کہ وہ خطوط وغیرہ اب کہیں سے دستیاب ہو سکیں تو نئی پود کے لئے ہدایت کا سبب بن سکے۔)

خواجہ صاحب نے ایک واقعہ اپنے گھر کا بیان کیا کہ ان کی ایک صاحبزادی صاحبہ کی شادی وزارت خارجہ میں ملازم ایک عزیز سے ہوئی۔ کچھ مدت کے بعد وہ ماسکو (روس) اپنی ڈیوٹی پر گئے۔ گھر والے بھی ساتھ تھے تو خواجہ صاحب کی صاحبزادی ہفتہ عشرہ کے بعد اپنی خیریت وغیرہ سے مطلع کر دیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ بہت تاخیر ہو گئی اور خواجہ صاحب کی بیوی صاحبہ نے بہت اصرار کیا اور اس کا صدمہ بھی بہت بڑھا ہوا تھا۔ بہر حال ڈرتے ڈرتے حضرت لاہوریؒ سے عرض احوال کیا۔ حضرتؒ مسکرائے او آنکھیں بند فرما کر چند ثانیوں کے بعد فرمایا کہ الحمدللہ خیریت سے ہیں اور اپنے گھر میں کپڑا سی رہی ہیں۔ ان کی والدہ صاحبہ نے فوراً ان کو خط لکھا، جس میں دیگر امور کے علاوہ اِسوقت اور تاریخ پر "کیا شغل تھا"؟ کا استفسار بھی کیا۔ اس کا جو جواب آیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ اس میں لکھا کہ " خیریت سے ہیں۔ ڈاک میں کسی وجہ سے تاخیر ہو گئی ہو گی۔ اس وقت و تاریخ پر وہ ایک کپڑا سی رہی تھیں۔" اللہ اکبر!

کسی نے سچ کہا جو بالکل حضرتؒ کے بارہ میں صحیح عکاسی کرتا ہے۔

؎ مرتباں ورزیدہ ام آفاقہا گردیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

طالب دعا: خاکپائے حضرت الشیخؒ احمد عبدالرحمان صدیقی۔

۱؎ اس سفرِ مقدسہ پر آتے وقت مولانا عبدالحق شیخ الحدیث مدظلہٗ نے حضرت العباسی المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نام رقعہ عطا فرمایا تھا۔ تاکہ ہمارا قیام مدینہ منورہ حضرتؒ کی مقدس سرپرستی میں رہے۔ تو جب بندہ نے لاہور میں حضرت لاہوریؒ سے اس کا تذکرہ کیا تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ہاں ضرور! وہ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ مدینہ پاک میں دو مرتبہ وہ مجھے اپنے گھر لے گئے تھے۔ بہت مخلص ہیں۔" اور پھر فرمایا۔ "ان کے شیخ حضرت مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ اونچے اولیاء اللہ میں سے تھے۔ مجھ پر بڑی شفقت فرماتے اور کئی مرتبہ یہاں بھی تشریف لائے تھے۔ آپ کو مدینہ پاک میں ان کے ہاں قیام کی اجازت ہے۔ میرا سلام بھی عرض کر دیں۔"

خان غازی کابلی، دہلی

حضرت مولنا فاضلِ حقانی احمد عبدالرحمان صدیقی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حالات نے ہمارے اکابر ومشاہیر کا رخ تجارتی اور دوسرے دنیاوی امور مصروفیتوں کی طرف پھیر دیا ہے اور تقسیم وطن کچھ اس انداز سے ہوئی ہے کہ اس نے پرانے "سروں" خان بہادروں اور "پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے شراب تو دے؟" کہنے والے لوگوں کا بول بالا کر دیا ہے۔ اور ان کے بارے میں ہی ہند و پاک دونوں ملکوں میں ریسرچ اور تحقیقاتی کام ہو رہے ہیں اور "شرابیوں" اور بے دین قسم کے لوگوں کو بانس پر چڑھایا جا رہا ہے۔ مجاہدین فی سبیل اللہ اور احرارِ اسلام و وطن کو نہ صرف غیروں نے ہی نظر انداز کر دیا ہے۔ بلکہ اپنوں کے منہ پر بھی مصلحتوں کے تالے لگا دیئے ہیں لیے لادینی بے دینی اور مصلحتوں کے دَور میں مجاہدینِ دین اور 'خدام الدین' کی کیسے پرواہ ہو سکتی ہے؟ "قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔"

میں نے پورا ایک ہفتہ "الجمیعۃ" کی پرانی فائلوں کو کھنگالنے میں لگایا اور "تلاشِ بسیار" کے بعد ۱۹۶۲ء کی فائل ملی تو جنوری فروری، مارچ، اپریل کے مہینوں کی فائل ندارد تھے۔ اسی طرح 'برہان' کے فائل بھی "کوششِ بسیار" کے باوجود نہیں مل سکے ہیں۔

حضرت مولنا مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی کراچی کی اسلامی کانفرنس سے مراجعت فرمائے دہلی ہوئے تو میں نے نہایت سختی سے مطالبہ کیا کہ زیادہ نہیں تو چند سطریں ہی مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بارے میں تحریر کر دیجیے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے محترم غازی! آپ مجھے دیکھ رہے ہیں کہ میری حالت کیا ہے۔ سر کھجانے اور مرنے کے لئے فرصت نہیں اور "روشنیٔ طبع بر من بلاشدی" میں اسیر و گرفتار ہوں کراچی سے آیا تو میرٹھ گیا اور اب اسی کلکتہ کے لئے 'پابہ رکاب' ہوں۔ جس کے لئے کہا گیا ہے۔

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں
اِک تیر مرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے

میں نے عرض کیا کہ آپ زبانی ہی کچھ فرما دیجیے۔ میں انہیں "آویزہ گوشِ ہوش" کر کے پھر سپرد قرطاس کر دوں

گا۔ اور فاضل حقانی جناب صدیقی صاحب کو بھیج دوں گا۔ اس پر انہوں نے فرمایا۔

مفکرِ ملت مفتی عتیق الرحمٰن صاحب

"مولانا احمد علی لاہوریؒ مرحوم کا تعلق علمائے حق کے اس گروہ سے تھا۔ جن کا روشن کردار تاریکیوں کے دور میں ہم لوگوں کے لئے ہمیشہ روشنی کا "قطب مینار" رہا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ ذاتیات کی بحثوں سے خود کو بچائے رکھا۔ تلخیوں اور گندگیوں سے اپنے دامن کو پاک و صاف رکھا۔ کبھی کسی سے نہ اُلجھے اور نہ ہی کسی تلخ گفتگو سے اپنی زبان کو خراب کیا۔ ہمیشہ "کم گو خوش گو" کے مقولے پر عمل پیرا رہا کرتے تھے۔

انہوں نے اپنی زندگی کو دین کی خدمت اور قرآن مجید کی تعلیمات کو فروغ دینے اور اشاعت کے لئے وقف کیا تھا۔ ان کے درسِ قرآن کی شہرت اور مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ان کی تقلید میں ہندوستان بھر کے تعلیمی اداروں، مذہبی جماعتوں اور مسجدوں میں درس قرآن شروع ہو گئے تھے۔ لیکن اس بات کے باوجود مولانا احمد علیؒ کے درس کی یہ امتیازی خصوصیت اپنی جگہ پر قائم رہی کہ اس میں کشمیر سے راس کماری اور خلیج بنگال و ڈھاکہ سے کابل و قندھار تک کے عربی مدرسوں کے طلباء شریک ہوتے تھے اور فیض یاب ہو کر اپنے وطن میں جا کر فخریہ انداز میں کہتے تھے کہ ہم مولانا احمد علیؒ کا درس سُن کر آئے ہیں اور ان سے "دین حق" کی روشنی حاصل کئے ہوئے ہیں۔"

"ملک میں اِن دنوں جتنے نامور اسلام کے مفکر مذہبی اور دینی اکابر و اصاغرافق شہرت پر جگمگا رہے ہیں۔ ان سب کا کسی نہ کسی رنگ میں مولانا احمد علیؒ لاہوری سے تعلق رہا ہے۔ اور ان میں سے بعض نے مولاناؒ کے درسِ قرآن سے بھی فیض حاصل کیا ہے۔ ان میں ندوۃ العلماء کے سربراہ اور بین الاقوامی شہرت کے مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔"

"حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درسِ قرآن کی ایک بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ وہ جہاں دینی نکات و معارف کے دریا بہایا کرتے تھے۔ وہاں تاریخی اور جغرافیائی حالات بھی بیان فرماتے تھے اور قرآنِ مجید کی سورتوں اور آیتوں کا شانِ نزول بھی نہایت دل آویز انداز میں اس طرح بیان فرماتے تھے کہ سُننے والے عش عش کر اُٹھتے تھے۔ بہت سے لوگ جو ان کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ ان کا یہ تاثر بھی تھا کہ مولانا احمد علی لاہوریؒ درسِ قرآن اور تفسیر میں حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے نوٹوں سے بھی لوگوں کو مستفید کرتے ہیں۔"

حضرت مفکرِ ملت مولانا مفتی عثمانی صاحب کا بیان جاری تھا کہ اُن کے کچھ دوست تشریف لائے۔ اور سے

آنکھوں آنکھوں میں ہی وہ ان کو اُڑا کر لے گئے
پاسبانی رہ گئی اور پاسباں رکھا گئے

میں نے عرض کیا کہ باقی کلکتے سے واپسی پر۔ انھوں نے فرمایا۔ خدا جانے کب واپسی ہو۔ یہی مرتب کرکے فاضلِ حقانی صدیقی صاحب کو بھیج دیئے۔

گھر بارش میں بھیگتا ہوا آیا تو چوہدری محمد شفیع صاحب سابق ممبر بھارت پارلیمنٹ کا بیان موجود پایا۔ الگ ملاحظہ ہو۔

مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی

رات کو سخت بارش ہو رہی تھی کہ اوپر ایک طاقچہ سے پرانے کاغذات کا ایک پلندہ سر پر آن گرا۔ اسے صبح کو دیکھا تو بے انتہا مسرت ہوئی کیونکہ ان میں "برہان" ۱۹۶۲ء کا اپریل کا پرچہ نظر افروز ہوا۔ جس میں "نظرات" کے تحت مولانا سعید اکبرآبادی کا ذیل کا شذرہ تھا۔ ملاحظہ ہو۔

"افسوس پچھلے دنوں مولانا احمد علیؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور رہگرائے عالم جاودانی ہو گئے"

"حضرت مولانا احمد علیؒ حلقہ دیوبند کے اکابر و مشائخ میں سے تھے۔ بلند پایہ عالم وسیع النظر مفکر اور درویش صفت بزرگ ہونے کے علاوہ اونچے درجے کے صاحبِ معرفت اور باعمل بھی تھے۔ قرآنِ مجید کی تفسیر اور اس کی تعلیم و تدریس سے خاص شغف تھا اور اس کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند اور دوسرے مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل طلبا اس غرض سے لاہور جاتے اور چند ماہ قیام کرکے مولانا کے مخصوص درسِ قرآن سے مستفید ہوتے تھے۔ پنجاب کے انگریزی تعلیم یافتہ حضرات بھی موصوف کے زیرِ اثر تھے۔ اور ان کی اچھی خاصی تعداد اس درس میں پابندی کے ساتھ شریک ہوتی تھی۔ پنجاب میں مولانا کی ذات جو احیاء دینی روحانی و اخلاقی تعلیم و تربیت اور نشر و تبلیغ، علوم و معارف قرآنیہ کے لئے وقف تھی۔ مرجع عوام و خواص تھی۔ تقریر مؤثر اور دلپسند ہوتی تھی۔ مگر مجلس میں کم سخنی اور کم گوئی ان کی خوبی تھی زندگی بڑی سادہ تھی۔ تکلف و تصنع اور مادی آرائش و زیبائش سے نفرت تھی۔ ان خوبیوں کے علاوہ مجاہد فی سبیل اللہ بھی تھے۔ تحریکِ خلافت اور اس کے بعد جدوجہد آزادی میں ہمیشہ جمعیۃ العلماء ہند کے ساتھ رہے۔ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے۔ اس تعلق سے ان کو مولانا سے زیادہ استفادہ کا موقعہ ملا تھا۔ اور اس کا اثر اُن کے درسِ قرآن میں اور عام تقریروں اور گفتگوؤں میں بھی ظاہر ہوتا تھا۔"

"قیام پاکستان کے بعد بڑے بڑے اہم مسائل رونما ہوئے اور بعض اوقات علماء کے لیے سخت ابتلاء و آزمائش کے مواقع پیدا ہوئے۔ مگر مولانا نے اعلانِ حق اعلائے کلمۃ الحق میں بھی کبھی کوتاہی یا پہلوتہی سے کام نہیں لیا۔ ان کو اس کی سزا بھی بھگتنی پڑی مگر انہیں اس کی کبھی پرواہ نہیں ہوئی۔ اب ایسے علماء حق کہاں

ملیں گے ؛ جو جاتا ہے۔ اپنا صحیح جانشین قائم مقام چھوڑ کر نہیں جاتا۔"
'برہان' اپریل ۱۹۶۲ء دہلی بھارت۔

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی

ایک مسلمہ حقیقت

بعض حقائق اس قدر اٹل، حتمی، ٹھوس، محکم اور غیر متبدل ہوتے ہیں کہ مسلمان تو کیا کٹر سے کٹر کافر بھی اس کا ابار و انکار نہیں کر سکتا۔ ان میں سے ایک 'موت' ہے۔ آپ کو دینِ اسلام کے منکر ملیں گے۔ حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا تمسخر و استہزار کرنے والے پائیں گے۔ اللہ رب العزت کی وحدانیت والوہیت کے خلاف طرفہ تماشہ دکھلانے والے ملیں گے۔ حتیٰ کہ خالقِ کائنات کے وجود کا بھی بڑی سخاوت سے انکار کرنے والوں کی ایک پوری ٹیم اس دنیا میں موجود ہے۔ مگر چیلنج کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ موت ایک ایسی اٹل اور انمٹ حقیقت ہے جس سے بڑے بڑے کافر کو بھی انکار کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ موت ایک تجرباتی و مشاہداتی چیز ہے۔ جس سے ہر شخص کو آئے دن واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ مشاہدہ کا انکار صرف وہی نادان و احمق کر سکتا ہے کہ جس کے دماغ کی چولیں یا تو سرے سے مفلوج و ماؤف ہو گئی ہوں۔ یا اتنی کمزور و ناتواں ہو گئی ہوں کہ ان میں تفکر و تدبر کی صلاحیتیں یکسر معدوم و معطل ہو چکی ہوں۔

موت ہے ہنگامہ آرار قلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موت کی آغوش میں
نے مجال شکوہ ہے نے طاقتِ گفتار ہے،
زندگانی کیا ہے اک طوق گلو افشار ہے

اثرات اموات بحسب المراتب

بعض اموات ایسی ہوتی ہیں۔ جنکا صدمہ اندرونِ خانہ تک محدود ہوتا ہے۔ بعض ایسی ہیں۔ جن کا حزن و ملال ملکی سطح تک حاوی ہوتا ہے۔ لیکن بعض اموات ایسی جانگسل و جان گداز ہوتی ہیں۔ جن کو پورا عالم حادثۂ جانکاہ اور سانحۂ فاجعہ سے تعبیر کرتا ہے۔ جن کی ٹیس، جنکا درد و کرب اور جن کا رنج وملال

اور اضطراب و اضمحلال ابدانِ ظاہریہ سے تجاوز کر کے ارواح کی گہرائیوں تک پہنچ جاتا ہے اور پورا عالم غم و اندوہ کی تصویر بن جاتا ہے۔ یہ دل آزار و دلفگار صورتحال صرف اور صرف ایک مفسّر و محدّث فقیہہ و لبیب اور متدین و متشرع عالمِ ربّانی کی موت پر ہی منظرِ عام پر آتی ہے اور یہی معنی ہے۔ موت العالِم موت العالَم کا ۔ یعنی ایک عالمِ ربانی کی موت گویا کہ تمام عالم کی موت ہے۔

فما کان قیس هلکہ هلک واحد ولکنہ بنیان قوم تهدما

شبہ بمعہ ازالہ

یہاں ایک شک و شبہ کا ازالہ کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ وہ یہ کہ عالمِ دنیا میں صرف فرزندانِ اسلام ہی تو نہیں بستے۔ یہاں تو یہود و نصاریٰ بھی ہیں اور مشرک و ملحد اور زندیق و بے دین بھی، دہریت و اشتراکیت کے دیوانے بھی ہیں اور ہندو مت، جین مت، بدھ مت اور کیتھولک و پروٹسٹنٹ مسلک کے پیروکار بھی۔ تو ایک عالمِ ربانی کی موت سے عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے لیے تو ایک عظیم رنجدہ کی صورتحال پیدا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان کے دل اسلام اور اہلِ اسلام کے صنادید و اساتین کے لئے دھڑکتے ہیں۔ ملت کافرہ اور طائفہ زنادقہ و ملاحدہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ ایک عالمِ ربانی کی موت پر کبیدہ خاطر ہو جائیں سراپا غم و ہم کی تصویر بن کر خون کے آنسو بہائیں۔ بلکہ اسلام کے متوالوں کے ایسے دلدوز و دلسوز حادثات و واقعات پر کفار ناہنجار اور فساق و فجار کے گھروں میں تو گھی کے چراغ جلائے جاتے ہیں۔ خوشیوں کے شادیانے بجائے جاتے ہیں اور اُن کی رنگین محافل و مجالس کی رونق و بہجت دوبالا ہو جاتی ہے۔ تو موت العالِم، موت العالَم چہ معنی دارد، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی دین معتبر و معتمد ہے تو وہ صرف دینِ اسلام ہے۔ اِنَّ الدین عند اللہِ الاسلام۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بحیثیتِ ملت کسی چیز کا وجود ہے تو صرف مسلمانوں کا۔ ما سوائے ملتِ اسلامیہ سب کی سب ملل باطلہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود و مطرود ہیں۔ "وَ مَن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ" جو شخص بحیثیت دینِ اسلام کے سوا کسی اور دین کا متلاشی ہو گا تو وہ ہرگز قابلِ قبول نہیں۔ پھر ملل کفریہ و باطلہ کے پیروکاروں کا وجود بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں کالمعدوم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ "اولٰئک کالانعام بل هم اضل" وہ کافر و نافرمان مثل ڈھوروں اور ڈنگروں کے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں کوئی وجود من حیث الوجود اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر ہے، تو وہ صرف اُمّتِ مسلمہ کا اور باقی ملل کے افراد کی حیثیت خار آزری سے زیادہ نہیں گویا کہ امتِ مسلمہ کی ٹیس تمام عالم کی ٹیس ہے اور مسلمانوں کے دل و دماغ کا ماتم تمام عالم کا ماتم ہے تو اس کا منطقی نتیجہ یہی نکلا کہ "موت العالِم موت العالَم" کا فارمولا، قاعدہ کلیہ اور مسلمہ ہی نہیں بلکہ محقق محکم اٹل اور حتمی ہے۔ فللہ الحمد۔ عالمِ ربانی کا دنیا سے اٹھ جانا کچھ ایسا ہی ہے۔۔۔

رفتم و ماز رفتن من عالم تاریک شد
من مگر شمعم چوں رفتم بزم برہم ساختم

حضرتِ انسان کی بیچارگی

موت کے آہنی پنجہ نے کتنے مردانِ حق آگاہ کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔ حضرت شیخ الہند" مولانا محمود الحسن صاحب کی جرأت و بسالت کا اظہار انگریز مؤرخ اس انداز میں کرتا ہے "کہ اگر اس شخص کی بوٹی بوٹی بھی کر دو، تو ہر بوٹی سے انگریز کی مخالفت کی آواز آئے گی۔ شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی" سے کون ناواقف ہے۔ جنہوں نے عزیمت و ہمت کا پیکر بن کر انگریز کے خلاف مسلمانوں کے خون کو گرمایا اور برٹش گورنمنٹ کے عروج میں یہ نعرۂ مستانہ لگایا کہ" اے ہندوستان والو۔ تم سب مِل کر اگر موت بھی کرو تو انگریز بہہ جائے گا اور جس نے انگریز جج کی آنکھ میں آنکھ ملا کر عالمِ اسلام پر اپنی شہامت و جرأت کا سکہ یہ کہہ کر بٹھایا" کہ میں پہلے مسلمان ہوں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ میرے گلے میں اللہ و رسول کی غلامی کا طوق ہے۔ اس کے مقابلے میں برٹش گورنمنٹ کی اطاعت حاشیہ خیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ اور یہی وہ دعوت و عزیمت کا مرحلہ تھا۔ جس سے متاثر ہو کر مولانا محمد علی جوہر" نے حضرت مدنی" کے قدم چوم لیئے تھے۔ خطیبِ اسلام حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری" کی حق گوئی و بے باکی اور دلیری و جواں مردی کی داستانیں زبان زدِ عام ہیں اور جس کی خطابت کے طنطنے، ہمہمے اور غلغلے سے آج بھی برصغیر کے دَر و دیوار جھوم رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنی قلندرانہ آواز سے بڑے بڑے فراعنہ و نمارده کا غرور خاک میں ملا دیا۔ لیکن جب ان فرزندانِ اسلام کا موت سے تصادم ہوا تو سب نے سپر انداز ہو کر ہتھیار ڈال دیئے اور سارے عالم پر صفِ ماتم بچھا کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

ولئ کامل

انہیں قلندرانہ صفات کے حامل، عارفِ کامل اور عالم عامل حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری" جیسے اسلام کے بہادر اور ناقابلِ تسخیر سپوت نے بھی موت کے ساتھ مصالحت کر لی۔ اور سب عقیدت مندانِ نیاز کیشوں کو دیدۂ گریاں اور قلب بریاں کی کیفیت دیکھ عالمِ جاودانی کو سدھار گئے اور فانی و ناپائیدار زندگی پر" والاخرۃ خیرٌ وابقیٰ" کو ترجیح دی۔

لوگ کہتے ہیں کہ مظہر مرگیا
اور مظہر درحقیقت گھر گیا

معیار ولائیت

ادوار کے انقلاب و اختلاف سے چیزوں کی اقدار بدل گئیں۔ اطوار بدل گئے اور اچھی اور بُری چیزوں ے امتیاز کے معیار بدل گئے۔ شراب کو مشروب کا نام دے کر شیرِمادر سمجھ کر لذتِ کام و دہن کا سامان مہیا کیا لیا۔ جوئے کو سکنڈل گیم کا نام دے کر جواز کی راہیں نکالی گئیں۔ حالانکہ قرآن مجید نے ان دونوں کو 'رجس من عل الشیطان' (یہ شیطان کی غلاظت ہے) کے نام سے یاد کیا ہے۔ سود کو پرافٹ کا نام دے کر حلال و حرام ین امتیاز کو ختم کیا گیا۔ حالانکہ قرآن مجید نے اُسے اللہ و رسولؐ کے ساتھ جنگ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ "فأذنوا بحرب من اللہ و رسولہٗ" (اے سود خورو۔ اگر تم سود خوری سے باز نہیں آتے۔ تو اللہ و رسولؐ کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ) سے عیاں ہے۔ رشوت کو چائے پانی کا نام دیکر لقمۂ تر بنایا گیا۔ حالانکہ رہبرِاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔" الراشی والمرتشی کلا ہما فی النار" کہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔ رقص و سرور کو ثقافت کا نام دیکر بے حیائی، فحاشی اور زناکاری کے لئے راہیں ہموار کی گئیں۔ حالانکہ قرآن مجید نے ان افعال قبیحہ و شنیعہ کو لہوالحدیث اور فاحشہ کا نام دیا ہے سمگلنگ بلیکنگ کو تجارت کا نام دے کر قوم کی معیشت کو تباہ کیا گیا۔ حالانکہ سیدالرسل صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔"المحتکر فی النار" کہ ناجائز ذخیرہ اندوزی کرنے والا دوزخی ہے۔ دین کے اندر ایجاد و اختراع ور احداث و ابداع کو بدعت حسنہ و بدعت سیئہ جیسی تاویلات سخیفہ کا سہارا لیکر فروغ و رواج دیا لیا۔ حالانکہ سیدالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔"کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ" کہ دین کے اندر ہر نئی چیز پیدا کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور فرمایا: 'کل ضلالۃ فی النار' کہ ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔ اور فرمایا:" من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو ردٌ۔" کہ جس نے بھی ہمارے دین کے اندر ایسی چیز پیدا کی۔ جو ہمارے دین میں نہیں ہے۔ تو وہ مردود و مطرود ہے۔ توحید کی جرنیلی سڑک کو چھوڑ کر شرک و بدعت کی پگڈنڈیوں کو اپنایا گیا اور اس کو عشق و محبت کا جامہ پہنا دیا گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔"من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ" کہ جس نے اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک ٹھہرایا۔ اس پر اللہ ربّ العزت نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔

وَلی کامل کا حقیقت افروز جملہ

"اس سلسلہ میں حضرت لاہوریؒ کا ارشاد بلاشبہ حق و صداقت کی ترجمانی کرتا ہے کہ ہر خبیث چیز کے ساتھ شریف کا لفظ لگا دیا جائے۔ تو وہ شریف تو نہیں بن جاتی۔"

حقیقت یہ ہے کہ حضرت لاہوریؒ نے اس ایک جملہ کے اندر معاشرہ کی خرابیوں، عقائد

کی زبوں حالیوں اور غلط کاروں کی کج فہمیوں کی عکاسی و نشاندہی کا حق ادا کر دیا ہے۔ واقعی

؎ قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔

جہال کا ذہنی تنزل و تسفل

اس طرح آج کل ولایت کے معیار کی بساط کو بھی یکسر الٹ دیا گیا ہے۔ عوام الناس نے مشرک و بدعتی پیروں اور سجادہ نشینوں اور برٹش گورنمنٹ کے حاشیہ بردار، کاسہ لیس اور کفش بردار ٹوڈیوں کو اولیاء اللہ میں شمار کر لیا ہے اور یہ امتِ مسلمہ کے لئے ایک عظیم حادثہ سے کم نہیں۔ گو وقت کے ہر اہل حق نے اس تلبیس ابلیس کا پردہ چاک کیا ہے۔ لیکن اہواء و خواہشات کے پتلے جہال و حمقاء کو احساسِ زیاں تک بھی نہ ہوا۔

اہلِ حق کا اظہارِ حق

خطیبِ اسلام حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے انہیں خوشامدی اور تملق پسند سجادہ نشینوں اور انگریزوں کے جوتے چاٹنے والے جاگیرداروں کا نقشہ اپنے ہی اشعار میں عجیب پیرایہ میں کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ؎

چہ پیرا نش مریداں فرنگی — لقب کافور ذات پاک زنگی
نواب و رئیس نش چہ پرسی — سگ و سگ زاد گاں کرسی بہ کرسی

علامہ اقبالؒ کا تخیل

پاکستان کے عظیم مفکر و فلسفی شاعر علامہ اقبال مرحوم نے بھی ان غلط کار رہنماؤں اور نام نہاد پیشواؤں کی غلط روی، کج ذہنی اور نفاق پروری کو شدت سے محسوس کیا اور وہ یہ کہنے سے نہ رہ سکے۔ ؎

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی — گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
شہری ہو دیہاتی ہو مسلمان ہے سادہ — مانند بتاں پجتے ہیں کعبہ کے برہمن
میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد — زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

اور ایک جگہ ان مبتدعین مجاورین کا نقشہ کچھ ان الفاظ میں کھینچا۔ ؎

رمز و ایمار اس زمانے کے لئے موزوں نہیں — اور آتا بھی نہیں مجھ کو سخن سازی کا فن
قم باذن اللہ جو کہتے تھے وہ رخصت ہو گئے — خانقاہوں میں مجاور رہ گئے اور گورکن

اور ایک جگہ ببانگِ دہل اور ڈنکے کی چوٹ اظہارِ حق کا اعلان ان الفاظ میں کیا۔ ؎

ہوئے نکو نام تم قبروں کی تجارت کر کے ۔۔۔ کیا نہ بیچو گے جو مِل جائیں صنم پتھر کے

مولانا حالیؒ کی حقیقت پسندی

اس سلسلہ میں مولانا حالی نے تو احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے فریضہ کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور جب وہ اپنی مسدّس میں مسلمانوں کی اس حالتِ زار کا نقشہ کھینچتے ہیں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کی والہانہ و قلندرانہ حق گوئی کو دیکھ کر بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔ فرماتے ہیں

؎ کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر ۔۔۔ جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر ۔۔۔ کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں ۔۔۔ پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں ۔۔۔ اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں ۔۔۔ مزاروں پہ دن رات نذریں بڑھائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے ۔۔۔ نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے
نبی اور صدیق مجبور ہیں واں ۔۔۔ مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں
نہ پرسش ہے احبار و رہباں کی واں ۔۔۔ خرد اور ادراک رنجور ہیں واں
مبرّا ہے شرکت سے اس کی خدائی ۔۔۔ نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

حقیقت اصلیہ

آیئے ہم دیکھیں اور ان ذہنی ساختہ خرافات و قیاسات اور دور از کار تاویلات سے ہٹ کر دیکھیں۔ کہ آیا اللہ کا قرآن ہمیں اس بارے میں کیا رہنمائی فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی کلامِ مقدس نے ولایت کا کیا معیار بتلایا ہے؟ اور کونسے نفوسِ قدسیہ اس منصب جلیلہ کے اہل والیق ہیں۔

ارشاد باری تعالےٰ ہے" الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون ۝ الذین آمنوا وکانوا یتقون" خبردار۔ اللہ کے ولیوں کو کوئی خوف اور غم وحزن نہیں۔ اولیاء اللہ وہ ہیں۔ جو ایماندار ہوں اور تقویٰ اختیار کرنے والے ہوں۔

حضرت جنیدؒ کا ایمان افروز ارشادِ گرامی

اس ضمن میں اگر ہم سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک ارشادِ گرامی نقل کر دیں تو خالی

از فائدہ نہ ہوگا۔ جس کا پس منظر یہ ہے۔

"ایک شخص نے آکر حضرت کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضرت جی! مسلمانوں کے اندر ایک ایسا گروہ پیدا ہوگیا ہے جو کہتا ہے۔" نحن وصلنا فلا حاجة لنا الی الصلوٰة والصیام"۔ ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ اب ہمیں نماز، روزوں کی ضرورت و حاجت نہیں۔ حضرت جنیدؒ یہ سن کر آپے سے باہر ہوگئے۔ اور چہرہ حمیت و غیرتِ دین کی وجہ سے انار کی طرح سرخ ہوگیا اور فرمایا۔" صدقوا فی الوصول لکن الی سقر" ہاں وہ پہنچ گئے ہیں۔ لیکن جہنم میں پہنچ گئے ہیں۔ پھر جلال میں آکر فرمایا۔" واللہ لو عشت الف سنة ما ترکتُ اورادی"۔ خدا کی قسم۔ اگر اللہ تعالےٰ مجھے ہزار سال کی زندگی بھی دے تو میں فرائض و واجبات کو ترک تو کجا۔ اپنے اختیاری اوراد و وظائف کے اندر بھی کوتاہی نہیں کروں گا۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے۔ کہ حضرت جنیدؒ کے پاس ایک شخص تزکیۂ نفس کے لئے حاضر ہوئے۔ کچھ عرصہ رہنے کے بعد کہنے لگا۔ میں جاتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ کچھ عرصہ اور ٹھہریے۔ تاکہ مزید فائدہ ہو۔ جواب میں کہنے لگا کہ حضرت مجھے آپ سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں اور میں آپ کو ایک ولی کامل سمجھ کر آیا تھا۔ لیکن میں نے اس عرصہ میں آپ کی ایک کرامت بھی نہیں دیکھی۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ یہ بتائیں کہ آپ نے اس عرصہ میں مجھے قول و فعل کے اندر سنتِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پایا۔ کہنے لگا۔ نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر کرامت کیا ہوسکتی ہے اور فرمایا الاستقامة فوق الکرامة کہ سنت کی اتباع و اطاعت کے اندر استقامت و صلابت کرامت سے بھی بڑھ کر ہے

واقعی ؎ قدرے زر زرگر بداند قدرے جوہر جوہری

ولی را ولی مے شناسد

اور یہی معنیٰ ہے ولی را ولی مے شناسد کا۔ جو خود ولایت کے تقاضوں کو نہ سمجھتا ہو ولایت کے آداب و اقدار سے نا واقف و نابلد ہو۔ وہ ولایت کے منصبِ اعلےٰ پر خود فائز المرام ہونا تو کجا۔ ولی کی پہچان سے بھی عاجز ہے۔ حضرت لاہوریؒ صرف عالم باعمل اور عارفِ کامل ہی نہیں تھے۔ بلکہ صاحبِ کشف و کرامات بھی تھے۔ لیکن انہوں نے کبھی کشف و کرامات کو اپنے لئے شہرت و ناموری کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ جہاں خود قول و فعل سے سنت کی پاسداری اور علمبرداری فرمائی۔ وہاں اپنے متوسلین و معتقدین کو بھی اسی راہِ حق پر گامزن کرنے کی سعی بلیغ فرماتے رہے۔

؎ میری مشاطگی کی کیا ضرورتِ حسن معنیٰ کو کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی

ولی کامل کا قرآن سے عشق

حضرت لاہوریؒ کا قرآنِ مجید کے ساتھ عشق و جذب اور شوق و شغف بھی قابلِ رشک تھا آپ نے ساری زندگی قرآنِ مجید کی اشاعت و اذاعت اور ابلاغ و تبلیغ میں گزاری اور منصبِ انذار وتبشیر کو پوری ثقاہت و وجاہت سے نبھایا۔

خوشہ چینی

بندۂ ہیچداں جب قطب زمان، مفسر قرآن حضرت الاستاذ مولانا حسین علیؒ سے دورۂ تفسیر اور حدیث شریف کی چند کتابیں پڑھ کر رئیس المحدثین حضرت مولانا انور شاہ کاشمیریؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے استفادہ کی غرض سے عازم ڈابھیل تو لاہور میں حضرت لاہوریؒ کی زیارت و ملاقات کا شرف بھی نصیب ہوا۔ وہاں میں نے حضرت شیخ التفسیرؒ کے معمولات کا عجیب و غریب روح پرور منظر دیکھا۔ حضرتؒ کے ہاں دورۂ تفسیر شروع تھا۔ طلبائے کرام کا جم غفیر کی مسجد تنگ دامانی کی شکایت کر رہا تھا۔ بندہ نے بھی اس موقعہ کو غنیمت جانا اور حلقہ درس میں شریک ہو کر خوشہ چینی کی سعادت و شرف حاصل کیا۔ سورۃ لقمان کا درس سنا تو یہ استفسار بھی کیا۔ کہ حضرت "ووصینا الانسان بوالدیہ سے ماقبل ومابعد" حضرت لقمان علیہ السلام کا بیان ہے۔ لہٰذا اس آیت کا ماقبل ومابعد سے کیا ربط ہے؟ جسکا حضرت شیخ التفسیرؒ نے بہت دلنشیں جواب دیا تھا۔

ولی کامل کا ترجمۃ القرآن الحکیم

حضرتؒ نے قرآن مجید کا جو با محاورہ سلیس ترجمہ فرمایا۔ یہ اپنی مثال آپ ہے۔ ترجمہ کے اندر ہی کئی اشکالات کو رفع فرما دیتے ہیں۔ یہ ان کی قرآن دانی اور قرآن فہمی کی روشن دلیل ہے۔ اور اس قابل ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے اندر اس کو نصاب میں شامل کیا جائے۔ لیکن۔ ؎
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

ولی کامل کا ولی کامل سے باہم ربط وتعلق

میرے حضرت الشیخ مولانا حسین علیؒ کو حضرت لاہوریؒ سے فریفتگی و شیفتگی کی حد تک محبت تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت لاہوریؒ کے دورۂ تفسیر سے فارغ ہو کر جو طلباً کرام حضرت الشیخؒ کی خدمت میں آتے تھے تو حضرت الشیخؒ گھنٹوں کے گھنٹے حضرت لاہوریؒ کے حالات و واقعات اور درس وتدریس کے مشاغل و معمولات کے بارے میں استفسار فرماتے رہتے

تھے۔ اسی طرح ایک دن یہ تذکرہ خیر جو چھڑا. آدھی رات بیت گئی. لیکن یہ ایمان افزا تذکرہ جاری رہا. حضرت لاہوریؒ کو بھی حضرت الشیخؒ سے والہانہ محبت و عقیدت اور ارادت تھی.

استفادہ

ایک موقعہ پر فرمانے لگے کہ میں دوسرے علماء کو لوگوں کے استفادہ کے لئے بلاتا ہوں. لیکن حضرت مولانا حسین علیؒ کو اپنے اور علماء کرام کے استفادہ کیلئے قدم رنجگی تکلیف دیتا ہوں. کیا الفتیں تھیں کیا محبتیں تھیں اور کیا بہاریں تھیں. کاش کہ ہم اصاغر بھی ان اکابر کے نقشِ پاکو اور ان کی مقدس روایات کو قائم رکھتے. اور اشدآء علی الکفار رحماء بینھم کا مصداق بنتے. لیکن اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے.

ؔ دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ؔ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

سلف صالحین کا قول حضرت حسن بصریؒ سے

حضرت حسن بصری سے روایت ہے." قال کانوا یقولون موت العالم مثلۃ فی الاسلام لا یسدھا شی ما اختلف الیل و النھار" اکابرین فرمایا کرتے تھے. کہ ایک عالم کی موت اسلام کے اندر ایک ایسی دراڑ ہے کہ جس کو زمانہ کی کوئی چیز پُر نہیں کر سکتی. جب تک لیل و نہار کا یہ سلسلہ قائم ہے. یہ خلاء پُر ہونا مشکل ہے.

وَلی کامل کی حق گوئی و بے باکی

حضرت لاہوریؒ نے لاہور میں جب دین کا کام شروع کیا تو شرک و بدعت کی دیویاں تلملا اٹھیں اور آپ کے خلاف افتراء پردازی اور فتنہ پروری کا ایک طوفان کھڑا کر دیا. لیکن حضرت لاہوریؒ چٹان بن کر باطل کے خلاف برسرپیکار رہے. یہاں تک کہ آپکی حق کی تائید و تشہیر میں دلائل و براہین سے شرک و بدعت کے اجارہ دار بوکھلا گئے اور پھر اپنی موت آپ ہی مر گئے.

ؔ آئینِ جواں مردی، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

پیکرِ اخلاص

حضرت لاہوریؒ نے اپنی تقریر و تحریر میں ہمیشہ عوام الناس کی اصلاح کو پیشِ نظر رکھا اور حتی المقدور لفاظی سے اجتناب کیا۔ حالانکہ آپ ایک قادر الکلام، فصیح اللسان شیریں زبان مقرر تھے اور الفاظ آپ کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی تحریر و تقریر کو ہمیشہ تکلف و تصنع کے بکھیڑوں سے پاک رکھا اور مخلوقِ خدا کی اصلاح کو اپنا مقصود فکر اور مطمعِ نظر بنایا۔ اگر آپ حضرتؒ کے تقریباً ان چونتیس[۳۴] رسالوں کی تحریر کو دیکھیں گے تو جو حضرت نے عوام کی اصلاح کے لئے سپرد قلم فرماتے ہیں۔ میری بات کو محض خیالی وقیاسی ہونے پر گمان نہیں کریں گے۔ بلکہ اس کو ایک نفس الامر کا واقعہ سمجھیں گے۔ آپ نے شرک و بدعت کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا۔ دہریت و نیچریت کے دانت کھٹے کئے۔ مودودیت و شیعیت کی حتی المقدور حوصلہ شکنی کی۔ مرزائیت و قادیانیت پر ایٹم بم بن کر برسے۔ غرضیکہ جس فتنہ نے بھی سر اٹھایا حضرت لاہوریؒ مردِ مجاہد کی طرح جرأت و عزیمت کا پیکر بن کر میدان میں اتر آئے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہر محاذ پر باطل پرستوں کو دندان شکن شکست دی۔ انہوں نے اپنے علم کے اسلحہ و بارود سے صرف باطل قوتوں کے محلات کو خاکستر کرنے کا ہی کام لیا اور اس متاع عظیم کو جلب منفعت اور دفع مضرت کا ذریعہ نہیں بنایا۔

ے علم را برتن زنی مارے بود
علم را بر جان زنی یارے بود

ولی کامل کا زہد و تقویٰ اور شانِ استغنا

حضرت لاہوریؒ کا زہد و تقویٰ اور استغناء مثالی تھا۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے مجھے علم نہیں کہ حضرتؒ نے کبھی کسی تقریر یا خطاب کا حق الخدمت یا عوضانہ بھی لیا ہو۔ جب بھی کسی نے وقت لینے کی خواہش ظاہر کی تو جواب میں یہی فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا تو آ جاؤں گا۔ ایک موقعہ پر لاہور کے کسی آدمی نے تقریر کا اہتمام کیا۔ حضرت کے لئے بھی کھانا تیار کروایا لیکن کھانے کے وقت حضرت تشریف نہ لائے۔ تلاش بسیار کے بعد ایک تھرڈ کلاس کے ہوٹل میں دال چپاتی کے ساتھ اپنے پیٹ کو دلاسا دے رہے تھے۔ دنیا میں علماء و فضلاء کی کمی نہیں۔ مبلغین و پیشہ ور واعظین کی کمی نہیں۔ تنخواہ دار و وظیفہ خوار مدرسین و متعلمین کی کمی نہیں۔ لیکن جن بے مثال روایات و معمولات کے نقوش حضرت لاہوریؒ چھوڑ گئے ہیں۔ کیا ان کا کوئی حامل فی زماننا ایک

شخص بھی مل سکتا ہے۔ دنیا کے بارے میں ہمیشہ کاملین کا یہی مشرب و مسلک رہا ہے کہ
صدا دی جب دردِ دل پر یہ دنیا نے کہ حاضر ہوں
ندا آئی پلٹ جا تیری گنجائش نہیں دل میں

ولی کامل کا عظیم کارنامہ

پنجاب کے شرک و بدعت کے رسیا مولویوں اور پیروں نے حق و باطل کے امتیاز کو بھی مشکل بنا دیا تھا۔ اس وقت قدرت نے حضرت لاہوریؒ سے ایسا کارنامہ سرزد کرایا کہ جو تمام اہلِ حق پر ایک احسانِ عظیم سے کم نہیں۔ آپ نے مادرِ علوم اسلامیہ دارالعلوم دیو بند کے اجلۂ اکابر کو بلایا۔ جن میں حضرت الشیخؒ، حضرت الاستاذ انور شاہ کاشمیریؒ اور حضرت شبیر احمد عثمانیؒ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ایک جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت کاشمیریؒ کی ہو۔ خطابت عثمانیؒ کی ہو روحانیت حضرت مولانا حسین علیؒ کی ہو تو کیوں نہ اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کی بارش ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی سینکڑوں رحمتیں سمٹ کر لاہور میں آگئی ہیں۔ حضرت عثمانیؒ نے اپنی خطابت کے جوہر دکھلائے۔ فصاحت و بلاغت کی پھلجھڑیاں اڑائیں۔ حقائق و دقائق کے دریا بہائے۔ اسرار و معارف کے جام لنڈھائے اور مسلک علمائے دیو بند کو ایسی وضاحت و ثقاہت سے بیان کیا کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ اپنے تو اپنے رہے۔ غیروں نے بھی ان کے علم کا لوہا مانا اور برملا اعتراف کیا اس جلسہ میں بریلوی مکتبِ فکر کے مولوی دیدار علیشاہ بھی موجود تھے۔ کسی نے حضرت عثمانیؒ کے چیلنج کو قبول کرنے کی ترغیب و تحریص دلائی تو کہنے لگے کہ چٹان کے ساتھ سر مارنا اپنے سر کا ہی نقصان کرنا ہے۔ اس جلسہ کے بعد لاہوریوں پر حقیقتیں کھلتی گئیں۔ ظلمتیں مٹتی گئیں اور حضرت شیخ التفسیر "المطلق اذا یطلق ینصرف الی الفرد الکامل" کے مصداق بن گئے۔ آج بھی کوئی "حضرت لاہوریؒ" کے الفاظ زبان پر لاتا ہے تو فوراً ذہن کی رسائی حضرت مولانا احمد علیؒ تک ہوتی ہے۔ حضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ دلجمعی اور مستقل مزاجی سے قرآنِ مجید بیان کرتے جاؤ۔ قرآن مجید کی برکت سے فتنے خود بخود دبا برد ہوتے جائیں گے۔

ولی کامل کی منکسر المزاجی

خیال تو فرمائیں کہ اہل اللہ کی زندگی کے خدّو خال اتباع شریعت میں کس طرح نمایاں ہوتے ہیں۔ آپ مفسر قرآن تھے۔ محدثِ زمان تھے۔ فقیہہ بے مثال تھے۔ تصوف و سلوک کے اندر صرف سالک ہی نہیں تھے۔ بلکہ قدوۃ السالکین تھے۔ لیکن اس کے باوجود سادگی، فروتنی و عاجزی و منکسر المزاجی

اور کسرنفی کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ چوہڑکانہ میں بھالیکہ کے مقام پر حضرت لاہوریؒ کی صدارت تھی اور میری تقریر۔ حضرتؒ نے صدارتی تقریر میں فرمایا کہ دس احمد علی ہوں تو وہ کام نہیں کر سکتے۔ جو ایک غلام اللہ خان کر رہا ہے۔ یہ محض ان کی حوصلہ افزائی، کرم گستری اور قدر شناسی کا ایک ادنیٰ سا چھینٹا تھا۔ وگرنہ من آنم کہ دانم۔ اگر مجھے ان کی خاکِ پا میں بھی جگہ مل جائے تو زہے قسمت زہے نصیب۔ اب بھی جب اُن کا یہ جملہ یاد آتا ہے تو بلا اختیار آنکھوں سے آنسو رواں دواں ہو جاتے ہیں اور دِل تڑپ کے رہ جاتا ہے۔ ؎

نذرِ اشک بیقرار از من پذیر ——— گریۂ بے اختیار را از من پذیر

حضرت نانانوتویؒ کا مثالی زہد

اس شعر پر قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانانوتویؒ کا ایک واقعہ یاد آیا۔ تبرک کے طور پر وہ سُن لیں۔ حضرت نانانوتویؒ مدرسہ میں طلبار کو سبق پڑھا رہے تھے۔ ایک صاحب ثروت شخص آیا اور آپ کو درہم کی ایک تھیلی پیش کی کہ حضرت جی یہ مدرسہ کے لئے قبول فرمایئے۔ حضرت نانانوتویؒ نے فرمایا کہ ہمارے پاس مدرسہ کا تقریباً سالانہ خرچ موجود ہے۔ ہمیں ان کی ضرورت نہیں۔ آپ کسی اور مدرسہ یا رفاہی ادارے میں لگا دیں۔ جب کافی اصرار و تکرار کے بعد بھی نہ مانے تو اس شخص نے واپس جاتے ہوئے حضرت نانانوتویؒ کے نعلین مبارک میں وہ دراہم بھر دیئے۔ اور چلتا بنا۔ حضرت نانانوتویؒ تعلیم و تدریس میں محو و مگن تھے۔ جب فارغ ہوئے تو اٹھے اور جوتا پہننے کی کوشش کی۔ لیکن ایسا معلوم ہوا کہ کسی سنگِ گراں نے آپ کے قدموں کا راستہ روک دیا ہے۔ دیکھا تو جوتے دراہم سے بھرے پڑے ہیں۔ حضرت نانانوتویؒ فرمانے لگے کہ یا اللہ! جو لوگ دنیا کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ دنیا آگے ہوتی ہے اور وہ پیچھے ہوتے ہیں۔ لیکن ہم نے دنیا کو تین طلاقیں دے دیں ہیں۔ یہ کم بخت ہمارے جوتوں میں آتی ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی بصیرت ہو تو دیکھ ان کو
یہ بیفا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اولٰئک آبائی

کافر گری کا گرُ اپنا کر اور انگریز کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال کر ان مردان حق آگاہ کی کردار کشی کرنا اور اپنے خبث باطنی کے چھینٹے اُڑا کر ان کی عفت مآبی کی چادر داغدار کرنا تو آسان ہے۔ لیکن کیا ہے کوئی ماں کا لال۔ جو ہمارے اکابر کے علم و عمل، زہد و تقویٰ، فقر و استغناء تعلق

باللہ ، اتباعِ سنت ، جہدِ مسلسل اور عمل پیہم کی مثال دکھا سکے۔

اولٰئک آبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

یا

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں

صدائے قلندرانہ

حضرت لاہوریؒ کے فقر و استغنا اور شانِ بے نیازی کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے اور پھر دل کی گہرائیوں سے سوچیئے کہ ہمارے اکابر کی روایات کیا تھیں اور ہم نے کس روش اور ڈگر کو اپنایا ہے۔ ایک تقریب سے فراغت کے بعد حضرت لاہوریؒ سے ایک وزیر نے عرض کیا۔ حضرت جی میری کار حاضر ہے۔ فرمانے لگے کہ آپ کی کار میں بیٹھنے سے میرے جوتوں کی توہین ہوتی ہے۔ اللہ کیا مقام ہے! استغنا و بے باکی کا۔

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
وہ بات جو مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

اور پھر قلندر بھی وہ نہیں۔ جس کو عوام کالانعام قلندر کا خطاب دیں کہ مونچھیں داڑھی صاف نہ نماز کا اہتمام، نہ روزوں کا پاس، نہ فریضۂ حج کا فکر اور نہ ہی اتباعِ سنت کا ذوق۔ بلکہ قلندر بھی وہ جو علامہ اقبالؒ کا قلندر ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سُراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن!!!
پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

کمترین و خاکسار کی حضرت لاہوریؒ کے ساتھ کئی باتیں اور کئی یادیں وابستہ ہیں۔ اگر اُن کا بالاستیعاب اظہار کیا جائے تو پورا ایک دفتر تیار ہوتا ہے۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا ایں جا است

حضرت لاہوریؒ اور بندۂ ہیچدان

میرے شیخ کے ساتھ تعلق اور مجھ ناچیز پر حضرتؒ کی شفقت و مہربانی کا اندازہ آپ ان واقعات سے لگا سکتے ہیں کہ جب سلانوالی میں اہل بدعت کے ساتھ مناظرہ طے پایا۔ تو میرے حضرت الشیخؒ نے فرمایا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو بھی بلایا جائے۔ چنانچہ حضرت لاہوریؒ سلانوالی تشریف لے آئے اور پھر جب خانقاہ ڈوگراں میں حضرت لاہوریؒ کو ایک جلسہ میں مدعو کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ اس جلسہ میں غلام اللہ کو بھی ضرور بلایا جائے۔ چنانچہ یہ نیاز کیش بھی اس جلسہ میں شریک ہوا اور تقریر کی۔ تقریر کے بعد حضرت نے لوگوں کو بیعت کی سعادت سے نوازا۔

اب ان کی زیارتیں، ملاقاتیں، یادیں اور باتیں دل و دماغ پر تیرتی ہیں تو دل ان کی زیارت و ملاقات کے لئے بے چین ہو جاتا ہے اور دل سے یہی آواز نکلتی ہے کہ یا اللہ توفنی مسلماً والحقنی بالصلحین۔ اکابر کی مفارقت کے زخم تو مرورِ زمانہ سے کچھ محو ہوتے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں بھی اس کبرسنی میں یہ منزل قریب تر نظر آ رہی ہے۔ لیکن حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت لاہوریؒ، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی جدائی و مفارقت کے زخم تازہ بتازہ ہیں زندگی میں ان تازہ زخموں کا رفو ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

صبّت علیّ مصائب لو انہا
صبّت علی الایام صرن لیا لیا

لیکن موت سے کس کو مفر ہے۔ جب سید الرسل، سید البشر، سید المرسلین، خاتم النبین، حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لامحالہ اس مرحلہ سے گزرنا پڑا تو اور کون کل نفس ذائقۃ الموت کے ضابطہ سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے۔

ہر آنکہ زیست بنا چار بایدش نوشید
زجامِ دھر مئے کل من علیھا فان

ولی کامل کا اجمالی تعارف

یہ بات بلاشک و ارتیاب کہی جا سکتی ہے۔ کہ حضرت لاہوریؒ وقت کے ایک مفسر، محدث فقیہ، مجاہد اور عارفِ کامل تھے۔ ان کی شخصیت پر اسلاف و اخلاف، اکابر و اصاغر سب کو ناز ہے۔ آپ توحید و سنت کے ایک پرجوش علمبردار تھے۔ شرک و بدعت کے لئے سراپا یلغار تھے

الحاد و زندقہ کے لئے تلوار کی تیز دھار تھے۔ اپنے اسلاف کی روایات کے حامل و امین تھے۔ اعدائے دین کے لئے تکلیف دہ کنک تھے۔ اہل اسلام کے لئے سراپا خیر و برکت تھے۔ ان کی وفات عالم اسلام کے لئے ایک عظیم حادثہ و رنجدہ سے کم نہیں۔ مجھے جب اس کربناک و المناک حادثہ کی خبر ٹیلیفون پر دی گئی تو بندہ کے کچھ وقت کے لئے اوسان خطا ہو گئے۔ بہر حال بذریعہ ہوائی جہاز پہنچ کر حضرت اقدس کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ جنازہ کا منظر انتہائی رقت آمیز اور عبرت انگیز تھا۔ عقیدتمندوں کا ایک سیلاب بے کراں امنڈ آیا تھا اور ہر فرد اپنی جگہ حضرت کے آخری دیدار کے لئے بے چین و مضطرب تھا۔ آخر کار اس علم و عمل کے پہاڑ کو سپرد خاک کر دیا گیا اور لاکھوں و کروڑوں عقیدتمندوں کو داغ مفارقت دیکر اور اشک بار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالٰے حضرت لاہوریؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

ے
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
گلدستۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

عذرِ محرمانہ

میں اس قابل نہیں کہ ادیبوں کے قلم کی آب و تاب سے حضرتؒ کے کارناموں اور ان کے علمی و عملی پہلوؤں پر روشنی ڈالوں کیونکہ صرف اکابر کے تذکار سے ہی میری طبیعت غیر ہو جاتی ہے۔ لیکن عزیزم مولانا صدیقی صاحب کے اصرار پر چند گلہائے عقیدت حضرت لاہوریؒ کی بارگاہ میں پیش کر دیتے ہیں۔ جو ان کی شانِ ارفع سے یقیناً فروتر ہیں۔ میں اس کوتاہی کی معذرت اس شعر سے کرنا پسند کرتا ہوں کہ ے

ے
ہمی شرم سارم کہ پائے ملخ را
سوئے بارگہ و سلیمان فرستم

یا آسان الفاظ میں!

میں نے اپنے آشیانہ کے لئے
جو چبھے دل میں وہ تنکے چن لئے

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

۱۹۵۵ء

از مولانا احمد علی صاحب

فلسفہ روزہ

قَوْلُہٗ تعالیٰ :۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ط (سورۃ بقرہ رکوع ۲۳)

ترجمہ: ۔مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن، ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی پس جو کوئی پائے۔ تم میں سے اس مہینے کو تو ضرور روزے رکھے اس کے۔ اور جو کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیئے اور دنوں سے۔ اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم پوری کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو۔

قرآنِ حکیم کی سالگرہ

لوحِ محفوظ سے قرآنِ حکیم کا نزول رمضان المبارک میں ہوا ہے۔ سارا قرآنِ حکیم ایک ہی مرتبہ آسمانِ دنیا پر نازل ہوا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ ہر قوم میں یہ قاعدہ ہے کہ جس دن اس پر کوئی نعمت نازل ہو اس کی یاد تازہ کرنے کے لیے سالگرہ مناتے ہیں۔ مثلاً یہود میں عاشوراء کا روزہ۔ عیسائیوں میں نزول مائدہ آسمانی کا دن۔ مسلمانوں کے لیے قرآن حکیم ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ اس لیے اس کی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے۔ چنانچہ سارے رمضان المبارک میں مسلمان رات کو قرآن حکیم سنتے ہیں۔ علاوہ اس کے اس نعمت عظمیٰ کے شکر میں دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ شکر نعمت میں روزہ رکھنا بھی سابقہ امتوں میں رائج تھا۔ جس طرح یہود میں عاشوراء کا روزہ اسی لیے رائج تھا کہ اس دن فرعون غرق ہوا اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تھی۔

تمام اُمتوں میں روزہ

قرآن حکیم میں ارشاد ہے :۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۝ (سورہ بقرہ رکوع ۲۳)

ترجمہ: ۔ تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی اُمتوں پر فرض تھا۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں بھی روزہ اسی طرح رکھا جاتا تھا کہ روزہ کے دن کھانا پینا اور عورتوں سے صحبت کرنا حرام تھا۔ روزہ کا یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت تک یوں ہی رہا۔ چنانچہ ابتداء میں جب مسلمانوں پر روزہ فرض ہوا اور اس کی شرائط کا انھیں علم نہیں تھا تو اہلِ کتاب کی طرح روزہ رکھنا شروع کیا کہ افطار کے بعد سونے سے پہلے پہلے کھانے پینے وغیرہ سے فراغت پا لیتے۔ سونے کے بعد پھر دوسرا روزہ شروع ہو جاتا۔ کچھ عرصے کے بعد اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ والی آیت نے اس طرز کو منسوخ کر دیا۔

اوقات روزہ میں اختلاف

البتہ علم تاریخ کی ورق گردانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روزے کے اوقات ہر امت میں علیحدہ علیحدہ رہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے اور حضرت

داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے اور یہود پر عاشوراء اور ہر سنیچر کے علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے تھے۔ نصاریٰ پر دراصل رمضان کے روزے فرض تھے۔ لیکن جب انھیں سخت گرمی اور سردی کے روزے میں دقت محسوس ہوئی۔ تو یہ فیصلہ کیا کہ موسم ربیع میں بجائے تیس کے پچاس رکھا کریں گے۔

روزے کی صورت بغیر روح بیکار ہے

ہر عقلمند کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی کام کرتا ہے اس کا فائدہ پہلے سوچ لیتا ہے۔ وہ فائدہ اس کی رُوح اور جان ہوتا ہے اس طرح روزے کی بھی ایک صورت ہے اور دوسری اس کی رُوح صورت تو یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانا پینا ترک کر دیا جائے۔ عورت اور مرد آپس میں ملنے نہ پائیں۔ لیکن اگر مقصدِ روزہ اس صورت کے اندر نہ پایا جائے۔ تو وہ بیکار ہے۔ چنانچہ دربارِ نبوت سے ارشاد ہوتا ہے:۔ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ

ترجمہ:۔ جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اسکے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پروا نہیں (یعنی روزے سے قربِ الٰہی اور حصولِ رضا مولیٰ کا جو نتیجہ مرتب ہونا چاہیئے وہ نہیں ہوگا)

اور دوسری روایت میں مروی ہے:۔ اَلْغِيْبَةُ تُفَطِّرُ الصَّائِمَ

ترجمہ:۔ غیبت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ انتہٰی

اس سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں جس طرح مذکورہ بالا افعال ناجائز ہیں۔ اسی طرح کسی کی غیبت جو زبان کا جرم ہے وہ بھی ممنوع ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ روزے کا مقصد فقط کھانے پینے سے روکنا ہی نہیں بلکہ اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے

رُوحِ روزہ

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاقِ حسنہ پیدا ہوں وہ صفاتِ حمیدہ سے آراستہ ہو۔ بداخلاقی سے اُسے نفرت ہو۔ خواہشاتِ نفسیاتی پر قابو پائے۔ ضبطِ نفس اور تحمّل کا خوگر ہو۔ فتنہ انگیزی سے باز آئے۔ شرارت نہ کرنے پائے۔ ان تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے۔ اس زہر کے نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔ قوتِ حیوانی کی شدّت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔ اگر قوتِ حیوانی کو کمزور کر دیا جائے۔ تو انسان یقیناً بہت سی برائیوں سے رُک جائے گا۔ چنانچہ اسی قاعدے سے اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے روزے کے ذریعے سے اپنی امت کو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے

احادیث نبویہؐ اور اُن کی حکمتیں!

پہلی حدیث

قولہٗ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ

ترجمہ:۔ روزہ دار نہ عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے اور نہ شور و غل مچائے اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا لڑائی کرے (تو خود اس کے مقابلے میں کچھ نہ کرے) اتنا کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

شرح حدیث

ترکِ رفث میں اقوال و افعالِ شہوانی سے روکنا مراد ہے

ترکِ صخب میں درندوں کی طرح شور و غل کرنے سے روکنا مطلوب ہے

ترکِ سب میں مطلق اقوالِ قبیحہ سے روک تھام ہے

ترکِ قتل سے مُراد مطلق افعال قبیحہ سے ممانعت ہے۔

اِنِّیْ صَائِمٌ

روزہ دار پر جب کسی بیہودہ گو۔ ظالم اور جاہل کی طرف سے حملہ ہو تو اتنا کہہ دے (بشرطیکہ اس کہنے سے اسکی طبیعت میں ریا نہ آجائے) کہ مجھے روزہ ہے اسلئے میں تمہارا مقابلہ کرنے سے معذور ہوں

بعض شارحین حدیث کا خیال ہے کہ زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں بلکہ دل میں روزے کا خیال کر کے مقابلہ سے باز رہے۔

دوسری حدیث

قولہٗ صلے اللہ علیہ وسلم: "اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ" ترجمہ:- روزہ ڈھال ہے ڈھال کے ذریعے سے انسان دشمن کے وار سے بچتا ہے پہلی حدیث شریف میں جو بیان ہوا ہے کہ روزہ دار اقوال و افعال شہوانی اور درندگی سے اپنے آپ کو بچائے۔ فتنہ و فساد کی آگ کو بجھائے۔ کیونکہ اگر گالی اور لڑائی کا جواب اسی طرح دیا تو فتنہ بپا ہوتا۔ اب روزے کے سبب سے وہ آگ بجھ گئی۔ حاصل یہ نکلا۔ کہ اس نے گویا روزے کی ڈھال سے شیطان اور نفس کے وار کو روکا۔

روزے سے اخلاقی اور معاشرتی اصلاح

گزشتہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ روزہ دار کے اخلاق کا معیار اعلیٰ ہو جائے گا۔ ضبطِ نفس اور تحمل اس میں آئے گا۔ اپنے آپ کو شرارت اور فتنے سے بچائے گا۔ دُنیا میں اعلےٰ درجے کا امن پسند اور مرنجان مرنج شریف نظر آئے گا۔ ساتھ ہی اس کے معاشرتی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ جب ہر ایک مسلمان اِن اوصافِ حمیدہ سے مزیّن ہوگا۔ تو معاشرتی تعلقات میں کبھی بگاڑ پیدا ہی نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہر سال ماہ رمضان میں روزہ رکھانے کی غرض ہی یہی ہے کہ سال بھر کے بعد پھر اس نصاب کی یاد تازہ ہو جائے۔

سیاسی فائدہ

دُنیا میں ہمیشہ وہی قوم عزّت سے زندہ رہ سکتی ہے جس کے پاس حیاتِ قومی کے اعلےٰ اُصول ہوں۔ اور وُہ ان کی پابندی کے لیے ہر مصیبت کو جھیلے۔ اور ہر مشقت کے سامنے سینہ سپر ہو روزے میں اس بات کی مشق کرائی جاتی ہے کہ بارہ یا چودہ بلکہ بعض اوقات چوبیس گھنٹے تک دانہ رہے۔ خواہ شدید گرمی کا موسم ہی کیوں نہ ہو۔ سحری کو آنکھ نہیں کھلتی مگر روزہ چھوڑ نہیں سکتے۔ دن کے کاروبار کا حرج بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن کاشتکار ملازمت پیشہ اور مزدور غرضیکہ ہر ایک کام والا باوجود سحور نہ کھانے کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ دن کو یہ مشقت اور رات کو بیدار رہنا اور کافی وقت کھڑا ہو کر نمازِ تراویح ادا کرنا ہے۔

الحاصل

حاصل یہ نکلا کہ ہر مسلمان ایک فوجی سپاہی ہے۔ بسکٹ اور کیک۔ سوڈا۔ اور لیمونیڈ تو بجائے خود رہے۔ پانی پیئے اور کھانا کھائے بغیر اگر ضرورت پیش آجائے۔ تو دن اور رات کے چوبیس گھنٹے مسلسل کام کر سکتا ہے اور اس بات کا بھی عادی ہے کہ ان مصیبتوں میں وہ کسی پر احسان نہیں کر رہا بلکہ اُسے محض اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب ہے۔ چنانچہ فتوحاتِ اسلامی میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں کہ مسلسل چوبیس گھنٹے لڑائی جاری رہی۔ دشمنانِ اسلام کے لشکر یکے بعد دیگرے آتے رہے اور مسلمان اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے جب تک میدان جیت نہیں لیا۔

پیغامِ فتحِ اسلام

جو قوم سطحِ زمین پر اپنے چالیس کروڑ افراد رکھتی ہو۔ اور وُہ اِن اصولوں کی پابند ہو جائے۔ جو ارکانِ اسلام کے اندر انھیں سکھائے گئے ہیں۔ اور پھر فیصلہ کرے۔ کہ یا تخت یا تختہ تو وُہ قوم کبھی مِٹ نہیں سکتی۔ بلکہ دُنیا کی قوموں میں سردار ہو کر رہیگی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اسکی پشت پناہی فرمائے گا۔ ظاہر و باطن اور زمین و آسمان کی تمام خدائی طاقتیں اس کی خدمت کے لئے وقف ہو جائے گی۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰتَہَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ مِّنْ رَّبِّھِمْ لَاَکَلُوْا مِنْ فَوْقِھِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ ۔ الآیۃ

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا ۔۔۔ کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

روزے کے اُخروی فائدے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ

ما تقدم من ذنبہٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے روزہ رکھا درآں حالیکہ اس کے دل میں ایمان ہو۔ اور اللہ تعالےٰ نے اجر پانے کے خیال سے رکھا۔ اس کے سارے پہلے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور جو شخص رمضان کی راتوں میں عبادت کرے۔ درآنحالیکہ ایماندار ہو۔ اور ثواب پانے کا ارادہ رکھے۔ اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس شخص نے لیلۃ القدر کو قیام کیا درآنحالیکہ ایماندار ہو اور اللہ تعالےٰ سے اجر پانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس کے بھی پہلے سارے گنا معاف کر دیئے جائیں گے۔

حکمتِ مغفرت

روزے کے باعث سابقہ گناہ معاف ہونے کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا روزہ دار زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہے، کہ اے اللہ میں نے کھانے پینے اور خواہشات نفسانی وغیرہ کے پورا کرنے میں جو تیری مرضی کے خلاف قدم اٹھایا ہے اس سے باز آتا ہوں اور تیری رضا حاصل کرنے کے لئے سب کو چھوڑتا ہوں اور مسلسل روزہ رکھنے سے یہ ثبوت دیتا ہوں کہ تیری رضا کی پابندی مسلسل کروں گا۔ تیری مرضی کے خلاف خواہشاتِ نفسانی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں گا۔ اور رمضان شریف کے علاوہ شوال کے چھ روزے رکھ کر اس امر کا مزید ثبوت دیتا ہے کہ اے اللہ تو نے اپنی شفقت و رحمت سے اعلان کیا ہوا ہے کہ میں ہر نیکی کا دس گنا کم از کم اجر دوں گا۔ لہٰذا رمضان المبارک کے علاوہ چھ روزے شوال کے اس حساب سے کم از کم ۳۶۰ روزوں کا اجر پائیں گے۔ اور سال کے ۳۶۰ دن ہوتے ہیں۔ تو گویا میں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے سارا سال ہی روزہ دار رہا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَاعْفُ عَنَّا۔ علی ہذا القیاس رمضان المبارک کی راتوں کے قیام کی بھی یہی غرض ہے۔ کہ اے اللہ میں نے تیرے قرآن حکیم سے جو اعراض کیا ہے۔ اس سے تائب ہو کر تمسک بالقرآن کرنے کا عملی ثبوت دیتا ہوں (گویا نمازی اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہا ہے) اور مسلسل قیام کرنے سے عملاً یہ ثابت کر رہا ہے کہ میرا تمسک بالقرآن آئندہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے انسان کے ہر نیک عمل کا کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔ ہر نیکی کم از کم دس درجے پاتی ہے اور سات سو درجوں تک بھی اللہ تعالیٰ عمل کا اجر بڑھا کر دیتے ہیں۔ غرضیکہ ہر عمل کا اخلاص و لہٰیت اور اسکے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے۔) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (بروایت دیگر میں ہی اس کا بدلہ ہوں) روزہ دار اپنی خواہشات نفسانی اور کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اپنے ربّ کی ملاقات کے وقت حاصل ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے بھی بہتر ہے۔ اور روزہ (شیطان کا وار روکنے کیلئے) ڈھال ہے جس دن کسی کو روزہ ہو۔ عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے اور بیہودہ شور و غل نہ مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی کرے۔ تو کہدے کہ میں روزہ دار ہوں (لیکن لڑائی نہ کرے)

حکمت اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے اور روزے کی جزاء ذات حق جل و علےٰ خود دیتا ہے۔ (یا بنتا ہے) کیونکہ جب روزہ دار نے ان چیزوں کو رضا الٰہی کے لیے چھوڑ دیا۔ جن پر اسکی زندگی کا دارومدار تھا۔ تو گویا اس نے زندگی کو تج بانہ کہ کر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا وصال لیا۔ بارگاہِ الٰہی میں ہر عمل کی جزا اس کے

(باقی صفحہ ۷ پر)

خطبۂ جمعۃ المبارک

(از مفسر قرآن مولانا احمد علی صاحب لاہور)

احساسِ فرض

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ آج کی معروضات کا عنوان احساس فرض ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھے اور انہیں عملی جامہ پہنائے کیونکہ جب یہ تمام اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کی ذمہ داریوں کو سمجھتا ہے اسی لئے ہر چیز سے اس کے مناسب حال کام لیتا ہے۔ مٹی کے بورے ڈھونے ہوں تو گدھے سے کام لیتا ہے اور سفر جلدی طے کرنا ہو تو گھوڑے سے کام لیتا ہے۔ ریگستان میں سفر کرنا ہو تو اونٹ سے کام لیتا ہے علیٰ ہذا القیاس اسے اپنے متعلق بھی سوچنا چاہئے کہ میں کس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔

انبیاء علیہم السلام کی رہنمائی

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انبیاء علیہم السلام کو اس لئے مبعوث فرمایا ہے تاکہ اس دور کے انسانوں کو ان کے وظائف حیات سے آگاہ کریں۔ اور فرائض حیات انسانی کا اصلی نظام الاوقات (پروگرام) کتب سماویہ کی صورت میں نازل ہوتا رہا۔ انبیاء علیہم السلام بحیثیت معلم کتب سماویہ کے ہونے کے اس نظام الاوقات کو انسانوں تک پہنچاتے رہے اور اس کا مطلب واضح فرماتے رہے۔ اور اس نظام الاوقات پر عمل کرکے دکھاتے رہے۔ جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کے امتحانی پیش کردہ نظام الاوقات انسانیت کو دل سے مان لیا وہ اللہ کی طرف سے مومن کہلائے۔ جنہوں نے اس کے تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ انہیں کافر کے لقب سے پکارا گیا۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ مومنوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام راضی رہے اور دنیا میں بارگاہ الٰہی سے عزت اور آخرت میں نجات کا وعدہ اور جنت کے داخلہ کا ٹکٹ مل گیا اور جو کافر ہوئے ان کے لئے دنیا میں ذلت آخرۃ میں عذاب اور جہنم کے داخلہ کی اطلاع دی گئی۔

علیٰ ہذا القیاس

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض بھی وہی ہے جو انبیاء سابقین علیہم السلام کی تھی کہ انسانوں کو ان کے فرائض انسانیت سے آگاہ کیا جائے۔ فرائض انسانیت پر مطلع کرنے کے لئے آسمان سے جو نظام الاوقات (پروگرام) مرتب ہو کر آیا ہے اس کا نام قرآن مجید ہے اور اس کی تفصیل و تشریح بحیثیت معلم قرآن ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے انسانوں کو معلوم ہوئی جس کا نام حدیث رسولؐ ہے اور حضور انور نے عملی طور پر جو نمونہ لوگوں کے سامنے پیش فرمایا ہے اسے سنت رسولؐ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو تین چیزوں کا تسلیم کرنا ضروری اور لازمی ہو گیا۔ قرآن مجید۔ حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تین دراصل ایک ہی ہیں

گذشتہ چند سطور میں جو میں نے تین چیزیں عرض کی ہیں وہ دراصل ایک ہی ہیں۔ اصل چیز قرآن مجید کو پورے کا پورا تسلیم کرنا یہ ہمارا ایمان ہے اور قرآن مجید کی جو وضاحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہوئی وہ علمی شرح قرآن ہے اور آپ نے قرآن مجید پر جو عمل کرکے دکھایا وہ دراصل عملی شرح قرآن ہے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ وہ تین چیزیں دراصل ایک ہی ہیں۔

تینوں کی حفاظت

قولہ تعالیٰ (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ) سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴۔ (ترجمہ) بیشک ہم نے نصیحت (قرآن مجید) اتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں) جب اللہ جل شانہٗ نے اس قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تو قرآن مجید کے الفاظ تو یقیناً محفوظ رہیں گے۔ جو بفضلہ تعالیٰ آج تک محفوظ ہیں دنیا کے جس حصہ میں آپ جائیں یہی قرآن مجید جو پاکستان میں موجود ہے یہی مصر، شام، ترکی، یورپ، امریکہ وغیرہ میں بھی بعینہٖ ملے گا۔ آج اس کے نزول کو چودھویں صدی گزر رہی ہے الحمد للہ جس طرح چودھویں صدی تک محفوظ رہا ہے اسی طرح قیامت تک محفوظ رہے گا۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا۔ سورۃ النساء رکوع ۱۱ پارہ ۵۔ ترجمہ:- (اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے) اور جب تک اس کی علمی وضاحت (حدیث شریف) اور عملی شرح (سنت رسول) محفوظ نہ رہے اس وقت تک قرآن مجید میں جو اللہ جل شانہٗ کی مراد ہے وہ محفوظ نہیں رہ سکتی ورنہ انسانی نسل اپنے اپنے مطلب اور اپنی اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے قرآن مجید کی ایسی ایسی تاویلیں کریگی جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بالکل خلاف ہوں گی۔ اس لئے حدیث رسول اور سنت رسول بھی آج تک مسلمانوں میں محفوظ چلی آ رہی ہیں۔ اور علماء دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی برکت سے یہ تینوں چیزیں محفوظ ہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت میں حفاظ قرآن مجید کا بھی کافی حصہ ہے۔ مگر حدیث رسول اور سنت رسول کے محافظ تو فقط محدثین حضرات رہے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ ہر مستند عالم آپ کو ایک ایک حدیث کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا کر ثابت کرکے دکھا دے گا۔ کہ واقعی یہ چیز آپ کے مبارک زمانہ سے چلی آ رہی ہے۔ انہی حضرات کی روحانی نسل انشاء اللہ تعالیٰ ان تینوں مبارک چیزوں کی حفاظت کرتی چلی جائے گی۔

عقیدہ باطلہ انکارِ حدیث

میری سابقہ معروضات سے آپ اس نتیجہ پر یقیناً پہنچ گئے ہوں گے کہ منکرین حدیث کا خیال بالکل باطل ہے کہ سوائے قرآن مجید کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث یا اس کی سنت کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ منکرین حدیث بدنصیب یہ چاہتے ہیں کہ فقط مسلمان کہلانے کے لئے قرآن مجید کا نام تو لیتے رہیں۔ مگر اس کی تفصیل و تشریح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اس سے اپنے آپ کو آزاد کر لیں۔ اور آپ کی سنت کے اتباع کی جکڑ بندی سے نکل جائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے ورنہ دنیا میں بھی یہ ذلیل ہوں گے کیونکہ حق پرست علماء کرام ان کی توہین اور تذلیل کرتے رہیں گے بقول شخصے ہر فرعونے را موسیٰ جب فرعون مزاج کوئی شخص دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو موسوی صفت کے حامل علماء کرام بھی اس کی تذلیل اور تحقیر کے لئے اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے جو ایسے فرعون مزاجوں کو ذلیل کرتے رہتے ہیں اور آخرت میں ان ملحدوں کے لئے دوزخ ہے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ یہ فقط حدیث اور سنت رسول کے ہی مخالف نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن مجید کے ان حصوں کے بھی مخالف ہیں جن میں حکم دیا گیا ہے کہ میرا حکم مانو، اور میری کتابوں کا اتباع کرو اور میرے انبیاء علیہم السلام اور آقائے کل کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو۔ لہٰذا پیغمبر کی حدیث اور سنت کے اتباع کا انکار دراصل قرآن مجید کے ان حصوں کا بھی انکار ہے جن میں انبیاء علیہم السلام کے اتباع کا حکم ہوتا ہے۔ لہٰذا منکرین حدیث قرآن مجید کے بعض حصوں پر عمل کرنے کے منکر ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے ایک لفظ کے انکار کر لینے سے بھی انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اس کے کئی حصوں کا انکار کیا جائے چنانچہ میں نے ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ کے خطبہ جمعہ میں قرآن مجید میں سے وہ مقامات پیش کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کتب سماوی کے اتباع میں انبیاء علیہم السلام کا اتباع بھی لازمی ہے کیونکہ کتاب الٰہی کا مطلب تو وہی حضرات بیان فرماتے ہیں جو اس کے مطابق عمل بھی کرکے دکھاتے ہیں۔ اور میرا وہ خطبہ نوائے پاکستان میں شائع ہو چکا ہے۔

فرائض انسانی کی تفصیل

جو قرآن مجید میں ہے

نمبر وار ان فرائض کی فہرست عرض کر دیتا ہوں تاکہ ہر شخص اپنا منہ اس آئینہ میں دیکھ لے اور فیصلہ کر لے کہ میں اصلی مسلمان ہوں یا نقلی اور رسمی

پہلا فرض

معرفت الٰہی

برادران اسلام واقعہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر کما حقہ پہچانتے نہیں۔ اسی لئے جو تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے بندے کو رکھنا چاہئے دوسرے سے بھی رکھ لیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عقیدہ توحید میں شرک مل جاتا ہے۔ حالانکہ نجات آخرۃ کے لئے عقیدہ توحید کا خالص ہونا ضروری ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی چند صفات عرض کر دیتا ہوں۔ جن کا تسلیم کرنا ایک مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے۔

اللہ تعالےٰ ہر چیز کا خالق ہے

قولہ تعالیٰ (وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا) سورۃ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸ ترجمہ:۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا۔

اللہ تعالیٰ سارے جہاں کا مالک ہے

قولہ تعالےٰ (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ) سورۃ المائدۃ رکوع ۳ پارہ ۶ ترجمہ:۔ اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

نفع اور نقصان فقط

اللہ کے اختیار میں ہے

قولہ تعالیٰ (وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ) الآیۃ سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱۔ ترجمہ:۔ اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچا دے تو اس کے سوا اسے پھیرنے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے، تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں

رزق کی کشادگی اور تنگی

فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

قولہ تعالےٰ (اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ط) الآیۃ سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳ ترجمہ:۔ اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے۔

بیمار کو اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے

قولہ تعالےٰ (واذا مرضت فھو یشفین) سورۃ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ:۔ (ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی اولاد نہیں دے سکتا

قولہ تعالےٰ (للہ ملک السموت والارض ط یخلق ما یشاء یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور ہ او یزوجھم ذکرانا واناثا ج ویجعل من یشاء عقیما ط انہ علیم قدیر) سورۃ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

حاجت روائی کیلئے اللہ تعالیٰ کو پکارو

قولہ تعالیٰ (وقال ربکم ادعونی استجب لکم) الآیۃ سورۃ المومن رکوع ۶ پارہ ۲۴ ترجمہ:۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو مت پکارو

قولہ تعالےٰ (وان المسجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا) سورۃ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ:۔ اور بیشک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں۔ پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

عبادت فقط اللہ تعالےٰ کی کرو

قولہ تعالےٰ (یعبادی الذین آمنوا ان ارضی واسعۃ فایای فاعبدون) سورۃ العنکبوت رکوع ۶ پارہ ۲۱

ترجمہ:۔ اے میرے بندو، جو ایمان لائے ہو میری زمین کشادہ ہے پس میری ہی عبادت کرو۔

نو صفتیں

برادران اسلام! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اکثر مسلمان اللہ تعالےٰ کو جانتے تو ہیں مگر اسے کما حقہ پہچانتے نہیں اس لئے کثرت کلمہ پڑھنے کے باوجود شرک میں مبتلا نظر آتے ہیں یعنی عقیدہ توحید ان کا خالص نہیں رہتا جو کہ نجات کا سنگ بنیاد ہے۔ اس لئے میں نے اللہ تعالےٰ کی نو صفتیں عرض کر دی ہیں تاکہ ہر مسلمان کے دل میں توحید کا نور خالص پیدا ہو جائے اور اکثر مسلمان انہیں صفات میں غیر اللہ کو متصف مان کر ظلمت شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

. . . .

دوسرا فرض

دراصل انسان فقط عبادت کیلئے پیدا ہوا ہے

قولہ تعالےٰ (وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون) سورۃ الذاریت رکوع ۳ پارہ ۲۷ ترجمہ:۔ اور میں نے جن اور انسان کو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

سب سے پہلے اور سب سے ضروری

برادران اسلام اور معزز خواتین! انسان کی یہ عادت ہے کہ جس کام کے لئے کہیں جاتا ہے تو سب سے پہلے وہ کام کرتا ہے جس کے لئے وہاں گیا ہے۔ اور سب کاموں میں سب سے ضروری اس کام کو سمجھتا ہے جس کے کرنے کے لئے وہاں گیا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے گاؤں سے عدالت میں شہادت دینے کے لئے کسی شہر میں جاتا ہے۔ جب اس شہر میں جائیگا تو جو شخص اس سے پوچھے گا کہ آج اس شہر میں کیوں آئے ہو تو سب دوستوں کو یہی جواب دے گا کہ میں عدالت میں ایک شہادت دینے کے لئے آیا تھا۔ اس طرح ہر مرد و زن مسلمان کو یہ سبق ہر دم یاد رکھنا چاہئے کہ میں اس دنیا میں محض عبادت کے لئے آیا ہوں۔ اور وہ شخص سب سے پہلے عدالت میں شہادت دینے کے لئے جائیگا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد اگر دوسرے کام کا موقعہ مل گیا تو بہتر ورنہ اس کام کو چھوڑ کر واپس آ جائے گا۔ مثلاً جب شہر میں جا رہا تھا تو بیوی نے چند سودے لانے کی فرمائش بھی کر دی تھی۔ جب خالی ہاتھ واپس آتا ہے تو بیوی کو کہتا ہے کہ میں تمہارے سودے کیسے لاتا۔ عدالت سے مجھے فراغت ہی ایسے وقت میں ہوئی تھی کہ دوڑ کر بمشکل گاڑی پر سوار ہو سکا ہوں۔ اسی طرح ہر مسلمان عورت اور مرد کا فرض ہے کہ اول اللہ تعالیٰ کی بندگی کا نظام الاوقات (پروگرام) پورا کرے اس کے بعد وقت بچے تو دنیا کے کام بے شک کرے اور نہ بچے تو دنیا کا کام رہ جانے تو کوئی حرج نہیں۔ ایسے شخص کو عقل مند کہا جاتا ہے۔

اکثر پاگل ہیں

میں احباب کی مجلسوں میں کہا کرتا ہوں کہ آج کل کے مسلمانوں میں کوئی کوئی عقل مند ہے۔ ورنہ اکثر پاگل ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز!

یعنی اڑتے وقت ہر قسم کا جانور اپنی جنس کے ساتھ اڑتا ہے۔ کبوتروں کی ڈاریں الگ ہوتی ہیں۔ طوطوں کی الگ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح چونکہ موجودہ دور کے مسلمان اکثر پاگل ہیں اس لئے پاگلوں سے راہ و رسم رکھنے میں بڑے خوش رہتے ہیں اور عقل مند کو پاگل کہتے ہیں۔

کیوں پاگل ہیں

پاگل اسے کہتے ہیں جو کام اسے کرنا چاہئے۔ وہ ہرگز نہ کرے خواہ آپ اسے ہزار مرتبہ سمجھائیں۔ اور جو کام نہ کرنا

چاہیے وہ ضرور ہی کرے خواہ اسے ہزار دفعہ منع کریں۔ مثلاً پاگل سے آپ کہیں کہ گلی کوچوں میں مارا مارا آوارہ مت پھرا کرو۔ دن کو محنت کرکے شام کو مزدوری لیکر بال بچوں میں بیٹھ کر کھایا کرو۔ کیا وہ آپ کے سمجھانے پر واقعی آوارہ گردی چھوڑ کر مزدوری کرنے لگ جائے گا۔ ہرگز نہیں بعینہ اسی طرح عام انسانوں کو دیکھ لیجئے۔ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ انسان اس جہان میں محض عبادت کے لئے آیا ہے۔ سب سے پہلا فرض انسان کا عبادت ہے۔ اس کے بعد جو وقت بچے کسب معاش کے لئے بیشک ہاتھ پاؤں مارے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے حلال کے تھوڑے سے رزق میں برکت ڈال دے گا۔ اور ضرورتیں پوری ہو ہی جائیں گی۔ اس آئینے میں موجودہ زمانے کے مردوں اور عورتوں کو دیکھئے کہ عبادت تو یاد ہی نہیں۔ ہر ایک کے دل و دماغ سے روٹی روٹی کی صدا آرہی ہے۔ جو کام کرنا چاہئے وہ تو کرتے نہیں یعنی عبادت۔ اور جس کی فکر بعد از فراغت نمبر دوم ہونی چاہئے تھی۔ وہ نمبر اوّل پر لائے ہوئے ہیں۔ اور اس کے لئے دن رات سرگرداں اور پریشان پھر رہے ہیں۔ لڑکے اور لڑکیوں کو کلمۂ شہادت بھی نہ آئے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر خدا کرے کہ دونوں بی۔ اے کی ڈگری پالیں تاکہ عزت سے روٹی کما کر کھا سکیں۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ پاگل آدمی عقلمند کو پاگل سمجھتا ہے۔ چنانچہ آج کل کے دور میں بالخصوص علمائے کرام کو بے ایمان کہا جاتا ہے۔ مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔ مولوی کا فقط یہ قصور ہے کہ وہ قرآن مجید کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اس کو پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ نماز باقاعدہ پڑھو۔ روزے باقاعدہ رکھو۔ زکوٰۃ جو فرض ہے اس کی پائی پائی حساب کرکے دو۔ مولوی یہی باتیں کہتا ہے جس پر اسے بے ایمان کہتے ہو۔ کیا مولوی تمہیں یہ کہتا ہے کہ شراب پہلے سے زیادہ پیو۔ رشوت پہلے سے زیادہ کھاؤ۔ بدکاری پہلے سے زیادہ کرو۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ فقط مولوی کو بے ایمان کہتے ہیں۔ باقی یہ شرابی، زانی، رشوت خور، رشوت کھانے والے۔ ڈانس کھیلنے والے سب ایماندار ہیں۔ اسی لئے میں انہیں پاگل کہا کرتا ہوں۔ کہ بے ایمانیاں ساری آپ کرتے ہیں اور بے ایمان اُلٹا ایمانداروں کو کہتے ہیں۔

اس پاگل پنے کا نتیجہ

قولہ تعالیٰ (کلما القی فیہا فوج سالھم خزنتھا الم یأتکم نذیر ۝ قالوا بلیٰ قد جاءنا نذیر ۝ فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیءٍ ۝ ان انتم الا فی ضلل کبیر) سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ:- جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں بیشک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پھر ہم نے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

حاصل یہ نکلا کہ آج جو لوگ قرآن مجید کی تعلیم و تبلیغ کرنے والے علماء کرام کو حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور انہیں ذلیل سمجھ کر ان کی آواز کی قدر نہیں کرتے، قیامت کے دن انہیں علماء کرام مبلّغین کی قدر محسوس ہوگی۔ مگر گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

قیامت کے دن مبلّغین قرآن کی قدر

قولہ تعالیٰ (وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر) سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ:- اور کہیں گے اگر ہم نے سُنا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے ✤ دیکھ لیجئے علماء دین سے متنفر اور نفرت پھیلانے والا بے دین طبقہ قیامت کے دن اپنی موجودہ حرکات پر نادم ہوگا مگر اس وقت یہ ندامت کام نہیں آئیگی۔

دنیا میں واپس آنے کی درخواست اور اس کی نامنظوری

قولہ تعالےٰ (الم تکن اٰیٰتی تتلیٰ علیکم فکنتم بہا تکذبون ۝ قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوماً ضالین ۝ ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظٰلمون ۝ قال اخسئوا فیہا ولا تکلمون ۝) سورۃ المؤمنون پارہ ۱۸۔ ترجمہ:- کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ موجودہ وقت کے بے دینوں کو علماء کرام کے سامنے زانوئے ادب تہ کرکے قرآن مجید کے پڑھنے سمجھنے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

تیسرا فرض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری بھی مسلمان کا فرض عین ہے۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ان سطور سے پہلے منکرین حدیث کو باطل پرست اور غلط کار ثابت کر چکا ہوں۔

کیوں

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے بغیر اس لئے نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کلام پاک کا صحیح مطلب فقط وہ ہو سکتا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائیں۔ اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ بھی وہی صحیح ہو سکتا ہے جو آپ عمل کرکے دکھائیں۔ اس لئے صحیح اور اصل اسلام یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائیں (حدیث شریف) اس پر دل سے تصدیق لگائیں اور سنت رسول اللہ پر عمل کرکے دکھائیں۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھا فرض
حقوق العباد
ماں باپ کا حق

اللہ جل شانہٗ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کے بعد انسانوں کے جو حقوق ہمارے ذمہ ہیں ان کا ادا کرنا بھی مسلمانوں کا عین فرض ہے۔ ان میں سب سے پہلے ماں باپ کا حق ہے۔

قولہٗ تعالےٰ:- (وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا ۝ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلٰھما فلا تقل لہما اف ولا تنھرھما وقل لہما قولا کریما ۝ واخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمہما کما ربیٰنی صغیرا ۝) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ:- اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو۔ اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں سے سوال

پاکستان تو ماشاء اللہ اب بنا ہے۔ میں تعلیم یافتہ نوجوانوں سے سوال کرتا ہوں کیا انگریز نے تمہیں پرائمری سے ایم اے تک کہیں ماں باپ کے ادب کی یہ تعلیم دی تھی؟ حالانکہ یہ تعلیم اتنی اشد ضروری ہے۔ کہ ماں باپ کی ناراضگی کا ایک جرم ہی خدا تعالےٰ کے غضب کو جوش میں لانے اور دوزخ میں پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

ھما جنتک و نارک؟

یہ ماں باپ ہی تیرا بہشت ہیں اور یہی تیرا دوزخ ہیں۔

یعنی

اگر ان دونوں کو خوش رکھے گا تو بہشت میں جائیگا اور اگر انہیں ناراض کرے گا تو دوزخ میں جائیگا۔

اولاد کا حق

ماں باپ کا فرض ہے کہ اولاد کو قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دلائیں۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں۔ کہ دین کی تعلیم دلانا اور دیندار بنانے کی کوشش کرنا ماں باپ کا فرض ہے تاکہ انہیں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی رکھنے کا سلیقہ آجائے۔ اگر بالفرض ماں باپ نے کسب معاش کے لئے کوئی کسب نہ بھی سکھایا تو جب انہیں بھوک ستائے گی تو کوئی نہ کوئی حیلہ کسب معاش کے لئے خود تجویز کرلیں گے۔ اور کما کر کھائیں گے۔ اور اگر ماں باپ نے دین نہ سکھایا اور روٹی کمانے کا ذریعہ سکھا دیا تو مرتے

دم تک وہ دین سیکھنے کے لئے مجبور نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہر انسان کی ضروریات کا ذمہ اُٹھایا ہوا ہے۔ وہ موحد، مشرک، مومن، کافر حتیٰ کہ خدا کی ہستی کا انکار کرنے والوں کو بھی ضروریات زندگی کا سامان دیتا رہتا ہے۔ البتہ مرنے کے بعد ان بے دینوں کو محسوس ہوگا۔ کہ ہم نے غلطی کی کہ اللہ تعالیٰ کا دین نہ سیکھا۔ کیونکہ ان کی قبر بے دینی کے باعث دوزخ کا گڑھا بنے گی۔

بے دین ماں باپ کو مجرم قرار دیکر ان پر لعنت بھیجیں گے

قولہ تعالیٰ (یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا۔ وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراء نا فاضلونا السبیلا۔ ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا) سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲۔ ترجمہ:۔ جس دن ان کے منہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

نتیجہ

بالکل واضح ہے کہ قیامت کے دن بے دین اپنے جہنم رسید ہونے کا سب سے بڑا سبب ماں باپ کی غلط تعلیم کو قرار دیں گے کہ انہوں نے ہمیں دین نہ سکھایا۔ اور غلط راستے پر ڈالا۔

اولاد کی مذہبی تعلیم کو نظر انداز کرنے والوں کے لئے عبرت

آج کل عموماً مرد اور عورتیں اپنی اولاد کو سکولوں اور کالجوں کی تعلیم دلانے کے بڑے شائق ہیں۔ لڑکی یا لڑکے کو کلمہ شہادت بھی نہ آئے۔ نماز یاد ہو نہ ہو۔ پڑھے یا نہ پڑھے قرآن ناظرہ بھی خواہ نہ پڑھایا جائے۔ مگر بی۔ اے کی ڈگری پاکر آئے۔ ماں باپ بھی سمجھتے ہیں کہ لڑکی یا لڑکا اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہوگئے ہیں۔ اور انہیں بھی ناز ہوتا ہے کہ ہم نے تعلیم کی اعلیٰ ڈگری حاصل کر لی ہے۔ اسی خیال کے ماں باپ گزشتہ آیات کو ذرا غور سے پڑھیں۔ اور عبرت حاصل کرلیں اور اپنے ہر خیال کی اصلاح کرلیں۔ وما علینا الا البلاغ

خاوند کا حق

قولہ تعالیٰ:۔

(فالصالحٰت قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللہ) الآیۃ سورۃ النساء رکوع ۶ پارہ ۵۔ ترجمہ:۔ پھر جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کی تابعدار ہیں۔ پیٹھ پیچھے اللہ کی نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ یعنی جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کی تابعداری کرتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق خاوند کے پیٹھ پیچھے اس کی رضا کے موافق اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ اپنے نفس اور مال زوج میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں۔

بیوی کا حق

قولہ تعالیٰ:۔

(وعاشروھن بالمعروف) سورۃ النساء رکوع ۳ پارہ ۴۔ ترجمہ:۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو۔

قولہ تعالیٰ:۔

(ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا) الآیۃ سورۃ البقرۃ رکوع ۲۹ پارہ ۲۔ ترجمہ:۔ اور انہیں تکلیف دینے کے لئے نہ روکو۔ تاکہ تم سختی کرو۔

توازن

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے حقوق میں عجیب توازن قائم کردیا ہے۔ اگر دونوں اس توازن پر قائم رہیں۔ تو گھر میں کبھی جھگڑا پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

برادران اسلام ——— میں کہا کرتا ہوں کہ عموماً گھروں کی لڑائی میاں یا بیوی کے گناہ کی شامت ہوتی ہے۔ اگر دونوں دیندار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہوں۔ اور احکام شرعیہ کی پوری پابندی کریں تو انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اس گھر میں لڑائی نہیں ہوگی بلکہ امن اور چین ہوگا۔

۵ رشتہ داروں کا حق

قولہ تعالیٰ:۔ (وآت ذا القربٰی حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین وکان الشیطٰن لربہ کفورا) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔

مسلمانوں کے افلاس کا باعث

اکثر آپ دیکھیں گے کہ مسلمانوں کی ناداری کا باعث برادری کی رسمیں پوری کرنے کے لئے فضول خرچی کرنا ہے۔ مثلاً شادی اور غمی میں باوجودیکہ توفیق نہیں ہوتی۔ پھر قرض لیکر وہ رسمیں پوری کرتے ہیں۔ اور کہتے یہ ہیں کہ اگر نہیں کرتے تو ناک کٹتی ہے۔ تقسیم سے پہلے اسی فضول خرچی کے باعث ہر سال مسلمان سترہ کروڑ روپیہ فقط اپنے قرضہ کا سُود ادا کرتا تھا۔ اور قرض بحالہ رہتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ پاکستان بننے کی برکت سے مسلمان اس قرضے سے بے باق ہوگیا ہے۔

پانچواں فرض
حلال رزق کھانا

قولہ تعالیٰ:۔ (یاایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن ط انہ لکم عدو مبین) سورۃ البقرۃ رکوع ۲۱ پارہ ۲۔ ترجمہ:۔ اے لوگو! ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال پاکیزہ ہیں۔ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

فرض عین

رزق حلال کھانا انسان کا فرض عین ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنا حرام ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا۔ کہ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا۔ جو اس نے حاصل کیا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے۔ رواہ البخاری۔

جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ گوشت بہشت میں نہیں جائے گا۔ جس نے حرام مال سے تربیت پائی ہے۔ اور ہر وہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا ہوا ہے اسے آگ (یعنی دوزخ) سینکنے کے لئے زیادہ مستحق ہے۔ رواہ احمد والدارمی والبیہقی۔

آخری دُعا

برادران اسلام ——— میں آج کی معروضات میں آپ کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ذمہ داریوں کی جو فہرست عرض کرچکا ہوں۔ اگر ان پر توفیق کے مطابق عمل کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوگا اور انسان بخشا جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی خصوصیات

خطبہ جمعۃ المبارک مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ دروازہ و امیر انجمن خدام الدین لاہور

خصوصیات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم میں نہیں پائی جاتیں۔

پہلی

تمام انبیاء علیہم السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کا وعدہ لیا گیا

قولہ تعالیٰ (واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشٰھدین)

ترجمہ:- اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا۔ البتہ جو کچھ میں تمہیں کتاب اور علم سے دوں۔ پھر تمہارے پاس پیغمبر آئے۔ جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے۔ البتہ اس پر ایمان لے آنا۔ اور البتہ اس کی مدد کرنا۔ فرمایا۔ کیا تم نے اقرار کیا۔ اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا تو اب تم گواہ رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

سورۃ آل عمران رکوع ۹ پارہ ۳

اس آیت شریف کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے رسول اللہ صلی اللہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی امداد کرنے کا وعدہ لیا۔

شیخ الاسلام کی تائید

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے خود پیغمبروں سے بھی یہ پختہ عہد لے چھوڑا ہے کہ جب تم میں سے کسی نبی کے بعد دوسرا نبی آئے (جو یقیناً پہلے انبیاء اور ان کی کتابوں کی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرتا ہوا آئے گا) تو ضروری ہے کہ پہلا نبی پچھلے کی صداقت پر ایمان لائے اور اس کی مدد کرے۔ اگر ——— اس کا زمانہ پائے تو بذات خود بھی، اور نہ پائے، تو اپنی اُمت کو پوری طرح ہدایت و تاکید کر جائے کہ بعد میں آنے والے پیغمبر پہ ایمان لا کر اس کی اعانت و نصرت کرنا۔ کہ یہ وصیت کر جانا بھی اس کی مدد میں داخل ہے۔ اس عام قاعدہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد بلا استثناء تمام سابقین سے لیا گیا ہوگا۔ اور انہوں نے اپنی اپنی امتوں سے یہی قول و قرار لئے ہوں گے۔ کیونکہ ایک آپ ہی کی مخزن الکمال ہستی تھی جو عالم غیب میں سب سے پہلے اور عالم شہادت میں سب انبیاء کے بعد جلوہ افروز ہونے والی تھی۔ اور جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا۔ اور آپ ہی کا وجود مسعود تمام انبیاء سابقین اور کتب سماویہ کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کرنے والا تھا۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ اس قسم کا عہد انبیاء سے لیا گیا۔ اور خود آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر آج موسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے بدون چارہ نہ تھا۔ اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے۔ تو کتاب اللہ (قرآن کریم) اور تمہارے نبی کی سنت پر فیصلے کریں گے۔ محشر میں شفاعت کبریٰ کے لئے پیش قدمی کرنا اور تمام بنی آدم کا آپ کے جھنڈے تلے جمع ہونا۔ اور شب معراج میں بیت المقدس کے اندر تمام انبیاء کی امامت کرانا حضورؐ کی اسی سیادت عامہ اور امامت عظمیٰ کے آثار میں سے ہے۔

دوسری

ہمارے رحمۃ العالمین کی بعثت تمام اقوام عالم کیلئے ہے

قولہ تعالیٰ:- (قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض لا الٰہ الا ھو یحی ویمیت) الآیۃ سورۃ الاعراف رکوع ۲۰ پارہ ۹۔ ترجمہ:- کہدو۔ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلٰوۃ والسلام تمام اقوام کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ بخلاف انبیاء سابقین علیہم السلام کے۔ ان کی دعوت کا دائرہ فقط اپنی اُمت تک ہی محدود ہوتا تھا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام فقط بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ سورۃ صف کے رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں فرماتے ہیں۔ اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم اس بات کو بھی مانتے ہو کہ مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان بھی سورۃ صف رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں مذکور ہے۔ جب عیسیٰ بیٹے مریم نے کہا۔ اے بنی اسرائیل بیشک میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ دونوں پیغمبروں کے اعلانات سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی بعثت فقط اپنی امت کے لئے ہے۔

تیسری

سید المرسلین علیہ الصلٰوۃ والسلام تمام اقوام کیلئے رحمت ہیں

قولہ تعالیٰ (وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین) سورۃ الانبیاء رکوع ۷ پارہ ۱۷۔ ترجمہ:- اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

بخلاف دوسرے انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ فقط اپنی اُمتوں کے حق میں رحمت تھے۔

چوتھی

اُمت محمدیہ کے پیغمبر نے آئندہ پیغمبروں کی آمد کو بند کر دیا ہے

قولہ تعالیٰ (ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئ علیما) سورۃ الاحزاب رکوع ۵ پارہ ۲۲

ترجمہ:- محمدؐ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں۔ اور اللہ ہر بات جانتا ہے۔

پانچویں

قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ

قولہ تعالیٰ (انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون) سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴۔ ترجمہ:- ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سوائے قرآن مجید کے اور کسی آسمانی کتاب کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ تورات یا انجیل یا کوئی آسمانی کتاب صحیح ہستی پر نظر نہیں آتی۔ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص انعام ہے۔

قرآن مجید کی محافظ تین جماعتیں

ا۔ علماء کرام

وہ علماء کرام جو عربی زبان کے فاضل اور مہارت تامہ رکھنے والے تھے۔ انہوں نے بحیثیت عالم دین ہونے کے قرآن مجید کے معانی اور مطالب خلق خدا کو سمجھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے مطالب علمی اور عملی طور پر صحابہ کرام کو سمجھائے۔ صحابہ کرام نے وہی مطالب اپنے شاگردوں تابعین کو سمجھائے۔ تابعین نے اپنے شاگردوں تبع تابعین کو سمجھائے۔ علیٰ ہذا القیاس قرآن مجید کا یہ علمی ذخیرہ مع اپنے معانی اور مطالب کے چودھویں صدی

ہیں ان بزرگان دین کی محنتوں اور جانفشانیوں کی برکت سے ہمیں نصیب ہوا۔ اللہ تعالےٰ ان بزرگوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دنیا داروں کی حالت

آج کل دنیا داروں کی جو حالت آپ دیکھتے ہیں۔ گذشتہ زمانوں میں بھی یقیناً یہی ہوگی۔ مثلاً زمیندار زمینداری کے کام کاج میں مصروف ہے۔ تجارت پیشہ دکانداری میں مصروف ہے۔ ملازمت پیشہ دفتر کے کاروبار میں مصروف ہے۔ ان دنیا داروں کو کب فرصت ہو سکتی ہے کہ دین الٰہی کی حفاظت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اور دن رات قرآن مجید کی اشاعت کے لئے مسجدوں یا اسلامی مدارس کی درسگاہوں میں بیٹھے رہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ہر کہ یک کرد۔ ہر کہ دو کرد۔ چیزے کرد و چیزے نہ کرد۔ ہر کہ سہ کرد۔ ہیچ نہ کرد۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ — جن اللہ کے بندوں نے دین کی حفاظت اور اشاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیا۔ ان مسکینوں نے پہلے مسجدوں میں سوکھے اور روکھے ٹکڑے کھا کر علماء دین سے قرآن مجید اور اس کے متعلقہ علوم پڑھے۔ اور پڑھنے کے بعد اللہ کے گھروں یعنی مسجدوں میں بیٹھ کر قرآن مجید اور اس کے متعلقہ علوم مسلمانوں کو پڑھائے۔ انہیں علمائے کرام کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لیکر آج تک دین محفوظ رہا ہے۔ اللّٰھم اغفرلھم و ارحمھم۔

ب
صوفیائے کرام

علم دین کی نشر و اشاعت کا سہرا تو علماء کرام کے سر پر بندھا ہوا ہے۔ البتہ صحیح علم حاصل ہونے کے بعد جب تک انسان میں عملی رنگ نظر نہ آئے تو وہ علم علم کے درجہ پر ہی رہ جاتا ہے۔ اس کے صحیح نتائج اور فوائد سے انسان بہرہ مند نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کسی کالج میں طلبہ کو سائنس تو پڑھائی جائے۔ مگر کالج میں لیبارٹری نہ ہو جس میں طلبہ کو تجربہ کر کے دکھایا جائے تو وہ تعلیم بے نتیجہ ہی ہوگی۔ علی ہذا القیاس علمائے دین قرآن مجید اور حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطلب خوب سمجھا دیتے ہیں۔ مگر یا ہیں ہمہ طلبہ پر دین کا جو عملی رنگ چڑھنا چاہیے۔ وہ نہیں چڑھتا۔ اس کام کیلئے صوفیائے کرام کی مقدس جماعت علماء دین کو جوان میں سے آ جاتا ہیں) اپنی تحویل میں لے لیتی ہے۔ اور اپنی صحبت میں بٹھا کر خاص طریقوں سے ان پر اسی حاصل کردہ دین کا رنگ چڑھا دیتی ہے۔

ایک لطیفہ

میں کہا کرتا ہوں۔ رنگ ہے قرآن۔ رنگ فروش ہیں علماء کرام۔ رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام مثلاً تہجد کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے۔ علماء کرام کی صحبت میں بیٹھ کر طالب علم میں یہ کمال پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک لفظ تہجد پر تقریباً تین گھنٹے بول سکتا ہے۔ کہ یہ لفظ سہ اقسام میں کیا ہے ہشش اقسام میں کیا ہے۔ ہفت اقسام کسے کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ — مگر کیا اتنی تفصیل علی معلوم ہونے کے بعد طالب العلم تہجد پڑھنے کا پابند ہو جاتا ہے؟ اگر طالب العلم سے کہا جائے تو تہجد کے فضائل بیان کر تو کم از کم ایک گھنٹہ تک بیان کر سکتا ہے۔ مگر کیا اس تبحر علمی کے باوجود وہ طالب العلم تہجد پڑھنے کا عادی ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ جب کسی کامل کے پاس جائے گا تو وہاں تہجد پابندی سے پڑھنے کی عادت پیدا ہو جائے گی۔

جامعیت

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جامعیت تھی۔ آپ کتاب اللہ کے معلم بھی تھے اور آپ کی مبارک صحبت میں صحابہ کرام کی عملی قوتیں بھی حرکت میں آ جاتی تھیں۔ انہیں نہ اپنی جان کی پرواہ تھی۔ نہ بیوی بچوں کا خیال ان پر غلبہ پاتا تھا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کے رسولؐ کا اتباع ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔ حاصل یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ظاہری اور باطنی دونوں نشستیں ہو جاتی تھیں۔

اب عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ علمی تربیت علماء کرام کرتے ہیں۔ اور باطن کی تربیت صوفیائے عظام فرماتے ہیں۔ ہاں اللہ تعالےٰ کے بعض بندے جامع بھی ہوتے ہیں کہ وہ بحیثیت عالم ہونے کے خلق خدا کو کتاب و سنت پڑھاتے ہیں۔ اور بحیثیت باطن کے کامل ہونے کے مخلوق خدا کے باطن کو امراض روحانی سے پاک کر دیتے ہیں جامعیت کی مثالیں دارالعلوم دیوبند کے اسلاف اور اخلاف میں بفضلہٖ تعالےٰ پائی جاتی ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بانیٔ دارالعلوم سے لیکر آج تک جتنے حضرات اس کے سرپرست بنے ہیں۔ سب ہی ظاہر کے فاضل اجل اور باطن کے کامل اور مکمل تھے۔

ج

قرآن مجید کی حفاظت میں بعض نیک دل، خدا پرست، حامی اسلام دولت مندوں کا بھی حصہ ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے دین کی خدمت کی توفیق دی۔ اگرچہ دنیا دار عام طور پر بے دین ہوتے ہیں۔ مگر جس طرح گودڑیوں میں لعل کی مثال ہے اسی طرح ان دولت مندوں میں بھی بعض اسلام کے شیدائی اور فدائی پیدا ہو جاتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ مسلمانوں کی آسمانی کتاب (قرآن مجید) کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے لیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس وعدہ کے پورا کرنے کا ذریعہ علماء کرام، صوفیائے عظام اور بعض دولت مندوں کو بنایا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

معمولی مال کا صدقہ بھی قابل قدر ہے

ایک عورت نے کہا بعض دفعہ میرے دروازے پر فقیر کھڑا ہوتا ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہوتا فرمایا اگر کچھ نہ ہو اور صرف ایک بکری کا کُھر گھر میں ہو تو وہی دے دو۔ (ترمذی، ابن خزیمہ)

خدام الدین لاہور (۶) ۱۰ / جون ۱۹۵۵ء

خطبہ جمعۃ المبارک

۱۱ / شوال ۱۳۷۴ھ مطابق ۳ / جون ۱۹۵۵ء

ترقی یافتہ انسان

(از مفسر قرآن مولینا احمد علی خطیب مسجد شیرانوالہ لاہور)

ترقی عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا ترجمہ اوپر چڑھنا ہے۔ اس کے بالمقابل تنزل کا لفظ ہے۔ اس کا ترجمہ نیچے اترنا ہے۔ آجکل کے دور میں ترقی کا لفظ ہر پڑھے لکھے انسان کی زبان سے آپ کو سنائی دے گا۔ اور ہر پڑھا لکھا آدمی مرد ہو یا عورت چاہتا ہے۔ کہ یہ لفظ اصلی معنی میں میرا ہو جائے۔ مثلاً تجارت پیشہ یہ چاہتا ہے کہ میں تجارت میں بڑی ترقی کروں۔ زمیندار یہ چاہتا ہے کہ میں ترقی کر کے زیادہ سے زیادہ زمین کے رقبہ پر قبضہ جما لوں۔ ملازم پیشہ یہ چاہتا ہے۔ کہ میری ترقی ہو جائے۔ طالب العلم یہ چاہتا ہے کہ میں ترقی کر کے اپنے فن کی انتہائی ڈگری حاصل کروں۔ غرضیکہ ترقی کا لفظ ہر عقلمند کے دل میں بڑا ہی محبوب ہے۔

ترقی کے صحیح معنی

آج میں برادران اسلام اور معزز خواتین کی خدمت میں ترقی کے صحیح معنی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس معنی میں ترقی حاصل کریں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ جس منزل کو انہوں نے ترقی سمجھا تھا۔ وہ دراصل تنزل ہو۔ جس طرح پیاسا بیابان میں سراب کو آب سمجھتا رہا۔ کوسوں سفر طے کر گیا۔ مگر پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پایا۔ بالآخر سفر طویل کرنے کے باوجود نامراد رہا۔

حسرتناک انجام

ترقی کے غلط معنی سمجھنے والوں کا حسرتناک انجام قرآن مجید میں مذکور ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔ قولہ تعالےٰ :-

قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا۔ الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔ اولئک الذین کفروا بایت ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیمۃ وزنا۔ ذلک جزاؤھم جھنم بما کفروا واتخذوا ایتی ورسلی ھزوا۔ (سورۃ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶ ع ۱)

(ترجمہ) کہدو۔ کیا میں تمہیں بتاؤں۔ جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔ وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا اور اس کے ملنے کا انکار کیا۔ پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ پھر ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ یہ (لوگ) سزا ان کی جہنم ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے کفر کیا۔ اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا۔

حاصل یہ نکلا۔ کہ بعض آدمی دنیا میں یہ خیال کرتے رہے کہ ہم نے نیکیاں کرنے میں بڑی ترقی کی ہے اور آخرت کے لیے نیکیوں کے انبار لگا دیئے ہیں جب آخرت میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ دنیا میں جو کچھ کیا تھا وہ سب برباد ہو گیا یہ بدنصیب لوگ اپنے تنزل کو ترقی خیال کرتے رہے تھے لہذا ضروری ہے کہ انسان پہلے ترقی اور تنزل کے صحیح معنی سمجھے اسکے بعد اپنے مناسب حال ترقی کی کوشش کرے اور تنزل سے بچنے کی کوشش کرے آج کی معروضات کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ترقی کا صحیح مطلب سمجھا دیا جائے۔

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے

انسان کی ترکیب دو چیزوں سے ہے جنہیں عام طور پر روح اور جسم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاح میں انہیں ملکیۃ اور بہیمیۃ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے گویا کہ انسان ملکیۃ اور بہیمیۃ کی ایک معجون مرکب ہے۔

اس میں بہیمیۃ یعنی حیوانیت کی علامات بھی پائی جاتی ہیں۔ اور ملکیۃ یعنی فرشتوں کی صفات کا بھی حامل نظر آتا ہے۔ مثلاً رزق تلاش کرنا۔ کھانا۔ نر مادہ کا جفت ہونا۔ بچے جننا۔ ان کی پرورش کرنا۔ اپنے آرام کے لیے مکانات بنانا۔ اپنے مخالف سے لڑنا۔ اسے زخمی کرنا۔ بس چلے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دینا۔ یہ کام تو بہیمیۃ کے نقطۂ نگاہ سے کرتا ہے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے حوالہ سے بلایا جائے۔ یعنی اذان دی جائے تو جھٹ مسجد میں آ کر ذکر الٰہی کے لیے صف بستہ ہو جاتا ہے۔ ذکر الٰہی کے لیے صف بستہ ہو کر کھڑا ہو جانا۔ یہ دراصل ملائکہ عظام کی صفت ہے۔ ایسی حالت میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے۔ حاصل یہ نکلا۔ کہ انسان حیوانات اور ملائکہ عظام دونوں کی صفات کا حامل ہے۔

دونوں میں اعلیٰ کون ہے؟

دیکھنا یہ ہے کہ انسان کی دو صفتوں (ملکیۃ اور بہیمیۃ) میں اعلیٰ کونسی ہے۔ اور ادنیٰ کونسی۔ اس چیز کے فیصلہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مراتب عرض کر دیتا ہوں۔ ہے۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ انسان۔ ملائکہ عظام۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ انسان کے نیچے حیوانات ہیں۔ اور اس سے اوپر ملائکہ عظام ہیں۔ ترقی کے معنی پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اوپر چڑھنا ہے۔ لہٰذا انسان کی ترقی یہ ہے۔ کہ اوپر چڑھے۔ یعنی اپنے اندر ملائکہ عظام کی صفات پیدا کرے۔ مثلاً ملائکہ عظام نجاست سے پاک ہیں۔ یہ بھی کوشش کرے کہ اس کا بدن اور کپڑے نجاست سے پاک رہیں۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (استنزھوا من البول فان عامۃ عذاب القبر منہ)

(ترجمہ) پیشاب سے پرہیز کرو۔ کیونکہ اکثر عذاب قبر کا اسی گناہ کی شامت سے ہوتا ہے۔ غریب سے غریب مسلمان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کریگا۔ کپڑے اگرچہ پھٹے پرانے ہوں گے مگر پیشاب کے قطروں سے اس کا بدن پاک اور کپڑے پاک ہونگے۔ اور بڑے سے بڑا مالدار انگریز یا انگریز کا تمدن اختیار کرنے والوں کی رانیں پلید ہوں گی۔ ان کی پتلونوں میں پیشاب کے قطروں کی بُو ہوگی۔

یاد مثلاً

ملائکہ عظام ہر وقت اللہ تعالےٰ کے ذکر میں شاغل رہتے ہیں۔ اسلام بھی اپنے تابعداروں کو ذکر الٰہی کرنے کی تلقین کرتا ہے (الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم) (سورۃ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴)

ترجمہ:- (عقلمند بندے وہ ہیں) جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ انسان کی تین حالتیں ہیں۔ یا کھڑا ہوتا ہے یا بیٹھا ہوتا ہے یا لیٹا ہوتا ہے۔ حاصل یہ نکلا۔ کہ اسلام اپنے تابعداروں کو ہر وقت ملائکہ عظام کی طرح ذکر الٰہی میں شاغل رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

ملائکہ عظام اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جہاں ذکر کی مجلس پاتے ہیں وہاں فوراً جمع ہو جاتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم الحدیث۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بیشک اللہ کے ایسے فرشتے بھی ہیں۔ جو راستوں پر گھومتے رہتے ہیں۔ ذکر کرنے والوں کی تلاش کرتے ہیں۔ پھر جب ایسے لوگوں کو پاتے ہیں جو ذکر کر رہے ہوں۔ تب وہ دوسروں کو بلاتے ہیں کہ آؤ جس کام کی تلاش کر رہے تھے۔ وہ یہاں ہو رہا ہے۔

یہی حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نیک بندوں کا ہے۔ جہاں اللہ کے دین کی اشاعت کے لیے جلسہ کرتے ہیں۔ جو مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے

بقیہ خطبہ :- (صفحہ ۶ سے آگے)

انتشار شائع کرتے ہیں کہ آئندہ علماء کرام وعظ فرمائیں گے قرآن مجید سنائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان فرمائیں گے خیال فرمایئے یہی صفت ملائکہ عظام میں تھی۔ اور یہی صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ یہی اور اصلی امت میں پائی جاتی ہے۔

یہ ہے ترقی

برادران اسلام پہلے عرض کر چکا ہوں کہ انسان کی ترقی یہ ہے کہ اوپر چڑھے۔ یعنی اپنے اندر ملائکہ عظام کی صفات پیدا کرے۔ چنانچہ قرآن مجید پر عمل کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرنے سے انسان ترقی کرتا ہے یعنی حتی الوسع ملائکہ عظام سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے۔

ورنہ تنزل کو ترقی خیال کریگا

اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے گا۔ اور قرآن مجید کو دستور العمل نہیں بنائے گا۔ اور اس پر عمل کرنے کے لیے سیرت محمدی کو اپنا راہنما نہیں بنائے گا۔ وہ شخص ترقی نہیں کرے گا بلکہ وہ یہ تنزل ہوگا۔ اس کا ہر عمل حیات تنزل کے گڑھے میں گرائے گا۔ گویا اس انسان کو اس تنزل کا احساس نہیں ہوگا۔ اپنی غلط روی کا احساس تب ہوگا۔ جب مر کر قبر میں داخل ہوگا۔ اور وہاں پھر کچھ بنائے نہیں بنے گا۔

کیا یہی ترقی ہے

جو انگریز نے مسلمانوں کو سکھائی ہے۔ مثلاً پہلے صبح کا ناشتہ باسی روٹی اور مکھن اور لسی کا کرتے تھے۔ اب ناشتہ توس۔ چاء اور مکھن جو چھری سے توس پر لگایا جائے۔ اس کا کہتے ہیں۔ اس میں انسانیت کو کونسی ترقی نصیب ہوئی۔ بلکہ پہلے سے تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ صبح سویرے اٹھ کر پہلے چاء پکانے اور پینے کے برتن مانجئے۔ پھر آگ جلایئے پانی پکا کر جلدی کی پتی اس میں ڈالئے۔ پھر سے دم دیجئے پھر دودھ گرم کیجئے پھر اسے شیر دانی میں الگ ڈالئے۔ پھر شکر دانی میں شکر الگ ڈال کر رکھئے۔ پھر ڈبل روٹی لایئے یا منگوایئے۔ پھر اس کے ٹکڑے کیجئے پھر انہیں آگ پر گرم کیجئے۔ پھر چھری سے ان پر مکھن لگایئے۔ یہ ترقی یافتہ لوگوں کا ناشتہ ہے۔ اس ترقی یافتہ ناشتہ میں اندازہ لگایئے۔ محنت کتنی کرنی پڑی۔ وقت کتنا صرف ہوا۔ روپیہ کتنا صرف ہوا پھر ان سارے تکلفات کا

نتیجہ

کیا نکلا۔ سب عقلمندوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ باسی روٹی لسی اور مکھن سے کھانے میں جو نوجوانوں پر طاقت آتی تھی۔ کہ بڑے قوی ہیکل۔ تنومند۔ لمبے قد اور چوڑی چھاتی والے نوجوان پیدا ہوتے تھے۔ اب وہ طاقت چاء اور توس سے ہرگز پیدا نہیں ہوتی۔

اب تو بقول حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم آج کل کے نوجوان کو تاف کی پرلیاں ہیں۔ کمر پتلی۔ نازک اندام ہونٹوں پر پان کی سرخی۔ ہونٹوں میں پتلا سا سگرٹ۔ اور ہاتھ میں پتلی سی چھڑی۔ ہائے افسوس۔ صد افسوس۔ ناعاقبت اندیش لوگ۔ اور عقل کے اندھے اسی کو ترقی کہتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا!
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

عورتوں کی ترقی

پرانے زمانے میں ہماری بہنیں اور بیٹیاں محلوں میں جو استانیاں ہوتی تھیں۔ ان سے دین کی کتابیں پڑھتی تھیں اور انہیں سے نماز روزہ سیکھ لیتی تھیں عام طور پر اس وقت کا نصاب تعلیم یکی روٹی۔ بنات المومنین اور احوال الآخرۃ ہوتا تھا۔ اتنی ہی تعلیم پانے کے بعد وہ ایک باحیا۔ باادب اور سلیقہ شعار۔ ماں باپ کی خدمت گذار۔ اور بھائی بہنوں کی مونس اور غمخوار ہو جاتی تھیں۔ یکی روٹی پڑھنے کے باعث ان کے اسلامی عقائد درست ہو جاتے تھے اور احوال الآخرۃ پڑھنے کے باعث ان کے دل میں خوف خدا اور قیامت کا ڈر پیدا ہوتا جاتا تھا۔ غرضیکہ ان مستورات کے عقائد درست ہوتے تھے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرتی تھیں۔ نماز روزے کی پابند ہو جاتی تھیں۔

موجودہ تعلیم

پاکستان تو اب بنا ہے۔ اس وقت تک تو تعلیم یافتہ مردوں اور عورتوں کی وہی نسل ہے جو انگریز تیار کر گیا۔ کیا انگریز نے پرائمری سے لے کر ایم اے تک کہیں خوف خدا کی تعلیم دی تھی۔ کیا مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو کہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دی تھی۔ کہ تم پر خدا تعالیٰ کے لیے بندگی کا حق ہے یا تم پر ماں باپ کا یہ حق ہے۔ اور اس کے ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اور تم پر بھائی بہنوں کے یہ حقوق ہیں۔ اور تم پر خاوند کے یہ حقوق ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

موجودہ مسلمان عورت

کا نقشہ ایک انگریزی خوان داڑھی مونچھ مونڈے نوجوان لیکن پاکیزہ خیال والے نے کھینچ کر دکھایا ہے وہ ملاحظہ فرما لیجئے۔ اور پھر فیصلہ کیجئے کہ عورت نے موجودہ دور میں ترقی کی ہے یا تنزل کے گڑھے میں جا گری ہے۔ اور ناعاقبت اندیش عقل کے اندھے اپنے زعم باطل میں اسے ترقی خیال کر رہے ہیں۔

شعر :- از نفیس خلیلی امرتسری

یہی ہے جو تعلیم نسواں تمہاری!
یہی ہے جو اہلیس کی پاسداری!
یہی ہے جو انداز غفلت شعاری
تو آگاہ رہنا اجل کی چھاپی
وہ بدنام جلوہ گری کا لجوں کی!
مسلمان لڑکی پری کالجوں کی
جو گھر سے چلی ایک فتنہ بپا ہے
چکا چوند میں اک جہاں مبتلا ہے
نمائش کی خاطر وہ صورت چھپانا
وہ مصنوعی انداز میں شرم کھانا
نگاہیں لڑانا ادائیں دکھانا
یہی ہے نئی روشنی کا زمانا
اسے آپ دور ترقی کہیں گے
غضب ہے یہ کب تک مقیدے رہیں گے

لسان العصر اکبر الہ آبادی مرحوم

تعلیم یافتہ ہوں اور نیک بخت بھی ہوں
تم سے ہوں ملائم شیطان پر سخت بھی ہوں
قرآن ہی کرے گا ان بی بیوں کو پیدا
پاکیزہ تخم جب ہوں۔ عمدہ درخت بھی ہوں

تبصرے

برادران اسلام! میں ان اشعار پر تبصرے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اشعار کسی مولوی صاحب کے نہیں ہیں۔ یہ تعلیم یافتہ حضرات کی رائے ہے

دُعا

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو صحیح معنی میں ترقی یافتہ انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی سے جو ترقی یافتہ انسان ہوں گے۔ ان کی دنیا اور آخرۃ دونوں سنور جائیں گی۔ اور اگر یہ راستہ اختیار نہ کیا۔ تو ایسی ترقی دنیا اور آخرۃ کی بربادی کا باعث بنے گی۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ جمعۃ المبارک

۱۸ شوال ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۵۵ء

(از جناب مولانا احمد علی صاحب خطیب شیرانوالہ لاہور)

اشاعت اسلام میں مرد اور عورت

قولہ تعالیٰ :-

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ سورۃ التوبہ رکوع ۹ پ ۱۰

ترجمہ :- اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کریگا بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ مومن مرد اور مومن عورتیں دونوں ہی مندرجہ ذیل کام کرتے ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ برائی سے روکتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں (یعنی قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بناتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتے ہیں (یعنی قرآن مجید پر عمل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش رکھتے ہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ اسلام کی اشاعت کے ذمہ دار جس طرح مرد ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی ہیں جس طرح مرد لوگوں کو حکم کریں گے۔ اسی طرح عورتوں پر بھی حق ہے۔ کہ جہاں تک ان کا بس چلے لوگوں کو نیکی کی تلقین کریں۔ اور جس طرح مردوں پر حق ہے کہ برائی کو روکنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح عورتوں پر بھی حق ہے کہ اپنے حلقہ اثر میں اگر کوئی برائی دیکھیں۔ تو اس کو روکنے کی حتی الوسع کوشش کریں۔ اگر ہاتھ سے دور کرنے کی طاقت ہے تو ہاتھ سے دور کریں۔ اگر ہاتھ سے دور کرنے کا موقع نہیں ہے تو زبان ہی سے برائی کرنے والوں کو مطلع کر دیں۔ اور اگر زبان سے بھی کہنے کا موقعہ نہیں ہے۔ تو پھر کم از کم اس برائی کو دل میں ہی برا سمجھیں۔ اور جس طرح مردوں پر نماز پڑھنا فرض ہے۔ اسی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے اور جس طرح مردوں پر صاحب نصاب ہوں تو زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اسی طرح عورتوں پر بھی نقدی یا زیورات یا مال تجارت ہو۔ تو زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اور جس طرح مرد قرآن مجید پر عمل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اختیار کرنے کے لیے مجبور ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اختیار کرنے کیلئے مجبور ہیں۔

خیر القرون میں ایسے ہی تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم)

(ترجمہ) بہترین زمانہ میرا ہے۔ پھر وہ لوگ (بہتر ہوں گے) جو ان کے متصل پیدا ہوں گے۔ چنانچہ ان مبارک زمانوں میں ایسا ہی تھا۔

خیر القرون میں اشاعت اسلام میں عورتوں کا حصہ

کتب اسماء الرجال جو مسلمانوں کا خاص فن ہے یہ فن سوائے مسلمانوں کے دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نقل کرنے والوں کے نام محفوظ ہوں۔ اور ان کے زمانے کی تعیین بھی ہو۔ کہ یہ صحابی ہے۔ یا تابعی ہے۔ یا تبع تابعی ہے آپ حیران ہوں گے کہ ارشادات نبویہ کے ناقلین میں تین سو تریسٹھ مستورات کے اسماء گرامی بھی محفوظ ہیں۔ ان میں بعض صحابیات ہیں بعض تابعی ہیں۔ بعض تبع تابعی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان مبارک زمانوں میں عورتیں بھی اشاعت اسلام میں برابر حصہ لیتی تھیں۔

اول تعلیم پانا پھر تعلیم دینا

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اول انسان تعلیم پاتا ہے۔ اس کے بعد دوسروں کو تعلیم دینے کے قابل ہوتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ ان مبارک زمانوں میں مستورات کو دین کی تعلیم دی جاتی تھی تبھی تو وہ اس قابل ہوتی تھیں کہ دوسروں کو نیکی کا حکم کر سکیں۔ اور برائی سے روک سکیں۔ ورنہ وہی قصہ ہوتا ہے

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

عورتوں کی تعلیم

اسلام نے اپنے نام لیواؤں کے لیے تعلیم لازمی کی ہوئی ہے۔ اسلام سات برس کی عمر ہی میں اپنے متبعین کو ایک جامع اور مکمل قانون کی تعلیم دینا شروع کر دیتا ہے۔ اسلام میں یہ حکم ہے کہ سات برس کے بچے کو نماز شروع کرا دی جائے اور نماز میں قرآن مجید کی تلاوت لازمی ہے ورنہ نماز نماز ہی نہیں ہوتی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے معانی سمجھ کر نماز پڑھی جائے۔ لہذا اگر صحیح اور اصلی طریقہ پر نماز پڑھی جائے تو ایک لڑکی اچھی خاصی مسائل دینیہ کی واقف ہوگی۔ اور عملاً دین دار ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ عورتوں میں بفضلہ تعالیٰ دین کی اشاعت کرے گی۔ اور خدا تعالیٰ کی رحمت کی مستحق ہو جائے گی۔ جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں مذکور ہے جو پہلے لکھی گئی ہے۔

قرآن مجید عورت کو کیا سکھاتا ہے

برادران اسلام۔ قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ خالق عزوجل اور مخلوق خدا کو راضی رکھو۔ اور دونوں کے حقوق ادا کرو۔ دونوں کے حقوق ادا کرنے کا طریقہ خود قرآن مجید سکھاتا ہے۔ جب عورت خالق عزوجل کو اور اس کی مخلوقات کو راضی رکھے گی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور لوگوں کی نظروں میں محبوب ہو جائے گی۔

تعلیم کا نمونہ

قرآن مجید عورتوں کو جو تعلیم دیتا ہے اس کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے :- قولہ تعالیٰ :-

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (سورۃ النساء رکوع ۶ پ ۵)

(ترجمہ) اللہ کی بندگی کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو مت ملاؤ۔ اور ماں باپ سے نیکی کرو۔ اور رشتہ والوں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور رشتہ دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پاس میں بیٹھنے والے ساتھی سے (مثلاً ہمسفر ہو لیے) اور مسافر سے اور غلاموں سے (نیکی کرو) بے شک اللہ کو وہ پسند نہیں آتا جو کوئی اترانا بڑائی کرتا ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا خیال رکھو مثلاً روزانہ کی پنج وقتہ نماز پڑھو جو اللہ تعالیٰ کا درجہ ہے۔ اس کے درجہ پر اور کسی کو نہ سمجھو۔ اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پڑوسی

(باقی صفحہ ۱۵)

بقیہ خطبہ :-

خواہ رشتہ دار ہو یا غیر ہو اور جو تمہارے پاس بیٹھنے والا ہو۔ مثلاً ریل یا جہاز کے سفر کے ہمسفر ہوں۔ اور مسافر ہوں اور غلاموں سے نیکی کرو۔ جو عورت اس نظام الاوقات (پروگرام) کی پابندی کرے گی۔ اس سے اللہ تعالےٰ بھی راضی ہوگا۔ اور اس کے لیے مخلوق خدا کے دلوں سے دُعاء خیر نکلے گی۔

قرآن مجید کی تعلیم یافتہ لڑکی۔ عفت پناہ۔ عصمت مآب۔ باحیا۔ بااخلاق۔ ماں باپ کا ادب کرنے والی بھائی بہنوں کی مونس و غمخوار۔ سلیقہ دار۔ کفایت شعار غیر محرموں سے اپنا حُسن چھپانے والی وغیرہ وغیرہ اوصاف حمیدہ سے متصف ہونے والی ہوگی۔ کیونکہ قرآن مجید نے اسے تعلیم ہی ایسی دی ہے اور وہ پاکیزہ تعلیم اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی ہوگی۔

موجودہ تعلیم پانے والی لڑکی

موجودہ تعلیم پانے والی لڑکی کا نقشہ خود تعلیم یافتہ لوگوں کی زبانی آج کل یہ شکایت عام ہے کہ لڑکیاں انتہا درجے کی بدتمیز، خود پسند، مغرور مذہب سے لاپروا، شرم وحیا سے عاری، فیشن اور نمود کی دلدادہ، دلکشی سے انہیں گریز نہیں۔ خدا کا خوف انہیں نہیں، پردے سے انہیں نفرت اخر یہ کیوں ؟ یہ تعلیم کا قصور نہیں۔ بلکہ ہمارے بزرگوں کا قصور ہے (خصوصاً مردوں کا) وہ لڑکی کو عریاں لباس پہننے سے۔ مونہہ اور ہونٹوں پہ سرخی ملنے سے۔ مردوں کے ساتھ بے باکانہ مذاق کرنے سے نہیں روکتے۔ پھر آجکل کی لڑکیاں دلکشی سے گریز نہیں کرتیں۔ کیونکہ ان کو خوف خدا کی تلقین نہیں کی جاتی۔ وہ گستاخ ہیں۔ اس لیے کہ ان کو بااَدب بانصیب کا سبق نہیں دیا جاتا۔ یہ خودغرضی کا مجسمہ ہیں۔ اس لیے کہ تعلیم یافتہ ہونے سے والدین کی آنکھیں کچھ ایسی خیرہ ہوگئی ہیں۔ کہ ان کی ہر بے جا فرمائش کو پورا کرنا جائز سمجھا جاتا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ والدین نے موجودہ تعلیم کو بے حد اہمیت دے رکھی ہے وہ مطمئن ہیں کہ ان کی لڑکی انگریزی بول سکتی ہے پیانو بجا سکتی ہے۔ اور پارٹیوں میں باسلیقہ گفتگو کر سکتی ہے۔ اور اگر ضرورت پڑے۔ تو سٹیج پہ ناچ بھی سکتی ہے۔ مگر اس کو خود دار۔ شرمیلی اور باحیا ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کے دلوں میں امیروں کی وقعت ہوتی ہے غریب سے نفرت اور بات چیت کرنا کسر شان سمجھنے لگ گئی ہیں۔ ان کو اپنے بزرگوں تک کی باتوں کا جو کو وہ جاہل سمجھتی ہیں مضحکہ اڑانے میں کوئی دریغ نہیں ہوتا۔ اور نہ والدین ہی ان کے اس گستاخانہ طرز عمل پر کوئی سرزنش کرتے ہیں۔

پاؤڈر اور لپ سٹک کا استعمال سکول اور کالج کی لڑکیوں کے لیے ہمیشہ سے بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اور ایسی لڑکیاں پہلے کبھی سکولوں میں گھسنے نہیں پاتی تھیں اور نہ ماں باپ اور استاد اس کی اجازت دیتے تھے۔ مگر اب وہی والدین بڑے چاؤ سے اپنی لڑکیوں کو یورپ کی اس اندھی تقلید پر چلنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

(ماخوذ از ہفت روزہ قندیل، ۲۷ مارچ ۱۹۵۵ء)

جو بویا جاتا ہے وہی کاٹا جاتا ہے

چونکہ اسلام نے اپنی تعلیم میں خدا پرستی۔ خداترسی خدمت خلق۔ مسکینوں پہ رحم۔ غریبوں کی ہمدردی کی تعلیم دی تھی۔ اس لیے اسلام کے رنگ میں رنگی ہوئی جو عورتیں پہلے ہوتی تھیں اب وہ خال خال کہیں مسلمانوں کے گھروں میں ہوں گی۔ ان میں وہ خوبیاں جو عرض کر چکا ہوں پائی جاتی ہیں۔ اور موجودہ زمانہ کی نئی تعلیم یافتہ لڑکی کا جو رنگ ڈھنگ ہے وہ خود انہیں لوگوں کی زبانی آپ نے سن لیا۔ جو اس راہ کے رہنورد ہیں۔ ورنہ ہم مولوی لوگوں کو کیا پتہ۔ کہ سکولوں اور کالجوں میں پہلے کیا تھا۔ اور اب کیا ہے۔

قرآن ناظرہ پڑھنے سے عاری

ابھی چند ماہ ہوتے ایک کالج میں پڑھنے والی لڑکی نے مجھے بتلایا۔ کہ ہمارے کالج میں تحقیق کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ ۶۰۰ لڑکیوں میں سے فقط ۳۰ لڑکیاں قرآن مجید ناظرہ پڑھ سکتی ہیں۔

برادران اسلام! ہمتیں معلوم ہے کہ اس جہالت کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ جب انہیں پتہ ہی نہیں ہوگا۔ کہ اسلامی عقائد کیا ہیں۔ اسلامی نظام خانہ داری کیا ہے اسلامی عبادات کیا ہیں۔ ان کے ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہم پہ ماں باپ کا کیا حق ہے خاوند کا کیا حق ہے۔ اولاد کا کیا حق ہے۔ دُنیا میں پیدا کرنے والے نے کیوں پیدا کیا ہے۔ مرنے کے بعد کیا کیا واقعات پیش آنے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ کالج کی تعلیم یافتہ تو ہوں گی۔ یورپ کی اندھی تقلید کی دلدادہ اور فریفتہ تو ہوں گی جیسا کہ آپ ابھی مقالہ میں سن چکے ہیں۔ مگر قرآن مجید کے نقطۂ نگاہ سے وہ عملی طور پہ صفر ہوں گی۔

قیامت کے دن اُن کا حال

قولہ تعالیٰ (یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسولاہ و قالوا ربنا انا اطعنا سادتنا و کبراءنا فاضلونا السبیلا ہ ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیراہ

(سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پ ۲۲)

جس دن ان کے مونہہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے کہیں گے۔ اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے ربّ انہیں دگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر

سوچ لو

اپنی لڑکیوں کو سکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلانے کا شوق رکھنے والے بھائیو اور بہنو سوچ لو۔ کہ دین کی تعلیم نہ دلانے سے ان لڑکیوں کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا۔ اور تمہارا حال کیا ہوگا۔

کیا چاہئے تھا

چاہئے تو یہ تھا۔ کہ لڑکیاں بقدر ضرورت دنیاوی تعلیم پاتیں۔ اور پھر دین کی تعلیم اعلیٰ سے اعلیٰ پاکر خود اسلام کی پابند ہوتیں۔ اور دوسری بہنوں کو دین کی تعلیم دیتیں۔ تاکہ ان کی دنیا و عاقبت بھی سنور جاتی۔ اور ان کی برکت سے دوسری لڑکیوں کے بھی دونوں جہاں سنور جاتے۔

میری یہ صدا

میرے بھائیو اور بہنو! اگر میری اس صدا پہ عمل نہیں کروگے۔ تو قیامت کے دن یہ عذر نہیں کر سکوگے۔ کہ اے اللہ تیرے بندے نے ہمیں اس خطرے سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ وما علینا الا البلاغ۔ ان ارید الا الاصلاح

بہتر بننے کی کوشش کیجئے

خطبہ جمعہ ۲۵ شوال ۱۳۷۴ھ / ۱۷ جون ۱۹۵۵ء از مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام۔ ہر انسان اپنے لیے ہر چیز میں سے بہتر کو پسند کرتا ہے۔ مثلاً سبزی خریدنے کے لیے جاتا ہے تو سبزی فروش سے کہتا ہے۔ بہتر سبزی دو۔ قصاب کے پاس جاتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ بہتر گوشت دو۔ کپڑا خریدنے کے لیے جاتا ہے۔ تو بزاز سے کہتا ہے بہتر کپڑا دو۔ جب آپ کو اپنے لیے ہر بہتر چیز کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ بھی اپنے بندوں میں سے بہتر بندے پسند کرتا ہے۔ اسی لیے آج عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کا بہتر بندہ کیسے بن سکتا ہے۔

بہترین بندہ بننے کا پروگرام

قولہ تعالےٰ:۔

(إن الذين آمنوا وعملوا الصلحت أولئك هم خير البرية)

(سورۃ البینۃ پارہ ۳۰)

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔

دعاء

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس نظام الاوقات (پروگرام) پر عمل کر کے اس مبارک منصب کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بہترین جماعت میں شمولیت

قولہ تعالےٰ

كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله) (الآیۃ سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

(ترجمہ) تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اس آیت میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اوصاف حمیدہ بیان کئے گئے ہیں۔ جب ہم بھی اپنے آپ کو اسی مقدس جماعت میں شامل کرنے کے دعویدار ہیں۔ کیونکہ دیندار مسلمان اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ کہتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ ہمیں پہلے خود نیک کاموں کے کرنے کی توفیق دے اس کے بعد دوسرے لوگوں کو نیکی کی تلقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پہلے خود برے کاموں سے بچنے کی توفیق دے۔ اور پھر دوسروں کو برے کاموں سے بچنے کی تلقین کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم بھی صحیح معنی میں کنتم خیر امۃ کی جماعت میں شامل ہونے کے قابل سمجھے جائیں۔ اور پہلے اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے دل میں ایمان کو جگہ دینے کی توفیق دے۔ اس کے بعد دوسروں کو ایمان لانے کی تلقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

حاصل

یہ نکلا۔ کہ پہلے اللہ تعالےٰ بہترین انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پھر بہترین جماعت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بہترین لباس

قولہ تعالےٰ:۔

يبني آدم قد أنزلنا عليكم لباسا يواري سوآتكم وريشا ولباس التقوى ذلك خير) الآیۃ سورۃ الاعراف رکوع ۳ پارہ ۸

(ترجمہ) اے آدم کی اولاد ہم نے تم پر پوشاک اتاری جو تمہاری شرمگاہیں ڈھانکتی ہے اور آرائش کے کپڑے بھی اتارے۔ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔

شیخ الاسلام پاکستان کا حاشیہ

اتارنے سے مراد اس کا مادہ وغیرہ پیدا کرنا اور اس کے تیار کرنے کی تدبیر بتلانا ہے۔ گو اتارنے کا لفظ اکثر اس موقعہ پر بولتے ہیں۔ جہاں ایک چیز کو اوپر سے نیچے لایا جائے۔ مگر بہت دفعہ اس سے مکانی فوق دتحت مراد نہیں ہوتا بلکہ جو مرتبہ کے اعتبار سے اونچا ہو۔ اس کی طرف سے کوئی چیز نیچے والوں کو عطا کئے جانے پر بھی یہ لفظ اطلاق کیا جاتا ہے جیسے فرمایا:۔

(وأنزل لكم من الأنعام ثمانية أزواج يا وأنزلنا الحديد فيه بأس شديد)

اور اس ظاہری لباس کے علاوہ جس سے صرف بدن کو ستر یا تزئین ہوتا ہے۔ ایک معنوی پوشاک بھی ہے جس سے انسان کی باطنی کمزوریاں جن کے ظاہر کرنے کی اس میں استعداد پائی جاتی تھی۔ پردہ خفا میں رہتی ہیں۔ اور منصہ ظہور و شہود پر نہیں آنے پاتیں۔ اور یہی معنوی پوشاک ہے۔ جسے قرآن نے لباس التقوی فرمایا۔ باطن کی زینت اور آرائش کا ذریعہ بنتی ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو ظاہری بدنی لباس بھی اسی باطنی لباس کو زیب تن کرنے کے لیے شرعاً مطلوب ہوتا ہے۔

نیکیوں کا اجر

قولہ تعالےٰ (ولأجر الآخرة خير للذين آمنوا وكانوا يتقون) سورۃ یوسف رکوع ۲ پارہ ۱۳

(ترجمہ) اور آخرت کا ثواب ان کے لیے بہتر ہے جو ایمان لائے۔ اور پرہیزگاری میں رہے۔

نیکیوں میں دنیاوی اجر

جو لوگ اپنی نیکیوں میں دنیاوی اجر (مثلاً نام ونمود، شہرت وغیرہ) چاہتے ہیں۔ ان کے حق میں سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۱۸ میں یہ وعید آیا ہے "جو کوئی دنیا چاہتا ہے۔ تو ہم سر دست دنیا میں اسے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر رہے گا۔

نیکیوں میں آخرۃ کا اجر

اور جو آخرت چاہتا ہے۔ اور اس کے لیے مناسب کوشش بھی کرتا ہے۔ اور وہ مؤمن بھی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

حاصل

یہ نکلا۔ بہتر یہی ہے کہ انسان نیکیاں کرے اور ان کا اجر آخرت میں اللہ تعالےٰ سے مانگے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اس چیز کی توفیق عطا فرمائے۔

چھوٹا شرک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان أخوف ما أخاف على أمتي الشرك الأصغر قالوا يا رسول الله وما الشرك الأصغر قال الرياء

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اپنی امت کے متعلق چھوٹے شرک کا بڑا خطرہ

تو اگر حلال کا رزق کھائے گا تو تیری صحت
روحانی بحال رہے گی۔

سے وہ قیامت کے دن پوچھے گا کہ اس کو پڑھ
کر سمجھا تھا۔ اگر نہیں پڑھا تو قصور کس کا ہے؟

اس کی رحمت بے اندازہ ہے
جتنا ممکن ہو کھٹکھٹاتے جاؤ!
یہ دستِ دُعا۔ خدا کا دروازہ ہے

بقیہ خطبہ :۔ (بہتر بننے کی کوشش کیجئے)

ہے۔ صحابہؓ کرام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ
چھوٹا شرک کیا چیز ہے :۔
آپ نے فرمایا۔ ریاء۔
یعنی جس کام میں محض اللہ تعالےٰ کی رضا پیش نظر
ہونی چاہئی تھی۔ اس میں لوگوں کا دکھلاوا پیش نظر
رکھا جائے۔

عبادت میں اخلاص شرط ہے

قولہ تعالےٰ (فاعبد اللہ مخلصاً لہ الدین ۝ الا للہ الدین
الخالص) الاٰیۃ سورۃ الزمر رکوع ۱ پارہ ۲۳
(ترجمہ) پس تو خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدنظر
رکھ کر اسی کی عبادت کر۔ خبردار خالص فرمانبرداری
اللہ ہی کے لیے ہے۔

اخلاص

کا یہ مطلب ہے کہ ہر کام میں اللہ تعالےٰ کو راضی
کرنا پیش نظر ہو۔ اور دوسروں کو راضی کرنے
کا خیال نفی کر دیا جائے۔
اللھم اجعلنا خیار عبادتک
آمین یا الٰہ العالمین

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف
و خوشخط لکھیں:۔

قطعہ

مشورے ہیں مرے مٹانے کے
جو صلے دیکھنا! زمانے کے
دستِ صیاد میں سلے، اکثر
تنکے بلبل کے آشیانے کے

سخاوت کا اجر و ثواب

جب تمھارے بادشاہ اور امراء سچے ہوں، تمھارے مالدار سخی ہوں اور تمھارے کام باہمی مشورے سے ہوا کریں تو تمھاری زندگی موت سے بہتر ہے۔ اور اگر امراء برے ہوں، اغنیاء بخیل ہوں اور تم عورتوں کی رائے کے تابع ہو تو پھر جینے سے مرنا بہتر ہے۔ (سنن ترمذی)

چھپا کر صدقہ کرنے کا اجر و ثواب

جو شخص اس طرح چھپا کر صدقہ دیتا ہے کہ سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ کی خبر نہیں ہوئی تو یہ شخص قیامت میں عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہوگا۔ (بخاری)

چھپا کر صدقہ دینا اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ صلہ رحمی کرنا عمر کو بڑھاتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابوذرؓ نے دریافت کیا افضل صدقہ کیا ہے؟ فرمایا چھپا کر دینا۔ (مسند احمد)

افضل صدقہ کون سا ہے؟

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل صدقہ وہ ہے جو ذی رحم دشمن کو دیا جائے۔ (طبرانی: ۳۹۲۳)

صدقہ کے عظیم فوائد

صدقہ مسلمان کی عمر بڑھاتا ہے، بری موت سے محفوظ رکھتا ہے اور صدقہ دینے سے کبر و فخر انسان میں پیدا نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

دو رُوحانی مربیوں کی ضرورت

خطبہ جمعہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ / ۲۴ جون ۱۹۵۵ء از مفسر قرآن مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام - آپ کو معلوم ہے کہ انسان جسم اور رُوح سے مرکب ہے - انسان پیدا ہونے کے بعد عاجز اور بے بس ہوتا ہے - نہ اٹھ سکتا ہے نہ بیٹھ سکتا ہے - نہ بول سکتا ہے - وغیرہ وغیرہ - اللہ تعالےٰ نے اس کی عاجزی کو مدّنظر رکھ کر ماں باپ کو اس کی جسمانی تربیت کا ذمہ دار بنا دیا ہے - کھانے اور پینے کی چیزوں کے ہضم کرنے کی طاقت اس کے معدہ میں رکھی ہوئی ہے اور ماں باپ پکا کر اس کے مونہہ میں ڈال دیتے ہیں - اور بچہ ماں باپ کی دی ہوئی غذا کی برکت سے جوان ہو جاتا ہے - وہی بچہ جو کس طرح بالکل عاجز اور بے بس تھا - آج وہ ایک طاقت ور - قوی ہیکل - تنومند جوان نظر آتا ہے - اسی ماں باپ کی جسمانی تربیت کا مندرجہ ذیل آیت میں ذکر ہے -

قولہ تعالےٰ (واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو - اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے - اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما -

اصلی مربّی

انسان کا اصلی مُربّی تو اللہ تعالےٰ ہی ہے - البتہ اس نے انسان کی جسمانی ربوبیت کا حق ادا کرنے میں - اس کے ماں باپ کو اپنا قائم مقام تجویز فرمایا ہوا ہے -

روحانی تربیت

جس طرح انسان کو جسمانی تربیت کے لیے ایک مربّی کی ضرورت تھی - ایسے ہی اسے روحانی تربیت کے لیے ایک مربّی کی ضرورت تھی - جس طرح بچے کے معدہ میں اللہ تعالےٰ نے غذا کے ہضم کرنے کی طاقت رکھی ہے - بشرطیکہ کوئی اسے کھلائے - اسی طرح انسان کی روحانیت کے اندر ایسی استعداد رکھی ہے کہ اگر اسے کوئی ہادی میسّر آ جائے - تو یہ اعمال صالحہ کر کے صالحین کی فہرست میں شامل ہو سکتا ہے -

اگر اللہ تعالےٰ نے اس کے اندر شہادۃ (جو اللہ تعالےٰ کے قرب کا ایک بڑا مقام ہے) کی استعداد رکھی ہو - تو ممکن ہے کہ یہ شہداء کی فہرست میں شامل ہو جائے اور اگر اللہ تعالےٰ نے اس کے اندر مقام صدیقیت کی صلاحیت رکھی ہو - تو ممکن ہے کہ ہادی کی صحبت میں مقام صدیقیت پر پہنچ جائے - ان تین مرتبوں کے علاوہ اور بھی قرب الٰہی کے بے شمار مراتب ہیں -

سب سے پہلا ہادی

انسان کے لیے سب سے پہلا ہادی اور مربّی پیغمبر خدا ہوتا ہے - چنانچہ اس سلسلہ میں رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ایک لاکھ تیئس ہزار نو سو ننانوے پیغمبر اسی غرض کے لیے اللہ تعالےٰ نے بھیجے تھے - اس مقدس سلسلہ میں سب سے آخری دنیا میں ظہور کے لحاظ سے اور سب سے اول مرتبہ کے لحاظ سے سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں -

نبی کے فرائض

قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرائض سورۃ جمعہ میں ذکر کئے گئے ہیں -

قولہ تعالےٰ (ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ) الاٰیۃ سورۃ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸ - (ترجمہ) وہ (اللہ) وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں اُنھیں میں سے رسول بھیجا - جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا - اور انھیں پاک کرتا ہے - اور انھیں کتاب (قرآن مجید) اور عقلمندی سکھاتا ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار فرائض انجام دیتے ہیں - حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قرآن مجید کی آیتیں سن کر صحابہ کرام کو پڑھ کر سنا دیتے ہیں - حضور انور کے بعد اب یہ فرض حفاظ قرآن مجید ادا کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے اساتذہ سے پڑھا ہے - وہ آگے پہنچا دیتے ہیں - دوسرا فرض آپ یہ ادا کرتے ہیں کہ آپ کی پاک صحبت میں صحابہ کرام روحانی امراض سے شفا پاتے ہیں - نہ ان میں شرک رہتا ہے نہ کفر رہتا ہے - نہ فخر رہتا ہے نہ ریاء رہتا ہے - نہ عجب اور خود پسندی رہتی ہے - غرضیکہ تمام روحانی امراض سے انہیں شفا ہو جاتی ہے -

مثلاً حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو رحمۃ للعالمین کے دربار سے حضور کے بعد نامزد خلیفہ ہیں - اور حضور انور فرماتے ہیں - کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا - اور جن کے فضائل میں یہ فضیلت ہے کہ اگر عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آ رہے ہوں - تو شیطان اس راستہ سے ہٹ جاتا ہے - وغیرہ وغیرہ -

ایسے فضائل مآب صحابی کی بے نفسی کی حالت ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے (جن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض راز کی باتیں ہوتی تھیں) پوچھتے تھے - کہ میرا نام منافقین کی فہرست میں تو نہیں ہے - ادھر آپ کے مناقب و فضائل ملاحظہ فرمائیے - اور ادھر ان کی کسر نفسی کی یہ حالت ہے - یہ سب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت کے نتائج حسنہ ہیں ؎

صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کر دے
ہستی مری مٹا دے خاک بے جان کر دے

تیسرا فرض

رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تیسرا فرض قرآن مجید کی تعلیم ہے - آپ قرآن مجید کے معلم ہیں - معلم اور متعلم میں یہ فرق ہے کہ متعلم یا طالب العلم جیسے متعلم کو اس کتاب کا مطلب سمجھتے ہیں - جو شک و شبہ طبیعت میں آتا ہے - وہ معلم کے سامنے پیش کر دیتا ہے - اور معلم خداداد قابلیت کے لحاظ سے متعلم کے تمام شکوک و شبہات کا جواب دیتا ہے - اور یا آخر کتاب کا مضمون ذہن نشین کرا دیتا ہے - تالی قرآن مجید کے ذمہ یہ فرض عائد نہیں ہوتا - مثلاً حفاظ سارا قرآن مجید تراویح میں مقتدیوں کو سنا دیتے ہیں - حالانکہ ان میں سے اکثر جاہل ہوتے ہیں - قرآن مجید کی ایک آیت کا بھی ترجمہ نہیں جانتے - لہٰذا تالی اور چیز ہے اور معلم ہونا اور چیز - چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بحیثیت معلم ہونے کے سوالات ہوتے ہیں -

یسئلونک عن الخمر والمیسر (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۷ - پارہ ۲) (ترجمہ) آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں (ویسئلونک عن الیتامیٰ) سورۃ البقرۃ رکوع ۲۷ پارہ ۲ (ترجمہ) اور یتیموں کے متعلق آپ سے پوچھتے ہیں (ویسئلونک عن المحیض) سورۃ البقرۃ رکوع ۲۸ پارہ ۲ (ترجمہ) اور آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں - علیٰ ہٰذا القیاس -

چوتھا فرض

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں صحابہ کرام کی عقلمندی اور دانشمندی کی بھی تکمیل ہوتی ہے اسی عقلمندی کی قابلیت کا نتیجہ تھا کہ جس طرف بھی صحابہ کرام نے رخ کیا نصرت الٰہی ان کے ساتھ ہوتی تھی - اور دنیا کے تمام بڑے بڑے عقلاء ہر میدان میں ان سے شکست کھاتے تھے (باقی صفحہ ۷ پر)

بقیہ خطبہ

(صلا سے آگے)

اگر ان حضرات میں مآل اندیشی، دُور اندیشی، معاملہ فہمی، وقتی حالات کی اُلجھی ہوئی گتھی کو سلجھانے کی عقل نہ ہوتی۔ تو یہ بڑے بڑے عقلاءِ زمان کے ساتھ ٹکر لگا کر کیسے کامیاب ہو سکتے تھے۔ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحبت ہی تھا۔ کہ صحابہ کرام جس طرح علم الٰہی میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ اسی طرح عقلمندی میں بھی اپنی نظیر آپ تھے۔

صحابہ کرام کی دانشمندی

(۱)

فارس کی لڑائی کا ایک واقعہ۔ شام کی امدادی فوج کو قعقاع نے اس تدبیر سے روانہ کیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے دستے کر دئے تھے۔ اور جب ایک دستہ میدان جنگ میں پہنچ جاتا تھا، تو دوسرا فوراً سے نمودار ہوتا تھا۔ اسی طرح تمام دن فوجوں کا تانتا بندھا رہا۔ اور ایرانیوں پر رُعب چھا گیا۔ ہر دستہ اللہ اکبر کے نعرے مارتا ہوا آتا تھا۔ اور قعقاع اس کے ساتھ ہو کر دشمن پر حملہ آور ہوتے تھے۔ ماخوذ از الفاروق صہ ۹۹ جلد اوّل مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ۔

(۲)

(چونکہ ایرانیوں کے لشکر میں ہاتھی تھے۔ اور عربی لشکر میں ہاتھی کوئی نہیں تھا۔ اس لئے) ہاتھیوں کے لیے قعقاع نے یہ تدبیر کی۔ کہ اونٹوں پر جھول اور برقعہ ڈال کر ہاتھیوں کی طرح مہیب بنایا۔ یہ مصنوعی ہاتھی جس طرف رُخ کرتے تھے۔ ایرانیوں کے گھوڑے بدک کر سواروں کے قابو سے نکل جاتے تھے۔

(ماخوذ از الفاروق صہ ۹۹) جلد اوّل مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ)

(۳)

سعدؓ نے یہ دیکھ کر کہ ہاتھی جس طرف رُخ کرتے ہیں دَل کا دَل پھٹ جاتا ہے۔ ضخم و سلم وغیرہ کو جو پارسی تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ بلا کر پوچھا کہ اس بلائے سیاہ کا علاج کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی سونڈ اور آنکھیں بیکار کر دی جائیں۔ تمام غول میں دو ہاتھی نہایت مہیب اور کوہ پیکر اور گویا کل ہاتھیوں کے سردار تھے۔ ایک ابیض اور دوسرا اجرب کے نام سے مشہور تھا۔ سعدؓ نے قعقاع۔ عاصم جمال۔ ربیل کو بلا کر کہا کہ یہ مہم تمہارے ہاتھ ہے۔ قعقاع نے پہلے کچھ سوار اور پیادے بھیج دیئے۔ کہ ہاتھیوں کو نرغہ میں کر لیں۔ پھر خود برچھا ہاتھ میں لیے پیل سفید کی طرف بڑھے۔ عاصم بھی ساتھ تھے (دونوں نے ایک ساتھ برچھے مارے۔ کہ آنکھوں میں پیوست ہو گئے تھے۔ ہاتھی جھرجھری لے کر پیچھے ہٹا۔ ساتھ ہی قعقاع

کی تلوار پڑی اور سونڈ مستک سے الگ ہو گئی۔ ادھر ربیل وجمال نے جرب پر حملہ کیا۔ وہ زخم کھا کر بھاگا۔ تو تمام ہاتھی اس کے پیچھے ہو گئے اور دم کی دم میں یہ سیاہ بادل بالکل چھٹ گئے۔ (ماخوذ از الفاروق جلد اوّل مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ

تینوں کا نتیجہ

صحابہ کرام کی عقلمندی کے ہزاروں واقعات ہیں جن میں سے یہ تین بطور نمونہ عرض کیے گئے ہیں۔ عقل کے یہ گُر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا فیض تھا۔ ورنہ حضور کی بعثت سے پہلے ان حجازیوں میں ایسی چیزوں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

دو جماعتیں دین کی محافظ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا سے رُوپوش ہو جانے کے بعد جب تک خلافۃ علی منہاج النبوۃ رہی۔ اس وقت تک دینِ الٰہی کی حفاظت اور اس کی نشر و اشاعت کی ذمہ داری خلفاءِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے معاونین نے اپنے ذمہ لی۔ اور الحمد للہ کہ ان حضرات نے اپنی ذمہ داری کو خوب نبھایا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی برکت سے اسلام کو بام عروج پر پہنچایا۔ اللہ تعالےٰ ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ اسلامی سلطنت میں جب دورِ زوال آیا۔ اس کے بعد آج تک

دو جماعتوں نے

اسلام کے جھنڈے کو اپنے ہاتھوں میں اٹھایا۔ اور وہی دو جماعتیں آج بھی اس جھنڈے کو اپنے ہاتھوں میں اُٹھائے ہوئے ہیں۔ اور وُہ دو جماعتیں علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی ہیں۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کی ضرورت نہیں

برادران اسلام! کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ انگریز کی ۸۲ نوّے سالہ حکومت ہند میں یہ پالیسی نہیں رہی ہے کہ ہندوستان سے اسلام کو مٹا دیا جائے۔ اور مسلمان کے دل سے اسلام کی عظمت کو نکال دیا جائے بلکہ خود مسلمان کے دل میں اسلام سے نفرت پیدا کر دی جائے۔ اور یہ فقط نام کے مسلمان رہیں۔ مگر اسلام کے کام کے نہ رہیں۔ جو لوگ انگریز کی سیاست سے واقف ہیں۔ وہ ہرگز ان چیزوں کا انکار نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد

انصاف سے کہئے۔ کیا ہندوستان (جس کا اب ایک حصّہ پاکستان کہلاتا ہے) میں ہزارہا حفاظ قرآن کا پایا جانا۔ ہزارہا کتاب و سنت کے علماء کرام کا پایا جانا۔ ہر صوبہ ہند میں ہزاروں مدارس عربیہ کا پایا جانا۔ کیا یہ ان علمائے کرام کی سعی اور جدوجہد کا نتیجہ نہیں ہے۔ آج کل کے دور میں دیکھ لیجئے۔ علماء کرام دین کی اشاعت اور حفظ و بقا کی فکر کر رہے ہیں۔ اور حکومت پسند طبقہ مدّت مدید سے عہدوں اور کرسیوں کے حصول میں دست بگریباں ہو رہا ہے۔ جنہیں ایک اسلام دوست۔ بہادر۔ خوددار کہنہ مشق ایڈیٹر نوائے پاکستان مولانا مرتضیٰ احمد خاں صاحب اپنے ایڈیٹوریل میں ڈانٹتا رہتا ہے۔

اپنے گریباں میں مونہہ ڈال کر دیکھو

اے دنیدار سیاست دانو۔ آپ اپنی ذاتی اغراض دنیاوی مفاد۔ اور فانی عزتوں کے حاصل کرنے کے لیے لڑتے ہیں۔ علماء کرام مفاد دنیا کے لیے نہیں لڑتے ہاں جب اسلام کا لبادہ پہن کر کوئی گمراہ کن جماعت اٹھتی ہے جس کی تحریبات اور اعمال سے اسلام محمدی پر زد پڑتی ہو۔ تو اس وقت علمائے کرام اس غلط کار جماعت سے واقعی لڑائی لڑتے ہیں۔ تاکہ خدا کا قرآن زندہ رہے۔ اور اس کا وہی مطلب محفوظ رہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اور قرآن مجید پر عمل اسی طریقہ پر کیا جائے جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا ہے۔ جسے سنت رسول کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر علماء کرام ایسے باطل پرستوں کے مقابلہ میں نہ آتے جو اسلام کو اسلام کے نام سے مٹانا چاہتے تھے تو اسلام محمدی کبھی کا دنیا سے رخصت ہو گیا ہوتا۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ایسے حق پرست علماء کی سعی اور کوشش کو قبول فرمائے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ انھیں کی برکت سے اسلام چودھویں صدی میں سے پندرھویں صدی میں جائے گا۔

صوفیائے عظام

علمائے کرام کے بعد اسلام محمدی کی دوسری محافظ جماعت صوفیائے عظام کی ہے۔ علماء کرام تو قرآن مجید اور حدیث شریف کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ مگر باوجود سمجھ جانے کے پھر بھی عملی کمزوریاں سمجھنے والوں میں باقی رہتی ہیں۔ ان عملی کمزوریوں کی اصلاح صوفیائے عظام کی صحبت میں بیٹھنے سے ہوتی ہے۔ بشرطیکہ ان کے حضور میں عقیدت سے بیٹھے۔ ادب کرے۔ اور جو فرمائیں۔ اس پر پورے طور سے عمل کرے۔

ایک مثال

ایک تو رنگ ہے۔ دوسرا رنگ فروش ہے۔ تیسرا رنگ ساز ہے۔ رنگ فروش سے رنگ لاتے ہیں۔ ساز

کپڑوں پر رنگ ساز سے رنگ چڑھواتے ہیں بالکل اسی طرح دین کا نقشہ ہے۔ قرآن مجید ایک عجیب رنگ ہے۔ جو لوح محفوظ سے آیا ہے۔ جو اس رنگ سے رنگا جائے۔ اس کی دنیا کی زندگی بھی خوشگوار اور آخرت میں بھی کامیاب ہوگا۔ بہر حال قرآن مجید ایک رنگ ہے اور رنگ فروش علماء کرام ہیں۔ ان کی صحبت سے یہ رنگ ملتا ہے۔ اور رنگ ساز صوفیائے عظام ہیں۔ ان کے حضور میں مدت مدید تک رہنے سے قرآن مجید کا رنگ ایک نیک نیت خدا کی رضا کے طالب انسان پر چڑھ جاتا ہے۔

تصوف تزکیہ ہی کا نام ہے

تزکیہ کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے چنانچہ سورۃ جمعہ کی جس آیت کا حوالہ میں نے اس خطبہ کے ابتدا میں دیا ہے۔ اس میں تزکیہ ہی کا لفظ تھا۔ اسی تزکیہ کو آج کل تصوف کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

دعاء

اللہ تعالیٰ صوفیائے کرام کے اس مقدس گروہ سچے خادم اسلام کو قیامت تک زندہ رکھے۔ اور سب مسلمانوں کو ان کے فیض سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

مسلمانوں کا بہترین گھرانہ کون سا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے گھرانوں میں بہترین گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (ابن ماجہ: ۳۶۷۹)

وہ شخص ایمان والا نہیں۔۔۔!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! وہ شخص ایمان والا نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پڑوس میں بھوکا ہو۔ (بیہقی: ۱۹۶۶۸)

خدام الدین لاہور
ہفت روزہ
جلد ۱ ۸ر جولائی ۱۹۵۵ء شمارہ ۸
رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۲۷

پیغمبر کی مخالفت کا باعث

نور فطرت کا بجھ جانا ہے

خطبہ جمعہ ۹ر ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ / یکم جولائی ۱۹۵۵ء از مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ ہر بچہ فطرۃ پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ تو ہر بچہ کو قبولیت حق کی استعداد دے کر ماں کے پیٹ سے پیدا کرتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ جس رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں اسی رنگ میں اسے رنگ دیتے ہیں اب وہ بچہ یہودیت کے رنگ میں رنگے جانے کے باعث حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا انکار کرتا ہے اور اگر نصرانیت کے رنگ میں ماں باپ نے رنگ دیا ہے تو وہ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا انکار کرتا ہے اور اگر مجوسیت کے رنگ میں ماں باپ نے رنگ دیا ہے تو وہ ان تینوں انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا منکر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اگر نور فطرۃ انسان میں باقی رہتا تو وہ کسی پیغمبر کی تعلیم کا انکار نہ کرتا خواہ وہ حق کی آواز موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے سنتا یا عیسیٰ علیہ السلام یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنتا۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام اس ذات حق جل و علیٰ ہی کی طرف سے نازل شدہ حق کی آواز کو دنیا میں پھیلاتے ہیں اور وہ دراصل ایک ہی آواز ہوتی ہے بہتہ مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را می شناسم

نور فطرۃ کا مستور ہونا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فلسفہ شریعت کی جامع کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں ایک باب کا عنوان "باب الحجب المانعۃ عن ظہور الفطرۃ" رکھا ہے۔ اس میں ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کی فطرۃ کے ظہور میں سب سے بڑے تین قسم کے مانع ہیں۔ حجاب طبع۔ حجاب رسم۔ حجاب سوء معرفۃ۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی ہادی کی صحبت میں آجائے اور عقیدتمندی اور ادب سے چند روز اس کی صحبت میں رہے تو اس کی صحبت کی برکت سے یہ حجابات رفع ہو جاتے ہیں اور نور فطرۃ جو مستور تھا وہ چمک اُٹھتا ہے۔ پھر انسان ہر حق بات کو اپنی عقل سے ماننا ہی جاتا ہے اور وہ خدا کے فضل سے پیغمبر کی زبان مبارک سے جو حق کی آواز برآمد ہوتی ہے۔ اس کی فوراً تصدیق بلکہ تعمیل کرنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں حق پرستوں کی اسی روش کا ذکر ہے (فاما الذین اٰمنوا فزادتھم ایمانا وھم یستبشرون) سورہ توبہ رکوع ۱۶۔ پارہ ۱۱۔ ترجمہ (جب کبھی کوئی سورہ نازل ہوتی ہے) سو جو لوگ ایمان والے ہیں۔ اس سورہ نے ان کے ایمان کو بڑھایا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں

حجاب طبع

حجاب طبع یہ ہے کہ انسان کی طبیعت اس حکم الٰہی کی تعمیل کرنے میں آڑے آتی ہے مثلاً ایک شخص ایسا آرام طلب ہے کہ اپنے بنگلے کے کمرہ میں بجلی کے پنکھے کے نیچے برف کا ایک بلاک رکھا ہوا ہے اور دروازے پر خس کی ٹٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ جن پر تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد پانی چھڑکا جاتا ہے۔ ہئی جون کا مہینہ ہے۔ باہر تو گویا آگ برس رہی ہے اور کمرہ کے اندر جا کر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا کہ کوہ مری یا ڈلہوزی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسے شخص کے لئے ایسے یخ اور ٹھنڈے کمرے سے نکل کر کڑکتی دوپہر اور جھلنے والی لو میں چل کر نماز ظہر کے لئے مسجد میں آنا کتنا دشوار ہوگا۔ دقوۃ ایمانی طاقتور ہو۔ پھر تو یہ چیز مانع نہیں ہوتی)۔ باوجودیکہ وہ نماز کو فرض سمجھتا ہے۔ مگر تعمیل کرنے سے اس لئے قاصر ہے کہ مسجد میں آکر نماز پڑھنے پر طبیعت آمادہ نہیں ہوتی۔ یہی حجاب طبع ہے۔

حجاب رسم

حجاب رسم یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً اس چیز کو تسلیم کرتا ہے کہ برات میں باجے بجانے فضول خرچی ہے اور حلال کا کمایا ہوا رزق برباد کرنا ہے۔ مگر برادری میں یہ چیز شادی کے موقعہ پر لازمی سمجھی جاتی ہے اور اگر یہ چیز نہ کی جائے تو برادری جو طعن و تشنیع دے گی۔ اسکے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ اس لئے وہ شخص بادل نخواستہ اپنے بیٹے کی برات میں باجہ بجوائیگا تاکہ برادری خوش رہے۔ یہی حجاب رسم ہے

حجاب سوء معرفۃ

حجاب سوء معرفۃ یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی معاملہ میں صحیح علم ہی نہ پہنچا ہو۔ مثلاً کسی شخص نے لوگوں کو یہ ترغیب دی کہ بزرگوں کو ثواب پہنچانے اور ان کی روح کو خوش کرنے کے لئے عرس کرنا چاہیئے اور اس کی صورت یہ ہو کہ ان کی وفات کے دن دیگیں یا چندہ جمع کرکے دال میں گوشت ڈال کر ایک دیگ پکائی جائے اور قوالوں کو بلا کر طبلے بجوائے جائیں اور طبلوں کی تھاپ کے ساتھ ساتھ نعتیہ اشعار پڑھے جائیں اور اس دن کنجریاں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سلام کے لئے بیتاب شوق سے آئیں۔ کنجری دو زانو بیٹھ کر حضرت کے مزار کی طرف منہ کرکے گانا گائے اور اس کے پیچھے بیٹھ کر ہارمونیم بجانے والا ہارمونیم بجائے۔ قوال بھی یہ سمجھے ہوں گے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روح بڑی خوش ہو رہی ہے اور گانے والی کنجری بھی یہ خیال کر رہی ہے کہ حضرت کی روح گانا سن کر بڑی خوش ہو رہی ہے اور لوگ بھی اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے جوق در جوق قریب کیا بلکہ دور دور سے آرہے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ کے عرس میں شامل ہو کر ثواب حاصل کریں۔ حالانکہ یہ سارا معاملہ ہی غلط اور خلاف شرع ہے

برادران اسلام

اصلی کھرا اور سچا دین وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کرکے دکھایا ہو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگان دین کی روح کو خوش کرنے کے لئے یہ طریقہ سکھایا ہے یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ طریقہ کرکے دکھایا یا آئمہ عظام یا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ یا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگان دین کے اس طرح پر عرس کرکے دکھائے۔ یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بزرگوں کی روح کو خوش کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا تھا

اگر یہ چیزیں مسلم التعلیم بزرگوں سے نقل ہو کر نہیں آئیں تو پھر بتلایئے کہ ان چیزوں کو اسلام خیال کر کے کرنا کہاں تک صحیح ہے۔

عوام کا کوئی قصور نہیں

جن چیزوں کی تفصیل اوپر عرض کر چکا ہوں یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام سے ثابت نہیں ہیں اور کرنے والے انہیں اسلام ہی سمجھ کر کرتے ہیں اور جو روکے اس سے لڑتے جھگڑتے اور مارپیٹ تک تیار ہو جاتے ہیں۔ اس غلط طریقہ کے اختیار کرنے میں عوام کا کوئی قصور نہیں ہے اصلی قصور فقط انہیں لوگوں کا ہے۔ جنہوں نے عالم دین کہلا کر انہیں دین کا مفہوم غلط بتلایا۔ اسی کو حجاب سوء معرفۃ کہتے ہیں۔ کہ علم ہی غلط ثابت ہوا۔

اس کا علاج

جب تک انسان حجابات کے ان تینوں گڑھوں سے نہ نکلے۔ اس وقت تک نام کا مسلمان تو ہو گا۔ مگر اصلی۔ کھرا اور سچا مسلمان نہیں ہو گا سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرنے والے اور آپ سے لڑنے والے وہی لوگ تو تھے جو ان حجابات کے گڑھے دھندے میں پڑے ہوئے تھے۔ خوش نصیب ہو گئے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کی برکت سے اور حجابات کے گورکھ دھندے سے نکل آئے۔ پھر صدق دل سے پڑھا لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پھر ان کے پیش نظر سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کے اور کوئی چیز نہ رہی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو کے اشارہ پر کٹ پتلی کی طرح نقل و حرکت کرتے تھے۔ اس کے سوا ان کی اصلاح کا اور کوئی علاج نہ تھا۔

اب بھی ان حجابات کے رفع کرنے کی فقط ایک ہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں کی صحبت میں رہے جو اپنے بزرگوں کی صحبت میں مدتہائے مدیدہ تک رہ کر ان سے تربیت حاصل کر کے اپنے بزرگوں سے اپنے نصاب اصلاح باطن کی تکمیل کی سند لے چکے ہوں۔ ایسے حضرات تحریری سند تو عام طور پر نہیں دیتے۔ البتہ ان کی سند یہ ہوتی ہے کہ بیٹا اب تم بھی خلق خدا کو اللہ تعالیٰ کا نام سکھایا کرو۔ اس کے سوا اصلاح باطن کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

صحیح مصلح کی پہچان

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔ ہر اصلی کے مقابلہ میں نقلی چیز پائی جاتی ہے۔ ہر کھری کے مقابلہ میں کھوٹی چیز دنیا میں موجود ہے۔ اس لئے اصلاح کی گدی پر جلوہ افروز ہونے والوں میں بعض کھرے ہوتے ہیں اور بعض کھوٹے لہٰذا کھرے مصلح کی پہچان ضروری ہے۔ صحیح مصلح کی پہچان یہ ہے۔ نمبر اول اگر وہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پورا عالم نہ ہو تو کم از کم بقدر ضرورت دین کی اچھی خاصی واقفیت رکھتا ہو۔ اسے توحید و شرک میں تمیز ہو۔ سنت اور بدعت میں تمیز ہو اصلی دین محمدی جو دربار نبوی سے چلا تھا اور جو بعد میں اس میں ملاوٹ ہوئی ہے۔ اس کو تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ خود اس اصلی دین کا پابند ہو۔ خصوصاً ارکان خمسہ اسلام کا پابند ہو ۳ اس کی صحبت میں جانے سے طبیعت کا رجحان یاد الٰہی کی طرف ہوتا نظر آئے اور وہ اپنی صحبت میں اپنے عیبوں کو دیکھنے اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلائے ۴ مسلمانوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں بد دیانتی نہ کرنے پائے ۵ جلب زر کا حریص نظر نہ آئے ۶ لوگوں پر اپنی حاجتوں کا اظہار نہ کرنے پائے۔ اللہ تعالیٰ اسے جو کچھ رزق عطا فرمائے اس پر قناعت کرنے والا ہو۔ ان صفات سے متصف ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ایسے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صحبت انسان کو صحیح معنے میں انسان بنا دیتی ہے۔ بشرطیکہ ان کی صحبت میں رہنے کی جو شرائط ہیں۔ انہیں پورے طور پر نبھائے اور وہ تین شرطیں ہیں عقیدہ[1]۔ ادب[2] اور اطاعت[3]۔ جب پہلے شیخ کامل کی صفات کے آئینہ میں اپنے شیخ کو پرکھ کر اس کے ساتھ اپنی اصلاح کا تعلق قائم کیا ہے۔ اب اس کے متعلق اپنے خیالات کو مضبوط رکھے۔ اپنے ذرا ذرا سے وسواس سے اپنے عقیدہ کو مجروح نہ کرے۔ اس کے بعد شیخ کے ادب میں فرق نہ آئے اور شیخ کامل جو فرمائے اس میں اس کے حکم کی بلا چون و چرا تعمیل کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقہ پر شیخ کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ شیخ کامل کے کمالات کا عکس اس طالب کے قلب پر پڑتا ہے اور اس کی اصلاح ہو جاتی ہے اور اگر خدا نخواستہ شیخ کامل کی صحبت میں گیا کہ بھی اپنی جہالت کی بنا پر ان کے رویہ پر اعتراض کرتا رہے تو پھر یہ صورت بن جاتی ہے۔ شعر

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

الحمدللہ جو چیزیں میں لکھ رہا ہوں۔ یہ سب میرے مشاہدہ میں آئی ہوئی ہیں۔ والحمدللہ

نور فطرۃ کا بجھ جانا

اس کی مثال ایسی ہے۔ جس طرح ایک بچہ ماں کے پیٹ سے تو بینا پیدا ہوا تھا مگر دنیا میں آ کر بعض عوارض کے باعث وہ اندھا ہو گیا اسی طرح بعض انسان ماں کے پیٹ سے تو نور فطرۃ لاتے ہیں۔ مگر دنیا میں آ کر اس قدر دیدہ و دانستہ گناہ کئے کہ گناہوں کی شامت کے باعث نور فطرۃ بالکل بجھ گیا۔ اب وہ اس قابل ہی نہیں رہے کہ ان کی اصلاح ہو سکے۔ اسی قسم کے لوگوں کا ذکر سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں ہے۔ (ان الذین کفروا سواءٌ علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون) سورہ البقرہ رکوع ۱ پارہ ۱ بیشک جو لوگ انکار کر چکے ہیں۔ برابر ہے انہیں تو ڈرائے یا نہ ڈرائے۔ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ برادران اسلام۔ آپ نے دیکھ لیا کہ وہ لوگ ایسے اندھے ہو چکے ہیں۔ کہ انہیں سیدالانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور نبوت کی روشنی میں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔

اللھم اعذنا و جمیع المسلمین من ھذا القسم ولا تجعلنا منھم امین یا الٰہ العالمین

خدام الدین لاہور

جلد ۱ | بیوم جمعہ ۱۶ ذیقعد ۱۳۷۴ھ مطابق ۸ر جولائی ۱۹۵۵ء | نمبر ۸

قابلِ تقلید مثال :-

مشرقی پاکستان کے نئے وزیر اعلےٰ ابو حسین سرکار نے دو ایسی مثلہ پیش کی ہیں جو نہ صرف عوام کے لئے خوش کن ہیں۔ بلکہ دوسرے ارباب اختیار کو بھی اسی راہ پر گامزن ہونے کی دعوت دیتی ہیں پہلی تو یہ کہ صوبائی کابینہ نے دستوریہ کے انتخاب کے لئے حصّہ نہیں لیا۔ وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ صوبائی وزراء کو دوسرے کاموں کے لئے صوبہ سے باہر نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خود صوبہ کے مفاد کے برخلاف ہے۔ یہ بات بدرجۂ غایت درست ہے کہ اگر کوئی شخص منصبِ وزارت پر فائز ہوتا ہے تو اسے چاہیئے کہ پوری توجہ اور انہماک سے اس کام کو سرانجام دے۔ لیکن ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوتا۔ جتنا جس کا منصب عالی ہوتا ہے۔ اُتنے ہی وہ عُہدے سمیٹتا ہے۔ ہمارے وزراء کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ وزارت بھی کریں اور سیاسی جماعت کی صدارت بھی۔ دستور کے رکن بھی ہوں اور کسی دوسرے قانون ساز ایوان کے ممبر بھی۔ علاوہ ازیں اگر انہیں کسی دیگر فنی یا صنعتی تنظیم کی سربراہی کی پیش کش کی جائے تو وہ بھی بخوشی قبول فرما لیں گے۔ لیکن ان چیزوں سے جہاں عوام میں عدم اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ وہاں ملکی مفاد کو بھی نقصان عظیم پہنچتا ہے۔ فارسی میں مثل مشہور ہے

ہر کہ یک کرد کرد و ہر کہ دو کرد
چیزے کرد و چیزے نکرد و ہر کہ
سہ کرد ہیچ نہ کرد

صوبائی وزارت ہی ایک ایسی ذمہ داری ہے کہ اگر اسے بنظر عمیق دیکھا جائے تو دوسرے کام کی طرف نظر اُٹھانے کی بھی جرأت نہیں ہو سکتی۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ سابقہ دستوریہ کے سلسلے میں ہمارے صوبائی وزرا مہینوں صوبے سے غیر حاضر رہ کر اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش رہے اور اس طرح نہ تو دستور سازی کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا اور نہ کوئی وہ صوبہ کی خدمت غیر حاضری کی وجہ سے سرانجام دے سکے۔ ہم انہیں مشورہ دیں گے۔ کہ اب وہ اپنے منصبِ جلیلہ کی قدر کرتے ہوئے پوری سرگرمی سے اس کی طرف توجہ دیں تاکہ صحیح معنوں میں عوام کی خدمت کا حق ادا ہو سکے۔

دوسری مثال جو وزیر اعلےٰ مشرقی بنگال نے پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آئندہ صوبائی وزراء ایک ہزار روپیہ ماہوار سے زائد تنخواہ نہیں لیں گے۔ یہ اقدام تعریف کے قابل ہے۔ اس سے متعدد اچھے نتائج نکل سکتے ہیں۔ اوّلاً یہ کہ اس سے عوام میں ایثار اور قربانی کی مثال قائم ہوتی ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو وزراء میں دولت کے لالچ کی بجائے عوام کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوگا۔ ثانیاً یہ کہ قومی بچت کے زمانہ میں اس سے بہتر اقدام کیا ہوگا۔ کہ بچت گھر سے شروع کی جائے اور وزرا خود بچت کریں۔ ثالثاً یہ کہ فاضل رقم نہایت اچھے قومی مصارف میں لگ سکتی ہے۔ جن کے لئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ رابعاً یہ کہ اپنے مخلص قومی کارکنوں کو عوام کا بہترین اعتماد اور تعاون حاصل ہوگا۔

ہم ان اقدامات کا خیر مقدم کرتے ہیں اور پاکستان کے دوسرے اہلکاروں کو دعوتِ تقلید دیتے ہیں۔

رشوت ستانی

راشی اور مرتشی دونوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ملعون قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ ملکی قانون کے اندر بھی دونوں کی گرفت کے لئے دفعات موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ لعنت کم ہونے کی بجائے روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ ہر شخص دونوں کی بُرائی بھی کرتا ہوا سنائی دیتا ہے۔ حکومت نے بڑے بڑے پوسٹروں کے ذریعہ ان دونوں کو پاکستان کا دشمن نمبرا قرار دیا ہے۔ لیکن اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ اوپر یہ پوسٹر لگا ہوا ہے۔ اور نیچے بیٹھا بابو علی الاعلان رشوت لے رہا ہے اور دینے والے خوشی سے یا با دلِ نخواستہ دے رہے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد یہ لعنت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ پہلے جو محکمے اس سے بچے ہوئے تھے وہ بھی اب اس کی لپیٹ میں آ گئے ہیں۔ کم تنخواہ پانے والے ملازمین کو تو جانے دیجئے۔ تین ہزار روپیہ ماہوار بلکہ اس سے بھی زیادہ تنخواہ پانے والے افسروں کی بھی اس کے بغیر گذر اوقات نہیں ہوتی۔ ستمبر ۱۹۵۳ء میں پارلیمان میں یہ سوال زیر بحث آیا تو حکومت کو بھی با دلِ نخواستہ تسلیم کرنا پڑا کہ واقعی یہ لعنت ہمارے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی ہے اور حکومت کی تمام مشینری کو اس نے بیکار بنا دیا ہے۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے اس وقت یہ اعلان کیا تھا کہ حکومت عنقریب اس کے انسداد کے لئے قانون بنا رہی ہے۔ مگر یہ خواب اب تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوا۔

قانون سے نہ کبھی جرائم بند ہوئے ہیں اور نہ ہوں گے۔ بلکہ اکثر و بیشتر تو یہی دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ ان کی تعداد پہلے سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ کیا امریکہ کے قانون سے وہاں شراب نوشی بند ہو گئی۔ نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ آخرکار حکومت کو قانون منسوخ کرنا پڑا۔ اخلاق و کردار کی بلندی ہی انسان کو جرائم سے روک سکتی ہے۔ خوفِ خدا ہی انسان کو انسان بناتا ہے۔

اگر خوفِ خدا نہ ہو تو انسان بدترین درندہ ہے۔ خوفِ خدا قرآن کی تعلیم سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر حکومت رشوت بند کرنا چاہتی ہے۔ تو اس کو ہر اسکول و کالج۔ ہر سرکاری و غیر سرکاری دفتر اور ہر مسجد میں قرآن کی تعلیم کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ نہ صرف چھوٹے درجہ کے ملازمین کے لئے بلکہ بڑے بڑے افسروں اور وزراء کے لئے درسِ قرآن میں حاضری لازمی ہونی چاہیئے۔

ہمیں اُمید واثق ہے کہ اس طرح چند دنوں میں رشوت ستانی کی لعنت دُور ہو جائے گی۔ اب تو زبردستی تنگ کر کے لیتے ہیں۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ کوئی زبردستی بھی دے گا تو نہ لیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحمۃ للعالمین کی چند زریں ہدایات

خطبہ جمعہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ / ۸ جولائی ۱۹۵۵ء از مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع شیرانوالہ لاہور

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک القاب میں ایک لقب رحمۃ للعلمین کا بھی تجویز فرمایا ہے۔ آپ کا وجود مسعود سارے جہان کے لئے رحمت ہے۔ حتیٰ کہ اس تعمیم میں کافر بھی آتے ہیں۔ بلکہ حیوانات بھی اس میں شامل ہیں۔ قرآن مجید کی سورت کہف کے پہلے رکوع میں ارشاد ہے۔ فلعلک باخع نفسک علیٰ آثارہم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا۔ ترجمہ پھر شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان ہلاک کر دے گا۔ اگر یہ لوگ اس بات (قرآن) پر ایمان نہ لائے۔

حاصل

یہ ہے کہ کفار کے قرآن مجید پر ایمان نہ لانے کا حضور انور کو اتنا صدمہ ہے کہ شاید اس غم میں آپ کی جان ہی ہلاک ہو جائے۔ سبحان اللہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شفقت اپنے خون کے پیاسوں پر ہے۔

حضور کے متعلق کفار کا نظریہ

جن کافروں کے ایمان نہ لانے کے غم میں آپ سخت پریشان ہیں۔ اُن کا نظریہ آپ کے متعلق یہ ہے واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین (سورۃ الانفال رکوع ۴ پارہ ۹) ترجمہ اور جب کافر تیرے متعلق تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تمہیں قید کر دیں یا تمہیں قتل کر دیں۔ یا تمہیں وطن بدر کر دیں وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آپ اپنے خون کے پیاسوں (کفار) پر بھی رحم فرمایا کرتے تھے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا حیوانات پر رحم

عن شداد بن اوس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ کتب الاحسان علی کل شیء فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحد احدکم شفرتہ ولیرح ذبیحتہ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ شداد بن اوس سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کیا ہے۔ جب تم قتل کرو تو اس میں بھی اچھا طریقہ اختیار کرو اور جب ذبح کرو تو ذبح کرنے میں بھی اچھا طریقہ اختیار کرو اور چاہیئے کہ ایک تمہارا اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے

حدیث کی شرح

ارشاد ہے کہ ہر چیز پر احسان کرو۔ حتیٰ کہ جس دشمن کو قتل کرو اس پر بھی احسان کرو۔ ایسے طریقہ سے قتل کرو کہ وہ قتل بھی ہو جائے اور اسے تکلیف بھی زیادہ نہ ہو۔ مثلاً دماغ یا دل پر گولی لگنے سے وہ فوراً مر جائے گا اور اگر ایذا زیادہ دینا ہو۔ جس سے آپ منع فرما رہے ہیں۔ وہ یہ کہ مثلاً پہلے ایک پاؤں کاٹا جائے۔ پھر ایک ہاتھ کاٹا جائے۔ پھر ایک پاؤں کاٹا جائے پھر ایک ہاتھ کاٹا جائے۔ پھر اس کی ناک کاٹی جائے۔ علیٰ ہذا القیاس اسے ایذا دے دے کر دو دو گھنٹے میں قتل کیا جائے۔ اس طرح پر قتل کرنے سے حضور انور منع فرما رہے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ذبح ہونے والے جانور پر بھی حسن سلوک کی تلقین فرما رہے ہیں کہ چھری کو تیز کر لو تاکہ ایک منٹ سے پہلے ہی وہ ذبح ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ کند چھری لے کر اس کے گلے پر کافی دیر تک رگڑتے رہو۔ تب کہیں جاکر وہ جانور ذبح ہو۔

رحمۃ للعلمین کی مومنوں کیلئے زریں ہدایات

عن عقبۃ بن عامر قال لقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما النجاۃ فقال املک علیک لسانک ولیسعک بیتک وابک علی خطیئتک (رواہ الترمذی) ترجمہ۔ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ میں نے عرض کی نجات کی کیا صورت ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھ اور تیرا گھر تمہیں گنجائش دے (یعنی گھر میں بیٹھ کر خدا یاد کیا کر) اور اپنے گناہوں پر رویا کر۔

حاصل یہ نکلا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھ۔ تاکہ کوئی بیجا لفظ منہ سے نکل نہ جائے۔ جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اور بجائے اس کے کہ تو آوارہ گردی کرتا رہے کبھی کہیں جا بیٹھا کبھی کہیں جا بیٹھا۔ اس سے بہتر ہے کہ گھر میں بیٹھا کر تاکہ نیکی نہیں کر سکے تو برائی سے تو بچے رہو گے یہ چیز خود ایک نیکی ہے اور اپنے گناہ یاد کر کے رویا کرو۔

خدا تعالیٰ کے خوف سے رونے کی فضیلت

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلج النار من بکی من خشیۃ اللہ حتیٰ یعود اللبن فی الضرع ولا یجتمع علیٰ عبد غبار فی سبیل اللہ ودخان جھنم (رواہ الترمذی) ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے خوف سے رویا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ تاآنکہ دودھ اپنی جگہ پر لوٹ آئے (یعنی جس طرح دودھ اپنی جگہ پر کبھی نہیں لوٹ سکتا۔ اسی طرح خوف خدا سے رونے والا دوزخ میں کبھی نہیں جا سکتا) اور کسی بندے پر دو چیزیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ اللہ کی راہ میں غبار کا پڑنا اور دوزخ کا دھواں۔

(۲) عن سھل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ (رواہ البخاری) (ترجمہ) سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص میرے لئے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والی چیز اور اپنے دو پاؤں کے درمیان والی چیز کا ضامن ہو جائے۔ میں اس کے لئے بہشت کا ضامن ہو جاتا ہوں۔

حدیث شریف کی شرح

یعنی جو شخص دو جبڑوں کے درمیان والی چیز یعنی زبان کا ذمہ اٹھالے کہ میں اسے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف استعمال نہیں کروں گا۔ اور دو پاؤں کے درمیان والی چیز یعنی شرمگاہ کا ذمہ اٹھالے کہ میں اسے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف صرف نہیں کروں گا تو ایسے شخص کے بہشت میں داخلے کا ذمہ میں اٹھا لیتا ہوں

(۳) عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد افلح من اسلم ورزق کفافا وقنعہ اللہ بما آتاہ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق اس شخص نے اللہ کے عذاب سے نجات پائی جو اسلام لایا اور اُسے بقدر ضرورت رزق دیا گیا۔ اور اسے اللہ نے قناعت نصیب فرمائی

باقی برصفحہ ۱۲

یتیم کی پرورش کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کے بچے کو لے لیا اور اپنے کھانے پینے میں شریک کرلیا تو اللہ تعالی اس کو ضرور بالضرور جنت میں داخل کرے گا۔ الا یہ کہ اس نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جو ناقابل معافی ہو۔ (ترمذی:۱۹۱۷)

مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کا اجر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے نکلا اور اس کو پورا کیا، یہ اس کے لیے دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔

(الترغیب والترہیب: ٦٦٢)

ضرورت مند بیوہ کی حاجت روائی کا اجر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بے چاری بے شوہر والی عورت یا کسی مسکین حاجت مند کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا بندہ (اللہ کے نزدیک اور اجر و ثواب میں) راہ خدا میں جہاد کرنے والے بندے کے مثل ہے اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ اس قائم اللیل یعنی شب بیدار بندے کی طرح ہے جو (عبادت اور شب خیزی میں) سستی نہ کرتا ہو اور اس صائم الدہر بندے کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی ناغہ نہ کرتا ہو۔ (صحیح بخاری:۶۰۰۷، صحیح مسلم: ۲۹۸۲)

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۲ سے آگے

ہے اس پر جتنا اسے اس نے دیا ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ جس شخص میں تین چیزیں پائی گئیں وہ دوزخ سے بچ کر بہشت میں پہنچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام نصیب فرمایا اور بقدر ضرورت رزق عطا فرمایا اور وہ شخص اپنے رزق پر راضی رہا اور اسے کافی سمجھا۔

(۴) عن عمرو بن میمون الاودی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل وھو یعظہ اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ھرمک وصحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا۔ جبکہ آپ اسے نصیحت فرما رہے تھے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے غنیمت سمجھ۔ بڑھاپے کے آنے سے پہلے جوانی کو۔ بیماری سے پہلے تندرستی کو۔ تنگدستی کے آنے سے پہلے آسودہ حالی کو اور مصروفیت کے آنے سے پہلے فراغت کو اور موت کے آنے سے پہلے زندگی کو

حاصل یہ ہے کہ ان مجبوریوں کے وقت کے آنے سے پہلے خدا تعالیٰ کو یاد کر لو۔ ورنہ پھر دست حسرت ملنا پڑے گا۔ اور گیا وقت ہاتھ نہیں آئے گا۔ وما علینا الا البلاغ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیکی کرنا اور ڈرنا

خطبہ جمعہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ / ۱۵ - جولائی ۱۹۵۵ء از مفسر قرآن مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

قولہ تعالےٰ والذین یؤتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ انہم الی ربہم راجعون (سورۃ المومنون رکوع ۴ پارہ ۱۸) (ترجمہ) اور جو دیتے ہیں - جو کچھ دیتے ہیں - اور ان کے دل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: " اپنے عمل پر مغرور نہیں ہوتے - نیکی کرنے کے باوجود ڈرتے ہیں " -

صفت حمیدہ

اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی صفات حمیدہ میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ نیکی کرنے کے بعد انہیں یہ تشویش رہتی ہے کہ خدا جانے نیکی قبول ہوتی ہے یا نہیں - بلکہ یہ خطرہ بھی ساتھ ہی رہتا ہے - کہیں اللہ تعالےٰ اس کام سے ناراض ہی نہ ہو گیا ہو

شہادت حدیث

عن عائشۃ قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ھذہ الآیۃ والذین یؤتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ اھم الذین یشربون الخمر و یسرقون قال لا یا بنت الصدیق و لکن ھم الذین یصومون ویصلون و یتصدقون وھم یخافون ان لا یقبل منھم اولئک الذین یسارعون فی الخیرات (رواہ ترمذی و ابن ماجہ) (ترجمہ) عائشہؓ سے روایت ہے - فرمایا - میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق سوال کیا " والذین یؤتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ " کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں - اور چوری کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - نہ اے صدیق کی بیٹی - اور بلکہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں - اور صدقہ کرتے ہیں اور وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ چیزیں ان کی طرف سے قبول نہ کی جائیں - یہی وہ لوگ ہیں جو نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں

حاصل

یہ نکلا - کہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے نیکی کر کے بھی اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو - کہ یہ عمل جسے ہم قابل قبول سمجھتے ہیں - شاید دربار الٰہی میں قبولیت نہ پائے - کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ محاسبہ کرتے وقت اس عمل میں کوئی ایسی چیز نکال دے - جس سے یہ عمل قابل قبول ہی نہ رہے -

مثلاً

اس عمل میں بے ساختہ ریا (یعنی لوگوں کے دکھلاوے) کا خیال آیا اور نیکی کرنے والے نے اسے رد نہیں کیا - بلکہ قبول کر رہا ہے - مثلاً ایک شخص نے محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مسجد بنوائی - مگر شیطان نے دل میں خیال ڈال دیا کہ اس مسجد کی عمدہ سے عمدہ تعمیر دیکھ کر لوگ میری تعریف کریں گے - کہ اس شخص نے نہایت ہی عمدہ اور لاجواب مسجد بنوائی ہے - اگر اس خیال کو رد نہ کیا تو یہ مسجد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگی - اور نہ اس شخص کو اس کے معاوضہ میں بہشت میں کوئی معاوضہ ہی ملے گا -

علاج

ہر ایک نیک کام کے وقت شیطان ریا کا خیال دل میں ضرور ڈالتا ہے - اس کا علاج یہ ہے کہ انسان نیکی کرتے وقت ہوشیار رہے - تاکہ اس قسم کا خیال دل میں نہ آئے اور اگر شیطان کی طرف سے کسی وقت حملہ ہو جائے اور یہ خیال دل میں آ جائے تو اسے فوراً دل سے نکال دے اور یہ خیال کرے کہ میں تو محض اللہ تعالےٰ ہی کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ کام کر رہا ہوں -

قرآن مجید کی شہادت

قولہ تعالےٰ اِنَّ الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون - سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹ (ترجمہ) بے شک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں - جب انہیں کوئی خطرہ شیطان سے آتا ہے - تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں - پھر اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں یعنی عام متقین کے حق میں یہ محال نہیں - کہ شیطان کا گزر ان کی طرف ہو - اور کوئی چرکہ لگا جائے البتہ متقین کی شان یہ ہوتی ہے کہ شیطان کے اغوا سے ہمہ تن غفلت میں نہیں پڑتے - بلکہ ذرا غفلت ہوئی اور سنبھلا کو یاد کر کے چونک پڑے اٹھ کر لگی اور معاً سنبھل گئے - سنبھلتے ہی آنکھیں کھل گئیں - غفلت کا پردہ اٹھ گیا - نیکی بدی کا انجام سامنے نظر آنے لگا - اور بہت جلد نازیبا کام سے رک گئے

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں پر بھی شیطان حملہ کرتا ہے - تاکہ وہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہ ہو - مگر اللہ تعالےٰ کے پرہیزگار بندے اس کے حملے کو فوراً سمجھ جاتے ہیں - اور اخلاص کی ڈھال پر اس کے حملہ کو روک لیتے ہیں اور اس نیکی کے کام کو ضائع ہونے سے بچا لیتے ہیں

موت تک یہی حالت

اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کی یہ حالت (کہ نیکی کرنا اور خدا سے ڈرنا) موت تک قائم رہتی ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے نوجوان کے پاس تشریف لے گئے - جو قریب المرگ تھا - آپ نے اسے فرمایا اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو - اس نے عرض کی - یا رسول اللہ سے بخشش کی، امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں کے باعث ڈرتا بھی ہوں - تب آپ نے فرمایا - ایسے موقعوں پر کسی بندے کے دل میں یہ دو باتیں جمع نہیں ہوتیں - مگر اللہ اسے وہ چیز دیتا ہے - جس کی وہ امید رکھتا تھا (یعنی مغفرت) اور امن میں اسے رکھ لیتا ہے - جس سے وہ ڈرتا تھا (یعنی عذاب) (رواہ الترمذی و ابن ماجہ -)

موت کے وقت خوش خبری

قولہ تعالےٰ - ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون (سورۃ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴) (ترجمہ) بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے - پھر اس پر قائم رہے - ان پر فرشتے اتریں گے - کہ تم خوف نہ کرو (باقی صفحہ ۷ پر)

بقیہ خطبہ جمعہ

اور غم کرو۔ اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی شیخ الاسلام پاکستان نے اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے "یعنی دل سے اقرار کیا۔ اور اس پر قائم رہے۔ اس کی ربوبیت و الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا نہ اس یقین و اقرار سے مرتے دم تک ہٹے۔ نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا اس کے مقتضاء پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا۔ جو عمل کیا خالص اس کی خوشنودی اور شکر گزاری کے لئے کیا۔ اپنے رب کے عائد کئے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ماسوا سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی کے راستہ پر چلے۔ ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں۔ جو تسکین و تسلی دیتے اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقعہ نہیں رہا۔ دنیائے فانی کے سب فکر و غم ختم ہوئے اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لئے ہے۔ اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کئے گئے تھے۔ اب وہ تم سے ایفا کئے جانے والے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے۔ جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں بھٹک سکتا۔"

حدیث شریف کی شہادت

(۱) عبادہ بن صامت نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ تب عائشہؓ نے فرمایا۔ یا آپ کی بعض ازواج مطہرات نے فرمایا۔ بیشک ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ بات نہیں ہے۔ اور لیکن مومن جب اس کو موت آتی ہے تو اسے اللہ کی رضا اور اس کی بارگاہ کی عزت کی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔ پھر اس کو کوئی چیز اس سے زیادہ پیاری نہیں ہوتی جو اس کے لیے رہ گیا ہے۔ پھر اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور بیشک کافر جب قریب المرگ ہوتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب کی خوشخبری دیجاتی ہے۔ پھر اس کے خیال میں اس سے زیادہ اور کوئی چیز ناپسند نہیں ہوتی۔ جو اسے آگے آنے والی ہے۔ پھر اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ متفق علیہ

(۲)

ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مرنے والے کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ اگر نیک آدمی ہو۔ تو اسے کہتے ہیں' اے پاکیزہ نفس جو تو پاک وجود میں تھا نکل آ۔ (بارگاہ الٰہی میں تم) تعریف کئے ہوئے ہو تمہیں (خدا تعالیٰ کی طرف سے) آرام اور رزق کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ (الحدیث)

حاصل

دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ کے نیک بندوں کو مرنے کے وقت بہشت اور اس جہان میں آرام اور رزق کی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔

دعا

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اس مسجد مبارک میں جتنے مرد اور عورتیں موجود ہیں۔ اللہ ہم سب کو مرتے وقت اس خوشخبری سے مشرف فرمائے آمین۔ یا الٰہ العالمین۔

مریض کی عیادت کا اجر و ثواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن کے وقت کسی مریض کا حال دریافت کرنے کے لیے نکلا اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے چلتے ہیں اور وہ شام تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کے وقت مریض کی خیریت دریافت کرنے کے لیے نکلا تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور وہ صبح تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں پھل ہوں گے۔ (مسند احمد:۹۷۵)

خدام الدین لاہور (۲) ۲۹ر جولائی ۱۹۵۵ء

خطبہ جمعۃ المبارک

یکم ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ - ۲۲ر جولائی ۱۹۵۵ء

جرائم اور اُنکی سزائیں

از شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع
شیرانوالہ دروازہ لاہور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امثال عبرت کے لئے ہوا کرتی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ پہلی امتوں کے حالات آپ کی امت کو عبرت حاصل کرنے کے لئے سناتے ہیں۔ اسی خیال سے آج بعض گزشتہ امتوں کے جرائم اور انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو سزائیں ملی ہیں۔ وہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ شاید اللہ تعالےٰ کے کئی بندے عبرت حاصل کرکے گناہوں سے تائب ہو جائیں۔ اور ان کی ہدایت میری نجات کا ذریعہ بن جائے

سب سے پہلی مجرم قوم

سب سے پہلی مجرم قوم حضرت نوح علیہ السلام کی ہے۔ جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساڑھے نو سو برس تبلیغ و اصلاح کی دن رات کوشش کرنے کے باوجود اصلاح پذیر نہیں ہوئی بالآخر اللہ تعالےٰ نے اسے غرق کر دیا۔

قولہ تعالیٰ (کذبت قوم نوح المرسلین اذ قال لھم اخوھم نوح الا تتقون ۵ انی لکم رسول امین ۵ فاتقوا اللہ واطیعون) سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹ ترجمہ نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی نوحؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

نتیجہ

ساڑھے نو سو سال کے جھگڑے کے بعد نتیجہ یہ نکلا۔ قولہ تعالیٰ (فانجیناہ ومن معہ فی الفلک المشحون ۵ ثم اغرقنا بعد الباقین) سورۃ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹ ترجمہ پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے۔ بچا لیا۔ پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

فہرست جرائم

(۱)

نوح علیہ السلام کی قوم کا پہلا جرم شرک تھا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ (ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ انی لکم نذیر مبین الا تعبدوا الا اللہ انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم) سورہ ہود رکوع ۳ پارہ نمبر ۱۲۔ ترجمہ اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ بے شک میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ بے شک میں تم پر دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

بت پرستی

(۲)

قولہ تعالیٰ (قال نوح رب انھم عصونی واتبعوا من لم یزدہ مالہ وولدہ الا خسارا ۵ ومکروا مکرا کبارا ۵ وقالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا ۵ سورہ نوح رکوع ۲ پارہ ۲۹ نوح نے کہا۔ اے میرے رب بے شک انہوں نے میرا کہنا نہ مانا۔ اور اس کو مانا۔ جس کو اس کے مال اور اولاد نے نقصان کے سوا کچھ بھی فائدہ نہ دیا۔ اور انہوں نے بڑی زبردست چال چلی۔ اور کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو۔ اور نہ ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑو

تفسیر

آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک سولہ سو بیالیس برس کے عرصہ میں جو دس پشتیں پیدا ہوئیں۔ ان کے سب لوگ نیک خدا پرست شرک سے پاک تھے۔ اور اپنے اپنے زمانوں کے پیغمبروں کے بتائے ہوئے عبادات کے طریق تعلیم کے پابند تھے۔ تفاسیر و تاریخ ابن اثیر و ابن عساکر میں ہے۔ کہ نوح علیہ السلام کی پیدائش کے بعد لوگ اپنے بزرگوں کے جو مرتے تھے۔ مجسمے (بت) بنا کر پوجنے لگے۔ اور ان سے مرادیں مانگنے لگے۔ بلکہ ان وفات یافتہ بزرگوں کی ایسی عزت کرنے لگے۔ جس طرح سے خدا کی کرتے تھے اور زناکاری کا زور ہونے لگا۔ زمین پر انسان کی بدی بڑھ گئی۔

نوح علیہ السلام کی بعثت

اس وجہ سے اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ انہیں شرک و بت پرستی سے ہٹا کر پھر اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر لائیں۔ تاکہ وہ اسی کی عبادت کریں۔ اسی کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھیں۔ مگر ان لوگوں کی بدقسمتی بجز معدودے چند افراد کے شرک و بت پرستی میں مبتلا رہے۔ بالآخر نوح علیہ السلام نے تنگ آکر ان کے حق میں بددعا کی۔

کشتی بنانے کا حکم

اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ میں کل انسانوں کو مع کل جانداروں کے جو خشکی پر بستے ہیں۔ نیست و نابود کرنے والا ہوں صرف تم کو اور تمہارے اہل کو اور ان کو جو تم پر ایمان لائے ہیں۔ اور ہر جاندار میں سے ایک ایک جوڑے کو ایک کشتی کے ذریعے بچاؤنگا

تمسخر

(۳)

حضرت نوح علیہ السلام جب اللہ تعالےٰ کے حکم سے کشتی بنا رہے تھے۔ تو (ویصنع الفلک وکلما مر علیہ ملا من قومہ سخروا منہ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون ۵) سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲ ترجمہ اور وہ کشتی بناتے تھے۔ اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے۔ اس سے ہنسی کرتے۔ فرماتے اگر تم ہم پر ہنستے ہو۔ تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو۔

کشتی مکمل ہونے کے بعد

اللہ تعالےٰ نے زمین کی سوتیں کھول دیں۔ اور آسمان سے پانی برسایا۔ تقریباً پانچ ماہ تک پانی کی زمین پر باڑھ رہی۔ اور پانی زمین پر بے انتہا بڑھ گیا۔ اور سب اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے ہیں۔ پندرہ ہاتھ پانی ان کے

(باقی صفحہ ۷ پر)

بقیہ خطبہ جمعہ

اوپر چڑھ گیا۔ اور ہر ایک جاندار جو خشکی پر تھا اور کل انسان مر گئے۔ اور سات ماہ بعد جودی (اراراٹ) پہاڑ پر کشتی ٹک گئی قولہ تعالیٰ وقیل یاارض ابلعی ماءک ویسماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظلمین سورۃ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲ ترجمہ اور حکم آیا اے زمین اپنا پانی نگل جا۔ اور اے آسمان تھم جا۔ اور پانی سکھا دیا گیا۔ اور کام ہو چکا۔ اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔ اور کہہ دیا گیا۔ کہ ظالموں پر پھٹکار ہے

بربادی کے تین سبب

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی بربادی کے تین سبب ہوئے۔ پہلا شرک۔ کہ جو تعلق اللہ تعالیٰ سے رکھنا چاہئے تھا۔ وہ انہوں نے اپنے بزرگوں ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر سے رکھا۔ دوسرا بت پرستی۔ تیسرا پیغمبر خدا پر ٹھٹھا کرنا۔

مسلمانوں میں بھی

اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو مسلمانوں میں بھی کم و بیش یہ خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ جو تعلق اللہ تعالیٰ سے رکھنا چاہئے۔ وہی تعلق اگر غیر اللہ سے رکھا جائے۔ تو شرک ہو جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو حاجت روا اور مشکل کشا تصور کیا جائے۔ اپنے نفع و نقصان کا مالک خیال کیا جائے۔ یا اولاد دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے قبضہ میں سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ان اعتقادات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور فقط اللہ جل شانہ ہی کو زندگی کے ہر معاملہ میں اپنے متعلق مختار کل ماننے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

دوسری مجرم قوم
قوم عاد

حضرت نوح علیہ السلام کا پڑپوتا عاد بن ارم ایک شخص تھا۔ اس کی نسل سے ایک بڑی شہ زور صاحب حکومت قوم پیدا ہوئی۔ جس کو عاد اولیٰ کہتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے اس قوم تک مسلسل خالص دین قائم رہا۔ مگر اس قوم کو جب انتہائے عروج کا زمانہ نصیب ہوا۔ تو یہ بگڑنے لگے۔ سب سے پہلے انہوں نے یہ خرابی کی۔ کہ جو نیک اور بزرگ آدمی مرتا تھا۔ تو یہ اس کے ہم شکل مجسمہ (بت) بطور یادگار تیار کرا لیتے تھے۔

پھر آخر ایسا کرنے لگے۔ کہ ان مجسموں سے اپنی مرادیں مانگتے تھے۔ اور بزرگوں اور بادشاہوں کی قبروں پر بڑی عالی شان عمارتیں تیار کراتے تھے اور ان سے مرادیں مانگتے تھے۔ جب ان میں یہ مشرکانہ عادتیں جڑ پکڑ گئیں۔ تو حضرت ہود علیہ السلام ان ہی میں سے ان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

قولہ تعالیٰ (والی عاد اخاھم ھودا قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ ان انتم الا مفترون ٥) سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲ ترجمہ۔ اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے واسطے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ تم جھوٹ باندھنے والے ہو۔

قوم عاد کا پہلا جرم

توحید کے مخالف شرک میں مبتلا۔ اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر اولیائے کرام کے مزارات پر جا کر مرادیں مانگتے تھے۔

عبرت

مسلمان اپنے گریبان میں مونہہ ڈال کر دیکھیں کہیں قوم عاد کی سی غلطی میں تو مبتلا نہیں ہیں برادران اسلام اولیائے کرام کا ادب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے طریقہ پر قائم رہنے کی توفیق دے۔ جس طرح ان کا اٹھنا۔ بیٹھنا۔ کھانا۔ پینا۔ جاگنا۔ سونا۔ کسی سے دشمنی یا دوستی رکھنا۔ سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت اور اس کے نازل کردہ ضابطہ آسمانی کے ماتحت ہوتا تھا۔ اسی طرح ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اولیائے کرام نے یہ تو نہیں سکھایا تھا۔ کہ ہماری قبروں پر آکر سجدے کرنا۔ منتیں ماننا۔ چڑھاوے چڑھانا اور ہماری قبروں پر ریشمی غلاف چڑھانا۔ عرس کرنا۔ طبلے بجانا۔ بازاری عورتوں کو عرس کے موقعہ پر سلام کرنے کے لئے بلانا۔ اور ہمیں ان کے گانے سنانا۔ اور جب وہ بازاری عورت گانا گائے۔ تو اس کے پیچھے ہارمونیم والے کو بٹھا دینا۔ وہ ہارمونیم بجائے۔ اور بازاری عورت گانا گائے۔ تب ہم بڑے ہی خوش ہوں گے۔ نعوذ باللہ من ذلک الطغیان

دعا

اے اللہ مسلمانوں کو انبیاء علیہم السلام بالخصوص سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اور انہیں مذہبا قوموں مثلاً قوم نوح اور قوم ہود کے غلط طریقوں سے ہٹا۔ آمین یا الہ العالمین

دوسرا جرم

قولہ تعالیٰ اتبنون بکل ریع ایۃ تعبثون سورۃ الشعراء رکوع ۷ پارہ ۱۹ ترجمہ کیا تم ہر اونچی زمین پر کھیلنے کے لئے ایک نشان بناتے ہو

تفصیل

ان لوگوں کو اس بات کا بڑا شوق تھا۔ کہ اونچے مضبوط منارے بنائیں۔ حالانکہ وہ کسی کام نہیں آتے تھے۔ انہیں فقط اپنی ناموری مطلوب ہوتی تھی۔ اس کی مثال بقول شخصے ایسی ہے۔ مصرعہ۔ مال حلال بود۔ بجائے حرام رفت

تیسرا جرم

قولہ تعالیٰ۔ وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون سورۃ الشعراء رکوع ۷ پارہ ۱۹ ترجمہ۔ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو۔ شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف کی بناتے تھے۔ مال ضائع کرتے تھے۔ ان میں بڑی کاریگریاں دکھاتے تھے۔ گویا یہ سمجھتے تھے کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ اور یہ یادگاریں اور عمارتیں کبھی برباد نہ ہوں گی۔

گلبرگ

لاہور کے متصل گلبرگ والے علاقہ میں جو لاکھوں روپیوں کی ایک ایک کوٹھی بن رہی ہے۔ ان لوگوں کو قوم عاد کی تباہی سے عبرت حاصل ہونی چاہئے کہ وہ قوم اللہ تعالیٰ کی یاد نہ کرنے اپنے پیغمبر وقت کے حکم کے نہ ماننے اور اس کے نقش قدم پر نہ چلنے۔ اور خدا تعالیٰ کا دیا ہوا مال عالیشان کوٹھیوں کے بنانے میں صرف کرنے کے باعث ہی تو تباہ ہوئی تھی۔ برادران اسلام ہمیں چاہئے تو یہ تھا۔ کہ بقدر ضرورت زندگی بسر کرنے کے لئے مکان بنا لیتے۔ باقی مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرکے آخرت کا گھر بنا لیتے۔

عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے

گلبرگ میں رہنے والو۔ آپ کو معلوم ہے۔ بقول شخصے۔ زبان خلق نقارہ الہیٰ است لوگوں کی زبان پر گلبرگ کا نام رشوۃ پورہ ہے۔ حتیٰ کہ تانگے والے کہتے ہیں۔ کہ رشوۃ پورہ سے آئے ہیں۔ یا جائیں گے۔ میرے بھائیو۔ عزت فقط اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ جسے چاہے۔ دے۔ جس سے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ایک عورت چھپانے کے لائق ہے۔ جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور وہ اپنے رب کی رحمت سے قریب زیادہ اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں ہوتی ہے۔

(ترمذی کتاب الرضاع: ۱۱۷۳)

ایک صحابیہ ام خلاد رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے شہید بیٹے کا انجام دریافت کرنے آئیں۔ وہ نقاب پہنے ہوئے تھیں۔ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے ان کی اس استقامت پر تعجب کرتے ہوئے کہا کہ نقاب پہن کر اپنے بیٹے کا حال دریافت کرنے آئی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرا بیٹا مرا ہے حیا نہیں مری۔ (ابو داؤد: ۲۴۸۸ في إسناده ضعف)

خدام الدین لاہور (۱۸) ۲۹ جولائی ۱۹۵۵ء

بقیہ خطبہ جمعہ

چاہیے۔ وہ کر واپس لے۔ خدا سے ڈرو۔ اور اس سے پوچھ کر مال خرچ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی قوم عاد کے ساتھ شامل کر دیا جائے

چوتھا جرم

قولہ تعالیٰ۔ واذا بطشتم بطشتم جبارین سورۃ الشعراء رکوع ۷ پارہ ۱۹ ترجمہ۔ اور جب ہاتھ ڈالتے ہو۔ تو بڑی سختی سے پکڑتے ہو

تفسیر

یعنی ظلم و ستم سے زیر دستوں اور کمزوروں کو تنگ کر رکھا ہے گویا انصاف اور نرمی کا سبق ہی نہیں پڑھا۔ خدا کی ضعیف مخلوق کو جبر و تعدی کا تختہ مشق بنا رکھا ہے سو اللہ سے ڈرو۔ ظلم و جبر سے باز آؤ۔ اور میری بات مانو

عبرت

پاکستان بننے کے بعد اکثر مسلمانوں کے اخلاق گر گئے ہیں۔ اور جو قوم عاد میں کمزوروں پر تشدد اور ظلم کا رواج تھا۔ آج ہبہو وہ نقشہ پاکستان میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قوم عاد پر عذاب الٰہی

قولہ تعالیٰ۔ واما عاد فاھلکوا بریح صرصر عاتیۃ سخرھا علیھم سبع لیال وثمنیۃ ایام حسوما فتری القوم فیھا صرعیٰ کانھم اعجاز نخل خاویۃ فھل تری لھم من باقیۃ سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹ ترجمہ اور جو عاد تھے۔ پس باؤ تند حد سے نکل جانے والی کے ساتھ ہلاک کئے گئے۔ اس باؤ کو ان کے اوپر سات رات اور آٹھ دن لگا دیا گیا۔ جڑ کاٹنے والی پس تو اس قوم کو بیچ اس کے گری ہوئی دیکھتا۔ گویا وہ کھجور کی کھوکھلی لکڑیاں ہیں۔ پس کیا تو ان میں سے کوئی باقی دیکھتا ہے۔

بددعا کے بعد عذاب

حضرت ہودؑ قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے اس قوم کے تیرہ قبیلے تھے۔ اور ان کے ممالک بہت سرسبز اور آباد تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام پچاس برس تک وعظ کرتے رہے۔ اور وہ قوم یہی کہتی رہی۔ کہ تم جھوٹے ہو۔ ہود علیہ السلام نے جب ان کے کفر کو حد سے متجاوز ہوتے دیکھا تو

۷۸۶

خطبہ یوم جمعہ : ۸ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ - ۲۹ جولائی ۱۹۵۵ء

مسلمانوں میں زندگی کی روح پھونکنے والی

عید قربان

(از مفسر القرآن حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع شیرانوالہ لاہور)

قربانی کی ابتداء

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کا بیج جب سے سطح دنیا پر بویا گیا ہے اسی وقت سے یہ مبارک رسم قربانی بھی قائم ہوئی ہے۔ قولہ تعالےٰ (واتل علیھم نبأ ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر (الآیۃ) ترجمہ :-
ان لوگوں کو آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنا دے۔ ان دونوں نے قربانی کی۔ پھر ایک کی قبول ہوئی۔ اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ انتہیٰ

ابراھیمی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے (حضرت اسماعیل) کو ذبح کر رہا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب الہام الٰہی ہوتے ہیں۔ اس لیے اس خواب کو حکم الٰہی سمجھ کر بیٹے سے استصواب فرمایا بیٹے نے عرض کی۔ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کیجئے۔ مجھے خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ صابر پائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لیے لے گئے۔ جب ذبح کرنے کی غرض سے بیٹے کو لٹایا۔ اس وقت اللہ تعالےٰ سے آواز آئی۔ اے ابراہیم تونے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ اور اللہ تعالےٰ نے بیٹے کے عوض ایک مینڈھا عطا فرمایا۔ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

ابراھیمی قربانی کے نتائج

(۱) جب حصول رضاء الٰہی کے لیے بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہو گئے۔ تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریق اولیٰ کوئی دریغ نہیں ہوگا۔

(۲) جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لیے تیار تھے۔ تو مال قربان کر کے خدا تعالےٰ کو راضی کرنے میں انہیں کیا عذر ہوگا۔

(۳) جب ان کے ہاں جان۔ اولاد اور مال رضاء الٰہی کے مقابلے میں کوئی چیز نہ تھی۔ تو وہاں حب وطن، محبت الٰہی کا کب مقابلہ کر سکتی تھی۔

(۴) جب اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان اور اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو اعزہ و اقرباء کے تعلقات انہیں دروازہ الٰہی سے کب ہٹا سکتے ہیں۔

(۵) جب ان کی جان۔ اولاد۔ اور اعزہ و اقرباء اس مقدم ہستی (رضاء الٰہی) پر قربان ہو چکے ہیں تو حب بقیہ احباب دنیا انہیں کب یاد الٰہی سے غافل کر سکتی ہے۔

(۶) جب رضاء الٰہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے تو کوئی تجارت و زراعت یا صنعت و حرفت ان کا دل کب لبھا سکتی ہے

تجدید ملت ابراہیمی

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل ملت ابراہیمی کے مجدد ہیں۔ قولہ تعالےٰ (وجاھدوا فی اللہ حق جھادہٖ ھواجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ط ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمّٰکم المسلمین) (سورۃ الحج رکوع ۱۰ پارہ ۱۷)
ترجمہ :- اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو۔ جیسا کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو (دوسری امتوں سے) ممتاز فرمایا۔ اور (اس نے) تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔ تم اپنے باپ ابراہیم کی (اس) ملت پر (ہمیشہ) قائم رہو۔ اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے۔

ابراھیمی قربانی کی تازہ یاد

چونکہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام بنیاد ابراہیمی پر قصر شریعت محمدی تعمیر کرنے کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ اس لیے آپ نے بھی اپنی امت کو حصول رضاء الٰہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی۔ تاکہ امت محمدیہ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے۔ اور ہر کلمہ گو کا نور ایمان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو جائے۔

تنبیہ

مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کرتے وقت جذبات ابراہیمی کا خیال رکھیں۔ دل کے انہی پاکیزہ جذبات کا نام تقویٰ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے ہاں محبوب مقبول ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ قولہ تعالےٰ :-
لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم) ترجمہ :-
اللہ تعالےٰ کے ہاں قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے۔ اس کے ہاں (اس) تقویٰ کی قدر و قیمت ہے (جو) قربانی کرنے والے کے دل میں حاصل ہوتا ہے۔

فلسفہ عید قربان

پیغام فتح اسلام

اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی تازہ یاد قرار دیں۔ اور ہر سال شمع رضاء الٰہی پر پروانہ وار قربان ہونے کے لیے دل و جان۔ ظاہر و باطن سے تیار رہیں۔ تو مالک الملک ذوالجلال والاکرام عزاسمہ وجل مجدہ ان کی پشت پناہ ہوگا پھر ایسے سرفروش فدائیان اسلام کی جماعت جس میدان میں قدم رکھے گی۔ خدا تعالےٰ ان کی حمایت کے لیے زمین و آسمان کے لشکر بھیج دے گا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ ہر میدان میں فتح کا سہرا انہیں کے سر پر ہوگا۔ دنیا میں کوئی قوم ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکے گی۔ جو قوم مقابلہ میں آئے گی انشاء اللہ منہ کی کھا کر جائے گی۔

قربانی کی فضیلت

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ قربانی کیا چیز ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی سنت ہے۔ عرض کیا ہمارے واسطے اس میں کیا چیز ہے۔ فرمایا قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ عرض کیا۔ اگر اون والا ہو۔ تو فرمایا

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ خطبہ (صتہ سے آگے)

ہر روئیں کے عوض ایک نیکی ہے۔

فرمان نبوی

یوم النحر یعنی عید قربان کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالےٰ کے نزدیک قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے سمیت آئے گا۔ اور قربانی کرنے والوں کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈالا جائے گا۔ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ قربانی کے جانور کو خوب کھلا پلا کر موٹا تازہ کیا کرو۔ کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گے۔

قربانی کے جانور

قربانی گائے۔ بھینس۔ اونٹ۔ بکری۔ مینڈھا اور دُنبہ کی دی جاسکتی ہے۔ بکری دُنبہ۔ مینڈھا ایک آدمی کی طرف سے اور گائے بھینس۔ اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اگر ایک آدمی دینا چاہے تو بھی جائز ہے۔ سات حصّہ داروں میں سے اگر کوئی شخص عقیقہ کا حصّہ ڈالنا چاہے تو بھی جائز ہے۔ مگر سات حصوں سے زیادہ حصّے ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔

گائے بھینس دو سال کی عمر سے کم عمر کا قربانی کے لیے جائز نہیں۔ اونٹ نر ہو یا مادہ پانچ سال سے کم عمر کا جائز نہیں۔ بکرا بکری ایک سال سے کم عمر کا جائز نہیں۔ بھیڑ۔ مینڈھا۔ دُنبہ۔ دنبی اگر چھ ماہ کی عمر کا ہو۔ تو جائز ہے۔

جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں

بیمار۔ اندھا۔ کانا۔ لنگڑا۔ جو تین پاؤں پر چلتا ہو جس جانور کا کان تہائی یا تہائی حصہ سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ ناک۔ دم یا کوئی اور عضو تہائی حصّے سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ بھیڑ۔ بکری۔ دنبی جس کا ایک تھن اور گائے بھینس کے دو تھن نہ ہوں یا سوکھ گئے ہوں۔ اور دودھ نہ اتر سکے۔ دیوانہ جانور جس کو چارہ پانی کی پروا نہ ہو۔ دبلا اور کمزور جانور جو خود چل کر مذبح خانہ تک نہ پہنچ سکے۔ یا جس جانور کے دانت نصف سے زیادہ گر گئے ہوں۔ ایسے تمام جانوروں کی قربانی نہیں دی جاسکتی۔ اگر کوئی شخص قربانی کا جانور خرید کرے۔ اور اس جانور میں کوئی شرعی عیب نکل آئے تو صاحب استطاعت دوسرا جانور خرید کر قربانی دے۔

قربانی کا وقت

شہر یا قصبہ کے لوگ نماز عید سے پہلے قربانی نہیں دے سکتے۔ البتہ دیہات کے لوگ نماز فجر کے بعد جہاں نماز عید نہیں پڑھی جاتی۔ قربانی دے سکتے ہیں اگر کوئی شخص مرنے سے پہلے وصیّت کر جائے کہ میری طرف سے قربانی دی جائے تو اس گوشت میں سے احباب کو کھانا کھلانا درست نہیں ہے۔ فقراء اور مساکین میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ اگر خود کسی مردے کے حق میں قربانی دی جائے تو اس گوشت میں سے خود بھی کھا سکتا ہے اور احباب میں بھی تقسیم کر سکتا ہے۔ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا چاہیئے۔ اگر خود ذبح نہ کر سکے۔ تو سامنے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا چاہیئے۔ ذبح کرتے وقت جانور کو قبلہ رخ لٹانا چاہیئے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھری چلانی چاہیئے۔ تمام وہ آدمی جو جانور کو پکڑے ہوتے ہوں۔ ان کو بھی تکبیر پڑھنی چاہیئے۔ قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کرنا چاہیئے۔

گائے بھینس۔ اُونٹ کے حصّہ داروں کو ترازو پر تول کر تقسیم کرنا چاہیئے۔ تاکہ کسی حصہ دار کو زیادہ نہ چلا جائے۔ البتہ کلہ اور پائے جس حصّہ میں ہوں۔ وہاں گوشت کم ہو۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ قربانی کے گوشت کے تین حصّے کئے جائیں ایک حصّہ خود رکھ لے۔ ایک حصہ دوست احباب اور رشتہ داروں کو دے۔ اور ایک حصّہ فقرا اور مساکین میں تقسیم کرے۔

قصاب کے متعلّق

قصاب کو گوشت یا کلیجی یا چربی یا کھال مزدوری میں ہرگز نہ دی جائے۔ بلکہ کھال اتارنے اور ذبح کرنے سے پہلے مزدوری طے کرے۔ وہ اسی وقت ادا کرے۔

قربانی کی کھال

قربانی کی کھال اپنے مصرف میں لانا جائز ہے چاہے اس کا جائے نماز۔ ڈول یا مشکیزہ بنالے اگر فروخت کرے تو وہی قیمت بعینہٖ فقراء اور مساکین کو تقسیم کرنا ضروری ہے۔ قربانی کے جانور کو بھوکا پیاسا ذبح نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کا بچا ہوا چارہ، دانہ اور رسی تک کو خیرات کرنا چاہیئے۔

قربانی کی کھالوں کا صحیح مصرف

یتامیٰ بیوگان۔ مساکین یا وہ تعلیمی اور دینی درسگاہیں جن میں دور دراز سے طلباء صرف علم الٰہی حاصل کرنے کی غرض سے آئے ہوئے ہوں اور ان کا کوئی وسیلہ نہ ہو۔ مذکورہ بالا اداروں کے سوا اور کسی رفاہ عام پر قربانی کی کھالوں کی قیمت کا صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کنواں بنوانا۔ نلکے لگوانا۔ سرائے یا مسجد بنوانا خلاف سنت ہے۔ اسی طرح کسی ادارے کے ملازمین کی تنخواہوں پر صدقات واجبہ کا خرچ کرنا درست نہیں ہے۔

ربنا تقبل منّا انک انت السمیع العلیم

خدام الدین لاہور ۳ ۱۲؍ اگست ۱۹۵۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعۃ المبارک

۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۵؍ اگست ۱۹۵۵ء

جرائم اور ان کی سزائیں

از مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

قوم ثمود کا ذکر بضمن تذکیر بایام اللہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو راہ راست پر لانے کے لیے تین قسم کی تذکیروں سے قرآن مجید میں کام لیتا ہے۔ تذکیر بآلاء اللہ۔ اللہ تعالےٰ اپنی نعمتیں یاد دلا کر انھیں اپنے حکم کی تعمیل کرانا چاہتا ہے۔ تذکیر بایام اللہ۔ گذشتہ قوموں کے حالات کا ذکر فرماتا ہے۔ جن لوگوں نے اپنے وقت کے پیغمبر کی نافرمانی کی۔ اور احکام الٰہیہ کی تصدیق نہ کی بلکہ ہر ممکن طریقہ سے پیغمبر کی مخالفت ہی کرتے رہے۔ بالآخر اللہ تعالےٰ کا عذاب ان قوموں پر آیا۔ پیغمبر اور معدودے چند انسان جو پیغمبر پر ایمان لائے تھے وہ عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ باقی ساری کی ساری قوم عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر فنا ہو گئی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ کا ٹکٹ لے کر دنیا سے رخصت ہوئی۔ تذکیر بما بعد الموت یہ ہے۔ کہ لوگوں کے اعمال کے جو نتائج مرنے کے بعد نکلنے والے ہیں وہ ان کے سامنے لائے جائیں۔ شاید ان آخرت کے نتائج سے ڈر کر وہ راہ راست پر آجائیں۔ آج قوم ثمود کا واقعہ بضمن تذکیر بایام اللہ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

قوم ثمود

قوم ثمود اپنے دادا کی طرف منسوب ہے۔ اس قوم کا جد اعلیٰ ثمود تھا۔ ثمود چار واسطوں سے نوح علیہ السلام تک جا پہنچتا ہے۔ یہ قوم عاد ثانیہ بھی کہلاتی ہے ان کی بستیاں حجاز اور شام کے درمیان تھیں۔ ثمود کی بستیوں کے کھنڈرات آج تک موجود ہیں۔ یہ لوگ دراصل قوم عاد کا بقیہ ہیں۔ جو ہود علیہ السلام کے ساتھ بچ گئے تھے قوم ہود کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے بہت پہلے کا ہے۔

قوم ثمود کا مذہب

وہ اپنے پیشروؤں کی طرح بت پرست تھے۔ اللہ تعالےٰ کے سوا بہت سے معبودان باطل کے پرستار اور شرک میں مبتلا تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا۔

قولہ تعالیٰ :۔

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ۝ سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ :۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تمہیں زمین سے بنایا۔ اور تمہیں اس میں آباد کیا۔ پس اس سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا۔

پہلا جرم

شرک سے تائب ہو کر توحید خداوندی کے ماننے سے انکار۔

دوسرا جرم

اپنے معبود حقیقی سے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگنے سے انکار۔

تیسرا جرم

گناہوں سے توبہ کر کے اپنے رب کی طرف متوجہ ہونے سے انکار۔

قولہ تعالےٰ :۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝

(سورۃ الشعراء رکوع ۸ پارہ ۱۹)

ترجمہ :۔ قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی صالح نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تمہیں ان چیزوں میں یہاں بے فکری سے رہنے دیا جائے گا۔ یعنی باغوں اور چشموں میں اور کھیتوں اور کھجوروں میں۔ جن کا خوشہ ملائم ہے اور تم پہاڑوں کو تراش کر تکلف کے گھر بناتے ہو۔

چوتھا جرم

حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلانا

پانچواں جرم

اللہ تعالےٰ سے نہ ڈرنا

چھٹا جرم

پیغمبر کی نافرمانی کرنا

ساتواں جرم

باغات۔ کھیتوں اور کھجوروں کے باغوں کی دھن میں لگا رہنا۔

آٹھواں جرم

پہاڑوں کو تراش کر مکانات بنانا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید انہوں نے سدا ہی اس دنیا میں رہنا ہے۔ اور آخرت کے گھر بنانے کا انہیں کوئی خیال ہی نہیں ہے۔

نواں جرم

قالوا انما انت من المسحرین۔

سورۃ الشعراء رکوع ۸ پارہ ۱۹

ترجمہ :۔ کہنے لگے تم پر تو کسی نے جادو کیا ہے۔

یعنی جو باتیں تو ہم سے کہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم پر کسی نے جادو کیا ہے۔ اور تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ یعنی اپنے مصلح۔ ہادی اور خیرخواہ پر دماغ کی خرابی کا الزام لگانا۔ خیال فرمائیے۔ یہ ان کی بڑی حماقت ہے۔

قولہ تعالےٰ :۔

فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

(سورۃ الشعراء رکوع ۸ پارہ ۱۹)

(ترجمہ) سو کوئی نشانی لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔

یعنی اگر تو واقعی خدا تعالےٰ کا پیغمبر ہے تو ہمیں معجزہ دکھا۔

معجزہ معین کر کے مانگا

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ معجزہ ظاہر ہونے کے بعد بھی تم انکار پر مصر اور سرکشی پر قائم رہو۔ قوم کے سرداروں نے پختہ وعدہ کیا کہ ہم فوراً ایمان لے آئیں گے۔ تب حضرت صالح علیہ السلام نے انہی سے دریافت کیا کہ تم کس قسم کا معجزہ چاہتے ہو۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ سامنے والے پہاڑ میں سے یا بستی کے اس پتھر میں سے جو کنارہ پر نصب ہے۔ ایک ایسی اونٹنی ظاہر کر۔ کہ جو گابھن ہو۔ اور فوراً بچہ دے۔ حضرت صالح علیہ السلام (باقی ص ۳۰ پر)

بقیہ خطبہ جمعہ

(صفحہ ۲ سے آگے)

نے درگاہ الٰہی میں دعا کی اور اسی وقت ان سب کے سامنے پہاڑ یا پتھر میں سے حاملہ اونٹنی ظاہر ہوئی اور اس نے بچہ دیا۔ یہ دیکھ کر ان سرداروں میں سے جندع بن عمرو اسی وقت مشرف باسلام ہو گیا۔ اور دوسرے سردار ایمان نہیں لائے۔

معجزہ والی اونٹنی وبال شکنی

قولہ تعالےٰ (قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۔ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۔ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۔ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ط) الآیۃ سورۃ الشعراء رکوع پارہ

ترجمہ:۔ کہا یہ اونٹنی ہے اس کے پینے کا ایک دن ہے۔ اور ایک دن معین تمہارے پینے کے لئے ہے۔ اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگانا۔ ورنہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آپکڑے گا۔ سو انہوں نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ پھر پشیمان ہوئے۔ پھر انہیں عذاب نے آپکڑا۔

پانی پینے کا پروگرام

حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کے تمام افراد کو تنبیہ کی۔ کہ دیکھو۔ یہ نشانی تمہاری طلب پہ بھیجی گئی ہے۔ خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ پانی کی باری مقرر ہو۔ ایک دن اس اونٹنی کا ہوگا اور ایک دن ساری قوم اور اس کے سارے چوپاؤں کا۔ اور خبردار اس کو کوئی اذیت نہ پہنچے۔ اگر اس کو آزار پہنچا۔ تو پھر تمہاری بھی خیر نہیں ہے۔

اس تنبیہ کا سبب

اس تنبیہ کا سبب یہ تھا۔ کہ چونکہ اونٹنی حضرت صالح علیہ السلام کی صداقت کا نشان اللہ تعالےٰ کیطرف سے آیا ہے۔ اب یہ اونٹنی ان کے شعائر اللہ میں سے ہے۔ اب اس کی توہین صالح علیہ السلام کی توہین سے بڑھ کر اللہ تعالےٰ کی توہین ہے اسلئے صالح علیہ السلام نے انہیں تنبیہ کیا۔ کہ اگر اس کو ایذا دیا۔ تو عذاب الٰہی کے تم پر آنے کا خطرہ ہے۔

اونٹنی کے ہلاک کرنے پر عذاب الٰہی کی آمد

مگر آہستہ آہستہ یہ بات انہیں کھٹکنے لگی۔ اور آپس میں صلاح مشورے ہونے لگے کہ اس اونٹنی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ تو اس باری والے قصہ سے نجات ملے۔ کیونکہ ہمارے چوپاؤں اور خود ہمارے اپنے لئے یہ قید ناقابل برداشت ہے

یہ باتیں اگرچہ ہوتی رہتی تھیں لیکن کسی کو اس کے قتل کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ مگر ایک حسین جمیل مالدار عورت صدوق نے خود کو ایک شخص مصدع کے سامنے اور ایک مالدار عورت عنیزہ نے اپنی ایک خوبصورت لڑکی کو قیدار کے سامنے یہ کہہ کر پیش کیا۔ کہ اگر وہ دونوں اونٹنی کو ہلاک کر دیں۔ تو یہ تمہاری ملک ہیں۔ تم ان کو بیوی بنا لینا۔ آخر قیدار بن سالف اور مصدع کو اس کے لئے آمادہ کر لیا گیا اور طے پایا۔ کہ وہ راہ میں چھپ کر بیٹھ جائیں گے اور اونٹنی جب چراگاہ جانے لگے۔ تو اس پر حملہ کر دیں گے۔ اور چند دوسرے آدمیوں نے بھی مدد کا وعدہ کیا۔ غرض ایسا ہی کیا گیا اور اونٹنی کو سازش کر کے قتل کر دیا گیا۔

عذاب الٰہی کا اعلان

حضرت صالح علیہ السلام کو جب اس کی اطلاع ملی تو حسرت اور افسوس کے ساتھ قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

کہ آخر وہی ہوا جس کا مجھے خوف تھا۔ اب خدا کے عذاب کا انتظار کرو۔ جو تین دن کے بعد تم کو تباہ کر دے گا۔ اور پھر بجلی کی چمک اور کڑک اور زلزلے کا عذاب آیا۔ اور اس نے رات میں سب کو تباہ کر دیا۔ اور آنے والے انسانوں کو ہمیشہ کی عبرت کا سبق دے گیا۔

دسواں جرم

اللہ تعالیٰ کے شعائر کی ہتک کرنیکے باعث وہ قوم اللہ تعالےٰ کے عذاب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سفر میں ہم لوگ حالتِ احرام میں مکہ کی طرف جا رہے تھے۔ جب مسافر ہمارے سامنے گزرنے لگتے تو ہم عورتیں اپنے سر سے چادریں کھینچ کر منہ پر ڈال لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو وہ منہ کھول لیتی تھیں۔ (ابو داؤد: ۱۸۳۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (بخاری: ۹)

خدام الدین لاہور ۱۹ اگست ۱۹۵۵ء

خطبہ جمعہ

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۵۵ء

مسلمان ہونے کے بعد بے ایمان

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ایمان ہے جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اسے اللہ میں تیرا اور تیرے رسول کا ہر حکم دل سے مانتا ہوں اور دوسرے درجہ کی نعمت اسلام ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ملے اس کی حسب توفیق تعمیل کی جائے۔ اگر یہ دونوں نعمتیں نصیب ہو جائیں۔ تو یہ انسان کی بڑی خوش قسمتی ہے۔ اور اگر ایمان نصیب نہ ہو۔ تو یہ شخص بہت بڑا بدنصیب۔ بدبخت اور بدقسمت ہوگا خواہ امیر کبیر یا شاہ وقت ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک ایسے گروہ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا۔ مگر بعد میں بعض علامتوں سے معلوم ہوا۔ کہ ان کے دل میں ایمان نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس کے دل میں ایمان نہ ہو۔ اس کا اسلام بھی قبول نہیں ہوتا ایسے لوگوں کو منافق کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منافقوں کو کافروں کی فہرست میں شامل کر کے دوزخ میں داخل ہونے کا وعید سنایا ہوا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بھی ایسے بدنصیب موجود تھے۔ [illegible] کے زمانے میں بھی ایسے بدقسمت موجود ہوں ممکن ہے کہ ایسے بدنصیبوں کو جب اپنی نامرادی اور انجام کی اطلاع ہو۔ تو شرمندہ ہوں۔ بے ایمانی سے باز آجائیں۔ صدق دل سے ایمان لائیں۔ سچے مسلمان بن جائیں اور جہنم کی بجائے جنت میں پہنچ جائیں

قرآن مجید میں ان کا ذکر

قولہ تعالیٰ (وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ) سورۃ النور۔ رکوع ۶ پارہ ۱۸)

(ترجمہ) اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے۔ اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں

حاصل

یہ نکلا۔ کہ وہ لوگ تو اپنے ایمان اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بے ایمان ہیں۔

بے ایمان ہونے کی وجہ

جب وہ اپنے ایماندار ہونے اور مسلمان ہونے کا اظہار کر رہے ہیں۔ پھر انہیں کیوں بے ایمان کہا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ قولہ تعالیٰ (وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ) سورۃ النور رکوع ۶ پارہ ۱۸۔

(ترجمہ) اور جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تاکہ ان میں فیصلہ کرے تبھی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں۔

بے ایمانی کا سبب یہ نکلا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پر انہیں جھگڑا نپٹانے کے لئے بلایا جائے۔ تو فقط اس صورت میں آتے ہیں۔ جب انہیں یقین ہو کہ فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا۔ اور اگر انھیں یہ یقین نہ ہو تو منہ موڑ کر چلے جاتے ہیں۔

اپنی خواہش کے بندے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا ہوا ہے کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں ایک اللہ کے بندے ہوتے ہیں یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس کے سامنے سر جھکا دیا اور مان لیا اور دوسرے اپنے نفس کے بندے ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع نہیں ہوتے بلکہ اپنے نفس کے بندے ہوتے ہیں۔ جو ان کا نفس حکم دیتا ہے۔ وہی کرتے ہیں۔ او پر جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ نفس کے بندے ہیں۔ یعنی جو ان کے نفس کی خواہش ہو۔ وہی پوری کرتے ہیں۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

ایماندار مسلمان

اب مسلمانوں کی دوسری قسم بھی ملاحظہ فرمائیے جن کے اندر ایمان ہے اور ان کا مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی سچا ہے۔

قولہ تعالیٰ :۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(سورۃ النور رکوع ۶ پارہ ۱۸)

(ترجمہ) مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے۔ جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دربار سے جو فیصلہ بھی ہو۔ اس کو ماننے کے لیے ہر حال میں تیار ہیں۔ خواہ ان کے موافق ہو یا مخالف ہو۔ بارگاہ الٰہی میں یہی لوگ مقبول اور مرحوم ہیں اور جنت کے وارث ہوں گے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

آج بھی موجود ہیں

مسلمان کہلا کر شریعت کے ماننے سے انکار کرنے والوں کا جو ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔ آج بھی مسلمانوں میں اس قسم کے آدمی موجود ہیں۔ مثلاً تقسیم مال میراث میں شریعت کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر ایک شخص مر جاتا ہے جس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک بیوی کی اولاد چار بیٹے ہیں اور دوسری کا ایک بیٹا ہے۔ فرض کر لیجئے۔ دو بیویوں اور پانچ بیٹوں کے سوا اور کوئی بھی شرعی وارث نہیں ہے۔ اب مال میراث کی تقسیم شریعت کے قانون کے مطابق اس طرح ہوگی۔ ⅛ حصہ جائداد کا دو بیویوں کو ملے گا۔ اور باقی جائداد پانچ بیٹوں پر مساوی تقسیم ہوگی۔

چونڈے ونڈ

پنجاب کے زمینداروں میں تقسیم میراث میں ایک چونڈے ونڈ ہوتی ہے۔ اس کی یہ صورت ہے کہ مذکورہ بالا شخص کی کل جائداد دو عورتوں پر تقسیم کی جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آدھی جائداد ایک بیٹے کو مل جائے گی اور آدھی دوسری بیوی کے چار بیٹوں پر تقسیم کی جائے گی۔ اب دنیادار کیا کرتے ہیں۔ جنہیں شریعت کے دروازہ پر لانے سے جائداد میں زیادہ حصہ ملتا ہے۔ وہ تو فیصلہ کو شریعت کے دروازے پر لانے کے لئے بیحد زور لگاتے ہیں۔ اور دوسرا فریق جنہیں شریعت کے دروازے پر جانے سے حصہ کم ملتا ہے۔ اور عدالت میں جانے سے زیادہ ملتا ہے۔ وہ عدالت سے فیصلہ کرانے پر زور دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں آج بھی شریعت کا وہی فیصلہ ہوگا جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے قرآن مجید میں آ چکا ہے کہ اگرچہ وہ مسلمان تو کہلاتے ہیں مگر ان کے اندر ایمان نہیں ہے۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ خطبہ جمعہ —— (ص ۲ سے آگے)

نتیجہ

جب اندر ایمان نہ ہو۔ تو اس شخص کا اسلام بھی بارگاہ الٰہی میں منظور نہیں ہوگا۔ ایسے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی نصیب نہیں ہوگی اور نہ ہی انھیں دوزخ سے نجات ہوگی۔ کیونکہ شفاعت کے لیے ایمان شرط ہے۔

شریعت نہیں رواج

دیہاتی زمیندار اور شہری صاحب جائداد لوگوں میں کئی خاندان ایسے پائے جاتے ہیں جو تقسیم جائداد کے معاملہ میں صاف طور پر کہتے ہیں۔ کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کرینگے رواج پر عمل کریں گے۔ حالانکہ قرآن مجید میں (جو شریعت کا سنگ بنیاد ہے) تقریباً ڈیڑھ صفحہ قانون میراث کا سورۃ نساء کے ابتداء ہی میں مذکور ہے آپ کو معلوم ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے روپوش ہونے کے بعد بعض قبائل نے سارے قرآن مجید میں سے فقط ایک فقرے (آتوا الزکوٰۃ زکوٰۃ دو) کا انکار کیا تھا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے انھیں مرتد اور واجب القتل قرار دیا تھا۔ قرآن مجید کے ڈیڑھ صفحہ کا انکار کرنے والے ایمانداری سے فیصلہ کریں۔ آج اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے۔ تو ان کے حق میں کیا فیصلہ فرماتے۔

حضرت عمرؓ کا فیصلہ

ایک یہودی اور ایک منافق میں کوئی جھگڑا تھا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں فیصلہ کے لیے گئے یہودی چونکہ حق بجانب تھا۔ اس لیے آپ نے اس کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ منافق کے دل میں خیال آیا۔ کہ یہودی کے مقابلہ میں میری کوئی رعایت نہیں کی گئی اس لیے اس نے یہودی سے کہا۔ کہ چلو۔ حضرت عمر سے اس فیصلہ پر نظر ثانی کرائیں۔ یہودی نے کہا۔ بہت اچھا۔ یہودی کو یقین تھا۔ کہ اس دربار گہربار میں جو فیصلہ بھی ہوگا۔ وہ بالکل ٹھیک ہوگا۔ حضرت عمرؓ کے پاس جب پہنچے تو یہودی نے سارا قصہ سنایا۔ اور عرض کی۔ کہ آپ کے ہاں اس فیصلہ پر نظر ثانی کرانے کے لیے آئے ہیں۔ یہودی سے سارا قصہ سننے کے بعد مسلمان (منافق) سے فرمایا۔ کیا یہ واقعہ صحیح ہے جو اس نے بیان کیا ہے مسلمان نے کہا جی ہاں ایسا ہی ہے) آپ نے فرمایا۔ ٹھہرو۔ میں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں۔ چنانچہ اندر تشریف لے گئے اور تلوار اٹھا کر لائے۔ اور آتے ہی اس کا سر قلم کر دیا۔ اور فرمایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے۔ اس کا فیصلہ یہ ہے خیال فرمایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے انکار کرنے والا واجب القتل ہے تو اللہ تعالے کا میراث کی تقسیم کے متعلق فیصلہ نہ ماننے والے کا فیصلہ کیا ہونا چاہیئے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

دونوں میں فرق

اگر ایک شخص اللہ تعالے کا فرمان ماننے سے انکار کرتا ہے۔ جیسا کہ شریعت کا انکار کرنے والوں اور رواج پر عمل کرنے والوں کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ اور دوسرا وہ شخص ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کے قانون کو مانتا ہے اور زبان سے بھی اس کے ماننے کا اقرار کرتا ہے۔ مگر ٹال مٹول کرتا ہے۔ اور عملدرآمد نہیں کرتا۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ پہلے شخص کے لیے نہ شفاعت ہے نہ نجات ہے۔ اور دوسرے شخص کے لیے شفاعت بھی ہے اور نجات بھی۔ شریعت کی اصطلاح میں پہلا کافر ہے اور دوسرا فاسق ہے۔ فاسق کے لیے شفاعت بھی ہے اور نجات بھی۔

میرا فرض اور آپ کا فرض

قولہ تعالے:۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔

(سورۃ النور رکوع ۷ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کہدو۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر موںہہ پھیروگے تو پیغمبر پر تو وہی ہے جس کا وہ ذمہ دار ہے۔ اور تم پر وہ ہے۔ جو تمہارے لیے لازم کیا گیا ہے اور اگر اس کی فرمانبرداری کروگے تو ہدایت پاؤگے۔ اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع ہی سے ہدایت ہو سکتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کلمہ حق مخلوق تک پہنچانا ہی ہے اور مخلوق خدا کے ذمہ یہ ہے کہ وہ سمجھنے کے بعد اس پر عمل کریں۔

مبلغ قرآن کا ذمہ

مبلغ قرآن مجید کے ذمہ فقط اتنی چیز ہے کہ وہ مخلوق خدا تک کلمہ حق پہنچا دے۔ اس کے بعد مخلوق خدا کے ذمہ یہ ہے کہ اس پر عمل کریں۔ عمل کریں گے تو عذاب الٰہی سے بچ جائیں گے۔ ورنہ قیامت کے دن یہ تو نہیں کہیں گے۔ کہ اے اللہ ہمارے پاس تیرا کوئی بندہ ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔

اس کا ثبوت

قولہ تعالے (كُلَّمَا اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ) سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ:۔ جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں! بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پر ہم نے جھٹلا دیا۔ اور کہدیا۔ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا۔ تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔

اس آئینہ میں اپنا موںہہ دیکھو

برادران اسلام۔ مذکورۃ الصدر آیتوں کے آئینہ میں اپنا موںہہ دیکھو۔ کیا آجکل بے دینوں کا ایک ایسا طبقہ موجود نہیں ہے۔ جو علماء دین کی بے دھڑک توہین کرتا ہے۔ وہ ان کے پیغام سے فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ الٹا انھیں برے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ اور ان کی بے عزتی کرنا اپنا فرض خیال کرتا ہے اللہ تعالے انھیں ہدایت عطا فرمائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج جن کی تکذیب و توہین کرتے ہیں۔ قیامت کے دن انھیں کی تصدیق کریں۔ کہ واقعی وہ سچے تھے۔ اور ہم جھوٹے تھے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ۔

خطبۂ جمعہ : ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۵۵ء

عالم ارواح کو جانے والی ڈاک

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام - آپ کو معلوم ہے کہ ہر حکومت میں ایک محکمہ ڈاک کا ہوتا ہے اور یہ محکمہ حکومت کے لئے بہت زیادہ ضروری اور بہت بڑا اہم ہوتا ہے - اس کے سوا سلطنت کا نظام چل ہی نہیں سکتا - بلکہ محکمہ ڈاک کے سوا امن قائم رہ ہی نہیں سکتا - یہی وجہ ہے کہ جن گاڑیوں میں سرکاری ڈاک آتی ہے - وہ پسنجر ٹرینوں سے بہت زیادہ تیز رفتار ہوتی ہیں - تاکہ ذمہ داران حکومت تک ہر جگہ کے حالات جلد از جلد پہنچ سکیں - مثلاً مغربی پاکستان کی حکومت کا مرکز آجکل لاہور ہے - پھر آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان خیبر میل کس تیز رفتار سے مرکز سے چلتی ہے تاکہ ماتحت مراکز کو جلد از جلد مرکزی حکومت کے احکام پہنچ سکیں اور کراچی جانے والی میل ٹرین بھی اسی تیز رفتار سے مرکز کی طرف دوڑتی ہے - تاکہ ماتحت مراکز کے حالات جلد از جلد حکومت کے سب سے بڑے مرکز میں پہنچ جائیں - آج کل تو حکام بالا اور حکام ماتحت کے درمیان جلد از جلد خبر رسانی کے اور ذرائع بھی پیدا ہو گئے ہیں مثلاً ہوائی جہاز - ٹیلیفون - وائرلیس - بہرحال نظام سلطنت کے چلانے کے لئے ذرائع خبر رسانی (جسے ڈاک کہا جاتا ہے) کا مکمل ہونا اشد ضروری ہے - جس ملک کا ڈاک کا انتظام مکمل ہوگا - اس ملک کی انتظامی حالت (اگر حکام درست کرنا چاہیں) بھی بہت اچھی ہوگی - اور اگر یہ نظام خراب ہوگا تو ملکی نظم و نسق ہرگز درست نہیں ہو سکتا -

روحانی ڈاک جمع کر کے دربار الٰہی میں پہنچانے والے

قولہ تعالیٰ - وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (سورۃ الانفطار رکوع ۱ پارہ ۳۰)

ترجمہ - اور بے شک تم پر محافظ ہیں عزت والے اعمال لکھنے والے - وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو -

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمہارے پاس پیچھے بعد دیگرے رات اور دن کے فرشتے آتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز پر اکٹھے ہو جاتے ہیں - پھر وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں - جنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری تھی - پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود بھی ان کے متعلق بہتر جانتا ہے - میرے بندوں کو ...

الحاصل قرآن مجید کی گزشتہ آیات اور حدیث شریف سے یہ حاصل نکلا کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے موجود رہتے ہیں جو انسانوں کے اعمال جمع کر کے بارگاہ الٰہی میں پہنچا دیتے ہیں -

اس کا فائدہ

معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ اعمال بارگاہ الٰہی میں پہنچنے کے بعد محفوظ رکھے جاتے ہیں - آئندہ چل کر اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے نافرمان اور باغیوں سے اتمام حجت کے طور پر یہ فرمائیں گے -

اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝

ترجمہ - اپنا نامہ اعمال پڑھ لے - آج اپنا حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی شیخ الاسلام پاکستان اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں - یعنی نامۂ اعمال اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا کہ خود پڑھ کر فیصلہ کر لے جو کام عمر بھر میں کئے تھے کوئی رہا تو نہیں یا زیادہ تو نہیں لکھا گیا - ہر آدمی اس وقت یقین کریگا کہ ذرہ ذرہ عمل بلا کم و کاست اس میں موجود ہے -

دربار نبوی سے ثبوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے اعمال کی روزانہ جو ڈاک زمین سے بارگاہ الٰہی میں جاتی ہے - وہ محفوظ رکھی جاتی ہے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ أَفَلَكَ عُذْرٌ قَالَ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ بَلَىٰ إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک اللہ میری امت میں سے ایک شخص کو قیامت کے دن لوگوں کے سامنے نجات دیگا - اس پر ننانوے دفتر گناہوں کے کھولے گا - ہر ایک دفتر آنکھ کی نگاہ کی دوری جتنا ہوگا - پھر فرمائے گا - کیا تم اس میں سے کسی چیز کا انکار کر سکتے ہو - کیا تجھ پر میرے لکھنے والے محافظوں نے ظلم کیا ہے - کہے گا نہیں اے میرے رب پھر فرمائے گا آیا تیرا کوئی عذر ہے - کہے گا نہیں اے میرے رب - پھر فرمائے گا - ہاں ہمارے ہاں تیری ایک نیکی بھی ہے - اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا - پھر ایک پرزہ نکالا جائیگا جس میں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ ورسولہ ہوگا - پھر فرمائے گا - اپنے اعمال کے وزن کے وقت موجود - پھر وہ کہے گا - اے میرے رب - ان دفتروں کے مقابلہ میں یہ پرزہ کیا چیز ہے - پھر فرمائے گا بیشک تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا - آپ نے فرمایا - پھر سب گناہوں کے دفتر ترازو کے ایک پلہ میں رکھ دیئے جائیں گے - اور پرزہ ترازو کے دوسرے پلہ میں رکھ دیا جائے گا - پھر سب دفتر (۹۹) ہلکے ہو جائیں گے - اور پرزہ بھاری ہوگا اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی

حاصل

یہ نکلا کہ تمام انسانوں کے اعمال بارگاہ الٰہی میں محفوظ رہتے ہیں -

دیندار مسلمانوں کی روحانی ڈاک

سیدھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَىٰ حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ

أَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي قَالَ يَقُولُونَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُولُ كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ فَيَقُولُ فَمَا يَسْأَلُونَ قَالُوا يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا فَيَقُولُونَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ قَالَ يَقُولُونَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُولُ فَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُولُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ

(رواہ البخاری)

ترجمہ:- ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق اللہ کے ایسے فرشتے بھی ہیں جو راستوں پر پھرتے رہتے ہیں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ پھر جب ایسے لوگوں کو پاتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ آؤ اپنی ضرورت کی طرف۔ آپ نے فرمایا۔ پھر ان پر اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ انھیں خود بھی خوب جانتا ہے میرے بندے کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا عرض کرتے ہیں تیری تسبیح پڑھتے ہیں اور تیری ہی بڑائی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیری ہی بزرگی بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر فرماتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر وہ کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے تجھے دیکھا نہیں ہے آپ نے فرمایا پھر فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو آپ نے فرمایا پھر کہتے ہیں اگر وہ آپ کو دیکھ لیں تو آپ کی بہت زیادہ عبادت کریں اور آپ کی بہت زیادہ تعظیم بجا لائیں اور آپ کی بہت زیادہ تسبیح بیان کریں آپ نے فرمایا۔ فرماتا ہے پھر وہ کیا مانگتے ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں۔ آپ سے بہشت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا فرماتا ہے اور کیا انہوں نے بہشت کو دیکھا ہے پھر عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب اللہ کی قسم ہے انہوں نے دیکھا نہیں ہے آپ نے فرمایا فرماتا ہے۔ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو۔ آپ نے فرمایا عرض کرتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیں تو ان میں اس کے لئے سخت حرص پیدا ہو اور اس کی سخت طلب پیدا ہو اور بہت بڑی رغبت پیدا ہو۔ فرماتا ہے پھر کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ عرض کرتے ہیں آگ سے۔ آپ نے فرمایا۔ فرماتا ہے۔ کیا انھوں نے اسے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب اللہ کی قسم انہوں نے اس کو دیکھا تو نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا فرماتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو۔ آپ نے فرمایا عرض کرتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے بہت زیادہ بھاگیں اور اس سے بہت زیادہ ڈریں آپ نے فرمایا پھر فرماتا ہے۔ میں تمہیں گواہ کرتا ہوں۔ تحقیق میں نے ان سب کو بخش دیا۔ آپ نے فرمایا فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے۔ ان میں فلاں شخص ان میں سے نہیں ہے۔ وہ تو فقط کسی کام کے لئے آ گیا تھا۔ فرماتے گا۔ یہ ایسے ل بیٹھنے والے ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بے نصیب نہیں ہوگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے دیندار بندے جب ذکر الہی کرتے ہیں تو فرشتے بارگاہ الہی میں ان کی رپورٹ پہنچاتے ہیں اور اسی کی بخشش سے ذکر کرنے والوں کو بخشش نصیب ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ (متفق علیہ)

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس یکے بعد دیگرے رات اور دن کے فرشتے آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ چڑھ جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری تھی۔ پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود بھی ان کے متعلق بہتر جانتا ہے۔ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو۔ پھر وہ عرض کرتے ہیں ہم نے انہیں نماز پڑھنے کی حالت میں چھوڑا ہے۔ اور جب ان کے پاس گئے تھے۔ تب بھی نماز پڑھتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسانوں کے اعمال کی ڈاک حضور الہی میں دو مرتبہ روزانہ پہنچتی ہے۔

نمبر ۲ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ڈاک

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ (رواہ النسائی والدارمی)

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بیشک اللہ کے فرشتے زمین میں پھرنے والے ہیں۔ میری اُمت کا سلام مجھے پہنچا دیتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہیں بھی صلوٰۃ یا سلام پڑھا جائے تو فرشتے آپ کے حضور میں جا کر پہنچا دیتے ہیں۔

فائدہ

جو شخص ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ اس پر دس مرتبہ اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اس کے دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند ہو جاتے ہیں قیامت کے دن سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اس کو جگہ ملے گی جو سب سے زیادہ آپ پر درود شریف پڑھتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بعد رسول اللہ صلی اللہ پر درود شریف پڑھ کر دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے۔

وفات یافتہ والدین کی ڈاک

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَنّٰى لِي هٰذِهِ فَيَقُولُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ (رواہ احمد)

ترجمہ:- ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بیشک اللہ عزوجل نیک بندے کا درجہ بہشت میں بلند کر دیتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے اے میرے رب یہ میرا درجہ کیسے بلند ہوا پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تیرے بیٹے کے تیرے لئے دعائے مغفرت کرنے کے باعث (یہ درجہ بلند ہوا ہے)

اس استغفار کا فائدہ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوتُ وَالِدَاهُ أَوْ أَحَدُهُمَا وَإِنَّهُ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا (رواہ البیہقی)

ترجمہ۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق ایک بندہ (ایسا ہوتا ہے) اس کے دونوں والدین یا ایک ان دونوں میں سے مر جاتے ہیں اور تحقیق وہ ان دونوں کا نافرمان ہوتا ہے۔ پھر وہ ہمیشہ ان دونوں کے لئے دعا کرتا رہتا ہے اور ان دونوں کے لئے بخشش کی دعا کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ اس کو ماں باپ کا فرمانبردار لکھ دیتا ہے

اگر

ماں باپ کا نافرمان ان کے لئے دعا نہ کرتا اور بخشش کی دعا نہ مانگتا تو دوزخ میں جاتا۔ اب اس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے حیا کرنی چاہیے۔ صحابہ رضی اللہ عنہما نے عرض کیا الحمد اللہ ہم خدا سے حیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں، بلکہ اللہ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر کی اور سر میں جو افکار اور خیالات ہیں ان سب کی حفاظت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو اور موت اور موت کے بعد قبر میں تمھاری جو حالت ہونی ہے اس کو یاد رکھو۔ جس نے یہ سب کچھ کیا سمجھو اللہ سے حیا کرنے کا حق اسی نے ادا کیا۔ (ترمذی: ۳۴۵۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی عورت کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ اپنا ہاتھ اس سے زیادہ کھولے، یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی کلائی کے نصف پر ہاتھ رکھا۔ (ابن جریر، ج ۱۹ ص ۱۵۷)

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۲ سے آگے

بخشش کی دعا کے باعث فرمانبرداری کا تحفہ لے کر جنت میں جائے گا۔

وفات یافتہ اولاد بھائیوں اور دوستوں کی طرف روحانی ڈاک

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْہَا وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) (ترجمہ)

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبر میں میت ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ ڈوبنے والا فریاد رسی کرنے والا ہو (میت) اس دعا کی انتظار کرتا ہے جو اسے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچے۔ جب وہ دعا اسے پہنچتی ہے تو اسے دنیا اور جو کچھ بھی دنیا میں ہے ان سب سے وہ زیادہ پیاری ہوتی ہے اور تحقیق اللہ قبروں والوں پر زمین والوں کی دعا پہاڑوں کی مثل داخل کرتا ہے اور تحقیق زندوں کا مُردوں کی طرف ہدیہ ان کے لئے استغفار ہے ——— دعا ———

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس روحانی ڈاک کے ذریعے سے اپنے عزیزوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

خطبۂ جمعہ :— (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) :— ۷ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۵۵ء

اہل بیت کے مناقب اور حالات

(از جناب مفسر القرآن حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

قولہ تعالیٰ :- (وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ) (الآیۃ)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں۔ انہیں مردہ مت کہو بلکہ زندہ ہیں۔

حضرات آج میں ماہ محرم الحرام کی مناسبت سے تعزیہ اور مسلمان کے زیر عنوان کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب

ہم اہل سنت والجماعت تمام اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ویسی ہی عزت کرتے ہیں اور اُن سے سچی عقیدت اور محبت رکھتے ہیں جس طرح شیعہ صاحبان اُن کے مداح اور اُن کی محبت کے دعویدار ہیں چنانچہ عقیدہ اہل السنۃ میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هٰذه الآية نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ الآیہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا فقال اللّٰھم ھٰؤلاء اھل بیتی۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ : سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی " ندع ابناءنا و ابناءکم " تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسین کو بلایا اور فرمایا۔ اے اللہ میرے اہل بیت یہ لوگ ہیں۔

عن انس قال لم یکن احد اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم من الحسن بن علی و قال فی الحسین ایضا کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ البخاری)

(ترجمہ) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حسن بن علی سے بڑھ کر کوئی شخص زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں تھا۔ اور حسینؓ کے متعلق بھی یہی فرمایا کہ وہ بھی سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

عن زید ابن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی و فاطمۃ و الحسن و الحسین انا حرب لمن حاربھم و سلم لمن سالمھم۔

ترجمہ :- زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے متعلق فرمایا کہ میری اس سے لڑائی ہے جو ان سے لڑے گا اور جو ان سے صلح کرے گا میری اس سے صلح ہے۔

یہ مناقب مشتے نمونہ از خروارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر سب جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔

جس طرح ان مناقب سے اہل سنت والجماعت اتفاق رکھتے ہیں۔ اسی طرح اس اندوہناک غم انگیز داستان ظلم و ستم یعنی حادثہ شہادت امام حسینؓ سے بھی سنیوں کا اتفاق ہے۔ چنانچہ احباب کی اطلاع کے لیے اس کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا نے واقعۂ کربلا کے تفصیلی حالات بیان فرمائے۔

واقعات متعلقہ کربلا کی تمہید

حضرت امیر معاویہؓ کی زندگی میں اُن کا بیٹا یزید ولی عہد مقرر ہو چکا تھا۔ چنانچہ امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۶۰ھ دمشق میں ہوا۔ یزید نے تمام ملکوں میں اپنے حکام کی طرف فرمان بھیجا۔ کہ میرے حق میں لوگوں سے بیعت کی جائے۔ اسی ضمن میں اس نے مدینہ منورہ کے حاکم ولید بن عقبہ کو لکھا۔ کہ امام حسینؓ سے یزید کے حق میں بیعت لی جائے۔ امام حسینؓ نے بیعت نہیں کی۔ کیونکہ یزید فاسق۔ شرابی اور ظالم تھا۔ اس کے بعد امام حسینؓ ۳ شعبان ۶۰ھ کو مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ اور مکہ معظمہ میں جا کر قیام فرمایا۔

اہل کوفہ کی طرف سے دعوت

حضرت علیؓ نے چونکہ کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا ہوا تھا۔ اس لیے وہاں اہل بیت کے طرفداروں کی تعداد زیادہ تھی۔ انہوں نے امام حسینؓ کو تقریباً ڈیڑھ سو خطوط لکھے کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیے۔ ہماری جان اور مال آپ کی مدد کے لیے حاضر ہیں۔ امام ممدوح نے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو اہل کوفہ سے بیعت لینے کے لئے بھیج دیا۔

مسلم بن عقیل کا کوفہ میں قیام اور بیعت لینا

جب مسلم بن عقیل کوفہ میں پہنچے تو مختار بن عبید کے مکان پر ٹھہرے۔ اور امام حسینؓ کے لیے بارہ ہزار سے بھی زیادہ آدمیوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب نعمان بن بشیرؓ صحابی جو حاکم کوفہ تھے۔ انہیں اس کا علم ہوا۔ تو انہوں نے لوگوں کو ڈانٹا فقط ڈانٹنے پر ہی اکتفا کی۔ اس سے زیادہ کسی کو کچھ نہ کہا۔

مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ بن الولید بن عقبہ نے یزید کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اس پر یزید نے نعمان بن بشیرؓ صحابی کو معزول کر دیا۔ اور اُن کی جگہ عبید اللہ بن زیاد کو بصرہ کے حاکم کو متعین کر دیا۔

عبید اللہ بن زیاد کا حاکم کوفہ ہو کر آنا

عبید اللہ بن زیاد بصرہ سے کوفہ آیا۔ اور رات کے وقت اہل حجاز کے لباس میں کوفہ میں داخل ہوا۔ تاکہ لوگ دھوکے سے یہ سمجھیں کہ امام حسینؓ تشریف لے آئے ہیں۔ لوگوں نے امام موصوف کا خیال کر کے اس کا استقبال کیا۔ اُس کے آگے آگے یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے۔ اے رسول اللہ کے بیٹے تمہیں مرحبا ہو۔ عبید اللہ بن زیاد نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ سرکاری مکان میں داخل ہو گیا صبح لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اور اپنی حکومت کی سند پڑھ کر سنائی انھیں دھمکی دی۔ اور یزید کی مخالفت سے ڈرایا۔ اور مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے مکان میں چھپ گئے۔ عبید اللہ بن زیاد نے محمد بن اشعث کو فوج دے کر ہانی بن عروہ کے مکان پر بھیجا۔ ہانی بن عروہ اور اہل کوفہ کے تمام سرداروں کو گرفتار کرا دیا۔ مسلم بن عقیل کو جب یہ اطلاع پہنچی۔ تو انہوں نے بھی اپنے خیرخواہوں کو جمع کیا۔ اُن کے ساتھ چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ انہوں نے عبید اللہ بن زیاد کے محل کا محاصرہ کر لیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے اِن قیدی سرداروں سے کہا۔ کہ تم اپنے آدمیوں کو سمجھا دو کہ وہ مسلم بن عقیل کی رفاقت سے باز آ جائیں۔ اُن لوگوں کے سمجھانے سے چالیس ہزار میں سے فقط پانچ سو آدمی مسلم بن عقیل کے پاس رہے۔ باقی سب بھاگ گئے حتیٰ کہ مسلم بن عقیل تنہا رہ گئے۔ اب وہ متحیر ہو گئے کہ کیا کریں۔ ایک عورت کے گھر میں آئے۔ اس سے پینے کے لیے پانی مانگا۔ اس نے پلایا۔ اور اپنے گھر میں انھیں ٹھہرا لیا۔ اس بڑھیا کا بیٹا محمد بن اشعث (جس کا پہلے ذکر آ چکا ہے جس نے کوفہ کے آدمیوں کو قید کیا تھا) کا دوست تھا۔ اس بیٹے نے اشعث سے کہہ دیا۔ اس نے عبید اللہ بن زیاد کو اطلاع دے دی۔ عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن حریث کوتوال شہر اور محمد بن اشعث کو بھیجا۔ انہوں نے آ کر اس بڑھیا کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن مسلم تلوار سونت کر لڑائی کے لیے نکلے۔ محمد بن اشعث نے انھیں امان دے دی۔ اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس گرفتار کر کے لے آئے۔ عبید اللہ بن زیاد نے انھیں قتل کر دیا۔ اور ہانیؓ (جس نے مسلم بن عقیل کو پناہ دی تھی) کو سولی پر چڑھا دیا۔ یہ واقعہ ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کا ہے۔ اسی کے ساتھ ہی عبید اللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل کے دونوں بچے (محمد اور ابراہیم) بھی قتل کر دیئے۔ اور اسی تاریخ کو

(باقی ۱۵ پر)

بقیہ خطبہ :- (صـ۳ سے آگے)

امام حسینؓ مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

عبداللہ بن عباسؓ کا کوفہ جانے سے امام حسینؓ کو روکنا

آپ کے دوستوں اور رشتہ داروں کو جب اس ارادہ کا علم ہؤا۔ تو وہ سخت مضطرب ہوئے۔ (یہ سب لوگ کوفہ والوں کی بے وفائی اور غداری سے واقف تھے۔ اور بنی اُمیہ کے خاندان کے مظالم سے بھی آگاہ تھے۔ سبئے اس سفر کی مخالفت کی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا۔ لوگ یہ سُن کر بہت پریشان ہیں۔ کہ آپ کوفہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا واقعی آپ کا پختہ ارادہ ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے جواب دیا کہ واقعی عنقریب روانہ ہونے والا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا۔ کیا آپ ایسے لوگوں میں جا رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنے پہلے امیر کو بے دست و پا کر دیا ہے۔ دشمن کو اپنے ملک سے نکال دیا ہے۔ اور ملک پر اپنا تسلّط جما لیا ہے۔ اب آپ کو نظامِ حکومت کے درست کرنے کے لئے بلا رہے ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو بے شک تشریف لے جائیے اور اگر ایسا نہیں ہے تو ان لوگوں کا آپ کو بلانا جنگ کے لئے بلانا ہے مجھے خطرہ ہے کہ وہ لوگ آپ کو دھوکہ نہ دیں۔ اور جب آپ کے دشمن کو طاقتور دیکھیں گے۔ تو پھر اس کے طرفدار ہو کر آپ سے لڑائی کریں گے۔ حضرت امام حسینؓ ان باتوں سے متاثر نہیں ہوئے۔ اور روانگی کے ارادہ پر قائم رہے۔

دوبارہ روکنا

جب حضرت امام حسینؓ بالکل تیار ہو گئے۔ پھر حضرت ابن عباسؓ دوڑتے ہوئے آئے۔ اور بمنّت و سماجت کہا۔ کہ مجھ سے خاموش نہیں رہا جاتا۔ میں اس سفر میں آپ کی ہلاکت اور بربادی دیکھ رہا ہوں۔ عراقی لوگ بڑے دغاباز ہیں۔ اُن کے قریب بھی نہ جائیے۔ اور یہیں مکہ معظمہ میں قیام کیجئے۔ عراق والے اگر آپ کو بلانا بھی چاہتے ہیں۔ تو انہیں کہئے کہ پہلے دشمن کو اپنے علاقہ سے نکال دیجئے۔ پھر مجھے بلائیے۔ اگر آپ حجاز سے جانا ہی چاہتے ہیں۔ تو پھر یمن چلے جائیے۔ وہاں کے لوگ آپ کے والد (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کے خیرخواہ ہیں۔ وہاں آپ ان دشمنوں کی گرفت سے بھی باہر ہوں گے۔ وہاں خطوں اور قاصدوں کے ذریعہ سے اپنی دعوت پھیلائیے گا۔ آپ اس طرح پر یقیناً کامیاب ہوں گے امام حسینؓ نے فرمایا۔ کہ میں تو عراق کا ارادہ پختہ کر چکا ہوں ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ اگر آپ نہیں مانتے۔ تو پھر عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیے مجھے خطرہ ہے کہ آپ اُن کی آنکھوں کے سامنے اسی طرح قتل نہ کر دیئے جائیں جس طرح عثمانؓ بن عفان اپنے گھر والوں کے سامنے قتل کئے گئے تھے۔ اتنی باتیں پیش ہونے کے باوجود آپ اپنے ارادہ پر قائم رہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے لوگوں نے آپ کو سمجھایا۔ لیکن کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

امام حسینؓ کے چچیرے بھائی کا خط

آپ کے چچیرے بھائی عبداللہ بن جعفر نے مدینہ منورہ سے خط لکھا۔ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہ خط دیکھتے ہی اپنے ارادہ سے باز آ جائیے کیونکہ اس راہ میں آپ کے لیے ہلاکت اور آپ کے اہل بیت کے لیے بربادی ہے۔ اگر آپ قتل ہو جائیں گے۔ تو زمین کا نور بجھ جائے گا۔ اس وقت آپ کا وجود ہی ہدایت کا نشان اور ارباب ایمان کی امیدوں کا مرکز ہے سفر میں جلدی نہ کیجئے۔ میں آتا ہوں۔

حاکم مدینہ کا خط

عبداللہ بن جعفر نے اس کے علاوہ والی مدینہ منورہ سے بھی خط لکھوایا جس کا مضمون یہ ہے۔

”میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ آپ کو اس راستہ سے ہٹا دے جس میں ہلاکت ہے۔ اور اس راستہ کی طرف رہنمائی فرمائے جس میں سلامتی ہے۔ مجھے معلوم ہؤا ہے کہ آپ عراق جا رہے ہیں۔ میں آپ کے لیے شقاق اور اختلاف سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں آپ کی ہلاکت سے ڈرتا ہوں۔ میں عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ اُن کے ساتھ واپس چلے آیئے۔ میرے پاس آپ کے لیے امن و سلامتی۔ نیکی۔ احسان اور حسن جوار ہے۔ خدا اس پر شاہد ہے۔ وہی اس کا کفیل اور نگہبان اور وکیل ہے۔ والسلام“

اس کے بعد آپ اپنے ارادہ پر پختہ رہے۔

فرزدق شاعر سے ملاقات

جب آپ مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو ”صفاح“ نام مقام پر اہل بیت کا مشہور شاعر آپ سے ملا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ تمہارے پیچھے لوگوں کا کیا حال ہے۔ پھر فرزدق نے جواب دیا۔ اُن کے دل آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب معاملہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وُہ جو چاہتا ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ ہمارا پروردگار ہر گھڑی کسی نہ کسی حکم فرمائی میں رہتا ہے اگر اس کی مشیّت ہماری خواہش کے مطابق ہو تو اس کی تعریف کریں گے۔ اور اگر اُمید کے خلاف ہو۔ تو بھی نیک نیتی اور تقویٰ کا ثواب کہیں نہیں گیا۔

مسلم بن عقیل کے رشتہ داروں کی ضد

زرود نام ایک مقام پر پہنچ کر معلوم ہؤا۔ کہ یزید کے گورنر کوفہ عبیداللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل کو اعلانیہ قتل کر دیا ہے۔ اور کوفیوں میں سے کوئی شخص ٹس سے مس نہیں ہؤا۔ امام حسینؓ نے بار بار اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ بعض ساتھیوں نے عرض کی۔ ابھی وقت ہے ہم آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے حق میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں۔ خدا کے لئے یہیں سے لوٹ چلیے۔ کوفہ میں آپ کا ایک بھی طرفدار معلوم نہیں ہوتا۔

امام حسینؓ خاموش ہو گئے۔ اور واپسی پر غور کرنے لگے۔ لیکن مسلم بن عقیل کے عزیزوں نے کہا۔ واللہ ہم ہرگز نہ پلٹیں گے۔ اور اپنا انتقام لیں گے۔ یا اپنے بھائی کی طرح مر جائیں گے۔ اس پر آپ نے اپنے ساتھیوں کو نظر اٹھا کر دیکھا اور ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ان کے بعد زندگی میں کوئی مزہ نہیں۔

حُر ابن یزید کی ملاقات

قادسیہ سے جونہی آگے بڑھے۔ اور کوفہ سے دو منزل پر جا پہنچے۔ تو حُر ابن یزید عبیداللہ ابن زیاد کی طرف سے ایک ہزار ہتھیار بند فوج لے کر آملا اور ساتھ ہو لیا۔ اور اس نے امام حسینؓ سے کہا کہ عبیداللہ ابن زیاد نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں۔ یہاں تک کہ آپ کو اس کے پاس لے چلوں۔ اور میں خدا کی قسم مجبور ہوں۔ امام حسینؓ نے فرمایا کہ میں خود کوفہ کی طرف نہیں آیا۔ یہاں تک کہ مجھے کوفہ والوں کے بہت سے خطوط پہنچے ہیں۔ اور میرے پاس اُن کے بہت سے قاصد آئے ہیں۔ اور تم کوفہ کے رہنے والے ہو۔ اگر تم اپنی بیعت پر قائم رہو۔ تو میں تمہارے شہر میں چلوں گا ورنہ لوٹ کر چلا جاؤں گا۔ اس پر حُر نے کہا۔ آپ کن خطوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ہمیں ایسے خطوں کا کوئی علم نہیں۔ امام حسینؓ نے عقبیٰ بن سلام کو حکم دیا۔ کہ وہ دونوں تھیلے نکال لائیں۔ جن میں کوفہ والوں کے خط بھرے ہیں۔ عقبیٰ نے تھیلے انڈیل کر خطوں کا ڈھیر لگا دیا۔ اس پر حُر نے کہا لیکن ہم وہ نہیں۔ جنہوں نے یہ خط لکھے تھے ہمیں تو یہ حکم ملا ہے۔ کہ آپ کو عبیداللہ بن زیاد تک پہنچا کے چھوڑیں۔ امام حسینؓ نے فرمایا۔ یہ موت سے پہلے ناممکن ہے پھر آپ نے روانگی کا حکم دیا۔ لیکن مخالفین نے راستہ روک لیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ حُر نے جواب دیا۔ میں آپ کو عبیداللہ ابن زیاد کے پاس پہنچانا چاہتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا۔ واللہ میں تیرے ساتھ نہیں چلوں گا۔ اس نے کہا۔ واللہ میں بھی آپ کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ جب گفتگو زیادہ بڑھی تو حُر نے کہا۔ کہ مجھے آپ سے لڑنے کا حکم نہیں ہے مجھے صرف یہ حکم ملا ہے۔ کہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں یہاں تک کہ آپ کو کوفہ پہنچا دوں۔ اگر آپ اسے

منظور نہیں کرتے تو ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کوفہ جاتا ہو۔ نہ مدینہ۔ بات زیادہ لمبی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ امام حسینؓ کوفہ کے راستے سے ہٹ گئے۔

میدان کربلا میں قیام

دو محرم الحرام ۶۱ھ کو جا اترے۔ جب میدان میں اترے تو اسکا نام دریافت فرمایا۔ معلوم ہوا۔ کہ اس کا نام کربلا ہے تب آپ نے فرمایا۔ هٰذَا اَمْنَعُ كَرْبٍ وَّ بَلَاءٍ یعنی یہ تکلیف اور ہلاکت کی جگہ ہے۔ یہ مقام پانی سے دور تھا۔ دریا میں اور اس میں ایک پہاڑی حائل تھی۔

عمر بن سعد کی آمد

دوسرے دن عمر ابن سعد ابن ابی وقاص کوفہ والوں کی چار ہزار فوج لے کر آپہنچا۔ عبیداللہ بن زیاد نے عمر کو زبردستی بھیجا تھا۔ عمر کی خواہش تھی کہ کسی طرح اس آزمائش میں نہ آئے۔ اور معاملہ رفع دفع ہو جائے اس نے آتے ہی امام حسینؓ کے قاصد بھیجا۔ اور دریافت کیا۔ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے وہی جواب دیا۔ جو حر ابن یزید کو دے چکے تھے۔ یعنی تمہارے اس شہر کے لوگوں ہی نے مجھے بلایا تھا۔ اب اگر وہ ناپسند کرتے ہیں۔ تو میں لوٹ کر جانے کو تیار ہوں۔

عبیداللہ ابن زیاد کا بیعت کیلئے اصرار

عمر ابن سعد کو امام ممدوح کے اس جواب سے خوشی ہوئی۔ اور امید بندھی کہ یہ مصیبت ٹل جائیگی۔ اس نے فوراً عبیداللہ ابن زیاد کو خط لکھا۔ عبیداللہ ابن زیاد نے جواب دیا۔ کہ حسینؓ کو کہو۔ کہ پہلے اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ یزید ابن معاویہ کی بیعت کریں۔ پھر ہم دیکھیں گے۔ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ حسینؓ اور ان کے ساتھیوں تک پانی نہ پہنچنے پائے وہ پانی کا ایک قطرہ بھی پینے نہ پائیں جس طرح عثمانؓ ابن عفان پانی سے محروم رہے تھے۔ جب امام حسینؓ کے پاس وہ خط آیا۔ آپ نے اسے پڑھا اور پھینک دیا۔ اور قاصد سے فرمایا۔ کہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ وہ قاصد لوٹ کر عبیداللہ ابن زیاد کے پاس گیا۔ اس جواب نے اس کا غصہ اور بھڑکایا اس نے لوگوں کو جمع کیا۔ اور فوجیں تیار کیں اور ان کا سپہ سالار عمر ابن سعد کو بنایا۔ جو رے کا حاکم تھا۔ اس نے امام حسینؓ کے مقابلے میں لڑنے سے پہلوتہی کی۔ تب عبیداللہ ابن زیاد نے اس سے کہا۔ یا تو لڑنے کو جا۔ یا رے کی حکومت سے دستبردار ہو جا اور اپنے گھر جا بیٹھ۔ عمر ابن سعد نے رے کی حکومت کو ترجیح دی اور امام حسینؓ سے لڑائی کے لیے فوجوں سمیت چل نکلا۔ عبیداللہ ابن زیاد ایک ایک سردار کی معیت میں تھوڑا تھوڑا

لشکر جمع کر کے بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ عمر ابن سعد کے پاس بائیس ہزار سوار اور پیادے جمع ہو گئے۔ اور دریائے فرات کے کنارے پر جا اترے۔ اور امام حسینؓ اور پانی کے درمیان رکاوٹ کر دی۔ عمر ابن سعد کے لشکر میں زیادہ تر وہی لوگ تھے جنہوں نے امام حسینؓ سے خط و کتابت کی تھی۔ اور ان سے مسلم بن عقیل کے ذریعہ سے بیعت بھی کر چکے تھے۔ جب امام حسینؓ کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ ان سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اپنے لشکر کے گرد ایک خندق کھودیں۔ اور ایک ہی دروازہ اس خندق کا رکھا۔ تاکہ اس دروازہ سے نکل کر لڑ سکیں نماز عصر کے بعد عمر ابن سعد نے اپنے لشکر کو حرکت دی۔ جب لشکر قریب پہنچا۔ تو انہوں نے امام حسینؓ کو نرغے میں لے لیا۔ اور لڑائی شروع کر دی۔ امام حسینؓ کے ساتھیوں میں سے ایک ایک کر کے قتل ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کے تقریباً پچاس آدمی قتل ہو گئے۔ اس وقت امام حسینؓ نے چیخ کر فرمایا۔ کیا کوئی خدا واسطے فریاد رس ہے۔ کیا کوئی رسول اللہ کے حرم کو بچانے والا ہے۔ یہ سن کر حر ابن یزید (جس کا پہلے ذکر آچکا ہے) اپنے گھوڑے پر امام حسینؓ کی طرف آیا۔ اور آکر کہا۔ اے رسولؐ کے بیٹے سب سے پہلے میں ہی تیرے ساتھ لڑنے کے لیے آیا تھا۔ اور اب میں ہی تیری جماعت میں آگیا ہوں۔ تاکہ میں تیری ہی مدد میں قتل کیا جاؤں۔ شاید کل کو تیرے نانا کی شفاعت نصیب ہو۔ اس کے بعد اس نے عمر ابن سعد کے لشکر پر حملہ کیا۔ اور اس وقت تک لڑتا رہا جب تک کہ شہید نہیں کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ اس کا بھائی۔ بیٹا اور غلام بھی شہید ہو گئے۔ پھر اس قدر سخت لڑائی ہوئی۔ کہ امام حسینؓ کے سارے ساتھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد امام موصوف ننگی تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر تنہا مقابلے کے لیے میدان میں آئے اور دشمنوں سے لڑتے رہے۔ اور جو شخص بھی آپ کی طرف آیا۔ اسے قتل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور آپ کو ان زخموں اور تیروں نے چور چور کر ڈالا۔ جو ہر طرف سے آرہے تھے۔ اس وقت شمر ذی الجوشن اپنی فوج سمیت آگے بڑھا۔ امام حسینؓ اور ان کے اہل بیت کے خیموں کے درمیان آکھڑا ہوا۔ امام حسینؓ نے للکار کر فرمایا۔ اے شیطان کی جماعت میں تم سے لڑتا ہوں۔ تم مستورات کو کیوں چھیڑتے ہو۔ کیونکہ وہ تم سے نہیں لڑتیں۔ تب شمر نے اپنی فوج سے کہا عورتوں سے باز آؤ۔ اور اسی شخص کا مقابلہ کرو۔ پھر سب نے امام حسینؓ پر تیروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ امام حسینؓ زمین پر شہید ہو کر گر گئے۔ اور نصر ابن خرشہ آپ کا سر کاٹنے

لگا۔ اس سے نہیں کاٹا گیا۔ تو خولی ابن یزید گھوڑے سے اترا۔ اور اس نے آپ کا سر مبارک کاٹ لیا بعض روایتوں میں ہے کہ شمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کم بختو اس کے متعلق اب کیا انتظار کرتے ہو۔ حالانکہ اسے زخموں نے چور کر دیا ہے۔ اس کے اتنے کہنے پر امام حسینؓ پر تیر اور نیزے برسنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک بدبخت کا تیر آپ کے گلے سے پار ہو گیا۔ اور آپ گھوڑے سے گر پڑے۔ اور اسی حالت میں شمر نے آپ کے چہرہ مبارک پر تلوار ماری۔ اور سنان ابن انس نے نیزہ مارا۔ اور خولی ابن یزید آپ کا سر کاٹنے لگا۔ تو اس کے ہاتھ کانپ گئے۔ پھر اس کے بھائی شبل ابن یزید نے آپ کا سر کاٹا۔ پھر یہ لوگ اہل بیت کے خیمے میں گئے۔ وہاں سے بارہ لڑکے بنی ہاشم کے شہید کئے اور جتنی عورتیں تھیں۔ ان کو بھی قید کر لیا۔ عمر ابن سعد اور شمر نے لوگوں کو حکم دیا۔ اور ان سنگدلوں نے امام حسینؓ کی لاش کو گھوڑوں کے سموں سے لتاڑا۔ اور آپ کے سر مبارک کو بشیر ابن مالک اور خولی ابن یزید کی معیت میں عبیداللہ ابن زیاد کے طرف بھیج دیا۔

واقعہ کربلا کا رنج والم

ہر کلمہ گو کو خواہ وہ شیعہ ہو یا سنی۔ اس وحشت ناک اور درد انگیز واقعہ سے بے انتہا رنج والم ہے کوئی نہیں۔ جو امام حسینؓ کی مظلومیت سے مغموم نہ ہو۔ اور اس کا دل ان مظالم سے مضطرب اور پریشان نہ ہو۔ تقریباً تیرہ سو سال گزرنے کے باوجود اس المناک درد انگیز مصیبت خیز پریشان کن۔ دل ہلا دینے والے واقعہ کو بھولنے نہیں پائے۔ شیعہ صاحبان کے علاوہ سنیوں کی کتابیں بھی اس خونی واقعہ کی یاد تازہ اپنے سینوں میں رکھتی ہیں۔ اور ہر پڑھنے والے کے دل کو ماتم کدہ بنا دیتی ہیں۔

اظہار غم کے طریقے میں فرق

اہل سنت والجماعت ان دردناک واقعات کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھنے کے باوجود ایک بہادر ذی وقار صاحب عزم انسان کی طرح متانت اور سنجیدگی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور یزید جیسی طاغوتی قوتوں کے مقابلے میں امام حسینؓ اس کی قوت ہمت اور ہدایت کی آواز اٹھا کر سنت حسینؓ کی یاد تازہ رکھتے ہیں۔ تاکہ امام حسینؓ کے متبعین اور نام لینے والوں میں روح حسینی کے نظارے ہمیشہ طاغوتی طاقتوں کے سامنے نظر آتے ہیں۔ بخلاف شیعہ صاحبان کے کہ وہ اس رنج والم کا اظہار کرنے کے لیے نہ اس شریعت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ فخر دو عالم سید المرسلینؐ کی سنت سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اور اظہار غم کے لیے دس محرم کے چند طریقے اختیار کرتے ہیں۔ جس میں وہ ساری

چیزیں ناجائز اور بلکہ حرام ہوتی ہیں۔ جن سے مسلمانوں کے عقائد فاسد ہوتے ہیں۔ اخلاق کی تباہی کا موجب بنتی ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اہل سنت والجماعت کے علاوہ مقتدر مقتدایان شیعہ صاحبان بھی عوام الناس کے اس طریق کار کے سخت مخالف ہیں۔ دونوں جماعتوں کے رہنما ان چیزوں کو نہ صحیح سمجھتے ہیں۔ نہ مفید سمجھتے ہیں۔ چنانچہ دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کے فتاوے ذیل میں درج ہوں گے۔ البتہ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ صاحبان میں کمزور طبیعت کے رہنما اپنے مفاد دنیا کی خاطر حق کو چھپاتے ہیں۔ اور عوام الناس کے طعن وتشنیع سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ اور مفاد دنیا کی خاطر نتائج اخروی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اور عوام الناس میں اشاعت حق کرنے سے جی چراتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ

تعزیہ داری کے متعلق علمائے اہلسنت کا فیصلہ

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی مطبوعہ مطبع مجتبائی ماہ شوال ۱۳۱۱ھ کے صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں کہ:۔ تعزیہ داری جو مبتدعین کرتے ہیں بدعت ہے۔ اور بدعت سیئہ ہے۔ اور بدعت سیئہ مبتدع کو خدا کی لعنت میں گرفتار کر دیتی ہے۔ اور اس کے فرائض اور نوافل بھی درگاہ خداوندی میں مقبول نہیں ہوتے۔ انتہا ملخصاً۔

اسی فتاویٰ کے صد۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

س۔ مرثیہ خوانی کی مجلس میں زیارت اور گریہ زاری کی نیت سے حاضر ہونا اور اس جگہ مرثیہ اور کتاب سننا اور فاتحہ اور درود پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں۔

ج۔ اس مجلس میں زیارت اور گریہ زاری کی نیت سے جانا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ وہاں کوئی زیارت نہیں ہے۔ جس کے واسطے آدمی جائے۔ اور یہ لکڑیاں تازیہ کی جو بنائی گئی ہیں یہ زیارت کے قابل نہیں۔ بلکہ مٹانے کے قابل ہیں۔ اسی فتاویٰ کے صد۱۵۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔

س۔ تعزیہ کے تابوت کی زیارت کرنا اور اس پر فاتحہ پڑھنا اور کتاب سننا اور فریاد کرنا اور رونا اور سینہ کوبی کرنا اور امام حسینؓ کے ماتم میں اپنے آپ کو زخمی کرنے کا کیا حکم ہے۔

ج۔ یہ سب چیزیں ناجائز ہیں۔

خلاصہ فتاویٰ اہل سنت:۔

مذکورۃ الصدر فتاویٰ سے مندرجہ ذیل چیزیں صاف اور ظاہر ہیں:۔

I تعزیہ بدعت سیئہ ہے۔

II مرثیہ خوانی۔

(III) اور اس مجلس میں زیارت اور گریہ زاری کی نیت سے جانا بھی ناجائز ہے۔

(IV) اور سینہ کوبی کرنا اور امام حسینؓ کا ماتم کرنا اور اپنے آپ کو زخمی کرنا یہ سب چیزیں شرعاً ناجائز ہیں۔

ماتم اور نوحہ کی ممانعت

جہاں تک ماتم کا تعلق دل اور آنکھوں سے ہے ممنوع نہیں۔ مگر جب زبان اور ہاتھ سے اظہار کیا جائے تو حرام ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث سنی اور شیعہ اور اقوال ائمہ ملاحظہ ہوں۔

پہلی حدیث حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (متفق علیہ) ترجمہ:۔ وہ شخص اسلامی جماعت سے خارج ہے جس نے ماتم میں رخساروں پر ہاتھ مارے۔ گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے سے بین منہ سے نکالے۔

دوسری حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ ۝ (رواہ رحمۃ مشکوٰۃ ۱۵۲)

(ترجمہ) یعنی جو ماتم آنکھ اور دل سے ہو وہ جائز ہے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو۔ وہ شیطانی فعل ہے۔

تیسری حدیث

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ (مشکوٰۃ شریف) ترجمہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی پر لعنت کی ہے)

نتیجہ

مذکورۃ الصدر احادیث میں جن چیزوں کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کو شیطانی فعل کہا گیا ہے اور جن کاموں کے کرنے پر لعنت نازل ہوتی ہے محرم کے ماتمی جلوسوں میں سب کام کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے جلوسوں میں ہرگز شامل نہ ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

انہی چیزوں کے حرام ہونے پر شیعہ صاحبان کی روایات ملاحظہ ہوں۔

پہلی:۔ ابن بابویہ نے سند معتبر حضرت امام محمد باقرؒ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت حضرت فاطمہؓ سے فرمایا۔ کہ جب میں وفات پاؤں تو میری وفات پر اپنے بال نہ نوچنا۔ اور واویلا نہ کرنا۔ اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا۔

(جلاء العیون صد۴۵ و فروع کافی جلد دوم صد۲۲۱)

(دوسری) ملا باقر مجلسی جلاء العیون صد۵۸ میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ جب ابوبکرؓ نے غسل وکفن وغیرہ کے متعلق اہل بیت کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ:۔ جب فرشتے مجھ پر نماز پڑھ چکیں۔ اس وقت تم فوج در فوج اس گھر میں آنا۔ اور مجھ پر صلوٰۃ بھیجنا۔ اور سلام کرنا۔ اور مجھے نالہ و فریاد گریہ زاری سے آزار نہ دینا۔ پھر فرمایا۔ اُٹھ جاؤ۔ اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس سے اور لوگوں کو مطلع کرو۔

مسلمانوں کا فرض

جب مرثیہ خوانی کی مجلسیں اور ماتمی جلوس خلاف شرع ہیں۔ فقط اہل سنت ہی نہیں بلکہ شیعہ کے رہنمایان مذہبی بھی اُن کے شرعاً مخالف ہیں۔ تو اہل سنت والجماعت کا فرض ہے کہ وہ ان مجالس میں جانے اور جلوس تعزیہ میں شریک ہونے سے پرہیز کریں۔ ورنہ شرکت کے باعث خواہ وہ تماشہ بینی کے طور پر کیوں نہ ہو۔ غضب الٰہی کے مورد اور عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔

بالخصوص جبکہ شیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین جانشینوں یعنی سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ ابن خطاب کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اُن کو غاصب قرار دیتے ہیں اور اُن کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ اور اُن کو کافر کہتے ہیں۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے ہر غیرت مند سچے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ شیعہ کی مجالس مرثیہ میں شرکت سے پرہیز کرے اور ان کے تعزیوں کے جلوس میں شامل ہونے نہ پائے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی مجالس کی رونق افزائی بجائے خود ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے۔ خود اس سے بچیں اور اپنے اہل وعیال کو بچائیں۔ وما علینا الا البلاغ

شیعہ صاحبان کے علما اور رؤسا کا شریک نہ ہونا

اگر ماتمی جلوس ایسے ہی موجب ثواب اور باعث رحمت اور امام حسینؓ کے سچے غم اور بے قراری دل کے صحیح اظہار کا ذریعہ ہیں۔ تو پھر شیعہ صاحبان کے علما اور رؤسا کیوں اس مبارک رسم میں شریک نہیں ہوتے اور کیوں سینہ کوبی سربازار جلوس میں شامل ہو کر نہیں کرتے۔

چنانچہ دارالسلطنت پنجاب لاہور میں ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ سینہ کوبی کرنے والے صرف نچلے طبقے کے لوگ ہوتے ہیں۔ یا اس میں چند بازاری عورتیں سیاہ لباس میں ملبوس ہائے حسینؓ۔ ہائے حسینؓ کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور اس جلوس کے ساتھ عام جہال بطور تماشہ بینی کے جمع ہو جاتے ہیں۔ اور جلوس کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے۔

عبرت:۔ اہل عقل اس تحریر یا سبق سے خود اندازہ

نکال سکتے ہیں۔ کہ اس میں کہاں تک خیر و برکت آسکتی ہے اور خود شیعہ صاحبان کے ہاں ان کی کیا حقیقت ہے

شیعہ کی تفاسیر سے نوحہ کی ممانعت

شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان جلد سوئم صفحہ ۲۴ میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تین آوازوں کو ناپسند کرتا ہے۔ گدھے کی آواز۔ کتے کی آواز۔ اور نوحہ گر عورت کی آواز۔

شیعہ کی اسی تفسیر کے صفحہ ۳۹۲ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ تو دوسری شرطوں کے علاوہ یہ شرطیں بھی ہوتی تھیں۔ نوحہ نہ کرنا۔ کپڑے نہ پھاڑنا۔ سر کے بال نہ نوچنا۔ اور اپنا منہ نہ نوچنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

سیاہ ماتمی لباس کے خلاف علماء شیعہ کے فتاویٰ

کتاب "مَنْ لَا یَحْضُرُہُ الْفَقِیْہ"۔ بابُ مَا یُصَلّٰی فِیْہِ اَوْ میں تحریر ہے کہ سُئِلَ الصَّادِقُ عَنِ الصَّلٰوۃِ تُلْبَسُ السَّوْدَاءُ فَقَالَ لَا یُصَلِّیْ فِیْھَا فَاِنَّھَا لِبَاسُ اَھْلِ النَّارِ فَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَّمَ وَعَنْ لَا تَلْبَسُوا السَّوْدَاءَ فَاِنَّھَا لِبَاسُ فِرْعَوْنَ۔

(ترجمہ) امام صادق سے سوال کیا گیا۔ کہ ورنیں سیاہ کپڑے پہن کر نماز پڑھیں۔ فرمایا۔ کہ سیاہ کپڑے پہن کر نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ سیاہ کپڑے دوزخیوں کا لباس ہے۔ اور امیر المومنین نے اصحاب کو سکھلایا۔ کہ سیاہ لباس نہ پہنو۔ کیونکہ سیاہ پوشی فرعون کا لباس ہے۔ (بدر الدجیٰ صفحہ ۲۴۲)

جامع عباسی پانزدہ بابی جو فقہ مذہب اثنا عشری کی مستند کتاب ہے جس کے مصنف ملاں بہاؤالدین عاملی ہیں۔ اور شیعوں کے مطبع یوسفی دہلی کی مطبوعہ ہے۔ اس کے صفحہ ۲۱۶/۲۱۷ میں تحریر ہے کہ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ:۔

حق نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ مومنوں سے کہہ دے۔ کہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں۔ یعنی سیاہ کپڑے۔ فروع کافی جلد ۲ جزو ثانی صفحہ ۲۰۳ میں بھی سیاہ لباس کو ملبوس ناریاں بتایا گیا ہے۔ (ناموس نوحہ خواں صفحہ ۲۰ صفحہ ۲۱)

نتیجہ

ان حوالجات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ صاحبان جو سیاہ لباس پہن کر ماتمی نشان بناتے ہیں۔ یہ اُن کے اپنے مقتدایان مذہبی کے فیصلے کے بھی سراسر خلاف ہے۔ جب شیعہ کے ہاں بھی یہ چیز حرام ہے تو سُنّی مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس قبیح رسم سے بچیں۔ اور اس مضحکہ خیز ظاہرداری کے ماتم سے بچ کر امام حسین رضی کی طرح سچا۔ غیور۔ بہادر اور جاں نثار۔ مجاہد۔ اور غازی بننے کی فکر کریں۔

حاصل یہ ہے۔ کہ ہم اہلسنت والجماعت آئمہ اہل بیت کے سچے محب اور پکے خیرخواہ ہیں۔ اُن سے عقیدت ہمارا ایمان ہے۔ اُن کی راحت سے فرحت اور اُن کی تکلیف سے صدمہ ہمارے دلوں کے تاثرات ہیں۔ ہم ان کے نقشِ قدم پر چلنے کو اپنی سعادت خیال کرتے ہیں۔ غرضیکہ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ سچی محبت اور صحیح عقیدت میں ہم شیعہ صاحبان سے کم نہیں۔ البتہ یہ عرض کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ کہ عشرہ محرم کی تمام بدعات جو شیعہ میں مروج ہیں جن کی تفصیل اس مضمون میں آچکی ہے۔ ان کے ہم سخت مخالف ہیں۔ سُنّی مسلمانوں کو ان سے روکنا ہمارا فرض ہے۔ بلکہ دعا کرتے ہیں۔ کہ جس طرح ہم محبت اور عقیدت میں شیعہ صاحبان سے برابری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالےٰ توفیق دے کہ آئمہ اہل بیت کے نقشِ قدم پر عملی طور پر چلنے میں سنیوں کے دوش بدوش نظر آئیں۔ سب وشتم۔ طعن و تشنیع۔ تعزیہ۔ نوحہ خوانی ماتمی لباسوں سے باز آئیں۔ حق کے حامی اور باطل کے دشمن نظر آئیں۔ اسلام محمدی کے پیروکار اور بدعات مخترعہ سے مجتنب ہو جائیں۔ آمین یا الہ العالمین

جب شیعہ اور سُنّی ایک سٹیج پر آکھڑے ہوں۔ تو اس اتفاق کی برکت سے دیکھئے۔ کہ اسلام کو کس طرح نفع اور عروج حاصل ہو سکتا ہے ؎

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ماتم اور تعزیہ کی تاریخ

واضح ہو کہ لغت میں تعزیت نام ہے مصیبت زدہ کو تلقین صبر کرنے کا۔ چونکہ کسی کا مرنا بھی اس کے ورثاء کے لیے بظاہر ایک سخت مصیبت اور باعث سخت رنج و غم ہے۔ لہٰذا ان کے تلقین صبر کرنے کو بھی تعزیت کہتے ہیں۔ بلکہ عرفاً غالب اطلاق اسی پر ہونے لگا۔ شریعت میں بھی اس کے یہی معنی ہیں۔ اور کسی کے مرنے پر صرف تین دن تک تعزیت کرنی جائز ہے۔ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر تعزیت کنندہ یا میت کے اعزا سفر میں ہوں۔ اور تین روز کے بعد آئیں تو اُن کے لئے مکروہ نہیں ہے۔

جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو۔ اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔ حدیث شریف میں تعزیت کے لیے یہ کہنا منقول ہے

اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَکَ وَغَفَرَ لِمَیِّتِکَ۔ یعنی اللہ تعالےٰ تیرا اجر زیادہ کرے اور تجھے اچھا صبر عطا فرمائے۔ اور تیری میت کو بخش دے۔ جس میں نہ رونا ہے۔ نہ پیٹنا۔ نہ چیخنا ہے۔ نہ چلانا نہ کپڑے پھاڑنا اور نہ گریبان چاک کرنا ہے۔ نہ بال نوچنا۔ اور نہ پہلوان نما سینہ کوبی ہے۔ نہ زانو اور رخساروں پر ہاتھ مارنا نہ اجتماع و اہتمام اور نہ جزع فزع کی ضرورت ہے۔ نہ میت کے مدح و ذم کے بیان کی حاجت۔ جیسا کہ عوام کالانعام میں کسی کے مرنے پر عموماً دیکھا جاتا ہے لیکن یہ سب خرافات اور ناجائز کام آج جس تعزیہ میں ہوتے ہیں۔ وہ محرم کا تعزیہ ہے اور اس مختصر تقریر میں زیر بحث یہی لفظ تعزیہ ہے۔ جس کو لغتاً۔ عرفاً شرعاً کسی طرح بھی تعزیت کہنا صحیح نہیں۔

مذہباً اس کے عدم جواز کی بحث تو ہمارے اشتہار محرم الحرام اور رسالہ حرمت تعزیہ میں دیکھی جا چکی ہے۔ اس وقت سنیوں کو متنبہ کرنے کے لیے مورخانہ طور پر مجملاً صرف یہ عرض کرنا ہے۔ کہ ہر سالہ شروع ماہ محرم میں جس تعزیہ کی بدولت بوجہ نادانی و جہالت لاکھوں سُنّی عملاً شیعہ ہو جاتے ہیں۔ وہ حقیقت شیعہ اہل سنت کی نہیں بلکہ یزید اور دشمنان آل رسولؐ کی ایجاد ہے۔ اس تعزیہ کی روح امام حسین رضی شہید کربلا پر نالہ و ماتم اور نوحہ و شیون کرنا ہے۔ اور اس کا جسم روضہ امام حسین رضی واقعہ کربلا کی وہ نقل ہے جو بانس اور کاغذ وغیرہ کا بنا کر تعزیہ یا روضہ ماتم اور مرثیہ کے ساتھ سالانہ محرم میں نکالی جاتی ہے جس کے ساتھ ہمیشہ مختلف مقام پر اور بھی بہت رسمیں ادا کی جاتی ہیں اور آئے دن نئی چیزیں نکلتی رہتی ہیں۔

ماتم کی تاریخ

یعنی نوحہ و ماتم نالہ و شیون پر امام حسین رضی کی ابتدا دنیا میں جس نے سب سے پہلے کی۔ وہ بقول شیعہ یزید ہے۔ جو اُن کے خیال کے مطابق اول درجہ کا دشمن اہل بیت اور قاتل حسین رضی تھا۔ چنانچہ

(۱) ملا باقر مجلسی مجتہد شیعہ لکھتے ہیں کہ جب اہل بیت حسین رضی کا قافلہ کوفہ سے دمشق میں آیا اور دربار یزید میں پیش ہوا۔ تو یزید کی زوجہ ہندہ دختر عبداللہ ابن عامر بے تاب ہو کر بے پردہ دربار یزید میں چلی آئی۔ یزید نے دوڑ کر اس کے سر پر کپڑا ڈال دیا اور کہا۔ "اے ہندہ نوحہ و زاری کن بر فرزند رسول خدا و بزرگ قریش کہ ابن زیاد لعین در امراو تعجیل کردہ من راضی بکشتن او نبودم" (جلاء العیون صفحہ ۵۲۷)

یعنی اے ہندہ تو فرزند رسول خدا اور بزرگ قریش پر نوحہ و زاری کر۔ کہ ابن زیاد لعین نے ان کے معاملہ میں جلدی کی۔ اور میں اُن کے قتل پر راضی نہ تھا۔

(۲) جب اہل بیت حسین رض یزید کے محل میں داخل ہوئے۔ تو اہل بیت یزید نے زیور اتار کر لباس ماتم پہنا۔ صدائے نوحہ و گریہ بلند کی۔ اور یزید کے گھر میں تین روز برابر ماتم رہا۔ (ایضاً صفحہ ۵۲۲)

(۳) صاحب خلاصۃ المصائب فرماتے ہیں کہ جب حرم محترم پیش یزید لائے گئے۔ تو کَانَ بِيَدِهٖ مِنْدِيْلٌ يَمْسَحُ دُمُوْعَهٗ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يُّجْعَلْنَ اِلٰى هِنْدِ بِنْتِ عَامِرٍ فَاُدْخِلْنَ عِنْدَهَا فَسُمِعَ مِنْ دَاخِلِ الْقَصْرِ بُكَاءٌ وَّنِدَاءٌ وَّعَوِيْلٌ (ص ۲۹۳)

ترجمہ:- یزید کے ہاتھ میں رومال تھا۔ جس سے اپنے آنسو پونچھتا تھا پس اس نے حکم دیا کہ اُن کو میرے محل میں ہند بنت عامر کے پاس لے جاؤ۔ جب یہ اُن کے پاس پہنچائی گئیں، تو داخل ہونے پر صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی۔ جو باہر سنائی دیتی تھی۔

(۴) صاحب ناسخ التواریخ نے ص۲۰۱ میں اور صاحب نہج البلاغۃ ص۳۴۳ میں بھی کم و بیش اس ماتم کا ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام حسینؓ پر نوحہ و ماتم اور نالہ و شیون کا یہ پہلا دن تھا۔ جو بحکم یزید خود اہل بیت یزید نے اہتمام سے کیا پھر جب یزید نے جملہ اہل بیت حسینؓ کو بعزت و حرمت اپنے پاس شام میں رہنے یا مدینہ جانے کا اختیار دیا۔ تو انہوں نے ماتم برپا کرنے کی اجازت چاہی۔ جو دی گئی۔ اور شام میں جس قدر قریش و بنو ہاشم تھے سب شریک ماتم و نوحہ ہوئے۔ یہ گریہ زاری ایک ہفتہ تک جاری رہی۔ ازاں بعد یزید نے با آرام تمام ان کو جانب مدینہ روانہ کیا۔ (جلاء العیون ص۵۳۳) و ناسخ ص۳۲۵)

(۵) شام میں یہ دوسرا ماتم تھا۔ جو امام حسینؓ پر باجازت یزید اہتمام سے ہوا۔ یزید کے بعد دوسرا شخص مختار ثقفی شیعہ تھا۔ جس نے کوفہ میں سب سے پہلے خاص عاشورہ محرم کے لیے اس رسم بد کی بنا ڈالی۔ بلکہ اور اضافہ کیا۔ یہ شخص شیعہ بھی تھا۔ اور دشمن اہل بیت بھی جس کا مفصل ثبوت میرے رسالہ قاتلان حسینؓ میں دیکھنا چاہیئے۔ اس دشمن آل رسول نے قبولیت عامہ حاصل کرنے کے لئے اعلانیہ کوفہ میں رسم ماتم عاشورہ ایجاد کردہ یزید جاری کیا۔ اور ساتھ ہی تابوت سکینہ بنا یا امیرؓ کی کرسی کی پیشش شروع کی۔ حالانکہ وہ کرسی جناب امیرؓ کی نہ تھی۔ بلکہ طفیل بن جعدہ نے بلا اجازت کسی روغن فروش کی دوکان سے اٹھا کر اسی کام کے لئے اسے لا دی تھی (ہدیہ مجیدیہ ترجمہ تحفہ اثنا عشریہ ص۲۲۴)

(۶) علامہ شہرستانی بھی لکھتے ہیں کہ وہ ایک پرانی کرسی تھی جس پر مختار نے ریشمی رومال چڑھا کر اور خوب آراستہ کر کے ظاہر کیا ہے کہ یہ حضرت کے توشہ خانہ میں سے ہے جب کسی دشمن سے جنگ کرتا۔ تو اس کو صف اول میں رکھ کر اہل لشکر سے کہتا۔ بڑھو۔ قتل کرو۔ فتح و نصرت تمہارے شامل حال ہے۔ یہ تابوت سکینہ تمہارے درمیان مثل تابوت بنی اسرائیل ہے۔ اس میں سکینہ ہے۔ اور ملائکہ تمہاری مدد کے لیے نازل ہو رہے ہیں۔ وغیرہ (الملل والنحل مصری ص۱۴۴)

(۷) تیسرا شخص معز الدولہ شیعہ ہے جس نے اٹھارہویں ذی الحجہ کو عید غدیر منانے کا حکم دیا۔ پھر اس کے بعد عاشورہ کے دن حکم دیا۔ کہ لوگ غم حسینؓ میں دکانیں بند کر دیں۔ ہڑتال کریں۔ خرید و فروخت سے باز رہیں سوگ کے کپڑے پہنیں۔ زور سے واویلا کریں۔ عورتیں بال کھولیں۔ منہ پر طمانچے ماریں۔ لوگوں نے اس کی تعمیل کی۔ اور اہل سنت اس کی مخالفت پر قادر نہ تھے کیونکہ شیعوں کا غلبہ تھا۔ جب ہجری ۳۵۳ میں پھر ایسا ہی ہوا۔ تو اس پر شیعہ اور سنی میں بڑا فساد ہوا۔ اور بہت لوٹ مار تک نوبت پہنچی (تاریخ ابن خلدون جلد ۳ ص۴۲۵ و تاریخ الخلفاء سیوطی ص۲۷۵)

(۸) کامل ابن اثیر جلد ۸ میں بھی ہے کہ دس محرم ۳۵۲ھ کو معز الدولہ نے عام حکم دیا کہ دکانیں بند ہو جائیں۔ بازار اور خرید و فروخت کا کام روک دیا جائے۔ لوگ نوحہ کریں۔ کمبل کا لباس پہنیں۔ عورتیں پراگندہ منہ اور کھلے بال چاک گریبان پیٹتی ماتم کرتی ہوئی شہر کا چکر لگائیں ص۱۹۷

(۹) آنریبل سید امیر علی صاحب سپرٹ آف اسلام انگریزی میں لکھتے ہیں۔ بیادگار شہادت امام حسینؓ اور دیگر شہیدان کربلا یوم عاشورہ کو ماتم کا دن مقرر کیا ہے (ص۴۶۲)

ایک اور شیعہ رقمطراز ہیں۔ کہ

(۱۰) معز الدولہ پہلا بادشاہ مذہب امامیہ پر تھا۔ جس نے یہ یوم عاشورہ بازار بند کرا دیئے نانبائیوں کو کھانا پکانے کی ممانعت کر دی۔ عورتیں سر کھولے ہوئے راستوں پر نکلیں۔ اور ماتم حسینؓ کیا۔ ۱۸ ذی الحجہ کو عید غدیر منائی۔ وغیرہ (دیکھو تلخیص مرتع کربلا ص۲۹)

رسم ماتم عاشورہ کی یہ مختصر داستان ہے جو بحکم یزید ہی کے گھر سے شروع ہوئی۔ مختار اور معز الدولہ نے ترقی دی۔ پھر شیعوں نے اس پر خوب خوب مذہبی رنگ چڑھایا۔ اب عشرہ محرم میں گھر گھر اسی کا جلوہ ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

رسم ماتم بنا یزید نمود
ہر کہ آمد بر آں مزید نمود

تعزیہ

جو مختلف قطع وضع اور رنگ برنگ کے بنتے ہیں۔ مشہور یہ کیا گیا ہے کہ روضہ امام حسینؓ کی نقل ہے۔ مگر کیا تو حال معلوم نہیں تاہم ہندوستان میں ہر سال عشرہ محرم میں بڑے تزک و احتشام اور دھوم سے نکالا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عہد تیمور میں اس کی ابتداء یوں ہوئی۔ کہ بعض شیعہ بیگمات شیعہ وزراء۔ شیعہ امراء۔ ایرانی الاصل اور شیعہ اہل لشکر ہند میں قیام اور سلطنت و جنگ کے انتظام وغیرہ کے باعث ہر سال کربلائے معلی نہیں جا سکتے تھے۔ جنہوں نے حسب عقیدہ شیعہ بغرض حصول ثواب روضہ امام حسین کی نقل منگوا کر بجائے کربلا کے اس کی زیارت کرنا شروع کی۔ پھر جب شاہان اودھ کے دور میں تشیع نے زور پکڑا۔ تو نقل روضہ امام اور رفقاء الجناح اور قاسم کی مہندی وغیرہ کا بھی رواج بڑھا۔ اس نے کم و بیش جلد یہ صورت اختیار کر لی۔ جو اب مروج ہے۔ چنانچہ تلخیص مرتع کربلا کے شیعہ مصنف بھی فرماتے ہیں۔ کہ جوہری صاحب طوفان البکا نے امیر تیمور کا عراق میں آنا اور زیارت کربلا و نجف اشرف کرنا اور پیادہ چلنا۔ اور وزراء کا پیادہ روی سے منع کرنا۔ اور اس کا قرآن میں فال دیکھنا۔ اور آیۃ فاخلع نعلیک کا نکلنا۔ اور شہر کاٹ لانا اور اتفاق تعزیہ داری خصوصاً ہندوستان میں مفصل لکھا ہے۔ اور سب جانتے ہیں (ص۴۵) حالانکہ اس نقل روضہ امام تعزیہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے خاص روضہ امام بھی ...... غیر معتبر ہے۔ اور پھر تعزیہ جس کی تاریخ امیر تیمور کے دور سے آگے نہیں چلتی بدعت تیموریہ ہیں۔ تو اور کیا ہے ہمیں مسلمانوں کو عقل و ہوش سے کام لینا چاہیئے۔ اور اس قسم کی تمام بدعات سے مجتنب رہنا چاہیئے۔

خطبہ جمعہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ
۲ ستمبر ۱۹۵۵ء

حق پرستوں کا مصیبتوں میں مُبتلا ہونا ضروری ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ لاہور)

عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِہٖ فَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاءُہٗ وَ اِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ رِقَّۃٌ ھُوِّنَ عَلَیْہِ فَمَا زَالَ کَذٰلِکَ حَتّٰی یَمْشِیَ عَلَی الْاَرْضِ مَالَہٗ ذَنْبٌ (الحدیث)

رواہ الترمذی و ابن ماجۃ والدارمی
وقال الترمذی ھٰذا حدیث حسن صحیح

ترجمہ:- سعدؓ سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ لوگوں میں سے سب سے زیادہ مصیبت میں کون مُبتلا ہوتا ہے آپ نے فرمایا۔ انبیاء پھر جو شخص ان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہو۔ پھر جو شخص اُن سے زیادہ مشابہت رکھتا ہو۔ ہر شخص پر اس کے دین کے لحاظ سے مصیبت آتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں بڑا سخت ہے۔ اس کی مصیبت بھی سخت ہوگی۔ اور اگر وہ اپنے دین میں نرم ہے۔ اس پر مصیبت بھی اتنی سخت نہیں ہوگی۔ وہ دیندار اسی حالت میں رہے گا یہاں تک کہ وہ زمین پر چلے گا۔ اور اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اس جہاں میں ہر دیندار پر مصیبتوں کا آنا لازمی چیز ہے۔ اور مصیبتیں بھی دیندار کی دینداری کے درجہ کے لحاظ سے آئیں گی۔ سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام پر پھر جوں جوں کوئی شخص ان سے مرتبہ میں زیادہ قریب ہوگا۔ اسی قدر مصیبتوں کا نشانہ بنے گا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ وَ مَا یُخَافُ اَحَدٌ وَ لَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ وَ مَا یُؤْذٰی اَحَدٌ وَ لَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَیْنِ لَیْلَۃٍ وَّ یَوْمٍ وَ مَا لِیْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَاْکُلُہٗ ذُوْکَبِدٍ اِلَّا شَیْءٌ یُّوَارِیْہِ اِبْطُ بِلَالٍ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:- انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اللہ کے معاملہ میں اتنا ڈرایا گیا ہے۔ جو کسی کو ایسا نہیں ڈرایا گیا۔ اور البتہ تحقیق مجھے اللہ کے معاملہ میں ایسا ایذا پہنچایا گیا ہے جو کسی ایک کو نہیں پہنچایا گیا۔ اور مجھ پر تیس دن اور رات ایسے گذرے ہیں کہ میرے اور بلالؓ کے کھانے کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں تھی۔ جسے جاندار کھا سکے۔ سوائے اس چیز کے جو بلالؓ کی بغل اسے چھپائے ہوئے تھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس مقدس ہستی کی نظیر اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں نہ زمین میں ہے۔ نہ آسمان میں۔ اور جو ہر گناہ سے پاک ہے۔ اسے محض دین الٰہی کی اشاعت کے باعث یہ تکلیفیں پہنچی ہیں۔

دو سلسلے اور دو گروہ

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں دو سلسلے چلائے ہوئے ہیں۔ انہیں مختلف عنوانوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً توحید و شرک۔ ایمان و کفر۔ سنت و بدعت۔ خیر و شر۔ حق و باطل۔ نجات و ہلاکت علیٰ ہذا القیاس۔ ان دونوں سلسلوں کی بناء پر آدمیوں کی بھی دو قسمیں ہو گئی ہیں۔ ایک گروہ ایک راستہ پر چلنے والا ہے۔ اور دوسرا دوسرے راستہ پر چلنے والا ہے۔

- چونکہ ان دو سلسلوں میں ٹکر تھی۔ اس لیے دونوں سلسلوں پر چلنے والے انسانوں میں بھی ایک دوسرے سے ٹکرانا لازمی چیز ہے۔ چنانچہ جب سے انسان کا وجود دنیا میں آیا ہے۔ اسی وقت سے یہ تصادم اور یہ ٹکر بھی چلی آ رہی ہے۔ باطل پرست ہمیشہ یہی چاہتے رہے کہ حق پرستوں کا وجود صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ تاکہ ہمارے خلاف کوئی آواز دنیا کے گنبد سے سننے میں نہ آئے۔ اور حق پرست ہمیشہ یہ چاہتے رہے کہ زمین کی سطح سے باطل کا نام و نشان بھی مٹا دیا جائے تاکہ فقط اللہ جل شانہٗ کا نام دنیا میں بلند ہو۔ ہر شخص کے دل میں وہی سمائے۔ ہر شخص کی زبان سے اسی کا ورد سننے میں آئے۔ ہر گھر سے اسی کے ذکر کی آواز سنائی دے۔ ہر خاندان ہر قبیلے بلکہ ہر ملک کے اندر اسی پاک ذات کے تذکرے سننے میں آئیں۔ اسی کی رحمتوں کے شکریے ادا کئے جائیں۔

نتیجہ

ہر دو گروہ میں ٹکراؤ کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ حق پرستوں کی عمریں اس ٹکراؤ ہی میں گذریں گی۔ یہ ختم ہو جائیں گے مگر سطح دنیا پر حق و باطل کی فوجیں ایک دوسرے سے ویسے ہی دست بگریباں شدہ نظر آئیں گی۔ حاصل یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حق پرست بندے عمر بھر مصیبت میں مبتلا رہیں گے۔ چونکہ ان کی سب مصیبتیں دیندار ہونے کے لحاظ سے تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے اصلی سچے اور کھرے دین پر عمل کرنے کے لحاظ سے تھیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے یہ مخلص بندے جب مریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے سرفراز فرمائیں گے۔ ان کی قبروں کو بہشت کا باغ بنائیں گے۔ تب سمجھیں گے کہ الحمد للہ ہم نے اچھا کیا کہ بے دینوں کی طعن و تشنیع برداشت کی۔ اور آج یہ صلہ پایا۔

ٹکر کی ایک مثال

برادران اسلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری اُمت میں بہتر (۷۲) فرقے گمراہ ہوں گے۔ فقط ایک فرقہ حق پر ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ جو لوگ میرے اور میرے صحابہ کرامؓ کے طریقہ پر ہوں گے۔ فقط وہ حق پر ہوں گے۔ اب مسلمانوں میں دو قسم کے آدمی ہیں۔ ایک وہ جو خلاف شرع رسمیں نہیں کرتے۔ جن کی تعداد کم ہے۔ دوسرے وہ جو خلاف شرع رسمیں دل کھول کر کرتے ہیں۔ جن کی تعداد زیادہ ہے۔ اور وہ در اصل کفار کی رسمیں ہیں۔ جیسے بے دین لوگوں نے اپنائی ہوئی ہیں مثلاً شادی کے موقعہ پر تیل کی رسم۔ مہندی کی رسم۔ دولہا کا گھوڑی پر چڑھ کر سسرال کے گھر آنا۔ سر پر سہرا باندھنا۔ سربالا کا دولہا کے پیچھے گھوڑی پر بیٹھنا۔ دولہا کے اور سربالا کے سر پر ایک ہی سرخ گوٹے والا دوپٹہ ڈلوانا۔ برات کے ساتھ باجے کا ہونا۔ اب ایک شخص ان خلاف شرع رسموں کو نہیں کرتا۔ اسے بے دین طبقہ "وہابی" کے نام سے پکارتا ہے۔ اس کے بیٹوں کو "وہابڑے" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کی بیوی اور اس کی بیٹیوں کو "وہابناں" کے نام سے پکارا جاتا ہے اس حق پرست متبع شریعت کے سارے گھرانے کو یہ بے دین طبقہ ہر مجلس میں خواہ مردوں کی ہو یا عورتوں کی ہو۔ ان کو ذلیل کرتے ہیں۔ اور وہ بیچارے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے خیال سے ان کے طعنوں کو برداشت کرتے رہتے ہیں۔ اور اس ذلت آمیز سلوک پہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ خطبہ :- (صلا سے آگے)

ان کی عمریں گذر جاتی ہیں - بالآخر نتیجہ یہ ہوگا - کہ یہ حق پرست متبع شریعت - رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لیے ساری عمر کی ذلت برداشت کرنے والے جب مریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی قبروں کو بہشت کا باغ بنا دے گا۔

ایک لطیفہ

ایک واقعہ مشہور ہے - ایک شخص نے دوسرے کو طعنہ کے طور پہ کہا - کہ "تیرے منہ وچ سور دتا" دوسرے نے کہا "تیرے مونہہ وچ وہابی دتا" پہلے شخص نے حیران ہو کر پوچھا - کہ وہابی کیا ہوتا ہے - اس نے کہا "سو سور دا اک وہابی" آپ سمجھ گئے ہوں گے - کہ پنجابیوں کی اصطلاح میں وہابی کتنا ذلیل ہے - یہ لقب بے دین طبقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو زندہ رکھنے والوں کو دیتا ہے -

خود ساختہ دینی رسمیں

گذشتہ سطور میں چند رسموں کا ذکر کر چکا ہوں - جن میں سے کوئی بھی اسلامی نہیں ہے - حالانکہ آجکل کے عوام مسلمان انھیں بھی دین ہی خیال کرتے ہیں - اسی لئے ان کے نہ کرنے والوں کو بھی وہابی کے نام سے پکارا جاتا ہے - اسی طرح چند رسمیں بطور دین کے ادا کی جاتی ہیں - اور ان کے نہ کرنے والوں کو بھی وہابی (یعنی اسلام کا دشمن) کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ ان رسموں کا کھوج نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے - نہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملتا ہے - اور نہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے - اور نہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے - مثلاً مزارات اولیائے کرام پہ طبلے بجانا - عرس کے موقعہ پر بازاری گانے والی عورتوں کا مزارات اولیائے کرام کی پائنتی کی طرف اکڑ دو زانو ہو کر بیٹھ جانا - اور گانا گانا - اور ان کے پیچھے بد عقیدہ [illegible] والے کا بیٹھ جانا - گویا اولیائے کرام کی بیچ میں بازاری عورتوں کے گانے [illegible] آفات [illegible] خوش ہوتی ہیں [illegible] شخص ان رسموں میں شریک ہو [illegible] اور جو آدمی ان رسموں کی مخالفت کرے - خواہ وہ اسلام کے پانچوں رکنوں (کلمہ توحید کا اقرار - نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ) کا پابند ہو - وہ وہابی ہے - یعنی اسلام سے خارج ہے -

چیلنج

الحمد للہ کہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہوں - کتاب و سنت کے بعد ان کے فیصلے کو اپنے لیے حجت مانتا ہوں - لہٰذا حنفی کہلانے والے حضرات علمائے کرام کو چیلنج دیتا ہوں - کہ اگر

مذکورۃ الصدر رسموں کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت کر دیں تو پھر ان کی مخالفت چھوڑ دوں گا اور اگر ثابت نہ کر سکیں - تو پھر ان حضرات کو چاہیئے کہ غیروں کی نظروں میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توہین نہ کرائیں - بلکہ ان کا دامن ان بدعات سے بری کرنے کی کوشش کریں۔

قادری بھائیوں کو چیلنج

الحمد للہ نقشبندی چشتی سہروردی قادری چاروں طریقوں کے بزرگوں کی دل سے عزت کرتا ہوں - اور حسن اتفاق کہ خود قادری طریقہ سے تعلق رکھتا ہوں - میں قادری بھائیوں کو چیلنج دیتا ہوں - کیا گذشتہ سطور میں جو خلاف شرع رسمیں ذکر کی گئی ہیں - اور جن کے نہ کرنے والوں کو وہابی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - کیا ان رسموں کو آپ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ سے ثابت کر سکتے ہیں - کہ واقعی وہ ان رسموں کے عامل تھے - ثبوت کی یہ صورت ہوگی - کہ آپ ان کی اپنی کسی کتاب کا حوالہ دیں جسے آپ فن تنقید روایت کے لحاظ سے ثابت کر دکھائیں کہ یہ چیز ان سے منقول ہے - اور اس روایت کے راوی ثقہ بھی ہوں اور سند میں کہیں انقطاع بھی نہ ہو - اور کوئی راوی متبدع اور متہم بالکذب بھی نہ ہو -

حضور کا دامن پاک ہے

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامل یقین ہے کہ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کا دامن ان بدعات سے یقیناً پاک ہے - میرے معزز قادری بھائیو! اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے - اور اس مقدس ہستی کا سا متبع سنت بنائے - آمین یا الٰہ العالمین -

حق پرستوں کے دشمن

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں سے جو لوگ حق پرست ہیں - جن کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہے - ان کے دشمن دو قسم کے ہیں - ایک وہ بدعتی طبقہ جس کا ذکر اوپر بالتفصیل آ چکا ہے اور دوسرا

بے دین ازم کا دلدادہ نوجوان

حق پرست علمائے کرام مسند نشین خیر الانام علی صاحبہا الصلوٰۃ ہیں - جس طرح تمام انبیاء علیہم السلام دنیا دار لوں سرمایہ داروں - خواہشات نفسانی کے بندوں -

بد اخلاقیوں - بد دیانتیوں - شرک و بت پرستی میں مبتلا ہونے والوں کو ہر معاملہ میں ٹوکتے تھے - اسی سبب سے وہ بد مزاج - دنیا کے نشہ میں مخمور طبقہ ان مبارک اور پاک ہستیوں کا دشمن ہو جاتا تھا - اسی طرح آج بے دین ازم کے دلدادگان کو علماء کرام کا حق پرست طبقہ ان کی برائیوں اور بد اخلاقیوں پر سختی سے جرح کرتا ہے - کہ زنا نہ کرو - شراب نہ پیو - ڈانس نہ کرو - سینما میں نہ جاؤ - ڈاڑھی نہ منڈاؤ - پیشاب کر کے ڈھیلے سے یا پانی سے استنجا ضرور کرو - وغیرہ وغیرہ - تو یہ بے دین طبقہ ان باتوں کے ان علمبرداروں کو بدنام کرتا ہے - کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں - انہیں کوئی عقل نہیں ہے - انہیں کوئی سلیقہ نہیں آتا -

حق پرست علمائے کرام کو صبر کی تلقین

قولہ تعالیٰ :-

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ط مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ ط أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ

(سورۃ البقرہ رکوع ۲۶ - پارہ ۲)

ترجمہ :- کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے - حالانکہ نہیں ہوئے (حالات) پیش نہیں آئے - جو ان لوگوں کو پیش آئے - جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں - انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہلا دئیے گئے - یہاں تک کہ رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اٹھے - کہ اللہ کی مدد کب ہوگی - سنو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے -

قیامت کے دن کا نقشہ

حق پرست علماء کرام کی آواز کو تسلیم نہ کرنے بلکہ ان کی توہین - تذلیل اور تکذیب کرنے والوں کا قیامت کے دن یہ حال ہوگا -

قولہ تعالیٰ :-

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

(ترجمہ دیکھیے صفحہ ۱ کالم ۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۵۵ء

قیامت کے دن کا مختصر نقشہ

اور

امتحانی سوالات

از جناب شیخ تفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

(۱) یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝ (سورۃ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹)

ترجمہ:- جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دیں گی مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا ہے۔

(۲) یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُھُمْ وَلَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (سورۃ المؤمن رکوع ۶ پارہ ۲۴)

ترجمہ:- جس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا کچھ بھی نفع نہ دے گا۔ اور ان پر پھٹکار پڑے گی۔ اور ان کے لیے برا گھر ہوگا۔

(۳) وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَھَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ ھَدٰىنَا اللّٰہُ لَھَدَیْنٰکُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ۝ (سورہ ابراہیم رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ:- اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ تب کمزور متکبروں سے کہیں گے ہم تو تمہارے تابع تھے۔ سو ہمیں اللہ کے عذاب سے کچھ بچاؤ گے۔ وہ کہیں گے۔ اگر ہمیں اللہ ہدایت کرتا تو ہم تمہیں ہدایت کرتے۔ اب ہمارے لیے برابر ہے کہ ہم چیخیں۔ چلائیں۔ یا صبر کریں۔ ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

(۴) اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ وَتُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْھِمْ وَتَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ (سورہ یٰسین رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ:- آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے۔ اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے۔ اس پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

(۵) فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (سورہ یٰسین رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ:- پھر اس دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے۔ جو کیا کرتے تھے۔

(۶) وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ ؕ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳)

ترجمہ:- اور جب (قیامت کے دن) فیصلہ ہو چکے گا۔ تو شیطان کہے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا۔ کہ میں نے تمہیں بلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(۷) قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ ؕ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (سورۃ المائدۃ رکوع ۱۶ پارہ ۷)

ترجمہ:- اللہ فرمائے گا۔ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان سے اللہ راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

(۸) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰىنَا لِھٰذَا ۟ وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰىنَا اللّٰہُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸)

ترجمہ:- اور وہ کہیں گے۔ کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے۔ اگر اللہ ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئے گی۔ کہ یہ جنت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

(۹) اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰکِھُوْنَ ۝ ھُمْ وَاَزْوَاجُھُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَآئِکِ مُتَّکِـُٔوْنَ ۝ لَھُمْ فِیْھَا فَاکِھَۃٌ وَّلَھُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ۝ (سورہ یٰسین رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ:- بے شک بہشتی اس دن مزہ سے دل بہلا رہے ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے لیے وہاں میوہ ہوگا۔ اور انہیں ملے گا جو وہ مانگیں گے۔

کام آنے والے کاموں میں ایمان شرط ہے

قیامت کے دن فقط وہی اعمال کام آئیں گے جن کی بنیاد ایمان پر ہوگی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورۃ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ:- جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے۔ تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کام کرے بشرطیکہ وہ کام صورۃً ہی نہیں حقیقۃً نیک ہو یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم اس کو ضرور پاک ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دنیا میں حلال روزی، قناعت و شانتی، قلبی سکون و طمانیت۔ ذکر اللہ کی لذت، حب الٰہی کا مزہ (باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ خطبہ (صلا سے آگے)

ادائے فرض عبودیت کی خوشی کا میاب مستقبل کا تصور - تعلق مع اللہ کی حلاوت جس کا ذائقہ چکھ کر ایک عارف نے کہا تھا -

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیم روز بیک جو نمی خرم

سچ ہے - اھل اللیل فی لیلھم الذ من اھل اللھو فی لھوھم

کافر کے اعمال میں کوئی وزن نہیں ہوگا

قولہ تعالیٰ :-

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ○

(سورۃ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ :- یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے - پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے - پھر ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے -

حاصل

یہ نکلا - کہ چونکہ کافر میں ایمان نہیں تھا - اس لئے اس کے اعمال کا کوئی وزن بھی نہیں ہوگا - نہ اسے کوئی اجر ملے گا -

اپیل

برادران اسلام سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ اپنے ایمان کو درست کریں - ایمان کا مطلب بھی سیکھنے سے آتا ہے - "اے اللہ تیرا اور تیرے رسول کا ہر فرمان دل سے مانتا ہوں" بس اسی ایک فقرے پر دل سے مہر تصدیق لگانے سے بفضلہ تعالیٰ دل میں پورا ایمان آجاتا ہے - دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو برادران کو پورا ایمان عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین

قیامت کے دن کے امتحانی سوالات

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ

ترجمہ :- ابن مسعود سے روایت ہے - وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا -

قیامت کے دن انسان کے قدم نہیں ہٹیں گے (یعنی وہ جا نہیں سکے) یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے - (یعنی پانچ سوالوں کا انسان سے جواب لیا جائے گا -)

۱- عن عمرہٖ فیما افناہ

(پہلا سوال) عمر کے متعلق ہوگا - کہ عمر کس کام میں صرف کی تھی -

ایک صحیح باقی سب غلط

مثلاً کوئی کہے گا - میرا مقصد یہ تھا - کہ سب سے بڑا لیڈر بن جاؤں - کوئی کہے گا کہ سب سے بڑا تاجر بن جاؤں - کوئی کہے گا - کہ اپنے محکمہ کے سب سے اعلیٰ عہدہ پر پہنچ جاؤں - کوئی کہے گا کہ وزیر بن جاؤں - کوئی کہے گا وزیر اعظم بن جاؤں - کوئی کہے گا - کہ بادشاہ بن جاؤں علیٰ ہذا القیاس سینکڑوں بلکہ ہزاروں بلکہ لاکھوں مقاصد حیات تجویز ہو سکتے ہیں - مگر سوال خداوندی کے مقابلہ میں یہ سب جوابات غلط ہوں گے - صحیح جواب فقط ایک ہوگا - اور وہ یہ ہے - کہ میری زندگی کا اصلی مقصد فقط تیری بندگی تھا - چنانچہ میں نے تیرے تجویز کردہ نظام الاوقات زندگی یعنی قرآن مجید کو اپنایا - اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تیرے فرمان کے مطابق تیرے بھیجے ہوئے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے لیے نمونہ بنایا - باقی جتنے کام میں نے کیے - وہ مجبوراً کیے مثلاً کسب معاش کے لیے تجارت کی یا زراعت ملازمت کی یا دستکاری وغیرہ وغیرہ -

۲- وعن شبابہٖ فیما ابلاہ

دوسرا سوال یہ ہوگا - کہ جوانی کس کام میں صرف کی تھی - اس کا بھی ایک جواب صحیح ہوگا - باقی سب غلط - مثلاً میں جوانی میں فٹ بال کا بہترین کھلاڑی تھا - یا ہاکی کا بہترین کھلاڑی تھا - یا گتکا بازی میں سب سے نمبر اول تھا - یا مشہور ترین ڈاکٹر تھا - یا قابل ترین انجنیئر تھا - یا اعلیٰ درجہ کا سیاست دان مانا جاتا تھا - یا بہت بڑا کامیاب بیرسٹر تھا - وغیرہ وغیرہ سب جوابات غلط ہوں گے - فقط ایک جواب صحیح ہوگا کہ اے اللہ میرے نامہ اعمال میں دیکھ لے - جتنی ہمت اور جتنی سکت میں نے تیری بندگی کا حق جوانی میں ادا کیا تھا - اتنا نہ بچپن میں ادا کیا - نہ بڑھاپے میں ادا ہو سکا -

۳- وعن مالہٖ من این اکتسبہ

تیسرا سوال یہ ہوگا - کہ مال کس ذریعے سے حاصل کیا کرتا تھا (کہ وہ ذریعہ حلال کا تھا یا حرام کا) اس سوال کا فقط ایک ہی جواب صحیح ہو سکتا ہے - اے اللہ میں نے فقط اس ذریعہ سے روپیہ کمایا جس میں تو راضی تھا - تیری مرضی کے خلاف کوئی ذریعہ اختیار نہیں کیا - مثلاً چوری - ڈاکہ زنی - فریب کاری - دھوکہ بازی - رشوت خوری - خلاف قانون سرکاری مثلاً بلیک وغیرہ وغیرہ -

۴- وعن مالہٖ فیما انفقہ

چوتھا سوال یہ ہوگا - کہ کس جگہ صرف کرتے تھے یعنی روپیہ کمانے کے بعد خرچ کہاں کرتے تھے - اس سوال کا بھی فقط ایک جواب صحیح ہوگا - باقی سب غلط - صحیح جواب فقط یہ ہوگا - کہ اے اللہ تیری اجازت لے کر خرچ کرتا تھا - یعنی جہاں تیری شریعت اجازت دیتی تھی وہ صرف کرتا تھا - ورنہ نہیں - مثلاً بیٹے کے بیاہ پر تیری شریعت نے باجے بجانے سے منع کیا - تیل - مہندی - گانا - گھوڑی - سہرا - آتشبازی سے منع کیا - میں نے ایک پیسہ وہاں خرچ نہیں کیا -

۵- وماذا عمل فیما علم

اور تیری شریعت کا) جو علم پہنچا تھا - اس کے متعلق کیا عمل کر کے آئے ہو - ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس سوال کا صحیح جواب فقط یہی ہو سکتا ہے کہ اے اللہ اپنی طاقت کے مطابق تیرے احکام کی تعمیل کر کے آیا ہوں - اس کے علاوہ باقی سب عذر نامنظور ہوں گے کہ اے اللہ دکانداری کے باعث عمل نہیں کر سکا - یا اے اللہ کاشتکاری کی مصروفیت کے باعث عمل نہیں کر سکا - یا عورت کہے گی - کہ اے اللہ بچوں کی پرورش کرنے کے باعث عمل نہیں کر سکی - وغیرہ وغیرہ -

تبلیغ کا فائدہ

علماء دین اپنے مدرسوں یا مساجد کے منبروں سے مسلمانوں کو جو پیغام حق پہنچا رہے ہیں - اس کا کم از کم یہ ضرور فائدہ ہوگا - کہ اللہ تعالیٰ کے قیامت کے دن یہ سوال تو کر سکیں گے کہ تمہیں ہماری طرف سے جو علم پہنچا تھا اس کے مطابق کیا عمل کر کے آئے ہو - لہٰذا مسلمانوں کا فائدہ اور بھلا اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب انہیں درس قرآن میں یا جمعہ کے دن مسجد میں آنے کی توفیق دے - تو خطیب سے جو کلمہ حق سنیں - اسے دل سے مان کر انہیں اور اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں - تاکہ قیامت کے دن اس سوال کا صحیح جواب دے سکیں -

وما علینا الا البلاغ - واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ○

خدام الدین لاہور ۲ ۲۳ ستمبر ۱۹۵۵ء

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۸ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ
۱۶ ستمبر ۱۹۵۵ء

توکل فرض عین ہے

از شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

فرض کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فرض کفایہ۔ وہ یہ ہے کہ ایک کام بہت سے مسلمانوں کے ذمہ آپڑا تھا۔ اگر بعض مسلمانوں نے اسے ادا کر دیا۔ تو باقی مسلمانوں کی طرف سے بھی ادا ہو جائے گا۔ مثلاً کسی گاؤں میں ایک آدمی فوت ہو گیا ہے۔ اب سارے گاؤں والوں کے ذمہ فرض ہے کہ اس کے جنازے کو لحد تک پہنچائیں۔ اگر اس گاؤں کے بعض آدمیوں نے اسے لحد تک پہنچا دیا۔ تو باقیماندہ اس فرض سے سبکدوش سمجھے جائیں گے۔ اور اگر کسی نے بھی اسے دفن نہ کیا۔ تو سارے گاؤں والے گنہگار ہوں گے۔

دوسرا فرض عین ہے۔ یعنی وہ کام ہر مسلمان کو خود کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً نماز یہ فرض عین ہے۔ ہر مسلمان عورت اور مرد کو خود ادا کرنی پڑتی ہے۔ یہ نہیں کہ محلہ والوں میں سے بعض نے پڑھ لی تو باقیماندہ سبکدوش سمجھے جائیں۔ اسی طرح توکل بھی فرض عین ہے۔

ثبوت

قولہ تعالےٰ۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۳ پارہ ۴)

(ترجمہ) اور چاہئے کہ اللہ ہی پر مسلمان بھروسہ کریں۔

بعینہٖ یہی الفاظ مندرجہ ذیل سورتوں میں بھی ہیں۔

(۲) سورۃ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴ (۵) سورۃ ابراہیم رکوع ۲ پارہ ۱۳

(۳) سورۃ المائدہ رکوع ۲ پارہ ۶ (۶) سورۃ مجادلہ رکوع ۲ پارہ ۲۸

(۴) سورۃ التوبہ رکوع ۷ پارہ ۱۰ (۷) سورۃ التغابن رکوع ۲ پارہ ۲۸

نتیجہ

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی سات مختلف سورتوں میں اس حکم کو دہرایا ہے۔ تو نتیجہ صاف ہے کہ مکرر سہ کرر اس حکم کو دہرا کر ہر مسلمان کے ذمہ اس کی پابندی لازمی قرار دے رہے ہیں۔

دربار الٰہی سے متوکلین کو انعام

قولہ تعالےٰ:۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴ (ترجمہ) بیشک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

جب اللہ تعالےٰ نے متوکلین کو پسند فرما لیا۔ تو اب انہیں اللہ تعالےٰ کے کسی عتاب یا عذاب کا کب خطرہ رہ سکتا ہے کیسا عجیب انعام ہے۔

توکل کی پہلی قسم

توکل کی دو قسمیں پہلی قسم خواص کا توکل۔ دوسری قسم عوام کا توکل۔ خواص میں اول نمبر انبیاء علیہم السلام ہیں۔ یہ حضرات تمام خداداد قوتوں کو اللہ تعالےٰ کے دین کی نشر و اشاعت میں دن رات صرف کرتے ہیں۔ اور اپنی ضروریات زندگی کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی تمام ضروریات فتوحات غیبی سے پوری فرماتا ہے۔ مثلاً کبھی کسی مخلص انسان کے دل میں خیال ڈال دیا۔ کہ فلاں چیز ان کی خدمت میں ہدیۃً پیش کر دے۔ کبھی کسی کے دل میں خیال ڈال دیا۔ اسے فتوحات غیبی کہا جاتا ہے۔ یعنی رزق کی کوئی صورت یا کوئی ذریعہ متعین نہیں ہوتا۔ نہ تجارت۔ نہ زراعت نہ جائداد۔ نہ ملازمت وغیرہ۔

پہلی مثال

قولہ تعالےٰ (قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝

(سورۃ النوح رکوع ۱ پارہ ۲۹)

(ترجمہ) کہا۔ اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن میں بلایا۔ پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے۔ اور بے شک جب کبھی میں نے انہیں بلایا۔ تاکہ تو انہیں معاف کر دے۔ تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیں۔ اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے۔ اور ضد کی اور بہت بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے انہیں کھلم کھلا بلایا۔ پھر میں نے انہیں علانیہ بھی کہا۔ اور مخفی طور پر بھی کہا۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام دن اور رات اشاعت دین الٰہی میں اپنی مبارک زندگی کے لمحات صرف فرماتے ہیں۔ نہ کوئی ذریعہ معاش ہی ہے۔ اور نہ اپنی قوم سے کوئی معاوضہ لیتے ہیں۔ بلکہ اعلان فرماتے ہیں وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹)

ترجمہ:۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

دوسری مثال

سب سے پہلے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی کا پروگرام آپ نے سن لیا ہے۔ اب سب سے آخری پیغمبر سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا نظام الاوقات (پروگرام) بھی سن لیجئے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝

(سورۃ المزمل رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ:۔ اے چادر اوڑھنے والے۔ رات کو قیام کر مگر تھوڑا سا حصہ آدھی رات یا اس میں سے تھوڑا سا حصہ کم کر دے۔ یا اس پر زیادہ کر دے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ یہ تو رات کا نظام الاوقات تھا۔ دن کا سن لیجئے۔ (اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا)

(سورہ المزمل رکوع ۱ پارہ ۲۹) (ترجمہ) بے شک دن میں آپ کے لیے بڑا کام ہے۔ یعنی دن میں اللہ تعالےٰ کے بندوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری آپ پر ہے۔

ذریعہ معاش توکل

جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دن اور رات کو یاد الٰہی یا بندگان خدا کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہیں گے۔ تو ضروریات زندگی کیسے پوری ہوں گی فرماتے ہیں:۔

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ

(الآیۃ۔ سورۃ الفرقان رکوع ۵ پارہ ۱۹)

ترجمہ:۔ کہہ دو میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ معلوم کرنا چاہے۔ اور تم اس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو جو کبھی نہ مرے گا۔ اور اس کی تسبیح اور حمد کرتے رہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ میں نہیں دین کی تعلیم بلا معاوضہ دوں گا۔

خطبہ جمعہ

(صفحہ ۳ سے آگے)

بیری ضروریات کا کفیل فقط اللہ تعالے ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ

سب سے پہلے اور سب سے آخری پیغمبر

دونوں کی مبارک زندگی کے لمحات بلیغیہ دین الٰہی کی نشر و اشاعت میں دن رات وقف ہیں۔ قوم سے بھی معاوضہ نہیں مانگتے۔ اور بظاہر ذریعہ معاش بھی کوئی نہیں۔ خواص کا توکل یہی ہے۔ اس مقدس گروہ کی ضروریات کا کفیل اللہ تعالے ہوتا ہے اس کا اعلان ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ الاٰیۃ (سورہ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ:۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے۔ اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ سو وہی اس کو کافی ہے۔

عوام کا توکل

اس سے پہلے آپ سن چکے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں سات مقامات پر سب مومنوں کو اللہ تعالے پر توکل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کے توکل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر کام کے کرنے میں سلسلہ اسباب میں ہاتھ ڈالیں۔ جس طرح کہ ایک غیر مسلم ہاتھ ڈالتا ہے مگر اس کام میں خاطر خواہ نتیجہ نکلنے کی امید اپنی کارکردگی اور محنت کو نہ سمجھیں۔ بلکہ اللہ تعالے کے فضل پر بھروسہ رکھیں۔ مثلاً دس ہزار کا مال دکان میں لاکر رکھا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالے سے دعا کریں۔ اے اللہ تو مجھے اس تجارت میں نفع عطا فرما۔ جب نفع حاصل ہو۔ تو یہ عقیدہ رکھے۔ کہ اللہ تعالے کے فضل سے نفع ہوا ہے۔ اگر وہ نہ چاہتا تو بجائے نفع کے نقصان ہو جاتا۔ علیٰ ہٰذا القیاس مومن خواہ کوئی بھی ذریعہ معاش اختیار کرے۔ عقیدہ یہی ہونا چاہئے کہ کام تو میں کر رہا ہوں۔ نفع اور نقصان اللہ تعالے کے اختیار میں ہے۔ نفع ہو۔ تو اسے اللہ تعالے کا فضل سمجھا جائے۔ بخلاف اس کے غیر مسلم کا نظریہ یہ ہوگا۔ کہ یہ نفع میری دانشمندی اور عقلمندی کے باعث حاصل ہوا۔

خواص موجود ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حمیدہ میں سے صرف ایک صفت اللہ تعالے نے آگے منتقل ہونے نہیں دی۔ اور وہ صفت نبوۃ ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد دنیا میں قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس کے علاوہ باقی صفات کے حامل آپ کی امت میں اللہ تعالے کے بندے آرہے ہیں۔ اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ جن کی برکت سے حقیقی اور اصلی اسلام کے انوار ہمیشہ دنیا میں تابندہ۔ درخشندہ اور پائندہ رہیں گے۔ چنانچہ خواص کے توکل والے اللہ کے مقبول بندے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور آج بھی موجود ہیں۔ جو اپنی تمام خدا داد خوبیوں کو اور اپنی زندگی کے تمام لمحات کو محض اللہ تعالے کے دین کی حمایت اور اس کی نشر و اشاعت میں خرچ کرتے ہیں۔ اور تمام ذرائع معاش کو ترک کرکے اپنی ضروریات کا کفیل فقط اللہ تعالے کو بناتے ہیں۔ در اصل اسلام کا صحیح نقشہ انہیں اللہ کے بندوں کی برکت سے آج تک زندہ رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔

دعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالے سب مسلمانوں کو اپنے ذرائع معاش اختیار کرنے کے باوجود نفع حاصل کرنے میں اللہ تعالے پر توکل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قرآن مجید کے اس حکم کی بھی تعمیل ہو جائے جس سے عام طور پر مسلمان غافل ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا ایمان ہے اور ایمان بہشت میں لے جائے گا اور بے حیائی جفا ہے اور جہنم کا موجب ہے۔ (مسند احمد: ۱۰۵۱۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا اور ایمان ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں جب ان میں سے کوئی اٹھا لیا جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے۔ (مشکاۃ المصابیح: ۵۰۹۳)

خدام الدین لاہور　　　۲　　　۳۰ ستمبر ۱۹۵۵ء

خطبہ جمعہ :- ۶ صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۵۵ء

گلدستہ ارشادات نبویہ

از جناب مفسر القرآن مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

قولہ تعالیٰ :-

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (سورۃ الحشر رکوع ۱ پ ۲۸)

(ترجمہ :- اور جو کچھ رسول دے اسے لیلو - اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو - اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بہتری، بھلائی، شرافت اور دینداری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں محدود فرما دیا ہے - کہ آپ جو حکم تمہیں دیں - اس کی پابندی کرو - اور جس کام سے منع کریں اس سے باز آجاؤ - اگر تم نے اس نظام الاوقات کی تعمیل نہ کی - تو پھر خدا سے ڈرو - اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہوتا ہے - اسی آیت کی روشنی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات عرض کرنا چاہتا ہوں - اگر مسلمانوں نے ان پر عمل کیا - تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں گے -

پہلی حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (متفق علیہ)

(ترجمہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے اس بات کی گواہی پر کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے - اور بیشک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں - اور نماز قائم کرنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور حج کرنے پر - اور رمضان کے روزے رکھنے پر -

محمدی اسلام کے مسلمانوں کے لیے تو ان پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے - تب وہ مسلمان کہلا سکتا ہے ہاں میرے پنجاب میں اگر ان پانچ چیزوں میں سے ایک [illegible]

فتح الدین، معراج الدین یا فتح بی بی، معراج بی بی نام رکھوالینا کافی ہے - اَللّٰہُمَّ اہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ -

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَہَرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا ہَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِہِنَّ الْخَطَایَا (متفق علیہ)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بھلا بتاؤ - اگر تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہائے کیا اس پر میل باقی رہے گی - انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی میل باقی نہیں رہے گی آپ نے فرمایا اسی طرح پانچ نمازوں کی مثال ہے - انکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے -

دعا - اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کہلانے والے مرد و عورت کو نماز پڑھ کر اپنے گناہ معاف کرانے کی توفیق عطا فرمائے -

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ یَتَہَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَہَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِہَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَہَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَہَافَتُ ہٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ہٰذِہِ الشَّجَرَۃِ (رواہ احمد)

ابو ذر سے روایت ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سردی کی موسم میں نکلے - اور پتے گر رہے تھے - پھر آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑا - ابو ذر نے کہا - پھر وہ پتے گرنے شروع ہوگئے ابو ذر نے کہا - آپ نے کہا اے ابو ذر میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ - آپ نے فرمایا بیشک مسلمان بندہ نماز پڑھتا ہے جس سے اللہ کی رضا چاہتا ہے - اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جس طرح

یہ پتے اس درخت سے گر رہے ہیں -

دعاء

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد اور عورت کو روزانہ اپنے گناہوں کو نماز کی برکت سے معاف کرانے کی توفیق عطا فرمائے ورنہ یاد رکھیو - بے نمازوں کی قبر جلد دوزخ کا گڑھا بنیں گی اور آگے چل کر دوزخ میں داخل ہوں گے - چنانچہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام بے نماز کو دوزخ میں دیکھ کر آئے ہیں -

چوتھی حدیث

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَلّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَۃِ عَبْدِہٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنْ اَحَدِکُمْ کَانَ رَاحِلَتُہٗ بِاَرْضِ فَلَاۃٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْہُ وَعَلَیْہَا طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاَیِسَ مِنْہَا فَاَتٰی شَجَرَۃً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّہَا قَدْ اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِہٖ فَبَیْنَا ہُوَ کَذٰلِکَ اِذْ ہُوَ بِہَا قَآئِمَۃً عِنْدَہٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِہَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ اَللّٰہُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ - (رواہ مسلم)

(ترجمہ) انس سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - البتہ اللہ کو اپنے بندے کی توبہ کرنے سے جب اس کی طرف رجوع کرکے آتا ہے - تم میں سے اس ایک سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جس کی سواری چٹیل میدان میں تھی - پھر وہ اس سے بھاگ گئی - حالانکہ اسی پر اس کا کھانا اور پانی تھا - پھر اس سواری سے مایوس ہو گیا - پھر ایک درخت کے پاس آیا - پھر اس کے سایہ میں لیٹ گیا - اپنی سواری دیکھنے سے مایوس ہو چکا تھا - پس ناگہاں وہ اسی حالت میں تھا کہ وہ اپنی اونٹنی کو اپنے پاس کھڑے ہوئے پاتا ہے - پھر اسکی مہار کو پکڑ لیا - پھر سخت خوشی کے باعث یہ الفاظ کہدئے - اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں - بہت زیادہ خوشی کے باعث یہ غلطی کی -

توبہ کے دروازے کے بند ہونے کا وقت

قولہ تعالیٰ :-

وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ج حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَہُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَہُمْ کُفَّارٌ ط اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ہ (سورۃ النساء رکوع ۳ پارہ ۴)

ترجمہ :- اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو برے کام کرتے رہتے ہیں - یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں - اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں - ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے -

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ خطبہ :- (صٓ سے آگے)

توبہ کا صحیح وقت

قولہ تعالٰی :-

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۳ پارہ ۴)

ترجمہ :- اللہ پر توبہ قبول کرنے کا حق انہی لوگوں کے لئے ہے۔ جو جہالت کی وجہ سے برا کام کرتے ہیں۔ اس کے بعد جلدی توبہ کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا داناہے۔

توبہ کی قبولیت کی شرائط

توبہ کے قبول ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں۔ اپنے گناہ پر ندامت۔ اس گناہ سے دستبرداری اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ۔ ان تینوں شرطوں کے پائے جانے سے گناہ معاف ہوجاتا ہے۔ خواہ وہ گناہ ایک ہی دن میں کئی مرتبہ کیوں نہ ہو جائے۔ ہر مرتبہ جب یہ تین شرطیں توبہ کرتے وقت پائی جائیں گی۔ تو یہ قبول ہوتی رہیگی۔ اللہ تعالٰے انسان کے تمام حالات کو جانتا ہے اس لئے جب یہ شرطیں توبہ میں پائی جائیں گی۔ تو توبہ کو قبول فرمائے گا۔ وہ حکیم بھی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسان کے مٹی سے بنائے جانے کے باعث اس کے اندر یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ کہ غیر آل اندیش ہونے کے باعث اپنی خواہش نفسانی سے مغلوب ہو کر گناہ کر بیٹھتا ہے پھر جب صدق دل سے تائب ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالٰے کی حکمت کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ واللہ اعلم

توبہ سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں

ہر مسلمان عورت اور مرد کے صغیرہ گناہ تو وضو کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کلی کی تو زبان سے جو گناہ کئے تھے معاف ہو گئے۔ مونہہ دھویا۔ تو آنکھوں نے جو گناہ کئے تھے وہ معاف ہو گئے۔ ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں سے جو گناہ کئے تھے وہ معاف ہو گئے۔ پاؤں دھوئے۔ تو پاؤں سے جو گناہ کئے تھے وہ معاف ہو گئے۔ لہذا ثابت ہؤا کہ صغیرہ گناہ بلا ارادہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس تفصیل کی ضرورت نہیں۔ کہ اے اللہ میرے فلاں فلاں گناہ معاف فرما دے۔ البتہ کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے اس گناہ کو پیش نظر رکھ کر یہ عرض کرنا پڑتا ہے۔ کہ اے اللہ میں فلاں گناہ سے توبہ کرتا ہوں۔ اگر مذکور الصدر تینوں شرطوں کو مدنظر رکھ کر توبہ کرے گا۔ تو اللہ تعالٰے اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ کبیرہ گناہوں کی مثال شرک کفر۔ ماں باپ کی نافرمانی۔ زنا۔ شراب خواری۔ چوری

ڈاکہ زنی وغیرہ ہے۔

پانچویں حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ :- ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو آنکھیں ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئیگی۔ جو آنکھ اللہ کے خوف سے روئے اور وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں ساری رات پہرہ دیا۔

خوف خدا سے رونے کی حالت پیدا ہونیکا طریقہ

اگر کوئی شخص محض حلال کی غذا کھائے۔ اور حتی الوسع بے دینوں کی صحبت سے بچے۔ اور تخلیہ میں بیٹھ کر اللہ تعالٰے کا ذکر بہت زیادہ کرے۔ پھر انشاء اللہ تعالٰے طبیعت اتنی نرم ہو جائے گی کہ خوف خدا سے رونا آنے لگا۔

چھٹی حدیث

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْمَيْمُونِ الْأَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ :- عمرو بن میمون اودیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا جبکہ آپ اسے نصیحت فرما رہے تھے۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت خیال کر۔ تیری جوانی کو تیرے بڑھاپے سے پہلے۔ تمہاری صحت کو تمہاری بیماری سے پہلے۔ تیری آسودہ حالی کو تمہاری تنگ دستی سے پہلے۔ اور تیری فراغت کو تمہاری مصروفیت سے پہلے اور تیری زندگی کو تمہاری موت سے پہلے۔

حاصل

یہ ہے کہ ان پانچ رکاوٹوں کے پیدا ہونے سے پہلے جتنا ہو سکے۔ اللہ تعالٰے کو یاد کر لے۔ اور آخرت کی نجات کا توشہ بنا لے ورنہ پھر دست حسرت ملنے کے سوا کچھ نہیں ہو سکے گا۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ جمعہ ۱۳ صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۵۵ء

سرکارِ مدینہ کے اہم فیصلے

بارگاہ الٰہی میں انکی اہمیت

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ تعالیٰ:-

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)

اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے اس پر آتی ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں حضور انور کا ہر ارشاد وحی الٰہی ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پہلی آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں یعنی کوئی کام نہ کیا۔ ایک حرف بھی آپ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو۔ بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے مطابق ہوتا ہے۔ اس میں وحی متلو کو "قرآن" اور غیر متلو کو "حدیث" کہا جاتا ہے۔ لہٰذا آج جو کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ دراصل وحی الٰہی ہے۔ البتہ وحی کا دوسری قسم وحی غیر متلو ہے۔

نہایت ضروری اعلان

اکثر جمعہ کی تقریر کی ابتداء میں یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ جو کچھ میں عرض کروں گا۔ اگر سننے والا گوش ہوش سے سنے اور لوح دل پر اس کو لکھ کرلے جائے۔ اسے عمل میں لائے۔ اور لحد قبر تک نبھائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہوگا۔ قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔ قیامت کے دن دربار نبوی میں مشرف بار یابی حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ حوض کوثر سے پانی پلایا جائیگا۔ پچاس ہزار سال کا دن چار رکعت فرض کی دیر میں گذر جائیگا جہنم سے بچا لیا جائیگا۔ اور بہشت کا ٹکٹ مل جائیگا۔ اب سرکار مدینہ کے اہم فیصلے سنئے۔

پہلا

عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلَاثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ (رواہ مسلم) ترجمہ:- تمیم داری سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کی۔ کس کی خیر خواہی۔ آپ نے فرمایا اللہ کی۔ اور اس کی کتاب کی۔ اور اس کے رسول کی۔ اور مسلمانوں کے ذمہ داروں کی اور عام مسلمانوں کی۔

خیر خواہی کی نوعیت

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی یہ ہے کہ توفیق کے مطابق اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی خیر خواہی یہ ہے۔ کہ اس کے اندر انسان کے لیے جو نظام الاوقات تجویز شدہ ہے۔ اسے عملی جامہ پہنایا جائے مثلاً توحید خداوندی کا اقرار۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کی تعمیل۔ شرک۔ کفر۔ نفاق اعتقادی۔ چوری شراب زنا۔ جوا۔ مسلمان کے قتل۔ وغیرہ گناہوں سے بچنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی یہ ہے۔ کہ آپ کی سنت کا اتباع اور اس کی اشاعت کرنا۔ آپ نے فرمایا ہے۔ مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحْيَانِيْ وَمَنْ اَحْيَانِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ ؟ ترجمہ: جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا۔ تحقیق اس نے مجھے زندہ کیا۔ اور جس نے مجھے زندہ کیا۔ وہ میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔

مسلمانوں کے ذمہ داروں کی خیر خواہی یہ ہے کہ جب وہ مسلمانوں کی بہتری کے لیے کوئی کام تجویز کریں۔ تو ان کا ساتھ دیں۔ اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ان کا ساتھ دیں۔ عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں ہماری جس قسم کی امداد کی بھی ضرورت ہو۔ وہ حسب توفیق کی جائے۔

دوسرا

کون آدمی بہترین ہے:-

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا (رواہ احمد) ترجمہ:- ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں تم میں سے بہترین آدمی نہ بتلا دوں انہوں نے عرض کی۔ ہاں (فرمایئے) آپ نے فرمایا۔ تم میں سے بہترین آدمی وہ ہیں۔ جن کی عمریں لمبی ہوں اور اخلاق سب سے بہتر ہوں۔

ضروری عرض

برادران اسلام۔ اخلاق کی اصلاح با اخلاق انسانوں کے پاس عقیدتمندی سے بیٹھنے سے ہوتی ہے۔ ہذا ہو الحق المبین۔

تیسرا

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَذْهَبَ آخِرَتَهٗ بِدُنْيَا غَيْرِهٖ۔ (رواہ ابن ماجہ) ترجمہ:- ابی امامہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی بارگاہ میں قیامت کے دن مرتبہ کے لحاظ سے بدترین وہ آدمی ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کرلی۔ یعنی دوسرے شخص کی دنیاوی خواہش پوری کرنے کے لیے کسی پر ظلم کیا وہ اسکی دنیاوی خواہش پوری ہوگی اور اس ظلم کے سبب سے اس کی آخرت برباد ہوگئی۔

پہلی مثال

مثلاً انگریز کی حکومت کے وقت میں یہ ہوتا تھا۔ کہ افسران بالا ماتحت پولیس افسروں کو اشارہ کر دیتے تھے کہ فلاں شخص کو جو ملت و ملک کی خیر خواہی کرتا ہے مگر حکومت برطانیہ کا خیر خواہ نہیں ہے۔ اس لیے اس پر جھوٹا مقدمہ بنا کر اور جھوٹے گواہ بھگتا کر اسے قید کر دو۔ جیسے کہ فدائے اسلام۔ امیر المجاہدین عاشق رسول ہر دلعزیز جانباز ان اسلام حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے خلاف افسران بالا نے پولیس کے افسران ماتحت کو بقول ان کے الہام حکم دیا تھا کہ شاہ صاحب کی اصلی ڈائری پھاڑ دو۔ اور نقلی ڈائری لکھ کر ان پر مقدمہ چلا دو۔

امیر المجاہدین کیلئے اللہ تعالیٰ کی امداد

برادران اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے "ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر"؟ ترجمہ:- بیشک اللہ اس دین کو ایک فاجر انسان سے مدد کرا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پولیس میں ہی سے ایک کافر کو حضرت شاہ صاحب کی امداد کے لئے کھڑا کر دیا۔ یاد رکھو فاجر کی معنی میں کافر بھی آسکتا ہے۔ اس کافر نے انگریز کا راز فاش کر دیا۔ اس کافر نے تو راز فاش کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لاء ساکن بکی دروازہ لاہور کو جزاء خیر عطا فرمائے۔ جنہوں نے انگریز کی مشینری کے خلاف کمال جرأت سے کام لیا۔ عدالت سے کہا۔ کہ میں سرکاری کاغذات پیش کروں گا۔ جن سے ثابت کروں گا۔ کہ افسران بالا نے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ خطبہ :۔ صہ ۲ سے آگے

افسران ماتحت کو خفیہ احکام بھیجے ہوئے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کے خلاف خود ساختہ مقدمہ چلا یا جائے میاں عبدالعزیز صاحب کے اس جرأت آمیز اعلان پر انگریز کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور حضرت شاہ صاحب انگریز کے منحوس ارادوں کے دام سے نکل گئے۔

دوسری مثال

سیاسی مقدمات میں انگریز پہلے ہی سے یہ فیصلہ کر لیتا تھا۔ کہ اس مقدمہ کے ملزم کو یہ سزا دینی ہے۔ اس کے بعد مقدمہ چلاتا تھا۔ تاکہ ملزم کی تسلی ہو جائے۔ کہ میرا فیصلہ عدالت سے انصاف پر مبنی ہوگا۔ ادھر مجسٹریٹ کو ہدایت ہوتی تھی۔ کہ مقدمہ چلاؤ۔ مگر فیصلہ وہ کرنا۔ جو حکومت پہلے کر چکی ہے مثلاً تحریک کشمیر میں میرے خلاف سرکاری گواہ آکر مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیتا ہے۔ کہ تقریباً اڑھائی مہینے ہوئے کہ میں نے چوک وزیر خاں میں احمد علی کی ایک تقریر سنی تھی۔ جو حکومت برطانیہ کے خلاف سخت تقریر کر رہا تھا۔ یہ مقدمہ بورسٹل جیل لاہور کے اندر چل رہا تھا۔ میں نے مجسٹریٹ سے کہا۔ کہ یہ گواہ دو غلط بیانیاں کر رہا ہے۔ پہلی یہ کہ میں نے عمر بھر کبھی وزیر خاں کے چوک میں تقریر نہیں کی۔ دوسری یہ کہ کہتا ہے کہ اڑھائی مہینے ہوتے ہیں۔ کہ میں نے اس کی تقریر سنی تھی۔ حالانکہ مجھے تقریباً تین ماہ بورسٹل جیل میں آئے ہوئے ہو گئے ہیں۔ باوجود اس غلط بیانی کے مجھے سزا دے دی گئی۔ اور اولڈ سنٹرل جیل ملتان بھیج دیا گیا۔

چوتھا

معزز کون ہے :۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيْرٍ۔ (رواہ البیہقی)

(ترجمہ) عمر سے روایت ہے۔ آپ نے ایسے وقت میں فرمایا۔ جبکہ منبر پر تھے۔ اے لوگو۔ تواضع اختیار کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لئے عاجزی اختیار کی اللہ اس کو بلند کر دے گا پس وہ اپنے دل میں حقیر ہوگا۔ اور لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا۔ اور جس نے تکبر کیا اسے اللہ ذلیل کر دیگا۔ پس وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوگا۔ اور اپنے دل میں بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظر میں کتے اور خنزیر سے بھی ذلیل ہوگا۔

پانچواں

مفلس کون ہے :۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَيَأْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ أَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ (رواہ مسلم)

(ترجمہ) ابی ہریرہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جانتے ہو مفلس کون ہے لوگوں نے کہا۔ ہم میں مفلس وہ ہے۔ جس کے پاس نہ درہم ہو۔ اور نہ کوئی سامان ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تحقیق مفلس میری امت میں سے وہ ہے۔ جو قیامت کے دن نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ لائے گا۔ اور ایسے حال میں آئے گا۔ کہ اس شخص کو گالی دی ہوگی۔ اور اس پر تہمت لگائی ہوگی۔ (مثلاً کسی کو حرامزادہ کہا ہوگا) اور اس کا مال کھایا ہوگا۔ اور اس کا خون بہایا ہوگا۔ اور اس کو مارا ہوگا۔ پھر اللہ اس کو اس کی نیکیوں میں سے دے گا۔

پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس سے پہلے کہ جو اس پر حق ہیں۔ وہ ادا کئے جائیں۔ تو ان لوگوں کے گناہوں میں سے لئے جائیں گے۔ پھر وہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

وما علینا الا البلاغ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تجھ میں شرم وحیا نہ ہو تو جو جی چاہے کر۔ (بخاری: ۳۴۸۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا کہ ایک مرد دو عورتوں کے درمیان چلے۔ (ابوداؤد: ۵۲۷۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ

۲۰ صفر ۱۳۷۵ھ
۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء

لاہور کا عبرتناک تباہی خیز سیلاب

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ لاہور

کل ۲ اکتوبر ۱۹۵۵ء کی صبح کو لاہور میں جو سیلاب آیا ہے۔ اس سے پہلے لاہور کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ اخباری بیان ہے کہ لاہور کے بسنے والوں کو کبھی بھی اس قدر شدید سیلاب کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔"

سیلاب کی حیرت انگیز وسعت

اخباری اعلان

"راوی میں قیامت خیز سیلاب۔ تین چوتھائی لاہور زیر آب" "لاہور شمالی پنجاب سے کٹ گیا۔ سینکڑوں دیہات بہہ گئے۔ نشیبی علاقے پانی میں گھر گئے"

"مواصلاتی نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ شاہدرہ پاور ہاؤس زیر آب آجانے سے بجلی بھی فیل ہو گئی ہے"

"آج انسانوں کی بےبسی اور پریشانی نے پھر ایک بار مشرقی پنجاب سے لاکھوں لٹے پٹے انسانوں کی آمد کا نقشہ دہرا دیا۔ اور یہ کہنا مشکل ہو رہا ہے کہ ۱۹۴۷ء اگست میں انسانوں کی کس مپرسی زیادہ تھی۔ یا آٹھ برس بعد آج اکتوبر کی چھٹی تاریخ کو انسانوں کی پریشانی اور کس مپرسی زیادہ ہے"

حکومت کی بےبسی

لاہور والوں کو سیلاب نے آناً فاناً اپنے گھیرے میں لے لیا۔ حالانکہ صبح جب اخبارات ان کے ہاتھوں میں پہنچے۔ تو ان میں سرکاری ذرائع سے یہ اطلاع شائع ہوئی تھی۔ کہ سیلاب کا پانی ۳۶ گھنٹے تک شاہدرہ پہنچے گا۔ لیکن اہل لاہور یہ خبر پڑھ رہے تھے۔ تو ادھر راوی کا پانی محمود بوٹی بند کو چھلانگ چکا تھا۔ اور مصری شاہ، تاجپورہ، دھن پورہ۔ بادامی باغ کو آنکھ جھپکتے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ یہاں سے لوگوں کے لیے نکلنا محال ہو گیا۔

شاہنشاہ کی حکومت

مذکورۃ الصدر سابق اخباری اعلان سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے۔ کہ لاہور میں بادشاہ کی حکومت سے بالاتر شاہنشاہ کی حکومت بھی ہے۔ وہ چاہے تو اپنی خفیہ مصالح کی اپنے ماتحت والی شاہی حکومت کو اطلاع دے۔ اور چاہے تو نہ دے۔ یہ چیز خود سیلاب کی آمد سے ثابت ہوتی ہے کہ دنیاوی بادشاہت اعلان کرتی ہے کہ سیلاب کا پانی ۳۶ گھنٹے تک شاہدرہ پہنچے گا حالانکہ ایک گھنٹہ بھی گزرنے نہ پایا۔ کہ سیلاب لاہور کے اندر موجود تھا۔

بغاوت کے باعث عذاب

برادران اسلام! ہر واقعہ کی کوئی نہ کوئی علت ضرور ہوتی ہے۔ یہ الگ چیز ہے کہ مختلف نظریات رکھنے والے اپنے اپنے نظریے کی بنا پر اس کی علت علیحدہ علیحدہ تجویز کریں گے۔ مثلاً بعض لوگ ہر بیماری کا سبب دانتوں کے تعفن کو قرار دیتے ہیں۔ اسلئے وہ لوگ ہر قسم کی بیماری کا سبب دانتوں کا تعفن قرار دینگے اور بعض لوگ ہر بیماری کا معدے کی خرابی کو قرار دیتے ہیں۔ اسلئے وہ مریض کی بیماری کی باعث معدے کی خرابی قرار دینگے۔ اسی طرح ایک مسلمان اس تباہی خیز عبرتناک سیلاب کو شاہنشاہ حقیقی اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا باعث قرار دے گا۔ کہ مخلوق خدا اللہ تعالےٰ سے باغی ہو گئی تھی۔ اس لیے یہ عذاب الٰہی نازل ہوا ہے۔

اہالیان لاہور کی بغاوت

برادران اسلام! کیا آپ نے پاکستان کا مطالبہ کرتے وقت یہ دلائل نہیں دیتے تھے کہ ہم مسلمانوں کی ہندوؤں سے تہذیب الگ، تمدن الگ، کلچر الگ ہے اور ہمارے پاس مکمل ضابطہ حیات انسانی یعنی قرآن مجید موجود ہے۔ جس میں انفرادی۔ اجتماعی۔ اخلاقی۔ معاشرتی اقتصادی۔ سیاسی۔ دنیوی۔ اُخروی۔ غرضیکہ ہر قسم کی تنظیم موجود ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں۔ کہ خطۂ ہند میں ایک ٹکڑا الگ کر کے اس میں مذکورۃ الصدر چیزوں کو زندہ کریں۔ کیا آپ کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ ہر ایک نعمت کا دینے والا فقط اللہ جل شانہٗ ہی ہے پس اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں خطۂ ہند میں ایک ٹکڑا کاٹ کر بنام پاکستان عطا فرما دیا۔ اب

ایمان سے کہو

کیا آپ نے پاکستان لیتے وقت جس وعدہ پر لیا تھا اسے پورا کیا ہے۔ یا اس وعدے کی خلاف ورزی کی ہے جس کا دوسرا نام وعدہ خلافی، غداری یا بغاوت ہو سکتا ہے۔ پھر آپ خود فیصلہ کیجئے۔ کہ وعدہ خلافی کرنے والوں غداروں اور باغیوں کی کیا سزا ہوا کرتی ہے۔

گناہوں کی کثرت

برادران اسلام۔ کیا ہندوستان کے بعد جب سے پاکستان بنا ہے پہلے سے زیادہ گناہوں کی کثرت نہیں ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ پہلے جتنی تینوں قومیں (ہندو، سکھ، مسلمان) شراب پیتی تھیں۔ اب فقط مسلمان اتنی یا اس سے زیادہ پیتا ہے۔ کیا آپ نے لاہور کی پولیس کی رپورٹ نہیں سنی کہ لاہور میں پچیس فیصدی عورتیں زنا کرتی ہیں۔ کیا آپ نے اخبارات میں یہ اطلاع نہیں پڑھی۔ کہ ہیرا منڈی بازار لاہور میں ساٹھ فی صدی سکولوں اور کالجوں کے لڑکے زنا کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اے پاکستانیو! کیا تم نے ایک دیوتی کا مشغلہ ٹینس کھیلنا چھوڑ دیا ہے۔ جو انگریز تمہیں سکھا گیا ہے۔ کیا تم نے سینما کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ جن میں مسلمان کا وقت برباد۔ روپیہ برباد اور اخلاق برباد ہوتے ہیں۔ اور پھر ہر سال کروڑ ہا روپیہ پاکستان سے ہندوستان جاتا ہے۔ اور کیا ہندوستان کے بعد میرے پاکستان میں چوری، ڈاکہ زنی، قتل و خونریزی، رشوت ستانی وغیرہ جرائم پہلے سے زیادہ نہیں بڑھ گئے۔

انصاف کی اپیل

برادران اسلام!

میں آپ سے انصاف کی اپیل کرتا ہوں کہ کیا مملکت خداداد پاکستان میں ان جرائم کا ہونا اللہ تعالےٰ سے بغاوت نہیں ہے۔

یہ سیلاب عذاب الٰہی ہے

قولہ تعالےٰ:۔

وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر

(سورۃ الشوریٰ رکوع نمبر ۴ پ ۲۵)

ترجمہ:۔ اور تم پر جو مصیبت آتی ہے۔ تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے آتی ہے۔ اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

لہٰذا

ثابت ہوا۔ کہ یہ عبرتناک اور تباہی خیز سیلاب ہمارے گناہوں کی شامت کے باعث ہے۔

علاج

اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے تاکہ آئندہ کوئی عذاب نہ آئے۔ اور گذشتہ گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے۔ تاکہ وہ معاف ہو جائیں۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ جمعہ　　　۲۷ صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۴ر اکتوبر ۱۹۵۵ء

۶ر اکتوبر ۱۹۵۵ء کا سیلاب پہلی قوموں پر عذاب کا نمونہ ہے

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قولہ تعالیٰ (وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ)

(سورہ یونس رکوع ۲ پارہ ۱۱)

ترجمہ:- اور البتہ ہم تم سے پہلے کئی اُمتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ جب انہوں نے ظلم اختیار کیا۔ حالانکہ پیغمبر ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے تھے۔ اور وہ ہرگز ایمان لانے والے نہ تھے۔ ہم گنہگاروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

اس آئینہ میں مونہہ دیکھ لو

برادرانِ اسلام۔ کیا مسلمانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ظالم نہیں ہے۔ اسی کی بے انتہا نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ اور کھلم کھلا۔ بے دھڑک اسی کے قانون یعنی قرآن مجید کی دن رات مخالفت کرتے ہیں۔ پہلی قوموں میں پیغمبر آیا کرتے تھے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے علمبردار علماء کرام آپ کو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ اور تم ان کی ہدایات کے ماننے کی بجائے ان کی تحقیر۔ توہین۔ اور تذلیل کرتے ہو۔ پھر کیا تم پہلی قوموں کی طرح عذاب الٰہی کے مستحق نہیں ہو۔

قولہ تعالیٰ:- وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ (سورہ ق رکوع ۳ پارہ ۲۶)

ترجمہ:- اور ہم ان سے پہلے بہت سی اُمتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ جو قوت میں ان سے (کہیں) زیادہ تھے۔ اور تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے۔ (لیکن جب ہمارا عذاب نازل ہوا) تو ان کو بھاگنے کی جگہ بھی نہ ملی۔

بعینہ یہی حال

لاہور اور اس کے مضافات والوں کا ہوا۔ جس کی تفصیل آئندہ سطور میں بحوالہ اخبارات آ رہی ہے۔

قولہ تعالیٰ:- وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ

(سورۃ الذاریٰت رکوع ۲ پ ۲۷)

ترجمہ:- اور ثمود کے قصہ میں بھی عبرت ہے۔ جبکہ ان سے کہا گیا۔ اور تھوڑے دنوں چین کر لو۔ سو وہ (اس ڈرانے پر بھی) اِن لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ سو ان کو عذاب نے آ لیا۔ اور وہ دیکھ رہے تھے۔ سو نہ تو کھڑے ہی ہو سکے اور نہ بدلہ لے سکے۔

بعینہ یہی حال

اس سیلاب کی آمد پر باشندگان لاہور اور اس کے مضافات کا ہوا ہے۔ جس کی تفصیل اخبار کے بیان سے آئندہ آ رہی ہے:-

اخباری بیان (۱)

"آج بہاول راوی نے قیامتِ صغریٰ بپا کر دی۔ اور بالکل روزِ محشر کا سماں نظر آ رہا ہے۔ ہر انسان کو اپنی جان بچانے کی فکر ہے۔ ہر شخص اپنے لئے پناہ کا متلاشی ہے اور ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ لاکھوں انسان اپنے بیوی بچوں اور عزیز و اقارب کو سیلاب زدہ علاقوں سے نکالنے کے لیے جگہ جگہ مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ایک مرکز سے دوسرے مرکز پر جاتے ہیں۔ اور بے نیل و مرام واپس آ جاتے ہیں۔ لاہور کے بسنے والوں کو کبھی بھی اس قدر شدید سیلاب کا سامنا نہیں کرنا پڑا .... انسانوں کی بے کسی اور پریشانی نے پھر ایک بار مشرقی پنجاب سے لاکھوں لٹے پٹے انسانوں کی آمد کا نقشہ دہرا دیا ہے ...... لاہور والوں کو سیلاب نے آناً فاناً اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ (اسی طرح پہلی قوموں پر بھی یکلخت ناگہاں ہی عذاب آ گیا تھا)
(امروز ۸ر اکتوبر ۱۹۵۵ء)

(۲)

"دریائے راوی میں تباہ کن سیلاب۔ تین چوتھائی لاہور زیرِ آب" (امروز ۸ر اکتوبر ۱۹۵۵ء)

(۳)

"لاہور شمالی پنجاب سے کٹ گیا۔ سینکڑوں دیہات بہ گئے" (امروز ۸ر اکتوبر ۱۹۵۵ء) کیا یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہے۔

(۴)

"لاہور کے لاکھوں شہری سیلاب کے پانی میں گھر چکے ہیں" (امروز ۸ر اکتوبر ۱۹۵۵ء) کیا یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہے۔

(۵)

"کرشن نگر اور سنت نگر کے علاقہ میں عورتوں اور بچوں کی چیخیں دور دور تک سنائی دے رہی ہیں۔ لیکن ان کی مدد کو پہنچنا محال ہو رہا ہے" (امروز ۸ر اکتوبر ۱۹۵۵ء) لاہور جیسے شہر میں جو حکومت کا مرکز ہے۔ اور حکومت کے پاس ہر قسم کے اسباب موجود ہیں۔ کیا وہاں ایسی حالت کا پیدا ہو جانا اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہے۔

(۶)

"شاہدرہ میں پانچ ہزار افراد کی بے بسی۔ پیچھے کو پانی اور کھانے کا قحط" (۱۰ر اکتوبر ۱۹۵۵ء نوائے پاکستان) کیا یہ عذاب الٰہی نہیں ہے۔

(۷)

"منٹگمری، ملتان، اور مظفر گڑھ کے اضلاع بھی خوفناک سیلاب کی زد میں آ گئے" (۱۰ر اکتوبر نوائے پاکستان) کیا یہ عالمگیر عذاب الٰہی کی صورت نہیں ہے۔

(۸)

"چونیاں کے ۳۰۸ دیہات غرقاب۔ سیالکوٹ اور نارووال کے سینکڑوں مکان گر گئے" (۱۱ر اکتوبر نوائے پاکستان) کیا یہ غرقابی اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہے۔

(۹)

سیلاب زدہ اضلاع سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق وہاں پر فصلوں کو بے اندازہ نقصان پہنچا ہے اور بے شمار مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ ابھی جانی نقصان کا کوئی قابلِ اعتبار اندازہ نہیں ہو سکا۔ لیکن خیال ہے کہ نقصانات بے اندازہ ہیں۔ نوائے پاکستان (۱۱ر اکتوبر) کیا یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہے۔

(۱۰)

"لاہور کے نواح میں بچانوے فیصد مکانات منہدم ہو چکے ہیں" نوائے پاکستان ۱۳ر اکتوبر ۱۹۵۵ء۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہے۔

قانون الٰہی میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی

برادرانِ اسلام۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے (وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا) (سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پ ۲۲) ترجمہ:- اور آپ اللہ تعالیٰ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے۔

نافرمانوں کو سزا دینا اللہ تعالیٰ کا قانون ہے

قولہ تعالیٰ:- (فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ سورۃ السبا رکوع ۲ پ ۲۲) ترجمہ:- پھر انہوں نے (یعنی قوم سبا نے) نافرمانی کی۔ پھر ہم نے ان پر سخت سیلاب بھیج دیا اور ہم نے ان کے دونوں باغوں کے بدلے میں دو باغ بدمزہ پھل کے اور جھاؤ کے اور کچھ تھوڑی سی بیریاں

(باقی صفحہ ۱۰)

خطبہ جمعہ :-

(صفحہ ۳ سے آگے)

بیریوں کے بدل دیئے۔ یہ ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا۔ اور ہم ناشکروں ہی کو ایسا بدلہ دیا کرتے ہیں۔

عبرت

یمن کی قوم سبا پر بھی ان کی ناشکری کے باعث اللہ تعالیٰ کا عذاب تباہی خیز سیلاب کی صورت میں نازل ہوا تھا بعینہٖ ویسا ہی اللہ تعالیٰ کا عذاب تباہی خیز سیلاب کی صورت میں ہم پاکستانیوں پر نازل ہوا۔ اور اس عذاب کا سبب ہماری ناشکری ہے۔

پاکستان میں ناشکری کی چند مثالیں

(۱) شراب خوری پہلے سے زیادہ (۲) زنا پہلے سے زیادہ (۳) رشوت ستانی پہلے سے زیادہ (۴) چوری پہلے سے زیادہ (۵) ڈاکہ زنی پہلے سے زیادہ (۶) قتل و خونریزی پہلے سے زیادہ (۷) سرکاری خزانہ (جو ایک طرح پر قومی خزانہ ہے) میں غبن۔ جو پہلے نہیں تھا۔ (۸) سرکاری محکمہ جات میں کنبہ پروری وغیرہ وغیرہ۔

انصاف کی اپیل

برادران اسلام جس شاہنشاہ کی مملکت میں اس قسم کی بغاوتیں پھیلی پڑی ہیں۔ کیا اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ ایسے باغیوں کو سزا دینے کے لئے ایسے عذاب ان پر مسلط کرے۔

گیہوں میں گھن بھی پس جاتا ہے

جس طرح میرے پاکستان میں اکثریت قانون الٰہی (قرآن مجید) کی مخالفت کر رہی ہے۔ اور اس کی نشر و اشاعت کرنے والے یا اس پر عمل کرنے والے اقلیت میں ہیں۔ بعینہٖ یہی نسبت پہلی معذب قوموں میں بھی تھی۔ ہاں یہ ضرور ہوتا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کو عذاب الٰہی کی اطلاع آجاتی تھی۔ پھر انبیاء علیہم السلام اپنے متبعین کو ساتھ لے کر نکل جاتے تھے۔ اور باقیماندہ باغی عذاب الٰہی کا تختۂ مشق بن جاتے تھے۔ چونکہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دنیا میں کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لیے وہ آسمانی اطلاع نہیں آئے گی۔ اور گیہوں میں گھن کی طرح باغیان شہنشاہ کے عذاب میں وفادار طبقہ بھی مبتلا ہو جائے گا۔ مثلاً اس سیلاب میں سینکڑوں انسان غرق ہو گئے ہیں مرنے کے بعد باغیوں کی قبریں جہنم کا گڑھا بنیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے بہشت کا باغ بن جائیں گی۔

آئندہ بچنے کی تدبیر

برادران اسلام! آئندہ اس قسم کے عذاب سے بچنے کی تدبیر بھی قرآن مجید میں مذکور ہے۔

قولہ تعالیٰ فقلت استغفروا ربکم انہ [illegible]

كان غفارا ہ يرسل السماء عليكم مدرارا ہ ويمددكم باموال وبنين ويجعل لكم جنت ويجعل لكم انهرا ہ

(سورہ نوح رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ:- پس میں (نوح علیہ السلام) نے کہا۔ اپنے رب سے بخشش مانگو۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے وہ آسمان سے تم پر موسلادھار (مینہ) برسائے گا۔ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا۔ اور تمہارے لیے نہریں بنا دے گا۔

قوم نوح علیہ السلام پر عذاب

نوح علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے باعث قحط کا عذاب نازل ہوا تھا۔ نوح علیہ السلام اس عذاب کے ٹلانے کی تدابیر انھیں سمجھاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو تو قحط کا عذاب ٹل جائے گا۔ اور قحط کی بجائے ہر قسم کی فراوانی ہو جائے گی۔

نجات کا راستہ

برادران اسلام!

ہمارے لئے بھی نجات کا یہی راستہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگیں۔ اور آئندہ کے لیے قانون الٰہی (قرآن مجید) کے احکام کی پابندی کا پختہ وعدہ کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقینا نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو شخص مجھ سے ڈر کر اسے چھوڑ دے گا میں اسے اس کے بدلے ایسا قیمتی ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔ (طبرانی: ۱۰۳۶۲)

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہر آنکھ زنا کرتی ہے (اس لیے عورتوں کو چاہیے کہ مردوں کی نگاہوں سے بچ کر گزر جائیں) جب عورت عطر (خوشبو) لگا کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی اور ایسی ہوتی ہے یعنی زانیہ ہے۔ (ترمذی: ۲۷۸۶)

خطبۂ جمعہ ۴ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۱ راکتوبر ۱۹۵۵ء

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

از جناب شیخ تفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام!

ماہ ربیع الاول مسلمانوں کے لئے ایک خاص اہمیت کا مہینہ ہے۔ اسی ماہ میں سیّد المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ ۹ ربیع الاول سنہ عام الفیل مطابق ۲۲ راپریل ۵۷۱ء مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق قبل از طلوع آفتاب ہوئی۔ حضور انور کی پیدائش سے پہلے والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا تھا۔ حضور انور کے دادا عبدالمطلب اپنے ۲۴ سالہ نوجوان پیارے فرزند عبداللہ کی اس یادگار کے پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی گھر میں آئے۔ اور بچے کو خانہ کعبہ میں لے گئے۔ اور دعا مانگ کر واپس لائے۔ ساتویں دن عقیقہ کیا۔ اور تمام قریش کو دعوت دی۔ دعوت کھا کر لوگوں نے سوال کیا۔ کہ آپ نے بچے کا نام کیا رکھا ہے۔؟ عبدالمطلب نے کہا "مُحمّد" لوگوں نے تعجب سے پوچھا۔ کہ آپ نے اپنے خاندان کے سب مروجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا۔ کہا میں چاہتا ہوں۔ کہ میرا بچہ دنیا بھر کی تعریف کا شایاں قرار دیا جائے۔

ایّام رضاعت

مکہ معظمہ کے شرفاء کا یہ دستور تھا۔ کہ اپنے بچوں کو جب وہ آٹھ دن کے ہو جاتے تھے۔ دودھ پلانے والیوں کے سپرد کر کے کسی اچھی آب ہوا کے مقام پر باہر بھیجا کرتے تھے۔ اسی دستور کے موافق حضور انور کو بھی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا گیا۔ دو برس کے بعد آپ کا دودھ چھڑایا گیا۔

والدہ محترمہ کا انتقال

جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چار برس کی ہوئی۔ تو والدہ محترمہ نے حضور کو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب حضور کی عمر چھ برس کی ہوئی تو والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ اور دادا نے آپ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔

دادا کا انتقال

جب آنحضرت کی عمر آٹھ برس دس دن کی ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے ۸۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔ تو آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی تربیت اپنے ذمہ لے لی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح

جب حضور جوان ہوئے تو آپ کو تجارت کرنے کا خیال آیا۔ مگر ذاتی سرمایہ نہیں تھا۔ جس سے تجارت کر سکیں۔ مکہ معظمہ میں شریف خاندان کی ایک بیوہ عورت خدیجہ رض تھیں۔ وہ بہت مالدار تھی۔ اور اپنے روپیہ سے تجارت کراتی رہتی تھی۔ اس نے حضور سے خود درخواست کی۔ کہ اس کے روپیہ سے تجارت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مال لے کر تجارت کو تشریف لے گئے۔ اس تجارت میں بہت نفع ہوا۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ رض کا غلام میسرہ بھی ساتھ تھا۔ اس نے حضرت خدیجہ رض کو سفر کے تمام حالات سنائے اور آپ کے تمام محاسن اور جو خوبیاں سفر میں دیکھی تھیں وہ سب حضرت خدیجہ رض کے گوش گزار کیں۔ ان اوصاف حمیدہ کو سن کر خدیجہ رض نے درخواست کر کے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کر لیا۔ نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال تھی۔ اور خدیجہ کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ آنحضرت کے نکاح میں وہ ۲۵ سال زندہ رہی تھیں۔

قبل از بعثت حضور کا احترام

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ اور صفات محمودہ کی بناء پر آپ کو نام مبارک سے لوگ نہیں پکارتے تھے بلکہ الصادق یا الامین کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ نے دانشمندی سے بڑے بھاری اختلاف کو مٹایا

خانہ کعبہ کی دیواریں سیلاب کے باعث پھٹ گئی تھیں۔ اس لئے اس کی تعمیر جدید کی گئی تعمیر میں سبھی شامل تھے۔ جب حجر اسود کے رکھنے کا موقعہ آیا۔ تو سخت اختلاف پڑ گیا۔ ہر شخص یہی چاہتا تھا۔ کہ یہ کام اس کے ہاتھ سے سرانجام ہو۔ چار دن تک یہی جھگڑا ہوتا رہا۔ بالآخر ابو اُمیّہ بن مغیرہ جو قریش میں سے سب سے بڑی عمر والا تھا اس نے یہ رائے دی۔ کہ کسی کو حکم بنا کر فیصلہ کر لو۔ اس کی اس رائے کو تسلیم کر لیا گیا اور یہ طے ہوا کہ اب جو شخص سب سے حرم میں آئے گا اسی کو حکم بنایا جائے گا۔ حسن اتفاق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے تشریف لائے۔ آپ کو دیکھتے ہی ھٰذا الامین رضینٰاہ کے نعرے لگ گئے۔ کہ آپ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔

رفع اختلاف کی صورت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر بچھائی اس پر اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو رکھ دیا۔ پھر ہر ایک قبیلے کے سردار کو کہا کہ چادر کو پکڑ کر اٹھائیں۔ اسی طرح اس پتھر کو اپنے مقام پر لائے۔ آنحضرت نے پھر اسے اٹھا کر اپنے مقام پر رکھ دیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دانشمندی سے ایک خونخوار جنگ سے قوم کو بچا لیا۔

نبوۃ کے عہدہ جلیلہ کا عطا ہونا

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے چالیس برس تمام ہو گئے۔ اور ایک ہی دن زائد ہوا۔ تو ۹ ربیع الاول مطابق ۱۲ فروری ۶۱۰ء بروز دوشنبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالےٰ کی طرف سے منصب نبوت کی اطلاع لے کر حضور انور کی خدمت میں تشریف لائے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں تشریف فرما تھے۔

پہلا سبق

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلا سبق یہ پڑھایا:-

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ

(باقی صفحہ ۲ پر)

بقیہ خطبہ جمعہ

(صفحہ ۔۔ سے آگے)

اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔ (سورۃ العلق پارہ ۳۰)

ترجمہ :- اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے سب کو پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا - پڑھیئے - اور آپ کا ربّ سب سے بڑھ کر کرم والا ہے - جس نے قلم سے سکھایا - انسان کو سکھایا - جو وہ نہ جانتا تھا -

پہلے ہی دن مسلمان ہونیوالے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبلیغ شروع فرمائی - تو پہلے ہی دن مندرجہ ذیل حضرات حلقہ بگوش اسلام ہوئے - خدیجہؓ - علیؓ (عمر ۸ سال) ابوبکرؓ زیدؓ بن حارث (مولیٰ)

ابوبکرؓ کی تبلیغ سے مسلمان ہونیوالے

عثمانؓ - زبیرؓ - عبدالرحمٰنؓ بن عوف - طلحہؓ - سعدؓ بن ابی وقاصؓ - ابو عبیدہؓ بن الجراح عبدالاسد بن بلالؓ - عثمانؓ بن مظعون - عامرؓ بن فہیرہ الازدی - ابو حذیفہؓ بن عتبہ - سائبؓ بن عثمان اور ارقمؓ مسلمان ہوئے -

قُمْ فَاَنْذِرْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عہدہ جلیلہ نبوت کے ملنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے (قُمْ فَاَنْذِرْ) سورۃ المدثر رکوع ۱ پارہ ۲۹) (ترجمہ) اٹھو پھر (کافروں کو) ڈراؤ -

اس حکم کے بعد پھر ارشاد ہوا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ) سورۃ الشعراء -

ترجمہ :- اور اپنے قریب تر کے رشتہ داروں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیے - اس ارشاد الٰہی کی تعمیل کے لئے آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے - پھر آپ نے پکارنا شروع کیا - اے بنی فہر - اے بنی عدی - قریش کے مختلف قبیلوں کو - یہاں تک کہ سب اکٹھے ہو گئے - جو شخص خود نہیں آ سکتا تھا - تو اپنا کوئی نمائندہ بھیج دیتا تھا - تاکہ دیکھے کہ یہ بلاوا کیسا ہے - پھر ابولہب اور قریش جمع ہو گئے - آپ نے فرمایا - یہ بتلاؤ اگر میں اطلاع دوں - کہ ایک لشکر وادی میں آ رہا ہے - جو تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے - کیا تم میری تصدیق کرو گے - سب نے کہا ہاں - ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا ہی پایا ہے -

آپ نے فرمایا - میں تمہیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہوں - (یعنی قیامت کا جو عذاب آنے والا ہے) تب ابولہب نے کہا - تیرے لیے بقیہ دن ہلاکت ہو - آیا اسی بات کے لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا - اس واقعہ پر تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ نازل ہوئی -

قریش کیطرف سے ایذادہی

بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے تاکہ رات کے وقت آپ کے پاؤں میں چبھیں - گھر کے دروازہ پر عفونتیں پھینکی جاتیں - ابن عمرو بن العاص کا چشم دید بیان ہے - کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے - عقبہ بن ابی معیط آیا - اس نے اپنی چادر کو لپیٹ کر رسی کی طرح بنایا اور جب حضور انور سجدہ میں گئے - تو چادر کو آپ کی گردن میں ڈال دیا - اور پیچ دینے شروع کئے - گردن مبارک بھنچ گئی تھی - پھر بھی حضور انور اطمینان قلب سے سجدہ میں پڑے ہوئے تھے - اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے - آپ نے دھکے دے کر عقبہ کو ہٹایا - اور زبان سے یہ آیت بھی پڑھی :-

(اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ)

ترجمہ :- "کیا تم ایک ایسے آدمی کو مارتے ہو اس جرم میں کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے - اور تمہارے پاس روشن دلائل بھی لے کر آیا ہے "

چند شرارت پسند آدمی ابوبکر صدیقؓ سے لپٹ گئے - اور انہیں بہت زدوکوب کیا -

مسلمانوں پر قریش کے مظالم

بلالؓ حبشی تھے - اور امیہ بن خلف کے غلام تھے - جب امیہ کو معلوم ہوا - کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں - تو انھیں طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتا تھا -

(۱) مکہ معظمہ کی گرم ریت پر انھیں لٹا دیا جاتا - اور گرم گرم پتھر ان کی چھاتی پر رکھ دئے جاتے (۲) کبھی مشکیں باندھ کر لکڑیوں سے پیٹا جاتا - (۳) گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کے ہاتھ میں دی جاتی - اور وہ مکہ معظمہ کی پہاڑیوں میں انہیں لئے پھرتے - (۴) دھوپ میں بٹھا دیا جاتا (۵) بھوکا رکھا جاتا (۶) حضرت عثمانؓ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ان کے چچا کو ہوئی تو وہ حضرت عثمانؓ کو صف میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور نیچے سے دھواں دیتا - (۷) بعض صحابہ کرام کو قریش گائے یا اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیتے تھے -

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم اور صبر

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف تبلیغ دین کے لئے تشریف لے گئے تھے - وہاں کے لوگوں نے حضور پر پھبتیاں کسیں - آوازے کسے اتنے پتھر مارے - کہ آنحضرت لہولہان ہو کر بے ہوش ہو گئے - پھر بھی بجائے بددعا کرنے کے یہی فرمایا - کہ میں ان لوگوں کی ہلاکت نہیں چاہتا - کیونکہ اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائے - تو ممکن ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے -

(۲) ایک اعرابی آیا - اس نے آپ کی چادر کو جو موٹے کنارہ والی تھی جھٹکا دیا - زور سے کھینچنے کے باعث حضور کی گردن پر نشان پڑ گئے - اس کے بعد اعرابی نے زبان سے کہا - محمد - خدا کا مال جو تمہارے پاس ہے - نہ تیرا ہے - اور نہ تیرے باپ کا ہے اس میں سے ایک شتر کا بار مجھے بھی دلاؤ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سی خاموشی کے بعد فرمایا - مال بے شک خدا کا ہے - اور میں اس کا غلام ہوں - اور حکم فرمایا - ایک بار شتر جو اور ایک بار شتر کھجوریں اسے دیدی جائیں -

(۳) احد کی جنگ میں کافروں نے رسول اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک توڑے آپ کے چہرہ اور سر مبارک کو زخمی کیا - صحابہ کرام نے عرض کی - کہ ان کے حق میں بددعا فرمایئے - آپ نے فرمایا - میں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا - اللہ نے مجھے لوگوں کو اپنی بارگاہ میں لانے کے لئے بھیجا ہے - اس کے بعد یہ دعا فرمائی - اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے - وہ مجھے نہیں جانتے -

پیارا اسلام

مکہ معظمہ کے مشہور مالدار سردار عتبہ کو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مصالحت کے لئے بھیجا حضور انور کے سامنے عتبہ کی تقریر :-

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے حیائی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیا جس شے میں بھی ہوتی ہے اسے زینت بخش دیتی ہے۔(ترمذی: ۱۹۷۴)

بقیہ خطبہ جمعہ (صد ۲۴ سے آگے)

"میرے بھتیجے محمد- اگر تم اس معاملہ میں مال و دولت جمع کرنا چاہتے ہو- تو ہم تمہارے لئے اتنی دولت جمع کر دیتے ہیں- تو مالا مال ہو جائے- اور اگر عزت چاہتے ہو- تو ہم سب تمہیں اپنا رئیس مان لیتے ہیں- اگر حکومت کی خواہش ہے تو ہم عرب کا بادشاہ بنا دینے کے لئے تیار ہیں- جو چاہو ہم ماننے کے لئے تیار ہیں- مگر تم اپنا یہ رویہ چھوڑ دو" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا "تم نے جو کچھ میرے متعلق کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے- مجھے مال- عزت- دولت- حکومت کی ضرورت نہیں ہے۔"

حضور انور کیا چاہتے ہیں؟

دربار شاہ حبش میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر- "اے بادشاہ ہم جہالت میں مبتلا تھے- بتوں کو پوجتے تھے- نجاست میں آلودہ تھے- مردار کھاتے تھے بیہودہ بکا کرتے تھے ہم میں انسانیت اور سچی مہمانداری کا نشان نہ تھا- ہمسایہ کی رعایت نہ تھی- کوئی قاعدہ و قانون نہیں تھا- ایسی حالت میں خدا نے ہم میں سے ایک بزرگ کو مبعوث کیا- جس کے حسب نسب سچائی- دیانت داری- تقویٰ- پاکیزگی سے ہم خوب واقف تھے- اس نے ہم کو توحید کی دعوت دی- اور سمجھایا- کہ اس اکیلے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں اس نے ہمیں پتھروں کی پوجا سے روکا- اس نے فرمایا- کہ ہم سچ بولا کریں- وعدہ پورا کیا کریں- گناہوں سے بچیں- برائیوں سے دور رہیں- اس نے ہمیں حکم دیا- کہ نماز پڑھا کریں- صدقہ دیا کریں- اور روزے رکھا کریں- ہماری قوم ہم سے ان باتوں پہ بگڑ بیٹھی ہے-

آخری عرضداشت

برادران اسلام رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پر لکھنے والوں نے بڑے بڑے ضخیم دفاتر بھی لکھے ہوئے ہیں- ہاں ہمہ میرا یہ عقیدہ ہے- کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و محاسن کو کوئی شخص ضبط تحریر میں نہیں لا سکا- اور نہ ہی لا سکتا ہے- یہ چند الفاظ میں نے حضور انور کے متعلق عرض کئے ہیں- تاکہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیوؤں میں میرا نام بھی شامل ہو جائے- اور اس نسبت کی برکت سے نجات ہو جائے- اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صحابہ کرام جیسی استقامت عطا فرمائے- اور ان کی طرح ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے- امین یا الہ العالمین

وما علینا الا البلاغ

خطبہ جمعہ ——— ۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مناقب

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں عرض کرچکا ہوں کہ ربیع الاول کا جملہ مسلمانوں کیلئے ایک خاص اہمیت کا مہینہ ہے اسی ماہ مبارک میں آفتاب نبوت کا دنیا میں طلوع ہوا تھا اور اسی ماہ میں وہ دنیا سے پردیش ہوا تھا اسی ماہ مبارک کی مناسبت کے لحاظ سے سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ ان کے ذکر کی برکت سے ہم سب حاضرین پر اللہ تعالے کی رحمت نازل ہو آمین یا الٰہ العالمین۔

وجود مبارک کی خوشبو

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا۔ کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ میرے قریب آجاؤ۔ میں آپ سے قریب ہوگیا۔ تو مجھے حضور کے بدن مبارک سے ایسی خوشبو مہکتی ہوئی معلوم ہوئی کہ ایسی خوشبو نہ کبھی مشک میں محسوس ہوئی نہ عنبر میں (رواہ بزاز)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کے کسی راستہ سے گذرتے تھے تو لوگوں کو خوشبو کی مہک آتی تھی۔ اور معلوم ہو جاتا تھا کہ حضور کا گذر اس راستہ سے ہوا ہے (رواہ بزاز)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ میں نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے آپ بھی میری امداد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے پاس مال تو نہیں ہے۔ کہ تمہیں دوں۔ ہاں ایک بڑے مونہہ والی شیشی اور درخت کی ایک لکڑی لے آؤ۔ اس نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ آپ نے اپنے ہاتھ کی کلائیوں کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالا۔ کہ اس سے شیشی بھر گئی۔ تب فرمایا۔ کہ اس کو لے جاؤ۔ اور اپنی بیٹی سے کہنا۔ کہ اس لکڑی کو شیشی میں ڈال کر اس پسینہ کو خوشبو کی جگہ استعمال کرے۔ اس لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ تو وہ جس وقت خوشبو لگایا کرتی تو اس کی مہک تمام اہل مدینہ کو محسوس ہوتی تھی۔ (رواہ ابویعلیٰ والطبرانی)

(۴) عمیرہ بنت مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ اور ان کی پانچ بہنیں بیعت کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ اس وقت گوشت کے ٹکڑے تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے گوشت کا ٹکڑا مجھے اور میری بہنوں کو دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ وفات کے وقت تک ان میں سے کسی کے مونہہ سے بو نہ آئی۔ (رواہ الطبرانی)

(۵) جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھا۔ عصر کی نماز کا وقت آگیا۔ اور بہت تھوڑا سا پانی تھا۔ اسے ایک برتن میں ڈال کر خدمت اقدس میں لایا گیا۔ آپ نے اس میں ہاتھ ڈال کر انگلیاں پھیلا دیں۔ اور فرمایا کہ آکر وضو کرو۔ اور اللہ کی قدرت دیکھو۔ اللہ کی قسم میں نے آنکھوں سے دیکھا۔ کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی نکل رہا تھا۔ اس وقت ہمارے مجمع کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔ سب نے وضو کیا اور پیٹ بھر کر پانی پیا۔

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک میں ذرا ذرا سا فصل تھا۔ بوقت تکلم آپ کے دندان مبارک سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا (رواہ الترمذی)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

پتھروں اور درختوں کے ذریعے

(۱) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً میں خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے قریب بیٹھ گیا۔ اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ تشریف لائے۔ اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ ان کے بعد فاروق اعظم ان کے بعد ذی النورین رضی اللہ تعالے عنہما تشریف لائے۔ اس وقت حضور کے سامنے سات کنکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ آپ نے ان کو ہتھیلی پر رکھا۔ تو وہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں۔ حتےٰ کہ میں نے ان کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سُنی۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ وہ فوراً ہی چپ ہو گئیں۔ آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ تو وہ پھر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں۔ حتیٰ کہ میں نے ان کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سُنی۔ اس کے بعد صدیق اکبر نے ان کو اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔ وہ فوراً چُپ ہوگئیں۔ آپ نے ان کو لے کر فاروق اعظمؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ وُہ فوراً سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں۔ حتیٰ کہ میں نے ان کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سُنی۔ فاروق اعظمؓ نے اپنے ہاتھ سے رکھا۔ تو وُہ پھر چُپ ہوگئیں۔ آپ نے اٹھا کر حضرت ذی النورینؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ وہ فوراً سُبحان اللہ۔ سُبحان اللہ کہنے لگیں۔ حتیٰ کہ میں نے ان کی بھنبھناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سُنی۔ حضرت ذی النورینؓ نے ان کو اپنے ہاتھ سے رکھا تو پھر چپ ہوگئیں۔ اس کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کا نام خلافت نبوت ہے (رواہ البیہقی)

(۲) برہ بنت حجراۃؓ روایت کرتی ہیں کہ جب اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت سے سرفراز فرمانے کا ارادہ کیا۔ تو آپ حسب عادت قضائے حاجت کی غرض سے آبادی سے بالکل دُور نکل جاتے تھے۔ اور پہاڑ کی گھاٹیوں اور نالوں تک پہنچتے تھے۔ تو جس پتھر یا درخت پر سے گذرتے تھے۔ وہ السلام علیک یا رسول اللہ پکارتا تھا۔ آپ دائیں بائیں گردن پھیر پھیر کر دیکھتے تھے۔ مگر کوئی نظر نہ آتا تھا (رواہ ابونعیم)

(۳) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے۔ کہ مکہ کے مشرکوں کی ایذا دہی کی وجہ سے حضورؐ حجون پر غمزدہ (باقی صفحہ ۱۹ پر)

بقیہ خطبۂ جمعہ (صلا سے آگے)

ہو کر تشریف فرما تھے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ "اے اللہ۔ آج تو مجھ کو ایسا معجزہ دکھا دے۔ کہ اس کو دیکھنے کے بعد مجھ کو ان جھٹلانے والوں کی پروا ہی نہ ہو۔ چنانچہ آپ نے حسب حکم خداوندی ایک درخت کو جو جنگل کے ایک کنارہ پر کھڑا ہوا تھا۔ پکارا۔ وہ درخت زمین پر سے تیزی کے ساتھ چلا۔ اور خدمت میں حاضر ہو کر اس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے اس کو حکم دیا۔ کہ وہ واپس جائے۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ پھر آپ نے یہ فرمایا۔ کہ اب مجھ کو اپنی قوم میں سے جھٹلانے والوں کی کچھ بھی پروا نہیں ہے (رواہ بزاز والبیہقی)

حیوانات میں آپکے معجزات

(۱) عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اتفاقاً ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ فلاں قبیلے کے ایک شخص کا وہ اونٹ جس کے ذریعے سے وہ اپنے باغ کو پانی دیتا تھا۔ بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ یہ سُنکر حضور اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ ہی ساتھ ہم سب بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم نے عرض کی۔ کہ یارسول اللہ آپ اس کے قریب تشریف نہ لے جائیں مبادا آپ کو اس سے گزند پہنچے مگر حضور اس کے قریب پہنچ گئے۔ اونٹ نے آپ کو دیکھتے ہی سجدہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے اونٹ کے سر پہ اپنا دستِ مبارک رکھا۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ مہار لاؤ۔ آپ کو مہار دی گئی۔ آپ نے مہار لگائی۔ اور فرمایا۔ کہ اونٹ کے مالک کو بلاؤ۔ وہ بلایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس کو کھانے پینے کی تکلیف نہ دو۔ اور طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ (رواہ ابونعیم والبیہقی)

(۲) یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ تو ایک اونٹ کو چلّاتے ہوئے دیکھا۔ اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ ہمیں اونٹ کی نسبت سجدہ کرنے کا زیادہ حق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم جانتے ہو۔ کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی ہے۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی۔ اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا۔ اب ان کے ہاں ایک تقریب ہے۔ تو انہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضور پرنور نے اونٹ کے مالکوں سے یہ سرگزشت کہلا بھیجی۔ انہوں نے کہا۔ یارسول اللہ خدا کی قسم اس نے بالکل سچ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ تم اس کو میرے لئے چھوڑ دو۔

(۳) زید بن ارقم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں مدینہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی گلی میں تھا۔ کہ ہمارا گذر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف سے ہوا۔ وہاں دیکھا۔ کہ ایک ہرنی خیمے کی چوبوں سے بندھی ہوئی ہے۔ اس نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ اس اعرابی نے مجھ کو پکڑا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں۔ میرے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ یہ نہ تو مجھ کو ذبح کرتا ہے۔ کہ اس مصیبت سے چھوٹ جاؤں۔ اور نہ آزاد کرتا ہے۔ کہ میں اپنے بچوں کے پاس جنگل میں پہنچ جاؤں۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ کہ اگر میں تیری رسّی کھول دوں۔ تو تو لوٹ کر آجائے گی۔ اس نے عرض کی۔ کہ ضرور آجاؤں گی۔ اور اگر وعدہ خلافی کروں۔ تو اللہ تعالےٰ مجھ کو عشار (محصول لینے والا) کا سا عذاب دے۔ آپ نے یہ سن کر اس کو چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر نہ گزرنے پائی تھی۔ کہ وہ اپنی زبان چاٹتی ہوئی واپس آگئی۔ آپ نے اس کو پھر خیمہ سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اعرابی اپنے ساتھ پانی کی مشک لئے ہوئے آیا۔ حضور نے اس سے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا تم ہرنی کو ہمارے ہاتھ بیچو گے وہ بولا۔ کہ یا رسول اللہ۔ میں یہ آپ ہی کو دے دیتا ہوں۔ آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا۔ کہ وہ جنگل میں سُبحان اللہ سُبحان اللہ اور

لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ مُحمّد رسول اللہ

کہتی پھرتی تھی (رواہ البیہقی)

آپ کے معجزات کی فوقیت

تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات جمع کئے جائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تعداد میں ان سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور رتبے میں بھی آپ کے معجزات کا درجہ بلند ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ کہ پتھر سے پانی بہ نکلا۔ ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ آپ نے کنکریوں کو ہتھیلی پر رکھا۔ تو سُبحان اللہ سُبحان اللہ کہنے لگ گئیں۔ اور راوی کہتا ہے کہ میں نے ان کی آواز سُنی۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے معجزہ میں پتھروں نے وہ کام کر دکھایا۔ جو انسان کرتے ہیں۔ یا ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ آپ پر جنگل کا ہر پتھر اور ہر درخت اَلسّلامُ عَلَیکَ یَارسُولَ اللہ کہتا تھا۔ پتھر سے پانی کا نکلنا بھی بے شک معجزہ ہے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے۔ مگر پتھر سے السلام علیک یارسول اللہ کی آواز کا نکلنا اس پر فوقیت رکھتا ہے۔ میں نے تبرکاً و تیمناً اس ماہ مبارک کی مناسبت سے عرض کر دیا ہے تاکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوؤں میں اس سیاہ کار کا نام بھی شامل ہو جائے۔ اور ممکن ہے۔ کہ اسی نسبت سے مغفرت کا تمغہ مل جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

آخری عرضداشت

جب خاتم النبیین کا مرتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بلند و بالا تر ہے۔ اور ہم آپ کی اُمّت کہلاتے ہیں۔ تو ہمیں ہر شعبہ زندگی میں ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ جس سے حضور انور کی عزت افزائی ہو۔ اور دربار الٰہی میں خیر امۃ کہلانے کے مستحق ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ اُمّت تو آپ کی کہلائیں اور اعمال کے لحاظ سے شر امۃ ہو کر جہنم میں جائیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

خطبہ جمعہ —— ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۵۵ء

قرآن مجید میں زبردست انقلابی طاقت ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

قولہ تعالےٰ :- (وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ۪ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۞

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۱ پ ۴)

ترجمہ :- اور سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو۔ اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔ جبکہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈالدی۔ اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ پھر تمہیں اس سے نجات دی۔ اسی طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

سرسری نظر

اس آیت پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مجید پر ایمان لانے والوں میں یہ انقلاب آیا۔ کہ جو لوگ ایک دوسرے کے دشمن تھے دوست بن گئے۔ اور جو لوگ دوزخ میں داخل ہونے والے تھے۔ وہ بہشتی ہو گئے۔

مزید تفصیل

اگر غور کر کے دیکھا جائے۔ تو یہ چیز بآسانی معلوم ہو سکتی ہے کہ ان میں کون کون سے گناہ تھے۔ جن کے باعث وہ دوزخ کے گڑھے کے کنارہ پر پہنچے ہوئے تھے۔

پہلا شرک بت پرستی

قولہ تعالےٰ (سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا ۞ (سورۃ الانعام رکوع ۱۸ پ ۸)

ترجمہ :- اب مشرک کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا۔ تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے۔

قولہ تعالےٰ :-

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ ۗ مَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۞

(سورۃ الزخرف رکوع ۲ پ ۲۵)

(ترجمہ) اور کہتے ہیں۔ اگر رحمان چاہتا تو ہم انہیں نہ پوجتے انہیں اس کی کچھ خبر نہیں۔ وہ محض اٹکل دوڑاتے ہیں۔

مولانا حالی کی شہادت

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیلؑ ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جس کو تاکا
کہ اس گھر سے اُبلیگا چشمہ ہدیٰ کا
وہ تیرتھ تھا اک بت پرستوں کا گویا
جہاں نام حق کا نہ تھا کوئی جویا
قبیلے قبیلے کا بت اک جدا تھا
کسی کا ہبل تھا۔ کسی کا صفا تھا
یہ عزا پہ وہ نائلہ پر فدا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

دوسرا کفر

کفر سے یہ مراد ہے کہ احکام الٰہی کے تسلیم کرنے سے انکار کرنا۔

قولہ تعالےٰ :- (وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ (سورۃ السبا رکوع ۴ پارہ ۲۲)

(ترجمہ) اور کافر کہتے ہیں ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ اور نہ اس پر جو اس سے پہلے موجود ہے۔

تیسرا

اخلاقی تنزل

قرآن مجید پر ایمان لانے سے پہلے ان کی زندگی حیوانوں سے بھی بدتر تھی۔

قولہ تعالےٰ :- (وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۞

(سورۃ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹)

ترجمہ :- اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں۔ اور آنکھیں ہیں۔ کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں۔ کہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے۔ بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

مولانا حالی کی شہادت

قبل از بعثت ان کی حالت

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے
نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے
سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے!
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے!
بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

قبل از بعثت ان کی خونخواری

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھے شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

قبل از بعثت ان میں جوا بازی شراب خوری

جوا ان کی دن رات کی دل لگی تھی
شراب ان کی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا، غفلت تھی، دیوانگی تھی
غرض ہر طرح ان کی حالت بری تھی

قرآن مجید کی برکت سے انقلاب

قرآن مجید پر ایمان لانے اور اسے اپنا دستور العمل بنانے اور اسے عملی جامہ پہنانے کی برکت سے انہیں لوگوں میں ایسا انقلاب آیا۔ کہ خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک کے دربار سے بھی ان کی تعریف ہونے لگی۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

(كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ۗ (الآیۃ)

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ :- تم سب امتوں میں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

پہلے کیا تھے،

جو نقشہ ان لوگوں کا مولانا حالی کی زبان سے آپ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

بقیہ خطبہ جمعہ

(صلا سے آگے)

سن چکے ہیں۔ اس لحاظ سے انہیں مترا منہ کہا جائے۔ تو بعیداز قیاس نہیں تھا۔

اب کیا بن گئے

اب اللہ تعالیٰ نے انہیں (خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) کا لقب عطا فرمایا ہے۔ یعنی جتنی اُمتیں اصلاح خلق اللہ کے لئے دُنیا میں بھیجی گئی ہیں۔ ان میں سب سے بہتر یہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت ہے۔

اس اُمت کے محاسن

(۱) سب اُمتوں سے بہتر اُمت ہے۔
(۲) لوگوں کو نیکی کا حکم کرنے والے ہیں تو یہی ہیں۔
(۳) بُرائی سے روکنے والے ہیں تو یہی ہیں۔
(۴) اصلی۔ کھرے اور سچے ایماندار ہیں۔ تو یہی جماعت ہے۔

(یہ الفاظ میں نے اس لئے استعمال کئے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہٗ جن لوگوں کے ایمان کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان کے حق میں یہ الفاظ موزوں ترین ہیں)

ان کے انقلاب کا نقشہ مولانا حالی کی زبان سے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ!
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غُل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے
سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا
حقیقت کا گُر ان کو اک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا
بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

فاعتبروا یا اولی الابصار

برادران اسلام۔ ہمارا ایمان ہے کہ آج ہمارے ہاتھوں میں وہی قرآن مجید ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں موجود تھا۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے اندر آج بھی وہ تاثیر موجود ہے۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے موجود تھی اور اس پر عمل کرنے والوں کی امداد کے جو وعدے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے کئے تھے۔ آج بھی وہ وعدے اس پر عمل کرنے والوں کے لئے موجود ہیں۔

پھر کمی کس چیز کی ہے

کمی اس چیز کی ہے۔ کہ آجکل کے مسلمان سارے کے سارے اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہے۔ جو سرے سے قرآن مجید پر عمل کرنے کی مخالف ہے۔ ان کا یہ مقولہ ہے کہ ہم ملاازم قائم نہیں ہونے دیں گے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کیا ملا کے پاس کمیونزم ہے یا سوشلزم ہے۔ ملا کے پاس قرآن مجید ہی تو ہے۔ یا اس کی شرح حدیث نبی کریمؐ ہی ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ملاازم نہیں قائم ہونے دیں گے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید اور حدیث نبی کریمؐ کو ملک میں نافذ نہیں ہونے دیں گے۔ مسلمانوں میں ایک دوسرا گروہ وہ ہے، جو کہتا ہے کہ قرآن مجید کو نافذ کریں گے۔ لیکن اس کا مفہوم اور مطلب وہ نہیں لیں گے۔ جو ساڑھے تیرہ سو سال سے اسلام کے فدائی اور جان نثار مفسرین اور محدثین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے لے کر آج تک سنتے اور سناتے۔ پڑھتے اور پڑھاتے آتے ہیں۔ ایک تیسرا گروہ ہے۔ جو اقلیت میں ہے وہ چاہتا ہے کہ اسلام کا وہ نقشہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں تھا۔ علمی طور پر بھی وہی رائج ہو۔ اور عملی طور پر بھی اسی رنگ کی پیروی کیجائے تاکہ جو برکتیں اس زمانہ میں مسلمانوں کو نصیب ہوتی تھیں۔ وہ آج پھر مسلمانوں کو نصیب ہوں اور جو خدا تعالیٰ کی رحمتیں اس وقت کے مسلمانوں پر نازل ہوتی تھیں آج پھر نازل ہوں۔ لیکن ان کی اقلیت کے باعث ان کی آواز کا اثر بہت کم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اکثریت سے ناراض ہے

مذکور الصدر صورت کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اکثریت سے ناراض ہے کیونکہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ دو گروہ ساڑھے تیرہ سو سالہ اسلام کے زندہ کرنے کے مخالف ہیں۔ ایک علی الاعلان کھلم کھلا مسلمان کہلا کر اسلام کو مٹانا چاہتا ہے جو علی الاعلان یہ کہتا ہے کہ ملاازم قائم نہیں ہونے دیں گے جس کی تفصیل پہلے عرض کر چکا ہوں۔ دوسرا گروہ اسلام کا نام لیتا ہے۔ مگر جو اسلام مفسرین اور محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے تیرہ سو سال سے منتقل ہو کر چودھویں صدی والے مسلمانوں کو نصیب ہوا ہے۔ اس کا مخالف ہے۔ وہ فقط قرآن مجید کو ہاتھ میں لے کر اسکی نئی تشریح کرنا چاہتا ہے۔ ان حالات میں صاف صاف عرض کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اکثریت سے ناراض ہے

ایک درخواست

یہ عاجز بھی اس گروہ میں شامل ہے جسے حقارت آمیز طریقہ سے ملا کہا جاتا ہے میں مسلمانوں کے پہلے دو گروہوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ مجھے پہلے فقط ایک سال کے لئے امتحاناً پاکستان کے ایک صوبہ کی حکومت دیدیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ جل شانہٗ کی غیبی امداد سے قرآن مجید کی ہدایت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر حکومت قائم کر کے دکھا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے یقین کامل ہے کہ پاکستان کے سب سے پہلے گورنر جنرل اور مسٹر لیاقت علی خان کے اعلان کے مطابق آپ کو پاکستان کی تصویر نظر آنے لگے گی۔ اور کافی اور معتدبہ حالت تک محمدی اسلام کا نقشہ نظر آنے لگے گا۔ خدا کے فضل سے جب آثار اچھے نظر آئیں گے۔ تو پھر دو سال مزید مہلت دیدیجئے گا۔ تاکہ تین سال کے اندر اسلام محمدی (مفسرین اور محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ) کا پورا نقشہ اس صوبہ میں نظر آنے لگے۔

معاونین اور میعاد

ایک صوبہ میں اس نقشہ پر نظام قائم کرنے کے لئے پہلے مجھے اپنے ہم خیال و ہمرنگ معاونین کے انتخاب کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اور اس انتخاب کی میعاد تین ماہ ہوگی۔ میرا یقین ہے۔ کہ حکومت کے ہر شعبہ میں ایماندار۔ دیانتدار۔ فرض شناس۔ اسلام کے سچے خیرخواہ مسلمانوں کے پکے ہمدرد۔ اسلام محمدی کو زندہ کرنے کے خواہشمند موجود ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور تو اور مجھے پولیس اور فوج میں سے ان صفات حمیدہ سے متصف آدمی مل جائیں گے۔ جو میرے دست و بازو بنیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کے دربار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سرخرو ہونے کے لئے پوری ہمت سے کام کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب ایک صوبہ میں خدامت پسندوں کے ہاتھ سے اسلام محمدی کا نمونہ قائم ہو جائے گا تو پھر باقی صوبوں کو بھی اسی پر ڈھال لیجئے گا۔

وما علینا الا البلاغ

خدام الدین لاہور

خطبہ جمعہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم
۲۵ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۵۵ء

مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ

(از حضرت شیخ التفسیر جناب مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

بعض الفاظ مختلف زبانوں میں مستعمل ہوتے ہیں اوران مختلف زبانوں میں ان کی معنی بھی بدل جاتی ہے مثلاً بعض الفاظ سندھی زبان میں گالی ہیں اور پنجابی زبان میں وہ بڑے مہذب سمجھے جاتے ہیں۔ اور بعض الفاظ پنجابی زبان میں گالی ہیں۔ اور سندھی زبان میں بڑے مہذب سمجھے جاتے ہیں۔

علیٰ ھذا القیاس

مردہ اور زندہ کے الفاظ عام انسانوں کی اصطلاح میں ان کے معنی کچھ اور ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں ان کے معنی کچھ اور ہیں۔ عام انسانوں کی اصطلاح میں زندہ وہ ہے۔ جو چلے پھرے کھائے پیئے۔ بولے چالے۔ وغیرہ اور مردہ وہ ہے جو نہ اٹھے نہ بیٹھے۔ نہ کھائے نہ پیئے۔ نہ بولے چالے وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر مثل الحی والمیت متفق علیہ

(ترجمہ) ابی موسیٰ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے۔ اور جو یاد نہیں کرتا۔ زندہ اور مردہ کی ہے (یعنی ذاکر زندہ اور غافل مردہ)

حاصل

یہ نکلا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی اصطلاح میں ذکر الٰہی کرنے والے کو زندہ اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کو مردہ سمجھا جائے گا۔ جب غافل کو مردہ کہا گیا پھر مشرک اور کافر تو بطریق اولیٰ شریعت کی اصطلاح میں مردہ کہلانے کے مستحق ہوں گے۔

زندہ سے مردہ کی پیدائش

حضرات انبیاء علیہم السلام ذاکرین کے امام ہیں اس لئے ان کی روحانی زندگی دوسروں کی روحانی زندگی سے بہت ہی اعلیٰ اور ارفع ہوتی ہے۔ اب اس ذات بے نیاز کی قدرت کا تماشہ دیکھئے۔ اور اس کی بے نیازی کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور بالآخر عقل کو یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ اے اللہ تیری مصلحتوں اور حکمتوں کو تو ہی جانتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ تیرا ہر کام مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔ مگر انسان تیری مصلحتوں کی تہ تک پہنچنے سے عاجز ہے۔ بس یہی عقیدہ کافی ہے نؤمن کما جاء ولا نسئل عن کیفیتہ (ترجمہ) جیساکہ (شریعت میں) آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کی کیفیت دریافت نہیں کرتے۔

قدرت کا تماشہ

حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے اولوالعزم نبی اور ان کا بیٹا کافر۔ قولہ تعالےٰ:۔

وَنَادٰی نُوْحُ نِ ابْنَہٗ وَکَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ ٥ قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔ وَحَالَ بَیْنَہُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ٥ (سورۃ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا۔ جبکہ وہ کنارہ پر تھا۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں۔ جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا۔ آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں۔ مگر جس پر وہی رحم کرے اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی۔ پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا۔

مردہ سے زندہ کی پیدائش

قولہ تعالےٰ:۔

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ ٥ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ٥ اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا ٥ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ٥ یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ٥ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ٥ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ یٰٓاِبْرٰھِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاھْجُرْنِیْ مَلِیًّا ٥ (سورۃ مریم رکوع ۳ پارہ ۱۶)

(ترجمہ) اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر۔ بیشک وہ سچا نبی تھا۔ جب اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ تو کیوں پوجتا ہے۔ ایسے کو جو نہ سنتا۔ اور نہ دیکھتا ہے۔ اور نہ تیرے کچھ کام آسکے۔ اے میرے باپ بے شک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے۔ جو تمہیں حاصل نہیں۔ تو آپ میری تابعداری کریں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔ اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر۔ بیشک شیطان اللہ کا نافرمان ہے۔ اے میرے باپ بیشک مجھے خوف ہے۔ کہ تم پر اللہ کا عذاب آئے پھر تم شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔ کہا۔ اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے۔ البتہ اگر تو باز نہ آیا۔ میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور مجھ سے ایک مدت تک دور ہو جا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ مشرک ہونے کے لحاظ سے مردہ ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام امام الموحدین ہونے کے لحاظ سے زندہ ہیں تو گویا کہ ایک مردہ سے زندہ پیدا ہوا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

آجکل بھی یہ ہو رہا ہے

آپ دیکھتے ہیں کہ بعض آدمی کافروں کے گھر پیدا ہو کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ تو گویا مردہ سے زندہ پیدا ہوا۔ اور ایسی مثالیں بھی آپ دیکھیں گے۔ کہ بعض بدنصیب مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے کے بعد کافر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کمیونسٹ ہو گئے۔ جو کہ خدا تعالےٰ کو بھی نہیں مانتے۔ اللّٰھم اعذنا منہ

اس کا سبب

مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے کے بعد دائرہ اسلام سے نکل جانے کا اصلی سبب یہ ہے۔ بقول شخصے

ع بے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

آجکل انگریزی تعلیم پر مسلمان فدا ہیں۔ بچے کو کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی نہیں سکھاتے۔ اور سکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلانا حسب توفیق اپنا فرض عین خیال کرتے ہیں۔ سکولوں اور کالجوں میں انگریز کے زمانہ میں دین کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ پرائمری سے لے کر ایم اے تک کہیں کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی نہیں سکھایا جاتا تھا۔ اس لئے اب پاکستان بننے کے بعد سکولوں اور کالجوں کے ٹیچر اور پروفیسر بھی وہی ہیں۔ جن کے رگ و ریشہ میں وہی انگریزی تعلیم۔ انگریزی تمدن۔ انگریزی تہذیب کی دلدادگی رچی ہوئی ہے۔ اس لئے نہ ان لوگوں کے دلوں میں دین کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور نہ ان کے دلوں میں دین کی کوئی عزت ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے یقیناً مستثنیٰ ہیں۔ اور وہ میں کہا کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے ہر شعبے میں پائے جاتے ہیں۔ جن کے دل میں اسلام کا احترام ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ لڑکوں کے دلوں میں اسلام کا نور پیدا ہو۔ اور وہ دیندار ہو جائیں۔ مگر طوطی کی نقار خانہ میں کون سنتا ہے کی سی صورت پیدا شدہ ہے

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورتیں لباس پہنے ہوئے بھی عریاں ہیں، خود بھی حق سے ہٹی ہوئی ہیں دوسرے لوگوں کو بھی حق سے ہٹاتی ہیں۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے آتی ہے۔ (موطا:۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی جماعت کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ کیا تمھاری زینت کے لیے چاندی کے زیور کافی نہیں ہیں؟ یاد رکھو تم میں جو عورت بھی مظاہرہ یعنی دکھلاوے کے لیے سونے کا زیور پہنے گی اس کو اس کے باعث عذاب دیا جائے گا۔

بقیہ خطبہ جمعہ:۔ (صفحہ ۲ سے آگے)

غرضیکہ موجودہ نسل اساتذہ کی جو سکولوں اور کالجوں میں کام کر رہی ہے۔ وہ وہی لوگ ہیں کہ انگریز کے تربیت یافتہ ہیں۔ اسی لئے تو یہ تعلیم یافتہ طبقہ یہ نعرہ لگاتا ہے۔ مولوی بڑے بے ایمان۔ اور ملاازم بیخ قائم کھلنے دیجئے جبکہ مربی ایسے ملیں تو پھر بتلائیے۔ کہ بچوں اور نوجوانوں میں اسلام کا رنگ۔ اسلام پر فریفتگی۔ اور اسلام کے لئے دلدادگی کہاں سے پیدا ہو۔

اصلاح کیصورت

آج اگر ذمہ داران تعلیم یہ فیصلہ کرلیں کہ اسکولوں میں ٹیچر اور کالجوں میں پروفیسر اور پرنسپل وہ رکھے جائینگے جنہوں نے سکول اور کالج میں اگرچہ دین کی تعلیم نہیں پائی۔ مگر خارجی وقت میں انہوں نے دینی تعلیم میں کافی مہارت پیدا کی ہوئی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ شرط بھی بڑھا دیں کہ دین کی تعلیم پانے کے بعد ان میں اسلام کا عملی رنگ بھی کم و بیش پایا جائے۔ مثلاً کم از کم نماز روزہ کے پابند ہوں۔ شریعت کا احترام کریں۔ سرکوں میں بیداری ... کے خواہاں ہوں۔ پھر دیکھیے گا۔

کے سکولوں اور کالجوں کے طلبہ میں ایک وہ حال کے بعد آپ کو ایک انقلاب نظر آنے لگا۔ اور آٹھ دس سال تک تو انشاء اللہ تعالیٰ قوم کے نوجوانوں کی کایا پلٹ ہوئی نظر آئے گی۔ وما علینا الا البلاغ۔

خطبہ جمعہ ——— ۲ ربیع الثانی مطابق ۱۸ نومبر ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء

دو جماعتیں دین کی محافظ ہیں
علماء کرام اور صوفیائے عظام

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام۔ دنیا میں یہ قاعدہ مسلم چلا آرہا ہے۔ کہ جس چیز کی حفاظت مقصود ہو۔ اس کے لئے محافظ مقرر کیا جاتا ہے۔ مثلاً حکومت چاہتی ہے کہ جیل کے قیدیوں میں سے کوئی بھاگنے نہ پائے۔ تو حکومت جیل میں ہر وقت محافظ رکھتی ہے۔ جو دن اور رات کے چوبیس گھنٹے پہرہ دیتے رہتے ہیں۔ تاکہ کوئی جیل سے بھاگ نہ جائے۔ اسی طرح جب اللہ تعالےٰ چاہتا تھا۔ کہ اس کا نازل کردہ دین مخالفین کی زد سے محفوظ رہے۔ تو اس نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے حضرات کو منتخب فرمایا۔ جو حفاظت کی ذمہ داری کو باحسن وجوہ انجام دے سکتے تھے۔ اور یہ صلاحیت فقط ان علماء کرام ہی کو حاصل تھی۔ جنہوں نے اپنی عزیز عمروں کو دین الٰہی کے سمجھنے اور اس کے بعد اسے انسانوں کو ذہن نشین کرانے میں صرف کیا ہو۔ یہ قاعدہ ہے۔ کہ ایک چیز علمی طور پر ذہن نشین ہوجاتی ہے۔ مگر اسے عملی جامہ پہنانے کی توفیق نہیں ہوتی۔ جب تک اس کے عامل کی ہم نشینی نصیب نہ ہو۔ کیا خوان یغما میں لذیذ کھانوں کے پکانے کی جو ترکیبیں لکھی ہوتی ہیں۔ انہیں پڑھ کر کوئی شخص پکا سکتا ہے۔ جب تک کہ کسی باورچی کی شاگردی نہ کرے قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گزشتہ شریعتوں میں بھی یہی دونوں جماعتیں دین کی حفاظت کی ذمہ وار ٹھیرائی گئی تھیں۔ مثلاً

قولہ تعالیٰ:۔ (لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ) سورہ المائدہ رکوع ۹ پارہ ۶ ترجمہ ان کے فقراء اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے انہیں کیوں نہیں منع کرتے۔ البتہ بری ہے۔ وہ چیز جو وہ کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس ایت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جب خدا کسی قوم کو تباہ کرتا ہے۔ تو اس کے عوام گناہوں اور نافرمانیوں میں غرق ہوجاتے ہیں۔ اور اس کے خواص یعنی درویش اور علماء گونگے شیطان بن جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا حال یہی ہوا۔ کہ لوگ عموماً دنیوی لذات و شہوات میں منہمک ہوکر خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال اور اس کے قوانین و احکام کو بھلا بیٹھے۔ اور جو مشائخ اور علماء کہلاتے تھے۔ انہوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کردیا۔ کیونکہ دنیا کی حرص اور اتباع شہوات میں وہ اپنے عوام سے بھی آگے تھے۔ مخلوق کا خوف یا دنیا کا لالچ حق کی آواز بلند کرنے سے مانع ہوتا تھا۔ اسی سکوت اور مداہنت سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں۔ اسی لئے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو قرآن و حدیث کی بیشمار نصوص میں بہت ہی سخت تاکید و تہدید کی گئی ہے۔ کہ کسی وقت اور کسی شخص کے مقابلہ میں اس فرض امر بالمعروف کے ادا کرنے سے تغافل نہ برتیں۔

حاصل یہ نکلا۔ کہ یہود کی بے دینی کا باعث ان کے فقراء اور مشائخ کی خاموشی کو قرار دیا گیا۔ کیونکہ وہ حضرات یہود کو امر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنا) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) نہیں کرتے اس لئے قوم گمراہ ہوگئی ہے۔

نصاریٰ کا ذی علم طبقہ اور فقراء

قولہ تعالیٰ (وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ) سورۃ المائدۃ رکوع ۱۱ پارہ ۷ ترجمہ اور تو سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں سے ان لوگوں کو پائیگا۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں علماء اور فقراء ہیں۔ اور اس لئے کہ وہ تکبر نہیں کرتے

حاصل یہ نکلا۔ کہ نصاریٰ کے علماء اور فقراء نیک ہیں۔ اس لئے وہ مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں۔

پھل اچھا تب ہوگا۔ جب بیج اچھا ہوگا
علم دین کے طالب کی نیت صحیح ہونی چاہیے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعلم علماً مما یبتغی بہ وجہ اللہ لا یتعلمہ الا لیصیب بہ عرضاً من الدنیا لم یجد عرف الجنۃ یوم القیٰمۃ۔ یعنی ریحہا رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ ترجمہ جس شخص نے وہ علم حاصل کیا۔ جس سے اللہ کی رضا حاصل کی جاسکتی تھی۔ وہ شخص محض اس غرض سے پڑھتا ہے کہ اس سے دنیا کا سامان حاصل کرے۔ قیامت کے دن وہ بہشت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

لہٰذا دین الٰہی کے طالب علم کو چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا دین (کتاب و سنت) محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے پڑھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی قسمت میں جو رزق لکھا ہوا ہے۔ وہ ضرور ہی مل جائے گا۔ شعر

دو چیز آدمی کا کشد زور زور
یکے آب و دانہ دگر خاک گور

رضائے الٰہی حاصل کرنے کیلئے علم دین پڑھنے کا ثواب

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ (ومن سلک طریقاً یلتمس فیہ علماً سہل اللہ لہ بہ طریقاً الی الجنۃ) ترجمہ اور جو شخص ایسا راستہ چلے جس میں علم (دین) پڑھنے کے لئے جارہا ہو۔ اس کے سبب سے اللہ اس پر بہشت کا راستہ آسان کردیگا۔

(امام) احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ دارمی میں ابوالدرداءؓ کی روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص ایسا راستہ چلے جس میں علم (دین) حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ اسے اس کے سبب سے بہشت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلا دے گا۔ اور تحقیق فرشتے البتہ اپنے پروں کو طالب العلم کی رضا کے لئے رکھ دیتے ہیں۔ (یعنی اس کے علم حاصل کرنے میں آسانی کی کوشش کرتے ہیں)

ان فضیلتوں کا سبب

برادران اسلام آپ نے سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے دین کے طالب العلم کی فضیلتیں سنی ہیں۔ میرے خیال میں ان کا یہ سبب ہے۔ تاکہ مسلمان شوق سے دین الٰہی کا علم حاصل کریں اور عالم ہونے کے بعد اللہ تعالےٰ کے دین کے علمبردار اور محافظ ثابت ہوں۔ یہ یاد رہے۔ کہ جو شخص رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے علم دین پڑھنے کے لئے گھر سے نکلے۔ وہ خواہ پچاس سال علم دنیوی حصول کے لئے دنیا بھر کا چکر کاٹتا پھرے تاکہ یہ علم پڑھ کر دنیا کمائے بارگاہ الٰہی میں اس کے پچاس سالہ زمانہ طالب العلمی کی ایک دھیلہ برابر بھی قیمت نہیں ہے

مبارکباد

طلبہ علوم دینیہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ علم دین حاصل کرنے کے لئے جو سفر آپ کرتے ہیں۔ اس سفر کے عوض میں جنت کے راستہ پر چلنے کی توفیق

بقیہ خطبہ جمعہ

(صفحہ سے آگے)

نصیب ہوگی۔ اور اس نعمت کا اصلی سبب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی اس ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لئے علماء کرام آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ وہ علماء کرام بالآخر دنیا سے رخصت ہوں گے۔ تو ان کی جگہ اشاعت و حفاظت قرآن کے لئے آپ ہی بحیثیت اپنے اساتذہ کرام کے علمی خلف الرشید ہونے کے ان کے مسند کو آباد رکھینگے اے طلبہ کرام۔ آپ کو اللہ تعالےٰ عالم باعمل بنائے اور تبلیغ و اشاعت قرآن مجید کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

کتاب و سنۃ کے علماء کرام کی فضیلت

احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ میں ابو الدرداء کی روایت میں یہ الفاظ ہیں (وان العالم یستغفر لہ من فی السموٰت ومن فی الارض والحیتان فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درہما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر) ترجمہ اور بیشک عالم کے لئے سب آسمانوں اور زمین میں رہنے والے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ اور پانی میں مچھلیاں بھی (عالم کے لئے) دعاء مغفرت کرتی ہیں۔ اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جس طرح چودھویں رات کے چاند کو باقی ستاروں پر اور بیشک علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ اور بیشک انبیاء کا ورثہ دینار اور درہم نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا ورثہ علم ہے جس کا وارث (انہوں نے) عالم کو بنایا ہے۔ پس جس شخص نے علم کو حاصل کیا۔ اس نے کامل حصہ پایا۔

درس قرآن مجید کی فضیلت

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں۔ (وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ بینہم الا نزلت علیہم السکینۃ وغشیتہم الرحمۃ وحفتہم الملائکۃ وذکرہم اللہ فیمن عندہ ومن بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ) ترجمہ اور جب کوئی قوم خدا کے گھر میں جمع ہوجاتی ہے اور کتاب اللہ کو پڑھتی اور پڑھاتی ہے۔ تو اس پر خدا کی تسکین نازل ہوتی ہے۔ اور خدا کی رحمت اس پر چھا جاتی ہے۔ اور فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ اس قوم کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے۔ جو اس کے پاس رہتے ہیں۔ اور جس شخص نے عمل میں قصور کیا۔ اس کا نسب کام نہ آئے گا۔

مبارکباد

اے۔ قرآن مجید کا درس دینے والے علماء کرام آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں آپ کے اس درس قرآن مجید کی بڑی عزت ہے۔ اسی کی برکت سے درس قرآن مجید کے وقت وہ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ جن کا ذکر ابھی آپ سن چکے ہیں۔

دعا

اے اللہ۔ درس قرآن مجید دینے والے علماء کرام کے دلوں میں قرآن مجید کا وہ مطلب ڈال جو تو اپنے بندوں تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اور ان کی زبانوں سے وہ کہلوا۔ جو تو اپنے بندوں سے کہنا چاہتا ہے۔ اور چونکہ تیرے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری سیرت تیرے قرآن مجید کی شرح ہے۔ اس لئے درس قرآن مجید دینے والوں کو قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے وقت تیرے پیغمبر کی سیرت کو سامنے رکھ کر بیان کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور یہ حضرات جو کچھ تیری توفیق سے بیان فرمائیں۔ انہیں بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا الہ العالمین

دین کی محافظ دوسری جماعت صوفیائے عظام ہیں

صوفیائے عظام بھی اللہ تعالےٰ کے دین کے محافظ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہیں۔ کتاب و سنۃ کی علمی تبلیغ و اشاعت تو علماء کرام کے ذریعہ سے ہو رہی ہے۔ اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کتاب و سنۃ پر عملی رنگ جو نظر آتا ہے۔ اس میں بفضلہ تعالےٰ صوفیائے کرام کا بہت بڑا دخل ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ حق پرست علماء کرام کے مدارس دینیہ میں کتاب و سنۃ کی بہترین تعلیم دی جاتی ہے۔ اور وہاں کے طلبہ کتاب و سنۃ کے بہترین عالم ہو کر نکلتے ہیں۔ مگر چونکہ کتابی تعلیم کے ساتھ طلبہ کو اپنی عملی تربیت پیش نظر نہیں ہوتی۔ اس لئے عملی کمزوریاں باقی رہتی ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے کسی شریعت کے عامل کامل کی دامنگیری کی ضرورت پیش آتی ہے میں اس وقت ان کمزوریوں کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا البتہ یہ ضرور عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ مجھے ان چیزوں کا تجربہ ہے۔ علوم مروجہ سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً ۴۴ سال سے مجھے طلبہ علوم دینیہ کی خدمت کا موقعہ ملا ہے۔ اور محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تقریباً ۲۰ سال سے فارغ التحصیل علماء کرام کو ہر سال رمضان المبارک میں دورۂ تفسیر پڑھاتا ہوں اس لئے اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ کہ علماء کرام بھی جب تک کسی باطن کے کامل کے سامنے زانوئے ادب تہ کرکے اپنی تربیت نہ کرائیں۔ کتاب و سنۃ کا عملی رنگ ان پر مکمل نہیں چڑھتا۔

اصلی صوفیائے کرام

برادران اسلام۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے۔ کہ ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں اس قاعدہ کے ماتحت تصوف کے جیسے ہیں سا منے آنے والوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اسی لئے کسی نے فرمایا ہے

شعر اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

اسی لئے میں کہا کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص صوفی کہلائے آسمان پر اڑتا ہوا آئے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے۔ اور قبلۂ عالم کہلائے۔ اگر اس کا مسلک و طریقہ کتاب و سنۃ کے خلاف ہے۔ تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بلحاظ ادب و احترام گناہ ہے۔ اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اور ہو جائے۔ تو توڑنا فرض عین ہے۔

کھرے صوفیائے کرام

وہ حضرات ہیں۔ جن کا تصوف کتاب و سنۃ کے تابع ہو۔ اور موجب ارشاد رحمۃ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہیں دیکھا جائے۔ تو خدا یاد آئے۔ اس کے علاوہ ان کی صحبت میں بیٹھے۔ تو طبیعت میں رجوع الی اللہ کے اثرات محسوس ہوں۔ (بشرطیکہ اپنے اندر کا نور فطرۃ صحیح سالم ہو۔ تب یہ چیز محسوس ہوتی ہے) ایسے اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے اخذ فیض کا جو طریقہ ہے اس طریقہ سے ان کیساتھ تعلق رکھے۔ تو بفضلہ تعالےٰ اس کی عملی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور ایسے حضرات کا وجود مسعود دین الٰہی کی شمع ہدایت ہوتا ہے۔ اور ان کی صحبت میں اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے بڑی بڑی رحمتیں اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں

دعا

اللہ تعالےٰ ان دونوں جماعتوں کے فیض سے ہر مسلمان کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے انہیں حضرات کا دامن گیر دنیا میں رکھے۔ اور انہیں کی معیت میں محشر میں اٹھائے۔ آمین یا الہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۵۵ء

خدا تعالیٰ سے بغاوت کے ۲ سبب

دولت کا نشہ ——— اور ——— خواہشات نفسانی

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

واقعہ یہ ہے کہ بجز ان ممسوخ الفطرۃ ہستیوں کے جو خدا تعالےٰ کی ہستی کے منکر ہو گئے ہوں۔ تمام بنی نوع انسان خدا تعالےٰ کو اپنا معبود تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کی عظمت بھی دل میں رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہندوؤں۔ سکھوں۔ حتیٰ کہ چماروں میں بھی اللہ کا ذکر کرنے والوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ در اصل یہ محبت اسی عہد کا نتیجہ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں سے روزِ ازل میں لیا تھا۔

قولہ تعالےٰ (وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ)

(سورہ الاعراف رکوع ۲۲)

(ترجمہ) اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا۔ اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار لیا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا۔ ہاں ہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔ کبھی قیامت کے دن کہنے لگو۔ کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔ یا کہنے لگو۔ کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا۔ اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے۔ کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو گمراہوں نے کیا۔

مزید ثبوت

مذکورۃ الصدر آیات کے ذکر کرنے سے پہلے انسان کا اللہ تعالےٰ سے فطرتی تعلق ہونے کا ثبوت دے چکا ہوں۔ مزید بیان یہ ہے کہ اگر پہاڑوں کی چوٹیوں یا گنجان جنگلوں میں چلے جائیں۔ جہاں کسی طرف دعوت دینے والے ہادیوں کا گذر نہ ہوا ہو۔ وہاں بھی جو انسان پائے جائیں گے۔ ان کو بھی ایک ذات کو مانتے ہوئے آپ ضرور پائیں گے۔ جسے وہ دیکھ نہیں سکے۔ اور نہ اس کی بات ہی سنتے ہیں۔ یہی در اصل خدا تعالےٰ کا تصور ہے جو روزِ ازل کی یاد ہے۔ یہ الگ چیز ہے کہ کوئی شیطان انہیں یہ تعلیم دیدے کہ وہ شخص جسے تم دیکھتے نہیں۔ اور لمبے نتے ہو۔ وہ اس درخت میں رہتا ہے۔ یا اس پتھر میں رہتا ہے۔ یا دریا میں رہتا ہے۔ پھر وہ لوگ اپنی فطرتی محبت کی بناء پر اس درخت یا اس پتھر یا اس دریا کی پوجا کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ چونکہ ہمارا معبود ان چیزوں کے اندر ہے۔ اس لئے ہم ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور انہیں سجدہ کرتے ہیں۔ اور ان کے روبرو ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تاکہ ہمارا محبوب حقیقی راضی ہو جائے۔

پھر بغاوت کیوں

پہلا سبب

اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں انسان کی بغاوت کے دو سبب بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ در اصل بمنزلہ بنیاد کے ہیں۔ ان کے سبب سے انسان ہزاروں گناہ کرتا ہے پہلا سبب دولت کی فراوانی ہے۔ قولہ تعالےٰ :۔

(كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى)

سورۃ العلق پارہ ۳۰

(ترجمہ) ہرگز نہیں بے شک انسان سرکش ہو جاتا ہے جبکہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے

قولہ تعالےٰ (يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَ هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَ مَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ) الآیۃ سورۃ التوبۃ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰

(ترجمہ) (منافق) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا۔ اور بے شک انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور انہوں نے قصد کیا تھا۔ ایسی چیز کا جو نہیں پا سکے۔ اور یہ سب کچھ اسی کا بدلہ تھا۔ کہ انہیں اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولت مند کر دیا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی سے دولت مند ہو گئے۔ اور پھر دولت کے نشہ میں جس سرسبز و شاداب درخت کے سایہ میں آرام پا رہے تھے۔ اسی کی جڑ کاٹنے لگ گئے۔

قولہ تعالےٰ (وَ قَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ)

الآیۃ سورۃ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

(ترجمہ) اور موسیٰ نے کہا۔ اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آرائش اور ہر طرح کا مال دیا ہے۔ اے رب ہمارے یہاں تک کہ انہوں نے تیرے راستہ سے گمراہ کر دیا۔ اے رب ہمارے ان کے مالوں کو برباد کر دے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے فرعون اور دوسرے سرداروں کو ہر قسم کا مال عطا فرمایا تھا۔ اس لئے وہ گمراہ ہو گئے۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام غصہ میں آکر فرماتے ہیں۔ یا اللہ ان کا مال برباد کر دے۔

ہمیشہ دولتمندوں کی بغاوت ہی تباہی کا باعث بنتی رہی

اکثر غریب آدمی اپنے بچوں کی دال روٹی کی فکر ہی میں دن رات پریشان رہتے ہیں۔ ان کے پاس اتنی فرصت کہاں ہوتی ہے۔ کہ فارغ البال ہو کر عیاشی کریں۔ عیاشی کے لئے بھی دولت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ دولتمندوں اور سرمایہ داروں کے پاس ہوتی ہے۔ دولتمندوں کی عیاشی سارے ملک کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔ غریب بھی ان کی عیاشی میں شریک ہو جاتے ہیں۔ پھر سب پر عذاب الٰہی یکساں آتا ہے۔ کیونکہ پھر امیر اور غریب دونوں ہی مجرم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کسی امیر نے اپنے بیٹے کی شادی پر کسی گانے والی بازاری عورت کو فیس دے کر بلایا۔ اب اس گانے کی مجلس میں سارے گاؤں کے غریب بھی تماشبینی کے طور پر شامل ہو گئے۔ ساری رات وہ گاتی رہی۔ اور سب آدمی سنتے رہے۔ اللہ تعالےٰ سب سے ناراض ہوگا۔ سب ہی مجرم ہو کر عذاب الٰہی کے مستحق ہو جائیں گے۔ یا مثلاً سینما گھر کا بنانا اور اس کے متعلقہ ساز و سامان کو بہم پہنچانا یہ فقط دولت مندوں کا کام ہے۔ جس میں کئی مرد اور عورتوں کے ایمان برباد ہوں گے۔ روپیہ اور وقت عزیز کی بربادی اس کا عام نتیجہ ہے۔ اس گناہ کے اڈے کا بنانا تو دولت مندوں کا کام تھا۔ مگر روزانہ ایک مزدور بھی بارہ آنہ کا ٹکٹ لے کر رات کو تماشا دیکھ آتا ہے۔ وہ غریب بھی مال حلال کو بجائے حرام رقت کا مجرم ہو جاتا ہے۔ اور عذاب الٰہی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے باغیوں کی فہرست کے صف اول میں دولت مندوں کا نام لیا ہے۔ اور اصلی مجرم انہیں ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

قولہ تعالےٰ (وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵

(ترجمہ) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولت مندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں۔ پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں۔

شبہ اور اس کا جواب

اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو۔ کہ نافرمانی تو دولت مندوں نے کی اور عذاب الٰہی ساری بستی پر آیا۔ جس میں غرباء بھی ہلاک ہو گئے۔ اسی کا جواب میری وہ عرضداشت ہے۔ جو آیت کے لکھنے سے پہلے بالتفصیل عرض کر چکا ہوں۔

اس مرض کا علاج

دولت کے نشہ کے باعث انسان کے اندر اللہ تعالےٰ سے بغاوت کا جو مادہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ آپ بالتفصیل سن چکے ہیں۔ اب مرض کا علاج بھی ملاحظہ ہو۔ اور وہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے روبرو پیش ہو کر حساب کتاب دینا ہے۔ جن کے دل میں یہ خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ پھر دولت کو بے جا خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ ایسی جگہ خرچ کرتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ اور قیامت کے دن کے حساب و کتاب میں خجل نہ ہوں۔ انہی لوگوں کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

قولہ تعالےٰ:۔

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝

(سورۃ الدھر رکوع ۱ پارہ ۲۹)

(ترجمہ) وہ (خدا سے ڈرنے والے) اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور وہ اس کی محبت (یعنی اللہ کی محبت) پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں۔ تو خاص اللہ کے لئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے۔ اور نہ شکرگذاری۔ ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔

اللّٰھم اجعلنا منھم

بغاوت کا دوسرا سبب

خواہشات نفسانی

اگرچہ دولت مند جو بغاوت کرتا ہے۔ وہ بھی خواہشات نفسانی ہی کے پورا کرنے کے لئے کرتا ہے۔ مگر خواہشات نفسانی کے باعث بغاوت کرنے والے ضروری نہیں ہے کہ وہ دولت مند بھی ہوں۔ مثلاً:۔ ۔۔۔۔

.... بچور اچی

خواہش نفسانی کے پورا کرنے کے لئے چوری کرتا ہے۔ یا ڈاکو اپنی نفسانی ہوس پورا کرنے کے لئے ڈاکہ ڈالتا ہے۔ اس کے اندر درندگی کی جو صفت پیدا ہو چکی ہے وہ اسے اس ظلم پر آمادہ کرتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس!

خواہشات نفسانی کی تفصیل

قولہ تعالےٰ (زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ) سورۃ آل عمران رکوع ۲۔ پارہ ۳

(ترجمہ) لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگرچہ یہ چیزیں انسانوں کی مرغوب طبع ہیں اور اکثر انہیں کے حاصل کرنے میں مصروف اور یاد الٰہی سے غافل رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ چیزیں فانی اور انسان سے چھن جانے والی ہیں۔ اگر انسان اچھا اور عمدہ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والا ٹھکانا چاہے۔ تو وہ مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کے حضور میں پہنچنے کے بعد ہی مل سکتا ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ دنیا کے عیش آرام کو مقصود بالذات نہ بنائے۔ بلکہ اپنی خواہشات پوری کرنے میں رضاء الٰہی کو پیش نظر رکھے۔ اللہ تعالےٰ جس حد تک اجازت دے۔ اس دائرے کے اندر رہ کر ان خواہشات کو پورا کرے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ۝ وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی ۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی ۝ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ۝

(سورۃ النزعات رکوع ۲ (پارہ ۳۰)

ترجمہ:۔ سو جس نے سرکشی کی۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی سو بے شک اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اس نے اپنے نفس کو بری خواہش سے روکا ہو بے شک اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے۔

اس بغاوت کا علاج

اللہ تعالےٰ نے مذکورۃ الصدر آیات میں اس بغاوت کا علاج بھی فرما دیا ہے۔ اور وہ خوف خدا ہے جس قدر انسان کے دل پر خوف خدا کا غلبہ ہوگا۔ اسی قدر خواہشات نفسانی سے بچ سکے گا۔

قرآن مجید میں اسکی تائید

موجود ہے۔ قولہ تعالےٰ (وَاَنْذِرْ بِہِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْٓا اِلٰی رَبِّھِمْ لَیْسَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ ۝)

(سورۃ الانعام رکوع ۶ پارہ ۷)

(ترجمہ) اور اس قرآن کے ذریعہ سے ان لوگوں کو ڈرا جنہیں اس کا ڈر ہے۔ کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کئے جائیں گے۔ اس طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

دعا

اے اللہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے اپنی بغاوت سے بچا۔ اور صحیح معنی میں اپنا فرمانبردار بنا۔ اے اللہ ہمیں وہ دولت یا وہ اولاد یا دنیا کا وہ ساز و سامان نہ دے جو تیرا باغی بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعۃ: ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۵۵ء

ایسی ترقی جس میں تنزل نہ آئے

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام! غور کرکے دیکھا جائے تو گدا گر سے لے کر بادشاہ تک ہر آدمی ترقی کا خواہاں ہے ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی شخص تنزل کو پسند نہیں کرتا۔ اور یہ لفظ ایسا محبوب ہے کہ افراد بھی اس کے متلاشی اور خواہاں ہیں۔ اور قوم کو بھی اس کی جستجو ہے۔ بلکہ دیکھا جائے۔ تو تمام اقوام عالم بھی اسی محور کے گرد گھوم رہی ہیں۔ اور حسب ارشاد الٰہی:—

(وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ) سورۃ النساء رکوع ۱۹ پ ۵

(ترجمہ) اور دلوں میں حرص ڈالی گئی ہے + اس حرص کی بناء پر کوئی شخص یا کوئی قوم ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں چاہتی۔ کہ میری ترقی رکنے پائے۔

ترقی کی دو قسمیں

آپ کو معلوم ہے۔ کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ انھیں روح اور جسم کہئے یا باصطلاح احکام شرعیہ کے فلاسفر اعظم حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے انھیں ملکیۃ اور بہیمیۃ کے نام سے تعبیر کیجئے۔ انسان کی ایک ترقی ضروریات جسمانی کو بدرجہ اتم و اکمل پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے مثلاً پہلے انسان پیدل منزل طے کرتا تھا۔ پھر اس نے ترقی کی۔ تو بیلوں پر سفر کرنے لگا جنہیں بیل جوتے جاتے تھے پھر اس نے ترقی کی تو گھوڑا گاڑیاں نکلیں پھر اس نے ترقی کی تو موٹریں نکلیں۔ پھر اس سے ترقی کی۔ تو ہوائی جہاز نکلے۔ اس کے بعد خدا جانے۔ انسان سفر جلدی طے کرنے کے لئے کیا کیا چیزیں ایجاد کرے گا۔ حقیقت یہ ہے اس قسم کی ترقی دراصل انسانیت کی ترقی نہیں ہے بلکہ انسان کے لفافہ کی ترقی ہے۔ جسے جسم کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

انسان کس چیز کا نام ہے؟

اللہ تعالےٰ کا قانون ہے۔ کہ ہر ایک لطیف چیز پر ایک کثیف چیز کا غلاف چڑھا کر اس دنیا میں بھیجا تا ہے جب تک وہ لطیف اور کثیف اکٹھی ہوں تو دونوں کا نام ایک ہی ہوتا ہے۔ اور جب دونوں کو الگ کر دیا جائے۔ تو دونوں کے نام بھی الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بادام۔ جب تک چھلکا اور مغز بادام اکٹھے ہوتے ہیں۔ دونوں کا نام بادام ہی ہوتا ہے اور جب بادام کے اندر سے مغز نکال لیا جائے تو پھر اس کے اوپر کا خول بادام نہیں کہلاتا۔ بلکہ بادام کا چھلکا کہلاتا ہے۔ یہی حال انسان کا ہے۔ جب تک روح جسم کے اندر ہوتی ہے۔ تو روح اور جسم دونوں کا نام انسان ہوتا ہے اور جب مرنے کے بعد روح نکل جاتی ہے۔ تو پھر انسان کا ڈھانچہ انسان نہیں کہلاتا۔ بلکہ انسان کی لاش کہلاتا ہے۔

لہٰذا

ثابت ہوا۔ کہ جن چیزوں کا تعلق انسان کے جسم سے ہے ان میں خواہ کتنی بھی ترقی کی ہو جائے۔ وہ دراصل انسانیت کی ترقی نہیں ہے بلکہ انسان کے لفافے کی ترقی ہے۔ ایسی چیزوں کی ترقی کو انسانیت کی ترقی کہنا دھوکا اور فریب ہے۔ جب

انسان روح کا نام ہے

تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ایسے وسائل پیدا کریں۔ جن میں روح کی ترقی ہو۔ روح چونکہ عالم ملکوت سے آئی ہوئی ہے۔ اور وہاں اس کی غذا فقط ذکر الٰہی تھی۔ عالم ملکوت کہئے۔ یا عالم مثال یا عالم ارواح وہاں کے سب رہنے والوں کی غذا فقط ذکر الٰہی ہے۔ جسے حقیقۃً انسان کہا جاتا ہے۔ اس کی ترقی یہ ہے کہ ذکر الٰہی میں روز بروز بیش از بیش قدم بڑھتا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مالی اور بدنی قربانیوں میں تیز گام ہوتا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے اس راستہ پر تیز گام ہونے والوں کو عقلمند کا خطاب عطا فرمایا ہے۔

قولہ تعالےٰ: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۭ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۲۰ - پارہ ۴ - ترجمہ:- بیشک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو سب عیبوں سے پاک ہے سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تو نے اسے رسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے۔ جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ وعدہ کیا اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

عقلمندوں کے جذبات کا خلاصہ

(۱) کھڑے ہونے کی حالت میں خدا یاد کرنا۔

(۲) بیٹھے ہونے کی حالت میں خدا یاد کرنا۔

(۳) لیٹے ہونے کی حالت میں خدا یاد کرنا۔

(۴) آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کو حکمت پر مبنی خیال کرنا۔

(۵) اللہ تعالےٰ کو ہر عیب سے پاک جاننا۔

(۶) دوزخ کے عذاب سے بچنے کی دعا کرنا۔

(۷) دوزخ کے داخلہ کو انتہائی ذلت خیال کرنا۔

(۸) یہ عقیدہ رکھنا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے باغیوں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

(۹) اے اللہ ہم نے ایمان لانے کی دعوت دینے کی آواز کو سنا۔ اور ہم ایمان لے آئے۔

(۱۰) اے اللہ (ایمان لانے کے باعث) ہمارے سب گناہ معاف کر دے (یعنی بڑے گناہ بخش دے۔ اور چھوٹی موٹی برائیوں پر پردہ ڈال دے۔

(۱۱) اور جب اٹھاتا ہو۔ نیک بندوں کے زمرہ میں داخل کرکے دنیا سے اٹھا لے۔

(۱۲) اور پیغمبروں کی زبانی ان کی تصدیق کرنے پر جو وعدے آپ نے کئے ہیں۔ ان سے ہمیں بہرہ اندوز کیجئے کہ قیامت کے دن ہماری کسی قسم کی رسوائی بھی نہ ہو۔

(۱۳) آپ کے ہاں تو وعدہ خلافی کا احتمال بھی نہیں۔

حاصل

پتہ نکلا۔ کہ عقلمند وہ لوگ ہیں جو محض جسمانی ترقی پر ہی فریفتہ

نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ سے اپنا بندگی کا تعلق بھی خوب نباہتے ہیں۔ ہر حالت میں خدا کی یاد میں شاغل رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے پیغمبر کی طرف سے جو آواز آئے اس پر لبیک کہتے ہیں۔ اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اور خدا پرستوں کی سی موت چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ غور کر کے دیکھا جائے تو واقع میں عقلمند کہلانے کے مستحق بھی وہی لوگ ہوسکتے ہیں جن کی نظر دنیا اور آخرت کی دونوں زندگیوں پر ہو۔ وہ لوگ دنیا میں عزت سے رہنے کے متمنی اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات پانے کے خواہشمند اور اس کے لئے کوشاں ہیں۔

محض دنیاوی ترقی کے خواہش مند بیوقوف ہیں۔ دُنیا کے تمام مذاہب میں یہ مسئلہ مسلمہ ہے۔ کہ اس جہاں کے بعد ایک دوسرا جہاں بھی ہے۔ جس میں انسان نے یہاں سے منتقل ہو کر جانا ہے۔ لہٰذا عقلمند وہ انسان ہے جو اپنی زندگی کا پروگرام ایسا بنائے۔ جو دونوں زندگیوں میں اسے آسودہ اور خوشحال رکھے۔ ایسا پروگرام فقط قرآن مجید ہے۔ جو سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول خدا تسلیم کرنے کے بعد ہی اس پروگرام پر یقین آسکتا ہے۔ کہ یہ خدائی تجویز کردہ پروگرام ہے۔ اور یہ امتحانی پروگرام اس بات کا ذمہ دار ہے کہ تمہاری دُنیا اور آخرۃ دونوں زندگیاں اس سے سنور جائیں گی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

قولہ تعالےٰ (فَآتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ)

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۵ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ پھر اللہ نے ان کو (اپنے مقبول بندوں کو) دنیا کا ثواب اور آخرۃ کا عمدہ بدلہ دیا۔ اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

بیوقوفوں پر عتاب

فقط دنیاوی ترقی کو مقصود بالذات بنانے والے بیوقوفوں کو قیامت کے دن کہا جائے گا۔

قولہ تعالےٰ:۔ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝

(سورۃ الاحقاف رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ:۔ اور جس دن کافر آگ کے روبرو لائے جائیں گے۔ ان سے (کہا جائے گا) تم (اپنا حصہ) پاک چیزوں میں سے اپنی دُنیا کی زندگی میں لے چکے اور تم اُنسے فائدہ اُٹھا چکے۔ بس آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ بدلے اس کے جو تم زمین میں ناحق اکڑا کرتے تھے اور بدلے اس کے جو تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔

ترقی کے بعد ہمیشہ تنزل

مادی ترقی کو مقصود بالذات بنانے والوں کو ہمیشہ ترقی کے بعد تنزل ہوا ہے۔ اور عروج کے بعد زوال نصیب ہوا ہے۔ اور عزت کے بعد ذلت ہوتی ہے

قولہ تعالےٰ:۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء رکوع ۲ پ ۱۷)

ترجمہ:۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم (خدا سے بغاوت کے بعد اور کون سا بڑا ظلم ہو سکتا ہے) تھیں۔ غارت کر دیا ہے۔ اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی۔ تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو۔ اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا۔ اور اپنے گھروں میں جاؤ۔ تاکہ تم سے پوچھا جائے۔ کہنے لگے۔ ہائے ہماری کمبختی بے شک ہم ہی ظالم تھے۔ سو ان کی یہی پکار رہی۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا۔ جس طرح کھیتی کٹی ہوئی ہو۔ اور وہ بجھ کر رہ گئے۔

فرعون اپنی مادی ترقی پر مغرور تھا

قولہ تعالےٰ:۔ (وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ۬ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝)

(سورۃ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵)

ترجمہ:۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہدیا۔ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں۔ اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہ رہیں۔ پھر تم کیا نہیں دیکھتے کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں۔ جو ذلیل ہے اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا۔

مادی ترقی کے غرور ہی سے غرق ہوا

قولہ تعالےٰ:۔

فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝

(سورۃ الدخان رکوع ۱ پارہ ۲۵)

(ترجمہ) حکم ہوا پس میرے بندوں کو رات کے وقت لے چل۔ کیونکہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ اور سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دے۔ بیشک وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں۔ کتنے انہوں نے باغات اور چشمے چھوڑے ہیں۔ اور کھیتیاں اور مقام عمدہ اور نعمت کے سامان جس میں وہ مزے کیا کرتے تھے۔

میرا خیال

ہے۔ کہ میری معروضات سے آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہوں گے کہ محض مادی ترقی کو مقصود بالذات بنانے والوں کو ترقی کے بعد تنزل کا منہ دیکھنا۔ اور دنیا میں بُری طرح سے پٹنا اور ذلت کی موت سے مرنا ہی نصیب ہوتا ہے۔

وُہ ترقی جس میں تنزل نہیں

قولہ تعالےٰ:۔

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ (سورۃ ص رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ:۔ یہ نصیحت ہے۔ اور بے شک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ ان کے لئے ان کے دروازے کھولے جائیں گے وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔ وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے (اس شراب میں نہ دردِ سر ہوگا۔ اور نہ انہیں اس سے نشہ ہوگا۔ سورۃ صٰفّٰت) اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی۔ یہی ہے جس کا تم سے حساب کے دن کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے۔ بیشک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے پرہیزگار بندے مرنے کے بعد بلکہ میدان حشر میں حاضر ہونے کے بعد بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نعمتوں سے سرفراز ہوتے رہیں گے۔ یہ ہے وُہ ترقی جس میں کبھی تنزل نہیں ہوگا۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کے پرہیزگار بندوں کے لئے مخصوص ہے۔ ہر کلمہ گو مسلمان کو اس ترقی کے لئے پیہم سعی اور کوشش کرنی چاہیئے۔ وما علینا الا البلاغ

وَاٰخِرُ دَعْوٰىنَاۤ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الجمعۃ:- ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۹ دسمبر ۱۹۵۵ء

دستور ساز اسمبلی سے دستور مطابق قرآن بنانے کا مطالبہ

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قولہ تعالیٰ: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ (الآیۃ) (ترجمہ) بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے۔ جو سب سے سیدھی ہے۔

برادران اسلام! یہ ٹھیک ہے کہ انسان بھی ایک حیوان ہی ہے۔ البتہ بعض اپنی فطری صفات کے لحاظ سے باقی سب حیوانوں سے برتر اور اس کا رتبہ بلند تر ہے۔ ان خصوصی صفات میں سے ایک صفت اس کا مدنی الطبع ہونا بھی ہے۔ یعنی باقی حیوانات علیحدہ علیحدہ رہ کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نر اور مادہ ایک جگہ مل کر رہتے ہیں۔ انسانوں کی طرح نہیں۔ کہ بستیاں بنا کر رہیں۔ اس سے ترقی کریں۔ تو قصبے بنائیں۔ اس سے ترقی کریں۔ تو شہر بسائیں۔

مدنی الطبع ہونے کا سبب

یہ ہے کہ حیوان کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ اگر گھاس کھانے والا ہے۔ اسے گھاس مل گئی۔ تو کھا لی۔ دانہ کھانے والا ہے۔ دانہ مل گیا۔ کچا کھا لیا۔ اگر گوشت کھانے والا ہے۔ شکار کیا۔ اور کچا گوشت کھا لیا۔ بس گذر اوقات ہو گئی۔ اگر پرندہ ہے تو درخت پر گھونسلہ بنا لیا۔ اگر زمین پر رہنے والا ہے۔ تو کسی بل یا کسی درخت کے سایہ یا کسی غار میں زندگی بسر کر لی۔ بخلاف انسان کے یہ ایک دوسرے سے تعاون حاصل کئے بغیر زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس لئے اکٹھے ہو کر بستیاں بنا کر رہنے کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ مثلاً انسان کے پاؤں کے تلوے اللہ تعالیٰ نے ایسے نازک بنائے ہیں کہ اسے کانٹے چبھتے ہیں۔ اس لئے کانٹوں سے بچنے کے لئے اسے جوتا پہننے کی ضرورت ہے۔ بخلاف پرندوں چرندوں اور درندوں کے۔ کسی کے ناخن دار پنجے ہیں۔ کسی کے کھر ہیں۔ جن پر سخت ہڈی کا خول چڑھا ہوا ہے۔

جوتا حاصل کرنے کے ذرائع

جوتا بنانے کے لئے چمڑا چاہئے۔ چمڑا حاصل کرنے کے لئے جانور کو ذبح کرنا چاہئے۔ جانور ذبح کرنے کے لئے چھری چاہئے۔ چھری کے لئے لوہا چاہئے۔ لوہا حاصل کرنے کے لئے پہاڑوں میں لوہے کی کان تلاش کرنی چاہئے۔ کان معلوم ہونے کے بعد کان کنی کے آلات چاہئیں۔ جن سے لوہا برآمد کیا جا سکے۔ لوہا مل جانے کے بعد لوہار چاہئے۔ جو چھری بنائے۔ پھر بڑھئی چاہئے۔ جو چھری کو لکڑی کا دستہ لگائے۔ جب چھری تیار ہو گئی۔ تو پھر قصاب چاہئے۔ جو دل کو پتھر کر کے جانور کے گلے پر چھری چلائے۔ کیونکہ دل کا کمزور آدمی جانور کو ذبح نہیں کر سکتا۔ پھر چمڑا رنگنے والا کاریگر چاہئے۔ جو چمڑے کو رنگ کر ملائم کر دے۔ تاکہ جوتا بآسانی سیا جا سکے۔ اس کے بعد موچی چاہئے جو جوتا سی دے۔ جوتا سینے کے لئے تاگا چاہئے۔ تاگے کیلئے روئی چاہئے۔ روئی حاصل کرنے کے لئے کپاس کی کاشت چاہئے۔ کپاس کی کاشت کے لئے بیل چاہئیں۔ ہل چاہئیں۔ کاشت کی آبپاشی کے لئے کنواں یا نہر چاہئے۔ کنوئیں یا نہر کی کھدائی کے لئے مزدور چاہئیں۔ مزدوروں کی مزدوری کے لئے روپیہ چاہئے۔

ایک آدمی سے ناممکن

جوتا پہننے کے لئے جن اٹھارہ ذرائع کی تفصیل عرض کر چکا ہوں ایک آدمی سے ناممکن ہے کہ ان اٹھارہ ذرائع کی منزلیں طے کر کے جوتا بنا کر پہن لے۔

اس مشکل کا حل

یہ ہوگا۔ کہ کئی آدمی ان مختلف کاموں کو اپنا علیحدہ علیحدہ پیشہ بنا لیں گے۔ مثلاً کاشتکار فقط کپاس مہیا کرے گا۔ اور دھننے والا فقط دھن دیا کرے گا۔ اور کاتنے والے کات دیں گے۔ تو تاگا تیار ہو جائے گا۔ لوہار فقط چھریاں بنانا اپنا پیشہ بنا لے گا۔ دوسرے لوگ اس سے خرید کر اپنی ضرورتیں پوری کریں گے۔ قصاب فقط جانور کو ذبح کر کے کھال اتار دینا اپنا پیشہ بنا لے گا۔ اس کے بعد ایک شخص کھالوں کے رنگنے کو اپنا پیشہ بنا لے گا۔ ایک شخص رنگا ہوا چمڑا مل جانے کے بعد جوتا سی دینا اپنا پیشہ بنا لے گا۔ اس طریقہ سے انسان ایک دوسرے کا تعاون کریں گے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ایک انسان بآسانی جوتا پہن سکے گا۔ برادران اسلام! انسان کی ایک ضرورت پوری کرنے کے لئے جس قدر دوسرے انسانوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ جیسے بندہ نے ذرا تفصیل سے عرض کیا۔ اس سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا۔ کہ واقعی انسانوں کی زندگی آپس میں مل جل کر رہنے۔ اور ایک دوسرے کی مدد کئے بغیر گذر نہیں سکتی۔

انسان کو ضابطۂ حیات کی ضرورت

برادران اسلام! آپ جانتے ہیں کہ سب انسانوں کی طبیعتیں ایک جیسی نہیں ہیں۔ کوئی شریف ہے۔ تو کوئی شریر۔ کوئی بھلا مانس ہے۔ تو کوئی بدمعاش۔ کوئی انصاف پسند ہے تو کوئی ظالم۔ لہٰذا جب بستیوں میں مل جل کر رہیں گے۔ تو شریر شریفوں کو ستائیں گے۔ بدمعاش بھلے مانسوں کو دکھ دیں گے۔ ظالم انصاف پسندوں پر طرح طرح سے ظلم کریں گے۔ لہٰذا نوع انسانی زبان حال سے پکار پکار کر کہے گی۔ کہ کوئی ایسا ضابطہ اور قانون ضرور ہونا چاہئے۔ جس کی برکت سے شریف۔ بھلے مانس اور انصاف پسند انسان امن اور چین سے زندگی بسر کریں۔ اور شریر بدمعاش اور ظالم انسان اس ضابطے کی گرفت سے بچنے کے لئے شرارت سے رکے رہیں۔ اور اگر کریں تو فوراً سزا پائیں۔ اور آئندہ کے لئے باز آ جائیں۔

ایسا ضابطہ اللہ تعالیٰ اور اسکے بعد انبیاء علیہم السلام ہی بنا سکتے ہیں!

انسانوں کے لئے ضابطہ بنانے والی ایسی شخصیت ہونی چاہئے۔ جسے تمام انسانوں کے ساتھ یکساں ہمدردی ہو۔ اس کی نظر میں کسی کے رنگ۔ یا کسی کی قومیت یا کسی ملک کا باشندہ ہونے کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہ ہو۔ یہ صفتیں فقط اللہ تعالیٰ کی ذات میں جمع ہو سکتی ہیں۔ یا اس کے بعد سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائی جا سکتی ہیں۔ جن کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہو چکا ہے (وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ) (ترجمہ) اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

مزید ثبوت

برادران اسلام! آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ آجکل یہ رو تمام ملکوں میں چلی ہوئی ہے۔ کہ ہر ملک کے باشندے اس ملک کو اپنی ذاتی ملکیت خیال کرتے ہیں۔ اور کسی دوسرے ملک کے باشندے کو اپنے ہاں رہنے کی اجازت بھی نہیں دیتے اور نہ ان کے ساتھ رواداری ہی کو پسند کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں۔ افغانستان افغانوں کے لئے ہے۔ امریکہ امریکہ والوں ہی کے لئے ہے۔ جرمن جرمنوں کے لئے ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ سب انسانوں کی مساوات کو مدنظر رکھ کر قانون بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ جو سب کا خالق ہے اور یا رحمۃ للعالمین اس فرض کو باحسن وجوہ انجام دے سکتے ہیں۔ چونکہ آپ سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

قرآن مجید کی جامعیت

قرآن مجید انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا بہترین راہنما ہے۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ قرآن مجید ہماری اخلاقی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ سیاسی ضرورتوں میں بہترین راہنما ہے۔ اور اس کا دعویٰ ہے کہ اس کی ہدایات میں سچائی اور انصاف کو انتہائی حد تک محفوظ

رکھا گیا ہے۔ اس میں ارشاد ہے:-

وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا (سورۃ الانعام رکوع ۱۴)

(ترجمہ) اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

اس اعلان

کی بنا پر ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی زندگی کا مکمل اور بہترین ضابطہ حیات فقط مسلمان کے پاس ہے۔ ہمیں اس دعوے کی تصدیق

۱۔ قائداعظم مرحوم

کے خط کے وہ فقرے ہیں جو انہوں نے اگست ۱۹۴۴ء میں مسٹر گاندھی کو لکھا تھا۔ لکھتے ہیں:-

"قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی۔ دیوانی اور فوجداری۔ عسکری اور تعزیری۔ معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امور حیات تک۔ روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک۔ جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک۔ دنیوی زندگی میں جزا و سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا و سزا تک ہر فعل و قول اور ہر حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔"

۲۔ قائداعظم مرحوم کا پیغام عید

۱۹۴۵ء میں قائداعظم مرحوم نے عید کا پیغام دیتے ہوئے کہا:-

"ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات و اخلاقیات تک محدود نہیں۔ بلکہ قرآن کریم مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانون حیات ہے۔ یعنی مذہبی، معاشرتی، تجارتی، تمدنی، عسکری، عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔"

۳۔ لیاقت علی خاں مرحوم کی پیش کردہ قرارداد۔ اور سابقہ دستور ساز اسمبلی کی منظور کردہ

"چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔ اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیابتاً عطا فرمایا ہے۔ اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے۔ لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد و خود مختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔ جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت و حریت و مساوات و رواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔ جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں ترتیب دے سکیں۔ جس کی رو سے اس امر کا وافی انتظام کیا جائے۔ کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عقیدہ رکھ سکیں۔ اور اس پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں" الخ

انہیں اعلانات کی بنا پر

زعماء ان حکومت پاکستان کے انہیں اعلانات کی بنا پر جنوری ۱۹۵۱ء میں ہر مکتب خیال کے ۳۱ علماء کرام کراچی میں جمع ہوئے تھے۔ اور دستور ساز اسمبلی کے مجوزہ بنیادی اصول کو کتاب و سنت کی روشنی میں دیکھ کر تقریباً (جہاں تک مجھے یاد ہے) اکیس اصلاحات پیش کی تھیں پھر دوبارہ تینتیس علماء کرام کا اجتماع کراچی میں جنوری ۱۹۵۳ء میں ہوا۔ تاکہ اسمبلی کے مجوزہ اصول پر دوبارہ غور کریں چنانچہ جنوری ۱۹۵۳ء میں جو اصلاحات علماء کرام نے پیش کی تھیں۔ ان میں سے تقریباً بیس اکیس (جہاں تک مجھے یاد ہے) دستور ساز اسمبلی نے منظور کر لی تھیں۔

۳۱ علماء کرام کی پشت پر

کروڑوں انسان تھے کیونکہ ان اکتیس یا تینتیس علماء کرام کو اپنی اپنی جماعت کی طرف سے قوم کی راہنمائی کا اعزازی منصب حاصل تھا۔ لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ اس کراچی کے اجتماع میں گویا کروڑوں مسلمانوں کی متحدہ زبان بول رہی تھی کہ حکومت پاکستان کا دستور فقط کتاب و سنت کی روشنی ہی میں بنایا جا سکتا ہے۔

ایک اعتراض کا جواب

اب یہ پروپیگنڈا کرنا کہ دستور اسلامی کا مطالبہ فقط فلاں جماعت کر رہی ہے۔ یہ محض اپنی جماعت کی برتری کے لئے مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حرکات سے مسلمانوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ برادران اسلام! بے وقت بولنا اور وقت پر نہ بولنا حماقت کی دلیل ہے الحمد للہ مسلمانوں کے راہنما عقلمند ہیں۔ جب پہلی دستور ساز اسمبلی بیٹھنے لگی تھی۔ تب متفق ہو کر بولے۔ اور ان کا بولنا گورنمنٹ کے ریکارڈ میں آیا ہوا ہے۔ اب پھر دوبارہ دستور ساز اسمبلی اپنا کام کرنے لگی ہے۔ اب پھر بول رہے ہیں۔ کیا ہر طرف سے حکومت کے کان میں یہ آوازیں نہیں آ رہیں۔ دستور ساز اسمبلی کا فرض ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں پاکستان کے لئے قانون بنائے اور مسلمانان پاکستان کے لئے وہی قابل قبول ہو سکتا ہے۔

اوفوا بالعہد

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵ ترجمہ:- وعدے کو پورا کرو۔ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مسٹر جناح مرحوم نے مسٹر گاندھی کو جو خط لکھا تھا۔ جس کا حوالہ پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اس میں قرآن مجید کو مکمل ضابطہ حیات انسانی ظاہر کرنے کا مطلب یہی تھا کہ ہم ہندوستان میں سے ایک ٹکڑا علیحدہ کرا کر اس میں مسلمانوں کے اس مکمل ضابطہ حیات انسانی کا نفاذ چاہتے ہیں۔ اس کے بعد مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم نے جو قرارداد دستور ساز اسمبلی میں پاس کرائی تھی اس کا مطلب بھی یہی تھا کہ ہم اس ملک میں خالص اسلامی نظام رائج کرنا چاہتے ہیں۔ قرارداد میں یہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ "اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں ترتیب دے سکیں"۔ پاکستان کے دونوں ذمہ داروں کے اعلان کا حاصل ایک ہی ہے۔ لہٰذا دستور ساز اسمبلی کا فرض عین ہے کہ اپنے ہر دو پیش روؤں کے وعدہ کا ایفا کر کے ان کی روحوں کو خوش کریں مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کریں۔ سرکار مدینہ کو راضی کریں۔ اور اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔

پیشکش

اراکین دستور ساز اسمبلی میں سے جو حضرات عالم قرآن نہیں۔ ان کی خدمت میں اپنی خدمت پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ قرآن مجید کے اندر سے وہ چیزیں معلوم کرنا چاہیں جن کا ذکر قائداعظم مرحوم نے کیا ہے۔ تو وہ تین ماہ قرآن مجید پڑھنے کے لئے بالکل فارغ کر لیں اور سارا وقت اسی کام میں صرف کریں اور انشاءاللہ تعالیٰ میں لاہور سے کراچی جا کر انہیں تین مہینے میں سارا قرآن مجید پڑھا دوں گا۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ اپنے مصارف میں ایک پیسے کا بوجھ ان حضرات پر نہیں ڈالوں گا میرا رب اپنی مقدس کتاب کی خدمت کی برکت سے مجھے اپنے خزانے سے رزق پہنچائے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ۰

ریزولیوشن

"ہم مسلمانان لاہور پاکستان کی دستور ساز اسمبلی سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ پاکستان کا قانون قائداعظم مرحوم کے قرآن مجید کے متعلق اعلان اور مسٹر لیاقت علی کی قرارداد کی روشنی میں بنایا جائے۔

مسلمانوں کیلئے قابل قبول فقط وہی دستور ہو سکتا ہے۔ جس کی بنیاد قرآن مجید اور سنت پر رکھی جائے اور اس ملک کا نام جمہوریہ اسلامیہ پاکستان ہو اور اس کا صدر ہمیشہ مسلمان ہو۔"

یہ ریزولیوشن

گورنر جنرل۔ وزیراعظم پاکستان اور صدر دستور ساز اسمبلی کو بذریعہ تار بھیجا جائے۔

تار بنام صدر دستور ساز اسمبلی

"انشاءاللہ تعالیٰ میں غیر عالم اراکین دستور ساز اسمبلی کو تین ماہ میں بلا معاوضہ قرآن مجید کراچی میں حاضر ہو کر پڑھانے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ وہ حضرات دن رات کا سارا وقت اسی کام کے لئے فارغ کر لیں۔" وما علینا الا البلاغ!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

خطبۃ یوم الجمعۃ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ ۱۶ دسمبر ۱۹۵۵ء

ہر مسلمان کا مطالبہ

پاکستان کا آئین کتاب و سنتہ ہی ہونا چاہیئے

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

سچے مسلمان کے جذبات

برادران اسلام! ہر سچے مسلمان کی دلی خواہش ہے کہ میرا اسلام زندہ ہو۔ میرے رب کا فرمان یعنی قرآن زندہ اور تابندہ ہو۔ ہمارے شفیع المذنبین رحمۃ العالمین کے فرامین زندہ اور تابندہ رہیں۔ ہر محلہ کی مسجدیں آباد ہوں ہر مسجد کے مینارے سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز آئے۔ اور محلہ کے رہنے والا ہر آدمی بارگاہ الٰہی میں سربسجود نظر آئے۔ ہر مسجد کے محراب سے صبح و شام قرآن مجید کی آواز سننے میں آئے۔ ہر پیرو جوان صدائے اذان سن کر خانۂ خدا میں طہارت و پاک ہو کر ہاتھ باندھ کر وفاداروں کی صف میں کھڑا ہو۔ مسجدیں ہر وقت نمازیوں سے بھرپور ہوں۔ تو گھر میں مستورات بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوں۔

امداد الٰہی

قولہ تعالےٰ:۔ (ولینصرن اللّٰہ من ینصرہ ط ان اللّٰہ لقوی عزیز ہ الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلٰوۃ واٰتوا الزکٰوۃ و امروا بالمعروف ونھوا عن المنکر ط وللّٰہ عاقبۃ الامور ہ)

سورۃ الحج رکوع ۵ پارہ ۱۷

ترجمہ:۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست غالب ہے۔ وہ لوگ اگر ہم انھیں دنیا میں حکومت دیدیں۔ تو نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور نیک کام کا حکم کریں۔ اور بُرے کاموں سے روکیں۔ اور ہر کام کا انجام تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر فرماتے ہیں ” اور نیکی کو اللہ تعالیٰ اپنی حمایت میں لے کر بدی کے مقابلہ میں کھڑا نہ کرتا۔ تو نیکی کا نشان زمین پر باقی نہ رہتا۔ بددین اور شریر لوگ جن کی ہر زمانہ میں کثرت رہی ہے۔ تمام مقدس مقامات اور یادگاریں ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے۔ کوئی عبادت گاہ۔ تکیہ، خانقاہ، مسجد، مدرسہ محفوظ نہ رہ سکتا۔ بناءً علیہ ضروری ہوا کہ بدی کی طاقتیں خواہ کتنی ہی مجتمع ہو جائیں قدرت کی طرف سے ایک وقت آئے جب نیکی کے مقدس ہاتھوں بدی کے حملوں کی مدافعت کرائی جائے اور حق تعالےٰ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خود مدد فرما کر ان کو دشمنان حق و صداقت پر غالب کرے۔ بلاشبہ وہ ایسا قوی اور زبردست ہے۔ کہ اس کی اعانت و امداد کے بعد ضعیف سے ضعیف چیز بڑی بڑی طاقت ور ہستیوں کو شکست دے سکتی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے دین کی حفاظت کرنے والے کمزور بھی ہوں تو بھی جب اللہ تعالےٰ ان کی امداد فرمائے گا تو وہ کمزور طاقت والی جماعت طاقت ور جماعت کو شکست دے سکتی ہے۔

تائید

بندہ نے شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا خلاصہ عرض کیا ہے۔ بعینہٖ یہی چیز قرآن مجید میں موجود ہے۔ قولہ تعالےٰ (کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللّٰہ ط واللّٰہ مع الصٰبرین) سورۃ البقرۃ رکوع ۳۳ پ ۲

ترجمہ:۔ بارہا بڑی جماعت پر چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے غالب ہوتی ہے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

” طالوت کے ساتھ نکلنے کو سب تیار ہوئے ہوس سے۔ اس نے تقید کیا۔ کہ جو شخص جوان اور بے فکر ہو۔ وہی نکلے ایسے بھی اسی ہزار نکلے۔ اس نے چاہا۔ کہ ان کو آزماوے۔ ایک منزل پانی نہ ملا۔ بعد اس کے ایک نہر ملی۔ اس نے تقید کیا۔ کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیوے۔ وہ میرے ساتھ نہ آوے۔ تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی رہ گئے۔ باقی سب موقوف ہوئے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت طالوت کے تین سو تیرہ مجاہدین کو جالوت کے جرار لشکر پر فتح عظیم عطا فرمائی۔

قانون الٰہی میں تبدیلی نہیں ہوتی

قولہ تعالےٰ:۔ (ولن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا)

سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پ ۲۲

ترجمہ:۔ اور آپ اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے لہٰذا اگر آج بھی جو جماعت نبی آخر الزماں کے سچے متبعین کا سا قال اور حال بنا کر محض رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لئے حق کی حمایت کرنے کی خاطر میدان میں آئے گی۔ اللہ تعالےٰ کی مدد یقیناً اس کے ساتھ ہوگی اور فتح کا سہرا یقیناً اسی جماعت کے سر پر باندھا جائے گا۔

ناقابل تسخیر پاکستان

برادران اسلام! میرا یقین اور میرا ایمان ہے کہ اگر آج ہم مملکت پاکستان میں ساڑھے تیرہ سو سال والا محمدی اسلام رائج کر دیں۔ جو بفضل خدا تعالےٰ اس وقت سے کر اب تک زندہ چلا آرہا ہے۔ تو یہی پاکستان ناقابل تسخیر پاکستان بن سکتا ہے۔

ناقابل تسخیر پاکستان کا آئین

ناقابل تسخیر بننے والے پاکستان کا آئین قرآن مجید ہوگا۔ اور اس کی تفاصیل بتلانے والا علم حدیث نبوی ہوگا۔ اور اسے چلانے والے وہ لوگ ہوں گے۔ جن کے ہر قطرۂ خون اور ہر ذرہ وجود میں دین الٰہی سے عشق ہوگا۔ وہ عہدوں کے خواہشمند نہیں ہوں گے۔ وہ خزانہ مملکت پاکستان پر اپنی گرانبار تنخواہوں کا بوجھ نہیں ڈالیں گے۔ وہ وہی خوراک کھائیں گے۔ جو پاکستان کے عام مسلمان کھائیں گے ان کا لباس اسی قسم کا ہوگا۔ جو پاکستان کے عام مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ انشاءاللہ تعالےٰ مجھے یقین ہے کہ آج بھی اُمت محمدیہ میں ایسے اشخاص موجود ہیں جن کے اندر وہ صفات موجود ہیں۔ جن کا ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ جب ایسے مخلصین پاکستان کے معمار ہوں گے۔ تو

پھر کیا ہوگا

پاکستان میں رہنے والا ہر مسلمان اسلام کی عملی تصویر ہوگا۔ یعنی کوئی بے نماز نظر نہیں آئے گا۔ رمضان شریف میں کوئی مقیم (جو مسافر نہیں ہے) کوئی چیز بھی کھاتا پیتا نظر نہیں آئے گا۔ ہر صاحب نصاب سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ بے روزگاروں کے لئے روزی پیدا کرنے کے وسائل مہیا کئے جائیں گے۔ اور جو کسی کام کے کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ انہیں محتاج خانوں میں بٹھا کر روٹی۔ کپڑا۔ دوائی وغیرہ چیزیں مفت دی جائیں گی۔ زکوٰۃ میں سرمایہ داروں سے نقد روپیہ وصول کیا جائیگا۔ بزازوں سے نقد روپیہ یا زکوٰۃ کی قیمت کا کپڑا وصول کیا جائے گا۔ بھیڑ بکریاں رکھنے والوں سے بھیڑ بکریاں وصول کی جائیں گی۔ گائے۔ بھینس اور اونٹ رکھنے والوں

سے یہ موشی وصول کئے جائیں گے۔ اور شریعت کی تجویز کردہ مدات میں یہ زکوٰۃ صرف کی جائے گی۔ اس نظام کے قائم ہونے کے بعد مملکت پاکستان میں انشاء اللہ تعالےٰ نہ کوئی بے روزگار نظر آئے گا۔ اور نہ کوئی بھوکا اور ننگا رہنے پائے گا۔ اور نہ کوئی سردی کی شدت میں دختوں کے سایہ میں ٹھٹھرتا نظر آئے گا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ نہ کوئی مظلوم مسلمان سرمایہ داروں کے مظالم سے تنگ آکر کمیونزم کی پناہ لے گا۔ اور جن جرموں کی جو سزائیں کتاب و سنت میں مذکور ہیں۔ وہی سزائیں مجرموں کو دی جائیں گی۔ اس قانون کی برکت سے مملکت پاکستان میں چوری ختم ہو جائے گی۔ زنا بند ہو جائے گا۔ شراب بند ہو جائے گی۔ ڈانس کو ممنوع قرار دیا جائے گا۔ جو شخص بھی یہ حرکت کرے گا۔ اس کو تعزیری (جو جج فیصلہ کرے گا) سزا دی جائے گی۔ سینما کے دروازے بند ہو جائیں گے (تاکہ کروڑوں روپیہ مسلمانوں کی کمائی کا دوسرے ملکوں میں جانے نہ پائے۔) رشوت بند ہو جائے گی کیونکہ رشوت خوار کو سخت تعزیری سزا دی جائے گی) ڈاکہ زنی بند ہو جائے گی۔ انشاء اللہ اغوا بند ہو جائے گا۔ کیونکہ اغوا کرنے والوں کو عبرتناک سزا دی جائے گی۔ سمگری ؟ بند ہو جائے گی۔ غرضیکہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور اسی کی دی ہوئی توفیق کی برکت سے مملکت پاکستان میں تمام اخلاقی برائیوں کا کافی حد تک خاتمہ ہو جائے گا۔

پھر کیا ہوگا ؟

مملکت پاکستان کی وہ تصویر جو گزشتہ سطور میں عرض کی گئی ہے۔ اگر یہ واقعی معرض وجود میں آجائے۔ تو پھر یہ ہوگا۔ کہ حدود پاکستان کے چپہ چپہ بلکہ ذرہ ذرہ پر خدا تعالےٰ کی رضا اور اس کی رحمت کے انوار کی موسلا دھار بارش ہوگی۔ اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ اس مجزہ پاکستان کی حفاظت اللہ تعالےٰ اپنے ذمہ لے لیگا۔ کیونکہ اس کا اعلان ہے (ان تنصروا اللہ ینصرکم) ترجمہ:۔ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ دوسرا اعلان (وکان حقا علینا نصر المؤمنین) سورۃ الروم رکوع ۵ پ ۲۱

ترجمہ:۔ اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔

امداد الٰہی حاصل کرنے کیلئے فقط ایک شرط

قولہ تعالےٰ:۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ) سورۃ البقرۃ رکوع ۵ پارہ ۱

ترجمہ:۔ میرے احسان یاد کرو۔ جو میں نے تم پر کئے اور تم میرا عہد پورا کرو۔ میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ اور مجھ ہی سے ڈرا کرو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا۔ وہ (پہلے) پورا کرو۔ اس کے بعد جو وعدہ میں نے تم سے کیا تھا۔ پورا کر دوں گا۔

وعدہ کیا تھا

شاہ عبدالقادر کا حاشیہ۔ اللہ تعالےٰ نے اقرار کیا تھا۔ کہ حکم تورات پر قائم رہوگے۔ اور جو نبی میں بھیجوں اس کے مددگار ہوگے تو ملک شام تم کو رہے گا۔ پھر وہ گمراہ ہوئے۔ یعنی بدنیت ہوئے۔ رشوت لیتے اور مسئلہ غلط بتلاتے۔ اور خوشامد کے واسطے حق بات چھپاتے۔ اور اپنی ریاست چاہتے پیغمبر کی اطاعت نہ کرتے۔ اور پیغمبر کی صفت جو تورات میں لکھی تھی۔ بدل ڈالی۔ اللہ تعالےٰ ان کو یاد دلاتا ہے۔ اپنے احسان اور ان کی نافرمانی۔

وعدہ خلافی پر نعمت چھن گئی

اللہ تعالےٰ نے پہلے بنی اسرائیل کو سرزمین شام کا قبضہ عطا فرمایا۔ جب انہوں نے دین چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے سرزمین شام ان سے چھین کر مسلمانوں کو دے دی فاعتبروا یا اولی الابصار۔

سب مسلمانوں کا فرض

ہے۔ کہ اپنے ملک کی دستور ساز اسمبلی سے مطالبہ کریں۔ اور وہ مطالبہ حدود آئین پاکستان کے اندر رہ کر ہونا چاہیے۔

مطالبہ

یہ ہے کہ سابقہ دستور کے پاس کردہ اسلامی دفعات کو ہرگز کسی طرح مجروح یا حذف نہ کیا جائے۔ مخلوط انتخابات جو نظریہ پاکستان سے کھلی بغاوت ہے۔ ہرگز رائج نہ کیا جائے۔ علماء کی متفقہ ترمیمات کی روشنی میں ان ... کی اصلاح کرکے جلد نافذ کیا جائے۔ عدلیہ اور انتخابات کی مکمل آزادی کی ضمانت دی جائے۔ ہر پاکستانی کے شہری حقوق کی حفاظت کی جائے اور کھلی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر کسی کا حق سلب نہ کیا جائے۔ مملکت کا نام

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان

میں کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ نہ کی جائے۔ اور دستور ساز اسمبلی میں مزید تاخیر نہ کی جائے۔

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورت کی خوبی دو باتوں میں ہے: اول یہ کہ اسے کوئی نامحرم مرد نہ دیکھے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے۔ (معارف القرآن مفتی محمد شفیع)

حضرت عمر رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہا کو ایک خط میں لکھا کہ مسلمان عورتوں کو کفار کی عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ (بیہقی: ۱۳۵۴۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۵۵ء

تمام قومیں انبیاء علیہم السلام کے جھٹلانے کے باعث تباہ ہوئیں

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

شواہد

(۱) كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ○ فَأَنجَيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ○ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ

(سورۃ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹)

ترجمہ :- نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں تھے بچا لیا۔ پھر ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

(۲) كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ○ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ط الآیۃ (سورۃ الشعراء رکوع ۷ پارہ ۱۹)

ترجمہ :- قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا۔ تب ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔

(۳) كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ○ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ (الآیۃ سورۃ الشعراء رکوع ۸ پارہ ۱۹)

ترجمہ :- قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پھر انہیں عذاب نے آپکڑا۔

(۴) كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ○ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ○ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ○ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ○ (سورۃ الشعراء رکوع ۹ پارہ ۱۹)

ترجمہ :- لوط کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے سارے کنبے کو بچا دیا۔ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ گئی تھی۔ پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا۔

(۵) كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ○ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ○ (سورۃ الشعراء رکوع ۱۰ پارہ ۱۹)

(ترجمہ) بن والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پھر اسے جھٹلایا۔ پھر انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔ بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

پانچوں شواہد کا حاصل

یہ نکلا۔ کہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہونے والی قومیں ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کے باعث تباہ ہوتی رہی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

انبیاء علیہم السلام کی مخالفت میں لیڈران قوم پیش پیش ہوتے تھے

شواہد

(۱) لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ○ قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

(ترجمہ) بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

(۲) وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ط قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ○ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پ ۸)

(ترجمہ) اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔

(۳) وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ (الآیۃ) قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ○ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ○

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

(ترجمہ) اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ..... اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے

(۴) وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ط

الآیۃ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۸)

(ترجمہ) اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ط الآیۃ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹)

(ترجمہ) اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیب ہم تجھے اور انھیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ۔

حاصل

چاروں شواہد کا حاصل یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت ہمیشہ قوم کے دنیادار سرکردہ لوگوں نے کی ہے۔ اور بقول شخصے الناس علی دین ملوکہم (ترجمہ) لوگ ہمیشہ بادشاہوں کے طریقے اختیار کرتے ہیں۔ جب راہنمایان قوم نے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کی۔ تو اکثر عوام بھی اپنے لیڈروں کے تابع ہو کر انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے لگ گئے۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ عتاب الٰہی دونوں پہ نازل ہوا۔ اور دونوں ہی عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے۔ اللّٰہم لا تجعلنا منہم۔

قیامت کے دن عوام لیڈروں کو کوسیں گے

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ○ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ○ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا ط (الآیۃ سورۃ السبا رکوع ۴ پ ۲۲)

ترجمہ :- اور اے کاش آپ دیکھتے۔ جبکہ ظالم اپنے رب کے حضور میں کھڑے کئے جائیں گے۔ ایک ان میں سے دوسرے کی بات کو رد کر رہا ہوگا۔ جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے۔ وہ ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے۔ اگر تم نہ ہوتے۔ تو ہم ایماندار ہوتے۔ جو لوگ بڑے بنتے تھے۔ ان سے کہیں گے جو کمزور سمجھے جاتے تھے۔ کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا۔ بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آچکی تھی۔ بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔ اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے۔ وہ ان سے کہیں گے۔ جو متکبر تھے۔ بلکہ (تمہارے) رات دن کے فریب نے۔ جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کر دیں۔ اور اس کے لئے شریک ٹھہرائیں۔

اس کے نائبین کی زبانی خدائی احکام ان کو پہنچائے جاتے ہیں خصوصاً وہاں کے امراء اور بارسوخ لوگوں کو جن کے ماننے نہ ماننے کا اثر جمہور پر پڑتا ہے۔ آگاہ کیا جاتا ہے جب یہ بڑی ناک والے سمجھ بوجھ کر خدائی پیغام کو رد کر دیتے اور کھلے بندوں نافرمانیاں کر کے تمام بستی کی فضا کو مسموم و مکدر بنا دیتے ہیں۔ اس وقت وہ بستی اپنے کو علانیہ مجرم ثابت کر کے عذاب الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ، وما علینا الا البلاغ ، فاعتبروا یا اولی الابصار

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اول امیر گمراہ ہوتے ہیں۔ اور وہ پھر اپنے اثر و رسوخ سے غریبوں کو گمراہ کر لیتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

عذاب الٰہی کی صورتیں

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ ۖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ العنکبوت رکوع ۴ پارہ ۲۰)

(ترجمہ) پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا۔ پھر کسی پر تو ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا۔ اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آ پکڑا۔ اور کسی کو ان میں سے زمین میں دھنسا دیا۔ اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا۔ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے۔ لیکن وہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔

کس قوم پر کون سا عذاب آیا

پتھروں کی بارش لوط علیہ السلام کی قوم پر ہوئی اور بعض مفسرین نے قوم عاد کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ بعضوں کو چنگھاڑ نے آ پکڑا۔ یہ قوم ثمود صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ اور قوم شعیب علیہ السلام پر بھی یہی عذاب آیا تھا۔ زمین میں دھنسنے کا عذاب قارون پر آیا۔ غرق ہونے کا عذاب نوح علیہ السلام کی قوم اور فرعون اور ہامان پر آیا۔

عذاب الٰہی کی پانچویں قسم

اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ

(سورۃ الانعام رکوع ۸ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ یا تمہیں مختلف فرقے کر کے ٹکرا دے۔ اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے۔ اللھم لا تجعلنا منہم

قوم کی تباہی میں سرکردہ لوگوں کا ہاتھ

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵)

(ترجمہ) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں۔ پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

شیخ الاسلام پاکستان مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

[illegible] کی بدولت کسی بستی کو تباہ کرنا ہوتا ہے [illegible] نہیں کر دیتے بلکہ اتمام حجت [illegible] جاتی ہے۔ اول پیغمبر [illegible]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے بھتیجے عبداللہ بن الطفیل رضی اللہ عنہا کے سامنے زینت کے ساتھ آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند کیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ تو میرا بھتیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ محرم کے سامنے بھی اپنے جسم میں سے کچھ ظاہر کرے سوائے چہرے کے اور سوائے اس کے، یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلائی پر اس طرح ہاتھ رکھا کہ آپ کی گرفت کے مقام اور ہتھیلی کے درمیان صرف ایک مٹھی بھر جگہ باقی تھی۔

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

۱۹۵۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۷۵ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء

فرمانبردار و باغی برابر نہیں ہو سکتے

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

(۱) اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ

(سورۃ الجاثیۃ رکوع ۲ پ ۲۵)

(ترجمہ :- کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے؟ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔

(۲) وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ ؕ

(سورۃ الفاطر رکوع ۳ - پ ۲۲)

(ترجمہ) اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے جس طرح یہ دونوں برابر نہیں اسی طرح خدا سے ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

(۳) وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ (سورۃ الفاطر رکوع ۳ پ ۲۲)

(ترجمہ :- اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی یعنی جس طرح اندھیرا اور روشنی برابر نہیں ہیں اسی طرح خدا سے ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

(۴) وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ (سورۃ الفاطر رکوع ۳ پ ۲۲)

ترجمہ :- اور نہ سایہ اور نہ دھوپ یعنی جس طرح یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ اسی طرح خدا سے ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ

(سورۃ الفاطر رکوع ۳ پ ۲۲)

(ترجمہ) اور زندے اور مردے برابر نہیں ہیں۔ یعنی اسی طرح خدا سے ڈرنے والا نہ ڈرنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

(۶) قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدۃ رکوع ۱۳ پ ۷)

ترجمہ :- کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں۔ اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہاری نجات ہو یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور نہ ڈرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

(۷) اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (سورۃ حٰم السجدہ رکوع ۵ پ ۲۴)

ترجمہ :- کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا جو چاہو کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے۔ یعنی وہ باغی بہتر ہے۔ جو آگ میں ڈالا جائے گا۔ یا وہ وفادار جو امن میں ہو کر (قیامت میں) آئے گا۔

(۸) اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ (سورہ حٰم السجدۃ رکوع ۵ پارہ ۲۴)

ترجمہ :- بے شک تیرا رب بخشنے والا اور دردناک عذاب دینے والا بھی ہے۔ یعنی وفاداروں کے لئے بخشنے والا ہے اور باغیوں کو سزا دینے والا ہے۔

(۹) اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ (سورۃ ص رکوع ۳ پ ۲۳)

ترجمہ :- کیا ہم کر دیں گے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ ان کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

(۱۰) اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ (سورۃ ص رکوع ۳ - پ ۲۳)

ترجمہ :- یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے۔ یعنی دونوں کا مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں برابر نہیں ہو سکتا۔

دس شواہد کا حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ جل شانہ کے دربار میں وفادار اور باغی کا درجہ برابر نہیں ہو سکتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

وفاداری کا صلہ

(۱) تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (سورۃ القصص رکوع ۹ پ ۲۰)

ترجمہ :- یہ آخرت کا گھر ہم انہیں کو دیتے ہیں۔ جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نیک انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔

(۲) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

(سورۃ النحل رکوع ۱۳ پ ۱۴)

ترجمہ :- جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے۔ تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ایمانداروں کو ان کے اعمال صالح کی برکت سے دنیا کی زندگی عمدہ بسر کرائیں گے اور آخرت میں بھی انہیں اعمال صالحہ کے باعث اجر عطا کئے جائیں گے۔ اللھم اجعلنا منہم!

(۳) فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۚ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۚ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۙ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــًٔۢا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ :- جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کہے گا۔ لو میرا اعمال نامہ پڑھو۔ بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں۔ جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

(۴) اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُیُوْنٍ ۙ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا یَشْتَهُوْنَ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (سورۃ المرسلٰت رکوع ۲ پارہ ۲۹)

ترجمہ :- بے شک پرہیزگار ٹھنڈی چھاؤں اور چشموں میں ہوں گے۔ اور میووں میں جو وہ چاہیں گے مزے سے کھاؤ۔ اور پیو۔ ان کاموں کے بدلے جو تم کرتے رہے۔ بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔

امید ہے

مجھے امید ہے۔ کہ میرے دوستوں کو اس امر کا یقین آگیا ہوگا کہ اللہ تعالےٰ اپنے وفادار بندوں کو عجیب عجیب طرح کے انعامات سے سرفراز فرمائے گا۔ اللھم اجعلنا منہم

باغیوں سے سلوک الٰہی

(۱) اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۚ
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۙ
لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۭ اِنَّهَا
تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۚ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ
صُفْرٌ ۭ (سورۃ المرسلٰت رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:۔ اس (دوزخ) کی طرف چلو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ایک سائبان کی طرف چلو جس کے تین حصے ہیں۔ نہ وہ سایہ کرے اور نہ تپش سے بچائے۔ بے شک وہ محل جیسے انگارے پھینکے گی۔ گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں

(۲) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ
يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ وَلَمْ اَدْرِ
مَا حِسَابِيَهْ ۚ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ
مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّيْ
سُلْطٰنِيَهْ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ
الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۙ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ
ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۭ
اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۙ
وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۭ فَلَيْسَ
لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۙ وَّلَا طَعَامٌ
اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۙ (سورۃ الحاقہ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس سے جکڑ دو۔ بیشک اللہ پر یقین نہ رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے اور نہ وہ مساکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں۔ اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

چھپانے کے مجرم نہ ہوں

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ کی طرف سے باغیوں کے ساتھ جو سلوک ہونے والا ہے۔ اُسے ظاہر کرنا ہر معلم قرآن کا فرض ہے۔ اگر ظاہر نہ کیا جائے۔ تو وہ لوگ قرآن مجید کے اس حصہ کے چھپانے کے مجرم ہوں گے۔

چھپانے والوں کی سزا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى
مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ
يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ
(سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پ ۲)

ترجمہ:۔ جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں۔ کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے۔ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

عمل نہ کرنے والے مجرم ہونگے

برادران اسلام۔ اگر معلم قرآن نے پیغام حق پہنچا دیا۔ اور لوگوں نے اس پر عمل نہ کیا۔ تو قیامت کے دن دست حسرت ملیں گے۔ پھر بھی یہ مجرم سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۚ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا
نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ
شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۚ
وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ
اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۚ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ
فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۚ
(سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ:۔

جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پر ہم نے جھٹلا دیا۔ اور کہہ دیا۔ کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور کہیں گے۔ کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا۔ تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے۔ سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔

اللہ تعالےٰ کی بے نیازی کا اعلان

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَاۗءَ فَلْيُؤْمِنْ
وَّمَنْ شَاۗءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ
نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ
يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ
بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ۚ
(سورۃ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ:۔ اور کہہ دو۔ سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پھر جو چاہے۔ مان لے۔ اور جو چاہے۔ انکار کر دے۔ بے شک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ انہیں اس کی قناتیں گھیر لیں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے فریادرسی کئے جائیں گے۔ جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا۔ جو منہوں کو جھلس دے گا۔ کیا ہی برا پانی ہوگا۔ اور کیا ہی بری آرام گاہ ہوگی۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ　۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۵ھ　۶ جنوری ۱۹۵۶ء

کھانے پینے کے متعلق اسلامی تہذیب

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام - دنیا میں بسنے والی ہر قوم کی اپنی اپنی تہذیب ہے - اور ہر قوم اپنی تہذیب ہی سے پہچانی جاتی ہے - انگریز نے اپنے نوے سالہ دور حکومت میں یہ کوشش کی ہے - کہ ہندوستان کی دو بڑی قوموں مسلمان اور ہندو کو اپنی تہذیب کا رنگ چڑھا دے - اور وہ اس کوشش میں کامیاب ہوکر گیا ہے - معمر حضرات کو یاد ہوگا - مسلمان سلوار یا تہبند باندھتا تھا - تو ہندو دھوتی باندھتا تھا مسلمان کے بال کنپٹی تک برابر ہوتے تھے - اور ہندو کے سر پر بودی ہوتی تھی - ہندو تہذیب میں جینو پہننا لازمی تھا - علی ہذا القیاس اور بھی بہت سی چیزیں دونوں قوموں میں مابہ الامتیاز تھیں - انگریز کی دیکھا دیکھی میں دونوں ہی اپنی اپنی تہذیب سے دست بردار ہوگئے - دونوں نے داڑھیاں منڈا دیں - دونوں نے انگریزی فیشن کی حجامت بنوالی - دونوں نے ہیٹ سر پر پہن لی - دونوں نے پتلون اور بوٹ کو اپنا لباس بنالیا

میں فیشن ایبل نوجوان کو سلام نہیں کرتا تھا

ملک کے تقسیم ہونے سے پہلے شہر لاہور میں راستہ چلتے ہوئے اگر کوئی فیشن ایبل نوجوان میرے پاس سے گزرتا تھا - تو میں اسے السلام علیکم نہیں کہا کرتا تھا کہ شاید یہ کوئی کٹر ہندو ہو - اور میرے سلام کو برا منائے - حاصل یہ ہے - کہ یہ تمیز نہیں ہوسکتی تھی - کہ یہ مسلمان ہے - یا ہندو

اسلامی تہذیب کا زندہ رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے

برادران اسلام - آج زمین کی سطح پر سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب زندہ نہیں ہے - کیوں کہ دنیا کی کسی قوم کے پاس مذہب کی بنیاد یعنی آسمانی کتاب موجود نہیں ہے - اور نہ ہی کسی قوم کے پاس اپنے مذہب کے بانی یعنی پیغمبر کے ارشادات ہی محفوظ ہیں - مسلمان کی یہ خوش نصیبی ہے - کہ اس کے پاس آسمانی کتاب اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بلاکم و کاست محفوظ ہیں - اللہ تعالٰے ان حفاظ یا قرآن مجید ناظرہ پڑھانے والے اساتذہ کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے - جن کی جدوجہد سے یہ چیز آج چودہویں صدی میں بھی ہمارے ہاں موجود ہے - اور محدثین حضرات کی قبروں پر بھی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں - جن کی محنت اور کوشش سے آج تک ارشادات نبویہ بالکل محفوظ طریقہ سے پہنچ گئے ہیں -

قرآن مجید کی عملی شرح

قرآن مجید کی عملی شرح سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور طریقہ ہی ہے اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ رکھنے کی کوشش کرے - تاکہ قرآن مجید عملی طور پر محفوظ رہے - آج کھانے پینے کے متعلق جو ارشادات نبویہ ہیں ان میں سے مشتے نمونہ از خروارے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ مسلمان اس طریقہ پر کاربند ہوکر احیائے سنت کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں -

سنت پر عمل کرنے کا اجر

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے - (مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ - رواہ البیہقی) ترجمہ - جس شخص نے میری امت کے فساد کے وقت (یعنی جب شریعت پر عمل کرنا چھوڑ دے گی) میری سنت پر عمل کیا - اسے سو شہیدوں جتنا ثواب ملیگا

لہٰذا

ہر مسلمان کا فرض ہے - کہ ہر ایک شعبۂ حیات میں حضور انور کی سنت اور طریقہ کو جاری رکھنے کی کوشش کرے -

رضاء الٰہی حاصل

کرنے کا ذریعہ فقط اتباع سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں محدود ہے - چنانچہ قرآن مجید میں اعلان ہے - (قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳ ترجمہ کہدو - اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو - تو میری تابعداری کرو - تاکہ تم سے اللہ محبت کرے - اور تمہارے گناہ بخشے - اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -

محبت الٰہی اتباع رسول میں محدود ہے

مذکورۃ الصدر آیت کا حاصل یہ ہے - کہ اللہ تعالٰے کی محبت کا دعوےٰ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرے - اور حضور انور ہی کی تابعداری کی برکت سے گناہ معاف ہوں گے - لہٰذا ہر شخص حضور انور کے اتباع ہی کے لحاظ سے بارگاہ الٰہی میں مرتبہ حاصل کرے گا - برادران اسلام - ہر مسلمان کا فرض ہے - کہ ہر شعبہ حیات میں آپ کا اتباع کرے اخلاقیات ہوں - یا معاشیات اقتصادیات ہوں یا سیاسیات -

حضور کے اتباع میں رحمت ہے

اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے (وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ) سورہ الانبیاء رکوع ۷ پارہ ۱۷ ترجمہ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی شیخ الاسلام پاکستان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یعنی آپ تو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اگر کوئی بدبخت اس رحمۃ عامہ سے خود ہی منتفع نہ ہو - تو یہ اس کا قصور ہے - آفتاب عالمتاب سے روشنی اور گرمی کا فیض ہر طرف پہنچتا ہے - لیکن کوئی شخص اپنے اوپر تمام دروازے اور سوراخ بند کرلے تو یہ اُس کی دیوانگی ہوگی - آفتاب کے عموم فیض میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا - اور یہاں تو رحمۃ للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے - کہ جو محروم القسمت مستفید ہونا نہ چاہے - اس کو بھی کسی نہ کسی درجہ میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے - چنانچہ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کی عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے مذاق کے موافق فائدہ اٹھاتا ہے - نیز حق تعالٰے نے وعدہ فرمایا ہے کہ پہلی امتوں کے برخلاف اس امت کے کافروں کو عام و مستاصل عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا - میں تو کہتا ہوں - کہ حضور کے عام اخلاق کے علاوہ جن کافروں پر آپ جہاد کرتے تھے - وہ بھی مجموعہ عالم کے لیے سراسر رحمت تھا - کیونکہ اس کے ذریعہ سے اس رحمت کبریٰ کی حفاظت ہوتی تھی - جس کے آپ حامل بن کر

آئے تھے۔ اور بہت سے اندھے جو آنکھیں بنوانے سے بھاگتے تھے۔ اس سلسلہ میں ان کی آنکھوں میں بھی خواہ مخواہ ایمان کی روشنی پہنچ جاتی تھی ایک حدیث میں ہے۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا قْتُلَنَّھُمْ وَ لَاُصَلِّبَنَّھُمْ وَلَاَھْدِیَنَّھُمْ وَھُمْ کَارِھُوْنَ اِنِّیْ رَحْمَۃٌ بَعَثَنِیَ اللّٰہُ وَلَا یَتَوَفَّانِیْ حَتّٰی یُظْھِرَ اللّٰہُ دِیْنَہٗ (ابن کثیر) ان الفاظ سے آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا مطلب زیادہ وسعت کے ساتھ سمجھ میں آسکتا ہے

رحمۃ للعالمین کی کھانے پینے کے متعلق ہدایات

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ رضؓ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ متفق علیہ ترجمہ عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے۔ کہا میں بچہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں۔ اور میرا ہاتھ پیالے میں گھومتا تھا پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بسم اللہ پڑھ۔ اور دائیں ہاتھ سے کھا۔ اور اپنے سامنے سے کھا

تین ہدایتیں

اس حدیث شریف میں کھانا کھانے کے متعلق تین ہدایتیں دی گئی ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا کھانا چاہئے۔ اور دائیں ہاتھ سے کھانا چاہئے۔ اگر دو آدمی اکٹھے کھانا کھا رہے ہوں۔ تو دوسرے کے سامنے سے اٹھا کر چیز کھانی نہیں چاہئے۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَاْکُلْ بِیَمِیْنِہٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِہٖ رواہ مسلم ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی ایک کھانا کھائے۔ پھر چاہئے۔ کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے۔ اور جب پئے۔ تو چاہئے کہ اپنے دائیں ہاتھ سے پئے۔

چوتھی ہدایت

پانی دائیں ہاتھ سے پینا چاہئے۔ کھانا کھانے کے وقت اس طرح کیا جائے بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑا جائے۔ اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بھی ساتھ لگالی جائے۔ تاکہ سنت پر بھی عمل ہو جائے۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَاْکُلَنَّ اَحَدُکُمْ بِشِمَالِہٖ وَلَا یَشْرَبَنَّ بِھَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِھَا رواہ مسلم ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں کوئی ایک بھی بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے۔ اور نہ پئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اسی ہاتھ سے پیتا ہے۔

پانچویں اور چھٹی ہدایت

بائیں ہاتھ سے نہ کھایا جائے اور نہ پانی پیا جائے

ممانعت کا سبب

اس حدیث شریف میں بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی ممانعت کی علت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ اس لیے شیطان کی مشابہت سے بچ کر مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت اختیار کرنی چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ مَا عَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَھَاہُ اَکَلَہٗ وَاِنْ کَرِھَہٗ تَرَکَہٗ متفق علیہ ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے میں کبھی نقص نہیں نکالا تھا۔ اگر کھانا چاہا۔ تو اسے کھا لیا۔ اور اگر کھانا ناپسند ہوا۔ تو اسے چھوڑ دیا۔

ساتویں ہدایت

اگر کھانا پسند آئے۔ تو کھا لیا جائے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کی نعمت میں نقص نہ نکالا جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقْرِنَ الرَّجُلُ بَیْنَ التَّمْرَتَیْنِ حَتّٰی یَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے۔ کہ آدمی دو دو کھجوریں اکٹھی کھائے۔ یہاں تک کہ اپنے ساتھ کھانے والے ساتھیوں سے اجازت لے لے۔

آٹھویں ہدایت

اگر آدمی دوسروں سے مل کر کھانا کھائے۔ تو حرص کرکے دوسروں سے زیادہ کھانے کی کوشش نہ کرے۔ مثلاً سب سے پہلے بوٹیاں چن چن کر کھا جائے۔ یا مثلاً پینے کے لیے لسی آئی ہوئی ہے۔ تو دو چار لقمے کھا کر چار گلاس لسی کے پی جائے۔ حالانکہ وہ سب کا حصہ تھا۔ اگر دوسروں سے زیادہ کھانے پینے کی حرص ہے۔ تو دوسروں سے اجازت لے کر پھر کھا پی لے۔ مثلاً اکٹھا کھانا کھا رہے تھے ساتھیوں سے کہدے۔ کہ اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں چار گلاس لسی کے پی لوں۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَنَسِیَ اَنْ یَّذْکُرَ اللّٰہَ عَلٰی طَعَامِہٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ رواہ الترمذی وابو داؤد۔ ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی ایک کھانا کھائے اور اللہ کا نام کہنا بھول جائے۔ تو پھر کہے بسم اللہ اولہ و آخرہ۔

نویں ہدایت

اگر کھانا کھانے کے وقت اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا بھول جائے۔ تو جب یاد آئے۔ تو بسم اللہ اولہ و آخرہ پڑھ لے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجۃ ترجمہ ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کھانے سے فارغ ہوتے تھے۔ تو فرماتے تھے۔ الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین

دسویں ہدایت

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مسلمان کو مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہئے۔

شکر کا اجر

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ کَالصَّائِمِ الصَّابِرِ رواہ الترمذی و رواہ ابن ماجۃ والدارمی۔ ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کھانا کھا کر شکر کرنے والا مثل صبر کرنے والے روزہ دار کے ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ اُتِیَ بِقَصْعَۃٍ مِّنْ ثَرِیْدٍ فَقَالَ کُلُوْا مِنْ جَوَانِبِھَا وَلَا تَاْکُلُوْا مِنْ وَّسْطِھَا فَاِنَّ الْبَرَکَۃَ تَنْزِلُ فِیْ وَسْطِھَا رواہ الترمذی و ابن ماجہ والدارمی۔ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کے پاس ثرید (شوربے میں روٹیاں ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈال دی جائیں اسے ثرید کہتے ہیں) کا ایک بڑا پیالہ لایا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اس کے کناروں سے کھاؤ۔ اور اس کے درمیان میں سے نہ کھاؤ۔ کیونکہ برکت اس کے درمیان میں نازل ہوگی۔

گیارھویں ہدایت

اگر کھانے کا برتن بڑا ہو۔ تو چاہئے۔ کہ اس کے کناروں سے کھایا جائے۔ پہلے پہل درمیان ہی میں ہاتھ نہ ڈالا جائے۔

مسلمان کا فرض

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں اسلام کو نمایاں اور واضح کرنے کی کوشش کرے۔ اسلام دنیا میں اسی صورت سے زندہ رہ سکتا ہے۔ تیرہ سو سال سے مسلمانوں نے اسلام کو※

※ اسی طریقہ پر زندہ رکھا ہے۔ آج چودھویں صدی کے مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اپنے اسلاف کے طریقہ پر ہی اسلام کو زندہ رکھنے کی جیر توڑ کوشش کریں۔ وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الجمعۃ ۲۸ جمادی الاوّل ۱۳۷۵ھ ۱۳ جنوری ۱۹۵۶ء

خلاصۂ تعلیم قرآنیہ

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

خالق اور مخلوق کے حقوق ادا کرنا

پہلی شہادت

انسان کی پیدائش کا مقصد (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ) سورۃ الذاریات رکوع ۳ پ ۲۷

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ دراصل انسان اس جہان میں محض اللہ تعالےٰ کی یاد کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے باقی مشاغل سب عارضی ہیں۔ ہاں۔ اگر اللہ تعالےٰ خود اپنی رضا کو بعض اشیاء کے ساتھ وابستہ کر دے تو اسے اختیار ہے۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ج وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ لا وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا ج وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ٥) سورۃ البقرہ رکوع ۲۲ پارہ ۲

ترجمہ:- یہی نیکی نہیں۔ کہ تم اپنے مونہہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے۔ اور نماز پڑھے۔ اور زکوٰۃ دے۔ اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ جب وہ عہد کرلیں۔ اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں۔ یہی سچے لوگ ہیں۔ اور یہی پرہیزگار ہیں۔

حاصل

اس آیت کی تفسیر تو بہت ہی طویل ہے۔ البتہ اس کا حاصل بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ سچا مسلمان اور اللہ تعالیٰ کا پرہیزگار بندہ وہ ہے۔ جو خالق اور مخلوق دونوں کے حقوق ادا کرے۔

دوسری شہادت

وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ٥

(سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴)

(ترجمہ:- اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے۔ جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

حاصل

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے متقین اور محسنین کی فہرست میں شامل ہونے والوں کے صفاتِ حمیدہ میں سے یہ دو صفتیں بھی ہیں۔ مخلوقِ خدا پر غصہ آئے۔ تو اُسے ضبط کر جانا۔ اور انہیں کچھ نہ کہنا۔ اور جو ان سے غلطی ہو۔ اسے معاف کر دینا ہے۔

تیسری شہادت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ

(سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ:- اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔

چوتھی شہادت

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:- اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں)

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:- اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو)

پانچویں شہادت

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(ترجمہ:- اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو)

نہ ماننے والے ظالم ہیں

وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥

سورہ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

(ترجمہ:- اور جو باز نہ آئیں۔ سو وہی ظالم ہیں + یعنی جو انسانی حقوق کی نگہداشت پر عمل نہ کریں۔ وہ ظالم ہیں۔

چھٹی شہادت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(ترجمہ:- اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں)

ساتویں شہادت

وَلَا تَجَسَّسُوْا (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:- اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو)

آٹھویں شہادت

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(ترجمہ:- اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔

آٹھوں کا حاصل

آٹھوں شہادتوں کا حاصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حقوق کے ساتھ انسانوں کے حقوق کی نگہداشت بھی ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے۔

ورنہ

یہ قاعدہ ہے۔ اذافات الشرط فات المشروط۔ اگر کوئی شخص انسانوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرے گا۔ تو وہ متقین اور محسنین کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد خود سوچیں۔ کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانا کہاں ہوگا۔

انسانی حقوق کی حق تلفی کی سزا ملیگی

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ (متفق علیہ)

ترجمہ:- جبیر بن مطعم سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قطع رحم کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

(۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْھَمَ لَہٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِصَلٰوۃٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوۃٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ ھٰذَا وَقَذَفَ ھٰذَا وَاَکَلَ مَالَ ھٰذَا وَسَفَکَ دَمَ ھٰذَا وَضَرَبَ ھٰذَا فَیُعْطٰی ھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ وَھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُہٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْہِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاھُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْہِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ

(رواہ مسلم)

ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ کہ مفلس کون ہے انہوں نے عرض کی۔ ہم میں وہ مفلس ہے۔ جس کے پاس درہم نہ ہو۔ اور نہ کوئی سامان۔ تب آپ نے فرمایا میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا۔ اور ایسے حال میں آئے گا۔ کہ اس کو گالی دی ہو گی۔ اور اس پر تہمت لگائی ہو گی۔ اور اس کا مال کھایا ہوگا۔ اور اس کا خون بہایا ہوگا۔ اور اس کو مارا ہوگا۔ پھر اس کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور اس کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس سے پہلے کہ وہ حق ادا کئے جائیں۔ جو اس کے ذمہ ہیں۔ تو ان کے گناہوں میں سے لئے جائیں گے۔ پھر وہ گناہ اس پر ڈال دئے جائیں گے۔ پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق کا اجمالی نقشہ

اللہ تعالیٰ کے حقوق جو بندے پر ہیں۔ انکی تین قسمیں ہیں پہلی قسم جس کا تعلق انسان کے دل کیسا تھ ہے جیسے ایمان کہا جاتا ہے دوسری قسم جس کا تعلق انسان کے بدن کے ساتھ ہے مثلاً نماز۔ روزہ۔ تیسری قسم جس کا تعلق انسان کے مال کے ساتھ ہے۔ مثلاً زکوٰۃ اور صدقات۔

دل سے تعلق رکھنے والے

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ (سورۃ التوبہ رکوع ۱۶ پ ۱۱)

ترجمہ :۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے۔ تو ان میں سے (منافقوں میں سے) بعض کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا ہے۔ سو جو لوگ ایمان والے ہیں۔ اس سورت نے ان کے ایمان کو بڑھایا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ منافق اگرچہ بظاہر انکار نہیں کرتے۔ مگر دل سے نہیں مانتے۔ اور مومن اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان کو دل سے مانتے ہیں۔ اور ہر نیا نازل شدہ فرمان الٰہی ان کے دل میں سرور پیدا کرتا ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

(۲) وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (سورۃ الکھف رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ :۔ اور اس شخص کا کہنا نہ مان۔ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ایماندار بندوں کے دلوں میں ذکر الٰہی کا نور ہر وقت تابندہ اور درخشندہ رہتا ہے۔

(اللھم اجعلنا منھم)

وضاحت کیلئے ایک مثال

مومنوں کے دلوں کے ذکر الٰہی کرنے کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ جس طرح ایک عاشق صادق کے دل میں اپنے معشوق کی یاد دن اور رات کے چوبیس گھنٹے مسلسل رہتی ہے۔ خواہ وہ شخص گاہک کو سودا دے رہا ہو۔ یا دفتر میں کام کر رہا ہو۔ یا اگر کاشتکار ہے۔ تو ہل چلا رہا ہو۔ یا کھانا کھا رہا ہو۔ یا پانی پی رہا ہو کیا مجال ہے۔ کہ زندگی کی کوئی مصروفیت بھی اسے معشوق کی یاد سے غافل کر سکے۔

وضاحت کی ایک اور مثال

ایک ولی اللہ کی خدمت میں چند درویش یاد الٰہی سیکھنے کے لئے رہتے تھے۔ وہ بزرگ ان سب میں سے ایک سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ دوسروں کو اس خصوصی امتیاز پر رشک آتا تھا۔ اس بزرگ نے ایک دن اس خصوصی امتیاز کی وجہ سمجھانے کے لئے سب سے ایک امتحان لیا۔ وہ یہ کہ سب کو ایک ایک پرندہ اور ایک ایک چاقو دیا کہ اسے ایسی جگہ ذبح کر کے لاؤ۔ جہاں کوئی بھی دیکھنے والا نہ ہو۔ سوائے اس ممتاز شخص کے باقی سب احباب دو دو تین تین منٹ کے اندر پرندوں کو ذبح کر کے شیخ کے سامنے چاقو اور پرندہ لا کر رکھ دیا۔ وہ شخص جس کی شیخ زیادہ عزت کرتا تھا۔ وہ مغرب کے وقت واپس آیا۔ اور پرندہ زندہ اور چاقو لا کر سامنے رکھ دیا۔ اور عرض کی۔ کہ حضرت مجھے کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آتی۔ جہاں کوئی نہ ہو۔ اور نہ سہی۔ تو اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہی دیکھنے والا موجود ہے۔ اس کے بعد ان رشک کرنے والوں کو اپنی قابلیت کا علم ہوا۔ کہ ہم ابھی کہاں ہیں۔ اور یہ شخص کہاں تک پہنچ چکا ہے۔

دوسری قسم

جس کا تعلق انسان کے بدن کے ساتھ ہے۔ مثلاً نماز اس میں انسان کے تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ زبان بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ قیام میں نمازی اپنے معبود حقیقی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوا ہے۔ رکوع میں اوپر کا دھڑ جھکا کر اپنی ذلت اور اس کی عظمت کا اظہار کر رہا ہے۔ سجدے میں سر بسجود ہو کر گھٹنے زمین پر ٹیک کر حتیٰ کہ پاؤں کو بھی خانہ کعبہ کی طرف متوجہ کر کے اپنی ذلت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کبریائی کا ثبوت دے رہا ہے۔

اس عبادت کا صلہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ كُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا (متفق علیہ)

(ترجمہ :۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتلاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو جس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے کیا اس پر کچھ میل رہ سکتی ہے۔ انہوں نے عرض کی اس پر میل نہیں رہ سکتی۔ آپؐ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے۔ اللہ ان سب کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

تیسری قسم

اللہ تعالیٰ کا حق انسان کے مال کے متعلق ہے مثلاً زکوٰۃ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مال عطا فرمایا ہے۔ ماں کے پیٹ سے تو انسان بالکل ننگا ہی آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے مال عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مالدار پر سونے اور چاندی میں سے بعد از وضع قرض چالیسواں حصہ خیرات کرنا فرض قرار دیا گیا ہے اور یہ چالیسواں حصہ بھی آسمان پر خدائی خزانہ میں جمع نہیں کرایا جاتا۔ سب سے پہلے اپنے مستحق اعزہ پر ہی صرف کرایا جاتا ہے۔ اس طریق کار سے انسان کے ذمہ سے دو حق ادا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو گیا اور غریب رشتہ داروں کی صلہ رحمی کا حق بھی ادا ہو گیا۔ علیٰ ہذا القیاس باقی صدقات کا بھی یہی نتیجہ نکلے گا۔

انسانی حقوق کی تفصیل

نصوص نقلیہ سے پہلے ثابت کیا گیا ہے کہ انسان کے ذمہ انسانوں کے حقوق بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تب راضی ہو گا جب انسان وہ بھی ادا کرے گا۔ اب کچھ ان کی تفصیل عرض کی جائے گی۔

ماں باپ کا حق

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ (رواہ ابن ماجۃ)

ترجمہ :۔ ابی امامہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا۔ یہی دو تیری بہشت ہیں۔ اور تیرا دوزخ بھی ہیں۔ یعنی اگر انہیں راضی رکھے گا تو بہشت میں جائے گا اور ناراض کرے گا تو دوزخ میں جائے گا۔

عَنْ بَهْزِ ابْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ

(رواہ الترمذی و ابو داؤد)

ترجمہ :۔ بہز بن حکیم اپنے باپ وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہا۔ میں نے عرض کی

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مسلمان کی امداد کرنے کا نقد انعام

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے کسی بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے میں لگا ہوا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتے رہتے ہیں۔ (صحیح بخاری:۲۴۴۲)

یتیم کی کفالت کا اجر

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح (ایک ساتھ) ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔ (صحیح بخاری:۵۳۰۴)

بقیہ خطبہ

(صہ ۹ سے آگے)

یا رسول اللہ۔ میں کس کی خدمت کروں۔ آپ نے فرمایا۔ تیری ماں کی۔ میں نے عرض کی پھر کس کی۔ فرمایا۔ تیری ماں کی۔ میں نے عرض کی پھر کس کی فرمایا تیری ماں کی۔ میں نے عرض کی پھر کس کی فرمایا تیرے باپ کی پھر اسکے بعد جو زیادہ قریب ہو۔ پھر ان کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔

بال بچوں کا حق

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُکُمْ فَدَعُوْہُ (رواہ الترمذی و الدارمی و ابن ماجہ)

(ترجمہ:۔ عائشہ رض سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا۔ تم سے بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے عیال کے حق میں تم میں سے بہتر ہو۔ اور جب تمہارا ساتھی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو۔ یعنی مرنے کے بعد اس کی برائیاں بیان کرو۔

ہر شخص پر رحم کرنے کی تلقین

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ۔

(رواہ ابوداؤد و الترمذی)

(ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ اور ان پر رحم کرو۔ جو زمین پر ہیں تم پر وہ رحم کرے گا۔ جو آسمان پر ہے۔

وما علینا الا البلاغ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خطبۃ یوم الجمعۃ ۔ ٦ جمادی الثانی ١٣٧٥ھ ٢٠ جنوری ١٩٥٦ء

انبیائے سابقین علیہم السلام کے اتباع کا حکم

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قولہ تعالےٰ (اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ ط) (الآیۃ سورۃ الانعام رکوع نمبر ١٠ پارہ نمبر ٧)

ترجمہ :- یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دی۔ سو تو ان کے طریقہ پر چل۔ کہدو۔ میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا ۔ سورۃ الانعام کے اسی رکوع میں ١٨ انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے۔ ان کا ذکر خیر کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے طریقہ پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے

تمام انبیاء علیہم کے دین اصول میں متحد ہیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَۃِ اَلْاَنْبِیَآءُ اِخْوَۃٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَ اُمَّھَاتُھُمْ شَتّٰی وَ دِیْنُھُمْ وَاحِدٌ وَلَیْسَ بَیْنَنَا نَبِیٌّ (متفق علیہ)

ترجمہ :- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ سب انبیاء علاتی بھائی ہیں اور ان کی مائیں مختلف ہیں۔ اور ان (سب) کا دین ایک ہی ہے۔ اور ہمارے درمیان (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسےٰ علیہ السلام) کوئی نبی نہیں ہے۔

شرح الحدیث

علاتی بھائی کہتے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد جو ایک ہے۔ یعنی مخلوق کی راہ نمائی۔ اسے باپ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور ان کی شریعتیں جو صورتوں میں ایک دوسری سے جدا ہیں۔ اور مقصد میں ایک دوسری کے قریب قریب ہیں۔ انہیں ماؤں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کے دین کے ایک ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ شریعتیں اگرچہ متعدد اور مختلف ہیں لیکن ان کے دین کی اصل توحید اور اطاعت ہے۔ وہ ایک ہے۔ پس وہ سب میرے اقارب ہیں۔ لیکن عیسےٰؑ میرے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اور (اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ) کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضور انور اقتداء کے لحاظ سے ابراہیمؑ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اور قرب زمانہ کے لحاظ سے عیسےٰ زیادہ قریب ہیں (از لمعات شرح مشکوٰۃ)

امت محمدیہ بھی ضمناً اس حکم میں شامل ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ارشاد ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (سورہ الاحزاب رکوع نمبر ٣ پ ٢١)

ترجمہ :- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

لہٰذا جب سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انبیاء سابقین کے مسلک پر چلنے کے لئے مامور کیا جا رہا ہے۔ تو آپ کی امت بھی اس خطاب میں یقیناً شامل ہوگی۔

دربار الٰہی میں عزت حاصل کرنے کا طریقہ

عَنْ عُمَرَ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ نَفْسِہٖ صَغِیْرٌ وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ وَ مَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَفِیْ نَفْسِہٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی لَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْھِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ (رواہ البیہقی)

ترجمہ :- عمرؓ سے روایت ہے۔ آپ نے ممبر پر فرمایا۔ اے لوگو۔ تواضع کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لئے تواضع کی۔ اسے اللہ بلند کر دیگا پس وہ اپنے دل میں حقیر ہوگا۔ اور لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا۔ اور جس نے تکبر کیا۔ اللہ اسے ذلیل کر دے گا۔ پس وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوگا۔ اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ ان کی نظر میں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔

انبیاء علیہم السلام کے اخلاق کی بلندی

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُھِمُّوْا بِذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا فَیُرِیْحُنَا مِنْ مَّکَانِنَا فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَکَ اللّٰہُ بِیَدِہٖ وَاَسْکَنَکَ جَنَّتَہٗ وَاَسْجَدَ لَکَ مَلٰٓئِکَتَہٗ وَعَلَّمَکَ اَسْمَآءَ کُلِّ شَیْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّکَ حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَّکَانِنَا ھٰذَا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ اَکْلَہٗ مِنَ الشَّجَرَۃِ وَقَدْ نُھِیَ عَنْھَا وَلٰکِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلٰٓی اَھْلِ الْاَرْضِ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ سُؤَالَہٗ رَبَّہٗ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَلٰکِنِ ائْتُوْا اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاھِیْمَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ ثَلٰثَ کَذِبَاتٍ کَذَبَھُنَّ وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُوْسٰی عَبْدًا اٰتَاہُ اللّٰہُ التَّوْرٰۃَ وَکَلَّمَہٗ وَقَرَّبَہٗ نَجِیًّا قَالَ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ قَتْلَہُ النَّفْسَ وَلٰکِنِ ائْتُوْا عِیْسٰی عَبْدَ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہٗ وَرُوْحَ اللّٰہِ وَکَلِمَتَہٗ قَالَ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَیَاْتُوْنِیْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا

الحدیث وفی آخرہ متفق علیہ

ترجمہ :- انسؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن مومن بند کر دئے جائیں گے۔ یہاں تک اس (بندش) کے سبب بڑے مغموم ہوں گے۔ پھر کہیں گے۔ کاش کہ ہم اپنے رب کے ہاں کسی کی سفارش کرلاتے۔ پھر ہمیں اس جگہ سے راحت پہنچاتا۔ پھر آدم کے پاس آئیں گے۔ پھر عرض کریں گے۔ آپ آدم سب کے باپ ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ اور اپنی جنت میں ٹھیرایا تھا۔ اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا تھا۔ اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے تھے۔ اپنے رب کے ہاں ہماری سفارش کیجئے۔ تاکہ ہماری اس

جگہ سے ہمیں راحت دے۔ پھر وہ کہیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور اپنی وہ خطا یاد کریں گے۔ جو (بہشت میں) درخت کے کھانے سے ان سے ہوئی تھی۔ حالانکہ اس سے منع کئے گئے تھے۔ بلکہ نوح کے پاس جاؤ۔ وہ پہلے نبی ہیں۔ جنہیں اللہ نے زمین والوں کی طرف سے بھیجا تھا۔ پھر نوح کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور اپنی وہ خطا یاد کریں گے۔ جو غلطی سے اپنے رب سے سوال کرنے میں کی تھی۔ (جو اپنے کافر بیٹے کے لئے سفارش کی تھی) بلکہ ابراہیم خلیل الرحمن کے پاس جاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور تین اپنے جھوٹ یاد کریں گے۔ جو انہوں نے بولے تھے۔ بلکہ موسیٰ کے پاس جاؤ۔ وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ نے توراۃ دی تھی۔ اور اس سے کلام بھی فرمائی تھی۔ اور سرگوشی کے لئے قریب بھی بلایا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر موسیٰ کے پاس جائیں گے۔ پھر وہ فرمائیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور اپنا وہ گناہ یاد کریں گے۔ جو ایک آدمی کے قتل کر ڈالنے میں کیا تھا۔ بلکہ عیسیٰ اللہ کے بندے۔ اور اس کے رسول اور اللہ کی روح اور اس کے کلمے کے پاس جاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر عیسیٰ کے پاس جائیں گے۔ پھر وہ فرمائیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ بلکہ تم محمد کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں۔ جنہیں اللہ نے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف فرما دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ پھر میں اپنے رب کے محل میں داخل ہونے کی اجازت لوں گا۔ پھر مجھے اللہ کے روبرو حاضر ہونے کی اجازت دیدی جائے گی۔ پھر جس وقت میں اسے دیکھوں گا میں سر بسجود ہو جاؤں گا ۔۔ الی آخر الحدیث۔

سیرت انبیاء علیہم السلام میں تین سبق

پہلا سبق

دُنیا کی ابتدا سے لے کر قیامت تک ارب در ارب بلکہ کھرب در کھرب مومنوں کی تعداد ہوگی سب یک زبان ہو کر سوائے آدم علیہ السلام کے باقی انبیاء علیہم السلام کے حضور میں ایک پیغمبر کی سفارش بھی ساتھ لیجاتے ہیں کہ آپ بارگاہ الٰہی میں ہماری سفارش کے اہل ہیں۔ لیکن انبیاء علیہ السلام کی ہستی اپنی نظر میں اس قدر فنا ہے کہ باوجود اتنی شہادتوں کے اپنے محاسن نظر ہی نہیں آتے۔ اور ان کے اندر عجب یا کبر پیدا نہیں ہوتا اور یہی جواب دیتے ہیں کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔

دوسرا سبق

اپنا حسن و کمال تو نظر سے اوجھل ہے۔ دوسروں کا حسن و کمال بڑی وضاحت اور بڑے شوق سے بیان فرماتے ہیں۔ کہ فلاں نبی کے پاس جاؤ اس میں فلاں فلاں کمال ہیں۔

تیسرا سبق

برادران اسلام! انبیاءؑ امت کے گناہوں کی قسم سے معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ وہ حضرات اللہ جل شانہٗ کے حکم کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہونے سے پہلے اپنا مرضی اور صوابدید کے مطابق کوئی کام کر دیتے ہیں۔ اور وہ کام اللہ تعالیٰ کی صوابدید کے خلاف ہوتا ہے۔ اس پر ان حضرات کو تنبیہ ہو جاتی ہے۔ یہی ان کا ذنب کہلاتا ہے۔ اور اُن کے ذنب میں اس قدر نیکی۔ پاکیزگی رضائے مولا مطلوب اور شفقت علی الخلق کے انوار ہوتے ہیں۔ جو اُمت کی نیکیوں میں بھی وہ انوار ہرگز نہیں پائے جاتے۔ مگر وہ حضرات مرضی الٰہی کے خلاف اولیٰ کرنے کو بھی ذنب (گناہ) ہی خیال فرماتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو جانے سے گھبراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی سی صلاحیت عطا فرمائے اور صحیح طریقے سے اُن کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین یا الہ العالمین!

دُعا

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمیں انبیاءؑ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے اتباع میں مندرجہ ذیل چیزیں ہمارے اندر بھی پیدا ہو جائیں۔ خواہ کوئی کتنی بھی ہماری تعریف کرے۔ مگر ہمارے اندر عجب[1] اور کبر[2] (خود پسندی۔ اپنی عزت اور دوسروں کی ذلت) پیدا نہ ہونے پائے۔ اپنے کمالات[3] اور محاسن

کمزوروں اور مسکینوں کا مرتبہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کیا کرو (یعنی میں تمہیں ان کے ساتھ ملوں گا) کیونکہ تمہیں کمزوروں ہی کے طفیل روزی ملتی ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ (مستدرک حاکم: ۲۵۰۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۳۷۵ھ جمادی الثانی جنوری ۱۹۵۶ء

انسانوں کی دو قسمیں اور ان کے نتائج

(از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دنیا کو بیچ کر آخرۃ خریدنے والے
آخرۃ کو بیچ کر دنیا خریدنے والے

پہلی قسم کے حالات

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچ دیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ سورہ البقرہ رکوع ۲۵ پارہ ۲

بات کیا رکھیں گے

یہ امر بالکل ظاہر ہے انسان کی دنیا میں سب سے آخری خواہش جان کو آرام پہنچانا ہے۔ مکان بناتا ہے تو جان کے آرام کے لئے سازو سامان گھر میں جمع کرتا ہے تو جان کے آرام کے لئے۔ بیوی کو نکاح کرکے لاتا ہے۔ تو جان کے آرام کے لئے۔ تجارت کرتا ہے تو جان کے آرام کے لئے۔ زمین کے زیادہ سے زیادہ رقبہ پر قبضہ کرتا ہے۔ تو جان کے آرام کے لئے۔ جب ایک عاشق صادق شمع پر جانے کی طرح اپنے معشوق یعنی محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنے کے لئے جان دیدی۔ تو گویا کہ اس نے دنیا کی ساری چیزوں کو رضاء مولیٰ کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اور ثابت کردیا کہ دنیا و مافیہا رضاء الٰہی کے مقابلہ میں سب ہیچ ہیں۔ اور دنیا کی سب نعمتیں فانی ہیں، اور آخرت کی سب نعمتیں ابدی اور دائمی ہیں — اور اس فرمان شاہنشاہی پر اس کا پورا پورا اعتماد ہے۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۖ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ترجمہ: جو تمہارے پاس ہے۔ ختم ہو جائے گا۔ اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا۔ رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

جانبازی کا صلہ

میں عرض کیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کا اصول ہے قرآن مجید ہر موقعہ پر اس اسم کا ذکر کیا جاتا ہے جسے اس مقام پر خصوصی تعلق ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے جانبازوں کا جب ذکر کیا گیا۔ اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا اعلان کیا گیا۔ تو گویا کہ ان جانبازوں کو رضا الٰہی کا سرٹیفکیٹ مل گیا۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا تمغہ مل گیا۔ اب اس پر آئندہ نہ کوئی عتاب ہوگا۔ اور نہ کوئی عذاب۔

اللھم اجعلنا منھم۔

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ترجمہ: سو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں وہ لوگ لڑیں جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچتے ہیں اور جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب رہے تو اسے ہم بڑا ثواب دیں گے۔ سورۃ النساء رکوع ۱۰ پارہ ۵

یہ ہی ہیں

اس آیت میں ان حضرات کا ذکر ہے جو دنیا کو بیچ کر آخرت خرید کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بڑا ثواب دینے کا اعلان فرما رہے ہیں۔

بڑے ثواب کی تصویر

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے اس پر خوش ہونے والے ہیں۔ اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے اس لئے کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں اور اس بات سے کہ اللہ ایمانداروں کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا۔ سورہ آل عمران رکوع ۱۷

حاصل

ان آیات میں ان حضرات شہداء کا ذکر ہے جنہوں نے دنیا میں اپنی جانیں قربان کرکے آخرت کی نعمتیں حاصل کرلی ہیں۔

فہرست انعامات

مذکورالصدر حضرات کو مندرجہ ذیل انعامات سے سرفراز کیا گیا ہے۔ انہیں مردہ شمار نہ کرو بلکہ زندہ ہیں، انہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ کے فضل سے خوش رہتے ہیں ان کے ساتھی جو ابھی تک ان کے ہاں نہیں پہنچے ان کے متعلق بھی ان کے دلوں میں خوشی ہے کہ ان پر بھی کوئی خوف طاری نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں۔

شہیدوں کی زندگی

جس جہان میں ہم اس وقت ہیں اسے عالم ناسوت کہتے ہیں مرنے کے بعد انسان جس جہان میں جائیگا۔ اسے عالم برزخ کہا جاتا ہے۔ شہداء پر عالم ناسوت کے لحاظ سے میت کے احکام نافذ کیے جاتے ہیں مثلاً شہید کا نماز جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ اسے قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ اس کی بیوی بیوہ ہو جاتی ہے۔ عدت گذرنے کے بعد اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ شہید کی جائیداد دوسرے میت کی طرح تقسیم کردی جاتی ہے۔ اس کے بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔

اس کی تائید

قرآن میں دوسری جگہ شہداء کے متعلق یہ تصریح آئی ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہا کرو۔ بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔ سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پارہ ۲

حاصل

یہ نکلا کہ شہداء اگرچہ زندہ ہیں مگر ہم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے اس کا سمجھنا ہماری عقل سے بالاتر ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ترجمہ: بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خریدے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے۔ الآیہ سورۃ التوبہ رکوع ۱۴ پارہ ۱۱

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں اور ان کی قیمت جنت ہے۔ یعنی جن حضرات نے دنیا کا عیش و آرام قربان کیا ہے ان کے بدلے میں آخرت خرید لی ہے

اللھم اجعلنا منھم

دوسری قسم کے حالات

جو آخرت کو بیچ کر دنیا خریدنے والے ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے خرید لی سو ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائیگا اور انہیں کوئی مدد پہنچیگی۔ سورہ البقرہ رکوع ۱۰ پارہ ۱

عذاب کی تفصیل

ان کا عذاب ہلکا نہ کیا جائیگا۔ اور انہیں کسی قسم کی مدد پہنچیگی۔

عذاب کی کیفیت

فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ۝ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ترجمہ: پس اس دن اس کا سا عذاب کوئی بھی نہ دے گا۔ اور اس کے جکڑنے کی طرح کوئی جکڑنے والا نہ ہوگا۔ سورۃ الفجر رکوع ۱ پارہ ۳۰

یعنی یہ دنیا پرست ایسے عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ جو کبھی کسی کو بھی سزا نہیں دی ہوگی۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ترجمہ: انہوں نے اپنی جانوں کو بہت ہی بری چیز کے بدلے بیچ ڈالا ہے کہ اللہ کی نازل کی ہوئی چیزوں کا اس ضد سے انکار کرنے لگے کہ وہ اپنے فضل سے جس پر چاہتا ہے نازل کر دیتا ہے۔ سو غضب پر غضب کے مستحق ہوئے اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ سورۃ البقرہ رکوع ۱۱ پارہ ۱

تفصیل سزا

۱۔ غضب ۲۔ غضب ۳۔ ذلیل کرنے والا عذاب۔

وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ترجمہ: اور وہ (یہودی) یہ بھی جانتے تھے کہ جس نے جادو کو خریدا اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ سورۃ البقرہ رکوع ۱۲ اور وہ چیز بہت ہی بری ہے جس کے بدلے میں انہوں نے اپنے آپ کو فروخت کر دیا کاش وہ جانتے۔

سزا

ان دنیا پرستوں کے لئے آخرت میں کوئی بہتری، بھلائی اور خیر کا حصہ نہیں ہے۔

تائید حدیث

عَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَآثِرُوا مَا يَبْقَىٰ عَلَىٰ مَا يَفْنَىٰ رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان ترجمہ: ابی موسیٰ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دنیا کو محبوب بنایا وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچائیگا اور جس شخص نے آخرت کو محبوب بنایا وہ دنیا کو نقصان پہنچائیگا۔ تم اس چیز کو اختیار کرو جو باقی رہیگی۔ اس چیز پر جو فنا ہو جائیگی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ ترجمہ: ابوہریرہ رض سے روایت ہے وہ

وَلَعِنَ عَبْدَ الدِّرْهَم روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا دینار کے بندے اور درہم کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ آخرۃ کو نظر انداز کر کے دنیا کو مقصود بالذات بنانے والوں پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں۔ اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُم

دنیا میں رہنے کا صحیح طریقہ

یہ تو ناممکن ہے کہ انسان دنیا میں رہے اور کسی سے تعلق نہ رکھے۔ بلکہ دنیا میں رہنے والوں کے ساتھ تعلقات رکھنا اور خوشگوار رکھنا اسلام نے فرض عین قرار دیا ہے مثلاً والدین کے متعلق تعلیم دی گئی ہے ھُمَا جَنَّتُکَ وَ نَارُکَ یہی دونوں تیرے بہشت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔ اور اعزہ اور اقرباء کے ساتھ جو شخص حسن سلوک سے زندگی بسر نہیں کرے گا۔ پلصراط پر ایسے کنڈے ہوں گے۔ جو اسے کھینچ کر دوزخ میں پھینک دیں گے۔ اس کے علاوہ اپنی معاش کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ہی پڑے گا۔ جس سے خود بھی آلعم پاسکے۔ اور رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کر سکے اس سلسلے میں دنیا داروں کے ساتھ تعلقات رکھنے ہی پڑیں گے، اب انسان دنیا میں بھی رہے اور مخلوقِ خدا کے علاوہ خالق بھی راضی رہے۔ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کا نصب العین فقط رضاء مولیٰ قرار دے۔ اس کے بعد دنیا میں اپنی ہر نقل و حرکت میں رضاء مولیٰ پیشِ نظر رہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان ترجمہ: جس نے اللہ کے لئے دوست رکھا۔ اور اللہ کی خاطر ناراض ہوا۔ اور اللہ کی خاطر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر دینے سے رکا تو اس نے ایمان کامل کرلیا۔ اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔ اور دنیا میں رہنے والوں سے بھی تعلقات درست رہیں گے۔ اور جب کسی کی خواہش اللہ تعالیٰ کے مطالبہ سے ٹکرائے۔ تو اسے رد کر دیا جائے۔ پھر اسے یہ درجہ حاصل ہو جائے گا۔ ذکرہم لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

(بقیہ صفحہ ۔۔۔ سے)

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ کنبوں میں تقسیم کیا۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ امتیاز تا تم رکھ سکو خوب یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں کا وہی شخص مکرم ہے جو زیادہ متقی ہو۔

جملہ اولیٰ میں بنی آدم کا اشتراک بیان فرمایا گیا ہے اور جملہ جعلناکم سے آخر آیہ تک ان کا افتراق و تمایز ہر ہے کہ نظام تمدن اس کا مقتضی تھا کہ بنی آدم باوجودیکہ ایک نسل اور ایک جنس ہونے کے باہم متمایز اور متباین بھی ہوں۔ ان کے انساب محفوظ ہوں اگر ایسا نہ ہو تو ان میں اور بہائم میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ امتیاز دو قسم کے ہیں۔ ایک تمدنی و معاشرتی جنس کے منافع حیات دنیا تک محدود ہیں۔ دوسرا مذہبی و دیانتی جن کا احاطہ فوائد دارِ دنیا سے آخرت تک وسیع ہے۔ آیہ مذکورہ میں اول امتیاز و افتراق کو جملہ وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم میں۔

ہر ایک امتیاز کا مبنی جداگانہ امور ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ امتیاز تمدن و معاشرت میں بہت سے شعبے امتیاز و افتراق کے ہیں۔ پہلا شعبہ نسب کا ہے مثلاً حضرت آدمؑ کے چند بیٹے ہوئے اور ہر بیٹے کی اولاد جداگانہ ہوئی۔ اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ شاخ در شاخ ہوتا چلا گیا۔ اگر بنی آدم کا توالد و تناسل مثل حیوانات و نباتات ہوتا۔ تو اس قسم کا امتیاز قائم نہ ہوتا۔ اور نہ اس کی ضرورت پڑتی۔ اس امتیاز نسبی سے کنبے، خاندان کنبوں سے چھوٹے بڑے قبیلے اور پھر قومیں پیدا ہوتی چلی گئیں۔

یہ امتیاز و افتراق شروع میں تو بہت کم محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ مثلاً اپنی اولاد اور اپنے بھائی کی اولاد میں بہت کم فرق سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جوں جوں بعد بڑھتا جاتا ہے مباینت بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ محلّہ کا امتیاز نسبت کنبہ اور خاندان کے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس اقوام کا افتراق و امتیاز تو اس درجہ ہو جاتا ہے۔ کہ گویا ان میں کہیں جا کر بھی مشارکت نسبی نہیں۔

دوسرا امتیاز ملک اور وطن کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہر ایک ملک کی آب و ہوا جداگانہ ہے۔ رنگ و روپ رسم و رواج قومی جسمانی کے ارتقاء و انحطاط میں اس کو بڑا دخل ہے اور جس طرح حفاظت انساب نسل انسانی کے لئے ضروری تھی۔ اسی طرح امتیاز ملک و وطن بھی تمدن کا لازمی جزو ہے بغیر اس کے نظام تمدن قائم نہیں رہ سکتا۔

تیسرا امتیاز حرفت و صنعت اور پیشہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دنیا میں بعض پیشہ اعلیٰ و ارفع موجب عزت سمجھے جاتے ہیں۔ اور بعض ادنیٰ موجب حقارت و توہین ہوتے ہیں۔ مثلاً تجارت کو عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ گداگری سوال کو نہایت حقارت سے۔ اسی طرح صناع میں زیور بنانے والا معزز سمجھا جاتا ہے۔ بہ نسبت جوتے سینے والے کے علیٰ ہذا درزی کا درجہ خاکروب سے بلند ہوتا ہے۔ ہر سہ امتیازات مذکورہ بالا تمدن عالم کے لئے ضروری ہیں۔ اگر یہ تینوں نہ ہوں تو نظام عالم استوار نہیں رہ سکتا۔ امتیاز مدارج و مراتب انصرام حوائج و ضروریات زندگی۔ جلب منافع و دفع مضار کا مدار انہیں پر ہے۔ اور اس قسم کے امتیاز اور بھی ہیں۔ جن کے بیان کرنے میں طول ہے۔ یہ وہ امتیاز ہیں۔ جن سے قومیں نکلتی ہیں۔ قبیلے بنتے ہیں۔ خاندان پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہی امتیاز حد و د بنتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ایک قوم دوسری قوم سے ایک ملک دوسرے ملک سے ایک خاندان دوسرے خاندان سے ہر ایک صناع و پیشہ ور دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے۔ ان امتیازات سے تو بنی آدم کے اصناف و انواع و اجناس پیدا ہوتے ہیں اور ایک دوسری قسم کا امتیاز اور ہے جس کا اثر افراد تک تو بیشتر اور بسا

امتیاز علم و جہل۔ علم جوہر نفیس ہے جس کے اندر یہ جوہر ہو۔ اس کے محترم واجب التعظیم قابل اطاعت ہونے میں کس کو شک و شبہ ہو سکتا ہے۔ علم کسی فن کا ہر انسان کے مرتبہ کو بالا و بلند کر دیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جہل۔ عزت سے ذلت اوج سے حضیض احترام و اکرام سے اہانت و تذلیل کی طرف دھکیلتا ہے۔ علم و جہل سے حقیقی بھائیوں کے مدارج و مراتب میں امتیاز و افتراق پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک بھائی دولت علم سے مالا مال ہو کر دنیا کا سرتاج شاہان دنیا کا مقرب مخلوق کا استاد و مؤدب ہوتا ہے دوسرا جاہل کندۂ ناتراشیدہ اس قابل بھی نہیں کہ کوئی اس سے تخاطب کرے پاس بٹھلانے کا بھی روادار ہو۔ اور یہ امتیاز علم بسا اوقات افراد سے متجاوز ہو کر اقوام تک پہنچ جاتا ہے۔ کسی خاندان سے دولت علم زائل ہوئی۔ جہل کا غلبہ ہوا تو چند پشتوں کے بعد وہ وحشی بن جاتے ہیں۔ بجائے اخلاق انسانی وحشت حیوانی ان پر غالب آجاتی ہے۔ اسی طرح بعض ملک کے ملک جہل کی وجہ سے انسانیت سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اور وحشی کہلانے لگتے ہیں ایسی اقوام یا ممالک یا اقالیم کی مثالیں بھی بہت کم ہیں۔ جو کسی وقت جہل کی وجہ سے وحشی کہلاتے تھے۔ علم نے ان کو مہذب بنا کر متمدن اقوام میں داخل کر دیا۔ پہلے تو عرب ہی کی حالت دیکھ لیجئے۔ اکثر حصہ ملک بیشتر اقوام و قبائل جہل کے تیرہ و تاریک میدانوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ ان میں اور وحشیوں میں تھوڑا سا ہی فرق تھا۔ اور جب علم آیا۔ اس نے فطری اخلاق و ملکات کو جلا دے دی تو کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے۔ دنیا پر اپنے علم و ہنر کا سکہ جما دیا۔ اصلی و حقیقی تہذیب کا سبق سارے عالم کو دے دیا۔ پھر امریکہ پر نظر ڈال لیجئے کہاں وہ وحشت اور کہاں یہ ترقی ایجادات و صنائع و علیٰ ہذا جاپان وغیرہ ممالک کا حال ہے یا ہوگا۔ امتیاز اخلاق و اعمال، ایک درجہ کے افراد میں محاسن اخلاق و مکارم اطوار سے امتیاز پیدا ہو جاتا ہے۔ مہذب و متمدن علم کی دولت سے مالا مال نسب و حسب و قومیت میں مساوی بایں ہمہ اشتراک اخلاق شریفہ و وضیعہ سے امتیاز پیدا ہو جاتا ہے۔ حسن خلق عالم کے علم و مہذب تہذیب شریف النسب کے نسب کو ممتاز بنا دیتا ہے۔ جہل کے نقصانات آنکھوں سے اوجھل کر کے جاہل کی عزت بڑھا دیتا ہے۔ علیٰ ہذا اس قسم کے امتیازات اور بھی ہیں۔ ان امتیازات سے قبائل و اقوام تو نہیں بنتے۔ مگر افراد یا اقوام میں فضائل و کمالات شرافت و دناءت کے درجات قائم ہو جاتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ——— ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۵۶ء

گذشتہ قوموں کا ہادیوں سے تمسخر (ٹھٹھا) اور اس کی سزا

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

امّا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ (الآیۃ)

(سورہ ابراہیم رکوع ۱ پارہ ۱۳)

ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

ایام اللہ

ایام اللہ سے مراد وہ واقعات ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبرداروں کو عذاب الٰہی سے بچایا تھا اور باغیوں کو تباہ کن عذاب میں مبتلا کیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا جا رہا ہے۔ کہ اپنی قوم کو وہ واقعات سنائیں، تاکہ ان واقعات سے موسیٰ علیہ السلام کے مخالف عبرت حاصل کریں۔ اور ان کی مخالفت چھوڑ دیں۔ بندہ نے بھی آج اس عنوان کو اسی لئے اختیار کیا ہے۔ تاکہ میرے دور کے مخالفین حق عبرت حاصل کریں اور شاہنشاہ کے فرمان یعنی قرآن مجید کو عقیدۃً مان لیں اور عملاً اس کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

پہلے انبیاء علیہم السلام کا مذاق اڑایا گیا۔

اسی گناہ کے سبب سے ان پر عذاب الٰہی آیا۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ؏

(سورہ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا۔ انہیں اسی عذاب نے آگھیرا۔ جس کا مذاق اڑاتے تھے۔

نوح علیہ السلام کا مذاق اڑانے والے

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ؀

(سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور وہ کشتی بناتے تھے۔ اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو۔ تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو۔

اس مذاق کی سزا

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ؀

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ پھر انہوں نے (قوم نوح) نے اسے جھٹلایا، پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام پر مذاق اڑانے اور ان کو جھٹلانے کے باعث ایسے عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے کہ ان مذاق کرنے والوں میں سے ایک بھی عذاب الٰہی سے نہ بچ سکا اور سب کے سب غرق ہو گئے۔

(بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ)

(سورہ صٰفٰت رکوع ۱ پارہ ۲۳)

ترجمہ:۔ بلکہ آپ نے تو تعجب کیا اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں ؕ

(حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ:۔ یعنی تجھ کو ان پر تعجب آتا ہے۔ کہ ایسی صاف باتیں کیوں نہیں سمجھتے۔ اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں کہ یہ دینی اس قسم کی بے سروپا باتیں کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

عبرت

اے موجودہ دور کے تعلیم یافتہ نوجوان، تو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کہیں یہ تصویر تیری تو نہیں ہے؟ کہ خوش قسمت خاص کتاب و سنت تیرے سامنے دین الٰہی پیش کرتے ہیں اور تو ان لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ان پر مذاق اڑاتا ہے کہ ملاں کیا جانیں۔ اے نادان! تیرا مذاق ملاں پر نہیں بلکہ دین الٰہی پر ہے۔ کیونکہ تو ملاں کی توہین محض اس لئے کرتا ہے کہ وہ دین الٰہی کا علمبردار ہے۔ اور تمہیں اسی کی دعوت دیتا ہے۔ اور چونکہ تیرے مزاج کو انگریز اپنے مزاج پر ڈھال گیا ہے۔ اس لئے دین کے مزاج سے بیگانگی ہے۔ لہٰذا تم مزاج اسلام کی دعوت دینے والوں کی توہین کر کے خوش ہوتے ہو۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دین الٰہی اور اس کی طرف دعوت دینے والوں کی توہین کرنے والی قوموں کا کیا حشر ہوا ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا کر کے صفحۂ ہستی سے مٹائی نہیں گئیں؟ اور کیا تم اللہ تعالیٰ کے دین پر مذاق اور دین الٰہی کی طرف دعوت دینے والوں کی توہین کر کے بچ سکتے ہو؟

(وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا)

(سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور آپ اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے ؕ

تعلیم یافتہ نوجوانوں کو دعوت

اے نوجوان! اگر تو دین محمدی حاصل کرنا چاہتا ہے تو میرے پاس آ۔ اور اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت بنا کر لا۔ جن کی تعداد کم از کم دس تک ہو جنہیں عربی زبان سے پہلے مناسبت ہو۔ یہ لوگ تین ماہ تک لاہور قیام کریں اور سارا وقت قرآن مجید میں غور و فکر کرنے میں صرف کریں، داخلہ کے لئے عربی زبان میں مہارت دیکھی جاوے گی اور دوسری شرائط داخلہ کے لئے تیار ہونے والوں کو اس وقت بتلائی جائیں گی ان کے علاوہ شرائط بعد میں طے ہو جائیں گی۔

اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیرے دل پر قرآن مجید کے انوار کا پرتو پڑے گا اور اس کے حقائق کو سمجھے گا تو ان شاء اللہ تو علمائے کرام کی بے ادبی اور مذاق کرنے پر خود شرمندہ ہوگا۔

تعلیم کے بعد کیا ہوگا

اے نوجوان! قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے تم اس قابل ہو جاؤ گے کہ تمام اقوام عالم کو دعوت دے سکو کہ ہمارے قرآن مجید کی تعلیم دنیا کی تمام تعلیمات سے فائق ہے اس کے اندر اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی ایسی تعلیم ہے جس سے انسان کے اخلاق کی تکمیل ہوتی ہے۔ جس کی برکت سے دنیا میں نیکی پھیلے گی، برائی کے راستے بند ہو جائیں گے امن قائم ہوگا۔ بدامنی اس طرح ختم ہو جائے گی۔ جس طرح صبح نکلنے کے بعد اندھیرا ختم ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

عقیدے میں تبدیلی

اے لاہور کے نوجوان! اب تک انگریز سکھایا ہوا سبق دہراتا ہے کہ "مولوی بڑے بے ایمان ہیں" پھر ان شاء اللہ تعالیٰ تیرے عقیدے میں تبدیلی آئے گی۔ پھر تیرے اساتذہ معلمین قرآن کے متعلق یہ عقیدہ ہوگا۔ کہ وہ میرے محسن اعظم ہیں۔ جنہوں نے مجھے گمراہی کے عمیق گڑھے سے نکالا اور صراط مستقیم کا روشن راستہ دکھایا اور مجھے صحیح معنی میں انسانیت کا بچہ کرام پڑھایا اور خالق اور مخلوق کو راضی کرنے والا طریقہ سمجھایا۔ اے اللہ میرے ان محسنین پر اپنی رحمت کا مینہ برسا

انہیں اپنے مقبول بندوں کی فہرست میں شامل فرما، ان کو دنیا میں چین اور راحت عطا فرما، کیونکہ ان حضرات نے مجھ پر وہ احسان فرمایا ہے جو ماں باپ نے بھی نہیں کیا انہوں نے تو میری دنیا اور آخرت دونوں سنوار دی ہیں۔ اور یہ نکات ان کے ذریعہ خوبیاں رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن گیر ہونے کی وجہ سے آئی ہیں۔ اس لئے ان کے آقائے نامدار محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

گذشتہ قوموں کا ہادیوں کو مجنون یا پاگل کہنا اور اس کی سزا

وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝

(سورۃ الذاریات رکوع ۲ پارہ ۲۷)

ترجمہ:۔ اور موسیٰ کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اس کو فرعون کے پاس کھلی ہوئی دلیل دے کر بھیجا تو اس نے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہا یہ جادوگر دیوانہ ہے۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا۔ پھر ہم نے انہیں سمندر میں پھینک دیا۔

الزام اور سزا

فرعون نے اپنے ہادی موسیٰ علیہ السلام پر جادوگر یا پاگل ہونے کا الزام لگایا، نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے ہادی کی توہین کے باعث اسے اپنے لشکر سمیت دریا برد کر دیا، ان کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

کیا پچھتانے سے کچھ بنتا ہے

حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً

(الآیۃ سورۃ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا کہا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب یہ کہتا ہے اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔ سو آج ہم تیرے بدن کو نکال لیں گے تاکہ تو پچھلوں کے لئے عبرت ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:

"موسیٰ علیہ السلام کئی لاکھ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے فرعون کو خبر ہوئی تو ایک لشکر جرار لے کر تعاقب کیا، تاکہ اس کے پنجۂ ظلم سے چھوٹنے نہ پائیں۔ بنی اسرائیل جب بحر قلزم پہنچے تو سخت پریشان ہوئے۔ آگے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر دباتا چلا آ رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے تسلی دی اور حق تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی دریا پر ماری، سمندر کا پانی ادھر اُدھر کھڑا ہو گیا اور خدا نے درمیان میں بارہ راستے خشک بنا دیئے، یہ پار ہو گئے، ادھر فرعون لشکر سمیت سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔ خشک راستے دیکھ کر سب نے اسی میں گھوڑے ڈال دیئے جب ایک ایک کر کے تمام فوج دریا کے وسط میں پہنچی، پانی کو حکم ہوا کہ مل جائے۔ فوراً پانی کے طبقات مل گئے۔ سب لشکر اور سامان موجوں کی نذر ہو گیا۔ فرعون نے دیکھا کہ اب ڈوبتا ہوں، اس وقت گھبرا کر ایمان و اسلام کا لفظ زبان پر لایا۔ شاید بنی اسرائیل کا خدا ایمان کا لفظ سن کر دریا کی موجوں سے نکال دے۔ اس پر خدا کی طرف سے ارشاد ہوا۔ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ الخ یعنی ساری عمر مخالفت، گمراہی پھیلاتا اور شرارتیں کرتا رہا۔ اب عذاب دیکھ کر یقین لایا۔ اس وقت کا یقین کیا معتبر ہے"

فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ

(المومن رکوع ۹ پارہ ۲۴)

(تنبیہ) قبض روح اور معائنہ عذاب کے وقت ایمان لانا "ایمان غرغرہ" یا "ایمان بأس" یا "ایمان یاس" کہلاتا ہے۔ جو اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک نافع نہیں۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے کتاب "الیواقیت والجواہر" میں فتوحات مکیہ سے عبارت نقل کی ہے جس میں ایمان فرعون کی بابت یہی تصریح ہے۔ اور دیباچہ میں لکھا ہے "فتوحات" کے نسخہ میں ملحدین و زنادقہ نے بہت سی عبارتیں مدسوس کر دی ہیں۔ میرے پاس جو نہایت مستند معتبر نسخہ "فتوحات" کا ہے اس میں ان عبارتوں کا پتہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

(فائدہ) اخیر وقت میں فرعون کے "آمنت" کہنے کو حضرت موسیٰ کی دعا "فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم" کی مقبولیت کا اثر سمجھنا چاہئے۔ موضح القرآن میں ہے کہ جیسا بے وقت ایمان لایا بے فائدہ ویسا ہی مرنے پیچھے اس کا بدن دریا سے نکال کر کنارے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور پیچھے آنے والوں کے حال سے عبرت پکڑیں۔ ورنہ اس کو بدن کے بچنے سے کیا فائدہ، جیسا بے فائدہ ایمان تھا ویسا ہی بے فائدہ نجات مل گئی۔ جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ فرعون کی لاش آج تک محفوظ چلی آتی ہے۔ لیکن الفاظ قرآنی کی صحت اس کے ثبوت پر موقوف نہیں۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں سے خطاب

اے عزیز نوجوان! [illegible] جس طرح بعض جسمانی بیماریوں کے باعث انسان کا دماغ مختل ہو جاتا ہے، پھر وہ شخص اپنے حق میں مفید و مضر کا تمیز نہیں کر سکتا۔ اسی طرح تیرا دماغ دشمن اسلام، دشمن مسلمان یعنی انگریز کی صحبت میں مدت مدید تک رہ کر تیرے دل میں شریعت اسلامی کا ادب اور احترام وہ نہیں رہا جو ہونا چاہئے تھا۔ اس گنہگار کو اس حق گوئی پر معاف کرنا۔ مجھ سے تو ایک دیہاتی جاہل اور بے دین مسلمان کے دل میں اسلام کی عزت، اسلام کا ادب، اسلام کا احترام اور حاملین اسلام کا ادب اور احترام بدرجہا زیادہ ہے۔ ماسوائے چند تعلیم یافتہ قابل قدر ہستیوں کے اکثریت بڑی تعداد میں ایسی ہے جو دین سے علماً اور عملاً بے بہرہ اور حاملین دین اسلام یعنی علماء کرام پر تمسخر کرتے رہتے ہیں۔ کہ علماء دین کیا جانتے ہیں، ان میں کونسی قابلیت ہے۔ بقول تمہارے بعض کے وہ تو استنجے کے ڈھیلے ہی استعمال کرنا جانتے ہیں۔ مُردے کو نہلانا ہی جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

چیلنج

اے تعلیم یافتہ اور دین کی تعلیم سے بے بہرہ مغرور نوجوان! واقعہ یہ ہے کہ آج بھی سرکار مدینہ کی شریعت کے ایسے علماء کرام موجود ہیں جن کے علم و عمل کے مقابلہ میں میرا کوئی مقام نہیں ہے، ان کے علم و عمل کے مقابلہ میں اگر مجھے صفر کا درجہ دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ فیصلہ بالکل درست ہوگا۔ ایسے قلوب زکیہ اور مجسم عمل اسلام اور اسلام مجاہدین کی جماعت فوج کے سپہ سالار اعظم موجود ہیں۔ باوجود اپنی جہالت کے جو عرض کر چکا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی پشت پناہی کے بھروسہ پر تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ جو کام تم نے سینکڑوں کی تعداد میں مل کر پاکستان میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۷ء تک ۹ سال میں نہیں کیا مجھے تیاری کرنے کی کچھ مہلت یعنی چھٹی انشاء اللہ تعالیٰ انہیں علماء کرام میں سے ایک مخلص ساتھی ہمراہ کر لوں گا جو انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتے ہوں گے مگر دو سال کی بجائے دنوں کے اندر کر کے دکھاؤں گا۔ کہ پاکستان کا چپہ چپہ اس سرزمین پر صحیح معنی میں لگ جائے گا اور اسی عرصہ میں آگے بھی آئے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ انصاف پسند دنیا اعتراف کرے گی کہ ہم تو علماء دین کو ایک فضول جماعت سمجھتے تھے مگر آج ہمیں اپنی جہالت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔

اے سرکاری عہدہ داران

میں آپ سے خطاب کرتا ہوں کہ خدا کی قسم ہے۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اسلام کا نام لے کر تمہارے عہدے چھیننا چاہتے ہیں یا تمہاری کرسیوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ میرے معزز بھائیو! خدا جانتا ہے مجھے ان سرکاری عہدوں سے نفرت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ عہدے تمہیں مبارک ہوں۔ مگر قائد اعظم مرحوم نے جس وعدہ پر پاکستان بنایا تھا اور شہید ملت لیاقت علی خان مرحوم نے جو قرارداد مقاصد دستور ساز اسمبلی سے پاس

بقیہ صفحہ ۱۴۷ پر

تنگ دستوں پر سختی مت کیجئے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے بچائے اور اسے اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے، اسے چاہیے کہ تنگ دست کو (اپنے حقوق کے مطالبے میں) مہلت دے دیا کرے۔ (ابن ماجہ:۴۵۹۲)

افضل ترین اعمال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا:

(۱) اپنے مسلمان بھائی کے دل میں خوشی پیدا کردو۔

(۲) یا مسلمان کا قرض ادا کردو۔

(۳) یا مسلمان کو کھانا کھلادو۔ (شعب الایمان: ۷۲۷۳)

مساکین کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ یا اللہ! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھنا، مسکینوں میں موت دینا اور مسکینوں ہی میں میرا حشر فرمانا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ یہ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ! کبھی کسی مسکین کو واپس نہ لوٹاؤ اگرچہ آدھی کھجور ہی کیوں نہ دو۔ مسکینوں سے محبّت کرو اور انہیں اپنے قریب کرو اس لئے کہ اس سے اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اپنا قرب نصیب کرے گا۔ (سنن ترمذی:۲۳۵۲)

(بقیہ خطبہ صفحہ ۹ سے آگے)

کرائی تھی۔ اس کے مطابق پاکستان بن جائے اور میری جان مسجد کی ٹوٹی ہوئی چٹائیوں کے تنکوں پر بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوتے۔ سبحان ربی الاعلیٰ کہتے ہوئے نکل جائے۔ میں پاکستان کو خدا کی نعمت خیال کرتا ہوں مگر اس نعمت کی اس ملک میں جو توہین ہو رہی ہے اس سے مجھے خطرہ ہے کہ کہیں خدا تعالیٰ کا غضب ہم پر نازل نہ ہو جائے۔

دعا

اے اللہ تعلیم جدید کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں سے جو بادیانِ دینِ اسلام کی بے ادبی کرتے ہیں اور ان کا تمسخر اڑاتے ہیں اور اسی سبب سے وہ اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ انہیں ہدایت عطا فرما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام کا فدائی بنا۔

آمین یا الٰہ العالمین وما علینا الا البلاغ المبین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الجمعہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۵۶ء

قرآن مجید میں مسلمانوں کیلئے

گھریلو۔ خاندانی اور قومی مشکلات کا حل موجود ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ العالمین کا مبارک لقب دے کر مبعوث فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ کے ذریعہ سے جو تعلیم بھی خلق خدا کو دی گئی ہے خواہ وہ جبرئیل کے ذریعہ سے دی گئی ہو جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے۔ یا حضور انور کے قلب اطہر پر القاء کی گئی ہو جسے حدیث رسول کہا جاتا ہے۔ دونوں میں رحمت کا نور پایا جاتا ہے۔ ان ہدایات نبویہ پر عمل کرنے والے کے ہر معاملہ میں آپ رحمت کے باعث راحت پائیں گے۔ اور مخالفت کرنے والوں کے ہر معاملہ میں زحمت و تکلیف نظر آئیگی۔ اب میں مجوزہ عنوانات کے متعلق ہدایات الٰہیہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ہر گھر کی مصیبتوں کا حل

دفعہ اوّل

میاں بیوی کے مراتب

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا الآیۃ سورۃ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

(ترجمہ:۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس واسطے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے۔ اور اس واسطے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔

نتیجہ

یہ ہوگا۔ کہ اگر گھر کے کسی معاملہ میں میاں بیوی میں اختلاف رائے ہو جائے۔ تو بیوی کو میاں کا حکم ماننا پڑے گا۔ اور ایسی اطاعت کرنی ہوگی جس طرح رعایا اپنے حاکم کا حکم مانتی ہے اس صورت سے نظام خانہ داری میں کوئی رخنہ اندازی اور کوئی فساد نہیں ہوگا۔

دفعہ دوم

نظام خانہ داری میں باہمی مشورہ

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۴ پارہ ۲۵)

ترجمہ:۔ اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں۔ اور نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ان کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں۔

حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مشورہ سے کام کرنا پسند ہے۔ دین کا ہو یا دنیا کا۔

نتیجہ

میاں بیوی جب گھر کا ہر کام مشورہ کر کے اتفاق سے کریں گے تو اس میں برکت ہوگی۔ اور دلوں میں فرحت اور سرور ہوگا۔

دفعہ سوم

رشتہ داروں کے حق ادا کرنے میں فضول خرچی نہ ہو

(وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو۔ اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔

نتیجہ

اگر رشتہ داروں کے دینے لینے میں فضول خرچی نہ کی جائے تو مال کا بہت سا حصہ بچ جائے گا۔ اور وہ کسی نیک مصرف میں صرف ہو سکے گا۔

اقتصادی حالت کی کمزوری

مسلمانوں کی اقتصادی حالت کی کمزوری کا سب سے بڑا سبب فضول خرچی ہے تقسیم ملک سے پہلے تقریباً سترہ کروڑ روپیہ مسلمان کا بیاج کے سلسلہ میں ہندو کے ہاں جاتا تھا۔ پاکستان بننے کی برکت سے وہ سودی قرض بیباق ہو گیا ہے ورنہ مسلمان قیامت تک بھی ہندو کے سودی قرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا تھا مسلمان بھوکا مرتے ہوئے یہ قرض نہیں لیتا تھا بلکہ عموماً شادی اور غمی میں فضول خرچی کرنے کے باعث زیر بار ہو جاتا تھا۔

فضول خرچی سے بچنے والے

الحمد للہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے وہ لوگ جو شادی اور غمی کے موقعہ پر فضول خرچی نہیں کرتے وہ اس قسم کے تباہ کن قرضوں سے بچ جاتے ہیں اور اپنی کفایت شعاری کے باعث خوش و خرم رہتے ہیں۔

دفعہ چہارم

اولاد کی دینی تعلیم

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔــلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى

سورۃ طٰہٰ رکوع ۸ پارہ ۱۶

(ترجمہ:۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے۔

حاصل

اس آیت میں اللہ جل شانہٗ نے گھر کے ذمہ دار کو حکم دیا ہے کہ اپنے بال بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دے۔ (یعنی اپنے حکم سے ان کو نماز پڑھا۔) یعنی انہیں اللہ تعالےٰ کا دین سکھانے کے تم ذمہ دار ہو۔ بال بچوں کی روٹی کا فکر نہ کرو۔ وہ تو ہم انہیں کسی نہ کسی صورت سے پہنچاتے رہیں گے۔

نماز کے ضمن میں سارا دین

دراصل نماز کے ضمن میں سارا دین آ جاتا ہے۔ مثلاً نماز میں قرآن مجید پڑھنا فرض ہے۔ لہٰذا گھر کا ذمہ دار اپنے بال بچوں کو پہلے قرآن مجید کا کچھ حصہ نماز کے لئے ناظرہ پڑھائے گا۔ پھر انہیں یاد کرائے گا۔ پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نماز پڑھنا سکھائے گا اور نماز سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق انہیں وضو کرنا سکھائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء مبارک اوّل سے آخر تک صحابہ کرام نے جو اپنے تابعداروں کو دکھایا۔ اصلی وضوء تو وہی ہے۔ پھر اس گھر کے ذمہ دار کو اپنے بال بچوں کو فقہائے عظام سے پوچھ کر یہ بتلانا پڑے گا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء مبارک میں فلاں چیز فرض ہے۔ فلاں واجب ہے۔ فلاں مستحب ہے وغیرہ وغیرہ بلکہ نماز بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے احباب کو دکھائی ہے۔ وہ تو ایک نماز مقبول کا ایک مکمل نقشہ ہے۔ اس میں بھی گھر کے ذمہ دار کو فقہاء عظام سے یہ چیز لینی پڑے گی کہ نماز کے افعال میں کون سی چیز فرض ہے۔ اور کونسی واجب ہے اور کون سی سنت ہے۔ اور کونسی مستحب ہے۔

غرضیکہ

ایک نماز کے حکم کی کما حقہٗ تعمیل کرانے کے سلسلہ میں گھر کے ذمہ دار کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنے اہل و عیال کو قرآن مجید کی بھی ضروری تعلیم دے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی روشناس کرائے اور فقہاء عظام کے مسلک سے بھی انہیں آگاہ کرے۔

دفعہ پنجم

اولاد کی اخلاقی تربیت

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ الآیۃ سورۃ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ۔ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

گھر کے ذمہ دار کی ذمہ داری

گھر کے ذمہ دار کے ذمہ یہ فرض بھی عائد ہوگا کہ وہ

اپنی اولاد کو یہ تعلیم دے۔ کہ بیٹا دنیا کے ضروری کام کاج سے فارغ ہونے کے بعد بے دینوں اور غافلوں کی صحبت میں نہ بیٹھا کرو۔ بلکہ خدا یاد کرنے والے اور دنیا کی زندگی میں فقط اللہ تعالےٰ کی رضا چاہنے والوں کی صحبت میں بیٹھا کرو تاکہ ان کی صحبت کی برکت سے تم میں بھی رضاء الٰہی کے مطلوب و مقصود ہونے کا جذبہ دل میں پیدا ہو جائے۔

دفعہ ششم

گھر والے آپس میں بدگمانیاں نہ رکھیں

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ

(الآیۃ سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ: اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو۔

دفعہ ہفتم

ایک دوسرے کے حالات کی تفتیش میں نہ لگے رہو

(وَلَا تَجَسَّسُوا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ: اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔

دفعہ ہشتم

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ: اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔

دفعہ نہم

رضائے الٰہی حاصل کرنے کا پروگرام

میاں اور بیوی کے مل کر گھر بنانے کا مقصد فقط اغراض نفسانی ہی کی تکمیل نہیں ہے بلکہ اس خانہ داری کی زندگی میں بھی دونوں کا مقصد حصول رضا الٰہی ہو گا جو درج ذیل ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ

(الآیۃ سورۃ النساء رکوع ۶ پارہ ۵)

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو۔

یہ اس لئے

اس آیت کے احکام اگرچہ عام مسلمانوں کے متعلق بھی ہیں مگر میں نے ان احکام کو میاں بیوی کی ذمہ داریوں میں شمار کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اس آیت سے پہلے اس سارے رکوع میں میاں بیوی کے متعلق ہی احکام آرہے ہیں اس لئے اگرچہ احکام عام ہیں مگر آیات کا باہمی ربط قائم رکھنے سے یہ ربط قائم کیا جائے تو موزوں ہے تاکہ کلام الٰہی بے ربط نہ ہونے پائے۔

اگر گھر میں

ان نو دفعات پر عمل درآمد ہو جائے۔ تو گھر ایک امن کا گہوارہ ہر گھڑی اور ہر آن میں فرحت اور سرور کا فوارہ ہو گا۔

ہر خاندان کی مصیبتوں کا حل۔ اگر مسلمان چاہیں کہ ایک خاندان کے افراد شیر و شکر ہو کر رہیں تو انہیں قرآن مجید کے مندرجہ ذیل احکام الٰہی کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ پھر ان کی مثال ایسی ہو گی جس طرح لاکھوں اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا ہو۔ بچے بھی اگر ان اینٹوں کو ایک ایک کر کے اٹھا کر یہاں سے وہاں پھینک سکتے ہیں۔ اور اگر انہیں اینٹوں کو جوڑ کر ایک مضبوط قلعہ بنا دیا جائے۔ تو ہاتھی بھی ان دیواروں کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔

دفعہ اول

مسلمان سب بھائی بھائی ہیں

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۱ پ ۲۶

ترجمہ: بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

دفعہ دوم

کوئی کسی سے ٹھٹھا نہ کرے

(یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶) ترجمہ: اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔

دفعہ سوم

کوئی کسی کو کسی قسم کا طعنہ نہ دے

(وَلَا تَلْمِزُوا اَنْفُسَكُمْ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ: اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

دفعہ چہارم

کوئی کسی پر نام نہ دھرے

بعض آدمی دوسروں کو توہین آمیز لقبوں سے یاد کرتے ہیں مثلاً "اوا ندھے" "او گنجے" "او کانے" وغیرہ (وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

دفعہ پنجم

کوئی کسی کے متعلق بدگمانی نہ کرے

(یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ: اے ایمان والو۔ بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں۔

دفعہ ششم

کوئی کسی کے حالات کی بلاوجہ چھان بین نہ کرے

(وَلَا تَجَسَّسُوا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ: اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔

دفعہ ہفتم

کوئی کسی کے خلاف پروپیگنڈا نہ کرے

(وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

ترجمہ: اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔

غیبت کیا چیز ہے: جو عیب کسی شخص میں پایا جائے اس کے پس پشت اس کے اس عیب کا ذکر کرنا غیبت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے عرض کی تھی یا رسول اللہ اگرچہ وہ عیب اس میں پایا جائے اس کا ذکر کرنا بھی غیبت ہے۔ آپ نے فرمایا یہی تو غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب پایا نہ جائے۔ اور اس کی طرف نسبت کر دیا جائے۔ تو یہ بہتان ہے۔

دفعہ ہشتم

کوئی کسی کو ذلیل نہ سمجھے

اگر خاندان کے سب افراد ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ تو پھر جھگڑے کیوں پیدا ہوں گے۔

(یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

ترجمہ: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قبیلے جو بنائے ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ کسی قوم یا خاندان کا فرد ہونے کے لحاظ سے کسی کو کوئی شرف حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں وہ شخص زیادہ معزز ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اور پرہیزگاری کے مراتب کو سوائے اللہ جل شانہ کے اور کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ لہٰذا سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مساوات کا سلوک کریں۔

برادران اسلام

اگر مسلمانوں کے خاندانوں میں ان آٹھ دفعات پر عملدرآمد ہو۔ تو پھر یہ برادری بہشتیوں کا ایک محلہ کہلانے کی حقدار ہو گی۔ بقول شاعر ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

قومی مشکلات کا حل

دفعہ اول

سب مسلمان ایک ہی قوم ہیں

اسلام میں ایک قوم ہونے کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ ایک دادا کی اولاد کو ایک قوم مان لیا جائے۔ اسلام میں قومیت کی حدبندی فقط اسلام پر مبنی ہے۔ جو لوگ بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ وہ سب ایک ہی قوم ہیں۔ بقول شاعر ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

قرآن مجید کی تائید

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۱ پ ۲۶

ترجمہ: بیشک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۶)

فرشتوں کی دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ بندوں پر کوئی صبح نہیں آتی مگر اس میں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا نعم البدل عطا فرما اور اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے مال کو ہلاک فرما۔ (صحیح بخاری: ۱۴۴۲)

اہل جنت کون لوگ ہیں

حضرت عیاض مجاشعی رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگ تین قسم کے ہیں:

۱. انصاف کرنے والے، صدقہ وخیرات کرنے والے، توفیق عطا کئے ہوئے اہل سلطنت۔

۲. وہ آدمی کہ جو اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لیے نرم دل ہو۔

۳. وہ آدمی کہ جو پاک دامن پاکیزہ اخلاق والا ہو اور عیال دار بھی ہو، لیکن کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلاتا ہو۔ (صحیح مسلم: ۲۸۶۵)

بقیۃ خطبہ

(صفحہ ۹ سے آگے)

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (سورۃ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶)

(ترجمہ) تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول ہے اور ایماندار لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمان ایک ہی قوم ہیں۔ ان میں سے مسلم قوم کا صحیح نمونہ وہ لوگ ہیں۔ جو باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ اور وہ حضورِ الٰہی میں عاجزی کرنے والے بھی ہیں۔

نتیجہ

سب مسلمانوں کے ایک قوم ہونے کا نتیجہ نکلے گا۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے:-

الْمُؤْمِنُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنِ اشْتَكَى عَيْنُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ وَإِنِ اشْتَكَى رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ

ترجمہ:- سب مومن ایک شخص کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ کو تکلیف ہو۔ تو اس کے سارے وجود کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہوگی۔ اس کے سارے وجود کو تکلیف ہوگی۔ لہٰذا اگر ایک مسلمان پر مصیبت آئے گی تو سب اسے اپنی تکلیف خیال کر کے اس کا ساتھ دیں گے اس کی ہمدردی کریں گے اور مصیبت زدہ کو اس مصیبت سے نکال کر باہر لائیں گے۔

عصبیت کا رنگ

اس وقت مسلمانوں میں عصبیت کا یہ رنگ نظر آئے گا۔

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

دعا

اللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۵ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ ۱۷ فروری ۱۹۵۶ء

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرخواہی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

★

لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (الآیۃ سورہ التوبۃ رکوع ۱۲، پارہ ۱۰)

(ترجمہ: ضعیفوں پر اور مریضوں پر اور اُن لوگوں پر جو نہیں پاتے، جو خرچ کریں، کوئی گناہ نہیں ہے۔ جب اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ خیرخواہی کریں)

حدیث شریف میں خیرخواہی کی مزید وضاحت

عَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ ثَلٰثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ

رواہ مسلم ترجمہ تمیمؓ داری سے روائت ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ دین خیرخواہی ہے ہم نے عرض کی، کس کی (خیرخواہی) آپ نے فرمایا۔ اللہ کے لئے، اُس کی کتاب کے لئے اور اُس کے رسولؐ کے لئے اور مسلمانوں کے اماموں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔

پانچوں وحی الٰہی سے ثابت ہیں

ہم مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو وحی غیر متلو مانتے ہیں۔ لہٰذا خیرخواہی کی دو قسمیں وحی متلو سے ثابت ہیں۔ اور تین قسمیں وحی غیر متلو سے۔ خیرخواہی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

اللہ تعالیٰ کی خیرخواہی

یہ ہے کہ اُس کی طرف ایسی چیز کی نسبت کرنا جو اُس کی شایانِ شان ہو اور ظاہر اور باطن میں اُس کے سامنے عاجزی کرنا اور اُس کے پسندیدہ کاموں میں رغبت کرنا۔ یعنی اُس کی فرمانبرداری کرنا۔ اور اُس کو ناراض کرنے والے کاموں سے ڈر کر رہنا۔ یعنی اُس کی نافرمانی سے بچنا اور اُس کے نافرمانوں کو اُس کی طرف لوٹانے میں پوری کوشش کرنا۔ حضرت علیؓ کے ساتھی ابوثمامہؓ سے روائت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ عیسیٰ علیہ السلام سے اُن کے حواریوں نے عرض کی۔ اے روح اللہ، اللہ کی خیرخواہی کرنے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جو شخص اللہ کے حق کو لوگوں کے حق پر مقدم رکھے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب کی خیرخواہی

اس کا خود پڑھنا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دینا اور پڑھتے وقت اس کے حرفوں کو ٹھیک کرکے پڑھنا۔ اور لکھتے وقت اس کے حرفوں کو درست لکھنا اور اس کے معانی کو سمجھنا۔ اور اس کی تجویز کردہ حدوں کا لحاظ رکھنا اور جو اس میں مذکور ہے اس پر عمل کرنا۔ اور باطل پرستوں کی تحریف کو اس سے ہٹانا (یعنی مسلمانوں کو ان کی غلط بیانی اور ملمع سازی سے آگاہ کرنا جس طرح کہ آج کل حق پرست علماء کرام مودودی صاحب کی غلط تاویلوں اور باطل خیالات سے مسلمانوں کو آگاہ کر رہے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرخواہی

آپؐ کی تعظیم کرنا۔ اور آپؐ کی زندگی میں اور دُنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی آپؐ کی حمایت کرنا اور آپؐ کی سُنّت کو زندہ رکھنا، اس کا سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا۔ اور آپؐ کے اقوال و افعال میں آپؐ کا اتباع کرنا اور آپؐ کی محبت دل میں رکھنا اور آپؐ کے تابعداروں سے محبت رکھنا۔

مسلمانوں کے اماموں کی خیرخواہی

جس کام کے انجام پر پہنچانے کا ذمہ اُنھوں نے اُٹھایا ہے اس میں اُن کی امداد کرنا اور اگر غفلت کریں تو انہیں تنبیہہ کرنا۔ اور مسلمانوں کو اُن کی طرف اکٹھا کرکے لانا اور جو لوگ ان سے متنفر تھے انہیں سمجھا بجھا کر اُن کی طرف لانا (بشرطیکہ امام حق پر ہو اور لوگ خواہ مخواہ بلا وجہ اس سے بدظن ہو جائیں۔) اور اُن کی سب سے بڑی خیرخواہی یہ ہے کہ انہیں کسی عمدہ طریقہ سے ظلم سے باز رکھنا، جو وہ کر رہے تھے اور مسلمانوں کے ائمہ کی فہرست میں آئمہ مجتہدین بھی شامل ہیں۔

آئمہ مجتہدین کی خیرخواہی

یہ ہے کہ ان کے علوم کو پھیلانا اور اُن کے مناقب کی اشاعت کرنا اور ان کے متعلق حسنِ ظن پیدا کرنا۔

عامۃ المسلمین کی خیرخواہی

یہ ہے کہ ان پر شفقت کرنا اور جو چیز ان کو نفع دینے والی ہے، اس کی کوشش کرنا اور انہیں وہ تعلیم دینا جو ان کے لئے مفید ہو۔ اور انہیں کسی قسم کی تکلیف دینے سے باز رہنا اور ان کے حق میں وہی چیز پسند کرے جو اپنے متعلق پسند کرتا ہے اور اس چیز کو اُن کے حق میں ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔

ماخذ

اللہ تعالیٰ کی خیرخواہی کے عنوان سے لے کر یہاں تک جو کچھ میں نے عرض کیا ہے یہ سب کچھ بخاری شریف کی شرح فتح الباری سے لیا ہے، میرا تصرف فقط اتنا ہے۔ کہ اس کی عبارت کا اُردو ترجمہ کر دیا ہے۔ چونکہ اصلی کتاب مستند ہے اس لئے ترجمہ بھی بفضل الٰہی مقبول ہو جائے گا۔ جس طرح لکڑی کے ساتھ لوہا بھی تیرنے لگ جاتا ہے۔

ظاہری اعمال باطنی ملکات کی شرح ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ کہ دراصل انسان کی اندر کی کیفیات کی ظاہری اعمال شرح کرتے ہیں۔ مثلاً دل میں کسی شخص سے محبت ہے تو جب وُہ شخص سامنے آئے گا۔ تو محبت آمیز الفاظ سے اسے خوش آمدید کہی جائے گی۔ مثلاً مزاجِ اقدس۔ مزاج گرامی، آج تو آپ نے بڑا کرم فرمایا۔ آپ کے دیدار سے دل میں سرور اور آنکھوں میں مزید نور آگیا ہے، تشریف رکھیئے آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے تو عید کا چاند ہو گئی۔ وغیرہ وغیرہ، اور اگر اس آنے والے سے دل میں غُصّہ ہے تو سلام بھی کہے گا۔ جواب نہیں دیں گے، جدھر سے وُہ آئے گا اُدھر سے دُوسری طرف مُنہ پھیر لیں گے، وہ سمجھ جائے گا کہ یہ شخص مجھ سے سخت ناراض ہے، کہ میری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔

علیٰ ھٰذا القیاس

خیرخواہی یا بدخواہی دل کے اندر کے جذبات ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی مقدس کتاب، اس کے مقدس رسولؐ، اُس کے بندوں کے پیشوا اور اُس کے عام بندوں کے ساتھ خیرخواہی جب عین دین قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں میں سے جو مذکورۃ الصدر چیزوں سے عملاً خیرخواہی کرے گا، وُہی خیرخواہ سمجھا جائے گا، ورنہ محبت کا دعویٰ بلا دلیل ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ جمعہ

۱۱ رجب ۱۳۷۵ھ ۲۴ فروری ۱۹۵۶ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

تمہید

برادران اسلام۔ یہ قاعدہ ہے کہ ہر چیز کے وجود میں آنے کے لئے بعض چیزوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور بعض چیزوں کا نہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ہمارے بچے سلیقہ شعار۔ نیک کردار۔ با ادب۔ فرمانبردار۔ و دیندار ہوں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ انہیں بے سلیقہ بدکردار بے ادب۔ نافرمان۔ بے دین بچوں کی صحبت سے بچائیں۔ اور ایک سعادت شعار۔ شرافت مآب۔ با اخلاق معتدل مزاج استاد کی تحویل میں دیں۔ پھر دیکھئے کہ بچے کیسے قابل اور ہونہار ہوتے ہیں۔

قرآن مجید سے فیض حاصل کرنے کیلئے بھی

چار چیزوں کا نہ ہونا ضروری ہے۔ اور ایک چیز کا ہونا ضروری ہے

پہلی

گناہوں کے باعث فطرۃ کا نور بجھ نہ گیا ہو

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَ عَلٰی سَمۡعِہِمۡ ؕ وَ عَلٰۤی اَبۡصَارِہِمۡ غِشَاوَۃٌ ۫ وَّ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۱ پارہ ۱)

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو انکار کر چکے ہیں۔ برابر ہے انھیں تو ڈرائے۔ یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

حاصل

ان آیات کا حاصل یہ ہے۔ کہ چونکہ ان کے اندر نور فطرۃ نہیں رہا۔ جس کی برکت سے انسان حق بات کو قبول کر سکتا ہے اس لئے انھیں باوجود سید الانبیاء کے معلم ہونے کے ہدایت ہو ہی نہیں سکتی۔ جس طرح ایک اندھے کو رنگوں کی تمیز کرانا ناممکن ہے۔ اور ایک بہرے کو آواز سنانا ناممکن ہے۔ اسی طرح بے شمار گناہوں کے باعث جس شخص کا نور فطرۃ بجھ گیا ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی راہ راست پر لانے کے لئے خواہ کتنی بھی کوششیں فرمائیں مگر اس بدنصیب کو کوئی نفع نہیں ہوگا۔

آج

بھی لوگ اپنی شامت اعمال کے باعث دروازہ الٰہی سے رد کئے جا چکے ہیں۔ انھیں ہادی راہ راست پر نہیں لا سکے گا۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ چونکہ عالم الغیب والشہادۃ فقط اللہ تعالےٰ کی ذات ہی ہے اس لئے کوئی بھی ہادی یہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کہ اس کے مسوخ الفطرۃ ہونے کے باعث اب اسے راہ راست کی طرف نہیں بلانا چاہیئے۔ لہٰذا ہادی اسے مرتے دم تک راہ راست کی طرف دعوت دیتا ہی رہے گا۔

دوسری

ہادی کے متعلق دل میں بدظنی نہ ہو

وَ قَالُوۡا مَالِ ہٰذَا الرَّسُوۡلِ یَاۡکُلُ الطَّعَامَ وَ یَمۡشِیۡ فِی الۡاَسۡوَاقِ (الآیۃ سورۃ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸)

(ترجمہ:- اور کہتے ہیں۔ اس رسول کو کیا ہو گیا۔ کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ان لوگوں کے دل میں بدگمانی ہے۔ کہ آپ کھانا کیوں کھاتے ہیں اور بازار میں کسی کام کاج کے لئے کیوں جاتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے

کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام انسان ہوتے ہیں۔ اس لئے لوازمات بشریہ بھی ان کے ساتھ ہی ہوتی ہیں۔ ایک جماعت تو آپ کے کھانا کھانے کے باعث بدظن ہو کر گمراہ رہی ہے دوسری کی سنئے ان کے دل میں حضور انور کے متعلق یہ اعتراض ہے کہ آپ پیغمبر خدا ہیں تو پھر آپ کے بیوی بچے کیوں ہیں؟ اللہ تعالےٰ نے اس کا جواب دیا ہے (وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِکَ وَ جَعَلۡنَا لَہُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً ؕ)

(الآیۃ سورۃ الرعد رکوع ۶ پارہ ۱۳) ترجمہ:- اور البتہ تحقیق ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے۔ اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔

حاصل

یہ کہ رحمۃ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہو کہ اگر نبی ہیں تو ان کے بیوی بچے کیوں ہیں۔ تم لوگ جنہیں آپ سے پہلے نبی مانتے ہو۔ کیا ان کے بیوی بچے نہیں تھے۔ اگر ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نہیں تھی۔ تو پھر تم کس کی نسل میں سے ہو اور اگر یعقوب علیہ السلام کی اولاد نہیں تھی تو پھر بنی اسرائیل کس کی نسل میں سے ہیں۔ لہٰذا حضور انور پر تمہارا یہ اعتراض بے معنی اور لغو ہے۔ مگر جو بدقسمت اسی بدگمانی میں مبتلا ہے انھیں ہدایت نہیں ہوتی۔

آج بھی

علماء دین سے اس قسم کی بدگمانیاں کرنے والے گمراہ رہتے ہیں۔ مثلاً خود دنیادار اپنے بال بچوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے دو دو سو۔ چار چار سو۔ پانچ پانچ سو۔ ہزار ہزار روپیہ گھروں میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اگر مولوی صاحب ان کا امام مسجد بننے کے لئے سو روپیہ تنخواہ مانگے۔ حالانکہ اس بچارے نے اسی سو میں سے کرایہ مکان بھی دینا ہو۔ تو دنیادار کہتے ہیں جی مولوی بڑے لالچی ہوتے ہیں۔ کیا پچاس یا ساٹھ روپے تنخواہ ان کے لئے تھوڑی ہے۔

تیسری

ہٹ دھرمی اور ضد نہ ہو

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَ الۡغَوۡا فِیۡہِ لَعَلَّکُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ ۝ (سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴)

(ترجمہ:- اور کافروں نے کہا۔ کہ تم اس قرآن کو نہ سنو۔ اور اس میں غل مچاؤ۔ تاکہ تم غالب ہو جاؤ۔ یعنی تاکہ تمہارا شور و غل غلبہ پا جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز تمہارے کانوں تک نہ پہنچ پائے۔

آج بھی

مسلمانوں میں اس قسم کے بندے موجود ہیں جو اپنی جہالت اور نادانی کے باوجود ہادی سے قرآن مجید سننا نہیں چاہتے۔ میرے استاد حضرت مولانا نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں اورینٹل کالج میں صدر مدرس تھے۔ انہوں نے لاہور میں موچی دروازہ کے اندر ایک مسجد میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور مسلمانوں کی ہدایت کے لئے قرآن مجید کا درس دینا شروع کیا۔ چند ہی دن گذرے ہوں گے۔ کہ ایک دن نماز فجر کے بعد بازاری لوگ مسجد کے دالان میں پاؤں پھیلا کر لیٹ گئے کہ ہم وہابیوں کا درس نہیں ہونے دیں گے۔ بالآخر مولانا مرحوم کو درس بند کرنا پڑا۔ اور ایک دوسری مسجد میں جا کر درس جاری کیا۔

ان کے عالم سو فیصدی جاہل

واقعہ یہ ہے کہ ہمارے حنفی حضرات کے تمام مدارس عربیہ میں کہیں بھی عبدالوہاب نجدی کے حالات کے متعلق کوئی کتاب پڑھائی نہیں جاتی۔ جس کے تابعداروں کو وہابیت کا لقب دیا جاتا ہے اور ہمارے تشدد پسند علمائے کرام نے اپنے متبعین کو وہابی کا لفظ یاد کرایا ہوا ہے جس پر وہ طعن کرنا چاہیں۔ اسے فوراً وہابی کہہ دیتے ہیں۔ خواہ وہ شخص قرآن مجید ہی سنا رہا ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث ہی کی تبلیغ کیوں نہ کر رہا ہو۔ چونکہ ہمارے سارے نصاب تعلیم ہی میں کوئی کتاب عبدالوہاب نجدی کے متعلق نہیں پڑھائی جاتی۔ اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ جس دن ہمارے فارغ التحصیل طلبہ عالم ہونے کی دستار فضیلت باندھ کر مدرسہ سے نکل رہے ہوتے ہیں۔ اس

ان سوفیصدی وہابیت کی تاریخ سے جاہل ہوتے ہیں۔

چوتھی چیز

غیر متعلقہ سوالات سے پرہیز

وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ۙ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ

(الایۃ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ پارہ ۱۵)

(ترجمہ :- اور کہا ہم تمہیں ہرگز نہ مانیں گے۔ یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دے۔ یا تیرے لئے کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو۔ پھر تو اس باغ میں بہت سی نہریں جاری کر دے یا جیسا تو خیال کرتا ہے۔ ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دے۔ یا تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو لے آئے۔ یا تیرے پاس کوئی سونے کا گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے۔ اور ہم تو تیرے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایسی کتاب لائے۔ جسے ہم بھی پڑھ سکیں۔

اب بتلایئے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحیثیت رسول خدا ہونے کے ان سوالات کا کیا تعلق ہے مگر ان لایعنی اور غیر متعلقہ سوالات کے باعث وہ لوگ گمراہی کے گڑھے سے نکل نہیں سکے۔ اللھم اعذنا منہ

آج بھی

جدید تعلیم یافتہ طبقہ علماء اسلام پر لایعنی اور غیر متعلقہ اعتراضات کرنے کے باعث ان سے عموماً نفرت رہتا ہے اور ہدایت الٰہی یعنی قرآن مجید کی تعلیم سے بے بہرہ رہتا ہے۔ مثلاً ان مولویوں کو انقلاب فرانس کا کیا پتہ ہے۔ انقلاب روس کو یہ کیا جانیں۔ سائنس کی ترقیوں کو مولوی کب جانتے ہیں۔ یہ مولوی لینن اور سٹالن اور ٹراٹسکی کو کب جانتے ہیں انہیں کیا پتہ کہ کمیونزم کیا ہے۔ سوشلزم کیا ہے اور نازی ازم کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اے نوجوان انصاف کر!

یہ ٹھیک ہے موجودہ دور کی جدید چیزوں کو تم مولویوں سے بہتر جانتے ہو۔ مگر اے عزیز جس چیز کو مولوی جانتے ہیں اسے تم نہیں جانتے۔ جن معلومات پر تمہیں ناز ہے ہم مانتے ہیں کہ ان چیزوں سے اکثر مولوی جاہل ہیں۔ مگر جن چیزوں کو مولوی جانتے ہیں ان سے تم جاہل ہو میرے بھائی تمہیں تو انگریز نے پرائمری سے لے کر ایم۔ اے تک کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی نہیں پڑھایا۔ تمہیں تو انگریز نے نہ خدا تعالیٰ کی ذات سے روشناس کرایا نہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے روشناس کرایا۔ نہ اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ نہ اسلام کے پانچ بنیادی اصولوں کلمہ توحید۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ سے واقف کیا۔ نہ تمہیں اسلام کی خوبیوں کا علم نہ تمہیں اسلام کی مخالفت کرنے پر نقصانات کا علم برادر عزیز یہ سب چیزیں جو عرض کر گیا ہوں ان چیزوں کا صحیح علم اور اس علم کی برکت سے دل میں نور فقط قرآن مجید اور ارشادات نبوی کے پڑھنے اور ان میں پورا غور و خوض کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ میرے عزیز اگر مولوی کو انگریزی زبان کا تار پڑھنا ہو تو تیرا محتاج ہوگا۔ اگر تو نے دین محمدی سیکھنا ہے اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانا ہے تو پھر تم مولوی کے محتاج ہو۔

اگر مولوی نے

لینن اور سٹالن اور ٹراٹسکی کو نہ سمجھا تو اس کا نہ دنیا میں کچھ بگڑے گا اور نہ آخرت میں۔ اگر تم نے مولوی کے پاس آکر قرآن مجید کو نہ پڑھا اور ویسے ہی مخالف رہے تو یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کا اعلان ہے تمہاری دنیا کی زندگی بھی تلخ گزرے گی اور تمہاری آخرت بھی برباد ہوگی۔

مولوی کی مخالفت اور اسکی توہین کا نتیجہ

ہمیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمان پر یقین ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی یقین عطا فرمائے اور تو اپنی اصلاح کرے۔

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۙ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۙ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۙ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۙ (سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ :- جب اس دوزخ میں ایک گروہ ڈالا جائے گا تو ان سے دوزخ کے دروغہ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پر ہم نے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے۔ سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید سے فیض حاصل کرنے کیلئے قلب فطرۃ سلیمہ کا نور ہونا ضروری ہے

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ہر بچہ فطرۃ پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد ماں باپ یہودی۔ نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ میں عرض کیا کرتا ہوں۔ فطرۃ سے مراد استعداد قبولیت حق ہے۔ دراصل حق کے قبول کرنے کی استعداد ہر بچے میں ہوتی ہے۔ پھر دنیا میں آنے کے بعد جس طریقہ کے ماں باپ پابند ہیں اسی طریقہ کی تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔ وہ اسی سانچہ میں ڈھل جاتا ہے پھر بعض اوقات وہ حق کی مخالفت کرنے لگ جاتا ہے۔

دنیا میں فطرۃ سلیمہ کے نور والے

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ

(سورۃ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴)

ترجمہ :- اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔

آپ نے دیکھا

دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود رہتے ہیں کہ جس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلانے والا آیا اور وہ آواز سنتے ہی فوراً ایمان لے آئے۔

آخری دعا

اے اللہ اپنے مخلص دینداروں کو استقامت عطا فرما۔ اور بے دینوں کو ہدایت دے۔ آمین! یا الٰہ العالمین!

— بقیہ تلاوت قرآن میں — (صفحہ ۲ سے آگے)

اور ان مجالس کے بغیر آپ کو قرار نہیں تو مجالس تلاوت قرآن ان سے کہیں زیادہ دل کو پکڑنے والی ہیں اور بڑے سے بڑے مغنی کے کان اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں۔ اسی طرح اگر آپ آقا کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں، تو تلاوت کیجئے۔ اور اگر آپ اسلام کے مدعی ہیں مسلم ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو حضورؐ کا حکم ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اسلام صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری سے بھی آپ کے اسلام کو کوئی سروکار ہے۔ تو یہ اللہ کا فرمان ہے اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اس کی تلاوت کا حکم ہے۔ اگر آپ میں قومی جوش بہت زور کرتا ہے۔ ترکی ٹوپی سے آپ اس لئے دلدادہ ہیں کہ وہ آپ کے نزدیک خالص اسلامی لباس ہے، قومی شعار میں آپ خاص دلچسپی رکھتے ہیں، ہر طرح اس کے پھیلانے کی آپ تدبیریں اختیار کرتے ہیں۔ اخبارات میں مضامین شائع کرتے ہیں۔ جلسوں میں ریزولیشن پاس کرتے ہیں، تو اللہ کا رسولؐ آپ کو حکم دیتا ہے، کہ جس قدر ممکن ہو، قرآن شریف کو پھیلاؤ۔

بے جا نہ ہوگا۔ اگر میں یہاں پہنچ کر سر برآوردگان قوم کی شکایت کروں کہ قرآن پاک کی اشاعت میں آپ کی طرف سے کیا اعانت ہوتی ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ خدارا ذرا غور کیجئے کہ اس کو بند کرنے میں آپ کا کس قدر حصہ ہے۔ آج اس کی تعلیم کو بے کار بتلایا جاتا ہے، عمر کو ضائع کرنا سمجھا جاتا ہے اس کو محض بے کار، دماغ سوزی اور بے نتیجہ عرق ریزی کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے آپ اس کے موافق نہ ہوں۔ لیکن ایک جماعت جب ہمہ تن اس میں کوشاں ہے تو کیا آپ کا سکوت اس کی اعانت نہیں ہے؟ مانا کہ آپ اس خیال سے بیزار ہیں مگر آپ کی اس بیزاری نے کیا فائدہ دیا ہے؟

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ - ۱۰ رجب ۱۳۷۵ھ ۲ مارچ ۱۹۵۶ء

انسان کی تین حالتوں پر سوائے قرآن مجید کے کوئی کتاب نہیں بولتی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

(۱) ماں کے پیٹ سے برآمد ہونے سے پہلے تو کیا تھا اور تیری مختلف حالتوں کی تبدیلی کس کے حکم سے ہو رہی تھی۔

(۲) مرنے کے بعد تمہیں کیا کیا حالات پیش آنے والے ہیں۔ اور ان میں تم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہو۔

(۳) نمبر ۲ کو مد نظر رکھ کر تمہیں دنیا کی زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیئے۔

برادران اسلام مذکور الصدر تینوں عنوانوں میں سے پہلا اور دوسرا عنوان تو ایسا ہے کہ عقل سلیم اس پر شاہد ہے کہ انسان اس پر روشنی ڈال ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ پہلے مردہ ہوتا ہے اس کو کئی منزلیں طے کرانے کے بعد اللہ تعالے اس مردہ کے اندر روح ڈالتا ہے اس وقت انسان زندہ ہوتا ہے۔ لہٰذا انسان کب یہ بتلا سکتا ہے کہ میں پہلے کس حالت میں تھا اور پھر کس کس حالت سے منتقل ہو کر زندگی کے درجہ پر پہنچا ہوں۔ علیٰ ہذا القیاس نمبر ۲ کے متعلق بھی انسان بیان کرنے سے محض عاجز ہے۔ جب انسان مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات سے محض نابلد ہے۔ تو ان حالات کے پیش آنے پر کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ دنیا کی زندگی میں تیاری کی گئی نہ جائے۔ لہٰذا اللہ جل شانہٗ ہی انسان کی دنیا کی زندگی میں ایسے پروگرام (نظام الاوقات) بنا کر دے سکتا ہے جس پر عمل کرنے سے انسان کی مرنے کے بعد والی زندگی خوش گوار ہو جائے۔

دونوں زندگیوں کی خوشحالی

اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ جو شخص میری رضا کو مدنظر رکھ کر زندگی بسر کرے گا۔ میں اس کی دونوں زندگیاں (دنیا اور آخرت) سنوار دوں گا۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ سورۃ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ:۔ (جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلہ میں دیں گے۔ اُن کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

دونوں زندگیاں برباد

اللہ تعالے نے خداوندی نظام الاوقات کی مخالفت کرنے والوں کی دونوں زندگیاں برباد ہونے کا بھی اعلان فرمایا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶)

(ترجمہ:۔ اور جو میرے ذکر (قرآن مجید) سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ کہے گا کہ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انھیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا گیا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے کی دونوں زندگیاں برباد ہوں گی۔

مسلمانوں کا فرض

لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالے کے تجویز کردہ پروگرام زندگی کو عملی جامہ پہنائیں تاکہ ان کے دونوں جہاں سنور جائیں۔ وما علینا الا البلاغ

تفصیل اجمال اوّل

ماں کے پیٹ سے برآمد ہونے سے پہلے تو کیا تھا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا) الآیۃ سورۃ الحج رکوع ۱ پارہ ۱۷

ترجمہ:۔ اے لوگو! اگر تمہیں دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو ہم نے تمہیں مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی اور بغیر نقشہ بنی ہوئی سے بنایا۔ تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں ایک مدّت معیّن تک ٹھہراتے ہیں پھر ہم تمہیں بچّہ بنا کر باہر لاتے ہیں۔)

حاصل

یہ نکلا کہ اے انسان تمہیں اللہ تعالے اپنی قدرت کاملہ سے مٹی سے لے کر سات درجے طے کرا کے ماں کے پیٹ سے باہر نکالا۔

نتیجہ

اب اس احسان الٰہی کا شکریہ یہ ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے جس کام کے لئے انسان کو دنیا میں پیدا کیا ہے وہ کام کرے اور وہ فقط یہ ہے کہ اسی خالق کے تجویز کردہ دستور العمل حیات انسانی یعنی قرآن مجید پر اس طریقہ پر عمل کرے جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے

تفصیل اجمال دوم

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ سورہ عبس رکوع ۱ پارہ ۳۰

(پھر اس کو موت دی۔ پھر اس کو قبر میں رکھوایا)

(ب) فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ (سورۃ المؤمن رکوع ۵ پارہ ۲۴

(ترجمہ:۔ پھر اللہ نے اسے تو ان کے فریبوں کی برائی سے بچا لیا اور خود فرعونیوں پر سخت عذاب آ پڑا۔ وہ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی (حکم ہو گا) فرعونیوں کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالے کے ان باغیوں کو صبح اور شام قبر میں آگ پر پیش کیا جاتا ہے

قیامت کے دن قبروں سے اٹھنا

(قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (سورۃ یٰسین رکوع ۴ پ ۲۳

(ترجمہ: کہیں گے ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا۔ یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں قیامت اور اس کے متعلقہ واقعات کا انکار کیا کرتے تھے وہ قبروں سے اٹھتے ہی انبیاء علیہم السلام کی معرفت جو اطلاعات انہیں پہنچی تھیں ان کی فوراً تصدیق کریں گے۔ مگر اب اس تصدیق کا کیا فائدہ۔

اعمال ناموں کی تقسیم

(۱) (فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ

اَقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ) سورۃ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

(ترجمہ:۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا کہ میرا اعمال نامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام کی اطلاعات پر جو لوگ ایمان لے آئے تھے اور ان اطلاعات کی بنا پر آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کی دنیا میں پوری کوشش کی تھی۔ وہ لوگوں کو بلا بلا کر اپنے نامۂ اعمال دکھائیں گے اور کہیں گے کہ مجھے اپنے حساب کا یقین تھا۔ اس لئے میں وہیں سے تیاری مکمل کرکے آیا تھا۔ ایسے لوگوں کو وہاں ہر طرح کا آرام ملے گا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

(ب) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۝ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۝

(سورۃ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹)

(ترجمہ:۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ تو کہے گا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اسے جکڑ دو۔ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی اطلاعات پر یقین نہیں کرتے تھے۔ انہیں قیامت کے دن دست حسرت ملنا پڑے گا۔ اس دن کہیں گے کہ میرا مال اور میرا دنیاوی رعب وداب میرے کسی کام نہ آیا۔ خدا تعالیٰ کا غضب ایسے لوگوں کے خلاف بھڑکے گا۔ حکم ہوگا۔ کہ ان کے گلے میں طوق ڈال کر دوزخ میں داخل کردو۔ ایسے بے ایمانوں کو ستر گز لمبے زنجیر میں جکڑ کر لے جاؤ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

میدان محشر سے فراغت کے بعد منکرین کا ٹھکانا

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰی وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ۝ قِیْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَكَبِّرِیْنَ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴)

(ترجمہ:۔ اور جو کافر ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ ہانکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئیں گے۔ تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے تھے۔ اور آج کے دن کے پیش آنے سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے ہاں لیکن عذاب کا حکم (علم ازلی میں) منکروں پر ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا۔ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں سدا رہو گے۔ پس وہ تکبر کرنے والوں کے لئے کیا برا ٹھکانا ہے۔

پرہیزگاروں کا ٹھکانا

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ

(سورۃ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴)

(ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے جنت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے۔ یہاں تک جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے۔ اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے۔ تم پر سلام ہو۔ تم اچھے لوگ ہو۔ پس اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

تفصیل اجمال سوم

انسان کی دنیوی زندگی کا نظام الاوقات

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ

(ترجمہ:۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے مونہہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیبیوں یا لونڈیوں پر۔ اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو۔ تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے سورۃ المؤمنون پ ۱۸ ع ۱

حاملین قرآن کا فرض

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

(سورۃ النور رکوع ۷ پارہ ۱۸)

(ترجمہ:۔ کہہ دو۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر مونہہ پھیرو گے۔ تو پیغمبر پر تو وہی ہے۔ جس کا وہ ذمہ دار ہے۔ اور تم پر وہ ہے جو تمہارے ذمہ لازم کیا گیا ہے۔ اور اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

اس اعلان

کی بناء پر حاملین قرآن مجید پر فقط اتنا فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ منبع ہدایت و رحمت الٰہی یعنی قرآن مجید کے احکام تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے اس کے منکروں تک پہنچا دیں۔ جو لوگ ان پر عمل کریں گے ان کی آخرت سنور جائے گی۔ اور جو لوگ ان کے تسلیم کرنے سے انکار کریں گے۔ ان پر اتمام حجت ضرور ہو جائے گا۔ قیامت کے دن وہ یہ نہیں کہہ سکیں گے۔

ربنا ما جاءنا من نذیر

(ترجمہ:۔ اے رب ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔)

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خطبہ یوم الجمعہ : ——— ۲۵ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ ۹ مارچ ۱۹۵۶ء

معراج سیّد الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسّلام

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے اپنے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بعض ایسی خوبیوں سے ممتاز فرمایا ہے جو آپ کے سوا کسی پیغمبر میں بھی پائی نہیں جاتیں۔ ان خوبیوں میں سے ایک معراج شریف بھی ہے۔ اور یہ معراج شریف جس کا آج کے معروضات میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ معراج جسمانی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس وجود مبارک سے جس کی زیارت سے لوگ شب و روز مشرف ہوتے تھے حطیم (خانہ کعبہ کا غیر مسقف حصہ) سے براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لے گئے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ثابت عن انس سے مروی ہے۔ میں سواری پر سوار ہوا۔ اور بیت المقدس پہنچا۔ سواری کو اسی حلقہ سے باندھ دیا۔ جس سے انبیاء اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے مسجد میں جا کر میں نے دو رکعت نماز ادا کی۔ ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں جو یزید بن ابی مالک عن انس سے ہے۔ اس میں نماز کے متعلق یہ تصریح ہے۔ میرے پہنچ جانے کے بعد وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اذان دی گئی اور اقامت کہی گئی۔ صفیں درست ہوئیں۔ میں انتظار میں تھا۔ کہ نماز کون پڑھائے گا۔ جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور مجھے آگے کھڑا کر دیا۔ بعد از نماز جبرئیلؑ نے پوچھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پیچھے کن لوگوں نے نماز پڑھی۔ میں نے کہا نہیں۔

جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ سب وہ انبیاء ہیں۔ وہ منجانب اللہ مبعوث ہو چکے ہیں۔"

معراج شریف کے متعلق چند ضروری عنوانات

(۱) معراج جسمانی تھا یا روحانی
(۲) معراج کا عقلی ثبوت
(۳) روایات معراج میں سالوں کا اختلاف
(۴) روایات معراج میں مہینوں کا اختلاف
(۵) نتیجہ اختلاف
(۶) معراج کے متعلق بعض خلاف شرع رسوم
(۷) تحفہ معراج
(۸) وعید تارک تحفہ معراج۔

معراج جسمانی ہوا یا روحانی

خلاصہ عبارات مفسرین

عبارات مفسرین کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور جسم مبارک دونوں کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور الٰہی جل شانہ اور عز برہانہ میں پہنچایا گیا اور یہی مذہب صحیح ہے۔ (انتہٰی) اس مذہب کے مخالفین کی تعداد بہت قلیل ایک فیصدی ہو گی اور ان کا منشا بعض صحابہ کرام (مثلاً حضرت عائشہؓ) کا قول ہے۔ لیکن اس کا جواب محدثین یہ دیتے ہیں کہ اسراء یعنی رات کو بیت المقدس کی سیر دو دفعہ آپؐ کو کرائی گئی ہے۔ ایک دفعہ خواب میں جس کا ذکر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور دوسری مرتبہ واقعہ معراج میں اور یہ سیر جو واقعہ معراج میں ہوئی ہے۔ یہ بیداری کی حالت میں ہوئی ہے۔ اسی لئے تو کفار مکہ نے انکار کیا تھا۔ اگر وہ لوگ بیداری کا واقعہ خیال نہ کرتے۔ تو کبھی اس واقعہ کو بعید از عقل نہ سمجھتے اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی عمارت کے متعلق امتحانی سوالات نہ کرتے۔

معراج جسمانی کا عقلی ثبوت

انسان کے دو جز ہیں۔ ایک جسم جس کی ترکیب عناصر کے اجزاء لطیفہ سے ہے۔ اس حصّہ کے نشوونما کے لئے انہی اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے جن کی ساخت عناصر سے ہے۔ اور دوسرا جز انسان کی روح ہے۔ روح کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ چار ماہ کے بعد جب اعضاء کی ساخت ماں کے رحم میں مکمل ہو جاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک برقی طاقت اس بے جان جسم کے اندر آگھستی ہے۔ اور وہ فوراً متحرک ہو جاتا ہے اور زندہ کہلاتا ہے۔ گویا زندگی اس روح کے اثر کا نام ہے۔ بدن کے ڈھانچہ میں روح ہے تو انسان زندہ ہے ورنہ مردہ۔ بلکہ تمام اقوال و افعال انسانی کا منبع نقطہ یہ روح ہے۔ جب یہ روح بدن انسانی سے خارج ہو جاتی ہے تو انسان محض بے کار اور سپرد زمین کرنے کے قابل سمجھا جاتا ہے تحریر سابق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان در اصل اس روح کا نام ہے اور جسم عنصری اس کا آلۂ کار ہے۔ ان دونوں کی نسبت انجن اور اسٹیم کی سی ہے۔ نقل و حرکت تو انجن کے پرزے ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر سٹیم نہ ہو تو انجن ایک انچ حرکت نہیں کر سکتا۔ یہی سٹیم جب زیادہ طاقت ور ہو جاتے تو انجن کئی انسانوں کو اٹھا کر ہوا پر اڑنے لگ جاتا ہے۔

بقیہ

اسی طرح جب انسانی روحانیت کا سٹیم زیادہ تیز اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اڑتا ہے جس چیز کو انسان اپنی ناقص عقل اور محدود فہم سے ایک محدود حد تک پہنچا سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسی کام کو اپنے حکم کن سے بے انتہا درجہ تک لے جا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر انسان لوہے لکڑی اور آدمی کو دو میل کی بلندی تک آسمان پر اڑا سکتا ہے تو خدا تعالےٰ کی قدرت میں انہیں اشیاء کو دو کروڑ یا دو سنکھ میل بلکہ اس سے بھی زائد مسافت پر پہنچانا کوئی بعید نہیں ہے۔

اختلاف روایات

معراج شریف کس سال ہوا

نمبر شمار	سال	حوالہ کتاب
(۱)	ہجرت سے چھ ماہ پہلے ہوا	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
(۲)	ہجرت سے آٹھ ماہ پہلے ہوا	″ ″ ″ ″
(۳)	ہجرت سے گیارہ ماہ پہلے ہوا	″ ″ ″ ″
(۴)	ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا	فتح الباری و عینی شرح بخاری
(۵)	ہجرت سے چودہ ماہ پہلے ہوا	فتح الباری
(۶)	ہجرت سے پندرہ ماہ ″ ″	فتح الباری و عینی شرح بخاری
(۷)	ہجرت سے سترہ ماہ ″ ″	″ ″ ″
(۸)	ہجرت سے اٹھارہ ماہ ″ ″	″ ″ ″
(۹)	ہجرت سے تین سال ″ ″	عینی شرح بخاری
(۱۰)	ہجرت سے آٹھ سال ″ ″	″ ″ ″

معراج شریف کس ماہ میں ہوا

نمبر شمار	نام ماہ	حوالہ کتاب
۱	شوال	فتح الباری و عینی شرح البخاری
۲	ذی الحجہ	″ ″
۳	ربیع الاول	″ ″
۴	ربیع الآخر	فتح الباری
۵	رجب	فتح الباری و عینی شرح البخاری
۶	رمضان	فتح الباری

نتیجہ اختلاف

جو رسم و رواج حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عمل میں لائے گئے۔ یا جن عبادات کو اس مبارک زمانہ میں عملی جامہ پہنایا گیا۔ آپ سے صحابہ کرام نے سیکھے علیٰ ہٰذا القیاس ایسی چیزوں میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ مثلاً فرضی روزے ہر ایک مسلمان ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہی دیکھتا اور کرتا آیا ہے کہ رمضان مبارک ہی میں رکھے گئے۔ لہٰذا کوئی شخص اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ کہ روزے بجائے رمضان شریف کے ربیع الاول یا شعبان میں رکھے جائیں۔ لہٰذا برسوں اور مہینوں کے اختلاف مذکورہ سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مبارک زمانہ میں یا صحابہ کرام یا تابعین کے زمانے میں معراج شریف کے نام سے کبھی تقریب کے

منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا جس میں خورد و نوش یا لباس و پوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کی جاتی ہو۔ اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو ناممکن تھا کہ اس قدر اختلاف باقی رہتا۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جسے حضور سرورِ کائنات (فداہ ابی و امی) کی اس عزت افزائی سے فرحت و سرور نہ ہو۔ جو آپ کو معراج شریف کی رات دربارِ الٰہی میں نصیب ہوتی ہے۔ لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی پسندیدہ نہیں بلکہ جائز نہیں جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے۔ اس خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ آئندہ تحفۂ معراج کے عنوان میں آئے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

خلاف شرع رسوم

پنجاب میں شبِ معراج شریف ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے۔ دن کو حلوا جی پکایا جاتا ہے۔ رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔ رات کو آتش بازی چلائی جاتی ہے اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی رکابیوں پر رنگین کاغذ منڈھے جاتے ہیں۔ جن میں چراغ رکھ کر رات کو دروازہ دیوار پر چراغاں کیا جاتا ہے۔ پنجابی میں اس رسم کو کول بالنا کہتے ہیں۔ جو شخص ان رسموں کی مخالفت کرے اسے وہابی کا لقب دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً آئمہ مساجد جاہلوں کی اس گالی سے ڈر کر ان کی مخالفت نہیں کرتے۔

تحفۂ معراج

برادرانِ اسلام! معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھئے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت مرحومہ کے لئے کیا تحفہ لاتے ہیں۔ روزِ روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہوتا کہ آپ اپنی امت کے لئے بارگاہِ جل مجدہٗ عزّ اسمہٗ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لاتے ہیں لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ معراج شریف کو سچا جانے اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور تبرک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتے ہیں اسے قبول کرے اور اس تحفہ معراجیہ کو تادم لحد ہاتھ سے جانے نہ دے۔ جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا وہ گویا معراج شریف کی آسمانی برکت سے محروم رہنا چاہتا ہے۔

وعید تارک تحفۂ معراج

حضرت جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کو ملانے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے۔ اور دوسری حدیث شریف میں یہ مضمون ہے کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے۔ جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔

برادرانِ اسلام! اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اور مجھے تحفۂ معراج کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حدیث المعراج

مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں معراج کا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا میرا دل نکالا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی۔ جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی۔ جس کا نام براق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ اور جبرئیل (علیہ السّلام) مجھے ساتھ لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمان دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا کہ کیا آپ کو بلایا گیا فرمایا ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں میں نے آدم علیہ السلام کو پایا۔ جبرئیل (علیہ السلام) نے فرمایا۔ یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا! ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا وہاں یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السّلام) موجود تھے۔ اور وہ دونوں خالہ زاد (بھائی) ہیں۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السّلام) ہیں۔ ان دونوں کو سلام فرمایئے۔ میں نے سلام کہا۔ دونوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا یوسف (علیہ السّلام) کو پایا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ یوسف (علیہ السّلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اور اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا۔ ادریس (علیہ السّلام) کو وہاں پایا۔ جبرائیل نے فرمایا یہ ادریس (علیہ السّلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے اُن سے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل۔ کہا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا ہارون (علیہ السّلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ ہارون (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے اُن سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب وہاں پہنچا تو موسےٰ (علیہ السّلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا موسیٰ (علیہ السّلام) ہیں۔ ان سے سلام فرمایئے میں نے اُن سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں اُن کے پاس سے گذرا تو رو پڑے۔ اُن سے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رلایا۔ فرمانے لگے اس لئے رویا کہ ایک نوجوان یعنی محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرے بعد بھیجا گیا اُن کی امت میری اُمت سے زیادہ بہشت میں جائے گی۔ پھر جبرئیل مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا ابراہیم (علیہ السّلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا یہ آپ کے باپ ابراہیم (علیہ السّلام) ہیں۔ ان سے سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا۔ صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جتنا بڑا تھا۔ اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر دو دریا باطن۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے فرمایا۔ دو باطن والے جنت کے ہیں دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا اور میرے پاس ایک برتن شراب کا۔ اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ والا برتن لے لیا۔ جبرئیل نے فرمایا یہی فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں (دربارِ الٰہی سے) لوٹ آیا۔ موسیٰ (علیہ السلام) کے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

بے مثال نصیحتیں

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(۲) اور (صدقہ) ان لوگوں سے شروع کرو جو تمھاری کفالت میں ہوں۔

(۳) اور بہتر صدقہ وہ ہے جو دل کی مالداری سے کیا جائے۔ (یعنی جس کے دینے کی وجہ سے انسان خود محتاج نہ بن جائے)

(۴) اور جو شخص سوال سے بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچالیتا ہے۔

(۵) اور جو شخص (لوگوں سے) مستغنی ہونا چاہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۴۲۷)

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو بندہ معاف کرتا رہتا ہے اس کی عزت زیادہ ہوتی ہے اور جو تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ اور بلند کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۵۸۸)

بقیہ خطبہ:- (صفحہ ا سے آگے)

پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے فرمایا۔ تیری اُمت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ (خدا تعالے کی قسم ہے) میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے۔ اپنے رب کے پاس لوٹ کر جائیے اور اپنی اُمت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس لوٹ کر آیا پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرما دیں۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمائیں۔ پھر میں موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ آیا پھر ایسا ہی فرمایا۔ پھر میں لوٹ کر گیا پھر (اللہ تعالےٰ) نے دس اور معاف فرمائیں۔ پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی فرمایا۔ پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا۔ پھر میں لوٹ کر موسےٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پوچھا۔ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا۔ روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری اُمت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جائیے اور اپنی اُمت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے بہت سوال کیے۔ اب شرم آتی ہے۔ اب میں راضی ہو جاتا ہوں۔ اور اپنا اور ان کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جب میں آگے گزرا ایک منادی نے آواز دی۔ میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کر دیا اور اپنے بندے سے تخفیف بھی کر دی (بخاری شریف مسلم شریف)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۔ ۲ شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۵۶ء

محنت کے سوا کسی کام میں کامیابی نہیں ہوتی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

(وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى) سورۃ النجم رکوع ۳ پ ۲۷

ترجمہ:۔ اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے ۔

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے انسان کے اندر نیکی اور بدی میں امتیاز کرنے کی استعداد رکھی ہوئی ہے چنانچہ ارشاد ہے :۔

(فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا)

(سورۃ الشمس رکوع ۱ پ ۳۰)

(ترجمہ) پھر اس کو بدی اور نیکی سمجھائی ۔ اسکے علاوہ یہ ارشاد ہے

لَاۤ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

(سورۃ البقرہ رکوع ۳۴ پارہ ۳)

ترجمہ:۔ دین کے کام میں زبردستی نہیں ہے ۔ بے شک ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے ۔

علاوہ اس کے یہ اعلان الٰہی ہے :۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ الاٰیۃ (سورۃ الکہف رکوع ۴ ۔ پارہ ۱۵)

(ترجمہ:۔ اور کہہ دو سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے پھر جو چاہے ۔ مان لے ۔ اور جو چاہے انکار کردے ۔

چار چیزیں

مذکورۃ الصدر آیات میں سے چار چیزیں برآمد ہوتی ہیں

(۱) انسان کو اس کی محنت کا پھل ملتا ہے ۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے انسان کو نیکی اور بدی میں تمیز کرنے کی استعداد دی ہوئی ہے ۔

(۳) کسی کو اسلام لانے کے لئے مجبور نہ کیا جائے ۔

(۴) جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر اختیار کرے ۔

ایک ہی قاعدہ

برادران اسلام! کوئی کام بھی ہو خواہ دین کا ہو یا دنیا کا سب کے لئے ایک ہی قاعدہ کلیہ ہے ۔ جو شخص اپنے کام میں پوری کوشش کرے گا ۔ اللہ تعالےٰ کی مدد اس کے ساتھ ہوگی ۔ اور وہ کامیاب ہو جائے گا ۔

اللہ تعالےٰ نے دینداروں کو دین کے کاموں میں اور دنیاداروں کو دنیا کے کاموں میں امداد دینے کا اعلان فرمایا ہوا ہے شہنشاہی اعلان ملاحظہ ہو :۔

(كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَاۤءِ وَهٰۤؤُلَاۤءِ مِنْ عَطَاۤءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَاۤءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝) (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پ ۱۵)

(ترجمہ:۔ ہم ہر فریق کو اپنی پروردگاری بخششوں سے مدد دیتے ہیں ۔ ان کو بھی اور ان کو بھی اور تیرے رب کی بخشش کسی پہ بند نہیں ۔

سلسلہ اسباب میں ہاتھ ڈالنا

میرے معزز بھائیو! ہمارا ایمان ہے کہ اللہ جل شانہٗ سلسلہ اسباب کے سوا کلمہ کُن سے بھی سارے نظام کو چلا سکتا ہے البتہ اس نے اپنی مرضی سے سلسلہ اسباب کے ساتھ اس نظام کو وابستہ کیا ہوا ہے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی طرح وہ چاہے ۔ تو ہر جگہ کی مٹی سے آدمی پیدا کر سکتا ہے ۔ مگر اب اس نے یہ نظام چلایا ہوا ہے ۔ کہ انسان نکاح کرکے بیوی لائے ۔ گھر بیٹھے اللہ تعالےٰ اس کی بیوی کے ذریعہ سے اولاد عطا فرمائے گا ۔ یا مثلاً کاشتکار کاشتکاری کے تمام آلات کو کام میں لاتا ہے ۔ پھر اللہ تعالےٰ اس کے ایک من زمین میں بچھے ہوئے بیج سے پچاس من پیدا کر دیتا ہے علیٰ ہذا القیاس

دین میں کامیابی کیلئے بھی یہی دستور ہے

برادران اسلام! عام طور پر مسلمان دنیا کے کاموں میں تو اسی قانون کا پابند ہے کہ ہاتھ پاؤں مارنے سے ہی کامیابی ہوگی ۔ مگر دین میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے عموماً کامیابی حاصل کرنے کے ذرائع کو تو نظر انداز کر دیتا ہے مگر کامیابی کا خیال بلکہ یقین دل میں رکھتا ہے ۔

چند مثالیں

۱

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) نماز قائم کرو ۔ مسلمان نماز تو پڑھتا نہیں ۔ اور خیال یہ کرتا ہے ۔ کہ چونکہ میں مسلمان ہوں ۔ اس لئے میں ہی بہشت میں جاؤں گا ۔ دوزخ میں ہندو ۔ سکھ ۔ یہودی اور نصرانی ہی جائیں گے ۔

۲

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ) (اے مسلمانو) تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے ۔ مسلمان روزہ تو رکھتا نہیں اور عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ میں مسلمان ہوں ۔ اس لئے میں تو بہشت ہی میں جاؤں گا ۔ اور دوزخ میں ہندو ۔ سکھ ۔ عیسائی اور یہودی ہی جائیں گے ۔

۳

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (اٰتُوا الزَّكٰوةَ) اے مسلمانو زکوٰۃ دو ۔ اب مسلمان زکوٰۃ تو دیتا نہیں ۔ اور خیال یہ کرتا ہے کہ چونکہ میں مسلمان ہوں ۔ اس لئے میں بہشت میں جاؤں گا ۔ اور ہندو ۔ سکھ ۔ نصرانی اور یہودی دوزخ میں جائیں گے ۔

۴

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا) سورۃ آل عمران رکوع ۱۰ پ ۴)

(اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے ۔ جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو ۔ بہت سے مسلمان ایسے ہیں کہ باوجود حج فرض ہونے کے حج تو کرتے نہیں ۔ اور عقیدہ یہ ہے کہ ہم تو بہشت ہی میں جائیں گے ۔ اور ہندو ۔ سکھ یہودی اور نصرانی دوزخ میں جائیں گے ۔

۵

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے (وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَاۤءَ سَبِيْلًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵

(ترجمہ:۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ ۔ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے ۔

آجکل کے زانی مسلمان کا بھی عموماً یہ خیال ہے چونکہ میں مسلمان ہوں ۔ اس لئے میں تو بہشت ہی میں جاؤں گا ۔ اور ہندو ۔ سکھ ۔ یہودی اور نصرانی دوزخ میں جائیں گے ۔

۶

تقسیم میراث میں شریعت کے منکر اور رواج کے پابند

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰۤئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ (سورۃ النور رکوع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں ۔ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے ۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے ۔ اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں ۔ اور جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان میں فیصلہ کرے ۔ تبھی ایک گروہ ان میں سے مونہہ موڑنے والے ہیں ۔ اور اگر انھیں حق پہنچتا ہو ۔ تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں ۔

حاصل

یہ نکلا ۔ کہ بعض آدمی ایسے ہیں ۔ جو اپنے اندر ایمان اور اسلام کے دعویدار ہیں ۔ اس کے بعد ایک گروہ ان میں سے پھر جاتا ہے ۔ اور وہ لوگ دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے حق یہ فیصلہ کیوں فرمایا ۔ اس لئے کہ جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی عدالت کی طرف فیصلہ کے لئے بلایا جاتا ہے ۔ تو مونہہ موڑ کر چلے جاتے ہیں ۔ ہاں! اگر انہیں یہ یقین ہو ۔ کہ فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا ۔ تو پھر گردن جھکا کر آجاتے ہیں ۔

اس رویہ کا نتیجہ

ان کے اس رویہ کا نتیجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالےٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مقصود نہیں ہے ۔ بلکہ اپنی غرض کے بندے ہیں ۔ شریعت کے دیوانے

پر تب آتے ہیں جبکہ ان کی غرض پوری ہوتی ہو۔ لہذا وہ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی غرض کے بندے ہیں۔

محمڈن لاء سے انکار اور رواج کے پابند

لوگ اسی زد میں آتے ہیں۔ انگریز کے وقت میں صوبہ پنجاب کے اکثر زمیندار اور شہری صاحب جائداد بھی بکثرت اس مرض کے مریض تھے۔ الا ماشاء اللہ۔

اس کا نتیجہ

شریعت محمدیہ سے انکار کرنے کے باعث جب ان میں ایمان نہیں رہا۔ تو پھر اگرچہ وہ نماز پڑھیں۔ روزے رکھیں حج کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ ان کی کوئی نیکی نہ قبول ہوگی۔ نہ نجات آخرۃ کا ذریعہ بنے گی۔

دعوتِ توبہ

پاکستان بننے کے بعد اب بھی جو لوگ اس خیال کے ہیں انھیں اس گناہ سے توبہ کرنی چاہیئے اور شریعۃ محمدیہ کے سامنے ہر وقت سر جھکائے رکھنا چاہیئے۔ اور شریعت جو فیصلہ کرے۔ اسے صدق دل سے مان لینا چاہیئے۔ اس جذبہ کے سوا ایمان کے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

یہودیوں کی سرکشی اور اس کا نتیجہ

مسلمانوں کی جس سرکشی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور قرآن کے حکم کی تعمیل کرنے سے کتراتے ہیں۔ یہی سرکشی یہودیوں میں بھی تھی۔ ارشاد ہے :-

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ

(سورۃ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ :- ان لوگوں کی مثال جنہیں توراۃ اٹھوائی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا۔ گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے۔ ان لوگوں کو بہت بری مثال ہے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

قرآن مجید پر رواج کو ترجیح

دینے والوں کے لئے اس آیت میں عبرت ہے جس طرح یہودی توراۃ کو کتاب الٰہی مان کر اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ انھیں گدھے اور ظالم کا لقب دیا گیا ہے۔ اسی طرح جو مسلمان قرآن مجید پر ایمان لا کر پھر عملاً اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیا انھیں گدھے اور ظالم نہیں کہا جائے گا۔

عذاب الٰہی سے بچنے کا نظام الاوقات (پروگرام)

۱

حقوق اللہ کا ادا کرنا

(عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم اذا طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یرٰی علیہ اثر السفر ولا یعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا) الحدیث۔

ترجمہ :- عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ اس وقت میں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھے۔ ہم پر ایک شخص ظاہر ہوا۔ نہایت سفید کپڑوں والا نہایت سیاہ بالوں والا اس پر سفر کا اثر نظر نہیں آتا تھا۔ اور نہ ہم میں سے اسے کوئی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ گیا۔ پھر اپنے دونوں گھٹنے آپ کے دونوں گھٹنوں سے ملا دئے۔ اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھ دیں۔ اور کہا اے محمدؐ مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے آپ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور بیشک محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ اور تو نماز قائم کرے اور تو زکوٰۃ دے۔ اور تو رمضان کے روزے رکھے۔ اور بیت (اللہ) کا حج کرے۔ اگر تمہیں وہاں پہنچنے کی توفیق ہو۔ اس نے کہا۔ آپ نے سچ فرمایا ◆ دراصل یہ شخص جبرئیل تھا۔

مسلمانوں کا فرض

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر سچا مسلمان بننا چاہتا ہے۔ تو کلمہ توحید کا دل سے اقرار کرے اور اسلام کے چار رکنوں کی پوری پابندی کرے۔

۲

حقوق العباد کا ادا کرنا

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لا درھم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیٰمۃ بصلوٰۃ وصیام وزکوٰۃ ویاتی قد شتم ھذا وقذف ھذا واکل مال ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار (رواہ مسلم ص ۳۲۷)

ترجمہ :- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے انہوں نے عرض کیا۔ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ کوئی درہم اور نہ کوئی سامان ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بے شک میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوٰۃ لائیگا اور ایسے حال میں آئے گا۔ اس کو تو گالیاں دی تھیں۔ اور اس پر تہمت لگائی تھی۔ اور اس کا مال کھایا تھا۔ اور اس کا خون بہایا تھا اور اس کو مارا تھا۔ پھر اس کو اس کی نیکیوں میں سے دیا

. . . .

جائے گا۔ پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ قبل اس کے کہ پورے کئے جائیں۔ وہ حق جو اس کے ذمہ تھے۔ تو ان لوگوں کے گناہ لئے جائیں گے پھر وہ اس (ظالم) پر ڈال دیے جائیں گے پھر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

حاصل

اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ انسانوں کے حقوق کا ادا کرنا بھی مسلمان کے ذمہ ایک لازمی چیز ہے جب تک وہ حقوق ادا نہ ہوں۔ اس وقت تک اس سے نہ خدا راضی ہوگا۔ اور نہ عذاب الٰہی سے بچ سکے گا۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضٰی واجعل آخرتنا خیرا من الاولیٰ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۹ شعبان ۱۳۷۵ھ - ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء

شب براءۃ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

ال (۱) شعبان کی پندرھویں رات جس کو مسلمان شب براءۃ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں؟ (۲) موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں۔ یعنی دن کو حلوا پکی۔ رات کو چراغاں اور آتشبازی آیا ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے۔

جواب حصّہ اوّل

قرآن مجید میں شب براءۃ کا ذکر ہونے میں اختلاف ے۔ قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے۔ جس میں بعض رات مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب براءۃ ذکر ہے۔ اور وہ آیت سورۃ دخان پارہ ۲۵ کی ہے ا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝ (ترجمہ:۔ تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک ت میں نازل کیا ہے بیشک ہم (انسانوں) کو ان کی ط کاریوں سے) ڈرانے والے تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر الم التنزیل۔ بیضاوی۔ جلالین) میں مفسرین کے دو قول تول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس رات سے (لیلۃ القدر جو رمضان شریف میں آتی ہے) اور بعض کی ئے ہے کہ شب براءۃ ہے۔

صحیح فیصلہ

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابوالفداء سمعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ں۔ ومن قال انها ليلة النصف من شعبان كما وی عن عكرمة فقد ابعد النجعة فان نص لقرآن انها فی رمضان۔

(ترجمہ:۔ اور جو شخص یہ کہے۔ کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں ہے جیسا کہ عکرمہ سے روایت کی گئی ہے۔ پس تحقیق اس شخص نے راہ حق سے اپنی نگاہ کو دور جا پھینکا کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص یہ بتاتی ہے۔ کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے۔

ابن کثیر نے اپنے ذکر کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ اور اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ)

اس کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں۔ لیلۂ مبارکہ سے پندرھویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے۔ صحیح بات یہ ہے اور علماء کرام اسی کے قائل ہیں۔ کہ لیلۂ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

بہرحال تحقیق یہی ہے۔ کہ شب براءۃ کا ذکر خیر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات متعلقہ شب براءۃ

(۱) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَهَا وَصُوْمُوْا یَوْمَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مِنْ مُبْتَلًی فَاُعَافِیَهٗ اَلَا مَنْ كَذَا اَلَا مَنْ كَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ

(رواہ ابن ماجۃ)

(ترجمہ:۔ حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو۔ پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات میں اللہ تعالےٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے۔ خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے۔ کہ اسے بخش دوں۔ خبردار کوئی رزق لینے والا ہے۔ کہ اسے رزق دوں۔ خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے اسے چھڑا دوں۔ خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے۔ طلوع صبح صادق تک اللہ تعالیٰ یہی آواز دیتا رہتا ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ (رواہ ابن ماجۃ)

(ترجمہ:۔ ابی موسی الاشعریؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے۔ پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے)

(۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اَكُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْكِ وَرَسُوْلُهٗ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ (رواہ الترمذی)

(ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا پھر ناگہاں۔ وہ بقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) میں پائے گئے۔ تب آپ نے فرمایا اے عائشہؓ کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ میں نے خیال کیا تھا۔ کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ تحقیق اللہ تعالےٰ نے شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے۔ اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(۴) عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال هل تدرين ما في هذه الليلة يعني ليلة النصف من شعبان قالت ما فيها يا رسول الله فقال فيها ان يكتب كل مولود بني آدم في هذه السنة وفيها ترفع اعمالهم وفيها تنزل ارزاقهم فقالت يا رسول الله ما من احد يدخل الجنة الا برحمة الله تعالى فقال ما من احد يدخل الجنة الا برحمة الله تعالى ثلثا قلت ولا انت يا رسول الله فوضع يده على هامته فقال ولا انا الا ان يتغمدني الله منه برحمته يقولها ثلث مرات (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر۔)

(ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ اس رات میں کیا ہے۔ آپ نے

فرمایا- جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے- اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے اور اس رات میں اُن کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں- اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں- تب عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ عنہا نے فرمایا- کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سوا جنت میں داخل ہو- پھر آپؐ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں جا سکے تین دفعہ آپ نے یہ جملہ فرمایا- میں نے کہا آپ بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سوا جنت میں نہیں جا سکیں گے- پھر آپ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا- اور میں بھی نہیں جا سکوں گا- مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے آپ نے یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا-

برادران اسلام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ مع ترجمہ کے آپ دیکھ چکے ہیں- ان احادیث میں جب ہم غور کرتے ہیں- تو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں- چنانچہ ترتیب وار مسائل احادیث ملاحظہ ہوں- مسائل کی تعداد صحیح رکھنے کے لئے جو بات پہلی حدیث شریف میں آچکی ہے وہی دوسری حدیث میں ہوگی- تو اس کو اختصار کا شمار نہیں کیا جائے گا

پہلی حدیث شریف کے مطالب

(۱) اس براءۃ کی رات کو عبادت کرو (۲) شب براءۃ کے بعد دن کو روزہ رکھو (۳) اس رات کو سورج کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالےٰ کی تجلی (نور کا پرتو) آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے- (۴) اس رات کو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں، کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں (۵) کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اُسے رزق دوں (۶) کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے کہ میں اسے نجات دوں- علیٰ ہذا القیاس اسی طرح مختلف حاجات انسانی کا نام لے کر پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے تو اس کی وہ حاجت پوری کر دوں-

دوسری حدیث شریف کے مطالب

(۸) شب براءۃ میں اللہ تعالےٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے-

(۹) مگر مشرک (جو اللہ تعالےٰ کے حقوق بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا (۱۰) اور کینہ ور کو نہیں بخشتا-

تیسری حدیث شریف کے مطالب

(۱۱) شب براءۃ کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی درمیانی حصہ شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے-

(۱۲) اس رات کو اللہ تعالےٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کو مغفرت فرماتا ہے

چوتھی حدیث شریف کے مطالب

(۱۳) اس رات میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے-

(۱۴) اس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے

(۱۵) اس رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالےٰ کے حضور میں اٹھا کر پیش کئے جاتے ہیں-

(۱۶) اس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے- یعنی جو ملائکہ عظام اس کام پر متوکل ہیں ان کے سپرد کیا جاتا ہے

(۱۷) کوئی آدمی بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا-

جواب حصہ دوم

شب براءۃ سے پہلے دن کو حلوا پوری اور رات کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق یہ عرض ہے-

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا- وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشا کی صورت دے دیتے تھے- چنانچہ سورہ انعام رکوع ۸ میں ہے (وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ وَإِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذْ مِنْهَا أُولَئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ؁)

(ترجمہ:- اور چھوڑ دو- ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن پاک سے نصیحت کر- تاکہ کوئی نفس اپنے کئے کے باعث ہلاک نہ ہو- ایسے نفس کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں ملے گا- اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا- تب بھی اس سے نہ لیا جائے گا وہ لوگ ہیں جو اپنی بدکرداری کے باعث ہلاک کئے جائیں گے- ان کے لئے گرم پانی پینے کے لئے اور دردناک عذاب ہے- کیونکہ یہ کفر کیا کرتے تھے-

شب براءۃ کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق :-

پہلا وعید

جو بے دین دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ بنالیں- اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے- خدا کے بندو! شب براءۃ کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو- جن میں نہ چراغاں ہے نہ آتشبازی ہے یہ دونوں چیزیں بے دین مسلمانوں نے دین کی رسموں کے قائمقام بنا رکھی ہیں- خدا تعالےٰ سے ڈرو- اور ان لغویات کو چھوڑ دو- ورنہ یاد رکھو کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قطع تعلق نہ کر لیں- جب اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کر لیا- تو پھر سوچو کہ جس اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو اس کی کیا قیمت باقی رہے گی- اور پھر نجات کس کے دروازے سے تلاش کرو گے- اور کس کی شفاعت کی امید ہو سکتی ہے- اور کس کی جنت میں ٹھکانا مل سکے گا-

دوسرا وعید

(وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ؁ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ؁) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵

(ترجمہ:- اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو- بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں- اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے-

اللہ سے ڈرو

برادران اسلام! اللہ سے ڈرو- اور غور کرو- کہ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے- بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی اور اللہ تعالےٰ کے ناشکر گزار ہیں-

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسی حرکتوں سے بچائے- جن سے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہو جائیں-

وما علینا الا البلاغ المبین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۶ شعبان ۱۳۷۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۵۶ء

اسلام میں اخلاق حمیدہ کی اہمیت

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد اندرون شیرانوالہ لاہور

(وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ) سورۃ القلم رکوع ۱ پ ۲۹

(ترجمہ:- بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں)

اللہ تعالیٰ کی محبت حضور انور کی تابعداری سے حاصل ہوتی ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ)

سورۃ آل عمران رکوع ۴ پ ۳

ترجمہ:- کہدو- اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو- تاکہ تم سے اللہ محبت کرے- اور تمہارے گناہ بخشے- اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے-

شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں- یعنی کوئی کسی کی محبت کا دعوے کرے- تو اس طرح محبت کرے جس طرح محبوب چاہے- نہ جس طرح اپنا جی چاہے اور اسی طرح چاہے تو محبوب اس کو چاہے اور اللہ بندوں کو چاہے تو یہی کہ ان پر مہربان ہو- اور گناہ پہ نہ پکڑے الخ

صاحب خلق عظیم کی تابعداری

برادران اسلام- صاحب خلق عظیم نے اخلاق حمیدہ کی جو تعلیم ہمیں دی ہے- ہمارا فرض ہے کہ اس تعلیم کو اپنائیں- اور اسے عملی جامہ پہنائیں- تاکہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو جائیں-

سب سے عمدہ اخلاق والا سب سے زیادہ محبوب ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا

(رواہ البخاری) باب حسن الخلق مشکوٰۃ)

ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے- کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میں سے میرے ہاں سب سے زیادہ محبوب تم میں سے بہترین اخلاق والا ہے-

سب سے برگزیدہ بہترین اخلاق والا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا-

(متفق علیہ)

ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارے برگزیدوں میں سے وہ ہے جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے-

حضور انور کی بعثت عمدہ اخلاق کی تکمیل ہی کے لئے ہے

عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ

(ترجمہ) مالک کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- مجھے عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے)

انسان کا امتیاز اخلاق حمیدہ ہی سے ہے

برادران اسلام- اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان بھی در اصل ایک حیوان ہی ہے- البتہ باقی حیوانات سے انسان کو ممتاز کرنے والی چیز اخلاق حمیدہ ہی تو ہے اگر اس صورۃ انسانیہ کے اندر وہ اخلاق نہ ہوں- تو پھر باقی حیوانات اور انسان میں کیا فرق ہے- کیا دو ٹانگوں والا ہونے کے لحاظ سے اسے وہ شرف حاصل ہے- ہرگز نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر انسان کے اندر وہ صفات حمیدہ نہ پائی جائیں تو یہ دوسرے حیوانات سے بدتر ہو جاتا ہے- ارشاد الٰہی ہے:-

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ) (سورۃ التین پ ۳۰)

(ترجمہ:- بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے- پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے- سب سے نیچے پھینکے جانے والے وہی ہیں جو اخلاقی لحاظ سے گر چکے ہیں-

قیامت کے دن میزان میں سب سے بھاری اخلاق ہی ہونگے

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ (رواہ الترمذی)

(ترجمہ:- ابی الدرداء سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں- آپ نے فرمایا بیشک سب سے بھاری چیز جو مومن کی میزان میں قیامت کے دن رکھی جائے گی- اچھا خلق ہوگا- اور بے شک اللہ بے حیا بد زبان سے بغض رکھتا ہے) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بے حیا اور بد زبان بدخلق ہے

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

با اخلاق شب بیدار دن کو روزہ دار کا درجہ پاتا ہے

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ

(رواہ احمد والترمذی والدارمی)

(ترجمہ:- ابی ذرؓ سے روایت ہے کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے فرمایا- جہاں کہیں بھی تو ہے اللہ سے ڈر- اور گناہ کے بعد نیکی کر- وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی- اور لوگوں سے اچھے خلق سے پیش آ)- برادران اسلام آپ نے دیکھ لیا کہ دربار نبویؐ سے مسلمان کو حکم دیا جا رہا ہے- کہ لوگوں سے اچھے خلق سے معاملہ کرو-

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (رواہ ابوداؤد والدارمی)

(ترجمہ:- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- ایمان کے لحاظ سے سب سے بڑا کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو خلق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو-

برادران اسلام- اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جب تک انسان کے اخلاق نہ سنوریں اس وقت تک انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا-

احسان فراموشی بداخلاقی ہے

بداخلاقی کی بہت سی قسمیں ہیں- جن میں سے ایک قسم اپنے محسن کی احسان فراموشی ہے- ہر عقلمند کے ہاں یہ قاعدہ مسلم ہے- اس قاعدہ کی بناء پر محسنوں کے بھی نمبر ہوں گے- جس محسن کے احسانات زیادہ ہوں گے-

اسی قدر اس کی احسان فراموشی بڑا جرم ہوگا۔ مثلاً بعض دوست بھی محسن ہوتے ہیں۔ ان محسنوں کی احسان فراموشی کر کے مخالفت کرنا جرم ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے مقابلہ میں دوستوں کے احسانات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والا پہلے شخص سے زیادہ احسان فراموش اور مجرم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔ مثلاً مٹی سے لے کر ماں کے پیٹ میں انسان کا مکمل ڈھانچہ بنا کر اس میں روح پھونک کر ماں کے پیٹ سے باہر لانا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا خاص احسان ہے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کی رہنمائی کے لئے پیدا کرنا یہ بھی اللہ تعالےٰ کا انسانوں پر احسان عظیم ہے اور رحمۃ للعالمین کے وجود مسعود میں بے شمار کمالات کا پایا جانا اور انسانوں کے لئے آپ کو نمونہ بنانا یہ بھی اللہ تعالےٰ کا احسان عظیم ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ کے احسانات کی فراموشی کر کے اس کی نافرمانی کرنا اتنا بڑا شدید جرم ہے کہ جس کا اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔

مشرک اور کافر سب سے بڑے بداخلاق اور ظالم ہیں۔

اسی لئے حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں۔

یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (سورہ لقمان رکوع ۲ پ ۲۱)

(ترجمہ اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ بے شک شرک کرنا بڑا بھاری جرم ہے) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ البقرہ رکوع ۳۴ پ ۳)

(ترجمہ:۔ اور کافر ہی ظالم ہیں)

یہ کیوں؟

اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے:۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ○ (سورہ ابراہیم رکوع ۵ پارہ ۱۳)

(ترجمہ:۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے)

شرک اور کفر کیا چیز ہے؟

انسان کا جو تعلق اللہ تعالےٰ ہی سے ہونا چاہئے تھا۔ اس کا تعلق غیر اللہ سے رکھے تو شرک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم معلوم ہونے کے بعد ماننے سے انکار کرے تو کفر لازم آتا ہے۔

رحمۃ للعالمین اور صحابہ کرام کی مخالفت بداخلاقی ہے اور اس کی سزا

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○

(سورۃ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵)

(ترجمہ:۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے۔ تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے)

حاصل

اس آیت کا یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کرامؓ کی مخالفت اتنی بڑی بداخلاقی ہے کہ اس کی سزا دوزخ کا داخلہ ہے۔ اللّٰھم اعذنا منہ

یتامیٰ کا مال ناحق کھانا بداخلاقی ہے اور اسکی سزا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ○

(سورۃ النساء رکوع ۱ پارہ ۴)

(ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔

مثلاً

جو لوگ بدھ کے دن ایک میت کو دفن کر کے آتے ہیں۔ اور دوسرے دن جمعرات کی شام کو اسی میت کے مال میں سے ختم کے نام سے روٹیاں کھانے کے لئے آجاتے ہیں۔ حالانکہ اب وہ مال میت کا نہیں رہا بلکہ ورثاء کا ہے جن میں نابالغ بچے بھی ہیں۔ اور نابالغ بچوں کا مال کھانا حرام ہے۔ ہاں اگر اولاد میں سے کوئی بالغ بیٹا یا بیٹی اپنے ذاتی مال میں سے یا میت کا بھائی اپنے مال میں سے یا میت کا باپ اپنے مال میں سے میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے خیرات کرے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

زنا بداخلاقی ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵)

(ترجمہ:۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔)

شراب پینا اور جوا کھیلنا بداخلاقی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ سورہ المائدہ رکوع ۱۲ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔

ماپ اور تول میں کمی کرنا بداخلاقی ہے

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ○ الَّذِیْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ○ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ ○ (سورہ التطفیف پارہ ۳۰)

ترجمہ:۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کریں۔ تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔)

بیاج کھانا بداخلاقی ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ (سورۃ البقرۃ پارہ ۳ رکوع ۳۸)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ باقی سود رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ اگر تم نے نہ چھوڑا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔

یہ بداخلاقیاں

جن بداخلاقیوں کا اپنے خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں۔ آجکل کے دور میں عام طور پر مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں میرا فرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو متنبہ کر دوں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان سے باز آئیں۔ ورنہ قیامت کے دن یہ تو نہیں کہہ سکیں گے کہ اے اللہ تیرے کسی بندے نے ہمیں دنیا میں ان بداخلاقیوں پر متنبہ نہیں کیا تھا۔ وما علینا الا البلاغ

دعاء

اللہ تعالےٰ مجھے اور سب مسلمانوں کو ان بداخلاقیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین! یا الٰہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۳ شعبان ۱۳۷۵ھ - ۶ اپریل ۱۹۵۶ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض خصوصیات کا ذکر

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام! خصوصیات جمع کا لفظ ہے۔ اس کا واحد خصوصیت ہے۔ خصوصیت وہ چیز ہوتی ہے جو اس کے سوا اور کہیں نہ پائی جائے۔ مثلاً مشک کا خاصہ مہکنی ہے۔ یہ مہکینی مشک اور عنبر میں بھی نہیں پائی جاتی۔ یا مثلاً آنکھ کا خاصہ دکھانا ہے۔ یہ چیز سوائے آنکھ کے وجود کے اور کسی حصہ میں نہیں پائی جاتی اسی قاعدہ کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار خصوصیات میں سے چند خصوصیات مشتے نمونہ از خروارے آج کے خطبہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

آپ خاتم النبیین ہیں

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے یہ لقب فقط ہمارے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو عطا ہوا ہے۔ اس اعلان کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر دنیا میں نہیں آئے گا۔

قرآن مجید کی شہادت

وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ سورۃ الاحزاب رکوع ۵ پ ۲۲

ترجمہ: محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ کا رسول ہے۔ اور سب نبیوں پر مہر ہے۔ اور اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔

تھیلی یا مکان میں کوئی چیز مہر کے بعد اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ آپ کو یاد ہوگا۔ تقسیم ملک کے وقت جن مکانوں پر حکومت پاکستان کی مہر لگ جاتی تھی۔ پھر اس کے اندر کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور جو شخص مہر توڑ کر اندر جاتا ہے۔ وہ مجرم ہو جاتا تھا علیٰ ہٰذا القیاس قصر نبوت پر حضور انورؐ کا وجود مسعود بمنزلہ مہر کے ہے۔

حدیث شریف کی شہادت (نمبر ۱)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُہٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِہٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُّ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور دوسرے سب انبیاء کی مثال ایک محل کی سی ہے۔ جسے خوب بنایا گیا تھا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ دیکھنے والے آتے تھے۔ مکان کی عمدگی اور اس خالی جگہ کے متعلق تعجب ظاہر کرتے تھے۔ اب میں ہوں جس نے اس خالی جگہ کو بھر دیا ہے میرے ذریعہ ہی سے عمارت ختم ہوئی اور میری وجہ ہی سے رسول ختم کئے گئے اور وہ اینٹ میں ہوں۔ اور میں سب انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں۔

معمولی عقل والا

ہر معمولی عقل والا انسان بھی اس حدیث شریف سے یہی سمجھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حدیث شریف نمبر ۲

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ (متفق علیہ)

ترجمہ: جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے۔ میرے کئی نام ہیں میں محمدؐ ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں اللہ نے میرے ذریعہ سے کفر کو محو کر دیا۔ میں حاشر ہوں۔ کہ لوگ قیامت کو میرے بعد اٹھائے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں۔ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی اور نہ ہو

نمبر ۳

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے سب انبیاءؑ پر چھ باتوں میں فضیلت ہے (۱) مجھے کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے (۲) مجھے رعب سے مدد دی گئی (۳) مال غنیمت ہم پر حلال کیا گیا (۴) روئے زمین کو ہمارے لئے مسجد اور سبب طہارۃ بنایا گیا (۵) مجھے تمام مخلوقات کے لئے رسول بنایا گیا۔ (۶) میری ذات پر انبیاء کا خاتمہ ہو گیا۔

نتیجہ

بالکل صاف اور ظاہر ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حضور انورؐ کی ۶ خصوصیتیں

(۱) مذکورالصدر حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۶ خصوصیات ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی خصوصیت

آپ کو جوامع الکلم دی گئی ہیں۔ جوامع الکلم آپ کے وہ ارشادات ہیں۔ جن کے الفاظ تو مختصر ہیں مگر مطالب کے لحاظ سے وہ دریا در کوزہ بند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اگر ان مختصر الفاظ پر عمل کیا جائے تو ایک ہی ارشاد پر عمل کرنے سے انسان کی دنیا اور آخرۃ دونوں سنور جاتی ہیں۔

مثال ۱

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی (رواہ احمد والبیہقی)

ترجمہ: ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی دنیا کو محبوب بنایا اپنی آخرت کو نقصان پہنچائے گا۔ اور جس نے اپنی آخرت کو محبوب بنایا اپنی

دنیا کو نقصان پہنچائے گا۔ پھر تم اس کو ترجیح دو جو باقی رہے گی (یعنی آخرت) اس پر جو فنا ہو جائے گی۔

مثال ۲

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ اِنَّکَ لَسْتَ بِخَیْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَہٗ بِتَقْوٰی (رواہ احمد)

ترجمہ:- ابی ذرؓ سے روایت ہے بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔

بے شک تو کسی سرخ اور سیاہ سے بہتر نہیں ہے۔ مگر یہ کہ تو اس سے پرہیزگاری میں بڑھ جائے۔

دوسری خصوصیت

دشمنوں کے دلوں میں آپ کا ڈر ڈال دیا گیا ہے بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ایک مہینہ کی مسافت پر بھی رہنے والے دشمن آپ سے ڈرتے رہتے ہیں۔

تیسری خصوصیت

آپ کے لئے غنیمتوں کے مال حلال کر دیئے گئے ہیں۔ بنی اسرائیل میں یہ دستور تھا کہ جب دشمن پر فتح پاتے تو جو مال غنیمت ہوتا۔ وہ اکٹھا کر کے رکھ دیا جاتا۔ آسمان سے آگ آتی اور وہ اسے جلا دیتی۔

چوتھی خصوصیت

آپ کی شریعت میں مسلمان ساری زمین پر جہاں چاہے نماز ادا کر سکتا ہے۔ اور پانی نہ ہو۔ تو پاک زمین پر تیمم کر سکتا ہے

پانچویں خصوصیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہر پیغمبر فقط اپنی اپنی قوم کے لئے ہادی ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ایک ہی وقت میں متعدد انبیاء دنیا میں موجود ہوتے تھے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام ایک ہی وقت میں موجود ہیں یا مثلاً حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ہی وقت میں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے زمانہ میں ہوتے۔ تو انھیں بھی آپ کی تابعداری کے سوا چارہ نہ تھا۔

چھٹی خصوصیت

آپ کی تشریف آوری پر انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

ساتویں خصوصیت

آپ رحمۃ للعالمین ہیں

رب العالمین نے سید المرسلین خاتم النبیین کو رحمۃ للعالمین فرما کر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جس طرح رب العالمین کی ربوبیت سے کوئی چیز بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و تفہیمات سب کے لئے اور سب کے فائدے کے لئے ہیں۔ اور کوئی شخص بھی بلاواسطہ یا بالواسطہ آپ کے فیض سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی قومیں غور کریں کہ حضورؐ کی نبوت کے بعد کیونکہ انہوں نے حضورؐ کی تعلیمات کا اقتباس بالواسطہ یا بلاواسطہ طریق سے کیا ہے۔ بقول شاعر

آنچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از ہزار رسوائی

مثلاً

اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے شراب کو حرام قرار دیا تھا۔ اور انگلینڈ اور امریکہ میں ۱۹۱۴ء کی جنگ میں شراب کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ جبکہ ۱۹۱۴ء کی جنگ سے پہلے ایک جرمن عالم برن ہارڈی نے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ آئندہ جنگ میں وہی قوم جیتے گی جس کے نوجوانوں کی ہڈیاں شراب نے کھوکھلی نہ کر دی ہوں گی۔

(۲) اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے نکاح بیوگان کو جائز قرار دیا تھا۔ مگر ہندو قوم نے لاکھوں بیوہ عورتوں کو اپنے ہاتھوں سے آگ میں جلانے کے بعد انگریز کے ہندوستان کے آخری دور میں نکاح بیوگان کا قانون بنایا تھا۔

یہ کیوں؟

قرآن مجید کے قوانین میں آج تک تبدیلی کی کبھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ مگر دوسری بڑی بڑی قومیں صدیوں ٹھوکریں کھا کر بالآخر قرآن مجید کے قانون کو تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہو جاتی ہیں۔ یہ کیوں

صحیح جواب

اس سوال کا صحیح جواب یہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ انسان کی تمام ضروریات کا علم اور ان کا ایسا حل جو کبھی بھی انسان کے لئے تکلیف دہ نہ ہو۔ وہ فقط اللہ تعالیٰ ہی تجویز فرما سکتا ہے۔ اور آج سطح دنیا پر قرآن مجید کے سوا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کوئی کتاب بھی باقی نہیں رہی۔ اس لئے اگرچہ ضد اور ہٹ دھرمی سے پہلے غیر مسلم قومیں قرآن مجید کے تجویز کردہ حل کو نہیں مانتیں۔ لیکن بالآخر صدیوں کی ٹھوکروں کے بعد پھر قرآن مجید ہی کے تجویز کردہ حل کو انہیں ماننا پڑتا ہے۔

دربار رحمۃ للعالمین میں مساوات

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس کی نگاہ میں رومی۔ یونانی مصری سوڈانی سب مساوی ہیں۔ جس کے دربار میں عرب سوڈانی۔ بلال حبشی۔ فیروز خراسانی۔ سلمان فارسی صہیب رومی۔ ثمامہ نجدی اور عدی طائی پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے ہیں۔ جبال جندل کا بادشاہ اکیلا نہیں بلکہ عمان کا حکمران جیفر ابن آل جمیر کا داعی الوہیت ذوالکلاع اور ملک یمن کا بڑا کاہن ضماد غلامان بارگاہ سے بہت پیچھے صف نعال میں خرم و شادماں موجود ہے۔

دربار رحمۃ للعالمین میں صنف نازک کی حمایت

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے دیکھا کہ کہیں تو عورت کو اناج۔ غلہ۔ روپیہ پیسہ کی طرح وراثت (ترکات) میں بانٹا جاتا ہے (ہندومت) اور کہیں عورت کو بے روح بتایا جاتا ہے۔ یا کبھی عورت کو مجسم شیطان تعبیر کیا جاتا ہے (سترھویں صدی سے پہلے کی عیسائیت) کہیں اسے صرف اغراض شہوانی کا آلہ کار قرار دیا جاتا ہے (یہودیت) اور کہیں بے جان زمین کی طرح اسے مردوں کا ترکہ بننا تجویز کیا گیا ہے (ایران کے مزدکیہ و مانویہ) اور ان جملہ حالات میں اس کی شخصیت۔ انسانیت اور حقوق کا ذرہ بھی پاس و لحاظ نہیں رکھا گیا۔ ان جملہ معائب کو دور کرنے کے لئے یہ حکم سنایا ہے۔

وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ الآیۃ

ترجمہ:- جیسے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں ویسے ہی عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ہیں۔

صنف نازک کی مزید حمایت

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے عرب کے اس رواج کو توڑا۔ کہ میت کا ورثہ خاندان کے صرف ان لوگوں کو ملے گا جو تلوار و نیزہ اٹھا سکتے ہوں۔ عورت اور معصوم بچے بیٹی۔ بہن کا کوئی حق نہیں۔ بلکہ وہ ایک عورت کو باپ کی جائداد سے بوجہ بیٹی ہونے کے بھائی کی جائداد سے بوجہ بہن ہونے کے شوہر کی جائداد سے بوجہ زوجہ ہونے کے اور اولاد کی جائداد سے بوجہ والدہ ہونے کے متعدد حصے دلاتا ہے۔ اور حضورؐ کے تعلیم کردہ قانون توریث کو اصولاً بہت ہی غیر مسلم قوموں نے بھی لے لیا ہے۔

دربار رحمۃ للعالمین میں غلاموں کی حمایت

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے غلامی کے نقائص دور کرنے کی تدابیر کیں۔ غلاموں کو برابر کا کھلانا۔ برابر کا پہنانا۔ ان کی استطاعت سے بڑھ کر کام نہ لینا فرض ٹھہرایا۔ اور اس طرح پر غلاموں کو خاندان کا ایک جزو یا ممبر بنا دیا۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے مکاتب غلام کو چندہ دینے کا حکم سب کو دیا۔ حتیٰ کہ وہ آقا بھی چندہ دے جس کی غلامی سے اس نے آزاد ہونا ہے۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے اسلامی سلطنت کی آمدنی صدقات میں سے ایک حصہ خزانہ میں غلامی کے مٹانے کے لئے مقرر فرمایا۔ وَفِی الرِّقَابِ (سورۃ التوبۃ)

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے آقاؤں کو عتاق من النار کا ذریعہ آزادی غلام نبایا۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے آزاد کو آقا کے برابر حقوق عطا فرما کر آقا کو غلام کا مولیٰ اور غلام کو آقا کا مولیٰ ٹھہرایا۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے جس نے آزادیٔ غلام کے بعد بھی آقا و غلام میں ایک ایسی نسبت ایک ایسا علاقہ پیدا کر دیا۔ جو صرف خون کے رشتہ میں ہوتا ہے۔ یعنی آقا کے لاوارث ہونے پر غلام کو اور غلام کے لاوارث ہونے پر آقا کو اس کا وارث ٹھہرایا۔

رحمۃ للعالمین کے دربار میں انسانیت کا مفہوم

رحمۃ للعالمین وُہ ہے جو انسانیت کے درجۂ رفیع کو نہ تو زر و دولت کے لباس میں دیکھتا ہے اور نہ فقر و تہیدستی کے وقت اس کی نفی فرماتا ہے۔ بلکہ انسانیت کا مدار اور ابن آدم کہلانے کا استحقاق وہ صرف ایمان اور علم پر مبنی کرتا ہے۔

حضور انورؐ حیوانات کیلئے بھی رحمت ہیں

طبرانی اور ابونعیم نے بروایت یعلی بن مرہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ایک اونٹ کو ہکا چلاتے ہوئے دیکھا اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ہم کو سجدہ کرنے کا اونٹ کی بہ نسبت زیادہ حق حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی۔ اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا۔ اب ان کے ہاں ایک تقریب ہے تو انہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضورؐ نے اونٹ کے مالکوں سے سرگزشت کہلا بھیجی۔ انہوں نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم اس بالکل سچ کہا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم اس کو میرے لئے چھوڑ دو۔

مسلمانوں پر فرض

جب ہم مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کے دعویدار ہیں۔ تو ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم میں مساوات کی روح۔ انسانیت کا صحیح مفہوم بیکسوں کی حمایت۔ حتیٰ کہ حیوانات کے ساتھ بھی رحمدلی کا سلوک ہو۔ تاکہ آپ کی سچی امت کے زمرہ میں شامل ہو کر قیامت کے دن حضور انورؐ کے سامنے سرخرو ہو جائیں

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ۔ وجعل آخرتنا خیرا من الاولیٰ

دعائے خیر:۔ میں نے آج کے مضمون میں قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری کی رحمۃ للعالمین سے اقتباسات لئے ہیں۔ ان کے حق میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور ان کی تصانیف کو آئندہ نسلوں کیلئے مشعل راہ بنائے آمین الٰہ العالمین

صدقہ سے رزق میں برکت ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تو (ضرورت مندوں پر) خرچ کر، میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا۔ (صحیح بخاری: ۵۲۵۳)

کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام (اسلام کا کون سا عمل) سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور جسے جانتے ہو اور جسے نہ جانتے ہو، سب کو سلام کرو۔ (صحیح بخاری: ۱۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۳ر جون ۱۹۵۶ء

قرآن مجید کی خصوصیات

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

پہلی

قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ آج سطح دنیا پر کوئی آسمانی کتاب موجود نہیں ہے جس میں یہ اعلان ہو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

شہادت

(هُوَ الَّذِيٓ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ
اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ)

الآیۃ ۔ سورۃ آل عمران رکوع ۱ پارہ ۳

(ترجمہ۔ وہی ہے جس نے تم پر کتاب اُتاری اس میں بعض آیتیں محکم ہیں (جن کے معنی واضح ہیں) وُہ کتاب کی اصل ہیں)

دوسری

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید سے پہلے اور بھی کتابیں نازل فرمائی تھیں۔ مثلاً توراۃ ۔ انجیل، زبور وغیرہ مگر سوائے قرآن مجید کے اور کسی کتاب کی حفاظت کا ذمّہ نہیں لیا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی حفاظت کی ذمہ داری کے باعث ہی قرآن مجید آجتک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

شہادت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

(سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

(ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اُتاری ہے۔ اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں)

تیسری

ہر پیغمبر اپنی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتا تھا اس لئے اس وقت کی آسمانی کتاب میں بھی اسی قوم کی عادات واطوار ۔ رسم ورواج کو پیش نظر رکھا جاتا تھا ۔ تاکہ ان کی اصلاح ہو جائے مگر قرآن مجید تمام اقوام عالم کے لئے ہے ۔ اس لئے اس میں تمام اقوام عالم کے عقائد اعمال ۔ عادات واطوار کو مدنظر رکھ کر احکام دیئے گئے ہیں۔

شہادت

(وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا
وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ)

(سورۃ السبا رکوع ۳ پ ۲۲)

(ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)

چوتھی

قرآن مجید کے قوانین اٹل اور ناقابل ترمیم و تنسیخ ہیں۔

شہادت

(وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا)

(سورۃ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸)

(ترجمہ:۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں)

نتیجہ

اسی اعلان خداوندی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آج تک قرآن مجید کے کسی فیصلہ پر ترمیم کی ضرورت پیش نہیں آئی بمقابلہ اس کے کئی مرتبہ یہ نظارہ دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے عقلاء بڑی سوچ وبچار کے بعد ایک قانون بناتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد اس کے نقائص مجبور کرتے ہیں۔ کہ اس میں ترمیم کی جائے۔ مثلاً ہندوؤں کا نکاح بیوہ میں ترمیم کرنا۔ اور یورپ کا ۱۹۱۴ء کی جنگ میں شراب کو ممنوع قرار دینا۔ اور ہٹلر (جرمنی) کا ڈکٹیٹر) کا حکم کہ عورتوں کو دفتروں سے ہٹا کر گھروں میں واپس کرنا وغیرہ)

پانچویں

آج سطح دنیا پر خدا کی جانب کوئی کتاب سوائے قرآن مجید کے حلال اور حرام میں تمیز کرنے والی نہیں ہے۔

شہادت

(اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا
يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ
الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا) الآیۃ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۳۸ پ ۳)

(ترجمہ:۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیتے ہیں ۔ یہ حالت اُن کی اس لئے ہوگی کہ انہوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

چھٹی

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب جسمانی عبادت کا نظام الاوقات (پروگرام) بتلانے والی موجود نہیں ہے۔

شہادت

(وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ
اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ)

(سورۃ ہود رکوع ۱۰ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دُور کرتی ہیں ۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے)

ساتویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے اور کوئی آسمانی کتاب مالی عبادت کا نظام الاوقات بتلانے والی نہیں ہے

شہادت

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ) الآیۃ سورۃ التوبہ رکوع ۱۳ پ ۱۱

(ترجمہ:۔ ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کہ اس سے ان کے ظاہر کو پاک اور ان کے باطن کو صاف کردے ۔ اور انہیں دعا دے

آٹھویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب خدا تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون اخلاق پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى
اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى
اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا
بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ
وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ
بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ
اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ
تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○ سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶

(ترجمہ:۔ اے ایمان والو ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں ۔ اور ایک دوسرے

کو طعنے نہ دو۔ اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو، فسق کے نام لینے ایمان لانے کے بعد بہت برے ہیں۔ اور جو باز نہ آئیں سو وہ ظالم ہیں۔ اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں۔ اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو۔ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔

نویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون معاشرت پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

ا۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورہ الحجرات ع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ:۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے)

ب۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ٥)

(سورۃ النساء رکوع ۱ پ ۴)

(ترجمہ:۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو۔ اور رشتہ داری کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو۔ بیشک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے)

دسویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب خدا تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون اقتصادیات پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

(وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ٥)

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵)

(ترجمہ:۔ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ۔ اور نہ اسے کھول دے۔ بالکل ہی کھول دینا پھر تو پشیمان تہی دست ہو کر بیٹھ رہے گا۔

(ب) وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ٥

(سورہ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹)

(ترجمہ:۔ اللہ کے بندے وہ ہیں) جب خرچ کرتے ہیں۔ تو فضول خرچی نہیں کرتے۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے)

گیارہویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون جنگ پر روشنی ڈالنے والی نہیں ہے۔

شہادت

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ٥ الآیۃ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۴ پ ۲)

(ترجمہ:۔ اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)

بارہویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب خدا تعالےٰ کے تجویز کردہ ایسے قانون پر روشنی ڈالنے والی نہیں کہ مفتوح قوم کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔ اگر وہ غیر مسلم رہنا چاہیں تو ان کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرنا چاہیے اور اگر مسلمان ہو جائیں تو ان کے ساتھ کس قسم کا سلوک ہونا چاہیے۔

شہادت

اگر دشمن ہار کر صلح کے لئے آمادہ ہو جائے تو مسلمانوں کو اس سے صلح کر لینی چاہیے۔

(وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (سورہ انفعال رکوع ۸ پ ۱۰)

(ترجمہ:۔ اور اگر وہ صلح کے لئے مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ۔ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

(ب) مفتوح قوم کو جبراً مسلمان نہیں کیا جائے گا۔

(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ) الآیۃ سورۃ البقرہ رکوع ۳ پ ۳)

(ترجمہ:۔ دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے بے شک ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔

(ج) حکومت اسلامیہ کی طرف سے ان کی جان اور مال اور عزت کی حفاظت کے صلہ میں ایک ٹیکس ان سے وصول کیا جائے گا۔ جسے اسلامی اصطلاح میں جزیہ کہا جائے گا۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ (سورۃ التوبہ رکوع ۴ پ ۱۰)

(ترجمہ:۔ ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور سچا دین قبول نہیں کرتے۔ ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔

تیرھویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب موجود نہیں ہے جو یہ بتلائے کہ جو عورتیں کافروں کے ملک سے خود بھاگ کر دارالاسلام میں آ جائیں ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

شہادت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُم مَّا أَنفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (سورہ الممتحنہ پارہ ۲۸ ع ۲)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو اُن کی جانچ کر لو۔ اللہ ہی ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پس اگر تم انہیں مومن معلوم کر لو۔ تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ۔ نہ وہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لئے حلال ہیں۔ اور ان کفار کو دے دو۔ جو انہوں نے خرچ کیا۔ اور تم پر گناہ نہیں کہ تم ان سے نکاح کر لو جب تم انہیں ان کے مہر دے دو اور کافر عورتوں کے ناموس

(باقی صفلہ پر)

ضرورت سے زائد مال خرچ کر دینا بہتر ہے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن آدم! اپنی ضرورت سے زائد مال خرچ کر دینا تیرے لیے بہتر ہے اگر تو اس کو روک لے گا تو تیرے لیے برا ہو گا۔ اور دینے کی ابتداء اپنے اہل و عیال سے کر۔ اور اوپر والا ہاتھ (یعنی دینے والا ہاتھ) نیچے والے ہاتھ (یعنی لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۰۳۶)

بقیہ خطبہ

(صفحہ ۹ سے آگے)

کو قبضہ میں نہ رکھو۔ اور جو تم نے ان عورتوں پہ خرچ کیا تھا۔ مانگ لو۔ اور جو انہوں نے خرچ کیا۔ وہ مانگ لیں۔ اللہ کا یہی حکم ہے۔ جو تمہارے لئے صادر فرمایا۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے)

چودھویں

آج سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے کوئی اور آسمانی کتاب موجود نہیں ہے۔ جو یہ بتلائے۔ کہ اگر میدان جنگ میں نماز کا وقت آجائے تو مسلمان نماز کس طرح ادا کریں

شہادت

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۵ پ ۵)

ترجمہ:- اے نبی جب تو مسلمانوں میں موجود ہو اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کرتی ہے ان میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار لے لیں پھر جب یہ سجدہ کر لیں تو تیرے پیچھے سے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت آوے جس نے نماز نہیں پڑھی وہ تیرے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ اور ہتھیار ساتھ رکھیں کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اسباب سے بے خبر ہو جاؤ۔ تاکہ تم پر ایک بارگی لوٹ پڑیں۔ اور اگر بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو ہتھیار رکھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں (اور تب بھی) اپنا بچاؤ ساتھ رکھو بے شک اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہونے کی حالت میں یاد کرو۔ اور جب تمہیں اطمینان ہو جائے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدقہ کی قدردانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اللہ صرف پاک کمائی کو قبول کرتا ہے۔ پھر اس کو خیرات کرنے والے کے لیے پالتا رہتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ خیرات پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۴۱۰)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

خطبہ یوم الجمعۃ :- ۸ر رمضان ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۶ء

مرحبا اے ماہِ رمضان مرحبا

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
(الآیۃ سورۃ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲)
(ترجمہ :- وہ مہینہ رمضان ہی کا ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے)

رمضان شریف کے فضائل :-

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت سے لے کر قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لئے دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات حاصل کرنے کا پروگرام اسی مبارک مہینہ میں نازل ہوا ہے اللہ تعالے نے اسی مہینہ کو یہ شرف بخشا ہے

(۲) اس مہینہ کی جس رات میں قرآن مجید لوح محفوظ سے نازل ہوا ہے ۔ اس رات کو مبارک رات کا لقب دیا گیا ہے۔

(۳) اس مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو نوافل میں پڑھ کر امت کے لئے ایک سنت قائم فرمائی ہے ۔ جسے مسلمان آج تک نباہتے آئے ہیں ۔ کہ رمضان شریف کی راتوں میں تراویح میں مسلمان قرآن مجید سنتے آئے ہیں ۔ اور جب تک دنیا تک سنتے رہیں گے ۔

(۴) یہی وہ مہینہ ہے ۔ جس کی راتوں میں عبادت کرنے کا ثواب غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (اس کے سب پہلے گناہ بخش دئے جائیں گے) دیا گیا ہے ۔

(۵) یہی وہ مہینہ ہے جس کے دنوں میں روزہ رکھنے کا ثواب غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (اس کے پہلے سب گناہ بخش دئے جائیں گے) ہے ۔

(۶) یہی وہ مہینہ ہے جس میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس میں ایک رات کی عبادت کا ثواب ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی بہتر ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے (لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ) سورۃ القدر پارہ ۳۰ ترجمہ :- لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے ۔

(۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱)
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ (متفق علیہ)
(ترجمہ :- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جب رمضان آتا ہے ۔ آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ۔ اور ایک روایت میں ہے ۔ بہشت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں ۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں ۔ اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے ۔ اور ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں ۔

روزہ کے فضائل :-

(۱) عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِنْھَا بَابٌ یُسَمَّی الرَّیَّانُ لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ ۔ (متفق علیہ)
(ترجمہ :- سہل بن سعدؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ بہشت میں آٹھ دروازے ہیں ۔ ان میں سے ایک کا نام ریان ہے ۔ اس میں فقط روزہ دار داخل ہوں گے

(۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ (متفق علیہ)
ترجمہ :- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ابن آدم کے ہر عمل کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے ۔ ایک نیکی کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک اللہ تعالے نے فرمایا ہے ۔ مگر روزہ کیونکہ روزہ میرے لئے ہے کہ میں ہی اس کا بدلہ ہوں (روزہ دار) اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے ۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ۔ ایک خوشی اس کے روزہ افطار کرنے کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت ۔ البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی خوشبودار ہے ۔ اور روزہ ڈھال ہے ۔ اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو ۔ تو نہ عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے ۔ اور نہ غل مچائے ۔ پس اگر اسے کوئی گالی دے یا اس سے لڑائی کرے ۔ پھر بھی کہے کہ میں روزہ دار آدمی ہوں ۔

(۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)
(ترجمہ :- عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ روزہ اور قرآن بندے کے لئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے ۔ روزہ کہے گا ۔ اے میرے رب میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن کو روک رکھا تھا ۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما ۔ اور قرآن کہے گا ۔ میں نے رات کو اسے سونے سے منع کیا تھا ۔ اس لئے اس کے حق میں میری سفاعت قبول فرما ۔ پھر دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی

روزہ افطار کرانے کا ثواب

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارَکٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ و

شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ -

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری دن خطبہ دیا۔ پھر فرمایا۔ اے لوگو! تحقیق تم پر عظمت والا مہینہ آپہنچا ہے۔ مبارک مہینہ۔ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس میں روزہ رکھنا فرض کیا ہے۔ اور اس کی رات کا قیام کرنا نفل ہے۔ جس شخص نے اس مہینہ میں کوئی نیکی کا کام کر کے (اللہ کا) قرب حاصل کیا۔ وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے رمضان کے سوا دوسرے مہینہ میں) فرض ادا کیا۔ اور جس شخص نے اس مہینہ میں فرض ادا کیا۔ وہ اس شخص کی طرح ہوگا۔ جس نے ستر فرض (رمضان کے مہینہ کے سوا) ادا کئے۔ اور وہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور وہ (ایک دوسرے کے ساتھ) ہمدردی کا مہینہ ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ اور جس شخص نے اس میں روزہ دار کا روزہ افطار کرایا۔ یہ روزہ افطار کرانا اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہوگا۔ اور آگ سے اس کی گردن کے آزاد کرنے کا باعث ہوگا۔ اور روزہ افطار کرانے والے کو روزہ رکھنے والے جیسا اجر ہوگا۔ سوائے اس کے کہ روزہ رکھنے والے کے اجر سے کچھ کم ہو۔ ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ ہم میں سے ہر ایک نہیں پاتا۔ وہ چیز جس سے کہ ہم روزہ دار کا روزہ افطار کرائیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیگا جس نے روزہ دار کا روزہ لسی کے گھونٹ سے کھلوایا۔ یا کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے کھلوایا۔ اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر پلایا۔ اس کو اللہ میرے حوض سے اس طرح پلائیگا کہ پیاسا ہی نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو اور وہ ایسا مہینہ ہے۔ اوّل اس کا رحمت ہے۔ اور اس کا درمیان بخشش ہے اور اس کا آخر دوزخ سے آزادی ہے۔ اور جس شخص نے اس میں اپنے غلام سے (کام لینے میں) تخفیف کی۔ اللہ اسے بخش دے گا۔ اور اسے دوزخ سے آزاد کر دے گا۔

روزہ دار کیلئے ضروری پرہیز

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹی باتیں نہ چھوڑیں۔ اور ایسی باتوں پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا چھوڑے اور اپنا پینا چھوڑے۔

حاصل

یہ ہے کہ روزہ دار کو جھوٹی باتیں اور بری باتیں مونہہ سے نہیں نکالنی چاہئیں۔ اور نہ ہی برے کام کرنے چاہئیں۔ ورنہ بارگاہ الٰہی میں اس کے روزے کی قیمت نہیں ہوگی۔

روزہ یاد نہ رہے اور کھا پی لے تو حرج نہیں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ (متفق علیہ)

(ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہے جس کو اپنا روزہ دار ہونا بھول گیا۔ پھر کھا لیا۔ یا پی لیا۔ پھر اسے اپنا روزہ پورا کر لینا چاہیے۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

روزہ دار کو مسواک کی اجازت ہے

عَنْ عَامِرِؓ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا أُحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

(ترجمہ:۔ عامرؓ بن ربیعہ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار مرتبہ دیکھا ہے کہ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے تھے۔

سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ إِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصُومُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہا تحقیق حمزہؓ بن عمرو الاسلمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی (کیا) میں سفر میں روزہ رکھوں۔ اور وہ بہت روزے رکھا کرتا تھا۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو روزہ رکھو۔ اگر چاہو تو افطار کر لو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ مسافر کو اختیار ہے۔ چاہے تو روزہ رکھ لے۔ اور چاہے تو نہ رکھے۔

روزہ افطار کرنے کے وقت کی دعا

عَنْ مُعَاذِؓ بْنِ زُهْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ (رواہ ابوداؤد)

(ترجمہ:۔ معاذ بن زہرہؓ سے روایت ہے، کہا۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو فرماتے۔ اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا تھا۔ اور تیرے رزق پر افطار کیا ہے۔

سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہئے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُونَ

(رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ)

(ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ جلدی افطار کریں گے۔ کیونکہ یہود اور نصاریٰ دیر کرتے ہیں۔

روزے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود کے اندر دو چیزیں جمع کی ہوئی ہیں۔ جنہیں عام طور پر روح اور جسم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انہیں ملکیتہ اور بہیمیتہ کے نام سے تعبیر فرماتے ہیں۔ جسم زمین کے اجزاء سے بنایا گیا ہے اور روح آسمان سے لا کر اس کے ڈھانچے میں ڈالی جاتی ہے۔ جب حسب ارشاد نبوی حمل کے بعد چار ماہ پورے ہو جاتے ہیں تو انسان کا ڈھانچہ ماں کے پیٹ میں مکمل ہو جاتا ہے۔ تب اس کے اندر روح ڈالی جاتی ہے۔ بہیمیتہ یہ چاہتی ہے کہ یہ جسم میری خدمت میں مصروف رہے۔ خوب محنت کر کے کمائے۔ اور مجھے لذیذ سے لذیذ کھانے کھلائے اور عمدہ سے عمدہ قیمتی کپڑے پہنائے۔ اور ملکیتہ یہ چاہتی ہے۔ کہ یہ ڈھانچہ دن رات اللہ تعالےٰ کے ذکر میں شاغل رہے۔ کیونکہ ملکیتہ کو اللہ تعالےٰ کے ذکر سے سرور اور لذت حاصل ہوتی ہے اس عالم ناسوت یعنی اس مادی جہان میں انسان نے چند روز رہ کر بالآخر عالم ملکوت یعنی ملکیتہ کے ملک میں جانا ہے۔ اور وہاں ابد الآباد کے لیے (باقی بر ۱۹)

مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا ہولناک انجام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کے مال کو قیامت کے دن آگ کے سانپ کی صورت میں بنا دیا جائے گا، پھر اس سے اس کی پیشانی کو داغا جائے گا۔ اور یہ اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے یہاں تک کہ لوگوں کا حساب مکمل ہو جائے گا۔ (نسائی:۱۱۵۵۷)

بقیہ خطبہ جمعہ

(صفحہ سے آگے)

رہنا ہے۔ لہٰذا انسان کی بہتری اسی میں ہے کہ ہمیشہ کو ملکیتہ کے تابع ہو کر رہنے کا عادی بنایا جائے۔ رمضان المبارک کا مہینہ ویسے بھی بہت سی برکتوں کا حامل ہے اسی مہینہ میں مسلمان سے روزے رکھوائے جاتے ہیں۔ تاکہ اس کی بہیمیتہ کمزور رہے۔ اور ملکیتہ کی طاقت بڑھ جائے۔ اسی لئے روزہ دار کو کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے روک دیا جاتا ہے۔ اور رات کو علاوہ نماز عشاء کے تراویح کی نماز اس سے پڑھوائی جاتی ہے۔ تاکہ قرآن مجید جو رئیس الاذکار ہے وہ سروقد ہو کر ہمہ تن گوش بن کر سنے۔ اور اس ریاضت سے ملکیتہ کی طاقت میں جو کمی تھی۔ اس کا جبر نقصان ہو جائے۔ اور رمضان شریف کے بعد مسلمان اس چیز کو پیش نظر رکھے کہ ہمیشہ ملکیتہ کی خواہشات کو بہیمیتہ کی خواہشات پر ترجیح دے۔ اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے سے انسان کی بہتری ہو جائیگی اور آخرت میں کامیاب ہو سکے گا۔ اور بندگان خدا کی اس ریاضت کی قدر اللہ تعالے کی بارگاہ میں ہوگی

جس کا ذکر آپ رمضان شریف کے فضائل اور روزہ کے فضائل کے عنوانات میں سن چکے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيم

بقیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(صفحہ سے آگے)

(۱۳) لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ (مسلم)

ترجمہ:۔ فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک عیسیٰ ابن مریمؑ نازل نہ ہوں گے۔

(۱۴) يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً

(ترجمہ:۔ عیسیٰؑ ابن مریمؑ نازل ہوں گے اور زمین پر چالیس سال تک ٹھہریں گے)

(۱۵) أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَأَنَّ عِيسَىٰ يَأْتِي عَلَيْهِ الْفَنَاءُ

ترجمہ:۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا خدا ہمیشہ زندہ ہے اس کو موت نہیں اور عیسیٰ جس کو تم بزعم خود خدا سمجھ رہے ہو اس کو موت

(باقی صفحہ ۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ رمضان ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۵۶ء

ماہِ رمضان کے متعلق ارشادِ نبوی ؐ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَّاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَّاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ۰

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

(ترجمہ (رمضان) وہ مہینہ ہے۔ جس کی ابتداء رحمۃ (الہی) کے نزول کا وقت ہے۔ اور اس کا درمیان مغفرۃ کا زمانہ ہے (جو رحمت الہی پر مرتب ہوگی۔ اور آخر اس کا دوزخ سے آزاد ہونے کا وقت ہے (یعنی وہ پورا اجر مل جانے کا وقت ہے)

تینوں چیزوں کے حصول کا ذریعہ

(وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْہِ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ) سورۃ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲

ترجمہ:۔ اور اللہ سے معافی مانگو۔ پھر اس کیطرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب مہربان محبت والا ہے۔

برادران اسلام! سب سے پہلے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو فرمایا تھا۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ۰ یُّرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا ۰ وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا ۰

(سورہ نوح رکوع ۱ پ ۲۹)

(ترجمہ:۔ پس میں نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر موسلادھار (مینہ) برسائے گا۔ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کریگا۔ اور تمہارے لئے باغ بنادے گا اور تمہارے لئے نہریں بنادے گا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اے گنہگارو۔ تم اللہ تعالےٰ سے پہلے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگو۔ وہ تمہیں گناہ بخش دیگا اور تمہارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیگا۔

یہی نسخہ

حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی اپنی قوم کو ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ سے پہلے اپنے گذشتہ گناہوں کی معافی مانگو۔ اور گناہوں کی راہوں سے ہٹ کر اللہ تعالےٰ کیطرف لوٹ آؤ تب تم پر اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کا نزول ہوگا۔

یہی دعوت

اپنے مسلمان بھائیوں کو وہی انبیاء علیہ السلام والی دعوت دیتا ہوں جو کہ رمضان مبارک رحمۃ مغفرۃ اور دوزخ سے آزادی ملنے کا مہینہ ہے۔ آؤ۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگیں اور گزشتہ غلط راستوں سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کیطرف منہ پھیر لیں کہ اے اللہ ہر معاملہ میں تیرا ہی حکم مانیں گے اور تیری ہی رضا کے ماتحت زندگی بسر کریں گے۔ اسلئے ہمیں اس مبارک مہینہ کی رحمۃ مغفرۃ اور دوزخ سے آزادی کا ٹکٹ ہمیں بھی عطا فرما

قانون الہٰی کے نقطۂ نگاہ سے چند غلطیاں اور انکی اصلاح

۱ عقائد میں اصلاح

(۱) اے اللہ تیرے سوا اپنا حاجت روا اور مشکلکشا کسی کو خیال نہیں کریں گے۔

(۲) اے اللہ ہر نفع حاصل کرنے اور ہر تکلیف سے بچنے کے لئے فقط تیرے ہی دروازہ پر چل کر آئیں گے۔

(۳) اور فقط تیرے ہی سامنے ہاتھ پھیلائیں گے۔

(۴) اور جب تک کامیاب نہیں ہوں گے تیرے ہی دروازے پر ہاتھ پھیلاتے رہیں گے۔

(۵) اور جب کامیاب ہوں گے تو فقط تیرا ہی شکر بجا لائیں گے۔

عبادات کے متعلق اصلاح

اے اللہ۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کے سلسلہ میں تیرے حکم کی تعمیل کا عہد کرتے ہیں۔

معاملات میں اصلاح

براداران اسلام۔ اگر اس مہینہ کی برکات (رحمۃ مغفرۃ دوزخ سے آزادی) حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالےٰ سے عہد کریں۔ کہ آئندہ کسی مسلمان کا مال ناحق نہیں کھائیں گے۔ نہ چوری سے۔ نہ ڈاکہ زنی سے۔ نہ فریب دہی سے۔ نہ دھوکہ بازی سے۔ نہ رشوت سے۔ غرضیکہ کسی بھی ناجائز طریقہ کسی مسلمان کا ایک پیسہ نہیں کھائیں گے۔

شادی کی غلطیوں کی اصلاح

(۱) اے اللہ چونکہ باجے بجانا حرام ہے (اگر یہ معلوم کرنا ہو۔ تو میرا رسالہ شہادۃ التحاریر علی حرمۃ المزامیر دفتر انجمن خدام الدین سے مفت لے کر پڑھ لیں) اس لئے ہم آئندہ شادیوں میں باجے نہیں بجائیں گے اور حلال کا کمایا ہوا مال حرام میں خرچ نہیں کریں گے۔ اور اے اللہ دولھا کے سر پر سہرا باندھنا کافروں کی رسم ہے اسلئے آئندہ دولھا کے سر پر سہرا نہیں باندھیں گے۔ اور اے اللہ نام ونمود کے لئے جو پر تکلف کھانے پکا کر برات کو کھلاتے ہیں۔ یا دعوت ولیمہ پر اپنی توفیق سے بڑھ کر محض نام ونمود کے لئے جو کھانے پکاتے ہیں۔ اس سے باز رہنے کا عہد کرتے ہیں۔ اور اے اللہ شادی کے موقعہ پر جو آتش بازی چلاتے ہیں۔ چونکہ وہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ اس لئے آئندہ اس سے بھی توبہ کرتے ہیں۔

میت کے متعلق غلطیوں کی اصلاح

اے اللہ بہنوں اور بیٹیوں کو مال میراث سے حصہ نہ دینے کے گناہ سے ہم توبہ کرتے ہیں۔ اے اللہ مرنے والے کے بعد اس کے مال میں اگر کسی یتیم کا حصہ ہوگا تو اس مال سے خیرات کرنے سے توبہ کرتے ہیں۔ اور اے اللہ اگر میت کے مال میں کسی یتیم کا حصہ نہیں ہے مگر اس میں کئی حصہ دار ہیں۔ مثلاً چار بیٹے اور چار بیٹیاں ایک بیوی۔ ایک میت کا باپ اور ایک اس کی ماں۔ تو جب تک سب سے اجازت نہیں لے لیں گے۔ اس وقت تک اس میت کے مال سے ہرگز کوئی خیرات نہیں کرینگے۔ اے اللہ ہم عہد کرتے ہیں کہ میت کے مال کی تقسیم تیرے فرمان کے مطابق کیا کریں گے۔

بیٹیوں کی حق تلفی

اے اللہ۔ ایک سخت گناہ پہلے کیا کرتے تھے۔ اس گناہ سے بھی اس رمضان مبارک میں توبہ کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ لڑکی کو شادی کے وقت جو جہیز دیتے ہیں یا اس کی شادی کے موقعہ پر دعوتوں وغیرہ پر خرچ ہوتا تھا۔ اس سارے خرچ کو اس کے مال میراث میں وضع کرتے تھے اور باپ کے مرنے کے بعد اسے کچھ نہیں دیتے تھے۔ حالانکہ ہم بیٹے کی شادی پر بھی تقریباً ویسا ہی خرچ کر دیتے تھے۔ دعوتیں بیٹی کے بیاہ کی طرح بیٹے کے بیاہ پر بھی کرتے ہیں۔ اور جس طرح بیٹی کو جہیز میں زیورات دیتے ہیں۔ اسی طرح وری میں بہو کو پہنا دیتے ہیں۔ اور یہ سارا خرچ جو بیٹے کے بیاہ میں ہوتا ہے۔ اسے بیٹے کے مال میراث میں سے وضع نہیں کرتے۔ اے اللہ اس گناہ سے بھی توبہ کرتے ہیں۔

رات کا خلاف شرع مشغلہ

اے اللہ ہم دن کو مختلف ذرائع معاش سے روپیہ کماتے ہیں۔ اور رات کو شراب خوری اور سینما بینی میں اسے برباد کرتے ہیں۔ ہم تیری بارگاہ میں صدق دل سے ان گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔

اولاد کو دین کی تعلیم نہ دینے کا جرم

اے اللہ ہم اس گناہ سے بھی توبہ کرتے ہیں۔ کہ باوجود تیرے فرمان کے اپنی اولاد کو تیرے دین کی تعلیم نہیں دیتے۔ آئندہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی

دلایا کریں گے۔ تاکہ اس دنیاوی تعلیم کے زہر کا تریاق دینی تعلیم ہو جائے۔ اور بچوں کو آخرت بھی یاد رہے اور دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف رہے۔

نتیجہ:۔ برادران اسلام۔ اگر ان گناہوں سے ہم توبہ کرلیں۔ تو یقیناً اللہ تعالےٰ ہمیں رمضان مبارک کی برکتوں سے مالا مال کردے گا۔ اور اگر ہم لوگ ان باغیانہ حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے۔ تو پھر خود اپنے دل سے پوچھو۔ کہ اگر باغی بغاوت سے باز نہ آئے۔ تو پھر کیا بادشاہ کی نظر رحمت اس پر پڑ سکتی ہے؟

ایک مفید اور صحیح مشورہ

میرے معزز بھائیو۔ میں آپ کو ایک مفید مشورہ دیا کرتا ہوں۔ اور آج اسے دہراتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جس عقل خداداد سے آپ دنیا کے معاملات کو طے کرتے ہو۔ اسی عقل سے خدا تعالےٰ کے معاملہ کو درست رکھو گے تو اللہ تعالےٰ یقیناً راضی ہو جائے گا۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ عام طور پر مسلمان اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں اس عقل خداداد

سے کام نہیں لیتا۔ یہی چیز جو ابھی اوپر گذری ہے۔ دنیا کے بادشاہ کے متعلق تو مسلمان بآسانی سمجھ جاتا ہے۔ کہ اگر باغی اپنی بغاوت سے باز نہ آتے۔ تو بادشاہ کبھی اس پر رحم نہیں کرتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں یہ خیال کرتا ہے کہ اگرچہ میں مرتے دم تک باغی رہوں تو بھی میرے لئے بہشت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس خیال باطل کی قرآن مجید میں صاف تردید فرما دی ہے۔

پہلا ارشاد

(اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ) سورۃ الجاثیہ رکوع ع۲ پ ۲۵

(ترجمہ:۔ کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ ہم ان کو ایماندار و نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے۔ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں)

دوسرا ارشاد

(وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۚ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ؀)

سورۃ فاطر رکوع ع۳ پارہ ع۲۲

(ترجمہ:۔ اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے۔ اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ۔ اور نہ زندے اور مردے برابر نہیں ہیں۔ بے شک اللہ سناتا ہے۔ جسے چاہے۔ اور آپ انہیں سنانے والے نہیں۔ جو قبروں میں ہیں)

حاصل

یہ ہے کہ جسطرح قدرتیہ دو دو قسمیں آپس میں برابر نہیں ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندے اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ

روزہ کے متعلق بعض مسائل

(۱) دن کو سرمہ لگانا۔ تیل لگانا۔ خوشبو سونگھنا درست ہے۔

(۲) سرمہ لگانے کے بعد اگر تھوک میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳) حلق کے اندر مکھی چلی گئی۔ یا آپ ہی آپ دھواں چلا گیا۔ یا گرد وغبار چلا گیا۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۴) حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۵) عطر۔ کیوڑہ۔ گلاب۔ پھول وغیرہ خوشبو سونگھنا جس میں دھواں نہو۔ جائز ہے۔ روزہ میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔

(۶) اگر پان کھا کر خوب کلی کرکے مونہہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی۔ تو بھی روزہ میں کوئی خلل نہیں آتا۔

(۷) اگر کوئی شخص مونہہ میں پان رکھ کر سو گیا۔ اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی۔ تو روزہ نہیں ہوگا۔ قضا کرنا پڑے گی۔ اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

روزہ کے فدیہ کے بعض مسائل

جو شخص اتنا بوڑھا ہو جائے۔ کہ اسے روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں رہی۔ یا اتنا بیمار ہے۔ کہ اب تندرست ہونے کی امید نہیں رہی۔ اور روزہ رکھنے کی طاقت بھی نہیں ہے۔ تو وہ شخص روزہ نہ رکھے۔ اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر غلہ دے۔ یا صبح اور شام اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔ اور اگر غلہ کے بدلہ میں اسی قدر غلہ کی قیمت دیدے۔ تو بھی درست ہے۔ اگر کسی کے ذمہ کئی روزے قضا تھے۔ اور مرتے وقت وصیت کر گیا۔ کہ میرے روزوں کے بدلہ فدیہ دیدیا جائے تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دیدے۔ اور کفن اور دفن اور قرض ادا کرکے جتنا مال بچے۔ اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آئے۔ تو دینا واجب ہوگا۔ اگر میت نے وصیت نہیں کی۔ مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ ادا کر دیا۔ تب بھی امید ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ قبول فرما لیگا۔ اگر میت وصیت نہ کر جائے۔ تو اس کے مال میں سے روزوں کا فدیہ دینا جائز نہیں ہے

لیلۃ القدر کی فضیلت

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ (لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ) ترجمہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس رات میں عبادت کرنے کا اس قدر ثواب ہے۔ کہ اس کے سوا دوسرے دنوں میں ہزار مہینے عبادت کرنے سے بھی اس قدر ثواب نہیں ملتا۔ جتنا کہ اس ایک رات کی عبادت کرنے سے مل جاتا ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ رات سے مراد غروب آفتاب سے طلوع صبح صادق تک ہے۔ اس وقت کے اندر جتنے گھنٹے ہونگے۔ اتنے گھنٹوں کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی زیادہ ثواب کا مستحق بنا دیگی۔ مثلاً گرمی کی موسم میں شام کے ۸ بجے آفتاب غروب ہوتا ہے۔ اور رات کے ۴ بجے صبح صادق ہو جاتی ہے۔ تو آٹھ گھنٹوں کی عبادت سے بھی زیادہ ثواب دلا دیگی۔ اس آیت کا شان نزول امام سیوطی نے لباب النقول میں یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا۔ اور جس نے ہزار مہینے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لئے) ہتھیار لگائے تھے پس مسلمانوں نے اس بات سے تعجب کیا (اور افسوس کیا۔ کہ ہمیں یہ نعمت کیسے حاصل ہو سکتی ہے) اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ (اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ)

رمضان شریف میں اعتکاف

رمضان شریف کے آخری دس دن میں اعتکاف میں بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے۔ ہر ایک شہر والوں کے لئے یہ سنت مؤکدہ کفایہ ہے۔ یعنی سارے شہر والوں میں سے ایک شخص بھی اعتکاف میں بیٹھ گیا۔ تو سب کی طرف سے یہ سنت ادا ہو جائے گی۔

مسائل متعلقہ اعتکاف

(۱) معتکف حاجۃ انسانی یا نماز جمعہ کے سوا مسجد سے باہر نہ جائے۔

(۲) ان دو چیزوں کے سوا اگر کسی اور کام کے لئے باہر گیا۔ تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(۳) معتکف مسجد ہی میں کھائے۔ پیئے۔ اور سوئے

(۴) کسی چیز کی خرید و فروخت بھی مسجد میں کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں موجود نہ ہو

وما علینا الا البلاغ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم جمعۃ الوداع ——— ۲۹ رمضان ۱۳۷۵ھ - ۱۱ مئی ۱۹۵۶ء

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام - آج آزاد "جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کا یہ پہلا جمعۃ الوداع ہے - جو ۲۹ رمضان المبارک کے دن ادا کرنے کے لئے ہم مسلمان جمع ہوئے ہیں۔

سوال

اس تحریک آزادی کی ابتدا کب سے ہوئی اور کس نے کی؟

جواب

(۱) یہ تحریک آزادی علماء ہند کے ہاتھوں انیسویں صدی کے ابتدائی حصہ سے شروع ہوئی - اور اس کی سنگ بنیاد رکھنے والے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی اور ان کے خاندان کے لوگ اور ان کے شاگرد اور مریدین ہیں -

(۲) اس تحریک میں فرقہ واریت اور مذہبی تنگ دلی کا نام نہ تھا - بلکہ تمام ہندوستان اور اس کے باشندوں کو بدیشی مظالم سے جو کہ تمام ملک کو برباد کر رہے تھے نجات دلانا تھا -

(۳) اس تحریک کا مقصد دنیاوی مفاد - ملک گیری خود غرضی - عہدوں اور منصوبوں کا حاصل کرنا، کسی قوم کو غلام بنانا - ان کی دولت اور ذرائع دولت کو ہتھیانا ہرگز نہ تھا - بلکہ محض خدا کی ہندوستانی عام مخلوق کو یورپین سپید بھیڑیوں اور ان کے حلفا کی لوٹ مار، چیر پھاڑ، تذلیل و توہین وغیرہ سے بچانا تھا - جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ کا عظیم ترین مقصد ہے - عدل و انصاف امن و امان، انسانی ہمدردی، غربا پروری، کمزوروں کی امداد اسی مقصد اعلیٰ کے پھل پھول اور شاخیں ہیں

الحاصل دار الحرب بن جانے کے فتویٰ مذکورہ کے بعد اس کے فرائض کی انجام دہی میں غور و خوض شروع ہوا - حضرت شاہ صاحب مرحوم اور ان کے خاندانی حضرات اور تلامذہ اور مریدین با اخلاص میں گفت و شنید، بحث و تمحیص ہوتی ضروری تھی - اس کے بعد عام مسلمانوں کو ساتھ لینے اور اس فریضہ کی انجام دہی کے عمل میں لانے کی تدبیریں سوچی گئیں - اور ضروری سمجھا گیا - کہ عام مسلمانوں کو فریضہ مذکورہ کی دعوت دی جائے - مگر جب تک مدعوین کے کیرکٹر اور اخلاق و اعمال میں استقامت اور استقلال خدا ترسی اور اخلاص وغیرہ اعلیٰ ترین اخلاق پیدا نہ ہوں تو مقصد حاصل نہیں ہو سکتا - اور اگر بغیر ان کے اقدام کیا گیا - تو بجائے نفع کے ضرر کا سخت اندیشہ ہے - اس لئے ملک میں دورہ کرنا، ہر جگہ وعظ و نصیحت اور تبلیغ و تفہیم سے لوگوں کے عقائد و اخلاق و اعمال کو درست کرنا اور ان سے عہد و میثاق لینا کہ وہ اللہ تعالےٰ اور رسول علیہ السلام کی سچی اور پکی تابعداری کریں گے - چوری - زنا - ناحق قتل کرنا - لوگوں پر بہتان باندھنا وغیرہ تمام بڑے بڑے گناہوں سے دور رہیں گے - ضروری سمجھا گیا اور اس کام کے لئے حضرت سید احمد صاحب بریلوی مرید و خلیفہ خاص حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب: اور ان کے بھتیجے شاہ محمد اسمٰعیل صاحب اور داماد و بھتیجے مولانا عبدالحی صاحب مرحومین کو منتخب کیا گیا - اول الذکر کو سب کا سردار اور ہر دو بزرگوں کو جو کہ بحکم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سید صاحب کے مرید بھی ہو گئے تھے - ان کا دست و بازو بنا دیا گیا - (منقول از نقش حیات جلد دوم صفحہ ۱۶-۱۷)

یہ تحریک آزادی ہند ۱۸۰۶ء یا ۱۸۰۳ء سے شروع ہوئی - اور ۱۹۴۷ء کی آزادی ہند تک باقی رہی - اس کی جنگی کارروائی صوبہ سرحد میں ۱۸۲۶ء میں شروع ہوتی ہے - باقی بیس برس گزشتہ زمین تیار کرنے اور تمام لوازمات کے پورے کرنے میں خرچ ہوتے ہیں - چھ برس متواتر جنگ رہنے اور بکثرت فتحمند ہونے اور اپنوں کی غداریوں کی بنا پر جبکہ ۱۸۳۱ء میں حضرت سید صاحب اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور بہت سے مجاہدین شہید ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ لوگوں میں سے بہت سے حضرات اپنے اپنے اوطان کو واپس آ جاتے ہیں تب بھی ایک جماعت مسلمان مجاہدین کی وہاں باقی رہتی ہے اور اپنی تمام جد و جہد کی کارروائیوں کو سرگرمی کے ساتھ عمل میں لاتی رہتی ہے - وہ مایوس نہیں ہوتی - اس پر نامردی اور نامرادی کا اندھیرا مؤثر نہیں ہوتا - اس کی جماعت ہزاروں سے بڑھتے بڑھتے بعض اوقات میں لاکھ تک پہنچ جاتی ہے - عام مسلمانان ہند میں وہی جذبہ اور جوش آزادی اور جہاد کا اس قدر زوروں پر قائم اور مؤثر ہے - کہ رنگروٹ مہیا کرتے ہیں - مالی امداد نہایت مخفی طریقوں پر سالہا سال سے جاری کئے ہوتے ہیں - گورنمنٹ برطانیہ انتہائی سختی سے اس سب کو اپنی ہمہ گیر قوت سے دبانا چاہتی ہے - مگر باوجود شدید مظالم اور زمانہ کی درازی کے کامیاب نہیں ہوتی ہے - (منقول از نقش حیات جلد دوم صفحہ ۳۲-۳۳)

جہاد حریت ۱۸۵۷ء

اب ہم ۱۸۵۷ء کی جد و جہد آزادی کے متعلق کچھ عرض کریں گے - مگر چونکہ اس بارہ میں بہت سی تحریرات مختصر اور طویل لکھی جا چکی ہیں - اس لئے ہم غیر ضروری تفصیلات اور غیر مناسب اقوال کو درج کر کے ناظرین کے اوقات ضائع نہ کریں گے - اگرچہ انگریزوں کے خوف سے اس زمانہ میں بلکہ ما بعد تک پورے اور صحیح واقعات کا لکھنا اور شائع کرنا ممکن نہ تھا - اسلئے عام طور پر لوگوں کے علم میں سب واقعات نہیں آئے ہاں اس زمانہ کے موجود لوگوں سے روایتیں پہنچی جن کو علم میں نہیں آیا - انگریزوں نے اپنی وحشیانہ درندگیوں کو چھپانے اور اہل ہند (ہندو اور مسلمانوں) کو شیطان اور وحشی وغیرہ ثابت کرنے کے لئے سب سے زیادہ تصانیف کیں - مگر سب کی سب تقریباً جھوٹے اتہامات سے پر اور حقیقت سے خالی ہیں - صرف ایڈورڈ ٹامسن کی تصنیف انقلاب ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رخ کسی قدر بلکہ بڑے درجہ تک قابل اعتبار معلوم ہوتی ہے

جہاں تک واقعات اور احوال خبر دیتے ہیں - وہ یہ ہے - ایک طرف تو انگریز اپنی کامیابیوں اور بڑھتی ہوئی قوت کے نشہ میں اس قدر چور اور بدمست ہو گئے تھے - کہ نہ کسی عہد نامے کا خیال رہا تھا نہ کسی راجہ مہاراجہ، نواب، بادشاہ کو خیال میں لاتے تھے - تمام ہندوستانیوں کو خواہ ہندو ہوں یا مسلمان انتہائی ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے اور بات بات پر تحقیر و توہین سے بھرے ہوئے کلمات اور اعمال استعمال کرتے تھے - جیسا کہ وارن ہیسٹنگز کا مقالہ ہم پہلے نقل کر آئے ہیں - "انگریز ہندوستان میں آکر ایک نیا انسان بن جاتا ہے - جن جرائم کو وہ انگلستان میں خیال میں بھی نہ لا سکتا تھا ان کے کرنے کے لئے یہاں صرف اپنا انگریز ہونا کافی سمجھتا ہے - لارڈ ہیسٹنگز بھی اسی کے قریب قریب لکھتا ہے -

الغرض جس قدر بھی زمانہ آگے بڑھتا جاتا تھا - انگریزی عہد شکنیاں اور نئے نئے مظالم طرح طرح کے روپ میں ظاہر ہوتے جاتے تھے - دوسری طرف ہندوستانیوں کی ہر قسم کی زندگی روز بروز ایسی فلاکتوں اور مصیبتوں کے گڑھوں میں گرتی چلی جاتی تھی - کہ جس کا پہلے لوگوں کو وہم و گمان بھی نہ ہوتا تھا - ریاستیں خلاف معاہدہ ضبط ہو رہی تھیں - اور ان کو اپنے خالص علاقہ میں شامل کر لیا جاتا تھا - گدی نشین کو طرح طرح کے حیلوں سے برطرف اور محروم کر دیا جاتا تھا - معمولی معمولی حیلوں بلکہ غلط اور جھوٹے پروپیگنڈوں سے جن کے یورپین لوگ عموماً اور انگریز قوم خصوصاً عادی ہیں والیان ریاست پر حملہ یا ان کی معزولی عمل میں آتی رہتی تھی وغیرہ - وغیرہ -

حسب قول مشہور "تنگ آمد بجنگ آمد" مجبور ہو کر آزادی کے لیے کوشش کرنا ضروری سمجھا گیا۔ نیز وہ لوگ جو کہ سید صاحب کی تحریک میں داخل ہو کر سرحد پہ پہنچے تھے۔ اور وہاں کی لڑائیوں اور جہادی کارروائیوں میں شریک رہے تھے۔ اور بالاکوٹ میں سید صاحب کے شہید ہو جانے کے بعد اپنے اوطان کو واپس آ گئے تھے۔ اور وہ لوگ جو کہ حضرت سید صاحب کے مرید اور ان کی تحریک میں کسی درجہ تک شریک تھے۔ ان لوگوں کے قلوب ہمیشہ آزادی کی تڑپ سے بے چین رہتے تھے۔ اس لئے تمام ہندوستانیوں نے عموماً اور مسلمانوں نے خصوصاً اس انقلاب ۱۸۵۷ء کو ضروری سمجھا۔ اور مقرر کیا گیا کہ ۱۱ مئی کو تمام ہندوستان میں انقلابی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اور علم جہاد بلند کیا جائے۔ (منقول از نقش حیات حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی صفحہ ۴۰-۳۹ جلد دوم۔

ہمارے اکابر کا ۱۸۵۷ء کی تحریک میں حصہ لینا

ہمارے تمام اکابر (علماء دیوبند و سہارنپور و مظفر نگر) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے تلامذہ کے شاگرد اور خوشہ چین رہے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ حضرت شاہ صاحب اور ان کے خاندان کے مسلک اور حکم کے خلاف چلیں۔ چنانچہ جب سید صاحب کی تحریک جہاد شروع ہوئی۔ تو حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب شہید ولایتی (دادا پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی) اور حضرت شاہ نصیر الدین صاحب دہلوی (سابق پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب) اور بہت سے حضرات (اطراف سہارنپور مظفر نگر وغیرہ کے) شریک تحریک ہوئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ سرحد میں جا کر شہید ہوئے۔ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اعلیٰ جذبات حریت و جہاد اور ان کی تعلیمات روحانیہ سے ان حضرات کو انتہائی شغف اور حسن اعتقاد رہتا تھا۔ سرحد کی ناکامی اور آپس کی غداریوں سے ان حضرات کے قلب میں انتہائی قلق اور اضطراب ہمیشہ محسوس ہوتا رہتا تھا جب

انقلاب

۱۸۵۷ء کی تحریک اطراف و جوانب ہند خصوصاً اطراف دہلی میں چلنی شروع ہوئی۔ تو ان حضرات کے جوش حریت میں نئی حرکت پیدا ہوئی۔ ان بزرگوں نے محسوس کیا۔ کہ اس انقلاب میں حصہ لینا فرض اور لازم ہے۔ انگریزوں کے افعال ماضیہ اور احوال حاضرہ پر بخوبی مطلع تھے۔ اس تمام جماعت میں حضرت حافظ ضامن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز زیادہ پیش پیش تھے۔ (حضرت حافظ صاحب قطب العالم میانجی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اولین اور اعلیٰ ترین خلفاء میں سے تھے۔ نسبت روحانیہ نہایت قوی اور بے مثل پائی تھی۔ میانجی صاحب مرحوم کی وفات کے وقت تک حضرت حاجی امداد صاحب کی تکمیل کیلئے سلوک تصوف پوری نہیں ہوئی تھی تو میانجی صاحب نے حضرت حاجی صاحب کی تکمیل کیلئے حافظ ضامن صاحب ہی کے سپرد کیا تھا) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریک انقلاب میں حافظ صاحب کے ہمنوا تو ضرور تھے مگر پیش پیش اور اس قدر زیادہ جوش میں نہ تھے۔ اسی قصبہ تھانہ بھون میں میانجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے خلیفہ مولانا شیخ محمد صاحب رہتے تھے۔ چونکہ تینوں حضرات پیر بھائی اور ایک ہی مقدس ہستی میانجی صاحب کے دریوزہ گر تھے۔ اس لئے آپس میں میل جول اتحاد و اتفاق بڑے پیمانہ پر رہتا تھا۔ مگر مولانا شیخ محمد صاحب علوم عربیہ کے باقاعدہ فاضل تھے۔ علماء دہلی سے تمام نصاب علم ظاہر پڑھ چکے تھے۔ بخلاف حضرت حافظ صاحب اور حاجی صاحب کے کہ دونوں حضرات نے علوم عربیہ کی تکمیل نہیں کی تھی۔ اگرچہ نسبت باطنیہ میں بدرجہا بڑھے ہوئے تھے۔ اس بناء پر مسائل شرعیہ میں ہر دو حضرات مولانا شیخ محمد صاحب ہی کا اتباع کرتے تھے۔ بدقسمتی سے مولانا کی رائے یہ ہی تھی۔ کہ انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنا ہم مسلمانوں پر فرض تو درکنار موجودہ احوال میں جائز ہی نہیں۔ اس اختلاف اور فتویٰ کی بنا پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو اُن کے اوطان سے دونوں حضرات نے بلوایا۔ یہ دونوں حضرات اس سے بہت پہلے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی اور حضرت مولانا مملوک علی صاحب اور دیگر اساتذہ دہلی سے سند فراغ علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر چکے تھے۔ اور اپنی ذکاوت اور مہارت میں پوری شہرت حاصل کر کے سلوک و طریقت کی منازل بھی طے کر چکے تھے۔ جب ہر دو حضرات (مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہما) پہنچ گئے۔ تو ایک اجتماع میں اُس مسئلہ پر گفتگو ہوئی حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ادب سے مولانا شیخ محمد صاحب سے پوچھا (چونکہ وہ چچا پیر تھے۔ اس لئے ہمیشہ ان کا ادب کیا جاتا تھا۔ کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ ان دشمنان دین و وطن پر جہاد کو فرض بلکہ جائز بھی نہیں فرماتے تو انہوں نے جواب دیا:۔

کہ ہمارے پاس اسلحہ اور آلات جہاد نہیں ہیں۔ ہم بالکل بے سرو سامان ہیں۔ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ کہ کیا اتنا بھی سامان نہیں ہے۔ جتنا کہ غزوۂ بدر میں تھا۔ اس پر مولانا شیخ محمد صاحب مرحوم نے سکوت فرمایا۔ اس پر حافظ ضامن نے فرمایا۔ کہ مولانا بس سمجھ میں آ گیا۔ اور پھر جہاد کی تیاری شروع ہو گئی اور اعلان کر دیا گیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امام مقرر کیا گیا۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو سپہ سالار افواج قرار دیا گیا۔ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کو قاضی بنایا گیا۔ اور مولانا محمد منیر صاحب نانوتوی اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانوی کو میمنہ میسرہ (دائیں اور بائیں) کا افسر قرار دیا گیا۔ چونکہ اطراف و جوانب میں مذکورہ بالا حضرات کے تقویٰ علم (تصوف اور تشرع) کا بہت زیادہ شہرہ تھا۔ ان حضرات کے اخلاص اور للہیت سے لوگ بہت زیادہ متاثر تھے۔ ہمیشہ سے ان کی دینداری اور خدا ترسی دیکھتے رہے تھے۔ اس لئے ان پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ علاوہ مریدین اور تلامذہ کے عام مسلمان بھی بے حد معتقد تھے۔ اس لئے بہت تھوڑی مدت میں جوق در جوق لوگوں کا اجتماع ہونے لگا۔ اس وقت تک ہتھیاروں پر پابندی نہ تھی۔ عموماً لوگوں کے پاس ہتھیار تھے۔ جس کو رکھنا اور سیکھنا مسلمان ضروری سمجھتے تھے۔ مگر یہ ہتھیار پرانے قسم کے تھے۔ بندوقیں توڑے دار تھیں۔ کارتوس اور رائفلیں نہ تھیں۔ یہ صرف انگریزی فوجوں کے پاس تھیں مجاہدین ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے اور تھانہ بھون اور اطراف میں اسلامی حکومت قائم کر لی گئی اور انگریزوں کے ماتحت حکام نکال دئے گئے۔ خبر آئی۔ کہ توپ خانہ سہارنپور سے شاملی کو بھیجا گیا ہے۔ ایک پلٹن لا رہی ہے۔ رات کو یہاں سے گذرے گی۔ اس خبر سے لوگوں میں تشویش ہوئی۔ کیونکہ جو ہتھیار ان مجاہدین کے پاس تھے وہ تلوار بندوق توڑے والی اور برچھے وغیرہ تھے۔ مگر توپ کسی کے پاس نہ تھی۔ توپ خانہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے گا۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ فکر مت کرو۔

بہت اچھا کہہ کر ساتھ ہو لئے۔ اور نہایت ہی اطمینان کے ساتھ گھوڑوں کی سیکریٹری شروع کی۔ افسر بار بار راؤ صاحب کے چہرہ پر نگاہ جماتا۔ اور اس درجہ مطمئن پاکر کبھی مخبر کی دروغ گوئی کا غصہ اور گاہے اپنی ناکامی و تکلیف سفر کا افسوس لاتا تھا۔ یہاں تک کہ گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتا ہوا حاکم اس حجرہ کی طرف بڑھا جس میں اعلیٰ حضرت کی سکونت کا مخبر نے پورا پتہ دیا تھا۔ اور یہ کہہ کر کہ "اس کوٹھڑی میں کیا گھاس بھری جاتی ہے" اس کے پٹ کھولدیئے راؤ عبداللہ خاں کی اس وقت جو حالت ہوئی ہوگی۔ وہ انہیں کے دل سے پوچھا چاہیئے۔ سمجھتے تھے۔ کہ تقدیر کے آخری فیصلہ کا وقت آگیا۔ اور پیمانہ حیات لبریز ہوکر اچھلا چاہتا ہے۔ اس لئے راضی برضا الہی ہوکر جی ہاں کہا۔ اور حکم گرفتاری کے منتظر کھڑے ہوگئے۔ خداوندی حفاظت کا کرشمہ دیکھئے کہ جس وقت کوٹھڑی کا دروازہ کھلا ہے۔ تخت پر مصلی ضرور بچھا ہوا تھا۔ لوٹا رکھا ہوا۔ اور نیچے وضو کا پانی البتہ بکھرا ہوا پڑا تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کا پتہ بھی نہ تھا۔ افسر متحیر و حیران اور راؤ عبداللہ خاں دل ہی دل میں شیخ کی عجیب کرامت پر فرحاں و شاداں کچھ عجیب سماں تھا۔ کہ حاکم نہ کچھ دریافت کرتا ہے نہ استفسار۔ کبھی ادھر دیکھتا ہے کبھی ادھر۔ آخر مخبر کی دھوکہ دہی سمجھ کر بات کو ٹالا۔ اور کہا کہ خاں صاحب یہ لوٹا کیسا اور پانی کیوں پڑا ہے۔

راؤ صاحب بولے۔ جناب اس جگہ ہم مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ اور وضو میں موہنہ ہاتھ دھویا کرتے ہیں۔ چنانچہ ابھی آپ کے آنے سے دس منٹ قبل اسی کی تیاری تھی۔ افسر نے ہنس کر کہا۔ آپ لوگوں کی نماز کے لئے تو مسجد ہے یا اصطبل کی کوٹھڑی۔ راؤ صاحب نے فوراً جواب دیدیا۔ کہ جناب مسجد فرض نماز کے لئے ہے۔ اور نفل نماز ایسی ہی جگہ پڑھی جاتی ہے جہاں کسی کو پتہ بھی نہ چلے۔ جواب لاجواب سن کر افسر نے پٹ بند کردیئے۔ اور اصطبل کے چاروں طرف غائر نظر دوڑانے کے بعد باہر نکلا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو یہ کلمات کہہ کر رخصت ہوا۔ "راؤ صاحب معاف کیجئے۔ آپ کو اس وقت ہماری وجہ سے بہت تکلیف اٹھانا پڑی۔ اور پھر بھی ہمیں کوئی گھوڑا پسند نہ آیا۔"

راؤ عبداللہ خاں کی نظر سے وہ شش کے سوار جب اوجھل ہوگئے۔ تو واپس ہوئے۔ اور کوٹھڑی کھول دی۔ دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سلام پھیر چکے اور مصلے پر مطمئن بیٹھے ہوئے ہیں۔

(امداد المشتاق صہ ۲۹–۳۰ از تذکرۃ الرشید صہ ۷۶)

(از نقش حیات صہ ۵۴ تا ۵۶)

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی تحریک جہاد ۱۸۵۷ء کے ارشد تلامذہ میں سے

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک آزادیٔ وطن

ہندوستان کو انگریز کے پنجہ سے آزاد کرانے کیلئے علماء کرام کی جدوجہد

رولٹ کمیٹی کی رپورٹ کی نقل

ریشمی خطوط والی سازش۔ اگست ۱۹۱۶ء میں اس سازش کا انکشاف ہوا جو گورنمنٹ کے کاغذات میں ریشمی خطوط کی سازش کہلاتی ہے۔

یہ ایک تجویز تھی۔ جو ہندوستان ہی میں تیار کی گئی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ شمالی مغربی سرحد سے ایک حملہ ہو۔ ادھر ہندوستان کے مسلمان اٹھ کھڑے ہوں۔ اور سلطنت برطانیہ کو تباہ و برباد کردیا جائے اس تجویز پر عمل کرنے اور اس کو تقویت دینے کے لئے ایک شخص مولوی عبیداللہ نے اپنے تین رفقاء فتح محمد اور محمد علی کو ساتھ لے کر اگست ۱۹۱۵ء میں شمالی مغربی سرحد کو عبور کیا۔ عبیداللہ سکھ سے مسلمان ہوا ہے۔ اور صوبہ جات متحدہ کے ضلع سہارنپور میں مسلمانوں کے مذہبی مدرسہ دیوبند میں اس نے مولوی کی تعلیم پائی تھی۔ وہاں اس نے اپنے جنگی اور خلاف برطانیہ خیالات سے عملہ مدرسہ کے بعض لوگوں اور کچھ طلبہ کو متاثر کیا۔ اور سب سے بڑا شخص جس نے اس پر اثر ڈالا وہ محمود الحسن تھا۔ جو سکول میں بہت دیر تک ہیڈ مولوی رہ چکا ہے۔ عبیداللہ چاہتا تھا کہ دیوبند کے مشہور مدرسہ کے تعلیم یافتہ مولویوں کی رفاقت سے تمام ہندوستان بھر میں ایک عام اسلامی جوش اور مسلمانوں میں برطانیہ کے خلاف تحریک پھیلا دیں۔ لیکن اس کی تجاویز کے راستہ میں مدرسہ کے مہتمم اور انجمن کے لوگ سدِ راہ ہوئے انہوں نے اسے اور اس کے چند ساتھیوں کو مدرسہ کی ملازمت سے برخواست کردیا۔ اس امر کا بھی ثبوت مل چکا ہے کہ وہ بعض حالات میں مصیبت میں گرفتار رہا۔ پھر بھی وہ مولانا محمود الحسن کے پاس عام طور پر آتا رہا۔ مولانا کے مکان پر خفیہ جلسے ہوتے رہے اور اس امر کی اطلاع ملی ہے۔ کہ سرحد سے کچھ آدمی بھی وہاں آتے تھے۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۵ء کو محمود الحسن نے بھی ایک شخص محمد میاں اور دوستوں کے ساتھ عبیداللہ کی مثال کی پیروی کی۔ اور شمال کی طرف جانے کے لئے نہیں بلکہ عرب کے صوبہ حجاز میں مقیم ہونے کے لئے ہندوستان چھوڑ دیا۔ روانہ ہونے سے پہلے عبیداللہ نے دہلی میں ایک مدرسہ قائم کیا اور دو ایسی کتابیں معرض اشاعت میں لایا۔ جن میں ہندوستانی مسلمانوں کو جنگی اور مذہبی جوش کی ترغیب دی گئی تھی اور اُن کو جہاد کے فرض اولیٰ کے ادا کرنے پر آمادہ کیا گیا تھا۔ اس شخص کا اور اس کے دوستوں کا جن میں مولانا محمود الحسن صاحب بھی شامل ہیں عام مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کا ایک بہت زبردست حملہ ہندوستان پر ہو۔ اور مسلمانوں کی بغاوت سے اس کو تقویت پہنچے اب ہم ذیل میں اُن کوششوں کا ذکر کریں گے جو اُن لوگوں نے اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے لئے کیں۔ عبیداللہ اور اس کے دوست پہلے ہندوستانی مجنونان مذہب کے پاس گئے۔ اور اس کے بعد کابل پہنچے۔ وہاں پر ترکی۔ جرمنی کے ممبروں سے ملے اور اُن سے تبادلہ خیالات کیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد اُن کا دیوبندی دوست مولوی محمد میاں انصاری بھی آملا۔ یہ آدمی مولانا محمود الحسن صاحب کے ساتھ عرب گیا تھا۔ اور ۱۹۱۶ء میں وہ اعلان جہاد ساتھ لے کر آیا۔ جو حجاز کے ترکی فوجی حاکم "غالب پاشا" نے مولانا محمود الحسن کو دیا تھا۔ اثناء راہ میں "محمد میاں" اس تحریر (جو غالب نامہ سے مشہور ہے) کی نقلیں ہندوستان اور سرحدی قوموں میں تقسیم کرتا ہوا آیا۔ (منقول از جہاد حریت ۱۸۵۷ء کے بعد علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے از صہ ۱۵۴ تا ۱۵۶)

آزادی ہند کے سلسلہ میں اراکین جمعیۃ علماء ہند کی گرفتاریاں

(منقول از علماء حق اور اُنکے مجاہدانہ کارنامے حصہ دوم)

۲۹–۳۰ ستمبر ۱۹۴۰ء مطابق ۲۷–۲۸ شعبان ۵۹ھ کو مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس زیر صدارت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں حسب ذیل اعلان مرتب کیا گیا۔

"برطانیہ کی طرف سے اس نازک ترین تاریخی موقع پر بھی ہندوستان کی آزادی کو تسلیم نہ کرنا اور بعد از جنگ ہندوستانیوں کی آزادی کا اعلان نہ کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے۔ کہ وہ ہندوستان کو اپنے اُوپر حکومت کرنے کا حق اور کسی قسم کا اقتدار دینا ہی نہیں چاہتی۔ اور اس صورت میں یہ ظاہر ہے کہ ہندوستان اور ہندوستانیوں کا جنگ میں برطانیہ کے ساتھ جس قدر تعاون اور امداد ہے وہ رضاکارانہ ہرگز نہیں ہے۔ اُن کی طرف سے اُن کی مرضی کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا گیا ہے۔ جمعیۃ علماء ہند اپنے وطن ہندوستان کو آزاد دیکھنا چاہتی ہے یہی

سڑک ایک باغ کے کنارے سے گذرتی تھی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو تیس یا چالیس مجاہدین پر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے افسر مقرر کر دیا تھا۔ آپ اپنے تمام ماتحتوں کو لے کر باغ میں چھپ گئے۔ اور سب کو حکم کیا کہ پہلے سے تیار رہو۔ جب میں حکم کروں۔ سب کے سب ایک دم فائر کرنا۔ چنانچہ جب پلٹن مع توپ خانہ باغ کے سامنے سے گذری۔ تو سب نے یکدم فیر کیا۔ پلٹن گھبرا گئی۔ کہ خدا جانے کس قدر آدمی یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ توپ خانہ چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے توپ خانہ کھینچ کر حضرت حاجی صاحب کی مسجد کے سامنے لا کر ڈال دیا۔ اس سے لوگوں میں ان حضرت کی فراست، ذکاوت، فنون حربیہ کی مہارت، معاملہ فہمی، اور ہر قسم کی قابلیت کا سکہ بیٹھ گیا۔

(منقول از نقش حیات حضرت مولانا حسین احمد صاحب دامت برکاتہم مدنی صـ۴۱ تا ۴۲ جلد دوم)

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کی بناء پر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے لئے علماء کرام نے جہاد کا اعلان کیا۔ تاکہ ہندوستان انگریزوں کے پنجہ سے آزاد ہو جائے۔

جنگی عہدہ دار

(۱) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام المجاہدین۔

(۲) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سپہ سالار۔ افواج المجاہدین

(۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ قاضی افواج المجاہدین۔

(۴) حضرت مولانا محمد منیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانوی کو میمنہ میسرہ (دائیں اور بائیں) کا افسر قرار دیا گیا۔

جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف دہلی کے علماء کرام کا فتوے

علماء میں مولانا احمد شاہ صاحب لاور جنگ صاحب مدراسی۔ مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی۔ جنہوں نے دہلی میں بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں علماء کے سامنے تقریر کی تھی۔ اور استفتاء پیش کیا تھا مفتی صدرالدین صاحب آزردہ صدرالصدور دہلی۔ مولوی عبدالقادر صاحب۔ قاضی فیض اللہ صاحب دہلوی مولانا فیض احمد صاحب بدایونی۔ ڈاکٹر مولوی وزیر خان اکبرآبادی۔ سید مبارک شاہ رامپوری نے اس پر دستخط کر دئے تھے۔ اور اس فتوی کے شائع ہوتے ہی ملک میں عام شورش بڑھ گئی تھی۔ دہلی میں نوے ہزار سپاہ جمع ہو گئی تھی (الثورۃ الہندیہ صـ۱۵۶ از تاریخ ذکاء اللہ منقول از نقش حیات صـ۴۵-۴۶)

تقدیر تدبیر پر غالب آگئی

ہندوستانیوں کو اپنے اعمال سابقہ کی سزا ملنی تھی۔ گذشتہ مصائب پاداش کے لئے احکم الحاکمین کے دربار عدالت میں کافی نہ تھے۔ اس لئے باوجود اس قدر جانبازیوں کے برٹش شہنشاہیت کو ہندوستانیوں پر اس طرح مسلط کر دیا گیا جس طرح کوڑے لگانے والے بھنگی جلاد کو مجرم پر مسلط کر دیا جاتا تھا جس میں نہ شرافت ہوتی ہے۔ نہ رحم و انسانی ہمدردی۔ ہندوستانیوں کو سپید برطانوی بھیڑیوں کے سامنے سرنگوں کرنا قدرت کی تجویز تھی۔ وہ ہو کر رہی۔ تحریک انقلاب و آزادی ناکام کر دی گئی۔ غلامیت کا طوق پہلے سے ہزاروں درجہ بوجھل کر کے ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں کی گردن میں ڈال دیا گیا۔ قصبہ تھانہ بھون اور اس کے اطراف و جوانب کے وہ مقامات جن کی شکایت کسی دشمن نے کر دی۔ برباد کر دئے گئے۔

(منقول از نقش حیات جلد دوم صـ۴۴-۴۵)

دہلی کی حالت زار

"وہ وحشی نادرشاہ نے بھی وہ لوٹ نہیں مچائی تھی۔ جو فتح دہلی کے بعد انگریزی فوج نے جائز رکھی۔ شارع عام پر پھانسی گھر بنائے گئے۔ اور پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں کو روزانہ سزائے موت دی جاتی تھی۔ ڈالریچل کا بیان ہے کہ تین ہزار آدمیوں کو پھانسی دی گئی۔ جن میں سے انتیس شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مؤلف تبصرۃ التواریخ لکھتا ہے کہ ستائیس ہزار مسلمان قتل کئے گئے اور سات دن تک برابر قتل عام جاری رہا۔"

(شاندار ماضی صـ۶۹ از افسانہ غم صـ۲۸-۲۹
منقول از نقش حیات صـ۴۷)

علماء کرام کی استقامت

الحاصل ان (فتوی دینے والے) علماء نے آخر وقت تک اپنے فتوی کے مطابق عمل کیا۔ جنرل بخت خاں اور اس کی فوج اور مجاہدین نے پوری داد شجاعت دی۔ مگر آپس کے غداروں نے (جن کے سرغنہ مرزا الہی بخش اور مرزا مغل شہزادہ تھے) ہر قسم کی ابتری پھیلادی اور نتیجہ وہی ہوا۔ جو ایسی باتوں کا ہوتا ہے۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو پوری دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور انتہائی سفاکی سے دہلی میں قتل عام جاری کر دیا گیا۔

(منقول از نقش حیات جلد دوم صـ۴۸)

امام المجاہدین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

تینوں حضرات (حضرت حاجی صاحب۔ مولانا گنگوہی مولانا نانوتوی رحمہم اللہ تعالے) کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکا ہے۔ اور گرفتار کنندہ کے لئے صلہ (انعام) تجویز ہو چکا ہے۔ لوگ تلاش میں ساعی اور حراست کی تگ و دو میں پھرتے ہیں۔ اور حضرت حاجی صاحب راؤ عبداللہ خاں رئیس پنجلاسہ کے اصطبل کی ایک اندھیری کوٹھڑی میں مقیم ہیں۔ چاشت کی نماز کا وقت ہے (یعنی ۹ یا ۱۰ بجے صبح کا) ایک روز اسی کوٹھڑی میں وضو فرما کر چاشت کی نماز کے ارادہ سے مصلی بچھایا اور جاں نثار حضار جلسہ سے فرمایا کہ آپ لوگ جائیں۔ میں نفلیں پڑھ لوں۔ راؤ عبداللہ خاں اعلیٰحضرت کے بڑے جاں نثار خادم اور مشہور مرید ہیں۔ گھر کے خوشحال زمیندار اور سرکار کے نزدیک باوجاہت شخص سمجھے جاتے تھے۔ سمجھتے تھے کہ اعلیٰ حضرت پر جو الزام لگایا گیا ہے اس کے قائم ہوتے ہوئے حضرت کے لئے اپنا مکان کھول دینا دنیاوی حیثیت سے کس درجہ خطرناک ہے کیونکہ باغی کی اعانت بھی سرکاری بغاوت میں شمار ہے مگر اس کے ساتھ ہی غلبہ حب دین اور فرط عشق میں اس درجہ مغلوب تھے۔ کہ نہ مال کی پروا تھی۔ نہ جان کی۔ خدا کی شان کہ جس وقت راؤ عبداللہ خاں حضرت کو تحریمہ باندھے نوافل میں مشغول چھوڑ کر کوٹھڑی سے باہر نکلے اور پٹ بند کر کے اصطبل کے دروازہ کے قریب پہنچے ہیں تو سامنے سے دوش کو آتے دیکھا۔ اور ہکا بکا کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ خدا جانے مخبر کون تھا۔ اور کس بلا کا تیلا تھا جس نے عین وقت پر روپوشی کی کوٹھڑی تک معین کر دی تھی۔ چنانچہ دوش اصطبل کے پاس پہنچی۔ اور افسر نے مسکرا کر راؤ صاحب سے ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ گویا اپنے آنے کی وجہ کو چھپایا۔ جہاں دیدہ و تجربہ کار راؤ صاحب وہ ہی سے تاڑ گئے تھے کہ

"ایں گل دیگر شگفت" مگر

"نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن"

اپنی جان یا عزت کے جانے، ریاست و زمینداری کے ملیامیٹ ہونے اور ہتھکڑیاں پڑ کر جیلخانہ پہنچنے یا پھانسی پر چڑھ کر عالم آخرت کا سفر کرنے کی تو مطلق پروا نہ تھی۔ اگر فکر و رنج یا حزن و افسوس تھا۔ تو یہ کہ ہائے غلام کے گھر سے اور آقا گرفتار ہو۔ اور عبداللہ خاں کے گھر میں اس کا جان سے زیادہ عزیز شیخ پابزنجیر کیا جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی راؤ صاحب ایک جوانمرد مستقل مزاج نہایت دلیر قوی القلب راجپوت تھے۔ تشویش کو دل میں دبایا۔ اور چہرہ یا اعضاء پر کوئی بھی اثر اضطراب کا محسوس نہ ہونے دیا مسکرا کر جواب دیا۔ اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ دوش کا افسر گھوڑے سے اترا۔ اور یہ کہہ کر میں نے آپ کے یہاں ایک گھوڑے کی تعریف سنی ہے۔ اس لئے بلا اطلاع یکایک آنے کا اتفاق ہوا۔ اصطبل کی جانب قدم اٹھاتے۔ راؤ صاحب

اس کا مطمع نظر اور نصب العین ہے۔ نہ وہ نازی ازم کو ہندوستان پر مسلط دیکھنا چاہتی ہے۔ نہ فیسزم کو نہ اشتراکیت کو پسند کرتی ہے۔ نہ جاپانی پالیسی اور اقتدار کو وہ اپنے اوپر خود حکومت کرنے کا حق چاہتی ہے۔ اور بس۔

لہٰذا وہ علی رؤس الاشہاد اعلان کرتی ہے کہ اس کی پالیسی جو ستمبر ۳۹ء میں میرٹھ کی تجویز کی شکل میں شائع ہو چکی ہے اور جس کی تصریح مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۱۳ر جنوری ۴۰ء (بنام ناصر السرائے ہند) میں کر چکے ہیں باوجود ایک سال گزر جانے اور مختلف مدارج و منازل سے گزر چکنے کے بعد آج بھی بدستور قائم ہے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ برٹش سامراج کی اس تحفظ شہنشاہیت کی جنگ میں شریک ہونے کی کوئی وجہ جواز نہیں پاتی۔

علمائے حق کی گرفتاریاں

جمعیتہ علماء ہند کے محترم اراکین اپنی اس پالیسی کی اشاعت تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ سے کر رہے تھے۔ مگر افسوس حکومت نے اُن کی پر صداقت صدا کی طرف منصفانہ توجہ دینے کی بجائے جبر و تشدد کے ذریعہ سے اس آوازِ حق کو دبانا چاہا۔ چنانچہ جابجا "کلمۃ الحق" کو سربلند کرنے والے مجاہد علمائے کرام کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ اور اُن پر مقدمات چلائے گئے۔ اور ان کو سزائیں دی گئیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل علمائے کرام کے اسماء گرامی خاص طور قابلِ تذکرہ ہیں :-

(۱) مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب جو سیاسی تدبر علمی تبحر تحریر اور تقریر کی اعلیٰ مہارت میں ممتاز ترین درجہ رکھتے ہیں۔

(۲) سالار اعظم انصار اللہ۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب فنا شاہجہانپوری

(۳) حضرت مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری

(۴) حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب فاخری الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل صاحب الہ آباد رکن مجلس عاملہ جمعیتہ علماء ہند

(۵) مولانا الحاج محمد اسمٰعیل صاحب (ایم - ایل - اے) اُستاد جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

(۶) مولانا سید اختر اسلام صاحب استاد جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد وغیرہ وغیرہ۔

علمائے کرام جن کی

فہرست

کی طوالت اوراق کتاب کی وسعت کے لئے غیر قابلِ برداشت ہے۔

وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان ڈاکٹر خانصاحب کا علمائے کرام کو خراج تحسین کیونکہ آزادی ملک اُن کا بھی حصہ ہے

نوائے وقت ۱۶ر اپریل ۱۹۵۶ء

ایک انٹرویو کے دوران میں آپ نے اخباری نمائندوں کو بتایا۔ کہ مسئلہ کشمیر کے متعلق میرا نظریہ وہی ہے جو میں عوام سے تعلق رکھنے والے ہر دوسرے مسئلہ کے متعلق ظاہر کرتا رہا ہوں۔ اور وہ یہ کہ عوام کی رائے کو ہر چیز پر فوقیت حاصل ہونی چاہئے۔

پنڈت نہرو نے کہا تھا۔ کہ اگر کشمیر میں استصواب منعقد کرایا گیا۔ تو اس سے یہ مسئلہ حل ہونے کی بجائے اور پیچیدہ ہو جائے گا۔ ڈاکٹر خانصاحب نے اس رائے سے عدم اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے۔ کہ مسئلہ کشمیر کا واحد حل یہی ہے۔ کہ اسے عوام کے سپرد کر دیا جائے۔ جو اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کا پیدائشی حق رکھتے ہیں۔

جب ان کی توجہ پنڈت نہرو کے بیان کے اس حصے کی طرف مبذول کرائی گئی۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ بھارت کے لیڈر انقلابی ہیں جب کہ پاکستانی لیڈروں پر یہ بات صادق نہیں آتی۔ تو ڈاکٹر خانصاحب نے کہا مجھے یقین نہیں آتا۔ کہ پنڈت نہرو نے یہ بات کہی ہے۔ وہ جدوجہد آزادی میں پاکستانی عوام اور لیڈروں کی قربانیوں کو کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر خانصاحب نے اپنے آپ کو تحریک آزادی کا ایک ناچیز کارکن قرار دیتے ہوئے کہا۔ کہ خان عبد الغفار خاں اور اُن کے ہزاروں رفقاء کی قربانیوں کو کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے آزادی کی راہ میں اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ اور برطانوی سامراج کو پسپائی پر مجبور کر دیا۔ مولانا عبید اللہ سندھی اور اُن جیسے دوسرے علماء کی خدمات کہاں گئیں جو زندگی بھر غیر ملکی استبداد کیخلاف لڑتے رہے کیا وہ انقلابی نہیں تھے

حاصل

یہ ہے۔ کہ پنڈت نہرو نے مملکت پاکستان کو یہ طعنہ دیا تھا۔ کہ پاکستان کے لیڈر انقلابی نہیں ہیں۔ تو وزیر کبیر مغربی پاکستان ڈاکٹر خانصاحب نے اس کا منہ توڑ جواب علماء کرام کو سامنے رکھ کر دیا۔ کہ کیا یہ علماء کرام انقلابی نہیں تھے۔ جو زندگی بھر ملکی استبداد کے خلاف لڑتے رہے

آزادی ملنے کے بعد اب کیا ہو رہا ہے

از نوائے وقت مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۵۶ء

بدعنوانی اور رشوت ستانی

ہمارا موجودہ دفتری نظام عبارت ہے اقربا پروری خویش نوازی۔ رشوت ستانی اور جنبہ داری سے اور یہ بدعنوانیاں گھن کی طرح پورے معاشرے کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ اِن کی مثالیں ہی نہیں۔ بلکہ داستانیں لوک زبان ہیں۔ اور سو میں سے ننانوے اپنے داؤ پر ہیں۔ سفارش رشوت اثر و رسوخ وغیرہ ایسی ناگزیر برائی بن چکی ہیں کہ آج کوئی شخص اپنے کسی جائز کام کے لئے بھی ان میں سے کوئی ایک راستہ اختیار کئے بغیر حصول مقصد کا تصور نہیں کر سکتا قیام پاکستان کے بعد حب الوطنی خدمت خلق۔ فرض شناسی دیانت اور اس نوع کے دوسرے محاسن کا جو مظاہرہ قوم نے بڑی فراوانی سے کیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ ناپید ہوتے گئے۔ اور اُن کی جگہ بددیانتی لالچ اور ہوس ناکی نے لے لی۔ کچھ عرصہ تک تو لوگوں کو اس کا احساس ہوتا تھا۔ اور نجی محفلوں میں اس پر بڑے دردناک انداز میں رائے زنی کی جاتی تھی۔ مگر اب یہ متاع بھی ختم ہو گئی۔ احساس زیاں بھی جاتا رہا۔ اور اب معمولی سے معمولی کام کے لئے بھی ہر شخص کسی جھجک کے بغیر یہ استفسار کرتا ہے۔ کہ یہ کام کیسے پورا ہی ہو سکتا ہے۔ متعلقہ افسر کس کی سفارش مانتا ہے۔ اس کا قریبی عزیز یا دوست کون ہے لوگ نہ صرف ایسی معلومات فراہم کر دیتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی غرض مند پریشان ہو تو اُسے بلا تکلف یہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ فلاں کی مٹھی گرم کرو۔ اور پریشانی سے نجات پاؤ

اس سے پہلے رشوت نے وباء کی یہ صورت اختیار نہیں کی تھی۔ ان بدعنوانیوں کی وجوہ کیا ہیں اور ان کے انسداد کی تدابیر کے باوجود ان کی بیخ کنی کیوں نہیں ہو پائی اور یہ زہریلا پودا عشق پیچاں کی بیل کی طرح آخر سارے معاشرے اور نظم و نسق کے گرد کیوں لپٹا ہوا ہے۔ عوام ان برائیوں کے آگے کیوں سپر ڈالتے ہیں۔ اور ان کے فروغ میں حصہ لینے پر کیوں مجبور ہیں؟ یہ بڑے اہم سوالات ہیں۔ مگر ان کے جواب کچھ مشکل نہیں۔ ان بدعنوانیوں نے ہمارے دفتری نظام اور معاشرے کا جو سرچشمہ گدلا کر رکھا ہے۔ اگر اس کے منبع کا پتہ چلایا جائے۔ تو یہ گندا نالہ اقتدار کی اونچی چوٹی سے نکلتا ہوا دکھائی دے گا۔ الناس علی دین ملوکھم عوام کالانعام ہر معاملہ میں خواص کی تقلید کرتے ہیں۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں انہی کا نمونہ ثابت ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی طرح سرکاری ملازمین بھی اپنے اعلیٰ افسروں کی تقلید کرتے ہیں۔ اور اعلیٰ افسر اپنی باری میں وزرائے کرام اور سیاسی لیڈروں کے کردار کو اپناتے ہیں۔ بادشاہ اگر کسی باغ میں سے ایک سیب ناجائز طور پر وصول کرے تو اُس کے اہل کار پورا باغ ہی اجاڑ دیں گے۔

به نیم بیضه چوں سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ به سیخ

جمہوریت میں بادشاہ کی جگہ وزیروں و پبلک لیڈروں نے لے لی ہے۔ سرکاری اہل کاروں کے سامنے مثال انہی کی ہے۔ اگر سرکاری اہل کار کو اس کا علم ہو۔ کہ وزیر بے داغ کیرکٹر کا مالک ہے۔ تو رشوت لینے کا عادی افسر بھی ایسے وزیر کے ماتحت محکمے میں سہم جائے گا۔ اور رشوت لیتے ہوئے ہچکچائیگا۔ لیکن اگر وزیر

خود ہی افسر کو بلا کر کہے۔ کہ فلاں آسامی پر میرے فلاں عزیز کو مقرر کر دو۔ یا فلاں ٹھیکہ یا ڈپو وغیرہ میرے فلاں آدمی کو دے دو۔ تو ایسا وزیر صرف اُس افسر ہی کو جس سے وہ یہ ناجائز کام لیتا ہے۔ بددیانتی کی ترغیب نہیں دیتا۔ وہ پورے دفتر کو غلط راستے پر لگانے کا مجرم ہے۔ اور جب ایک محکمہ کے افسروں یا اہلکاروں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ہمارا وزیر کنبہ پروری دوست نوازی یا رشوت ستانی کو معیوب خیال نہیں کرتا۔ تو وہ بجا طور پر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اُنہیں کھلی چھٹی مل گئی ظاہر ہے کہ جس وزیر کا اپنا دامن پاک نہیں۔ وہ کسی دوسرے افسر کا محاسبہ کس زبان سے کریگا۔

رشوت صرف یہی نہیں۔ کہ کوئی وزیر یا پبلک لیڈر نقد روپیہ وصول کرے کسی وزیر یا پبلک لیڈر کا اپنی پوزیشن اور اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھانا اور اپنے کسی غیر مستحق دوست یا عزیز کو اپنے ماتحت محکموں میں سے کسی محکمے کے منصب پر فائز کر دینا یا کسی اور محکمے میں اُس کی سفارش کرنا۔ ایسا منصب دلانا جس کا وہ حق دار نہیں۔ ٹھیکوں۔ الاٹمنٹوں۔ اجاروں اور پرمٹوں میں براہ راست اپنا یا کسی عزیز کا حصّہ رکھنا بھی بدترین قسم کی رشوت اور بددیانتی ہے۔ اس لئے تطہیر کی مہم سب سے پہلے اوپر سے شروع ہونی چاہئے۔ رشوت کے خلاف وعظ و نصیحت کی کوئی مہم اُس وقت تک کامیاب نہیں ہوگی۔ جب تک وزیروں اور سیاسی لیڈروں کا اپنا دامن اس قسم کے دھبوں سے پاک نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ بھی ایک تلخ تجربہ ہے۔ کہ اگر کوئی سرپھرا اور حد درجہ دیانت دار افسر کسی وزیر یا سیاسی لیڈر کی سفارش قبول نہ کرے۔ تو اُس کے خلاف انتقامی کارروائی کی جاتی ہے۔

یہ صحیح ہے۔ کہ انسداد رشوت ستانی کے لئے ایک علیحدہ محکمہ قائم ہے۔ لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ معمولی کلرک چنگی انسپکٹر سپرنٹنڈنٹ یا پٹواری اور کانسٹیبل ہی پکڑے جاتے ہیں۔ اور اُنہیں سزا ملتی ہے۔ لیکن بڑے بڑے مگرمچھ صاف بچ جاتے ہیں۔ ان مگرمچھوں میں وزراء پارلیمنٹ کے ممبر اعلیٰ سرکاری افسر اور پبلک لیڈر سب ہی شامل ہیں۔ اور ہر ایک کی زبان پر ان کی بدعنوانیوں کے افسانے ہوتے ہیں۔ اس سے قبل اگر کسی وزیر کے متعلق یہ شکایات ہوتیں۔ کہ وہ پرمٹوں۔ ڈپوؤں لائسنسوں اور ٹھیکوں میں اپنا حصہ رکھ کر لاکھوں روپیہ کما رہا ہے۔ تو اس کے خلاف پروڈا کے تحت کارروائی بھی اتنی مشکل بنا دی جاتی تھی۔ کہ کوئی شخص درخواست کی جراءت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اب جب کہ پروڈا کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے۔ آج تک کسی وزیر۔ سیاسی لیڈر یا بڑے افسر کا کوئی مواخذہ نہیں ہوا۔ حالانکہ قانون کی نگاہ میں نہ صرف چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ ہر مجرم کو اُس کے منصب کے مطابق سزا ملنی چاہئے۔ یاد ہوگا۔ کہ سابقہ پنجاب اسمبلی میں ایک ممبر نے یہ سوال کیا تھا۔ کہ کتنے وزراء کے پاس کتنی الاٹمنٹیں ہیں پرمٹیں ہیں۔ اور مقدمات میں مداخلت کون کرتا ہے۔ لیکن اس سوال کے جواب میں معنی خیز خاموشی اختیار کی گئی۔ اس ضمن میں ہم یہ بھی متنبہ کر دیں۔ کہ کچھ لوگوں کو محض عبرتناک سزائیں دینے سے ہی معاشرہ اس گندگی سے چھٹکارا نہیں پائے گا۔ اور یہ بدعنوانیاں اُس وقت تک ختم نہیں ہونگی۔ جب تک انہیں کچلنے کے ساتھ ساتھ دوسرے ذرائع بھی اختیار نہ کئے جائیں۔ اس لئے کہ یہ محض انتظامی مسئلہ ہی نہیں۔ اس کا ایک انسانی پہلو بھی ہے۔ سرکاری ملازمین میں رشوت لینے کے رجحان کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ فی زمانہ انسانی اقدار بدل گئی ہیں۔ وہی شخص سماج میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جس کے پاس اچھا گھر ہو۔ جس کا لباس شاندار ہو۔ جس کی کوٹھی اور کار ہو۔ اور جس کا بنک بیلنس ہو۔ سرکاری ملازم بھی اس رجحان کا شکار ہیں۔ دوسرے یہ کہ لوگ اب اس سادگی پر مطمئن نہیں جتنے آج سے پچاس یا سو سال قبل تھے۔ پہلے جو اشیاء تعیش کا سامان سمجھی جاتی تھیں۔ اب لوازمہ زندگی ہیں۔ اس طرح رہن سہن کا معیار بڑھ چکا ہے ساتھ ہی اخراجات زندگی بھی بڑھ گئے ہیں۔ پھر تقسیم کے بعد متروکہ جائدادوں کے حصول کے امکانات نے عام پبلک کو جس میں سرکاری ملازمین بھی شامل ہیں۔ لالچی بدکردار اور حریص بنا دیا۔ ان کے سامنے بڑوں کی مثال تھی۔ جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لینے کی قیمت گھناؤنے طریقوں سے وصول کی۔ عوام نے سوچا۔ کہ جب ہر شخص مالدار بن سکتا ہے۔ تو وہ کیوں نہ بنیں۔

رشوت ستانی کی ایک اور بنیادی اور بڑی وجہ کنٹرول کا بڑھتا ہوا نظام ہے۔ تجارت اور صنعت کا نظام تو بالکلیہ کنٹرول کے تحت ہے۔ اس کے علاوہ ہر چھوٹے سے کام کے لئے ایک شخص پرمٹ یا لائسنس حاصل کرنے پر مجبور ہے اس طرح ساری پبلک سرکاری ملازموں کے رحم و کرم پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے سرکاری ملازمین کے بھی اتنے وسیع اختیارات ہیں۔ کہ وہ تجارت پیشہ لوگوں اور صنعت کاروں کی سرپرستی کر سکتے ہیں۔ اُن کے قلم کے الٹ پھیر سے لاکھوں کے وارے نیارے ہو سکتے ہیں۔ اس طرح رشوت اور بددیانتی کے امکانات بے حد وسیع ہو گئے ہیں۔ ان حالات میں مناسب یہ ہے۔ کہ

۱۔ مقدمات اور امور سرکاری میں وزراء سیاسی قائدین اور ارکان اسمبلی کے بے جا مداخلت کی قطعاً اجازت نہ دی جائے۔ اور سرکاری حکام کو اس کی ضمانت دی جائے۔ کہ وہ ان سفارشات کی خلاف ورزی پر سفارش کنندہ کے عتاب سے محفوظ رہیں گے

۲۔ ایمان دار وفادار اور فرض شناس ملازمین کی حوصلہ افزائی کے لئے اعزاز اور تمغوں کے طریقہ کی تجدید کی جائے۔

۳۔ سرکاری ملازمین کے سفر خرچ اور تنخواہوں کے بل کی فوری ادائیگی کا انتظام کیا جاوے اور اخراجات زندگی میں اضافہ کے تناسب سے گرانی الاونس اور تنخواہ کے سکیل پر نظرثانی کی جاوے۔

۴۔ اعلیٰ حکام کو مجبور کیا جاوے۔ کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں۔

۵۔ رشوت کھانے والے افسروں کے خلاف کارروائی کو آسان اور مؤثر بنایا جائے۔ سزا فوراً دی جاوے۔ اور جتنا بڑا افسر ہو اتنی ہی زیادہ سزا دی جاوے۔

۶۔ کنٹرول کے نظام کو ختم کر کے ایک عام آدمی کی زندگی میں کم سے کم مداخلت کی جاوے۔ ع

رُخ سوئے میخانہ دارد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

نظم از حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی

(۱) زمیں بدلی زماں بدلا۔ مکیں بدلے مکاں بدلا
(۲) نہ میں بدلا نہ تو بدلا۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۳) زمانے کی روش بدلی۔ زمین و آسمان بدلے
(۴) نہ بدلا فکر انسانی۔ تو پھر بدلہ تو کیا بدلا
(۵) وزارت ہی بدلنی تھی۔ تو پھر بدلی تو کیا بدلی
(۶) نہ بدلا جو بدلنا تھا۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۷) نہ عادت حکمراں بدلی۔ نہ حالت بیکساں بدلی
(۸) حکومت ہی نہ جب بدلی۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۹) نہ راشی کی روش بدلی۔ نہ خویشاں پروری بدلی
(۱۰) نہ یہ بدلی نہ وہ بدلی۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا
(۱۱) بدلنا ہے اگر تجھ کو۔ بدل جیسے عمر بدلے
(۱۲) نہ جیسے بوجہل بدلا۔ تو پھر بدلہ تو کیا بدلا
(۱۳) بدل دے جو بدلنا ہے۔ بدلنا جرم ہے مخفی
(۱۴) بدلنا ہی نہ گر بدلا۔ تو پھر بدلا تو کیا بدلا

پاکستان کے مطالبہ کے وقت

مسلمانوں کا نعرہ

اے پاکستان میں بسنے والو۔ آپ کو یاد ہے پاکستان کے مطالبہ کے وقت آپ یہ نعرہ گلی کوچوں سڑکوں اور شاہ راہوں پر ہزارہا کی تعداد میں جلوس نکال کر لگاتے تھے "پاکستان کا مقصد کیا ہے۔ لا الہ الا اللہ کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا۔ کہ پاکستان میں فقط اللہ تعالےٰ کی حاکمیت ہوگی۔ اور کیا اللہ تعالےٰ کی حاکمیت کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ اس ملک میں سوائے قانون الٰہی یعنی قرآن مجید کے اور کوئی قانون

(بقیہ صفحہ ۲۳ پر)

بقیہ خطبہ ــــــــ (صلا سے آگے)

نافذ نہیں ہوگا۔ اور اے مسلمان کیا یہ تیرا عقیدہ نہیں ہے۔ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی مراد وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

حاصل

اس مطالبہ کا یہ نکلا۔ کہ حدود پاکستان کے اندر کتاب (قرآن مجید) اور سنتہ (رسول) کے مطابق قانون نافذ ہوگا

دستور ساز اسمبلی کی تصدیق

پاکستان کے مقصد لا الہ الا اللہ ہونے کی جو توجیہ ہم نے کی ہے۔ اسی توجیہ قرار دے کر ہیں مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم نے کی ہے۔ جو دستور ساز اسمبلی نے منظور کی ہوئی ہے۔

وزیر اعظم پاکستان کی قرارداد

چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔ اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیابتًا عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے۔ کہ آزاد و خود مختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔ جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق واختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت

حریت و مساوات ورواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے۔ پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں۔ ترتیب دے سکیں۔

شہیدوں کی دس لاکھ روحوں کا مطالبہ

اے پاکستان کے بسنے والو، مشرقی پنجاب میں جو دس لاکھ مسلمان شہید کئے گئے تھے، ان کی روحیں تمہیں زبان حال سے پکار رہی ہیں کہ جب ہمیں محض کلمہ گو ہونے کے باعث انتہائی بے دردی اور سفاکی سے اپنے بیوی بچوں کے سامنے قتل کیا گیا تھا اور ہم نے کلمہ کے ناموس کی خاطر جان دے دی تھی، تو اب پاکستان میں خوشیاں منانے والو اب کیوں کلمہ لا الہ الا اللہ کے جھنڈے کو سربلند نہیں کرتے؟ اور اب کیوں اسلام محمدی کا نام لینے سے گھبراتے ہو؟ اور کیوں سیکولر "لادینی" ریاست بنانے کے خواب دیکھ رہے ہو۔ یاد رکھو ہمیں ذبح کرا کر تم نے پاکستان میں اسلام کا جھنڈا بلند نہ کیا تو قیامت کے دن ہمارے ہاتھ ہوں گے اور تمہارے گلے ہوں گے۔ اور احکم الحاکمین کا دربار انصاف ہوگا۔ پھر دیکھنا تمہاری کیا گت بنتی ہے

اگر قیامت پر ایمان ہے

اور اعمال کی جزاء وسزا کے قائل ہو تو پھر تمہارے لئے دنیا میں عزت پانے اور آخرت میں اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا جھنڈا بلند ہو اور اس کے ماتحت کتاب وسنت کا قانون رائج ہو (ارواح شہداء کا مطالبہ ختم)

لاکھوں بیوگان کا مطالبہ

اے پاکستان میں بسنے والو، خواہ عوام ہو یا خواص۔ رعایا ہو یا حکام، تم سے لاکھوں بیوگان یہ مطالبہ کر رہی ہیں۔ کہ اے ہمارے سہاگوں کے خون کی ہولی کھیل کر اور ہمیں در بدر دھکے دلا کر پاکستان بنانے والو، اب کیوں اس خدا کے قانون کو پاکستان میں نافذ نہیں کرتے، جس کے لئے ہمارے سہاگوں کو بھینٹ چڑھایا گیا تھا۔ اس کلمہ لا الہ الا اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ورنہ قیامت کے دن دربار شہنشاہ میں ہم مستغیث ہوں گی اور آپ مستغاث علیہ ہوں گے۔ پھر دیکھنا تمہاری کیا گت بنتی ہے

لاکھوں یتیموں کا مطالبہ

اے پاکستان کے بسنے والو تم سے وہ بے کس اور بے بس در در کے دھکے کھانے والے یتیم بچے بزبان حال مطالبہ کر رہے ہیں کہ اے پاکستان کے باشندو، ہمارے شفیق اور مہربان باپوں کے خون سے ہولی کھیل کر پاکستان بنانے والو، ہمارے باپوں کو جس مقصد کے لئے قربانی کا بکرا بنایا گیا تھا۔ اس وعدے کو پورا کرو۔ یعنی لا الہ الا اللہ والا قانون بنا کر پاکستان میں نافذ کر دو۔ تو فبہا، ورنہ یاد رکھو قیامت کے دن ہمارے ہاتھ ہوں گے اور تمہارے گریبان ہوں گے ہم مستغیث ہوں گے اور تم مستغاث علیہ ہوں گے۔ اور احکم الحاکمین کا دربار ہوگا جس میں ہر فیصلہ صحیح ہوگا اور ہر مظلوم کی داد رسی ہوگی۔ اور کسی کی کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔ پھر دیکھنا کس کو داد ملتی ہے اور کس کو پا بزنجیر کر کے دوزخ میں بھیجا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا ایک ضروری مطالبہ

دستور ساز اسمبلی جو قانون بنائے اس پر نظر ثانی کرنے کے لئے مستند اور معتقد علمائے کرام کا ایک بورڈ نظر ثانی کرنے کے لئے مقرر کیا جائے۔ کیونکہ دستور ساز اسمبلی کے اراکین کا عالم دین ہونا ضروری نہیں ہے، اس لئے ممکن ہے کہ بعض قوانین یا ان کی بعض شقیں دین محمدی جو تیرہ سو سال سے آرہا ہے کے خلاف تجویز ہو جائیں اور علمائے کرام کے اس بورڈ کا فیصلہ خواہ متفقہ ہو یا اکثریت کی تائید سے حاصل ہو وہی قطعی اور آخری فیصلہ سمجھا جائے

اس بورڈ کے دو شعبے

(الف) سنیوں سے متعلقہ احکام پر نظر ثانی کرنے والا بورڈ سنی علماء کا ہوگا۔

(ب) اور شیعہ حضرات کے متعلقہ قوانین کی دیکھ بھال کرنے والا بورڈ شیعہ حضرات کے مستند علماء کرام سے مرتب ہوگا شیعہ حضرات کے متعلق بھی اس بورڈ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کو زندہ، تابندہ اور پائندہ بنانے کے اصول

پہلا

یورپین تہذیب وتمدن میں سے مخرب اخلاق چیزوں کو روکنا مثلاً مخلوط تعلیم۔ دفاتر میں مخلوط ملازمتیں، سینما، ڈانس، جوئے کی مختلف صورتیں مثلاً لاٹری وغیرہ

دوسرا

سکولوں اور کالجوں میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی ایک معقول درجہ تک پڑھائی جائے تاکہ انہیں اسلام کی اہمیت معقولیت اور تمام مذاہب پر فوقیت کا یقین کامل ہو جائے اور دین اسلام کے متعلق طلبہ اور طالبات کو اتنی معلومات ہوں کہ وہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں اپنے مذہب کی فوقیت بدلائل واضح کر سکیں۔ اور ساتھ تعلیم یہاں میں عملی روح پھونکنے کی بھی پوری کوشش کی جائے۔ مثلاً نماز پڑھنے روزہ رکھنے کو لازمی قرار دیا جائے۔

تیسرا

"جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو عبرت ناک سزائیں دی جائیں تاکہ باقی کے ہوش ٹھکانے پر آجائیں۔ مثلاً سمگلروں کو رشوت خوروں کو۔ اغوا کنندگان کو، چوروں کو، ڈاکوؤں کو بلیک مارکیٹ کرنے والوں کو، بددیانت افسروں کو وغیرہ وغیرہ۔

چوتھا

مسلمانان پاکستان میں "جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کی حفاظت کے لئے جذبہ جہاد پیدا کرنا۔ کہ اگر پاکستان کی کسی سرحد پر دشمن حملہ آور ہو تو سارے پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں میں جہاد کے شعلے بھڑک اٹھیں۔

پانچواں

مسلمانوں کو جب پاکستان کے دفاع کے لئے ہر وقت تیار رکھنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ لائسنس کی پابندی ہٹا دی جائے اور مسلمانوں کو ہتھیاروں کے رکھنے اور ان کے استعمال کی طریقے سیکھنے کی تمام اجازت دی جائے۔ قرآن مجید میں بھی مسلمانوں کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(باقی صـــ۲۴ پر)

رشتہ داروں کو صدقات دینے کا اجر

حضرت عدی بن حاتم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مسکین پر صدقہ (کا ثواب صرف) ایک ہی صدقہ ہے۔ اور رشتہ دار پر صدقہ دو نیکیاں ہیں: صدقہ اور صلہ رحمی۔ (ابن ماجہ:۱۸۴۴)

بقیہ خطبہ (صفحہ ۲۳ سے آگے)

جذبۂ جہاد پیدا کرنے کی خدمت

میں اپنی اور اپنے ہم مشرب اور ہم مسلک علماء کرام کی طرف سے جذبۂ جہاد کی روح مسلمانوں میں پیدا کرنے کے لئے خدمات پیش کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ خزانۂ پاکستان سے تنخواہ نہیں لیں گے البتہ بہترین نئی اور تیز رفتار موٹریں اور پٹرول اور ڈرائیور حکومت کے ہوں گے۔

بشرطیکہ

علماء کرام یہ خدمت حسبۃً للہ مفت انجام دیں گے بشرطیکہ حکومت جمہوریہ اسلامیہ پاکستان پہلے چار اصول کو عملی جامہ پہنا دے۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ○

مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا انجام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال ایک گنجے سانپ کی صورت میں آئے گا جس کی دو آنکھوں پر سیاہ داغ ہوں گے۔ وہ اس کے جبڑوں سے اسے اس کو پکڑ لے گا پھر اس سے کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ (شعب الایمان: ۳۰۲۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم جمعہ ۲۲ رمضان المبارک ۴ مئی ۱۹۵۶ء

اسلام نظام رحمت ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع شیرانوالہ لاہور

اسلام محض رحمت ہے

(وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین) سورۃ الانبیاء رکوع ۷ پارہ ۱۷ ترجمہ - اور اے (محمد) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بناکر) بھیجا ہے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

یعنی تیری ذات کو صرف انعام اور بخشش پیدا کیا - خلقت کیواسطے تیرے طفیل تیری امت کو بخشوں گا - قیامت کو - اور تیرے ہونے سے تک کے لوگوں پر عذاب نہیں ہوتا - چونکہ تو ان کے بیچ میں ہے اور اس سبب سے یہ عذاب سے بچے ہوئے ہیں۔

سارے دین کا منبع حضور انور کی زبان مبارک ہی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ)؟ ترجمہ - میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں - جب تک ان دونوں کو پکڑے رہوگے - ہرگز گمراہ نہیں ہوگے - (وہ دو چیزیں) اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے رسول کی سنت ہے - اور یہ دونوں چیزیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہی پہنچی ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ جو چیز کسی چیز کے اندر ہوتی ہے - باہر بھی اس سے وہی چیز نکلتی ہے - مثلاً برتن کے اندر گھی ہے - تو باہر بھی ٹپک کر گھی ہی نکلیگا - اور اگر اندر گا سلیٹ ہے - تو باہر بھی گا سلیٹ ہی ٹپک کر نکلے گا -

لہٰذا ثابت ہوا

کہ چونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں - اس لئے آپ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا قرآن مجید اور حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب رحمۃ ہی رحمۃ ہیں -

ہر شخص اتنا ہی حصہ رحمت الٰہی سے پائیگا

لہٰذا جو شخص ان دونوں چیزوں کو جتنا اپنائیگا یعنی جتنا ان دو چیزوں کو اپنے عمل میں لائے گا - اتنی ہی اللہ تعالےٰ کی رحمت اس پر نازل ہوتی جائیگی - جہاں رحمت الٰہی کی بارش ہوگی - وہاں سے زحمت اور مصیبت دور ہوتی جائے گی -

دنیاوی آسودہ حالی کے لئے ایک مجرب نسخہ

اگر کوئی شخص فقط اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے بچوں کو قرآن مجید ناظرہ پڑھانے کے لئے جنگل میں جھونپڑی بنا کر بیٹھ جائے اور دل میں اللہ تعالےٰ سے یہ پختہ عہد کرے کہ اے اللہ میں سب انسانوں سے اپنے دل کی آرزوں کو ہٹا کر فقط تیرے دروازہ کا محتاج ہو کر تیرے قرآن مجید کی خدمت کرونگا - ممکن ہے - بلکہ اغلب ہے - کہ اللہ تعالےٰ اپنے قاعدہ کے مطابق پہلے اسے آزمائیں گے - باوجود قرآن مجید کی خدمت کرنے کے ممکن ہے - کہ فاقے بھی آئیں - تن ڈھکنے کے لئے کپڑا بھی میسر نہ آئے اور دھجیاں لگا کر نماز ادا کرنی پڑے - بیمار ہو - تو دوائی کے لئے ایک پیسہ بھی پاس نہ ہو - اعلان شاہنشاہی (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ) سورۃ البقرہ پارہ ۲ رکوع ۳ ترجمہ اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے - تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنادو -

امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد

اگر وہ شخص ثابت قدم رہا - اور مایوس ہو کر قرآن مجید کی خدمت کو نہ چھوڑا - تو انشاء اللہ تعالےٰ امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد رزق کی فراوانی کا دور آئے گا - کہ اس شخص کی قرآن مجید کی خدمت کی برکت سے چاروں طرف سے اس کے پاس رزق آئیگا - اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے گا - اور کسی انسان کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑے گا - ایسے ہی انسانوں کے حق میں ہے - (یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ) سورۃ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶ ترجمہ اے ایمان والو - اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے - تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا - اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا - لہٰذا یہ کامیابی رحمۃ للعالمین کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی رحمت والی کتاب مبارک کی برکت سے ہوگی

رحمۃ للعالمین کی طرف سے رحمۃ کی تعلیم

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - الراحمون یرحمہم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء رواہ ابوداؤد والترمذی - ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے - جو زمین میں ہیں - ان پر تم رحم کرو جو (اللہ تعالےٰ) آسمانوں پر ہے - وہ تم پر رحم کرے گا

زمانہ جاہلیت میں دختر کشی

"اور مدعیان شرافت بڑی دلیری اور فخر سے اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیا کرتے تھے" منقول از رحمۃ للعالمین جلد اول صہ ۳۰

لڑکیوں پر شفقت کرنے کی تعلیم اور اس کی جزا

عن عائشہ رضی قالت جاءتنی امرأۃ ومعھا ابنتان لھا تسألنی فلم تجد عندی غیر تمرۃ واحدۃ فاعطیتھا ایاھا فقسمتھا بین ابنتیھا ولم تاکل منھا ثم قامت فخرجت فدخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثتہ فقال من ابتلی من ھذہ البنات بشیء فاحسن الیھن کن لہ سترا من النار - متفق علیہ ترجمہ عائشہ رض سے روایت ہے - کہا میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں بھی تھیں مجھ سے اس نے سوال کیا - اس نے میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ پایا - پھر میں نے اسے وہی دیدی - پھر اس نے اس کھجور کو دونوں لڑکیوں میں تقسیم کردیا - اور خود نہ کھائی - پھر کھڑی ہوئی - پھر چلی گئی - پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے - پھر میں نے آپ کو یہ واقعہ ذکر کیا - پھر آپ نے فرمایا - جس شخص کو ان لڑکیوں کے ذریعے سے آزمائش میں ڈالا گیا - پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا - وہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ کے آگے پردہ بن جائیں گی -

عبرت

عرب کے دولت منداور شرفاء جن لڑکیوں کے وجود کو اپنے لئے باعث ننگ و عار خیال کر کے انہیں زندہ دفن کرتے تھے۔ رحمۃ للعالمین نے ان کی عمدہ خدمت کرنے والوں کو دوزخ سے آزادی کا اعلان فرمایا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیمۃ انا وھو ھکذا وضم اصابعہ (رواہ مسلم)

ترجمہ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے دو لڑکیوں کی تربیت کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں۔ قیامت کے دن وہ آئیگا میں اور وہ اس طرح ہوں گے۔ اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

جنہیں آپ کی بعثت سے پہلے قتل کرنا باعث عزت سمجھا جاتا تھا۔ اب انہیں کی پرورش کرنے سے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت کا شرف حاصل ہو رہا ہے

قبل از بعثت یتیموں کی حق تلفی

(وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ) الآیۃ سورۃ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۴ اور یتیموں کو ان کا مال دیدو۔ اور نہ بدل لو برے مال کو اچھے مال سے اور ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ نہ کھاؤ۔ یہ بڑا وبال ہے۔ اور اگر ڈرو۔ کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کرسکو گے۔ تو نکاح کرلو۔ اور عورتیں جو تم کو پسند آئیں۔ دو دو تین تین چار چار۔

حاشیہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

یعنی یتیم بچے جن کا کہ باپ مرگیا ہو۔ ان کے متعلق ان کے ولی اور سرپرست کو یہ حکم ہے۔ کہ جب وہ بالغ ہوجائیں۔ تو ان کا مال ان کے سپرد کردے۔ اور زمانہ تولیت میں یتیموں کی کسی اچھی چیز کو لے کر اس کے معاوضہ میں بری اور گھٹیا چیز ان کے مال میں شامل نہ کردے۔ اور ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاوے۔ مثلاً ولی کو اجازت ہے۔ کہ اپنا اور یتیم کا کھانا مشترک اور شامل رکھے۔ مگر یہ ضرور ہے۔ کہ یتیم کا نقصان نہ ہونے پائے۔ یہ نہ ہو۔ کہ اس شرکت کے بہانے سے یتیم کا مال کھا جاوے۔ اور اپنا نفع کرے۔ کیونکہ یتیم کا مال کھانا سخت گناہ ہے۔ احکام متعلقہ اموال یتیموں کے حکم کو شاید اس لئے مقدم بیان فرمایا کہ یتیم اپنی بے سروسامانی اور مجبوری اور بیچارگی اور بے کسی کے باعث رعایت و حفاظت و شفقت کا نہایت محتاج ہے اور اسی اہتمام کی وجہ سے۔ تبدیل اور شرکت کے نقصان کی بھی کھول کر ممانعت فرمادی۔ اور آئندہ متعدد آیات میں بھی یتیموں کے متعلق چند احکام ارشاد ہوئے جن سے اہتمام مذکور ظاہر و باہر معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ تمام احکام اور تاکیدات جملہ یتیموں کے حق میں ہیں۔ البتہ وہ یتیم جو قرابت دار ہیں۔ ان کے بارہ میں تاکید میں زیادہ شدت ہوگی۔ اور وہی شان نزول اور سبب ربط بین الآیات ہیں اور عادت اور عرف کے بھی موافق ہیں۔ کیونکہ یتیم بچہ کا ولی اکثر اس کا کوئی قریب ہی ہوتا ہے۔ احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ کہ یتیم لڑکیاں جو اپنے ولی کی تربیت میں ہوتی تھیں۔ اور وہ لڑکی اس ولی کے مال اور باغ میں بوجہ قرابت باہمی شریک ہوتی۔ تو اب دو صورتیں پیش آتیں۔ کبھی تو یہ ہوتا۔ کہ ولی کو اس کا جمال اور مال دونوں مرغوب ہوتے۔ تو وہ ولی اس سے تھوڑے سے مہر پر نکاح کرلیتا۔ کیونکہ دوسرا شخص اس لڑکی کا حق مانگنے والا تو کوئی ہے ہی نہیں۔ اور کبھی یہ ہوتا۔ کہ یتیم لڑکی کی صورت تو مرغوب نہ ہوتی۔ مگر ولی یہ خیال کرتا کہ دوسرے سے نکاح کردوں گا۔ تو لڑکی کا مال میرے قبضہ سے نکل جائے گا۔ اور میرے مال میں دوسرا شریک ہوجائیگا۔ اس مصلحت سے نکاح تو جوں توں کرلیتا۔ مگر منکوحہ سے کچھ رغبت نہ رکھتا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اور اولیاء کو ارشاد ہوا۔ کہ اگر تم کو اس بات کا ڈر ہے۔ کہ تم یتیم لڑکیوں کی بابت انصاف نہ کرسکو گے۔ اور ان کے مہر اور ان کے ساتھ حسن معاشرت میں تم سے کوتاہی ہوگی۔ تو ان سے نکاح مت کرو۔ بلکہ اور عورتیں جو تم کو مرغوب ہوں۔ ان سے ایک سے چھوڑ چار تک کی تم کو اجازت ہے۔ قاعدہ شریعت کے مطابق ان سے نکاح کرلو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالے نے رحمۃ للعالمین کی برکت سے یتیم لڑکیوں کو ظالم وارثوں کے پنجہ سے نجات دلائی۔ کہ اگر ان سے دلی رغبت نہیں ہے۔ تو محض ان کے مال پر قابض رہنے کے خیال سے ان کے ساتھ نکاح مت کرو۔

احکام شرعیہ کی بناء ہی رحمت پر ہے

اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو رحمۃ للعالمین کی ساری شریعت ہی رحمۃ اور شفقت پر مبنی ہے

۱ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ مشرک کو ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔ لہذا امام الانبیاء کی شریعت میں شرک کو حرام کردیا گیا۔

۲۔ رحمۃ للعالمین کو معلوم ہے۔ کہ کافر کو قیامت کے دن ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔ اس لئے آپ کی شریعت میں کفر کو حرام قرار دیا گیا

۳۔ رحمۃ للعالمین کو معلوم ہے۔ کہ نفاق اعتقادی کے منافق کو ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔ لہذا آپ کی شریعت میں نفاق اعتقادی کو حرام قرار دیا گیا۔

۴۔ رحمۃ للعالمین کو معلوم ہے۔ کہ زانی دوزخ میں جائیگا۔ لہذا آپ کی شریعت میں زنا حرام قرار دیا گیا۔

علیٰ ہذا القیاس

رحمۃ للعالمین کی شریعت میں ہر وہ چیز ممنوع قرار دی گئی ہے۔ جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتا ہے۔ یہ ضابطہ اور قانون رحمۃ للعالمین کی رحمۃ عامہ اور تامہ کی بناء پر ہی ہے۔ تاکہ آپ کی امت دربار الہٰی میں سرخرو ہوکر جائے

اوامر کی روح

رحمۃ للعالمین کی شریعت میں جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان میں بھی دراصل رحمۃ للعالمین کی رحمت ہی تقاضا کر رہی ہے کہ اللہ تعالے کے بندے یہ کام کریں۔ تاکہ اللہ تعالے ان سے راضی ہوجائے۔

۱۔ مثلاً کلمہ توحید کا اقرار اس لئے شریعت میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ اس کے سوا اللہ تعالے کا راضی ہونا ناممکن ہے

۲۔ پنجوقتہ نماز کی پابندی میں بھی یہی حکمت ہے۔ کہ جب تک انسان اپنی بندگی کا عملی ثبوت نہ دے۔ اللہ تعالے فقط زبانی جمع خرچ کرنے سے راضی نہیں ہوسکتا۔ یہ تعلیم و تلقین بھی دراصل رحمۃ للعالمین کی رحمت کا تقاضا ہے

۳۔ مسلمان کے ذمہ اگر صاحب نصاب ہو تو زکوٰۃ لازمی قرار دی گئی ہے۔ اس حکم میں بھی دراصل سراسر رحمت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ تاکہ انسان اپنے مال کا کچھ حصہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کردے۔ اور اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوجائے

۴۔ رحمۃ للعالمین کی شریعت میں ماہ رمضان مبارک کے روزے ایک لازمی چیز ہیں۔ اس میں بھی رحمت اور شفقت کا ہی پہلو ہے۔ تاکہ انسان یہ ثابت کردے۔ کہ اے اللہ مجھے تمام خواہشات نفسانی سے تیری رضا زیادہ محبوب اور مقصود ہے۔

۵۔ رحمۃ للعالمین کی شریعت میں صاحب توفیق پر حج فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس میں رحمت

(بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے)

شفقت کا پہلو ہی نظر ہے۔ اگر خانہ کعبہ کی زیارت سے ساری عمر کے گناہ معاف ہو جائیں - یہ تو بڑا ہی سستا سودا ہے۔

۶ - رحمۃ للعالمین کی شریعت میں زنا کے حرام کرنے میں بھی رحمت اور شفقت کا پہلو مدنظر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زانی مرد اور زانی عورتوں کو دوزخ میں جلتے ہوئے دیکھ کر آئے ہیں۔ لہذا اپنی امت کو دوزخ کی آگ سے بچانا چاہتے ہیں۔

مشتے نمونہ از خروارے

میرا نظریہ یہ ہے۔ کہ رحمۃ للعالمین کی ساری شریعت جس کا متن قرآن مجید ہے - اور شرح حدیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اس کے تمام احکام ہیں خواہ اوامر ہوں .. یا نواہی ہوں - فقط رحمت اور شفقت ہی پیش نظر ہے - جو لوگ ان احکام کی تعمیل کریں گے - ان پر دنیا اور آخرۃ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت ہو گی - جو لوگ ان احکام کی مخالفت کریں گے - ان کی دنیا اور آخرۃ دونوں برباد ہونگی - وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى الآیۃ - وما علینا الا البلاغ

انسانی بدن کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے بدن کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کروا دینا صدقہ ہے۔ کسی آدمی کو اس کے سوار ہونے میں مدد دینا یا اس کی سواری پر اس کا مال واسباب لاد دینا صدقہ ہے۔ کسی سے اچھی بات کہنا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو نماز کے لیے اٹھے صدقہ ہے اور تکلیف دینے والی چیز کو راستہ سے ہٹا دینا صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری:۲۹۸۹)

انسان کے کام آنے والا مال

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ سورۃ التکاثر پڑھ رہے تھے اور فرما رہے تھے: ابن آدم کہتا ہے "میرا مال، میرا مال" حالانکہ اے ابن آدم! تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے کھا لیا اور ختم کر لیا، یا جو تو نے پہن لیا اور پرانا کر لیا، یا جو تو نے صدقہ کر دیا اور آگے پہنچا دیا۔ (صحیح مسلم: ۳۰۶۱)

(بقیہ کالم ۲ پر دیکھیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خطبۃ الجمعۃ - ۷ر شوال ۱۳۷۵ھ - ۱۸ رمئی ۱۹۵۶ء

قرآن مجید کی تابعداری میں نفع تمہارا ہی ہے اور نہ کرنے میں نقصان بھی تمہارا ہی ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

اعلان اوّل

(انا انزلنا علیک الکتاب للناس بالحق ج فمن اھتدی فلنفسہ ج ومن ضل فانما یضل علیھا ج وما انت علیھم بوکیل ٥ (سورۃ الزمر رکوع ۴ پ ۲۴)

ترجمہ:- ہم نے تم پر کتاب لوگوں (کی ہدایت) کے لئے سچائی کے ساتھ نازل کی ہے تو جو شخص ہدایت پاتا ہے۔ تو اپنے بھلے کے) لئے اور جو گمراہ ہوتا ہے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور (اے پیغمبر) تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو۔

حاصل

یہ نکلا - کہ قرآن مجید تو ہر معاملہ میں انسان کی صحیح راہ نمائی کرتا ہے۔ مثلاً اخلاقی ہو، معاشرتی - اقتصادی ہو، یا سیاسی - اور یہ بھی قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ تیرے رب کے ارشادات صداقت اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچے ہوئے ہیں - لہٰذا جو اس کی ہدایات پر عمل کرے گا - اس کے اعمال میں سچائی اور انصاف کی جھلک نظر آئے گی - اور اس کے خلاف کرنے والوں کے اعمال میں جھوٹ اور بے انصافی پائی جائے گی اور نتائج بھی اعمال کے لحاظ سے نکلیں گے - سچائی اور انصاف والوں کے لئے رحمت اور مغفرت ہوگی جھوٹ اور بے انصافی والوں کے لئے غیض و غضب الٰہی نازل ہوگا۔

اعلان دوم

(وازلفت الجنۃ للمتقین ٥ وبرزت الجحیم للغاوین ٥) سورۃ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ:- اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کر دی جائے گی - اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی۔

حاصل

یہ نکلا - کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کو یہ فائدہ ہوگا کہ بہشت ان کے قریب کر دی جائے گی - اور خدا سے نہ ڈرنے والوں کے سامنے دوزخ کو لایا جائے گا - لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے اتباع میں نفع ہمارا ہی ہے اور مخالفت کرنے میں بھی نقصان ہمارا ہی ہے

اعلان سوم

فمن ثقلت موازینہ فاولٰئک ھم المفلحون ٥ ومن خفت موازینہ فاولٰئک الذین خسروا انفسھم فی جھنم خٰلدون ج تلفح وجوھھم النار وھم فیھا کٰلحون ٥ الم تکن اٰیٰتی تتلٰی علیکم فکنتم بھا تکذبون ٥ قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین ٥)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ:- تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے - وہ نجات پانے والے ہوں گے - اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں - جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا - دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے - ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی - اور وہ اس میں تیوری چڑھانے والے ہوں گے کیا تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہیں گے - اے ہمارے رب - ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی - اور ہم گمراہ ہونے والے لوگ تھے۔

حاصل

یہ نکلا - کہ جن لوگوں نے قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کی تھی وہ عذاب الٰہی سے قیامت کے دن نجات پا جائیں گے - اور جن لوگوں نے پیغام ہدایت پہنچنے کے باوجود اسے تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا ان کے اعمال کی خدا تعالےٰ کے ہاں کوئی قیمت اور کوئی وزن نہیں ہوگا - اور وہ اس دن تسلیم کریں گے کہ قرآن مجید کی ہدایات کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا - اور ان کے مخالف ہو کر زندگی بسر کرنا ہماری بدبختی تھی۔

بدبختوں کی درخواست کی نامنظوری

(ربنا اخرجنا منھا فان عدنا فانا ظٰلمون ٥

قال اخسئوا فیھا ولا تکلمون ٥)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ:- اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) میں سے نکال دے (یعنی پھر دنیا میں بھیج دے) اگر پھر ہم نے ایسا ہی کیا (یعنی قرآن مجید کو ماننے اور اس پر عمل کرنے سے انکار کیا) پھر بیشک ہم ظالم ہوں گے (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا - اسی (دوزخ) میں ذلیل ہو کر رہو - اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اگرچہ اعلان عام ہے

اگرچہ مذکورۃ الصدر آیات میں اعلان عام ہے کہ تمام کتب سماویہ کے ماننے والوں کو قیامت کے دن نجات حاصل ہوگی - اور نہ ماننے والے اپنی غلطی کو تسلیم کریں گے - مگر دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے - اسی اعلان عام میں قرآن مجید کے ماننے والے اور نہ ماننے والے بھی شامل ہیں۔

لھٰذا

ثابت ہوا - کہ انسان کی نجات کا مدار قرآن مجید کی تابعداری پر ہے - اللّٰھم اجعلنا منھم

انسان کا نفع قرآن مجید کے اتباع میں کیسے محدود ہے

(۱) (تنزیل من رب العٰلمین ٥) سورۃ الواقعہ رکوع ۳ پ ۲۷

ترجمہ:- (یہ قرآن مجید) پروردگار عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

یعنی اللہ تعالےٰ کی صفت ربوبیت نے تقاضا کیا تھا - کہ انسان کی راہ نمائی کے لئے یہ مجموعہ ہدایات نازل کیا جائے - لہٰذا انسان کا فرض عین ہے کہ اس مجموعہ ہدایات کو دل سے مانے - اور اسی کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے - تاکہ وفاداران الٰہی میں شامل کر لیا جائے۔

(۲)

(تنزیل من الرحمٰن الرحیم) سورۃ حٰم السجدہ رکوع ۱ پ ۲۴

ترجمہ:- (یہ کتاب) رحمٰن و رحیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

یعنی اللہ تعالےٰ کو انسان پر جو مہربانی اور شفقت ہے اس کا یہ تقاضا تھا کہ اس کی راہنمائی کے لئے قرآن مجید نازل کیا جائے - لہٰذا انسان کی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے - کہ اس مجموعہ ہدایات کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے۔

(۳)

(تنزیل من حکیم حمید ٥) سورۃ حٰم السجدہ رکوع ۵ پ ۲۴

ترجمہ:- (اور یہ کتاب) دانا (اور) خوبیوں والے (خدا) کی اتاری ہوئی ہے۔

جب دانا کی طرف سے نازل کی گئی ہے - تو اس

کی ہر بات میں دانائی ہوگی۔ لہٰذا انسان کا فرض عین ہے۔ کہ دانائی کے مجموعہ ہدایات کو دستور العمل بنائے تاکہ اس کے عمل حیات میں دانائی اور عقلمندی کا نور نظر آئے۔ اور چونکہ یہ کتاب خوبیوں والے خداتعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اس کی ہر ہدایت میں خوبی کا نور ہوگا۔ لہٰذا اگر انسان اپنے ہر عمل حیات میں خوبی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس خوبیوں والے خدا کی طرف سے جو نازل شدہ دستور العمل حیات ہے۔ اسے اپنا معمول بنالے۔ اسی میں انسان کی بہتری اور بھلائی ہے۔

۴

قرآن مجید چمکتا ہوا نور ہے

(یَآ اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝) سورۃ النساء رکوع ۲۴ پ ٦

ترجمہ:- اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے۔ اور ہم نے (گمراہی کا اندھیرا دور کرنے کے لئے) تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو شخص اس چمکتے ہوئے نور کی روشنی میں دنیا کی زندگی بسر کرے گا۔ وہ منزل مقصود (دربار الہٰی) تک پہنچ جائے گا۔ اور جو شخص اس چمکتے ہوئے نور سے فائدہ نہیں اٹھائے گا۔ وہ اپنی خواہشات نفسانی کے گڑھے میں گر کر مر جائے گا۔ اور قیامت کے دن نامراد ہو کر دوزخ میں جائے گا۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْہُ

شکریہ

قرآن مجید اور دوسری کتب سماویہ کے ذریعہ سے راہنمائی حاصل کرکے بہشت میں پہنچنے والوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا شکریہ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ط وَنُوْدُوْآ اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۵ پ ۸

ترجمہ:- اور کہیں گے۔ خدا کا شکر ہے۔ جس نے ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا اور اگر اللہ ہمیں یہاں کا راستہ نہ دکھاتا۔ تو ہم راستہ نہ پا سکتے۔ بیشک ہمارے رب کے رسول حق کی بات لے کر آئے تھے۔ اور (اس روز) منادی کر دی جائے گی۔ کہ تم ان اعمال کے صلہ میں جو (دنیا میں) کرتے تھے۔ اس بہشت کے وارث بنائے گئے ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قرآن مجید کی تابعداری ہی میں انسان کی بہتری اور بھلائی ہے۔ دنیا میں ان لوگوں نے اس

کی راہنمائی سے نیک کام کئے۔ اور آخرت میں انہیں نیک کاموں کی برکت سے بہشت کا داخلہ

نصیب ہوا۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِاتِّبَاعِ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ آمین یا ارحم الراحمین!

عرش والے کے ہاں کوئی کمی نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے بلال! (ضرورت مندوں پر) خرچ کرو اور عرش والے سے یہ ڈر مت رکھو کہ وہ دینے میں کمی کر دے گا۔ (شعب الایمان: ۱۲۸۳)

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دور کیجیے

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصے کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔ (سنن ترمذی: ٦٦۴)

صدقہ کیجیے چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا صدقہ سب سے افضل ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مالی قلت کا شکار آدمی کا محنت کرکے صدقہ نکالنا۔ (مسند احمد: ۲۰۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الجمعہ ۱۴ شوال ۱۳۷۵ھ - ۲۵ مئی ۱۹۵۶ء

مرتے دم تک مسلمان رہنے کا حکم

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (سورہ آل عمران- رکوع ۱۱ - پارہ ۴)

ترجمہ :- اے ایمان والو- اللہ سے ڈرو- جیساکہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔

ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو وصیت

﴿وَوَصّٰی بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (سورۃ البقر رکوع ۱۶ پارہ ۱)

ترجمہ اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی- کہ بیٹا اللہ نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے، پھر نہ مرنا مگر مسلمانی پر۔

شاہ عبد القادر صاحبؒ کا حاشیہ

اس آیت کے حاشیہ پر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں، "یعنی ایک دم کے لئے دین کو نہ چھوڑیو مرتے وقت تک اسی دین میں مرجائیو"

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمان کو مرتے دم تک ہر معاملہ میں اسلام کے احکام کی پابندی لازمی ہے، اور یہ فیصلہ ہے کہ اسلام کے احکام کا اصل منبع قرآن مجید ہے، اور اس کی مکمل عملی تشریح حدیث رسول خدا ہے۔

سکرات کے وقت کیا کرنا چاہیئے

مسلمانوں میں عام طور پر یہ رسم پائی جاتی ہے کہ جب مریض پر سکرات طاری ہوتی ہے، اس وقت عورتیں چیخ چیخ کر رونا شروع کر دیتی ہیں، اور رونے کا اتنا شور ہوتا ہے کہ کوئی بات کرے تو سنائی نہیں دیتی، حالانکہ یہ چیز اسلام کے قاعدہ کے بالکل خلاف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو:-

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رواہ مسلم ابی سعیدؓ اور ابی ہریرہؓ سے روایت ہے، فرمایا- کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔

تلقین کا طریقہ

یہ ہے کہ مرنے والے کے پاس بیٹھ کر آہستہ آہستہ دھیمی آواز سے لا الہ الا اللہ- لا الہ الا اللہ پڑھا جائے، تاکہ مرنے والا سن کر وہ بھی کلمہ پڑھنے لگ جائے اور اس کا خاتمہ اسی کلمہ پر ہو جائے۔

کلمہ پڑھتے پڑھتے مرنے کا ثواب

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ رواہ ابو داؤد۔

ترجمہ- معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو، وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

مرنے والے کے پاس سورہ یٰس پڑھنی چاہیئے

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاكُمْ رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ۔

ترجمہ- معقل بن یسارؓ سے روایت ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والوں پر سورۃ یٰس پڑھو۔

میت کو بوسہ دینا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَیِّتٌ وَهُوَ یَبْكِیْ حَتّٰی سَالَ دُمُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی وَجْهِ عُثْمَانَ رواہ الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ۔

ترجمہ- عائشہؓ سے روایت ہے، کہا- تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعونؓ کو مرنے کے بعد بوسہ دیا۔ اور آپ رو رہے تھے، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو عثمانؓ کے چہرے پر گرے۔

بلا آواز نکالے رونا جائز ہے

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص بلا آواز نکالے روئے تو جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَیِّتٌ رواہ الترمذی و ابن ماجہ،

ترجمہ:- عائشہؓ سے روایت ہے، کہا بیشک ابوبکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد بوسہ دیا تھا۔

میت کو جلدی دفن کر دینا چاہیئے

مسلمانوں میں یہ رسم دیکھی جاتی ہے کہ فلاں رشتہ دار نے راولپنڈی سے آنا ہے، فلاں نے پشاور سے آنا ہے، اس لئے ان کے آنے کا انتظار کیا جائے، یہ چیز بھی خلاف شرع ہے۔

آنسو بہانا ممنوع نہیں

زبان سے شکایت کا کوئی لفظ نہیں لانا چاہیئے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَیْفٍ الْقَیْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاهِیْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِبْرَاهِیْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَیْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاهِیْمُ یَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ یَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰی فَقَالَ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ متفق علیہ

ترجمہ- انسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لوہار کے ہاں گئے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کی دایہ کے شوہر تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمؓ کو اٹھا لیا، پھر اس کا بوسہ لیا، اور سونگھا، اس کے بعد پھر ہم ابوسیفؓ کے ہاں گئے ابراہیم اس وقت حالت نزع میں تھے، اس کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں عبدالرحمٰن

بن عوف سے عرض کی یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں، آپ نے فرمایا، اے ابن عوف یہ (آنسو) رحمت ہیں، اس کے بعد آپ کی آنکھوں میں سے پھر آنسو جاری ہو گئے، اور آپ نے فرمایا، آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، اور دل غمگین ہے، اور ہم اپنی زبان سے نہیں کہتے، مگر وہی بات جس سے ہمارا پروردگار راضی ہو، اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے البتہ غمگین ہیں۔

رخساروں پر ہاتھ مارنے والیاں، گریبان پھاڑنے والیاں اور بین کرنے والیاں مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ متفق علیہ

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو رخسار کو پیٹے، گریبان کو پھاڑے، اور ایام جاہلیت کی طرح پکار پکار کر روئے۔

عبرت

مسلمان عورتوں کو حضور انور کے اس اعلان سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے، اور مذکورالصدر کاموں سے بچنا چاہیئے، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی رہیں، اور قیامت کے دن شفاعت فرمائیں۔

صبر وہی ہے جو مصیبت کے شروع میں کیا جائے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَۃٍ تَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ قَالَتْ اِلَیْکَ عَنِّیْ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیْبَتِیْ وَلَمْ تَعْرِفْہُ فَقِیْلَ لَھَا اِنَّہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَہٗ بَوَّابِیْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْکَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی متفق علیہ

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو ایک قبر پر رو رہی تھی، تب آپ نے فرمایا۔ خدا سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے کہا مجھ سے ہٹ جا، کیونکہ تمہیں مجھ جیسی مصیبت نہیں پہنچی، اس (عورت) نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، پھر اس سے کہا گیا، تحقیق وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی، اور وہاں دربانوں کو نہ پایا، پھر عرض کی، میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، پھر آپ نے فرمایا۔ صبر تو صدمہ کے شروع میں ہوتا ہے۔

معنے

صبر وہ ہوتا ہے کہ جب مصیبت آئے، اور چوٹ لگے۔ اس وقت اللہ کی رضا پر راضی رہے اور سوائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کے اور کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالے جس میں شکایت پائی جاتی ہو۔

اولاد کے مرنے پر صبر کرنے کا اجر بہشت ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلٰٓئِکَتِہٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ رواہ احمد والترمذی

ترجمہ۔ ابی موسی الاشعری سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مومن بندے کا بچہ مرتا ہے اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی، وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ پھر فرماتا ہے، تم نے اس کے دل کے پھل کو توڑ لیا، وہ کہتے ہیں۔ ہاں، پھر اللہ تعالی، پوچھتا ہے، میرے بندے نے کیا کہا پھر عرض کرتے ہیں، تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا، پھر اللہ تعالے فرماتا ہے، میرے بندے کے لئے بہشت میں ایک گھر بناؤ، اور اس کا نام بیت الحمد رکھو (یعنی شکریے کا گھر)

دعا

اللہ تعالے مسلمان مردوں اور عورتوں کو اس صحیح راستہ پر چل کر بہشت میں گھر بنوانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

تین یا دو بچے مرنے پر صبر کرنے سے بہشت کا داخلہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِنِسْوَۃٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا یَمُوْتُ لِاِحْدٰکُنَّ ثَلٰثَۃٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُہٗ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ فَقَالَتِ امْرَأَۃٌ مِّنْھُنَّ اَوِ اثْنَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ رواہ مسلم وفی روایۃ لَھُمَا ثَلٰثَۃٌ لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی چند عورتوں سے فرمایا کہ تم میں سے جس کے تین بچے مر جائیں، اور وہ صبر و شکر کے ساتھ ثواب کی طالب ہو، تو وہ جنت میں داخل ہوگی، یہ سن کر ان عورتوں میں سے ایک نے عرض کی یا دو یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ یا دو۔

میّت کا مال فقط چار جگہوں پر خرچ ہوگا

اوّل۔

میت کے جنازے کو لحد قبر تک پہنچانے میں جو خرچ ہوگا، وہ اسی کے مال میں سے وصول کیا جائے گا۔ مثلاً کفن کا کپڑا، کفن سینے والے کی اجرت، میّت کو نہلانے والے کی اجرت (اگر وہ مفت نہ نہلائے) جنازے کو قبرستان تک پہنچانے والوں کی اجرت (اگر مفت پہنچانے والے نہ مل سکیں) قبر کھودنے والوں کی اجرت سقہ کی اجرت۔

دوم۔

کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد اگر میت پہ قرض ہے، تو وہ اس کے مال میں سے ادا کیا جائے۔

سوم۔

اگر میت کوئی وصیت کر گیا ہے، جو کہ اس کے ایک تہائی مال میں سے جائز تھی، تو وہ پوری کی جائے۔

چہارم

پہلی تین چیزوں سے فارغ ہونے کے بعد شریعت نے جن وارثوں کو مال دلایا ہے ان کو بقیہ مال تقسیم کر دیا جائے۔

میّت کے لئے خیرات

شریعت نے میت کے مال میں سے اس کے لئے خیرات کرنے کی کوئی مد مقرر نہیں رکھی، البتہ یہ جائز ہے کہ جو وارث بالغ ہیں، وہ اپنے حصہ میں سے کچھ یا سارا حصہ خیرات کر کے میت کی روح کو ثواب پہنچانا چاہیں تو جائز ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۱ شوال ۱۳۷۵ھ مطابق یکم جون ۱۹۵۶ء

سب سے بڑی خوشی کا دن

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام! انسان دنیا میں پیدا ہونے کے بعد خوشیاں بھی طرح طرح کی دیکھتا ہے۔ مثلاً امتحان میں کامیاب ہوا۔ منگنی ہوئی۔ شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد دی۔ پھر ان کی شادیاں کیں۔ وغیرہ وغیرہ اور غمیاں بھی طرح طرح کی دیکھتا ہے۔ کبھی خود بیمار ہو گیا۔ کبھی چوری ہو گئی۔ کبھی بچہ بیمار ہو گیا۔ کبھی گائے مر گئی۔ وغیرہ وغیرہ۔

آج میں آپ کو ایک ایسی خوشی کی اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ جس سے بڑی خوشی اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور وہ خوشی ایسی ہوگی۔ کہ جس کو وہ خوشی حاصل ہو گئی۔ پھر کبھی غم نہیں دیکھے گا۔

قولہ تعالیٰ:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۝

(سورۃ حم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴)

ترجمہ:۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور غم کرو۔ اور تمہیں جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

شیخ الاسلام کا پہلی آیت پر حاشیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ پہلی آیت (إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ) کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی دل سے اقرار کیا اور اس پر قائم رہے۔ اس کی ربوبیت و الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھیرایا۔ نہ اس یقین و اقرار سے مرتے دم تک ہٹے۔ نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا۔ اس کے مقتضا پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا۔ جو عمل کیا خالص اسکی خوشنودی اور شکر گزاری کے لئے کیا۔ اپنے رب کے عائد کئے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ادھر ادھر سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی کے راستہ پر چلے۔ ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں۔ جو تسکین تسلی دیتے اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ دنیا کے فانی کے سب فکر و غم ختم ہوئے۔ اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب! بڑی خوشی سے ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لئے ہے۔ اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کئے گئے تھے۔ وہ اب تم سے ایفاء کئے جانے والے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں بھٹک سکتا۔

شیخ الاسلام کا دوسری آیت پر حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوسری آیت (نحن اولیاء کم) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "نحن اولیاکم کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق رہے ہیں کہ اللہ کے حکم سے باطنی طور پر تمہاری اعانت کرتے تھے۔ اور آخرت میں بھی رفیق رہیں گے کہ وہاں تمہاری شفاعت یا اعزاز و اکرام کا انتظام کریں گے۔

شیخ الاسلام کا تیسری آیت پر حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیسری آیت (نزلا من غفور رحیم) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ یعنی سمجھ لو۔ وہ غفور رحیم اپنے مہمان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا۔ اور یہ کتنی بڑی عزت و توقیر ہے کہ ایک بندہ ضعیف رب العزۃ کا مہمان ہو۔

آخرت کی تمام نعمتیں دنیا کے اعمال کا نتیجہ ہیں

برادران اسلام اور معزز خواتین اگر آخرت کی نعمتوں سے حصہ پانا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ مندرجہ ذیل نظام الاوقات حیاۃ انسانی کو اپنا لو۔ اور اس سانچے میں اپنے آپ کو ڈھال لو۔

نظام الاوقات:۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝

(سورۃ الدھر رکوع ۱ پارہ ۲۹)

(ترجمہ:۔ بے شک جو نیکوکار ہیں وہ ایسی شراب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں خدا کے بندے پئیں گے۔ اور اس میں نہریں نکال لیں گے۔ یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی پھیل رہی ہوگی ڈرتے ہیں۔ اور باوجودیکہ ان کو خود طعام کی خواہش ہے۔ فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تم کو محض اللہ کے لئے کھلاتے ہیں۔ نہ تم سے معاوضہ چاہتے ہیں اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔ پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچا لے گا۔ اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا۔

ابرار کون ہیں!

موت کے وقت فرشتوں کی مبارکباد پیش کرنے کے وقت فہرست ابرار میں شامل ہونا ضروری ہے۔ ابرار وہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ہر فرمان کو دل سے مانتے ہیں جس کا نام ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے جو حکم ملے اس کی اپنی توفیق کے مطابق تعمیل بھی کرتے ہیں۔ مثلاً کلمہ توحید کے پڑھنے کے بعد نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ حج کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ ماں باپ کی نافرمانی زنا۔ شراب۔ چوری۔ ڈاکہ زنی۔ حرام خوری۔ قتل ناحق وغیرہ گناہوں سے بچتے ہیں۔

نذر پوری کرتے ہیں کسی کام میں کامیاب ہونے

یا کسی معیبت سے بچنے کے لئے جو نذر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ اسے پورا کر دکھاتے ہیں۔

قیامت کے دن کا ڈر

موت کے وقت بہشت کی مبارکباد حاصل کرنے والوں کی ایک صفت یہ ہے کہ قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں۔ ہر نیکی کا کام اس نیت سے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنی رضا کی سند عطا فرمائے۔ اور ہر بُرے کام سے اس لئے بچتے ہیں کہ ان بُرے کاموں کے باعث کہیں اُس دن دوزخ میں نہ جانا پڑے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلانا

موت کے وقت بہشت کی مبارکباد حاصل کرنے والوں کی ایک صفت یہ ہے کہ "اللہ کی محبت کے جوش میں اپنا کھانا باوجود خواہش یا احتیاج کے نہایت شوق اور خلوص سے مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں (تنبیہہ) قیدی عام ہے مسلم ہو۔ یا کافر۔ حدیث شریف میں ہے کہ "بدر" کے قیدیوں کے متعلق حضورؐ نے حکم دیا۔ کہ جس مسلمان کے پاس کوئی قیدی ہے۔ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ چنانچہ صحابہؓ اس حکم کی تعمیل میں قیدیوں کو اپنے سے بہتر کھانا کھلاتے تھے۔ حالانکہ وہ قیدی مسلمان نہ تھے مسلمان بھائی کا حق تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور اگر لفظ اسیر میں ذرا توسع کر لیا جائے۔ تب تو یہ آیت غلام اور مدیون کو بھی شامل ہو سکتی ہے۔ کہ وہ بھی ایک طرح سے قید میں ہیں" از حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی)

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو ان صفات سے متصف ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور محض اپنے فضل سے ان مبارکباد حاصل کرنے والوں کی فہرست میں شامل فرمائے۔

بہشت کی خوشخبری پانے والوں کی قبر کی کیفیت

ایک لمبی حدیث شریف کا ایک ٹکڑا

قَالَ فَتُعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ فَیَاتِیْہِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَنْ رَّبُّکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰہُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا دِیْنُکَ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ وَمَا عِلْمُکَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰہِ فَاٰمَنْتُ بِہٖ وَصَدَّقْتُ بِہٖ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِشُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاَلْبِسُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَافْتَحُوْا لَہٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّۃِ قَالَ فَیَاتِیْہِ مِنْ رَّوْحِھَا وَطِیْبِھَا وَیُفْسَحُ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ مَدَّ بَصَرِہٖ قَالَ وَیَاتِیْہِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْہِ حَسَنُ الثِّیَابِ طَیِّبُ الرِّیْحِ فَیَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِیْ یَسُرُّکَ ھٰذَا یَوْمُکَ الَّذِیْ کُنْتَ تُوْعَدُ فَیَقُوْلُ لَہٗ مَنْ اَنْتَ فَوَجْھُکَ الْوَجْہُ یَجِیْءُ بِالْخَیْرِ فَیَقُوْلُ اَنَا عَمَلُکَ الصَّالِحُ فَیَقُوْلُ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَۃَ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَۃَ حَتّٰی اَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ) (الحدیث)

ترجمہ:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس روح کو پھر اس کے جسم میں ڈالدیا جاتا ہے اور پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اور اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ اس کے جواب میں وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں تیرا دین کونسا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر وہ پوچھتے ہیں یہ کون شخص ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا وہ کہتا ہے کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ تم نے ان کا رسول ہونا کس طرح جانا۔ وہ کہتا ہے میں نے خدا کی کتاب کو پڑھا۔ اس پر ایمان لایا۔ اور اس کی تصدیق کی۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہتا ہے (یعنی خدا کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے اس کے لئے بہشت کا بستر بچھاؤ۔ اور اس کو بہشت کا لباس پہناؤ۔ اور بہشت کی طرف ایک کھڑکی کھول دو۔ چنانچہ کھڑکی کھول دی جاتی ہے) اور اس سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ پھر اس کی قبر کو حدِ نظر تک کشادہ کر دیا جاتا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا۔ پھر اس کے پاس ایک خوبصورت شخص آتا ہے جو بہترین لباس پہنے اور خوشبو لگائے ہوتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے۔ تمہیں اس چیز کی خوشخبری ہو۔ جو تمہیں خوش کرنے والی ہے۔ اور یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ پھر قبر والا اس سے پوچھتا ہے کہ تم کون ہو۔ کہ تمہارے چہرے سے بھلائی کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ پھر وہ کہے گا۔ میں ہی تمہارا نیک عمل ہوں۔ قبر والا یہ سُن کر کہے گا۔ اے میرے رب قیامت کو قائم کر۔ اے میرے رب قیامت کو قائم کر۔ تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف جاؤں۔

بہشت کی خوشخبری ملنے والوں کے دُنیا کی زندگی میں اوصاف

(۱) اللہ کی عبادت کرنے والے۔

(۲) مذہب اسلام کے پابند۔

(۳) قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے

(۴) قرآن مجید کو دل سے ماننے والے (ایمان) اور اس کے ہر حکم پر دل سے مہر تصدیق لگانے والے۔

عبرت کی دعوت

برادران اسلام! اوپر کے عنوانوں میں جن چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے:-

ان کے آئینہ میں اپنا موہنہ دیکھنے اور عبرت حاصل کرنے کی آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ اُن میں غور کر کے دیکھو۔ آیا یہ چار چیزیں مکمل طور پر ہمارے اندر پائی جاتی ہیں۔ اگر ہیں تو شکر کرو۔ اور اگر کمی ہے تو فوراً اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کر لو۔ خدا جانے ایک گھنٹے کے بعد ہی موت کا پیغام آنے والا ہو۔ وما علینا الا البلاغ

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

خطبۃ یوم الجمعۃ ۲۸ شوال ۱۳۷۵ھ - ۸ جون ۱۹۵۶ء

ظالم ظلم کرتے وقت اپنی جان پر بھی ظلم کرتا ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

آج کے خطبہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ظلم ایک ایسی بُری عادت ہے۔ انسان اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے مردود اور مغضوب ہو جاتا ہے۔ اور انسانوں کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے اور ظالم سے ہر ایک کا دل دکھی ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کے دل سے اس کے حق میں بددعا نکلتی ہے

ظالم کے حق میں ارشادِ نبوی

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَیْہِ بِجَنَازَۃٍ فَقَالَ مُسْتَرِیْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِّنْہُ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْمُسْتَرِیْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْہُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ یَسْتَرِیْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْیَا وَاَذَاھَا اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ یَسْتَرِیْحُ مِنْہُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ - متفق علیہ

ترجمہ:- ابی قتادہ رضؓ سے روایت ہے- وہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک جنازہ گذارا گیا- آپ نے فرمایا راحت پانیوالا ہے یا اس سے راحت حاصل کی گئی ہے پھر لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ راحت پانے والا یا اس سے راحت حاصل کی گئی ہے اس کا کیا مطلب ہے- پھر آپ نے فرمایا- بندہ مومن دنیا کی تکلیف اور اس کے ایذا سے اللہ کی رحمت کی طرف (جاکر) آرام پانے والا ہے اور گنہگار بندے (جس میں ظالم بھی آتا ہے) سے بندے اور شہر اور درخت اور مویشی (اس کے مرجانے سے) آرام پاتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا- کہ مؤمن تو مرنے سے دنیا کی مصیبتوں سے بچ جاتے- اور معلوم ہوتا ہے- کہ بدمعاش اور ظالم سے ساری دنیا تنگ ہوتی ہے- حتیٰ کہ اس کے ظلم کا احساس گلی کوچوں اور درختوں اور مویشیوں کو بھی ہوتا ہے- جب وہ خبیث مرتا ہے- تو سب کو راحت اور فرحت محسوس ہوتی ہے-

مثلاً

ایک شخص خدا تعالیٰ کی نعمتیں کھا پی کر سو جاتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا- بے نماز پر اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کے جو اثرات آئیں گے- معلوم ہوتا ہے کہ زمین بھی انہیں محسوس کرتی ہے- جب اس بے نماز کا جنازہ نکلے گا تو وہ زمین بھی خوش ہوگی- کہ اللہ تعالےٰ کا باغی مر گیا- اگر اس بے نماز اور بے دین نے بھینس رکھی ہوئی تھی- جب مرے گا وہ بھینس بھی خوش ہوگی- اچھا ہوا- یہ مردود مر گیا میرا دودھ پی کر خدا تعالےٰ سے بغاوت کرتا تھا-

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے بڑے مقاصد میں سے مظالم کا بند کرنا ہے

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْمَقَاصِدِ الَّتِیْ قُصِدَتْ بِبِعْثَۃِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ دَفْعُ الْمَظَالِمِ بَیْنَ النَّاسِ فَاِنَّ تَظَالُمَھُمْ یُفْسِدُ حَالَھُمْ وَیُضَیِّقُ عَلَیْھِمْ وَلَا حَاجَۃَ اِلٰی شَرْحِ ذٰلِکَ (حجۃ اللہ البالغہ باب) المظالم

(من الجزء الثانی)

ترجمہ:- جان لو ان بڑے مقاصد میں سے جن کے لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوتی رہی ہے لوگوں کے درمیان میں سے مظالم کا دور کرنا بھی ہے- کیونکہ ان کے ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے ان کا حال تباہ ہو جائے گا- اور ان پر تنگی کی جائے گی- جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے-

اللہ تعالیٰ بھی انسان کے ظلم کا شاکی ہے

(وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ ط وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ع)

سورۃ ابراہیم رکوع ۵ پ ۱۳

ترجمہ:- اور جو چیز تم نے اس سے مانگی- اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو- تو انہیں شمار نہ کر سکو- بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے-

ظالم اپنے اوپر خود ظلم کرتا ہے

ظالم یہ سمجھتا ہے- کہ میں اپنے ظلم سے دوسروں کو دکھ دوں گا- وہ یہ نہیں خیال کرتا اس ظلم کا اُلٹا اثر مجھ پر بھی لوٹ کر پڑے گا- کسی شاعر نے ٹھیک کہا ہے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

ترجمہ:- اپنے کئے کا بدلہ پانے سے غافل نہ رہو گیہوں بونے سے گیہوں اُگتی ہے اور جو سے جو- یعنی یہ نہیں ہو سکتا- کہ تو کسی سے برائی کرے اور تمہیں بدلے میں نیکی نصیب ہو-

ایک شبہ

اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد تو یہ ہے کہ بدی کرنے والے سے نیکی کرو- ایسی صورت میں بدی کرنے والے کو تو بدلے میں نیکی نصیب ہوئی-

جواب

اس کا جواب یہ ہے- کہ بدی کے مقابلہ میں نیکی کرنے والا کا درجہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بلند ہو جائے گا- کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرنے کی خاطر صبر سے کام لیا- لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بدی کرنے والوں کو بدی معاف کر دی گئی- اس کی سزا کسی اور جگہ اسے مل جائے گی-

اِعلانِ الٰہی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان یہ بھی تو ہے:-

(فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝
وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝

(سورۃ الزلزال پارہ ۳۰)

ترجمہ:- پھر جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا- اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے- وہ اس کو دیکھ لے گا-

عبرتناک مثال

کہتے ہیں- ایک شخص پیشاب کر رہا تھا- ایک بچے نے آکر اسے دھکا دیا- اس نے اٹھ کر اس بچے کو دو پیسے دیدئے- اور کہا- کہ اسے کسی جگہ ایسی سزا ملے گی کہ میری کسر بھی نکل جائے گی- چنانچہ اس بے وقوف بچے نے یہ سمجھا- کہ شاید پیشاب کرتے وقت جس کو دھکا دوں گا- وہ دو پیسے دیا کرے گا- اس نے ایک دوسرے شخص کو پیشاب کرتے وقت دھکا دیا- اس نے اٹھ کر اتنا سخت مارا کہ پہلے شخص کی کسر بھی نکل گئی-

حاصل

یہ ہے کہ ظالم کو اپنے ظلم کی سزا مل ہی جاتی ہے-

یہ الگ چیز ہے کہ کتا کہیں ہے اور بھاگتا کہیں ہے مثلاً جنگل کے ایک گاؤں میں قتل ناحق کیا اور سنٹرل جیل میں جاکر پھانسی کے تختہ پر چڑھا۔

اسی قانون الٰہی پر تمام قوموں میں عمل درآمد رہا

(اَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۙ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝)

(سورۃ التوبۃ رکوع ۹ پارہ ۱۰)

ترجمہ:- (کیا انھیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی۔ جو ان سے پہلے تھے۔ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں تھیں۔ ان کے پاس ان کے رسول صاف احکام لے کر پہنچے سو اللہ ایسا نہ تھا۔ کہ ان پر ظلم کرتا۔ لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریوں

کی جڑ دراصل انسان کے اندر ہوتی ہے اور جسم کے باہر ان کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً خلطوں کا بگاڑ اندر ہوتا ہے۔ اور بخار کی گرمی بدن پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ظلم ایک روحانی بیماری ہے اس کا باہر اثر یہ ہوتا ہے کہ ظالم ہر ایک کے ساتھ بے انصافی کا برتاؤ کرتا ہے کہ جس طرح باولہ کتا ہر اس چیز کو کاٹتا ہے جو سامنے آئے۔ بکری ہو یا بھیڑ۔ گائے ہو یا بھینس۔ مرد ہو یا عورت۔ بچہ ہو یا بوڑھا۔

بعینہٖ اسی طرح ظالم

خدا تعالےٰ کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے۔ انسانوں کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے حیوانات کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بے انصافی

(وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ۝) سورۃ ابراہیم رکوع ۵ پ ۱۳

ترجمہ:- اور جو چیز تم نے اس سے مانگی اس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انھیں شمار نہ کر سکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بے انصافی

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعلان کیا ہے کہ آپ سارے جہان کے لئے رحمت ہیں۔ اور یہ ظالم کبھی کہتا ہے کہ آپ شاعر ہیں اور کبھی کہتا ہے کہ آپ پاگل ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ظالم کا انسانوں پر ظلم

مثلاً (وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝) سورۃ التطفیف پارہ عم ۳۰

ترجمہ:- کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں۔ تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ ویل کے تین معنے ہیں۔ افسوس۔ ہلاکت اور دوزخ میں ایک وادی کا نام بھی ہے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ظالم انسان۔ انسانوں کی حق تلفی سے بھی نہیں ڈرتا۔ خواہ دوزخ ہی میں کیوں نہ جانا پڑے تو کیا پھر یہ ظالم باولے کتے کی طرح نہ ہوا۔ کہ جو سامنے آیا۔ اسے کاٹ کھایا۔

حیوانات پر ظلم

کرنے کے دو واقعات حدیث شریف میں بھی آئے ہیں۔ ایک اس عورت کا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ میں دیکھ کر آئے تھے جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ اسے کچھ کھانے کے لئے دیا۔ اور نہ کھولا۔ کہ خود اپنا رزق تلاش کر کے کھائے۔ اور وہ بلی اسی طرح بھوکی پیاسی مرگئی۔ دوسرا اونٹ کا واقعہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہو کر شکایت کی تھی یا رسول اللہ میرا مالک مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے۔ اور چارہ کم دیتا ہے۔

آجکل بھی

کثرت سے مظلوم حیوان دیکھے جاتے ہیں جن کی کمائی سے ظالم انسان اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ بلکہ اپنی ساری ضروریات پوری کرتا ہے۔ انھیں کو بھوکا رکھتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بھوک کے مارے ان کی کوکھیں خالی ہوتی ہیں اور پسلیاں نکلی ہوتی ہیں۔ مگر بچارے ظالم گاڑی بان کے جبر اور تشدد اور بار سے بوریوں سے لدی ہوئی گاڑی کو کھینچے جاتے ہیں۔ اسے ظالم انسان یاد رکھو۔ ان مظلوموں کی آہوں سے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی دردبھری آہوں کے باعث اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہو جائے اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں۔

شہری شیر فروشوں کا حیوانات پر ظلم

شہری شیر فروش گائے بھینس کا دودھ دوہ کر بیچ دیتے ہیں۔ اور گائے اور بھینس کے بچوں کو عموماً دودھ نہیں دیتے۔ اور نہ وہ بچارے چارہ کھانے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس لئے تین تین چار چار دن بھوکے پیاسے رہ کر سسک سسک کر مر جاتے ہیں۔ یہ دودھ بظاہر حلال ہے۔ اور حقیقت میں حرام ہے کہ ان مظلوم بچوں کا حصہ غصب کر کے انسان پی رہا ہے

بظاہر حلال حقیقت میں حرام

عام طور پر مسلمانوں کو ظاہری طور پر حلال اور حرام کی تمیز ہے۔ مثلاً بکری حلال ہے اور خنزیر حرام ہے۔ کبوتر اور فاختہ حلال ہے۔ مگر باز اور گدھ حرام ہے۔ حالانکہ چاروں ہی پرندے ہیں مگر انھیں عام استعمال کی چیزوں میں کئی ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جو بظاہر حلال ہیں۔ اور حقیقت میں حرام ہیں۔ مثلاً ہم نے بکری یا گائے کا گوشت قصاب سے خریدا۔ بظاہر یہ گوشت حلال ہے لیکن وہ بکری یا گائے چوری کی تھی تو حقیقت میں حرام ہے۔

شرعاً مجرم نہیں ہیں

بظاہر حلال اور حقیقت میں حرام چیز کے استعمال کرنے والے مسلمان شرعاً ہرگز مجرم نہیں ہیں۔ لیکن یہ چیز ضروری ہے کہ ایسی حرام چیزوں کے کھانے سے ان کے اخلاق اور عادات پر بے ساختہ برا اثر پڑے گا۔ اس آدمی کے صلاحیت اور شرافت کے آثار کم ہوتے جائیں گے۔ گناہ اور شرارت اور خباثت کے خیالات بڑھتے جائیں گے۔

وضاحت کیلئے ایک مثال

مذکورۃ الصدر مسئلہ کی وضاحت کے لئے ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ایک شخص سنکھیا کا سفوف ارادہ کر کے کھائے اور مر جائے۔ تو وہ خودکشی کا مجرم اور اسکی سزا دوزخ ہے۔ اور اگر وہی سنکھیا کا سفوف کونین کا سفوف سمجھ کر کھائے اور مر جائے۔ اگرچہ خودکشی کا مجرم نہیں ہوگا۔ مگر سنکھیا تو اپنا اثر دکھائے گا۔ خون کے اسہال جاری ہوں گے۔ اور انتڑیاں کاٹ کاٹ کر باہر لائے گا۔

قیامت کے دن ظالم سے مظلوم کا حق دلایا جائیگا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ

خدام الدین لاہور
۱۵ر جون ۱۹۵۶ء

مال کا مقصد اللہ تعالیٰ کے احکام پورا کرنا ہے

حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے مال اس لیے اتارا ہے کہ نماز قائم کی جائے اور زکوۃ ادا کی جائے۔ اور اگر ابن آدم کے پاس سونے چاندی کی دو وادیاں بھی ہوں تو وہ ایک اور کی تمنا کرے گا۔اور ابن آدم کا پیٹ مٹی کے علاوہ کوئی چیز نہیں بھر سکتی، البتہ جو توبہ کر لیتا ہے اللہ اس پر متوجہ ہو جاتا ہے۔ (معجم کبیر: ۳۳۰۱)

ہمیشہ باقی رہنے والے اعمال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں: (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے۔ (۳) یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔ (مسلم: ۱۶۳۱)

بقیہ خطبہ

(صفحہ سے آگے)

وَزَكٰوةٍ وَيَاتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

(رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے انہوں نے عرض کی مفلس ہم میں وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی سامان تب آپ نے فرمایا۔ تحقیق میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوٰۃ لائیگا۔ اور ایسے حال میں آئے گا۔ کہ اس کو گالی دی تھی۔ اور اس پر تہمت لگائی تھی اور اس کا مال کھایا تھا۔ اور اس کا خون بہایا تھا۔ اور اس کو مارا تھا۔ پھر اس شخص کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور اس شخص کو اسکی نیکیوں میں سے دیا جائے گا پھر اگر اسکی نیکیاں اس سے پہلے ختم ہو گئیں۔ کہ جو اس پہ حق تھے۔ وہ پورے کئے جائیں ان لوگوں کے گناہوں میں سے لیا جائے گا۔ پھر اس پر ڈال دئے جائیں گے۔ پھر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

میرا مطلب یہی تھا۔

میں نے خطبہ کا عنوان یہ قائم کیا تھا۔ کہ "ظالم ظلم کرتے وقت اپنی جان پر بھی ظلم کرتا ہے" آپ نے دیکھ لیا۔ کہ اگرچہ ظالم نے مظلوم کو دکھ دیا تھا۔ مگر اس ظالم کو اپنے ظلم کے باعث ایسی تکلیف اٹھانی پڑی جو مظلوم کو بھی نہیں پہنچی تھی۔ کہ مظلوموں کی آہوں کے باعث اسے دوزخ میں جانا پڑا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ
اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۵ ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ ۱۵ جون ۱۹۵۶ء

ایک خطرناک غلطی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب شیرانوالہ لاہور

آجکل میں ہر طبقہ کے مسلمانوں میں ایک خطرناک غلطی دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بعض بندے اس غلطی سے پاک ہوں گے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر نیکی کا نمونہ پیش کرنے والے ہر زمانہ میں اپنے بندے بطور بیج کے رکھے ہوئے تھے اور آج بھی ہیں۔ مگر ان بعض خدا ترس اور خدا پرست بندوں کی موجودگی سے دوسروں کے لئے کیا فائدہ۔ ہر شخص نے دنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کی سزا بھگتنی ہے۔ اور وہ خطرناک غلطی ماں باپ کی دلآزاری ہے۔ آزاری ہے۔

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے بعد اگر کوئی واجب الاحترام۔ واجب الاطاعت ہے۔ تو وہ ماں باپ ہی ہیں۔ جن کی دلآزاری سے اللہ تعالےٰ کا غضب سب سے زیادہ بھڑک سکتا ہے۔ تو وہ ماں باپ ہی ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد اگر کسی کی اطاعت فرض عین ہے۔ تو وہ ماں باپ ہی ہیں اگر ماں باپ مشرک اور کافر ہی کیوں نہ ہوں تو بھی انکی خدمت فرض عین ہے۔ اس سلسلہ میں رب العزت جل مجدہٗ کے جو ارشاد ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا۔ الاٰیۃ۔ سورۃ لقمٰن رکوع ۲ پ ۲۱

(ترجمہ:۔ اور اگر وہ دونوں تجھ سے اس بات پر اڑیں۔ کہ میرا شریک مان۔ اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں۔ تو ان کا کہنا مت مان۔ اور دنیا میں دستور کے موافق ان کا ساتھ دے۔

حاصل

یہ نکلا۔ اگرچہ ماں باپ مشرک ہوں۔ تو بھی ان کی فرمانبرداری کرو بشرطیکہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ ہونے پائے۔

۲

(وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

(ترجمہ:۔ اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے۔ کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ تو انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے بات کرو۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان ان آیات کے حاشیہ پر لکھتے ہیں خدا تو حقیقۃً بچہ کو وجود عطا فرماتا ہے

"والدین اس کی ایجاد کا ظاہری ذریعہ ہیں اس لئے کئی آیتوں میں خدا تعالےٰ کے حقوق کے ساتھ والدین کے حقوق ذکر کئے گئے۔ حدیث میں ہے۔ کہ وہ شخص خاک میں مل گیا۔ جس نے اپنے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی"

ایک حدیث میں فرمایا۔ کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ والدین کیساتھ بھلائی کرنا یہ ہے کہ زندگی میں ان کی جان ومال سے خدمت اور دل سے تعظیم ومحبت کرے۔ مرنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھے۔ ان کے لئے دعا واستغفار کرے۔ ان کے عہد تا مقدور پورے کرے۔ ان کے دوستوں کے ساتھ تعظیم وحسن سلوک سے اور ان کے اقارب کے ساتھ صلہ رحم سے پیش آئے۔ وغیر ذالک۔ بڑھاپے میں خدمت کی احتیاج زیادہ ہوتی ہے جس سے بعض اوقات اہل وعیال بھی اکتانے لگتے ہیں۔ زیادہ پیرانہ سالی میں ہوش وحواس بھی ٹھکانے نہیں رہتے۔ بڑی سعادت مند اولاد کا کام ہے کہ اس وقت بڑھے والدین کی خدمت گزاری و فرمانبرداری سے جی نہ چرائے۔ قرآن نے تنبیہ کی کہ جھڑکنا اور ڈانٹنا تو کجا ان کے مقابلہ میں زبان سے ہوں بھی مت کرو۔ بلکہ بات کرتے وقت پورے ادب کو تعظیم کو ملحوظ رکھو۔ ابن مسیب نے فرمایا۔ ایسی طرح سے بات کرو۔ جیسے ایک خطاکار غلام سخت مزاج آقا سے کرتا ہے

(کما ربیني صغیرا)

یعنی جب میں بالکل کمزور وناتواں تھا۔ انہوں نے میری تربیت میں خون پسینہ ایک کر دیا۔ اپنے خیال کے موافق میرے لئے ہر ایک راحت وخوبی کی فکر کی۔ ہزارہا آفات وحوادث سے بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ بارہا میری خاطر اپنی جان جوکھوں میں ڈالی۔ آج ان کی ضعیفی کا وقت آیا ہے جو کچھ میری قدرت میں ہے۔ ان کی خدمت وتعظیم کرتا ہوں لیکن پورا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس لئے تجھ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اس بڑھاپے میں اور موت کے بعد ان پر نظر رحمت فرما۔

دربارِ رسالت میں والدین کے حقوق

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ والد راضی تو اللہ راضی۔ اور والد ناراض تو اللہ ناراض ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ اِذْ اَقْبَلَتْ امْرَاَةٌ حَتّٰى دَنَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهٗ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ فَقَالُوْا هِيَ اُمُّهُ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهُ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ ابی الطفیلؓ سے روایت ہے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جبکہ جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے ناگہاں ایک عورت آئی۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ گئی پھر آپؐ نے اس کیلئے اپنی چادر بچھائی پھر وہ اس پر بیٹھ گئی۔ پھر میں نے کہا۔ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ آپ کی ماں ہے جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

عبرت

یہ عبرت کا مقام ہے۔ کہ جو پیغمبر ایک لاکھ ۲۳ ہزار نو سو ننانوے پیغمبروں کا سردار ہے۔ ایک بدوی (دیہاتی) عورت کو آپ کی چادر پر محض اس لئے بٹھایا جاتا ہے۔ کہ اس نے پیغمبروں کے سردار کو بال کے تا لمقام دودھ پلایا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عَنْ مُعٰوِیَۃَ بْنِ جَاھِمَۃَ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِیْرُکَ فَقَالَ ھَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْھَا فَاِنَّ الْجَنَّۃَ عِنْدَ رِجْلِھَا

(رواہ احمد والنسائی والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: معٰویۃ بن جاہمہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ میں جہاد کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ اور آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تیری ماں ہے۔ اس نے عرض کی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اسی کے پاس رہ۔ کیونکہ بہشت اس کے پاؤں کے پاس ہے

حاصل

یہ ہے کہ تم ماں کی خدمت کرو۔ اللہ تعالے تمہیں اس کی خدمت کی برکت سے بہشت میں داخل کر دے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ کَانَتْ تَحْتِیْ امْرَاَۃٌ اُحِبُّھَا وَکَانَ عُمَرُ یَکْرَھُھَا فَقَالَ لِیْ طَلِّقْھَا فَاَبَیْتُ فَاَتٰی عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلِّقْھَا

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا میرے نکاح میں ایک عورت تھی۔ میں اسے پسند کرتا تھا۔ اور عمرؓ (آپ کے باپ) اسے ناپسند کرتے تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ اسے طلاق دیدو۔ میں نے انکار کیا۔ پھر عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ پھر اس قصے کو آپ کی خدمت میں ذکر کیا۔ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے طلاق دیدو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ بیٹے کو ماں باپ کی اس قدر فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ کہ اگر وہ اس کی بیوی کو پسند نہ کریں۔ خواہ اسے پیاری کیوں نہ ہو۔ تو بیوی کو طلاق دیدے۔

کیونکہ

شہد پر مکھیاں بہتریاں۔ اگر دولت ہوگی تو بیویاں سینکڑوں بلکہ ہزاروں بھی مل سکتی ہیں۔ مگر ماں اور باپ ایک ہی ہے۔ ساری دنیا میں نہ کوئی اور عورت اس کی ماں بن سکتی ہے۔ اور نہ کوئی اور مرد اس کا باپ بن سکتا ہے۔ بہشت میں پہنچانے کا ذریعہ فقط یہ ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ ہو سکتا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ (رواہ ابن ماجۃ)

ترجمہ:- ابی امامہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا۔ یہ دونوں ہی تیرا بہشت ہیں۔ اور یہ دونوں ہی تیرا دوزخ ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر تو ان کو خوش رکھے گا۔ اور وہ تمہیں دعائیں دیں گے۔ تو اللہ تعالے تم سے راضی ہو جائے گا۔ اور تمہیں بہشت میں داخل کرے گا۔ اور اگر تم نے انہیں دکھ دیا۔ تو ان کے دل سے بددعا نکلے گی۔ اللہ تعالے تم سے ناراض ہوگا۔ اور تمہیں دوزخ میں داخل کرے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ وَاِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاہُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ (البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی ایسے حال میں کہ وہ اللہ کے واسطے اپنے والدین کی فرمانبرداری کرنے والا تھا۔ تو صبح کو اس کے واسطے دو دروازے بہشت کے کھلے ہوئے ہوں گے۔ اور اگر (ماں باپ میں سے) ایک ہے۔ تو ایک دروازہ کھلا ہوا ہوگا۔ اور جس شخص نے صبح کی ایسے حال میں کہ والدین کے حق میں اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہو۔ تو صبح کو اس کے لئے دو دروازے دوزخ کے کھلے ہوئے ہوں گے۔ اور اگر (ماں باپ میں سے) ایک ہے۔ تو ایک (دروازہ) کھلا ہوا ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کی اور اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں آپ نے فرمایا اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ وہ دونوں اسی پر ظلم کریں۔

ماں باپ کا غدار اللہ تعالے کا وفادار نہیں ہو سکتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو شخص انسانوں کا شکر گذار نہیں ہے۔ وہ اللہ کا شکر گذار نہیں ہو سکتا۔" اس فرمان نبوی کی بناء پر جو شخص ماں باپ جیسے مونس وغمخوار اور ان جیسے محسن و بہی خواہ سے غداری کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتا اور جس کی فطرۃ اتنی بگڑ چکی ہے۔ کہ بچپن سے لے کر جوانی تک اس احسان بے پایاں کا شب و روز مشاہدہ کرتا آیا ہے۔ جو ماں باپ اس پر کرتے آئے ہیں۔ جس کی فطرۃ اتنی بگڑ چکی ہے اور جس کی ذہنیت اتنی گندی ہو چکی ہے۔ وہ بے انتہا انعامات کے منعم اور بے انتہا احسانات کے محسن اللہ جل شانہ کا وفادار کب ہو سکتا ہے۔

خطرناک غلطی کا بیج بونے والے

نوجوانوں کی خطرناک غلطی یعنی ماں باپ کی دل آزاری کا بیج بونے والے دراصل خود ماں باپ ہی ہیں بچپن میں ماں باپ ہی نے یہ بیج بویا تھا۔ جس کا کڑوا پھل سب سے پہلے ماں باپ ہی کو چکھنا پڑتا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم نہیں دی

ماں باپ کا اور فقط ماں باپ کا یہ قصور ہے کہ انہوں نے عموماً یا تو بچے کو جاہل رکھا۔ اور اگر پڑھایا تو باقی سب کچھ پڑھایا۔ نہیں پڑھایا تو قرآن مجید نہیں پڑھایا۔

قرآن مجید میں کیا ہے

قرآن مجید کی مبارک تعلیم کو بیسیوں عنوانات سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید ذوی الحقوق کی فہرست بتلاتا ہے۔ (یعنی اے انسان تجھ پر کس کس کا حق ہے) پھر ان حقداروں کے نمبروں کی ترتیب بتلاتا ہے (کہ نمبر اول کس کا حق ہے اور نمبر دوم کس کا) پھر سب کے حق ادا کرنے کا طریقہ سمجھاتا ہے اور یہ یاد رہے کہ ان عنوانات پر سوائے قرآن کے اور کوئی کتاب نہیں بولتی۔ اگر وہ بالفرض بولے تو وہ اللہ تعالے کی کلام نہیں ہوگی۔ اللہ تعالے کی کلام پاک سوائے قرآن مجید کے اور کوئی سطح دنیا پر موجود نہیں ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو   گندم از گندم بروید جو از جو

ترجمہ: اپنے عملوں کے نتیجے سے بے خبر نہ رہ۔ گیہوں بونے سے گیہوں اگتی ہے اور جو سے جو۔

ہر مرض کا علاج ہے

اللہ تعالے نے جس طرح جسمانی بیماریوں کے علاج پیدا کئے ہیں۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کے بھی علاج ہیں۔ ماں باپ کی بیٹھ کر دل آزاری کرنا یہ ایک روحانی بیماری ہے۔ اسکے روحانی علاج کا نسخہ قرآن مجید ہے۔ تعلیم قرآن مجید کے ساتھ اگر اللہ تعالے کے کامل بندوں کی صحبت بھی نصیب ہو جائے۔ جن پر قرآن مجید کا عملی رنگ چڑھا ہوا ہو۔ پھر تو سونے پر سہاگہ ہو جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۵۶ء

شریعت کا اتباع انسان کا فطرتی تقاضا ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ - لاہور

برادران اسلام! جو انسان ہمیں نظر آتا ہے وہ ایک ہی چیز نہیں ہے بلکہ وہ متضاد چیزوں سے مرکب ہے - ایک چیز تو ظاہر ہے - جو دیکھی جاتی ہے - اسے ہاتھ بھی لگایا جا سکتا ہے - وہ جسم ہے اور دوسری چیز اس کے اندر پوشیدہ ہے اس کا نام روح ہے -

قرآن مجید میں انسانی جسم کی بناوٹ کا ذکر

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۚ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۗ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۚ (سورۃ المؤمنون رکوع ۱ پ ۱۸)

ترجمہ: - اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا - پھر ہم نے اسے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا - پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا - سو اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے -

انسانی روح کا ذکر

قرآن مجید میں انسانی روح کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے -

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ پ ۱۵)

(ترجمہ: - اور یہ لوگ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں - کہہ دو - روح میرے رب کے حکم سے ہے - اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے - وہ بہت ہی تھوڑا ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ جسم اس جہاں کی پیداوار ہے - اور روح عالم ملکوت سے آئی ہوئی ہے - اس بناء پر یہ ثابت ہوا کہ دونوں متضاد ہیں - یعنی دونوں کی خواہشات میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا - ایک اوپر کو کھینچے گی - تو دوسری نیچے کو - جسم یہ خواہش کرے گا کہ مجھے لذیذ سے لذیذ کھانے اور لذیذ سے لذیذ پھل کھلائے جائیں قیمتی لباس پہنایا جائے - رہنے کے لئے زیادہ سے زیادہ آرام دہ مکان بنا دیا جائے سواری قیمتی اور تیز رو ہونی چاہئے - جو منٹوں میں منزل مقصود تک پہنچا دے - تفریح کے لئے سرسبز و شاداب باغ ہو - وغیرہ وغیرہ -

بہت زیادہ روپیہ چاہئے

مذکورۃ الصدر جسمانی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے بہت زیادہ روپیہ چاہئے - بہت زیادہ روپیہ کمانے کے لئے بہت زیادہ وقت صرف کرنا چاہئے - بلکہ اگر بہت زیادہ روپیہ حلال کی کمائی سے میسر نہ آسکے - تو ناجائز ذرائع سے بھی حاصل کر لیا جائے - مثلاً تجارت پیشہ ہے تو گاہک کو فریب اور دھوکہ دے کر کمائے - جسے تجارت پیشہ خوب سمجھتے ہیں - ملازمت پیشہ ہے تو تنخواہ مالک سے لے - اور رشوت متعلقہ انسانوں سے وصول کرے - غرضیکہ ناجائز ذرائع سے بھی روپیہ کمائے گا - تاکہ ہر طرح کی جسمانی راحتیں حاصل کرے -

روح کی خواہش

یہ ہے - کہ میں تو عالم ملکوت سے آئی ہوئی ہوں مجھے ان مادی اشیاء سے تو کوئی راحت حاصل نہیں ہوتی مجھے عالم ملکوت والی غذا چاہئے - عالم ملکوت کے رہنے والوں کی غذا فقط ذکر الٰہی ہوتا ہے - اب روح کی خواہش یہ ہے کہ مجھے اس وجود سے اذکار الٰہیہ کا کام لینا چاہئے - مثلاً سبحان اللہ - الحمد للہ - ولا الٰہ الا اللہ - واللہ اکبر - ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح - یا قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ -

سواری ایک اور سوار دو

سواری تو ایک ہے - جو خون - پوست - گوشت - اور ہڈیوں سے بنی ہوئی ہے - اور سوار دو ہیں - جسم اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے اسی وجود کو ہی ذریعہ بناتا ہے اور روح ذکر الٰہی کرنے کے لئے بھی اسی کو ذریعہ بنائے گا - مثلاً اسی جسم سے پانی کا لوٹا بھروائے گا - اور وضو کرائے گا - پھر اسی جسم کو مسجد میں لے کر اسی سے نماز پڑھائیگا - غرضیکہ دونوں میں رسہ کشی ہوگی - اس جھگڑے کے ختم کرنے کے لئے ایسے ثالث کی ضرورت ہے جو دونوں کا یکساں خیرخواہ ہو - وہ ثالث فقط

اللہ جل شانہٗ

ہی ہو سکتا ہے - کیونکہ وہ جسم اور روح دونوں کا خالق ہے - دونوں کے جذبات اور احساسات سے پورے طور پر آگاہ ہے - لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ نظام الاوقات تجویز فرمایا ہے - کہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ وقت ذکر الٰہی کرنے کے لئے مامور فرمایا ہے اور وہ پانچ وقت ظہر - عصر - مغرب - عشا اور فجر کی نماز کے اوقات ہیں - تاکہ ان وقتوں میں روح اس وجود کے ڈھانچے کو اپنے کام میں لائے - اس کے بعد باقی اوقات جسم کی ضروریات کے پورا کرنے میں صرف کرے - اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کا نام شریعت ہے - اب جو شخص اس قانون الٰہی کی پابندی کرے گا - وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار اور متبع شریعت کہلائے گا - ورنہ اللہ تعالیٰ کا باغی اور مخالف شریعت سمجھا جائے گا - اتباع شریعت میں اس کی اپنی خوش قسمتی ہے - جب تک دنیا میں رہے گا جسمانی ضروریات کے پورا ہونے کے باعث خوش رہے گا - اور مرنے کے بعد جب عالم ملکوت میں جائے گا - تو وہاں بھی خوش حال ہوگا - کیونکہ اس جہاں میں جس ذکر الٰہی کی ضرورت تھی وہ بھی ساتھ لے کر گیا ہے -

اللہ تعالیٰ کا شکریہ

ایسے لوگ جب اتباع شریعت کی برکت سے بہشت

میں پہنچیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں گے۔
(وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۖ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝)
(سورہ الاعراف رکوع ٥ پ ٨)
(ترجمہ اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے۔ اگر اللہ ہماری راہنمائی نہ فرماتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے۔ تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔)

اپنے اوپر خود ظلم کرنے والے

شہادت ١

(اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝) سورۃ التوبہ رکوع ٩ پ ١٠

(ترجمہ۔ کیا انہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی۔ جو ان سے پہلے تھے۔ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں تھیں۔ ان کے پاس ان کے رسول صاف احکام لے کر پہنچے۔ سو اللہ ایسا نہ تھا۔ کہ ان پر ظلم کرتا۔ لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔)

شہادت نمبر ٢

(اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ ۝)
(سورۃ الزخرف رکوع ٧ پارہ ٢٥)
(ترجمہ: بے شک گنہگار عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے تو ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ خود ہی ظالم تھے)

حاصل

ان مجرموں کا اپنے اوپر ظلم کرنے کا الزام اسی لئے لگایا جا رہا ہے۔ کہ ان کی فطرت کا تقاضا پورا کرنے کے لئے جو پروگرام اللہ تعالےٰ نے تجویز کر کے بذریعہ پیغمبر انہیں بتلایا تھا۔ انہوں نے اس پر دانستہ عمل نہیں کیا۔ فقط جسمانی خواہشات کے پورا کرنے میں دنیا کی ساری زندگی برباد کر دی۔ اور روح کا تقاضا پورا کرنے کے لئے جو ذکر الٰہی کا پروگرام تھا اس کو دانستہ نظر انداز کیا یہی ان کا ظلم ہے۔ اسی کی سزا پانے کے لئے دوزخ میں داخل کئے گئے ہیں۔ انہیں پر یہ ضرب المثل صادق آتی ہے۔ "خود کردہ را چہ علاج"

خود کشی کے مجرم

ارحم الراحمین نے اپنی مہربانی اور شفقت سے جسمانی اور روحانی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے جو پروگرام آسمان سے نازل فرمایا تھا اس سے روگردانی کر کے انہوں نے جان بوجھ کر محض ضد اور ہٹ دھرمی سے اپنے آپ کو دوزخ میں جا ڈالا۔ جس طرح پانی موجود ہوتے ہوئے جو شخص نہ پیئے۔ اور پیاسا مر جائے وہ خود کشی کا مجرم ہے۔ اسی طرح ان کا واقعہ ہے۔ کہ بہشت میں جانے کا پروگرام موجود ہے مگر یہ اس کو ضد سے منظور نہیں کرتے اور دوزخ میں جاتے ہیں۔

قیامت کے دن اپنے جرم کا اقرار

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝)
(سورۃ المؤمنون رکوع ٦ پارہ ١٨)

(ترجمہ:۔ اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہونگے ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بد شکل والے ہوں گے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا۔ اسی میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دعاء

اللہ تعالےٰ ہم سب بھائی بہنوں کو قرآن مجید پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ——— تاکہ اس پر عمل کرنے کی برکت سے دنیا کی زندگی خوش گوار گذر جائے اور آخرت میں بھی اللہ تعالےٰ راضی ہو کر بہشت کا ٹکٹ عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

ہمیشہ کام آنے والی چیز

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں، دو چیزیں واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے گھر کے لوگ اور اس کی دولت واپس لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ (صحیح بخاری:٦٥١٤)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ - ۲۹ جون ۱۹۵۶ء

قوم کی اصلاح افراد کی اصلاح پہ موقوف ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام! مسلمانوں کا ہر ذی ہوش آل اندیش گزشتہ قوموں کے بقاء و فنا کے اسباب پر نظر رکھنے والا یہ جانتا ہے۔ کہ پاکستان کا مسلمان ایک عقل مند ہوشیار۔ آل اندیش۔ نیک چلن اور بارُعب ہونے کے علاوہ مقبول بارگاہ الٰہی اور جنت الفردوس کی لائن پر چلنے والی قوم بن جائے بفضلہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی راہنمائی پر بھروسہ کرتے ہوئے میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ بلاشبہ مسلمان ایسی زندہ قوم بلکہ موجودہ دور کی زندہ قوموں کی سرپرست قوم بن سکتی ہے۔

بشرطیکہ

اپنی ماضی پر نظر ڈالے۔ اور اپنے سب سے پہلے اسلاف جو بانی اسلام تھے۔ ان کے نقش قدم پہ چلے کیا یہ۔ واقعہ نہیں ہے کہ جب سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرزمین حجاز میں اس اسلام کی بنیاد رکھی تھی جس کے آج ہم نام لیوا ہیں۔ تو اس وقت باشندگان حجاز کی اخلاقی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ سیاسی حالت ہم سے زیادہ بدتر تھی۔ اور ان میں وہ خوش نصیب حضرات تھے۔ جنہوں نے اسلام کی رسی اپنے گلے میں ڈال لی اسلام نے جدھر ان کا رُخ موڑا مڑ گئے۔ جب چلایا۔ تو چل نکلے۔ اور جہاں جھکایا تو جھک گئے اور جہاں بلوایا۔ تو بولے۔ اور جہاں چپ کرایا تو چپ ہو گئے۔ غرضیکہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں کا پروگرام وہی تھا۔ جو اسلام نے انہیں دیا۔ اور اس کے حکم کی تعمیل میں سرِمو بھی تجاوز نہ کیا۔ نتیجہ کیا نکلا۔ کہ ان کے حق میں

اللہ تعالیٰ کا وعدہ

پورا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا:-

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

(سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶)

(ترجمہ:- اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا۔

امداد الٰہی کا نتیجہ

یہ نکلا کہ مسلمان دنیا کی تمام طاقتور قوموں کے سردار ہو گئے۔ اس وقت دنیا میں دو ہی زبردست طاقتور قومیں تھیں۔ رومی اور ایرانی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی امداد فرمائی اور مسلمانوں نے دونوں قوموں کی سلطنتوں کو فتح کر لیا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں یہ دونوں سلطنتیں زیر نگیں اسلام آگئی تھیں۔

قوم کی اصلاح کیلئے بچوں کے خیالات کی اصلاح ضروری ہے

اگر آپ کسی قوم کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے اشد ضروری ہے۔ کہ آپ اس کے بچوں کی ابتدائی تعلیم میں ہی ان کے خیالات کی اصلاح کریں چنانچہ جس خالق نے بڑے بڑے عقلاء اور سائنسدان مٹی سے پیدا کر دکھائے ہیں۔ اس نے اپنے بندوں کے لئے ایک ایسا دستور العمل نازل فرمایا جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ اور اس دستور العمل کو سات برس کے بچوں اور بچیوں سے لے کر لحد قبر تک روزانہ پڑھنا لازمی قرار دیا ہے اور وہ دستور العمل قرآن مجید ہے۔ اسلام میں سات سال کے بچے اور بچی کو نماز پڑھانا شروع کرا دی جاتی ہے اور دس سال کا بچہ نہ پڑھے تو اسے مار کر بھی نماز پڑھانے کا حکم ہے۔ اور نماز لحد قبر تک ہر مرد و زن ہر پیر و جوان پر لازمی ہے۔ اس خداوندی دستور العمل کے متعلق غیر مسلموں کی رائیں ملاحظہ ہوں کہ وہ کس قدر اس کے مداح ہیں۔

غیر مسلموں کی آراء متعلقہ قرآن مجید

روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۶-اپریل ۱۹۵۶ء ص ۸

(۱) اکثر کہا جاتا ہے کہ قرآن محمد (صلعم) کی تصنیف ہے اور اس میں جو کچھ ہے۔ وہ سب تورات و انجیل سے لیا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میرا ایمان ہے کہ قرآن پاک ایک الہامی کتاب ہے۔ (ڈاکٹر ڈبلیو لیبر۔ ریلیجن سنٹر آف دی ورلڈ)

(۲) جیسی عالی عبارتیں قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں اس سے اعلیٰ دنیا میں کہیں بھی نہیں مل سکتیں (ڈاکٹر فری ہیگن)

(۳) قرآن کی عام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اور تیرہ و تار دنیا میں تہذیب و انصاف کی روشنی پھیلائی"
(فیروز شاہ ایم۔ اے (مذہب کی روشنی)

(۴) قرآن عالم انسان کی رہنمائی کے لئے بہترین راہبر ہے۔ اس میں تہذیب شائستگی ہے تمدن ہے۔ معاشرت ہے۔ اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے۔ اگر صرف یہ کتاب ہی دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا۔ یہ عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے کافی تھی"
(کاؤنٹ ٹالسٹائی (دی لاسٹ آف لیو)

(۵) قرآن کی تعلیمات میں ایک سرے درجہ متعصب انسان بھی کوئی ایسا عیب نہیں بتا سکتا جو تہذیب انسانی کے معیار سے گرا ہوا ہو۔
(پنڈت شانتا رام بی اے) (محمد صاحب کا جیون چرتر)

(۶) اگر قرآن دنیا کے سامنے پیش نہ کیا جاتا تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے اور دنیا کے باشندے برائے نام ہی انسان رہ جاتے۔
(اسٹینلی لین پول کا دیباچہ منتخب قرآن)

(۷) یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن کا ہر فقرہ آج تک ایسی حالت میں ہے جیسا کہ محمد کے زمانہ میں تھا۔ (سر ولیم میور لائف آف محمد)

(۸) قرآن سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملاً نیکی کی طرف راغب کرنے اور برائیوں سے بچانے کے لئے رہنمائی نہیں کر سکتا۔
(جان ڈیون پورٹ (دی گریٹ ٹیچر)

(۹) دنیا میں قرآن کے علاوہ اور کوئی کتاب نہیں۔ جو بارہ سو برس سے صحیح الاصل رہی ہو۔
(ولیم میور راج)

(۱۰) ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم سائنس کے ہم آہنگ و ہم نوا بنانے میں آج تک جتنی کوششیں کی ہیں۔ سب کچھ پہلے ہی سے قرآن میں موجود ہے۔
(ریکس نڈروان - لائف آف محمد)

(۱۱) قرآن خدا کی وحدانیت پر ناقابل تردید شہادت ہے۔ (ایڈورڈ گبن (تاریخ زوال روم)

انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنانیوالا فقط خوف خدا ہے

برادران اسلام! اگر انسان کے دل پر خوف خدا کی گرفت ہے تو انسان صحیح معنی میں انسان ہے اور اگر یہ نہ ہو تو انسان سے بڑھ کر ظالم۔ انسان سے بڑھ کر بے حیا۔ انسان سے بڑھ کر ستمگر۔

انسان سے بڑھ کر کمینہ کوئی جانور ہی خدا نے پیدا نہیں کیا۔ کیا کبھی شیر اور بھیڑیا اپنی جنس کو پھاڑتا ہے۔ لیکن کیا اس شریر اور ظالم انسان نے جاپان پر ایٹم بم پھینک کر اڑھائی لاکھ انسان موت کے گھاٹ نہیں اتار دیئے تھے؟ اور کیا انگریز کے دور حکومت میں پشاور کے قصہ خوانی بازار میں انگریز کے فوجی افسر نے آن واحد میں ہزاروں مسلمانوں کو مشین گن کے ذریعہ سے موت کی نیند نہیں سلا دیا تھا؟ کیا کبھی کسی درندے نے اپنے ہم جنس کا اس بیدردی سے خون بہایا؟

قرآن مجید کی تعلیم سے خوفِ خدا کا اثر

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَ أُطَهِّرُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَ أُطَهِّرُكَ قَالَ مِنَ الزِّنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِهِ جُنُوْنٌ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ أَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ فَقَالَ أَزَنَيْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَلَبِثُوْا يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ ثُمَّ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكِ ارْجِعِي فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ تُرِيْدُ أَنْ تُرَدِّدَنِي كَمَا رَدَّدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ إِنَّهَا حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَ آنْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَهَا حَتّٰى تَضَعِي مَا فِي بَطْنِكِ قَالَ فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتّٰى وَضَعَتْ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ إِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيْرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِلَيَّ رَضَاعُهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَرَجَمَهَا وَفِي رِوَايَةٍ إِنَّهُ قَالَ لَهَا اذْهَبِي حَتّٰى تَلِدِي فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَ اذْهَبِي فَأَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ (رواہ مسلم باب الحدود)

(ترجمہ:- بریدہؓ سے روایت ہے کہا ماعز بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا۔ پھر کہا یا رسول اللہ مجھے پاک کیجئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تیرے لئے افسوس ہے۔ لوٹ جا۔ پھر اللہ سے معافی مانگ۔ اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر۔ کہا۔ پھر تھوڑی دور جا کر لوٹ آیا پھر آیا۔ پھر کہا یا رسول اللہ مجھے پاک کیجئے۔ پھر اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہاں تک کہ جب چوتھی بار ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں۔ کہا زنا سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا یہ پاگل ہے۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ کیا اس نے شراب پی ہے پھر ایک شخص کھڑا ہوا پھر اس کے منہ کو سونگھا۔ پھر اس نے شراب کی بو نہ پائی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا تم نے زنا کیا ہے۔ کہا ہاں پھر آپؐ نے اس کے متعلق حکم فرمایا۔ پھر سنگسار کیا گیا۔ پھر دو یا تین دن گزرے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ پھر فرمایا۔ ماعز بن مالک کے لئے دعا مغفرت کرو۔ البتہ اس نے ایسی توبہ کی ہے۔ اگر ایک جماعت پر تقسیم کی جائے تو ان کو سمیٹ سکے (یعنی اس جماعت کے گناہوں کو معاف کرا دے) پھر آپؐ کے پاس ازد کے قبیلے غامد کی شاخ میں سے ایک عورت آئی۔ پھر کہا۔ یا رسول اللہ مجھے پاک کیجئے پھر آپ نے فرمایا۔ تیرے لئے افسوس ہے لوٹ جا۔ پھر اللہ سے معافی مانگ اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر۔ پھر اس نے عرض کی۔ آپ مجھے بھی لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو آپ نے لوٹایا تھا۔ یہ تو (یعنی میں) زنا سے حاملہ ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تو۔ اس نے کہا۔ ہاں! آپؐ نے اسے فرمایا (تمہیں رجم نہیں کیا جا سکتا) یہاں تک کہ تو جنے۔ جو تیرے پیٹ میں ہے۔ راوی نے کہا انصار میں سے ایک شخص نے اس کی کفالت اپنے ذمے لے لی۔ یہاں تک کہ اس نے بچہ جنا۔ پھر وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا۔ پھر عرض کی۔ کہ غامدیہ نے بچہ جنا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ ابھی ہم اسے رجم نہیں کریں گے اور اس کے بچے کو چھوٹا چھوڑ دیں۔ اور اس کو دودھ پلانے والا بھی کوئی نہ ہو۔ پھر ایک شخص انصار میں سے کھڑا ہوا۔ پھر اس نے عرض کی۔ اے نبی اللہ اس بچے کی تربیت میرے ذمہ ہے۔ راوی نے کہا۔ پھر آپؐ نے اسے رجم کیا۔ اور ایک روایت میں ہے آپؐ نے اسے فرمایا۔ تو جا۔ (ہم رجم نہیں کریں گے) جب تک بچہ نہ جنو۔ پھر جب اس نے جنا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جا۔ پھر اسے دودھ پلا۔ تاآنکہ تو اس کا دودھ چھڑا دے۔ پھر جب اس نے دودھ چھڑایا۔ اس بچے کو لائی۔ اس بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ پھر عرض کی یا نبی اللہ یہ بچہ ہے۔ میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور کھانا کھاتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بچہ ایک مسلمان کے حوالہ کر دیا۔ پھر اس کے متعلق حکم فرمایا۔ پھر اس کے سینہ تک گڑھا کھودا گیا۔ اور لوگوں کو حکم فرمایا۔ پھر انہوں نے اسے سنگسار کیا۔ پھر خالد بن ولید نے ایک پتھر اٹھایا۔ پھر اس کے سر پر مارا۔ پھر خون کے چھینٹے خالدؓ کے منہ پر پڑے۔ اور خالدؓ نے اسے برا بھلا کہا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے خالدؓ نرمی کر۔ پھر قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ اس نے ایسی توبہ کی ہے۔ اگر عشر وصول کرنے والا بھی خیانت کر کے ایسی توبہ کرتا تو اسے بھی بخش دیا جاتا۔ پھر آپؐ نے نماز جنازہ پڑھی۔ اور دفن کر دی گئی۔

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

بقیہ خطبہ

(صفحہ ۵ سے آگے)

برادران اسلام

صحابہ کرام کو روزانہ بھری نمازوں میں قرآن مجید کی جو تعلیم دی جاتی تھی جس سے اس قدر خوف خدا پیدا ہوتا تھا کہ مجرم آخرۃ کی سزا سے بچنے کے لئے اپنی جان دینے کے لئے خود حاضر ہو جاتا ہے۔ اور باصرار اپنے آپ کو سزائے موت دلواتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اپنی تعلیم کے نتائج بھی سن لیجئے

منقول از روزنامہ نوائے پاکستان ۲ فروری ۱۹۵۵ء

ساٹھ فیصدی طوائفوں کی روزی کا دارومدار طلباء پر ہے

پولیس کے اعلیٰ حکام کے سامنے رپورٹ پیش کر دی گئی۔

سٹاف رپورٹر

لاہور۔ ۱۸ فروری ۱۹۵۵ء معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے بدنام ترین محلہ ہیرا منڈی کا جائزہ لینے گئے تھے اعلیٰ پولیس حکام نے جو پولیس افسر تعینات کئے تھے انہوں نے ایک رپورٹ مرتب کر کے اعلیٰ حکام کے سپرد کر دی ہے مزید معلوم ہوا ہے کہ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ ہیرا منڈی میں لاہور کے کالجوں اور سکولوں کے ساٹھ فیصدی طلباء بر بعد غذاء عیش کرتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

لڑکیوں کی تعلیم کا حال بھی سن لیجئے

منقول از ہفت روزہ قندیل ۱۵ مئی ۱۹۵۵ء

از ممونہ کارشار

سکولوں کا ماحول سادگی کی فضا میں صحت مند اثرات پیدا کرتا ہے لیکن آج جن نئے حالات نے جنم لینے کا آغاز کیا ہے۔ وہ اگر ان پوری قوم کی بچیوں کو تباہی و بربادی سے ہمکنار کر دیں گے آج کسی سکول کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ دیکھیے خواہ چھوٹی بچیوں کا پرائمری سکول ہو یا جوان لڑکیوں کا ہائی سکول اور کالج وہاں رنگا رنگ کپڑوں، سرخی پوڈر کی خوشبوؤں، سنٹوں اور کریموں کی مہک اور زیورات کی نمائش کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔ ہاں پڑھائی، نیکی اور شرافت کو ایسے ترازو سے تولا جاتا ہے جو زیادہ سے زیادہ دلکشی کا سامان لئے ہوتے ہیں یہاں بہت کم ایسی لڑکیاں دکھائی دیں گی جنہیں کتابوں سے محبت ہو جن کے دلوں میں باپ کی خون پسینہ ایک کر کے حاصل کی ہوئی کمائی کا احساس ہو جو یہ سمجھتی ہوں کہ ایک شریف بیٹی کی زندگی ماں باپ اور خاندان کی عزت و ناموس کا سہارا ہے اور یہ شرافت صرف سادگی سے پیدا ہو سکتی ہے میں کہتی ہوں۔ کون یہ کہہ سکتا ہے کہ چمکتے ہوئے شوخ رنگوں کی کانٹ چھانٹ سے نیم عریاں بنے ہوئے ملبوسات۔ لبوں کی سرخی۔ سنٹوں کی مہک اور ننگی باہوں پر کھنکتی ہوئی چوڑیوں کی نمائش جنسی کشش کا سبب نہیں بنتی؟ اسلام نے وقت کے کسی حصہ میں اپنی بیٹیوں کو ایسی بے حیائی کا سبق دیا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

آخری درخواست

برادران اسلام! اگر اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا ایمان بچانا چاہتے ہو۔ تو گھر میں یا اپنی حکومت پر زور دو کہ تباہی اور بربادی کے راستوں کو بند کرے اور سکولوں اور کالجوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن مجید کی تعلیم لازمی طور پر دے۔ اور قرآن مجید کی تعلیم دینے والے نیک اور شریف اساتذہ ہوں۔ ایسے نہ ہوں جن کے دل میں خود اسلام کا احترام ہی نہ ہو۔ وما علینا الا البلاغ

واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

خطبہ یوم الجمعۃ - ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ - ۶ جولائی ۱۹۵۶ء

قانونِ الٰہی

پیغمبرؑ کی مخالفت سے قوم کے دونوں جہان برباد

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

پہلی شہادت

قوم نوحؑ

(قال یقوم لیس بی ضلالۃ ولکنی رسول من رب العالمین ○ ابلغکم رسٰلٰت ربی وانصح لکم واعلم من اللہ ما لا تعلمون ○ .... فکذبوہ فانجینٰہ والذین معہ فی الفلک واغرقنا الذین کذبوا باٰیٰتنا انھم کانوا قوما عمین ○)

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ: (نوح علیہ السلام نے) فرمایا - اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں - تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں - اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں - جو تم نہیں جانتے ... . پھر انہوں نے اسے جھٹلایا - پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انھیں غرق کر دیا - بے شک وہ لوگ اندھے تھے -

نتیجہ

دُنیا سے رخصت ہوتے وقت غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر ڈوب کر مرے - اور ہمیشہ کے لئے دوزخ کے داخلہ کا ٹکٹ لے کر گئے -

(قال یقوم لیس بی سفاھۃ ولکنی رسول من رب العالمین ○ ابلغکم رسٰلٰت ربی و انا لکم ناصح امین ○ .... فانجینٰہ والذین معہ برحمۃ منا وقطعنا دابر الذین کذبوا باٰیٰتنا وما کانوا مؤمنین ○)

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پ ۸)

(ترجمہ: - ہود علیہ السلام نے فرمایا - اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں - لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں - تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں - اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں .... پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا - اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے - ان کی جڑ کاٹ دی - اور وہ مومن نہیں تھے -

نتیجہ

دنیا سے اللہ تعالےٰ کے غضب میں مبتلا ہو کر مرے "اور لیکن قوم عاد سو وُہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے - وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی - اگر تو موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا - کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں"۔ سورۃ الحاقۃ پارہ ۲۹ - اور ہمیشہ کیلئے دوزخ کے داخلہ کا ٹکٹ لے کر گئے -

۳

(فعقروا الناقۃ وعتوا عن امر ربھم وقالوا یصٰلح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جٰثمین ○) (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پ ۸)

(ترجمہ: - پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی - اور کہا اے صالح لے آ - ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا - اگر تو رسول ہے - پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا - پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے -)

نتیجہ

حضرت صالح علیہ السلام کی مخالفت کے باعث دُنیا سے غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے مرے - اور جاتے وقت اپنے کفر کے سبب سے ابدی جہنم کا ٹکٹ لے کر گئے - فاعتبروا یا اولی الابصار -

۴

(فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جٰثمین ○ الذین کذبوا شعیبا کان لم یغنوا فیھا ج الذین کذبوا شعیبا کانوا ھم الخٰسرین ○)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پ ۹)

ترجمہ: پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا - پھر وُہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے - جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا گویا کہ وہ وہاں کبھی ایسے ہی نہیں تھے جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے -

پیغمبر خدا حضرت شعیب علیہ السلام کی نافرمانی کرنے کے باعث دُنیا سے غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے مرے - اور اپنی آخرت کو برباد کر کے دوزخ کا ٹکٹ لے کر گئے - (وما علینا الا البلاغ)

عمومی تبصرہ

اللہ تعالےٰ نے مذکورالصدر ہلاک شدہ قوموں کے تذکرہ کے بعد ایک عمومی تبصرہ فرمایا ہے -

(ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السماء والارض ولٰکن کذبوا فاخذنٰھم بما کانوا یکسبون ○)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۲ پ ۹)

(ترجمہ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے - تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے - لیکن انہوں نے جھٹلایا - پھر ہم نے انہیں ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی -

تباہی کا اصلی سبب

انبیاء علیہم السلام کی معرفت جو احکام انہیں دئے گئے - انھیں نہیں مانا - اور خدا سے نہیں ڈرے الٹا احکام الٰہی کو جھٹلایا - انہیں تین وجوہ کے باعث ان پر عذاب الٰہی آیا -

رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کے لئے یہی خطرہ

(افامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا بیاتا وھم نائمون ○ اوامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا ضحی وھم یلعبون ○

افامنوا مکر اللہ ج فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخٰسرون ہ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۲ پ ۹)

ترجمہ:- کیا بستیوں والے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آ جائے جب وہ سوئے ہوں یا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے۔ مگر نقصان اٹھانے والے۔

۲

قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم ط وبئس المہاد (سورۃ آل عمران رکوع ۲ پ ۳)

(ترجمہ:- کافروں کو کہہ دے۔ کہ اب تم مغلوب ہو گے اور دوزخ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے)

حاصل

دونوں اعلانات کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ اگر آپ کی مخالفت سے باز نہیں آؤ گے تو گذشتہ امتوں کی طرح تمہارے بھی دونوں جہان برباد ہو جائیں گے۔ دنیا میں ذلت اور آخرت میں جہنم رسید ہو گے۔ وما علینا الا البلاغ

ڈاکٹر اقبال مرحوم کی نظر میں

آج کے دور کا مسلمان

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

علی الاعلان مخالفت

اے پاکستان کے مسلمانو! تم نے اللہ تعالےٰ سے اس وعدے پر پاکستان لیا تھا کہ ہم پاکستان میں اسلامی تہذیب، اسلامی تمدن۔ اسلامی کلچر رائج کریں گے جب اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے تمہیں ہندوستان سے ایک ٹکڑا علیحدہ کر کے دے دیا۔ اب تم ہی ایمان سے کہو کہ اس نو سالہ پاکستان کی زندگی میں تم نے پاکستان میں کونسا نیک کام کیا ہے جو پہلے انگریز کے وقت میں رائج نہیں تھا۔ اور کونسی برائی ترک کر دی ہے جو انگریز کے وقت میں رائج تھی۔ بلکہ [illegible] کھول۔ [illegible] معاف فرمائے گا۔ ہر بدی کا

باقی صفحہ [illegible]

پہلے سے زیادہ

کشادہ ہو گیا ہے۔ کیا لاہور کی پولیس کی یہ رپورٹ نہیں ہے؟ کہ لاہور میں ۲۵ فیصدی عورتیں رات کو زنا کرتی ہیں۔ اور کیا لاہور کی پولیس کی یہ رپورٹ نہیں ہے کہ سا[illegible] فیصدی سکولوں اور کالجوں کے لڑکے بھی (لاہور کا چکلہ) میں زنا کرنے کے لئے آتے ہیں اور کیا لاہور میں پہلے سے زیادہ غنڈہ گردی نہیں ہے۔ کیا لاہور میں ایسے واقعات نہیں ہو رہے؟ کہ بیچارا دکاندار سارے دن کی کمائی گتھلی میں ڈال کر دکان کا دروازہ بند کر کے گھر جانے لگا۔ بازار میں غنڈوں نے تھیلی چھین لی اور رفو چکر ہو گئے۔ ابھی پرسوں کا واقعہ ہے۔ کہ لاہور میں پانی کے تالاب کے پاس ایک غنڈہ پارٹی نے پولیس کا مقابلہ کیا۔ سنا ہے کہ اس لڑائی میں پولیس کے چند آدمی زخمی بھی ہوئے۔

اے مسلمانو! کیا انگریز کے وقت میں کبھی ایسے واقعات ہوتے تھے۔ اے لاہور کے مسلمانو! کیا لاہور میں یہ چیز زبان زد خلائق نہیں ہے کہ لاہور میں جتنی شراب ہندو۔ سکھ و مسلمان پیتے تھے۔ اب اتنی بلکہ اس سے زیادہ فقط مسلمان پیتا ہے۔

علماء کرام

پیغام اسلام و رسول عقلوں سے نہیں پہنچا ہے اور کیا تم نے پہلی گمراہ امتوں کی طرح اپنے ہادیوں کی تذلیل اور تحقیر کو اپنا شیوہ نہیں بنایا ہوا۔ کیا لاہور کے مغرور اور متکبر بے دینوں کی زبان پر یہ فقرہ جاری نہیں ہے کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔ العیاذ باللہ۔ بے دینوں کی نظر میں زانی۔ شرابی۔ چور۔ ڈاکو۔ رشوت خور تو بے ایمان نہیں ہیں۔ اگر بے ایمان ہیں تو فقط علماء دین ہیں

خطرناک راستہ

برادران اسلام حق پرست علماء کرام جو تمہیں دین محمدی کا صحیح اور سچا پیغام پہنچاتے ہیں آپ انہیں کی تفسیق کرتے ہیں۔ ورنہ وہ علماء جو لوگوں کی خلاف شرع رسوم میں بھی ان کا ساتھ دیتے ہیں نہ خلق خدا کے اعتقادات کی اصلاح کرتے ہیں۔ نہ اعمال کی اصلاح کا خیال کرتے ہیں۔ آپ ان سے راضی رہتے ہیں۔ آپ نے یہ خطرناک راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اس کا نتیجہ آپ کی آخرت کی تباہی ہوگا۔

ایک مثال

دو قسم کے طبیب لیجئے۔ ایک وہ جو مریض کی سب بیماریاں کھول کھول کر بتلائے۔ اس کے بعد ان کا علاج بتلائے۔ اور آپ علاج کر کے شفا پائیں۔ آپ ایسے طبیب کو یقیناً اپنا خیرخواہ خیال کریں گے۔ اور اس سے خوش ہوں گے۔ دوسرا وہ طبیب جب آپ اس کے پاس جائیں وہ نہ کوئی بیماری بتلائے۔ اور نہ علاج بتلائے اور یہ کہہ دے۔ کہ آپ کی صحت بالکل ٹھیک ہے آپ مطمئن رہیں۔ آپ کو کسی علاج کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ یقیناً پہلے طبیب کو سراہیں گے اور دوسرے کو فقط نام کا طبیب خیال کریں گے یہی حال علماء کا ہے ـــــ ایک آپ کے مصلح اور خیرخواہ۔ اور دوسرے اپنی اغراض کے لئے اس نام کو استعمال کرنے والے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو علماء میں سے کھرے۔ اصلی۔ سچے اور خیرخواہوں کی تمیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان سے پیغام حق سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

مصیبتوں سے نجات

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ کرنے میں جلدی کرو کیونکہ مصیبت اس کو پھلانگ کر آگے نہیں بڑھ سکتی۔

(شعب الایمان: ۳۰۸۲)

خطبہ عید الاضحیٰ

قربانی کی حقیقت

(از حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰہِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ج اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ط اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ط وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ط وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ پ ۲۳ رکوع ۷

(ترجمہ:- پھر جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ دونوں اللہ کے آگے جھک گئے اور ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کو ذبح کرنے کے لئے ماتھے کے بل گرا دیا تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیمؑ بس کرو۔ تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی نیک بندوں کو ان کے ایثار نفس اور قربانیٔ نفس وجان کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔)

بے شک یہ نہایت کھلی ہوئی یعنی ظاہری آزمائش تھی۔ اور ذبح اسمٰعیل کے فدیے میں ہم نے ایک بہت بڑی قربانی (یعنی سنت ابراہیمی کی یادگار میں تا قیامت جاری رہنے والی قربانی) دے دی۔ اور ہم نے آنے والی اُمتوں میں اس واقعۂ عظیمہ کے ذکر کو قائم کر دیا۔ پس سلام ہو راہ الٰہی میں اپنی قربانی کرنے والے ابراہیم خلیل اللہ پر۔

ٹھیک ایسے پانچہزار دوسو اکیاون برس پیشتر کے ایک گوشے میں کیسا عجیب و غریب انقلاب ہو رہا تھا۔ ایک ہولناک اور وحشت انگیز بیابان ریگزار تھا۔ جس کی ہلاک ریگ اور خشک سرزمین میں ہر طرف موت و ہلاکت پھیلی ہوئی تھی۔ ایک یکسر وادی غیر ذی زرع تھی۔ جس کی سطح بے نمو پر زندگی کی سبزی و شگفتگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن ربُّ السمٰوات والارض کے دو مخلص بندے تھے جنہوں نے انسانی زندگی کے اسی صحرائے ہلاکت کو آبادی کے لئے اسی بیابان وحشت کو فلاحت و زراعت کے لئے اسی سرزمین خشک سال کو خدائے واحد کی پرستش و عبادت کے لئے اسی صحرائی قربان گاہ کو منتخب کیا تھا۔ ان کے چاروں طرف صحرائے وحشت تھا مگر ان کے اوپر وہ خدائے علیم و قدیر تھا۔ جو آبادیاں بخشنے والا اور زمینوں کی وراثت تقسیم کرنے والا ہے ان کے ہاتھ میں پتھروں کے ٹکڑے تھے۔ جو کہ ایک دیوار کی صورت میں جمع کئے جاتے تھے۔ اور زبان پر یہ دعائیں تھیں۔ جو ادھر زبان سے نکل رہی تھیں۔ اور ادھر قوموں اور ملکوں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ط رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ط پ ۱ ع ۱۵

(الٰہی! یہ ہمارے ہاتھ تیری پرستش اور تیرے جلال و قدوسیت کے نام پر جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس کو قبول کر لے بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا دیکھنے والا ہے۔ الٰہی! ہم کو اپنا مسلم اور اطاعت شعار بنا۔ اور پھر ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی ہی امت پیدا کر۔ جو ہماری طرح مسلم و مومن ہو! الٰہی! ہم کو اپنی عبادت و بندگی کے مقبول طریقے سمجھا دے اور ہمارے قصوروں سے درگذر کر۔ تو ہی بڑا درگذر کرنے والا اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے۔ الٰہی! ہماری اس دعا کو بھی ان گھڑیوں میں قبول کرلے کہ جو قوم ہماری نسل سے پیدا ہو ان میں ایک ایسا برگزیدہ رسول بھیجو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے علم و حکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کے نفوس و قلوب کی اصلاح کرے۔ الٰہی! ان تمام باتوں کا تجھی کو اختیار ہے۔ اور تیری ہی تدبیر اصلی تدبیر ہے۔ اور تیری ہی حکمت اصلی حکمت ہے)

اللہ اکبر! وہ کیسا وقت تھا جب کہ صدیوں اور ہزاروں برسوں کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہو گیا۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر و للہ الحمد!

یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں جن میں سے ایک راہ الٰہی میں اپنے جذبات اور ارادے کی قربانی کر چکا تھا۔ اور دوسرا اپنی جان و نفس کی دونوں نے اپنے محبوب ترین متاعوں کو راہ الٰہی میں لٹا دیا تھا۔ ایک نے اپنے فرزند عزیز کو دوسرے نے اپنی جان عزیز کو دونوں مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ اور اس لئے دونوں کی دعاؤں کو قبول کر لیا اور اس طرح قبول کیا کہ دنیا کے پانچہزار برس کے حوادث و انقلابات بھی ان کی صداقت کو دھبہ نہ لگا سکے۔ وہ چند پتھروں سے چنی ہوئی چار دیواری جس کے چاروں طرف انسانی بستی کی کوئی علامت نہ تھی۔ کروڑوں انسانوں کا پرستش گاہ اور قبلۂ وجوہ بنی، اور خدا کے جلال اور قدوسیت نے تمام عالم میں صرف اسی کی چھت کو اپنا نشیمن بنایا۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ کا وہ عظیم الشان ہیکل جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت و مشقت نے لمبے لمبے ستونوں اور گنبدوں کا ایک شہر بنا دیا تھا چند صدیوں تک بھی زندہ نہ رہ سکا۔ اور وحشی حملہ آوروں نے بارہا اس کی عظیم الہیئۃ دیواروں کو غبار بنا کر اڑا دیا۔ لیکن چند پتھروں سے چنی ہوئی اس چار دیواری کے گرد دعائے ابراہیمی نے ایک ایسا آہنی حصار کھینچ دیا تھا کہ پانچ ہزار برس کے اندر انقلابات ارضیہ و سماویہ نے سمندروں کو جنگل اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفان کی صورت میں بدل دیا۔

لیکن آجتک اس کی بنیادوں کو کوئی حادثہ اور کوئی مادی قوت صدمہ نہ پہنچا سکی۔ یہاں تک کہ تاریخ عالم میں وہی ایک سرزمین ہے جس کی نسبت تاریخ دعوے کر سکتی ہے کہ اس کی مقدس اور محترم خاک آجتک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ و مصئون ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِھِمْ ط اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَۃِ اللّٰہِ یَکْفُرُوْنَ ٥ پ ۲۱ ع ۳

کیا ہماری اس قدرت کی نشانی کو لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم مکہ کو جو ایک غیر معروف و بے رونق خطہ تھا، امن اور حفاظت کا گھر بنا دیا۔ اور ایک عالم نے اس کے ارد گرد ہجوم کیا۔ پھر لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی

نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں۔

اور اگر کسی قوم نے اس کی عزت و احترام کو مٹانا چاہا تو خدائے قدوس کے دست کبریائی نے خود اس قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ط اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ (پ ۳۰ ع ۳۰)

(اے پیغمبر کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جو ہاتھیوں کا ایک غول لے کر مکہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ کیا خدا نے ان کے تمام داؤ غلط نہیں کر دیئے اور ان پر عذاب کی نحوستوں کے غول نازل نہیں کیئے جنہوں نے ان کو سخت بربادی میں مبتلا کر دیا۔ جو ان کے لئے مکھڑی گئی تھی۔ یہاں تک کہ پامال شدہ کھیت کی طرح تباہ ہو گئے۔)

یہ اس دُعا کے پہلے ٹکڑے کی قبولیت تھی۔ باقی وہ التجاؤں کو جس طرح خدا تعالیٰ نے قبولیت بخشی اس کی صداقت بھی اس بیت خلیل کی صداقت سے کم نہیں

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ۚ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ط (پ ۴ ع ۸)

(بیشک اللہ پاک نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ (دعائے ابراہیمی کو قبول فرما کر) انہی میں سے ان کی طرف اپنا رسول بھیجا۔ جو ان کو احکام الٰہی پڑھ کر سناتا ہے۔ ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراہی میں مبتلا تھے۔

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکۡبَرُ وَ لِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ۵

قرآن کریم میں ایک بہت بڑا حصہ انبیائے سابقین کے قصص و اعمال کا ہے۔ اس کا عام انداز بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہے۔ اور پھر اس تعلیم کی صداقت کے لئے امم گذشتہ اور اعمال انبیائے سابقہ کے حالات و واقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے تاکہ امت مرحومہ کے سامنے تعلیم اور اس کے عملی نمونے اور نتائج دونوں موجود ہو جائیں۔

لیکن تمام قرآن کریم میں اگر مسلمانوں کے سامنے کوئی زندگی اور کسی زندگی کے اُسوہ یا اعمال بطور نمونے کے پیش کئے گئے ہیں اور ان کے اتباع کی دعوت دی گئی ہے تو وہ صرف دو نمونے ہیں۔

خود شریعت اسلامیہ کے داعی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت (سورۂ احزاب) میں فرمایا کہ:۔

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا ط (پ ۲۱ ع ۱۹)

بے شک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو۔ اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرنے والے ہو۔ پیروی و اتباع کیواسطے ایک بہترین نمونہ ہے۔

اور پھر (سورۂ ممتحنہ) میں ملت حنیفی کے داعی اول حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے:۔

قَدۡ کَانَتۡ لَکُمۡ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗ (پ ۲۸ ع ۷)

بیشک تمہارے لئے ایک بہترین نمونۂ عمل حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اعمال زندگی میں ہے۔

پھر اسی رکوع میں حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی تعلیم کی تشریح کر کے مکرر کہا کہ:۔

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡہِمۡ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ ط وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ط (پ ۲۸ ع ۷)

(بیشک تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو۔ ان لوگوں کی زندگی میں ایک بہترین نمونۂ عمل ہے اور جو شخص اس کی طرف سے منہ موڑے تو اللہ کریم تو انسانوں کے اعمال کا کچھ محتاج نہیں ہے)

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا ہے کہ:۔

(۱) تمام قرآن کریم میں بیسیوں انبیائے سابقین کے حالات و اعمال بیان کئے گئے ہیں لیکن کسی کی تمام تر زندگی کو بطور ایک نمونے کے مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ الا حضرت ابراہیم کی۔

(۲) تمام قرآن کریم میں "اسوۂ حسنہ" کا لفظ صرف تین مقامات میں آیا ہے۔ اول سورۂ احزاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت، اور سورۂ ممتحنہ میں دو مرتبہ حضرت ابراہیم کی نسبت اس کی علت کیا ہے؟

(۳) سورۂ احزاب اور سورۂ ممتحنہ دونوں سورتیں زیادہ تر احکام جہاد و قتال فی سبیل اللہ اور بعض مقامات کے نتائج۔ ورود ابتلاء آزمائش و عجائبات نصرت الٰہیہ کے بیان سے مملو ہیں۔ پھر یہ دونوں آیتیں جن رکوعوں میں آئی ہیں وہ بھی تمام تر ذکر جہاد پر مبنی ہیں۔ ضرور ہے کہ اس میں بھی کوئی علت ہو۔

(۴) دونوں مقامات میں پوری مماثلت ہے حتیٰ کہ جزئیات بیان بھی موجود ہے۔ سورۂ احزاب میں اس آیت کا وہ موقعہ ہے۔ جہاں جنگ احزاب یا جنگ خندق کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔ اور زیادہ تر ان منافقین اور ضعیف القلب اشخاص کا حال بیان کیا ہے۔ جو اپنی تین ہزار کی جمعیت کے مقابلہ میں حملہ آوروں کی بارہ ہزار مسلح اور متحدہ قوت دیکھ کر گھبرا اٹھے تھے۔ پھر اس نصرت الٰہی کا حوالہ دیا ہے جس نے محصورین کو کامیاب کیا۔ اور تمام حملہ آور ناکام و نامسر واپس گئے۔

ھُنَالِکَ ابۡتُلِیَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ زُلۡزِلُوۡا زِلۡزَالًا شَدِیۡدًا ط (پ ۲۱ ع ۱۸)

(بعینہ یہ حال سورۂ ممتحنہ کے پہلے رکوع کا ہے۔ فتح مکہ سے پیشتر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھائی کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نامی ایک صحابی تھے۔ جن کے اہل و عیال مکہ میں موجود تھے۔ انہوں نے پوشیدہ طور پر ان کو اطلاع دیدی کہ اپنے تحفظ کا انتظام رکھیں۔ وحی الٰہی سے یہ حال آنحضرت علیہ وسلم پر منکشف ہو گیا۔ اور آدمی دوڑا کر وہ خط راہ سے واپس منگا لیا اس پر یہ سورہ نازل ہوئی۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَ عَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ وَ قَدۡ کَفَرُوۡا بِمَا جَآءَکُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ ۵

مسلمانو! ان کافروں اور دشمنان توحید کو اپنا دوست نہ بناؤ، جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے دشمن ہیں (یہ کیسی بات ہے کہ) تم ان سے نامہ و پیام جاری رکھتے ہو۔ حالانکہ تمہارے پاس جو حق و صداقت اللہ کی طرف سے آئی وہ اس سے انکار کر چکے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اسوۂ حسنہ پر اسی رکوع میں توجہ دلائی گئی ہے

پھر آیات متعلق حرب و قتال و تشویق جہاد فی سبیل اللہ میں اس "اسوۂ حسنہ" پر توجہ دلانے کی کیا ضرورت تھی۔

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا۔ اس کے لحاظ سے اگر کوئی زندگی "اسوۂ حسنہ" ہو سکتی تھی تو وہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی زندگی تھی۔ اسلام ایک صداقت ہے اور اس لئے دنیا میں اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے۔ لیکن اس صداقت مبین کو ایک شریعت الہیہ کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم

بقیہ خطبہ عید الضحیٰ

(۷ سے آگے)

ہی نے پیش کیا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ہر جگہ ان کو ملّتِ حنیفی کے اوّلین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی کہ :-

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ پ ۱ ع ۱۶

(جب ابراہیمؑ سے ان کے پروردگار نے کہا کہ مسلم (یعنی سچے فرمانبردار) ہو جاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں اسلام لایا تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے)

چونکہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے داعی تھے۔ اس لئے ان کا وجود پیکر اسلام تھا۔ اور اپنے عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا۔ وہ اسلام کے واعظ تھے اور واعظ کے لئے اوّلین شئے یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کر دے اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے۔ ان کو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کر دے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا۔ اسی لئے ان کا ہر عمل از سرتا پا صدائے اسلام تھا۔ اور وہی پیروان اسلام کے لئے عملی نمونہ یا "اسوۂ حسنہ" ہو سکتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ خدا تعالےٰ نے ان کی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیے اور ان کے ذکر کو بقائے دوام عطا فرمایا۔ دنیا کے بڑے کشورستانوں عظیم الشان فاتحوں اور خشکیوں اور سمندروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثار قدیمہ کے کھنڈروں بوسیدہ قبروں، قومی روایتوں کے کہنہ اوراق میں صرف دیکھ سکتے ہیں۔ مگر تمام مجمع اوّلین و آخرین میں ایک انسانی ہستی بھی ایسی نہیں مل سکتی جس کے اعمال حیات صفحوں اور مٹی کے ڈھیروں میں نہیں، بلکہ کروڑوں زندہ انسانوں کے اعمال کے اندر سے اپنی حیات کا ثبوت دے سکتے ہوں۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو دنیا کے سامنے اسوۂ ابراہیمی کی لازوال زندگی کا کیسا عجیب منظر ہوتا ہے۔ جب کہ تاریخ کئی ہزار برس آگے بڑھ کر لوٹتی ہے۔ تاکہ اسلام کے واعظ اول کی زندگی کو ایک مرتبہ پھر دہرا دے۔ لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے۔ جن میں سے ہر وجود پیکر ابراہیم بن جاتا ہے۔ اور مقام "خلّت" کی سلطنت تعیّن اور تشخّص کو فنا کر کے اس پورے مجمع کو ایک ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی صورت میں نمایاں کر دیتی ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۔ (پ ۱۶ ع ۶)

(اور ہم نے ابراہیم اور ان کی اولاد کو اپنی رحمت میں بڑا حصہ دیا۔ اور ان کے لئے اعلیٰ و اشرف (طریق) ذکرِ خیر دنیا میں باقی رکھا۔)

مال کی حفاظت اور بیماروں کا علاج

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعے محفوظ کرو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ کے ذریعے کرو اور مصیبتوں کے مقابلے کے لیے دعا کو تیار رکھو۔ (معجم کبیر: ۱۰۱۹۶)

دل کی سختی کا علاج

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قساوتِ قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو، اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

(مسند احمد: ۹۰۱۸)

حضرت مولانا احمد علی صاحب کے ارشادات

ماخوذ از درس قرآن مجید ۔ ۲۵ جون تا ۲ جولائی ۱۹۵۶ء مرتبہ عبد الرحمن شاد

- جن علماء نے قرآن کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ قیامت کے روز جنت کی ہوا بھی نہ سونگھنے پائیں گے۔
- مجموعہ ہدایت قرآن ہے۔
- ہادی کی آواز پر اگر آپ لبیک نہیں کہہ سکتے تو خدارا اسے تنگ مت کرو۔
- یاد رکھئے ۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو جو اذیت پہنچاتا ہے۔ خدا اس کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔
- ہادی اتمام حجت کے لئے آتے رہیں گے۔ تاکہ قیامت کے روز بدلوگ یہ کہہ سکیں کہ اے خداوند تعالیٰ آپ نے کب ہمیں راہ راست دکھایا تھا کہ ہم تیرے حکم کی تعمیل کرتے۔
- خداوند کریم دل کے حال کو جانتا ہے۔ ظاہری صورتوں پر نظر نہیں ڈالتا۔
- رنڈیوں۔ شراب خانوں اور سینما خانوں سے ہم عشق کرتے ہیں۔ لیکن خدا اور اس کے دین سے نفرت ۔ خدارا اپنی بھلائی اور بہتری کے لئے آنکھیں کھولو۔
- کامل مومن وہ ہے جس کا تعلق خالق اور مخلوق سے ہے۔ خالق کو راضی کرنا آسان ہے لیکن مخلوق کو بہت مشکل مخلوق کو خوش کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ان کا حق ادا کر دے اور اپنا حق طلب نہ کرے۔
- صلہ رحمی یہ نہیں کہ جوڑنے والے سے جوڑے بلکہ توڑنے والے سے جوڑے۔
- صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ "مرنے سے پہلے ہی مر جاؤ"
- بیماری انسان کے لئے تنبیہ ہے۔
- خدا کے قانون کی مخالفت کرنے والا غدار ہے۔
- حرام کی کمائی ذرا ایمان کو ختم کر دیتی ہے۔ اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرو۔
- ایمان کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ تیرے دروازے پر جا رہا ہوں۔ وہاں پر تیرا جو حکم تیرا بندہ بتائے گا دل سے ان کو عمل کروں گا۔
- ایمان کی منڈیاں مسجدیں ہیں۔
- بد کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتے اور نیک کبھی رسوا نہیں ہو سکتے۔
- نیک کمائی سے نیک صلاحیت پیدا ہوتی ہے جس کی غذا گندی اس کے ضمیر کی آواز بھی گندگی سے آلودہ ہوگی جس طرح لاہور کی گندی سبزی پسند نہیں کی جاتی ۔ اسی طرح اس سے بھی لوگ نفرت کریں گے۔
- جو شخص کسی کو فریب نہیں دیتا ۔ وہ ہر کسی کے نزدیک عزت حاصل کر لیتا ہے۔
- قرآن کے فرمان کا اتباع کرنے والے دانشمند۔ مآل اندیش اور مخالفین پاگل ہیں۔
- انسان اور جن صرف خدا کی عبادت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ۔ لاہور

بعض احباب کے اصرار پر ادارہ نے فیصلہ کیا ہے کہ حضرت کی واپسی تک پرانے خطبات میں سے ہر ہفتہ ایک خطبہ شائع کر دیا جائے۔ تاکہ پرچہ اس عنوان سے خالی نہ رہے اس فیصلہ کے مطابق پرانا خطبہ پیش خدمت کیا جا رہا ہے ❊
(مدیر)

رشوت

قولہ تعالیٰ :—
وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳)

(ترجمہ:- اور ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ- اور انھیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ- تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ- حالانکہ تم جانتے ہو)

حاشیہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

اس آیت کے حاشیہ میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-
اور مال حرام سے مراد مدت العمر کے لئے ہے- اس کے لئے کوئی حد نہیں جیسے چوری یا خیانت یا دغا بازی یا رشوت (الخ)

برادرانِ اسلام! آج کی معروضات کا عنوان "رشوت" ہے- یہ عرض کرنا چاہتا ہوں- کہ رشوت کس چیز کا نام ہے- اور رشوت کے متعلق اسلامی تعلیم میں احکام کیا ہیں- اور رشوت لینے والے کا دنیا اور آخرت میں کیا نقصان ہوتا ہے-

رشوت کیا چیز ہے؟

رشوت عربی لفظ ہے- اور رشاء سے ماخوذ ہے- رشاء اس رسی کو کہتے ہیں جس سے پانی نکالا جائے- رشوت دینے والا رشوت کے ذریعے اپنا کام نکالتا ہے- یہ تو اس لفظ کی لغوی تحقیق تھی- شریعت میں رشوت کا یہ مطلب ہے-
اَلرِّشْوَةُ مَا يُعْطٰى لِاِبْطَالِ حَقٍّ اَوْ لِاِحْقَاقِ بَاطِلٍ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۶)

(ترجمہ:- رشوت وہ چیز ہے- جو کسی حق کے باطل کرنے یا کسی ناحق کو حق ثابت کرنے کے لئے دی جائے-)

رشوت کی مثال

آپ کو معلوم ہے- کہ تقسیم ملک کے بعد پاکستان کے کئی باشندوں نے رشوت دے کر مکانات- کوٹھیاں کارخانے- زمینیں اپنے نام الاٹ کرا لی ہیں- حالانکہ حکومت پاکستان کا اعلان تو یہ تھا- کہ غیر مسلموں کی ہر قسم کی جائداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ سب پناہ گزینوں کا حق ہے- اس قسم کے لوگوں نے رشوت دے کر پناہ گزینوں کا حق باطل کر دیا- اور اپنے آپ کو غیر مستحق ہونے کے باوجود حق دار ثابت کر دکھایا

دوسری مثال

افسران بالا کو جب اپنے محکمہ میں بھرتی کرنے کا حکم ہوتا ہے- تو اکثر اس موقعہ پر رشوت کا بازار بلیک مارکیٹ کی طرح گرم ہو جاتا ہے جن امیدواروں نے رشوت دی- انھیں رکھ لیا گیا- خواہ وہ لائق بھی نہ ہوں- اور جو لوگ نہ دے سکیں یا نہ دینا چاہیں- خواہ وہ لائق کیوں نہ ہوں انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے-

تیسری مثال

بعض افسرانِ بالا کے اختیار میں ماتحتوں کی ترقی اور تنزل ہوتا ہے- ان میں کئی افسر ایسے ہوتے ہیں- کہ حالانکہ سینیئر ملازم کی ترقی کا حق ہے- مگر جو نیئر رشوت دے دیتا ہے- نتیجہ یہ نکلتا ہے- کہ کوئی بے معنی اور لغو عذر کر کے جونیئر کو ترقی دے دی جاتی ہے- اور سینیئر مظلوم صبر آ کر کے رہ جاتا ہے

یہ چیز رشوت نہیں

ہاں اگر کوئی شخص کسی کا حق نہ چھیننا چاہے- اور اپنے لئے ناحق کوئی چیز نہ لینا چاہے- بلکہ محض اپنے جائز حق لینے کے لئے کوئی ظالم افسر کو کچھ دیدے جب کہ اس ظالم افسر سے یہ خطرہ ہو- کہ اگر اسے کچھ نہ دیا گیا- تو میری حق تلفی کرے گا- تو یہ رشوت نہیں ہے- اس دینے والے پر کوئی جرم نہیں ہے- ہاں وہ ظالم افسر عند اللہ مجرم ہو گا- اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو گا اور حرام خور سمجھا جائے گا-

رشوت کے سلسلہ میں تین شخصوں پر لعنت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ ورواہ ترمذی عنہ وعن ابی ہریرۃ ورواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان- عن ثوبان وزاد والرائش یعنی الذی یمشی بینھما

(ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور ——

رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے- اور امام ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے علاوہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے- اور اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس حدیث کو ثوبان سے روایت کیا ہے- اور بیہقی نے یہ لفظ زیادہ نقل کیا ہے" اور رائش پر بھی لعنت ہے رائش وہ شخص ہے جو رشوت دینے والے اور لینے والے کے درمیان دلال ہے یعنی دونوں کے درمیان کمی بیشی کر کے سمجھوتہ کرا دے-

نتیجہ

اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ نکلا- کہ رشوت دینے والے اور لینے والے اور دونوں کے درمیان سمجھوتہ کرانے والے تینوں پر لعنت ہے فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ ان پر خدا کی لعنت ہے-

قولہ تعالیٰ :- وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (سورہ النجم رکوع ۱)

ترجمہ:- اور نہ وہ (نبی) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے- یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے-

نتیجہ

اس آیت سے یہ نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین

اللہ تعالیٰ کی عطائیں کیسے حاصل ہوں؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ارشاد ہے کہ تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو، میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔ (صحیح بخاری:۴٦٨۴)

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کبھی کسی سائل کو منع نہیں کیا

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے جواب میں "نہیں" فرمایا ہو۔

(بخاری:٦٠٣۴)

تنبیح المذنبین: لیہ الصلوٰۃ والسلام دین کے معاملہ میں جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے وہ اعلان فرماتے ہیں۔ لہٰذا رشوت کے سلسلہ میں جن تین شخصوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے وہ لعنت اللہ جل شانہٗ ہی کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

رشوت لینے والے کے دونوں جہان برباد

رشوت لینے والے کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوں گی۔ رشوت دینے والے اس شخص کو ظالم اور حرام خور سمجھ کر رشوت دیں گے۔ یہ سب کی نظروں میں ذلیل ہوگا سب لوگ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔ اور حرام کے مال میں برکت نہیں ہوگی۔ جس طرح لوگ کہا کرتے ہیں کہ کبھی کسی نے چوروں کے محل بنتے دیکھے ہیں۔ دنیا میں تو اس کی یہ حالت ہوگی۔ اور آخرت کے سلسلہ میں اس کی کیفیت یہ ہوگی۔ کہ چونکہ حرام خوری کے باعث اس کے گوشت پوست خون اور ہڈیوں میں حرام کی آمیزش ہوگی۔ اس لئے اللہ کے دربار میں حاضری کی توفیق نہ ہوگی۔ حرام خوری کے باعث اسے نیکی سے نفرت اور برائی سے محبت ہوگی۔ اس لئے ہر ایسا کام کرے گا۔ جس سے بارگاہ الٰہی سے مردود ہوتا جائے۔ غرض کہ حرام خوری کے باعث جو لعنت اس پر پڑی تھی اس کے علاوہ اور کئی لعنتیں اپنے سر لے گا۔ اس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جائے گی۔ قیامت کے روز پچاس ہزار سالہ دن میں یہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اور اس کے بعد جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔ البتہ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم اس کے شامل حال دنیا میں ہو جائے۔ اور صدقِ دل سے توبہ کرے۔ تو پھر مذکورۃ الصدر سارا نقشہ بدل جائے گا۔

رشوت کا اثر بال بچوں پر

رشوت لینے والا جب اپنی بیوی بچوں کو حرام کا روپیہ کھلائے گا۔ تو ان کے گوشت پوست اور ہڈیوں اور خون میں بھی حرام مخلوط ہو جائے گا۔ اس قسم کے آدمیوں کو اوّل دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر ان کے دل میں ایمان ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکال کر جنت میں لائے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ

(رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:۔ جابر سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ گوشت بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ جو حرام کے مال سے بنا ہو۔ دوزخ اس گوشت کا زیادہ مستحق ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

وما علینا الا البلاغ

خطبہ جمعہ

اپنا اور پرایا کون ہے؟

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ تعالےٰ:-

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ مائدہ رکوع ۸

(ترجمہ:- تمہارے دوست تو اللہ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں ایسے حال میں کہ وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔

ماقبل سے ربط

پچھلی آیتوں میں یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھنے سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے جس کو سننے کے بعد طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر مسلمانوں کے تعلقات دوستی کن لوگوں سے ہونے چاہئیں۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ ان کا اصلی دوست اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلص مسلمانوں کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

برادران اسلام! آج کی معروضات کا عنوان ہے "اپنا اور پرایا کون ہے؟" کیا ہے آپ کو یاد ہوگا کہ بندہ نے اپنے بعض گذشتہ خطبوں میں یہ واضح کیا ہے کہ کئی ایسے الفاظ ہیں جو کتاب سنت میں مستعمل ہوتے ہیں۔ اور ہماری زبان میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں ان کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ اور ہماری زبان اور ہمارے محاورہ میں ان کا مطلب کچھ اور سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اپنا اور پرایا کے دو لفظ بھی اسی قسم کے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمانوں کے اپنے اور پرائے کے کچھ اور معنی ہیں

ہمارا محاورہ

ہمارے محاورے میں ہماری برادری وہ ہے جن کے ساتھ نسبتی اتحاد ہو۔ یعنی ایک باپ ایک دادا۔ ایک پڑدادا کی اولاد ہو۔ خواہ اس رشتہ سے نسبتی

ہیں ایک بھلا مانس اور دوسرا بدمعاش ہو۔ ایک پاکدامن اور دوسرا زانی ہو۔ ایک مرنجان مرنج شریف انسان اور دوسرا ڈاکو ہو۔ ایک مجاہد۔ کافر کے خون کا پیاسا اور دوسرا کافروں کا مونس و غمخوار ہو۔ آپ نے دیکھا طبیعتوں کے اس شدید اختلاف کے باوجود یہ سب لوگ ایک ہی برادری شمار کئے جاتے ہیں۔ اور سب ایک ہی خاندان کے افراد خیال کئے جاتے ہیں۔

نتیجہ

ایک برادری کے اس تخیل کا بعض اوقات بہت ہی برباد کن اور تباہی خیز نتیجہ نکلتا ہے۔ مثلاً پنجاب میں کئی خاندان آپ کو ایسے ملیں گے جو اپنی لڑکیوں کی شادی دوسرے خاندان میں نہیں کرتے۔ دوسرے خاندان میں شادی کرنا اپنی ذلت اور رسوائی خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے خاندان میں لڑکی کے لئے مناسب عمر کا لڑکا مل نہیں سکتا۔ تو ۱۸-۲۰ سالہ نوجوان لڑکی کو بعض اوقات ۴-۵ سالہ لڑکے کے ساتھ بیاہ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس شادی کے وہ بدترین نتائج نکلتے ہیں۔ کہ خدا کی پناہ لڑکی کے دونوں خاندان ددھیال ہوں یا ننھیال ایسے ذلیل ہوتے ہیں۔ اور دنیا کی نظروں سے ایسے گر جاتے ہیں کہ کہیں بھی شرم کے مارے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے

دوسری مثال ملاحظہ ہو۔ دوسرے خاندان میں شادی نہ کرنے کے نظریے کے ماتحت بعض اوقات لڑکیوں پر ظلم کرنے کی ایک یہ صورت اختیار کی جاتی ہے کہ ایک ۵-۶ سالہ عمر کی لڑکی کی شادی ایک ۲۰-۲۵ سالہ عمر کے نوجوان سے کر دی جاتی ہے بظاہر بہانہ بنایا جاتا ہے۔ کہ خاندان سے باہر شادی کرنی نہیں ہے اور خاندان میں اور کوئی جگہ نہیں ہے اور دراصل منشا یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کے حصہ کی جائداد باہر نہ جائے۔ پھر وہ شخص اپنی زندگی عیش و عشرت سے بسر کرنے کے لئے دوسری شادی کر لیتا ہے۔ اس کم عمر لڑکی پر اس لئے قبضہ جمائے رکھتا ہے کہ جائداد میرے قبضہ میں رہے۔ یہ مظلوم لڑکی جب ہوش سنبھالے گی۔ تو ایک خونخوار شیرنی (یعنی سوکن)

کو اپنے سامنے غرّاتی ہوئی پائے گی۔ اس مظلوم لڑکی کی ساری عمر اس خونخوار درندہ شیرنی کی ذد میں گذرے گی اور دن یا رات میں کسی وقت بھی اس کا چین نصیب نہیں ہوگا۔ کیا یہ سارا ظلم اس نظریہ کے ماتحت نہیں ہو گا کہ شادی اپنی ہی برادری میں ہونی چاہئے۔ اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں برادری کی جو معنی آئندہ پیش کی جا رہی ہے۔ اس اصطلاح کے لحاظ سے ایسے مظالم برادری کا دائرہ تنگ ہونے کے لحاظ سے کبھی ہو ہی نہیں سکتے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں مسلمان کی برادری

برادران اسلام! اسی آیت میں غور کرنے سے آپ بآسانی اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ساری دنیا کے ایماندار اور اسلام کے ارکان کو ماننے والے انسان ایک ہی برادری ہیں۔ اس برادری میں گورے کالے کی کوئی تمیز نہیں۔ اس میں ہندی۔ افغانی، ایرانی۔ ترکی۔ مصری۔ شامی۔ عراقی۔ افریقی۔ چینی اور جاوی کی کوئی تمیز نہیں۔ بقول شاعر

ع نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

مُسلم برادری کے متعلق شہنشاہ کا اعلان

قولہ تعالیٰ:- اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ رکوع ۳۴)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو ایمان لائے۔ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کے ساتھی شیاطین ہیں وہ ان کو روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں۔ یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

نتیجہ:- اس آیت کے پہلے حصّے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی نظر میں ساری دنیا کے مومن ایک ہی برادری ہیں۔ اس میں رنگ و روپ یا مختلف ملکوں کا باشندہ ہونے کے باعث کوئی امتیاز نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں مسلم برادری

عن عیاض بن حمار المجاشعی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَّلَا يَبْغِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نے فرمایا۔ بیشک اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ آپس میں تواضع سے پیش آؤ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لینتھین اقوام یفتخرون بآبائھم الذین ماتوا انما ھم فحم من جھنم او لیکونن اھون علی اللہ من الجعل الذی یدھدہ الخراء بانفہ ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالآباء انما ھو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلھم بنو آدم وآدم من تراب (رواہ الترمذی وابوداؤد)

(ترجمہ:- ابوہریرہ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ضرور باز آ جائیں۔ وہ لوگ جو اپنے مرے ہوئے باپ دادوں پر فخر کرتے ہیں۔ سوائے اس کے نہیں۔ ان کے باپ دادے دوزخ کے کوئلے ہیں۔ یعنی دوزخ کی آگ میں جل کر سیاہ ہو گئے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ اللہ کی نظر میں اس سیاہ کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے۔ جو پلیدی (یعنی پاخانے) کو اپنی ناک میں لڑھکاتا رہتا ہے۔ بیشک اللہ نے تم سے جاہلیہ کا تکبر اور فخر باپ دادوں کے باعث دور کر دیا ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ آدمی یا تو مومن متقی ہوگا یا گنہگار بدبخت ہوگا۔ آدمی سب آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم مٹی سے تھا۔

نتیجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لئے انہیں آپس میں تواضع سے پیش آنا چاہئے۔ دوسری حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ سب آدمی آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے ہوئے ہیں۔ لہذا تم سب ایک ہی ہو۔ پیدائش میں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے۔

اسلامی برادری میں فضیلت کا باعث

گذشتہ سطور میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں مسلمان ایک مستقل قوم ہے مسلمان کے لفظ میں سب قومیں آ کر جذب

ہو جاتی ہیں یعنی گویا یوں کہئے کہ ختم ہو جاتی ہیں۔ ہاں ایک چیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور ملتی ہے۔ جس کے باعث اس برادری میں شامل ہونے کے بعد بھی دوسروں پر فضیلت اور عزت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور وہ چیز کثرت سے یادِ الٰہی کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دوسروں سے بہت زیادہ ڈرنا ہے جو شخص ان دو چیزوں میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہو وہ دوسرے مسلمانوں سے زیادہ معزز اور زیادہ مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہوگا۔

قرآن حکیم کی شہادت

قولہ تعالےٰ:-

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عیناک عنھم (سورہ الکہف رکوع ۴)

ترجمہ:- اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے۔ جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔

حاصل

اس آیت سے یہ حاصل نکلا کہ مسلمانوں کو ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھنی چاہئے۔ جو لوگ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے ہیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں مسلمانوں میں سے جو لوگ ان صفات حمیدہ سے متصف ہیں دوسرے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ایسے مسلمانوں سے نشست و برخاست رکھو۔ تو معلوم ہوا کہ ان خدا یاد کرنے والوں کو دوسرے مسلمانوں پر فضیلت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی شہادت

عن ابی ذر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ انک لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بتقوی (رواہ احمد)

ترجمہ:- ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ بیشک تو کسی سرخ اور سیاہ (انسان) سے بہتر نہیں ہے مگر اس صورت میں (تو بہتر ہوگا) کہ تو اس سے پرہیزگاری میں بڑھ جائے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے یہ حاصل نکلا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے پرہیزگاری کی برکت سے زیادہ معزز ہو سکتا ہے۔

دعا:- اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب مسلمانوں کو

یتیموں اور مسکینوں کا اکرام کیجیے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے پروردگار سے ڈرو، پانچ وقت نماز ادا کرو، ایک مہینے کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، اپنے امیر کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی:۶۱۶)

خطبہ جمعہ

باشندگان پاکستان کی ذمہ داری

از جناب شیخ تفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

قولہ تعالیٰ :- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ سورۃ الصف رکوع ۱

اے ایمان والو - وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں - اللہ کے ہاں بہت غصے کی بات ہے کہ وہ کہو جو کرتے نہیں تھے۔

برادران اسلام! آپ کو یاد ہے - کہ پشاور سے لیکر کلکتہ اور کوئٹے سے کر مبئی تک یہ ملک انگریز کے قبضہ میں تھا - جب اپنی مجبوریوں کی بناء پر انگریز اس ملک سے دستبردار ہونے لگا - تو صوبہ سرحد صوبہ پنجاب - صوبہ سندھ اور بلوچستان نے اس سے یہ مطالبہ کیا کہ ہمیں ملک کا ایک حصہ علیحدہ کر دیا جائے - تاکہ اس خطہ ملک میں ہم اپنی علیحدہ اسلامی حکومت قائم کریں علیحدگی کے وجوہ ہم نے انگریز کے سامنے یہ پیش کئے تھے کہ ہندوؤں سے ہمارا مذہب جدا ہے - ہماری تہذیب جدا ہے - ہمارا تمدن جدا ہے - وغیرہ وغیرہ —— اس لئے ہمارا ملک بھی ہندوؤں سے جدا ہونا چاہیے - ملک کی علیحدگی کے مسئلہ پر ہم مسلمانوں نے اتنا اصرار کیا - اور اتنا زور دیا - کہ انگریز کو ہمارا مطالبہ ماننا پڑا - اور ہمیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ملک کے ایک حصے پر قبضہ مل گیا - جس کا نام ہم نے پاکستان رکھا - والحمدللہ علیٰ ذالک -

ہمارا فرض

اس کے بعد ہمارا فرض ہے - کہ ہم بقول شخصے ؎

"قولِ مرداں جانے دارد"

اس ملک میں اپنے مذہب اسلام - اپنی تہذیب اسلامی - اپنے تمدن اسلامی کو تازہ - سربلند اور سرفراز کر دکھائیں - تاکہ عنداللہ و عندالناس ہم بات کے سچے اور وعدہ کے پکے ہونے کا ثبوت دیں - قرآن مجید میں بھی ہمیں اپنے وعدہ کے پورا کرنے کا سخت حکم دیا گیا ہے ارشاد ہے :-

اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ۝ عہد کو پورا کرو بیشک عہد کے متعلق دربار خداوندی میں سوال کیا جائیگا کہ اسے پورا کیا تھا یا نہ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴)

پاکستان کے ہر باشندے کا

اس عہد کا پورا کرنا اور اسے عمل میں لا کر دکھانا فرض ہے - خواہ مرد ہو یا عورت - امیر ہو یا غریب محکوم ہو یا حاکم - جاہل ہو یا عالم - زمیندار ہو یا دستکار، غرضیکہ ہر ایک باشندۂ پاکستان کے ذمہ فرض ہے - کہ وہ اپنے متعلقہ احکام اسلامی کو عملی جامہ پہنائے - تاکہ ہر فرد پاکستان کے اسلامی رنگ میں رنگے جانے کے باعث یہ ملک صحیح معنے میں پاکستان کہلائے - جس طرح کہا جاتا ہے - "قطرہ قطرہ ہم شود دریا"

اب میں چند چیزیں پیش کرنا چاہتا ہوں - جن کے عمل میں لانے سے پاکستان صحیح معنی میں پاکستان بن جائے گا -

پہلی چیز

شرک سے باز آئیں

چار قسم کے معبودوں سے دست بردار ہو جائیں۔

برادران اسلام :- آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت یعنی پرستش کے لئے پیدا کیا ہے - چنانچہ قرآن مجید میں اعلان ہے :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے

مگر انسان کی تاریخ حیات جو قرآن مجید نے بتلائی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا چار قسم کے اور معبود بناتے رہے - اسی جرم کی بناء پر ان کی دنیا بھی برباد ہوئی - اور آخرت میں بھی ناکام و نامراد رہیں گے - اور وہ معبود یہ ہیں - نفس پرستی - علماء پرستی - پیر پرستی - حاکم پرستی - جب ہم ان چاروں قسموں کی پرستش سے تائب ہو جائیں گے - اور شرک جیسی نجاست سے ہمارے دل پاک ہو جائیں گے - تب سمجھا جائے گا کہ ہم سچا اور کھرا کلمہ پڑھتے ہیں - اور یہ کہنا بجا ہوگا چونکہ اس ملک میں وہ لوگ بستے ہیں - جن کے دل بالکل پاک ہیں - اس لئے اس کا نام پاکستان ہے قرآن مجید میں ان چاروں قسم کے معبودوں کا ذکر ملاحظہ ہو -

نفس پرستی

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَھْوَآءَھُمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

پھر اگر وہ تیرا کہنا نہ مانیں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے تابع ہیں اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہشوں پر چلے بیشک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔ سورۃ القصص رکوع ۵

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰہِ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۝

بھلا آپ نے اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کر دیا - اور اس کے کان اور اس کے دل پر مہر کر دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ کے بعد اسے کون ہدایت کر سکتا ہے - پھر تم کیوں نہیں سمجھتے - سورۃ الجاثیہ رکوع ۳

ان آیات کا نتیجہ

(۱) جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے نفس کو معبود بنا لیا وہ سب سے بڑا گمراہ ہے -

۲ - وہ ظالم ہے -

۳ - ایسے شخص کے کانوں پر (گمراہی کی) مہر لگ جاتی ہے

۴ - ایسے شخص کے دل پر " " " مہر لگ جاتی ہے

۵ - اس کی آنکھوں پر (گمراہی) کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے - کہ وہ دیکھ ہی نہیں سکتا -

۶ - جب دروازہ الٰہی سے دھتکارا گیا - تو اب اُسے اور کسی جگہ سے ہدایت مل ہی نہیں سکتی -

دعا :- اے اللہ! ہم پاکستانیوں کو نفس پرستی کے گناہ سے بچا - اور اس کے مہلک نتائج سے محفوظ فرما - اور اپنا خالص بندہ بننے کی توفیق عطا فرما - آمین یا الٰہ العالمین -

(۲) علماء پرستی اور (۳) پیر پرستی

قولہ تعالےٰ :- اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰھًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝

انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی - حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں - اس کے سوا کوئی معبود نہیں - وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے سورۃ توبہ رکوع ۵

اس آیت پر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

ان کے علماء و مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیتے - خواہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہہ دیتے - اسی کو سند سمجھتے - کہ بس خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا ہو گیا - کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ تھا - بعض احبار و رہبان (فقراء) کے احکام پر چلتے تھے - اور ان کا یہ حال تھا - کہ تھوڑا سا مال یا جاہی فائدہ دیکھا - اور حکم شریعت کو بدل ڈالا - جیسا کہ دو تین آیتوں کے بعد مذکور ہے پس جو منصب خدا کا تھا - (یعنی حلال و حرام کی تشریع) وہ علماء و مشائخ کو دے دیا گیا تھا - اس لحاظ سے فرمایا - کہ انہوں نے عالموں اور

درویشوں کو خدا ٹھہرا لیا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتمؓ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے۔ اسی طرح کی تشریح فرمائی۔ اور حضرت حذیفہ رضؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔" حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں" عالم کا قول عوام کو سند ہے۔ جب تک وہ شرع سے سمجھ کر کہے۔ جب معلوم ہو کہ خود اپنی طرف سے کہا۔ یا طمع وغیرہ سے کہا۔ پھر سند نہیں "

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اے ایمان والو! بہت سے
إِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ عالم اور فقیر لوگوں کا مال
وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُوْنَ ناحق کھاتے ہیں۔ اور اللہ
أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ کی راہ سے روک دیتے ہیں
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ (سورۃ التوبہ رکوع ۵)
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

اس آیت پر مولانا شبیر احمد صاحب مرحوم کا حاشیہ "یعنی روپیہ لے کر احکام شرعیہ اور اخبار الٰہیہ کو بدل ڈالتے ہیں۔ ادھر عوام الناس نے انہیں جیسے پہلے گذرا۔ خدائی کا مرتبہ دے رکھا ہے۔ جو کچھ غلط سلط کہہ دے۔ وہی ان کے نزدیک حجت ہے۔ اس طرح یہ علماء و مشائخ نذرانے وصول کرنے ٹکے بٹورنے اور اپنی سیاست و ریاست قائم رکھنے کے لئے عوام کو مکر و فریب کے جال میں پھنسا کر راہ حق سے روکتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اگر عوام ان کے جال سے نکل جائیں۔ اور دین حق اختیار کر لیں۔ تو ساری آمدنی بند ہو جائے۔ یہ حال مسلمانوں کو سنایا۔ تاکہ متنبہ ہو جائیں "

عبرت :- سلطان اسلام! سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے:-

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ اے مسلمانو! تم پہلوں کے
مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا طریقوں کی بالشت کے
بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بالشت اور ہاتھ کے ساتھ
بِذِرَاعٍ ؕ ہاتھ کی ضرور تابعداری کرو گے

دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ کہ آپ کی امت میں سے جو بہتر فرقے پہلوں یعنی یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلیں گے وہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ ہر عالم اور ہر پیر کے پیچھے نہ لگے جائیں۔ بلکہ فقط اس عالم کے سامنے زانوئے ادب تہ کریں۔ جو انہیں کتاب و سنت کی تعلیم دے۔ اور فقط اس پیر کو اپنا مقتدا بنائیں۔ جو کتاب و سنت کا پورا پابند ہو۔ اور ہمیں اس کی صحبت میں رہ کر شریعت کی پابندی کی توفیق ہو۔

اور اگر ہم شریعت کی خلاف ورزی کریں تو وہ فوراً ہم پر گرفت کرے۔ ورنہ جو صوفی شریعت کے مخالف ہو۔ وہ خواہ آسمان پر اڑتا ہوا آئے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے۔ قبلہ عالم کہلائے۔ مگر ہمیں اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ ہے۔ اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اگر ہو جائے۔ تو توڑنا فرض عین ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

حاکم پرستی (۴)

قولہ تعالیٰ

وَنَادٰى اور فرعون نے اپنی قوم
فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ میں منادی کر کے کہہ دیا
يٰقَوْمِ أَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ اے میری قوم۔ کیا میرے
مِصْرَ وَهٰذِهِ الْأَنْهٰرُ لئے مصر کی بادشاہت
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ نہیں۔ اور کیا یہ نہریں
أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ؕ میرے (محل کے) نیچے سے
أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا نہیں بہ رہیں۔ پھر کیا تم نہیں
الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ دیکھتے۔ کیا میں اس سے
وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ؕ فَلَوْلَا بہتر نہیں ہوں جو ذلیل
أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ ہے۔ اور صاف بات
مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ بھی نہیں کر سکتا۔ پھر اس
مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ؕ کے لیے سونے کے کنگن
فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَأَطَاعُوْهُ ؕ کیوں نہیں اتارے گئے
إِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا یا اس کے ہمراہ فرشتے
فٰسِقِيْنَ ؕ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا پرے باندھے ہوئے آتے
انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۔ پس اس نے اپنی قوم
فَأَغْرَقْنٰهُمْ أَجْمَعِيْنَ ؕ کو احمق بنا دیا۔ پھر اس کے
سورۃ الزخرف رکوع ۵ کہنے میں آ گئے۔ کیونکہ وہ بدکار
لوگ تھے۔ پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا۔ تو ہم نے
ان سے بدلہ لیا پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

حاصل :- یہ نکلا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اتباع نہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ غضب الٰہی جوش میں آیا۔ اور فرعون کو ساتھیوں سمیت بحیرہ قلزم میں غرق کر دیا۔

دعا

اللہ پاک ہم سب کو اپنا مخلص بندہ بنائے اور چاروں قسم کے معبودوں کی پرستش سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۶ھ ۲۴ اگست ۱۹۵۶ء

آج کی معروضات کے عنوان

(۱) آسمانوں اور زمین کا حقیقی بادشاہ فقط اللہ تعالیٰ ہے۔
(۲) خدائی بادشاہت میں بسنے والے اکثر ہمیشہ باغی رہے ہیں۔
(۳) باغیوں کو مہلت دینا اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے عادت چلی آ رہی ہے
(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے باغیوں کو بھی مہلت دی گئی
(۵) باغیوں کا گرفت الٰہی میں آنا۔ اور اپنے ظلم کا اقرار کرنا۔
(۶) قیامت کے دن باغیوں کا اپنی گمراہی پر مہر تصدیق لگانا۔
(۷) دنیا میں واپس آنے کی درخواست اور اس کی نامنظوری

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

بغاوت شدید ترین جرم ہے

برادران اسلام! آپ جانتے ہیں کہ مجازی اور فانی دنیاوی بادشاہوں کے ہاں بھی بغاوت کو شدید ترین جرم قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس جرم کی سزا باغی کا سر قلم کرنے کے سوا اور کوئی نہیں۔

حقیقی بادشاہ

آپ انصاف سے فیصلہ کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو حقیقی بادشاہ ہے۔ اس کے ملک میں جو باغی ہونگے وہ کس قدر شدید جرم کے مجرم اور کس قدر سخت سزا کے مستحق ہوں گے۔

نور قرآن

کی روشنی میں آج اس جرم کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لانا چاہتا ہوں۔

پہلا۔ آسمانوں اور زمین کا حقیقی بادشاہ فقط اللہ تعالیٰ ہے

وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۹ پارہ ۴)

(ترجمہ:۔ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے واسطے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے)

دوسرا۔ خدائی بادشاہت میں بسنے والے اکثر باغی رہے ہیں

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ط کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّشْرِکِیْنَ)

(سورہ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ کہدو ملک میں چلو پھرو۔ اور دیکھو جو لوگ پہلے گذرے ہیں۔ ان کا کیسا انجام ہوا ان میں اکثر مشرک ہی تھے۔

نتیجہ

اس اعلان سے یہ چیز صاف طور پر معلوم ہو رہی ہے کہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے دنیا میں جتنی بھی قومیں گذری ہیں ان میں اکثریت مشرکوں یعنی باغیوں کی تھی۔ کیونکہ مملکت الٰہی میں شرک بغاوت ہے۔

تیسرا۔ باغیوں کو مہلت دینا اللہ تعالیٰ کی عادت ہے

وَلَقَدِ اسْتُھْزِیَٔ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُھُمْ قف فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ) (سورۃ الرعد رکوع ۵ پارہ ۱۳)

(ترجمہ:۔ اور تجھ سے پہلے کئی رسولوں سے ہنسی کی گئی ہے۔ پھر میں نے کافروں کو مہلت دی۔ پھر انہیں پکڑ لیا۔ پھر ہمارا عذاب کیسا تھا)

کفر بھی بغاوت ہے

برادران اسلام۔ شرک اور کفر دونوں بغاوت ہیں۔ شرک یہ ہے کہ بندے کو جو تعلق اللہ تعالیٰ سے رکھنا چاہئے۔ وہی قسم کا تعلق اس کے سوا کسی اور سے رکھے مثلاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی رزق میں تنگی یا کشادگی کا اختیار سمجھے۔ یا کسی اور کو بھی اولاد دینے یا نہ دینے کا اختیار خیال کرے۔ اور کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم معلوم ہونے کے بعد اس کو ماننے سے انکار کر دے اللھم لا تجعلنا منھم

(ب)

وَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَمْلَیْتُ لَھَا وَھِیَ ظَالِمَۃٌ ثُمَّ اَخَذْتُھَا ج وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ ٥) سورہ الحج رکوع ۶ پ ۱۷)

(ترجمہ:۔ اور کتنی بستیوں کو میں نے مہلت دی۔ حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر میں نے انھیں پکڑا۔ اور میری طرف ہی پھر کر آنا ہے)

مہلت کے بعد کن کن عذابوں میں مبتلا ہوئے

(فَکُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِہٖ ج فَمِنْھُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْہِ حَاصِبًا ج وَمِنْھُمْ مَّنْ اَخَذَتْہُ الصَّیْحَۃُ ج وَمِنْھُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِہِ الْاَرْضَ ج وَمِنْھُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ج وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ٥ (سورۃ العنکبوت رکوع ۴ پ ۲۰)

(ترجمہ:۔ پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا۔ پھر کسی پر تو ہم نے پتھراؤ کا مینہ برسایا۔ اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آ پکڑا۔ اور کسی کو ان میں سے زمین میں دھنسا دیا۔ اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا۔ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے۔ لیکن وہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے)

چوتھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے باغیوں کو مہلت ملی!

فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا

(سورۃ الطارق پارہ ۳۰)

(ترجمہ:۔ پھر کافروں کو تھوڑے دنوں کی مہلت دیدو)

پانچواں۔ باغیوں کا گرفت الٰہی میں آنا۔ اور اپنے ظلم کا اقرار کرنا

وَکَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ کَانَتْ ظَالِمَۃً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَھَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ٥ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا ھُمْ مِّنْھَا یَرْکُضُوْنَ ٥ لَا تَرْکُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰی مَآ اُتْرِفْتُمْ فِیْہِ وَمَسٰکِنِکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ٥ قَالُوْا یٰوَیْلَنَآ اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ٥ فَمَا زَالَتْ تِّلْکَ دَعْوٰھُمْ حَتّٰی جَعَلْنٰھُمْ حَصِیْدًا خٰمِدِیْنَ ٥)

(سورۃ الانبیاء رکوع ۲ پ ۱۷)

(ترجمہ:۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں۔ غارت کر دیا۔ اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انھوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی۔ تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ۔ جہاں تم نے عیش کیا تھا۔ اور اپنے گھروں میں جاؤ۔ تاکہ تم سے پوچھا جائے۔ کہنے لگے۔ ہائے ہماری کم بختی بے شک ہم بھی ظالم تھے۔

سو اُن کی یہی پکار رہی۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا جس طرح کھیتی کٹی ہوئی ہو۔ اور وُہ بجھ کر رہ گئے۔) فاعتبروا یا اولی الابصار

عذابِ الٰہی نازل ہونے کے بعد ٹلا نہیں کرتا

(فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝ سورہ یونس رکوع ۱۰ پارہ ۱۱)

(ترجمہ:۔ سو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی جو ایمان لاتی۔ تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا سوائے یونس کی قوم کے کہ جب وُہ ایمان لائے۔ تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلّت کا عذاب دُور کر دیا۔ اور ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ پہنچایا۔

حاصل

یہ ہے کہ سوائے یونس علیہ السّلام کی قوم کے کسی قوم سے عذاب الٰہی نازل ہونے کے بعد نہیں ٹلا۔ اور اس ٹلنے میں بھی کوئی خاص مصلحت تھی۔ جو باقی قوموں میں نہیں تھی۔

چھٹا۔ قیامت کے دن باغیوں کی اپنی گمراہی پر شہادت

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ (سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ:۔ اور جن کا پلّہ ہلکا ہوگا۔ تو یہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے ربّ ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قیامت کے دن گمراہ اپنی بدبختی اور گمراہی کا خود اقرار کریں گے یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کے پیغمبر کو بری الذمہ قرار دیں گے اور اپنے آپ کو واقعی مجرم گردانیں گے۔

ساتواں۔ باغیوں کی سزا انکی درخواست اور اسکی نامنظوری

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝

(سورہ المؤمنون رکوع ۶ پ ۱۸)

(ترجمہ:۔ اے ربّ ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بیشک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اسمیں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے باغی اپنے جرموں کے اقرار کرنے کے بعد دوبارہ دُنیا میں بھیجے جانے کی درخواست کریں گے۔ اللہ تعالےٰ انہیں ڈانٹ کر فرمائے گا۔ کہ ذلیل ہو کر اسی دوزخ میں رہو۔ اور مجھ سے مت بولو۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

مسلمان اور باغی

برادرانِ اسلام! قرآن مجید کی روشنی میں دیکھا جائے۔ تو اللہ تعالےٰ کی سلطنت میں باغیوں کی تین قسمیں ہیں مشرک۔ کافر۔ اور اعتقادی منافق۔ اگر مسلمانوں کے عقائد کا مطالعہ کیا جائے۔ تو ان کے بعض افراد میں یقیناً شرک۔ کفر۔ اعتقادی نفاق پایا جاتا ہے اور یہ یاد رہے کہ مشرک۔ کافر اور نفاق اعتقادی کے منافق کے لئے نہ شفاعت ہے۔ نہ نجات ہے۔

مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد شرک میں موجود ہے

یہ میں مانتا ہوں کہ مسلمان شرک کو شرک سمجھ کر نہیں کرتا۔ مگر جب واقع میں وہ عقائد شرکیہ ہوں۔ تو کیا اللہ تعالےٰ بھی اس جاہل کی کوتاہ نظری کا خیال کرتے ہوئے عقائد شرکیہ کو دائرہ شرک سے خارج کر دے گا ہرگز نہیں جس طرح کوئی شخص سنکھیا کے سفوف کو کونین کا سفوف سمجھ کر کھا جائے۔ تو کیا سنکھیا بھی اپنا اثر نہیں دکھائے گا۔ بلکہ سنکھیا اس شخص کے پیٹ سے انتڑیاں کاٹ کاٹ کر باہر لائے گا۔ اور خون کے اسہال جاری ہو جائیں گے۔

شرک کی تعریف

شرک یہ ہے کہ جو کام اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ کہ اس کے سوا وہ کام اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اسی کام کے کرانے کے لئے اللہ تعالےٰ کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر ہاتھ پھیلایا جائے۔ کہ میرا یہ کام آپ کر دیں۔ مثلاً قرآن مجید میں اعلان ہے۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۝ الآیۃ سورہ الرعد رکوع ۳ پ ۱۳)

(ترجمہ:۔ جس کے لئے چاہے اللہ رزق کشادہ کر دیتا ہے یا تنگ)

اب اگر کوئی شخص رزق کی تنگی یا کشادگی اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کے قبضے میں سمجھے۔ تو وہ مشرک ہوگا۔ خواہ نام کے لحاظ سے مسلمان کہلائے۔ صوفیائے کرام کے چار مشہور طریقے ہیں نقشبندی۔ سہروردی۔ چشتی۔ قادری۔ ہر ایک طریقہ کے بزرگوں کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ زندہ ہوں۔ تو ان کے سامنے زانوائے ادب تہ کر کے بیٹھتا ہوں۔ اور وفات یافتہ ہوں تو ہر بزرگ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے جاتا ہوں۔ اور میرا تعلق در اصل قادری خاندان کے ساتھ ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ میں میرے روحانی دادا ہیں۔ مگر جو لوگ گیارہویں دیتے ہیں کیا ان میں سے جاہلوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اگر محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی گیارھویں دینگے تو وہ رزق میں برکت ڈال دیں گے اور نہیں دیں گے تو ناراض ہو کر رزق میں تنگی کر دیں گے اسی عقیدہ کا نام شرک ہے۔

کفر کی تعریف

کفر یہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کا حکم معلوم ہونے کے بعد ماننے سے انکار کرے۔ مسلمانوں میں اس قسم کے آدمی موجود ہیں۔ اِس قسم کے مسلمان کہلانے والے کافروں کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ ۝

(سورہ النور رکوع ۶ پارہ ۱۸)

(ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے۔ اور ہم فرمانبردار ہیں۔ پھر ایک جماعت ان میں سے اس اقرار کے بعد پھر جاتی ہے اور وہ مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ ناگہاں ایک جماعت ان میں سے مونہہ موڑنے والی ہوتی ہے۔

کیا انگریز کی نوّے سالہ حکومت میں ایسے مسلمان موجود نہیں رہے۔ اور اب بھی بکثرت موجود ہیں۔ جنہوں نے قرآن مجید کے میراث کے قانون کے ماننے سے صاف انکار کیا ہوا تھا۔ کہ ہم تقسیم میراث میں محمڈن لاء کے پابند نہیں ہیں بلکہ رواج کے پابند ہیں۔ جو کافر ہونے کے وقت ہماری برادری میں رائج تھا۔ یعنی بیٹیوں اور بہنوں کو جائداد میں سے حصّہ نہیں دیں گے۔

نفاق اعتقادی

نفاق اعتقادی یہ ہے۔ کہ بظاہر انسان مسلمان کہلائے اور دل میں اسلام کا مخالف ہو۔ مثلاً مسلمانوں میں آج کل ایسے آدمی موجود ہیں جو قرآن مجید کے بعض حصّوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید کا یہ حکم وحشیانہ ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو سُود کی ممانعت کی ہے یہ حکم غلط ہے۔ سُود کے سوا قومیں اقتصادی ترقی کر ہی نہیں سکتیں۔ کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو عورتوں کے پردے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے علیٰ ہذا القیاس اس خیال کے لوگوں کو نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے۔ اور یہ لوگ کافروں کی مد میں ہی شمار ہوں گے۔

یہ یاد رہے

کہ قرآن مجید کی الحمد کے الف سے لے کر من الجنۃ والنّاس کے آخری سین تک ایمان لانا یعنی اس کے صحیح ہونے کا یقین کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سیّد المرسلین خاتم النّبیین۔ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دنیا سے روپوش ہونے کے بعد مسلمان کے جن قبائل نے قرآن مجید کے ایک چھوٹے سے فقرے (واٰتوا الزکوٰۃ) ترجمہ اور زکوٰۃ دو۔ کے ماننے سے انکار کیا تھا۔ انھیں سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مرتد قرار دیا تھا اور ان مرتدوں کے مقابلہ میں صحابہ کرام کی فوج بھیجی تھی۔

ان امراض کا سبب

مسلمانوں میں مذکورالصدر امراض روحانی کے موجود ہونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم ان میں نہیں ہے۔ اگر قرآن مجید کی تعلیم پائیں۔ تو انشاءاللہ تعالےٰ ان روحانی مہلک بیماریوں سے شفایاب ہو سکتے ہیں۔

آخری دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو قرآن مجید کا صحیح معنی میں متبع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اصلی۔ سچا اور کھرا مسلمان بننے کی توفیق دے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

احد پہاڑ کے برابر سونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو میری خوشی ہوگی کہ مجھ پر تین راتیں بھی ایسی نہ گزریں کہ میرے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی ہو، بجز اس کے کہ میں کسی قرض کی ادائیگی کے لیے اس میں سے کچھ روک لوں۔ (صحیح بخاری: ۲۳۸۹)

ایمان اور کنجوسی کبھی جمع نہیں ہو سکتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: حرص و بخل اور ایمان کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (یعنی بخیلی و کنجوسی اور ایمان کا کوئی جوڑ نہیں۔) (سنن نسائی: ۴۳۰۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۳ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۶ھ - ۳۱ - اگست سنہ ۱۹۵۶ء

کتاب و سنّت کی روشنی میں توبہ کے مختلف پہلو

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

توبہ کے دروازہ کی ضرورت

اللہ جل شانہ نے جب بنی آدم کو خلیفۃ اللہ فی الارض بنا کر زمین پر بھیجنے کا ارادہ فرمایا اور فرشتوں کے سامنے اس ارادہ کا اظہار فرمایا۔ تو انہوں نے اعتراض کیا۔

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ

سورۃ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ کیا آپ زمین میں ایسے شخص کو بھیجنا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد کریگا - اور خون بہائے گا -

کیسے معلوم ہُوا

فرشتے عالم الغیب تو تھے نہیں - پھر انہیں کیسے معلوم ہُوا کہ بنی آدم زمین میں یہ ناشائستہ حرکتیں کرے گا - واقعہ یہ ہے کہ جن اجزا سے کوئی دوائی مرکب کی جائے - ایک عقلمند آدمی بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے - کہ جب اس دوائی کے اجزاء ترکیبی یہ ہیں تو جو تاثیر ان اجزاء میں ہے - وہ اس مجموعہ میں ضرور آئے گی - مثلاً جب ایک شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ معجون فلاسفہ میں فلفل دراز - فلفل سیاہ - سونٹھ اور شہد ڈالا جا رہا ہے تو عقلمند آدمی یقیناً سمجھ لے گا کہ چونکہ یہ اجزا سب گرم ہیں - اس لئے معجون فلاسفہ ایک سخت گرم معجون ہوگی - اسی پر قیاس کر لیجئے کہ مٹی میں چونکہ ظلمت ہے - اس لئے جب انہوں نے دیکھا کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا جا رہا ہے اس کی اولاد میں حس و حرکت تو ہوگی مگر مال اندیشی اور دُور اندیشی نہیں ہوگی - اس کی اولاد معمولی معمولی باتوں پر آپس میں لڑے گی - اور خونریزی تک نوبت پہنچائے گی -

انکار نہیں فرمایا

اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کے اس اعتراض سے انکار نہیں فرمایا - بلکہ یہ فرمایا :-

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

سورۃ البقر رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ - بیشک میں (اس کی پیدائش کی حکمت، جانتا ہوں) جو تم نہیں جانتے -

ابلیس کی تائید

ابلیس نے جب حکم عدولی کی - تو اس سے سوال ہُوا کہ تم نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی اور آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کیوں نہیں کیا - تو اُس نے جواب میں عرض کی :-

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ سورۃ اعراف رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ - کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا - اور اس (آدم) کو مٹی سے پیدا کیا -

حاصل یہ ہے کہ ابلیس کو یہ غرور ہے کہ مجھے تو آگ سے پیدا کیا - جس میں نور اور روشنی ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا جس میں ظلمت اور اندھیرا ہے جس کا بالآخر مطلب یہ نکلتا ہے کہ یہ مال اندیش نہیں ہوگا -

رحمت الٰہی کا تقاضا

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اعتراض کو تسلیم کر لیا کہ واقعی زمین میں فساد کریگا خون ریزی کرے گا - اس کے بعد ارحم الراحمین خدائے قدوس کی رحمت نے تقاضا کیا - کہ انسان جب گناہ کرے اور پھر نادم ہوکر معافی مانگنے کے لئے میرے دروازہ پر ہاتھ پھیلائے - تو مجھے اس کو معاف کر دینا چاہیئے - میرا خیال ہے کہ اگر خدانخواستہ رحمتِ الٰہی کا یہ دروازہ نہ کھولا جاتا - تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے سوا غالباً باقی انسان دوزخ ہی میں جاتے -

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے

کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھول کر اپنے بندوں کو جہنم سے بچا لیا - ہاں جو حکم عدولی بھی کرے اور معافی بھی نہ مانگے - ایسے بدقسمت غافل انسانوں کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ انہوں نے اپنے آپ کو دانستہ جہنم کا ایندھن بنایا -

اللّٰھم لا تجعلنا منھم

بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ رَاحِلَتُهٗ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ رواہ مسلم

ترجمہ : انسؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ البتہ اللہ اپنے بندے کی توبہ سے جب اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے بہت خوش ہوتا ہے - اس قدر خوش - کہ اتنا خوش تم میں سے وہ شخص بھی نہ ہوگا جو اپنی سواری پر ایک چٹیل میدان میں جا رہا ہو - پھر وہ سواری گم ہوگئی ہو - اور اس پر اس کا کھانا اور پانی بھی ہو اور وہ (کافی تلاش کے بعد) ناامید ہوکر ایک درخت کے پاس آیا ہو - اور اس کے سایہ میں لیٹ گیا ہو - پس وہ اسی مایوسی کی حالت میں خاموش و غمزدہ پڑا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آ کھڑی ہو - اس نے اس کی رسّی پکڑ لی ہو اور خوشی کی زیادتی کے سبب اس کے مُنہ سے یہ غلط الفاظ نکل گئے ہوں - اے اللہ تو میرا بندہ

انسان جتنی مرتبہ بھی گناہ کر کے توبہ کرے اللہ تعالےٰ قبول فرمالیتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَا شَاءَ ۔ متفق علیہ

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ بے شک ایک بندہ نے ایک گناہ کیا ۔ پھر کہا اے میرے پروردگار۔ مَیں نے گناہ کیا ہے۔ تو اس کو معاف کر دے ۔ پھر اس کا رب فرماتا ہے۔ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے ۔ جو (چاہے) تو گناہ بخش دیتا ہے۔ اور (چاہے) تو اس گناہ پر گرفت بھی کر لیتا ہے ۔ مَیں نے اپنے بندے کو بخش دیا ۔ پھر وہ شخص گناہ سے جب تک اللہ چاہے باز رہتا ہے پھر گناہ کرتا ہے ۔ پھر کہتا ہے۔ اے میرے پروردگار مَیں نے گناہ کیا ہے ۔ تُو مجھے وہ گناہ بخش دے پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ بیشک اس کا رب ہے ۔ جو (چاہے) تو گناہ بخش دیتا ہے ۔ اور (چاہے) تو اس پر گرفت کر لیتا ہے ۔ مَیں نے اپنے بندے کو بخش دیا ۔ پھر وہ شخص گناہ سے جب تک اللہ چاہے باز رہتا ہے ۔ پھر گناہ کرتا ہے ۔ پھر کہتا ہے ۔ اے میرے پروردگار مَیں نے اور گناہ کیا ہے ۔ تو مجھے وہ گناہ بخش دے ۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا اُس کا رب ہے ۔ جو چاہے ۔ تو گناہ معاف کر سکتا ہے ۔ اور چاہے ۔ تو اُس پر گرفت بھی کر سکتا ہے ۔ مَیں نے اپنے بندے کو بخش دیا ۔ اب وہ جو چاہے کرے ۔

تین شرطیں

توبہ کے قبول ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں (۱) جو گناہ ہو چکا ہے اُس پر نادم ہو ۔ یہ خیال کرے ۔ افسوس ہے ۔ کہ مجھ سے یہ بُرا کام ہُوا ہے ۔ (۲) اس بُرائی سے ہاتھ روک لینا ۔ (۳) آئندہ اس کام کے نہ کرنے کا دل میں پختہ ارادہ کرنا ۔ اگر توبہ کرنے والا یہ تین شرطیں ملحوظ رکھ کر توبہ کرے ۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی توبہ یقیناً قبول ہو جائے گی ۔

شہادت

مذکور الصدر قاعدہ کی شہادت میں ایک حدیث عرض کی جاتی ہے ؛ (عَنْ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً) رواہ الترمذی وابوداؤد

ترجمہ: ابی بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔ اس شخص نے (گناہ پر) اصرار (ضد) نہیں کی ۔ جس نے بخشش مانگ لی ۔ اگرچہ ایک دن میں ستر مرتبہ وہی گناہ کرے ۔

یہ ٹھیک ہے

جس شخص نے توبہ کی قبولیت کی گزشتہ تین شرطیں ملحوظ رکھ کر توبہ کی ۔ اس کی توبہ ہر مرتبہ قبول ہوتی رہے گی ۔ اللہ تعالیٰ انسان کے دل کے حال کو خوب جانتا ہے ۔ اس لئے وہ معلوم کر لے گا کہ یہ شخص سچے دل سے توبہ کر رہا ہے یا رسمی طور پر کر رہا ہے ۔

گناہوں کی دو قسمیں ہیں

(۱) صغیرہ ۔ چھوٹے گناہ ۔ یہ تو توبہ کئے بغیر بھی بعض اعمال صالحہ کی برکت سے خود بخود معاف ہو جاتے ہیں ۔

عن عثمانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ ۔ متفق علیہ

ترجمہ عثمانؓ سے روایت ہے ۔ کہا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا ۔ پھر اچھی طرح سے وضو کیا ۔ اس کے گناہ اس کے بدن سے نکل جاتے ہیں ۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں ۔

دوسری

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ العبد المسلم او المؤمن فغسل وجہہ خرج من وجہہ کل خطیئۃ نظر الیھا بعینیہ مع الماء او مع آخر قطر الماء فاذا غسل یدیہ خرج من یدیہ کل خطیئۃ کان بطشتھا یداہ مع الماء او مع آخر قطر الماء فاذا غسل رجلیہ خرج کل خطیئۃ مشتھا رجلاہ مع الماء او مع آخر قطر الماء حتی یخرج نقیاً من الذنوب رواہ مسلم

ترجمہ: ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے پھر اپنے مُنہ کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے وہ تمام گناہ جن کو آنکھوں نے کیا تھا ۔ خارج ہو جاتے ہیں ۔ یا (فرمایا) اس پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں ۔ پھر جب دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے وہ تمام گناہ جن کو انہوں نے کیا تھا پانی کے ساتھ یا (فرمایا) پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں ۔ پھر جب وہ دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے وہ تمام گناہ جن کی طرف وہ چلے تھے پانی یا (فرمایا) اس کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں ۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے ۔

تیسری

عن عثمانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ما من امرء مسلم تحضرہ صلوٰۃ مکتوبۃ فیحسن وضوءھا وخشوعھا ورکوعھا الا کانت کفارۃ لما قبلھا من الذنوب مالم یؤت کبیرۃ وذٰلک الدھر کلہ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ عثمانؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نہیں ہے کوئی مسلمان شخص کہ جب نماز کا وقت آئے۔ پھر وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور کرے خشوع اور رکوع مگر یہ کہ اس کا یہ عمل اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ وہ گناہ کبیرہ نہ کرے۔ اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔

حاشیہ

اس حدیث پر مشکوٰۃ شریف میں ایک حاشیہ ہے اور وہ یہ ہے۔ معناہ ان الذنوب کلھا یغفر الا الکبائر فانھا لا تغفر قال النووی ھذا ھو المراد + انتھی مختصراً۔

ترجمہ۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عمدہ وضو کرنے والے کے سب پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں سوائے کبائر کے۔ اور ہمیشہ یہی رہے گا۔

چوتھی

(عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الرجل فی الجماعۃ تضعف علیٰ صلاتہ فی بیتہ و فی سوقہ خمساً وعشرین ضعفاً وذٰلک انہ اذا توضاء فاحسن الوضوء ثم خرج الی المسجد لا یخرجہ الا الصلوٰۃ لم یخط خطوۃ الا رفعت لہ بھا درجۃ وحط عنہ بھا خطیئۃ) الحدیث

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی کی نماز باجماعت کا ثواب گھر میں یا بازار میں پڑھی ہوئی نماز سے پچیس گنا بڑھا دیا جاتا ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ جب نمازی وضو کرے۔ اور عمدہ طریقہ سے وضو کرے پھر مسجد کی طرف نکلے۔ اس کو سوائے نماز کے اور کوئی کام نہیں ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک درجہ بلند ہوگا۔ اور ایک گناہ معاف ہوگا۔

حاصل

مذکورالصدر چار حدیثوں کا حاصل یہ ہے پہلی تین حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نمازی کے وضو کرنے ہی سے سب گناہ صغیرے خود بخود معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ان گناہوں کی تفصیل نہ زبان سے بیان کرے اور نہ دل ہی میں ان کی تفصیل ہو۔ اور چوتھی حدیث یہ بتلا رہی ہے کہ نمازی جب گھر سے اچھی طرح وضو کرکے محض نماز کے ارادہ سے نکلتا ہے۔ تو اس کے ہر قدم پر قرب الٰہی میں ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا جاتا ہے۔ خواہ ان گناہوں کی تفصیل اس کے دل میں بھی نہ ہو۔ تیسری حدیث شریف کے خاتمہ میں مشکوٰۃ شریف کا ایک حاشیہ نقل کیا ہے۔ جس میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ وضو کرنے سے گناہ کبیرے معاف نہیں ہوتے۔

کبیرے گناہوں کی معافی

برادران اسلام۔ انسان اگر کبیرے گناہوں کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ وہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔ چنانچہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ شرک ہے۔

قرآن مجید کی شہادت

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ ط اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ○ سورہ لقمٰن رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا۔ جبکہ وہ اسے نصیحت فرما رہے تھے، اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کر۔ بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

مشرکوں کی معافی کا اعلان

۱

(اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَذِلَّۃٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ○ وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِھَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹

(ترجمہ) بے شک جنہوں نے بچھڑے کو خدا بنا لیا۔ انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب حاصل ہوگا اور دنیا کی زندگی میں ذلت۔ اور جھوٹ باندھنے والوں کو ہم یہی سزا دیتے ہیں۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے۔ پھر اس کے بعد توبہ کی۔ اور ایمان لے آئے بیشک تیرا رب اس (توبہ) کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

فرمان شاہنشاہی کا حاصل یہ نکلا کہ اگر مشرک شرک سے تائب ہو جائے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کو بھی بخش دیتا ہے۔

۲

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْھُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ وَخُذُوْھُمْ وَاحْصُرُوْھُمْ وَاقْعُدُوْا لَھُمْ کُلَّ مَرْصَدٍ ج فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ سورہ التوبہ رکوع ۱ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ پھر جب پناہ کے مہینے گذر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ۔ مارو۔ اور پکڑو۔ اور گھیرو۔ اور ان کی تاک پر جگہ بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ مشرک شرک سے توبہ کرے۔ تو اس کی توبہ بھی قبول ہو جاتی ہے

البتہ

یہ ضروری ہے کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو اس گناہ کو پیش نظر رکھ کر توبہ کرنی پڑتی ہے۔ صغیرہ کی طرح نہیں ہے کہ بلا ارادہ بھی معاف ہو جائے۔

احادیث میں کبائر کی تفصیل

۱

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ وما ھن قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربوٰ واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنٰت المومنات الغافلات متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔

بیوہ اور مسکین کا حق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیوہ عورت اور مسکینوں کی امداد کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۹۸۲)

اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ مسلمان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ وہ ہیں جن سے مسلمانوں کو خوشیاں ملیں یا ان سے تکلیف دور ہو یا ان سے قرض کی ادائیگی ہو یا ان سے بھوکوں کی بھوک دور ہو۔ اور جو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے چلا یہاں تک کہ وہ ضرورت پوری ہو جائے اللہ تعالیٰ اس دن اسے ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔ پس بے شک بد خلقی اعمال کو اس طرح برباد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو برباد کر دیتا ہے۔ (صحیح الجامع)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ وہ کونسی باتیں ہیں۔ فرمایا۔ کسی کو خدا کا شریک ٹھیرانا۔ جادو کرنا۔ اس جان کو جس کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے۔ مار ڈالنا۔ مگر حق شرعی کے طور پر مار ڈالنا جائز ہے۔ سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ لڑائی کے دن پشت دکھانا۔ پاک دامن مومن اور بے خبر عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا

۲

عن عبد اللہ بن عمرو رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس رواہ البخاری وفی روایۃ انس و شھادۃ الزور بدل الیمین الغموس متفق علیہ

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے گناہ یہ ہیں۔ کسی کو خدا کا شریک ٹھیرانا۔ والدین کی نافرمانی کسی کو بلا وجہ شرعی مار ڈالنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ اور انسؓ کی روایت میں جھوٹی قسم کھانا بجائے جھوٹی گواہی دینا پایا جاتا ہے۔

مرتکب کبیرہ کی نجات

کبیرہ گناہ کا مرتکب توبہ کئے بغیر مرجائے اس کے بعد اللہ تعالے اسے کسی نیکی کے باعث بخش دے تو قادر ہے اور اگر سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں داخل کر دے۔ تو بھی اس کے حق میں شفاعت بھی ہوگی۔ اور اس کی نجات بھی ہوگی۔ بشرطیکہ دنیا سے ایمان سلامت لے جائے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اگر ہو جائیں تو پھر توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین یا الٰہ العالمین

کوئی مرض لاعلاج نہیں

دمہ۔ کالی کھانسی۔ دائمی نزلہ۔ سل۔ دق۔ پرانی پیچش۔ بواسیر۔ ذیابیطس۔ خارش۔ فساد خون اور ہر قسم کی مردانہ و زنانہ امراض کا مکمل علاج کرائیں۔
لقمان حکیم حافظ محمد طیب ۱۹ ایجکلسن روڈ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰-محرم ۱۳۷۶ھ - ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

شاہنشاہِ حقیقی کے دربار میں شرافت کا معیار اور شرفاء کی عزّت

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادرانِ اسلام! ہر سلطنت میں شرافت کا معیار علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔ اور ہر سلطنت کے بادشاہ کی نظر میں شرافت کا جو معیار ہوتا ہے۔ اسی معیار کے نقطۂ نگاہ سے شریف اور خسیس کی تمیز کی جاتی ہے۔ پھر شریف کے ساتھ شریفوں کا سا اور خسیس کے ساتھ رذیلوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔

مثلاً

گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت کے وقت یہاں جنٹلمین وہ شخص سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ اب بھی عموماً وہی سمجھا جاتا ہے۔ (۱) داڑھی۔ مونچھیں منڈی ہوئی ہوں۔ یعنی کرزن فیشن ہو۔ (۲) بال انگریزی فیشن کے کترے ہوئے ہوں (۳) سر ننگا یا اس پر ہیٹ ہو (۴) کالر نکٹائی سے گلا سجا ہوا ہو (۵) پاجامہ کی بجائے پتلون ہو (۶) جوتے کی بجائے بوٹ ہو۔ وضع یہ ہو۔ خواہ دین اور دینداروں پر مذاق اُڑائے۔ یہ جنٹلمین ہے۔ یعنی شریف ہے جب کسی فیشن ایبل کے ہاں جائیگا تو اسے کہا جائے گا۔ آئیے تشریف لائیے۔ کرسی پر تشریف رکھئے۔ اس کے بعد تشریف آوری کا سبب پوچھا جائیگا۔ بمقابلہ اس کے اگر مونچھیں کتری ہوئی ہوں۔ داڑھی کے بال بے طرح بڑھے ہوئے ہوں اور داڑھی لمبی ہو۔ کھدّر کا تہ بند ہو۔ دیسی جوتا ہو اور ٹوٹا ہوا ہو۔ اگر وہ کسی فیشن ایبل جنٹلمین کے ہاں جائیگا تو وہ خسیس سمجھا جائیگا۔ اس شخص سے سیدھے منہ سے بات بھی نہیں کی جائیگی۔ اور اپنے سامنے کرسی پر بٹھانا اپنی توہین سمجھی جائیگی۔

اکبرؒ الہ آبادی کا شعر ؎

بدل جائیگا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہونگے

حالانکہ

بفضلہ تعالےٰ بلا مبالغہ اور جرائت سے یہ بات کہہ سکتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اس خسیس کے سر سے لے کر پاؤں تک اللہ تعالےٰ کی رحمت کے انوار نازل ہو رہے ہوں اور اس ایک خسیس کی بارگاہ رب العزّت میں وہ عزت ہو۔ جو پہلے قسم کے بے دین انگریزی فیشن کے دس کروڑ انسانوں کو بھی نصیب نہ ہو۔ ان سب بے دینوں سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا۔ اور یہ ایک مقبول بارگاہ ایزدی ہوگا۔ کیونکہ اس کا ہر عمل حیات رضاء الٰہی کے تابع ہے۔ اور وہ فانی عن مراد نفسہ باقی بمراد اللہ تعالےٰ ہے۔ ترجمہ۔ اپنے نفس کی خواہشات کو فنا کرنے والا اللہ تعالےٰ کی خواہش کے مطابق چلنے والا ہے۔

شاہنشاہی فرمان (قرآن مجید) کا اعلان

(افمن کان مومنا کمن کان فاسقاً ط لا یستوٗن ۝ اما الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت فلھم جنّٰت الماوٰی نزلاً بما کانوا یعملون ۝ واما الذین فسقوا فماوٰھم النار ط کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا وقیل لھم ذوقوا عذاب النّار الذی کنتم بہ تکذبون ۝)

سورہ السجدۃ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ کیا مومن اس کے برابر ہے۔ جو نافرمان ہو۔ برابر نہیں ہو سکتے۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں اور جنہوں نے نافرمانی کی۔ ان کا ٹھکانا آگ ہے۔ جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اس میں پھر لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور انہیں کہا جائے گا۔ آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسانوں میں دو قسم کے آدمی ہیں۔ ایک وہ جو اللہ تعالےٰ کے ہر فرمان کو دل سے مانتے ہیں اور اس کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ طبقہ شریف اور قابل عزت ہے۔ ان کو مہمانی کے طور پر ہمیشہ رہنے والے باغ عطا ہونگے۔ اور جو بے دین تھے۔ خواہ وہ ظاہری وضع و قطع کے لحاظ سے کتنے ہی بن ٹھن کر رہتے تھے۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اور وہ خسیس، ذلیل اور ناقابلِ توجہ ہوں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دربار رسالت میں شریف اور خسیس کا امتیاز

(۱)

(خِیَارُکُمْ مَنْ اِذَا کَانَ عَلَیْہِ الدَّیْنُ اَحْسَنَ الْقَضَاءَ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَجْمَلَ فِی الطَّلَبِ وَ شِرَارُکُمْ مَنْ اِذَا کَانَ عَلَیْہِ الدَّیْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَفْحَشَ فِی الطَّلَبِ)

(الحدیث)

ترجمہ۔ تم میں سے بہتر آدمی وہ ہے۔ کہ اس پر قرض ہو۔ تو عمدہ طریقہ سے ادا کردے۔ اور اگر اُس نے لینا ہے تو اچھے طریقہ سے مطالبہ کرے۔ اور تم میں شریر وہ ہے۔ جب اس پر قرض ہو تو بری طرح ادا کرے۔ اور اگر اس نے لینا ہو تو طلب کرنے میں فحش سے کام لے۔

خود اندازہ

لگا لیجئے۔ کہ آج کل دُنیا میں شریف کتنے ہیں اور شریر کتنے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو شریف بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

(۲)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَّاَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِیْمَۃِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْاَحِبَّۃِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَاءَ الْعَنَتَ۔

رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے بندوں میں سے برگزیدہ وہ ہیں۔ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے۔ اور اللہ کے بندوں میں سے بُرے وہ

ہیں۔ جو چغلیاں کرنے والے۔ دوستوں میں جدائی ڈالنے والے۔ فساد سے بری الذمہ لوگوں میں فساد ڈالنے والے۔

اس آئینہ

میں ہر شخص اپنا منہ دیکھ لے۔ کون کس مد میں آتا ہے۔ اور کون کس میں۔ کیا آج کل ہم میں کثرت تعداد شریروں کی نہیں ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۳

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰی نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِکُمْ مِنْ شَرِّکُمْ قَالَ فَسَکَتُوْا فَقَالَ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنَا بِخَیْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَیْرُکُمْ مَنْ یُّرْجٰی خَیْرُہٗ وَیُؤْمَنُ شَرُّہٗ وَشَرُّکُمْ مَنْ لَا یُرْجٰی خَیْرُہٗ وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّہٗ ۔ رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لوگوں کے ایک بیٹھے ہوئے مجمع پر آ کھڑے ہوئے پھر فرمایا۔ کیا میں تمہیں بتلا نہ دوں۔ تم میں سے بھلا اور برا کون ہے۔ راوی کہتا ہے پھر لوگ چپ کر گئے۔ پھر آپ نے تین مرتبہ یہ فقرہ فرمایا۔ پھر ایک شخص نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ۔ آپ ہمیں بتلائیے کہ ہم میں سے بھلا کون ہے اور برا کون پھر آپ نے فرمایا۔ تم میں سے بھلا وہ ہے۔ جس سے نیکی کی امید ہو اور اس سے شر کا خطرہ نہ ہو۔ اور تم میں سے برا وہ ہے جس سے نیکی کی امید نہ ہو۔ اور اس کے شر سے بے خوفی نہ ہو۔

اس آئینہ میں

برادران اسلام۔ ہر شخص اس آئینہ میں اپنا منہ دیکھ لے کہ کس کھاتے میں داخل ہونے کے قابل ہے۔

۴

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ۔ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَبْدٌ اَذْھَبَ اٰخِرَتَہٗ بِدُنْیَا غَیْرِہٖ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ ابی امامہؓ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن مرتبے کے لحاظ سے لوگوں میں برا ہی وہ شخص ہوگا۔ جس نے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کی خاطر برباد کر دی۔

حاشیہ

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی۔ اس حدیث پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "والمراد من یظلم الناس لیجعل بہ دنیا لاحد کما یفعلہ العمال واعوان الظلمۃ"

ترجمہ۔ اس حدیث شریف میں وہ لوگ مراد ہیں۔ جو لوگوں پر اس لئے ظلم کرتے ہیں۔ جس طرح حکومت کے کارندے کرتے ہیں۔ اور ظالموں کے حمایتی ہیں۔

چاروں احادیث میں شریروں کی صفات

(۱) مقروض ہو تو بروں حالوں سے قرض ادا کرے۔ (۲) قرضخواہ ہو تو مطالبہ کرنے میں بے حیائی سے کام لے (۳) چغلخور ہو (۴) دوستوں میں تفرقہ ڈالنے والے (۵) لوگوں میں فساد ڈلوانے والے (۶) جس شخص سے بھلائی کی امید ہی نہ ہو (۷) اور اس سے برائی کا ہر وقت خطرہ رہے (۸) دوسرے کے کہنے پر وہ کام کرے جس سے اپنی آخرت برباد ہو جائے۔

کبھی کسی عادل بادشاہ

کے ہاں مذکورۃ الصدر آٹھ صفتوں والے بدکاروں خسیسوں اور مفسدوں کو کبھی عزت نصیب ہوئی ہے۔ حاشا وکلا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دنیا اور آخرت میں حقیقی اور اصلی عزت

حاصل کرنے کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا وفادار اور فرمانبردار ہو۔

دونوں جہان کی عزت کا اعلان

شاہنشاہ حقیقی نے دونوں جہان کی عزت کا مدار اپنی وفاداری پر موقوف کیا ہوا ہے۔

(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○) سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے

یہی وجہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور مقبول بندوں کا ذکر خیر آئندہ آنے والی نسلوں میں باقی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں دیکھ لیجئے کہ ہزاروں برس کے گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر امت محمدیہ کے دن رات ورد زبان ہے اور قیامت تک ان کا ذکر زبانوں پر جاری رہے گا۔ ان انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں جو بے دین اور مردود بادشاہ تھے کہیں ان کا نام بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ دل میں یہ شبہ نہ گزرے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مدمقابل فرعون کا نام تو آیا ہے۔ فرعون مصر کے ہر بادشاہ کا لقب ہوتا تھا۔ اس ملعون کا نام بھی کچھ اور ہے۔

شاہنشاہِ حقیقی کے غداروں کے دونوں جہاں برباد

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ○ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَھَا وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ○ سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ کہے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائیگا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بھلا دیا اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔

حاصل

یہی نکلا کہ خدا تعالیٰ سے بغاوت کرنے والوں کی دنیا کی زندگی بے چینی میں گزرتی ہے اور آخرت میں دوسرے غداروں کے ساتھ جہنم رسید ہونگے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْہ

تجربہ کر کے

دیکھ لیجئے جس گھر میں دونوں میاں بیوی بے دین ہوں۔ آزاد منش ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے کی بجائے اپنی خواہشات نفسانی کے تابع ہوں۔ کھانے پینے۔ اٹھنے بیٹھنے۔ جاگنے سونے۔ کمانے۔ خرچ کرنے وغیرہ اعمال حیات میں خالق کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ قانون اسلام کا کوئی لحاظ نہ ہو، میں اللہ تعالیٰ کے اعلان سابق کی بناء پر یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس گھر میں دل کا چین اور طبیعت میں سکون ہرگز ہرگز نہیں ہوگا۔ خواہ کوٹھی پانچ لاکھ کی ہو۔ موٹر پچاس ہزار کی ہو۔ خدمت کے لئے خانسامے اور بہرے موجود ہوں۔ کپڑے دھونے والا دھوبی مستقل ہو۔ چمن کے لئے مالی ہو۔ کوٹھی میں نلکہ بھی۔ بجلی بھی ہو۔ غرضیکہ زندگی کے آرام کے

سب سامان مہیا ہوں۔ فقط دین اسلام کی پیروی نہ ہو۔ اس کوٹھی میں رہنے والی بیگم صاحبہ آپ کی بیوی کی سہیلی بن جائے اور میاں صاحب آپ کے یار بن جائیں۔ پھر دونوں کے پرائیویٹ حالات معلوم کیجئے۔ انشاء اللہ تعالےٰ چھلنی میں چھید کم ہوں گے اور ان کے دلوں میں اس سے بھی زیادہ چھید ہوں گے۔

اے اللہ کے نیک بندو

ان بے دین دنیاداروں کے ظاہری ٹھاٹھ کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا۔ ان کی مثال ایسی ہے "دریا میں رہنا۔ اور خواجہ خضر سے بیر۔"

ملک کے حقیقی والی

سے بغاوت اور پھر چین۔ مصرعہ

این خیال است و محال است و جنوں

ہاں اللہ تعالےٰ کے وہ بندے

تلاش کرکے دیکھئے۔ جو جھونپڑی میں رہتے ہوں۔ فرشِ زمین پر ڈیرہ ہو۔ چٹائی پر لیٹتے ہوں۔ اُوپر گوڈری اوڑھتے ہوں۔ اس حالت میں ہوتے ہوئے زبان پر اللہ تعالےٰ کا نام جاری ہو۔ دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت کی لگن لگی ہوئی ہو۔ ان کی زندگی کا نصب العین محبوبِ حقیقی (اللہ تعالےٰ) کا وصال ہو۔ ان اللہ کے طالبوں کی زندگی کے چوبیس گھنٹے ایسے پُرسکون اور اطمینان میں گزرتے ہیں۔ کہ دُنیا پرست امراء۔ وزراء اور سلاطین کو ایک منٹ بھی وہ سکون اور اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار وَمَا علینا الا البلاغ۔

قیامت کے دن شرفاء کے لئے مہمانی

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور نہ غم کرو۔ اور جنّت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے۔ اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے، ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

قیامت کے دن کمینوں کی مہمانی

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِھَا فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَسْتَکْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝

(سورۃ الاحقاف رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اور جس دن کافر آگ کے روبرو لائے جائینگے۔ ان سے کہا جائیگا۔ تم (اپنا حصّہ) پاک چیزوں میں سے اپنی دُنیا کی زندگی میں لے چکے۔ اور تم ان سے فائدہ اُٹھا چکے پس آج تمہیں ذلّت کا عذاب دیا جائیگا۔ بدلے اس کے جو تم زمین میں ناحق اکڑا کرتے تھے اور بدلے اس کے جو تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔

دُعا: اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی اصطلاح میں شریف انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی اصطلاح کے ذلیل اور کمینہ ہونے سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

درخت لگانے کا اجر و ثواب

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام مبشر انصاریہؓ کے پاس ان کے باغ میں تشریف لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ باغ مسلمان نے لگایا ہے یا کافر نے؟ انہوں نے کہا مسلمانوں نے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جو کوئی پودا لگائے یا کھیتی کاشت کرے اور اس سے انسان یا جانور یا کوئی بھی کھائے تو اس کے لئے صدقہ کا ثواب ہو گا۔ (صحیح مسلم: ۱۵۵۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۷ صفر ۱۳۷۶ھ - ۱۴ - ستمبر ۱۹۵۶ء

کامل عقلمند فقط وُہ ہے جو قرآن مجید کا تابع ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام! قرآن مجید ایک اٹل اور فیصلہ کن کتاب ہے۔ اس کے ہر اعلان میں وہ طاقت اور زور ہے کہ اس کے اعلان کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر تمام اقوام عالم کو للکارا جا سکتا ہے۔ کہ اے اقوام عالم اگر ہمّت اور جرائت ہے تو اس کے مقابلہ میں آؤ اور اپنی صداقت اور فوقیت کو ثابت کر دکھاؤ۔ ورنہ اس اعلانِ شاہنشاہی کے سامنے سر جھکا دو۔ اور گھٹنے ٹیک دو اور مُنہ سے اقرار کرو۔ کہ اے شاہنشاہِ حقیقی تیرا فرمان سچّا۔ اور ہم جھوٹے۔ ہم واقعی گمراہی کے گڑھے میں گرے ہوئے تھے۔ تو نے ہمیں قرآن مجید کی روشنی دکھا کر اس گڑھے سے نکالا۔ ورنہ ہم ابد الآباد کے لئے ناقابل برداشت عذاب کے مستحق ہوکر ہلاکت کے گڑھے (دوزخ) میں ایسے گرتے کہ کبھی نکل نہ سکتے۔

آج

مَیں بفضلہ تعالےٰ قرآن مجید کی روشنی کی بناء پر جرائت سے یہ نظریہ اقوام عالم کے سامنے پیش کر سکتا ہوں کہ "کامل عقلمند فقط وہ ہے۔ جو قرآن مجید کا تابع ہے"

عقلمند اور بیوقوف

میں ما بہ الامتیاز یہ ہے کہ عقلمند کی نگاہ دُور رس ہوتی ہے۔ اور بیوقوف کی نظر فقط فوری نفع تک محدود ہوتی ہے۔ اس غیر مآل اندیشی کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ بیوقوف تھوڑی دُور جاکر مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مثلاً چور خیال کرتا ہے کہ رات کو نقب زنی کرکے مٹھائی کے تھال گھر لے جاؤں گا۔ اور مع بال بچے کے خوب پلیٹ بھر کر کھاؤں گا۔ اس بیوقوف کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ بقول شخصے شعر

خبر دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی
ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی

صبح ہوتے ہی پولیس پاؤں کا نقش پہچاننے والوں کو لائے گی۔ اور نقب زنی کے مقام پر جو چور کے پاؤں کا نقش تھا۔ وہ دیکھ کر پچاس میل کے فاصلہ پر پہنچ کر بھی اس چور کو پکڑ لیں گے۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ دوسرے دن چور پکڑا جائے گا۔ ہتھکڑی لگا کر دوسری رات حوالات میں داخل کر دیا جائے گا۔

ایک لحاظ سے عقلمند

چور ایک لحاظ سے تو عقلمند نکلا کہ باوجودیکہ مالک دُکان پر سویا ہُوا تھا اُسے پتہ ہی نہیں چلا کہ دکان میں نقب لگائی جا رہی ہے اور مال لُوٹا جا رہا ہے۔ دُکان لُوٹی گئی اور دکاندار کے کان میں بھنک بھی نہ پڑی مگر کیا اس چور کو کوئی عقلمند کہیگا جس عقلمندی کی سزا ذلت۔ رسوائی۔ بربادی اور تباہی ہو۔

انسانی زندگی کے دو دور

دُنیا میں بسنے والی تمام وہ قومیں جو اپنے آپ کو آسمانی مذہب کی حامل کہتی ہیں وہ سب انسانی زندگی کے دو دوروں کی قائل ہیں۔ دُنیا کی بڑی بڑی مذہبی قومیں چار ہیں۔ یہود۔ نصاریٰ۔ ہنود اور مسلمان چاروں کا عقیدہ ہے کہ انسان کی زندگی کا ایک دور مرنے سے پہلے کا ہے۔ اور دوسرا مرنے کے بعد آنے والا ہے۔ عربی زبان میں پہلے دور کا نام دُنیا اور دوسرے کا آخرت ہے۔

کامل عقلمند وہ انسان ہے

جو دُنیا کی زندگی کا دور ایسے طریقہ سے بسر کرے۔ کہ مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی دُکھ نہ اُٹھائے۔ بلکہ ہر طرح کا آرام پائے۔ اور احمق اور بیوقوف وہ انسان ہے جو دُنیا کی زندگی کا دور ایسے طریقہ سے بسر کرے۔ کہ آخرت برباد ہو جائے۔ دنیا میں عیش و عشرت اور شان و شوکت سے زندگی بسر کرے اور آخرت کی زندگی میں جہنّم رسید کر دیا جائے۔

دونوں قسموں کا ذکر

پہلی

(مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ○) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵

(ترجمہ۔ جو کوئی دُنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سر دست دُنیا میں اسے بھی جس قدر چاہتے ہیں۔ دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنّم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔

دُوسری

(وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ○)

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵

(ترجمہ۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے۔ اور وہ مومن بھی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

یہ عقلمند لوگ ہیں۔ جنھوں نے دُنیا میں ایسی زندگی بسر کی کہ مرنے کے بعد والی زندگی بھی سنور گئی۔

عقلمند انسانوں کی زندگی کا پروگرام

(إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ○ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ○ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا

وتوفنا مع الابرار ○ ربنا وآتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد ○ سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ بیشک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تُو نے اسے رُسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے۔ جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

بارگاہ الٰہی میں عقلمندوں کے اوصاف

(۱) آسمانوں اور زمین میں غور کرنا (۲) غور کے بعد اس نتیجہ پر پہنچنا کہ دُنیا میں کوئی چیز فضول اور بے فائدہ اور بے کار نہیں ہے (۳) لہٰذا انسان کی پیدائش بھی فضول اور بے فائدہ نہیں ہے (۴) اے اللہ بحیثیت انسان ہونے کے ہم سے اپنے فرائض اور حقوق کے ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے جس کی پاداش میں جیلخانہ الٰہی (دوزخ) میں بھیجا جائے (۵) اے اللہ جسے آپ نے دوزخ میں بھیجا۔ اس سے بڑھ کر اس کے لئے اور کوئی ذلّت نہیں ہے (۶) اے اللہ تیرے پکڑے ہوئے ظالموں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا (۷) اے اللہ ہم نے تیری طرف سے ایک منادی کو تجھ پر ایمان لانے کے لئے پکارتے ہوئے سُنا۔ تو ہم فوراً ایمان لے آئے (۸) اے اللہ ہمارے پچھلے گناہ معاف فرما۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے (۹) اے اللہ ہمیں اپنے نیک بندوں کی سی موت نصیب فرما (۱۰) اے اللہ اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے جو وعدے تُو نے کئے تھے۔ وہ نعمتیں ہمیں عطا فرما (۱۱) اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل نہ کرنا۔

ہر چیز کی شناخت

اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کی شناخت کا مدار اس کی ظاہری شکل و شباہت پر رکھا ہے۔ مثلاً دھاتوں میں سونا۔ چاندی۔ تانبا۔ پیتل۔ ایلومینیم وغیرہ یا مثلاً سبزیوں میں مولی۔ گاجر۔ شلغم وغیرہ دالوں میں چنا۔ مونگ۔ مسور وغیرہ حیوانات میں بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس وغیرہ علیٰ ہٰذالقیاس انسانوں میں بھی انسانی صفات کے لحاظ سے نیک و بد یا مقبول و مردود یا عقلمند اور بیوقوف کی پہچان کی جا سکتی ہے۔ نیکی۔ قبولیت بارگاہِ الٰہی اور عقلمندی کے اوصاف جس انسان میں پائے جائیں گے۔ وہی نیک۔ مقبول بارگاہ الٰہی اور عقلمند ہوگا۔ خواہ وہ غریب ہو یا امیر گدا ہو یا بادشاہ۔ اور اگر ان اوصاف سے متصف نہیں ہے تو وہ بیوقوف اور احمق ہوگا خواہ غریب ہو یا امیر۔ وزیر ہو یا بادشاہ۔

اپنی بیوقوفی کا اقرار

جو لوگ دُنیا کی زندگی کے عیش و عشرت ہی کو زندگی کا نصب العین بنا کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ہادی کی آواز پر لبیک نہیں کہتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی دُنیا اور آخرت کی زندگی سنوارنے کے لئے جو دستور العمل بن کر آسمان سے آیا ہے اس کی تابعداری کرنی اپنی کسرِ شان خیال کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اپنی بیوقوفی کا خود اقرار کریں گے۔

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ○)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ: اور جن کا پلہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا تو وہی یہ لوگ ہونگے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہونگے۔ ان کے مُنہوں کو آگ جھلس دیگی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہونگے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم اُنہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پہ ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

معاشی عقل کی عمومیت

برادرانِ اسلام۔ دُنیا کی زندگی کے متعلقہ اسباب کو تلاش کرنا۔ مہیّا ہونے کے بعد استعمال میں لانا۔ نر اور مادہ کا جفت ہونا۔ بچّے جننا۔ ان کی تربیت کرنا۔ یہ کام تو پرند۔ چرند۔ حتّٰے کہ درندے بھی کرتے ہیں۔ کیا کُتّے اور بلّے مذکور الصدر پروگرام پر عامل نہیں ہیں۔ دُنیا کی زندگی بسر کرنے کی یہ عقل تو اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کو عطا فرمائی ہے۔ اے انسان اگر تم نے اتنا ہی پروگرام بنا لیا۔ تو تم نے انسانیت کی کونسی خصوصیت کا مظاہرہ کیا

وہ کتھرے تم سُتھرے

یہ میں مانتا ہوں کہ باقی حیوانات کتھرے ہیں اور تم سُتھرے ہو۔ اس کے سوا اور کیا فرق ہے۔ مثلاً گائے۔ بھینس۔ سرسوں کے پتّے کچّے زمین پر ڈال کر کھا جاتے ہیں۔ اور تم نے پہلے (۱) انہیں دھویا (۲) پتوں کو مٹی ریتے سے صاف کیا (۳) موٹے موٹے ڈنٹھل پھینک دیئے۔ فقط نرم نرم پتّے چُن لئے۔ (۴) پتوں کو درانتی سے ٹکڑے ٹکڑے کیا (۵) ہانڈی میں ڈال کر پکایا۔ (۶) نمک۔ مرچ اور گھی ڈالا (۷) چینی کی پلیٹ میں ڈال کر کھایا۔ بہرحال کھائے تو سرسوں ہی کے پتّے۔ لہٰذا تمہاری اتنی تعریف کی جا سکتی ہے کہ باقی حیوانات کتھرے ہیں اور تم سُتھرے حیوان ہو۔

انسانیت کی خصوصیت

آیئے ہم آپ کو اسلام میں انسانیّت کا خصوصی اور امتیازی نمونہ دکھائیں (۱) ایک مسلمان نے کھڑے ہو کر آواز دی۔ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح۔ اللہ کی عبادت کے لئے آجاؤ۔ اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے آجاؤ۔ بس آواز سُنتے ہی اس طرح پر دوڑے جس طرح شمع پر پروانہ آتا ہے۔ اور مسجد میں آکر سب جمع ہوگئے۔ (۲) اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرنے اور اُس کے غضب اور اس کے عذاب سے بچنے کی درخواست کرنے کے لئے ایک کو رئیس الوفد بنایا جاتا ہے۔ وہ وفد سے آگے بڑھ کر سب کی طرف سے حمد و ثنا

اس کے بعد صحیح راستہ پر چلنے کی درخواست حضور الٰہی میں پیش کرتا ہے۔ جب وہ درخواست ختم کرتا ہے۔ تو سب آمین کہہ کر اس کی تائید کر دیتے ہیں (۳) پھر کسی وقت ہاتھ جوڑ کر اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کسی وقت سر جھکا کر اس کی عظمت کے گن گا رہے ہیں۔ اور کسی وقت اس کے حضور میں سربسجود ہو کر اپنی ذلت اور اُس کی عزّت کا اظہار کر رہے ہیں۔ انسانیت کا مابہ الامتیاز یہ چیزیں ہیں۔ یہ چیزیں حیوانات میں نہیں ہیں۔

اگر یہ چیزیں نہ پائی جائیں

جس شخص میں یہ چیزیں نہ پائی جائیں۔ اس کو انسان کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ جو چیز میٹھی نہیں اسے کھانڈ کیسے کہا جا سکتا ہے جس میں ترشی نہ ہو۔ بلکہ مٹھاس ہو۔ اسے لیمو کیسے کہہ سکتے ہیں۔ جو اُڑتا نہیں اسے پرندہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس جس شخص میں انسانیت کے لوازمات پائے نہ جائیں۔ اسے انسان کیسے کہا جا سکتا ہے۔ جو شخص غیر مآل اندیش ہو اسے عقلمند کیسے کہا جا سکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

وما علینا الا البلاغ۔

جنت کی دائمی نعمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ

جو کسی بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا جو کسی پیاسے کو پانی پلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی سر بمہر شراب پلائے گا۔ جو بندہ کسی غریب کو کپڑے پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔ (ترمذی)

ہر زندہ جاندار کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں اجر و ثواب ہے

حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! میں اپنے اونٹ کے لیے حوض میں پانی بھرتا ہوں دوسرے اونٹ بھی پانی پینے آجاتے ہیں کیا ان دوسرے اونٹوں کو پانی پلانے کا کوئی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر زندہ حیوان کے ساتھ سلوک کرنے میں اجر و ثواب ہے۔ (مسند احمد: ۱۷۵۸۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ صفر ۱۳۷۶ھ - ۲۱ ستمبر ۱۹۵۶ء

اپنے ایمان کے سوا بزرگوں سے نسبی نسبت کچھ کام نہیں آتی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام! قرآن مجید کی طرف دعوت دینے والے انسان کا یہ فرض ہے کہ قرآن مجید کی روشنی میں مخلوق خدا کے حالات کا مطالعہ کرے۔ جس معاملہ میں بھی ان کی غلط روش نظر آئے۔ اس پر انہیں متنبہ کرے۔ اور قرآن مجید ہی کی روشنی میں انہیں اپنی اصلاح کا راستہ بتلائے۔ اگر وہ مان جائینگے تو دنیا اور آخرت میں نفع انہیں کا ہوگا۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان پر اتمام حجت تو ہو ہی جائے گا۔ قیامت کے دن یہ تو نہیں کہہ سکیں گے۔ ربنا ما جاءنا من نذیر۔ اے اللہ تیرا کوئی بندہ ہمارے پاس ڈرانے کے لئے نہیں آیا تھا۔

ایک غلط عقیدہ

ہمارے ملک میں اکثر لوگوں میں ایک بہت بڑا عقیدہ رائج ہے کہ کسی مقبول بارگاہِ الٰہی کی اولاد خواہ وہ کیسی ہی جاہل کیوں نہ ہو۔ خواہ انہیں یہ بھی پتہ نہ ہو کہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ خواہ وہ عمل کے لحاظ سے اسلام کے احکام سے کتنے ہی دور ہوں۔ جس طرح کسی شاعر نے کہا ہے۔ شعر

نہ صورت نہ سیرت نہ خال و نہ خط
محبوب نامش نہادند غلط

باوجود ان خامیوں اور کمزوریوں کے وہ صاحبزادہ صاحب ہیں۔ وہ اپنے متبع الشریعۃ بزرگوں کے گدی نشین ہیں۔ حالانکہ (۱) وہ حضرات پانچ وقت کی نمازیں جماعت کے پابند تھے۔ اور صاحبزادہ صاحب بچوں میں سے شاید ہی کوئی ایک آدھ باجماعت پڑھتے ہوں۔ (۲) وہ خلق اللہ سے بے نیاز اور متوکل علی اللہ تھے اور یہ ایک ایک مرید کے دروازہ پر نذرانہ وصول کرنے کے لئے سفر کرتے رہتے ہیں (۳) ان کی صورت صورت محمدیہؐ کے مشابہ مونچھیں کتری ہوئی۔ اور طویل و عریض داڑھی۔ اور ان میں بعض کی داڑھی صفاچٹ اور بعض کی صورت کرزن فیشن یعنی داڑھی اور مونچھیں دونوں صفاچٹ اور پھر یہ حضرات صاحبزادہ صاحب اور قابل عزت و احترام اور ان اولیاء کرام کے گدی نشین ہیں (۴) وہ حضرات کامل ایمان والے اور صاحبزادوں میں سے کئی ایسے ہونگے۔ جنہیں یہ بھی پتہ نہیں۔ کہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ کیونکہ صاحبزادہ صاحب جاہل مطلق ہیں۔ اور تو اور ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھے۔ اس کے علاوہ نہ اردو زبان میں دین کی تعلیم پائی ہے۔ نہ کسی اور زبان میں۔ اور نہ کسی باخدا کی صحبت میں تربیت پائی ہے۔ برادران اسلام۔ اسلام سیکھنے سے آتا ہے نہ کہ فقط کسی کے گھر میں پیدا ہو جانے سے۔ (۵) وہ حضرات ہروقت ہردم یادِ الٰہی سے اپنے آپ کو مطمئن اور مسرور رکھتے تھے اور صاحبزادہ صاحب طبلے کی تھاپ اور گویوں کے گانوں سے کانوں اور دل کو راحت پہنچاتے رہتے ہیں۔ مصرعہ

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

بایں ہمہ صاحبزادہ صاحب انہیں بزرگوں کے جانشین اور انہیں حضرات کے گدی نشین ہیں۔ اور وہ حضرات اپنی بزرگی اور اپنے کمال اور اپنی صلاحیت اور اپنی شرافت اور اپنی دیانت اور اپنی خدا ترسی اور اپنی خدا پرستی اور اپنے اسوۂ حسنہ محمدی پر چلنے کے باعث جس قدر واجب الاحترام تھے۔ ان صاحبزادگان کو بھی ان کی طرف نسبی لحاظ سے منسوب ہونے کے باعث وہی عزت دی جاتی ہے اور ان کا وہی احترام کیا جاتا ہے۔ اس احترام کے باعث یہ صاحبزادگان یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم میں بھی کوئی خوبی اور کوئی کمال تو ہے جس کی بنا پر ہمیں اس قدر عزت دی جاتی ہے۔ متوسلین کی طرف سے یہ عزت افزائی انہیں اور زیادہ مغرور کر دیتی ہے۔ اسی بناء پر وہ نہ اپنی کمزوریاں محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ جب مقتداؤں کی یہ حالت ہے تو مقتدیوں کی اصلاح حال کس طرح ہو سکتی ہے۔

اپنے ایمان کے سوا بزرگوں سے نسبی نسبت کچھ کام نہیں آتی

پہلی شہادت

وَنَادٰی نُوْحُ ۣ ابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝

(سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا جبکہ وہ کنارے پر تھا اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں۔ جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں۔ مگر جس پر وہی رحم کرے۔ اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی۔ پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا۔

نتیجہ

حالانکہ حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر ہیں مگر چونکہ بیٹے میں ایمان نہیں تھا۔ اس لئے غرق ہو گیا۔

دوسری شہادت

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝ (سورہ التحریم رکوع ۲ پارہ ۲۸)

(ترجمہ۔ اللہ کافروں کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے۔ نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی۔ وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی (یعنی دین میں ان کی ہمنوا نہ تھیں) سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور کہا جائیگا۔ دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔)

نتیجہ

باوجودیکہ یہ دونوں عورتیں پیغمبروں کی بیویاں تھیں۔ چونکہ ان کے اپنے اندر ایمان نہیں تھا اس لئے ان کے خاوند باوجود پیغمبر ہونے کے اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔

تیسری شہادت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقیٰ اِبْرَاهِیْمُ اَبَاهُ آزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَعَلیٰ وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَیَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْكَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاهِیْمُ یَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَنِیْ اَلَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزیٰ مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاهِیْمَ مَا تَحْتَ رِجْلَیْكَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِیْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَیُلْقیٰ فِی النَّارِ۔ رواہ البخاری

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ابراہیمؑ اپنے باپ آزر کے ساتھ قیامت کے دن ملے گا۔ اس حال میں کہ آزر کا چہرہ رنج و غم سے سیاہ ہوگا۔ پھر اسے ابراہیمؑ کہیگا۔ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا۔ کہ میری نافرمانی نہ کر۔ پھر اس کا باپ اسے کہے گا۔ پس آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر ابراہیمؑ کہیگا۔ اے میرے رب بیشک تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جس دن یہ اُٹھائے جائیں گے اس دن تو مجھے خوار نہیں کرے گا۔ پھر اس سے بڑھ کر اور کیا خواری ہو سکتی ہے کہ میرا باپ ہلاک ہونے والا ہو۔ پھر اللہ فرمائیگا۔ بیشک میں نے بہشت کافروں پر حرام کیا ہوا ہے۔ پھر ابراہیمؑ سے کہا جائیگا تیرے دونوں پاؤں کے نیچے کیا ہے پھر دیکھے گا۔ پھر ناگہاں وہ خون میں لتھڑا ہوا بجّو ہوگا۔

حاصل

مذکور الصدر تینوں شہادتوں کا حاصل یہ نکلا کہ اگر اپنے اندر ایمان نہ ہو۔ تو انبیاء علیہم السلام بھی اپنے رشتہ داروں (مثلاً باپ۔ بیٹا۔ بیوی) کو دوزخ کے عذاب سے بچا نہیں سکیں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فائدہ پہنچ بھی سکتا ہے

ہاں ایک صورت میں فائدہ پہنچ سکتا ہے کہ مقربینِ الٰہی کے رشتہ داروں کے دل میں ایمان کامل ہو اور دُنیا سے اتنی نیکیاں کر کے ساتھ لے جائیں کہ ان سے بہشت میں داخلہ کا ٹکٹ مل جائے۔ پھر بہشت میں داخل ہونے کے بعد ان کا مرتبہ بلند کر دیا جائیگا۔ تاکہ اپنے بزرگوں کے ساتھ ان کے مرتبہ میں رہ سکیں۔

ثبوت

(وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ کُلُّ امْرِئٍ بِمَا کَسَبَ رَهِیْنٌ ○ سورہ الطور رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی۔ ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ملا دینگے۔ اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں (یعنی کاملوں کی اولاد اور متعلقین اگر ایمان پر قائم ہوں۔ اور ان ہی کاملوں کی راہ پر چلیں۔ جو خدمات ان کے بزرگوں نے انجام دی تھیں یہ بھی ان کی تکمیل میں ساعی ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان کو جنت میں ان ہی کے ساتھ ملحق کر دیگا۔ گو ان کے اعمال و احوال ان کے اعمال اور احوال سے کمّاً و کیفاً فروتر ہوں۔ تاہم ان بزرگوں کے اکرام اور عزت افزائی کے لئے ان "تابعین" کو ان "متبوعین" کے جوار میں رکھا جائیگا۔ اور ممکن ہے بعض کو بالکل ان ہی کے مقام اور درجہ پر پہنچا دیا جائے۔ جیسا کہ روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں یہ گمان نہ کیا جائے کہ ان کاملین کی بعض نیکیوں کا ثواب کاٹ کر ذریت کو دیدیا جائیگا۔ نہیں۔ یہ محض اللہ کا فضل و احسان ہوگا کہ قاصرین کو ذرا اُبھار کر اُوپر کاملین کے مقام تک پہنچا دیا جائے۔

حدیث شریف کی تائید

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُرَیْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ یَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّ لَکُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا۔ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا جب وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ والی آیت نازل ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بُلایا پھر اکٹھے ہو گئے۔ پھر عام کو بھی بُلایا۔ اور خاص کو بھی۔ پھر فرمایا۔ اے بنی کعب بن لؤی۔ اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے بنی مرہ بن کعب اپنی جانوں کو عذاب سے بچالو۔ اے بنی عبد شمس اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے بنی عبد مناف اپنی جانوں کو سے بچالو۔ اے بنی ہاشم اپنی جانوں کو آگ سے بچالو اے بنی عبد المطلب اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے فاطمہ اپنی جان کو آگ سے بچا لے۔ بس میں تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ البتّہ مجھ پر تمہاری رشتہ داری کا حق ہے۔ جس کو میں قرابت کی تری سے تر کرتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے

بچنے اور بہشت میں داخل ہونے کی کوشش ... اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ ہو سکتا ہے کہ بہشت میں

وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱-صفر ۱۳۷۶ھ ۲۸-ستمبر ۱۹۵۶ء

خدا تعالیٰ اور رسولِ خدا کی طرف سے مسلمان کی ذمہ داری

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام۔ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے۔ اس کے ذمہ کوئی نہ کوئی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ خواہ وہ ذمہ داری کا فرض اس سے بلا ارادہ صادر ہو۔ یا بارادہ کرے۔ مثلاً معدنیات سے جتنی چیزیں برآمد ہوتی ہیں۔ مثلاً لوہا۔ تانبا۔ پیتل۔ سونا۔ چاندی وغیرہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک دھات میں علیحدہ خاصیت رکھی ہے۔ خواہ وہ خاصیت اس سے بارادہ ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر ظاہر وہی خاصیت ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ نے اس کے اندر پنہاں رکھی ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس نباتات۔ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک نبات میں علیحدہ تاثیر رکھی ہے۔ جو اسی بلات سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور کسی سے نہیں۔ اسی خاصیت کو ذمہ داری سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد حیوانات کا نمبر آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے ذمہ بھی علیحدہ علیحدہ ذمہ داریاں ڈالی ہوئی ہیں۔ مثلاً بھیڑ بکری کو انسان کے لئے دودھ پلانے اور ضرورت ہو تو ذبح کر کے کھانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ گدھے کو باربرداری کے لئے پیدا کیا ہے۔ ریگستان کی منزلیں طے کرنے کے لئے نہ گدھا کام آسکتا ہے۔ نہ گھوڑا۔ ریگستانی منزلوں کو طے کرنے کے لئے فقط اونٹ ہی کام آسکتا ہے۔ یہی اس کی ذمہ داری ہے۔ جو انسان کے حکم سے بجا لاتا ہے۔ اور چٹیل میدان میں تیز رفتار سواری بلکہ سامنے دریا آجائے تو سوار کو پیٹھ پر اُٹھا کر دریا کو بھی عبور کر جائے۔ اس ذمہ داری کا حق ادا کرنے والا فقط گھوڑا ہے۔

اِنسان کی ذمہ داری

اے انسان۔ تو بھی تو سوچ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے ذمہ کیا ذمہ داری ڈالی ہے۔ بقول شخصے مصرعہ

تصنیف را مصنّف نکو کند بیاں

مصنّف ہی اپنی تصنیف کا صحیح مطلب بتلا سکتا ہے۔ چونکہ انسان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ اس لئے وُہی انسان کی پیدائش کا مطلب واضح کر سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝)

(سورہ الذٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ اور مَیں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

اس شاہنشاہی اعلان کا حاصل یہ نکلا۔ کہ انسان کی ذمہ داری فقط اللہ تعالےٰ کی عبادت ہے۔ اس کی زندگی کا اصلی نصب العین فقط عبادت ہوگا۔ اور باقی سب کام اس کے بعد اور اس کے تابع ہونگے۔ اگر بندگی کے فرائض کے ساتھ نبھ جائیں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ورنہ جو اس فرض منصبی میں حارج ہوگا۔ اور روڑا اٹکائیگا۔ اسے کاٹ کر پھینک دیا جائیگا۔

باپ۔ بیٹا۔ بھائی اور رشتہ دار

بھی ہمارے معبود حقیقی کے مخالف ہونگے۔ تو ان سے بھی تعلق توڑ لیا جائیگا۔ کیونکہ ہمارے محبوب کا دشمن ہمارا دشمن ہوگا۔ قرآن مجید میں اس کی شہادت موجود ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط

الاٰیۃ سورۃ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائینگے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔

عبدیت کا مکمل دستور العمل

برادرانِ اسلام۔ جب یہ چیز متعین ہو چکی ہے۔ کہ انسان کی ذمہ داری عبدیت یعنی بندگی کرنا ہے۔ لہٰذا اس احکم الحاکمین کی طرف سے انسان کے لئے عبدیت کا نظام الاوقات (پروگرام) بھی نازل ہونا چاہئے تھا۔ لہٰذا ہمارا ایمان یعنی یقین ہے کہ عبدیت کا مکمل دستور العمل قرآن مجید ہے جس کا اصلی مقام لوح محفوظ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم سے وہاں سے سارے کا سارا آسمان دُنیا پہ لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ اور وہاں سے وقتاً فوقتاً بامر الٰہی جبرائیل علیہ السلام نے ۲۳ سال میں رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لا کر پہنچایا۔

قرآن مجید کے دستور العمل ہونے کا اعلان

(۱)

(وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ۙ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْکِتٰبُ عَلٰی طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ کُنَّا عَنْ دِرَاسَتِھِمْ لَغٰفِلِیْنَ ۝ۙ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْکِتٰبُ لَکُنَّآ اَھْدٰی مِنْھُمْ فَقَدْ جَآءَکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ ج)

الاٰیۃ سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو۔ اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے تاکہ یہ نہ کہو۔ کہ ہم سے پہلے دو فرقوں پر کتاب نازل ہوئی تھی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر

تھے یا یہ کہو۔ کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی۔ تو ہم ان سے بہتر راہ پر چلتے۔ سو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے۔

حاصل

اس آیت شریف کا حاصل یہ نکلا کہ قرآن مجید تمام بنی نوع انسان کے لئے یعنی قیامت تک پیدا ہونے والی نسل انسانی کے لئے ایک روشن کتاب ایک بہترین رہنما اور اللہ تعالے کی طرف سے انسانوں کے لئے رحمت مجسمہ ہے۔

انسانوں کی دو قسمیں

مومن اور کافر

انسان کی زندگی کا مکمل دستور العمل (قرآن مجید) نازل ہونے کے بعد انسانوں کی دو قسمیں ہوگئیں۔ ایک مومن (دل سے ماننے والے) دوسرے کافر (ماننے سے کھلم کھلا انکار کرنے والے)

کافروں کی زندگی کا نصب العین

اشاعتِ قرآن مجید میں روڑا اٹکانا

شہادت نمبر ۱

کافروں کی زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ اللہ تعالے کے راستہ سے لوگوں کو ہٹائیں۔ تاکہ وہ بھی جہنم میں جائیں

وَنَادٰىٓ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور بہشت والے دوزخیوں کو پکاریں گے۔ کہ ہم نے وعدہ سچا پایا۔ جو ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا۔ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا۔ وہ کہیں گے۔ ہاں۔ پھر ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا۔ کہ ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے)

نمبر ۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝ (سورہ الاحقاف رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اور کافروں نے ایمانداروں سے کہا۔ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ اس پر ہم سے پہلے نہ دوڑ کر جاتے۔ اور جب انہوں نے اس کے ذریعے سے ہدایت نہیں پائی۔ تو کہیں گے یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔

حاصل

دونوں شہادتوں کا حاصل یہ نکلا۔ کہ کافروں سے خود بھی اس دستور العمل حیات انسانی کو نہیں مانتے۔ اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔

قرآن مجید قیامت تک محفوظ رہیگا

اللہ جل شانہٗ کا اعلان ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

اس کی حفاظت کا طریقہ

یہ ہوگا کہ قیامت تک پیدا ہونے والے اللہ تعالے کے نیک بندے اس آسمانی دستور العمل حیات کو اپنائیں گے۔ اسے اپنا دستور العمل ٹھیرائیں گے۔ اسی پر عمل کرتے ہوئے ان کی زندگی گزرے گی۔ حتیٰ کہ انہیں موت بھی اسی پر چلتے ہوئے آئے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت کے لئے دُنیا اور آخرت کی بہتری کی دُعا فرمائی تھی۔ اللہ تعالے نے ان کی امت کے حق میں چند شرائط لگا کر یہ دعا قبول فرمائی تھی۔ ان شرطوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق یہ شرطیں تھیں

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

سورۃ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹

ترجمہ۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی۔ اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اس آیت میں ہر مومن کے ذمہ دو ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ دین کی اشاعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہاتھ بٹائے اور حتی الامکان اس کی اشاعت میں جانی۔ مالی۔ علمی ہر قسم کی اعانت کرے۔ اور دوسری یہ کہ خود بھی قرآن مجید کا اتباع کرے۔ مسلمان کا ہر عمل حیات قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق ہی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا سب سے بڑا فرض منصبی اشاعت قرآن مجید ہی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّــغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

سورۃ المائدۃ رکوع ۱۰ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے۔ اسے پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائیگا۔ بیشک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلّم قرآن مجید کی شرح ہیں

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی اشاعت گویا کہ قرآن مجید کی شرح کی اشاعت ہے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے وہ ارشادات ملاحظہ ہوں۔ جن میں آپ نے اپنی اُمت کو تبلیغ دین کی تاکید فرمائی ہے۔

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُّنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی سعید خدری سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ جو شخص تم میں کسی خلاف شرع کام کو دیکھے تو اُسے اپنے ہاتھوں سے تبدیل کردے اور اگر ہاتھ سے دور کرنیکی طاقت نہ ہو تو پھر زبان سے منع کرے۔ اور اگر زبان سے منع کرنے کی بھی طاقت نہ ہو۔ تو پھر دل سے اسے برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

دوسری حدیث

عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ۔ رواہ الترمذی

ترجمہ - حذیفہؓ سے روایت ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے - جس کے ہاتھ میں میری جان ہے - تم البتہ نیک کاموں کا حکم اور بُری باتوں کی ممانعت کرتے رہوگے - یا عنقریب اللہ تم پر عذاب نازل فرمائیگا - اور اس وقت تم خدا سے دُعا کروگے - اور تمہاری دُعا قبول نہیں کی جائیگی -

تیسری حدیث

عَنْ عَدِیِّ بْنِ عَدِیِّ نِ الْکِنْدِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْلًی لَّنَا اَنَّہٗ سَمِعَ جَدِّیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُعَذِّبُ الْعَامَّۃَ بِعَمَلِ الْخَاصَّۃِ حَتّٰی یَرَوُا الْمُنْکَرَ بَیْنَ ظَھْرَانَیْھِمْ وَھُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّنْکِرُوْہُ فَلَا یُنْکِرُوْا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَذَّبَ اللّٰہُ الْعَامَّۃَ وَالْخَاصَّۃَ رواہ فی شرح السنہ

ترجمہ - عدی بن عدی کندی کہتے ہیں - کہ ہم سے ہمارے ایک آزاد غلام نے بیان کیا - کہ اس نے میرے دادا کو یہ کہتے سُنا ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا - کہ بیشک اللہ تعالےٰ کسی قوم کو اُس کے بعض آدمیوں کے گناہوں پر عذاب میں مبتلا نہیں کرتا - جب تک کہ قوم کے اکثر آدمی اس امر کو نہ دیکھ لیں - کہ ان کے اندر خلاف شرع امور کا ارتکاب کیا گیا ہے اور وہ اس کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں - پھر جب یہ غفلت کریں گے - تو اللہ عام اور خاص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے -

چوتھی حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ

(رواہ البخاری)

ترجمہ - عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میری طرف سے پہنچا دو - اگرچہ ایک آیت ہی ہو - اور بنی اسرائیل کی بات نقل کر لو - اس میں حرج نہیں ہے - اور جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے -

حاصل

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو دین کا جتنا بھی علم ہو اُسے آگے پہنچا دے - اور اگر جان بوجھ کر جھوٹی بات رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کریگا - تو دوزخ میں داخل ہوگا -

مسلمان اور کافر کی زندگی میں حدِ مشترک

برادرانِ اسلام - ہماری زندگی کا ایک درجہ ایسا ہے - جس میں مسلمان اور کافر میں کوئی فرق نہیں ہے - مثلاً (١) رزق تلاش کرنا یعنی کمانا (٢) کمانے کے بعد کھانا - پینا پہننا (٣) بیوی لانا اور گھر بنانا (٤) بچے جننا (٥) بچوں کی تربیت کرنا -

اے کلمہ گو مسلمان - اگر تو نے بھی دُنیا کی زندگی کے اتنے ہی درجے طے کرکے ختم کر دی تو تم ہی انصاف سے کہو کہ تم نے بہ حیثیت مسلمان ہونے کے کونسا کمال کرکے دکھایا - آؤ تمہیں بتلائیں کہ مذکور الصدر زندگی کے پانچ نمبر طے کرنے کے بعد مسلمان کی زندگی کا خصوصی دور شروع ہو جاتا ہے -

مسلمان کی زندگی کے خصوصی فرائض

٢ دو ہیں

پہلا - قرآن مجید کے احکام کی تعمیل کرنا جس کا ذکر گزشتہ سطور میں آپ (واتبعوا النور الذی انزل معہ) میں سُن چکے ہیں - دوسرا ارشادِ نبوی ہیں (بلغوا عنی ولو آیۃ) کا حکم سُن چکے ہو - لہٰذا اگر آپ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے دربار میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں سرخرو ہو کر جانا چاہتے ہیں - تو یہ دو فرض پوری ہمّت سے ادا کیجئے -

نمبر ٢ کے فرض ادا کرنے میں

میری خدمت

برادران اسلام اور معزز خواتین اگر آپ دینِ الٰہی کی اشاعت میں اس گنہگار سے خدمت لینا چاہیں تو مجھے اس کام کے لئے حسبِ توفیق روپیہ دیں - جو روپیہ جس مرد یا عورت کی طرف سے آئیگا - انشاء اللہ تعالےٰ اس کی رقم سے دینِ الٰہی کی اشاعت کے سلسلہ میں جو خدمت انجام دُونگا - ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ اطلاع دُونگا - کہ آپ کی رقم کو مَیں نے فلاں جگہ صرف کیا ہے - اور یہ چیز میری صوابدید پر چھوڑ دیجئے - کہ اس مد کی رقم کس کس موقعہ پر خرچ کرنی چاہئے - جن احباب نے کل کو میرے انتخاب پر اعتراض کرنا ہے وہ مجھے ہرگز کوئی رقم نہ دیں -

دُعا

اللہ تعالےٰ سے سب بھائی بہنوں کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے قرآن مجید کی تابعداری کی توفیق عطا فرمائے اور چودھویں صدی ہجری سے پندرھویں صدی ہجری میں اس سچے دین کے منتقل ہونے میں ہمیں بھی حصّہ لینے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین -

---

تصحیح

٢٨ - ستمبر ١٩٥٦ء کے شمارہ میں خطبہ جمعہ صفحہ ٦ کی آخری سطر میں سے پریس کی غلطی سے کچھ الفاظ بالکل اُڑ گئے ہیں - قارئینِ کرام آخری چند سطور کی یوں تصحیح فرمالیں -

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنے اور بہشت میں داخل ہونے کی کوشش ہر انسان کو خود کرنی پڑے گی - ہاں اللہ تعالےٰ کی رحمت سے یہ ہوسکتا ہے کہ بہشت میں داخل ہونے کے بعد کسی کو اپنے بزرگوں کے مرتبہ پر پہنچا دے - وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۹ صفر ۱۳۷۶ھ - ۵- اکتوبر ۱۹۵۶ء

ایک فقرہ میں تمام اقوام عالم کی زندگی کا نظام الاوقات

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ الآیہ

سورۃ المائدہ رکوع ۱ پارہ ۶

ترجمہ - اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو -

تمام اقوام عالم کو ایمان لانے کی دعوت

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ الآیہ سورہ النساء رکوع ۲۳ پارہ ۶

ترجمہ - اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک بات لے کر رسول آچکا - سو مان لو تاکہ تمہارا بھلا ہو

حاصل

یہ ہے کہ اس آیت میں تمام اقوام عالم کو اس قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے - لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید دراصل اقوام عالم کے لئے داعی الی اللہ ہے - عام دعوت دینے کے بعد جو لوگ اس کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں - انہیں اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے خطاب کرتا ہے - اسی لئے اس آیت میں مخاطب عام لوگ ہیں اور اس سے پہلی آیت میں مخاطب ایمان لانے والے ہی تھے -

عقد کے معنی

باندھنا ہے - باندھنے میں دو چیزوں کو ملایا جاتا ہے - اسی طرح جہاں کہیں عقد کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے - وہاں دو چیزوں کے درمیان بندھنا مراد لیا جاتا ہے مثلاً عقد نکاح میں مرد اور عورت کو پابند کیا جاتا ہے - یا عقد بیع میں بائع (بیچنے والا) اور مشتری (خرید کرنے والا) ایک معاملہ میں پابند ہو جاتے ہیں - اگر غور کر کے دیکھا جائے تو ایک مسلمان نے کئی عقدوں میں اپنے آپ کو اپنی خوشی سے جکڑ بند کیا ہوا ہے -

عقدوں کی فہرست

(۱) جب کہتا ہے - لا الہ الا اللہ - تب یہ اقرار کرتا ہے کہ میرا معبود اللہ تعالیٰ ہے - اور میں اس کا بندہ ہوں -

(۲) جب کہتا ہے - محمد رسول اللہ - تب یہ اقرار کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا ہیں - اور میں ان کا امتی ہوں -

(۳) جب یہ کہتا ہے کہ میرا مذہب اسلام ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے کہ میں قوانین اسلام کا پابند ہوں -

(۴) جب یہ کہتا ہے کہ قرآن فرمان رحمٰن ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے کہ میرے معبود کے احکام کا یہی مجموعہ ہے - جو اس نے میری رہنمائی کے لئے نازل فرمایا ہے -

(۵) جب یہ کہتا ہے کہ یہ شخص میرا باپ ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے کہ اس شخص کی فرمانبرداری اور ہر ممکن خدمت کرنا - اور ہر طرح سے دلجوئی کرنا میرا فرض ہے -

(۶) جب یہ کہتا ہے کہ یہ میری ماں ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے - کہ اس کی ہر ممکن خدمت کرنا اور اس کے دل کی دعائیں لینا میرا فرض ہے -

(۷) جب یہ کہتا ہے کہ میرا بھائی ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے - کہ اس شخص کی ہر ممکن خدمت کرنا میرا اسلامی فرض ہے - تاکہ قطع رحمی کا مجرم نہ بنوں -

(۸) جب یہ کہتا ہے کہ یہ میری بہن ہے - تو یہ اقرار کرتا ہے - کہ اس کی ہر ممکن خدمت کرنا اور اس کے دل کی دعائیں لینا میرا اسلامی فرض ہے تاکہ قطع رحمی کا مجرم نہ بنوں -

(۹) جب یہ کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے تو یہ اقرار کرتا ہے کہ اس کی جسمانی تربیت اور روحانی تعلیم میرا فرض ہے - کیونکہ اولاد کی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار مجھے ہی بنایا گیا ہے -

(۱۰) جب یہ کہتا ہے کہ یہ میری بیٹی ہے - تو اقرار کرتا ہے کہ اس کی جسمانی تربیت اور روحانی تعلیم میرا ہی فرض ہے - علیٰ ہٰذا القیاس اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن کے ساتھ اپنے عقد کا مدعی ہے - میں نے ایک مسلمان کے چند عقد بطور نمونہ پیش کئے ہیں -

کھرا اور اصلی مسلمان

برادرانِ اسلام - کھرا اور اصلی مسلمان وہ ہوگا - جو اپنے دعووں کا عملی ثبوت دے - ورنہ کھوٹا اور نقلی ہوگا - اب ہر ایک عقد کے متعلق قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ اس عقد کا حق ادا کرنے کی کونسی صورت اختیار کرنی چاہئے -

عقد باللہ تعالےٰ

مسلمان کا جو تعلق اللہ تعالےٰ سے ہے - اس بندگی کے تعلق کو نباہنے کے لئے مندرجہ ذیل دفعات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے - اور یہ دفعات خود اللہ تعالےٰ ہی کی فرمائی ہوئی ہیں -

دفعہ اوّل

ایک اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو - اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو -

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا

سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ - اور اللہ کی بندگی کرو - اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو -

شریک کا مطلب

یہ ہے کہ جو تعلق بندے کا اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہیئے۔ اسی قسم کا تعلق غیر سے بھی رکھے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ کے سوا اولاد کسی اور سے مانگے۔ رزق کی تنگی ہو تو کشادگی کے لئے کسی اور سے ہاتھ پھیلا کر مانگے۔ حالانکہ وہ شخص اگرچہ مقبول بارگاہ الٰہی تھا مگر اس وقت وہ قبر میں آرام کر رہا ہے اور یہ شخص اسے حاجت روا خیال کر کے اس کی قبر کے سامنے بیٹھا ہوا رزق کے کشادہ کرنے کی التجا کر رہا ہے۔ ہاں اگر کوئی مقبول بارگاہ الٰہی ہو۔ اور زندہ ہو۔ اس سے دعا کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دفعہ دوم

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی مشکل کشا نہیں ہے

وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ ط وَاِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ سورہ الانعام رکوع ۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی دور کرنے والا نہیں ہے۔ اور اگر تجھے کوئی بھلائی پہنچائے۔ تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

دفعہ سوم

اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی بھی رزق میں تنگی یا کشادگی نہیں کر سکتا

لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ط اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○

سورہ الشوریٰ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔ روزی کشادہ کرتا ہے۔ جس کی چاہے۔ اور تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ رزق کی کشادگی یا تنگی سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ لہٰذا عقلمندی اسی میں ہے کہ رزق کی تنگی کو کشادگی میں تبدیل کرانے کے لئے فقط اسی کی بارگاہ میں عاجزی اور زاری کی جائے۔

دفعہ چہارم

اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اولاد نہیں دے سکتا

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ ○ اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا ج وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ط اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ کی بادشاہی ہے۔ جو چاہے۔ پیدا کرتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں بخشتا ہے۔ اور جس کو چاہے۔ بیٹے بخشتا ہے۔ یا ان کو جوڑے بیٹے اور بیٹیاں دیتا ہے۔ اور جس کو چاہے بانجھ کرتا ہے۔ بیشک وہ جاننے والا، قدرت والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے اولاد دینے کا سلسلہ اپنے ہی قبضہ میں رکھا ہوا ہے جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے۔ لہٰذا ہر طالب اولاد کو فقط اسی کے دروازے پر اولاد لینے کے لئے ہاتھ پھیلانا چاہئے اور جب تک کامیابی نہ ہو اس کے دروازے سے ہٹنا نہیں چاہیئے۔

دفعہ پنجم

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو مت پکارو

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ○ سورہ المؤمن رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔ بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہونگے۔

فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

سورہ المؤمن رکوع ۲ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ سو اللہ کو پکارو۔ ایسے حال میں کہ خالص اسی کی بندگی کرنے والے ہو۔ اور اگرچہ کافر برا مانیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اپنی حاجت روائی کے لئے محض ایک اللہ تعالےٰ ہی کو پکارنا چاہیئے اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو پکارنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو جائے گا۔ اور جن سے وہ ناراض ہو جائے۔ وہ خود سوچیں کہ پھر اُن سے کیا سلوک کریگا۔

دفعہ ششم

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرو

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ○

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ سجدہ نہ سورج کو کرو۔ اور نہ چاند کو۔ اور اللہ کو سجدہ کرو۔ جس نے وہ پیدا کئے ہیں۔ اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر تم یہ دعوےٰ کرتے ہو کہ ہم فقط اللہ تعالےٰ ہی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ تو سجدہ بھی فقط اللہ تعالےٰ ہی کو کیا کرو۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھی سجدہ کرنے کی اجازت نہیں تھی

عَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَیْتُ الْحِیْرَۃَ فَرَاَیْتُھُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّھُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ یُّسْجَدَ لَہٗ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ الْحِیْرَۃَ فَرَاَیْتُھُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّھُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ یُّسْجَدَ لَکَ فَقَالَ لِیْ اَرَاَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَکُنْتَ تَسْجُدُ لَہٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ یَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِھِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَھُمْ عَلَیْھِنَّ مِنْ حَقٍّ۔ رواہ ابوداؤد ورواہ احمد عن معاذ بن جبل۔

ترجمہ۔ قیس بن سعد سے روایت ہے۔ کہا میں حیرہ (شہر) میں گیا تھا۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا۔ کہ وہ اپنے مرزبان (ایک بہت بڑا سرکاری عہدہ دار) کو سجدہ کر رہے تھے۔ پس میں نے کہا البتہ رسول اللہ اس بات کے بہت زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پھر نے عرض کی۔ میں حیرہ میں گیا تھا۔ پھر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے مرزبان کو سجدہ کر رہے تھے پس اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپکو سجدہ کیا جائے پھر آپ نے مجھے فرمایا۔ بتلا کہ اگر تو میری قبر کے پاس سے گزریگا۔ کیا تو اس قبر کو بھی سجدہ کرے گا پھر میں نے عرض کی۔ نہیں (یعنی آپ کی قبر پر تو

سجدہ نہیں کروں گا) پھر آپ نے فرمایا۔ مت کرو۔ اگر میں کسی کو حکم دیتا۔ کہ کسی کو سجدہ کرے۔ البتہ عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں بسبب اس کے کہ اللہ نے مردوں کا حق عورتوں پر کیا ہے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے دو چیزیں بالکل واضح طور پر ثابت ہوگئیں۔ کہ آپؐ کی مبارک زندگی میں آپؐ کے وجود مسعود کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اور آپ کے مزار مبارک پر بھی سجدہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مسلمانوں میں قبروں پر سجدہ کرنیکی رسم کہاں سے آئی

عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ متفق علیہ

ترجمہ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری میں فرمایا۔ جس سے آپؐ اُٹھے نہیں (یعنی دُنیا سے تشریف لے گئے۔ اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے کے باعث یہود اور نصاریٰ پر لعنت فرما رہے ہیں۔ جب انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر سجدہ کرنے کی سخت ممانعت کی گئی۔ تو کیا بزرگان دین کی قبروں پر سجدہ جائز ہو سکتا ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

فقط ایک

میں نے فہرست میں مسلمان کے دس عقدوں کا ذکر کیا تھا۔ تفصیل فقط ایک عقد کی پیش کی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ باقی نو عقدوں کے متعلق آئندہ عرض کرونگا

ہر جاندار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اجر کا باعث ہے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی جا رہا تھا، اس دوران اسے پیاس لگی، وہ ایک کنویں میں اترا اور اس سے پانی پیا، کنویں سے نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے کہا کہ اس کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہوگی جیسی مجھے لگی تھی، چنانچہ اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا، پھر اس کو منہ سے پکڑا پھر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ نے اس کی نیکی قبول کی اور اس کو بخش دیا، لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہر جاندار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اجر کا باعث ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۳۶۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ - جمادی الاوّل ۱۳۷۶ھ ۱۴ - دسمبر ۱۹۵۶ء

ہمیشہ سب سے پہلے بدمست اور مغرور دولتمند انبیاء علیہم السلام کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے رہے

قانونِ الٰہی

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اللہ جل شانہٗ کا یہ دستور ہے۔ کہ اپنے بندوں کو اپنا مخالف قرار نہیں دیتے۔ جب تک کہ انہیں اپنے احکام سے آگاہ نہ کر لیں۔ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ہمیشہ انسانوں کو ان کی زندگی کے دستور العمل سے آگاہ کر دیا کرتے تھے۔ اگر اس اطلاع کے بعد وہ لوگ مخالفت کرتے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کے نافرمان اور باغی قرار دیئے جاتے۔

شہادت

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

سورہ التوبہ رکوع ۱۴ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور اللہ ایسا نہیں۔ کہ کسی قوم کو صحیح راستہ بتلانے کے بعد گمراہ کر دے۔ جب تک ان پر واضح نہ کر دے۔ وہ چیز جس سے انہیں بچنا چاہیئے۔ بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حاصل

وہی نکلا۔ جو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ احکام الٰہی کی اطلاع پانے کے بعد مخالفت کرنے والوں کو نافرمان قرار دیا جاتا ہے۔

خطبہ کے ابتدا میں جو عنوان عرض کر چکا ہوں اس کی شہادتیں ملاحظہ ہوں

۱

(لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ مَیں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

دنیادار اپنا سردار کس کو مانتے ہیں

(وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ الآیہ سورہ البقرہ رکوع ۳۲ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور ان کے نبی نے ان سے کہا۔ بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اس کی حکومت ہم پر کیونکر ہوسکتی ہے اس سے تو ہم ہی سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور اسے مال میں بھی کشائش نہیں دی گئی۔

حاصل

یہ نکلا کہ دُنیا داروں کی نظر میں بڑا آدمی یا سردار وہی ہوسکتا ہے کہ جس کے پاس دوسرے لوگوں سے دولت زیادہ ہو۔ لہٰذا آئندہ قوموں کے حالات میں جہاں سردار کا لفظ آئے گا۔ وہاں بڑا دولتمند مراد ہوگا۔ وہ لوگ اپنی دولت کے نشہ میں مخمور اور بدمست اور مغرور ہوتے تھے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کی باتوں کو نہ غور سے سنتے تھے۔ اور نہ اپنی اصلاح کرتے تھے۔ اور قوم کے دوسرے افراد بلحاظ ایک عربی ضرب المثل کے ان کے تابع ہوتے تھے۔ ضرب المثل یہ ہے۔ (اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ)

ترجمہ۔ لوگ ہمیشہ اپنے بادشاہوں کی روش پر چلتے ہیں۔

اس لئے دولتمندوں کی مخالفت کے باعث دوسرے لوگ بھی انبیاء علیہم السلام کی مخالفت پر تُل جاتے تھے۔ (الا ماشاء اللہ) نتیجہ یہ نکلتا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا عذاب ساری قوم پر نازل ہوتا تھا۔ اس عذاب سے سوائے پیغمبر اور اس کے چند حواریوں کے اور کوئی نہیں بچتا تھا۔

نوح علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ○ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر اُنہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

۲

(وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف اُن کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ قوم اپنے سرداروں کے تابع ہوتی ہے۔ اس لئے ساری قوم ہود علیہ السلام کی مخالف ہوگئی۔

ہود علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○

سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچالیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اُن کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ع ۳

(وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ط هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ع۱۰ پارہ ع۸

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اُونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ط قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ع۱۰ پارہ ع۸

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبّر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں متکبرون نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔

صالح علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝) سورہ الاعراف رکوع ع۱۰ پارہ ع۸

ترجمہ۔ پس انہیں زلزلہ نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

ع ۴

(وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ط ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ع۱۱ پارہ ع۸

ترجمہ۔ اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ط قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ۝ سورہ الاعراف رکوع ع۱۱ پارہ ع۹

ترجمہ۔ اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیبؑ ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ۔ فرمایا۔ کیا۔ اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔

شعیب علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ع۱۱ پارہ ع۹

ترجمہ۔ پھر انہیں زلزلہ نے آپکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے

ع ۵

(ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ج فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ع۱۳ پارہ ع۹

ترجمہ۔ اس کے بعد ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ پھر انہوں نے نشانیوں سے بے انصافی کی۔ پھر دیکھ مفسدوں کا انجام کیا ہُوا۔

. . . . . .

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ۝) سورہ الاعراف رکوع ع۱۴ پارہ ع۹

ترجمہ۔ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ بیشک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے۔

موسےٰ علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ

سورہ الاعراف رکوع ع۱۶ پارہ ع۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے۔

ع ۶

(وَعَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝) سورہ ص رکوع ع۱ پارہ ع۲۳

ترجمہ۔ اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا۔ اور منکروں نے کہا کہ یہ تو ایک بڑا جھوٹا جادوگر ہے کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک معبود بنا دیا۔ بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے۔

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤی اٰلِهَتِكُمْ ج اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ج اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝) سورہ ص رکوع ع۱ پارہ ع۲۳

ترجمہ۔ اور ان میں سے یہ کہتے ہوئے چل پڑے۔ کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بے شک اس میں کچھ غرض ہے۔ ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سُنی۔ یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا نتیجہ

(فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ط اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ ۝)

سورہ ص رکوع ع۳ پارہ ع۲۳

ترجمہ۔ پھر کافروں کے لئے ہلاکت ہے۔ جو آگ ہے۔ کیا ہم کر دینگے۔

ان کو جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کیئے۔ ان کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے۔

آج بھی سرمایہ دار طبقہ عموماً قرآن مجید کی مخالفت کر رہا ہے

بجز بعض اللہ تعالٰے کے نیک بندوں کے عموماً بدمست اور مغرور سرمایہ دار طبقہ قانون اسلام کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ بلکہ سرمایہ داروں میں بکثرت ایسے آدمی آپ کو لاہور میں ملیں گے۔ کہ اسلامی احکام کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اور دل کھول کر علماء دین کی توہین کرتے ہیں۔ علماء دین کی توہین کرنے والے انہیں جماعتوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کے گزشتہ زمانوں میں پیغمبروں کی توہین کیا کرتے تھے۔ جو دُنیا سے نامراد ہو کر گئے۔ کیونکہ باوجود ان کی مخالفت کے انبیاء علیہم السلام کا دین ہمیشہ زندہ رہا۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کے باعث ابدی جہنم کا ٹکٹ دُنیا سے لے کر گئے۔ موجودہ وقت کے مخالفین اسلام کو یاد رکھنا چاہیئے کہ عزّت اور ذلّت اللہ تعالٰے کے ہاتھ میں ہے۔ کیا علماء اسلام پر مذاق کرنے سے ان کی عزّت میں کوئی فرق آیا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نے ان سے تعلقات منقطع کر لئے۔ کیا اب بھی عوام علماء اسلام پر شمع پر پروانے کی طرح نہیں آتے۔ اور عام مسلمانوں سے اپنے متعلق بھی رائے لے لیجئے۔ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی نظروں میں آپ کتنے ذلیل ہیں۔

میرے بھائیو۔ عزّت بنانے سے نہیں بنتی۔ عزّت وہ ہے جو اللہ تعالٰے کسی کے متعلق کسی کے دل میں ڈالے۔

یاد رکھو۔ اگر تم سرکاری عہدہ دار ہو۔ تو جتنے لوگ تمہیں سلامیں کرتے ہیں۔ وہ منافقانہ سلامیں کرتے ہیں۔ ان کے دل میں آپ لوگوں کی کوئی عزّت نہیں۔ آپ کے شر سے بچنے کے لئے سلامیں کرتے ہیں۔ رسول اللہ علیہ سلم کا ارشاد ہے (یُکْرَمُ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّہٖ) ترجمہ۔ انسان کو اس کے شر سے بچنے کے لئے عزّت دی جاتی ہے۔

لاہور میں سرمایہ داروں کی الگ بستی

لاہور میں سرمایہ داروں نے اپنی ایک الگ بستی بنائی ہے۔ جس کا نام گلبرگ ہے یہ میں مانتا ہوں کہ وہاں کے بسنے والوں میں بعض اللہ تعالٰے کے نیک بندے۔ خدا دوست۔ خدا کو یاد کرنے والے۔ دیندار اور دینداروں کا احترام کرنے والے بھی یقیناً ہوں گے۔ مگر اکثریت ان لوگوں کی ہے جو دین سے بے نیاز۔ فرنگی تعلیم۔ فرنگی تہذیب۔ فرنگی تمدّن کے دلدادہ اور ان کے دن اور رات کا پروگرام فرنگیانہ ہوگا۔ دن کو دفتر میں۔ رات کو ڈانس کا مشغلہ یا سنیما کی سیر وغیرہ وغیرہ۔ پھر آپ کو معلوم ہے۔ کہ خلقِ خدا کی زبان پر اس آبادی کا کیا نام پکارا جاتا ہے۔ ٹانگے والے کہتے ہیں۔ رشوت پورہ سے سواریاں لایا ہوں اور پھر رشوت پورہ سواریاں لیکر جا رہا ہوں۔

دراصل بغاوت کا باعث سرمایہ ہی ہے

قرآن مجید میں سب سے پہلی سورت جو نازل ہوئی تھی اس میں یہ دو آیتیں ہیں۔ (کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ۝ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی ۝)

سورہ العلق پارہ ۳۰

ترجمہ۔ ہرگز نہیں۔ بیشک آدمی سرکش ہو جاتا ہے۔ جبکہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے۔

شیخ الاسلام پاکستان کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیتوں پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی آدمی کی اصل تو اتنی ہے کہ جمے ہوئے خون سے بنا۔ اور جاہل محض تھا۔ خدا نے علم دیا۔ مگر وہ اپنی اصل حقیقت کو ذرا یاد نہیں رکھتا۔ دُنیا کے مال و دولت پر مغرور ہو کر سرکشی اختیار کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ مجھے کسی کی پروا ہی نہیں۔

اے بدمست اور مغرور سرمایہ دار کان کھول کر سُن لے

تیرے جیسے اللہ تعالٰے کے باغیوں کو ڈرانے اور سیدھا راستہ بتلانے کے لئے پہلے انبیاء علیہم السلام تشریف لایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپؐ کے بعد آپؐ کی اُمّت میں سے ہر دورِ زمانہ میں اللہ تعالٰی قرآن مجید کے عالم پیدا کرے گا۔ جو اس دور کے انسانوں کو پیغام حق پہنچائیں گے۔ ہر دور زمانہ میں وہ انسان خوش نصیب ہوں گے۔ جو ان علماء ربانیین کی آواز پر لبیک کہہ کر اپنی اصلاح کر لیں گے۔ اللہ تعالٰے ان سے راضی ہوگا۔ اور وہ اپنے رب سے راضی ہونگے۔ بدنصیب ہونگے وہ انسان جو ان ہادیوں پر مذاق اُڑائیں گے اور اپنی عاقبت برباد کر لیں گے۔

ایک دردناک منظر

دین اور علماء دین پر مذاق اُڑانے والوں اور ان کی توہین کرنے والوں کو قیامت کا ایک دردناک منظر دکھانا چاہتا ہوں۔

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝)

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جن کا (نیکیوں کا) پلّہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہونگے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہینگے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو ا بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

وماعلینا الا البلاغ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۶ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ - ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۶ء

عقد بالرسول

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام! گزشتہ جمعہ مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۵۶ء کے خطبہ میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ ہر مسلمان دس عقدوں (ذمہ داریوں) کو اپنے ذمہ لئے ہوئے ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان ذمہ داریوں کو انصاف کے طریقہ سے نباہے۔ تاکہ دُنیا میں خوش رہے۔ اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جائے۔ ورنہ ہر سلیم العقل انسان جانتا ہے کہ ظالم دُنیا میں ذلیل اور آخرت میں عذابِ الٰہی میں بتلا ہوگا۔ اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُ۔

پہلی ذمہ داری

مسلمان پر پہلی ذمہ داری عقد باللہ کی تھی۔ یعنی میں اللہ تعالےٰ کا بندہ ہوں۔ اس کے متعلق تفصیل گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں عرض کر چکا ہوں۔ آج دوسری ذمہ داری کے متعلق تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں اور اور وہ "عقد بالرسول" ہے۔

عقد بالرسول کا مطلب

جب کہتا ہے۔ "محمد رسول اللہ" تب یہ اقرار کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا ہیں۔ اور میں اُن کا اُمتی ہوں۔ جب مسلمان نے آپؐ کا اُمتی ہونے کا اعلان کیا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے اللہ تعالےٰ کے فرامین ملاحظہ ہوں۔

پہلا
ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ (سے ملنے) اور قیامت کی اُمید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

دُوسرا
اللہ تعالیٰ کی محبت کا تمغہ حضورؐ کے اتباع ہی سے حاصل ہوسکتا ہے

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ۔ کہدو۔ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

حضورؐ انور کی مخالفت کرنے والوں کے لئے دوزخ کا وعید

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسولؐ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دین امت کو سکھایا ہے۔ جس کا عملی نقشہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین میں نظر آتا ہے۔ اپنے آپ کو اسی دین کا پابند بنائے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ رضاء الٰہی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دُنیا میں اطمینان کی زندگی بسر ہوگی۔ اور آخرت میں بہشت کا داخلہ نصیب ہوگا۔

اتباع تفصیل

اتباع پیغمبرؐ اور صحابہؓ کرام کی تفصیل یہ ہے کہ اخلاقی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ سیاسی غرضیکہ ہر شعبۂ حیات میں کتابؐ سُنّت کا دستور پیش نظر رکھے۔

سُنّت نبویؐ کی صریح مخالفت

۱

آج کل مسلمانوں کی اکثریت رشتہ ناطہ کرنے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی صریح مخالفت کرتی ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ (عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِنْ لَا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ ۝ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم سے وہ شخص رشتہ طلب کرے۔ جس کے دین اور خلق کو پسند کرتے ہو (یعنی دین کا پابند اور با اخلاق ہو) تو اس کو نکاح کر دو۔ اگر تم اس طرح نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

حضرت مولانا شیخ عبدالحق رح محدث دہلوی کا حاشیہ

اس حدیث شریف حضرت شیخ نے یہ حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ یعنی جس شخص میں یہ صفتیں ہوں۔ اگر تم نے اُسے رشتہ نہ دیا (یعنی اس کی دینداری کی پروا نہ کی) اور تم نے محض کسی کے ذاتی کمال (مثلاً بی۔اے یا ایم۔اے ہونا) یا مال کی طرف رغبت کی۔ تو زمین میں فتنہ اور فساد پھیلے گا۔

کیونکہ مال اور کسی ذاتی کمال سے انسان کے دل میں سرکشی اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ اس صورت میں اکثر عورتوں کو خاوند میسّر نہیں آئینگے۔ اور اکثر مردوں کو بیویاں نہیں ملینگی۔ پھر زنا عام ہوگا۔ اور فتنہ پھیل جائیگا۔

دُنیا دار

آج کل کے عام دولتمند مسلمان مذکورالصدّ حدیث اور حضرت شیخ کے حاشیہ کے آئینہ میں اپنا مُنہ دیکھیں کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کی صریح مخالفت تو نہیں کر رہے۔ وما علینا الّا البلاغ

ع ۲

مہر کی زیادتی

بیٹیوں کے نکاح کے وقت دُنیا دار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی صریح مخالفت کرتے ہیں۔ لاہور میں ایک لاکھ مہر کے نکاح میں نے پڑھے ہیں۔ حالانکہ لڑکے کا باپ فوت ہو چکا تھا۔ اور لڑکا بے روزگار تھا۔ مجھے تو ان لوگوں نے نکاح کی مجلس ہی میں بُلایا تھا۔ کہ نکاح پڑھ دیجئے۔ ورنہ ان لوگوں سے میرا پہلے کوئی تعلق نہ تھا۔ جب دُولھا مان رہا ہے۔ کہ مَیں یہ مہر اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ تو مجھے نکاح پڑھنے میں کیا عذر ہو سکتا تھا۔ مگر مَیں دل میں حیران تھا کہ ان لوگوں کی عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ لڑکے کو اتنا زیر بار کر رہے ہیں۔

رحمۃ للعالمین کا مہر

عَنْ عُمَرَ رضؓ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اَلَا لَا تَغَالُوْا صَدُقَةَ النِّسَاءِ فَاِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِی الدُّنْیَا وَتَقْوٰی عِنْدَ اللّٰهِ لَكَانَ اَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ شَيْئًا مِّنْ نِّسَائِهٖ وَلَا اَنْكَحَ شَيْئًا مِّنْ بَنَاتِهٖ عَلٰى اَكْثَرَ مِنِ اثْنَتَیْ عَشَرَةَ اُوْقِيَةً۔

رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد و النسائی و ابن ماجہ والدارمی

ترجمہ۔ عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔ خبردار مہر بڑھا کر مت ٹھیراؤ۔ اس لئے کہ اگر یہ دُنیا میں عزت کی بات ہوتی۔ اور اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے زیادہ مستحق تھے۔ مجھ کو معلوم نہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بی بی سے نکاح کیا ہو۔ یا کسی صاجزادی کا نکاح کیا ہو۔ بارہ اوقیہ سے زیادہ پر۔ اور بعضی روایتوں میں ساڑھے بارہ اوقیہ بھی آئے ہیں۔ موجودہ حساب سے یہ رقم ایک سو سینتیس ۱۳۷ روپے بنتی ہے۔

محبوب کی تابعداری

محبت کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ اپنی ہر نقل و حرکت میں محبوب کی تابعداری کی جائے۔ لہٰذا چاہیئے تو یہ تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کا مہر ہی مقرر کیا جائے اور اگر بالفرض زیادہ مقرر کرنا ہی ہے۔ تو پھر دولھا کی وسعت اور طاقت کا لحاظ رکھا جائے۔ کہ جس قدر وہ بآسانی ادا کر سکے۔ اتنا بوجھ ڈالا جائے۔ دُنیا دار اس کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ مثلاً لڑکے کی تنخواہ دو سو روپیہ ہے۔ اور فرض کر لیجئے۔ کہ اس کے بوڑھے ماں باپ بھی زندہ ہیں۔ جن کی خدمت وہ شریف نوجوان کرتا ہے۔ اس گرانی کے زمانہ میں دو سو روپیہ روزانہ ضروریات کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتے۔ تو وہ پانچ ہزار روپیہ مہر کہاں سے ادا کریگا۔

جھوٹا عذر

دُنیا دار کہتے ہیں کہ مہر کی زیادتی کے باعث لڑکا بیوی کو ضرور آباد کرے گا۔ طلاق نہیں دے سکے گا۔

بھائی صاحب۔ اگر آپس میں دل مل جائیں تو پانچ روپے مہر والی بھی آباد ہو سکتی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ آپس میں دل نہ ملیں تو ہزاروں کے مہر والیاں بھی دھکے کھاتی ہیں۔ آباد اس لئے نہیں ہوتیں۔ کہ خاوند کو پسند نہیں۔ اور طلاق اس لئے نہیں ملتی۔ کہ خاوندوں کو مہر دینا پڑتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مہر کی زیادتی سے لڑکیوں کو آرام نہیں ملتا۔ بلکہ خطرہ ہے کہ یہی چیز ان کے حق میں عذاب ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

ع ۱

عَنِ الْعِرْبَاضِ رضؓ بْنِ سَارِیَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَيَرٰی اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی و ابن ماجہ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا الصَّلٰوةَ

ترجمہ۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے۔ کہا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ پھر ہماری طرف متوجّہ ہوئے۔ پھر ہمیں ایسا وعظ فرمایا۔ جو دل تک پہنچنے والا تھا۔ اس سے آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ اور اس سے دل کانپ اُٹھے۔ پھر ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم گویا کہ یہ وعظ تو رخصت ہونے والے کی طرز کا ہے۔ پھر ہمیں وصیت فرمائیے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ مَیں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ اور (امیر کا) حکم سُننے اور فرمانبرداری کرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ اگرچہ (امیر) حبشی غلام ہی ہو۔ پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا۔ پھر قریب ہے کہ وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پھر تم میرے طریقہ اور خلفائے راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں۔ ان کے طریقہ کو لازم کر کے پکڑو۔ اسی کو مضبوط کر کے پکڑو۔ اور اسی طریقہ پر دانتوں سے چک مارے رکھو۔ اور جو نئی نئی چیزیں پیدا ہوں ان سے بچو۔ پس ہر نئی چیز بدعت ہوگی اور ہر بدعت گمراہی ہوگی۔

حاصل

اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے۔ کہ اصل دین وہی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور خلفاء راشدین (حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے شروع ہو کر ہمارے ہاں پہنچا ہے۔ اسی کی تابعداری کرنی چاہیئے۔ اور جو چیزیں اس کے بعد ایجاد ہُوئی ہیں انہیں دین نہ سمجھا جائے۔ اور ان سے بچنا ضروری ہے۔

۲۷

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَالَ ھٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِنْھَا شَیْطَانٌ یَدْعُوْ اِلَیْہِ وَقَرَأَ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الآیۃ۔ رواہ احمد والنسائی والدارمی۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا۔ پھر فرمایا۔ یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اس کے دائیں اور بائیں اور خط کھینچے۔ اور فرمایا۔ یہ راستے ہیں۔ ان میں سے ہر راستہ پر شیطان ہے جو اس کی طرف بلاتا ہے۔ اور آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الآیۃ

ترجمہ۔ اور یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ اس کی تابعداری کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ صحیح۔ اصلی اور کھرا اسلام فقط وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے نقل ہو کر چلا آرہا ہے۔ اس کے بعد دوسری قسمیں سب بناوٹی اور نقلی ہیں۔ ان سے مسلمانوں کو بچنا چاہیئے۔

۲۸

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ رواہ فی شرح السنۃ وقال النووی فی اربعینہ ہذا حدیث صحیح

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع ہوجائے جو میں لایا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ کامل مومن وہ ہے۔ جس کی طبیعت کی ہر خواہش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ دین کے مطابق ہوجائے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تابعداری اپنے دل کے شوق سے کرے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

۲۹

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ ضرور میری امت پر بھی وہ دور آئیگا۔ جس طرح بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جس طرح (ایک انسان کا) ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں کے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے ہم بستری کی تھی۔ تو میری اُمّت میں بھی ایسا ہوگا۔ جو یہ کام کرے گا اور تحقیق بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹے گی۔ سوائے ایک فرقہ کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی۔ یارسولؐ اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہمیں ان سب ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو عقد بالرسول کی بناء پر ہم پر لازم کی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل گزشتہ سطور میں کتاب و سُنّت کی روشنی میں عرض کر چکا ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین

صدقہ جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فراتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اگر تم کھجور کا ایک ٹکڑا خیرات کر کے دوزخ سے بچ سکتے ہے تو اپنی جان کو دوزخ سے بچالو۔ (صحیح بخاری: ۱۴۱۷)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴-ربیع الاول ۱۳۷۶ھ - ۱۹-اکتوبر ۱۹۵۶ء

عقد بالاسلام

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام - اس سے پہلے انسان کی دس ذمہ داریوں سے دو ذمہ داریوں کی تفصیل کتاب و سنۃ کی روشنی میں عرض کر چکا ہوں - پہلی ان میں عقد باللہ تعالےٰ ہے اور دوسری عقد بالرسول ہے - آج تیسری ذمہ داری عقد بالاسلام کے متعلق کتاب و سنۃ کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں - اسلام کا لفظ سَلَم سے بنا ہُوا ہے - سلم کی معنی فارسی میں گردن نہادن ہے - اس کا اردو ترجمہ گردن رکھ دینا ہے - کس کے آگے گردن رکھ دینا ہے - اللہ تعالےٰ کے آگے - یعنی اللہ تعالےٰ کے حکم ماننے کا نام اسلام ہے -

پہلی شہادت

(فَلَمَّآ اَسۡلَمَا وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ ۚ وَنَادَيۡنٰهُ اَنۡ يّٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ۙ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا ۚ الآیۃ

سورہ الصّٰفّٰت رکوع ۳ پارہ ۲۳

ترجمہ - پھر جب دونوں نے حکم مانا اور اس کو ماتھے کے بل پچھاڑا - اور ہم نے اس کو یوں پکارا - کہ اے ابراہیمؑ - تو نے خواب سچ کر دکھایا -

حاصل یہ نکلا - کہ حکم کی تعمیل کرنے کا نام اسلام ہے -

دوسری شہادت

(اَفَغَيۡرَ دِيۡنِ اللّٰهِ يَبۡغُوۡنَ وَلَهٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّكَرۡهًا وَّاِلَيۡهِ يُرۡجَعُوۡنَ ○) سورہ آل عمران رکوع ۹ پارہ ۳

ترجمہ - اب سوائے اللہ کے دین کے کوئی اور دین ڈھونڈتے ہیں - اور جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا زور سے اسی کے تابع فرمان ہے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں -

" یعنی ہمیشہ سے خدا کا دین اسلام رہا ہے - جس کے معنی ہیں - حکمبرداری مطلب یہ ہے کہ جس وقت حق تعالےٰ کا جو حکم کسی راستباز اور صادق القول پیغمبر کے توسط سے پہنچے - اس کے سامنے گردن جھکا دو - پس آج جو احکام و ہدایات سیدالمرسلین خاتم الانبیاءؑ لے کر آئے - وہی خدا کا دین ہے - کیا اسے چھوڑ کر نجات و فلاح کا کوئی اور راستہ ڈھونڈتے ہیں خوب سمجھ لیں - کہ خدا کا دین چھوڑ کر کہیں ابدی نجات اور حقیقی کامیابی نہیں مل سکتی - آدمی کو سزاوار نہیں کہ اپنی خوشی اور شوق و رغبت سے اس خدا کی حکمبرداری اختیار نہ کرے - جس کے حکم تکوینی کے نیچے تمام آسمان و زمین کی چیزیں ہیں - خواہ وہ حکم تکوینی ان کے ارادہ اور خوشی کے توسط سے ہو - جیسے فرشتے اور فرمانبردار بندوں کی اطاعت میں یا مجبوری اور لاچاری سے - جیسے عالم کا ذرہ ذرہ ان آثار و حوادث میں جن کا وقوع و ظہور بدوں مخلوق کی مشیت و ارادہ کے ہوتا ہے - حق تعالےٰ کی مشیت و ارادہ کا تابع ہے -"

حاصل یہ نکلا - کہ اسلام اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے کا نام ہے -

پُورے کے پُورے اسلام میں داخل ہو جاؤ

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ○ سورہ البقر رکوع ۲۵ پارہ ۲

ترجمہ - اے ایمان والو اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو - کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے

حاصل

یہ ہے کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو - یعنی ظاہر اور باطن اور عقیدہ اور عمل میں صرف اسلام کے احکام کی تابعداری کرو -

اصلی - کھرا اور سچا اُمّتی

فقط وہ ہے جو اپنے عقائد اور اعمال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلے - چنانچہ قرآن مجید میں اسی چیز کا اعلان کیا گیا ہے -

(فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِىَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ الآیۃ سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳

ترجمہ - پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہہ دے - کہ میں نے اپنا منہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے - اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں

حاصل

یہ نکلا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متعلق اور اپنے تابعداروں کے متعلق یہ اعلان فرما رہے ہیں کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابعدار ہیں - لہٰذا جو شخص آپ کا اُمّتی کہلائے - اور ہر عمل حیات میں کم از کم اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق چلنے کا ارادہ بھی نہ کرے - بلکہ حسب توفیق بھی نہ چلے - وہ آپ کی جماعت میں شامل ہونے کا دعوےٰ کرنے میں کھرا اور سچّا نہیں ہوگا - مثلاً ایک شخص یہ پختہ ارادہ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار ہونے کے لحاظ سے پانچوں نمازیں پڑھوں گا - اور حضورؐ کی طرح کھڑے ہو کر ہی پڑھوں گا - مگر کمر میں درد ہونے کے باعث کھڑا نہیں ہوسکتا - تو بیٹھ کر ہی پڑھ لے - اس شخص نے اگرچہ بظاہر رسول اللہ علیہ وسلّم کی مخالفت کی ہے - مگر حقیقت میں مخالف نہیں ہے - کیونکہ اس کا ارادہ تو یہی تھا کہ حضورؐ کی طرح کھڑا ہو کر ادا کروں - مگر کھڑا ہونے کی طاقت ہی نہیں ہے - آپ کا مخالف وہ ہوگا - جو باوجود تندرست ہونے کے نماز ہی نہ پڑھے - اس لئے اگرچہ ایسے لوگوں کے دلوں میں ایمان ہو - مگر انہیں مسلم (یعنی تابعداری کرنے والا) نہیں کہا جائیگا - البتہ ایسے شخص کو مومن فاسق کہا جائے گا - یعنی ایماندار تو ہے - مگر بد معاش ہے - کہ عمل کرنے میں بد عہد - بے وفا - اور

غدّار ہے۔

اصلی اور کھرے مسلمان کا ہاتھ مضبوط کڑے میں

(وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝)

سورہ لقمٰن رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جس نے نیک ہوکر اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا۔ تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔ اور آخرکار ہر معاملہ اللہ ہی کے حضور میں پیش ہونا ہے۔

حاصل وہی ہے۔ جو عنوان میں عرض کرچکا ہوں۔ ایسے شخص کو کبھی پچھتانا نہیں پڑے گا۔ کہ میں نے دُنیا میں غلط راستہ اختیار کیا تھا۔ اللھم اجعلنا منھم

دُعا

اللہ ہم سب کو کھرا۔ اصلی اور سچّا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین۔

عقد بالقرآن

پہلا عقیدہ

قرآن فرمان الٰہی ہے

قرآن مجید کے متعلق مسلمان کا یہ عقیدہ کہ یہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ اس عقیدہ کی بناء اللہ تعالےٰ کے اس اعلان پر ہے

(الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝)

سورہ الرحمٰن رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ رحمٰن ہی نے قرآن سکھایا۔

دُوسرا عقیدہ

قرآن مجید مسلمان کا دستور العمل ہے

(اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ) الآیہ

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اُتری ہے۔ اس کا اتباع کرو۔

تیسرا عقیدہ

اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے

(مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝)

سورہ طٰہٰ رکوع ۱ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اُٹھاؤ۔ بلکہ اُس شخص کے لئے نصیحت ہے۔ جو ڈرتا ہے۔

چوتھا عقیدہ

قرآن سب سے سیدھا راستہ سُجھاتا ہے

(اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے۔ جو سب سے سیدھی ہے۔

پانچواں عقیدہ

قرآن مجید شفاء اور رحمت ہے

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ) الآیۃ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں۔ کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں۔

چھٹا عقیدہ

قرآن مجید بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے

(وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝) سورہ القمر رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کردیا۔ پھر کوئی ہے کہ سمجھے۔

حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کو سمجھنا چاہے۔ تو اس کے مضامین بآسانی سمجھ میں آسکتے ہیں۔

قرآن مجید کا معجزہ

قرآن مجید کی مثال ایک میٹھے پانی کے دریا کی سی ہے۔ جس میں چیونٹی۔ چڑیا۔ کبوتر۔ بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس۔ اُونٹ۔ ہاتھی سبھی پیٹ بھر کر پانی پیتے ہیں۔ اسی طرح اگر قرآن مجید کا فقط لفظی ترجمہ ہی سمجھا دیا جائے۔ اس سے ایک ۷-۸ سالہ بچّہ بھی اپنے فہم کے مطابق صحیح مطلب اخذ کرلیتا ہے۔ اور یہی قرآن مجید علماء کرام۔ فضلاء عظام۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین حتیٰ کہ سید المرسلین خاتم النّبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نصاب تعلیم دین بھی یہی ہے۔ اور گزشتہ دریا کی مثال کی طرح ہر ایک اپنے اپنے فہم کے مطابق فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اس کے سوا دُنیا میں کوئی اور ایسی کتاب نہیں ہے۔ جس میں یہ حسن اور یہ کمال ہو۔

چاہیئے بھی یہی تھا

برادران اسلام۔ جس طرح اللہ تعالےٰ کی ذات بے نظیر ہے۔ اسی طرح اس کی صفات بھی بے نظیر ہیں۔ کلام اللہ (قرآن مجید) اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس کے بےنظیر ہونے کو کئی طریقوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ مقدس کتاب بچے۔ بوڑھے۔ جاہل۔ عالم۔ رعایا۔ راعی۔ اُمّت اور پیغمبرؐ سب کے لئے یکساں مفید اور ہر ایک کے لئے مکمل دستور العمل اس میں موجود ہے۔ چونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی کلام پاک ہے۔ اس لئے چاہیئے بھی یہی تھا۔ کہ یہ ایسی ہی بے نظیر خوبیوں کی مالک ہو۔

بچّے اور جاہل میں نورِ ہدایت کی مثال

۱

(وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَاۗدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ) الآیۃ سورہ یونس ۱۱ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے۔ تو اس کے سوا اسے پھیرنے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے۔ تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں

نتیجہ

فقط اس آیت کے لفظی ترجمہ سمجھ لینے

کے بعد ایک بچّہ اور ایک جاہل بھی یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا - کہ ہر تکلیف اللہ تعالےٰ کے حکم سے آتی ہے - اور اس تکلیف کو سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی دُور بھی نہیں کر سکتا - لہٰذا جب کوئی تکلیف آئے تو فقط اللہ تعالےٰ ہی سے اس کے دُور کرنے کی دُعا کرنی چاہیئے - اور اگر اللہ تعالےٰ انسان کے متعلق کسی بہتری کا فیصلہ کرے - تو اسے کوئی روک نہیں سکتا - لہٰذا ہر ایک بھلائی حاصل کرنے کے لئے فقط اللہ تعالےٰ ہی کے دروازے پر ہاتھ پھیلانا چاہیئے - اور یہی نورِ ہدایت ہے -

۲

(لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ o اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ط اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ o) سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے - جو چاہتا ہے - پیدا کرتا ہے - جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے - یا لڑکے اور لڑکیاں ملاکر دیتا ہے - اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے - بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے -

نتیجہ

ایک بچّہ اور ایک جاہل بھی بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا کہ اولاد کا دینا فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے - جو چاہے - جسے چاہے دے - لہٰذا اولاد فقط اسی ایک اللہ تعالےٰ ہی سے مانگنی چاہیئے -

صحابہ کرام کا نصاب تعلیم فقط قرآن تھا

برادرانِ اسلام - آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں باشندگانِ عرب کو امی (ان پڑھ) کے نام سے ذکر کیا ہے ان ناخواندہ انسانوں کو فقط قرآن مجید ہی کی تعلیم دی گئی تھی - جس کی برکت سے وہ خوبیاں اور کمالات پیدا ہو گئے تھے - جن کی نظیر دُنیا کی آنکھوں نے پہلے بھی کبھی نہیں دیکھی تھی - اور اس کے بعد آج تک دُنیا میں نظر نہیں آئی - اور نہ قیامت تک نظر آئے گی - خود اللہ تعالےٰ ان کے بےنظیر ہونے کی شہادت دے رہے ہیں -

شہادت

(کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ o

سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴

ترجمہ - تم سب اُمتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں - اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو - اور اللہ پر ایمان لاتے ہو - اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے - تو ان کے لئے بہتر تھا - کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں -

قرآن مجید میں وہی تاثیر

ہمارا ایمان ہے - کہ آج بھی قرآن مجید میں وہی تاثیر موجود ہے - جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے تھی - اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کے لئے آج بھی ان تنصرُ اللہ ینصرکم (اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے - تو وہ تمہاری مدد کرے گا) کا اعلان واجب الاذعان موجود ہے - اگر آج ہم صحابہؓ کرام کی طرح اس پر عمل کریں - تو اللہ تعالےٰ کی وُہی رحمتیں ہم پر نازل ہوسکتی ہیں - اور تمام اقوام عالم پر اخلاقی اور سیاسی وُہ فوقیت حاصل ہوسکتی ہے جو صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے حاصل ہوئی تھی

انتم الاعلون

آج بھی قرآن مجید میں یہ اعلان موجود ہے - (وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ o سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴

ترجمہ - اور سُست نہ ہو - اور غم نہ کھاؤ - اور تمہیں غالب رہوگے اگر تم ایماندار ہو -

مسلمان کی ذلّت کے دو سبب

اے مسلمان تیری موجودہ ذلت کے دو سبب ہو سکتے ہیں - یا تو تیرا قرآن مجید پر ایمان نہیں ہے - تمہاری بے ایمانی کے باعث قرآن مجید کی برکات سے مستفید نہیں ہو سکتے - اور اگر ایمان ہے تو پھر تم یقیناً قرآن مجید کے عملاً مخالف ہونے کے باعث اس ذلّت میں مبتلا ہو -

ذلّت کا علاج فقط قرآن ہے

برادرانِ اسلام - ہمارے مُلک کا مسلمان ہر لحاظ سے ذلیل ہے - اخلاقی ہو یا معاشرتی - اقتصادی ہو یا سیاسی - اگرچہ اللہ تعالےٰ نے اُمّتِ محمدیہ میں ایسے افراد رکھے ہُوئے ہیں - جن پر خَیْرَ اُمَّۃٍ کا لیبل چسپاں ہوسکتا ہے - اور ان کی تعداد اتنی قلیل ہے کہ ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے - ہماری اکثریت پر شرامۃ اخرجت للناس کا لیبل ہی موزوں اور چسپاں ہوسکتا ہے - شرامۃ کی ذلت کو دُور کرنے کا علاج فقط قرآن مجید کے احکام کی تعمیل ہے - وما علینا الا البلاغ

(بقیہ اللہ کی نیک بندیاں صفحہ ۲ سے آگے)

بیان کر کہنے لگی میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگے کے طور پر لیا تھا اور مدت تک اس کو پہنتی رہی - پھر اُس نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور دیدو تو کیا وہ اُس کا زیور دے دینا چاہیئے - عالم نے کہا بے شک دے دینا چاہیئے - وہ عورت بولی کہ وہ تو میرے پاس بہت مُدّت تک رہا ہے تو کیسے دے دوں - عالم نے کہا تب تو اور بھی خوشی سے دے دینا چاہیئے - کیونکہ ایک مدت تک اس نے نہیں مانگا - یہ اس کا احسان ہے - عورت نے کہا - خدا تمہارا بھلا کرے - پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو - خُداوند تعالےٰ نے ایک چیز مانگی دی تھی - پھر جب چاہا لے لی - اسی کی چیز تھی اُس نے واپس لے لی - یہ سُن کر اس کی آنکھیں سی کھُل گئیں اور اِس بات سے اس کو بہت بڑا فائدہ پہنچا -

فائدہ - دیکھو کیسی عورت تھی - جس نے مرد کو عقل دے دی اور مرد بھی کیسا عالم تھا - بیبیو تم کو بھی چاہیئے - کہ مصیبت میں یہی سمجھا کرو اور دوسروں کو بھی سمجھایا کرو[ا]

[ا] تجربہ کہ ایسے موقع پر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوتی ہے گو نصیحت کرنے والا دینداری میں اس شخص سے جس کو نصیحت کی جاتی ہے کم درجہ کا کیوں نہ ہو -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱- ربیع الاول ۱۳۷۶ھ - ۲۶- اکتوبر ۱۹۵۶ء

عقد بالوالدین

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - آپ کو یاد ہوگا - گزشتہ ایک جمعہ کے خطبہ میں میں نے عرض کی تھی کہ مسلمان نے اپنے ذمہ دس ذمہ داریاں لی ہوئی ہیں - ان میں سے چار ذمہ داریوں (عقد باللہ تعالے - عقد بالرسول - عقد بالاسلام - عقد بالقرآن) کی متعلقہ تفصیل کتاب و سنۃ کی روشنی میں عرض کر چکا ہوں - آج بقیہ ذمہ داریوں کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَـقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ - اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو - اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو - اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو - اور نہ انہیں جھڑکو - اور ان سے ادب سے بات کرو - اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو - اور کہو - اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

آداب کا خلاصہ

(۱) ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو (۲) انہیں اُف (اظہار افسوس کا کلمہ) بھی نہ کہو - (۳) انہیں ہرگز نہ ڈانٹو (۴) ان سے ادب سے بات کرو - (۵) ان کے سامنے شفقت سے عاجزانہ طور پر جھکے رہو (۶) اللہ تعالے کی بارگاہ میں ان کے حق میں رحم کی درخواست کرو -

دربار رسالت سے ماں باپ کے آداب

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یا رسول اللہ وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ متفق علیہ

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو رضؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - انسان کا اپنے ماں باپ کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے - انہوں نے عرض کی - یا رسول اللہ - آیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالیاں دے سکتا ہے - آپؐ نے فرمایا - ہاں - ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالیاں دیتا ہے - پھر وہ اس کے باپ کو گالیاں دیتا ہے - اور یہ اس کی ماں کو گالیاں دیتا ہے - پھر وہ اس کی ماں کو گالیاں دیتا ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ اس شخص نے دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دے کر اپنے ماں باپ کو گالیاں دلوائیں - تو گویا کہ اس نے اپنے ماں باپ کو گالیاں دیں۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رضی الرب فی رضا الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد -

(رواہ الترمذی)

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو رضؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - رب کی رضا پر (موقوف) ہے - اور رب کا غصّہ والد کے غصّہ پر ہے -

حاصل

یہ ہے - کہ جس سے والد راضی - اس سے اللہ راضی - اور جس سے والد ناراض اس سے اللہ ناراض - اس کے بعد یہ چیز واضح ہے کہ جس سے اللہ ناراض ہو - اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا

عن ابی امامۃ ان رجلاً قال یا رسول اللہ ماحق الوالدین علی ولدھما قال ھما جنتك ونارك رواہ ابن ماجہ

ترجمہ - ابی امامہ رضؓ سے روایت ہے - ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے آپؐ نے فرمایا - وہ دونوں تیرا بہشت اور دوزخ ہیں -

حاصل

یہ نکلا کہ ماں باپ کی دُعا بہشت میں پہنچا دے گی اور ان کی بد دُعا دوزخ میں ڈلوائے گی -

عن ابن عباس رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح مطیعاً للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان من الجنۃ وان کان واحداً فواحداً ومن اصبح عاصیاً للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان من النار ان کان واحداً فواحداً قال رجل وان ظلماہ قال وان ظلماہ وان ظلماہ وان ظلماہ - روی البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ - ابن عباس رضؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - جس شخص نے صبح کی ایسے حال میں کہ والدین کے حق میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرمانبردار ہے - اس کے لئے بہشت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہونگے - اور اگر (ماں باپ میں سے) فقط ایک ہے تو ایک (دروازہ) کھلا ہُوا ہوگا - اور جس شخص نے والدین کے حق میں اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے صبح کی - تو اُس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوئے ہوں گے - اگر (ماں باپ میں سے) ایک زندہ ہوگا - تو ایک (دروازہ دوزخ کا) کھلا ہُوا ہوگا - ایک شخص نے عرض کی - اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں - آپؐ نے فرمایا - اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم

کریں - اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں - اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں -

عَنْ اَبِی بکرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل الذنوب یغفر اللہ منھا ما شاء الا عقوق الوالدین فانہٗ یعجل لصاحبہ فی الحیٰوۃ قبل الممات)

رواہ البیہقی فی شعب الایمان -

ترجمہ - ابی بکرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سب گناہوں میں سے جو اللہ چاہے - بخش دیتا ہے - مگر والدین کی نافرمانی - پس تحقیق نافرمانی کرنے والے کو دنیا کی زندگی میں موت سے پہلے سزا دے دیتا ہے -

عن ابی الطفیلؓ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقسم لحماً بالجعرانۃ اذا قبلت امرأۃ حتی دنت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبسط لھا رداءہ فجلست علیہ فقلت من ھی فقالوا ھی امہ التی ارضعتہ

رواہ ابوداؤد -

ترجمہ - ابی الطفیلؓ سے روایت ہے - کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا - جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے - ناگہاں ایک عورت آئی - یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئی - پھر آپؐ نے اس کے لئے چادر بچھائی - پھر میں نے کہا - یہ کون ہے - لوگوں نے کہا - یہ آپؐ کی ماں ہے جس نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا -

عبرت

مسلمانوں کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے آپؐ تمام نبیوں کے بھی سرتاج ہیں - اور آپؐ سے بڑھ کر کوئی فرشتہ بھی دربارِ الٰہی میں مقرب نہیں ہے - باں ہمہ ایک بدوی ماں جس نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا - آپؐ نے اس کی یہ عزت افزائی فرمائی کہ اپنی چادر مبارک بچھا کر ماں کو اس پر بٹھایا - اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اپنی ماؤں کا یہ ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے -

عقد بالاخوۃ والاخوات

بھائی اور بہنوں کی ذمہ داری

برادران اسلام - ماں باپ کے بعد نمبر اول - بھائی بہنوں کے حقوق ہیں - ان کے بعد دوسرے رشتہ داروں کے - اور ذوی القربیٰ کے لفظ میں سبھی شامل ہیں - ان کے حقوق کے متعلق فرمانِ الٰہی ملاحظہ ہو -

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ - اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دے دو - اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو -

حاصل

یہ ہے - کہ ان لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرو - کہ اس کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں - اور بے جا خرچ نہ کرو جس طرح دنیادار شادیوں میں باوجود توفیق نہ ہونے کے نام و نمود کے لئے خرچ کرتے ہیں حتیٰ کہ قرض لے کر بھی خرچ کرتے ہیں - اور ایک کھانے کی بجائے کئی کئی کھانے پکاتے ہیں -

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ بے شک اللہ تعالےٰ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے - اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے - تمہیں سمجھاتا ہے - تاکہ تم سمجھو -

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ رشتہ داروں کی خدمت کرنے کا حکم دے رہا ہے - جو شخص اس کی تعمیل کرے گا - وہی عزت پائیگا - ورنہ اللہ تعالےٰ کے غضب میں مبتلا ہوکر دوزخ میں پہنچ جائیگا -

ارشاداتِ نبویہ

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرحم شجنۃ من الرحمن فقال اللہ من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعتہ رواہ البخاری -

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - رحم رحمٰن کی رحمۃ کے آثار میں سے ہے پس اللہ نے فرمایا ہے - جو تمہیں ملائے گا میں اُسے ملاؤں گا - اور جو تمہیں توڑے گا - میں اُسے توڑوں گا -

حاصل

یہ ہے - کہ رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرنے والے پر اللہ تعالےٰ کی رحمت ہوگی - اور جو بدسلوکی کرے گا - وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے محروم ہوگا - ایسے شخص کا ٹھکانا سوائے جہنم کے اور کہاں ہوسکتا ہے - اللّٰھم لا تجعلنا منھم

عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم الرحم معلقۃ بالعرش تقول من وصلنی وصلہ اللہ ومن قطعنی قطعہ اللہ متفق علیہ

ترجمہ - عائشہؓ سے روایت ہے - فرمایا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - رحم عرش کے ساتھ معلق ہے - کہتی ہے - جس نے مجھے ملایا اُسے اللہ ملا دے گا - اور جس نے مجھے توڑا - اُسے اللہ توڑے گا -

عقد بالزوجۃ

وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ الآیۃ سورۃ البقرہ رکوع ۲۹ پارہ ۲

ترجمہ - اور انہیں تکلیف دینے کے لئے نہ روکو - تاکہ تم سختی کرو اور جو ایسا کریگا وہ اپنے اوپر ظلم کریگا -

حاصل

یہ ہے کہ اگر بیوی سے اچھا نباہ ہو سکتا ہے تو اُسے گھر میں رکھو - ورنہ انہیں تکلیف دینے کے لئے اپنے نکاح میں قید کرکے مت رکھو - اگر ایسا کروگے تو اپنے نفس پر ظلم کروگے - جس طرح عام طور پر دنیادار کرتے ہیں - اور بیٹے کا نکاح دوسری جگہ کر لیتے ہیں - اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے - کہ دونوں خاندانوں میں عداوت پیدا ہو جاتی ہے - بلکہ بعض اوقات ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو جاتے ہیں - اس لئے ارشاد ہوتا ہے

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝

سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ - اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو - اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں - تو ممکن ہے کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ ہو - مگر

اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو۔

ارشادات نبویہ

عَنْ عائشۃ رضؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اکمل المؤمنین ایمانًا احسنھم خُلقًا والطفھم باھلہ

(رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومنوں میں سے سب سے زیادہ کامل ایمان والا ان میں سے سب سے بہتر خلق والا ہے اور اپنے بال بچوں سے بہت زیادہ نرمی سے پیش آنے والا ہے۔

وَما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

قیامت کے دن صدقہ دینے والوں کا اعزاز

حضور صَلَّی اللہُ علیہِ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب تک لوگ حساب وکتاب میں مبتلا رہیں گے صدقہ دینے والے اپنے صدقے کے سائے میں ہوں گے۔

(مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ)

صدقہ قبر کے عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ

حضور صَلَّی اللہُ علیہِ وسَلَّم نے ارشاد فرمایا: صدقہ دینے والے قبر کی آگ سے محفوظ ہوں گے۔ صدقہ قبر کی آگ کو بجھاتا ہے۔(طبرانی)

صدقہ اللہ کے غصہ کو مٹاتا ہے

صدقہ اللہ کے غصہ کو مٹاتا ہے اور انسان کو بری موت سے محفوظ رکھتا ہے۔(ترمذی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸- ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ - ۲- نومبر ۱۹۵۶ء

قیامت کا منظر

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام! اسلام کے بنیادی عقائد میں سے قیامت کا عقیدہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان مرنے کے بعد قبر میں دفن کیا جائے گا۔ پھر قبر سے قیامت کے دن زندہ کر کے میدانِ محشر میں لایا جائے گا۔ لہٰذا قبر سے لے کر جنّت یا جہنم کے داخلہ تک کے حالات قرآن مجید کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

۱

قبر میں دفن ہونا

(ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝) سورہ عبس پارہ ۳۰

ترجمہ - پھر اس کو موت دی۔ پھر اس کو قبر میں رکھوایا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے انسان کو مارا۔ پھر قبر میں دفن کروایا۔

۲

قبروں سے اٹھایا جانا

(وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ۝)

سورہ یٰسٓ رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ - اور صور پھونکا جائے گا۔ تو فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔

۳

قبروں سے اُٹھنے میں تعجب کرینگے

(قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝)

سورہ یٰسٓ رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ - کہینگے - ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اُٹھایا - یہی ہے۔ جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا - اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

۴

قیامت کے دن بعض اندھے ہوکر اُٹھینگے

(وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ۝) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ - اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیرے گا - تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اُٹھائینگے - کہے گا - اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا - حالانکہ میں بینا تھا - فرمائے گا - اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں - پھر تو نے انھیں بھلا دیا تھا - اور اسی طرح آج تو بھی بُھلایا گیا ہے۔

۵

بہشت میں جانے والوں کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

(فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۝)

سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا - لو - میرا اعمال نامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا - کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا - سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا - بلند بہشت میں - جس کے میوے جھکے ہونگے۔

۶

دوزخ میں جانے والوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

(وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۝ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۝ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝) سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا، تو کہیگا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا - اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی - میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی اسے پکڑو - پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔

۷

بہشتی اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی کا شکر کریں گے

(وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ - اور وہ (بہشتی) کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے - جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا - اور ہم راہ نہ پاتے - اگر اللہ ہماری راہ نمائی نہ فرماتا - بے شک ہمارے رب کے رسول سچّی بات لائے تھے - اور آواز آئے گی کہ یہ جنّت ہے - تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

۸

دوزخیوں کا اقرار

(اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ

بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ○

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہیں گے - اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی - اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

اللہ تعالےٰ کے احکام سُنانے والے علماء کرام کی توہین کرنے والا گروہ ان کے وعظوں اور نصائح پر مذاق اُڑانے والے لوگ ان الفاظ کو غور سے پڑھیں اور ایسے لوگوں کے دیندار دوستوں کو چاہیئے کہ انہیں یہ سطریں خود جاکر سُنائیں - شاید اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دیدے۔

۹

درخواست کی تردید

دوزخی دوزخ سے نکل کر دوبارہ دُنیا میں آنے کی درخواست کرینگے - اور درخواست میں یہ کہیں گے - کہ اگر دوبارہ دُنیا میں ہمیں بھیج دیا جائے تو یہ گناہ نہیں کریں گے - لیکن دربار الٰہی سے یہ درخواست رد کر دی جائے گی -

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے - اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے - فرمائے گا - اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو - اور مجھ سے نہ بولو -

۱۰

دوزخیوں کی نظر میں دُنیا کی زندگی کی میعاد

(قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِى الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - فرمائے گا - کہ تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے - کہیں گے - ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں - پس آپ گنتی کرنے والوں سے پوچھ لیں - فرمائے گا - تم اس میں بہت نہیں - تھوڑا ہی رہے ہو -

کاش کہ تم سمجھ لیتے -

واقعہ بھی یہی ہے

کہ دُنیا کی تکلیف اگر پانچ منٹ بھی آجائے تو سابقہ آرام کی زندگی خواہ سو سال کی ہو - وہ سب بھول جاتی ہے - اسی طرح دوزخ میں داخل ہونے کے بعد دُنیا کے سب عیش و آرام بھول جائیں گے -

ارشاداتِ نبویہ میں حشر کا نقشہ

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِيْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِيْ اُصَيْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَنْ يَّزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰٓى اَعْقَابِهِمْ مُذْ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(متفق علیہ)

ترجمہ - ابن عباس رض سے روایت ہے - وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپؐ نے فرمایا - قیامت کے دن تمہیں اس حال میں جمع کیا جائے گا - کہ تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن اور بے ختنہ ہوگے - اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی - كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (یعنی جیسا کہ ہم نے ان کو ابتداء پیدائش میں پیدا کیا تھا - پھر ایسا ہی پیدا کریں گے - یہ وعدہ ہم پر لازم ہے - اور ہم ایسا کرنے والے ہیں) اور آپؐ نے فرمایا - قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا - اور میرے دوستوں میں سے بہت سے لوگ ہیں، جنہیں بائیں جانب (یعنی دوزخ کی طرف) لے جایا جائے گا - میں کہوں گا - یہ تو میرے ساتھی ہیں - یہ تو میرے ساتھی ہیں - اللہ تعالےٰ فرمائے گا - جب سے تم ان سے جُدا ہوئے یہ ہمیشہ دین سے برگشتہ اور پھرے رہے - میں وہی کہونگا - جس طرح اللہ تعالےٰ کے نبی (یعنی حضرت عیسےٰؑ) نے کہا تھا - کہ میں ان پر گواہ تھا - جب تک میں ان میں موجود تھا - لیکن جب تو نے ان میں سے مجھے اُٹھا لیا تو تو اُن کا محافظ تھا -

خطرہ

اس حدیث شریف سے یہ خطرہ معلوم ہُوا - کہ آدمی ایمان لانے کے بعد بعض گناہوں کے باعث بے ایمان ہو جاتا ہے - اور دوزخ کا مستحق بن جاتا ہے -

(عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ متفق علیہ

ترجمہ - عائشہ رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا ہے - قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں - ننگے بدن - اور بے ختنہ جمع کیا جائے گا - میں نے عرض کی - یا رسول اللہ - عورتوں اور مردوں سب کو - ان میں سے ایک دوسرے کو دیکھے گا - آپؐ نے فرمایا - اے عائشہ رض معاملہ اس سے زیادہ ہولناک ہوگا - کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں -

یعنی ہر مرد اور عورت اپنی پریشانی اور گھبراہٹ میں اس قدر گھبرایا ہُوا ہوگا - کہ دوسرے کی طرف دیکھنے کی توجہ ہی نہیں ہوگی -

عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِى الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰٓى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (متفق علیہ)

ترجمہ - انس رض سے روایت ہے - ایک شخص نے عرض کی - یا رسول اللہ قیامت کے دن کافر کو مُنہ کے بل کس طرح چلایا جائے گا - آپؐ نے فرمایا - کیا جس نے دُنیا میں اس کو پاؤں کے بل چلایا ہے وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ قیامت کے دن اُسے منہ کے بل چلائے -

حاصل

یہ ہے کہ قیامت کے دن مومن پاؤں کے بل چلے گا - اور کافر کو منہ کے بل چلایا جائے گا - اس طریقہ سے مومن اور کافر کے درمیان فوراً تمیز ہو سکیگی۔ دُنیا میں یہ تمیز نہیں رکھی گئی۔ چونکہ ایمان دل کے اندر ہوتا ہے ہوتا ہے۔ اس لئے آدمی کیسے تمیز کرسکتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں۔ ہاں اللہ تعالےٰ اپنے خاص مقبولین بارگاہ کو یہ بصیرت عطا فرما دے تو ممکن ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

عَنْ اَبِیْ ہریرۃ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاھِیْمُ اَبَاہُ آزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلٰی وَجْہِ آزَرَ قَتَرَۃٌ وَغَبَرَۃٌ فَیَقُوْلُ لَہٗ اِبْرَاھِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَبُوْہُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاھِیْمُ یَارَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَنِیْ اَلَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاھِیْمَ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا ھُوَ بِذِیْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِہٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ رواہ البخاری

ترجمہ - ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا - قیامت کے دن ابراہیم (علیہ السلام) اپنے باپ آزر سے ملیں گے - ایسے حال میں کہ آزر کا چہرہ رنج اور غم سے سیاہ ہوگا - ابراہیم (علیہ السلام) اسے کہیں گے - کیا مَیں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر۔ آزر ابراہیمؑ سے کہے گا - آج مَیں تیری نافرمانی نہیں کروں گا - ابراہیم (علیہ السلام) کہیں گے - اے میرے رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ تو مجھ کو اس روز ذلیل وخوار نہیں کرے گا۔ جس دن لوگ اُٹھائے جائینگے - پس اس سے زیادہ اور کونسی ذلّت ہو سکتی ہے کہ میرا باپ خدا کی رحمت سے دُور رہے - پھر اللہ فرمائے گا - مَیں نے کافروں پر بہشت کو حرام کر دیا ہے - پھر ابراہیم (علیہ السلام) سے کہا جائے گا - اس چیز کو دیکھ - جو تیرے پاؤں کے نیچے ہے - ابراہیم (علیہ السلام) دیکھیں گے - ناگہاں وہ بجّو ہوگا - خون میں لتھڑا ہُوا - آخر اس کے پاؤں پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔

حاصل

اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا۔ کہ کافر کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی شفاعت قبول نہیں ہوگی - شفاعت کی قبولیت کے لئے مُشَفَّعٌ لَہٗ (جس کی شفاعت کی جائے) میں ایمان کا ہونا ضروری ہے -

عَنِ الْمِقْدَادِ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تُدْنَی الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰی تَکُوْنَ مِنْھُمْ کَمِقْدَارِ مِیْلٍ فَیَکُوْنُ النَّاسُ عَلٰی قَدْرِ اَعْمَالِھِمْ فِی الْعَرَقِ فَمِنْھُمْ مَّنْ یَکُوْنُ اِلٰی کَعْبَیْہِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّکُوْنُ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّکُوْنُ اِلٰی حَقْوَیْہِ وَمِنْھُمْ مَنْ یُّلْجِمُھُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ اِلٰی فِیْہِ (رواہ مسلم)

ترجمہ - مقدادؓ سے روایت ہے - کہا - مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے - آپؐ نے فرمایا - قیامت کے دن آفتاب کو مخلوق کے قریب کیا جائیگا - یہاں تک کہ وہ ایک میل کے فاصلہ پر رہ جائے گا - پھر لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں مبتلا ہونگے - بعض لوگ ایسے ہونگے - جن کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا - بعض کے گھٹنوں تک ہوگا - اور بعض کی کمر تک ہوگا - اور بعض کے مُنہ کے اندر تک پہنچ جائے گا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرما کر ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا -

استثناء

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک ارشاد سے معلوم ہوتا ہے - کہ بعض حضرات اس تکلیف سے مستثنیٰ بھی ہونگے - وہ ارشاد ملاحظہ ہو -

(عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّ شَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَ رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ اِمْرَاَۃٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ (متفق علیہ)

ترجمہ - ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سات آدمی ہیں - جنہیں اللہ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دیگا - جس دن اس کی رحمت کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا - انصاف کرنے والا حاکم - وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشو ونما پایا - اور وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ لٹکا ہُوا ہے - جب مسجد سے نکل کر جاتا ہے - یہاں تک کہ مسجد میں لوٹ کر آئے اور وہ دو آدمی جو ایک دوسرے سے اللہ واسطے دوستی رکھتے ہیں - اسی خیال سے ملے تھے - اور یہی خیال لے کر ایک دوسرے سے جُدا ہُوئے - اور جس شخص نے اللہ کو تنہائی میں یاد کیا - پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ گئے - اور ایک وہ شخص جسے کسی ذاتی خوبیوں والی اور خوبصورت عورت نے دعوت دی پھر اس سے کہا - مَیں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جس نے صدقہ دیا - پھر اُسے چھپایا - یہانتک کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلا - جو اسکے داہنے ہاتھ نے خرچ کیا -

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُھَا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَھَا اَنْ تَشْھَدَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَۃٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَھْرِھَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَیَّ کَذَا وَکَذَا یَوْمَ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَھٰذِہٖ اَخْبَارُھَا

رواہ احمد والترمذی -

ترجمہ - ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی - یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا (اس دن زمین اپنی خبریں بتلائیگی) آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو - زمین کے خبریں دینے کا کیا مطلب ہے - انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں - آپؐ نے فرمایا - پس تحقیق زمین کی خبریں دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دے گی - جو اس کی پیٹھ پر کیا ہوگا - یہ کہے گی - کہ مجھ پر یہ یہ کام فلاں فلاں دن کئے تھے - پس یہی اس کا خبر دینا ہے -

دُعا

اَللّٰھُمَّ وفقنا لما تحب وترضا واجعل آخرتنا خیراً من الاولیٰ

آمین یا الٰہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۵- ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ - ۹- نومبر ۱۹۵۶ء

اولیائے کرام اور اُن کی شان

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - مَیں عرض کیا کرتا ہُوں کہ ایک جمعہ کا خطبہ جو کتاب وسُنّت کی روشنی میں دیا جائے - اگر مسلمان دل کے کانوں سے سُنے - اور لوحِ دل پر لکھ کر لے جائے - اور اسے عملی جامہ پہنائے - اور لحد قبر تک نباہے - تو قرآن مجید کی عظمت کی برکت سے مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل پر یقین ہے - کہ اس شخص کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی - قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضری نصیب ہوگی - اسے حوضِ کوثر سے پانی پلایا جائیگا - اور آپؐ کی شفاعت نصیب ہوگی - جہنم سے بچ جائیگا - اور جنّت کا داخلہ نصیب ہوگا - وما ذٰلک علی اللہ بعزیز - آج قرآن مجید اور سُنّت رسولؐ کی روشنی میں عرض کرونگا کہ ولی کسے کہتے ہیں - ولی کی پہچان کیا ہے - اور ولی کا دُنیا میں رہنے سہنے کا کیا طریقہ ہوتا ہے -

ولی کی پہچان

اللہ تعالےٰ اولیائے کرام کی پہچان کے لئے ایک باطنی بصیرت اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتا ہے - جنھوں نے کامل کی صحبت میں رہ کر تزکیہ نفس کرایا ہو - تزکیہ کی برکت سے ان کے اندر ایک استعداد پیدا ہو جاتی ہے - جس سے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس شخص کے قلب میں خوفِ خدا، محبتِ الٰہی، رضاء مولیٰ حاصل کرنے کا ذوق، ماسوائے اللہ سے انقطاع یعنی خلقِ خدا سے بے نیازی - متوجہ الی اللہ رہنے کا اشتیاق پایا جاتا ہے - تزکیہ شدہ انسان فوراً ان چیزوں کو بھانپ جاتا ہے - ورنہ عام آدمی ان چیزوں کو ہرگز نہیں سمجھ سکتے - اسی لئے تو کسی نے کہا ہے - ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

اور اسی لئے مَیں کہا کرتا ہوں - کہ لاہور کے عوام ہر پاگل کو مجذوب خیال کرتے ہیں - حالانکہ ہر پاگل مجذوب نہیں ہوتا - اور ہر مجذوب پاگل نہیں ہوتا -

اور یہ علم غیب نہیں ہے

یہ خیال ہرگز نہ کیا جائے کہ جب بصیرت باطنی ہی سے ولی کو پہچانا جاتا ہے - پھر یہ شخص تو غیب دان ہُوا - یہ خیال غلط ہے - اس کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح ایک حکیم حاذق مریض کی شکل دیکھتے ہی سے فوراً سمجھ جاتا ہے - کہ اس مریض کا جگر خراب ہے یا پھیپھڑا خراب ہے - وہ اپنے فن کی مہارت تامہ کے سبب سے مریض کی مرض کو پہچان لیتا ہے - علمِ غیب تو یہ ہے کہ بلا وسیلہ بلا حیلہ بلا ذریعہ ہر چیز کا علم ہر وقت ہر آن اس کے پیشِ نظر رہے - اور یہ اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے -

مدت مدیدہ

یہ یاد رہے کہ اوّل تو اس قسم کے کامل کا ملنا آج کل کے دَور میں بڑا ہی مشکل ہے - اس لئے کہا کرتا ہوں کہ موتی ملنے ارزاں اور اللہ والے ملنے گراں - اس مقدس گروہ کے افراد نایاب تو نہیں ہیں - مگر اتنے کمیاب ہیں کہ ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے - اور اگر کسی خوش نصیب کو مل جائیں - تو پھر ان سے فیض حاصل کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے - ایسے مقبولینِ بارگاہِ الٰہی کی خدمت میں رہ کر بھی انسان محروم رہ سکتا ہے - جس طرح کسی نے کہا ہے ؎

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

کامل سے فیض اخذ کرنے کے لئے تین شرطیں ضروری ہیں - عقیدہ[1] - ادب[2] - اطاعت[3] - طالب کے قلب سے ان تینوں تاروں کا اتصال (کنکشن) کامل کے قلب سے ہو جائے - پھر فیض حاصل ہوتا ہے اور پھر فیض حاصل کرنے کے لئے ایک مدت مدید چاہیئے - تاکہ طالب بدرجہ کمال پہنچ جائے - پھر وہ بصیرت حاصل ہوتی ہے - جس سے کامل حقیقی ولی اور بہروپئے ولی میں تمیز کر سکتا ہے - وَذٰلِکَ فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اولیائے کرام کی بیشمار قسمیں

اولیائے کرام کی بیشمار قسمیں ہیں - اسی لئے عرض کیا کرتا ہوں - فَوْقَ کُلِّ وَلِیٍّ وَلِیٌّ فَوْقَ کُلِّ وَلِیٍّ وَلِیٌّ وَلَا نِهَايَةَ لِمَرَاتِبِ الْاَوْلِيَاءِ وَلَا يَعْلَمُ تَعْدَادَهَا اِلَّا اللّٰهُ تعالیٰ

دو قسمیں

اولیاء کو مختلف لحاظ سے تقسیم کیا جاسکتا ہے - ایک لحاظ سے ان کی دو قسمیں ہیں - سالک[1] اور مجذوب[2] - سالک وہ حضرات ہوتے ہیں - جنہیں ان کا شیخ کامل آہستہ آہستہ تربیت کر کے زینہ بزینہ چڑھاتا ہے - حتیٰ کہ درجۂ کمال تک جا پہنچاتا ہے - ان حضرات نے چونکہ ترقی کے مدارج درجہ بدرجہ طے کئے ہوئے ہوتے ہیں - اس لئے دوسروں کی تربیت بآسانی کر سکتے ہیں - اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہو تو ان کی صحبت میں کئی حضرات درجہ تکمیل پر پہنچ کر دوسروں کی تربیت کر سکتے ہیں - اولیائے کرام کے سلسلے اسی قسم کے حضرات کی برکت سے چلے آ رہے ہیں - مجذوب کی مثال ایسی ہے - جس طرح ایک سات فٹ کا جوان ایک چھوٹے بچے کو اُٹھاکر درخت کے اس تنے پر بٹھا دیتا ہے جو زمین سے سات فٹ اُونچا ہے - اب وہ اُوپر بیٹھا ہُوا تو ہے - مگر چونکہ خود چڑھنا سیکھ کر نہیں چڑھا - اس لئے نہ خود نیچے اُتر سکتا ہے نہ دوسرے کو درخت پر چڑھنا سکھا سکتا ہے - بعینہٖ اسی طرح مجذوب بسر خود تو کامل ہوتا ہے - مگر دوسرے کی تربیت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود تربیت کی منزلیں طے کئے بغیر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس درجہ پر پہنچا ہُوا ہے -

اندھوں کی اکثریت اور بینا اقلیت ہیں

برادرانِ اسلام - لوگ کہا کرتے ہیں - بینا سارے اندھا کوئی کوئی - یہ گنہگار کہا کرتا

ہے۔ اندھے سارے بینا کوئی کوئی۔ بارگاہ الٰہی میں نابینا کون ہیں۔ ارشاد ہے

(فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝)

سورۃ الحج رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ پس تحقیق واقعہ یہ ہے۔ کہ (ظاہر کی) آنکھیں تو اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ دل کے اندھوں کو اندھا کہتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ وہ کامل حضرات جنہیں تزکیہ کی برکت سے باطن کی بصیرت حاصل ہے۔ وہ تو ایک منٹ سے بھی پہلے اندازہ لگا لیتے ہیں۔ کہ یہ شخص کھرا ہے۔ یا کھوٹا۔ اصلی ہے یا نقلی۔ اور عام آدمی باطن کے اندھے ہونے کے باعث کھرے کی بجائے کھوٹے۔ اصلی کی بجائے نقلی کو بھی بعض اوقات اپنا ہادی اور نجات دہندہ مان لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ شخص گمراہ کنندہ اور ہلاک کنندہ ہوتا ہے۔ میرے مغربی پاکستان میں مذہبی تفریق کا ایک یہ بھی بڑا سبب ہے کہ عوام بیچارے دھوکے میں آجاتے ہیں۔

ہر مسلمان ولی اللہ ہونے کا مدعی ہے

برادرانِ اسلام۔ ولی کی معنی دوست ہے۔ اور ولی کے خلاف عربی میں عَدُوٌّ کا لفظ ہے۔ جس کی معنی دشمن ہے۔ کیا کوئی شخص منہ سے کہہ سکتا ہے کہ میں خدا کا دشمن ہوں ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر مسلمان ولی اللہ ہونے کا مدعی ہے۔ ولی کا لفظ مفرد ہے اور اس کی جمع اولیاء ہے تو گویا کہ سب مسلمان اولیاء اللہ ہونے کے مدعی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اپنی عقل کے مطابق تعلق رکھو

میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ جس عقل سے دنیا میں کام کرتے ہو۔ اسی عقل سے خدا تعالےٰ سے تعلق درست رکھو۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ عذابِ الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ مثلاً آپ سمجھ چکے ہیں۔ کہ ولی کی معنی دوست ہے۔ کیا کبھی کوئی دوست جان بوجھ کر ایسا کام کرتا ہے جس سے اس کا دوست ناراض ہو جائے اور اگر کسی کی دوستی کا دعویٰ کر کے پھر کام ایسے کرے جس سے دوست ناراض ہو جائے اور اس کی ناراضگی کی یہ شخص پروا نہ کرے تو کیا وہ دوست اس شخص کو اپنا دوست سمجھے گا۔ وہ یہی کہے گا کہ زبان سے میری دوستی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور در اصل میرا مخالف اور میرا دشمن ہے۔

اکثر مسلمان اللہ تعالےٰ کے مخالف ہیں

میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ ہر مسلمان ولی اللہ (اللہ کا دوست) ہونے کا دعویدار ہے۔ مگر ان کے اعمال کو دیکھا جائے تو اکثر اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کو اولیاء اللہ کے نام سے تعبیر کرنا سراسر جھوٹ ہے۔

سوال	جواب
۱۔ مسلمان اکثر نمازی ہیں یا بے نماز	۱۔ بے نماز۔
۲۔ اکثر رمضان شریف میں روزہ رکھتے ہیں یا نہیں	۲۔ نہیں۔
۳۔ جن پر زکوٰۃ فرض ہے اکثر ادا کرتے ہیں یا نہیں۔	۳۔ نہیں۔
۴۔ کیا اکثر مسلمان قرآن مجید ناظرہ پڑھ سکتے ہیں۔	۴۔ نہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ سارے کے سارے مسلمان ولی اللہ ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثریت عمل کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی مخالف ہے۔ اور دن اور رات میں ایسے اعمال کرتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کے آثار نظر آتے ہیں۔

اصلی۔ کھرے اور سچّے ولی کی ظاہری شان

اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے اصلی کھرے اور سچّے ولی وہ لوگ ہونگے جن کی صورت۔ سیرت۔ اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ سونا۔ جاگنا۔ شادی۔ غمی۔ ظاہر باطن چلنا۔ پھرنا۔ غرضیکہ زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق بسر ہوتا نظر آئے۔ اور ان کی زندگی کا نظام الاوقات (پروگرام) علمی طور پر قرآن مجید سے لیا ہوا ہو اور عملی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے نظر آئیں۔

دونوں پیشِ نظر کیوں

(اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلاً ما تذکرون)

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اس چیز کی تابعداری کرو۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور اس کے سوا اور دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

عام آدمیوں کی نظر میں ولی

وہ شخص ہوسکتا ہے جس کی زندگی کا ہر عمل قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق ہو۔ جس کی تفصیل پہلے صورت۔ سیرت۔ اٹھنا۔ بیٹھنا میں ذکر کر چکا ہوں۔

ولی کی باطنی شان

صاحب بصیرت کامل اس شخص پر ولی کا لفظ استعمال کرے گا۔ جبکہ اس کے باطن کے اندر وہ چیزیں پائے گا۔ جن کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ مثلاً خوفِ خدا۔ محبّت الٰہی۔ رضاء مولیٰ حاصل کرنے کا ذوق علیٰ ہذالقیاس اور اس قسم کی چیزیں جن کا تعلق وجدانیات سے ہے۔

کتاب و سنت کا عملاً مخالف ولی نہیں ہوسکتا

اگر کوئی شخص آسمان پر اڑتا ہوا نظر آئے۔ اور لاکھوں مریدوں کا مقتدا کہلائے۔ اور قبلہ عالم کا لقب پائے۔ اگر اس کا طریقہ کتاب و سُنّت کے مخالف ہے۔ تو وہ ولی اللہ (خدا کا دوست) کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ایسے بہروپیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کو بچائے۔ اور جو اس کے مخلص اور سچّے بندے ہیں۔ ان کا دامنگیر بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

آپ نے فرمایا - پھر گیا - پھر اس بہشت کو دیکھا - پھر آیا - پھر عرض کی - اے میرے رب اور تیری عزّت کی قسم ہے البتّہ تحقیق مجھے اس کا ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہوگا۔

آپ نے فرمایا - پھر جب اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا - فرمایا - اے جبرئیل جا - پھر دوزخ کو دیکھ آ - آپ نے فرمایا - پھر گیا - پھر اسے دیکھا - پھر آیا - پھر عرض کی - اے میرے رب اور تیری عزّت کی قسم ہے - اس کو کوئی بھی نہیں سُنے گا - پھر اس میں داخل بھی ہو - پھر اللہ نے اسے خواہشاتِ نفسانی کا گھیرا دیدیا - پھر فرمایا - اے جبرئیل جا - پھر دوزخ کو دیکھ آ - آپ نے فرمایا - پھر گیا - پھر دوزخ کو دیکھ آیا - پھر عرض کی - اے میرے رب اور تیری عزّت کی قسم ہے البتہ تحقیق مَیں ڈر گیا ہوں کہ کوئی بھی باقی نہیں رہے گا مگر اسی میں داخل ہوگا۔

حاصل

یہ ہے کہ عام طور پر لوگ ناپسندیدہ طبع چیزوں کو عمل میں نہیں لائیں گے - مثلاً سردی اور گرمی میں باقاعدہ پانچ وقت نماز بجماعت مسجد میں ادا کرنا - روزہ رکھنا بالخصوص گرمی کی شدت کے موسم میں، اپنے مال کی زکوٰۃ پائی پائی گن کر دینا - سفر کر کے اور اپنی گرہ سے خرچ کر کے بیت اللہ الحرام کی زیارت کے لئے جانا - زنا سے بچنا وغیرہ وغیرہ - نہ ان ناپسندیدہ طبع چیزوں کو عمل میں لائیں گے اور نہ بہشت میں داخل ہو سکیں گے - بخلاف اس کے خواہشاتِ نفسانی بڑے شوق سے پوری کریں گے - اور دوزخ میں جائیں گے - مثلاً اگر تجارت پیشہ ہیں - تو کچھ گاہک سے نرخ چُکانے میں نفع لینگے - اور کچھ کم تولنے ناپنے میں دوسرے کا مال ناحق کھا جائیں گے - اگر ملازمت پیشہ ہیں - تو تنخواہ الگ وصول کریں گے - اور اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں لوگوں سے الگ معاوضہ لینگے - جسے رشوت کہا جاتا ہے - یا مثلاً بعض خبیث الطبع لوگوں کا برسوں کا کمایا ہُوا مال نقب زنی کر کے لے آئیں گے - مالک ان کی جان کو روتا رہے گا - اور یہ حرام کے مال سے عیش و عشرت کریں گے - اس قسم کے کام کرنے والے غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر دوزخ میں داخل ہو جائینگے - اللّٰھم لاتجعلنا منھم

اس قسم کے ظالم اللہ تعالےٰ کے باغیوں کے سامنے شیطان کا لیکچر

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے سچّا وعدہ کیا تھا - اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا - پھر مَیں نے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہیں تھا - کہ مَیں نے تمہیں بُلایا - پھر تم نے میری بات کو مان لیا - پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو - نہ مَیں تمہارا فریاد رس ہوں - اور نہ تم میرے فریاد رس ہو - مَیں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں - کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے - بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

خواہشات نفسانی کا جال

شیطان انسان کو خواہشات نفسانی کے جال میں پھنسا کر دوزخ میں جانے والی لائن پر چلا دیتا ہے - انسان میں بڑی بڑی تین قسم کی خواہشات ہیں - کھانا پینا، پہننا عورت مرد کے جنسی تعلقات - انسان کی ان تینوں خواہشات کو جائز طریقہ پر پُورا کرنے کی اسلام خود اجازت دیتا ہے -

زینت کی چیزیں اور پاکیزہ رزق دراصل فقط مومنوں کے لئے ہے

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ سورہ الاعراف رکوع ۳ پارہ ۸

ترجمہ - کہدو - اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اُس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے - اور کس نے کھانے کی سُتھری چیزیں حرام کیں - کہدو - دُنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہی ہیں - قیامت کے دن خالص انہیں کے لئے ہو جائیں گی - اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں ان کے لئے جو سمجھتے ہیں -

حاصل

یہ نکلا - کہ زیب و زینت کی ہوں - یا خوراک و پوشاک کی ہوں - اللہ تعالےٰ نے یہ سب چیزیں در اصل اپنے وفادار ایماندار بندوں کے لئے پیدا کی ہیں - البتہ اللہ تعالےٰ کے باغی (مشرک اور کافر) ان کے صدقے میں ان چیزوں سے فائدہ اُٹھا لیتے ہیں - اور قیامت کے دن تو سب نعمتیں اللہ تعالےٰ کے تابعدار - وفا شعاروں کے لئے مخصوص کر دی جائیں گی -

شہادت

وَنَادٰٓي اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاۗءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَاۗءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ سورہ الاعراف رکوع ۶ پارہ ۸

ترجمہ - اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے - کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہا دو - یا کچھ اس چیز میں سے دو - جو تمہیں اللہ نے رزق دیا ہے - کہینگے - بیشک اللہ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کیا ہے - جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا اور انہیں دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے - سو آج ہم انہیں بھلا دینگے - جس طرح اُنہوں نے اس دن کی ملاقات کو بُھلا دیا تھا - اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے - اللّٰھم لاتجعلنا منھم

حاصل

یہ نکلا - کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ

کے باغیوں پر سب نعمتیں حرام کر دی جائیںگی یہاں تک کہ پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں دیا جائے گا۔

عورتوں سے جائز طریقہ سے تعلقات رکھنے میں کوئی ممانعت نہیں

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ سورہ الروم رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لئے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان کے پاس چین سے رہو۔ اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔ جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے انسان کے کھانے پینے کے لئے خود ہی اشیاء پیدا کر دی ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی پیدا کر دیں تاکہ آپس میں مل جل کر زندگی خوشگوار طریقہ سے بسر ہو۔

شیطان صحیح راستہ سے ہٹانا چاہتا ہے

آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انسان کی تمام خواہشات کو صحیح طریقہ سے انجام دینے میں کوئی ممانعت نہیں فرماتا۔ خواہ وہ خورد و نوش اور زیب و زینت کے متعلق ہوں۔ یا میاں بیوی کے تعلقات کے متعلق ہوں۔ مگر شیطان انسان کو صحیح راستہ سے ہٹانا چاہتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے (وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝) سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور جا ڈالے۔ مثلاً شرک اور کفر میں مبتلا کر دے یا مثلاً کھانے پینے میں چوری کر کے کھائے۔ یا ڈاکہ زنی کر کے کھائے۔ یا گاہک سے بھاؤ اچھی چیز کا طے کر کے ردّی چیز اس کو دے۔ یا اپنی بیوی کے علاوہ دوسری عورت سے ناجائز تعلق رکھے یا باوجود حکومت یا کسی ادارہ سے تنخواہ پانے کے لوگوں سے رشوت لے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایسے نافرمانوں سے اللہ تعالےٰ واقعی ناراض ہوگا۔ اور انہیں شرک و کفر یا حق تلفیوں اور حرام خوریوں کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اور انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وفادار اور غدار سے سلوک میں ضرور امتیاز ہونا چاہیے۔

انہیں غدّاروں کے سامنے شیطان کی تقریر

شیطان کی میدان محشر میں جس تقریر کا حوالہ اُوپر قرآن مجید سے دیا گیا ہے وہ انہیں غدّاروں کے سامنے ہوگی۔

وما علینا الّا البلاغ

وہ اعمال جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے

مرنے کے بعد بھی سات باتوں کا ثواب جاری رہتا ہے حالانکہ بندہ قبر میں ہوتا ہے لیکن ثواب ملتا رہتا ہے: (۱) علم دین سکھانا۔ (۲) پانی کی نہر جاری کرنا۔ (۳) کنواں کھدوانا۔ (۴) درخت لگانا۔ (۵) مسجد بنانا۔ (۶) قرآن شریف تلاوت کے لیے چھوڑ جانا۔ (۷) نیک لڑکا جو باپ کے مرنے کے بعد باپ کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ (بزار، ابونعیم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۹- ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ - ۲۳- نومبر ۱۹۵۶ء

اِنسان کا بہترین راہنما فقط قرآن مجید ہے

اسکی تائید میں غیر مسلموں کی شہادتیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

مخالفین قرآن مجید کو چیلنج

(قُلۡ هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ مَّنۡ يَّهۡدِيۡۤ اِلَى الۡحَقِّ ؕ) سورہ یونس رکوع ۴ پارہ ۱۱

ترجمہ - کہدو - آیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے - جو صحیح راہ بتلائے -

چونکہ اللہ تعالٰے عالم الغیب والشہادۃ ہے - اسے معلوم ہے کہ سوائے میری ذات اقدس کے دنیا میں اور کوئی نہیں ہے جو میرے بندوں کی ہر معاملہ میں راہنمائی کر سکے - اسی علم کی بناء پر اس نے مخالفین قرآن مجید کو چیلنج دیا ہے کہ اگر کوئی اس فرض کا انجام دینے والا تمہاری نظر میں ہے تو بتلاؤ - اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی کو ہمت نہیں ہوئی - اور نہ کسی نے کسی کا نام پیش کیا -

چیلنج کو اور زوردار کر دیا

(وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ ۖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ○)

سورہ بقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ - اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہو - جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورۃ اس جیسی لے آؤ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمایتی ہوں بلالو - اگر تم سچے ہو -

چیلنج میں کتنا زور

آگیا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالٰے کے ہاں سے سارا قرآن مجید لائے ہیں - تم اپنے تمام حمایتیوں کو جمع کر کے اس قرآن مجید کے محاسن - فضائل - برکات - فصیح و بلیغ اور جادو اثر جیسی ایک سورۃ ہی بنا کر لا کر دکھاؤ - اتنے بڑے زبردست چیلنج کے باوجود کسی کو ہمت نہ ہوئی - کہ اس کو قبول کرے -

قرآن مجید میں جادو کا سا اثر ہے

کافر تسلیم کرتے تھے کہ قرآن مجید میں جادو کا سا اثر ہے - (اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَهُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيۡنٌ ○) سورہ یونس رکوع ۱ پارہ ۱۱

ترجمہ - کیا اس بات سے لوگوں کو تعجب ہوا - کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی - کہ سب آدمیوں کو ڈرائے - اور جو ایمان لائیں - انہیں یہ خوشخبری سنائے - کہ انہیں اپنے رب کے ہاں پہنچ کر پورا مرتبہ ملے گا - کافر کہتے ہیں کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے جادوگر کہتے ہیں - کہ قرآن مجید کو وہ جادو سمجھتے ہیں - کیونکہ قرآن مجید سننے سے ان پر اتنا فوری اثر ہوتا ہے جس طرح جادو کا ہوتا ہے -

کافر قرآن مجید کو اسی لئے سننا نہیں چاہتے

(وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِيۡهِ لَعَلَّكُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ ○)

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ - اور کافروں نے کہا - کہ تم اس قرآن کو نہ سنو - اور اس میں غل مچاؤ تاکہ تم غالب ہو جاؤ -

کافر اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے قرآن مجید کو خاموشی سے سنا - تو ہم پر فوراً یہ اثر ہوگا کہ ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے -

فقط اللہ تعالٰی ہی صحیح راہنمائی کرسکتا ہے

(قُلِ اللّٰهُ يَهۡدِىۡ لِلۡحَقِّ ؕ اَفَمَنۡ يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَقِّ اَحَقُّ اَنۡ يُّتَّبَعَ اَمَّنۡ لَّا يَهِدِّىۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ يُّهۡدٰى ۚ فَمَا لَـكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ○ وَمَا يَتَّبِعُ اَكۡثَرُهُمۡ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ الۡحَـقِّ شَيۡـئًـا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ ○) سورہ یونس رکوع ۴ پارہ ۱۱

ترجمہ - کہدو - اللہ ہی صحیح راستہ بتلاتا ہے - تو اب جو صحیح راستہ بتلائے - اس کی بات ماننی چاہیئے - یا اس کی جو خود راہ نہ پائے - مگر جب کوئی اور اسے راہ بتلائے - سو تمہیں کیا ہو گیا - کیا انصاف کرتے ہو - اور وہ اکثر اٹکل پر چلتے ہیں - بیشک حق بات کے سمجھنے میں اٹکل ذرا بھی کام نہیں دیتی - بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں -

حاصل

اللہ تعالٰے ہی صحیح راستہ کی راہنمائی کرسکتا ہے - کیا پھر تمام ماسوی اللہ کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالٰی کی رہنمائی اختیار کرنا ضروری نہیں ہے - کیا ماسوی اللہ کی راہنمائی کو قبول کرنا انصاف کے خلاف نہیں ہے - جس لائن پر تم جا رہے ہو - وہ محض خیالی ڈھکوسلے ہیں - کیا خیالی ڈھکوسلے حق سے بے نیاز کرسکتے ہیں - اے حق کی مخالفت کرنے والو - یہ نہ خیال کرو کہ اللہ تعالٰے تمہاری بے راہ روی سے بے خبر ہے - وہ سب کچھ جانتا ہے مگر بقول شخصے مصرعہ

دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اللہ تعالٰی کے ارشادات میں انتہائی سچائی اور انصاف پایا جاتا ہے

(وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدۡقًا وَّعَدۡلًا ؕ

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

ترجمہ - اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں - اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا - اور وہ سننے والا جاننے والا ہے -

اے مسلمان اگر تیرے دل میں ایمان ہے

تو ایمان سے سچ کہو - کیا تیرے لئے کوئی گنجائش ہے کہ تو قرآن مجید کے پیش کردہ حیات انسانی کے دستور العمل کو چھوڑ کر کوئی اور دستور اختیار کرے - اور اگر تُو نے کوئی اور دستور اپنا معمول بہ بنایا - تو کیا پھر اللہ تعالےٰ تمہیں اپنا باغی تصوّر نہیں کریگا - کیونکہ کسی بھی بادشاہ سے غدّاری یا وفاداری کا معیار ہی یہی ہے - کہ اس کے ملک میں جو شاہی قانون نافذ ہے - اس کی وفاداری سے آدمی بادشاہ کا وفادار سمجھا جاتا ہے - اور قانون کے نہ ماننے والے کو غدار قرار دیا جاتا ہے -

قرآن مجید کے باغیوں کی سزا

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ○

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - اور جن کا پلہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا تو وہی لوگ یہ ہوں گے - جنہوں نے اپنا نقصان کیا - ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہونگے - ان کے مونہوں کو آگ جُھلس دے گی - اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے - کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی - اور ہم لوگ گمراہ تھے - اے رب ہمارے ہمیں اس سے (دوزخ سے) نکال دے -

حاصل

یہ ہے - کہ قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے قیامت کے دن تسلیم کریں گے کہ ہم گمراہ تھے اور یہ ہماری بدبختی تھی کہ ہم نے قرآن مجید پہ عمل نہ کیا -

دوزخ سے نکلنے کی درخواست اور اس کی نامنظوری

(رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○

سورہ المؤمنون ع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے - اگر پھر کریں - تو بیشک ظالم ہوں گے - فرمائے گا - اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو - اور مجھ سے نہ بولو -

دوزخ سے بچنے کی فقط ایک تدبیر

(وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ - اور وہ (بہشتی) کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا - اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہماری راہ نمائی نہ فرماتا - بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے - اور آواز آئے گی - کہ یہ جنّت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہوگئے ہو -

حاصل

تمام اُمّتوں کے نجات پانے والے یہ اقرار کریں گے کہ ہمارے رب کے رسولوں نے اللہ تعالےٰ سے جو دستور العمل زندگی کا لے کر ہمیں دیا تھا - وہ بالکل ٹھیک تھا اسی کی راہنمائی سے ہم جنّت میں پہنچے ہیں - اسی لئے ہم اللہ تعالےٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ہمیں یہاں پہنچنے کی راہ نمائی فرمائی تھی - ادھر یہ حضرات اپنے دلی احساس کا اظہار فرما رہے تھے تو ادھر سے آواز آئی - کہ تمہارے انہیں نیک اعمال کی برکت سے یہ جنّت نصیب ہوئی ہے -

مسلمان بھی اسی زمرے میں آتے ہیں

رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والے مومن قرآن مجید پہ عمل کرنے والے اسی زمرے میں شامل ہونگے - اقرار کریں گے کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے بذریعہ قرآن مجید جو ہماری راہنمائی فرمائی تھی - اسی کی برکت سے ہم بہشت کے وارث بنائے گئے ہیں - اللّٰھم اجعلنا منھم

قرآن مجید کے اتباع کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

(عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى خَمْسَةِ اَوْجُهٍ حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَمُحْكَمٍ وَمُتَشَابِهٍ وَاَمْثَالٍ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوْا بِالْمُحْكَمِ وَاٰمِنُوْا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ) هٰذا لفظ المصابیح

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - قرآن مجید پانچ چیزوں پر شامل ہوکر نازل ہُوا ہے - حلال اور حرام اور محکم اور متشابہ اور مثالیں - پس حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام کر دو - اور محکم پہ عمل کرو - اور متشابہ پر ایمان لاؤ - اور مثالوں سے عبرت حاصل کرو -

حاصل

یہ نکلا کہ ساری زندگی قرآن مجید کے احکام کے سانچے میں ڈھال لو -

عربی ضرب المثل = اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

ترجمہ - کمال یہ ہے کہ دشمن بھی اس کی تصدیق کرے -

قرآن مجید کے متعلق غیر مسلموں کی رائیں

۱

جیسی عالی عبارتیں قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں - اس سے اعلیٰ دُنیا میں کہیں بھی نہیں مل سکتیں "

گاڈ فری ہیگڈن

۲

" قرآن کی عام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایا پلٹ دی - اور تیرہ و تار دُنیا میں تہذیب و انصاف کی روشنی پھیلائی - "

فیروز شاہ ایم - اے (مذہب کی روشنی)

۳

" قرآن عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے بہترین راہبر ہے - اس میں تہذیب و شائستگی ہے - تمدّن ہے - معاشرت ہے - اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے - اگر صرف یہ کتاب ہی دُنیا کے سامنے ہوتی - اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا - یہ عالم انسانی کی راہ نمائی کے لئے کافی تھی - "

کاؤنٹ ٹالسٹائی (دی لائٹ آف ریلیجن)

٤۔

"اکثر کہا جاتا ہے۔ کہ قرآن محمدؐ کی تصنیف ہے۔ اور اس میں جو کچھ ہے۔ وہ سب تورات اور انجیل سے لیا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میرا ایمان ہے کہ قرآن پاک ایک الہامی کتاب ہے"

ڈاکٹر جی۔ ڈبلیو۔ لیسنر ریلیجس سیریز آف دی ورلڈ

٥۔

"قرآن کی تعلیمات میں ایک حد درجہ متعصب انسان بھی کوئی ایسا عیب نہیں بتا سکتا۔ جو تہذیب انسانی کے معیار سے گرا ہوا ہو۔

پنڈت شانتا رام بی۔اے محمدؐ صاحب کا جیون چرتر

٦۔

"اگر قرآن دُنیا کے سامنے پیش نہ کیا جاتا تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے اور دُنیا کے باشندے برائے نام ہی انسان رہ جاتے۔

اسٹینلی لین پول گائیڈلنس آف ہولی قرآن

٧۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ قرآن کا ہر فقرہ آج تک اسی حالت میں ہے جیسا کہ محمدؐ کے زمانہ میں تھا۔

سر ولیم میور لائف آف محمدؐ

٨۔

"قرآن سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملاً نیکی کی طرف راغب کرنے اور برائیوں سے بچانے کے لئے راہنمائی نہیں کر سکتا"

جان ڈیوی پارٹ (دی گریٹ ٹیچر)

٩۔

"ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ و ہم نوا بنانے میں آج تک جتنی کوششیں کی ہیں سب کچھ پہلے ہی قرآن میں موجود ہیں۔"

الکس لازدان لائف آف محمدؐ

نمبر١٠

"دنیا میں قرآن کے علاوہ اور کوئی کتاب نہیں۔ جو بارہ سو برس سے صحیح المتن رہی ہو"

ولیم جیوراج

١١۔

"قرآن خدا کی وحدانیت پر ناقابلِ تردید شہادت ہے۔"

ایڈورڈ گبن تاریخ زوالِ روم

نوٹ۔ یہ حوالہ جات روزنامہ الجمعیۃ دہلی ١٦ اپریل ١٩٥٤ء صاوہ سے لئے گئے ہیں۔

دیندار مسلمانوں سے ضروری اپیل

اس وقت مسلمانوں میں چار طبقے ہیں پہلا بالکل جاہل کتاب و سنۃ کے علم سے نا آشنا۔ دوسرا کتاب و سنۃ سے روشناس۔ تیسرا جدید تعلیم یافتہ طبقہ۔ جو مذہب سے محبت اور کتاب و سنۃ سے عقیدت رکھتا ہے۔ چوتھا وہ تعلیم جدید سے تعلیم یافتہ طبقہ جسے نہ مذہب اسلام سے محبت اور نہ کتاب و سنۃ سے عقیدت ہی ہے۔ اسی طبقہ کے بعض افراد کے مُنّہ سے پاکستان بننے کے بعد یہ الفاظ سُنے گئے ہیں۔ "ہم پاکستان میں مُلّا ازم قائم نہیں ہونے دینگے۔" یعنی پاکستان میں اسلام کو پنپنے نہیں دینگے۔ بلکہ اسلامی تعلیم کے حاملین علماء کرام کو یہ طبقہ بے ایمان کے نام سے لاہور میں پکارتا ہے۔ کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں اور ان کا اپنا طریق کار یہ ہے کہ فرنگی جو اسلام کا بدترین دشمن ہے۔ اس کی طرف سے جو بات آئے، بلا چون و چرا اس کی تابعداری کرتے ہیں۔ تمدن پسند ہے تو فرنگی کا۔ صورت پسند ہے تو فرنگی کی۔ معاشرت پسند ہے۔ تو فرنگی کی۔ تہذیب پسند ہے تو فرنگی کی۔ تعلیم پسند ہے۔ تو فرنگی کی۔ غرضیکہ فرنگی کی ہر بات پسند ہے

برادرانِ اسلام۔ مُلّا یہی تو کہتا ہے کہ قرآن مجید پڑھو۔ اور اس پر اس طریقہ سے عمل کرو۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ مسلمانوں کے دیندار طبقہ سے اپیل کرتا ہوں کہ چوتھے طبقہ کے مسلمانوں کو جن کی تصویر ابھی دکھا چکا ہوں۔ غیر مسلموں کی رائیں جو قرآن مجید کے متعلق ہیں۔ ضرور سُنائیں۔ شاید انہیں ہدایت ہو جائے۔ قرآن مجید پر ایمان نصیب ہو۔ اس کے بعد اس کے پڑھنے اور عمل کرنے کی طرف متوجہ ہو جائیں اس کے بعد ان کی دُنیا سنور جائے۔ اور قیامت کے دن بھی دوزخ سے بچ جائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

طائروں پر سحر ہے صیّاد کے اقبال کا
اپنی منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا

اے مسلمان۔ دُنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں۔ اور ہر ایک پیغمبر نے انسانوں کی اصلاح کا خدائی قانون پیش کیا ہے۔ مگر آج سطح زمین پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی ضابطۂ حیات انسانی موجود نہیں ہے جو رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے مسلمان کو ملا ہے۔ تمہیں تو اس بات کا فخر ہونا چاہیئے۔ کہ مَیں خدائی قانون کا علمبردار ہوں۔ اگر دُنیا میں بسنے والوں کو خدائی ضابطۂ حیات انسانی معلوم کرنا ہے۔ تو میرے دروازہ پر آئیں۔ میرے سامنے زانوئے ادب تہ کریں۔ مجھ سے تعلیم حاصل کر کے صحیح معنی میں انسان بنیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا۔ جو عرض کر رہا ہوں۔ مگر اے تعلیم یافتہ بے دین نوجوان تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ تم سے کون کون ناراض ہے۔ اللہ تعالےٰ ناراض۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض۔ مسلمانوں کے عوام ناراض۔ حاملینِ دین علماء کرام ناراض۔ مذہب پسند دیندار تعلیم یافتہ طبقہ ناراض۔ اتنی ہستیاں ناراض ہاں فرنگی جو اسلام کا بدترین دشمن ہے۔ وہ تم سے ضرور راضی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اسلام دشمنی کا جو کام مجھے کرنا چاہیئے تھا وہ یہ اسلام کا نام لیوا مسلمان کر رہا ہے۔

دُعا

اے اللہ۔ یہ بے دین نوجوان طبقہ میرا لختِ جگر ہے۔ مسلمان ماں کا جنا ہُوا ہے مسلمان باپ کے گھر کی پیداوار ہے۔ ناتجربہ کاری کے باعث فرنگی کے جال میں پھنس گیا ہے۔ اے اللہ اسے اس جال سے نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دروازہ پر لا۔ اپنے دین کا شیدائی بنا سچّا مسلمان بنا۔ اس کا خاتمہ ایمان کامل پر فرما۔ اسے بہشت کا مستحق بنا کر دُنیا سے اُٹھا۔ آمین یا الہٰ العالمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۶۔ ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ ۳۰۔ نومبر ۱۹۵۶ء

قیامت کے دن دربارِ الٰہی میں غدّاروں اور وفاداروں کی پیشی کا نقشہ

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام۔ مسلمان کے ایمان کا یہ جزء ہے۔ کہ ہم نے قیامت کے دن قبروں سے اُٹھ کر دربار الٰہی میں پیش ہونا ہے جو شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ یہ قاعدہ مسلم ہے۔ کہ ہر بادشاہ کے ملک میں دو قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک قسم وفاداروں کی۔ اور دوسری غدّاروں کی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں بھی دو قسم کے آدمی رہتے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کے وفادار۔ اور دوسرے غدّار۔ اور جس طرح ہر بادشاہ وفاداروں کے ساتھ اور طرح کا سلوک کرتا ہے۔ اور غدّاروں کے ساتھ اور طرح کا۔ اسی طرح شہنشاہِ حقیقی عز اسمہ و جل مجدہ کا سلوک بھی اپنے وفاداروں اور غدّاروں سے علیحدہ علیحدہ ہے۔ کتاب و سنت سے دونوں کے سلوک کا نمونہ علیحدہ علیحدہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

قیامت کے غدّاروں سے سلوک

قرآن مجید

۱

(وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ بِشِمَالِہٖ ۬ۙ فَیَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اُوۡتَ کِتٰبِیَہۡ ﴿ۚ﴾ وَ لَمۡ اَدۡرِ مَا حِسَابِیَہۡ ﴿ۚ﴾ یٰلَیۡتَہَا کَانَتِ الۡقَاضِیَۃَ ﴿ۚ﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنِّیۡ مَالِیَہۡ ﴿ۚ﴾ ہَلَکَ عَنِّیۡ سُلۡطٰنِیَہۡ ﴿ۚ﴾ خُذُوۡہُ فَغُلُّوۡہُ ﴿ۙ﴾ ثُمَّ الۡجَحِیۡمَ صَلُّوۡہُ ﴿ۙ﴾ ثُمَّ فِیۡ سِلۡسِلَۃٍ ذَرۡعُہَا سَبۡعُوۡنَ ذِرَاعًا فَاسۡلُکُوۡہُ ﴿ؕ﴾ سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور جس کو اس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ملا۔ وہ کہے گا۔ کیا اچھا ہوتا کہ مجھے میرا نامہ اعمال نہ ملتا۔ اور مجھے خبر نہ ہوتی۔ کہ میرا حساب کیا ہے۔ کسی طرح وہ موت ختم کر جاتی۔ مجھ کو میرا مال کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت برباد ہوگئی اس کو پکڑو۔ پھر طوق ڈالو۔ پھر آگ کے ڈھیر میں اسے ڈالو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے۔ اس کو جکڑ دو۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملک میں رہنے والے غدّاروں کے ساتھ قیامت کے دن میدانِ محشر میں یہ سلوک ہوگا۔

اس سلوک کا سبب کیا ہے

۲

(اِنَّہٗ کَانَ لَا یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ ﴿ۙ﴾ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ ﴿ؕ﴾ فَلَیۡسَ لَہُ الۡیَوۡمَ ہٰہُنَا حَمِیۡمٌ ﴿ۙ﴾ وَّ لَا طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ غِسۡلِیۡنٍ ﴿ۙ﴾ لَّا یَاۡکُلُہٗۤ اِلَّا الۡخَاطِـُٔوۡنَ ﴿﴾

سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ وہ اللہ پر یقین نہیں لاتا تھا۔ جو سب سے بڑا ہے۔ اور مسکین کے کھانے پر رغبت نہیں دلاتا تھا۔ سو آج اس کا کوئی دوستدار نہیں ہے۔ اور نہ کچھ ملے کھانا۔ مگر زخموں کا دھوون۔ اس کو سوائے گنہگار کے کوئی نہ کھائے۔

حاصل یہ ہے۔ ان بے دینوں کو اس لئے دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے۔ کہ نہ انہوں نے خالق کو راضی رکھا۔ نہ مخلوق کو۔ اب ان کے لئے نہ یہاں کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ہے۔ اللھم لا تجعلنا منہ

۳

(وَ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا وَّ نَحۡشُرُہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَعۡمٰی ﴿﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِیۡۤ اَعۡمٰی وَ قَدۡ کُنۡتُ بَصِیۡرًا ﴿﴾ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتۡکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیۡتَہَا ۚ وَ کَذٰلِکَ الۡیَوۡمَ تُنۡسٰی ﴿﴾ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِیۡ مَنۡ اَسۡرَفَ وَ لَمۡ یُؤۡمِنۡۢ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الۡاٰخِرَۃِ اَشَدُّ وَ اَبۡقٰی ﴿﴾ سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔ کہیگا۔ اے میرے رب تُو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے۔ جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیرپا ہے۔

یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہے۔ اور دوزخ میں اور زیادہ۔ حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حاصل

یہ نکلا۔ کہ غدّاروں کی زندگی دُنیا میں ناخوشگوار گزرے گی۔ اور میدانِ محشر میں اندھے کر کے اُٹھائے جائیں گے اور اندھے اُٹھنے کا سبب یہ بتلایا جائیگا۔ کہ تم نے میری بھیجی ہوئی آیتوں کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ اندھا ہو کر اٹھنا تو میدانِ محشر کا عذاب ہے۔ دوزخ کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔

احادیث

۱

(عَنِ ابۡنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ . . . .

وَ اَمَّا الۡکُفَّارُ وَالۡمُنَافِقُوۡنَ فَیُنَادٰی بِہِمۡ عَلٰی

رُؤُسِ الْخَلَائِقِ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

متفق علیہ قطعۃ من الحدیث

ترجمہ - ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور کافروں اور منافقوں کو لوگوں کے سامنے طلب کیا جائیگا - کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ کا بہتان باندھا۔ خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

۲

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ -

متفق علیہ قطعۃ من الحدیث

ترجمہ - سہلؓ بن سعد سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی - میں ان کو پہچانونگا - اور وہ مجھ کو پہچان لینگی پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی - میں کہونگا کہ یہ لوگ تو میرے ہیں - اس کے جواب میں بتلایا جائیگا کہ آپ کو معلوم نہیں - انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی تھیں - (یہ سُن کر) میں کہونگا - وہ لوگ دُور ہوں۔ مجھ سے دُور - جنھوں نے میرے بعد تبدیلی کی ہے (یعنی دین میں)

قرآن مجید میں

قیامت کے دن وفاداروں کے میدان محشر میں داخلہ کی کیفیت

۱

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝) سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا - سو وہ کہیگا۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو - بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھونگا - سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا - بلند بہشت میں - جس کے میوے جھکے ہونگے - کھاؤ اور پیؤ ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے -

حاصل

یہ نکلا کہ میدان محشر میں ایسے خوش ہونگے کہ خوشی کے سبب سے لوگوں کو بُلا بُلا کر اپنا نامۂ اعمال دکھائیں گے - اور بالآخر بہشت میں جا داخل ہونگے - غدّاروں کے متعلق آپ سُن چکے ہیں - کہ میدان محشر میں اندھے ہو کر اُٹھیں گے اور کہینگے - کاش کہ میرا نامۂ اعمال مجھے نہ ملتا -

= بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تابکجا

۲

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

سورہ البقرہ رکوع ۲۶ پارہ ۲

ترجمہ - کافروں کو دُنیا کی زندگی بھلی لگتی ہے - اور وہ ان لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں - جو ایمان لائے۔ حالانکہ جو لوگ پرہیزگار ہیں - وہ قیامت کے دن ان سے بالاتر ہوں گے اور اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ پرہیزگاروں یعنی اللہ تعالیٰ کے وفادار بندوں کا مرتبہ قیامت کے دن غدّاروں سے بلند ہوگا - جس مرتبہ کو اللہ تعالےٰ بھی بلند فرما رہا ہے - اس میں خدا جانے کتنی رحمتیں اور برکتیں ہونگی۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

اللہ تعالےٰ کے وفاداروں کا میدان محشر میں داخلہ

احادیث

۱

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ متفق علیہ

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سات شخص ہیں جنہیں اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا - جس دن اللہ کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا - وہ حاکم جو انصاف کرنے والا ہے - وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں پلا ہے - وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہوا ہے - جب نکلتا ہے - یہاں تک کہ اس کی طرف لوٹ کر آئے اور دو شخص جو اللہ واسطے آپس میں دوستی رکھتے ہیں - اسی حالت پر اکٹھے ہوتے ہیں - اور اسی حالت پر جدا ہوتے ہیں - اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے - پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے ہیں - اور وہ جس کو ایک ذاتی خوبیوں والی اور خوبصورت عورت (بُرائی کے لئے) دعوت دے پھر وہ کہے - میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جو صدقہ دے - پھر اُسے چھپائے - یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ لگے - کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے -

۲

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَعَدَنِيْ رَبِّيْ اَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَثَلٰثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّيْ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ -

ترجمہ - ابی امامہؓ سے روایت ہے - کہا - میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے - آپؐ نے فرمایا - میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے - کہ میری اُمّت میں سے ستّر ہزار کو بہشت میں داخل فرمائے گا - جن پر کوئی حساب نہیں ہوگا - اور نہ انہیں عذاب ہوگا - اور ان ستّر ہزار میں سے ہر ہزار پر تین لپ میرے پروردگار کی لپوں میں سے اور زیادہ -

(یعنی ہزار پر خداوند تعالےٰ بندوں کی تین لپیں اور بھر کر جنّت میں ڈالیں گے)

حاصل

جن حضرات کا گزشتہ حدیث میں ذکر ہے۔ وہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے فضل سے بے حد مسرور ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں قیامت کے دن کی پریشانیوں سے بچا لے گا۔

٣

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ مَا طُوْلُ ھٰذَا الْیَوْمِ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَیُخَفَّفُ عَلَی الْمُؤْمِنِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَھْوَنَ عَلَیْہِ مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ یُصَلِّیْھَا فِی الدُّنْیَا رواہ البیہقی فی کتاب البعث والنشور

ترجمہ۔ ابی سعید الخدریؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے متعلق سوال کیا گیا۔ جس کی تعداد پچاس ہزار برس کی ہے۔ کہ اس کی درازی کیا ہے۔ (یعنی اس کی درازی میں لوگوں کا کیا حال ہوگا) آپ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ وہ دن مومن پر ہلکا کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ مومن کے لئے اس کی درازی اس فرض نماز پڑھنے کے قدر رہ جائیگی جس کو وہ دُنیا میں ادا کرتا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ قیامت کے دن کی پریشانیاں غدّاروں کے لئے ہیں۔ وفاداروں پر اللہ تعالےٰ کی رحمتیں ہوں گی۔ اور وہ ہرگز پریشان نہیں ہوں گے۔

٤

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَوْضِیْ مَسِیْرَۃُ شَھْرٍ وَّزَوَایَاہُ سَوَاءٌ مَاءُہٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِیْحُہٗ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْکِ وَکِیْزَانُہٗ کَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْھَا فَلَا یَظْمَاُ اَبَدًا

(متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ میرا حوض (یعنی حوض کوثر) ایک ماہ کی مسافت کی درازی رکھتا ہے۔ اس کے زاویے برابر ہیں (یعنی مربع ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ اور اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کی طرح ہوں گے (یعنی آسمان کے ستاروں کی طرح بے شمار ہونگے) جو شخص اس سے پیئے گا۔ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے وفادار بندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حوض کوثر سے پانی پی کر ایسے خوش ہو جائیں گے۔ انہیں پتہ بھی نہیں لگے گا۔ کہ پچاس ہزار سال کا دن کس طرح گزر گیا۔ ان کے مقابلہ میں غدّاروں کا حال آپ پہلے سُن ہی چُکے ہیں۔

٥

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْشَرُ النَّاسُ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ فَیَقُوْلُ اَیْنَ الَّذِیْنَ کَانَتْ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَیَقُوْمُوْنَ وَھُمْ قَلِیْلٌ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ثُمَّ یُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَی الْحِسَابِ

رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب انسانوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائیگا۔ پھر ایک منادی اعلان کریگا۔ کہ وہ لوگ کہاں ہیں۔ جن کے پہلو بستروں سے جُدا ہوتے تھے۔ پھر وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور وہ تھوڑے سے ہونگے۔ پھر بلا حساب بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر باقی لوگوں کو حساب کے لئے حکم دیا جائیگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ تہجد گزار حضرات بلا حساب و کتاب بہشت میں داخل ہو جائیں گے اور غدّاروں کے متعلق آپ سُن ہی چکے ہیں۔ کہ انہیں اپنی بداعمالی کی شامت کے باعث دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ

واللہ بصیر بالعباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۳-جمادی الاول ۱۳۷۶ھ - ۷-دسمبر ۱۹۵۶ء

انبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالےٰ سے تعلق

انسان کے دنیا میں پیدا ہونے کا مقصد

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○)

سورۃ الذٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ - اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے - تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

حاصل

یہ نکلا - کہ انسان اور جن کی پیدائش کا اصلی مقصد فقط عبادت ہے - باقی جتنے کام انسان کرتا ہے - وہ سب غیر مقصود ہیں -

انسان کو زندگی بھر میں فقط یہی مقصد پیش نظر رہنا چاہیئے

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ - کہدو - بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے - جو سارے جہان کا پالنے والا ہے - اس کا کوئی شریک نہیں - اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا - اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں -

مسلمان کی زندگی کا دستور العمل بھی یہی ہوگا

کیونکہ مسلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے - اس لئے مسلمان کی زندگی کا دستور العمل بھی یہی ہوگا - کہ زندگی کا ہر لمحہ اور ہر عمل حیات رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے ہو -

بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام

فقط رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے -

(اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ)

الآیہ سورہ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷

ترجمہ - یہ (انبیاء علیہم السلام) وہ لوگ تھے - جنہیں اللہ نے ہدایت دی - سو تو ان کے طریقہ پر چل -

جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے - تب امت تو بطریق اولیٰ اس خطاب میں شامل ہوگی - اس لئے

انبیاء علیہم السلام کے تعلق باللہ

کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں - ہمیں ان نمونوں پر چلنے کی توفیق ہو تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے بھی راضی ہو جائے -

حضرت ابراہیمؑ کا اللہ تعالےٰ سے تعلق

(فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ○ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ○ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ○ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ○ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ○ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ○ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ○ سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ - سو وہ (تمہارے معبود) سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں جس نے مجھے پیدا کیا - پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے - اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے - اور جب میں بیمار ہوتا ہوں - تو وہی مجھے شفا دیتا ہے - اور وہ جو مجھے مار یگا پھر زندہ کرے گا - اور وہ جو مجھے امید ہے - کہ میرے گناہ قیامت کے دن بخش دیگا - اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما - اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ - اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کر دے - اور میرے باپ کو بخش دے - کہ وہ گمراہوں میں سے تھا - اور مجھے ذلیل نہ کر جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے -

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیان میں مندرجہ ذیل چیزیں ہیں

(۱) سوائے اللہ تعالےٰ کے باقی سب سے بیزاری (۲) میرا پیدا کرنے والا فقط اللہ ہی ہے (۳) مجھے صحیح راستہ دکھانے والا فقط اللہ ہی ہے (۴) مجھے کھانا فقط اللہ کھلاتا ہے (۵) مجھے پانی فقط اللہ پلاتا ہے (۶) مجھے بیماری سے شفا فقط اللہ دیتا ہے (۷) مجھے فقط اللہ وفات دیگا - (۸) مجھے (قیامت کے دن) اللہ زندہ کریگا (۹) قیامت کے دن میری لغزشیں اللہ معاف فرمائے گا (۱۰) اے اللہ مجھے مزید علم اور حکمت اور درجات قرب وقبول مرحمت فرما (۱۱) اے اللہ مجھے نیکو کاروں میں شامل فرما (۱۲) اور مجھے ایسے اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرما - کہ آئندہ آنیوالی نسلیں بھی مجھے نیکی سے یاد کریں (۱۳) اے اللہ مجھے بھی بہشت کے وارثوں (یعنی داخل ہونے والوں) میں داخل فرما - (۱۴) اے اللہ میرے باپ کو بخش دے (۱۵) اے اللہ قیامت کے دن مجھے ذلیل نہ کرنا -

حاصل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دربار الٰہی میں بہت درجہ ہے - آپ خلیل اللہ ہیں - خلۃ ایک ایسا درجہ ہے - جس کے آگے محبت کا کوئی درجہ نہیں ہے - آپ قرب الٰہی کے اس درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں - بایں ہمہ آپ نے دیکھا کہ آپ کے بیان سے میں نے پندرہ چیزیں نکال کر آپ کے سامنے پیش کی ہیں - جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی

ہر چیز میں اللہ ہی کے محتاج ہیں - اور اس محتاجی کا علی الاعلان وہ اقرار کرتے ہیں - جس طرح حضرت ابراہیم فرما رہے ہیں - مجھے تو اللہ تعالےٰ ہی کھلاتا پلاتا ہے - بیمار ہو جاؤں تو شفا بھی وہی عطا فرماتا ہے - اللہ تعالےٰ ہم مسلمانوں کو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے - کہ اپنی ہر ضرورت کے لئے دروازہ الٰہی ہی پر جائیں - اور جب تک حاجت روائی نہ ہو اس کا دروازہ چھوڑ کر کسی دوسرے کے دروازہ پر نہ جائیں اور جب کام ہو جائے تو شکر بھی فقط اسی کا کریں -

حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اولاد کے لئے دُعا مانگتے ہیں

(ھُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ - (جب مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل دیکھے - تو) زکریاؑ نے وہیں اپنے لئے دُعا کی - کہ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما - بے شک تو دُعا کا سُننے والا ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ انبیاء علیہم السلام بھی اولاد لینے کے لئے اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں - اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی اولاد نہیں دیسکتا - لہٰذا جو شخص بھی اولاد کا خواہاں ہو - وُہ فقط اسی کے دروازہ پر ہاتھ پھیلائے -

حضرت ایّوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اپنی شفاء کے لئے دُعا مانگتے ہیں

(وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝)

سورہ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ - اور جب کہ ایّوبؑ نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے روگ لگ گیا ہے - حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے - پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی - اور جو اسے تکلیف تھی - ہم نے دُور کر دی اور اسے اس کے گھر والے دیئے - اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا - اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے -

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ کا حاشیہ

حضرت ایّوبؑ کو حق تعالےٰ نے دُنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا - کھیت مواشی - لونڈی - غلام - اولاد صالح اور عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی حضرت ایّوبؑ بڑے شکر گزار بندے تھے - لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا - کھیت جل گئے - مواشی مر گئے - اور اولاد اکٹھی دب مری - دوست آشنا الگ ہو گئے - بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے - ایک بیوی رفیق رہی - آخر میں وہ بچاری بھی اُکتانے لگی - مگر حضرت ایّوبؑ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے - جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی - بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایّوبؑ نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے - جس کی سزا ایسی ہی سخت ہو سکتی تھی - تب دُعا کی - رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ رب کو پکارنا تھا - کہ دریائے رحمت اُمنڈ پڑا - اللہ تعالےٰ نے مری ہوئی اولاد سے دُگنی اولاد دی - زمین سے چشمہ نکالا - اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے - بدن کا سارا روگ جاتا رہا - اور جیسا کہ حدیث میں ہے - سونے کی ٹڈیاں برسائیں - غرض سب طرح درست کر دیا -

حاصل

یہ نکلا - کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنی بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں -

حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا

(قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ - کہا - اے میرے رب میرا لڑکا کہاں سے ہو گا - حالانکہ میں بڑھاپے کو پہنچ چُکا ہوں - اور میری بیوی بانجھ ہے - فرمایا - اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے کرتا ہے - کہا - اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر - فرمایا - تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین دن سوائے اشارہ کے بات نہ کر سکے گا - اور اپنے رب کو بہت یاد کر - اور شام اور صبح تسبیح کر -

حاصل

یہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے لئے بیٹے کی دُعا فرمائی - اللہ تعالیٰ نے وہ دُعا قبول فرما لی - اس کے بعد زکریاؑ نے دُعا کی کہ مجھے اس بات کی نشانی بتلا دی جائے کہ ماں کے پیٹ میں بیٹے کی ساخت کا کام شروع ہو گیا ہے - نشانی یہ بتلائی گئی - کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے آپ تین دن تک لوگوں سے بلند آواز سے بات نہیں کر سکیں گے - ہاں اشارہ کر سکیں گے اور پست آواز سے جو سُنائی بھی نہ دے - اللہ تعالےٰ کا ذکر بکثرت کرتے رہنا - اور شام اور صبح اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہنا - اس سے معلوم ہُوا کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت انبیاء علیہم السلام کی قوتوں پر بھی حاوی ہے - جتنا چاہے انبیاء علیہم السلام کو ان قوتوں سے کام لینے کی توفیق دے - اور چاہے - تو وہ بھی چھین لے - اللہ تعالےٰ نے زکریاؑ کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی ہوئی ہے - اب اللہ تعالےٰ نے چاہا - تو بلند آواز سے بولنے کی طاقت ان کی چھین لی - باقی پست آواز سے ذکرِ الٰہی کی توفیق نہیں چھینی اس سے واضح ہو گیا - کہ قادر مطلق اور قاہر اور قابض فقط ایک اللہ جل شانہٗ ہے اس کے سوا باقی مخلوقات سب عاجز اور اس کی محتاج ہے -

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا بیان

(قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ڐ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝)

سورہ مریم رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ - کہا - بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں - مجھے اس نے کتاب دی ہے - اور نبی بنایا ہے - اور مجھے بابرکت بنایا ہے - جہاں کہیں ہوں - اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیّت کی ہے - جب تک میں زندہ ہوں -

بیان کے نتائج

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بیان سے یہ نتائج نکلتے ہیں (۱) عیسےٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں۔ (خدا نہیں۔ جیسا کہ موجودہ نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام صورت میں انسان تھے۔ حقیقت میں خُدا تھے) (۲) مجھے اللہ تعالےٰ نے (اپنے فضل سے) کتاب (انجیل) دی ہے (۳) مجھے اللہ تعالےٰ نے نبی بنایا ہے۔ (اس سے ثابت ہُوا کہ انسان خود نبی نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بنا دے) (۴) اللہ تعالیٰ نے مجھے بابرکت بنایا ہے (معلوم ہُوا۔ کہ انبیاء علیہم السلام میں جو برکتیں ہوتی ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہیں) (۵) مجھے اللہ تعالےٰ نے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ جب تک کہ مَیں زندہ رہوں (اس سے معلوم ہُوا۔ کہ انبیاء علیہم السلام بھی باوجود مرحوم و مغفور اور مقرب الٰہی ہونے کے بدنی اور مالی عبادتوں سے مستثنیٰ نہیں کئے جاتے۔)

مسلمانوں کی ذمہ داری

اسی خطبے کے ابتدا میں قرآن مجید کی ایک آیت لکھی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو انبیاء سابقین کے طریقہ پر چلنا چاہیئے۔ اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے طریقہ پر چلنے کے لئے حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو بھی انبیاء سابقین علیہم السلام کے طرزِ عمل کو اپنانا ضروری ہے۔ اس لئے جن انبیاء علیہم السلام کا ذکرِ خیر مَیں نے اس خطبے میں کیا ہے۔ اور ان حضرات کے ارشادات سے جو نتائج مَیں نے اخذ کئے ہیں میرا فرض ہے۔ کہ مَیں انہیں اپنے لئے چراغِ راہِ ہدایت بناؤں۔ اور آپ سب حضرات کا بھی فرض ہے۔ کہ ان ہدایات کو اپنے دستور العمل کا لازمی جز قرار دیں۔
وما علینا الا البلاغ

لوگوں کے لیے پانی کے کنویں کا انتظام کرنے کا اجر

جس نے کنواں کھدوایا تو جو جاندار بھی اس سے پانی پیے گا اللہ تعالیٰ کنواں کھدوانے والے کو قیامت کے دن تک اجر عنایت کرے گا۔ (بخاری)

اچھی بات کہہ دینا بھی صدقہ ہے

صدقہ دینے کو نہ ہو تو لوگوں سے اچھی بات ہی کہہ دیا کرو اگر یہ یہ توفیق بھی نہ ہو تو کسی کو نقصان ہی نہ پہنچاؤ۔ (بزار)

سخاوت کا اجر و ثواب

سخاوت کرنے والا اللہ تعالیٰ اور جنت سے قریب ہے۔
سخی اگر جاہل ہو تو وہ بخیل عابد سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (ترمذی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۷- جمادی الاوّل ۱۳۷۶ھ - ۲۱- دسمبر ۱۹۵۶ء

مُسلمان بچّے کے لئے تعلیم کی نوعیّت

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو بیشمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک نعمت عقل بھی ہے۔ انسان اللہ تعالےٰ کی ہر نعمت سے پُورا پُورا فائدہ اُٹھاتا ہے۔ مثلاً قدم قدم پر آنکھوں کی بینائی سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ کسی چیز کے پکڑنے کے لئے ہاتھوں ہی سے کام لیتا ہے۔ چلنے کے لئے پاؤں ہی کو حکم دیتا ہے۔ اسی قانون کے مطابق انسان کا فرض ہے کہ ہر معاملہ میں عقل سے بھی فائدہ اُٹھائے۔ عقل کا کام یہ ہے کہ ہر کام کے آئندہ پیش آنے والے نتائج کی اطلاع دے۔ ان نتائج کے خیال میں آنے کے بعد اگر مفید ہو تو انسان وہ کام کرتا ہے۔ اور اگر نقصان دہ ہو تو آدمی اس کام سے رُک جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ

اسی قاعدہ

کے ماتحت "مسلمان بچّے کے لئے تعلیم کی نوعیت" پر غور کیا جائے۔ بچّے کو اس چیز کی تعلیم دینی چاہیئے۔ جس کی اسے آئندہ ضرورت پیش آنے والی ہے۔ تمام آسمانی مذاہب کے حاملین (مثلاً ہنود۔ یہود۔ نصاریٰ۔ سکھ وغیرہ) تسلیم کرتے ہیں۔ کہ انسان کی دو زندگیاں ہیں۔ دُنیا۔ جو اب بسر کر رہا ہے۔ اور آخرت جو مرنے کے بعد شروع ہونے والی ہے۔ لہٰذا انسان کو ایسی تعلیم دینی چاہیئے۔ جو اُسے دونوں زندگیوں میں کامیاب و بامراد بنائے۔ پھر مسلمان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ دُنیا کی زندگی فانی۔ بے بقا اور چند روزہ ہے۔ اور آخرت کی زندگی (جو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے) ابدی۔ دائمی اور غیر فانی ہے۔ اب

عقل سلیم بآسانی

یہ فیصلہ کرسکتی ہے کہ ہر مسلمان بچّے کے لئے وہ تعلیم اہم۔ سب سے پہلے۔ سب سے زیادہ ضروری۔ ہونی چاہیئے۔ جو اس کی آخرت کی زندگی کو سنوار دے۔ اس کے بعد نمبر دوم اس تعلیم کا ہونا چاہیئے۔ جو انسان کی دُنیا کی زندگی کو خوشگوار بنا دے۔ مثلاً اس کے اندر کوئی علمی قابلیت ایسی پیدا کر دی جائے۔ جس کے ذریعہ سے ٹھنڈی چھاؤں میں بجلی کے پنکھے کے نیچے بیٹھ کر عزّت سے روٹی کما کر لائے۔ وکیل یا بیرسٹر بنا دیا جائے۔ یا پروفیسر یا پرنسپل بنا دیا جائے یا اگر اس گراں قیمت تعلیم کی توفیق نہیں ہے۔ تو بچّے کو دستکار (لوہار۔ بڑھئی۔ درزی۔ موچی وغیرہ) بنا دیا جائے۔ تاکہ حلال کا رزق کما کر کھائے۔

ایک مثال

گزشتہ سطور میں بیان کردہ قاعدہ کی ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر خدانخواستہ ایک شخص کے گھر کو آگ لگ جائے اور روٹی پکانے کے لئے آٹا گوندھ کر رکھا ہُوا ہو۔ اب بتلائیے۔ ان دونوں کاموں میں سے پہلے کون سا کام کریگا۔ یہی کرے گا۔ پہلے آگ بجھائیگا۔ پھر روٹی پکا کر کھائے گا۔ لہٰذا عقلِ سلیم کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جس کام کی زیادہ ضرورت ہے۔ پہلے وہ کیا جائے۔ اس کے بعد سب کام ضرورت کے نمبروں کے لحاظ سے کئے جائیں۔ لہٰذا اے مسلمان تیرا فرضِ عین ہے۔ کہ بچوں کی تعلیم میں پہلے اس تعلیم کو اہمیّت دے۔ اور اس تعلیم کو زیادہ ضروری خیال کر۔ جو تیرے بچّے کو غضبِ الٰہی سے بچانے والی اور آخرت کی نعمتوں کا مستحق بنانے والی۔ اور آخرت کی زندگی کو خوشگوار بناتی ہے اور وہ فقط وہ تعلیم ہے؟ اللہ تعالےٰ نے آسمان سے نازل فرمائی ہے۔ جس کے مجموعہ کا نام قرآن مجید ہے۔ اور جس کے پڑھانے والا معلّم سیّد المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہے۔ اور اس معلم نے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے کلام کی جو تشریح فرمائی ہے۔ اس کا نام حدیث رسول ہے۔ اس تعلیم کے بعد روٹی کما کر کھانے کے لئے جو تعلیم تو مناسب سمجھے بچے کو دلا۔ اس میں قانونِ الٰہی تمہیں مجبور نہیں کرتا۔

ایک نہایت ہی ضروری عرضداشت

برادرانِ اسلام۔ اگر آپ نے بچّے کو دُنیا کے کمانے کی تعلیم دے دی۔ اور آخرت کے سنوارنے کی تعلیم نہ دی۔ تو قبر میں جانے تک تمہارے بچّے کو آخرت والی تعلیم کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ کیونکہ رب العالمین کا اعلان ہے

(وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا) سورہ ہود رکوع ۱ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں۔ مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔ یعنی خواہ مومن ہو یا کافر۔ ہر ایک کی ضرورت پوری کرنے کا اللہ تعالےٰ ضامن ہے۔

(كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا)

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ پھر ہم ہر فریق کو اپنی پروردگاری بخششوں سے مدد دیتے ہیں۔ ان کو بھی اور ان کو بھی اور تیرے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں۔

اور میرے بھائی۔ اگر تُو نے اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے دین کی تعلیم دے دی۔ اور فرض کر لیجئے۔ کہ دُنیا کی تعلیم نہ دے سکے۔ تو تیرے بیٹے کو جب بھوک لگے گی۔ اور کپڑے کی ضرورت محسوس ہوگی۔ تو مجبور ہو کر کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش خود ہی اختیار کرلے گا۔ اور کسب معاش کرکے ضرورتیں پوری کرلیگا۔

دینی تعلیم سے دونوں زندگیاں سنور جاتی ہیں

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کو جو تعلیم دی ہے۔ اس کے دو حصّے ہیں۔ ایک وہ جس پر عمل کرنے سے

دُنیا میں عزّت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرا وہ جس پر عمل کرنے سے آخرت میں عذابِ الٰہی سے نجات حاصل ہوگی۔ جو قوم دونوں حصوں پر عمل کرے گی۔ وہ دنیا میں بھی عزّت پائے گی۔ اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جائے گی۔ اس کی مثال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ہیں۔ جنہیں دُنیا میں تختِ سلطنت پر بٹھایا گیا۔ اور آخرت میں جنّت کے وارث بنادیئے گئے۔ بفضلہٖ تعالےٰ آج بھی مسلمان بآسانی اس زمرے میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور جو قوم فقط دنیا والے حصّہ پر عمل کریگی۔ اور آخرت والے حصّہ پر عمل نہیں کرے گی۔ وہ دُنیا میں عزّت پائے گی اور آخرت میں جہنم رسید ہوگی۔ اسی زمرے میں آج کل امریکہ اور یوروپین طاقتیں آتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ تھوڑی دیر کے بعد ابھی اس کی تفصیل عرض کر دوں گا۔ اور جو قوم دُنیا والے حصّہ پر عمل نہیں کریگی اور آخرت والے حصّہ پر عمل کرے گی۔ وہ قوم دوسری قوموں کی ٹھوکریں کھائے گی۔ اور ایمان بچ گیا۔ اور حسبِ توفیق نیکیاں کیں۔ تو قیامت کے دن عذابِ الٰہی سے بچ جائے گی۔ جس کی نظیر ہندوستان کی تقسیم سے پہلے ہندوستان کے بسنے والوں مسلمانوں کی تھی۔ کہ انگریز جو حاکم تھا۔ وہ اگرچہ کافر تھا۔ مگر ہندوستان میں عزّت انگریز ہی کی تھی۔ اور مسلمان اگرچہ توحید پرست تھا۔ اور قرآن مجید اور پیغمبرِ خدا پر اس کا ایمان تھا۔ مگر انگریز کے مقابلہ میں ذلیل تھا۔ اور جو قوم دونوں حصوں پر عمل نہیں کرے گی وہ دُنیا اور آخرت دونوں جگہ ذلیل ہوگی۔

قرآن مجید میں دنیاوی زندگی کے سنوارنے کی تعلیم
دُنیا میں آرام پانے اور عزّت حاصل کرنے کے اصول

پہلا
کفایت شعاری

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو۔ اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

شاہ عبدالقادرؒ صاحب کا حاشیہ

"یعنی بے جا خرچ کرکر خراب نہ کر۔ یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی۔ جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں۔ اور درجے بڑھیں بہشت میں۔ اس کو بیجا اُڑانا ناشکری ہے۔

فضول خرچی سے دو جرم

انسان فضول خرچی کرنے سے دو جرموں کا مجرم بنتا ہے (۱) شیطان کا بھائی (۲) خدا تعالےٰ کا ناشکر گزار۔

تقسیم سے پہلے کا نقشہ

اقتصادی زندگی کے لحاظ سے ہندو خوشحال تھا۔ اور مسلمان بد حال تھا۔ تعلیم کے لحاظ سے ہندو مسلمان سے بہت آگے نکلا ہُوا تھا۔ حکومت میں ہندو کا پنجہ مضبوط تھا۔ اور مسلمان کمزور تھا۔ ملازمتوں میں عموماً مسلمان ہندو کے رحم و کرم کا محتاج تھا۔ تجارت میں ہندو طاقتور تھا۔ اور مسلمان بہت ہی کمزور تھا۔ لاہور سے دہلی تک جتنے بڑے بڑے کارخانے تھے ان میں نوّے فی صدی ہندوؤں کے تھے۔

ہندو کی خوشحالی کا اصلی سبب

اگر آپ غور کرکے دیکھیں گے تو ہندو کی خوشحالی کا اصلی سبب آپ کو اس کی کفایت شعاری ہی نظر آئے گی۔ اور مذکور الصدر تمام عنوانات میں مسلمان کی تباہ حالی کا اصلی سبب اس کی فضول خرچی ہوگی۔

دو مثالیں

پہلی

ایک دن مَیں (احمد علی) صبح کے وقت لاہور کے پلیٹ فارم پر ٹرین کے انتظار میں کھڑا ہُوا تھا۔ مسلمان قلی ہندو قلیوں کا مذاق اُڑا رہے تھے۔ یہ واقعہ آج سے کم از کم پچیس سال پہلے کا ہے مسلمان قلی یہ کہہ رہے تھے۔ کہ ہم تو حلوا پُچی ایک پاؤ لے کر صبح ناشتہ کرتے ہیں اور یہ ہندو دھیلے کا ایک پاپڑ لیتا ہے جس میں کافی مرچیں ہوتی ہیں۔ آدھا پاپڑ کھاکر ایک گلاس پانی کا پیتا ہے۔ پھر آدھا پاپڑ کھاکر ایک دوسرا گلاس پانی کا پیتا ہے۔ پھر ڈکار لیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ مہاراج انند ہوگئے۔ (یعنی پیٹ بھر گیا۔ اور خوش ہوگئے) اب ایک غریب مسلمان اور غریب ہندو کے خرچ اور اس کی ذہنیت کا اندازہ لگائیے۔ اس ارزانی کے زمانہ میں ایک پاؤ حلوا پُچی دو آنہ کا تو آتا ہی ہوگا۔ حاصل یہ نکلا کہ ایک غریب ہندو نے ناشتہ میں ایک دھیلہ خرچ کیا اور ایک غریب مسلمان نے سولہ دھیلے خرچ کئے۔ اور پھر حماقت کا کمال یہ ہے کہ اپنی فضول خرچی پر نازاں ہے۔ اور ہندو کی کفایت شعاری پر مذاق اڑاتا ہے۔ ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

دوسری مثال

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی نے مجھ سے فرمایا۔ کہ پٹیالہ کے رہنے والے ایک وکیل میرے دوست ہیں۔ انہوں نے مجھ سے ایک واقعہ ذکر کیا کہ سر شادی لعل سابق چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ کے بیٹے کی برات بمبئی جانے والی تھی۔ انہوں نے مجھے اور ایک دوسرے مسلمان دوست کو بھی برات میں شامل کیا۔ جب ہم بمبئی پہنچے اور کھانا رکھا گیا۔ تو اس میں مختلف قسم کے اچار اور چٹنیاں بھی رکھی گئیں۔ اور میزبان صاحب ان اچاروں اور چٹنیوں کے مناقب بیان کرتے رہے کہ یہ چٹنی جاپان کی ہے۔ اور یہ امریکہ کی بنی ہوئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ وکیل صاحب کہتے ہیں۔ کہ ہم نے سر شادی لعل کے صمدی (پنجابی کُڑم) کو بُلاکر کہا۔ کہ ہم مسلمان شادی کے موقعہ پر چٹنیاں اور اچار نہیں کھایا کرتے۔ بلکہ پُلاؤ اور قورمہ کھایا کرتے ہیں۔ ہمیں تو وہ کھلایئے۔ اس نے فوراً ایک ہوٹل میں فون کیا۔ اور ہمارے لئے پُلاؤ۔ قورمہ۔ وغیرہ پُر تکلّف کھانے آگئے۔ اور ہم نے خوب پیٹ بھر کر کھائے۔ جب ہم کھا چکے۔ تو سر شادی لعل کا صمدی آیا۔ اور کہا۔ کہ میری ساری برات کے کھانے میں اتنا خرچ نہیں ہُوا۔ جتنا تم دو کے کھانے میں ہُوا ہے۔ اور اسی لئے تم مسلمان برباد ہوتے ہو۔

اے مسلمان عبرت حاصل کر

برادران اسلام۔ اگر آپ اپنے بچے کو

قرآن مجید کی تعلیم دیں گے۔ اور بچے کا یہ ایمان ہوگا کہ اللہ تعالےٰ جو فرماتا ہے۔ وہ بالکل ٹھیک ہوتا ہے۔ اور میرا فرض ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کروں۔ ورنہ میں مسلمان نہیں رہ سکتا۔ تو کیا پھروہ دولھے برات کو لے جاتے ہوئے یہ گولے چلائیگا۔ جن میں بم کی سی آواز ہوتی ہے۔ اور کیا ۷۰۰-۸۰۰ روپے دے کر باجے والوں سے برات میں باجے بجوائے گا۔ اور کیا قرض لے کر نام و نمود کی خاطر اور بیٹی کی شادی پر زردے۔ پلاؤ۔ قورمے اور فیرینی کی دیگیں پکوائیگا۔ اس کا

نتیجہ یہ ہوگا

کہ ایک مسلمان کی قرآن مجید کی تعلیم کی برکت سے شادی بھی ہو جائیگی۔ قرض کا زیر بار بھی نہیں ہوگا۔ دُنیا کا کام بھی پورا ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ بھی راضی رہا۔ آخرت بھی سنور گئی۔

دوسرا

ایثار

یہ ہے۔ کہ خود خواہ تکلیف اُٹھائے مگر اپنی قوم کو فائدہ پہنچائے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کی ایک صفت ایثار بھی بیان فرمائی ہے (وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ)

سورہ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور وہ (مال) ان کے لئے بھی ہے کہ جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں) گھر اور ایمان حاصل کر رکھا ہے۔ جو ان کے پاس وطن چھوڑ کر آتا ہے۔ اس سے محبت کرتے ہیں اور اپنے سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے۔ جو مہاجرین کو دیا جائے۔ اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ ان پر فاقہ ہو۔ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے۔ بس وہی لوگ کامیاب ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

اس آیت پر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی محبت کے ساتھ مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے اموال وغیرہ میں ان کو برابر کا شریک بنانے کے لئے تیار ہیں۔ یعنی مہاجرین کو اللہ تعالےٰ جو فضل و شرف عطا فرمائے۔ یا اموال فئی وغیرہ میں سے حضور جو کچھ عنایت کریں۔ اسے دیکھ کر انصار کے دل تنگ نہیں ہوتے۔ نہ حسد کرتے ہیں۔ بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ اور ہر اچھی چیز میں ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں۔ خود سختیاں اور فاقے اُٹھا کر بھی اگر ان کو بھلائی پہنچا سکیں تو دریغ نہیں کرتے۔ ایسا بیمثال ایثار آج تک دُنیا کی کس قوم نے کس قوم کے لئے دکھلایا۔"

حاصل

برادرانِ اسلام۔ ایثار کی صفت کا حاصل یہ نکلا کہ خود تکلیف اُٹھا کر یا نقصان برداشت کرکے بھی اپنی قوم کو نفع پہنچایا جائے۔

معافی مانگ کر عرض کرتا ہوں

برادرانِ اسلام۔ میرا فرض ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف میری قوم میں اگر کوئی نقص پایا جاتا ہے تو اپنی قوم سے عرض کر دوں۔ شاید کہ اللہ تعالےٰ میری قوم کو توفیق دے۔ اور وہ اپنی اصلاح کرلیں۔ تاکہ ان کی دُنیا بھی سنور جائے اور آخرت میں بھی کامیاب ہو جائیں۔

تقسیم مملکت سے پہلے جب ہندو اور انگریز پاکستان میں رہتے تھے۔ انگریز کی عادت یہ تھی کہ اپنے دیس کی بنی ہوئی چیز خریدتا تھا۔ خواہ وہ گراں ہی کیوں نہ ہو۔ اور ہمارے ملک کی بنی ہوئی چیز کو ہرگز نہیں خریدتا تھا۔ خواہ وہ کتنی ارزاں کیوں نہ ہو۔ یہ اس میں قومی ایثار تھا۔ کہ میری جیب سے جو پیسے نکلیں گے وہ میری قوم کی جیب میں جائیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس ہندو قوم کے ذہن میں بھی قومی ایثار کا جذبہ پایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے بچوں کو بھی قومی ایثار کی تعلیم دی ہوئی تھی۔ آپ نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ ہندو بچہ مسلمان چھابڑی والے سے مٹھائی یا پکوڑے۔ یا نمکین سویاں لے کر کھائے۔ اور ہندو عورت کو کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ مسلمان بزاز سے کپڑا خرید کرے۔ بخلاف اس کے مسلمان بچوں کو آپ دیکھتے ہونگے۔ کہ ہندو چھابڑی والوں سے بلا روک ٹوک لے کر کھاتے تھے۔ اور بیشمار مسلمان عورتوں کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہندو بزازوں سے کپڑا خرید کرتی تھیں۔ جب یہ بے حسی ہو تو وہ قومیں کیوں نہ سرسبز و شاداب ہوں اور ہم کیوں نہ ذلیل و برباد ہوں۔

تیسرا

وعدہ کا پورا کرنا

(وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور عہد کو پورا کرو۔ بیشک عہد کی باز پُرس ہوگی۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"اس میں سب عہد داخل ہیں۔ خواہ اللہ سے کئے جائیں۔ یا بندوں سے۔ بشرطیکہ غیر مشروع نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ کسی کو قول و قرار صلح کا دے کر بدعہدی کرنا۔ اس کا وبال ضرور پڑتا ہے۔"

اکثریت بدعہدوں کی ہے

اگر غور سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کی اکثریت اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل میں بدعہدی کرنے والی ہے۔ مثلاً کیا نماز جیسے سب سے اہم اور سب سے زیادہ ضروری فرض ادا کرنے میں اکثر غافل نہیں ہیں۔ اور کیا دنیاوی معاملات میں مسلمانوں کی اکثریت جھوٹ نہیں بولتی۔ اور کیا جو وعدہ چار دن کا تھا۔ وہ وعدہ پہ وعدہ کرتے ہوئے چار سال میں پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ اور کیا اس بدعہدی کے باعث مسلمان اپنی قوم میں یا دوسری قوموں [illegible]

ایثار کیا انصاف بھی نہیں ہے

ایثار تو یہ تھا۔ کہ اپنا نقصان کرکے بھی اپنی قوم کو نفع پہنچانا۔ ایثار سے نیچے درجہ انصاف کا ہے۔ کہ اپنے بھائی کو اس کا واجبی حق پورا دینا۔ ہمارا لاہور پنجاب کیا۔ بلکہ مغربی پاکستان کا دل ہے یہاں روزانہ کی ضروریات زندگی پر اس قدر دھوکہ اور فریب ہے۔ جس کی حد نہیں۔ نہ دودھ خالص ملتا ہے۔ نہ نمک خالص۔ نہ پسی ہوئی مرچ خالص۔ نہ پسی ہوئی ہلدی خالص۔ نہ گھی خالص۔ نہ تیل خالص دیتے وقت ہر دکاندار خالص کہہ کر ہی دیتا ہے۔ کیا مصنوعی زعفران یہاں نہیں بنتا۔ اور کیا [illegible] کے [illegible] نہیں بنتی۔ اور کیا ڈھول [illegible]

لیبل لگا کر اصلی کہہ کر نہیں بیچی جاتی -

اے مسلمان غور کر

جو قوم اتنی بد دیانت ہو - وہ کبھی دنیا میں عزّت پاسکتی ہے - اور کیا اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسی قوم کو امداد مل سکتی ہے - کیا تم نے پہلی قوموں کی تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا - کیا ایسی بد اخلاق قومیں ذلیل کرکے تباہی کے گھاٹ نہیں اُتاری گئیں -

تینوں اصول کے پیش کرنے کی غرض

مَیں نے پہلے یہ عرض کیا تھا - کہ اگر مسلمان بچّے کو قرآن مجید کی تعلیم دی جائے تو اس کی دُنیا بھی سنور جائے گی - اور آخرت بھی - چنانچہ گزشتہ پیش کردہ تین اصول سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید میں انسان کی دُنیا کی زندگی کے سنوارنے کے بہترین اصول پائے جاتے ہیں قرآن مجید میں انسان کی آخرت کی زندگی کے سنورنے کے لئے بھی بہترین اصول موجود ہیں - آج کے اس خطبہ میں فقط ایک مقام قرآن مجید سے پیش کرنا چاہتا ہوں -

اے اِنسان دُنیا کی سب چیزیں فانی ہیں لہذا آخرت کی نعمتوں کو مقصود بالذات بنا

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳

ترجمہ - لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبّت نے فریفتہ کیا ہُوا ہے - جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی - یہ دُنیا کی زندگی کا سامان ہے - اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے - کہدے - کیا میں تمہیں اس سے بہتر بتاؤں پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں - ان میں ہمیشہ رہیں گے - اور پاک عورتیں ہیں - اور اللہ کی رضامندی ہے - اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے - وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ہیں - سو ہمیں ہمارے گناہ بخشدے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے - وہ صبر کرنے والے ہیں - اور سچّے ہیں - اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں - اور خرچ کرنے والے ہیں - اور پچھلی رات میں گناہ بخشوانے والے ہیں -

چار آیتوں کا حاصل

عورتیں - بیٹے - سونے - چاندی کے خزانے - گھوڑے - مویشی - کھیتی یہ سب چیزیں فقط دُنیا کی چند روزہ فانی زندگی میں کام آنے والی ہیں -

ہمیشہ رہنے والی نعمتیں

بہشت کے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی - اور پاک بیویاں اور اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ -

یہ نعمتیں کن کے لئے

ہیں (۱) ہر اس چیز سے پرہیز کرنے والے جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو - (۲) جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے والے ہیں (۳) اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگنے والے ہیں - (۴) دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگنے والے - (۵) اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں جو تکلیف آئے اس پر صبر کرنے والے (۶) ہمیشہ سچ پر قائم رہنے والے (۷) اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کرنے والے (۸) اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے (۹) سحور کے وقت اُٹھ کر اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والے -

آخری عرضداشت

برادرانِ اسلام - آپ کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو دین کی تعلیم تو لازمی طور پر دیں - یہ ضروری نہیں کہ آپ انہیں مدارس عربیہ اسلامیہ کا نصاب تعلیم مکمل طور پر پڑھائیں - اور مستند عالم بنائیں - ہاں یہ ضروری ہے کہ آپ انہیں قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعلیم کسی عالمِ دین سے اتنی ضرور دلائیں - جس سے وہ اسلام کو سچّا سمجھیں اسلام کے حامی ہوں - اسلامی تعلیم - اسلامی تہذیب - اسلامی تمدن ان کی نظروں میں محبوب ہو - احکام اسلام کی پابندی کریں - خدا تعالےٰ سے ڈریں - اپنے بزرگوں کا احترام کریں - اور مذکور الصدر تمام چیزوں کو اپنے حق میں سعادت سمجھیں - وماعلینا الاالبلاغ -

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

۱۹۵۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴-جمادی الاول ۱۳۷۶ھ - ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء

دراصل دولت بُری چیز نہیں ہے

اس کا جائز طریقہ سے کمانا اور صحیح مصرف میں صرف کرنا محمود ہے

ناجائز طریقہ سے کمانا اور بے جا خرچ کرنا بُری چیز ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

چونکہ میرا مقصد بحمد اللہ تعالےٰ کتاب و سنۃ کی اشاعت ہے۔ اس لئے بدستور سابق آج بھی مذکورۃ الصدر عنوانات کو کتاب و سنۃ کی روشنی میں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ مسلمان دُنیا کی زندگی کو صحیح اصول پر بسر کریں۔ اور دُنیا کی چند روزہ زندگی میں آخرت کی زندگی کو برباد کرکے نہ جائیں۔

جائز طریقہ سے مال حاصل کرنے کی اجازت

(۱ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝) سورہ بقر رکوع ۳۸ پارہ ۳

ترجمہ۔ اور (اے سود خوارو) اگر توبہ کرلو۔ تو اصل مال تمہارا تمہارے واسطے ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

آیت کا حاصل

یہ ہے۔ جو سود تم پہلے لے چکے ہو۔ اس کو اگر تمہارے اصلی مال میں محسوب کریں۔ اور اس میں سے کاٹ لیں۔ تو یہ تم پر ظلم ہے اور اگر ممانعت کے بعد کا باقی ماندہ سود تم مانگو تو یہ تمہارا ظلم ہے۔ لہٰذا تم اصلی قرض جتنی رقم لے سکتے ہو۔ تو معلوم ہوا کہ اگر صحیح طریقہ سے مال حاصل کیا جائے تو شرعاً کوئی جرم نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک سود خوار ساہوکار کا دس لاکھ روپیہ مقروضوں کے ذمہ ہو۔ تو شریعت اسے دس لاکھ روپیہ وصول کرنے کی اجازت دیدیگی۔

(۲ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ) الآیۃ سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر ان میں ہوشیاری دیکھو۔ تو انکے مال ان کے حوالے کر دو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یتیم بچے کا مال اگر کسی مسلمان کی تحویل میں تھا۔ تو جب وہ بچہ جوان ہو جائے تو اس کے باپ کا مال اس کے حوالے کر دو۔ وہ مال خواہ لاکھوں یا کروڑوں روپیہ ہو۔ تو بھی شریعت یتیم کی حمایت کرکے خود اسے دلا رہی ہے۔ لہٰذا یہ چیز واضح ہوگئی۔ کہ شریعت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سچا مومن یا اصلی مسلمان فقط وہی ہو سکتا ہے جو مفلس اور قلاش ہو۔ اور جو کمائے خرچ کر دے۔ اپنے پاس ایک کوڑی بھی نہ رکھے۔

(۳ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ) الآیہ سورہ النور رکوع ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور تمہارے غلاموں میں سے جو لوگ مال دے کر آزادی کی تحریر چاہیں تو انہیں لکھ دو۔ بشرطیکہ ان میں بہتری کے آثار پاؤ۔ اور انہیں اللہ کے مال میں سے دو۔ جو اُس نے تمہیں دیا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ آقا سے دلالت علی الخیر کرکے غلام کو مال دلوا رہا ہے۔ اگر مال واقع میں کوئی معیوب چیز ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کی سفارش کیوں فرماتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مال ذاتی طور پر کوئی بُری چیز نہیں ہے۔

مال کے صحیح طور پر خرچ کرنے کی اجازت

(۱ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ) الآیہ سورہ البقرہ رکوع ۲۲ پارہ ۲

ترجمہ۔ یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے مُنہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں اور اس کی محبت میں رشتہ داروں۔ یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے۔ اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں عقائد صحیحہ کے ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کی محبت میں چھ مدوں میں خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ اللہ تعالےٰ کی اجازت سے صحیح مدات میں مال خرچ کرنا محمود ہے۔

(۲ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝) سورہ اللیل پارہ ۳۰

ترجمہ۔ اور اس آگ سے وہ بڑا پرہیزگار دُور رہے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ وہ پاک ہو جائے۔ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں۔ کہ جس کا بدلہ دیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ پرہیزگاروں کو بہشت میں داخل کرنے کا سبب ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ محض اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہُوا کہ محض مال دار ہونا کوئی بُرائی نہیں ہے۔

(۳ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ) الآیہ سورہ المزمل رکوع ۲ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو

حاصل

مالداروں کو زکوٰۃ دینے اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں قرض حسن دینے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے مخلص اور سچے بندو

کو مال رکھنا جائز ہی نہ ہوتا۔ تو زکوٰۃ اور قرض حسن کا کیسے حکم ملتا۔

قرض حسن کا مطلب - پورے اخلاص سے اللہ کی راہ میں اس کے احکام کے موافق خرچ کرنا بھی اس کو اچھی طرح قرض دینا ہے (از حاشیہ شیخ الاسلام)

(وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ۔ اگر اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے تو ان کا کیا نقصان تھا۔ اور اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے۔ اور اللہ کو ان کی خوب خبر ہے

حاشیہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"یعنی ان کافروں کا کچھ نقصان نہ تھا۔ اگر وہ بجائے کفر اللہ اور دن قیامت پر ایمان لاتے۔ اور بجائے بخل و ریا اللہ کی راہ میں مال کو خرچ کرتے۔ بلکہ ان کا سراسر نفع تھا۔ ضرر تو اس میں ہے جس کو وہ اختیار کر رہے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے۔ کہ وہ کیا اور کس نیت سے کر رہے ہیں۔ اسی کا عوض ان کو ملے گا۔"

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں کافروں کو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے کی ترغیب دینے کے بعد اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایک انسان کا مالدار ہونا کوئی معیوب چیز نہیں ہے۔

(مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ سورہ البقرہ رکوع ۳۶ پارہ ۳

ترجمہ۔ ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ کہ اگائے سات بالیں۔ ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ جس کے واسطے چاہے بڑھاتا ہے۔ اور اللہ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان مال جمع کر سکتا ہے تاکہ جب ضرورت پیش آئے تو اسے اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرے۔

(مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ سورہ الحدید رکوع ۲ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ ایسا کون ہے۔ جو اللہ کو اچھا قرض دے۔ پھر وہ اس کو اس کے لئے دُگنا کر دے۔ اور اس کے لئے عمدہ بدلہ ہے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"قرض کے معنی یہ کہ اس وقت خرچ کرو جہاد میں۔ پھر تم ہی دولتیں برتو گے۔ اور یہی معنی دونے کے مالک ہیں اور غلام میں بیاج نہیں۔ جو دیا سو اس کا۔ اور جو نہ دیا سو اس کا۔"

حاصل

اس آیت میں اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ اگر مال رکھنا ہی مسلمان کے لئے عیب ہوتا۔ تو پھر ترغیب دینے کا کوئی مطلب ہی نہیں تھا۔

ناجائز طریقہ سے مال حاصل کرنیکی ممانعت

(اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا) سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے۔

حاصل

یہ نکلا کہ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے دوزخ میں جائیں گے۔ مال تو کوئی بری چیز نہیں ہے۔ جس طرح پہلے ثابت کیا جا چکا ہے۔ مگر یتیموں کا مال ناحق کھانا حرام ہے۔

(وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۗءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ سورہ المائدہ رکوع ۶ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کی کمائی کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ چور جو مال چوری کر کے لاتا ہے وہ مال تو حرام نہیں ہے مگر چور کا چوری کر کے لانا یہ فعل اس کا جرم ہے۔ اس جرم کی سزا ہاتھ کاٹنا تجویز کی گئی ہے۔

(وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝) سورہ التطفیف پارہ ۳۰

ترجمہ۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں۔ تو پورا لیں۔ اور جب اُن کو ماپ کر یا تول کر دیں۔ تو گھٹا دیں۔

حاصل

یہ ہے کہ دوسرے کے مال کو ناجائز ذریعہ سے حاصل کر کے لانا جرم ہے۔

ممانعت کا سبب

حرام کے ذریعہ سے مال حاصل کرنے کی ممانعت کا سبب یہ ہے کہ انسان جس قسم کی غذا کھائے۔ اسی قسم کے خیالات اس کے دل میں آتے ہیں۔ اگر غذا حلال ہے تو نیکی کی طرف بلانے والے کی آواز پر لبیک کہے گا۔ اور برائی کی طرف جانے سے طبیعت میں رکاوٹ ہوگی۔ اور اگر غذا حرام کی ہوگی تو خیالات کا رجحان بجائے نیکی کے برائی کی طرف زیادہ ہوگا۔ چونکہ لاہور میں آج کل دینی تعلیم نہ ہونے کے باعث طبیعتوں میں اللہ تعالےٰ کا ڈر نہیں ہے۔ اور سوائے چند اللہ تعالےٰ کے نیک بندے جو ہر شعبہ میں پائے جاتے ہیں جو سرکاری عہدہ داروں میں بھی ہیں۔ زمینداروں میں بھی ہیں۔ تجارت پیشہ لوگوں میں بھی ہیں۔ دستکاروں میں بھی ہیں۔ ورنہ ہر شعبہ میں اکثریت ان لوگوں کی ہے۔ جو حرام خور ہیں۔ سرکاری ملازم ہیں۔ تو رشوت خوار ہیں۔ تجارت پیشہ ہیں۔ تو دھوکے باز ہیں۔ زمیندار ہیں تو غریبوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ ان حرام خوریوں کا نتیجہ کیا نکلا ہوا ہے۔ کہ لاہور کے اخباروں میں محتاط رپورٹ کے نام سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ لاہور میں پانچہزار اڈے زنا کے پرائیویٹ ہیں۔ یعنی یہ اڈے گھریلو ہیں۔ جو سرکاری سند یافتہ چکلوں کے علاوہ ہیں۔ اس بے حیائی کا سب سے بڑا سبب حرام خوری ہے۔ کیا انگریز کے راج میں اتنی رشوت ستانی تھی۔ جتنی اب ہے۔ کیا انگریز کے وقت میں سرکاری خزانے سے اتنا غبن ہوتا تھا۔ جتنا اب ہوتا ہے۔ کیا اس غبن کی مقدار لاکھوں تک نہیں پہنچتی۔ کیا یہ پبلک کے خون پسینہ کی کمائی ٹیکسوں کے ذریعہ ملک کی اصلاح کے نام سے جمع نہیں کی جاتی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ لاہور کے ایک موقر جریدہ نے لکھا تھا۔ کہ حکومت پاکستان کے وزرا اور اعلیٰ حکام کے سرکاری بنکوں میں جمع شدہ روپے کا جائزہ

لینا چاہئے۔ کہ اس عہدہ پر فائز ہونے سے پہلے بنک میں ان کا کتنا روپیہ تھا اور اب کتنا ہے۔

زبانِ خلق نقارہ الٰہی است

کیا اسی مشہور مقولے کی بناء پر لاہور کی گلبرگ آبادی کے متعلق ٹانگے والوں کی زبان پر یہ لفظ نہیں ہیں کہ رشوت پورہ سے سواریاں لایا ہوں۔ یا رشوت پورہ سواریاں لے کر جا رہا ہوں۔ اور کیا لاہور کے دنیاداروں کے متعلق یہ فقرہ عام طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ کہ "زنا تو ایک فیشن ہو گیا ہے"۔ یعنی زنا کرنے والے بھی فیشن ایبل اور کرانے والیاں بھی فیشن ایبل۔ میرے بھائیو۔ جب کوئی قوم اتنی مسخ ہو جائے۔ کہ بُرائی اور بے حیائی کو بُرا ہی نہ سمجھے۔ بلکہ اسے اپنا فیشن یعنی تمدن بنا لے وہ قوم دُنیا میں زندہ رہنے کے قابل ہے؟ کیا لوط علیہ السلام کی قوم میں یہی مرض نہیں تھا۔ کہ اُنہوں نے بدمعاشی کو فیشن بنا لیا تھا۔

(وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝) سورہ العنکبوت رکوع ۳ پ ۲۰

ترجمہ۔ اور اپنی بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو۔ سو اُن کی قوم کا جواب بس یہ تھا کہ ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

ناجائز طریقہ پر خرچ کرنے والے

(وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ یَّکُنِ الشَّیْطٰنُ لَہٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو لوگ اپنے مالوں کو دکھانے میں خرچ کرتے ہیں اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے۔ اور جس کا شیطان ساتھی ہُوا تو وہ بہت بُرا ساتھی ہُوا۔

مَیں یہ نہیں کہتا

کہ کلمہ گو مسلمان کا اللہ تعالےٰ اور قیامت پر ایمان نہیں ہے۔ ہاں جس طرح ایک کافر محض لوگوں کو اپنی شان دکھانے اور لوگوں سے شاباش لینے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اسی طرح عام طور پر مسلمان بھی اس ریا کے مرض میں مبتلا ہیں۔ شادی کے موقعہ پر یا حکام کی دعوتوں کے موقعہ پر اکثر محض نام و نمود کے لئے زردہ۔ پلاؤ۔ قورمہ۔ ساگ گوشت۔ فیرینی۔ روغنی نان وغیرہ کھانے بافراط پکائے جاتے ہیں۔ کہ ۸ بجے صبح سے کھانے والوں کا تانتا شروع ہوتا ہے۔ اور ۲-۳ بجے تک بمشکل ان کی آمد ختم ہوتی ہے۔ اور ان کھانے والوں میں یتامیٰ مساکین وغیرہ مستحقین تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ ہاں بچا کھچا کھانا جس طرح بھنگی کو دیا جاتا ہے اسی طرح شاید کوئی مسکین بھیک مانگنے والا بھی لے جائے۔

ریا شرک ہے

برادرانِ اسلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے

(ان اخوف ما اخاف علی امتی الشرک الاصغر قالوا یا رسول اللہ وما الشرک الاصغر قال الریاء)؟

ترجمہ۔ بیشک مجھے اپنی اُمّت کے متعلق سب سے بڑا خطرہ چھوٹے شرک کا ہے۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا شرک کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ریاء یعنی دکھلاوا۔

کھانے کے علاوہ

مسلمان بیٹیوں کو جہیز دیتے ہیں تو دکھلاوے کے لئے۔ اسی لئے تو بیٹی کا جہیز نمائش کے لئے پھیلا کر دیتے ہیں۔ رخصتی کے وقت پلنگ پر بستر بچھا ہُوا ہوتا ہے بلکہ رکھا ہُوا ہوتا ہے۔ نئے قلعی شدہ برتن دو دو تین تین کر کے مزدوروں کی ٹوکریوں میں رکھ کر ان کے سروں پر اُٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ سب نمائش اس لئے کیجاتی ہے۔ تاکہ سب لوگ دیکھ کر لڑکی والوں کی تعریف کریں۔ کہ اُنہوں نے بڑا جہیز دیا ہے۔ اور یہی شرک اصغر ہے۔

حاصل

لڑکی کی شادی کا حاصل یہ نکلا کہ دولھا لڑکی بھی لے گیا۔ سُسرال کا گھر بھی لُوٹ کر لے گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناراض ہو گئے۔ حضور انور کی ناراضگی کے باعث اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہو گیا۔ گویا دُنیا کا خسارہ بھی اُٹھایا اور عاقبت بھی لڑکی والوں کی برباد ہو گئی۔ پاگل اس کو شادی کہتے ہیں اور خدا پرست اسے بربادی کہتے ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

احادیث کی شہادت

۱۔ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ یَوْمٍ یُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْہِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندوں پر کسی دن کی کوئی صبح نہیں ہوتی۔ مگر دو فرشتے (آسمان سے) اُترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے۔ اے اللہ (تیری راہ میں) خرچ کرنے والے کو اور دے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ اے اللہ (تیری راہ میں) خرچ نہ کرنے والے کا مال برباد کر۔

حاصل

یہ کہ مالداروں کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے اگر شرعاً مال جمع کرنا ہی ممنوع ہوتا تو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب کس طرح دی جاتی۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْکَ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے آدم کے بیٹے (میری راہ میں) خرچ کر۔ مَیں تم پر خرچ کروں گا۔ (یعنی خرچ کئے ہوئے مال کا بدلہ دوں گا)

۳۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاھِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ سخی اللہ سے قریب ہے۔ بہشت سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے۔ دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ سے دور ہے۔ بہشت سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے دوزخ سے قریب ہے۔ اور البتہ جاہل سخی اللہ کو زیادہ پیارا ہے عابد بخیل سے۔ (باقی صفحہ ۱۰ پر)

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ ابو موسیٰؓ گھبرائے ہوئے آئے اور کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہا سے تین بار اجازت مانگی مگر اجازت نہیں ملی تو میں واپس لوٹ گیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تمہیں اندر آنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے کہا کہ میں نے اجازت مانگی لیکن آپ نے اجازت نہ دی اس لئے میں واپس لوٹ گیا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو اس کو لوٹ جانا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم کو اس پر گواہ پیش کرنا ہوگا۔ پھر ابو موسیٰؓ نے پوچھا تم میں سے کسی نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اس کو سنا ہے؟ ابی بن کعبؓ نے کہا کہ واللہ! تیری گواہی کے لئے قوم کا کمسن شخص کھڑا ہوگا۔ راوی (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہا) کا بیان ہے کہ میں اس وقت سب سے کمسن تھا۔ میں ابو موسیٰؓ کے ساتھ کھڑا ہوا اور حضرت عمرؓ کو بتایا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسی طرح فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: ۶۲۴۵)

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں سے اللہ تعالےٰ راضی۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق راضی۔ اور بہشت کا داخلہ نصیب ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ذاتی طور پر مال کا جمع کرنا حرام کرنے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ یکم جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ ۔ ۴ جنوری ۱۹۵۷ء

حق تلفی ایک مہلک روحانی بیماری ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام ۔ جس طرح انسان کے حق میں بعض جسمانی مہلک بیماریاں ہیں۔ اسی طرح انسان کے حق میں بعض روحانی مہلک بیماریاں بھی ہیں ۔ جس طرح اس شخص کی جسمانی صحت ٹھیک سمجھی جاتی ہے ۔ جو کسی بھی خطرناک بیماری میں بنتلا نہ ہو ۔ اسی طرح روحانی صحت کے لئے تمام روحانی مہلک بیماریوں سے شفا یافتہ ہونا ضروری ہے۔

روحانی مہلک بیماریوں کا قبر میں ساتھ جانا

میرے بھائیو ۔ جسمانی مہلک بیماریاں مرنے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں ۔ مثلاً دق ۔ سل وغیرہ مگر روحانی مہلک بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جاتی ہیں ۔ اور قبر کو دوزخ کا گڑھا بنواتی ہیں ۔ اور پھر وہاں نہ کوئی مونس نہ غمخوار ۔ نہ کوئی طبیب نہ کوئی علاج پھر اس روحانی مریض کا اندازہ لگائیے ۔ کہ اس کی بیقراری ۔ پریشانی کتنی تکلیف دہ ہوگی ۔ اگر دُنیا میں اسے اتنی تکلیف آتی تو کوئی بعید نہ تھا ۔ کہ اس غم میں گھٹ کر مر جاتا ۔ لیکن قبر کی رُوحانی زندگی میں موت بھی نہیں آئے گی ۔ خواہ کتنے ہی عذابِ الٰہی کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں ۔

علاج

روحانی مہلک بیماریوں کی سزا سے بچنے کا فقط ایک ہی علاج ہے کہ اللہ تعالےٰ دُنیا کی زندگی میں ان سے شفایاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور شفایاب ہوکر قبر میں جائے ۔

طریقِ علاج

شفایابی حاصل کرنے کا طریق علاج یہ ہے ۔ کہ پہلے کسی عالم کتاب و سنت کی صحبت میں رہ کر ان بیماریوں کی تفصیل معلوم کرے ۔ پھر کسی عامل کتاب و سنت کی صحبت اختیار کرے جس کو اپنے رُوحانی مربیوں کی صحبت میں رہ کر اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کرانے کی توفیق ہوئی ہو ۔ اور پھر اس کے مربیوں نے اس کی تکمیل کر کے اسے خلق خدا کی رُوحانی اصلاح کے لئے مامور بھی کیا ہو ۔ یہ بھی پیشِ نظر رہے ۔ کہ روحانی مربی کے لئے پہلی شرط قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی تابعداری لازمی چیز ہے ۔ اگر اس میں یہ رنگ نہ پایا جائے تو وہ اصلی مربی نہیں ہوگا ۔ بلکہ بھروپیا ہوگا ۔ کہ تصوّف اور تزکیہ کے نام کو جلبِ زر کا ذریعہ بنا رہا ہوگا ۔ اسی لئے کسی نے فرمایا ہے ۔ شعر

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستِ نہ باید داد دست

نسخہ شفاء کی تین دوائیں

اصلی کھرے اور سچّے روحانی مربی کی صحبت میں رُوحانی بیماریوں سے شفا پانے کے لئے فقط تین روحانی دوائیں استعمال کرنی پڑتی ہیں ۔ مربی کچھ تو اوراد[1] و اشغال[2] بتلائے گا ۔ اس کے علاوہ اپنی باطنی توجہ[3] طالب کے قلب پر کرتا رہیگا ۔ مزید براں چونکہ طالب صادق کے دل میں اپنے شیخ کامل کی محبت ہوتی ہے ۔ اس لئے شیخ کی زبان مبارک سے جو بات طالب کی اصلاح کے لئے نکلتی ہے وہ طالب مولےٰ کے دل پر اس طرح لکھی جاتی ہے جس طرح نقش بر سنگ ہو ۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے ۔

آنچہ از دل می خیزد بر دل می ریزد

حق تلفی ایک رُوحانی مہلک بیماری ہے

مجھے یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت میں سے بعض افراد اس مہلک بیماری سے بچے ہوئے ہیں ۔ ان میں کئی مرد بھی ہونگے ۔ اور کئی عورتیں بھی ہونگی اور یہ بھی واقعہ ہے کہ ان حضرات کو مستثنیٰ کرنے کے بعد اکثریت ایسے مسلمانوں کی ہے ۔ جو اس موذی اور مہلک مرض میں بنتلا ہیں ۔

میرا فرض

ہے ۔ کہ میں ان روحانی مریضوں کو اطلاع دوں ۔ تاکہ مرنے سے پہلے وہ لوگ اپنی اصلاح کرلیں ۔ ورنہ اس گنہگار کی تبلیغ کا یہ فائدہ ضرور ہوگا ۔ کہ یہ لوگ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر پیش نہیں کرسکیں گے کہ رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَّذِیْرٍ ۔ ترجمہ اے ہمارے رب ہمارے پاس (دنیا میں) کوئی ڈرانے والا بندہ نہیں آیا تھا ۔

حقداروں کی فہرست

حق تلفی کی فہرست تو بعد میں عرض کی جائے گی ۔ پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمان کے ذمے کس کس کے حق ہیں ۔ اللہ[1] جل شانہٗ ۔ رسول[2] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن[3] مجید ۔ اسلام[4] ۔ ماں[5] ۔ باپ[6] ۔ بیوی[7] ۔ اولاد[8] ۔ بھائی[9] ۔ بہنیں[10] ۔ برادری[11] ۔ اگر سرکاری[12] ملازم ہے تو سرکار کا حق ۔ اگر کسی پرائیویٹ[13] فرم یا دُکان پر ملازم ہے ۔ تو فرم یا دُکاندار[14]

کھرا اور سچّا مسلمان

وہ ہوگا ۔ جو مذکورۃ الصدر سب حقداروں کے حقوق ادا کرے ۔ جتنا حقداروں کے حق ادا کرنے میں ناقص ہوگا ۔ اتنے نمبر کا یہ کھوٹا مسلمان ہوگا [illegible] مسلمان جب تمہیں ہر چیز کھری چا[illegible]ٹی سے تمہیں نفرت ہے ۔ اگر تمہیں کوئی شخص کھوٹی چیز دے ۔ تو لینے سے انکار کرتا ہے تو کیا اللہ تعالےٰ کو اپنی بہشت میں داخل کرنے کے لئے کھرے مسلمان نہیں چاہئیں خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ؟ تو ایمان سے کہہ کہ اللہ تعالےٰ اپنی پاک کلام قرآن مجید میں جن چیزوں کی بُرائی بیان کر رہا ہے ۔ کہ زنا کو بے حیائی کہہ رہا ہے ۔ شراب اور جُوا کو شیطان کے کام فرما رہا ہے ۔ کیا پھر اپنی بہشت میں زانی مرد اور زانی عورتوں ۔ اور شراب خوار مرد اور شراب خوار عورتوں اور جُوا کھیلنے والوں کو داخل کرلے گا ؟ اور کوئی بعید نہیں کہ ایسے بے تمیزوں سے یہ فرمائے ۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵

ترجمہ ۔ اپنا نامہ اعمال پڑھ لے

آج اپنا حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحبؒ

"یعنی نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ کہ خود پڑھ کر فیصلہ کرے۔ جو کام عمر بھر میں کئے تھے۔ کوئی رہا تو نہیں یا زیادہ تو نہیں لکھا گیا۔ ہر آدمی اس وقت یقین کرے گا۔ کہ ذرہ ذرہ عمل بلا کم و کاست اس میں موجود ہے۔"

نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کی حق تلفی

عبادت کا حکم

نمبر ۱

(وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝)

سورہ الانبیاء رکوع ۲ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور ہم نے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو۔ کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ سو میری ہی عبادت کرو۔

نمبر ۲

(وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝)

سورہ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور میں تمہارا رب ہوں۔ پھر میری ہی عبادت کرو۔

نمبر ۳

(يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝) سورہ العنکبوت رکوع ۶ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اے میرے بندو۔ جو ایمان لائے ہو۔ میری زمین کشادہ ہے۔ پس میری ہی عبادت کرو۔

حاصل

تینوں آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بار بار اپنی عبادت کا حکم فرما رہا ہے۔ عبادت کی تفصیل میں بہت سے کام آتے ہیں۔ سب سے پہلا کام نماز ہے۔

نماز کے متعلق تاکید

نمبر ۱

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر الصلوٰۃ یوما فقال من حافظ علیہا کانت لہ نورا و برھانا و نجاۃ یوم القیمۃ ومن لم یحافظ علیہا لم تکن لہ نورا و لا برھانا ولا نجاۃ وکان یوم القیمۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف

رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا جس نے نماز پر حفاظت کی یہ نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور اور اس کے ایمان پر واضح دلیل اور نجات کا ذریعہ ہوگی۔ اور جس شخص نے اس (نماز) پر حفاظت نہ کی۔ اس کے لئے نہ نور ہوگی اور نہ اس کے ایمان پر واضح دلیل ہوگی۔ اور نہ نجات کا ذریعہ ہوگی۔ اور وہ (بے نماز) قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

ابی بن خلف کون تھا

یہ وہ مشرک تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی لڑائی میں اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا۔

نمبر ۲

(عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ کتب الی عمالہ ان اھم امورکم عندی الصلوٰۃ من حفظھا وحافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع)

الحدیث رواہ مالک

ترجمہ۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے سرکاری عہدہ داروں کو لکھا۔ تمہارے سب کاموں میں سب سے زیادہ ضروری میرے نزدیک نماز ہے جس نے اس پر خود حفاظت کی اور دوسروں سے حفاظت کرائی۔ اس نے اپنے دین کی حفاظت کر لی۔ اور جس نے اس نماز کو ضائع کیا۔ وہ باقی ذمہ داریوں کو اور زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

اتنی اہمیت

اسلامی احکام میں کلمہ طیبہ کے اقرار کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اسلام اور کفر کی تمیز فقط نماز پر ہوتی تھی۔ اسی لئے ہر مسلمان کہلانے والے کو نماز ضرور ہی پڑھنی پڑتی تھی۔ خواہ دل میں اسلام کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ حضور انورؐ کے مبارک زمانہ میں جو منافق تھے۔ وہ دل میں اسلام کے دشمن تھے۔ مگر انہیں بھی نماز پڑھنی پڑتی تھی۔ ان کے نمازی ہونے کی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے (اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝) سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ۔ بیشک منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں۔ اور وہی ان کو فریب (کی سزا) دے گا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ باوجودیکہ منافق اسلام کے دشمن تھے۔ مگر انہیں بھی اسلام کا امتیازی نشان یعنی نماز پڑھنی پڑتی تھی۔ آج کل مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ غالباً پانچ فیصدی بمشکل نمازی ہونگے۔ باقی سب بے نماز۔ کیا یہ اللہ تعالےٰ کے حق عبدیت کی حق تلفی نہیں ہے۔

نمبر ۲

دوسری حق تلفی

(وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا) الآیہ سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور کسی کو اس (اللہ) کا شریک نہ کرو۔

شرک یہ ہے کہ انسان کو جو تعلق اللہ تعالےٰ سے رکھنا چاہیئے۔ اسی قسم کا تعلق کسی دوسرے سے بھی رکھے۔ مثلاً کسی کو اپنا حاجت روا۔ مشکل کشا۔ روزی میں تنگی یا وسعت کرنے والا۔ یا بیماری سے شفا دینے والا خیال کرے۔ حالانکہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ کہ انسان کی ان تمام حاجتوں میں اللہ تعالےٰ ہی کام آنے والا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقفیت کے باعث اکثر مسلمان شرک میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ انہیں توحید و شرک میں تمیز نہیں ہے۔

قرآن مجید کی شہادت

ایمان کا دعوےٰ کرنے کے باوجود پھر شرک میں مبتلا رہنے کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے

(وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝)

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھی، حضرت میمونہ بھی ساتھ تھیں۔ اتنے میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حجاب کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم دونوں ان سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو نابینا ہیں، ہم کو نہیں دیکھتے اور نہ ہی ہمیں پہچانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو کہ انہیں نہیں دیکھتی؟ (سنن ابوداود: ۴۱۱۲)

(بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے)

سورہ یوسف رکوع ۱۲ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ ان میں اکثر ایسے بھی ہیں جو اللہ کو مانتے بھی ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں۔

برادران اسلام کیا شرک کرنے میں اللہ تعالیٰ کی حق تلفی نہیں ہے۔

بے شمار حق تلفیاں

اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں انسان بے شمار حق تلفیاں کرتا ہے۔ جن کا بالتفصیل ذکر کیا جائے۔ تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ مگر بطور نمونہ دو ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ
وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا ۝ سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

مخالفت کا وعید

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی اور راستہ اختیار کرینگے۔ ان کے حق میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝

سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو۔ اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تلفی

مذکورۃ الصدر آیات میں حکم تو یہ ہُوا تھا۔ کہ مسلمان کو اپنے ہر عمل حیات میں رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ اختیار کرنا چاہئے۔ اور اگر اس نمونہ کو اختیار نہ کیا۔ تو دوزخ میں داخلہ کی اطلاع دی گئی تھی۔ مگر بجز اللہ تعالیٰ کے چند بندوں اور بندیوں کے اکثریت کی بقول شاعر یہ حالت ہے۔ شعر

شور ہے ہوگئے دُنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

نتیجہ

کیا مسلمانوں کی یہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تلفی نہیں ہے۔ پھر یہ تو قاعدہ ہے کہ وفادار اور باغی سے سلوک یکساں نہیں ہُوا کرتا۔ اس لئے شریعتِ محمدیہ کی مخالفت کرنے والوں کے لئے ابتدا میں جہنم کا داخلہ ہوگا۔ ہاں دلوں میں ایمان باقی رہا ہوگا۔ تو پھر شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے بالآخر بہشت میں آجائینگے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات آدمیوں کو اللہ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن سوائے اس کے سائے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) حاکمِ عادل۔ (۲) اور وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہو۔ (۳، ۴) اور وہ دو اشخاص جو باہم صرف اللہ کے لئے دوستی کریں، جب جمع ہوں تو اسی کیلئے اور جب جدا ہوں تو اسی کیلئے۔ (۵) اور وہ شخص جس کو کوئی منصب اور جمال والی عورت زنا کیلئے بلائے اور وہ یہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اس لئے نہیں آسکتا۔ (۶) اور وہ شخص جو چھپا کر صدقہ دے یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (۷) اور وہ شخص جو خلوت میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جائیں۔ (بخاری: ۶۶۰)

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۱۶ سے آگے (باقی باقی)

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول

کی حق تلفی سے جو لوگ نہیں ڈرتے۔ وہ اور کس کی حق رسی اور داد رسی کا خیال رکھیں گے۔ چنانچہ مسلمانوں کی حالت دیکھ لیجئے۔ کہ اکثر اولاد کے دلوں میں ماں باپ کا احترام نہیں ہے۔ اور برادریوں میں اکثر حق تلفیوں کی شکایات پائی جاتی ہیں۔ لڑکی کا رشتہ مانا ہوا ہے۔ مگر شادی کر کے نہیں دیتے۔ اور شادی شدہ ہے تو لڑکے والوں کے اصرار شدید کے باوجود رخصتی میں بہانے بنا رہے ہیں۔ اس قسم کی مثالیں بھی بے شمار ہیں۔ کہ خاوند آوارہ ہے کہ جس عورت کے ساتھ ناجائز تعلق ہے۔ تنخواہ اس کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے بیوی بچے مصیبت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تجارت پیشہ ہیں تو بجز معدودے چند خدا کا خوف رکھنے والوں کے سوا اکثر فریب کار اور دھوکہ باز ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ ملاوٹ والی چیز کو اصلی کہہ کر دیتے ہیں۔ حالانکہ نہ دودھ خالص ہوتا ہے۔ نہ گھی خالص ملتا ہے۔ [illegible] ہوتی مرچ خالص۔ نہ ہلدی خالص۔ باوجود ان فریب کاریوں کے دعوےٰ کیا ہے اہل السنت والجماعت۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اسی طریقہ کے پابند ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور ہم اسی مقدس صحابہ کرام والی جماعت کے خلف الله ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے مشرف تھی۔

اے مسلمان

تو ایمان سے کہہ۔ اتنے لوگوں کی حق تلفیاں کر کے تمہیں یہ لقب (اہل السنۃ والجماعۃ) سجتا ہے۔ اور اگر اس لقب کو اپنے حق میں استعمال کرتا ہے تو کیا یہ بھی ایک طرح کا فریب نہیں ہے؟ اور کیا اس مقدس لقب کی یہ حق تلفی نہیں ہے؟

سرکاری عہدیداروں

کو دیکھا جائے تو ان میں سے بھی بجز چند افراد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ - یوم الجمعہ ۹ - جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ - ۱۱ - جنوری ۱۹۵۷ء

اِنسان کی ترقی کا صحیح مفہوم

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ - لاہور)

برادرانِ اسلام - آج کل آپ کو ہر پڑھے لکھے انسان کی زبان سے ترقی کا لفظ سُننے میں آئیگا - حتیٰ کہ سکولوں کے بچّوں کی زبان پر بھی یہ لفظ رواں ہے - مثلاً کوئی کہتا ہے کہ فلاں شخص نے بڑی ترقی کی ہے - معمولی چھابڑی فروش تھا - اور آج اس کی دکان میں ہزاروں کا مال ہے - کوئی کہتا ہے کہ فلاں ماسٹر نے بڑی ترقی کی ہے - میٹرک پاس کر کے ملازم ہُوا تھا - ملازمت بھی کرتا رہا - اور پرائیوٹ امتحان بھی دیتا رہا - یہاں تک کہ ایم-اے کیا - اور آج کل فلاں کالج میں پروفیسر ہے - کوئی کہتا ہے کہ فلاں زمیندار نے بڑی ترقی کی ہے - پہلے معمولی زمیندار تھا - اور آج کل بہت بڑا زمیندار بن گیا ہے - اتنی زمین کا مالک ہے کہ گورنمنٹ کو بیس ہزار روپیہ سالانہ مالیانہ ادا کرتا ہے - وغیرہ وغیرہ مسلمانوں کی اکثریت کے ذہن میں ترقی کے معیار اسی قسم کے ہیں - واقعہ یہ ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں دیکھا جائے - تو ایک تو ترقی کے یہ معیار اسلامی نہیں ہیں - یہ ترقیاں تو ایک کافر اور مشرک کو حاصل ہو سکتی ہیں - اور دوسری چیز یہ ہے - کہ ترقی کی یہ سب صورتیں فانی ہیں - انسان مرا - اور یہ سب ترقیاں ختم ہوگئیں - اللہ تعالےٰ اپنے فرمانبردار بندوں کو اسی دُنیا کی زندگی میں وہ ترقی کرانا چاہتا ہے - جو مرنے کے ساتھ ختم نہ ہو جائے - بلکہ اس ترقی کا اثر مرنے کے بعد قبر میں بھی ساتھ جائے - اس ترقی کا فائدہ اِس انسان کو قبر میں بھی ملے - بلکہ جب قیامت کے دن میدان محشر میں اُٹھے - اس وقت بھی وہ ترقی انسان کو کام آئے - اور وہاں بھی آرام پائے - میدان محشر کے حساب وکتاب سے فارغ ہونے کے بعد بھی اسی ترقی کی بدولت اسے ایسی جگہ ٹھیرایا جائے - جہاں کبھی کوئی تکلیف نہ ہو اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امن - چین اور خوشحالی کی زندگی بسر کرتا رہے - آج کی معروضات میں یہ عاجز قرآن مجید کی روشنی میں اسی ترقی کو پیش کرنا چاہتا ہے - واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم -

اِنسان دو چیزوں سے مرکب ہے

برادرانِ اسلام یہ انسان جو ہم دیکھتے ہیں یہ دو چیزوں سے مرکب ہے - عام انسانوں کی اصطلاح میں ان چیزوں کو جسم اور روح کہا جاتا ہے اور فلسفہ کتاب و سنۃ کے بہت بڑے بلکہ بلنظیر فلاسفر حضرت مولانا و مقتدانا حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاح میں ان دونوں کو بہیمیۃ اور ملکیۃ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے -

دونوں کا حدیث شریف سے ثبوت

حدیث شریف سے ثابت ہے - کہ عورت کے حاملہ ہونے کے بعد چار مہینے تک بچّے کا وجود مکمل ہو جاتا ہے - اس کے بعد اس وجود میں رُوح (عالم ملکوت سے لاکر) ڈالی جاتی ہے - اس سے ثابت ہُوا کہ گوشت - پوست - ہڈیوں کا ڈھانچہ یہیں تیار ہوتا ہے - اور روح عالم ملکوت سے لاکر ڈالی جاتی ہے -

دونوں کی غذا

نمبر اوّل جسم کی غذا

انسان کا بدن چونکہ اشیاء ارضیہ سے بنا ہے یعنی ماں باپ نے سبزیاں - ترکاریاں - اناج - میوہ جات کھائے - اس خوراک سے اللہ تعالےٰ کی قدرت سے لہو پیدا ہُوا - اور اس لہو سے اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے منی پیدا کی - جو انسان کے وجود کا بیج ہے - اس بیج کو ماں کے پیٹ میں ڈال کر انسان کا وجود بنایا - اب اس وجودِ انسانی کی غذا بھی زمین سے پیدا شدہ چیزیں ہونگی - یعنی جب اس وجود سے نقل و حرکت یا اور کوئی کام لیا جائیگا - تو اس کی طاقت ختم ہو جائے گی - پھر دوبارہ طاقت پیدا کرنے کے لئے بھی زمین سے پیدا شدہ چیزیں اسے کھلائی پلائی جائینگی - تاکہ پھر اس کے وجود میں نئی قوت پیدا ہو - اور انسان پھر اپنا کام کر سکے -

نمبر دوم روح کی غذا

یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ رُوح عالم ملکوت سے لائی گئی ہے - یعنی جس جہاں میں فرشتے رہتے ہیں - وہاں سے لاکر اسے جسم کے پنجرے میں قید کیا گیا ہے - بادشاہوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی جانور کو اپنے اصلی وطن سے پکڑ کر کسی پنجرے میں لاکر بند کر دیتے ہیں تو اُسے وہی غذا کھلاتے ہیں جو وہ اپنے وطن میں کھایا کرتا تھا - لاہور کے چڑیا گھر میں جا کر دیکھ لیجئے کہ شیر کو روزانہ گوشت دیا جاتا ہے - ہرنوں اور بارہ سنگوں کو گھاس دیجاتی ہے - اور سانپوں کو زندہ چوہے دیئے جاتے ہیں - اسی قاعدے کی بنا پر انسان کی رُوح کو روزانہ ذکرِ الٰہی کی غذا لازمی طور پر ملنی چاہئے - کیونکہ عالمِ ملکوت میں رہنے والے فقط اللہ تعالےٰ کے ذکر سے ہی مسرور رہتے ہیں - اس کے علاوہ نہ کوئی اور چیز کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں -

اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں انسان کا مرتبہ

اللہ تعالےٰ کی مخلوقات کو دیکھا جائے تو اس کے یہ نمبر ہیں - معدنیات - ان سے اُوپر نباتات - ان سے اُوپر حیوانات - ان سے اوپر انسان - اس سے اُوپر ملائکہ عظام -

ترقی اور تنزّل کے لغوی معنی

ترقی کے معنی اُوپر چڑھنا ہے - اور تنزل کے معنی نیچے اُترنا ہے - انسان سے اُوپر درجہ فرشتوں کا ہے - اس لئے انسان کی ترقی کا صحیح مفہوم یہ ہوگا - کہ انسان اپنے اندر ملائکہ عظام (فرشتوں) کی خصلتیں پیدا کرے - اور اس کا تنزل یہ پیدا ہوگا کہ اپنے سے نیچے درجے والے جو حیوان ہیں ان کی صفات میں تیز گام ہو جائے - مثلاً بیل اور گھوڑے رات کو خوب پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں - پھر سارا دن بوجھ ڈھوتے رہتے ہیں - اور ترقی یافتہ انسان (بشرطیکہ بافراط روپیہ ہو) ایک دن میں پانچ مرتبہ کھاتے ہیں - ایک بیڈ ٹی - جو صبح سویرے بستر ہی میں پیتے ہیں - دوسرا بریک فاسٹ یعنی ناشتہ - تیسرا ڈنر دوپہر کا کھانا - چوتھا ایوننگ تیسرے پہر کی چاء - پانچواں لنچ رات کا کھانا - نئی تہذیب میں یہ پانچ وقت کی خورد و نوش بھی ایک ترقی کی مثال ہے - ترقی کی دوسری مثال ملاحظہ ہو - پُرانے زمانے میں ہمارے باپ دادا مٹی کے برتنوں ہی کو استعمال کرتے تھے - مثلاً چاء پینی ہے تو مٹی کے پیالے میں ڈالکر پی لی - مکھّن کھانا ہو - تو رات کی بچی ہوئی باسی روٹی پر رکھ کر کھا لیا - اب ماشاء اللہ بڑی ترقی ہوگئی ہے - کہ چاء کے سٹ قسما قسم کے ولایت سے آتے ہیں - ان میں پی جاتی ہے - مکھّن ڈبل روٹی کے ٹوسوں پر لگا کر کھایا جاتا ہے -

جن لوگوں کے دماغوں کی انگریز نے تربیت کی ہے۔ وہ انہیں چیزوں کو ترقی کہتے ہیں حالانکہ ان سب چیزوں کا تعلق فقط انسان کی قوّت بہیمیہ سے ہے۔ یعنی انسان کی حیوانی ضرورتوں کو پُورا کرنے کے لئے صفائی اور سُتھرائی آگئی۔ ان چیزوں کی بہتات سے انسان کی مَلکی قوّت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ بلکہ ان چیزوں میں وقت صرف کرنے سے ملکیۃ کو کوفت ہوتی ہے۔ کہ میری راحت کا تو خیال نہیں کیا جاتا۔ اور بہیمی ضرورتوں کے بہتر سے بہتر طریقہ پر پُورا کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت اور زیادہ سے زیادہ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے

ترقی کا ایک اور میدان

جن انسانوں کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دین سے صحیح یا محکم نہیں ہے۔ وہ ترقی کے اس میدان کو اپنی کم فہمی اور کوتاہ اندیشی سے انسانی ترقی کا انتہائی مقام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ چیز بھی غلط ہے۔ اس قسم کی ترقی کا تعلق بھی دراصل انسان کی قوّت بہیمیہ ہی سے ہے۔ جس طرح اب آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی۔ یہ پہلے عرض کرچکا ہوں۔ کہ انسان سے نیچے طبقہ حیوانات کا ہے۔ اور اس سے اوپر طبقہ میں ملائکہ عظام (فرشتے) ہیں۔ ترقی کی معنی اُوپر چڑھنا ہے۔ انسان کی اصلی اور صحیح ترقی یہ ہے کہ انسان اپنے اندر ملائکہ عظام کی صفات پیدا کرے۔ ترقی کے زیر بحث میدان کے کرشمے یہ ہیں۔ کہ سائنس نے ترقی کی۔ اور مثلاً مندرجہ ذیل چیزیں وجود میں آئیں۔ ٹیلیفون۔ وائرلیس۔ ریڈیو۔ ہوائی جہاز۔ ایٹم بم۔ مشین گن۔ ٹینک وغیرہ۔ انصاف سے کہیے۔ کہ ان ایجادات میں انسان کی بہیمیت کا تو نفع یا نقصان ہے۔ جو سفر مہینوں میں طے ہوتا تھا وہ ہوائی جہاز کے ذریعہ سے گھنٹوں میں طے ہوگیا۔ پہلے لڑائیوں میں سینکڑوں یا ہزاروں جانیں ضائع ہوتی تھیں۔ اب دو ایٹم بموں سے اڑھائی لاکھ جاپانی موت کے گھاٹ اُتر گئے۔

اصلی ترقی

برادرانِ اسلام! انسان کا نام۔ انسان دراصل اس رُوح انسانی کے لحاظ سے ہے۔ جو روح حیوانات میں نہیں ہوتی۔ روح حیوانی کے لحاظ سے یہ ایک حیوان ہے۔ اور روح حیوانی کے لحاظ سے یہ انسان کہلاتا ہے۔ جسے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاح میں ملکیۃ کہا جاتا ہے۔ اب ملائکہ عظام کے اوصاف حمیدہ جو اللہ تعالےٰ نے اپنی کلام پاک قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔

صفات ملائکہ عظام

۱۔ (فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ۝

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ پھر اگر وہ تکبّر کریں تو وہ لوگ جو اپنے رب کے پاس ہیں۔ رات دن اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور تھکتے نہیں۔

۲۔ (وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِى الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۝

سورۃ الشوریٰ رکوع ۱ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ اور سب فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے جو زمین میں ہیں۔ مغفرت مانگتے ہیں۔ خبردار بیشک اللہ ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

۳۔ (وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۝

سورۃ الصٰفٰت رکوع ۵ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ اور بے شک ہم صف باندھ کر کھڑے رہنے والے ہیں۔ اور بے شک ہم ہی تسبیح کرنے والے ہیں۔

۴۔ (لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝ سورۃ التحریم رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے اور وہ وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

خلاصہ

مذکورۃ الصدر آیات میں فرشتوں کی مندرجہ ذیل صفتیں مذکور ہیں۔ (۱) رات اور دن اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرنا (۲) تسبیح کرتے نہ تھکنا۔ (۳) تسبیح کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی حمد بیان کرنا (۴) خود تو گناہ سے پاک ہیں۔ مگر گناہ گاروں کے لئے اللہ تعالےٰ سے بخشش مانگنا۔ (۵) یادِ الٰہی کے لئے صف بستہ ہونا۔ (۶) اللہ تعالےٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا۔

بہیمیۃ کی خواہشات کا فنا کرنا مقصود نہیں ہے

انسان کی ترقی کا صحیح مفہوم جو آگے آ رہا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بہیمیۃ کی خواہشات کو فنا کر دیا جائے۔ مثلاً ارشاد ہوتا ہے (قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۝ سورۃ الاعراف رکوع ۴ پارہ ۸

ترجمہ کہدو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے۔ جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے۔ اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں (حرام کیں) کہدو دُنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں۔ قیامت کے دن خالص انہیں کے لئے ہو جائیں گی۔ اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں۔ ان کے لئے جو سمجھتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ضروریاتِ بہیمیۃ کے پورا کرنے کے لئے جو نعمتیں پیدا کی گئی ہیں۔ وہ دراصل اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندوں کے لئے ہیں۔ نافرمان لوگ ان کے صدقے میں کھاتے ہیں۔ جس طرح حکومت وفادار رعایا کی نقل و حرکت کے لئے ریل بناتی ہے مگر باغی اور بدمعاش بھی اسی میں سفر کرتے ہیں۔ اگلا ارشاد ملاحظہ ہو کہ پاکیزہ رزق کھا کر کیا کرو۔

(يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ۝

سورۃ المومنون رکوع ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اے رسولو۔ سُتھری چیزیں کھاؤ۔ اور اچھے کام کرو۔ بیشک میں جانتا ہوں۔ جو تم کرتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ پاکیزہ چیزیں استعمال کرو۔ اس کے بعد نیک کام کرو۔ یہ یاد رہے۔ کہ اچھا کام وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

انسان کی ترقی کا صحیح مفہوم

اب انسان کی ترقی کا صحیح مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ نعمتیں کھائے پیئے۔ اس کے بعد کام وہ کرے جو فرشتے کرتے ہیں۔ گویا کہ یہ نیک آدمی ترقی کرکے فرشتوں کی صفات سے متصف ہوگیا۔ بظاہر تو یہ ایک انسان ہے۔ مگر صفات کے لحاظ سے فرشتہ سیرت ہوگا۔ انسان کے اندر یہ صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی دامنگیری اور آپؐ ہی کی راہ نمائی سے پیدا ہوں گی۔ مثلاً ۱

تسبیح و تحمید کی تلقین

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ملائکہ عظام اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تحمید بیان کرتے ہیں۔ اب ملاحظہ فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کو تسبیح و تحمید کی تلقین فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

متفق علیہ۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں (قیامت کے دن) میزان

ہیں بڑے بھاری ہونگے - رحمٰن کو پیارے ہیں (اور وہ دو کلمے) سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم ہیں -

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ فِیْ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ متفق علیہ -

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے دن کے کسی حصہ میں سبحان اللہ و بحمدہ ایک سو مرتبہ پڑھا - اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے - اگرچہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں -

۳۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْکَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَی اللّٰہُ الْمَلٰٓئِکَةَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ رواہ مسلم ابی ذرؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا سب سے بہتر کلام کونسی ہے - آپ نے فرمایا - اللہ نے اپنے فرشتوں کے لئے چُنی ہوئی ہے - (وہ کیا ہے) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ -

اصلی ترقی انسان کی یہ ہے

برادران اسلام - آپ نے ملاحظہ فرمایا - شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اذکارِ الٰہیہ کی تلقین فرما رہے ہیں - جو فرشتے کرتے رہتے ہیں - اصلی ترقی انسان کی تو یہ ہے - کہ اپنے اندر ایسے اوصاف پیدا کرے - جو ملائکہ عظام کے ہیں -

استغفار کی تلقین

قرآن شریف کی گزشتہ آیت میں آپ سُن چکے ہیں - کہ چونکہ وہ خود تو گناہوں سے پاک ہیں - اس لئے زمین پر رہنے والوں کے لئے اللہ تعالےٰ سے مغفرت کی دُعا کرتے رہتے ہیں - چونکہ انسان خود گناہ کرتا ہے - اس لئے یہ اپنے لئے بھی اللہ تعالےٰ سے گناہوں کی معافی مانگے گا - اور دوسروں کے لئے بھی - رحمۃ للعالمین کی اپنی اُمّت کو تلقین استغفار ملاحظہ ہو -

۱۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَھَا مِنَ النَّھَارِ مُوْقِنًا بِھَا فَمَاتَ مِنْ یَّوْمِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّمْسِیَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَھَا مِنَ اللَّیْلِ وَھُوَ مُوْقِنٌ بِھَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُّصْبِحَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ رواہ البخاری

ترجمہ - شداد بن اوسؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سید الاستغفار یہ ہے - کہ تُو کہے - اے اللہ تُو میرا رب ہے - تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں - تُو نے مجھے پیدا کیا ہے - اور مَیں تیرا بندہ ہوں اور میں نے تجھ سے جو (ایمان اور خالص تیری فرمانبرداری کرنے کا) عہد کیا ہے اس پر قائم ہوں - اور جو تو نے (اجر دینے کا) وعدہ کیا ہے - اس کا امید وار ہوں - اپنی توفیق کے مطابق اس کا پابند ہوں - جو بُرائی مَیں نے کی ہے اس (کے شر) سے بچنے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں - تیرے احسان جو مجھ پر ہیں - ان کا اقرار کرتا ہوں - اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں تُو مجھے بخش دے - کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا - آپ نے فرمایا - جس شخص نے یہ کلمے دن کو کہے ایسے حال میں کہ وہ ان پر یقین کرنے والا تھا - پھر اسی دن شام سے پہلے مرگیا - تو وہ بہشتیوں میں سے ہوگا - اور جس شخص نے یہ کلمے رات کو کہے - ایسے حال میں کہ وہ ان کلموں پر یقین کرنے والا تھا - پھر وہ صبح ہونے سے پہلے مرگیا - تو وہ بہشتیوں میں سے ہوگا -

۲۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ - رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی -

ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سب انسان (انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں) خطا کار ہیں - اور اچھے خطا کار وہ ہیں جو (گناہ کے بعد) توبہ کرنے والے ہیں -

ترقی کا صحیح مفہوم یہ ہے

کہ فرشتوں کی طرح انسان بھی استغفار کو اپنا وظیفہ بنائے - اور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی استغفار کو روزمرّہ کو اپنا وظیفہ بنانے کی تعلیم دے رہے ہیں - گویا کہ آپؐ یہ چاہتے ہیں - کہ آپؐ کی اُمّت کا ہر فرد ترقی کر کے ملائکہ عظام کی صفات سے متصف ہو جائے -

فرشتوں کی طرح دُوسروں کیلئے دُعاءِ مغفرت

برادرانِ اسلام - آپ کو یاد ہے - کہ عام طور پر مسلمان نماز کے ہر آخری قعدہ میں یہ دُعا پڑھتے ہیں - رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○) ترجمہ - اے ہمارے رب مجھے ہمیشہ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما اور میری اولاد کو بھی (نماز کی توفیق عطا فرما) اے ہمارے رب میری دُعا قبول فرما - اے ہمارے رب مجھے بخشدے اور میرے ماں باپ کو بخش دے - اور سب مومنوں کو بخش دے - جس دن حساب ہوگا - (یعنی قیامت کے دن) برادرانِ اسلام - آپ نے ملاحظہ فرمایا - کہ ہر مسلمان کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ اپنے بھائیوں کے لئے دعاءِ مغفرت کرے - یہی صفت ملائکہ عظام میں تھی -

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں - کہ مجھے اور اس جمعہ میں حاضر ہونے والے ہر مرد اور ہر عورت کو اور ان کے علاوہ تمام مسلمانوں کو صحیح معنی میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے - اور دُنیا سے رخصت ہونے سے پہلے ترقی کے منازل طے ہو جائیں - آمین یا الٰہ العالمین -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۵۷ء

بارگاہِ الٰہی سے فطرۃ انسانی کے دو مطالبے

(۱) میری راہ نمائی کے لئے پیغمبر بھیج۔

(۲) تیری رضا حاصل کرنے کے لئے احکام نازل فرما۔

نباتات کا مطالبہ

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اللہ تبارک و تعالےٰ نے نباتات کو پیدا کیا۔ اور چلنے پھرنے کی توفیق نہیں دی۔ وہ ایک ہی جگہ گڑے رہتے ہیں۔ ان کی خوراک تین چیزیں ہیں۔ مٹی۔ ہوا۔ پانی۔ اللہ تعالیٰ ان کی غذا انہیں وہیں پہنچا دیتا ہے۔ مٹی تو ان کی جڑوں کے پاس ہی ہوتی ہے۔ ہوا بھی ہر جگہ موجود ہے۔ انہیں پانی پہنچانے کا اللہ تعالےٰ نے یہ طریقہ تجویز کیا ہوا ہے۔ کہ اپنی جڑوں کے ذریعہ سے پانی زمین سے جذب کر لیتے ہیں۔ اور اگر جڑوں کے ذریعہ سے بقدر ضرورت پانی مہیا نہ ہو تو بادلوں کو اُن کے سر پر لا کر مینہ برساتا ہے۔ اور ان کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اس تربیت کے ذریعہ سے وہ پایہ تکمیل تک پہنچ جاتے ہیں۔ پایہ تکمیل تک پہنچ کے بعد جس کام کے لئے اللہ تعالےٰ نے انہیں پیدا کیا ہے انسان انہیں اس کام میں لگا لیتا ہے کوئی اس کی غذا ہے۔ کوئی اس کی دوا ہے۔ کوئی جلانے کے لئے ہے۔ کوئی مکان کی تعمیر کے لئے ہے۔

حیوانات کا مطالبہ

حیوانات کی جو جنسیں اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہیں۔ وہ زبانِ حال سے اللہ تعالےٰ سے درخواست کرتی ہیں۔ کہ اے اللہ ہماری ضروریات پورا کرنے کے لئے ہمارے لئے سامان بہم پہنچا۔ مثلاً گھاس کھانے والے جانور زبانِ حال سے اپنے رب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اے اللہ جب ہمارے پیٹ میں بھوک رکھی ہے تو ہمارے لئے گھاس پیدا کر دے۔ اور پیاس رکھی ہے تو ہمارے پینے کے لئے پانی پیدا کر۔ اور اے اللہ۔ چونکہ ہمارے دشمن بھی دُنیا میں ہونگے۔ اس لئے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے کوئی ہتھیار بھی عطا فرما۔ اس مطالبہ کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس کو سینگ دیدیئے۔ کہ تمہیں جب کوئی ستائے۔ تو ان ہتھیاروں سے اس کا مقابلہ کرو۔ اور گدھے اور گھوڑے کو سینگ نہیں دیئے۔ انہیں اللہ تعالےٰ نے دولتیاں چلانے کی تلقین فرما دی۔ گھوڑا تو ایسا دولتّا مارتا ہے کہ بعض اوقات آدمی فوراً مر جاتا ہے۔ اور گوشت کھانے والے حیوانات نے زبانِ حال سے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی۔ کہ اے اللہ جب ہماری غذا فقط گوشت تجویز فرمائی ہے۔ تو ہماری خوراک کا کوئی انتظام فرما۔ ان کی درخواست کو قبول فرما کر اللہ تعالےٰ نے ان درندوں کے ساتھ ایسے حیوانات پیدا کر دیئے ہیں جنہیں یہ شکار کر کے کھاتے ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ جہاں درندے رہتے ہیں انہیں جنگلوں میں ایسے جانور ضرور پائے جاتے ہیں جنہیں وہ شکار کر کے کھاتے ہیں۔ حیوانات کی بعض قسمیں ایسی ہیں جو پانی ہی میں رہتی ہیں۔ مثلاً مچھلیاں ان کے لئے رب العالمین نے جوہڑ۔ بڑے بڑے تالاب۔ بڑی بڑی جھیلیں اور دریا پیدا کر دیئے ہیں جو بڑی خوشی سے وہاں زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ایک بہت بڑی مخلوق پرندے بھی ہیں۔ انہوں نے علاوہ دوسری ضروریات کے اپنی بود و باش کے لئے درختوں کا مطالبہ کیا۔ تاکہ درختوں پر اپنے گھونسلے بنا کر آرام سے زندگی بسر کریں۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے بے شمار درخت پیدا کر دیئے۔ تاکہ ان پر آرام سے زندگی بسر کر سکیں۔ اللہ تعالےٰ کی ایک مخلوق سانپ بھی ہیں۔ انہوں نے زبانِ حال سے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ ہماری خوراک تو چوہے ہیں اس لئے ہمارے لئے چوہے پیدا کر دیجئے۔ تاکہ ہم انہیں کھا کر آرام سے زندگی بسر کریں۔ واقعہ یہ ہے کہ چونکہ اکثر سانپ جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کی خوراک کے لئے جنگلوں میں بے شمار چوہے پیدا کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے سانپ کو پنجے نہیں دیئے۔ جن سے زمین میں بل کھودے۔ سانپ نے زبانِ حال سے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی۔ کہ بل کے سوا میں رہ نہیں سکتا۔ اور بل کھودنے کے لئے مجھے آپ نے پنجے نہیں دیئے۔ ان کے بلوں کا انتظام یہ ہوا۔ کہ چوہے تو اپنے پنجوں سے بل کھودیں گے۔ تم چوہوں کو کھا لینا۔ اور ان کے خالی شدہ بلوں میں خود رہنا۔ علیٰ ہذا القیاس اللہ تعالےٰ کی مخلوقات کی بیشمار قسمیں ہیں۔ ہر مخلوق نے اپنے خالق سے بزبانِ حال اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے استدعا کی۔ اور خالق الخلق مالک الملک عزّ اسمہٗ وجل مجدہٗ نے اس کے مطالبہ کے پورا کرنے کے لئے انتظام فرما دیا۔ حالانکہ کسی مخلوق کا اس پر کوئی حق نہیں تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہر مخلوق کی ہر ضرورت کے پورا کرنے کے لئے سامان مہیا فرما دیا۔

انسان کا مطالبہ

انسان دو چیزوں کا مرکب ہے

حیوانیت - روحانیت

حیوانیت کا مطالبہ

انسان کے ترکیبی اجزاء کو میں نے حیوانیت اور روحانیت سے تعبیر کیا ہے۔ حکیم الامۃ فلسفہ شریعت کے ماہر ترین فلاسفر امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ ان دونوں چیزوں کو بہیمیۃ اور ملکیۃ کے نام سے ذکر فرماتے ہیں۔ لہٰذا آئندہ تحریر میں انسان کے دونوں اجزاء کو ان ناموں سے ذکر کیا جائے گا۔ باقی حیوانات کی طرح انسان کی بہیمیۃ بھی زبانِ حال سے اپنے خالق سے اپنی تمام ضروریات کا مطالبہ کرتی ہے۔ کہ اے اللہ تو نے میرے اندر بھوک پیدا کی ہے تو میرے لئے کھانے کا انتظام فرما۔ اے اللہ تو نے میرے اندر پیاس پیدا کی ہے تو میرے پینے کے لئے پانی مہیا فرما۔ اے اللہ۔ تو نے میرے اندر بیماریوں کا مادہ رکھا ہے تو ان کا علاج کرنے

کے لئے ہر مرض کے علاج کرنے کے لئے ان کے مناسب دوائی پیدا فرما۔ جس طرح میری بیماریاں سینکڑوں ہیں۔ اسی طرح دوائیں بھی سینکڑوں پیدا کر دے۔ اے اللہ۔ تو نے میرا بدن ایسا بنایا ہے۔ نہ سردی برداشت کر سکتا ہے۔ نہ گرمی۔ اس لئے مجھے سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے اسی قسم کے لباس عطا فرما۔ اے اللہ۔ میرے پاؤں کے تلوے چونکہ گوشت کے ہیں۔ بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس کی طرح کھُر نہیں ہیں اس لئے مجھے کانٹے چبھتے ہیں۔ اس لئے میرے پاؤں میں پہننے کے لئے جوتا عطا فرما۔ جوتے کے لئے چمڑا عطا فرما۔ چمڑا حاصل کرنے کے لئے حیوان کو ذبح کرنے کی اجازت عطا فرما۔ حیوان کو ذبح کرنے کے لئے چھُری عطا فرما۔ چھُری بنانے کے لئے لوہا عطا فرما۔ لوہے کو پہاڑ سے نکالنے کے لئے کان کنی کے اوزار عطا فرما۔ اوزار مہیا ہو جانے کے بعد کارکن مزدور مہیا فرما۔ جب کان سے لوہا نکل آئے تو پھر لوہار بہم پہنچا۔ جو اس لوہے سے چھُری بنائے۔ لوہے کو گرم کر کے چھری بنانے کے لئے کوئلے عطا فرما۔ کوئلے بہم پہنچانے کے لئے درخت کو کاٹنے کے لئے کلہاڑا عطا فرما۔ کلہاڑا بنانے کے لئے پھر دوبارہ لوہار کی ضرورت ہے۔ وہ ضرور بہم پہنچا۔ کلہاڑے میں لکڑی کا دستہ ڈالنے کے لئے بڑھئی بہم پہنچا۔ اچھا۔ اے اللہ چھُری تو تیار ہو گئی ہے۔ اب قصاب مہیا فرما۔ جو حیوان کو ذبح کر کے اس کی کھال اُتار دے۔ اے اللہ حیوان کی کھال تو اُتر گئی ہے۔ اے اللہ اس کھال کو رنگنے کے لئے کوئی کاریگر مہیا فرما۔ اے اللہ۔ اس کھال رنگنے کے لئے کیکر کی چھال چاہئے۔ کوئی مزدور بہم پہنچا۔ جو کیکر کی چھال اُتار کر لا دے۔ اے اللہ کھال بھی آ گئی اور چھال بھی آ گئی۔ اب کوئی کمہار چاہئے جو ایک بڑا چوڑا کنال بنا دے۔ جس میں کھال اور چھال ڈال کر اسے لٹکایا جائے۔ تاکہ کھال سے جو پانی گرے۔ اسے دوبارہ کنال سے اُٹھا کر کھال میں ڈالا جائے۔ اے اللہ کھال تو رنگی گئی ہے۔ اب کوئی موچی بہم پہنچا۔ جو اس کھال سے میرے پاؤں کے برابر جوتا بنا دے۔ اے اللہ جوتا سینے کے لئے آر اور رنبی کی ضرورت ہے۔ وہ تو خیر لوہار سے بنوا لینگے۔ مگر سینے کے لئے تاگا چاہئے۔ تاگے کے لئے سوت چاہئے۔ سوت حاصل کرنے کے لئے روئی چاہئے۔ روئی کے لئے کپاس چاہئے۔ کپاس حاصل کرنے کے لئے زمیندار کو ہل

کی کاشت کرنی چاہئے۔ کاشت کو پانی دینے کے لئے بیل چاہئیں۔ چارہ کے لئے کھیت چاہئے۔ کھیت کو پانی دینے کے لئے کنواں کھودنا چاہئے۔ کنواں کھودنے کے لئے مزدور چاہئیں۔ کنواں کھدنے کے بعد اس گڑھے کو پختہ کرنے کے لئے پکی اینٹیں چاہئیں۔ پکی اینٹوں کے لئے بھٹّہ چاہئے۔ بھٹّہ کے لئے لکڑی یا کوئلہ چاہئے۔ پھر بھٹّہ پکانے کے لئے ایک قابل کاریگر چاہئے۔

۳۲ مطالبات

انسان نے اپنے پاؤں میں جوتا پہننے کے لئے زبانِ حال سے اللہ تعالےٰ سے ۳۲ مطالبات کئے ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس انسان کے وہ مطالبات جو اپنی ضرورتوں کے پُورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے زبانِ حال سے کرتا ہے۔ اگر شمار کئے جائیں تو سینکڑوں تک پہنچ جائیں گے۔

حکیمِ مطلق کی دانشمندی کا کمال

حکیم مطلق (اللہ جل شانہٗ) کی دانشمندی کا کمال ماننا پڑتا ہے۔ کہ ایک طرف تو انسان کو زمین میں اپنی خلافت (قائم مقامی) کا عہدہ عطا فرمایا۔ کیونکہ اس جہان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ اور ان پیدا شدہ اشیاء میں تصرف کرنے کے لئے انسان کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اور پھر اسے عاجز بھی اتنا بنایا۔ کہ اس جیسا کوئی عاجز بھی نہیں ہے۔ مثلاً جوتے کے سلسلہ میں یہ ۳۲ چیزوں کا محتاج ہے۔ حتیٰ کہ سوئی تک کا محتاج ہے۔ اگر سوئی نہ ہو۔ تو انسان اپنی ستر عورۃ کے لئے کپڑا کس چیز سے سئے۔

نکتہ بعد الوقوع

انسان کو اس درجہ عاجز بنانے میں بھی انسان کے لئے رحمت اور شفقت ہے۔ اگر یہ اتنا عاجز نہ ہوتا۔ تو شاید یہ اپنی خدائی کا دعویدار بن بیٹھتا۔ کہ سب کچھ میں ہی میں ہوں۔ چنانچہ اب بھی بعض ممسوخ الفطرۃ خدائی کا دعوےٰ کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ نمرود بابلی نے اپنی خدائی کا دعویٰ کیا ہی تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے شکست دی تھی (اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰھٖمُ

فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ سورہ البقرہ رکوع ۳۵ پارہ ۳

ترجمہ۔ کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کی بابت جھگڑا کیا اس لئے کہ اللہ نے اس کو سلطنت دی تھی۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اس نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں۔ اور مارتا ہوں۔ کہا۔ بیشک اللہ سورج مشرق سے لاتا ہے تو اسے مغرب سے لے آ۔ تب وہ کافر حیران رہ گیا۔ اور اللہ بے انصافوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

حاصل

یہ ہے کہ ایک انسان عاجز اور بے بس کو جب اللہ تعالےٰ نے بادشاہی کے تخت پر بٹھایا۔ تو سلطنت کے غرور میں آ کر اس نے حقیقی خدا کو بھلا کر اپنی خدائی کا دعویٰ کر دیا۔

فرعون کا خدائی دعویٰ کرنا

۱ (فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى) سورہ النازعات رکوع ۱ پارہ ۳۰ ترجمہ۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے بعد فرعون نے کہا کہ میں تمہارا سب سے برتر رب ہوں۔

۲ (وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ) الآیہ سورہ القصص رکوع ۴ پارہ ۲۰ ترجمہ۔ اور فرعون نے کہا۔ اے سردارو میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا اور کوئی معبود ہے۔

حیوان اور انسان میں ایک فرق

حیوان کے ہر فرد کو اللہ تعالےٰ اس کی ضروریات کے پورا کرنے کا طریقہ اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ ان حیوانات کے لئے بظاہر کوئی تعلیم گاہ نہیں ہے۔ مگر کیا مجال ہے۔ کہ اس نوع کا کوئی فرد بھی اپنے نوع کے تقاضا کی خلاف ورزی کرے۔

مثلاً ایک مرغی کا بچہ انڈے سے نکلتا ہے اگر وہ مادہ ہے تو جوان ہونے کے بعد انڈے دیتی ہے انڈے دے چکنے کے بعد اس کا طبعی تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اپنے پیٹ کے نیچے کوئی چیز لے کر دبا کر بیٹھے۔ جب اس کی یہ حالت ہوتی ہے تو عورتیں اس کے پیٹ کے نیچے بجائے ۱۵ انڈوں کے ۲۰ انڈے رکھ دیتی ہیں۔ حالانکہ دراصل اس کے پیٹ کے نیچے ۱۵ انڈے ہی آ سکتے تھے۔ اب وہ بچاری کیا کرتی ہے۔ کہ چند منٹ کے بعد جو ۵ انڈے اس کے پیٹ کے نیچے نہیں آئے۔ انہیں چونچ سے گھسیٹ کر پیٹ کے نیچے لاتی ہے۔ یہ انڈے تو لائی۔ ان کے مقابلہ میں دوسرے

پانچ انڈے اس کے پیٹ کے نیچے سے نکل گئے۔ پہلے پانچ انڈوں کو گرمی پہنچائی۔ اب دوسرے پانچ کو چونچ سے گھسیٹ کر پیٹ کے نیچے لائی۔ تاکہ وہ ٹھنڈے نہ ہو جائیں اگر ٹھنڈے ہو گئے۔ تو ان سے بچے نہیں نکلینگے۔ اب خیال فرمائیے۔ یہ سبق کسی سکول سے پڑھ کر آئی ہے کہ سب انڈوں کو یکساں گرمی پہنچا۔ اور جو پیٹ کے نیچے سے نکل رہیں! انہیں گھسیٹ کر پھر پیٹ کے نیچے لا۔ اسی کو الہام جبلی کہا جاتا ہے۔ فطرتی تعلیم کا ایک اور کمال ملاحظہ فرمائیے۔ کہ مرغی انڈوں پر پوری اکیس راتیں اور ایک دن بیٹھتی ہے۔ اکیسویں رات اور اکیسویں دن جتنے بچے نکل آئیں۔ تو بہتر۔ ورنہ پیدا شدہ بچوں کو لے کر پھر اس خلوت خانہ سے باہر آ جاتی ہے۔ کیا اکیس راتوں کے چلہ کشی کی تعلیم کسی سکول سے پاکر آئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی فطرتی تعلیم ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے مرغی کے ہر مادہ بچہ کو دل میں ڈال دی ہے۔

۲- مرغی چونکہ پالتو جانور ہے۔ اس لئے چوبیس گھنٹہ میں ایک مرتبہ انڈوں سے اُٹھ کر باہر آتی ہے۔ اور چند دانے چگ کر پانی کے چند گھونٹ پی کر فوراً انڈوں پر جا بیٹھتی ہے تاکہ ٹھنڈے نہ ہو جائیں۔ فاختہ چونکہ پالتو جانور نہیں ہے۔ اس لئے خدا جانے اسے دانہ کہاں اور کتنی دُور ملے۔ اور پانی خدا جانے کتنی دُور ملے۔ اور خطرہ ہے کہ انڈے ٹھنڈے ہو گئے تو بچے نہیں نکلیں گے۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت کا کمال یہ ہے کہ فاختہ کے نر کو اللہ تعالےٰ نے یہ چیز دل میں ڈال دی ہے کہ جب تیری مادہ انڈوں سے اُٹھ کر دانہ چگنے کے لئے جائے۔ تو تم انڈوں پر آکر بیٹھ جایا کرو۔ اور فاختہ کے ہر فرد کو جو نر ہے۔ اس کے دل میں یہ خیال ڈال دیا ہے۔ اسی کو الہام جبلی کہا جاتا ہے۔

انسان کے بچے کو فقط چند روز الہام جبلی سے چلایا جاتا ہے

انسان کے بچے کو فقط چند روز الہام جبلی سے راہنمائی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر آخرالعمر تک اس کی تعلیم و تربیت کا طریقہ اور ہے۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے مثلاً جس وقت بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے۔ اسے نہلا دُھلا کر ماں کی چھاتی سے لگایا جاتا ہے۔ تو فوراً ماں کے پستان سے دودھ چوسنا شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہی اپنی قدرت کاملہ سے اس کے دل میں القاء کرتا ہے۔ کہ تیری غذا ماں کے پستان میں ہے۔ اسے چوس کر اپنی غذا باہر نکال لے۔ اس کے بعد جب تک مُنہ سے بول نہیں سکتا۔ تو اسے اللہ تعالےٰ الہام جبلی سے القا کر دیتا ہے۔ کہ تو رویا کر۔ تیری ماں سمجھ جائے گی کہ تو کیا مانگتا ہے۔ مثلاً جب بچے کو بھوک لگتی ہے۔ تو رونا شروع کر دیتا ہے۔ ماں مُنہ میں پستان ڈال دیتی ہے تو فوراً چُپ کر جاتا ہے۔ اور پستان چوسنا شروع کر دیتا ہے۔ یا مثلاً دودھ پی کر کچھ دیر کھیلتا رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد رونا شروع کر دیتا ہے۔ ماں سمجھتی ہے۔ کہ اب یہ بچہ تھک گیا ہے۔ اور سونا چاہتا ہے۔ لٹا کر تھپکتی ہے تو چُپ کر کے سو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہی الہام جبلی ہے۔ جب ذرا بڑا ہو گیا۔ بولنے چالنے لگا۔ اور ماں کی زبان کو سمجھنے لگا۔ اب ظاہری تعلیم شروع ہو جاتی ہے۔ مثلاً بچے کو کہتی ہے۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ کھڈی پر جا کر پاخانہ کرو۔ دیا سلائی کی تیلیوں کو جلا کر مت کھیلو۔ کہیں تمہارے کپڑوں کو آگ نہ لگ جائے۔ سخت سردی ہے سر پر ٹوپی پہن لو۔ سخت گرمی ہے پاؤں میں جوتا پہن لو۔ وغیرہ کیا کبھی کسی حیوان نے بھی بچے کو یہ باتیں سکھائی تھیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حیوانات کی ضروریات کی تعلیم ان کے دل میں القا کر دی جاتی ہے۔ اور انسان کو بچپن ہی سے معلم کی ضرورت ہے۔ ماں کی گود میں تین چار سال تک تعلیم و تربیت پانے کے بعد اب اسے اور طرح کی تعلیم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جس سے اس کی دُنیا کی زندگی بھی سنور جائے اور آخرت میں بھی کامیاب ہو۔ آئندہ سطور میں اس تعلیم کے متعلق بحث آئیگی۔

انسان کی روحانیت کا مطالبہ

اللہ تعالےٰ نے انسان کی تربیت کا قانون حیوانات سے علیحدہ تجویز کیا ہُوا کیا ہُوا ہے۔ حیوانات تو الہام جبلی سے ہر کام کرتے ہیں۔ جس کی تفصیل گزشتہ سطور میں عرض کی جا چکی ہے۔ انسان کے متعلق ابتدائے عالم سے یہ قانون چلا آ رہا ہے۔ کہ ہر ضرورت کے پورا کرنے کے لئے ایک کے دماغ میں اللہ تعالےٰ القا کرتا ہے۔ اور دوسرے اس کے تجویز کردہ حل کو اپنا لیتے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی کے دماغ میں موٹر بنانے کی تجویز القا فرمائی۔ اب ساری دُنیا اس سے فائدہ اُٹھا رہی ہے۔ ایک کے دماغ میں ہوائی جہاز کی تجویز القا فرمائی۔ اب ساری دنیا اس سے نفع اٹھا رہی ہے۔ کوئی شخص یہ اعتراض نہیں کرتا۔ کہ ہم دوسرے کی تجویز کردہ موٹر یا دوسرے کے تجویز کردہ ہوائی جہاز کیوں فائدہ اٹھائیں۔ ہم اپنے نئے طریقہ کے ہوائی جہاز بنا کر اُن کو آسمان پر اُڑائیں گے اور ان ہی میں سفر کریں گے۔ اگر کوئی شخص یہ سوال اُٹھائے تو اسے بیوقوف اور احمق کہا جائیگا۔ یعنی انسان کی روحانیت کا اللہ تعالےٰ سے بزبانِ حال یہ مطالبہ ہے کہ اے اللہ مجھ تو نے عالم ملکوت سے لاکر انسان کے گوشت اور پوست اور ہڈیوں کے پنجرہ میں بند کر دیا ہے۔ میرے مُلک (عالم ملکوت) میں جو غذا مجھے دی جاتی تھی یعنی ذکر الٰہی۔ کیونکہ عالم ملکوت میں رہنے والے ملائکہ عظام فقط اللہ تعالےٰ کے ذکر میں محو اور اسی میں مسرور رہتے ہیں۔ لہٰذا اس ڈھانچے میں بند ہو جانے کے بعد بھی وہی میری غذا مجھے ملنی چاہیئے۔

انسان کی دونوں جزوں میں تعارض

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کے وجود کو سواری قرار دیا جائے۔ یعنی ظاہری وجود کو تو اس پر دو سوار ہیں۔ بہیمیۃ اور ملکیۃ۔ بہیمیۃ تو یہ چاہتی ہے۔ کہ اس وجود سے سارا دن کام کرائے اور جو اُجرت وصول ہو۔ اس میں مجھے اچھے سے اچھا اور لذیذ سے لذیذ اور قیمتی سے قیمتی کھانا کھلائے اور عمدہ سے عمدہ اور قیمتی سے قیمتی لباس پہنائے اور ملکیۃ یہ چاہتی ہے کہ اس وجود سے زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی کراؤں۔ کیونکہ میری غذا تو یہی ہے۔ اس وجود سے رکوع۔ سجود۔ قومہ۔ جلسہ والی عبادت کراؤں۔ کیونکہ مجھے تو عبادت ہی میں لطف آتا ہے۔ اب اس تعارض کو جو رفع کر سکتا ہے۔ وہ فقط اللہ تعالےٰ کی ذات پاک ہے کیونکہ وہ بہیمیۃ اور ملکیۃ دونوں کا خالق ہے۔ اس لئے اسے دونوں کے ساتھ یکساں شفقت ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ انسان نے بلسان الحال اللہ تعالےٰ سے مطالبہ کیا۔ کہ مجھے ایک ایسا قانون عطا فرما۔ کہ میری دونوں جزوں کے مطالبات اس میں پورے ہو جائیں۔ نہ بہیمیۃ کو اپنی حق تلفی کی شکایت رہے۔ اور نہ ملکیۃ کو۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے وہ نازل شدہ

قانون قرآن مجید ہے

اس قرآن مجید کے نازل ہونے سے انسان کی فطرت کا مطالبہ پُورا ہو گیا۔ البتہ اس قانون کو اللہ تعالےٰ سے لے کر بندوں تک پہنچانے والے ایک واسطہ کی ضرورت تھی۔ وہ سیدالمرسلین۔ خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ (وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○

سورۃ النحل رکوع ۱۲ پارہ ۱۴

ترجمہ - اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے - جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے - اور وہ مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے -

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمدؒ کا حاشیہ

اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - یعنی قرآن کریم میں تمام علوم ہدایت اور اصول دین اور فلاح دارین سے متعلق ضروری امور کا نہایت مکمل اور واضح بیان ہے (انتہیٰ ملخصاً) یعنی یہ کتاب سارے جہان کے لئے سرتا پا ہدایت اور مجسم رحمت ہے - فرمانبردار بندوں کو شاندار مستقبل کی خوشخبری سناتی ہے -

اس ضابطہ حیات انسانی کے معلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ - اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے - جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا - ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے - اور انہیں پاک کرتا ہے - اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے - اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے -

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کے معلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں - آپ ہر طریقہ سے مومنوں کی اصلاح فرماتے ہیں -

حدیث شریف کا مرتبہ

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ معلم فقط اس کتاب کے الفاظ ہی کو نہیں دُہرا دینا - جس کی تعلیم دے رہا ہے - بلکہ کتاب کے الفاظ کی شرح اپنے الفاظ میں بیان کرتا ہے - بعینہ یہی تعلق حدیث شریف کا قرآن مجید سے ہے - کہ حضور انور کی احادیث قرآن مجید کی شرح ہیں - اور قرآن مجید کے الفاظ میں جو اللہ تعالےٰ کی مراد ہے - اس کے معلوم کرنے کا ذریعہ فقط احادیث ہیں - مثلاً قرآن مجید میں یہ ارشاد ہُوا - (اقیموا الصلوٰۃ) ترجمہ - نماز قائم کرو - اس کے بعد نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعہ سے معلوم ہُوا - کہ مسلمان پہلے وضو کرے پھر قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑا ہو جائے پھر تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہے - پھر ہاتھ باندھ لے - پھر سبحانک اللّٰھم الی آخرہ پڑھے - پھر سورہ فاتحہ پڑھے پھر قرآن شریف کی آیتیں پڑھے پھر رکوع میں جائے - رکوع میں اللہ تعالےٰ کی تسبیح پڑھے پھر سمع اللہ ... پھر سجدہ میں جائے - پھر ایک سجدہ کر کے اُٹھ کر بیٹھ جائے - پھر دوسرے سجدہ میں جائے - اور سجدہ میں تسبیح پڑھے - یہ نماز کی ایک رکعت ہے - یا مثلاً قرآن مجید میں تو فقط اتنا ہی حکم ہے (اٰتوا الزکوٰۃ) ترجمہ - زکوٰۃ دو اس سے زیادہ اللہ تعالےٰ نے تفصیل بیان نہیں فرمائی - یہ تفصیل احادیث سے معلوم ہوتی ہے - کہ سونے اور چاندی کی کتنی مقدار میں سے کتنی - بکریوں کی کتنی تعداد میں سے کتنی - گائے کی کتنی تعداد میں سے کتنی - اُونٹ کی کتنی تعداد میں سے کتنی - لہٰذا ثابت ہُوا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث قرآن مجید کی شرح ہیں -

اللہ تعالےٰ کی طرف سے احادیث کی تصدیق

اللہ جل شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی خود تصدیق فرمادی ہے - کہ آپ کی احادیث بھی میری ہی طرف سے آپؐ کے دل میں بالقاء کی جاتی ہیں - ارشاد باری تعالےٰ ہے (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ سورہ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ - اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے - یہ تو وحی ہے - جو اس پر آتی ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ آپ کا ہر ارشاد وحی الٰہی ہے - البتہ اہل حق کے ہاں وحی کی دو قسمیں ہیں - ایک وہ وحی جس کے مضامین پر الفاظ کا جامہ پہنا کر بذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ تک پہنچایا گیا - اسے قرآن یا وحی جلی - یا وحی متلو کے نام سے پکارا جاتا ہے - دوسری وہ وحی جو آپ کے دل میں القاء کی گئی - اور حضور انور نے اسے ظاہر فرمایا - اسے حدیث شریف - یا وحی خفی یا وحی غیر متلو کہا جاتا ہے بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی وحی الٰہی ہیں -

مومن کا فرض

لہٰذا ہر مومن کا فرض ہے کہ جس طرح وحی جلی کی تابعداری اپنا فرض عین خیال کرتا ہے - اسی طرح وحی خفی کی تابعداری کو بھی اپنا فرض عین خیال کرے -

تائید

اُوپر کی سطر میں جو عرض کیا گیا ہے - حدیث شریف سے اس کی تائید ملاحظہ ہو -

حضور انورؐ فرماتے ہیں (تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا - كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ) ترجمہ - میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں - جب تک ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہوگے - تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے - اور وہ دو چیزیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنّت ہیں -

گزشتہ تفصیل کا حاصل

آج کی ساری بیان کردہ تفصیل کا حاصل یہ ہے - کہ انسان کی فطرت نے اللہ تعالےٰ سے مطالبہ کیا تھا - کہ میری دو جزوں کا جھگڑا نپٹانے کے لئے کوئی مکمل قانون دیا جائے - اور وہ قانون قرآن مجید ہے لہٰذا ہر فطرت سلیمہ والے انسان کا فرض ہے - کہ اسے اپنا معمول بنائے - تاکہ اس کی دُنیا اور آخرت سنور جائے - ورنہ اس کے دونوں جہان برباد ہوں گے - اور قرآن مجید کی طرف توجہ دلانے والے کو یہ جواب دینا کہ قرآن مجید پر عمل کیوں کریں یہ ایسا ہی ایک ناعاقبت اندیشانہ اور احمقانہ اعتراض ہے جس طرح کوئی کہے - کہ شیر گوشت کیوں کھاتا ہے - گھاس کیوں نہیں کھاتا - اور بکری گھاس کیوں کھاتی ہے - گوشت کیوں نہیں کھاتی - جس طرح شیر کی فطرت گوشت کھانا ہے - اور بکری کی فطرت گھاس کھانا ہے - اسی طرح انسان کی فطرت اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی کے مطابق چلنا ہے - وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ ۲۵ جنوری ۱۹۵۷ء

سُنّۃُ اللّٰہِ سُنّۃُ الانس

اللہ تعالیٰ کی عادت۔ انسانوں کی عادت

اِنسانوں کی عادت کا نتیجہ

تمہید

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اللہ تعالےٰ کو علم تھا۔ کہ مَیں نے انسان کی دو زندگیاں بنائی ہیں۔ ایک فانی۔ دوسری دائمی۔ دُنیا کی فانی زندگی گزارنے کے لئے خداداد عقل کے ذریعہ سے کچھ اُلٹا سیدھا کام چلالے گا۔ انسان کو جو ضرورت پیش آئیگی عقلِ خداداد کے ذریعہ سے کوئی نہ کوئی حل تجویز کر لے گا۔ مثلاً کاشت کرنا چاہیگا تو نہر کھود کر دریا سے پانی لے آئیگا۔ جہاں کوئی دریا قریب نہیں ہوگا۔ وہاں کنواں کھود کر کھیت کو پانی دے لیگا۔ گرمی اور سردی سے بچنے کے لئے مکان بنا لیگا۔ کھانا پکانے کے لئے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لے آئیگا

مگر

اس دائمی اور ابدالآباد کی زندگی سے بالکل بیخبر ہے۔ جو مرنے کے بعد شروع ہونے والی ہے۔ کیونکہ مرنے کے بعد کوئی انسان لوٹ کر نہیں آیا۔ جو انسانوں کو یہ بتلا سکے کہ اُس جہان میں کیا کیا ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ اور ان کا حل کیا ہے۔ جو دُنیا سے تیار کر کے لے جانا چاہئے۔ اس لئے سوائے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اور کوئی بھی دوسرے جہان کی ضرورتوں کی نہ کوئی تفصیل بتلا سکتا ہے اور نہ ان ضرورتوں کے حل کرنے والے اسباب بتلا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی ربوبیت نے ہر دور میں انسانوں کی راہ نمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ اور ان حضرات کی وساطت سے انسان کو دُنیا میں زندگی بسر کرنے کا ایسا نظام الاوقات (پروگرام) عطا فرمایا۔ جس پر انسان عمل کریں۔ تو ان کی دُنیا کی زندگی بھی سنور جائے اور موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی کے لئے بھی سرمایۂ نجات یہیں سے لیکر جائیں۔

تنبیہ

اللہ تعالےٰ انسان کو خبردار کرتا ہے۔ (یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ۭ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ سورہ الحشر رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو۔ اور ہر شخص کو سوچ لینا چاہئے۔ کہ کل کے لئے آگے کیا بھیج رہا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ اس چیز سے باخبر ہے۔ جو تم کرتے ہو۔

کل سے مراد آئندہ

اس آیت سے انسان کو نصیحت کی گئی ہے۔ کہ تجھے اپنے اعمال کل کے نتائج کو مدنظر رکھ کر کرنے چاہئیں۔ کل کے لفظ سے مراد در اصل آئندہ ہے۔ اور آئندہ کے مفہوم میں دُنیا کی زندگی اور موت کے بعد آنے والی زندگی دونوں مراد لی جا سکتی ہیں۔ یعنی اے انسان ایسے کام کر ان کی برکت سے تیری دُنیا کی زندگی بھی خوشگوار گزرے اور مرنے کے بعد والی زندگی میں بھی تم خوشحال رہو۔

خوفِ خدا

اور اس آیت میں خوف خدا کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر انسان دو دشمنوں کے نرغے میں آیا ہُوا ہے۔ ایک نفس اور دوسرا وہ شیطان جو حسب ارشادِ نبویؐ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ دونوں یہ چاہتے ہیں۔ کہ انسان خواہشات نفسانی اور لذات دنیوی میں غرق رہے۔ خواہ اس کی عاقبت برباد ہی ہو جائے۔ اور جہنم میں جا گرے مثلاً تاجر کو یہ سکھاتے ہیں۔ کچھ نرخ کے سمجھوتہ میں گاہک سے کما۔ اور کچھ کم تولنے یا ناپنے میں کما۔ سرکاری عہدہ داروں کو سکھاتے ہیں۔ کہ حکومت سے تنخواہ لے۔ اور رعایا سے رشوت لے کر کام کر۔ اور عیاش مزاج انسانوں کے دل میں خیال ڈالتے ہیں۔ کہ اپنی بیوی تو تم دیکھی ہُوئی ہے۔ وقتی طور پر آوارہ مزاج عورتوں کو کچھ دے دلا کر ان سے بھی لطف اُٹھا۔ ان دونوں دشمنوں کی دل میں القاء کردہ بُرائیوں سے روکنے والی چیز فقط خوف خدا ہے۔ اگر یہ چیز انسان کے دل کے رگ و ریشہ میں پیدا ہو جائے تو گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ جس طرح کہ حدیث شریف میں ایسے سات قسم کے انسانوں کا ذکر آتا ہے۔ جنہیں قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دیگا جس دن اس کی رحمت کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جسے کوئی عورت بُرائی کی طرف دعوت دے اور وہ اللہ کے خوف سے اس گناہ سے باز رہے۔

حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَأَۃٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ۔ متفق علیہ۔ ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات آدمی ہیں۔ جنہیں اللہ اپنے سایہ میں جگہ دیگا جس دن سوائے اس کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ انصاف کرنے والا حاکم اور وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشو ونما پایا ہے۔ اور وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہُوا ہے۔ جب اس سے نکل کر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوٹ کر آئے۔ اور وہ دو آدمی جو اللہ کے واسطے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔ اسی خیال سے اکٹھے ہوئے۔ اور یہی خیال رکھتے ہُوئے جدا ہوئے۔ اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ جاتے ہیں۔ اور وہ شخص جسے ذاتی خوبیوں والی خوبصورت عورت (بُرائی کے لئے) دعوت دے پھر وہ کہے۔ کہ مَیں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور وہ شخص جو صدقہ دے۔ ایسی طرح کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو۔ کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کا علم ہے

گزشتہ آیت کے آخر میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو تمہارے تمام اعمال کا علم ہے۔ (اگرچہ تم اسے نہیں دیکھتے۔ مگر وہ تمہیں دیکھ رہا ہے) لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ۔ سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔

سُنّۃ اللہ

ہر دور میں سنۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کی عادت) یہی رہی ہے کہ انسانوں کی ایسی راہ نمائی کی جائے۔ کہ نفس اور شیطان کے پنجے سے بھی بچ جائیں۔ اور ان کی دونوں زندگیاں بھی سنور جائیں۔

نوحؑ کی قوم کے لئے اصلاحی نظام الاوقات

اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے نبی حضرت نوح علیہ السلام کی وساطت سے اس زمانہ کے لوگوں کو یہ اصلاحی پیغام پہنچایا۔

(إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ○ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

سورہ نوح رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔ کہ اپنی قوم کو ڈرا۔ اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آپڑے۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم بیشک میں تمہارے لئے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔ وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور تمہیں ایک وقت تک مہلت دے گا۔ بے شک اللہ کا وقت ٹھیرایا ہوا ہے۔ جب آجائے گا تو اس میں تاخیر نہ ہوگی۔ کاش تم جانتے ہو) اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کی صحیح راہ نمائی کا حق اپنی سنّت (عادت) کے مطابق ادا کر دیا۔

نوح علیہ السلام کی قوم کا جواب

(فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ○) سورہ ہود رکوع ۳ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ پھر اس کی قوم کے جو کافر سردار تھے۔ وہ بولے۔ ہمیں تو تم ہم جیسے ہی ایک آدمی نظر آتے ہو۔ اور ہمیں تو تمہارے پیرو وہی نظر آتے ہیں۔ جو ہم میں سے رذیل ہیں۔ وہ بھی سرسری نظر سے۔ اور ہم تم میں اپنے سے کوئی فضیلت بھی نہیں پاتے۔ بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

بابِ رحمۃ الٰہی کی توہین

نوح علیہ السلام کی گمراہ قوم کو دُنیا کی ذلّت اور آخرت کے عذاب سے بچانے کے لئے جو رحمت الٰہی کا دروازہ (یعنی ان کے مصلح نوح علیہ السلام کی تشریف آوری) کھلا تھا۔ اس کی توہین کرکے اس دروازے کو پورے زور سے بند کرنا چاہتے ہیں

ناشکری کی عادت

(وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ○ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ○ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ○ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ○

سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ اور نوحؑ کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لاچکا پھر غم نہ کر۔ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا۔ اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر بیشک وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا۔ اور کس پر دائمی عذاب اُترتا ہے۔

عادت کا نتیجہ

(حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ○ سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا۔ اور تنور نے جوش مارا۔ ہم نے کہا کشتی میں ہر قسم کا جوڑا نر مادہ چڑھا لے۔ اور اپنے گھر والوں کو۔ مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور سب ایمان والوں کو۔ اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے۔

بقول مفسرین حضرات ایمانداروں کی تعداد کل اسّی تھی۔ فقط حضرت نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے بچ گئے۔ باقی سب غرق ہو گئے۔

سنۃ اللہ کے مطابق قوم ہودؑ کو دعوت

(وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ○ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ○) سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ کہا۔ اے قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو۔ اے قوم میں اس پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری اسی پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔ اور اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ وہ تم پر خوب بارشیں برسائیگا اور تمہاری قوّت کو اور بڑھائیگا۔ اور تم نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ۔

اصلاحی نظام الاوقات کے تسلیم کرنے سے انکار

اللہ تعالےٰ نے اپنی سُنّت کے مطابق ہود علیہ السلام کی قوم کے لئے جو اصلاحی نظام الاوقات نازل فرمایا تھا اس کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

(قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَن قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ○)

سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ کہا۔ اے ہودؑ۔ تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں۔ اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں۔

انکار کی عادت کا نتیجہ

(وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ○ . . . . وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ○) سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور جب ہمارا حکم پہنچا۔ تو ہم نے ہودؑ کو اور انہیں جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے نجات دی۔ . . . . اور اس

دُنیا میں بھی اپنے پیچھے لعنت چھوڑ گئے - اور قیامت کے دن بھی - خبردار بیشک عاد نے اپنے رب کا انکار کیا تھا - خبردار عاد جو ہود کی قوم تھی - اللہ کی رحمت سے دُور کی گئی -

صالحؑ کی قوم کے لئے اصلاحی نظام الاوقات

(وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ○)

سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ - اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا - کہا - اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - اسی نے تمہیں زمین سے بنایا - اور تمہیں اس میں آباد کیا - پس اس سے معافی مانگو - پھر اس کی طرف رجوع کرو - بیشک میرا رب نزدیک ہے - قبول کرنے والا -

اصلاحی نظام الاوقات کے تسلیم کرنے سے انکار

(قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ○)

سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ - انہوں نے کہا - اے صالحؑ - اس سے پہلے تو ہمیں تجھ سے بڑی امید تھی - کیا تم ہمیں ان معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہو کہ جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں - اور جس طرف تم ہمیں بلاتے ہو - اس سے تو ہم بڑے شک میں ہیں -

انکار کی عادت کا نتیجہ

(فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ○ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ○ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ○) سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ - پھر جب ہمارا حکم آپہنچا - تو ہم نے صالحؑ کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے - اپنی رحمت سے بچا لیا - اور اس دن کی رسوائی سے نجات دی - بیشک تیرا رب وہی زور والا زبردست ہے - اور ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پکڑ لیا - پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے - گویا کہ کبھی وہاں رہے ہی نہ تھے - خبردار - ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا تھا - خبردار ثمود پر پھٹکار ہے -

حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات کو پڑے سوتے تھے - فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے -"

سورہ اعراف کے رکوع ۱۰ میں قوم ثمود کے متعلق زلزلہ کا لفظ آیا ہے - شاید نیچے سے زلزلہ اور اُوپر سے فرشتے کی ہولناک آواز آئی ہو -

ہر قوم میں ہادی آئے

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اعلان ہے کہ اس نے اپنی سُنّت کے مطابق ہر قوم میں ہادی بھجوائے - (وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ) سورہ فاطر رکوع ۳ پارہ ۲۲ ترجمہ - اور کوئی اُمّت نہیں گزری مگر اس میں ایک ڈرانے والا گزر چکا ہے)

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں - " ڈر سنانے والا خواہ نبی ہو یا نبی کا قائم مقام جو اس کی راہ کی طرف بلائے -"

ہادیوں سے بدسلوکی

بجز معدودے چند خوش نصیب انسانوں کے ہر دور کے انسانوں نے اپنے ہادیوں سے بدسلوکی کی - (كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ○) سورہ الذاریات رکوع ۳ پارہ ۲۷ ترجمہ - اسی طرح ان سے پہلوں کے پاس بھی جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا - کہ جادوگر یا دیوانہ ہے -

سب سے آخری اصلاحی نظام الاوقات

گزشتہ اُمّتوں میں سے چند اُمّتوں کے بطور نمونہ حالات پیش کئے گئے ہیں جن میں خوش نصیب انسانوں کے لئے کافی عبرت ہے - کہ وہ ان واقعات سے سبق حاصل کرکے اپنی اصلاح کر سکیں - اب سب سے آخری اصلاحی نظام الاوقات جو انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے - بدنصیب انسانوں نے جو اس کے ساتھ اور اس کے لانیوالے کے ساتھ سلوک کیا ہے - وہ بھی سُن لیجئے -

تسلیم کرنے سے انکار

اس نظام الاوقات کے ساتھ بھی ایک معتد بہ جماعت نے مکّہ معظمہ میں وہی سلوک کیا - جو پہلے انسانوں کی عادت چلی آرہی تھی - (وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ○ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ○ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ○ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ) الآیہ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ پارہ ۱۵

ترجمہ - اور کہا ہم تمہیں ہرگز نہ مانیں گے - یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کردے - یا تیرے لئے کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو - پھر تو اس باغ میں بہت سی نہریں جاری کردے یا جیسا تو خیال کرتا ہے - ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرادے - یا تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو لے آ - یا تیرے پاس کوئی سونے کا گھر ہو - یا تو آسمان پر چڑھ جائے - اور ہم تو تیرے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کرینگے - یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایسی کتاب لائے - جسے ہم بھی پڑھ سکیں -

انکار کی عادت کا نتیجہ

اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی کامیابی اور فتح کی بشارت عطا فرمائی - اور ان انکار کرنے والوں کی ذلت اور رسوائی کا پتہ دیا ہے - (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ○) سورہ النصر پارہ ۳۰ جب اللہ کی مدد اور فتح آچکی - اور تو نے لوگوں کو اللہ کے دین میں داخل ہوتے دیکھ لیا - تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے - اور اس سے معافی مانگئے - بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے -

مستثنیات

یہ قاعدہ کلیہ ہے - کہ ہر قاعدہ میں سے کچھ مستثنیات بھی ہوا کرتی ہیں - اسی طرح اگرچہ ہر پیغمبر کی ہر قوم کے اکثر افراد نے مخالفت ہی کی ہے - مگر بعض خوش نصیب انسان ان پر ایمان بھی لاتے رہے ہیں - اس قسم کے حضرات اپنے پیغمبر کی معیت میں عذاب الٰہی سے بچا لئے جاتے تھے -

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت

اللہ تعالےٰ نے جتنی قبولیت رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دُنیا میں عطا فرمائی ہے - اتنی قبولیّت کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی - اور کسی پیغمبر کی اُمّت قیامت تک اعلاء کلمۃ اللہ نہیں کریگی - فقط آپ ہی کی امت کو یہ شرف حاصل ہے کہ قیامت تک اعلاء کلمۃ الحق اسی کے ذریعہ سے ہوتا رہے گا - اللھم اجعلنا منھم

آج کل بھی دونوں سُنّتوں پر عمل ہو رہا ہے۔

سُنّۃُ اللہ

اللہ تعالے کا تجویز کردہ نظام الاوقات قرآن مجید موجودہ دَور کے انسانوں کے لئے صحیح و سالم بلا کم و کاست موجود ہے۔ جس کی حفاظت اللہ تعالے نے ساڑھے تیرہ سو سال سے کی ہے۔ اور بفضلہٖ تعالے جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کے تربیت یافتہ حضرات ان کے دین کی اشاعت کرتے تھے۔ اسی طرح آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے علماء دین اشاعت کتاب و سنت کر رہے ہیں۔ اور الحمدللہ تبلیغ دینِ حق کا کام عمدہ طریقہ پہ ہو رہا ہے۔

سُنّۃُ الانس

جس طرح پہلی اُمّتوں میں سے اکثریت انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کیا کرتی تھی۔ اسی طرح آج بھی غیر مسلم اقوام کی اکثریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام کی مخالف ہے۔ اور تو اور خود

مسلمانوں کی اکثریت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام کی عملاً مخالف ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت کی مخالفت کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔

شہادت

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلّی اللہ عَلَیْہِ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذٰلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین وتفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی رواہ الترمذی۔ ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمرو رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ البتہ میری امت پر بھی ضرور وہ وقت آئے گا۔ جس طرح بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جس طرح ایک پاؤں کا جوتا دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی ایسا تھا جس نے اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کی تھی تو میری امت میں بھی ایسا ہوگا۔ جو یہ کام کرے گا۔ اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ اور میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹے گی۔ سوائے ایک فرقے کے سب دوزخ میں جائیں۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ جس طریقہ پر مَیں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

دُعا

اللہ تعالے ہر کلمہ گو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

مسلمانوں کا فرض

ہے کہ اپنے ہر مقتداء اور ہر خطیب مسجد سے یہ استدعا کریں۔ کہ ہمیں وہ دین سکھائے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے وقت سے چلا آرہا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں

حق گو اور حق پرست علماء کرام

بھی موجود ہیں جو فقط اس دین کی اشاعت کرتے ہیں۔ جو حضور انور کے زمانہ مبارک سے آرہا ہے۔ جس کا منبع قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

آخری دُعا

اللہ تعالے مسلمانوں کے سب خطیبوں کو اسی اصلی۔ کھرے اور سچّے اسلام کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین وما علینا الا البلاغ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا دو آنکھیں ایسی ہیں کہ انہیں آگ نہیں چھو سکتی۔ ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزار دی۔ (سنن ترمذی: ۱۶۳۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰-جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ یکم فروری ۱۹۵۷ء

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے موت کی یاد دہانی

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مختلف دور تجویز کئے ہیں۔ انسان کو ان دوروں میں سے گزرنا لازمی ہے۔ انسان نہ بھی چاہے۔ تو بھی تقدیر الٰہی کے مطابق ان دوروں سے ہر امیر و غریب۔ ہر شاہ و گدا کو گزرنا ہی پڑتا ہے۔ مثلاً اگر ایک آدمؑ کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ تو پھر ہر انسان ماں کے ذریعہ ہی سے پیدا ہُوا ہے۔ اور ماں کے پیٹ میں بھی (سوائے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے) باقی اربوں۔ کھربوں۔ پدموں سنکھوں انسانوں کی پیدائش کا قانون یہی رہا ہے۔ کہ پہلے نطفہ ہوتا ہے۔ پھر نطفہ سے تبدیل ہو کر علقہ (خون بستہ) بنتا ہے پھر علقہ سے مُضغہ (گوشت کا ٹکڑا) بنتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس میں ہڈیاں پیدا کرتا ہے۔ پھر ہڈیوں اور گوشت کو ایک خاص طریقہ سے مرتب کر کے انسان کا وجود بناتا ہے۔ چار مہینے تک جب انسان کا وجود ماں کے پیٹ میں مکمل بن جاتا ہے۔ تب اللہ تعالےٰ کے حکم سے اس وجود میں روح ڈالی جاتی ہے۔ پھر نو ماہ اور چند دن کے بعد ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔ باہر آنے کے بعد ایک عرصہ تک ماں کی چھاتی سے دودھ پیتا ہے۔ مگر چل پھر نہیں سکتا۔ پھر چلنا پھرنا سیکھتا ہے۔ پھر ذرا بڑا ہو کر کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش سیکھتا ہے۔ پھر جوان ہو کر شادی کرتا ہے۔ پھر اولاد پیدا ہوتی ہے اگر عمر طبعی تک پہنچ گیا۔ تو پھر اس پر بڑھاپا طاری ہوتا ہے۔ پھر اس پر موت وارد ہوتی ہے۔ جتنی تفصیل عرض کی گئی ہے۔ یہ تمام دور اللہ تعالےٰ کی کلام پاک کے ایک فقرہ کی تفسیر کا ایک حصّہ ہیں (لترکبن طبقاً عن طبق) سورۃ الانشقاق پارہ ۳۰ ترجمہ۔ البتہ تمہیں ایک منزل سے دوسری منزل پر چڑھنا ہوگا+ اس زندگی کے پندرہ دوروں میں سے آخری دور موت کا ہے اس کے متعلق آئندہ ذرا تفصیل عرض کی جائے گی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

مذکورۃ الصدر آیت پر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی دُنیا کی زندگی میں مختلف دور سے بتدریج گزر کر اخیر میں موت کی سیڑھی ہے۔ پھر عالم برزخ کی۔ پھر قیامت کی۔ پھر قیامت میں خدا جانے کتنے احوال و مراتب درجہ بدرجہ طے کرنے ہیں۔"

پہلوؤں کا بدلنا

موت سے انسان کے کئی پہلو بدل جاتے ہیں۔ پہلا دُنیا کی زندگی کا خاتمہ۔ دوسرا ہر قسم کے کام کرنے کی رکاوٹ نہ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے نہ بول سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تیسرا اس کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ پر ورثاء کا قبضہ۔ چوتھا سطح دُنیا سے رخصتی کا آخری غسل اسے دیا جاتا ہے۔ پانچواں سطح دُنیا سے رخصتی کے وقت کفن کا لفافہ پہنایا جاتا ہے چھٹا سطح دُنیا سے رخصتی کے وقت جنازہ سامنے رکھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ ساتواں اس کے جنازہ کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ آٹھواں انسان کے جسم کا رُوح سے جدا ہونا۔

موت سے انسان کی ذات پر اثر

انسان نے موت سے پہلے دُنیا کی زندگی میں جو اعمال کئے ہیں۔ مرنے کے بعد ان اعمال کا اثر پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ بلکہ سکرات کی حالت ہی میں ان کا اثر شروع ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

(اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِی انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلٰٓئِكَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِّنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحُنُوْطٌ مِّنْ حُنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِیْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اُخْرُجِیْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنَ السِّقَاءِ) انتہی ملخصا رواہ احمد

ترجمہ۔ بیشک بندہ مومن جب دُنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے میں ہوتا ہے۔ (یعنی جب اس پر سکرات طاری ہوتی ہے) اس کی طرف آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ سفید مُونہوں والے۔ گویا کہ ان کے مُنہ سُورج ہیں۔ ان کے پاس بہشت کے کفنوں میں سے کفن ہوتا ہے اور بہشت کی خوشبو میں سے خوشبو ہوتی ہے۔ یہاں تک (وہ اتنی دُور جا بیٹھتے ہیں) جہاں انسان کی نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ اے پاک نفس اللہ کی بخشش اور اس کی رضا کی طرف نکل۔ آپ نے فرمایا پھر رُوح نکل آتی ہے۔ اس طرح پر بہتی ہے۔ جس طرح مشک سے پانی کا قطرہ بہتا ہے۔

اُوپر جو ذکر کیا گیا ہے۔ وہ ایماندار انسان کا تھا۔

سکرات کے وقت کافر کی حالت

(وَاِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ اِذَا كَانَ فِی انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلٰٓئِكَةٌ سُوْدُ الْوُجُوْهِ مَعَهُمُ الْمُسُوْحُ فَيَجْلِسُوْنَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِیْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ اُخْرُجِیْ اِلٰى سَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِیْ جَسَدِهٖ فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّوْدُ مِنَ الصُّوْفِ)

انتہی ملخصا رواہ احمد۔

ترجمہ۔ اور بندہ کافر جب دُنیا سے رُخصت اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے والا ہوتا ہے۔ اس کی طرف آسمان سے سیاہ مُنہ والے فرشتے

نازل ہوتے ہیں۔ ان کے پاس ٹاٹ ہوتا ہے۔ پھر اس سے آنکھ کی نگاہ کی دوری پر جا بیٹھتے ہیں۔ پھر ملک الموت آتا ہے۔ یہاں تک اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے اے خبیث نفس اللہ کے غضب کی طرف نکل۔ آپ نے فرمایا۔ پھر روح اس کے جسم میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ پھر اسے کھینچ کر نکالتا ہے۔ جس طرح سیخ تر اون سے نکالی جاتی ہے۔ (یعنی جس طرح گرم سیخ پر اون تر لپیٹ دی جائے۔ تو وہ سیخ کو چمٹ جاتی ہے۔ اور بڑی مشکل سے سیخ اس سے جدا کی جاتی ہے)

نیک اور بد

انسانوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ انسان پر دُنیا میں جو دَور گزرتے ہیں۔ ان میں سے آخری مرنے کا وقت تھا۔

دربار الٰہی سے موت کے متعلق اعلانات

۱

زندہ کرنا اور مارنا فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

(وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ) سورہ المؤمنون رکوع ۵ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور وہی (اللہ) زندہ کرتا ہے۔ اور مارتا ہے۔ اور رات اور دن کا بدلنا اسی کے اختیار میں ہے۔ سو کیا تم نہیں سمجھتے۔

۲

موت کے آنے سے پہلے اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کر لو

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ○

سورہ المنٰفقون رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے۔ اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آ جائے تو کہے۔ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا۔

۳۔ مرتے دم تک مسلمان رہنے کا حکم

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○)

سورہ آل عمران رکوع ۱۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ جیسا اس سے ڈرنا چاہئے۔ اور نہ مرو۔ مگر ایسے حال میں تم مسلمان ہو۔

۴۔ اللہ تعالےٰ انسان کو مرنے کے بعد قبر میں داخل کریگا

(ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ○) سورہ عبس پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پھر اس کو موت دی۔ پھر اس کو قبر میں رکھوایا۔

۵۔ اللہ تعالےٰ مارنے کے بعد پھر سب کو قیامت کے دن اکٹھا کریگا

(قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○ سورہ الجاثیہ رکوع ۳ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ کہہ دو اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مارتا ہے۔ پھر وہی تم سب کو قیامت میں جمع کریگا۔ جس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

۶۔ موت سامنے آجانے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوگی

(وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ) سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے۔ جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت کا وقت آجاتا ہے۔ اس وقت کہتا ہے۔ کہ اب توبہ کرتا ہوں۔

۷۔ مرنے کے بعد قبر میں توبہ کریگا تو بھی قبول نہیں ہوگی

(وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ)

سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔

دربار رسالت سے موت کے متعلق اعلانات

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ

رواہ الترمذی والنسائی و ابن ماجہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لذتوں کو توڑنے والی کو بہت زیادہ یاد کیا کرو۔ یعنی موت کو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ دُنیا کی تمام لذتوں سے تعلق توڑ دینے والی کو بہت یاد کیا کرو۔ اور وہ موت ہے۔ تاکہ انسان ان فنا ہونے والی لذتوں کو مقصود بالذات بنا کر دائمی اور ہمیشہ رہنے والی لذتوں سے محروم نہ ہو جائے۔

۲۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ رواہ البخاری ومسلم عن البراء

ترجمہ۔ حذیفہؓ سے روایت ہے۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب بستر پر لیٹتے تھے تو اپنا ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔ پھر فرماتے تھے اے اللہ تیرا نام لیتے ہوئے مروں گا اور تیرے نام کا ذکر کرتے ہوئے زندہ رہونگا۔ اور جب جاگتے تھے فرماتے۔ اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا۔ اور قبروں سے اُٹھ کر بھی اسی کے ہاں جانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسان سوتے کے وقت بھی موت کو یاد کر کے سوئے۔ اور سو کر اُٹھنے کے بعد بھی یاد کرے کہ میں نے مر کر اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔

۳۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ إِلَى قَوْلِهِ أَرْسَلْتَ وَقَالَ فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ خَيْرًا متفق علیہ۔ ترجمہ۔ براء بن عازبؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے بستر پر لیٹتے تھے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے تھے۔ پھر فرماتے تھے۔ اے اللہ میں نے اپنی جان کو تیرے سپرد کیا اور اپنا مُنہ تیری طرف متوجہ کیا ہے اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا ہے اور میں نے اپنی پیٹھ کو تیری طرف ٹکایا ہے۔ میری رغبت تیری طرف ہے۔ اور ڈر بھی تیرا ہی ہے۔ کوئی پناہ کی

کوئی نجات کی جگہ تجھ سے سوائے تیرے اور کوئی نہیں ہے۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا۔ جو تونے نازل فرمائی ہے۔ اور تیرے نبی پر جو تونے بھیجا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جس شخص نے یہ کلمات کہے۔ پھر اسی رات مرگیا۔ تو وہ فطرۃ پہ مرا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ راوی نے کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص سے فرمایا۔ اے فلاں۔ جب تو اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے۔ تو نماز والا وضو کر۔ پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جا۔ پھر کہو۔ اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی۔ ارسلت کے لفظ تک اور فرمایا۔ اگر تم اسی رات مرگئے تو فطرۃ پر مرگئے گے اور اگر صبح کو اٹھے۔ تو خیر کے ساتھ اُٹھو گے۔

٤

شام اور صبح کو موت کی یاد کی تلقین

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا اَمْسٰی اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَبِّ اَسْأَلُکَ خَیْرَ مَافِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ وَخَیْرَ مَابَعْدَھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْکِبَرِ اَوِ الْکُفْرِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِنْ سُوْءِ الْکِبَرِ وَالْکِبْرِ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِکَ اَیْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ۔ رواہ ابوداؤد الترمذی وَفِیْ رِوَایَتِہٖ لَمْ یَذْکُرْ مِنْ سُوْءِ الْکُفْرِ

ترجمہ۔ عبداللہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم شام کے وقت یہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک میں شام ہوئی اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے رب میں تجھ سے اس رات کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور اس رات میں جو شر ہے۔ اس سے بچنے کے لئے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اس رات کے بعد کا جو شر ہے۔ اس سے بچنے کے لئے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اے میرے رب سُستی اور بُرے بُڑھاپے یا کفر سے بچنے کے لئے بھی تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ اور ایک روایت میں بڑے بُڑھاپے اور تکبّر کا لفظ آیا ہے۔ اور اے میرے رب دوزخ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے بچنے لے لئے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور آپ جب صبح کرتے تھے تو بھی یہی کلمات فرماتے تھے۔ (صبح کی دُعا میں امسینا کی جگہ) اصبحنا و اصبح الملک للہ فرماتے تھے۔

چاروں حوالوں میں موت کی یاددہانی

برادرانِ اسلام۔ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ کہ احادیث کے چاروں حوالوں میں حضورِ انور نے اپنی اُمّت کو موت کی یاددہانی کرائی ہے۔ ہر صبح اور ہر شام کی دُعا میں موت کی یاد کرائی ہے۔ اس کے علاوہ اُمّت کو یہ تلقین فرمائی کہ موت کو بہت زیادہ یاد کیا کرو۔

اس کا سبب

یہ معلوم ہوتا ہے (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال) کہ بہت سی فضول خرچیوں اور بہت سے گناہوں سے موت کی یاد روک دے گی۔ مثلاً مکان بناتے وقت یہ خیال آئے گا۔ کہ بقدرِ ضرورت گزر اوقات کرنے کے لئے مکان بنالوں۔ بڑے بڑے وسیع محل بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ یا مثلاً کاروبار میں حلال کے ذریعہ سے مجھے ضروریات کے لئے کافی روپیہ مل جاتا ہے۔ تو بد دیانتی کرکے اپنے بھائیوں کا مال کیوں کھاؤں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس گناہ کے سبب سے مجھے بُری موت آئے۔

موت محمود

برادران اسلام۔ موت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو موت محمود کے نام سے .... سے تعبیر کرتا ہوں۔ اس کا ذکر حدیث شریف میں ہے۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ لِتِلْکَ مِنْ عَلَمٍ یُّعْرَفُ بِہٖ قَالَ نَعَمْ اَلتَّجَافِیْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت پڑھی۔ (آیت کا ترجمہ) اللہ جس شخص کو ہدایت کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ بیشک جب نور سینے میں داخل ہوتا ہے۔ تو سینہ کھل جاتا ہے۔ آپ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ آیا اس کی کوئی نشانی بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں دُنیا سے (دل کا) ہٹ جانا۔ اور ہمیشگی کے گھر (یعنی آخرت) کی طرف رجوع ہو جانا۔ اور موت کے آنے سے پہلے ہی مرنے کی تیاری کرنا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

موت مذموم

اس شخص کے حق میں موت بُری ثابت ہوگی۔ جو ساری عمر محض دُنیا کے دھندوں میں غرق رہا۔ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام موت کا وارنٹ لے کر آگئے۔ اس وقت یہ تمنّا کرے کہ مجھے دُنیا میں رہنے کی کچھ اور مہلت مل جائے۔ تاکہ کوئی خیرات کرلوں۔ اور نیکی کا کام کرکے نیکوکاروں کی فہرست میں شامل ہو جاؤں۔ فیصلہ الٰہی یہی ہے۔ کہ جب موت آجاتی ہے۔ تو مہلت نہیں مل سکتی۔ اسی چیز کا ذکر اسی خطبہ میں آپ پہلے سُن چکے ہیں۔ وہ آیات یہ ہے (وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○) سورہ المنٰفقون رکوع ۲ پارہ ۲۸ اس آیت کا ترجمہ پہلے لکھا جاچکا ہے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو موت محمود نصیب فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۷۔ رجب ۱۳۷۶ھ ۸۔ فروری ۱۹۵۷ء

دربارِ الٰہی سے

لاخوفٌ و لاحزن

نہ ڈر اور نہ غم

کا تمغہ پانے والے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام۔ دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ انسان رہے۔ اس سے وفاداری کرے تو عزت پاتا ہے اور اگر غداری کرے۔ تو ذلیل کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جو شاہنشاہِ حقیقی ہے اس کی بارگاہ کا بھی یہی قانون ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہندوستان میں وہ طبقہ جو انگریزی سلطنت سے آزاد ہونا چاہتا تھا۔ وہ لوگ ہمیشہ انگریز کی نظر میں حقیر تھے۔ اور اکثر قید و بند کی پابندیوں میں رہتے تھے۔ اور جو لوگ انگریز کے وفادار تھے۔ اور ان کا نصب العین انگریز کو خوش رکھنا تھا۔ ان میں سے کوئی خان صاحب اور کوئی خان بہادر تھا۔ کوئی سر اور کوئی نواب تھا۔ آج اللہ تعالےٰ کے ان مقبول بندوں کی صفات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جن کو دربار الٰہی سے وہ تمغہ ملا ہے۔ جس میں دو چیزیں منقوش ہیں۔ ان پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ خوف دراصل گزشتہ کسی واقعہ کی بنا پر ہوتا ہے۔ اور نہ ان پر کوئی غم ہوگا۔ غم دراصل آئندہ آنے والے واقعات کا ہوتا ہے۔ دربارِ الٰہی سے جس کو یہ تمغہ مل جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہوسکتی ہے۔

ارشادِ الٰہی ملاحظہ ہو

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓـؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝)

سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور بہشت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے۔ اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

یہ تمغہ کس بنا پر ملا ہے

تم پر نہ کوئی خوف ہے نہ غم۔ یہ تمغہ اس بنا پر ملا ہے کہ اُنھوں نے ایک اللہ تعالےٰ کے سوا باقی سب معبودوں سے تعلق توڑ لیا تھا۔ اور یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ ہمارا رب یعنی ہماری تمام ضروریات (خواہ دُنیا کی ہوں یا آخرت کی) کا پورا کرنے والا فقط ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے اس فیصلہ کے بعد پھر وہ اسی پر پکے رہے اور اپنے ہر معاملہ میں اسی کی طرف رجوع کیا۔

صاحب استقامۃ حضرات کے اوصاف

انبیاءؑ اس مقدس گروہ کے امام ہوتے ہیں

وہ اوصاف حضرت ابراہیمؑ کے آئینہ میں

(قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝

سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہا کیا تمہیں خبر ہے۔ جنہیں تم پوجتے ہو۔ تم اور تمہارے پہلے باپ دادا جنہیں پوجتے تھے۔ سو وہ سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں۔ تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے مارے گا۔ پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ جو مجھے امید ہے۔ کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا۔

فہرست اوصاف

(۱) ایک معبودِ حقیقی کی بندگی کا اقرار (۲) اللہ تعالےٰ کے سوا باقی دُنیا کے تمام معبودوں سے بیزاری (۳) اسی نے مجھے پیدا کیا ہے۔ (۴) وُہی میرا راہ نما ہے (۵) وہی مجھے کھانا دیتا ہے (۶) وہی مجھے پانی پلاتا ہے (۷) جب بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے (۸) وہی مجھے مارے گا (۹) مارنے کے بعد پھر وہی مجھے زندہ کریگا۔ (۱۰) قیامت کے دن میری فروگذاشتیں وہی معاف فرمائے گا۔

مزید اوصاف

(۱۱) (وَالَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا) ترجمہ۔ جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں (۱۲) وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝) ترجمہ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں۔ تو کہتے ہیں سلام ہے۔ یعنی ہم تمہیں جواب نہیں دیں گے (۱۳) وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝) ترجمہ اور وہ لوگ اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں (۱۴) وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝) اور وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دُور کردے۔ بیشک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ (۱۵، ۱۶) وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝) ترجمہ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ ان دونوں

درمیان اعتدال پر ہوتا ہے (۱۷-۱۸-۱۹) (وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ) ترجمہ۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے۔ اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے۔ جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اور زنا نہیں کرتے۔ (۲۰) (وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ) ترجمہ اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے (۲۱) (وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا) ترجمہ۔ اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گزریں۔ تو شریفانہ طور پر گزرتے ہیں (۲۲) (وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا) ترجمہ۔ اور جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ ان میں غور و فکر کرتے ہیں) (۲۳-۲۴) وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا) ترجمہ۔ اور وہ جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

۲۴ اوصاف کا حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے صاحب استقامۃ بندے دین اور دنیا اور آخرت کے ہر معاملہ میں فقط اللہ تعالےٰ کی رضا کے پابند ہوتے ہیں۔ اسی کو خوش رکھنا چاہتے ہیں اور ہر معاملہ میں اسی کی دستگیری کو اپنا فخر خیال کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے عقیدہ میں سوائے اللہ تعالےٰ کے نہ کوئی ان کے خیال میں ہے۔ نہ کسی اور پر بھروسہ ہے۔ نہ کسی اور کے ممنون احسان اور نہ کسی اور کا ڈر ہے۔ ان کے خیال میں ان کے اعمال میں سوائے اللہ تعالےٰ کے نہ کوئی اور مطلوب ہے۔ نہ مقصود نہ محبوب۔

تائید

سطور بالا کی تائید میں یہ اعلان ملاحظہ ہو

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○)

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہدو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

ان اوصاف کا تعلق انفرادی زندگی

سے ہے۔ مذکورۃ الصدر اوصاف آپ صاحبِ استقامت حضرات کے پڑھ چکے ہیں۔ انکا تعلق انسان کی انفرادی زندگی سے ہے۔ اجتماعی زندگی میں بھی صاحب استقامۃ حضرات کا رنگ دُنیا پرستوں سے نرالا ہی ہوتا ہے۔ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ استقامت والے حضرات کے لئے نمونہ انبیاء علیہم السلام ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی ضمن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ پیش کیا گیا تھا۔ اب اجتماعی زندگی میں بھی انبیاء علیہم السلام ہی کا نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام مساواۃ کے حامی اور کفار امیر و غریب کی تفریق کے قائل

جو ایماندار اور خدا پرست مسکین حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لا چکے ہیں۔ نوح علیہ السلام انہیں کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔ انہیں میں دن اور رات زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق

قوم کے سرداروں کی رائے

(فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا نَرٰکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰکَ اتَّبَعَکَ اِلَّا الَّذِیْنَ ھُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ) الآیہ

سورہ ہود رکوع ۳ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ پھر اس (نوح علیہ الاسلام) کی قوم کے جو کافر سردار تھے۔ وہ بولے ہمیں تو تم ہم جیسے ہی ایک آدمی نظر آتے ہو۔ اور ہمیں تو تمہارے پیرو وہی نظر آتے ہیں جو ہم میں سے رذیل ہیں۔ وہ بھی سرسری نظر سے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"کافروں نے مسلمانوں کو رذالہ ٹھیرایا۔ اور چاہا کہ ان کو ہانک دو۔ تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں۔ بات سُنیں۔" بقول حضرت شاہ صاحب کے دولتمند امرا کا طبقہ مسلمانوں کے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہتا تھا۔ شاہ صاحب آگے چل کر اپنے حاشیہ میں فرماتے ہیں "اگر مسلمانوں کو ہانکوں۔ تو اللہ سے کون چھڑائے مجھ کو۔ اور رذالہ ٹھیرایا۔ اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے۔ کسب سے بہتر کمائی نہیں۔ اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو۔"

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام امیر و غریب کی مساوات کے قائل ہیں۔ اور کفار تفریق چاہتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں بھی وہی قانون ہے

چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ادیان اصولاً متحد ہیں۔ اس لئے شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں بھی وہی قانون ہے۔ کہ ایماندار سب ایک ہی جماعت کے افراد ہیں۔ اور انہیں فقط ایمانداروں کو اپنا دوست خیال کرنا چاہیئے۔ خواہ غریب ہی کیوں نہ ہوں۔ اور مخالفین اسلام (خواہ یہودی ہوں یا نصرانی یا مشرک) سب کو اپنے سے غیر سمجھنا چاہیئے۔ خواہ کتنے بڑے مالدار کیوں نہ ہوں۔

اعلان نمبر ۱

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ○ سورہ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶

ترجمہ۔ (اے مسلمانو) تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں

اعلان نمبر ۲

(یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ سورہ المائدۃ رکوع ۹ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے۔ ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ اور کافروں کو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اگر تم ایماندار ہو۔

حاصل

وہی نکلا۔ جو عرض کر چکا ہوں۔ کہ ہر مسلمان ہر مسلمان کی برادری کا آدمی ہے۔ اور ہر کافر غیر ہے۔ خواہ کتنا ہی امیر کبیر کیوں نہ ہو۔

دُعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَھْلِ الْاِسْتِقَامَۃِ

آمین یا الٰہ العالمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ - ۱۴- رجب ۱۳۷۶ھ - ۱۵- فروری ۱۹۵۷ء

محبوبِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی محبت کا ثبوت فقط تعظیمِ شعائر اللہ سے ملتا ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل میں قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تھا - وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّکَ مِنۡۢ بَنِیۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّیَّتَهُمۡ وَاَشۡهَدَهُمۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ ۚ اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰی ۚۛ شَهِدۡنَا ۚۛ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اِنَّا کُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِیۡنَ ۙ اَوۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَشۡرَکَ اٰبَآؤُنَا مِنۡ قَبۡلُ وَکُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ۚ اَفَتُهۡلِکُنَا بِمَا فَعَلَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ۝

سورۃ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹

ترجمہ - اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا - اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا - کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں - انہوں نے کہا - ہاں ہے - ہم اقرار کرتے ہیں - کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی - یا کہنے لگو - کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا - اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے - کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے - جو گمراہوں نے کیا -

اس وعدہ کا اثر ہر انسان کے دل میں ہے

ان مذہبی انسانوں کو جانے دیجئے - جن میں مذہب کی طرف دعوت دینے والے پائے جاتے ہیں - مثلاً یہود - نصاریٰ - ہنود وغیرہ ان کے علاوہ دوسری قومیں جن میں مذہب کا نام و نشان بھی نہیں - مثلاً چمار یا پنجاب کی جرائم پیشہ قوم ساہنسی یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والی قومیں جن کے ہاں کبھی کوئی معلم اسلام نہیں پہنچا - اُن کو آپ ایک ایسی ہستی کا ماننے والا پائیں گے - جسے نہ انہوں نے نہ اُن کے باپ دادا نے کبھی دیکھا - نہ کبھی اس کی آواز سُنی - اور نہ اُسے کسی نے ہاتھ سے چھوا - مگر انہیں یقین ہے کہ وہ ہے - اگرچہ اس کا نام مختلف زبانوں میں مختلف لفظوں سے لیا جاتا ہے - جس طرح مہذب قوموں میں خدا یا اللہ کے نام سے اسے یاد کیا جاتا ہے -

اس کے محبوب ہونے کا ثبوت

جسے دیکھا تک نہیں مگر عقیدت کے لحاظ سے وہ محبوب بھی ہے - اس کا ثبوت یہ ہے کہ جن قوموں کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے - جن کے ہاں کوئی آسمانی کتاب نہیں ہے - جن کے ہاں کبھی ہدایت آسمانی کا پیغام نہیں پہنچا ان میں بھی ایک چیز نظر آئے گی - کہ جو شخص تارک الدنیا ہو جائے - اور اپنی سمجھ کے مطابق اپنے رب کی یاد میں محو ہو جائے - ہر قوم ایسے لوگوں کا بڑا احترام کرتی ہے - انہیں پنجاب میں "سائیں لوک" کہا جاتا ہے - اور ان کی خدمت کرنا بڑی نیکی خیال کرتے ہیں - معلوم ہُوا - کہ اصل میں محبوب اللہ تعالیٰ ہی ہے - پھر جو اس کا ہو کر رہے - وہ بھی اس کی نسبت سے محبوب ہو جاتا ہے -

محبوب کے متعلقات بھی محبوب ہوتے ہیں

یہ قاعدہ کلیہ ہے - کہ محبوب کی مخصوص چیزیں بھی محبوب ہی ہوتی ہیں - مثلاً بچہ اپنی ماں کو محبوب ہوتا ہے - پھر آپ دیکھتے ہیں کہ ماں بچے کی ہر چیز کو کس محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اس کے میلے کچیلے کپڑے کس محبت سے دھوتی ہے - پھر کس طرح تہ کر کے ٹرنک میں رکھتی ہے جب ایک جوڑا میلا ہو جائے تو اس شیرخوار بچے کو کس طرح پہلا اُتار کر دوسرا محبت سے پہناتی ہے - جب ذرا بڑا ہو جائے - تو کس محبت سے اسے نہلا دُھلا کر پاجامہ - کرتہ پہناتی ہے پھر بڑی محبت سے اس کے سر پر ٹوپی رکھتی ہے - پھر کس محبت کے انداز سے اسے چھوٹا سا جوتا پہناتی ہے - ان سب خدمات میں ماں کو تکلیف محسوس نہیں ہوتی - بلکہ اس خدمت سے اس کا دل باغ باغ ہوتا ہے -

اسی آئینہ میں اپنا مُنّہ دیکھ

اے مسلمان - محبت کے مذکورالصدر آئینہ میں اپنا مُنّہ دیکھ لے - یہ تو تیرا دعوےٰ ہے کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی بڑی محبت ہے

شریعتِ محمدیہ کا فیصلہ یہی ہے کہ قیامت کے دن تو دیدارِ الٰہی سے مشرف کیا جائیگا - مگر دُنیا میں تیرے لئے اس ذاتِ پاک کا دیدار محال ہے - اور تو اور بلکہ خود سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی صحابہ کرام میں اختلاف ہے - کہ آپ کو دیدار الٰہی ہُوا ہے یا نہیں - حدیث شریف میں ایک لفظ آیا ہے "نورانی اراہ" - ابتداء اسلام میں حروف پر زیر - زبر اور پیش نہیں لکھے جاتے تھے - اس لئے ہمارے اسلاف میں سے بعض محدثین تو فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ اس طرح ہے - "نورٌ اِنِّی اَرَاہُ" ترجمہ - (اللہ تعالیٰ) نور ہے - بیشک میں نے اسے دیکھا ہے اور بعض محدثین فرماتے ہیں - یہ عبارت یوں ہے - "نورٌ اَنّٰی اَرَاہُ" ترجمہ (اللہ تعالیٰ) نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں -

حاصل - دونوں قولوں میں اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ سید المرسلین، خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا ثبوت یقینی نہیں ہے - اب مسلمان محبت الٰہی کا ثبوت فقط اس صورت میں دے سکتا ہے کہ محبوبِ حقیقی کے ساتھ جن چیزوں کو خصوصی تعلق ہے - یعنی جو محض اسی کی ہیں - اور کسی کی نہیں - ان کے ساتھ محبت کی لو لگائے - اور محبت کا حق اس طریقہ سے ادا کرے - جس طرح حضور انور نے حق ادا کیا تھا - اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق رکھنے والی چیزوں کو شریعت میں شعائر اللہ کہا جاتا ہے - اب شعائر اللہ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم سمجھی جائے گی -

امام الاتقیاء والاولیا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ کے "باب تعظیم شعائر اللہ" میں فرمایا ہے "اعلم ان مبنی الشرائع علی تعظیم شعائر اللہ تعالےٰ والتقریب بھا الیہ تعالےٰ" ترجمہ - جان لے کہ

شریعتوں کی بنیاد شعائر اللہ کی تعظیم پر رکھی گئی ہے اور ان شعائر اللہ کے ذریعہ سے قرب الٰہی حاصل کرنے پر رکھی گئی ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ شعائر اللہ کی تعظیم سے انسان اللہ تعالےٰ کے قرب میں پہنچ سکتا ہے جو شعائر اللہ کی تعظیم نہیں کرے گا وہ اللہ تعالےٰ سے دور بلکہ مردود رہے گا۔

شعائر اللہ چار ہیں

فلسفہ کتاب و سنت کی جامع کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ "معظم شعائر اللہ اربعۃ القرآن والکعبۃ والنبی والصلوٰۃ" ترجمہ۔ شعائر اللہ میں سے بڑے درجہ کے چار ہیں - قرآن (مجید) اور (خانہ) کعبہ اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نماز۔

قرآن مجید شعائر اللہ میں کیوں ہے

"اَمَّا الْقُرْاٰنُ فَکَانَ النَّاسُ شَاعَ فِیْمَا بَیْنَھُمْ رَسَائِلُ الْمُلُوْکِ اِلٰی رِعَایَاھُمْ وَکَانَ تَعْظِیْمُھُمْ لِلْمُلُوْکِ مُسَاوِقًا لِتَعْظِیْمِھِمْ لِلرَّسَائِلِ وَشَاعَ صُحُفُ الْاَنْبِیَاءِ وَمُصَنَّفَاتُ غَیْرِھِمْ وَکَانَ تَمَذْھُبُھُمْ لِمَذَاھِبِھِمْ مُسَاوِقًا لِتَعْظِیْمِ تِلْکَ الْکُتُبِ وَتِلَاوَتِھَا وَکَانَ الْاِنْقِیَادُ لِلْعُلُوْمِ وَتَلَقِّیْھَا عَلٰی مَرِّ الدُّھُوْرِ بِدُوْنِ کِتَابٍ یُّتْلٰی وَیُرْوٰی کَالْمُحَالِ بَادِیَ الرَّاْیِ فَاسْتَوْجَبَ النَّاسُ عِنْدَ ذٰلِکَ اَنْ تَظْھَرَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ فِیْ صُوْرَۃِ کِتَابٍ نَازِلٍ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ وَوَجَبَ تَعْظِیْمُہٗ فَمِنْہُ اَنْ یَّسْتَمِعُوْا لَہٗ وَیُنْصِتُوْا اِذَا قُرِیَٔ وَمِنْہُ اَنْ یُّبَادِرُوْا لِاَوَامِرِہٖ کَسَجْدَۃِ التِّلَاوَۃِ وَکَالتَّسْبِیْحِ عِنْدَ الْاَمْرِ بِذٰلِکَ وَمِنْہُ اَنْ لَّا یَمَسُّوا الْمُصْحَفَ اِلَّا عَلٰی وُضُوْءٍ"

ترجمہ - لیکن قرآن مجید (کیوں شعائر اللہ میں ہے) لوگوں میں یہ چیز رائج تھی - کہ بادشاہوں کے فرامین ان کی رعایا کی طرف آتے تھے۔ اور ان کے ہاں بادشاہوں کی تعظیم ان کے فرامین کی تعظیم کے تابع تھی (یعنی جس بادشاہ کے فرامین کی عزت کرتے تھے - اس بادشاہ کی عزت بھی ان کے دل میں ہوتی تھی - اور انبیاء کے صحیفے اور دوسرے لوگوں کی تصنیفات بھی شائع شدہ تھیں - اور ان انبیاء کے مذہب کو اختیار کرنا - ان کتابوں کی تعظیم اور ان کے پڑھنے کے تابع تھی - (یعنی ان انبیاء علیہم السلام کی کتابوں کی تعظیم کرنے اور ان کو پڑھنے ہی سے ان انبیاء علیہم السلام کے مذہب میں وہ لوگ داخل ہوتے تھے - اور علوم (ضروریہ) کے تابع ہونا اور مدتہائے مدیدہ کے گزر جانے کے بعد ان علوم کا حاصل کرنا بظاہر ایسی کتاب کے سوا ممکن نہیں تھا جو پڑھی جائے اور روایت کی جائے - پس ایسی حالت میں لوگوں نے تقاضا کیا - کہ اللہ کی رحمۃ ایک کتاب کی صورت میں ظاہر ہو - جو رب العالمین کی طرف سے نازل ہو - اور اس کی تعظیم واجب ہو - اس تعظیم کی ایک صورت یہ ہے کہ جب وہ پڑھی جائے تو اسے خاموش ہو کر سنیں - یا یہ کہ اس کے حکموں کی تعمیل کرنے میں جلدی کریں - مثل سجدۂ تلاوۃ کے - اور جب تسبیح کا حکم ہو تو فوراً تسبیح کرنے لگ جائیں - اور یا یہ کہ (اس) مصحف (آسمانی) کو وضو کے سوا چھوا نہ جائے -

حاصل

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا حاصل یہ نکلا - کہ آسمان سے ہدایات الٰہیہ کے نازل ہونے کا تقاضا خود فطرت انسانی نے کیا ہے - لہٰذا فطرت انسانی کی تکمیل تب ہوگی - جب ان ہدایات الٰہیہ کو معمول بہ بنائیگا - اللّٰھم اجعلنا منھم -

کعبۃ اللہ شعائر اللہ میں کیوں ہے

"وَاَمَّا الْکَعْبَۃُ فَکَانَ النَّاسُ فِیْ زَمَنِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ تَوَغَّلُوْا فِیْ بِنَاءِ الْمَعَابِدِ وَالْکَنَائِسِ بِاسْمِ رُوْحَانِیَّۃِ الشَّمْسِ وَغَیْرِھَا مِنَ الْکَوَاکِبِ وَصَارَ عِنْدَھُمُ التَّوَجُّہُ اِلَی الْمُجَرَّدِ غَیْرِ الْمَحْسُوْسِ بِدُوْنِ ھَیْکَلٍ یُّبْنٰی بِاسْمِہٖ یَکُوْنُ الْحُلُوْلُ فِیْہِ وَالتَّلَبُّسُ بِہٖ تَقَرُّبًا مِّنْہُ اَمْرًا مُحَالًا لَّا تَدْفَعُہٗ عُقُوْلُھُمْ بَادِیَ الرَّاْیِ فَاسْتَوْجَبَ اَھْلُ ذٰلِکَ الزَّمَانِ اَنْ یَّظْھَرَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ بِھِمْ فِیْ صُوْرَۃِ بَیْتٍ یَّطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَتَقَرَّبُوْنَ بِہٖ اِلَی اللّٰہِ فَدُعُوْا اِلَی الْبَیْتِ وَتَعْظِیْمِہٖ ثُمَّ نَشَاَتْ قَرْنٌ بَعْدَ قَرْنٍ عَلٰی عِلْمٍ اَنَّ تَعْظِیْمَہٗ مُسَاوِقٌ لِتَعْظِیْمِ اللّٰہِ وَالتَّفْرِیْطَ فِیْ حَقِّہٖ مُسَاوِقٌ لِتَفْرِیْطٍ فِیْ حَقِّ اللّٰہِ فَعِنْدَ ذٰلِکَ وَجَبَ حَجُّہٗ وَاُمِرُوْا بِتَعْظِیْمِہٖ فَمِنْہُ اَنْ لَّا یَطُوْفُوْا اِلَّا مُتَطَھِّرِیْنَ وَمِنْہُ اَنْ یَّسْتَقْبِلُوْھَا فِیْ صَلٰوتِھِمْ وَکَرَاھِیَۃُ اسْتِقْبَالِھَا وَاسْتِدْبَارِھَا عِنْدَ الْغَائِطِ" من باب تعظیم شعائر اللہ تعالےٰ۔

ترجمہ - اور کعبہ کا شعار میں سے ہونا اس لئے قرار پایا - کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ میں لوگوں نے آفتاب اور ستاروں کے نام پر بکثرت عبادتخانے اور کینسے بنائے تھے - ان کی نظر میں کسی ذات مجرد غیر محسوس کی طرف متوجہ ہونا بغیر اس کے محال تھا - کہ اس کے نام کی ہیکل بنائی جائے - اور اس میں حلول سمجھا جائے - اور اس کی پرستش کرنا باعث تقرب سمجھا جائے - بظاہر نظر ان کی عقلوں میں اور کوئی بات نہیں آتی تھی - اس واسطے اس زمانہ کے لوگوں نے چاہا کہ خدا کی رحمت کا ظہور ایک گھر کے ذریعہ سے ہو، لوگ اس کا طواف کریں - اس کی وجہ سے تقرب الی اللہ حاصل کریں - اس لئے خدا نے ان کو خانہ کعبہ کی طرف بلایا - اور اس کی تعظیم کا حکم دیا - اس کے بعد ہر زمانہ میں یہ علم پیدا ہوتا گیا - کہ خانہ کعبہ کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے - اور اس میں کمی کرنا خدا کی خدمت میں کمی کرنا ہے - اس لئے خانہ کعبہ کا حج فرض ہوگیا - اور اس کی تعظیم کا اس طرح حکم دیا گیا - کہ بغیر صفائی اور طہارۃ کے اس کا طواف نہ کیا جائے - نماز میں اس کی طرف منہ کریں - اور بول و براز کے وقت اس کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا مکروہ خیال کریں -

حاصل

یہ نکلا - کہ فطرت انسانی کا ہی یہ تقاضا تھا - کہ ایک ایسا مرکز بنایا جائے - جس کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف ہو - اللہ تعالےٰ کا گھر تصور کر کے اس کا طواف کریں اور اس طواف کو قرب الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ خیال کریں - اور خدا تعالےٰ کا گھر ہونے کے تصور سے اس کی تعظیم اللہ تعالےٰ کی تعظیم خیال کریں - اور اللہ تعالےٰ کے گھر کا طواف کرنے کے لئے پوری پاکیزگی سے اس کا طواف کریں - اور اللہ تعالےٰ کا گھر ہونے کی عقیدت کے باعث نماز میں اسی کی طرف منہ کریں - اور بول و براز کے وقت اس کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کو بے ادبی سمجھیں - انسانوں کے انہیں فطرتی جذبات کے باعث اللہ تعالےٰ نے خانہ کعبہ کو خدا پرستوں کا قبلہ قرار دیا - اور ان کے پاکیزہ جذبات کے اظہار کے لئے اسی مقام مقدس کو ان کا ملجا اور ماویٰ تجویز فرمایا -

انبیاء علیہم السلام شعائر اللہ میں

کیوں داخل ہیں - "وَاَمَّا النَّبِیُّ فَلَمْ یُسَمَّ مُرْسَلًا اِلَّا تَشْبِیْھًا بِرُسُلِ الْمُلُوْکِ اِلٰی رِعَایَاھُمْ مُخْبِرِیْنَ بِاَمْرِھِمْ وَنَھْیِھِمْ وَلَمْ یُوْجِبْ عَلَیْھِمْ طَاعَتَھُمْ اِلَّا بَعْدَ مُسَاوَقَۃِ تَعْظِیْمِھِمْ لِتَعْظِیْمِ الْمُرْسِلِ عِنْدَھُمْ فَمِنْ تَعْظِیْمِ النَّبِیِّ وُجُوْبُ طَاعَتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ وَتَرْکُ الْجَھْرِ عَلَیْہِ بِالْقَوْلِ"

من باب تعظیم شعائر اللہ من الحجۃ اللہ البالغہ

ترجمہ - اور نبی کا شعائر الٰہیہ میں سے ہونا - پس اس کا نام رسول اس واسطے ہے کہ ان کو بادشاہوں کے ایلچیوں سے مشابہت دی گئی ہے جن کو بادشاہ امر و نہی کی اطلاع دینے کے لئے رعایا کی طرف بھیجا کرتے ہیں - اور رسولوں کی تعظیم کرنا بھیجنے والے کی تعظیم قرار دی گئی ہے - پیغمبر کی تعظیم یہ ہے کہ اس کی اطاعت کو واجب سمجھیں - اور اس پر درود بھیجیں - اس سے بلند آواز سے گفتگو نہ کریں -

حاصل

یہ نکلا - کہ انسان کی فطرت کا تقاضا تھا. کہ جس طرح دُنیا کے بادشاہوں کی جانب سے ان کے احکام پہنچانے کے لئے ان کے نمائندے آتے ہیں۔ اسی طرح شاہنشاہ حقیقی کی طرف سے بھی اس کے نمائندے آئیں - اور وہ اس کی مخلوق کو احکام الٰہی پہنچائیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنے والے نمائندے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اس مقدس جماعت میں سے آخری نمائندے سیّدالمرسلین خاتم النبیین ہیں -

نماز کیوں شعائر اللہ میں داخل ہے

"وَاما الصلوٰۃ فیقصد فیھا التشبیہ بحال عبید الملك عند مثولھم بین یدیہ ومناجاتھم ایاہ وخضوعھم لہٗ ولذلك وجب تقدیم الثناء علی الدعاء ومواخذۃ الانسان نفسہ بالھیئات التی یجب مراتھا عند مناجاۃ الملوكَ من ضم الاطراف و ترك الالتفات وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احد صلی فان اللہ قبل وجھہ واللہ اعلم

من باب تعظیم شعائر اللہ من حجۃ اللہ البالغہ

ترجمہ- اور نماز کا شعائر میں سے ہونا اس واسطے ہے کہ اس سے مقصود غلاموں کے حال کے ساتھ تشبیہ دینا ہے کہ جب وہ بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہو کر درخواست اور عاجزی کرتے ہیں - اور اس لئے دُعا کرنے سے پہلے حمد و ثنا ضروری ہوئی۔ اور آدمی کو ایسی ایسی ہیئتیں اختیار کرنا ضروری ہوئیں۔ جو مناجات کے وقت بادشاہوں کے سامنے اختیار کی جاتی ہیں۔ یعنی ہاتھ باندھنا اور اِدھر اُدھر التفات نہ کرنا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں اسی طرف اشارہ ہے۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے۔ تو خدا اس کے سامنے ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

حاصل

یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا بھیجا جانا خود فطرت انسانی کا تقاضا تھا۔ کہ جب دُنیا کے بادشاہوں کے بھیجے ہوئے نمائندے ان کی رعایا کے پاس ان کے احکام لیکر آتے ہیں۔ تو پھر شاہنشاہِ حقیقی کی طرف سے بھی نمائندے آنے چاہئیں - اور وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔

شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کے تقوےٰ کی دلیل ہے

(ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ سورہ الحج رکوع ۴ پارہ ۱۷

ترجمہ- بات یہی ہے - اور جو شخص اللہ کی نامزد چیزوں کی تعظیم کرتا ہے۔ سو یہ دل کی پرہیزگاری ہے۔

قلبی تقویٰ اور ظاہری تقوےٰ

علامہ ابوالفضل سید محمود الوسیؒ نے اپنی تفسیر رُوح المعانی میں تقویٰ کی دو قسمیں ہیں۔ فرماتے ہیں -

(تَقْيِيْدُ التَّقْوٰى بِالْقُلُوْبِ لِلْاِشَارَةِ اِلٰى اَنَّ التَّقْوٰى قِسْمَانِ تَقْوَى الْقُلُوْبِ وَالْمُرَادُ بِهَا التَّقْوٰى الْحَقِيْقِيَّةُ الصَّادِقَةُ الَّتِيْ يَتَّصِفُ بِهَا الْمُؤْمِنُ الصَّادِقُ وَ تَقْوَى الْاَعْضَاءِ وَالْمُرَادُ بِهَا التَّقْوٰى الصُّوْرِيَّةُ الْكَاذِبَةُ الَّتِيْ يَتَّصِفُ بِهَا الْمُنَافِقُ الَّذِيْ كَثِيْرًا مَّا تَخْشَعُ اَعْضَاؤُهٗ وَقَلْبُهٗ سَاهٍ لَاهٍ) الجزء السابع من روح المعانی

ترجمہ (قرآن مجید میں) تقوی کے ساتھ دلوں کی قید لگانا اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تقویٰ کی دو قسمیں ہیں - دلوں کا تقویٰ اور اس سے مراد حقیقی اور سچا تقویٰ ہے جو سچے مومن میں ہوتا ہے - اور دوسری قسم (اعضاء (ظاہری) کا تقویٰ ہے۔ اور اس سے مراد جھوٹا صورت کا تقویٰ ہے۔ جو منافق میں پایا جاتا ہے۔ جس کے اعضاء کئی مرتبہ عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کا دل (تقویٰ سے) غافل بلکہ ایک (طرح کا) لہو کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا- کہ مومن کا شیوہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کے دل میں شعائر اللہ کی سچی محبت ہو۔ اس کے بعد ظاہری اعضاء سے ان کے آداب بجالائے۔

قرآن مجید کا ادب

قرآن مجید ایک علمی کتاب ہے - ہمارا یہ ایمان ہے کہ تمام اقوام عالم کے لئے دُنیا میں عزّت دلائے - اور آخرت میں عذابِ الٰہی سے بچانے والا دستور العمل ہے۔ اس کا ادب یہی ہے۔ کہ مسلمان کے ہر بچّے کے لئے اس کی تعلیم لازمی ہونی چاہئے - ابتداءً ناظرہ پڑھایا جائے - جب بچّے میں اتنی علمی استعداد پیدا ہو جائے کہ اس کے معنی کو سمجھ سکے۔ تو پھر بامعنی پڑھایا جائے۔ فقط اس کی تعلیم حاصل کر لینا کافی نہیں ہے - بلکہ جو جو احکام ہم سے متعلق ہوں - ان پر ساتھ ساتھ عمل بھی کیا جائے۔

خانہ کعبہ کا ادب

خانہ کعبہ کا ادب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے

(وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝) سورہ آل عمران رکوع ۱۰ پارہ ۴

ترجمہ- اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے - جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو -

حاصل

یہ نکلا- کہ ہر وہ شخص جس کے پاس خانہ کعبہ تک جانے اور آنے کا زادِ راہ ہے۔ اور جن کا نان و نفقہ اس کے ذمہ ہے۔ ان کے لئے بھی اتنا روپیہ ہے۔ کہ اس کے آنے تک وہ بآسانی زندگی بسر کریں گے۔ تو اس کا فرض ہے - کہ حج کرنے کے لئے ضرور جائے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ادب

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد و زن کا فرض ہے کہ اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں سیدالمرسلین خاتم النّبیّین علیہ الصلوٰہ والسلام کی تابعداری کرے - اور اسی تابعداری کو اپنے لئے دُنیا میں عزّت اور آخرت میں نجات کا ذریعہ خیال کرے۔ اللھم اجعلنا منھم

جس نے اتباع نہ کیا اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْ وَالنَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَّ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ - رواہ الترمذی

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے - کہا - رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - البتہ میری اُمّت پر بھی ضرور وہ وقت آئے گا جیساکہ بنی اسرائیل پر آیا تھا - جوتی کے ایک تلہ کے دوسرے تلہ کے برابر ہونے کی طرح - یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ کھلّم کھلّا بدکاری کی تھی - تو میری اُمّت میں بھی ایسا ہوگا - جو یہ کام کرے گا - اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے تھے - اور میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹے گی - سوائے ایک فرقہ کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے - لوگوں نے عرض کی - یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا - آپ نے فرمایا - جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں -

اپنے علماء اور خطباء سے مطالبہ

برادرانِ اسلام - آپ نے ارشادِ نبوی سُن لیا - کہ آپ کی اُمّت میں سے یعنی مسلمان کہلانے والے اور کلمہ پڑھنے والے فرقوں میں سے بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے - اور فقط حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے طریقہ پر چلنے والا فرقہ بہشت میں جائیگا - مسلمانوں کو چاہیئے - کہ وہ اپنے علماء کرام اور اپنی مسجد کے جمعہ کے خطیبوں سے پوچھا کریں کہ حضرت جو دین آپ ہمیں سکھا رہے ہیں - اور اپنے مخالفین کو کافر فرما رہے ہیں - کیا یہ وہی دین ہے - جو آج سے ۱۳۷۶ سال پہلے حرمین شریفین سے چلا تھا - برادران اسلام اپنے رہبروں سے پوچھنا آپ کا حق ہے - اور ان حضرات کا فرض ہے - کہ آپ کو مطمئن کریں - یہ بھی یاد رہے - کہ تاویلوں یا پھیر پھار کرکے آپ کو مطمئن کرنا چاہیں تو ہرگز خاموش نہ ہوں - بلکہ ان سے صاف اقرار لیجئے کہ کیا یہ دین آپؐ کے مبارک زمانہ میں تھا؟ برادرانِ اسلام - اگر اس طریقہ پر علماء سے سوال کرینگے تو انشاء اللہ تعالےٰ آپ کھرے اور اصلی اور سچّے دین تک یقیناً پہنچ جائیں گے -

نماز کا ادب

برادرانِ اسلام - جس عقل سے آپ دُنیا کا کاروبار چلاتے ہیں - اسی عقل سے اللہ تعالےٰ کے تعلق کو درست رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالےٰ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو جائیں گے - اور انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہشت میں بھی پہنچ جائینگے - اب دیکھئے - اگر کوئی شخص آپ کا کہنا زبان سے مان لیتا ہے - لیکن اس پر عمل نہیں کرتا - تو کیا آپ اس سے راضی ہو سکتے ہیں - اور کیا آپ اسے جھوٹا - فریبی اور مکار نہیں کہیں گے - مثلاً آپ نے نوکر سے کہا - کہ پانی لا دو - اس نے سُن کر کہا - بہت اچھا حضور - مگر پانی نہ لائے - کیا آپ اس کو جھوٹا - فریبی اور غدّار نہیں کہیں گے - اسی پر اللہ تعالےٰ کے تعلق کو قیاس کر لیجئے - اللہ تعالےٰ کا حکم ہے - کہ پانچ وقت (صبح - ظہر - عصر - مغرب - عشاء) کی نماز باقاعدہ اور لازمی طور پر پڑھو - اب ایک شخص اقرار کرے - کہ چونکہ میں مسلمان ہوں - اس لئے مجھے پانچوں نمازیں پڑھنی چاہئیں - مگر ایک بھی نہ پڑھے - تو کیا وہ تمہارے نوکر کی طرح جھوٹا مسلمان - فریبی مسلمان - دغاباز مسلمان نہیں کہا جائیگا -

یا ایک یا دو پڑھے

یا مثلاً کوئی مسلمان ایک یا دو نمازیں پڑھے - پانچ پوری نہ پڑھے - تو اس کی مثال ایسی ہے - کہ آپ کے کھانے میں روٹی سالن اور پانی یہ چیزیں ضروری تھیں - مگر فقط روٹی دے کر چلا جائے - سالن اور پانی نہ لائے - یا مثلاً سالن دے کر چلا جائے - روٹی اور پانی نہ لائے اور بیفکر ہوکر بیٹھ جائے - کیا آپ اس کو غدّار اور بددیانت ایسے ناموں سے نہیں یاد کریں گے - کیا اس کو شریف اور جنٹلمین کا لقب دے سکتے ہیں؟ اپنا معاملہ اپنے مالکِ حقیقی سے بھی اسی پر قیاس کر لیجئے - وما علینا الا البلاغ -

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو شعائر اللہ کا ادب اور اُن کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین -

اِتّباعِ سُنّت

(از مولانا ضیاء الدین صاحب دالاچھاؤنی)

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

خدا کی محبت اور معرفت اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ اتباعِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کرے - اس کے سوا چارہ کار نہیں - مطابق ارشادِ باری ہے - ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - اسی ایک آیت پر ہم اکتفا کرتے ہیں - ورنہ آیات و احادیث بکثرت اس سلسلہ میں موجود ہیں - اس مسئلہ پر ہم بزرگانِ دین کے کچھ ارشادات پیش کرتے ہیں - خیر المجالس میں مجلس ۵۷ میں ہے - حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی ذکر اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں کہ متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور ہے قولاً و فعلاً و ارادةً اس لئے کہ محبت خدا بے متابعت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتی -

مجلس ۲۸ میں ہے جو کچھ خدا تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا وہ کرنا چاہیئے اور جس سے خدا تعالےٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع کیا اس سے بچنا چاہیئے - مجلس ۲۹ میں فرماتے ہیں - لوگوں...

دلیل العارفین مجلس دوم میں ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا - کہ جو آدمی شریعت پر ثابت قدم ہُوا - اور جو کچھ احکام شرع کے ہیں ان کو بجا لایا اور سرمو ان سے تجاوز نہ کیا - تو اس کا مرتبہ آگے کو بڑھتا ہے - یعنی تمام ترقیاں اس پر موقوف ہیں کہ شریعت پر ثابت قدم رہے - مجلس ۵ میں فرماتے ہیں کہ علماء کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے -

اسرار الاولیاء اٹھارھویں فصل میں حضرت شیخ فرید الدینؒ نے فرمایا کہ اے درویش حدیث شریف میں آیا ہے - کہ فقیہ عالم ہزار ایسے عابدوں سے بہتر ہے جو شب کو بیدار رہیں اور دن کو روزہ رکھیں اور عالم کی ایک دن کی عبادت عابد بے علم کی چالیس دن کی عبادت کے برابر ہے -

مکتوبات قدوسیہ مکتوب ۳۶ میں ہے کہ شریعت پر قائم رہو - کیونکہ باطن کی صفائی اور اس جہان کی نجات کے لئے اس وقت بجز شریعت کے کوئی اور شے حجت اور سبب نہیں -

مکتوب ۴۶ میں ہے جو لوگ شریعت کے احکام سے ہٹ گئے حلال و حرام کی

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ رجب ۱۳۷۶ھ ۲۲ فروری ۱۹۵۷ء

دُنیا میں امن فقط اسلام ہی قائم کرسکتا ہے

(حضرت مولانا مدظلہ العالی اس جمعہ کو لاہور سے باہر تشریف فرما تھے لیکن سفر پر تشریف لے جانے سے پہلے ذیل کا خطبہ تحریر فرما کر دے گئے تھے جو اُن کی عدم موجودگی میں اُنکے صاحبزادے حافظ حمید اللہ صاحب نے پڑھ کر سُنا دیا تھا۔ (مدیر)

ہمارے اسلام میں چند ایسے اصول ہیں۔ جن کی برکت سے دُنیا میں ہم مسلمان ہی امن قائم کرسکتے ہیں۔ اور وہ اصول آج صفحۂ دُنیا پر سوائے مسلمان کے اور کسی قوم کے پاس نہیں۔

پہلا۔ سب اِنسان ایک ہی برادری ہیں

قولہ تعالےٰ (یَآیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْہَا زَوْجَہَا وَبَثَّ مِنْہُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ج)

سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے لوگو اپنے رب سے ڈرتے رہو۔ جس نے تمکو ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اُسے اُس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

حاصل

اس آیت سے یہ حاصل نکلا کہ اسلام میں گورے اور کالے۔ ہندی اور افغانی۔ یا ایشیائی اور امریکی یا روسی اور افریقی میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ سب ایک ماں باپ کی اولاد اور سب ایک ہی برادری کے افراد ہیں۔ لہٰذا کسی ملک میں پیدا ہونے یا کسی قوم میں پیدا ہونے سے کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہوتی۔

نتیجہ

اس تصوّر کا یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ سب انسانوں کو آپس میں بحیثیت ایک برادری ہونے کے ایک دوسرے کے ساتھ دل میں محبت پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ جب کبھی میں حج پر گیا ہوں۔ جب حرمِ کعبہ شریف میں اپنے افریقی بھائیوں کو دیکھتا ہوں۔ جو عموماً بالکل سیاہ فام ہوتے ہیں۔ بعضوں کا رنگ اس قدر سیاہ ہوتا ہے کہ جس طرح توا سیاہ ہوتا ہے۔ اور ان کے ہاتھوں میں قلمی قرآن مجید ہوتا ہے۔ تو میرے دل میں ایک محبت کی لہر دوڑتی ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض کے قلوب نورِ ایمان سے ایسے منوّر ہوتے ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ انہی کی صحبت میں آدمی دن رات بیٹھا رہے

مساوات مفقود

تمام انسانوں کی ایک برادری کا تخیل اور سب میں بحیثیت انسان ہونے کے مساوات یہ چیز آج دُنیا کی کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہندوؤں نے چار ذاتیں قائم کر رکھی ہیں۔ ان میں شودر کو جانور کا درجہ دیتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بندش کر دی کہ وہ کبھی اپنے رتبہ سے ایک ذرہ آگے نہ بڑھنے پائے۔ ہندو اپنے آپ کو بڑا مہذب سمجھتا ہے۔ مگر انسانی مساوات میں اس قدر متشدد ہے۔ تہذیب کے علمبردار انگریز کو دیکھ لیجئے۔ لندن میں پیدا شدہ عیسائی کے گرجا میں ہندوستانی عیسائی ہرگز نہیں جاسکتا۔ گویا کہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں بھی کالا آدمی گورے کے ساتھ کھڑا نہیں ہوسکتا۔ اور سُنئیے۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ جب کبھی میم صاحبہ کے وضع حمل کے ایام قریب ہوتے تھے تو صاحب بہادر اُسے انگلینڈ بھیج دیتے تھے۔ تاکہ بچّہ لندن میں پیدا ہو۔ کیونکہ لندن میں پیدا شدہ انگریز اور لندن سے باہر پیدا شدہ کے حقوق میں فرق تھا۔ الحمدللہ اسلام میں اس قسم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ یہاں تو بقول شاعر۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

ہندوانہ ذہنیت

مذہب اسلام میں اسلامی برادری کا جو نقشہ مَیں نے گزشتہ سطور میں پیش کیا ہے آج کل بجز چند متبع شریعت مسلمانوں کے عام طور پر پاکستانی مسلمانوں میں بھی نہیں پایا جاتا معاف کیجئے۔ مَیں صاف کہونگا۔ اگرچہ اپنا مُنہ اور اپنا ہی تھپڑ کی مثال کیوں نہ ہو۔ ہم مسلمان زبان سے تو مسلمان ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ مگر بہت سی چیزوں میں ہماری ذہنیت ہندوانہ ہی ہے۔ ان میں ایک چیز ذات پات کا سوال ہے۔ مسلمان بعض قوموں کو بحیثیت قوم کے ذلیل سمجھتے ہیں۔ مثلاً بڑھئی یا لوہار کو پیشہ کے لحاظ سے متکبر اور مغرور مسلمان ذلیل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ممکن ہے کہ ایک گاؤں کا بڑھئی یا لوہار یادِ الٰہی کے لحاظ سے مقبول بارگاہِ الٰہی ہو۔ اور اس گاؤں کے چوہدری اور چوہدرانیاں اپنی بددینی کے باعث مردود ہوں۔

رحمۃ للعالمین کی تائید

سید المرسلین، خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ عن ابی ذر۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ انک لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بتقوی رواہ احمد ص ۴۳۵

ترجمہ۔ ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا۔ بے شک تم کسی سرخ اور سیاہ سے بہتر نہیں ہو۔ مگر اس صورت میں کہ تم پرہیزگاری میں اس سے بڑھ جاؤ۔

خیر القرون میں عملی مساوات

عن عائشۃ ان قریشا اھمھم شان المرأۃ المخزومیۃ التی سرقت فقالوا من یکلم فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ومن یجترئ علیہ الا اسامۃ بن زید حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلمہ اسامۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتشفع فی حد من حدود اللہ ثم قام فاختطب ثم قال انما اھلک الذین قبلکم انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضعیف اقاموا علیہ الحد وایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۳۰۶

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ ایک مخزومی قبیلہ کی عورت کے معاملہ میں قریش کو بڑی دقت پیش آئی۔ جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا۔ اس کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بات چیت کرے۔ پھر کہا کہ اسامہ بن زیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کے سوا اور کون جرأت کرسکتا ہے۔ پھر اسامہؓ نے آپؐ سے اس معاملہ میں بات کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کے معاملہ میں سفارش کرتا ہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا ہے۔ جب اُن میں سے کوئی شریف چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ اور جب اُن میں کوئی کمزور چوری کرتا تھا۔ اُسے سزا دیتے تھے۔ اور خدا کی قسم ہے۔ اگر فاطمہ بیٹی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چوری کرے گی۔ اُس کا ہاتھ بھی کاٹ دونگا۔

بادشاہ اور ایک ادنےٰ دیہاتی میں مساوات

غسّان کا بادشاہ مسلمان ہو کر مدینہ منوّرہ میں آیا۔ اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ مکّہ معظمہ میں حج کے لئے آیا۔ طواف کی حالت میں ایک غریب اعرابی کا پاؤں اُس کے فاخرہ لباس پر اتفاق سے رکھا گیا۔ جس سے اس کا پاؤں لڑکھڑا گیا۔ متکبّر بادشاہ نے غصّہ میں آکر اُس کے مُنہ پر تھپڑ مار دیا۔ اُس نے حضرت عمرؓ کے پاس جاکر فریاد کی۔ اور بادشاہ طلب کیا گیا۔ بادشاہ اس طلبی سے بہت حیران ہُوا۔ اور گھبرایا۔ جب حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہُوا۔ تو اُنہوں نے جرم کا اقرار کرنے پر اس اعرابی سے ایک تھپڑ کھا لینے یا معاف کرا لینے کا سادہ فیصلہ صادر کیا۔ بادشاہ نے متحیّر ہو کر کہا کہ یہ بیابان کا ناچیز اعرابی میری برابری کریگا۔ جو غسان کا بادشاہ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ کہ اِسی طرح سے ہوگا۔ کیونکہ مسلمان سب مساوی رُتبہ رکھتے ہیں معافی چاہنے کے بہانہ سے اُس وقت چلا گیا۔ اور رات کو بھاگ نکلا۔ اور قسطنطنیہ میں جا پہنچا

نتیجہ

برادرانِ اسلام۔ کیا دُنیا میں کسی قوم کے ہاں اس قسم کی مساوات پائی جاتی ہے۔ اصل اسلام یہی ہے۔ جو میں پیش کر رہا ہوں۔ یہ علیٰحدہ چیز ہے۔ کوئی کہے کہ مسلمانی در کتاب و مسلمان در گور

دوسرا اصل خدا کی مخلوق پر شفقت مثلاً دشمنانِ اسلام پر شفقت

قولہ تعالیٰ (لَا یَنْہٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ سورہ الممتحنہ رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اللہ تمہیں اُن لوگوں سے منع نہیں کرتا۔ جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے۔ اور نہ اُنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے۔ اس بات سے۔ کہ تم اُن سے بھلائی کرو۔ اور اُن کے حق میں انصاف کرو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

شیخ الاسلام پاکستان کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان اس آیت پر حاشیہ لکھتے ہیں۔ "مکّہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو آپ مسلمان نہ ہوئے۔ اور مسلمان ہونے والوں سے ضد اور پرخاش بھی نہیں رکھی۔ نہ دین کے معاملہ میں اُن سے لڑے۔ نہ اُن کو ستانے اور نکالنے میں ظالموں کے مددگار بنے۔ اس قسم کے کافروں کے ساتھ بھلائی اور خوش خلقی سے پیش آنے کو اسلام نہیں روکتا۔ جب وہ تمہارے ساتھ نرمی اور رواداری سے پیش آتے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ تم بھی اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اور دُنیا کو دکھلا دو کہ اسلامی اخلاق کا معیار کس قدر بلند ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ نہیں کہ اگر کافروں کی ایک قوم مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہے۔ تو تمام کافروں کو بلا تمیز ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کر دو"

میدان جنگ میں لڑنے والے دشمن پر شفقت

قولہ تعالیٰ (وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ط الآیہ

سورہ الانفال رکوع ۸ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور اگر وہ صلح کے لئے مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ۔ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر دشمن میدانِ جنگ میں صلح کا سفید جھنڈا کھڑا کر دے تو مجاہدینِ اسلام کا فرض ہے کہ حملہ کو روک دیں۔ اگر یہ خطرہ ہو۔ کہ شاید یہ کسی دھوکہ کے لئے صلح کی درخواست کر رہا ہو۔ تو ارشاد ہے۔ کہ اُس کی پروا نہ کرو۔ اور خدا نخواستہ دھوکہ کریگا۔ تو اللہ تعالےٰ فدایانِ اسلام کو پھر طاقت دیگا۔ کہ دشمن کو اس فریب کاری کا مزہ چکھائیں۔ برادرانِ اسلام آپ نے دیکھ لیا کہ اسلام اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی کس قدر رواداری اور نرمی اور شفقت کا ہاتھ بڑھانے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے خون کے پیاسوں پر رحم

مکّہ معظمہ کے باشندے جنہوں نے متفقہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے شہید کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان کے اس فیصلہ کی بناء پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہاں سے ہجرت کی اجازت دے دی تھی۔ جب آپؐ فتح مکّہ معظّمہ کے دن مکّہ معظّمہ میں داخل ہوتے ہیں۔ تو داخلہ سے پہلے عفو عام کا اعلان کیا جاتا ہے۔ (۱) جو شخص مقابلے سے ہاتھ روکے اور اپنا گھر بند کرلے۔ امن میں ہے۔ (۲) جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے امن میں ہے (۳) جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے امن میں ہے (۴) جو شخص ہتھیار ڈال دے امن میں ہے (۵) جو شخص گھر میں گھس کر دروازہ بند کرلے۔ امن میں ہے۔ (۶) جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے۔ امن میں ہے (۷) جو شخص ابو رویحہ کے جھنڈے کے نیچے آجائے۔ امن میں ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اپنے خون کے پیاسوں کے بال بچّوں پر رحم

قولہ تعالےٰ (وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۲۴

ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو۔ جو تم سے لڑیں۔ اور زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں زیادتی مت کرو۔ اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور عورتیں قصداً نہ مارے جائیں

برادرانِ اسلام۔ آپ نے اسلام میں دشمنوں پر بھی رحم کا حکم سُن لیا۔ یعنی جو لوگ مسلمانوں کے مقابلہ میں لڑائی میں صف آرا ہوں۔ ان کی عورتوں۔ بچّوں۔ بوڑھوں کو کچھ نہ کہو۔

مسلمانوں کے دشمن ان کے اخلاق کی تعریف کرتے ہیں (۱)

رومی جو شکست کھا کھا کر دمشق و حمص وغیرہ سے نکلے تھے۔ انطاکیہ پہنچے۔ اور ہرقل سے فریاد کی۔ کہ عرب نے تمام شام کو پامال کر دیا۔ ہرقل نے ان میں سے چند ہوشیار اور معزز آدمیوں

کو دربار میں طلب کیا۔ اور کہا۔ کہ عرب تم سے زور میں۔ جمعیت میں۔ سر و سامان میں کم ہیں۔ پھر تم ان کے مقابلہ میں کیوں نہیں ٹھیر سکتے۔ اس پر سب نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن ایک تجربہ کار بوڑھے نے عرض کی۔ عرب کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہیں۔ وہ رات کو عبادت کرتے ہیں۔ دن کو روزے رکھتے ہیں۔ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ آپس میں ایک ایک سے برابری کے ساتھ ملتا ہے۔ ہمارا یہ حال ہے۔ کہ شراب پیتے ہیں۔ بدکاریاں کرتے ہیں۔ اقرار کی پابندی نہیں کرتے۔ اوروں پر ظلم کرتے ہیں۔ اس کا یہ اثر ہے۔ کہ ان کے ہر کام میں جوش اور استقلال پایا جاتا ہے۔ اور ہمارا جو کام ہوتا ہے۔ ہمت اور استقلال سے خالی ہوتا ہے۔

(ماخوذ از الفاروق حصہ اول مولفہ شبلی نعمانی)

۲۔ باوجود مذہبی مخالفت کے مسلمانوں سے گرویدگی

حضرت ابو عبیدہؓ نے جو مقامات فتح کر لئے تھے۔ وہاں کے امراء اور رئیس ان کے عدل و انصاف کے اس قدر گرویدہ ہو گئے تھے۔ کہ باوجود تخالف مذہب کے خود اپنی طرف سے دشمن کی خبر لانے کے لئے جاسوس مقرر کر رکھے تھے۔

(ماخوذ از الفاروق مولفہ شبلی نعمانی)

تہذیب کے سب سے بڑے علمبردار

آپ کو معلوم ہے کہ گزشتہ جنگ میں ۱۹۴۵ء میں تہذیب کے سب سے بڑے علمبردار امریکہ نے جاپان پر دو ایٹم بم پھینکے تھے۔ جس سے اڑھائی لاکھ جاپانی ہلاک ہو گئے تھے۔ اور اسلام کی اپنے دشمنوں پر جو شفقت آپ سن چکے ہیں۔ کیا اسلام دنیا کے لئے رحمت اور موجودہ تہذیب انسانوں کے لئے ایک لعنت نہیں ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے۔ کہ ۱۹۳۹ء سے لے کر ۱۹۴۵ء تک ان مہذبین نے جو جنگ لڑی ہے۔ اس میں خدا کی مخلوق کو تباہ کرنے کے لئے کس قدر مظالم کئے ہیں۔ اگرچہ انگریز کو میں اسلام کا بدترین دشمن خیال کرتا ہوں۔ مگر جرمن کی اس ناشائستہ اور انسان کش حرکت کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ اس نے ایک ایک رات میں لندن پر پانچ پانچ سو ہوائی جہاز گولہ باری کے لئے بھیجے تھے۔ جس سے خدا جانے کتنی عورتیں اور بچے اور بوڑھے ہلاک ہو گئے ہونگے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ دنیا میں امن فقط اسلام ہی قائم کر سکتا ہے۔ دنیا کی ہر قوم دشمن کے لئے خونخوار درندوں کا سلوک کرتی ہے اسلام مجبور ہو کر اپنے دشمنوں کا اتنا اپریشن کرتا ہے۔ جس سے اُن کا دماغ ٹھیک ہو جائے۔ اُنہیں امریکہ کی طرح تباہ نہیں کرنا چاہتا۔ مثلاً عین جنگ کے موقع پر دشمنوں نے صلح کا جھنڈا کھڑا کر دیا۔ تو مسلمان نے تلوار میان میں ڈال لی۔

تیسرا اصل انصاف

قولہ تعالےٰ (یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوَّامِیْنَ لِلّٰہِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ؗ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ سورہ المائدہ رکوع ۲ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ انصاف کرو۔ یہی بات تقوی کے زیادہ نزدیک ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ بے شک اللہ اُس سے خبردار ہے۔

شیخ الاسلام کی نظر میں عدل کے معنی

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ "عدل کا مطلب ہے۔ کسی شخص کے ساتھ بدوں افراط یا تفریط وہ معاملہ کرنا جس کا وہ واقعی مستحق ہے۔ عدل و انصاف کی ترازو ایسی صحیح اور برابر ہونی چاہیئے۔ کہ عمیق سے عمیق محبت اور شدید سے شدید عداوت بھی اس کے دونوں پلّوں میں سے کسی پلہ کو جھکا نہ سکے۔ عدل کے اسی بلند مقام پر ہونے کے باعث حضور انور نے فرمایا تھا۔ کہ اگر فاطمہؓ بیٹی محمدؐ کی چوری کرے گی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا۔ یعنی وہ اگرچہ میری گوشہ جگر ہے۔ مگر انصاف کرنے کے وقت اس تعلق کی کوئی پروا نہ کرونگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ کسی کی حق تلفی نہ کی جائے۔ خواہ وہ ہمارا بد سے بدتر دشمن ہی کیوں نہ ہو۔

برادرانِ اسلام۔ اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے اخلاق کو کس قدر بلند سطح پر لے جانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرو۔ کہ ہم سچے اصلی اور کھرے مسلمان ہو جائیں۔

مسلمانوں کے انصاف کی تعریف

مسلمان جب اپنی مصلحت کی بناء پر حمص کو چھوڑ کر دمشق کو روانہ ہونے والے تھے۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ نے حبیب بن مسلمہؓ کو جو افسر خزانہ تھے۔ بلا کر کہا۔ کہ عیسائیوں سے جو جزیہ یا خراج لیا جاتا ہے۔ اس معاوضہ میں لیا جاتا ہے۔ کہ ہم ان کو ان کے دشمنوں سے بچا سکیں۔ لیکن اس وقت ہماری حالت ایسی نازک ہے۔ کہ ہم ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اس لئے جو کچھ ان سے وصول ہُوا ہے۔ سب ان کو واپس دے دو۔ اور ان سے کہہ دو کہ ہم کو تمہارے ساتھ جو تعلّق تھا۔ اب بھی ہے لیکن چونکہ اس وقت تمہاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے جزیہ جو حفاظت کا معاوضہ ہے۔ تم کو واپس کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کئی لاکھ کی رقم جو وصول ہوئی تھی۔ کل واپس کر دی گئی۔ عیسائیوں پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہُوا۔ کہ وہ روتے جاتے تھے۔ اور جوش کے ساتھ کہتے جاتے تھے۔ کہ خدا تم کو واپس لائے۔"

چوتھا اصل دیانتداری

قولہ تعالےٰ (اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ الآیہ سورۃ النساء رکوع ۸۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالےٰ تمہیں فرماتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو۔ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

اس ارشاد کا باعث

اللہ تعالےٰ کے اِس ارشاد کا اصلی باعث یہ ہے۔ کہ یہود کی عادت تھی۔ کہ امانت میں خیانت کرتے۔ اور فیصلہ کرتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کو دونوں باتوں سے روکا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانتداری کی ایک مثال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک مسلمان (جو منافق تھا) اور ایک یہودی کا مقدمہ پیش ہُوا۔ چونکہ یہودی حق بجانب تھا اس لئے آپ نے اُس کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ مسلمان نے خیال کیا کہ آپؐ نے میری رعایت نہیں کی۔ حالانکہ میں مسلمان تھا۔ یہودی سے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ اس فیصلہ پر عمرؓ نظر ثانی کرائی جائے۔ یہودی نے کہا

چلئے۔ مجھے کوئی انکار نہیں ہے۔ جب فاروق اعظمؓ کے ہاں گئے۔ تو یہودی نے سارا ماجرا آپ کو سُنایا۔ اُس کے بعد مسلمان سے پوچھا۔ آیا یہودی نے واقعہ ٹھیک بیان کیا ہے۔ مسلمان نے کہا۔ جی ہاں۔ یہی واقعہ ہے۔ جو یہودی نے بیان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو۔ مَیں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں۔ اندر جا کر تلوار لائے۔ اور اُس مسلمان (جو اصل میں منافق تھا) کا سر قلم کر دیا۔ اور فرمایا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے اُس کا فیصلہ یہ ہے۔

حضرت عمرؓ کی دیانتداری کا نمونہ

عن سعید بن المسیب ان مسلماً ویھودیاً اختصما الی عمر فرای الحق للیھودی فقضی لہ عمر بہ فقال لہ الیھودی واللہ لقد قضیت بالحق فضربہ عمر بالدرۃ قال وما یدریک فقال الیھودی واللہ انا نجد فی التوراۃ انہ لیس قاض یقضی بالحق الاکان عن یمینہ ملک و عن شمالہ ملک یسددانہ ویوفقانہ للحق مادام مع الحق فاذا ترک الحق عرجا وترکاہ رواہ مالک۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی عمرؓ کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔ عمرؓ نے یہودی کو حق پر پایا۔ اور آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ آپ سے یہودی نے عرض کی۔ خدا کی قسم آپ نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اسے درہ سے مارا اور فرمایا۔ اور تمہیں کس چیز نے یہ بتلایا ہے۔ تب یہودی نے کہا۔ خُدا کی قسم۔ ہم توراۃ میں پاتے ہیں۔ کہ جو قاضی حق کے مطابق فیصلہ کرے اس کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے۔ اور بائیں طرف بھی ایک فرشتہ ہوتا ہے۔ جو اسے پختہ کر کے رکھتے ہیں۔ اور اسے حق پر چلنے کی توفیق دلاتے رہتے ہیں۔ جب تک کہ وہ حق پر رہے۔ پھر جب حق کو چھوڑ دیتا ہے تو اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ اور اسے چھوڑ جاتے ہیں۔

پانچواں اصل

ذاتی اغراض سے پاک فقط رضا الٰہی مطلوب

اسلام نے اپنے متبعین میں یہ جذبہ پیدا کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ملک میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے امن قائم کرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق امن اور چین سے زندگی بسر کرے۔ اس ساری جدوجہد میں جسے جہاد کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی اصلی غرض نہ حصول مملکت تھی۔ نہ دولت۔ نہ عورت۔ مقصود بالذات تھی۔ اسی جذبے کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ ہر میدان میں فتح کا سہرا اُن کے سر باندھا جاتا تھا۔ اور شکست کا طوق اُن کے دشمنوں کے گلے میں ڈالا جاتا تھا۔ کیونکہ خدا پرست ہونے کے لحاظ سے خدائی طاقتیں سب ان کی پشت پناہ ہوتی تھیں۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ جس فریق جنگ کے ساتھ خدائی طاقتیں ہوں اُسے کون جیت سکتا ہے۔

مذکورۃ الصدر چیزوں کا ثبوت

پہلی

صحابہ کرام کا جہاد فقط رضا الٰہی کے لئے تھا

قولہ تعالےٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ○

سورہ الصف رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ کیا مَیں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخشے گا۔ اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی۔ اور پاکیزہ مکانوں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں یہ بڑی کامیابی ہے۔

دُوسری

خدائی طاقتیں ہمیشہ مؤمنوں کی پشت پناہ رہی ہیں

قولہ تعالےٰ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِھِمْ فَجَآءُوْھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ط وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ○

سورۃ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں۔ سو ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ جو گنہگار تھے۔ اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی

آخری عرضداشت

برادرانِ اسلام اگر مسلمانانِ پاکستان ان پانچ اصول کی پابندی کریں۔ تو پاکستان میں امن قائم ہو جائے گا۔ اور پاکستان زندہ درخشندہ اور پائندہ ہو جائے گا۔ وما علینا الاالبلاغ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ فاروق اعظمؓ صفحہ ۱۲ سے آگے

بقیہ فاروق اعظمؓ صفحہ ۱۲ سے آگے

بس سے ہو سکتا ہے کہ وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس دفن ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے اپنے صاحبزادہ کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تو فرمایا کہ یہ نہ کہنا۔ کہ امیرالمومنین نے بھیجا ہے۔ بلکہ یہ کہنا کہ عمرؓ نے بھیجا ہے۔ کیونکہ میں امیر کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ ذاتی حیثیت سے یہ درخواست کر رہا ہوں۔

آپ نے مال غنیمت سے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ کو مہاجرین کے برابر حصہ نہیں دیا۔ لوگوں نے سفارش کی کہ یہ بھی مہاجر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مہاجر نہیں ہے اس کے والدین نے ہجرت کی تھی۔ ان کے ساتھ یہ بھی چلا آیا۔

یورپی مورخین نے اعتراف کیا ہے کہ پیغمبر اسلام اور آپ کے خلفائے راشدین نے دنیا کو نیکی اور انصاف سے بھر دیا۔ ان کے کارنامے اور اخلاق عالیہ آج بھی حیرت انگیز اور متاثر کرنے والے اور قابل اتباع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ - ۲۸- رجب ۱۳۷۶ھ یکم مارچ ۱۹۵۷ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ دو ۲ نمونے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ اُسے ہر کام کے سیکھنے کے لئے اُستاد کی ضرورت رہتی ہے - خواہ وہ کام دین کا ہو یا دُنیا کا

اس کی حکمت

میرے خیال میں اس کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے - کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس جہان کو پہلے بنایا - جس میں کروڑہا قسم کی چیزیں پیدا کیں - اُس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو جب پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو ملائکہ عظام سے ارشاد فرمایا (اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً)

سورہ بقرہ رکوع ۴ پارہ ۱ ترجمہ - میں زمین میں اپنا ایک قائم مقام بھیجنا چاہتا ہوں - یعنی وہ قائم مقام اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء میں تصرف کریگا - اور اس کا تصرف ایسا ہوگا جس طرح کہ ایک مالک اپنی مملوکہ چیز میں تصرف کرتا ہے - اُدھر تو اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو یہ رُتبہ عالیہ عطا فرمایا کہ دُنیا میں بنی نوع انسان کو اپنا قائم مقام تجویز فرمایا - اور دوسری طرف نگاہ کی جائے تو دُنیا میں

انسان کو ایسا عاجز بنایا

کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں سے اتنی کوئی چیز عاجز نہیں ہے - مثلاً انسان سوئی کا بھی محتاج ہے - اگر سینے کے لئے اس کے پاس سوئی نہ ہو - تو تن ڈھکنے کے لئے اسے کپڑا بھی میسّر نہ آئے - یہ گدھے کا بھی محتاج ہے - اور گدھے جیسا کم خرچ اور محنت کش جانور انسان کے پاس نہ ہو تو کیا کوڑے کرکٹ اور غلاظت کے ڈھیر انسان اپنے سر پر اُٹھا کر آبادی سے دُور جا کر پھینک سکتا ہے - اگر گھوڑا نہ ہو - تو تھوڑے سے وقت میں ایک انسان طویل منزل کو کس طرح طے کر سکتا ہے - اگر اُونٹ نہ ہو تو ریگستانی علاقوں میں اپنی منزلِ مقصود تک کس طرح پہنچ سکتا ہے - اگر اللہ تعالےٰ لکڑی نہ پیدا کرتا تو یہ گرمی اور سردی سے بچنے کے لئے مکانات کیسے بناتا - بلکہ اپنی روٹی پکانے کے لئے کس چیز سے کام لیتا - اگر پانی نہ ہوتا تو یہ پیاسا مرجاتا - اناج نہ ہوتا - تو یہ بھوکا مرجاتا - اگر اللہ تعالےٰ ادویات نہ پیدا کرتا - تو یہ مریض ہونے پر اپنا علاج کیسے کر سکتا - غرضیکہ انسان

بے شمار جاندار اور بے جان چیزوں کا محتاج ہے

جتنی چیزیں مذکورۃ الصدر سطروں میں ذکر کی گئی ہیں - ان میں سے انسان کی محتاج کوئی چیز نہیں ہے - اور انسان ان میں سے ہر چیز کا محتاج ہے - اتنے بڑے جلیل القدر عہدے پر ممتاز ہونے کے باوجود اللہ تعالےٰ نے اسے بے شمار چیزوں کا محتاج بنایا ہے - اس کی حکمت (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال) یہ معلوم ہوتی ہے - کہ کہیں انسان غرور و تکبر میں آکر اپنی خدائی کا دعویٰ نہ کر بیٹھے - باوجود اس عاجزی کے پھر بھی بعض بدبخت انسان غرور و تکبر میں بھرپور ہو کر مالک حقیقی کو بھول جاتے ہیں اور اپنی خدائی کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں انہیں مردودوں کی فہرست میں نمرود بابلی اور فرعون مصری کے نام پیش کئے جا سکتے ہیں - اسی حکمت کی بنا پر اللہ تعالےٰ نے انسان کو ہر کمال حاصل کرنے کے لئے اُستاد کا محتاج بنایا ہے -

انبیاء علیہم السلام کا فرض منصبی

حضرات انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے عہدہ جلیلہ نبوت عطا فرما کر ہر دور کے انسانوں کے ہاں مبعوث فرمایا - تاکہ اُس دور کے لوگوں کو یہ سمجھائیں کہ تم مخلوق ہو اور اللہ تعالےٰ تمہارا خالق ہے - اور یہ تمام پیدا شدہ اشیاء اُسی نے بنائی ہیں - لہٰذا تمہیں اس کا ممنونِ احسان ہونا چاہیئے - اور اس کا شکر بجالانا چاہیئے - اور اس کا شکر بجا لانے کی تدبیر یہ ہے - جو ہر زمانے کے لوگوں کے حالات کے مناسب اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کے لئے جو مناسب خیال فرمایا وہی قانونِ الٰہی کتاب اللہ کی صورت میں بذریعہ جبرائیل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمایا - اور انبیاء علیہم السلام نے اس کی اشاعت کو اپنا فرض منصبی سمجھ کر اُس دور کے انسانوں تک پہنچایا - چنانچہ سب سے پہلے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام ہیں - وہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کر رہے ہیں -

رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَہَارًا

سورہ نوح رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن کو تیرے احکام کی طرف بُلایا - آگے پھر فرماتے ہیں - (ثُمَّ اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَہُمْ وَاَسْرَرْتُ لَہُمْ اِسْرَارًا ۵ سورہ نوح رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - پھر میں نے اُنہیں علی الاعلان بھی سمجھایا - اور علیحدگی میں در پردہ جا کر بھی سمجھایا -

نوح علیہ السلام کی تبلیغ کا نتیجہ

فرماتے ہیں (فَلَمْ یَزِدْہُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ۵

سورہ نوح رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - میرے پکارنے سے یہی نتیجہ نکلا - کہ وہ اور زیادہ دُور بھاگنے لگے -

سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تبلیغ احکام کا حکم

جس طرح آپ سب سے پہلے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق سُن چکے ہیں کہ انہیں تبلیغ احکامِ الٰہی کے لئے مامور کیا گیا تھا - اسی طرح سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تبلیغ احکامِ الٰہی کا حکم دیا گیا ہے - ارشاد ہوتا ہے (یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ؕ)

سورہ المائدہ رکوع ۱۰ پارہ ۶

ترجمہ - اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے اُسے پہنچا دے - اور اگر تو نے ایسا نہ کیا - تو اُس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا -

حاصل

یہ نکلا کہ سب سے پہلے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کو جس طرح احکام الٰہی کے پہنچانے کے لئے حکم

دیا گیا تھا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی احکام الٰہی کے پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ انسان اپنے خالق مالک۔ رازق اور اپنے معبود کو بھی اس وقت تک راضی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کے لئے خدا کی طرف سے کوئی ہادی نہ آئے ان دو انبیاء علیہم السلام کے واقعات سے باقی ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو اٹھانوے انبیاء علیہم السلام کی ذمہ داری کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے۔ کہ ہر پیغمبر اپنے دور کے انسانوں کو اپنے معبودِ حقیقی سے روشناس کرانے اس کی بندگی کا طریقہ سمجھانے کے لئے مبعوث ہوا تھا۔

فقط سمجھانا ہی نہیں بلکہ عملی نمونہ بن کر دکھانا

قرآن مجید کے ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام فقط احکام الٰہی پہنچانے کے لئے نہیں بھیجے جاتے تھے۔ بلکہ وہ حضرات اس تعلیم ربانی کا عملی طور پر نمونہ بن کر بھی خلق خدا کے سامنے آتے تھے۔ چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ (وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ط) الآیہ سورہ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ جس کام سے تمہیں منع کروں۔ میں اس کے خلاف کروں۔ میں تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح ہی چاہتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت شعیبؑ اپنی قوم کو خود نمونہ بن کر دکھا رہے ہیں۔ کہ جو کچھ تمہیں میں کہتا ہوں۔ میں خود بھی وہی کرتا ہوں۔

تائید مزید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مبلغ قرآن ہونے کے علاوہ (جس کا ذکر پہلے آچکا ہے) عملی نمونہ کے طور پر بھی پیش کئے گئے ہیں۔ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝)

سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے خدا پرستوں اور قیامت کے حساب و کتاب سے ڈرنے والوں کے لئے خود نمونہ پیش فرمایا ہے کہ اپنے ہر عمل حیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلو۔ سابقہ

دو مثالوں سے

ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام علمی طور پر اپنی اُمت کے لئے معلم ہوتے ہیں۔ اور عملی طور پر اپنی اُمت کے لئے بہترین نمونہ ہوتے ہیں۔ ان حضرات کی دستگیری سے یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ جو شخص بھی علمی اور عملی طور پر ان کا نمونہ اختیار کریگا۔ وہ ان کی لڑی میں منسلک ہو کر دُنیا میں عزت اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات پائیگا۔ اللھم اجعلنا منہم

حوارین انبیاء علیہم السلام

یہ ہمیشہ دستور رہا ہے کہ حضرات انبیاءؑ علیہم السلام کے دُنیا سے رخصت ہونے کے بعد انکے حوارین ان کے مسلک کی طرف دعوت دیتے رہے۔ اور اُنہی کا عملی نمونہ اپنے زمانے کے لوگوں کو پیش کرتے رہے جب لوگوں نے اُس دین کی طرف سے بے توجہی برتی اور علمی اور عملی نمونے دُنیا میں نہ رہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے دوسرے پیغمبر کو مبعوث فرمایا۔ علیٰ ہذا القیاس انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ یونہی چلتا رہا۔

بعثت نبی آخر الزمان

اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں (بلحاظ بعض روایات کے) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ علیہم السلام کی بعثت مقدر تھی۔ سب سے آخری پیغمبر سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام تقدیر الٰہی میں مقدر تھے۔ یہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ آپؐ پیغام حق تعالےٰ یعنی قرآن مجید کی تبلیغ کے لئے مامور کئے گئے ہیں اس کے علاوہ یہ بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ آپؐ مخلوقِ خدا کے لئے اسوۂ حسنہ بھی ہیں۔ یعنی آپ کا ہر عملِ حیات بفضلہٖ تعالےٰ واجب الاتباع ہے۔ خواہ وہ عملِ حیات جلوت کا ہو یا خلوت کا۔

اس کا ثبوت

واقعہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام تمام گناہوں سے پاک بنا کر دُنیا میں بھیجے جاتے تھے۔ وہ اپنی محترم ماؤں کے پیٹوں ہی سے پاک ہو کر اس سرزمین پر تشریف [illegible] ہوتے تھے۔ اُن کی عمر بھر کی زندگی [illegible] نہ کوئی گناہ صغیرہ سرزد ہوتا تھا اور نہ [illegible] بالفاظ دیگر اُن کی پبلک اور پرائیویٹ [illegible] زندگیاں نمونہ بن سکتی تھیں۔ اس لئے سا[illegible] آیت میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور پاک زندگی ہی نمونہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید خصوصیات

اللہ جلّ شانہٗ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی خصوصیات عطا فرمائی ہیں جو آپؐ کے سوا کسی پیغمبر میں نہیں پائی [illegible] (ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝) سورہ الحدید رکوع ۳ پارہ [illegible]

ترجمہ۔ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تفصیل خصوصیات

(۱)

پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد [illegible] انبیاء علیہم السلام آتے رہے۔ اور یہ آ[illegible] کی خصوصیت ہے کہ آپ خاتم النبیین (پیغمبروں کو ختم کرنے والے) ہیں۔ آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ جو شخص [illegible] آپؐ کے بعد پیغمبری کا دعوےٰ کرے گا [illegible] باطل پرست گمراہ اور خدا تعالےٰ پر بہتان [illegible] کرنے والا سمجھا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرما گئے ہیں۔ جس [illegible] مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد تیس دجا[ل] پیدا ہونگے۔ ہر ایک اُن میں سے اپ[نے] نبی ہونے کا دعوےٰ کرے گا۔ مگر میرے خدا کی طرف سے بھیجا ہوا کوئی نبی نہیں آ[ئے گا]

(۲)

انبیاء سابقین علیہم السلام پر جو آسما[نی] کتابیں اور صحائف نازل ہوتے رہے۔ ا[ن] کے بعد بھی کتب سماویہ اور صحائف کا سلسلہ جاری رہا۔ مگر قرآن شریف کے بعد آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔

(۳)

اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی اُن کتابوں سے کسی کتاب کی حفاظت کا خود ذمہ نہیں لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج صفحۂ دُنیا [پر] اُن کتب سماویہ میں سے کوئی کتاب محفوظ نہیں ہے۔ فقط قرآن مجید ہی ایک ایس[ی] آسمانی کتاب ہے جو ساڑھے تیرہ سو سا[ل]

ے محفوظ چلی آرہی ہے۔ اور اس کے محفوظ رہنے کا اصلی باعث یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے اس کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس کا اعلان ہوچکا ہے۔ (اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝) سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے۔ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

(۴)

فضیلت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ

تمام انبیاء علیہم السلام میں سے فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ آپ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ جیسا ... واری ملا۔

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنۡدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدۡ کَافَیۡنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَکۡرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنۡدَنَا یَدًا یُکَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِیۡ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیۡ مَالُ اَبِیۡ بَکۡرٍ وَلَوۡ کُنۡتُ مُتَّخِذًا خَلِیۡلًا لَاتَّخَذۡتُ اَبَا بَکۡرٍ خَلِیۡلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَکُمۡ خَلِیۡلُ اللّٰهِ) رواہ الترمذی

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے۔ مگر ہم نے اس کا بدلہ سوائے ابابکر کے دیدیا ہے۔ بیشک اس کا ہم پر ایسا احسان ہے کہ اللہ ہی اس کا اس کو قیامت کے دن بدلہ دے گا۔ اور مجھے کسی شخص کے مال نے کبھی ایسا نفع نہیں دیا۔ جیساکہ ابوبکرؓ کے مال نے نفع دیا ہے۔ اور اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا۔ تو ابوبکرؓ کو خلیل بناتا۔ خبردار تمہارا ساتھی (یعنی حضورؐ) اللہ کا خلیل ہے۔

(۵)

عَنۡ عُمَرَؓ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَنۡ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنۡدِیۡ مَالًا فَقُلۡتُ الۡیَوۡمَ اَسۡبِقُ اَبَا بَکۡرٍ اِنۡ سَبَقۡتُهٗ یَوۡمًا قَالَ فَجِئۡتُ بِنِصۡفِ مَالِیۡ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مَا اَبۡقَیۡتَ لِاَهۡلِكَ فَقُلۡتُ مِثۡلَهٗ وَاَتٰی اَبُوۡ بَکۡرٍ بِکُلِّ مَا عِنۡدَهٗ فَقَالَ یَا اَبَا بَکۡرٍ مَا اَبۡقَیۡتَ لِاَهۡلِكَ فَقَالَ اَبۡقَیۡتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ قُلۡتُ لَا اَسۡبِقُهٗ اِلٰی شَیۡءٍ اَبَدًا

رواہ الترمذی وابوداؤد۔ ترجمہ عمرؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا۔ کہ ہم صدقہ کریں (یعنی خیرات کے طور پر مال لائیں) اور اس وقت میرے پاس مال بھی تھا۔ (یعنی اس وقت عام معمول سے زیادہ مال تھا) میں نے کہا۔ اگر میں ابوبکرؓ سے کسی دن سبقت لے جاسکتا ہوں۔ تو آج سبقت لے جاؤں گا فرمایا۔ پھر میں اپنا آدھا مال لے آیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو۔ پھر میں نے عرض کی اتنا ہی (یعنی جتنا لایا ہوں اتنا ہی چھوڑ کر آیا ہوں) اور ابوبکر کے پاس جو کچھ تھا۔ وہ سب لے آئے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اے ابابکر تم اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔

ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ کے فضائل صحابہ کرام اور سلف صالحین کی زبان سے

(۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں (اخرجہ البخاری)

(۲) حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ اگر ابوبکرؓ کا ایمان زمین والوں کے ایمان کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ تو اس کا ایمان سب سے زیادہ ہوگا۔

(۳) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ کہ میں ابوبکرؓ کے سینے کا ایک بال ہوتا (اخرجہ مسدد فی مسندہ)

(۴) حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا اس اللہ کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ہم نے کبھی کسی نیکی کے کام میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش نہیں کی مگر اس کام میں ابوبکرؓ ہم سب میں سے آگے بڑھ جاتے۔ (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط)

(۵) حضرت علیؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین آدمی ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ کسی مومن کے دل میں میری محبت اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کا بغض جمع نہیں ہوسکتے۔

(۶) ربیع بن انسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہم نے انبیاء علیہم السلام کے صحابہ میں غور کرکے دیکھا ہے۔ پھر ہم نے کسی نبی کو نہیں پایا۔ جس کو ابوبکر صدیقؓ جیسا ساتھی ملا ہو (اخرجہ ابن عساکر)

(۷) امام زہریؒ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ابوبکرؓ کی فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کے کسی معاملہ میں انہیں کبھی شک پیدا نہیں ہوا۔ (اخرجہ ابن عساکر)

(۸) ابی حصینؒ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کے بعد ابوبکرؓ سے بہتر آدمی کوئی جنا نہیں گیا۔ اور البتہ تحقیق ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) مرتد ہونے والے قبائل کے مقابلہ میں وہ کام کیا۔ جو کوئی نبی ہی کرسکتا ہے۔

(۹) امام شعبیؒ سے روایت ہے۔ اللہ تبارک تعالٰے نے ابوبکرؓ کو چار چیزوں میں ممتاز درجہ عطا فرمایا ہے۔ جو انسانوں میں سے کسی کو نہیں ملا۔ (۱) آپ کا نام صدیق رکھا۔ اور آپ کے سوا کسی کا نام صدیق نہیں رکھا گیا۔ (۲) اور وہ غار ثور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے۔ (ہجرت کی پہلی رات مکہ معظمہ سے روانہ ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمعیت حضرت ابوبکر صدیقؓ غار ثور میں قیام فرما ہوئے تھے) (۳) ہجرت کے سفر میں فقط ابوبکر صدیقؓ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مرض وفات میں) ابوبکر صدیقؓ ہی کو اپنی جگہ پر نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا تھا (اخرجہ دینوری و ابن عساکر)

صحابہ کرام اور سلف صالحین کی زبان سے

فضائل عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ

(۱) سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بیٹے خطاب کے۔ اس خدا کی قسم ہے۔ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تمہیں کبھی راستہ میں شیطان نہیں ملتا۔ مگر تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے چل پڑتا ہے۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

عن عمر ذکر عنده ابوبکر فبکی وقال وددت ان عملی کله مثل عمله یوما واحدا من ایامه ولیلة واحدة من لیالیه اما لیلة فلیلة سار مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الغار فلما انتهیا الیه قال واللہ لا تدخله حتی ادخل قبلك فان کان فیه شیء اصابنی دونك فدخل فکسحه ووجد فی جانبه ثقبا فشق ازاره وسدها به وبقی منها اثنان فالقمهما رجلیه ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووضع راسه فی حجره ونام فلدغ ابوبکر فی رجله من الجحر ولم یتحرك مخافة ان ینتبه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت دموعه

علی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالک یا ابابکر قال لُدغت فداک ابی و امی فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذھب مایجدہ ثم انتقض علیہ وکان سبب موتہ واما یومہٗ فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارتدت العرب و قالوا لا نؤدی زکوٰۃ فقال لو منعونی عقالاً لجاھدتہم علیہ فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تالّف الناس وارفق بھم فقال لی اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی وتم الدین اینقص وانا حیٌ رواہ رزین

ترجمہ - عمرؓ سے روایت ہے - آپ کے پاس ابوبکرؓ کا ذکر کیا گیا - پھر آپ روئے - اور فرمایا - میں پسند کرتا ہوں کہ میرے سارے عمل اس کے عملوں میں سے ایک دن کے اور اس کی ساری راتوں میں سے ایک رات کے برابر ہو جائیں - اس کی رات وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات غار (ثور) کی طرف گئے تھے - (آپ نے فرمایا تھا) جب ہم غار پر پہنچے - (میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی) خدا کی قسم ہے - آپ غار میں داخل نہ ہوں - یہاں تک کہ میں آپ سے پہلے داخل ہوں - اگر اس میں کوئی چیز ہو - تو مجھے تکلیف پہنچے - آپ محفوظ رہیں - پھر آپ داخل ہوئے پھر اُسے صاف کیا - اس کی ایک طرف کئی سوراخ پائے - پھر اپنے تہبند کو پھاڑا - اور ان سوراخوں کو اس سے بند کیا - ان سوراخوں میں سے دو باقی رہ گئے - ان دونوں میں اپنے دونوں پاؤں کو داخل کر دیا - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی - آپ تشریف لے آئیں - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے - اور آپ نے اپنا سر ابوبکرؓ کی جھولی میں رکھ دیا - اور سو گئے - پھر ابوبکرؓ اس سوراخ میں پاؤں میں ڈسے گئے - اور آپ نے اس ڈر سے حرکت نہ کی - کہ آپ نیند سے جاگ اُٹھینگے - پھر آپ کے آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر گرے - تب آپ نے فرمایا - اے ابا بکرؓ تمہیں کیا ہوا - آپ نے عرض کی - میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں - میں ڈسا گیا ہوں - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لب لگائی - پھر وہ تکلیف دور ہو گئی - جو آپ کو ہو رہی تھی - پھر آپ پر وہی زہر کا اثر لوٹ آیا - . . . . اور آپ کی موت کا سبب بنا - اور اس کا دن یہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی - عرب (کے کئی قبائل) مرتد ہو گئے - اور انہوں نے کہا - ہم زکوٰۃ نہیں دینگے - تب آپ نے فرمایا - اگر مجھے عقال (اونٹ کے پاؤں میں چرنے کے وقت باندھنے کی رسی) بھی کم کر دینگے - تو اس پر بھی ان سے جہاد کروں گا - پھر میں نے کہا - اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ لوگوں سے الفت و موافقت

مسلمانوں میں مساوات کا عجیب واقعہ

طواف کی حالت میں ایک غریب اعرابی کا پاؤں جبالہ کے فاخرہ لباس پر اتفاق سے رکھا گیا - جس سے اُس کا پاؤں لڑکھڑا گیا - متکبر بادشاہ نے غصہ میں آکر اُس مسلمان کے منہ پر تھپڑ مارا - اُس نے حضرت عمرؓ کے پاس جاکر فریاد کی - اور جبالہ طلب ہوا چنانچہ اس طلبی سے بہت حیران ہوا - اور گھبرایا - جب حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا تو اُنہوں نے جرم کا اقرار کرنے پر اُس اعرابی سے ایک تھپڑ کھا لینے یا معاف کرانے کا سادہ فیصلہ صادر کیا - جبالہ نے متحیر ہو کر کہا کہ کیا یہ بیابان کا ناچیز اعرابی میری برابری کریگا - جو غسان کا بادشاہ ہوں - حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اسی طرح ہوگا - کیونکہ مسلمان سب مساوی رُتبہ رکھتے ہیں -

خلیفۃ المسلمین کا اپنے خلاف فیصلہ کرنا

ایک دن آپ راستہ میں جا رہے تھے - ایک شخص کو ایک عورت سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا - بد اخلاقی کا شبہ ہوا - اور اس کو درہ سے ڈرایا - مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اُس عورت کا خاوند تھا - اپنے اس تعرض پر پشیمان ہوئے - اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سامنے افسوس کیا - اُس نے کہا - امیر المومنین آپ ادب سکھلانے والے ہیں - آپ نے کچھ بے جا نہیں کیا - مگر حضرت عمرؓ کا اس سے بھی اطمینان نہ ہوا - اور اُس شخص کے پاس جا کر درہ اُس کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ تو اپنا بدلہ لے لے -

خلیفۃ المسلمین کی خدمت خلق

سعید بن مسیبؓ اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کی حفاظت اور خبرگیری کی یہاں تک نوبت تھی - کہ آپ خود عورتوں کے پاس چلے جاتے تھے - جن کے خاوند لشکروں میں گئے ہوئے تھے - اُن کے دروازے پر جاکر سلام کہتے اور پوچھتے کہ تم کو کسی چیز کی ضرورت ہو - تو منگوا لو - میں خود بازار سے خرید دوں - تم خرید و فروخت میں دھوکا کھاتی ہوگی - اُن کی ضرورت کی چیزیں معلوم کر کے اور اُن کے لونڈی غلاموں کو ساتھ لے کر بازار کی طرف چلے جاتے تھے - بازار میں جب پہنچتے تو لوگوں کی لونڈیوں اور غلاموں کا ایک لشکر اُن کے پیچھے ہوتا - اور سب کو اُن کی ضروریات کی چیزیں خرید کر دیتے - جو بہ سبب محتاجی کے خود نہیں خرید سکتے تھے - اُن کو اپنے پاس سے خرید کر دیتے

خلیفۃ المسلمین بحیثیت پوسٹ مین کے

لشکروں سے جب قاصد چٹھیاں اور خطوط لے کر آتے تھے تو خود بنفسہ جاکر اُن کے گھروں میں خطوط پہنچا آتے تھے - اور کہتے کہ تمہارے خاوند خدا کی راہ میں کام کر رہے ہیں - اور تم رسول اللہؐ کے شہر میں ہو - اگر تمہارے پاس کوئی خط پڑھنے والا ہو - تو بہتر ورنہ دروازے کے قریب آ جاؤ - میں پڑھ کر سُنا دُونگا - چلتے وقت یہ بھی بتا آتے کہ فلاں روز قاصد مدینہ سے روانہ ہوگا - اور خط دینا ہو تو لکھ رکھنا اُس روز پھر اُن کے گھروں میں جاتے - قلم دوات اور کاغذ ساتھ لے جاتے - جس نے خط لکھوا رکھا ہوتا - اُس سے لے لیتے اور جو نہ لکھوا سکے ہوتے - اُن کو خود لکھ دیتے اور سب جمع کر کے روانہ کر دیتے -

خلیفۃ المسلمین کا بڑھیا کو پچیس دینار دیکر راضی کرنا

اُس عورت نے پوچھا - کہ اے شخص عمرؓ کا کیا حال ہے - آپ نے جواب دیا کہ وہ شام سے واپس آ رہا ہے - بڑھیا نے کہا کہ خدا میری طرف سے اُسے جزائے خیر نہ دے - حضرت عمرؓ نے پریشان ہو کر پوچھا - کہ کیوں - اُس نے جواب دیا کہ جب سے وہ والیِ ملک ہوا ہے - مجھے کچھ وظیفہ اور عطیہ نہیں دیا - آپ نے کہا - کہ اُس کو تیرا حال کیونکر معلوم ہوتا کہ تو تنہا جنگل میں اس مقام پر رہتی ہے - اُس نے جواب دیا - سبحان اللہ - وہ لوگوں میں گھومے اور میرا حال نہ جانے - خوفِ خدا سے حضرت عمرؓ کے آنسو نکل آئے اور اپنے حال پر افسوس کرنے لگے - اور اُس بڑھیا کو کہا کہ تو اپنی شکایت کو کتنی رقم کے عوض بیچنا چاہتی ہے - اُس نے جواب دیا - اے بندۂ خدا مجھ سے کیوں ہنسی کرتا ہے - آپ نے جواب دیا - مسخری نہیں کرتا - سچ کہتا ہوں - دیر تک اُس سے باتیں ہوتی رہیں - آخر پچیس دینار مقرر ہوئے - اسی حال میں حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ آ گئے - اور السلام علیک یا امیر المومنین کہا - وہ عورت امیر المومنین کا نام سُن کر چونکی اور اپنے ہاتھ سر پر رکھ کر

پشیمان ہونے لگی - حضرت عمرؓ نے کہا - کوئی ڈرنے کی بات نہیں - اور پچیس دینار اُس کو دے کر اور راضی کر کے چلے آئے -

(۲) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے - تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - تحقیق اللہ تعالےٰ نے عمرؓ کی زبان اور اُس کے دل پر حق کو جاری کیا ہے - (اخرجہ الترمذی) (یعنی ان کے دل میں اور انکی زبان پر وہی چیز آتی ہے - جو حق ہوتی ہے)

(۳) عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے - اُنہوں نے کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا - تو عمرؓ ہوتا - (اخرجہ الترمذی والحاکم)

(۴) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے - فرمایا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - تحقیق میں جنوں اور انسانوں کے شیاطین کو دیکھتا ہوں - کہ وہ عمرؓ سے بھاگ رہے ہیں -

(۵) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے - انہوں نے کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے - کہ عمرؓ بہشت والوں کا سراج (چراغ) ہیں -

(۶) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے - تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - کہ تحقیق شیطان عمرؓ سے ڈرتا ہے - (اخرجہ ابن عساکر)

(۷) ابن عباسؓ سے روایت ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - آسمان میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے - جو عمرؓ کی عزّت نہ کرتا ہو - اور زمین میں کوئی ایسا شیطان ہے - جو عمرؓ سے نہ ڈرتا ہو -

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو بارگاہِ الٰہی اور دربارِ نبوّت سے تمغے

برادرانِ اسلام - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت (صحابہ کرام) کو بارگاہ الٰہی سے کامیابی کے وہ تمغے ملے ہیں - جو ایک لاکھ تئیس ہزار نوسو ننانوے ۱۲۳۹۹۹ پیغمبروں میں سے کسی کی اُمّت کو نصیب نہیں ہوئے

بارگاہ الٰہی سے

پہلا تمغہ

(كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○)

سورہ ال عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴

ترجمہ - تم سب اُمّتوں میں سے بہتر ہو - جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں - اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو - اور بُرے کاموں سے روکتے ہو - اور اللہ پر ایمان لاتے ہو - اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا - کچھ ان میں سے ایماندار ہیں - اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں -

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی امت تمام انبیاء علیہم السلام کی اُمّتوں میں سے بہترین اُمّت ہے -

دوسرا تمغہ

(فَاِنْ حَاۗجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ الآیہ سورہ ال عمران رکوع ۲ پارہ ۳

ترجمہ - پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہدے - کہ میں نے اپنا مُنہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے - اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں

حاصل

یہ نکلا کہ تمام صحابہ کرام کے اصلی اور سچے اور کھرے مسلمان ہونے کی قرآن مجید میں شہادت پائی جاتی ہے -

دربارِ نبوّت سے تمام صحابہ کرام کے لئے

پہلا تمغہ

عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ ○ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْرَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ رواہ الترمذی)

ترجمہ - جابرؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا - یا اس شخص کو دیکھا - جس نے مجھے دیکھا -

دوسرا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِیْ فِیْ اُمَّتِیْ كَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ لَا یَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ ذَھَبَ مِلْحُنَا فَكَیْفَ نَصْلُحُ

رواہ شرح السنۃ -

ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - میری اُمّت میں میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے - نمک کے سوا کھانے کی اصلاح نہیں ہو سکتی - حسن نے فرمایا - ہمارا نمک تو جلا گیا - پھر ہماری کیسے اصلاح ہو -

تیسرا

عَنْ اِبْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّكُمْ -

(رواہ الترمذی)

ترجمہ - ابنؓ عمرؓ سے روایت ہے - فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - جب تم ان لوگوں کو دیکھو - جو میرے صحابہ کو گالی دیتے ہیں - تب کہو - تم (دونوں میں سے) بُرے پر لعنت ہو -

حاصل

یہ ہے کہ صحابہ کرام تو یقیناً مقبول بارگاہِ الٰہی اور مقبول دربارِ رسول ہیں - لہٰذا جو انہیں گالیاں دیگی - اسی پر لعنت پڑیگی -

چوتھا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّیْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَوْحٰی اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَاۗءِ بَعْضُھَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا ھُمْ عَلَیْہِ مِنِ اخْتِلَافِھِمْ فَھُوَ عِنْدِیْ عَلٰی ھُدًی قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمُ اھْتَدَیْتُمْ - رواہ رزین

ترجمہ - عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے - کہا میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے - آپ نے فرمایا - میرے بعد میرے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں میں نے اپنے رب سے سوال کیا - پھر اللہ نے میری طرف وحی بھیجی - اے محمدؐ بیشک میرے نزدیک تیرے صحابہ بمنزلہ آسمان کے ستاروں کے ہیں - بعض ان کا بعض سے زیادہ (روشن میں) قوی ہوتا ہے اور ہر ایک میں نور ہوتا ہے - پس جس شخص نے ان کے اختلاف میں سے کسی چیز کو بھی لے لیا - پس وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا - (حضرت عمرؓ نے) فرمایا - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں - پھر تم نے جس کی بھی تابعداری کی - تم نے ہدایت پالی -

حاصل

یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے درجے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے دربار میں یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات میں سے ہیں - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوا یہ نعمت کبھی کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے پیش کردہ دو نمونے

عن حذیفہؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَاۗئِیْ فِیْكُمْ

فاقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر وعمر رواہ الترمذی۔ ترجمہ۔ حذیفہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں نہیں جانتا۔ کہ میں کب تک تم میں ہوں۔ پس ان دو کی تابعداری کرو۔ جو میرے بعد (تمہارے) امیر ہونگے۔ ابوبکرؓ اور عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے کہ میرے بعد میرے تابعداروں میں سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے نقش قدم پر چلا جائے۔

اصلی سچے اور کھرے اہل السنۃ والجماعۃ بننے کی دعوت

برادران اسلام۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا لقب اختیار کرنے والوں کا مطلب یہ ہے کہ ہم شفیع المذنبین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنۃ (یعنی طریقہ) کے پابند ہیں۔ اور ہم اسی جماعت کے خلف (یعنی قائمقام) ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں بنائی تھی۔ جنہیں صحابہ کرام کہا جاتا ہے۔

ہر چیز کی دو قسمیں

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ (ومن کل شئ خلقنا زوجین) ترجمہ۔ اور ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں + یعنی ہر کھری کے مقابلہ میں کھوٹی اور اصلی کے مقابلہ میں نقلی موجود ہے۔ اسی قاعدہ کی بنا پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اہل السنۃ والجماعۃ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک کھرے اور دوسرے کھوٹے۔ ایک سچے اور دوسرے جھوٹے۔ کھرے اور سچے وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلیں۔ اور کھوٹے وہ ہیں۔ جو کلمہ پڑھیں۔ مسلمان کہلائیں۔ مگر ان کے اعتقادات اور اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے مسلک کے خلاف ہوں۔ دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو زمرۂ اہل السنۃ والجماعۃ میں صحیح طور پر شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر امام مسجد اور خطیب کا فرض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں پر تقسیم ہو گئے تھے۔ اور میری امت تہتر فرقوں پر تقسیم ہو گی۔ سوائے ایک فرقہ کے باقی بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ کہ وہ ایک کونسا فرقہ ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔ لہٰذا ہر امام مسجد اور ہر خطیب کا فرض ہے کہ مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے جو دین منقول ہے۔ وُہی سنائے اور وہی سکھائے۔

بلکہ ہر مسلمان کا حق

ہے۔ کہ وہ امام مسجد سے یہ سوال کرے کہ آیا جو دین آپ ہمیں سکھا رہے ہیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے مبارک زمانہ میں یہی دین رائج تھا

حنفی مسلک میں ملاوٹ

آج کل حنفی مسلک میں کئی ایسی چیزیں ملی ہوئی ہیں۔ جن کا حضرت مولانا ومقتدانا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ کئی کئی صدیاں امام صاحبؒ سے بعد کی ایجاد ہیں۔ مگر آج انہیں حنفی ہونے کا جزء لازم خیال کیا جاتا ہے۔ جو شخص ان اعتقادات اور رسموں کا قائل نہ ہو۔ اسے بدنام کیا جاتا ہے کہ وہ حنفی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

(بقیہ تحفۂ کائنات صفحہ ۱۲ سے آگے)

دوستو! ان حقائق بے... کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کی جسارت کرتے ہیں۔ کہ مامتا کا جذبہ ماں کے دل میں خالق کون و مکاں کی طرف سے ایک وہبی عطیہ ہے۔ جس کے حصول کے بعد ماں کا مقام حقوق العباد میں بہت ہی بلند ہو جاتا ہے مگر باوجود اس وہبی عظمت کے اور منصبی شرف کے ہمارے معاشرے میں والدہ کی بے عزتی ہو رہی ہے۔ اور اس کو ہر طرح کے اختیار سے محروم کیا جاتا ہے۔

یاد رہے یہ ظلم ہے بے انصافی ہے اور یہ شقی الازل ہونے کی علامت ہے۔ لہٰذا میں مصلحین ملتِ بیضا کی خدمت عالیہ میں التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ افرادِ اُمّت کو جہنم سے بچانے کے لئے جہاں توحید و رسالت کے مسائل بیان کرتے ہیں۔ جہاں نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور باقی امورِ دینیہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ وہاں اُن کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ عقوقِ والدین کے نہایت سنگین جرم کے خلاف اپنے دل و دماغ کی تمام قوتوں کو صرف کریں۔ کائنات کے خطباء اپنی سحر بیانی سے۔ اُدباء اور شعراء اپنی نکتہ آفرینیوں اور زورِ قلم سے۔ اور مفسرینِ قرآن، اپنی تفسیروں اور صبح و شام کے درسوں میں حقوقِ والدین پر پورا پورا زور دیں تاکہ موجودہ زمانے کا نوجوان جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے بچ جائے۔ اور مظلوم والدین کی پستی بھی شاید بلندی سے بدل جائے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورتیں اپنا نکاح گواہ کے بغیر (چوری چھپے) کرلیں وہ حرام کار ہیں۔ (ترمذی: ۱۱۰۳)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۵- شعبان ۱۳۷۶ھ - ۸- مارچ ۱۹۵۷ء

خلاصہ تعلیم قرآن

اسمیں کامیابی حاصل کرنے کے فقط دو ذریعے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

یہ قاعدہ ہے کہ ہر اجمال کی ایک تفصیل ہوتی ہے اور ہر تفصیل کا ایک اجمال بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر انسان کے ظاہری اور اندرونی اجزا شمار کئے جائیں۔ تو میرا خیال ہے۔ کہ بیسیوں ہو جائینگے۔ اور اگر ان بیسیوں کو اجمال میں ضبط کرنا چاہیں تو فقط یہ لفظ کافی ہے۔ کہ یہ انسان ہے یا مثلاً اگر ایک ضخیم کتاب کی سطریں۔ جملے۔ مفردات۔ مرکبات اور حروف گننا چاہیں تو بلا مبالغہ لاکھوں تک تعداد پہنچ جائے گی۔ اور اگر ان لاکھوں اجزا کو اجمال میں ذکر کرنا چاہیں۔ تو فقط ایک کتاب کا لفظ کافی ہے۔ علی ہذالقیاس اگر قرآن مجید کی تفصیل بیان کرنا چاہیں تو ہزاروں عنوانات شمار کئے جا سکتے ہیں۔ اور اگر ان تمام عنوانات کا اجمال معلوم کرنا چاہیں تو بآسانی اور بلا خوفِ تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ سارے قرآن مجید کا

خلاصہ "حصول رضاء الٰہی" ہے

اس کا ثبوت

(قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝ سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ - کہدو - بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے - اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں -

حاصل

یہ نکلا - کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ فقط اللہ تعالےٰ ہی کی رضاء طلبی کے لئے ہے -

ہر مسلمان کو حضور کی تابعداری کا حکم

(قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ - کہدو - اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو - تو میری تابعداری کرو - تاکہ تم سے اللہ محبت کرے - اور تمہارے گناہ بخشے - اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -

صحیح تابعداری کا معیار

جب حضور انور صلعم کی تابعداری کا حکم دیا گیا ہے تو صحیح تابعداری کا معیار یہ ہوگا - کہ جس طرح آپ کا مقصد حیات فقط حصول رضاء الٰہی تھا - اسی طرح ہر مسلمان کا مقصد حیات بھی حصول رضاء الٰہی ہو جائے - جب انسان کی یہ نیت ہو جائے گی تو چونکہ آنحضرت صلعم کے فرمان کے مطابق ہر عمل کا مدار اور اس کی نیت پر ہوتا ہے - لہٰذا جب ہر عمل حیات میں رضاء مولیٰ ہی مطلوب ہوگی تو ہر عمل نیکی کے کھاتے میں شمار کیا جائیگا - مقصدِ زندگی متعین ہونے کے بعد اب اس کے ذرائع پر غور کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے کونسے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں - ان

ذرائع کی دو قسمیں ہیں

پہلی فقط اللہ تعالےٰ کی عبادت

شواھد

۱

(قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ۝

سورہ الزمر رکوع ۲ پارہ ۲۳

ترجمہ - کہدو مجھے حکم ہوا ہے - کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں - کہ عبادت کو اس کے لئے خاص رکھوں -

۲

(قُلِ اللّٰہَ اَعۡبُدُ مُخۡلِصًا لَّہٗ دِیۡنِیۡ ۝

سورۃ الزمر رکوع ۲ پارہ ۲۳ ترجمہ - کہدو - میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتا ہوں -

۳

(قُلۡ اِنِّیۡ نُہِیۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ) الآیہ سورہ الانعام رکوع ۷ پارہ ۷

کہدو - مجھے منع کیا گیا ہے - اس سے کہ میں بندگی کروں - ان کی جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو -

۴

(قُلۡ اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ وَلَاۤ اُشۡرِکَ بِہٖ ؕ اِلَیۡہِ اَدۡعُوۡا وَاِلَیۡہِ مَاٰبِ ۝) سورہ رعد رکوع ۵ پارہ ۱۳ ترجمہ - کہدو مجھے تو یہی حکم ہوا ہے - کہ اللہ کی بندگی کروں - اور اس کے ساتھ شریک نہ کروں - اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا ٹھکانا ہے -

۵

(قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّنۡ دِیۡنِیۡ فَلَاۤ اَعۡبُدُ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلٰکِنۡ اَعۡبُدُ اللّٰہَ الَّذِیۡ یَتَوَفّٰىکُمۡ ۚۖ وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝)

سورہ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱

ترجمہ - کہدو - اے لوگو - اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے - تو اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا - بلکہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں - جو تمہیں وفات دیتا ہے - اور مجھے حکم ہوا ہے - کہ ایمانداروں میں رہوں -

پکارنا بھی عبادت ہے

اپنی حاجت روائی کے لئے کسی کو پکارنا بھی عبادت ہے - عربی میں پکارنے کو دُعا کہا جاتا ہے - احادیث نبویہ سے اسکی تائید

پہلی حدیث

عَنِ النُّعۡمَانِ بۡنِ بَشِیۡرٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ ھُوَ الۡعِبَادَۃُ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ

رواہ احمد والترمذی و ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ

ترجمہ - نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - دُعا ہی تو عبادت ہے - پھر آپ نے (یہ آیت) پڑھی - اور تیرے رب نے فرمایا ہے - مجھے

پکارو۔ میں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔

دوسری حدیث

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ ۔

رواہ الترمذی۔ ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (در اصل) دُعا ہی تو عبادت کا گودا ہے یعنی عبادت میں اللہ تعالےٰ ہی کو پکارنا اور اس کی بارگاہ میں معروضات پیش کرنا ہوتا ہے۔

خلاصہ

دونوں احادیث سے یہ ثابت ہُوا۔ کہ دعاء (یعنی پکارنا) یہ بھی عبادت ہے۔ لہٰذا جس طرح اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کو پُکارنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اور اسے بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔

۶

(وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ج وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ ؕ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ؕ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝) سورہ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱ ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکارو۔ جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ بُرا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا۔ تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا۔ اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچاوے تو اس کے سوا اسے پھیرنے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے۔ تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے۔ اپنا فضل پہنچاتا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو مت پکارو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کے قبضے میں مخلوقات کا نفع یا نقصان نہیں ہے۔ اگر وہ انسان کو تکلیف پہنچانا چاہے تو اس تکلیف کو کوئی دُور نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ کسی کو آرام پہنچانا چاہے۔ تو کسی کو بھی روکنے کی مجال نہیں ہے

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی اگر میرا طریقہ اور مسلک دینی تمہاری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس لئے اس کی نسبت شکوک شبہات میں پھنسے ہُوئے ہو۔ تو میں تمہیں اپنے دین کا اصل اصول (جو توحید خالص ہے) سمجھائے دیتا ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ میں تمہارے ان فرضی معبودوں کی عبادت سے سخت نفور اور بیزار ہوں۔ جس کے اختیار کرنے کا امکان بھی کبھی میری طرف سے دل میں نہ لانا۔ میری عبادت خالص اس خداوند قدوس کے لئے ہے جس کے قبضہ میں تمہاری سب کی جانیں ہیں۔ کہ جب تک چاہے انہیں جسموں میں چھوڑے رکھے۔ اور جب چاہے ایک دم میں کھینچ لے۔ گویا موت و حیات کا رشتہ جس کے ہاتھ میں ہے۔ بندگی کی جائے۔ ضروری ہے۔ کہ دل میں اس کی توحید و تفرید پر پورا یقین و ایمان ہو۔ اور ظاہر و باطن میں اسی دین حنیف پر جو ابراہیمؑ خلیل اللہ کا دین ہے۔ پوری ہمت اور توجہ سے مستقیم رہ کر شرک جلی و خفی کا تسمہ نہ لگا رہنے دیا جائے جس طرح عبادت فقط اسی کی کریں۔ استعانت کے لئے بھی اسی کو پکاریں۔ کیونکہ ہر قسم کا نفع نقصان اور بھلائی بُرائی تنہا اسی کے قبضہ میں ہے۔ مشرکین کی طرح ایسی چیزوں کو مدد کے لئے پکارنا جو کسی نفع نقصان کے مالک نہ ہوں۔ سخت بے موقع بات بلکہ ظلم عظیم (یعنی شرک) کا ایک شعبہ ہے۔ اگر بفرض محال نبی سے ایسی حرکت صادر ہو تو ان کی عظیم الشان شخصیت کو لحاظ کرتے ہُوئے ظلم اعظم ہوگا۔

۷

(اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝) سورہ الاعراف رکوع پارہ ترجمہ۔ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو۔ اسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے۔

حاصل

یہ نکلا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کو مت پکارو۔

معروضات کا خلاصہ

اس خطبہ کی ابتدا میں عرض کیا گیا تھا۔ "حصول رضاء الٰہی" حاصل کرنے کے لئے جو ذرائع ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی اللہ تعالےٰ کی عبادت قرار دی گئی تھی۔ اس عبادت کے مسئلہ کا اعتقادی پہلو اسوقت تک پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اب اس کا عملی پہلو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

عبادت کا عملی نظام الاوقات

جو کام کرنے چاہئیں

نماز اور زکوٰۃ کا فرض ہونا

(وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّكٰوۃَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۱۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور جو کچھ نیکی سے اپنے واسطے آگے بھیجو گے۔ اُسے اللہ کے ہاں پاؤ گے۔ بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو۔ سب دیکھتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت نماز فرض ہے۔ یہ یاد رہے۔ کہ بالغ کا نماز ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کی سزا دوزخ ہے۔ اگر بے نماز کا توحید خداوندی کا عقیدہ صحیح ہوگا۔ جس کی تفصیل اس سے پہلے ذکر کی جا چکی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئے گی۔ علیٰ ہذالقیاس جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو۔ اور وہ ادا نہ کرے تو یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اگر توبہ کئے بغیر مریگا تو اس کی سزا بھی دوزخ ہے۔ اگر توحید خداوندی کا عقیدہ اس کا صحیح ہوگا تو بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئے گا۔

روزے کا فرض ہونا

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

ہر بالغ مرد اور عورت پر روزہ فرض عین ہے۔ اگر بلا عذر شرعی ترک کریگا تو گناہ کبیرہ کا ہوگا۔ اگر توبہ کے سوا مرگیا۔ تو اس کی سزا دوزخ ہوگی۔ اگر ایمان سلامت ہوگا۔ تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے نکل آئے گا۔

حج فرض ہے

(وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ

سَبِيلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۱۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج کرنا اللہ کا حق ہے۔ جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور جو انکار کرے۔ تو پھر اللہ جہان والوں سے بے پروا ہے۔

جس شخص کے لئے حج کے فرض ہونے کی شرطیں پائی جائیں۔ پھر وہ بلا عذر نہ جائے تو وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ جس کی سزا دوزخ ہے۔ اگر عقیدہ توحید سلامت ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئے گا۔

فرائض کے علاوہ

نیکی کے دوسرے کام بطور نمونہ

نیکی کا حکم کرو۔ برائی سے منع کرو

(كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ط) الآیہ سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴

ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو + اگرچہ اس آیت میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین۔ کا ذکر ہے۔ چونکہ ہم مسلمان ان کے نقش قدم پر چلنے کے مدعی ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی نیکی کا حکم کرنا۔ اور برے کاموں سے روکنے کا فرض انجام دینا چاہیئے تاکہ صحیح معنی میں ان کے جانشین کہلاسکیں۔

مسلمانوں کو کس سے دوستی رکھنی چاہیئے

(إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶

ترجمہ۔ تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول اور ایماندار لوگ ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالٰے کے ایماندار بندوں کو کن گناہوں سے بچنا چاہیئے

ع ۱

(وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ط وَسَاءَ سَبِيلًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بے شک وہ بے حیائی ہے۔ اور بری راہ ہے۔

ع ۲ تا ۴

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۱۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

ع ۵

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۹ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے۔ ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ اور کافروں کو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اگر تم ایماندار ہو۔

ع ۶

(الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۳۶ پارہ ۳

ترجمہ۔ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں۔ اور نہ ستاتے ہیں۔ انہیں کے لئے اپنے رب کے ہاں ثواب ہے۔ اور ان پر نہ کوئی ڈر ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

حصول رضاء الٰہی کا دوسرا ذریعہ حقوق العباد کی نگہداشت ہے

والدین کا حق

(وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ط ۝) سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵

ترجمہ۔ اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو۔ اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو۔ اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

مزید کہنے کی گنجائش نہیں

برادرانِ اسلام۔ اللہ تعالٰے نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا جو پروگرام بیان فرمایا ہے وہ اتنا واضح ہے کہ اس پر کسی حاشیہ آرائی کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

بیوی کا حق

(وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا ج وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ط) الآیہ

سورہ البقرہ رکوع ۲۹ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور انہیں (یعنی عورتوں کو) تکلیف دینے کے لئے مت روکو۔ تاکہ تم سختی کرو اور جو ایسا کرے گا۔ وہ اپنے اوپر ظلم کریگا۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر بیوی کو رکھنا چاہتے ہو۔ تو دستور کے مطابق عزت سے رکھو۔ ورنہ محض اسے تکلیف دینے کے لئے اپنے نکاح میں مت رکھو۔ جس طرح بعض ظالم انسان کرتے ہیں۔ کہ بیوی کو طلاق تو دیتے نہیں۔ اور اپنے آرام کی خاطر دوسری بیوی گھر میں لے آتے ہیں۔ ایسے ظالموں کو چاہیئے۔ یہ ہرگز خیال نہ کریں کہ یہ ظلم رائیگاں جائے گا۔ اول تو دنیا ہی میں انہیں اس ظلم کی سزا مل جائے گی ورنہ آخرت کے میدان میں تو احکم الحاکمین ان مظلوموں کی داد رسی یقیناً فرمائیں گے۔

اولاد کے حق میں

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝) سورہ التحریم رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ جو وہ انہیں حکم دے۔ اور وہ وہی کرتے ہیں۔ جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

حاصل

یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کا فرض ہے

کہ اپنے بچوں اور بیوی کو بھی دین کی تعلیم دلائے۔ تاکہ وہ دوزخ سے بچ جائیں

رشتہ داروں کا حق

(وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو۔ اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔ بیشک بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکرگزار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ان مدات میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کیا جائے۔ اور جتنا مناسب ہو اتنا خرچ کیا جائے۔ نہ یہ کہ جس طرح دُنیا دار نام و نمود کی خاطر رشتہ داروں کو شادیوں کے موقعہ پر خوب کھلاتے پلاتے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ کافی مقروض ہو گئے ہیں۔ پھر بعض اوقات جائداد قرض میں غرق ہو جاتی ہے۔

عام مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت کا حکم

(وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝)

سورہ البقر رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ اس طرح کسی کا مال چھینا جرم عظیم ہے)

ساری معروضات کا حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اس شخص کو حاصل ہوگی جو اللہ تعالےٰ کی عبادت کا حق بجا لائے۔ اور مخلوقِ خدا کے حقوق کو بھی ادا کرے۔ یہ شخص اصلی سچّا اور کھرا مسلمان ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید کامل ہے کہ اس کی قبر بھی بہشت کا باغ ہوگی۔ قیامت کے دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں حاضری کا شرف پائیگا۔ حوضِ کوثر سے اسے پانی پلایا جائیگا دوزخ سے بچ کر بہشت میں پہنچ جائیگا۔ وَذٰلِکَ فضل اللہ یؤتیہ من یّشاء وَاللہ ذوالفضل العظیم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کے ساٹھ سے کچھ اوپر شعبے ہیں اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ (صحیح بخاری: ۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خاص کر) ان خواتین کے گھروں میں نہ جایا کرو جن کے شوہر کہیں باہر (سفر وغیرہ میں) گئے ہوئے ہوں کیونکہ شیطان (یعنی اس کے اثرات) سب میں اسی طرح (غیر مرئی طور پر) جاری ساری رہتے ہیں جس طرح لوگوں میں خون رواں دواں رہتا ہے۔ ہم نے عرض کیا اور کیا آپ میں بھی؟ آپ نے فرمایا اور مجھ میں بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس معاملہ میں خاص مدد فرمائی ہے اس لیے میں محفوظ رہتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴۔ شعبان ۱۳۷۶ھ ۱۵۔ مارچ ۱۹۵۷ء

اِنسانِ کامل کے چار اخلاق

(ازجناب شیخ التفسیر حضرت مولانا … لی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

امام المحدثین عمدۃ المحققین قدوۃ الصالحین کاشف اسرار الشریعۃ المصطفویہ اعنی الحضرۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی نے فلسفہ شریعت کی بے نظیر اور جامع کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ احکام شرعیہ میں انسان کے چار اخلاق کی تکمیل پیش نظر رکھی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ طہارۃ۔ اخبات۔ سماحۃ۔ عدالت۔ یعنی انسان درجہ کمال تک تب پہنچتا ہے۔ جب ان چار اخلاق میں کمال حاصل کرے۔

اس کے بعد

وہ انسان کامل۔ رحمۃ للعالمین کا سچا متبع۔ مقبول بارگاہِ الٰہی۔ جنت کا وارث ایسے القاب سے ملقب ہونے کا اہل سمجھا جائیگا۔

خلق طہارت

طہارۃ کی معنی پاکیزگی ہے۔ طہارۃ کی دو قسمیں ہیں۔ طہارۃ ظاہری اور باطنی طہارۃ ظاہری یہ ہے۔ کہ انسان کا ظاہری وجود بول و براز کی نجاست سے پاک ہو۔ طہارۃ ظاہری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی استنزھوا من البول ؟ ترجمہ پیشاب سے پرہیز کرو۔ کہیں بدن یا کپڑے پر اس کا کوئی قطرہ لگنے نہ پائے۔ پرہیز نہ کرنے والوں کے لئے یہ سزا فرمائی۔ " فان عامۃ عذاب القبر منہ ؟" ترجمہ۔ پس تحقیق اکثر قبر کا عذاب اس گناہ کے سبب سے ہوتا ہے۔ اس سزا کے سننے سے معلوم ہوا۔ کہ پیشاب سے پرہیز نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ قاعدہ یہ ہے۔ کہ گناہ کبیرہ کرنے والا توبہ کئے بغیر مرجائے تو اس کی سزا دوزخ ہے۔

طہارۃ باطنی

یہ ہے کہ انسان کے دل کے اندر جو نجاستیں ہیں ان سے اس کا دل صاف ہو جائے۔ دل کی نجاستیں کئی طرح کی ہیں۔ برادرانِ اسلام کی اطلاع کے لئے ان کی تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اطلاع پانے کے بعد اپنے دل کو ان نجاستوں سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔ دل کو پاک کرنے کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃٌ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ) ؟ ترجمہ۔ بیشک جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ خراب ہو جائے۔ تو سارا وجود خراب ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا وجود ٹھیک ہو جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ انسان کے سارے وجود کی اصلاح دل کی اصلاح پر موقوف ہے۔ دل کی نجاستوں کی تفصیل

…

(ذٰلِکَ ھُدَی … یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ٥) سورہ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷ ترجمہ۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے۔ اپنے بندوں کو جسے … ہے۔ اس پر چلاتا ہے۔ اور اگر یہ … تے۔ تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا … ائع ہو جاتا۔

حاصل

یہ نکلا … کرنے سے انسان کی سب نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

دوسری

نجاست کفر ہے۔ اور لَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ج حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَ ھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ ط اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ٥) سورۃ النساء رکوع ۳ پارہ ۴ ترجمہ۔ اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے۔ اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔ اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں … کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ کفر کے سبب سے سب نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ شرک اور کفر کو دل کی نجاستوں میں شمار کیا گیا ہے۔ حالانکہ شرک اور کفر تو زبان سے یا دوسرے اعمال ہی سے ثابت ہوا کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ انسان کے اعمال اس کی ہیئات نفسانیہ کی شرح ہوتے ہیں۔ مثلاً حُبّ اور بُغض یعنی دوستی اور دشمنی دراصل د… ہوتی ہے۔ البتہ اس کا ظہور ظاہری … مال ہی سے ہوسکتا ہے۔ مثلاً آپ کا ایک دوست آیا۔ آپ کے دل میں جس کی محبت ہے۔ آپ سلام کا جواب دے کر اس سے کہیں گے۔ آج تو بڑا … مبارک دن ہے۔ کہ آپ تشریف … لائے۔ آپ کے تشریف لانے سے دل باغ باغ ہوگیا ہے۔ اور اگر آپ کے دل میں آنے والے سے عداوت ہے تو اسے سلام کا جواب بھی غالباً نہیں دیں گے۔ اس کے بعد اسے کہیں گے۔ یہ… سے فوراً چلے جاؤ۔ میں تو تمہاری … کل بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔

تیسری

نجاست نفاق اعتقادی ہے۔ یعنی بظاہر تو مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر دل میں اسلام سے (نعوذ باللہ) نفرت ہے۔ اور کبھی کبھی زبان سے بھی ایسے الفاظ نکال دیتا ہے۔ جن سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس شخص کے دل میں اسلام کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ قرآن مجید میں چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا وحشیانہ اور غیر معقول ہے۔ قرآن مجید میں سود خواری کو جو حرام

کیا گیا ہے - یہ چیز غلط ہے - اس کے سوا قومیں پنپ نہیں سکتیں وغیرہ وغیرہ -

چوتھی

نجاست ریا ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے - (اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اَلشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ)؟ ترجمہ بیشک سب سے بڑا خطرہ جو مجھے میری اُمّت کے متعلق ہے وہ چھوٹا شرک ہے - لوگوں نے عرض کی - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا شرک کیا چیز ہے - آپ نے فرمایا - ریا - یعنی جو کام اللہ تعالےٰ ہی کے لئے کرنا چاہیئے تھا - اسے لوگوں کو دکھلانے کے لئے کیا جائے - تاکہ لوگوں میں نام و نمود ہو اور لوگ تعریف کریں - آپ اندازہ لگائیں - کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑا خطرہ فرما رہے ہیں - وہ چیز کتنی خطرناک ہو گی - چونکہ اکثر مسلمان کتاب وسنّت کی تعلیم سے ناآشنا ہیں - اس لئے نیکی کا کام جو کرتے ہیں - اس میں شیطان ریاء داخل کر دیتا ہے - اور جہالت کے باعث مسلمان کو نیکی کے کام میں اس زہر کے مل جانے کا احساس تک نہیں ہوتا - یہ سمجھتا [illegible] میں نے بہت بڑا نیکی کا کام کیا [illegible] میری آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے گا - حالانکہ وہ کام بارگاہ الٰہی میں ریا کے باعث قبول ہی نہیں ہوا -

مثلاً

ع ۱

ایک [illegible]لتمند ایک عالی شان مسجد بناتا ہے - جس پر دل کھول کر روپیہ صرف کرتا ہے - اور یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے آخرت میں اس کے عوض بہشت میں محل عطا فرمائے گا - اور شیطان اس دولتمند کے دل میں [illegible] خیال ڈال دیتا ہے کہ لوگوں میں میر[illegible] شہرت بھی ہو جائیگی - کہ فلاں شخص نے بڑی عالیشان مسجد بنوائی ہے - یہی ریا ہے - اگر وہ دولتمند کسی عالم ربانی کا صحبت یافتہ نہیں ہے تو اس خیال کی تردید نہیں کریگا - نتیجہ یہ نکلے گا - کہ وہ مسجد ریا کے دل میں آئے اور اس کی تردید نہ ہونے کے باعث بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوگی - اور اس دولتمند کو اجر تو نہیں ملے گا - بلکہ اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا - کہ میرا دیا ہوا مال ریا کے طور پر کیوں خرچ کیا تھا

ع ۲

ایک شخص کسی اسلامی کام میں دل کھول کر چندہ دیتا ہے - یہ چندہ اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے دیتا ہے - مگر شیطان اس کے دل میں یہ خیال ڈال دیتا ہے - کہ لوگ مجھے اچھا یا نیک آدمی خیال کرینگے - بس یہی ریا ہے - اگر کسی اللہ تعالےٰ کے نیک بندے کا تربیت یافتہ ہوگا تو اسے رد کر دے گا - اگر رد نہ کیا - تو ریا کے باعث وہ چندہ نیکی میں شمار نہیں ہوگا - بلکہ ریا کے باعث الٹا مجرم [illegible] ہو جائے گا -

پانچویں

نجاست کبر ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر کی تفسیر (بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ)؟ بیان فرمائی ہے - ترجمہ - سچی بات کے ماننے سے انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا - اور آپؐ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے - کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا - وہ بہشت میں نہیں جائے گا - (عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَّ نَعْلُہٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ) رواہ مسلم -

ترجمہ - عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - جس شخص کے دل میں ذرّے جتنا بھی کبر ہوگا - وہ بہشت میں نہیں جائے گا - پھر ایک شخص نے عرض کی - [illegible] آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچ[illegible] کا جوتا اچھا ہو - آپ نے فرمایا - بیـ[illegible] تعالےٰ حسین ہے - اور حُسن کو پسند فرما[illegible]ق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے - اللّٰھم اعذنا منہ

چھٹی

نجاست عُجب (خود پسندی) ہے - کہ اپنی کامیابی کو اللہ تعالےٰ کا فضل نہ سمجھے بلکہ اپنی محنت کا نتیجہ خیال کرے - [illegible] عُجب کا مریض تھا - وہ دولت ک[illegible] اور اپنی دانائی کا نتیجہ خیال کرتا [illegible] اس کی قوم میں سے اللہ کے نیک [illegible] اسے سمجھا رہے ہیں - کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے تمہیں یہ رزق دیا ہے - جب وہ عجب (خود پسندی) کے مرض سے تائب نہیں ہوا - تو اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہوا - اللہ تعالےٰ نے اس کو اور اس کے سب خزانوں اور اس کی جائداد کو زمین میں غرق کر دیا - فاعتبروا یا اولی الابصار

ساتویں

نجاست حسد ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے - (اِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ)؟ ترجمہ بیشک حسد اس طرح نیکیوں کو کھا جاتا ہے - جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے -

دوسرا خلق اخبات

اخبات کی معنی عاجزی کرنا ہے - اس خلق کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے - (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْا اِلٰی رَبِّھِمْ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ع) سورہ ہود رکوع ۲ پارہ ۱۲

ترجمہ - بیشک جو لوگ ایمان لائے - اور نیک کام کئے - اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی - وہ جنت میں رہنے والے ہیں - وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے -

حاصل

یہ نکلا - کہ داخلہ جنّت کے لئے خُلق اخبات پیدا کرنا ضروری ہے -

نماز میں خلق اخبات

ہی کی مومن سے تکمیل کرائی جاتی ہے - (۱) تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ جوڑ کر اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے - (۲) مسنون دُعا میں اللہ تعالےٰ کے ہر عیب سے پاک ہونے کا اقرار کرتا ہے - سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ (۳) پھر دُنیا میں ہر خوبی اور بھلائی جو آتی ہے - اس میں اللہ تعالےٰ ہی کی طرف منسوب کرکے اسی کی تعریف کرتا ہے - (وَبِحَمْدِکَ) (۴) فقط اللہ تعالےٰ ہی کی بزرگی کا اقرار کرتا ہے (وَتَعَالٰی جَدُّکَ) (۵) پھر اقرار کرتا ہے - کہ تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں ہے (وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ) (۶) پھر اپنے دشمن (شیطان) کے شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی پناہ لیتا ہے (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ) (۷) پھر قرآن مجید پڑھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ اور اس کی دو صفات کا اقرار کرتا ہے - الرَّحْمٰنِ اور الرَّحِیْمِ جن کا مطلب یہ ہے - کہ اے اللہ سارے جہان میں عمومی اور خصوصی رحمتوں کا منبع فقط تیری ذات ہے - (۸) اس کے بعد اللہ تعالےٰ کی کلام پاک (قرآن مجید) کی تلاوت شروع کرتا ہے - یہ آٹھ نمبر جو میں نے عرض کئے ہیں -

سب کچھ اللہ تعالےٰ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر انسان نے ادا کئے ہیں۔ اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے کا سبق پڑھایا جا رہا ہے (۹) پھر اللہ اکبر کہکر سر جھکا دیتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا رہا ہے۔ اس حالت میں بھی اپنی عاجزی اور اللہ جلّ شانہٗ کی عظمت کا عملی ثبوت پیش کر رہا ہے۔(۱۰) پھر رکوع میں اس امر کا اقرار کر رہا ہے کہ میرا رب عظمت والا ہر عیب سے پاک ہے۔(۱۱) پھر رکوع سے اُٹھ کر کھڑا ہونے کے وقت اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالےٰ کی تعریف کرے وہ اس کی تعریف کے کلمات کو ہرجائی ہونے کے لحاظ سے سُنتا ہے۔ گویا کہ نمازی یہ اقرار کر رہا ہے۔ کہ ہرجائی ہونے کی شان فقط میرے اللہ ہی میں ہے (سمع اللہ لمن حمدہ) (۱۲) اس اعلان کے بعد پھر خود اللہ تعالےٰ کی تعریف کرتا ہے۔ (ربنا لک الحمد) (۱۳) پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ سجدہ کرتے وقت یہ ثابت کرتا ہے کہ میرا خدا اس قدر عالی مرتبہ ہے کہ میں اپنا سر جو اشرف الاعضاء ہے اس کے سامنے زمین پر رکھتا ہوں۔ جو درجہ میں مجھ سے بہت ہی کمتر ہے۔ یہ تیرہ نمبر جو میں نے گنوائے ہیں۔ یہ نماز کی ایک رکعت کے اندر پائے جاتے ہیں۔ اور انسان کو نماز کے پانچوں وقتوں میں اپنے اس عجز کا عملی ثبوت دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

تیسرا خلق سماحت

ہے۔ سماحت کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھائے۔ مگر ان نعمتوں کو دُنیا کی زندگی کا نصب العین نہ بنائے۔ زندگی کا نصب العین فقط رضاء مولیٰ ہی رہے۔ اور اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ تو ان نعمتوں میں سے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے میں بھی صرف کرے۔ اس طریق کار سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ اس شخص کو اللہ تعالےٰ کی رضا دنیوی نعمتوں سے زیادہ محبوب اور مقصود ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں اسی خلق سماحت کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ یہ شخص اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی میں سے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے پر نجات کا مدار

(لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ۠) سورہ النساء رکوع ۲۲ پ ٦

ترجمہ۔ لیکن ان (یہودیوں) میں سے جو علم میں پختہ ہیں۔ اور مسلمان ہیں۔ سو مانتے ہیں۔ اس کو جو تجھ پر نازل ہُوا۔ اور جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے۔ اور نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم بڑا ثواب عطا فرمائینگے۔

حاصل

اس آیت مبارکہ میں اجر عظیم پانے والوں کی جو صفات بیان کی گئی ہیں۔ ان میں ایک زکوٰۃ ادا کرنا بھی شمار کی گئی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوگیا۔ کہ رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کی شرائط میں ایک مالی خرچ کرنا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کیلئے زکوٰۃ کے ادا کرنے کی شرط

(وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۚ) سورہ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹

ترجمہ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے [illegible] رحمت ان کے لئے لکھونگا۔ جو ڈرتے [illegible] زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو [illegible] ایمان لاتے ہیں۔ حصول رحمت [illegible] یہ شرطیں دراصل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے تجویز کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی ہے۔ لہٰذا معلوم [illegible] کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] اُمت کے لئے حصول نجات [illegible] زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے [illegible] سی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے بھی یہ شرط لازمی تھی۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی سزا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوِّقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَیْهِ یَعْنِیْ شِدْقَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الاٰیۃ رواہ البخاری

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جس شخص کو اللہ مال دے۔ پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ قیامت کے دن اس کا مال اس کے لئے گنجے سانپ کی شکل میں بنادیا جائے گا۔ اس سانپ کی آنکھوں کے اُوپر دو نقطے سیاہ ہونگے۔ قیامت کے دن اس کے گلے میں طوق کی طرح پڑ جائیگا۔ پھر اس کی دونوں باچھوں کو پکڑے گا۔ پھر (وہ سانپ) کہے گا۔ میں تیرا ہی مال ہوں میں تیرا ہی خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ۔ الاٰیۃ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَیُكْوٰی بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِیْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِیْدَتْ لَهٗ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَهٗ اِمَّا اِلَی [illegible] وَاِمَّا اِلَی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ [illegible] قَالَ وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا یَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا یَفْقِدُ مِنْهَا فَصِیْلًا وَاحِدًا تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهٗ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَیْهِ اُخْرَاهَا فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَهٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ [illegible] الْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا [illegible] لَا یُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا یَفْقِدُ مِنْهَا شَیْئًا لَیْسَ فِیْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهٗ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَیْهِ اُخْرَاهَا فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَهٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَیْلُ قَالَ فَالْخَیْلُ ثَلٰثَةٌ هِیَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِیَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِیَ لِرَجُلٍ

اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِیَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰی اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِیَ لَهٗ وِزْرٌ وَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ یَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِیَ لَهٗ سِتْرٌ وَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِیْ مَرْجٍ وَّرَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدَ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَّكُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا وَاَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ اٰثَارِهَا وَاَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰی نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا یُرِیْدُ اَنْ یَّسْقِیَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا اُنْزِلَ عَلَیَّ فِی الْحُمُرِ شَیْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰیَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ

(رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص سونے یا چاندی کا مالک ہو۔ اور وہ اس [illegible] کو ادا نہ کرے۔ (یعنی زکوٰۃ نہ دے) [illegible] قیامت کے دن اس کے لئے (اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ جن کو آگ میں تپایا جائے گا۔ اور ان تختیوں سے اس کے پہلوؤں اور پیشانی اور پیٹھ کو داغ دیا جائیگا۔ اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائینگی۔ تو پھر [illegible] کی آگ میں گرم کیا اور تپایا جائیگا۔ اور پھر داغ دیا جائیگا۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اور یہ دن جس روز ایسا کیا جائیگا۔ اتنا بڑا ہوگا۔ جس کی مقدار دُنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہوگی۔ یہاں تک کہ بندوں کا [illegible] کتاب ختم ہو جائیگا۔ اور بہشت میں جانے والوں کو بہشت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سُن کر آپؐ سے پوچھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ اونٹوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اُونٹوں والا بھی اگر اُونٹوں کے حق (زکوٰۃ) کو ادا نہیں کرے گا۔ اور اُونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز اُن کو پانی پلایا جائے ان کا دودھ دوہا جائے (اور مسکینوں کو پلایا جائے) تو قیامت کے دن اُونٹوں کے مالک کو مُنہ کے بل اونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں ڈالا جائے گا۔ اور اُس کے سارے اُونٹ مع بچوں کے وہاں موجود ہونگے۔ اور اونٹوں کا مالک ان میں سے ایک کو بھی کم نہ پائیگا یہاں تک کہ ایک بچّہ بھی کم نہ ہوگا۔ اور یہ اُونٹ اور بچّے جو خوب فربہ ہوں گے۔ اپنے پاؤں سے اپنے مالک کو روندیں اور کچلیں گے۔ اور اپنے دانتوں سے کاٹینگے۔ اور جب ان اونٹوں کی ایک قطار روندکر اور کچل کر اور کاٹ کر چلی جائے گی۔ تو دوسری قطار آئے گی، اور روندے اور کچلے اور کاٹے گی۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اور جس دن یہ ہوگا۔ اس دن کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ جنّت اور دوزخ کی جانب اپنی اپنی راہ اختیار کرلیں گے۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گایوں اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ گایوں اور بکریوں کے مالک کو جو ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے۔ قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں مُنہ کے بل ڈالا جائیگا۔ اور اس کی گائیوں اور بکریوں میں کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ ان کے سینگ مڑے نہ ہوں گے نہ ٹوٹے ہونگے۔ اور نہ وہ منڈی یعنی بلا سینگ کی ہوں گی۔ یہ گائیں اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی۔ اپنے کھروں سے کچلیں اور روندینگی۔ اور جب ایک قطار اپنا کام کرکے چلی جائیگی تو دوسری قطار آکر اپنا کام کرے گی۔ اور برابر اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اور [illegible] جس دن ہوگا۔ اس کی مقدار پچاس [illegible] کی ہوگی۔ یہاں تک کہ بندوں [illegible] فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ اپ[illegible] راستوں کو جنّت اور دوزخ کی [illegible] اختیار کرلینگے۔ آپ سے سوال کیا گیا۔ یا رسولؐ اللہ گھوڑوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو آدمی کے لئے گناہ کا سبب ہوتے ہیں۔ [illegible] آدمی کے لئے پردہ ہوتے ہیں [illegible] آدمی کے لئے ثواب کا سبب [illegible] پس وہ گھوڑے جو گناہ کا سب[illegible] ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں [illegible] کو اس نے اظہار فخر و غرور اور ریا کے لئے باندھا یا مسلمانوں سے دشمنی کے لئے اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لئے پردہ ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اُس نے خدا کی راہ میں کام لینے کے لئے باندھا ہے۔ اور ان کی پشت اور گردنوں میں وہ خدا کے حق کو فراموش نہیں کرتا۔ یہ گھوڑے اُس شخص کے لئے پردہ ہونگے۔ اور وہ گھوڑے جو ثواب کا سبب ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جن کو اس نے مسلمانوں کے لئے خدا کی راہ میں لڑنے کو باندھا۔ اور چراگاہوں اور سبزہ میں رکھا۔ اس چراگاہ اور سبزہ میں سے جس قدر وہ گھوڑے کھاتے ہیں اس کے حساب میں سبزہ کی مقدار کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ان کی [illegible] اور پیشاب بھی نیکیوں میں شمار ہوتا ہے۔ اور جو گھوڑا رسّی توڑ کر ایک یا دو میدانوں میں دوڑتا ہے۔ خداوند تعالٰے اس کے قدموں کے نشانات اور لید کو بھی نیکیوں میں لکھتا ہے اور ان کا مالک جب ان کو نہر پر لے جاتا ہے۔ اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں۔ اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو۔ تو پانی کی مقدار کے موافق اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ آپ سے عرض کی گئی۔ یا رسولؐ اللہ گدھوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مجھ پر گدھوں کا حکم نازل نہیں کیا گیا۔ مگر صرف یہ ایک جامع آیت فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝

چوتھا خلق عدالت

عدل کی معنی انصاف کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ انسان پر جس جس کا کوئی حق ہے اسے انصاف سے ادا کرے۔ اس سے کسی کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ اور انصاف کرنے کے متعلق ارشاداتِ الٰہیہ ملاحظہ ہوں۔

پہلا

وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (سورہ المائدہ رکوع ۲ پارہ ۶)

ترجمہ۔ اورکسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ انصاف کرو یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے۔

دُوسرا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ الآیہ سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

ترجمہ۔ اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو۔ اللہ کی طرف کی گواہی دو۔ اگرچہ اپنی جانوں پر ہو یا ماں باپ اور رشتہ داروں پر۔

حاصل یہ ہے۔ کہ گواہی میں انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ خواہ اپنے یا اپنے ماں باپ یا رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

دُعا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو صحیح معنی میں انسان بن کر دُنیا میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور انہیں اخلاق کے حامل ہوکر ہی دُنیا سے رخصت ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ شعبان ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء

قرآن مجید سے فیض حاصل کرنیکی شرائط

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام۔ قرآنمجید میں اللہ تعالےٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ جس شخص کے دل میں ایمان ہو اور وہ نیک کام کرے تو اُس کی دنیا کی زندگی عمدہ گزُرے گی۔ اور آخرت کی زندگی میں بھی ان نیک کاموں کی جزاء خیر پائے گا۔ یعنی اس کی آخرت کی زندگی بھی سنور جائے گی۔

(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝) سورۃ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴ ترجمہ۔ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

شیخ الاسلام کی شہادت

اس آیت میں مومن کی دُنیا اور آخرت کی زندگی کے کامیاب ہونے پر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ملاحظہ ہو۔ مذکورہ بالا آیت پر مولانا مرحوم نے یہ حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ "اوپر کی آیت میں صابرین اور ایفاء عہد کرنے والوں کے اجر کا ذکر تھا۔ یہاں تمام اعمال صالحہ کے متعلق عام ضابطہ بیان فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے۔ کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے۔ بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں۔ بلکہ حقیقۃً نیک ہوں۔ یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی رُوح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم اس کو ضرور پاک، ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دنیا میں حلال روزی۔ قناعت و غنا قلبی، سکون و طمانیت، ذکر اللہ کی لذت حب الٰہی کا مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصور، تعلق مع اللہ کی حلاوت جس کا ذائقہ چکھ کر ایک عارف نے کہا تھا ؎

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیم روز بیک جو نمی خرم

سچ ہے۔ اَهْلُ اللَّيْلِ فِىْ لَيْلِهِمْ اَلَذُّ مِنْ اَهْلِ اللَّهْوِ فِىْ لَهْوِهِمْ۔ اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر سلاطین کو خبر ہو جائے کہ شب بیداروں کو رات کے اُٹھنے میں کیا لذت و دولت حاصل ہوتی ہے تو اُس کے چھیننے کے لئے اسی طرح لشکر کشی کریں۔ جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں۔ بہرحال مومن قانت کی پاک اور مزیدار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے۔ قبر میں پہنچ کر اس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے۔ آخر انتہا اس حیات طیبہ پر ہوتی ہے۔ جس کے متعلق کہا ہے۔ حَيَاةٌ بِلَا مَوْتٍ، وَغِنًى بِلَا فَقْرٍ وَّصِحَّةٌ بِلَا سُقْمٍ وَمُلْكٌ بِلَا هُلْكٍ وَ سَعَادَةٌ بِلَا شَقَاوَةٍ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهٖ وَ مَنِّهٖ اِيَّاهَا۔ تنبیہ اس آیت نے بتلایا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے۔ یعنی عورت اور مرد بلا امتیاز اپنے اپنے حسب حال نیکی کرکے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں"۔ انتہیٰ

شرائط کی تفصیل

پہلی شرط ایمان ہے

قرآن مجید سے دونوں جہان کی خوشگوار زندگی کا نظام الاوقات معلوم ہونے کے بعد کامیاب ہونے کے لئے پہلی شرط ایمان ہے۔ جس شخص کو قرآن مجید کے متعلق اللہ [illegible] کلام پاک ہونے کا ایمان یقین نہیں ہے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

(اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم ط ان فی ذالک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یومنون) سورۃ العنکبوت رکوع ۵ پارہ ۲۱ ترجمہ۔ کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ بیشک اس میں رحمت ہے اور ایمان والوں کے لئے نصیحت ہے۔

حاصل

آیت کا حاصل یہ نکلا کہ یہ قرآن مجید فقط ایمانداروں کے لئے رحمۃ اور نصیحۃ ہے یعنی بے ایمان ان دونوں نعمتوں سے محروم رہینگے۔

دُوسری شرط

اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ڈر

(فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ) سورۃ قٓ رکوع ۳۔ پارہ ۲۶۔ ترجمہ پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجیے۔ جو میرے عذاب سے ڈرتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی جو لوگ حشر کا انکار کرتے اور واہی تباہی کلمات بکتے ہیں۔ بکنے دو۔ اور ان کا معاملہ ہمارے سپرد کرو۔ ہم کو سب معلوم ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ آپ کا یہ منصب نہیں کہ زور زبردستی سے ہر ایک کو یہ باتیں منوا کر چھوڑیں ہاں قرآن سُنا سُنا کر بالخصوص ان کو نصیحت اور فہمائش کرتے رہیئے۔ جو اللہ کے ڈرانے سے ڈرتے ہیں ان معاندین کے پیچھے زیادہ نہ پڑیئے"۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ڈر نہیں۔ وہ اس قرآن مجید سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

تیسری شرط

اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے ڈرنے والے

(اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ سورۃ یٰس رکوع ۱ پارہ ۲۲ بیشک آپ اُسی کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے۔ پس خوشخبری دے دو اس کو بخشش

۔۔۔ کی جو عزت والا ہے۔

حاصل

۔۔۔ نکلا کہ اللہ تعالٰے سے بن دیکھے ۔۔۔والوں (اور اس کے احکام کی تعمیل والوں) کو بخشش اور عزت والے خوشخبری دے دو۔

چوتھی شرط

۔۔۔ۃ للعالمین کی اصطلاح میں زندہ ہونا

۔۔۔ عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ ۔۔۔ ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ لِّيُنْذِرَ مَنْ ۔۔۔ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ؀

۔۔۔یٰس۔ رکوع ۵ پارہ ۲۳ **ترجمہ**

۔۔۔م نے نبی کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ۔۔۔ن کے مناسب ہی تھا۔ یہ تو صرف ۔۔۔ اور واضح قرآن ہے۔ تاکہ جو زندہ ۔۔۔ سے ڈرائے۔ اور کافروں پر الزام ہو جائے۔

حاصل

۔۔۔ نکلا کہ قرآن مجید سے زندہ انسان ۔۔۔ائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

۔۔۔ور انورؐ کی اصطلاح میں زندہ کون ہے

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔۔۔ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ ۔۔۔كُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ ۔۔۔ وَالْمَيِّتِ متفق علیہ۔ **ترجمہ**

۔۔۔ ابی موسٰیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ ۔۔۔ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس شخص ۔۔۔ثال جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر ۔۔۔ کرتا۔ مثل زندہ اور مُردہ کی ہے۔ ۔۔۔ ذاکر زندہ اور غافل مردہ ہے۔

حاصل

۔۔۔ یہ ہے کہ جس کا دل اللہ تعالٰی کی یاد ۔۔۔ شاغل ہے۔ وہ زندہ ہے۔ قاعدہ یہ ۔۔۔ کہ زندہ کی بات کو زندہ ہی سمجھ سکتا ۔۔۔۔ اسی قاعدہ کی بنا پر اللہ تعالٰی اور ۔۔۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ۔۔۔ زندہ دل انسان ہی سمجھ سکتے ہیں۔ وہی ان پر عمل بھی کر سکتے ہیں۔ مُردہ انسان کو آپ ہزار مرتبہ سمجھائیں۔ کیا وہ ۔۔۔کہ آپ کے حکم کی تعمیل کر سکتا ہے۔

پانچویں شرط

۔۔۔ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کو زندگی کا نصب العین

۔۔۔بنانے والے ہی قرآن مجید سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ (وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؀)

سورۃ النمل رکوع ۶ ۔ پارہ ۲۰ **ترجمہ**

اور نہ تو اندھوں کو اُن کی گمراہی دور کرکے ہدایت کر سکتا ہے۔ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ سو وہی ماننے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالٰے کے احکام کو دل سے مانتے ہیں۔ ان ہی کو سُنا کر راہِ راست پر لا سکتے ہیں اور جو لوگ گناہ کرتے کرتے اپنے باطن کے نورِ فطرۃ کو کھو چکے ہیں اور باطن کے اندھے ہو گئے ہیں۔ وہ کب راہِ راست پر آ سکتے ہیں۔

نتیجہ

مذکورۃ الصدر شرائط کو پُورا کرکے قرآن مجید پر عمل کیا گیا تو وہی نتیجہ نکلیگا جو خطبہ کے ابتدا میں عرض کر چکا ہوں کہ اللہ تعالٰے کے فضل سے اس شخص کی دُنیا کی زندگی بھی عمدہ۔ فرحت بخش اور راحت رساں گزرے گی۔ اور مرنے کے بعد کی زندگی بھی آرام دہ اور خوشگوار ہو جائیگی انشاء اللہ تعالٰے اس شخص کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی۔ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی شرفیابی حاصل ہوگی۔ اسے حوض کوثر سے پانی پلایا جائے گا۔ اس شخص کو قیامت کے پچاس ہزار سالہ دن میں پھر پیاس نہیں لگے گی۔ اور اس شخص پر قیامت کا پچاس ہزار سال کا دن چار رکعت فرض کی دیر میں گزر جائے گا۔ یعنی اس کے خیال میں اتنی لمبی مُدّت اتنی دیر میں گزر جائے گی۔ جتنی دیر میں چار رکعت فرض ادا کیا کرتا تھا۔ اس شخص کو اللہ تعالٰی دوزخ سے بچا لے گا اور بہشت میں داخل فرما دے گا۔ ورنہ

قرآن مجید کی مخالفت

کرنے والوں کو دُنیا اور آخرۃ میں یہ سزا ملے گی وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰي وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ؀ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ؀)

سورۃ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶ **ترجمہ**

اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اُسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ کہیگا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں پھر تونے انھیں ۲۴ بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا گیا ہے۔

فرمانِ الٰہی بالکل ٹھیک ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالٰے کا فرمان ہے وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا

سورہ انعام رکوع ۱۴ پارہ ۸ **ترجمہ**

اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

لہذا

جب اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن مجید کی مخالفت کرنے والوں کی دنیا کی زندگی تلخ گزرے گی۔ اور ان لوگوں کو قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھایا جائے گا۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اللہ تعالٰے کے فرمان کو دل سے سچا مانے۔ واقعہ بھی یہی ہے۔ میں درس قرآن مجید اور بعض اوقات جمعہ کے خطبہ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ ایک شخص کی دنیاوی زندگی کا یہ ٹھاٹھ ہو کہ اڑھائی لاکھ روپے کا بنگلہ تعمیر شدہ ہو۔ جس میں اس شخص کا قیام ہو۔ پچاس ہزار کی موٹر ہو۔ گھر میں بیگم صاحبہ بھی ہو۔ اور اللہ تعالٰے نے اولاد بھی دے رکھی ہو۔ بنگلے کے آگے چمن ہو۔ جس میں مالی کام کر رہا ہو۔ میاں صاحب کے گھر کا مستقل دھوبی ہو۔ خانسامے اور بہرے خدمتگزاری کے لئے ہر وقت دستِ بستہ حاضر رہتے ہوں اور اس گھر میں دین کا نام و نشان نہ ہو۔ گھر میں نہ کوئی نماز پڑھتا ہے۔ نہ کوئی قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ نہ کسی کو صحیح کلمہ ہی آتا ہے۔ غرضیکہ دین اسلام کی کوئی علامت اس گھر میں نہیں ہے۔ میں اپنے اللہ کے فرمان کے مطابق قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگر تمہاری بیوی بیگم صاحبہ کی سہیلی بن جائے اور میاں صاحب تمہارے مخلص یار بن جائیں۔ پھر اس گھر کے پوشیدہ حال تمہیں معلوم ہوں۔ اس کے بعد آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ان لوگوں کی زندگی کتنی تلخ گزر رہی ہے ناسور کے مریض کی طرح بظاہر بدن پر کوئی زخم نہیں ہے اور کپڑے بھی صاف ستھرے اور قیمتی ہیں مگر ناسور والا زخم اندر ہی اندر جان کو کھا رہا ہے۔ مریض کو نہ دن میں چین ہے نہ رات کو۔

لاہور کے بے دین قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے امراء کی زندگی کا نقشہ

جو واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ بالکل

صحیح ہے ۔ امرتسر کے مہاجرین میں سے ایک ڈاکٹر صاحب میرے دوست ہیں ۔ ماشاء اللہ بڑے پکے دیندار ۔ درس قرآن مجید میں روزانہ تشریف لانے والے اور بڑے پکے نمازی ہیں ۔ ان کا بیان ہے کہ لاہور کا چکلہ جسے ٹبی بازار کہتے ہیں ۔ ایک دن وہاں نماز مغرب سے ذرا پہلے ایک مریض کو دیکھنے کے لئے میں گیا ۔ جب مریض سے فارغ ہو کر میں باہر نکلا تو ٹبی بازار کے باہر بڑی بڑی قیمتی موٹریں وہاں کھڑی تھیں ۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا ان قیمتی موٹروں والے رات کو چکلے میں آتے ہیں ۔ مجھے جواب ملا ۔ وہ خود نہیں آتے ۔ بلکہ ان موٹروں پر رنڈیوں کو اپنے بنگلوں میں شب باشی کے لئے منگواتے ہیں ۔ میں نے یہ واقعہ دوستوں کی ایک مجلس میں بیان کیا تو ان میں سے میرے ایک عزیز دوست جو ایم اے ہیں ۔ انہوں نے کہا ۔ مولوی صاحب جن موٹروں پر رنڈیوں کو یہ منگواتے ہیں ۔ انہیں موٹروں پر ان کی بیٹیاں زنا کرانے کے لئے جاتی ہیں ۔ علی ہذاالقیاس قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے بے دین امراء کے اور بھی واقعات مجھے معلوم ہیں ۔ مگر طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کرتا ۔

مملکت پاکستان کے ایک موجودہ مرکزی وزیر کا بیان

خان بہادر حاجی مولا بخش صاحب شکارپوری جو آج کل مرکزی حکومت کے وزیر منتخب ہوئے ہیں ۔ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ حاجی صاحب ایک پکے اور سچے اسلام کے بہی خواہ اور اسلام کا درد دل رکھنے والے مسلمان ہیں اور ماشاء اللہ بڑے سمجھدار ہیں اور انکی عادت ہے کہ بڑے سے بڑے افسروں کو بھی سچی بات کہہ دیتے ہیں اور اپنے اصول کے بڑے پکے ہیں ۔ اب خان بہادر صاحب کا بیان سنئے جو انہوں نے مجھے خود سنایا ۔ اس سے پہلے بھی وزیر رہ چکے ہیں فرمایا کہ ایک مرتبہ جب میں وزیر تھا میں دفتر میں بیٹھ کر کام کر رہا تھا ۔ ایک نواب صاحب کا ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا ۔ کہ نواب صاحب آپ کی خدمت کر دیں گے ۔ آپ ان کا فلاں کام کر دیجئے میں نے کہا کہ میں نواب صاحب کا کام کر دوں گا ۔ اور کچھ نہیں لوں گا ۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص پھر کہتا ہے کہ نواب صاحب کا کام آپ کر دیں ۔ نواب صاحب آپ کی خدمت کر دیں گے ۔ میں چونکہ اپنے کام میں مصروف تھا ۔ اس لئے اس نے سمجھا کہ شاید اس لئے میں تاخیر کر رہا ہوں کہ کچھ وصول کروں ۔ پھر اس شخص سے رہا نہ گیا پھر تیسری مرتبہ مجھے کہا کہ آپ نواب صاحب کا کام کر دیں ۔ نواب صاحب آپ کی خدمت کریں گے ۔ پھر مجھے غصہ آ گیا ۔ میں نے کہا میں رشوت اس لئے نہیں لیتا کہ میں اپنی بیوی سے زنا نہیں کرانا چاہتا ۔ جو لوگ رشوتیں لیتے ہیں ۔ ان کی بیویاں زنا کراتی ہیں ۔ اے قرآن مجید کے مخالفت کرنے والو اور رشوتیں کھانے والو ۔ یہ بیان کسی مولوی صاحب کا نہیں ہے ۔ یہ تم ہی میں سے ایک ہے جو اپنا تجربہ بیان کر رہا ہے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اے قرآن مجید کی مخالفت کرنے والو

ہوش سے کام لو ۔ آنکھیں کھول کر دیکھو کہ تم کیا کر رہے ہو ۔ کدھر جا رہے ہو ۔ یاد رکھو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے غلام علماء کرام تمہیں پکار پکار کر اللہ کے دروازے کی طرف بلا رہے ہیں اور تم اُن حق پرست علماء کرام کی توہین کر رہے ہو ۔ کیا تم نے لاہور میں یہ پروپیگنڈا نہیں کر رکھا ۔ مولوی بڑے بے ایمان ہیں ۔

فقط تین خیر خواہ

اے قرآن مجید کی مخالفت کرنے والو یاد رکھو ۔ تمہارے فقط تین خیر خواہ ہیں ۔ نمبر اوّل ۔ اللہ تعالےٰ جو تمہارا پیدا کرنے والا ہے نمبر دوم ۔ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسّلام اگر تمہارے اندر ایمان ہوا تو حضور ہی قیامت کے دن تمہاری شفاعت کریں گے ۔ نمبر تین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دین کے سچے خادم علماء کرام جو چاہتے ہیں کہ تم دیندار بن جاؤ تاکہ تم سے خدا تعالیٰ راضی ہو ۔ اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سرخرو ہو کر جاؤ ۔ تمہارے خیر خواہ فقط یہی علماء کرام ہیں جو تمہیں محض تمہاری بھلائی کی خاطر سیدھا راستہ سمجھا رہے ہیں ۔ تم ان کی توہین بھی کرتے ہو ۔ پھر بھی وہ تمہاری خیر خواہی سے باز نہیں آتے

ورنہ یاد رکھو

اگر تم نے حق پرست علماء کرام کی آواز حق پہ لبیک نہ کہی تو وہ دن آنے والا ہے جس دن کا یہ نقشہ ہے ۔ (الَمْ تَـ[کُنْ]
اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِهَا تُکَ[ذِّبُوْنَ]
قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا [وَکُنَّا]
قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا [مِنْهَا]
فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ ا[خْسَئُوْا]
فِیْهَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ۝) سورۃ المومنون
پارہ ۱۸ ترجمہ ۔ کیا تمہیں آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں ۔ پھر تم جھٹلاتے تھے ۔ کہیں گے اے ہمارے ... ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی ہم لوگ گمراہ تھے ۔ اے رب ہمارے ... اس سے نکال دے ۔ اگر پھر کریں تو ... ظالم ہونگے ۔ فرمائیگا اس میں (دوزخ میں) ... ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو

اے قرآن مجید کی مخالفت کرنـ[ـے والو]

اس مخالفت اور بے دینی کا انجام ... ہوگا ۔ اگر تم میں عقل ہے تو سوچ لو ... کدھر جا رہے ہو اور اس کا انجام کیا ہ[ے]

وما علینا الا البلاغ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۶ شعبان ۱۳۷۶ھ ۲۹ مارچ ۱۹۵۷ء

خصائص القرآن

ازجناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں کوئی نہ کوئی خصوصیت رکھی ہے۔ اور خصوصیت وہ چیز ہوتی ہے۔ جو سوائے اس کے اور کہیں نہ پائی جائے۔ مثلاً دیکھنا آنکھ کی خصوصیت ہے۔ بولنا زبان کی خصوصیت ہے۔ سننا کان کی خصوصیت ہے۔ پکڑنا ہاتھ کی خصوصیت ہے۔ چلنا پاؤں کی خصوصیت ہے۔ علاوہ اس کے یہ چیز بھی مسلم ہے کہ بعض چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایک خصوصیت رکھی ہے۔ اور بعض میں ایک سے زاید خصوصیتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً پانی کو دیکھئے۔ پینے کے کام بھی آتا ہے۔ نہانے کے کام بھی آتا ہے۔ کپڑے دھونے کے کام بھی آتا ہے۔ مویشیوں کے پلانے کے کام بھی آتا ہے۔ پھل دار درختوں کی نشوونما اور ان سے پھل پیدا کرنے کا باعث بھی بنتا ہے۔ کھیتیاں پانی ہی کے سبب سے نشوونما پاتی ہیں۔ اور بارآور ہوتی ہیں۔ باغات اسی کی بدولت ہزارہا من پھل پیدا کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس مثال سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے پانی میں بہت سی خصوصیات رکھی ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بے شمار خاصیتیں رکھی ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ انسان کے لئے ان کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ البتہ چند خاصیات بطور نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی خصوصیت

آج سطح زمین پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب موجود نہیں ہے۔

دلیل ۱

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡهِ وَلِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰی وَمَنۡ حَوۡلَهَا) الآیۃ سورۃ الانعام رکوع ۱۱ پارہ ۷

ترجمہ:- اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں۔ اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اور بابرکت ہے اور اس کی تعلیم پہلی تمام کتب سماویہ کے موافق ہے۔

دلیل ۲

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوۡهُ وَاتَّقُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ) سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸ ترجمہ اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو۔ اور ڈرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کی تابعداری کا اس طرح حکم فرما رہا ہے۔ جس طرح بادشاہ اپنی رعایا کو حکم دیتا ہے کہ میرے ملک میں میرے نافذ کردہ قانون کی تابعداری کرو۔ تابعداری کروگے۔ تو تم پر اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔ اور تم پر (دنیا اور آخرت میں) رحم کرے گا۔

دلیل ۳

(كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۙ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ) سورۃ ابراہیم رکوع ۱ پارہ ۱۳۔ ترجمہ:- یہ ایک کتاب ہے۔ ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے۔ تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تعریف کئے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے

حاصل

یہ نکلا کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ انسان کو رضاء الٰہی کے تابع ہو کر جینے میں تین حجاب (انہیں پردے کہا جائے۔ یا ظلمتوں کے نام سے تعبیر کیا جائے۔ دونوں تعبیریں صحیح ہیں) ہیں۔ حجاب ۱ طبع۔ حجاب ۲ رسم۔ حجاب ۳ سوء معرفۃ۔ انسان جب ان حجابات سے نکلتا ہے۔ تب شریعت کے تابع ہو کر چلتا ہے حجاب طبع یہ ہے کہ انسان کی اپنی طبیعت شریعت پر چلنے میں آڑے آتی ہے۔ حجاب رسم یہ ہے کہ رائج شدہ رسمیں ہیں۔ انسان ان کی مخالفت نہیں کر سکتا (مثلاً انسان جانتا ہے کہ شادی کے موقعہ پر باجے بجانا شریعت میں حرام ہیں مگر برادری میں رسم ہونے کے باعث بیٹے کے بیاہ پر باجے بجواتا ہے) حجاب سوء معرفۃ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ مثلاً جو اس کا استاد ہے۔ اس نے اسے اللہ تعالیٰ کی شریعت کے صحیح احکام ہی نہیں بتلائے بلکہ اُسی کو غلط تعلیم دی ہے۔ اگر ظلمت کی یہ معنی لی جائے۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن مجید کی تعلیم کی برکت سے انسان ان تینوں حجابات سے نکل جاتا ہے۔ اور پھر شاہنشاہ حقیقی عز اسمہ وجل مجدہ کے احکام پر خوشی سے عمل کرنے کے لئے تیار اور کمربستہ ہو جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡنَا مِنۡهُمۡ

دلیل ۴

(تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ) سورۃ حٰم السجدۃ رکوع ۱ پارہ ۲۴۔ ترجمہ:- (یہ کتاب) بڑے مہربان نہایت رحم والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن (جس کا تقاضا یہ ہے کہ مومن اور کافر مشرک اور موحد پر یکساں احسان فرمائے۔ مثلاً کھلنے

پینے . پہننے . اولاد وغیرہ دینے میں) اور اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم (جس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پوری کوشش کرنے والوں میں سے حسب سعی اور حسب جدوجہد مرتبے عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ) کا تقاضا یہ ہوا کہ انسان کی دستگیری کے لئے قرآن مجید نازل کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس قرآن کو نازل فرمایا ہے۔

خصوصیت ۲

سوائے قرآن مجید کے خدائے قدوس کا عندیہ بتلانے والی کوئی کتاب سطح زمین پر موجود نہیں۔

ثبوت ۱

(کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ) سورۃ البقرۃ رکوع ۲۷ پارہ ۲

ترجمہ:۔ ایسے ہی اللہ تمہارے لئے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم غور کرو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارے لئے اپنے احکام کھول کر بیان فرماتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے اپنا عندیہ (جو اس کے ہاں انسانوں کے لئے مفید ہے) قرآن مجید میں بیان فرما رہا ہے

ثبوت ۲

(کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ) سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ:۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے۔ تاکہ وہ پرہیز گار ہو جائیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے لئے اپنے احکام (جو ان کے لئے مناسب ہیں) قرآن مجید میں بیان فرما رہا ہے۔ تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔ (یعنی ہر اس کام سے پرہیز کریں۔ جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

ثبوت ۳

(کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ) سورۃ آل عمران رکوع ۱۱ پارہ ۴

ترجمہ:۔ اسی طرح اللہ تم پر اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام خود ہی تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے تاکہ تم تمام غلط راستوں سے ہٹ کر ایک سیدھے راستہ پر آجاؤ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

خصوصیت ۳

سوائے قرآن مجید کے اور دنیا کی کسی کتاب کے متعلق یہ اعلان خداوندی نہیں ہے تمت کلمہ صدقاً وعدلاً۔

(وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا) سورۃ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

ترجمہ:۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس معاملہ اور جس شعبۂ حیات کے متعلق جو کچھ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اس میں انتہا درجہ کی سچائی اور انتہا درجہ کا انصاف ہے۔ اسی اعلان کی تصدیق کے لئے خصوصیت ۴ سے ۸ پیش کی جا رہی ہیں۔

خصوصیت ۴

قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم تمام قوموں کی اخلاقی تعلیم سے بلند تر ہے۔

(وَاِنَّا عَلٰٓی اَنْ نُّرِیَکَ مَا نَعِدُھُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ ط نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ۝) سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸۔ ترجمہ:۔ اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھ کو دکھلا دیں۔ جو ان سے وعدہ کیا ہے۔ بری بات کے جواب میں وہ کہو۔ جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہیں جو یہ بیان کرتے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب عثمانی شیخ الاسلام پاکستان رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ میں فرماتے ہیں "یعنی ہم کو قدرت ہے کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے دنیا ہی میں ان کو سزا دیں۔ لیکن آپ کے مقام بلند اور اعلیٰ اخلاق کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان کی برائی کو بھلائی سے دفع کریں۔ جہاں تک اس طرح دفع ہو سکتی ہو۔ اور ان کی بیہودہ بکواس سے مشتعل نہ ہوں۔ اس کو ہم خوب جانتے ہیں۔ وقت پر کافی سزا دی جائے گی۔ آپ کے اغماض اور نرم برتاؤ کا اثر یہ ہو گا کہ بہت سے لوگ گرویدہ ہو کر آپ کی طرف جھکیں گے اور دعوت و اصلاح کا مقصود حاصل ہو گا۔"

اخلاق کے بلند کرنے کے لئے کتنی اعلیٰ تعلیم ہے

کہ کافر اسلام کے خلاف یا رحمۃ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جو نقصان دہ اور اشتعال انگیز کوششیں کر رہے ہیں ان کے مقابلہ میں سختی نہ کی جائے۔ بلکہ حسن سلوک اور حسن تدبیر سے کام لیا جائے۔ اگر اقوام عالم دائرہ اسلام میں آجائیں۔ اور قرآن مجید کی اس اخلاقی تعلیم کو اپنا لیں۔ تو تمام اقوام عالم کی لڑائیاں ختم ہو سکتی ہیں اور دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ بلکہ بہشت کا نمونہ بن سکتی ہے۔ ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

یعنی بہشت وہ جگہ ہے جہاں انسان کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ وہاں کسی کی کسی سے پرخاش نہیں ہو گی۔

اب کیا ہو رہا ہے

اب دنیا میں یہ ہو رہا ہے کہ ہر طاقتور قوم چاہتی ہے۔ کہ میں کمزور قوم کو مار دھاڑ کر کے غلام بنا لوں۔ اور اس ملک کی ساری دولت پر میرا قبضہ ہو جائے۔ اسی ہوس ملک گیری کا تماشا آپ نے چند روز ہوئے۔ کہ مشاہدہ کیا ہے۔ فرانس برطانیہ اور اسرائیل نے مل کر مصر پر حملہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مصری حکام اور عوام کو اللہ تعالیٰ نے وہ تدبیر سجھائی۔ کہ ان تینوں ظالم طاقتوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ نہر سویز میں کئی جہازوں کو غرق کر کے جہازوں کی آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا۔ اور جنرل عبد الناصر نے پبلک کو عام ہتھیار تقسیم کر دیئے جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ پورٹ سعید کے مسلمانوں نے برطانیہ کی جتنی چھاتہ فوج اتری تھی سب کو واصل جہنم کر دیا۔ مصری مسلمانوں نے موت کے منہ میں اپنے آپ کو دے

کر اپنی مملکت کو بچا لیا۔ یہ کرتوت اسی برطانیہ اور فرانس کی ہے۔ جو آج کل تہذیب جدید کے علمبردار سمجھے جاتے ہیں۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ دنیا میں امن فقط اسلام قائم کر سکتا ہے۔ میرے اس خیال کی تصدیق انہیں سطور میں ملاحظہ فرمالیجئے۔ جو اوپر لکھ چکا ہوں۔ کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ اور ان علمبرداران تہذیب کی اخلاقی حالت کیسی ہے۔

بھارت میں تہذیب جدید کا سب سے بڑا علمبردار

پنڈت نہرو بھی کشمیری مسلمانوں پر اسی ہوس ملک گیری کے باعث بے پناہ مظالم کر رہا ہے باوجود اس کے کہ وہ پنڈت ہے۔ یعنی ہندو قوم کا مذہبی راہ نما ہے۔ اسے چاہیئے تھا کہ غریبوں پر رحم کا سبق پڑھاتا۔ مگر چونکہ وہ بیرسٹر ہے اس لئے ہوس ملک گیری اور غریبوں اور بیکسوں کو مار دھاڑ کر کے اپنا غلام بنانے کا سبق لندن سے پڑھ کر آیا ہے۔

خصوصیت ۵

قرآن مجید کی معاشرتی تعلیم تمام اقوام عالم کی معاشرتی تعلیم سے بلند تر ہے۔ (یَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶۔

ترجمہ:۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بناتی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بیشک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "اکثر غیبت، طعن و تشنیع اور عیب جوئی کا منشاء کبر ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اس کو بتلاتے ہیں کہ اصل میں انسان کا بڑا چھوٹا یا معزز حقیر ہونا ذات پات اور خاندان و نسب سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ جو شخص جس قدر نیک خصلت مؤدب اور پرہیزگار ہو۔ اسی قدر اللہ کے ہاں معزز و مکرم ہے۔ نسب کی حقیقت تو یہ ہے کہ سارے آدمی ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ شیخ، سید، مغل، پٹھان اور صدیقی، فاروقی، عثمانی، انصاری سب کا سلسلہ آدم و حوا پر منتہی ہوتا ہے۔ یہ ذاتیں اور خاندان اللہ تعالیٰ نے محض تعارف اور شناخت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ بلاشبہ جس کو حق تعالیٰ کسی شریف اور بزرگ و معزز گھرانے میں پیدا کر دے۔ وہ ایک موہوب شرف ہے۔ جیسے کسی کو خوبصورت بنا دیا جائے۔ لیکن یہ چیز ناز اور فخر کرنے کے لائق نہیں کہ اسی کو معیار کمال و فضیلت کا ٹھیرا لیا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے۔ ہاں شکر کرنا چاہیئے کہ اس نے بلا اختیار و کسب ہم کو یہ نعمت مرحمت فرمائی۔ شکر میں یہ بھی داخل ہے کہ غرور و تفاخر سے باز رہے۔ اور اس نعمت کو کمینہ اخلاق اور بری خصلتوں سے خراب نہ ہونے دے۔ بہرحال مجد و شرف اور فضیلت و عزت کا اصلی معیار نسب نہیں۔ تقویٰ اور طہارت ہے۔ اور متقی آدمی دوسروں کو کب حقیر سمجھے گا۔"

کیا دنیا کی کوئی قوم معاشرت کا یہ قانون پیش کر سکتی ہے

تہذیب کی سب سے بڑی علمبردار قوم انگریز کی یہ معاشرت تھی۔ کہ جن ہندوستانیوں کو مشنری عیسائی بناتے تھے وہ اس گرجا میں عبادت کے لئے نہیں جا سکتے تھے۔ جو ان انگریزوں کا تھا۔ جو لندن میں پیدا ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ انگریز کے تمدن میں یہ چیز بھی تھی۔ کہ انگریز کے گھر میں جو بچہ لندن سے باہر کسی جگہ پیدا ہو۔ اس کے وہ حقوق نہیں تھے۔ جو لندن میں پیدا ہوا ہو۔ اس تفریق کا یہ نتیجہ تھا کہ ہندوستان میں جو انگریز ملازم ہوتے تھے۔ وہ اپنی بیویوں کو وضع حمل کے لئے لندن بھجوا دیتے تھے۔ تاکہ بچہ وہاں پیدا ہو۔ اور وہاں کے حقوق اسے حاصل ہوں۔

سنت نبوی میں اسی قانون کی ایک مثال

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرض وفات میں ایک لشکر بھیجنا تجویز فرمایا۔ جس میں بڑے بڑے صحابہؓ کرام تھے۔ اور اس لشکر کا امیر اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تجویز فرمایا۔ یہ اسی زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کیا تھا۔ وہ دراصل غلام نہیں تھے۔ انہیں بچپن میں کوئی بردہ فروش اٹھا کر لے آیا تھا۔ اور اسے مکہ معظمہ میں آکر بیچ دیا تھا۔ بہر حال لوگوں میں مشہور یہی ہو گیا تھا کہ زید آزاد شدہ غلام ہے۔ اس کے صاحبزادے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کا افسر مقرر کرتے ہیں۔ اور قریشی اور انصاری صحابہ کرامؓ کو اس کی زیر کمان کیا جاتا ہے۔ اور سب طیب خاطر سے اس کی سیادت کو منظور فرماتے ہیں۔

اسی سیادت پر خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کی مہر تصدیق

یہ لشکر ابھی روانہ نہیں ہوا تھا۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد بہت سے صحابہ کرامؓ کی یہ رائے تھی کہ اتنے بڑے لشکر کو باہر نہ بھیجا جائے۔ ممکن ہے اس انقلاب کے وقت کسی طرف سے کوئی دشمن مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو جائے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس جھنڈے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا تھا۔ میں اسے سرنگوں نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ لشکر اس مہم پر بھیج دیا گیا جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا تھا۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اخلاق کس قدر بلند ہو گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے سامنے کس قدر طیب خاطر سے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَتْبَاعِهِمْ۔

خصوصیت ۶

اقتصادی زندگی میں قرآن مجید کی بیمثال ہدایات

پہلی

(وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا

مِنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) سورۃ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ اور نہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ کسی کا مال ناحق مت کھاؤ۔ اور نہ ناجائز طور پر حکام سے صادر کرا کر گھر میں لے آؤ۔

دوسری

(وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵۔ ترجمہ:۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دے دو۔ اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گذار ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اپنے مال کو مستحقین پر بیشک خرچ کرو۔ مگر فضول خرچی نہ کرو جیسا تقسیم ملک سے پہلے مسلمان ہندوؤں کو ۱۷ لاکھ روپیہ ماہوار سود دیا کرتے تھے۔ جب سود اتنا تھا تو قرض تو کروڑوں روپیہ ہوگا۔ یہ قرض مسلمان بھوکے مرتے نہیں لیتے تھے۔ بلکہ اکثر شادی اور غمی کی فضول رسموں پر خرچ کرنے کیلئے ہندوؤں سے لیا کرتے تھے۔ پاکستان بننے سے مسلمانوں کو ایک نعمت یہ نصیب ہوئی کہ کروڑہا روپیہ کا قرض بیباق ہوگیا۔ ورنہ قیامت تک مسلمانوں کی نسلیں بھی اس قرض سے سبکدوش نہیں ہوسکتی تھیں۔

تیسری

(وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ اور ماپ پورا بھر دو۔ جب ماپ کر دینے لگو اور صحیح ترازو سے تول کر دو۔ یہ بہتر ہے۔ اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ماپ اور تول پورا کر کے دو تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ اگر اس طرح کیا جائے تو لوگوں کو اس کی دیانت داری پر یقین ہو جائے گا۔ اور لوگ اسی کی دکان پر آئیں گے اور اگر دھوکہ دینا شروع کیا تو لوگ اس کی بد دیانتی پر مطلع ہو کر خرید و فروخت چھوڑ دیں گے اور بد دیانتی کا انجام برا ہوگا۔

خصوصیت ۶

قرآن مجید کے سوا دنیا میں کوئی آسمانی کتاب نہیں جو انسان کی سیاسی رہنمائی کرنیوالی ہو

سیاسی ہدایات

۱

بنی اسرائیل کا پیغمبر وقت سے سیاسی راہنما کا مطالبہ

(اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط) الآیۃ سورۃ البقرہ رکوع ۳۲ پارہ ۲

ترجمہ:۔ کیا تو نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو موسیٰ کے بعد نہیں دیکھا۔ جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا۔ کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دو۔ تاکہ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں۔

اس مطالبہ پر حضرت طالوت کا من جانب اللہ انتخاب

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ط) سورۃ البقرہ رکوع ۳۲ پارہ ۲

ترجمہ:۔ ان کے نبی نے ان سے کہا۔ بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔

اس انتخاب پر بنی اسرائیل کا اعتراض

(قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ) الآیۃ سورۃ البقرہ رکوع ۳۲ پارہ ۲

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا۔ اس کی حکومت ہم پر کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس سے ہم ہی سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور اسے مال میں بھی کشائش نہیں دی گئی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت طالوت کے انتخاب صحیح کے وجوہ

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ) سورۃ البقرہ رکوع ۳۲ پارہ ۲

ترجمہ:۔ پیغمبر نے کہا۔ بیشک اللہ نے اسے تم پر پسند فرمایا ہے۔ اور اسے علم اور جسم میں زیادہ فراخی دی ہے۔ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دیتا ہے۔ اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"نبی نے فرمایا کہ سلطنت کسی کا حق نہیں۔ اور سلطنت کی بڑی لیاقت ہے عقل اور بدن میں زیادتی اور وسعت ہوتی جس میں طالوت تم سے افضل ہے"۔

انتخاب صحیح پر نزول برکات

(وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ط اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔) سورۃ البقرہ رکوع ۳۲ پارہ ۲

ترجمہ:۔ اور بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے کہا۔ کہ طالوت کی بادشاہی کی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق واپس آئے گا۔ جس میں تمہارے رب کی طرف سے اطمینان ہے۔ اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں۔ ان میں سے جو موسیٰ اور ہارونؑ کی اولاد چھوڑ گئی تھی۔ اس صندوق کو فرشتے اٹھا لائیں گے۔ بیشک اس میں تمہارے لئے پوری نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو۔

حاشیہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا۔ اس میں تبرکات تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء کے بنی اسرائیل اس صندوق کو لڑائی میں آگے رکھتے۔ اللہ اس کی برکت سے فتح دیتا۔ جب جالوت غالب آیا ان پر تو یہ صندوق بھی وہ لے گیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کو صندوق کا پہنچانا منظور ہوا۔ تو یہ کیا۔ کہ وہ کافر جہاں صندوق کو رکھتے وہیں دبا اور بلا آتی پانچ شہر ویران ہو گئے۔ ناچار ہو کر دو بیلوں پر اس کو لاد کر ہانک دیا۔ فرشتے بیلوں کو ہانک کر طالوت کے دروازے پر پہنچا گئے۔ بنی اسرائیل اس نشانی کو دیکھ کر طالوت کی بادشاہت پر یقین لائے"۔

مشتے نمونہ از خروار

قرآن مجید کی جو خصوصیات پیش کی

گئی ہیں۔ یہ بطور نمونہ کے پیش کی گئی ہیں۔ اور سیاسی ہدایات کا بھی فقط ایک مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ ورنہ سیاسیات کا بھی قرآن مجید میں ایک وسیع باب ہے جس میں فوجوں کے متعلق ہدایات۔ اصولِ جنگ۔ جرنیلوں کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔

دُعا

اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو شاہنشاہی حقیقی کے اس فرمان پر صحیح طور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین یاالٰہ العٰلمین۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک غلام لے کر تشریف لائے جو انہیں ہبہ کیا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کپڑا اوڑھ رکھا تھا کہ اگر وہ اس سے اپنے سر کو لپیٹتیں تو وہ ان کی ٹانگوں تک نہ پہنچ پاتا اور جب اس سے اپنی ٹانگیں چھپاتی تھیں تو سر کو نہیں پہنچتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی اس الجھن کو دیکھا کہ تو فرمایا کہ کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ تمھارے سامنے تمھارے والد اور تمھارا غلام ہے۔ (ابوداؤد:۴۱۰۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابو داؤد:۴۰۹۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۴- رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ - ۵- اپریل ۱۹۵۷ء

رمضان مبارک کی عظمت اور اسکے متعلقہ احکام

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

عظمت کا ثبوت

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهِ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ رواہ البیہقی۔

ترجمہ۔ سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمارے سامنے خطبہ دیا۔ اور فرمایا کہ اے لوگو۔ ایک عظمت والے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے۔ جو بڑا بابرکت مہینہ ہے یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے خدا کا قرب تلاش کرے۔ وہ اس طرح ہوگا۔ جس طرح کہ رمضان کے سوا فرض ادا کیا۔ اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے۔ وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس طرح کسی اور مہینہ میں ستر فرض ادا کئے۔ اور وہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب بہشت ہے۔ اور یہ غمخواری کا مہینہ ہے۔ اور یہ ایک ایسا مہینہ ہے۔ جس میں مومن کا رزق زیادہ کر دیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا سبب ہوتا ہے۔ اور اس کی گردن کے دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اسکو ثواب ملتا ہے۔ اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ۔ ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے۔ کہ اس سے ہم روزہ دار کا روزہ افطار کرائیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ثواب اللہ اس کو بھی دیگا جو لسّی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، اس کو اللہ میرے حوض سے پلائیگا ایسا پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنّت میں داخل ہو۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کی ابتدا میں رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات ہے اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام (روزہ دار سے) کم کام لیا۔ اللہ اسے بخشش دیتا ہے۔ اور اسے دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

حاصل

مذکور الصدر حدیث شریف میں رمضان مبارک کی جو برکتیں ذکر کی گئی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ یہ عظمت والا مہینہ ہے۔ برکت والا مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس کے روزے فرض ہیں۔ رات کی عبادت نفل ہے۔ اس میں ایک نیکی کا ثواب دوسرے مہینہ میں فرض ادا کرنے کے برابر ملتا ہے۔ اور اس میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے مہینوں میں ستّر فرض ادا کرنے کے برابر ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے (یعنی اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کھانا پینا اور خواہشات نفسانی سے اپنے آپ کو بند رکھا جاتا ہے) اور صبر کا ثواب بہشت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے (یعنی اس میں صاحب استطاعت مسلمان دوسرے محتاج بھائیوں کی ہمدردی کرتے ہیں) اور اس مہینہ میں مومن کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔ اس مہینہ میں روزہ دار کا روزہ افطار کرانے سے گناہوں کی بخشش حاصل ہوتی ہے۔ اور افطار کرانے والے کی گردن دوزخ سے آزاد ہو جاتی ہے اور روزہ افطار کرانے والے کو روزہ رکھنے والے جتنا ثواب ملتا ہے۔ روزہ دار کو لسّی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ افطار کرانے سے بھی مذکور الصدر ثواب مل جاتا ہے۔ روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے والے کو حوض کوثر سے پانی پلایا جائے گا۔ اس مہینہ کی ابتدا رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت ہے۔ آخر میں دوزخ سے آزادی ہے۔ اس مہینہ میں جس شخص نے اپنے غلام سے کام میں تخفیف کر دی۔ اللہ اسے بخش دیگا۔ (اللہ اسے) دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ والحمد للہ رب العالمین

دُعا

اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل اور کرم سے ہر مسلمان کو رمضان مبارک کی ان برکتوں کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

رمضان مبارک کے متعلق فرمان الٰہی

(شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج) الآیہ سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے۔ اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ماہ رمضان مبارک

ہی میں قرآن مجید کو (لوح محفوظ سے منتقل کرکے آسمانِ دنیا پر) نازل فرمایا۔ جو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہر شعبۂ حیات میں راہ نما ہے۔ اور راہ نمائی بھی ایسی۔ کہ جس کی نظیر دُنیا میں کہیں مل نہیں سکتی۔ اس دعویٰ کی شہادت قرآن مجید ہی میں موجود ہے (وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط) سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸۔

ترجمہ۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

راہ نما کے لفظ میں تین چیزیں ماننی پڑتی ہیں۔ راہ رو (مسلمان) راہ نما (قرآن) راہ رو کی منزل مقصود رضائے الٰہی حاصل کرکے اس کے مقربین میں شامل ہونا۔ روشن دلائل سے راہ نمائی کرنے والا ہے۔ جس طرح روز روشن میں ہر خیر و شر دوست دشمن میں تمیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس قرآن مجید کو غور و فکر سے پڑھنے والوں کے دل میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ بشرطیکہ ان کی فطرت سلیمہ ہو۔ اور اللہ تعالےٰ راضی ہو۔ اسی طرح قرآن مجید۔ توحید و شرک۔ ایمان و کفر غلط اور صحیح اور منجی اور مہلک راستوں میں تمیز کرا دینے والا ہے۔

رمضان مبارک کے فضائل

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو قید کردیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے رمضان کا روزہ ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رکھا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے رمضان میں قیام کیا (یعنی عبادت کی) ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کی نیّت سے اس کے بھی سب پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص لیلۃ القدر میں کھڑا ہُوا۔ (یعنی عبادت کی) ایمان کے ساتھ۔ اور ثواب حاصل کرنے کی نیّت سے اس کے بھی سب پہلے گناہ بخش دیئے جائینگے۔

حاصل

یہ نکلا کہ رمضان شریف کے تمام دن اور تمام راتیں متبرک ہیں۔ جس طرح دن کے روزے تمام گناہوں کو معاف کرا دیتے ہیں۔ اسی طرح رات کی عبادت بھی تمام گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔ اور رمضان میں ایک رات آتی ہے جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔ جس شخص نے اس رات میں اللہ تعالےٰ کی عبادت کی۔ اس کے بھی سب پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيٰطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِیْ مُنَادٍ يَا بَاغِیَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ - رواہ الترمذی و ابن ماجۃ ورواہ احمد

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان کے مہینہ کی پہلی رات ہوتی ہے شیطان اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کا کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ اور بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ کہ اے نیکی کے طالب (نیکی کی طرف) متوجہ ہو۔ اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز آ۔ اور اللہ اس مہینہ میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے (یعنی منادی کرنیوالا روزانہ رات کو یہ اعلان کرتا ہے)

روزہ اور قرآن کی شفاعت

عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم قال الصیام والقرآن یشفعان العبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام والشھوات بالنہار فشفعنی فیہ ویقول القرآن منعتہ النوم باللّیل فشفعنی فیہ فیُشَفَّعَان

رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کرینگے روزہ کہے گا۔ اے میرے رب مَیں نے اسے کھانے اور خواہشات نفسانی سے دن کو روکا تھا۔ لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا۔ مَیں نے اسے رات کو سونے سے روکا تھا۔ لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پھر دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔

دونوں کا وجود

اس حدیث شریف سے ثابت ہُوا۔ کہ قیامت کے دن روزہ اور قرآن مجید کا بھی ایک وجود ہوگا۔ اور اس وجود میں بات چیت کرنے کی بھی صلاحیت ہوگی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے اپنی فلسفۂ شریعت کی بہترین اور جامع کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ثابت کیا ہے۔ کہ جن چیزوں کا اس جہان میں وجود نہیں ہے۔ عالم ملکوت میں ان کا بھی وجود ہے

روزہ کی قبولیت کی شرائط

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ رواہ البخاری

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹ بولنا نہیں چھوڑا۔ اور جھوٹ پر عمل کرنا نہیں چھوڑا۔ تو اس کے کھانے اور پینے کے چھوڑنے کی اللہ کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ یعنی ایسے شخص روزہ رکھنے کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔

مسائل متعلقہ روزہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّسِیَ وَھُوَ صَائِمٌ فَاَکَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص روزہ* پورا کر دینا چاہیئے۔ سوائے اس کے نہیں کہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے+ یعنی روزہ یاد نہ ہونے کی حالت میں کھا پی لے تو اس پر کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔ اور روزہ بھی نہیں ٹوٹتا۔

* روزہ کی حالت میں بھول کر کھا لیا۔ یا پی لیا۔ تو پورا کرے روزہ

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لَا اُحْصِیْ یَتَسَوَّکُ وَھُوَ صَائِمٌ رواہ الترمذی وابوداؤد

ترجمہ۔ عامر رضؓ بن ربیعہ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے اتنی بار دیکھا ہے۔ کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الظَّمَاُ وَکَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّھَرُ رواہ الدارمی۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کئی روزہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ اسے روزہ رکھنے میں سوائے پیاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور کئی رات کو اُٹھنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ اسے رات کے قیام میں سوائے جاگنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

یعنی روزہ یا رات کے قیام کے شرائط پوری نہ ہونے کے باعث انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ اِنَّ حَمْزَۃَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِیَّ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصُوْمُ فِی السَّفَرِ وَکَانَ کَثِیْرَ الصِّیَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ متفق علیہ

ترجمہ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ بیشک حمزہ رضؓ بن عمرو الاسلمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ اور وہ بہت روزہ رکھنے والا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے۔ اور اگر تو چاہے تو افطار کر لے۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی

کا اس حدیث پر ان کی شرح مشکوۃ مسمیٰ لمعات میں یہ مضمون ہے۔

اَلْاَحَادِیْثُ الْوَارِدَۃُ فِیْ صَوْمِ الْمُسَافِرِ وَاِفْطَارِہٖ مِنْھَا مَا وَرَدَ فِیْ اِبَاحَۃِ الْاِفْطَارِ مُطْلَقًا مِنْ غَیْرِ تَعَرُّضٍ لِکَوْنِ الصِّیَامِ اَوِ الْاِفْطَارِ اَفْضَلَ وَبَعْضُھَا وَرَدَ فِی التَّخْیِیْرِ بَیْنَ الصِّیَامِ وَالْاِفْطَارِ وَبَعْضُھَا فِیْ جَوَازِ الْاِفْطَارِ وَذَمِّ الصِّیَامِ وَاتَّفَقَ جُمْھُوْرُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی اَنَّ الْاِفْطَارَ وَالصِّیَامَ کِلَیْھِمَا جَائِزٌ وَاخْتَلَفُوْا فِیْ اَفْضَلِیَّۃِ اَحَدِھِمَا اَوْ اَنَّھُمَا سَوَاءٌ فَاَبُوْحَنِیْفَۃَ وَمَالِکٌ وَالشَّافِعِیُّ عَلٰی اَنَّ الصَّوْمَ اَفْضَلُ لِمَنْ یُّطِیْقُہٗ لِتَبْرِیَۃِ الذِّمَّۃِ وَیُسْرِہٖ بِمُوَافَقَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعُسْرِ الْقَضَاءِ بَعْدَ مُضِیِّ رَمَضَانَ وَفِعْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصْلِحُ حُجَّۃً لَّھُمْ وَعِنْدَ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَالْاَوْزَاعِیِّ الْاِفْطَارُ اَفْضَلُ مُطْلَقًا۔

ترجمہ۔ جو حدیثیں مسافر کے روزے اور افطار کے متعلق آئی ہیں بعض ان میں سے ایسی ہیں۔ جن سے مطلق افطار کا مباح ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان سے یہ پتہ نہیں چلتا۔ کہ روزہ افضل ہے یا افطار۔ اور بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے یا افطار کرنے کا اختیار ہے (یعنی مسافر کو یہ اختیار دیا گیا ہے) اور بعض سے افطار کا جواز اور روزہ رکھنے کی مذمت آئی ہے۔ اور جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ افطار اور روزہ دونوں جائز ہیں۔ اور دونوں میں سے ایک کی افضلیت میں اختلاف ہے۔ یا دونوں ہی برابر ہیں۔ پھر ابوحنیفہ رحؒ اور مالک رحؒ اور شافعی رحؒ اس بات پر متفق ہیں کہ جس کو توفیق ہو اس کو روزہ رکھنا افضل ہے۔ (کیوں) اس لئے کہ رمضان ہی میں روزے کی ذمہ داری پوری ہو گئی اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رکھنے میں آسانی بھی ہو گی۔ اور رمضان کے گزرنے کے بعد قضا کرنا مشکل ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فعل ان کے لئے حجۃ ہو سکتا ہے اور احمد رحؒ اور اسحٰق رحؒ اور سعید رضؓ بن المسیب اور اوزاعی رحؒ کے ہاں افطار مطلقاً افضل ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکِ الْکَعْبِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوۃِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰی۔ رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ

ترجمہ۔ انس رضؓ بن مالک کعبی سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ نے مسافر کو آدھی نماز معاف فرما دی ہے۔ اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حمل والی کو (رمضان میں روزہ چھوڑنے اور بعد میں قضا کر دینے میں) معافی دی ہے۔

عَنْ اَبِیْ عَطِیَّۃَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰی عَائِشَۃَ فَقُلْنَا یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَدُھُمَا یُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَیُعَجِّلُ الصَّلٰوۃَ وَالْاٰخَرُ یُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَیُؤَخِّرُ الصَّلٰوۃَ قَالَتْ اَیُّھُمَا یُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَیُعَجِّلُ الصَّلٰوۃَ قُلْنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ ھٰکَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ اَبُوْ مُوْسٰی رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی عطیہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں اور مسروق رضؓ (حضرت) عائشہ رضؓ کے ہاں گئے۔ پھر ہم نے کہا۔ اے ام المومنین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک (روزہ) جلدی افطار کرتا ہے۔ اور نماز بھی جلدی پڑھتا ہے۔ اور دوسرا افطار دیر سے کرتا ہے۔ اور نماز (بھی) دیر سے پڑھتا ہے۔ فرمایا۔ ان دونوں میں سے کونسا افطار جلدی کرتا ہے اور نماز جلدی پڑھتا ہے۔ ہم نے کہا۔ عبداللہ رضؓ بن مسعود رضؓ۔ (بی بی صاحبہ رضؓ نے) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ اور دوسرا ابوموسیٰ (اشعری) تھا۔

نتیجہ

اس بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہونے کے بعد فوراً روزہ افطار فرما لیا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد اسی وقت فوراً نماز مغرب پڑھ لیا کرتے تھے۔

آج

کل بعض آدمی کافی دیر سے روزہ افطار کرتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ابھی تو آسمان کے کنارہ پر سرخی باقی ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔ جب سورج کی ٹکیہ آسمان کے کنارہ سے غروب ہو جائے۔ اس وقت روزہ افطار کر لینا چاہیئے۔ خواہ روشنی کتنی ہی تیز کیوں نہ ہو۔ وما علینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خطبہ یوم الجمعہ ۱۱۔ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ ۱۲۔ اپریل ۱۹۵۷ء

(۱) روزہ کی برکت سے پرہیزگاری کا حاصل ہونا

اور

(۲) پرہیزگاری کی برکت سے انعامات

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام۔

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان جو کام کرتا ہے۔ اس کے متعلق پہلے یہ سوچ لیتا ہے کہ اس کے کرنے سے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ اسی قاعدہ کی بنا پر روزہ دار کو یہ چیز پیش نظر رکھ کر روزہ رکھنا چاہیئے کہ روزہ رکھنے سے مجھے کس قسم کا فائدہ ہوگا۔ تاکہ روزہ میں جو برکت ہے۔ وہ حاصل ہو سکے

روزہ کی برکات میں سے ایک برکت

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

سورۃ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

دیندار ہونے کا مطلب

انسان کے دیندار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جن کاموں کے کرنے کا حکم دے وہ کرے۔ اور جن کاموں کے کرنے سے منع کرے۔ ان سے باز آئے۔ روزہ دار کو ایک ماہ کے روزے رکھنے سے یہ عادت ہو جائیگی کہ ہر اس کام سے اپنے آپ کو بچائے۔ جس کے کرنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔

تائید ۱

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا حاشیہ

"یعنی روزے سے سلیقہ آجاوے۔ جی روکنے کا تو ہر جگہ روک سکو۔"

تائید ۲

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کا حاشیہ

"یعنی روزہ سے نفس کو اسکی مرغوبات سے روکنے کی عادت پڑیگی۔ تو پھر اس کو ان مرغوبات سے جو شرعاً حرام ہیں۔ روک سکو گے۔ اور روزہ سے نفس کی قوت و شہوت میں ضعف بھی آئیگا۔ تو اب تم متقی ہو جاؤ گے۔ بڑی حکمت روزہ میں یہی ہے۔ کہ نفس سرکش کی اصلاح ہو۔ اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا کرنا سہل ہو جائے۔ اور متقی بن جاؤ۔ جاننا چاہیئے کہ یہود و نصاریٰ پر رمضان کے روزے فرض ہوئے تھے۔ مگر انھوں نے اپنی خواہشات کے موافق ان میں اپنی رائے سے تغیر و تبدل کیا۔ تو لعلکم تتقون میں ان پر تعریض ہے۔ معنی یہ ہونگے۔ کہ اے مسلمانو تم نافرمانی سے بچو۔ یعنی مثل یہود و نصاریٰ کے اس حکم میں خلل نہ ڈالو۔" انتہیٰ

تقوی کی تعمیم

اگر مسلمان کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے تقوےٰ کی نعمت نصیب ہو جائے۔ تو انسان ہر ایسی چیز سے پرہیز کریگا۔ جس کے کرنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ مثلاً (۱) زبان سے ایسی بات نہیں کہیگا۔ مثلاً گالی۔ چغلی۔ غیبت۔ جھوٹ۔ (۲) آنکھ سے ایسی جگہ نہیں دیکھے گا جہاں دیکھنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ (۳) ہاتھ سے کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ (۴) پاؤں سے کسی ایسی جگہ چل کر نہیں جائے گا۔ جہاں جانے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ (۵) کسی ایسی مجلس میں نہیں بیٹھے گا۔ جہاں بیٹھنے میں اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ مثلاً سنیما (۶) کسی ایسے شخص سے دوستی نہیں رکھے گا۔ جس سے دوستی رکھنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ مثلاً مشرک۔ کافر۔ اور منافق سے۔ (۷) ایسی چیز نہیں کھائیگا جس کے کھانے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ مثلاً چوری کا مال یا رشوت سے حاصل کی ہوئی چیز (۸) کوئی ایسا کپڑا نہیں پہنے گا۔ جس کے پہننے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ مثلاً ریشم (۹) کپڑا پہننے میں ایسی وضع نہیں اختیار کریگا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو (۱۰) ماں باپ سے ایسا برتاؤ نہیں کریگا جس سے ان کا دل دُکھے اور اس سبب سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو (۱۱) بیوی بچوں سے ایسا سلوک نہیں کریگا جس سے انکی دل آزاری ہو۔ اور اس سبب سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو (۱۲) بھائی بہنوں سے ایسا سلوک نہیں کرے گا جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ اور اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ (۱۳) رشتہ داروں سے ایسا سلوک نہیں کریگا۔ جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ اور اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ (ہاں اگر ان کا کوئی مطالبہ خلاف شرع ہو۔ وہ پورا نہ کرے۔ اور رشتہ دار ناراض ہوں۔ اس مخالفت میں کوئی حرج نہیں ہے) (۱۴) ان کے علاوہ دوسرے مسلمانوں سے بھی ایسا سلوک نہ کرے۔ جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ اور اللہ تعالےٰ ناراض ہو (۱۵) انسان تو بجائے خود رہے۔ حیوانات سے بھی ایسا سلوک نہ کرے جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ اور اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ مثلاً ایک بیل دس من بوجھ کھینچ سکتا ہے۔ اور گاڑیبان نے پندرہ من بوجھ گاڑی میں ڈال دیا۔ اب بچارا بیل گاڑی کھینچ نہیں سکتا۔ مگر قدم قدم پر بیل کی پیٹھ پر ڈنڈے مار مار کر اسے ہانک رہا ہے۔ یہ سراسر ظلم ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اسی ظلم کے باعث اللہ تعالےٰ ناراض ہو کر گاڑیبان کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دے۔ یا مثلاً ٹانگے میں جتنے والا گھوڑا زیادہ سے زیادہ پانچ آدمی لے جا سکتا ہے۔ ایک کوچوان اور چار سواریاں اگر اس ٹانگے پر پانچ کی بجائے کوچوان آٹھ آدمی بٹھا دے۔ ایک کوچوان اور سات اور سواریاں۔ گھوڑا بچارا مار کھا کھا کر دل سے کوچوان کو بددعا دیتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسی ظلم کے باعث ممکن ہے کہ کوچوان کو کسی مصیبت میں

مبتلا کر دے۔ لہٰذا حیوانات پر ظلم کرنے سے بچنا یہ بھی تقویٰ ہے۔ غرضیکہ ہر اس کام سے بچنا جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کے تعلق میں خلل پیدا ہو۔ یہ تقویٰ یعنی پرہیزگاری ہے۔ اللّٰہم اجعلنا من اہل التقویٰ آمین یا الٰہ العالمین۔

پرہیزگاری کی برکت سے انعامات

برادران اسلام۔ اگر انسان رمضان مبارک کے روزوں کی برکت سے بارگاہِ الٰہی میں تقویٰ کے مختلف شعبوں کے امتحان میں کامیاب ہوگیا۔ اور دربار الٰہی میں اسے متقی تسلیم کر لیا گیا۔ تو اسے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے مندرجۂ ذیل انعامات سے سرفراز فرمائے گا۔

فہرست انعامات

۱ سے ۷ تک

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۙ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۙ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۙ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۙ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۚ

سورہ النباء رکوع ۲ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ بیشک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی[1] ہے۔ باغ[2] اور انگور[3] اور نوجوان ہم عمر[4] عورتیں اور پیالے[5] چھلکتے ہوئے۔ نہ وہاں بیہودہ[6] باتیں سُنیں گے۔ اور نہ جھوٹ۔

۸ سے ۱۰ تک

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۭ سورہ یونس رکوع ۷ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ خبردار بیشک جو اللہ کے دوست[8] ہیں۔ نہ ان پر ڈر[9] ہے اور نہ وہ غمگین[10] ہونگے جو لوگ ایمان لائے۔ اور ڈرتے رہے۔

۱۱

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ سورہ الانعام رکوع ۴ پارہ ۷

ترجمہ۔ البتہ آخرت کا گھر اُن لوگوں کے لئے بہتر[11] ہے۔ جو پرہیزگار ہوئے۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔

۱۲

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۝ الآیۃ

سورہ الاعراف رکوع ۱۲ پارہ ۹

ترجمہ۔ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے[12] کھول دیتے + اس اعلان

شاہنشاہی سے ثابت ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو عملی جامہ پہنانے والوں کے لئے دُنیا ہی میں رحمتِ الٰہی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

تائید

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝

سورہ المائدہ رکوع ۹ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم رکھتے۔ اور اس کو جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہُوا ہے۔ تو اپنے اُوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔ کچھ لوگ ان میں سیدھی راہ پر ہیں۔ اور اکثر ان میں سے بُرے کام کر رہے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اہل کتاب توراۃ اور انجیل کے بعد قرآن مجید پر بھی عمل کرتے۔ تو دُنیا میں بھی آسودہ حال ہوتے۔

متقیوں کا راہ نما

قرآن مجید کی شروع آیت ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

سورہ البقرہ رکوع ۱ پارہ ۱

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جس میں کوئی بھی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت (یعنی راہ نما) ہے۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رح کا حاشیہ

"یعنی جو بندے اپنے خدا سے ڈرتے ہیں اُن کو یہ کتاب راستہ بتلاتی ہے۔ کیونکہ جو اپنے خدا سے خائف ہوگا۔ اُس کو امورِ مرضیہ اور غیر مرضیہ یعنی طاعت و معصیت کی ضرور تلاش ہوگی۔ اور جس نافرمان کے دل میں خوف ہی نہیں۔ اس کو طاعت کی کیا فکر اور معصیت سے کیا اندیشہ"

خدا پرستوں کا فوراً ایمان لانا

جن انسانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوتا ہے۔ وہ تو ہادی کی آواز پر پس و پیش کئے بغیر فوراً لبیک کہہ دیتے ہیں۔ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے وعدہ کیا۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ان کی دُعاؤں کا جواب

مذکور الصدر خدا پرستوں کی دُعا کا اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا ہے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ الآیۃ سورۃ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ پھر ان کے رب نے ان کی دُعا قبول کی۔ کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو۔

دُنیا اور آخرت کے سنورنے کا اعلان

جن خدا پرستوں کے حالات کی تفصیل آپ سُن چکے ہیں۔ ان کی دُنیا اور آخرت کی زندگی کے سنورنے کا شاہنشاہی اعلان مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت۔ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے۔ تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائینگے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دینگے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا حاشیہ

"اُوپر کی آیت میں صابرین اور ایفائے عہد کرنے والوں کے اجر کا ذکر تھا۔ یہاں تمام اعمالِ صالحہ کے متعلق عام ضابطہ بیان فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے۔ بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں بلکہ حقیقۃً نیک ہوں۔ یعنی ایمان اور معرفتِ صحیحہ کی

روح اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو ہم اس کو ضرور پاک ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دُنیا میں حلال روزی۔ قناعت اور غنائے قلبی، سکونِ طمانیت ذکر اللہ کی لذّت، حُبّ الٰہی کا مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصوّر، تعلق مع اللہ کی حلاوت جس کا ذائقہ چکھ کر ایک عارف نے کہا تھا۔ ؎

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

سچ ہے۔ اَھْلُ اللَّیْلِ فِیْ لَیْلِھِمْ اَلَذُّ مِنْ اَھْلِ اللَّھْوِ فِیْ لَھْوِھِمْ۔ اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا۔ کہ اگر سلاطین کو خبر ہو جائے۔ کہ شب بیداروں کو رات کے اٹھنے میں کیا لذّت و دولت حاصل ہوتی ہے۔ تو اس کے چھیننے کے لئے اسی طرح لشکر کشی کریں۔ جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں۔ بہرحال مومن قانت کی پاک اور مزہ دار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے۔ قبر میں پہنچ کر اس کا رنگ اور نکھر جاتا ہے۔ آخر انتہا اس حیات طیبہ پر ہوتی ہے۔ جس کے متعلق کہا ہے۔ حَیَاۃٌ بِلَا مَوْتٍ وَغِنًی بِلَا فَقْرٍ وَصِحَّۃٌ بِلَا سُقْمٍ وَمُلْکٌ بِلَا ھُلْکٍ وَسَعَادَۃٌ بِلَا شَقَاوَۃٍ (ترجمہ۔ وہ زندگی جس میں موت نہیں ہے۔ وہ آسودہ حالی جس میں تنگدستی نہیں ہے۔ وہ تندرستی جس میں بیماری نہیں ہے۔ وہ بادشاہی جو ضائع ہونے والی نہیں ہے۔ وہ نیک بختی جس میں بدبختی نہیں ہے) رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِفَضْلِہٖ وَمَنِّہٖ اِیَّاھَا (ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے فضل اور اپنے احسان سے یہ نعمتیں نصیب فرمائے) اس آیت نے بتلا دیا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے۔ یعنی عورت اور مرد بلا امتیاز اپنے اپنے حسب حال نیکی کرکے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔"

تصویر کا دُوسرا رُخ
فُسّاق کی زندگی

متقی تو وہ تھا۔ جو زندگی کا ہر عمل اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق کرتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں وہ شخص جو اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کرتا ہے اسے عربی میں فاسق کہا جاتا ہے۔ فاسق کا لفظ مفرد ہے۔ اور اس کی جمع فُسّاق ہے۔ متقی کا راہ نما تو قرآن مجید تھا۔ اور فاسق قرآن مجید کو اپنا راہ نما بناتا۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فیصلہ ملاحظہ ہو ۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ۝ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَھَا وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ۝ سورۃ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیریگا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی۔ اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ کہے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حواشی میں تحریر فرماتے ہیں۔ "جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دُنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے۔ اس کی گزران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامانِ عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بناء پر ہر وقت دُنیا کی مزید حرص، ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا۔ موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہانِ روح رہتے ہیں، یورپ کے اکثر متنعمین کو دیکھ لیجئے۔ کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہو گا۔ بڑے بڑے کروڑپتی دُنیا کے غصوں سے تنگ آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں۔ کہ اس دُنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدون یادِ الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ لیکن "ذوق این بادہ ندانی بخدا تا نچشی" بعض مفسرین نے "معیشۃ ضنک" کے معنی لئے ہیں۔ وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے۔ گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہو گئی۔ ظاہر ہے۔ کہ ایک کافر جو دُنیا کے نشہ میں بدمست ہے۔ اس کا سارا مال و دولت اور سامانِ عیش و تنعم آخر کار اس کے حق میں وبال بننے والا ہے۔ جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو، اسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے بعض مفسرین نے "معیشۃ ضنکا" سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا۔ جبکہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ "معیشہ ضنک" کی تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہ نے کی ہے۔ بلکہ بزار باسناد جید ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بہرحال "معیشہ ضنکا" کے تحت میں یہ سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں واللہ اعلم"
اللّٰھم اجعلنا من زمرۃ المتقین آمین یا الٰہ العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم جمعۃ الوداع ۲۵- رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ ۲۶- اپریل ۱۹۵۷ء

آج کے اِجتماعِ عظیم کی یقینی برکت

(ازجناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین- رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کا آج آخری جمعہ ہے- جتنا اجتماع کہ آج ہم بھائی بہنوں کا اس مبارک جمعہ کے دن میں یہاں موجود ہے- اس قسم کا اجتماع اگر اللہ تعالےٰ نے زندہ رکھا- تو اسی مبارک مہینے کے مبارک جمعوں میں ہو سکے گا- یہ واقعہ ہے کہ اس قسم کے اجتماعات میں یقیناً اللہ تعالےٰ کے بعض ایسے مقبول بندے ہوتے ہیں جن کی بارگاہِ الٰہی میں ایسی مقبولیت ہوتی ہے- کہ جب وہ بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں اور اُن کی معیت میں دوسرے مسلمان بھائی جو ہاتھ اُٹھاتے ہیں- اُن اللہ کے مقبول بندوں کی برکت سے دوسرے ہاتھ اُٹھانے والوں کی بھی دُعا قبول ہو جاتی ہے-

ایک عجیب واقعہ

ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ایک اللہ کے مقبول بندے کے جنازے پر ایک کفن چور بھی حاضر تھا- اُس نے بھی دوسرے مسلمانوں کی معیت میں نماز جنازہ ادا کی تھی- دفن کرنے کے بعد وہ کفن چور رات کو قبرستان میں آیا- اُس میت کی قبر کھود دی- کفن میں ہاتھ ڈالا- تو ہاتف نے آواز دی- کہ کفن چُرانے والا اور جس کا کفن چُرایا جا رہا ہے- دونوں ہی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بخشش حاصل کر چکے ہیں- اُس نے ہاتف سے پوچھا- کہ کفن چور کی بخشش کیسے ہو گئی- جواب ملا- اس اللہ کے مقبول بندے کا جنازہ جن لوگوں نے بھی پڑھا ہے اللہ تعالےٰ نے اُن سب لوگوں کو بخش دیا ہے- چونکہ تم بھی اس کا جنازہ پڑھنے والوں میں سے تھے- اس لئے اللہ تعالےٰ نے تمہیں بھی بخش دیا- اس اطلاع پر وہ شخص پشیمان ہوا- اور اس گناہ سے توبہ کی- اسی بناء پر میں نے عرض کیا- کہ انشاء اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے اتنے بڑے اجتماع میں اور وہ اجتماع بھی جمعہ کا ہے- جس کی خاصیتوں میں سے ایک خاصیت یہ ہے- کہ وہ اپنی ہر آمد پر جمعہ پڑھنے والوں کے دس دن کے گناہ معاف کرا دیتا ہے- اس لحاظ سے اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی برکت سے آج کا یہ اجتماع عظیم ہمارے تمام گزشتہ گناہوں کی معافی کا موجب ہو جائے گا-

بشرطیکہ

جمعہ کی شرائط کو ملحوظ رکھ کر جمعہ ادا کیا جائے- شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ خطیب جب خطبہ پڑھے تو یوں خیال کیا جائے- کہ شہنشاہِ حقیقی کے دربار میں حاضر ہوں اور فرمانِ شہنشاہی سُنانے کے لئے اس شہنشاہِ حقیقی نے اپنے ایک بندے کو مامور فرمایا ہے- اُس کے فرمان سُننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھیں- کسی سے بات چیت نہ کریں- اور جو احکام سُنائے جائیں- انہیں لوحِ دل پر لکھتے جائیں- اور آمنّا و صدقنا دل سے کہتے جائیں- اور ساتھ ہی ساتھ اُن پر عمل کرنے کا ارادہ بھی کرتے جائیں-

۲- نماز جمعہ ادا کرتے وقت یوں خیال کیا جائے- کہ شہنشاہِ حقیقی کے حضور میں حاضر ہوں- اور اُس کے دربار میں اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور آئندہ اپنی دُنیا کی زندگی کو خوشحال بنانے کے لئے اس کی رحمت سے حصہ پانے کا متمنی ہو کر آیا ہوں- دُنیا کی حاجتوں کے علاوہ آخرت کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے بھی اُس کی بارگاہ میں التدعا لے کر آیا ہوں- حاصل یہ ہے کہ اے میرے رب میری دُنیا بھی سنوار دے- اور میری آخرت بھی سنوار دے- اس نصب العین کو رکھ کر جو شخص بھی نماز جمعہ ادا کرے مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل سے یقین ہے کہ وہ اپنے عاجز بندوں کی دُعائیں قبول فرما لے گا- میں اکثر درس قرآن مجید کے خطبوں میں عرض کیا کرتا ہوں کہ جو رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لئے دروازہ پر آئے گا- اللہ تعالےٰ اُسے خالی نہیں اور جو لینے نہیں آئیگا اللہ تعالےٰ اُسے نہیں جائے گا-

اس تمہید کا نتیجہ

یہ نکلنا چاہیئے- کہ مجھے اور آپ کو مذکورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر اس مبارک ادا کرنا چاہیئے-

انسان کے پیدا ہونے کا مقصد

برادرانِ اسلام آپ کو معلوم ہے اللہ تبارک تعالےٰ نے اس جہان میں جو بھی پیدا کی ہے- اُس کے ذمے کوئی نہ ذمہ داری تجویز فرمائی ہے- مثلاً بھیڑ بکری گائے، بھینس، گھوڑا، اونٹ گدھا وغیرہ کے متعلق آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کی کسی نہ کسی خدمت کے لئے ان کو پیدا کیا ہے- حتّٰی غور سے دیکھا جائے کہ بلّی بھی انسان ایک ایسی خدمت کرتی ہے- جو دوسرا جانور نہیں کر سکتا- چوہوں سے نجات پانے ذریعہ صرف بلّی ہی ہے- اللہ تعالےٰ اُس کی آواز میں ایسی تاثیر رکھی ہے کہ گھر میں بلّی آ جائے اور وہ فقط زور اپنی آواز نکالے- تو چوہے یا تو بلوں میں گھس جاتے ہیں- یا اپنی جان بچانے کے لئے گھر کو ہی خیرباد کہہ جاتے ہیں-

اپنے وجود کے اعضا میں غور کر کے دیکھئے

کہ انسان کے ہر عضو کی علیحدہ علیحدہ ہے- جو کام آنکھ کے ذمے ہے وہ زبان نہیں کر سکتی- اور جو زبان کے ذمے وہ کان نہیں کر سکتے اور جو کان کے ذمے ہے وہ ہاتھ نہیں کر سکتے نہیں کر سکتے- جو ہاتھ کے ذمے ہے وہ پاؤں نہیں جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اللہ تعالےٰ نے کسی چیز کو بیکار نہیں بنایا- ہر ایک کے ذمے کوئی نہ کوئی ذمہ داری

کی ہوئی ہے۔

تو انسان کو اپنی ذات کے متعلق بھی یہ ضرور ہی سوچنا چاہیئے۔ کہ اللہ تبارکؔ تعالیٰ نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے۔ اس جہان میں میری کیا ذمہ داری ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ہر مشین کے بنانے والا کاریگر ہی بتا سکتا ہے کہ میں نے یہ مشین کس کام کے لئے بنائی ہے۔

اِنسان کی مشینری کا بنانے والا

ایک اللہ جلّ شانہ، ہے۔ اُس کا اعلانؔ ہے۔ (اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ○ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ○ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○) سورۃ القیامۃ رکوع ۲ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ کیا وہ ٹپکتی منی کی ایک بوند نہ تھا۔ پھر وہ لوتھڑا بنا۔ پھر اللہ نے اسے بناکر ٹھیک کیا۔ پھر اس سے مرد و عورت کا جوڑا بنایا۔ پھر کیا وہ اللہ مردے زندہ کر دینے پر قادر نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ کے اس اعلان سے ثابت ہُوا کہ انسان کی مشینری کے بنانے والا ایک اللہ تعالےٰ ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے انسان کی مشینری کو دُنیا میں کس کام کے لئے بنایا ہے۔ اس سوال کا جواب اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں بیان فرمایا ہے۔ (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○ سورہ الذّٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا۔ اور میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

لہٰذا ثابت ہُوا کہ انسان دنیا میں فقط اللہ تعالےٰ کی یاد کے لئے پیدا ہُوا ہے۔

ہر چیز کے اچھّے یا بُرے ہونے کا معیار

قاعدہ یہ ہے۔ کہ جو چیز جس کام کے لئے بنائی جائے۔ اگر وہ کام اُس سے ہو جائے تو وہ چیز اچھی ہے۔ قابلِ قدر ہے۔ اور اگر وہ کام اُس سے نہ ہو۔ تو وہ بُری ہے۔ بیکار ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس انسان کو بھی اسی قاعدے پر قیاس کرنا چاہیئے کہ جو انسان اللہ تعالےٰ کی بندگی کا حق بجالائے۔ وہ اچھا ہے۔ قابلِ قدر ہے۔ مقبولِ بارگاہ الٰہی ہے۔ اگرچہ ظاہری صورت کے لحاظ سے خوبصورت نہ ہو۔ مالدار بھی نہ ہو۔ کسی اعلےٰ خاندان کا فرد بھی نہ ہو۔ مگر بندگی کے فرائض کو انجام دیتا ہو۔ تو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں وہ مقبول ہوگا۔ اور اس دربار میں اُسے عزّت ملے گی۔ تو اللہ تعالےٰ کے تمام بندوں کی نظر میں وہ مقبول محبوب اور واجب الاحترام ہوگا۔

مثلاً بلالؓ حبشی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ایسا مقبول اور محبوب تھا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بہشت کی سیر کرنے کے لئے وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ تو آپؐ نے دیکھا کہ بلالؓ حبشی جنّت میں پہلے ہی موجود تھا۔ وہ بارگاہِ الٰہی میں اس قدر محبوب ہے۔ کہ باوجودیکہ ابھی وہ دُنیا میں موجود ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اُس کا ایک زندہ مجسمہ پہلے ہی بہشت میں بنا کر رکھا ہُوا ہے۔ حالانکہ بلالؓ حبشی حبشہ کا باشندہ تھا۔ ایک کافر کا غلام تھا جسے وہ کافر مسلمان ہونے کے سبب سے بہت زیادہ تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اُس پر رحم کرکے اُس کے آقا سے خرید لیا۔ اور اُسے آزاد کر دیا۔ لہٰذا معلوم ہُوا۔ کہ اُس کی کوئی خاندانی پوزیشن نہیں ہے۔ علاوہ اس کے حبشی ہونے کے لحاظ سے رنگ اُس کا سیاہ بال زلفوں والے نہیں ہیں۔ دانت بڑے بڑے ہاتھ اور پاؤں بڑے بڑے یعنی وہ نازک اندام نہیں ہے۔ بایں ہمہ ہر کلمہ گو کے دل میں اُس کی عزّت ہے۔ احترام ہے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں مقبول تھا مسجد نبویؐ کا مؤذّن تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کو پیارا تھا۔ (جس کا ثبوت پہلے دیا جا چکا ہے) تو

حاصل یہ نکلا

کہ بلالؓ حبشی کی یہ عزّت اور احترام محض اس لئے مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں ہے۔ کہ وہ مقصد تخلیق انسانی یعنی اللہ تعالےٰ کی عبادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں قابلِ رشک تھا۔ اس کے بالمقابل

ابولہب کو دیکھئے

خاندانِ نبوّت کا وہ ایک فرد ہے۔ جس کے والد محترم عبدالمطلب قریش کے سردار ہیں اور عرب کے سب سے بڑے پیر ہیں۔ یہ اُس بڑے پیر صاحب کا صاحبزادہ ہے۔ اور اس کے دادا حضرت اسمٰعیلؑ ہیں اور پڑدادا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ان خوبیوں کے علاوہ سورہ لہب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوبصورت بھی ہے۔ اور مالدار بھی ہے۔ عزت اور احترام کے یہ تمام اسباب مہیّا ہونے کے باوجود وہ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسولؐ کے دربار میں مردود ہے۔ اور اُس وقت سے لے کر قیامت تک آنے والے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی نظر میں وہ ذلیل خوار اور مردود ہے۔ اور اس ذلت اور رسوائی کا سبب فقط یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے عبدیت کے تجویز کردہ نصاب تعلیم یعنی قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ نہ اللہ تعالےٰ کی توحید کا اقرار کرتا تھا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتا تھا۔ نہ عبدیت کے نظام الاوقات (پروگرام) کو مانتا تھا۔ اس لئے وہ ذلیل و خوار ہے۔ اللہ جل شانہ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی نظر میں اب بھی ...

عزّت و ذلت کا معیار

وہی ہے جو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ اگر ایک سادہ صورت انسان مفلس اور نادار جس کے کپڑے پھٹے پُرانے ہوں۔ جوتا ٹوٹا ہُوا ہو۔ رہنے کے لئے خس و خاشاک کی جھونپڑی ہو۔ چارپائی کی بجائے چٹائی ہو۔ توشک کی بجائے پھٹی ہوئی گودڑی ہو۔ لحاف کی بجائے ایک دھجیاں لگی ہوئی گودڑی ہو۔ بایں حالات اگر اس کے سینے میں نور توحید ہے۔ خدا تعالےٰ کو وحدہ لاشریک لہٗ مانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّین مانتا ہے اور قرآن مجید کے احکام کی حسب توفیق تعمیل کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے۔ کسی بندۂ خدا کی دل آزاری نہیں کرتا۔ نہ کسی کی حق تلفی کرتا ہے۔ نہ کسی کا مال کھاتا ہے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں مقبول اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی نظر میں واجب الاحترام ہے۔ اس کے بالمقابل ایک امیرزادی یا امیرزادہ ایک شہزادی اور ایک شہزادہ جو حسن و جمال

ہیں اپنی نظیر آپ ہی ہیں - قیمتی سے قیمتی لباس پہنتے ہیں - کمخواب و اطلس کے توشکوں اور لحافوں میں سوتے ہیں - لاکھوں روپے کے تعمیر کردہ مکانوں میں رہتے ہیں - اُن کے ڈرائنگ روم قیمتی سے قیمتی کرسیوں اور کاؤچوں سے بھرپور ہیں - لیکن اگر اُن کے سینے میں نور توحید نہیں ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا شوق نہیں ہے - قرآن مجید اُن کا دستور العمل نہیں ہے - تو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول بندوں کی نظر میں وہ کُتّے اور سُوٴر سے بھی بدتر ہیں - شہنشاہ حقیقی کا قرآن مجید میں یہی اعلان ہے - (لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝) سورہ التین پارہ ۳۰

ترجمہ - بیشک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے - پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے - مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے - سو اُن کے لئے تو بے انتہا بدلہ ہے -

عاقل را اشارہ کافی است

برادران اسلام اور معزز خواتین اب میں عہدیت کا ایک اجمالی اور مختصر سا خاکہ پیش کرنا چاہتا ہوں - تاکہ اس خاکے کو دیکھ کر اگر کوئی کمی ہو - تو اس کی ذہنی طور پہ ابھی اصلاح کر لی جائے - تاکہ اس میدان جمعۃ الوداع سے رخصت ہونے سے پہلے میرا اور آپ کا تعلق اللہ تعالےٰ سے درست ہو جائے - اور اپنے نیک ارادوں کی برکت سے اللہ تعالےٰ کو اس میدان سے راضی کر کے واپس جائیں اور اپنے سابقہ گناہوں کی بخشش کا تمغہ حاصل کر کے گھروں کو رخصت ہوں - وما علینا الا البلاغ

عقائد کی درستی

عقیدہ دل کے خیال کا نام ہے - اسلام میں سب سے پہلے انسان کے دل کا تعلق اپنے مولا سے درست رکھنے کو ضروری قرار دیا ہے - اُن عقائد کا اجمالی خاکہ عرض کرتا ہوں -

۱ - اللہ جلّ شانہٗ کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لا شریک لہٗ مانا جائے -

۲ - اللہ تعالےٰ ہی سارے جہان کا خالق (بنانے والا) ہے -

۳ - اللہ تعالےٰ ہی سارے جہان کا مالک ہے -

۴ - نفع اور نقصان سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کے اختیار میں نہیں ہے -

۵ - رزق کی تنگی اور کشادگی فقط اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار میں ہے -

۶ - اولاد کا دینا نہ دینا اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار میں ہے -

۷ - اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے -

۸ - علم غیب اللہ تعالےٰ ہی کا خاصہ ہے

۹ - اللہ تعالےٰ اپنے خزانہ غیب میں سے جسے چاہے اور جتنا چاہے عطا فرمائے -

۱۰ - مصیبت کے وقت سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی کام نہیں آسکتا -

۱۱ - اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی سے دُعا نہ مانگی جائے -

۱۲ - ہر چیز کی تقدیر اللہ تعالےٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقائد

۱ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں - (آپؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں پیدا ہوگا)

۲ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں -

۳ - قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کی حمد کا جھنڈا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا - اور تمام انبیاء علیہم السلام آپؐ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے -

۴ - قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار اقدس سے سب سے پہلے باہر تشریف فرما ہونگے -

۵ - قیامت کے دن تمام بنی نوع انسان کا حساب کتاب شروع ہونے کے متعلق فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی دربارِ الٰہی میں جا کر شفاعت فرمائیں گے -

۶ - قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے - جب دروازہ کھولنے کے لئے فرمائیں گے - تو بہشت کا دربان کہے گا کہ آپ کون ہیں - آپؐ فرمائیں گے کہ میں محمدؐ ہوں - بہشت کا دربان کہے گا کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہی حکم تھا - کہ آپؐ ہی تشریف لائیں تو بہشت کا دروازہ کھولا جائے

۷ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ میری اور پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے - جس طرح ایک محل ہو - جس کی تعمیر بہت اچھی طرح سے کی گئی ہو - (اس کی تعمیر میں سے فقط ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو -) اس محل کو دیکھنے والے آکر دیکھتے ہیں - اور اس کی بہترین تعمیر سے تعجب کرتے ہیں - مگر وہ ایک اینٹ کی جگہ (چھوڑی ہوئی دیکھ کر محسوس کرتے ہیں کہ یہ بھی رکھ دی جاتی تو یہ محل مکمل ہو جاتا) پس میں نے اُس اینٹ کی جگہ کو پُر کر دیا ہے - میرے سبب سے محل کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے - اور میرے ذریعہ سے انبیاء علیہم السلام کی آمد ختم کر دی گئی ہے - اور ایک روایت میں ہے - پس میں ہی وہ اینٹ ہوں - اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں -

ایمان کے معنی

برادران اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے معنی جو ارشاد فرمائے ہیں وہ یہ ہے کہ تُو [۱] اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے - اور [۲] اُس کے فرشتوں پر ایمان لائے - اور [۳] اُس کی سب کتابوں پر ایمان لائے - اور [۴] اُس کے سب پیغمبروں پر ایمان لائے - اور [۵] قیامت کے دن پر ایمان لائے - اور [۶] تقدیر پہ ایمان لائے - کہ ہر خیر و شر کا فیصلہ اللہ تعالےٰ ہی سے ہوتا ہے -

حاصل یہ نکلا کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے ان تمام مذکورۃ الصدر چیزوں کو مان لیا جائے -

اسلام کیا چیز ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تشریح یہ فرمائی ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ [۱] اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے - اور [۲] تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں - اور [۳] تو نماز ادا کرے - اور [۴] تو زکوٰۃ دے - اور [۵] تو رمضان کے روزے رکھے - بیت اللہ کا حج کرے - اگر تجھے وہاں پہنچنے کی توفیق ہو

نتیجہ

ایمان اور اسلام کی مذکورۃ الصدر بیان شدہ تفصیل سے یہ نتیجہ نکلا - کہ جو شخص دل سے ان چیزوں کو نہیں مانتا - جو ایمان کی تفصیل میں بیان کی گئی ہیں - تو وہ مومن کہلانے کا حقدار نہیں ہے اور اگر ان چھ چیزوں کو عمل میں نہیں لاتا جو اسلام کی تفصیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں - تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمان نہیں کہلا سکتا - ایسے شخص کو فاسق کہا جاتا

ہے- فاسق کے معنی بد معاش ہے -اگرچہ اُس کا نام محمد الدین - اللہ دتہ - خدا بخش ہی کیوں نہ ہو- ہماری پنجابی اصطلاح میں اگرچہ وہ مسلمان کہلاتا ہے - مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اصطلاح وہ مسلمان کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہے-

نجات کا مدار

برادرانِ اسلام - یہ یاد رہے کہ نجات کا مدار ایمان اور اسلام ہے - اگر ایک شخص کے دل میں ایمان ہے - مگر عملی طور پر وہ مسلمان نہیں ہے اُس کے متعلق شریعتِ اسلامی میں یہ فیصلہ ہے کہ وُہ اپنی بد اعمالی کے باعث اوّل دوزخ میں جائیگا۔ اُس کے بعد داخل کر دیا- اور اگر خدانخواستہ اُس کے دل میں ایمان بھی نہیں ہے- تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا - اور ابدالآباد کے لئے اُس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا- خواد اُس کا نام اللہ دتہ ، محمد الدین - خدا بخش - عبداللہ جان - عبدالقدوس خاں یا عائشہ بی بی زینب بی بی - مریم بی بی ہی کیوں نہ ہو - وما علینا الاّ البلاغ -

خلاصہ تعلیم قرآن

قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے -کہ خالق اور مخلوق دونوں سے تعلقات درست رکھے جائیں- اسی عنوان کی ترجمانی مندرجہ ذیل آیات کر رہی ہیں - (۱) وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ

سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ - اور اللہ کی بندگی کرو- اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو- اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو- اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو- بیشک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا-

۲- لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰي حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّاۗىِٕلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰھَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

سورہ البقرہ رکوع ۲۲ پارہ ۲

ترجمہ - یہی نیکی نہیں - کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو - بلکہ نیکی تو یہ ہے- جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے - اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے - اور نماز پڑھے اور زکوۃ دے - اور جو اپنے عہدوں کو پُورا کرنے والے ہیں - جب وہ عہد کرلیں - اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنیوالے ہیں - یہی سچے لوگ ہیں - اور یہی پرہیزگار ہیں -

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے پرہیزگار بندے اللہ جل شانہٗ اور اس کے بندوں کے جو حقوق اُن کے ذمے ہیں- ان کو اہتمام اور ہمت سے ادا کرتے ہیں- اللھم جعلنا منھم

روزنامہ آزاد لاہور مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۶ء

ارشاداتِ قائدِ اعظم

(از جاوید آصف

۱- قرآن مجید کی جامعیت کا اعلان

۲- اور پاکستان کے حصول کا مقصد

۳- قرآن کریم مسلمانوں کیلئے ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے

اُن لوگوں کو چھوڑ کر جو بالکل ہی ناواقف ہیں- ہر شخص جانتا ہے کہ قرآن مسلمانوں کا ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے - مذہبی - معاشرتی - دیوانی - معاشی - عدالتی - غرضیکہ ہماری مذہبی رسومات سے لے کر روزمرّہ کی زندگی کے معاملات تک رُوح کی نجات سے جسم کی صحت تک اجتماعی حقوق سے لے کر انفرادی حقوق تک اخلاقیات سے جرائم تک دُنیاوی سزاؤں سے لے کر آنے والی زندگی کی جزا و سزا تک کے تمام معاملات پر اس کی عملداری ہے - اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی ہے - کہ ہر شخص اپنے پاس قرآن رکھے - اور خود رہنمائی حاصل کرے- اس لئے اسلام صرف روحانی احکام اور تعلیمات اور مراسم تک ہی محدود نہیں ہے یہ ایک کامل ضابطہ ہے جو معاشرے کو مرتب کرتا ہے- اور اس کے ہر شعبہ زندگی کو اجتماعی اور انفرادی دونوں حیثیتیں ہیں-

(ستمبر ۱۹۵۶ء)

پاکستان کا منشا حصول استقلال و آزادی ہی نہیں - بلکہ اسلامی نظریہ حیات اور اُس کا تحفظ تھا- مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کی غایت یہ تھی - کہ وہ اپنی ثقافتی اپنی روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق حکومت کرسکیں - اور ہمارا مذہب ہماری ثقافت اور ہمارے اسلامی آئیڈیل ہی ہماری جد و جہد آزادی کے حقیقی محرک رہے ہیں -

اُن لوگوں کو چھوڑ کر جو ناواقف محض ہیں - ہر شخص جانتا ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کے لئے ہمہ گیر ضابطہ حیات کی حیثیت رکھتا ہے-

وعدہ خلافی کرنا بہت بڑا جرم ہے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلّی اللّٰہُ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقاً خالصاً ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا ائتمن خان واذا احدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر متفق علیہ -

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے- کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے- چار خصلتیں ہیں- جس میں ہوں- وہ خالص منافق ہوگا- اور جس میں ان میں سے ایک ہو- اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی - یہاں تک کہ اسے چھوڑے - جب امین بنایا جائے - تو خیانت کرے - اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے- اور جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے- اور جب لڑے تو گالیاں دے -

اس آئینے میں مُنہ دیکھئے

برادرانِ اسلام - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے آئینے میں اپنا مُنہ دیکھئے کہ اللہ تعالےٰ کے رسولؐ کے دربار میں ہمارا کیا درجہ ہے- ابھی آپ نے نہیں پڑھا؟ کہ پاکستان کے مطالبہ کے علمبردار ہمارے نمائندے مسٹر جناح مرحوم نے کیا کہا تھا- " مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کی غایت یہ تھی - کہ وہ اپنی ثقافتی اپنی روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق حکومت کرسکیں-

اور ہمارا مذہب ہماری ثقافت اور ہمارے اسلامی آئیڈیل ہی ہماری جدو جہد آزادی کے حقیقی محرک ہیں۔"

پاکستان کا برسر اقتدار طبقہ مسٹر جناح مرحوم کی تقریر کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھے

"ہمارے ملک میں پانچ لعنتیں ہیں جنہیں نہایت سختی سے کچلنے کی ضرورت ہے

از روز نامہ آزاد مورخہ ۲۵- دسمبر ۱۹۵۶ء

پاکستان قانون ساز اسمبلی میں قائداعظم محمد علی جناح کی پہلی تقریر

۱۔ ایک حکومت کا سب سے پہلا فرض یہ ہوتا ہے۔ کہ **امن و امان کو برقرار** رکھا جائے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہندوستان اس وقت جن **بدترین لعنتوں میں** گرفتار ہے۔ اُن میں رشوت ستانی اور بددیانتی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ مَیں نہیں کہتا کہ دُنیا کے دوسرے ممالک اس کا شکار نہیں ہیں۔ بلکہ میرا خیال ہے۔ کہ ہماری حالت اس معاملہ میں بدتر ہے۔ ہمیں ان بُرائیوں کو **نہایت سختی کے ساتھ کچلنے کی ضرورت ہے۔** مجھے امید ہے کہ آپ جس قدر جلد ممکن ہوگا۔ ان لعنتوں کا خاتمہ کرنے کے لئے مناسب تدابیر اختیار کریں گے۔ چور بازاری ایک دوسری لعنت ہے۔ سوسائٹی کے خلاف اس شدید جرم کا انسداد کرنا آپ کا کام ہے۔ اگر کوئی شخص چور بازاری کرتا ہے۔ تو میرے خیال میں وہ بڑے سے بڑے اور سنگین جرم سے بھی بدتر جرم کا مرتکب ہے۔ یہ چور بازاری کرنے والے ہوشیار اور عام ذمہ دار افراد معلوم ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں انہیں سخت سے سخت سزا دی جانی چاہیئے۔

دوسری بات جو میرے خیال میں آتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اچھی اور بُری دیگر چیزوں کے ساتھ خیانت منصبی اور اقربا نوازی وغیرہ کی لعنتیں بھی ہمارے حصّہ میں آئی ہیں۔ ہمیں ان برائیوں کو بے دردی سے کچل دینا چاہیئے۔ مَیں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ خیانت منصبی اقربا نوازی بالواسطہ یا بلاواسطہ مجھ پر اثر ڈلوانے کی کسی کوشش کو مَیں ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔ جہاں مجھے معلوم ہُوا کہ فلاں جگہ ایسا ہو رہا ہے۔ تو پھر کوئی خواہ کتنا ہی بڑا یا چھوٹا کیوں نہ ہو۔ اُسے ہرگز نہیں بخشوں گا۔

تقسیم کے متعلق میرے خیال میں اس مسئلہ کا اور کوئی حل نہ تھا۔ مجھے یقین ہے کہ مستقبل کی تاریخ کا فیصلہ بھی اس کے حق میں ہوگا۔ اور اس سے زیادہ یہ کہ جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا۔ عملی تجربہ سے یہ بات واضح ہوتی جائیگی کہ ہندوستان کے آئینی مسئلہ کا حل سوائے تقسیم کے اور کچھ نہ تھا۔ متحدہ ہند کا تخیل ہرگز قابل عمل نہ تھا۔

صاحبِ اقتدار طبقہ سے سوال

کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ پاکستان میں جن پانچ لعنتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے کونسی ختم ہوگئی ہے۔

اگر ہم پاکستان کی اس عظیم مملکت کو خوش حال اور مطمئِن بنانا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اپنی تمام توجہ لوگوں کی اور خصوصیت کے ساتھ غریب اور عمومی طبقہ کی بہتری پر مرکوز کرنی پڑے گی۔

آپ پاکستان کی مملکت میں بالکل آزاد ہیں۔ آپ کسی مذہب یا فرقہ کے عقیدہ سے تعلق رکھیں۔ اس سے کاروبار مملکت کو کوئی سروکار نہیں۔

باشندگانِ پاکستان کی اخلاقی پستی

پاکستان ٹائمز مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء صفحہ ۱ کالم ۲

جرائم کی روز افزوں ترقی

مغربی پاکستان میں جرائم کی تعداد جوکہ صوبائی پولیس چیف نے کل آشکارا کی ہے لوگوں میں ہیجان کا باعث ہوگی۔ یہ سمجھنا آسان ہے کہ مسٹر ایوان (صوبائی پولیس چیف) کے ارشادات مشاہدے اور وثوق سے کہے ہیں۔ کہ گزشتہ چند سالوں میں جرائم کی خوفناک ترقی ہوئی ہے۔ یہ کوئی ۱۹۵۰ء میں جرائم کی تعداد ۴۵۴۲۹ اور ۱۹۵۶ء میں ۶۹۰۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔ یعنی پچاس فیصدی کا اضافہ ہُوا ہے۔ 50% اگر زیادتی خفیف جرائم تک محدود ہوتی۔ تو زیادہ فکر کی بات نہیں۔ بدقسمتی سے یہ اضافہ خطرناک جرائم میں ہُوا ہے۔ مثال کے طور پر قتل کی تعداد ۱۹۵۰ء میں ۱۰۴۴ تھی جو ۱۹۵۶ء میں ۲۴۲۵ تک پہنچ گئی ہے۔ جو کہ ہر لحاظ سے پوری طاقت سے ہوئی ہے۔ اور ڈکیتی اس عرصہ میں ۵۸۷ سے ۸۲۱ تک پہنچ گئی ہے۔ ان تعدادوں پر اطمینان کرنا بالکل احمق پن ہے۔

جرائم کی ترقی کا اصلی سبب

یہ ہے۔ کہ مجرموں کو قابلِ عبرت سزائیں نہیں دی جاتیں۔ بلکہ یہ شکایت بہت زیادہ ہو رہی ہے کہ مجرموں کے رشتہ دار یا رشتہ داروں کے رشتہ دار جو برسر اقتدار ہوتے ہیں۔ وہ سفارش کر کے مجرموں کو چھُڑا دیتے ہیں۔ دوسرا طریقہ مجرم کے بری ہونے کا یہ بھی عام ہے۔ کہ رشوت دے کر چھوٹ جاتا ہے

اس کا علاج

وہی ہے جو مسٹر جناح مرحوم کے سابقہ بیان میں ہے۔ خیانت منصبی اور اقربا نوازی وغیرہ کی لعنتیں بھی ہمارے حصّہ میں آئی ہیں۔ ہمیں ان بُرائیوں کو بے دردی سے کچل دینا چاہیئے۔ میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ خیانت منصبی اقربا نوازی بالواسطہ یا بلاواسطہ مجھ پر اثر ڈلوانے کی کسی کوشش کو مَیں ہرگز برداشت نہیں کرونگا جہاں مجھے معلوم ہُوا۔ کہ فلاں جگہ ایسا ہو رہا ہے۔ تو پھر کوئی خواہ کتنا ہی بڑا یا چھوٹا کیوں نہ ہو۔ اسے ہرگز نہیں بخشونگا۔

پاکستان کی ایک شریف اور حساس عورت کے جذبات

آزاد مورخہ ۶- دسمبر ۱۹۵۶ء

کیا ہم عورتیں ہیں

از شمشاد کوثر

مَیں سمجھتی ہوں کہ مشرق مشرق ہے۔ اور مغرب مغرب۔ ہر جگہ اور ہر مقام کی آب و ہوا اور معاشرت جدا جدا ہوتی ہے۔ ہر قوم کے رسم و رواج جدا جدا ہوتے ہیں۔ ایک مقام کی تہذیب کو دوسرے مقام پہ ٹھونسنا فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج کی مشرقی عورت میں سے نسائیت کا لوچ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ کیونکہ مشرقی عورت کا مزاج ہی کچھ ایسا نازک ہے۔ کہ کسی دوسرے خطہ زمین کی تہذیب اس کو سازگار نہیں آسکتی۔ کیا وجہ ہے کہ

ج ہم میں عورت کی وہ خصوصیات نہیں
ہیں۔ جن سے مشرق کی عالمگیر روایات
ے جنم لیا۔" آج ہمارے بچّے ماں کی گود
ں نہیں بلکہ آیا کی بے رحم آغوش میں
ورش پا رہے ہیں۔ کھانا پکانا۔ گھر کی
ائی میں دلچسپی لینا۔ کپڑے دھونا۔ سینا
نا غرضیکہ کوئی کام بھی ایسا نہیں رہا ہے
ں میں ہم کو دلچسپی ہو۔ کس قدر شرم
بات ہے۔ کہ ہماری بہنیں مردوں سے
نے کپڑے سلواتی ہیں۔ اور دکانوں پر
د جاکر اپنے کپڑوں کا ناپ مرد درزیوں
دیتے ہوئے نہیں شرماتیں۔ یہ بے شرمی
بے غیرتی مغربی تہذیب سے ہم میں آگئی
ے۔ کاش تعلیم یافتہ بہنیں اس نازک
ئلہ کی طرف توجہ کرکے کوئی ایسا اصلاحی
م اُٹھاتیں۔ جس سے ہمارے معاشرے
ں سے مغربی تہذیب کی عریاں قدریں
راہوتیں۔ لیکن میں دیکھ رہی ہوں کہ
رید تعلیم یافتہ بہنیں نسوانی آزادی کے
م سے جو تحریکیں چلا رہی ہیں۔ اگر غور
ے ساتھ اُن تحریکوں کی چھان بین کی جائے۔
یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یہ آزادی کی
تحریکیں نہیں ہیں۔ بلکہ ترقی یافتہ آوارگی
ی تبلیغ ہے۔ یا بالفاظِ دیگر یوں سمجھ لیجئے۔
ہ آوارگی انفرادی طریقہ سے نہ ہو بلکہ منظم
طریقہ سے باجماعت ہو۔ یا قانون کے دائرہ
ں رہ کر متحدہ طور پر اخلاق تہذیب کا
نازہ نکالا جائے۔ ان مہذب اور مغربی تہذیب
ں دلدادہ بہنوں کو دعوت دیتی ہوں۔ کہ
ہدا کے لئے اس نازک دور میں مشرقی
تہذیب کو جو خصوصیت سے اسلامی رنگ
ں ہے۔ فروغ دینے کے لئے موثر جدوجہد
ریں۔ تاکہ ہم عورتیں مردوں کی صف سے
ہٹ کر اُن فرائض کو انجام دینے لگیں۔ جو
لک و قوم کے شایاں شان ہوسکیں۔

ندن کے موجودہ تمدن کی ایک جھلک

لندن سے آیا ہوا خط

نسوانی آزادی ضرورت سے زیادہ ہے۔
سوائے مزدوری اور بھاری کام کے باقی سب
کام لڑکیاں کرتی ہیں۔ دکانوں میں۔ ہوٹلوں میں
ریلوے میں۔ دفتروں میں۔ بسوں میں۔ تقریباً
ہر جگہ لڑکیاں کام کرتی ہیں۔ معیار زندگی اس قدر
بلند ہے۔ کہ جب کسی کا بیٹا یا بیٹی سترہ
یا اٹھارہ سال کے ہو جائیں۔ تو والدین اُس
کا خرچ برداشت نہیں کرسکتے۔ اس وقت
اولاد والدین سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ خود
کماتے ہیں۔ کسی اور جگہ رہتے ہیں اور جو
مرضی ہو کرتے ہیں۔ والدین کا اُن سے کوئی
تعلق نہیں رہتا۔"

تہذیبِ مغربی کے دلدادگان کے لئے عبرت

کیا مسلمانوں کو تہذیب کی اسی لائن
پر لے جانا چاہتے ہو۔ جس کے آخری نتائج
یہ ہیں۔

روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۶- اپریل ۱۹۵۷ء

تمام برائیوں کی روک تھام فقط قرآن مجید سے ہی ہوسکتی ہے۔

غیر مسلموں کی آرائے متعلقہ قرآن مجید

۱ـ جیسی عالی عبارتیں قرآن مجید میں پائی جاتی
ہیں۔ اس سے اعلےٰ دنیا میں کہیں بھی نہیں
مل سکتیں۔ (گاڈ فری ہیگن)

۲ـ قرآن کی عام فہم تعلیمات نے دنیا کی
کایا پلٹ دی۔ اور تیرہ و تار دنیا میں تہذیب و
انصاف کی روشنی پھیلائی۔ (فیروزشاہ ایم۔اے)
(مذہبی کی روشنی)

۳ـ قرآن عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے
بہترین رہبر ہے۔ اس میں تہذیب و
شائستگی ہے۔ تمدن ہے۔ معاشرت ہے۔
اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے۔
اگر صرف یہ کتاب ہی دنیا کے سامنے ہوتی
اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا۔ تو یہ عالم انسانی
کی رہنمائی کے لئے کافی تھی۔
(کاؤنٹ ٹالسٹائی دی لائٹ آف ریلیجن)

۴ـ اکثر کہا جاتا ہے۔ کہ قرآن محمد کی تصنیف
ہے۔ اور اس میں جو کچھ ہے۔ وہ سب توراتِ و
انجیل سے لیا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔
میرا ایمان ہے کہ قرآن پاک ایک الہامی کتاب ہے۔
(ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹنر ریلیجن سنٹر آف دی ورلڈ)

۵ـ قرآن مجید کی تعلیمات میں ایک حد درجہ متعصب
انسان بھی کوئی ایسا عیب نہیں بتا سکتا۔ جو
تہذیب انسانی کے معیار سے گرا ہوا ہو۔
(پنڈت شانتا رام بی۔اے۔ محمدؐ صاحب
کا جیون چرتر)

۶ـ اگر قرآن دنیا کے سامنے پیش نہ کیا جاتا
تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے۔ اور دنیا کے
باشندے برائے نام ہی انسان رہ جاتے۔
(اسٹینسل لین پول گائیڈنس آف ہولی قرآن)

۷ـ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ
قرآن کا ہر فقرہ آج تک ایسی حالت میں
ہے۔ جیسا کہ محمدؐ کے زمانہ میں تھا۔
(سر ولیم میور لائف آف محمدؐ)

۸ـ قرآن سے بہتر کوئی دستور العمل انسان
کو عملاً نیکی کی طرف راغب کرنے اور برائیوں
سے بچانے کے لئے رہنمائی نہیں کرسکتا۔
(جان ڈیوی پارٹ دی گریٹ ٹیچر)

۹ـ ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم و
سائنس کے ہم آہنگ و ہم نوا بنانے میں
آج تک جتنی کوششیں کی ہیں۔ سب کچھ
پہلے ہی سے قرآن میں موجود ہے۔
(الکس لازوان لائف آف محمد)

۱۰ـ دنیا میں قرآن کے علاوہ اور کوئی کتاب
نہیں جو بارہ سو برس سے صحیح المتن رہی ہو۔
(ولیم جیوراج)

۱۱ـ قرآن خدا کی وحدانیت پر ناقابلِ تردید
شہادت ہے (ایڈورڈ گبن تاریخ زوالِ روم)

عبرت

وہ تعلیم یافتہ نوجوان جو قرآن مجید کی
تعلیم کو ضروری نہیں سمجھتا۔ ثبوت اس کا
یہ ہے۔ کہ سب کچھ پڑھتا ہے۔ مگر قرآن مجید
نہیں پڑھتا۔ وہ غیر مسلموں کے ان بیانات
سے عبرت حاصل کرے۔ دعا کرتا ہوں۔ کہ
اللہ تعالےٰ پاکستان کے نوجوانوں کو بھی قرآن مجید
کے متعلق یہ عقیدت عطا فرمائے۔ اور اس
پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔
پاکستان ٹائمز مورخہ یکم جنوری ۱۹۵۷ء

حکومت پاکستان کی توجہ کے قابل

بیرونی تعلیمی ادارے

جو مسلمان بچوں کو اپنے مذہب سے بے اعتمادی کی ترغیب دے رہے ہیں

میں مسٹر مسعود سکرٹری وزارت تعلیم قانون اور
آبادکاری مہاجرین مغربی پاکستان کے ان خیالات
کا تہ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں۔ جو انہوں نے
کوئٹہ کے ایک اجلاس میں چند ہفتے پہلے بیان
فرمائے۔ یہ کوئی ناقابل تردید حقیقت نہیں ہے
کہ انگریزی زبان کو مسلسل بنیادی ذریعہ تعلیم
بنائے رکھنے سے ہمارے قومی وقار کو بہت حد
تک نقصان پہنچا ہے۔ اور ایک آزاد قوم کے
نظریہ کی ترقی کے لئے باعث تاخیر ہے۔ ایک
اور حقیقت جس نے کہ قوم کی اخلاقی ترقی کو روکا

(باقی صفحہ ۸ اپر)

(بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۹ سے آگے)

ہے۔ وہ ہمارے درمیان بیرونی تعلیمی اداروں اور طبی انجمنوں کا قیام ہے۔ یہ ادارے تاثیر بخش انجام دہی اور طے شدہ چالوں سے ہماری صحیح تہذیب کی بنیادوں کو ہلا رہے ہیں۔ یہ تمام کچھ ہماری اپنی غفلت اور مجرمانہ لغزش کی وجہ سے ہے۔ کہ یہ ادارے مقبول ہو رہے ہیں۔ اور بہتر تعلیم اور طبی خدمت کے نام پر وہ مسلمانوں کو اُن کے اپنے مذہب سے پھرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر ہم ان باتوں کا تنقیدی جائزہ لیں جو ہم نے ان بیرونی اداروں سے حاصل کی ہیں۔ ہم اپنی آزادی کی مکمل تباہی پائیں گے۔ تعلیم کے میدان میں ہم یہ پاتے ہیں کہ ہمارے بچے جن پر ہمارے مُلک کا انحصار ہے۔ وہ اپنی تہذیب اور اپنی روایات اور زبان سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ یہ تمام تعلیم جو ان اداروں کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ ہمارے مزاج کے خلاف ہے۔ ہم اپنے ملک میں اجنبی ہو رہے ہیں۔ ان اداروں کی پیداوار اپنا بہترین ماضی جاننے کی بجائے بیرونی تاریخ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمان بچوں کو مذہب (اسلام) پر اعتماد کھونے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ یہ خارجی طبی ادارے بھی اسی طرح بہت خطرناک ہیں۔ علاوہ اس کے کہ مسلمان بچوں کو اُن کے مذہب سے پھسلایا جائے۔ وہ اُن کے اپنے اسلامی اداروں سے بھی دل برگشتہ کر دیتے ہیں۔ یہ ہمارے ملک کے لئے حوصلہ افزا نشانات نہیں ہیں۔ بلکہ غلامی کی ایک دوسری صورت کا باعث ہیں۔ پیشتر اس کے کہ ہماری قومی سلامتی اور مذہب کو مزید نقصان پہنچے۔ ہمارے لیڈر اور حکومت اس معاملہ میں سنجیدگی سے غور کرے۔ اور ہم کو جلد ہی ان اداروں کی حوصلہ افزائی جو امداد اور مراعات کی شکل میں دی جاتی ہے۔ بند کر دینی چاہئے۔ اور جو ہمارے عوام اُن کی امداد کرتے ہیں۔ اُن کی حوصلہ افزائی

نہ کی جائے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ہم کوئی ایسا قدم اُٹھائیں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ ایسی ہی مراعات ہمارے قومی اور تعلیمی اور طبّی اداروں کو سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ میں اب مسٹر مسعود سے اپیل کرونگا کہ وہ تمام خارجی اداروں چاہے یہ تعلیمی ہوں یا طبی کے خلاف اپنی مہم جاری رکھیں قوم کی اُن کو مکمل حمایت حاصل ہو گی۔

(ڈاکٹر الٰہی علوی وکٹوریہ روڈ کراچی)

آخری دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو سچّا مسلمان بنائے۔ اور حسب وعدہ اس خطّہ کو صحیح معنی میں پاکستان بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس مملکت میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ کرام والے اسلام کو بر سر اقتدار لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارا پاکستان قیامت تک تابندہ۔ درخشندہ اور پائندہ رہے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۸-رمضان ۱۳۷۶ھ ۱۹-اپریل ۱۹۵۷ء

اللہ تعالےٰ کے دربار میں کامیاب ہونے والوں کی سات صفتیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام - ہر کلمہ گو کی یہ تمنّا ہے۔ کہ مَیں بارگاہِ الٰہی میں کامیاب ہو جاؤں- تاکہ دُنیا کی ذلت، قبر کے عذاب اور دوزخ کے عذاب سے بچ جاؤں- دوزخ کی آگ دُنیا کی آگ سے انہتر حصّے زیادہ گرم ہے- یعنی دُنیا کی آگ ایک حصّہ گرم ہے اور دوزخ کی آگ ستّر حصّہ گرم ہے- اور دوزخ کی آگ کی ایک یہ خصوصیت بھی ہے- کہ اس میں انسان کو موت نہیں آئے گی- ارشاد ہے-

(لَا یَمُوۡتُ فِیۡهَا وَلَا یَحۡیٰی ۝)

سورہ طٰہٰ رکوع ۳ پارہ ۱۶

ترجمہ- جس میں نہ مریگا اور نہ جئے گا-

ہر کام میں کامیابی کی شرائط

یہ قاعدہ کلیہ ہے- کہ ہر کام میں کامیابی کی کچھ شرطیں ہوتی ہیں - اسی قاعدے کی بنا پر دربار الٰہی میں کامیابی حاصل کرنے کی اٹھارھویں پارہ کی پہلی سورہ مومنون کے پہلے رکوع میں سات شرطیں بیان کی گئی ہیں- وہ پیش کرنا چاہتا ہوں- دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے سب کلمہ گو بھائی اور بہنوں کو ان شرطوں کو پورا کرکے دُنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے-

پہلی شرط
ایمان

(قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ) سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے- ایمان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی ہر بات دل سے مان جائے- ایسا ماننا کہ اگر ساری دُنیا کے بادشاہ اور بادشاہوں کے سب وزیر اور ساری دُنیا کے عقلمند اور ساری دُنیا کی انسانی آبادی مل کر متفقہ طور پر یہ کہے- کہ تمہارے قرآن مجید میں فقط یہ ایک چھوٹا سا فقرہ غلط ہے- تو یہ کہے- کہ تم سب جھوٹے ہو- اور میرا اللہ سچا ہے اور اس کا یہ فرمان صحیح ہے-

دوسری
نماز میں عاجزی کرنا

(اَلَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں-

"خشوع کے معنی ہیں- کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا- معلوم ہوتا ہے- کہ اصل خشوع قلب کا ہے- اور اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے- جب نماز میں قلب خاشع خائف اور ساکن و پست ہوگا- تو خیالات ادھر ادھر بھٹکتے نہیں پھرینگے- ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے- پھر خوف و ہیبت اور سکون و خضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہوں گے- مثلاً بازو اور سر جھکانا- نگاہ پست رکھنا- ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا- اِدھر اُدھر نہ تاکنا- کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا- انگلیاں نہ چٹخانا اور اسی قسم کے بہت سے افعال و احوال لوازم خشوع میں سے ہیں- احادیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے منقول ہے- کہ نماز میں ایسے ساکن ہوتے تھے- جیسے ایک بیجان لکڑی- اور کہا جاتا تھا کہ یہ نماز کا خشوع ہے- فقہا کا اس میں اختلاف ہے- کہ آیا نماز بدوں خشوع کے صحیح و مقبول ہوتی ہے یا نہیں - صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ خشوع اجزا صلوٰۃ کے لئے شرط ہے- میرے نزدیک یوں کہنا بہتر ہوگا- کہ حُسن قبول کے لئے شرط ہے- واللہ اعلم بہرحال انتہائی فلاح اور اعلیٰ کامیابی ان ہی مومنوں کو حاصل ہوگی جو خشوع و خضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرتے ہیں"- انتہیٰ ملخصاً من حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

تیسری
بیہودہ باتوں سے مُنہ موڑنے والے

(وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۝)

سورہ المؤمنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں-

یعنی فضول اور بیکار کاموں میں وقت ضائع نہیں کرتے- اور اگر کوئی دوسرا شخص بیہودہ بات کہے- تو ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں-

چوتھی
زکوٰۃ ادا کرنے والے

(وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- اور وہ جو زکوٰۃ دیتے ہیں-

یعنی وہ باقاعدہ ہمیشہ زکوٰۃ دینے والے ہیں- زکوٰۃ دینے سے انسان کا نفس بخل کی رُوحانی بیماری سے پاک ہو جاتا ہے- علاوہ اس کے مال بھی پاک ہو جاتا ہے- کیونکہ زکوٰۃ ادا کر دینے سے اللہ تعالےٰ اس کے باقیماندہ مال سے راضی ہو جاتا ہے-

پانچویں
شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے

(وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ۝) سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں- مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں-

بعض مفسرین حضرات نے حرمت متعہ پر بھی اس سے استدلال کیا ہے-

چھٹی

امانتوں اور وعدوں کا لحاظ رکھنے والے

(وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۝)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

یعنی امانت اور اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں۔ اس میں خیانت اور بدعہدی نہیں کرتے

ساتویں

نمازوں پر حفاظت کرتے ہیں

(وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ۝)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی نمازیں اپنے اوقات مقررہ پر تمام لوازمات کو ملحوظ رکھ کر ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ نماز کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔ دوبارہ پھر اُسے بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ انسانوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی نظر میں نماز کتنی اہم اور ضروری چیز ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نماز کا فائدہ

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ یَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوةَ یُرِیْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَهَافَتَ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ رواہ احمد

ترجمہ۔ ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سردی کے موسم میں نکلے۔ اور پتّے (درختوں کے) گر رہے تھے۔ پھر آپؐ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں۔ راوی نے کہا پھر وہ پتّے گرنے شروع ہو گئے۔ ابو ذر نے کہا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اے ابی ذر۔ میں نے کہا۔ لبّیک یا رسولؐ اللہ۔ آپؐ نے فرمایا تحقیق مسلمان بندہ البتہ نماز پڑھتا ہے۔ اس نماز کے ذریعہ سے اللہ کی رضا چاہتا ہے۔ بس اس سے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ جس طرح یہ پتّے اس درخت سے جھڑتے ہیں۔

نماز نہ پڑھنے کی سزا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً وَّكَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ

رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے نماز کی حفاظت کی (یعنی بالالتزام ہمیشہ پڑھی) نماز اس کے لئے نور ہوگی۔ اور اس کے حق میں دلیل ہوگی۔ (یعنی اس کے ایمان کا ثبوت ہوگا۔ ذکرہ فی المرقاۃ) اور نمازی کی نجات کا باعث ہوگی۔ اور جس شخص نے اس پر حفاظت نہ کی (مثلاً بالکل ہی نہ پڑھی۔ یا کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی) اس کے حق میں نور نہیں ہوگی۔ اور نہ اس کے حق میں دلیل ہوگی۔ اور نہ نجات ہوگی۔ اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف (یہ وہ مشرک تھا۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ہاتھ سے جنگِ احد میں قتل کیا تھا) کے ساتھ ہوگا۔

ایک نہایت ضروری سوال اور اس کا جواب

کیا مذکورۃ الصدر سات صفتوں سے متصف نہ ہونے والے انسان دربار الٰہی میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ اور عزّت پا سکتے ہیں۔ اس سوال کا جواب اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں جو فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے (اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ۝)

سورہ الجاثیہ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دینگے۔ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ بد اور نیک برابر نہیں ہو سکتے یعنی جو لوگ دُنیا کی زندگی بسر کرنے میں اللہ تعالےٰ کی رضا کے تابع نہیں ہیں۔ کھانے پینے پہننے۔ اُٹھنے بیٹھنے سونے اور جاگنے۔ کمانے اور خرچ کرنے میں فقط اپنے نفس کے تابع ہیں۔ ان کے مقابلے میں وہ لوگ ہیں جو مذکور الصدر حاجات میں اپنے نفس کی خواہش کے مطابق کوئی کام نہیں کرتے۔ ہر معاملہ میں اللہ تعالےٰ سے استصواب رائے کرنے کے بعد قدم اُٹھاتے ہیں۔ کیا یہ دونوں برابر ہونے چاہئیں۔ ہرگز نہیں

آزاد خیال

لوگوں کے لئے گزشتہ اعلانِ الٰہی میں بہت بڑی عبرت ہے۔ یہ اُن کا اختیار ہے۔ کہ دُنیا کی چند روزہ زندگی کو آزادی سے بسر کر کے آئندہ کی ابدالآباد کی زندگی قید میں بسر کرنا پسند کریں۔ اور وہ قید کی زندگی دوزخ میں بسر کرنی ہوگی۔ جس کی آگ کی گرمی دُنیا کی آگ کی گرمی سے انہتر حصّہ زیادہ ہے۔ یہاں کی آگ کی گرمی اس گرمی کے مقابلہ میں سترّواں حصّہ ہے۔ اس آگ میں ڈالے جانے سے آدمی تین چار منٹ کے اندر فنا ہو جاتا ہے۔ اس آگ میں انسان کو کبھی موت نہیں آئے گی۔

آزاد خیالوں کی اللہ تعالےٰ سے گفتگو

خدا تعالےٰ کی شریعت سے آزاد ہو کر جنہوں نے دُنیا کی زندگی بسر کی تھی۔ اللہ تعالےٰ اُن سے فرمائے گا۔

(اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ۝

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الہ العالمین

ھندوستان کے خریدار اور ایجنٹ حضرات اپنی رقوم حضرات مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور کے ہاں بھجوا کر منی آرڈر کی رسید ہمیں بھجوا دیں۔ مینجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲- شوال ۱۳۷۶ھ مطابق ۳- مئی ۱۹۵۷ء

انسانوں کی دو قسمیں اور دونوں کی زندگی کے نتائج

(۱) خدا پرست (۲) اغراض پرست

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام- اگر آپ انسانوں کے خیالات اور اعمال کو غور سے دیکھیں گے- تو آپ باآسانی اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں- ایک وہ لوگ ہیں- جن کے دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف ہے انہیں اس امر کا یقین ہے کہ اگر ہم اللہ تعالےٰ کو راضی رکھیں گے- تو وہ ہماری دُنیاوی حالت اپنے فضل سے خوشگوار بنادیگا- دنیا کی زندگی بھی اس کی رحمت سے اچھی گزر جائے گی- اور آخرت بھی سنور جائیگی- یہ لوگ کھانے میں پینے میں پہنتے ہیں- جاگتے ہیں- سوتے ہیں- کمانے میں خرچ کرتے ہیں- شادی میں غمی میں غرضیکہ زندگی کے ہر لمحہ میں اس بات کا خیال رکھتے ہیں- کہ ہمارا خدا ہم سے راضی رہے- جب ان لوگوں کی زندگی کا نصب العین رضاء الٰہی ہے تو اللہ تعالےٰ کی جو بات بھی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت انہیں معلوم ہو- اسے دل سے مانتے ہیں جس کا نام ایمان ہے- اور اپنی طاقت کے مطابق اس پر عمل بھی کرتے ہیں- جس کا نام اسلام ہے انہیں لوگوں کے حق میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے-

(اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ؕ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ؕ)

سورہ البینۃ پارہ ۳۰

ترجمہ- بیشک جو لوگ ایمان لائے- اور نیک کام کئے- یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں- ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں- ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی- وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے- اللہ ان سے راضی ہُوا- اور وہ اس سے راضی ہوئے- یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے-

حاصل

یہ نکلا کہ خدا پرستوں کو رضاءِ الٰہی کا تمغہ ملا- اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شاہنشاہی مہمان خانہ یعنی بہشت میں ان کے رہنے کا اعلان ہوگیا- واقعہ یہ ہے کہ اس کے بعد مٹی سے پیدا شدہ انسان کے لئے اور کوئی درجہ عزت اور کمال کا باقی نہیں رہتا- اللّٰھم اجعلنا منھم آمین یا الٰہ العالمین-

ان خدا پرستوں کا مسلک انبیاء علیہم السلام والا ہی ہے

ابراہیمؑ کا مسلک (طریقہ)

(اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○) سورہ البقرہ رکوع ۱۶ پارہ ۱

ترجمہ- جب اسے (ابراہیم علیہ السلام کو) اس کے رب نے کہا- کہ فرمانبردار ہو جا- تو کہا میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوں-

یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اقرار کیا کہ میں بلاکسی شرط کے رب العالمین کا فرمانبردار ہوں- الحمدللہ آج جو صحیح معنی میں خدا پرست ہیں- ان کا طریقہ بھی یہی ہے- کہ بلا شرط اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں-

حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی وصیّت

(وَوَصّٰی بِھَآ اِبْرٰھٖمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ ○

سورہ البقرہ رکوع ۱۶ پارہ ۱

ترجمہ- اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے بھی اپنے بیٹوں کو وصیّت کی- کہ اے میرے بیٹو- بیشک اللہ نے تمہارے لئے یہ دین چن لیا- سو تم ہرگز نہ مرنا- مگر در آنحالیکہ تم مسلمان ہو- (یعنی اللہ تعالےٰ کے ہر حال میں تابعدار رہو)

حضرت یعقوبؑ کے صاحبزادوں کا دین

(اَمْ کُنْتُمْ شُھَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِیْہِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ)

سورہ البقرہ رکوع ۱۶ پارہ ۱

ترجمہ- کیا تم حاضر تھے- جب یعقوبؑ کو موت آئی- تب اس نے بیٹوں سے کہا- تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے- انہوں نے کہا ہم آپ کے اور آپ کے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے معبود کی عبادت کریں گے- جو ایک معبود ہے- اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں-

حاصل

یہ نکلا- کہ ہم ہر حالت اور ہر عمل حیات میں فقط ایک اللہ تعالےٰ کے تابعدار رہیں گے- جس کے سب انبیاء علیہم السلام تابع رہے ہیں- الحمدللہ آج کل کے سچے خدا پرستوں کا بھی یہی طریقہ ہے

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مسلک

(قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ ○

سورہ الزمر رکوع ۲ پارہ ۲۳

ترجمہ- کہدو- میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتا ہوں-

یعنی

اطاعت (فرمانبرداری) فقط اللہ تعالےٰ ہی کی کرتا ہوں- اور عبادت بھی اسی کی کرتا ہوں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

آج بھی خدا پرستوں کا وہی مسلک ہے جو

انبیاء علیہم السلام کا متفقہ مسلک تھا۔ کہ ہر حال اور ہر کام میں فقط رضاء الٰہی کو پیش نظر رکھنا تاکہ اللہ تعالےٰ راضی رہے۔ اور اس کی رضا کے مقابلہ میں کسی مخالف کی پرواہ نہ کرنا۔ خواہ ساری قوم کیوں نہ ہو۔ اور خواہ اس قوم کا تاجدار ہی کیوں نہ ہو۔ اللھم اجعلنا من اتباعھم

اغراض پرستوں میں انتشار

برادرانِ اسلام۔ آپ نے دیکھ لیا۔ کہ سب خدا پرست ایک اللہ تعالےٰ کی رضا اور اسی کی رضا میں اپنے آپ کو فنا کرتے ہیں۔ چونکہ قبلہ مقصود ایک تھا اس لئے سب متحد تھے۔ اب اغراض پرستو کی حالت پر غور کیجئے۔ ان میں کبھی اتحاد پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

مشتے نمونہ از خروار

اغراض پرستوں کی نیتوں میں انتشار ملاحظہ ہو کسی کی خواہش ہے کہ مَیں بادشاہ بن جاؤں۔ کسی کی یہ کہ مَیں بڑا زمیندار بن جاؤں۔ کسی کی یہ کہ مَیں تجارت کرتے کرتے بڑا سیٹھ بن جاؤں۔ کسی کی یہ کہ مَیں بہت بڑی جائداد کا مالک بن جاؤں۔ اس انتشار خیالی کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہر ایک کی جد و جہد کا رُخ علیحدہ علیحدہ ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ کہ مذکورۃ الصدر مقاصد سب فطرت انسانی کے خلاف ہیں۔ اس لئے ان انسانوں کو کبھی چین نصیب نہیں ہوگا۔ بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی والا منظر ہوگا۔ کہ ہر ایک کی اپنی اپنی لائن میں جس قدر وسعت ہوتی جائے گی۔ اسی قدر پریشانی بڑھتی جائے گی۔

مثلاً

ایک پنواڑی کو دیکھئے پہلے غریب تھا۔ فقط منڈی سے پان کی ایک ٹوکری تین روپے کی لاتا تھا۔ شام کو تین کی بجاء ساڑھے چار روپے کما کر ٹوکری خالی کر کے گھر لے جاتا تھا۔ ڈیڑھ روپیہ جو نفع حاصل ہوا تھا۔ اس میں بیوی بچّوں کا کھانا میسّر آجاتا تھا۔ رات کو بے فکر سوتا تھا۔ اب اسے اللہ تعالےٰ نے آسودہ حال بنا دیا۔ اور چار پانچ سو روپے کے مال سے ایک متوسط درجہ کی دُکان نکالی۔ نفع تو بیشک اسے پہلے سے زیادہ آتا ہے۔ مگر دُکان کو گھر نہیں لے جاسکتا۔ اس لئے رات کو مقفل کر کے چلا جاتا ہے ساری رات یہ فکر دامنگیر رہیگا کہ کہیں دُکان کا تالا توڑ کر چور سارا مال ہی نکالکر نہ لے جائیں۔ گویا کہ دُکان کے خیال سے ساری رات بے چین رہا۔

آگے چلئے

اسی پنواڑی کو اللہ تعالےٰ نے اور زیادہ مال دیا۔ حرص کی بناء پر اس نے دوسرے بازار میں ایک اور دکان نکال لی اور اس دُکان پر اپنے سالے کو بٹھا دیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اب دو دکانوں سے آمدنی تو کافی بڑھ گئی۔ مگر جب پان بیچتا تھا تو رات کو کوئی فکر نہ تھی۔ اب دو دُکانوں سے چوری ہو جانے کا فکر دامنگیر رہتا ہے۔ اسی پر اور حریصوں کی زندگی کو قیاس کر لیجئے۔ بقول شخصے

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ان اغراض پرست حریصوں کو دُنیا میں کبھی چین نصیب نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ ان دنیاداری کے دھندوں میں غرق رہنے کے باعث اللہ تعالےٰ ناراض ہو جائیگا۔

اغراض پرستوں کا معبود اپنی غرضیں ہی ہیں

ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو

(اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰىہُ ط اَفَاَنْتَ تَکُوْنُ عَلَیْہِ وَکِیْلًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۴ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنا خُدا اپنی خواہش کو بنا رکھا ہے۔ پھر کیا تو اس کا ذمہ دار ہوسکتا ہے۔

خُدا وہ ہے

جس کی رضا حاصل کرنے کے لئے انسان سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جس طرح خدا پرست خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے جان۔ مال۔ عزّت قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح غرض پرست، انسان دین۔ ایمان۔ عزّت سب کچھ خرچ کر کے بھی اپنا مطلب پُورا کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ

انگریز کی حکومت کے دور میں

سی۔ آئی۔ ڈی (خفیہ پولیس) کے آدمی اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کے خلاف محض اس لئے ڈائریاں دیتے تھے کہ وہ انگریز کی نظر میں زیادہ مقبول ہو جائیں۔ ان کے عہدے کا گریڈ بڑھ جائے۔ اور تنخواہ میں ترقی ہو جائے۔ خواہ وہ اللہ تعالےٰ کا نیک بندہ عالمِ دین یعنی نائبِ رسولؐ ہی کیوں نہ ہو۔ جو محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدا کے بندوں کو کتاب و سُنت کی تعلیم دے رہا ہو۔ مخلوق خُدا کو ہدایت ہو رہی ہو۔ ان اغراض کے بندوں کا گریڈ بڑھ جائے۔ خواہ دین کا دروازہ بند ہو جائے۔ قرآن مجید اور سُنّتِ رسول کی اشاعت کرنے والے کو ہتھ کڑی لگ جائے۔ وہ جیل میں جائے اس کے بال بچے اس کی جُدائی میں آہ و زاری کرتے کرتے جان بلب ہو جائیں۔ ان سے فائدہ اُٹھانے والے انسان ان پر لعنتیں بھیجیں۔ انہیں ان چیزوں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ انگریز کے وقت میں اس قماش کے آدمی ایک دو نہیں بلکہ ہندوستان کی سرزمین پر ان کی تعداد جمع کی جاتی۔ تو ہزاروں تک پہنچ جاتی ایسے لوگوں کے حق میں کہا جاسکتا ہے کہ ان کا خدا فقط اپنی دُنیاوی اغراض تھیں۔

یہ وبا عام ہے

آج کل میرے مغربی پاکستان میں تو اغراض پرست انسانوں کی اکثریت ہے۔ جنہیں نہ اللہ تعالےٰ کا خوف۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا لحاظ۔ نہ موت کا کھٹکا۔ نہ قبر کے عذاب کا خطرہ۔ نہ میدانِ محشر میں حساب کتاب دینے پر یقین۔ نہ دوزخ سے بچنے کی کسی تدبیر کا خیال۔ دن رات محض اپنی اغراض پوری کرنے کے لئے دربدر خاک بسر رہتے ہیں۔ ایسے بدنصیبوں کے حق میں سدا

بیچین رہنے کے متعلق شاہنشاہی اعلان

(وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّ نَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ۝ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَھَا ج وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ۝) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اُٹھائینگے۔ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا۔ حالانکہ مَیں بینا تھا۔ فرمائیگا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بُھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی

صفیہ بنت شیبہ رحمۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے انصار کی عورتوں کی تعریف فرمائی اور ان کا تذکرہ اچھے الفاظ میں فرمایا اور فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور نازل فرمائی (یعنی سورۃ النور میں خواتین کو پردے کا حکم ہوا) تو انہوں نے اپنی موٹی چادروں کو پھاڑ کر ان سے دوپٹے بنا لیے۔ (سنن ابو داود:۴۱۰۰)

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مصری کپڑے آئے جن میں سے ایک مصری کپڑا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمادیا اور فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کرلو اور ان میں سے ایک ٹکڑے کو قمیص بنالو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دو وہ اس سے اپنی اوڑھنی بنالے۔ حضرت دحیہ کلبیؓ واپسی کے لیے مڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو حکم دو کہ اس کے نیچے کوئی کپڑا لگالے (بطور استر کے) جس سے اس کا بدن ظاہر نہ ہو۔ (سنن ابوداؤد:۴۱۱۶)

بھلایا گیا ہے۔

شاہنشاہی اعلان

اغراض پرست سخت گمراہ اور ظالم ہیں

(فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝) سورہ القصص رکوع ۵ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے تابع ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا۔ جو اللہ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہشوں پر چلتا ہو بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"یعنی جب یہ لوگ نہ ہدایت کو قبول کرتے ہیں۔ اور نہ اس کے مقابلہ میں کوئی چیز پیش کرسکتے ہیں۔ تو یہ ہی اس کی دلیل ہے کہ ان کو راہ ہدایت پر چلنا مقصود ہی نہیں۔ محض اپنی خواہشات کی پیروی ہے۔ جس چیز کو دل چاہا۔ مان لیا جس کو اپنی مرضی اور خواہش کے خلاف پایا رد کردیا۔ بتلایئے ایسے ہوا پرست ظالموں کو کیا ہدایت ہوسکتی ہے۔ اللہ کی عادت اُسی قوم کو ہدایت کرنے کی ہے جو ہدایت پانے کا ارادہ کرے۔ اور محض ہوا وہوس کو حق کا معیار نہ بنائے۔"

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو خدا پرست بنائے۔ اور اغراض پرستی کی مہلک بیماری سے بچائے۔ جس سے دُنیا اور آخرت دونوں جہان برباد ہوجاتے ہیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۹-شوال ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۰-مئی ۱۹۵۷ء

تحریک استخلاص وطن کی ابتدا

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد - حصول اقتدار - استحصال دولت - اقتصادی برتری کے لئے یورپین اقوام بالخصوص انگریزوں نے جو نفرت انگیز انسانیت سوز مظالم کئے اور جن کا طویل سلسلہ وحشت و بربریت کی پوری سرگرمیوں کے ساتھ برابر جاری تھا۔ انہیں سفاکانہ مظالم نے عام مسلمانوں بالخصوص علمی طبقہ میں آزادی کی عام تڑپ پیدا کی - پہلے پہلے تو یہ خیال تھا کہ بادشاہ اور صوبہ جات کے نواب و رؤسا وغیرہ اس بدیسی یورپین ظالم قوم کا قلع قمع کر دیں گے - مگر پلاسی اور پھر بکسر پھر روہیلکھنڈ و میسور - مدراس - دکن - بمبئی وغیرہ کی لڑائیوں میں ناکامیوں نے انتہائی مایوسی پیدا کر دی - اور مصائب کے روز افزوں زلزلوں نے سخت پریشان کر دیا۔ ۱۸۰۳ء میں جبکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندہ نے بادشاہ دہلی سے ملکی [illegible] کا پروانہ جابرانہ طریقہ پر لکھوا کر ملک میں اعلان کرا دیا۔ کہ "خلق خدا کی ملک بادشاہ سلامت کا حکم کمپنی بہادر" کا تو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے دار الحرب ہو جانے کا فتویٰ دیا۔ اور مسلمانوں کو آزادی ہند کے لئے آمادہ کرنا ضروری سمجھا۔

واقعات نے بتلا دیا تھا کہ ہندوستان کے موجودہ حکام و امراء میں اب کسی میں طاقت اس بدیسی غیر مسلم ظالم قوم کے مقابلہ اور دفع کرنے کی ایسی نہیں رہی۔ جس پر اطمینان کیا جائے ۔ لہٰذا مسلمانوں کو احوال پر غور کرنا اور آزادی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا از بس ضروری ہے - جو کہ ہر دار الحرب کے باشندوں پر لازم ہے۔ چنانچہ اس کے بعد سے جدو جہد شروع ہوئی۔ جو کہ سکھوں کے مقابلہ کے نام سے مشہور کی گئی (جو اس زمانہ میں مغربی پنجاب میں سکھوں کی حکومت تھی - جو کہ انگریزوں کے حلیف تھے - اور آپس میں (انگریزوں اور راجہ رنجیت سنگھ میں) زوردار معاہدے کئے ہوئے تھے۔ مگر حقیقت میں سکھوں سے لڑنے کا مقصد اصلی ان بدیشیوں (انگریز) اور ان کے معاونین سے لڑ کر ملک کو اس مصیبت سے بچانا تھا - اور رعایا پر سے ان کے وحشیانہ مظالم کو اٹھا دینا اور بس

حضرت سید احمد بریلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اس تحریک کے سردار اور بانی ہیں ان کے خط میں جو کہ وزیر گوالیار کے نام مدد طلب کرنے کے لئے دیکھا گیا تھا (جس کو ہم بجنسہٖ آگے ذکر کریں گے) صاف طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارا مقصد ہندوستان کو اس بدیشی قوم (انگریز) کے مظالم سے پاک کرنا ہے۔ اس کے بعد ہندو اور مسلمان مل کر بادشاہت کے لئے جس کو مناسب سمجھیں منتخب کریں اور یہی وجہ ہے کہ مجاہدین کی جماعت جو کہ یاغستان میں اب تک مقیم ہے - اور جس کو انگریز باغی کیمپ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں - سکھوں کی حکومت کا خاتمہ ہو جانے کے بعد بھی وہاں مقیم رہے - انگریزوں نے بہت خواہش کی کہ وہ اپنے وطنوں میں لوٹ آئیں - مگر ان کا بڑا حصہ وہیں رہکر انگریزوں سے برسر پیکار ہوتا رہا۔

حضرت سید احمد شہیدؒ اور اُن کی تحریک

حضرت شاہ ولی اللہ اور پھر شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہما نے اپنے ارشاد و ہدایت سے جس انقلابی پارٹی کی داغ بیل ڈالی تھی - آخر کار اس نے انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں سید احمد صاحب شہیدؒ اور ان کی جماعت حقہ کے روپ میں جنم لیا۔ حضرت سید صاحب اور آپ کے رفقائے کار نے اپنی نواہائے آتشیں سے تمام ملک میں آگ لگا کر ایک ایسی بڑی جمعیت پیدا کر لی - جو ملک کو ہر قسم کے شر و فساد اور ظلم و جور سے پاک و صاف کر دے اور مسلمان دوسرے ارباب مذہب کے ساتھ عزت و خودداری کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں - یہ زمانہ پنجاب میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حکومت کا تھا۔ سید صاحب کو مسلسل اطلاعات پہنچ رہی تھیں - کہ مہاراجہ کی حکومت میں مسلمانوں پر ناگفتنی مظالم ہو رہے ہیں - ان کے شعائر مذہبی کی اعلانیہ توہین ہو رہی ہے - اور عرصہ حیات ان پر تنگ کر دیا گیا ہے آپ نے اپنے خلیفہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کو ان واقعات کی تحقیق کے لئے پنجاب روانہ کیا - اور آخر جب انہوں نے چشم دید حالات دیکھنے کے بعد ان واقعات و مظالم کی تصدیق کر دی - تو آپ نے پنجاب کا رخ کر دیا -

جہاد کا مقصد

لیکن اس جہاد سے سید صاحبؒ کا مقصد ملک گیری اور کوئی دنیوی منفعت بالکل نہیں تھا - چنانچہ اپنے خطوط اور خطبات و مواعظ میں آپ بار بار اس کا تذکرہ فرماتے تھے - مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری جو حضرت سید صاحبؒ کے نہایت مستند سوانح نگار ہیں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سوال کے جواب میں سید صاحبؒ نے صاف صاف فرمایا - کہ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے - بلکہ سکھوں سے جہاد کرنے کی صرف یہی وجہ ہے - کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ مذہبی فرائض ادا کرنے میں مزاحم ہوتے ہیں - اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز آجائیں گے تو ہم کو ان سے لڑنے کی ضرورت نہ رہے گی - سید صاحبؒ کا اصل مقصد چونکہ ہندوستان سے انگریزی تسلط و اقتدار کا قلع قمع کرنا تھا - جس کے باعث ہندو اور مسلمان دونوں ہی پریشان تھے - اس بنا پر آپ نے اپنے ساتھ ہندوؤں کو بھی شرکت کی دعوت دی - اور اس میں صاف صاف بتا دیا - کہ آپ کا واحد مقصد ملک سے پردیسی لوگوں کا اقتدار ختم کر دینا ہے - اس کے بعد حکومت کس کی ہو گی - اس سے آپ کو

غرض نہیں ہے جو لوگ حکومت کے اہل ہوں گے۔ ہندو ہوں یا مسلمان یا دونوں وہ حکومت کریںگے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سرحد سے ریاست گوالیار کے مدارالمہام اور مہاراج دولت رائے سیندھیا کے وزیر و برادر نسبتی راجہ ہندوراؤ کو آپ نے جو خط تحریر فرمایا ہے۔ وہ غور سے پڑھنے کے قابل ہے۔ اس سے آپ کے اصلی عزائم اور ملکی حکومت کے متعلق آپ کے نقطہ نظر پر روشنی پڑتی ہے۔

(ا) یہ تحریک آزادئ علماء ہند کے ہاتھوں اُنیسویں صدی کے ابتدائی حصّہ سے شروع ہُوئی۔ اور اس کی سنگِ بنیاد رکھنے والے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ اور اُن کے خاندان کے لوگ اور ان کے شاگرد اور مریدین ہیں۔

(ب) اس تحریک میں فرقہ واریت اور مذہبی تنگدلی کا نام نہ تھا۔ بلکہ تمام ہندوستان اور اس کے باشندوں کو بدیشی مظالم سے جوکہ تمام ملک کو برباد کر رہے تھے۔ نجات دلانا تھا۔

(ج) اس تحریک میں غیر مسلموں کو بھی شریک کیا گیا تھا۔ اور اُن کو بلایا گیا تھا

(د) سکھوں سے جنگ فرقہ واریت کی بنا پر نہیں تھی۔ بلکہ اس بنا پر تھی۔ کہ وہ انگریزوں کے حلیف اور مددگار تھے انگریزوں نے اُن کو ہندوستان میں اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے افغانستان کے راستہ میں آہنی دیوار اور سد سکندری بنایا تھا۔ اس لئے اُن کا قلع قمع کرنا لازم تھا۔ اس کے علاوہ وہ بے پناہ مظالم بھی محرک تھے جن کا وہ انتہائی بربریت کے ساتھ ارتکاب کر رہے تھے۔

(ہ) اس تحریک کا مقصد دُنیاوی مفاد ملک گیری۔ خود غرضی عہدوں اور منصوبوں کا حاصل کرنا کسی قوم کو غلام بنانا اُن کی دولت اور ذرائع دولت کو ہتھیانا ہرگز نہ تھا بلکہ محض خدا کی ہندوستانی عام مخلوق کو یورپین سپید بھیڑیوں اور اُن کے حلفا کی لوٹ مار چیر پھاڑ تذلیل و توہین وغیرہ سے بچانا تھا۔ جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ کا عظیم ترین مقصد ہے۔ عدل و انصاف۔ امن و امان۔ انسانی ہمدردی۔ غربا پروری۔ کمزوروں کی امداد اسی مقصدِ اعلیٰ کے پھل پھول اور شاخیں ہیں۔

الحاصل دارالحرب بن جانے کے فتوی مذکورہ کے بعد اس کے فرائض کی انجام دہی میں غور و خوض شروع ہُوا۔ حضرت شاہ صاحبؒ اور اُن کے خاندانی حضرات اور تلامذہ اور مریدین یا اخلاص میں گفت و شنید بحث و تمحیص ہونی ضروری تھی۔ اس کے بعد عام مسلمانوں کو ساتھ لینے اور اس فریضہ کی انجام دہی کے عمل میں لانے کی تدبیریں سوچی گئیں۔ اور ضروری سمجھا گیا۔ کہ عام مسلمانوں کو فریضہ مذکورہ کی دعوت دی جائے مگر جب تک مدعوین کے کیرکٹر اور اخلاق و اعمال میں استقامت اور استقلال خدا ترسی اور اخلاص وغیرہ اعلیٰ ترین اخلاق پیدا نہ ہوں تو مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور اگر بغیر اُن کے اقدام کیا گیا تو بجائے نفع کے ضرر کا سخت اندیشہ ہے۔ اس لئے ملک میں دورہ کرنا۔ ہر جگہ وعظ و نصیحت اور تبلیغ تفہیم سے لوگوں کے عقائد و اخلاق و اعمال کو درست کرنا اور ان سے عہد و میثاق لینا کہ وہ اللہ تعالےٰ اور رسول علیہ السلام کی سچی اور پکّی تابعداری کریں گے۔ چوری زنا۔ ناحق قتل کرنا۔ لوگوں پر بہتان باندھنا وغیرہ تمام بڑے بڑے گناہوں سے دُور رہیں گے۔ ضروری سمجھا گیا۔ اور اس کام کے لیے حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ مرید و خلیفہ خاص حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور اُن کے بھتیجے محمد اسمٰعیل صاحبؒ اور داماد و بھتیجے مولانا عبدالحی صاحبؒ مرحومین کو منتخب کیا گیا۔ اوّل الذکر کو سب کا سردار اور ہر دو بزرگوں کو جو کہ بحکم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سیّد صاحبؒ کے مرید بھی ہوگئے تھے۔ اُن کا دست و بازو بنا دیا لیا۔

سیّد صاحبؒ کے مختصر حالات

حضرت سید صاحب مرحوم ۱۷۸۶ء میں بمقام تکیہ متصل رائے بریلی (اودھ) سادات کے معزز خاندانوں میں پیدا ہوئے ہونہاری کے اعلےٰ آثار بچپن سے ہویدا تھے۔ ۱۸۰۶ء میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خدمت میں تحصیل علوم اور سلوک کی غرض سے حاضر ہوئے۔ مقصد معلوم کرنے کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ آپ کے خاندان میں تو منصب ولایت موروثی ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی اپنے آباو اجداد کی طرح منزل مقصود پر فائز ہوں گے۔

م صحبت موثرہ اور تلقینات سے مادہ وصول الی اللہ پوری طرح تیار ہوگیا تھا چند ہی روز میں شاہ عبدالعزیز صاحب کی

حضرت شاہ صاحب مرحوم نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے روحانی تعلیمات اور تلقینات کے ساتھ قرآن پاک کا ترجمہ اور حدیث وتفسیر وغیرہ پڑھائی ۱۸۰۸ء میں جبکہ آپ کی عمر ۲۲ سال کی تھی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے بیعت ہوئے۔ چونکہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی حسن توجہ اور اپنی خداداد قابلیت کی بنا پر کمال پر پہنچ گئے۔ شاہ صاحب نے خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اسی سال میں وطن مالوف واپس ہوئے۔ اور وطن میں شادی کرکے تقریباً دو برس قیام فرمایا۔ ۱۸۱۰ء میں ضروریات معاشیہ کی بنا پر نواب امیر خاں والئے ٹونک کی فوج میں ملازم ہوگئے۔ اس زمانہ میں فوجی کارناموں کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ شب بیداری کی حالت یہ تھی کہ نفلوں میں کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں ورم کر جاتے تھے۔ ۱۸۱۷ء میں جبکہ نواب امیر خاں انگریزوں سے صلح کے نامہ و پیام کرنے لگے۔ تو سید صاحب فوجی نوکری چھوڑکر پھر دہلی حضرت شاہ صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس آٹھ برس کی غیبوبت میں سید صاحب نے اس قدر روحانی ترقی کرلی تھی۔ کہ اُن کی روحانی نسبت اُن کے مرشدوں سے بھی بالاتر ہوگئی تھی۔ مولانا محمد یعقوب صاحب (برادر شاہ محمد اسحٰق صاحب نواسہ شاہ عبدالعزیز صاحب) فرمایا کرتے تھے شاہ عبدالعزیز صاحب کی توجہ کی تاثیر ہلکی بارش کی طرح ہوتی ہے۔ اور حضرت سید صاحب کی مثال لوہے کی پھونکنی سے دینی چاہئے۔ جو کہ فوارہ کی طرح قلب پر پڑتی ہے۔

اسی بنا پر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اپنے اعزاء و احباب کو اپنے بجائے سید صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحبؒ (باوجود سیّد صاحب سے تقریباً دس برس بڑے ہونے اور علوم ظاہرہ میں بہت زیادہ ماہر ہونے کے) نیز حضرت مولانا عبدالحی صاحب مولانا وجیہ الدین صاحب مولانا محمد یوسف صاحب نبیرہ شاہ اہل اللہ صاحب وغیرہ حضرت سید صاحبؒ سے بیعت ہوگئے۔

ملا یہ تحریک ہی محض آزادی وطن کے لئے علماء اور فقراء اور غربا مسلمانوں نے محض بے سروسامانی کے ساتھ شروع کی تھی۔ جس سے عام لوگوں میں اس قدر جوش اور جذبہ سرفروشی پیدا ہو گیا تھا۔ کہ باوجود ہر قسم کی مشکلات اور ناکامیوں کے آخیر زمانہ تک نہیں مٹا۔ فریضہ جہاد کی انجام دہی کا یہ جذبہ ہر چھوٹے بڑے میں پایا جاتا تھا۔ خواہ مرد ہو یا عورت اعلیٰ ہو یا ادنیٰ۔ شہری ہو یا دیہاتی۔ عوام ہو یا خواص۔ مختصر یہ کہ ہر فرد ملت اس نشہ میں سرشار تھا۔ اور اپنی اپنی بساط کے مطابق سرگرم عمل سب ایک ہی دھن میں لگے ہوئے تھے۔ اور حوادث روزگار اور انگریزی مظالم کے آہنی پنجہ سے بے پرواہ ہو کر جس راہ پر گامزن ہوئے۔ اس سے سرمو انحراف نہ کیا۔

ہمارے اکابر کا ١٨٥٧ء کی تحریک میں حصّہ لینا

ہمارے تمام اکابر (علماء دیوبند سہارنپور مظفر نگر) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور اُن کے تلامیذ کے شاگرد اور خوشہ چین رہے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ حضرت شاہ صاحبؒ اور اُن کے خاندان کے مسلک اور عکم کے خلاف چلیں۔ چنانچہ جب سیّد صاحبؒ کی تحریک جہاد شروع ہوئی تو حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب شہید ولایتیؒ (دادا پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب) حضرت شاہ نصیرالدین صاحب دھلویؒ (سابق پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ) اور بہت سے حضرات (اطراف سہارنپور مظفر نگر وغیرہ) شریک تحریک ہوئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ سرحد میں جاکر شہید ہوئے۔ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے اعلےٰ جذبات حریّت و جہاد اور اُن کی تعلیمات روحانیہ سے اُن حضرات کو انتہائی شغف اور حسن اعتقاد رہتا تھا۔ سرحد کی ناکامی اور آپس کی غدّاریوں سے ان حضرات کے قلب میں انتہائی قلق اور اضطراب اور ہمیشہ محسوس ہوتا رہتا تھا۔ جب انقلاب ۵۷ء کی تحریک اطراف و جوانب ہند خصوصاً اطراف دہلی میں چلنی شروع ہوئی۔ تو اُن حضرات کے جوش حریت میں نئی حرکت پیدا ہوئی۔ اُن بزرگوں نے محسوس کیا۔ کہ اس انقلاب میں حصّہ لینا فرض اور لازم ہے۔ انگریزوں کے افعال ماضیہ اور احوالِ حاضرہ پر بخوبی مطلع تھے۔ اس تمام جماعت میں حضرت حافظ ضامن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز زیادہ پیش پیش تھے۔ (حضرت حافظ صاحب قطب العالم میاں جی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اولین اور اعلےٰ ترین خلفاء میں سے تھے۔ نسبت روحانیہ نہایت قوی اور بے مثل پائی تھی میاں جی صاحب مرحوم کی وفات کے وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی تکمیل سلوک تصوف پوری نہیں ہوئی تھی۔ تو میاں جی صاحبؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ کو تکمیل کے لئے حافظ ضامن صاحبؒ ہی کے سپرد کیا تھا) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریک انقلاب میں حافظ صاحب کے ہم نوا تو ضرور تھے۔ مگر پیش پیش اور اس قدر زیادہ جوش میں نہ تھے۔ اسی قصبہ تھانہ بھون میں میاں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے خلیفہ مولانا شیخ محمد صاحب رہتے تھے۔ چونکہ تینوں حضرات پیر بھائی اور ایک ہی مقدس ہستی میاں جی صاحب کے دریوزہ گر تھے۔ اسی لئے آپس میں میل جول اتحاد و اتفاق بڑے پیمانہ پر رہتا تھا۔ مگر مولانا شیخ محمد صاحب علوم عربیہ کے باقاعدہ فاضل تھے۔ علماء دہلی سے تمام نصاب علم ظاہر پڑھ چکے تھے۔ بخلاف حضرت حافظ صاحب اور حاجی صاحب کے کہ دونوں حضرات نے علوم عربیہ کی تکمیل نہیں کی تھی۔ اگرچہ نسبت باطنیہ میں بدرجہا بڑھے ہوئے تھے۔ اس بنا پر مسائل شرعیہ میں ہر دو حضرات مولانا شیخ محمد صاحب ہی کا اتباع کرتے تھے۔ بدقسمتی سے مولانا کی رائے تھی کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا ہم مسلمانوں پر فرض تو درکنار موجودہ احوال میں جائز ہی نہیں۔ اس اختلاف اور فتویٰ کی بناء پر حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو اُن کے اوطان سے دونوں حضرات نے بلوایا۔ یہ دونوں حضرات اس سے بہت پہلے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی اور حضرت مولانا مملوک علی صاحب اور دیگر اساتذہ دہلی سے سند فراغ علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر چکے تھے۔ اور اپنی ذکاوت اور مہارت میں پوری شہرت حاصل کر کے سلوک و طریقت کی منازل بھی طے کر چکے تھے۔ جب ہر دو حضرات (مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہما) پہنچ گئے۔ تو ایک اجتماع میں اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ادب سے مولانا شیخ محمد صاحبؒ سے پوچھا (چونکہ وہ چچا پیر تھے اس لئے ہمیشہ اُن کا ادب کیا جاتا تھا) کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ ان دشمنان دین و وطن پر جہاد کو فرض بلکہ جائز بھی نہیں فرماتے۔ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس اسلحہ اور آلاتِ جہاد نہیں ہیں۔ ہم بالکل بے سروسامان ہیں۔ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ کہ کیا اتنا بھی سامان نہیں ہے۔ جتنا کہ غزوۂ بدر میں تھا۔ اس پر مولانا شیخ محمد صاحب مرحوم نے سکوت فرمایا۔ اس پر حافظ ضامن صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ مولانا بس سمجھ میں آگیا۔ اور پھر جہاد کی تیاری شروع ہو گئی۔ اور اعلان کر دیا گیا۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امام مقرر کیا گیا۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو سپہ سالار فوج قرار دیا گیا۔ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو قاضی بنایا گیا۔ اور مولانا محمد منیر صاحب نانوتوی اور حضرت حافظ ضامن صاحب تھانوی کو میمنہ میسرہ (دائیں اور بائیں) کا افسر قرار دیا گیا۔ چونکہ اطراف و جوانب میں مذکورہ بالا حضرات کے تقویٰ علم (تصوف اور تشرع) کا بہت زیادہ شہرہ تھا۔ ان حضرات کے اخلاص اور للّٰہیت سے لوگ بہت زیادہ متاثر تھے۔ ہمیشہ سے انکی دینداری اور خدا ترسی دیکھتے رہے تھے۔ اس لئے ان پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ علاوہ مریدین اور تلامذہ کے عام مسلمان بھی بیحد معتقد تھے۔ اس لئے بہت تھوڑی مدت میں جوق در جوق لوگوں کا اجتماع ہونے لگا۔ اس وقت تک ہتھیاروں پر پابندی نہ تھی۔ عموماً لوگوں کے پاس ہتھیار تھے۔ جس کو رکھنا اور سیکھنا مسلمان ضروری سمجھتے تھے۔ مگر یہ ہتھیار پُرانی قسم کے تھے۔ بندوقیں توڑے دار تھیں۔ کارتوسی رائفلیں نہ تھیں۔ یہ صرف انگریزی فوجوں کے پاس تھیں۔ مجاہدین ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے اور تھانہ بھون اور اطراف میں اسلامی حکومت

قائم کر لی گئی۔ اور انگریزوں کے ماتحت حکام نکال دیئے گئے۔ خبر آئی کہ توپ خانہ سہارنپور سے شاملی کو بھیجا گیا ہے۔ ایک پلٹن لا رہی ہے۔ رات کو یہاں سے گزرے گی۔ اس خبر سے لوگوں میں تشویش ہوئی۔ کیونکہ جو ہتھیار ان مجاہدین کے پاس تھے۔ وہ تلوار بندوق توڑے والی اور برچھے وغیرہ تھے۔ مگر توپ کسی کے پاس نہ تھی۔ توپ خانہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے گا۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا۔ فکر مت کرو۔ سڑک ایک باغ کے کنارے سے گزرتی تھی۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو تیس یا چالیس مجاہدین پر حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے افسر مقرر کر دیا تھا۔ آپ اپنے تمام ماتحتوں کو لے کر باغ میں چھپ گئے۔ اور سب کو حکم کیا کہ پہلے سے تیار رہو۔ جب میں حکم کروں۔ سب کے سب ایک دم فائر کرنا۔ چنانچہ جب پلٹن مع توپ خانہ باغ کے سامنے سے گزری تو سب نے یکدم فائر کیا۔ پلٹن گھبرا گئی۔ کہ خدا جانے کس قدر آدمی یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ توپ خانہ چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے توپ خانہ کھینچ کر حضرت حاجی صاحبؒ کی مسجد کے سامنے لا کر ڈال دیا۔ اس سے لوگوں میں اُن حضرات کی فراست ذکاوت قانونِ حربیہ کی مہارت معاملہ فہمی اور ہر قسم کی قابلیت کا سکہ بیٹھ گیا۔ شاملی اس زمانہ میں مرکزی مقام تھا۔ ضلع سہارنپور سے متعلق تھا۔ وہاں تحصیل بھی تھی۔ کچھ فوجی طاقت بھی وہاں رہتی تھی۔ قرار پایا۔ کہ اس پر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ چڑھائی ہوئی اور قبضہ کر لیا گیا۔ جو طاقت پولیس اور فوج کی وہاں تھی وہ مغلوب ہوگئی۔ حضرت حافظ ضامن صاحبؒ اسی ہنگامہ میں شہید ہوگئے۔ حضرت حافظ صاحب کا شہید ہونا تھا کہ معاملہ بالکل ٹھنڈا پڑ گیا۔ اُن کی شہادت سے پہلے روزانہ خبر آتی تھی کہ آج فلاں مقام انگریزوں سے چھین لیا گیا۔ آج فلاں مقام پر ہندوستانیوں کا قبضہ ہوا۔ مگر حافظ صاحب مرحوم کی شہادت کے بعد پہلے پہل خبر آئی۔ کہ دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔ اور یہی حال ہر جگہ کی خبروں کا تھا۔ اس سے پہلے گورے فوجی چھپتے پھرتے تھے۔ ایک ہندوستانی سپاہی گوروں کی جماعت کو بھگائے پھرتا تھا۔ مگر بعد میں معاملہ بالکل برعکس ہوگیا۔ پہلے کسی کھیت میں گورا سپاہی چھپا ہوا تھا۔ تو کاشتکار عورت نے اپنے کھرپے سے اس کو قتل کر ڈالا۔ مگر بعد میں معاملات اُلٹ ہوگئے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ تمام معاملہ جوش و خروش جنگ و جدال کا حضرت حافظ محمد ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے لئے کیا گیا تھا۔ بہرحال حافظ صاحبؒ کی شہادت اور دہلی کے سقوط کی خبر سے لوگوں کی ہمتیں بالکل پست ہوگئیں۔ اور سب اپنے اپنے اوطان کو واپس آ گئے۔ انتہی ملخصاً من نقش حیات من اولہ الی ہذا المقام

ضرورت قیام دار العلوم دیوبند

تاریخ قیام دار العلوم ۱۸۶۷ء یوم پنجشنبہ

سلطنت مغلیہ کے آخری چراغ کو گل ہوئے ۱۳۱ سال گزر گئے۔ ہندو اور مسلمان حریت اور استخلاص وطن کی آخری جدوجہد میں ناکام ہو چکے۔ سبز رنگ کا قومی نشان صلیبی نشان کے سامنے سرنگوں ہو چکا دہلی کے لال قلعہ پر اسلامی پرچم کی بجائے یونین جیک لہرا رہا ہے۔ ایک ایک کر کے ہر شخص کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ یا جلاوطن کر دیا گیا۔ جس نے تحریک حریت میں کوئی بھی جدوجہد کی تھی۔ سینکڑوں علماء ہیں۔ جنہوں نے دار و رسن کی مظلومانہ موت کو لبیک کہا۔ اور جام شہادت پی کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔ ہزاروں خاندان ہیں جو جاہ جلال کی سربلندیوں کی بجائے بے کسی تباہی اور خانہ بربادیوں کی پستیوں میں گر کر اِنَّ الملوك إذا دخلوا قرية أفسدوها وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً کے فطری اصول کا تختہ مشق بن چکے۔

مختصر یہ کہ انقلاب کی تباہ کاریوں نے مسلمانوں کو اس درجہ پیس ڈالا کہ عمل تو درکنار سیاست کے نام سے بھی وہ لرزنے لگے۔

خفیہ پولیس کے انسانیت سوز کارناموں نے اوقات سحر میں بھی بد دعا کو موت کے مرادف بنا دیا۔ ہندوستان کے طول و عرض پر عیسٰی مسیح کے مذہب کا جھنڈا لہرانے کے شوق میں عیسائی اور مسلم نما پادری سانپ بچھو کی طرح ظلمت کدہ ہند کے چپہ چپہ میں رہنے لگے۔ نظام تعلیم کی تباہی نے ایک عام جہالت کی چادر تمام ہندوستان پر تان دی۔ شاہ عالم کے معاہدہ کے برخلاف حکومت کی زبان انگریزی قرار دے کر عربی اور فارسی کے تمام مکاتب و مدارس کو پیغام فنا سُنا دیا گیا۔ علماء ملت کو دیہاتی جاہل سے بھی زیادہ بے حیثیت کر دیا گیا۔ سکولوں اور کالجوں کا کورس وہ تجویز کیا گیا۔ جو مسلمان بچوں کو عیسائی نہ بنا سکے تو کم از کم اُن کی رائے میں اتنی تبدیلی ضرور پیدا کر دے کہ وہ اپنے مذہب کو لغو سمجھنے لگیں۔

ایک مصیبت تھی۔ تباہی تھی۔ جس میں مسلمانانِ ہند پہلی مرتبہ مبتلا ہوئے تھے تمام چارے ختم ہوگئے تھے۔ تقدیر تدبیر پر غالب آ چکی تھی۔

حیرانی تھی کہ جب شجر اسلام کی آبیاری نہ ہو۔ تو اسلام سوز بادِ سموم کے تیز و تند جھونکوں میں اس نخلِ نو کا بقا کہاں تک۔

ہاں کچھ وہ بھی تھے کہ اُن کے مقدس ایمان کے نور فراست نے دیدہ بصیرت کو اس قدر تیز کر دیا تھا۔ کہ مستقبل بعید کو اپنے تدبر و تفکر کے آئینہ میں حال کی طرح دیکھ رہے تھے۔ دشمنان اسلام اہل اسلام کے فنا کر دینے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ لیکن اسلام اپنے پاکبازوں کے ذریعہ سے اپنا اعجاز دکھانا چاہ رہا تھا۔ اور بلا شبہ وہ ایک جدید حیات کے لئے مچل رہا تھا ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

انہی پاکبازوں کی پیشانیاں سربسجود ہوئیں۔ اوقات سحر میں قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دستِ دعا بلند کئے گئے۔ اُن کے تفرع اور ابتہال پر لطف الٰہی کا ترشح سرزمین ہند کی طرف منعطف ہوا۔ اور ہندوستان میں تحفظ اسلام کی ایک تجویز پر عمل درآمد شروع ہوگیا۔ یوں کہو۔ رسالت عظمٰی کے عہد مقدس کا ایک صفحہ ان کی آنکھوں کے سامنے آگیا۔

تجویز کردہ لائحہ عمل

سیاست کے نام پر کوئی تحریک

انگریزی پالٹیکس میں حرام تھی۔ تنظیم قوم اوّل تو خود خطرناک چیز تھی۔ پھر مقصد کے بغیر تنظیم ناممکن تنظیم بذات خود کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتی ہاں کوئی مقصد خود بخود نظم پیدا کر دیا کرتا ہے۔ محض وعظ و تبلیغ یا فتویٰ نویسی موجودہ نسلوں کے لئے مفید ہو جاتی ہے۔ مگر آئندہ کے لئے ان چیزوں میں تحفظِ ملّت کی کوئی قوّت نہیں۔

ہاں ایک چیز اور صرف ایک چیز تھی جس کا نقشہ عہد رسالت (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ والسلام) میں صفہ کی صورت میں نظر آیا تھا۔

اب اسکو مدرسہ کی شکل دے دی گئی

یعنی محض اللہ کے توکل پر مذہبی مدارس کا ایک سلسلہ قائم کیا جائے۔ جو مسلمانوں کو مسلمان اور اسلام کو اپنی حقیقت کے ساتھ باقی رکھ سکے۔

اسی نقطۂ نگاہ سے

دیوبند میں دارالعلوم سہارنپور میں مظاہر العلوم، مراد آباد میں مدرسہ قاسم العلوم عرف مدرسہ شاہی قائم کیا گیا۔

دارالعلوم دیوبند کی اہمیّت

بے شک ہندوستان میں گیارہ سو برس مسلمانوں کی شاندار حکومت قائم رہی۔ مگر کیا کوئی درسگاہ ملتی ہے۔ جس میں اس اہتمام کے ساتھ حدیث و تفسیر کی تعلیم ہوتی ہو۔ بے شک مدارس لاکھوں تھے۔ چپہ چپہ پر سکول تھا۔ مگر افسوس ہندوستان کے طول و عرض میں دارالحدیث یا دارالتفسیر ایک بھی نہ تھا۔ ہاں بے شک مصر و بغداد میں بڑی بڑی درسگاہیں قائم ہوئیں۔ جامع ازہر آج بھی اپنی جامعیت میں شہرہ آفاق ہے لیکن ان تمام کا قیام و بقا حکومت کے خزانوں پر تھا۔ سوال تو یہ ہے کہ بے کس و بے درماں مفلس قوم کا مدرسہ جو اپنی خدمات میں جامع ازہر جامع نظامیہ اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں سے بازی لے جائے۔ کیا اسلامی تاریخ میں اس سے پہلے کہیں وجود میں آیا ہے۔ یہ اسلام کا معجزہ ہے۔ جو سرزمین ہند میں ظاہر ہوا۔ اور جس نے تمام عالم اسلامی کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

انتہی ملخصاً من علماء حق حصّہ اوّل

دارالعلوم دیوبند کے متعلق حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت۔

چٹان ۱۳- جون ۱۹۵۴ء صفحہ ۱۱

دیوبند

شاد باش و شاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند
ملّتِ بیضا کی عزّت کو لگائے چار چند
حکمتِ بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند
اسم تیرا بامسمّٰی ضرب تیری بے پناہ
دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند
تیری رجعت پر ہزار اقدام ہو جاں سے نثار
قرن اوّل کی خبر لائی تری اُلٹی زقند
تو علمبردارِ حق ہے حق نگہباں ہے تیرا
فیل باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند
ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کر لیا اُن عالمانِ دینِ قیّم نے پسند
جان کر دینگے جو ناموسِ پیمبرؐ پر فدا
حق کے رستہ میں کٹا دینگے جو اپنا بند بند
کفر ناچا جن کے آگے بارہا تگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند
اس میں قاسمؒ ہوں کہ انور شاہؒ کہ محمود الحسنؒ
سب کے دل تھے درد مند اور سب کی فطرت ارجمند
گرمیٔ ہنگامہ تیری ہے حسین احمد سے آج
جن سے پرچم ہے روایات سلف کا سربلند

ہندوستان کے دارالحرب ہو جانے پر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا فتویٰ

"جب کافر کسی اسلامی ملک پر قابض ہو جائیں۔ اور اس ملک اور ملحقہ اضلاع کے لئے یہ ناممکن ہو۔ کہ وہ ان کو اس سے نکال سکیں یا ان کو باہر نکالنے کی کوئی امید باقی نہ رہے اور کافروں کی طاقت میں یہاں تک اضافہ ہو جائے۔ کہ وہ اپنی مرضی سے اسلامی قوانین کو جائز یا ناجائز قرار دیں۔ اور کوئی انسان اتنا طاقتور نہ ہو۔ جو کافروں کی مرضی کے بغیر ملک کی مالگزاری پر قبضہ کر سکے۔ اور مسلمان باشندے اس امن و امان سے زندگی بسر نہ کر سکیں۔ جیسا کہ وہ پہلے کرتے تھے۔ تو یہ ملک سیاسی اعتبار سے دارالحرب ہو جائے گا۔ ماخوذ از نقش حیات جلد دوم ص ۴

اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے بھتیجے مولانا عبدالحی صاحبؒ کا فتویٰ

"عیسائیوں کی پوری سلطنت کلکتہ سے لے کر دہلی اور ہندوستان خاص سے ملحقہ ممالک (یعنی شمال مغربی سرحدی صوبے) تک سب کی سب دارالحرب ہے۔ کیونکہ کفر اور شرک ہر جگہ رواج پا چکا ہے اور ہمارے شرعی قوانین کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ جس ملک میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں وہ دارالحرب ہے"

الحمد للہ اوّلاً و آخراً ظاہراً و باطناً۔
ربّنا تقبّل منا انک انت السمیع العلیم

شکرگزاری کی برکتیں

(از جناب عبدالرحمٰن صاحب ضابی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

(گزشتہ سے پیوستہ)

۲- حضرت ایّوبؑ کو حق تعالےٰ نے دُنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا۔ کھیت، مواشی، لونڈی، غلام، اولاد صالح اور بیوی مرضی کے موافق عطا کی تھی۔ حضرت ایّوبؑ بڑے شکرگزار بندے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا۔ کھیت جل گئے مواشی مر گئے اور اولاد اکٹھی چھت کے گرنے سے دب مری، دوست آشنا الگ ہو گئے۔ بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے۔ ایک بیوی رفیق رہی آخر میں وہ بیچاری بھی اُکتانے لگی۔ مگر حضرت ایوبؑ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایّوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے جس کی سزا ایسی ہی سخت ہو سکتی تھی۔ تب دُعا کی۔ رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت اُمنڈ پڑا۔ اللہ تعالےٰ نے مری ہوئی اولاد سے دوگنی اولاد دی، زمین سے چشمہ نکلا۔ اُسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے۔ بدن کا سارا روگ جاتا رہا۔ ایّوبؑ پر مہربانی ہوئی اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہو گئی۔ کہ جب کسی نیک بندے پر دُنیا میں بُرا وقت آئے تو ایّوبؑ کی طرح صبر و استقلال دکھلانا اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنی چاہیئے۔ حق تعالےٰ [illegible] نظر عنایت [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۶۔ شوال ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۷۔ مئی ۱۹۵۷ء

اے حق پرست علماء کرام پاکستان میں بے دینی کا بے پناہ سیلاب آرہا ہے اس کو روکنے کیلئے اپنی تقریروں اور تحریروں کے وزنی پتھروں کا سدِ سکندری بند باندھ دو

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام۔ پاکستان بننے کے بعد یہ چیز مشاہدہ میں آرہی ہے کہ جب اس ملک کو ہم کفرستان کے نام سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ کیونکہ حاکم کافر تھا۔ اس وقت اسلامی احکام کی اتنی بے حرمتی نہیں ہوتی تھی۔ جتنی کہ اب ہو رہی ہے۔ مثلاً مندرجۂ ذیل چیزوں میں غور کیجئے۔ تب اور اب کا فیصلہ آپ بآسانی کرسکیں گے۔ (۱) مرکزی حکومت کے پرزوں میں کوئی تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ماننے سے انکار کرے۔ اور پھر علی الاعلان اپنے کفریہ عقیدہ کا پروپیگنڈا بھی کرے۔ باوجودیکہ کروڑہا مسلمانوں کے دلوں کی دل آزاری بھی ہو۔ اور حکومت اس سے کوئی باز پرس نہ کرے۔ (۲) کیا انگریز کے وقت میں حج پر جانے والوں کے لئے اتنی پابندیاں تھیں۔ جتنی اب ہیں۔ اس وقت میرا اپنا تجربہ یہ ہے۔ کہ روپے جیب میں ڈالے اور کراچی جا پہنچے۔ ٹیکہ لگوایا۔ ٹکٹ لیا اور جہاز پر سوار ہوگئے۔ اب ایک بڑا لمبا فارم پُر کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ انگریزی میں ہے۔ وہ سوائے انگریزی داں کے کوئی پُر نہیں کرسکتا ہے۔ لہٰذا تمام دیہاتیوں کو وہ فارم پُر کرنے کے لئے کسی شہر میں آنا ضروری ہے۔ (۳) پھر ان دیہاتیوں کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ وہ فارم کہاں سے ملے گا۔ وہ بچارے شہر میں آکر دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ (۴) انگریز کے وقت سفر حج کے لئے روپیہ لے جانے کی کوئی پابندی نہیں تھی۔ (۵) سفر عمرہ کے لئے حکومت پاکستان حرمین شریفین جانے والوں کو ایک روپیہ بھی نہیں دیتی۔ حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ آخر جدہ سے مکہ معظمہ کے سفر کے اخراجات۔ مکہ معظمہ میں قیام کے اخراجات۔ کوئی بد قسمت مسلمان ہوگا جو عمرہ کے لئے جائے اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کے لئے نہ جائے۔ اس سفر مبارک کے لئے حکومت پاکستان ایک پیسہ بھی نہیں دیتی۔ کیا یہ قانونی پابندی انگریز کے وقت میں تھی؟ اور کیا لندن جانے والوں پر بھی یہ پابندی ہے؟ کیا اس پابندی سے مسلمانوں کے دل مجروح نہیں ہیں۔ اور تو اور میرا یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بحیثیت مسلمان ہونے کے حکومت کی اپنی پولیس اور اپنی فوج کے دل بھی مجروح ہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں بھی خانہ کعبہ کی محبت اور روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت یقیناً ہے۔ لیکن وہ ڈر کے مارے کہتے نہیں۔ اور حکومت کو شک ہو تو اُن کی آزادانہ رائے لے کر دیکھ لے۔ میرا یقین ہے۔ کہ میرے پاکستان کی پولیس اور فوج ایماندار ہے۔ اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کو خوش نصیبی خیال کرتی ہے۔ ہاں البتہ پولیس یا فوج میں جو مرزائی ہوں گے۔ ممکن ہے کہ ان کے دلوں کو اس پابندی سے ٹھیس نہ لگتی ہو۔ اور ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ (۶) انگریز کے وقت میں حاجی کے لئے فوٹو کھچوانا ضروری نہیں تھا۔ اب ضروری ہے۔ بچارے دیہاتی مسلمان کو کیا پتہ کہ فوٹو کہاں کھچوایا جاتا ہے۔ اب وہ بچارا فوٹو کھچوانے کے لئے کسی بڑے شہر میں کرایہ خرچ کرکے آئے۔ کیا یہ تشدّد بے جا نہیں ہے۔ اور کیا اس تکلیف دہی کے باعث مسلمانوں کے دلوں میں حکومت سے نفرت پیدا نہیں ہوگی۔ (۷) حکومت عمرہ پر جانے والوں کو ایک سو روپیہ لے جانے کی اجازت دیتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ حاجی وہ سو روپیہ واپس لاکر کراچی دکھائے کہ کہیں ارضِ مقدس میں خرچ تو نہیں کر آیا۔

اس مرحلہ میں میرا واقعہ

جب میں بفضلہ تعالیٰ ۱۹۵۴ء میں مع اپنی اہلیہ کے عمرہ سے واپس آیا تو ہوائی جہاز کے اڈّے پر میری تلاشی لی گئی۔ تلاشی لینے والوں نے دریافت کیا کہ آپ کے پاس روپیہ کتنا ہے۔ مَیں نے کہا کہ تین سو روپیہ ہے۔ دو سو روپیہ حکومت پاکستان کے حکم کی تعمیل والا جو واپس لانا تھا۔ اور ایک سو روپیہ میرے ایک دوست نے دیا تھا۔ کہ حرمین شریفین سے ان کے لئے گھڑی خرید کرکے لاؤں۔ ان کی حسب منشا گھڑی نہیں ملی۔ وہ واپس لایا ہوں۔ کہنے لگے کہ یہ تو خلافِ قانون ہے۔ مَیں نے کہا۔ خلافِ قانون ہے۔ تو ضبط کرلیجئے۔ اور کیا ہوسکتا ہے۔ کہنے لگے۔ اچھا آپ لیجائیے اجازت ہے۔

ان پابندیوں کے متعلق مسلمانوں کی ذہنیت

سفر حجاز مقدس کی آمد و رفت میں ان ناقابلِ برداشت پابندیوں کے متعلق مسلمانوں کی ذہنیت یہ ہے۔ کہ ان سب کا باعث سر ظفر اللہ خاں ہے۔ کیونکہ پاکستان کے وزیر خارجہ ہونے کے لحاظ سے انہوں نے سفرِ حج میں یہ دقتیں پیدا کر دی ہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ ۱۹۵۳ء کے ہنگامہ دارو گیر اور کشت و خون میں مسلمانوں کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ

مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹا دیا جائے۔ لیکن ارکانِ حکومت اپنی ضد پر اڑے رہے۔ بالآخر ہُوا۔ یہ کہ مسلمان شہید بھی ہُوئے۔ جیلوں میں بھی گئے۔ ان کی بد دُعا سے تحریک ختمِ نبوت کو کچلنے والے خود بھی کچلے گئے۔ اللہ تعالےٰ نے ایک ایک کو اپنے عہدوں سے گرایا۔ ذلیل بھی ہوئے۔ اور بالآخر ظفراللہ خاں علیحدہ بھی ہوگئے۔ شعر

آنچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از ہزار رسوائی

ایک ایسی مثال

پہلے بھی سُنی تھی۔ پُرانے زمانے میں گھروں کی کچّی دیواروں میں بناتے وقت کجّا یا ہانڈی گاڑ دیا کرتے تھے۔ تاکہ کوئی چیز اس میں رکھی جا سکے۔ ایک بکری نے اس ہانڈی میں سر داخل کر لیا۔ سر اندر تو چلا گیا۔ اب اُلٹا باہر نہ نکلے۔ کیونکہ سینگ اٹکتے تھے۔ بڑے پریشان ہوئے۔ بالآخر اس قوم میں ایک سب سے بڑا عقلمند تھا۔ اس سے پوچھا کہ یہ مشکل کس طرح حل کی جائے۔ اس نے مشورہ دیا کہ پہلے دیوار گرا دو۔ تاکہ ہانڈی باہر نکل آئے۔ پھر بکری ذبح کر دو۔ پھر ہانڈی توڑ کر بکری کا سر نکال لو۔ ماشاء اللہ کیسا عجیب مشورہ ہے۔ دیوار بھی گر گئی۔ بکری بھی ذبح ہوگئی۔ ہانڈی بھی ٹوٹ گئی۔ پھر بکری کا سر بھی نکل آیا۔

تب اور اب کا نمبر

۸ کیا انگریز نے بھی کبھی رقص و سرود کے اتنے وسیع پیمانہ پر حکومت کے خرچ سے میلے کئے تھے۔ جن میں غیر ممالک کے گانے والے اور گانے والیاں منگوائی گئی ہوں۔ اور حکومت کے خزانہ سے اسّی ہزار روپیہ خرچ کیا جانے کی منظوری دی ہو۔ پھر کیا مسلمانوں نے اس کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ اور کیا حکومت نے اس معاملہ میں شکستِ فاش نہیں کھائی۔ اور لوگوں کی نظروں میں اپنا وقار نہیں گرایا۔ (۹) کیا یہ شہر لاہور میں زبان زد خلائق نہیں ہے۔ کہ ہندو سکھ اور مسلمان جتنا تینوں قومیں لاہور میں شراب پیتی تھیں۔ وہ فقط اکیلی مسلمان قوم اتنا پیتی ہے۔ اور اس شراب نوشی کی کثرت کا ذمہ دار مسلمان حکومت کو قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر حکومت بند کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ مگر نہیں کرتی۔ اگر حکومت تحقیق کرنا چاہے۔ تو اس مسئلہ پر رعایا سے ووٹ لے لے۔ (۱۰) کیا اخباری اطلاع کی بناء پر لاہور میں انگریز کے وقت میں علاوہ لاہور کے چکلہ کے پرائیویٹ زنا کے پانچ ہزار اڈّے تھے۔ جواب ہیں (۱۱) کیا انگریز کے وقت میں ایسے سکول اس نے کھولے ہُوئے تھے۔ جن میں لڑکوں اور لڑکیوں کو ناچنا اور گانا سکھایا جاتا ہو۔ (۱۲) کیا انگریز کے وقت میں سرکاری محکموں میں رشوت کی اتنی گرم بازاری تھی۔ (۱۳) کیا انگریز کے وقت میں قاتل عدالت سے بخیر و خوبی دندناتے ہوئے باہر آ سکتے تھے جس قدر کہ اب قاتل بری ہو کر آ جاتے ہیں۔ (۱۴) کیا انگریز کے زمانہ میں سرکاری خزانے میں اتنا غبن ہوتا تھا۔ جتنا اب ہوتا ہے۔ کیا فرانس سے جو ریل گاڑی کے ڈبے بنوائے گئے تھے۔ کیا اس سلسلہ میں مغربی پاکستان کے باشندوں کی زبان پر یہ فقرہ نہیں ہے۔ کہ بنوانے والے افسروں نے اس مد کا کروڑوں روپیہ غبن کر لیا ہے۔ اور ڈبے ردّی بنوا کر پاکستان میں پیش کر دیئے ہیں۔ (۱۵) کیا ذمہ دارانِ حکومت نے ان افسروں سے باز پرس کر کے رعایا کی تسلّی کی ہے۔ اور بھی اس قسم کی کئی چیزیں ہیں جو ذمہ دارانِ حکومت کی لاپرواہی سے بڑھ رہی ہیں۔ اور پاکستان کے تنزّل کا باعث بن رہی ہیں۔ اور پاکستان خود اپنے باشندوں کی نظر میں تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ اگر حکومت کو اس بات میں شبہ ہو تو رعایا سے ووٹ لے کر معلوم کر لے۔ (۱۶) کیا انگریز کے وقت میں اقربا نوازی کا یہ شور سُنا جاتا تھا۔ جواب سُنا جا رہا ہے۔ کیا ذمہ داران حکومت نے کمر بستہ ہو کر دس سالہ پاکستان کی زندگی میں کوئی مؤثر قدم اُٹھایا ہے۔ مثلاً کتنے کینہ پرور افسروں کو اس بد دیانتی کے جرم میں موقوف کیا ہے۔ اور کتنوں پر مقدمے چلا کر جیل کی کوٹھڑیوں میں بند کیا ہے۔ (۱۷) ۱۰۔ مئی ۱۹۵۷ء کے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں یہ خبر ہے کہ وزیرِ اعظم پاکستان بنکاک میں فرانس کے سفارتخانہ میں ایک عورت کے ساتھ بغلگیر ہو کر ناچ رہے ہیں۔ کیا وزیرِ اعظم پاکستان کی یہ نازیبا حرکت مملکت پاکستان کی توہین نہیں ہے۔ جس کا مقصد بتلایا گیا تھا کہ لا الٰہ اِلّا اللہ ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو پبلک سے ووٹ لے کر دیکھ لیجئے۔

میرے معزز برسرِ اقتدار **بھائیو۔**

بحالات موجودہ میرا نظریہ سُن لو۔

(ا) پاکستان کو زندہ۔ درخشندہ۔ پائندہ دیکھنے کا متمنی ہوں۔

(ب) برسرِ اقتدار طبقہ کا ذاتی طور پر مخالف نہیں ہوں کہ آپ ہٹ جائیں اور مَیں یا میری جماعت آپ کی کرسیوں پر قابض ہو جائے۔

(ج) مَیں چاہتا ہوں کہ جس وعدہ پر خدا تعالیٰ سے پاکستان لیا تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ پاکستان کا مقصد کیا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ مسلمان ہونے کے لحاظ سے بلکہ انسانی شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ایفاء کیا جائے تاکہ خدا تعالیٰ کے دربار میں غدّاروں کی فہرست میں نام نہ لکھایا جائے۔

(د) لا الٰہ الا اللہ کا مطلب یہ تھا۔ کہ اس ملک میں خدا تعالےٰ کے قانون یعنی قرآن مجید کو دستور العمل بنایا جائیگا۔ اور قرآن مجید کی صحیح تفسیر اور شرح وہ ہو گی جو حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔ اگر اس میں شک ہو۔ تو ہر مکتب خیال کے مسلمانوں سے ووٹ لے کر دیکھ لیجئے۔ اس سلسلہ میں سوائے بد نصیب پرویز کے (جو اب حکومت پاکستان کے زیر سایہ پیدا ہُوا ہے اور اس کے گمراہ کردہ مسلمانوں کی تعداد ایک فیصدی بھی نہیں ہو گی) باقی سب مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی صحیح تفسیر وہی مانتے ہیں جو ارشادات نبویہ کی ہے۔

(ہ) بحیثیت کتاب و سنۃ کا خادم اور ناشر ہونے کے لحاظ سے اپنا اور تمام علماءِ کرام کا فرض سمجھتا ہوں کہ ملک و ملّت کی خیر خواہی کے جذبہ کے ماتحت ذمہ دارانِ حکومت کے کانوں تک کتاب و سنۃ کا پیغام پہنچائیں۔ تاکہ وہ اس کی روشنی میں حکومت کا نظام بنائیں۔ اور چلائیں۔

نتیجہ

اس طریقہ پر نظام حکومت چلانے میں اللہ تعالیٰ راضی ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہونگے۔ مسلمان راضی ہونگے۔ ان کے دلوں سے دعاءِ خیر نکلے گی۔ حکامِ وقت کی دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی

مدد سے پاکستان ناقابلِ تسخیر ہو جائے گا۔

(و) حق پرست علماء کرام کا فرضِ منصبی اس لئے ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ کی عادت یہی رہی ہے جب کوئی قوم سیدھے راستہ سے بھٹک جاتی تھی تو اُن کی راہ نمائی کے لئے نبی بھیج دیتا تھا

اب حق پرست علماء کرام اس فرض کو انجام دیں گے

کیوں

ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دُنیا میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور قرآن مجید اور احادیث الرسول اس عقیدہ کی شاہد عدل ہیں جب نبی کوئی نہیں آئے گا۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والی نسلِ انسانی کی راہ نمائی کا کیا انتظام ہوگا۔ اس کے متعلق مسند امام احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد ابن ماجہ اور دارمی میں حضور کا ارشاد بایں الفاظ موجود ہے۔ "اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ۔"

ترجمہ۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اور بیشک انبیاء نے دینار اور درہم ورثہ میں نہیں چھوڑے۔ اور سوائے اس کے نہیں۔ کہ انہوں نے علم کا ورثہ چھوڑا ہے۔" جو علماء نے پالیا ہے۔

ان علماء سے مراد فقط وہ علماء ہیں۔ جو علم نبوی کی اشاعت کرنے والے ہیں

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ علماء کی دو قسمیں ہیں "عن الاحوص بن حکیم عن ابیہ قال سأل رجلٌ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشر فقال لا تسألونی عن الشر وسلونی عن الخیر یقولہا ثلاثا ثم قال الا ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء"

رواہ الدارمی۔ ترجمہ احوص بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کے متعلق سوال کیا۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ مجھ سے شر کے متعلق نہ پوچھو۔ اور مجھ سے خیر کے متعلق پوچھو . . . . ۔ آپ نے یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ خبردار ہو۔ کہ شریروں میں بدترین بُرے علماء ہیں۔ اور بھلے لوگوں میں سب سے بہتر بھلے علماء ہیں۔

میں کہا کرتا ہوں کہ اگر عالم حق پرست ہو۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دین کی اشاعت کرنے والا ہو۔ تو ٹھیک بہشت میں پہنچا دیگا اور اگر خود ساختہ دین سکھاتا ہے۔ تو ٹھیک جہنم میں پہنچائے گا۔

بہتّر گمراہ فرقوں میں بھی علماء ہونگے

ترمذی شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ "وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ۔" (ترجمہ) اور بیشک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ اور میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹے گی۔ سب دوزخ میں جائیں گے۔ مگر ایک فرقہ۔ انھوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

برادرانِ اسلام۔ بہتّر گمراہ فرقوں میں گمراہ کرنے والے بھی علماء ہی ہوں گے کیونکہ جاہل تو اپنے مافی الضمیر کو بیان ہی نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ دوسروں پر اپنا اثر ڈال کر انہیں اپنا ہم رنگ بنالے۔

عوام ہر عالم سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں

مسلمانوں کے عوام کو یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ ہر عالم سے دریافت کریں کہ جو دین آپ ہمیں سکھا رہے ہیں۔ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوکر آیا ہے۔ اگر وہ جھوٹ بولے گا۔ تو بخاری شریف کی روایت کے مطابق وہ دوزخ میں جائے گا۔ آپؐ کا فرمان ہے۔ "مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ"

(ترجمہ) جس شخص نے مجھ پر دانستہ جھوٹ بولا۔ تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔

علم نبوی کی اشاعت کرنیوالے علماء کرام کا فرض ہے

کہ اگر مسلمان عوام ہوں یا خواص کتاب و سُنّت کے راستہ سے ہٹ جائیں تو اپنے دنیوی مفاد سے قطع نظر کرتے ہوئے ان کی راہ نمائی کریں۔ اسی بناء پر میرا فرض ہے۔ کہ مَیں مغربی پاکستان کا باشندہ ہونے کے لحاظ سے مسلمانوں کو متنبہ کروں کہ آپ غلط راستہ پر جا رہے ہیں اللہ تعالےٰ سے پاکستان مانگتے وقت قائدِ اعظم مرحوم نے اور آپ مسلمانوں نے جو وعدے کئے تھے کیا ان میں پاکستان کی دس سالہ زندگی میں ایک بھی پورا کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر آپ کو میری اس رائے سے اختلاف ہو تو پبلک سے ووٹ لے کر دیکھ لیجئے۔

میرے بھائیو تمہاری خیر خواہی

کے لئے کہتا ہوں کہ اس بدعہدی سے توبہ کرو۔ اور اپنے وعدوں کو پُورا کرو۔ اپنی دنیا بھی سنوارلو اور قبر کے عذاب اور جہنّم کے عذاب سے اپنے آپ کو بچالو۔ ورنہ تمہارا انجام بھی وہی ہوگا۔ جو پہلی ناعاقبت اندیش قوموں کا ہُوا تھا۔

وہ انجام کیا تھا

"وَکَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَةٍ کَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَرْکُضُوْنَ ۝ لَا تَرْکُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰی مَآ اُتْرِفْتُمْ فِیْهِ وَمَسٰکِنِکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسْئَلُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰوَیْلَنَآ اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْکَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰی جَعَلْنٰهُمْ حَصِیْدًا خٰمِدِیْنَ ۝" سورہ الانبیاء رکوع ۲۔ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں غارت کردیا ہے اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ۔ جہاں تم نے عیش کیا تھا۔ اور اپنے گھروں میں جاؤ۔ تاکہ تم سے پوچھا جائے۔ کہنے لگے۔ ہائے ہماری کمبختی۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔ سو ان کی یہی پکار رہی یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کردیا جس طرح کھیتی کٹی ہوتی ہو۔ اور وہ بجھ کر رہ گئے

پاکستان کے باشندو

اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ شریعت اسلامی پر چلو۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے خلاف بھی اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آئے اور تمہارا حال بھی وہی ہو۔ جو پہلی قوموں کا ہوچکا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳- شوال ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۵۷ء

تمام گزشتہ قوموں میں عقلمند فقط وہ تھے جنہوں نے آسمانی کتابوں کی سرپرستی میں زندگی بسر کی

آج بھی عقلمند فقط وہ ہیں۔ جو قرآن مجید کی سرپرستی میں زندگی بسر کر رہے ہیں

عقلمند اور بیوقوف میں مابہ الامتیاز

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ہر مسلم اور غیر مسلم اس بات کو جانتا ہے کہ عقلمند وہ ہے جو کام کرنے سے پہلے سوچ لے۔ کہ مجھے اس کام کے کرنے سے بالآخر نفع ہوگا یا نقصان۔ اگر اس کام کے انجام میں نفع یا آرام یا عزّت یا برکت ہو۔ تو اُسے کرتا ہے۔ اور اگر یہ اندازہ ہو کہ اس کام کا نتیجہ نقصان یا بے آرامی یا بے عزتی یا بربادی ہے۔ تو اس سے بچتا ہے۔ اور بیوقوف وہ ہے۔ جو نتیجے کا لحاظ کئے بغیر اندھا دھند اس کام کو کئے جائے۔ خواہ اس کا نتیجہ بے عزتی۔ بربادی اور تباہی کیوں نہ ہو

اکثر مسلمانوں میں ایک بُری عادت

تقسیم ملک سے پہلے اکثر مسلمانوں میں ایک بُری عادت تھی۔ کہ اپنے اخراجات کو آمدنی کے موافق نہیں کرتے تھے۔ اس بے اعتدالی کا یہ نتیجہ تھا کہ مسلمان اکثر مقروض رہتے تھے۔ نچلا طبقہ تو بجائے خود رہا متوسط اور اُونچا طبقہ بھی اس عادت میں مبتلا تھا۔ بعض مبصرین کا یہ بیان تھا۔ کہ مسلمان ایک ارب روپے کا مقروض ہے۔ جس کا ماہانہ سود اسے دس کروڑ ادا کرنا پڑتا ہے۔

پاکستان بننے کا ایک فائدہ

یہ ہوا۔ کہ مسلمان کے سر سے وہ سارا قرض اُتر گیا ہے۔ خدا کرے کہ مسلمان اس نعمت کی قدر کرے۔ اور آئندہ پھر کبھی قرض کی اس مصیبت میں مبتلا نہ ہونے پائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

حاصل

سابقہ سطور کا حاصل یہ نکلا۔ کہ عقلمند آخری نتیجے کو مدنظر رکھ کر کام کرتا ہے اور بیوقوف فوری نفع کو دیکھتا ہے۔

گزشتہ قوموں کے عقلمندوں اور بیوقوفوں کے عبرتناک نتائج اعمال

نوح علیہ السلام کی قوم کے نتائج

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ۝ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا نَرٰىکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىکَ اتَّبَعَکَ اِلَّا الَّذِیْنَ ھُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّکُمْ کٰذِبِیْنَ ۝

سورہ ہود رکوع ۳ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ بے شک میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ بیشک میں تم پہ دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ پھر اس کی قوم کے جو کافر سردار تھے۔ وہ بولے۔ ہمیں تو تم ہم جیسے ہی ایک آدمی نظر آتے ہو۔ اور ہمیں تو تمہارے پیرو وہی نظر آتے ہیں جو ہم میں سے رذیل ہیں۔ وُہ بھی سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے سے کوئی فضیلت بھی نہیں پاتے۔ بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

نوحؑ کو ایمانداروں کے متعلق اطلاع

(وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور نوح کی طرف وحی کی گئی۔ کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لا چکا۔ پھر غم نہ کر۔ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ جو ایمان لانے والے تھے۔ وہ لا چکے ہیں۔ جو کچھ (یہ بیوقوف) کر رہے ہیں۔ اس پر مغموم نہ ہو۔

بیوقوف لوگ نوحؑ پر ٹھٹھا کرتے ہیں

(وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَیَصْنَعُ الْفُلْکَ ۟ وَکُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِہٖ سَخِرُوْا مِنْہُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وَیَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝

سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم

سے کشتی بنا- اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر- بیشک وہ غرق کئے جائیں گے- اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس سے ہنسی کرتے- کہتے- اگر تم ہم پر ہنستے ہو- تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے- جیسے تم ہنستے ہو- تمہیں جلدی معلوم ہو جائیگا- کہ کس پر عذاب آتا ہے- جو اسے رسوا کریگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے ناعاقبت اندیش بیوقوف لوگ نوحؑ پر ہنستے تھے- جو واقع میں ان کے خیرخواہ اور دوست تھے- مگر وہ احمق اپنے خیرخواہ کو بدخواہ اور دوست کو دشمن خیال کر رہے تھے-

ناعاقبت اندیش اور بیوقوفوں پر عذاب کی گھڑی آگئی

(حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝)

سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ- یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا- اور تنور نے جوش مارا - ہم نے کہا- کشتی میں ہر قسم کا جوڑا نر مادہ چڑھالے اور اپنے گھروالوں کو مگر وہ جن کے متعلق (غرق ہونے کا) فیصلہ ہو چکا ہے - اور سب ایمان والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے-

حاصل

یہ نکلا- کہ ناعاقبت اندیش بیوقوف لوگ سب غرق ہو گئے - اور نوح علیہ السلام کے ساتھ سوائے ایمانداروں کے اور کوئی انسان نہ بچا

یعنی

پیغمبر وقت پر ایمان لاکر اللہ تعالے کے احکام پر عمل کرنے والوں کے سوا اور کوئی نہ بچا-

ہود علیہ السلام کی قوم کے نتائج

(وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ- اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا- کہا - اے قوم اللہ کی بندگی کرو- اس کے سوا تمہارا کوئی حاکم نہیں تم سب جھوٹ کہتے ہو- . . . . . اور اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو- پھر اس کی طرف رجوع کرو- وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا- اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا- اور تم نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ-

قوم کا جواب

(قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝) سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ- کہا اے ہود تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا- اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں- ہم تو یہی کہتے ہیں- کہ تجھے ہمارے کسی معبود نے بُری طرح سے جھپٹ لیا ہے- کہا بیشک میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں - اور تم بھی گواہ رہو- کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں- کہ جنہیں تم اللہ کے سوا شریک کرتے ہو- سو تم سب مل کر میرے حق میں بُرائی کرو- پھر مجھے مہلت نہ دو-

عقلمند عذاب الٰہی سے بچ گئے اور بیوقوف عذاب الٰہی سے ہلاک ہو گئے

(وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝) سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ- اور جب ہمارا حکم پہنچا- تو ہم نے ہود کو اور انہیں جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے- اپنی رحمت سے بچالیا- اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے نجات دی-

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝) سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ- اور لیکن قوم عاد- سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے- وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا- تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا- کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں- سو کیا- ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے-

صالح علیہ السلام کی قوم کے نتائج

دعوت الی اللہ

(وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝) سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ- اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا- کہا- اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو- اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں- اسی نے تمہیں زمین سے بنایا- اور تمہیں اس میں آباد کیا- پس اس سے معافی مانگو- پھر اس کی طرف رجوع کرو- بیشک میرا رب نزدیک ہے قبول کرنیوالا-

قوم میں سے بیوقوفوں کا جواب

(قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ)

سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ- اُنھوں نے کہا - اے صالح اس سے پہلے تو ہمیں تجھ سے بڑی امید تھی- کیا تم ہمیں ان معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہو- کہ جنھیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں - اور جس طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے تو ہم بڑے شک میں ہیں-

حاصل

یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا جن بتوں کی عبادت کرتے آئے ہیں- ہم اُن کی عبادت چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں

والے ۔ جلانے والے ۔ ان کے باپ دادا کو اور انہیں پیدا کرنے والے معبود حقیقی کو چھوڑ کر ان بے جان بتوں کو پوجنے کی ترجیح دے رہے تھے۔

جن کے بیکار محض ہونے

کے متعلق اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا ہوا ہے ۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے گزشتہ بت پرست قوموں کو بھی یہی پیغام پہنچایا ہوگا۔

(الھم ارجل یمشون بھا ام لھم ایدٍ یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا قل ادعوا شرکاءکم ثم کیدون فلا تنظرون ۝ سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹

ترجمہ ۔ کیا ان کے پاؤں ہیں ۔ جن سے وہ چلیں ۔ یا ان کے ہاتھ ہیں ۔ جن سے وہ پکڑیں ۔ یا ان کی آنکھیں ہیں ۔ جن سے وہ دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنیں ۔ کہہ تو اپنے شریکوں کو پکارو۔ پھر میری برائی کی تدبیر کرو۔ پھر مجھے ذرا مہلت نہ دو۔

کیا ان لوگوں کی یہ حماقت اور بیوقوفی

نہیں ہے کہ اصلی معبود کو چھوڑ کر ایسے بیکار محض بتوں کی عبادت کرنے پر ضد کر رہے ہیں ۔

ان لوگوں کی حماقت اور بیوقوفی کا نتیجہ

(فلما جاء امرنا نجینا صالحا والذین امنوا معہ برحمۃ منا ومن خزی یومئذ ان ربک ھو القوی العزیز ۝ واخذ الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دیارھم جثمین ۝ کان لم یغنوا فیھا الا ان ثمود کفروا ربھم الا بعدا لثمود ۝

سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ ۔ پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا ۔ تو ہم نے صالحؑ کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچا لیا ۔ اور اس دن کی رسوائی سے نجات دی ۔ بیشک تیرا رب وہی زور والا زبردست ہے ۔ اور ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پکڑ لیا ۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے ۔ خبردار ثمود پر پھٹکار ہے۔

انجام

یہ ہوا کہ وہ عقلمند طبقہ جس نے حضرت صالح علیہ السلام کا ساتھ دیا تھا ۔ اور ان کی دعوت پر لبیک کہی تھی ۔ وہ تو بچ گئے ۔ اور حضرت صالح علیہ السلام کی مخالفت کرنے والے سب کے سب عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے ۔

تینوں قوموں کے حالات پر تبصرہ

حضرت نوح علیہ السلام ۔ حضرت ہود علیہ السلام ۔ حضرت صالح علیہ السلام ان تینوں پیغمبروں کی قوموں کے صحیح حالات جو آپ سن چکے ہیں ۔ ان کا خلاصہ یہ ہے ۔ کہ جن بیوقوفوں نے انبیاء علیہم السلام کی راہ نمائی سے روگردانی کی اور اپنی خواہشات نفسانی کے تابع ہو کر زندگی بسر کی ۔ ان بد نصیب بے وقوفوں کو تین چیزیں حاصل ہوئیں ۔ (۱) لعنت کی موت سے مرے ۔ (۲) قیامت تک آنے والی نسل انسانی میں بدنام ہوتے رہیں گے جو نسل انسانی یکے بعد دیگرے پیدا ہوتی رہے گی ۔ قرآن مجید کے اعلان کی بنا پر ان کے دلوں میں ان لوگوں سے نفرت پیدا ہوتی رہے گی ۔ (۳) دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے کا ٹکٹ لے کر گئے ہیں ۔

آج بھی انسانوں کے دو طبقے ہیں

پہلا عقلمند

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اس بات کا یقین ہے کہ ہم خود نہیں پیدا ہوئے بلکہ ہمارا پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالےٰ ہے ۔ اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کوئی کام بے فائدہ اور فضول نہیں کرتا ۔ اس عقیدہ کی بناء پر وہ اپنے متعلق سوچتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں کیوں پیدا کیا ؟ اس کا جواب انہیں کلام الٰہی سے ملتا ہے ۔

(وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۝ ما ارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون ۝) سورہ الذاریات رکوع ۳ پارہ ۲۷

ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ۔ کہ وہ مجھے کھلائیں ۔

اس عقلمند طبقہ کا طرز عمل

یہ ہے ۔ (الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحنک فقنا عذاب النار ۝ ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ وما للظلمین من انصار ۝ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان امنوا بربکم فامنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار ۝ ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیمۃ انک لا تخلف المیعاد ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ ۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں ۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں ، کہتے ہیں ۔ اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا ۔ تو سب عیبوں سے پاک ہے ۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا ۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا ۔ سو تو نے اسے رسوا کیا ۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا ۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ ۔ سو ہم ایمان لے آئے ۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے ۔ اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے ۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے ۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے ۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر ۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتا ۔

اس طبقے کی زندگی کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ ان سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا ۔ اللہ تعالےٰ کے حق پرست بندے راضی ہوں گے ۔ چونکہ کسی کی حق تلفی اور دل آزاری نہیں کریں گے ۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی مخلوق ان سے راضی ہوگی ۔ ان کی قبریں بہشت کے باغ ہوں گی ۔ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نصیب ہوگی - اور بہشت کا ٹکٹ مل جائیگا

دوسرا طبقہ بیوقوفوں والا
ان کی زندگی کا طرز خدا پرستی نہیں بلکہ خواہش پرستی ہے

پہلی شہادت

(اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا ۙ)

سورہ الفرقان رکوع ۴ پارہ ۱۹

ترجمہ - کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی خواہش کو بنا رکھا ہے - پھر کیا تو اس کا ذمہ دار ہوسکتا ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ بیوقوف طبقہ خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ خالق الخلق - مالک الملک کی رضا کا طالب نہیں ہے - کہ جو حکم وہ دے وہ کرے - اور جس چیز سے منع کرے - رُک جائے بلکہ اس بیوقوف طبقہ نے خدا تعالےٰ کا درجہ اپنے نفس کو دے رکھا ہے - کھانے پینے - پہننے اٹھنے بیٹھنے - سونے جاگنے - کمانے اور صرف کرنے میں فقط اپنی مرضی اور خواہش کے تابع ہیں -

اگر یہ بیوقوف

طبقہ اپنی ہٹ دھرمی اور خواہش پرستی سے باز نہ آئیگا - تو پیغام حق پہنچانے والے حق پرست علماء کرام جو نائب الرسول ہیں - وہ ذمہ دار نہیں ہونگے - جس طرح کہ آیت شریف میں واضح طور پر اعلان فرما دیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کے گمراہ رہنے کا الزام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد نہیں ہوسکتا -

دوسری شہادت

(فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۠) سورہ القصص رکوع ۵ پارہ ۲۰

ترجمہ - پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا -

حاصل

یہ نکلا کہ وہ بیوقوف طبقہ جو فقط اپنی خواہشات کا تابع ہے اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوسکتا ہے - جب اس طبقہ نے اپنی خواہشات کو پورا کرنا ہی اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا ہے تو اللہ تعالےٰ بھی ان ظالموں کو راہ راست پر لانا نہیں چاہتا -

تیسری شہادت

(وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝)

سورہ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۵

ترجمہ - اور اُس شخص کا کہنا نہ مان - جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے (یعنی اس کی بد اعمالی کے باعث اپنے دروازے سے ہٹا دیا ہے) اور اپنی خواہش کے تابع ہوگیا ہے - اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ یہ بیوقوف طبقہ خدا تعالےٰ کی یاد سے غافل ہے - اور اپنی خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑا ہوا ہے - اس کی کوئی بات نہ مان -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں - "یعنی جن کے دل دُنیا کے نشہ میں مست ہوکر خُدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش کی پیروی میں مشغول رہتے ہیں - خدا کی اطاعت ہیٹی اور ہوا پرستی میں آگے رہنا ان کا شیوہ ہے - ایسے بدمست غافلوں کی بات پر آپ کان نہ دھریں - خواہ وہ بظاہر کیسے ہی دولتمند اور جاہ و ثروت والے ہوں -

اس طبقے کی زندگی کا نتیجہ

یہ ہوگا - کہ ان سے اللہ تعالےٰ ناراض - اللہ تعالےٰ کے نیک بندے ناراض کریں گے - حاصل یہ نکلے گا کہ ان سے خالق اور مخلوق دونوں ناراض ہونگے - اگر خدانخواستہ یہ لوگ توبہ کرکے نہ مرے تو ان کی قبریں جہنم کا گڑھا بنیں گی - قیامت کے دن حوض کوثر پہ انہیں جانے نہیں دیا جائے گا - اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا -

دُعا

اللہ تعالےٰ اپنے نیک بندوں کو استقامت عطا فرمائے - اور مذکور الصدر بیوقوفوں کو توبہ کی توفیق نصیب فرمائے آمین یا الٰہ العالمین - وما علینا الا البلاغ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰۔ شوال ۱۳۷۶ھ مطابق ۳۱۔ مئی ۱۹۵۷ء

دوسری چیزوں کی طرح انسان کی بھی دو قسمیں ہیں اصلی اور نقلی

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - آپ کو معلوم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں - ایک اصلی اور دوسری نقلی - چنانچہ قرآن مجید میں اعلان ہے - (وَمِنۡ كُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ)

سورہ الذّٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ - اور ہم نے ہی ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا۔

مثلاً

اصل کے مقابلہ میں نقل - کھرے کے مقابلہ میں کھوٹا - صحیح کے مقابلہ میں غلط - توحید کے مقابلہ میں شرک - ایمان کے مقابلہ میں کفر - سنّت کے مقابلہ میں بدعت موجود ہے - اسی طرح انسان کی بھی دو قسمیں ہیں - اصلی اور نقلی -

اصلی اور نقلی کی پہچان

اصلی اور نقلی کی پہچان یہ ہے - کہ اصلی کے اندر وہ تمام صفتیں پائی جاتی ہیں - جو اس چیز کے پیدا کرنے والے نے اس کے لئے تجویز کی ہوتی ہیں - مثلاً سبزیوں میں کریلے - بینگن - پھلوں میں آم اور کیلا - ان چاروں چیزوں میں جو اصلی ہوں گی - ان میں جو تاثیر ذائقہ - اور لذّت اللہ تعالےٰ نے رکھی ہے - وہ نقلی میں نہیں ہوسکتی - کیا مٹی کے بنائے ہوئے نقلی بینگن اور کریلے پکا کر سالن کی بجائے کھائے جا سکتے ہیں اور کیا مٹی کے بنے ہوئے آم اور کیلے انسان کھا سکتا ہے - انسان کے اصلی اور نقلی ہونے کی

یہی پہچان ہے

کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں اگر وہ اس کے اندر پائی جائیں - تو اس کو اصلی - سچا - کھرا اور صحیح معنی میں انسان کہا جائے گا - اور اگر وہ نہ پائی جائیں - تو اصلی نہیں - بلکہ نقلی انسان ہوگا - دربارِ الٰہی میں انسان وہی سمجھا جائیگا جو اصلی ہو - اللہ تعالےٰ کی طرف سے دنیا میں عزّت بھی فقط اُس شخص کو ملے گی - جو اصلی ہو - قبر بھی اسی انسان کی بہشت بنے گی - جو اصلی ہو - قیامت کے روز رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوض کوثر سے بھی اسی کو پانی پلایا جائیگا - جو اصلی ہو - جہنّم سے بچا کر جنّت کا ٹکٹ بھی اسی کو دیا جائے گا - جو اصلی ہو -

بارگاہِ الٰہی میں اصلی انسان کی صفات

(۱) (وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ)

سورہ الذّٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ - اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے - تو صرف اپنی بندگی کے لئے -

اس شاہنشاہی اعلان کے

لحاظ سے اصلی انسان فقط وہ ہوگا - جس کی زندگی کا نصب العین فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو - مقصود بالذات فقط یہی ہوگا - ہاں کسب معاش کے لئے خواہ کوئی صورت اختیار کرے - تجارت کرے زراعت کرے - دستکاری کرے - ملازمت کرے - یہ ذرائع تابع رضاءِ الٰہی کے ہونگے انسان یہ کام ہمت اور شوق اور تندہی سے کرے گا - بشرطیکہ عبدیت کے نصب العین سے نہ ٹکرائیں - جہاں ٹکراؤ پیدا ہو - اس کام کو فوراً چھوڑ دے - خواہ لاکھوں اور کروڑوں روپے کا نقصان کیوں نہ ہو -

نقلی انسان کا خُدا

(اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنۡ یَّهۡدِیۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ)

سورہ الجاثیہ رکوع ۳ پارہ ۲۵

ترجمہ - بھلا آپ نے اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا - اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کر دیا - اور اور اس کے کان اور دل پہ مہر کر دی - اور اس کی آنکھوں پہ پردہ ڈال دیا - پھر اللہ کے بعد اسے کون ہدایت کر سکتا ہے - پھر تم کیوں نہیں سمجھتے -

حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں - "جو شخص محض خواہش نفسانی کو اپنا حاکم اور معبود ٹھہرا لے - جدھر اس کی خواہش لے چلے - ادھر ہی چل پڑے - اور حق و ناحق کے جانچنے کا معیار اس کے پاس یہ ہی خواہش نفس رہ جائے - اللہ تعالیٰ بھی اسے اس کی اختیار کردہ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے - پھر اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے - کہ نہ کان نصیحت کی بات سنتے ہیں نہ دل سچی بات کو سمجھتا ہے - نہ آنکھ سے بصیرت کی روشنی نظر آتی ہے - ظاہر ہے - اللہ جس کو اس کی کرتوت کی بدولت ایسی حالت پر پہنچا دے - کونسی طاقت ہے جو اس کے بعد اسے راہ پر لے آئے"۔

حاصل

یہ نکلا کہ دُنیا میں ایسے انسان بھی ہیں - جن کا خدا اصلی اور حقیقی خدا نہیں رہا - بلکہ اُنہوں نے محض اپنی خواہش نفسانی ہی کو خدا تعالےٰ کا درجہ دے رکھا ہے - وہ ہر وقت اور ہر حال میں اسی بناوٹی معبود کے تابع فرمان رہتے ہیں -

اپنے علما اور اپنے پیروں کو خُدا بنانے والے

(اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا یُشۡرِكُوۡنَ) سورہ التوبہ رکوع ۵ پارہ ۱۰

ترجمہ - انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے - اور مسیح مریم کے

بیٹے کو بھی - حالانکہ انہیں حکم بھی ہُوا تھا - کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں - اس کے سوا کوئی معبود نہیں - وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے +

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح لکھتے ہیں " ان کے علماء و مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیتے - خواہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہہ دیتے اسی کو سند سمجھتے - کہ بس خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا ہوگیا - کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ رکھا تھا - محض احبار و رہبان کے احکام پر چلتے تھے - اور ان کا یہ حال تھا کہ تھوڑا سا مال یا جاہی فائدہ دیکھا - اور حکم شریعت کو بدل ڈالا - "

حاصل

یہ نکلا - کہ اس قسم کے انسانوں نے اپنے علماء اور اپنے پیروں کو خدائی والا درجہ دے رکھا ہے - یہ بھی اصلی انسان کی صفت میں شامل ہونے کے قابل نہیں ہیں -

اصلی انسانوں کی دوسری صفت

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ - اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا - جو ایمان لانے کو پکارتا تھا - کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ - سو ہم ایمان لے آئے - اے رب ہمارے - اب ہمارے گناہ بخش دے - اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے - اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے - اے رب ہمارے - اور ہمیں دے جو تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے وعدہ کیا ہے - اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرو - بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا -

ان کے مقابل نقلی انسان

جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں لاتا - بلکہ آپ پر اعتراض کرتا ہے - وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝

سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ - اور کہتے ہیں اس رسول کو کیا ہوگیا کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے - اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا - کہ اس کے ساتھ وہ بھی ڈرانے والا ہوتا -

اصلی انسانوں کا دستور العمل

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ - سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں - وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں - اور اس عہد کو نہیں توڑتے -

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی اللہ سے جو عہد ازل ہوچکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے - اور جو انبیاء کی زبانی عہد لئے گئے ان سب کو پورا کرتے ہیں - کسی کو توڑتے نہیں - نیز بذات خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو) اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے -

(آیت) وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۝ سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں - جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے - اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں - اور بُرے حساب کا خوف رکھتے ہیں + یعنی صلہ رحمی کرتے ہیں یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں - یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں - یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے - کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں حق تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا تصوّر کر کے لرزاں و ترساں رہتے ہیں - اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے - کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا - کیا صورت پیش آتی ہے -

(آیت) وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا - اور نماز قائم کی - اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا - اور بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں - انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی مصائب اور شدائد اور دُنیا کی مکروہات پر صبر کیا - کسی سختی سے گھبرا کر اطاعت کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا - نہ معصیت کی طرف جھکے - اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا - اس لئے نہیں کہ دُنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے - نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا - مجبور ہو گئے - تو صبر کر کے بیٹھ رہے - پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا - کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے - الآیہ کہ کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہو - (اور) بُرائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں - سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں - کوئی ظلم کرتا ہے - یہ معاف کرتے ہیں -

(آیت) جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ - ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور اُن کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں - اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے - کہیں گے - تم پر سلامتی ہو - تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

آباء کا لفظ تغلیباً کہا ہے - جس میں امہات (مائیں) بھی شامل ہیں - یہ جنت کی بشارت کے ساتھ مزید خوشخبری سُنائی - کہ ایسے کاملین کو جن کی خصائل اُوپر بیان ہوئیں - جنّت میں ایک نعمت و مسرت یہ حاصل ہو گی - کہ وہ اور اُن کے ماں باپ، اولاد، بیویاں جو اپنی نیکی کی بدولت دخول جنّت کے لائق ہوں - سب اکٹھے رہیں گے - حتّٰی کہ ان متعلقین میں سے اگر کوئی کم رتبہ ہوگا تو حق تعالیٰ اپنی نوازش و مہربانی سے درجہ بڑھا کر اس مرد کامل سے نزدیک کر دے گا - " وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (طور رکوع ۱)

اس سے معلوم ہُوا - کہ بدوں ایمان و عمل صالح کے محض کاملین کی قرابت کافی نہیں۔ ہاں ایمان و عمل صالح موجود ہو تو تعلق قرابت سے کچھ ترقی درجات ممکن ہے۔ واللہ اعلم۔ صحیح حدیث میں جنت کے آٹھ دروازے بیان ہوئے ہیں۔ مطلب یہ کہ ان کاملین کی تعظیم و تکریم کے لئے خُدا کے پاک فرشتے ہر طرف سے تحائف و ہدایات لے کر حاضر ہونگے - احادیث میں ہے کہ خلق اللہ میں سے اوّل وہ فقراء مہاجرین جنّت میں داخل ہونگے۔ جو سختیوں اور لڑائیوں میں سینہ سپر ہوئے۔ اور رخنہ بندی کے وقت کام آتے تھے - جو حکم ان کو ملتا اس کی تعمیل کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے۔ دنیا کی حاجتیں اور دل کے ارمان دل ہی میں لے کر یہاں سے رخصت ہو گئے۔ قیامت کے دن حق تعالےٰ فرمائیگا۔ میرے وہ بندے کہاں ہیں۔ (حاضر ہوں) جو میرے راستہ میں لڑے۔ میرے لئے تکلیفیں اٹھائیں اور جہاد کیا۔ جاؤ - جنّت میں بے کھٹکے داخل ہو جاؤ - پھر ملائکہ کو حکم ہوگا۔ کہ میرے ان بندوں کے پاس حاضر ہوکر سلام کرو۔ وہ عرض کریں گے خداوندا ہم تیرے بہترین مخلوق ہیں - کیا ہم بارگاہ قرب کے رہنے والوں کو حکم دیتے ہیں - کہ ان میں زمینی باشندوں کے پاس حاضر ہوکر سلام کریں ارشاد ہوگا۔ ہاں - یہ میرے وہ بندے ہیں۔ جنھوں نے توحید پر جان دی - دُنیا [illegible] سب ارمان سینوں میں لے کر چلے آئے - میرے راستہ میں جہاد کیا - اور ہر تکلیف کو خوشی سے برداشت کرتے رہے۔ یہ سُن کر فرشتے ہر طرف سے ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے - سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔

حدیث میں ہے - کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے آغاز میں قبور شہدا پر تشریف لے جاتے - اور فرماتے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ یہ ہی طرزِ عمل حضرات ابوبکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنہم کا رہا -

نقلی انسانوں کا دستور العمل

(آیت) وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ۝ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۠۝

سورہ الرعد رکوع ۱۳ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں - اور اس چیز کو توڑتے ہیں - جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم فرمایا۔ اور ملک میں فساد کرتے ہیں - ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے بُرا گھر ہے۔ اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے - روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے۔ اور دُنیا کی زندگی پر خوش ہیں - اور دُنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں - مگر تھوڑا سا اسباب -

حاشیہ شیخ الاسلام

" سعداء کے مقابل یہاں اشقیاء کی عادات خصال اور آخری انجام بتلایا ہے ان کا کام یہ ہے کہ حق تعالےٰ سے بدعہدی کریں۔ جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم تھا انہیں توڑیں - ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائیں - دوسروں پر اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے نہ رکیں - یہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت سے دور پھینک دیئے گئے۔ اور سب سے زیادہ بُرے مقام پر پہنچنے والے ہیں - دُنیا کی عیش و فراخی کو دیکھ کر سعادت اور شقاوت کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ نہ یہ ضروری ہے کہ جن کو دُنیا میں خدا نے رزق اور پیسہ زیادہ دیا ہے - وُہ اس کی بارگاہ میں مقبول ہو - بہت سے مقبول بندے بطور آزمائش و امتحان یہاں عسرت کی زندگی بسر کرتے ہیں - اور مردود مجرموں کو ڈھیل دی جاتی ہے - وہ مزے اُڑاتے ہیں - یہ ہی دلیل اس کی ہے کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے جہاں ہر شخص کو اس کے نیک و بد اعمال کا پورا پھل مل کر رہے گا - بہرحال دُنیا کی تنگی و فراخی مقبول و مردود ہونے کا معیار نہیں بن سکتا - یعنی (یہ لوگ) اسی کو مقصود سمجھ کر اتراتے اور اکڑتے ہیں - حالانکہ یہ آخرت کے مقابلہ میں دُنیا کی زندگی محض ہیچ ہے - جیسے ایک شخص اپنی اُنگلی سے سمندر کو چھوئے تو وہ تری جو اُنگلی کو پہنچتی ہے - سمندر کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے - دُنیا کی آخرت کے مقابل اتنی بھی حقیقت نہیں۔ لہٰذا عقلمند کو چاہیئے - کہ فانی پر باقی کو مقدم رکھے - حقیقت یہ ہے کہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے - بذات خود مقصود نہیں - یہاں کے سامانوں سے اس طرح تمتع کرو - جو آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنے - جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا -"

دُعا

اے اللہ ہمیں اصلی مسلمان بنا - جو تیری بارگاہ میں مقبول ہو - آمین یا الہ العالمین -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ، ۷- ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۷- جون ۱۹۵۷ء

اولیاء کرام کا ارشاد

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

ترجمہ- [illegible]س شخص نے اپنے نفس کو پہچانا- اُس نے اپنے رب کو پہچانا

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

قرآنِ مجید سے اس کا ثبوت

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ- اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا- (کیونکہ سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام منتخب مٹی سے پیدا ہوئے- اور ویسے بھی تمام بنی آدم نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں اور نطفہ بھی مٹی سے نکلی ہوئی غذاؤں کا خلاصہ ہے+ شیخ الاسلام) پھر ہم نے اسے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بناکر رکھا- (یعنی ماں کے رحم میں جہاں سے کہیں ہل [illegible]) پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا- پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی- پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا (یعنی کچھ حصہ گوشت کا سخت کرکے ہڈیاں بنا دیں- اور ہڈیوں کے ڈھانچے پر پھر گوشت پوست منڈھ دیا+ شیخ الاسلام) پھر اُسے ایک نئی صورت میں بنا دیا (یعنی روح حیات پھونک کر ایک جیتا جاگتا انسان بنا دیا) سو اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے- (جس نے نہایت خوبصورتی سے تمام اعضاء و قویٰ کو بہترین سانچے میں ڈھالا- اور اس کی ساخت عین حکمت کے بموافق نہایت موزوں و متناسب بنائی+ شیخ الاسلام)

اللہ تعالیٰ کے مٹی سے لے کر زندہ انسان بننے تک کے احسانات

(۱) مٹی سے غذا بنانا-
(۲) غذا سے نطفہ بنانا-
(۳) ماں کے رحم میں نطفہ رکھنا-
(۴) نطفہ سے علقہ (خون کا لوتھڑا) بنانا-
(۵) خون کے لوتھڑے کو گوشت بنانا-
(۶) گوشت میں پھر ہڈیاں بنانا-
(۷) پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھانا
(۸) پھر اس تیار شدہ ڈھانچے میں روح پھونکنا-
(۹) آنکھوں میں بینائی ڈالنا-
(۱۰) کانوں میں سننے کی طاقت ڈالنا-
(۱۱) زبان میں بولنے کی طاقت ڈالنا-
(۱۲) دماغ میں عقل ڈالنا-
(۱۳) ہاتھوں میں پکڑنے کی طاقت ڈالنا-
(۱۴) ٹانگوں میں چلنے کی طاقت ڈالنا-
(۱۵) ناک میں سونگھنے کی طاقت ڈالنا-
(۱۶) سارے بدن میں ایک حس کا رکھنا- جس سے انسان ہر اس چیز کو معلوم کرسکے- جو بدن پر لگ جاتی ہے- کہ گرم ہے یا سرد-

یہی میرا رب ہے

جب انسان کو معلوم ہوگا کہ مٹی سے لے کر انسان بننے تک میرے اندر یہ تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں- تو یقین کرلیگا- کہ یہی میرا رب ہے- جس نے مجھے مٹی سے لے کر اپنی قدرتِ کاملہ سے اتنی منزلیں طے کر کے جیتا جاگتا انسان بنادیا

حیوانات میں بھی ممنونِ احسان ہونے کا احساس

اگر آپ غور کرکے دیکھیں- تو حیوانات میں بھی اپنے محسن کے ممنونِ احسان ہونے کا جذبہ پایا جاتا ہے- اور تو اور درندوں میں بھی یہ احساس پایا جاتا ہے- لاہور کے چڑیا گھر میں جاکر تماشا دیکھئے- کہ شیر کی خدمت پر جو خادم مامور ہے- جب وہ پنجرے کے پاس جاکر کھڑا ہوتا ہے اور شیر کو بلاتا ہے- تو لیٹا ہوا بھی ہو تو فوراً اُٹھ کر پنجرے کے پاس آکر کھڑا ہو جاتا ہے- پھر وہ خادم اس کی گردن پر اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا رہتا ہے- شیر اس طرح چپکے سے کھڑا رہتا ہے جس طرح گائے یا بھینس خاموش کھڑی ہو- یہ کیوں کھڑا ہے- اپنے محسن کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے-

الانسان عبید الاحسان

حیوانات میں اپنے محسن کے احسان کے شکریہ ادا کرنے کا جذبہ اتنا کامل مکمل نہیں پایا جاتا- جتنا انسان میں پایا جاتا ہے- چنانچہ زبان عرب میں یہ ضرب المثل ہے- اَلْاِنْسَانُ عَبِيْدُ الْاِحْسَانِ- ترجمہ- انسان احسان کا غلام ہو جاتا ہے- یعنی اپنے محسن کا بے داموں خرید کردہ غلام بن جاتا ہے- زبانِ عرب میں ایک

دُوسری ضرب المثل

ملاحظہ ہو- شعر

اَفَادَتْكُمُ النَّعْمَاءُ مِنِّيْ ثَلٰثَةً
يَدِيْ وَلِسَانِيْ وَالضَّمِيْرُ الْمُحَجَّبَا

ترجمہ- (اے میرے محسن) تیرے احسانوں نے میری تین چیزیں تیری کر دی ہیں- میرا ہاتھ اور میری زبان اور (میرا) دل چھپا ہُوا+ یعنی میرا دل بھی تیرا شکرگزار ہے اور میرا ہاتھ بھی تیرے شکریہ کے لئے اُٹھتا ہے- اور میری زبان بھی تیرا شکر ادا کرتی ہے-

مٹی سے زندہ انسان بنانے والے کو تو معبود بنائے گا

جب فطرۃ سلیمہ والا انسان ایک انسان محسن کا اتنا شکرگزار ہوتا ہے- تو مٹی سے لے کر جیتا جاگتا انسان بنانے والے کو تو اپنا معبود بنائے گا کہ جب مجھ میں سب کچھ تیری ہی قدرت کا کرشمہ ہے تو میں بھی دُنیا میں فقط تیرا ہی ہوکر رہوں گا- یعنی جب دُنیا میں تیرے سوا میرا کوئی محسن نہیں ہے تو میرا بھی تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے- ہر فطرۃ سلیمہ والا انسان یہ فیصلہ اپنی عقل سے کرسکتا ہے- اِسی لئے

ہمارے محققین اسلاف کا فیصلہ یہی ہے۔ کہ بعثت انبیاء علیہم السلام سے پہلے کے انسانوں کو بھی شرک پر مواخذہ ہوگا۔ یعنی توحید خداوندی کو چھوڑ کر مَعْبُوْدٌ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ بنانے پر مواخذہ ہوگا۔ اور شرک میں مبتلا رہنے کے جرم میں دوزخ میں داخلہ ہوگا۔

بعد از بعثت مواخذہ

ہاں شریعت کے مکمل قانون کا مواخذہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے بعد ہوگا۔ جس میں عبادات کے علاوہ اخلاقی معاشرتی اقتصادی۔ سیاسی معاملات میں مکمل راہنمائی ہوگی

معبود ماننے کے بعد ہدایات کا مطالبہ

جب فطرت سلیمہ والا انسان خدا تعالےٰ کو اپنی عقل کی راہ نمائی سے معبود مان چکا۔ اولیاء کرام کے اس فقرے " من عرف نفسہٗ فقد عرف ربّہٗ کا یہی مطلب تھا۔ تو اب اس کی فطرت کا یہ پُر زور مطالبہ ہوگا۔ کہ مجھے اپنے معبود کو راضی رکھنے کے لئے کوئی پروگرام (نظام الاوقات) چاہیئے تاکہ اس پروگرام کے مطابق زندگی بسر کرکے اپنے معبود کو راضی کرسکوں۔ وہ پروگرام کبھی بصورت توراۃ نازل ہُوا جو موسیٰؑ کے ذریعہ سے خلق خدا کو دیا گیا۔ اور کبھی بصورت انجیل نازل ہُوا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے انسانوں کو دیا گیا۔ سب سے آخری

نظام الاوقات عبدیت قرآن مجید

ہے۔ جو سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے انسانوں کو دیا گیا۔ اب سطح دنیا پر فرائض عبدیت کی راہ نمائی کرنے والا فقط قرآن مجید ہے۔

قرآن مجید کی راہ نمائی کا نمونہ

(قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

سورہ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہدو۔ آؤ میں تمہیں سُنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔ یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور تنگدستی کے سبب اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں اور انہیں رزق دینگے۔ اور بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ۔ اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو۔ جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے۔ تمہیں یہ حکم دیتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔ اور ناپ اور تول کو انصاف سے پُورا کرو۔ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب بات کہو۔ تو انصاف سے کہو۔ اگرچہ رشتہ دار ہی ہو۔ اور اللہ کا عہد پُورا کرو۔ تمہیں یہ حکم دیا ہے۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور بیشک یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ سو اسی کا اتباع کرو۔ اور دوسرے راستوں پر مت چلو۔ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے۔ تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

سابقہ بیان شدہ قانونِ الٰہی کا حاصل

خالق اور مخلوق دونوں سے تعلقات درست رکھو

خالق سے تعلق درست رکھنے کا طریقہ

(۱) اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ یعنی جو تعلق بندے کا اللہ تعالےٰ ہی سے ہونا چاہیئے وہ تعلق کسی دوسرے سے نہ رکھا جائے۔

قرآن مجید کی روشنی میں خدا تعالےٰ کے تعلق کی تفصیل

ا۔ راحت و رنج فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔

ب۔ اولاد کا دینا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

ج۔ رزق کی تنگی یا کشادگی فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔

د۔ ہر وقت اور ہر حالت میں حاضر ناظر فقط اللہ تعالےٰ ہے۔

ہ۔ سجدہ فقط اللہ تعالےٰ ہی کو کرنا چاہیئے۔

و۔ جب ظاہری اسباب ہماری مطلب برآری سے عاجز آجائیں۔ تو فقط اللہ تعالےٰ ہی سے امداد کی درخواست کی جائے۔

ز۔ اللہ تعالےٰ سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج ہیں۔

ح۔ جس کو چاہتا ہے۔ عزت دیتا ہے۔ جس کو چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔

ط۔ جسے چاہے بادشاہ بنا دے۔ جسے چاہے بادشاہی سے معزول کر دے۔

ی۔ ہر چیز کی زندگی اور موت کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے۔

ک۔ انبیاء علیہم السلام کو نبوت کا عہدہ عطا فرمانا۔ اور اولیاء کرام کو ولایت کا عہدہ عطا فرمانا اسی کے اختیار میں ہے۔

مذکورۃ الصدر چیزیں مشتے نمونہ از خروارے ہیں

(۲) اللہ تعالےٰ سے جو عہد کیا ہے۔ اُسے پُورا کرو۔

بندے کا اللہ تعالےٰ سے یہ عہد ہے کہ اے اللہ میں تیرا بندہ تو میرا خُدا

بندے کا فرض

یہ ہے۔ کہ جس طرح مجازی غلام مجازی آقا کی اجازت کے سوا کوئی کام نہیں کرسکتا۔ اسی طرح حقیقی بندہ اپنے حقیقی آقا (خدا تعالےٰ) کی اجازت کے سوا کوئی بھی کام نہ کرے۔ مثلاً کھانے پینے پہننے۔ جاگنے سونے۔ کمانے۔ خرچ کرنے میں اسی اللہ کی رضا کا تابع ہو جائے۔ اگر اللہ تعالےٰ کی رضا کا اتنا پابند ہے تو اسے مسلم یا وفادار اور غدار سے ایک جیسا تو سلوک نہیں کیا جاتا۔ اگر انسان

اللہ تعالےٰ کا وفادار بندہ

بننا چاہتا ہے تو عبدیت (بندگی) کا جو نظام الاوقات اللہ تعالےٰ نے تجویز فرمایا ہُوا ہے۔ خواہ وہ بدنی عبادت سے تعلق رکھتا ہو یا مالی سے۔ اسے دل و جان سے

بجا لائے - اللّٰہم اجعلنا منہم

مخلوق سے تعلق درست رکھنے کے متعلق ہدایات

مذکورہ بالا نظام الاوقات میں ماں باپ سے تعلق - اولاد سے تعلق - یتیموں سے تعلق - تمام مسلمانوں سے تعلق - باہمی تجارتی تعلقات درست رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

اخلاق درست کرنے کی تلقین

مذکورہ بالا نظام الاوقات میں بے حیائی کے کاموں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ

ناحق کسی انسان کی جان نہ لی جائے

مذکورہ بالا نظام الاوقات میں کسی انسان کے ناحق قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ناحق قتل کرنے والے کی پانچ سزائیں

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا

سورہ النساء رکوع ۱۳ پارہ ۵

ترجمہ - اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے [illegible] دوزخ ہے - جس میں وہ ہمیشہ رہے گا - اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے - اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

انسانی فطرۃ کا طبعی تقاضا ہے - جو اسے اس کے محبوب سے ملائے - وہ بھی محبوب ہو جاتا ہے - مثلاً ایک شخص کا بیٹا گم ہو جائے اور وہ تلاش کر کے تھک جائے - پھر مایوس ہو کر ایک جگہ پریشان ہو کر بیٹھا ہوا ہو - ایک شخص آکر اسے کہے - کہ میں تمہارے بیٹے کو دیکھ آیا ہوں - چلو - تمہیں ملا دوں - وہ شخص کتنا خوش ہوگا - اور دکھانے والے کو کتنی دعائیں دے گا -

انسان نے اپنی فطرت سلیمہ کی راہنمائی سے اپنے معبود کو تو پا لیا

مگر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی کہتری کے باعث اس سے کوئی نظام الاوقات نہیں لے سکتا - اس لئے جب پیغمبر خدا آئے گا - اور وہ اس کو احکام الٰہی لے کر دے گا - تو انسان پیغمبر کا بے حد ممنون ہوگا - اور جان و دل سے اس پر قربان ہوگا - چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہ الفاظ عام طور پر استعمال فرمایا کرتے تھے -

"بابی انت و امی" (یا رسول اللہ) میرے باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں یعنی ان کے دل میں حضورِ انور کی محبت ماں باپ سے بھی بدرجہا زیادہ تھی - حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار سے کہتے ہیں - شعر

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَتِیْ وَعِرْضِیْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْکُمْ وِقَاءٌ

ترجمہ - پس تحقیق میرا باپ اور میری ماں اور میری عزت محمدؐ کی عزت کے بچانے کے لئے تمہارے مقابلہ میں ڈھال ہے - صحابہ کرامؓ کے دل میں آپ کی یہ عزت اور عظمت پیغمبر خدا ہونے کے لحاظ سے ہے - ورنہ آپ کے خاندان میں اور بھی تو ہزاروں آدمی تھے -

اصل بات یہ ہے

کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے محبوب ہیں - جو خدا تعالیٰ کا محبوب ہوگا وہ عاشقانِ الٰہی کا بطریق اولیٰ محبوب ہوگا -

دُعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا مذکورۃ الصدر تعلق قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴- ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۴- جون ۱۹۵۷ء

کھری اور ہمیشہ رہنے والی عزّت فقط اللہ والوں کو نصیب ہوتی ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام اور معزز خواتین۔

آپ جانتے ہیں کہ ہر ایک انسان عزّت کا آرزو مند اور ذلّت سے متنفر اور بیزار ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس جہان میں ہر چیز کے حاصل کرنے کے لئے اسباب تجویز فرمائے ہیں۔ انسان جس قسم کے اسباب میں ہاتھ ڈالتا ہے اس کے مناسب نتیجہ نکل آتا ہے۔ لہٰذا اگر عزّت دلانے والے کاموں میں ہاتھ ڈالے گا۔ تو اُس کے حق میں نتیجہ عزّت نکلے گا۔ اور اگر ذلّت والے کاموں میں ہاتھ ڈالے گا تو ذلّت نصیب ہوگی۔ یہ یاد رہے کہ قانونِ قدرت یہی ہے۔ جو عرض کیا گیا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کام تو وہ کرے جن کا نتیجہ ذلّت ہو اور تمنّا یہ ہو کہ اس کام کے کرنے سے مجھے عزّت نصیب ہو۔ مصرعہ

این خیال است و محال است و جنوں

ترجمہ- یہ خیال محال ہے اور پاگل پنا ہے۔ (فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ج وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا ۝)

سورہ فاطر رکوع ۵ پارہ ۲۲

ترجمہ- پس تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

ہر چیز کی دو قسمیں

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے (وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝) سورہ الذٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ- اور ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔

اس قاعدے کی بناء پر عزّت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک کھری اور دوسری کھوٹی۔ اس عاجز نے خطبہ کے عنوان میں یہ عرض کی ہے۔ کہ "کھری اور ہمیشہ رہنے والی عزّت فقط اللہ والوں کو نصیب ہوتی ہے"۔

کھری عزّت فقط اللہ تعالےٰ کے دربار سے ملتی ہے

شاہنشاہی اعلانات

۱

(مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا ط)

سورہ فاطر رکوع ۲ پارہ ۲۲

ترجمہ- جو شخص عزّت چاہتا ہو۔ سو اللہ ہی کے لئے سب عزّت ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص عزّت چاہتا ہے تو اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے والے کام کرے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ان نیک کاموں کی برکت سے اسے عزّت عطا فرمائے۔

حدیث شریف کی شہادت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ قَالَ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَ اِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْہُ قَالَ فَیُبْغِضُہٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْہُ قَالَ فَیُبْغِضُوْنَہٗ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ رواہ مسلم

ترجمہ- ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ بیشک اللہ جب کسی بندے کو دوست بنا لیتا ہے۔ تو جبرئیل کو بلاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ بیشک میں فلاں (شخص) سے محبّت رکھتا ہوں۔ تم بھی اس سے محبت رکھو۔ پھر جبرئیل اس سے محبت کرتا ہے پھر آسمان میں اعلان کر دیتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ بیشک اللہ نے فلاں کو دوست بنا لیا ہے۔ پس تم بھی اس سے دوستی رکھو پھر اس سے آسمان والے محبت رکھتے ہیں پھر اس کی قبولیت کا اثر زمین پر پہنچ جاتا ہے۔ اور جب اللہ کسی بندے کو مبغوض سمجھتا ہے۔ جبرئیلؑ کو بُلاتا ہے پھر کہتا ہے۔ بیشک فلاں کو مبغوض سمجھتا ہوں تم بھی اُس سے بُغض رکھو۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اسے جبرئیل مبغوض سمجھتا ہے۔ پھر آسمان والوں کو پکار کر کہتا ہے۔ بے شک اللہ فلاں سے بُغض رکھتا ہے۔ پس تم بھی اُس سے بُغض رکھو۔ آپ نے فرمایا۔ پھر آسمان والے اس سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر اُس کے متعلق زمین پر بغض نازل کر دیا جاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس سے اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ اس سے آسمان کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے سب راضی ہو جاتے ہیں۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔ اس سے آسمان اور زمین والے سب ناراض ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص عزّت چاہتا ہے۔ اسے چاہئے کہ ایسے کام کرے۔ جن سے اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہو جائے۔ جب اللہ تعالےٰ کی نظر میں اس کی عزّت ہوگی تو ساری دُنیا اسے عزّت کی نگاہ سے دیکھے گی۔

اعلان ۲

(بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا ۝ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

منافقوں کو تو خوشخبری سُنا دے کہ ان کے واسطے درد ناک عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے ہاں سے عزّت چاہتے ہیں۔ سو ساری عزّت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ منافق کافروں کے ساتھ اس لئے دوستی رکھتے ہیں۔ کہ اگرچہ مسلمانوں کی نظروں میں ہماری کوئی عزّت نہیں ہے مگر کافروں کے ساتھ دوستی کے راہ و رسم رکھنے میں ہماری عزت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کافروں کی نظروں میں بھی یہ ذلیل ہی ہوں گے۔ جب اللہ تعالےٰ کی نظر میں یہ ذلیل ہیں تو اور کون ان کی عزّت کرسکتا ہے۔

انجام بد

بارگاہ الٰہی سے عزّت دلانے والے اسباب کو نظر انداز کرکے کافروں سے دوستی رکھ کر عزّت حاصل کرنے کے خواہاں جو ہیں۔ ان کا انجام بد ملاحظہ ہو۔ (اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا) سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵
بیشک اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ اکٹھا کرے گا۔

یہ کس قسم کے لوگ تھے

جن مسلمانوں کو منافق کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور قیامت کے دن انہیں کافروں کے زمرے میں شامل کرکے دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ اگر آپ معلوم کرنا چاہیں یہ کس قسم کے لوگ تھے۔ ان کے اوصاف سُنئے۔
(اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ م) سورہ المنٰفقون رکوع ۱ پارہ ۲۸
ترجمہ۔ جب تیرے پاس منافق آتے ہیں کہتے ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ان کے اس بیان کی تردید

(وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۝) سورہ المنافقون رکوع ۱ پارہ ۲۸
ترجمہ۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق جھوٹے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی جھوٹ کہتے ہیں۔ کہ ان کو (آپ کے رسولؐ ہونے کا) دل سے اعتقاد ہے۔ واقع میں وہ آپؐ کی رسالت کے قائل نہیں۔ محض اپنی اغراض کے پیش نظر زبان سے باتیں بناتے ہیں۔ اور دل میں سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

آج کل پاکستان میں منافق موجود ہیں

جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں آپ کو ایسے آدمی ملیں گے۔ کہ اگر آپ ان سے تبادلہ خیالات کریں تو ان کے دل میں اسلام کی کوئی اہمیّت اور وقعت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن مجید کے کئی احکام پر نکتہ چینی کریں گے۔ اور آپ ہزار سمجھائیں مگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہیں گے۔ کہ جو ہم نے اندازہ لگایا ہُوا ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔ کہ اس قرآن میں کئی خامیاں ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ باوجود اس بد باطنی کے محض اس لئے اسلام کا نام لیتے ہیں کہ سرکاری عہدہ داروں میں کوئی عزّت کا عہدہ مل جائے۔ یا اگر مسلمانوں کے نمائندہ ہونے کا شوق ہے۔ تو امیدوار بن کر سامنے آئیں اور ووٹروں سے ووٹ حاصل کرکے کامیاب ہو جائیں۔

بھانت بھانت کی بولیاں

پاکستان میں یہی منافق بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں کوئی کہتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں جو چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے یہ وحشیانہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو سود حرام کیا گیا ہے یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو پردے کا حکم ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ عورتوں اور مردوں کے اختلاط میں کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیئے

ایمان کیسے سلامت رہ سکتا ہے

قرآن مجید پر نکتہ چینی کرنے والے اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرنے والے ہیں۔ کہ اس کی مقدس کتاب میں فلاں فلاں چیزیں غلط ہیں۔ قرآن مجید کے بعض حصّوں پر اعتراض کرنے سے ان کا ایمان مخلوط بالکفر ہو گیا ہے۔ اور یہ لوگ بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں۔ کلمہ پڑھتے ہیں مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں نہ تو علی الاعلان کافر کہا جا سکتا ہے۔ اور نہ پکا مسلمان ہی کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے ان کی دو رنگی چال کے باعث ان کا نام منافق ہے۔

دُعا

ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ہر فرمان کو دل و جان سے صحیح اور سچّا تسلیم کرلیں۔ تو مومن ہو جائیں گے۔ ورنہ قیامت کے دن یہ لوگ مشرکین اور کافرین کے زمرہ میں شامل ہو کر میدانِ محشر میں آئیں گے۔ اللّٰھم اھدھم الصراط المستقیم

اعلان ۳

(یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ ط وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝)
سورہ المنافقون رکوع ۱ پارہ ۲۸
ترجمہ۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے۔ تو اس میں سے عزّت والا ذلیل کو نکال دے گا۔ اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا حاشیہ

"ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے۔ ایک مہاجرین میں کا ایک انصار کا پھران کو حضرتؐ نے ملا دیا۔ منافق پیٹھ کے پیچھے کہنے لگے۔ ہم ان کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے۔ ایک نے کہا تم ہی خبر گیری کرتے ہو۔ تو یہ لوگ رسول کے ساتھ جمع رہتے ہیں۔ خبر گیری چھوڑ دو۔ آپ ہی متفرق ہو جائیں۔ ایک نے کہا۔ اب کہ سفر سے ہم مدینہ پہنچیں۔ تو جس کا اس شہر میں زور ہے۔ چاہیئے بے قدروں کو نکال دے۔ ایک صحابی نے یہ باتیں سُنیں حضرتؐ پاس نقل کیں۔ حضرتؐ نے بُلایا پُوچھا تو قسمیں کھاگئے کہ اس نے ہماری دُشمنی سے جُھوٹ کہا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ نازل کیا۔"

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس آیت پر یہ حاشیہ ہے۔ "یعنی منافق یہ نہیں جانتے کہ زور آور اور عزت والا کون ہے۔ یاد رکھو اصلی اور ذاتی عزّت تو اللہ کی ہے۔ اس کے بعد اسی سے تعلق

رکھنے کی بدولت درجہ بدرجہ رسول کی اور ایمان والوں کی روایات میں ہے کہ عبداللہ بن ابی (منافق) کے وہ الفاظ (کہ عزّت والا ذلیل کو نکال دیگا جب اس کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو پہنچے۔ (جو مخلص مسلمان تھا) تو باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہوگئے۔ بولے جب تک اقرار نہ کر لیگا۔ کہ رسول اللہ عزّت والے ہیں۔ اور تو ذلیل ہے۔ زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اور مدینہ میں گھسنے نہ دونگا۔ آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔ رضی اللہ عنہ"

عبرتناک نتیجہ

مذکور الصدر حاشیہ سے عبرتناک نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ کہ عبداللہ بن ابی منافق نے جس تعلّی اور تکبر اور دنیا داری کے ساز و سامان کی کثرت کے بھروسہ پر اپنے آپ کو معزز کے نام سے تعبیر کیا تھا۔ اور نعوذ باللہ من ذالک نقل کفر کفر نباشد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ذلیل کے لقب سے تعبیر کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ہاتھوں پر سرسوں جما کر دکھا دی۔ کہ اس کا بیٹا تلوار لیکر کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے باپ سے کہا۔ تو زبان سے کہہ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معزز ہیں اور میں ذلیل ہوں۔ ورنہ مار ڈالوں گا۔ اور مدینہ میں بھی گھسنے نہیں دونگا۔ بالآخر اس بے ایمان کو اپنے مُنہ سے اقرار کرنا پڑا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معزز ہیں اور میں ذلیل ہوں۔ اور یہ اقرار بھی اسی کے بیٹے کے ذریعہ سے کرایا۔ ظاہر داری کے لحاظ سے جس بیٹے کو اس کا معاون ہونا چاہیئے تھا۔ اُلٹا اسی کے ہاتھوں سے اسے ذلیل کرایا

لہٰذا ثابت ہُوا

کہ عزّت وہ ہے جو دربار الٰہی سے عطا ہو۔ اور جس شخص کو اس کے دربار سے عزّت نہ ملے۔ وہ آج نہیں تو کل ذلیل ہوگا۔ ایسے شخص کی عزّت کبھی پائیدار نہیں ہوسکتی

ایک بناوٹی معزز کی ذلّت جو اپنے کو رب بھی کہلاتا تھا

(اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَاجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ‏

سورہ البقرہ رکوع ۳۵ پارہ ۳

ترجمہ۔ کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا۔ جس نے ابراہیمؑ سے اس کے رب کی بابت جھگڑا کیا۔ اس لیئے کہ اللہ نے اُسے سلطنت دی تھی۔ جب ابراہیم نے کہا۔ بیشک اللہ سُورج مشرق سے لاتا ہے۔ تو اسے مغرب سے لے آ۔ تب وہ کافر حیران رہ گیا۔ اور اللہ بے انصافوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

جتنے نمبر کا معزز تھا اتنا ہی ذلیل ہُوا

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس کا نام نمرود ہے۔ وہ عراق عرب کا بہت بڑا بادشاہ ہے۔ شہر بابل اس کا دارالسلطنت ہے بادشاہی کے نشہ میں مغرور ہو کر اپنے آپ کو رب کہلاتا تھا۔ اس متکبر کے دل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوئی عزّت نہیں۔ اللہ تعالےٰ جس کو ذلیل کرنا چاہے اسے کون بچا سکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے دو باتیں کرکے لاجواب کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے مناظرہ میں جیت گئے۔ اور عزّت پائی۔ اور وہ خدائی کا دعویدار مُنہ کی کھا کر ذلیل ہُوا۔

خدا تعالیٰ کا ایک اور باغی معزز ہونیکا دعویدار

ایک اعلان

گزشتہ قوموں کے معززین میں سے ایک سب سے بڑے معزز ہونے کے دعویدار کا اعلان ملاحظہ ہو۔

(وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَـكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِىْ ۚ فَاَوْقِدْ لِىْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّىْ صَرْحًا لَّعَلِّىْۤ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

سورہ القصص رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ اور فرعون نے کہا۔ اے سردارو میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا اور کوئی معبود ہے۔ پس اے ہامان تو میرے لیئے گارا پکوا (یعنی پختہ اینٹیں تیار کر) پھر میرے لیئے ایک بلند محل بنوا۔ کہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانکوں اور بے شک میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

دوسرا اعلان

(فَحَشَرَ فَنَادٰى ۖ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۖ ۝

سورہ النزعات رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پھر اس نے سب کو جمع کیا۔ پھر پکارا۔ پھر کہا۔ کہ میں تمہارا سب سے برتر رب ہوں۔

تیسرا اعلان

(وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝) سورہ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہدیا۔ اے میری قوم۔ کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہ رہیں۔ پھر تم کیا نہیں دیکھتے۔ کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں۔ جو ذلیل ہے۔ اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا۔

اس سب سے بڑے معزز آدمی کی ذلّت کی موت

(فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ اور وہ ان سے غافل تھے۔

ذلّت کی موت کا سبب

یہ ہے کہ فرعون کے ذہن میں جو اپنی عزّت تھی۔ وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل شدہ نہیں تھی۔ وہ اپنی دُنیاوی بادشاہت کے نشہ میں اپنے آپ کو معزز خیال کر رہا تھا۔ اگر اسے اللہ تعالےٰ کی طرف سے عزّت کا تمغہ حاصل شدہ ہوتا۔ تو وہ کبھی ذلّت کی موت سے نہ مرتا۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِى الْاَبْصَارِ

دولت کے لحاظ سے سب سے بڑا معزز

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ۚ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

سورہ القصص رکوع ۸ پارہ ۲۰

ترجمہ - بیشک قارون موسٰی کی قوم میں سے تھا۔ پھر ان پر اکڑنے لگا - اور ہم نے اسے خزانے دیئے تھے - کہ اس کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اُٹھانی مشکل ہوتیں۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا۔ اترا مت بیشک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا - اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر حاصل کر - اور اپنا حصّہ دُنیا میں سے نہ بھول - اور بھلائی کر۔ جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو - بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا -

حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ۔" کہ قارون حضرت موسٰی علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور فرعون کی پیشی میں رہتا تھا۔ جیسا کہ ظالم حکومتوں کا دستور ہے کہ کسی قوم کا خون چُوسنے کے لئے انہیں میں سے بعض افراد کو اپنا آلۂ کار بنا لیتی ہیں۔ فرعون نے بنی اسرائیل میں سے اس ملعون کو چُن لیا تھا۔ قارون نے اس وقت موقع پاکر دونوں ہاتھوں سے خوب دولت سمیٹی۔ اور دنیوی اقتدار حاصل کیا۔ جب بنی اسرائیل حضرت موسٰیؑ کے زیرِ حکم آئے اور فرعون غرق ہُوا تو اس کی مالی ترقی کے ذرائع مسدود ہو گئے - اور سرداری جاتی رہی۔ اس حسد و غیض میں حضرت موسٰیؑ سے دل میں خلش رکھنے لگا۔ تاہم ظاہر میں مومن بنا ہُوا تھا - تورات بہت پڑھتا۔ اور علم حاصل کرنے میں مشغول رہتا تھا۔ مگر دل صاف نہ تھا۔ حضرت موسٰیؑ اور ہارونؑ کی خداداد عزّت و وجاہت دیکھ کر جلتا کہ آخر میں بھی انہیں کے چچا کا بیٹا ہوں یہ کیا معنی کہ وہ دونوں تو نبی اور نبی سردار بن جائیں۔ مجھے کچھ بھی نہ ملے۔ کبھی مایوس ہو کر شیخی مارتا - کہ انہیں نبوت مل گئی - تو کیا ہُوا - میرے پاس مال و دولت کے اتنے خزانے ہیں - جو کسی کو میسّر نہیں۔ حضرت موسٰی علیہ السلام نے ایک مرتبہ زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا۔ تو لوگوں سے کہنے لگا کہ اب تک تو موسٰی جو احکام لائے ہم تم نے برداشت کئے - مگر کیا تم یہ بھی برداشت کرلوگے - کہ وہ ہمارا مال بھی ہم سے وصول کرنے لگے - کچھ لوگوں نے اس کی تائید میں کہا۔ نہیں ہم برداشت نہیں کر سکتے - آخر ملعون نے حضرت موسٰیؑ کو بدنام کرنے کی ایک گندی تجویز سوچی - کسی عورت کو بہلا سکھلا کر آمادہ کیا کہ بھرے مجمع میں جب موسٰی علیہ السلام زنا کی حد بیان فرمائیں۔ تو اپنے ساتھ انہیں متہم کرنا۔ چنانچہ عورت مجمع میں کہہ گزری - جب حضرت موسٰیؑ نے اس کو شدید قسمیں دیں - اور اللہ کے غضب سے ڈرایا - تو اس کا دل ڈرا۔ تب اس نے صاف کہہ دیا - کہ قارون نے مجھ کو سکھایا تھا۔ اس وقت حضرت موسٰیؑ کی بد دُعا سے وہ مع اپنے گھر اور خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ بعض سلف نے مفاتح کی تفسیر خزائن سے کی ہے - یعنی اس قدر روپیہ تھا کہ طاقتور مردوں کی ایک جماعت بھی اسے مشکل سے اُٹھا سکتی ہے۔ لیکن اکثر مفسرین نے مفاتح کی تفسیر کنجیوں سے کی ہے یعنی مال کے صندوق اتنے تھے۔ جن کی کنجیاں اُٹھاتے ہوئے کئی زور آور آدمی تھک جائیں - اور یہ چنداں مستبعد نہیں جیسا کہ بعض تفاسیر میں اس کی صورت بتلائی گئی ہے -"

اتنے بڑے معزز دولت مند کی ذِلّت کی موت

قارون کے خیال میں جو اپنی عزّت تھی - اس کا مدار دولت پر تھا - اور یہ خود ساختہ عزّت تھی - نہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہُوئی - اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مع دولت اور ساز و سامان کے سے زمین میں غرق کر دیا - یہ معزز آدمی اور بہت بڑا دولتمند دُنیا سے لعنت کی موت سے مرا - اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ کا ٹکٹ لے کر گیا - بخلاف اس کے حضرت موسٰی علیہ السلام دُنیا میں بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے اپنا نیک نام چھوڑ کر گئے - اور قیامت تک آنے والی نسل انسانی ان کی مداح اور ثنا خواں رہے گی - اور محشر سے گزر کر ابد الآباد کے لئے بہشت میں جا داخل ہوں گے۔

فاعتبروا یا اُولی الابصار -

پائیدار عزّت والے

فقط وہ اللہ تعالےٰ کے بندے ہوتے ہیں۔ جنہیں اس کے دربار سے عزّت کا تمغہ ملے - اس کی بارگاہ سے عزّت ملنے کی شرط نہ بادشاہی ہے۔ نہ دولت ہے۔ مثلاً آج سے ۱۳۷۶ سال پہلے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام میں سے بلالؓ حبشی - ابو ہریرہؓ - صہیبؓ رومی - سلمانؓ فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہم مسلمانوں کی نظر میں معزز شمار کئے جا رہے ہیں - مسلمان جب ان کا نام لیتے ہیں انہیں دُعا ساتھ دیتے ہیں - رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں - یعنی اللہ تعالےٰ ان میں سے ہر ایک سے راضی ہو - حالانکہ یہ صحابہ کرام بالکل مسکین تھے - ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بعض اوقات میں بھوک کی وجہ سے بدحواس ہو جاتا تھا - لوگ مجھے پاگل خیال کرتے تھے +

اے اللہ تو سچا ہے تیرا ہی فرمان ہے۔ تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیٍٔ قدیر -

ونحن علیٰ ذٰلک من الشاہدین

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ - ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۱ جون ۱۹۵۷ء

مسلمانوں کی بے دینی کا سب سے بڑا سبب خوردونوش کا حرام ہونا ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

مبلغ قرآن مجید کا فرض ہے کہ مسلمانوں کا جو قدم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی مرضی کے خلاف اُٹھے۔ اس کی علت اور سبب کو معلوم کرے اور پھر مسلمانوں کو اس بُرائی کے پیدا کرنے والے سبب کے متعلق اطلاع دے۔ تاکہ جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بچانا ہے۔ وہ اس اطلاع کے باعث بچ جائیں۔ اور جنہوں نے سُننے کے بعد بھی لاپرواہی کی۔ اور اسی گناہ کے مرتکب ہوتے رہے۔ وہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر پیش نہیں کر سکیں گے۔ کہ اے اللہ ہمیں تو آپ کے اس حکم کا علم نہیں تھا۔ ورنہ ضرور تعمیل کرتے۔ حکم الٰہی کے ایسے طریقہ سے پہنچا دینے جس کے بعد طبیعت میں شک وشبہ باقی نہ رہے۔ اسی کا نام شریعت میں اتمام حجت ہے۔ اتمام حجت کے بعد شریعت کی مخالفت کرنے والے کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ اسی لئے جب

مَیں نے دیکھا

کہ آج کے دور میں بے دینی کا دَور دورہ ہے۔ مسلمانوں کا ⁹⁄₁₀ حصّہ بے دین ہے اور ¹⁄₁₀ بھی بمشکل دیندار ہوگا۔ ورنہ دیندار طبقہ کی نسبت اس سے بھی بہت کم ہے۔ جب مَیں نے غور کیا تو ایک چیز سمجھ میں آئی۔ کہ جس چیز نے جس قسم کی غذا سے تربیت پائی ہو۔ اس غذا کا اثر اس چیز میں لازمی طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ

نباتات میں بھی یہ قاعدہ جاری ہے

لاہور میں عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ لاہور میں پیدا شدہ سبزی بدمزہ ہوتی ہے۔ اور شہر سے دور دیہات کی سبزی مزیدار ہوتی ہے۔ اور یہ واقعہ ہے۔ شہر لاہور کی سبزی کے بدمزہ ہونے اور دیہات کی سبزی کے مزید ہونے کا اصلی سبب یہ ہے۔ کہ لاہور کے ہر گلی کوچہ میں پکی نالیاں بنی ہیں جو ہر قسم کے گندے اور بدبودار پانی کو نکال کر باہر لے جاتی ہیں۔ اس گندے بدبودار پانی کی ایک نہر لاہور سے باہر کھیتوں میں جاتی ہے۔ جو سبزی اس بدبودار گندے پانی سے تربیت پاتی ہے وہ اپنی پلید اور بدبودار پانی کی خوراک کے باعث بدمزہ ہوتی ہے۔ گویا وہ کھانے والے کو زبانِ حال سے بتلاتی ہے۔ کہ میری خوراک ناپاک اور گندی تھی۔ اور دیہات میں چونکہ کنوؤں کا نہایت لطیف اور پاک پانی ہوتا ہے وہاں کی سبزی کی خوراک وہ پانی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ زبانِ حال سے بتلاتی ہے۔ کہ مَیں اس لئے مزیدار ہوں۔ کہ میری خوراک پاک تھی۔

ایک عجیب مثال

تحقیق سے معلوم ہے کہ ہندوستان میں بعض آموں کے شوقین پانی میں دودھ ملا کر آم کی جڑ میں ڈالتے ہیں۔ جب اس آم کو پھل لگتا ہے۔ تو اس میں سے دودھ کی خوشبو آتی ہے۔ گویا کہ آم اپنے کھانے والے کو زبانِ حال سے بتلا رہا ہوتا ہے۔ کہ میری خوراک میں دُودھ بھی ڈالا جاتا ہے۔

اِنسان مُنہ سے بولتا ہے

حرام کی خوراک سے پرورش یافتہ پودا تو زبانِ حال سے بولتا تھا۔ مگر حرام کی خوراک سے تربیت یافتہ انسان گوشت کی زبان سے بولتا ہے۔

بے دینوں کی بھانت بھانت کی بولیاں

کوئی کہتا ہے۔ مذہب کی کیا ضرورت ہے مذہب تو انسان کی ترقی کے راستہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مذہب طرح طرح کی جکڑ بندیوں میں جکڑ دیتا ہے کہ یہ کھاؤ یہ نہ کھاؤ۔ یہ پیؤ یہ نہ پیؤ یہ پہنو یہ نہ پہنو۔ فلاں مجلس میں بیٹھو۔ فلاں میں نہ بیٹھو۔ کوئی کہتا ہے کہ نماز کی کیا ضرورت ہے۔ اس طرح اوندھے پڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ زمین پر ٹکریں مارنے سے کیا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے مولوی بڑے بے ایمان ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے یہ داڑھیوں والے بڑے بے ایمان ہوتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ میرے دوستو۔ مذہب اسلام کے خلاف جتنے بکواس آپ نے سُنے ہیں۔ ان سب کا ایک بہت بڑا سبب

مال حرام سے پرورش

پانا ہے۔ جن دنیاداروں کی زندگی کا مقصد ہی دولت کمانا ہو۔ انہیں حلال حرام کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ جس طرح آج کل سرکاری ملازمین کا حال ہے۔ ان میں کوئی شاذ و نادر ہی ایسے اللہ تعالےٰ کے بندے ہونگے۔ جو خُدا کے غضب سے ڈرتے ہیں۔ اور اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہیں۔ رشوت نہیں لیتے۔ میرا یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ساری گمراہ نہیں ہوسکتی۔ اس لئے گورمنٹ کے ہر شعبہ میں ایسے ضرور اللہ کے بندے ہونگے۔ مگر اکثریت ایسے لوگوں کی ہے۔ جن کے مظالم سے لوگ بے حد نالاں ہیں۔

سرکاری ملازمین میں حرام خوری کا ایک اور طریقہ

سرکاری ملازمین گورنمنٹ کو اپنے روزانہ کے اوقات میں سے مثلاً ۶ گھنٹے دیتے ہیں اور گورنمنٹ سے ۶ گھنٹے کا معاوضہ بصورت تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ اگر ان ۶ گھنٹوں میں گورنمنٹ کا کام میز

پر ہونے کے باوجود آپس میں باتیں کریں یا سگریٹ پیتے رہیں۔ تو روزانہ جتنا وقت انہوں نے کام نہیں کیا۔ اس کی تنخواہ لینی ان کے لئے حرام تھی۔ اب یہ حرام کی تنخواہ بیوی بچوں کو کھلائینگے تو ان کے خیالات حرام کی طرف زیادہ مائل ہونگے۔ اور حرام کے کام شوق سے کریں گے۔ اور نیکی کے کاموں سے دور بھاگیں گے۔ مثلاً نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے۔ تو جی چرائینگے۔ اور سینما دیکھنے کے لئے بڑی خوشی اور شوق سے جائیں گے۔

تجارت پیشہ لوگوں میں حرام خوری

برادران اسلام۔ میں اکثر عرض کیا کرتا ہوں کہ انسان کو صحیح معنی میں انسان فقط خوفِ خدا بناتا ہے۔ اگر انسان کے دل میں خوفِ خدا نہ ہو۔ تو اس جیسا ظالم اور شریر اور کوئی جانور خدا نے پیدا نہیں کیا۔ لاہور میں بکثرت ایسی چیزیں بازار میں ملتی ہیں۔ جنہیں دکاندار کھری کہہ کر گاہک کو دیتا ہے۔ حالانکہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس میں اتنا کھوٹ ملا ہُوا ہے۔ مثلاً شیر فروش کھرا دودھ کہہ کر دیتا ہے۔ حالانکہ جانتا ہے۔ کہ اس میں اتنا پانی ہے۔ یہ عام مشہور ہے کہ مرچوں میں سُرخ اینٹیں پیس کر ملائی جاتی ہیں۔ لاہور میں کیکر کے چھلکے کو مشین میں باریک کرکے چائے کہکر ڈبوں میں بند کرکے بیچی جاتی ہے۔ علیٰ ہٰذالقیاس اکثر چیزوں میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ جتنا حصّہ کھوٹی چیز کا کھری میں ملایا جائے گا۔ اور اس کی قیمت کھری کی لی جائے گی۔ اتنی ہی قیمت حرام ہو جائے گی جس تاجر کے بیوی بچوں کے پیٹ میں وہ حرام کا مال جائیگا۔ اُن کا بھی وہی حال ہوگا۔ کہ حرام اور گناہ کے کاموں سے محبت اور دلچسپی۔ اور نیکی کے کاموں سے نفرت ہوگی۔

سینما کی رونق

ہر روز سینما میں مردوں اور عورتوں کی ہزارہا کی تعداد میں جمع ہونا۔ یہ در اصل حرام کی خورد و نوش کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ سینما والوں کی طرف سے کوئی بلند آواز سے یہ ڈھنڈورا نہیں دیتا کہ سینما میں آؤ۔ بلکہ فقط ایک کاغذ یا کپڑے پر لکھ کر ریہڑی پر چسپاں کرکے بازار اور گلی کوچوں میں ریہڑی پھرا دی جاتی ہے۔ کہ آج فلاں سینما میں دو گھڑی کی موج، یا کسی کی پیاری یا شادی کی پہلی رات کا منظر دکھایا جائے گا۔ بس اتنا معلوم ہونے پر ہزارہا کی تعداد میں مرد اور عورتیں شام کو اُٹھ دوڑتی ہیں۔ اور نماز کی آذان مؤذن بلند سے بلند آواز سے مسجد کی چھت پر کھڑا ہوکر دیتا ہے مگر دولتمند اور سرمایہ دار گھر والوں کے مردوں اور عورتوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ یادِ الٰہی کے لئے آنے میں یہ بے توجہی اور لاپرواہی اسی حرام خوری کا نتیجہ ہے۔ ان حرام خوریوں کا نتیجہ آپ دیکھ چکے ہیں۔ اب

حرام خوروں کی آخرت ملاحظہ ہو

عن جابرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَا یدخل الجنۃ لحم نبت من السُحت وکل لحم نبت من السحت کانت النار اولیٰ بہٖ - رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان -

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں وہ گوشت نہیں جائے گا۔ جو حرام سے پیدا ہو۔ اور ہر وہ گوشت جو حرام سے پیدا ہوگا۔ آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو گوشت حرام کے مال سے بنا ہے۔ وہ دوزخ میں جائیگا۔ یعنی وہ شخص جائے گا۔ جس کے بدن میں وہ گوشت ہوگا۔

اس کا سبب

یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حلال چیز پاک ہوتی ہے۔ اور حرام چیز باطن کے نقطۂ نگاہ سے ناپاک ہوتی ہے۔ اگر ایک پاک چیز میں ناپاک کی ملاوٹ ہو جائے تو ایک شریف انسان اسے ہرگز استعمال نہیں کرسکتا۔ مثلاً دودھ کے گھڑے میں ایک تولہ نجاست پڑ جائے یا مثلاً پلاؤ کی ایک دیگ پک رہی تھی۔ ایک کوّا اس درخت پر آکر بیٹھ گیا۔ جس کے نیچے دیگ پک رہی تھی۔ اور اس کے منہ میں ایک تولہ نجاست تھی۔ اس کے منہ سے گر پڑی اور دیگ میں پڑ گئی کیا کوئی شریف آدمی اس دیگ میں سے ایک دانہ بھی کھائے گا۔ ہرگز نہیں۔ تو جس انسان کے وجود میں حرام کے مال کا پلید گوشت ہو اسے اللہ تعالٰے کس طرح جنت میں داخل فرمائیگا۔

حرام خوروں کی تینوں زندگیاں برباد

(۱) دُنیا میں غافلوں اور کھیل و تماشہ والوں کے ساتھ زندگی بسر کی (۲) ان کی قبر دوزخ کا گڑھا بنی (۳) قیامت کے دن دوزخ میں داخل ہونگے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوسکتی ہے۔ کہ آئے اور دوزخ کا ایندھن بن کر دُنیا سے رخصت ہوئے۔

ایک ولی اللہ کا فرمان

حرام کا مال کھانے سے عبادت کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔

ور بخواندی بر خمیرش بے عدد
فاتحہ یا قل ہو اللہ احد

اگرچہ اس کو گوندھتے وقت بے شمار مرتبہ تو فاتحہ یا قل ہو اللہ احد پڑھے۔

ور بود از شاخ طوبیٰ آتشش
ور بود روح الامیں ہیزم کشش

اگرچہ طوبیٰ کی لکڑی کی آگ پر روٹی پکائی جائے۔ اگرچہ آگ جلانے والا جبرئیلؑ ہو

ور تو بر خوانی ہزاراں بسملہ
بر سرِ آں لقمۂ پُر ولولہ

اگرچہ تم اس مشکوک لقمے پر [illegible] ہزار مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔

عاقبت خاصیتش ظاہر شود
نفس زاں لقمہ ترا قاہر شود

بالآخر اس (حرام کے لقمہ) کی خاصیت ظاہر ہوگی۔ اس لقمہ (کے کھانے سے) تیرا نفس غالب ہو جائے گا۔

در رہ طاعت ترا بے جاں کند
خانۂ دین ترا ویراں کند

عبادت کے حق میں تمہیں مردہ کر دیگا تیرے دین کے گھر کو برباد کر دیگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ حرام مال کے کھانے سے عبادت کی توفیق سلب ہو جائے گی۔ اور نفس تم پر غلبہ پائے گا (جس طرح ریچھ کو قلندر نچاتا ہے۔ اسی طرح تمہیں اپنی خواہش کے مطابق نچائیگا۔ کبھی سینما میں لے جائیگا [illegible] عورتوں کے ساتھ ڈانس کرائے گا)

قرآن مجید میں ایک حرام خور تجارت پیشہ قوم کا عبرتناک انجام

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ
يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ
وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُم
بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
مُّحِيطٍ ○ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ
بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ○ بَقِيَّتُ
اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَا
أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ○ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ
تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ
أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ
لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ○ قَالَ يَا قَوْمِ
أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي
وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ
أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ
أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا
تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ
أُنِيبُ ○ وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن
يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ
هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم
بِبَعِيدٍ ○ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ
إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ○ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا
نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا
ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا
أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ○ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ
عَلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ
ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ○ وَ
يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ
سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ
يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي
مَعَكُمْ رَقِيبٌ ○ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا
شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا
فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ○

سورہ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲

ترجمہ - اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور ماپ اور تول کو نہ گھٹاؤ۔ میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں - اور تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اور اے میری قوم انصاف سے ماپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو - اور زمین میں فساد نہ مچاؤ - اللہ کا دیا جو باقی بچ رہے - وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو - اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں - انہوں نے کہا - اے شعیب کیا تیری نماز تمہیں یہی حکم دیتی ہے کہ کہ ہم ان بتوں کو چھوڑ دیں - جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے - یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں - بے شک تو البتہ بردبار نیک چلن ہے - کہا - اے میری قوم دیکھو تو سہی - اگر مجھے اپنے رب کی طرف سے سمجھ آگئی ہے - اور اس نے مجھے عمدہ روزی دی ہے اور میں یہ نہیں چاہتا - کہ جس کام سے تمہیں منع کروں - میں اس کے خلاف کروں - میں تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح ہی چاہتا ہوں اور مجھے تو صرف اللہ ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے - میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں - اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں - اور اے میری قوم کہیں میری ضد سے ایسا جرم نہ کر بیٹھنا - کہ جس سے وہی مصیبت آپڑے - جیسی کہ قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ یا قوم صالحؑ پر پڑی تھی - اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں - اور اللہ سے معافی مانگو - پھر اس کی طرف رجوع کرو - بیشک میرا رب مہربان محبت والا ہے - انہوں نے کہا - اے شعیب ہم بہت سی باتیں نہیں سمجھتے - جو تم کہتے ہو - اور بیشک ہم البتہ تمہیں اپنے میں کمزور پاتے ہیں - اور اگر تیری برادری نہ ہوتی - تو تجھے ہم سنگسار کر دیتے - اور ہماری نظر میں تمہاری کوئی عزت نہیں ہے - کہا اے میری قوم کیا میری برادری کا دباؤ تم پر اللہ سے زیادہ ہے - اس کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے - بیشک میرا رب تمہارے سب اعمال پر احاطہ کرنے والا ہے - اور اے میری قوم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ - میں بھی کام کرتا ہوں - آئندہ معلوم کر لوگے - کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے - اور جھوٹا کون ہے - اور انتظار کرو - بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں - اور جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے - اپنی رحمت سے بچا لیا - اور ان ظالموں کو کڑک نے آپکڑا - پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے -

قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ

میں عرض کیا کرتا ہوں کہ قرآن مجید کے تیس پاروں کا خلاصہ یہ ہے - کہ انسان کو خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق درست رکھنا چاہیئے - خالق سے بعبادت اور مخلوق سے بخدمت - شعیب علیہ السلام کی قوم دولت کے نشہ میں مخمور ہے - اور ان کے تعلقات دونوں طرف کشیدہ ہیں - شعیب علیہ السلام ان کے تعلقات دونوں طرف سے درست کرنا چاہتے ہیں - لیکن وہ لوگ ان کی کوئی بات بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں - اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ہلاک ہوگئے - انا للہ و انا الیہ راجعون -

حرام خوروں کے لئے تنبیہ

آج کل کے دور میں میرے پاکستان میں حرام خوری کی اس قدر کثرت ہے کہ خدا کی پناہ یہ لوگ یاد رکھیں - فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ○

سورہ فاطر رکوع ۵ پارہ ۲۲

ترجمہ - پس تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا - اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تغیر نہیں پائے گا -

اپیل

اپنے پاکستانی بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں - کہ اللہ تعالےٰ سے ڈریں - معاملات میں فریب کاری - دھوکہ بازی - بد دیانتی سے باز آئیں - ورنہ اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے محفوظ نہ سمجھیں - یہ الگ چیز ہے کہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت ہونے کے لحاظ سے ہم پر گزشتہ قوموں کی طرح عذاب نہ آئے کہ ساری کی ساری قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے - ہاں اس سے آپ بچ نہیں سکتے - کہ بد دیانتی اور حرام خوری کے باعث تمہیں دُنیا میں انفرادی طور پر طرح طرح کی تکلیفیں پہنچتی رہیں اور بقیہ سزا قبر میں جا کر بھگتیں - کہ قبر جہنم کا گڑھا بن جائے -

دنیاوی اور اخروی تکالیف سے بچنے کے لئے فقط ایک تدبیر

ہے - اللہ تعالےٰ کا اعلان ملاحظہ ہو - مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت سراسر پردہ ہے۔ اس لیے جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا (اپنی نظروں کا نشانہ بناتا) ہے۔ (ترمذی: ۱۱۷۳)

وآمنتم ط وکان اللہ شاکرا علیما ٥
سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵
ترجمہ۔ اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کریگا۔ اگر تم شکرگزار بنو۔ اور ایمان لے آؤ۔ اور اللہ قدر دان ہے۔ جاننے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے وعدے سچے

ہوتے ہیں۔ جب گزشتہ آیت میں اُس نے اعلان فرمایا ہے کہ اگر تم ایمان لے آؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کے شکرگزار بندے بنو۔ یعنی اس کے احکام کی اس کی مرضی کے مطابق تعمیل کرو۔ تو اس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ تمہیں سزا دے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ (بد نظری کی نیت سے) دیکھنے والے شخص پر بھی لعنت فرماتے ہیں اور جس عورت کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی لعنت فرماتے ہیں۔ (یعنی اگر اس عورت نے خود مرد کو دیکھنے کا موقع دیا ہو) (سنن بیہقی: ۱۳۵۶۶)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی! (اگر کسی نامحرم عورت پر نظر پڑ جائے تو) دوبارہ نظر مت ڈالو کیونکہ تمھارے لئے پہلی نظر جو بغیر ارادہ کے پڑی تھی جائز ہے لیکن دوسری نظر جائز نہیں۔ (ابوداؤد: ۲۱۴۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸- ذیقعد ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۸- جون ۱۹۵۷ء

رزق کی فراوانی خوش نصیبی یا رضا الٰہی کی علامت نہیں ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - میرا فرض ہے کہ اگر مسلمانوں میں کوئی غلطی دیکھوں تو کتاب و سُنّت کی روشنی میں اپنی اصلاح کی بھی کوشش کروں - اور اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی اس غلطی پر آگاہ کروں - تاکہ کتاب و سنۃ کی روشنی میں اپنی اس غلطی کی اصلاح کر لیں -

آج کل خوش نصیبی کا معیار

جس دورِ زمانہ میں ہم اس وقت جا رہے ہیں اس میں انسان کی خوش نصیبی کا یہی معیار سمجھا جاتا ہے - اگر تاجر ہے تو اس کی دُکان اور اس کا گودام مال سے بھرپور ہو - تو لوگ اسے بڑا خوش نصیب خیال کرتے ہیں - اگرچہ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں نماز تو بجائے خود رہی ایک دفعہ کلمہ لاالٰہ الااللہ پڑھنا بھی نصیب نہ ہوتا ہو - اور اگر زمیندار ہے تو زمین کے زیادہ سے زیادہ رقبہ پر قبضہ جمائے بیٹھا ہو - خواہ ۲۴ گھنٹے میں نماز تو بجائے خود رہی ایک مرتبہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا بھی اسے نصیب نہ ہوتا ہو - اور وہ بڑا خوش نصیب خیال کیا جاتا ہے - اور اگر سرکاری عہدہ دار ہے تو اس کی معقول تنخواہ (مثلاً دو ہزار روپیہ ماہوار) ہو - اور سرکاری بنگلہ میں رہنے - اور آمد و رفت کے لئے اس کے پاس موٹر ہو - تو اس ملازم کو بڑا خوش نصیب سمجھا جاتا ہے - آج عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خوش نصیبی کے یہ سب معیار غلط ہیں

صحیح معیار

خوش نصیبی کا صحیح معیار یہ ہے کہ اس خوش نصیبی کا نتیجہ بدنصیبی نہ نکلے - اس عزّت کا نتیجہ ذلّت نہ نکلے - اس آرام کا نتیجہ بے آرامی نہ نکلے - اس راحت کا نتیجہ رنج نہ نکلے - اس آزادی کا نتیجہ قید و بند نہ نکلے -

نتیجہ پر نظر نہیں کی جاتی

آج کل کے دور میں سوائے چند خدا پرست - متبع شریعت - دیندار انسانوں کے عام طور پر نتیجہ پر نظر نہیں کی جاتی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر طرف بےچینی - بیقراری - پریشانی کا دور دورہ ہے - اللہ جلّ شانہٗ کا اعلان ہے -

(وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؁)

سورہ الشوریٰ رکوع ۴ پارہ ۲۵

ترجمہ - اور تم پر جو مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے آتی ہے - اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے -

مثالیں

(۱) ٹھیکیدار نے غریب مزدوروں اور کاریگروں سے کام کرایا - اور روپیہ وصول ہونے پر ان مسکینوں کو نہ دیا - اپنا مکان بنوا لیا - بیوی کو زیور بنا کر دیتا رہا - اس حرام کے مال سے بڑی عزّت بنا لی - بالآخر ایک ٹھیکہ میں ایسا گھاٹا پڑا کہ مکان بھی بک گیا - زیور بھی سب بیچ ڈالے - پھر بھی گھاٹا پورا نہ ہوا حرام خوری کے انجام پر نظر نہ کرنے کے باعث ٹھیکیدار نے یہ ذلّت اُٹھائی -

(۲) رشوت خوار ملازم نے رشوت کے ذریعہ سے بہت سا روپیہ جمع کیا - پنشن پانے کے بعد مثلاً پچاس ہزار روپیہ گورنمنٹ کے خزانہ سے جمع شدہ ملا - کوئی تجارت شروع کی - پہلے سال ہی گھاٹا پڑا - پچاس ہزار روپیہ کے پینتیس ہزار روپے رہ گئے - دوسرے سال پینتیس ہزار روپے سے پچیس ہزار روپیہ رہ گیا - حتیٰ کہ اسی قدر گھاٹا پڑتے پڑتے چند ہی سالوں میں روپیہ ختم ہو گیا اور گھر میں فاقے آنے شروع ہو گئے - اور یہ ساری بے برکتی اس حرام مال کا اثر ہے - رشوت خوار نے نتیجہ پر نظر نہ کرنے کے باعث یہ ذِلّت اُٹھائی -

(۳) تقسیمِ مُلک سے پہلے ہزارہا مسلمان ایسے تھے - جنہوں نے انجام پر نظر نہ کرتے ہوئے بیٹے بیٹی کے بیاہ میں ہندو سے سودی روپیہ لے کر بڑی دھوم دھام سے شادی کی - بالآخر نتیجہ یہ نکلا - کہ ہندو نے مکان بھی قرق کرا لیا اور مسلمان کو جدی مکان سے بیک بینی و دو گوش ذلیل کر کے نکال دیا -

(۴) آپ لاکھوں ماں باپ دلوں کے دکھیا پائیں گے - جنہوں نے بڑے شوق اور خوشی سے بیٹے کو اسکول اور کالج کی تعلیم دلائی - باپ نے جو کمایا بیٹے کی تعلیم پر لگایا کہ بیٹا تعلیم سے فارغ ہو کر خوب روپیہ کمائے گا - اور ہم عزّت سے زندگی بسر کریں گے چونکہ بیٹے کو فقط دُنیا کی تعلیم دلائی گئی تھی - اور دینِ الٰہی کی تعلیم سے ناآشنا رکھا گیا تھا - جس سے ماں باپ کی اطاعت اور خدمت کا احساس ہوتا ہے - نتیجہ پر نظر نہ کرنے کا یہ نتیجہ ہے - کہ بیٹا عیش و عشرت کی زندگی میں مست اور ماں باپ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہے ہیں -

یہ چند مثالیں

جو مسلمانوں کی بد نصیبی کی دی گئی ہیں - انہیں پر اکتفا کرتا ہوں - ورنہ لاہور کے کے موجودہ تمدّن میں اخلاقی پستی اور بے غیرتی کی ایسی مثالیں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں - جنہیں صفحۂ کاغذ پر لانا ایک شریف انسان کی غیرت گوارا نہیں کر سکتی - اور وہ سب اخلاق سوز

مثالیں مسلمان کے دل میں خوش نصیبی کے غلط مفہوم سے پیدا ہوتی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قرآن مجید کے اعلانات

رزق کی فراوانی بھی اور بدنصیبی بھی

اعلان اوّل

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ هِیَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰہُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ كَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِیْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے طاقت میں زیادہ تھے۔ اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصّہ سے فائدہ اٹھا گئے۔ اور تم نے اپنے حصّہ سے فائدہ اٹھایا۔ جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے۔ اور تم بھی انہیں کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور وُہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

حالات مذکورہ کا خلاصہ

(۱) وہ لوگ بڑے طاقتور تھے۔
(۲) بڑے دولتمند تھے۔
(۳) اولاد بھی بہت تھی
(۴) ان کے اعمال کی بارگاہ الٰہی میں نہ دُنیا میں کوئی قدر ہوئی اور نہ آخرت میں ہوگی۔
(۵) انہوں نے دُنیا میں پیدا ہو کر نقصان ہی اٹھایا۔
(۶) دُنیا میں عذابِ الٰہی میں گرفتار ہو کر لعنت کی موت سے مرے۔ اور آخرت میں دائمی دوزخ میں رہنے کا ٹکٹ لے کر گئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دُنیا میں زورآور بھی۔ دولتمند بھی۔ صاحب اولاد بھی اور بد نصیب بھی

اعلان دوم

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِیْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِیْدًا خٰمِدِیْنَ ۝

سورہ الانبیاء رکوع ۲ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور ہم نے بہت بستیوں کو جو ظالم تھیں۔ غارت کر دیا ہے اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب اُنھوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی۔ تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ۔ جہاں تم نے عیش کیا تھا۔ اور اپنے گھروں میں جاؤ۔ تاکہ تم سے پوچھا جائے۔ کہنے لگے۔ ہائے ہماری کم بختی بے شک ہم ہی ظالم تھے۔ سو ان کی یہی پکار رہی۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا۔ جس طرح کھیتی کٹی ہوئی ہو۔ اور وُہ بجھ کر رہ گئے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

ان آیات پر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ " یعنی جب عذاب الٰہی سامنے آگیا۔ تو چاہا۔ کہ وہاں سے نکل بھاگیں اور بھاگ کر جان بچالیں۔ اس وقت تکوینی طور پر کہا گیا۔ کہ بھاگتے کہاں ہو۔ ٹھہرو۔ اور ادھر ہی واپس چلو۔ جہاں عیش کئے تھے۔ اور جہاں بہت سے سامان تنعم جمع کر رکھے تھے۔ شاید وہاں کوئی تم سے پوچھے۔ کہ حضرت وہ مال و دولت اور زور و قوت کا نشہ کیا ہُوا۔ وہ سامان کدھر گئے۔ اور جو نعمتیں خدا نے دے رکھی تھیں۔ ان کا شکر کہاں تک ادا کیا تھا۔ یا یہ کہ آپ بڑے آدمی تھے جن کی ہر موقع پر پوچھ ہوتی تھی۔ اب بھی وہیں چلئے۔ بھاگنے کی ضرورت نہیں۔ تا لوگ اپنے مہمات میں آپ سے مشورہ کرسکیں۔ اور آپ کی رائیں دریافت کرسکیں (یہ سب باتیں تہکماً کہی گئی ہیں۔) "

حالات مذکورہ کا خلاصہ

(۱) یہ لوگ مالدار ہیں۔
(۲) دولتمند بھی ہیں۔
(۳) بڑے زور والے بھی ہیں۔
(۴) ان پر مال و دولت کا نشہ ہے۔
(۵) عیش و عشرت کے سب سامان موجود ہیں۔
(۶) اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا شکر نہیں کرتے۔

حاصل

یہ نکلا کہ باوجود دولتمند ہونے۔ سازوسامان عشرت کی فراوانی کے عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر دُنیا سے لعنت کی موت سے مرے۔ اور آخرت کے لئے دوزخ میں سدا رہنے کا ٹکٹ لے کر گئے۔ اس سے واضح ہو گیا۔ کہ دُنیا کے مال و متاع اور ساز و سامان کی فراوانی خوش نصیبی کی علامت نہیں ہے ورنہ یہ لوگ باوجود ان تمام سازوسامان کے لعنت کی موت سے کیوں مرتے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اعلان سوم

(فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۷ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دُنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے۔ اور کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ منافقوں کو جو مال اور اولاد دی گئی ہے۔ یہ چیزیں ان کے آرام پانے کے لئے نہیں۔ بلکہ ان کو سزا دینے کے لئے ہیں۔ اس سے معلوم ہُوا کہ اللہ تعالےٰ بعض اوقات بعض نافرمانوں کو مال اور اولاد ان کی بدنصیبی کی بنا پر عطا فرماتا ہے۔ تاکہ وہ عمر بھر مال اور اولاد کا دُکھ اُٹھاتے رہیں اور اُنہیں مرتے دم تک چین نصیب نہ ہو۔

لہٰذا

یہ نظریہ غلط ثابت ہُوا کہ مال کی بہتات اولاد کی کثرت سازوسامان کی فراوانی خوش نصیبی

کی علامت ہے۔ اس خطبہ کے ابتدا میں عنوان بھی یہی تجویز کیا گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اس غلط نظریہ سے دست بردار ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

خوش نصیب کون ہے

جب دُنیا داروں کے خوش نصیبی کے نظریہ کو غلط ثابت کر دیا گیا تو ایک عقلمند انسان کے دل میں لازمی طور پر یہ سوال پیدا ہو گا کہ پھر دُنیا میں خوش نصیب کون لوگ ہیں۔ کلام الٰہی میں اس سوال کا جواب موجود ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝ سورہ البینہ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔

بہترین مخلوقات ہونے کے دو سبب

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں بیان شدہ انسانوں کی دو صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ جن کے باعث ان حضرات کو اللہ تعالےٰ کی ساری مخلوقات میں سے بہترین مخلوقات کا لقب عطا کیا گیا ہے۔ ان دو صفتوں میں سے پہلی ایمان اور دوسری عمل صالح ہے۔

ایمان دل میں ہوتا ہے

(قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ط)

سورہ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ بدویوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہہ دو۔ تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو۔ کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ایمان کا ٹھکانا دل میں ہے

دل میں کس چیز پر ایمان لانا

(اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ۝

سورہ البقرہ رکوع ۴۰ پارہ ۳

ترجمہ رسول نے مان لیا جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اُترا ہے۔ اور مسلمانوں نے بھی مان لیا۔ سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے کو الگ نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں۔ ہم نے سُنا اور مان لیا۔ اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے جو حکم ملے۔ اس کو ماننے کا اقرار کرتے ہیں گویا کہ ان کے دل کا معاملہ تو اللہ تعالےٰ سے صاف ہو گیا۔

عمل صالح

خیر البریہ کا تمغہ پانے والے حضرات کی دوسری صفت عمل صالح ہے یعنی وہ نیکیاں کرتے ہیں۔ ہر وہ کام نیکی میں داخل ہو سکتا ہے۔ جس میں فقط اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے کی رضا مطلوب نہ ہو۔ نیکی کی اس تعریف میں انسان کا ہر کام آسکتا ہے۔ مثلاً کھانا اس لئے کھایا جائے کہ اللہ تعالےٰ کی یاد کے لئے وجود میں طاقت پیدا ہو۔ تو یہ کھانا نیکی ہے۔ اس نیت سے سویا جائے۔ کہ نماز میں نیند نہ آئے۔ یہ سونا بھی نیکی ہے۔ بیت الخلاء اس نیت سے جائے، تاکہ طبیعت صاف ہو جائے۔ اور نماز اطمینان قلب سے ادا ہو۔ تو بیت الخلاء جانا بھی نیکی ہے۔

غرضیکہ

جن حضرات کو خیر البریہ (بہترین مخلوقات) کا تمغہ دیا گیا ہے۔ ان کے ہر عمل حیات میں محض رضاء مولیٰ مطلوب ہوتی ہے۔ پھر کیوں نہ

خیر البریہ کہلائینگے

جب ان کے دل میں اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کے رسول کے اتباع کا جذبہ موجزن ہے۔ اور جو کام وہ کرتے ہیں۔ اس میں فقط رضاء مولیٰ مطلوب۔ محبوب اور مقصود ہوتی ہے۔ تو پھر کیوں نہ بہترین مخلوقات شمار کئے جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے

یہی حضرات خوش نصیب

ہوں گے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین یا الٰہ العالمین و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۳- ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۵۷ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

آپ کا نسب نامہ

عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الاموی ابوعمر عرف ابو عبداللہ و ابولیلیٰ -

آپ کی ولادت

آپ چھ سال بعد از واقعہ فیل پیدا ہوئے - اور ابتدائی مسلمانوں میں سے ہیں- آپ ان لوگوں میں سے ہیں - جن کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسلام کی طرف بلایا تھا-

آپ کی ہجرت اور حضور انورؐ کی دو صاحبزادیوں سے نکاح

آپ نے دو ہجرتیں کیں - ایک مرتبہ حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ کی طرف حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل از نبوّت ان کا نکاح ہوا تھا- جنہوں نے اتمام غزوۂ بدر میں آپ کے پاس انتقال کیا- اور بوجہ تیمار داری حضرت رقیہؓ کے باجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جنگ میں شریک نہ ہو سکے- لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو حصّہ عطا کیا- اور اجر دیا- اسی وجہ سے آپ اہل بدر میں شمار کئے جاتے ہیں- جس وقت فتح بدر کی خبر لے کر لوگ آئے- اس وقت حضرت رقیہؓ کو مدینہ میں دفن کیا گیا تھا- ان کے انتقال کے بعد جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ام کلثوم- رقیہ کی ہمشیرہ سے آپ کا نکاح کیا- جنہوں نے ۹ سنہ ہجری میں انتقال کیا-

آپ کی خصوصیّت

علماء کرام کا بیان ہے کہ سوائے حضرت عثمانؓ کے کوئی شخص ایسا نہیں ہوا- جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں اسی لئے آپ کا نام ذی النورین رکھا گیا ہے-

آپ کے مناقب

آپ سابقین اوّلین اور پہلے مہاجرین سے اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں - جن کے لئے جنّت کی خوشخبری دی گئی ہے- اور ان چھ آدمیوں میں سے ہیں- جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وفات شریف کے وقت تک خوش تھے- آپ ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے قرآن شریف کو جمع کیا- بلکہ ابن عبادہ کا تو یہ قول ہے کہ سوائے حضرت عثمانؓ اور مامون کے اور کسی نے قرآن شریف جمع نہیں کیا-

حضور انورؐ کی حیات طیبہ میں خلافت کا عطا ہونا

ابن سعد کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ ذات الرقاع اور غطفان کی طرف تشریف لے گئے تو حضرت عثمانؓ ہی کو مدینہ منوّرہ میں اپنا خلیفہ تجویز کر کے چھوڑ گئے تھے-

آپ کتنی احادیث کے راوی اور آپ سے روایت کرنے والے

آپ نے ایک سو چھیالیس حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں- اور آپ سے روایت کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں -

زید بن خالد جہنی - ابن زبیر - سائب بن یزید - انس بن مالک - زید بن ثابت - سلمہ بن اکوع - ابو امامہ باہلی - ابن عباس - ابن عمر - عبداللہ بن مغفل ابو قتادہ - ابوہریرہ اور دیگر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

آپ پر حدیث شریف کی ہیبت

عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے - کہ حضرت عثمانؓ بڑی خوبصورتی کے ساتھ حدیث بیان فرمایا کرتے تھے- اور آپ پر حدیث کی سخت ہیبت پڑا کرتی تھی -

ملاء اعلیٰ میں آپ کا لقب ذوالنورین

خثیمہ نے فضائل صحابہ میں عساکر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے کسی نے حضرت عثمانؓ کا حال پوچھا- تو آپ نے فرمایا- کہ ان کا کیا پوچھنا ہے- وہ ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کے خطاب سے مشہور ہیں - ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی دو صاحبزادیاں رہی ہیں

حضرت عثمانؓ کی والدہ رسول اللہ صلعم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام تھا- اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب عبد شمس اور ان کی والدہ (حضرت عثمانؓ کی نانی) ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں - لہٰذا اس رشتہ سے حضرت عثمانؓ کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں -

ابتدائی اسلام لانے والوں میں آپ کا نمبر چوتھا ہے

ابن اسحٰق کی روایت ہے - کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ اور زیدؓ بن حارثہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے بعد آپ ایمان لائے تھے-

آپ کا حلیہ

ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ آپ میانہ قد اور خوبصورت تھے - سرخی مائل زرد رنگ کا چہرہ کا تھا- جس پر چیچک کے نشانات تھے- داڑھی بہت گھنی تھی- ہڈی چوڑی

تھی۔ رنگ میں سرخی بہت چمکتی تھی۔ دونوں شانوں میں بہت فاصلہ تھا۔ پنڈلیاں بھری بھری تھیں۔ ہاتھ لمبے لمبے تھے۔ اور ان پر بال تھے۔ سر پر گھونگر والے بال تھے۔ دانت بہت خوبصورت تھے۔ کن پٹی کے بال بہت نیچے آئے ہوئے تھے۔

آپ کی خوبصورتی کی تعریف

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن حزم مازنی کہتے ہیں کہ میں نے کسی مرد یا عورت کو حضرت عثمانؓ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ ایسا ہی موسےٰ بن طلحہ کا قول ہے کہ آپ سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔

آپ کی استقامت

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کو آپ کے چھوپھا حکم بن العاص پکڑ کر لے گئے۔ اور ایک کوٹھڑی میں قید کر دیا۔ اور کہا کہ چونکہ تو نے اپنے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ اس لئے خدا کی قسم میں تجھے بالکل نہیں چھوڑوں گا۔ تاوقتیکہ تم نئے دین سے نہ پھر جاؤ۔ حضرت عثمانؓ نے قسم کھا کر کہا کہ میں کبھی یہ دین نہیں چھوڑونگا۔ حکم نے آپ کا یہ استقلال دیکھ کر آپ کو چھوڑ دیا۔

جبشہ کی طرف سب سے پہلے ہجرت

ابو لیلی بذریعہ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے جبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمانؓ بن عفان تھے۔ آپ کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا عثمانؓ کے ساتھ ہو۔

رحمۃ للعالمین کی زبان سے آپ کی تعریف

ابن عدی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا تو آپ نے صاحبزادی سے فرمایا کہ تمہارے شوہر تمہارے دادا ابراہیمؑ اور تمہارے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت مماثل ہیں

آپ کے فضائل

امام ترمذی نے عبدالرحمٰن بن خبابؓ سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت آپ لشکر عسرت کی تیاری میں مصروف تھے۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ میں سو اُونٹ مع پالان گلیم وغیرہ فی سبیل اللہ کے دیتا ہوں۔ چنانچہ لشکر میں اُونٹ پیش کر دیئے۔ اور تھوڑی دیر میں اور دو سو اُونٹ مع سامان پالان وغیرہ پیش کئے۔ پھر کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آٹھ سو اُونٹ مع پالان وغیرہ فی سبیل اللہ اور دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر اب عثمانؓ کوئی نفلی کام نہ بھی کرے تو اُس کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ترمذی نے انسؓ سے اور حاکم نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ جب لشکر عسرہ کی تیاری ہو رہی تھی تو حضرت عثمانؓ نے ہزار دینار لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں ڈال دیئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) دیناروں کو اُلٹاتے اور فرماتے تھے۔ کہ اگر اب کوئی نفلی کام عثمانؓ نہ کرے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

ترمذی نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ بیعت رضوان کے وقت حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور ایلچی کے مکّہ معظمہ میں گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے جب بیعت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ خدا اور خدا کے رسولؐ کے کام پر گئے ہُوئے ہیں اور اپنا ہاتھ بمنزلہ ہاتھ عثمانؓ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر گویا ان سے بیعت لی۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں آپ کا دست مبارک حضرت عثمانؓ کے دستِ مبارک سے کہیں بہتر تھا۔ اور اس سے آپ کی کتنی بڑی فضیلت نکلتی ہے۔

ترمذی اور حاکم نے روایت کی۔ کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ خدا تعالےٰ تمہیں ایک قمیص (خلافت) عطا کرے گا۔ جب منافق اسے اُتار دینے کو کہیں۔ تو نہ اُتارنا۔ یہاں تک کہ تو مجھ سے آملے۔

بروایت ترمذی از حضرت عثمانؓ اسی بناء پر آپ نے جس روز کہ آپ محصور ہوتے ہیں۔ فرمایا تھا۔ کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عہد لے لیا ہے۔ اور میں اسی پر صابر ہوں۔

حاکم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ (حضرت عثمانؓ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو دفعہ جنّت مول لے لی ہے۔ ایک جب چاہ رومہ کھودا گیا۔ دوئم جب لشکرِ عسرہ کی تیاری ہوئی۔

خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مسند احمد میں ابی وائل سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے پوچھا گیا کہ آپ نے حضرت عثمانؓ سے کن وجوہات پر بیعت کی اور حضرت علیؓ کو کن دلائل سے ترک کیا۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ میں نے اولاً حضرت علی سے پوچھا۔ کہ میں آپ سے حکم اللہ و سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سیرت حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ خطاب کے مطابق بیعت کروں آپ نے جواب دیا کہ جیسے تمہاری مرضی۔ پھر میں نے یہی بات حضرت عثمانؓ سے پوچھی انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے علیحدہ بھی لے جا کر پوچھا۔ کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں۔ تو آپ مجھے کس کی بیعت کرنے کی رائے دیتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ علیؓ سے۔ پھر میں نے حضرت علیؓ سے یہی سوال کیا۔ اُنہوں نے حضرت عثمانؓ کا نام لیا۔ پھر میں نے زبیرؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ علیؓ یا عثمانؓ سے۔ پھر سعد کو بُلا کر ان سے بھی یہی سوال کیا۔ اور کہا۔ کہ تم جانتے ہو۔ کہ میرا یا تمہارا تو کوئی ارادہ خلافت کا نہیں ہے۔ انھوں نے حضرت عثمانؓ کا نام لیا۔ پھر اور اعیانِ امت سے پوچھا تو ان کی کثرت رائے حضرت عثمانؓ ہی کی طرف تھی۔

حضرت عثمانؓ سے بیعت کا سن

سنہ ۲۳ھ میں حضرت عمرؓ کے دفن سے تیسرے روز آپ سے بیعت کی گئی۔

آپ کے زمانہ کی فتوحات

۲۴ھ میں رے اور ملک روم کے بہت سے قلعے فتح ہوئے۔ حضرت عثمان رضؓ نے مغیرہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد بن وقاص کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ اس سال لوگوں کی نکسیریں بہت جاری ہوئیں۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ بھی اس میں مبتلا ہوگئے اور حج کو نہ جاسکے۔ بلکہ مایوس ہوکر آپ نے وصیت بھی کردی۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام اہل عرب نے نکسیر کا سال رکھ دیا۔

۲۶ھ میں سابور فتح ہوا اور حضرت عثمانؓ نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام کو وسیع کیا۔

۲۷ھ میں معاویہؓ نے جہاز پر فوج لے جاکر قبرص پر حملہ کیا۔ اس لشکر میں عبادہ بن الصامت مع اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان الصاری کے شامل تھے۔ آپ کی بیوی گھوڑے سے گر کر انتقال کرگئیں اور وہیں قبرص میں دفن ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی ان کو خبر دے چکے تھے کہ تم فلاں جگہ مروگی۔ اور اس لشکر کے لئے دعا فرما چکے تھے۔ اسی سال ارجان اور دارابجرد فتح ہوا۔ اور حضرت عثمان رضؓ نے حضرت عمرو بن عاص کو مصر سے معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بھیجا۔ انہوں نے وہاں جاکر افریقہ پر حملہ کیا۔ اور کل کوہ دشت وغیرہ کو فتح کر کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا۔ اس میں مسلمانوں کو مالِ غنیمت بہت ہاتھ آیا۔ حتی کہ فی سپاہی بقولے ہزار و بقول تین ہزار دینار حصہ میں آئے۔ پھر اسی سال اندلس کو فتح کیا۔

۲۹ھ میں اصطخر اور فساء وغیرہ ممالک ملحقہ فتح ہوئے۔ اور اسی سال میں حضرت عثمانؓ نے مسجد مدینہ منورہ کو وسیع کیا۔ اس میں منقوش پتھر لگائے۔ اور پتھر ہی کے ستون بنائے۔ چھت میں ساگوان کی لکڑی لگائی۔ اور مسجد کو طولاً ایک سو ساٹھ گز اور عرضاً ڈیڑھ سو گز کردیا۔

۳۰ھ میں جور اور خراسان کا اکثر حصہ نیشاپور۔ طوس۔ سرخس۔ مرو اور بیہق فتح ہوئے۔ ان فتوحات سے مال کی آمد کی ہر جانب سے ایسی کثرت ہوئی۔ کہ خزانے بنانے پڑے۔ اور حضرت عثمانؓ نے دل کھول کر روپیہ لوگوں کو بانٹا۔ یہاں تک کہ ہر شخص کو ایک ایک لاکھ بدرے ملے جن میں چار چار ہزار اوقیہ تھے۔

۳۱ھ سے ۳۴ھ تک کے واقعات مفصل معلوم نہیں ہوسکے۔

۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ شہید کئے گئے۔

حضرت عثمانؓ سے لوگوں کی ناراضگی کا سبب

زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے بارہ سال خلافت کی۔ چھ سال تک کسی کو کوئی شکایت آپ سے پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کو قریش حضرت عمرؓ کی نسبت بھی زیادہ اچھا سمجھتے تھے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کی مزاج میں شدت زیادہ تھی۔ لیکن پھر آپ نے بہت نرمی کرنی اور اپنے اعزہ و اقربا کو عامل بنانا شروع کیا۔ اور مروان کو ملک افریقہ کا خمس معاف کردیا اور اپنے اقربا کو بہت سا مال دے ڈالا۔ اور اس کی تاویل میں فرمایا کہ گو حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے نہیں کیا۔ مگر میں حکمِ خدا کے موافق صلہ رحم کرتا ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں میں آپ کے خلاف شورش پیدا ہوگئی (ابن سعد)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کا حسرتناک واقعہ

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ زہری کہتے ہیں۔ کہ میں نے سعید بن مسیب سے حضرت عثمانؓ کی شہادت کا حال پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ قصہ یہ ہے کہ حضرت عثمان کی خلافت بعض صحابہ کو ناگوار ہوئی۔ کیونکہ یہ سب کو معلوم تھا کہ آپ اپنے اعزہ و اقربا کی بہت رعایت کرتے ہیں۔ آپ بارہ برس خلیفہ رہے۔ اس وقت اس قسم کے کئی ایک بنی امیہ سے عامل تھے۔ جو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نہ تھے۔ اور جن کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نہ جانتے تھے۔ مگر آپ چھ برس برابر ان صحابہ کی تالیفِ قلوب کرتے رہے۔ جو آپ کے خلاف تھے۔ اور ان کو معزول نہ کیا۔ لیکن پچھلے چھ برسوں میں اپنے چچا کی اولاد پر مہربان ہوئے۔ اور ان کو مع ان کے ہم خیال و شرکاء کے عامل کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ عبداللہ ابو سرح کو مصر کا حاکم مقرر کیا۔ اس کو وہاں دو ہی برس ہوئے تھے کہ اہل مصر ان کی شکایت ظلم کرنے کے لئے دارالخلافہ میں آئے۔ اس سے پہلے عبداللہ بن مسعود۔ ابوذر۔ اور عمار بن یاسر کے معاملات میں بنو ہذیل بنو زہرہ کے دلوں میں اور ابن مسعود کے معاملہ کی نسبت بنو غفار اور اس کے احلاف کو حضرت عثمانؓ سے شکایت پیدا ہوچکی تھی۔ اہل مصر کی شکایت نے اور بھی بارود کا کام دیا۔ جس نے ابی ذر کے دل میں بہت رنجش ڈال دی اور بنو مخزوم کے متعلق عمار بن یاسر آپ سے بہت خشمناک ہوئے۔ اہل مصر ابن ابی سرح کے ظلم سے روتے ہوئے پھر آپ کے پاس آئے۔

پس حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن ابو سرح کو تہدیدی نامہ لکھا۔ مگر اس نے کچھ پروا نہ کی۔ اور ممنوعہ امورات کی تعمیل سے انکار کیا۔ اور جو لوگ دارالخلافہ میں شکایتیں کرنے آئے تھے ان کو مارا پیٹا۔ اور بعض کو قتل کرادیا۔ یہ حالت دیکھ کر مصر کے سات سو آدمی دارالخلافہ میں آئے۔ اور صحابہ سے عبداللہ بن ابو سرح کی شکایتیں کیں۔ اور خاص کر یہ کہ اس نے اوقاتِ نماز میں تبدیلیاں کردی ہیں۔ طلحہ بن عبداللہ نے حضرت عثمانؓ سے اس معاملہ میں سختی سے گفتگو کی۔ اور حضرت عائشہ نے آپ سے کہلا بھیجا کہ صحابہ آپ سے چاہتے ہیں کہ آپ اپنے عامل کو موقوف کردیں۔ مگر باوجود اس کے کہ اس پر قتل کے الزام لگائے گئے ہیں آپ اس کو معزول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ اس کو سزا دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے بھی آپ سے کہا۔ کہ یہ لوگ عامل پر خون کا دعویٰ کرتے ہیں اور معاوضہ قتل چاہتے ہیں اور صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ

عبداللہ بن ابو سرج کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کر دیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اس کو معزول کر دیں۔ اور اگر بعد تحقیقات ان کا دعویٰ صحیح معلوم ہوتا ہو تو انصاف کریں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ کہ بہتر ہوگا کہ یہی لوگ خود اپنے لئے کوئی عامل منتخب کرلیں۔ مَیں اسی کو بھیج دونگا۔ اور عبداللہ بن ابو سرج کو معزول کر دوں گا۔ چنانچہ لوگوں نے محمد بن ابو بکرؓ کو منتخب کیا۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی تقرری اور عبد اللہ کی معزولی کا فرمان لکھ دیا۔ اور محمد بن ابوبکرؓ مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ تاکہ عبداللہ بن ابوسرج اور ان کے درمیان جو کچھ واقعات گزریں۔ ان کو بچشم خود دیکھ آئیں۔

یہ قافلہ تیسری منزل پر ہی پہنچا تھا کہ پیچھے سے ایک حبشی غلام ملا۔ جو نہایت تیزی کے ساتھ اپنی سانڈنی کو اُڑائے لئے جاتا تھا اور اس کی چال ڈھال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یا تو وہ کسی کا قاصد ہے یا فراری۔ صحابہ نے اس کو پکڑ لیا۔ اور اس سے پوچھا کہ تو کہاں جاتا ہے۔ کیونکہ تو یا فراری ہے یا کسی کا قاصد۔ اس نے کہا کہ مَیں غلام امیرالمومنینؓ کا ہوں۔ اور آپ نے مجھے عامل مصر کے پاس خط دے کر بھیجا ہے لوگوں نے کہا۔ عامل مصر تو یہ ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ میرا مدعا ان سے نہیں ہے۔ پھر محمد بن ابو بکر کو اس حال سے اطلاع دی گئی۔ اُنہوں نے ایک شخص کو اس کے لانے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اس کو پکڑ کر پیش کیا گیا۔ آخر محمد بن ابو بکر نے خود اس سے دریافت کیا۔ کہ تو کون ہے۔ وہ غلام کچھ ایسا گھبرا گیا۔ کہ کبھی تو کہتا تھا کہ مَیں امیرالمومنین کا غلام ہوں۔ کبھی مروان کا۔ مگر ایک شخص نے پہچان کر کہا۔ کہ یہ امیرالمومنین ہی کا غلام ہے۔ محمد بن ابو بکر نے پوچھا کہ تجھے کس کے پاس اور کیوں بھیجا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ عامل مصر کے پاس خط دے کر بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا وہ خط دکھا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس خط نہیں ہے۔ اس کی تلاشی لی۔ تو خط نہ ملا۔ لیکن اس کے خشک مشکیزہ میں کچھ ہلتا ہُوا معلوم ہُوا۔ اُنہوں نے اس کو ہلا کر نکالنا چاہا۔ مگر نہ نکلنے پر اس کو چیرا۔ تو اس میں سے حضرت عثمانؓ کا خط بنام ابو سرج نکلا۔ محمد بن ابو بکرؓ نے اپنے تمام ہمراہیوں مہاجرین وغیرہ کو جمع کیا اور ان سب کے روبرو خط کو کھولا۔ جس میں عبداللہ بن ابوسرج کو لکھا تھا کہ جب محمد بن ابوبکر اور فلاں فلاں اشخاص وہاں پہنچیں تو ان کو کسی حیلہ سے قتل کر ڈال اور ان کے فرمان تقرر کو باطل سمجھ۔ اور تا ہدایت ثانی اپنی حکومت پر قائم رہ اور جو تیرے ظلم کی شکایتیں لے کر یہاں آئے تھے۔ ان کو قید کر دے۔ مَیں تیرے لئے انشاء اللہ تعالےٰ تجاویز سوچ کر تحریر کروں گا۔ یہ خط پڑھ کر سب لوگ دنگ رہ گئے۔ اور وہیں سے فوراً مدینہ شریف لوٹ جانے کا قصد کر لیا۔ اور محمد بن ابوبکر نے اس خط پر حاضرین کی مہریں کر کے پھر بند کر دیا۔ اور اس خط کو اپنے ہمراہیوں میں سے ایک کے حوالہ کیا۔ اور مدینہ کو واپس ہوئے۔ ان لوگوں نے مدینہ شریف پہنچ کر طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ علیؓ۔ سعدؓ اور دیگر موجودہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا۔ اور مہر توڑ کر خط ان کو ملاحظہ کرایا۔ اور غلام کا تمام قصّہ بیان کیا۔ اور خط پڑھ سُنایا گیا۔ سب لوگوں کو سخت غُصّہ حضرت عثمانؓ پر آیا۔ اور ابن مسعودؓ اور ابوذرؓ اور عمار کے معاملات یاد کر کے یہ آگ اور بھڑک اُٹھی۔ اور لوگوں نے بھمراہی محمد بن ابو بکرؓ بنی تیم وغیرہ نے حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ یہ دیکھ کر مع طلحہؓ و زبیرؓ سعدؓ۔ عمارؓ و دیگر بدری صحابہ اور غلام۔ خط اور اونٹنی کے وہاں پہنچ گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے آپ سے پوچھا کہ یہ غلام اور اونٹنی کس کی ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ کہ میری۔ پھر خط دکھلا کر پوچھا گیا۔ کہ یہ آپ نے لکھا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے بحلف کہا۔ کہ نہ مَیں نے یہ خط لکھا۔ نہ لکھوایا۔ نہ مجھے کچھ اس کا علم ہے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ اس پر مہر کس کی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مہر بیشک میری ہے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ غلام بھی آپ کا اُونٹنی بھی آپ کی۔ خط پر مہر بھی آپ کی۔ اور آپ کو اس کا کچھ حال معلوم نہ ہو۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ حضرت عثمان نے پھر قسم کھائی۔ کہ نہ مَیں نے یہ خط لکھا۔ نہ اس کے لکھنے کا حکم دیا۔ نہ مَیں نے غلام کو دے کر جانب مصر بھیجا ہے۔ بعد میں مروان کی تحریر پہچانی گئی۔ اور حضرت عثمانؓ پر اس معاملہ میں شک ہُوا۔ اور آپ سے کہا گیا کہ مروان کو ہمارے سپرد کر دیں۔ مگر آپ نے اس کے سپرد کر دینے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ مروان آپ کے مکان میں موجود تھا۔

آخر تمام صحابہ سخت ناخوش ہو کر وہاں سے شکایت کرتے ہوئے چلے آئے۔ آپ کو اس بات کا یقین کامل تھا کہ حضرت عثمان کبھی جھوٹی قسم نہ کھائینگے مگر بعض نے کہا کہ ہمارے دلوں کا غُصّہ دُور نہیں ہو سکتا ہے۔ اور حضرت عثمانؓ شک سے بری نہیں ہو سکتے۔ تاوقتیکہ مروان کو ہمارے سپرد نہ کریں۔ تاکہ ہم اس معاملہ کی نسبت دریافت کریں۔ اور معلوم کرلیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو قتل کرنے کا حکم ناحق کیوں دیا گیا۔ اگر اس میں حضرت عثمانؓ کا قصور معلوم ہو۔ تو ہم ان کو معزول کر دیں گے۔ اگر مروان ہی کی شرارت معلوم ہو اور اس نے خود حضرت عثمان کی جانب سے لکھ دیا ہے۔ تو اس کو الزام دے کر سزا دیں۔ مگر حضرت عثمان نے بخوف قتل مروان اس کو سپرد کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔ اس پر لوگوں نے پوری طرح محاصرہ کر لیا۔ اور پانی کا اندر جانا بند کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے دیوار پر سے جھانک کر پوچھا۔ کہ یہاں علیؓ بھی ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کیا تمہارے درمیان سعدؓ ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں، پس آپ خاموش ہو رہے۔ اور کچھ تامل کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ کوئی اتنا کام کرے۔ کہ حضرت علیؓ کو اس حال سے خبر دیدے اور ہم پیاسوں کو پانی پلا دے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو خبر دی گئی۔ آپ نے فوراً تین مشکیزے پانی کے آپ کے یہاں بھیجدیئے۔ (یہ پانی بھی حضرت عثمانؓ کو اس وقت تک نہ ملا۔ کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند غلاموں کو زخم اس کے پہنچانے کے باعث نہ پہنچ گئے) اس سعی سے آخر پانی پہنچایا گیا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اطلاع ملی کہ اگر سپرد نہ کیا گیا۔ تو حضرت عثمانؓ ضرور

قتل ہو جائیں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ ہم نے تو آپ سے مروان کے دینے کے لئے کہا تھا نہ کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کا منشا تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو حکم دیا۔ کہ تم تلواریں لئے ہوئے حضرت عثمانؓ کے دروازے پر کھڑے رہو۔ اور کسی کو اندر نہ گھسنے دو۔ حضرت زبیرؓ و طلحہؓ و دیگر حضرات نے بھی اپنے اپنے صاحبزادوں کو اسی ہدایت کے ساتھ۔ وہاں بھیج دیا۔ ان سب نے کسی کو اندر نہ گھسنے دیا۔

محمد بن ابوبکرؓ نے یہ دیکھ کر مع دیگر ہمراہیوں کے حضرت عثمانؓ کی طرف تیر چلانے شروع کئے۔ یہاں تک کہ حضرت حسنؓ آپ کے دروازہ پر زخمی ہوئے۔ اور آپ کا روئے مبارک خون سے رنگین ہوگیا اور مروان کو مکان کے اندر ایک تیر لگا۔ محمد بن طلحہؓ بھی زخمی ہوا۔ نیز حضرت علیؓ کے غلام کا سر پھٹ گیا۔ محمد بن ابوبکرؓ ڈر گیا۔ کہ کہیں حسنؓ و حسینؓ کا حال دیکھ کر بنو ہاشم نہ بگڑ بیٹھیں اور فتنہ برپا ہو جائے۔ اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں میں سے دو آدمیوں کو کہا کہ اگر بنو ہاشم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے روئے مبارک کو خون آلود دیکھا تو غضب ہی ہو جائے گا۔ وہ تو عثمانؓ کو بھول جائیں گے اور اُلٹی آنتیں ہمارے گلے میں پڑیں گی۔ ہمارے ارادے بھی باطل ہو جائیں گے۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ ہم دوسرے گھر میں سے ہو کر پس پشت مکان سے حضرت عثمانؓ کے گھر میں کود جائیں۔ اور ان کو قتل کر آئیں۔ کسی کو خبر بھی نہ ہوگی۔ اس مشورے کے موافق محمد بن ابوبکرؓ اور ان کے دونوں ساتھی ایک انصار کے گھر سے ہو کر حضرت عثمانؓ تک پہنچ گئے۔ اس وقت آپ اور آپ کی حرم محترم تنہا مکان میں تھے۔ باقی سب لوگ کوٹھے پر تھے۔ اس لئے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپ کے پاس کون آیا تھا۔ محمد بن ابوبکرؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ عثمان کی بیوی ان کے پاس ہیں۔ اس کو روک رکھوں۔ تو تم آنا۔ تاکہ جو کام ہم نے خفیہ طور پر شروع کیا ہے۔ اسی طرح ختم بھی ہو جائے۔ اور جب میں ان کو روک لوں تو تم فوراً جست کرکے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دینا۔ چنانچہ محمد بن ابوبکرؓ تنہا پہنچے اور حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑ لی۔ آپ نے فرمایا کہ واللہ اگر تیرا باپ تجھ کو اس حالت میں دیکھتا تو کیا کہتا۔ یہ سنتے ہی محمد بن ابوبکرؓ کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا اتنے میں وہ دونوں آدمی آگئے۔ اور حضرت عثمانؓ کی طرف جھپٹے۔ اور آپ کو قتل کرکے اسی راستہ سے (جس سے آئے تھے) بھاگ گئے۔

حضرت عثمانؓ کی زوجہ محترمہ چیخنے لگیں لیکن چونکہ شور و غوغا بہت ہو رہا تھا۔ ان کی آواز کسی نے نہ سُنی۔ آخر وہ کوٹھے پر چڑھیں اور باآواز بلند کہا۔ کہ امیرالمومنین قتل کر دیئے گئے۔ لوگ دوڑ پڑے۔ دیکھا تو واقعی حضرت عثمانؓ مذبوح پڑے ہیں۔

اس خبر کے بعد

جب یہ خبر حضرت علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ اور سعدؓ اور دیگر اہالیانِ مدینہ کو پہنچی۔ تو وہ بھی مدہوشانہ بھاگے ہوئے آئے۔ اور حضرت عثمانؓ کے پاس گئے تو ان کو مقتول پایا۔ پھر واپس آئے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادوں سے پوچھا۔ کہ جب تم دونوں دروازے پر موجود تھے تو امیرالمومنین کیسے قتل کر دیئے گئے۔ اور یہ فرما کر حضرت حسنؓ کے مُنہ پر تھپڑ اور حضرت حسینؓ کی چھاتی پر مُکّا مارا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو بھی بہت سخت سُست کہا۔ اور سخت غصّہ میں اپنے مکان پر تشریف لے آئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

تاریخ شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کی تاریخ ایام تشریق ۳۵ھ میں ہوئی۔ اور بقول بعض راویوں کے بروز جمعہ ۱۸- ذی الحجہ ۳۵ھ میں ہوئی (نوٹ سارے مضمون کا ماخذ تاریخ الخلفا ہے۔)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۰- ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ء

دُنیا میں بہشت کے باغ

اور

حضور انورؐ کی زبان سے مسائل متعلقہ مسجد

قرآن مجید میں سب سے بڑھ کر متبرک دو مسجدوں کا ذکر

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

نمبر اول متبرک مسجد

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۱۰ پارہ ۴)

ترجمہ۔ بیشک لوگوں کے واسطے جو سب سے پہلا گھر مقرر ہُوا۔ یہی ہے جو مکہ میں برکت والا ہے۔ اور جہاں کے لوگوں کے لئے راہنما ہے۔ اس میں ظاہر نشانیاں ہیں۔ مقام ابراہیمؑ کا ہے۔ اور جو اس میں داخل ہو جائے وہ امن والا ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے۔ جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور جو انکار کرے تو پھر اللہ جہان والوں سے بے پروا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان تحریر فرماتے ہیں۔ "مسلمانوں کے اس دعوے پر کہ ہم سب سے زیادہ ابراہیمؑ سے اشبہ اور اقرب ہیں۔ یہود کو یہ بھی اعتراض تھا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام نے وطن اصلی عراق چھوڑ کر شام کو ہجرت کی۔ وہیں رہے۔ وہیں وفات پائی۔ بعدہٗ ان کی اولاد شام میں رہی۔ کتنے انبیاءؑ اسی مقدس سرزمین میں مبعوث ہوئے۔ سب کا قبلہ بیت المقدس رہا کیا۔ پھر تم حجاز کے رہنے والے جنہوں نے بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کو اپنا قبلہ بنا لیا ہے۔ اور سرزمین شام سے دُور ایک طرف پڑے ہو، کس مُنہ سے دعوے کر سکتے ہو۔ کہ ابراہیمؑ و ملت ابراہیمؑ سے تم کو زیادہ قرب و مناسبت حاصل ہے۔ اس آیت میں معترضین کو بتلایا گیا کہ بیت المقدس وغیرہ مقامات مقدسہ تو بعد میں تعمیر ہُوئے ہیں دُنیا میں سب سے پہلا متبرک گھر جو لوگوں کی توجہ الی اللہ کے لئے مقرر کیا گیا[1] وہ یہ ہی کعبہ شریف ہے۔ جو اس مبارک شہر مکہ معظمہ میں واقع ہُوا ہے۔ حق تعالےٰ شروع سے اس گھر کو ظاہری باطنی حسی و معنوی برکات سے معمور کیا۔ اور سارے جہان کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا ہے۔ روئے زمین پر جس کسی مکان میں برکت و ہدایت پائی جاتی ہے۔ اسی بیتِ مقدس کا ایک عکس اور پرتو سمجھنا چاہیئے یہیں سے رسول الثقلینؐ کو اُٹھایا۔ مناسک حج ادا کرنے کے لئے سارے جہان کو اسی کی طرف دعوت دی۔ عالمگیر مذہب اسلام کے پیروؤں کو مشرق و مغرب میں اسی کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہُوا۔ اس کے طواف کرنے والوں پر عجیب و غریب، برکات و انوار کا افاضہ فرمایا۔ انبیاءؑ سابقین بھی حج ادا کرنے کے لئے نہایت شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے ہوئے اسی شمع کے پروانے بنے۔ اور طرح طرح کی ظاہر و باہر نشانیاں قدرت نے بیت اللہ کی برکت سے اس سرزمین میں رکھ دیں۔ اسی لئے ہر زمانہ میں مختلف مذاہب والے اس کی غیر معمولی تعظیم اور احترام کرتے رہے۔ اور ہمیشہ وہاں داخل ہونے والے کو مأمون سمجھا گیا۔ اس کے پاس مقام ابراہیم کی موجودگی پتہ دے رہی ہے۔ کہ یہاں ابراہیمؑ کے قدم آئے ہیں۔ اور اس کی تاریخ جو تمام عرب کے نزدیک بلا نکیر مسلّم چلی آ رہی ہے۔ بتلاتی ہے کہ یہ وہ پتھر ہے۔ کہ جس پر کھڑے ہو کر ابراہیمؑ علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کیا تھا۔ اور خدا کی قدرت سے اس پتھر میں ابراہیمؑ کے قدم کا نشان پڑ گیا تھا جو آج تک محفوظ چلا آتا ہے۔ گویا علاوہ تاریخی روایات کے اس مقدس پتھر کا وجود ایک ٹھوس دلیل اس کی ہے کہ یہ گھر طوفان نوح کی تباہی کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے پاک ہاتھوں سے تعمیر ہُوا۔ جن کی مدد کے لئے حضرت اسماعیلؑ شریک کار رہے۔ جیسا کہ پارہ الٓمٓ کے آخر میں گذر چکا۔ اس پاک گھر میں جمال خداوندی کی کوئی خاص تجلی ہے۔ جس کی وجہ سے ادائے حج کے لئے اسے مخصوص کیا گیا۔ کیونکہ حج ایک ایسی عبادت ہے جس کی ہر ادا اس جمیل مطلق اور محبوب برحق کے عشق و محبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ جسے اس کی محبت کا دعویٰ ہو۔ اور بدنی و مالی حیثیت سے بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو کم از کم عمر میں ایک مرتبہ دیار محبوب میں حاضری دے۔ اور دیوانہ وار وہاں کا چکر لگائے (اس مضمون کو حضرت مولانا محمد قاسم قدس اللہ سرہٗ نے قبلہ نما میں بڑے شرح بسط سے لکھا ہے) جو مدعی محبت اتنی تکلیف اُٹھانے سے بھی انکار کرے سمجھ لو کہ جھوٹا عاشق ہے۔ اختیار ہے جہاں چاہے دھکے کھاتا پھرے۔ خود محروم و مہجور رہے گا۔ اس محبوب حقیقی کو کسی کی کیا پروا ہے۔ کوئی یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اس کا کیا بگڑتا ہے۔"

[1] اور بطور ایک عبادت گاہ اور نشانِ ہدایت کے بنایا گیا۔

نمبر دوم متبرک مسجد

دُنیا کی کروڑوں مسجدوں میں سے نمبر اوّل

مکہ معظمہ کی مسجد (خانۂ کعبہ) کا تھا۔ نمبر دوم مسجد اقصیٰ (مسجد بیت المقدس) کا ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ٥ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵۔ ترجمہ۔ وہ پاک ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی ہے۔ تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ”یعنی جس ملک میں مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) واقع ہے۔ وہاں حق تعالیٰ نے بہت سی ظاہری و باطنی برکات رکھی ہیں۔ مادی حیثیت سے چشمے، نہریں، غلے، پھل اور میووں کی افراط۔ اور روحانی اعتبار سے دیکھا جائے تو کتنے انبیاءؑ و رسل کا مسکن و مدفن اور ان کے فیوض و انوار کا سرچشمہ رہا ہے۔ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں لے جانے میں یہ بھی اشارہ ہوگا۔ کہ جو کمالات انبیائے بنی اسرائیلؑ وغیرہ پر تقسیم ہوئے تھے۔ آپ کی ذات مقدس میں وہ سب جمع کر دیئے گئے ہیں۔ جو نعمتیں بنی اسرائیل پر مبذول ہوتی تھیں ان پر اب بنی اسمٰعیل کو قبضہ دلایا جانے والا ہے۔ کعبہ اور بیت المقدس دونوں کے انوار و برکات کی حامل ایک ہی امت ہونے والی ہے۔ احادیث معراج میں تصریح ہے۔ کہ ”بیت المقدس“ میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ گویا حضورؐ کو جو سیاست و امامت انبیاءؑ کا منصب دیا گیا تھا۔ اس کا حسی نمونہ آپ کو اور مقربین بارگاہ کو دکھلایا گیا۔“

مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ میں نماز کی فضیلت بمقابلہ دوسری مسجدوں کے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِہٖ بِصَلٰوۃٍ وَصَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ صَلٰوۃً وَصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُجَمَّعُ فِیْہِ بِخَمْسِمِائَۃِ صَلٰوۃٍ وَصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَصَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ رواہ ابن ماجۃ (ترجمہ) انسؓ بن مالک سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ آدمی کی گھر میں نماز ایک نماز ہوتی ہے۔ اور قبیلے کی مسجد (یعنی محلے کی مسجد) میں پچیس نمازوں کا ثواب دلاتی ہے اور اس مسجد میں نماز جس میں جمعہ پڑھا جاتا ہے۔ پانچ سو نمازوں کا ثواب دلاتی ہے۔ اور مسجد اقصیٰ میں نماز پچاس ہزار نماز کا ثواب دلاتی ہے اور نمازی کی میری مسجد میں نماز پچاس ہزار نماز کا ثواب دلاتی ہے۔ اور نمازی کی مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں نماز ایک لاکھ نماز کا ثواب دلاتی ہے۔

مسجد کے متعلق رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات

۱۔ دربار الٰہی میں مسجد کا مرتبہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شہروں میں سے سب سے محبوب جگہیں اللہ کے ہاں وہاں کی مسجدیں ہیں اور شہروں میں سب سے مبغوض جگہیں اللہ کے ہاں وہاں کے بازار ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلتا ہے۔ کہ کسب معاش وغیرہ ضرورتوں کے لئے آدمی ابغض البلاد یعنی بازار میں جائے۔ اور اس ضرورت کے پورا ہونے کے بعد دوسرے حوائج سے فارغ ہونے کے بعد احب البلاد یعنی مسجدوں میں گزارے۔ اگر نماز کا وقت نہیں ہے تو فقط وضو کر کے خاموش ہو کر بیٹھ جانے پر بھی ثواب ملتا رہے گا۔ فرشتے اس کے حق میں یہ دعا کرتے رہیں گے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ۔ ترجمہ۔ اے اللہ اس شخص کو بخش دے۔ اے اللہ۔ اس کی توبہ قبول فرما۔

مسجد کے بنانے کا ثواب

عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ عثمانؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی۔ اللہ اس کے لئے بہشت میں گھر بنائے گا۔

اللہ تعالےٰ کے لئے مسجد بنانے

کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کے بنانے میں فقط اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر ہو۔ لوگوں سے تعریف کرانی یا واہ واہ کرانا یا یہ کہ میرے مرنے کے بعد بھی لوگوں میں یہ مشہور رہے گا۔ کہ فلاں شخص مسجد بنوا گیا تھا۔ اس قسم کے خیالات سے نیت پاک ہو۔

مسجد میں آنے والوں میں سب سے زیادہ ثواب پانے والے

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوۃِ اَبْعَدُھُمْ فَاَبْعَدُھُمْ مَمْشًی وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی یُصَلِّیَھَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ متفق علیہ ترجمہ۔ ابی موسیٰ اشعری سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ لوگوں میں سے نماز میں سب سے زیادہ اجر پانے والا سب سے زیادہ دور سب سے زیادہ دور سے چل کر آنے والا ہے۔ اور جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے امام کے ساتھ پڑھے وہ اس سے زیادہ اجر پانے والا ہے۔ جو نماز پڑھے اور سو جائے۔

نماز کے ثواب کے مختلف درجے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَۃِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ وَفِیْ سُوْقِہٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ

ضِعْفًا وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَتُهٗ فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ وَزَادَ فِيْ دُعَاءِ الْمَلٰئِكَةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَالَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آدمی کی جماعت میں نماز اُس کے گھر میں اور اس کے بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گناہ ثواب میں بڑھ جاتی ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ جب اس نے وضو کیا۔ پھر عمدہ وضو کیا۔ پھر مسجد کی طرف نکلا۔ وہ نماز کے سوا کسی کام کے لئے نہیں نکلا۔ کوئی قدم نہیں اُٹھائے گا۔ مگر اس قدم کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائیگا۔ اور اسی قدم کے سبب سے اس کا ایک گناہ معاف کر دیا جائے گا پھر جب نماز پڑھی۔ فرشتے اس کے حق میں دُعا پڑھتے رہیں گے۔ جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے گا۔ (دُعا یہ ہوگی) اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما۔ اے اللہ اس پر رحم کر اور ایک تمہارا اس وقت تک نماز ہی میں رہے گا۔ جب تک نماز کا انتظار کرے گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب آدمی مسجد میں داخل ہو۔ نماز ہی اُسے روکے ہوئے ہو۔ (یعنی نماز بجماعت پڑھے تب جائے) اور فرشتوں کی دُعا میں یہ لفظ زیادہ آتے ہیں۔ اے اللہ اسے بخش دے۔ اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔ جب تک وہاں وضو نہ توڑے۔

مسجد میں داخل ہونے یا باہر نکلنے کے وقت کی دُعا

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی اُسید سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ یہ کہے۔ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب نکلے تو کہے۔ اے اللہ بے شک مَیں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔

گم شدہ چیز کے مسجد میں اعلان کرنے کی ممانعت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی آدمی سے سُنے۔ کہ وہ اپنی گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کر رہا ہے پھر اسے یہ کہنا چاہئے۔ کہ اللہ اسے تمہیں لوٹا کر نہ دے۔ کیونکہ مسجدیں اس کام کے لئے تو بنائی نہیں گئیں۔

حاصل

یہ ہے کہ مسجدیں عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں۔ نہ کہ گم شدہ چیزوں کے تلاش کرنے کے لئے مسجدوں میں شور مچانے کے لئے اس قسم کے اعلانات تم مسجدوں سے باہر بھی کر سکتے ہو۔

کچے پیاز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہئے

عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ متفق علیہ

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بدبودار درخت (پیاز) سے کھائے۔ وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ فرشتوں کو اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے۔ جس سے کہ انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

یعنی

جس طرح انسانوں کو کچے پیاز کی بُو سے تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح فرشتوں کو بھی اس کی بُو سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے کچّا پیاز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہئے۔

دربار رسالت سے پیغمبروں کی قبروں پر سجدہ کرنے والوں پر لعنت

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ متفق علیہ

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس مرض میں جس سے آپ نہیں اُٹھے (یعنی شفایاب نہیں ہُوئے) اللہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (یعنی نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے لگ گئے۔)

مسجدوں کو صاف اور سُتھرا رکھنے کا حکم

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ يُّنَظَّفَ وَيُطَيَّبَ۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں مسجدیں بنانے اور (انہیں) صاف اور سُتھرا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

اندھیری رات میں مسجدوں کی طرف آنے والوں کو خوشخبری

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رواہ الترمذی والبوداؤد ورواہ ابن ماجۃ

ترجمہ۔ بریدہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اندھیروں میں چل کر مسجدوں کی طرف آنے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری سُنا دو۔

اس سے معلوم ہُوا

کہ اندھیری راتوں میں چل کر مسجد میں آنے کا زیادہ ثواب ہے۔ اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اندھیری رات میں چل کر آنے سے تکلیف زیادہ ہو گی۔ شریعت میں قاعدہ یہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کی راہ میں جس قدر تکلیف زیادہ اُٹھائے اُسی قدر ثواب زیادہ ملتا ہے۔

واللہ اعلم

مسجد کی آبادی کا خیال رکھنے والے کا ثواب

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

رواہ الترمذی و ابن ماجۃ والدارمی -

ترجمہ - ابو سعید الخدری سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو - کہ وہ مسجد کے نظم و نسق کا خیال رکھتا ہے - تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو - کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے - کہ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں -

مسجدیں بہشتوں کے باغ ہیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتْعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ رواہ الترمذی

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جب تم بہشت کے باغوں کے پاس سے گزرو تو کچھ کھا پی لیا کرو - آپ سے عرض کی گئی - یا رسول اللہ بہشت کے باغ کون سے ہیں - آپ نے فرمایا مسجدیں - آپ سے عرض کی گئی - یا رسول اللہ ان میں کھانے پینے کا کیا مطلب - آپ نے فرمایا - سبحان اللہ - والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر -

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ مسجدوں میں جاکر اللہ تعالےٰ کا ذکر کریں گے - اس کے صلے میں اللہ تعالےٰ انہیں بہشت میں داخل فرمائیں گے - لہٰذا مسجدوں میں حاضر ہوکر نماز پڑھنا اس کے علاوہ اور اذکار الٰہیہ کے کرنے سے بہشت کے داخلہ کا حق حاصل ہوتا ہے - اللّٰھم اجعلنا منہم

مسجد میں خرید و فروخت کرنا منع ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّبِیْعُ اَوْ یَبْتَاعُ فِی الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰہُ تِجَارَتَکَ وَاِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّنْشُدُ فِیْہِ ضَالَّۃً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ -

رواہ الترمذی والدارمی -

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں بیچ رہا ہے یا خرید رہا ہے - تو کہدو - اللہ تیری سوداگری میں نفع نہ دے - اور جب تم دیکھو کہ مسجد میں اپنی گم شدہ چیز کے طلب کرنے کے متعلق اعلان کر رہا ہے - تو کہدو - اللہ تمہیں واپس نہ دلائے -

بد دُعا کا سبب

یہ ہے کہ مسجد اللہ تعالےٰ کی یاد کے لئے بنائی گئی ہے - نہ کہ خرید و فروخت کی منڈی بنائی گئی ہے - اور نہ ہی گم شدہ چیزوں کی تلاش کا اڈا بنائی گئی ہے -

پیاز اور لہسن کھاکر مسجد میں آنے کی ممانعت

عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ قُرَّۃَ عَنْ اَبِیْہِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ھَاتَیْنِ الشَّجَرَتَیْنِ یَعْنِی الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ مَنْ اَکَلَھُمَا فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ کُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰکِلِیْھِمَا فَاَمِیْتُوْھُمَا طَبْخًا رواہ ابو داؤد

ترجمہ - معاویۃ بن قرۃ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے - بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو درختوں یعنی پیاز اور لہسن سے منع فرمایا ہے - اور فرمایا ہے - جو شخص ان دو درختوں کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے - اور فرمایا - اگر تم نے ان درختوں کو ضرور ہی کھانا ہو - تو پکا کر ان کی بو ختم کر لو -

قبرستان اور حمام کے سوا ہر جگہ نماز پڑھنے کی اجازت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَۃَ وَالْحَمَّامُ رواہ ابو داؤد والترمذی والدارمی -

ترجمہ - ابی سعیدؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سوائے قبرستان اور حمام کے ساری زمین مسجد ہے - (یعنی ہر جگہ نماز پڑھنے کی اجازت ہے -)

سات جگہ پر نماز پڑھنے کی ممانعت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعَۃِ مَوَاطِنَ فِی الْمَزْبَلَۃِ وَالْمَجْزَرَۃِ وَالْمَقْبَرَۃِ وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَفِی الْحَمَّامِ وَفِیْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَھْرِ بَیْتِ اللّٰہِ -

رواہ الترمذی و ابن ماجۃ -

ترجمہ - ابن عمرؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے - گوبر وغیرہ کوڑا پھینکنے کی جگہ اور جانوروں کے ذبح کئے جانے کی جگہ اور قبرستان اور سڑک کے درمیان میں اور حمام میں اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں اور بیت اللہ کی چھت پر -

مسجدوں میں دُنیا کی باتیں کرنے والوں سے ناراضگی

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَکُوْنُ حَدِیْثُھُمْ فِیْ مَسَاجِدِھِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْیَاھُمْ فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ فَلَیْسَ لِلّٰہِ فِیْھِمْ حَاجَۃٌ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ - حسن سے بطریق مرسل روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا - کہ اپنی مسجدوں میں دُنیا کی باتیں کریں گے - پس ان کے پاس مت بیٹھو - اللہ کو ان میں کوئی حاجت نہیں ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷- ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۶- جولائی ۱۹۵۷ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ہر فرقہ کے علماء کرام اور ہر فرقہ کے دیندار عوام سے ایک دردمندانہ اپیل کہ

مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اسلام کو بدنام نہ کریں۔ ہر عالم کو حق ہے کہ اپنے اپنے حلقہ میں جس چیز کو اسلام کا صحیح نقشہ سمجھتا ہے وہی اپنے معتقدین کو سمجھائے۔ البتہ کسی دوسرے فرقہ کا نام لے کر مسلمانوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا نہ کرے۔ ورنہ یاد رکھئے۔ اس طرزِ عمل سے اسلام کو بجائے فائدہ کے یقیناً نقصان پہنچتا ہے۔

مثلاً

آج کل لاہور میں جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی زبان سے یہ فقرہ عام طور پر سُنا جاتا ہے کہ مولوی آپس میں لڑتے ہیں ان لوگوں کے اس فقرے کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عالمان دین باوجود عالمِ دین ہونے کے ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریباں رہتے ہیں۔ اس لئے اسلام کی تعلیم سے دُور ہی رہنا بہتر ہے تاکہ کہیں ہم بھی علمِ دین سیکھ کر آپس میں ہاتھا پائی نہ کرنے لگ جائیں۔

اے علماء کرام

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ انگریز کے دورِ حکومت میں اسلام کے احکام کی اتنی بے حرمتی نہیں ہوتی تھی جتنی کہ پاکستان بننے کے بعد ہو رہی ہے۔

مثلاً

(۱) کیا انگریز کے زمانہ میں سرکاری طور پر اسلامی ثقافت کے نام پر سرکاری خرچ سے رقص و سرود کے میلے کئے جاتے تھے۔ کہ ان میلوں میں ٹرکی۔ شام۔ عراق اور ایران وغیرہ ممالک سے گانے والے اور گانے والیاں بلائی جائیں۔

(۲) کیا لاہور میں جتنی شراب مسلمان پاکستان بننے کے بعد پیتا ہے۔ انگریز کے وقت میں بھی پیتا تھا؟ اب لاہور میں یہ فقرہ زبان زد خلائق ہے کہ پہلے جتنی تینوں قومیں ہندو۔ سکھ اور مسلمان پیتے تھے اب اکیلا مسلمان اتنی پیتا ہے

(۳) کیا کبھی انگریز کے وقت میں بھی یہ سُنا تھا۔ کہ لاہور میں پانچ ہزار اڈّے پرائیویٹ زنا کے ہیں۔ یعنی یہ اڈّے لائسنسدار بازاری عورتوں کے علاوہ ہیں۔

(۴) رشوت ستانی کا جتنا دور دورہ اب ہے کیا انگریز کے وقت میں بھی تھا؟

(۵) کیا پاکستان میں اب جتنی چوری کی وارداتیں ہیں انگریز کے وقت میں تھیں؟

(۶) کیا پاکستان میں جتنے اب خون ہوتے ہیں۔ انگریز کے وقت میں اتنے ہوتے تھے؟

اے علماء کرام

سب سے بڑی خیر خواہی اور سب سے بڑا کام تو یہ ہے کہ آپ حضرات اپنے اثر و رسوخ سے اپنے اپنے حلقہ میں اپنے وعظوں اور اپنے ارشادات سے ان خرابیوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔ اگرچہ

نمبر اوّل

اِن بُرائیوں کا دُور کرنا حکام کا فرض ہے

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برسراقتدار طبقہ اپنی پارٹی بازی کی جنگ میں اُلجھا رہتا ہے۔ کبھی مسلم لیگ اور عوامی لیگ میں ٹکر تھی۔ تو کبھی مسلم لیگ اور ری پبلکن پارٹی میں رسہ کشی ہو رہی تھی۔ ہمارے حکمران طبقہ کو اپنی اپنی پارٹی کو برسراقتدار لانے کی فکر رہتی ہے۔ باقی ملک اور رعایا کا خدا حافظ۔

مذکورۃ الصدر سطور کی شہادت

۲۱- جولائی ۱۹۵۷ء کے نوائے پاکستان

کے ایڈیٹوریل میں ملاحظہ ہو۔ ”لیکن بایں ہمہ نئے وزیر اعلےٰ سردار عبدالرشید کی نیت پر شبہ نہ کرتے ہوئے ہمیں ان کی روایتی دیانت اور مسلمہ اخلاص پر اعتماد کرتے ہُوئے اس بات کا یقین کرنا چاہیئے کہ سردار عبدالرشید صاحب اپنے دور اقتدار میں اپنے پیش رو حضرات کی طرح محض باتیں نہیں کرینگے بلکہ وہ عملی طور پر بھی کوئی ٹھوس اور مفید کام انجام دینے کے لئے سرگرمی دکھائیں گے۔ سردار عبدالرشید نے اپنے دور اقتدار میں کوئی ایک آدھا کام بھی مکمل کرلیا تو ہم ان کی بڑی کامیابی پر محمول کریں گے۔ اور سمجھیں گے۔ کہ سردار صاحب نے اپنے دعاوی کو فی الواقع پُورا کیا ہے۔ اور وہ اس قابل ہیں کہ عوام کے ایک اعلےٰ نمائندہ کی حیثیت سے زمام کار انہیں کے سپرد رہے۔ لیکن اگر انہوں نے بھی سیاسی جوڑ توڑ میں ہی اپنا تمام وقت صرف

کردیا۔ تو انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا دورِ اقتدار آج بھی ختم ہُوا۔ اور کل بھی۔"

حاصل

ایڈیٹوریل کے اس نقل کردہ حصہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے وزراءُ تک سیاسی جوڑ توڑ ہی میں اپنا وقت صرف کرتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں اگر سردار عبدالرشید صاحب سے ایک آدھ کام بھی عوام کی خیرخواہی کا ہوگیا۔ تو ہم انہیں کامیاب خیال کریں گے۔

نمبر دوم علماء کرام کا فرض

اے ہر فرقہ کے علماء کرام۔ جب مملکت پاکستان کے سیاسی راہ نما اپنا فرض انجام نہیں دے رہے۔ تو نمبر دوم آپ کا فرض ہے کہ مسلمانانِ پاکستان کی ایسی راہ نمائی فرمائیں۔ جس سے مسلمانانِ پاکستان کے اخلاق بلند ہوں۔ آپس میں رشتہ اتحاد مضبوط ہو۔ ہر ایک کے دل میں دوسرے بھائی کی خیرخواہی کا جذبہ پایا جاسے۔ جس طرح لاکھوں اینٹیں اکٹھی ہوکر ایک ناقابلِ تسخیر قلعہ کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح پاکستان کے مسلمان آپس میں شیروشکر ہوکر رہیں اور دشمنانِ پاکستان کے مقابلہ میں ایک ناقابلِ تسخیر فوج کی صورت بن کر سامنے آئیں۔ جب بھی پاکستان کا دشمن حملہ آور ہو۔ تو مُنہ کی کھاکر لوٹ جائے۔

اے ہر فرقہ کے علماء کرام

اگر آپ مہربانی فرماکر اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر یہ کام کریں۔ جو مَیں نے عرض کیا ہے۔ اور آپ بفضلِ خُدا یقیناً یہ کر سکتے ہیں۔ تو قوم کا بھلا ہو۔ ملک کا بھلا ہو۔ اسلام کا بول بالا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ بھی راضی ہو جائے۔

علماء کرام کی دو قسمیں

نمبر اوّل اعتدال پسند

ہیں۔ علماء کرام کا ایک طبقہ اعتدال پسند ہے۔ وہ اپنا دینی مسلک معقول طریقہ سے مسلمانوں پر واضح کرتا ہے۔ جن مسلمانوں کو ان کا مسلک پسند آجاتا ہے۔ وہ ان کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ نہ کسی سے جھگڑا۔ نہ کسی سے لڑائی۔ چپکے سے ان کا کام ہو رہا ہے۔ جماعت کی توسیع ہو رہی ہے۔ لوگ ان کی رواداری کو دیکھ کر ان کے حلقہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ مسلک نہایت ہی محبوب اور قابلِ ستائش ہے۔

نمبر دوم انتہا پسند

علماء کرام کا یہ طبقہ سیاسی حضرات کی طرح فقط اپنی پارٹی کا تفوق چاہتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ مَیں ہی رہوں۔ اور باقی سب مٹ جائیں۔ پھر اپنے مخالفین کے خلاف وہ پروپیگنڈا کرتا ہے۔ جس سے عوام کے دلوں میں ان لوگوں کے متعلق نفرت پیدا ہو جائے۔ اور اس اشتعال انگیزی کرنے والے علماء کرام کے گروہ میں بعض ایسے ناعاقبت اندیش بھی ہوتے ہیں جو اشتعال میں آکر مخالفین پر قاتلانہ حملہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے قاتلانہ حملوں کے کئی واقعات اخباروں میں آچکے ہیں اور یہ سب فقط ایک ہی گروہ کے علماء کرام کے متبعین کی طرف سے ہو رہا ہے۔

قاتلانہ حملہ کا ایک تازہ واقعہ

اگرچہ مَیں حنفی مسلک کا پابند ہوں اور قاتلانہ حملہ کا جو واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ ایک اہلحدیث جماعت کے امام اور خطیب پر ہے۔ مجھے اس حملے سے یقیناً اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جس طرح کہ میرے مسلک کے کسی خطیب پر ہو۔ اس لئے اس حملے کے متعلق اظہار نفرت کرنا فقط میرا ہی فرض نہیں۔ بلکہ ہر فرقہ کے اعتدال پسند عالم کا فرض عین ہے کہ ایسے حملوں سے اظہار نفرت کرے۔ اگر اظہارِ نفرت نہ کیا گیا۔ تو سارے معاشرے میں یہ آگ پھیل سکتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کی لپیٹ میں ہزاروں جانیں آجائیں۔ اور کئی گھر برباد اور کئی سوہاگنیں بیوہ اور کئی بچے یتیم ہو جائیں۔ اس لئے حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ فوراً اس آگ کو بجھائے ورنہ یاد رہے کہ ایسے علماء کرام کی یہ تحریک پاکستان کی رعایا میں تفرقہ اندازی کرکے پاکستان کی بنیادوں کو بھی کھوکھلا کر دے گی۔

افسوسناک تازہ واقعہ

منقول از الاعتصام لاہور ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ء

"حافظ مشتاق احمد پر قاتلانہ حملہ۔ انجمن اہلحدیث رجسٹرڈ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ کی طرف سے ہمیں ایک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ جس میں وہاں کی جامع مسجد اہلحدیث کے خطیب حافظ مشتاق احمد صاحب پر قاتلانہ حملہ کے متعلق کچھ تفصیلات درج کی گئی ہیں۔ اس اطلاع کا تعجب خیز پہلو یہ ہے کہ اس میں واقعات کی روشنی میں پولیس کے رویّہ کو بھی جانبدار ثابت کیا گیا ہے۔ سانگلہ ہل کا واقعہ چونکہ بہت ہی سنجیدہ غور و فکر کا طالب ہے۔ اس لئے ہم یہ خبر پوری کی پوری یہاں نقل کرتے ہیں۔ اس سے قبل بھی اس نوعیت کے واقعات متعدد مقامات میں رو نما ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ہم متعلقہ محکمہ سے گزارش کریں گے۔ کہ وہ اس کا کوئی **مستقل** اور قابلِ عمل حل تلاش کرے۔ اور فسادی گروہ کو پوری سختی سے اس فعل مذموم سے روک دے۔ اگر حکومت نے فوری طور پر اس مسئلہ کو خاص اہمیت نہ دی۔ تو خطرہ ہے کہ ملک کے حالات خراب ہو جائیں گے اور فسادی عنصر ہر جگہ شرفاء کی بیعزتی کرنے پر اُتر آئے گا۔ ان الفاظ کے بعد آپ وہ خبر ملاحظہ فرمائیے۔ جو ہمیں سانگلہ ہل کی انجمن اہلحدیث کی طرف سے "حافظ مشتاق احمد پر قاتلانہ حملہ" کے عنوان سے موصول ہوئی ہے "ملک پاکستان میں لاقانونیت اور غنڈہ گردی کی بھی انتہا ہو چکی ہے۔ مورخہ ۱۲ ۷/۵۷ بروز جمعۃ المبارک کو جبکہ حافظ صاحب خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک اجنبی پٹھان صفوں کو چیرتا ہُوا حملہ کی صورت میں منبر کے قریب پہنچ رہا تھا۔ لیکن حافظ صاحب نے دو تین قدم پیچھے ہی اس کی بدنیتی کو محسوس کرتے ہوئے ڈانٹا۔ مگر ابھی وہ اپنے آپ کو عاشقِ رسول کہلا کر حملہ آور ہُوا ہی چاہتا تھا۔ کہ سامعین نے فوراً

اُٹھ کر پکڑ لیا۔ افرا تفری پھیل جانے کی وجہ سے اسی وقت نماز جمعہ پڑھ لی گئی اور اور پولیس کو بُلا کر ابھی اس ملزم کو ان کے حوالے نہیں کیا تھا کہ باہر سے سو ڈیڑھ سو بریلوی حضرات آکر کہنے لگے کہ ہمارا آدمی ہمارے حوالہ کر دو۔ منتبرین مسجد نے کہا کہ غیر آئینی طور پر ملزم کو کیسے چھوڑ دیا جائے لیکن انھوں نے جوابی صورت میں مسجد کے نمازیوں پر خشت باری شروع کر دی۔ ایسا سنگین اور صحیح واقعہ پولیس کے گوش گزار کرنے کے باوجود پولیس نے معمولی اور رسمی ڈانٹ ڈپٹ کئے بغیر چھوڑ دیا۔ درانحالیکہ ملزم پولیس کے رو برو اپنے آپ کو غازی کہہ رہا تھا۔ یہ سب کچھ بریلوی پارٹی کی منظم سازش کے تحت ہُوا۔"

انتہا پسند علماء کرام کی چشم بصیرت کیلئے ایک نور افزا سرمہ

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک گروہ بظاہر مسلمان اور اور دل میں مخالف اسلام تھا۔ جسے منافق کے نام سے قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے اور ان کے دل میں جو اسلام سے دشمنی تھی۔ اس کا اعلان بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آچکا

مثلاً ۱

اللہ تعالےٰ کا ارشاد کہ یہ لوگ بے ایمان ہیں

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝)

سورہ البقرۃ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ:۔ اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ایماندار نہیں ہیں۔

۲ وہ لوگ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں

(يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝)

سورہ البقرۃ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ:۔ اللہ اور ایمانداروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں اور نہیں سمجھتے۔

حاشیہ شیخ الہند رح

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔" یعنی ان کی فریب بازی نہ خدا تعالےٰ کے اُوپر چل سکتی ہے کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اور نہ مومنین پر کہ حق تعالےٰ مومنین کو بواسطہ پیغمبر اور دیگر دلائل و قرائن کے منافقین کے فریب سے آگاہ فرما دیتا ہے۔ بلکہ ان کی فریب بازی کا وبال اور اس کی خرابی حقیقت میں ان ہی کو پہنچتی ہے۔ مگر وہ اس کو اپنی غفلت اور جہالت اور شرارت سے نہیں سوچتے۔ اور نہیں سمجھتے۔ اگر غور کریں تو سمجھ لیں کہ اس فریب بازی سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ اس کا نتیجہ خراب ہم کو پہنچ رہا ہے۔"

۳ وہ لوگ مفسد بھی ہیں

(وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝

سورہ البقرۃ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ:۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے۔ کہ ملک میں فساد نہ ڈالو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار بیشک وہی لوگ فسادی ہیں۔ لیکن نہیں سمجھتے۔

حضرت شیخ الہند رح کا حاشیہ

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رح کا حاشیہ۔" خلاصہ یہ ہے۔ کہ منافقین بچند وجوہ فساد پھیلاتے ہیں۔ اوّل تو خواہشات نفسانیہ میں منہمک تھے۔ اور انقیاد احکام شرعیہ سے کاہل اور متنفر تھے۔ دوسرے مسلمانوں اور کافروں دونوں کے پاس آتے جاتے تھے۔ تیسرے کفار سے نہایت مدارات و مخالفت سے پیش آتے تھے۔ اور امور دین کی مخالفت پر کفار سے اصلاً مزاحمت نہ کرتے تھے۔ اور کفار کے اعتراضات و شبہات کو جو دین کی باتوں پر ہوتے تھے۔ مسلمانوں کے رو برو نقل کرتے تھے۔ تاکہ ضعیف الاعتقاد اور ضعیف الفہم احکام شرعیہ میں متردد ہو جائیں۔ اور جب کوئی ان فسادات سے ان کو منع کرتا تو جواب دیتے تھے کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تمام قوم اور ملک مثل زمانہ سابق شیر و شکر ہو کر رہیں۔ اور دین جدید کی وجہ سے جو مخالفت بڑھ گئی ہے۔ بالکل جاتی رہے۔ چنانچہ ہر زمانہ میں دُنیا طلب ہوا پرست ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔"

۴ منافق سچے مسلمانوں کو بیوقوف سمجھتے تھے حالانکہ وہ خود بیوقوف تھے

(وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝)

سورہ البقرۃ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ:۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے۔ ایمان لاؤ۔ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں۔ خبردار وہی بیوقوف ہیں۔ لیکن نہیں جانتے۔

حاشیہ شیخ الہند رح

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رح فرماتے ہیں۔" سفہاء کہا سچے مسلمانوں کو کہ احکام خداوندی پر دل سے ایسے فدا تھے کہ لوگوں کی مخالفت اور اس کے نتائج بد سے اور انقلاب زمانہ کی مضرات گوناگوں سے اپنا بچاؤ نہ کرتے تھے۔ بخلاف منافقین کے کہ مسلمانوں کفار سب سے ظاہرا بنا رکھا تھا اور اغراض نفسانی کے سبب آخرت کا کچھ فکر نہ تھا۔ مصلحت بینی اس درجہ غالب تھی کہ ایمان و پابندی شرع کی ضرورت نہ سمجھتے تھے۔ دعوی زبانی اور ضروری اعمال بمجبوری ادا کر لینے پر قناعت تھی یعنی بیوقوف حقیقت میں منافقین ہی ہیں کہ مصالح و اغراض دنیوی پا در ہوا کی وجہ سے آخرت کا خیال نہ کیا۔ فانی کو لینا اور باقی کو چھوڑنا کس قدر حماقت ہے۔ اور مخلوقات سے ڈرنا کہ جن سے ہزار طرح اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں۔ اور علام الغیوب سے نہ ڈرنا کہ جہاں کسی طرح کوئی امر پیش ہی نہ جا سکے۔ کتنی جہالت ہے۔ اور صلح کل کیسے کہ جس میں احکم الحاکمین اور اس کے مقبول بندوں سے مخالفت کی جاتی ہے۔ مگر منافقین اس درجہ بیوقوف ہیں کہ ایسی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے۔"

۵ ہم تو مسلمانوں پر تمسخر کرتے ہیں اور وہ ہمیں اپنی بیوقوفی کی بناء پر مسلمان سمجھتے ہیں

(وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ○) سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ - اور جب ایمانداروں سے ملتے ہیں - تو کہتے ہیں - ہم تو تمہارے ساتھ ہیں - ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں -"

اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں

۶ منافق رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے دشمن ہیں

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ○) سورہ المنافقون رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ - جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں - ہم گواہی دیتے ہیں - کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں - اور اللہ جانتا ہے - کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں - اور اللہ گواہی دیتا ہے - کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں -

منافقین کے متعلق مذکورۃ الصدر چھ شکایتیں

(۱) اگرچہ بظاہر مسلمان ہیں - اندر سے بے ایمان ہیں - (۲) اللہ تعالےٰ اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں (۳) وہ لوگ مفسد ہیں (۴) منافق سچے مسلمانوں کو بیوقوف سمجھتے ہیں (۵) مسلمانوں پر تمسخر کرتے ہیں (۶) منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دشمن ہیں -

اے انتہا پسند علماء کرام

آپ نے کچھ سمجھا - باوجودیکہ منافق بے ایمان ہیں - دھوکے باز ہیں - مفسد ہیں - مسلمانوں کو بیوقوف بناتے ہیں مسلمانوں کا تمسخر اُڑاتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں - کیا اللہ تعالےٰ نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا ؟

کیوں قتل نہیں کیا

کہ وہ بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں - خدا تعالےٰ کی توحید کا اقرار کرتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا اقرار کرتے ہیں - مسجد میں آکر نماز بھی پڑھتے ہیں اگرچہ دکھلاوے کی پڑھتے ہیں - بظاہر اسلام کو ماننے کے باعث انہیں قتل نہیں کیا گیا -

اے انتہا پسند علماء کرام

تم جن مسلمانوں کو قتل کرا رہے ہو اور یہ تحریک جو تم نے چلا رکھی ہے - کبھی کسی عالم پر حملہ ہو جاتا ہے کبھی کسی عالم پر حملہ ہو جاتا ہے - تمہیں کلمہ گو مسلمانوں کو قتل کرنے کے جواز کا فتویٰ کہاں سے مل گیا - تمہیں یہ حق کس نے دیا - جو لوگ اسلام کے ہر حکم کو ماننے کا اقرار کریں - اور حتی الوسع عمل کرتے بھی نظر آئیں - آپ عوام مسلمانوں کو اشتعال میں لاکر ان پر حملے کرا دیں -

اے انتہا پسند علماء کرام

یاد رکھو - تمہاری یہ روش اللہ تعالےٰ کی منشاء کے خلاف ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے طریقہ کے خلاف ہے - صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کے طریقہ کے خلاف ہے - اور اپنے بزرگوں فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالےٰ کے طریقہ کے خلاف ہے - کیا ثابت کر سکتے ہو کہ وہ حضرات اپنے وقت میں اپنے مخالفوں کو قتل کرانے کے لئے اپنے تابعداروں سے ایسے حملہ کرایا کرتے تھے ؟

اے انتہا پسند علماء کرام

کان کھول کر سُنو - کہ فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالےٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اسے بھی کافر نہ کہا جائے -

اے انتہا پسند علماء کرام

جن لوگوں پر تم قاتلانہ حملے کرا رہے ہو کیا تمہیں ان میں کوئی وجہ اسلام کی نظر نہیں آتی - کیا وہ لوگ کلمہ نہیں پڑھتے - کیا وہ لوگ نمازیں نہیں آتی - کیا وہ لوگ رمضان مبارک کے روزے نہیں رکھتے - کیا وہ لوگ زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں - کیا وہ لوگ حج نہیں کرتے - کیا وہ لوگ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین نہیں مانتے -

اے انتہا پسند علماء کرام

شرعی نقطۂ نگاہ سے آپ کے پاس اس مسلم کش تحریک کا کوئی ثبوت نہیں ہے - علاوہ اس کے آپ کے اس طرزِ عمل سے اسلام کی توہین ہے - دین سے ناآشنا طبقہ یہی خیال کرے گا - کہ اسلام ہی نے ان علمائے کرام کو اس فرض کے انجام دینے کی طرف توجّہ دلائی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق طبائع میں یہ گمان پیدا ہو جائے گا - کہ ان تقدس مآب علماء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ تعلیم دی ہوگی کہ جو شخص تمہارا ہمخیال نہ ہو اس کی گردن اُڑا دو - علاوہ اس کے مملکت پاکستان کی بدنامی ہے کہ پاکستان میں ایسے تنگدل علماء کرام رہتے ہیں - جو فقط اپنی پارٹی کو زندہ رکھ کر باقی سب پارٹیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں -

کیا آپ حضرات کی اس میں بدنامی نہیں ہے

اے انتہا پسند علماء کرام مہربانی فرماکر اپنے مسلم کش فیصلے پر نظر ثانی کیجئے اور اس تحریک کو فوراً بند کر دیجئے - اور مسلمانانِ پاکستان میں اتحاد و اتفاق اور باہم ہمدردی کی رُوح پھونکئے -

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم -

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۵ - محرم الحرام ۱۳۷۷ھ مطابق ۲ - اگست ۱۹۵۷ء

سید اہل الجنّۃ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی شہادت کا واقعہ

مندرجہ ذیل آیت کی عملی تفسیر ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ - کہدو - بیشک میری نماز اور میری عبادت کے سب کام اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے - جو سارے جہان کا پالنے والا ہے -

برادرانِ اسلام - اگر آپ غور کرینگے تو آپ کو یہ قاعدہ کلیہ نظر آئے گا - کہ دُنیا میں جو واقعہ بھی ہوتا ہے اس کے واقع ہونے سے پہلے اسباب کی چند کڑیاں ہوتی ہیں - جس طرح کئی کڑیاں ملنے کے بعد ایک زنجیر بنجاتی ہے - اسی لئے چند اسباب کے یکے بعد دیگرے مرتب ہونے پر ایک واقعہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے -

مثلاً

ایک لڑکے کی ایک لڑکی کے ساتھ شادی ہوتی ہے - اب اس شادی پر غور کیجئے - تو آپ کو اس شادی ہونے سے پہلے واقعات کا ایک سلسلہ نظر نظر آئے گا - مثلاً پہلے لڑکے کے ماں باپ نے خیال کیا - کہ اگر ہم اپنے لڑکے کا فلاں لڑکی سے رشتہ کر لیں - تو امید ہے کہ موزوں ہوگا - اس خیال کے پختہ ہونے کے بعد نمبر دوم یہ خیال آئے گا - کہ لڑکی کے ماں باپ کے ہاں اس خیال کا اظہار کس طرح کیا جائے - آیا لڑکے کا باپ کہے یا لڑکے کی ماں جاکر اظہار خیال کرے - یا کسی اور آدمی کو لڑکی کے ماں باپ کے ہاں ہمارے اس خیال کے اظہار کا ذریعہ بنایا جائے - اس کے بعد جانبین میں ایک عرصہ تک شرائط طے ہوتی رہیں گی - شرائط طے ہونے کے بعد ایک دن مقرر کیا جاتا ہے - جس میں جانبین کے اعزہ و اقرباء جمع کئے جاتے ہیں اس اجتماع میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس لڑکے کا فلاں لڑکی سے رشتہ جانبین نے بطیب خاطر منظور کر لیا ہے - اس کا نام عرف عام میں منگنی کرنا ہے - منگنی ہونے کے بعد فریقین اپنی اپنی شرائط کے پورا کرنے کی تیاری کرنی شروع کر دیتے ہیں جب شرائط پوری ہو جاتی ہیں - مثلاً کپڑا یا زیور یا مکان وغیرہ کی تیاری - اس کے بعد شادی کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے - تاکہ سب حاضر ہوکر اس تقریبِ سعید کی خوشی میں شامل ہوں - پھر اس تاریخ معین پر نکاح ہوتا ہے - اب لڑکی والے لڑکی کو سسرال روانہ کر دیتے ہیں - اس آخری دن میں جو نکاح اور رخصتی ہوتی ہے - اسے شادی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - آپ نے ملاحظہ فرمایا - اس شادی کے دن سے پہلے واقعات کی کتنی کڑیاں جُڑی ہیں - تب شادی کا دن آیا ہے علیٰ ہٰذالقیاس ہر واقعہ کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے واقعات کی بہت ساری کڑیاں ہوتی ہیں - جن کی ترتیب سے وہ واقعہ ظاہر ہوتا ہے - اسی قاعدہ کے ماتحت ایک جلیل القدر مسلّم التعظیم واجب الاحترام شخصیت یعنی گوشۂ جگر رحمۃ للعالمین کے نور العین اعنی سیدنا و سید اہل الجنۃ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت واقع ہوئی ہے -

اس درد انگیز داستان ظلم وستم کی کڑیاں ملاحظہ ہوں -

پہلی کڑی

ماہ رجب سنہ ۶۰ھ کو دمشق میں یزید بن معاویہ رضؓ کی خلافت کا اعلان ہُوا - حضرت امیر معاویہ رضؓ کی زندگی میں ان کا بیٹا یزید ولی عہد مقرر ہو چکا تھا - چنانچہ امیر معاویہ رضؓ کی وفات کے بعد یزید نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا - یہ واقعہ ماہ رجب سنہ ۶۰ھ دمشق میں ہُوا - یزید نے تمام مُلکوں میں اپنے حکّام کی طرف فرمان بھیجا کہ میرے حق میں لوگوں سے بیعت لی جائے - اسی ضمن میں اس نے مدینہ منوّرہ کے حاکم ولید بن عقبہ کو لکھا کہ امام حسین رضؓ سے یزید کے حق میں بیعت لی جائے -

دوسری کڑی

امام حسین رضؓ کا بیعت سے انکار اور مکّہ معظّمہ کو روانگی

امام حسین رضؓ نے بیعت نہ کی - کیونکہ یزید فاسق - شرابی اور ظالم تھا - اس کے بعد امام حسین رضؓ ۴ - شعبان سنہ ۶۰ھ کو مکّہ معظّمہ روانہ ہو گئے - اور وہیں جاکر قیام فرمایا -

تیسری کڑی

کوفہ والوں کی طرف سے تشریف آوری کی دعوت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ کوفہ اپنا دار الخلافہ بنایا ہوا تھا - اس لئے وہاں اہل بیت کے طرفداروں کی تعداد زیادہ تھی - انہوں نے امام حسین رضؓ کو تقریباً ڈیڑھ سو خطوط لکھے کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیے - ہماری جان اور مال

آپ کی مدد کے لئے حاضر ہے۔

چوتھی کڑی

حضرت امامؓ کا اپنے چچیرے بھائی کو کوفہ بھیج کر اپنے لئے بیعت لینا

حضرت امام حسینؓ نے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو اہلِ کوفہ سے بیعت لینے کے لئے بھیج دیا۔ جب مسلم بن عقیل کوفہ میں پہنچے تو مختار بن عبید کے مکان پر ٹھہرے۔ اور امام حسینؓ کے لئے بارہ ہزار سے بھی زیادہ آدمیوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب نعمان بن بشیر صحابی کو اس کا علم ہُوا۔ جو کہ کوفہ کے حاکم تھے۔ تو انہوں نے لوگوں کو ڈانٹا۔ فقط ڈانٹنے پر اکتفا کی۔ اس سے زیادہ کسی کو کچھ نہ کہا۔

پانچویں کڑی

نعمان بن بشیر حاکمِ کوفہ کی معزولی اور عبید اللہ بن زیاد کا تقرر

مسلم بن زیاد مضری اور عمارہ بن ولید بن عقبہ نے یزید کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اس پر یزید نے نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا۔ اور ان کی جگہ عبید اللہ بن زیاد بصرہ کے حاکم کو مقرر کر دیا۔

چھٹی کڑی

عبید اللہ بن زیاد حاکم کوفہ کی حکمت عملی سے حضرت امام کے اکثر فدائیوں کا فرار

عبید اللہ بن زیاد بصرہ سے کوفہ آیا۔ اور رات کے وقت اہلِ حجاز کے لباس میں کوفہ میں داخل ہُوا۔ تاکہ لوگ دھوکے سے یہ سمجھیں۔ کہ امام حسینؓ لے آئے ہیں۔ لوگوں نے امام موصوف کا خیال کر کے اس کا استقبال کیا۔ اس کے آگے آگے یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے۔ اے رسول اللہ کے بیٹے تمہیں مرحبا ہو۔ عبید اللہ بن زیاد نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ سرکاری مکان میں داخل ہوگیا۔ صبح لوگوں کو اکٹھا کیا اور اپنی حکومت کی سند پڑھ کر سنائی۔ انہیں دھمکی دی۔ اور یزید کی مخالفت سے ڈرایا۔ اور مسلم بن عقیل کی جماعت میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی۔

مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے مکان میں چھپ گئے۔ عبید اللہ بن زیاد نے محمد بن اشعث کو فوج دے کر ہانی بن عروہ کے مکان پر بھیجا۔ ہانی بن عروہ اور اہل کوفہ کے تمام سرداروں کو گرفتار کرا لیا۔ مسلم بن عقیل کو جب یہ اطلاع پہنچی تو انہوں نے بھی اپنے خیر خواہوں کو جمع کیا۔ ان کے ساتھ چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ انہوں نے عبید اللہ بن زیاد کے محل کا محاصرہ کر لیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے ان قیدی سرداروں سے کہا۔ کہ تم اپنے آدمیوں کو سمجھا دو۔ کہ وہ مسلم بن عقیل کی رفاقت سے باز آ جائیں۔ ان لوگوں کے سمجھانے سے چالیس ہزار میں سے فقط پانچ سو آدمی مسلم بن عقیل کے پاس رہے۔ باقی سب بھاگ گئے . . . .

. . . . سی کہ مسلم بن عقیل تنہا رہ گئے۔ اب وہ متحیر ہوئے۔ کہ کیا کریں۔ ایک عورت کے گھر میں آئے۔ اس سے پینے کے لئے پانی مانگا۔ اس نے پلایا۔ اور اپنے گھر میں انہیں ٹھہرا لیا۔ اس بڑھیا کا بیٹا محمد بن اشعث (جس کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ جس نے کوفہ کے آدمیوں کو قید کیا تھا) کا دوست تھا۔ اس نے جا کر اشعث سے کہدیا۔ اس نے عبید اللہ بن زیاد کو اطلاع دے دی۔

ساتویں کڑی

حضرت امام حسینؓ کے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل اور اس کے دونوں بیٹوں کا قتل کیا جانا

عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن حریث کوتوال شہر اور محمد بن اشعث کو بھیجا انہوں نے آکر اس بڑھیا کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ مسلم بن عقیل تلوار سونت کر لڑائی کے لئے نکلے۔ محمد بن اشعث نے انہیں امان دیدی۔ اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس گرفتار کر کے لے آئے۔ عبید اللہ بن زیاد نے انہیں قتل کر دیا اور ہانیؒ (جس نے مسلم بن عقیل کو پناہ دی تھی) کو سولی پر چڑھا دیا۔ یہ واقعہ ۳۔ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عبید اللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل کے دونوں بیٹے (محمد اور ابراہیم) بھی قتل کر دیئے۔ اور اسی تاریخ کو امام حسینؓ مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہُوئے تھے۔

آٹھویں کڑی

حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ کا حضرت امام حسینؓ کو کوفہ جانے سے روکنا

آپ کے دوستوں اور رشتہ داروں کو جب اس ارادہ کا علم ہُوا تو وہ سخت مضطرب ہوئے۔ یہ سب لوگ کوفہ والوں کی بیوفائی اور غداری سے واقف تھے۔ اور بنی امیّہ کے خاندان کے مظالم سے بھی آگاہ تھے۔ سب نے اس سفر کی مخالفت کی۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا۔ لوگ یہ سن کر بہت پریشان ہیں کہ آپ کوفہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا واقعی آپ کا پختہ ارادہ ہے۔ حضرت حسینؓ نے جواب دیا کہ واقعی عنقریب روانہ ہونے والا ہوں۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا۔ کیا آپ ایسے لوگوں میں جا رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنے پہلے امیر کو بے دست و پا کر دیا ہے دشمن کو اپنے ملک سے نکال دیا ہے۔ اور ملک پر اپنا تسلّط جما لیا ہے۔ اب آپ کو نظام حکومت درست کرنے کے لئے بُلا رہے ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر بے شک تشریف لے جائیے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو ان لوگوں کا آپ کو بُلانا جنگ کے لئے بُلانا ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ وہ لوگ آپ کو دھوکہ نہ دیں۔ اور جب آپ کے دشمن کو طاقتور دیکھیں گے۔ تو پھر اس کے طرفدار ہو کر آپ سے لڑائی کریں گے۔ حضرت امام ان باتوں سے متاثر نہیں ہوئے۔ اور روانگی کے ارادہ

پر قائم رہے۔

نویں کڑی

دوبارہ روکنا

جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ بالکل تیار ہوگئے۔ پھر حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ دوڑے ہوئے آئے اور بمنت و سماجت کہا۔ کہ مجھ سے خاموش رہا نہیں جاتا۔ مَیں اس سفر میں آپ کی ہلاکت اور بربادی دیکھ رہا ہوں۔ عراقی لوگ بڑے دغا باز ہیں۔ ان کے قریب بھی نہ جائیے۔ اور یہیں مکہ معظمہ میں قیام کیجئے۔ عراق والے اگر آپ کو بلانا بھی چاہتے ہیں۔ تو انہیں کہیے کہ پہلے دشمن کو اپنے علاقہ سے نکال دیجئے۔ پھر مجھے بلائیے۔ اگر آپ حجاز سے جانا ہی چاہتے ہیں تو پھر یمن چلے جائیے۔ وہاں کے لوگ آپ کے والد (حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کے خیر خواہ ہیں۔ وہاں آپ ان دشمنوں کی گرفت سے بھی باہر ہونگے۔ وہاں خطوں اور قاصدوں کے ذریعہ سے اپنی دعوت پھیلائیے گا۔ آپ اس طرح پر یقیناً کامیاب ہوں گے۔ امام حسینؓ نے فرمایا۔ کہ مَیں تو عراق کا ارادہ پختہ کرچکا ہوں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ اگر آپ نہیں تو پھر عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیے۔

دسویں کڑی

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کا ایک خطرہ سے آگاہ کرنا

مجھے خطرہ ہے کہ آپ ان کی آنکھوں کے سامنے اسی طرح قتل نہ کردیئے جائیں۔ جس طرح عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے گھر والوں کے سامنے قتل کئے گئے تھے۔ اتنی باتیں پیش ہونے کے باوجود آپ اپنے ارادہ پر قائم رہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے لوگوں نے آپ کو سمجھایا۔ لیکن کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی + گیارھویں کڑی

حضرت امامؓ کے چچیرے بھائی عبداللہ بن جعفرؓ کا کوفہ جانے سے روکنا

آپ کے چچیرے بھائی عبداللہؓ بن جعفرؓ تھے۔ انہوں نے مدینہ منورہ سے خط لکھا۔ مَیں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہ خط دیکھتے ہی آپ اپنے ارادہ سے باز آجائیے۔ کیونکہ اس راہ میں آپ کے لئے ہلاکت اور آپ کے اہل بیت کے لئے بربادی ہے۔ اگر آپ قتل ہو جائیں گے تو زمین کا نور بجھ جائیگا اس وقت آپ کا وجود ہی ہدایت کا نشان اور اربابِ ایمان کی امیدوں کا مرکز ہے۔ سفر میں جلدی نہ کیجئے۔ مَیں آتا ہوں۔

بارھویں کڑی

حاکم مدینہ منورہ کا کوفہ جانے سے روکنا

عبداللہ بن جعفرؓ نے اس کے علاوہ والیٔ مدینہ منورہ سے بھی خط لکھوایا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔

"مَیں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اس راستہ سے ہٹا دے۔ جس میں ہلاکت ہے۔ اور اس راستہ کی راہنمائی فرمادے۔ جس میں سلامتی ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عراق جارہے ہیں۔ مَیں آپ کے لئے شقاق اور اختلاف سے پناہ مانگتا ہوں۔ مَیں آپ کی ہلاکت سے ڈرتا ہوں۔ مَیں عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ ان کے ساتھ واپس چلے آئیے۔ میرے پاس آپ کے لئے امن و سلامتی۔ نیکی۔ احسان اور حُسن جواز ہے۔ خدا اس پر شاہد ہے۔ وہی اس کا کفیل۔ نگہبان اور وکیل ہے۔ والسلام۔"

اس کے بعد بھی آپ اپنے ارادہ پر پختہ رہے۔

تیرھویں کڑی

فرزدق شاعر کا ایک طرح پر روکنا

جب آپ مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو "صفاح" نام مقام پر اہل بیت کا مشہور محب شاعر آپ سے ملا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ ہمارے پیچھے لوگوں کا کیا حال ہے۔ فرزدق نے جواب دیا۔ ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سچ کہتا ہے۔ اب معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جو چاہتا ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ ہمارا پروردگار ہر گھڑی کسی نہ کسی حکم فرمائی میں رہتا ہے۔ اگر اس کی مشیت ہماری پسند کے مطابق ہو تو اس کی تعریف کرینگے۔ اور اگر امید کے خلاف ہو۔ تو بھی نیک نیتی اور تقوےٰ کا ثواب کہیں نہیں گیا۔

چودھویں کڑی

مسلم بن عقیل کے رشتہ داروں کی کوفہ جانے پر ضد

"زرود" نام ایک مقام پر پہنچ کر معلوم ہُوا۔ کہ یزید کے گورنر کوفہ عبید اللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل کو علانیہ قتل کر دیا ہے۔ اور کوفیوں میں سے کوئی ٹس سے مس نہیں ہوا۔ امام حسینؓ نے بار بار انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پڑھا۔ بعض ساتھیوں نے عرض کی۔ اب وقت ہے۔ ہم آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے حق میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں خدا کے لئے یہیں سے لوٹ چلئے۔ کوفہ میں آپ کا ایک بھی طرفدار معلوم نہیں ہوتا۔ امام حسینؓ خاموش ہوگئے۔ اور واپسی پر غور کرنے لگے لیکن مسلم بن عقیل کے عزیزوں نے کہا۔ واللہ ہم ہرگز نہ ٹلیں گے۔ اور اپنا انتقام لینگے۔ یا اپنے بھائی کی طرح مرجائینگے۔ اس پر آپ نے ساتھیوں کو نظر اٹھاکر دیکھا۔ اور ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ان کے بعد زندگی میں کوئی مزہ نہیں۔

پندرھویں کڑی

کوفہ کے گورنر کی طرف سے ایک ہزار فوج کا آنا

قادسیہ سے جونہی آگے بڑھے۔ اور کوفہ سے دو منزل پر جا پہنچے۔ تو حُر بن یزید عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے ایک ہزار ہتھیار بند فوج لے کر آملا۔ اور ساتھ ہولیا۔ اُس نے امام حسینؓ سے کہا۔ کہ عبیداللہ بن زیاد نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم دیا

ہے۔ کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں۔ یہاں تک کہ آپ کو اس کے پاس لے چلوں۔ اور میں خدا کی قسم مجبور ہوں۔ امام حسینؓ نے فرمایا۔ کہ میں خود کوفہ کی طرف نہیں آیا۔ یہاں تک کہ مجھے کوفہ والوں کے بہت سے خطوط پہنچے ہیں۔ اور میرے پاس ان کے بہت سے قاصد آتے ہیں۔ اور تم کوفے کے رہنے والے ہو۔ اگر تم اپنی بیعت پر قائم رہو۔ تو میں تمہارے شہر میں جاؤنگا ورنہ لوٹ کر چلا جاؤں گا۔ اس پر حُرؓ نے کہا۔ آپ کن خطوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ہمیں ایسے خطوں کا کوئی علم نہیں۔ امام حسینؓ نے عقبہ بن سلام کو حکم دیا کہ وہ دونوں تھیلے نکال لائے۔ جن میں کوفہ والوں کے خط بھرے ہیں۔ عقبہ نے تھیلے انڈیل کر خطوں کا ڈھیر لگا دیا۔ اس پر حُرؓ نے کہا۔ لیکن ہم وہ نہیں جنہوں نے یہ خط لکھے تھے۔ ہمیں تو یہ حکم ملا ہے۔ کہ آپ کو عبیداللہ بن زیاد تک پہنچا کر چھوڑیں۔ امام حسینؓ نے فرمایا کہ یہ موت سے پہلے ناممکن ہے۔ پھر آپ نے روانگی کا حکم دیا۔ لیکن مخالفین نے راستہ روک لیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ حُر نے جواب دیا۔ میں آپ کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا۔ واللہ میں تیرے ساتھ نہیں چلوں گا۔ اس نے کہا۔ واللہ میں بھی آپ کا پیچھا نہیں چھوڑونگا۔ جب گفتگو زیادہ بڑھی۔ تو حُر نے کہا مجھے صرف یہ حکم ملا ہے کہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں۔ یہاں تک کہ آپ کو کوفہ پہنچا دوں۔ اگر آپ اسے منظور نہیں کرتے۔ تو ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کوفہ جاتا ہو۔ نہ مدینہ۔ بات زیادہ لمبی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ امام حسینؓ کوفہ کے راستہ سے ہٹ گئے۔

سولھویں کڑی

امام حسینؓ کا کوفہ کے راستہ سے ہٹ کر میدان کربلا میں اُترنا۔

میدان کربلا میں ۱۰۔ محرم ۶۱ھ کو جا اترے جب اس میدان میں اترے تو اس کا نام دریافت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اس کا نام کربلا ہے۔ تب آپ نے فرمایا۔ هٰذَا مَوْضِعُ كَرْبٍ وَّبَلَاءٍ۔ یعنی یہ تکلیف اور ہلاکت کی جگہ ہے۔ یہ مقام پانی سے دُور تھا۔ دریا میں اور اس میں ایک پہاڑی حائل تھی۔

سترھویں کڑی

حضرت امام حسینؓ کا واپس جانے کا ارادہ ظاہر فرمانا

دوسرے دن عمر بن سعد بن ابی وقاص کوفہ والوں کی چار ہزار فوج لے کر آپہنچا عبیداللہ بن زیاد نے عمر کو زبردستی بھیجا تھا۔ عمر کی خواہش تھی۔ کہ کسی طرح اس آزمائش میں نہ آتے۔ اور معاملہ رفع دفع ہو جائے۔ اُس نے آتے ہی امام حسینؓ کے پاس قاصد بھیجا۔ اور دریافت کیا۔ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے وہی جواب دیا۔ جو حُر بن یزید کو دے چکے تھے۔ یعنی تمہارے اس شہر کے لوگوں ہی نے مجھے بلایا تھا۔ اب اگر وہ ناپسند کرتے ہیں۔ تو میں لوٹ جانے کو تیار ہوں۔

اٹھارھویں کڑی

گورنر کوفہ کا یزید بن معاویہ کی بیعت پر اصرار اور حضرت امام کے پانی بند کرنے کا حکم

عمر بن سعد کو امام ممدوح کے اس جواب سے خوشی ہوئی۔ اس نے فوراً عبیداللہ بن زیاد کو خط لکھا۔ عبیداللہ بن زیاد نے جواب دیا۔ حسینؓ کو کہو کہ پہلے اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ یزید بن معاویہ کی بیعت کریں۔ پھر ہم دیکھیں گے۔ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ حسینؓ اور اس کے ساتھیوں تک پانی نہ پہنچنے پائے۔ وہ پانی کا ایک قطرہ بھی پینے نہ پائیں۔ جس طرح عثمانؓ بن عفان پانی سے محروم رہے تھے۔ جب امام حسینؓ کے پاس وہ خط آیا۔ آپ نے اسے پڑھا۔ اور پھینک دیا اور قاصد سے فرمایا۔ میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ وہ قاصد لوٹ کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس گیا۔ اس جواب سے اس کا غصہ اور بھڑکا۔ اس نے لوگوں کو جمع کیا۔ اور فوجیں تیار کیں اور ان کا سپہ سالار عمر بن سعد کو تجویز کیا۔ جو رَیّ کا حاکم تھا۔

اُنیسویں کڑی

گورنر کوفہ کے جرنیل فوج کا حضرت امام کے ساتھ لڑنے سے انکار پھر ایک دھمکی سے آمادہ ہو جانا

عمر بن سعد نے امام حسینؓ کے مقابلے میں لڑنے سے پہلوتہی کی۔ تب عبیداللہ بن زیاد نے اس سے کہا۔ یا تو لڑنے کو جا یا رَیّ کی حکومت سے دستبردار ہو جا۔ اور اپنے گھر جا بیٹھ۔ عمر بن سعد نے رَیّ کی حکومت کو ترجیح دی۔ اور امام حسینؓ سے لڑنے کے لئے فوجوں سمیت چل نکلا۔ عبیداللہ بن زیاد ایک ایک سردار کی معیت میں تھوڑا تھوڑا لشکر جمع کرکے بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ عمر بن سعد کے پاس بائیس ہزار سوار اور پیادے جمع ہو گئے۔ اور دریائے فرات کے کنارے پر جا اُترے۔ اور امام حسینؓ اور پانی کے درمیان رُکاوٹ کر دی۔ عمر بن سعد کے لشکر میں زیادہ تر وُہی لوگ تھے جنہوں نے امام حسینؓ سے خط و کتابت کی تھی۔ اور ان سے مسلم بن عقیل کے ذریعہ سے بیعت بھی کر چکے تھے۔ جب امام حسینؓ کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ ان سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔

بیسویں کڑی

حضرت امامؓ کا اپنے لشکر کے گرد خندق کھُدوانا

امام حسینؓ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا۔ کہ اپنے لشکر کے گرد ایک خندق کھودیں۔ اور ایک ہی دروازہ اس خندق کا رکھا جائے۔ تاکہ اس دروازے سے نکل کر لڑ سکیں۔

اکیسویں کڑی

عمر بن سعد کے لشکر کا حرکت میں آنا اور امام حسینؓ کو نرغہ میں لینا

نماز عصر کے بعد عمر بن سعد نے اپنے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس مسلمان کی نظر کسی عورت پر پہلی دفعہ پڑ جائے پھر وہ اپنی نگاہیں نیچی کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت کی توفیق نصیب فرمائے گا جس کی لذت و حلاوت کو وہ محسوس کرے گا۔ (سنن ابوداؤد:۲۱۴۹)

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۸ سے آگے

لشکر کو حرکت دی۔ جب لشکر قریب پہنچا۔ تو انہوں نے امام حسینؓ کو نرغے میں لے لیا۔ اور لڑائی شروع کر دی۔

بائیسویں کڑی

حضرت امام کے پچاس آدمیوں کا قتل ہونا

امام حسینؓ کے ساتھیوں میں سے ایک ایک قتل ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کے تقریباً پچاس آدمی قتل ہو گئے۔

تیئسویں کڑی

امام حسینؓ کی صدا پر حر بن یزید کا مدد کے لئے آنا

عین لڑائی کے وقت میں امام حسینؓ نے چیخ کر فرمایا۔ آیا کوئی خدا واسطے فریاد رس ہے۔ آیا کوئی رسول اللہ کے حرم کو بچانے والا ہے۔ یہ سُن کر حُر بن یزید (جس کا پہلے ذکر آچکا ہے) اپنے گھوڑے پہ امام کی طرف آیا۔ اور آکر کہا۔ اے رسول اللہ کے بیٹے سب سے پہلے میں ہی تیرے ساتھ لڑنے کے لئے آیا تھا۔ اور اب میں ہی تیری جماعت میں آگیا ہوں۔ تاکہ تیری ہی مدد میں قتل کیا جاؤں۔ شاید کہ کل کو تیرے نانا کی شفاعت نصیب ہو۔ اس کے بعد اس نے عمر بن سعد کے لشکر پہ حملہ کیا۔ اور اس وقت تک لڑتا رہا۔ جب تک شہید نہیں کیا گیا۔ اور

چوبیسویں کڑی

حضرت امام کے سارے ساتھی شہید ہو گئے اس کے بعد آپ نے تنہا دشمنوں کا مقابلہ کیا اور جام شہادت پی کر روح مبارک جنّت میں جا پہنچی

پھر اس قدر سخت لڑائی ہوئی کہ حضرت امام کے سارے ساتھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد امام ممدوح ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر تنہا مقابلے کے لئے میدان میں آئے۔ اور دشمنوں سے لڑتے رہے۔ اور جو شخص بھی آپ کی طرف آیا۔ اسے قتل کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اور آپ کو ان زخموں اور تیروں نے چور چور کر ڈالا جو ہر طرف سے آرہے تھے۔ اس وقت شمر ذی الجوشن اپنی فوج سمیت آگے بڑھا۔ امام حسینؓ نے للکارا کر فرمایا اے شیطان کی جماعت میں تم سے لڑتا ہوں۔ تم مستورات کو کیوں چھیڑتے ہو کیونکہ وہ تو تم سے نہیں لڑ رہیں۔ تب شمر نے اپنی فوج سے کہا۔ عورتوں سے باز آجاؤ۔ اور اسی شخص کا مقابلہ کرو۔ پھر سب نے امام حسینؓ پر تیروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ امام حسینؓ زمین پر شہید ہو کر گرے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ باقی باقی

واقعہ کربلا کا رنج و الم

ہر کلمہ گو کو خواہ وہ شیعہ ہو یا سُنّی اس وحشتناک اور درد انگیز واقعہ سے بے انتہا رنج و الم ہے۔ کوئی نہیں جو امام حسینؓ کی مظلومیت سے مغموم نہ ہو۔ اور اس کا دل ان مظالم کو سُن کر مضطرب اور پریشان نہ ہو۔ تیرہ سو سال گزرنے کے باوجود اس اندوہناک درد انگیز۔ مصیبت خیز۔ پریشان کن دل ہلا دینے والے واقعہ کو بھولنے نہیں پائے شیعہ صاحبان کے علاوہ سُنیوں کی کتابیں بھی اس خونی واقعہ کی یاد تازہ اپنے سینوں میں رکھتی ہیں۔ اور ہر پڑھنے والے کے دل کو غم کدہ بنا دیتی ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۲-محرم الحرام ۱۳۷۷ھ مطابق ۹-اگست ۱۹۵۷ء

دربارِ الٰہی سے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمۃ للعالمین کا لقب عطا ہوا ہے

رحمۃ للعالمین کی شان کے شواہد

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اللہ تبارک و تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی صفات حمیدہ سے متصف فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک رحمۃ للعالمین ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپؐ اللہ تعالےٰ کی ساری مخلوقات کے لئے رحمت ہیں۔ آج کی صحبت میں آپؐ کی شانِ رحمت کے نمونے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ کی امت بھی آپ کے اتباع میں ان نمونوں کو اختیار کرنے کی کوشش کرے۔ اور آپ کی طرح [illegible]گاہِ الٰہی میں مقبول اور محبوب ہو جائے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقۡنَا لِاتِّبَاعِ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ آمِیۡن یَا اِلٰہَ الۡعَالَمِیۡنَ

شواہد

۱

(وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ ۝ وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ ۝)

سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجئے۔ جو اچھی ہو۔ پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی۔ ایسا ہو گا۔ کہ وہ مخلص دوست ہے۔ اور یہ بات نہیں دیجاتی

حاصل یہ ہے کہ دشمن کے ساتھ

.... بھی نیکی کر۔ یہ تلقین بھی اسی جذبے کے ماتحت ہے۔ کہ آپ بحیثیت رحمۃ للعالمین ہونے کے دشمن سے بھی حسن سلوک کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اور اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے والوں کو دو تمغے عطا ہوئے ہیں ایک صابر۔ اور دوسرا بڑا بخت والا۔ اللھم اجعلنا منھم

۲

غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک

رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ ایک عجیب شان دیکھئے۔

(لَا یَنۡہٰىکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡہُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ۝)

سورہ الممتحنہ رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اللہ تمہیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا۔ جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے۔ اور نہ انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے۔ اس بات سے۔ کہ تم ان سے بھلائی کرو۔ اور ان کے حق میں انصاف کرو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگرچہ وہ لوگ کافر ہیں مگر تم سے کسی قسم کی دشمنی کا سلوک نہیں کرتے۔ تو تمہیں بھی ان کے

ساتھ بھلائی اور انصاف کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

گرفتار شدہ دشمنوں پر رحمۃ للعالمین کی شفقت

غزوۂ بنو المصطلق میں سو سے زیادہ زن و مرد گرفتار شدہ کو بلا معاوضہ آزاد کر دیا۔ غزوہ حنین میں چھ ہزار گرفتار شدہ مرد و زن کو بلا کسی شرط اور جرمانہ کے آزاد کر دیا۔ حدیبیہ کے میدان میں کوہ تنعیم

کیا کوئی شخص کسی فاتح کی مفتوح دشمنوں پر اس شفقت کے نمونے دکھا سکتا ہے

یہ رحمۃ للعالمین کی شان ہے۔ کہ وہ دشمن جو حضورؐ کے اور حضورؐ کے فدائیوں کے خون کے پیاسے تھے۔ جب لڑتے لڑتے شکست خوردہ ہو کر حضورؐ کے حلقۂ قید میں آئے تو آپؐ نے ایسی شفقت فرمائی جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ کہ انہیں بلا شرط اور جرمانہ لئے آزاد کر دیا۔

شان رحمۃ للعالمین کا ایک عجیب و غریب منظر

قریش مکہ اگلے سال (یعنی جنگ بدر کے بعد) پھر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس دفعہ انہوں نے ملک سے عام چندہ جمع کیا تھا۔ ابوعزہ شاعر نے تمام ملک میں گشت لگا کر بنو کنانہ کو قریش کی مدد پر آمادہ کر دیا تھا۔ تجارت شام کا پچاس ہزار مثقال سونا۔ ایک ہزار اونٹ جو ابھی تقسیم نہ ہوئے تھے۔ چندہ میں شامل کر دیئے گئے تھے۔ الغرض پانچ ہزار بہادروں کا لشکر جس میں تین ہزار اشتر سوار دو سو اسپ سوار اور سات سو زرہ پوش پیادہ تھے۔ مدینہ تک بڑھا چلا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر مدافعت کی جائے۔ مگر کثرت رائے پر فیصلہ ہوا۔ اور مسلمانوں نے احد کے سرخ پہاڑ تک جو مدینہ سے تین کوس پر ہو گا۔ باہر نکل کر مقابلہ کیا۔

اسلامی لشکر میں ایک ہزار مرد تھے۔ عین وقت پر ابی بن سلول نے دغا دی۔ اور اپنے تین سو شخصوں کو

راہ ہی سے پھیر کر لے گیا۔ اس لئے ۷۰۰ مسلمانوں پر پانچ ہزار حملہ آوروں کی مدافعت کا (جو انتقام اور غصّہ کے جوش میں بھرے ہوئے تھے) بار تھا۔ مسلمانوں نے ابتدا میں دشمن کو شکست دیدی تھی۔ اور ان کے بارہ مشہور علمبردار (جن میں آٹھ علیؓ مرتضیٰ کے ہاتھ سے مارے جاچکے تھے) لیکن مسلمان تیراندازوں نے اس درہ کو چھوڑ دیا۔ جہاں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے قائم فرما دیا تھا۔ چالاک دشمن نے موقع تاڑ لیا۔ اور چکّر کاٹ کر عقب سے ہوکر مسلمانوں کو دو طرف سے بیچ میں لے لیا۔ مسلمانوں کا اُس وقت سخت نقصان ہُوا۔ اور لشکر کا بڑا حصّہ تتّر بتّر ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس صرف ۱۲ صحابی ابوبکرؓ۔ عمرؓ علیؓ۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ سعدؓ بن وقاصؓ طلحہؓ بن عبداللہ۔ زبیرؓ بن عوام۔ ابوعبیدہؓ بن جراح وغیرہ تھے۔ دشمنوں نے خُدا کے نبی پر پتھر پھینکے۔ ابن قمیہ کے پتھر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی۔ ابن ہشام کے پتھر سے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بازو زخمی ہُوا۔ عتبہ کے پتھر سے نبی اللہ کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک غار میں گر گئے تھے۔ خبر اُڑ گئی کہ حضورؐ شہید ہوگئے۔ مدینہ سے محترم

فاطمہ زہراء و عائشہ طیبہ کی خدمات میدانِ جنگ میں

خواتین دوڑی دوڑی آئیں۔ یہاں آکر فاطمہؓ بتولؓ نے باپ کے زخموں کو دھویا پیشانی کا خون تھمتا نہ تھا۔ اس میں چٹائی جلا کر بھری۔ علیؓ مرتضیٰ اُس وقت ڈھال میں پانی بھر بھر لاتے رہے۔ عائشہ صدیقہؓ اور ام سلیمؓ نے مشکیزے اُٹھائے۔ اور زخمیوں کو پانی لا لا کر پلاتی تھیں۔ میدانِ جنگ میں ستّر صحابہ شہید ہُوئے تھے۔

جنگ کے نقصانات میں سے بڑا بھاری نقصان یہ تھا۔ کہ مصعبؓ بن عُمیر جو مدینہ میں بطور معلم اسلام آئے تھے۔ اور جن کے وعظ سے اوس و خزرج کے قبیلے مسلمان ہُوئے تھے۔ شہید ہُوئے ان کی بیوی کا نام حمنہؓ بنت جحش تھا۔

اسی روز اس کا بھائی اور ماموں بھی شہید ہوئے تھے۔ پہلے اسے بھائی کی شہادت کی خبر ملی۔

عورت کے دل میں شوہر کا درجہ

اس نے اِلااللہ پڑھا اور بھائی کے حق میں دُعا کی۔ پھر اسے بتایا گیا کہ تیرا شوہر بھی شہید ہوگیا۔ یہ سُنتے ہی اس نے بے اختیار چیخ ماری۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھو اس کے دل میں شوہر کی کس قدر محبت تھی۔

اسی جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے چچا حمزہ (اسداللہ و رسولہ) بھی شہید ہوئے۔ دشمنوں نے ان کے اعضا کاٹ کر ان کی لاش کو بھی بے حرمت کیا تھا۔

مائی صفیہ کا استقلال

جنگ کے بعد صفیہ مادرِ زبیرؓ اپنے بھائی حمزہؓ کی لاش دیکھنے آئی۔ زبیرؓ نے ماں کو دور ہی سے روکا۔ صفیہ نے کہا مجھے معلوم ہے۔ کہ میرے بھائی کی لاش بگاڑی گئی ہے لیکن یہ تو ہمارے لئے فخر کا مقام ہے۔ بیٹا۔ مَیں نہ روؤں گی۔ نہ چلاؤنگی صرف دُعا پڑھ کر لوٹ جاؤں گی۔

انسؓ بن نضر کا جوش و جاں نثاری

اسی جنگ میں انس بن نضرؓ نے جامِ شہادت پیا تھا۔ اس بہادر نے چند بہادر مسلمانوں کو دیکھا کہ ہتھیار پھینک دیئے ہیں اور مغموم بیٹھے ہیں۔ پُوچھا۔ کیا حال ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ انسؓ نے نہایت جوش سے کہا۔ مُوتُوا عَلٰی مَامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ آؤ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی ہے ہم بھی اسی کام میں اپنی زندگی کا خاتمہ کردیں۔ اب زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ یہ جاں نثار اسی جوش میں حملہ کرتے ہُوئے ۸۰ زخم جسم پر کھانے کے بعد شہید ہوگیا۔

اسی جنگ میں سعدؓ بن ربیع شہید ہُوئے تھے۔ جنگ ختم ہو جانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ ایک نے دیکھا۔ زخمیوں میں پڑے ہوئے سانس توڑ رہے ہیں۔ پوچھا کیا حال ہے۔ سعدؓ نے کہا۔ تم مجھے اب مُردہ ہی سمجھو۔ لیکن مہربانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دینا۔ اور میری طرف سے یہ

جان توڑتے وقت سعد بن ربیع کا پیغام بجانب اہل اسلام

بھی گزارش کرنا کہ اللہ تعالےٰ آپ کو وُہ بہترین جزا عطا فرمائے۔ جو کسی نبی کو کسی امت کی ہدایت پر دی گئی ہو قوم کو میری طرف سے یہ کہہ دینا کہ جب تک ایک جھپکنے والی آنکھ بھی تم میں سے باقی ہے۔ اس وقت تک اگر دشمن نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تو خُدا کے حضور میں تم کوئی عذر پیش نہیں کرسکوگے

ایک صحابی کا بیان ہے۔ کہ مَیں ابوبکرؓ سے ملنے گیا۔ ان کی چھاتی پر ایک چھوٹی سی لڑکی بیٹھی تھی۔ جسے وہ بار بار چُومتے اور پیار کرتے تھے۔ مَیں نے پُوچھا۔ یہ کون ہے۔ فرمایا یہ سعدؓ بن ربیع کی لڑکی ہے۔ وہ مجھ سے بھی بہتر تھا۔ اور قیامت کے دن وہ نقیبانِ محمدیؐ میں شمار کیا جائے گا۔

عمارہؓ بن زیاد نے کس مزے سے جان دی

اسی جنگ میں عمارہؓ بن زیاد شہید ہُوئے تھے۔ جنھوں نے جان دیتے ہُوئے اپنے رخسارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں سے لگا دیئے تھے۔ اس تاریخی واقعہ کو اس شعر میں خوب ادا کیا گیا ہے۔

سر بوقت ذبح اپنا اس کے زیرِ پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

ابودجانہؓ حنظلہؓ علیؓ مرتضےٰ۔ طلحہؓ کی شجاعت و مردانگی

ابودجانہؓ۔ حنظلہؓ (غسیل الملائکہ) طلحہؓ۔ علی مرتضیٰؓ کی بے نظیر شجاعت کمال استقامت اور جاں نثاری کے بھی نہایت شاندار واقعات اس جنگ میں ظاہر ہوئے طلحہؓ نے اپنے ہاتھ سے سپر کا کام لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب آنے والے تیر ہاتھ پر روکے۔ یہ ہاتھ ہمیشہ کے لئے شل ہوگیا۔

بنو دینار کی عورت کی قوت ایمانی کا کمال

بنو دینار کی ایک عورت تھی، جس کا باپ - بھائی اور شوہر اس جنگ میں شہید ہوئے تھے - وہ کہتی تھی - کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت بتاؤ - لوگوں نے کہا - وہ بفضل خُدا صحیح و سالم ہیں - کہا مجھے دکھا دو - جب دُور سے چہرہ مبارک دیکھ لیا تو بے اختیار کہہ اُٹھی - كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ - اب ہر ایک مصیبت کی برداشت ہو سکتی ہے -

رحمۃ للعالمین کی درگزر معافی اور ظالموں کے لئے دُعا

اسی جنگ میں بعض صحابہ نے آنحضرتؐ سے (جبکہ حضورؐ کو بھی کئی زخم آئے تھے) عرض کیا - کاش آپؐ ان مشرکین پر بد دُعا فرمائیں -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَلٰكِنْ بُعِثْتُ دَاعِيًا وَّرَحْمَةً - اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ - مَیں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا - مجھے تو خدا کی طرف بُلانے والا اور سراپا رحمت بنایا گیا ہے - اے خدا میری قوم کو ہدایت فرما - کیونکہ وہ (مجھے) نہیں جانتے

(ماخوذ از رحمۃ للعالمین جلد اول)

مذکورالصدر جواب اور اپنے اور اپنے جان نثاروں کے خون کے پیاسوں کے حق میں یہ دُعا یقیناً آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا بیّن اور واضح ثبوت ہے - کہ جس طرح آپ اپنے جان نثاروں کے خیر خواہ ہیں - اسی طرح آپ اپنے دشمنوں کے بھی خیر خواہ ہیں -

رحمۃ للعالمین کی حیوانات پر شفقت

۱

طبرانی اور ابو نعیم نے بروایت یعلیؓ بن مرہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے - تو ایک اُونٹ کو چلاتے ہُوئے دیکھا - اُونٹ نے آپؐ کو سجدہ کیا - صحابہؓ نے عرض کیا - کہ یا رسول اللہ ہم کو سجدہ کرنے کا اُونٹ کی بہ نسبت زیادہ حق حاصل ہے - آپؐ نے فرمایا کہ اگر مَیں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا - تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں تم لوگ جانتے ہو - کہ یہ اُونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی ہے اب جبکہ مَیں بوڑھا ہو گیا ہوں تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی ہے - اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا - اب ان کے یہاں ایک تقریب ہے تو اُنہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے - حضورؐ نے اُونٹ کے مالکوں سے یہ سرگزشت کہلا بھیجی - اُنہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم اس نے بالکل سچ کہا - آپ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تم اس کو میرے لئے چھوڑ دو - آپ نے اس کو لے کر بے مہار چھوڑ دیا تو وہ آزاد ہو کر پھرنے لگا -

۲

بیہقی اور ابو نعیم نے بروایت زیدؓ بن ارقم بیان کیا ہے کہ مَیں مدینہ کی کسی گلی میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا - کہ ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف سے ہُوا - وہاں دیکھا کہ ایک ہرنی خیمے کی چوبوں سے بندھی ہوئی ہے - اس نے آپؐ کو دیکھتے ہی عرض کیا - کہ یا رسول اللہؐ - اس اعرابی نے مجھ کو پکڑا ہے - اور جنگل میں میرے دو بچّے ہیں - میرے تھنوں میں دُودھ بھرا ہُوا ہے - یہ نہ تو مجھ کو ذبح کرتا ہے کہ اس مصیبت سے چھوٹوں - اور نہ آزاد کرتا ہے کہ مَیں اپنے بچوں کے پاس جنگل میں پہنچ جاؤں - آپؐ نے اس سے فرمایا - کہ اگر مَیں تیری رسّی کھول دوں تو تُو لوٹ کر آ جائے گی - اس نے عرض کی - کہ ضرور آ جاؤں گی - اور اگر وعدہ خلافی کروں تو اللہ تعالےٰ مجھ کو عشار (محصول لینے والا) کا سا عذاب دے - آپؐ نے یہ سُن کر اس کو چھوڑ دیا - تھوڑی دیر نہ گزرنے پائی تھی کہ وہ اپنی زبان چاٹتی ہوئی واپس آ گئی - آپؐ نے اس کو پھر خیمہ سے باندھ دیا - اس کے بعد اعرابی اپنے ساتھ پانی کی مشک لئے ہوئے آیا - حضورؐ نے اس سے ارشاد فرمایا - کہ کیا تم اس ہرنی کو ہمارے ہاتھ بیچو گے - وہ بولا - یا رسول اللہؐ مَیں یہ آپ ہی کو دیئے دیتا ہوں - آپؐ نے اس کو چھوڑ دیا - (راوی) فرماتے ہیں کہ مَیں نے خود دیکھا کہ وہ جنگل میں سبحان اللہ سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتی پھرتی تھی - ہکذا فی لامیۃ المعجزات

رحمۃ للعالمین کا مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے والوں کو معاف کرنا

۸ھ میں مسلمانوں کو اضطراراً ماہ رمضان میں مکہ معظمہ پر فوج کشی کرنی پڑی - وجہ یہ ہوئی کہ ۶ھ میں جو معاہدہ قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بمقام حُدیبیہ کیا تھا اس کی ایک دفعہ یہ تھی - " دس سال تک جنگ نہ ہو گی - اس شرط میں جو قومیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ملنا چاہیں وہ ادھر مل جائیں اور جو قومیں قریش کی طرف ملنا چاہیں وہ ادھر مل جائیں - اس کے موافق بنی خزاعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور بنو بکر قریش کی طرف مل گئے تھے -

معاہدہ کو ابھی دو برس بھی پورے نہ ہُوئے تھے کہ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے بھی بنو بکر کو اسلحہ سے مدد دی - عکرمہ بن ابو جہل، سہیل بن عمرو (معاہدہ پر اسی نے دستخط کئے تھے) صفوان بن امیہ (مشہور سردارانِ قریش) خود بھی نقاب پوش ہو کر مع اپنے حوالی و موالی کے بنو خزاعہ پر حملہ آور ہوئے ان بیچاروں نے امان بھی مانگی - بھاگ کر خانہ کعبہ میں پناہ بھی لی - مگر ان کو ہر جگہ بے دریغ تہ تیغ کیا گیا - یہ مظلوم جب الٰہک الٰہک (اپنے خدا کے واسطے - اپنے خدا کے واسطے) کہہ کر رحم کی درخواست کرتے تھے تو یہ ظالم ان کے جواب میں کہتے تھے - لا الٰہ الیوم (آج خدا کوئی چیز نہیں)

مظلوموں کے بچے کھچے چالیس آدمی جنھوں نے بھاگ کر جان بچالی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے - اور اپنی مظلومی و بربادی کی داستان سنائی - عمرو بن سالم الخزاعی نے پر درد نظم میں تمام واقعات گوش گزار کئے - اس نظم کے جستہ جستہ اشعار کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے -

قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی -
اُنھوں نے اس مضبوط معاہدے کو جو

آپ سے کیا تھا توڑ ڈالا۔
ہمیں خشک گھاس کی طرح پامال کر دیا۔
وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری مدد کو کوئی نہیں آئے گا۔
وہ تو ذلیل ہیں اور قلیل ہیں۔
انھوں نے ویتر میں سوتے ہوئے جالیا (ویتر ایک چشمے کا نام ہے)
ہم کو رکوع اور سجود کی حالت میں پارہ پارہ کر دیا۔

(۱) معاہدے کی پابندی (۲) فریق مظلوم کی داد رسی (۳) دوستی والے قبائل کی آئندہ حفاظت کی غرض سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کی جانب سوار ہوگئے۔ دس ہزار کی جمعیت ہمرکاب تھی۔ دو منزل چلے تھے۔ کہ راہ میں ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن ابو امیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے۔

یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذائیں دی تھیں۔ اور اسلام کے مٹانے میں بڑی بڑی کوششیں کی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا اور اپنا رُخ پھیر لیا۔ ام المومنین ام سلمہ نے عرض کی۔

یا رسول اللہؐ ابو سفیان آپ کے حقیقی چچا کا بیٹا ہے۔ اور عبد اللہ حقیقی پھوپھی (عاتکہ) کا لڑکا ہے۔ اتنے قریبی تو مرحمت سے محروم نہ رہنے چاہئیں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے ان دونوں کو یہ ترکیب بتائی۔ کہ جن الفاظ میں برادرانِ یوسفؑ نے معافی کی درخواست کی تھی تم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر انہیں الفاظ کا استعمال کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو و رحم سے امید ہے کہ ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔

انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر یہ آیت پڑھی۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ

(سورہ یوسف رکوع ۱۰ پارہ ۱۳)

ترجمہ اللہ کی قسم البتہ تحقیق اللہ نے تمہیں ہم پر بزرگی دی۔ اور بے شک ہم غلط کار تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ سورہ یوسف رکوع ۱۰ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ آج تم پر کوئی الزام نہیں۔ اللہ تمہیں بخشے۔ اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔

ابو سفیان کے اشعار کا ترجمہ

یہ جواب سن کر ابو سفیان نے عجب جوش و نشاط سے چند اشعار پڑھے۔ جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

قسم ہے۔ کہ جن دنوں میں نشان جنگ اس لئے اٹھایا کرتا تھا کہ لات (بُت کا نام) کا لشکر محمدؐ کے لشکر پر غالب آجائے۔ ان دنوں میں اس خارپشت (جنگلی چوہا) جیسا تھا۔ جو اندھیری رات میں ٹکریں کھاتا ہو۔ اب وہ وقت آگیا۔ کہ میں ہدایت پاؤں۔ اور سیدھے راستے ہو جاؤں۔ مجھے ہادی نے (نہ کہ میرے نفس نے) ہدایت دی ہے۔ اور خدا کا رستہ مجھے اس شخص نے بتایا جسے میں نے دھتکار دیا۔ اور چھوڑ دیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں تم تو مجھے چھوڑتے ہی رہے تھے۔

مکہ معظمہ تشریف لاتے وقت آپکی خواہش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ مکہ معظمہ والوں کو آپؐ کی تشریف آوری کی خبر نہ ہونے پائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ پہنچ کر باہر خیمہ زن ہوئے۔ اور مکہ معظمہ والوں کو باخبر کرنے کے لئے لشکر میں الاؤ روشن کرنے کا حکم دیا۔ تب ان کو خبر ہوئی۔

رحمۃ للعالمین کا اپنے خون کے پیاسوں کے لئے عفو عام

دوسری صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ فوج مختلف راستوں سے شہر میں داخل ہو۔ اور ان احکام کی پابندی کرے

(۱) جو کوئی شخص ہتھیار پھینک دے اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(۲) جو کوئی شخص خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(۳) جو کوئی اپنے گھر کے اندر بیٹھ رہے اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(۴) جو کوئی شخص ابو سفیان کے گھر جا رہے اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(۵) جو کوئی شخص حکیم بن حزام کے گھر جا رہے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(۶) بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔
(۷) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔
(۸) اسیر (قیدی) کو قتل نہ کیا جائے۔

کیا اس عفو عام کی نظیر مل سکتی ہے

غور کرنے کا مقام ہے۔ کیا اپنے خون کے پیاسوں کے حق میں فاتح ہونے کی حالت میں ان آٹھ شرطوں والے عفو عام کی نظیر سوائے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور دُنیا کے کسی فاتح کی مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

مکہ معظمہ کے فتح ہو جانے کے بعد رحمۃ للعالمین کی تقریر

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْاٰبَاءِ النَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ تَلَا (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط سورہ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔

ترجمہ

اے قریش کی جماعت۔ خدا [redacted]ی جاہلانہ نخوت اور آباء و اجداد پر اترانے کا غرور آج توڑ دیا ہے۔ (سچ تو یہ ہے) سب لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنایا گیا تھا۔ خدا فرماتا ہے لوگو! ہم نے تمکو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا۔ اور گوت قبیلے سب پہچان کے لئے بنا دیئے ہیں۔ اور خدا کے ہاں تو اس کی زیادہ عزت ہے۔ جس میں تقویٰ (پرہیزگاری) زیادہ ہے۔ پھر فرمایا۔ جاؤ تم آزاد ہو۔ اور تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ

اپنی اُمّت کو رحم کرنے کی تلقین

۱

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ رواہ ابوداؤد والترمذی

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے - زمین پر رہنے والوں پر تم رحم کرو آسمان پر رہنے والا تم پر رحم کرے گا -

۲

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ رواہ الترمذی -

ترجمہ - ابن عباس رض سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - جس شخص نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا - اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کی اور نیکی کا حکم نہ کیا - اور برائی سے روکا نہیں - وہ ہماری جماعت میں سے نہیں -

حاصل

یہ ہے - کہ ان چار کاموں کا کرنا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے - اور نہ کرنے والا اصلی اور کھرا مسلمان نہیں ہے -

۳

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّسَحَ رَاْسَ یَتِیْمٍ لَمْ یَمْسَحْہُ اِلَّا لِلّٰہِ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ یَمُرُّ عَلَیْہَا یَدُہٗ حَسَنَاتٍ وَمَنْ اَحْسَنَ اِلٰی یَتِیْمَۃٍ اَوْ یَتِیْمٍ عِنْدَہٗ کُنْتُ اَنَا وَ[illegible] الْجَنَّۃِ کَہَاتَیْنِ وَقَرَنَ بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ رواہ احمد والترمذی

ترجمہ - ابی امامہ رض سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا - اور وہ اللہ ہی کے لئے پھیرا ہے - ہر ایک بال جس پر اس کا ہاتھ پھریگا - اس کے عوض نیکی ملے گی - اور جس شخص نے کسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ نیکی کی - میں اور وہ بہشت میں اس طرح ہوں گے - اور آپ نے دو انگلیاں ملا دیں -

۴

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضٰی لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ حَاجَۃً یُّرِیْدُ اَنْ یَّسُرَّہٗ بِہَا فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰہَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰہَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ رواہ البیہقی

ترجمہ - انس رض سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے میری امت میں کسی کی کوئی ضرورت پوری کی - اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ خوش ہو جائے - تو اس نے مجھے خوش کیا - اور جس نے مجھے خوش کیا - تو اس نے اللہ کو خوش کیا - اور جس شخص نے اللہ کو خوش کیا - اللہ اس کو بہشت میں داخل کریگا -

۵

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَغَاثَ مَلْہُوْفًا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ ثَلٰثًا وَّسَبْعِیْنَ مَغْفِرَۃً وَاحِدَۃٌ فِیْہَا صَلَاحُ اَمْرِہٖ کُلِّہٖ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَہٗ دَرَجَاتٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ - انس رض سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے کسی پریشان حال مظلوم کی فریاد رسی کی - اللہ اس کے لئے تہتر حصے بخشش کے لکھے گا - ان میں سے ایک ایسا ہوگا - جس کے باعث اس کے سب کام ٹھیک ہو جائیں گے اور بہتر حصوں کے درجے قیامت کے دن کے لئے (محفوظ) رہیں گے -

۶

عَنْ اَنَسٍ رض وَّعَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ رواہ البیہقی فی شعب الایمان -

ترجمہ - انس اور عبد اللہ رض سے روایت ہے - دونوں نے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - (ساری) مخلوقات اللہ کی عیال ہے - پس اللہ کی بارگاہ میں مخلوقات میں سے سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کے عیال کے ساتھ نیکی کرے -

۷

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ متفق علیہ -

ترجمہ - ابن عمر رض سے روایت ہے - تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے - نہ اس پر ظلم کرے - اور نہ اسے ہلاکت میں ڈالے - اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہے (یعنی اس کا کام کر رہا ہے) اللہ اس کی حاجت میں ہے (یعنی اس کی حاجت پوری کر رہا ہوگا) اور جس شخص نے کسی مسلمان سے اس کی مصیبت ٹال دی (اس کے عوض میں) اللہ اس کی مصیبت قیامت کی مصیبتوں میں سے ٹال دے گا اور جس شخص نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا - اللہ قیامت کے دن اس کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے گا -

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ اُس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے رہیں - آمین یا الٰہ العالمین

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے علی! اپنی ران کو (کسی کے سامنے) مت کھولو اور ہرگز کسی زندہ یا مردہ شخص کی ران کو مت دیکھو۔ (ابوداؤد: ۳۱۴۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۹- محرم الحرام ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۶- اگست ۱۹۵۷ء

(۱) توکّل کے لغوی معنی
(۲) توکّل کے شرعی معنی
(۳) عوام کی توکّل
(۴) انبیاء علیہم السلام کی توکّل
(۵) خواص کی توکّل

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام قرآن مجید میں چالیس مرتبہ توکل کا لفظ آیا ہے۔ اس لئے خیال آیا کہ قرآن مجید کی روشنی میں اس کا مطلب آپ کے سامنے کیا جائے تاکہ ہم سب اس کا صحیح مفہوم سمجھنے کے بعد اس پر عمل کرکے اللہ تعالےٰ کو راضی کرسکیں۔

توکل کے لغوی معنی۔ لغت کی مشہور اور معتبر کتاب صراح میں توکل کے یہ معنے مذکور ہے۔

توکل۔ اعتراف بعجز و اعتماد بر غیر خود کردن۔ اپنے بے بس ہونے کا اقرار کرنا۔ اور اپنے سوا دوسرے پر بھروسہ کرنا۔

شرعی معنی۔ اللہ تعالےٰ نے ہر کام کے ہونے کے لئے جو اسباب پیدا کئے ہیں ان میں ہاتھ ڈال کر کام کرنا اور خاطر خواہ اور اپنی حسب منشاء نتیجہ کے نکلنے میں اپنے کو بے بس خیال کرنا اور اللہ تعالےٰ کے فضل کا امیدوار رہنا۔

عوام کے توکل کا حکم۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْہِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْہُ فَاِنَّکُمْ غٰلِبُوْنَ ۵ وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۵ سورہ المائدہ رکوع ۴ پارہ ۶

ترجمہ۔ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے دو مردوں نے کہا جن پر اللہ کا فضل تھا کہ ان پر حملہ کرکے دروازہ میں گھس جاؤ۔ پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے تو تم ہی غالب ہوگے اور اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم ایماندار ہو۔

عبرت

اس واقعہ سے یہ عبرت معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ دشمن کے مقابلے میں میدان جنگ میں جائے بغیر فتح حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ارشاد ہو رہا ہے کہ تم دشمن کے مقابلے میں جاؤ تو سہی۔ تمہارے داخلہ پر وہ شہر سے بھاگ جائیں گے۔ اور شہر پر تمہارا فاتحانہ قبضہ ہو جائے گا۔

مومنین کے لئے توکل لوازمات ایمان میں سے ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُہُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۵

سورہ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ ایمان والے وہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے تو اُن کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں۔ تو اُن کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔

اصلی مومن بننے کے لئے توکل لازمی ہے

مذکورۃ الصدر آیت سے علماء کرام بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ کہ اصلی اور صحیح معنی میں ایماندار ہونے کے لئے متوکل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ آیت میں اِنَّمَا حصر کا کلمہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایماندار فقط وہ لوگ ہیں جن کے اندر یہ صفتیں پائی جائیں جو اس آیت میں مذکور ہیں۔ اور وہ تین ہیں۔ ۱ اللہ کا نام آنے پر ان کے دل ڈر جائیں۔ اور ۲ جب ان پر قرآن مجید کی آیتیں پڑھی جائیں۔ تو ان کے ایمان میں زیادتی ہو جائے۔ اور ۳ اپنے رب پر توکل کرتے ہوں۔

متوکلین کے لئے آخرت میں بہت بڑے اجر کا وعدہ

وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّہُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً ط وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۵ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۵

سورہ النحل رکوع ۶ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اور جنہوں نے اللہ کے واسطے گھر چھوڑا۔ اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا۔ تو البتہ ہم انہیں دُنیا میں اچھی جگہ دینگے۔ اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ سمجھ جاتے جو لوگ ثابت قدم رہے اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

نتیجہ

اس آیت سے یہ نتیجہ بآسانی نکل سکتا ہے کہ آخرت میں بہت بڑا اجر ملنے میں جن صفات کا دخل ہے ان میں سے ایک صفت اللہ تعالےٰ پر توکل کرنا بھی ہے۔

اَللّٰہُمَّ اجْعَلْنَا مِنْہُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو توکل کرنے کا حکم

(وَ لِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ فَاعْبُدْہُ وَ تَوَکَّلْ عَلَیْہِ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥

سورہ ہود رکوع ۱۰ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ بات اللہ ہی جانتا ہے۔ اور سب کام کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو اور اسی پر توکل کر۔ اور تیرا رب بے خبر نہیں اس سے جو کرتے ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متوکل ہونے کی تلقین فرمائی جارہی ہے۔ حالانکہ آپ فطرۃً مادر زاد ہی اخلاق حمیدہ سے مرصّع اور مجلّٰی ہوکر دُنیا میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ پھر بھی وضاحت تامہ کے لئے ارشاد ہو رہا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ پر آپؐ توکل کریں۔ تاکہ آپؐ کی اُمت کو معلوم ہو جائے۔ کہ متوکل علی اللہ ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے متوکل ہونے کا اعلان

(فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ٥) سورہ توبہ رکوع ۱۶ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں۔ تو کہہ دو۔ کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں۔ اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام کا متوکل علی اللہ ہونے کا اعلان

(وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ وَقَدْ ھَدٰنَا سُبُلَنَا ط وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا ط وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ٥)

سورہ ابراہیم رکوع ۲ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور ہم کیوں اللہ پر توکل نہ کریں۔ حالانکہ اسی نے ہمیں (سیدھے) راستوں کی راہنمائی کی ہے۔ اور ہم ضرور صبر کریں گے۔ اس ایذا پر جو تم ہمیں دیتے ہو۔ اور توکل کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ ہونا چاہیئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ تمام انبیاء علیہم السلام صابر اور متوکل ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ تمام ایمانداروں کے لیئے متوکل ہونا لازمی ہے۔ چنانچہ اس اجمال کی تفصیل صفحاتِ سابقہ سے باسانی معلوم ہو سکتی ہے۔

عوام کی توکل کی روح

اگر عوام کو یہ تلقین کی جائے کہ وہ سلسلہ اسباب میں ہاتھ نہ ڈالیں اور نقطۂ رضاءِ الٰہی میں زندگی کے لمحات صرف کریں۔ اور ضروریات زندگی کا کفیل اللہ تعالےٰ کو بنالیں۔ وہ جہاں سے چاہے جب چاہے۔ جس وقت چاہے ضروریات زندگی بہم پہنچا دے۔ یہ چیز ان کے لئے تکلیف مالایطاق ہے۔ اور یہ چیز اللہ تعالےٰ کی مصلحت کے خلاف ہے۔ اس کا اعلان ہے

(لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط)

سورہ البقرہ رکوع ۴۰ پارہ ۳

ترجمہ۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا۔

عوام کی توکل کی رُوح فقط یہ چیز ہے۔ کہ سلسلۂ اسباب میں ہاتھ ڈالیں کامیابی کی پوری کوشش کریں۔ اور دل میں یہ یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ کو منظور ہوگا تو کامیابی ہوگی۔ لہٰذا جب کامیابی ہو۔ تو یہ خیال کریں کہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ کامیابی ہوئی ہے۔ اگر وہ نہ چاہتا تو میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا تھا۔ مثلاً کاشتکار ہل جوتتا ہے زمین میں بیج ڈالتا ہے۔ اُگنے کے بعد کھیتی کو بار بار پانی دیتا ہے۔ سبزی خوار جانوروں سے کاشت کو بچاتا ہے تا آنکہ کھیتی پک جاتی ہے۔ کاٹ کر کھلیان میں جمع کرتا ہے۔ پھر اُسے گاہتا ہے۔ پھر اناج کو بھوسے سے الگ کرتا ہے۔ پھر بوریاں بھر کر گھر لے جاتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا ہے کہ اے اللہ محض تیرے فضل اور کرم سے یہ اناج کی بوریاں میرے گھر میں آئی ہیں اگر تو نہ چاہتا تو یہ اناج میرے گھر میں کبھی نہیں آسکتا تھا۔ یا مثلاً اے اللہ اگر تو آسمان سے مینہ نہ برساتا یا تیرا بھیجا ہُوا پانی نہر میں نہ آتا تو کھیتی کیسے پک سکتی تھی۔ یا اگر گرمی شدت کی پڑ جاتی۔ اور کھیتی جل جاتی تو یہ اناج میرے گھر میں کیسے آسکتا تھا علیٰ ہٰذالقیاس اے اللہ میں تیرا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ تو نے ہی میری کھیتی کو سب آفتوں سے بچایا اور اناج کی بوریاں بھری ہوئی میرے گھر میں آئیں۔

انبیاء علیہم السلام کی توکل

سب سے پہلے حضرت نوحؑ کا دن رات کا نظام الاوقات

(قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَھَارًا ٥ فَلَمْ یَزِدْھُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ٥ وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ لِتَغْفِرَ لَھُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَھُمْ فِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ٥ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُھُمْ جِھَارًا ٥ ثُمَّ اِنِّیْٓ اَعْلَنْتُ لَھُمْ وَاَسْرَرْتُ لَھُمْ اِسْرَارًا ٥) سورہ النوح رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ (نوحؑ نے) کہا۔ اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بُلایا۔ پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے۔ اور بیشک جب کبھی میں نے انہیں بُلایا۔ تاکہ تو انہیں معاف کر دے۔ تو اُنہوں نے اپنی اُنگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیں اور اُنھوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے۔ اور ضد کی۔ اور بہت بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے اُنہیں کھلم کھلا بُلایا۔ پھر میں نے انہیں علانیہ بھی کہا۔ اور مخفی طور پر بھی کہا۔

کسب معاش کے لئے کوئی کام نہیں کرتے

حضرت نوح علیہ السلام کے بیان سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ وہ دن رات کے چوبیس گھنٹے اپنی قوم کو تبلیغ دین کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ اور ان کی ضروریات مندرجہ ذیل قانونِ الٰہی سے پوری ہوتی ہیں۔ (وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ٥ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ط)

سورۃ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اُس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا

ہے۔ اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ سو وہی اس کو کافی ہے۔

سب سے آخری پیغمبر حضور انور کا دن رات کا نظام الاوقات

رات کا نظام الاوقات

(یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ○ نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا ○ اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ○)

سورہ المزمل رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اے چادر اوڑھنے والے رات کو قیام کر مگر تھوڑا سا حصہ آدھی رات یا اس میں سے تھوڑا سا حصہ کم کردے یا اس پر زیادہ کردو۔ اور قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کرو یہ تو آپ کا رات کا نظام الاوقات ہے۔ آدھی رات سے ذرا کم یا ذرا زیادہ اور قرآن مجید کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کیجئے۔

آپ کا دن کا نظام الاوقات

(اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ○)

سورہ المزمل رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ بیشک آپ کے لئے دن میں بڑا کام ہے + تقریباً رات عبادت میں گزار دی۔ اور دن کو خود اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ آپ کو بڑا کام ہے۔ یعنی مخلوق خدا کو قرآن مجید پہنچانا اور سمجھانا۔ اور عملی طور پر ان کی اصلاح کرنی۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہل وعیال کے لئے کسب معاش کرنے کے لئے نہ دن کو وقت ملا نہ رات کو۔ اس لئے ذریعہ معاش وہی ہوگا۔ جو ابھی حضرت نوح علیہ السلام کا عرض کر چکا ہوں۔ یعنی ہر قسم کے ظاہری اسباب کے مفقود ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ ایسے طریقہ سے رزق عطا فرمائے گا۔ جو خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ مثلاً اس قسم کے ذریعہ معاش والے حضرات کو یہ پتہ نہیں ہوتا۔ کہ رزق دن کو آئیگا یا رات کو۔ عورت کے ذریعہ سے آئیگا یا مرد کے ذریعہ سے۔ کوئی ہاتھ میں دے جائیگا یا لفافہ میں بند کرکے۔ میرا خیال ہے آپ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کو رزق مقدر کس طرح مل سکتا ہے

خواص کا ذریعہ معاش

انبیاء سابقین علیہم السلام کے متبعین میں بھی ایسے حضرات گزرے ہوں گے۔ جو اپنی ضروریات کا اللہ تعالیٰ کو کفیل بنا کر دن رات اللہ تعالیٰ ہی کو یاد کرتے ہونگے۔ الحمد للہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسی خیر القرون قرنی (بہترین زمانہ میرا ہے) میں ایسے حضرات یقیناً تھے اور اس خیر القرون کے بعد بھی اس قسم کے اللہ تعالیٰ کے بندے پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس دور میں بھی بحمد اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ جو دن رات کے چوبیس گھنٹے تبلیغ دین اور اصلاح اخلاق خلق اللہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور ضروریات زندگی خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ ہر دور میں اس قسم کے آدمی موجود رہے ہیں۔ اور آج بھی موجود ہیں۔ اگر اس قسم کے حضرات میں سے کوئی صاحب مل جائے تو اس کی صحبت میں بیٹھنے اور اس سے فیض اخذ کرنے کو غنیمت سمجھا جائے۔

توکل کی فضیلت کے متعلق حدیثیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں سے ستر ہزار بلاحساب جنت میں داخل ہونگے۔ اور یہ وہ لوگ ہونگے جو نہ منتر کرتے ہونگے۔ اور نہ شگون بد لیتے ہونگے اور صرف اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں گے۔

حاشیہ المشکوٰۃ

ھٰذَا صِفَۃُ الْاَوْلِیَاءِ الْمُعْرِضِیْنَ عَنِ الْاَسْبَابِ لَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلٰی شَیْءٍ مِّنَ الْعَلَائِقِ وَتِلْکَ دَرَجَۃُ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامُّ رُخِّصَ لَھُمُ التَّدَاوِیْ وَالْمُعَالَجَاتُ وَمَنْ صَبَرَ عَلَی الْبَلَاءِ وَانْتَظَرَ الْفَرَجَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالدُّعَاءِ کَانَ مِنْ جُمْلَۃِ الْخَوَاصِّ انتہیٰ۔

ترجمہ۔ یہ اولیاء کی صفت ہے۔ جو اسباب سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اسباب کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور یہ درجہ خواص کا ہے۔ اور عوام کو دوائی استعمال کرنے اور علاج کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔ اور جو شخص تکلیف پر صبر کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کے ذریعے سے تکلیف کے دور ہونے کا انتظار کرے۔ یہ شخص بھی خواص کی جماعت میں سے ہوگا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں خواص وہ لوگ ہیں۔ جو اسباب ظاہری کو کامیابی کا ذریعہ نہیں بناتے۔ بلکہ کامیابی کا ذریعہ فضل خداوندی کو خیال کرتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ یَمُرُّ النَّبِیُّ وَمَعَہُ الرَّجُلُ وَالنَّبِیُّ وَمَعَہُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِیُّ وَمَعَہُ الرَّھْطُ وَالنَّبِیُّ وَلَیْسَ مَعَہٗ اَحَدٌ فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ یَّکُوْنَ اُمَّتِیْ فَقِیْلَ ھٰذَا مُوْسٰی فِیْ قَوْمِہٖ ثُمَّ قِیْلَ لِیَ انْظُرْ فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ لِیَ انْظُرْ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ ھٰؤُلَاءِ اُمَّتُکَ وَمَعَ ھٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَھُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَلَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَکْتَوُوْنَ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ فَقَامَ عُکَّاشَۃُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ اللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنْھُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ۔

(متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے تب آپؐ نے فرمایا۔ مجھ پر امتیں پیش کی گئیں پس ایک نبیؑ گزرا۔ اور اس کے ساتھ فقط ایک آدمی تھا۔ اور ایک نبیؑ گزرا جس کے ساتھ دو آدمی تھے۔ اور ایک نبیؑ گزرا۔ جس کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ اور ایک ایسا تھا جس کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ پھر میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی۔ جس نے آسمان کے کنارے کو بھر لیا تھا۔ میں نے امید کی کہ یہ میری امت

ہو گئی۔ پھر کہا گیا۔ یہ موسیٰؑ اپنی قوم میں ہیں۔ پھر مجھے کہا گیا۔ دیکھ۔ پھر میں نے ایک بڑی جماعت کو دیکھا۔ جس نے آسمان کے کنارے کو بھر لیا تھا۔ پھر مجھے کہا گیا۔ اِدھر دیکھ۔ اُدھر دیکھ۔ پھر میں نے ایک بڑی جماعت کو دیکھا جس سے آسمان کا کنارہ بھرا ہُوا تھا۔ پھر کہا گیا۔ یہ تیری اُمّت ہے۔ اور ان کے ساتھ ستّر ہزار ہیں جو ان کے آگے ہیں۔ وہ بہشت میں بلاحساب جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ شگون بد لیتے تھے اور نہ منتر کرتے تھے۔ اور نہ (بیمار کو) داغ دیتے تھے۔ اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے۔ پھر عکاشہ بن محصن کھڑا ہُوا۔ پھر کہا۔ اللہ سے دُعا کیجئے۔ مجھے ان میں سے کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے اللہ اس کو انہیں میں سے کر دے۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہُوا۔ پھر کہا۔ اللہ سے دُعا کیجئے۔ مجھے بھی انہیں میں سے کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس مرتبہ کے لئے عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔

عَنْ عُمَرَ رضؓ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یَرْزُقُ الطَّیْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔ رواہ الترمذی۔

ترجمہ۔ عمر بن الخطاب سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا۔ فرماتے تھے۔ اگر تم اللہ پر توکّل کر کے بیٹھ جاؤ۔ جیسی کہ توکّل چاہئے البتہ تمہیں ایسے طریقہ سے رزق دے۔ جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ صبح کو بھوکے ہوتے ہیں۔ اور شام کو پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔

عَنْ عَمْرِو رضؓ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِکُلِّ وَادٍ شُعْبَۃٌ فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُہٗ الشُّعَبَ کُلَّھَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ بِاَیِّ وَادٍ اَھْلَکَہٗ وَمَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَاہُ الشُّعَبَ رواہ ابن ماجہ۔

ترجمہ۔ عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسان کا دل ہر جنگل میں ایک شاخ ہے۔ (یعنی اس کو ہر طرح کی فکر ہے) پھر جس شخص نے اپنے دل کو ساری شاخوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی ہر قسم کی فکریں مشغول رہا) اللہ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ خواہ وہ کسی جنگل میں اسے ہلاک کر دے۔ اور جس نے اللہ پر توکل کی۔ اور اپنے کاموں کو خُدا کے سپرد کر دیا اللہ اس کے تمام کاموں کو درست کر دیتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جس نے بندگی کے فرض منصبی یعنی اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اس کی رضا طلبی سے مُنہ موڑا۔ اور دُنیا کے کاموں کی فکر میں اپنے آپ کو لگا لیا۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ خواہ وہ کسی دُنیا کے کام میں مصروف ہو کر مرے۔ اور جس شخص نے یاد الٰہی کرنے اور اپنے مولیٰ کو راضی رکھنے کے لئے پوری تن دہی سے کوشش کی اور باقی دُنیا کے کاموں کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑا۔ یعنی بندگی کے فرائض کے ادا کرنے کے بعد جو تھوڑا بہت وقت ملا۔ اس میں دُنیا کے کاموں کی بھی دیکھ بھال کر لی اس کے دُنیا کے کاموں میں بھی برکت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے کاموں کو سرانجام کرتا رہے گا۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم (نامحرم) عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک آدمی نے سوال کیا کہ شوہر کے قریبی رشتہ داروں کا کیا حکم ہے؟ (یعنی دیور، جیٹھ وغیرہ) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا وہ تو بالکل موت ہے۔ (بخاری: ۵۲۳۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۵۷ء

جو بدنصیب مذہبی جماعتیں بے عمل ہو جائیں تو انہیں کئی طرح کی سزائیں ملتی ہیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

آج کل میری قوم (مسلمان) کی اکثریت اسی طرح قانون الٰہی (قرآن مجید) کی مخالفت کر رہی ہے۔ جس طرح پہلی تباہ شدہ بدنصیب قومیں اپنے اپنے مذہب کے تسلیم کردہ قوانینِ الٰہیہ کی مخالفت کیا کرتی تھیں۔ پھر جو ان کا حشر ہُوا تھا خطرہ ہے۔ کہ ان کا حشر بھی ویسا ہی نہ ہو۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ اپنی قوم کو ان خطرناک حالات کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کروں۔ خدانخواستہ ساری قوم نہ سہی۔ ممکن ہے۔ کہ کسی کسی کے دل میں خدا تعالےٰ کی گرفت کا ڈر پیدا ہو جائے اور وہ لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔ خدانخواستہ اگر زیادہ کو ہدایت نہ بھی ہوئی اگر ایک شخص کو بھی ہدایت ہو گئی۔ اور تائب ہو کر احکام الٰہی کی تابعداری کرنے لگ گیا۔ تو بھی میں اپنے آپ کو کامیاب سمجھوں گا۔ اس چیز کی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں موجود ہے

شہادت

خیبر کی جنگ میں جب آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ تو انہیں ارشاد فرمایا۔ لَاَنْ یَّهْدِیَ بِکَ رَجُلًا وَاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ؟

ترجمہ۔ اگر تیرے ذریعہ سے ایک آدمی کو بھی ہدایت ہو گئی۔ تو تیرے لئے سُرخ اونٹوں کے مال غنیمت سے وہ بہتر ہے۔

ہدایات مذہبی سے روگردانی کے باعث یہود کو سزائیں

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ پھر ان کی عہدشکنی کے باعث ہم نے ان پر لعنت کی۔ اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ وہ لوگ کلام کو اس کے ٹھکانے سے بدلتے ہیں۔ اور اس نصیحت سے نفع اُٹھانا بھول گئے۔ جو انہیں کی گئی تھی۔ اور تو ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی خیانت پر اطلاع پاتا رہے گا۔ مگر تھوڑے ان میں سے سو انہیں معاف کر۔ اور درگذر کر۔ بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ (فبما نقضھم میثاقھم) "لعن کے معنی طرد اور العاد کے معنی ہیں۔ یعنی عہد شکنی اور غداری کی وجہ سے ہم نے اپنی رحمت سے انہیں دُور پھینک دیا۔ اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ سے ظاہر فرما دیا۔ کہ ان کے ملعون اور سنگدل ہونے کا سبب عہد شکنی اور بیوفائی ہے جو خود انہیں کا فعل ہے۔ اسباب پر مسبب کا مرتب کرنا چونکہ خدا ہی کا کام تھا۔ اس لحاظ سے جعلنا قلوبھم قاسیۃ کی نسبت اسی کی طرف کی گئی۔ "يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ" یعنی خدا کی کلام میں تحریف کرتے ہیں۔ کبھی اس کے الفاظ میں کبھی معنی میں۔ کبھی تلاوت میں۔ تحریف کی یہ سب اقسام قرآن کریم اور کتب حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔ جس کا قدرے اعتراف آج کل بعض یورپین عیسائیوں کو بھی کرنا پڑا ہے۔ "نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ" یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ ان قیمتی نصیحتوں سے فائدہ اُٹھاتے۔ جو مثلاً نبی آخرالزمان صلعم کی آمد اور دوسرے مہمات دینیہ کے متعلق ان کی کتابوں میں موجود تھیں۔ مگر اپنی غفلتوں اور شرارتوں میں پھنس کر یہ سب بھول گئے۔ بلکہ نصیحتوں کا وہ ضروری حصہ ہی گم کر دیا۔ اور اب بھی جو نصیحتیں اور مفید باتیں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے انہیں یاد دلائی جاتی ہیں۔ ان کا کوئی اثر قبول نہیں کرتے حافظ ابن رجب حنبلی نے لکھا ہے۔ کہ "نقض عہد" کے سبب سے ان میں دو باتیں آئیں۔ "ملعونیت" اور "قسوۃ قلب" ان دونوں کا نتیجہ یہ دو چیزیں ہوئیں "تحریف کلام اللہ" اور "عدم انتفاع بالذکر" یعنی لعنت کے سبب سے ان کا دماغ ممسوخ ہو گیا۔ حتیٰ کہ نہایت بیباکی اور بدعقلی سے کتب سماویہ کی تحریف پر آمادہ ہو گئے۔ دوسری طرف جب عہدشکنی کی نحوست سے دل سخت ہو گئے تو قبول حق اور نصیحت سے متاثر ہونے کا مادہ نہ رہا۔ "وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ" اس طرح علمی اور عملی دونوں قسم کی قوتیں ضائع کر بیٹھے۔ اب ان کی دغابازی اور خیانت کا سلسلہ آج تک چل رہا ہے اور آئندہ بھی چلتا رہے گا۔ اس لئے ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی دغابازی اور مکر و فریب پر آپ مطلع ہوتے رہتے ہیں۔ (الا قلیلا منھم) یعنی عبداللہ بن سلام وغیرہ جو اسلام میں داخل ہو چکے۔ "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ" یعنی جب ان کی عادت قدیمہ ہی یہ ہے تو ایسے لوگوں سے ہر جزئی پر اُلجھنے اور ان کی ہر خیانت کا پردہ فاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ "فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ" ان کو چھوڑیئے۔ اور درگذر کیجئے۔ اور ان کی بُرائی کا بدلہ عفو و احسان سے دیجئے۔ شاید اسی سے کچھ متاثر ہوں۔ قتادہ وغیرہ نے کہا ہے۔

کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ "قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ الخ سے مگر اس کی کچھ حاجت نہیں۔ قتال کے حکم سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ کسی وقت اور کسی موقعہ پر بھی ایسی قوم کے مقابلہ میں عفو و درگزر اور تالیف قلب سے کام نہ لیا جائے۔"

یہود کو نقض عہد الٰہی کے باعث مندرجۂ ذیل سزائیں ملیں

ملعونیت[1]۔ قسوۃ قلب[2] ان دونوں کا نتیجہ "تحریف کلام اللہ[3]" اور عدم انتفاع[4] بالذکر۔

پانچویں اور چھٹی سزا یہود گدھوں کی طرح ہیں۔ اور ظالم ہیں۔

(مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

سورہ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ ان لوگوں کی مثال جنہیں توراۃ اُٹھوائی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اسے نہ اُٹھایا گدھے کی سی مثال ہے۔ جو کتابیں اُٹھاتا ہے ان لوگوں کی بہت بُری مثال ہے۔ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

یہ دو سزائیں بھی نقض عہدِ الٰہی کے باعث ملی ہیں

یہود کو توراۃ زندگی کا دستور العمل بنانے کے لئے دی گئی تھی۔ مگر انہوں نے زندگی کا دستور العمل نہیں بنایا۔ اس لئے ارشاد باری تعالےٰ ہوا کہ ان کی مثال گدھے کی سی ہے۔ کہ پیٹھ پر کتابیں اُٹھائے ہوئے ہے۔ مگر اس پر عمل کرنے کی توفیق نہیں ہے۔ اس آیت میں ان پر دوسرا الزام قائم کیا گیا ہے۔ کہ یہ ظالم ہیں۔ کیونکہ یہود یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا معبود ہے۔ اور ہم اس کے بندے ہیں۔ وہ ہمارا خالق اور ہم اس کے مخلوق ہیں۔ وہ ہمارا رازق اور ہم اس کے پروردہ ہیں۔ وہ اس جہان کا بادشاہ اور ہم اس کی رعایا ہیں۔ ان عقائد کے ہوتے ہوئے بھی جب اس کی طرف سے نازل شدہ دستور العمل پر عمل نہ کریں تو انہیں ظالم کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

نصارٰی کی عہد شکنی اور اُس کی سزا

(وَمِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤى اَخَذْنَا مِیْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ یُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۝

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور جو لوگ اپنے آپ کو نصارٰی کہتے ہیں۔ ان سے بھی ہم نے عہد لیا تھا۔ پھر وہ اس نصیحت سے نفع اُٹھانا بھول گئے۔ جو انہیں کی گئی تھی۔ پھر ہم نے ان کے درمیان ایک دوسرے کی دشمنی اور بغض قیامت تک کے لئے ڈال دیا۔ اور اللہ اُن کا کیا ہُوا انہیں جتلا دے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

"یعنی یہود کی طرح ان سے بھی عہد لیا گیا۔ لیکن یہ بھی عہد شکنی اور بے وفائی میں اپنے پیشرووں سے کچھ کم نہیں رہے۔ انہوں نے بھی ان بیش بہا نصائح سے جن پر نجات و فلاح ابدی کا مدار تھا۔ کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ بلکہ "بائیبل" میں نصیحتوں کا وہ حصّہ باقی ہی نہ چھوڑا۔ جو حقیقۃً مذہب کا مغز تھا۔ (فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ) یعنی باہم نصارٰی میں یا یہود اور نصارٰی دونوں میں) عداوتیں اور جھگڑے ہمیشہ کے لئے قائم ہو گئے۔ آسمانی سبق کو ضائع کرنے اور بُھلا دینے کا جو نتیجہ ہونا چاہیئے تھا وہ ہُوا۔ یعنی جب وحی الٰہی کی اصلی روشنی ان کے پاس نہ رہی۔ تو اوہام و اہواء کی اندھیریوں میں ایک دُوسرے سے اُلجھنے لگے۔ مذہب تو نہ رہا۔ پر مذہب کے جھگڑے رہ گئے۔ بیسیوں فرقے پیدا ہوکر اندھیرے میں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔ یہ ہی فرقے وار تصادم آخر کار آپس کی شدید ترین عداوت[1] بغض پر منتہیٰ ہُوا۔

نصارٰی کو عہد شکنی کے باعث دو سزائیں ملیں۔ آپس میں دشمنی[1] اور بغض[2]

جن کے متعلق کافی تفصیل حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

مسلمانوں کے متعلق حضور انور[4] کی پیشگوئی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی سعید رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ تم ضرور تم سے پہلوں کے طریقوں کی تابعداری کرو گے۔ (یعنی انہیں کے طریقے اختیار کروگے) بالشت بھر بالشت اور ہاتھ بھر ہاتھ (برابر اُترو گے) یہاں تک (تابعداری کروگے) کہ اگر وہ گوہ کی بل میں داخل ہُوئے تھے۔ تم (اس بات میں بھی) ان کی تابعداری کروگے۔ عرض کی گئی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا (پہلے لوگوں سے آپؐ کی مراد) یہود اور نصارٰی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر اور کون۔ (یعنی میری مراد یہود اور نصارٰی ہی ہیں۔ تم بھی یقیناً وہ غلطیاں کروگے جو انہوں نے کی تھیں۔ اور تمہیں بھی وہی سزائیں ملیں گی۔ جو انہیں دی گئی تھیں)

آپ کا فرمان وحی الٰہی ہوتا ہے

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا تھا۔ کہ آپ جو کچھ بھی فرماتے ہیں۔ وہ دراصل میری ہی طرف سے آپ کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ اور آپ القاء الٰہی کو اپنی زبان مبارک سے لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

ارشادِ الٰہی

(وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝) سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷ ترجمہ:۔ اور نہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے۔ جو اس پر آتی ہے

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں " یعنی کوئی کام تو کیا۔ ایک حرف بھی آپ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا۔ جو خواہش نفس پر مبنی ہو بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اس وحی متلو کو " قرآن" اور غیر متلو کو "حدیث" کہا جاتا ہے۔

لہٰذا

مذکور الصدر حدیث جو پیش کی گئی ہے۔ اس قاعدے کے لحاظ سے وہ دراصل اللہ تعالےٰ ہی کا اعلان ہے۔ کہ مسلمانوں کی حالت آئندہ یہود و نصاریٰ کی طرح ہو جائے گی۔

البتہ ایک قسم کا فرق

ضرور رہے گا۔ یہود و نصاریٰ کی آسمانی کتابوں (توراۃ اور انجیل) کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے نہیں اٹھایا تھا اس لئے وہ کتابیں دنیا میں محفوظ نہیں رہیں۔ لہٰذا ان کے ہاں آسمانی کتاب ہے ہی نہیں۔ کہ اس کی روشنی سے فائدہ اٹھاکر صحیح راستہ پر چل سکیں۔ مسلمانوں پر اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ ان کی آسمانی کتاب کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہوا ہے۔ اس لئے مسلمان اپنی آسمانی کتاب پر عمل کرنا چاہیں۔ تو ان کی کتاب مقدس ہر شہر۔ ہر قصبہ ہر بستی بلکہ مسلمانوں کے ہر گھر میں موجود ہے۔

قرآن مجید کی حفاظت کا ثبوت

(اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ) سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴ ترجمہ:۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے۔ اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

قرآن مجید کی حفاظت کا عجیب طریقہ

اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ذات اور صفات میں بے نظیر ہے۔ اسی طرح اس کا ہر کام بھی نرالا ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت کا جب ذمہ اٹھایا۔ تو اُسے ایسی جگہ محفوظ کردیا۔ کہ نہ وہاں سے کوئی چوری کر سکتا ہے۔ اور نہ وہاں سے کوئی ڈاکو اٹھا کر لے جا سکتا ہے۔ اور وہ جگہ انسان کا دماغ ہے۔ آج دنیا کی سطح پر کسی مذہب کی کوئی کتاب بھی آپ سوائے قرآن مجید کے انسانوں کے دماغوں میں محفوظ نہیں پائینگے۔ ہندوؤں میں ویدوں کا ایک شخص بھی حافظ نہیں ملے گا۔ عیسائیوں کی چاروں انجیلوں کا ایک حافظ بھی نہیں ملے گا۔ اور دنیا کے ہر خطہ میں جہاں کہیں بھی آپ جائیں گے۔ آپ کو قرآن مجید کے کئی حافظ مل جائیں گے۔

حاصل

گذشتہ سطور کا حاصل یہ ہے۔ کہ آج دنیا میں مسلمانوں کی اس مذہبی کتاب (قرآن مجید) کے سوا کوئی آسمانی کتاب محفوظ نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو یہ نعمت نصیب ہو سکتی ہے۔ کہ اگر ہم لوگ اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ نظام حیات انسانی پر چلنا چاہیں۔ تو ہمارے پاس کتاب الٰہی کی روشنی موجود ہے۔ جس کی روشنی میں چلتے ہوئے سیدھے دروازہ الٰہی پر پہنچ جائیں۔

ایک اور احسان

اللہ تعالےٰ کا مسلمانوں پر ایک اور ایسا احسان ہے جو دنیا کی کسی قوم پر نہیں ہے۔ اور وہ ارشادات نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محفوظ ہونا ہے۔ حدیث شریف میں اس قسم کے الفاظ ہیں۔ کہ انبیاء سابقین کی کلام میں سے فقط یہ ایک فقرہ ہے۔ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت؟ ترجمہ: جب تم میں حیا باقی نہ رہے۔ پھر تو جو چاہے سو کر۔ بخلاف اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد آج تک محفوظ ہے۔

اس کی شہادت

امام الاولیاء والصلحاء وامام المحدثین فی الهند وکاشف اسرار الشریعۃ الذی اظن انہ لانظیر لہ فی جامعیۃ الاوصاف الحمیدۃ فی القرون المتاخرۃ الذی هو جامع بین العلوم الظاهرۃ والباطنۃ الامام ولی اللہ الدہلوی قال فی حجۃ اللہ البالغۃ اَمَّا الصَّحِیْحَانِ فَقَدِ اتَّفَقَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰی اَنَّ جَمِیْعَ مَا فِیْهِمَا مِنَ الْمُتَّصِلِ الْمَرْفُوْعِ صَحِیْحٌ بِالْقَطْعِ وَ اَنَّهُمَا مُتَوَاتِرَانِ اِلٰی مُصَنِّفِیْهِمَا وَاَنَّهٗ کُلُّ مَنْ یُّهَوِّنُ اَمْرَهُمَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ مُتَّبِعٌ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ (من باب طبقات کتب الحدیث)

ترجمہ:۔ صحیحان (بخاری اور مسلم) پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ کہ ان دونوں کتابوں میں جتنی متصل اور مرفوع حدیثیں ہیں (وہ سب) یقیناً صحیح ہیں۔ اور تحقیق یہ دونوں کتابیں ان کے دونوں مصنفوں سے لے کر متواتر چلی آرہی ہیں۔ (یعنی ان میں ذرہ بھر شک نہیں ہے۔ کہ یہ دونوں کتابیں وہی ہیں جو ان کے مصنفوں نے تصنیف کی تھیں۔) اور تحقیق شان یہ ہے۔ ہر وہ شخص جو ان دونوں کتابوں کی توہین کرے پس وہ بدعتی ہے۔ اور مومنوں کے راستہ کے سوا کسی دوسرے راستہ پر چلنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس طرح مسلمانوں کے پاس آسمانی کتاب موجود ہے۔ اسی طرح ان کے پاس ارشادات نبویہ بھی صحیح سالم موجود ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

باوجودیکہ دونوں چیزیں

موجود ہیں۔ پھر بھی جب مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیا جائے۔ تو یہود اور نصاریٰ کی اللہ تعالےٰ سے عہد شکنی کے بعد جو حالت ہو گئی تھی۔ بعینہ مسلمانوں کی بھی وہی حالت نظر آتی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عام طور پر مسلمانوں میں بھی اللہ تعالیٰ سے عہد شکنی کا مرض پایا جاتا ہے۔

مثلاً

(۱) قسوۃ قلبی۔ دِل کا سخت ہو جانا۔ کیا

مسلمانوں میں قسوۃ قلبی والے موجود نہیں ہیں۔ یہ چوری۔ یہ ڈاکہ زنی۔ مسلمانوں کا بے دریغ قتل کر دینا۔ قرض لے کر نہ دینا۔ قرض خواہ کی حالت خواہ کتنی قابلِ رحم کیوں نہ ہو۔

(۲) خیانت۔ بددیانتی۔ پاکستان بننے کے بعد تو مسلمانوں کی اکثریت اتنی بد دیانت ہوگئی ہے کہ کافر (انگریز) کی حکومت میں بھی اتنے بد دیانت نہیں تھے۔ بازار میں جائیے ہر چیز گاہک کو خالص کہہ کر دیں گے۔ حالانکہ اکثر چیزوں میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ مثلاً لاہور میں مرچوں میں سرخ اینٹیں پسی ہوئی۔ ہلدی میں زرد رنگ کی اینٹیں پسی ہوئی ملائی جاتی ہیں۔ آٹے میں سوکھے ٹکڑے جو بھیک مانگنے والے فقیر بچے کھچے ٹکڑے سوکھا کر دکاندار کے ہاں بیچ جاتے ہیں۔ دودھ میں پانی ملایا جاتا ہے۔ دھوبیوں کے سوڈے میں نمک ملایا جاتا ہے۔ سرکاری ملازموں میں انگریز کے وقت میں اتنی رشوت خوری کی عادت نہیں تھی۔ جتنی اب ہے۔ تنخواہ حکومت کے خزانے سے لیتے ہیں اور جس کام کے لئے حکومت کے خزانے سے تنخواہ لیتے ہیں اسی خدمت کے انجام دینے میں رعایا سے مزید معاوضہ لیتے ہیں جو قطعاً حرام ہے۔

(۳) باہمی عداوت۔ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو عہد شکنی کے باعث یہ سزا دی تھی۔ کہ ایک دوسرے کے خلاف دلوں میں عداوت اور بغض بھر دیا تھا۔ مسلمانوں کی حالت کو دیکھئے کہ سیاسیین ہوں۔ یا مذہبی راہنما دونوں گروہوں میں آپس میں کسقدر عداوت اور دشمنی ہے۔ یہ چیز پتہ دیتی ہے۔ کہ مسلمانوں نے اللہ تعالےٰ سے عہد شکنی کی ہے۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

اگر یہ ناشائستہ حرکتیں یہود کے نقض عہد الٰہی، کے باعث ان پر لعنتِ الٰہی کے پڑنے کے سبب سے ہو رہی تھیں۔ تو کیا یہی رائے مسلمانوں کے متعلق قائم نہیں کی جا سکتی کہ مسلمانوں نے بھی قانون الٰہی (قرآن مجید) کو عمل میں لانے سے مونہہ موڑا۔ اور خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑ گئے۔ یہود کی طرح اللہ تعالےٰ ان سے بھی ناراض ہو گیا۔ اور ان سے بھی وہی ناشائستہ حرکتیں ہونے لگیں۔ جو وہ کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے

(سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ج وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا) سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲ ترجمہ:۔ یہی اللہ کا قانون ہے۔ ان لوگوں میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور آپ اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہیں پائیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا جو قانون گذشتہ لوگوں کے لئے تھا۔ آج کل کے دور کے لوگوں کے لئے بھی وہی ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

استثناء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ آپ کی امت میں ایک جماعت حق پرستوں کی ضرور موجود رہے گی۔ اس لئے یہود و نصاریٰ کی طرح مسلمان سارے کے سارے گمراہ نہیں ہو سکتے۔

اس فرقے کی پہچان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ (تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا۔ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ) ترجمہ:۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان دو چیزوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے۔ ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ (اور وہ دو چیزیں) اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے رسول کی سُنّت ہیں۔

لہٰذا جو مسلمان اللہ تعالےٰ کے عہد بندگی کو پورا کرنا اور نباہنا چاہے۔ تو وہ ان دو چیزوں کو مضبوط کر کے پکڑ لے۔ (یعنی ان پر عمل کرے) تو اللہ تعالےٰ، راضی ہو جائے گا۔ اور عذاب الٰہی سے نجات ہو جائے گی۔ وما علینا الا البلاغ۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۳ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۰ - اگست ۱۹۵۷ء

(۱) شہنشاہِ حقیقی کا قانون قرآن مجید ہے

(۲) اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے ظالم ہیں -

(۳) بارگاہ الٰہی سے ظالموں کو سزا ملتی ہے -

(۴) سزا سے پہلے اُنہیں مہلت دی جاتی ہے -

(۵) اللہ تعالےٰ ظالموں کو معاف فرمادے تو اس کا فضل ہے معافی لینے کا طریقہ

(۶) خلاف ورزی کرنے والوں کی دو قسمیں - باغی اور بدمعاش

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دعاوی سابقہ میں سے ہر ایک کا ثبوت پہلا دعوےٰ شہنشاہِ حقیقی کا قانون قرآن مجید ہے

اس کے شواہد

شاہد اوّل

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ

سورہ البقرہ رکوع ۲۱ پارہ ۲

ترجمہ - یہی وہ لوگ ہیں - جنہوں نے گمراہی کو بدلے ہدایت کے خریدا - اور عذاب کو بدلے بخشش کے - پس دوزخ کی آگ پر ان کا کتنا بڑا صبر ہے - یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب سچائی کے ساتھ اُتاری - اور جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا - البتہ ضد میں بہت دور جا پڑے -

شاہد دوم

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۙ

سورہ آل عمران رکوع ۱ پارہ ۳

ترجمہ - اس (اللہ) نے تجھ پر سچی کتاب نازل فرمائی - جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے - اور اسی نے اس کتاب سے پہلے توراۃ اور انجیل نازل فرمائی -

شاہد سوم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ الآیہ

سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

ترجمہ - اے ایمان والو - اللہ اور اس کے رسول پر یقین لاؤ - اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے - اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی تھی -

شاہد چہارم

اِنَّ وَلِيِّ‌ىَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹

ترجمہ - بیشک میرا حامی اللہ ہے - جس نے کتاب نازل فرمائی - اور وہ نیکوکاروں کی حمایت کرتا ہے -

شاہد پنجم

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَۨا ۝

سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ - وہ بڑی برکت والا ہے - جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا - تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو -

شاہد ششم

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ سورہ الزمر رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ - بیشک ہم نے آپ پر یہ کتاب سچی لوگوں کے لئے اُتاری ہے - پھر جو راہ پر آیا - سو اپنے لئے - اور جو گمراہ ہوا - سو وہ گمراہ ہوتا ہے - اپنے بُرے کو - اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں -

۶ صورتوں میں

برادران اسلام - آپ نے ملاحظہ فرمایا - کہ قرآن مجید کی چھ سورتوں کا حوالہ مَیں نے پیش کیا ہے - جن میں سے ہر ایک حوالہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بار بار اعلان فرمایا ہے - کہ قرآن مجید کو مَیں نے نازل فرمایا ہے - اور بھی حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں - مگر بطور مشتے نمونہ از خروار - مَیں نے ۶ حوالوں پر اکتفا کیا ہے - مسلمان تو خیر مان ہی جائیگا میرا یقین ہے کہ اگر کسی انصاف پسند غیر مسلم کے سامنے بھی پیش کئے جائیں گے - تو اسے بھی از روئے انصاف ماننا پڑے گا - کہ واقعی قرآن مجید آسمانی کتاب ہے -

آج سطح دنیا پر

کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے - جس میں خدا تعالےٰ کی طرف سے دعوےٰ کیا گیا ہو - کہ یہ کتاب میری نازل کردہ ہے - الحمد للہ یہ شرف فقط اسی قرآن مجید کو حاصل ہے - جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو نصیب ہُوا ہے -

مسلمان کے خلاف گواہوں کے سوا بھی جرم ثابت ہے

چونکہ مسلمان کا ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے - اس لئے مسلمان قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل نہ بنائے تو اس پر فردِ جرم لگانے کے لئے کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے - قرآن مجید کے متعلق مسلمان کا عقیدہ ہی اس کو مجرم بنانے کے لئے کافی اور شافی ثبوت ہے -

حکومت کے سوا مسلمان کا ذاتی فرض

بھی ہے کہ جن احکام کا اس سے براہِ راست تعلق ہے - انہیں تو اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لے - ہاں جن احکام کا اجرا حکومت ہی کے ہاتھ ہے - فقط ان احکام کے متعلق حکومت سے اجرا یا عدم اجرا کی باز پرس ہوگی -

لہٰذا مسلمانوں کا یہ عذر

نہیں ہوسکتا۔ کہ چونکہ حکومت نے کتاب و سُنتہ کے مطابق قانون نہیں بنایا تھا۔ اس لئے ہم نے اسلامی قانون پر عمل نہیں کیا۔ قرآن مجید کو کلام الٰہی ماننے کے بعد مسلمان کی نجات کا فقط ایک ہی راستہ ہے۔ کہ جن احکام الٰہی کا تعلق ہر انسان کے ساتھ ہے۔ انہیں حسب توفیق معمول بہ ضرور بنائے۔

دوسرا دعوےٰ۔ اسکے شواہد
احکام الٰہی کی مخالفت کرنیوالے ظالم ہیں

شاہدِ اوّل

(وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۲۹ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کریگا۔ سو وہی ظالم ہیں۔

شاہد دوم

(وَلَا تُمْسِکُوْھُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ ؕ) الآیہ

سورہ البقرہ رکوع ۲۹ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور انہیں (بیویوں کو) تکلیف دینے کے لئے نہ روکو۔ تاکہ تم سختی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے اُوپر ظلم کرے گا۔

شاہد سوم

(مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْھَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَاَھْلَکَتْہُ ؕ وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنْ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۱۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ اس دُنیا کی زندگی میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک ہوا ہو۔ جس میں تیز سردی ہو۔ وہ ایسے لوگوں کی کھیتی کو لگ جائے۔ جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔ پھر اس کو برباد کرگئی۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ اپنے اُوپر ظلم کرتے ہیں۔

حاصل

تینوں شواہد کا حاصل یہ ہے۔ کہ احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والے ظالم ہیں اور یہ لوگ در اصل اپنے اُوپر ظلم کررہے ہیں۔ مثلاً چور جب چوری کرتا ہے بظاہر تو دوسرے کو نقصان پہنچاتا ہے۔ مگر حقیقت میں دیکھا جائے تو اپنی جان پر ظلم کررہا ہے۔ کیونکہ جب اس جرم میں گرفتار ہوگا۔ تو ہتھکڑی لگتے وقت یہ ذلیل ہوگا۔ جیل میں یہ جائے گا۔ جیل خانہ کی ساری میعاد میں دن رات یہ ذلیل ہوتا رہیگا۔ علیٰ ہٰذالقیاس شہنشاہ حقیقی عز اسمہٗ و جل مجدہٗ کے احکام کی مخالفت کرنے والے ظالم ہیں۔ یہ لوگ دراصل اپنی جان پر ظلم کررہے ہیں۔ اس مخالفت کے باعث ان کی قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی قیامت کے دن بجائے بہشت میں داخل ہونے کے دوزخ میں داخل ہونگے۔ جہاں نہ موت ہوگی اور نہ زندگی کا لطف۔ اور دوزخ کی آگ دُنیا کی آگ سے ۶۹ درجہ زیادہ گرم ہے۔ دُنیا کی آگ ایک حصّہ گرم ہے اور دوزخ کی آگ ۷۰ درجہ گرم ہے۔

تیسرا دعوےٰ اور اس کے شواہد
بارگاہ الٰہی سے ظالموں کو سزا ملتی ہے

شاہد اوّل

(فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝) سورہ الانعام رکوع ۵ پارہ ۷

ترجمہ۔ پھر ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

حاصل

ان ظالموں کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں اللہ تعالےٰ مستحق تعریف ہے۔ اگر یہ زندہ رہتے تو انسانی ..... وجود کا یہ ناسور دوسروں کو گمراہ کرتا رہتا۔ ان ظالموں کا صفحہ ہستی سے مٹانا ہی افرادِ انسانی کے لئے اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے۔

شاہد دوم

(فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِہٖٓ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ یَنْھَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِیْسٍ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ پھر جب وہ بھول گئے اس چیز کو جو انہیں سمجھائی گئی تھی۔ تو ہم نے انہیں نجات دی جو بُرے کام سے منع کرتے تھے۔ اور ظالموں کو ان کی نافرمانی کے باعث بُرے عذاب میں پکڑا۔

حاصل

یہ نکلا کہ احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والوں کو روکنے والے عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ باقی سب عذاب الٰہی سے ملیا میٹ ہوگئے۔ اور لعنت کا طوق گلے میں ڈال کر دُنیا سے رخصت ہوئے اور ابدالآباد کے لئے دوزخ کا ٹکٹ لے کر دنیا سے گئے۔

لٰہذا

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ احکام الٰہی کی مخالفت خود نہ کرے۔ اور کرنے والوں کو ضرور روکے۔ تاکہ وہ لوگ بھی گناہ سے بچ جائیں۔ اور اگر وہ خدانخواستہ باز نہیں آئیں گے۔ تو قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں یہ عذر تو نہیں کرسکینگے کہ اے اللہ ہمیں تیرے کسی بندے نے صحیح راستہ کی اطلاع نہیں دی تھی اسی کا نام شریعت میں اتمام حجّت ہے۔

شاہد سوم

(وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا شُعَیْبًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ۝) سورہ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے بچالیا۔ اور ان ظالموں کو کڑک نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت شعیب علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے۔ فقط وہ لوگ عذاب الٰہی سے بچے۔ ان کے علاوہ سب تباہ ہوگئے۔ اے قرآن مجید کی نافرمانی کرنے والے مسلمانو۔ عبرت حاصل کرو۔

شاہد چہارم

(وَتِلْکَ الْقُرٰٓی اَھْلَکْنٰھُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَھْلِکِھِمْ مَّوْعِدًا۝)

سورہ الکہف رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور یہ بستیاں ہیں۔ جنہیں ہم نے ہلاک کیا ہے۔ جب انھوں نے ظلم کیا تھا۔ اور ہم نے ان کی ہلاکت کا بھی ایک دن مقرر کیا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ برباد شدہ بستیوں والوں نے احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے باعث ظلم کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان ظالموں کو تباہ و برباد کردیا تھا۔ جب اللہ تعالےٰ کی ان گنت نعمتیں کھاپی کر بھی شکر نہ کریں بلکہ ہروقت مخالفت اور بغاوت پر آمادہ رہیں تو ایسے ظالموں کو زندہ رکھ کر اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو ضائع کرانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے بہتر یہی ہے۔ کہ انہیں صفحۂ ہستی سے مٹاکر خدا کی سرزمین کو پاک کردیا جائے۔

شاہد پنجم

(اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۙ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝) سورہ صٰفٰت رکوع ۲ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ (قیامت کے دن حکم ہوگا) انہیں جمع کردو۔ جنہوں نے ظلم کیا اور ان کی بیویوں کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ سوائے اللہ کے۔ پھر انہیں جہنم کے راستہ کی طرف ہانک کر لے جاؤ۔

یقین آہی گیا ہوگا

احکامِ قرآن مجید کی **مخالفت** کرنے والے انسانو۔ مَیں نے چھ شہادتیں قرآن مجید ہی سے پیش کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے انسانوں پر عذاب الٰہی دُنیا میں آتا ہے اور قیامت کے دن بھی وہ ظالم عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔ میرا خیال ہے۔ اب تو یقین آہی گیا ہوگا۔ کہ شاہنشاہ حقیقی کے فرمان کے مخالفوں کی دُنیا بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے دوزخ کا عذاب مقرر ہے۔

چوتھا دعوےٰ اور اس کے شواہد سزا سے پہلے مہلت ملتی ہے

برادران اسلام۔ قرآن مجید سے اس چیز کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ اپنے نافرمانوں کو مہلت بھی دیتے ہی رہے ہیں۔

شاہد اوّل

(وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝) سورہ الاعراف پارہ ۹ رکوع ۲۳

ترجمہ۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ ہم انہیں آہستہ آہستہ پکڑیں گے۔ ایسی جگہ سے جہاں انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ اور مَیں انہیں مہلت دونگا۔ بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ "جھٹلانے والے مجرموں کو بسا اوقات فوراً سزا نہیں ملتی۔ بلکہ دنیوی عیش اور فراخی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ حتّٰی کہ خدائی سزا سے بےفکر ہوکر ارتکاب جرائم پر اور زیادہ دلیر بن جاتے ہیں۔ اس طرح جو انتہائی سزا ان پر جاری ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ اپنے کو علانیہ اور کامل طور پر اس کا مستحق ثابت کر دیتے ہیں۔ یہ ہی خدا کی ڈھیل اور استدراج ہے۔ وہ حماقت اور بےحیائی سے سمجھتے ہیں۔ کہ ہم پر مہربانی ہو رہی ہے اور حقیقت میں انتہائی عذاب کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ خدا نے "کید" (داؤ یا خفیہ تدبیر) اسی کو کہا کہ ایسی کارروائی کی جائے جس کا ظاہر رحمت اور باطن قہر و عذاب ہو۔ بیشک خدا کی تدبیر بڑی مضبوط اور پختہ ہے۔ جس کی کسی حیلہ اور تدبیر سے مدافعت نہیں ہو سکتی۔"

شاہد دوم

(فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝)

سورہ القلم رکوع ۲ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ پس مجھے اور اس کلام کے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دو۔ ہم انہیں بتدریج (جہنم کی طرف) لے جائیں گے۔ اس طور پر کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔ اور ہم ان کو ڈھیل دیتے ہیں۔ بیشک ہماری تدبیر زبردست ہے۔

پانچواں دعویٰ۔ اللہ تعالےٰ ظالموں کو معاف فرما دے تو اس کا فضل ہے اور معافی حاصل کرنیکا طریقہ اور اس کے شواہد

شاہد اول

(فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَاۤ اِيْمَانُهَاۤ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝) سورہ یونس رکوع ۱۰ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ سو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی۔ جو ایمان لاتی تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا۔ سوائے یونسؑ کی قوم کے۔ کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دُنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دُور کر دیا۔ اور ہم نے اُنہیں ایک وقت تک فائدہ پہنچایا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی جتنی بستیاں تکذیب انبیاء اور شرارتوں کی وجہ سے مستوجب عذاب ٹھہریں۔ ان میں سے کسی کو ایسی طرح ایمان لانے کی نوبت نہ آئی۔ جو عذاب الٰہی سے نجات دیتا۔ صرف یونسؑ کی قوم کی ایک مثال ہے۔ جس نے ایمان لاکر اپنے کو آسمانی عذاب سے بال بال بچا لیا۔ جو بالکل ان کے سروں پر منڈلا رہا تھا۔ خدا نے ایمان کی بدولت دنیوی زندگی میں اُن پر سے آنے والی بلا ٹال دی۔ اور جس وقت تک انہیں دُنیا میں رہنا تھا۔ یہاں کے فوائد و برکات سے منتفع کیا۔ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سرزمین "موصل" میں اہل نینوٰی کی طرف مبعوث ہوئے۔ وہاں کے لوگ بت پرست تھے۔ یونس علیہ السلام لگاتار سات برس تک پند و نصیحت کرتے رہے۔ انہوں نے ایک نہ سُنی۔ یوماً فیوماً انکار و تکذیب بڑھتا رہا۔ آخر حضرت یونس علیہ السلام نے تنگ آکر ان کو آگاہ کیا کہ (باز نہ آئے۔ تو) تین دن کے اندر عذاب آنے والا ہے۔ جب تیسری شب آئی یونس علیہ السلام آدھی رات گزرنے پر بستی سے نکل کھڑے ہوئے۔ صبح ہوتے ہی آثار عذاب کے نظر آنے لگے۔ آسمان پر نہایت ہولناک اور سیاہ بادل چھا گیا جس سے سخت دُھواں نکلتا تھا۔ وہ ان کے مکانوں سے قریب ہوتا جاتا تھا۔ حتّٰی کہ ان کی چھتیں بالکل تاریک ہوگئیں۔ یہ آثار دیکھ کر جب اُنہیں ہلاکت کا یقین ہوگیا۔ تو یونسؑ کی تلاش ہوئی۔ وہ نہ ملے۔ تو سب لوگ عورتوں بچّوں سمیت بلکہ مواشی اور جانوروں کو بھی ساتھ لے کر جنگل میں نکل آئے اور سچّے دل سے خدا کی طرف رجوع ہوئے۔ خوف سے چیخیں مارتے تھے۔ اور بڑے اخلاص و تضرع سے خدا کو پکار رہے تھے چاروں طرف آہ و بُکا کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اور کہتے جاتے تھے۔ کہ "اٰمَنَّا بِمَا جَآءَ بِهٖ يُوْنُسُ" جو کچھ یونس علیہ السلام لائے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ حق تعالےٰ نے اُن کے تضرع و بُکا پر رحم فرمایا۔ اور آثارِ عذاب جو ہویدا ہو چکے تھے اُٹھا لئے گئے۔ یہاں پہنچ کر علماء سلف کے دو قول ہیں اکثر علما کہتے ہیں کہ ابھی اصلی عذاب کا معائنہ ان کو نہ ہُوا تھا۔ صرف علامات و آثار نظر آئے تھے۔ ایسے وقت کا ایمان شرعاً معتبر اور نافع ہے۔ "ایمان یاس" جو معتبر و مقبول نہیں اس سے مراد یہ ہے۔ کہ عین عذاب کو دیکھ کر اور اس میں پھنس کر ایمان لائے۔ جیسے فرعون نے سمندر کی موجوں

میں پھنس کر اقرار کیا تھا۔ بعض علماء کے نزدیک قوم یونس علیہ السلام کا ایمان بھی فرعون کی طرح "ایمان یاس" تھا۔ جو عام ضابطہ کے موافق نافع نہ ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن حق تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے خلاف قاعدہ بطور استثناء اس قوم کا یہ ایمان معتبر رکھا۔ فرعون کے ایمان کی طرح رد نہیں فرمایا۔ پھر اختلاف ہوا ہے کہ آیا ان کے ایمان کا معتبر ہونا صرف دنیوی زندگی تک محدود تھا کہ دنیا میں آنے والا عذاب ٹل گیا۔ یا آخرت میں بھی موجب نجات ہو گا۔ ابن کثیر نے دوسرے احتمال کو ترجیح دی ہے۔ یعنی دنیا اور آخرت دونوں جگہ مفید معتبر ہو گا۔ واللہ اعلم"

بہرحال

جس غرض کے لئے (اس عاجز نے) یہ حوالہ پیش کیا تھا۔ وہ مطلب حاصل ہو گیا" کہ اللہ تعالےٰ ظالموں کو معاف فرما دے تو اس کا فضل ہے"

شاھد دوم

(فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۞) سورہ النوح رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ پس میں نے کہا۔ اپنے رب سے بخشش مانگو۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار (مینہ) برسائیگا اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی باوجود سینکڑوں برس سمجھانے کے اب بھی اگر میری بات مان کر اپنے مالک کی طرف جھکو گے۔ اور اس سے اپنی خطائیں معاف کراؤ گے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ پچھلے سب قصور یک قلم معاف کر دے گا یعنی ایمان و استغفار کی برکت سے قحط و خشک سالی (جس میں وہ برسوں سے مبتلا تھے) دور ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالےٰ دھواں دھار برسنے والا بادل بھیج دے گا۔ جس سے کھیت اور باغ خوب سیراب ہونگے۔ غلّے۔ پھل۔ میوہ کی افراط ہوگی۔ مواشی وغیرہ فربہ ہو جائیں گے۔ دودھ گھی بڑھ جائے گا۔ اور عورتیں جو کفر و معصیت کی شامت سے بانجھ ہو رہی ہیں اولاد کا

جلنے لگیں گی۔ غرض آخرت کے ساتھ دنیا کے عیش و بہار سے بھی وافر حصّہ دیا جائیگا"

چھٹا دعویٰ

خلاف کرنے والوں کی دو قسمیں۔ باغی اور فاسق۔ اور ان کے شواہد

باغیوں کی تین قسمیں

منافق۔ کافر۔ مشرک تینوں کیلئے نجات نہیں ہوگی

شاھد اوّل

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۞)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

شاھد دوم

(لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۞) سورہ الاحزاب رکوع ۹ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ تاکہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں اور عورتوں پر مہربانی کرے۔ اور اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ منافق۔ کافر اور مشرک کے لئے (جو انہیں حالتوں میں مبتلا ہو کر مرے) نجات نہیں ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم آمین۔

فاسقوں (یعنی ایمان سلامت ہے مگر قانون الٰہی کی عملاً مخالفت کرنے والوں) کے گناہ اکثر خود بخود معاف ہو جاتے ہیں

شاھد اوّل

(وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۞) سورہ ہود رکوع ۱۰ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصّہ رات کا نماز قائم کر۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے ہے۔

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رح کا حاشیہ

"نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح۔ جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے خو برائیوں کی چھوٹے۔ اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو۔ وہاں ہدایت آئے۔ اور گمراہی مٹے۔ لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیئے۔ جتنا میل۔ اتنا صابون۔

شاھد دوم

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ رواه مسلم۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مسلم یا کہا مومن بندہ وضو کرتا ہے۔ پھر منہ دھوتا ہے۔ اس کے منہ سے ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جو اس نے آنکھوں سے کیا تھا۔ آپؐ نے پانی کے ساتھ فرمایا۔ یا آخری قطرہ پانی کے ساتھ فرمایا۔ پھر جب دونوں ہاتھ دھوتا ہے۔ تو اس کے دونوں ہاتھوں نے جو گناہ کیا تھا وہ نکل جاتا ہے۔ پانی کے ساتھ فرمایا۔ یا آخری قطرہ پانی کے ساتھ فرمایا۔ پھر جب دونوں پاؤں دھوتا ہے۔ تو ہر گناہ نکل جاتا ہے جو اس کے پاؤں نے چل کر کیا تھا۔ پانی کے ساتھ فرمایا۔ یا آخری قطرہ پانی کے ساتھ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ (مومن) گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ مومن فاسق کے گناہ وضو کرنے کے باعث خود بخود معاف ہو جاتے ہیں اللھم اجعلنا منھم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰۔ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۶۔ستمبر ۱۹۵۷ء

جس شخص نے اللہ تعالٰے کو پہچان لیا۔ وہ شرک نہیں کرسکتا اور جس نے رحمۃ للعالمین کے منصب کو پہچان لیا وہ بدعت میں مبتلا نہیں ہوسکتا

اللہ تعالٰے کی دو طریقوں سے پہچان

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا۔ زمین و آسمان میں اس جیسا محسن (مہربان) کوئی نہیں۔

دوسرا۔ اگر ناراض ہوجائے۔ تو اُس جیسی گرفت بھی کوئی نہیں کرسکتا۔

لہٰذا

انسان کا فرض ہے۔ ایسے کام کرے۔ جن سے اس کی رحمت حاصل ہو۔ اور ایسے کاموں سے پرہیز کرے۔ جن سے اس کا غضب جوش میں آئے۔

اللہ تعالٰے کی پہچان کا پہلا طریقہ

زمین و آسمان میں اُس جیسا محسن (مہربان) کوئی نہیں۔ اس کی علامتیں

پہلی

(یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَۃٍ مُّخَلَّقَۃٍ وَّغَیْرِ مُخَلَّقَۃٍ لِّنُبَیِّنَ لَکُمْ ط وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخْرِجُکُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ ج وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْئًا ط الآیہ سورہ الحج رکوع ۱ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اے لوگو۔ تمہیں دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے۔ تو ہم نے تمہیں مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی اور بغیر نقشہ بنی ہوئی سے بنایا۔ تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کریں۔ اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں۔ ایک مدت معین تک ٹھہراتے ہیں۔ پھر ہم تمہیں بچّہ بنا کر باہر لاتے ہیں۔ پھر تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ اور کچھ تم میں سے مرجاتے ہیں۔ اور کچھ تم میں سے نکمّی عمر تک پہنچائے جاتے ہیں۔ کہ سمجھ بوجھ کا درجہ پاکر پھر ناسمجھی کی حالت میں جا پڑتا ہے۔

حاصل اس آیت کا یہ نکلا کہ اللہ تعالٰے وہ قادر مطلق ہے کہ انسان کے وجود کا خمیر مٹی سے اُٹھاتا ہے۔ پھر اپنی قدرت کاملہ سے مٹی سے نطفے کی شکل میں تبدیل کرتا ہے۔ نطفے سے پھر جمے ہوئے خون کی شکل میں تبدیل کرتا ہے۔ جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی کی شکل میں تبدیل کرتا ہے۔ بوٹی بننے کے بعد پھیا تو آدمی کا پورا نقشہ (ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ۔ ناک وغیرہ) بنا دیا جاتا ہے۔ اور یا یونہی ناقص شکل میں گر جاتا ہے۔ پھر اپنی قدرت کاملہ سے بچّے کی صورت میں ماں کے پیٹ سے باہر لاتا ہے۔ پھر بعض کو جوانی تک پہنچاتا ہے۔ اور بعض کو وفات دے کر دنیا سے اُٹھا لیتا ہے۔ اور بعض اس عمر تک پہنچتے ہیں۔ جہاں پہنچ کر آدمی کے اعضاء قویٰ جواب دیدیتے ہیں۔ اور سمجھدار بننے کے بعد ناسمجھ اور کارآمد ہونے کے بعد نکمّا ہو جاتا ہے۔ یاد کی ہوئی چیزیں بھول جاتا ہے۔ اور جانی ہوئی چیزوں کو کچھ نہیں جانتا۔ گویا بوڑھا ہوکر پھر بچّہ بن جاتا ہے۔

مذکور الصدر دس حالتوں کی تبدیلی انسان پر محض اللہ تعالٰے کے حکم ہی سے ہوتی ہے۔ جس میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے۔

عبرت

اے انسان جب تیرے وجود کے اندر کی تمام تبدیلیاں فقط اللہ تعالٰے کی قدرت کاملہ سے ہوئی ہیں۔ اس سے تمہیں عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کیا تمہارا فرض عین یہ نہیں ہے کہ تو بھی فقط اسی کا ہوکر رہے۔ کہاں تو مٹی تھا اور کہاں جیتا جاگتا بولتا چالتا انسان۔ سینکڑوں، ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں روپوں کی جائدادوں کا مالک ہے کوئی عالم ہے تو کوئی فاضل۔ کوئی ڈپٹی کمشنر ہے۔ تو کوئی کمشنر ہے۔ کوئی وزیر ہے تو کوئی گورنر ہے۔ اور کوئی گورنر جنرل ہے۔ اسی لیے عبرت دلانے کے لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ ترجمہ۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

دوسری

(وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ بَنِیْنَ وَحَفَدَۃً وَّرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ط اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰہِ ھُمْ یَکْفُرُوْنَ ○)

سورہ النحل رکوع ۱۰ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اور اللہ نے تمہارے واسطے تمہاری ہی قسم سے عورتیں پیدا کیں۔ اور تمہیں تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے دیئے۔ اور تمہیں کھانے کے لئے اچھی چیزیں دیں۔ پھر کیا جھوٹی باتیں تو مان لیتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔

ایمان سے کہو

اے انسان۔ تو ہی ایمان سے کہہ۔ اللہ تعالٰے جیسا کوئی اور تیرا محسن ہے۔ اللہ تعالٰے ہی نے تجھے بیویاں پیدا کرکے دیں۔ جن سے مل جُل کر رہنے میں تمہارے دل کو اطمینان۔ سکون اور فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالٰے کے فضل سے ان بیویوں کے ذریعہ سے بیٹے نصیب ہوتے ہیں۔ اور بیٹوں کے بعد اللہ تعالٰے پوتے عطا فرماتا ہے۔ فقط ایک اللہ تعالٰے کی ذات ہی ہے۔ جو انسان کو اس قسم کی بے بہا نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا انسان کا بھی فرض ہے کہ فقط اسی کا ہوکر رہے۔ اسی کی اطاعت کرے۔ اور سرمو بھی اس کی نافرمانی نہ کرے۔

تیسری

اللہ تعالٰے کی پہچان کی یہ تیسری علامت ہے (وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ط)

سورہ النحل رکوع ۱۰ پارہ ۱۴

ترجمہ اور تمہیں کھانے کے لئے اچھی چیزیں دیں۔ کھانے کی چیزوں کی اگر فہرست مرتب کی جائے۔ تو میرا خیال ہے کہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ کیونکہ اس میں تمام دُنیا کی سبزیاں۔ ترکاریاں۔ اناج۔ میوہ جات

لکھے جائیں گے۔ اور اگر ان چیزوں کی پیداوار کے مقامات اور ان کی تاثیرات بھی ضبطِ تحریر میں لائی جائیں۔ تو اس مجموعہ کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہوگی اے انسان۔ جس اللہ تعالےٰ نے تمہیں یہ سب نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ کیا تیرا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ تو بھی ہر حالت میں فقط اسی کو راضی رکھنے کی کوشش کرے۔ اور سب سے کٹ کر فقط اسی کا ہو کر رہے۔

چوتھی سے چودھویں تک

(اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ) الآیہ

سورہ ابراہیم رکوع ۵ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے۔ اور کشتیاں تمہارے تابع کر دیں۔ تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کر دیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا۔ جو ہمیشہ چلنے والے ہیں۔ اور تمہارے لئے رات اور دن کو تابع کیا اور جو چیز تم نے اس سے مانگی اس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو۔

فقط اس آیت میں نعمتوں کی تعداد گیارہ ہے

اے انسان تو ہی انصاف سے کہہ کیا جس محسن نے تم پر یہ گیارہ احسان بلا معاوضہ کئے ہیں۔ تم پر یہ حق نہیں عائد ہوتا۔ کہ تو بھی فقط اسی کا ہو کر رہے۔ اور اسی کے ہر حکم کی تعمیل کرنا اپنا فرض عین خیال کرے۔ نہ اور کوئی تیرا ہے۔ نہ تو کسی اور کا ہو۔

پندرھویں

(وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآىِٕغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ)

سورہ النحل رکوع ۹ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اور بے شک تمہارے لئے چارپایوں میں سوچنے کی جگہ ہے۔ ہم ان کے جسم سے خون اور گوبر کے درمیان خالص دودھ پیدا کر دیتے ہیں۔ جو پینے والوں کے لئے خوشگوار ہے

کیا کوئی اور ہے

اے انسان کیا کوئی اور ہے۔ جو تجھ پر یہ احسان کرے۔ کہ جانور کے پیٹ میں چارہ ڈالے۔ اور اس چارہ کا دودھ بنا کر تمہیں پلائے۔ جب ایسا محسن تیرا اور کوئی نہیں۔ تو تیرا بھی فرض ہے کہ تو بھی زندگی بھر فقط اسی کا ہو کر رہے۔

سولھویں اور سترھویں

(وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ)

سورۃ النحل رکوع ۹ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے نشہ اور اچھی غذا بھی بناتے ہو۔ اس میں لوگوں کے لئے نشانی ہے۔ جو سمجھتے ہیں۔

دو نعمتوں کا ذکر

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی دو نعمتوں کا ذکر ہے۔ کیا ایک لکڑی سے کھجور اور انگور کا پیدا کر دینا اللہ تعالےٰ کا احسان نہیں ہے۔ اور کیا یہ احسان سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کی طاقت میں ہے۔ اے انسان جب تو مانتا ہے کہ اور کسی میں نہیں ہے۔ تو کیا پھر تیرا فرض نہیں ہے کہ تو بھی فقط اسی کا ہو کر رہے۔

اٹھارھویں رب العالمین

اللہ جل شانہٗ کی صحیح پہچان کی اٹھارھویں علامت رب العالمین ہے۔

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ)

سورہ الفاتحہ پارہ ۱

ترجمہ۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جو پالنے والا سارے جہان کا۔

حاشیہ شیخ الہند

حضرت مولانا و مقتدانا محمود الحسن رح

"یعنی سب تعریفیں عمدہ سے عمدہ اول سے آخر تک جو ہوتی ہیں اور جو ہوں گی خدا ہی کو لائق ہیں۔ کیونکہ ہر نعمت اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور عطا کرنے والا الٰہی ہے۔ خواہ بلا واسطہ عطا فرمائے یا بواسطہ جیسے دھوپ کی وجہ سے اگر کسی کو حرارت یا نور پہنچے۔ تو حقیقت میں آفتاب کا فیض ہے۔ شعر

حمد را با تو نسبتے است درست
بر در ہر کہ رفت بر در تست

مجموعہ مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اور اسی لئے اس کی جمع نہیں لاتے۔ مگر آیت میں عالم سے مراد ہر ہر جنس (مثلاً عالم جن عالم ملائکہ۔ عالم انس وغیرہ وغیرہ) ہیں۔ اس لئے جمع لائے۔ تاکہ جملہ افراد عالم کا مخلوق جناب باری ہونا خوب ظاہر ہو جائے"

اٹھارہ علامتوں کا حاصل

اللہ تعالےٰ کی پہچان کی اٹھارہ علامتیں قرآن مجید کے اندر سے عرض کر چکا ہوں۔ سب کا حاصل یہ ہے کہ اے انسان اللہ تعالےٰ کے سوا تیرا اور کوئی محسن نہیں ہے

محسن کا شکر گزار ہونا عام حیوان کیا بلکہ درندوں کے اندر بھی ہے

سب سے بڑا خونخوار درندہ شیر خیال کیا جاتا ہے۔ آپ لاہور کے چڑیا گھر میں یہ تماشہ دیکھئے۔ جو شخص اس کی خدمت پر مامور ہے وہ لوہے کے جنگلے کے باہر کھڑا ہو کر شیر کو پکارتا ہے۔ شیر لیٹا ہوا بھی ہو تو اس کی آواز سن کر فوراً جنگلے کے پاس آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ خا اس کی پیٹھ اور گردن پر ہاتھ پھیرتا ہے شیر نہایت اطمینان سے کھڑا رہتا ہے۔ شیر اس حالت میں اپنے محسن کے احسان کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔

انسان میں خوبی کی ہر صفت بدرجہ کمال پائی جاتی ہے

خوبی کی جو صفت حیوان میں ادنےٰ سے ادنےٰ درجہ پر پائی جاتی ہے۔ انسان میں وہ صفت بدرجۂ اتم و اکمل پائی جاتی ہے شیر تو محسن کے بلانے پر حاضر ہو گیا تھا۔ جو لوگ صحیح معنی میں انسان کہلانے کے مستحق ہیں۔ وہ بن بلائے بھی اپنے محسن (اللہ تعالےٰ) کے ذکر میں محو رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کو ہر وقت حاضر اور ناظر سمجھ کر اس کی بارگاہ میں اپنے دلی مطالبات پیش کرتے ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ ایسے مبارک انسانوں کا ذکر اللہ جل شانہٗ نے اپنی کتاب پاک میں

مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا ہے۔

اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا ہے

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ بے شک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تُو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تو نے اُسے رسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا۔ کہ رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری برائیاں دُور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ وعدہ کیا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

نتیجہ

اللہ تعالیٰ کو مذکورۃ الصدر اٹھارہ علامتوں سے پہچاننے کے بعد یہی نتیجہ نکلے گا۔ جو اِن چند آیتوں کے اندر بیان ہو چکا ہے۔ کہ ایسے لوگ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے بندگی کا تعلق نہیں رکھیں گے۔ اور وہ اعلےٰ درجہ کے توحید پرست اور مقبول بارگاہِ الٰہی ہونگے۔ ان لوگوں کے تعلق باللہ کے مضبوط تر ہونے کی ۱۶ وجوہات ابھی گزشتہ آیات میں مذکور ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی پہچان کا دُوسرا طریقہ

اگر ناراض ہو جائے تو اس جیسی گرفت بھی کوئی نہیں کر سکتا۔

نتیجہ

اگر یہ چیز ذہن نشین ہو جائے۔ تو بے شمار آدمی اس سے ڈر کر بھی فقط اسی کے ہو کر رہیں گے۔ کسی بھی دوسرے شخص سے عبدیت کا تعلق قائم نہیں کریں گے۔

اس کی ایک مثال

اگر کسی عورت کو یقین ہو جائے۔ کہ میرا شوہر اتنا غیور ہے۔ کہ اگر میں نے کسی دوسرے شخص سے معمولی سا تعلق ناجائز رکھا۔ تو وہ مار مار کر میری ہڈیاں توڑ دے گا۔ پھر کیا مجال ہے کہ وہ عورت اپنے مرد کا سا تعلق کسی غیر سے رکھے۔

اللہ تعالیٰ کی گرفت کی مثالیں

پہلی

وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

سورہ المائدہ رکوع ۱۰ پارہ ۶

ترجمہ۔ حالانکہ مسیح نے کہا ہے۔ اے بنی اسرائیل اس اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی۔ اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا + شرک سے مراد ہے کہ بندے کو جو تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے رکھنا چاہئے تھا۔ وہ تعلق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے بھی رکھے۔ مثلاً کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا رزق میں تنگی یا کشادگی کرنے والا سمجھنا۔ یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اولاد کے دینے یا نہ دینے کا اختیار سمجھنا وغیرہ

حاصل

یہ نکلا کہ شرک ظلم ہے اور ظالموں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی مشرک کی شفاعت نہیں کریں گے۔

دوسری

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِیْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِی النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

سورہ التوبہ رکوع ۳ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ مشرکوں کا کام نہیں کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں۔ جبکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کے سب اعمال بیکار ہیں۔ اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

تیسری

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝

سورہ النساء رکوع ۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا۔ جو اس کا شریک کرے۔ اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ مشرک کے لئے قیامت میں بخشش نہیں ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ ہی میں رہے گا۔

چوتھی

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِیْرَكُمْ اِلَی النَّارِ ۝

سورہ ابراہیم رکوع ۵ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور لوگوں نے اللہ کی راہ سے بہکانے کے لئے شریک بنا رکھے ہیں۔ کہدو۔ نفع اُٹھالو۔ پھر تمہیں آگ کی طرف لوٹنا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ مشرکین کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

چاروں مثالیں

جو اوپر ذکر کی گئی ہیں اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ گرفت کرنے پر آئے تو اس جیسی سزا بھی کوئی کسی کو نہیں دے سکتا۔ مثلاً دوزخ ہی کے متعلق قرآن مجید میں ہے (ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی)

سورہ الاعلیٰ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پھر اس میں نہ تو مرے گا نہ جئے گا۔

لہٰذا

کئی آدمی اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے عذاب سے اطلاع پا کر ٹھیک ہو جائینگے۔ شرک سے تائب ہو جائیں گے۔ اور پختہ کار توحید پرست ہو جائیں گے۔

جس نے رحمۃ للعالمین کے منصب

کو پہچان لیا۔ وہ بدعت میں مبتلا نہیں ہوسکتا

قرآن مجید سے رحمۃ للعالمین کے منصب (مرتبہ) کی تعیین

قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بنی نوع انسان کے لئے نمونہ بنایا گیا ہے۔ (لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ؕ)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حضورؐ کی ذات کو نمونہ

بنایا گیا ہے۔ اس سے یہ چیز بآسانی ثابت ہوسکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود سے جو چیز بھی صادر ہوخواہ وہ قول ہو یا فعل اور اس کا تعلق معاشرت سے ہو یا اخلاق سے۔ اقتصادیات سے ہو یا سیاسیات سے۔ جلوت سے ہو یا خلوت سے۔ اپنوں سے ہو یا غیروں سے۔ میاں کا بیوی سے ہو یا بیوی کا اپنے میاں سے غرضیکہ زندگی کے ہر لمحہ میں مسلمان کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو اختیار کرے۔ اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے سے اللہ تعالےٰ اس انسان کو اپنا دوست بنالے گا۔ اگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ مرتبہ انسان کو حاصل ہوجائے تو پھر اس کے متعلق دُنیا کی عزت اور آخرت کی نجات میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ اللھم اجعلنا منھم

مزید شہادت

(قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝)

سورہ ال عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ۔ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخشے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر معاملہ میں تابعداری کرنے سے اللہ تعالےٰ کی محبت کا تمغہ ملے گا۔ اور سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

بدعت کیا چیز ہے۔ کسی چیز کے بدعت ہونے کے دو جز ہیں۔ دونوں جز پائے جائیں تب وہ چیز بدعت بنتی ہے ورنہ نہیں۔ پہلے دین کے نام سے کوئی ایسی چیز تجویز کی جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور پھر اسے رسول اللہ صلعم کی ساری امت پر لازم کیا جائے۔ لازم ہونے کی علامت یہ ہے کہ جو شخص وہ کام نہ کرے اس کو ملامت کی جائے اس پر طعن و تشنیع کی جائے۔ اور اسے لوگوں میں اس کام کے نہ کرنے کے باعث بدنام کیا جائے۔

مثلاً

ایک شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کا ورد کرتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو روزانہ اتنی مرتبہ کلمہ شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہاں اگر وہ شخص یہ بھی کہنا شروع کردے کہ جو شخص ایک ہزار مرتبہ کلمہ شریف کا ورد نہ کرے وہ وہابی ہے۔ (پنجابی اصطلاح میں بے ایمان ہے) تو پھر اس شخص کو کہا جائے گا کہ بدعتی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو چیز ثابت شدہ ہے اس کا پابند ہونا تو ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس کے بعد جو چیز بھی دین کے نام سے تجویز کی جائے۔ اگر خود اس پر عمل کرلیا جائے تو حرج نہیں ہے۔ ہاں اس چیز کو دوسرے مسلمانوں پر لازم کرنے اور نہ کرنے پر ملامت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

حق پرست علماء کرام اور مبتدعین میں جھگڑا اسی چیز کا ہے

مبتدعین دین کے نام سے کئی چیزیں ایجاد کرتے ہیں۔ اور پھر ان خود ساختہ چیزوں کے نہ کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ حق پرست علماء کرام کہتے ہیں کہ نئی ان ایجاد شدہ چیزوں کے نہ کرنے والوں پر آپ کو طعن و تشنیع کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر مبتدعین اس سمجھوتے پر آ جائیں تو سُنّی فرقوں کے علماء کرام کے جھگڑے سب ختم ہوسکتے ہیں۔ اور یہ سب حضرات ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوسکتے ہیں۔

سچّی بات تو یہ ہے

کہ جب اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر یہ ارشاد نازل فرما دیا تھا۔

(اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط) الآیہ سورہ المائدہ رکوع ۱ پارہ ۶

ترجمہ۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کرچکا۔ اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کردیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔

نتیجہ

جب اللہ تعالےٰ کا دین حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مکمل ہوچکا ہے تو پھر اب اس میں نئی چیزیں ایجاد کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر کوئی کرے تو پھر اسے دوسرے مسلمانوں پر لازم کرنے کا کیا حق ہے۔ اس لئے میں نے عنوان میں عرض کیا تھا۔ جس نے رحمۃ للعالمین کے منصب کو پہچان لیا۔ وہ بدعت میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔

وما علینا الا البلاغ واللّٰہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۵۷ء

(۱) جس شخص کو بہشت میں جانے کا شوق ہو اُسے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ضرور پہنچا دیگا

(۲) جسے شوق نہیں ہے۔ اُسے اللہ تعالےٰ زبردستی نہیں پہنچائیگا

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادرانِ اسلام۔ ہر عقلمند انسان اس چیز کو مانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کے حاصل کرنے کے لئے جو اسباب و ذرائع تجویز کئے ہیں۔ جب تک انسان ان اسباب و ذرائع کو مہیا نہیں کرے گا اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ مثلاً ایک پیاسا آدمی جانتا ہے کہ میری پیاس پانی پینے ہی سے بجھ سکتی ہے اور پانی کنوئیں میں موجود ہے۔ اب پانی پیاسے کے مُنہ میں اس وقت تک نہیں آسکتا۔ جب تک اپنے مُنہ تک پانی لانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو اسباب و ذرائع تجویز فرمائے ہیں وہ بہم نہ پہنچائے لہٰذا وہ پیاسا ڈول تلاش کرے گا۔ اس کے بعد رسّی تلاش کرے گا تاکہ اس ڈول کو رسّی میں باندھ کر کنوئیں میں ڈالے اور ڈول بھرے جانے کے بعد کھینچ کر نکالے۔ پھر ڈول سے نکال کر منہ تک پانی لائے۔ پھر پیئے۔ تب پیاس بجھے گی۔

اسی پر قیاس کر لیجئے

اس شخص کی حالت کا۔ جو بہشت میں جانے کا شوق رکھتا ہے اُسے بھی یہ سوچنا چاہیئے کہ بہشت میں جانے کے اسباب و ذرائع کون کون سے ہیں تاکہ پہلے ان ذرائع کو بہم پہنچانے کی سعیِ بلیغ کرے۔ اس کے بعد امید رکھے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے ان ذرائع کو قبول فرما لیا۔ تو بہشت میں پہنچ جاؤں گا۔

اس امر کی شہادتیں کہ ذرائع کے سوا بہشت میں داخلہ ممکن نہیں.

پہلی شہادت

(فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۝) سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں۔ جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیؤ۔ ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ بہشت میں داخلے کا شوق رکھنے والے دُنیا ہی میں ایسے کام کرتے رہے تھے جن کے نتیجہ میں انہیں بہشت کا داخلہ نصیب ہُوا۔

دوسری شہادت

(اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝)

سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اُتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور نہ غم کرو۔ اور جنّت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے۔ اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

حاصل یہ نکلے گا۔ اُن حضرات کی دینِ الٰہی پر استقامت کے باعث اُنہیں جنّت کا داخلہ نصیب ہُوا۔ دُنیا کی زندگی میں دینِ الٰہی کے خلاف جو چیز بھی سامنے آئی اس کا اُنہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انہوں نے ہر قسم کی تکلیف اور نقصان برداشت کیا۔ مگر دینِ الٰہی سے ایک بال بھر بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ ان کی ان قربانیوں کے صلہ میں جنّت کا داخلہ نصیب ہُوا۔

تیسری شہادت

(اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِیْمٍ ۝)

سورہ یٰس رکوع ۱ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ بیشک آپ اسی کو ڈرا سکتے ہیں۔ جو نصیحت کی پیروی کرے۔ اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے۔ پس خوشخبری دیدو۔ اس کو بخشش اور اجر کی جو عزت والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ ذکر الٰہی (قرآن مجید) کے تابعدار ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔ ان دو صفتوں کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے انہیں رسول اللہ کی معرفت یہ پیغام دیا کہ میری بارگاہ میں تمہارے لئے مغفرۃ (کا تمغہ) اور عزّت والا اجر ہے۔

چوتھی شہادت

(قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ اور سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا جو اللہ تعالےٰ کے تابع رہتے ہیں انہیں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔ ان چیزوں کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے

انہیں اپنے مقربین کی قیام گاہ (بہشت) میں پہنچائے گا۔ اس بلند مرتبے پر پہنچنے کی ابتدا ان اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں نے خود ہی کی تھی۔ کہ ہم اپنی زندگی رضا الٰہی کے تابع رہ کر بسر کریں گے۔

پانچویں شہادت

(وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

سورہ العنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے۔ اور بیشک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ ان کی اس کوشش کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالےٰ انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کی رحمت اُن کے ساتھ ہوگی جو اُن کی آخرت میں قیامگاہ اور کوئی ہو سکتی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ جو لوگ بہشت میں جانے کا شوق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی دستگیری فرماتا ہے۔ اور انہیں بہشت میں پہنچا ہی دے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

چھٹی شہادت

(وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ○ اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ)

سورۃ یٰسین پارہ ۲۳ رکوع ۲ ترجمہ۔ اور میرے لئے کیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کیا میں اس کے سوا اوروں کو معبود بناؤں۔ کہ اگر رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کرے۔ تو ان کی سفارش کچھ بھی میرے کام نہ آئے۔ اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں۔ بیشک تب میں صریح گمراہی میں ہونگا۔ بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لایا۔ پس میری بات سنو۔ کہا گیا جنت میں داخل ہو جا۔ اس نے کہا۔ اے کاش میری قوم بھی جان لیتی۔ کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا۔ اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اُس اللہ کے بندے نے توحید پرستی کا زبردست ثبوت دیا تھا۔ کہ میں ایسوں کو معبود بناؤں؟ کہ اگر اللہ تعالےٰ مجھے گرفت کرے تو یہ سارے معبود مل کر بھی اس کی گرفت سے مجھے بچا نہیں سکتے۔ تو پھر اس خدا تعالےٰ کا بندہ کیوں نہ بنوں۔ کہ فقط اس ایک کی بندگی مجھے سب سے بے نیاز کر دے۔ اس کی اس استقامت کے صلہ میں اللہ تعالےٰ نے اسے بہشت میں داخل فرما دیا۔

ساتویں شہادت

(وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ○ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ ○ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ ○ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ ○ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ فِیْهَا وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ ○)

سورہ قٓ رکوع ۳ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور بہشت پرہیزگاروں کے لئے قریب لائی جائے گی۔ کہ کچھ فاصلہ نہ ہوگا۔ یہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہر رجوع کرنے والے اور حفاظت کرنے والے۔ جو کوئی اللہ سے بن دیکھے ڈرا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔ اسے سلامتی سے داخل ہو جاؤ۔ ہمیشہ رہنے کا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جن لوگوں نے جنت میں داخل ہونے کے ذرائع کو اپنا شیوہ بنایا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے محاسن اور خوبیوں کے باعث انہیں جنت میں داخلے کا تمغہ عطا فرمایا۔ اُن کی خوبیاں یہ گنوائی گئیں۔ تقویٰ (پرہیزگاری) اوّاب الی اللہ (اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنا) حفیظ ہونا (یعنی اللہ تعالےٰ کے تعلق کی ہر وقت حفاظت کرنے والے۔ کہ اس پاک تعلق میں کوئی رخنہ نہ پڑنے پائے) اللہ تعالےٰ سے بن دیکھے ڈرنا۔ اور ہر حالت میں اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے والا دل بارگاہ الٰہی میں لانا۔ اللھم اجعلنا منھم

مذکورۃ الصدر سات شہادتوں کا خلاصہ

وہی نکلا جو اس عاجز نے نمبر ا میں ذکر کیا تھا۔ کہ جس شخص کو بہشت میں جانے کا شوق ہو۔ اسے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ضرور پہنچا دیگا۔ چنانچہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ اُنھوں نے اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنے اندر ایسے اوصاف پیدا کئے۔ جن کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے انہیں قبول فرمایا۔ اور جنّت میں داخلہ منظور فرما لیا۔

عنوان نمبر ۲

جسے بہشت میں جانے کا شوق نہیں ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ زبردستی نہیں لے جائے گا۔ اس کے شواہد۔

شاہد اوّل

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ○ اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ○ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جن کا (نیکیوں کا) پلڑا ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بد شکل والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان لوگوں نے تسلیم کیا ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی آیتوں کی تکذیب کیا کرتے تھے اور یہ ہماری بدبختی تھی اور واقعی ہم گمراہ تھے۔ اپنی ان بد اعمالیوں کے باعث وہ جہنم میں داخل کئے گئے ہیں۔

شاہد دوم

(اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ ○ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبِ ○ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ○)

سورہ قٓ رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ (حکم ہوگا) تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈال دو۔ جو نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھیرایا۔ پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔

حاصل یہ نکلا کہ یہ لوگ اپنی برائیوں

کے باعث دوزخ میں ڈالے گئے ہیں۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی راہ نمائی سے فائدہ اُٹھاتے تو دوزخ میں ہرگز نہ جاتے۔

شاہد سوم

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ سورہ الحج رکوع ۷ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور جو منکر ہوئے۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو اُن کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام کی معرفت جو تعلیم انہیں بہشت میں پہنچانے کے لئے دی گئی تھی۔ اس کے تسلیم کرنے سے اُنہوں نے انکار کیا۔ اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام نے پیش کیا۔ ہر اُس چیز کو جھٹلاتے رہے انہیں گناہوں کے باعث انہیں بہشت سے محروم رکھا گیا۔ اور ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا کئے گئے۔

شاہد چہارم

منافقین کے حق میں ارشاد ہے

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ سورہ المنٰفقون رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ برابر ہے خواہ آپ ان کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں۔ اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ بیشک اللہ بدکار قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

منافقین کو یہ سزا کیوں ملی

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ۔ اور جب ایمانداروں سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں۔

کہ ہم ایمان لائے۔ اور جب اپنے شیطان کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ منافقین ٹھٹھے کے طور پر مسلمانوں میں شامل ہیں۔ ورنہ نہ وہ کلمہ دل سے پڑھتے ہیں۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر مانتے ہیں۔ اس لئے اپنے ان گناہوں کے باعث دوزخ میں داخل ہونگے۔ گویا یہ خود نہیں چاہتے کہ بہشت میں جائیں۔ لہذا اللہ تعالٰے بھی انہیں زبردستی نہیں لے جائے گا۔

شاہد پنجم

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۳ پارہ ۳

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ اللہ کے حکموں کا انکا کرتے ہیں۔ اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں سو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جب ان بدنصیبوں نے اللہ تعالٰے کی آیتوں کا دانستہ انکار کیا۔ اور ان ظالموں نے انبیاء علیہم السلام کو ظلم سے قتل کیا۔ اور انبیاء علیہم السلام کے متبعین میں سے انصاف کی تبلیغ کرنے والوں کو قتل کیا۔ ایسے ظالموں نے بدکرداری کے باعث گویا خود ہی اپنے آپ کو بہشت سے دُور رکھا۔ اور دوزخ کا مستحق بنایا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور کوئی عورت دوسری عورت کا ستر نہ دیکھے۔ اور نہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک چادر میں لیٹے اور نہ ہی کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹے۔ (صحیح مسلم: ۳۳۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ

موت

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام آج کی معروضات کا عنوان موت ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ موت ایک ایسی چیز ہے۔ جس کا تعلق ہر ایک انسان سے ہے۔ اس لئے موت کے متعلق جو ضروری معلومات ہیں۔ ہر ایک انسان کو ان کا معلوم ہو جانا مفید اور نتیجہ خیز ہوگا

قولہ تعالےٰ :- وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ سورہ المنافقون رکوع ۲ پ ۲۸

(اے ایمان والو) اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تم کو روزی دی ہے۔ اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آ جائے۔ تو کہے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل کیوں نہ دی۔ کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا۔

موت کی دو قسمیں

برادران اسلام اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔ اس قاعدے کے مطابق موت کی بھی دو قسمیں ہونی چاہئیں۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں غور سے دیکھا جائے تو واقعی موت کی بھی دو قسمیں نظر آتی ہیں۔ موت محمود یا موت مذموم کہہ دیجئے یا اچھی اور بری موت کہہ دیجئے۔ دونوں الفاظ استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

موت محمود والوں کے اوصاف

قولہ تعالےٰ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (سورہ الانعام رکوع ۲۰ پ ۸)

کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

نتیجہ

سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی اور موت دونوں ہی محمود اور قابل رشک ہیں۔ اسی لئے آپ کی امت کو آپ کا نمونہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا جو شخص اپنی موت محمود بنانا چاہے۔ اسے اپنی زندگی کا مقصد اللہ تعالےٰ کی اطاعت و فرمانبرداری بنا چاہیئے

قولہ تعالےٰ وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ سورۃ النساء پ ۵ رکوع ۱۴ ترجمہ

اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اسکو موت پالے تو اللہ کے ہاں اس کا ثواب ہو چکا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نتیجہ

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے گھر سے نکل کر باہر جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ مرجائیں تو انکا ثواب اللہ تعالیٰ اٰخیں

اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرنیوالے

۱۔ مجاہد جو اللہ تعالےٰ کے دین کی حفاظت کرنے کے لئے میدان جنگ میں جائے۔

۲۔ حاجی جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے حج کرنے کے لئے جائے۔

۳۔ عالم دین۔ جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دین کی تبلیغ کے لئے جائے۔

۴۔ طالب العلم۔ جو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دین کا علم پڑھنے کے لئے جائے۔

علیٰ ہذا القیاس

۵۔ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ رضا حاصل کرنے کے کسی کام کے لئے گھر سے باہر جائے وہ فی سبیل اللہ کہلائے گا۔ مثلاً آج کل رضا کاران احرار سیلاب میں تباہ ہونے والے مسلمانوں کے مکانات تعمیر کرنے کے لئے باہر جاتے ہیں۔ یہ بھی فی سبیل اللہ میں ہی شمار ہوں گے۔ جو شخص بھی فی سبیل اللہ سفر کرے اور اسی سفر میں موت آئے۔ تو وہ موت محمود ہوگی۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو موت محمود سے دنیا سے رخصت ہونے کی نعمت نصیب فرمائے۔ آمین

موت محمود کی اور قسمیں

عن جابر بن عتیک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشہادۃ سبع سوی القتل فی سبیل اللہ المطعون شہید والغریق شہید وصاحب ذات الجنب شہید والمبطون شہید وصاحب الحریق شہید والذی یموت تحت الہدم شہید والمرأۃ تموت بجمع شہید (رواہ مالک وابوداؤد والنسائی)

جابر بن عتیک سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے والے شہید کے سوا شہید کی اور سات قسمیں ہیں۔ طاعون سے مرنے والا شہید ہے۔ ڈوب کر مرنے والا شہید ہے نمونیہ سے مرنے والا شہید ہے اور ہیضہ والا شہید ہے۔ جل کر مرنے والا شہید ہے۔ اور وہ جو دب کر مر جائے شہید ہے۔ اور عورت جو زچگی کی حالت میں مر جائے شہید ہے۔

موت مذموم

قولہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓىِٕكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ رکوع ۱۹)

بیشک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے تو ان پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے۔

الحاصل

حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کے تسلیم کرنے سے انکار کرنے سے انسان لعنت کی موت مرتا ہے اور جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ ہمارے پنجاب کے زمینداروں اور جائداد والوں کو اللہ ہدایت دے اور بیٹیوں اور بہنوں کو باپ کی جائیداد سے حصہ دے دیں اور رواج کو ترک کر دیں۔ ورنہ لعنت کی موت ہوگی۔

قولہ تعالےٰ :- وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (سورۃ الانعام رکوع ۱۱) ترجمہ:

اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہونگے کہ اپنی جانوں کو نکالو۔ آج تمہیں ذلت کے عذاب ملیگا اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے اور اسکی آیتوں سے

اس آیت سے حاصل یہ نکلا کہ جو لوگ احکام الٰہی کو تسلیم کرنے میں اپنی ذلت خیال کریں اور اسلام کی مخالفت کرنے میں اپنی عزت خیال کریں۔ اس قسم کے متکبرین کی موت مذموم ہوگی۔ مثلاً عام طور پر مسلمان ختنہ۔ منگنی۔ شادی اور موت کے موقع پر خلاف شرع رسموں کو اپنی عزت خیال کرتے ہیں۔ اور اتباع شریعت کو موجب توہین سمجھتے ہیں۔ چنانچہ شادی سے پہلے ڈھولک بجانا۔ باجہ بجانا۔ دولہا کے سر پر سہرا باندھنا وغیرہ رسمیں کافروں کی ہیں۔ مگر ان کے ادا کرنے کو اپنی عزت اور ان کے ترک کرنے کو ذلت خیال کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا ہوتی ہے۔ جن کی موت محمود ہوگی۔ ان کے حق میں قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی اور جن کی موت مذموم ہوگی۔ ان کے حق میں قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگی۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں سے ایک گوشے میں جھانک کر دیکھا۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں سر کھجلانے کا آلہ تھا جس سے آپ اپنا سر کھجلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو جھانک کر دیکھے گا تو میں اس سے تیری آنکھ میں مار دیتا۔ اجازت دینا دیکھنے سے بچنے ہی کیلئے لازم کیا گیا ہے۔ (بخاری: ۶۲۴۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے ابن آدم کے لئے ایک حصہ زنا کا لکھ دیا ہے جو اس سے یقیناً ہو کر رہے گا۔ چنانچہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (صحیح بخاری: ۶۲۴۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ

اصلی عزّت

ازجناب شیخ التفسیر حضرت مولٰینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قولہٗ تعالٰے اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۲۰)

ترجمہ:- وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے ہاں عزّت چاہتے ہیں۔ سو ساری عزّت اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔

برادران اسلام! آج کی معروضات کا عنوان اصلی عزت ہے۔ اللہ تعالٰے کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ میں نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔ لہذا عزّت کی بھی دو قسیں ہیں۔ ایک قسم کی عزّت اصلی۔ سچّی۔ کھری۔ اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسری قسم کی نقلی۔ جھوٹی۔ کھوٹی اور چند روز کے بعد چھن جانے والی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہر عقلمند اصلی سچی۔ کھری اور ہمیشہ رہنے والی ہی کو پسند کرے گا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ انسان دھوکہ کھا جائے اور نقلی کو اصلی جھوٹی کو سچی۔ کھوٹی کو کھری اور فنا ہو جانے والی کو ہمیشہ رہنے والی خیال کرے۔ مسلمانوں کو دھوکہ سے بچانے کے لئے ہی آج اس عنوان کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں

دونوں نمونے

واقعہ یہ ہے کہ اس جہان میں ہمیشہ دونوں نمونے چلے آ رہے ہیں کھری عزّت والے بھی ہمیشہ آ رہے ہیں اور کھوٹی عزّت والے بھی نسلاً بعد نسلٍ چلے ہی آتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السّلام

کے زمانہ میں جو واقعہ ہُوا۔ وہ سورۃ ہود کے رکوع نمبر ۳ پارہ نمبر ۱۲ میں ہے۔ طوالت کے خوف سے فقط آیات کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

اور ہم نے نوح کو اس قوم کی طرف بھیجا۔ بے شک میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں (۲۵) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ بے شک میں تم پر دردناک دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں (۲۶) پھر اسکی قوم کے جو کافر سردار تھے وہ بولے ہمیں تو تم ہم جیسے ہی ایک آدمی نظر آتے ہو اور ہمیں تو تمہارے پیرو وہی نظر آتے ہیں جو ہم میں سے رذیل ہیں۔ وہ بھی سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے سے کوئی فضیلت نہیں پاتے۔ بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں (۲۷)

حاصل

یہ ہے کہ نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو کافروں کے سردار حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ نوح علیہ السلام سے کہتے ہیں۔ کہ تم جھوٹے ہو اور ان پر ایمان لانے والوں کو رذیل اور ذلیل سمجھتے ہیں۔

نتیجہ

آپ نے دیکھا کہ پھر نتیجہ کیا نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے تابعداروں کو اللہ تعالٰے نے اپنے فضل سے غرق ہونے سے بچا لیا اور جو اپنے آپ کو معزز خیال کرتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا گیا۔ چنانچہ نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ملتا ہے۔ سورۃ ہود رکوع ۴۔

اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ بیشک وہ غرق کئے جائیں گے (۳۷) اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار ان پر گذرتے اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو۔ (۳۸) تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا۔ کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا۔ اور کس پر دائمی عذاب اُترتا ہے (۳۹)

بالآخر

جب حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنی کشتی مکمل کر لی۔ خدا نے زمین کی سوتیں کھول دیں اور آسمان سے پانی برسایا۔ ڈیڑھ سو دن تک پانی کی باڑھ زمین پر رہی اور پانی زمین پر بے انتہا بڑھ گیا اور سب اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے ہیں۔ پندرہ پندرہ ہاتھ پانی اُن کے اوپر چڑھ گیا اور ہر ایک جاندار جو خشکی پر تھا اور کل انسان مر گئے۔ سوائے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے تابعداروں کے اور کوئی بھی نہ بچ سکا

عبرت

برادران اسلام۔ آپ نے دیکھا۔ جو لوگ اپنے آپکو معزز سمجھتے تھے۔ وہ دُنیا میں ذلت اور لعنت کی موت سے مرے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بن گئے اور جو خدا پرست تھے وہ دُنیا میں بھی عذاب الٰہی سے بچ گئے اور اپنے پیغمبر کے اتباع کی برکت سے آخرت میں بھی بہشت کے وارث بن گئے۔

حضرت موسٰی علیہ السّلام

حضرت موسٰی علیہ السّلام کے واقعہ میں بھی دونوں نمونے پائے جاتے ہیں۔ سورہ زخرف کے رکوع ۵ پارہ ۲۵ میں ارشاد ہے:-

اور ہم نے موسٰےؑ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امرائے دربار کی طرف بھیجا تھا۔ سو اس نے کہا کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں (۴۶) پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا۔ تو وہ اس کی ہنسی اُڑانے لگے (۴۷) اور ہم ان کو جو کوئی نشانیاں دکھاتے تھے تو ایک دُوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تاکہ وہ باز آ جائیں (۴۸) اور انہوں نے کہا اے جادوگر اپنے رب سے ہمارے لئے اس عہد سے جو تجھ سے اس نے کیا ہے دُعا کر۔ ہم ضرور راہ پر آ جائیں گے۔ (۴۹) پھر ہم جب ان سے عذاب ہٹا لیتے تو اُسی وقت عہد کو توڑ دیتے (۵۰) اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہہ دیا۔ اے میری قوم۔ کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہ رہیں۔ پھر تم کیا نہیں دیکھتے (۵۱) کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا (۵۲) پھر اس کے لئے سونے کے کنگن کیوں نہیں اُتارے گئے یا اس کے ہمراہ فرشتے پرے باندھے ہوئے آگئے ہوتے (۵۳) پس اس نے اپنی قوم کو احمق بنا دیا پھر اس کے کہنے میں آ گئے۔ کیونکہ وہ بدکار لوگ

جو رشتہ داری توڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو توڑے گا

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں الرحمٰن ہوں، میں نے رشتہ قرابت کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام رحمٰن کے مادہ سے نکال کر اس کو رحم کا نام دیا ہے، پس جو اسے جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اس کو توڑے گا میں اس کو توڑوں گا۔ سنن ابی داوٗد

قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قطع رحمی کرنے والا (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا) جنت میں نہ جاسکے گا۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم

تھے (۵۴) پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا (۵۵)

نتیجہ

فرعون اور اس کے امرائے سلطنت حضرت موسےٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو ذلیل سمجھتے تھے۔ بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جھٹلانے اور اللہ تعالےٰ سے اپنی بندگی کا تعلق درست نہ کرنے کے باعث فرعون مع اپنے امرائے سلطنت کے بحیرہ قلزم میں غرق ہو کر دنیا میں لعنت کی موت سے مرتا ہے اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے لئے اپنا ٹھکانا بنا کر جاتا ہے اور وہ موسےٰ علیہ السلام جنہیں وہ ذلیل سمجھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ مقبول ہیں۔ دنیا میں بھی مرحوم و مغفور تھے۔ اور آخرت میں بھی جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔

آخری عرضداشت

میرے معزز بھائیو! اللہ تعالےٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ ہمیں وہ عزت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو مرتے دم تک ساتھ رہے اور قبر میں بھی ساتھ جائے۔ میدان حشر میں ساتھ ہو اور جنت میں جا پہنچائے اور وہ فقط قرآن مجید کو معمول بہ بنانے اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے سے ہی حاصل ہوگی۔

وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خُطبۂ یومِ الجُمعۃ

مُسلمان کس جماعت (سوسائٹی) میں رہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قولہٗ تعالےٰ وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ وَلَا تَعۡدُ عَيۡنٰكَ عَنۡهُمۡۚ تُرِيۡدُ زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَاۚ وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا ۝ سورۃ الکہف ع

ترجمہ:تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں ۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہُوا ہے ۔

بیشمار جماعتیں (سوسائٹیاں)

برادران اسلام اور معزز خواتین ۔ میری آج کی معروضات کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان کو کس جماعت (سوسائٹی) میں شامل ہو کر دنیا میں زندگی بسر کرنی چاہیئے ۔ اس چیز کے عرض کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ دنیا میں بیشمار جماعتیں (سوسائٹیاں) ہیں اور انسان دوسرے حیوانات کی طرح نہیں ہے کہ فقط نر اور مادہ کا جوڑا مل جائے ۔ تو زندگی خوشگوار بسر ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی ضرورتوں کے ساتھ جکڑ بند کر دیا ہے کہ اکیلا ان ضرورتوں کو پُورا کر ہی نہیں سکتا ۔ جب تک کہ دوسرے انسان اس کے ساتھ تعاون نہ کریں ۔ مثلاً انسان کو جوتے کی بھی ضرورت ہے ۔ کیونکہ اس کے پاؤں کے تلوے گھوڑے ۔ گدھے ۔ خچر گائے اور بھینس کے سے نہیں ہیں ۔ کہ انہیں کانٹا نہ چبھے ۔ اسے کپڑے کی بھی ضرورت ہے ۔ کپڑا کپاس سے بنتا ہے ۔ اور کپاس بنولے بونے سے حاصل ہوتی ہے ۔ حاصل یہ نکلا کہ کپڑے کے لئے کاشتکاروں کی ضرورت ہے ۔ اور کاشتکاری کے لئے بیلوں اور ہلوں کے علاوہ اور بیسیوں چیزوں کی ضرورت ہے ۔ کاشتکاری کی بعض چیزیں لوہے کی ہوتی ہیں ۔ جن کے لئے لوہار چاہیئے بعض لکڑی کی ہوتی ہیں ۔ جن کے بنانے کے لئے بڑھئی کی ضرورت ہے اب خیال فرمایئے بطور نمونہ انسان کی دو تین ضرورتیں جو میں نے عرض کی ہیں ۔ ان کے لئے موچی ۔ بڑھئی ۔ لوہار کاشتکار کی ضرورت ہے ۔ کیا ایک انسان اپنی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیئے یہ سب ہنر سیکھ سکتا ہے ۔ اور اگر بالفرض سیکھ بھی لے تو کیا ان سب کو اپنے ہاتھ سے کر کے کامیاب ہو سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ کسی عقلمند نے سچ کہا ہے ۔ ہر کہ یک کرد ۔ کرد ۔ ہر کہ دو کرد ۔ چیزے کرد ۔ و چیزے نہ کرد ۔ ہر کہ سہ کرد ہیچ نہ کرد ۔

ترجمہ ۔ جس شخص نے ایک کام اختیار کیا تو اسے تکمیل پر پہنچالے گا جس نے دو کام کیئے دونوں ادھورے رہیں گے ۔ جس نے تین کام شروع کیئے ۔ وہ ہر ایک کام میں نقصان اُٹھائے گا ۔ اور تکمیل پر کسی کو بھی نہ پہنچا سکے گا ۔

لھذا :۔

سب انسان مل جُل کر رہیں گے ۔ اور ضروریات کو پُورا کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے ۔ ایک جگہ اکٹھا رہنے کے باعث پھر آپس میں ملنے جلنے سے مختلف جماعتیں بن جائینگی ضروریاتِ زندگی پُوری کرنے کے لیئے تو وقتی طور پر ایک آدمی کئی دروازوں پر جائے گا ۔ مثلاً صبح اُٹھنے کے بعد ہاں جائے گا ۔ سبزی لینے کے لیئے سبزی فروش کی دُکان پر جائے گا ۔ گوشت خریدنے کے لئے قصاب کے پاس جائیگا نمک مرچ ہلدی خریدنے کے لیئے کسی اور دُکاندار کے پاس جائے گا ۔ جوتا خریدنے کے لئے جوتا فروش کے ہاں پہنچے گا ۔ کپڑا خریدنے کے لئے بزاز کے دروازہ پر جائے گا ۔ کسب معاش کے لئے دفتر ۔ بازار یا منڈی میں جائیگا ۔

کشش اضطراری

برادران اسلام ان سب دروازوں کی کوچہ نوردی انسان کو مجبوراً کرنی پڑتی ہے ۔ یا خود ان دروازوں پر جائے گا یا اپنا نائب مثلاً نوکر بھجوائے گا ۔ ان دروازوں پر جانے کے لئے انسان مجبور ہے ۔ ورنہ اس کی ضروریات زندگی پوری نہیں ہو سکیں گی ۔ اس جبری کشش کو کشش اضطراری کہا جائے گا ۔ میں جو کچھ آج عرض کر رہا ہوں ۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ انسان اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیئے نہ کہیں جائے اور نہ کسی انسان سے تعلق ہی رکھے اسی کو شریعت میں رہبانیت کہا جاتا ہے اور سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنی اُمت کو رہبانیت سے منع فرمایا ہے ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنی زندگی کا یہ پروگرام بنایا تھا کہ رات کو ہمیشہ شب بیدار رہیں گے ۔ اور دن کو روزہ دار رہیں گے ۔ جب آپؐ کو اس کا علم ہُوا تو آپ نے انہیں منع فرمایا کہ :۔

اِنَّ لِنَفۡسِكَ عَلَيۡكَ حَقًّا وَ اِنَّ لِزَوۡجِكَ عَلَيۡكَ حَقًّا وَاِنَّ لِضَيۡفِكَ اَوۡ لِزَوۡرِكَ عَلَيۡكَ حَقًّا ۔

ترجمہ :۔ بے شک تمہارے نفس کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے ۔ اور تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے ۔

آپ کے فرمان کا مطلب یہ تھا ۔ کہ اگر تم رات کو شب بیدار رہے تو دن کو کام کاج کس طرح کرسکو گے اور کام کاج کچھ نہ کیا تو بیوی بچوں مہمانوں کی خدمت کہاں سے کرو گے ۔

کشش اختیاری

برادران اسلام - ضروری معاش کے لئے تو خدا جانے انسان کتنے گلی کوچوں کی خاک چھانتا ہے اور کتنی چوکھٹوں پر جھکتا ہے اور روزانہ کتنی سڑکوں پر گشت کرتا ہے - آج یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسان ان مجبوریوں کے چکّر سے گزرنے کے بعد اپنی طبیعت میں ایسا ذوقِ سلیم پیدا کرے کہ اس کی طبیعت میں کشش اختیاری ایسے ماحول کی طرف ہو - جس کی طرف اللہ جل شانہٗ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے جو میں نے آج کے خطبہ کے ابتدا میں نقل کی ہے - جس کا ترجمہ یہ ہے :-

تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں - اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور نہ تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے - اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے

آیت کا حاصل

۱- جو لوگ صبح و شام خدا کو یاد کرنے میں مصروف رہتے ہیں

۲- جن کی زندگی کا مقصد فقط اللہ جل شانہٗ کو ہی راضی کرنا ہے

(فقط اس جماعت (سوسائٹی) میں نشست و برخاست رکھو)

۳- ان اللہ والوں کے سوا اور کسی جماعت میں شامل نہ ہو -

۴- خدا تعالےٰ کی یاد سے غافل ہونے والے انسان کا کہا نہ مان - (جو اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار نہیں - بلکہ اپنی خواہش (نفسانی) کا تابعدار ہے -

جماعت (سوسائٹی) کی تعیین

آیت مذکورہ کا جو حاصل عرض کیا گیا ہے - اس میں اس بات کی تعیین ہو گئی ہے کہ مسلمان کو اپنی نشست و برخاست کن لوگوں میں رکھنی چاہیئے اور اسے دُنیا کی ضرورتوں سے فارغ ہونے کے بعد کس جماعت میں اپنی زندگی کے لمحات بسر کرنے چاہئیں -

حکمت

مسلمان پر خدا یاد کرنے والی جماعت (سوسائٹی) میں رہنے کی پابندی کیوں عائد کی گئی ہے - اس کی حکمت عرض کرنا چاہتا ہوں - کیونکہ اللہ جل شانہٗ حکیم ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا - مسلمان کا فرض تو یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کا حکم معلوم ہونے کے بعد اسے فوراً مان لے - اس کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے - اگر نہ سمجھ میں آئے تو اپنی عقل کو ناقص خیال کرے اور حکم الٰہی کو ضرور کسی مصلحت اور حکمت پر مبنی ہونے کا یقین رکھے - اور اگر اللہ تعالےٰ اپنے ارشاد کی مصلحت بھی سمجھا دے تو یہ اس کا خاص فضل ہے - عرض یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کی طبیعت ایسی بنائی کہ جس جماعت میں اسے رہنے سہنے کا موقعہ ملے اس جماعت کی صحبت کے اثرات بے ساختہ ان کی طبیعت میں آ جاتے ہیں - اور اس جماعت (سوسائٹی) کے خُو بُو سے متاثر ہوتے ہوتے آہستہ آہستہ اسی سانچے میں ڈھل جاتا ہے - جس میں وہ جماعت ڈھلی ہوئی ہے - البتہ حضرات انبیائے علیہم السلام اور ان کے بعد اللہ تعالےٰ کے صاحب استقامت مقبول بندے اس تاثر سے یقیناً مبرّیٰ اور پاک ہوتے ہیں - یہ حضرات دوسروں کا رنگ نہیں لیتے - بلکہ اپنا رنگ ان پر چڑھاتے ہیں - جب انسان کی فطرت ہی ایسی ہے کہ دوسروں سے عادات و اطوار خُو اور بُو کا اثر لیتا ہے تو حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہوا کہ چونکہ انسان دُنیا میں خدا یاد کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اسی خدا پرستی پر ہی اس کی دُنیا کی راحت اور آرام اور آخرت کی نجات کا مدار ہے اس لئے اسے حکماً ایسی جماعت (سوسائٹی) میں رہنے سہنے کا حکم دیا جائے جو خدا پرست خدا یاد کرنے والی - خدا سے ڈرنے والی - خدا سے محبت رکھنے والی ہو اور یہ پابندی اللہ تعالےٰ کی رحمت اور اس کا احسان ہے - جس طرح ماں باپ ناتجربہ کار بچے کو غلط راستے سے ہٹاتے ہیں - اور سیدھے راستہ پر چلنے کے لئے مجبور کرتے ہیں - ماں باپ کا یہ جبر بچے کے لئے رحمت ہے - بعینہٖ اسی طرح اس پابندی میں اللہ تعالےٰ کی رحمت کا جلوہ ہے - جو لوگ اس پابندی کو نبھائیں گے ان کی دُنیا بھی سنور جائے گی - اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں گے - اور جو اس پابندی سے جی چرائیں گے اور خدا پرستوں کی بجائے فاسق ، فاجر ، کافر اور دہریوں کے ساتھ ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہو کر زندگی بسر کریں گے - ان کی دُنیا کی زندگی بھی تلخ گزرے گی اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار ہوں گے - اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

قرآن مجید کی شہادت

برادران اسلام - آج جو کچھ عرض کیا گیا ہے - اس کے متعلق مزید شہادت قرآن مجید سے پیش کرنا چاہتا ہوں -

قولہٗ تعالےٰ - اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع ۸)

ترجمہ :- تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول ؐ اور ایماندار لوگ ہیں - جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں -

حاصل

اس آیت کا حاصل یہ ہے - کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ فقط اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں میں سے ان لوگوں سے دوستی رکھیں جو ایماندار ہوں اور اسلام کے رُکنوں (نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ) کے پابند ہوں اور بے دینوں سے زیادہ میل جول نہ رکھیں -

حدیث شریف کی شہادت

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً (متفق علیہ)

باقی صفحہ ۱۲ پر

اکثر مضمون میں دیکھا ہے کہ جو بھی کرپن کتفا کی کرتا ہے۔ وہ بھی کہتا ہے کہ مولویوں نے تباہ کر دیا ہے۔ اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ان کا آپس میں اتفاق نہیں جن کا آپس میں اتفاق نہ ہو ان کی بات کیوں تسلیم کی جائے۔

افسوس روحانی امراض کے معالجوں کے اختلاف پر تو اتنا رنج۔ مگر جسمانی معالجوں کے اختلاف پر کبھی سرسری نظر بھی نہیں ڈالی جاتی۔ ایک ہی مرض کے مریض کے لئے یونانی حکیم ڈاکٹر ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھک والوں کا علیحدہ علیحدہ طریق علاج ہے ہی نہیں۔ بلکہ پرہیز میں بھی اختلاف ہے۔ اتنے شدید اختلاف کے باوجود حکیموں ڈاکٹروں کی دکانوں پر مریضوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ کبھی کسی مریض نے ان کے اختلاف پر علاج میں سستی نہیں کی۔ مگر علماءؒ کے اختلاف کو اتنا اُبھارا جاتا ہے کہ ایک مولوی کی جھوٹی سچی بدنامی سن کر سب سے بدظن ہو گئے۔ در اصل بات یہ ہے کہ ہمارے قلوب کے اندر دُنیا کی محبت پیوست ہو گئی ہے۔ اور امراض رُوحانی کا احساس نہیں رہا۔ اگر ان کا احساس ہوتا۔ تو روحانی معالجوں کی تلاش میں خوب تگ و دو کرتے۔ افسوس ہے کہ اکثریت کے قلوب مسخ ہو گئے ہیں۔ اب انہیں کیسے یقین آئے۔ یہ یاد رکھئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ اس وقت کسی آدمی کو میدان محشر سے نہ ہٹایا جائیگا جب تک کہ وہ پانچ سوالوں کا جواب نہ دے گا۔

۱۔ عُمر کہاں خرچ کی؟
۲۔ خصوصاً جوانی کہاں گنوائی؟
۳۔ مال کس طریق سے کمایا؟
۴۔ اور کہاں پر خرچ کیا؟
۵۔ جو علم حاصل کیا تھا۔ اس پر کیا عمل کیا؟

ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ ان پانچ سوالوں کے جواب کی تیاری دُنیا سے کر کے جائے۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں نہ کسی کی دولت۔ نہ خاندانی وجاہت اور نہ جھوٹی گواہی کچھ کام آئے گی۔

مسلمانو!

اسلام کو پوری طرح اپنا لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ

(سورہ البقرہ رکوع ۲۵ پ ۲)

ترجمہ:۔ (اے ایمان والو! اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا صریح (کھلا) دشمن ہے)

اب آپ ہی سوچئے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسولؐ کے نائبوں (علماء کرام) سے وابستگی انسان کیلئے کتنی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ چیز سمجھانے کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں کروڑوں علماء کرام پیدا کئے۔ اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں کے ساتھ جو محبت اور شفقت ہے۔ یہ اُس کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ انسان اپنی دنیوی زندگی کو آخرت کی ابدالآباد کی زندگی پر قربان کر دے تاکہ وہاں عیش و آرام کی دائمی زندگی بسر کر سکے۔ مگر نادان انسان یہ کہتے ہیں کہ ؎

یہ جہان مِٹھا اور اگلا جگ کس نے ڈٹھا (پنجابی)

اسی مغالطہ کو دُور کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے۔ اب علمائے کرام اور مشائخ عظام اسی کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے امراض روحانی کا کما حقہٗ علاج ہو جائے اور یہ شفا یاب ہو کر قبر اور حشر میں جائیں۔

انسان دو چیزوں کا مرکب ہے۔ روح اور جسم۔ حقیقت میں انسان روح کا نام ہے اور یہ عقدہ مرنے کے بعد حل ہوتا ہے۔ جسم زمین کی پیداوار ہے اور رُوح کو آسمان سے لا کر اس جسم کے پنجرہ میں قید کیا گیا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب شیر کو چڑیا گھر میں قید کیا جاتا ہے تو اس کی غذا (گوشت) اس کو وہاں پہنچائی جاتی ہے اسی طرح روح کے لئے آسمان سے ذکرِ الٰہی کا پروگرام (قرآن مجید) میں نازل کیا گیا۔

جس طرح جسم کی طاقت کو بحال رکھنے کے لئے غذا کی ضرورت ہے اور اگر یہ بیمار ہو جائے تو علاج ضروری ہے۔ اسی طرح روح کے لئے ذکرِ الٰہی کی غذا اور امراض روحانی کا علاج ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو قرآن مجید میں غور و فکر کرنے اور اسکے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم جمعہ

مورخہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۷ء

(حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی کی لاہور سے غیر حاضری کے زمانہ میں ادارہ نے فیصلہ کیا تھا کہ حضرت کے پرانے خطبات میں سے ایک خطبہ ہر جمعہ ہدیۂ قارئین کرام کر دیا جائے۔ لیکن قارئین کرام یہ سن کر خوش ہوں گے کہ آج جو خطبہ ہم پیش کر رہے ہیں۔ وہ حضرت نے مکہ معظمہ سے تحریر فرما کر ارسال فرمایا ہے۔ آئندہ بھی اس سلسلہ کو جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر آمد و رفت میں دیر نہ ہو گئی تو ہمیں امید ہے کہ بفضلہٖ تعالےٰ ہم ہر جمعہ حضرت کی عدم موجودگی میں بھی ان کے خیالات سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری یہ دلی دُعا ہے کہ وہ حضرت کو صحت کامل اور عمر دراز عطا فرمائیں تاکہ یہ سلسلہ تا دیر جاری رہے)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم اوقات اور طرز معاشرت

برادران اسلام۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان اسی کی رضا کے تابع اور فقط اسی کے فرمانبردار ہو کر رہیں اور یہ چیز بھی مُسلّم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ جب تک استاد اس کو کوئی چیز نہ سکھائے۔ اس وقت تک اس کام کو کر ہی نہیں سکتا۔ اسی قاعدے کی بنا پر انسان کو رضا الٰہی کے تابع اور فرمانبردار بنانے کے لئے بھی کسی نمونے کی ضرورت تھی اور وہ نمونہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا ہے (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ) الآیہ (سورۃ الاحزاب ع ۳ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ (البتہ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ سے ملنے اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے) اگرچہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے لئے ہر شعبہ حیات میں نمونہ ہیں البتہ آج کی معروضات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی

تقسیم اوقات اور طرز معاشرت پر مبنی ہیں

گھر میں تشریف لے جانے کے مشاغل:-

امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپؐ کا گھر میں اپنے ذاتی حوائج (کھانے۔ پینے۔ سونے وغیرہ) کے لئے تشریف لے جانا۔ آپ اس باب میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ماذون تھے۔ جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کے لئے (جیسے ان سے بات چیت کرنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لئے۔ پھر اپنے حصّے کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے (یعنی اس میں سے بھی بہت سا وقت اُمت کے کام میں صرف فرماتے) اور اس حصّہ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے۔ (یعنی اس حصّہ میں عام لوگ تو نہیں آ سکتے تھے۔ بلکہ خواص حاضر ہوتے۔ اور دین کی باتیں سُن کر عوام کو پہنچاتے اس طرح سے عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے) اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا۔ بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہنچاتے)۔ اور اس حصہ اُمت میں آپ کا طرز یہ تھا۔ کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو آپ اس امر میں اورول پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت دیتے۔ اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کی فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے۔ سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوتیں کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں۔ سو ان کی حاجت میں مشغول ہوتے۔ اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے۔ جس میں ان کی اور بقیہ اُمت کی اصلاح ہو۔ مثلاً یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور ان کے مناسب حال امور کی ان کو اطلاع دیتے اور آپ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں سے حاضر ہے۔ وہ غیر حاضر کو بھی خبر کر دے۔ اور (یہ بھی فرماتے) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بعد وغیرہ) نہ پہنچا سکے۔ تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو۔ کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہنچا دے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہی باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (یعنی یہ کہ لوگوں کے حوائج و منافع کے سوا دوسری لایعنی یا مضر باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے) اور سفیان بن وکیعؒ کی حدیث میں حضرت علی رضؓ کا یہ قول بھی ہے کہ لوگ آپ کے پاس طالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلا بھی دیا کرتے تھے)

گھر سے باہر تشریف رکھنے کے مشاغل

امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ) سے عرض کی کہ حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھ سے بیان فرمائیے۔ انھوں نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی آبرو کرتے تھے اور لوگوں کو نقصان دینے والے کاموں سے بچنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خلقی میں کمی نہیں فرماتے تھے۔ اپنے ملنے کی حالت کا اختصار

فرمایا کرتے تھے۔ اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے۔ آپ ان کو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے)۔ اور اچھی بات کی تحسین اور بری بات کی تحقیر فرماتے۔ آپ کا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس میں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی۔ کہ کبھی کسی طرح کر لیا۔ کبھی کسی طرح کر لیا۔ ہر حالت کا آپ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا۔ آپ کے مقرب بہترین لوگ ہوتے تھے۔ سب میں افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا۔ اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غمخواری اور اعانت بخوبی کرتا۔

آپ کی مجلس کا معمول

آپ (حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیٹھنا اور اٹھنا سب اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوتا۔ اور اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی معین نہ فرماتے) کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی۔ وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے مجلسیوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ (اپنے خطاب و توجہ سے) دیتے (یعنی سب پر جدا جدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے) یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیسی یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔ جو شخص کسی ضرورت کے لئے آپ کو لے کر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہ شخص نہ ہٹ جاتا۔ آپ اس کے ساتھ مقید رہتے۔ آپ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام لوگوں کے لئے عام تھی۔ گویا کہ بجائے ان کے باپ کے ہو گئے تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک حق میں (فی نفسہ) مساوی تھے (البتہ) تقوےٰ کی وجہ سے متفاوت تھے (یعنی تقویٰ کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور امور میں سب ایک دوسرے کے برابر تھے۔)

آپ کی مجلس کے محاسن

آپ کی مجلس حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی۔ اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا۔ اور کسی کی غلطیوں کی اشاعت نہ کی جاتی تھی۔ آپ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے۔ اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور حاجتمند کی مدد کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے

حضور انور کا اپنے اہل مجلس سے برتاؤ

آپ ہر وقت کشادہ رو رہتے تھے۔ نرم اخلاق تھے۔ آسانی سے موافق ہو جاتے تھے۔ نہ سخت خو تھے۔ نہ درشت گو تھے۔ نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان فرماتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی کی مدح فرماتے۔ جو بات (بالفرض) آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی۔ اس سے تغافل فرما جاتے (یعنی اس پر گرفت نہ فرماتے)۔

رحمۃ للعٰلمین کی مجلس میں تین چیزوں کی پرہیز

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رکھا تھا۔ ریا[1] سے کثرت کلام[2] سے اور بے سود بات[3] سے اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچایا ہوا تھا۔ کسی کی مذمت[1] نہ فرماتے کسی کو عار[2] نہ دلاتے اور نہ کسی کا عیب[3] تلاش کرتے اور آپ وہی کلام فرماتے۔ جس میں ثواب کی امید ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں صحابہ کرام کے ادب کا طریقہ۔

آپ کے حضور میں تمام حاضرین اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے۔ جیسے ان کے سروں پر پرندے آ کر بیٹھ گئے ہوں۔ اور جب آپ خاموش ہو جاتے تب وہ لوگ بولتے۔ آپ کے حضور میں کسی بات میں جھگڑا نہ کرتے۔ آپ کے پاس جو شخص بولتا۔ اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے۔

حضور انور کی بیدار مغزی چار امر کی جامع ہوتی تھی:۔

پہلا نیک بات کو اختیار کرنا۔ تاکہ اور لوگ آپ کی تابعداری کریں۔ دوسرا بری بات کو ترک کرنا۔ تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں۔ تیسرا اپنی رائے کو ان امور میں صرف کرنا جو آپ کی امت کے لئے مصلحت ہو۔ چوتھا امت کے لئے ان امور کا اہتمام کرنا۔ جن میں ان کی دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی بہتری ہو۔

باوجود اس مرتبہ عالیہ کے جو سوائے آپ کے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ آپ کا سادہ زندگی بسر کرنا موجب حیرت ہے

آپ کی انتہائی تواضع تھی۔ کہ بعض اوقات گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے اور (کبھی) اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھا لیتے اور غریبوں کی بیمار پرسی فرماتے تھے اور محتاجوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے تھے۔ اور اپنی پاپوش کو خود (ضرورت کے وقت) سی لیا کرتے تھے اور اپنا اور گھر والوں کا کام کر لیا کرتے تھے۔ اور خدمت گار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اس کے ساتھ آٹا گندھوا لیتے۔ اپنا سودا بازار سے خود لے آتے۔

آپ کی کلام مبارک میں سنجیدگی۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آپ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اس طرح کلام فرماتے تھے۔ کہ اگر کوئی شمار کرنے والا (الفاظ) کو شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

حضور انور کا بستر کیا تھا

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے۔ کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا اور کبھی کبھی آپ چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجور کے بان سے بنی ہوتی۔ حتیٰ کہ آپ کے پہلو مبارک میں اس کا نشان پڑ جاتا۔

حضور انور کا دنیا کی تکلیف دہ زندگی کو خود اختیار فرمانا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ کبھی غذا سے پر نہیں ہوا اور کسی سے شکوہ کا اظہار نہیں فرمایا۔ اور فاقہ آپ کو بہ نسبت تونگری کے زیادہ محبوب تھا۔ اور دن دن بھر بھوک کے گزار دیتے اور رات رات بھر بھوک سے کروٹیں بدلتے رہتے اور اگر آپ چاہتے تو اپنے

رب سے تمام روئے کے خزائن اور اس کی پیداوار اور اس کی فراخ عیشی کا سامان مانگ لیتے۔ لیکن آپ یہی فرمایا کرتے کہ مجھ کو دُنیا سے کیا علاقہ میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیوں نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا اور اپنی اسی حالت پر گزر گئے

امام الانبیاؐ کی رفتار اور گفتار کی کیفیت

آپؐ کے تلوے قدرے گہرے تھے (کہ چلنے میں زمین کو نہ لگتے) قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے۔ کہ پانی اُن پر سے (بالکل) ڈھل جاتا۔ (یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے۔ چکنے ہونے سے پانی ان کو ذرا نہ لگا رہتا) جب چلنے کے لئے پاؤں اُٹھاتے۔ تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو جُھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے میں ایسا معلوم ہوتا۔ گویا (کسی بلندی) سے پستی میں اُتر رہے ہیں۔ جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے۔ تو پورے پھر کر دیکھتے۔ نگاہ نیچی رکھتے۔ آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی نسبت زمین کی طرف آپؐ کی نگاہ زیادہ رہتی۔ عموماً عادت آپؐ کی گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی۔ (مطلب یہ کہ غایت حیاء سے پورا سر اُٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے خود ابتدا بہ سلام فرماتے پھر میں نے (یعنی امام حسنؓ نے ہندبن ابی ہالہؓ سے) کہا کہ آپؐ کی گفتگو کے متعلق مجھ سے بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر وقت (آخرت کے) غم میں اور ہمیشہ (امور آخرت) کی سوچ میں رہتے۔ کسی وقت آپؐ کو چین نہیں ہوتا تھا۔ اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے تھے۔ آپؐ کو سکوت طویل ہوتا تھا۔ کلام کو شروع اور ختم مُنہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اوّل سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے (جس کے الفاظ مختصر ہوں۔ مگر پُر مغز ہوں)۔ آپؐ کا کلام (حق و باطل میں) فیصل کُن ہوتا۔

حضورؐ انور کسی نعمت کی مذمت نہ کرتے تھے

امام حسنؓ سے ہندبن ابی ہالہ نے روایت کی ہے۔ کہ نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمّت نہ فرماتے۔ مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح نہ فرماتے۔ مذمّت تو اس لیئے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح زیادہ اس لیئے نہ فرماتے۔ کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذّت ہوتی ہے)

حضورؐ انور قوموں کے وفود کی خاطرداری فرماتے اور انعام دے کر رخصت کرتے

عرب کے دل میں خانہ کعبہ کی عظمت بہت تھی اور تھوڑے دن قصّۂ اصحاب الفیل کو گزرے تھے۔ لہذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہیں آئیں گے فتح مکّہ کے بعد سب عرب کو اسلام کی صداقت کا اعتقاد ہو گیا تھا۔ اس کے بعد عرب فوج فوج اسلام میں داخل ہوئے اور بستیوں اور قبائل کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ وہ کچھ آدمی حضور اقدسؐ کی خدمت میں اسلام کے احکام سیکھنے کے لئے بھیج دیتے تھے۔ وہ لوگ جو حضور میں حاضر ہوتے تھے انہیں وفد کہا جاتا تھا۔ جس سال وفد بکثرت آئے یعنی ۹ھ وہ عام الوفود کہلاتا ہے۔ آپ وفود کی خاطر داری اور عزّت کیا کرتے تھے۔ اور انعام دے کر رخصت فرماتے تھے۔

دُعا:۔

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اس خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر معاملہ میں جو طرزِ عمل ذکر کیا گیا ہے ہم مسلمانوں کو بھی ان معاملات میں حضورؐ انور کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم بھی آپؐ کے نقشِ قدم پر چل کر دُنیا سے اللہ تعالےٰ کو راضی کر کے جائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

تمت ہٰذہ الخطبۃ یوم الخمیس ۲۴ر صفر ۱۳۷۷ھ
مطابق ۱۹ر ستمبر ۱۹۵۷ء

وقت السفر للعمرۃ و قیام ظہران۔
(تحت الحکومۃ السعودیہ) ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاہور
۳۰ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ
۲۵ اکتوبر ۱۹۵۷ء

خطبۂ یوم الجمعۃ

من مکۃ المکرمۃ
۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ
۵ اکتوبر ۱۹۵۷ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عبرتناک خواب

جس میں مجرموں کی عبرتناک سزائیں دکھائی گئی ہیں

تمہید

اچھے خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔ یعنی در اصل اچھے خواب انبیاء علیہم السلام کو دکھائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے متبعین میں سے جس شخص کی فطرت میں صلاحیت یعنی نیکی کا مادہ بہت زیادہ پایا جائے اس کو بعض اوقات اچھے خواب آتے ہیں۔ اچھا خواب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف نہ ہو۔

ثبوت اوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نبوت (کے خصائل) میں سے فقط مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ انہوں نے عرض کی اور مبشرات کیا چیز ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھے خواب ہیں۔

ثبوت دوم

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھے خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عبرتناک خواب

اس خواب کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے عرض کیا جائے گا۔

پہلا:۔

آپ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے:۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَاٰى مِنْكُمُ اللَّیْلَةَ رُؤْیَا قَالَ فَاِنْ رَاٰى اَحَدٌ قَصَّهَا فَیَقُوْلُ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَسَاَلَنَا یَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَاٰى مِنْكُمْ اَحَدٌ رُؤْیَا قُلْنَا لَا۔

ترجمہ۔ سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے۔ پھر فرماتے۔ آج کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ سمرہؓ نے کہا۔ اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ پھر اس کے متعلق اللہ کو جو منظور ہوتا۔ آپؐ فرما دیتے۔ پھر ایک دن ہم سے سوال کیا۔ تب فرمایا۔ کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ ہم نے عرض کی نہیں۔

دوسرا

قَالَ لٰكِنِّیْ رَاَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ فَاَخَذَا بِیَدِیْ فَاَخْرَجَانِیْ اِلٰى اَرْضٍ مُّقَدَّسَةٍ فَاِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَّ رَجُلٌ قَائِمٌ بِیَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِیْدٍ یُّدْخِلُهٗ فِیْ شِدْقِهٖ فَیَشُقُّهٗ حَتّٰى یَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ یَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَیَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ هٰذَا فَیَعُوْدُ فَیَصْنَعُ مِثْلَهٗ قُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا۔

ترجمہ:۔ آپؐ نے فرمایا لیکن میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے۔ پھر ان دونوں نے میرا ہاتھ پکڑا۔ پھر وہ مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے۔ پس ناگہاں ایک شخص بیٹھنے والا تھا اور ایک شخص کھڑا ہونے والا تھا۔ جس کے ہاتھ میں لوہے کا کنڈا تھا۔ اس کنڈے کو اس کی باچھ میں داخل کرتا ہے۔ پھر اسے چیرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی گدی تک جا پہنچتا ہے۔ پھر اس کی دوسری گدی کے ساتھ یہی کرتا ہے اتنے میں پہلی باچھ ٹھیک ہو جاتی ہے پھر دوبارہ اس کی پہلی باچھ کے ساتھ یہی کرتا ہے۔ میں نے کہا یہ کیا چیز ہے۔ ان دونوں نے کہا آگے چلیے پھر ہم آگے چلے۔

تیسرا

حَتّٰى اَتَیْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِهٖ بِفِهْرٍ اَوْ صَخْرَةٍ فَیَشْدَخُ بِهٖ رَاْسَهٗ فَاِذَا ضَرَبَهٗ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ اِلَیْهِ لِیَاْخُذَهٗ فَلَا یَرْجِعُ اِلٰى هٰذَا حَتّٰى یَلْتَئِمَ رَاْسُهٗ وَعَادَ رَاْسُهٗ كَمَا كَانَ فَعَادَ اِلَیْهِ فَضَرَبَهٗ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا۔

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسے شخص پر آئے جو اپنی گدی کے بل لیٹنے والا تھا۔ اور ایک شخص اس کے سر پر پتھر لے کر کھڑا ہونے والا ہے۔ وہ پتھر اس کے سر پر مار کر اسے توڑ دیتا ہے پھر جس وقت اس کے سر پر مارتا ہے تو پتھر لڑھک جاتا ہے۔ پھر وہ مارنے والا اس کو اٹھانے کے لئے جاتا ہے۔ پھر وہ شخص ابھی لوٹ کر آنے نہیں پاتا کہ اس آدمی کا سر ٹھیک ہو جاتا ہے اور اس کا سر ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ تھا۔ پھر وہ شخص اس کی طرف لوٹ کر آتا ہے۔ پھر اس کے سر پر مارتا ہے۔ پھر میں نے کہا یہ کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا آگے چلیے۔ پھر ہم آگے چلے۔

چوتھا

حَتّٰى اَتَیْنَا اِلٰى ثَقْبٍ مِّثْلَ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَیِّقٌ وَّ اَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ نَارًا فَاِذَا اَرْتَفَعَتْ اِرْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا وَ اِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِیْهَا وَ فِیْهَا رِجَالٌ وَّ نِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا

قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا۔

ترجمہ:- یہاں تک کہ ہم ایک ایسے سوراخ پر آئے جو تنور کی طرح تھا۔ اس کا اوپر کا حصہ تنگ تھا اور اس کا نیچے کا حصہ کشادہ تھا۔ اس کے نیچے آگ جل رہی تھی۔ پھر جب وہ آگ بھڑکتی تھی۔ تو وہ اوپر آ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ اس سے باہر نکل جائیں اور جب وہ بھڑکنے سے رہ جاتی تھی پھر اسی میں نیچے چلے جاتے تھے۔ اور اس آگ میں مرد اور عورتیں ننگے تھے۔ پھر میں نے کہا یہ کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا چلئے۔ پھر ہم چلے۔

پانچواں

حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسَطِ النَّهْرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا

ترجمہ:- یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر آئے جس میں ایک شخص نہر کے درمیان میں کھڑا ہونے والا تھا۔ اور ایک شخص نہر کے کنارے پر کھڑا ہونے والا تھا۔ جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ پھر وہ شخص آتا ہے۔ جو نہر میں ہے۔ پھر جس وقت وہ شخص نہر سے نکلنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو وہ شخص اس کے منہ میں ایک پتھر مارتا ہے پھر اُسے وہیں لوٹا دیتا ہے۔ جہاں وہ تھا۔ پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے۔ تو اس کے منہ میں پتھر مارتا ہے۔ پھر وہ لوٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ تھا۔ یعنی وہیں جا پہنچتا ہے۔ جہاں وہ پہلے تھا)۔ پھر میں نے کہا یہ کیا ہے ان دونوں نے کہا چلئے۔ پھر ہم چلے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے ان پانچوں حصوں کی تعبیریں

پہلا شخص جھوٹ بولنے والا تھا۔

فَقُلْتُ لَهُمَا اِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِيْ اللَّيْلَةَ فَاَخْبِرَانِيْ عَمَّا رَاَيْتُ قَالَا نَعَمْ اَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَاَيْتَهٗ يُشَقُّ شِدْقُهٗ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذِبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ مَا تَرٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

پھر میں نے ان دونوں سے کہا بیشک تم دونوں نے آج رات مجھے پھرایا ہے۔ پھر مجھے بتلایئے جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا بہت اچھا۔ وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا۔ جس کی باچھیں چیری جا رہی تھیں۔ وہ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا تھا۔ لوگوں کے سامنے جھوٹی باتیں کہتا تھا۔ پھر وہ باتیں اس کی طرف سے نقل کی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ بہت دور دور تک جا پہنچتی تھیں۔ اس کے ساتھ قیامت کے دن تک یہی سلوک کیا جائیگا۔ جو تم نے دیکھا ہے

عبرت

بعض آدمیوں کو مذاق کی بہت زیادہ عادت ہوتی ہے۔ ان کے مذاق سے چونکہ لوگ خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ ان کے مذاق کی عادت یہاں تک ترقی کر جاتی ہے کہ بعض اوقات محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے ایک جھوٹی بات بنا کر سنا دیتے ہیں۔ چونکہ وہ بات بظاہر بڑی خوش کن ہوتی ہے۔ اس کے دوست اسے آگے ذکر کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بات بہت دور دراز تک پہنچ جاتی ہے۔ حالانکہ اس میں حقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اطلاع پر یقین کرکے اس گناہ سے فوراً توبہ کر لینی چاہیئے

دُوسرا وہ شخص ہے جسے اللہ تعالٰے نے قرآن مجید کا علم عطا فرمایا ہے۔ مگر نہ رات کو قرآن مجید پڑھتا ہے اور نہ دن میں اس پر عمل کرتا ہے

وَالَّذِيْ رَاَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَاْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ مَا رَاَيْتَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

ترجمہ:- اور وہ شخص جس کا سر توڑا جاتا ہے۔ پس وہ شخص ہے۔ جسے اللہ تعالٰے نے قرآن کا علم عطا فرمایا ہے رات کو اس کے پڑھنے سے سو جاتا ہے۔ (یعنی رات کو قرآن مجید نہیں پڑھتا) اور دن کو قرآن مجید کے احکام پر عمل نہیں کرتا۔ جو کچھ آپ نے دیکھا ہے قیامت کے دن تک اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا۔

عبرت

وہ لوگ جنہیں قرآن مجید کے سمجھنے کی اللہ تعالٰے نے توفیق عطا فرمائی ہے۔ ان لوگوں سے مراد فقط عربی دان رسمی علماء ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ہر وہ شخص جو قرآن مجید کے احکام کو جانتا ہے۔ خواہ اردو کی تفاسیر پڑھ کر یا کسی اُستاد سے قرآن مجید کا درس سُن کر یا کسی عالم کا قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر یہ سب لوگ قرآن مجید سے جاننے والوں کی فہرست میں شامل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی قرآن مجید سے مذکورۃ الصدر بے اعتنائی کریگا تو مجرم ہوگا اور اسی سزا کا مستحق ہوگا۔ اللھم احفظنا

تیسرے زانی مرد اور عورتیں تھیں

وَالَّذِيْ رَاَيْتَهٗ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ

اور جو آپ نے سوراخ میں دیکھے تھے (جو تنور کی طرح تھا اور نیچے سے کشادہ اور اوپر سے تنگ تھا) پس وہ زانی ہیں۔

عبرت

جو مرد اور عورتیں اس گناہ میں مبتلا ہیں انہیں یقین کر لینا چاہیئے کہ ان کے متعلق جس عذاب کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ وہ بالکل صحیح اور یقینی چیز ہے۔ یہ یاد رہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان بدکار مردوں اور عورتوں کو آپ کا پیغام اسی لئے ترجمہ کرکے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ قیامت کے دن یہ نہ کہنے پائیں کہ اے اللہ ہمیں تو اس عذاب کا علم نہیں تھا۔ اس لئے اس میں مبتلا رہے۔

ایک نیک مشورہ

جن لوگوں کے متعلقین اس گناہ میں مبتلا ہوں۔ مثلاً کسی کا بھائی یا بہن یا چچا یا تایا وغیرہ اور ان لوگوں کو زبان سے کہنے کی جرأت نہ ہو یا یہ خطرہ ہو کہ اگر کہا گیا۔ تو آگ بگولہ ہو کر لڑنے لگ جائیں گے۔ اپنے بھائیوں کو نیک مشورہ دیتا ہوں کہ "خدام الدین" کا وہ پرچہ خرید لیں۔ جس میں یہ مضمون طبع ہو۔ ان سطور پر سرخ نشان لگا دیں اور ٹائیٹل پیج پر سرخی سے لکھ دیں کہ فلاں صفحہ ملاحظہ ہو۔ یہ لکھ کر پرچہ بذریعہ ڈاک ان کے ہاں بھیج دیں۔ شاید انہیں عبرت حاصل ہو ہی جائے اور دوزخ سے بچ جائیں۔

چوتھا سود خوار تھا۔

وَالَّذِيْ رَاَيْتَهٗ فِي النَّهْرِ اٰكِلُ الرِّبٰوا

اور جس شخص کو آپ نے

نہر میں دیکھا تھا۔ وہ سود خوار تھا۔ کہ جب وہ نہر سے نکلنا چاہتا ہے۔ تو نہر کے کنارے پر جو شخص کھڑا ہے وہ اس کے منہ میں پتھر مارتا ہے۔ پھر ہٹ کر جہاں سے آیا تھا۔ وہیں جا پہنچتا ہے۔

عبرت

سود خواروں اور جن لوگوں کی طبیعت سود خواری کی طرف للچاتی ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ اسلام میں سود حرام نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس کے سوا قومیں پنپ نہیں سکتیں۔ انہیں توبہ کرنی چاہیئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خواب کا ذکر فرما رہے ہیں۔ یہ فرضی چیز نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ اور حقیقت ہے۔

یہ دو شخص کون تھے

جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سیر کرائی تھی۔ انہوں نے آپؐ سے عرض کی۔ "انا جبرئیل و ھذا میکائیل"

ترجمہ:۔ میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہے احکام اسلامی سے واقفیت رکھنے والے تمام مسلمانوں کو اس کا علم ہے۔ کہ ملائکہ عظام (فرشتوں) میں سے چار فرشتے سب سے بلند مرتبہ رکھنے والے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

مشکوٰۃ شریف کی کتاب الرؤیا کی فصل اول سے یہ حدیث ملخص کر کے پیش کی گئی ہے۔

بدلہ اتارنا اصل صلہ رحمی نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا وہ آدمی صلہ رحمی کا حق ادا نہیں کرتا جو (صلہ رحمی کرنے والے کے ساتھ) بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے۔ صلہ رحمی کا حق ادا کرنے والا دراصل وہ ہے جو اس حالت میں صلہ رحمی کرے (اور قرابت داروں کا حق ادا کرے) جب وہ اس کے ساتھ قطع رحم (اور حق تلفی) کا معاملہ کریں۔

صحیح بخاری

بیوی اور شوہر پر ایک دوسرے کے حقوق

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے۔ مستدرک حاکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۸ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۵۷ء

ساری دنیا میں خانہ کعبہ کی سی عظمت کسی مقام کو حاصل نہیں ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ثبوت اوّل

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا سورۃ البقرۃ رکوع ۱۵ پ ۱

ترجمہ :- (اور جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کے لئے عبادتگاہ اور امن کی جگہ بنایا)

حاصل

یہ نکلا کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے یاد الٰہی کا مرکز فقط خانہ کعبہ ہی ہے۔ اس سے پہلے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مختلف ادوار میں یاد الٰہی کے لئے عبادت گاہیں ضرور ہوں گی۔ مگر جو مرتبہ خانہ کعبہ کو نصیب ہوا ہے۔ وہ کسی عبادت گاہ کو نصیب نہیں ہوا۔

اور خصوصیت

پھر اس خانہ کعبہ کی اور بے شمار خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسے نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا قبلہ بنایا گیا ہے۔ جن کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ قبلہ ہی بدلا جائے گا۔

ایک اور خصوصیت

انبیاء سابقین علیہم السلام کی میعاد تبلیغ تاریخ سے معلوم ہو سکتی ہے کہ فلاں نبی تشریف لائے۔ ان کی امت جب گمراہ ہو گئی تو پھر فلاں نبی ان کی اُمت کی اصلاح کے لئے تشریف لائے ان کے دین میں لوگوں نے تحریف کر دی تو پھر اصلاح خلق اللہ کے لئے فلاں نبی تشریف لائے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ اور قیامت کی آمد کی تعیین خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں فرمائی کہ قیامت کس صدی میں آئے گی۔ اور صدی کے کس سن میں آئے گی اور سن کے کس مہینہ میں آئے گی۔ اور مہینہ کے کس ہفتہ میں آئے گی۔ ہاں آپ کے ارشادات سے اتنا فقط معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن آئے گی۔ اس بیان کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تعداد بھی بمقابلے دوسری اُمتوں کے بے انتہا ہوگی۔ کیونکہ اگر میعاد معلوم ہو تو پھر تو کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

لہٰذا

خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے والے انسانوں کی تعداد کا اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔ خدا جانے کتنے سنکھ در سنکھ ہوں گے۔

مبارکباد

اے امت رحمۃ للعالمین تجھے مبارک صد مبارک ہو کہ تمہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبرؐ کا دامنگیر بنایا۔ جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی اور تمہیں قبلہ بھی وہ عطا فرمایا جس کی نظیر بھی دنیا میں نہیں مل سکتی وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

اور خصوصیت

خانہ کعبہ کے گردا گرد حرم محترم یعنی مسجد حرام میں نماز پڑھنے یا اور عبادت کرنے کا وہ ثواب ملتا ہے جو دنیا بھر کی عبادت گاہوں اور ایک لاکھ تیئیس ہزار نو سو ننانوے انبیاء علیہم السلام کے قبلوں میں عبادت کرنے کا وہ ثواب نہیں مل سکتا۔

اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید ارشادات ملاحظہ ہوں :-

خانہ کعبہ کے گرد مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِہٖ بِصَلٰوۃٍ وَ صَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّ عِشْرِیْنَ صَلٰوۃً وَ صَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُجَمَّعُ فِیْہِ بِخَمْسِمِأَۃِ صَلٰوۃٍ وَ صَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ وَ صَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ وَ صَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ وَ صَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِأَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ (رواہ ابن ماجہ) — ترجمہ :- انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک آدمی کی اپنے گھر میں نماز ایک ہی نماز ہے اور اس کی محلہ کی مسجد میں نماز پچیس نمازیں ہیں (یعنی ایک نماز کا ثواب پچیس نمازوں کا سا ملے گا)۔ اور اس کی نماز اس مسجد میں جس میں جمعہ پڑھا جاتا ہے۔ پانچ سو نمازوں کا ثواب رکھتی ہے اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں اس کا نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب دلاتا ہے۔ اور اس شخص کا میری مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب دلاتا ہے اور اس کا مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے)۔

حجر اسود کو بوسہ دینے کا نتیجہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحَجَرِ وَ اللّٰہِ لَیَبْعَثَنَّہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَہٗ عَیْنَانِ یُبْصِرُ بِھِمَا وَ لِسَانٌ یَّنْطِقُ بِہٖ یَشْھَدُ عَلٰی مَنِ اسْتَلَمَہٗ بِحَقٍّ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ والدارمی) — ترجمہ :- ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے متعلق فرمایا۔ خدا کی قسم ہے۔ البتہ اللہ اسے (حجر اسود) کو قیامت کے دن ضرور لائے گا اس کی دو آنکھیں ہوں گی۔ جن سے دیکھیگا اور زبان ہوگی۔ جس سے بولے گا۔ اس شخص کے لئے ٹھیک گواہی دے گا

جس نے اس کو بوسہ دیا ہوگا۔ حجر اسود بہشت سے اُترا ہُوا ہے۔)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَھُوَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْہُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ (رواہ احمد والترمذی ۔ وقال ہٰذا حدیث حسن صحیح)

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حجر اسود جب بہشت سے نازل ہوا تھا ۔ اس وقت وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا۔ پھر اسے انسانوں کے گناہوں نے سیاہ کر دیا ہے۔

ستّر فرشتے دُعا کی قبولیّت کے لئے آمین کہتے ہیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وُکِّلَ بِہٖ سَبْعُوْنَ مَلَکًا یَعْنِی الرُّکْنَ الْیَمَانِیَّ فَمَنْ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوْا آمین۔ (رواہ ابن ماجہ) **ترجمہ**

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے ۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا۔ اس جگہ ستّر فرشتے مسلط کئے گئے ہیں یعنی رکن یمانی پر ۔ پس جو شخص یہ دُعا (رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان) پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اسئلکَ العفو والعافیۃ فی الدنیا وَالْاٰخرۃ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار تو (ستر فرشتے) کہتے ہیں آمین ۔ دعا کا ترجمہ ۔ اے اللہ میں تجھ سے بخشش اور سلامتی مانگتا ہوں ۔ دنیا اور آخرت (دونوں جگہ میں)۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

تاریخی حیثیت سے خانہ کعبہ کی تعمیر کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نو مرتبہ ہوئی

پہلی مرتبہ

اسے ملائکہ عظام نے تعمیر کیا تھا۔ جبکہ وہ بیت معمورؔ جو قرآن میں مذکور ہے ۔ وہ آسمان میں ہے اور فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی اور زاری کرتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں حکم دیا تھا کہ زمین میں اس بیت معمورؔ کے محاذات میں اس جیسا ایک گھر بناؤ تاکہ دُنیا میں انسانوں کے لئے طواف کرنے کا مقام بن جائے۔ یہ واقعہ آدم علیہ السلام کے زمین پر اُترنے سے کئی حقبے پہلے کا ہے ۔ (ایک حقبہ تقریباً اسّی یا سو سال کا ہوتا ہے)؟

دوسری مرتبہ

ملائکہ عظام کی تعمیر بہت لمبا زمانہ گزرنے کے باعث گر گئی تھی ۔ اس لئے آدم (علیہ السلام) نے ملائکہ عظام کی شمولیّت کے ساتھ دوبارہ اس کی تعمیر فرمائی ۔ آدم علیہ السلام بھی اس خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے ۔ اور جس طرح ملائکہ عظام یہ کلمات پڑھتے تھے ۔ آدم علیہ السلام بھی پڑھتے تھے ۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر

تیسری مرتبہ

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں نے اس کی نئی تعمیر کی ۔ اس کی زیارت بھی لوگ کرتے رہے۔ اور طواف بھی کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السّلام کے زمانہ میں طوفان آیا ۔ اس طوفان کا اثر خانہ کعبہ پر بھی پڑا اور اس کی دیواروں کے پتھر بکھر گئے۔ اور اس کی بنیادوں کے نشانات بھی مٹ گئے۔

چوتھی مرتبہ

خانہ کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کیا ۔ مورخین کا بیان یہ ہے کہ طوفان نوح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار برس کا فاصلہ ہے اور آثار مرویہ اور قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی تینوں تعمیریں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تھیں ۔ کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے ۔ (اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ) سورۃ آل عمران رکوع ۱۰ پ ۴)

ترجمہ:۔ بیشک لوگوں کے واسطے جو سب سے پہلا گھر مقرر ہوا یہی ہے ۔ جو مکّہ میں برکت والا ہے اور جہان کے لوگوں کے لئے راہ نما ہے ۔

اس آیت میں خانہ کعبہ کی خصوصیات

اَوَّلَ بَیْتٍ اس کی اوّلیّت کی خصوصیت کا پتہ دے رہی ہے ۔ پھر ارشاد ہُوا ہے ۔ وضع للناس یعنی تمام بنی نوع انسان کے لئے یہی قبلہ تجویز ہوا تھا۔ (جس کا ظہور اگرچہ نبی آخرالزمانؐ کی بعثت کے بعد ہُوا ۔ ہاں یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء سابقینؑ بھی اس بیت اللہ الحرام کا طواف اور حج کرتے رہے ہیں) چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا خانہ کعبہ کا حج کرنا بھی ثابت ہے ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ کا لفظ بھی پتہ دے رہا ہے کہ دنیا کی ابتدا ہی سے سارے جہان کے لئے اسی خانہ کعبہ کو انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنایا گیا ہے ۔ اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اس خانہ کعبہ کی قدامت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت ہی سے نہیں ۔ بلکہ ہمیشہ سے چلی آرہی ہے ۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا بیان بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے ۔ فرماتے ہیں ۔ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ) سورہ ابراہیم رکوع ۵ پ ۱۳ ترجمہ اے میرے رب میں نے کچھ اولاد ایسے میدان میں بسائی ہے کھیتی نہیں تیرے عزت والے گھر کے پاس

اس آیت سے صاف طور پر

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنا سے پہلے یہ مقام متبرک (خانہ کعبہ) تھا ۔ بلکہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی یہ پاک اور متبرک گھر موجود تھا۔

حضور انورؐ کی طرف سے مزید تائید

فتح مکّہ کے دن آپؐ کا ارشاد ملاحظہ ہو اِنَّ ھٰذَا الْبَلَدَ مَکَّۃَ حَرَامٌ حَرَّمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۔

ترجمہ بیشک یہ شہر مکہ عزت والا ہے اللہ نے اس کو اس دن سے عزت دی ہے جب سے آسمان اور زمین پیدا کئے پس وہ عزت والا ہے اللہ کی (دی ہوئی) عزت سے قیامت کے

آپؑ کے فرمان سے ثابت ہوا

کہ بیت اللہ الحرام کی تعمیر زمانہ قدیم میں ہوئی تھی (اس بنا کے منہدم ہو جانے کے باعث ابراہیم علیہ السلام کو اس کا علم نہیں تھا) اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مقام مقدس کی اطلاع فرمائی تھی۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو (وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ) سورہ الحج۔ رکوع ۴ پارہ ۱۷

خانہ کعبہ کی تعمیر ابراہیمی کا منظر

جب اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو خانہ کعبہ کی تعمیر کا ارشاد فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر فرماتے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے۔ چنانچہ تعمیر کے وقت

دونوں حضرات کی یہ دُعا

تھی۔ (و اذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت و اسماعیل ربنا تقبل منا انّک انت السمیع العلیم) سورۃ البقرۃ رکوع ۱۵ پارہ ۱ (ترجمہ۔ اور جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے۔ اے ہمارے [illegible] ہم سے قبول کر بیشک تو ہی [illegible] والا جاننے والا ہے) جب تعمیر [illegible] اونچی ہو جاتی تھی حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والد کے سامنے ایک پتھر لاکر رکھ دیتے تھے۔ تاکہ اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کر سکیں۔ اسی پتھر کا نام (مقام ابراہیم) ہے۔ یہ پتھر آج بھی مسجد حرام میں محفوظ ہے۔ طواف کرنے والے طواف کرنے کے بعد اسی کو سامنے رکھ کر طواف کے نفل ادا کرتے ہیں۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر ایک حد تک پہنچ گئی تو اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو الہام فرمایا کہ یہی جگہ حجر اسود کے رکھے جانے کی ہے۔ جس سے طواف شروع کیا جاتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حجر اسود کو خود اُٹھا کر لائے اور خود ہی اس کی جگہ پر رکھ دیا۔

خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کرنے کے حکم کا اعلان کرنے کا حکم ہوا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ (وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ) سورۃ الحج۔ رکوع ۴ پ ۱۷۔ ترجمہ۔ اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے کہ تیرے پاس پا پیادہ اور پتلے دُبلے اونٹوں پر دُور دراز راستوں سے آئیں۔

پانچویں مرتبہ

خانہ کعبہ کی پانچویں مرتبہ تعمیر قبیلہ جرہم کے زمانہ میں ہوئی ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سسرال تھے۔ جب یہ لوگ گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو خزاعہ قبیلہ ان پر غالب آیا اور انہیں مکہ معظمہ سے نکال دیا اور یہ لوگ یمن کی طرف چلے گئے

چھٹی مرتبہ

خانہ کعبہ کی چھٹی مرتبہ تعمیر قصی بن کلاب بن مرہ نے کی تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھی پُشت میں دادا تھے۔

قریش کی وجہ تسمیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی دادا قصی نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے تمام قبائل کو جمع کیا۔ ان سب نے اسی کو اپنا سردار مان لیا۔ یہ لوگ اسی دن سے قریش کے نام سے موسوم ہوئے کیونکہ تقرش کی معنی اکٹھا ہونا ہے۔ اسی قصی نے پھر خانہ کعبہ کی تعمیر جدید کی اور ایک دارالندوہ بنایا۔ یعنی مشورہ کا گھر جب کوئی مشورہ کرنا ہوتا تھا تو اس میں جمع ہو جاتے تھے۔ قصی سے پہلے اس خاندان کے لوگ کبھی جمع نہیں ہوئے تھے

خانہ کعبہ کی کنجی

خانہ کعبہ کی کنجی بھی اسی کے ہاتھ میں رہتی تھی۔ وہی دربان اور خادم (خانہ کعبہ) کا تھا

ساتویں مرتبہ

قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے چند سال پہلے تعمیر کی تھی۔ اس کا باعث یہ ہوا کہ خانہ کعبہ کے پردہ کو آگ لگ گئی تھی۔ اس لئے قریش نے اکٹھے ہو کر فیصلہ کیا کہ دوبارہ اس کی تعمیر حلال کے مال سے کی جائے جس میں نہ سود کا مال ہو نہ ظلم کی کمائی کا اور نہ کسی بازاری عورت کی کمائی کا۔ ان شرطوں والا مال قریش کے پاس اتنا نہیں تھا۔ کہ خانہ کعبہ کی مکمل تعمیر ہو سکے۔ اس لئے خانہ کعبہ کا کچھ حصہ شمال کی طرف سے غیر مسقف چھوڑ دیا گیا۔ اور خانہ کعبہ کا دروازہ بھی سطح زمین سے بلند کر دیا۔ تاکہ سیلاب کا پانی اندر نہ جا سکے اور تاکہ خانہ کعبہ کے اندر جانے میں بھیڑ نہ ہو۔

حجر اسود کے رکھے جانے کا فیصلہ

جب تعمیر حجر اسود کے رکھے جانے کے مقام تک پہنچی تو اس کے رکھے جانے میں اختلاف رائے ہو گیا۔ ہر ایک قبیلہ یہ شرف حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس قدر شدید اختلاف ہوا۔ قریب تھا کہ قبائل میں تلوار چلے۔ ابو امیہ بن المغیرۃ المخزومی نے مشورہ دیا کہ اس اختلاف کے رفع کرنے میں اس شخص کو حکم (منصف) مان لیں جو صفا کی طرف کے دروازے سے سب سے پہلے آئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ سب نے کہا۔ یہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو امین ہے آ گیا ہے۔ جب حجر اسود کے رکھے جانے کا معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ ایک چادر بچھائیں اور حجر اسود کو اس پر رکھ دیں اور ہر قبیلہ کے منتخب شدہ آدمی مل کر اس چادر کو اُٹھائیں۔ سب نے خوش ہو کر اسی طرح کیا۔ جب حجر اسود کے مقام پر چادر آئی تو آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر حجر اسود کو رکھ دیا۔ اور جھگڑا ختم ہو گیا۔

آٹھویں مرتبہ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ انہوں نے جب بنی اُمیہ کے خلفا کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور حجاز۔ یمن اور عراق کے لوگ ان کے تابع ہو گئے اور مکہ معظمہ کو اپنی قیامگاہ بنایا۔ انہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر جدید کی اور جو حصہ قریش نے چھوڑ دیا تھا۔ وہ بھی خانہ کعبہ کی

تعمیر میں داخل کر دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی چاہتے تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر میں بھی شامل تھا۔ یہ تعمیر ۶۴ھ ۲۷ رجب کو ختم ہوئی

نویں مرتبہ

حجاج بن یوسف نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں کی تھی۔ حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ جنگ کی۔ عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہو گئے۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان سے اجازت لے کر عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر کو شہید کر کے دوبارہ قریش کی حدود پر پھر از سرنو تعمیر کی۔

نویں مرتبہ کے بعد

پھر خانہ کعبہ کی تعمیر نہیں ہوئی۔ خلیفہ منصورؒ عباسی نے اپنی خلافت میں ارادہ کیا کہ حجاج کی تعمیر کو گرا کر پھر عبداللہ بن زبیرؓ کی بنا پر خانہ کعبہ کی تعمیر کر دے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس ارادہ سے منع فرمایا کہ آئندہ بادشاہ یہی طریقہ نہ اختیار کر لیں (کہ آئے اپنی مرضی کے مطابق شہید کر کے بناتا جائے) اس لئے خلیفہ نے اس کا ارادہ ترک کرایا۔

اخذنا هذه المضامين من رسالة المسماة "فی ظلال الكعبة" من عبد اللطيف محمد السبكی ركن جماعة كبار العلماء ومدير التفتيش بالازهر۔ مصر

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ کی شوہروں کو وصیت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع میں عرفہ کے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے یہ ہدایت دی) لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے۔ اور اسی اللہ کے کلمہ اور حکم سے وہ تمھارے لئے حلال ہوئی ہیں۔ تمھارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا (گھر میں آنا اور) تمھارے بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس کو آکر وہاں بیٹھنے کا موقع نہ دیں، پس اگر وہ ایسی غلطی کریں تو ان کو تم سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو، اور تمھارے ذمہ مناسب طریقے پر ان کے کھانے کپڑے (وغیرہ ضروریات) کا بندوبست کرنا ہے۔ صحیح مسلم

بیوی کے ذمہ شوہر کا حق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی مخلوق کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ جامع ترمذی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۵۷ء

مسلمان اس سے پہلے ایک خطرناک غلطی کر چکے ہیں جس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

اور اب پھر اس غلطی کو دہرانا شروع کر رہے ہیں۔ میرا فرض ہے۔ کہ اس غلطی پر متنبہ کر دوں۔ تاکہ جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ توفیق دے وہ اصلاح کر لیں اور انشاء اللہ تعالےٰ ان کی دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائے گی۔ اور اگر اس پیغام حق کو نہ مانیں۔ پھر بھی قیامت کے دن یہ تو نہیں کہہ سکیں گے (ربنا من جاءنا من نذیرٌ) ترجمہ "اے ہمارے رب ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا"

وہ غلطی یہ تھی

کہ مسلمانوں نے اپنے بچوں کو گورنمنٹ برطانیہ کے قائم کردہ سکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلائی۔ جن میں دنیا میں کام آنے والی چیزوں کی تعلیم تو دی گئی۔ مگر اسلام کے متعلق بالکل خالی الذہن رکھا گیا۔ یہاں تک کہ انہیں پرائمری سے لے کر ایم اے تک کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی نہیں پڑھایا گیا۔ اور انہیں ایم اے کے کورس تک کہیں یہ نہیں بتلایا گیا کہ ایمان کس عقیدہ کا نام ہے۔ اور انہیں ایم۔ اے کے کورس تک کہیں یہ نہیں بتلایا گیا کہ مذہب اسلام دوسرے مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے اور اس کی فوقیت کے فلاں فلاں وجوہ ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اسلام کے معاملہ میں وہ بچے صفر کے درجہ پر رہے۔

اس کا نتیجہ

یہ نکلا ہوا ہے کہ اس طریقہ کے تربیت یافتہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے دلوں میں ایمان نہیں پایا جاتا۔ بلکہ وہ بے ایمان ہیں۔ ایمان یہ ہے کہ انسان کے دل میں یہ عقیدہ ہو کہ اے اللہ میں تیرا اور تیرے رسولؐ کا ہر حکم دل سے مانتا ہوں۔ تفصیل تو بجائے خود رہی۔ ایمان کا یہ اجمالی نقشہ بھی ذہن میں نہیں ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوان کے متعلق جو شکایت کر رہا ہوں۔ وہ فرضی نہیں ہے۔ بلکہ مشاہدہ میں آئی ہوئی ہے۔ کیونکہ میں چالیس سال سے لاہور میں مقیم ہوں۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کے عہد میں لاہور میں تیرہ کالج تھے۔ ہر ایک کالج کے ماتحت ہائی سکولوں۔ مڈل سکولوں۔ پرائمری سکولوں کی خدا جانے کتنی تعداد ہوگی۔

ہر قاعدہ کلیہ میں استثنا بھی ہوتا ہے

یہ میں مانتا ہوں کہ کالجوں میں تعلیم پانے والے نوجوانوں میں سے دو قسم کے نوجوان اس گناہ سے محفوظ رہے ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے تعلیم کالج میں پائی اور بجائے ہوسٹل کے تربیت دیندار ماں باپ کے ہاں پائی۔ دوسرے وہ خوش نصیب نوجوان جن کو زمانہ تعلیم کالج میں کسی عالم ربانی کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف بھی ہوتا رہا۔ ایسے لوگ نہ دین سے بیزار ہیں اور نہ بے ایمان ہیں۔

کالج میں تعلیم اور ہوسٹل میں قیام

کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے نوجوان یورپین تہذیب یورپین تمدن۔ غرضیکہ یورپ کے سانچے میں ان کی زندگی ڈھل چکی ہے۔ اسلام سے بیزار۔ حاملین اسلام یعنی علماء اسلام سے بیزار۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں جو انہوں نے صورت اختیار کر رکھی ہے۔ یعنی مونچھیں کترانا۔ داڑھی بڑھانا۔ اس پر مذاق۔ انہیں کوئی خیال نہیں ہے کہ مرنے کے بعد ہماری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ اور اس دور زندگی میں کیا کیا ضرورتیں پیش آئیں گی۔ ان ضرورتوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کن کن چیزوں کی ضرورت ہوگی۔ اور وہ کس طرح اور کہاں سے مہیا ہو سکتی ہیں ان کے ذہن ما بعد از موت کے باب سے بالکل خالی ہیں۔ حالانکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ اور مابعد از موت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ کالج کی تعلیم میں انہیں اس زندگی کی اطلاع ہی نہیں دی گئی تھی۔ اس لئے وہ لوگ اس زندگی کے خوشگوار بنانے کے لئے کوئی تیاری کرکے نہیں گئے ہوں گے۔ اس لئے وہاں عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

استثنا

زمانۂ کالج سے فارغ ہونے کے بعد ان لوگوں میں سے جس کسی کو عالم ربانی یا کسی شیخ کامل کی صحبت نصیب ہو گئی۔ تو وہ لوگ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اپنی اصلاح کر لیں گے۔ اس کے باعث ان کی دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔

میری شکایت پر ملک الشعراء ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کے ارشادات میں شہادت

نوجوانوں کی تعلیم کے متعلق

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق۔ صفحہ ۶۵

این غلام ابن غلام ابن غلام
حریت اندیشۂ او را حرام
مکتب از وے جذبۂ دیں در ربود
از وجودش ایں قدر دانم کہ بود
ایں زخود بیگانہ ایں مست فرنگ
نان جو می خواہد از دست فرنگ

پیام مشرق صفحہ ۱۶۹

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب و دانش و ذوق
نخرد بادہ کس از کارگہ شیشہ گراں

بال جبریل صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں
ساحرِ افرنگ کا صید زبوں
مرغ پر نارستہ چوں پراں شود
طعمۂ ہر گربۂ دراں شود

بال جبریل صفحہ ۱۸۰

چشم بینا سے ہے جوئے خوں
علم حاضر سے ہے دیں زار و زبوں

بال جبریل صفحہ ۶۹

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدائے لا الٰہ الا اللہ
خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاح کار کی راہ

تعلیم جدید کے متعلق لسان العصر اکبر الہ آبادی مرحوم کا فیصلہ

جمع و روش اطفال کی ہے قوم پر بار گراں
رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے بھی مگر کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف
پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اس جا کہ آواز اذاں بھی آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانوں اس طریقہ پہ
میری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

دونوں واجب الاحترام بزرگوں کی شہادت کا نتیجہ

میرے خیال میں نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ اپنے دونوں بزرگوں کی بے نظیر شہادت کی قدر کرے گا اور اس پر مہر تصدیق لگائے گا۔ اور اس امر کو بطیب خاطر تسلیم کر لے گا۔ کہ تعلیم جدید نوجوان کو مذہب و ملت سے دور ہٹا رہی ہے۔ خدا تعالےٰ سے منقطع کرا رہی ہے۔ آخرت کے خوف کو دل سے محو کر رہی ہے۔ اسلام اور حامیان اسلام کی وقعت اور عزت دل سے نکال رہی ہے۔ خدا کے لئے جینا۔ خدا کی راہ میں مرنا جو مسلمان کا امتیازی نشان تھا۔ نوجوان مسلمان اس حیات ابدی کے راستہ سے ہٹا جاتا ہے اگر نوجوان مسلمان کے خون میں حمیت اسلامی کی حرارت نہ رہی پھر اندازہ کیجئے کہ پاکستان میں اسلام کی کیا حالت ہوگی۔

تعلیم یافتہ نوجوان میں مذکورۃ الصدر بدعنوانیاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نتیجہ ہیں

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِینَ اتَّخَذُوا دِینَکُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِینَ أُوتُوا الْکِتَابَ مِن قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ أَوْلِیَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن کُنتُم مُّؤْمِنِینَ ۝

(سورۃ المائدہ رکوع ۹ پارہ ۶) ترجمہ

اے ایمان والو۔ ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے۔ ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی (یعنی یہود اور نصاریٰ) اور کافروں کو اور اللہ سے ڈرو۔ اگر تم ایماندار ہو

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

اللہ تعالےٰ نے تو فرمایا تھا کہ یہود اور نصاریٰ تمہارے دین کے دشمن ہیں۔ جس دین کو مسلمان اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ لہٰذا تم ان سے دوستی نہ رکھنا اور ہم نے نصرانی پر اتنا اعتماد کیا کہ حضور ہمارے بچوں کا کھلانا۔ پلانا۔ پہنانا۔ بیمار ہوں تو اپنی گرہ سے علاج کرانا یہ ہمارے ذمہ ہے اور حضور جو نصاب تعلیم تجویز فرمائیں وہ کتابیں خرید کرکے دینا یہ سب چیزیں ہمارے ذمہ ہیں اور حضور والا جو چاہیں انہیں تعلیم دیں۔ یہ قاعدہ ہے کہ انسان اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اس شخص کے سپرد کرتا ہے۔ جس کی دوستی پر پورا اعتماد ہو۔ لہٰذا اس قاعدہ کے مطابق مسلمانوں کی تعلیم کا جو نقشہ ابھی اسی عنوان میں عرض کر چکا ہوں کہ جن لوگوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ہمیں اطلاع دی تھی۔ کہ وہ ہمارے دشمن ہیں۔ ہم نے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرکے انہیں کو دوست خیال کرکے اپنی اولاد کی تربیت انہیں کے سپرد کی۔ اس کا نتیجہ وہ نکلا جو اوپر اپنے۔ دو بزرگوں کے الفاظ میں عرض کر چکا ہوں۔

پہلی غلطی کا پھر اعادہ

مسلمانوں نے انگریزی حکومت کے دور میں اپنے بچوں کو انگریز کی تحویل میں تعلیم دلائی تھی۔ اس کا نتیجہ وہ نکلا ہوا ہے جو آپ پڑھ چکے ہیں۔ جو ڈاکٹر سر اقبال مرحوم نے فرمایا ہے کہ اس نوجوان میں اسلام کی بو بھی نہیں رہی۔ اور اس کے منہ سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ بھی نہیں نکلتا۔

برادران اسلام خود فیصلہ کیجئے کہ قبر میں اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کی کیا حالت ہوگی۔ انگریزوں کے جانے کے بعد اب وہ درجہ امریکنوں کو دیا جا رہا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ لاہور میں امریکنوں نے بہت سے سکول کھولے ہیں جس میں مسلمانوں کے بچے سینکڑوں کی تعداد میں تعلیم پا رہے ہیں۔ انگریز اور امریکہ کے باشندے دراصل ایک ہی نسل ہیں۔ لہٰذا ہمارے بچوں پر انگریز کے ہاں تعلیم پانے سے جو اثر ہوا۔ وہی اثر انگریز کے زیر سایہ تعلیم پانے پر بھی یقیناً ہوگا۔

پہلے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی شروع کر دی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ)

ترجمہ:۔ ایک بل سے مومن دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا + برادران اسلام جب ایک مرتبہ انگریزوں سے نقصان اٹھا چکے۔ تو پھر دوسری مرتبہ اسی غلطی کو کیوں اختیار کر رہے ہو۔

نوجوانوں کو گمراہی سے بچانیکی دو تجویزیں

پہلی

انجمن حمایت اسلام لاہور سے درخواست کی جائے کہ وہ پرائمری سکول۔ مڈل سکول اتنے کھول دے کہ مسلمانوں کے بچوں کے لئے کافی ہوں۔ ماشاء اللہ انجمن حمایت اسلام کے لاہور میں پانچ ہائی اسکول ہیں۔ شیرانوالہ دروازہ ہائی سکول۔ اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ۔ اسلامیہ ہائی سکول وطن۔ اسلامیہ ہائی سکول ملتان روڈ۔ اسلامیہ ہائی سکول اچھرہ۔ غالباً سردست ہائی سکول تو کافی ہیں۔ البتہ دوسرے اسکولوں کے متعلق کوشش کی جائے۔ کہ انجمن حمایت اسلام مسلمانوں کی اس ضرورت کو بھی پورا کرے۔

اس کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ اگر مسلمانوں کے بچوں کو اسلام کی تعلیم مکمل نہ بھی ملی۔ کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ وہ اسلام سے متنفر نہیں ہوں گے۔ اور نہ اسلام کے خلاف عیسائیت کی تعلیم ان کے ذہن نشین ہوگی۔

دوسری

تجویز یہ ہے کہ اگر آپ عیسائیوں کے سکولوں میں پڑھانا ضروری سمجھتے ہیں تو پھر عیسائیت سے عقیدت اور اسلام

سے نفرت کے خیالات سے بچانے کے لئے اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم کے دلانے کا آپ انتظام کریں۔ تاکہ اس زہر کا یہ تریاق ہوتا رہے۔

پیشکش

جو میرے بھائی میرے ہاں نماز مغرب کے وقت اپنے بچوں کو بھیج سکیں۔ ان کی خدمت میں پیشکش کرتا ہوں۔ کہ ان کے بچوں کی مذہبی تعلیم کا میں مفت انتظام کر دوں گا۔ آپ اپنے بچوں کو نماز مغرب کے وقت مسجد لائن والی دروازہ شیرانوالہ میں پہنچا دیں۔ نماز مغرب سے متصل ان کا سبق شروع کرا دیا جائے گا۔ تعلیم بفضلہٖ تعالیٰ مفت ہوگی۔ البتہ باقی بعض ضروری ضوابط بعد میں طے ہو جائیں گے۔

تنبیہہ شدید

برادران اسلام۔ اگر آپ نے میری سابقہ معروضات کو درخورِ اعتناء خیال نہ کیا اور بچوں کو عیسائیوں کے سکولوں سے نہ ہٹایا اور ان کی مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہ کیا تو ان میں سے اکثر بڑے ہونے کے بعد نام کے مسلمان ہوں گے اور دل میں اسلام سے متنفر۔ اور بیزار اور عیسائیت سے مالوف ہونگے۔ ان حالات میں قیامت کے دن جب یہ بچے دوزخ میں جائیں گے۔ تو

ماں باپ پر لعنت

بھیجیں گے کہ انہوں نے ہمیں غلط راستہ پر چلایا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ہم دوزخ میں جا رہے ہیں۔

لعنت کا ثبوت

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ٥ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ٥ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ٥ (سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پ ۲۲)

ترجمہ:۔ جس دن ان کے منہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے اے کاش! ہم نے اللہ اور رسول ؐ کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

اپنی عقل سے پوچھئے

کہ دوزخی جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے بڑوں کی شکایت کر رہے ہیں کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا الخ۔ بڑوں سے مراد سب سے نمبر اوّل ماں باپ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ اور اپنے بڑوں کے لئے جو دُگنے عذاب کی بد دُعا کر رہے ہیں اور ان پر بڑی لعنت کی سفارش کر رہے ہیں۔ ان بڑوں سے مراد سوائے ماں باپ کے اور کوئی ہو سکتا ہے؟

اس سے تو بے اولاد ہی ہوتے تو بہتر تھا

اے عیسائیوں کی گود میں بچوں کی تربیت کرانے والو۔ اور اسے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم پر اکتفا کرنے والو اور قرآن مجید اور حدیث رسولؐ خدا کی تعلیم سے اولاد کو بے بہرہ رکھنے والو اور والیو۔ سوچ لو۔ سمجھ لو۔ کہ قیامت کے دن تمہیں اس اولاد سے کیا صلہ ملے گا۔ یہی اولاد تمہاری بدترین دشمن ہوگی۔ اس سے تو یہی بہتر تھا کہ تم بے اولاد ہی ہوتے۔ تاکہ تمہارے پیٹ کے جنے ہوئے تمہارے بدترین دشمن تو قیامت میں نظر نہ آتے۔ اگر اب بھی تمہیں شیطان گمراہ رکھے۔ اور آئندہ پیش آنے والے ہولناک واقعات سننے کے باوجود شیطان یہ کہے کہ یہ مولویوں کی باتیں ہیں۔ اور ان کے بکواس ہیں۔ ان کی کوئی پرواہ نہ کرو اور اپنی لائن پر چلے جاؤ۔ تو پھر آپ کے لئے ایک اور درجہ پیش آنے والا ہے۔ وہ بھی سن لیجئے۔

اللہ تعالیٰ کا دوزخیوں سے خطاب

الم تكن ايتي تتلى عليكم فكنتم بها تكذبون ٥ قالوا ربنا غلبت علينا شقوتنا وكنا قوما ضالين ٥ ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظلمون ٥ قال اخسئوا فيها ولا تكلمون ٥ (سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔

شعر

مرادِ ما نصیحت بود و کردیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

وما علينا الا البلاغ والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم۔

میری شکایت کی زبردست شہادت:—

۷ر نومبر ۱۹۵۷ء کی نماز عشاء کے بعد مجھے ایک شخص ملا۔ اس نے کہا کہ میرا بھتیجا ملتان چھاؤنی کے عیسائیوں کے ایک سکول میں پڑھتا تھا۔ جس کی عمر تقریباً سات آٹھ سال کی ہے۔ وہ کہتا تھا کہ سکول میں یسوع مسیح کا بُت بنا ہوا ہے۔ سب مسلمان بچوں سے اس کو سجدہ کرایا جاتا تھا مگر میں نہیں کرتا تھا۔ بلکہ دوسرے بچوں کو بھی سجدہ کرنے سے منع کرتا تھا۔ اس پر مجھے اُستانیاں مارتی تھیں کہ تم خود تو سجدہ نہیں کرتے۔ دوسروں کو بھی روکتے ہو۔ اس لئے وہاں سے ہم نے اپنے بھتیجے کو اٹھا لیا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۵۷ء

باطل کی فوجیں محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام پر ہر جگہ اور ہر طرف سے حملہ آور ہیں

ان کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی تین جماعتوں کا آنا فرض عین ہے

ان میں سے دو مذہبی ہیں علمائے کرام اور صوفیائے عظام

اور ایک سیاسی ہے اسلامی حکومت

(جہاں کہیں موجود ہو مثلاً پاکستان)

برادران اسلام۔ آج کے خطبہ کے جو عنوانات سطور بالا میں تحریر کئے گئے ہیں۔ آپ دُنیا کے کسی حصہ میں جائیں سلطنت وہاں کفر کی ہو یا اسلام کی آپ ان عنوانات کو بالکل ٹھیک پائیں گے۔

کہیں

تو علمبرداران شرک۔ یعنی مشرک اقوام چاہتی ہیں کہ محمدی اسلام مٹ جائے اور کہیں کفر کی فوجیں محمدی اسلام کو نیست و نابود کرنا چاہتی ہیں۔ کیونکہ محمدی اسلام کفر کے

لئے پیغام موت ہے

اور کہیں زندقہ محمدی اسلام کو مٹانا چاہتا ہے۔ کیونکہ "محمدی اسلام" زندقہ کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ اور کہیں الحاد "محمدی اسلام" کے مقابلہ میں صف آرا ہے کیونکہ الحاد کے پودے کے لئے بھی محمدی اسلام ایسا ہی ہے۔ جس طرح شیر کے سامنے بکری۔ بکری تب ہی زندہ رہ سکتی ہے کہ شیر جنگل سے نکل جائے

حاصل

یہ ہے کہ کسی مذہب کے اتنے دشمن دنیا میں نہیں ہیں۔ جتنے کہ "محمدی اسلام کے ہیں۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ دنیا کی کسی قوم کے پاس آسمانی کتاب نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہی پر یہ خاص انعام ہے کہ اس کی آسمانی کتاب یعنے قرآن مجید دنیا میں

۱۳۷۷ھ تک موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے لیا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا اعلان ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ (سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴) ترجمہ ہم نے یہ نصیحت (قرآن مجید) اتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

اس کا نتیجہ

یہ ہے کہ تمام مذاہب باطلہ فقط قرآن مجید کی بیخکنی چاہتے ہیں۔ حالاں کہ یہ چیز عقلاً محال ہے۔ جس کا محافظ اللہ تعالےٰ ہو۔ اس کو کون مٹا سکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہوگا کہ جہاں کہیں بھی باطل حق سے ٹکرائے گا۔ مونہہ کی کھا کر ذلیل ہو کر پسپا ہوگا۔ باطل کے مقابلہ میں کبھی تو

حق پرست علماء کرام آئیں گے

مثلاً

ایک مشرک یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اولاد فقط ایک اللہ تعالےٰ دیتا ہے۔ حالانکہ ہمارا فلاں دیوتا یا فلاں دیوی بھی اولاد دے سکتے ہیں۔ ہم نے تو بیٹے اور پوتے اور بیٹیاں اور نواسے اسی کی پوجا کر کے اسی کے بت پر چڑھاوے چڑھا کر لئے ہیں چونکہ تم مسلمانوں کو اس سے عقیدت نہیں ہے۔ اس لئے تمہیں وہ بت کچھ نہیں دیتا۔ ہم اس سے پوچھیں گے۔ یہ بتلاؤ کہ وہ کس نے پیدا کیا ہے۔ مشرک کہے گا۔ اسے پرمیشر (اللہ تعالیٰ) نے پیدا کیا ہے۔ ہم اس پر یہ جرح کریں گے کہ جو اپنے آپ کو نہیں بنا سکا بلکہ اپنے بننے میں دوسرے کا محتاج ہے وہ دوسروں کو کس طرح بنا سکتا ہے۔ (۲) اگر یہ دیوتا مخلوقات کو بناتا ہے۔ تو اس کے پیدا ہونے سے پہلے جو مخلوقات

دُنیا میں ہو گزری ہے۔ وہ کس نے بنائی تھی۔ اگر وہ انصاف پسند ہے۔ تو اسے ماننا پڑے گا کہ واقعی مسلمانوں کا یہ عقیدہ ٹھیک ہے کہ تمام جہان کی مخلوقات کا بنانے والا فقط ایک اللہ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ

(لہ ملک السمٰوٰت والارض یحیی ویمیت وھو علی کل شی قدیر ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شی علیم ھو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا وھو معکم این ما کنتم واللہ بما تعملون بصیر لہ ملک السمٰوٰت والارض والی اللہ ترجع الامور یولج الیل فی النھار ویولج النھار فی الیل وھو علیم بذات الصدور)

سورہ حدید پارہ ۲۷ رکوع ۱

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں بادشاہت اسی کے لئے ہے۔ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور ظاہر اور پوشیدہ ہے۔ اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ وہی ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔ پھر وہ عرش پر قائم ہوا۔ وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اُترتی ہے اور جو اس میں اوپر چڑھتی ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی حکومت اُسی کے لئے ہے اور سب امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے۔

منصف مزاج مشرک

کو ماننا پڑے گا کہ واقعی پرمیشر (خدا) ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ جیسے مسلمان اپنا خالق مانتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی دیوتا یا دیوی مخلوق کو بنانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

یا مثلاً کافر کو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا قائل کرنا

جس طرح ایک مشرک کو مسلمان نے اللہ تعالےٰ کی توحید کا عقیدہ تسلیم کرایا تھا۔ اسی طرح ایک مسلمان قرآن مجید کا عالم کافر کو اس بات کا قائل کردیگا کہ واقعی اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کی تعمیل کرنا انسانوں کا فرض عین ہے۔ مثلاً کافر یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کو ماننا میرے ذمّہ فرض نہیں ہے۔ اب قرآن مجید کا عالم اس سے پوچھے گا کہ تم اس دنیا میں کس طرح آئے ہو کہے گا کہ میری ماں نے مجھے جنا تھا۔ ہم کہیں گے کہ یہ ٹھیک ہے کہ تمہیں ماں نے جنا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اگر جننا ماں کے اختیار میں ہوتا۔ تو کوئی ماں بے اولاد نہ ہوتی۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ بیس بیس سال سے شادی شدہ ہیں۔ مگر آج تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں جننے کا آلہ ضرور ہے۔ مگر پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ اور سُنیئے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بچے مادر زاد اندھے ہوتے ہیں۔ بعض مادر زاد بہرے ہوتے ہیں بعض مادر زاد گونگے ہوتے ہیں۔ اگر ماں کا اختیار ہوتا تو نہ کوئی اندھا پیدا ہوتا اور نہ بہرا اور نہ گونگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنکھ میں بینائی۔ کانوں میں شنوائی۔ زبان میں گویائی بھی کسی اور کے حکم سے ڈالی جاتی ہے۔ اور وہ ڈالنے والا نظر نہیں آتا۔ مگر وہ موجود ضرور ہے۔ مسلمان اسی کو اللہ تعالےٰ کے پاک نام سے تعبیر کرتا ہے (لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر) (سورۃ الانعام رکوع ۱۳ پ ۷۔ **ترجمہ** اُسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

کافر سے ایک سوال

اگر کوئی شخص تم پر کسی قسم کا احسان کرے تو تیرا دل اس سے ممنون احسان ہوگا۔ یا نہیں۔ جب ہوگا تو تیرا دل چاہے گا کہ زبان سے اس کا شکریہ ادا کروں۔ جس خدا نے تمہیں منی کے قطرہ سے ماں کے پیٹ میں بنایا۔ تمہارے سب اعضا بالکل مکمل کرنے کے بعد اس وجود میں روح ڈالی۔ آنکھوں میں بینائی ڈالی۔ کانوں میں سننے کی طاقت رکھی۔ زبان میں بولنے کی قوت پیدا کر دی۔ غرضیکہ تیرے وجود کے ہر ہر عضو میں کوئی نہ کوئی خوبی رکھی۔ اور خوبیاں بھی وہ رکھیں کہ اگر وہ نہ دیتا تو وہ خوبی سارے دنیا کے خزانے بھی خرچ کر دیتے۔ تو بھی کہیں سے نہ مل سکتی۔ مثلاً اگر خدا تعالےٰ مادر زاد اندھا پیدا کر دیتا تو تمہیں دنیا میں کس قیمت پر بینائی مل سکتی تھی۔ ہرگز نہیں۔ اب بتلایئے کہ ایسے محسن کا حکم ماننا تیری فطرت کا تقاضا ہے یا نہیں۔ اگر وہ انصاف پسند ہے تو اسے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ واقعی مجھے اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ یا

مثلاً

ایک ملحد یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو (واٰتوا الزکوٰۃ سورۃ البقرہ رکوع ۵ پارہ ۱ (ترجمہ اور زکوٰۃ دو) کا حکم ہے۔ زکوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ صاف ستھرے ہو کر رہو۔ اگر ہم غسل خانہ سے نہا کر باہر نکل آئے تو ہم نے زکوٰۃ کے حکم کی تعمیل کر دی۔ ایک حق پرست عالم کتاب و سنت اسے سمجھائے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب پاک (قرآن مجید) کی مراد سمجھنے کے لئے در اصل اللہ تعالیٰ ہی سے معلوم کرنی چاہیئے تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنا نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجویز کیا ہوا ہے۔ اس نیابت کے متعلق اعلان ملاحظہ ہو۔ (وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ) سورۃ النجم رکوع ۱ پ ۲۷) **ترجمہ** اور نہ وہ (نبی) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے (یعنی جو فرماتا ہے) جو اس پر آتی ہے ×

لہذا وہ عالم اس ملحد کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی زکوٰۃ کی معنی بیان کرے گا۔ اس ملحد کو زکوٰۃ کی حضور انور کی بیان کردہ معنی ماننی پڑے گی۔

حاصل

یہ نکلا کہ ملحدین کے مقابلہ میں کتاب و سنت کا عالم ہی آئے گا۔ اور قرآن مجید کی ملحدین کی پیش کردہ تاویلات باطلہ کے بطلان کا قلع قمع کرکے حق کا جھنڈا بلند کر دے گا۔ اسی قسم کی خدمات حق پرست علماء کرام اسلام کے متعلق کرتے آئے ہیں۔ کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ جو گزر چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اور جو اس دور میں کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ ان کو استقامت عطا فرمائے۔ اللھم اجعلنا منھم اور باطل کی فوجوں کو شکست دینے کے لئے

حق پرست علماء کرام

سے میری مراد وہ علماء کرام ہیں۔ جن کی زندگی کا مقصد اشاعت کتاب وسنت ہو۔ وہ چاہتے ہیں کہ امیر ہو یا غریب شاہ ہو یا گدا اسے زندگی کے ہر شعبہ میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مقصود ہو۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی مخلوق دروازہ محمدی سے گزر کر دربار الٰہی میں جا پہنچے۔ ہر شخص اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں مذکور الصدر مسلک کو پیش نظر رکھے۔ خواہ اخلاق ہوں یا معاشرت۔ اقتصادیات ہوں یا سیاسیات وغیرہ

دراصل مندرجہ ذیل اعلان کے مصداق یہی حضرات ہیں۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ..... اِنَّ الْعَالِمَ لَیَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَّرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ۔ (رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی۔ **ترجمہ**۔ ابی الدرداءؓ سے روایت ہے۔ کہا پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بیشک عالم کے لئے آسمانوں میں رہنے والے اور زمین پر رہنے والے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں (مغفرت کی دعا کرتی ہیں) اور تحقیق عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے۔ جیسی کہ چودھویں رات کے چاند کو باقی ستاروں پر اور تحقیق علماء انبیاء کے وارث ہیں اور تحقیق انہوں نے دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا سوائے اس کے نہیں (اپنے) علم کا وارث بنایا ہے۔ پس جس شخص نے اس علم کو پا لیا۔ اس نے بڑا حصہ پا لیا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ قَالَ ذُکِرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ وَاَھْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ (رواہ الترمذی) **ترجمہ**:۔ ابی امامہ باہلی سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک ان دونوں میں سے عابد تھا اور دوسرا عالم پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر (ایسی) ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ایک ادنےٰ پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے۔ یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور یہاں تک کہ مچھلی لوگوں کو نیکی سکھانے والے کے لئے دعا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے وارث

ہونے کے لحاظ سے حق پرست علمائے کرام کا فرض منصبی دراصل اشاعت قرآن مجید ہی ہے۔ (یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ط وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ط واللہ یعصمک من الناس ط ان اللہ لا یھدی القوم الکفرین ٥ (سورۃ المایدہ رکوع ۱۰۔ پارہ ۶۔) **ترجمہ** اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے۔ اسے پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

قرآن مجید کے علاوہ حدیث شریف کی اشاعت

حق پرست علماء کرام قرآن مجید کی تشریح بیان کرتے وقت احادیث کو بھی بیان فرمائیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید میں بکثرت ایسے مقام آئیں گے کہ جب تک احادیث کو سامنے نہ لایا جائے مطلب واضح نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ (رواہ فی المؤطا)۔ **ترجمہ**:۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کو پکڑے رکھوگے۔ ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ (وہ دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ دین الٰہی کا متن تو قرآن مجید ہے اور اس کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

کبھی اہل دل۔ نور باطن سے منور قلوب

والے حضرات قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو کر میدان میں آئیں گے۔ اسلام پر حملہ کرنے والے باطل کو شکست فاش دے کر اسلام کے جھنڈے کو سربلند کر دیں گے۔

مثلاً

ایک کافر یا ایک زندیق عذاب قبر کی تفاصیل پر جو دربار رسالت سے ہو کر آتی ہیں ان کا انکار کرتا ہے۔ ایسے بد نصیبوں کے مقابلہ میں وہ لوگ کبھی نہیں آ سکتے جو

تزکیہ باطن کے منکر ہیں۔کیونکہ وہ تو خود اندھے ہیں۔ وہ ایسے اندھوں کی کب راہ نمائی کر سکتے ہیں۔ بقول شخصے

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

اور نہ ہی ان کے مقابلہ میں حق پرست علماء کرام آ سکتے ہیں۔جنہوں نے کسی صاحب دل مربی روحانی سے تربیت نہ کرائی ہو۔ وہ حضرات طالب حق کو تو دلائل سے دقیق سے دقیق مضمون ذہن نشین کرا سکتے ہیں۔ مگر جس چیز کا تعلق عالم برزخ سے ہو۔اس کا یقین دلائل سے کس طرح دلا سکتے ہیں۔ چونکہ عذاب قبر کا تعلق عالم برزخ سے ہے۔اس لئے جو صاحب اس فن میں کامل ہونگے وہ منکر عذاب قبر سے فرمائیں گے۔ بیٹا تم ہمارے پاس آؤ۔ اور تزکیہ باطن کی جو شرائط ہیں مثلاً حلال اور طیب چیزوں کا کھانا پینا مشتبہ اور حرام سے قطعاً پرہیز۔ غافلوں اور بے دینوں کی صحبت سے دور رہنا۔ اس کے بعد جو اذکار الہیہ جس جس وقت میں جتنی تعداد میں بتلائیں ان کی پابندی کرنا اور ہماری صحبت میں بیٹھنے کا جو طریقہ ہے اس طریقہ کو ملحوظ رکھ کر صحبت میں بیٹھنا۔ ان شرائط کو پورا کرو۔ انشاء اللہ تعالے اس طریقہ سے کچھ عرصہ تک زندگی بسر کرنے کے بعد جب تم پایہ تکمیل تک پہنچ جاؤ گے۔ اس وقت تمہیں ہر قبر کے دوزخ کا گڑھا یا بہشت کا باغ ہونے کا علم ہو سکے گا۔ اور تمہیں اپنے مشاہدے پر اتنا وثوق ہوگا۔ کہ ساری دنیا کے انسان بھی تمہارے خلاف کہیں گے تم کہو گے۔ تم سب جھوٹے ہو۔ اور اس قبر کے متعلق جو میرا فیصلہ ہے وہ صحیح ہے۔ میرا خیال ہے

اب سمجھ گئے ہوں گے

کہ اہل باطن حضرات اسلام کی وہ خدمت انجام دے سکتے ہیں جو اور کوئی نہیں کر سکتا۔

اہل باطن حضرات سے عام مسلمانوں کا فائدہ اٹھانا

عرض یہ ہے کہ جیسے ہم انسان کہتے ہیں۔ وہ دو چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم اور روح۔ جسم کی بناوٹ زمین سے پیدا شدہ چیزوں سے ہے اور روح عالم بالا سے لاکر انسان کے جسم میں داخل کی گئی ہے اس کی تفسیر حدیث شریف سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جسم کی بیماریاں اور ہیں۔ مثلاً پیٹ میں درد۔ سر میں درد۔ گردے میں درد وغیرہ وغیرہ اور روح کی بیماریاں اور ہیں۔جس کا پتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مل سکتا ہے۔ مثلاً کبر۔ حسد۔ ریا وغیرہ۔ یہ خیال رہے کہ اگر ان روحانی بیماریوں سے شفایاب ہو کر دنیا سے نہ گیا۔ تو ان کے باعث قیامت کے دن دوزخ میں جانا پڑے گا صاحب باطن حضرات جنہیں اولیاء کرام کے مبارک نام سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ اس فن کے استاد ہوتے ہیں بشرطیکہ صحیح معنی میں صاحبِ باطن اور کامل ہوں وہ اس قسم کے اذکار الہیہ کی مشق کراتے ہیں۔جس کی برکت سے انسان امراض روحانی سے شفا پا جاتا ہے۔

اللھم اجعلنا منھم

سمجھنے کے لئے ایک مثال

جس طرح ایک شخص کسی دوکاندار کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ میں اس پگڑی کا رنگ سبز کرنا چاہتا ہوں۔ دوکاندار اس سے چار آنے لے کر پڑیا میں سبز رنگ دے دیتا ہے پھر وہ شخص رنگ ساز کے پاس جاتا ہے کہ یہ رنگ پڑیا سے پگڑی پر چڑھ جائے۔ رنگساز کہتا ہے۔ بہت اچھا۔ پگڑی اور رنگ دے جاؤ شام کو لے جانا۔ رنگ ساز کا کمال یہ ہے کہ وہ رنگ پگڑی کی ایک ایک تار پر چڑھا دیتا ہے۔ باطن کی رنگینی کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے۔ رنگ تو ہے قرآن۔ رنگ فروش ہیں علماء کرام۔ رنگساز ہیں صوفیائے عظام۔

جامعیتہ ہو تو نور علیٰ نور

اگر اللہ تعالے کسی عالم کو خلق خدا کے باطن کی اصلاح کی بھی توفیق عطا فرمائے تو یہ اس کا فضل ہے۔ مثلاً ایک شخص بازار میں دو چیزیں خریدنے کے لئے جاتا ہے۔ اگر وہ دونوں چیزیں ایک ہی دکان سے مل جائیں تو پھر دکانوں پر جانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ ہمارے ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے بانی قاسم العلوم والخیرات حضرت مولٰنا محمد قاسم صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر آج تک اس کی سرپرستی کا شرف ایسے ہی جامع حضرات کا حاصل ہوتا رہا ہے۔ آج بھی حضرت مولانا و مقتدانا شیخ العرب والعجم حسین احمد صاحب مدنی دامت برکاتہم جامع بین الظاہر والباطن ہیں۔ ان کے علمی کمالات کے قائل تو لاکھوں انسان ہوں گے۔ اور ان کے باطنی کمالات کے قائل فقط باطن کی بصیرت رکھنے والے اہل دل جن کے قلوب عالم ملکوت کے حالات کا بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ وہ حضرات جانتے ہیں کہ مولانا کیا ہیں۔ جو لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ وہ لوگ باطن کی بینائی سے محروم ہیں چمگادڑ اگر یہ کہے کہ سورج میں نور نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے تو دن میں بھی روشنی کی بجائے اندھیرا ہی نظر آتا ہے تو کیا واقعی سورج میں نور نہیں ہے یا چمگادڑ کی آنکھیں سورج کا نور دیکھنے سے عاجز ہیں۔

اسلامی سلطنت کی ساری فوج اور سپاہ کا فرض اولین اسلام کی حفاظت ہے

اگرچہ اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ اللعلمین بنا کر بھیجا ہے آپ کا ہر فرمان رحمت ہے۔ آپ کا ہر عمل رحمت ہے۔ آپ کا ہر حکم رحمت ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اسوہ حسنہ ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ دنیا میں بسنے والا ہر متنفس آپ کی تحریک اسلام کو رحمت تصور کرتا۔ اور اس کے اتباع کو اپنے حق میں رحمت خیال کرتا۔ مگر اس کا کیا علاج ہے۔ کہ ابلیس لعین جو قیامت تک مہلت لے کر دنیا میں آیا ہوا ہے۔ اور اس کی زندگی کا نصب العین خلق خدا کو صحیح راستہ سے ہٹانا۔ انبیاء علیہم سلام کی ہر نیکی کی تحریک کے راستہ میں روڑے اٹکانا ہے۔ اس لئے وہ بھی ہر پیغمبر کے مقابلہ میں شیطانی فوجوں کو صف آرا کرتا رہا ہے۔ اسی اپنی پرانی عادت کے مطابق رحمتہ اللعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں بھی اپنی فوجیں لایا۔ الغرض

اس کی فوجوں نے اسلام کے مقابلہ میں شکست فاش کھائی۔ مگر پھر بھی وہ باز نہیں آیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ اور آپ کے بعد صحابہ کرام کے مبارک زمانہ میں ہمت نہیں ہاری اس کے بعد بھی اس کا ہر زمانہ میں یہی طریقہ رہا۔ چنانچہ اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں سلاطین اسلام دشمنان اسلام سے برسر پیکار رہے۔ چنانچہ آپ کو معلوم ہے کہ سلاطین اسلام کے جھنڈے کے نیچے صلیبی جنگوں میں مسلمانوں نے لاکھوں کی تعداد میں حفاظت اسلام کیلئے آپ کی جانیں قربان کیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ترکوں کی سلطنت یورپ میں ایسی ہے۔ جس طرح بتیس دانتوں میں ایک زبان۔ ترکوں کے متعلق یہ ضرب المثل مشہور تھی۔ مائیں کہا کرتی تھیں۔ ہم اس لئے بچے جنتی ہیں کہ میدان جہاد میں کام آئیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ایک ترک مجاہد کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ جنہوں نے آٹھ سو سال سے شجر اسلام کی اپنے نوجوانوں کے خون سے آبیاری کی ہے۔ یہ شعر اسی کی شہادت دے رہا۔ **شعر**

الٰہی آبرو رکھیو میرے ترکی جوانوں کی
دیار مصطفےٰ خیر الورےٰ کے پاسبانوں کی

ترکوں کی اسلام دوستی

اے مسلمانان لاہور تقریباً اڑتیس سال کا عرصہ ہوا۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ غازی رؤف بے صاحب ترکوں کے نمائندہ کی حیثیت سے لاہور میں تشریف لائے تھے اور انہوں نے رات کے وقت اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں تقریر فرمائی تھی انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم تو اسلام ہی کے نام سے زندہ ہیں۔ ہمارا دشمن ریوٹر تمہیں غلط اطلاعات دیتا ہے کہ ترکوں نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے ایک

عجیب واقعہ سنایا

کہ ۱۹۱۴ء کی جنگ میں جب قسطنطنیہ پر برطانوی اور فرانسیسی فوجوں نے قبضہ کر لیا۔ اس وقت ینگ ٹرکش پارٹی نے ترکوں کی تربیت یافتہ فوج کے نوجوان جو مختلف مقامات پر منتشر تھے۔ انہیں جمع کیا اور انگورہ کو اپنا مرکز قرار دے کر اس تربیت یافتہ فوج کو مرتب کرکے قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور اتحادی فوجیں ترکوں کی بہادر فوج کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ قسطنطنیہ فتح ہو گیا۔ اس اثناء میں غازی صاحب نے فرمایا ایک موقعہ ایسا آیا کہ ایک پہاڑ پر توپخانہ چڑھا کر اگر یونانیوں کے میگزین پر گولہ باری کی جائے تو یونانی فوجوں کو شکست دی جا سکتی تھی۔ چنانچہ ہم نے سارے ملک میں جہاد کا اعلان کر دیا۔ جہاد کے جذبہ کے ماتحت ترک عورتیں بھی آئیں۔ ان عورتوں نے پہاڑ پر توپخانہ چڑھا دیا۔ چونکہ پہاڑ پر برف پڑی ہوئی تھی ان کے پاؤں شل ہو ہو جاتے تھے اور گرتی جا رہی تھیں۔ ہم انہیں فوج کی طرف سے گرم لباس بھی دیتے تھے تو بھی نہیں لیتی تھیں۔ بالآخر انہوں نے پہاڑ پر ہمت کرکے توپخانہ چڑھا ہی دیا۔ ہم نے وہاں پہنچ کر یونانیوں کے میگزین پر گولہ باری کی۔ میگزین کو آگ لگ گئی اور قلعہ فتح ہو گیا۔

موجودہ حالات سے قطع نظر

کرکے ہمیں اس کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ صدیوں تک ترکوں کے جذبہ جہاد اسلامی کی برکت سے اسلام کی عزت اور عظمت سرزمین یورپ میں تابندہ رہی ہے۔

علیٰ ھذا القیاس

ریاست میسور میں سلطان ٹیپو نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا سلطان خود میدان جنگ میں شجاعت اور جوانمردی سے لڑتا لڑتا شہید ہو گیا۔ اس شہید ملت نے انگریزوں کے سامنے جھکنے کی بجائے موت کو ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ اس مرحوم ومغفور کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین یا الٰہ العالمین

حاصل

یہ ہے کہ جس طرح حق پرست علماء کرام نے علمی قابلیت سے اسلام کو سربلند رکھا۔ اسی طرح علمبرداران تزکیہ حضرات نے اپنی توجہات سے اسلام کے چراغ لوگوں کے دلوں میں روشن کر دیئے۔ اسی طرح سلاطین اسلام نے بھی اپنی فوجی، طاقت سے اسلام کا جھنڈا بلند رکھا۔ اسلام کی حفاظت کے لئے مسلمان فوجیں کفار کے مقابلہ میں سر دھڑ کی بازی لگاتی رہیں اور جام شہادت پی کر جنت کا ٹکٹ لے کر رحمت الٰہی کے سایہ میں جا کر فی حواصل الطیور الخضر (سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں داخل ہو کر جنت بسیرا کرتی رہیں۔

اسلام سے کفر کی ٹکر حضور انور ؐ کے مبارک زمانہ سے آ رہی ہے

(۱)

کافر شیطان کے دوست ہیں ان سے لڑو

الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللہ ج والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیاء الشیطن ج ان کید الشیطن کان ضعیفا ○ (سورۃ النساء رکوع ۱۰ پ ۵)

ترجمہ: جو ایمان والے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں سو تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو۔ بے شک شیطان کا فریب کمزور ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اسلام کے مخالف شیطان کے دوست ہیں اور شیطان روز اوّل سے حق کا دشمن چلا آ رہا ہے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بمعیت صحابہ کرام کے کفار کے لڑنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

کفار سے جہاد اس وقت تک جاری رہیگا۔ جب تک کفر کا جھنڈا اسلام کے سامنے سرنگوں نہ ہو جائے

د هم حتی لا تکون و
یکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین ○ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۴ پ ۲)

ترجمہ اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے اور اللہ کا دین قائم ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو سوائے ظالموں کے کسی پر سختی جائز نہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی کافروں سے لڑائی اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور کسی کو دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور خاص اللہ ہی کا حکم جاری رہے۔ سو جب وہ شرک سے باز آئیں تو زیادتی سوائے ظالموں کے اور کسی پر نہیں۔ یعنی جو بدی

سے باز آگئے۔ وہ اب ظالم نہ رہے تو اب ان پر زیادتی بھی مت کرو ہاں جو فتنہ سے باز نہ رہیں۔ ان کو شوق سے قتل کرو۔

آج بھی سلاطین اسلام

بالخصوص ہماری سلطنت پاکستان

کا یہ اولین فرض ہے کہ اندرون مملکت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام کو زندہ اور تابندہ رکھنے کی سرتوڑ کوشش کرے۔ اور اگر کوئی بیرونی طاقت مملکت پاکستان سے یہ حق چھیننا چاہے۔ تو پاکستان کے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ پاکستان کی سرزمین کو کفار کی گرفت سے بچانے کے لیے میدان میں آئے۔

آخری دعا

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہر فرقہ کے علماء کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے اسلام کو ہر ممکن کوشش کرکے زندہ اور تابندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تمام مسلمانوں کو اس خیرالقرون والے اسلام کا پابند بنا کر پاکستان کی حفاظت کا جذبہ دلوں میں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حکومت کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ کہ اندرون ملک میں جید علمائے کرام کے مشورہ سے اسلامی قانون بنا کر رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلمان کو مسلح کرکے پاکستان کی حفاظت کے لیے سربکف آنے کی توفیق عطا فرمائے

وما علینا الا البلاغ

شوہر کو راضی رکھنے والی بیوی کی فضیلت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حالت میں دنیا سے جائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو تو وہ جنت میں جائے گی۔ جامع ترمذی

بیویوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنے کی ہدایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو (یعنی میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کی ان بندیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نرمی اور مدارات کا برتاؤ رکھو، ان کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے (جو قدرتی طور پر ٹیڑھی ہتی ہے) اور زیادہ کجی پسلی کے اوپر کے حصے میں ہوتی ہے، اگر تم اس ٹیڑھی پسلی کو (زبردستی) بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو وہ ٹوٹ جائے گی، اور اگر اسے یونہی اپنے حال پر چھوڑ دو گے (اور درست کرنے کی کوشش نہ کروگے) تو پھر وہ ہمیشہ ویسی ہی ٹیڑھی رہے گی، اس لئے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۷ جمادی الاوّل ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۵۷ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قرآن مجید کی اطلاع کہ انسان کے چار دشمن ہیں

۱ شیطان - ۲ خواہشات - ۳ بیوی - ۴ اولاد

برادران اسلام ۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ اسے اپنے متعلق مفید اور مضر کی بھی تمیز نہیں ہوتی ۔ جب تک اس کا مربّی اسے نہ سمجھائے ۔ مثلاً بچے کو ماں باپ سمجھاتے ہیں ۔ کہ بیٹا فلاں فلاں لڑکوں کے ساتھ مت کھیلا کرو ۔ کیونکہ وہ اچھے نہیں ہیں ۔ یا گرمی کی موسم میں دوپہر کے وقت دھوپ میں مت پھرا کرو ورنہ آنکھیں دُکھنے لگ جائیں گی ۔ علیٰ ہذا القیاس

انسان اپنی ناتجربہ کاری

کی بنا پر ایسا ہی ہے ۔ جس طرح ناتجربہ کار بچہ ۔ انسان کی جسمانی اور روحانی تربیت کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے لیا ہوا ہے ۔ کیونکہ وہی رب العالمین ہے ۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی مقدس کتاب (قرآن مجید) میں مختلف طریقوں سے انسان کی رہنمائی فرمائی ہے اور اس کے لئے دُنیا اور آخرت کے لحاظ سے جو چیزیں اس کے لئے مفید یا مضر ہیں ۔ ان کی تمیز کرائی ہے ۔ آج کی صحبت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید میں انسان کے چار دشمنوں کا ذکر آتا ہے ۔ تاکہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان دشمنوں کے شر سے بچ جائے ۔ اور اس کی دُنیا اور آخرت سنور جائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین ۔

سب سے بڑا خطرناک دشمن

شیطان اور اسکے متعلق قرآن مجید کے انکشافات

پہلا

شیطان کی آدم علیہ السلام سے دشمنی کی ابتدا

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲ پ ۸)

ترجمہ اور ہم نے تمہیں پیدا کیا ۔ پھر تمہاری صورتیں بنائیں ۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو پھر سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا ۔ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا ۔ فرمایا تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا ہے ۔ جبکہ میں نے تمہیں حکم دیا ۔ کہا میں اس سے بہتر ہوں ۔ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا ہے ۔

دُوسرا

شیطان کا تکبر کے باعث ذلیل ہونا

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۲ پ ۸)

ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو یہاں سے اُتر جا تجھے یہ لائق نہیں کہ یہاں تکبر کرے ۔ پس نکل جا ۔ بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے ۔

تیسرا

شیطان کا مُہلت مانگنا اور مُہلت کا ملنا

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲ پ ۸) ترجمہ ۔ کہا مجھے اس دن تک مہلت دے ۔ جس دن لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے ۔ فرمایا تجھے مہلت دی گئی ہے ۔

چوتھا

مہلت لینے میں شیطان کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا تھا

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲ پ ۸) ۔ ترجمہ :۔ کہا جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے ۔ میں بھی ضرور ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا ۔ پھر ان کے پاس ان کے آگے ۔ ان کے پیچھے ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے آؤں گا ۔ اور تو اکثر کو ان میں سے شکرگزار نہیں پائے گا ۔

پانچواں

شیطان کے بہکانے سے گمراہ ہونے والے جہنم میں جائینگے

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۲ پارہ ۸)

ترجمہ :۔ فرمایا ۔ یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جا ۔ جو شخص ان میں سے تیرا کہا مانے گا ۔ میں سب کو جہنم میں بھر دوں گا ۔

حاصل

مذکورۃ الصدر پانچوں انکشافات کا حاصل یہ ہے کہ شیطان حضرت آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کا جانی دشمن ہے ۔

اس نے قیامت تک مہلت ہی اس لیئے لی ہے۔ تاکہ آدم علیہ السلام کی اولاد کو اپنی طرح نافرمان بنائے۔ اور انہیں قیامت کے دن اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائے۔

شیطان کے خطرے سے آگاہی

اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو شیطان کے خطرہ سے آگاہ کر دیا ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ ۔ پارہ ۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

حاصل

اس آیت کا حاصل یہ ہے۔ کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو۔ یعنی ظاہر اور باطن عقیدہ اور عمل میں صرف اسلام کے احکام کا اتباع کرو۔ یہ یاد رہے کہ علمی طور پر اسلام کا ترجمان قرآن ہے اور عملی طور پر سُنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمانداروں کی ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے عقائد اور اعمال میں کتاب و سُنہ کے پابند رہو۔ اگر انسان ان دو چیزوں کو ہر وقت ہر حالت میں پیشِ نظر رکھے تو شیطان اسے کبھی بھی گمراہ نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ارشاد بھی اسی چیز کی رہنمائی کر رہا ہے۔ ارشاد ہے۔ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ؟

ترجمہ۔ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھوگے۔ ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔

نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس طریقہ کے مسلمان کو شیطان کبھی گمراہ نہیں کرسکیگا۔

حدیث شریف میں ہر انسان کے ساتھ شیطان ہونے کا ذِکر

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِيَّايَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ وَلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے (بچا ہوا) نہیں۔ مگر اس کے ساتھ اس کا ساتھی جنوں میں سے مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور (ایک) عرض کی یا رسول اللہ اور آپ کے ساتھ بھی (شیطان) ہے۔ آپ نے فرمایا اور میرے ساتھ بھی (ہے) اور لیکن اللہ نے مجھے اس پر مدد دی ہے۔ پھر وہ اسلام لے آیا ہے۔ پھر مجھے سوائے نیکی کے اور کسی بات کا حکم نہیں کرتا۔

اس کا ساتھی جو شیطانوں میں سے مقرر کر دیا گیا

دُوسرا دشمن

انسان کا بدترین دشمن ھویٰ ۔ خواہشات نفسانی ہیں ۔ اس کے متعلق شہادتیں

پہلی

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ط اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۙ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ط اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ○ سورۃ الفرقان رکوع ۴ پ ۱۹

ترجمہ:۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا۔ جس نے اپنا خدا اپنی خواہش کو بنا رکھا ہے۔ پھر کیا تو اس کا ذمہ وار ہو سکتا ہے۔ یا تو خیال کرتا ہے کہ اکثر ان میں سے سُنتے یا سمجھتے ہیں۔ یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنی زندگی میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیئے اس کے احکام کی تعمیل کرتا۔ لیکن ان لوگوں نے (جن کا ذکر ان آیات میں ہے) محض اپنی خواہش کے مطابق زندگی بسر کرنے کو اپنا نصب العین بنایا ہوا ہے۔ گویا کہ انہوں نے وہ درجہ جو اللہ تعالےٰ ہی کو دینا چاہیئے تھا۔ وہ اپنی نفسانی خواہشات کو دے رکھا ہے۔ لہذا ان کے حق میں یہ کہنا بجا ہے کہ ان کا خدا ان کی نفسانی خواہشات ہی ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ حیوانات سے بھی بدتر ہیں۔ اللھم لا تجلعنا منھم

دُوسری

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ (سورۃ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان لوگوں کی صحبت میں نشست و برخاست رکھی جائے جو صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی یاد میں شاغل رہتے ہیں۔ اور اس شخص کی تابعداری نہ کی جائے۔ جس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہے۔ اور اپنی خواہش نفسانی کے ماتحت زندگی بسر کر رہا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اپنی ہی خواہش نفسانی کے ماتحت زندگی بسر کرنے والا انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مردود ہے اس لیئے اس سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تیسری

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ط وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ سورۃ القصص رکوع ۵ پارہ ۲۰

(ترجمہ:۔ پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے تابع ہیں اور اس سے

بڑھ کر کون گمراہ ہوگا۔ جو اللہ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہشوں پر چلتا ہو۔ بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضور انورؐ کی مخالفت کرنے والے اپنی خواہشوں کی تابعداری کرنے والے ہیں۔ اس لئے وہ سخت گمراہ ہیں۔ اور ظالم ہیں

تیسرا اور چوتھا دشمن

بیوی۔ اولاد

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

(سورۃ التغابن رکوع ۲ پ ۲۸)

ترجمہ: اے ایمان والو بے شک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں "بہت مرتبہ آدمی بیوی بچوں کی محبت اور فکر میں پھنس کر اللہ اور اس کے احکام کو بھلا دیتا ہے۔ ان تعلقات کے پیچھے کتنی برائیوں کا ارتکاب کرتا اور کتنی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے۔ بیوی اور اولاد کی فرمائشیں اور رضا جوئی اسے کسی وقت دم نہیں لینے دیتی۔ اس چکر میں پڑ کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اہل و عیال اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا سبب بنیں۔ وہ حقیقۃً اس کے دوست نہیں کہلا سکتے بلکہ بدترین دشمن ہیں۔ جن کی دشمنی کا احساس بھی بسا اوقات انسان کو نہیں ہوتا۔ اسی لئے حق تعالےٰ نے متنبہ فرما دیا کہ ان دشمنوں سے ہوشیار رہو۔ اور ایسا رویہ اختیار کرنے سے بچو۔ جس کا نتیجہ ان کی دنیا سنوارنے کی خاطر اپنا دین برباد کرنے کے سوا کچھ نہ ہو۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں سب بیویاں اور ساری اولاد اسی قماش کی ہوتی ہیں۔ بیت اللہ کی بندیاں ہیں جو اپنے شوہروں کی دین کی حفاظت کرتی اور نیک کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں اور کتنی ہی سعادتمند اولاد ہے جو اپنے والدین کے لئے باقیات صالحات بنتی ہے۔ جعلنا اللہ منھم بفضلہ ومنہ

مذکورالصدر چاروں دشمنوں سے بچنے کی تدبیر

یہ ہے کہ انسان قرآن مجید کے حصار میں آ جائے۔ جس طرح انسان کسی قلعہ میں داخل ہو جائے۔ تو دشمن کی زد سے بچ جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص قرآن مجید کے قلعہ میں اپنے آپ کو محدود کرے گا وہ کبھی ان دشمنوں کے پنجہ میں نہیں آئے گا۔ اس کے متعلق متعدد ثبوت۔

پہلا

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِیْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى ۙ۬ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشْقٰى ۝

(سورہ طٰہٰ۔ رکوع ۷۔ پارہ ۱۶)

ترجمہ: فرمایا۔ تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ۔ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر اگر تمہیں میری طرف سے ہدایت پہنچے۔ پھر جو میری ہدایت پر چلے گا تو گمراہ نہیں ہوگا۔ اور نہ تکلیف اٹھائیگا

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص بھی قرآن مجید پر عمل کرے گا وہ ہرگز گمراہ نہیں ہوگا

دوسرا

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۝

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے۔ کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ قرآن مجید اس شخص کو سب سے سیدھا راستہ بتلاتا ہے جو اس کو اپنا دستور العمل بنائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص اس سیدھے راستہ پر چل کر دروازہ الہی پر جا پہنچیگا اور یہ قرآن مجید ہی کی خصوصیت ہے

تیسرا

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ۬ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (سورہ المائدہ رکوع ۳ پ ۶)

ترجمہ: اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ جو بہت سی چیزیں تم پر ظاہر کرتا ہے جنہیں تم کتاب (یعنی توراۃ) سے چھپاتے تھے اور بہت سی چیزوں سے در گزر کرتا ہے۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ اللہ سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

ان آیات میں قرآنِ مجید کی صفات

(۱) نور ہے۔ (۲) روشن کتاب ہے۔ (۳) سلامتی کے راستے دکھلانے والا۔ (۴) ہر قسم کے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والا۔ صراطِ مستقیم کی راہ نمائی کرنے والا۔

خود فیصلہ فرمایئے

جو شخص ان صفتوں والے قرآن مجید کو اپنا رہبر بنائے گا۔ وہ کبھی گمراہ ہو سکتا ہے۔ اور کبھی کوئی دشمن اُسے بہکا سکتا ہے ہرگز نہیں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شاید نور سے مراد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے یعنی یہود و نصاریٰ جو وحی الہی کی روشنی کو ضائع کرکے اہواء اور

آراء کی تاریکیوں اور باہمی خلاف و شقاق کے گڑھوں میں پڑے دھکے کھا رہے ہیں۔ جس سے نکلنے کا بجائت موجودہ قیامت تک امکان نہیں۔ ان سے کہہ دو کہ خدا کی سب سے بڑی روشنی آ گئی۔ اگر نجات ابدی کے صحیح راستہ پر چلنا چاہتے ہو تو اس روشنی میں حق تعالیٰ کی رضا کے پیچھے چل پڑو۔ سلامتی کی راہیں کھلی پاؤ گے اور اندھیرے سے نکل کر اُجالے میں بے کھٹکے چل سکو گے۔ اور جس کی رضا کے تابع ہو کر چل رہے ہو۔ اُسی کی دستگیری سے صراط مستقیم کو بے تکلف طے کر لو گے۔

و ما علینا الا البلاغ و اخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العلمین۔

کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا (یعنی اس کو نفرت نہیں کرنی چاہیے) اگر اس کو کوئی عادت ناپسندیدہ ہوگی تو دوسری کوئی عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔ صحیح مسلم

حضور ﷺ کی اپنے گھر میں نرم مزاجی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (یعنی نکاح و رخصتی کے بعد آپ ﷺ کے ہاں آجانے کے بعد بھی) گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ کھیلنے والی میری کچھ سہیلیاں تھیں (جو ساتھ کھیلنے کے لئے میرے پاس بھی آیا جایا کرتی تھیں) تو جب آنحضرت ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو وہ (آپ کے اس احترام میں کھیل چھوڑ کے) گھر کے اندر جا چھپتیں تو آپ ﷺ ان کو میرے پاس بھجوا دیتے (یعنی خود فرما دیتے کہ وہ اسی طرح میرے ساتھ کھیلتی رہیں) چنانچہ وہ آ کے پھر میرے ساتھ کھیلنے لگتیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ر جمادی الاوّل ۱۳۷۷ھ مطابق ۶ر دسمبر ۱۹۵۷ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

انسان کی ایک روحانی مہلک بیماری اور اس کا علاج

مہلک بیماری عصیان (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے) اور اس کا علاج یہ ہے کہ دل میں خوف خدا پیدا ہو تاکہ اس کی برکت سے انسان گناہ سے بچے

برادران اسلام: آپ دیکھیں گے کہ بعض خاندانوں میں بعض بیماریاں نسلی طور پر چلی آتی ہیں۔ مثلاً بعض خاندانوں میں دق کی بیماری چلی آ رہی ہے۔ بعض خاندانوں میں یہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ اس خاندان میں عورتیں تند خو اور درشت مزاج ہی ہوتی آئی ہیں۔ ایسے خاندانوں میں لوگ رشتہ کرنا پسند نہیں کرتے۔

علیٰ ہذا القیاس حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں عصیان کا سلسلہ نسلی طور پر آ رہا ہے

اگرچہ بقول شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ عصیان کے مراتب میں فرق ہے۔ مگر لفظ عصیان کا استعمال جدِ امجد اور اولاد کے حق میں یکساں طور پر قرآن مجید میں آیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے عصیان کا ذکر

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى ۝ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ لَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَ عَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ هَدٰى ۝

(سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶)

ترجمہ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا پھر ہم نے کہا اے آدم۔ بیشک یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے۔ سو تمہیں جنت سے نہ نکلوا دے۔ پھر تو تکلیف میں پڑ جائے۔ بے شک تو اس میں بھوکا اور ننگا نہیں ہوگا۔ اور بے شک تو اس میں نہ پیاسا ہوگا اور نہ تجھے دھوپ لگے گی۔ پھر شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا۔ کہا اے آدم! کیا میں تجھے ہمیشگی کا درخت بتاؤں اور ایسی بادشاہی جس میں ضعف نہ آئے۔ پھر دونوں نے اس درخت سے کھایا۔ تب ان پر ان کی برہنگی ظاہر ہو گئی۔ اور اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے۔ اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پھر بھٹک گیا۔ پھر اس کے رب نے اسے سرفراز کیا۔ پھر اس کی توبہ قبول کی اور راہ دکھائی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت آدم علیہ السلام کے عصیان پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی جب حکم الٰہی کے امتثال میں غفلت و کوتاہی ہوئی تو اپنی شان کے موافق عزم و استقامت کی راہ پر ثابت قدم نہ رہے۔ اس کو غوایت و عصیان سے تغلیظاً تعبیر فرمایا ہے۔ بقاعدہ حسنات الابرار سیئات المقربین"

حاصل

یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصیان (نافرمانی) عام انسانوں کی طرح نہیں تھا۔ بلکہ اُن کی شان کے شایاں جو استقامت مناسب تھی اس درجہ سے ذرا درجہ نازلہ پر اُتر آئے۔

عصیان آدم علیہ السلام کا واقعہ سورۃ الاعراف میں

وَ يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَ قَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ سورۃ الاعراف۔ رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور اے آدم تو اور تیری عورت جنت میں رہو۔ پھر جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جاؤ۔ ورنہ بے انصافوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر انہیں شیطان نے بہکایا۔ تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں۔ ان کے سامنے کھول دے۔ اور کہا کہ تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے نہیں روکا۔ مگر اس لئے کہ تم کہیں فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ اور ان کے روبرو قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں۔ پھر انہیں دھوکہ سے مائل کر لیا۔ پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان پر ان کی شرمگاہیں کھل گئیں اور اپنے اوپر بہشت کے پتے جوڑنے لگے

اور انھیں ان کے رب نے پکارا۔ کیا میں نے تمھیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تمھیں کہہ نہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ شیطان نے دھوکہ دے کر آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو منع شدہ درخت میں سے کھلا ہی دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا عصیان کس درجہ کا تھا۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"آدم و حوا شیطان کی قسموں سے متاثر ہوئے کہ خدا کا نام لے کر کون جھوٹ بولنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ شائد وہ سمجھے کہ واقعی اس کے کھانے سے ہم فرشتے بن جائیں گے یا پھر کبھی فنا نہ ہونگے۔ اور حق تعالےٰ نے جو نہی فرمائی تھی۔ اس کی تعلیل یا تاویل کر لی ہوگی۔ لیکن غالباً فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ اور اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى وغیرہ سے نسیان ہوا اور یہ بھی خیال نہ رہا کہ جب وہ مسجود ملائکہ بنائے جا چکے۔ پھر ملک (فرشتہ) بننے کی کیا ضرورت رہی۔ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔ (طٰہٰ رکوع ع۶) واضح ہو کہ امر و نہی کبھی تو تشریعاً ہوتے ہیں۔ اور کبھی شفقۃً۔ اس کو یوں سمجھو کہ مثلاً ایک تو ریل میں بدوں ٹکٹ سفر کرنے کی ممانعت ہے۔ یہ تو قانونی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کا اثر کمپنی کے حقوق پر پڑتا ہے۔ اور ایک جو گاڑیوں میں لکھا ہوتا ہے کہ مت تھوکو کہ اس سے بیماری پھیلتی ہے۔ یہ نہی شفقۃً ہے۔ جیسا کہ بیماری پھیلنے کی تعلیل سے ظاہر ہے۔ اسی طرح خدا کے اوامر و نواہی بعض تشریعی ہیں جن کی خلاف ورزی کرنے والا قانونی مجرم سمجھا جاتا ہے۔ اور جن کا ارتکاب کرنا ان حقوق کے منافی ہے۔ جن کی حفاظت کرنا تشریع کا منشا تھا۔ دوسرے وہ اوامر و نواہی ہیں۔ جن کا منشا تشریع نہیں۔ محض شفقت ہے۔ شاید آدم علیہ السلام نے اکل شجرہ کی ممانعت کو نہی شفقت سمجھا۔ اسی لئے شیطان کی وسوسہ اندازی کے بعد اس کی خلاف ورزی کرنے کو زیادہ بھاری خیال نہ کیا۔ مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام کی چھوٹی سی لغزش بھی ان کے مرتبۂ قرب کے لحاظ سے عظیم و ثقیل بن جاتی ہے۔ اس لیئے اپنی غلطی کا ظاہری نقصان اُٹھانے کے علاوہ مدت دراز تک توبہ و استغفار میں مشغولِ گریہ و بکا رہے۔ آخر کار ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى کے نتیجہ پر پہنچ گئے۔

بود آدم دیدۂ نورِ قدیم
موئے در دیدہ بود کوہِ عظیم"

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے درخت کے کھانے کی ممانعت کو نہی تشریعی نہیں خیال کیا۔ بلکہ اس کو بھی شفقت اور مہربانی کی نہی تصور فرمایا اور ادھر شیطان نے ایسے سبز باغ دکھائے کہ آدم علیہ السلام جیسے مقرب الٰہی کو ایسے مدارج عالیہ کا حاصل ہونا تو محبوب ترین چیز معلوم ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا کہ اس لیئے آپ کو اس درخت کے کھانے سے منع کیا گیا ہے کہ کہیں آپ فرشتے نہ ہو جائیں یا ہمیشہ بہشت میں نہ رہ جائیں۔ مقربین الٰہی تو سبھی یہ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ ہی اسی مقام پہ قیام فرما رہیں۔ جہاں ہمیشہ ہمیشہ رحمت الٰہی کے انوار کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔ اور جہاں ہر ہفتہ وہاں کے رہنے والوں کو دیدار الٰہی سے مشرف کیا جاتا ہے۔ اور جس مقام کو نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ۔ ترجمہ (بہشت بہشتیوں کے لیئے) بخشنے والے مہربان کا مہمان خانہ ہے۔ ہر مقرب الٰہی کے دل میں اس مقام کے قیام کی ہوس ہوتی ہے۔ اور چونکہ حضرت آدم علیہ السلام پاک طینت شریف طبع تھے۔ ان کے دل میں یہ وہم بھی پیدا نہیں ہو سکتا تھا کہ ابلیس ملعون اللہ تعالےٰ کے نام کی جھوٹی قسم کھا رہا ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر اگرچہ حضرت آدمؑ کے اس فعل کو عصیان کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مگر ان کے اس عصیان پر عام فرمانبرداری کرنے والے انسانوں کی خوبیاں مقابلہ میں لائی جائیں تو یہ پاکیزہ خیال کا عصیان شائد دوسروں کی ہزارہا خوبیوں پر بھی بھاری ہو۔ وہ عصیان کے مرتکب ہو کر بھی قرب الٰہی کے اس مقام پر کھڑے ہوتے ہیں۔ جہاں بڑے بڑے متقیوں کو رسائی نصیب نہیں ہو سکتی۔

اس کی وضاحت کیلئے ایک مثال

ایک معمولی دیہاتی گنوار اور ایک وزیر اعظم دونوں بادشاہ کی رعایا کے افراد ہیں۔ مثلاً وہ گنوار رزق کی تنگی سے تنگ آ کر ایک امیر کے گھر میں نقب لگا کر اناج کی بوری چوری کر کے لے آتا ہے۔ یا ایک گڈریئے کے ریوڑ سے رات کو بکری چوری کر کے لے آتا ہے۔ اور گھر میں لا کر ذبح کر کے بال بچے کو کھلا دیتا ہے۔ یہ شخص بادشاہ کا مجرم ہے۔ اس کی سزا ہتھکڑی لگا کر جیل میں بھیجا جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل وزیر اعظم صاحب سے بادشاہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مثلاً بادشاہ سلامت نے اپنے درباریوں کو حکم دیا ہوا ہے کہ شاہی دربار ٹھیک دس بجے دن کے منعقد ہوگا۔ اس لیئے میرے آنے سے پہلے آپ سب لوگ پونے دس بجے دربار میں حاضر ہو جایا کریں۔ تاکہ میرے آتے ہی دربار کا کام شروع ہو جائے۔ اتفاق سے ایک دن وزیر اعظم صاحب دربار میں پندرہ منٹ دیر سے پہنچے۔ بادشاہ سلامت کو انتظار کرنا پڑا۔ اور درباری کاروبار میں پندرہ منٹ رکاوٹ رہی۔ وزیر اعظم کا پندرہ منٹ دیر سے آنا یہ جرم ہے۔ اس سے بادشاہ سلامت ناراض ہوئے۔ وزیر اعظم کو اس جرم کی سزا کیا ملی کہ جب وزیر اعظم نے بادشاہ کو سلام عرض کیا تو بادشاہ نے خندہ پیشانی سے جواب نہیں دیا۔ اور اس کے بعد دس منٹ تک بادشاہ نے وزیر اعظم سے بات چیت نہیں کی۔ اور دوسرے وزراء سے مخاطب ہوتا رہا۔ دس منٹ کے بعد بادشاہ نے وزیر اعظم کی طرف توجہ فرمائی اور درباری کاروبار شروع ہو گیا۔ وزیر اعظم معتوب ہونے کی حالت میں بھی بادشاہ سلامت کے دائیں طرف نمبر اوّل کی کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ اور لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں رعایا کے افراد سے اس وقت بھی بلند مقام رکھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے عاصی ہونے کی حالت میں بھی وہ اس مقام پر فائز ہیں۔ جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہے۔

وزیر اعظم کی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی خصوصیات

(۱) اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ

بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ (سورہ ص رکوع ۵ - پ ۲۳)

ترجمہ :- جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان مٹی سے بنانے والا ہوں

(۲) فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ (سورہ ص رکوع ۵ پ ۲۳)

ترجمہ :- پھر جب میں اسے پورے طور پر بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں۔ تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔

(۳) فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ (سورہ ص رکوع ۵ پ ۲۳)۔ ترجمہ :- پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔

(۴) اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (سورہ ص رکوع ۵ پ ۲۳)

ترجمہ :- مگر ابلیس نے نہ کیا۔ تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

(۵) فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ سورہ طہٰ رکوع ۷ پ ۱۶۔

ترجمہ :- پھر ہم نے کہا۔ اے آدم بے شک یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے۔ سو تمہیں جنت سے نہ نکلوا دے۔ پھر تو تکلیف میں پڑ جائے۔

یہ ثابت ہو گیا

گزشتہ پیش کردہ تفصیل سے یہ چیز پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصیان شفقتی حکم تھا نہ کہ تشریعی۔

تشریعی احکام میں عصیان

آپ کی اولاد تشریعی احکام میں اللہ تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی کرتی آئی ہے۔ اور کر رہی ہے۔ اس کے متعلق متعدد شہادتیں

پہلی

ملائکہ عظام نے انسان کے عصیان پر مہر لگائی ہے۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۝ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ الآیہ (سورۃ البقرہ رکوع ۴ پ ۱) ترجمہ :- جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا۔ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو فساد پھیلائے اور خون بہائے ؟

اللہ تعالیٰ نے اس الزام کی تردید نہیں فرمائی۔ ہاں یہ فرمایا۔ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (ترجمہ بیشک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یعنی اس کے پیدا کرنے اور اسے اپنا نائب بنانے کی کچھ حکمتیں بھی ہیں جنہیں تم نہیں جانتے۔

دوسری

انسان کے عصیان (نافرمانی) پر اللہ تعالےٰ کی اپنی شہادت كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى (سورۃ العلق پارہ ۳۰)

ترجمہ :- ہرگز نہیں۔ بے شک انسان سرکش ہو جاتا ہے۔ جبکہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے

تیسری

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (سورہ الانعام رکوع ۳ پ ۷۔

ترجمہ :- اور بعض ان میں سے تیری طرف کان لگائے رہتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ کچھ نہیں سمجھتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور اگر یہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہ لاویں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آ کر تم سے جھگڑتے ہیں تو کافر کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہی ہیں۔

چوتھی

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــــَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۳ پ ۷ - ترجمہ

اور یہ لوگ اس (قرآن مجید یا پیغمبر علیہ السلام) سے روکتے ہیں اور خود اس سے دور بھاگتے ہیں۔ اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور سمجھتے نہیں۔

پانچویں

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۷ پ ۹)

ترجمہ :- پھر میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیر دوں گا۔ جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔ اور اگر وہ ساری نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اسے اپنی راہ نہیں بنائیں گے۔ اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے اپنا راستہ بنائیں گے۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے بے خبر رہے۔

چھٹی

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ (سورہ یونس رکوع ۹ پ ۱۱)۔ ترجمہ

اور موسےٰ نے کہا اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آرائش اور ہر طرح کا مال دیا ہے۔ اے رب ہمارے یہاں تک کہ انہوں نے تیرے راستہ سے گمراہ کر دیا۔ اے رب ہمارے۔ ان کے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ پس یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھیں۔

ساتویں

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ رکوع ۶ پ ۱)

ترجمہ۔ اور جب تم نے کہا اے موسےٰ ہم ہرگز تیرا یقین نہیں کریں گے۔ جبتک کہ روبرو اللہ کو دیکھ نہ لیں۔ تب تمہیں بجلی نے دیکھتے دیکھتے آ لیا۔

آٹھویں

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ رکوع ۶ پ ۱)

ترجمہ۔ اور ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا۔ اور تم پر منّ و سلویٰ اُتارا۔ جو کچھ ہم نے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں۔ ان میں سے کھاؤ۔ اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا۔ بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

نوین

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ - رکوع ۶ پ ۱)

ترجمہ - اور جب ہم نے کہا کہ شہر میں داخل ہو جاؤ - پھر اس میں جہاں سے چاہو - بے تکلفی سے کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہتے جاؤ - بخش دے تو - ہم تمہارے قصور معاف کر دیں گے - اور نیکی کرنے والوں کو زیادہ بھی دیں گے - پھر ظالموں نے بدل ڈالا کلمہ سوائے اس کے جو انہیں کہا گیا تھا - سو ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کیا -

یہ نو شہادتیں بطور نمونہ

پیش کی گئی ہیں جن سے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا تشریعی احکام الٰہی میں عصیان ثابت کیا گیا ہے - اگر سارے قرآن مجید میں سے اس عنوان کی مثالیں جمع کی جائیں تو کوئی بعید نہیں ہے کہ سینکڑوں جمع کی جا سکیں اور قرآن مجید کے پیش کردہ عصیان (نافرمانی) کی مثالوں میں بیشتر حصہ ایسے لوگوں کے حالات کا ہوگا - جو اسی عصیان کے باعث دُنیا سے لعنت کی موت سے کوچ کر گئے اور ابدالاباد (ہمیشہ ہمیشہ) کے لیئے دوزخ کا ٹکٹ لے کر گئے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ انسانوں میں عصیان کی ایک روحانی مہلک بیماری پیدا ہو جاتی ہے - اس مہلک بیماری سے حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے معصوم (پاک) ہوتے ہیں - سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کسی جماعت کے لیئے یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے - ہاں اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ اپنے مقبول بندوں میں سے جس کو چاہے عصیان سے محفوظ رکھے - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاءُ واللہ ذوالفضل العظیم -

مرض عصیان کا علاج

آپ نے دیکھا ہوگا - کہ اطباء طب یونانی اپنی ادویات کی جب فہرست شائع کرتے ہیں تو سرورق پر لکھتے ہیں - (لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ) ہر مرض کے لیئے دوا موجود ہے - اسی پر روحانی امراض کے علاج کو قیاس کر لیا جائے طب روحانی کے نسخہ جات کا آسمان سے نازل شدہ مجموعہ قرآن مجید ہے - جس میں ہر ایک رُوحانی بیماری کا علاج موجود ہے - البتہ یہ ضرور ہے - جس طرح مثلاً طب یونانی کی ایک اعلےٰ درجہ کی کتاب موجود ہو - جس میں ہر بیماری کے متعلق تشخیص اور مجرب ترین ادویات کے نسخے موجود ہوں - مگر جب تک حکیم حاذق موجود نہ ہو - جو بیماری کو پہچان سکے - اور بیماری کی صحیح تشخیص کرنے کے بعد اس کے مناسب اس کتاب سے نسخہ تجویز کرے - اس وقت تک کسی مریض کو فائدہ نہیں ہو سکتا - مثلاً مریض کو بخار ہے - بخار کی بہت سی قسمیں ہیں - پھر یہ کہ ہر قسم کے بخار کے لیئے علاج علیحدہ علیحدہ ہے حاصل یہ ہے کہ جب تک حکیم حاذق نہ ہو اس وقت تک اس طب کی کتاب سے مقدبہ فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا - اسی طرح جب تک کتاب و سُنّت کا ماہر عالم نہ ہو - اس وقت تک ایک جاہل نا تربیت یافتہ انسان جسے خود بھی علوم قرآنیہ کے متعلق بصیرت حاصل نہیں ہے - وہ انسانوں کو کس طرح رہنمائی کر سکتا ہے - جس طرح ہر فن میں ماہر خصوصی (اکسپرٹ) کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح قرآن شریف کے علوم و معارف سے استفادہ کرنے کے لیئے کتاب و سُنّت کے کسی ماہر خصوصی (اکسپرٹ) کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری ہے - جس کے روحانی تعلق کی کڑیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُبارک زمانہ تک جا ملتی ہوں آپ کو معلوم ہے کہ اصلی اور کھری چیز کمیاب ہوتی ہے اور نقلی اور کھوٹی چیز کی بہتات ہوتی ہے - جو شخص فقط کھری چیز لینا چاہے - اسے بفضلہ تعالیٰ یقیناً کھری چیز مل ہی جاتی ہے - اگرچہ کافی جد و جہد کے بعد ہی ملے - الحمد للہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے کھرے عالم بھی موجود ہیں اور اصلی با خدا بھی موجود ہیں بشرطیکہ طلب صادق ہو -

قرآن مجید میں مرض عصیان کا مختصر اور مجرب ترین علاج

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (سورۃ النّٰزعٰت پارہ ۳۰)

ترجمہ اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکا - بے شک اس کا ٹھکانہ بہشت ہی ہے -

نتیجہ

ہر عقلمند اس اعلان سے بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے - کہ اللہ تعالےٰ کا ڈر ہی انسان کو خواہشات نفسانی سے روک سکتا ہے - انہیں خواہشات نفسانی میں مبتلا ہونے ہی سے تو عصیان پیدا ہوتا ہے - لہذا یہ چیز واضح ہو گئی کہ خوفِ خدا کی برکت سے انسان مرض عصیان سے بچ سکتا ہے

خوف خدا کے باعث بُرائی سے بچنا اور نیکی کرنا

ثبوت دوئم

اس عنوان کا پہلا ثبوت (وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى) کی صورت میں آپ پڑھ چکے ہیں - اب دوسرا ثبوت ملاحظہ ہو -

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝	بے شک نیک ایسی شراب کے پیالے پیئں گے - جس میں چشمہ کافور کی آمیزش ہوگی -
عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝	وہ ایک چشمہ ہوگا - جس میں سے اللہ کے بندے پیئں گے اس کو آسانی سے بہا کر لے جائیں گے -
يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝	وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی -
وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝	اور وہ اسکی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں -
اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝	ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لیئے - نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے - اور نہ شکر گزاری
اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝	ہم تو اپنے رب سے ایک اُداس اور ہولناک دن سے ڈرتے ہیں -

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۚ

پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچائے گا اور انکے سامنے تازگی اور خوشی لائیگا

یہ سب آئتیں سورۃ الدہر پارہ ۲۹ کی ہیں۔

حاصل

ان آیات میں غور کرکے دیکھئے۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ کا خوف غالب ہے۔اس لئے گناہوں سے بچے ہوئے ہیں۔ اور نیکیوں میں تیز گام ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا خوف ہی انسان کی اصلاح کا کفیل اور ذمہ دار ہے۔

ثبوت سوم

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

تو اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنادے جب ان دونوں نے قربانی کی۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی اس نے کہا میں تمہیں مار ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا اللہ پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

(سورہ المائدہ ع ۵ پ ۶)

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا انسان خود تو کسی سے بُرائی نہیں کرتا۔ بلکہ دوسرا کوئی بُرائی کرے تو اللہ تعالےٰ کے ڈر کے باعث اس کا مقابلہ نہیں کرتا۔

دربار رسالت سے اللہ تعالےٰ کا خوف پیدا کرنے والے چند اعلانات

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةٍ فَرَاَى النَّاسَ كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرٰى الْمَوْتَ فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ

فَاِنَّهُ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَاَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذَا وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَتَّسِعُ لَهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ وَيُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِيْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيَّضُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَّا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهٗ وَيَخْدِشْنَهٗ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ ابی سعید سے روایت ہے۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے۔ دیکھا۔ کہ لوگ گویا ہنس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز کا اکثر ذکر کرتے رہو تو وہ تمہیں اس سے باز رکھے۔ جس کو میں دیکھ رہا ہوں۔ (یعنی تم کبھی نہ ہنسو) اور وہ (یعنی لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز) موت ہے۔ پس تم لذتوں کو فنا کر دینے والی موت کو اکثر یاد رکھو۔ واقعہ یہ ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا۔ جس میں قبر یہ نہ کہتی ہو کہ میں غربت کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ اور جب قبر میں مومن بندہ کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہو تو کشادہ مکان میں آیا ہے۔ تو میرے نزدیک بہت محبوب تھا۔ ان لوگوں میں سے جو مجھ پر چلتے ہیں۔ آج کے دن جب مجھے تجھ پر اختیار دیا گیا ہے تو میری طرف آیا ہے۔ پس تو عنقریب میرے اس نیک کام کو دیکھے گا۔ جو میں تیرے لئے کروں گی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ اس مومن بندے کے لئے کشادہ ہو جاتی ہے۔ جہاں تک کہ نظر کام کرتی ہے اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب فاجر یا کافر بندے کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے۔ نہ تیرا آنا مبارک اور نہ قبر کشادہ مکان ہے۔ تو میرے نزدیک ان تمام لوگوں میں سے جو مجھ پر چلتے ہیں۔ بُرا تھا۔ اور آج کے دن جب تجھے میرے سپرد کیا گیا ہے اور میری طرف آیا ہے۔ تو دیکھے گا میں تیرے ساتھ کیسا بُرا سلوک کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر قبر اس کو دباتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر نکل جاتی ہیں۔ ابو سعیدؓ نے کہا آپؐ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا۔ پھر بعض (انگلیوں) کو بعض کے اندر ڈال دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس مقبور پر ستر اژدہا مقرر کئے جاتے ہیں (ایسے اژدہا) کہ اگر ایک ان میں سے زمین پر پھنکار مارے۔ تو قیامت تک زمین سبزہ نہ اُگائے۔ یہ اژدہا اسے کاٹتے اور نوچتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس بندے کو حساب کے لئے لے جایا جائے۔ ابوسعیدؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ يَّا لَيْتَنِيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ

(رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ) **ترجمہ**

ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور (وہ چیز)

سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان آواز بلند کرتا ہے اور اس کو آواز بلند کرنے کا حق ہے۔ اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ آسمان میں چار انگشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتے خدا کے لئے اپنا سر رکھ کر سجدہ میں نہ پڑے ہوں۔ اللہ کی قسم اگر تم وہ جانو جو میں جانتا ہوں البتہ تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ۔ اور نہ عورتوں سے بستروں پر لذت حاصل کرو اور تم جنگلوں کی طرف خدا سے نالہ و فریاد کرتے نکل جاؤ۔ اس حدیث کو بیان کرکے ابوذرؓ نے کہا۔ کاش میں درخت ہوتا۔ جس کو کاٹ ڈالا جاتا۔

عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ جَلَّ ذِکْرُہٗ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَکَرَنِیْ یَوْمًا اَوْخَافَنِیْ فِیْ مُقَامٍ (رواہ الترمذی والبیہقی فی کتاب البعث والنشور)

ترجمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ (قیامت کے دن) فرمائے گا۔ (یعنی ان فرشتوں سے جو دوزخ پر متعین ہیں) اس شخص کو آگ میں سے نکال دو۔ جس نے مجھے ایک دن بھی یاد کیا ہو یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہو۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَھُمُ الَّذِیْنَ یَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَیَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا یَا ابْنَتَ الصِّدِّیْقِ وَلٰکِنَّھُمُ الَّذِیْنَ یَصُوْمُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ وَھُمْ یَخَافُوْنَ اَنْ لَّا یُقْبَلَ مِنْھُمْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ:۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا وَالذین یوتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ۔ (یعنے وہ لوگ جو دیتے ہیں۔ جو کچھ کہ دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل ڈرتے ہیں) کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہ اے صدیقؓ کی بیٹی۔ بلکہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ صدقہ دیتے ہیں اور اسکے باوجود وہ خدا سے ڈرتے ہیں کہ ان کے ان اعمال کو (شاید قبول نہ کیا جائے) یہی وہ لوگ ہیں۔ جو نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں

دعا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے خوف کی نعمت عطا فرمائے اور اسکی برکت سے

کامل ایمان والا کون ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاق برتاؤ (سب کے ساتھ) بہت اچھا ہو (اور خاص کر) بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف و محبت کا ہو۔ جامع ترمذی

سب سے اچھا آدمی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی تم میں زیادہ اچھا اور بھلا ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو۔ (اس کے ساتھ فرمایا) اور میں اپنی بیویوں کے لیے بہت اچھا ہوں۔ جامع ترمذی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲ر جمادی الاول ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۳ر دسمبر ۱۹۵۷ء

از جناب شیخ التفسیر مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

(بین مضمون)

۱۔ پہلا انسان کی زندگی کا مقصد عبادت (حصول رضا الٰہی) ہے

۲۔ دوسرا انسان کی زندگی کا ہر عمل حیات حصول رضا الٰہی کے دائرے میں آسکتا ہے

۳۔ تیسرا رزق حلال کمانے کے تمام ذرائع معاش میں سے کسی پیشہ کو بھی ذلیل نہیں کہا جاسکتا

انسان کی زندگی کا نصب العین محض عبادت (حصول رضا الٰہی) ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ مَا أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا أُرِيْدُ أَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ (سورۃ الذٰریٰت رکوع ۳ پ ۲۷)

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ میں اُن سے کوئی روزی نہیں چاہتا کہ وہ مجھے کھلائیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ عربی دان حضرات سمجھ سکتے ہیں کہ ما اور الا سے یہ مراد ہے۔ کہ انسان کی پیدائش کا مقصد فقط عبادت ہی ہے۔ یعنی اسے سوائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اور کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے اگر اس نے کسی اور کام کو زندگی کا نصب العین بنایا تو اپنے مقصد حیات سے خارج ہو جائے گا۔ چنانچہ عنوان میں دوسرا نمبر جو تحریر کیا گیا ہے۔ اس کی آگے تفصیل آنے والی ہے۔ اس میں یہ چیز ثابت کر دی جائے گی کہ انسان کا ہر عمل حیات دائرہ عبادت میں آسکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نصب العین

قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ (سورہ انعام رکوع ۲۰ پ ۸)

ترجمہ۔ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

نتیجہ

اس اعلان سے یہ چیز بالکل صاف ہو گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ اور آپؐ کی زندگی کا ہر عمل حیات اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہے۔ آپؐ کی کوئی نقل و حرکت بھی اس دائرے سے باہر نہیں ہے۔ آپؐ کی مبارک زندگی میں ذرا غور کیا جائے تو آپؐ کے وجود مسعود سے روزانہ بہت سے اعمال ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً آپؐ کھاتے پیتے بھی ہیں۔ سوتے بھی ہیں۔ جاگتے بھی ہیں گھر میں بھی اندر تشریف لے جاتے ہیں گھر سے باہر بھی تشریف لاتے ہیں۔ حاضر ہونے والے مہمانوں سے بات چیت بھی فرماتے ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ کبھی سیر کے لئے باغات میں بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ میدان جنگ میں بھی جاتے ہیں۔ فوجوں کو ترتیب بھی دیتے ہیں۔ میدان جنگ میں بعض اوقات لڑتے بھی ہیں مال غنیمت بھی تقسیم فرماتے ہیں۔ جو باہر سے وفود آتے ہیں۔ اُن سے بات چیت بھی کرتے ہیں۔ عشر وصول کرنے والے بھی مقرر کر کے بھجواتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس آپ کی مبارک زندگی میں اور بہت سے کام نظر آتے ہیں جو آپؐ کرتے رہتے ہیں۔

اعلان سابق کی بنا پر

یہی کہا جائے گا کہ یہ سب کام آپؐ اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے کرتے ہیں کیونکہ آپؐ کے ہر عمل حیات کو آیت شریف میں للہ رب العلمین کے تحت میں لایا جا چکا ہے۔

آپؐ کی اُمت کو آپ کا اتباع کرنے کا حکم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○ (سورہ احزاب رکوع ۳ پ ۲۱) ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی اُمید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل حیات کو اپنے لئے نمونہ بنانے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ لہٰذا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے ماتحت صرف ہوتا تھا۔ اسی طرح ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس کی زندگی کا ہر لمحہ بھی اللہ تعالےٰ کی رضا کے ماتحت ہی صرف ہو جس شخص کی زندگی بھی اس طریقے پر گزریگی وہ آپ کا صحیح معنوں میں متبع اور مومن کامل سمجھا جائے گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں یہی کمال تھا

کہ ان کی مبارک زندگیاں بھی حصول رضا الٰہی کے لئے وقف تھیں۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو بھی مسلمانوں کے لئے معیار مقرر فرمایا ہے۔ جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے ایک کامل مکمل معیار تھے۔

حصول رضا الٰہی کو مقصد حیات بنانے کے باعث صحابہ کرامؓ کے معیار ہونے کا ثبوت

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۷ پ ۵)

ترجمہ: اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرح چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

حاصل

اس سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر اُمتی کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کے لئے مامور کیا جا چکا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کامل اور مکمل اتباع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شفقت اور رحمت نے محض اپنے فضل سے یہ تقاضا کیا کہ آپ کی آئندہ آنے والی اُمت کے لئے آپؐ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کو بھی نمونہ بنا دیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی یہ انتہائی خوش نصیبی ہے۔ اس عزت کے درجے پر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے اور کوئی اُمت نہیں پہنچی۔

مضمون دوم

اس پروگرام دہر عمل حیات میں حصول رضا الٰہی کو عملی جامہ پہنانے کی ترکیب

یہ ہے کہ ہر مسلمان جو ذریعہ معاش بھی اختیار کرے اس میں یہ تصور پہلے کر لے کہ یہ ذریعہ معاش میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اختیار کر رہا ہوں

اس کی مثالیں

پہلی

ایک کپڑے کا بیوپاری بزازی کی دُکان کھولتا ہے۔ وہ دُکان شروع کرنے کے وقت یہ نیت کر لے کہ اے اللہ تو نے مجھے حکم دیا ہے کہ حلال روزی کما کر کھاؤں اور حلال روزی ہی کما کر بال بچوں کی پرورش کروں۔ اس لئے میں نے یہ کام شروع کیا ہے تاکہ میں اس ذریعے سے حلال روزی کما سکوں۔ اس نیت سے یہ دُکان کھولنا اور دس بارہ گھنٹے دُکان پر بیٹھے رہنا سوائے نماز باجماعت پڑھنے کے اور کسی وقت غیر حاضر نہ رہنا یہ سارا وقت اس شخص کی عبادت میں شمار کیا جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ اگر نیت خیر کی ہے تو عمل خیر ہے۔ اور اگر نیت شر کی ہے تو عمل شر ہے۔ اس بنا پر اس دُکاندار کے دس بارہ گھنٹے گویا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں صرف ہوئے۔

دُوسری

ایک شخص اناج منڈی میں اناج کی خرید و فروخت کی دُکان کھولتا ہے۔ اُس کی نیت یہ ہے کہ اے اللہ میں چاہتا ہوں کہ نا جائز ذریعہ سے نہیں۔ بلکہ جائز ذریعہ سے حلال کا رزق کما کر خود کھاؤں اور اسی حلال کے مال سے بال بچوں کی خدمت کر سکوں۔ اس نیت سے اس شخص کا شہر سے بیرونجات میں جانا اور زمینداروں سے فصل کے موقعہ پر اناج خرید کر کے لانا اور منڈی میں لا کر اپنی دُکان پر رکھ کر اناج کا بیوپار کرنا یہ سب کچھ اس کی حصول رضا الٰہی کا ذریعہ بن جائے گا۔ اناج کے خریدنے کے لئے اس کا سفر پر جانا۔ ریل۔ لاری۔ ٹانگہ وغیرہ کا کرایہ صرف کرنا اور پھر پیدل دیہات میں پھرنا یہ اس کا سب وقت اور سب روپیہ جو خرچ ہوگا۔ وہ سب حصول رضا الٰہی کے لئے ہوگا۔ کیونکہ یہ ساری نقل و حرکت حصول رضا الٰہی کے لئے بذریعہ اناج کے کاروبار کے کر رہا ہے

تیسری

ایک مسلمان لوہار کے دل میں یہ خیال ہے کہ اے اللہ میں چاہتا ہوں کہ خود حلال کا رزق کما کر کھاؤں اور اپنے بال بچوں کی پرورش بھی حلال ہی کے مال سے کروں۔ اس جذبے کے تحت وہ شخص بازار سے کوئلہ اور لوہا خرید کر لایا ہے اور بھٹی دھکا کر کلہاڑیاں۔ چاقو اور درانتیاں وغیرہ اوزار بناتا ہے کیونکہ اس شخص کے سارے کام کی رُوح حصول رضا الٰہی ہے۔ لہذا اس کا لوہا خرید کر لانا بھٹی کو گرم کرنا۔ اور ہتھوڑے سے لوہے کو کوٹنا۔ یہ سب عبادت ہی کے کھاتے میں شمار کیا جائیگا ہتھوڑے کی ایک ایک چوٹ جو کلہاڑی بنانے پر مارتا ہے یہ اُس کی ایک ایک نیکی شمار کی جائے گی۔ اور اس کی یہ سب چیزیں مل ملا کر حصول رضا الٰہی کا ذریعہ بن جائیں گی۔

چوتھی

ایک بڑھئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا تابعدار ہے۔ اس کا نصب العین یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر کے دُنیا سے جاؤں۔ ذریعہ معاش وہ اختیار کروں۔ جس سے میری عاقبت برباد نہ ہو۔ پھر وہ سوچتا ہے کہ میں تو فقط بڑھئی کا کام جانتا ہوں اس کو کیوں نہ حصول رضا الٰہی کا ذریعہ بناؤں اس جذبے کے ماتحت وہ بازار سے لکڑی خرید کر لاتا ہے اور وہ اپنی دُکان پر بیٹھ کر مسلمانوں کے کام آنے والی لکڑی کی چیزیں مثلاً دُودھ بلونے کے لئے مدھانی یا اسٹول وغیرہ بناتا ہے اور اس سے حلال کا رزق کما کر اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہے رزق حلال کمانے کے جذبے کے ماتحت اس کا لکڑی کے خریدنے کے لئے منڈی میں جانا اور واپس آ کر اپنی دُکان پر بیٹھ کر مختلف چیزیں بنانا اور روزانہ سوائے نماز کے وقتوں کے سارا سارا دن دُکان پر بیٹھا رہنا یہ سب چیزیں اس کے نامۂ اعمال میں شمار ہوں گی۔ اس کا ایک ایک منٹ نیکی میں شمار کیا جائے گا۔ کیونکہ اُس نے

یہ ہماری تگ و دو اور سارا وقت محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے صرف کیا ہے۔

پانچویں

ایک دوائی فروش مسلمان اس جذبے کے ماتحت کہ حلال کا رزق کما کر کھاؤں اور بال بچوں کی پرورش حلال کے مال سے کر سکوں۔ جڑی بوٹیاں کھیتوں سے یا پہاڑوں سے تلاش کرکے یا ان ادویات کے بیچنے والے بڑے سوداگروں سے لاتا ہے اور وہ کئی کئی گھنٹے دکان پر اس انتظار میں بیٹھا رہتا ہے کہ کوئی ان دواؤں کا خریدار آئے چونکہ اس کی سب تگ و دو کی روح در اصل حصول رضا الٰہی ہی ہے۔ اس لئے اس کی سب نقل و حرکت اعمال صالح میں شمار ہوگی۔ اور اس کا ایک ایک منٹ دکان پر بیٹھنا نیکی میں شمار ہوگا۔

چھٹی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا امتی جس کو اسلام نے یہ سبق پڑھایا ہے کہ مسلمان کی زندگی کا نصب العین حصول رضا الٰہی ہی ہے۔ اس جذبے کے ماتحت وہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں فقط جوتا سینا ہی جانتا ہوں۔ لہٰذا اس مشغلے کو حلال کا رزق حاصل کرنے کا ذریعہ بناتا ہوں تاکہ رزق حلال سے اپنا اور بال بچوں کا خرچ حاصل کر سکوں اس شخص کا منڈی سے جا کر چمڑہ خرید کرکے لانا دکان پر بیٹھ کر جوتے سینا اور جوتا سینے کے لئے تاکا بٹنا اور لوہے کی آر سے جوتے میں ایک ایک سوراخ کرنا۔ یہ سب چیزیں اس موچی کے اعمال حسنہ میں شمار ہوں گی۔ کیونکہ اس ساری تگ و دو میں اس شخص کا نصب العین حصول رضا الٰہی ہے۔

ان چھ مثالوں کا حاصل

یہ نکلا کہ انسان اپنی ضروریات کے لئے جن ذرائع میں بھی ہاتھ ڈالے بشرطیکہ ان میں حصول رضا الٰہی پیش نظر ہو۔ وہ دائرۂ عبدیت میں آئیں گے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا ذریعہ بن جائیں گے اور اس کی دنیا اور آخرت کی دونوں زندگیاں سنور جائیں گی۔ چنانچہ اس سنورنے کے اعلان کا ثبوت درج ذیل ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ النحل رکوع ۱۳ پ ۱۴)

ترجمہ:۔ جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے۔ تو ہم اُسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور اُن کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔ اُن کے اچھے کاموں کے عوض میں جو وہ کرتے تھے۔

حاصل

جس چیز کی شہادت کے لئے یہ آیت پیش کی گئی ہے۔ وہ شہادت ہر ذی فہم کو بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ جو شخص نیک کام کرے گا۔ نیکی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کی جائے۔ گزشتہ چھ مثالوں میں ہر ایک شخص کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رضا ہی تو تھی۔ اس لئے انشاءاللہ تعالےٰ وہ اس بشارت کے مستحق ہیں۔ ایسے سب حضرات کو اللہ تعالیٰ دنیا میں خوش رکھیگا اور آخرت میں بھی انہی نیکیوں کی برکت سے بہشت۔ کا داخلہ نصیب ہوگا۔

مضمون سوم

رزق حلال کمانیکے تمام ذرائع معاش میں سے کسی پیشہ کو بھی ذلیل نہیں کہا جا سکتا

پاکستان میں دستکاری کے بعض پیشہ وروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی یہ ذہنیت ہندوانہ اثرات سے پیدا شدہ ہے۔ مثلاً بڑھئی لوہار اور موچی کو ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے ان پیشہ وروں کی تحقیر کا کوئی حق نہیں ہے۔ بعض پیشے خود حضرات انبیاء علیہم السلام کے معمول تھے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ پیغمبر کی توہین انسان کو ایمان سے خارج کر دیتی ہے۔ کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام چونکہ بڑھئی تھے۔ اس لئے ہم ان کا احترام نہیں کرتے۔ بلکہ انہیں اس پیشے کے سبب سے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس خیال کا ہو۔ تو وہ ایمان سے خارج ہو کر جہنم رسید ہوگا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے اس پیشے کا ثبوت قرآن مجید سے

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ (سورہ ہود رکوع ۴ پ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور نوحؑ کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لا چکا۔ پھر غم نہ کر ان کاموں پر جو کر رہے ہیں۔ اور ہمارے روبرو ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ بیشک وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار اُس پر گزرتے۔ اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسینگے جیسے تم ہنستے ہو۔ تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے۔ جو اُسے رسوا کرے گا۔ اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے

دعا

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت نوح علیہ السلام جیسا مقبول و محبوب بندہ بنائے اور ان کی طرح ہم سے بھی اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے اور ان کے متبعین میں شامل کرکے ہمیں بھی جنت میں پہنچائے آمین یا الہ العالمین۔

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ (سورہ الانبیاء رکوع ۶ پ ۱۷)

ترجمہ۔ اور ہم نے داؤدؑ کے ساتھ پہاڑ اور پرندے تابع کئے جو تسبیح کیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنے والے تھے۔ اور ہم نے اُسے تمہارے لئے زرہیں بنانا بھی سکھایا تاکہ تمہیں لڑائی میں محفوظ رکھیں۔ پھر کیا تم شکر

کرتے ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ حق تعالےٰ نے حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہا موم کر دیا تھا۔ اُسے موڑ کر نہایت ہلکی، مضبوط، جدید قسم کی زرہیں تیار کرتے تھے۔ جو لڑائی میں کام دیں۔

باب فی اخلاقہٖ و شمائلہٖ صلی اللہ علیہ وسلم

(مشکوٰۃ شریف)

میں حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْصِفُ نَعْلَہٗ وَ یَخِیْطُ ثَوْبَہٗ وَیَعْمَلُ فِیْ بَیْتِہٖ کَمَا یَعْمَلُ اَحَدُکُمْ فِیْ بَیْتِہٖ الحدیث (رواہُ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتہ گانٹھ لیا کرتے تھے۔ اپنا کپڑا سی لیا کرتے تھے اور اپنے گھر میں کام کرتے تھے۔جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے

نتیجہ

یہ نکلا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی وہ کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔ جن میں سے بعض کاموں کو پاکستان کے باشندے موجب حقارت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ علیہ السلام کے واقعہ سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ وہ بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعہ سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ وہ لوہار کا کام کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہؓ کا یہ بیان ہے کہ آپؐ جوتا سی لیا کرتے تھے اور کپڑا بھی سی لیا کرتے تھے۔ لہٰذا یہ چیز ثابت ہو گئی کہ ان کاموں کا کرنا اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں یا انبیاء علیہم السلام کے دین میں کوئی حقارت کی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت اور ذلت کا معیار تقوٰی (پرہیزگاری) پر ہے۔ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر قرب الٰہی میں کسی کا مقام اونچا نہیں ہے اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام قرب الی اللہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی بلند تر ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو الفاظ حدیث شریف میں ص۴۴ آئے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ دستکاری کا کوئی کام بھی موجب حقارت نہیں کہا جا سکتا

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ سب مسلمانوں کو مقصدِ حیات سمجھنے اور اس پہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ رزق حلال کما کر کھائیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر اپنے آپ کو چلائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اپنی ازواج مطہرات سے محبت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھی تو پیدل دوڑ میں ہمارا مقابلہ ہوا تو میں جیت گئی اور آگے نکل گئی، اس کے بعد جب (فربہی سے) میرا جسم بھاری ہو گیا تو (اس زمانہ میں بھی ایک دفعہ) ہمارا دوڑ میں مقابلہ ہوا تو آپ جیت گئے اور آگے نکل گئے، اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ تمھاری اس جیت کا جواب ہو گیا۔ سنن ابی داؤد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ ۲۲ نومبر ۱۹۵۷ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

ایمانداروں کے لئے قرآن مجید کے چار فائدے

برادران اسلام۔ اللہ تعالےٰ نے جتنی چیزیں بھی پیدا کی ہیں۔ ان میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور رکھی ہے۔ اسی بناء پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بے نظیر فلسفۂ شریعت کی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جس میں شرّ محض ہو۔ مثال میں اپنی طرف سے عرض کرتا ہوں۔ مثلاً سانپ کا پیدا کرنا۔ آپ حیران ہوں گے کہ انسان کی بعض بیماریوں کا علاج سانپ کا زہر ہے۔ چنانچہ سُنا ہے۔ کہ آج کل امریکہ دُنیا کے مختلف حصوں سے مختلف قسم کے سانپوں کو خرید کرتا ہے اور مختلف سانپوں کے زہر سے پھر بعض بیماریوں کے لئے ٹیکے بناتا ہے۔ جن کے لگانے سے کئی انسان مختلف بیماریوں سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔

سمندر کے پرندوں میں ایک عجیب حکمت

جن لوگوں نے حج کا سفر بحری جہاز میں کیا ہے انہیں معلوم ہے۔ کہ سمندر میں بگلے کی قسم کے پرندے ہوتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ چوبیس گھنٹے سمندر ہی میں رہتے ہیں بین الاقوامی قانون میں ان کا شکار کرنا ممنوع ہے۔ سمندر میں ان کے رہنے کی یہ حکمت ہے کہ اگر جہاز رانوں کو راستہ بھول جائے اور اپنے سفر کی سمت معلوم نہ کر سکیں تو ان پرندوں سے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔ انہیں اڑاتے ہیں اور بیٹھنے نہیں دیتے۔ جب وہ اس طرح پر بار بار اُڑانے سے تنگ آ جاتے ہیں تو پھر خشکی کی طرف اُڑتے ہیں۔ وہاں سے خشکی تقریباً ۵۰۔۵۰۔ ۶۰۔۶۰ میل دور ہوتی ہے۔ جہازران ان کے پیچھے جہاز کو چلاتے ہیں اور خشکی پر جا پہنچتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ان پرندوں کو انسان کی خدمت کے لئے سمندر میں رکھا ہُوا ہے۔

یا مثلاً گدھا مچھلی

سمندر میں ایک مچھلی ایسی ہوتی ہے۔ جس کا مُنہ گدھے کا سا ہوتا ہے اور باقی دھڑ مچھلی کا سا۔ عام طور پر لوگ اُسے نہیں کھاتے۔ سُنا ہے اس کا کام یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جس انسان کی لاش کو محفوظ رکھنا چاہے۔ یہ گدھا مچھلیاں اس لاش کے گرداگرد گھیرا کر لیتی ہیں اور کسی مچھلی کو کھانے نہیں دیتیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ جس لاش کو سمندر سے باہر لانا چاہے۔ وہ گدھا مچھلی اس لاش کو منہ میں اُٹھا کر سمندر کے کنارے پر رکھ جاتی ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس اللہ تعالےٰ نے کسی چیز کو بے کار نہیں بنایا۔ یہ الگ چیز ہے کہ ہمیں بعض چیزوں کی پیدائش کی حکمت نہ معلوم ہو سکے۔

مذکور الصدر ضابطہ

کی بنا پر قرآن مجید کے نزول میں بھی حکمتیں ہیں اور وہ بے شمار ہیں۔ آج کی معروضات کا خلاصہ ایک آیت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں قرآن مجید کی چار صفتیں بیان کی گئی ہیں۔

(یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ہ) سورہ یونس رکوع ۶ پارہ ۱۱ ترجمہ اے لوگو! تمہارے رب سے نصیحت اور دلوں کی روگ کی شفا تمہارے پاس آئی ہے۔ اور ایمانداروں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔

چار صفتیں

موعظۃ۔ شفاء۔ ہدایت اور رحمت ہیں۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر یہ حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یہ سب صفات قرآن کریم کی ہیں قرآن اول سے آخر تک نصیحت ہے جو لوگوں کو شک اور مضر باتوں سے روکتا ہے۔ دلوں کی بیماریوں کے لئے نسخہ شفا ہے۔ وصول الی اللہ اور رضائے خداوندی کا راستہ بتاتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو دنیا اور آخرت میں رحمت الٰہیہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔

قرآن مجید کی نصیحتوں کا نمونہ

پہلی

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ہ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶ (ترجمہ :- اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے)

حاصل

یہ نکلا کہ سب انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ لہٰذا محض انسان ہونے کے لحاظ سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے۔ ہاں فضیلت کی ایک وجہ اور ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے کے لحاظ سے انسانوں کے مراتب میں فرق ضرور ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہے اس کا مرتبہ اللہ تعالےٰ کے ہاں اس شخص سے بے شک زیادہ ہے جو اس شخص سے کم ڈرتا ہے۔

دوسری

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ) الآیۃ سورۃ الحدید رکوع ۴ پ ۲۷) (ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو۔ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا حصہ دے گا)

معلوم ہوتا ہے کہ دوہرے ثواب کا اعلان اُن اہل کتاب کے حق میں ہے جو پہلے اپنے نبی پر ایمان لائے تھے اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس نصیحت کا

حاصل

یہ نکلا کہ اے اللہ کے بندو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر پر ایمان لے آؤ۔ اگر بالفرض ایمان نہ لائے تو پھر سوچ لو کہ اس جبار اور قہار کی گرفت میں جب آؤ گے اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔

تیسری

(فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝) سورہ الحج رکوع ۵ پ ۱۷

ترجمہ: پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے۔ پھر اس کے فرمانبردار رہو اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنادو

حاصل

یہ نکلا کہ اے قرآن مجید پر ایمان لانے والو تمہارا معبود حقیقی فقط ایک اللہ ہی ہے اور تم فقط اُسی کے بندے اور اُسی کے پوجنے والے ہو۔ یہ درجہ کسی اور کو نہ دینا۔ جس طرح مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کے سوا تین سو ساٹھ اور خدا بھی مانتے تھے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اللہ کی توحید کا اعلان فرمایا کہ لا الہ الا اللہ (ترجمہ ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے تو کفار تعجب سے کہتے ہیں۔

(اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ۖۚ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۖۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝)

سورہ ص رکوع ۱ پ ۲۳ (ترجمہ)۔ کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک معبود بنا دیا۔ بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے اور ان میں سے سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بلاشبہ اس میں کچھ غرض ہے ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سنی۔ یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے۔

چوتھی

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ۝) سورۃ الزمر رکوع ۷ پ ۲۴۔ (ترجمہ)۔ اور بے شک آپ کی طرف اور ان کی طرف وحی کیا جا چکا ہے جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے۔ اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے شکر گزار رہو۔

حاصل

سب حضرات انبیاء علیہم السلام۔ گناہوں سے پاک تھے۔ ہر دور کے انسانوں میں سے قرب الی اللہ کا جو درجہ ان حضرات کو حاصل تھا۔ وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں تھا۔ اور ان کی نیکی شرافت دیانت امانت حیا اور شفقۃ علی الخلق کے لحاظ سے جتنا ان سے اللہ تعالیٰ خوش تھا کسی اور کو وہ درجہ نصیب تھا۔ باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کو شرک سے اتنی نفرت ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے فرمایا کہ بفرض محال اگر آپ بھی شرک میں مبتلا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے کسی عمل کی کوئی قیمت باقی نہیں رہے گی۔ انبیاء علیہم السلام کا شرک میں مبتلا ہونا تو ناممکن تھا اور ان کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے۔ لہٰذا ہر انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت ہر حالت میں چوکنا رہے کہ کہیں میرے اعمال میں شرک تو نہیں گھس آیا۔

شرک فقط اسی چیز کا نام ہے

کہ انسان کو جو تعلق فقط اللہ جل شانہٗ سے رکھنا چاہیئے تھا۔ اسی قسم کا تعلق غیر اللہ سے رکھے خواہ وہ غیر اللہ کے انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیائے کرام ان دونوں قسم کے حضرات شرک سے متنفر اور بیزار ہوتے ہیں۔ اور وہ ہرگز ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم سے کوئی شخص وہ تعلق رکھے جو اللہ تعالیٰ سے ہی رکھنا چاہیئے۔ مگر شیطان ان کی مرضی کے خلاف لوگوں کو گمراہ کر کے ان حضرات کے ساتھ وہ تعلق رکھا دیتا ہے۔ جو شرک کی حد میں آ سکتا ہے۔ مثلاً

اولاد کا دینا

(لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ۝)

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵) ترجمہ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ لڑکیاں عطا کرتا ہے۔ اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اولاد کا دینا نہ دینا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ جو چیز جس کے اختیار میں ہو اُسی سے مانگنی چاہیئے۔ مگر آپ دیکھیں گے کہ کئی مسلمان اولیائے کرام کے مزارات پر جا کر ان سے اولاد کی دعا کرتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ اے ولی اللہ اگر آپ نے مجھے اولاد دے دی تو آپ کے مزار مبارک پر بکرا یا بکری یا اتنا روپیہ بطور چڑھاوا کے پیش کرینگے یہی شرک ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی یا کسی ولی کو یہ کام سپرد نہیں کیا کہ اس کے بندوں کو اولاد دیا کریں۔

بلکہ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ ہی سے اولاد مانگا کرتے تھے

(ھُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝) سورہ آل عمران ع ۴ پارہ ۳

(ترجمہ:۔ زکریا نے وہیں اپنے رب سے دعا کی۔ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی مصیبت دور نہیں کر سکتا

(وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝) سورہ یونس رکوع ١١ پارہ ١١ (ترجمہ) اور اگر اللہ تمہیں تکلیف پہنچاوے تو اس کے سوا اسے پھیرنے والا کوئی نہیں، اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے اور بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ انسان کو تکلیف فقط اللہ تعالےٰ کے حکم سے پہنچتی ہے اور سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی اس تکلیف کو ہٹا بھی نہیں سکتا۔ اس اعلان کا نتیجہ یہ نکلا کہ انسان پر جب کوئی مصیبت آئے تو فقط اللہ تعالےٰ سے دعا کرے کہ اے اللہ مہربانی فرما کر میری اس تکلیف کو دور کر دے۔ نہ کہ اولیائے کرام کے مزارات پر جا کر ان سے دعا مانگے۔ کہ حضور یہ تکلیف ہٹا دیجئے۔ مثلاً بیٹا بیمار ہے تو شفا پا جائے۔ بہو کو اولاد نہیں ہے تو اسے اولاد ہو جائے۔ میں آپ کے مزار پر فلاں جانور یا اتنا روپیہ چڑھاوا چڑھاؤں گا۔ اسی کا نام شرک ہے۔ چاہیئے یہ تھا کہ مصیبت زدہ انسان اپنے اللہ سے دعا مانگتا۔ ہاں اس کے حضور میں نذر پیش کر سکتا ہے کہ اے اللہ اگر تو اپنے فضل سے اس مقدمے میں بری کر دے یا اولاد دیدے تو تیری اس نعمت کے شکریہ میں تیرے اتنے مسکین و محتاج بندوں کو کھانا کھلاؤں گا یا اتنے مسکینوں کو کپڑے بنوا دوں گا۔

میرے ہم مشرب حنفی و قادری بھائیوں کی خدمت میں

میرے ہم مشرب معزز و محترم حضرات۔ میں آپ ہی کے سلسلہ عالیہ میں منسلک ہوں۔ اگرچہ گنہگار ہوں۔ مگر اپنے اکابر (حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام الصلحاء والمقربین عمدۃ الزہاد منبع القرآن المجید الفرقان الحمید اسوۃ السلف حضرت مولانا مقتدانا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کے مسلک کی روشنی میں سطور سابقہ ضبط میں لائی گئی ہیں۔ ما شاء فلیرجع الیٰ نصابیفهم ان شاء اللہ سیجد ما کتبتہ حقاً

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ اگر شرک کروگے تو جہنم کا ایندھن ہوگے اگر چاہوں تو جتنے گناہ جس کو چاہوں بخش دوں۔ مگر یہ یاد رہے کہ شرک ہرگز نہیں بخشوں گا۔

شرک کے نہ بخشنے کا اعلان

اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللہِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝) سورہ النساء رکوع ٧ پارہ ٥ (ترجمہ) بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے سوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

یہ ٹھیک ہے کہ مسلمان شرک سمجھ کر نہیں کرتا

عام طور پر مسلمان چونکہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ناواقف ہے اور جن علماء کے دامن سے وابستہ ہے وہ انہیں کھول کر شرک کا مفہوم نہیں سمجھاتے۔ اس لئے مسلمان شرک کے کئی کام کرتا ہے۔ جن کی کچھ تفصیل گزشتہ سطور میں عرض کر چکا ہوں۔ اور وہ ان مشرکانہ رسوم کو شرک خیال نہیں کرتا۔

کیا اگر مجرم جرم کو جرم نہ سمجھے تو واقعی وہ جرم نہیں رہتا

مثلاً چور کہتا ہے کہ میں نے تو نقب زنی کو کوئی برا کام نہیں سمجھا میرے بال بچے بھوکے تھے۔ اس لئے نقب زنی کرکے مٹھائی کے تھال حلوائی کی دکان سے لے گیا ہوں۔ تو کیا عدالت اس کے عذر کو تسلیم کر لے گی اور سزا نہیں دے گی۔ میرے دوستو۔ جس عقل سے دنیا میں کام کاج کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے

احکام کو بھی اسی عقل کی روشنی میں دیکھا اور سمجھا کرو۔

پانچویں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللہِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللہَ كَثِیْرًا ۝) سورہ الاحزاب ع پارہ ٢١ (ترجمہ) تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ملنے کی امید رکھتا ہے اور اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرتا ہے تاکہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس سے راضی ہو جائے تو اسے کھانے میں پینے میں، جاگنے میں، سونے میں، کمانے میں صرف کرنے میں۔ اٹھنے میں بیٹھنے میں۔ ماں باپ کے تعلقات میں... (بیوی بچوں کے تعلقات میں بھائی بہنوں کے تعلقات میں) دوسرے رشتہ داروں کے تعلقات میں اور عوام مسلمانوں کے تعلقات میں، جلوت میں خلوت میں، شادی میں غمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

اگر حضور انور کی مخالفت کی تو یہ سزا ہے

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝) سورۃ النساء رکوع ١٧ پارہ ٥ (ترجمہ) اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

نزول قرآن مجید کے وقت

جن حضرات کو مومنین کے مبارک نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ صحابہؓ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی جماعت ہی تو تھی۔ آئندہ آنے والے مسلمانوں کے لئے معیاری درجہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کو بھی مقتدا اور پیشوا ہونے

یں داخل کر لیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا عملی نمونہ کسی نے دیکھنا ہو۔ تو صحابہ کرامؓ ہی کو پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن مجید کی تعلیم کا عملی نتیجہ دیکھنا ہو تو بفضلہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ آپ کی تعلیم کا کامل مکمل نمونہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ان بھائیوں کو بھی ہدایت عطا فرمائے جو صحابہ کرامؓ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔

اگر خدا نخواستہ حضورؐ کے بعد وہ پھسلنے والے ہوتے

تو اللہ تعالےٰ انہیں حضور انورؐ کے ساتھ معیاری درجہ پر کس طرح لاتا۔ کیونکہ وہ تو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ تو ماکان و مایکون کو جاننے والا ہے۔ اسے تو معلوم تھا کہ قرآن مجید قیامت تک محفوظ رہنے والا ہے۔ لہذا اگر خدا نخواستہ صحابہؓ کرام کے پائے استقلال میں لغزش آنے والی ہوتی تو وہ کبھی بھی ان حضرات کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے نمونہ نہ بناتا۔

نجات کا مکمّل پروگرام

اگر ایک مسلمان علمی طور پر قرآن مجید کو اپنا دستور العمل مان لے اور عملی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا عملی نمونہ سامنے رکھ کر زندگی بسر کرے تو یہ طریق کار اس کی نجات کا یقیناً مکمل پروگرام ہوگا۔ اس طریق کار کو اختیار کرنے سے انسان کی دنیا اور آخرت کی دونوں زندگیاں سنور جائیں گی۔ اللھم اجعلنا منھم امین یا الہ العالمین

ساتویں

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵ (ترجمہ) جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سر دست دنیا میں جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی

ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گریگا اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص آخرت کی زندگی کی کامیابی کو مقصود بالذات بنائے گا وہ کامیاب ہوگا اور دوزخ سے بچے گا۔ اور دنیا کی زندگی کو مقصود بالذات بنانے والا یہ نہ سمجھے کہ جو وہ چاہے گا۔ اسے دنیا میں مل جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ جس کو جتنا چاہے گا عطا فرمائیگا

عقلمندی کا فیصلہ

تو یہی ہے کہ انسان آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کو مقصود بالذات بنائے اور اسی کی کامیابی کے لئے دنیا میں جد و جہد کرے۔

قرآن مجید کی دوسری صفت

(شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ) شیخ الاسلام حضرت مولینا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ کا حوالہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں "(قرآن مجید) دلوں کی بیماریوں کے لئے نسخۂ شفا ہے"

انسانی بیماریوں کی دو قسمیں

انسان دو چیزوں کا مرکب ہے۔ جسم اور روح۔ اس کی بیماریوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ جسمانی مثلاً سر میں درد۔ پیٹ میں درد۔ گردے میں درد بخار وغیرہ۔ ان کا علاج تو اطباء اور ڈاکٹر کرتے ہیں۔ اور روحانی بیماریاں۔ شرک کفر۔ نفاق اعتقادی۔ حسد۔ کبر۔ ریاء وغیرہ ہیں۔ ان کا علاج قرآن مجید کے عالم عامل اور کامل کی صحبت میں ہوتا ہے۔ آج کل کی اصلاح میں ایسے جامع صفات حضرات کو صوفیائے کرام کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

شریعت محمّدیہ کی مخالفت کرنیوالے

جو شخص صوفی کہلائے اور اس کا مسلک شریعت محمّدیہ (کتاب و سنۃ) کے خلاف ہو وہ خواہ آسمان پر اڑتا ہوا آئے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے اور قبلہ عالم کہلائے

اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے اس کی بیعت کرنا حرام ہے اور اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے۔

تصوف کے مخالف جاہل

ہیں۔ یہ قاعدہ یاد رہے۔ کہ بعض اوقات ایک ہی مفہوم کے الفاظ مختلف زمانوں میں بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً آج کل مسلمانوں میں مولوی کا لفظ عالم کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے مبارک زمانہ میں عالم کے لئے یہ استعمال ہوتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ سندھ میں کسی زمانہ میں عالم کو مخدوم کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا مثلاً مخدوم محمد ہاشم صاحب۔ اس وقت مولانا محمد ہاشم نہیں کہا جاتا تھا۔ افغانستان میں آج کل بھی عالم کو مولوی کے نام سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بڑے مولوی صاحب کو ایں کلاں ملّا است سے تعبیر کیا جاتا ہے ملّا کا لقب افغانستان میں عزت کا لقب ہے۔ اور لاہور کے ارد گرد ملّا مردہ شو امام مسجد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس ماحول میں جس کو مُلا کہا جائے یہ اس کی توہین ہے۔ علیٰ ہذا القیاس

قرآن مجید میں جسے تزکیہ

کہا گیا تھا۔ آج کل اسے تصوف کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی سورہ جمعہ پارہ ۲۸ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صفتیں بیان فرمائی گئی ہیں (هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (ترجمہ۔ وہی (اللہ) ہے۔ جس نے ان پڑھوں میں سے ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں آپ کی چار صفتیں

بیان فرمائی گئی ہیں۔ ۱ تلاوۃ آیات یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قرآن مجید سن کر انسان کو پڑھ کر سنانا۔ آج کل

یہ خدمت قرآن مجید سادہ پڑھانے والے حضرات انجام دے رہے ہیں۔ تزکیۂ نفوس انسانوں کی روحانی امراض کا علاج کرنا۔ یہ کام آج کل کے دور میں حضورؐ کی امت میں سے صوفیائے کرام انجام دے رہے ہیں۔ یہ بھی اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے۔ اللہ تعالےٰ ان حضرات کی نسل کو قیامت تک زندہ و پائندہ رکھے گا۔ اگر یہ حضرات دنیا میں موجود نہ ہوں تو محض عالم یا منکرین تزکیہ ہرگز انجام نہیں دے سکتے۔

اے منکرینِ تزکیہ کان کھول کر سنو

اگر تزکیہ شدہ حضرات دنیا میں موجود نہ ہوں تو روسی خیال (کیمونسٹ) کا ایک بے ایمان نوجوان تمہارے اسلام کو پھونکوں سے اُڑا دے گا اور تم منہ تکتے رہ جاؤ گے۔ اس کے مقابلہ میں تمہاری علمی قابلیت کسی کام نہیں آئے گی۔ مثلاً وہ بے ایمان نوجوان یہ کہتا ہے کہ مسلمان کی قبریں کھود کر دیکھ لو

نہ کہیں بہشت ہے اور نہ دوزخ

لہذا نقل کفر کفر نباشد۔ وہ کہتا ہے کہ تمہارا پیغمبر جھوٹ بول گیا ہے کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ ہوتی ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا ہوتا ہے۔ اس بے ایمان کا منہ توڑنے کے لئے

تزکیہ شدہ کامل مقابلہ میں آئے گا

اور وہ کہے گا کہ چونکہ تم باطن کے اندھے ہو۔ اس لئے تمہیں قبر میں بہشت یا دوزخ کے آثار نظر نہیں آتے اور میں بفضلہ تعالیٰ وہ آثار دیکھتا ہوں۔ اور اگر تم میری صحبت میں رہ کر روحانی تربیت کراؤ تو کچھ مدت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہیں وہ دید حاصل ہو جائے گی۔ جس کی برکت سے تمہیں قبر کے حالات کا اندازہ ہو سکے۔

قرآن مجید کی تیسری صفت

ھدًی۔ راہ دکھانے والا

ھدًی کی معنی کے لحاظ سے دو چیزیں اور لازمی طور پر ماننی پڑتی ہیں قرآن مجید تو راہ دکھانے والا ہے۔ کس کو دکھائے گا۔ اللہ تعالےٰ کے ایماندار بندوں کو آخر ہر ایک راہ رو مسافر کی کوئی منزلِ مقصود ضرور ہوتی ہے۔ جہاں وہ پہنچنا چاہتا ہے۔ ایمانداروں کی منزلِ مقصود قیامت میں دربار الٰہی میں عزت سے پہنچنا ہے۔ اب تین چیزیں معین ہو گئیں

راہ نما = قرآن

راہ رو = مسلمان

منزل مقصود = دربار الٰہی

راستہ = اتباع سنتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اس تفصیل کا ثبوت

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ) (سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸) —

ترجمہ:۔ کہدو۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

حاصل یہ نکلا

کہ میری زندگی کا ہر لمحہ اور میرا ہر عمل حیات محض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہے۔ مقصود بالذات فقط اللہ تعالےٰ ہے۔

مُسلمانوں کو حضور انورؐ کے نقش قدم پر چلنے کا حکم

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ○ (سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱) (ترجمہ)۔ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ کی اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمان کی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر عمل حیات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طرز پر ہونا چاہیئے۔

گزشتہ سطور کی یوں تعبیر کی جا سکتی ہے۔

کہ مسلمانوں نے دروازہ محمدیؐ سے گزر کر دربار الٰہی میں پہنچنا ہے۔

لہذا

ثابت ہو گیا کہ مسلمان کی زندگی کے لئے فقط قرآن مجید ہی علمی طور پر ہادی اور رہنما ہے اور عملی طور پر حضور انور کی پیروی ہی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے

قرآن مجید کی چوتھی صفت رحمت ہے

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو بچہ اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری کرے۔ اس کے متعلق ماں باپ کے دل میں شفقت اور مہربانی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جو ماتحت اپنے افسر کی اطاعت کرے۔ افسر کے دل میں اس کی عزت بڑھتی ہے۔ اگر رعایا اپنے بادشاہ سے وفاداری کا حق ادا کرے تو بادشاہ کے دل میں رعایا کے حق میں مزید شفقت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

علیٰ ھذا القیاس

اگر انسان اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کرے تو اس کی طرف سے انسان پر جتنی شفقت اور رحمت کا ظہور ہوگا۔ اس کا اندازہ انسان کی عقل کر ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالےٰ کا اپنا اعلان ہے (وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ○ سورہ ابراہیم رکوع ۵ پارہ ۱۳ — (ترجمہ) اور اگر اللہ تعالےٰ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف نا شکرا ہے۔

قرآن مجید میں بنیظیر رحمت

قرآن مجید کے الفاظ کی تلاوت سے جو رحمت الٰہی کا حصّہ نصیب ہوتا ہے۔ وہ کسی دوسری کتاب کے پڑھنے سے نصیب ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن مجید کے ایک ایک حرف ہجی کے زبان سے نکلنے سے فی حرف دس دس نیکیاں نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ آپ اندازہ لگائیے کہ ایک پارہ ناظرہ پڑھنے ہی سے لاکھوں نیکیاں انسان کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی۔ کیا

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اپنی بیویوں کے مزاج کی رعایت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں: خدا کی قسم! میں نے یہ منظر دیکھا ہے کہ (ایک دن) حبشی لوگ مسجد میں نیزہ ماری کا کھیل کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجھے ان کا کھیل دکھانے کے لئے میرے لئے اپنی چادر کا پردہ کر کے میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ میں آپ کے کاندھے اور کان کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھتی رہی، آپ میری وجہ سے مسلسل کھڑے رہے، یہاں تک کہ (میرا جی بھر گیا اور) میں خود ہی لوٹ آئی۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

ایک ایک حرف تہجی پر دس دس نیکیاں خدا تعالےٰ کی رحمتیں نہیں ہیں۔

اور سُنئے

قرآن مجید پر عمل کرنے سے زمین اور آسمان کی برکتیں

انسان کو نصیب ہوتی ہیں

وَلَوْ اَنَّھُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ
الآیۃ (سورۃ المائدۃ رکوع ۹ پارہ ۶)

ترجمہ:۔ اور اگر وہ توراۃ اور انجیل کو قائم رکھتے اور اس کو جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ (یعنی قرآن) تو اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ "یعنی تمام ارضی اور سماوی برکات سے ان کو متمتع کیا جاتا اور ذلت بدحالی اور ضیق عیش جو سزا ان کے عصیان و تمرد پر دی گئی تھی۔ اٹھا لی جاتی یہ برکت بھی قرآن مجید کی برکت سے ہی انسان کو حاصل ہو سکتی ہے۔

دُعا

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لَنَا اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًى وَّرَحْمَةً۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ

عبدالرحمن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وضو فرمایا تو صحابہؓ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وضو کا استعمال شدہ پانی لے لے کر اپنے پر ملنے لگے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا کہ: تمہارے اس عمل کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ بس اللہ و رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: جس کی یہ خوشی اور چاہت ہو کہ اس کو اللہ اور رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت نصیب ہو یا یہ کہ اس سے اللہ اور رسول کو محبت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ان تین باتوں کا اہتمام کرے: ۱۔ بات کرے تو سچ بولے۔ ۲۔ کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو امانتداری کے ساتھ اس کو ادا کرے اور ۳۔ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔ شعب الایمان

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

۱۹۵۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۴ جمادی الثانی ١٣٧٧ھ ۲۷ دسمبر ١٩٥٧ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

گزشتہ تباہ شدہ قوموں کی ہلاکت کا نقشہ

(۱) انبیاء علیہم السّلام نے اُنھیں حق کی دعوت دی (۲) اُنھوں نے حق کے تسلیم کرنے سے انکار کیا (۳) بلکہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کی (۴) اُس کے بعد عذابِ الٰہی سے ہلاک کئے گئے

انبیاء علیہم السّلام کی تبلیغ کے دو پہلو

برادرانِ اسلام۔ انبیاء علیہم السّلام جو اصلاح خلق اللہ کے لئے آتے تھے۔ اُن کی تبلیغ کے دو پہلو ہوتے تھے۔ انذار (ڈرانا) بشیر (خوشخبری سنانا) یعنی احکامِ الٰہی کی مخالفت کرنے والوں کو عذابِ الٰہی سے ڈراتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت میں جنت میں جا پہنچنے کی خوشخبری سناتے تھے۔ چونکہ محمّد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ اس لئے حضور کی بعثت کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اگر بالفرض کسی نے نبوّت کا دعوےٰ کیا۔ تو اُسے مسلمان نبی نہیں مانیں گے۔ بلکہ دجالوں کے مردود فرقہ کی طرف اُسے منسوب کریں گے کہ یہ شخص دجال ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے لوگوں نے نبوّت کا دعوےٰ کیا۔ اس وقت کے مسلمانوں نے اُسے دجال ہی کا خطاب دیا۔

انبیاء علیہم السّلام کے یکے بعد دیگرے آنیکا سبب

ہی یہ تھا کہ ایک پیغمبر نے مبعوث ہو کر مخلوقِ خدا کو اللہ تعالیٰ سے پیغامِ حق لے کر پہنچایا۔ وہ پیغامِ حق سُن کر بھی پیغمبر کے مخالف ہو گئے۔ اور اس قدر مخالفت کی اور پیغمبر کو اس قدر سالہا سال ستایا کہ ان کے خلاف اللہ تعالےٰ کا غضب جوش میں آیا اور انہیں خس و خاشاک کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا کر لے گیا۔

پھر دُوسرا پیغمبر

اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا۔ وہ بھی پہلے کی طرح پیغامِ حق لے کر آیا۔ پھر قوم نے اُسے جھٹلایا اور پیغمبر کی توہین کی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے دستور کے مطابق اُنہیں تباہی کے گھاٹ اُتار کر پھر دُوسرا پیغمبر مبعوث فرمایا۔ اس سلسلہ کی کڑیاں حضورِ انور کی بعثت سے پہلے ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو ننانوے ہیں۔ حضور انور کی شمولیت سے وہ تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہو جاتی ہے۔

حضور کی بعثت کے بعد سلسلہ نبوت کا دروازہ بند

ہو گیا۔ مگر چونکہ ابلیس ملعون نے قیامت تک مہلت لی ہوئی ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اس لئے وہ تو بدستور سابق انسانوں کے گمراہ کرنے کی جدو جہد کرتا ہی رہے گا۔ لہذا (سنت اللہ) اللہ تعالیٰ کی عادت کے مطابق حضورِ انور کے بعد آپ کی اُمت کے علمائے کرام کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا۔ کہ وہ مخلوقِ خدا کو پیغامِ حق پہنچائیں۔

اسی احساس کی بنا پر

مسلمانوں میں علم دین جاننے والا طبقہ ہر بستی، ہر قصبہ، ہر شہر میں دین کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ کیا[1] یہ پنج وقتہ نماز کی اذان یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا[2] یہ ہر مسجد میں مصلّٰی پر کھڑا ہو کر سرّی اور جہری نمازیں پڑھانا یہ تبلیغ نہیں ہے۔ کیا[3] دونوں عیدوں کے موقعوں پر نماز عید پڑھانا اور خطبہ پڑھنا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا[4] بچہ ہونے کے وقت اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت (تکبیر) یہ تبلیغ دین نہیں ہے۔ کیا[5] لڑکی اور لڑکے کے جوان ہونے کے بعد خطبۂ مسنونہ اور قرآن مجید کی آئیتیں پڑھ کر عقد نکاح کرنا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا[6] سکرات کی حالت میں دُنیا سے عنقریب رخصت ہونے والے انسان کو سورۂ یٰسین سُنانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا[7] مسلمانوں کے مرنے کے بعد اسلامی رسم و رواج کے مطابق میّت کی تجہیز و تکفین کرنا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا[8] مسلمان بچوں کو قرآن مجید ناظرہ پڑھانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا[9] مسلمان بچوں کو قرآن مجید حفظ کرانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا[10] قرآن مجید کے مطالب سمجھانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے اور کیا[11] حدیث رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے بچوں کو پڑھانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں بیسیوں مدارس عربیہ کا پایا جانا (جن میں محض دینِ اسلام پڑھایا جاتا ہے اور انگریزی کا ایک لفظ بھی نہیں پڑھایا جاتا) کیا[12] یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ اور کیا[13] بستی بستی میں، قصبہ قصبہ میں، شہر شہر میں خود جا کر بن بُلائے اسلام کا پیغام پہنچانا (جس طرح حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی تبلیغی جماعتیں کر رہی ہیں)، کیا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ (ودہ

کیا[۱۴] اس تبلیغی جماعت کی تحریک کا سہرا ایک عالم دین (حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ) کے سر پہ نہیں ہے اور کیا قرآن مجید اور حدیث رسول کے مطابق مسلمانوں کی باطنی اصلاح کرنے والے صوفیائے کرام مبلّغین اسلام نہیں ہیں اور کیا[۱۵] یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

برادران اسلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے حاملین دین کی پندرہ خدمات بطور نمونہ پیش کر چکا ہوں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آج پورے چودہ سو سال گزرنے کے بعد حضور انورؐ کی اُمت میں ایسے زندہ دل۔ اسلام کا درد رکھنے والے اہلِ علم پائے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالٰی پہلی صدی ہجری سے چل کر آج چودھویں صدی تک پہنچا ہوا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ قیامت تک زندہ رہے گا۔ اور حضور انورؐ سے پہلے کسی مذہب اور کسی آسمانی کتاب کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ اس کے مبلّغین نے اپنے پیغمبر کے وقت کے دین کی اتنی مدّت مدید تک تبلیغ کی ہو اور اس کی حفاظت کرتے آئے ہوں۔

اے دُنیا دار ہوش میں آ اور اپنی عاقبت خراب نہ کر

دُنیا دار سے میری مُراد وہ لوگ ہیں جن کا مطلوب مقصود محبوب فقط دنیا کی زندگی کی عیش و عشرت ہو اور آخرت (بارگاہ الٰہی میں قیامت کے دن کی حاضری) نظرانداز کئے ہوئے ہوں۔ اس قسم میں سرمایہ دار زمیندار تجارت پیشہ (جو دنیا کے نشے میں مخمور ہوں) سرکاری عہدہ دار سبھی آتے ہیں۔ اے دُنیا دارو ہوش میں آؤ۔ بیہوشی میں نہ مرو۔ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے غلام خادمان اسلام جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہے ہیں کہ کتاب وسنّۃ کی تعلیم کو اپنا لو اور سچے کھرے اور اصلی مسلمان بن جاؤ۔ اس کے بعد اگر ہو سکے تو اسلام کی نشر و اشاعت کرنے والے اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں میں شامل ہو کر حسب توفیق کام کرو۔ تو تمہاری دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔ ورنہ

اے دُنیا دارو اپنی دونوں جہان کی بربادی کا شاہنشاہی اعلان سُن لو

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ (سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پ ۱۶)

ترجمہ:۔ اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائینگے کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بُھلا دیا تھا اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ پہلی آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہوکر محض دُنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے۔ اس کی گزران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکّل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص و ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا۔ موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان رُوح بنے رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متمولین کو دیکھ لیجئے۔ کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دُنیائے محصول سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدوں یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ لیکن۔ ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی"۔

اے شریعت اسلامی کی مخالفت کرنیوالو ناچ گانے پر فریفتہ ہونیوالو سینما دیکھنے کے شیدائی پاکستانی مسلمانو

تم ابلیسوں کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ

کی کتاب قرآن مجید میں ایک دفعہ ہے۔ جسے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی کی اصطلاح میں "تذکیر بایام اللہ کہا جاتا ہے" اس دفعہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں کو گزشتہ نافرمانی کرکے تباہ و برباد ہونے والی قوموں کے واقعات سنائے جاتے ہیں۔ تاکہ موجودہ وقت کے نافرمان ان سے عبرت حاصل کرکے اپنی اصلاح کر لیں اور عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔

"تذکیر بایام اللہ کا ایک اجمالی خاکہ

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۝ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ۝ وَثَمُوْدَا فَمَا اَبْقٰى ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝

(سورہ النجم رکوع ۳ پارہ ۲۷) - **ترجمہ**

اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے۔ اور یہ کہ اس کی کوشش جلد دیکھی جائے گی۔ پھر اسے پُورا بدلہ دیا جائیگا اور یہ کہ سب کو اپنے رب ہی کی طرف پہنچنا ہے۔ اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے اور یہ کہ اُسی نے جوڑا نر اور مادہ کا پیدا کیا ہے ایک بُوند سے جبکہ وہ ٹپکائی جائے اور یہ کہ دوسری بار زندہ کرکے اُٹھانا اُسی کے ذمّہ ہے اور یہ کہ وہی غنی اور سرمایہ دار کرتا ہے۔ اور یہ کہ وہی شعریٰ کا رب ہے۔ اور یہ کہ اُسی نے عاد اولےٰ کو ہلاک کیا تھا اور ثمود کو۔ پس اسے باقی نہ چھوڑا۔ اور اس سے پہلے نوحؑ کی قوم کو۔ بے شک وہ زیادہ ظالم اور زیادہ سرکش تھے اور الٹی بستی کو اس نے دے پٹکا (یعنی لوط علیہ السلام کی بستی کو) پھر اس پر وہ (تباہی) چھا گئی جو چھا گئی۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات کا یہ ہے۔ کہ

اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا انسان پر حاوی ہونے کا نقشہ دکھایا ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے۔ اس کے قبضہ سے باہر نکل ہی نہیں سکتا اس کے بعد قوموں پر اپنی قدرت کاملہ کے حاوی ہونے کا نمونہ دکھایا ہے۔ کہ قوم عاد۔ قوم ثمود اور قوم نوحؑ اور قوم لوطؑ یہ بڑی بڑی زبردست طاقت والی قومیں تھیں۔ بعض ان میں سے بڑی بڑی زبردست بادشاہیوں کے مالک بھی تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے باعث جب ان کے خلاف غضب الٰہی جوش میں آیا تو انہیں مسل کر رکھ دیا۔ اور قانون الٰہی کے ان باغیوں میں سے ایک فرد بھی بچنے نہ پایا۔ مذکورۃ الصدر آیتیں سورۃ النجم پارہ ۲۷ کی ہیں۔ اور سورۃ النجم مکی ہے۔ یعنی اس کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا ہے۔ اس لئے مکہ معظمہ کے باشندوں کو جو قرآن مجید کی مخالفت کر رہے تھے۔ ان برباد شدہ قوموں کا نمونہ دکھایا گیا ہے۔ تاکہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں اور قرآن مجید پر ایمان لے آئیں اور اس کا اتباع کریں اور پیغمبر خداؐ کے نقش قدم پر چلیں تاکہ گزشتہ قوموں کی طرح مکہ معظمہ کے باشندے بھی عذاب الٰہی میں مبتلا نہ ہونے پائیں۔ اسی طرح

پاکستان کے مخالفین شریعت اسلامی

کو عرض کیا جاتا ہے کہ آپ لوگ اس قانون الٰہی کا احترام کریں۔ اس کی مخالفت سے باز آ جائیں۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کا اعلان سن لیجئے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ (سورہ فاطر رکوع ۵ پ ۲۲)

ترجمہ:۔ پس تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ جس طرح پہلی نافرمان قوموں کو اللہ تعالےٰ نے تباہ و برباد کیا تھا۔ اب بھی اسی قسم کے مجرموں کو وہی سزا مل سکتی ہیں۔ اور یہ بھی ذلیل کر کے صفحہ ہستی سے مٹائے جا سکتے ہیں۔

گزشتہ ہلاک شدہ قوموں کی ہلاکت کے نقشے

پہلا نقشہ نوح علیہ السلام کی قوم

نوح علیہ السلام نے انہیں حق کی دعوت دی

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(سورہ نوح رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔ کہ اپنی قوم کو ڈرا۔ اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آ پڑے۔ اس نے کہا اے میری قوم بے شک میں تمہارے لئے کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں۔ کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دیگا۔ اور تمہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دیگا۔ بے شک اللہ کا وقت ٹھہرایا ہوا ہے۔ جب آ جائے گا تو اس میں تاخیر نہ ہوگی کاش تم جانتے۔

قوم کا حق کے تسلیم کرنے سے انکار

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ دَعَوْتُ قَوْمِىْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِىْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّىْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ (سورہ نوح رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:۔ (نوحؑ نے) کہا۔ اے میرے رب۔ میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا۔ پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے۔ اور بیشک جب کبھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیں اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور ضد کی اور بہت بڑا تکبر کیا۔

نوح علیہ السلام کی توہین

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝

(سورہ القمر رکوع ۱ پ ۲۷) (ترجمہ:۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ نے بھی جھٹلایا تھا۔ پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا پاگل ہے اور اسے جھڑک دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام جو اللہ کی طرف سے مبعوث تھے۔ ان کی اس قوم نے توہین کی۔ اور انہیں پاگل کہہ کر ذلیل کیا۔ پھر غضب الٰہی جوش میں آیا

قوم نوحؑ کا عذاب الٰہی سے ہلاک ہونا

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پ ۱۷)

ترجمہ:۔ اور نوحؑ کو جب اس نے اس سے پہلے پکارا۔ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی۔ پھر ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا اور ہم نے اس کی مدد کی۔ ان لوگوں پر جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے بے شک وہ برے لوگ تھے۔ پھر ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ چونکہ نوح علیہ السلام کی قوم نے پیغمبر کو جھٹلایا تھا اور اسے ستایا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے احکام کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے انہیں غرق کر دیا۔

ہود علیہ السلام کی قوم عاد کو حق کی طرف دعوت

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى الَّذِىْ فَطَرَنِىْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ (سورہ ہود رکوع ۵ پ ۱۲) — ترجمہ:۔ اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ کہا اے قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی

حاکم نہیں ۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو ۔ اے قوم میں اس پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا ۔ میری مزدوری اسی پر ہے ۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے ۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو ۔ پھر رب کی طرف رجوع کرو ۔ جو تم پر خوب بارشیں برسائے گا ۔ اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا اور نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ ۔

قوم کا اس دعوت کے قبول کرنے سے انکار

قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِیْٓ اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورہ ہود رکوع ۵ پ ۱۲) ۔ ترجمہ: کہا اے ہودؑ تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا ۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں ۔

حضرت ہود علیہ السّلام کی توہین

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ ۔ پ ۸)

ترجمہ: ۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے ۔ ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں ۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں ۔ فرمایا اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں ۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں ۔

قوم عاد کی عذاب الٰہی سے ہلاکت

وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ ۝ ۔ (سورہ الحاقہ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ ۔ اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے ۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن تک لگاتار چلتی رہی ۔ (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا ۔ کہ گویا گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں ۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے ۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں ۔ (یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی ۔ جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا ۔ حتیٰ کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلط ہیں ۔ ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی جو لوگ لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتے ہوئے اترے تھے ۔ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ (ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے) وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کر سکے ۔ اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے ۔ گویا کھجور کے کھوکھلے اور بے جان تنے ہیں ۔ جن کا سر اوپر سے کٹ گیا ہو ۔

حضرت صالح علیہ السّلام کی قوم ثمود کو حق کی دعوت

والی ثمود اخاھم صلحاؑ قال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہٗ قد جاءتکم بینۃ من ربکم ؕ ھذہٖ ناقۃ اللہ لکم اٰیۃ فذروھا تاکل فی الارض اللہ ولا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب الیم ۝ (سورہ اعراف رکوع ۱۰ پ ۸)

ترجمہ: ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا ۔ فرمایا ۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو ۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے ۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو ۔ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا ۔

دعوت حق کے قبول کرنے سے انکار

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پ ۸)

ترجمہ: ۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے کیا تمہیں یقین ہے کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے ۔ انہوں نے کہا جو وہ لے کر آیا ہے ۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں ۔ متکبروں نے کہا جس پر تمہیں یقین ہے ۔ ہم اُسے نہیں مانتے

صالح علیہ السّلام کی توہین

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۝ ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝ (سورہ القمر رکوع ۲ پ ۲۷) ۔ ترجمہ: ۔ قوم ثمود نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تھا ۔ پس کہا کہ ہم اپنے میں سے ایک آدمی کے کہنے پر چلیں گے ۔ تب تو ہم ضرور گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑیں گے ۔ کیا ہم میں سے اسی پر وحی بھیجی گئی ۔ بلکہ وہ بڑا جھوٹا (اور) شیخی خورا ہے ۔

صالح علیہ السّلام کی قوم پر دو قسم کا عذاب آیا

پہلا

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ ۔ (سورۃ القمر رکوع ۲ پارہ ۲۷) ۔ ترجمہ ۔ بیشک ہم نے ان پر ایک زور کی چیخ کا عذاب بھیجا ۔ پھر وہ ایسے ہو گئے کہ جیسا کانٹوں کی باڑ کا چورا ۔

دوسرا

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸) ۔

ترجمہ: ۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے ۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا اے صالحؑ لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا ۔ اگر تو رسول ہے پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا ۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ۔

حاصل

یہ ہے کہ اس قوم پر اللہ تعالےٰ کی

طرف سے دو عذاب نازل ہوئے۔ اور وہ ہلاک ہو کر رہ گئے۔

باشندگانِ پاکستان میں سے شریعت اسلامی سے آزادی پسند طبقہ کو دعوتِ حق

برادرانِ اسلام۔ میرے پاکستان میں ایسا طبقہ بھی ہے جو نام کے لحاظ سے مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر شریعت اسلامی کے احکام کی تعمیل سے آزاد رہنا چاہتا ہے احکام شرعیہ کو ملائیت کے حقارت آمیز نام سے تعبیر کرتا ہے۔ اور شریعت کی طرف دعوت دینے والے گروہ کو مُلّا کے حقیر نام سے پکارتا ہے۔ اس گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ نہ کوئی ہمیں اللہ کے نام سے ڈرائے اور نہ شریعت محمدیہ کا نام سُنائے۔ جو ہمارا دل چاہے وہ کریں۔ اس گروہ کو تعلیم پسند ہے تو یورپ کی تمدن پسند ہے تو یورپ کا تہذیب پسند ہے تو یورپ کی۔ صورت پسند ہے تو یورپ کی۔ سیرت پسند ہے تو یورپ کی

پیغمبر نہیں آئے گا

ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ البتہ خلق خدا کو تبلیغ حق کے لئے حضور انورؐ کی امت میں سے ایسے افراد ہر دور میں پیدا ہوتے رہیں گے جو اس دور کے انسانوں کو پیغام حق پہنچاتے رہیں گے۔ چنانچہ اسی نظریہ کی بنا پر ہر دور میں حق پرست علمائے کرام پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جن کی مساعی جمیلہ کی برکت سے آج تک قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سطح دُنیا پر موجود ہیں۔

شریعت اسلامی سے آزادی پسند طبقہ میں ہر قسم کے آدمی موجود ہیں

ان میں سرمایہ دار بھی ہیں۔ زمیندار بھی ہیں۔ تاجر بھی ہیں۔ سرکاری عہدہ دار بھی ہیں۔

پاکستانی آزادی پسند بھائیوں کو

حضرت صالح علیہ السلام کے الفاظ میں دعوت

دی جاتی ہے۔ والی ثمود اخاھم صلحا م قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ ھو انشاکم من الارض واستعمرکم فیھا فاستغفروہ ثم توبوا الیہ ان ربی قریبٌ مجیب ۝ (سورہ ہود رکوع ۶ پ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔ کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اُسی نے تمہیں زمین میں بنایا۔ اور اس میں آباد کیا۔ پس اس سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب نزدیک ہے۔ قبول کرنے والا ہے۔

میرے بھائیو مُلّا کی آواز کہہ کر مت ٹالو

جب اس قسم کی دعوت آزادی پسند طبقہ کے کان تک پہنچتی ہے۔ تو اُسے ملائیت اور مُلّا کی آواز کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ میرے بھائیو خدا سے ڈرو۔ اور مُلّا کی اس آواز کو حقیر اور معمولی مت سمجھو۔ ہم لوگ آپ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ آج مان جاؤ ورنہ قیامت کے دن تمہیں ماننا پڑے گا کہ ہم بدبخت تھے اور گمراہ تھے۔ اور پاکستان کا مُلّا سچا تھا۔

گزشتہ تنبیہ کا ثبوت

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ وَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ (سورۃ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸)۔

ترجمہ۔ اور جن کا پلہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ اُن کے مُونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے۔ (اللہ تعالیٰ فرمائے گا)۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں اور پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

مُلّا کی آواز کہہ کر مت ٹالو

اے آزادی پسند مغربیت زدہ طبقہ اس آوازِ حق کو مُلّا کی آواز کہہ کر مت ٹالو۔ ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا۔ جو پہلی برباد شدہ قوموں کا ہوا تھا۔

وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ر جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق ۳ر جنوری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

دربار رسالت کا فیصلہ کہ زندگی کے مختلف شعبوں میں اچھے آدمی کون ہیں

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ٥ (سورہ آل عمران رکوع ۱۲ - پ ۴) — ترجمہ :- تم سب اُمتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں

حاصل

یہ ہے کہ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت تمام گزشتہ اُمتوں میں سے بہتر ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کے لحاظ سے ایسا بنائے کہ وہ واقعی خیر امۃ کی جماعت میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے۔ اب میں زندگی کے مختلف شعبوں میں خیر امۃ میں شامل ہونے والوں کی صفات عرض کرتا ہوں۔ اور وہ صفات خود سید المرسلین خاتم النبیین ؐ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہیں۔ تاکہ ہر شخص اپنے شعبہ حیات میں خیر امۃ کہلانے کا مستحق ہو جائے

کون سا آدمی اچھا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلَى نَاسٍ جُلُوسٍ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ قَالَ فَسَكَتُوا فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجٰى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجٰى خَيْرُهُ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ (رواہ ترمذی والبیہقی فی شعب الایمان -

ترجمہ :- ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ کہا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند بیٹھے ہوئے آدمیوں پر آ کر کھڑے ہوئے۔ پھر فرمایا۔ کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں۔ تم میں سے اچھا آدمی اور بُرا آدمی کون ہے۔ ابوہریرہ ؓ نے کہا بس سب چُپ رہے۔ پھر آپ ؐ نے یہی فقرہ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر ایک شخص نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ ہمیں بتلا دیجئے۔ ہم میں سے اچھا آدمی کون ہے اور بُرا کون ہے۔ پھر آپ ؐ نے فرمایا۔ تم میں سے اچھا وہ آدمی ہے۔ جس سے بھلائی کی امید رکھی جائے اور اس سے برائی کا خطرہ نہ ہو اور تم میں سے بُرا آدمی وہ ہے۔ جس سے بھلائی کی اُمید نہ ہو اور اس کی بُرائی سے بے خوف نہ ہوا جائے ✣

عبرت

برادران اسلام اپنے مُنہ سے تو ہر کوئی اپنے آپ کو اچھا آدمی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا آدمی ہونے کا جو معیار فرمایا ہے۔ واقعہ میں اچھا آدمی فقط وہ ہے۔ جو اس معیار پر پورا اُترے۔ ہر انسان اپنی تو کھوٹی چیز کو بھی کھری ہی کہتا ہے۔ حالانکہ وہ چیز کھری تب ہوتی ہے۔ جب دوسرے لوگ اس کے کھری ہونے کا فیصلہ کریں۔

بہترین دوست کون ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ (رواہ الترمذی والدارمی — ترجمہ - عبداللہ ؓ بن عمر ؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ہاں دوستوں میں سے بہتر وہ (دوست) ہے۔ جو اپنے دوست کا خیر خواہ ہو۔

عبرت

دُنیا میں کئی آدمی ایسے ہوتے ہیں جو دوست بن کر دوست کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ مثلاً اپنے دوست کے راز اس کے دشمنوں کو بتلا دیتے ہیں۔ جس سے اُس شخص کو کئی طرح کے نقصان پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ایسے دوستوں کے شر سے پناہ دے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ جب تک آزما نہ لے۔ اس وقت تک دوستی کا دم بھرنے والے ہر شخص کو دوست نہ سمجھے۔

بہترین ہمسایہ کون ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ ؕ (رواہ الترمذی والدارمی - ترجمہ :- عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین ہمسایہ اللہ کی بارگاہ میں لوگوں میں سے اپنے پڑوسی سے خیر خواہی کرنے والا ہے۔

عبرت

ایک دوسری حدیث شریف میں آیا ہے۔ وہ شخص بہشت میں نہیں جائے گا۔ جس کی تکلیفوں سے ہمسائے محفوظ نہ رہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ہمسایہ کو تکلیف پہنچانا اتنا سخت گناہ ہے۔ کہ یہ گناہ انسان کو بہشت سے محروم کر دیتا ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ اگر ہمسایہ دُکھ دینے پر اُتر آئے تو اور

کوئی دشمن اتنا دُکھ نہیں دے سکتا۔ جتنا یہ دے سکتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جتنا جرم شدید ہو۔ سزا بھی اتنی سخت دی جاتی ہے۔ اسی لئے ہمسایہ کے ستانے کی سزا شریعت میں دوزخ کا داخلہ قرار دی گئی ہے۔

کس قسم کے لوگ بہترین آدمی ہیں

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّھَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ (رواہ ابن ماجہ) ۔ ترجمہ اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں نہ بتلاؤں کہ تم میں بہترین لوگ کون ہیں۔ لوگوں نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا۔ تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں۔ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے۔

وضاحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد پر دل سے مہر تصدیق لگانا ہر مسلمان کا ایمانی فرض ہے۔ اس ارشاد کی وضاحت کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ انسان کی یہ فطرت ہے کہ ہر ایک چیز کو دیکھ کر اس سے کچھ نہ کچھ اثر لیتا ہے۔ مثلاً کسی انسان کو دیکھتے ہی فوراً اس کے دل میں خیال آئیگا کہ یہ خوبصورت ہے۔ یا بد صورت۔ کسی پھول کو دیکھے گا تو فوراً اس کے دل پر خیال گذرے گا کہ یہ سفید ہے یا سُرخ زرد ہے یا نیلگوں۔ البتہ جو مثالیں میں عرض کر چکا ہوں۔ ان چیزوں کی تمیز کے لئے بینائی ضروری ہے۔ اگر اندھا ہے تو اسے نہ خوبصورت اور بدصورت میں تمیز ہوگی۔ نہ پھولوں کے رنگوں میں تمیز ہوگی۔ اسی طرح اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے واقعی خدا یاد آتا ہے۔ بشرطیکہ بکثرت گناہ کرنے کے باعث خداداد ذور زاد استعداد جو حق اور باطل نیک اور بد میں تمیز کرنے کی عطا ہوئی تھی۔ وہ فنا نہ ہو گئی ہو اور اس فطری استعداد کے ختم ہو جانے کے باعث انسان باطن کا اندھا نہ ہو گیا ہو تو اللہ والوں کے پاس عقیدت سے بیٹھنے کے باعث دل میں خیال آتا ہے کہ ہم بھی خدا کو یاد کیا کریں غرضیکہ اتنے وقت میں دُنیاوی دھندوں کے خیالات اوجھل ہو جاتے ہیں۔ اور طبیعت میں توجہ الی اللہ پیدا ہو جاتی ہے اور اگر انسان نے کسی با خدا کی صحبت میں رُوحانی تربیت پائی ہوئی ہو پھر تو اللہ والوں کی صحبت میں اپنی قابلیت کے لحاظ سے انسان فیض حاصل کرتا ہے۔ مثلاً لطائف ستہ میں سے ایک جاری شدہ ہے۔ تو وُہ بیساختہ چلنے لگ جائے گا۔ اور اگر دو کی مشق کی ہوئی ہے تو دونوں چلنے لگ جائیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر چھ کی مشق کی ہوئی ہے تو چھ پر ہی اثر پڑے گا۔ لطائف میں یہ لذّت اور سرُور اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے اس وقت حاصل ہوگا۔ جب آدمی ان کی صحبت سے ہٹ کر دُور جائے گا تو وُہ حالت قائم نہیں رہے گی۔ ایسا محسُوس ہوگا۔ جیسے پاور انجن کے بند ہو جانے سے وُہ مشین بھی بند ہو گئی جو اس پاور انجن کی طاقت سے چل رہی تھی۔ اس اخذ فیض کے کئی درجے ہیں۔ جن کو با کمال اہل دل جانتے ہیں۔

بہترین عالم کون ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّؓ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ (رواہ الترمذی)۔

ترجمہ۔ ابی امامہ الباہلیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو شخصوں کا ذکر کیا گیا۔ ان میں ایک عابد اور دوسرا عالم تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کی عابد پر ایسی فضیلت ہے۔ جس طرح مجھے تم میں سے ایک ادنےٰ درجہ کے مسلمان پر فضیلت ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے۔ یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور یہاں تک کہ مچھلی لوگوں کو دین سکھانے والوں کے لئے دعائے رحمت کرتی ہیں۔

خیر سے کیا مُراد ہے

یہ چیز عقل سے بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ کے ذہن میں خیر کے لفظ سے مُراد قرآن مجید اور حضور انورؐ کے اپنے ارشادات جو قرآن مجید کی در اصل شرح ہیں۔ وُہی مراد ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آسمانوں اور زمین والوں کی دُعائیں انہیں حضرات عُلمائے کرام کے حق میں ہونگی۔ جو ان دو علوم کی اشاعت کریں۔ یہ الگ چیز ہے کہ باقی علُوم متداولہ جو ہمارے مدارس عربیہ میں پڑھائے جاتے ہیں۔ وُہ اس نقطۂ نگاہ سے کہ مقدمۃ العبادۃ عبادۃ میں شامل ہو کر نیکی میں شمار کئے جا سکتے ہیں۔

بہترین حاکم کون سا ہے

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکِ الْاَشْجَعِیِّؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خِیَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیْنَ تُحِبُّوْنَھُمْ وَ یُحِبُّوْنَکُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَیْھِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْکُمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیْنَ تُبْغِضُوْنَھُمْ وَیُبْغِضُوْنَکُمْ وَتَلْعَنُوْنَھُمْ وَیَلْعَنُوْنَکُمْ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا نُنَابِذُھُمْ عِنْدَ ذٰلِکَ قَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِیْکُمُ الصَّلٰوۃَ لَا مَا اَقَامُوْا فِیْکُمُ الصَّلٰوۃَ اَلَا مَنْ وُّلِیَ عَلَیْہِ وَالٍ فَرَاٰہُ یَاْتِیْ شَیْئًا مِّنْ مَّعْصِیَۃِ اللّٰہِ فَلْیَکْرَہْ مَا یَاْتِیْ مِنْ مَّعْصِیَۃِ اللّٰہِ وَلَا یَنْزِعَنَّ یَدًا مِّنْ طَاعَۃٍ (رواہ مسلم) ۔ ترجمہ۔ عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں۔ جن سے تم محبت رکھتے ہو۔ اور وہ تم سے محبت رکھتے ہیں۔ اور تم اُن کے لئے دعا کرتے ہو اور وُہ تمہارے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اور تمہارے بُرے حاکم وہ ہیں۔ جن سے تم بُغض رکھتے ہو۔ اور وُہ تم سے بُغض رکھتے ہیں اور تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہؐ کیا ہم ان سے ایسے وقت میں قطع تعلق

نہ کرلیں۔ فرمایا۔ نہ۔ جبتک وہ تم میں نماز قائم رکھیں نہ جبتک وہ تم میں نماز قایم رکھیں۔ خبردار جس پر کوئی حاکم مقرر کیا جائے۔ پھر وہ شخص دیکھے کہ حاکم اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ پھر اس گناہ کو وہ ناپسند کرے جو حاکم کرتا ہے اور اُس کی فرمانبرداری سے دست کش نہ ہو۔ (یعنی اس سے بغاوت نہ کرے۔

حاصل

یہ نکلا کہ بہترین حاکم وہ ہے۔ جس سے رعایا خوش ہو اور رعایا اسے دُعائیں دے اور وہ رعایا سے خوش ہو اور رعایا کو دُعائیں دے۔

بہترین دولھا کون سا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَّنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ (رواہ الترمذی) — ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم سے وہ شخص رشتہ طلب کرے۔ جس کے دین اور خلق کو پسند کرتے ہو تو اسے نکاح کر دو۔ اگر اس طرح کے نکاح نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد رو نما ہوگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جب کوئی دیندار شریف آدمی تم سے رشتہ طلب کرے تو اس کی دینداری اور شرافت کو مدِّ نظر رکھ کر ہی رشتہ دے دو۔ دولت اور اعلےٰ حسب و نسب کو مت دیکھو۔ کیونکہ در اصل دینداری اور شرافت ہی حُسنِ سلوک کا باعث ہوتے ہیں۔ اس طریقہ سے تمہاری لڑکیاں خوش رہیں گی۔ اور اگر تم نے دولت کو دیکھا اور بڑے دولتمند کو لڑکی دی۔ وہ شخص دولت کے نشہ میں مغرور ہوگا اور اپنی بدمزاجی کے باعث تمہاری لڑکی خوش نہیں رکھ سکے گا۔ اور اس غلط روش سے آپس میں برادریوں کے جھگڑے اور فسادات رو نما ہوں گے۔ دوسری یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر تم نے دیندار اور بااخلاق آدمیوں کو دولت کی کمی کے باعث رشتے نہ دیئے۔ پھر جتنی لڑکیاں ہوں گی۔ اُتنے اعلےٰ درجہ کے دولتمندوں کے رشتہ نہیں مل سکیں گے۔ پھر ان جوان لڑکیوں کے غیر شادی شدہ ہونے کے باعث عام طور پر بد اخلاقی شروع ہو جائے گی چنانچہ آج کل لاہور میں زنا کی کثرت کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بہترین دُلہن کون سی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ (متفق علیہ)

ترجمہ:- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت سے چار چیزوں کے خیال سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مالدار ہونے کے لحاظ سے اور اس کی کوئی ذاتی! خاندانی خوبی کے لحاظ سے اور اس کے حسن کے لحاظ سے اور اس کے دین کے لحاظ سے تو دین والی کو ترجیح دے تو ہلاک ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ نکاح کرتے وقت عورت کے دیندار ہونے کو دُوسری تمام خوبیوں پر ترجیح دی جائے۔ اگر وہ لڑکی اعلےٰ درجہ کی دیندار ہے۔ اور بالفرض اُس کے سوا اُس کے باپ کے ہاں نہ دولت ہے۔ نہ خاندانی شہرت ہے اور بالفرض صورت کے لحاظ سے ذرا سادہ ہے۔ توبھی دینداری کے لحاظ سے اُسی لڑکی کو ترجیح دی جائے۔ اُس کی دینداری کے باعث اس گھر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی خاوند کی زندگی خوشگوار گزرے گی۔ اور اولاد کی تربیت دیندارانہ لحاظ سے ہوگی

بہترین خاوند کون ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُکُمْ فَدَعُوْهُ (رواہ الترمذی والدارمی)

ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے بال بچوں کے لئے اچھا ہو اور میں تم میں سے اپنے اہل کے لئے اچھا ہوں۔ اور جب تمہارا ساتھی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو۔ (یعنی مرنے کے بعد اس کی بُرائیاں نہ بیان کیا کرو۔)

حاصل

واقعہ یہ ہے کہ انسان کے اصلی اخلاق کا پتہ کمزوروں کے ساتھ سلوک کرنے میں لگتا ہے۔ کہ یہ شخص با اخلاق ہے یا بد اخلاق۔ اپنے افسروں کے سامنے جی حضور۔ حاضر جناب۔ کہنا یہ کوئی خوش اخلاقی کا ثبوت نہیں ہے۔ قلندر کے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی ہے۔ پھر دیکھئے۔ ریچھ اس کے حکم کی کس طرح تعمیل کرتا ہے۔ اسی طرح افسروں کے ہاتھ میں حکومت کا ڈنڈا ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے حضور میں آداب بجا لانا ایسا ہی ہے۔ جیسے قلندر کے سامنے ریچھ کا آداب بجا لانا۔ بیوی بچے بچارے کمزور ہوتے ہیں۔ اس لئے ان سے پیار اور محبت سے سلوک کرنا انسان کے اخلاق حمیدہ کا ثبوت یہاں ملتا ہے۔

بہترین بیوی کون سی ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ۔ (رواہ ابن ماجۃ) — ترجمہ ابی امامہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کے تقوےٰ (کی نعمت) کے بعد مومن صالحہ بیوی سے بہتر اور کوئی چیز حاصل نہیں کرتا۔ اگر اسے حکم کرے تو اس کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ اور اگر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرتی ہے اور اگر اس کے متعلق قسم کھائے تو اسے (اس کام کی تعمیل کرکے) بری کرتی ہے۔ اور اگر اس عورت سے غائب ہو (مثلاً سفر پر چلا جائے) تو اپنے نفس اور اس کے مال میں خیر خواہی کرتی ہے۔ (یعنی نہ اپنا نفس کسی کے حوالے کرتی ہے اور نہ اس کا مال ضائع کرتی ہے)۔

بہترین بننے کا قاعدہ کلیہ

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جس شخص کو جس کام کے کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ اس کام کے تمام شرائط کو پورا کرکے بہترین آدمی بن کر دکھائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ شخص خیرامۃ میں داخل ہو جائے۔ آمین یاالہ العالمین۔

ہر مسلمان کا فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت

زندگی کے مذکورۃ الصدر شعبوں میں سے جس شعبہ کی ذمہ واری اس کے ذمہ عائد ہو۔ اس کو ایسے طریقہ سے نباہے کہ خیرُ اُمّۃ کا لقب پا سکے۔ اور اس کی اس صلاحیت کے باعث اسلام کی عزت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی عزت ہو۔ ورنہ ہر مسلمان کہلانے والے کی بے راہ روی سے اسلام کی توہین ہوگی۔ چونکہ یہ شخص مسلمان کہلاتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کے ہر فعل کا اثر اسلام پر پڑتا ہے۔

ان ذمہ واریوں کا اثر

نجات آخرت پر بھی پڑے گا کہ اگر ایک شخص ارکان خمسہ اسلام (کلمۂ توحید کا قائل۔ نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ) کا پابند ہے۔ مگر مذکورۃ الصدر ذمہ واریوں میں کوتاہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی کوتاہی کو معاف فرما دے تو قادر ہے۔ ورنہ اسلام کا قانون یہی فیصلہ کرتا ہے۔ کہ یہ شخص پہلے دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل کر آئے گا۔ مثلاً ایک عالم کتاب و سنۃ اپنی بعض مصلحتوں کی بنا پر دین کے احکام کی تبلیغ کرنے کی بجائے انہیں چھپاتا ہے۔ اس کے حق میں قرآن مجید میں مندرجہ ذیل وعید نازل ہُوا ہے۔

ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتب اولٰئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون ٥

(سورہ البقرہ رکوع ۱۹۔ پ۲) ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اس چیز کو چھپاتے ہیں جو ہم نے روشن دلیلوں اور ہدایت سے نازل کی ہے۔ بعد اس کے کہ ہم نے اسے کتاب (قرآن مجید) میں لوگوں کے لئے بیان کیا ہے۔ وہ لوگ ہیں۔ جن پر اللہ لعنت کرتا ہے۔ اور (سب) لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اسلام سے متعلق تمام ذمہ داریوں کے کما حقہٗ ادا کرنے کا شوق اور ان کے ادا کرنے کی توفیق حاصل ہونے کا

ایک بہترین ذریعہ

اللہ تعالےٰ نے اس کی فطرۃ ہی ایسی بنائی ہے کہ ہر چیز بذریعہ اُستاد ہی اسے آتی ہے۔ کوئی کام بھی خواہ دین کا ہو یا دُنیا کا اُستاد کی رہ نمائی کے سوا سیکھ نہیں سکتا۔ لہذا اس جذبہ کے پیدا کرنے کے لئے بھی کسی اُستاد کی ضرورت ہے کہ رضا الٰہی کے کاموں کو دُنیاوی ضرورتوں سے مُقدّم خیال کرے۔ اور اگر ایسے کاموں کے انجام دینے میں دنیا کے کاموں کو نظر انداز بھی کرنا پڑے تو بھی کرے۔ یہ جذبہ صادقہ اُن اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی رضا الٰہی حاصل کرنا بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں

انہی حضرات کی صحبت

میں بیٹھنے کا حکم بھی اسی لئے دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینٰک عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا (سورہ الکہف رکوع ۴ پ۱۵)

ترجمہ:۔ اپنے آپ کو (نشست و برخاست میں) ان لوگوں کے ساتھ پابند رکھ جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں۔ اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ ان سے اپنی آنکھوں کو نہ ہٹا (کیا) تو دُنیا کی زندگی کی زینت چاہتا ہے۔

ایسے حضرات کی محبت

اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

آخری دُعا

اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ
واجعل اخرتنا خیرًا من الاولےٰ

آمین یا الہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولٰینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

متقی کی فضیلت اور بارگاہ الٰہی سے اس تمغہ کے حاصل کرنے کی شرائط

برادران اسلام - قرآن مجید میں ۲۴۳ مرتبہ متقین کا لفظ آیا ہے - اور ایسے لوگوں کے فضائل کا بھی ذکر آیا ہے اور وہ فضائل ایسے ہیں کہ اور کسی قسم کے لوگوں کے حق میں ایسے فضائل کا ذکر نہیں آیا - جب آپ فضائل سُنیں گے - تو آپ کی طبیعت میں انشاء اللہ تعالےٰ اشتیاق پیدا ہوگا - کہ جب اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے یہ فضائل حاصل ہو سکتے ہیں - تو ہم کیوں نہ کوشش کریں - ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری کوشش کو قبول فرما لے اور ہمیں بھی ان فضیلتوں کے حاصل کرنے والوں کی فہرست میں لکھ ہی لے - اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت (فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ) سورہ ہود رکوع ۹ پارہ ۱۲ (بھی ہے) ترجمہ - بے شک تیرا رب جو چاہے اسے پورے طور پر کر سکتا ہے -

متقیوں کے فضائل

(۱) (وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ) (سورۃ البقرہ رکوع ۲۴ پارہ ۲) ترجمہ - اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے)

(۲) فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (سورہ آل عمران رکوع ۸ پارہ ۳) ترجمہ - پس بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے)

(۳) وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴ - ترجمہ :- اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے - جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے -

(۴) إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع ۵ - پ ۶) - ترجمہ اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے -

(۵) وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ۝ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ۝ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ۝ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ۝ - (سورہ ص رکوع ۴ پ ۲۳) - ترجمہ :- اور بیشک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے - ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں - ان کے لئے ان کے دروازے کھولے جائیں گے - وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے - وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے - اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی - یہی ہے - جس کا تم سے حساب کے دن کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے - بے شک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا -

مذکورۃ الصدر پانچ نمبروں کے نتیجے

(۱) اللہ تعالےٰ متقیوں کا ساتھ دیتا ہے -

اس کی شرح

جس شخص کا اللہ تعالےٰ ساتھ دینے والا ہو جائے - کیا اسے کسی دوسرے کا خطرہ رہ سکتا ہے ؟

(۲) اللہ تعالےٰ متقیوں کو دوست سمجھتا ہے -

شرح

اللہ تعالےٰ جس کا دوست بن جائے اُسے کسی دشمن کا کھٹکا رہ سکتا ہے ؟

(۳) بخشش اور بہشت متقیوں کے لئے ہے -

شرح

اللہ تعالےٰ نے دُنیا ہی میں اعلان فرما دیا ہے کہ میری بہشت میں صرف متقی ہی داخل ہوں گے - یعنی بہشت ان کے لئے ریزرو ہو چکی ہے - جس کے لئے دنیا ہی میں رہتے ہوئے بہشت ریزرو ہو جائے - اسے موت کے بعد کا کوئی کھٹکا رہ سکتا ہے ؟ اللھم اجعلنا منھم

(۴) اللہ تعالےٰ متقیوں کی بات قبول کرتا ہے -

شرح

اللہ تعالےٰ جس شخص کی معروضات کے قبول کرنے کا وعدہ کر لے اس کی دُنیا کی زندگی بھی خوشگوار گزرے گی - اور آخرت میں بھی خوشحال رہیں گے - کیونکہ ایسے حضرات تو پھر اس قسم کی دُعائیں مانگیں گے - (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) ترجمہ - اے رب ہمارے ہمیں دُنیا میں بھی خوشگوار زندگی بسر کرا اور آخرت میں بھی عمدہ زندگی بسر کرانا - اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے -

(۵) متقیوں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے

شرح

اچھے ٹھکانے سے مراد بہشت ہے - چنانچہ ۵ کی آیتوں میں ان کے لئے بہشت کی نعمتوں کی تفصیل بھی آ چکی ہے

متقی کا لفظی ترجمہ

پرہیزگار یا پرہیز کرنے والا بھی ہو سکتا ہے - اب اس چیز کی تفصیل سے معلوم کرنے کی ضرورت ہے - کہ مسلمان کن چیزوں سے پرہیز کرنے کے باعث پرہیزگار بن سکتا ہے - اس سوال کا جواب قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے عرض کرنا چاہتا ہوں - کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات کی مراد یا تو اللہ تعالےٰ خود اپنی کلام پاک قرآن مجید میں بیان فرما دیں - تو اس پر

یقین کیا جا سکتا ہے اور یا اللہ تعالےٰ کے کلام کے شارح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتے ہیں۔ حضور انورؐ کی تفصیل و تشریح کو بھی ہم اللہ تعالےٰ ہی کی تفصیل و تشریح خیال کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ایک سارٹیفکیٹ عطا فرمایا ہوا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (سورہ النجم رکوع ۱ پ۲۷)۔ ترجمہ:۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

متقی کیلئے جن چیزوں سے بچنا ضروری ہے ان کی تفصیل

۱۔ شرک سے بچنا ضروری ہے

الف۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورہ الاعراف رکوع ۲۴۔ پ۹)۔ ترجمہ:۔ سو اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

ب۔ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورہ التوبہ۔ رکوع ۵ پ۱۰) ترجمہ:۔ وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

ج۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ العنکبوت۔ رکوع ۱ پ۲۰) ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے۔ جسے تو جانتا بھی نہیں۔ تو ان کا کہنا نہ مان۔ تم سب نے لوٹ کر میرے ہاں ہی آنا ہے۔ تب میں تمہیں بتلا دونگا جو کچھ تم کرتے تھے۔

قرآن مجید سے شرک سے بچنے

کی بے شمار آیتیں نکل سکتی ہیں۔ میں نے تین پر ہی اکتفا کیا ہے۔ ہر شخص ان آیات سے بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ کسی صورت سے بھی شرک کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ وہ ماں باپ جن کی نافرمانی کرنے والا دوزخ میں جائے گا۔ شرک کے معاملہ میں ان کی بھی کوئی بات نہیں مانی جائے گی۔ اور اس معاملہ میں وہ ہزار مرتبہ ناراض ہوں۔ اُن کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی۔

شرک کا مطلب

یہ ہے کہ بندے کا جو تعلق فقط اللہ تعالیٰ ہی سے ہونا چاہیئے تھا۔ وہی تعلق کسی دوسرے سے بھی رکھے۔

۲۔ کفر اور نفاق سے بھی بچنا ضروری ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ (سورہ التوبہ۔ رکوع ۹ پ۱۰) ترجمہ:۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

جن لوگوں کے لیے

دوزخ کا وعدہ۔ لعنت اور دائمی عذاب کا اعلان قرآن مجید میں آچکا ہے۔ وہ متقی کیسے ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ متقی بننے کے لئے کفر اور نفاق سے بچنا ضروری ہے۔

کفر اور نفاق کیا چیز ہے

کفر کا مطلب اللہ تعالےٰ کا حکم ماننے سے انکار کرنا ہے اور نفاق یہ ہے کہ ایک شخص بظاہر مسلمان کہلائے۔ اور دل میں اسلام پر اعتراض کرے مثلاً آجکل جس طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں چور کا ہاتھ کاٹنے کی جو سزا ہے۔ یہ وحشیانہ سزا ہے۔ یہ نہیں ہونی چاہیئے۔ یا مثلاً بعض آدمی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں بیاج حرام کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ حرام نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ وغیرہ وغیرہ

ارکان اسلام کا ترک کرنا

اسلام کے چار ارکان (نماز۔ روزہ زکوٰۃ۔ حج) کا ترک کرنے والا متقی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا متقی کا تمغہ حاصل کرنے کے شائقین کا فرض ہے۔ کہ ان چار چیزوں کی عملاً پابندی کریں استطاعت کے ہوتے ہوئے ہرگز ترک نہ کریں۔

۸۔ زبان کا تقوےٰ

ا۔ کسی سے ٹھٹھا نہ کریں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ (سورۃ الحجرات۔ رکوع ۲ پ۲۶) ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

ب:۔ ایک دوسرے کو طعنے نہ دینا

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (سورہ الحجرات رکوع ۲۔ پارہ ۲۶)۔ ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

ج۔ ایک دوسرے کے نام نہ دھرو

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ (سورہ الحجرات رکوع ۲ پ۲۶۔ ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے نام نہ دھرو۔

د۔ ماں باپ کی بے ادبی نہ کرو۔

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ۱۵)۔ ترجمہ۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُنہیں اُف بھی نہ کہو۔ اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔

ھ:۔ کسی کے حال کی پھولا پھالی نہ کرو۔

وَلَا تَجَسَّسُوْا (سورہ الحجرات رکوع ۲ پ۲۶) ترجمہ:۔ اور ٹٹول بھی نہ کرو۔

و۔ کسی کی غیبت نہ کرو

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (سورہ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)۔ ترجمہ۔ اور نہ کسی کی غیبت کیا کرے۔

ز۔ متقی بننے کے لئے گالی سے بچنا ضروری ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

ارشادات میں بعض چیزوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بِنْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ (متفق علیہ)۔ ترجمہ:۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔

متقی بننے کے لئے چغل خوری سے بچنا ضروری ہے

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ (متفق علیہ) ترجمہ:۔ حذیفہؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے چغلخور بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

۹۔ کان کا تقویٰ

وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۸ پ ۷)

ترجمہ اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔ تو ان سے الگ ہو جا۔ یہاں تک کہ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں۔ اور اگر تجھے شیطان بھلا دے۔ تو یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جو لوگ کیل کانٹے نکال رہے ہوں۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے اُٹھ کر چلا جا تاکہ اُن کی بیہودہ باتیں تیرے کان میں نہ پڑیں۔ یہی کانوں کا تقوےٰ ہے۔

تائید

مذکورۃ الصدر آیت کی ہم معنی دوسری آیت ملاحظہ ہو۔ پہلی آیت کی تائید کے لئے یہ آیت پیش کی جا رہی ہے۔ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖٓ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعَا ۝ (سورہ النسا۔ رکوع ۲۰ پ ۵)

ترجمہ اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم اتارا ہے۔ کہ جب تم اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا سنو تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہانتک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوں۔ ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس مجلس میں اللہ تعالےٰ کے دین پر مذاق اُڑایا جاتا ہو۔ جیسے کہ آج کل مغرب زدہ اسلام کے نور سے بے نور مسلمان نوجوان کرتے ہیں تو مسلمان کا فرض ہے کہ اس مجلس سے اُٹھ جائے۔ اور ان لوگوں کی باتیں نہ سنے۔ یہی کانوں کا تقوےٰ ہے۔ ہاں ان بے دینوں کا مُنہ توڑ جواب دینے کی توفیق ہو۔ تو پھر ان کا منہ توڑے۔ اور ڈٹ کر مقابلہ کرے۔ یہ زبان کا جہاد ہے۔ جو اسلام کی عزت کی حفاظت کے لئے معترضین کے ساتھ کیا جائے گا۔

۱۰۔ آنکھ کا تقویٰ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ۔ الآیہ

سورہ النور۔ رکوع ۴ پ ۱۸) ترجمہ

ایمان والوں سے کہہ دو۔ کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔ یہ اُن کے لئے بہت پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

حاصل

یہ نکلا کہ مرد اجنبی عورتوں کو اور عورتیں اجنبی مردوں کو جھانک جھانک کر نہ دیکھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے کرتے بُرائی تک نوبت پہنچ جائے۔ اس آیت میں آنکھ کے تقوےٰ کی تعلیم ہے۔

۱۱۔ ہاتھ کا تقویٰ

وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِھِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَقْتُلَکَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

(سورۃ المائدہ۔ رکوع ۵ پ ۶) ترجمہ

تو اہل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصّہ صحیح طور پر پڑھ کر سناوے۔ جب ان دونوں نے قربانی کی۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی۔ اور دوسرے کی نہ ہوئی۔ اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا۔ اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے گا۔ تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس کی قربانی قبول ہوئی ہے۔ وہ اپنے بھائی سے کہہ رہا ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ سے ڈرنے کے باعث تمہیں قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ یہی ہاتھ کا تقوےٰ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سوا حرکت میں نہ آئے۔

قاعدہ

یہ نکلا کہ کسی موقعہ پر بھی ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سوا نہیں اٹھانا چاہیئے۔ جس طرح عام طور پر مسلمان ہاتھ ہی سے گناہ کرتے ہیں۔ مگر اس گناہ کو محسوس نہیں کرتے۔ مثلاً سینما پہنچنے کے بعد جیب سے ٹکٹ کے لئے پیسے ہاتھ ہی سے نکالے جاتے ہیں۔ جو خلاف تقوےٰ ہے۔ شراب کے خریدنے کے لئے جیب سے پیسے ہاتھ ہی سے نکالے جاتے ہیں۔ یہ بھی ہاتھ کے تقوےٰ کے خلاف ہے۔ چور چوری کے لئے نقب ہاتھ ہی سے لگاتا ہے جو خلاف تقویٰ ہے

۱۲- پاؤں کا تقویٰ

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (سورۃ التوبۃ رکوع ۱۵ پ ۱۱) - ترجمہ - اور جو وہ (مجاہد) تھوڑا یا بہت خرچ کرتے ہیں - یا کوئی میدان طے کرتے ہیں - تو یہ سب کچھ ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے - تاکہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے۔

حاصل

اس آیت میں مجاہدین کے میدانوں کے طے کرنے کا ذکر ہے - جن کے طے کرنے کے باعث انہیں اجر ملے گا - اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر طے کرنا یہ پاؤں کا تقویٰ ہے -

۱۳- لباس میں تقویٰ

یہ ہے کہ وُہ لباس پہنے - جس کے پہننے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو - عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَبَاءَ دِيْبَاجٍ اُهْدِيَ لَهٗ ثُمَّ اَوْشَكَ اَنْ نَزَعَهٗ فَاَرْسَلَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ فَقِيْلَ قَدْ اَوْشَكَ مَا انْتَزَعْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَهَانِيْ عَنْهُ جِبْرَئِيْلُ فَجَاءَ عُمَرُ يَبْكِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْتَ اَمْرًا وَّ اَعْطَيْتَنِيْهِ فَمَا لِيْ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اُعْطِكَهٗ لِتَلْبَسَهٗ اِنَّمَا اَعْطَيْتُكَهٗ تَبِيْعُهٗ فَبَاعَهٗ بِاَلْفَيْ دِرْهَمٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ - حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جبہ پہنا جو آپؐ کو بطور ہدیہ دیا گیا تھا - پھر آپؐ نے اسے جلدی اُتار دیا - پھر آپؐ نے اسے عمرؓ کو بھیج دیا - پھر آپؐ سے عرض کی گئی یا رسول اللہؐ آپ نے اسے جلدی ہی اُتار دیا - آپؐ نے فرمایا مجھے اس کے پہننے سے جبرئیلؑ نے منع کیا - پھر عمرؓ روتے ہوئے آئے - پھر عرض کی یا رسول اللہؐ آپؐ نے ایک چیز کو ناپسند فرمایا - اور وُہ چیز آپؐ نے مجھے دے دی - پس وہ میرے لئے کیسی ہے - تب آپؐ نے فرمایا - میں نے تمہیں اس لئے وہ نہیں دی کہ تو اسے پہنے - سوائے اس کے نہیں - میں نے تمہیں اس لئے دی ہے کہ تو اسے بیچ لے - پھر عمرؓ نے اسے دو ہزار درہم سے بیچ دیا -

حاصل

اس سے معلوم ہُوا کہ اسلام میں مردوں کے لئے ریشمی لباس پہننا حرام ہے - لہٰذا لباس میں تقویٰ یہی ہے کہ جو کپڑا شرعاً پہننا حرام ہے - اسے استعمال نہ کیا جائے

تہبند یا پاجامہ ٹخنے سے اوپر رکھا جائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ اِزَارِيْ اسْتِرْخَاءٌ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ارْفَعْ اِزَارَكَ فَرَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُّ فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِلٰى اَيْنَ فَقَالَ اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ (رواہ مسلم) ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے - میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا - اور میرا تہبند ڈھیلا تھا - تب آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ - اپنا تہبند اونچا کر - پھر میں نے اسے اونچا کر لیا - پھر فرمایا اور کر - پھر میں نے اور کیا - اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں - (کہ تہبند نیچے نہ ہو جائے) پھر بعض لوگوں نے آپ سے کہا - کہاں تک - آپ نے فرمایا - دونوں پنڈلیوں کے نصف تک - یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید کے باعث آدھی پنڈلیوں تک تہبند رکھتا ہوں -

حاصل

یہ نکلا کہ تقوےٰ کے لوازمات میں سے یہ بھی ہے کہ تہبند یا پاجامہ ٹخنے سے اوپر ہونا چاہیئے -

تکبّر اور فخر کے طور پر ٹخنے سے نیچے کپڑا پہننے والے کی سزا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا (متفق علیہ) - ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قیامت کے دن اللہ اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا - جس نے اپنے تہبند کو تکبّر کے طور پر گھسیٹا - یعنی ٹخنوں سے نیچے زمین تک پہنچ رہا تھا - جس طرح آج کل دیہاتوں میں رہنے والے زمیندار عموماً تہبند اتنا نیچا رکھتے ہیں کہ زمین پر گھسٹتا آتا ہے -

۱۴- کھانے پینے میں تقویٰ

وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پ ۲)

ترجمہ - اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ - اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ - تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ سے کھا جاؤ - حالانکہ تم جانتے ہو -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں اب تطہیر اموال کا ارشاد ہے کہ مال حلال تو صرف روزہ میں اس کا کھانا منع ہے - اور مال حرام سے روزہ مُدت العمر کے لیئے ہے - اس کے لئے کوئی حد نہیں - جیسے چوری یا خیانت یا دغابازی یا رشوت یا زبردستی یا قمار یا بیوع ناجائزہ یا سود وغیرہ ان ذریعوں سے مال کمانا بالکل حرام اور ناجائز ہے - نہ پہنچاؤ حاکموں تک - یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو ظالم حاکموں کو یا اپنا مال بطریق رشوت حاکم تک نہ پہنچاؤ - کہ حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھا لو - یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعوےٰ کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ - اور تم کو اپنے ناحق پر ہونے کا علم بھی ہو -

حاصل

کھانے پینے میں تقوےٰ یہ ہوگا - کہ حرام کے ذریعہ سے مال کمانے کی جتنی صورتیں بیان کی گئی ہیں سب سے بچے

حرام کا مال کھانے کا نتیجہ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ (رواہ احمد والدارمی)

ترجمہ - حضرت جابرؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - وُہ گوشت بہشت میں نہیں جائیگا - جس نے حرام کے مال سے تربیت پائی ہے - اور جس گوشت نے بھی حرام کے مال سے تربیت پائی ہے - اسے آگ اپنے اندر سمیٹنے کی زیادہ مستحق ہے -

۱۴ شرائط

برادران اسلام تقویٰ کا تمغہ حاصل کرنے کیلیئے ۱۴ شرائط عرض کر چکا ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

خدا تعالیٰ کے پیغمبر کی تابعداری انسان کی فطرت کا تقاضا ہے

برادران اسلام۔ آپ کو معلوم ہے کہ بچہ جب بولنا سیکھتا ہے۔ تو اکثر ماں باپ سے سوال کرتا رہتا ہے۔ گھر میں ہو تو سوالات کرتا ہے اور اگر اسے سیر کرانے کے لئے لے جایا جائے تو جو نئی چیز دیکھے گا اس کے متعلق دو سوال کرتا ہے۔ پہلا اباجی یہ کیا چیز ہے؟ دوسرا یہ کس کام کی ہے؟ یعنی اس سے کیا کام لیا جاتا ہے؟ اس کے بعد جب بڑا ہو جائے تو پھر اوّل تو خود سوچتا ہے۔ یا ہادی اسے توجہ دلاتا ہے۔ کہ تو اپنے متعلق اسی طرح سوچ۔ جس طرح تو دوسری چیزوں کے متعلق سوچتا رہتا ہے۔

پہلی بات تو کیا ہے۔ دوسری بات کس کام کیلئے بنائے گئے ہو

پہلی بات کے متعلق جب سوچتا ہے کہ میں کیا ہوں تو اس کے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ میں زمین سے نہیں اُگا۔ بلکہ مجھے ماں نے جنا ہے۔ کب جنا تھا۔ جب میری ماں کی شادی میرے باپ سے ہوئی تھی۔ شادی کے بعد میرے ماں باپ کی ہمبستری کے تو میرے باپ نے منی کا ایک قطرہ ہی میری ماں کے رحم میں ڈالا تھا۔ اگر منی کا قطرہ ڈالنے ہی سے انسان خود بخود پیدا ہو جاتا تو کوئی ماں باپ بھی بے اولاد نہ ہوتے۔ حالانکہ لاکھوں میاں بیوی دنیا میں بے اولاد نظر آتے ہیں۔ اس غور و خوض کے بعد انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ ماں کے رحم میں انسان بنانے والا کوئی اور ہے۔

نمبر دوم

یہ سوچے گا۔ کہ اگر اولاد کا پیدا ہونا ماں باپ کے اختیار میں ہوتا۔ تو ہر ایک کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا۔ کیونکہ عام طور پر فطرت انسانی بیٹے کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ اس لئے کہ وہ عمر بھر ماں باپ کے پاس ہی رہتا ہے حتیٰ کہ ماں باپ کا کفن دفن وہی کرتا ہے۔ اور لڑکی ہو تو شادی ہو کر دوسروں کے ہاں چلی جاتی ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ انسان کی اس خواہش کے باوجود بکثرت ایسے ماں باپ پائے جاتے ہیں کہ ان کے ہاں یکے بعد دیگرے لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لڑکا ایک بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اس غور و خوض سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ مجھے لڑکا بنا کر پیدا کرنے والے ماں باپ نہیں ہیں۔ کوئی اور ہی ذات ہے۔

نمبر سوم

فطرۃ سلیمہ سے سوچنے والا یہ سوچے گا کہ جس طرح بعض ماں باپ کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لڑکا ایک بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض گھروں میں لڑکے ہی لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ لڑکی ایک بھی پیدا نہیں ہوتی۔ حالانکہ مائیں ترستی ہیں کہ خدا کرے کہ کوئی بیٹی پیدا ہو جائے۔ جس کو سونے چاندی کے زیورات پہنائیں۔ اور عمدہ اور قیمتی رنگا رنگ کے لباس پہنا کر گڑیا کی طرح سجائیں۔ مگر ساری عمر ان کی یہ ہوس پوری نہیں ہوتی۔ اس سے بھی وہ سوچنے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ انسان کو پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ اگرچہ ماں باپ انسان کے پیدا ہونے کا آلہ ضرور ہیں۔

نمبر چہارم

اپنی پیدائش کے متعلق غور کرنے والا انسان یہ سوچے گا کہ اگر بچے کا پیدا کرنا ماں باپ ہی کے اختیار میں ہوتا تو ہر بچہ ماں کے پیٹ سے خوبصورت ہی پیدا ہوتا۔ حالانکہ ایک ہی ماں کے جنے ہوئے بعض بچے خوبصورت ہوتے ہیں۔ اور بعض بدصورت ہوتے ہیں۔ اس سے بھی وہ سوچنے والا انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ انسان کو بنانے والی ماں نہیں ہے۔ کوئی اور ہی ہے۔

نمبر پنجم

وہ سوچنے والا انسان جب یہ دیکھتا ہے کہ بعض بچے ماں کے پیٹ سے اندھے پیدا ہوتے ہیں۔ حالانکہ اگر بچے کی پیدائش ماں کے اختیار میں ہوتی تو سب بچے آنکھوں والے ہی ہوتے اندھا کوئی بھی نہ ہوتا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ماں کے پیٹ میں بنانے والا کوئی اور ہی ہے۔

نمبر ششم

وہ سوچنے والا انسان جب یہ دیکھتا ہے کہ بعض بچے ماں کے پیٹ سے گونگے پیدا ہوتے ہیں تو وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اگر زبان میں بولنے کی طاقت ڈالنا ماں کے اختیار میں ہوتا۔ تو کوئی بچہ گونگا پیدا نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبان میں گویائی کی طاقت ڈالنے والا کوئی اور ہی ہے۔

نمبر ہفتم

وہ سوچنے والا انسان جب یہ دیکھتا ہے کہ بعض بچے ماں کے پیٹ سے ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ جن کی پیدائشی طور

پر دونوں باہیں نہیں ہوتیں۔ اس سے وُہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ بچے کو باہیں دینا ماں کا کام نہیں ہے کسی اور ہی کا ہے۔ ورنہ کوئی بھی بچہ باہوں کے سوا پیدا نہ ہوتا۔

نمبر ہشتم

وہ سوچنے والا انسان جب یہ دیکھتا ہے کہ بعض بچوں کا سر اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ اس میں سوچ و بچار کی صلاحیّت ہی نہیں ہوتی۔ اس سر کی کمزوری کے باعث نیم پاگل سے ہوتے ہیں۔ اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ دماغ میں عقل کی صلاحیت کا ڈالنا کسی اور کا کام ہے۔ ماں کا نہیں ہے۔

آٹھ دلائل کا نتیجہ

یہ نکلا کہ باپ نے تو انسان کی ماں کے رحم میں فقط منی کا قطرہ ہی ڈالا تھا۔ اس کے بعد اگرچہ انسان بننے کا آلہ تو ماں ہی ہے۔ مگر حقیقت میں بنانے والا اور ہے۔ جس طرح ہانڈی میں لذیذ سالن پکتا ہے۔ مگر پکانے والا کوئی اور ہوتا ہے جو ایک اندازہ کا نمک مرچ ڈالتا ہے ایک اندازہ کا گھی ڈالتا ہے۔ ایک اندازہ کی آگ جلاتا ہے۔ ایک خاص اندازہ کے وقت تک اسے پکاتا ہے۔

جو اور ہے

وُہ دراصل ایک ہی ہے۔ البتہ مختلف زبانوں میں اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً عربی زبان میں اسے اللہ (جل شانہٗ) کہا جاتا ہے۔ فارسی زبان میں اسے خُدا کہا جاتا ہے۔ ہندی زبان میں اسے پرمیشر کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں اسے گاڈ کہا جاتا ہے۔

انسان کے بنانے میں اللہ تعالےٰ کی قدرت

کا کمال ملاحظہ ہو۔ (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ۝)

سورۃ المومنون رکوع ۱ پ ۱۸ — ترجمہ

البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اُسے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا۔ پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا۔ سو اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے انسان کو یہ سمجھایا ہے۔ کہ ہم نے تیرا خمیر مٹی سے اٹھایا ہے۔ (بلحاظ مفسّرین کی ایک توجیہ کے) کہ مختلف سبزیوں۔ ترکاریوں۔ اناج اور میوہ جات کو مٹی سے پیدا کرکے تمہارے ماں باپ کے پیٹ میں بصورت غذا پہنچایا اور غذا سے اپنی خاص تدبیر سے نطفہ بنایا۔ نطفہ سے لوتھڑا بنایا۔ لوتھڑے سے گوشت بنایا۔ پھر اس میں سے کچھ حصّہ کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ایک خاص ترکیب سے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر انسان کی شکل بنا کر اُس میں روح ڈال کر ماں کے پیٹ سے باہر نکالا۔

مذکورۃ الصدر ساری تفصیل

اپنے متعلق سوچنے والے انسان کے پہلے سوال (تو کیا ہے) کا جواب ہے۔ اس تفصیل کے معلوم ہونے کے بعد فطرتاً انسان کی طبیعت میں ایک دوسرا سوال پیدا ہوگا۔

میں کس کام کیلئے بنایا گیا ہوں

یہ ایک فطرتی سوال ہے۔ جب عقلمند انسان سارے جہان میں نظر دوڑا کر دیکھے گا۔ کہ دُنیا کی ہر چیز کسی نہ کسی کام کے لئے بنائی گئی ہے۔ مثلاً گدھا باربرداری کے لئے۔ گھوڑا چٹیل میدانوں میں برق رفتاری سے میلوں کی مسافت کو چشم زدن میں منٹوں میں طے کرنے کے لئے ریگستانی مسافت کے طے کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اونٹ بنا دیا ہے۔ سُورج دن میں مخلوق خدا کو روشنی پہنچانے کے لئے۔ رات کو چاند روشنی کے لئے۔ اگر وہ غروب ہو جائے۔ تو ستارے روشنی کے چراغ بنا دیئے ہیں۔

پھر سوچنے والا انسان سوچے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی قدرتِ کاملہ نے جب سب پیدا شدہ چیزوں کو میری خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تو بالآخر میں بھی تو کسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ انسان کے اس سوال کا جواب فقط اللہ تعالےٰ ہی دے سکتا ہے۔ جس کی قدرت کاملہ نے اتنی منزلیں طے کرکے انسان کو بنایا ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی کاریگر کسی مشین کو بناتا ہے تو اسی سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ آپ یہ مشین کس کام کے لئے بنا رہے ہیں۔ اُسی قاعدہ کے ماتحت انسان پر لازم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے دریافت کرے۔ کہ اے اللہ۔ تو فرما۔ کہ مجھے کس کام کے لئے دنیا میں پیدا کیا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ ہماری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ اور وُہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ بایںہمہ ہم نے جو بات اس سے دریافت کرنی ہوگی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ذریعہ سے دریافت کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالٰے اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ رحمۃ للعٰلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس درجہ پر پہنچنے کے بعد

انسان اپنی فطرت سلیمہ کے تقاضا

کے لحاظ سے مجبور ہوگا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس کے سوال (کہ مجھے کس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔) کے جواب میں جو ارشاد ہو اسی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے۔ اور اسی کو اپنی زندگی کا دستور العمل ٹھیرائے۔ حضور انور کی طرف سے اس سوال کا جواب یہ ہے۔ (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۵) سورۃ الذاریٰت رکوع ۳۔ پ ۲۷) ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسانوں کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

حاصل

اب وہ مسلمان جس کے خیالات کی تفصیل گزشتہ سطور میں عرض کر چکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حاصل شدہ جواب کو اپنے طبعی اور فطرتی شوق سے اپنی زندگی کا نصب العین بنائے گا۔

الحمد للہ

اس خطبہ کا مجوزہ عنوان بھی یہی تھا۔ جس کا ثبوت دے چکا ہوں۔

عنوان عبدیت کی تفصیل کا مطالبہ

فطرت سلیمہ والا انسان جب اپنی زندگی کا نصب العین عبدیت (بندگی) بنا لے گا۔ پھر وہ پیغمبر خدا سے سوال کرے گا۔ کہ مجھے عبدیت کا نظام الاوقات (پروگرام) تجویز فرما دیجئے۔ پھر پیغمبر خدا اسے اللہ تعالٰے کی مقدس کتاب قرآن مجید ہی سے اس کو جواب عطا فرمائیں گے۔ کہ عبدیت اصولاً تین قسموں میں محدود ہے۔ اعتقادی بدنی اور مالی

اعتقادی

کلمہ توحید کا تہ دل سے اقرار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس کلمۂ توحید کا اجمالی اقرار دو قسم کی تفاصیل پر مبنی ہے۔ پہلی اللہ تعالٰی کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لا شریک لہٗ ماننا۔ (جن صفات کی تفصیل قرآن مجید میں مفصلاً مذکور ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا)

بدنی

بدنی عبادات میں نماز۔ روزہ اور حج آجاتے ہیں۔ (اگرچہ حج میں مالی قربانی بھی کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ حاجی آمد و رفت کے مصارف رضاء الٰہی کی خاطر اپنی گرہ سے خرچ کرتا ہے۔ اور اگر مصارف آمد و رفت کے نہ ہوں۔ تو اس شخص پر حج فرض ہی نہیں ہے۔

مالی

اس میں زکوٰۃ آتی ہے جو فرض ہے نماز اور روزہ کی طرح زکوٰۃ ادا کرنا بھی اسلام میں اشد ضروری ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں ہی کو مرتد قرار دیا تھا۔ اور ان کے ساتھ جہاد کیا تھا۔

فرائض عینیہ کے بعد عبدیت کا اجمالی نقشہ

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ) سورۃ الانعام۔ رکوع ۲۰۔ پ ۸) ۔ ترجمہ کہدو۔ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

حاصل

اپنی فطرت سلیمہ کی تحقیق سے پیغمبر کا اتباع کرنے والے انسان سے یہ کہہ دیا جائے گا کہ ان فرائض عینیہ کے ادا کرنے کے بعد اپنی زندگی کے ہر کام میں یہ خیال کر لینا کہ اے اللہ یہ کام میں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کر رہا ہوں تو اس نیت سے تیرا ہر کام نیکی میں شمار ہو سکے گا۔ مثلاً اگر تو کھانا کھائے تو یہ نیت کر کہ اے اللہ اس لئے کھانا کھاتا ہوں کہ تیری عبادت کی طاقت حاصل ہو۔ تو تیرا یہ کھانا بھی عبادت میں شمار ہوگا۔ سوتے وقت یہ نیت کر۔ اے اللہ اس لئے سوتا ہوں کہ تیری عبادت میں طبیعت صاف ہو۔ غنودگی نہ ہونے پائے۔ سردی میں گرم کپڑے بنائے تو یہ نیت کر لے کہ سردی کی شدت میں نفس یہ بہانہ نہ بنائے۔ کہ میں گھر سے نکل کر نماز پڑھنے کے لئے کس طرح جا سکتا ہوں۔ اس سے کہا جائیگا کہ گرم کپڑوں کے پہننے سے سردی ہرگز نہیں ستائے گی لہذا بہرحال مسجد میں چل کر نماز ادا کر تو میرے یہ گرم کپڑے بھی نیکی میں شمار ہو جائیں گے۔

اللہ تعالٰی کے ہاں ایک قاعدہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ؛ ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ عملوں کا مدار نیتوں پر ہے۔ وہی کام اگر اللہ تعالٰی کو راضی کرنے کے لئے کیا جائے۔ تو نیکی ہے۔ وہی کام کسی برے ارادے سے کیا جائے تو گناہ ہو جائے گا۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ انسان کی زندگی کا ہر کام نیکی کے دائرہ میں آسکتا ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالٰے کی رضا مطلوب ہو۔

اجتماعی زندگی میں بھی خدا تعالٰی کے پیغمبر کی تابعداری فطری تقاضا ہے

جب فطرت سلیمہ والا انسان اجتماعی زندگی میں قدم رکھے گا۔ تو اسے قدم قدم پر باہمی جھگڑے اور لڑائیاں ہوتی نظر آئیں گی۔ ایک آدمی دوسرے سے اپنا حق لینے کے لئے لڑ رہا ہے۔ ایک خاندان دوسرے خاندان سے دست بگریباں ہے ایک قوم دوسری قوم سے بر سر پیکار ہے ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ملک پر فوج کشی کر رہا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس (ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۵) سورۃ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱۔ ترجمہ:۔ خشکی اور

فساد پھیل گیا ہے۔ تاکہ انہیں اللہ ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے۔ تاکہ وہ باز آ جائیں۔

اس جہان کا مالک فساد کو پسند نہیں کرتا

ارشاد ہے۔ (وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ) سورہ البقرہ۔ رکوع ۲۵ پ ۲ ترجمہ:۔ اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

فسادی قوم باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ قوم کی قوم کو ہلاک کر دیتا ہے۔

(اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝) سورہ الفجر پ ۳۰۔ ترجمہ۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جو نسل آدم سے ستونوں والے تھے۔ کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا تھا اور فرعون میخوں والوں کے ساتھ۔ ان سب نے ملک میں سرکشی کی۔ پھر انہوں نے بہت فساد پھیلایا۔ پھر ان پر تیرے رب نے عذاب کا کوڑا پھینکا۔

یہ ساری قومیں

اللہ تعالیٰ کے ملک میں فساد مچانے کے باعث مذکورۃ الصدر قومیں ہلاک کر دی گئی تھیں۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ یعنی ان قوموں نے عیش و دولت اور زور و قوت کے نشہ میں مست ہو کر ملکوں میں خوب اودھم مچایا۔ بڑی بڑی شرارتیں کیں۔ اور ایسا سر اٹھایا۔ گویا ان کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں۔ ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے۔ کبھی اس ظلم و شرارت کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا۔ آخر جب ان کے کفر و تکبر اور جور و ستم کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور مہلت و درگزر کا کوئی موقعہ باقی نہ رہا۔ دفعۃً خداوند قہار نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ ان کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل

فساد بھی مٹ جائے اور بربادی بھی نہ ہو

ایک فطرت سلیمہ والا انسان مذکورۃ الصدر حالات کو دیکھ کر یہ چاہتا ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یعنی فسادات بھی ختم ہو جائیں اور قوم بھی برباد نہ ہو۔

ایسا حل فقط اللہ تعالیٰ ہی فرما سکتا ہے

کیونکہ وہ سارے جہان کے انسانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کو تمام افراد تمام واقوام اور تمام عالم کے باشندوں سے یکساں شفقت ہے۔ اس لئے فطرت سلیمہ والا انسان پورے غور و خوض کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو تمام جھگڑوں کا بہترین حل فرما سکتا ہے۔

پیغمبر خدا کی ضرورت

جب ایک عقلمند آدمی اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ تو پھر اسے فطرتاً یہ چیز عقل میں آئے گی۔ کہ میں تو اس قابل ہی نہیں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ جات کو سن سکوں۔ جو وہ انسانوں کے باہمی جھگڑوں کے مٹانے کے لئے فرمائے۔ لہذا میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک ایسا آدمی واسطہ بن جائے جو اللہ تعالیٰ سے سنے اور مجھے پہنچائے۔ شریعت میں اسی شخص کو پیغمبر کہا جاتا ہے لہذا یہ چیز ثابت ہو گئی کہ ایک فطرت سلیمہ والا انسان اجتماعی زندگی میں بھی محسوس کرے گا۔ کہ مجھے پیغمبر خدا کی تابعداری ضرور کرنی چاہیئے۔

یہی مقصد تھا

برادران عزیز آپ کی خدمت میں یہی چیز پیش کرنی چاہتا تھا۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی تابعداری خلاف فطرت ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ کہ ان حضرات کی تابعداری کی جائے اور جو فطرتی تقاضے کی مخالفت کرے۔ اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ مخبوط الحواس ہے۔

تمام فتنوں کے مٹانے کے لئے رب العالمین کے ارشادات طیبہ

۱

کوئی کسی کا مال ناحق نہ کھائے۔

(وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۲۳ پ ۲۔

ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر مت کھاؤ۔ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

اگر مالی معاملات

میں اس طریقے پر فیصلے کئے جائیں تو ملک کے متعلقہ سب جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں

وہ شخص مومن نہیں جس کی تکلیف سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک دن فرمایا کہ: خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم! اس میں ایمان نہیں، خدا کی قسم! وہ صاحب ایمان نہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کون شخص؟ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں سے مامون اور بے خوف نہ ہوں۔ (یعنی ایسا آدمی ایمان سے محروم ہے) صحیح بخاری و صحیح مسلم

۲ـ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت کا معیار

دولت و وجاہت نہیں۔ بلکہ فقط پرہیزگاری ہے۔ (یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝) سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں۔ تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

۳ـ مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ) الایہ۔ سورہ الحجرات۔ رکوع ۱ پ ۲۶۔ ترجمہ بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۴ـ کوئی کسی سے ٹھٹھا نہ کرے۔

(یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ) الایہ سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

۵ـ کوئی کسی کو طعنہ نہ دے

(وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَکُمْ) الایہ سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

۶ـ کوئی کسی کا تمسخر کے طور پر نام نہ رکھے

(وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ) سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)
ترجمہ اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔

۷ـ کوئی کسی کے حال کی تفتیش نہ کرے۔

(وَلَا تَجَسَّسُوْا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶) ترجمہ۔ اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔

۸ـ کوئی کسی کے خلاف پس پشت پروپیگنڈا نہ کرے

(وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔

آٹھ ہدایات پر عمل

اگر مذکورۃ الصدر آٹھ ہدایات پر انسان عمل کریں تو باہمی فتنوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔ اور دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کو فطرت سلیم والے

انسان فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ان کا ذکر خیر قرآن مجید میں ہے۔ (اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پ ۴۔

ترجمہ۔ بے شک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تو نے اُسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے وعدہ کیا ہے اور قیامت کے دن رسوا نہ کرو۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ارشاد نبویؐ

ماں کے پیٹ سے ہر بچہ سلیم الفطرت ہی پیدا ہوتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ۔ ترجمہ:۔ ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا دیتے ہیں۔ یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

یعنی

پیدائشی طور پر ہر بچہ کا اپنے خالق کے ساتھ تعلق درست ہوتا ہے۔ لیکن اگر اسے خالق کی یاد سکھائی جائے تو دل سے مان لے گا۔ اسے اپنے خالق کے احکام کی تابعداری کے لئے کہا جائے تو مان لے گا۔ اور فقط اسی کو اپنا حاجت روا سمجھے گا کسی غیر کی طرف نہیں جائے گا۔ علیٰ ہذا القیاس تعلق باللہ کو وہ ہر لحاظ سے محبوب خیال کرے گا۔ مگر اس جہان میں آنے کے بعد جو پہلے بگڑی ہوئی ذہنیت کے آدمی ہوتے ہیں۔ وہ اسے اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے ہٹا کر دوسروں کے دروازہ پر لے جاتے ہیں۔ پھر جو تعلق اس نے اپنی فطرت کے تقاضا کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے رکھنا تھا وہ غیروں کے ساتھ رکھنے لگ جاتا ہے گویا کہ اس بچے کی ذہنیت بگاڑ دی جاتی ہے۔

جس کو اپنے پڑوسی کی فکر نہیں وہ کامل مومن نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کے رات کو (بے فکری سے) سو جائے کہ اس کے برابر والا اس کا پڑوسی بھوکا ہو، اور اس آدمی کو اس کے بھوکے ہونے کی خبر بھی ہو۔ مسند بزار، معجم کبیر للطبرانی

ایک مثال

ذہنیت کے بگڑنے کی مثال ایسی ہے۔ جس طرح فطرتاً ہر بچہ اناج ہی کا کھانا پسند کرتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ بعض بچے مٹی کھانے لگ جاتے ہیں۔ انہیں کتنا بھی منع کیا جائے۔ مگر وہ اپنی بری عادت کی بنا پر ماں سے چوری مٹی کھاتے رہتے ہیں۔ جس طرح اس بچے نے اپنے فطری تقاضا کو کھو دیا ہے۔ اسی طرح انسان بعض اوقات اپنے خالق حقیقی کے تعلق کے فطری تقاضا کو کھو بیٹھتا ہے۔ اور اسے اس غلط راستے سے ہٹایا جائے تو ہٹانے والے ہادی سے دست بگریباں ہوتا ہے۔ اور قتل قتال تک اُتر آتا ہے۔ لہذا مشرکین اور کفار غلطی سے غیر فطری راستہ پر چلتے اور ہادی (پیغمبر ہو یا اس کا نائب) سے لڑتے اور جھگڑتے رہے ہیں۔ اور آج کل بھی ایسے ہی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعین سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم و اھدنا الی صراط المستقیم۔۔ آمین یا الہ العالمین۔

جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ یہ کام کرے

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا اور جس وقت آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے اس وقت میری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے اور جو اللہ پر یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ پر یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا پھر چپ رہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۳ر رجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۴ر جنوری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

(۱) اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں کامیاب کون ہیں اور کامیابی کا صلہ

(۲) اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ناکام کون ہیں اور ناکامی میں ذلّت

برادران اسلام۔ آج کل کامیابی اور ناکامی کے الفاظ آپ اکثر لوگوں کی زبان سے سُنتے ہوں گے۔ یہ دونوں الفاظ مختلف موقعوں پر مختلف معنوں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً فلاں لڑکا میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہو گیا ہے۔ فلاں ناکام ہُوا ہے۔ فلاں لڑکا بی اے کے امتحان میں کامیاب ہو گیا ہے۔ فلاں ناکام ہوا ہے۔ فلاں شخص ملازمت کی تلاش میں کامیاب ہو گیا ہے۔ فلاں ناکام ہوا ہے۔ فلاں تاجر کامیاب ہے اور فلاں ناکام ہے اسی طرح

انسان کا فرض ہے

کہ اپنے متعلق بھی غور کرے۔ کہ میری زندگی کامیابی کی لائن پر جا رہی ہے۔ یا ناکامی کی لائن پر۔ اس غور و فکر کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ اگر انسان اپنی زندگی کی گاڑی کی لائن بدلنا چاہے تو بدل سکتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ دُنیا کی زندگی میں لائن نہ بدلی تو مرنے کے بعد ہرگز بدلی نہیں جائے گی۔ مرنے کے بعد اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ کہ دُنیا میں جو غلط اور مہلک راستہ اختیار کیا تھا۔ اس کے مہلک نتائج بھگتتا رہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

انسان کی زندگی کا مرکزی نقطہ جس پر انسانی زندگی کی کامیابی اور ناکامی کو پرکھا جائے۔

وہ نقطہ اللہ تعالےٰ کے ایک ارشاد میں مذکور ہے۔

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ) سورہ الذٰریٰت رکوع ۳ پ ۲۷۔ ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسانوں کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے

حاصل

یہ نکلا کہ انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالےٰ کی یاد ہے۔ اب اسی معیار پر انسان کی کامیابی اور ناکامی کا مدار ہوگا۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے احکام کی پابندی کرتا ہے۔ وہ توصحیح معنیٰ میں کھدو۔ یا اصلی اور کھرا کھدو اللہ کا بندہ ہے۔ اور جو اپنے خالق اور مالک کے احکام کی تعمیل نہیں کرتا۔ وہ اللہ تعالےٰ کا بندہ کہلانے کا حقدار ہی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کامیاب زندگی والے بندوں کی صفتیں

(وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝) سورۃ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں۔ سلام ہے

تفسیر

یعنی اللہ کے بندے وہ ہیں۔ جن کی چال ڈھال سے تواضع۔ متانت اور بے تکلفی ٹپکتی ہے۔ متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ اور بے ادب بیہودہ گو لوگوں کی بات کا جواب عفو اور درگزر کرنے سے دیتے ہیں۔ جب کوئی ان سے بے ادبی سے گفتگو کرے تو ملائم بات کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ کہ بھائی جو تمہارا دل چاہے کہہ لو۔ مگر ہماری طرف سے امن میں رہ۔ ہم تم پر کوئی نقطہ چینی نہیں کرینگے۔

صفتوں کی تفصیل

پہلی اور دوسری

حاصل یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں۔ تواضع اور بے ادب۔ بیہودہ لوگوں سے تُو تُو مَیں مَیں نہ کرنا (وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں۔

تفسیر

یعنی جس کو جب غافل بندے نیند میں آرام سے سوئے ہوئے ہوتے ہیں تو یہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں۔

تیسری

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی ایک صفت بیان کی گئی ہے۔ وہ یہ کہ رات کو نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔

(وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝) سورہ الفرقان۔ رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے۔ بیشک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔

تفسیر

باوجود اتنی عبادت کرنے کے اللہ تعالےٰ کا اتنا ڈر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے غضب کے مقام یعنی دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

چوتھی

اللہ تعالےٰ کے خوف سے راتوں کو اُٹھ اُٹھ دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ (وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا) سورہ الفرقان۔ رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں۔ تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

تفسیر

اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی صفتوں میں دو صفتیں یہ بھی ہیں کہ خرچ کرنے کے موقعہ پر فضول خرچی نہیں کرتے۔ مثلاً بیٹے کی شادی کا موقعہ ہے۔ اس موقعہ پر باجے نہیں بجاتے۔ جن کا بجانا شرعاً حرام ہے۔ اگر اس خرچ کے حرام ہونے کی تفصیل معلوم کرنی ہو تو اس گنہگار (احمد علی) کا رسالہ (شہادۃ التحاریر علی حرمۃ المزامیر) انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ کے دفتر سے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر منگوا کر پڑھ لیں جس پر دیوبندی۔ بریلوی۔ اہل حدیث ہر فرقہ کے علماء کرام کی تصدیق موجود ہے۔ یا مثلاً برات کے جاتے وقت آتشبازی کے گولے چھوڑنا۔ یہ گولے جب چھٹتے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے بم کا گولہ پھٹا۔ یا مثلاً دولہا کو گھوڑی پر چڑھا کر جب برات روانہ ہوتی ہے تو راستہ میں پیسوں اور ٹکوں کی نام و نمود کی خاطر سوٹ کرتے جاتے ہیں۔ یعنی پھینکتے جاتے ہیں بھائی اگر اس خوشی کے موقعہ پر کچھ نقد خیرات کرنی ہے تو مساکین مثلاً بیوگان یتامیٰ یا لولے لنگڑوں کو جو کمانے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کو ہاتھ میں چپکے سے دے دو۔ اور جس طرح یہ دنیا دار پھینکتے ہیں۔ اس میں نام و نمود مطلوب ہوتا ہے۔ جسے اصطلاح شرع میں ریا کہا جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا کو چھوٹا شرک فرمایا ہے۔

اور بجا خرچ کرنیکے موقعہ پر تنگی کرنا

یہ چیز بھی اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی صفت کے خلاف ہے۔ مثلاً باوجود معقول آمدنی ہونے کے صبح کا کھانا بھی دفتر جانے سے پہلے کسی ہوٹل سے کھا گئے اور شام کا کھانا بھی خود کسی ہوٹل سے حسب منشا کھا لیا اور چونکہ بیوی سے ناراض ہیں۔ اس لئے اسے دُکھ دینے کے لئے صبح کو چار آنے بیوی کو سالن کے لئے دے گئے۔ اور کہہ گئے کہ دال پکا لینا اور اگر پیسے کم ہوں تو تنور سے پکی پکائی دال منگوا لینا اور گزارہ کر لینا۔ اس طرح پر باوجود توفیق ہونے کے بال بچوں کو دُکھ دینے والے انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں شریف نہیں سمجھے جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ)۔ ترجمہ۔ تم میں سے بھلا کہہ دو یا شریف کہہ دو۔ وہ ہے۔ جس کا سلوک اپنے بال بچوں سے اچھا ہو۔

با اخلاق اِنسان کی پہچان

یہ یاد رہے با اخلاق انسان وُہ ہے جس کا سلوک اپنے سے کمزور انسانوں کے ساتھ اچھا ہو۔ آپ نے یہ تماشہ دیکھا ہوگا۔ چونکہ قلندر کے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا ہوتا ہے۔ پھر دیکھئے کہ ریچھ قلندر کے حکم کی کس طرح ادب سے تعمیل کرتا ہے۔ اور چاروں طرف کے لوگوں کو سلامیں کرتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ نے اپنے افسر کو جی حضور کہہ دیا یا جناب والا کے مہذّب الفاظ سے خطاب کر لیا۔ اس سے آپ کی شرافت طبعی کا پتہ نہیں چل سکتا۔ آپ کے افسر کے ہاتھ میں چونکہ حکومت کا ڈنڈا ہے۔ اس لئے زبان سے جی حضور نکل رہا ہے۔ آپ کی شرافت کا پتہ آپ کے ماتحتوں کے سلوک۔ آپ کے نوکروں سے سلوک۔ آپ کے بیوی بچوں کے سلوک سے لگ سکتا ہے۔

پانچویں اور چھٹی

مذکورۃ الصدر آیت میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی دو صفتیں اور ذکر کی گئی ہیں۔ (وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا) سورہ الفرقان۔ رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا۔ وہ گناہ میں جا پڑا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ایک یہ صفت بھی ہے کہ جب انہوں نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا۔ اس کے بعد اپنی ہر حاجت میں امداد و اعانت کے لئے فقط ایک اللہ جل شانہٗ ہی کو پکارتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے سوا نہ کسی کو حاجت روا مانتے ہیں اور نہ کسی کو حاجت روائی کے لئے پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی سب مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا باقی سب اللہ تعالےٰ کے ہی محتاج ہیں۔ اور سب حضرات خود اسی کی بارگاہ میں اپنی حاجت روائی کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ خواہ انبیائے علیہم السلام ہوں یا اولیائے کرام ہوں۔ ایک مثال خیال فرمایئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام

انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت ابراہیمؑ بہت بڑے بلند پایہ کے پیغمبر ہیں۔ ان کا بیان قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے نقل فرمایا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ انبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالےٰ سے کس قسم کا تعلق ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ (اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ۝ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ رَبِّ ھَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۵ پ ۱۹۔ ترجمہ (اللہ وہ ہے) جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے اور وُہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا اور وہ جو مجھے اُمید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا۔ اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر

ہر مسلمان کا فرض ہے

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیان کے آئینے میں اپنے اعتقادات کو اللہ تعالےٰ سے درست کر لے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے مسلمان اللہ والوں سے حُسنِ عقیدت رکھتے ہوئے بھی غلط خیالات اپنے ذہن میں لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور اس کے مقبول بندوں کے ساتھ وہ عقیدت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو بارگاہ الٰہی میں ہمیں مقبول و محبوب بنا دے۔ خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے بزرگوں سے حُسن رکھنے میں عیسائیوں کی طرح غلط راستہ پر پڑ جائیں۔ وما علینا الا البلاغ

ساتویں آٹھویں نویں

مذکورۃ الصدر آیت میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی تین صفتیں اور ذکر کی گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو نہیں پکارتے۔ کسی بے گناہ کو قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے (وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝) سورہ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ:۔ اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گزریں تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں۔

تفسیر

یعنی نہ تو جھوٹ بولتے ہیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ نہ بُرے کاموں میں اور نہ گناہ کی مجلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ بلکہ ادھر سے گزرنے کا اتفاق ہو۔ تو چُپ چاپ شریفانہ طور پر گزر جاتے ہیں مثلاً رنڈی کا ناچ ہو رہا تھا۔ وہاں سے ان کا گزر ہوا۔ نہ اس مجلس میں بیٹھیں گے اور نہ کھڑے ہو کر گانا سُنیں گے۔ کہ چلو بھئی پیسے تو خرچ نہیں کرنے پڑیں گے۔ تھوڑی دیر مُفت کی تفریح طبع ہی کر لیں۔

دسویں اور گیارھویں

نہ تو جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ہی بیہودہ کاموں میں شریک ہوتے ہیں۔ (وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝) سورہ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹ ترجمہ:۔ اور جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو جب اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید کی آیتیں سُنائی جائیں۔ تو بڑی توجہ سے سُنتے ہیں۔ اور ان میں غور کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ان آیات میں کس کس چیز کی تعلیم دی ہے۔

بارھویں

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی مقبول بندوں کی ایک صفت بیان کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کو بڑے گہرے غور سے سُنتے ہیں اور ان کے مطالب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝) سورہ الفرقان۔ رکوع ۶ پارہ ۱۹۔ ترجمہ اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

تفسیر

یعنی ہمیں ایسے بیوی بچے عنایت فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہو۔ یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہوگا۔ جب اپنے اہل و عیال کو نیکی کے راستہ پر گامزن اور دینی علم کی تحصیل میں مشغول پائیں گے۔ اللہ والوں کی اس آیت میں دوسری دُعا یہ ذکر کی گئی ہے کہ ہمیں ایسا بنا دے کہ لوگ ہماری تابعداری کرکے متقی بن جائیں۔

تیرھویں اور چودھویں

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی دو صفتیں اور بیان کی گئی ہیں۔ اپنے اہل و عیال کے لئے صلاحیت اور نیکوکاری کی دُعا اور پرہیزگاری کے اعلےٰ مقام پر پہنچنے کی استدعا کہ لوگ ہمیں دیکھ کر اور ہمارا اتباع کرکے پرہیزگار بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکوکاروں کی قدردانی کے اعلانات

پہلا (اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ) سورۃ التوبہ رکوع ۱۵ پارہ ۱۱۔ ترجمہ بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

دُوسرا

(وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ) سورہ البقرہ رکوع ۲۴ پ ۲ ترجمہ اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

تیسرا

(وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝) سورہ العنکبوت رکوع ۷ پ ۲۱۔ ترجمہ:۔ بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

چودہ صفات سے متصف ہونے والوں کی جزاء خیر کا ذکر

شاہنشاہ حقیقی عز اسمہٗ و جل مجدہٗ کے ان تین اعلانات کی بنا پر گزشتہ چودہ صفتوں سے متصف ہونے والے حضرات کی جزاء خیر کا اعلان

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝) سورہ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ:۔ یہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے۔ اور ان کا وہاں دُعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔

ناکامیاب انسانوں کی زندگی کا نصب العین

(زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝) سورہ آل عمران۔ رکوع ۲ پ ۳۔ ترجمہ:۔ لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے۔ اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی یہ دُنیا کی زندگی کا فائدہ ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مذکورۃ الصدر چیزوں میں مشغول رہنے اور انہیں کے ذریعہ سے دنیا کی زندگی کا لطف اُٹھانے کا نصب العین جس نے بنا

لیا۔ وہ مرتے دم تک انہیں میں منہمک رہے گا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ اس کی آخرت کی زندگی برباد ہو جائے گی۔ مرنے کے بعد بجائے عزت کے ذلت اور بجائے راحت کے رنج اور بجائے آرام کے دُکھ اُٹھائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالے کے دروازے کو چھوڑ کر جن کو مقصود بالذات بنایا تھا۔ وہ سب غدار نکلے۔ ان میں سے ایک بھی اس تنہائی میں ساتھ نہیں آیا اب آنکھ کھُلے گی۔ اب دست حسرت ملنے سے کیا ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

پہلا

مرد کے لئے عورت ایک بڑے خطرے کی چیز ہے

عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ (متفق)

ترجمہ:۔ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے کوئی سخت فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں چھوڑا۔

دُوسرا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَّاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَۃِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَاءِ (رواہ مسلم)۔ ترجمہ: ابی سعید سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دُنیا میٹھی ہے سبز ہے۔ اور بیشک اللہ تمہیں اس کا نظام سپرد کرنے والا ہے۔ پھر دیکھے گا تم کیا کرتے ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور عورتوں سے بچو پس تحقیق بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں کے ذریعہ ہی سے پڑا تھا۔

حضور انورؐ کے دونوں ارشادات کا حاصل

یہ ہے کہ مرد کے لئے عورت بڑے خطرے کی چیز ہے۔ اگر اس کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کو راضی کرنا چاہے اور اس کی معیت میں بہشت میں جانا چاہے تو بہشت میں پہنچانے کے لئے بھی یہ بہترین معین ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے بے نیاز ہو کر عورت ہی کو مقصود بالذات بنا لے تو ٹھیک دوزخ میں بھی عورت ہی پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے گزشتہ آیت میں خواہشات نفسانی کی ۔ میں سب سے پہلے عورت کو رکھا ہے۔

علیٰ ھذا القیاس

انسان کو اولاد کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے ہٹا دیتی ہے۔ انسان یہ چاہتا ہے کہ اولاد کی بہتری ہو جائے خواہ اللہ تعالیٰ ناراض ہی کیوں نہ ہو جائے۔ مثلاً تقسیم ملک سے پہلے مسلمانوں نے اپنے بچوں کو انگریز کی تحویل میں دیا۔ جس نے بچوں کو کلمہ تک نہ سکھایا اور بی اے تک جا پہنچایا۔ حق پرست علماء کرام بآواز بلند مسلمانوں کو کہتے رہے کہ بچوں کی کچھ دینی تعلیم کا بھی انتظام کرو۔ ورنہ یہ اسلام سے بے بہرہ ہو جائیں گے۔ بلکہ اسلام کے مخالف اور انگریز کی تہذیب تمدن اور معاشرت کے دلدادہ ہوں گے۔ مسلمانوں کا نظریہ یہ تھا کہ انگریز کی تعلیم پا کر نوکری تو مل ہی جائے گی۔ اب دیکھ لیجئے کہ اکثر نوجوان مسلمان انگریزی دانوں میں اسلام سے نفرت پائی جاتی ہے اور انگریز کی تہذیب و تمدن کے دلدادہ بلکہ اس پر فریفتہ نظر آتے ہیں۔ اسلام کا نام لینے والوں پر پھبتیاں اُڑاتے ہیں اور اسلام کی تبلیغ کرنے والے علماء کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

نوجوان کی بے دینی میں سب سے بڑے مجرم

اس کے ماں باپ ہیں۔ چنانچہ یہ اسلام سے بے بہرہ نوجوان قیامت کے دن ماں باپ پر لعنتیں بھیجے گا۔ (یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ۝) سورہ الاحزاب رکوع ۸ پ ۲۲۔ ترجمہ: جس دن ان کے منہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور کہینگے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر

سرداروں اور بڑوں سے

مراد نمبر اول ماں باپ ہی تو ہیں۔ جنہوں نے باہمی مشورہ کر کے یہ سکیم بنائی تھی کہ اگر بیٹے نے دین نہ سیکھا اور دیندار نہ بھی ہوا۔ پھر بھی ڈگری حاصل کر کے تنخواہ تو معقول لے ہی آئے گا۔

اتمام حجت ہو رہا ہے

برادران اسلام میری ان معروضات کو معمولی سمجھ کر ٹال نہ دو۔ بلکہ سوچو کہ قرآن مجید کی روشنی میں آپ سے کیا کہا جا رہا ہے بچوں کی تعلیم میں اصلاح کرو۔ اگر سکولوں اور کالجوں میں دینیات کا انتظام نہیں ہے تو آپ کا فرض ہے کہ سکول سے فارغ ہونے کے بعد جب بچہ آئے تو کسی عالم دین کے پاس اسے بھیجو۔ تاکہ اسلام سے بھی بقدر ضرورت واقفیت حاصل ہو جائے ورنہ آپ لوگ قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ اے اللہ ہمیں تو تیرے اسلام کی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت کا علم ہی نہیں تھا۔ فقط میں ہی نہیں بلکہ بفضلہ تعالےٰ اکثر شہروں اور قصبات میں بھی ایسے حضرات پائے جاتے ہیں جو یہی پیغام مسلمانوں کو پہنچا رہے ہیں۔

تیسری چیز مال کی محبت

سورہ آل عمران کی مذکورۃ الصدر آیت میں نمبر تین پر اللہ تعالیٰ نے مال کی محبت کا ذکر فرمایا ہے کہ مال کی محبت بھی انسان کو راہ راست سے ہٹا دیتی ہے۔ اور وہ اس راستہ پر چل نکلتا ہے۔ جو اسے آخرت میں ناکامیاب بنا دے۔

فرمان خداوندی بالکل ٹھیک ہے

(کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ۝ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی ۝) سورہ العلق پارہ ۳۰۔ ترجمہ: ہرگز نہیں بے شک آدمی سرکش ہو جاتا ہے جبکہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے

کہ رزق کی فراوانی سے انسان خدا تعالیٰ کو بھی بھول جاتا ہے۔ (الا ماشاء اللہ)۔ اللہ تعالےٰ کے بعض خوش نصیب بندے اس کے شر سے بچ بھی جاتے ہیں (جن کی تعداد اقلیت میں ہونے کے لحاظ سے نہ ہونے کے برابر ہے) اگر آپ غور کر کے دیکھیں گے کہ اکثر گناہ دولت کی فراوانی سے ہی ہوتے ہیں۔ جو شخص تنگدست ہو۔ گھر میں فاقہ ہے۔ بال بچے روٹی روٹی پکار رہے ہوں اور باپ خالی ہاتھ ہو۔ کیا وہ بیوی بچوں کو

پڑوسی کے لیے کھانے کا شوربہ زیادہ کر لیا کرو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کے ہاں سالن کی ہانڈی پکے تو اسے چاہئے کہ شوربہ زیادہ کر لے، پھر اس میں سے کچھ پڑوسیوں کو بھی بھیج دے۔

معجم اوسط للطبرانی

سینما میں لے جا سکتا ہے۔ اور کیا وہ تفریح طبع کے لئے کسی ہوٹل میں شراب پینے کے لئے جا سکتا ہے۔

اور تحفے شادی کے موقعہ پر مالدار آدمی جتنی خلاف شرع رسمیں کرتا ہے وہ سب دولت کا کھیل ہوتا ہے۔ دولت کے نشہ میں آکر دولتمند خدا سے توڑتا نہیں۔ اور بے دین انسانوں میں اپنی ناک رکھنے کے لئے اللہ تعالے کے حلال کے مال کو خلاف شرع رسموں میں دل کھول کر خرچ کرتا ہے خلاف شرع (اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف) اس روپے کو خرچ کرنے کے باعث قیامت کے دن جب باز پرس ہوگی۔ تب ہوش ٹھکانے پر آئے گی۔ لیکن اس وقت پچھتانے سے کیا ہو سکتا ہے۔ پچھتانے کا وقت دُنیا کی زندگی ہے۔ اب ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے مرنے کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

شاہنشاہی اعلان سُن لو

(وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا) سورۃ النساء رکوع ۳ پ ۴۔ ترجمہ:- اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے۔ اس وقت کہتا ہے۔ کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

دولتمندوں پر اتمام حجت

مسلمانوں کا وہ دولتمند طبقہ جو دولت کے نشہ میں شریعت محمدیہؐ کے خلاف اپنا روپیہ خرچ کرتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ اس کی صحیح رہنمائی کرنے والے حق پرست حق گو علماء کرام موجود ہیں جو اس بے دین طبقہ سے اشتراک عمل نہیں کرتے اور وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ چونکہ آپ خلاف شرع رسوم کرنے والے ہیں اس لئے ہم آپ کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے۔ اور الحمدللہ آپ ان کو کوئی لالچ دے کر بھی خلاف شرع رسموں میں شریک نہیں کر سکتے۔ انہیں حضرات کو صاحب استقامت کہا جاتا ہے۔ صوفیائے کرام فرمایا کرتے ہیں۔ (اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَةَ وَلَا تَطْلُبُوا الْكَرَامَةَ)۔ ترجمہ:- اللہ تعالےٰ سے استقامت کی دعا مانگو ۲۴ کرامۃ کی نہ مانگو۔ کیونکہ (اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ) ترجمہ:- استقامت کا درجہ کرامۃ سے اوپر ہے۔ میرے دولتمند بھائیو۔ ان حضرات علماء کرام کا حق کی آواز کو تمہارے کانوں تک پہنچا دینا ہی شریعت کی اصطلاح میں اتمام حجت کہلاتا ہے

علماء کرام کی اس آواز

پر لبیک نہیں کہو گے اور مرتے دم تک انہیں خلاف شرع فضول خرچیوں میں زندگی بسر کرو گے تو قیامت کے دن ایک منظر پیش آنے والا ہے وہ بھی سن لو (اَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝) سورہ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸۔ ترجمہ:- کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بیشک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو

ناکامیاب زندگی والے انسانوں کا یہی نقشہ دُنیا میں ہے اور یہی قیامت میں ہوگا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۰ر رجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۱ر جنوری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

اللہ تعالیٰ کا اعلان کہ عزت فقط تین ہستیوں میں محدود ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات ۱ انبیاء علیہم السلام ۲ مؤمنین ۳

برادران اسلام۔ انسان کا یہ فطرتی تقاضا ہے کہ مجھے عزت نصیب ہو اور ہر شخص کی نظر میں ذلت ایک بدترین چیز ہے۔ مثلاً آپ ایک بھنگی کو دیکھیے۔ اگر آپ اُس کی عزت کریں گے تو آپ کو دُعائیں دے گا اور اگر اسے بُرا بھلا کہیں گے۔ تو اگرچہ بظاہر آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔ مگر دل میں آپ سے سخت ناراض ہوگا۔ حتیٰ کہ حیوانات میں بھی عزت اور ذلت کا احساس پایا جاتا ہے۔ مثلاً آپ ایک بلّی سے پیار کریں گے۔ تو وہ آپ کے پاس آکر بیٹھے گی۔ بلکہ بعض اوقات آپ کی گود میں آ بیٹھے گی۔ اور اگر آپ اس کو ماریں گے۔ تو آپ کے کھانا کھانے کے وقت پاس نہیں آئیگی بلکہ دُور بیٹھ کر آپ کا مُنہ تکتی رہیگی کہ شائد مجھے بھی کوئی ہڈی مل جائے۔

دو لائنیں

ابتدا ہی سے دُنیا میں دو لائنیں چلی آ رہی ہیں ایک رحمانی جس کے علمبردار انبیاء علیہ السلام اور ان کے جانشین ہوتے ہیں۔ دُوسری شیطانی جس کے چلانیوالے شیاطین الانس والجن ہوتے ہیں۔ یعنی انسانوں اور جنوں میں سے جو شیطان سیرت ہوتے ہیں۔ وہ اس لائن پر چلنے کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔

شیطانی لائن والے عزت حاصل کرنیکے مندرجہ ذیل طریقے بتلائیں گے

۱

اگر سرمایہ داری کا شائق ہے تو اسے کہیں گے کہ تم زیادہ سے زیادہ سرمایہ جمع کرنے کی کوشش کرو۔ جتنے زیادہ سرمایہ کے مالک ہو جاؤگے۔ اتنی ہی تمہاری عزت بڑھ جائے گی۔

مثلاً قارون

ایمان اور عمل صالح کی بجائے دولت ہی کو عزت کا باعث خیال کرتا ہے۔ اسی جرم کی پاداش میں غرق کر دیا گیا تھا۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ سورہ القصص ع ۸ پ ۲۰ ۔ ترجمہ بیشک قارون موسےٰ کی قوم میں سے تھا۔ پھر ان پر اکڑنے لگا۔ اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیئے تھے کہ اس کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اُٹھانی مشکل ہوتیں۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا۔ اترا مت بیشک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حاشیہ

اکثر مفسّرین کا یہ خیال ہے کہ مفاتح سے مراد کنجیاں ہی ہوں۔ یعنی مال کے صندوق اتنے تھے۔ جن کی کنجیاں اُٹھاتے ہوئے کئی زور آور آدمی تھک جائیں۔

(وَابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ سورہ القصص ع ۸ پ ۲۰ ترجمہ اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے۔ اس سے آخرت کا گھر حاصل کر۔ اور اپنا حصّہ دنیا میں سے نہ بھول۔ اور بھلائی کر۔ جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے۔ اور مُلک میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حاشیہ

یعنی اللہ نے تمہیں مال اس لئے دیا ہے۔ کہ اس سے آخرت کا توشہ بنالے۔ جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ نیکی کی ہے۔ کہ اتنی دولت دی ہے تو بھی نیکی کر۔ یعنی اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کر۔ خدا کے پیغبر موسےٰ علیہ السلام کی مخالفت نہ کر اور ملک میں فساد نہ پھیلا۔

(قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ) سورہ القصص ع ۸ پ ۲۰ ترجمہ۔ کہا یہ تو مجھے ایک ہُنر سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ کیا اسے معلوم نہین کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی اُمتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں زیادہ تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں۔ اور گناہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پُوچھا نہیں جائے گا۔

حاشیہ

قارون نے کہا مجھے اپنی لیاقت اور قابلیت پر یہ دولت حاصل ہوئی ہے۔ کیا یونہی بیٹھے بٹھائے بے محنت مال مل گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے حکم اور تمہارے مشورے کے موافق خدا کے نام پر خرچ کر ڈالوں۔ کیا اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے کتنی جماعتیں اپنی شرارت اور سرکشی کے باعث تباہ کی جا چکی ہیں۔ جن کے پاس بادشاہیاں بھی تھیں اور اس سے زیادہ خزانوں اور لشکروں کے مالک تھے۔ عذاب دینے کے لئے ان ظالموں سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ اللہ تعا کو ان کے سب گناہ معلوم ہیں۔ فرشتوں نے سب لکھے ہوئے ہیں۔ ہاں بطور ڈانٹنے کے کسی وقت ان سے سوال کیا جائے تو ممکن ہے

(فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ سورہ القصص رکوع ۸ پ ۲۰ ۔ ترجمہ پھر اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے نکلا۔ جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے۔ کہنے لگے اے کاش ہمارے لئے بھی ویسا ہی ہوتا۔ جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے۔ بیشک وہ بڑے

نصیب والا ہے

حاشیہ

یعنی زرق برق والا لباس پہن کر بہت نوکروں چاکروں کے ساتھ بڑی ٹیپ ٹاپ سے نکلا۔ جسے دیکھ کر دنیا داروں یعنی دنیا کے طالبوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ کہنے لگے کاش ہم بھی دنیا میں ایسی ترقی اور عروج حاصل کرتے جو قارون کو حاصل ہے۔ یہ بڑا ہی خوش قسمت ہے۔

(وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ○ سورۃ القصص ع ۸ پ ۲۰

ترجمہ اور علم والوں (یعنی سمجھ دار لوگوں) نے کہا۔ تم پر افسوس ہے۔ اللہ کا ثواب بہتر ہے۔ اس کے لئے جو ایمان لایا اور نیک کام کیا۔ مگر صبر کرنے والوں کے سوا وہ نہیں ملا کرتا۔

حاشیہ

یعنی سمجھ دار لوگوں نے بے سمجھوں کو سمجھایا کہ اس ناپائیدار چمک دمک میں کیا رکھا ہے جو تمہارے منہ میں پانی آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اس کے ہاں جو دولت ملنے والی ہے۔ اس کے سامنے یہ سب کچھ ہیچ ہے۔ اے لوگو۔ دنیا سے آخرت کو بہتر وہی لوگ جانتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے وعدوں پر صبر کرنے والے ہیں۔ اور بے صبر لوگ دنیا کے لالچ کو پسند کرتے ہیں بے سمجھ آدمی دنیا کی خوشحالی کو دیکھ کر سمجھتے ہیں۔ کہ یہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ حالانکہ بالفرض اگر دُنیا کی چند روزہ زندگی میں آرام بھی پا لیا اور مرنے کے بعد ہزارہا برس بلکہ کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی کا عذاب لے لیا تو یہ آرام کس کام کا ہے۔

(فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ○) سورۃ القصص ع ۸ پ ۲۰

ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا۔

حاشیہ

یعنی نہ کوئی دوسرا اس کی مدد کو پہنچا اور نہ وہ کسی کو بُلا سکا

(وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ سورۃ القصص ع ۸ پ ۲۰

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو کل اس کے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے۔ آج صبح کو کہنے لگے کہ ہائے شامت اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے۔ روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

حاشیہ

یعنی جو لوگ قارون کی ترقی کو دیکھ کر کل یہ تمنا کر رہے تھے کہ کاش ہم کو بھی ایسا عروج حاصل ہوتا۔ آج اس کا یہ بُرا انجام دیکھ کر کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے۔ اب ان کو ہوش آیا کہ کسی کی دنیاوی ترقی اور عروج کو دیکھ کر بھی یہ فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ عزّت و وجاہت رکھتا ہے۔ یہ دولت کسی انسان کے مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کا معیار نہیں بن سکتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ جس پر مناسب خیال کرے روزی کے دروازے کھول دے۔ اور جس پر چاہے تنگ کر دے مال و دولت کی فراخی مقبولیت اور نیک انجام ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ بسا اوقات اس کا نتیجہ تباہی اور ابدی ہلاکت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔

عبرت

دولتمند ہونیسے آدمی معزز نہیں ہوتا۔

اللہ تعالےٰ نے سارے قرآن مجید میں سوائے قارون کے اور کسی شخص کا نام لے کر اتنا بڑا دولتمند ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ جس کی دولت کی اللہ تعالیٰ بھی تعریف کرے اور پھر اللہ تعالےٰ اسے اپنی دولت سمیت زمین میں دھنسا دے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے وجود سے تو ناراض تھا۔ بلکہ اس کے کمائے ہوئے روپے پر بھی خداوند تعالیٰ کا اتنا غضب تھا کہ اس کو بھی اس مردود کے ساتھ ہی غرق کر دیا۔ تاکہ اس خبیث کی کمائی کا کوئی پیسہ کسی اللہ کے نیک بندے کے کام نہ آئے۔

لہذا

اے مال و دولت کو مقصود بنانیوالے مردو اور عورتو۔ قارُون کے واقعہ سے عبرت حاصل کرو۔ تم داماد ایسا تلاش کرتے ہو جو دولتمند ہو۔ اگر دولتمند نہ ہو تو آج کل ایسا ذریعہ اختیار کیا ہوا ہو۔ جس سے بہت زیادہ دولت کما کر لاتا ہو اور گھر میں بہو ایسی لانا چاہتے ہو۔ جس کا باپ دولتمند ہو۔ تاکہ تمہیں بہو باپ کے ہاں سے بہت زیادہ جہیز لا کر دے۔

سُنو اور کان کھول کر سُنو

ممکن ہے کہ تمہارے داماد کے ہاں جو دولت ہے۔ اس میں حرام کی کمائی کا روپیہ شامل ہو۔ یا اب اس نے کمائی کا جو ذریعہ اختیار کیا ہوُا ہے۔ اس میں حرام کی کمائی کا روپیہ اس کے ہاں آتا ہو۔ جس پر تم فریفتہ ہو رہے ہو۔ مثلاً آج کل کے ملازمین کی طرح سو روپیہ مشاہرہ ہے اور سات آٹھ سو روپیہ رشوت کا ماہوار جمع کر کے گھر میں لاتا ہے۔ تم بڑے خوش ہو کہ لڑکی کی زندگی بڑی آسودہ حالی سے گزرے گی لیکن اگر تمہاری لڑکی نے اس حرام کے مال سے تربیت پا کر زندگی بسر کی تو

اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا

اس اعلان کا شرعی ثبوت بھی سن لو۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں وہ گوشت نہیں جائے گا جو حرام کے مال سے پیدا شدہ ہوگا۔ اور ہر وہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا شدہ ہوگا۔ اسے آگ (اپنے اندر) سمیٹنے کی مستحق ہے۔

آخری نتیجہ

قارُون کے واقعہ سے آخری نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں دولتمند ہونا کوئی عزت کا معیار نہیں ہے۔ اگر یہ عزت کا معیار ہوتا تو قارون کو ایسی ذلت کی موت سے ہلاک نہ کیا جاتا۔ حالانکہ وہ موسےٰ علیہ السلام کے قوم کا آدمی تھا۔ مگر اسے گور و کفن بھی نصیب نہیں ہوا۔

ع ۲

شیطانی لائن والے عزّت حاصل کرنے کے لئے کبھی مندرجہ ذیل دو چیزوں کی طرف انسان کی طبیعت کو متوجہ کرتے ہیں اگر اس کے دماغ میں حکومت حاصل کرنے کا جنون ہے۔ تو بادشاہی کو اپنی عزّت کا انتہائی معیار قرار دے گا۔ اور اگر زمینداری

شائق ہے تو اپنی عزت کا ذریعہ زمین کے زیادہ سے زیادہ رقبہ پر قبضہ جمانا اپنی زندگی کا نصب العین بنائے گا۔ اور مقصدِ تخلیقِ انسان ایمان اور عمل صالح کو نظر انداز کر دے گا۔ اور اپنی دُھن میں ایسا غرق ہوگا کہ اللہ تعالےٰ اُس کو ان دونوں (حکومت اور ملکیتِ زمین کی ہوس) بیماریوں سے شفایاب کرنے کے لئے ہر روحانی طبیب (پیغمبر یا اس کا نائب) بھجوائے گا۔ یہ شخص اس ہادی کو اپنا دشمن خیال کرے گا۔ اور اس کی اصلاح کو قبول نہیں کرے گا۔ نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ ہادی کی تشریف آوری کے باعث اس پر اتمام حجت تو ضرور ہو جائے گا تاکہ قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکے۔ (ربنا ما جاءنا من نذیر۔ اے ہمارے رب ہماری طرف تو ڈرانے والا آیا ہی نہیں تھا۔ اور یہ شخص دنیا سے ذلت کی موت سے مرے گا۔ اور آخرت میں جہنم رسید ہوگا۔

فرعون انہیں دو امراض کا مریض تھا

اگر بادشاہی یا زیادہ سے زیادہ زمین کے رقبہ پر قبضہ ہونا بارگاہ الٰہی میں عزت کا موجب ہوتا تو فرعون غرق نہ کیا جاتا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں فرعون کو حاصل تھیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ان دونوں چیزوں سے تہیدست تھے۔ مگر دونوں کے تصادم کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرعون کو مع لشکر کے بحیرہ قلزم میں غرق کرتا ہے اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کو مع اپنی قوم کے بحیرۂ قلزم سے بخیر و خوبی پار کر دیتا ہے۔

نتیجہ

اس واقعہ سے بآسانی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نظر میں ایمان اور عمل صالح کی جو قیمت اور عزت ہے۔ وہ بادشاہی یا زمینداری کی نہیں ہے۔

اس مغرور و متکبّر کی داستان

موجودہ وقت کے سرکاری عہدہ داری یا زمینداری کے نشہ میں جو مخمور ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے قرآن مجید سے پیش کی جاتی ہے تاکہ مذکور الصدر دونوں قسم کے لوگوں کو پیغام حق پہنچ جائے۔ تاکہ قیامت کے دن یہ عذر نہ پیش کر سکیں کہ اے اللہ ہمیں تو تیرے کسی بندے کے ذریعے سے تیرا پیغام پہنچا ہی نہیں تھا۔

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰیٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵) ترجمہ۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امرائے دربار کی طرف بھیجا تھا سو اس نے کہا کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا۔ تو وہ اس کی ہنسی اُڑانے لگے

دراصل ربّ العالمین پر ہنسی اُڑا رہے ہیں

چونکہ فرعون کے یہ دو دعوے ہیں۔ پہلا (یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ) سورۃ القصص رکوع ۴ پ ۲۰) ترجمہ۔ اے سردارو میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور معبود ہے۔ دوسرا (فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی) سورۃ النّٰزعٰت پارہ ۳۰ ۔ پھر کہا کہ میں تمہارا سب سے برتر رب ہوں۔ فرعون کے ان دونوں دعووں کو اس کے دربار کے اُمراء بھی تسلیم کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے رسول رب العالمین کا لفظ سُن کر ہنسی اڑا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ فرعون کے سوا اور کسی خدا سے روشناس ہی نہیں ہیں۔

وَمَا نُرِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۚ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝) سورہ الزخرف رکوع ۵۔ پ ۲۵ ۔ ترجمہ اور ہم ان کو جو کوئی نشانی دکھاتے تھے تو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تاکہ وہ باز آ جائیں۔

پہلی سے بڑی

کا مطلب یہ ہے کہ ایک سے ایک بڑھ کر اپنی قدرت کا نشان اور موسیٰؑ کی صداقت کا دکھایا اور آخر وہ نشان بھیجے۔ جو ایک طرح کے عذاب کا رنگ اپنے اندر رکھتے تھے۔ جن کا ذکر سورہ اعراف میں گزرا ہے۔ (فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۱۶ پ ۹ ۔ ترجمہ پھر بھیجے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کھلے کھلے معجزے بھیجے۔ پھر بھی انہوں نے تکبر ہی کیا۔ اور یہ لوگ گنہگار تھے۔

جب عذاب نازل ہوتا تو فرعون موسیٰؑ سے دُعا کی درخواست کرتا

آپ کی دُعا سے آپ کا رب یہ عذاب ہٹا دے تو ہم تیری بات کو مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو آزاد کر دیں گے۔ (وَقَالُوْا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف رکوع ۵ ۔ پ ۲۵ ۔ ترجمہ ۔ اور انہوں نے کہا اے جادوگر اپنے رب سے ہمارے لئے اس عہد سے جو تجھ سے اس نے کیا ہے۔ دعا کر ہم ضرور راہ راست پر آ جائیں گے۔

فرعون ہمیشہ بدعہدی کرتا رہا

(فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ ۔ پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے تو اسی وقت عہد کو توڑ دیتے۔

فرعون کا اپنی ملوکیت اور ملکیت کا متکبرانہ اعلان

(وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝) سورہ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵ ۔ ترجمہ ۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہہ دیا۔ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں۔ اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہ رہیں۔ پھر تم کیا نہیں دیکھتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین

ملوکیت کے غرور میں آ کر حضرت موسیٰؑ کی توہین کرتا ہے۔ (اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ ۙ۬ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ ۝) سورۃ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵ ۔ ترجمہ ۔ کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا۔

توہین کا باعث

یہ بیان کر رہا ہے کہ موسےٰؑ کے پاس نہ روپیہ نہ حکومت۔ نہ عزت۔ نہ کوئی ظاہری کمال۔ یہاں تک کہ بات بھی (لکنت کے باعث)

صاف بھی نہیں کر سکتا۔

(فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْہِ اَسْوِرَۃٌ مِّنْ ذَھَبٍ اَوْجَآءَ مَعَہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ مُقْتَرِنِیْنَ ۝) سورۃ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵ ترجمہ:۔ پھر اس کے لیے سونے کے کنگن کیوں نہیں اُتارے گئے۔ یا اس کے ہمراہ فرشتے پرے باندھے ہوئے آئے ہوتے

بغاوت کا نتیجہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سالہا سال کی تبلیغ کے مقابلہ میں فرعون کے مغرورانہ اور متکبرانہ اعلانات اور بغاوت کا نتیجہ یہ نکلا (فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَآ انْتَقَمْنَا مِنْھُمْ فَاَغْرَقْنٰھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ فَجَعَلْنٰھُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ) (سورۃ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵ - ترجمہ پس جب انہوں نے ہمیں غصّہ دلایا۔ تو ہم نے اُن سے بدلہ لیا۔ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ پھر ہم نے انہیں گئے گذرے اور پیچھے آنے والوں کے لئے کہاوت بنا دیا۔

فرعون کو عذاب الٰہی سے بچانے کیلئے نہ ملوکیت کام آئی اور نہ ملکیت کام آئی

فرعون کی معہ لشکر کی غرقابی کے واقعہ سے یہ نتیجہ بآسانی نکل سکتا ہے کہ اصلی سچی اور کھری عزت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے دربار سے کسی کو ملے۔ اگر بادشاہی اصلی عزت کا باعث ہوتی تو فرعون جیسا جابر بادشاہ اس ذلّت سے نہ مرتا۔ اور ابدی ذلت (دوزخ) کا تمغہ لے کر دنیا سے نہ جاتا

تین سو میل مربع میں سینکڑوں باغات کے مالک زمیندار عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر تباہ ہو گئے

لَقَدْ کَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْکَنِھِمْ اٰیَۃٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَاشْکُرُوْا لَہٗ ۭ بَلْدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰھُمْ بِجَنَّتَیْھِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ۝ ذٰلِکَ جَزَیْنٰھُمْ بِمَا کَفَرُوْا ۭ وَھَلْ نُجٰزِیْٓ اِلَّا الْکَفُوْرَ ۝ وَجَعَلْنَا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الْقُرَی الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْھَا قُرًی ظَاھِرَۃً وَّقَدَّرْنَا فِیْھَا السَّیْرَ ۭ سِیْرُوْا فِیْھَا لَیَالِیَ وَاَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ۝ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَجَعَلْنٰھُمْ اَحَادِیْثَ وَمَزَّقْنٰھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ۝) سورۃ السبا رکوع ۲ پ ۲۲ - ترجمہ:۔ بے شک قوم سبا کے لیے ان کی بستی میں ایک نشان تھا۔ دائیں اور بائیں دو باغ۔ (ہم نے کہا) اپنے رب کی روزی کھاؤ۔ اور اس کا شکر کرو۔ عمدہ شہر رہنے کو اور بخشنے والا رب (اس سے بڑھ کر خوشحال زندگی بسر کرنے کی اور کون سی عمدہ صورت ہو سکتی تھی) پھر انہوں نے (اپنے رب کی) نافرمانی کی۔ پھر ہم نے ان پر سخت سیلاب بھیج دیا۔ (جس سے پھلدار اور خوشبودار درخت سب تباہ ہو گئے) اور ہم نے ان کے دونوں باغوں کے بدلے میں دو باغ بدمزہ پھل کے اور جھاؤ کے اور کچھ تھوڑی بیریوں کے بدل دیئے۔ (اللہ تعالیٰ کی ناشکری کا یہ نتیجہ نکلا۔ بیشک یہ سچ ہے۔ جو اپنے فضل سے انسان کو سب کچھ مفت دے سکتا ہے۔ وُہ غصّہ میں آئے تو سب کچھ واپس لینے پر بھی قادر ہے) یہ ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں ہی کو بُرا بدلہ دیا کرتے ہیں (یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اگر انسان چشم بصیرت کھول کر دیکھے تو آج بھی یہی ہو رہا ہے)۔ اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت رکھی تھی۔ بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے (یعنی گاؤں اتنے قریب قریب تھے کہ ایک تک پہنچیں تو اگلا نظر آنے لگتا تھا۔) اور ہم نے ان میں منزلیں مقرر کر دی تھیں۔ ان میں راتوں اور دنوں کو امن سے چلو۔ (یعنی کسی چور یا ڈاکو کا خطرہ نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ آبادیاں بالکل قریب قریب تھیں) پھر انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہماری منزلوں کو دُور دُور کر دے۔ اور انہوں نے (اس سوال کرنے میں) اپنی جانوں پر ظلم کیا سو (اس ظلم نافرمانی اور اللہ تعالےٰ سے بغاوت کے باعث) ہم نے انہیں کہانیاں بنا دیا۔ اور ہم نے انہیں پورے طور پر پارہ پارہ کر دیا۔ بیشک اس (واقعہ) میں ہر ایک صبر شکر کرنیوالے کے لئے نشانیاں ہیں۔

مذکور الصدر قوم سبا کا تفصیلی واقعہ

یہ قوم بڑے عیش و رفاہیت اور خوشحالی اور فارغ البالی کے بعد کفر اور ناشکری کے باعث تباہ کی گئی ہے۔

یہ قوم یمن کی بڑی دولتمند اور ذی اقتدار قوم تھی جو صدیوں تک بڑے جاہ و جلال سے ملک پر حکومت کرتی رہی۔ انہی میں ایک وُہ ملکہ تھی (بلقیس) جس کا حضرت سلیمان ؑ کی بارگاہ میں حاضر ہونا سورہ نمل میں مذکور ہے۔ انکی آبادی سے لے کر باغوں کے دو طویل سلسلے داہنے اور بائیں میلوں تک چلے گئے تھے۔ اگر سمجھتے تو خدا کی رحمت اور قدرت کی یہی نشانی ایمان لانے اور شکر گزار بننے کے لئے کافی تھی۔ گویا وہ نشانی زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو۔ اور اس منعم حقیقی کا شکر ادا کرو۔ کفر و عصیان اختیار کر کے ناشکرے مت بنو۔ یا جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے۔ انبیاء ؑ کی زبانی اللہ تعالےٰ نے یہ ہدایت فرمائی ہوگی۔

مصنف ارض القرآن

سبا کی عمارتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ "اسی سلسلۂ عمارات میں ایک چیز بند آب ہے۔ جس کو عرب حجاز "سد" اور عرب یمن "عرم" کہتے ہیں

عرب کے ملک میں کوئی دائمی دریا نہیں۔ پانی پہاڑوں سے بہ کر ریگستانوں میں خشک اور ضائع ہو جاتا ہے۔ زراعت کے مصرف میں نہیں آتا۔ "سبا" مختلف مناسب موقعوں پر پہاڑوں اور وادیوں کے بیچ میں بڑے بڑے بند باندھ دیتے تھے کہ پانی رُک جائے اور بقدر ضرورت زراعت کے کام میں آئے۔ مملکت "سبا" میں اس طرح کے سینکڑوں بند تھے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور "سد مارب" ہے۔ جو ان کے دارالحکومت "مارب" میں واقع تھا۔ شہر مارب کے جنوب میں داہنے بائیں دو پہاڑ ہیں۔ جن کا نام کوہ ابلق ہے۔ سبا نے ان دو پہاڑوں کے بیچ میں تقریباً ۸۰۰ ق م قبل مسیح میں "سد مارب" کی تعمیر کی تھی۔ یہ سد تقریباً ایک سو پچاس فٹ لمبی اور پچاس فٹ چوڑی ایک دیوار ہے۔ اس کا اکثر حصہ تو اب افتادہ ہے تاہم ایک ثلث دیوار اب بھی باقی ہے۔ "ارناڈ" ایک یورپین سیاح نے اس کے موجودہ حالات پر ایک مضمون فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل میں لکھا ہے اور اس کا موجودہ نقشہ نہایت

عمدگی سے تیار کیا ہے۔ اس دیوار پر جا بجا کتبات ہیں وہ بھی پڑھے گئے۔ اس سد میں اوپر نیچے بہت سی کھڑکیاں تھیں جو حسب ضرورت کھولی اور بند کی جا سکتی تھیں۔ "سد" کے دائیں بائیں مشرق و مغرب میں دو بڑے دروازے تھے۔ جن سے پانی تقسیم ہو کر چپ و راست کی زمینوں کو سیراب کرتا تھا۔ اس نظام آب رسانی سے چپ و راست دونوں جانب اس ریگستانی اور شور ملک کے اندر تین سو میل مربع میں سینکڑوں کوس تک بہشت زار تیار ہو گئے تھے۔ جس میں انواع و اقسام کے میوے اور خوشبودار درخت تھے۔ قرآن کریم جنتان عن یمین و شمال کہہ کر ان ہی باغوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یونانی مورخ "اگاتھر شیدس" جو ۱۴۵ سنہ قبل مسیح میں "سبا" کا معاصر تھا۔ بیان کرتا ہے۔ سبا عرب کے سرسبز و آباد حصہ میں رہتے ہیں۔ جہاں بہت اچھے اچھے بیشمار میوے ہوتے ہیں۔ دریا کے کنارے جو زمین ہے اس میں نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہیں۔ اندرون ملک میں بخورات۔ دارچینی اور چھوارے کے نہایت بلند درختوں کے گنجان جنگل ہیں۔ اور ان درختوں سے نہایت شیریں خوشبو پھیلا کرتی ہے۔ درختوں کے

اقسام کی کثرت و تنوع کے سبب سے نام و وصف مشکل ہے۔ جو خوشبو اس میں اڑتی ہے۔ وہ جنت کی خوشبو سے کم نہیں۔ اور جس کی تعریف لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتی۔ جو اشخاص زمین سے دور ساحل سے گزرتے ہیں۔ وہ بھی جب ساحل کی طرف سے ہوا چلتی ہے۔ تو اس خوشبو سے محظوظ ہوتے ہیں۔ وہ گویا آبحیات کا لطف اٹھاتے ہیں۔ اور یہ تشبیہ بھی اس کی قوت و لطافت کے مقابل میں ناقص ہے۔ آرٹی میڈروس جو "سبا" کے عہد آخر میں تھا لکھتا ہے۔ "سبا کا بادشاہ اور اس کا ایوان "مارب" میں ہے۔ جو ایک پُر اشجار پہاڑ پر عیش و مسرت میں واقع ہے۔ غرض باعتبار سرسبزی، خوشحالی، سامان عیش اور اعتدال آب و ہوا کے مارب اسی کا مصداق تھا۔ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ۔ "رب غفور" سے ادھر اشارہ کر دیا۔ کہ اپنی طرف سے شکر گزار ہو۔ اگر بمقتضائے بشریت کچھ تقصیر رہ جائے گی تو اللہ تعالیٰ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایسا سخت نہیں

پکڑتا۔ اپنی مہربانی سے معاف فرما دیگا۔ اس کی نعمتوں کا شکر کما حقہٗ کس سے ادا ہو سکتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالے نے چاہا عذاب بھیجے۔ گھونس پیدا ہوئی۔ اس پانی کے بند میں۔ اس کی جڑ کرید ڈالی۔ ایک بار پانی نے زور کیا بند کو توڑ ڈالا وہ پانی عذاب کا تھا۔ جس زمین پر پھر گیا۔ کام سے جاتی رہی۔ کہتے ہیں کہ بند ٹوٹنے کی پیشینگوئی ایک کاہن نے کی تھی۔ اس پر بہت لوگ وطن چھوڑ کر ادھر ادھر چلے گئے۔ جو باقی رہے انہیں ان باغوں کے بدلہ نکمی اور کڑوی کسیلی چیزیں ملیں۔

موجودہ زمانے والوں کے لئے عبرت

موجودہ دور کے تمام انسانوں بالخصوص مغرور اور بے دین زمینداروں کے لئے قوم سبا کا واقعہ عبرتناک ہے کہ ایسے باغات کے مالک ہونے اور ایسے خوشحال ہونیکے باوجود جب اللہ تعالے سے بغاوت کی تو اللہ تعالے نے انہیں کیسا ذلیل کیا معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑے زمیندار ہو جانے سے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عزت حاصل نہیں ہوتی۔ ورنہ قوم سبا کے بڑے بڑے زمینداروں پر یہ تباہی نہ آتی۔

اللہ جل شانہٗ کا اعلان

کہ عزت فقط تین ہستیوں میں محدود ہے

۱ اللہ تعالیٰ کی ذات ۲ انبیاء علیہم السلام ۳ مومنین
(يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝)
سورہ المنافقون رکوع ۱ پ ۲۸ ـ ترجمہ۔ وہ منافق کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو اس میں سے عزت والا ذلیل کو ضرور نکال دے گا اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہے کہ عزت فقط تین ہستیوں میں محدود ہے۔

اوّل نمبر عزت اللہ تعالے کی ہے

اس کا سبب ملاحظہ ہو

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۳ پ ۳۔

ترجمہ۔ تو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے۔ سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے۔ سلطنت چھین لیتا ہے جسے تو چاہتا ہے۔ عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے

لہذا

جب اللہ تعالے ہی سارے جہان کا مالک ہے۔ لہذا عزت تو اس کی لونڈی ہے۔ وہ تو خود عزت بانٹنے والا ہے۔ اس لئے سب معززین میں سے نمبر اوّل عزت اللہ تعالے کا حصہ ہے

اللہ تعالے کے بعد معززین میں انبیاء علیہم السلام اور مومنین کا شمار

(إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝) سورہ المومن۔ رکوع ۶ پ ۲۴ ـ ترجمہ: ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کے دنیا کی زندگی میں بھی مددگار ہیں اور اس دن بھی جبکہ گواہ کھڑے ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام اور مومنین بارگاہ الٰہی میں اتنے معزز ہیں۔ کہ دنیا اور آخرت میں دونوں جگہ ان کی امداد کا وعدہ فرما رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر عزت کا اور کونسا مقام ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی امداد و اعانت کا اپنی طرف سے اعلان فرما رہے ہیں

آخری دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صحیح معنوں میں مومن ہونے کی توفیق عطا فرمائے کہ امداد کے یہ وعدے بھی ہمارے حق میں ثابت ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۷ رجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۴ر فروری ۱۹۵۸ء

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

مرنے والوں میں خوش نصیب کون ہے اور بدنصیب کون ہے

برادران اسلام - آج کے خطبہ میں قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں یہ چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ موت تو ہر انسان پر آنے والی ہے - البتہ مرنے والوں کے انجام میں فرق ضرور ہوتا ہے - بعض خوش نصیب ہوتے ہیں اور بعض بد نصیب - اور یہ دونوں چیزیں در اصل انسان کی گذشتہ زندگی کا نتیجہ ہوتی ہیں - آج میں نے جو عنوان تجویز کیا ہے ممکن ہے کہ اسے پڑھ کر بعض ایسے آدمی جن کا اپنی بد اعمالی کے باعث انجام بد ہونے والا تھا وہ ڈر جائیں اور اپنی اصلاح کر لیں - ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے سابقہ گناہ معاف فرما دے اور آئندہ کی ہوئی نیکیاں قبول فرمائے اور وہ انجام کے لحاظ سے خوش نصیب ہو جائیں - یہ کانٹا دنیا میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بدلا جا سکتا ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ اَوْ کَمَا قَالَ - ترجمہ - گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح (پاک) ہو جاتا ہے - جس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا -

تائید الٰہی

(قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ہ وَ اَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ہ) سورہ الزمر رکوع ۶ پ ۲۴ -

ترجمہ - کہدو اے میرے بندو - جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے - اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو - بیشک اللہ سب گناہ بخش دے گا - بیشک وہ بخشنے والا رحم والا ہے - اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مانو - اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے - پھر تمہیں مدد بھی نہ مل سکے -

حاصل

ان آیات سے بالکل صاف طور پر یہ چیز ثابت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ گنہگاروں سے فرما رہا ہے - بے شک اللہ تعالےٰ سب گناہ بخش دے گا - بیشک وہ بخشنے والا ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو - اور حکم مانو - گناہوں سے رجوع کرکے حکم ماننے کا موقعہ تو دنیا کی زندگی ہی میں ہو سکتا ہے - موت کے بعد تو یہ موقعہ آنے والا نہیں ہے -

موت سر پر آ کھڑی ہو

تو پھر توبہ قبول نہیں ہو سکتی - اللہ جل شانہٗ کا اعلان ملاحظہ ہو - (وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ ط اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا) سورہ النسا رکوع ۳ پ ۴ - ترجمہ - اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے - جو برے کام کرتے رہتے ہیں - یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے - اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں - اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں - ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے -

موت والوں کا ذکر

پہلی مثال

(اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ہ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ج وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ہ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ع)

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پ ۲۴ - ترجمہ - بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے - پھر اس پر قائم رہے - ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو - اور جنت میں خوش رہو - جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا - ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے - جس کو تمہارا دل چاہے اور جو تم وہاں مانگو گے - ملے گا - بخشنے والے نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے مہمانی ہے -

تینوں نعمتوں کا سبب

ان خوش نصیب انسانوں کو مرنے کے بعد تین نعمتیں نصیب ہوتی ہیں - ۱ کوئی خوف نہ کرو - ۲ کوئی غم نہ کرو - ۳ بہشت میں خوش ہو کر رہو - ان تینوں نعمتوں کا سبب بھی اسی آیت میں مذکور ہے - اور وہ دو چیزیں ہیں - پہلی انہوں نے یہ اقرار کیا تھا کہ ہماری ہر حاجت کا پورا کرنے والا ایک اللہ ہے - حاجتیں خواہ جسمانی ہوں یا روحانی بچپن کی تھیں یا جوانی کی یا بڑھاپے کی - صحت کی حالت کی تھیں - یا بیماری کی حالت کی - مجرد زندگی کے وقت کی تھیں یا متاہل (شادی ہونے کے بعد) زندگی کی تھیں - اندرون خانہ میں پیش آنے والی تھیں یا بیرون خانہ میں پیش آنے والی تھیں - برادری کے تعلقات کے متعلق تھیں یا غیر برادری کے تعلقات کے متعلق تھیں - دوستوں سے نباہ کے متعلق تھیں یا دشمنوں سے عہدہ برآ ہونے کے متعلق تھیں

کسی شادی کے موقعہ سے متعلق تھیں۔ یا کسی غمی کے موقعہ سے عہدہ بر آ ہونے کے متعلق تھیں۔ اولاد کی تربیت کے متعلق تھیں یا بیویوں سے نباہ کے متعلق تھیں یا برادری سے تعلقات کے متعلق تھیں۔ غرضیکہ ان خوش نصیب انسانوں نے ان تمام معاملات میں فقط اللہ تعالےٰ ہی کی رضا کو مدِّ نظر رکھ کر اور اسی کی راہ نمائی کی روشنی میں زندگی کے لمحات کو بسر کیا اور مذکورہ طرز عمل پر استقامت اختیار کی۔ یعنی اس طریق زندگی پر ایسے پکے رہے کہ کسی کی مخالفت کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت چلنے میں اگر ساری دُنیا سے نباہ ہوتا جائے تو نبھا اور اگر بالفرض کسی معاملہ میں اللہ تعالےٰ کی رضا پر چلنے میں ساری دنیا کے انسان ان سے کٹ جائیں تو انہیں اتنا بھی احساس نہیں ہوتا۔ جتنا کہ بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کے اُڑ جانے سے ہو سکتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلک ومنک

ربنا اللہ ثم استقاموا

کی رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے کی ایک عجیب مثال (سورۃ المنفقون پ۲۸) کی آیات میں ایک واقعہ ہے۔ اختصار کے سبب سے آیتیں نقل نہیں کرتا۔ ان آیات کے متعلق جو واقعہ ہے وہ عبرت کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین میں سے تھا اور ایک انصار میں سے تھا۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لئے اپنی اپنی جماعت کو پکارا۔ جس پر خاصہ شور مچ گیا۔ یہ خبر عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کو پہنچی۔ اس نے کہا کہ اگر ہم ان مہاجرین کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے۔ تو یہ لوگ ہم سے مقابلہ کیوں کرتے۔ تم ہی ان کی خدمت کرتے ہو۔ تب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع رہتے ہیں۔ تم خبر گیری چھوڑ دو۔ یہ لوگ خرچ سے تنگ آ کر چلے جائیں گے۔ اور یہ سارا مجمع بکھر جائے گا۔ یہ بھی کہا۔ کہ اس سفر سے واپس ہو کر ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور ہے۔ وہ ذلیل لوگوں کو نکال دے گا۔ (یعنی ہم انصار لوگ شہر کے مالک اور معزز ہیں ان ذلیل مہاجروں کو جو نووارد ہیں۔ نکال دیں گے) ایک صحابی زیدؓ بن ارقم نے اس کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کر دیں حضور انورؐ نے عبداللہ بن ابی وغیرہ کو بلا کر تحقیق کی تو یہ لوگ قسمیں کھا گئے کہ زیدؓ بن ارقم نے ہمارے متعلق یہ جھوٹ بولا ہے۔ سب لوگ زیدؓ بن ارقم پر ناراض ہوئے۔ وہ بچارے سخت نادم ہوئے۔ اس وقت سُورۃ المُنفقون کی آیتیں نازل ہوئیں۔ حضور انورؐ نے زیدؓ کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے سچّا کر دیا۔ عبداللہ بن ابی کی جماعت یہ نہ سمجھی کہ تمام آسمان اور زمین کے خزانوں کا مالک تو اللہ ہے۔ کیا جو لوگ محض اُس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اُس کے پیغمبرؐ کی خدمت میں رہتے ہیں۔ وہ اُن کو بھوکا مار دے گا۔ اور اگر یہ لوگ اُن کی امداد بند کر دیں گے تو وہ بھی اپنی روزی کے سب دروازے بند کر دے گا۔ روایات میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے وہ الفاظ (کہ عزّت والا ذلیل کو نکال دے گا) جب اس کے بیٹے عبداللہؓ بن عبداللہ کو پہنچے (جو دل و جان سے سچے مسلمان تھے) تو باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے۔ جب تک تو اقرار نہیں کر لے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم عزّت والے ہیں۔ اور تو ذلیل ہے۔ زندہ نہیں چھوڑوں گا اور نہ مدینہ میں داخل ہونے دوں گا۔ بالآخر اقرار کرا کر چھوڑا (یہ ساری تفصیل عبداللہؓ بن عبداللہ کے اُن فقروں کے سامنے لانے کے لئے میں نے تحریر کی ہے۔ یہ شخص قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کی فہرست میں شامل ہونے والوں میں سے ہے) اللھم اجعلنا منھم

دُوسری مثال

(وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝) سورہ ال عمران رکوع ۱۷ پ۴۔ **ترجمہ** اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں۔ اُنہیں مُردہ نہ سمجھ۔ بلکہ وُہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے خوش ہونے والے ہیں اور اُن کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں۔ جو ابھی تک اُن کے پیچھے سے اُن کے پاس نہیں پہنچے۔ اس لئے کہ نہ اُن پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں اور اس بات سے کہ اللہ ایمان والوں کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا۔

ان خوش نصیب شہیدوں کا احادیث میں ذکر

پہلی

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ الایۃ قَالَ اِنَّا سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَاْوِيْ اِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوْا اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَمْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يُّسْاَلُوْا قَالُوْا يَا رَبِّ نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى فَلَمَّا رَاٰى اَنْ لَّيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا (رواہ مسلم)۔ **ترجمہ**:۔ مسروق سے روایت ہے۔ کہا ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سوال کیا۔ اس آیت کے متعلق وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (اس آیت کا ترجمہ بھی لکھا گیا ہے) کہا بیشک ہم نے اس کے متعلق (رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ ان (شہیدوں) کی رُوحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں۔ ان کے لئے عرش کے ساتھ قندیل لٹکے ہوئے ہیں۔ بہشت میں جہاں چاہتے ہیں۔ چُگتے پھرتے ہیں۔ پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ کر آ جاتے ہیں۔ پھر ان کا رب ان کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر ان (شہیدوں سے) فرمایا۔ کوئی چیز چاہتے ہو۔ اُنہوں نے کہا۔ ہم (اور) کیا چاہیں۔ بہشت میں جہاں ہم چاہتے ہیں۔ چُگتے پھرتے ہیں۔ پھر اس نے تین مرتبہ ان سے یہی سوال کیا۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ ان سے بار بار سوال کیا جا رہا ہے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اے ہمارے رب ہم چاہتے ہیں کہ ہماری رُوحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیا جائے۔ تاکہ دُوسری مرتبہ تیری راہ میں قتل کئے جائیں۔ پس جب (اللہ تعالےٰ نے) دیکھا کہ ان کی کوئی حاجت نہیں ہے تو چھوڑ دیا گئے۔

دُوسری

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ اَنَّہٗ لَمَّا اُصِیْبَ اِخْوَانُکُمْ یَوْمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰہُ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْھَارَ الْجَنَّۃِ تَأْکُلُ مِنْ ثِمَارِھَا وَتَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مِنْ ذَھَبٍ مُعَلَّقَۃٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِیْبَ مَاْکَلِھِمْ وَمَشْرَبِھِمْ وَمَقِیْلِھِمْ قَالُوْا مَنْ یُبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اِنَّنَا اَحْیَاءٌ فِی الْجَنَّۃِ لِئَلَّا یَزْھَدُوْا فِی الْجَنَّۃِ وَلَا یَنْکُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اُبَلِّغُھُمْ عَنْکُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَاتِ (رواہ ابوداؤد) ترجمہ:-

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا۔ تحقیق شان یہ ہے۔ جب تمہارے بھائیوں کو اُحد کے دن تکلیف پہنچائی گئی (یعنی شہید کئے گئے) اللہ نے اُن کی رُوحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں ڈال دیا بہشت کی نہروں پر پھرتے ہیں۔ بہشت کے پھلوں سے کھاتے ہیں اور عرش کے سایہ میں جو سونے کی قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں۔ ان میں آ بیٹھتے ہیں۔ پھر جب اُنہوں نے اپنے کھانے پینے اور رہنے کا عمدہ انتظام دیکھا۔ تو کہا۔ ہمارے بھائیوں کو کون ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے کہ بیشک ہم بہشت میں زندہ ہیں۔ تاکہ بہشت کے حاصل کرنے میں بے رغبتی نہ کریں اور لڑائی کے وقت پیچھے نہ ہٹیں تب اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ بیشک میں ان کو تمہاری طرف سے پہنچا دوں گا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے یہ (آیتیں) نازل فرمائیں۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ اِلٰی آخرالآیات

قرآن مجید میں بدنصیب مرنے والوں کا ذکر

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ رکوع ١٩ پ٢) — ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے تو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح اور ہماری اصطلاح میں فرق ہے

آج کل ہم لوگ غیر مسلم کو کافر کہتے ہیں۔ مثلاً ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ یعنی جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے وہ مسلمان ہے اور جو یہ کلمہ نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں بعض کلمہ پڑھنے والے بھی کافر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا اعلان

ملاحظہ ہو۔ وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَمَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ یَّکُنْ لَّھُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْہِ مُذْعِنِیْنَ اَفِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَرَسُوْلُہٗ بَلْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورۃ النور رکوع ٦ پ ١٨)

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے۔ تاکہ ان میں فیصلہ کرے۔ تبھی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں۔ اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کریگا بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے۔ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بُلایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم نے سُنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں۔ یعنے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور جس وقت انہیں اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی عدالت میں لایا جائے تو آنے سے انکار کرتے ہیں۔ ہاں ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہاں جانے میں فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا۔ پھر تو آ جاتے ہیں۔ ورنہ نہیں آتے۔ ایسے لوگوں کے حق میں اللہ تعالےٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ جس شخص کے متعلق اللہ تعالےٰ فرمائے کہ وُہ مومن نہیں ہے تو اس کے حق میں سوائے کافر کے اور کون سا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی روشنی میں یہ فیصلہ صاف ہو گیا کہ اسلام کا دعوےٰ کرنے والے سارے مسلمان نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض آدمی

اندر میں کافر ہوتے ہیں اور بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں اور ان پر کفر کا لفظ استعمال کرنے کا سبب فقط یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت سے فیصلہ کرانے سے انکار کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

قرآن مجید کی اصطلاح میں انہیں منافق کہا جاتا ہے

اگرچہ یہ لوگ اندر میں کافر ہی ہیں۔ مگر بظاہر کلمہ گو ہیں اور مسلمانوں میں شامل رہتے ہیں۔ اس لئے انہیں منافق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

ان بدنصیبوں کا ٹھکانہ بھی جہنم ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا (سورہ النساء رکوع ۲۱ پ ۵) ترجمہ:۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہیں پائے گا۔

مرنے والوں میں سے خوش نصیبوں کا ذکر حدیث شریف میں

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَاَنَّ عَلٰى رُءُوْسِنَا الطَّيْرَ وَفِيْ يَدِهٖ عُوْدٌ يَنْكُتُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلٰٓئِكَةٌ مِّنَ السَّمَآءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِّنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوْطٌ مِّنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اُخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنَ السِّقَاءِ فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَاْخُذُوْهَا فَيَجْعَلُوْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْكَفَنِ وَ فِيْ ذٰلِكَ الْحَنُوْطِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَاَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُّجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ قَالَ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ يَعْنِيْ بِهَا عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا قَالُوْا مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَحْسَنِ اَسْمَآئِهِ الَّتِيْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَهٗ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهُوْا بِهَا اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُوْنَ لَهٗ فَيُفْتَحُ لَهُمْ فَيُشَيِّعُهٗ مِنْ كُلِّ سَمَآءٍ مُقَرَّبُوْهَا اِلَى السَّمَآءِ الَّتِيْ تَلِيْهَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِيْ فِيْ عِلِّيِّيْنَ وَاَعِيْدُوْهُ اِلَى الْاَرْضِ فَاِنِّيْ مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا اُعِيْدُهُمْ وَمِنْهَا اُخْرِجُهُمْ تَارَةً اُخْرٰى قَالَ فَتُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ فَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا عِلْمُكَ فَيَقُوْلُ قَرَاْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ مَدَّ بَصَرِهٖ قَالَ وَيَاْتِيْهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِيْ يَسُرُّكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ لَهٗ مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ فَيَقُوْلُ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ وَمَالِيْ۔

ترجمہ ۔ براء بن عازب رضی سے روایت ہے کہا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے ایک آدمی کے جنازہ کے لئے نکلے۔ پس ہم قبر پر پہنچ گئے اور ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرد بیٹھ گئے۔ گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ اس کے ساتھ زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ نے سر اٹھایا۔ پھر فرمایا قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ (یہ کلمہ) دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ پھر دیا۔ بے شک بندہ مومن جب دنیا سے منقطع ہونے والا اور آخرت کی طرف جانے والا ہوتا ہے۔ اس کی طرف فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ سفید مونہوں والے۔ گویا کہ ان کے منہ پر سورج ہیں۔ ان کے پاس بہشت کے کفنوں میں سے کفن ہوتا ہے۔ اور بہشت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے آنکھ کی نگاہ کی دوری تک دور بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے اے پاک نفس اللہ کی مغفرت اور رضا کی طرف نکل۔ آپ نے فرمایا پھر روح نکل آتی ہے۔ جس طرح مشک سے پانی کا قطرہ بہ کر نکل آتا ہے۔ پھر وہ اسے لے لیتا ہے۔ دوسرے فرشتے اس کے ہاتھ میں آنکھ کے جھپکنے کی دیر بھی نہیں چھوڑتے۔ یہاں تک کہ اس روح کو لے لیتے ہیں۔ پھر اس روح کو اس کفن میں ڈال دیتے ہیں۔ اور اس خوشبو میں اور اس (روح) سے نہایت عمدہ کستوری کے نافہ کی سی خوشبو نکلتی ہے جو زمین پر پایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ پھر اسے لے کر فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس سے نہیں گزرتے۔ مگر وہ کہتے ہیں۔ یہ عمدہ روح کس کی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں۔ فلانے بیٹے فلانے کی۔ بہترین۔ ان ناموں میں سے جن سے دنیا میں پکارتے تھے۔ یہاں تک دنیا کے آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ پھر اس کے لئے دروازے کھلواتے ہیں۔ پھر ان کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ اس کے اعزاز میں ہر آسمان کے مقرب چلتے ہیں۔ اس آسمان تک جو پہلے آسمان سے متصل ہے۔ یہاں تک کہ اسے ساتویں آسمان تک جا پہنچاتے ہیں۔ پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ میرے بندے کا نامۂ اعمال علیین میں لکھ دو۔ اور اسے زمین کی طرف واپس لے جاؤ۔ پس میں نے اسی سے انہیں پیدا کیا تھا اور اسی میں انہیں لوٹاؤں گا اور اسی سے انہیں دوسری مرتبہ نکالوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پھر اسے بٹھاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ تیرا رب کون

ہے۔ پھر کہتا ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں۔ تیرا دین کون سا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں۔ یہ شخص کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا۔ پھر کہے گا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر اسے کہیں گے تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ پھر کہے گا۔ میں نے اللہ کی کتاب (یعنی قرآن مجید) پڑھی تھی۔ پھر میں اس پر ایمان لایا تھا اور میں نے اس کی تصدیق کی تھی۔ پھر آسمان سے ایک پکارنے والا پکاریگا کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ پس اسے بہشت کا بچھونا بچھا دو۔ اور بہشت کا لباس پہنا دو۔ اور بہشت کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر اسے بہشت کی طرف سے ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ پھر اس کے لئے اس کی قبر آنکھ کی نگاہ کی دوری تک کشادہ کر دی جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کے پاس ایک خوبصورت انسان خوبصورت کپڑوں والا اور عمدہ خوشبو والا آتا ہے۔ پس وہ کہتا ہے۔ تمہیں مبارک ہو۔ اس چیز کی جو تمہیں خوش کرتی ہے یہی تیرا وہ دن ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ پھر (قبر والا) اس سے کہے گا۔ تم کون ہو۔ تیرا منہ تو ایسا منہ ہے۔ جس سے بھلائی نکلتی ہے۔ پھر وہ کہے گا۔ میں تیرا ہی نیک عمل ہوں۔ پھر وہ (قبر والا) کہے گا۔ اے میرے رب قیامت قائم کر تاکہ میں اپنے اہل اور مال میں لوٹ کر جاؤں۔

مرنے والوں میں سے بدنصیبوں کا ذکر

حدیث شریف میں

وَاِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ اِذَا كَانَ فِی اِنْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مِنَ السَّمَآءِ مَلٰٓئِكَةٌ سُوْدُ الْوُجُوْهِ مَعَهُمُ الْمُسُوْحُ فَيَجْلِسُوْنَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِیْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ اُخْرُجِیْ اِلٰى سَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِیْ جَسَدِهٖ فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّوْدُ مِنَ الصُّوْفِ الْمَبْلُوْلِ فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِیْ يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَجْعَلُوْهَا فِیْ تِلْكَ الْمُسُوْحِ وَتَخْرُجُ مِنْهَا كَاَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ وُّجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ بِهَا عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا قَالُوْا مَا هٰذَا الرُّوْحُ الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَقْبَحِ اَسْمَآئِهِ الَّتِیْ كَانَ يُسَمّٰى بِهَا فِی الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهِیْ بِهَا اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيُسْتَفْتَحُ لَهٗ فَلَا يُفْتَحُ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِيَاطِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اكْتُبُوْا كِتَابَهٗ فِیْ سِجِّيْنٍ فِی الْاَرْضِ السُّفْلٰى فَتُطْرَحُ رُوْحُهٗ طَرْحًا ثُمَّ قَرَاَ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّيْحُ فِیْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ فَتُعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَيُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ وَيَاْتِيْهِ رَجُلٌ قَبِيْحُ الْوَجْهِ قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِیْ يَسُوْءُكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِیْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِیْءُ بِالشَّرِّ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُ رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ

(رواہ احمد)

ترجمہ:۔ اور تحقیق بندہ کافر جب دُنیا سے رخصت ہونے والا ہوتا ہے۔ اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے والا ہوتا ہے تو اُس کی طرف آسمان سے سیاہ مُونہوں والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اُنکے پاس ٹاٹ ہوتا ہے۔ پھر اُس کی آنکھ کی نگاہ کی دُوری تک بیٹھ جاتے ہیں پھر موت والا فرشتہ آتا ہے۔ یہانتک کہ اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے پھر کہتا ہے اے خبیث رُوح نکل۔ اللہ کے غضب کی طرف۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر اُس کے بدن میں رُوح پھیل جاتی ہے۔ پھر اُسے کھینچ کر نکالتا ہے۔ جس طرح لوہے کی (گرم) سیخ بھیگی ہوئی اُون سے کھینچ کر نکالی جاتی ہے۔ پھر اس رُوح کو لے لیتا ہے۔ پھر جب اُسے لے لیتا ہے۔ وُہ فرشتے اُسکے ہاتھ میں آنکھ کے جھپکنے کی دیر بھی نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ اُسے اُس ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اور اُس سے مُردار کی سی بدترین بدبو آتی ہے۔ جو (مُردار) زمین پر پایا جائے۔ پھر اُسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ پھر اُس رُوح کو فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس سے نہیں گذارتے۔ مگر وُہ فرشتے کہتے ہیں۔ یہ خبیث روح کیسی (یعنی کس کی) ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں فلاں بیٹا فلاں کا ہے۔ بہت بُرے ناموں سے جن سے دُنیا میں پکارا جاتا تھا یہاں تک کہ اُسے آسمان دُنیا تک لے جاتے ہیں۔ پھر اُس کے لئے دروازہ کھولنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ پھر اُس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط (ترجمہ۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے نہیں جائینگے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے یہاں تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو۔) پھر اللہ عزوجل فرمائے گا۔ اس کا نامۂ اعمال زمین کے نچلے حصے سجین میں لکھ دو۔ پھر اس کی رُوح کو پھینک دیا جائے گا۔

پھر آپؐ نے پڑھا (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا۔ پس گویا کہ وُہ آسمان سے گرا۔ پھر اُسے پرندے نے اُچک لیا۔ یا اُسے ہوا نے کسی دُور جگہ میں جا پھینکا۔ پھر اُس کی رُوح اُس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ اور اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پھر اُسے بٹھاتے ہیں۔ پھر اُسے کہتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ پھر وُہ کہتا ہے ہائے ہائے میں تو نہیں جانتا۔ پھر اُسے کہتے ہیں۔ تیرا دین کون سا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ ہائے ہائے میں تو نہیں جانتا۔ پھر اُسے کہتے ہیں۔ یہ شخص کون تھا۔ جو تم میں بھیجا گیا۔

پھر کہتا ہے۔ ہائے ہائے میں تو نہیں جانتا۔ پھر ایک آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ بس اسے آگ کا بچھونا بچھا دو اور اس کے لئے دوزخ کی طرف سے دروازہ کھول دو۔ پھر اُسے دوزخ کی گرمی اور لُو پہنچتی رہتی ہے۔ اور اُس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اُس کی پسلیاں دائیں والی بائیں اور بائیں والی دائیں ہو جاتی ہیں اور اُس کے پاس ایک بدصورت بُرے کپڑوں والا بدبو والا آدمی آتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ تمہیں خوشخبری ہو اس چیز کی جو تمہیں بُری معلوم ہوتی ہے۔ یہی تیرا وُہ دن تھا۔ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ پھر وہ کہے گا تو کون ہے۔ تیرا تو مُنہ ایسا ہے جس سے بُرائی ٹپکتی ہے۔ پھر وُہ کہے گا۔ میں تیرا ہی عملِ بد ہوں۔ پھر وُہ (قبر والا) کہے گا۔ اے میرے رب قیامت نہ لا۔

پڑوسی کے حقوق

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی کے حقوق تم پر یہ ہیں کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت اور خبر گیری کرو اور اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور وہ قرض مانگے تو (بشرط استطاعت) اس کو قرض دو اور اگر وہ کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس کو مبارک باد دو اور اگر کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو، اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور (جب تمھارے گھر اچھا کھانا پکے تو تمھاری ہانڈی کی مہک اس کے لئے باعث ایذاء نہ ہو (یعنی اس کا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی مہک اس کے گھر تک نہ جائے) الا یہ کہ اس میں سے تھوڑا سا کچھ اس کے گھر بھی بھیج دو (اس صورت میں کھانے کی مہک اس کے گھر تک جانے میں کوئی مضائقہ نہیں) معجم کبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ۔ مورخہ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

تحفہ معراج

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (سورہ بنی اسرائیل ع ۱ پ ۱۵) **ترجمہ** ۔ وہ پاک ہے۔ جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی ہے۔ تاکہ ہم اُسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وُہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چند خصوصیات عطا فرمائی ہیں

۱۔ سیادت انبیاء علیہم السلام کا عہدۂ جلیلہ

اس کے متعلق حضور کا اپنا ارشاد ہے:-

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا۔ اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔ اور قیامت کے دن آدم علیہ السلام اور اُن کے سوا تمام دُوسرے پیغمبر میرے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ اور قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر کھُلے گی اور اس پہ مجھ کو فخر نہیں۔

۲۔ شفاعت کبریٰ

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے۔ انتظار کی ایک گھڑی بھی تکلیف دِہ ہوتی ہے قیامت کے دن پچاس ہزار سال تک مخلوق خدا انتظار کرتے کرتے تھک جائیگی حدیث شریف میں آتا ہے اُس دن مومن آپس میں کہیں گے۔ کاش ہم کسی کو سفارش کے لئے تیار کرتے۔ تاکہ وہ ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت کرتا اور ہم کو اس تکلیف سے نجات دلاتا۔ چنانچہ وُہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ کہ میں اس درجہ کا نہیں ہوں۔ وُہ فرمائیں گے کہ تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ دُنیا میں سب سے پہلے نبی ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ وہ بھی معذوری کا اظہار فرمائیں گے اور حضرت ابراہیمؑ کے پاس جانے کے لئے فرمائیں گے غرضیکہ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام ، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سب معذوری کا اظہار فرمائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھجوائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے حساب کتاب شروع ہوگا۔

۳۔ بہشت کا دروازہ

قیامت کے دن سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤں گا۔ میں اُس کو کھلواؤں گا۔ جنت کا دربان پُوچھے گا۔ آپؐ کون ہیں۔ میں کہوں گا محمدؐ دربان کہے گا۔ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپؐ سے پہلے کسی کے لئے (دروازہ) نہ کھولوں

یہ محاسن

اور خصوصی مرتبے کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک معراج شریف بھی ہے۔

حدیث المعراج

مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معراج کا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا۔ کہ میں حجر میں لیٹا لیٹا ہُوا تھا۔ ناگاں ایک شخص میرے پاس آیا۔ اُس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا۔ میرا دل نکالا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا ہے۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی۔ جس کا نام بُراق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دُوری پر پڑتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبرائیلؑ مجھے ساتھ لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمان دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرائیلؑ پوچھا گیا اور آپؐ کے ساتھ

کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں میں نے آدم علیہ السلام کو پایا۔ جبرائیلؑ نے فرمایا۔ یہ آپ کے والد آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے میں نے اُن سے سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پُوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ۔ پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیا گیا کیا آپ کو بُلایا گیا ہے فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ میں وہاں پہنچا۔ وہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام (موجود تھے) اور وہ دونوں خالہ زاد (بھائی) ہیں۔ جبرائیل نے فرمایا کہ یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) ہیں ان دونوں کو سلام فرمایئے۔ میں نے سلام کہا۔ دونوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا کیا آپ کو بُلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ یوسفؑ کو پایا۔ جبرئیل نے فرمایا یہ یوسفؑ ہیں ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے اُن سے سلام کہا۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم) پوچھا گیا کیا آپ کو بُلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا ادریس (علیہم السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا۔ یہ ادریسؑ ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان کو سلام کہا۔ اُنہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا۔ ہارون علیہ السلام کو وہاں پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں۔ فرمایا محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم۔ کہا گیا۔ کہ آپ کو بُلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب وہاں پہنچا۔ تو موسیٰؑ کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان سے سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں اُن کے پاس سے گزرا تو رو پڑے۔ اُن سے کہا گیا۔ آپ کو کس چیز نے رُلایا۔ فرمانے لگے۔ اس لئے رویا کہ ایک نوجوان یعنی محمّدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بعد بھیجا گیا۔ اس کی اُمت میری اُمت سے زیادہ بہشت میں جائے گی۔ پھر جبرئیل مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ابراہیمؑ کو وہاں پایا۔ جبرائیل نے فرمایا یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ان سے سلام فرمایئے۔ میں نے اُن سے سلام کہا۔ اُنہوں نے سلام کا جواب فرمایا۔ پھر کہا۔ صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا۔ اُس

کا پھل ہجر کے مٹکوں جیسا بڑا تھا اور اُس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے جبرئیل نے فرمایا۔ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر دو دریا باطن۔ میں نے کہا۔ اے جبرئیل یہ کیا ہے۔ فرمایا دو باطن والے جنت کے ہیں۔ اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اُٹھایا گیا۔ اور میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا۔ اور ایک برتن شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ والا برتن لے لیا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہی فطرت ہے جس پر تو اور تیری اُمت ہے۔ پھر مجھ کو روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں دربار الٰہی سے لوٹ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔ اُنہوں نے پوچھا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں ... پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ خدا تعالےٰ کی قسم ہے۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کرکے دیکھا ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے اپنے رب کے پاس لوٹ کر جایئے۔ اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں معاف فرمادیں۔ پھر موسیٰؑ کے پاس لوٹ کر آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر میں لوٹ کر موسےٰؑ کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر میں موسےٰ علیہ السلام کے ہاں لوٹ آیا۔ پھر ایسا ہی فرمایا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمائیں۔ پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسےٰؑ کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی فرمایا۔ پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر میں لوٹ کر موسےٰؑ کے ہاں آیا۔ پوچھا آپؐ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری اُمت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جایئے۔ اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے ہیں۔ اب

شرم آتی ہے۔ اب یہی راضی ہو جانا ہوں اور دینا اور اُن کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں آگے گزرا ایک منادی نے آواز دی۔ میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کر لیا اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی۔ بخاری شریف و مسلم شریف)

معراج جسمانی ہوا یا روحانی؟

اکثر علمائے کرام جسمانی معراج کے قائل ہیں اور یہ کوئی بعید از قیاس چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (سورہ یٰسین رکوع ۵ پ۲۳) ترجمہ۔ اس کی تو یہ شان ہے کہ جب وُہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اتنا ہی فرما دیتا ہے۔ کہ ہو سو وہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اُس نے حضرت آدمؑ کو بن ماں باپ کے پیدا فرمایا۔ اور حضرت عیسےٰؑ کو بن باپ کے۔ اس کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رات ہی رات میں ساتوں آسمانوں کی سیر کرا دے۔ جسمانی معراج کے علاوہ روحانی معراج بھی سلف صالحین سے ثابت ہے۔

معراج شریف کب ہوا؟

معراج کس سال اور کس ماہ میں ہوا اس میں اختلاف ہے۔ فتح الباری اور عینی شرح بخاری شریف میں سال کے متعلق دس اور مہینے کے متعلق چھ مختلف روایات ہیں۔

١۔ ہجرت سے پہلے چھ ماہ ہوا۔
٢۔ ہجرت سے پہلے آٹھ ماہ ہوا۔
٣۔ ہجرت سے پہلے گیارہ ماہ ہوا۔
٤۔ ہجرت سے پہلے ایک سال ہوا۔
٥۔ ہجرت سے پہلے ١٤ ماہ ہوا۔
٦۔ ہجرت سے پہلے ١٥ ماہ ہوا۔
٧۔ ہجرت سے پہلے سترہ ماہ ہوا۔
٨۔ ہجرت سے پہلے ١٨ ماہ ہوا۔
٩۔ ہجرت سے پہلے تین سال ہوا۔
١٠۔ ہجرت سے پہلے آٹھ سال ہوا۔

١۔ شوال۔ ٢ ذی الحجہ۔ ٣۔ ربیع الاول ٤۔ ربیع الآخر۔ ٥۔ رجب۔ ٦۔ رمضان

نتیجۂ اختلاف

نبوت کا عہدۂ جلیلہ عطا ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں ۲۳ سال تک رونق افروز رہے۔ معراج شریف کے بعد کچھ عرصہ مکّہ معظمہ میں اور پورے دس سال مدینہ منورّہ میں قیام فرما رہے۔ اس عرصہ میں یوم معراج کے نام سے اگر کوئی تہوار منایا جاتا تو اُس تہوار کا ایک دن معیّن ہو جاتا۔ لیکن برسوں اور مہینوں کے اختلاف سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسّلام کے مبارک زمانہ یا صحابہ کرامؓ یا تابعین کے زمانہ میں معراج شریف کے نام سے کسی تقریب کے منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔ جس میں خورد و نوش یا لباس و پوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کی جاتی ہو۔ اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو ناممکن تھا کہ اس قدر اختلاف باقی رہتا۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جسے حضور سرور کائنات (فداہ ابی و امی) کی اس عزّت افزائی سے فرحت و سرور نہ ہو جو آپ کو معراج شریف کی رات دربار الٰہی میں نصیب ہوئی ہے۔ لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی پسندیدہ بلکہ جائز نہیں ہے۔ جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے۔ اس خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ آئندہ تحفہ معراج کے عنوان میں آئے گا وما علینا الا البلاغ۔

خلاف شرع رسوم

پنجاب میں شب معراج ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے۔ دن کو حلوا پوری پکایا جاتا ہے۔ رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔ رات کو آتشبازی چلائی جاتی ہے اور دیئے جلاتے ہیں۔ جو شخص ان خلاف شرع رسوم کی مخالفت کرے اُسے وہابی کا لقب دیا جاتا ہے۔ چونکہ معراج شریف کا تہوار نہ منانے والوں پر طعن کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ خلاف شرع رسوم بدعت قرار پاتی ہیں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے

عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ (رواہ احمد) ترجمہ۔ حضرت غضیف بن حارث ثمالیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس قوم نے (دین میں) کوئی نئی بات نکالی اُس کے مثل ایک سنّت اُٹھالی جاتی ہے پس سُنّت کو مضبوط پکڑنا نئی بات نکالنے سے بہتر ہے۔

اس حدیث

سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زور ایک ہی چیز پر ہو سکتا ہے۔ اگر مسلمان بدعت پر زور دیں گے تو سُنّت ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ پنجاب میں گیارھویں پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ جو گیارھویں نہ دے۔ وُہ وہابی ہے۔ لیکن زکواۃ پر زور نہیں دیا جاتا۔ آپ نے کبھی یہ نہیں سُنا ہوگا۔ کہ جو زکواۃ نہ دے وہ وہابی ہے۔ یا جو نماز نہ پڑھے وہ وہابی ہے میاں صاحب پر حج اگر فرض ہے۔ اور وہ باوجود بنک میں کافی روپیہ جمع ہونے کے حج نہیں کرتے تو وہ وہابی نہیں کہلاتے

معراج شریف کی یہ سب خوشیاں

نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منائیں اور نہ آپؐ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ سے ثابت ہیں۔ پنجاب میں جو اسلام رائج ہے۔ اس کا ۹/۱۰ حصّہ کفر سے آیا ہوا ہے ع

ہر کفر کہ کہنہ شد مسلمانی شُد

مسلمانو!

گوش ہوش سے سُن لو! کرو جو تمہارا دل چاہے۔ لیکن یاد رکھو۔ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو گے۔ مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ (سورہ المائدہ ع۳ پ۶) (ترجمہ۔ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا)

مشکوٰۃ شریف

میٹرک کے درجہ کی کتاب ہے۔ ہر حنفی عالم اس کو پڑھ کر آتا ہے۔ اس میں مَا اَنَا علیہ واصحابی والی حدیث موجود ہے تمہارے عالم تم سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے تمہیں حق نہیں کہتے۔ ع

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

حق وہی کہہ سکتا ہے جو تمہاری روٹیوں سے بے نیاز ہو اور فقط اللہ تعالےٰ کے دروازہ کا محتاج ہو۔ سورہ الشعراء میں اللہ تعالےٰ نے ہر نبی سے یہ اعلان کرایا ہے۔ وَمَآ اَسْــَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ الشعرا رکوع ٦ تا ١٠ پ١٩)۔ ترجمہ۔ اور میں تم

میری مزدوری تو بس رب العٰلمین کے ذمہ ہے۔
اگر ہمارے ہاں کھرا دین نہیں پایا جاتا تو اس میں امام اور مقتدی دونوں قصوروار ہیں۔ آئمہ مساجد کا قصور یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بجائے تم پر اعتماد کرتے ہیں اور تمہارا قصور یہ ہے کہ تم حق کہنے والوں کو اپنی مساجد میں نہیں رہنے دیتے
اللہ تعالیٰ سب آئمہ مساجد کو اپنے مقتدیوں کو صحیح دین پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور انہیں غیر اللہ سے مستغنی کر دے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دوستی اور محبت کا ثبوت

مسلمانو! جس عقل سے دُنیا میں کام لیتے ہو۔ اُسی عقل سے دین کے معاملہ میں کام لوگے تو نجات ہو جائیگی ورنہ مارے جاؤ گے۔ اگر کسی کا کوئی دوست یا عزیز کسی جگہ سے اس کے لئے کوئی تحفہ لائے اور وہ اُسے رد کر دے تو دوستی اور محبت میں فرق آ جائے گا۔ اگر اُس کے دل میں دوست یا عزیز کی محبت ہے تو اُس تحفہ کو ضرور قبول کرے گا بلکہ اس کا احترام کرے گا۔

تحفۂ معراج

معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھئے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمتِ مرحومہ کے لئے کیا تحفہ لائے ہیں۔ روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت مرحومہ کے لئے بارگاہ باری جل مجدہٗ و عزّ اسمہ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ معراج شریف کو سچا جانے اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور تبرّک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ اس کو قبول کرے۔ اور اس تحفہ معراجیہ کو تا دمِ لحد ہاتھ سے جانے نہ دے۔ جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا۔ وہ گویا معراج شریف کی برکت آسمانی سے محروم رہنا چاہتا ہے اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ہاتھ مبارک جو اپنی اُمت کے ہر کلمہ گو کو تحفہ معراجیہ دینے کے لئے بڑھا ہُوا ہے۔ اُس سے تحفہ لینے کا انکار کر رہا ہے۔

وعید تارک تحفۂ معراج شریف

روزِ محشر کہ جاں گداز بُود
اولیں پُرسشِ نماز بود

ترک نماز گناہ کبیرہ ہے۔ اس کا مرتکب دوزخی ہے۔ اور اگر ایمان سلامت ہے تو سزا بھگت کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئے گا۔ یہ فیصلہ اللہ تعالےٰ خود فرمائیں گے۔ کہ کتنی مُدت اس کو دوزخ میں رہنا ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بندے اور کفر کو ملا دینے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے (مسلم) یعنی جو شخص نماز ترک کرتا ہے۔ اس میں کُفر کی بُو آ جاتی ہے۔ ایک دوسری حدیث شریف کا یہ مضمون ہے۔ کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے۔ جی چاہتا ہے کہ اُن کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپ کو اور مجھے تحفۂ معراج کو قبول کرنے اور اس کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

یتیم کی کفالت کرنے والے کا اجر

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں اور اپنے یا پرائے یتیم کی کفالت کرنے والا آدمی جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا، اور ان کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔ صحیح بخاری

خطوکتابت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ یکم شعبان ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

ایک خطرناک مہلک غلطی

مغربی پاکستان کے باشندوں میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ ہے جو کہ تقریباً ہر بستی۔ ہر قصبہ۔ ہر شہر میں پھیلا ہوا ہے۔ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھ دار بڑا عقلمند اور تعلیمیافتہ خیال کرتا ہے۔ اس طبقہ میں شامل ہونے والے اکثر افراد ایک خطرناک مہلک غلطی میں مبتلا ہیں۔ خود تو وہ اللہ تعالٰے کے دین اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ ہے جس کا منبع قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے اور جن مسلمانوں کو اللہ تعالٰے نے اس تعلیم الٰہی کا حامل اور عامل بنایا ہے۔ ان کا نام توہین آمیز طریقہ سے لیتا ہے۔ ان کا نام بجائے علمائے کرام یا علماء دین لینے کے انہیں مُلّا کے لفظ سے پکارتا ہے اور وُہ طبقہ دل میں خوب سمجھتا ہے کہ میں نے اس نام سے حاملین دین کو پکار کر ان کی توہین کی ہے اور ان کا مذاق اُڑایا ہے قرآن مجید کو پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ گزشتہ ہلاک ہونے والی قوموں میں بھی یہی خطرناک غلطی تھی جو ان کے لئے عذاب الٰہی سے ہلاکت کا باعث بنی۔

حاملین دین الٰہی پر مذاق اڑانیوالے پہلے اور موجودہ دور کے لوگوں میں ایک فرق

پہلے حضرات انبیاء علیہم السلام پر استہزا (ٹھٹھا) کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں ہے۔ اس لئے آپ کی اُمت کے علمائے کرام ہی کتاب و سُنت کی تبلیغ و اشاعت کریں گے۔ اور یہ فریضہ دراصل انہیں حضرات کا ہے۔ شہادۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ "اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ"۔ ترجمہ بیشک علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں۔ اور انبیاءؑ نے انہیں دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا سوائے اس کے نہیں کہ انہیں علم کا وارث بنایا ہے۔ یعنی اللہ تعالٰے نے جو علم انبیاء علیہم السلام کو دیا تھا۔ وُہ علم علمائے دین کے سینوں میں آیا ہے۔

مُجرم دونوں ہی ہوں گے

جس طرح قومیں انبیاء علیہم السلام پر استہزا کرنے کے باعث مجرم قرار دی گئی تھیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کرنے والے علماء کرام پر استہزاء (ٹھٹھا) کرنے والے بھی عنداللہ مجرم ہوں گے اور جس طرح وہ لوگ عذاب الٰہی سے ہلاک ہوتے رہے ہیں۔ اسی طرح آج کل کے دین الٰہی اور حامل دین پر ٹھٹھا کرنے والے اور ان کی توہین کرنے والے بھی عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ ہاں وہ ان مجرموں کو معاف کر دے تو اُسے کوئی پوچھنے والا نہیں اور اگر عذاب ہی کرنا چاہے تو اس کی میعاد کو کوئی نہیں جانتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان استہزا اور ٹھٹھا کرنے والوں کو دُنیا میں عذاب نہ ہی کرے۔ اور قبر میں دفن کرا کر قبر کو حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النِّيْرَانِ۔ ترجمہ۔ دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بنا دے۔

اللھم انا نعوذ بک من عذاب القبر وعذاب النار

استہزأ پر سزا کے شواہد

پہلا

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ (سورہ یٰس رکوع ۲ پارہ ۲۳)۔ ترجمہ۔ کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس کوئی بھی ایسا رسول نہیں آیا۔ جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو۔ کیا یہ نہیں دیکھ چکے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا۔ وُہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر قوم نے اپنے پیغمبر پر ٹھٹھا کیا اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئی۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی دیکھتے اور سُنتے ہیں کہ دنیا میں کتنی قومیں پہلے پیغمبروں سے ٹھٹھا کرکے غارت ہو چکی ہیں۔ جن کا نام و نشان مٹ چکا۔ کوئی ان میں سے لوٹ کر ادھر واپس نہیں آتی۔ عذاب کی چکی میں سب پس کر برابر ہو گئیں۔ اس پر بھی عبرت نہیں ہوتی۔ جب کوئی نیا رسول آتا ہے۔ وہی تمسخر اور استہزا شروع کر دیتے ہیں۔ جو پہلے کفار کی عادت تھی۔ چنانچہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار مکّہ کا یہی معاملہ ہے۔

اور آج کل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور اصلی دین یعنی کتاب اللہ اور سُنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت کرنے والے علماء کرام کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو ہمیشہ باطل پرست قومیں حق پرست انبیاء علیہم السلام سے کرتی آئی ہیں۔

دیندار طبقہ سے درخواست

میرے دیندار بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ مذکورہ بالا سطریں ان لوگوں کو ضرور پہنچا دیں جو دین اسلام پر تمسخر کرنے کے عادی ہیں شاید کہ وہ لوگ اللہ تعالٰے کے عذاب سے ڈر کر اس گناہ سے توبہ کرلیں اور ان کی عاقبت اچھی ہو جائے۔

دُوسرا

(قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا

اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ٥ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا ٥ (سورہ الکہف ۔ رکوع ۱۲ پ ۱۶)۔

ترجمہ ۔ کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں ۔ جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں وُہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی ۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں ۔ یہ وہی لوگ ہیں ۔ جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے ۔ پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے ۔ پھر ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کرینگے یہ سزا ان کی جہنم ہے ۔ اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا ۔

نتیجہ

بالکل صاف ہے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام اور اُن کے پہنچانے والے انبیاء علیہم السلام جو مذاق کیا کرتے تھے ۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دوزخ کے داخلہ کا وعید سنایا ہے ۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اے موجودہ دَور کے عقلمندو ۔ اسلام کے احکام اور ان کے پہنچانے والوں پر مذاق کرنے سے باز آ جاؤ ۔ ورنہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے ۔

تیسرا

وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ٥ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ٥ (سورہ الفرقان رکوع ۴ پ ۱۹) ۔

ترجمہ :۔ اور جب یہ لوگ تمہیں دیکھتے ہیں تو بس تم سے مذاق کرنے لگ جاتے ہیں ۔ کیا یہی ہے ۔ جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ۔ اس نے تو ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا ہی دیا تھا ۔ اگر ہم ان پر قائم نہ رہتے اور انہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا ۔ جب عذاب دیکھیں گے کہ کون شخص گمراہ تھا ۔

نتیجہ

ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مذاق کرنے والوں کو عذاب الٰہی کی اطلاع دی گئی ہے

چوتھا

وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ٥ وَاِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَیْبَ فِیْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ ٥ وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ٥ (سورہ الجاثیہ رکوع ۴ پ ۲۵)

ترجمہ :۔ اور وہ جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائیگا) کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں ۔ پھر تم نے غرور کیا اور تم نافرمان لوگ تھے اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ہم تو اس کو محض خیالی بات جانتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں اور ان پر ان کے اعمال کی بُرائی ظاہر ہو جائیگی اور ان پر وہ آفت آ پڑیگی ۔ جس سے ٹھٹا کرتے تھے

نتیجہ

تعلیم الٰہی کو تسلیم نہ کرنے بلکہ احکام الٰہی پر استہزا (ٹھٹھا) کرنے کے باعث عذاب الٰہی میں مبتلا کئے جائیں گے ۔

عبرت

موجودہ دَور کے اسلامی احکام اور ان کے مبلغین پر مذاق اُڑانے والوں کو آنکھیں کھول کر ٹھٹھا کرنے والوں کے انجام کو دیکھنا چاہیئے اور کان کھول کر عذاب الٰہی کے اعلان کو سُن لینا چاہیئے ۔

پانچواں

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ٥ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ٥ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ٥ لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ٥ بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ٥

(سورۃ الانبیاء رکوع ۳ پ ۱۷)

ترجمہ اور جہاں تمہیں کافر دیکھتے ہیں تو انہیں تجھ سے سوائے ٹھٹھا کرنے کے اور کوئی کام نہیں کیا ۔ یہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا نام لیتا ہے اور وہ رحمٰن کے نام سے منکر ہیں ۔ آدمی جلد باز بنایا گیا ہے ۔ میں تمہیں اپنی نشانیاں ابھی دکھاتا ہوں ۔ سو جلدی مت کرو ۔ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا ۔ اگر تم سچے ہو ۔ کاش یہ منکر اس وقت کو جان لیں کہ اپنے مونہوں اور اپنی پیٹھوں سے آگ کو روک نہ سکیں گے ۔ اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے ۔ بلکہ وہ ان پر ناگہاں آئے گی ۔ پھر وُہ ان کے ہوش کھو دے گی ۔ پھر نہ اسے ٹال سکیں گے ۔ اور نہ انہیں مُہلت دی جائے گی ۔

حاصل

یہ ہے کہ یہ لوگ دین سے اعراض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مذاق اڑانے کے باعث جہنم رسید کئے گئے ہیں ۔

دوزخی سے بہشتی بن سکتے ہیں

انبیاء علیہم السلام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مذاق کرنے والوں کو دوزخ کا وعید قرآن مجید کے متعدد مقامات سے سنایا جا چکا ہے ۔ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ ان کے لئے کھل سکتا ہے اور جس طرح پہلے اپنی بداعمالی کے باعث دوزخی ہو چکے تھے ۔ اب اگر صدق دل سے توبہ کریں تو ان کا ٹھکانہ بجائے جہنم کے بہشت میں ہو سکتا ہے ۔

شاہنشاہی اعلان ملاحظہ ہو

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ٥ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ٥ (سورۃ النساء رکوع ۲۱ پ ۵)

ترجمہ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا ۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور اللہ (کے دین) کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور

اللہ تعالےٰ جلدی ایمان لانے والوں کو بہت بڑا ثواب دے گا

دونوں گناہ کبیرہ تھے

برادران اسلام جس طرح نفاق گناہ کبیرہ تھا۔ اسی طرح پیغمبروں پر ٹھٹھا کرنا بھی کبیرہ تھا۔ چنانچہ دونوں قسم کے مجرموں کے لئے داخلہ جہنّم کا وعید سنایا گیا تھا لہٰذا جس طرح نفاق کے گناہ کے مرتکب کو توبہ کے بعد معاف کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح پیغمبروں پر ٹھٹھا کرنے والے مجرموں کو بھی بخش دیا جائے گا۔ بشرطیکہ سچے دل سے توبہ کریں۔

ہاں ایک وقت ایسا بھی آئیگا کہ توبہ قبول نہیں ہوگی

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۔ (سورۃ النساء رکوع ۳ پ ۴) ترجمہ

اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہانتک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے۔ اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔ ور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

پارٹی کا ہر ممبر غصّے سے اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائے گا

احکام اسلام پر اور حاملین دین الٰہی پر مذاق اڑانے والوں کی بھی بڑے بڑے شہروں میں بڑی بڑی پارٹیاں ہیں۔ بقول شخصے۔ شعر

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

جب یہ لوگ آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو علماء دین پر خوب دل کھول کر مذاق کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ مولویوں کی داڑھی پٹ سن کا جنگل ہے۔ کوئی کہتا ہے یہ داڑھی والے بکرے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ

ان بے تمیزوں کو علم نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک لاکھ چوبیس ہزار دنیا میں پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے دربار میں معزز اور مقرب تھے۔ اور دنیا میں بسنے والے شریف اور مہذب انسانوں کے راہ نما تھے اور وہ سب حضرات داڑھی والے تھے۔ کسی ایک پیغمبر نے بھی داڑھی نہیں منڈائی۔

ایک چور اور ساتھ ہی چتر

حق پرست با خدا ہادیان دین الٰہی اور بارگاہ الٰہی میں معززین کے تمدّن سے ہٹے ہوئے ہونے کے باوجود بجائے اس کے کہ اپنی نفس پرستی پر شرمندہ ہوں اُلٹا شریف اور انبیاء علیہم السلام کے طریقہ کو زندہ رکھنے والے انسانوں پر پھبتیاں اُڑانا کہاں کی شرافت ہے۔ اسی بے ردی والوں کے لئے یہ محاورہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک چور اور ساتھ ہی چتر

اسی پارٹی کے ممبروں کی قیامت کے دن کی حالت

یہ ہوگی۔ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۝ (سورۃ الفرقان رکوع ۳ پ ۱۹) ترجمہ

اور اس (قیامت کے) دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہے گا۔ اے کاش۔ میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا اسی نے تو نصیحت کے بعد مجھے بہکا دیا۔ اور شیطان انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے

مثلاً اس پارٹی کے ممبر

یہ یاد کریں گے کہ میرے یاروں نے مجھے علماء دین سے تو نفرت دلائی اور سینما دیکھنے اور ڈانس کھیلنے اور گانے بجانے کا شوق دلایا۔

دیندار طبقے سے درخواست

میرے معزز دیندار بھائیو۔ راہ راست سے بھٹکے ہوئے بے دین نوجوانوں کو میری یہ معروضات سُنا دیں۔ خواہ وہ بے دین طبقہ کے لوگ مرد ہوں یا عورتیں۔ ممکن ہے کہ ان الفاظ کے سُننے سے شیطان کے پنجے سے آزاد ہو جائیں اور اپنی دُنیا اور آخرت سنبھال لیں

مقصد بعثت کا اجمالی خاکہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ (سورہ المائدہ رکوع ۱۰ پ ۶)۔ ترجمہ

اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے۔ اسے پہنچا دے۔ اور اگر تونے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

حاصل

ارشاد باری تعالےٰ سے یہ چیز واضح ہو گئی کہ آپؐ کی بعثت کا مقصد تبلیغ و اشاعت قرآن ہے ٭

حضورؐ کے متعلق دوسرا ارشاد باری تعالیٰ

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝ (سورۃ الحجر رکوع ۶ پ ۱۴)۔ ترجمہ۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ یہانتک کہ تمہیں موت آئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپ کے ذمے جو فرائض عبدیت ہیں۔ انہیں آخر دم تک نباہیے ان فرائض عبدیت میں گزشتہ آیت میں ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے فرائض میں تبلیغ قرآن مجید بھی ہے۔

علیٰ ہذا القیاس کتاب وسنّت کے علماءِ دین پر بھی یہی فرض عائد ہوگا

کہ زندگی کے آخری لمحہ تک کتاب و سنّت کی اشاعت کرتے رہیں۔ کیونکہ حضورؐ کی اُمت کے لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱)

ترجمہ:۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

لہٰذا علماء کرام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آخر دم تک قرآن مجید کا پیغام اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو پہنچاتے رہیں گے۔ اور حق پرست علماء کرام اس بات کی پرواہ نہیں کریں گے۔ کہ کوئی مانتا ہے یا نہیں۔

اگر سُننے والے

نہیں مانیں گے۔ تو بھی قیامت کے دن یہ عذر پیش کر سکیں گے کہ اے اللہ ہمیں تو تیرا پیغام پہنچا ہی نہیں تھا۔

آخری دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ کتاب و سُنّت کے ماننے والوں کو اللہ استقامت عطا فرمائے اور اسلام اور علماء دین پر مذاق کرنے والوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

جس کا پڑوسی اس کی ایذاء سے محفوظ نہ ہو وہ جنت میں نہ جائے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جس کی شرارتوں اور ایذاء رسانیوں سے اس کے پڑوسی مامون نہ ہوں۔ صحیح مسلم

تین قسم کے پڑوسی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم کے اور تین درجے کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک ہی حق ہو اور وہ (حق کے لحاظ سے) سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے، اور دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہوں اور تیسرا وہ جس کے تین حق ہوں۔ تو ایک حق والا وہ مشرک (غیر مسلم) پڑوسی ہے جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہ ہو (تو اس کا صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے) اور دو حق والا وہ پڑوسی ہے، جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلم (یعنی دینی بھائی) بھی ہو، اس کا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوگا اور دوسرا پڑوسی ہونے کی وجہ سے۔ اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے، جو پڑوسی بھی ہو، مسلم بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو۔ تو اس کا ایک حق مسلمان ہونے کا ہوگا دوسرا حق پڑوسی ہونے کا اور تیسرا رشتہ داری کا ہوگا۔ مسند بزار، حلیہ ابی نعیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۸ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۵۸ء

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

احکام شب برآۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــ اَمَّا بَعْدُ

سوال ا۔ شعبان کی پندرھویں رات جس کو مسلمان شب براۃ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں؟ (۲) موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں۔ یعنی دن کو حلوا پکی۔ رات کو چراغاں اور آتشبازی۔ آیا ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

جواب حصہ اول۔ قرآن مجید میں شب براۃ کا ذکر ہونے میں اختلاف ہے (۱) قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے۔ جس میں بعض حضرات مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب براءۃ کا ذکر ہے اور وہ آیت سورۂ دخان پارہ ۲۵ کی ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۵ ترجمہ۔ تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہم (انسانوں کو ان کی غلط کاریوں سے) ڈرانیوالے تھے انتہٰی اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر۔ معالم التنزیل۔ البیضاوی۔ الجلالین میں مفسرین کے دو قول منقول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے۔ کہ اس رات سے مراد لیلۃ القدر ہے (جو رمضان میں آتی ہے) اور بعض کی رائے ہے کہ شب براءۃ ہے

صحیح فیصلہ

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ قَالَ اِنَّہَا لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ کَمَا رُوِیَ عَنْ عِکْرَمَۃَ فَقَدْ اَبْعَدَ النُّجْعَۃَ فَاِنَّ نَصَّ الْقُرْاٰنِ اِنَّہَا فِیْ رَمَضَانَ۔

ترجمہ اور جو شخص یہ کہے کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں ہے۔ چنانچہ عکرمہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ پس تحقیق اس شخص نے راہ حق سے اپنی نگاہ کو دور جا پھینکا۔ کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص تو یہ بتاتی ہے کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے۔ ابن کثیر نے اپنے قول کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے

شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ

اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ

اس کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں لیلۂ مبارکہ سے پندرھویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے۔ صحیح یہ بات ہے اور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ لیلۂ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے

بہر حال تحقیق یہی ہے کہ شب براءۃ کا ذکر خیر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے ارشادات متعلقہ شب براءۃ

(۱) عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَہَا وَصُوْمُوْا یَوْمَہَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْہَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ اَلَا مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہٗ اَلَا مِنْ مُّبْتَلًی فَاُعَافِیَہٗ اَلَا مِنْ کَذَا اَلَا مِنْ کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ (رواہ ابن ماجہ) ترجمہ حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو۔ پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے۔ خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اُسے بخش دوں خبردار کوئی رزق لینے والا ہے کہ اُسے رزق دوں۔ خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے۔ اُسے چھڑا دوں۔ خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے۔ طلوع صبح صادق تک اللہ تعالے یہی آواز دیتا رہتا ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے۔ پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے۔

(۳) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ فَقَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اَکُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْکِ وَرَسُوْلُہٗ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّکَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَآئِکَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ رواہ الترمذی وزاد رزین مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یعنی البخاری یُضَعِّفُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ۔ ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ پھر ناگہاں وہ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے۔ تب آپ نے فرمایا (اے عائشہؓ کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ تعالے اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ تب آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالے شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے۔ اس روایت کو ترمذی

نے روایت کیا ہے اور رزین نے یہ لفظ زیادہ کیا ہے یعنی جو لوگ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ہَلْ تَدْرِیْنَ مَا فِیْ ہٰذِہِ اللَّیْلَةِ یَعْنِیْ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِیْہَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ فِیْہَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ مَوْلُوْدٍ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْ ہٰذِہِ السَّنَةِ وَفِیْہَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ ہَالِکٍ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْ ہٰذِہِ السَّنَةِ وَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی ثَلٰثًا قُلْتُ وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی ہَامَتِہٖ فَقَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِرَحْمَتِہٖ یَقُوْلُہَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر) ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے۔ وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے اور اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں۔ تب عائشہؓ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالے کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو پھر آپ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالے کی رحمت کے بغیر جنت میں جا سکے۔ تین دفعہ آپؐ نے یہ کلمہ فرمایا۔ میں نے کہا آپؐ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جا سکیں گے پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا اور میں بھی نہیں جا سکوں گا۔ مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالے مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ آپؐ نے یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا۔

میرے بھائیو! آنحضرتؐ کے ارشادات مبارکہ معہ ترجمہ کے آپ دیکھ چکے ہیں۔ اگرچہ ان احادیث میں بھی مدارج مختلفہ ہیں ان میں اصح کتب الاحادیث البخاری ومسلم کی احادیث تو نہیں ہیں۔ لیکن بہر حال ہو کچھ بھی بعد از سعی تھا۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ ان احادیث میں جب ہم غور کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ ترتیب وار مسائل احادیث ملاحظہ ہوں۔ مسائل کی تعداد صحیح رکھنے کے لئے جو بات پہلی حدیث شریف میں آ چکی ہے۔ وہی دوسری حدیث میں ہو گی۔ تو اس کو اختصاراً ذکر نہیں کیا جائے گا۔

پہلی حدیث شریف کے مطالب

۱۔ اس براءۃ کی رات کو عبادت کرو

۲۔ شب براءۃ کے بعد دن کو روزہ رکھو

۳۔ اس رات کو سورج کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی تجلی (نور کا پرتو) آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے۔

۴۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ اُسے بخشش دوں۔

۵۔ کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اُسے رزق دوں۔

۶۔ کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے کہ میں اُسے نجات دے دوں۔

۷۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح مختلف حاجات انسانی کا نام لے کر پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے تو میں اس کی وہ حاجت پوری کر دوں۔

دُوسری حدیث شریف کے مطالب

۸۔ شب براءۃ میں اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

۹۔ مگر مُشرک (جوکہ اللہ تعالے کے حقوق بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا۔

۱۰۔ مگر کینہ ور کو نہیں بخشتا

تیسری حدیث شریف کے مطالب

۱۱۔ شب براءۃ کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی درمیانی حصہ شب میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے۔

۱۲۔ اس رات کو اللہ تعالے قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کو مغفرت فرماتا ہے

چوتھی حدیث شریف کے مطالب

۱۳۔ اس رات میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے

۱۴۔ اس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

۱۵۔ اس رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالے کے حضور میں اٹھا کر پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۶۔ اس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے۔ (یعنی جو ملائکہ عظام اس کام پر مؤکل ہیں۔ ان کے سپرد کیا جاتا ہے)

۱۷۔ کوئی فرد بشر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

مجموعہ احادیث شب براءۃ کا خلاصہ

مسلم کو چاہیئے کہ شرک اور کینہ (اخلاق رذیلہ) وغیرہ سے توبہ کرے رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ خدا تعالیٰ سے اپنے لئے اور مُردوں کے لئے بخشش مانگے علاوہ اس کے اپنی ہر حاجت کا اسی سے سوال کرے اور دن کو روزہ رکھے۔

عزیز بھائیو! یہ وہ کام ہے جو مسلمانوں کو شب براءۃ اور دن کو کرنا چاہیئے۔

خیالات
فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالے
متعلقہ شب براءۃ

صاحب الدر المختار فرماتے ہیں۔ ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منہ وصلوٰۃ اللیل واقلہا علیٰ ما فی الجوہرۃ ثمان ولو جعلہ اثلاثا فالاوسط افضل ولو انصافاً فالاخیر افضل واحیاء لیلۃ العیدین والنصف من شعبان۔ ترجمہ۔ اور مستحب نمازوں میں سے یہ ہیں۔ سفر پر جانے کے وقت دو رکعت پڑھے اور سفر سے واپس آنے کے وقت دو رکعت پڑھے اور رات کو (یعنی تہجد نماز پڑھے۔ "جوہرہ نیرہ" کے بیان) حصوں میں تقسیم کرے تو درمیانی حصہ میں تہجد پڑھنا افضل ہے اور اگر رات کے دو حصے کرے تو پھر اخیر حصہ میں پڑھنا افضل ہے عید الفطر اور عید الضحیٰ کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب براءۃ کو عبادت کرنا بھی مستحب ہے۔

شیخ ابراہیم حلبی منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں۔ نعلم ان کلاً من صلوٰۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ

من رجب وصلوٰۃ البراءۃ لیلۃ النصف من شعبان وصلوٰۃ القدر لیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ – ترجمہ

پس معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو پڑھی جاتی ہے اور پندرھویں شعبان کی رات اور رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر کی جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے۔ ان راتوں میں جماعت سے نماز پڑھنا بدعت مکروہ ہے۔ انتہیٰ خدا کے بندو! فقہائے عظام کا اتباع سنت دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔ کہ مطلق نماز جس کا ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آ چکا ہے۔ اگر کوئی اپنی طرف سے اس سے ذرا بھی زیادہ کرتا ہے تو اُسے بدعت کہہ کر روک دیتے ہیں۔ خواہ وہ چیز در اصل عبادت ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً حدیث شریف میں مطلق نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ جس میں جماعت کا کوئی ذکر نہیں۔ تو اب جو شخص جماعت کی زیادتی کرتا ہے۔ اس کو برداشت نہیں کرتے۔

وہی شیخ ابراہیم حلبی آگے چل کر فرماتے ہیں۔ فلو ترک امثال ھٰذہ الصلوٰت تارکٌ لیعلم النّاس انہ لیس من الشعائر لحسن انتہیٰ

ترجمہ:۔

پس اگر کوئی شخص اس قسم کی نمازوں کو چھوڑ دے۔ تاکہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ یہ نمازیں شعائر اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس نے اچھا کیا۔ انتہیٰ

میرے پیارے حنفی بھائیو! خداتعالےٰ کے لئے سوچو اور اپنے بزرگوں کے نام کو بدنام نہ کرو۔ وہ حضرات تو اس قدر پابند شرع ہیں کہ وہ تو شب براءۃ کی رات میں وہ کسی عبادت کو لازمی اور رسم بنانا بھی جائز نہیں سمجھتے اور تم اس مبارک رات میں چراغاں کرتے ہو۔ اور اس اسراف کو رسم دین سمجھتے ہو۔ علاوہ اس کے اس رات کی "عزت افزائی" میں آتشبازی چلاتے ہو۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہے۔ آئمہ دین اس قسم کی حرکتوں سے ناراض ہیں خدا تعالےٰ کے بندو! خدا سے ڈرو اور باز آ جاؤ۔ وَمَا علینا الا البلاغ

جواب حصّہ دوم

شب براۃ سے پہلے دن کو حلوا پوری اور شب کو چراغاں اور آتش بازی کے متعلق یہ عرض ہے۔ قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا۔ وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشے کی صورت دے دیتے تھے۔ چنانچہ سورۂ انعام کے رکوع ۸ میں ہے۔ وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور چھوڑ دو (اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے۔ اور ان کو دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس قرآن پاک سے نصیحت کر۔ تاکہ کوئی نفس اپنے کئے کے باعث ہلاک نہ ہو۔ ایسے نفس کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں ملے گا اور اگر بدلہ دیوے سارے بدلے اس سے نہیں لیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بدکرداری کے باعث ہلاک کئے جائیں گے ان کے لئے گرم پانی پینے کے لیے اور دردناک عذاب ہے۔ کیونکہ یہ کفر کیا کرتے تھے

شب براءۃ کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق پہلا وعید

جو بے دین، دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ بنائیں۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے۔ خدا کے بندو! شب براءۃ کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو۔ جن میں نہ چراغاں ہے نہ آتشبازی ہے۔ یہ دونوں چیزیں بے دین مسلمانوں نے دین کی رسموں کے قائم مقام بنا رکھی ہیں۔ خداتعالےٰ سے ڈرو اور ان لغویات کو چھوڑ دو۔ ورنہ یاد رکھو کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قطع تعلق نہ کر لیں۔ جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کر لیا تو پھر سوچو کہ جس اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو اس کی کیا قیمت باقی رہے گی۔ اور پھر نجات کس کے دروازے سے تلاش کرو گے اور کس کی شفاعت کی امید ہو سکتی ہے اور کس کی جنّت میں ٹھکانہ مل سکے گا۔

بھائیو! خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے آمین

دوسرا وعید

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ؕ ترجمہ:۔ اور بیجا خرچ خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۳)

میرے عزیز بھائیو! خدا تعالےٰ کا خوف کرو اور غور کرو کہ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے۔ بیجا خرچ کرنیوالے یعنی اسراف کرنیوالے شیطان کے بھائی اور خدا تعالےٰ کے دشمن ہیں۔

معنی اسراف

اسراف لُغت میں بے اندازہ اور لاف و گزاف کے طور پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی جس خرچ میں نہ آخرت کی بہتری مقصود ہو اور نہ دُنیا کا کوئی بھلا ہو۔ نہ رضائے الٰہی حاصل ہو۔ اور نہ کسی ضرورت انسانی (مثلاً کھانے پینے پہننے) میں صرف ہو۔ یہ نقص شب براءۃ کے چراغاں اور آتشبازی میں پورے طور پر موجود ہے۔ خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ التکاثر پارۂ عم میں فرماتے ہیں۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ؕ

ترجمہ:۔ پھر اس دن تم سے اے لوگو! نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتیں روپیہ وغیرہ کہاں صرف کیا تھا؟ بتاؤ اس دن کیا جواب دوگے

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی

آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۵ شعبان المعظم مطابق ۷ مارچ ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی مسجد جامع شیرانوالہ لاہور

حزب اللہ کی جماعت کے ممبر کون لوگ ہیں اور حزب الشیطان کی جماعت کے ممبر کون لوگ ہیں

برادران اسلام۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسانوں کی مختلف پہلوؤں کے لحاظ سے تقسیمیں فرمائی ہیں۔ مثلاً ایک تقسیم کے لحاظ سے موحد اور مشرک دو قسمیں ہیں۔ دوسری تقسیم کے لحاظ سے مومن اور کافر ہیں تیسری تقسیم کے لحاظ سے اصحٰب الجنۃ (بہشتی) اور اصحٰبُ النار (دوزخی) ہیں۔ آج قرآن مجید سے اس تقسیم کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں انسانوں کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔ ایک حزب اللہ (اللہ والی جماعت) دوسری حزب الشیطان (شیطان والی جماعت) ان دونوں ناموں سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ بہشت میں وُہ جماعت داخل کی جائیگی جو حزب اللہ والوں کی ہوگی اور چونکہ شیطان اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ جس جماعت کی رہنمائی اس نے کی ہوگی۔ اور جس جماعت نے اس کی زیرِ ہدایت دنیا کی زندگی بسر کی ہوگی وُہ غضب الٰہی کی مستحق ہوگی۔ اور جہنم کا ایندھن بنے گی۔ آج کی صحبت میں چاہتا ہوں کہ

قرآن مجید کے آئینے میں

دونوں کی تصویر دکھا دوں۔ اس کے بعد ہر آدمی اپنے متعلق خود فیصلہ کرے۔ کہ ان دونوں تصویروں میں سے اس کی تصویر کونسی ہے۔ تاکہ میری پیش کردہ سطروں کے پڑھنے والے قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ ہمیں تو علم ہی نہیں ہوُا۔ ورنہ یقیناً حزب الشیطان سے نکل کر حزب اللہ کی جماعت میں آ کر شامل ہو جاتے۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید میں حزب اللہ کا ذکر

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(سورۃ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸)

ترجمہ:۔ آپ ایسی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔ اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وُہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی اللہ کی جماعت ہے خبردار بیشک اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے۔

اللہ والی جماعت کے اوصاف

پہلی صفت

اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کی ذات کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ مانیں۔ بالفاظ دیگر اس کے ننانوے اسماء الحسنیٰ کو بھی اس کی ذات کے ساتھ مخصوص مانیں۔ اگر اس کی ذات جیسا کسی اور کو مان لیا تو مشرک ہو جائے گا۔ اور مشرک کبھی بھی خدا تعالیٰ کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو صفات کے لحاظ سے بھی وَحدَہٗ لَا شریک لہٗ مانے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی صفات میں بھی کسی اور کو شریک مان لیا تو بھی مشرک ہو جائیگا مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے دو صفتیں اَلْقَابِضُ اور اَلْبَاسِطُ ہیں۔ یعنی رزق میں تنگی کرنے والا اور کشادہ کرنے والا ہے۔ اب اگر یہی دو صفتیں کسی اور میں بھی مان لی جائیں کہ وُہ شخص بھی انسان کے رزق میں تنگی یا کشادہ کرنے کا اختیار رکھتا ہے تو اس عقیدے والا انسان مشرک ہو جائے گا۔

دُوسری مثال

مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ اولاد کا دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر دے۔ تو پھر چاہے تو فقط لڑکیاں دے اور اگر چاہے تو فقط لڑکے دے اور اگر چاہے تو لڑکے لڑکیاں دونوں ملا کر دے۔ اور اگر نہ چاہے تو کچھ بھی نہ دے مذکور الصدر عبارت کی شہادت قرآن مجید سے ملاحظہ ہو۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

(سورہ شوریٰ ع ۵ پ ۲۵)

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ لڑکیاں

عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے۔ بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے

اب اگر ایک شخص

اللہ تعالےٰ کو ذات کے لحاظ سے تو وحدہٗ لا شریک ہی مانتا ہے۔ کہ سوائے ایک خدا کے دوسرا کوئی خدا نہیں ہے۔ مگر اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو بھی اولاد کے دینے یا نہ دینے کا اختیار خیال کرے تو یہ شخص بھی مشرک ہی کہلائے گا۔

ایک مثال

شرک فی الصفات کی وضاحت کے لئے ایک مثال عرض کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک منکوحہ عورت یہ اقرار کرتی ہے۔ کہ میں فلاں کی بیوی ہوں۔ اس اقرار کی بنا پر اس عورت کا فرض ہے کہ اپنی زندگی کی تمام ضروریات کا مطالبہ فقط اپنے خاوند سے کرے۔ اگر خدا نخواستہ اپنی ضروریات زندگی کا مطالبہ اپنے خاوند کے دوست سے کرنا شروع کر دے۔ تو تو کیا کوئی غیور خاوند اپنی بیوی کا غیر سے اس قسم کا تعلق برداشت کر سکتا ہے۔ اگر اسی معاملہ میں جھگڑا ہو جائے تو ہر عقلمند انسان بیوی کو جھوٹا کریگا کہ جب تیرا خاوند موجود ہے اور وہ بحیثیت خاوند ہونے کے تیری ضروریات کا ذمہ دار ہے تو پھر تمہیں کیا حق ہے کہ اس کے سوا غیر کے سامنے ہاتھ پھیلاو اے منی کے قطرہ سے پیدا ہونیوالے انسان تیرے اندر یہ غیرت موجود ہے کہ جو تیری کہلائے وہ کسی حاجت میں بھی سوائے تیرے کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے

تو خود فیصلہ کر!

کہ وہ اللہ جل شانہ جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے۔ اگر تم اپنی حاجت روائی کے لئے غیر کے دروازہ پر جاؤگے اور اس سے اپنی حاجت روائی کا مطالبہ کروگے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کی غیرت گوارا کر سکتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تمام مخلوقات کی حاجت روائی کا ذمہ اٹھایا ہوا ہے۔ اس کا اعلان ملاحظہ ہو۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (سورہ ہود رکوع ۱ پ ۱۲) ۔ ترجمہ:۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں۔ مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔ اور جانتا ہے۔ جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے۔ سب کچھ واضح کتاب میں ہے

حاصل

گزشتہ سطور کا حاصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہے کہ اس کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لا شریک مانا جائے۔ عام طور پر مسلمانوں میں شرک فی الذات تو نہیں ہے۔ البتہ شرک فی الصفات بکثرت پایا جاتا ہے۔

توحید خالص کا نور

واقعہ یہ ہے کہ توحید خالص کا نور انسان کو تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ یا تو خود قرآن شریف کے معانی اور مطالب پر خود غور کرنے کی صلاحیت حاصل ہو۔ اور یا اس شخص کے دامن سے وابستہ ہو۔ جس کے سینے میں نور قرآن مجید بدرجہ اتم و اکمل پایا جائے۔ جو شخص ان دونوں درجوں میں سے کسی درجہ میں بھی داخل نہ ہو۔ اس کا شرک سے بچنا قریب قریب محال کے ہے کیونکہ اس کی جہالت کے باعث شیطان کہیں نہ کہیں اسے گمراہی کے گڑھے میں لا ہی ڈالے گا۔

دوسری صفت

اللہ والی جماعت کی دوسری صفت "قیامت کے دن پر ایمان لانا ہے"۔ یہ عقیدہ بھی انسان کو اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ اسی دن کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہے۔ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ○ سورۃ الانفطار پ ۳۰ ۔ ترجمہ۔ جس دن کوئی کسی کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے گا۔ اور اس دن سارا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہوگا۔

اس عقیدے کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ انسان قیامت کے دن کی نجات کے لئے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرے گا۔ میری اس تحریر کا ثبوت قرآن مجید سے ملاحظہ ہو۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ○ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ○ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ○ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۚ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ○ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ○ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ○ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ○ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ○ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۚ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ○ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ○ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ○ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۖ وَّحُلُّوْا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ○ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ○ سورۃ الدھر رکوع ۱ پ ۲۹ ۔ ترجمہ بے شک نیک ایسی شراب کے پیالے پئیں گے۔ جس میں چشمہ کافور کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہوگا۔ جس میں سے اللہ کے نیک بندے پئیں گے۔ اس کو آسانی سے بہا کر لے جائینگے وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب

ہے اور اُداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔ پھر اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچالے گا اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا۔ اور ان کے صبر کے بدلے ان کو جنّت اور ریشمی پوشاکیں دے گا۔ اس میں تختوں پر تکیئے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی۔ اور ان پر ان کے سائے جُھک رہے ہوں گے۔ اور پھلوں کے گچھے بہت ہی قریب لٹک رہے ہوں گے۔ اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخوروں کا دَور چل رہا ہوگا۔ شیشے بھی چاندی کے شیشے جو ایک خاص انداز پر ڈھالے گئے ہوں گے۔ اور انہیں وہاں ایسی شراب کا پیالہ پلایا جائے گا۔ جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ وہ وہاں ایک چشمہ ہے۔ جس کا نام سلسبیل ہے۔ ان کے پاس سدا رہنے والے لڑکے (خادم) گھومتے ہونگے جب تو ان کو دیکھے گا۔ تو خیال کریگا کہ وُہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور جب تو وہاں دیکھے گا۔ تو نعمت اور بڑی سلطنت دیکھیگا۔ ان پر باریک سبز اور موٹے ریشم کے لباس ہونگے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور انہیں ان کا رب پاک شراب پلائے گا۔ بیشک یہ (تمہارے نیک اعمال کا) بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔ اللھم اجعلنا منھم

تیسری صفت

اللہ والوں کی تیسری صفت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں سے دوستی نہیں رکھتے۔ اگرچہ وہ لوگ ان کے باپ ہوں۔ یا ان کے بیٹے ہوں۔ یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے اور رشتہ دار ہوں۔

کیونکہ

یہ قاعدہ ہے کہ دوست کا دُشمن دشمن ہوتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوں۔ اور ان کی نافرمانی کے باعث اللہ تعالےٰ کا غیض وغضب ان کے خلاف بھڑک رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے دوستی اور محبت کا دم بھرنے والے ایسے لوگوں کو کب اپنا دوست بنا سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید میں حزب الشیطان کا ذکر

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝

(سورۃ المجادلہ رکوع ۳ پ ۲۸) **ترجمہ۔**

کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا۔ جنہوں نے اس قوم (یہود) سے دوستی کر رکھی ہے۔ جن پر اللہ کا غضب ہے۔ نہ وُہ تم میں سے ہیں۔ اور نہ ان میں سے اور وُہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیئے عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک وُہ بہت ہی بُرا ہے۔ جو کچھ وُہ کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے۔ پس وہ (لوگوں) کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ تو ان کے لیئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اللہ کے مقابلے میں نہ تو ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے۔ اور نہ ان کی اولاد کچھ کام آئے گی۔ یہ دوزخی لوگ ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جس دن اللہ تعالےٰ ان سب کو قبروں سے اُٹھائے گا۔ تو اس کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے۔ جیسی کہ تمہارے سامنے کھاتے ہیں۔ اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم رستے پر ہیں۔ خبردار بیشک وہی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان نے غلبہ پالیا ہے۔ پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھُلا دیا ہے۔ یہی شیطان کا گروہ ہے۔ خبردار بیشک شیطان کا گروہ ہی نقصان اُٹھانے والا ہے۔ بیشک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ذلیلوں میں ہیں۔

زمانہ نبویؐ میں منافقوں کے گروہ

کی یہود سے دوستی تھی۔ آج کل کے دَور میں ہمارے پاکستان میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی موجود ہے جو مردم شماری میں مسلمانوں میں نام لکھواتے ہیں اور انتخابات کے دنوں میں مسلمانوں کی سیٹوں پر قبضہ جمانے کے لیئے مسلمانوں کے سامنے مسلمان بن کے آتے ہیں۔ اور جب کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تو پھر نہ خدا یاد رہتا ہے۔ نہ اسلام یاد رہتا ہے اور نہ مُسلمان کا مفاد یاد رہتا ہے۔ عملاً اُنہیں اسلام سے کوئی تعلق نہیں (الا ماشاء اللہ شاید ہی کوئی اللہ کا بندہ ان میں ہوگا۔ جو الیکشن جیتنے کے بعد اسلام کی خدمت کرے اور مسلمانوں کے مفاد کو مدّ نظر رکھے۔ اس طبقہ کے لوگوں کو تہذیب پسند ہے تو نصاریٰ کی تمدّن پسند ہے تو نصاریٰ کا۔ تعلیم پسند ہے تو نصاریٰ کی۔ غرضیکہ ان کی زندگی کے چوبیں گھنٹوں کا پروگرام نصرانیہ کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے

میرے بیان کی تصدیق

اے نوجوانو! اگر میری بات پر یقین نہیں آتا تو اپنے امام ملک الشعراء ڈاکٹر سر اقبال رحؒ کی زبان سے تعلیمیافتہ نوجوانوں کے متعلق سُن لو۔

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق صفحہ ۹۵

ابن غلام ابن غلام ابن غلام
حریت اندیشۂ اورا حرام
مکتب از وے جذبۂ دیں در ربود
از وجودش ایں قدر دانم کہ بود
ایں ز خو بیگانہ ایں مست فرنگ
نان جو می خواہد از دست فرنگ

از پیام مشرق صفحہ ۱۶۹

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب ودانش وذوق
نخرد بادہ کس از کارگہ شیشہ گراں

از بال جبریل صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳

آہ مکتب کا جوانِ گرم خون
ساحر افرنگ کا صید زبون

مُرغ پر نا رستہ چوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گربۂ دراں شود

بال جبریل صفحہ ۶۹

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدائے لا الہ الا اللہ
خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاح کار کی راہ

آب زر سے لکھنے کے قابل

ڈاکٹر اقبال صاحب مرحوم کے اشعار کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ میرے دوست ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اپنے اشعار میں تعلیم یافتہ نوجوان کے بگڑے ہوئے جذبات کا ذکر کرکے اس کی صحیح رہنمائی فرمائی ہے۔ حق پرست علمائے کرام بھی نوجوانوں سے یہی چیزیں فرمایا کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اکثر تعلیم یافتہ نوجوان کے دل میں علمائے دین کی عزت نہیں ہے۔ اس لیئے ان کے ارشادات کو (جو کتاب و سنتہ کی روشنی میں ہوتے ہیں) ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ اسی لیئے ان کے ارشادات اس کے لئے مؤثر نہیں ہوتے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور نے بھی وہی فرمایا ہے جو حق گو اور حق پرست علماء کرام فرمایا کرتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے اپنے لب و لہجہ میں فرمایا ہے اور تعلیم یافتہ نوجوان کو ان سے بڑی محبت اور عقیدت ہے اس لئے دعا کرتا ہوں کہ تعلیم یافتہ نوجوان ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اشعار کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھ کر اپنی اصلاح کرے۔ میرا مقصد تو یہ ہے کہ یہ روحانی مریض شفا پائے خواہ کسی معالج کے علاج سے ہو۔

لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادیؒ کا تعلیم جدید کے متعلق فیصلہ

وضع و روش اطفال کی ہے قوم پر بار گراں
سموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے جی لگے کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف
پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اُس جا کہ آوازِ اذاں بھی آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانوں اس طریقہ پر
میری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

مجھے اُمید ہے

کہ تعلیم یافتہ نوجوان اپنے دُوسرے بزرگوار کا تعلیم پر تبصرہ غور سے پڑھے گا اور اس سے عبرت حاصل کرے گا۔

دونوں بزرگوں کے تبصروں کا حاصل

یہ ہے کہ تعلیم جدید نوجوان کو مذہب و ملت سے دُور ہٹا رہی ہے۔ خدا تعالیٰ سے منقطع کرا رہی ہے۔ آخرت کے خوف کو دل سے نکال رہی ہے۔ اسلام اور حاملین اسلام کی وقعت اور عزت دلوں سے محو کر رہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دو شعر میرے دل کی افسردگی کے ترجمان

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
دار ہستی کچھ سہی لیکن یہی پایا گیا
بے خبر ہنستے رہے اور باخبر رو دیا کئے

سکولوں اور کالجوں میں عورتوں کی تعلیم

کے متعلق تعلیم یافتہ حضرات میں سے اسلام کا درد دل رکھنے والوں کے جذبات ملاحظہ ہوں۔

نفیس خلیلی صاحب بی اے امرتسری کے اشعار

خطرناک تعلیم ہے ہوش کیجئے
سیہ کاریوں کو نہ یوں مول لیجئے
مجھے اسوۂ فاطمہ کی قسم ہے
وُہ آتش ہے اخلاق جس سے بھسم ہے
میں پُر عیب حجّت مری عیب جوئی
تمہاری طرح بھی نہ غافل ہو کوئی

یہی ہے جو تعلیم نسواں تمہاری
یہی ہے جو ابلیس کی پاسداری
یہی ہے جو انداز غفلت شعاری
تو آگاہ رہنا اجل کی ہے باری
وہ بدنام جلوہ گری کالجوں کی
مسلمان لڑکی پری کالجوں کی
جو گھر سے چلی ایک فتنہ بپا ہے
چکا چوند میں اک جہاں مبتلا ہے
نمائش کی خاطر وہ صورت چھپانا
وہ مصنوعی انداز میں شرم کھانا
نگاہیں لڑانا ادائیں دکھانا
یہی ہے نئی روشنی کا زمانا
اسے آپ دورِ ترقی کہیں گے
غضب ہے یہ کب تک عقیدے رہیں گے

سکولوں میں یوں بھیجنا نا رَوا ہے
کھلی صنف نازک کے حق میں دغا ہے
نہیں ہیں اگر حمل و اغوا گوارا
تو اسکول و کالج سے کیجئے کنارا
ان آتشکدوں میں گراؤ نہ اس کو
یہ اہلِ جناں ہے جلاؤ نہ اس کو

پردہ اور تعلیم کے متعلق ابو الاثر خاں صاحب حفیظ جالندھری کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

آؤ آنکھیں ہیں تو دیکھو صورتِ حالات کو
آؤ گوشِ ہوش سے سُن لو سمجھ لو بات کو
دیکھنے ہو مُلک میں قوموں نے کیا بدلا ہے رنگ
ہو گیا نذرِ ترقی دامنِ ناموس و ننگ
کس طرف لے جا رہی ہے ہم کو تہذیب جدید
پردہ رہنے کی نظر آتی نہیں کوئی امید
یہ ہماری مائیں بہنیں اور بیوی بچیاں
ہم سمجھتے ہیں انہیں اتنا مقدس بے گماں
اس قدر پاک و مقدس اتنی محبوبُ عزیز
جس قدر عورت کی عفت ہے نہیں ہے کوئی چیز
ہم بچانا چاہتے ہیں ان کو چشمِ غیر سے
کیونکہ ہم واقف ہیں اس دنیا کے شر و خیر سے
یہ نمائش جس پہ اس دنیائے نو کو ہے غرور
دخترانِ ملتِ اسلام ہیں اس سے نفور
ہم نہ لائیں گے انہیں اس امتحاں کی راہ میں
دل کے ٹکڑوں کو نہ رکھیں گے نمائش گاہ میں
اب مسلمانوں میں بھی نکلے ہیں کچھ روشن خیال
جنکی نظروں میں حجابِ صنفِ نازک ہے وبال
چاہتے ہیں ماؤں بہنوں کو یہ عریاں دیکھنا
محفلیں آباد لیکن گھر کو ویراں دیکھنا
بادۂ تعلیم مغرب سے جو ہو مستے ہو خراب
کیا تمہیں مسرور کر سکتی نہیں اُمّ الکتاب

ملک میں تعلیم موجودہ کا جو آئین ہے
دخترانِ ملتِ بیضا کی یہ توہین ہے
ہو چکا اب تک جو فرزندانِ ملت کے لئے
وُہ بہت کافی ہے اس ملت کی ذلت کیلئے
کر دیا تم نے لڑکوں کو اسقدر روشن خیال
دیدۂ افلاس کی زینت ہے اب ان کا جمال
کیا یہی تعلیم دو گے دخترانِ قوم کو
کیا اسی اُلجھن میں اُلجھاؤ گے جانِ قوم کو
کیا خدا کے فضل سے بھی ہو چکے ہو نا اُمید
کیا پیغمبر سے بھی اب ملتی نہیں تم کو نوید

چاروں بزرگوں کے ارشادات سے میری تائید

برادران اسلام میں نے قرآن مجید کی روشنی میں موجودہ تعلیم یافتہ نوجوان کی اسلام

پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دینا

حضرت ابزی خزاعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ارشاد فرمایا: کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو کہ وہ اپنے ان پڑوسیوں کو دین سکھانے اور ان میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے، نہ ان کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں نہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔ اور کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھنے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی فکر نہیں کرتے نہ ان سے نصیحت لیتے ہیں۔ خدا کی قسم! لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو دین سکھانے اور دین کی سمجھ بوجھ ان میں پیدا کرنے کی کوشش کریں اور وعظ و نصیحت کریں اور انہیں نیک کاموں کی تاکید اور برے کاموں سے منع کریں اور اسی طرح ان کے ناواقف اور پسماندہ پڑوسیوں کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم و فہم حاصل کریں اور ان سے نصیحت لیں ورنہ میں ان کو دنیا ہی میں سخت سزا دوں گا۔ مسند اسحاق بن راہویہ

سے لاپرواہی اور بے راہ روی کا جو ذکر کیا تھا۔ اس کی تائید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے مسلم المعظیم چار بزرگوں کی کلام سے کرا چکا ہوں۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نوجوان مسلمان کو اسلام کی صداقت کا نور دل میں عطا فرمائے اور آخرت کی نجات کے لئے اسے دنیا ہی سے نیکیوں کا سرمایہ جمع کرکے لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

ورنہ

قرآن مجید سے میری پیش کردہ معروضات کا یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ قیامت کے دن یہ بے دین طبقہ یہ تو نہیں کہہ سکے گا کہ اللہ تیرا پیغام مجھے تو تیرے کسی بندے نے دنیا میں پہنچایا ہی نہیں تھا۔
وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۹ شعبان ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

مسلمانوں کے امتحان کا مہینہ

ہر انسان نے روزِ ازل میں خدا تعالیٰ کی ربوبیت اور اپنی مربوبیت کا اقرار کیا ہوا ہے

واذا اخذ ربك من بنی ادم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلىٰ شهدنا ان تقولوا يوم القيمة انا كنا عن هذا غفلين ٥ او تقولوا انما اشرك اباءنا من قبل وكنا ذرية من بعدهم افتهلكنا بما فعل المبطلون ٥ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۲ پ ۹)

ترجمہ اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا۔ ہاں ہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔ کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔ یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا۔ اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے۔ کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے۔ جو گمراہوں نے کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام انسانوں کو پیدا کیا جو قیامت تک پیدا ہونے والے تھے اور سب سے اپنے رب ہونے کا اقرار کرایا تاکہ قیامت کے دن کوئی یہ عذر نہ کر سکے کہ میرے ماں باپ نے مجھے شرک سکھایا تھا۔ اس لئے میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ لہٰذا مجھے شرک کرنے کی سزا نہ دی جائے۔

رب العالمین کی طرف سے مربوبین کیلئے آخری دستور العمل قرآن مجید ہے

ونزلنا عليك الكتب تبيانا لكل شيء وهدى ورحمة وبشرى للمسلمين (سورۃ النحل ع ۱۲ پ ۱۴)

ترجمہ اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے۔ جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے اور وہ مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے۔ جس میں انسان کی ہر قسم کی زندگی کے لئے اور ہر ضرورت کے متعلق کافی وضاحت ہے اور وہ کتاب مسلمانوں کے لئے راہ نما ہے کہ انہیں وہ سیدھا راستہ سمجھاتی ہے کہ بے کھٹکا سیدھے دروازہ الٰہی پر پہنچ جائیں۔

ہر مسلمان نے اس دستور العمل (قرآن مجید) کو ماننے اور اس پر عمل کرنیکا اقرار کیا ہوا ہے

اٰمن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل اٰمن بالله وملٰئكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانك ربنا واليك المصير (سورۃ البقرہ رکوع ۴۰ پ ۳)

ترجمہ رسول نے مان لیا۔ جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اترا ہے اور مسلمانوں نے بھی مان لیا۔ سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا۔ اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مومن قرآن مجید کو دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور قرآن مجید کی رہنمائی کی بنا پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اسکی تمام نازل شدہ کتابوں پر اور اس کے ابتدائے دنیا سے لے کر تمام بھیجے ہوئے پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں اور یہودیوں کی طرح نہیں ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ماننے سے انکار کریں اور عیسائیوں کی طرح بھی نہیں ہیں کہ حضرت عیسیٰ ع کی نبوت پر ایمان لائیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تسلیم کرنے سے انکار کریں۔ بلکہ قرآن مجید پر ایمان لانے والے (بلحاظ بیان بعض روایات کے) ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی یکساں تصدیق کرتے ہیں کہ سب سچے پیغمبر تھے۔ البتہ عملی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور قرآن مجید کے احکام کی تعمیل کو اپنی زندگی کا نصب العین بناتے ہیں۔

اور اس کے سوا چارہ بھی نہیں ہے

کیونکہ اگرچہ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کے ادیان اصولاً متحد تھے۔ مگر وقتی احکام کے لحاظ سے فروعات میں تھوڑا بہت فرق ضرور ہے۔ لہٰذا تمام انبیاء علیہم السلام کی شرائع پر عمل کرنا عقلاً ناممکن ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں

جہاد کے بعد جو مال ہاتھ آتا تھا۔ غازیوں کو اس کا استعمال کرنا حرام تھا۔ اس وقت سارا مال غنیمت ایک میدان میں رکھ دیا جاتا۔ آسمان سے آگ آتی۔ اور وہ سارا مال جلا کر خاکستر کر دیتی تھی۔ بخلاف اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے قانون پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

سمعنا واطعنا

مذکورۃ الصدر آیت میں یہ دو لفظ بھی ہیں۔ ان الفاظ سے پہلے دل سے مان لینے کا ذکر آمَنَ میں آ چکا ہے یہاں یہ ہے۔ کہ اے اللہ ہم تیرے احکام سُن کر ان پر عمل کرنے کا وعدہ بھی کرتے ہیں

غُفْرَانَكَ

اے اللہ اگر ہم سے تیرے احکام کی تعمیل کرنے میں کوئی کمی بیشی ہو جائے تو اس پر ہم آپ سے معافی کی بھی درخواست کرتے ہیں کہ بجائے سزا دینے کے معاف فرمایا جائے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ہم نے قبروں سے اُٹھ کر تیرے حضور میں پیش ہونا ہے اور تمام اعمال کا حساب و کتاب دینا ہے اور اس وقت کسی نئے عمل کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اور بخشش طلب کرنا یہ بھی ایک عمل ہے۔ لہٰذا ابھی سے ہم تیری بارگاہ میں درخواست کر رہے ہیں کہ اگر ہمارے اعمال میں کوئی فروگذاشت ہو تو ہمیں معاف فرما دیں۔

قرآن مجید میں رمضان شریف میں روزہ رکھنے کا حکم ہے

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ سورۃ البقر رکوع ۲۳ پارہ ۲ - ترجمہ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے۔ اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اسکے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دُوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا اور تاکہ تم گنتی پُوری کر لو۔ اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ رمضان مبارک کے مہینہ میں قرآن نازل کیا گیا ہے (یعنی لوح محفوظ سے ایک ہی مرتبہ سارے کا سارا قرآن آسمان دُنیا پر لا کر رکھا گیا ہے پھر وہاں سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وقتاً فوقتاً جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھوڑا تھوڑا لا کر پیش کرتے رہے اور حضور انور کو عہدۂ جلیلہ نبوّت کے ملنے کے بعد تیئس سال کے عرصہ میں قرآن مجید کا نزول اختتام پذیر ہُوا۔)

هُدًى لِّلنَّاس

قرآن مجید تمام اقوام عالم کے لئے صحیح راہ نمائی کرنے کا کفیل ہے۔ جو لوگ اس کی راہ نمائی کے ماتحت چلیں گے۔ اُن کی دُنیا اور آخرت کی زندگی دونوں سنور جائیں گی۔ چنانچہ اس چیز کا اعلان قرآن مجید میں موجود ہے۔

اعلان ملاحظہ ہو

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ:۔ جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اُسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

اچھّی زندگی سے مراد

موٹریں اور کوٹھیاں نہیں ہیں۔ بلکہ اچھی زندگی وہ ہے۔ جس میں فرحت اور سرور اور اطمینان قلب نصیب ہو۔ جس طرح کسی باخدا نے فرمایا ہے

لنگکے زیر لنگکے بالا۔
نے غم دزد نہ غم کالا۔

ایک خدا دوست فقیر کا لطیفہ

اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ یادِ الٰہی میں شب و روز مست رہتا تھا۔ اسے کسی نے ایک روپیہ دے دیا۔ لنگوٹی میں وہ روپیہ باندھ لیا۔ اب اس فکر سے اُسے نیند نہ آئے کہ کوئی کھول کر نہ لے جائے۔ بالآخر تنگ لنگوٹی سے کھول کر پٹکا مارا۔ کہنے لگا کہ یہ خبیث سونے ہی نہیں دیتا۔ تو میرے بھائیو عمدہ زندگی کا وہی معیار ہے جو اوپر عرض کر چکا ہوں۔ نہ کسی سے جھگڑا۔ نہ کسی سے لڑائی نہ کسی سے لینا۔ نہ کسی کا دینا اللہ تعالیٰ نے جو رزق دیا اُسے کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔ نماز پڑھی اور سو گئے۔ نماز میں قیام۔ رکوع۔ اور سجدہ اور التحیات میں ذکر الٰہی ہی تو ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سورہ رعد رکوع ۴ پ ۱۳۔ ترجمہ:۔ خبردار اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں)

زندگی یقیناً ناخوشگوار

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ (سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶)

ترجمہ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلا یا گیا ہے اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا۔ اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

ذکر سے مراد قرآن مجید ہونیکی شہادت

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝

(سورۃ النحل رکوع ۶ پ ۱۴)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یاد داشت کہ تو کھولدے لوگوں کے سامنے وہ چیز جوکہ اُتری ان کے واسطے تاکہ وہ غور کریں۔

اس آیت پر شیخ الہند رحؒ کا حاشیہ

"یاد داشت سے مراد ہے قرآن کریم جو اگلی اُمتوں کے ضروری احوال و شرائع کا محافظ۔ انبیائے سابقین کے علوم کا جامع اور ہمیشہ کے لئے خدائی احکام اور فلاح دارین کے طریقوں کو یاد دلانے والا اور خواب غفلت سے بیدار کرنے والا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جس طرح پہلے رسول بھیجے گئے۔ کتابیں اُتاری گئیں آج تم کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے ایسی کتاب دے کر بھیجا جو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ اور انبیائے سابقین کے علوم کی مکمل یاد داشت ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ تمام دُنیا کے لوگوں کے لئے اس کتاب کے مضامین خوب کھول کر بیان فرمائیں۔ اور اس کی مشکلات کی شرح اور مجملات کی تفصیل کر دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا مطلب وہی معتبر ہے۔ جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو۔"

معیشۃ ضنکا

قرآن مجید سے مُنہ موڑنے والوں کی زندگی تلخ اور تنگی کی گزرنے پر حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب رحؒ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ "جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دُنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے اس کی گُزران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دُنیا کی مزید حرص۔ ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان رُوح بنتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متنعمین کو دیکھ لیجئے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دُنیا کے مخمصوں سے تنگ آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خود کشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دُنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدوں یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ "اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" لیکن "ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی" بعض مفسرین نے "معیشۃ ضنك" کے معنی لئے ہیں۔ وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے۔ گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے۔ اس کا سارا مال و دولت اور سامان عیش و تنعم آخرکار اس کے حق میں وبال بننے والا ہے جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو۔ اسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔ بعض مفسرین نے مَعِیْشَۃً ضنکا سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا۔ جبکہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ معیشۃ ضنك کی تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہؓ نے کی ہے۔ بلکہ بزار نے باسناد جید ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بہرحال معیشۃ ضنکا کے تحت میں یہ سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم۔"

روزے کی برکات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ رَحْمَةٍ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو پا بزنجیر کر دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے۔ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

ع ۲

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ یُسَمَّی الرَّیَّانُ لَا یَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ (متفق علیہ) سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کا نام ریّان ہے۔ اس میں فقط روزے دار داخل ہوں گے۔

ع ۳

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ ایسے حال میں کہ ایماندار تھا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے رکھے۔ اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے (رمضان کی راتوں میں) قیام کیا ایسے حال میں کہ ایماندار تھا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے (قیام) کیا۔ اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے لیلۃ القدر کی رات کو قیام کیا۔ ایسے حال میں کہ ایماندار تھا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے (قیام) کیا۔ اس کے بھی پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ع ۴

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ

فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرَأٌ صَائِمٌ (متفق علیہ) ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے ہر بیٹے کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔ ایک نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ مگر روزہ۔ پس وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں۔ (روزہ دار) اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ایک فرحت روزہ افطار کرنے کے وقت اور ایک فرحت اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے اور روزہ (گناہوں سے بچنے کے لئے) ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو پھر نہ تو عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے اور نہ شور و شغب کرے۔ پس اس کو اگر کوئی گالی بھی دے یا اس سے لڑائی کرے تو چاہیئے کہ یہ کہے کہ میں تو روزہ دار آدمی ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا ایک عجیب ثبوت

روزہ دار روزہ رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا ایک عجیب ثبوت دیتا ہے عملاً یہ چیز ثابت کر دکھاتا ہے کہ میں تو اس دنیا کی زندگی میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ اگر تو چاہے تو میں ان حلال چیزوں کو بھی بالکل چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ جن پر میری زندگی کا دارو مدار ہے۔ میں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کھانے پینے کی ہزاروں چیزوں کو تیری رضا پر قربان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ رات کا آرام بھی تیری رضا حاصل کرنے کے لئے چھوڑتا ہوں۔

اپنی شان کے مطابق معاوضہ

جب روزہ دار نے اتنی بڑی قربانی کی کہ اپنی زندگی کی موقوف علیہ چیزوں کو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربان کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے روزہ دار کو اپنی شان کے مطابق روزے کا معاوضہ دیا۔ جو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلان کرایا۔ جو ایماندار شخص اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کے لئے رمضان کے روزے رکھے گا۔ اُسکے عمر بھر کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ سبحان اللہ کیسا عجیب معاوضہ ہے۔ جب سارے گناہ بخش دیئے گئے تو اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ اسے بہشت میں داخلے کا ٹکٹ مل گیا۔ بہشت وہ جگہ ہے جس میں نہ انسان کی زندگی کو زوال ہے اور نہ وہاں کی نعمتوں کا کوئی اختتام ہے۔

شاہنشاہی اعلان ملاحظہ ہو

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ؕ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ۝ (سورۃ البینہ پ۳۰)۔

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کے بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

ان لوگوں کی فہرست جنہیں رمضان شریف میں روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے

(۱) جو شخص بیمار ہو اور اسے خطرہ ہو کہ روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جائیگی۔ وہ نہ رکھے اور تندرست ہونے کے بعد قضا کرے۔

(۲) اگر مسافر کو روزہ رکھنے میں کسی ضرر کا خطرہ نہیں ہے تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ اور اگر افطار کرے تو جائز ہے پھر قضا کرے۔

(۳) اور اگر مریض بیماری کی حالت ہی میں مرجائے۔ یا مسافر سفر کی حالت میں فوت ہو جائے پھر ان کیلئے قضا نہیں ہے۔

(۴) اور اگر مریض شفا یاب ہو جائے اور پھر بھی روزے نہ رکھے یا مسافر مقیم ہو جائے پھر بھی نہ رکھے۔ پھر مر جائیں تو قضا لازم ہوگی اور ان پر لازم ہوگا کہ وارثوں کو وصیت کر جائیں تاکہ وہ ان کے روزوں کا کفارہ ادا کر دیں۔

(۵) اگر حاملہ عورت یا دودھ پلانیوالی اپنے نفس پر یا اپنے بچے کے متعلق خطرہ محسوس کرے تو روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔ پھر قضا کرلے گی۔

(۶) اور بے حد بڈھا ضعیف جسے روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے عوض دو سیر گیہوں یا چار سیر جَو مسکینوں کو دیدے

وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۲ر شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۴ر مارچ ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا مولوی احمد علی صاحب مدظلہ العالی جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

(۱) سچے اور کھرے مومن (۲) جھوٹے اور کھوٹے مومن

برادران اسلام۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے (وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۝ سورۃ الذٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷) ترجمہ اور ہم نے ہی ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا تاکہ تم غور کرو۔

اس اعلان کی تعمیم

اس اعلان باری عز اسمہٗ و جل مجدہٗ کی بنا پر دنیا کی ہر چیز میں آپ کو دو قسمیں نظر آئیں گی۔ یعنی ہر اصلی کے مقابلہ میں نقلی اور ہر کھری کے مقابلہ میں کھوٹی۔ ہر سچی کے مقابلہ میں جھوٹی۔ ہر حق کے مقابلہ میں باطل۔ ہر صحیح کے مقابلہ میں غلط۔ شریف کے مقابلہ میں رذیل۔ علیٰ ہٰذا القیاس ایمان کا دعوےٰ کرنے والوں میں بھی دو قسم کے آدمی نظر آئیں گے۔ بعض سچے مومن اور بعض جھوٹے مومن۔ بعض کھرے مومن اور بعض کھوٹے مومن۔ آج کے خطبہ میں انہیں شقوں کو قرآن مجید کی روشنی میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ مرنے سے پہلے ہر شخص اپنا امتحان لے لے کہ وہ سچا مومن ہے۔ یا جھوٹا۔ کھرا مومن ہے یا کھوٹا۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید میں کھرے اور کھوٹے مومن کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں انہیں شرائط اور انہیں علامتوں کے پیش نظر وہ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرکے سچے اور کھرے مومنوں کی قبروں کو بہشت کا باغ بنوائیگا اور جھوٹے اور کھوٹے مومنوں کی قبروں کو دوزخ کا گڑھا بنوائے گا۔

راہ نمائی یا اتمام حجت

مجوزہ عنوان کے عرض کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ جو لوگ کھرے اور سچے مومن بننا چاہتے ہیں۔ ان کی راہ نمائی ہو جائیگی اور جو لوگ نہیں بننا چاہتے ان پر اتمام حجت ہو جائے گا۔ یعنی وہ لوگ قیامت کے دن یہ عذر نہیں کر سکیں گے کہ اے اللہ ہمیں تو قرآن مجید آتا نہیں تھا اور جو لوگ اس کے جاننے والے تھے۔ انہوں نے ہمیں بتلایا نہیں تھا۔

کھرے اور کھوٹے کا فیصلہ خریدار ہی کر سکتا ہے

واقعہ یہ ہے کہ منڈی میں جو چیز بھی لائی جاتی ہے۔ لانے والا تو ہر چیز کو اصلی اور کھری ہی کہتا ہے۔ اگرچہ وہ چیز واقعہ میں کھوٹی کیوں نہ ہو۔ اس کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح میری چیز گاہک لے جائے مگر خریدار وہ چیز خرید کرتا ہے جو اس کی نگاہ میں کھری ہو۔

اسی قاعدہ کے مطابق

قیامت کے دن ہر شخص اپنے اپنے ایمان کو کھرا اور اصلی ہی کہے گا۔ مگر اس منڈی میں خریدار ایک اللہ جل شانہٗ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی ہوگا۔ وہ اپنے نقطۂ نگاہ سے جس کے ایمان کو کھرا سمجھے گا۔ خرید لے لیگا۔ اور اس ایماندار کو اپنے مہمان خانہ (بہشت) میں قیام کے لیئے جگہ عطا فرمائے گا۔ اور جس کے ایمان کو کھوٹا قرار دے گا۔ اُسے دوزخ کے گڑھے میں پھینک دے گا۔ کیونکہ اس نالائق نے اللہ تعالیٰ کی بے انتہا نعمتوں کو دنیا کی زندگی میں کھا پی اور پہن کر ضائع کیا اور اس کے معاوضہ میں کھوٹا اور جھوٹا اور نقلی ایمان لایا۔

قاعدہ یہ ہے

کہ جتنا جرم بڑا ہو۔ اس کی سزا بھی بڑی سخت ملتی ہے۔ لہٰذا جو شخص دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی بے انتہا اور بے بہا نعمتوں کو صرف کرنے کے ردّی چیز پیش کرنے کے لیئے لایا ہے اسے سزا بھی بے انتہا ملنی چاہیئے۔ بے انتہا سزا کا مقام دوزخ ہی ہے

ہاں

اگر اس مجرم کا ایمان اصلی۔ کھرا اور سچا ہوتا۔ اس کے بعد اگر زمین سے لے کر آسمان تک بھی گناہوں کو بھر کر آتا تو اس کے لئے بالآخر سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے رہائی ہو سکتی تھی مگر جب اس کا ایمان ہی کھوٹا ہے۔ مثلاً اس کے ایمان میں شرک اور کفر کی ملاوٹ ہے تو ایسے شخص کے لیئے شفاعت بھی نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی دوزخ سے نجات پا سکے گا

اللھم لا تجعلنا منھم

قرآن مجید میں سچے اور کھرے مومنوں کی صفتوں کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے۔

مُقام اوّل

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۝ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶) — **ترجمہ** بے شک سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے مسلمان ہیں۔

چار صفتیں

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سچے مسلمانوں کی چار صفتیں بیان فرمائی ہیں

پہلی ۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ یعنی اس کی ذات کو وحدہٗ لاشریک لہٗ مانا۔ اور اس کی صفات میں بھی اسے وحدہٗ لاشریک مانا۔ اس کے سوا نہ کوئی رحمٰن ہے۔ نہ کوئی رحیم ہے۔ نہ کوئی قابض (رزق میں تنگی کرنے والا) ہے اور نہ کوئی باسط (رزق میں کشادگی کرنے والا) ہے اور نہ کوئی نافع (نفع پہنچانے والا) اور نہ کوئی ضار (نقصان پہنچانے والا) ہے۔ اور نہ کوئی محیی (زندہ کرنے والا) ہے اور نہ کوئی

اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء اللہ الحسنیٰ کو اسی کی ذات میں محدود خیال کرے۔

دوسری سچے مسلمان کی دوسری صفت اس کے رسول پر ایمان لانا ہے۔ رسول پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حیثیت بارگاہ الٰہی سے متعین ہو کر آئی ہے۔ اس حیثیت کو مدِ نظر رکھ کر آپ پر ایمان لائے۔ مثلاً

آپؐ کے متعلق قرآن مجید میں

یہ اعلان آیا ہے۔ (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۠

(سورہ الاحزاب رکوع ۵ - پارہ ۲۲)

ترجمہ۔ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں۔ اور اللہ ہر بات جانتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح شیخ الاسلام پاکستان اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ بس جن کو ملنی تھی۔ مل چکی۔ اس لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپؐ کے ایک امتی کے آئیں گے۔ خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا۔ جیسے آج تمام انبیاءؑ اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں۔ مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہؐ کا جاری و ساری ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام (زمین پر) زندہ ہوتے تو ان کو بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا۔ بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیاء سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے۔ بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں۔ اور جن کو نبوت ملی ہے۔ آپ ہی کی مُہر لگ کر ملی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(تنبیہ) ختم نبوت کے متعلق قرآن حدیث اجماع وغیرہ سے سینکڑوں دلائل جمع کرکے بعض علماء مصر نے مستقل کتابیں لکھی ہیں مطالعہ کے بعد ذرا تردد نہیں رہتا کہ اس عقیدہ کا منکر قطعاً کافر اور ملت اسلام سے خارج ہے"۔

تیسری۔ سچے اور کھرے ایمان والوں کی تیسری صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کے بعد ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت (جو بیان کی گئی ہے) کے متعلق کوئی شک و شبہ بھی نہ گزرے۔

چوتھی۔ ایمان والوں کی چوتھی صفت یہ ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہر خدمت انجام دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اس خدمت کا تعلق جان سے ہو یا مال سے آسان ہو۔ مثلاً نماز۔ یا تکلیف دہ ہو۔ مثلاً میدان جنگ میں جہاد کرنا۔ مالی خدمت آسان ہو۔ مثلاً سائل کو ایک پیسہ دے دینا یا مشکل ہو۔ مثلاً چار ہزار روپیہ نقد موجود ہے اس کی زکوٰۃ ایک سو روپیہ ادا کرنا یا آٹھ ہزار روپیہ ہے۔ تو اس کی زکوٰۃ دو سو روپیہ ادا کرنا یا مثلاً ایک بستی میں سیلاب کے باعث مسجد شہید ہو گئی ہے۔ اب اس کی تعمیر پر کم از کم دس ہزار روپیہ صرف ہوگا تب کہیں اس کے اندر سردی کے موسم میں نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اس ساری بستی میں ایک ہی شخص آسودہ حال ہے۔ اور اس کے پاس حاجت سے زیادہ اتنا روپیہ موجود ہے کہ وہ تن تنہا اس مسجد کی تعمیر کر سکتا ہے۔ تو اس کے ذمہ فرض کفایہ نہیں بلکہ فرض عین ہوگا۔ کہ وہ تنہا اس مسجد کی تعمیر کرا دے تاکہ مسلمان مسجد میں اکٹھے ہو کر بآسانی نماز ادا کر سکیں۔ حاصل یہ نکلا کہ مسلمان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اور قبولیت حاصل کرنے کے لئے جیسا وقت ہو۔ اور جیسی ضرورت پیش آئے حسب توفیق اس میں حصہ لینے سے جی نہ چرائے۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضٰی واجعل اخرتنا خیرا من الاولیٰ

تمغہ

مذکورۃ الصدر چار صفتیں اپنے اندر پیدا کرنے والوں کو صادقین (سچے کا) تمغہ عطا ہوتا ہے۔ "یعنی یہی سچے اور کھرے مومن ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

مقام دوم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(سورۃ الانفال رکوع ۱ - پ ۹) **ترجمہ**: ایمان والے وہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے۔ تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

ان تین آیتوں میں

سے پہلی دو آیتوں میں تو سچے مومنوں کی پانچ صفتیں ذکر کی گئی ہیں اور تیسری آیت میں ان صفتوں سے متصف ہونے والوں کو چار انعام دیئے گئے ہیں۔

پانچ صفتیں

(۱) کوئی معاملہ یا کوئی جھگڑا ہو۔ اس سلسلے میں جب اللہ تعالیٰ کا نام آئے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔

(۲) جب ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ جن میں ان کے متعلق احکام ہوں تو ان کے احکام کو فوراً دل سے مان جاتے ہیں۔ دل میں پھر ذرا بھی خدشہ باقی نہیں رہتا۔

(۳) ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ فقط اللہ تعالیٰ راضی رہے اس کے بعد جو ہو سو ہو۔ ہمیں سب کچھ منظور ہے۔

(۴) باقاعدہ پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرتے ہیں۔

چار انعاموں کی تفصیل

پہلا:۔ یہی لوگ سچے اور کھرے مومن ہیں۔

دوسرا۔ ان کے لئے ان کے رب کے

بڑے مرتبے ہیں۔

تیسرا۔ ان لوگوں کے لئے ابھی سے بخشش کا اعلان ہے

چوتھا۔ اور آئندہ عزت کا رزق (آخرۃ میں دیئے جانے کا) وعدہ ہے۔

برادران اسلام۔ ان انعامات سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں اپنے اندر وہ صفات حمیدہ پیدا کریں۔ جن کی برکت سے یہ انعامات نصیب ہوں گے۔

مقام سوم

(اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) سورہ النور رکوع ۷ پارہ ۱۸

ترجمہ مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے۔ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

اس آیت میں سچے اور کھرے مومنوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ انہیں جب بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی عدالت کی طرف فیصلہ کرانے کے لئے بلایا جاتا ہے تو بلا چون و چرا چلے آتے ہیں۔ اس بلا شرط سر تسلیم خم کرنے کے صلہ میں انہیں یہ انعام دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب آخرت سے آزاد کر دیئے گئے ہیں۔ ہر کلمہ گو کو ان کی کامیابی پر رشک آنا چاہیئے۔ اور ہر ایک کو اسی گروہ میں دنیا میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جھوٹے اور کھوٹے مومن

قرآن مجید میں ان لوگوں کا بھی ذکر ہے۔ اب ان لوگوں کے حالات اور ان کے نتائج عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ مسلمان ان برائیوں سے بچیں۔ جن کے باعث ان صفتوں والے مردود ہوں گے۔ ان کا ذکر بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔

پہلا مقام

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

(سورہ البقرہ رکوع ۲ پ ۱) **ترجمہ** اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایماندار نہیں ہیں۔ اللہ اور ایمانداروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کا حاشیہ

"یعنی دل سے ایمان نہیں لائے۔ جو حقیقت میں ایمان ہے۔ صرف زبان سے فریب دینے کے لئے اظہار ایمان کرتے ہیں۔ ان کی فریب بازی نہ خدا تعالےٰ کے اوپر چل سکتی ہے۔ کہ وہ عالم الغیب ہے اور نہ مومنین پر کہ حق تعالےٰ مومنین کو بواسطہ پیغمبر اور دیگر دلائل و قرائن کے منافقین کے فریب سے آگاہ فرما دیتا ہے۔ بلکہ ان کی فریب بازی کا وبال اور اس کی خرابی حقیقت میں ان ہی کو پہنچتی ہے۔ مگر وہ اس کو اپنی غفلت اور جہالت اور شرارت سے نہیں سوچتے۔ اور نہیں سمجھتے۔ اگر غور کریں تو سمجھ لیں۔ کہ اس فریب بازی سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ اس کا نتیجہ خراب ہم کو پہنچ رہا ہے۔"

دوسرا مقام

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝) سورۃ النور رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے۔ اور فرمانبردار ہو گئے پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے۔ تبھی ان میں سے ایک گروہ منہ موڑنے والے ہیں۔ اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ بعض لوگ اپنے آپ کو مومن کہتے کہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس تردید سے معلوم ہوا کہ وہ ایمان کا دعوےٰ کرنے میں جھوٹے اور کھوٹے ہیں۔ اور ان کے بے ایمان ہونے کا سبب یہ ظاہر کیا گیا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے فیصلہ کو نہیں مانتے اللھم لا تجعلنا منھم

نتیجہ

اعلان سابق سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جو لوگ شریعت کے فیصلہ سے گریز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انہیں مومنین کی فہرست سے خارج کر دیا جاتا ہے

تیسرا مقام

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَـيْــــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)۔ **ترجمہ**۔ بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہہ دو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ وہ لوگ اپنے مومن ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تردید فرما رہا ہے کہ تم مومن نہیں ہو تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا ایمان جھوٹا اور کھوٹا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کے دعوے کو رد کیا ہے۔

دو چیزوں کی وضاحت

ان لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اعلان سے اور دو چیزوں کی وضاحت ہو گئی۔ پہلی یہ کہ ایمان کا محل انسان کا دل ہے دوسری یہ کہ مسلمان کہلانے والوں میں بھی بے ایمان ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ بظاہر مسلمانوں کے اعداد و شمار ہی میں آتے ہیں

اگر چاہیں تو مرنے سے پہلے سچے اور کھرے مومن بن سکتے ہیں

برادران اسلام اس سے پہلے آپ جھوٹے

کھوٹے مومنوں کی قسم پڑھ چکے ہیں۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس قسم کے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہی بنائے گا اب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید میں ایک ایسا نسخہ بھی ہے کہ یہی جھوٹے سچے اور کھوٹے کھرے مومن بن جائیں اور اس تبدیلی سے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان کا ٹھکانہ جنت میں تبدیل کر دے گا۔

قرآن مجید میں اس نسخہ کا ذکر کئی جگہ آیا ہے

پہلی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (سورۃ البقرۃ رکوع ۱۹ پ ۲)۔ **ترجمہ**۔ بے شک جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا۔ پس یہی لوگ ہیں کہ میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہوں۔

حاصل

میں ان آیات کی تفسیر بیان کرنا نہیں چاہتا فقط یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان آیات میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے کہ جن پر پہلے لعنت ڈالی گئی تھی۔ پھر جب انہیں لوگوں نے اپنے گناہ سے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما لی۔ پہلے دوزخیوں کی فہرست میں آ چکے تھے۔ پھر توبہ کرنے کے بعد بہشتیوں کی فہرست میں داخل کر لئے گئے

دوسری

کَیْفَ یَھْدِی اللّٰهُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ وَشَھِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ اَنَّ عَلَیْھِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا ۟ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۹ پ ۳)

اللہ ایسے لوگوں کو کیوں کر راہ دکھائے۔ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور گواہی دے چکے ہیں کہ بے شک یہ رسول سچا ہے۔ اور ان کے پاس روشن نشانیاں آئی ہیں۔ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔ ایسے لوگوں کی یہ سزا ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور نیک کام کئے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں پر اپنی بداعمالی کے باعث لعنت پڑی تھی اور دوزخ میں جانے کے مستحق ہو گئے تھے۔ توبہ کے بعد گویا انہیں سچا اور کھرا مومن تسلیم کر لیا گیا۔ اور وہ بہشت کے مستحق ہو گئے۔

تیسری

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲۱ پ ۵)۔ **ترجمہ**۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے۔ اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی۔ اور اللہ کو مضبوط پکڑا۔ اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ جھوٹے اور کھوٹے ہونے کے باعث دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں جانے والے تھے۔ جب ان لوگوں نے دنیا میں توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو سچے اور کھرے مومنوں کی فہرست میں شامل کر لئے گئے اور بہشت کے مستحق بنا دیئے گئے

چوتھی

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَھَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّکَ مِنْۢ بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورہ النحل رکوع ۱۵ پ ۱۴)

ترجمہ۔ پھر تیرا رب ان کے لئے جو جہالت سے برے کام کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی اور سدھر گئے۔ بیشک تیرا رب اس کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ پہلے بدکار تھے اور اس صورت میں جھوٹے اور کھوٹے تھے۔ اس کے بعد جب توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سچا اور کھرا مومن تسلیم کر لیا۔ پہلی صورت میں دوزخ میں جاتے اور اب بفضلہٗ تعالیٰ بہشت میں جائیں گے۔

چاروں شہادتوں کا خلاصہ

یہ نکلا کہ اگر مرنے سے پہلے بڑے سے بڑے مجرم بھی توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں سچا اور کھرا مومن تسلیم کر کے سچے اور کھرے مومنوں کی فہرست میں شامل کر کے بہشت میں داخل فرما دیں گے۔

و ما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ۔ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ ۲۸۔ مارچ ۱۹۵۸ء

بارگاہِ الٰہی میں عبادت کے قبول نہ ہونے کے دو سبب ہوتے ہیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

۱۔ ظاہری صورت میں کوئی نقص رہ جائے۔

۲۔ عمل کی باطنی صورت میں خرابی پیدا ہو جائے۔

برادرانِ اسلام۔ ہر انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ جو چیز حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس میں دو چیزیں ہوں۔ تب پسند کرتا ہے۔ ظاہر میں دیدہ زیب ہو اور باطن میں کھری اور عمدہ ہو۔ مثلاً ایک شخص بازار میں سونے یا چاندی کے زیورات خرید کرنے کے لئے جاتا ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ زیورات ظاہری صورت کے لحاظ سے خوبصورت ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتا ہے کہ . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . . . سونا ہو یا چاندی ہو۔ اصلی اور کھرے ہوں ان میں ذرہ برابر بھی کھوٹ نہ ہو اسی قاعدہ پر

اپنے اعمال کو قیاس کر لیجئے

کہ اعمال صالح کرنے والا انسان ہے۔ اور ان کو خرید کر ان کا معاوضہ دینے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ اللہ تعالےٰ کی خواہش بھی یہی ہے کہ انسان کی ہر نیکی میں صورت کے لحاظ سے بھی کوئی نقص نہ ہو۔ اور اس عمل کے اندر بھی کوئی ایسی چیز نظر نہ آئے۔ جس کے باعث یہ عمل بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہونے پائے۔ اب اعمال صالحہ کی ظاہری صورت میں خرابی پڑ جانے کی چند مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

وضو میں خرابی کی مثالیں

پہلی عَنْ شَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ رَوْحٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَیْہِ فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یُّصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا یُحْسِنُوْنَ الطُّہُوْرَ وَاِنَّمَا یَلْتَبِسُ عَلَیْنَا الْقُرْاٰنَ اُولٰٓئِکَ رواہ النسائی۔

ترجمہ۔ شبیب بن ابی روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر اس میں (سورہ) روم پڑھی۔ پھر آپ پر (قرآن مجید پڑھنے کے دوران میں) کچھ خلجان ہوتا رہا۔ پھر جب آپؐ نے نماز پڑھ لی۔ آپ نے فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ وضو اچھی طرح کر کے نہیں آتے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ لوگ ہم پر قرآن (پڑھتے وقت خلجان) پیدا کر دیتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے

کہ بعض لوگ اچھی طرح سے وضو کر کے نہیں آتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج اقدس اس قدر لطیف ہے کہ قرأت پڑھتے وقت ان کے اس گناہ کا عکس حضور انور کے مزاج پر پڑ رہا ہے۔ اور طبیعت پریشان ہو رہی ہے۔ جب آپؐ کے مزاج پر اس غیر کامل وضو کا یہ اثر ہو رہا ہے تو اللہ تعالےٰ ایسے وضو سے کب خوش ہو سکتا ہے۔

بالفاظِ دیگر

اگر اس واقعہ کو یوں تعبیر کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس گناہ کی بو آئی تھی جس سے آپ کی طبیعت پریشان ہوتی تھی۔ تو بعید از قیاس نہیں ہے

سوائے کمال نبوّت کے باقی کمالات منتقل ہوتے آرہے ہیں

اللہ تعالےٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے کمالات کا حامل بنایا تھا۔ ان میں سے فقط کمال نبوّت کا دروازہ آئندہ کے لئے بند کر دیا ہے۔ کہ کسی کو نبوّت کا عہدہ عطا نہیں فرمائے گا۔ باقی سب کمالات کے حامل ہر زمانہ میں ہوتے آرہے ہیں چنانچہ جن اولیائے کرام کو انسانوں کے گناہوں کی بو آتی ہے۔ وہ بھی ہر زمانہ میں آرہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے یہ قصّہ سنا ہوگا کہ ایک شخص غسل خانہ سے استنجا کر کے باہر آیا۔ اس کے بعد ایک بزرگ اندر گئے باہر نکل کر اس پہلے شخص سے فرمایا کیا تم زنا کر کے آئے ہو۔ اس نے جرم کا اقرار کر لیا۔ اور عرض کی۔ کہ حضرت آپ کو میرے گناہ کی کیسے اطلاع ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارے استنجے کے پانی میں زنا کے آثار تھے۔

دوسری مثال

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِیْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُا وَہُمْ عِجَالٌ فَانْتَہَیْنَا اِلَیْہِمْ وَاَعْقَابُہُمْ تَلُوْحُ لَمْ یَمَسَّہَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ رواہ مسلم

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف لوٹے یہاں تک کہ جب ہم پانی پر پہنچے جو راستہ میں تھا۔ عصر کی نماز کے وقت بعض لوگوں نے جلدی کی۔ پھر انہوں نے جلدی جلدی وضو کر لیا۔ پھر ہم ان تک پہنچے۔ اور ان کی ایڑیاں (خشک رہنے کے باعث) چمک رہی تھیں۔ جنہیں پانی نہیں پہنچا تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایڑیوں کے لئے دوزخ کی آگ کا عذاب ہے۔ اچھی طرح وضو کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگرچہ ان لوگوں نے تو اپنی طرف سے وضو کر ہی لیا تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ اس وضو پر انہیں دوزخ کے عذاب کی دھمکی دی۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ انسان نیکی کا جو کام کرتا ہے۔ اس میں بعض اوقات ایسی کمی رہ جاتی ہے جسے اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ پسند نہیں فرماتے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ نیکی کا جو کام بھی کرے۔ اس کی ظاہری شرطیں بھی پوری ملحوظ رکھ کر کرے۔

نماز کی صورت میں خرابی

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضؓ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِی الثَّالِثَۃِ اَوْ فِی الَّتِیْ بَعْدَھَا عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَیَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّھَا متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے تحقیق ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کنارہ پر بیٹھے تھے۔ پھر اس نے نماز پڑھی پھر آیا۔ اور سلام عرض کی۔ تب آپ نے فرمایا۔ تجھ پر بھی سلام ہو۔ جا۔ پھر نماز پڑھ۔ پس تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (یعنی تیری نماز قبول نہیں ہے) پھر لوٹا۔ پھر نماز پڑھی۔ پھر آیا۔ پھر سلام عرض کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ تجھ پر بھی سلام ہو۔ لوٹ کر جا۔ پھر نماز پڑھ۔ پس تو نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر لوٹا۔ پھر نماز پڑھی۔ پھر آیا۔ پھر سلام عرض کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اور تجھ پر بھی سلام ہو۔ لوٹ کر جا۔ پھر نماز پڑھ پس تحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر اس نے تیسری یا چوتھی مرتبہ عرض کی۔ یا رسول اللہ مجھے سکھائیے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جب تم نماز کے لئے اٹھو۔ تب اچھی طرح سے وضو کرو پھر قبلے کی طرف منہ کرو۔ پھر اللہ اکبر کہو پھر پڑھو قرآن میں سے آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔ جو تمہیں یاد ہو۔ پھر رکوع کرو۔ یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان حاصل کرو۔ پھر سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو۔ یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان حاصل کرو۔ پھر سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر سجدہ کرو۔ یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان حاصل ہو جائے۔ تم سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کہ بیٹھنے کی حالت میں مطمئن ہو جاؤ۔ اور اپنی ساری نمازیں اسی طرح کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس شخص نے تو بار بار اپنے خیال میں صحیح نماز ادا کی تھی۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر مرتبہ یہی فرمایا۔ کہ پھر جاکر نماز پڑھو۔ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی نماز اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔ جب تک کہ نماز ان تمام شرائط کو ملحوظ رکھ کر نہ پڑھی جائے۔ جو شریعت میں تجویز شدہ ہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَۃً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا۔ رواہ احمد

ترجمہ۔ ابی قتادہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں میں سے بہت بُرا چور وہ ہے۔ جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ انہوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اپنی نماز میں کس طرح چوری کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نماز میں رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے نہیں کرتا۔ مثلاً رکوع میں ابھی اطمینان ہُوا ہی نہیں تھا کہ بس ذرا سی کمر ٹیڑھی کرکے سر اوپر اُٹھا لیا۔ یہ رکوع میں چوری ہے۔ اور جب سجدہ کیا تو سر کو زمین پر اطمینان سے رکھ کر تین مرتبہ بھی تسبیح نہ پڑھی۔ بلکہ سر ذرا سا زمین سے لگایا ہی تھا کہ فوراً اُٹھا لیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ بعض اوقات نماز کی صورت میں ایسی چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے کہ بارگاہِ الٰہی میں نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہر نمازی کا فرض ہے کہ نماز میں تمام ان شرائط کو ملحوظ رکھ کر ادا کیا جائے۔ جو اللہ تعالےٰ کو منظور ہوں۔ اور تمام ان لغویات سے اپنے آپ کو بچایا جائے جن کے باعث نماز مقبول نہ ہو سکے۔

روزے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ۔۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کی اولاد کے ہر عمل کا ثواب بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ ایک نیکی کا دس گنا ثواب یہاں تک کہ (ایک نیکی کا بعض اوقات) سات سو گنا تک بھی بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ مگر روزہ۔ پس تحقیق وہ میرے ہی لئے (رکھا جاتا) ہے اور میں (خود) ہی اس کا بدلہ ہوں۔ (روزہ دار) اپنی خواہش (نفسانی) اور اپنا کھانا میرے لئے ہی چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ افطار کرنے کے وقت۔ اور ایک اپنے رب سے ملاقات کرنے کے وقت۔

اللہ تعالےٰ کے دربار میں روزہ دار کی عزت

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔۔۔۔ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ ۔۔۔۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور البتہ روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالےٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

روزہ انسان کو انتہا درجہ کا شریف بنا دیتا ہے

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔۔۔۔ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی رضؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تب عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ پس اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا اس سے لڑنے کے لئے آئے (تو مقابلہ نہ کرے بلکہ اتنا کہہ دے) بیشک میں تو روزہ دار آدمی ہوں (یعنی روزہ کے سبب سے میں تمہیں کچھ نہیں کہونگا)

اس سے بڑھ کر اور شرافت کا درجہ کونسا ہے۔ کہ دشمن کو نہ گالی دے اور نہ اس سے لڑے۔ اور اسے صاف کہہ دے کہ میں اپنے روزے کی عظمت قائم رکھنے کے لئے تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔

روزہ کی صورت میں خرابی

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ۔ رواہ البخاری

ترجمہ۔ ابی رضؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹی باتیں نہیں چھوڑیں اور جھوٹ پر عمل کرنا نہیں چھوڑا۔ بس اللہ تعالےٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔

روزہ دار کی یا وہ عزّت تھی۔ یا یہ ذلت

یا تو روزہ دار کی وہ عزّت تھی۔ کہ روزہ دار کی برکت کے باعث اللہ تعالےٰ اپنی جان روزہ دار کو پیش فرما رہے تھے۔ اور یا یہ ذلّت کہ روزہ دار کا روزہ ہی قبول نہیں ہے۔ اس وضاحت کے لئے دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی

ماں کو بچّہ بڑا پیارا ہوتا ہے۔ محبّت کے باعث ماں بچّے کا منہ چومتی ہے۔ اور اگر کہا نہ مانے اور ضد کرے تو وہی ماں منہ پر ایسا تھپڑ مارتی ہے کہ ساری عمر بچّے کو وہ تھپڑ یاد رہتا ہے۔

دُوسری

بادشاہ کو نظام مملکت کے چلانے میں جو وزیر اور مشیر وفاداری کا پُورا حق ادا کرتے ہیں اور اس کے دست راست ہوتے ہیں۔ ان کے عہدے بڑھاتا ہے اور ان کی تنخواہوں اور الاؤنس میں ترقی دیتا جاتا ہے۔ اور اگر انہیں میں سے کوئی باغی ہو جائے۔ تو اسے پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیتا ہے۔

بعینہ

یہی حالت روزہ دار کی ہے۔ اگر حکم الٰہی کی تعمیل کرے تو روزہ دار کے مونہہ کی بُو کستوری سے زیادہ بارگاہِ الٰہی میں قیمتی ہے اور اگر وُہی انسان رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے سوا روزے رکھنے چھوڑ دے تو پھر خواہ امیر ہو یا وزیر یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو، تو گناہِ کبیرہ کا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ گناہِ کبیرہ کا مرتکب اگر توبہ کیے بغیر دُنیا سے جائے تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہوتا ہے۔ اس فیصلہ کی

تائید مُلاحظہ ہو

(ام حسب الّذین اجترحوا السیاٰت ان نجعلہم کالذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سواءً محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون۝ سورۃ الجاثیہ رکوع ۲، پارہ ۲۵) ترجمہ: کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے۔ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وُہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں

کسی نیک عمل کے قبول نہ ہونے کا دُوسرا سبب

● باطن میں خرابی کا پیدا ہو جانا ہے

● باطن کی خرابی میں سب سے بڑا سبب اخلاص کا نہ ہونا ہے۔

ہر عمل کی قبولیت کے لیے اخلاص کے شرط ہونے کے اعلانات ملاحظہ ہوں۔

ع۱

(انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدّین۝ سورۃ الزمر رکوع ۱، پارہ ۲۳) ترجمہ: بے شک ہم نے یہ کتاب ٹھیک طور پر آپ کی طرف نازل کی ہے۔ پس تو خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدِنظر رکھ کر اسی کی عبادت کر۔

ع۲

(الا للہ الدین الخالص الاٰیۃ سورۃ الزمر رکوع ۱ پارہ ۲۳) ترجمہ خبردار خالص فرماں برداری اللہ ہی کے لیے ہے۔

ع۳

(قل اِنّی امرت ان اعبد اللہ مخلصًا لہُ الدین۝ سورۃ الزمر رکوع ۲، پارہ ۲۳) ترجمہ: کہہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کے لیے خاص رکھوں۔

تینوں اعلانات کا حاصل

یہ ہے کہ نیکی کا جو کام بھی کیا جائے۔ اس کے متعلق دل میں فقط اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مقصود ہو اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا دُنیا بھر میں کسی انسان کی رضا ہرگز مطلوب نہ ہو اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی رضا بھی دل میں مطلوب ہو۔ تو یہی کہا جائے گا کہ اس شخص کی نیت میں شرک موجود ہے۔ شرک کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جو کام فقط اللہ جل شانہٗ ہی کے لیے ہونا چاہیے تھا۔ اس میں کسی دوسرے کی رضا بھی شامل کر لی جائے۔ جس کام میں غیر کو بھی شریک کر لیا جائے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ ہو: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللہُ تَعَالیٰ اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیَ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ اَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ ھُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہٗ (رواہ مسلم) ترجمہ: ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں سب حصہ داروں سے حصہ لینے سے بڑا بے پروا ہوں جس شخص نے کوئی کام کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شریک کیا۔ میں اس کام کرنے والے کو بھی چھوڑ دیتا ہوں۔ اور اس کام کے حصہ کو بھی چھوڑ دیتا ہوں اور ایک روایت میں ہے۔ میں اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ وُہ اسی کے لیے ہو جاتا ہے۔ جس کے لیے اس نے کیا ہے۔ ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس عمل کو قبول نہیں فرماتا ہاں اس دوسرے شخص کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جس شخص کا دکھلاوا کام کرنے والے کو مقصود تھا۔

حفّاظِ قرآن کی اصلاح کے لیے ایک مثال

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے (لا تشتروا باٰیتی ثمناً قلیلاً۝ سورۃ المائدہ۔ رکوع ۷، پارہ ۶) ترجمہ: اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول مت لو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے پڑھو گے۔ اس کا اجر قیامت کے دن جو ملے گا۔ اس کے مقابلہ میں دُنیا کا معاوضہ خواہ کتنا بھی زیادہ ہو۔ آخرت کے اجر کے مقابلے میں وُہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ فانی ہے اور وُہ سدا رہنے والا ہو گا۔ اس لیے رمضان شریف میں قرآن مجید سنانے والے حافظوں کو چاہیے کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے سنائیں۔ دل میں معاوضہ لینے کا خیال ہرگز ہرگز نہ ہو۔ یہ الگ چیز ہے کہ قرآن مجید ختم کرنے کے بعد نمازی اپنی طرف سے کوئی رقم جمع کر کے حافظ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس پیش کش کو فتوحاتِ غیبیہ میں سے شمار کریں اور اگر خدا نخواستہ قرآن مجید کے سنانے کا معاوضہ پہلے معین کر لیا اور اگر اس مسجد کے نمازیوں نے حسب منشا معاوضہ دینا منظور نہ کیا تو دُوسری مسجد میں جا سنایا جنھوں نے حافظ صاحب کی شرط مان لی تو ایسے حافظ صاحب کا قرآن مجید اسی مد میں آئے گا جو گزشتہ حدیث شریف میں ذکر کی گئی ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء

پاکستان بنانے کا مطالبہ

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین - آپ کو یاد ہوگا جب ہندوستانیوں کی متحدہ کوشش سے انگریز ہندوستان سے دستبردار ہونے لگا - اس وقت مغربی پاکستان کے مسلمان مردوں اور عورتوں نے انگریز سے مطالبہ کیا کہ ہندوستان کی سر زمین میں سے ایک ٹکڑا علیحدہ کرکے ہمیں دے تاکہ ہم اس خطہ میں اسلام کی حکومت قائم کرسکیں۔ ہندو اور سکھ مسلمانوں کے اس مطالبہ کے خلاف تھے - وہ چاہتے تھے کہ متحدہ ہندوستان ہی رہے انہیں یہ خیال تھا کہ ہندو اور سکھ دونوں آج کل ہندوازم کی دونوں شاخیں ہیں - اور اسلام بالکل ایک مستقل اور الگ مذہب ہے۔ اس لئے ہم دونوں مل کر مسلمانوں پر حکومت کریں گے۔ ادھر مسلمان بھی ہندو کی تنگ ظرفی سے انگریز کی سلطنت کے دور ہی میں سخت نالاں تھا - اگر ایک محکمے میں ۹۸ ہندو اور سکھ ہوتے - اور فقط ۲ فیصدی مسلمان ہوتے تو ان کی ذہنیت یہ تھی کہ ان دو مسلمانوں کی جگہ بھی ہندو یا سکھ بھرتی ہو جائیں - تو بہتر ہے۔ اس لئے مسلمانوں نے

پاکستان کے مطالبہ کو

اپنی قوم کی زندگی اور بقا کے لئے ایک نہایت ہی ضروری امر قرار دیا - اور اس مطالبہ کی کامیابی کے لئے خوب پروپیگنڈا کیا - حتیٰ کہ اس پروپیگنڈا کے سلسلہ میں سینکڑوں کی تعداد میں شہر لاہور میں پردہ دار عورتوں کے جلوس بھی نکالے گئے - جن کا نعرہ یہ ہوتا - "پاکستان لے کر رہیں گے - دینا پڑیگا" خدا کی قدرت بالآخر اللہ تعالے نے مسلمانوں کی دعا قبول فرمائی اور مسٹر جناح مرحوم نے مسٹر گاندھی سے لڑ جھگڑ کر یہ مطالبہ منظور کرا ہی لیا - اس مطالبہ کے منظور ہونے کے بعد ہندو اور سکھ دونوں سیخ پا ہوگئے - سکھ مسلمانوں کے پاکستان کے مطالبہ کے وقت ہی یہ کہہ رہے تھے - کہ اگر مسلمانوں کا مطالبہ منظور کر لیا گیا - تو ہم پنجاب میں خون کی ندیاں بہا دینگے - اسی بنا پر پاکستان کا اعلان ہوتے ہی مشرقی پنجاب میں

مسلمانوں کا قتلِ عام

شروع ہوگیا - یہ تعداد زبان زد خلائق ہے کہ مشرقی پنجاب میں دس لاکھ مسلمان قتل ہوا ہے اور تقریباً ۵۰ - ۶۰ ہزار مسلمان عورتیں سکھوں کے قبضہ میں چلی گئیں - اس قتل کے مقابلہ میں مسلمانوں نے بھی ہندو اور سکھوں کو قتل کرنا شروع کیا - مگر چونکہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے اور اس کے پیغمبر کی تعلیم قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی صورت میں بعینہٖ صحیح سالم ان کے پاس موجود ہے اس لئے مسلمان اتنا بے رحم نہیں ہے جتنا کہ سکھ ہے - اس لئے مسلمانوں نے بھی ہندو اور سکھ کو قتل تو کیا - مگر ان کے مقابلہ میں بہت ہی کم کیا - گویا کہ مسلمان نے ۱۰ لاکھ جانوں اور ۵۰ - ۶۰ ہزار اپنی بہو بیٹیوں کی عصمت کی قربانی دے کر پاکستان حاصل کیا -

اس کے علاوہ

دہلی کے شہر میں دس ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا اور دہلی کے اردگرد ۴۰ ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا اس کے علاوہ صوبہ بہار میں مسلمانوں کا قتل عام ہونا - یہ سب چیزیں پاکستان کی قیمت کے سلسلہ میں شامل ہیں -

مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم کی تقریر کے اقتباسات کہ پاکستان کا نظام کیسا ہوگا

از انقلاب ۹ مارچ ۱۹۴۹ء

۱ - "دستور میں ان اصولوں کو ان کی اس تشریح کے مطابق ملحوظ رکھا جائے گا - جو اسلام نے کی ہے"

۲ - "کیونکہ اسلام نے دُنیا کو جن عظیم الشان نعمتوں سے مالامال کیا ہے - ان میں سے ایک عام انسانوں کی مساوات بھی ہے - اسلام نسل رنگ اور نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا - انحطاط کے دور میں بھی اسلامی معاشرہ ان تعصبات سے نمایاں طور پر پاک تھا - جنہوں نے دُنیا کے دوسرے حصوں میں انسانوں کے باہمی تعلقات کو زہر آلود کردیا تھا۔

۳ - "قرارداد کی اگلی دفعہ میں درج ہے - کہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنتِ رسولؐ میں متعین ہیں - ڈھال سکیں - یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ اگر مسلمان کو اس قابل بنایا جائے - کہ وہ اپنی زندگی اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق بنالیں - تو اس پر کسی غیر مسلم کو اعتراض نہیں ہوسکتا -"

۴ - "مملکت ایک ایسا ماحول پیدا کریگی - جو ایک حقیقی اسلامی معاشرے کی تعمیر میں ممد و معاون ہو"

۵ - "مملکت کے لئے لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کی سرگرمیوں کی اس طرز پر رہنمائی کرے کہ ایک ایسا نیا عمرانی نظام قائم ہو جائے - جو اسلام کے بنیادی اصول پر مبنی ہو - جس میں جمہوریت - حریت - رواداری اور عمرانی عدل شامل ہوں -"

۶ - "کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوسکتا جس کا اس پر ایمان نہ ہو - کہ کلام اللہ اور اسوۂ رسولؐ ہی اس کے روحانی فیضان کے بنیادی سرچشمے ہیں - ان کے متعلق مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف رائے نہیں ہے - اور اسلام کا کوئی فرقہ نہیں ہے جو انہیں تسلیم نہ کرتا ہو -"

۷ - "ہمارا مقصد اقتصادی نظام کو اسلام کے بنیادی اصول پر تعمیر کرنا ہے - کیونکہ یہ دولت کی بہتر تقسیم میں اور ناداری کو رفع کرنے میں مدد دیتے ہیں"

اب کیا ہو رہا ہے

مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم کے مذکورۃ الصدر اعلانات کے بعد اب کیا ہو رہا ہے اور اندازہ لگائیے -

ملک غیر شعوری طور پر تباہی کی طرف جا رہا ہے اس کے متعدد ثبوت

۱

محمد افضل ملک ۲۴۳ بروم ہوسٹل لاہور

از پاکستان ٹائمز لاہور ۲۷ $\frac{3}{58}$

"ہم نہایت نازک دور سے گزر رہے ہیں - اضطراب - غیر یقینی - ناامیدی اور خوف ہماری قومی زندگی کے ہر شعبہ میں تجاوز کر گیا ہے - ہماری معاشی حالت خطرناک ہے - قیمتیں زیادہ اور حکومت کی آمدنی کم ہوگئی ہے - ہماری انتظامیہ غیر مستعد اور بد اخلاق ہے - تجارت کے حلقہ اثر میں بلیک مارکیٹ اور بد دیانتی بغیر کسی رکاوٹ کے پورے عروج پر عمل پذیر ہے - ہماری معاشرتی زندگی کے حلقہ میں شراب خواری - جوئے بازی - قتل - اغوا اور آبرو ریزی شدت سے موجود ہے - اور ہماری سیاسی زندگی میں بے اصولی - فتنہ انگیز جھگڑے

روز مرّہ ہیں۔"

غور سے پڑھیں

باشندگان مغربی پاکستان کا فرض ہے کہ محمد افضل صاحب کے بیان کو غور سے پڑھیں۔ یہ بیان کسی مولوی کا نہیں۔ ایک انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان کا ہے۔ جس نے پاکستان کے سب سے موقر اخبار پاکستان ٹائمز میں شائع کیا ہے۔ گزشتہ قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے۔ اور پھر فیصلہ کیجئے۔ کہ ایسی قوموں کا کیا حشر ہوا کرتا ہے۔

اخبار آزاد مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۵۸ء صد ۳

۲

پاکستانی راہ نماؤں کے متعلق

اسلامی جمہوریہ پاکستان: — اگر اسلام کے اصولوں پر چلنے کا ارادہ نہیں اور زندگیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی آرزو نہیں ہے تو خدا کے لئے اسلام کے حال پر رحم فرمایئے اور جگہ جگہ اسلام کے مقدس نام پر عوام کو بیوقوف نہ بنایئے سہروردی صاحب کی یہ باتیں بڑی تلخ تھیں مگر مبنی برحقیقت تھیں۔ الحمدللہ کہ سہروردی کے اسرار اور مخالفت کے باوجود اسلامی تقاضوں کے مطابق اسلامیہ جمہوریہ کی بنیاد تو رکھ دی گئی۔ اب اگر قرآن اور سُنّت کی روشنی میں چلنا ہے تو ہمیں بجا طور پر فخر محسوس ہونا چاہیئے۔ کہ نام کی برکت سے صحیح منزل کی نشاندہی تو ہوگئی ہے۔ مسلمان قوم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے رہنماؤں اور سربراہوں کو بے راہ روی سے روکیں غیر اسلامی راہوں پر چلتا دیکھیں تو انہیں ٹوکیں۔ آج جب ہم یوم جمہوریہ بڑی تزک و احتشام سے منا رہے ہیں ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹول کر ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا چاہئے۔ کہ بحیثیت مسلمان ہمارا کیا فرض ہے۔ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے سربراہوں کو بھی گریبانوں میں مونہہ ڈال کر کم از کم یہ تو دیکھ لینا چاہئے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں ان کی زندگیاں جس ڈگر پر چل رہی ہیں کیا اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے سربراہوں کو انہی طور طریقوں اور انہی راہوں پر چلنے کی اجازت ہے؟ کیا انہی راہوں کو قرآن اور سُنّت کی روشنی میں صراطِ مستقیم کہا جا سکتا ہے۔ ہم یہ تقاضا نہیں کرتے کہ صدر مملکت۔ وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ راتوں کو گلی کوچوں میں چل پھر کر دیکھیں کہ رعایا کا کوئی بچّہ بھوکا تو نہیں۔ یا بھوکے بچّوں کی ماں ذمہ داروں کو کوس تو نہیں رہی۔ یہ اُن نیکوکاروں کے زمانے کی ریت ہے۔ جب اللہ سے باتیں کرنے والے پیغمبرؐ کے رفیقوںؓ کی حکومت تھی۔ یہ سُہانا خواب اب شرمندہ تعبیر ہونے سے رہا۔ مگر اتنا تو ہو جاتے کہ جب ہمارے سربراہ تر نوالے کھائیں۔ قوم کے بچّوں کو خشک اور روکھی سوکھی تو میسّر آ جاتے۔ مالدار حاکم بیشک سربفلک عمارتوں میں شاندار زندگی بسر کریں مگر غریب عوام کو سر چھپانے کے لئے جھونپڑی تو ملنا چاہیئے۔ اعلیٰ درجہ کی نرم اور چمکیلی پوشاکیں پہنئے۔ مگر اتنا خیال رہے کہ غریب کی جوان بیٹی کو ستر ڈھانپنے کے لئے موٹا اور کھردرا کپڑا میسّر ہو سکتا ہے۔ یا وہ پھٹے پُرانے کپڑوں میں پیوند لگانے پر مجبور ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے سربراہوں کا اس ٹھاٹھ باٹھ سے واپس آنا قدرے مشکل ہے۔ مگر انہیں تباہ حال قوم کی سربراہی کرنا مقصود ہے تو کچھ تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنا ہوگی۔ قوم کی جانب عملی ہمدردی کا ایک قدم بڑھایئے پھر دیکھیے کہ مسلمان قوم کس طرح بے تابانہ سربراہوں کی جانب دوڑتی ہے اور ایک اشارہ پر کس طرح جاں نثار کرنے پر تیار ہو جاتی ہے۔ یوم جمہوریہ منانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آج کے دن ہمارے سربراہ یہ فیصلہ اور مصمم ارادہ کر لیں کہ جن مشکلات میں قوم اس وقت گھر کر چکی ہے ہمّت سے کام لیکر ان مشکلات سے عوام کو چھٹکارا دلا کر دم لینا ہے۔ تب آج کا دن ملک و ملت کے لئے مبارک دن شمار ہو سکتا ہے۔ خدا ہم سب کو صحیح مسلمان بننے کی توفیق دے۔ اور ہمیں اس قابل بنا دے کہ ہم اسلام کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چل سکیں۔ تاکہ ہماری دُنیا و آخرت دونوں سدھر جائیں آمین۔

اخبار آزاد مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۸

۳

جمہوری اقدار سے انحراف

۲۳ر مارچ ۱۹۵۸ء کا مبارک روز ہمارا تیسرا "یوم جمہوریت" ہے یعنی پاکستان کے آئین کے نفاذ کو پورے دو برس گزر چکے ہیں۔ لیکن آئین کا بنیادی تقاضا جنرل الیکشن ابھی تک مصلحت کوشیوں کے سرد خانے میں دبا ہوا ہے۔ یہ جمہوری اقدار سے ایک ایسا انحراف ہے جس سے پورے عالم کی نگاہوں میں ہمارا وقار محبوبہ کی نظروں سے گرے ہوئے دل کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ کاش ارباب اختیار اس امر کا احساس کر سکیں۔

اگر ہم اپنے ماضی کا جائزہ لیں تو یہ بات چھپی نہیں رہتی کہ ہم اپنی خود غرضیوں اور مطلب پرستیوں کے جنون میں ایسے پاگل ہو جاتے ہیں کہ جمہوری قدریں جو ہمارے آئین کی جان اور روحِ رواں ہیں ہمارے دستِ جنوں سے گریبانِ عاشق کی طرح تار تار ہو جاتی ہیں۔ نہایت کرب و اضطراب کے ساتھ ہم اُن واقعات و کوائف کی نشاندہی پر مجبور ہیں جن سے جمہوریت پسندی کے بھرم کو شدید جھٹکے محسوس ہوتے ہیں . . . .

یہ پانچ بڑے اور اہم حادثے ہیں جن پر ہمارے مُلک میں سیاسی اقدار سے انحراف کیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے ہر موقع پر مختلف پارٹیاں دھاندلی کا شکار ہوئیں۔ اور مختلف پارٹیوں نے دھاندلی مچائی جس کی وجہ سے عوام کو یقین ہو گیا کہ کوئی پارٹی بھی صحیح جمہوری قدروں کا پاس نہیں کرتی بلکہ حصولِ اقتدار ہر جماعت کے پیشِ نظر ہے۔ اس لئے تقریباً تمام پارٹیوں سے عوام کا اعتماد اُٹھ چکا ہے۔ اور جو لوگ سیاسی جماعتوں میں شامل ہیں وہ کسی مقصد یا نصب العین کے باعث نہیں بلکہ دھڑا بندی کی وجہ سے ہیں۔

ان ہنگاموں اور نبرد آزمائیوں سے عوام کو نالاں دیکھ کر بعض سیاسی گرگ ہائے باراں دیدہ نے جمہوریت ہی کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے حالانکہ یہ حالات جمہوریت کے پیدا کردہ نہیں بلکہ جمہوری اقدار سے انحراف کے پیدا کردہ ہیں۔ ایسے نازک موقع پر جمہوریت دوستوں کا فرضِ اولین ہے کہ وہ رائے عامہ کو بتائیں کہ ان سنگین واقعات کی ذمہ دار جمہوریت نہیں بلکہ جمہوریت کشی ہے۔

روز نامہ نوائے وقت مورخہ ۱۸ر مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۴

۴

صدر مملکت بھی قوم کے لیڈروں سے بدظن ہیں کہ یہ لوگ پاکستان کو ختم کرنا چاہتے ہیں

صدر سکندر مرزا نے گزشتہ ایک ہفتہ میں دو مرتبہ سیاسیاتِ ملکی پر تبصرہ کرتے ہوئے بڑی صاف گوئی سے کام لیا ہے . . . .

صدر کے انٹرویو اور اُن کی تقریر دونوں کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ صاحبِ موصوف ملک کے موجودہ حالات سے غیر مطمئن ہیں۔ وہ موجودہ لیڈروں (یا سرکاری لیڈروں) کے بارہ میں کسی حسنِ ظن میں مبتلا نہیں بلکہ اُن کا خیال یہ ہے کہ اگر عام انتخابات کے بعد بھی انہی یا اسی قسم کے لوگوں کو برسرِ اقتدار آنا ہے تو پھر عام انتخابات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ صدر سکندر مرزا سیاسی لیڈروں کی نت نئی قلابازیوں اور خود غرضی کے مظاہروں سے بھی بیزار نظر آتے ہیں . . . . .

صدر مرزا نے بالکل درست کہا ہے کہ

محض اتفاق یا حادثہ نہیں کہ یہ ملک کی خارجہ پالیسی کی مخالفت میں پیش پیش بھی یہی عناصر ہیں جو ایک یونٹ کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ ان کے اپنے عقائد و مقاصد میں اختلاف موجود ہے کسی کا رُخ دہلی کی جانب ہے کسی کا ماسکو کی طرف مگر وحدت مغربی پاکستان کو ختم کرنے کے مقصد پر یہ سب متفق ہیں۔ ایک پاکستان کو بھارت کا تابع بنانا چاہتا ہے دوسرا روس کا مگر پاکستان کے اسلامی کیرکٹر کو ختم کرنے کا نصب العین دونوں کا مشترک نصب العین ہے . . . . .

پاکستان کو اپنی حماقتوں۔ اپنی نالائقیوں اور اپنی خود غرضیوں سے کون کمزور کر رہا ہے۔ اور وہ کون سے عناصر ہیں جو پاکستان کو بھارت یا روس کی جھولی میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ صدر مملکت سے بہتر کون جانتا ہے کہ بعض ایسے افراد اور ایسے عناصر اس وقت مرکزی اور صوبائی وزارتوں میں بھی شامل ہیں یا کم از کم برسر اقتدار کولیشن پارٹیوں میں ضرور شریک ہیں۔ صدر مملکت یہ فرماتے ہیں کہ کچھ عناصر ملک کو تباہ کرنے کے درپے ہیں ہم اُن سے یہ پوچھتے ہیں کہ ایسے عناصر خود وزارتی پارٹیوں کے ساتھ اور اُن کی پناہ میں اپنے ناپاک مشن میں لگے ہوئے ہیں۔ کیا صدر مملکت کی طرف سے محض ان سے بیزاری کا اظہار ہی کافی ہے یا وہ حلف جو صدر نے اپنا عہدہ سنبھالتے وقت اٹھایا تھا، کسی عمل کا بھی مقتضی ہے؟

روزنامہ کوہستان لاہور مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۵۶ء صفحہ ۲

۵

برسر اقتدار طبقہ کس طرح بددیانتی کر کے آگے آتا ہے

مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے ایک مقتدر رکن قاضی مرید احمد نے اسمبلی کے سامنے حلفیہ بیان دیتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ ایک ری پبلکن وزیر نے مجھے ووٹ کی خاطر پچاس ہزار روپیہ نقد اور دس مربع زمین دینے کی پیش کش کی تھی۔ قاضی مرید احمد نے کہا کہ میں وزیر اعلیٰ اور اپوزیشن لیڈر سے ثالثی کرانے کے لئے تیار ہوں اگر میرا دعوےٰ غلط ثابت ہو تو صوبائی اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤنگا۔ قاضی صاحب نے مزید کہا کہ یہاں تک وزیر اعظم نے بھی مجھے ریپبلکن پارٹی کو ووٹ دینے کے لئے کہا تھا۔ اس کے بعد مجھے قتل کے ایک جھوٹے مقدمے میں پھنسا دیا گیا۔ مجھے پیشکش کی گئی کہ اگر میں وزیر اعظم کا مشورہ قبول کر لوں تو یہ مقدمہ واپس لیا جاسکتا ہے۔ لیکن میں نے یہ کہہ کر یہ . . . پیشکش مسترد کر دی کہ میرا ووٹ بکاؤ مال نہیں۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۹ فروری ۱۹۵۶ء صفحہ ۲

۶

کیا ہمارے وزیر اعظم کا یہ اقدام قرار داد مقاصد کے خلاف نہیں ہے

مشرقی پاکستان کے ہندو کانگرسی لیڈر مسٹر بی۔ کے داس کو پاکستان میں وزیر تعلیم و صحت مقرر کیا گیا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس تقرر کا خیر مقدم نہیں کر سکتے اور ملک فیروز خاں نون کو اس حسن انتخاب پر داد نہیں دے سکتے . . .

ہمیں اس امر پر بھی سخت اعتراض ہے کہ اعلےٰ ذات کے ایک ہندو کانگرسی لیڈر کو جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں تعلیم کا وزیر مقرر کیا گیا ہے۔ کیا یہ تقرر اس نصب العین کے مطابق ہے۔ کہ حکومت مسلمان پاکستانیوں کی زندگیوں کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریگی؟ کیا نسلِ نو میں اسلام اور پاکستان کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ یہی ہے۔ کہ اعلےٰ ذات کے ایک ہندو کو وزیرِ تعلیم مقرر کیا جائے؟ ملک صاحب مسٹر داس کو وزیر مقرر کرنے پر مجبور ہی تھے تو کیا ان صاحب کو کوئی دوسری وزارت نہیں پیش کی جاسکتی تھی؟ انہیں وہی وزارت کیوں پیش کی گئی۔ جو ہمارے بچوں اور بچیوں کو جس سانچے میں چاہے ڈھال سکتی ہے یا بدرجہ اقل جس سانچے میں ڈھلنے سے روکنا چاہے روک سکتی ہے؟

روزنامہ آزاد لاہور مورخہ ۱۸ جون ۱۹۵۶ء صفحہ ۲

۷

وزراء کی تنخواہیں

اس ملک میں جہاں فی کس آمدنی برائے نام ہے۔ ہمارے وزراء کو گرانقدر مشاہرہ قبول نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ان حضرات کے ضمیر بالکل مُردہ نہیں ہو چکے تو انہیں خود ہی فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ ہمارے ملک کے ایک صوبے میں جہاں خُدا کے نہ ماننے والوں نے ابھی ابھی وزارت سنبھالی ہے۔ وزیروں کی تنخواہ ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار مقرر کی ہے۔ اب خدا کے ماننے والوں اور قرآن و سُنّت کے مطابق حکومت کرنے والوں کو ضمیر کی آواز پر کان دھرنا چاہیئے۔ ہم یہ تسلیم کئے لیتے ہیں کہ موجودہ ماحول میں وزراء کے لئے ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار میں گزارہ کرنا بے انتہا مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔ مگر خدا کے لئے ساڑھے تین سو روپے اور ساڑھے تین ہزار کے فرق کو تو سمجھئے۔ اور خیال کیجئے کہ کافرنے اسلام کی جانب کتنی بڑی زقند لگا کر صحابہ کرامؓ کے قدم چُومنے کی جسارت کی ہے اور ہم جو اسلام اسلام پکارتے اور سلف صالحین کا نام لے کر فخر و غرور سے دورِ اوّل کی داستانیں سُنتے سُناتے ہیں۔ ہم کدھر جا رہے ہیں۔

۸

کیا ایسا ملک تباہی کے گڑھے میں ڈوبنے سے بچ سکتا ہے

روزنامہ نوائے پاکستان مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۵۶ء صفحہ اوّل

(ملک میں فسادات سرکاری افسروں، سیاسی لیڈروں اور خود غرض رہنماؤں کے اشارہ پر ہوتے ہیں۔ ملک میں فسادات کرانے میں ۷۵ فی صد خود سرکاری افسروں اور حکومت کے کارندوں کا ہاتھ ہوتا ہے)

مولانا نے فرمایا کہ میں ایسی کئی مثالیں پیش کر سکتا ہوں۔ جہاں کہ سرکاری افسروں نے اپنے فرقہ کی حمایت کے لئے قانون کی مٹی پلید کی۔ لیکن آپ جانتے ہیں بعض باتیں مجمع عام میں کہنے کی نہیں ہوتیں۔ مغربی پاکستان کے وزیرِ اعلیٰ سردار عبدالرشید اگر اس موضوع پر مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہیں تو میں ایسے سرکاری افسروں کی فہرست پیش کر سکتا ہوں۔ آپ نے کہا جب تک حکومت اس موضوع پر تبادلہ خیال نہ کرے اس وقت تک میں ایسے دلائل و شواہد کی بنا پر یہی کہتا رہوں گا کہ مُلک میں فسادات کرانے میں ۷۵ فیصدی خود سرکاری افسروں اور حکومت کے کارندوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ . . . . . .

بعض حضرات علماء دیوبند کے خلاف کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ کیا اس ملک میں ایک مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ علماء دیوبند کے خلاف کفر کا فتوے عائد کرنے والوں کو محض اس وجہ سے گرفتار کیا گیا ہو۔

آپ نے کہا کہ سیفٹی قوانین میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ کسی کے خلاف اشتعال انگیز تقریر نہ کی جائے۔ اگر اشتعال انگیز ہمارے مبلغ کریں تو حکومت بے شک مقدمہ چلائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ملک میں کتنے مذہبی رہنما ہیں جو دوسرے لوگوں کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر کرتے ہیں حکومت ایک ایسا مقدمہ بتائے جو ان لوگوں کے خلاف دائر کیا گیا ہو۔ آپ نے کہا ہم ملک میں امن و امان قائم کرنے کے سلسلے میں حکومت سے تعاون کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ عوام سے تعاون کرے۔ اور ان کی ہر ممکن امداد کرے۔

۹

مختلف مذہبی فرقوں کی چپقلش کا اصلی سبب

روزنامہ نوائے پاکستان مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۵۵ء صفحہ ۳

سب سے پہلے یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ ملک میں شیعہ سُنّی۔ دیوبندی بریلوی وغیرہ عنوان پر مسلمانوں میں جو خطرناک قسم کی کشیدگی اور خلفشار پائی جاتی ہے ، کی عمر تین چار سال سے زیادہ نہیں ۱۹۵۴ء کے بعد ملک میں یکایک چھوٹے چھوٹے فرقوں اور مختلف مذہبی گروہوں کا باہمی تصادم در اصل ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوّت کا جواب ہے . . . . . .

الغرض۔ اسلام دشمن طاقتوں نے ملک میں حق و صداقت کے وسیع اثرات زائل کرنے کے لئے مذہبی رہنماؤں میں پھوٹ ڈال دی اور اسلامی محاذ میں شگاف پیدا کر دیئے۔ بس پھر کیا تھا ملک میں دیوبندی۔ بریلوی۔ شیعہ۔ سُنّی۔ بدعتی و وہابی وغیرہ عنوان پر ایسے ایسے جھگڑے اور تنازعات اُٹھ کھڑے ہُوئے کہ ملک کا گوشہ گوشہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن گیا اور نوبت بایں جا رسید کہ اسی بہاولپور ڈویژن میں دیوبندی بریلوی تنازعے کے سلسلے میں پانچ مسلمان موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ اور اب یہ کہ شیعہ سُنّی عنوان پر چھ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی ہے۔ اسلام دشمن طاقتوں نے یہ کھیل اس لئے کھیلا ہے تاکہ وہ اہالیانِ ملک اور دوسری دُنیا پر یہ واضح کر سکیں کہ پاکستان کو ایک مذہبی ریاست بنانے کا سب سے زیادہ نقصان یہ ہُوا کہ مسلمان فرقہ دارانہ فسادات پر اُتر آئے۔ ان حالات میں اسلامی نظام کا تجربہ ناکام ثابت ہُوا۔ اور اب ملک کو سیکولر سٹیٹ بنانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

محترمہ فاطمہ جناح کی برسرِ اقتدار طبقہ سے شکایت
شیشے کے مکانوں میں بیٹھکر دوسروں پر سنگباری کرنیوالے

محترمہ فاطمہ جناح کے پیغام کا ایک حصّہ:

"مَیں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکی ہوں کہ ایک خفیہ ہاتھ ہے جو ملک کی سیاسی گاڑی کے رستے میں روڑے اٹکا رہا ہے اور آپ کو اپنی پیاری منزل پر پہنچنے سے روکے ہوئے ہے۔ یہ آپ کا کام ہے۔ کہ اسے پہنچانیں۔ اور اسے اپنی راہ سے ہٹائیں۔ ہمارے ملک میں عوامی زندگی نے کوتاہیوں اور خرابیوں کے ہاتھوں بڑے دُکھ اُٹھائے ہیں لیکن اب کچھ دنوں سے ایک عجیب رجحان اُبھر رہا ہے۔ ابن الوقت خود غرض اور بے اصول لوگ جو سیاسی زندگی کو گندہ بنانے اور ملک کے اقتصادی اور انتظامی ڈھانچے کو نقصان پہنچانے کے ذمہ دار ہیں آزادی اور اعلےٰ اصولوں کے تذکرے کرنے لگے ہیں اور ضرر رسیدہ معصومیت کا جامہ اوڑھ کر اپنی بد اعمالیوں اور ناکامیوں کے لئے دوسروں پر الزام عاید کرنے کی کوشش کرنے لگے ہیں . . . . . . حالانکہ قدیم زمانے سے یہ محاورہ مشہور ہے کہ شیشے کے مکان میں رہنے والوں کو دوسروں پر پتھر نہیں پھینکنے چاہئیں قومی مفاد کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے کے بعد محبِ وطن اور مصلح کا نقاب اوڑھ کر سامنے آنا کسی کو بتلائے فریب نہیں کرسکتا۔ قوم کو اصلی اور بناوٹی ہمدردوں میں امتیاز کرنا چاہئے مَیں آپ کو تلقین کرتی ہوں کہ ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے خاموش تماشائی کی حیثیت سے نہ دیکھیں۔ (ترجمان اسلام ۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء)

جب اتنے بڑے بڑے افسر رشوت خوار ہوں پھر پاکستان اللہ تعالےٰ کے غضب سے کیسے بچ سکتا ہے

روزنامہ نوائے وقت مورخہ یکم اپریل ۱۹۵۸ء صفحہ ۶

(۱) وزیر اعظم کے پولیٹیکل سیکرٹری پر چالیس ہزار روپیہ رشوت لینے کا الزام۔ مغربی پاکستان اسمبلی نے تین بل منظور کر لئے۔ (سٹاف رپورٹر)

لاہور ۳۱ مارچ۔ آج صوبائی اسمبلی میں بعض مسلم لیگی ارکان نے الزام عائد کیا کہ وزیر اعظم پاکستان ملک فیروز خاں نون کے پولیٹیکل سیکرٹری راجہ احمد علی نے گوجرانوالہ کے ایک شخص سے چالیس ہزار روپیہ رشوت لے کر اُسے چاول کی نقل و حمل کا پرمٹ دلانے کا یقین دلایا تھا۔ انہوں نے کہا مگر اس شخص کو رشوت دینے کا کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ کیونکہ صوبائی حکومت نے اس رقم کی ادائیگی کے دوسرے دن چاول کی نقل و حمل پر سے پابندی اُٹھانے کا سرکاری اعلان جاری کر دیا تھا

(۲) مری امپرومنٹ ٹرسٹ کے انجنیئر کو دو سال قید اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ۔ ٹھیکیدار کے ساتھ مل کر سرکاری رقم خرد بُرد کرنے کا الزام۔ (سٹاف رپورٹر)

لاہور ۳۱ مارچ۔ پراونشل سپیشل جج لاہور میاں مظفر الدین نے آج رشوت ستانی اور بددیانتی کے چار مختلف مقدمات میں پانچ افراد کو قید اور جرمانہ کی سزائیں دیں۔ ان میں ایک انجنیئر ایک ٹھیکیدار اور ایک انسپکٹر بحالیات شامل ہیں۔ مری کے ٹرسٹ انجنیئر آغا حسن انتشال اور ایک مقامی ٹھیکیدار مسٹر نصیر الدین کو دو سال قید بامشقت اور پانچ پانچ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سُنائی گئی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں انہیں مزید چھ چھ ماہ قید مشقت بھگتنی ہوگی۔ استغاثہ کی کہانی کے ، امپرومنٹ ٹرسٹ مری کے انجنیئر آغا حسن انتشال نے ۱۹۵۵ء میں مسٹر نصیر الدین ٹھیکیدار کو مری کوہالہ روڈ پر جھاڑیاں وغیرہ صاف کرنے کے لئے چار ہزار نوسے روپے کا ٹھیکہ دیا اس سلسلہ میں موقع پر کوئی کام نہیں کرایا گیا۔ لیکن ٹھیکیدار نے آغا حسن انتشال کی مدد سے رقم وصول کر لی۔ اور یہ رقم ملزموں نے آپس میں تقسیم کر لی۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں گزیٹڈ افسروں تک بددیانت حکام

تمام صوبہ (مغربی پاکستان) میں ایک ہزار سے زائد سرکاری ملازم کے طور طریقہ جن میں ایک سو ستر گزیٹڈ افسر (اعلیٰ افسر) بھی شامل ہیں۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی تحقیقات کر رہی ہے۔

گزیٹڈ افسر (اعلےٰ افسر) جن میں سی ایس پی (سول سروس پاکستان) پی۔ ایس۔ پی (پراونشل سروس پاکستان) سیشن جج۔ (پی۔ سی۔ ایس افسر (پولیس سروس پاکستان) اور پی۔ ڈبلیو۔ ڈی (پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ) کے اعلیٰ آبیسر شامل ہیں۔

ان افسران کے خلاف تحقیقات صوبائی حکومت کی منظوری سے کی جا رہی ہے۔ ان میں سے خاصی تعداد کے متعلق فوجداری مقدمات مختلف پولیس سٹیشنوں میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ انہیں دھوکہ دہی، حکومت کے سرمایہ میں خرد بُرد، سرکاری ریکارڈ میں تحریف کرنے رشوت، اقربا نوازی اور دوسرے جرموں کا الزام لگایا گیا ہے۔

[illegible] سے معلوم ہُوا ہے کہ ایک درجن سے زائد ایسے سی، ایس، پی (سول سروس پاکستان) افسر ہیں۔ جن کے طور طریقہ کی تحقیقات کی جا رہی ہے۔ اور اس فہرست میں ڈویژنل (علاقائی) کمشنر کے عہدہ کے تین افسر شامل ہیں۔

ڈپٹی کمشنروں کی تعداد جو سی۔ ایس۔ پی اور پی۔ سی۔ ایس کے مستقل عملہ میں شامل ہیں۔ جوکہ چھ بتائی جاتی ہے۔

سات ایسے ڈسٹرکٹ اور سیشن جج ہیں جن کے خلاف تحقیقات محکمہ رشوت ستانی کے زیر غور ہے اور ان کے خلاف تحقیق مکمل ہونے کو ہے۔

محکمہ پولیس کے تقریباً (۱۶) سولہ افسروں کے طریق کار کا کھوج لگایا جا رہا ہے اور کم از کم (۶) چھ پاکستان پولیس افسران ان میں شامل ہیں۔

پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے محکمہ میں انجنیئروں کی ایک خاصی تعداد بد اخلاقی کے مختلف مقدمات میں اُلجھے ہوئے بتائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک

چیف انجینئر۔ ایک ایڈیشنل چیف انجینئر۔ چھ سپرنٹنڈنگ انجینئرز۔ بارہ سے زائد ایگزیکٹو انجینئرز تقریباً ۲۴۔ اسسٹنٹ انجینئرز اور ایس۔ ڈی او تین ڈپٹی کلکٹرز شامل ہیں۔

پی۔سی۔ ایس افسروں کی تعداد جو مختلف مقدمات میں اُلجھے ہیں تیس بتائی جاتی ہے۔ اور ان میں مجسٹریٹ درجہ اوّل مالگزاری اسسٹنٹ۔ انتقال جائداد کے آفیسرز اور محکمہ مال میں اس درجہ کے عہدہ رکھنے والے شامل ہیں۔

محکمہ انسداد رشوت ستانی کے قبضہ میں تمام صوبہ کے کم از کم پانچ (۵) مہتمم جنگلات اور چھ (۶) علاقائی جنگلات کے افسروں کے مقدمات ہیں محکمہ صحت میں چار سول سرجن جن کے طریقہ کار میں تحقیقات۔ استفسار ہو رہے ہیں اور تحقیقات قریب الاختتام ہے۔

محکمہ تعلقات عامہ کے ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر کا طریق کار بھی زیر تفتیش بتایا جاتا ہے۔

ن نائب آبادکاری کمشنروں اور ایک ڈپٹی کمشنر آبادکاری افسر کے خلاف رشوت ستانی کے مقدمات کی اطلاع ملی ہے۔ ابھی دوسرے محکموں (محکمہ خوراک، ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ، کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ، محکمہ حیوانات) کے متعلق اطلاعات حاصل نہیں کی جاسکیں۔

ترجمہ پاکستان ٹائمز لاہور
۱۰ فروری ۱۹۵۸ء

گزیٹڈ افسر (اعلےٰ افسر)	۱۷۰
سول سروس پاکستان آفیسر	۱۲
پی، ایس، سی	۳
ڈویژنل کمشنر	
ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج / ڈپٹی کمشنر	۶ / ۷
محکمہ پولیس	۱۶

ہماری قوم کی یہ اخلاقی پستی

روزنامہ نوائے وقت ۱۰ مارچ ۱۹۵۸ء

وزیر اعظم ملک فیروز خاں نون نے پچھلے روز قومی اسمبلی میں ایک بیان دیتے ہوئے اس شرمناک واقع کا انکشاف کیا تھا کہ کراچی میں جوہری بازار کی لرزہ خیز آتش زدگی کے وقت جب تمام لوگ آگ کے شعلوں سے جنگ کرنے میں معروف تھے کسی شخص نے پولیس کے ایک سپاہی پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ ہماری اخلاق اور معاشرتی زندگی پر ایسا انتہائی بلیغ المناک اور تلخ تجربہ ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہمارے ملک میں ایسے شقی القلب، خود غرض اور انسانیت دشمن لوگ بھی موجود ہیں جو دوسروں کے گھر جلا کر خود گرمی حاصل کرنے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ کسی قوم کے افراد کی اخلاقی پستی کی اس سے زیادہ انتہا کیا ہوسکتی ہے۔

یہ واقعہ اگر کسی ایک فرد کی ذہنیت کا مظہر ہوتا تو اُسے امن و قانون کا مسئلہ قرار دے کر حکومت سے یہ مطالبہ کافی ہوتا کہ مجرم کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ شرمناک اور ملال انگیز — کہ یہ کوئی الگ تھلگ واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک خاص ذہنیت کی غمازی کرتا ہے جو مختلف صورتوں میں ہماری زندگی کے اکثر شعبوں میں بڑی تیزی سے جڑ پکڑتی جا رہی ہے اور ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں اس کے لاتعداد مظاہر نظر آتے ہیں۔ غلہ کی قلت و..... کا اندیشہ ہو تو زمیندار اور دُکاندار زیادہ منافع کی حرص میں اناج ذخیرہ کرکے اس پر سانپ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی وبا پھیلے تو بازار میں دوائیں غائب ہو جاتی ہیں۔ غرض کوئی بھی ارضی یا سماوی آفت آئے بعض طبقے اس میں اپنے فائدے کا کوئی نہ کوئی بہانہ ضرور تلاش کر لیتے ہیں۔ اور وہ اپنے مخصوص و محدود مفاد کو فروغ دینے میں اتنے اندھے ہو جاتے ہیں۔ کہ عبرت و زیاں کے تمام پہلو ان کی نظروں سے پنہاں ہو جاتے ہیں۔

اس سوال سے قطع نظر کہ اس ذہنیت سے ہماری قومی اور اجتماعی زندگی کو کتنا نقصان پہنچ رہا ہے۔ ان خود غرض لوگوں کو کم از کم یہی سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ جو کچھ آج دوسروں کے لئے کر رہے ہیں وہی کل خود ان کے سامنے بھی آسکتا ہے دوسروں کے راستے میں کنواں کھودنے والوں کی موت بھی کنوئیں میں گر کر ہی واقع ہوتی ہے۔ خشک سالی یا سیلاب سے فائدہ اُٹھا کر غلے کے مُنہ مانگے دام وصول کرنے والے آخر یہ کیوں نہیں سوچتے کہ مُلک میں اگر کوئی وبا پھیل گئی تو انہیں اپنی یا اپنے اہل وعیال کی جان بچانے کے لئے معلوم نہیں کتنے جتن کرنے پڑیں لیکن ہمارے اہل وطن کا احساس اتنا ہی زیادہ ہوتا تو آج یہ رونا ہی کیوں ہوتا اور اس سے بھی انکار ناممکن کہ اگر غیرت و احساس، اور شرافت و اخلاق کو اسی طرح مردہ ہو جانے دیا گیا اور خود غرضی کا زہر یوں ہی رُوح میں سرایت کرتا گیا تو ہماری پوری قوم تنزل و انحطاط کے ایک ایسے غار میں گر جائے گی کہ اس سے نکلنا عرصہ تک ناممکن ہو جائے گا۔

ساری قوم کا رونا

یہ مرض چونکہ ہماری معاشرتی، اخلاقی اور اجتماعی زندگی کے مختلف شعبوں میں یکساں طور پر پھیل رہا ہے۔ اس لئے اس کا علاج بھی ایسا ہونا چاہیئے کہ ہماری زندگی کے تمام شعبوں کی اصلاح ہوسکے اس کے لئے تعزیر بھی ضروری ہے اور ترغیب بھی۔ جہاں حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ معاشرت دشمن عناصر کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرے۔ اور ان کی سرکوبی کے لئے سخت قوانین بنائے وہاں ہمارے اہل علم طبقہ اور معاشرتی کارکنوں پر بھی یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ ایک منظم منصوبے کے تحت اس لعنت کا قلع قمع کرنے کی کوشش کریں۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں ذمہ دار افسروں کی فضول خرچی

"امروز مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۵۷ء"

سرکاری بنگلوں کی سجاوٹ میں اسراف۔
ٹیلیفون اور سرکاری کاروں کا بے جا استعمال۔
وزارتوں میں عملہ زیادہ ہے۔ اور ایک کام بار بار کیا جاتا ہے۔ بچت کمیٹی اکتوبر تک رپورٹ پیش کر دے گی۔

(امروز کے نمائندہ خصوصی سے)

کراچی۔ حکومت نے مرکزی دفاتر میں کفایت کی تجاویز پیش کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ وہ حکومت کو اپنی رپورٹ ستمبر یا اکتوبر میں پیش کر دیگی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کمیٹی نے اب تک جو تحقیقات کی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ سرکاری بنگلوں کی سجاوٹ میں اسراف سرکاری رہائش گاہوں کے ٹیلیفونوں کے زیادہ اخراجات زیادہ ہوگئے ہیں۔ کمیٹی نے اپنا کام جلد ختم کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں زیادہ کامیابی نہ ہوسکی کیونکہ متعلقہ افسر مختلف وفود میں باہر دورے پر جاتے رہتے ہیں۔ کمیٹی کے ارکان نے متعدد محکموں کے افسروں سے جو بات چیت کی ہے اُس میں یہ افسر اپنے محکموں کے فاضل عملے کو کم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اکثر وزارتوں میں عملہ زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ سات یا آٹھ وزارتوں میں ایک ہی کام کئی بار ہوتا ہے۔ کمیٹی کے ارکان نے اپنی تحقیقات کے دوران میں پتہ لگایا کہ سرکاری بنگلوں کی سجاوٹ پر جو رقم خرچ کی جاتی ہے۔ اس پر یقین نہیں آتا۔ متعدد بنگلوں کی سجاوٹ پر چالیس چالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ رہائش گاہوں پر جو ٹیلیفون لگے ہوئے ہیں اُن کے اتنے زیادہ بل نہیں آنے چاہئیں۔ کیونکہ وہ ذاتی ضرورت کے لئے نہیں لگائے گئے ہیں۔ اُن کو اُس میں بھی کوئی شق نظر نہیں آتی کہ سرکاری کاریں چھتیس ہزار میل سالانہ سفر طے کریں۔

چالیس افراد کا جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کے خزانہ پر بلاوجہ بوجھ کیوں ڈالا گیا

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۴ر نومبر ۱۹۵۷ء

یہ خرچ مُلک کیوں برداشت کرے

معاصر ڈان کراچی نے اپنے صفحہ اوّل پر اپنے خاص نامہ نگار کے حوالے سے یہ خبر شائع کی ہے پیرس ۱۲ر نومبر صدر سکندر مرزا اور بیگم سکندر مرزا آج پیرس سے اپنے پہلے یورپی سرکاری دورہ پر لزبن چلے گئے قیام پیرس کے دوران صدر اور اُن کی بیگم شہزادہ علی خاں کے مہمان تھے۔ مسٹر واجد علی اور اُن کی بیگم بھی شہزادہ کے ہاں ٹھہرے پارٹی کے باقی چالیس افراد کو سفارتخانہ نے پیرس کے ایک اوّل درجہ کے ہوٹل میں ٹھہرایا۔ سفارت خانہ نے چھ موٹریں بھی ان لوگوں کے ذاتی استعمال کے لئے مہیا کیں۔ اگرچہ صدر کا دورہ پیرس نجی تھا۔ صدر کی پارٹی کے ہر ممبر کے لئے مذکورہ بالا سہولتیں کراچی سے حکومت کی ہدایت کے مطابق مہیا کی گئیں۔

یہ رپورٹ ہمارے لئے حیران کن ہے۔ صدر کا دورہ پیرس نجی تھا۔ سرکاری نہیں تھا۔ یا تو مرکزی حکومت کو اپنی رپورٹ کی تردید کرنی چاہیئے یا یہ بتانا چاہیئے۔ کہ نجی دورہ میں مذکورہ بالا چالیس افراد کے ہوٹل میں قیام اور اُن کے لئے موٹروں کا انتظام حکومت پاکستان کی ہدایت کے مطابق سفارت خانہ نے کیوں اپنے ذمہ لیا۔ ایک طرف نئی وزارت نے عہدہ سنبھالتے ہی یہ اعلان کیا تھا کہ وہ غیر ملکی دوروں پر قیمتی زرمبادلہ ضائع نہیں کرے گی۔ دوسری طرف ابھی نئی وزارت کی عمر پورے تیس دن بھی نہیں ہوئی۔ اور چالیس آدمیوں کے اس لشکر کے پیرس جیسے مہنگے شہر میں قیام کا خرچ سرکاری خزانہ پر ڈال دیا گیا۔ اگر پیرس کا دورہ نجی تھا سرکاری نہ تھا تو یہ خرچ یہ اصحاب خود برداشت کریں۔ غریب ملک کیوں برداشت کرے۔

حکومت کی طرف سے جوا بازوں کی ہمت افزائی

روزنامہ "احسان" مورخہ ۱۹ر نومبر ۱۹۵۷ء

ریڈکراس میلے میں جوئے کے چھ اڈے قائم کر دیئے گئے

قماربازوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اپوا کے انتظامات

(نمائندہ خصوصی)

راولپنڈی۔ یہاں لیاقت باغ میں ریڈکراس کی آڑ میں جوابازی کے چھ اڈے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ حکام نے یہ اقدام بعض جواری ذہنیت رکھنے والے افراد کی فرمائش پر کیا ہے۔ ان اڈوں میں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اپوا کی طرف سے قریباً ہر اڈے کے اردگرد دو چار دوشیزاؤں کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ جو ماحول میں رنگینی اور دلکشی پیدا کرنے کے لئے اِدھر اُدھر منڈلاتی پھرتی ہیں۔ جُوا بازی کے اُن اڈوں پر پولیس کے سپاہیوں کے پہرے لگے ہوتے ہیں تاکہ ظاہر ہو سکے۔ کہ ملک میں جہاں ایک طرف پولیس معمولی جُوا بازوں پر چھاپے مار کر انہیں پکڑ لیتی ہے۔ وہاں دوسری طرف کچھ مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں پولیس کی زیر نگرانی قوم کو جُوا کھلایا اور کھیلنے کے ڈھنگ سکھائے جاتے ہیں جوئے کے ان اڈوں کے ٹھیکے قوم کے بعض معزز شہریوں نے لے رکھے ہیں۔ حکام اس بات سے مطمئن نظر آتے ہیں۔ کہ جب جُوا اس طرح کُھلا ہوگا تو فاقہ زدہ اور اقتصادی طور پر نڈھال قوم اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے کے لئے آن پہنچے گی۔ اور اس طرح اُن کا ایک لاکھ روپیہ جمع ہوگا۔ ایسا نظر آتا ہے کہ حکام کے نزدیک ایک لاکھ روپے کے بدلے قوم کے افراد کو جواری بنا دینے کا سودا کوئی مہنگا نہیں۔ انجمن خواتین کے ٹی سٹال پر گولڈ فلیک کا پیکٹ ایک روپیہ میں بکتا ہے۔ لیکن اُسے بلیک نہیں سمجھا جاتا۔ ریڈ کراس کا میلہ کل بھی جاری رہے گا۔ دوسرے پروگراموں کے علاوہ کل شام چار بجے موتی بازار اور مری روڈ کے ہیلتھ سنٹروں میں بچوں کی نمائش ہو گی۔ جس میں اچھے اور تندرست بچّوں کو بیگم یزدانی ملک مری روڈ میں اور بیگم بشیر سہگل موتی بازار میں دوسو روپے کے انعامات تقسیم کرینگی۔

پاکستان صلیب احمر کے سایہ میں

ہفت روزہ الجماعت۔ کراچی۔ ۳۰ر نومبر ۱۹۵۷ء

اگلے روز ایک دوست نے اصرار کے ساتھ دعوت دی تھی کہ ہمارے ساتھ چل کر پاکستان کی اسلامی مملکت کے دارالحکومت میں صلیب احمر کا میلہ دیکھیں۔ یہ عیسائیت کی عملی تبلیغ کا "سرکاری اجتماع" زنگل روڈ پر ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن" کے وسیع اور عریض احاطہ میں لگایا ہے۔ ہمیں وہ دوست صرف یہ دکھانے کے لئے لے گئے کہ اس عظیم الشان میلہ کے سب سے بڑے گیٹ پر اس قدر عظیم سرخ صلیب لکڑی سے تیار کی گئی ہے کہ اُس صلیب سے ہی بہت بڑا گیٹ بن گیا ہے اور اسلامی جمہوریہ کے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو اس صلیبی گیٹ کے سایہ میں سے لازماً گزرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر طرف سرخ صلیبوں کا ایک سیلاب ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ساری عیسائیت اور پاپائے روم کے لشکر کراچی میں جمع ہو گئے۔

جگمگاتی صلیب احمر

دُور سے ایک بہت بڑی سُرخ صلیب بجلی کی رنگین روشنیوں سے جگمگاتی ہوئی نظر آئی۔ رنگ برنگ کے بجلی کے قمقمے ایک لمحہ میں بجھتے پھر روشن ہو جاتے یہ ایک اتنی دیوپیکر سرخ صلیب کا ڈھانچہ تھا۔ جس کا ایک بڑا گیٹ بن گیا ہے۔ اندر جو کھیل تماشے ہو رہے تھے وہ تو آج کل پاکستان کی زندگی کا گویا جزو بن گئے ہیں۔ لیکن سارے میلہ پر سرخ صلیب کی عظمت معاذ اللہ اس طرح حاوی کی گئی تھی کہ آدمی ایسا ہی محسوس کرتا تھا کہ اسلامی مملکت میں نہیں بلکہ عیسائیوں کے کسی شہر میں ہے۔ جہاں صلیب کے سایہ کے نیچے سب کچھ ہو رہا ہے۔

جوئے کا کاروبار

شہید لیاقت مرحوم کے عہدِ وزارت میں پاکستان کے شروع میں بیگم لیاقت علی خاں نے اپنی نگرانی میں صلیب احمر کا ایک اس سے بھی بڑا میلہ لگوایا تھا۔ اور اُس میں کراچی کے ممتاز مسلمان گھرانوں کی دوشیزہ لڑکیوں کے سٹال لگوائے تھے۔ مسلمان لڑکیاں پھولوں کے ایک بڑے سٹال میں پھولوں کے تحفے پیش کرتی تھیں وہاں لڑکیوں کے ساتھ اوباش لوگوں نے وہ سلوک کیا تھا اور اس قدر ہنگامہ ہُوا تھا کہ پولیس کو آکر مداخلت کرنی پڑی تھی اُس وقت بھی جوئے کے کافی سٹال لگائے تھے۔ ہم نے سارا میلہ تو دیکھا نہیں لیکن لوگ بتا رہے تھے کہ اس مرتبہ صلیبی میلہ لگا اُس میں بھی بڑے پیمانہ پر جوئے کا کاروبار ہو رہا ہے۔

یہ میلہ ہفتہ تک جاری رہا۔ حیرت ہے۔ کہ پاکستان کی اسلامی مملکت کے اندر سرکاری نگرانی میں اور سرکاری انتظامات کے ساتھ صلیب کا پرچم لہرایا جاتا ہے۔ اور صلیب کا سرخ نشان مسلمانوں کے دل ودماغ پر مسلط کر کے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے میدان فراہم کیا جاتا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ زخمیوں اور بیماروں کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مسلمان یہ تاثر لیں کہ صلیب احمر جو عیسائیت کا نشان ہے اُس کے زیر سایہ سب انسانی ہمدردی کے کام ہوتے ہیں مسلمانوں کا کوئی ایسا اسلامی ادارہ نہیں جو زخمیوں بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کر سکے۔

سارے پاکستان میں صلیب احمر

صلیب احمر کا یہ سرکاری میلہ صرف کراچی میں منعقد نہیں ہوتا۔ پاکستان کے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان صلیب احمر کے میلے سرکاری نگرانی میں لگواتے ہیں۔ آخر کیا بات ہے۔ کہ مرکزی حکومت پاکستان کی اسلامی غیرت اور حمیت اس قدر کیوں مردہ ہو چکی ہے۔ یہ لوگ اپنی کرسیوں کی ناپاک جنگ میں اس قدر محو ہیں کہ ان کو "صلیبی جنگوں" کی تاریخ سے ذرا بھی سبق حاصل نہیں ہوتا بھارت میں ہر چیز کو ہندو تہذیب کا رنگ دیا جا رہا ہے۔ لیکن پاکستان میں جہاں قرآن اور سنت کا دستور نافذ ہو رہا ہے۔ اتنی اتنی بڑی دیوہیکل نئی نئی سرخ صلیبیں کھڑی کی جا رہی ہیں جو یہاں کبھی انگریزوں کے زمانہ میں بھی کھڑی نہیں کی گئی ہونگی۔ انگریزوں کو اپنی حکومت کے زمانہ میں بھی یہاں اس قسم کی جرأت نہ ہوئی۔

رہبران جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کے گرے ہوئے اخلاق

"قومی اسمبلی میں شرمناک ہنگامہ۔ ممبر کھلم کھلا گالی گلوچ پر اتر آئے" آپ بے ایمان ہیں۔ اوئے بیٹھ جا۔ آپ بکواس کر رہے ہیں۔ باہر نکل کر دیکھو" کیا ایں ایں کرتا ہے۔ تمہارا لیڈر امریکہ میں عورتوں کی تصویریں لیتا پھرا" بدمعاش کہیں کے تہذیب سیکھو" ارے داڑھی تو بیٹھ جا، یہ ہیرا منڈی لاہور کے قابل ہے"۔ ڈپٹی اسپیکر نے ساری گالی گلوچ اسمبلی کے ریکارڈ سے خارج کرنے کی درخواست مسترد کر دی"

از جنگ کراچی مورخہ ۴ مارچ ۱۹۵۸ء

مسلمان قوم سے سوال

اے میری قوم کیا تو ہی نے اس قسم کے گرے ہوئے اخلاق والوں کو مملکت پاکستان کے چلانے کے لئے ووٹ دے کر بھیجا ہوا ہے؟

موجودہ دور کے راہنمایان قوم کا حال تو سن لیا۔ اس بدنصیب جمہوریہ پاکستان کی آئندہ باگ ڈور سنبھالنے والی نسل جدیدہ کے اخلاق کا ملاحظہ فرمائیے۔ روزنامہ نوائے پاکستان ۲۰ فروری ۱۹۵۸ء

"ساٹھ فی صدی طوائفوں کی روزی کا دارومدار طلبا پر ہے۔ پولیس کے اعلیٰ حکام کے سامنے رپورٹ پیش کر دی گئی"

سٹاف رپورٹر

لاہور۔ ۱۸ فروری معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے بدنام ترین محلہ ہیرامنڈی (لاہور) کا چکلہ کا جائزہ لینے کے لئے اعلیٰ پولیس حکام نے جو پولیس افسر تعینات کئے تھے۔ انہوں نے ایک رپورٹ مرتب کر کے اعلیٰ حکام سپرد کر دی ہے۔ مزید معلوم ہوا ہے۔ کہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے۔ کہ ہیرا منڈی میں لاہور کے کالجوں اور سکولوں کے ساٹھ فیصدی طلبا ہر روز داد عیش دیتے ہیں

پاکستان میں اسلامی احکام کی توہین

مندرجہ ذیل پوسٹر ملاحظہ ہو۔

"اسلامی مملکت میں" "عریانی کا عروج"

سید نصرت حسن ڈپٹی کمشنر ملتان کی طرف سے اشتہار شائع ہوا ہے۔

۲۱ر ۲۲ر فروری ۱۹۵۸ء کو ملتان میں اولمپک کھیلیں ہوں گی۔ جن میں

(ب) پچاس خواتین بھی حصہ لینگی

ظاہر ہے کہ یہ خواتین نیم عریاں لباس میں ہوں گی۔ اور مردوں کے شانہ بشانہ "مقابلہ میں حصہ لیں گی"

غیر محرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط اور ایسی مخلوط تقریبات میں خواتین کا بے حجابانہ حصہ لینا اسلام میں قطعاً ممنوع ہے اور اس بارے میں تمام دنیا کے جدید و قدیم علماء پوری طرح متفق ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (الآیۃ)

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مومن مردوں اور عورتوں کو فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ (مشکواۃ شریف) ص۲۷۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو (غیر محرم عورتوں کو) دیکھنے والے پر اور اس پر جسے دیکھا جائے۔ علامہ اقبال مرحوم نے مسلمان خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ؎

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں کہا گیا ہے

دفعہ ۲۵ (۱) ایسے اقدامات کئے جائیں گے جن سے مسلمانان پاکستان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو کتاب و سنۃ کے مطابق ترتیب دے سکیں .... پھر دفعہ ۲۵ (۲) ج میں یہ طے کیا گیا ہے۔

"جہاں تک مسلمانان پاکستان کا تعلق ہے مملکت پاکستان لازماً اس بات کی کوشش کرے گی کہ ان کے اندر اتحاد اور اسلام کے اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ جائے"

ہم ملتان کے ڈپٹی کمشنر صاحب اور دوسرے متعلقہ حضرات سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا قانوناً اخلاقاً اور شرعاً آپ کے لئے یہ روا ہے کہ آپ اس طرح کتاب و سنت کے احکام کو پامال کر کے ان کھیلوں میں نیم عریاں عورتوں اور مردوں کے بے حجابانہ اختلاط کو لازماً رائج کریں۔ الیس منکم رجل رشید؟ کیا پاکستان کے ارباب و اقتدار میں کوئی بھلا آدمی بھی ہے جو دینی محبت اور قومی غیرت کی اس فریاد کو سن کر اس بیحیائی کے انسداد پر آمادہ ہو سکے؟

اپیل

ہم اپنے عوام بھائیوں سے بھی پرزور اپیل کرتے ہیں کہ آپ کا مقام اور آپ کا فرض بہت اہم ہے۔ آپ پوری قوت سے اس قسم کے عریاں میلوں کا بائیکاٹ کر دیں۔ اور منتظمین لہو و لعب پر یہ واضح کر دیں کہ ہم بحیثیت مسلمان کے اس قسم کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا سکتے ہیں اور یہ کہ ہم نے پاکستان کی جد و جہد ایسے منحوس مقاصد کے لئے نہیں کی تھی۔ تاکہ آئندہ ان لوگوں کو آپ کے جذبات سے کھیلنے کی جرأت نہ ہو۔

- خدا بخش غفرلہ، امیر جماعت علمائے اسلام ملتان شہر
- اختر حسین، صدر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان شہر
- محمد عبدالرشید صدیقی، ناظم جمعیۃ اہل حدیث ملتان
- خان محمد ربانی، امیر جماعت اسلامی ملتان

المشتھر:۔ حکیم سید انور علی شاہ، کنوینر مجلس انسداد فواحش ملتان شہر

مبارک صد مبارک

میں (احقر الانام احمد علی) اشتہار پر دستخط کرنے والے حضرات کی خدمت میں مبارک صد مبارک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔ (بہترین جہاد وہ ہے جو ظالم

بادشاہ کے روبرو حق کا کلمہ کہدیا جائے) کا حق ادا کر دیا۔

ڈپٹی کمشنر صاحب کی خیر خواہی

میرے بھائی سید نصرت حسن اگر موجودہ حکومت کے ایک تھرڈ کلاس جج کی عدالت میں کوئی شخص عدالت کی توہین کا کوئی فقرہ کہدے تو اُس پر توہین عدالت کا مقدمہ حکومت کی طرف سے چل سکتا ہے

تو کیا

شاہنشاہ حقیقی عز اسمہٗ و جل مجدہٗ کے آسمانی قانون (قرآن مجید) کی جو شخص توہین کرے گا اس پر توہین قرآن کا مقدمہ نہیں چل سکتا۔ میرے بھائی چونکہ آج کل سب تم جیسوں کی ملی بھگت ہے۔ اس لئے سرکاری افسروں نے تمہارے خلاف مذکور الصدر توہین اسلام کا کوئی ایکشن نہیں لیا۔ مگر مسلمانوں کی غیرت نے گوارا نہیں کیا اور وُہ تمہارا اعلان سُنتے ہی آتش بنعل ہو گئے اور دُرد دل رکھنے والے مسلمانوں نے اپنے نمائندوں کی معرفت تمہارے خلاف اعلان کروایا۔ میرے بھائی یاد رکھو دُنیا میں تو تمہیں اس جرم کی سزا نہیں ملی۔ مگر قیامت آنے والی ہے اس دن تمہارے متعلق

شاہنشاہ حقیقی کی عدالت میں

یہ مقدمہ پیش ہوگا اور ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں مسلمان جنہوں نے تمہارا اشتہار پڑھا ہوگا۔ وہ احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہونگے۔ اے اللہ جس قرآن پر ہم مسلمانوں کا ایمان تھا اور جس کی حرمت پر ہم جان دینا بھی معمولی کھیل سمجھتے تھے۔ اس کی اس شخص نے توہین کی تھی۔ اس مجرم کو سزا دے کہ ہمارے دلوں کی آہوں کو ٹھنڈا کیا جائے۔ میرے بھائی

پھر سوچ لو

احکم الحاکمین کے دربار سے تمہارے متعلق کیا فیصلہ ہوگا۔ اور اس جہان میں ہر مجرم کی سزا کے لئے ایک ہی جیلخانہ ہے۔

بچاؤ کی صورت

میرے بھائی تمہاری خیر خواہی کرتے ہوئے قیامت کے دن کی سزا سے بچنے کے لیے تمہیں بچاؤ کی صورت بتلاتا ہوں

وہ اللہ تعالیٰ کے

مندرجہ ذیل اعلان

میں ہے۔ (اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پ ۲۔ ترجمہ بے شک جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا۔ پس یہی لوگ ہیں کہ میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہوں

حاصل

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان میں یہ چیز بالکل واضح ہو گئی ہے کہ اگر بالفرض کوئی شخص ایسا کام بھی کرے۔ جس کے باعث اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت پڑ چکی ہو۔ اگر وہ شخص اس گناہ سے سچے دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ لہٰذا اگر میرے بھائی نصرت حسن صاحب سچے دل سے توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں یقیناً یہ گناہ معاف فرمائے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

نظام حکومت کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ عہدہ لینے میں ذاتی اغراض ہوں

پاکستان کا آئندہ وزیر اعظم میں بنوں گا سہروردی کا اعلان

روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۵۸ء ص ۱

ہوتی مردان کے کرنل امیر محمد خاں نے وزیر اعلیٰ بننے کی کوشش شروع کر دی

روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۵۸ء ص ۱

ان اعلانات کا

حاصل یہ ہے کہ یہ نہیں کہ رائے عامہ

انہیں منتخب کر کے اس عہدہ پر پہنچائے بلکہ یہ خود خواہشمند ہیں کہ ہم ذاتی طور پر کوشش کر کے اس منصب پر فائز ہو جائیں اسلام کا اعلان یہ ہے کہ جو شخص مسلمانوں کا کوئی عہدہ مانگ کر لے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد چھوڑ دیتا ہے۔ پھر آپ خود

اندازہ لگائیں

کہ جن کی پشت پناہی میں اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں ہوگی۔ وہ لوگ اپنے ملک یا اپنی قوم کا کیا بھلا کر سکتے ہیں۔

قاید ملت لیاقت علیخاں مرحوم کے قتل کی فائل چرا لی گئی

روزنامہ آفاق لاہور۔ مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۹۵۷ء ص ۱

مسروقہ دستاویزات میں بعض سمگلروں اور سرکاری افسروں متعلق کاغذات شامل ہیں۔

انسپکٹر جنرل پولیس کے مکان میں چوری کی پُر اسرار واردات

کراچی ۲۲ جون۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سپیشل پولیس کے انسپکٹر جنرل مسٹر ایس این عالم کے مکان سے بعض دیگر اہم سرکاری دستاویزات کے علاوہ قائد ملت لیاقت علیخاں مرحوم کے قتل سے متعلق فائل بھی چوری کر لی گئی ہے۔ مسٹر ایس این عالم کے مکان پر چوری کی یہ پُر اسرار واردات ۱۶ جون کو ہوئی تھی۔

عبرتناک واقعہ

جب انسپکٹر جنرل پولیس کے ہاں چوری ہو سکتی ہے جو امن مملکت کے اعلےٰ ذمہ دار ہیں اور چوری بھی ایسی اہم کہ جس میں قائد ملت لیاقت علیخاں مرحوم کے قتل کی فائل ہو تو پھر اس مملکت میں رعایا کا فقط خدا ہی حافظ ہوگا۔

مغربی پاکستان خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہے

برادران اسلام آج کے خطبہ میں بندہ نے مغربی پاکستان کے نظم و نسق یا عوام اور خواص کی اخلاقی حالت کا جو نقشہ پیش کیا ہے۔ وہ محض میرے خیالات یا معلومات پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ وہ واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔ جو اخبار نویسوں کی معرفت منظر عام پر آ چکے ہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں ناظرین نے پڑھے ہیں اور کانوں نے سُنے ہیں۔ اگر

یہ واقعات واقعی نہیں۔ بلکہ فرضی ہوتے تو حکومت ان اخبار نویسوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکتی تھی۔ مگر باوجودیکہ سی آئی ڈی کا محکمہ ماشاء اللہ اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ پھر حکومت کا خاموش رہنا اس امر کی غماضی کرتا ہے کہ حکومت ان بد عنوانیوں کو صحیح خیال کرتی ہے۔ اور حکومت سمجھتی ہے کہ اگر ان واقعات کی مزید چھان بین کی گئی تو خدا جانے ان بد عنوانیوں کے اور کتنے گوشے منظر عام پر آجائیں گے۔ اور حکومت کو اور زیادہ شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اس لیے مصلحت اسی میں ہے کہ چپ رہا جائے۔

مثلاً سید نصرت حسن صاحب

ڈپٹی کمشنر ملتان کا واقعہ لیجئے۔ (جو اس سے پہلے ذکر کر چکا ہوں) کہ انہوں نے ایک اشتہار میں اعلان کیا کہ ملتان میں اولمپک کھیلیں ہوں گی۔ اور ان میں پچاس خواتین بھی حصہ لینگی۔ اس اعلان پر ملتان کے تمام مذہبی فرقوں کے رہنما سخت طیش میں آئے۔ اور انہوں نے ڈپٹی کمشنر کے خلاف اشتہار دیا کہ اللہ تعالےٰ تو قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ مرد کسی اجنبی عورت کو نہ دیکھیں اور عورتیں کسی اجنبی مرد کو خصوصی توجہ سے نہ دیکھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنے والے اور (اپنے آپ کو) دکھانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اس لئے ہم مسلمان اس امر کو برداشت نہیں کر سکتے کہ عورتیں بن ٹھن کر اور لنگر لنگوٹے کس کر مردوں کے شانہ بشانہ میدان میں آئیں اور اچھلیں اور کودیں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ مسلمانوں کے راہنماؤں کے اعلان سے ڈپٹی کمشنر صاحب دب گئے اور

حکومت چپ ہوگئی

حکومت نے مسلمانوں کے خلاف یہ ایکشن نہیں لیا کہ آپ لوگوں نے ہمارے ایک معزز سرکاری عہدہ دار کی توہین کی بیباکانہ للکار خود ہتھیار۔ حکومت جانتی تھی کہ اس معاملہ میں پکڑ دھکڑ کرنے سے کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان پھر ۱۹۵۳ء کی ختم نبوت کی تحریک کی یاد تازہ کر دیں

لگ جائیں۔ کیونکہ تب بھی جھنڈا علماء کے ہاتھ میں تھا۔ اور اب بھی جھنڈا علماء کے ہاتھ میں ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح پہلے علماء نے توہین ختم نبوت کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کو اپنے گرد جمع کر لیا تھا اب کہیں توہین شریعت اسلامی کا نعرہ لگا کر اپنے گرد جمع نہ کر لیں اور مسلمان جذبۂ جہاد کے ماتحت اسی طرح ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر بستی سے نکل کر میدان میں آجائیں گے اور جس طرح تب حکومت کو باوجود ساری فوجوں کے اور تمام آلات جنگ کے شکست فاش ہوئی تھی کہیں پھر ایسا نہ ہو۔ اس لئے میں اپنی حکومت کو

مبارکباد دیتا ہوں

کہ آپ نے اپنے ڈپٹی کمشنر کی توہین برداشت کر لی۔ مگر مسلمانوں کو نہ چھیڑا میری حکومت پاکستان نے بڑی عقلمندی سے کام لیا۔ خدا کرے کہ آئندہ بھی حکومت اسی طرح پر کاربند رہے۔ تاکہ پاکستان زندہ اور تابندہ رہے۔ آمین یا الہ العالمین

پہلا سوال

کیا پاکستان کی ان خطرناک بیماریوں کا علاج بھی ہو سکتا ہے

جواب

یقیناً ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ مریض کرنا چاہے۔ یعنی جن لوگوں کے ہاتھ میں اسکی باگ ڈور ہے۔ وہ اس پر آمادہ ہو جائیں۔

دوسرا سوال

علاج کون کرے گا

۱

وہ علماء کرام جن کے سینے میں قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہوگا۔ اور اپنے اسلاف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طرز حکومت کو اپنے لئے راہ نما بنائیں گے۔ اور جس طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان بنیادوں پر سب سے بڑی حکومت دنیا میں قائم کر دی تھی۔ اس وقت دنیا میں دو ہی بڑی سلطنتیں تھیں۔ مغرب میں قیصر کی حکومت اور مشرق میں کسریٰ کی حکومت تھی۔ ان حضرات کے مبارک زمانہ سے لے کر

جو چیزیں اب تک موجود ہیں وہ کتاب و سنت ہی تو ہیں۔ ان چند سطور کا حاصل یہ نکلا کہ پاکستان کو

۲

علماء کرام کے ساتھ تعلیمیافتہ طبقہ میں سے وہ لوگ ان کے مشیر یا دست و بازو بنائے جائیں۔ جن کے دل میں کتاب و سنت کی صداقت کا یقین ہو اور ان کے دل میں یہ جذبہ موجزن ہو کہ خدا کرے کہ کتاب و سنت کے مطابق ہماری حکومت کا نظام قائم ہو جائے۔ اور وہ اسلام کے نظام کے ایسے دلدادہ ہوں کہ ساری دنیا کے نظاموں پر اسلامی نظام کو دل سے فائق سمجھیں اور خود بھی عامل ہوں۔

۳

حدود میں اسلامی قانون کا نفاذ ہو

مثلاً

۱

اگر زانی غیر شادی شدہ ہو تو اُسے سو درے لگائے جائیں۔ اور شادی شدہ ہو تو اُسے رجم کیا جائے۔

اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی زیادہ مہربان نہیں ہو سکتا۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ اس مرض کے مریضوں کے لئے اس سے بہتر اور کوئی نسخہ شفا نہیں ہو سکتا۔

اسلامی سلطنت عظمیٰ کی بنیاد

تو خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی تھی اور حضور انور کے دنیا سے روپوش ہو جانے کے بعد انہیں اصولوں پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو چلایا اور فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے اس سلطنت عظمیٰ کو تکمیل پر پہنچایا۔ اس طریق سلطنت پر ہندوستان کے ہندوؤں کے بہت بڑے لیڈر

مسٹر گاندھی

نے جب تقسیم ملک سے پہلے انگریزوں کے ہاتھ سے وزارتیں لے کر ہندوؤں کو دی تھیں تو اس وقت ہندو وزراء سے یہ کہا تھا کہ ایسی حکومت قائم کرو۔ جیسی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کی تھی۔

ایک عجیب نتیجہ

مسٹر گاندھی کے اس اعلان سے یہ عجیب نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ آج بھی دنیا میں وہ اصول زندہ ہیں جو ابوبکرؓ اور عمرؓ نے نظام حکومت میں استعمال کئے تھے ان اصول کا مجموعہ سوائے اس کے کہ قرآن مجید ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ب

چور کا ہاتھ کاٹا جائے

ج

کسی پر بے جا تہمت لگانے والے کو ۸۰ دُرّے لگ جائیں

علیٰ ہذا القیاس

شراب خواری۔ جوابازی۔ رشوت خواری وغیرہ جرائم کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔ اور مجرم خواہ امیر ہو یا غریب۔ رعایا کا فرد ہو یا حاکم ہو ہر ایک مجرم کو یکساں سزا دی جائے

جرائم کی روز افزوں ترقی

کا اصلی باعث بھی یہی ہے کہ مجرموں کو سزا نہیں ملتی۔ اس لئے ان کے حوصلے اور بڑھتے جاتے ہیں۔

د

تمام اسکولوں اور کالجوں کے نصاب تعلیم میں کتاب و سنت کی تعلیم حسب ضرورت لازمی قرار دی جائے۔

ھ

تمام پاکستان میں پنجوقتہ نماز لازمی قرار دی جائے۔ ترک نماز کا جرم قابل دست اندازی پولیس ہو۔

و

تمام پاکستان میں فوجی تعلیم لازم کی جائے نہ فقط سکولوں اور کالجوں میں بلکہ پاکستان کے ہر مرد باشندہ کو لازمی طور پر فوجی پریڈ سکھائی جائے اور اسلحہ کے استعمال کی مشق کرائی جائے تاکہ ضرورت کے وقت ہر مسلمان پاکستان کی حفاظت کے لئے میدان میں آ سکے۔

پاکستان زندہ باد

انشاء اللہ تعالیٰ مجوزہ صدر پروگرام پر عمل کرنے سے ہمارا پاکستان زندہ۔ تابندہ۔ درخشندہ اور پائندہ ہو جائے گا۔

وما علینا الا البلاغ

اے تعلیم یافتہ حضرات

اگر آپ اجازت دیں تو کیا آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے پاکستانی خزانے سے آج تک لاکھوں روپیہ بصورت تنخواہ وصول کیا اور لاکھوں روپیہ غیر ممالک کی سیر و تفریح میں خرچ کیا اور دوسرے ممالک میں اجنبی عورتوں سے ڈانس بھی کیا۔ پاکستانی روپے سے غیر ممالک میں جا کر دوسروں کو خوب شراب پلائی اور خود بھی پیٹ بھر کر پی اس غریب اور مفلس قوم کا روپیہ برباد کر کے اپنی قوم کا کیا بھلا کیا ہے۔ آپ نے وہی کیا جو اپنا کچا چٹھا سُن چکے ہیں۔

بایں ہمہ مولوی بڑے بے ایمان

ہیں۔ میرے تعلیمیافتہ بھائیو مسلمان کا ایمان ہے کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس دن ہر ایک انسان سے اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ کہ اپنے خالق کے لئے کیا کیا تھا۔ اور اس کے دین کی کیا خدمت کی تھی اور خود دین الٰہی کی کتنی پابندی کی تھی اس دن اکیا جواب دینگے۔ کیا اس دن آپ یہی جواب دیں گے کہ شراب پیا کرتے تھے۔ پرائی عورتوں سے ڈانس کیا کرتے تھے۔ ثقافت اسلامی کے نام سے رقص و سرود کی محفلیں رچایا کرتے تھے اور ۸۰-۸۰ ہزار روپیہ اے اللہ تیرے بندوں کی کمائی کا (جو ٹیکسوں سے وصول کیا کرتے تھے) ان رنگ رلیوں پر صرف کیا کرتے تھے اور جب

علماء دین ان حرکتوں پر

ہمیں متنبہ کیا کرتے تھے تو ہم جواب میں کہا کرتے تھے کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔ مولوی کیا جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ

میرے بھائیو خدا سے ڈرو

خدا تعالیٰ قہار ہے اور جبّار ہے۔ جب تمہیں پکڑے گا تو تمہیں اس کی گرفت سے کوئی بھی بچا نہیں سکے گا۔

قرآن مجید کی تعلیم سے بے نیاز ہونیوالے بھائیو غور سے سُنو

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ

ترجمہ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہ سُنائی جاتی تھیں پھر تم انھیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں تو بےشک ہم ظالم ہونگے۔ فرمائے گا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔

اب سُنئے! اسلام کے حفظ و بقا کیلئے علماء کرام نے کیا کیا اقدام

ہفت روزہ اقدام مورخہ ۵/جنوری ۱۹۵۸ء۔

مذاکرہ کا افتتاح کرتے ہوئے صدر مملکت جناب میجر جنرل سکندر مرزا نے "تنگ نظر ملائیت پر بھرپور حملے کرنے کی کوشش فرمائی اور اہل علم و نظر کو دعوت دی۔ وہ اسلام کے سرمدی اور جاودانی اصولوں کو ملا ازم کی غلط روایات سے علیحدہ ہو کر ضروریات زمانہ کے مطابق پرکھیں اور مقتضیات حاضرہ پر ان کا انطباق کریں۔

کاش صدر مملکت اس قسم کی فرسودہ اور بے معنی طرز تخاطب کی بجائے اس موقعہ پر زیادہ ٹھوس اور زیادہ وزنی ارشادات اپنے نطق ہمایوں سے ادا فرماتے۔

"ملا ازم کے خلاف ہر تھرڈ کلاس گریجوایٹ اور ہر سیاسی نٹ کھٹ گرجنے اور برسنے کا عادی ہے۔ اس لئے صدر مملکت نے اس فرسودہ زمین پر طبع آزمائی فرما کر کوئی نئی بات نہیں کی۔ مزا تو جب تھا کہ اس بین الاقوامی اجتماع میں صدر مملکت اپنے بلند منصب اور بیش بہا اعزاز کے مطابق تاریخ کی کچھ باتیں بھی کہتے اور حالات حاضرہ کے تقاضوں کے مقابلہ میں اسلام کے موجودہ اور مستقبل کے زوال کا ذکر بھی فرماتے تاکہ صرف قومی اخبارات میں چھپنے کی بجائے ان کی تقریر دلپذیر بین الاقوامی پریس کے لئے بھی کاپی بن سکتی۔

۱۔ کیا صدر مملکت کو یہ معلوم نہیں کہ جب برطانوی، فرانسیسی۔ ڈچ اور ہسپانوی امپیریلزم نے مشرق میں اپنے پاؤں پھیلائے اور ایشیا کے ممالک ان قہرمانی طاقتوں کے سامنے پس گئے اور مسلمانوں کی سلطنتوں کے چراغ ایک ایک کر کے گل ہو گئے تو وہ یہی مُلا ہی تھے۔ جنہوں نے کرانٹوں کے الحاق اور زندقہ اور ان کی تہذیب و تمدن کے مسموم اثرات سے جمہور اسلام کو محفوظ رکھنے کے لئے منظم جدو جہد کی؟

۲۔ کیا صدر مملکت اس بات سے بے خبر ہیں کہ اگر ملا ازم نے حاکموں کی فتوحات کے سیلاب کے سامنے اپنے فناٹسزم اور شدت تعصب کی شکل میں چٹان کی مانند ڈٹ نہ گئی ہوتی تو اس میں جاہ پرست طبقوں سے لے کر مسلم جمہور سب ہی خس و خاشاک کی طرح بہ گئے ہوتے

۳۔ کیا جناب میجر جنرل سکندر مرزا اس حقیقت سے ناآشنا ہیں کہ سلطنت ختم ہو جانے کے باوجود ملاؤں کی وجہ ہی سے ہماری سماجی زندگی اسلام کے رُخ پر قائم ہوئی۔

۴۔ کیا یہ مُلّا ہی نہ تھے جنہوں نے ہمارے بچوں کی پیدائش پر کان میں اذان کہنے کی رسم اور موت کے آخری دموں پر یٰسین کی تلاوت پر اصرار سے مسلم عوام اور خواص میں اسلامی احساس کو بیدار رکھا۔

اگر مُلّا اس تعصب سے کام نہ لیتے تو آج مسلمانوں کے بچے الیگزنڈر اور جان کہلانے والے تو ہوتے لیکن اسکندر اور خلیق الزمان کہلانے والے خال خال ہی نظر آتے۔

۵۔ آخر یہ کس کا اعجاز ہے کہ سلطنت ختم ہو جانے کے دو سو سال بعد بھی ظلمتکدہ ہند میں نو دس کروڑ فرزندانِ توحید موجود تھے اور فرنگی کے منحوس اور تاریک سایوں کے باوجود ان کی سیاسی اور سماجی زندگی اپنے انوکھے پن سے قائم تھی۔

۶۔ اگر آج بھی تاریخ کا دیانتداری سے مطالعہ کیا جائے تو بیسویں صدی میں اسلامی مُلکوں میں نئی قومی تحریکوں میں ان لوگوں ہی کا ہاتھ تھا۔ جنہیں آج کے پڑھے لکھے جاہل لوگ مُلّا کٹ مُلّا متعصب، اور تنگ نظر کے نام سے پکارتے ہیں۔

۷۔ مسلمانوں کی قومی زندگی میں جس قدر قربانیاں مُلّاؤں نے کی ہیں۔ اُس کا عشرِ عشیر بھی فرنگی کی معنوی اولاد نے نہیں کیں۔ حضرت علامہ اقبال نے انہی جذبات سے متاثر ہو کر مُلّا کو اس طرح خراجِ تحسین پیش کیا تھا۔

افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
مُلّا کو اُس کے دشت و دمن سے نکال دو

شانِ دارالعلوم

بابائے صحافت حضرت مولانا ظفر علیخان صاحب کی طرف سے علمائے دین کی خدمت دین کا اعتراف

شاد باش و شاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں اسلام کا جھنڈا کیا تو نے بلند
ملتِ بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند
حکمتِ بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند
اسم تیرا باِمسمیٰ ضرب تیری بے پناہ!
دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند
تیری رجعت پر ہزار اقدام سو جانِ نثار ہے
قرنِ اولیٰ کی خبر لاتی تیری الٹی زقند
تو علمبردار حق ہے، حق نگہبان ہے ترا
خیلِ باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند

ناز کر اپنے مقدّر پر کہ تیری خاک کو
کر لیا ان عالمانِ دین قیم نے پسند
کفر ناچا جن کے آگے بارہا انگلی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند
جان کر دینگے جو ناموسِ محمدؐ پر فدا
حق کے رستے میں کٹا دینگے جو اپنا بند بند
اس میں قاسمؒ ہوں کہ انور شاہؒ کہ محمود الحسنؒ
سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند
گرمیٔ ہنگامہ ہے تیری حسین احمدؒ سے آج
جن سے ہے پرچم روایاتِ سلف کا سربلند

تقسیم ملک کے بعد علماء کرام نے کیا کیا

مملکت خداداد پاکستان کی گزشتہ دس سالہ زندگی میں تعلیمیافتہ طبقہ نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ سُن چکے ہیں کہ سوائے پارٹی بازی کی لڑائی کے اور اپنی پارٹی کو بر سر اقتدار لانے کے اور ایک دوسرے کی پارٹی کے گرانے کے اور انہوں نے کیا کیا ہے۔ مُلک کے باشندے اشیاء کی گرانی کے باعث سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ بقدر ضرورت کار و بار نہ ملنے کے باعث پریشان حال ہیں۔ ایک دفعہ میں نے گرم صدری کے لئے کپڑا خریدا جو ۱۹ روپے گز کے حساب سے ملا۔ درزی میرے ساتھ تھا وہ کہنے لگا۔ جی انگریز کے وقت میں یہ کپڑا ہم ۱۹ آنے گز کے حساب سے خریدا کرتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر چیز کی گرانی ناقابلِ برداشت ہے۔ علماء کرام نے تقسیم مُلک کے بعد مدارس عربیہ قائم کئے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کرنے والے پیدا ہوں۔

چنانچہ اس قسم کے بڑے بڑے چھ عربی مدرسے نئے قائم ہوئے ہیں

۱

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

اس کے بانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ حقانی سابق مدرس دارالعلوم دیوبند ہیں

کوائف

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سال گزشتہ رمضان سے پہلے کی رپورٹ

نوٹ:۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۳۶۷ھ میں دارالعلوم حقانیہ کا بنیاد توکلاً علی اللہ دارالعلوم دیوبند اور حضرات اکابر کے طریق کار کو محفوظ رکھتے ہوئے رکھا گیا۔ اللہ کے فضل سے اُسے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس قلیل عرصہ میں ساڑھے تین سو طلباء باقاعدہ سند فراغت حاصل کر کے ملک و بیرون ملک میں دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ والحمد للہ

شعبۂ عربی علوم دینیہ۔ سال رواں میں طلباء علوم دینیہ کی تعداد تین سو تیس

تعداد اساتذہ ۹ عدد

شعبۂ تجوید و قرأت	ایک ماہر قاری
شعبۂ افتا و تبلیغ	ایک ماہر و فاضل مفتی
شعبۂ تعلیم القرآن (درجۂ پرائمری) سال رواں میں تعداد طلبہ	پانچ سو
تعداد اساتذہ	۷ عدد

نصاب تعلیم۔ عصری ضروری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت ۱۹۴۷ء میں حضرت شیخ العرب والعجم امام العصر مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ اس شعبہ کا افتتاح اپنی تشریف آوری کے موقعہ پر فرمایا۔ اس عرصہ میں کئی ہزار بچے اس درجہ سے فیضیاب ہوئے ہیں۔

کُل تعداد طلبہ دارالعلوم حقانیہ درجہ عربی و فارسی	آٹھ سو تیس ۸۳۰
کُل تعداد اساتذہ کرام	سترہ ۱۷

اخراجات

ماہانہ خرچ کا تخمینہ اوسطاً	ساڑھے چھ ہزار روپیہ
سالانہ اخراجات کا بجٹ رسال رواں	اٹھہتر ہزار روپیہ

درجہ عربی کے تمام طلبہ کی ضروریات کتب قیام روشنی ادویہ و صابن ضروریات امتحانات وغیرہ کا دارالعلوم کفیل ہے۔ مطبخ سے اس سال دو سو طلبہ کو صبح و شام کھانا دیا جاتا رہا ہے

تعمیرات:۔ تقریباً ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے دارالعلوم کے لئے ایک شاندار عمارت تیار ہو چکی ہے جو درسگاہوں اور دفاتر پر مشتمل ہے

دارالاقامہ و مسجد کی تعمیر کی سالاً اشد ضرورت ہے۔ جس پر کئی لاکھ روپیہ کی لاگت کا تخمینہ ہے۔

تعلیمیافتہ طبقہ کو چیلنج

مغربی پاکستان کی گیارہ سالہ زندگی میں اسلام کی خدمت جو ایک عالم دین حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک والوں نے کی ہے۔ کیا آپ سب نے مل کر جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اتنی کی ہے۔ حالانکہ آپ نے مملکت پاکستان کا لاکھوں روپیہ ہضم کیا ہے۔

کیا جمہوریہ اسلامیہ پاکستان

میں اسلام کے حفظ و بقا کے سلسلہ میں علماء کرام کا سر بلند نہیں ہے؟ اور کیا انہیں حضرات کی برکت سے اسلام کا نور سارے پاکستان میں زندہ اور تابندہ نہیں ہے؟

۲

جامعہ اشرفیہ لاہور

جس کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ ہیں جو اپنی پیرانہ سالی اور چلنے پھرنے سے معذوری کے باوجود خداداد ہمت قلبی سے مردانہ وار اس جامعہ کو چلا رہے ہیں۔ جس کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں:۔

تعداد طلبا	۱۷۱
تنخواہ مدرسین سالانہ	۲۳۲۴۳ روپے
وظائف طلباء سالانہ	۱۲۱۹۵ — ۴

مولانا محمد موسیٰ صاحب جامعہ اشرفیہ

۳

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب ناظم اعلیٰ

جامعہ رشیدیہ منٹگمری کی رپورٹ

جامعہ میں اس وقت جملہ شاخوں اور شعبہ جات کے اساتذہ کرام کی تعداد بیس ہے۔ تعداد طلبا تقریباً ساڑھے پانچ سو ہے۔ ماہوار مصارف نقد ۱۵ سو روپیہ سے بڑھ جاتے ہیں۔ ۲۵ من گندم ماہوار خرچ علاوہ ہے۔

۴: اجمالی جائزہ طلبہ و اساتذہ دار العلوم کراچی

جس کے بانی مخدوم و محترم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مدرس دار العلوم دیوبند ہیں تعداد طلبہ ۸۰۰ اور تعداد اساتذہ کرام ۳۰ ہے

شعبہ اہتمام

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی صدر منتظمہ کمیٹی دار العلوم کراچی

۲۔ مولانا نور احمد صاحب برمی۔ فاضل دار العلوم دیوبند و مہتمم دار العلوم کراچی

۳۔ مولانا محمد متین صاحب خطیب دیوبندی فاضل دار العلوم دیوبند و نائب مہتمم دار العلوم کراچی

شعبۂ افتاء

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی

۲۔ مولانا محمد صابر صاحب امروہوی۔ فاضل مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ و نائب مفتی دار العلوم کراچی

۳۔ مولوی ابو سعید صاحب برمی۔ فاضل ٹنڈو الہ یار معین مفتی و محرر دار الافتا کراچی

شعبۂ عربی

اس شعبہ میں امدادی طلبہ کی تعداد ۱۸۰ ہے جن میں سے اس سال بحمد اللہ ۲۲ طلبہ دورۂ حدیث پڑھ کر فارغ ہوئے۔ جن کی دستار بندی ۲۷ شعبان کو ایک جلسہ عام میں کر دی گئی۔

۱۔ مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی فاضل دار العلوم دیوبند سابق استاد حدیث مدرسہ صدیقیہ دہلی و استاذ حدیث و تفسیر دار العلوم کراچی۔

۲۔ مولانا اکبر علی صاحب سہارنپوری۔ فاضل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور و سابق مدرس مدرسہ مذکور۔ و استاذ حدیث دار العلوم کراچی

۳۔ مولانا قاری رعایت اللہ صاحب شاہجہانپوری فاضل علوم دیوبند سابق استاذ حدیث مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی و استاذ حدیث دار العلوم کراچی۔

۴۔ مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی۔ فاضل دار العلوم دیوبند سابق استاذ حدیث مدرسہ الہدیٰ ٹیڑھی و استاذ دار الحدیث دار العلوم کراچی

۵۔ مولانا سلیم اللہ خاں صاحب لوہاروی۔ فاضل دار العلوم دیوبند سابق استاذ حدیث دار العلوم اور ٹنڈو الہ یار و استاذ حدیث دار العلوم کراچی۔

۶۔ مولانا سبحان محمود صاحب مراد آبادی فاضل خیر المدارس ملتان و استاذ عربی دار العلوم کراچی۔

۷۔ مولانا شمس الحق صاحب لوہاروی فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور۔ و استاذ عربی دار العلوم کراچی

۸۔ مولانا بدیع الزمان صاحب کیمبلپوری فاضل دار العلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار و استاذ عربی دار العلوم کراچی

۹۔ مولانا عبد الحق صاحب صوابی۔ فاضل دار العلوم دیوبند و مظاہر علوم سہارنپور و استاذ عربی دار العلوم کراچی

۱۰۔ مولانا محمد خورشید عالم صاحب دیوبندی۔ فاضل دار العلوم دیوبند۔ و استاذ عربی دار العلوم کراچی

شعبۂ تجوید و قراءت و مدرسہ تعلیم القرآن

اس شعبہ میں تقریباً ۵۰۰ طلبہ ہیں۔ جن میں سے ایک معقول تعداد حفظ قرآن سے اس سال فارغ ہوگئی ہے

۱۔ امام تجوید و شیخ القراء قاری فتح محمد صاحب پانی پتی صدر دار التجوید دار العلوم کراچی

۲۔ مولانا محمد اسلم صاحب فاضل دیوبند و استاذ عربی دار التجوید دار العلوم کراچی

۳۔ مولانا قاری محمد فاروق صاحب فاضل عربی و تجوید و قراءت مدرسہ عربیہ گنبداں پانی پت و صدر مدرس مدرسہ تعلیم القرآن دار العلوم کراچی

۴۔ حافظ سیف الدین صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن دار العلوم کراچی

۵۔ حافظ نواب علی صاحب 〃 〃 〃 〃

۶۔ حافظ محمد شفیع صاحب 〃 〃 〃 〃

۷۔ حافظ عبد الشکور صاحب 〃 〃 〃 〃

۸۔ مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل دار العلوم کراچی و مدرس مدرسہ تعلیم القرآن دار العلوم کراچی

۹۔ حافظ محمد حبیب صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن 〃

شعبہ تعلیم عربی بطرز جدید

یہ شعبہ تقریباً ۵ سال سے کام کر رہا ہے جس میں شبینہ مراکز کے ذریعہ انگریزی طلبہ، تجار، ملازمین اور وکلا وغیرہ عربی زبان کو آسان طریقہ سے حاصل کرتے ہیں۔ اس تعلیم کے ذریعہ ۶ ماہ میں عربی بولنے اور لکھنے پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

ویسے تو ہزاروں طلبہ اس سے اب تک مستفید ہوئے ہیں۔ صرف اس سال تقریباً ۳۰۰ کی تعداد اس شعبہ سے فیض حاصل کر رہی ہے۔ جن میں طالبات کی بھی ایک معتدبہ تعداد ہے

۱۔ استاذ احمد الاحمد صاحب شامی

۲۔ استاذ عبد الکریم صاحب بغدادی

۳۔ استاذ افتخار حسین صاحب ندوی

۴۔ استاذ سبحان محمود صاحب مراد آبادی

۵۔ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ (برائے طالبات)

مندرجہ بالا اجمال سے معلوم ہوا کہ تمام شعبوں کے طلبہ کی تعداد تقریباً ۸۰۰ اور وہ حضرات اساتذہ جو تعلیم و تبلیغ میں مشغول ہیں ان کی تعداد تقریباً ۳۰ ہے۔ دیگر متعلقین مدرسہ مثلاً مطبخ، کتب خانہ و دفتر وغیرہ ان کے علاوہ ہیں جو کسی طرح پندرہ سے کم نہ ہوں گے۔

تقسیم ملک کے بعد علماء کرام نے

پاکستان میں بقاء و احیا اسلام کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں۔ کیا پاکستان کا تعلیم یافتہ طبقہ جو برسر اقتدار ہے وہ احیاء دین کی خدمات کا کوئی نمونہ پیش کر سکتا ہے ہرگز نہیں

دعا

اے حق پرست علماء کرام خدا تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔ اور جنت الفردوس کا داخلہ نصیب فرمائے۔ اور اے تعلیم یافتہ حضرات خدا تعالیٰ تمہیں بھی اس قسم کی خدمات جلیلہ کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سرخرو ہو جائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۴ ار رمضان ۱۳۷۷ھ مطابق ۴ار اپریل ۱۹۵۸ء

از حضرت شیخ التفسیر حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب مدظلہ العالی مسجد شیرانوالہ لاہور

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والی ایک بہترین چیز محبت الٰہی ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں

پہلی - اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ براہ راست محبت ہو جائے

دوسری اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کسی سے محبت رکھی جائے

پہلی قسم کا قرآن مجید میں ذکر خیر

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ) الآیہ (سورہ البقرہ رکوع ۲۰ - پ ۲) - **ترجمہ** اور ایسے لوگ بھی جنھوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں - جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں - جیسی کہ اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیئے - اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے -

اللہ تعالیٰ کی سی محبت اور کسی سے نہیں ہوتی

عربی دان حضرات بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ آیت میں اشد کا لفظ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ ہے - اس کا یہ مطلب ہے کہ ایماندار بندوں کی ایک ایسی قسم بھی ہے جن کے دل میں ساری دُنیا کی تمام دل لبھانے والی چیزوں اور تمام اعزہ و اقرباء حتیٰ کہ بیوی اور بچوں سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ غالب ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابلہ میں اولاد تک کی محبت ان کے دل میں پہاڑ کے مقابلہ میں رائی کے دانہ جتنی بھی قیمت نہیں رکھتی - اسی قسم کی محبت کا ظہور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ

میں ہوا ہے -

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورہ الصّٰفّٰت ع ۳ پ ۲۳)

ترجمہ - پھر جب وہ اس کے ہمراہ چلنے پھرنے لگا - کہا اے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں - پس دیکھ تیری کیا رائے ہے - کہا اے ابا جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجئے - آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے - پھر جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا - اور ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچا کر دکھایا - بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں -

حاصل

یہ ہے کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے - اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس خواب کو وحی الٰہی خیال کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنے کے لئے ذبح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا - یہاں تک کہ اسے ذبح کرنے کے لئے لٹا بھی دیا - حضرت ابراہیمؑ کے اس واقعہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے "اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ" والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر اللہ جل شانہٗ کی رضا اپنی اولاد کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے سے حاصل ہو سکتی ہو تو اس کے لئے بھی بطیب خاطر تیار ہو جاتے ہیں -

دوسری عبرت

اسی مذکور الصدر واقعہ میں ایک دوسری عبرت بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعض ایسے بھی عاشق ہوتے ہیں کہ اگر اپنے آپ کو ذبح کرانے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا تمغہ حاصل ہو سکتا ہے تو اس سے بھی گریز نہیں کرتے - اسی واقعہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کو یہ جواب دیا کہ اباجی اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے اسے پورا کر دیجئے - اگر اللہ تعالےٰ کی رضا میرے ذبح ہونے میں ہے تو مجھے اس سے کوئی انکار نہیں ہے -

جادوگروں کا واقعہ

بھی اسی محبت الٰہی کا مصداق ہے -

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ۝ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (سورہ طٰہٰ رکوع ۳ پ ۱۶)

ترجمہ - (فرعون نے) کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے - بے شک یہ تمہارا

سردار ہے۔ جس نے تمہیں جادو سکھایا۔ سو اب تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا۔ اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دوں گا۔ اور تمہیں معلوم ہو جائے گا ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیر تک رہنے والا ہے۔ کہا ہم تجھے ہرگز ترجیح نہ دیں گے ان کھلی ہوئی نشانیوں کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آ چکی ہیں اور نہ اس کے مقابلہ میں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ سو تو کر گزر جو تجھے کرنا ہے تو صرف اس دُنیا کی زندگی پر حکم چلا سکتا ہے۔ بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے ہیں تاکہ ہمارے گناہ معاف کرے اور جو۔ تونے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور اللہ بہتر اور سدا باقی رہنے والا ہے۔

حاصل.

یہ ہے کہ جادوگروں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ اتنا زوردار پیدا ہو گیا ہے کہ وقت کا جابر اور قاہر بادشاہ پھانسی دینے کی دھمکی دے رہا ہے اور وہ بڑی خوشی سے اس کے چیلنج کو منظور کر رہے ہیں کہ جو تیرا دل چاہے تو کر گزر۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ہرگز تعلق توڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ شعر

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جادوگروں کے دل

میں اللہ تعالےٰ کی محبت کا یہ جذبہ انعامات الٰہیہ میں سے ایک خصوصی انعام ہے پنے فضل سے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اللہم اجعلنا منہم۔

قرآن مجید میں صحابہ کرام کے اندر محبت الٰہی کے اس جذبہ کے پائے جانے کا ذکر

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۭ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ڮ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۙ

(سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱) ترجمہ اور جب مومنوں نے فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ وہ ہے۔ جس کا ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں ترقی ہو گئی۔ ایمان والوں میں ایسے آدمی بھی ہیں۔ جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا۔ اسے سچ کر دکھایا پھر ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں۔ اور (انہوں نے) عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ ان آیات کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ "یعنی پکے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ کفر کی فوجیں اکٹھی ہو کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑی ہیں تو بجائے مذبذب یا پریشان ہونے کے ان کی اطاعت شعاری کا جذبہ اور ان کا یقین اللہ اور رسول کے وعدوں پر اور زیادہ بڑھ گیا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تو وہی منظر ہے۔ جس کی خبر اللہ اور رسول نے پہلے دے رکھی تھی۔ اور جس کے متعلق ان کا وعدہ ہو چکا تھا جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ (بقرہ رکوع ۲۶) اور سورہ ص میں جو مکیہ ہے۔ فرمایا تھا۔ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ (ص رکوع ۱) (پھر آگے مولانا فرماتے ہیں) یعنی منافقین نے جو عہد کیا تھا۔ پچھلے رکوع میں گذر چکا (وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ) اسے توڑ کر بے حیائی کے ساتھ میدان جنگ سے ہٹ گئے۔ ان کے برعکس کتنے پکے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنا عہد و پیمان سچا کر دکھلایا۔ بڑی بڑی سختیوں کے وقت دین کی حمایت اور پیغمبر کی رفاقت سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ اللہ اور رسول کو جو زبان دے چکے تھے۔ پہاڑ کی طرح اس پر جمے رہے ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے۔ یعنی جہاد ہی میں جان دے دی۔ جیسے شہداء بدر و احد جن میں سے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا قصہ بہت مشہور ہے اور بہت مسلمان وہ ہیں جو نہایت اشتیاق کے ساتھ موت فی سبیل اللہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب کوئی معرکہ پیش آئے جس میں ہمیں بھی شہادت کا موقعہ نصیب ہو۔ بہر حال دونوں قسم کے مسلمانوں نے (جو اللہ کی راہ میں جان دے چکے اور جو مشتاق شہادت ہیں) اپنے عہد و پیمان کی پوری حفاظت کی اور اپنی بات سے ذرہ بھر نہیں بدلے۔

حاصل

آیات سابقہ کی تفسیر سے یہ چیز روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی محبت کا وہ درجہ عطا فرمایا تھا۔ جس کی بنا پر وہ حضرات اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کے لئے ہر وقت آمادہ و تیار رہتے تھے۔ ان حضرات کی اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان کے اس جذبۂ صادق کی تعریف فرما رہے ہیں۔

یہ نعمت عظمیٰ

کسی پیغمبر کے عام صحابہ کرام کو نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ان حضرات کے صحابہ کرام میں سے کوئی اکا دکا آدمی مل جائے

خیر امۃ

اسی سبب سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو قرآن مجید میں خیر امۃ کا لقب دیا گیا ہے (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) الآیہ سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پ ۴) ترجمہ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔

قرآن مجید میں دوسری قسم کی محبت کا ذکر

۱

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰي حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاۗءً وَّلَا

شُکُوْرًا ۝ (سورۃ الدھر رکوع ١ پ ٢٩)

ترجمہ اور اللہ کی محبت کے باعث مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (یہ کہتے ہیں) سوائے اس کے نہیں کہ ہم تمہیں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کھلاتے ہیں۔ تم سے بدلہ اور شکر گزاری نہیں چاہتے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے محتاج بندوں کی خدمت کرتے ہیں اور ان سے کسی معاوضہ یا زبانی شکریہ بھی نہیں چاہتے بلکہ محض اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنے کے متمنی ہیں۔

٢

وَاِنْ جَاھَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ لقمٰن رکوع ٢ پ ٢١)

ترجمہ:- اور اگر تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک بنائے۔ جس کو تو جانتا بھی نہ ہو تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش آ اور ان لوگوں کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع ہو گئے پھر تمہیں لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ماں باپ کی خدمت کرو۔

٣

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ الآیہ (سورہ البقرہ رکوع ٢٢ پ ٢)

ترجمہ یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے۔

حاصل

یہ نکلا کہ نیکی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنا پر رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں مسافروں اور سوال کرنے والوں اور گردنوں کے چھڑانے میں مال صرف کرے۔ خدمت تو ان لوگوں کی کرے گا اور ثابت یہ کرنا چاہے گا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی بڑی محبت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی متعلقہ احادیث

پہلی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَیُبْغِضُهٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَیُبْغِضُوْنَهٗ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَآءُ فِی الْاَرْضِ ۝ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک جب اللہ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے جبرئیل کو بلاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے بیشک میں فلاں کو دوست رکھتا ہوں۔ پس تو بھی اسے دوست سمجھ۔ آپؐ نے فرمایا پھر جبرئیل اسے دوست سمجھتا ہے پھر آسمان میں اعلان کر دیتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ بیشک اللہ فلاں کو دوست رکھتا ہے۔ پس تم بھی اس سے دوستی رکھو۔ پھر اسے آسمان والے دوست سمجھتے ہیں۔ پھر اس کی قبولیت زمین پر بھی لائی جاتی ہے۔ اور جب کسی بندے کو اللہ مبغوض سمجھتا ہے۔ جبرئیل کو بلاتا ہے پھر فرماتا ہے۔ بیشک میں فلاں کو مبغوض سمجھتا ہوں۔ پس تم بھی اسے مبغوض سمجھو آپؐ نے فرمایا پھر اُسے جبرئیلؑ مبغوض سمجھتا ہے۔ پھر آسمان والوں میں اعلان کر دیتا ہے بیشک اللہ فلاں کو مبغوض سمجھتا ہے۔ پس تم بھی اسے مبغوض سمجھو آپؐ نے فرمایا پھر سب اسے مبغوض سمجھتے ہیں۔ پھر اس کے متعلق بغض زمین پر لایا جاتا ہے (یعنی زمین والے بھی اسے بُرا ہی خیال کرتے ہیں۔

زمین پر حُبّ اور بغض

کا جو ظہور ہوتا ہے۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جس سے محبت ہو۔ زمین پر رہنے والوں میں سے سب اللہ والے اسے اچھا سمجھیں گے اور ان کے دل میں بے ساختہ غیبی طور پر اس شخص کی محبت آ داخل ہوگی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نظر میں بُرا ہوگا۔ زمین پر رہنے والے اللہ والوں کے دل میں اس شخص کے متعلق بے ساختہ نفرت کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ جس طرح انسان کا وجود گرمی اور سردی کو زبانی اطلاع دیئے بغیر خود بخود محسوس کرتا ہے اسی طرح اللہ والوں کے دلوں میں قبولیّت الٰہی یا بغض الٰہی کا بلا اطلاع ہی اثر آ جاتا ہے۔

دوسری

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ (رواہ مسلم) **ترجمہ**:- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہاں ہیں وہ جو میری تعظیم کے سبب سے آپس میں محبّت رکھنے والے تھے۔ آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔ جس دن کہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

اللہ واسطے کی محبّت

کا مطلب یہ ہے کہ اس دوستی میں کسی قسم کی دُنیاوی ملاوٹ نہ ہو۔ مثلاً نہ تو کاروبار میں شراکت ہے۔ نہ رشتہ داری ہے نہ کوئی رشتہ لینا یا دینا ہے۔ نہ کسی اور دنیاوی غرض کی کوئی طمع ہے۔ محض اس لئے دوستی کا تعلّق ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ

کا نیک بندہ ہے۔ اس کی صحبت میں بیٹھنے یا آنے جانے کا تعلق رکھنے میں ہمیں ہدایت ہوگی اور گمراہی کے کاموں اور گمراہ کن مجلسوں میں شرکت سے بچ جائیں گے۔ علی ہذا القیاس

تیسری

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَیْلَکَ وَ مَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُّ لَھَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرْحَھُمْ بِھَا (متفق علیہ) ترجمہ

انسؓ سے روایت ہے۔ بے شک ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ تیرے لئے افسوس ہے۔ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے عرض کی۔ میں نے اس کے لئے اور کوئی تیاری نہیں کی۔ سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اُس کے رسول کو دوست سمجھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم اُس کے ساتھ ہوگے۔ جس کو دوست سمجھتے ہو۔ انسؓ نے کہا۔ میں نے مسلمانوں کو کبھی نہیں دیکھا تھا کہ اسلام لانے کے بعد خوش ہوئے ہوں۔ جیسا کہ آپؐ کے اس (آخری) فقرے سے خوش ہوئے تھے۔

چونکہ صحابہ کرامؓ کے دل میں

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی محبّت کا جذبہ تھا۔ اس لئے بڑے خوش ہوئے کہ ہمیں بفضل خدا قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت کا شرف حاصل ہو جائے گا۔

محبّت کی نشانی

یہ ہوتی ہے کہ محب اپنے محبوب کی کبھی نافرمانی نہیں کرتا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے صحابہ کرام کو یہ نعمت نصیب تھی کہ حضورؐ انور کے حکم کی تعمیل کرنے میں سر دھڑ کی بازی لگا دیتے تھے۔ اور موت سے ذرہ بھر نہیں ڈرتے تھے ان کا نظریہ یہ تھا کہ جان جائے تو جائے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کا تمغہ ہاتھ سے نہ جائے۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اسی مذکور الصدر آئینے میں اپنا منہ دیکھ لے۔ و ما علینا الا البلاغ

چوتھی

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَاُنَاسًا مَا ھُمْ بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِمَکَانِھِمْ مِنَ اللّٰہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُخْبِرُنَا مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰہِ عَلٰی غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَھُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یَتَعَاطَوْنَھَا فَوَاللّٰہِ اِنَّ وُجُوْھَھُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّھُمْ لَعَلٰی نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (رواہ ابوداؤد) ترجمہ:۔

عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے بندوں میں سے ایسے آدمی بھی ہیں۔ نہ وہ پیغمبر ہیں اور نہ شہید ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں ان کے مرتبے کے سبب سے قیامت کے دن انبیاء اور شہدا بھی ان کی ریس کرینگے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہمیں خبر دیجئے وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا وہ ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔ بسبب محبت اللہ کے (یعنی ان کی آپس میں دوستی محض للّٰہی محبّت کی بناء پر تھی) آپس میں کوئی رشتہ داری نہیں تھی۔ اور نہ کوئی مال کا لین دین تھا۔ پس اللہ کی قسم ہے۔ بیشک ان کے منہ البتہ نور ہوں گے۔ اور تحقیق وہ اوپر نور کے ہونگے۔ جب لوگ ڈریں گے۔ وہ نہیں ڈریں گے۔ اور جب لوگ غم کھائیں گے۔ وہ غم نہیں کھائیں گے۔ اور آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ جو اوپر ذکر کی جاچکی ہے "خبردار بیشک اللہ کے دوست (جو ہوں گے) ان پہ کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

پانچویں

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ قَائِلٌ اَلصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَقَالَ قَائِلٌ اَلْجِھَادُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ (رواہ احمد) ترجمہ

ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہا ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں سب عملوں میں سے سب سے پیارا کون سا عمل ہے۔ کسی نے کہا نماز اور زکوٰۃ اور کسی نے کہا جہاد۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے ہاں سب عملوں میں سے سب سے پیارا عمل اللہ کے لئے دوستی رکھنا اور اللہ ہی کیلئے کسی سے بغض رکھنا ہے۔

یعنی

اگر کسی سے دوستی رکھے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے رکھے۔ اگر کسی سے دشمنی رکھے تو بھی اللہ تعالیٰ ہی کی رضا حاصل کرنے کے لئے رکھے۔ مثلاً ایک اجنبی آدمی سے محض اس لئے دوستی رکھے کہ وُہ توحید پرست ہے۔ مشرک نہیں ہے۔ اس کے دل میں ایمان ہے۔ جس کے سبب سے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو بڑے شوق سے مانتا ہے۔ اور اس پر حتی الوسع عمل بھی کرتا ہے اور باقاعدہ نماز پڑھتا ہے۔ اور ہر رمضان شریف کے روزے بالالتزام رکھتا ہے۔ اور ایک قریبی رشتہ دار سے محض اس لئے ناراضگی ہے۔ اور اس سے میل جول نہیں ہے کہ وُہ پکا بے دین ہے۔ نہ نماز پڑھتا ہے۔ نہ رمضان شریف کے روزے رکھتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے دیندار بندوں پر مذاق کرتا ہے۔ غرض کہ اس کے دل میں شریعت اسلامی کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ اس اجنبی دیندار سے محبت رکھنے اور اس قریبی بے دین رشتہ دار سے قطع تعلق کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوگا۔ کیونکہ اس نے جس سے رشتہ جوڑا تو اللہ کی رضا کے لئے جوڑا اور جس سے توڑا تو اللہ کی رضا کے لئے۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمان بھائی بہنوں کو اس نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور لحد قبر تک اسی مسلک پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الہ العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۵۔ شوال ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۵۔ اپریل ۱۹۵۸ء

نافرمان انسان پر تین دشمن گواہ جو اس کے وجود کے اجزاء ہیں

اور چوتھا دشمن گواہ جو قیامت کے دن خود انسان دشمنی کا اقرار کرے گا

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ دنیا اور آخرت کے دونوں جہانوں کے بنانے والا اور چلانے والا ایک اللہ جل شانہٗ ہی ہے اور اس کی قدرت کا یہ کمال ہے کہ اس نے ان دونوں کے بنانے میں بھی کسی سے مدد نہیں لی۔ اور نہ ان کے چلانے میں کسی کا محتاج ہے وہ سب سے بے نیاز ہے۔

بلکہ زمین اور آسمان کی سب مخلوق اس کے آگے سجدہ کرتی ہے اور فرشتے بھی اس سے ڈرتے ہیں

اس کا ثبوت

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَ ھُمۡ دٰخِرُوۡنَ ○ وَلِلّٰہِ یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّالۡمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ○ یَخَافُوۡنَ رَبَّھُمۡ مِّنۡ فَوۡقِھِمۡ وَیَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ ○) سورہ النحل رکوع ۶ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ کیا وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے۔ کہ ان کے سائے دائیں اور بائیں طرف جھکتے جا رہے ہیں۔ اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ اور جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے اور فرشتے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ وہ اپنے بالادست رب سے ڈرتے ہیں۔ اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے۔ وہ بجا لاتے ہیں۔

حاصل

ان آیات سے حاصل یہ نکلا کہ زمین اور آسمان والے سب اس سے ڈرتے ہیں اور سب اسی کے حکم کے بندے ہیں۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے۔

دنیا کے نظام کا چلانا انسان کے سپرد کیا ہے

وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ؕ قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡھَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡھَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○ سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ۔ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا۔ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا۔ کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو فساد پھیلائے۔ اور خون بہائے۔ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے۔ اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا۔ میں جو کچھ جانتا ہوں۔ وہ تم نہیں جانتے۔

انسان کو شکنجہ میں کس دیا ہے

انسان کو باوجود اپنا نائب بنانے کے ایک ایسے شکنجہ میں کس دیا ہے۔ کہ انسان جو کچھ بھی کرتا ہے ایک ایک منٹ کی رپورٹ لکھی ہوئی اس کے پاس پہنچ جاتی ہے

اس کا ثبوت

۱

مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ ○

سورہ ق رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ وہ (انسان) منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا۔ مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے

۲

وَاِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ ○ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ ○ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ○ سورہ الانفطار پارہ ۳۰

ترجمہ اور بے شک تم پر محافظ ہیں۔ عزت والے اعمال لکھنے والے۔ وہ جانتے ہیں۔ جو تم کرتے ہو۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "جو نہ خیانت کرتے ہیں نہ کوئی عمل لکھے بغیر چھوڑتے ہیں۔ نہ ان سے تمہارے اعمال پوشیدہ ہیں۔ جب سب عمل ایک ایک کرکے اس اہتمام سے لکھے جا رہے ہیں۔ تو کیا یہ سب دفتر یوں ہی بیکار چھوڑ دیا جائیگا۔ ہرگز نہیں۔ یقیناً ہر شخص کے اعمال اس کے آگے آئیں گے اور اس کا اچھا یا برا پھل چکھنا پڑے گا۔ جس کی تفصیل آگے بیان کی۔"

انسان کے اعمال کی بارگاہ الٰہی میں روزانہ دو مرتبہ رپورٹ پہنچائی جاتی ہے

اس کا ثبوت

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُوۡنَ فِیۡکُمۡ مَلٰٓئِکَۃٌ بِاللَّیۡلِ وَمَلٰٓئِکَۃٌ بِالنَّھَارِ وَیَجۡتَمِعُوۡنَ فِیۡ صَلٰوۃِ الۡفَجۡرِ وَصَلٰوۃِ الۡعَصۡرِ ثُمَّ یَعۡرُجُ الَّذِیۡنَ بَاتُوۡا فِیۡکُمۡ فَیَسۡاَلُھُمۡ رَبُّھُمۡ وَھُوَ اَعۡلَمُ بِھِمۡ کَیۡفَ تَرَکۡتُمۡ عِبَادِیۡ فَیَقُوۡلُوۡنَ تَرَکۡنٰھُمۡ وَھُمۡ یُصَلُّوۡنَ وَ اَتَیۡنٰھُمۡ وَھُمۡ یُصَلُّوۡنَ۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس رات اور دن والے فرشتے باری باری آتے جاتے رہتے ہیں اور وہ فجر کی نماز اور عصر کی نماز کے وقت اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ جنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری تھی۔ پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ خود بھی بہترین طریقہ سے ان کے حالات جانتا ہے۔ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو۔ پھر وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو ایسے حال میں چھوڑا ہے۔ جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ان کے پاس پہنچے بھی ایسی حالت میں تھے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر انسان کے اعمال کی رپورٹ اس کے رب کے ہاں دن میں دو مرتبہ پہنچ جاتی ہے۔

نتیجہ

اس عقیدت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان ہر وقت ایسے اعمال کے کرنے کی کوشش کریگا جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ اور اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ بھی نکلا کہ انسان کو مطلق آزادی نہیں دی گئی۔ بلکہ اس کے اعمال کی کڑی نگرانی ہوتی ہے۔

انسان کے اعمال پر زمین کی شہادت

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَرَاَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الۡاٰیَۃَ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَھَا قَالَ اَتَدۡرُوۡنَ مَا اَخۡبَارُھَا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخۡبَارَھَا اَنۡ تَشۡھَدَ عَلٰی کُلِّ عَبۡدٍ وَّاَمَۃٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَھۡرِھَا اَنۡ تَقُوۡلَ عَمِلَ عَلَیَّ کَذَا وَکَذَا یَوۡمَ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَھٰذِہٖ اَخۡبَارُھَا رواہ احمد و الترمذی

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ یومئذٍ تحدث اخبارہا۔ ترجمہ۔ اس دن (قیامت کے دن)

زمین اپنی خبریں بیان کرے گی - آپؐ نے فرمایا- کیا تم جانتے ہو- زمین کی خبریں بیان کرنے کا کیا مطلب ہے- انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے- آپؐ نے فرمایا- زمین کی خبریں دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دیگی- جو کچھ اس نے زمین کی پیٹھ پر بیٹھ کر کیا تھا- یہ کہیگی مجھ پر بیٹھ کر فلاں فلاں کام فلاں فلاں دن کیا تھا- آپؐ نے فرمایا- زمین کی خبریں دینے سے یہی مراد ہے-

اپنے اعضا کی شہادت

انسان کے خلاف خود اس کے اعضا گواہی دیں گے (وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ٥ حَتَّى إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ٥ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ٥ سورہ حٰم السجدہ رکوع ۳ پ ۲۴

ترجمہ - اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تو وہ روک لئے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آ پہنچیں گے - تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دینگی - جو کچھ وہ کیا کرتے تھے - اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے - کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی - وہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے گویائی دی - جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے - اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا - اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے - اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اُوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے - لیکن تم نے گمان کیا تھا - جو کچھ تم کرتے ہو - اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا -

مثلاً آج کل کے تمدن

کے دلدادگان اور فریفتگان کے متعلق جو سنیما دیکھنے کے شائق ہیں - اللہ تعالےٰ کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کی خواہ سارے دن میں ایک مرتبہ بھی توفیق نہ ہو - تو انہیں کوئی افسوس نہیں ہوتا - مگر رات کو سنیما میں جانے کے عادی ضرور جاتے ہیں - اور جانے والیاں ضرور جاتی ہیں - ان کے خلاف ان کے کان گواہی دینگے کہ ہمارے ذریعہ سے ایکٹرسوں کے گانے سُنا کرتے تھے - اور بدن کی کھالیں کہیں گی اور ہمیں بھی اپنے ساتھ اٹھا کر لیجایا کرتے تھے -

یا مثلاً

یہی اعضا ان کے خلاف یہ شہادت دینگے کہ اے اللہ اپنے پاکستان کی گانے والیوں اور ناچنے والیوں کے ناچ دیکھ کر ان کی ہوس پوری نہیں ہوتی تھی - تو شام - عراق - ٹرکی ایران وغیرہ اور کبھی چین سے گانے والیاں اور ناچنے والیاں بُلایا کرتے تھے - تاکہ ان کے گانے سُنا کر اپنے کانوں کو محظوظ کریں - اور ان کی شکلیں دیکھنے سے ان کی آنکھیں لطف اُٹھائیں اور اپنی بدنامی کو دُور کرنے کے لئے اس قسم کے اجتماعات کا نام ثقافت اسلامی رکھا کرتے تھے - گویا کہ پاکستانی ان ناشائستہ حرکتوں سے اسلام کو زندہ کیا کرتے تھے - گزشتہ بیان کردہ قصّہ تو تعلیم جدید کے مکمل تعلیمیافتگان اور تمدّن جدید سے مکمل طور پر آراستہ حضرات کا تھا اب چھوٹے میاں جو ان کی جگہیں پُر کرنے کے لئے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم اور تربیت پا رہے ہیں یعنی

سکولوں اور کالجوں کے طلباؔ

کی کہانی بھی سُن لیجئے - جو روزنامہ نوائے پاکستان، ۲۰ فروری ۱۹۵۵ء میں طبع ہوکر طشت ازبام ہوچکی ہے -

"ساٹھ فیصدی طوائفوں کی روزی کا دار و مدار طلباء پر ہے - پولیس کے اعلیٰ حکام کے سامنے رپورٹ پیش کر دی گئی -"

سٹاف رپورٹر

لاہور ۱۸ - فروری معلوم ہُوا ہے کہ لاہور کے بدنام ترین محلہ ہیرا منڈی (لاہور کا چکلہ) کا جائزہ لینے کے لئے اعلیٰ پولیس حکام نے جو پولیس افسر تعینات کئے تھے اُنہوں نے ایک رپورٹ مرتب کرکے اعلےٰ حکام کے سپرد کر دی ہے - مزید معلوم ہُوا ہے کہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے - کہ ہیرا منڈی میں لاہور کے کالجوں اور سکولوں کے ساٹھ فی صدی طلبہ ہر روز دادِ عیش دیتے ہیں -"

طلبہ کے لئے تنبیہ

عزیزانِ من - اعلان الٰہی جو ابھی سُن چکے ہو - وہ تمہارے متعلق بھی ہے - کہ قیامت کے دن دربارِ الٰہی میں تمہارے کان - تمہاری آنکھیں - تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دینگی - آنکھیں کہینگی کہ اے اللہ ہماری روشنی کے ذریعہ سے بدکار عورت کے مکان پر پہنچے تھے - کان کہیں گے ہمارے ذریعہ سے رنڈی کی گفتگو ان کے دماغ میں پہنچتی تھی - اور بدکاری کے لئے فیس کا فیصلہ ہوتا تھا - کھالیں کہیں گی کہ اے اللہ جب بدکاری کر رہے تھے تو ہمیں بھی اپنے ساتھ ہی رکھا تھا -

اے یورپین تہذیب کے فریفتگان

تمہارا خیرخواہ نمبر اوّل اللہ جل شانہٗ ہے - جس کا تسلط تحت الثریٰ سے عرش معلےٰ تک ہے - اس کے بعد تمہارے خیرخواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں - جو مدینہ منورہ کے گنبدِ خضراء میں آرام فرما ہیں - اس کے بعد تمہارے خیرخواہ

فقط حق پرست علماء کرام

ہیں - جن کو تم گالیاں دیتے ہو - کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں - تم مولوی کو فقط اس لئے گالیاں دیتے ہو کہ حق پرست عالم تمہاری رعایت کئے بغیر تم سے نڈر ہوکر کہتا ہے کہ زنا نہ کرو - شراب نہ پیو - پرائی عورتوں سے ڈانس نہ کرو - کنجریوں کے گانے نہ سُنو - رشوت نہ کھاؤ - وغیرہ وغیرہ بُرائیوں سے مولوی روکتا ہے - معاف کیجئے میں کہا کرتا ہوں - میری قوم

مالیخولیا کی مریض ہے

مالیخولیا کے مریض کا فقط دماغ خراب ہوتا ہے - باقی سب اعضاء اس کے ٹھیک ہوتے ہیں - کھانا کھا لیتا ہے اور خوب ہضم کر لیتا ہے - سارا دن لوگ اس سے مذاق کرتے ہیں اور وہ اپنے کمرے میں بند ہونے کے باوجود سب سے خوب ہنسی مذاق کی باتیں کرتا ہے - گویا کہ سب سے خوش رہتا ہے - اور جس وقت اس کا وہ وارث آتا ہے - جو دوائی کا پیالہ لاتا ہے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں پکڑوا کر اس کے مُنہ میں لکڑی ڈال کر اسے دوائی پلاتا ہے - تاکہ میرا بھائی شفایاب ہو جائے - اس کی زندگی خوشگوار بسر ہو - اپنے بال بچّوں کی عقلمندوں کی طرح خبرگیری اور تربیت کرے - حقیقت یہ ہے کہ فقط اس کا بھائی خیرخواہ ہے - مگر جب وہ مریض کے سامنے آتا ہے تو مریض کا دل چاہتا ہے - کہ اگر میرے ہاتھ میں پتھر ہو تو اس کے سر پر مار کر اس کا سر پھوڑ دوں -

خلاصہ یہ ہے

کہ مالیخولیا کا مریض اپنے خیرخواہ کو بدخواہ

خیال کرتا ہے۔ اور اپنے دوست کو دشمن سمجھتا ہے اسے تہذیب و تمدن یورپ کے دلدادہ مسلمان بھائیو حق پرست علماء کرام

محض آپ کی خیر خواہی

کی بناء پر آپ کو غلط راستے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ جو آپ کو دوزخ کی طرف لے جا رہا ہے یاد رکھو۔ حق پرست علماء کرام اپنے آپ کو فقط اللہ تعالےٰ کا محتاج سمجھتے ہیں۔ اور فقط اسی کے دروازے کی دریوزہ گری سے اپنی حاجتیں پوری کرنے کے متمنی اور عادی ہیں۔ آپ کی دولت۔ آپ کا سرمایہ۔ آپ کی معقول تنخواہیں۔ آپ کی زمینوں کی آمدنیاں۔ آپ ہی کو مبارک ہوں۔ اس لئے ہوش سے کام لیجئے۔

دوست اور دشمن
اپنے اور پرائے
خیر خواہ اور بدخواہ

کو پہچانئے۔ میرے بھائی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے اسلام کو مان لینگے تو آپ کا ہی بھلا ہوگا۔ اور ہمارے دل ٹھنڈے ہوں گے۔ کہ ہماری محنت کامیاب ہو گئی۔ ورنہ قیامت کے دن یہ عذر تو نہیں کرسکو گے کہ اے اللہ تیرا پیغام کسی نے ہمیں پہنچایا نہیں تھا۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں یہ عذر تو نہیں پیش کرسکو گے۔ کہ یا رسول اللہ آپؐ کے کسی مبلغ اسلام نے آپؐ کا پیغام پہنچایا ہی نہیں تھا۔

انسان کے چوتھے دشمن گواہ کا بیان

(وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہیگا کہ بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کہ میں نے تمہیں بلایا پس تم نے میری بات کو مان لیا پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو ورنہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

شیطان کی دعوت پر لبیک کہنے کی مثالیں

میرے دنیادار بھائیو۔ قاعدہ یہ ہے کہ طبیب یا ڈاکٹر مریض کی موجودہ بیماری کی اطلاع مریض کو دیتا ہے۔ خواہ وہ بیماری ایسی ہو۔ کہ جس کے ذکر کرنے سے بھی شرم محسوس ہوتی ہو۔ مگر طبیب مریض کو صاف الفاظ میں اس کی اطلاع دیتا ہے۔ اور علاج بتلاتا ہے تاکہ مریض شفایاب ہو جائے۔

اسی پر روحانی بیماریوں

اور روحانی طبیب کو قیاس کر لیجئے مثلاً حق پرست علماء کرام تمہیں بار بار اطلاع دیتے ہیں کہ سنیما بینی میں لاخلاقی۔ اقتصادی بربادیاں ہیں۔ اس کے دیکھنے سے باز آجاؤ۔ مگر سنیما بینی کے عادی مرد ہوں یا عورتیں شیطان کی پیش کردہ اس عبارت کو دیکھ کر بے خود ہو جاتے ہیں۔ جو ایک تختے پر لکھی ہوئی رہڑی پر ہوتی ہے۔

کبھی ہوتا ہے۔ دو گھڑی کی موج
" " " کس کی پیاری
" " " شادی کی پہلی رات
وغیرہ وغیرہ

اے سنیما کے شیدائیو

بتلاؤ۔ مذکورۃ الصدر عبارتوں میں کونسی چیز تمہیں گھروں سے اٹھا کر سنیما میں پہنچانے والی ہے۔ کیا کوئی شریف آدمی ان عنوانوں پر فریفتہ ہو کر موٹر پر مع بیوی کے سوار ہو کر ٹکٹ لے کر سنیما میں پہنچ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں مجھے شرافت کے لفظ استعمال کرنے سے اکبر الہ آبادی مرحوم کے

چند اشعار یاد آگئے

بدل جائے گا معیار شرافت چشم دُنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہونگے
نہ خاتونوں میں رہ جائیگی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہونگے
طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دُودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

میرے بھائیو

جو باتیں عرض کی جا رہی ہیں۔ یہ آپ کی خیر خواہی کی ہیں۔ تاکہ آپ کی دُنیا بھی سنور جائے اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار نہ ہو۔ میرے بھائیو **ایک نیک مشورہ** عرض کرتا ہوں۔ یورپین ازم میں جو بات اسلام کے لئے مفید ہو وہ بات بیشک ان لوگوں سے لے لو۔ اور جس بات میں اسلام کی تنقیص اور توہین ہو اس سے بچو۔ سنیما بینی کی برائی عرض کر چکا ہوں اس سے بچو۔ اور حکومت برطانیہ کے علمبرداروں (جو ہندوستان میں حکومت کرتے تھے) میں

تین خوبیاں تھیں

وہ بیشک لے لو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ہمارے اسلام میں یہ قاعدہ مسلم ہے۔

"كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا"

ترجمہ۔ حکمت کی بات (گویا کہ) مومن کی گمشدہ چیز تھی۔ جہاں اسے پائے۔ پس وہ (مومن) اس چیز کے قبول کر لینے کا زیادہ مستحق ہے۔ اب سنئے انگریز میں

تین خوبیاں تھیں

جن کی بناء پر انگریز کی حکومت کا نظام چل رہا تھا۔ پہلی۔ وقت کا پابند تھا۔ دوسری اپنے تجویز کردہ قانون کا پابند تھا۔ تیسری (اگرچہ خدا پرست نہیں تھا۔ مگر) قوم پرست ضرور تھا۔

ہمارے ذمہ داروں

میں ان تینوں چیزوں کی بہت کمی ہے (اگرچہ بعض حضرات دیانتداری سے کام کرتے ہیں۔ مگر اکثریت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اس لئے نظام بگڑا ہوا ہے)

انسان کے چوتھے دشمن شیطان کا احادیث میں ذکر

پہلی

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ يُفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَاَتِهٖ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اُرَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهٗ رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو (دُنیا میں) بھیجتا ہے جو لوگوں میں فساد ڈالتے ہیں۔ پھر ان میں سے درجے کے لحاظ سے ابلیس کے نزدیک سب سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے۔ جو فساد ڈالنے میں سب سے زیادہ ہو۔ ان (شیطانوں)

ہیں سے ایک آتا ہے۔ پھر (اسے بتلاتا) ہے۔ کہ میں نے اس اس طرح (فساد) کیا ہے پھر ابلیس (اسے) کہتا ہے۔ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر ان میں سے ایک آتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ میں نے اس شخص کو چھوڑا ہی نہیں۔ . . . .

. . . یہاں تک کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرا دی۔ (یعنی طلاق دلوا دی) آپؐ نے فرمایا۔ پھر وہ (ابلیس) اسے اپنے نزدیک کر لیتا ہے۔ اور کہتا ہے تم بہت اچھے ہو۔ اعمش (راوی) نے کہا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ (کہ میرے اُستاد نے) کہا تھا۔ پھر (ابلیس) اسے گلے لگا لیتا ہے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح ہوگئیں۔ کہ ابلیس روزانہ اپنے لشکر دُنیا میں فساد ڈلوانے کے لئے بھجواتا ہے۔ خواہ وہ فساد گھر والوں میں ہو۔ یا ایک قوم کی مختلف جماعتوں میں یا مختلف قوموں میں ہو۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ۔

دوسری

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُکِّلَ بِہٖ قَرِیْنُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِیْنُہٗ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ قَالُوْا وَاِیَّاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاِیَّایَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَاَسْلَمَ فَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ

رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابنِ مسعود سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص نہیں ہے۔ مگر ہر ایک پر جن میں سے ایک ساتھی تجویز کیا گیا ہے۔ اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے۔ اُنھوں نے عرض کی اور آپؐ پر بھی (مسلّط کیا گیا) آپؐ نے فرمایا۔ اور مجھ پر بھی۔ لیکن اللہ نے مجھے اس پر مدد دی ہے۔ پھر میں اس کے شر سے بچتا ہوں۔ پھر مجھے سوائے نیکی کے اور کوئی بات نہیں کہتا۔

دو توجیہیں

اَسْلَمَ کے لفظ میں محدثین حضرات کے ہاں دو توجیہیں ہیں۔ پہلی یہ لفظ اَسْلَمَ ہے یعنی میرا شیطان مسلمان ہوگیا ہے۔ اور دوسری توجیہہ یہ ہے کہ اَسْلَمُ ہے جس کی معنی یہ ہے کہ میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں۔

٤

بہرحال

سیّدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزاج اقدس پر شیطان کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کا اجر و ثواب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر صرف اللہ کے لئے ہاتھ پھیرا تو سر کے جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھرا تو ہر ہر بال کے حساب سے اس کی نیکیاں ثابت ہوں گی، اور جس نے اپنے پاس رہنے والی کسی یتیم بچی یا یتیم بچے کے ساتھ بہتر سلوک کیا تو میں اور وہ آدمی جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر بتایا اور دکھایا (کہ ان دو انگلیوں کی طرح بالکل پاس پاس ہوں گے)۔ مسند احمد، جامع ترمذی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۲ شوال ۱۳۷۷ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۵۸ء

اِنسانوں میں سے

خوش نصیب کون ہیں اور بدنصیب کون ہیں

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام! ہر عقلمند اِنسان کا یہ طبعی تقاضا ہے کہ میں خوش نصیب ہوں اور ہر شخص بدنصیبی سے متنفر اور بیزار ہے۔ اور بدنصیبی کو اپنی تباہی اور بربادی خیال کرتا ہے۔ اب میں مذکورالصدر دونوں عنوانوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا فیصلہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے عقیدہ میں احکم الحاکمین۔ یعنی تمام حاکموں سے بلندترین مرتبے والا حاکم فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اس کا فیصلہ تمام زمین و آسمان کے رہنے والوں کے لئے فیصلہ کن ہوتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو اس نے لوح محفوظ سے منتقل کر کے بذریعہ جبرئیل علیہ السلام رحمۃ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا ہے اور چونکہ اپنی کلام پاک کی حفاظت کا اس نے خود ذمّہ لیا ہوا ہے اس لئے آج تک اس میں ایک لفظ کی کمی بیشی بھی نہیں ہوئی۔ اور وہ کاغذات ہی میں محفوظ نہیں ہے بلکہ ہزاروں کے دماغوں میں لکھا ہوا موجود ہے اور حفاظت کا یہ طریقہ کسی آسمانی کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ آپ نے عیسائیوں کی چار انجیلوں کا کوئی حافظ نہیں دیکھا ہوگا۔ حالانکہ ۱۹۳۹ء کی جنگ سے پہلے مسلمانوں کی آبادی ستر کروڑ تھی۔ اور عیسائیوں کی آبادی ساٹھ کروڑ تھی۔ مسلمانوں میں ماشاء اللہ ہر شہر اور ہر بڑے قصبہ میں حافظ ملیں گے بلکہ بستیوں میں بھی بکثرت حافظوں کی تعداد ملے گی اور عیسائیوں میں انجیل کا ایک حافظ بھی نہیں دیکھا ہوگا۔ جو چاروں انجیلوں کا حافظ ہو۔

خوش نصیبی کا معیار

اپنے بندوں میں سے جس کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست بنا لے۔ وُہ بڑا ہی خوش نصیب ہے۔ اس شخص کو نہ قبر کے عذاب کا کھٹکا اور نہ دوزخ کے عذاب کا ڈر رہے گا۔ اب قرآن مجید کے بیان کے مطابق ان لوگوں کی فہرست سنیئے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنا دوست خیال فرماتا ہے اور جن کے دوست ہونے کا قرآن مجید میں اعلان آچکا ہے۔

۱۔ نیکی کرنے والے

وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۴ پارہ ۲)

ترجمہ:۔ اور نیکی کرو۔ بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر انسان کے ساتھ وُہ سلوک کرو جو اس کے لئے راحت رساں آرام اور خوش کُن ہو۔ اس درجے پر اپنے آپ کو لانا یہ بھی انسان کا بہت بڑا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو۔ تو یہ مقام حاصل ہو ہی جاتا ہے۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے ؎

شعر:
بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الیٰ من آساء

ترجمہ:۔ بدی کے مقابلہ میں بدی کرنا تو آسان ہے۔ ہمّت مردانہ یہ ہے کہ بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کی جائے۔

۲۔ توبہ کرنیوالے اور بہت پاک رہنے والے

(اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ)

سورۃ البقرۃ رکوع ۲۸ پارہ ۲

ترجمہ:۔ بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور بہت پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

توّاب کون لوگ ہیں

(اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ○) (سورۃ النساء رکوع ۳۔ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ اللہ پر توبہ قبول کرنے کا حق انھیں لوگوں کے لئے ہے جو جہالت کی وجہ سے بُرا کام کرتے ہیں۔ اُس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ توّاب وہ لوگ ہیں جو گناہ کرنے کے بعد فوراً پشیمان ہوجاتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں صدق دل سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں اور آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتے ہیں۔

متطہرین

وہ لوگ ہیں۔ جو ہر قسم کی پلیدی میں ملوث ہونے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ناپاک الفاظ ہوں یا ناپاک کام ہوں یا ناپاک مجالس ہوں جن میں ذکر الٰہی کی بجائے بیہودہ اور قبیح الفاظ مذاق کے طور پر بے تکلف استعمال کئے جاتے ہوں۔ غرضیکہ ہر قسم کی ناپاک چیزوں سے ان کا دل اُن کی زبان ان کے بقیہ اعضاء جسمانی پاک ہوں۔ واللہ اعلم۔

۳۔ پرہیزگاری اختیار کرنیوالے

(فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ) سورہ آل عمران رکوع ۸ پارہ ۳۔ ترجمہ:۔ پس بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

مُتّقی کی معنی

اسلام میں یہ سمجھی جاتی ہے (اَلْمُتَّقِیْ مَنْ یَتَّقِیْ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ)

ترجمہ:۔ متقی وُہ شخص ہے۔ جو ان چیزوں سے بچے۔ جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

واقعی

اگر اِنسان میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے

کہ ہر اس کام سے بچے۔ جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو اس شخص سے اللہ تعالیٰ یقیناً راضی ہو جائے گا۔ اس کا تو قرآن مجید میں اعلان ہے۔ (مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا)

(سورۃ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۶)

ترجمہ:- (اے منافقو) اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کریگا۔ اگر تم شکر گذار بنو اور ایمان لے آؤ۔ اور اللہ قدردان ہے۔ جاننے والا ہے۔

مصیبت میں صبر کرنے والے

(وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ) سورۃ آل عمران رکوع ۱۵ پارہ ۴) ترجمہ:- اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

صبر کرنے والوں کا ایک نمونہ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَا اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ٥) سورۃ آل عمران رکوع ۱۵ پارہ ۴ ترجمہ:- اور کئی نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت اللہ والے لڑے ہیں۔ پھر اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر نہ ہارے ہیں۔ اور نہ سست ہوتے ہیں۔ اور نہ وہ دبے ہیں۔ اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:- "یعنی تم سے پہلے بہت اللہ والوں نے نبیوں کے ساتھ ہو کر کفار سے جنگ کی ہے۔ جس میں بہت تکلیفیں اور سختیاں اٹھائیں۔ لیکن ان شدائد و مصائب سے نہ ان کے ارادوں میں سستی ہوئی نہ ہمت ہارے۔ نہ کمزوری دکھائی۔ نہ دشمن کے سامنے دبے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ثابت قدم رہنے والوں سے خاص محبت کرتا ہے" صبر کرنے والوں کی یہ صفات حمیدہ تو میدان جنگ میں لڑنے والے مجاہدوں کی ذکر کی گئی ہیں ان کے علاوہ

عام مسلمانوں میں جو صبر کی صفات

ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔ (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ٥)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۱۹ پارہ ۲)

ترجمہ:- اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدو۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے۔ تو کہتے ہیں۔ ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں۔ اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ان اللہ کے بندوں پر کوئی تکلیف بھی آئے۔ خواہ بدنی ہو یا مالی یا اور کسی قسم کی۔ سب کو اپنے محبوب حقیقی کی طرف خیال کرتے ہوئے کوئی جزع فزع نہیں کرتے۔ بلکہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہیں۔ لہٰذا ہم میں جو تصرف وہ چاہے کرے۔ ہمیں اس پر نہ کوئی اعتراض ہے۔ اور نہ کسی قسم کی چیخ و پکار کرنے کا ہی حق ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔

دربار نبویؐ سے صبر کی تلقین

عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ رواہ احمد والترمذی۔

ترجمہ:- سعدؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے بیٹے کی سعادت اس کا راضی ہونا اس چیز پر جو اللہ نے اس کے حق میں فیصلہ کیا ہے اور آدم کے بیٹے کی بدبختی یہ ہے۔ اس کا اس چیز کا ناپسند کرنا۔ جو اللہ نے اس کے لئے تجویز کی ہے۔ اور آدم کے بیٹے کی بدبختی یہ ہے اس چیز پر ناراض ہونا۔ جو اللہ نے اس کے حق میں فیصلہ کیا ہے۔

ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنیوالے

(فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ٥)

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴)

ترجمہ:- پس انھیں معاف کر دے۔ اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور کام میں ان سے مشورہ لیا کر۔ پھر جب تو اس کام کا ارادہ کر چکا۔ تو اللہ پر بھروسہ کر۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حاصل

اس آیت سے یہ چیز ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں کو پسند کرنا یہی ان کی خوش نصیبی کی دلیل ہے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو پسند کرے۔ پھر اسے دوزخ میں داخل کرے۔

توکل کیا چیز ہے

اگر آیت کے اسی حصہ پر غور کیا جائے۔ تو توکل کی معنیٰ بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ ارشاد یہ ہوا۔ کہ آپ اپنے کاموں میں صحابہ کرام سے مشورہ کر لیا کیجئے۔ اس کے بعد جو فیصلہ ہو۔ اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کام کیجئے۔ پھر یہ نہ دیکھئے کہ کوئی ساتھ رہتا ہے یا نہیں۔ کام میں ہاتھ بٹاتا ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کام کیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کام کے سرانجام کرنے کے لئے خود ہی اسباب مہیا کرتا جائے۔ اور کام تکمیل پر پہنچ جائے گا۔ لہٰذا توکل سے مراد یہ نہیں ہے۔ کہ کام کو چھوڑ کر آدمی بیٹھ جائے۔ کہ اللہ کو منظور ہے تو کام خود ہی ہو جائے گا۔

حاصل یہ نکلا کہ کام پوری تن دہی سے کیا جائے۔ اور اچھے نتیجہ کا نکلنا اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف سمجھا جائے۔ اگر اچھا نتیجہ نکل آئے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھا جائے۔ اور اگر اچھا نتیجہ نہ

نکلے۔ تو اسے اپنی کسی غلطی پر محمول کیا جائے۔

ثبوت

قرآن مجید سے اس امر کا ثبوت دینا چاہتا ہوں۔ کہ انسان اسباب میں ہاتھ ڈال کر کام کرے۔ اور اچھا نتیجہ نکلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ○ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○

(سورۃ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹)

ترجمہ:- ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے۔ تو اُن کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انھیں رزق دیا ہے۔ اسمیں سے خرچ کرتے ہیں یہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یہ حضرات بدنی اور مالی عبادتیں بھی بجا لاتے ہیں اور متوکل بھی ہیں

۲۔ ہر معاملہ میں انصاف کرنے والے

(فَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ○)

(سورۃ المائدۃ رکوع ۶ پارہ ۶)

ترجمہ:- پس اگر آپ ان کا فیصلہ کریں۔ تو ان میں انصاف سے فیصلہ کیجئے۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ ہر معاملہ میں وہ فیصلہ کرے۔ جس میں انصاف پایا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ ایسے کردار کے انسان کو جب اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے تو ایسے لوگوں کو دوزخ میں کس طرح ڈالے گا۔ ہرگز نہیں

۳۔ گناہوں۔ شرارتوں۔ ہر قسم کی نجاستوں سے اپنا ظاہر و باطن صاف رکھنے والے

(فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَھَّرُوْا ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ ○) سورۃ التوبۃ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱

ترجمہ:- اس (مسجد قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں" اس کے نمازی گناہوں اور شرارتوں اور ہر قسم کی نجاستوں سے اپنا ظاہر و باطن پاک و صاف رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسی لئے خدائے پاک ان کو محبوب رکھتا ہے"

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

دُعا

اے اللہ مجھے اور" خدام الدین" کے تمام پڑھنے والے مردوں اور عورتوں کو مذکورۃ الصدر سات قسم کے خوش نصیبوں میں اپنے فضل و کرم سے شامل ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا الٰہ العالمین!

اب بدنصیبوں کی فہرست بھی سن لیجئے

۱۔ اللہ تعالیٰ بدلہ لینے میں زیادتی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا

(وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۴ - پارہ ۲)

ترجمہ:- اور زیادتی نہ کرو۔ بیشک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(حاصل) یہ آیت میدان جنگ کے حق میں اتری ہے کہ جو لوگ تم سے لڑنے کے لئے میدانِ جنگ میں نکل کر آتے ہیں اُن سے لڑو۔ اور انھیں کے بچوں بوڑھوں یا معبدوں میں بیٹھ کر عبادت کرنے والوں (جن کا جنگ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے) اور انھیں کی عورتوں پر مت حملہ کرو۔ اگرچہ اس آیت کا محل نزول خاص میدانِ جنگ ہے۔ مگر حکم عام ہے کہ بدلہ لینے میں زیادتی نہ کرو۔

- ہاں ظالم سے بدلہ لینے کی اجازت ہے

اور معاف کر دو۔ تو اللہ تعالیٰ اجر دیگا

(وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا ج فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ج اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْھِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ○ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○)

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۴ پارہ ۲۵)

ترجمہ:- اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پس جس نے معاف کر دیا۔ اور صلح کر لی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کوئی ظلم اٹھانے کے بعد بدلہ لے۔ تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ الزام تو ان پر ہے۔ جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق سرکشی کرتے ہیں۔ یہی ہیں۔ جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور البتہ جس نے صبر کیا۔ اور معاف کر دیا۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ظالم سے برابر کا بدلہ لینے کی شرعاً اجازت ہے۔ مگر مظلوم کو بھی زیادتی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر مظلوم معاف ہی کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف سے اجر عطا فرمائے گا۔ اور جو اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اس کا اندازہ ہم دنیا میں کر ہی نہیں سکتے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا

(یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ط وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ) سورۃ البقرہ رکوع ۳۸ پ ۳)

ترجمہ:- اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" اللہ سود کے مال کو مٹاتا ہے۔ یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی۔ بلکہ اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے کہ سود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے۔ انجام اس کا افلاس ہے اور خیرات کے مال کو بڑھانے سے یہ مطلب ہے کہ اس مال میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور اللہ برکت دیتا ہے اور اس کا ثواب بڑھایا جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے"

عام طور پر مسلمان مردوں اور عورتوں میں ناشکری پائی جاتی ہے

اس ناشکری کا سبب یہ ہے۔ کہ عموماً اپنے سے بڑی حیثیت والے مالداروں کو دیکھ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمیں تو ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ملا۔ حالانکہ شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اپنے سے

چھوٹے درجہ والے کو دیکھو۔ مثلاً حلال کی کمائی کر کے دال روٹی کھاتے ہیں۔ پھر یہ خیال کرو۔ کہ اے اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمیں تو عزت سے گھر میں بیٹھ کر دال روٹی کھانے کی توفیق دی ہے وہ بھی تو ہمارے جیسے ہی ہیں۔ کہ کئی عورتیں اور کئی مرد ہمارے ہی شہر میں در در پر بھیک مانگتے پھر رہے ہیں۔ اور اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں چھوٹا سا مکان اپنا ذاتی دے رکھا ہے۔ اور وہ مرد اور عورتیں بھی ہیں۔ جو بال بچوں سمیت کسی باغ کے کونے میں یا کسی کے گرے ہوئے مکان کے کسی کونے میں زندگی بسر کر رہے ہیں

۳ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

(وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ)

(سورہ آل عمران رکوع ۶ پارہ ۳)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے انھیں ان کا حق پورا دے دیگا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

شان نزول کے لحاظ سے

یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے عیسائیوں اور مسلمانوں کے حق میں ہے۔ اور اس تفسیر کی بنا پر ظلمین سے مراد یہودی ہیں جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دشمن ہیں۔ مگر ہمارے ہاں یہ قاعدہ مسلمہ ہے۔ کہ اگرچہ محل نزول آیات کا خاص ہوتا ہے۔ مگر حکم ہمیشہ عام ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

ظالم وہ ہے

جو حق داروں کی حق تلفی کرتا ہے۔ اور بلا وجہ اس چیز کو اپنے تصرف میں لانا چاہتا ہے۔ اس تعریف کے ماتحت لاکھوں مثالیں ظلم کی پیش کی جا سکتی ہیں۔

حدیث شریف میں ایک ظالم کا ذکر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔ رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے۔ انھوں نے عرض کی۔ ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو۔ اور نہ کوئی سامان۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ بیشک میری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ لائے گا۔ اور ایسے حال میں آئے گا اس کو گالی دی تھی۔ اور اس پر تہمت لگائی تھی اور اس کا مال کھایا تھا۔ اور اس کو قتل کیا تھا۔ اور اس کو مارا تھا۔ پھر اس شخص کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور اس شخص کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ پس اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس سے پہلے جو اس کے ذمہ (لوگوں کے) حقوق ہیں۔ وہ ادا ہوں۔ تو ان لوگوں کے گناہ لئے جائیں گے۔ وہ اس شخص کے ذمے ڈالدیئے جائیں گے۔ پھر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر دُنیا میں مظلوموں کی دادرسی نہیں ہوئی تو قیامت کے دن ظالم کی نیکیاں مظلوموں کو دی جائیں گی۔ اور اگر اسکی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہ ظالم کے سر پر تھوپ دئے جائیں گے۔ اس صورت میں بھی مظلوموں کو فائدہ پہنچ گیا اور ظالم نے سزا پالی۔ اللّھم لا تجعلنا منہ

۴ اللہ تعالیٰ دغاباز گنہگار کو پسند نہیں کرتا

(اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا)

(سورۃ النساء رکوع ۱۶ پارہ ۵)

ترجمہ:۔ بیشک جو دغاباز گنہگار ہو اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔

آجکل

مسلمانوں میں عام طور پر یہ دونوں روحانی بیماریاں پائی جاتی ہیں۔ مسلمانوں میں سے بہت کم اللہ کے بندے ایسے ملیں گے جن کا دامن دغا بازی سے پاک ہو اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اللہ تعالےٰ اور اس کے بندوں کی حق تلفی نہ کرتے ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی حق تلفی اس کی عبادت سے جی چرانا ہے اور بندوں کی حق تلفی یہ کہ انکے جائز حقوق بھی ادا نہ کرنا ہے۔

۵ اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتے

(وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۵) سورۃ المائدہ رکوع ۹ پ ۶

ترجمہ:۔ اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)

آجکل

عام طور پر مسلمانوں کی طبیعتوں میں بجائے اصلاح کے فساد کا مادہ زیادہ پایا جاتا ہے۔ صلح کل طبیعتیں بہت ہی کم نظر آتی ہیں عوام ہوں یا خواص۔ آپ غور کر کے دیکھئے کہ انسانی طبائع اصلاح نہیں چاہتیں بلکہ فتنہ و فساد اور ناچاقی کی آگ کو بھڑکانا چاہتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے گھروں میں پھوٹ۔ برادریوں میں لڑائی، اور مقدمہ بازی۔ مذہبی فرقوں میں لڑائی۔ بقول شخصے ؎

چون کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

جب مذہبی فرقوں کے سربراہ جنگ و جدل پر آمادہ ہو جائیں تو پھر عوام تو پہلے ہی کالانعام ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ سیاست والوں میں بھی پارٹی بازی کی جنگ ہے جو پاکستان بننے کے بعد سے شروع ہوئی ہے اب تک ختم ہونے کو نہیں آتی۔ غرضیکہ پاکستان میں تند نہیں تانی ہی بگڑی ہوئی ہے۔

۶ اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا

(اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ) سورۃ انفال رکوع ۷ پ ۱۰

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ دغابازوں کو پسند نہیں کرتا۔

آجکل مسلمانوں کے حالات سے بآسانی یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں میں بہت تھوڑے ایسے اللہ کے بندے ہیں۔ جن کا دامن خیانت کے جرم سے پاک ہو۔ ورنہ ہر شخص ہر پیشہ ور اپنے اپنے فرض کے انجام دینے میں خائن نظر آتا ہے۔ بازار میں جاؤ تو چیزیں خالص نہیں ملتیں حکام کے دروازے پر جاؤ تو رشوت لینے کے سوا کوئی بات ہی نہیں سُنتا۔ (الا ماشاءاللہ) ان اقلیت والے حضرات کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔

آخری عرضداشت

سب مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ اس شعر کو مدنظر رکھئے ؎

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

یعنی

جیسے عمل کر کے دنیا سے جاؤ گے۔ قبر میں اسی ۲۴

۲۴ قسم کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بالکل ٹھیک ہے کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ ہوتا ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں گڑھا ہوتا ہے۔ ہر شخص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

۱۹ شوال ۱۳۷۷ھ
مطابق
۹ مئی ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

اس خطبہ میں پیش کردہ مضامین کے عنوانات :—

(۱) تمام آسمانی مذاہب میں اسلام (اللہ تعالیٰ کی تابعداری) ہی کو نجات کا سبب قرار دیا گیا ہے

(۲) اس تابعداری کو زندگی کے آخری سانس (یعنی موت) تک نباہنا ضروری ہے۔

(۳) مسلمان مرنے والے کے متعلق ہدایات

(۴) مسلمان کے مرنے کے بعد اس کے متعلقین کیلئے ہدایات

اس کے بعد دس عنوانات اور ہیں جو آپ ملاحظہ فرمائیں گے

تجویز کردہ عنوانات کے متعلق ثبوت

پہلا عنوان

تمام آسمانی مذاہب میں اسلام (اللہ تعالیٰ کی تابعداری) ہی کو نجات کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

ثبوت اوّل

(وَ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ط تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ط قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ بَلٰى ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ) (سورۃ البقرۃ رکوع ۱۳ پ ۱)

ترجمہ اور کہتے ہیں۔ کہ سوائے یہود یا نصاریٰ کے اور کوئی جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ یہ ان کے ڈھکوسلے ہیں۔ کہہ دو۔ اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو ہاں۔ جس نے اپنا مونہہ اللہ کے سامنے جھکا دیا۔ اور وہ نیکوکار بھی ہو۔ تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جنہوں نے دل کے عقیدے کے لحاظ سے اپنا مونہہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دیا۔ اور جو احکام ملے ان پر عمل بھی کرتے رہے۔ ان لوگوں پر بارگاہِ الٰہی میں کوئی خوف طاری نہیں ہوگا۔ اور نہ انھیں کسی قسم کا کوئی غم ہوگا۔ اور یہ اعلان عام کیا گیا ہے تمام سماوی مذاہب کے متعلقین کے لئے یہی قانون ہے اس میں کسی خاص مذہب کی تخصیص نہیں ہے۔

ثبوت دوم

(اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ لا قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ) سورۃ البقرۃ رکوع ۱۶ پ ۱)

ترجمہ:- جب اسے (ابراہیم علیہ السلام کو) اس کے رب نے کہا۔ کہ فرمانبردار ہو جاؤ تو کہا۔ میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوں ۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا شرط فرمانبرداری کا حکم ہوا تھا۔ انھوں نے بھی بلاشرط اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو تسلیم فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی یہی اسلام تھا جس کو قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔

ثبوت سوم

(رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ) (سورۃ البقرۃ رکوع ۱۵ پ ۱)

ترجمہ:- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ دعا کی) اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا دے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا فرمانبردار بنا۔ اور ہمیں ہمارے حج کے طریقے بتا دے اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ وہ مقبول انبیاء علیہما السلام اپنی تابعداری کا اعلان فرما رہے ہیں اور اپنی اولاد کے لئے بھی اسی تابعداری کی دعا فرما رہے ہیں۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا۔ کہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام کا اسلام بھی یہی تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر لازم کیا جا رہا ہے۔

دوسرا عنوان

اس تابعداری کو زندگی کے آخری سانس (یعنی موت) تک نباہنا ضروری ہے۔

ثبوتِ اوّل

(وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ط يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ہ)
(سورۃ البقرۃ رکوع ۱۶ پارہ ۱)

ترجمہ:- اور اسی بات کی ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے بھی اپنے بیٹوں کو وصیت کی۔ کہ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لئے یہ دین چن لیا۔ سو تم ہرگز نہ مرنا۔ مگر درانحالیکہ تم مسلمان ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا

ثبوت دوم

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ہ)
سورۃ آل عمران رکوع ۱۱ پ ۴)

ترجمہ:- اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرتے رہو جیسا اس سے ڈرنا چاہئے۔ اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ تم مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے رہنا۔

تیسرا عنوان

مرنے والے مسلمان کے متعلق ہدایات

پہلی

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔
(رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- معاذ رض بن جبل سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو۔ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

اس کا طریقہ یہ ہے

کہ مرنے والے کے پاس بیٹھنے والوں کو چاہیئے کہ وہ آہستہ آہستہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھیں۔ ایسا بلند آواز سے نہ پڑھیں۔ کہ وہ شور سے تنگ آکر انھیں منع کرے۔ کہ کیوں پڑھتے ہو اور نہ اسے کہیں۔ کہ پڑھے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ سکرات کی تکلیف کے باعث انکار ہی کر دے۔

دوسری

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- ابی رض سعید و ابی رض ہریرہ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔

اس تلقین کا طریقہ

یہی ہے۔ جو اس سے پہلی حدیث کی شرح میں عرض کر چکا ہوں۔

تیسری

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ (رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ)

ترجمہ:- معقل رض بن یسار سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے مرنے والوں پر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔

مولانا شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

لمعات میں تحریر فرماتے ہیں (عَلٰی مَوْتَاکُمْ اَلظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ الْمُحْتَضَرُ وَعَلَیْہِ الْعَمَلُ وَالسِّرُّ فِیْ تَخْصِیْصِ هٰذِہِ السُّوْرَۃِ بِالْقِرَاءَۃِ عَلَی الْمَیِّتِ مَوْکُوْلٌ اِلٰی عِلْمِ النُّبُوَّۃِ ۱۲ لمعات)

ترجمہ:- اس سورہ کے میت پر پڑھنے سے بظاہر مراد یہی ہے کہ جس شخص پر سکرات طاری ہو اور اس پر پڑھی جائے۔ اور (مسلمانوں کا) عمل بھی اسی پر ہے۔ اور مرنے والے پر اس سورۃ کا پڑھنا (اس کی حکمت) نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم پر سونپی گئی ہے۔ (یعنی اس کی حکمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں)

چوتھا عنوان

مسلمان کے مرنے کے بعد اسکے متعلقین کیلئے ہدایات

میت کو سفید کپڑے کا کفن پہنانا چاہیئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ وَمِنْ خَیْرِ اَکْحَالِکُمُ الْاِثْمِدُ فَاِنَّہٗ یُنْبِتُ الشَّعْرَ وَیَجْلُوْ الْبَصَرَ۔ (رواہ ابو داؤد والترمذی)

ترجمہ:- ابن رض عباس رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہیں اور انھیں (سفید کپڑوں) میں اپنے مرنے والوں کو کفن پہنایا کرو۔ اور تمہارے سرموں میں سے بہترین سرمہ اثمد ہے۔ کیونکہ وہ بال اگاتا ہے۔ اور نظر کو تیز کرتا ہے

میت پر آواز نکالے بغیر رونا جائز ہے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَّهُوَ مَیِّتٌ وَّهُوَ یَبْکِیْ حَتّٰی سَالَ دُمُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی وَجْهِ عُثْمَانَ (رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجہ)

ترجمہ:- عائشہ سے روایت ہے۔ کہا۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو بوسہ دیا۔ حالانکہ وہ مر چکے تھے۔ آپ رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو عثمان کے چہرہ پر پڑے۔

پانچواں عنوان

مرنے کے بعد میت کو جلدی دفن کر دینا چاہیئے

عَنْ حُصَیْنِ بْنِ وَحْوَحٍ اَنَّ طَلْحَۃَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ وَقَالَ اِنِّیْ لَا اَرٰی طَلْحَۃَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ بِہِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ بِہٖ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَۃِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَهْرَیْ اَهْلِہٖ رواہ (ابو داؤد)

ترجمہ:- حصین بن وحوح سے روایت ہے تحقیق طلحہ بن براء بیمار ہوا۔ پھر اس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پرسی کے لئے آئے۔ تب آپ نے فرمایا بے شک میں طلحہ کے متعلق یہی خیال کرتا۔ مگر یہ کہ اس پر موت کا وقت آگیا ہے پھر تم مجھے (اس کے مرنے کے بعد) اطلاع دو۔ اور جلدی کرو۔ کیونکہ مسلمان کی لاش کے متعلق یہ مناسب نہیں ہے کہ اسے اس کے عزیزوں کے سامنے روک کر رکھا جائے۔

چھٹا عنوان

جنازے کو اٹھا کر جلدی جلدی چلنا چاہیئے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ فَاِنْ تَکُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَیْہِ وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَہٗ عَنْ رِقَابِکُمْ متفق علیہ

ترجمہ:- ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنازے کو اٹھا کر جلدی چلو۔ اگر وہ نیک ہے تو اس کو اچھی جگہ پر جلدی پہنچاتے ہو اور وہ اس کے سوا (یعنی برا) ہے۔ تو شر ہے۔ تم اسے اپنی گردنوں سے جدا کر رکھتے ہو۔

یعنی

اگر وہ نیک ہے تو قبر میں اسے جلدی پہنچاتے ہو۔ جو اس کے لئے بہشت کا باغ ہے۔ اور وہ برا ہے۔ تو اس برے کو اپنی گردنوں سے جلدی جا کر اتارتے ہو

ساتواں عنوان

جنازہ اٹھائے جانے کے بعد بولتا ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا یَا وَیْلَهَا اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا یَسْمَعُ صَوْتَهَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ (رواہ البخاری)

ترجمہ:- ابی رض سعید سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب جنازہ رکھا جاتا ہے۔ پھر اسے آدمی اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں۔ پھر اگر وہ نیک ہوتا ہے۔ تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو۔ اور اگر وہ نیک نہیں ہوتا۔ تو اٹھانے والوں سے کہتا ہے ہائے افسوس اسے اس کو تم کہاں لے جاتے ہو۔ اس کی آواز ہر چیز سنتی ہے۔ سوائے انسان کے اور اگر انسان سن لے۔ تو بے ہوش ہو جائے۔

صالح کون ہے

صالح وُہ شخص ہے جو دُنیا کی زندگی اللہ تعالےٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید کی راہ نمائی کے مطابق گذارے۔ اور قرآن مجید کے مطابق زندگی گذارنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو پیش نظر رکھے۔

اگر یہ نہیں ہے

تو پھر غریب ہو یا امیر۔ رعایا ہو یا بادشاہ۔ چپڑاسی ہو یا وزیر اعظم۔ جاہل ہو یا عالم۔ مرید ہو یا پیر۔ چپڑاسی کی بیوی ہو یا بادشاہ کی بیگم۔ سب غیر صالح کی فہرست میں داخل ہیں۔ اللّٰہم لا تجعلنا منہم۔

قبر کے اندر کا فرق

بظاہر تو قبریں سب کی یکساں ہوں گی مگر اندر فرق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے صالح بندے کی قبر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ :۔ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی۔ اگرچہ ظاہری شکل کے لحاظ سے صالح کی قبر سادہ اور ایک مٹی کا ڈھیر کیوں نہ ہو۔ اور غیر صالح اگرچہ شاہ وقت کیوں نہ گذرا ہو اس کی قبر اندر سے دوزخ کا گڑھا ہوگی اگرچہ شاہزادگان نے باپ کی قبر کو لاکھوں روپوں کے سنگ مرمر اور جواہرات سے مرصع کیوں نہ کیا ہوا ہو۔

آٹھواں عنوان

جنازے کا احترام کرنا چاہیے

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَھَا فَلَا یَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ ابی سعید سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ پس جو شخص اس کے ساتھ جا رہا ہے۔ وُہ نہ بیٹھے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔

دوسری حدیث

عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ رَاَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا یَعْنِیْ فِی الْجَنَازَۃِ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ ہم نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ (جنازہ کے لئے) کھڑے ہوگئے۔ پھر ہم بھی کھڑے ہوگئے۔ اور بیٹھے پھر ہم بھی بیٹھ گئے۔

ترجمہ حاشیہ لمعات شرح مشکوٰۃ

اس حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ آپ جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ پھر آپ سے گذر جانے اور دور ہو جانے کے وقت بیٹھ گئے۔ دوسری یہ معنی بھی ہو سکتی ہے کہ آپ پہلے جنازے کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے پھر بیٹھے رہتے تھے۔ اس معنی کے لحاظ سے جو پہلے اٹھا کرتے تھے۔ وُہ منسوخ ہو گیا۔ یا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ کہ بعد میں بیٹھے رہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ پہلے جو اٹھا کرتے تھے وہ مستحب امر تھا۔ واجب نہیں تھا۔

نواں عنوان

جنازے کے ساتھ جانے کا ثواب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَۃَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا وَّکَانَ مَعَہٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْھَا وَ یَفْرُغَ مِنْ دَفْنِھَا فَاِنَّہٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰی عَلَیْھَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّہٗ

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلے ایسے حال میں ساتھ جانے والے میں ایمان ہو۔ اور اللہ تعالےٰ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی رہے۔ یہاں تک کہ جنازے پر نماز پڑھی جائے۔ اور اس کے دفن سے فراغت حاصل کی جائے۔ پس تحقیق وُہ شخص دو قیراط کا اجر لے کر لوٹے گا۔ ہر ایک قیراط اُحُد (پہاڑ) جیسی ہوگی اور جس شخص نے جنازے کی نماز پڑھی۔ پھر دفن کرنے سے پہلے لوٹ آیا۔ پس تحقیق وہ ایک قیراط لے کر لوٹا

اجر پانے کی شرط لگائی گئی ہے

حدیث شریف کے ترجمے پر غور کیجئے کہ جس اجر کے دئے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ اس شرط پر ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ساتھ جا[ئے] نہ کہ نام و نمود یا برادری کی بھاجی کا حق ادا کرنے کے لئے جائے۔ اس نیت سے جانے والے کو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

دسواں عنوان

لوگوں کی تعریف کرنے سے جنازہ بہشتی ہو جاتا ہے اور مذمت کرنے سے دوزخی ہو جاتا ہے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَۃٍ فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰی فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ ھٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ خَیْرًا فَوَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ وَھٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَہُ النَّارُ اَنْتُمْ شُھَدَاءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ صحابہ کرام ایک جنازہ پر سے گذرے۔ پھر اس کے نیک ہونے کی تعریف کی۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لازم ہو چکی پھر ایک دوسرے جنازے پر سے گذرے۔ پھر اس کے متعلق بُرے ہونے کا ذکر کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ لازم ہو چکی۔ پھر عمر نے عرض کی۔ کیا چیز لازم ہو گئی۔ تب آپؐ نے فرمایا جس شخص کے لئے تم نے نیکی کی تعریف کی اس کے لئے بہشت لازم ہو چکی ہے اور یہ تم نے اس کے متعلق برائی کا ذکر کیا۔ اس کے لئے دوزخ لازم ہو چکی ہے۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

واقعہ یہ ہے

یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک بُرے شخص کے شر سے بچنے کے لئے لوگ اس کے روبرو نیک کہہ دیں۔ لیکن جب وُہ مر جائے۔ اور اب اس کے متعلق صاف گوئی سے کام لینے میں کوئی خطرہ بھی نہ ہو۔ تو اس صورت میں لوگ یقیناً بُرے کو بُرا ہی کہیں گے اور مرنے کے بعد جس شخص کو نیک کہیں گے وُہ ضرور نیک ہی ہوگا۔

گواہی دینے والے اللہ کے مقبول بندے ہوں

جن لوگوں کی شہادت کے باعث بہشت یا دوزخ کا ٹکٹ مل رہا ہے۔ وہ خود توحید پرست شریعت کے پابند یعنی اللہ تعالیٰ

کے نیک بندے ہونے چاہئیں۔ جن کی گواہی کو اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔

ورنہ سب کافر

تو ایک توحید پرست کو برا ہی کہیں گے جو ان کی بت پرستی کے خلاف ساری عمر پروپیگنڈا کرتا رہا ہے۔ مرنے کے بعد بھی اسے بُرا ہی کہیں گے۔ تو ان کافروں کے بُرا کہنے سے خواہ وہ دس کروڑ کی تعداد میں کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی قبر کو دوزخ کا گڑھا بنائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اور ایک اعلیٰ درجہ کے مبلغ اسلام نبوی کو وہ بے دین لوگ تو مرنے کے بعد بُرا ہی کہیں گے۔ جو ان کی خلاف شرع رسموں کے خلاف ساری عمر ٹوکتا رہا ہے۔ وہ تو اس کے مرنے سے خوش ہوں گے۔ کہیں گے۔ اچھا ہوا۔ کہ ہمارا دشمن مر گیا۔ تو کیا ایسے بے دینوں کی گواہی کے باعث اللہ تعالیٰ اپنے اس مخلص مبلغ دین الٰہی کو قبر میں سزا دے گا۔ ہرگز نہیں۔

لہٰذا ثابت ہو گیا

کہ جن لوگوں کی تعریف سے بہشت اور مذمت کرنے سے قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے وہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے قانون (قرآن مجید) کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ اور جن احکام کا انکی ذات سے تعلق ہے۔ ان کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ اور اتباع احکام الٰہی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے رکھتے ہیں۔ مثلاً نماز پڑھتے ہیں اور نماز پڑھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش نظر رکھتے ہیں کہ آپ قیام کس طرح کرتے ہیں کہ آپ قیام کس طرح کرتے تھے رکوع اور سجود کسطرح کرتے تھے۔ التحیات میں کیا کچھ پڑھتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس تمام اعمال حیات میں قرآن مجید کا اتباع اور رسول اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی میت کے حق میں شہادت خیر بہشت کے داخلے کا سبب بنجاتی ہے اور میت کی برائی کریں اسکے لئے دوزخ کا دروازہ کھل جانے کا موجب بن جاتی ہے۔

گیارھواں عنوان

عورت کا جنازہ پڑھاتے وقت امام کو اس کے وجود کے درمیان کھڑا ہونا چاہئے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسْطَهَا (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں اس عورت پر نماز پڑھی۔ جو اپنے نفاس کی حالت میں مر گئی تھی۔ پھر آپؐ اس کے (وجود کے) درمیان میں کھڑے ہوئے تھے۔

بارھواں عنوان

نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھنی چاہئے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ

(رواہ احمد و ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے پر نماز پڑھتے تھے فرماتے تھے (عربی دُعا کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ ہمارے زندوں کو بخش دے۔ اور ہمارے مردے کو بخشدے۔ اور ہمارے حاضر (لوگوں) کو بخشدے۔ اور ہمارے غیر حاضر کو بخشدے۔ اور ہمارے چھوٹے کو بخشدے اور ہمارے بڑے کو بخش دے۔ اور ہمارے مردوں کو بخشدے اور ہماری عورتوں کو بخشدے اے اللہ۔ جسے تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اسے اسلام پر زندہ رکھ۔ اور جسے تو ہم میں سے موت دے تو اسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ اس مرنے والے کے غم کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر۔ اور اس کے مرنے کے بعد ہمیں کسے فتنے میں مبتلا نہ کر۔

تیرھواں عنوان

قبر پر جا کر کونسی دعا پڑھنی چاہئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں چند قبروں پر سے گزرے پھر آپ نے ان کی طرف مُنہ کیا۔ پھر فرمایا (اس دُعا کا ترجمہ) اے قبروں والو۔ تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمیں اور تمہیں بخش دے۔ تم ہم سے پہلے (یہاں) آ گئے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔

چودھواں عنوان

میّت کے مال میں کیا کرنا چاہئے

۱

(۱) میت کو لحد قبر تک پہنچانے کے لئے جو خرچ ہو وہ سب اس کے مال سے ادا کرنا چاہئے۔ مثلاً میت کے نہلانے کے لئے پانی بھرنے والے کی اُجرت۔ کفن کی قیمت۲۔ کفن سینے والے کی مزدوری۳۔ نہلانے کے لئے صابن کی قیمت۴۔ اگر پانی گرم کرنا ہے تو لکڑیوں کی قیمت۵۔ اگر جنازے کو قبرستان تک پہنچانے کے لئے مفت آدمی نہیں ملتے تو جنازہ اٹھانے والے مزدوروں کی اُجرت۶۔ اگر قبرستان دور ہے۔ اور گاڑی پر جنازہ لے جانا ہے۔ تو گاڑی کا کرایہ۷۔ اگر قبر کھودنے والے مفت نہیں کھودتے۔ تو قبر کھودنے والوں کی اُجرت۔ اگر جنازے کو نہلانے والا مفت نہیں ملتا۔ تو نہلانے کی اجرت۹

۲

میّت کے مال میں سے جو اس کے ذمہ قرض ہے وُہ ادا کرنا چاہئے۔ خواہ ساری بقیہ جائداد اسی میں صرف ہو جائے۔ عورت کا مہر (اگر ادا نہیں ہوا) تو اسی قرض کے سلسلہ میں ادا کیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ بھی کسی کے قرض کو معاف نہیں کرتا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شہید کے سب گناہ (سوائے قرض کے) معاف کر دئے جاتے ہیں۔

اسی لئے

یہ امر ضروری ہے کہ میت کو لحد قبر میں

پہنچانے کے بعد سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اس کے مال میں سے قرض ادا کیا جائے۔

قرض ادا کئے جانے کے بعد اگر وہ وصیت کر گیا ہے تو اسے پورا کیا جائے۔ بشرطیکہ وہ وصیت اس کے تہائی مال سے زیادہ کی نہ ہو۔

وصیت کے پورا کرنے کے بعد جو مال بچے اسے شریعت کے مطابق وارثوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ جن کے حصوں کی تفصیل کتاب و سنتہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔

ان چار مدات کے سوا اور کوئی مد نہیں

کتاب و سنتہ کی روشنی میں یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ میت کے مال میں سے ان چار مدوں کے سوا شریعت نے اور کوئی مد مقرر نہیں کی۔ کہ میت کے مال میں خیرات بھی کی جائے۔ ہاں یہ ایک الگ سوال ہے کہ میت کو ثواب پہنچانے کیلئے کوئی خیرات کیجاتے تو جائز ہے یا نہیں اور اس خیرات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میت کو ثواب پہنچانے کیلئے کوئی خیرات بھی کیجائے تو جائز ہے اور میت کو اس کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

خیرات کے مروجہ طریقہ

میں بعض چیزیں قابل اصلاح ہیں۔ اگر ان کی اصلاح کر لی جائے تو پھر شرعی نقطۂ نگاہ سے کوئی حرج نہیں ہے۔ پہلے مال کی حلال ہونا چاہئے۔ مثلاً رشوت کے ذریعہ سے حاصل کیا ہوا نہ ہو۔ اور اگر تجارت پیشہ ہے۔ تو لوگوں سے جھوٹ بول کر کمایا ہوا نہ ہو۔ اور اگر کسی مسلمان سے اشتراکی کاروبار ہے تو شریک کار کی اجازت کے سوا حاصل کیا ہوا نہ ہو۔ بلیک مارکیٹ سے کمایا ہوا نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ جب خیرات میں سارا مال حرام کا ہوگا یا اس میں حرام کے مال کی ملاوٹ ہو وہ خیرات نہ قبول ہوگی۔ اور نہ اس کا ثواب ہی میت کی روح کو پہنچے گا۔

پاکستان بننے سے پہلے

خیرات کی مقررہ شدہ تاریخوں پر میت کے لئے خیرات ضرور کرتے تھے۔ اگر اپنی جیب میں پیسے نہ ہوتے تو ہندو کی دکان سے میٹھے چاول پکانے کے لئے چاول۔ گڑ۔ گھی۔ کشمش وغیرہ قرض لے آتے تھے۔ اور ہندو ان چیزوں کی قیمت پر مہینہ کے بعد سود لگا لیتا تھا۔ گویا کہ سود کے ذریعہ سے حاصل کردہ چیز مسلمان نے خیرات کی۔ اس طریقہ کی خیرات پر بھی حق پرست علماء کرام اعتراض کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ اس خیرات سے راضی نہیں ہے تو میت کی روح کو ثواب کیسے پہنچے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے۔ "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج کھانے والے اور بیاج کھلانے والے۔ اور اس پر گواہ بننے والے اور سودی کاروبار کو لکھنے والے پر لعنت کی ہے۔" خیرات کی قبولیت کے لئے دوسری شرط یہ ہے۔ کہ خیرات کرنے والے کے دل میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر ہو۔ یہ خیال نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں کہ اس نے ماں باپ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے بڑی خیرات کی ہے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ جب وہ خیرات ہے تو خیرات کے مستحق لوگوں کی خدمت میں پہنچائی جائے نہ کہ نام تو خیرات کا ہو اور برادری میں معزز اور دولتمند عورتوں اور مردوں کو جمع کر کے کھلائی جائے یا دوسرے معزز دوستوں کو بلا کر ان کی تواضع کی جائے چوتھی چیز یہ ہے کہ اس خیرات میں یتیم کا مال شامل نہ ہو۔ ورنہ وہ خیرات قبول نہ ہوگی۔ اور نہ میت کی روح کو ثواب پہنچے گا۔ مثلاً ایک شخص فوت ہو گیا ہے اور اس کے وارثوں میں ایک یا دو بچے نابالغ ہیں اب جب تک ان یتیم بچوں کا حصہ میت کے مال میں سے الگ نہیں کر دیا جائے گا۔ اس وقت تک خیرات جائز نہیں ہوگی۔ کیونکہ مال تقسیم کرنے اور اور یتیموں کا حق جدا کرنے سے پہلے جو چیز بھی خرچ کی جائے گی۔ اس میں یتیم کے حصے کی ضرور ملاوٹ ہوگی۔ اور اس چیز کا کھانا حرام ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝

(ترجمہ:- بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے۔

خیرات کے قبول نہ ہونے کا ایک اور سبب

جو خیرات میت کے مال میں سے کی جاتی ہے۔ اس کے قبول نہ ہونے کا ایک سبب بھی ہے۔ فرض کر لو۔ کہ وارثوں میں کوئی یتیم نہیں ہے۔ مگر باقی جتنے وارث ہیں کیا ان سے مشورہ کر کے خیرات کی جاتی ہے کہ بھائی علی الحساب میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے مثلاً دو تین سو روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ پھر حساب کر کے حصہ رسد اپنے حصہ میں سے اتنا روپیہ کم لیں گے۔ جب سب ورثا سے اجازت نہیں لی جاتی۔ تو دوسرے کا مال بلا اجازت خرچ کرنے کا کسی کو کیا حق ہے بلکہ کوئی بعید نہیں کہ بعض وارث دل میں ناراض ہوں کہ اگر یہی روپیہ ہمارے بال بچوں کے کام آتا تو بہتر تھا۔ لیکن لوگوں کی طعن و تشنیع کے ڈر سے مونہہ سے کہتے ہیں۔ اس صورت میں بھی یہ خیرات ناجائز ہو جائے گی اور میت کی روح کو اس کا کوئی ثواب نہیں پہنچے گا۔

اگر خیرات ان قابل اعتراض

چیزوں سے صاف ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ بارگاہ الٰہی میں قبولیت کی بھی امید واثق ہے اور میت کی روح کو ثواب بھی پہنچ جائے گا۔

وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ:- ۲۲ شوال ۱۳۷۷ھ ۱۶ مئی ۱۹۵۸ء

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا دستور العمل قرآن مجید ہی تھا

۲- اور اس مقدس جماعت کے مقدس دستور العمل پر عمل کرنے کے فوائد

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

نمبر ۱ کا ثبوت اول

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ج هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پ ۹)

ترجمہ:- کہہ دو- میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا جاتا ہے- یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں-

حاصل

یہ نکلا- کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین قرآن مجید ہی کا اتباع کرتے ہیں- اس کی برکت سے ان کے باطن میں ہر ایک معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی کے باعث ایک بصیرۃ (روشنی) پیدا ہوتی ہے اور ایک صحیح راہ نمائی ہوتی ہے- اس لئے یہ قرآن مجید ایمانداروں کے حق میں رحمت ہے-

ثبوت دوم

(فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ط فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ج وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝) (سورۃ آل عمران رکوع ۲ پ ۳)

ترجمہ:- پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہدے- کہ میں نے اپنا مونہہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں- اور ان لوگوں سے کہہ دے جنہیں کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں سے- آیا تم بھی تابع ہوتے ہو- پھر اگر وہ تابع ہو گئے- تو انھوں نے بھی سیدھی راہ پالی- اور اگر وہ منہ پھیریں- تو تیرے ذمے فقط پہنچا دینا ہے- اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام مومنوں نے اپنا مونہہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے تابع کیا ہے اگر اہل کتاب اور عرب کے باشندے بھی اس چیز کو مان جائیں- تو وہ بھی سیدھے راستے پر آ جائیں گے- اور اگر نہ مانیں تو آپ کے ذمہ کوئی الزام نہیں ہے- آپ نے انھیں اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا- تو آپ بری الذمہ ہو گئے-

علیٰ ھذا القیاس

ہر دور کے مسلمانوں یا غیر مسلموں کو قرآن مجید کی نشر و اشاعت کرنے والے علماء کرام نے پیغام حق پہنچا دیا تو ان لوگوں پر اتمام حجت ہو گیا- قیامت کے دن اس دور کے بے دین لوگ اللہ تعالیٰ کے روبرو یہ عذر پیش نہیں کر سکیں گے- کہ اے اللہ ہمیں تیرا پیغام کسی نے پہنچایا نہیں تھا- چنانچہ

قرآن مجید کا اعلان

ملاحظہ ہو (اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝) سورۃ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ:- کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں- پھر تم انھیں جھٹلاتے تھے- کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے- اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکالدے- اگر پھر کریں- تو بے شک ظالم ہوں گے- فرمائے گا- اس (دوزخ) میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو- میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا- جو کہتے تھے- اے ہمارے رب ہم ایمان لائے- تو ہمیں بخشدے- اور ہم پر رحم کر- اور تو بہت رحم کرنے والا ہے- سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی- یہاں تک کہ انھوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی- اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے- آج میں نے انھیں ان کے صبر کا بدلہ دیا ہے- کہ وہی کامیاب ہوئے-

مذاق اُڑانے والے

علماء دین پر مذاق اڑانے والے .... لوگ مذکورۃ الصدر سطروں کو غور سے پڑھیں- اور اپنی حالت کی اصلاح کر لیں- ورنہ

ثبوت نمبر سوم

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ج وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ج وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱ پ ۳

ترجمہ:- وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری- اس میں بعض آیتیں محکم ہیں- (جن کے معنی واضح ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ ہیں

(جن کے معنی معلوم یا معین نہیں) سو جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہیں وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں۔ اور حالانکہ ان کا مطلب سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہمارا ان چیزوں پر ایمان ہے۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ مانتے ہیں۔ جو عقلمند ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ مضبوط علم والے اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد پر دل سے مہر تصدیق لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے سب ٹھیک ہے۔ خواہ ان ارشادات کا مطلب ایسا واضح ہو کہ ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہو، یا کچھ دقت طلب ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد پر دل سے مہر تصدیق لگانے والے یہی لوگ تو عقلمند ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد میں حکمتیں ضرور ہیں۔ خواہ ان میں سے بعض اپنی ناقص عقل کے باعث سمجھ میں نہ آسکیں۔

ثبوت چہارم

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۱ پ ۷)

ترجمہ:- اور یہ کتاب جس کو ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں۔ اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ اس کتاب پر وہ لوگ ایمان لے آتے ہیں۔ جن کا آخرۃ پر ایمان ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت (نماز) پر پوری حفاظت کرتے ہیں۔ کہ مثلاً قضا نہ ہونے پائے۔ وقت سے بے وقت نہ ہو جائے۔ گویا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدس کتاب پر عامل ہیں۔ اسی طرح حضورؐ کی اُمت میں سے آخرت کا یقین رکھنے والے بھی اس پر اپنی طاقت کے مطابق پوری طرح پر عمل کرتے ہیں۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

مومنین کو اتباع کتاب اللہ کی جزا

برادرانِ اسلام۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین قرآن مجید کا بڑے شوق اور بڑی جوانمردی سے اتباع کرتے ہیں۔ اب اس تابعداری کی جزاء خیر بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔ جس کا اعلان قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔

اعلان ۱

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورۃ الروم رکوع ۵ پ ۲۱)

ترجمہ:- اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں۔ سو ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا، جو گنہگار تھے۔ اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ اپنے ایماندار بندوں کی امداد کیا کرتے ہیں۔ لہٰذا اب بھی جو ایماندار اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی ضرور مدد کرے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ایماندار کامیاب اور باطل پرست مونہہ کی کھائیں گے۔

اعلان دوم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

(سورہ محمد رکوع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ:- اے ایمان والو۔ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا۔

آیت کا مطلب

یہ ہے۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے پیغمبر کی مدد کرو گے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ جہاد میں تمہارے قدم ثابت رکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہو گے تو اس کی برکت سے قیامت کے دن "صراط" پر گذرتے وقت ثابت قدمی نصیب ہو گی۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

حضورِ انور اور مومنین کے طرز عمل کی مخالفت کی سزا

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ (سورۃ النسا رکوع ۱۷ پ ۵)

ترجمہ:- اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو۔ اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے۔ تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے۔ اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

مخالفت کرنے پر دوزخ کی سزا کیوں

اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں قرآن مجید میں یہ اعلان فرما دیا ہے۔

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ المائدہ رکوع ۱ پ ۶)

ترجمہ:- آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا۔ اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا۔ اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔ پھر جو کوئی بھوک سے بیتاب ہو جائے۔ لیکن گناہ پر مائل نہ ہو۔ تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے

جب دین الٰہی مکمل ہو چکا

اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہ نمائی کا حق ادا کر دیا ہے اور اسی اسلام کو جس کا ذکر قرآن مجید میں بالتفصیل آیا ہے اور جس کے متعلقہ مسائل کی پوری تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آ چکی ہے اس کی مخالفت کرنا۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔ اور مرنے کے بعد اس کی قبر جہنم کا گڑھا بنے۔ ہاں اگر کوئی جاں بلب ہونے کے باعث اپنی جان بچانے کے لئے کسی شرعی حکم کی مخالفت کرے۔ تو اس کی اضطراری حالت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ اسے گرفت نہیں کرے گا۔

بالخصوص جب صحابہؓ کرام

اس قرآن مجید پر عمل کرنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتّباع ملحوظ رکھ کر دربار الٰہی سے

کنتم خیر امۃ اخرجت النّاس)

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ تم سب اُمّتوں میں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں تو اب کوئی شخص مسلمان کہلا کر اس دائرہ سے کب باہر جا سکتا ہے

لھٰذا

ثابت ہؤا۔ کہ اگر کسی شخص کو صحیح معنی میں مسلمان رہنا ہے تو فقط حضور انورؐ اور اس وقت کے مسلمانوں کے دستور العمل کو عملی جامہ پہنانے سے ہی رہ سکتا ہے۔ ورنہ اس طریقہ مبارکہ کی مخالفت کرنے والا دوزخ کا ایندھن ہی بنے گا۔

تنبیہ

اے موجودہ وقت کے مسلمانو۔ اُوپر کی سطروں کو غور سے پڑھو اور سوچو۔ کہ آپ اصلی اور محمدی مسلمان ہو۔ یا نقلی۔ اور اپنی بد اعمالیوں کے باعث اسلام نبوی کو بدنام کرنے والے ہو۔

موجودہ مسلمانوں کے متعلق ڈاکٹر اقبال مرحوم کی رائے

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی مخالفت کی علامتیں

(۱) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح بے نماز تھے۔

(۲) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح روزے نہیں رکھتے تھے۔

(۳) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔

(۴) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح مالدار یا اعلیٰ سرکاری عہدہ دار ہو کر حج نہیں کرتے تھے۔

اے تعلیم جدید کے زیور سے آراستہ مسلمان

(۵) کیا صحابہ کرامؓ تیری طرح اجنبی عورتوں سے ڈانس کیا کرتے تھے۔

(۶) کیا صحابہ کرامؓ تیری طرح اپنی بیویوں کو عام دعوتوں میں لا کر آمنے سامنے بیٹھ کر کھانا کھانے میں بیویوں کے تبادلے کیا کرتے تھے۔

(۷) کیا صحابہ کرامؓ کی بیویاں تیری بیوی کی طرح ہار سنگار کر کے بے برقعہ اور بے نقاب ہو کر مردوں کے مجمعوں میں شریک ہوا کرتی تھیں

اے میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان

(۸) کیا صحابہ کرام تیری طرح کرزن فیشن کے دلدادہ تھے۔

(۹) کیا صحابہ کرام کے ہاں بھی غیر ممالک میں سفارت کا عہدہ دینے کے لئے کرزن فیشن ہونا ضروری تھا۔

(۱۰) کیا صحابہ کرام کے ہاں بھی یہ شرط تھی کہ غیر ممالک میں اس شخص کو سفیر بنایا جائے جس میں پانچ چیزیں ہوں۔ شلوار نہ پہنے۔ اچکن نہ پہنے۔ پان نہ کھائے۔ داڑھی نہ رکھتا ہو۔ سرمہ نہ استعمال کرتا ہو۔

اے اپنے آپ کو مہذب کہنے والے میرے عزیز تعلیم یافتہ نوجوان آپ خود سوچیں۔ کہ جو شخص ہر دیگی چمچہ کی طرح جہاں جائے اسی ملک کا روپ دھارے۔ کیا ایسے بے اُصول شخص کی کسی شریف اور غیور انسان کے دل میں عزت ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

عزّت اس شخص کی ہوتی ہے

جو اپنے اُصول کا پکّا ہو۔ دنیا ادھر کی ادھر پلٹ جائے۔ لیکن وہ اپنے اُصول سے ایک انچ نہ ہٹے۔

اے میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان

ہونا یہ چاہیئے تھا۔ کہ اگر آپ ایسی مجلس میں جاتے جہاں دنیا بھر کی حکومتوں کے نمائندے جمع ہوتے۔ اور یا مختلف مذاہب کے نمائندے جمع ہوتے۔ مثلاً ایک مجمع میں جرمنی فرانسیسی۔ لندنی روسی امریکی نمائندے ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک نمائندہ اپنی وضع سے ممتاز ہوتا۔ کہ یہ فلاں ملک کا نمائندہ ہے۔ اور آپ ایسی وضع میں موجود ہوتے کہ معلوم ہو جاتا کہ یہ شخص نبی آخرالزمان کا نمائندہ ہے۔ اور اگر مختلف مذہبی جماعتوں میں کھڑے ہوتے تو پتہ لگ سکتا۔ کہ یہ ہندو۔ اور یہ سکھ اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام ہے۔

اے میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان

ان بے اُصولی باتوں کے باعث آپ نے فقط اپنے آپ کو دوسروں کی نظروں میں ذلیل ہی نہیں کیا۔ بلکہ مسلمان کہلا کر اسلام کو بدنام کیا۔ کیونکہ وہ غیر ملکی لوگ یہی خیال کریں گے۔ کہ اسلام کی اپنی نہ کوئی تہذیب ہے۔ نہ اس کا اپنا تمدن ہے۔ نہ اس کے کوئی اپنے اصول ہیں۔ جن کی پابندی ہر حال میں یہ ضروری خیال کرتا ہو۔ خواہ کچھ بھی ہو جائے۔

مثلاً

اسلام میں نماز ایک ایسی چیز ہے کہ کوئی مسلمان مرد ہو یا عورت۔ جب تک جان میں جان ہو نہیں چھوڑ سکتا۔ اے

میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان - کیا آپ نے غیر ممالک میں جا کر انگریزوں فرانسیسیوں - جرمنوں اور روسیوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے - کہ مسلمان نماز کبھی نہیں چھوڑ سکتا - وغیرہ وغیرہ -

ایک شعر میں درد دل کا اظہار

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

دنیا بھر میں ایک فطرتی ضابطہ

مسلمہ ہے - جس سے کوئی قوم یا کوئی فرد بشر انکار نہیں کر سکتا - کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی ایک صورت اور ایک سیرت بنائی ہے - انھیں دونوں چیزوں کے اختلاف کے باعث چیزوں کے نام بدلتے جاتے ہیں مثلاً پھلوں میں آم - انار - کیلا - جامن وغیرہ سبزیوں میں شلغم - مولی - گاجر - آلو کدو وغیرہ اناجوں میں گندم، جو جوار باجرہ وغیرہ آپ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک پھل اور ہر ایک سبزی اور ہر ایک اناج دوسرے سے صورت اور سیرت کے لحاظ سے ممتاز ہے - اور انھیں دونوں چیزوں کے باعث ہر ایک کا نام علیحدہ ہے - علی ہذا القیاس دنیا میں جتنے مذاہب رائج ہیں - ہر ایک مذہب اپنے ظاہری آداب اور باطنی معتقدات کے لحاظ سے دوسرے سے ممتاز ہے - مثلاً مسلمان اللہ اللہ کہتا ہے - اور ہندو رام رام جپتا ہے اور سکھ واہگورو جی کہتا ہے - اور مثلاً مسلمان عبادت کے لئے مسجد میں جاتا ہے - ہندو دھرمسالہ میں جاتا ہے اور سکھ گوردوارہ میں جاتا ہے - علی ہذا القیاس یہ یاد رہے کہ

اسلام دنیا بھر کے مذاہب میں ایک امتیازی

شان رکھتا ہے - برادران اسلام - جس انسان کے اندر اسلام کی وہ امتیازی شان نہ ہو - اس پر اسلام کا لیبل چسپاں کرنا - یہ ایک طرح پر اسلام کی توہین ہے - ایسی صورت میں دیکھنے والا اسی نتیجہ پر پہنچے گا - کہ اسلام (نعوذ باللہ من ذالک) ایک

مہمل چیز ہے - جس کی نہ کوئی اپنی تہذیب ہے - نہ اپنا تمدن ہے - اور نہ اس کے اندر کوئی قابل قدر نظریات ہیں -

بعض اوقات انسان کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے

خدانخواستہ جب اپنی بد اعمالیوں کے باعث انسان کی فطرت مسخ ہو جائے - تو حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا - اور نہ اپنے حق میں بھلائی اور برائی کا فیصلہ کر سکتا ہے - بلکہ اُلٹا چلتا ہے کھرے کو کھوٹا - دوست کو دشمن خیرخواہ کو بدخواہ خیال کرنے لگتا ہے -

قرآن مجید سے اسکی تائید

پہلی

ملاحظہ ہو (وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

(سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ :- اور تجھ سے پہلے ہم پہلی قوموں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں - اور وہ بھی جب کوئی رسول ان کے پاس آتا - تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے -

دوسری

(وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ :- تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اُڑایا جا چکا ہے - پھر جن لوگوں نے ان پر مذاق کیا تھا - انھیں اسی عذاب نے آ گھیرا - جس کا مذاق اڑاتے تھے -

دونوں تائیدوں کا حاصل

مذکورۃ الصدر دونوں تائیدوں کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغمبر انسانوں کی راہ نمائی کے لئے تشریف لاتے تھے - ان کی قومیں ان پر مذاق اُڑاتی تھیں - اور جب وہ ان دین الٰہی پر ٹھٹھا کرنے کے باعث عذاب الٰہی کی دھمکی دیتے تھے تو بھی اس ڈراوے کو ٹھٹھے میں اُڑا دیا کرتے تھے -

ٹھٹھا کرنیوالوں کے انجام کا ذکر

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲ پ ۷)

ترجمہ :- کہدو - ملک میں سیر کرو - پھر دیکھو - جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا -

ٹھٹھا کرنیوالوں کے انجام کا نقشہ

(وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ ۝

(سورۃ الانبیاء رکوع ۲ پارہ ۱۷)

ترجمہ :- اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں - غارت کر دیا ہے - اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں - پھر جب انھوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی - تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے - مت بھاگو - اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا - اور اپنے گھروں میں جاؤ - تاکہ تم سے پوچھا جائے کہنے لگے - ہائے ہماری کم بختی - بے شک ہم ہی ظالم تھے - سو ان کی یہی پکار رہی یہاں تک کہ ہم نے انھیں ایسا کر دیا - جس طرح کھیتی کٹی ہو - اور وہ بجھ کر رہ گئے -

آجکل بھی کتاب و سنتہ کے مبلغین حق پرست علمائے کرام کیساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے

کتاب و سنتہ کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا - اور قرآن مجید کے بعد آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی - اور جس طرح بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام تورات کی اشاعت کے لئے مبعوث ہوا کرتے تھے - اسی طرح آپ کی امت میں ایسے علمائے کرام ہر دور میں پیدا ہوتے رہیں گے - جن کی زندگی کا نصب العین ہی قرآن مجید اور سنت نبوی کی اشاعت و تبلیغ ہوگا - تاکہ حضور انور کے بعد کے پیدا ہونے والے انسان قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں - کہ اے اللہ ہمیں تو تیرے اوامر و نواہی کا علم ہی نہیں تھا - لہذا عمل کس طرح کر کے آتے -

الحمد للہ ثم الحمد للہ

نوے سالہ حکومت برطانیہ کے دور میں بھی حق پرست علماء کرام تھے۔ جنہوں نے اسلام کے حفظ و بقاء کی پوری پوری کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں میں سے انگریز پانچ فیصدی بھی اسلام سے بدظن نہیں کر سکا۔ اگرچہ عام مسلمان کما حقہٗ دین کا علم نہیں رکھتے۔ اور عمل میں بھی اکثر کوتاہی کرتے ہیں۔ بایں ہمہ یہ جذبہ اِن کے دل میں قطعی طور پر موجود ہے کہ میرا

مذہب اسلام سچا ہے۔ اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اور حدیث شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اور جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ قرآن مجید کی حفاظت کے لئے۔ اور اسلام کے جھنڈے کے نیچے بندوق کی گولی۔ یا بم کے گولے سے مرے گا وُہ یقیناً شہید ہے اور مغفور و مرحوم ہے۔ چنانچہ میرے اس بیان کی تصدیق پاکستان بننے کے بعد پنجاب (پاکستان) میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت گواہ ہے کہ کس طرح مسلمانوں نے چھاتیاں تان کر گولیاں چھاتیوں میں پیوست کیں اور شہید ہوگئے۔

ہاں یہ بھی ماننا ہی پڑیگا

کہ مسلمانان ہندوستان میں سے پانچ فیصدی سے کم جن نوجوانوں نے انگریز کے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پائی ہے۔ اور انھیں کسی عالم ربانی کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ جن کے متعلق اکبر الہ آبادی مرحوم فرماتے ہیں ؎

پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اس جا کہ آواز اذاں بھی آ نہیں سکتی
نہیں کو ناز ہولے نوجوانوں اس طریقہ پر
میری امید تو لغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

اوّل سے لے کر آخر تک انگریز ہی کے خیالات سے متاثر ہونے کے باعث اسی وضع و قماش کے ہیں۔ جیسے کہ پہلی ہلاک ہونے والی قوموں کے متعلق اب آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ کہ "جو رسول ان کے پاس آتا۔ اس پر مذاق اُڑاتے"

اسی طرح اِس قسم کا تعلیم یافتہ نوجوان حق پرست علماء کرام پر مذاق اُڑاتا ہے اور ان حضرات کی صحبت اور تعلیم سے فائدہ حاصل کرنے کی بجاء ان کی توہین کرتا ہے۔ اسی قماش کے لوگوں کے مونہہ سے یہ ناشائستہ الفاظ سنے جاتے ہیں۔ "۱ مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔ ۲ "مولوی جانتے ہی کیا ہیں" وغیرہ وغیرہ۔

میرے عزیز تعلیم یافتہ نوجوان مولوی کی قدر اپنے پیر و مرشد ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم سے پوچھو

فرماتے ہیں:۔

(ضروری نوٹ) افغانستان میں مولوی کو ملّا کہا جاتا ہے یاغستانی پٹھان آخر دم تک انگریز کی رعایا نہیں بنا۔ بلکہ انگریز سے لڑتا رہا۔)

افغانیوں کی غیرت دین کا ہے یہ علاج
ملّا کو اس کے دشت و دمن سے نکال دو

اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ انگریزی دان نوجوان کے ذہن میں کتاب سنتہ اور اس کے حاملین (علماء کرام) کے متعلق عقیدت پیدا کر دے۔ تاکہ علماء کرام کی صحبت میں رہ کر دین سکھیں۔ اس کے بعد دین پر عمل کریں تاکہ ان کی عاقبت سنور جاتے۔ اور اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔

خطبے کے عنوان کا دوسرا حصّہ

اور اس مقدس جماعت کے مقدس دستور العمل (قرآن مجید) پر عمل کرنے کے فوائد

پہلا

جس طرح ایک بادشاہ اپنی رعایا کے ان افراد سے راضی رہتا ہے۔ جو اس کی وفاداری کا حق ادا کریں اور انھیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ہر حاجت میں ان کی دستگیری کرتا ہے

اسی طرح اللہ تعالےٰ کا اپنے وفادار بندوں کے حق میں اعلان

ملاحظہ ہو (وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ)

(سورۃ العنکبوت رکوع ۷ پ ۲۱)

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی۔ ہم انھیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے۔ اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اِن کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرماتا ہے اور اپنے قرب و رضا یا جنت کی راہیں سجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں۔ اسی قدر ان کی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اور وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں۔ کہ دوسروں کو ان کا احساس تک نہیں ہوتا" اور اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت نیکی کرنے والوں کے ساتھ رہتی ہے۔

دوسرا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر عمل کرنے کا فائدہ (قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝) سورۃ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳)

ترجمہ:۔ کہدو۔ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

حاصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے سے یہ نتیجہ برآمد ہوا اللہ تعالےٰ کو اس اِنسان سے محبت پیدا ہو جاتی ہے (ایک انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے) اور اللہ تعالےٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔

تیسرا

صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کا فائدہ

(وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝)

(سورۃ التوبہ رکوع ۱۳۔ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ آگے بڑھنے والے ہیں۔ پہلے ہجرت کرنے والوں اور

مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے

حاصل

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلنے سے یہ نتائج برآمد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا تمغہ ملا۔ ان کے لئے آخرت میں باغات تیار کئے گئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ وہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ اَللّٰھُمَّ اجعلنا منہم۔

اِنسان کی زندگی کا ہر شعبہ قابلِ رشک

مذکور الصدر مقدس جماعت کے مقدس دستور العمل (قرآن مجید) پر عمل کرتے وقت جو شخص ہر وقت ان حضرات کا طرزِ عمل پیش نظر رکھے گا۔ تو اس شخص کی زندگی کا ہر شعبہ قابلِ رشک ہو جائے گا۔ خواہ اخلاقی ہو۔ یا معاشرتی اقتصادی ہو یا سیاسی۔

واقعہ یہ ہے

کہ ہر دور میں اسی قسم کے حضرات خلق اللہ کی اصلاح کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہر صدی میں اس قسم کے حضرات پیدا کرتا رہا ہے اور انھیں نقوش قدسیہ کی برکت سے آج چودہویں صدی تک قرآن زندہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت زندہ۔ بالفاظ دیگر دینِ محمدی کی صورت زندہ اور سیرۃ زندہ اور تابندہ اور درخشندہ ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ قیامت تک یہ چیزیں زندہ رہیں گی۔ خوش نصیب ہیں وہ انسان جو ان نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔ اللّٰھم اجعلنا منہم۔ اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو نام تو اسلام کا لیں۔ مگر ان کا مسلک وہ نہ ہو۔ جو اس خطبہ میں عرض کیا گیا ہے۔ اللّٰھم لاتجعلنا منہم آمین یا الٰہ العالمین

بیوہ کے نفقہ کے لیے خرچ کرنے والا جہاد کرنے والے کی طرح ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کسی بے چاری بے شوہر والی عورت یا کسی مسکین حاجت مند کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا بندہ (اللہ کے نزدیک اور اجر و ثواب میں) راہ خدا میں جہاد کرنے والے بندے کے مثل ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ اس قائم اللیل (یعنی شب بیدار) بندے کی طرح جو (عبادت اور شب خیزی میں) سستی نہ کرتا ہو اور اس صائم الدہر بندے کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی ناغہ نہ کرتا ہو۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

یتیم کی کفالت کرنے والا ضرور جنت میں جائے گا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم بچے کو لے لیا اور اپنے کھانے پینے میں شریک کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور بالضرور جنت میں داخل کر دے گا۔ الا یہ اس نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جو ناقابلِ معافی ہو۔ ترمذی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۳ ذیقعد ۱۳۷۷ھ ۲۳ مئی ۱۹۵۸ء

چار حصے

۱- اللہ تعالیٰ ظلم سے قطعاً پاک ہے۔

۲- مجرموں کو سزا دینا اس کا انصاف ہے۔

۳- مجرموں کو معاف کر دینا اس کا فضل ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے مجرموں کو ہرگز نہیں بخشیگا۔

(ا) مشرک (ب) کافر (ج) نفاق اعتقادی کا منافق

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

تفصیل حصہ اول

اللہ تعالیٰ ظلم سے قطعاً پاک ہے

ثبوت اول

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۶ پ ۵)

ترجمہ:- بے شک اللہ کسی کا ایک ذرہ برابر حق نہیں رکھتا- اور اگر نیکی ہو- تو اس کو دگنا کر دیتا ہے- اور اپنے ہاں سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

ثبوت دوم

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُودَ ۙ وَقَوْمِ إِبْرٰهِيمَ وَأَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۖ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

(سورۃ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰)

ترجمہ:- کیا انھیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے- نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی- اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئی تھیں- ان کے پاس ان کے رسول صاف احکام لے کر پہنچے- سو اللہ ایسا نہ تھا- کہ ان پر ظلم کرتا- لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

حاصل

ثبوت اول اور ثبوت دوم کا حاصل یہ نکلا- کہ اللہ تعالیٰ نے تو کسی انسان پر کبھی کوئی ظلم نہیں کیا- اور جو قومیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہ ہوئی ہیں ان کی تباہی کا باعث ان کی اپنی بد اعمالیاں تھیں- اور ان کی اپنی بد اعمالیوں کے باعث وہ نتائج نکلنے لازمی تھے- جس طرح کہ کوئی شخص دانستہ سنکھیا کھالے- اس کا لازمی نتیجہ ہے- کہ کھانے کے بعد اندر سے انتڑیوں کے ٹکڑے کٹ کٹ کر باہر آئیں اور وہ موت کے گھاٹ اتر جائے۔

ثبوت سوم

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِينَ ۝ (سورۃ الانبیاء رکوع ۴ پارہ ۱۷)

ترجمہ:- اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے- پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا- اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے- اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔

حاصل

یہ نکلا- کہ کسی انسان پر قیامت کے دن ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا- اور کسی کی کوئی نیکی رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگی اس کا بھی اجر دیا جائے گا۔

حدیث شریف کی شہادت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي مَمْلُوكِينَ يُكَذِّبُونَنِي وَيَخُونُونَنِي وَيَعْصُونَنِي وَأَشْتِمُهُمْ وَأَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُونَ ذُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوبِهِمْ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ وَجَعَلَ يَهْتِفُ وَيَبْكِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَقْرَأُ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِينَ ۝ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَجِدُ لِي وَلِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ أُشْهِدُكَ أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ أَحْرَارٌ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:- عائشہ سے روایت ہے- فرماتی ہیں ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر بیٹھ گیا- پھر عرض کی یا رسول اللہ بے شک میرے پاس دو غلام ہیں- جو میرے پاس جھوٹ بولتے ہیں- اور میری خیانت بھی کرتے ہیں اور میری نافرمانی بھی کرتے ہیں- اور میں انھیں برا بھلا بھی کہتا ہوں- اور ان کو مارتا بھی ہوں- پس (قیامت کے دن) میرا ان سے کیا فیصلہ ہوگا- پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا- تو ان غلاموں کی خیانت نافرمانی اور جھوٹ کا اور جو سزا تو نے ان کو دی ہے اس کا حساب کیا جائیگا- اگر تیری سزا انکے گناہوں کے برابر ہے تو معاملہ برابر سرابر رہے گا- (یعنی نہ تجھ کو ثواب ملے گا اور نہ انکو عذاب) اور اگر تیری سزا انکے گناہوں سے کم ہوگی- تو ان کے گناہوں کی زیادتی کا تجھ کو اجر ملے گا- اور اگر تیری سزا ان کے جرائم سے زیادہ ہوگی- تو تجھ سے ان غلاموں کے لئے بدلہ لیا جائے گا- یہ سن کر وہ شخص الگ جا بیٹھا- اور رونا چلانا شروع کیا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا- کیا تو نے اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا-

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ ۝ (یعنی ہم انصاف کی ترازوں کو قیامت کے دن کھڑی کریں گے۔ پھر کسی شخص پر کوئی زیادتی نہ کیجائے گی اگرچہ عمل رائی کے دانہ کے برابر کیوں نہ ہو۔ ہم اس کو حاضر کریں گے۔ اور ہم حساب کرنے والے کافی ہیں) اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے اور ان غلاموں کے لئے اس سے بہتر کوئی بات نہیں پاتا۔ کہ میں ان کو جدا کر دوں۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ سارے غلام آزاد ہیں۔

تفصیل دوم

مجرموں کو سزا دینا اس کا انصاف ہے

ع۱

(ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝) سورۃ یونس رکوع ۵ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشگی کا عذاب چکھتے رہو۔ تمہیں نہیں بدلا دیا جاتا۔ مگر اس چیز کا جو تم کرتے تھے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یہ عذاب تمہاری اپنی بد اعمالی کا نتیجہ ہے۔

ع۲

وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱۱ پ۷)

ترجمہ:۔ اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے۔ اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ اپنی جانوں کو نکالو۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا۔ اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے۔ اور اس کی آیتوں کے ماننے سے تکبر کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یہ عذاب تمہاری اپنی بد اعمالی کے باعث ہے۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کی طرف غلط باتیں نسبت نہ کرتے اور اس کی آیتوں کے تسلیم کرنے سے تکبر نہ کرتے۔ تو ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ ہوتے۔

ع۳

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ یٰسین رکوع ۴ پ۲۳)

ترجمہ:۔ پھر اس دن کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے۔ جو کیا کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ تم لوگ اپنی بد اعمالیوں کے باعث ہلاک کئے جاؤ گے۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

ع۴

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ الطور رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ:۔ اس (دوزخ) میں داخل ہو جاؤ۔ پس تم صبر کرو۔ یا نہ تم پر برابر ہے۔ تمہیں تو ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ جیسا تم کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ تمہارا دوزخ میں داخلہ تمہاری اپنی شامتِ اعمال کے باعث ہو رہا ہے۔

حدیث شریف کی شہادت

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ وَيَسْتُرُهٗ فَيَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَيْ رَبِّ حَتّٰى قَرَّرَهٗ بِذُنُوْبِهٖ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ قَدْ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيُنَادٰى بِهِمْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ مؤمن کو (اپنے) قریب کرے گا اور پھر اپنی حفاظت کی چادر ڈال کر اس کو ڈھک دے گا۔ پھر اللہ مؤمن سے فرمائے گا۔ کیا تو اس گناہ کو جانتا ہے کیا تو اس گناہ کو جانتا ہے۔ پھر کہے گا اے میرے رب ہاں (میں جانتا ہوں) یہاں تک کہ اللہ تمام گناہوں کا (اس سے) اقرار کرائے گا۔ اور وہ اپنے دل میں خیال کرے گا کہ تحقیق وہ ہلاک ہو گیا۔ اللہ فرمائے گا۔ میں نے تیرے ان گناہوں اور عیبوں پر پردہ ڈالا تھا۔ اور آج میں تمہارے وہ گناہ بخش دیتا ہوں۔ پھر اس کو اس کی نیکیوں کا اعمالنامہ دیدیا جائے گا۔ اور لیکن کافر اور منافق ان کو لوگوں کے سامنے بلایا جائے گا۔ اور انھیں پکار کر کہا جائے گا۔ یہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ کا بہتان باندھا۔ خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جس طرح کافر اور منافق دنیا میں احکام الٰہی کی کھلم کھلا علی الاعلان مخالفت کیا کرتے تھے۔ اس گناہ کی سزا میں انھیں بھی قیامت کے دن علی الاعلان مخلوقات کے سامنے ذلیل کیا جائے گا۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِنِّيْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَّبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا۔ قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ اَنْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ رواہ مسلم

(ترجمہ) انسؓ سے روایت ہے۔ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھے۔ پھر آپ ہنسے۔ پھر فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ میں کس چیز سے ہنسا ہوں۔ راوی کہتا ہے ہم نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں (کہ آپ کس چیز کے باعث ہنستے ہیں) آپ نے فرمایا۔ بندے کی اپنے رب سے ہمکلامی کے سبب سے (ہنسا ہوں) بندہ کہے گا۔ اے میرے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ فرمائے گا ہاں۔ پھر کہے گا۔ میں اپنی ذات پر اپنے ہی میں سے گواہی قبول کر سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر اللہ فرمائیگا آج تیرا نفس تجھ پر گواہ ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔ اور کراماً کاتبین بھی گواہ ہونے کے لحاظ سے کافی ہیں آپؐ نے فرمایا پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اس کے اعضا سے کہا جائے گا۔ بولو۔ آپؐ نے فرمایا پھر اس

کے اعضا اس کے اعمال بیان کریں گے پھر اس مہر کو جو موتھ پر لگائی گئی تھی توڑ دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا پھر کہے گا۔ دُور ہو۔ بدبختو۔ اور ہلاک ہو۔ میں تمہارے ہی لئے (اللہ سے) لڑ جھگڑ رہا تھا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قیامت کے دن مجرموں کو جو گناہوں کی سزا ملے گی وہ ٹھیک انصاف پر مبنی ہوگی۔

۳

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ تَعَالٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَاْ اَبَدًا لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُھُمْ وَیَعْرِفُوْنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّھُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں حوضِ کوثر پر تمہارا میر سامان ہونگا۔ جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وُہ پئے گا۔ اور جو پیئے گا۔ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی۔ میں اُن کو پہچان لونگا۔ اور وُہ مجھے پہچانیں گی۔ پھر میرے اور اُن کے درمیان رکاوٹ کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا۔ یہ لوگ تو میرے ہیں۔ پھر کہا جائے گا بیشک تو نہیں جانتا۔ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی ہیں (یعنی نئی نئی چیزیں خود بنا کر دینِ الٰہی کا جُز بنا رکھی تھیں۔ حالانکہ انھیں دینِ نبوی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس بات کے سننے کے بعد) پھر میں کہوں گا۔ وہ لوگ مجھ سے دُور ہوں۔ اس شخص کے لئے دوری ہے۔ جس نے میرے بعد (دین میں) تغیر و تبدل کر دیا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے ان کے گناہوں کے باعث دُور کر دیا۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

تفصیل حصّہ سوم

ثبوت اوّل

مجرموں کو معاف کر دینا اس کا فضل ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ۵ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۶ پ ۴)

ترجمہ:۔ بیشک وُہ لوگ جو تم میں سے پیٹھ پھیر گئے۔ جس دن دونوں فوجیں ملیں۔ سو شیطان نے ان کے گناہ کے سبب سے انھیں بہکا دیا تھا اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ بیشک اللہ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس ایت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "مخلصین سے بھی بعض اوقات کوئی چھوٹا بڑا گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور جس طرح ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی ہے۔ ایک گناہ کی نحوست سے شیطان کو موقعہ ملتا ہے۔ کہ دوسری غلطیوں اور لغزشوں کی طرف آمادہ کرے۔ جنگ اُحد میں بھی جو مخلص مسلمان ہٹ گئے تھے کسی پچھلے گناہ کی شامت سے شیطان نے بہکا کر ان کا قدم ڈگمگا دیا۔ چنانچہ ایک گناہ تو یہ ہی تھا کہ تیر اندازوں کی بڑی تعداد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پابندی نہ کی۔ مگر خدا کا فضل دیکھو۔ کہ اس کی سزا میں کوئی تباہ کن شکست نہیں دی۔ بلکہ ان حضرات پر اب کوئی گناہ بھی نہیں رہا حق تعالیٰ کلیتہً ان کی تقصیر معاف فرما چکا ہے کسی طعن و ملامت کا حق نہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جن مخلص صحابہ کرام سے جنگ احد کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی تھی۔ اللہ تعالٰے نے انھیں معاف فرما دیا۔

ثبوت دوم

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۵ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْکُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۵ (سورۃ البقرۃ رکوع ۶ پارہ ۱)

ترجمہ:۔ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا۔ پھر تم نے اس کے بعد بچھڑا بنا لیا۔ حالانکہ تم ظالم تھے۔ پھر اس کے بعد بھی ہم نے تمہیں معاف کر دیا۔ تاکہ تم شکر کرو۔

حاشیہ شیخ الہند رحمۃ اللہ

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "مطلب یہ ہے کہ باوجود اس شرک جلی کے ہم نے تم سے درگذر فرمائی۔ اور تمہاری توبہ منظور کی۔ اور تم کو فی الفور ہلاک نہ کیا۔ (جیسے آلِ فرعون کو اس سے کم قصور پر ہلاک کر دیا تھا) کہ تم ہمارا شکر ادا کرو۔ اور احسان مانو"

حاصل

یہ نکلا۔ کہ شرک جلی کرنے والے مجرم بھی صدق دل سے توبہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ چیز نہیں ہے کہ جو شخص بھی کوئی جرم کرے۔ اسے معافی مل ہی نہ سکے۔

تفصیل حصّہ چہارم

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے مجرموں کو ہرگز نہیں بخشیگا

۱۔ مشرک

ثبوت اوّل

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ ج وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًا ۵)

(سورۃ النساء رکوع ۷ پارہ ۵)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے۔ اور شرک کے ماسواء دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ شرک کا گناہ ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔ اور شرک کے سوا جو گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔

ثبوت دوم

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا ۵) (سورۃ النساء رکوع ۱۸ پ ۵)

ترجمہ:- بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے۔ اور اس کے سوا جسے چاہے۔ بخشدے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر انسان شرک ہونے کی حالت میں مرگیا۔ تو شرک کا گناہ اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا۔ اور مشرک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنا پڑے گا۔ اور مشرک شرک کے سبب سیدھے راستے سے بہت دور جا پڑتا ہے۔

شرک

یہ ہے۔ کہ جو تعلق بندے کو اللہ تعالےٰ ہی سے رکھنا چاہیئے تھا۔ وہ تعلق کسی اور سے بھی رکھے۔

شرک کی پہلی مثال

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔ کہ رزق کی تنگی اور کشادگی میرے ہی اختیار میں ہے۔ اب اگر اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور بھی رزق میں تنگی اور کشادگی کرنے والا سمجھا جائے تو یہ شرک ہو جائے گا۔ یعنی اس شخص نے اللہ تعالےٰ کے حق میں کسی اور بھی حصہ دار بنا دیا۔

اس کا ثبوت ۱

(اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ط وَ فَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ط وَ مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ۵)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پ ۱۳)

ترجمہ:- اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے۔ اور (قرآن مجید کے مخالف) دُنیا کی زندگی پر خوش ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ مگر تھوڑا سا اسباب۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ رزق کی تنگی کرنے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

ثبوت ۲

(اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ط اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًاۢ بَصِیْرًا ۵)

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵)

ترجمہ:- بیشک تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے۔

حاصل

وہی نکلا۔ کہ رزق کی تنگی اور کشادگی فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

ثبوت ۳

(قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ)

(سورۃ السبا رکوع ۴ پ ۲۲)

ترجمہ:- کہدو۔ میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

میرا خیال ہے

کہ گزشتہ قرآن مجید سے پیش کردہ تین ثبوتوں سے ہر عقلمند اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ سکتا ہے کہ رزق کا زیادہ یا کم دینا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

دُعا

مسلمانوں میں سے کافی تعداد اس شرک میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کسی کتاب و سنت کے عالم باعمل کے دامن سے وابستہ کردے۔ تو اس شرک سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنے مقبول بندوں کے دامن سے وابستہ فرمائے۔ امین یا الٰہ العالمین

دوسری مثال

اولاد کا دینا فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

(لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط یَہَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ ۵ اَوْ یُزَوِّجُہُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا ج وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ط اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۵)

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۵ پ ۲۵)

ترجمہ:- آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اولاد کا دینا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لہذا جس شخص کو اولاد کی ضرورت ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرے۔ اور جب تک منظور نہ ہو۔ اس کی بارگاہ میں دعا کا سلسلہ جاری رکھے۔ اگر اولاد ملنی ہے تو اسی کے دروازے سے ملتی ہے۔ اگر وہ نہ چاہے تو اس کے علاوہ ساری دنیا روز لگا لے۔ مگر ہرگز نہیں ملے گی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ دینا چاہے۔ اس کے بعد ساری دُنیا زور لگا لے۔ کہ نہ ہو۔ تو بھی اولاد ضرور ہوگی

لہٰذا

اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور سے اولاد کا مطالبہ کرنا شرک ہوگا۔ ہاں۔ کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے قبول فرمائے۔

ب۔ کفر

جو شخص کفر کی حالت میں مرجائے۔ اس کے لئے بھی بخشش نہیں ہوگی۔ وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

ثبوت اوّل

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ ھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۵ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَ لَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ

(سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پارہ ۲)

ترجمہ:- بے شک جنہوں نے انکار کیا۔ اور اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے۔ تو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور نہ وہ مہلت دئے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ کفر کی حالت میں مرنے والے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہینگے

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

ثبوت دوم

(وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ط أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا)

(سورۃ النساء رکوع ۳ پارہ ۴)

ترجمہ:- اور اسی طرح اِن لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے - جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں - ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

کفر کا مطلب

یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کا حکم ماننے سے انکار کرنا۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو یقین دلا دیا تھا۔ کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ میری بنائی ہوئی ہے - تو تم بھی کم از کم ایک سورۃ ہی بنا کر پیش کر دو۔ مگر باوجود اس چیلنج کے انھیں ایک سورۃ بنا کر لانے کی بھی جرأت نہیں ہوئی - اس عاجزی سے انہیں ثابت تو ہو گیا تھا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ مگر پھر بھی ایمان نہیں لائے تھے۔

مسلمانوں میں کفر

پایا جاتا ہے۔ مثلاً مسلمانوں کے بعض خاندانوں میں اب تک یہ کفر کی رسم چلی آ رہی ہے کہ باپ کی میراث میں لڑکیوں کو حصّہ نہیں دیتے۔ مسلمان کہلا کر اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون میراث کو نہ ماننا یہ بھی کفر ہے - چنانچہ قرآن مجید میں اس قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔

ارشادِ الٰہی ملاحظہ ہو

(وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ط وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝)

(سورۃ النور رکوع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ:- اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے - اور ہم فرمانبردار ہو گئے - پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے - اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں - اور جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے - تاکہ ان میں فیصلہ کرے تبھی ایک گروہ اِن میں سے مونہہ موڑنے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا - کہ مسلمان کہلانے والوں میں سے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کریں وہ لوگ کافر ہو جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ مسلمان اپنی جہالت کی بنا پر شریعت کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کرتے ہیں - اور خیال یہ کرتے ہیں - کہ ہم مسلمان بھی رہیں گے اور شریعت کا فیصلہ بھی نہیں مانیں گے اگر ان کو یہ یقین ہو جائے - کہ شریعت کے فیصلہ کے نہ ماننے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنا پڑے گا تو مجھے یقین ہے کہ پھر انکار نہیں کریں گے۔ البتہ نام کے لحاظ سے انھیں کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ منافق کے نام سے تعبیر کیا جائے گا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں :-

(یہ منافقین کا ذکر ہے۔ وہ زبانی دعوےٰ ایمان و اطاعت کیا کرتے تھے - اور جب عمل کا وقت آتا - تو پھر جاتے حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شروع سے ایمان و انقیاد موجود ہی نہیں تھا - جو کچھ زبانی جمع خرچ تھا امتحان و ابتلاء کے وقت اس کی بھی قلعی کھل جاتی تھی۔

نفاق اعتقادی کے منافق

کتاب و سنۃ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ نفاق کی دو قسمیں ایک عملی اور دوسرا اعتقادی نفاق عملی وہ ہے - جس کے متعلق حدیث شریف میں یہ ارشاد ہے :-

(عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ :- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - چار چیزیں ہیں جس میں یہ ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا - اور جس شخص میں اِن چاروں میں سے ایک خصلت بھی ہوگی اس میں ایک عادت نفاق کی ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے (وہ کیا کیا ہیں) - جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے - اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو بے وفائی کرے - اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے -

محدثین کا حاشیہ

چونکہ ان خصلتوں والا شخص اس قسم میں داخل نہیں ہے جو نفاق کی حالت میں مرنے کے باعث ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے - جن کا ذکر آگے آ رہا ہے - اس لئے محدثین حضرات نے اس حدیث کے حاشیہ پر دو توجیہیں کی ہیں - ایک یہ کہ جو لوگ ان گناہوں کو جائز سمجھ کر کرتے ہیں وہ منافق خالص کے نام سے تعبیر کئے جائیں گے - اور جو لوگ ان چیزوں کو گناہ سمجھتے ہوئے کرتے ہیں وہ منافق خالص نہیں ہیں بلکہ معافی کے قابل ہوں گے - دوسری توجیہ یہ کی ہے - کہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ ان گناہوں کے مرتکب ہوتے وہ منافق خالص ہی ہوتے تھے۔

نفاق اعتقادی کے منافق کیلئے ابدی جہنم ہے

(اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ط ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝)

(سورۃ التوبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)

ترجمہ :- تو ان کے لئے بخشش مانگ نہ مانگ - اگر تو ان کے لئے ستّر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انھیں ہرگز نہیں بخشیگا یہ اس لئے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں (یعنی منافقین کے لئے

آپ کتنی ہی مرتبہ استغفار کیجئے۔ اِن کے حق میں بیکار اور بے فائدہ ہے خدا اِن بدبخت کافروں اور نافرمانوں کو کبھی معاف نہ کرے گا۔ واقعہ یہ پیش آیا۔ کہ مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا انتقال ہوا۔ آپ نے قمیص مبارک کفن میں دیا۔ لعاب مبارک اس کے موتہہ میں ڈالا۔ نماز جنازہ پڑھی۔ اور دعائے مغفرت کی۔ حضرت عمرؓ اس معاملہ میں آڑے آتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ یا رسول اللہ یہ وہی خبیث تو ہے جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی نالائق حرکات کیں ہمیشہ کفر و نفاق کا علمبردار رہا۔ کیا حق تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ

آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے عمرؓ مجھ کو استغفار سے منع نہیں کیا گیا بلکہ آزاد رکھا گیا ہے کہ استغفار کروں یا نہ کروں۔ یہ خدا کا فعل ہے کہ ان کو معاف نہ کرے۔ یعنی ان کے حق میں میرا استغفار نافع نہ ہو۔ سو ان کے حق میں نہ سہی۔ ممکن ہے۔ دوسروں کے حق میں میرا یہ طرز عمل نافع ہو جائے۔ دوسرے لوگ سب سے بڑے موذی دشمن کے حق میں نبی کے اس وسعت اخلاق اور وفور رحمت و شفقت کو دیکھ کر اسلام و پیغمبر اسلام کے گرویدہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں جانتا کہ ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ستّر مرتبہ سے زائد استغفار کرتا۔ گویا اس جملہ میں حضور نے متنبہ فرما دیا۔ کہ حضرت عمرؓ کی طرح آپ بھی اس کے حق میں استغفار کو غیر مفید تصور فرما رہے ہیں۔ فرق اس قدر ہے کہ حضرت عمرؓ کی نظر "بغض فی اللہ" کے جوش میں صرف اسی نقطہ پر منصور تھی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میت کے فائدے سے قطع نظر فرما کر عام پیغمبرانہ شفقت کا اظہار اور احیاء کے فائدہ کا خیال فرما رہے تھے لیکن آخرکار وحی الٰہی "وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ" نے صریح طور پر منافقین کا جنازہ پڑھنے یا ان کے اہتمام دفن و کفن وغیرہ میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی۔ کیونکہ اس طرز عمل سے منافقین کی ہمت افزائی اور مومنین کے دل کی شکستگی کا احتمال تھا۔ اس وقت سے حضورؐ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔"

مذکورۃ الصدر سطور سے

یہ نتیجہ صاف طور پر برآمد ہوتا ہے کہ نفاق اعتقادی کے منافقوں کے لئے نہ کوئی شفاعت ہے اور نہ نجات ہے۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں میں دونوں قسموں کے منافق

پائے جاتے ہیں۔ نفاق عملی والوں کی حدیث شریف میں مندرجہ ذیل علامتیں آپ سن چکے ہیں۔

پہلی جب کسی کام پر امین بنایا جائے۔ تو خیانت کرے۔ دوسری بات کرے تو جھوٹ بولے۔ تیسری جب وعدہ کرے۔ تو وعدہ خلافی کرے۔ چوتھی جب جھگڑا کرے۔ تو گالیاں دے۔

شائد ہی کوئی بچا ہوا ہو

اور غور سے دیکھا جائے۔ تو موجودہ مسلمانوں میں شاید ہی کوئی ان بیماریوں سے بچا ہوا ہو۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے ماتحت زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

نفاق اعتقادی والے بھی

مسلمانوں میں کئی آدمی پائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ بظاہر مسلمانوں کی فہرست میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور دل میں وہ اسلام کے مخالف ہوتے ہیں۔ مثلاً آج کل بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ چور اور چورنی کا ہاتھ ہرگز نہ کاٹا جائے۔ یہ وحشیانہ سزا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے وہ غلط ہے اور سزا کا تجویز کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے یہ لوگ اللہ تعالےٰ کو نعوذ باللہ ذالک الکفر وحشی قرار دے رہے ہیں۔ کیا پھر ان لوگوں کو ایماندار کہا جا سکتا ہے۔ یہ لوگ بظاہر مسلمان ہیں۔ اور اندر میں بے ایمان ہیں۔ اسی وضع کے لوگوں کو شریعت میں نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے۔ بعض مسلمان کہلانے والے کہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ عورتوں کو مردوں سے کوئی پردہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ جس طرح مرد آپس میں ایک دوسرے سے آزادانہ ملتے ہیں اسی طرح عورتوں اور مردوں کو بھی آپس میں بے حجابانہ ملنے کی عام اجازت ہونی چاہیئے۔ کیا اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرنے سے ان کا ایمان باقی رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس قسم کے لوگ بظاہر مسلمان ہیں۔ اور اندر سے بے ایمان ہیں۔ ان ہی لوگوں کو نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں سود کے حرام ہونے کا حکم دیا گیا ہے یہ غلط ہے۔ سودی کاروبار کے سوا قومیں پنپ نہیں سکتیں۔ یہ لوگ بھی اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس نے قرآن مجید میں سود کے حرام ہونے کا حکم کیوں نازل فرمایا ہے۔ یہ لوگ بھی بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور اندر میں بے ایمان ہیں۔ اُنہی لوگوں کو اسلام کی اصطلاح میں نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے۔ میں بفضلہ تعالیٰ

اِن باطل پرستوں کی تردید

دلائل سے کر سکتا ہوں۔ اور اللہ کے فضل سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ دنیا میں امن اور اخلاق کی حفاظت انہیں قوانین پر عمل کرنے سے ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمائے ہیں۔ مگر خطبے کے طوالت کے خوف سے اس وقت وہ دلائل پیش نہیں کئے گئے۔ اور اس قسم کے مجرموں کے لئے سر دست یہ تنبیہ کافی ہے۔ کہ قوانین الٰہیہ پر جرح کرنے سے تم بے ایمان ہو گئے ہو۔ توبہ کرنے کے سوا مرو گے تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں جاؤ گے۔ وما علینا الا البلاغ وآخر دعوانا ان الحمد للہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ ذیقعد ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۵۸ء

(۱) اللہ تعالےٰ کی رحمت کا مختلف صورتوں میں ظہور

(۲) اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنے اوپر مائل کرنے کے اسباب

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

نمبر اوّل کی تفصیل

اللہ تعالےٰ کی رحمت کا ارحم الرحمین کی صورت میں ظہور

پہلی شہادت

(قَالَ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِاَخِیۡ وَاَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِکَ ۖ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ؑ) سورہ الاعراف رکوع ۱۸ پارہ ۹

ترجمہ (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا۔ اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما۔ اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر۔ اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج ہیں۔ اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اور اپنے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام کے لئے اللہ تعالےٰ کی رحمت میں داخل ہونے کے لئے دُعا کرتے ہیں۔

دوسری شہادت

(وَاَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۚ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَکَشَفۡنَا مَا بِہٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّاٰتَیۡنٰہُ اَہۡلَہٗ وَمِثۡلَہُمۡ مَّعَہُمۡ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَذِکۡرٰی لِلۡعٰبِدِیۡنَ) سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور جب کہ ایّوب نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے روگ لگ گیا ہے۔ حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی۔ اور جو اسے تکلیف تھی۔ ہم نے دُور کر دی اور اسے اس کے گھر والے دیئے۔ اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا۔ اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگرچہ انبیاء علیہم السلام ہر گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں بھی آزمائش کے طور پر مصیبت میں مبتلا کر سکتا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کا کمال پھر یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ انہیں یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ مصیبت اللہ تعالےٰ کے حکم سے آئی ہے۔ پھر بھی اس مصیبت کے دُور کرنے کے لئے اُسی کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے دروازے پر نہیں جاتے۔ اسی لئے حضرت ایّوب علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں ان الفاظ سے مصیبت سے نجات پانے کی استدعا کی۔ کہ اے اللہ تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایّوب علیہ السلام کی دُعا قبول فرمائی۔ اور تکلیف دُور کر دی۔

حضرت ایّوب علیہ السلام کی تکلیف کی تفصیل شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح تحریر فرماتے ہیں۔ " حضرت ایوبؑ کو حق تعالےٰ نے دُنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا۔ کھیت۔ مواشی۔ لونڈی۔ غلام۔ اولاد صالح۔ عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی۔ حضرت ایّوب بڑے شکرگزار بندے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا۔ کھیت جل گئے۔ مویشی مر گئے۔ اور اولاد اکٹھی دب مری۔ دوست آشنا الگ ہو گئے۔ بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے۔ ایک بیوی رفیق رہی۔ آخر میں وہ بیچاری بھی اُکتانے لگی۔ مگر حضرت ایّوبؑ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایّوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے جس کی سزا ایسی ہی سخت ہو سکتی ہے۔ تب دُعا کی:۔

رَبِّ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ۔ رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت امنڈ آیا۔ اللہ تعالےٰ نے مری ہوئی اولاد سے دُگنی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا۔ اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے۔ بدن کا سارا روگ جاتا رہا۔ اور جیسا کہ حدیث میں ہے۔ سونے کی ٹڈیاں برسائیں۔ غرض سب طرح درست کر دیا۔ یعنی ایّوبؑ پر یہ مہربانی ہوئی۔ اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہو گئی کہ جب کبھی کسی نیک بندے پر دُنیا میں بُرا وقت آئے۔ تو ایّوبؑ کی طرح صبر و استقلال دکھانا اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہئے۔ حق تعالےٰ اس پر نظر عنایت فرمائے گا۔ اور محض ایسے ابتلاء کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت یہ گمان نہیں کرنا چاہئے۔ کہ وہ اللہ کے یہاں مبغوض ہے۔"

تیسری شہادت

(فَلَمَّا رَجَعُوۡۤا اِلٰۤی اَبِیۡہِمۡ قَالُوۡا یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الۡکَیۡلُ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَکۡتَلۡ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝ قَالَ ہَلۡ اٰمَنُکُمۡ عَلَیۡہِ اِلَّا کَمَاۤ اَمِنۡتُکُمۡ عَلٰۤی اَخِیۡہِ مِنۡ قَبۡلُ ؕ فَاللّٰہُ خَیۡرٌ حٰفِظًا ۪ وَّہُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۝)

سورہ یوسف رکوع ۸ پارہ ۱۳

ترجمہ پھر جب اپنے باپ کے ہاں پہنچے۔ کہا۔ اے باپ ہمارا پیمانہ روک لیا گیا۔ پس آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجئے۔ کہ ہم پیمانہ لائیں۔ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ کہا میں تمہارا اس پر کیا اعتبار کروں مگر وہی جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی پر اعتبار کیا تھا۔ سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے مہربان ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ " یعنی یہی الفاظ " وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ " تم نے

یوسف کو ساتھ لے جاتے وقت کیے تھے۔ پھر تمہارے وعدہ پر کیا اعتبار ہو۔ ہاں اس وقت ضرورت شدید ہے جس سے اغماض نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے تمہارے ساتھ بھیجنا ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ سو میں اس کو خدا کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ وہ ہی اپنی مہربانی سے اس کی حفاظت کرے گا۔ اور مجھ کو یوسفؑ کی جدائی کے بعد دوسری مصیبت سے بچائے گا۔"

اللہ تعالےٰ کی رحمت کا خیر الراحمین کی صورت میں ظہور

پہلی شہادت

(اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ تحقیق شان یہ ہے۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے اللہ تعالےٰ کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے خیر الراحمین کے پیارے لقب سے پکارتے ہیں۔

دوسری شہادت

(وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور کہو۔ اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو اس محبوب لقب سے پکارنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے

پہلی شہادت

(اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

سورہ بقرہ رکوع ۲۷ پارہ ۲

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور جنہوں نے ہجرت کی۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن صفات کا ذکر اس آیت میں ہے۔ جو لوگ ان صفتوں سے متصف ہونگے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے وہ امیدوار ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کے گناہ بخشے گا۔ وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

دوسری شہادت

(قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ کہدو۔ اگر اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے ہی سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا۔ اور اپنے ان بندوں سے محبت رکھے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

تیسری شہادت

(وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب اللہ ہی کا ہے۔ جسے چاہے بخشدے۔ اور جسے چاہے۔ عذاب کرے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ گناہوں کے بخشنے یا سزا دینے کا اختیار اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔ آخر آیت میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس آخری اعلان سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو اپنی مہربانی سے بخش بھی دیا کرتا ہے۔ لہٰذا بجائے سزا کے بخشش کی امید زیادہ رکھنی چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ توّاب اور رحیم ہے

پہلی شہادت

(فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ۔ پھر آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کئے۔ پھر اس کی توبہ قبول فرمائی۔ بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہما السلام نے بہشت میں اس درخت سے کھایا۔ جس کے کھانے سے منع کئے گئے تھے تو اللہ تعالےٰ نے ناراض ہوکر انہیں بہشت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا تھا۔ اس سزا کے باعث دونوں بڑے پریشان تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہوگیا اور بہشت سے بھی نکلنا پڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو یہ کلمات القا فرمائے۔ "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝) جب دونوں حضرات نے ان کلمات کے ذریعہ معافی مانگی۔ تو اللہ تعالےٰ نے معاف فرما دیا

دوسری شہادت

(اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝)

سورۃ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور صدقات لیتا ہے۔ اور بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے ہر بندے کی ہر وقت توبہ قبول کرنے والا ہے اور صدقات قبول کرنے والا ہے۔

ہاں

اس کی رحمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے اندر جن صفات کے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

نمبر ۱

(وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ)

سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴

ترجمہ - اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

نتیجہ

یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصّہ پانے کے لئے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی پوری پوری تابعداری کرو۔

نمبر ۲

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ - یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری ہے - سو اس کا اتباع کرو - اور ڈرو - تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس قرآن مجید کی ہدایات پر چلنے سے اللہ تعالےٰ کی رحمت حاصل ہوگی

نمبر ۳

(وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹

ترجمہ - اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سُنو - اور چُپ رہو - تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جب تمہیں قرآن مجید سنایا جائے تو اُس وقت چُپ کرکے سُنو - تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔

نمبر ۴

(وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝)

سورہ النور رکوع ۷ پارہ ۱۸

ترجمہ - اور نماز پڑھا کرو - اور زکوٰۃ دیا کرو - اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرو - تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ ہے کہ ان فرائض عینیہ کو ادا کیا کرو - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلا کرو - تاکہ ان اعمال صالحہ کی برکت سے اللہ تعالےٰ کی رحمت تم پر نازل ہو - اور دُنیوی اور اُخروی مصیبتیں ٹل جائیں۔

نمبر ۵

(وَقَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝)

سورہ النمل رکوع ۴ پارہ ۱۹

ترجمہ - (صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے) فرمایا - اے میری قوم بھلائی سے پہلے بُرائی کو کیوں جلدی مانگتے ہو - اللہ سے گناہ کیوں نہیں بخشواتے - تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ ہے کہ صالح علیہ السلام اپنی امت کو یہ تلقین فرما رہے ہیں - کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہو - اس واقعہ سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلے انسان توبہ کرکے اپنے گناہ معاف کرائے پھر رحمت الٰہی کے نزول کی تمنّا کرے۔

پانچوں شہادتوں کے پیش کرنے کا باعث

یہ ہے کہ مَیں اپنے بھائیوں بہنوں کی خدمت میں یہ چیزیں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت تو ہر وقت انسان کی دستگیری کے لئے تیار رہتی ہے - ہاں اس رحمتِ الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے کچھ شرائط ہیں - جن کا ذکر گزشتہ شہادتوں میں آ چُکا ہے - تاکہ مخالفین قانونِ الٰہی کو یہ اعتراض کرنے کا موقعہ نہ ملے کہ فلاں فلاں اشخاص پر تو رحمتِ الٰہی کا نزول ہُوا - ہم پر کیوں نہیں ہوتا - ان کا مُنہ اس طرح بند کیا جائے گا کہ ان میں اللہ تعالےٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی یہ چیزیں پائی جاتی تھیں اور تم ان چیزوں سے خالی تھے

مثلاً

وہ (۱) لوگ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کی حسب توفیق فرمانبرداری کرتے ہیں -

اور تم نہیں کرتے

وہ (۲) لوگ آسمانی با برکت کتاب کا اتباع کرتے ہیں -

اور تم نہیں کرتے

وہ (۳) لوگ قرآن مجید کو کان لگا کر خاموشی سے سُنتے ہیں -

اور تم سُننا نہیں چاہتے

وہ (۴) لوگ نماز پڑھتے ہیں - زکوٰۃ ادا کرتے ہیں - اور حتی الوسع ہمارے پیغمبر کی فرمانبرداری کرتے ہیں -

اور تم یہ کام نہیں کرتے

وہ (۵) لوگ گناہ ہونے پر اپنے رب سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں -

اور تم نہیں ہوتے

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ان پانچوں چیزوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین

دربارِ رسالت کی طرف سے شرائط

اللہ تعالےٰ کی رحمت کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے جو شرائط پیش شدہ ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی حدیث

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ متفق علیہ

ترجمہ جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

دوسری

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ

رواہ احمد والترمذی

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے - کہا - مَیں نے ابا القاسم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو سچ بولنے والے تھے - اور انہیں سچّا ہی کہا جاتا تھا - آپؐ نے فرمایا کہ رحمت بد نصیب کے سوا اور کسی کے دل سے نہیں نکالی جاتی۔

یعنی

جس کے دل میں خلقِ خدا پر شفقت اور مہربانی کا جذبہ نہیں ہے - وہ بدنصیب ہے کیونکہ اس کے جذبہ کے نہ ہونے کے باعث خدا جانے کس کس پر اور کیا کیا ظلم کرے گا - اور ان مظالم کی سزا دُنیا میں ورنہ قبر میں اور میدان محشر میں بھگتے گا - اللھم لا تجعلنا منھم -

تیسری

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ

يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ رواہ ابوداؤد والترمذی

ترجمہ - عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے - جو زمین میں ہیں ان پر تم رحم کرو - جو آسمان میں ہے - وہ تم پر رحم کریگا -

چوتھی

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَ يَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رواہ الترمذی

ترجمہ - ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - وہ شخص ہماری جماعت میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کو تعظیم نہ دی اور نیکی کا حکم نہ کیا اور برائی سے نہ روکا۔

حاصل

یہ ہے کہ مخلص - اصلی اور کھرا مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کے چھوٹے بچوں پر رحم کرے - اور مسلمانوں میں سے بڑی عمر والوں کی تعظیم کرے - اور نیکی کا حکم کرتا رہے - اور برائی سے ہمیشہ روکتا رہے الحمد للہ - چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے ذمہ تبلیغ دین فرض کر دی ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام پہنچا ہوا ہے - اور اصلی دین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وقت سے چلا تھا - وہ آج بھی مسلمانوں کے شعبہ حیات کی راہنمائی کے لئے دنیا میں زندہ ہے - ہاں یہ بھی حقیقت ہے - کہ اسلام میں ایسی چیزیں بھی داخل ہو گئی ہیں - جو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نظر نہیں آتیں - چونکہ اصلی اسلام بھی موجود ہے - اس لئے آسانی پرکھا جا سکتا ہے کہ یہ چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نہیں تھی - لہذا جس کا دل چاہے - وہ ان چیزوں کو نہ اپنائے - اس کا اختیار ہے - اور وہ اس حالت میں بھی پکا کھرا اور اصلی مسلمان کہلا سکتا ہے

ہر مسلمان کا فرض ہے -

کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شرائط فرمائی ہیں - انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے - یہ یاد رہے کہ در اصل عذاب الٰہی سے نجات اللہ تعالےٰ کی رحمت پر موقوف ہے - اعمال صالحہ تو فقط وجہ ترجیح بن سکتے ہیں -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات کے متعلق اعلان

ہے کہ میں بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سوا بہشت میں نہیں جا سکتا - حالانکہ حضور انور ہر گناہ سے معصوم ہیں -

(عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْنَ مَا هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يَعْنِيْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِيْهَا اَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَ فِيْهَا اَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَ فِيْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَ فِيْهَا تَنْزِلُ اَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثَلَاثًا قُلْتُ وَ لَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى هَامَتِهٖ فَقَالَ وَ لَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ يَقُوْلُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

ترجمہ - عائشہؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں - آپؐ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے - اس رات میں کیا ہوتا ہے یعنی شعبان کی درمیانی رات - حضرت عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ اس (رات) میں کیا ہوتا ہے - تب آپؐ نے فرمایا - اس میں لکھ دیا جاتا ہے ہر بچہ انسان کا جو اس سال میں پیدا ہونے والا ہوتا ہے - اور اس میں لکھ دیا جاتا ہے - بنی آدم میں سے وہ جو اس سال مرنے والا ہوتا ہے - اور اسی رات میں انسانوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں - اور اسی رات میں لوگوں کے رزق نازل ہوتے ہیں - پھر کہا - یا رسول اللہ کوئی شخص اللہ کی رحمت کے سوا بہشت میں داخل نہیں ہوگا - پھر آپؐ نے فرمایا - کوئی شخص اللہ کی رحمت کے سوا بہشت میں داخل نہیں ہوگا - تین مرتبہ آپؐ نے یہ فقرہ دہرایا - میں نے کہا - اور نہ آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا - پھر فرمایا اور نہ میں - مگر یہ کہ اللہ اپنی طرف سے - مجھے اپنی طرف سے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے - آپؐ نے یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا -

حضور انور کی تائید میں ایک حکایت

سنا ہے - کہ کسی پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کے ایک سادہ لوح نیک بندے فقط یاد الٰہی کے لئے تنہا رہتے تھے - اس پہاڑ پر ایک چشمہ تھا جس میں ۲۴ گھنٹے پانی کا ایک ایک قطرہ ٹپکتا رہتا تھا - اور ۲۴ گھنٹوں میں پانی کا ایک پیالہ بھرا جاتا - وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ فقط اسی پر گزر اوقات کرتا تھا - جب وہ فوت ہوا تو اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے فرمایا - اس سے پوچھو - کہ اپنے عملوں کے ذریعہ سے بہشت میں جانا چاہتا ہے یا میرے فضل سے جانا چاہتا ہے - اس سادہ لوح انسان نے کہا کہ میں اپنے عملوں سے جانا چاہتا ہوں - میں نے گناہ تو کوئی کیا ہی نہیں - فقط پانی کا ایک پھیکا پیالہ پیا اور سارا دن عبادت کی اللہ نے فرشتوں سے فرمایا - کہ اس شخص کی تمام نیکیاں ترازو کے ایک پلڑے میں ڈال دو - اور دوسرے پلڑے میں پانی کا ایک دن کا پیالہ رکھ دو - اور پانی کے پلڑے کو بھاری کر دو - اور نیکیوں کے پلڑے کو ہلکا کر دو - اس کے بعد اس شخص سے کہیں - کہ اب بتلاؤ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جانا چاہتے ہو یا اپنے عملوں سے تب اس اللہ کے بندے نے اپنی ہار مان لی - اور کہا کہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہشت میں جانا چاہتا ہوں

حضور انور کے دل میں اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال

کا یہ نتیجہ ہے - باوجودیکہ قرآن مجید میں آپؐ کی مغفرت کا اعلان (سورہ فتح) میں ہو چکا ہے پھر بھی یہی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت میرے شامل حال ہو گی - تو میں بہشت میں جاؤں گا

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ بیشمار نیکیاں کریں - پھر بھی دل میں یہی خیال غالب رہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رحمت ہی سے بہشت میں داخلہ ہو گا - ورنہ نہیں - وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۷ر ذیقعد ۱۳۷۷ھ مطابق ۶ر جون ۱۹۵۸ء

انسان پر ایک بہت بڑی ذمہ داری والدین اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا ثبوت

(وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ)

سورہ البقرہ رکوع ۱۰ پارہ ۱

ترجمہ - اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرنا - اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا - اور نماز قائم کرنا - اور زکوٰۃ دینا - پھر سوائے چند آدمیوں کے تم میں سے سب منہ موڑ کر پھر گئے -

اس آیت

میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد سب سے پہلے ماں باپ اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین ہوئی ہے اگرچہ اس آیت میں اور بھی مسائل ہیں - مگر اس آیت کے اس موقعہ پر پیش کرنے سے فقط ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں سے حسن سلوک ثابت کرنا میرا مقصد تھا -

دوسرا ثبوت

(وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَىَّ الْمَصِيْرُ)

سورہ لقمان رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے - اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا - اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے - میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے -

یعنی

اے انسان اگر تم نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک نہ کیا - اور میری شکر گزاری نہ کی - تو یاد رکھو کہ تم نے میرے ہاں ہی لوٹ کر آنا ہے - پھر سوچ لو کہ تمہاری نافرمانی کے باعث میری طرف سے تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوگا -

نافرمانوں کے متعلق اس کا بیان

سن لو - (فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ) سورہ الفجر رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ - پس اس دن کا سا عذاب کوئی بھی نہ دے گا - اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا -

تیسرا ثبوت

(يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ)

سورہ البقرہ رکوع ۲۶ پارہ ۲

ترجمہ - آپ سے پوچھتے ہیں - کیا خرچ کریں - کہدو - جو مال بھی تم خرچ کرو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے - اور جو نیکی تم کرتے ہو - سو بیشک اللہ اسے خوب جانتا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ جن مصارف خیر میں مال خرچ کرنے کا ارشاد ہوا ہے - ان میں سے سب سے پہلے والدین اور ان کے بعد رشتہ داروں کا نام لیا گیا ہے - اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ سب سے پہلے والدین کی خدمت اور ان کی دلجوئی انسان کا فرض ہے -

تین شہادتیں کافی ہیں

میرا خیال ہے - اللہ تعالیٰ کی کلام پاک سے جو تین شہادتیں میں نے پیش کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ماں باپ کی خدمت اور ان کی دلجوئی ہر انسان کے ذمہ لازمی اور اشد ضروری ہے - یہ تینوں شہادتیں کافی ہیں -

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے

اللہ تعالیٰ کے فرامین کے علاوہ اگر اپنی عقل سے کام لے - تو عقل کی راہ نمائی بھی یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعد اگر کسی شخص کو راضی رکھنا انسان کا فرض ہے تو سب سے پہلے یہ درجہ ماں باپ کا ہی ہے - کیونکہ اللہ تعالےٰ کے بعد اگر غور سے دیکھا جائے تو ماں باپ سے بڑھ کر انسان کا کوئی محسن نہیں ہے -

اپنے محسن کی شکر گزاری کا جذبہ

انسان تو بجائے خود رہا - درندوں میں بھی پایا جاتا ہے - لاہور کے چڑیا گھر میں جاکر یہ تماشا ملاحظہ کیجئے - کہ شیروں کا جو خادم ہے - جب وہ شیر کے کمرے سے باہر کٹہرے کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے - اور شیر کو بلاتا ہے تو شیر خواہ لیٹا ہوا ہو - اس کی آواز سن کر فوراً کٹہرے کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ خادم شیر کی گردن اور پیٹھ پر اس طرح ہاتھ پھیرتا ہے جس طرح کہ بکری کی گردن اور پیٹھ پر ہاتھ پھیر رہا ہو - جب تک وہ خادم خود بس نہ کرے - شیر چپکے سے کھڑا رہتا ہے -

زمین پر بسنے والوں میں اشرف المخلوقات

اے انسان - تمام روئے زمین پر بسنے والوں میں سے تم تو اشرف المخلوقات ہو اے انسان تم ہی تو خلیفۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کے نائب) فی الارض ہو - اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے -

(هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا)

سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔

اے انسان تیرے اندر بھی

محسن کے احسان کے شکریہ کا جذبہ اللہ تعالیٰ نے یقیناً رکھا ہے۔ لہٰذا تیری فطرت تجھے اندر سے پیغام پہنچا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد ماں باپ کی دلجوئی کر۔ اور انہیں ہر ممکن طریقہ سے راضی رکھنے کی کوشش کر۔ ان کی اطاعت اپنے نفس کے حکم سے پہلے ماں باپ کا حکم مان۔ اپنے پیٹ میں لقمہ ڈالنے سے پہلے ماں باپ کے منہ میں لقمہ ڈال۔

اے انسان وہ وقت یاد کر

جب تم شیر خوار تھے۔ تیرا باپ جو کچھ کما کر لاتا تھا۔ اس میں سے پہلے تیرے منہ میں لقمہ ڈالتے تھے۔ پھر آپ کھاتے تھے۔ اپنی ضرورتوں سے پہلے تیری ضرورتوں کا لحاظ رکھتے تھے۔ تیری ضرورتوں سے جو رزق بچ جاتا تھا اس سے اپنی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔

اے انسان اگر میری نشاندہی

ٹھیک ہے۔ تو اب جب ماں باپ بوڑھے ہوگئے ہیں۔ اب تیرا فرض ہے کہ جو سماں انہوں نے تیرے ضعف و ناتوانی کی حالت میں تمہیں دکھایا تھا اب تیری شرافت۔ تیری دیانت۔ تیری ایمانداری۔ تیری انسانیت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ اب تو ان کے مقام پر آجا۔ جو تیرے بچپن میں ان کا تھا۔ اور ان کو اس مقام پہ لاکر بٹھا۔ جو تیرے بچپن میں تیرا تھا۔

اے انسان اگر تو نے یہ سماں بنا کر دکھایا

تب تو انسان ہوگا۔ ورنہ درندوں سے بدترین ہوگا۔ اگرچہ تو شکل میں انسان ہوگا۔ مگر اخلاقی نقطۂ نگاہ میں تیرا مقام درندوں سے بدتر ہوگا۔

بدتر کی وجہ بھی سن لو

اے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ماں باپ کی دل آزاری کرنے والے انسان۔ یاد رکھ۔ درندوں کے لئے دوزخ کی سزا نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغاوت کرنے اور ماں باپ اپنے محسنوں کی دل آزاری کرنے والے انسان کے لئے دوزخ کی سزا ہے۔ دوزخ کے متعلق

شاہنشاہی اعلان سنو

(وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ۝ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝)

سورہ الاعلیٰ پارہ عمّ

ترجمہ۔ اور اس (نصیحت کے قبول کرنے) سے بڑا بد نصیب الگ رہے گا جو سخت آگ میں داخل ہوگا۔ پھر اس میں نہ تو مرے گا اور نہ جئے گا۔

گزشتہ سطور کا حاصل

یہ ہے کہ اے انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کے علاوہ تیری انسانیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تو ماں باپ کی اطاعت۔ خدمت اور دلجوئی کرے اور یہ تیرا فطرتی جذبہ اور تیری عقل کا اپنا مطالبہ ہے۔ وما علینا الّا البلاغ

آج کے خطبہ جمعہ پر ارشادات رسالت پناہ

ماں باپ کی دعا یا بد دعا کا نتیجہ

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ ابی امامہ سے روایت ہے۔ تحقیق ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ دونوں تیرا بہشت ہیں۔ اور (یا) تیرا دوزخ ہیں۔

یعنی

اگر تم نے ان کی دعائیں لیں تو بہشت میں داخل ہوگے۔ اور اگر انہوں نے بد دعائیں دیں تو دوزخ میں جا داخل ہوگے

ماں باپ کو شفقت کی نظر سے دیکھنے کا ثواب

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَهٗ بِکُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَطْیَبُ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بیٹا کہ ماں باپ کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے اللہ اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے صحابہؓ نے عرض کی اگرچہ دن بھر میں سو مرتبہ دیکھے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اللہ بہت بڑا اور پاکیزہ ہے۔

ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے حق میں دعا کرنے کا ثواب

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُھُمَا وَاِنَّهٗ لَھُمَا لَعَاقٌّ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْ لَھُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی یَکْتُبَهُ اللّٰہُ بَارًّا رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ایک بندہ (ایسا ہوتا ہے) کہ اس کے دونوں ماں باپ یا ان دونوں میں سے ایک مر جاتا ہے۔ درآنحالیکہ وہ آدمی دونوں کا نافرمان تھا۔ بس ہمیشہ ان کے لئے دعا کرتا رہتا ہے۔ اور ان کے لئے بخشش طلب کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) اس کو فرمانبردار ہونے والا لکھ دیتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگرچہ مرنے دم تک ماں باپ کا مخالف رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی والدین کی نافرمانی کے سب گناہ معاف فرما دیگا۔ پہلے نافرمانی کے باعث دوزخ میں جاتا۔ اب بہشت میں جائے گا۔

بیوی کے مقابلے میں ماں کا درجہ

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَجُلًا اَتَاہُ فَقَالَ اِنَّ لِیْ امْرَاَةً وَاِنَّ اُمِّیْ تَاْمُرُنِیْ بِطَلَاقِھَا فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَی الْبَابِ اَوْ ضَیِّعْ رواہ الترمذی و ابن ماجہ

ترجمہ۔ ابی الدرداء سے روایت ہے۔ بیشک ایک شخص اس کے پاس آیا۔ پھر کہا کہ ایک میری بیوی ہے اور تحقیق میری ماں مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم کرتی ہے۔ تب اسے ابو الدرداء نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ باپ بہشت کا درمیانی دروازہ ہے۔ پس اگر تو چاہتا ہے تو اس دروازے کی حفاظت کر (یعنی ایسا نہ ہو کہ تیری نافرمانی کرنے کے باعث

وہ دروازہ بند ہو جائے) یا اُسے بند کر دے

حاصل

یہ نکلا - کہ جو شخص ماں باپ کو راضی رکھے گا اس کے لئے بہشت کے دروازے کھل جائیں گے - اور جو ناراض کریگا - اس کے حق میں بند ہو جائینگے -

ماں کی خدمت سے بہشت کا ٹکٹ

عَنْ مُعٰوِیَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا

رواہ احمد والنسائی والبیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ - معویۃ بن جاہمہ سے روایت ہے تحقیق جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا - پھر عرض کی یا رسول اللہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں جہاد پر جاؤں - اور میں آپ سے مشورہ کرنے کے لئے آیا ہوں - پھر آپ نے فرمایا - کیا تیری ماں ہے - عرض کی - ہاں - آپؐ نے فرمایا - پھر اسی کے پاس رہ پس تحقیق بہشت اسی کے پاؤں کے پاس ہے -

فقط دُودھ پلانے والی ماں کا ادب

(عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعْرَانَةِ اِذْ اَقْبَلَتْ اِمْرَاَةٌ حَتّٰى دَنَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَائَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ فَقَالُوْا هِيَ اُمُّهُ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهُ

رواہ ابوداؤد

ترجمہ - ابی الطفیل سے روایت ہے - کہا - میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا - جب جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے ناگہاں ایک عورت آئی - یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آگئی - پھر آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھائی پھر وہ اس پر بیٹھ گئی - میں نے کہا یہ کون ہے - مجھے لوگوں نے بتلایا - یہ آپؐ کی ماں ہے جس نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا -

حاصل

یہ نکلا کہ جننے والی ماں کے علاوہ جس ماں کا دودھ بچپن میں پیا ہو اس کا ادب کرنا اور اس کی خدمت کرنا بھی ضروری ہے -

ماں باپ کی خدمت کے باعث مشکلوں کا آسان ہونا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَاِنَّهُ قَدْ نَاٰى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِيْ وَدَاْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ حَتّٰى يَرَوْنَ السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ اِلَيْهَا نَفْسَهَا فَاَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَّجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ وَاَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَاْ بِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَا اَهْزَاُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَاَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

متفق علیہ

ترجمہ - ابن عمرؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تین آدمی چلے جا رہے تھے کہ ان کو بارش نے آلیا - وہ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے - پہاڑ سے غار کے منہ پر ایک پتھر آ پڑا - اور غار کو بند کر دیا - تینوں میں سے ایک نے دوسر سے کہا - اپنے ان نیک اعمال پر نظر ڈالو - جو خاص طور پر خدا کے لئے کئے ہوں - اور اس عمل کے وسیلہ سے خدا سے دُعا مانگو - اُمید ہے کہ (اللہ تعالیٰ) اس پتھر کو ہٹا دیگا - ایک نے ان میں سے کہا - اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے کئی چھوٹے بچے تھے - اور میں بکریاں چرایا کرتا تھا - تاکہ ان کا دودھ ان سب کو پلاؤں - جب شام ہو جاتی - تو میں گھر آتا - دُودھ دوہتا اور سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا - پھر بچوں کو دیتا - ایک روز ایسا اتفاق ہُوا - کہ چراگاہ کے درخت مجھے دُور لے گئے - (یعنی بکریوں کو چراتا چراتا میں دُور نکل گیا) اور وقت پر میں گھر واپس نہ آسکا - یہاں تک کہ شام ہوگئی - جب گھر پہنچا - تو دیکھا - کہ میرے ماں باپ دونوں سوگئے ہیں - میں نے حسب معمول دودھ دوہا - پھر دودھ کا برتن لے کر ماں باپ کے پاس پہنچا - اور ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا - مجھ کو ان کا جگانا بھی بُرا معلوم ہُوا - اور یہ بھی کہ ماں باپ سے پہلے بچوں کو دُودھ پلا دوں - بچے میرے پاؤں کے پاس پڑے بھُوک سے روتے اور چلاتے تھے - اور میں دودھ لئے کھڑا تھا - صبح تک یہی کیفیت رہی - (یعنی میں دُودھ لئے کھڑا رہا - بچے روتے رہے اور ماں باپ پڑے سوتے رہے) اے اللہ اگر تُو جانتا ہے - کہ میں نے یہ کام محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے کیا ہے - تو تُو اس پتھر کو اتنا کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں - چنانچہ اللہ نے پتھر کو اتنا ہٹا دیا - کہ آسمان نظر آنے لگا - دوسرے شخص نے کہا - کہ اے اللہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی - میں اس سے غیر معمولی محبت رکھتا تھا - ایسی محبت جیسی کہ مرد عورت سے کرتے ہیں - میں نے اس سے مرد عورت کے باہمی تعلق کی خواہش کی - اس نے ظاہر کیا - کہ جب تک سو دینار نہ دو - ایسا نہیں ہوسکتا - میں نے کوشش شروع کی - اور سو دینار جمع کر لئے - اور ان دیناروں کو لے کر میں اس کے پاس پہنچا - پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا - تو اس نے کہا - اے خدا

کے بندے خدا سے ڈر - اور مہر (بکارت) کو نہ توڑ - مَیں خدا کے خوف سے فوراً اُٹھ کھڑا ہُوا - اے اللہ - اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری رضامندی کے لئے تھا - تو تُو اس پتھر کو ہٹا دے پھر ان کے لئے ایک حصّہ کھول دیا گیا - اور تیسرے نے کہا - اے اللہ مَیں نے ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا - ایک فرق (پیمانہ) چاول کے معاوضہ پر جب وہ شخص اپنا کام ختم کر چُکا - تو کہا - میری مزدوری مجھ کو دلوائیے - مَیں اس کی مزدوری دینے لگا - تو وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور پھر اپنے حق کو لینے کی طرف توجہ نہ کی - مَیں نے اس کی مزدوری کے چاولوں سے کاشت شروع کر دی اور ہمیشہ کاشت کرتا رہا - یہاں تک کہ ان چاولوں کی قیمت سے میں نے بہت سے بیل اور ان کے چرواہے جمع کر لئے۔ اس کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا۔ اور کہا - خدا سے ڈر - اور مجھ پر ظلم نہ کر - اور میرا حق میرے حوالے کر۔ مَیں نے کہا کہ ان بیلوں اور چرواہوں کو لے جا (کہ وہ تیرا حق ہے) اس نے کہا - خدا سے ڈر - مجھ سے مذاق نہ کر - مَیں نے کہا - مَیں تجھ سے مذاق نہیں کرتا - ان بیلوں اور ان کے چرواہوں کو لے جا - چنانچہ ان سب کو جمع کیا - اور لے کر چلا گیا - اے اللہ اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری خوشنودی کے لئے تھا - تو تو اس پتھر کو ہٹا دے - چنانچہ اللہ (تعالیٰ) نے اس پتھر کو ہٹا دیا - (اور راستہ کھول دیا)

ماں باپ کے مرنے کے بعد اُنہیں ثواب پہنچانے کا طریقہ

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْجَاءَہٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّھُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِھِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْھِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِھِمَا وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِھِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا

رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ

ترجمہ - ابی اُسید ساعدی سے روایت ہے کہا ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں تھے - ناگہاں بنی سلمہ میں سے ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا - پس عرض کی یا رسول اللہ - کیا ماں باپ کے ساتھ سلوک و نیکی کرنے کو میرے لئے کچھ باقی ہے - کہ مَیں ان کے مرنے کے بعد اس کو کروں - آپؐ نے فرمایا - ہاں ان کے لئے دُعا کرنا - استغفار کرنا - اور ان کی وصیّت پوری کرنا - اور ان کے ناتے والوں سے سلوک کرنا کہ ان ناتے والوں سے سلوک کرنا فقط انہیں (یعنی ماں باپ) کی قرابت کے سبب سے ہے - اور ماں باپ کے دوستوں کی عزّت کرنا -

حاصل

یہ نکلا کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان سے تعلق رکھنے والے ان کاموں کو انجام دینا بھی ان سے ہی نیکی کرنا ہے اگر ان کاموں کو کرتا رہا - جن کا ذکر اسی حدیث شریف میں آیا ہے - تو اگر ماں باپ کے مرنے کے وقت یہ اُن کا عاق (نا فرمان) تھا - ان کاموں کے کرنے کے باعث اس شخص کا نام (ماں باپ کے نافرمانوں کی فہرست سے کاٹ کر فرمانبرداروں کی فہرست میں لکھ دیا جائیگا - انسان پر اللہ تعالےٰ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ ان کے مرنے کے وقت ان کی دل آزاری کے باعث دوزخ کا مستحق تھا - اور ان کے مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے ایک ایسا گُر سکھایا کہ جس پر عمل کرنے کے باعث ماں باپ کا فرمانبردار اور بہشت کا وارث بنا دیا گیا -

رشتہ داروں کے ساتھ نیکی ہی کرنی چاہیئے اگرچہ وُہ بُرائی سے پیش آئیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ قَرَابَۃً اَصِلُھُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْھِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْھُمْ وَیَجْھَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّھُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰہِ ظَھِیْرٌ عَلَیْھِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ

رواہ مسلم

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - تحقیق ایک شخص نے عرض کی - یا رسول اللہ میرے قرابت دار ایسے ہیں کہ مَیں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں - لیکن وہ میرے ساتھ سلوک نہیں کرتے - مَیں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں - مَیں حلم و بُرد باری سے کام لیتا ہوں - اور ان سے درگزر کرتا ہوں اور وُہ جہالت سے پیش آتے ہیں - آپ نے فرمایا اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تُونے بیان کیا ہے تو گویا تُو اُن کو گرم راکھ پھکاتا ہے - اور تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی مدد ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ اگرچہ رشتہ دار بُرائی بھی کریں تو بھی ان کے ساتھ نیکی کرنی چاہیئے تاکہ ہماری عاقبت خراب نہ ہو -

رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنیوالا دوزخی ہے

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ - متفق علیہ

ترجمہ - جبیر بن مطعم سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - قطع رحمی کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا -

ہاں رشتہ دار اللہ تعالیٰ کے دین کے مخالف ہوں تو ان سے قطع تعلق کرنا جائز ہے

ثبوت

وَلَوْ کَانُوْا اٰبَاءَھُمْ اَوْ اَبْنَاءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ؕ الآیہ سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ - آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے - جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو - اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں - جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں یعنی یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ ان سے راضی ہُوا - پھر جس سے اللہ راضی ہوا اُسے اور کیا چاہیئے" حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں " یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں - وُہی سچّے ایمان والے ہیں - ان کو یہ درجے ملتے ہیں (جن کا ذکر آگے اسی

آیت میں ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہ ہی تھی۔ کہ اللہ و رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پرواہ نہیں کی۔ اسی سلسلہ میں ابوعبیدہؓ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ جنگ اُحد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں نکلنے کو تیار ہوگئے مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو عمر بن الخطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو علی بن ابی طالب، حمزہ، عبیدہ بن الحارث نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔ اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے جو مخلص مسلمان تھے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ اگر آپؐ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کردوں۔ آپؐ نے منع فرما دیا۔ فرضی اللہ تعالےٰ عنہم ورضوا عنہ و رزقنا اللہ حبہم و اتباعہم و اماتنا علیہ آمین۔

اصلی صلہ رحمی کرنے والا کون ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صلہ رحم کرنے والا وہ نہیں ہے۔ جس کے ساتھ صلہ رحم کیا جاتا ہے (یعنی یہ تو بدلہ ہے۔ صلہ رحم نہیں ہے) بلکہ صلہ رحم کرنے والا وہ ہے جبکہ اس کی رشتہ داری کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے۔ وہ اس رشتہ داری کو قائم کرے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ برادری میں ہر قسم کے دُکھ اور تکلیف دینے والوں کی تکالیف کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے برداشت کرنا۔ اور باینہمہ ان سے ہر قسم کا تعاون اور ان کی خیرخواہی کرتے رہنا یہ بہت بڑی سعادت اور بہت بڑی بہادری کا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ جس کو اپنے فضل سے آسان کر دے۔ یہ اُس کا فضل ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کی فضیلت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو عریانی کی حالت میں کپڑے پہنائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے سبز جوڑے عطا فرمائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل اور میوے کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں اپنی (یا کوئی مشروب) پلائے اللہ تعالیٰ اس کو نہایت نفیس (جنت کی) شراب طہور پلائے گا، جس پر غیبی مہر لگی ہوگی۔ سنن ابی داؤد، جامع ترمذی بھوکوں کو کھانا کھلاؤ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی خبر لو (اور دیکھ بھال کرو) اور اسیروں قیدیوں کو رہائی دلانے کی کوشش کرو۔ صحیح بخاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴ ذیقعد ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۵۸ء

(۱) قیامت کے دن ہر انسان اپنے امام کے ساتھ ہوگا

اماموں کی دو قسمیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

۱۔ بہشت میں پہنچانے والے
۲۔ دوزخ میں لے جانے والے

لھٰذا

ہر انسان کا فرض ہے۔ دُنیا میں سوچ لے کہ دونوں قسموں کے اماموں میں سے

یہ کس کی تابعداری کر رہا ہے

پہلے دعویٰ کا ثبوت

(یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بُلائیں گے۔ سو جسے اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا۔ سو وہ لوگ اپنا اعمالنامہ پڑھینگے۔ اور وہ تاگے کے برابر ظلم نہیں کئے جائینگے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر ایک انسان قیامت کے دن اس امام کے ساتھ ہوگا۔ جس کی دُنیا میں تابعداری کیا کرتا تھا۔

اماموں کی دو قسمیں

۱۔ بہشت میں پہنچانے والے

ثبوت اوّل

(قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝

سورہ الانبیاء رکوع ۵ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ ہم نے کہا اے آگ ابراہیمؑ پر سرد اور راحت ہو جا۔ اور انہوں نے اس (ابراہیم) کی بُرائی چاہی۔ سو ہم نے انہیں ناکام کر دیا۔ اور ہم اسے اور لوطؑ کو بچا کر اس زمین کی طرف لے آئے۔ جس میں ہم نے جہان کے لئے برکت رکھی تھی۔ اور ہم نے اسے اسحٰق بخشا۔ اور انعام میں یعقوب دیا۔ اور سب کو نیک بخت کیا۔ اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا۔ جو ہمارے حکم سے راہ نمائی کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انہیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔

حاصل

ان آیات کا حاصل یہ نکلا کہ مذکورۃ الصدر آیات میں جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہُوا ہے۔ یہ حضرات ایسے تھے۔ جو اللہ تعالےٰ کے حکم سے انسانوں کی صحیح راہ نمائی کرتے تھے۔ اور ان حضرات کو اللہ تعالےٰ نے نیکی کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ ان حضرات کے حق میں شہادت خیر دے رہا ہے۔ کہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی بندگی کرنے والے تھے۔

کتنے بڑے خوش نصیب

انسانوں میں سے وہ لوگ کتنے بڑے خوش نصیب ہوں گے جو ابراہیم السلام اور ان کی اولاد کے انبیاء علیہم السلام کو دُنیا میں اپنا امام (رہبر) بنالیں۔

حضورِ انورؐ کی تمام امت کے امام حضرت ابراہیمؑ ہی ہیں

(وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

سورہ الحج رکوع ۱۰ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو۔ جیسا کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں پسند کیا ہے۔ اور دین میں تم پر کسی قسم کی سختی نہیں کی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اسی لئے تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا تھا۔ اور اس قرآن میں بھی۔ تاکہ رسول تم پر گواہ بنے۔ اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔ پس نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑو۔ وہی تمہارا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اُمّتِ محمدیہؐ کے باپ ہیں

از حاشیہ شیخ الاسلام

(ابراہیم علیہ السلام چونکہ حضور کے اجداد میں ہیں۔ اس لئے ساری اُمّت کے باپ ہُوئے۔" در اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین ابراہیمی پر ہی ہیں۔ آپؐ کے اصول دین ابراہیم علیہ السلام والے دین ہی کے ہیں۔ البتہ ان اصول کو صورتوں کے سانچے میں ڈھلنے کے وقت کچھ صورتوں میں علیحدگی نظر آئے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس ضابطے کی ایک مثال

روزہ میں پائی جاتی ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے

(كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ) سورہ البقرہ رکوع ۲۳

ترجمہ - تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔ ۱؎

اس اعلان سے ثابت ہوا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی روزہ رکھا جاتا تھا۔ مطلق روزہ رکھنے کا کا تمام شرائع میں اتفاق ہونے کے باوجود ۲؎

اوقات روزہ میں اختلاف رہا ہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روزے کے اوقات ہر امت میں علیحدہ علیحدہ تھے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے ۳؎ اور یہود پر عاشورہ اور ہر سنیچر کے علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دو دن افطار کرتے تھے۔

بعینہٖ اسی طرح

ملّت ابراہیمی اور شریعت محمدؐیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اصولاً اتحاد بھی ہے اور صورت میں اختلاف بھی ہے۔ گزشتہ سطور سے

یہ نتیجہ نکلا

کہ مسلمانوں کے اصلی امام الائمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں - اور اس کے بعد ملت ابراہیمی کی تجدید کرنے والے خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے امام تجویز کئے گئے ہیں۔ حضور انورؐ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین بھی حضور کی اُمّت کے امام تجویز کئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں

ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو

(وَمَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَیَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِیۡرًا ۝) سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ - اور جو کوئی رسولؐ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے - اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے - اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

۱؎ [illegible] ۲؎ [illegible] ۳؎ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ اور ایک دن افطار فرماتے

حاصل

یہ نکلا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت تسلیم کرنے کے بعد آپؐ کے صحابہ کرام کی امامت بھی ہمیں ماننی پڑیگی ورنہ اللہ تعالےٰ ناراض اور جہنم ٹھکانا ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ

وضاحت کے لئے ایک مثال

صحابہ کرام کی امامت کے تسلیم کرنے اور ان کی تابعداری کے ضروری ہونے کی ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح ایک بہت بڑی وسیع مسجد میں جب امام کی آواز مقتدیوں تک نہ پہنچ سکے۔ تو امام کے پیچھے مُکبّر کھڑے کئے جاتے ہیں۔ امام سے دُور والے نمازی در اصل اقتدا امام صاحب کی کر رہے ہیں مگر رکوع - سجود وغیرہ میں مُکبّر کی آواز ہی سے نقل و حرکت کرتے ہیں۔ باوجود امام کا وجود نہ دیکھنے اور اس کی آواز کے نہ سُننے کے ہر نمازی یہی سمجھتا ہے کہ مَیں اپنے اس امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا ہوں - جو محراب مسجد میں کھڑا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح

مسلمان اپنے اس امام کی تابعداری (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ کے مسلک کا پابند ہو) اسی خیال سے کرتے ہیں - گویا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کر رہے ہیں اور جو امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے مسلک کے خلاف ہو اس کی تابعداری مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف سمجھتے ہیں - اور اس سے پرہیز کرتے ہیں -

اب کھرے اور سچے مسلمانوں

کے اماموں کی ترتیب یوں ہوئی - آج سے لے کر صحابہ کرامؓ تک مسلمانوں کے کل متبع سنت امام اور ان کے آگے صحابہ کرام اور صحابہ کرام سے آگے رحمۃ للعالمین - اور رحمۃ للعالمین سے آگے حضرت ابراہیمؑ - اس کے بعد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت

ملاحظہ ہو - اِنَّ اِبۡرٰہِیۡمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیۡفًا ؕ وَلَمۡ یَکُ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۝ شَاکِرًا لِّاَنۡعُمِہٖ ؕ اِجۡتَبٰىہُ وَہَدٰىہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ وَاٰتَیۡنٰہُ فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً ؕ وَاِنَّہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۝ ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۝)

سورہ النحل رکوع ۱۶ پارہ ۱۴

ترجمہ - بیشک ابراہیمؑ ایک پوری اُمّت تھا۔ اللہ کا فرمانبردار تمام راہوں سے ہٹا ہُوا۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھا - اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا - اسے اللہ نے چُن لیا - اور اسے سیدھی راہ پر چلایا۔ اور ہم نے اسے دُنیا میں بھی خُوبی دی تھی - اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہوگا۔ پھر ہم نے تیرے پاس وحی بھیجی - کہ تمام راہوں سے ہٹنے والے ابراہیم کے دین پر چل -

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محاسن

ان آیات میں جو حضرت ابراہیمؑ کے محاسن گنوائے گئے ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔ (۱) ایک پوری اُمت کے قائمقام (۲) اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار (۳) تمام غلط راستوں سے ہٹا ہُوا (۴) شرک سے بیزار (۵) اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا شکر گزار - (۶) اللہ تعالےٰ کا برگزیدہ (چُنا ہُوا) - (۷) اللہ تعالےٰ کی سیدھی راہ پر چلنے والا (۸) جسے اللہ تعالےٰ نے دُنیا میں خوبی عطا فرمائی تھی (۹) آخرت میں نیکو کاروں میں ہوگا (۱۰) مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

اُمّت کے امام حضور انورؐ اور آپ کا امام

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اللہ تعالےٰ کی شہادت کے مطابق دس خوبیوں کے حامل تھے۔

نتیجہ

یہ نکلتا ہے - کہ ہم اپنے امام الائمہ کے محاسن کا اتباع کریں - اور ان کی جو خوبیاں اُمت کے اندر پیدا ہو سکتی ہیں۔ انہیں اپنانے کی سعی بلیغ کریں۔ بالخصوص مسلمانوں کے ائمہ کرام کو ان محاسن کا حامل ہونا اشد ضروری ہے - تاکہ مسلمان ان کی امامت کو اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت خیال کریں - اور ان کے محاسن کو دیکھ کر ان کے مقتدی بھی راہ راست پر آئیں - اور ان کا نمونہ اختیار کر کے اپنی آخرت سنواریں -

بہشت میں پہنچانیوالے اماموں کے متعلق ثبوت دوم

(وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۣ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝

سورہ السجدہ رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی۔ پھر آپ اس کے ملنے میں شک نہ کریں۔ اور ہم نے ہی اسے بنی اسرائیل کے لئے راہنما بنایا تھا۔ اور ہم نے ان میں سے امام بنائے تھے۔ جو ہمارے حکم سے راہ نمائی کرتے تھے۔ جب انہوں نے صبر کیا تھا۔ اور وہ ہماری آیتوں پر یقین بھی رکھتے تھے۔

بنی اسرائیل میں ائمہ ہدایت کا پیدا ہونا

اللہ تعالےٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل میں بھی صحیح راہ نمائی کرنے والے امام پیدا کئے تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکورۃ الصدر آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی مسلمان اللہ کے وعدوں پر یقین رکھیں۔ اور سختیوں پر صبر کرکے اپنے کام پر جمے رہیں۔ تو ان کے ساتھ بھی خدا کا یہی معاملہ ہوگا۔ چنانچہ ہُوا اور خوب ہُوا۔

اماموں کی دوسری قسم
اپنے متبعین کو دوزخ میں لے جانے والے
ثبوت اوّل

(وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ۝ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝)

سورہ القصص رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ اور اس (فرعون) نے اور اس لشکروں نے ملک میں ناحق تکبر کیا۔ اور خیال کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا۔ پھر انہیں دریا میں پھینک دیا۔ سو دیکھ لو۔ ظالموں کا کیا انجام ہُوا۔ اور ہم نے انہیں امام بنایا۔ وہ دوزخ کی طرف بُلاتے تھے اور قیامت کے دن انہیں مدد نہیں ملیگی۔ اور ہم نے اس دُنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی۔ اور وہ قیامت کے دن بھی بد حالوں میں ہونگے۔

حاصل

یہ نکلا کہ فرعون اور اس کے لشکر والے لوگوں کے امام بن کر انہیں دوزخ کی طرف بُلاتے تھے۔ چنانچہ۴ ان ظالموں کا دُنیا میں کیسا بُرا انجام ہُوا۔ اور ان گمراہی کے ائمہ پر دُنیا میں بھی لعنت پڑی۔ اور علاوہ اس کے قیامت کے دن زبوں حال ہونگے۔

۴ ان سب ائمہ کو جو دوزخ کی طرف بلانے والے [illegible]

ثبوت دوم

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝)

سورہ الحج رکوع ۱ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور بعضے وہ لوگ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں بے سمجھی سے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے کہنے پر چلتے ہیں۔ جس کے حق میں لکھا جا چکا ہے کہ جو اسے یار بنائے گا۔ تو وہ اسے گمراہ کرکے رہے گا۔ اور اسے دوزخ کے عذاب کا راستہ دکھائے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ بعض آدمی شیطانوں کی راہنمائی کے مطابق چلتے ہیں۔ حالانکہ شیطان کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ جو شخص بھی اس کے ساتھ دوستی رکھیگا تو وہ اسے گمراہ کر دیگا۔ اور اُسے دوزخ کا راستہ دکھائے گا۔

ایک خدشہ اور اُس کا جواب

اگر کسی کے دل میں یہ خدشہ پیدا ہو کہ شیطان تو انسان کو نظر نہیں آتا۔ تو پھر وہ انسان کو گمراہ کس طرح کرسکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شیطانوں کی دو قسمیں ہیں۔ بعض انسان بظاہر تو اِنسان نظر آتے ہیں۔ مگر اندر کے حالات کے لحاظ سے بالکل مکمل شیطان ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی آخری سورت (سورہ الناس) کے آخری لفظ کا یہی ترجمہ ہے۔ کہ بعض انسان بالکل صحیح معنی میں شیطان ہوتے ہیں۔ ہاں انسانوں کی طرح جنوں میں بھی بعض شیطان ہوتے ہیں۔ (سارے نہیں۔ کیونکہ جنوں میں بعض صحابہ کرام بھی تھے۔ اور ان میں سے بعض اللہ تعالےٰ کے بڑے نیک بندے خدا پرست۔ خدا ترس۔ شریف الطبع وغیرہ صفات حمیدہ سے متصف بھی ہوتے ہیں) جنوں میں سے جو شیطان ہوتے ہیں۔ وہ انسان کے دل میں (بُرائی اور بے راہ روی کا) خیال ڈال دیتے ہیں۔ ان کی راہ نمائی کے مطابق انسان غلط کام کرنے لگ جاتا ہے۔ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اس کام میں میری عقل راہنمائی کر رہی ہے۔ حالانکہ یہ خیال غلط ہوتا ہے۔ بلکہ وہ غلط راستہ شیطان کی طرف سے دل میں القاء شدہ ہوتا ہے۔

ہاں اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے ایسے درجے والے بھی ہوتے ہیں جو شیطان کے القاء کو بھانپ جاتے ہیں

(اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹۔

ترجمہ بیشک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں۔ جب انہیں کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آتا ہے۔ تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں۔ پھر اچانک ان کی آنکھیں کُھل جاتی ہیں

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ " پہلے (گزشتہ آیت میں) تو تنہا حضورؐ کو خطاب تھا۔ گو حکم استعاذہ میں سب شامل تھے۔ اب عام متقین (خدا ترس پرہیزگاروں) کا حال بیان فرماتے ہیں۔ یعنی عام متقین کے حق میں یہ مجال نہیں کہ شیطان کا گزر ان کی طرف ہو۔ اور کوئی چرکہ لگا جائے۔ البتہ متقین کی شان یہ ہوتی ہے۔ کہ شیطان کے اغوا سے ممتد غفلت میں نہیں پڑتے۔ بلکہ ذرا غفلت ہوئی اور خدا کو یاد کرکے چونک پڑے۔ ٹھوکر لگی۔ اور معاً سنبھل گئے۔ سنبھلتے ہی آنکھیں کُھل گئیں۔ غفلت کا پردہ اُٹھ گیا۔ نیکی بدی کا انجام سامنے نظر آنے لگا۔ اور

. . . . . .

. . . . . .

بہت جلد نازیبا کام رُک گئے۔ باقی غیر متقین (جن کے دل میں خدا کا ڈر نہ ہو۔ اور جنہیں شیطان کی برادری کہنا چاہئے۔ ان کا حال یہ ہے۔ کہ شیاطین ہمیشہ انہیں گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں۔ اور رگیدنے میں ذرا کمی نہیں کرتے۔ اِدھر یہ لوگ ان کی اقتدا و پیروی میں کوتاہی نہیں کرتے۔ اور اس طرح ان شیاطین کے غرور و سرکشی کو اور زیادہ بڑھاتے رہتے ہیں۔ بہر حال متقی کی شان یہ ہے کہ جب شیطان دق کرے۔ فوراً خُدا سے پناہ مانگے۔ دیر نہ کرے۔ ورنہ غفلت میں عادی ہوکر رجوع الی اللہ کی توفیق بھی نہیں رہے گی۔

جس طرح بہشت میں پہنچانے والے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد

حق پرست علماء کرام (جو فقط کتاب وسنۃ کی روشنی میں خود چلتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی رہنمائی بھی اسی ضابطہ کے ماتحت کرتے ہیں) ان سے اُوپر صحابہ کرام۔ ان سے اُوپر رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے اُوپر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

بعینہٖ اسی طرح

قیامت تک پیدا ہونے والی نسلِ انسانی کے لئے ابلیس کے نائبین مخلوقِ خُدا کو گمراہ کرتے رہیں گے۔ اگرچہ ابلیس لعین کا سلسلہ بھی آدم علیہ السلام کے دُنیا میں آنے کے وقت سے ہی چلا آ رہا ہے۔ مگر آج کل کے زمانہ کے لحاظ سے یوں تعبیر کیا جائے گا۔ کہ آج کل بھی شیاطین الانس والجن اللہ تعالےٰ کی کتاب پاک (قرآن مجید) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت سے ہٹا کر کچھ اور ہی قسم کا خود ساختہ دین لوگوں کو سکھائینگے۔ اور اسی کو دن رات پھیلائیں گے۔ اور ہمیشہ کتاب و سنت کی روشنی میں صحیح راہ نمائی کرنے والے اللہ تعالےٰ کے بندوں کی توہین و تذلیل کرتے رہیں گے (جس طرح دشمنانِ اسلام رحمۃ للعالمین کی توہین کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے تھے) اور جس طرح حق پرستوں کے سلسلہ کی کڑی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جا پہنچی ہے۔ اور اس سے اُوپر اللہ تعالےٰ کی ذات پاک تک جا پہنچتی ہے۔ اسی طرح شیاطین الانس والجن کے سلسلہ کی آخری کڑی ابلیس لعین تک جا پہنچتی ہے۔ علاوہ اپنے نمائندوں کے وہ خود بھی قیامت تک زندہ رہے گا۔

شیطان کے نمائندوں کا روزانہ فساد پھیلانے کے لئے دنیا میں جانا

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ عَلَی الْمَاءِ ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاہُ یُفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَاھُمْ مِّنْہُ مَنْزِلَۃً اَعْظَمُھُمْ فِتْنَۃً یَجِیْءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ کَذَا وَکَذَا فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ ثُمَّ یَجِیْءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ مَا تَرَکْتُہٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اِمْرَاَتِہٖ قَالَ فَیُدْنِیْہِ مِنْہُ وَیَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اُرَاہُ قَالَ فَیَلْتَزِمُہٗ رواہ مسلم

ترجمہ - جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں۔ پھر اس شیطان کے سب سے قریب ان میں سے مرتبہ کے لحاظ سے وہ ہوتا ہے جو فتنہ پردازی کے لحاظ سے ان میں سے سب سے زیادہ ہو۔ ان میں سے ایک شیطان کے پاس آتا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ مَیں نے اس طرح اس طرح کیا ہے۔ پھر (شیطان) کہتا ہے تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا پھر ان میں سے ایک آتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ مَیں نے اس شخص کو چھوڑا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ مَیں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جُدائی ڈلوا دی (یعنی طلاق دلوا دی) آپؐ نے فرمایا۔ پھر وہ شیطان اس کو اپنے سے قریب کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ تم بہت اچھے آدمی ہو۔ اعمش (راوی) کہتا ہے۔ مجھے یہ بھی خیال آتا ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ پھر وہ شیطان اسے اپنے گلے لگا لیتا ہے۔

قیامت کے دن شیطان کا اپنے تابعداروں سے بیزاری کا اعلان اور اپنے تابعداروں کو مجرم قرار دینا

(وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ج فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط مَآ اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ط اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ط اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور جب فیصلہ ہو چکے گا۔ تو شیطان کہے گا۔ کہ بے شک اللہ نے تم سے سچّا وعدہ کیا تھا۔ اور مَیں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر مَیں نے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا۔ کہ مَیں نے تمہیں بُلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک (خُدا) بناتے تھے۔ بیشک ظالموں کے لئے درد ناک عذاب ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ شیطان لعین جو روز ازل سے اللہ تعالےٰ کے بندوں کو گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے کر آیا تھا۔ اور اسی اعلان کی بنا پر ہر دور زمانہ میں کروڑہا انسانوں کو گمراہ کرتا رہا۔ اور آج اپنے آپ کو بری الذمہ بنا کر اپنے گمراہ ہونے والے یاروں کو مجرم بنا رہا ہے کہ میرا تم پر زور تو کوئی نہیں تھا۔ البتہ یہ ہوتا رہا۔ کہ مَیں نے تمہیں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کے لئے آواز دی۔ اور تم میری آواز پر اس گناہ کے کام میں شریک ہونے کے لئے اُٹھ دوڑے۔ اب سوچو کہ قصور میرا ہے یا تمہارا۔

مثلاً

مَیں نے سینما والوں سے اتنا ہی دن کو ریڑھی پر لکھوا کر اعلان کروایا۔ کہ آج رات فلاں سینما میں یہ دکھایا جائے گا۔ "شادی کی پہلی رات" بس تم مرد و زن اُٹھ دوڑے۔ یا

مثلاً

مَیں نے اتنا ہی اپنے دوستوں سے اعلان کرا دیا

تھا۔ کہ فلاں چودھری کے بیٹے کی شادی پر آج رات کو فلاں رنڈی کا گانا اور ناچ ہوگا۔ اور تم اُٹھ دوڑے یا

مثلاً

مَیں نے اپنے دوستوں سینما والوں سے اتنا ہی ریڑھی پر لکھوا کر شہر میں دن کو اعلان کرا دیا تھا۔ " دو گھڑی کی موج" اور میرے دوستو تم رات کو اُٹھ دوڑے۔ پھر رات کو جاگ کر نیند بھی گنوائی۔ ٹکٹ خرید کرنے میں دن کی حلال کمائی حرام میں گنوائی۔ تم ہی انصاف کرو۔ کہ قصور میرا ہے۔ یا تمہارا۔ کیا مَیں نے تمہیں مجبور کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ کر میرا حکم مانو۔

میرے دوستو

آج مَیں تمہارے کام نہیں آسکتا۔ اور تم میرے کام نہیں آسکتے۔ آج تو ہم سب کو دوزخ میں جانا ہی پڑے گا۔

اے موجودہ دور کے اِنسانو

گذشتہ ساری معروضات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب آخروی سے بچنا کی فقط ایک ہی تدبیر ہے کہ کتاب الٰہی (قرآن مجید) کو اپنی زندگی کا دستورالعمل مان لو۔ اور اس دستورالعمل پر عمل کرنے کے لئے سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے لئے نمونہ بنا لو۔ جو شخص اس دستورالعمل پر خود چلے۔ اور ہمیں چلائے وہ ہمارا ہادی اور ہمارا خیرخواہ ہے۔ ایسے حضرات کی تابعداری ہماری لئے دُنیا اور آخرت دونوں جگہ رحمت ہی رحمت ہے۔
اور جو شخص

اس پروگرام سے ہٹا ہُوا ہو

وہ خود گمراہ ہے۔ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ خواہ وہ عالمانہ بھیس میں آئے یا فقیری بھیس میں آئے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ اور ہمیں ان کے شر سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین
وماعلینا الا البلاغ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

ضرورت مند کی مدد کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ابنِ آدمؑ سے فرمائے گا کہ: اے ابن آدم میں بیمار پڑا تھا تو نے میری خبر نہیں لی؟ بندہ عرض کرے گا: اے میرے مالک اور پروردگار! میں کیسے آپ کی تیمارداری یا بیمار پرسی کر سکتا تھا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تو نے اس کی عیادت نہیں کی اور خبر نہیں لی؟ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی خبر لیتا اور تیمارداری کرتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا؟ اے ابنِ آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے نہیں کھلایا؟ بندہ عرض کرے گا: (خداوندا!) میں آپ کو کیسے کھانا کھلا سکتا تھا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں دیا، کیا تجھے علم نہیں ہے کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ اے ابن آدم میں نے پینے کے لئے تجھ سے (پانی) مانگا تھا تو نے مجھے نہیں پلایا؟ بندہ عرض کرے گا: میں آپ کو پانی کیسے پلاتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پینے کے لئے پانی مانگا تھا تو نے اس کو نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ صحیح مسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

خطبہ یوم الجمعہ یکم ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ر جون ۱۹۵۸ء

حضرت یوسف ؑ کے ایک مختصر سے بیان میں نصائح

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - اللہ جل شانہ، نے سورۂ انعام کے رکوع ۱۰ میں ۱۸ انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے - اور ان ۱۸ حضرات میں ایک حضرت یوسف علیہ السلام بھی ہیں - ان ۱۸ حضرات کے اسماء گرامی ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے -

(اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ ط)

ترجمہ - یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دی - سو تو ان کے طریقہ پر چل -

سب کا طریقہ ایک ہی ہے

برادران اسلام - دراصل تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں اصول میں متحد و متفق ہیں - ہاں ان اصول مسلمہ کو سانچوں میں ڈھالنے کے وقت مختلف صورتیں ہر دور کے انسانوں کی ذہنیت کے مناسب اختیار کی جاتی ہیں مثلاً ایک بسکٹ بنانے والا کارخانہ دار بسکٹ بنانے کے لئے میدہ وغیرہ ملاکر ایک من آٹا تیار کر لیتا ہے - اب اس ایک ہی آٹے کو مختلف سانچوں میں ڈالتا ہے - کوئی بسکٹ گول ہے تو کوئی لمبا - اور کوئی چورس ہے - بعینہٖ اسی طرح حضرات انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں رُوح ایک ہے - البتہ احکام کی صورتوں میں اختلاف ہُوا کرتا ہے -

آج

حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت مبارکہ کی جھلک پیش کرنا چاہتا ہوں - اس میں اُمتہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے لئے ہدایت کے انوار نظر آئینگے -

اگر

ہم مسلمان ان انوار کو اپنی زندگی کا مشعل راہ بنائیں گے - تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید واثق بلکہ یقین کامل ہے کہ داخلہ جنت کا ٹکٹ مل جائے گا -

حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک مختصر سے بیان میں نصائح

آپ کا بیان

(رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ج فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ج تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ٥)

سورہ یوسف رکوع ۱۱ پارہ ۱۳

ترجمہ - اے میرے رب تو نے مجھے کچھ حکومت دی ہے اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا ہے - اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے دُنیا اور آخرت میں تُو ہی میرا کارساز ہے - تو مجھے اسلام پر موت دے - اور مجھے نیک بختوں میں شامل کر دے -

اس بیان کے اندر نصیحتیں

پہلی

(رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ)

ترجمہ - اے میرے رب - تُو نے مجھے کچھ حکومت دی ہے -

حضرت یوسف علیہ السلام کے اس فقرے سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے - کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس دُنیا کے ہر فضل و کمال کو اللہ تعالےٰ کا فضل خیال کرتے ہیں -

عبرت

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ عبرت کا جو عہدہ دُنیا میں ملے - اسے محض اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان خیال کیا جائے - اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی نعمت کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے - بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اس عہدہ پہ فائز ہونے کے اور بھی مستحق ہوسکتے تھے یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل ہے کہ اس نے اس عہدے پر مجھے ہی ممتاز فرمایا -

ایک بے دین حاکم کا اعلان

(وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِہٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْکُ مِصْرَ وَھٰذِہِ الْاَنْھٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ج اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ٥)

سورہ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرکے کہدیا - اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں - اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے نہیں بہ رہیں - پھر تم کیا نہیں دیکھتے -

یہ متکبّرانہ اعلان

محض اس لئے کہ رہا ہے - کہ پیغمبر کی کی صحبت سے فیض یافتہ نہیں ہے - بجائے اس کے کہ مصر کی حکومت کو اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان سمجھتا - اسے اپنی ذاتی قابلیّت اور ذاتی مملکت کا نتیجہ خیال کرکے یہ متکبرانہ اعلان کر رہا ہے -

نتیجہ

اس متکبرانہ اعلان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب تک انسان پیغمبر کی تعلیم سے فیضیافتہ نہ ہو - وہ بیوقوف اور بے سمجھ ہوتا ہے اسے صحیح بات کرنے کا بھی سلیقہ نہیں ہوتا - اور اسی طرح محسن حقیقی کی نعمتوں کی ناشکر گزاری کا بالآخر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسا انسان اور اگر ایسی کوئی جماعت ہو تو وہ لوگ

عذاب الٰہی میں مُبتلا ہوکر

دُنیا سے رُخصت ہوتے ہیں - چنانچہ فرعون اور اس کی قوم کی موت کا نظارہ ملاحظہ ہو (فَاسْتَخَفَّ قَوْمَہٗ فَاَطَاعُوْہُ ط اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ٥ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْھُمْ فَاَغْرَقْنٰھُمْ اَجْمَعِیْنَ ٥ فَجَعَلْنٰھُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ع)

سورہ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - پس اس (فرعون) نے اپنی قوم کو احمق بنا دیا - پھر اس کے کہنے میں آگئے - کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے - پس جب انہوں

نے ہمیں غصّہ دلایا - تو ہم نے ان سے بدلہ لیا -

پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا - پھر ہم نے انہیں گئے گزرے اور پیچھے آنے والوں کے لئے کہاوت بنادیا -

بلکہ فرعونی لعنت کی موت سے

مرے (وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ۝ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ۝ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ۝)

سورہ القصص رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ - اور اس (فرعون) نے اور اس کے لشکروں نے ملک میں ناحق تکبّر کیا - اور خیال کیا - کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے - پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا - پھر انہیں دریا میں پھینک دیا - سو دیکھ لو - ظالموں کا کیا انجام ہُوا - اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا - وہ دوزخ کی طرف بلاتے تھے - اور قیامت کے دن انہیں مدد نہیں ملے گی - اور ہم نے اس دُنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور وہ قیامت کے دن بھی بد حالوں میں ہوں گے -

دُوسری (نصیحت)

(فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ)

ترجمہ - اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے!

حضرت یوسف علیہ السلام کے اس اعلان کا نتیجہ یہ ہے - کہ آسمان یا زمین کی کسی چیز سے بھی ہمیں نفع اُٹھانے کی ضرورت پیش آئے تو فقط ایک اللہ جل شانہٗ سے ہی درخواست کرنی چاہئے - کہ اے اللہ میں تیری مخلوقات میں سے فلاں چیز کا محتاج ہوں - تو مہربانی فرما کر وہ چیز اپنے خزانے میں سے کسی نہ کسی صورت سے عطا فرما - اور اس دُعا کو مسلسل جاری رکھے - تا آنکہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے منظوری آئے - اور وہ چیز میسّر آئے اور ہماری حاجت پوری ہوجائے - جب تک ہماری حاجت پوری نہ ہونے پائے - اس کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازہ پر نہ جائے - اور جب اللہ تعالےٰ کے فضل سے کام پُورا ہو جائے تو شکریہ بھی فقط اسی کا ادا کیا جائے - ورنہ کام بھی نہیں ہوگا - اور اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہو جائیگا کہ یہ شخص میرا بندہ ہو کر مجھ سے مُنہ موڑ کر غیر کے دروازہ پر چلا گیا - اور پھر اس کی عاجزی اور بیکسی کو دیکھ کر اس کا کام تو میں نے کیا - اور اب یہ شخص بے سمجھی سے شکریۂ غیر کا ادا کر رہا ہے -

تیسری (نصیحت)

(انت ولی فی الدنیا والاخرة)

ترجمہ - دُنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے -

اس فقرہ سے ہر انسان (خواہ جاہل ہو یا عالم) بآسانی یہ سمجھ سکتا ہے کہ انسان کا کارساز یعنی حاجت روا سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی نہیں ہے - چنانچہ اس مضمون کی تائید میں قرآن مجید میں دوسری جگہ یہ ارشاد ہے (اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۝)

سورہ النمل رکوع ۵ پارہ ۲۰

ترجمہ - بھلا کون ہے جو بیقرار کی دُعا قبول کرتا ہے اور بُرائی کو دُور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے - کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے - تم بہت ہی کم سمجھتے ہو -

نتیجہ

اگر مذکورہ الصدر آیت پر مسلمان عمر بھر عمل کرے - تو اس کے اندر شرک پیدا ہو ہی نہیں سکتا - اور جس شخص کے دل میں شرک نہ ہو بلکہ توحید خالص کا نور پایا جائے - اس شخص کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی یقینی ہے اور نجات بھی یقینی ہے -

تیسری (نصیحت)

حضرت یوسف علیہ السلام کے اس ارشاد (توفنی مسلماً) میں بھی مسلمان کے لئے نصیحت ہے - اس فقرے کا ترجمہ یہ ہے - "تو مجھے اسلام پر موت دے" یعنی میری موت کا وقت آئے - اس وقت بھی میرے دل میں یہ جذبہ موجزن ہو - کہ اے اللہ میں تیرا ہر حکم دل سے ماننے کے لئے تیار ہوں + اگر دل میں یہ جذبہ موت کے وقت بھی مکمل طور پر پایا جائے - تو خدا کے فضل سے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ اس شخص سے راضی ہوگا - اور وہ شخص بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوگا - اور اس قبولیت کی برکت سے اس کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی - ایک حدیث شریف کا مضمون میرے ان الفاظ کی تائید کر رہا ہے -

حدیث شریف میں اس قسم کے الفاظ ہیں - "ان اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم" ؟ بیشک اللہ تمہاری صورتوں کو اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا - بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے - لہٰذا جب یہ دل سے استدعا کر رہا ہے - کہ اے اللہ مجھے اپنا فرمانبردار بندہ بنا - تو اللہ تعالےٰ اس کی دُعا قبول فرمائیگا - اور اس کو فرمانبردار بننے کی توفیق عطا فرمائیگا - اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا - اللھم اجعلنا منھم

چوتھی (نصیحت)

(وَالْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۝)

ترجمہ - اور مجھے نیک بختوں میں شامل کر دے -

اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں مرنے کے بعد تیرے نیک بخت بندوں کی فہرست میں شامل ہونا چاہتا ہوں - اے اللہ تو میری دُعا قبول فرما - اور اپنے فضل و کرم سے مرنے کے بعد مجھے اپنے نیک بندوں کی فہرست میں شامل کر دینا - انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے - کہ جس چیز کے حاصل کرنے کا انسان کے دل میں شوق پیدا ہو جائے - . . . . . .

. . . . تو پھر حتی الوسع اس چیز کے حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے - جب یہ شخص صالحین کی فہرست میں شامل ہونے کا شوق رکھتا ہے تو حتی الوسع اس جماعت میں شامل ہونے کی کوشش بھی کرے گا - اور جب دلی شوق کے ساتھ کوشش بھی کرے گا تو انشاء اللہ تعالےٰ بارگاہ الٰہی میں اس کی سعی منظور ہو جائیگی - چنانچہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ملاحظہ ہو - (وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۝)

سورہ العنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱

ترجمہ - اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی - ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دینگے - اور بیشک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ اپنے ان مخلص بندوں کی دُعا قبول فرمائے گا - اور انہیں مرنے کے بعد اپنے نیکوکار بندوں کی فہرست

ہیں شامل کر لے گا۔ اللھم اجعلنا منہم

پانچویں (نصیحت)

یہ پانچویں نصیحت حضرت یوسفؑ کے ارشادات ہی میں سے لی گئی ہے۔ البتہ پہلی چاروں ایک ہی آیت سے لی گئی تھیں یہ پانچویں دوسری آیت سے لی گئی ہے۔ فرماتے ہیں۔

(وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ج اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ م بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ط اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

سورہ یوسف رکوع ۷ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بیشک نفس تو برائی سکھاتا ہے۔ مگر جس پر میرا رب مہربانی کرے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

باوجودیکہ آپ پیغمبر ہیں

اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ان حضرات سے نہ صغیرہ نہ کبیرہ کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ مگر آپ کی کسرنفسی ملاحظہ ہو۔ اسی آیت میں ارشاد ہو رہا ہے کہ میں اپنے آپ کو گناہوں سے پاک نہیں سمجھتا۔

عبرت

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو یہ نعمت نصیب فرمائے کہ اپنے آپ کو ہر گناہ سے بچائیں۔ اور پھر بھی ہمارے نفس میں یہ غرور پیدا نہ ہو۔ کہ ہم پاکباز ہیں۔ بلکہ یہی خیال رہے۔ کہ ممکن ہے۔ ہم کئی ایسے گناہوں میں مبتلا ہوں جو حقیقت میں گناہ ہیں۔ مگر ہم انہیں گناہ نہیں سمجھتے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالےٰ وہ گناہ ہمارے سامنے لائے گا۔ اور جب فرمائے گا کہ فلاں فلاں گناہ کیوں کیا کرتے تھے۔ ہمارے پنجاب میں ایک کہاوت ہے "جو کرے۔ وہ بھی ڈرے۔ اور جو نہ کرے وہ بھی ڈرے۔"

لہٰذا

انسان کا معاملہ اپنے رب سے ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کہ گناہ کرے۔ تو بھی ڈرے اور نہ کرے تو بھی ڈرے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جن چیزوں کو ہم معمولی سمجھتے تھے وہ ہوتے ہوتے ایک پہاڑ بن گئے ہوں۔

چھٹی (نصیحت)

حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت سے ایک ایسی نصیحت ہمیں حاصل ہوتی ہے جو ایک ہی بہشت کا ٹکٹ دلانے کے لئے کافی ہے۔ وہ اس آیت میں ملاحظہ ہو۔ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ط قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ط اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○

سورہ یوسف رکوع ۳ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور پھسلایا اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا۔ اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیئے دروازے اور شتابی کر۔ کہا خدا کی پناہ۔ وہ عزیز (عورت کا خاوند) میرا مالک ہے۔ مجھ کو اچھی طرح رکھا ہے۔ بیشک بھلائی نہیں پاتے۔ جو لوگ کہ بے انصاف ہوں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔" اُدھر تو الطاف غیبیہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عجیب و غریب طریقہ سے تربیت فرما رہے تھے۔ ادھر عزیز کی بیوی (زلیخا) نے ان کے سامنے ایک نہایت ہی مزلۃ الاقدام موقع امتحان کا کھڑا کر دیا یعنی حضرت یوسف (علیہ السلام) کے حسن و جمال پر زلیخا مفتون ہوگئی۔ اور دل کشی اور ہوش ربائی کے سارے سامان، جمع کر کے چاہا کہ یوسف (علیہ السلام) کے دل کو ان کے قابو سے باہر کر دے ایک طرف عیش و نشاط کے سامان، نفسانی جذبات پورے کرنے کے لئے ہر قسم کی سہولتیں، یوسف علیہ السلام کا ہر وقت زلیخا کے گھر میں موجود رہنا، اس کا نہایت محبت اور پیار سے رکھنا، تنہائی کے وقت خود عورت کی طرف سے ایک خواہش کا بیتابانہ اظہار کسی غیر کے آنے جانے کے سب دروازے بند، دوسری طرف جوانی کی عمر، قوت کا زمانہ، مزاج کا اعتدال، تجرد کی زندگی، یہ سب دواعی و اسباب ایسے تھے۔ جن سے ٹکرا کر بڑے سے بڑے زاہد کا تقوےٰ بھی پاش پاش ہو جاتا۔ مگر خدا نے جس کو محسن قرار دیکر علم و حکمت کے رنگ میں رنگین کیا اور پیغمبرانہ عصمت کے بلند مقام پر پہنچایا۔ اس پر کیا مجال تھی۔ کہ شیطان کا قابو (چل جاتا۔ اس نے ایک لفظ کہا۔ "معاذ اللہ" (خدا کی پناہ) اور شیطانی جال کے سارے حلقے توڑ ڈالے۔ کیونکہ جس نے خدا کی پناہ لی۔ اس پر کس کا دار چل سکتا ہے۔ یعنی خدا کی پناہ میں ایسی قبیح حرکت کیسے کر سکتا ہوں؟ علاوہ بریں "عزیز" میرا مربی ہے۔ جس نے مجھے ایسی عزت و راحت سے رکھا۔ کیا میں اپنے محسن کے ناموس پر حملہ کروں؟ ایسی محسن کشی اور بے انصافی کرنے والے کبھی بھلائی اور کامیابی کا مُنہ نہیں دیکھ سکتے۔ نیز جب ظاہری مربی کا ہم کو اس قدر پاس ہے کہ اس پروردگار حقیقی سے ہمیں کس قدر شرمانا اور حیا کرنا چاہیئے۔ جس نے محض اپنے فضل سے ہماری تربیت فرمائی اور اپنے بندوں کو ہماری خدمت پر مامور فرمایا۔"

عبرت

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ایسے نازک موقعہ پر (اگر خدانخواستہ کبھی پیش آ جائے) تو خوفِ خدا کی برکت سے اپنا ایمان بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

چھٹی (نصیحت)

(وَقَالَ نِسْوَۃٌ فِی الْمَدِیْنَۃِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ج قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ط اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَۃٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ج فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ○ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ط وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ط وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ○ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ج وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ○) سورہ یوسف رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور عورتوں نے شہر میں چرچا کیا۔ کہ عزیز کی عورت اپنے غلام کو چاہتی ہے۔ بیشک اس کی محبت میں فریفتہ ہو گئی ہے۔ ہم تو اسے صریح غلطی پر دیکھتی ہیں۔ پھر جب عزیز کی

بیوی نے ان کی ملامت سُنی تو انہیں بُلا بھیجا۔ اور ان کے واسطے ایک مجلس تیار کی۔ اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چُھری دی۔ اور کہا۔ ان کے سامنے نکل آ۔ پھر جب انہوں نے اسے دیکھا۔ تو حیرت میں رہ گئیں۔ اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اور کہا۔ اللہ پاک ہے۔ یہ انسان تو نہیں ہے۔ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔ کہا یہی وہ ہے کہ جس کے معاملہ میں تم نے مجھے ملامت کی تھی۔ اور البتہ تحقیق مَیں نے اس سے دلی خواہش کی تھی۔ پھر اس نے اپنے آپ کو روک لیا۔ اور اگر وہ میرا کہنا نہ مانے گا تو ضرور قید کر دیا جائیگا اور ذلیل ہو کر رہے گا۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا۔ اے میرے رب میرے لئے قید خانہ بہتر ہے۔ اس کام سے۔ کہ جس کی طرف مجھے بُلا رہی ہیں۔ اور اگر تو مجھ سے ان کا فریب دفع نہ کرے گا تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔ اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس دُعا کو قبول فرمالیا

(فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝)

سورہ یوسف رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ پھر اس کے رب نے اس کی دُعا قبول کر لی۔ پس ان کا فریب اس سے دُور کر دیا گیا۔ کیونکہ وہی سُننے والا جاننے والا ہے۔

اس واقعہ کے ذکر کے دوران میں چند سطور پہلے عبرت کے ماتحت عرض کر چکا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی اسی طرح شیطان کے شر سے بچائے۔ اور ایمان سلامت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظ ہو۔" یعنی شدہ شدہ شہر کی عورتوں نے کہنا شروع کیا۔ کہ عزیز کی عورت اپنے نوجوان پہ مفتون ہو گئی۔ چاہتی ہے کہ اس کے نفس کو بے قابو کر دے۔ غلام کی محبت اس کے دل کی تہ میں پیوست ہو چکی ہے حالانکہ ایسے معزز عہدہ دار کی بیوی کے لئے یہ سخت شرمناک بات ہے کہ وہ ایک غلام پر گرنے لگے۔ ہمارے نزدیک اس معاملہ میں وہ علانیہ غلطی پر ہے۔ عورتوں کی گفتگو کو مکر" فریب" اس لئے کہا۔ کہ مکاروں کی طرح چھپ چھپ کر یہ باتیں کرتی تھیں۔ اور زلیخا پر طعن کرکے گویا اپنی پارسائی کا اظہار مقصود تھا۔ حالانکہ یوسف (علیہ السلام) کے بے مثال حسن و جمال کا شہرہ جس عورت کے کان میں پڑتا تھا اس کی دید کا اشتیاق دل میں چٹکیاں لینے لگتا تھا۔ کچھ بعید نہیں کہ زلیخا پر طعن و تشنیع اور نکتہ چینی کرنے والیوں کے دلوں میں یہی غرض پوشیدہ ہو کہ زلیخا کو غصّہ دلا کر کسی ایسی حرکت پر آمادہ کردیں جو یوسف کے دیدار کا سبب بن جائے۔ یا زلیخا کے دل میں اس کی نفرت بٹھا کر اپنی طرف مائل کرنے کا موقعہ نکالیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ زلیخا نے بعض عورتوں کو اس معاملہ میں اپنا رازدار بنایا ہو۔ اس نے رازداری کی جگہ پردہ دری اور خوردہ گیری شروع کر دی۔ بہرحال ان کی گفتگو کو لفظ "مکر" سے ادا کرنے میں یہ سب احتمالات ہیں۔ (پھر) دعوت کرکے ان عورتوں کو بُلوا بھیجا۔ اور کھانے پینے کی ایک مجلس ترتیب دی۔ جس میں بعض چیزیں چاقو سے تراش کر کھانے کی تھیں۔ چنانچہ کھانے اور میوے وغیرہ ان کے سامنے چُن کر ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک چاقو دے دیا۔ تا تراشنے کے قابل چیزوں کے کھانے میں کسی کو کلفتِ انتظار اُٹھانا نہ پڑے۔ یہ سب سامان درست کرکے اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جو کہیں قریب ہی موجود تھے۔ آواز دی۔ کہ ادھر نکل آئے۔ نکلنا تھا کہ بجلی سی کوند گئی۔ تمام عورتیں یوسفؑ کے حسن و جمال کا دفعتہً مشاہدہ کرنے سے ہوش و حواس کھو بیٹھیں اور مدہوشی کے عالم میں چھریوں سے پھلوں کی جگہ ہاتھ کاٹ لئے۔ گویا قدرت نے ایک مستقل دلیل یوسف علیہ السلام کی نزاہت و صداقت پر قائم فرما دی۔ کہ جس کے جمال بے مثال کی ذرا سی جھلک نے دیکھنے والی عورتوں کے حواس گم کر دیئے۔ بحالیکہ یوسفؑ نے آنکھ اُٹھا کر بھی ان کے حسن و خوبی کی طرف نہ دیکھا۔ تو یقیناً واقعہ یوں ہی ہُوا ہوگا۔ کہ زلیخا اس کے جمال ہوش ربا کو دیکھ کر ہوش و خرد کھو بیٹھی۔ اور وہ معصوم فرشتہ کی طرح اپنا دامن عفت بچاتا ہُوا صاف نکل گیا۔

مذکورالصدر ایک کمال بھی بہشت میں پہنچانے کے لئے کافی ہے

زلیخا کی طرف سے التجا اور حضرت یوسفؑ کی عفت کا جو واقعہ بالتفصیل آپ پڑھ چکے ہیں یہ ایک خوبی بھی بہشت میں پہنچانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔

اس کا ثبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهُ حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ

متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ سات آدمی ہیں۔ جنہیں اللہ اپنے سایہ میں جگہ دیگا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ انصاف کرنیوالا حاکم۔ اور وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں تربیت پائی ہے۔ اور وہ شخص جس کا دل مسجد سے اٹکا ہُوا ہے جب اس سے نکلتا ہے۔ تا آنکہ اس کی طرف لوٹ آئے۔ اور دو آدمی آپس میں اللہ واسطے دوستی رکھتے ہیں۔ اسی خیال سے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور اسی خیال کو دل میں رکھتے ہُوئے جُدا ہوتے ہیں۔ اور وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ گئے اور وہ شخص جس کو خوبیوں والی اور خوبصورت عورت نے دعوت دی۔ پھر اس نے کہا۔ بیشک میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ اور وہ شخص جس نے کوئی صدقہ دیا۔ پھر اسے چھپا کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کا بایاں نہیں جانتا۔ کہ اس کے دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو اتنا مضبوط ایمان نصیب فرمائے۔ کہ ایسے امتحان کے وقت میں اللہ تعالےٰ کے خوف کے باعث اپنے آپکو گناہ سے بچائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۸ر ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۷ر جون ۱۹۵۸ء

آج کے مضمون کے تین حصے ہیں

پہلا - اِنسان کے لئے یہ جہان امتحان گاہ ہے -

دوسرا - امتحان کا لازمی نتیجہ ہے - کوئی کامیاب اور کوئی فیل

تیسرا - نتیجہ کا علم قبر میں داخل ہوتے ہی ہو جائیگا - اگر قبر بہشت کا باغ بنا دی گئی تو کامیاب ہُوئے - اور اگر قبر دوزخ کا گڑھا بنا دی گئی تو ناکامیاب ہوئے -

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ان مذکورۃ الصدر تینوں حصّوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ عرض کیا جائے گا -

پہلا حصّہ

اِنسان کے لئے یہ جہان امتحان گاہ ہے

ثبوتِ اوّل

(تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرُ ۨ الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ)

سورہ الملک رکوع نمبر ۱ پارہ نمبر ۲۹

ترجمہ - وہ ذات با برکت ہے - جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے - جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا - تاکہ تمہیں آزمائے - کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں - اور وہ غالب بخشنے والا ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا میں موت و حیات کا سلسلہ انسان کے امتحان کے لئے چل رہا ہے - تاکہ ہر انسان کے متعلق یہ پتہ لگ سکے کہ کون شخص رضاء الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے اور کون سرکش ہوکر خود مختار بن جاتا ہے - اللھم لا تجعلنا منہ

ثبوت دوم

(اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○) سورہ المومنون رکوع نمبر ۶ پارہ نمبر ۱۸

ترجمہ - سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکمّا پیدا کیا ہے - اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤگے -

حاشیہ شاہ عبدالقادرؒ صاحب

" یعنی دُنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا - اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا - تو یہ سب کھیل تھا - "

حاصل

یہ نکلا کہ انسان نکما اور بیکار پیدا نہیں کیا گیا - بلکہ اس کے پیدا کئے جانے کے بعد دیکھنا تو یہ ہے - کہ کون ان میں سے وفادار اور فرمانبردار رہا - اور کس نے بغاوت و سرکشی کی -

ثبوت سوم

(اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○)

سورہ التوبہ رکوع نمبر ۲ پارہ نمبر ۱۰)

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ چھوڑ دیئے جاؤگے - حالانکہ ابھی اللہ نے ایسے لوگوں کو جُدا ہی نہیں کیا - جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا - اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں بنایا - اور اللہ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالےٰ تم سے امتحان لئے بغیر تمہیں چھوڑ دے گا - اگرچہ اللہ تعالےٰ تو ہر شخص کو امتحان لینے سے پہلے بھی جانتا ہے کہ یہ شخص کس قسم کا ہے - ہاں امتحان کے بعد ہر شخص کو علم ہو جاتا ہے - کہ یہ شخص کھرا مسلمان ہے یا کھوٹا - کہ تکلیف آئی اور اسلام سے کنارہ کش ہو گئے -

ثبوت چہارم

(اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○)

سورہ البقرہ رکوع نمبر ۲۶ پارہ نمبر ۲

ترجمہ - کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنّت میں داخل ہو جاؤگے - حالانکہ تمہیں وہ (حالات) پیش نہیں آئے - جو ان لوگوں کو پیش آئے - جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں - انہیں سختی اور تکلیف پہنچی - اور ہلا دیئے گئے - یہاں تک کہ رسولؐ اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے - بول اُٹھے - کہ اللہ کی مدد کب ہو گی - سُنو - بیشک اللہ کی مدد قریب ہے -"

حاصل

یہ نکلا کہ جس طرح پہلے اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں سے امتحان لئے گئے تھے اسی طرح تمہیں بھی تکلیفوں میں مبتلا کرکے امتحان لیا جائے گا - تاکہ لوگوں پر یہ چیز واضح ہو جائے کہ کون کھرا مسلمان ہے اور کون کھوٹا ہے -

ثبوت پنجم

(اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○)

سورہ العنکبوت رکوع نمبر ۱ پارہ نمبر ۲۰

ترجمہ - کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں - چھوڑ دیئے جائیں گے - اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی - اور جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں - ہم نے انہیں بھی آزمایا تھا - سو اللہ انہیں ضرور معلوم کرے گا - جو سچے ہیں - اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں -

پانچوں کا خلاصہ

اللہ تعالےٰ کی طرف سے جن پانچ آزمائش کے واقعات کا ذکر آپ سن چکے ہیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے پہلے جو اللہ تعالےٰ کے بندے تھے ان سے اللہ تعالےٰ نے امتحان لیا تھا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت سے بھی امتحان لے گا۔

دُعا

پہلی چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں امتحان سے مستثنیٰ فرما دے۔ اور اگر لینا ہی ہے تو پھر محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں امتحان میں استقامت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

دُوسرا حصّہ

کوئی کامیاب اور کوئی فیل

کامیاب ہونیوالے

پہلا اعلان

(اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا ۝

سورہ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ اِن کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہونگے۔ ان میں ہمیشہ رہینگے۔ وہاں سے جگہ بدلنی نہ چاہیں گے۔

دُوسرا اعلان

(وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۵ مَآ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۝ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ وَّمَآءٍ مَّسْکُوْبٍ ۝ وَّفَاکِھَةٍ کَثِیْرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۝ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۝

الخ سورہ الواقعہ رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور داہنے والے کیسے اچھے ہونگے۔ داہنے والے وہ بے کانٹے کی بیریوں میں ہونگے اور گتھے ہوئے کیلوں۔ اور لمبے سایوں میں۔ اور پانی کی آبشاروں میں۔ اور با افراط میووں میں جو نہ کبھی منقطع ہونگے اور نہ ان میں روک ٹوک ہوگی۔ اور اونچے فرشوں میں۔ الخ

تیسرا اعلان

(اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ط اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

سورہ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے۔ خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

فیل ہونے والے

پہلا اعلان

(اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ط اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۝) سورۃ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ پھر کافر کیا خیال کرتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا کارساز بنا لینگے۔ بیشک ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کو مہمانی بنایا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے بندگی کا تعلق اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں سے رکھا۔ ان بدنصیبوں کی یہ سزا ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

دوسرا اعلان

(قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ وَلِقَآئِہٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِکَ جَزَآؤُھُمْ جَھَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْآ اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ ھُزُوًا ۝

سورہ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ کہدو۔ کیا میں تمہیں بتا دوں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔ وہ جن کی ساری کوشش دُنیا کی زندگی میں کھوئی گئی۔ اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے۔ پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔ اور ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ یہ سزا ان کی جہنم ہے۔ اس لئے کہ انھوں نے کفر کیا۔ اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا۔

حاصل

یہ ہے کہ وہ بدنصیب لوگ یہ خیال کرتے رہے کہ ہم نیک کام کر رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ کے احکام سے انکار کرنے اور قیامت کے دن کی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں حاضری سے انکار کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا کوئی عمل قبول نہیں ہوا۔ اور وہ دُنیا سے بالکل نامراد ہوکر گئے ہیں۔

تیسرا اعلان

(وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۵ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ۝ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّلَا کَرِیْمٍ ۝ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ مُتْرَفِیْنَ ۝ وَکَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَی الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ۝ وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۵ اَئِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝) سورہ الواقعہ رکوع ۲ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور بائیں والے کیسے بُرے ہیں۔ بائیں والے وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ہوں گے۔ اور سیاہ دُھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ راحت بخش۔ بیشک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے۔ اور بڑے گناہ (شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کیا جب ہم مرجائیں گے۔ اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم پھر اُٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی

حاصل

یہ نکلا۔ کہ انہیں خلاف مرضی الٰہی عقائدِ باطلہ کے باعث دوزخ کا ٹھکانا ملا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی مرضی کے خلاف کرنے سے بچائے۔ اور خیالات اور اعمال کو اس کی رضا کے سانچے میں ڈھلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

چوتھا اعلان

(وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَةُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں۔ اور اس چیز کو توڑتے ہیں۔ جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم فرمایا ہے اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ ان کے لئے لعنت ہے۔ اور ان کے لئے بُرا گھر ہے۔

تنبیہ شدید

میرے تمام مسلمان بھائی بہنوں کو مذکور الصدر اعلان کو غور سے پڑھنا چاہئے۔ اور اپنے خیالات اور اپنے اعمال

کو اس اعلان کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے۔ کہ کہیں ہم تو اس زد میں نہیں آرہے اس آیت میں تین خرابیاں ذکر کی گئی ہیں جن کی بناء پر لعنت کا اعلان کیا گیا ہے۔

پہلی

اللہ تعالیٰ سے بندگی کا عہد کر کے اسے توڑتے ہیں۔ مثلاً ہر کلمہ گو پر (مرد ہو یا عورت) بندگی کا اظہار کرنے کے لئے روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ پھر اندازہ لگائیے کہ بندگی کی اس شرط کو پُورا کرنے والے کتنے مسلمان ہیں۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ ہر سو میں سے دس فی صدی بھی مسلمان نمازی نہیں ہیں۔ بندگی کے فرائض میں سے دوسرا فرض روزہ ہے۔ میرا خیال ہے۔ رمضان شریف میں پچاس فیصدی بھی روزہ دار نہیں ہوتے۔ تیسرا فرض زکوٰۃ ہے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ معمولی مال و دولت کے مالک مسلمانوں سے قطع نظر کر لی جائے اور بڑے سرمایہ داروں پر نگاہ ڈالی جائے جن کے لاکھوں روپے بینکوں میں جمع ہیں۔ ان میں سے کتنے ایسے ہیں۔ کہ ہر سال اپنے روپے کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں دس فیصدی بھی ایسے سرمایہ دار نہیں ملیں گے جو بینکوں کے سرمایہ کی زکوٰۃ نکالتے ہوں

دوسری

جس چیز کے ملانے کا اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں یعنی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے خلاف ان سے بد سلوکی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان کی عزّت کریں۔ بے عزتی کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان سے نرمی کریں سختی کرتے ہیں۔ بجائے اس کے ان سے دُعائیں لیں۔ بدسلوکی کرکے بد دُعائیں لیتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے حق میں دربار نبوی کے فیصلے

۱

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ متفق علیہ

ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں قطع رحمی کرنے والا داخل نہیں ہوگا۔ قطع رحم کی تفصیل سطور بالا میں پیش کر چکا ہوں۔

۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْکَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَیْہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھَلْ یَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قَالَ نَعَمْ یَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَیَسُبُّ اُمَّہٗ فَیَسُبُّ اُمَّہٗ متفق علیہ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کسی آدمی کا اپنے ماں باپ کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آیا آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالیاں دے سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں یہ شخص کسی انسان کے باپ کو گالیاں دیگا پھر وُہ اس کے باپ کو گالیاں دیگا۔ اور اس کی ماں کو گالیاں دے گا۔ پھر وہ اس کی ماں کو گالیاں دیگا۔

حاصل

دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دے کر اپنے ماں باپ کو گالیاں دلانے کا جرم در اصل اس نے خود کیا ہے۔ اور ماں باپ کی بے عزّتی کرنا یہ بھی قطع رحمی ہے۔

تیسرا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْھِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ

رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس قوم پر (اللہ تعالےٰ کی) رحمت نازل نہیں ہوتی۔ جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔

مثلاً

ایک شخص اپنے ماں باپ کا نافرمان ہے۔ ان کے دل سے اس کے حق میں بد دُعا نکل رہی ہے یا مثلاً ماں باپ بُوڑھے ہیں اور نادار بھی ہیں۔ اور بیٹا آسودہ حال اور دولتمند ہے۔ مگر والدین کی کوئی خدمت نہیں کرتا۔ اور ان کے دلوں سے اس کے حق میں بد دُعائیں نکل رہی ہیں۔ اسی قسم کی اور صورتیں بھی ہیں۔ جن میں ماں باپ کی دل آزاری کرنے والوں کے لئے دوزخ کا وعید سُنایا جا سکتا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

تیسری

خرابی جس کی بنا پر انسان پر اللہ تعالےٰ کی لعنت پڑتی ہے۔ وہ زمین میں فساد پھیلاتا ہے۔ قرآن مجید میں مفسدین کے جو نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ وہ ملاحظہ ہوں۔ تاکہ ان بُرے نمونوں کے نقش قدم پر چلنے سے ہمیں بچائے۔ اور لعنت الٰہی کے مستحق نہ ہونے پائیں۔

پہلا نمونہ

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَھْلَھَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَۃً مِّنْھُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَھُمْ وَیَسْتَحْیٖ نِسَآءَھُمْ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ○ سورہ القصص رکوع ۱ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ بیشک فرعون زمین پر سرکش ہوگیا تھا۔ اور وہاں کے لوگوں کے کئی گروہ کر دیئے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا۔ ان کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا۔ اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بیشک وہ مفسدوں میں سے تھا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔" جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو باوجود کمزوری کے فرعونیوں کی طاقت کے مقابلہ میں منصور و کامیاب کیا۔ ایسے ہی مسلمان جو فی الحال مکّہ میں قلیل اور ضعیف و ناتواں نظر آتے ہیں۔ اپنے بیشمار طاقتور حریفوں کے مقابلہ پر کامیاب ہونگے۔ یعنی مصر میں قبطی بھی آباد تھے۔ جو فرعون کی قوم تھی۔ اور سبطی بھی جو بنی اسرائیل کہلاتے تھے۔ لیکن فرعون ظلم و تکبّر کی راہ سے بنی اسرائیل کو پنپنے اور اُبھرنے نہیں دیتا تھا۔ گویا سب قبطی آقا بنے ہوئے تھے اور پیغمبروں کی اولاد بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ ان سے ذلیل کام اور بیگاریں لیتے اور کسی طرح اس قابل نہ ہونے دیتے کہ ملک میں کوئی قوت و وقعت حاصل کریں۔ کہتے ہیں۔ فرعون نے کوئی خواب دیکھا تھا۔ جس کی تعبیر کاہنوں نے یہ دی۔ کہ کسی اسرائیلی کے ہاتھ سے تیری

سلطنت برباد ہوگی - اس لئے پیشبندی کے طور پر یہ احمقانہ اور ظالمانہ تدبیر سوچی۔ کہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ کمزور کرتے رہنا چاہیئے - انہیں حکومت کے مقابلہ کا حوصلہ ہی نہ ہو - اور آئندہ جو لڑکے ان کے پیدا ہوں - ان کو ایک طرف سے ذبح کر ڈالنا چاہیئے۔ اس طرح آنے والی مصیبت رُک جائے گی - البتہ لڑکیوں سے چونکہ کوئی خطرہ نہیں انہیں زندہ رہنے دیا جائے۔ وہ بڑی ہوکر باندیوں کی طرح ہماری خدمت کیا کریں گی - اور ابن کثیر لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل آپس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ایک پیشینگوئی کا تذکرہ کیا کرتے تھے جس میں خبر دی گئی تھی کہ ایک اسرائیلی جوان کے ہاتھ پر اس سلطنت مصر کی تباہی مقدر ہے - شدہ شدہ یہ تذکرے فرعون کے کانوں تک پہنچ گئے - اس احمق نے قضا و قدر کی روک تھام کے لئے ظلم و ستم کی یہ سکیم جاری کی -

اس مفسد کا انجام

(فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○) سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ - پھر ہم نے اس پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کھلے کھلے معجزے بھیجے - پھر بھی انہوں نے تکبّر ہی کیا اور لوگ گنہگار ہی رہے اور جب ان پر کوئی عذاب آتا - تو کہتے - اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا کر - جس کا اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے - اگر تُو نے ہم سے یہ عذاب دُور کر دیا - تو بیشک ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے - اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دینگے - پھر جب ہم نے ان سے ایک مُدّت تک عذاب اُٹھا لیا - کہ انہیں اس مدت تک پہنچنا تھا - اس وقت وہ عہد توڑ ڈالتے - پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا - پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا - اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا - اور وہ ان سے غافل تھے -

بہر حال

فرعون جو دُنیا میں مفسد تھا مع اپنے حواریوں کے غرق کر دیا گیا - اور ابدالآباد کے لئے دوزخ کے داخلہ کا ٹکٹ لیکر گیا -

دوسرے مفسد کا واقعہ سُنئے

(اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ۚ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ○ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ○ سورہ القصص رکوع ۸ پارہ ۲۰

ترجمہ - بیشک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا - پھر ان پر اکڑنے لگا - اور ہم نے اسے خزانے دیئے تھے - کہ اس کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اُٹھانی مشکل ہوتیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا - اترا مت بیشک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا - اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر حاصل کر - اور اپنا حصّہ دُنیا میں سے نہ بھول اور بھلائی کر - جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے - اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو - بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا -

اس مفسد کا انجام

(فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۚ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ○)

سورہ القصص رکوع ۸ پارہ ۲۰

ترجمہ - پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا - پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی - جو اسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا -

عبرت

اس مفسد کا انجام عبرت ناک ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے خزانے اور اس کی ساری جائداد ہی غرق کر دی - دُنیا سے لعنت کی موت سے رخصت ہُوا - اور ابدالآباد دوزخ میں رہنے کا ٹکٹ لے کر گیا - اللّٰھم لا تجعلنا منھم

عبرت

برادرانِ اسلام - قرآن مجید سے دو مفسدوں کے واقعات آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں - ایک ان میں سے بادشاہ تھا - اور دوسرا بہت بڑے خزانے کا مالک تھا - چونکہ دونوں نے پیغمبرِ وقت کی مخالفت کی تھی - پیغمبرِ خدا نے انہیں بڑا سمجھایا مگر وہ دونوں خدا داد نعمتوں کے نشے میں مست تھے - پیغمبر کی راہنمائی سے انہوں نے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا - اور نہ اپنی اصلاح کی - اللہ تعالےٰ کا غضب ان کے خلاف جوش میں آیا - دونوں دنیا سے ذلت اور لعنت کی موت سے مرے - اور آخرت کے لئے دوزخ کا ٹکٹ لے کر گئے -

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہر ہدایت پر دل سے مہر تصدیق لگانے کی توفیق عطا فرمائے - اور جن احکام الٰہیہ کا ہماری ذات سے تعلق ہو - ان کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق نصیب ہو - پہلے درجے کا نام ایمان ہے - اور دوسرے درجے کا نام اسلام ہے - لہٰذا ہم اصلی اور کھرے مومن بھی ہوں - اور سچّے مسلمان بھی ہوں - آمین یا الٰہ العالمین

تیسرا حصّہ

نتیجہ کا علم قبر میں داخل ہونے کے بعد ہو جائے گا

حدیث شریف کا ترجمہ

براء بن عازب سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ پر گئے - یہاں تک کہ ہم اس کی قبر پر جا پہنچے - ابھی تک اسے دفن نہیں کیا گیا تھا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیٹھ گئے - اور ہم بھی آپ کے گرد اس طرح سرنگوں اور خاموش بیٹھ گئے - گویا ہمارے سر پر پرندے ہیں - آپؐ کے ہاتھ میں اس وقت ایک لکڑی تھی - جس سے آپؐ زمین کو کرید رہے تھے - پھر آپؐ نے سر اُٹھایا - اور فرمایا - قبر کے عذاب سے خدا سے پناہ مانگو - دو یا تین مرتبہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے - اور اس کے بعد فرمایا - جب مومن بندہ کا تعلق دُنیا سے منقطع ہونے والا ہوتا ہے - اور وہ آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے - تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں - جن کے چہرے ایسے روشن ہوتے ہیں - گویا کہ ان کے مُنہ آفتاب ہیں - ان کے ساتھ جنّت کے کفن اور جنّت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں - یہاں تک کہ وہ اس قدر دُور بیٹھ

جاتے ہیں جتنی دُور تک نگاہ جاتی ہے۔ پھر موت کا فرشتہ آتا ہے۔ اور بندہ مومن کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے اے پاک رُوح خدا کی بخشش اور رضامندی کی طرف چل۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رُوح اس طرح بہتی ہوئی جسم سے نکلتی ہے۔ جس طرح پانی کا قطرہ مشک سے بہتا ہُوا نکلتا ہے۔ پس موت کا فرشتہ اس رُوح کو لے لیتا ہے۔ اور فوراً ہی ملک الموت سے اس روح کو دوسرے فرشتے لے لیتے ہیں۔ یعنی اس قدر جلد کہ پلک مارنے کی دیر نہیں ہوتی اور اس کو اس کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں۔ جس کو وہ لائے تھے۔ اور اس رُوح سے وہ بہترین خوشبو نکلتی ہے۔ جو زمین میں سب سے بہتر ہوتی ہے۔ پھر فرشتے اس رُوح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے وہ رُوح گزرتی ہے۔ وہ جماعت یہ کہتی ہے۔ یہ پاک رُوح کون ہے۔ وہ فرشتے جو اس پاک رُوح کو لے جارہے ہوتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں۔ یہ فلاں شخص ہے اور فلاں کا بیٹا ہے۔ یعنی اس کے وہ بہترین نام اور لقب بتاتے ہیں۔ جو دُنیا میں ذکر کئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ فرشتے آسمانِ دُنیا پر پہنچتے ہیں۔ اور اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔ اسی طرح ہر آسمان کے دروازہ پر ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے دوسرے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس رُوح کو ساتویں آسمان پر پہنچایا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے کے نامہ اعمال کو مقام علیین میں (جہاں نیک رُوحیں رہتی ہیں) رکھو۔ اور اس کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ۔ (یعنی اس کے جسم میں جو مدفون ہے لوٹا دو) مَیں نے زمین ہی سے جسموں کو پیدا کیا ہے۔ زمین ہی میں ان کو واپس بھیجتا ہوں۔ اور زمین ہی سے دوبارہ نکالونگا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس رُوح کو پھر اس کے جسم میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے اس کے جواب میں وہ کہتا ہے۔ میرا پروردگار اللہ ہے۔ پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ یہ کون شخص ہے۔ جو تم میں بھیجا گیا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ پھر وہ پوچھتے ہیں تو نے ان کا رسول ہونا کس طرح جانا۔ وہ کہتا ہے۔ مَیں نے خُدا کی کتاب کو پڑھا۔ اس پر ایمان لایا۔ اور اس کی تصدیق کی۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پُکار کر کہتا ہے یعنی خُدا کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہے کہ میرا بندہ سچّا ہے۔ اس کے لئے جنّت کا بستر بچھا دو۔ اور جنّت کا لباس اس کو پہناؤ۔ اور جنّت کی طرف ایک کھڑکی کھول دو۔ چنانچہ کھڑکی کھول دیجاتی ہے اور اس سے جنّت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ پھر اس کی قبر کو حدِ نظر تک کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کے پاس ایک خوبصورت شخص آتا ہے جو بہترین لباس پہنے اور خُوشبو لگائے ہوتا ہے اور اس سے کہتا ہے تجھ کو خوشخبری ہو۔ اس چیز کی جو تجھ کو خوش کرنے والی ہے۔ یعنی تیرے لئے ہر قسم کی نعمتیں موجود ہیں اور یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ پس میّت اس سے پوچھتی ہے۔ کہ تُو کون ہے کہ تیرا چہرہ حسن و جمال میں کامل ہے۔ اور تو بھلائی کو لایا اور خوشخبری کو سُناتا ہے۔ وہ کہیگا۔ مَیں تیرا عمل صالح ہوں۔ میّت یہ سُن کر کہتی ہے۔ اے میرے پروردگار قیامت کو قائم کر۔ اے میرے پروردگار قیامت کو قائم کر۔ کہ مَیں پھر اہل و مال کی طرف جاؤں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کافر بندہ جب دُنیا سے تعلقات کو ختم کرنے والا اور آخرت کی جانب متوجہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سیاہ چہروں والے عذاب کے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اور ٹاٹ ان کے پاس ہوتے ہیں، وہ اتنی دُور جا بیٹھتے ہیں جہاں تک نگاہ جاتی ہے۔ پھر موت کا فرشتہ آتا ہے۔ اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اے خبیث و ناپاک رُوح خُدا کے غضب کی طرف نکل۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کافر کی رُوح (یہ سُن کر) بدن میں دوڑتی پھرتی ہے اور جسم سے باہر نکلنے سے ڈرتی ہے۔ پھر موت کا فرشتہ اس رُوح کو کھینچتا ہے۔ جس طرح تر صوف میں سے انکڑہ کھینچا جاتا ہے۔ یعنی سختی کے ساتھ۔ اور اس کو جسم سے نکال لیتا ہے۔ اور پلک مارتے اس سے اس رُوح کو وہ فرشتے چھین لیتے ہیں۔ جو اس کو لینے آئے تھے۔ یہ فرشتے اس رُوح کو ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اور اس سے سخت بدبو نکلتی ہے جیسے مردار کی وہ بدبو جو کہیں زمین پر پائی جائے۔ پھر فرشتے اس رُوح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے یہ رُوح گزرتی ہے۔ وہ یہی کہتی ہے۔ کہ یہ کس کی ناپاک رُوح ہے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ فلاں شخص فلاں کا بیٹا۔ یعنی اس کے ان تمام بُرے ناموں اور لقبوں کا ذکر کریں گے۔ جس سے دُنیا میں اس کو مخاطب کیا جاتا تھا۔ یہانتک کہ اُس کو لے کر فرشتے آسمانِ دُنیا پر پہنچتے ہیں۔ اور دروازہ کھلوائینگے۔ لیکن دروازہ نہ کھولا جائیگا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللّہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لَا تفتح لهم ابواب السماء وَلا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط یعنی کافروں کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ اور نہ وہ داخل ہوں گے۔ جنّت میں جب تک اُونٹ داخل نہ ہو سُوئی کے ناکے میں (یعنی ان کا جنّت میں جانا ناممکن ہے) پھر خدا تعالےٰ حکم دے گا اس کے نامہ اعمال کو سجین میں رکھو۔ جو ایک جگہ کا نام ہے۔ جو ساتویں زمین کے اندر ہے۔ پھر اس کی روح پھینک دی جائے گی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ وَمَن يشرك بالله فكانما خر من السماء فتخطفه الطير او تهوى به الريح في مكان سحيق۔ جس شخص نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک کیا۔ وہ گویا آسمان سے مُنہ کے بل گرا۔ پس اس کو پرندے اچک لیتے ہیں۔ یا اس کو ہوا دُور دراز جگہ میں پھینک دیتی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ کہ پھر رُوح جسم میں ڈالی جاتی ہے۔ اور دو فرشتے آکر بٹھلاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے۔ ہاہ ہاہ مَیں نہیں جانتا۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ وہ

کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا۔ وہ شخص کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا۔ وہ کہے گا۔ ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پس ایک پکارنے والا خدا کی طرف سے پکار کر کہے گا۔ یہ جھوٹا ہے۔ اس کے لئے آگ کا فرش کرو۔ اور ایک دروازہ دوزخ کی جانب اس کے لئے کھول دو۔ چنانچہ دوزخ کی طرف سے کھول دیا جائے گا۔ اور دوزخ کی گرمی اور گرم ہوا اس کو پہنچے گی اور اس کی قبر کو تنگ کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی اُدھر نکل جائیں گی۔ پھر ایک بدصورت شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے اس کے پاس آئے گا جس سے سخت بدبو نکلتی ہوگی۔ وہ اس سے کہیگا تجھ کو اس چیز کی خوشخبری ہو جو تجھ کو بری معلوم ہو۔ یہ وہ دن ہے۔ جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ میّت اس سے پوچھے گی۔ تو کون ہے تیرا چہرہ بہت بُرا ہے۔ اور بُرائی کو لایا ہے۔ وہ کہیگا۔ میں تیرا بُرا عمل ہوں۔ یہ سُن کر میّت کہیگی۔ اے پروردگار تو قیامت کو نہ قائم کر۔ (رواہ احمد) وما علینا الّا البلاغ

اللّٰھم وفقنالما تحب وترضی وتجعل آخرتنا خیراً

دل کی سختی کا علاج

حضرت ابو ہریرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اپنی قساوتِ قلبی اور سخت دلی کی شکایت کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: یتیموں کے سر پر (پیار کا) ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں حاجت مندوں کو کھانا کھلایا کرو۔ مسند احمد

بہترین گھر اور بدترین گھر

حضرت ابو ہریرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مسلمانوں کے گھرانوں میں بہترین گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو، اور مسلمانوں کے گھروں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ سنن ابن ماجہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۵۸ء

(۱) مومن کیلئے دُنیا میں سب سے بڑا خوشی کا دِن
(۲) اِنسان کے لئے دُنیا میں سب سے بڑا غم کا دِن

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

تمہید

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بعد!

برادرانِ اسلام۔ انسان کے دُنیا میں قدم رکھنے کے بعد اور دُنیا سے آخری سانس لے کر رُخصت ہونے (یعنی مرنے) کے وقت تک اس پر دو حالتیں گزرتی رہتی ہیں۔ اور ان دو حالتوں کے سوا انسان کبھی تیسری حالت میں مبتلا نہیں ہوا۔ اور وہ دو حالتیں خوشی اور غم ہیں۔ امیر ہو یا غریب۔ شاہ ہو یا گدا۔ عورت ہو یا مرد۔ بچّہ ہو یا بوڑھا۔ حاکم ہو یا محکوم۔ آقا ہو یا غلام۔ یہ سب کے سب زندگی کے ہر منٹ ہر آن میں انہیں دو حالتوں سے گزر رہے ہوتے ہیں۔

مثلاً

شیر خوار بچّہ ابھی سخت رو رہا ہے کہ بھوک لگی ہوئی تھی۔ ماں نے اس کے رونے کی علّت کو سمجھ لیا۔ چھاتی سے لگا کر دُودھ پلا دیا۔ پیٹ بھر گیا۔ تو ہنسنے لگ گیا۔ ابھی وہ شیر خوار بچّہ پیٹ میں درد کے باعث سخت رو رہا تھا ماں نے کوئی دوائی پلا دی۔ درد سے آرام آگیا۔ اور چین سے سو گیا۔ بہر حال یہ چیز ثابت ہوگئی۔ کہ شیر خوار بچّہ بھی انہیں دو حالتوں اور (خوشی اور غم) سے علی سبیل التبدیل گزرتا رہتا ہے۔

خوشی اور غم کے درجے

یہ چیز بھی پیش نظر رہے۔ کہ خوشی اور غم کے غیر متناہی (بے انتہا) درجے ہیں۔ جن کی صحیح تعیین اللہ تعالےٰ ہی کو معلوم ہوسکتی ہے۔ البتہ ہم ان کے عقلی طور پر تین درجے قائم کرسکتے ادنےٰ۔ اوسط۔ اعلیٰ۔

خوشی میں تینوں قسموں کی مثال

مثلاً مرغی پندرہ انڈوں پر بٹھائی ہوئی تھی۔ خدا کی قدرت پندرہ ہی سے پندرہ بچّے نکل آئے۔ بڑی خوشی ہُوئی۔ یہ ادنےٰ درجہ کی خوشی ہے۔ یا مثلاً ہماری گائے نے بچھیا دی۔ اور گائے روزانہ دس سیر دودھ دیتی ہے۔ اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ یہ خوشی پہلے نمبر کی خوشی سے بہت زیادہ ہے۔ اس کے بعد ہماری بیوی نے بیٹا جنا۔ اس بیٹے کے پیدا ہونے کی اتنی خوشی ہوگی۔ کہ پہلی دو قسم کی خوشیاں اس خوشی کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس ان تینوں درجوں کی وضاحت کے لئے لاکھوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

غمی میں تینوں درجوں کی مثال

مثلاً ہماری مرغی کا ایک چھوٹا سا بچہ چیل لے گئی۔ یہ واقعہ ہے کہ اس نقصان کا یقیناً غم ہوگا۔ اس کے تیسرے دن فرض کر لیجئے۔ کہ گائے مرگئی۔ اس کے مرنے کا غم اس پہلے قسم کے غم سے کئی گنا زیادہ ہوگا۔ خدا کی قدرت اس دن بمشکل گزرے تھے کہ ایک شخص کا ایک ہی ۱۴ سالہ بیٹا تھا۔ اور وہ مرگیا۔ یہ تیسرے درجے کا صدمہ اور غم ایسا ہے کہ پہلے دونوں قسموں کے غم اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

خطبہ کے آخر میں بطور سب سے بڑا غم

جو یہ عاجز پیش کرنے والا ہے وہ ایسا غم ہے۔ کہ اگر کسی انسان کے فرض کر لیجئے بیس جوان بیٹے بھی مرجائیں تو اس کو اتنا صدمہ اور غم نہیں ہوگا۔ جتنا کہ وہ سب سے بڑا غم ہوگا۔ اللھم احفظنا عنہ

نمبر اوّل

مومن کیلئے سب سے بڑا خوشی کا دن

(یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ۝ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً ۝ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ۝ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ۝)

سورہ الفجر پارہ ۳۰

(ارشاد ہوگا) اے اطمینان والی رُوح اپنے رب کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی + بعض روایات میں صراحتاً یہ آیا ہے۔ کہ مومن کو وفات کے وقت یہ خوشخبری دی جائے گی۔ اللھم اجعلنا منھم

کیوں

اس عاجز نے جو یہ لکھا ہے کہ سب سے بڑی خوشی کا دن یہ ہوگا۔ جس دن نفس مطمئنہ والے مومن کو یہ پیغام اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس وقت نصیب ہوگا جس دن وہ اس فانی زندگی سے ابدی اور دائمی زندگی کی طرف کوچ کر رہا ہوگا۔ تو اسے یہ پیغام دیا جائے گا۔ اور جس شخص کو یہ پیغام ایک دفعہ مل چکا۔ وہ آئندہ ابدی اور دائمی زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خوشحال رہے گا۔ اس شخص پر کبھی رنج و الم ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں آئے گا۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی بڑی خوشی ہوسکتی ہے۔

نفس کی تین حالتیں

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یہ محققین

نے لکھا ہے۔ کہ آدمی کا نفس ایک چیز ہے۔ لیکن اس کی تین حالتوں کے اعتبار سے تین نام ہوگئے ہیں۔ اگر عالم علوی کی طرف مائل ہو۔ اور اللہ کی عبادت و فرمانبرداری میں اس کو خوشی حاصل ہوئی۔ اور شریعت کی پیروی میں سکون اور چین محسوس کیا اس نفس کو مطمئنہ کہتے ہیں۔ یَاۤ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (الفجر) اور اگر عالم سفلی کی طرف جھک پڑا۔ اور دُنیا کی لذات و خواہشات میں پھنس کر بدی کی طرف رغبت کی۔ اور شریعت کی پیروی سے بھاگا۔ اس کو "نفس امارہ" کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ آدمی کو بُرائی کا حکم کرتا ہے۔ "وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ" یوسف رکوع ۷ اور اگر کبھی عالم سفلی کی طرف جھکتا اور شہوۃ و غضب میں مبتلا ہوتا ہے اور کبھی عالم علوی کی طرف مائل ہوکر ان چیزوں کو بُرا جانتا ہے۔ اور ان سے دُور بھاگتا ہے۔ اور کوئی بُرائی یا کوتاہی ہو جانے پر شرمندہ ہوکر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔ اس کو "نفس لوامہ" کہتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "آدمی کا جی اول کھیل میں اور مزوں میں غرق ہوتا ہے۔ ہرگز نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ ایسے جی کو "امارۃ بسوء" کہتے ہیں۔ پھر ہوش پکڑا۔ نیک و بد سمجھا تو باز آیا۔ کبھی "غفلت ہوئی تو" اپنی خو پر دوڑ پڑا پیچھے کچھ سمجھ آئی تو اپنے کئے پر پچھتائے اور ملامت کرنے لگا۔ ایسا نفس "جی" لوامہ کہلاتا ہے۔ پھر جب پُورا سنور گیا۔ دل سے رغبت نیکی ہی پر ہوگئی۔ بیہودہ کام سے جو خود بخود بھاگنے لگا۔ اور بدی کے ارتکاب بلکہ تصوّر سے تکلیف پہنچنے لگی وہ نفس "مطمئنہ" ہوگیا۔ اور بتغییر یسیر یہاں نفس لوامہ کی قسم کھاکر اشارہ فرمادیا کہ اگر فطرت صحیح ہو تو خود انسان کا نفس دُنیا ہی میں بُرائی اور تقصیر پر ملامت کرتا ہے۔ یہی چیز ہے جو اپنی اعلیٰ اور اکمل ترین صورت میں قیامت کے دن ظاہر ہوگی۔

راضیۃً مرضیۃً

اس سے پہلے نفس مطمئنہ کے متعلق کافی تفصیل عرض کی جاچکی ہے کہ نفس مطمئنہ والے حضرات کس قسم کے ہوتے ہیں۔ انہیں حضرات کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ پیغام بھی موت کے وقت ملے گا۔ "اپنے رب کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ یعنی اب ہر قسم کے جھگڑوں اور خرخشوں سے یکسو ہوکر راضی خوشی اس کے مقام قرب کی طرف چل۔

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

نفس مطمئنہ والے حضرات کو بعض حضرات مفسرین کا خیال ہے کہ دُنیا سے رُخصت ہوتے وقت یہ خوشخبری بھی سُنا دیجائیگی "عنوان والی آیت کا ترجمہ بس میرے بندوں میں شامل ہو۔ اور میری جنّت میں داخل ہو۔" اور اس کے مخصوص بندوں کے زمرہ میں شامل ہو۔ اس کی عالیشان جنّت میں قیام کر" اگر یہ خوشخبری قیامت کے دن دی جانے والی ہے۔ پھر تو قیامت کے دن کے بعد جنّت کا داخلہ فوراً نصیب ہو ہی جائے گا۔ اور اگر بعض حضرات مفسرین کے خیال کے مطابق دُنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ خوشخبری سُنائی جائے گی۔ تو پھر جنّت کے داخلہ کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ آپ کو جنّت میں داخل ہونے کا حق ابھی سے عطا کر دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ فرمان ان حضرات کے لئے فرحت دوبالا کا موجب بن جائے۔ واللہ اعلم بمرادہ و اسرار کتابہ

نفس مطمئنہ والے حضرات کو اطمینان کی نعمت کیسے نصیب ہوئی

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے (الا بذکر اللہ تطمئن القلوب)

سورہ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ - خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

ذکر اللہ سے مراد

نمبر اوّل قرآن مجید

(اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ)

سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ - ہم نے یہ نصیحت اُتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ " یعنی تمہارا استہزاء و تعنت اور قرآن لانیوالے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن و حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوسکتا یاد رکھو اس قرآن کے اُتارنے والے ہم ہیں۔ اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیئت سے وہ اُترا ہے۔ بدوں ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے چاردانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا۔ اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی اور معنوی سے محفوظ و مصئون رکھا جائے گا۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے۔ مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں پر قرآن کی صدری و معنوی اعجاز میں اصلا ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا گم کر دینے میں ساعی ہونگی۔ لیکن اس کے ایک لفظ کو گم نہ کرسکیں گی۔ حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پُورا ہوکر رہا جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہوگئے۔ میور کہتا ہے جہاں تک ہماری معلومات ہیں دُنیابھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں۔ جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔ ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مُنہ سے نکلے ہُوئے الفاظ سمجھتے ہیں جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ واقعات بتلاتے ہیں۔ کہ ہر زمانہ میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ایسا رہا کیا۔ جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر منقضی (نہ ختم ہونے والے) عجائب کی حفاظت کی کاتبوں نے رسم الخط کی۔ قاریوں نے طرز ادا کی۔ حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زیر زبر تبدیل نہ ہوسکا۔ کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے۔ کسی نے آیتیں شمار کیں۔ کسی نے حروف

کی تعداد بتلائی - حتّیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ کو شمار کر ڈالا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جا سکتی - جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظِ قرآن کی موجود نہ رہی ہے - خیال کرو - آٹھ دس سال کا ہندوستانی بچّہ جیسے اپنی مادری زبان میں دو تین جُز کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پُر ہے - کس طرح فرفر سُنا دیتا ہے - پھر کسی مجلس میں ایک بڑے با وجاہت عالم و حافظ سے کوئی حرف چھُوٹ جائے یا اعراب کی فروگزاشت ہو جائے تو ایک بچّہ اس کو ٹوک دیتا ہے - چاروں طرف تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں - ممکن نہیں - کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں - حفظ قرآن کے متعلق یہ ہی اہتمام و اعتناء عہدِ نبوّت میں سب لوگ مشاہدہ کرتے تھے - اسی کی طرف "وانا لہ لحفظون" فرما کر اس وقت کے منکرین کو توجہ دلائی -"

جادو وُہ جو سر چڑھ کر بولے

برادرانِ اسلام - منصف مزاج محقق عیسائیوں کے خیالات متعلقہ حفاظت قرآنجید کے آپ نے ملاحظہ فرمائے - کہ باوجود غیر مسلم ہونے کے بعد پورے وثوق اور یقین کے ساتھ اعلان کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس یہ قرآن مجید وہی ہے - جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبان مبارک کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا -

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

سورۃ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ - خبردار اللہ کے ذکر ہی سے دل تسکین پاتے ہیں -

مسلمانوں کے لئے اس اللہ تعالےٰ کے ذکر سے اطمینان حاصل ہونے کی اور معنی ہے - کہ قرآن مجید پر ایمان لانے کی برکت سے جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں - تو ان کے دلوں میں ایک اطمینان اور سرور کی لہر دوڑ جاتی ہے - اس کا ایک باعث بھی ہے - وہ یہ کہ یہ قاعدہ ہے کہ انسان جب پردیس میں جائے تو وہاں کی بولی اور ہوتی ہے - اگر اس ملک میں اس کے دیس کی کوئی بولی بولنے والا کوئی آدمی مل جائے تو وُہ اُس شخص کو بڑا ہی پیارا لگتا ہے - بعینہٖ اسی طرح قرآن مجید کا معاملہ خیال فرما لیجئے - انسان کی رُوح عالمِ ملکوت سے آئی ہوئی ہے - اور قرآن مجید عالم ہوت سے نازل شدہ ہے لہٰذا عالم ملکوت کے باشندوں کو عالم لاہوت کی اشیاء سے بہت زیادہ مناسبت ہے لہٰذا اگر انسان کے اندر ایمان کامل موجود ہو - تو قرآن مجید سُننے سے ایسا محظوظ ہوگا - جس طرح بانسری کی آواز پر سانپ جھومتا ہے - میرا خیال ہے - کہ غیر مسلم منصف مزاج لوگوں کو بھی قرآن مجید سے اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے - اس کا سبب یہ ہے - کہ آج کل ساری دُنیا میں کسی قوم کے پاس آسمانی کتاب موجود نہیں ہے - ہاں اگر آسمانی کتاب موجود ہے - تو وہ فقط قرآن مجید ہے - جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے - اور اس قرآن مجید میں انسان کے ہر شعبۂ حیات کے لئے مکمل ضابطۂ حیات موجود ہے - اخلاق ہوں یا معاشرت - اقتصادیات ہوں یا سیاسیات - اور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے - "تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط" سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

ترجمہ - اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں -

لھٰذا

منصف مزاج غیر مسلموں کو بھی قرآنجید کو دیکھنے اور پڑھنے سے اطمینان قلب حاصل ہوگا - کہ اگر کہیں دُنیا میں صحیح راہنمائی ہے تو فقط قرآن مجید میں ہے -

اور سچے مسلمان کے لئے قرآن مجید تو ایک بہت بڑی چیز ہے فقط ایک لفظ "اللہ" کا بھی اطمینانِ قلب کے لئے کافی اور شافی ہے

یہ عاجز ایک گنہگار انسان ہے - اپنے تمام احباب سے استدعا کرتا ہوں - میرے حق میں دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے میرے گناہوں پر پردہ ڈال کر میرا ہر گناہ معاف فرما دے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرما دے - آمین یا الہ العالمین -

اللہ تعالےٰ کے نام کی تاثیر

جب مَیں اپنے بزرگوں کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کسی شخص کو "اللہ" کا پاک نام تلقین کرتا ہوں - چند ہی روز کے بعد جب وہ شخص میرے پاس واپس آتا ہے تو مَیں اس سے سوال کیا کرتا ہوں - کیا "اللہ" کا جب ذکر کرتے ہو تو دل میں اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے - عام طور پر یہی جواب دیتے ہیں جی ہاں - الحمد للہ ذکر الٰہی سے دل میں اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے - شاید ہی سو میں سے کوئی دو تین آدمی ایسے بھی ہوں جن کو اپنے گناہوں کی شامت کے باعث یہ نعمت نصیب نہ ہوتی ہو -

متبعین شیطان اور ان کے لئے جہنّم کا وعید

(قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝) سورہ الحجر رکوع ۳ پارہ ۱۴

ترجمہ - کہا - اے میرے رب جیسا تُو نے مجھے گمراہ کیا ہے - البتہ ضرور ضرور مَیں انہیں ان کے گناہوں کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا - اور ان سب کو گمراہ کروں گا - سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں مخلص ہوں گے - فرمایا - یہ راستہ مجھ تک سیدھا ہے - بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلے گا - مگر وہ جو گمراہوں میں سے تیرا تابعدار ہوا - اور بے شک ان سب کا وعدہ دوزخ پر ہے -

نمبر ۲

انسان کے لئے دُنیا میں سب سے بڑا غم کا دن

وہ ہے جب اسے کہا جائے گا - حدیث شریف میں ہے - ایتھا النفس الخبیثۃ اخرجی الی سخط من اللہ -

ترجمہ - اے خبیث نفس اللہ کے غضب

کی طرف نکل + پھر وہ رُوح اس کے بدن میں پھیل جاتی ہے۔ پھر بڑی مشکل سے کھینچ کر نکالی جاتی ہے + جب اس کی رُوح کو اے خبیث نفس کہہ کر بدن سے نکالا جارہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اس شخص کیلئے اور کونسا بڑا غم اور اس سے بڑھ کر اور کون سی بڑی بدنصیبی ہوسکتی ہے۔ اور پھر اسکے بعد شیطان کے تابعداروں کیلئے دوزخ کی سزا کا اعلان کیا جاچکا ہے۔ اور اس دوزخ سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

شیطان کی طرف سے اپنی براءۃ کا اعلان

قیامت کے دن جب شیطان کے تابعداروں کے حق میں دوزخ میں داخل ہونے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اب میدانِ محشر میں آکر ایک تقریر کریگا۔ جس میں اپنی جماعت سے اپنی بیزاری کا اعلان اور اُلٹا انہیں لوگوں کو مجرم قرار دے گا۔ جو اس کے پیچھے میں آکر اپنی آخرت برباد کرچکے ہیں۔ اعلان یہ ہے (وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝)

سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہوچکیگا تو شیطان کہے گا کہ بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کہ میں نے تمہیں بُلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو۔ اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں۔ اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بیشک ظالموں کے لئے درد ناک عذاب ہے۔

شیطان کے پنجے سے بچنے کی فقط ایک تدبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع

(قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ۔ کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ شیطان کے پنجے سے بچنے کے لئے فقط ایک ہی تدبیر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر عمل حیات (معتقدات ہوں یا اعمال ہوں) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تابعداری کو ملحوظ رکھا جائے۔ سرمو بھی آپؐ کے نقش قدم سے ہٹنے نہ پائیں۔

دونوں ہی متبع شریعت محمدیہ ہوں

اللہ تعالےٰ کے دین کی نشرواشاعت کرنے والے دو ہی قسم کے حضرات نظر آتے ہیں۔ علماء کرام (عملی رنگ میں) اور صوفیائے عظام (باطن کی اصلاح کے رنگ میں) ان دونوں قسم کے حضرات میں سے جو شخص کتاب و سنت کا متبع ہو۔ فقط اس کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ اور اسی کو مقتدیٰ مانا جائے۔ اور اس قسم کے حضرات کی صحبت کو اپنے حق میں اکسیر سمجھا جائے۔ وَمَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ۔

لاپروائی سے ہرگز نہ ٹالا جائے

برادرانِ اسلام۔ حق گو۔ حق پرست۔ اشاعت حق (یعنی کتاب و سنۃ) کرنے والے عالم کی آواز کو لاپروائی سے ہرگز نہ ٹالا جائے۔ بلکہ دل کے کانوں سے سُنا کیجئے۔ اور لوح دل پر ان کے الفاظ لکھ لیا کیجئے۔ اور ان کے الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کیا کیجئے۔ تاکہ ان کی نصائح پر عمل کرنے کے باعث آپ کی نجات ہو جائے۔ اور دوزخ سے بچ کر جنّت میں پہنچ جائیں۔

ورنہ

اگر آپ نے پیغام حق پہنچانے والے علماء کرام کی آواز کو لاپرواہی سے ٹال دیا۔ اور قیامت کے دن گناہوں کی شامت کے باعث جب ایسے لوگوں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ (اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

وَمَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۱ر جولائی ۱۹۵۸ء

ایک تقسیم کے لحاظ سے انسانوں کی دو قسمیں

(۱) اللہ تعالےٰ کی رضا کی تابعداری کرنے والے

(۲) نافرمانی کے باعث اللہ تعالےٰ کے غضب کے مستحق ہونے والے

(مرتبہ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ثبوت

(اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَ اللّٰہِ کَمَنۡ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاۡوٰىہُ جَہَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ۝)

سورہ اٰل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ - آیا وہ شخص جو اللہ کی رضا کا تابع ہے - اس کے برابر ہو سکتا ہے - جو غضب الٰہی کا مستحق ہُوا - اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے -

تمہید

برادرانِ اسلام - آج کی صحبت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ انسان اس دُنیا کی زندگی میں مختلف حالات سے گزرتا رہتا ہے - اور پیش آنے والی حالت میں اس کے سامنے دو دروازے آتے ہیں - ایک اللہ تعالےٰ کی رضا کا اور دوسرا اللہ تعالےٰ کے غضب کا - انسان کی بھلائی اور بہتری اسی میں ہے - کہ ہر حالت میں رضا کے دروازے سے گزرے - اور غضب الٰہی کے دروازے میں داخل ہونے سے اپنے آپ کو بچائے - اسی لئے آج کے اس خطبے میں ہر موقعہ پر دونوں پیش آنے والے دروازوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں - تاکہ ہر مسلمان مرد اور عورت رضا الٰہی ہی کے دروازہ سے گزرے - اور بالآخر اسی رضا الٰہی کی لائن پر چلتے ہوئے ہر مسلمان کا خاتمہ ہو - اور رضا الٰہی کا تمغہ لے کر قبر میں داخل ہو - تاکہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ہم میں سے ہر ایک کی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے باغ بنا دے - آمین یا الٰہ العالمین -

عقائد کی درستی

برادرانِ اسلام - بارگاہ الٰہی میں اِنسان کے نیک اعمال کی قیمت کا مدار عقائد کی درستی پر ہے - اگر دل کا عقیدہ درست ہے - تو رائی کے دانہ جتنی نیکی کا ثواب پہاڑ کی مقدار بھی (بشرطیکہ اللہ تعالےٰ دینا چاہے) یقیناً مل سکتا ہے - اور اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو پہاڑ جیسے بڑے کام کا ثواب رائی کے دانہ کے برابر بھی آخرت میں نہیں ملے گا -

مثلاً

ایک دولتمند جو اربوں روپوں کا مالک ہے - اس نے ایک کروڑ روپیہ خرچ کرکے ایک بلند ٹیلے پر **جامع مسجد** بنوا دی - اور اتنی بڑی دولت حاصل ہونے میں اس کا عقیدہ یہ ہے - کہ انگریز کی حکومت کے زمانے میں فلاں انگریز مجھ پر بڑا مہربان ہو گیا تھا - وہ ہر سال مجھے لاکھوں روپوں کے ٹھیکے دیا کرتا تھا - اس کی مہربانی سے میں اتنا بڑا دولتمند ہو گیا - اس شخص کے اس باطل عقیدہ کے باعث شریعت اسلامی میں اسے مشرک کہا جائے گا - کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد تو قرآن مجید میں یہ ہے -

رزق کی تنگی اور کشادگی اللہ تعالیٰ کے

اختیار میں ہے - ارشاد ملاحظہ ہو -

اِنَّ رَبَّکَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا ۝

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ - تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے - اور تنگ بھی کرتا ہے - بیشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے -

اس دولتمند کا عقیدہ

یہ ہونا چاہیئے تھا - یہ کہتا - کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ دولت نصیب فرمائی ہے - اسی کا فضل تھا - کہ اس انگریز کے ہاں سے کئی ٹھیکیدار ٹھیکے لیا کرتے تھے - مگر اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کے دل کو مجھ پر مہربان کر دیا تھا - سب سے پہلے وہ شخص مجھے ٹھیکہ دیتا - جو مجھ سے بچ جاتا تھا - وہ دوسروں کو دیتا تھا - اگر اس کا عقیدہ یہ ہوتا - تو وہ توحید پرست ہوتا - اس کے بعد جو روپیہ اس نے پہاڑ جتنی مسجد بنانے پر خرچ کیا تھا وہ قبول ہوتا - اب اس کے مشرکانہ عقیدہ کے باعث اس کی مسجد میں رائی کے دانہ جتنی بھی قیمت نہیں ہے - اور اگر عقیدہ میں توحید کا نور بدرجہ اتم و اکمل پایا جائے پھر فرض کر لیجئے - ایسا شخص کسی نہر کے کنارے پر جنگل میں چار کولوں پر ایک چھپر ڈال دیتا ہے - تاکہ اگر کوئی مسلمان نہر پر نہائے - یا وضو کرے - اور نماز پڑھنا چاہے - تو اس چھپر کے سایے میں جو میں چٹائی بچھا رہا ہوں - اس پر نماز ادا کر سکے اس چھپر والی مسجد کے عوض میں اسے اللہ تعالےٰ

بہشت میں عالیشان محل

عطا فرمائے گا - کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے -

(عَنۡ عُثۡمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ بَنٰی لِلّٰہِ مَسۡجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ متفق علیہ

ترجمہ - عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی - اللہ اس کے لئے بہشت میں گھر بنائے گا -

بہرحال

گزشتہ سطور کے پڑھنے سے یہ بات خیال میں آ گئی ہوگی - کہ ہر نیکی کے بارگاہ الٰہی میں قبول ہونے اور آخرت میں اس کا صلہ ملنے کے لئے عقائد

کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

تمام عقائد کی جڑ عقیدہ توحید ہے

عقیدہ توحید کے باعث اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے والے

(اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ۝ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ۝)

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اُتریںگے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور نہ غم کرو۔ اور جنّت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے۔ اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگوگے ملیگا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

عقیدہ شرک کے باعث

اللہ تعالےٰ کو ناراض کرنے والے

(ذٰلِکَ ہُدَی اللّٰہِ یَہۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ ؕ وَ لَوۡ اَشۡرَکُوۡا لَحَبِطَ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷

ترجمہ۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے۔ اپنے بندوں کو جسے چاہے اُس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے۔ تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ سب کچھ ضائع ہو جاتا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ شرک کرنے سے اللہ تعالےٰ اتنا سخت ناراض ہو جاتا ہے کہ انسان کی کسی نیکی کی اس کے ہاں کوئی قیمت نہیں رہتی۔

عقیدہ توحید کے بعد باقی چار رکن اسلام کے متعلق

بھی یہی فیصلہ ہے۔ کہ پابندی سے نماز ادا کرنے والے کے لئے رضا الٰہی کا تمغہ تارک نماز پر اللہ تعالےٰ کا غضب اور اسی حالت میں مرگیا تو جہنّم میں داخلہ۔ رمضان المبارک کے روزے اگر کوئی شخص رکھتا ہے تو اس کے لئے رضا الٰہی کا تمغہ اور اگر سوائے کسی شرعی عذر کے نہیں رکھتا۔ تو جہنّم کے داخلہ کا مستحق ہوگا۔ اگر کسی مسلمان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو جنّت کا مستحق ہے۔ اور اگر ادا نہیں کرتا تو جہنّم میں جھونک دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر حج فرض ہے اور ادا کر دیا تو رحمتِ الٰہی کا دروازہ کُھل جائے گا۔ اور اگر سوائے شرعی عذر کے ادا نہ کیا۔ تو دوزخ کا دروازہ کھلے گا۔

ان چار ارکانِ اسلام کے متعلق بھی یونہی خیال کیا جائے۔ کہ ان چاروں پر عمل کرنے والے کے لئے چار دروازے بہشت میں کُھل جائیں گے۔ اور اگر عمل نہ کیا۔ تو پھر چاروں ملزموں کے لئے چار دوزخ کے دروازے کھلیں گے۔ اللہم لا تجعلنا منہم

اعمال میں اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے والے

(بَلٰی ٭ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَ ہُوَ مُحۡسِنٌ فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ۪ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۱۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ ہاں جس نے اپنا مُنہ اللہ کے سامنے جُھکا دیا۔ اور وہ نیکوکار بھی ہو۔ تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دُنیا کی زندگی کے اعمال میں جو لوگ اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ان کے لئے اجر ہے۔ ان لوگوں کو بارگاہِ الٰہی میں جاتے ہوئے کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ کسی قسم کا غم ہی محسوس کریں گے۔

اعمال میں رضا الٰہی کی پرواہ نہ کرنیوالے

(وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا وَّ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ جَعَلۡنَا فِیۡ ذُرِّیَّتِہِمَا النُّبُوَّۃَ وَ الۡکِتٰبَ فَمِنۡہُمۡ مُّہۡتَدٍ ۚ وَ کَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۝)

سورہ الحدید رکوع ۴ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا تھا۔ اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوّت اور کتاب رکھی تھی۔ پس بعض تو ان میں راہ راست پر رہے۔ اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہمیشہ اکثر اُمّتوں میں ایسے ہی رہے۔ جنہوں نے اپنے اعمال میں اللہ تعالےٰ کی رضامندی کی کوئی پروا نہ کی۔

مال حاصل کرنے میں اللہ تعالےٰ کی رضا کے طالب

(فَلَمَّا جَآءَ سُلَیۡمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوۡنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰنِۦَ اللّٰہُ خَیۡرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىکُمۡ ۚ بَلۡ اَنۡتُمۡ بِہَدِیَّتِکُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ ۝ اِرۡجِعۡ اِلَیۡہِمۡ فَلَنَاۡتِیَنَّہُمۡ بِجُنُوۡدٍ لَّا قِبَلَ لَہُمۡ بِہَا وَ لَنُخۡرِجَنَّہُمۡ مِّنۡہَاۤ اَذِلَّۃً وَّ ہُمۡ صٰغِرُوۡنَ ۝)

سورہ النمل رکوع ۳ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ پھر جب سلیمان کے پاس (بلقیس کا بھیجا ہُوا وفد) آیا۔ فرمایا۔ کیا تم میری مال سے مدد کرنا چاہتے ہو، سو جو کچھ مجھے اللہ نے دیا ہے اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش رہو۔ ان کی طرف واپس جاؤ۔ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر پہنچیں گے۔ جن کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اور ہم انہیں وہاں سے ذلیل کرکے نکال دیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو بلقیس کو اسلام لانے کی دعوت دی تھی۔ اور اس نے اس کے بدلہ میں بڑے بڑے قیمتی تحائف بھیجے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اگر چاہتے۔ تو وہ تحائف رکھ لیتے۔ مگر اُنہوں نے بلقیس ملکۂ یمن پر یہ ثابت کر دیا۔ کہ ہمیں مال و دولت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ تم اسلام لاکر اللہ تعالےٰ کی فرمانبردار بندی بن جاؤ۔

مال حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے

(اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ - بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں - وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں - اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے -

حاصل

یہ نکلا کہ ایسے لوگوں کو نہ انصاف کا خیال ہے - نہ خدا کا خوف ہے - بس یہی ہوس ہے - کہ مال حاصل ہو جائے - خواہ حرام ہی کا ہو - پھر اس حرام خوری کا نتیجہ نکلے گا - کہ مرنے کے بعد دوزخ کا ٹھکانا نصیب ہوگا - اللّٰھم لاتجعلنا منھم

مال خرچ کرنے میں

اللہ تعالےٰ کی رضا کا لحاظ رکھنے والے

(وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴

ترجمہ - اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو - اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان و زمین ہے - جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے - جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں - اور غصّہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں - اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں - "یعنی نہ عیش و خوشی میں خدا کو بھولتے ہیں نہ تنگی و تکلیف کے وقت خرچ کرنے سے جان چُراتے ہیں - ہر موقع پر اور ہر حال میں حسبِ مقدور خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں - سود خواروں کی طرح بخیل اور پیسہ کے پجاری نہیں گویا جانی جہاد کے ساتھ مالی جہاد بھی کرتے ہیں" اللّٰھم اجعلنا منھم

مال خرچ کرنے میں اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے

(اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝)

سورہ الانفال رکوع ۴ پارہ ۹

ترجمہ - بے شک جو لوگ کافر ہیں - وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں - تاکہ اللہ کی راہ سے روکیں - سو ابھی اور بھی خرچ کریں گے - پھر وہ ان کے لئے حسرت ہوگا - پھر مغلوب کئے جائینگے اور جو کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف جمع کئے جائیں گے -

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے مالوں کو خرچ کریں گے یہی خرچ کرنا آئندہ چل کر ان کے لئے وبال جان ہو جائے گا - اللّٰھم لا تجعلنا منھم

بولنے میں

اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے

ہر سچّی بات کی تصدیق کرنے والے

(فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝)

سورہ الیل پارہ ۳۰

ترجمہ - پھر جس نے دیا - اور پرہیزگاری کی - اور نیک بات کی تصدیق کی - تو ہم اس کے لئے جنّت کی راہیں آسان کردینگے

اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے اور خدا پر جھوٹ باندھنے والے

(اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝) سورہ النساء رکوع ۸ پارہ ۵

ترجمہ - دیکھو یہ لوگ اللہ پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں - یہی ایک صریح گناہ کافی ہے -

حاصل

یہ ہے کہ بد نصیب انسان ایسے شُتر بے مہار ہیں - کہ اللہ تعالےٰ پر جھوٹ باندھنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے - اللّٰھم لا تجعلنا منھم

چلنے میں

اللہ تعالےٰ کی رضا کا لحاظ رکھنے والے

(وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَي الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں - جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں - اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں - سلام ہے -

حاصل

چلتے وقت متکبرانہ اور مغرورانہ طرز سے نہیں چلتے - بلکہ منکسرانہ اور عاجزانہ طرز سے چلتے ہیں -

اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے

(وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝)

سورہ لقمان رکوع ۱ پارہ ۲۱

ترجمہ - اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبّر کرتا ہُوا مُنہ موڑ لیتا ہے - جیسے اس نے سُنا ہی نہیں - گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں - سو اسے درد ناک عذاب کی خوشخبری دے -

حاصل

یہ ہے کہ سُن کر بھی احکام الٰہی کی پروا نہیں کرتے -

رشتہ داری کے معاملہ میں

اللہ تعالےٰ کی رضا کی تابعداری کرنیوالے

(الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۝)

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ - وہ لوگ جو ملاتے ہیں - جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے - اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں - اور بُرے حساب کا خوف رکھتے ہیں -

حاصل

یہ ہے کہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں - اور اس بات سے ڈرتے ہیں - کہ بارگاہِ الٰہی میں جب حقوق العباد کا معاملہ پیش ہو - تو کہیں اس معاملہ میں مجرم قرار نہ دیا جاؤں -

رشتہ داروں کے معاملہ میں

اللہ تعالےٰ کی رضا کی پرواہ نہ کرنے والے

(وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ؀) سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ- اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں- اور اس چیز کو توڑتے ہیں- جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم فرمایا- اور ملک میں فساد کرتے ہیں- ان کے لئے لعنت ہے- اور ان کے لئے بُرا گھر ہے-

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ سے کیا ہُوا عہد توڑنے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنے کے باعث اُن پر لعنت پڑی- اور دوزخ کے مستحق قرار دیئے گئے- اللھم لا تجعلنا منھم

زندگی کے گیارہ موڑوں پر بائیس دروازے

برادران اسلام- گزشتہ تحریر میں اِنسانی زندگی کے گیارہ موڑوں پر بائیس دروازے دکھا چکا ہوں- جن میں سے گیارہ ایسے تھے- جن میں سے اگر انسان گزرے- تو اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ ملتا تھا- یہ ظاہر ہے کہ جس شخص کو رضا الٰہی کا تمغہ مل گیا- اس کو یقیناً جنّت کا داخلہ نصیب ہوگا اور جو شخص اللہ تعالےٰ کی نارضامندی کے گیارہ دروازوں سے گزرا- اگر خدانخواستہ اسی حالت میں اسے موت آگئی- تو اس کا ٹھکانا سوائے دوزخ کے اور کہاں ہو سکتا ہے-

اتمام حجت

یہ چیز پیش نظر رہے کہ اللہ تعالےٰ کسی سے جبراً نیکی نہیں کروانا چاہتا- ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنے حاملین کتاب و سُنت بندوں سے اپنی مخلوق کو اپنا نازل کردہ پیغام حق (یعنی قرآن مجید) پہنچا دیتا ہے- اور انسانوں کے ضمیر میں حق و باطل کا فیصلہ کرنے کی استعداد اس نے رکھی ہُوئی ہے- اس کے بعد ارشاد فرماتا ہے

(وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا) الآیہ

سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ- اور کہدو سچّی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے- پھر جو چاہے مان لے- اور جو چاہے انکار کردے بیشک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے-

لہٰذا مخالفین حق پر اتمام حجّت ضرور ہو جائے گا- قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکیں گے- کہ اے اللہ ہمیں تیرے ارشادات کا علم نہیں تھا-

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ-

مسلمان کی مدد کرنے کا دنیا میں انعام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو خود اس پر ظلم و زیادتی کرے نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لئے اس کو بے یارو مددگار چھوڑے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا اور جو کسی مسلمان کی تکلیف اور مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبتوں میں سے اس کی کسی مصیبت کو دور کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ دری کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ دری کرے گا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۵۸ء

دو حصے ۲

پہلا۔ اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں سے شکایات۔

دوسرا۔ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا ایسا طرزِ عمل جس سے شکایت کی نوبت ہی نہ آئے۔

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

تمہید

برادرانِ اسلام۔ اس گنہگار کی یہ دلی تمنا ہے۔ کہ ہر مسلمان کا اپنے اللہ سے تعلق مرنے سے پہلے بالکل ٹھیک ہو جائے تاکہ مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ سے تعلق درست ہونے کے باعث انسان پر کوئی گرفت نہ ہونے پائے۔ اور ہر مسلمان کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر آج میری معروضات کا پہلا حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں سے جو شکایات قرآن مجید میں موجود ہیں ان سے مسلمانوں کو متنبہ کر دیا جائے۔ تاکہ مرنے سے پہلے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر کے جائیں۔

شکایات کی تفصیل

پہلی

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ

سورہ المعارج رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ بیشک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ تو چلّا اٹھتا ہے۔ اور جب اسے مال ملتا ہے تو بڑا بخیل ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "یعنی کسی طرف پختگی اور ہمت نہیں دکھلاتا۔ فقر و فاقہ، بیماری اور سختی آئے۔ تو بے صبر ہو کر گھبرا اُٹھے بلکہ مایوس ہو جائے۔ گویا اب کوئی سبیل مصیبت سے نکلنے کی باقی نہیں رہی۔ اور مال و دولت، تندرستی اور فراخی ملے۔ تو نیکی کے لئے ہاتھ نہ اُٹھے۔ اور مالک کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی بے صبری اور مایوسی سے ناراض ہو رہا ہے۔ اور مال و دولت مل جائے تو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔

دوسری

(فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝) سورہ الفجر رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ لیکن اِنسان تو ایسا ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے پھر اسے عزّت اور نعمت دیتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزّت بخشی ہے۔ لیکن جب اسے آزماتا ہے۔ پھر اس پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ہرگز نہیں۔

حاصل

اللہ تعالےٰ کو انسان سے یہ شکایت ہے کہ عام طور پر خوشی کے وقت تو یہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزّت دی ہے اور جب کسی مصلحت کی بنا پر رزق کی تنگی کر دی جاتی ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔

چاہیئے یہ تھا

کہ انسان ہر راحت و رنج میں اللہ تعالےٰ کا شکر گزار رہتا۔ چنانچہ بہادر شاہ مرحوم جو دہلی کے تخت پر آخری مسلمان بادشاہ تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔

شعر

ظفر آدمی اس کو نہ جانیئے۔ گو ہو کتنا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی۔ جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

لہٰذا

انسان کا فرض ہے کہ ہر راحت و رنج میں اللہ تعالےٰ سے تعلق درست رکھے۔ اللہ تعالےٰ عزت عطا فرمائے۔ تو اس کا فضل خیال کرے۔ اور تکلیف پہنچے تو اسے اپنے گناہوں کی شامت خیال کرے۔

اس کا ثبوت

کہ تکلیف انسان کے گناہوں کا خمیازہ ہوتا ہے (كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۭ) سورہ الفجر پارہ ۳۰

ترجمہ۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ تم یتیم کی عزّت نہیں کرتے۔ اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو۔ اور میّت کا ترکہ سب سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو۔

گویا کہ

تم پر رزق کی تنگی ان گناہوں کے باعث ہوتی ہے۔ نہ کہ اللہ تعالےٰ نے خدانخواستہ ظلم کر کے تمہارا رزق تنگ کیا ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے۔ مصرعہ

آنچہ بر ما است از ما ست

ترجمہ۔ یہیں جو حالات پیش آ رہے ہیں وہ در اصل ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہیں۔

تیسری

(وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

(رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ○

سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور موسیٰؑ نے کہا۔ اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دُنیا کی زندگی میں آرائش اور ہر طرح کا مال دیا ہے۔ اے رب ہمارے یہاں تک کہ انھوں نے تیرے راستہ سے گمراہ کر دیا۔ اے رب ہمارے ان کے مالوں کو برباد کر دے۔ اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ پس یہ ایمان نہیں لائینگے یہاں تک کہ درد ناک عذاب دیکھیں۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور ان کے سرداروں کے متعلق اللہ تعالےٰ کے حضور میں شکایت کر رہے ہیں کہ آپ نے انہیں زندگی کی آرائش کا سامان اور مال و متاع عطا فرمایا ہُوا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ لوگ تیرے ممنون احسان ہوکر لوگوں کو تیرے دروازے کی طرف بُلاتے۔ اُلٹا لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کے مالوں کو برباد کر دے۔ اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ تاکہ یہ لوگ کسی کو گمراہ کر ہی نہ سکیں۔ اور یہ لوگ تیرا عذاب دیکھے بغیر ایمان بھی نہیں لائیں گے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ "بعض مفسرین نے "لیضلوا" میں لام عاقبۃ لیا ہے۔ جیسے فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا" میں "لام عاقبۃ" ہے۔ اس وقت مطلب یہ ہوگا۔ کہ سامان دیا تو اس لئے تھا۔ کہ امور خیر میں خرچ کریں اور نعمتوں کو لے کر منعم حقیقی کو پہچانیں۔ اس کے شکر گزار بندے بنیں۔ مگر اس کے برخلاف انھوں نے اپنی بدبختی سے خدا کی نعمتوں کو لوگوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے میں ایسا بیدریغ خرچ کیا۔ گویا وہ اسی کام کے لئے ان کو دی گئی تھیں۔ اس تفسیر پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ جب موسیٰ علیہ السلام مُدّت دراز تک ہر طرح ہدایت کر چُکے۔ اور عظیم الشان معجزات دکھلا چُکے۔ مگر معاندین کا جحود و عناد بڑھتا ہی رہا۔ حتیٰ کہ تجربہ اور طول صحبت یا وحی الٰہی سے پوری طرح ثابت ہوگیا۔ کہ یہ لوگ کبھی ایمان لانے والے نہیں۔ تب ان کی ہلاکت کی دُعا فرمائی۔ تاکہ ان کی گندگی سے دُنیا جلد پاک ہو۔ اور دُوسروں کے لئے ان کی بد انجامی درس عبرت بنے۔ آپ نے بد دُعا کی کہ خداوندا ان کے اموال کو تباہ اور ملیامیٹ کر دے اور ان کے دلوں پر سخت گرہ لگا دے۔ جن میں کبھی ایمان و یقین نفوذ نہ کرے۔ بس اسی وقت یقین حاصل ہو۔ جب اپنی آنکھوں سے عذاب الیم کا مشاہدہ کر لیں۔ یہ دُعا ان کے حق میں ایسی سمجھو۔ جیسی ابلیس کو "لعنۃ اللہ" یا کفار کو "خذلھم اللہ" کہا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کی ملعونیت و خذلان کا قطعی فیصلہ پیشتر سے کیا جا چُکا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح نے آیت کی تقریر دوسری طرز سے کی ہے۔ فرماتے ہیں "سچّے ایمان کی ان سے امید نہ تھی۔ مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے۔ اس میں عذاب تھم جاتا۔ کام فیصل نہوتا۔ دُعا اس واسطے مانگی۔ کہ یہ جھوٹا ایمان نہ لائیں۔ دل ان کے سخت رہیں۔ تا عذاب پڑ چُکے۔ اور کام فیصل ہو۔"

چوتھی

(وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○)

سورہ یونس رکوع ۲ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے ہونے کی حالت میں ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس سے اس تکلیف کو دُور کر دیتے ہیں تو اس طرح گزر جاتا ہے۔ گویا کہ ہمیں کسی تکلیف پہنچنے پر پُکارا ہی نہیں تھا۔ اسی طرح بیباکوں کو پسند آیا ہے۔ جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔

حاصل

اللہ تعالےٰ نے مذکورۃ الصدر آیت میں اپنے بندوں کے متعلق یہ شکایت کی ہے۔ کہ انسان پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو ہمیں لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے ہونے کی حالت میں مسلسل پکارتا رہتا ہے۔ کہ اے اللہ تو اپنی قدرت کاملہ سے مجھے اس مصیبت سے نکال دے۔ اس کی اس کی مسلسل عاجزانہ دُعاؤں کو قبول فرما کر جب اللہ تعالےٰ اسے مصیبت کے گڑھے سے نکال دیتا ہے تو پھر وُہی انسان اللہ تعالےٰ سے ایسا بے تعلق ہو جاتا ہے۔ گویا کہ اس نے کبھی اللہ تعالےٰ سے راہ و رسم رکھا ہی نہیں۔

بدنصیبی

یہ کتنی بڑی بدنصیبی ہے۔ کہ مصیبت کے وقت ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کر کے اللہ تعالےٰ سے کام کرا لیا۔ جب اس نے اس کی دست گیری فرما کر اس کی بے بسی پر رحم کھا کر مصیبت سے نکال دیا۔ کام نکلوا لینے کے بعد انسان ایسا طوطا چشم ہو جاتا ہے۔ گویا کہ اس کا اللہ تعالےٰ سے کوئی راہ و رسم ہی نہیں۔ وہ ہی غرور وہی غفلت کا نشہ وہی اکڑفوں جس میں پہلے مبتلا تھا۔ عاجزی تو بھول گئی۔ اب پھر وہی چیزیں اس کا شعار بن کر رہ گئیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

پانچویں

(وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ○ فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ ۗ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ○ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ ○ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا

رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ۝ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ۝)

سورۃ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ۔ اور ہم نے فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کی کمی میں پکڑ لیا تاکہ وہ نصیحت مانیں۔ جب ان پر خوشحالی آتی تو کہتے۔ کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہئے۔ اور اگر انہیں کوئی بدحالی پیش آتی تو موسےٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔ یاد رکھو۔ ان کی نحوست اللہ کے علم میں ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور کہا جو کوئی نشانی تو ہمارے پاس لائیگا۔ کہ ہم پر اس کے ذریعہ سے جادو کرے۔ سو ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ پھر ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کھلے کھلے معجزے بھیجے۔ پھر بھی انہوں نے تکبر ہی کیا۔ اور لوگ گنہگار تھے اور جب ان پر کوئی عذاب آتا۔ تو کہتے اے موسےٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر۔ جس کا اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے۔ اگر تو نے ہم سے یہ عذاب دور کرا دیا تو بیشک ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دینگے۔ پھر جب ہم نے ان سے ایک مدت تک، عذاب اٹھا لیا کہ انہیں اس مدت تک پہنچنا تھا۔ اس وقت وہ عہد توڑ ڈالتے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ اور وہ ان سے غافل تھے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کا حاشیہ

مذکورۃ الصدر آیات پر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت موسیٰؑ کو فرعون سے چالیس برس مقابلہ رہا۔ اس پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے۔ اس نے نہ مانا۔ ان کی بد دعا سے یہ بلائیں پڑیں۔ دریائے نیل چڑھ گیا۔ کھیت اور باغ بہت تلف ہوئے۔ اور ٹڈی سبزی کھا گئی اور آدمیوں کے بدن میں اور کپڑوں میں چچڑیاں پڑ گئیں۔ اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے۔ اور ہر پانی لہو بن گیا۔ آخر ہرگز نہ مانا۔ یہ سب بلائیں ان پر آئیں۔ ایک ایک ہفتہ کے فرق سے۔ اول حضرت موسےٰؑ فرعون کو کہہ آتے۔ کہ اللہ تم پر بلا بھیجے گا۔ وہی بلا آتی۔ پھر مضطر ہوتے۔ حضرت موسےٰ کی خوشامد کرتے۔ ان کی دعا سے دفع ہوتی۔ پھر منکر ہو جاتے۔ آخر کو وبا پڑی۔ نصف شب کو سارے شہر میں ہر شخص کا پہلا بیٹا مر گیا۔ وہ لگے مردوں کے غم میں۔ حضرت موسےٰؑ اپنی قوم کو لے کر شہر سے نکل گئے پھر کئی روز کے بعد فرعون پیچھے لگا دریائے قلزم پر جا پکڑا۔ وہاں یہ قوم سلامت گزر گئی۔ اور فرعون ساری فوج سمیت غرق ہوا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ جب فرعون نے موسےٰ علیہ السلام کے مطالبہ (بنی اسرائیل کی آزادی) کو تسلیم نہ کیا۔ تو حق تعالےٰ نے بارش کا طوفان بھیجا۔ جس سے کھیتوں وغیرہ کی تباہی کا اندیشہ ہو گیا۔ آخر گھبرا کر حضرت موسےٰؑ سے درخواست کی۔ کہ تم اپنے خدا سے کہہ کر یہ بلاء طوفان دور کرا دو تو ہم بنی اسرائیل کو آزادی دے کر تمہارے ساتھ روانہ کر دیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے بارش بند ہو گئی اور بجائے نقصان کے پیداوار بہت کثرت سے ہوئی۔ فرعونی عذاب سے بیفکر ہو کر اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔ تب اللہ تعالےٰ نے تیار کھیتوں پر ٹڈی دل بھیج دیا۔ جسے دیکھ کر پھر گھبرائے۔ کہ یہ نئی آفت کہاں سے آ گئی۔ پھر موسےٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی۔ اور پختہ وعدے کئے۔ کہ اگر یہ عذاب ٹل گیا تو ہم ضرور بنی اسرائیل کو آزاد کر دینگے۔ جب یہ عذاب بھی اٹھا لیا گیا۔ تو پھر مطمئن ہو گئے۔ اور سب وعدے فراموش کر دیئے۔ آخر جس وقت غلہ اٹھا کر مکانوں میں بھر لیا۔ تو خدا کے حکم سے غلہ میں گھن لگ گیا۔ پھر موسےٰؑ سے دعا کرائی۔ اور بڑے پکے عہد و پیمان کئے۔ لیکن جہاں وہ حالت ختم ہوئی۔ بدستور سابق سرکشی اور بدعہدی کرنے لگے۔ تو خدا نے ان کا کھانا اور پینا بے لطف کر دیا۔ مینڈک اس قدر کثرت سے پیدا کر دیئے گئے۔ کہ ہر کھانے اور برتن میں مینڈک نظر آتا تھا۔ جب بولنے یا کھانے کے لئے منہ کھولتے۔ مینڈک جست کر کے منہ میں پہنچتا تھا۔ اور ویسے بھی اس جانور کی کثرت نے رہنا سہنا مشکل کر دیا۔ ادھر پینے کے لئے جو پانی لینا چاہتے وہی خدا کے حکم سے برتنوں میں یا منہ میں پہنچ کر خون بن جاتا۔ غرض کھانے پینے تک سے عاجز ہو رہے تھے۔ اس پر بھی شیخی اور اکڑفوں وہ ہی تھی۔"

سات مرتبہ عہد شکنی

مذکورۃ الصدر آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرعون کی قوم نے اللہ تعالےٰ سے سات مرتبہ عہد شکنی کی۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ کا عذاب ان پر آیا۔ اور تقدیر الٰہی کے مطابق اپنے آپ کو غرق کرانے کے لئے خود ہی بحیرہ قلزم میں جا پہنچے۔

جب موت سر پر آ کھڑی ہو اس وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا

چنانچہ جب فرعون بحیرہ قلزم میں غرق ہونے لگا۔ اس وقت کہتا ہے (حَتَّىٰٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِيٓ آمَنَتْ بِهِ بَنُوٓا إِسْرَآءِيلَ وَأَنَا۠ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝)

سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب (فرعون) ڈوبنے لگا۔ کہا۔ میں ایمان لایا۔ کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب یہ کہتا ہے۔ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور

مفسدوں میں داخل رہا۔

شاہ عبدالقادر صاحب رحؒ کا حاشیہ

آخری آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یہ اللہ فرماتا ہے۔ یعنی ساری عمر مخالف رہا۔ اب عذاب دیکھ کر یقین لایا۔ اس وقت کیا معتبر ہے۔"

دُوسرا حِصّہ

اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا ایسا طرزِ عمل جس سے شکایت کی نوبت ہی نہ آئے۔

اس کی مثالیں

پہلی

(قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ○ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ○ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۫ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ○) سورہ النمل ع ۳ پ ۱۹

ترجمہ۔ (سلیمان علیہ السلام نے) کہا۔ اے دربار والو تم میں کوئی ہے۔ کہ میرے پاس اس (بلقیس) کا تخت لے آئے۔ اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس فرمانبردار ہوکر آئیں۔ جنوں میں سے ایک دیو نے کہا۔ میں تمہیں وہ لا دیتا ہوں کہ تو اپنی جگہ سے اُٹھے۔ اور میں اس کے لئے طاقتور امانت دار ہوں۔ اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ میں تجھے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا دیتا ہوں۔ پھر جب اسے اپنے رو برو رکھا دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ کہ یہ میرے رب کا ایک فضل ہے۔ تاکہ میری آزمائش کرے۔ کیا میں شکر کرتا ہوں۔ یا ناشکری۔ اور جو شخص شکر کرتا ہے اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پروا عزت والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی حاجت پوری ہونے پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ اور یہ قاعدہ بھی واضح فرما دیا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ اس کا نفع بھی اسے ہی پہنچتا ہے۔ یعنی اس شکر کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ کی رحمت اور زیادہ اس شخص کی طرف متوجہ ہوگی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے۔ کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے۔ جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں۔ اور چونکہ ولی کی خصوصاً صحابی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ اور اس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت سلیمانؑ پر بھی اس کی شکر گزاری عائد ہوئی۔ (تنبیہ) معلوم ہُوا کہ اعجاز و کرامت فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے۔ جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلافِ معمول ظاہر کیا جاتا ہے۔ پس جس کی قدرت سے سورج یا زمین کا کرہ ایک لمحہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر لیتا ہے۔ اسے کیا مشکل ہے کہ تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے میں "مارب" سے "شام" پہنچا دے۔ حالانکہ تختِ بلقیس کو سورج اور زمین سے ذرہ اور پہاڑ کی نسبت ہے۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) ہر ہر قدم پر حق تعالےٰ کی نعمتوں کو پہچانتے اور ہمہ وقت شکرگزاری کے لئے تیار رہتے تھے۔ گویا یہ "اعملوا اٰل داوٗد شکرا" کے حکم کی تعمیل کی تھی۔"

دوسری

(وَ یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ لِیُبْدِیَ لَهُمَا مَا وٗرِیَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ ○ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ○ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○) سورۃ الاعراف رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور اے آدم تو اور تیری عورت جنّت میں رہو۔ پھر جہاں سے چاہو۔ کھاؤ۔ اور اس درخت کے پاس نہ جاؤ۔ ورنہ بے انصافوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر انہیں شیطان نے بہکایا۔ تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں۔ ان کے سامنے کھول دے۔ اور کہا کہ تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے نہیں روکا۔ مگر اس لئے کہ کہیں تم فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ۔ اور ان کے رو برو قسم کھائی۔ کہ البتہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پھر انہیں دھوکا سے مائل کر لیا۔ پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا۔ تو ان پر ان کی شرمگاہیں کھل گئیں۔ اور اپنے اُوپر بہشت کے پتّے جوڑنے لگے۔ اور انہیں ان کے رب نے پکارا۔ کیا میں نے تمہیں اِس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔ اور تمہیں کہہ نہ دیا تھا۔ کہ شیطان تمہارا کُھلا دشمن ہے۔ ان دونوں نے کہا۔ اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تُو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا۔ تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔

دونوں کا کمال

آیات مذکورۃ الصدر میں آپ پڑھ چُکے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام اور حوّا علیہا السلام کو بہشت کے ایک درخت کے کھانے سے منع فرمایا تھا۔ اس کے بعد شیطان کی جھوٹی قسم کھانے کے باعث دونوں حضرات نے شیطان کا مشورہ مان لیا۔ اور وہ درخت کھا لیا۔ جس کے کھانے سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہشتی لباس ان کے بدن سے اُتر گیا۔ اور دونوں حضرات ننگے ہو گئے۔ ایک طرف تو یہ قصّہ ہُوا۔

کہ اللہ تعالےٰ نے دونوں کو ڈانٹا۔ کہ جب میں نے اس درخت کے کھانے سے منع فرما دیا تھا۔ پھر تم نے کیوں کھایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس تنبیہ کا نتیجہ یہ نکلا۔ اور یہ چیز دونوں کا کمال ہے۔ کہ فوراً اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ اور اللہ تعالےٰ سے اپنے جرم کی معافی مانگی۔

اقرار اور معافی کی درخواست

اقرار تو یہ ہے۔ ربنا ظلمنا انفسنا۔
ترجمہ۔ اے رب ہمارے (واقعی) ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے۔ کیونکہ ہماری اس حکم عدولی کی سزا ہمارے ہی نفسوں کو بھگتنی پڑے گی۔ اور معافی کی درخواست یہ ہے (وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین)
ترجمہ۔ اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا۔ اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔

عبرت

چونکہ ہر انسان انہیں دو (آدم علیہ السلام اور حوّا علیہا اسلام) بزرگوں کی نسل میں سے ہے۔ لہٰذا ان حضرات کے اقرار جرم اور معافی کی درخواست سے عبرت چاہیئے۔ کہ جب کبھی اللہ تعالےٰ کے حکم کی دانستہ یا نا دانستہ خلاف ورزی ہو جائے۔ تو فوراً اپنے جرم کا اقرار کر کے دربارِ الٰہی میں معافی کی درخواست پیش کر دینی چاہیئے۔ الّٰہم وفقنا لماتحب و ترضیٰ۔

تیسری

(وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ ع)

سورہ آل عمران رکوع ۱۵ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور کئی نبی ہیں۔ جن کے ساتھ ہو کر اللہ والے لڑے ہیں اور پھر اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر نہ ہارے ہیں۔ اور نہ سست ہوئے ہیں۔ اور نہ وہ دبے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہا۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخشدے۔ اور جو ہمارے کام میں ہم سے زیادتی ہوئی ہے۔ اور ہمارے قدم ثابت رکھ۔ اور کافروں کی قوم پر ہمیں مدد دے پھر اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب اور آخرت کا عمدہ بدلہ دیا۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا کمال

مذکورۃ الصدر آیات میں اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے حضرات کا ذکر اور ان کا کمال یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ میدانِ جہاد میں جانے کے بعد خواہ انہیں کتنی بھی تکلیفیں پہنچیں۔ نہ[1] تو انہوں نے ہمت ہاری اور[2] نہ سست ہوئے۔ اور[3] نہ دبے۔ اور[4] نہ صبر کو ہاتھ سے جانے دیا۔ بلکہ[5] زبان سے یہ کہتے رہے۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے۔

اس خیال سے یہ کہا کہ شاید ہمارے گناہوں کے باعث یہ تکلیفیں آ رہی ہیں۔ اور ہمارے قدموں کو دشمن کے مقابلہ میں مضبوط رکھ۔ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر

نتیجہ

ان حضرات کے مذکورۃ الصدر پاکیزہ خیالات کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی دنیا اور آخرت دونوں سنوار دیں۔ اور دربارِ الٰہی سے انہیں "محسنین" کے تمغہ سے سرافراز کیا گیا۔

دعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے تمام مسلمان بھائیوں کو اس دوسری جماعت کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۷ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۵۸ء

آج کے مضمون کے چار حصے ہیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا

دُنیا میں اللہ تعالےٰ کے دوست اور دشمن مل جُل کر رہتے ہیں۔

دُوسرا

قیامت کے دن دونوں کی بستیاں الگ الگ ہوں گی۔

تیسرا

انسان کے لباس کی دو قسمیں ہیں۔ لباسِ جسمانی جو نظر آتا ہے۔ لباسِ تقویٰ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ مگر انسان کے بدن پر اس کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور لباسِ تقوٰی سے بے بہرہ لوگوں سے اللہ تعالےٰ کا سلوک ہے۔

چوتھا

قیامت کے دن گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے انسانوں کا آپس میں جھگڑا اور ہر ایک کا دوسرے کو مجرم قرار دینا۔

پہلے حصہ کی تفصیل

دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے دوست اور دشمن مل جُل کر رہتے ہیں

قرآن مجید میں متعدد ہلاک ہونے والی قوموں کا ذکر

برادرانِ اسلام۔ آپ کو معلوم ہے کہ قرآن مجید میں کئی مقام پر عذابِ الٰہی سے تباہ ہونے والی قوموں کا ذکر آیا ہے۔ مثلاً قوم نوح علیہ السلام۔ قوم عاد۔ جن کے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے۔ قوم ثمود جن کے پیغمبر صالح علیہ السلام تھے۔ اور یہ قومیں اللہ تعالےٰ کے مختلف قسم کے عذابوں سے ہلاک ہوتی ہیں۔ مثلاً نوح علیہ السلام کی قوم پانی کے سیلاب سے غرق ہوئی ہے اور عاد کی قوم سات راتیں اور آٹھ دن اللہ تعالےٰ کے عذاب کی آندھی چلنے سے ہلاک ہوئی ہے۔ اور صالح علیہ السلام کی قوم زلزلے سے ہلاک ہوئی ہے۔

ان قوموں میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے

قرآن مجید کی شہادت موجود ہے کہ ان ہلاک ہونے والی قوموں میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے بھی ہوتے تھے۔ اگرچہ ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہوتی تھی ارشادِ خداوندی ملاحظہ ہو۔

(حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝)

سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا اور تنور نے جوش مارا۔ ہم نے کہا۔ کشتی میں ہر قسم کے جوڑا نر مادہ چڑھا لے۔ اور اپنے گھر والوں کو۔ مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور سب ایمان والوں کو۔ اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے۔

اس اعلانِ الٰہی

سے ثابت ہُوا۔ کہ نوح علیہ السلام کی ہلاک ہونے والی قوم میں معدودے چند آدمی ایماندار بھی نکلے جنہیں کشتی میں سوار کر لینے کا حکم ہُوا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہُوا۔ کہ وہ اقلیت میں تھے اکثریت بے ایمانوں کی تھی۔ اس اطلاع سے یہ چیز واضح ہو گئی۔ کہ اس جہان میں ایماندار اور بے ایمان۔ مشرک اور موحد۔ مومن اور کافر سب اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ بقول شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ایمانداروں کی تعداد "اسی مرد یا کم و بیش" تھی۔ جو ان کے حاشیہ پر درج ہے۔

قوم عاد میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا وجود

(وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں بلکہ میں پروردگارِ عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں تمہیں اپنے رب کے پاس پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں

بالآخر نتیجہ

یہ نکلا (فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔

اعلان مذکور سے یہ نتیجہ

نکلتا ہے کہ کچھ لوگ ہود علیہ السلام پر ایمان بھی لے آئے تھے۔ جنہیں ہود علیہ السلام کے ساتھ عذابِ الٰہی سے بچا لیا گیا تھا۔

تحریر سابق کا حاصل

یہ نکلا کہ ہلاک ہونے والی قوموں میں بھی بعض ایماندار نیکوکار لوگ ہوتے تھے جو کافروں کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے۔ جب عذابِ الٰہی آتا تھا تو اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کی معیت میں ان کو بھی توحید پرستی اور شرک و کفر سے بیزاری کے باعث اپنے عذاب سے بچا لیتا تھا۔ اس جہان میں مومن اور کافر کے ملے جلے رہنے کی

تین عجیب مثالیں

پہلی:

باپ پیغمبر اور بیٹا کافر

اور دونوں کا قیام ایک ہی گھر میں تھے (وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰي نُوْحُۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰي جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝) سورۃ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور (نوح علیہ السلام نے) کہا۔ اس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور وہ (کشتی) انہیں پہاڑ جیسی لہروں میں لئے جا رہی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے (کنعان) کو پکارا۔ جبکہ وہ کنارے پر تھا۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں۔ جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں۔ مگر جس پر وہی رحم کرے۔ اور دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی۔ پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہوگیا۔

دوسری مثال

خاوند پیغمبر اور بیوی کافر

دونوں کی بود و باش ایک ہی گھر میں تھی۔ نتیجہ کے لحاظ سے خاوند جنت کا وارث اور بیوی دوزخ میں جا پہنچی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اس جہان میں مومن اور کافر بعض اوقات ایک گھر میں اکٹھے رہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔ (ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝) سورۃ التحریم رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اللہ کافروں کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے نوح اور لوط کی بیوی کی۔ وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی۔ سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ کام بھی نہ آئے۔ اور کہا جائیگا دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیت کا نتیجہ یہ ہے کہ خاوند دونوں پیغمبر اور بیویاں دونوں کافر۔ دنیا میں تو ایک ہی گھر میں میاں بیوی اکٹھے رہنے والے تھے۔ اور آخرت میں نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام دونوں جنت الفردوس میں تشریف فرما ہونگے۔ اور ان کی بیویوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

تیسری مثال

بیوی مومن اور خاوند کافر

(وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ۙ)

سورہ التحریم رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور اللہ ایمانداروں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے۔ جب اس نے کہا۔ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا۔ اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے۔ اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کیسے نیک بندے۔ مگر دونوں کے گھر میں ان کی بیویاں منافق تھیں۔ بظاہر ان کے ساتھ تعلق تھا۔ لیکن دل میں کافروں کے شریک حال تھیں۔ پھر کیا ہوا۔ عام دوزخیوں کے ساتھ ان کو اللہ نے دوزخ میں دھکیل دیا۔ پیغمبروں کا رشتۂ زوجیت ذرا بھی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکا۔ ان کے برعکس فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم سچی ایماندار ولی کامل اور اس کا شوہر خدا کا سب سے بڑا باغی۔ وہ نیک بیوی میاں کو خدا کے عذاب سے نہ چھڑا سکی۔ نہ میاں کی شرارت و بغاوت کے جرم میں بیوی کو کچھ آنچ پہنچی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی اپنا ایمان درست کرو۔ نہ خاوند بچا سکے نہ جورو یہ (قانون عام طور پر)

اسبا کو سنا دیا ہے۔"

یہ چیز واضح ہوگئی

مذکورۃ الصدر مثالوں سے یہ چیز واضح ہوگئی۔ کہ دنیا کے اندر مومن اور کافر ایک ہی گھر میں اکٹھے رہ سکتے ہیں لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے توحید پرست بندے بہشت میں جائیں گے اور مخالفین توحید کا دوزخ ایندھن بنیں گے اللّٰھم لا تجعلنا منھم

دوسرے حصہ کی تفصیل

قیامت کے دن دونوں کی بستیاں الگ الگ ہونگی

پہلا ثبوت

منافقین اور کفار کا ٹھکانا

(اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ۙ)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہمجنس ہیں۔ برے کاموں کا حکم کرتے ہیں۔ اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور ہاتھ بند کئے رہتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول گئے۔ سو اللہ نے انہیں بھلا دیا۔ بیشک منافق وہی نافرمان ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ کیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قیامت کے دن منافقوں اور کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔

مومنوں کا ٹھکانا

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝)

سورۃ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں ہیں اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ مومنوں کا ٹھکانا بہشت ہوگا۔ جس میں رہائش کے لئے عمدہ مکانات ہوں گے۔ ان میں وہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رکھے جائیں گے۔ اور ایمانداروں کو اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ مزید براں ملے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان سے ہمیشہ راضی رہے گا اور کبھی ناراض نہیں ہوگا۔

رضاالٰہی بہشت سے بھی اعلیٰ مقام ہے

حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ بہشتیوں کے لئے فرمائے گا۔ اے بہشتیو۔ پھر وہ کہیں گے۔ اے اللہ ہم تیری خدمت میں حاضر ہیں۔ اور تیری خدمت میں نیک بختی حاصل کرتے ہیں۔ اور تمام نیکی تیرے ہی دونوں ہاتھوں میں ہے۔ پھر فرمائے گا کیا تم راضی ہوگئے ہو۔ پھر کہیں گے اور ہمیں کیا ہے کہ اے رب ہم راضی نہ ہوں۔ حالانکہ تحقیق تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے کہ اپنی مخلوقات میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ دوں جو اس سے بھی بہتر ہے۔ پھر (بہشتی) کہیں گے۔ اے ہمارے رب اس بہشت سے بہتر اور کونسی چیز ہوسکتی ہے۔ پھر فرمائے گا۔ میں تم پر اپنی رضا نازل کرتا ہوں۔ پھر اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔

ثابت

اس حدیث شریف سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ حاصل ہونا بہشت سے بھی اعلیٰ درجہ کا انعام ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

دُوسرا ثبوت

کافروں کا ٹھکانا

(وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی جَھَنَّمَ زُمَرًا ط حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْھَا فُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَآ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا ط قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنْ حَقَّتْ کَلِمَۃُ الْعَذَابِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ○ قِیْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ج فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ ○) سورہ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور جو کافر ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ ہانکے جائینگے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئینگے۔ تو اس کے دروازے کھول دئے جائینگے اور ان سے ان کے داروغہ کہینگے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں رب کی آئتیں پڑھ کر سناتے تھے۔ اور آج کے دن کے پیش آنے سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے ہاں۔ لیکن عذاب کا حکم (علم ازلی میں) منکروں پر ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا۔ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں سدا رہوگے۔ پس وہ تکبر کرنے والوں کے لئے کیسا بُرا ٹھکانا ہے۔

مومنوں کا ٹھکانا

(وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ زُمَرًا ط حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْھَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَا سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خٰلِدِیْنَ ○ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ ج فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ○

سورہ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے جنّت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے۔ اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے۔ تم پر سلام ہو۔ تم اچھے لوگ ہو۔ پس اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ اور وہ کہیں گے۔ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچّا کیا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا۔ کہ ہم جنّت میں جہاں چاہیں رہیں

حاصل

اس اعلان شاہنشاہی کا حاصل یہ نکلا کہ دُنیا میں جن لوگوں نے اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق صرف کیا تھا اور ہر عمل حیات کو اللہ تعالےٰ کا ڈر دل میں رکھ کر کیا تھا یعنی اس کے ڈر کے باعث کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہیں کیا تھا۔ اور کیا تھا تو پشیمان ہوکر اللہ تعالےٰ سے معافی مانگ لی تھی۔ قیامت کے دن ان کے لئے بہشت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور بہشت میں داخلہ کے وقت بہشت کے دربان اُن پر سلام کہیں گے۔ اور مبارکباد کہیں گے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

دونوں پیش کردہ ثبوتوں

سے یہ چیز ثابت ہوگئی۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے دوستوں اور دشمنوں کی بستیاں الگ الگ ہوں گی۔ ہاں ایک چیز پیش نظر رکھنی ضروری ہے۔ کہ بعض آدمی عارضی طور پر چندروز دوزخ میں رہیں گے۔ اور پھر ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے انہیں بہشت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص کے عقیدہ میں شرک اور کفر نہیں ہے۔ اور نہ وہ نفاق اعتقادی کا منافق ہے۔ ہاں نماز نہیں پڑھتا تھا۔ یا نماز تو پڑھتا تھا مگر رمضان مبارک کے روزے نہیں رکھتا تھا۔ یا نماز بھی پڑھتا تھا اور روزے بھی رکھتا تھا۔ مگر زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تھا۔ یا مثلاً نماز بھی پڑھتا تھا۔ رمضان مبارک کے روزے بھی رکھتا تھا۔ زکوٰۃ بھی پائی پائی گن کر دیا کرتا تھا۔ مگر باوجود صحت یافتہ ہونے۔ مکّہ معظمہ آنے جانے کے تمام مصارف موجود ہونے۔ راستہ کا امن ہونے۔ اور وہاں تک پہنچنے کے لئے سواری کا انتظام مکمل ہونے کے باوجود حج کرنے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ اور موت آگئی اس قسم کے مجرم اگر اللہ تعالےٰ معاف نہ فرمائیں تو دوزخ میں جائیں گے۔ اس کے بعد ایمان کامل ہونے کے باعث مناسب سزا بھگتنے کے بعد بہشت میں منتقل کر دیئے جائیں گے۔

(وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ فَالْیَوْمَ نَنْسٰهُمْ کَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ۝) سورہ الاعراف رکوع ۶ پارہ ۸

ترجمہ - اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہادو۔ یا کچھ اس چیز میں سے دو - جو تمہیں اللہ نے رزق دیا ہے۔ کہیں گے - بیشک اللہ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنھوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا۔ اور انہیں دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ سو آج ہم انہیں بُھلا دیں گے۔ جس طرح اُنھوں نے اس دن کی ملاقات کو بُھلا دیا تھا۔

دُنیا میں تو فرق نہیں تھا

اللہ تعالےٰ کی دُنیا میں پیدا کردہ تمام نعمتوں کو جس طرح مومن استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح کافر بھی استعمال کرتے تھے بلکہ بعض اوقات

کافروں کو مومنوں سے زیادہ

اپنی نعمتوں سے مالا مال فرمایا تھا۔ (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰکِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ ؕ حَتّٰٓی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۵ پارہ ۷

ترجمہ - اور ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی اُمتوں کے ہاں رسول بھیجے تھے۔ پھر ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑا تاکہ وہ عاجزی کریں - پھر کیوں نہ ہُوا - کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو عاجزی کرتے۔ لیکن ان کے دل سخت ہوگئے - اور شیطان نے انہیں وہ کام آراستہ کر دکھائے۔ جو وُہ کرتے تھے - پھر جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے - جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے - یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر خوش ہوگئے جو انہیں دی گئی تھیں۔ ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وُہ اس وقت نااُمید ہوکر رہ گئے - پھر ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی - اور اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے - کہ گزشتہ ہلاک ہونے والی قوموں کے پاس پہلے انبیاء علیہم السلام ان کی ہدایت کے لئے ان کے پاس آئے تھے - پھر وہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرتے تھے - پھر اللہ تعالےٰ کا عذاب ان پر آیا کرتا تھا - تاکہ وہ عاجزی کریں - اور اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں - اور اپنے وقت کے پیغمبر کا اتباع کریں - مگر ان کی بدقسمتی کہ وہ لوگ اس عذاب الٰہی سے بھی نہ سنبھلے - اور پیغمبر کی تعلیم کو بالکل ہی پس پشت ڈال دیا - تب ہم نے ان پر دُنیاوی رزق کے ہر قسم کے دروازے کھول دیئے - اس لئے کہ اُنھوں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنا ہی ہے - دُنیا کی چند روزہ زندگی میں تو اللہ تعالےٰ کی نعمتوں سے لطف اُٹھا لیں - پھر جب ان نعمتوں میں مخمور ہوگئے تو اللہ تعالےٰ نے انہیں ناگہاں طور پر پکڑ کر یکدم کچل کر رکھ دیا - فاعتبروا یا اولی الابصار

تیسرے حصّہ کی تفصیل

انسان کے لباس کی دو قسمیں ہیں - ۱ لباسِ جسمانی جو نظر آتا ہے - ۲ لباسِ تقویٰ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتا - مگر انسان کے بدن پر اس کے آثار نظر آتے ہیں - ۳ اور لباس تقویٰ سے بے بہرہ لوگوں سے اللہ تعالےٰ کا سلوک -

لباس کی دو قسمیں

(یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّکَّرُوْنَ)

سورہ الاعراف رکوع ۳ پارہ ۸

ترجمہ - اے آدمؑ کی اولاد ہم نے تم پر پوشاک اتاری جو تمہاری شرمگاہیں ڈھانکتی ہے - اور آرائش کے کپڑے بھی اُتارے - اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے - یہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں -

حاصل

یہ نکلا - کہ انسان کے لباس کی دو قسمیں ہیں - ۱ لباس ظاہری کپڑے وغیرہ اور ۲ لباسِ تقویٰ جو نظر نہیں آتا - مگر جس نے وہ پہنا ہُوا ہو تو اس کی نقل و حرکت اور اس کے ہر عمل میں اس کی خوشبو آتی ہے - لباسِ ظاہری تو موحد اور مشرک - مومن اور کافر اور منافق اور فاسق سب کو اللہ تعالےٰ یکساں طور پر عطا فرماتا ہے - اور لباسِ تقویٰ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل اور اس کی خصوصی رحمت ہے - جس کو وہ عطا فرما دے - وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے -

متقی کسے کہتے ہیں

لباس تقویٰ کے پہننے والے کو متقی کہا جاتا ہے - حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے متقی کی معنی سن لیجئے - قرآن مجید کی پہلی آیت یہ ہے - (ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝) اس کا ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا ہے - اس کتاب میں کچھ شک نہیں - راہ بتلاتی ہے - ڈرنے والوں کو -

تو معلوم ہُوا کہ متقی کی معنی ڈرنے والا ہے - یہ بالکل واضح چیز ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا ہوگا وہ زندگی بھر میں جو کام بھی کرے گا وہ خدا تعالےٰ سے ڈر کر کرے گا - کہ کہیں اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے - اور مجھے سزا نہ دے اب اس شخص کی زندگی اس طریقے پر بسر ہوگی -

(۱) مُنہ سے وُہ لفظ نکالے گا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو - (۲) وہ چیز کھائے گا - جس کے کھانے سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو (۳) وہ چیز پیئے گا جس کے پینے سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو (۴) لین دین میں وہ طریقہ اختیار کرے گا - جس سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو - (۵) اگر دُکاندار ہے - تو گاہک سے اس طریقہ سے معاملہ کرے گا کہ اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو - (۶) اگر کارخانہ دار ہے تو مزدور سے ایسا سلوک کریگا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو - (۷) اگر سرکاری ملازم ہے تو رعایا سے ایسے طریقہ سے برتاؤ کریگا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو - (۸) اگر ماں باپ زندہ ہیں تو اُن سے ایسا سلوک کرے گا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو (۹) اگر بال بچے دار ہے تو

کسی مسلمان کی پریشانی دور کرنے کا اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو کسی مسلمان کی کوئی دنیوی تکلیف اور پریشانی دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی تکلیف اور پریشانی سے اس کو نجات دے گا اور جو کسی مقروض کو سہولت دے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں سہولت دے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور جو کوئی بندہ جب تک اپنے کسی بھائی کی مدد و اعانت کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا رہے گا۔ سنن ابی داؤد، جامع ترمذی

بیوی بچوں سے ایسا سلوک کریگا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو۔

ایک متقی انسان کے اعمالِ حیات کی کہاں تک فہرست گنتا جاؤں۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے متقی انسان کے ہر عملِ حیات میں خوش اسلوبی۔ انصاف پسندی، نظر آئے گی۔ اس (تقویٰ کی) خصلت سے آراستہ انسان دُنیا میں رہنے والے انصاف پسند انسانوں کی نظر میں ایک محبوب ترین انسان ہوگا۔ جس طرح ظاہری لباس کے پہننے سے انسان کے بدن کا ہر عیب چھپ جاتا ہے۔ اسی طرح لباسِ تقوےٰ کے پہننے والے انسان کی ہر کمزوری چھپ جائے گی۔ اور وہ ہر انسان کی نظر میں محبوب اور پسندیدہ نظر آئے گا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔

چوتھے حصے کی تفصیل

قیامت کے دن گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے انسانوں کا آپس میں جھگڑا اور ہر ایک کا دوسرے کو مجرم قرار دینا۔

(وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝) سورہ السبا رکوع ۴ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ اور کاش آپ دیکھتے۔ جبکہ ظالم اپنے رب کے حضور میں کھڑے کئے جائینگے ایک ان میں سے دوسرے کی بات کو رد کر رہا ہوگا۔ جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے۔ جو لوگ بڑے بنتے تھے اُن سے کہیں گے جو کمزور سمجھے جاتے تھے۔ کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا۔ بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آچکی تھی۔ بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔ اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ اُن سے کہیں گے جو متکبر تھے بلکہ (تمہارے) رات اور دن کے فریب نے جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کر دیں۔ اور اس کے لئے شریک ٹھیرائیں۔ اور دل میں بڑے پشیمان ہوں گے۔ جب عذاب کو سامنے دیکھینگے اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈالینگے۔ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اسی کا تو بدلہ پا رہے ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ ہر انسان کو خود سمجھ سوچ کر اور خداداد عقل سے پرکھ کر اللہ تعالےٰ کے سچے دیندار بندوں سے دوستی رکھنی چاہیئے۔ اور انہیں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیئے۔ جن کے دائیں ہاتھ میں قرآن مجید ہو اور بائیں ہاتھ میں حدیث شریف ہو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی صحیح بندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح پیروی نصیب ہو جائے اس طریقہ پر چلنے کی برکت سے ہماری دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس طریقہ پر چلنے سے اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے گا۔ اور بفضلہٖ تعالےٰ جنّت کا ٹکٹ مِل جائے گا۔ اور جو اس کسوٹی پر پورا نہ اُترے۔ اس کو دُور ہی سے سلام کر دیا جائے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یّشاء الی صراطِ مستقیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۵ر محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق یکم اگست ۱۹۵۸ء

آج کی معروضات کے پانچ حصّے ہیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا حصّہ

انسانوں کا دولتمند طبقہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید کی متعدد شہادتیں۔

دوسرا حصّہ

دولتمندوں پر عذاب الٰہی نازل ہونے کے وقت کا نقشہ

تیسرا حصّہ

اللہ تعالیٰ پہلے قرن کو ہلاک کر کے دوسرے قرن کو یکے بعد دیگرے پیدا کرتا رہا ہے۔

چوتھا حصّہ

تمام قرون انبیاء علیہم السلام کے ساتھ استہزاء (ٹھٹھا) کیا کرتے تھے۔ پھر وہی عذاب ان پر نازل ہوا۔ جس کے متعلق ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔

پانچواں حصّہ

دولتمندوں کی مخالفت اور ایذا دہی کے وقت امداد الٰہی آنے تک صبر کی تلقین۔

پہلے حصہ کی تفصیل

انسانوں کا دولتمند طبقہ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید کی

متعدد شہادتیں

پہلی

(كَذَّبَتۡ قَوۡمُ نُوۡحِ ۣ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝ۚۖ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ نُوۡحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ۝ۚ اِنِّىۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ۝ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ۝ۚ وَمَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ۝ؕ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الۡاَرۡذَلُوۡنَ ۝ؕ)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی نوحؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔ انہوں نے کہا۔ کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں حالانکہ تیرے تابع تو کمینے لوگ ہوتے ہیں۔

نوح علیہ السلام کے غریب صحابہ کرام کو کمینہ کہنے والے یہ متکبر دولتمند ہی تھے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"کمینے کہا۔ محنتی لوگوں کو۔ ہر پیغمبر کے ساتھ اوّل غریب ہوتے ہیں۔ سو فرمایا مجھ کو ان کا صدق قبول ہے۔ ان کے کام سے کیا غرض کہ ان کا پیشہ کیا ہے۔"

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ یعنی تھوڑے کمینے اور نیچ قوم کے لوگ اپنی نمود کے لئے تیرے ساتھ ہوگئے ہیں۔ بھلا یہ کیا اونچے کام کریں گے۔ اور ہمارا فضل و شرف کب اجازت دے سکتا ہے۔ کہ ان کمینوں کے دوش بدوش تمہاری مجلس میں بیٹھا کریں۔ پہلے تو آپ ان کو اپنے یہاں سے کھسکایئے۔ پھر ہم سے بات کرنا۔

دوسری

(ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ‌ ۝ۚ فَاَرۡسَلۡنَا فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ‌ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ۝ۚ وَقَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ وَاَتۡرَفۡنٰهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۙ يَاۡكُلُ مِمَّا تَاۡكُلُوۡنَ مِنۡهُ وَيَشۡرَبُ مِمَّا تَشۡرَبُوۡنَ ۝ۙ وَلَئِنۡ اَطَعۡتُمۡ بَشَرًا مِّثۡلَـكُمۡ ۙ اِنَّكُمۡ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ ۝ۙ اَيَعِدُكُمۡ اَنَّكُمۡ اِذَا مِتُّمۡ وَكُنۡتُمۡ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمۡ مُّخۡرَجُوۡنَ ۝ۙ هَيۡهَاتَ هَيۡهَاتَ لِمَا تُوۡعَدُوۡنَ ۝ۙ)

سورہ المومنون رکوع ۳ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ پھر ہم ان (نوح علیہ السلام والوں) کے بعد ایک دوسرا دور پیدا کیا۔ پھر ان میں بھی انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ جنہوں نے کفر کیا تھا۔ اور قیامت کی آمد کو جھٹلاتے تھے۔ اور جنہیں ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا۔ کہ یہ بس تمہیں جیسا آدمی ہے۔ وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو۔ اور وہی پیتا ہے۔ جو تم پیتے ہو۔ اور اگر تم نے اپنے جیسے آدمی کی فرمانبرداری کی۔ تو بیشک تم گھاٹے میں پڑ گئے۔ کیا تمہیں وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے۔ تو تم نکالے جاؤ گے۔ بہت ہی بعید، بہت ہی بعید بات ہے۔ جو تم سے کہی جاتی ہے۔"

جھٹلانے والے دولتمند ہی تھے

مذکورۃ الصدر آیات میں حضرت نوحؑ کے بعد آنے والے پیغمبر کا واقعہ ہے۔ اس واقعہ میں ترجمہ کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔ "اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ جنہوں نے کفر کیا تھا اور قیامت کی آمد کو جھٹلاتے تھے۔ اور جنہیں ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا۔

تیسری

(وَاِذَاۤ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا فَفَسَقُوۡا فِيۡهَا فَحَقَّ عَلَيۡهَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِيۡرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں۔ پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی جب بد اعمالیوں کی بدولت کسی بستی کو تباہ کرنا ہوتا ہے تو یوں ہی پکڑ کر دفعۃً ہلاک نہیں کر دیتے۔ بلکہ اتمام حجت کے بعد سزا دی جاتی ہے۔ اوّل پیغمبر یا اس

کے نائبین کی زبانی خدائی احکام ان کو پہنچائے جاتے ہیں۔ خصوصاً وہاں کے امراء اور بارسوخ لوگوں کو جن کے ماننے یا نہ ماننے کا اثر جمہور پر پڑتا ہے۔ آگاہ کیا جاتا ہے۔ جب یہ بڑی ناک والے سمجھ بوجھ کر خدائی پیغام کو رد کر دیتے اور اور کھلی نافرمانیاں کرکے تمام بستی کی فضا کو مسموم و مکدر بنا دیتے ہیں۔ اس وقت وہ بستی اپنے کو علانیہ مجرم ثابت کرکے عذابِ الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہے۔ (نعوذ باللہ من شرور انفسنا)

چوتھی

(حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذۡنَا مُتۡرَفِیۡهِمۡ بِالۡعَذَابِ اِذَا هُمۡ یَجۡـَٔرُوۡنَ ۝ لَا تَجۡـَٔرُوا الۡیَوۡمَ اِنَّكُمۡ مِّنَّا لَا تُنۡصَرُوۡنَ ۝ قَدۡ كَانَتۡ اٰیٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَیۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِكُمۡ تَنۡكِصُوۡنَ ۝ مُسۡتَكۡبِرِیۡنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهۡجُرُوۡنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ٤ پارہ ١٨

ترجمہ۔ یہاں تک جب ہم نے ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑا فوراً وہ چلائے (ہم نے کہا) آج کے دن مت چلاؤ۔ بیشک تم ہم سے چھڑائے نہ جاؤگے تمہیں میری آیتیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے۔ غرور میں آکر اسے کہانی سمجھ کر چلے جایا کرتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

میری قوم کے عزیز نونہالو

کیا جتنا تمہیں بڑے بڑے ضخیم انگریزی اخبارون یا لاہور سے کراچی کے سفر میں طرح طرح کے ناولوں کے پڑھنے کا شوق ہے۔ اس سے سواں حصہ بھی اللہ تعالےٰ کی کلام پاک (قرآن مجید) کے پڑھنے کا شوق ہے۔ اگر قیامت کے دن یہ سوال ہوا۔ کہ میرے پیش کردہ مکمل ضابطہ حیات انسانی (قرآن مجید) اور میرے آسمان سے نازل کردہ دستور العمل انسانی (قرآن مجید) اور میرے پیش کردہ تیری دنیا اور آخرت کے رہبر (قرآن مجید) کو کتنا پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کے احکام میں کتنا غور و خوض کیا کرتے ہیں۔ اور یورپین زبان (انگریزی) میں مہارت پیدا کرنے کے لئے کتنے سال اور کتنے ماسٹروں اور کتنے پروفیسروں کے سامنے زانو ادب تہ کئے تھے۔ اور میرے فرمان واجب الاذعان کی زبان (عربی) کو سمجھنے۔ بلکہ میرے شاہنشاہی فرمان کے سمجھنے کے لئے کتنے ماہرین اور مستند علماء دین کے سامنے زانوء ادب تہ کئے تھے

پھر سوچ لو

کہ اگر قیامت کے دن احکم الحاکمین۔ شاہنشاہ حقیقی کے دربار میں یہ سوالات پیش ہوئے۔ تو کیا جواب دوگے۔ اس لئے مذکور الصدر سوالات کے جوابات فوراً سوچ لو۔ خدا جانے۔ اس جہان سے کوچ کرنے کا حکم کس وقت آجائے۔

یہ ضروری نہیں

کہ آپ نے بوڑھے ہوکر ہی مرنا ہے کیا ایسے واقعات دنیا میں ہمیں غفلت سے جگانے کے لئے ہمارے سامنے نہیں آتے۔ کہ باپ بیٹے کو دفن کرتا ہے۔ دادا پوتے کو دفن کرتا ہے۔ نانا نواسے کو دفن کرتا ہے۔ ماں بیٹی کو بجائے دلہن بناکر گھر سے رخصت کرنے کے کفن پہناکر رخصت کرتی ہے۔ اے میرے غافل نوجوانو سنبھلو۔ جاگو۔ وہ کریئے جس کے کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ اے عزیز نوجوانو۔ قرآن مجید نے جو قوموں کی تاریخ کے صحیح اور بالکل واقعی قصے بیان کئے ہیں انہیں پڑھو۔ اور ان کی روشنی میں اپنی اصلاح کرلو۔

کہیں ایسا نہ ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے والے علماء بے لالچ اور بے طمع ہوکر محض اپنے لئے اللہ تعالےٰ کی رضا اور تمہاری خیرخواہی کے لئے پیغام حق تمہیں پہنچائیں۔ اور آپ یہ کہکر ان اللہ کے بندوں کی توہین کی خاطر ان کا مذاق اڑائیں۔ "ملّا کیا جانتے ہیں۔" "ملّا کو آتا ہی کیا ہے۔" اے عزیز نوجوان۔ اگر اہل حق علماء کرام نے وہ کیا۔ اور آپ نے یہ کہکر ٹالدیا تو پھر ایسے ناعاقبت اندیشوں کے لئے دوزخ میں جلنے کے بعد

یہ نقشہ پیش ہوگا

(اَلَمۡ تَكُنۡ اٰیٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَیۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ۝ قَالُوۡا رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَیۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّیۡنَ ۝ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ ۝ قَالَ اخۡسَـُٔوۡا فِیۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡ عِبَادِیۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ۝ فَاتَّخَذۡتُمُوۡهُمۡ سِخۡرِیًّا حَتّٰۤی اَنۡسَوۡكُمۡ ذِكۡرِیۡ وَكُنۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ تَضۡحَكُوۡنَ ۝ اِنِّیۡ جَزَیۡتُهُمُ الۡیَوۡمَ بِمَا صَبَرُوۡۤا اَنَّهُمۡ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ٦ پارہ ١٨

ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائیگا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر اور تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وہی کامیاب ہوئے۔

ہنسی اڑانے کا نتیجہ

انسان خود احکام شرعیہ پر عمل نہ کرے۔ اور عمل کرنے والوں کا مذاق اڑائے۔ تو اس کا نتیجہ آخرت میں یہ نتیجہ نکلے گا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

دوسرے حصہ کی تفصیل
دولتمندوں پر عذاب الٰہی نازل ہونے کے وقت کا نقشہ

(وَكَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡیَةٍ كَانَتۡ ظَالِمَةً وَّاَنۡشَاۡنَا بَعۡدَهَا قَوۡمًا اٰخَرِیۡنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوۡا بَاۡسَنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا یَرۡكُضُوۡنَ ۝ لَا تَرۡكُضُوۡا وَارۡجِعُوۡۤا اِلٰی مَاۤ اُتۡرِفۡتُمۡ فِیۡهِ وَمَسٰكِنِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُسۡـَٔلُوۡنَ ۝ قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ۝ فَمَا زَالَتۡ تِّلۡكَ دَعۡوٰىهُمۡ حَتّٰی جَعَلۡنٰهُمۡ حَصِیۡدًا خٰمِدِیۡنَ ۝)

سورۃ الانبیاء رکوع ٢ پارہ ١٧

ترجمہ۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں غارت کردیا ہے۔ اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی۔ تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو۔

اور لوٹ جاؤ۔ جہاں تم نے عیش کیا تھا۔ اور اپنے گھروں میں جاؤ۔ تاکہ تم سے پوچھا جائے۔ کہنے لگے۔ ہائے۔ ہماری کمبختی۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔ سو ان کی یہی پکار رہی۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا۔ جس طرح کھیتی کٹی ہوئی ہو۔ اور وہ بجھ کر رہ گئے۔

عذابِ الٰہی آنے کے وقت کا نقشہ

مذکورۃ الصدر آیات میں عذاب الٰہی کا جو نقشہ دکھایا گیا ہے۔ اس میں یہ چیزیں دکھائی جا رہی ہیں (۱) اللہ تعالےٰ نے ان کا ستیاناس کر دیا۔ (۲) پہلی قوم کو تباہ کرکے اس کی جگہ دوسری قوم لاکر آباد کر دی (۳) جب قوم پر عذابِ الٰہی آیا تو مکانات چھوڑ کر بھاگنے لگے (۴) ارشاد ہوا۔ اب کیوں بھاگتے ہو۔ آؤ۔ اپنے عیش و عشرت کے سامانوں اور اپنے تیار کردہ مکانوں میں ٹھہرو۔ (۵) واپس تو نہ لوٹے۔ ہاں یہ ضرور اقرار کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کے باعث ہم ہی بے انصاف تھے (۶) جب تک جان میں جان رہی۔ اس وقت تک یہی الفاظ ان کے مونہوں سے نکلتے رہے۔ (۷) یا بآں شورا شوری یا بایں بے نمکی۔ ایسے فنا ہوئے جس طرح کٹی ہوئی کھیتی ہوتی ہے۔ یا اس کا وہ لہلہانا اور یا کٹ کر معدوم ہو جانا۔ اور یا جس طرح آگ بجھ جائے۔ بجھنے کے بعد نہ اس میں وہ گرمی رہی اور نہ شعلہ ہی رہا۔ جو ابھر ابھر کر نکل رہا تھا۔

تیسرے حصّہ کی تفصیل
اللہ تعالےٰ پہلے قرن کو ہلاک کرکے پھر دوسرے قرن یکے بعد دیگرے پیدا کرتا رہا ہے

(اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَکْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷

ترجمہ۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتیں ہلاک کر دیں۔ ہم نے انہیں زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا۔ جو تمہیں بخشا۔ اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں برسائیں۔ اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں پھر ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان کے بعد اور اُمتوں کو پیدا کیا۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اطلاع دے رہا ہے۔ کہ ہم نے کتنی قوموں کو دُنیا میں سلطنت عطا فرمائی۔ اور ان کے ملک میں موسلا دھار بارش برسائی۔ اور ان کے ملک میں دریا بھی بہا دیئے تاکہ ہر موسم میں انہیں کھیتی باڑی یا باغات کے لئے پانی بافراط میسر آسکے۔ پھر جب اُنہوں نے اللہ تعالےٰ کی ہر قسم کی نعمتوں سے مالامال ہو کر بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجویز شدہ بندگی کے فرائض ادا نہ کئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو برباد کرکے اپنی زمین کو دوسری قوم سے آباد کر دیا۔ انہوں نے بھی پہلوں کی طرح فرائض بندگی اور قانون الٰہی کا لحاظ نہ رکھا تو وہ بھی تباہ کر دیئے گئے۔

باشندگانِ پاکستان کے لئے عبرت

اے پاکستان میں رہنے والے میرے بھائیو۔ آپ سب کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا جو قانون گزشتہ سطور میں پیش کر چکا ہوں اس کو بار بار پڑھیئے۔ اور پھر اپنی حالت پر غور کیجئے۔ کہ اس اعلانِ شاہنشاہی کو پڑھ کر آپ کا ضمیر اپنی پاکستانی قوم کے لئے کس فیصلہ کا تقاضا کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ اپنے پاکستان کے حالات سے واقف ہیں تو آپ کا ضمیر غلط فیصلہ نہیں کریگا۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

چوتھے حصّہ کی تفصیل

تمام قرون انبیاء علیہم السلام کے ساتھ استہزاء (ٹھٹھا) کیا کرتے تھے۔ پھر وہی عذاب ان پر نازل ہوا جس کے متعلق ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔

(وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُکَذِّبِیْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱-۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اُڑایا جا چکا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا۔ انہیں اسی عذاب نے آگھیرا۔ جس کا مذاق اُڑاتے تھے۔ کہدو۔ کہ ملک میں ..... سیر کرو۔ پھر دیکھو۔ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

مزید حاشیہ آرائی

شاہنشاہی اعلان سابق پر کسی مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنے پاکستانی بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے اس اعلان کو بار بار پڑھیں اور اس کی روشنی میں اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔ کہ کہیں ہم بھی انہیں آیات کا مصداق تو نہیں بن رہے ؎

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است وبس
در بند ایں مباش کہ نشنید یا شنید

انبیاء سابقین علیہم السلام ایذادہی پر صبر کرتے رہے

(وَلَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ فَصَبَرُوْا عَلٰی مَا کُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤی اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَکَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۴ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور بہت سے رسول تم سے پہلے جھٹلائے گئے ہیں۔ پھر اُنہوں نے جھٹلائے جانے پر صبر کیا۔ اور ایذا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچی۔ اور اللہ کے فیصلے کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور تمہیں پیغمبروں کے حالات کچھ پہنچ چکے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے کی تلقین

(فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ کَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ یُهْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝)

سورہ الاحقاف رکوع ۴ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ پھر صبر کر۔ جیسا کہ عالی ہمت رسولوں نے کیا ہے۔ اور ان کے لئے جلدی نہ کر۔ گویا کہ وہ جس دن (عذاب) دیکھیں گے۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ (تو انہیں ایسا معلوم ہوگا) کہ ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے۔ آپ کا کام پہنچا دینا تھا۔ سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا۔

حضور انور کے صحابہ کرام کو صبر کرنیکی تلقین

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝)

سورہ الانفال رکوع ۶ پارہ ۱۰

ترجمہ ۔ اے ایمان والو۔جب کسی فوج سے ملو۔ تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔ اور اللہ اور اُس کے رسول کا کہا مانو۔ اور آپس میں نہ جھگڑو۔ ورنہ بُزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ اور صبر کرو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سچے۔ اصلی اور کھرے دین کا جھنڈا بلند کرنے والوں کے لئے

عبرت

سابقہ تین عنوانوں سے اصلی اور کھرے دین کا جھنڈا ہاتھ میں لینے والون کے لئے عبرت (نصیحت) ہے۔ چونکہ دُنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ہمیشہ باطل پرستوں کی کثرت اور حق پرست قلت میں رہے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ سے اللہ تعالےٰ حق پرستوں کو مصائب جھیلنے اور حق کا ساتھ نہ چھوڑنے کی تلقین فرماتے آئے ہیں۔ اسی طرح اب بھی دُنیا میں باطل پرستوں کی کثرت اور حق پرستوں کو ہر ممکن طریقہ سے ستائیں گے۔ ایسے پریشان کن اور نازک وقت میں مسلمانوں کے لئے فقط یہی دستور العمل معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصائب جھیلیں۔ بے عزتی برداشت کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو حق کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیں۔ تا آنکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مدد آتے۔ اور باطل حق کے جھنڈے کے سامنے سرنگوں ہو جاتے۔ اور یا علمبرداران حق ایمان کا نور سینے میں چھپا کر قبروں میں جا لیٹیں۔ اور حق کی حمایت اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے ختم ہو جائیں۔ دُنیا کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لیجئے۔ کہ حق پرست حضرات مرتے دم تک حق کی حمایت کرتے رہے۔ اس کے بعد معاملہ کو سپردِ خدا کر کے دُنیا سے اُٹھ گئے۔ ان کے بعد اللہ تعالےٰ نے حق کا جھنڈا بلند کرنے والے اور پیدا کر دیئے۔ اور ان کے شمشیر زن ہاتھوں نے کفر کو شکستِ فاش دی۔ اور حق کا سر اونچا کر دیا۔

غرضیکہ

باطل کی ریشہ دوانیوں اور باطل پرستوں کی حمایت باطل سے حق پرستوں نے ہمیشہ مصیبتیں جھیلیں۔ مگر بالآخر اللہ تعالےٰ کی حمایت حق کے لئے ظہور میں آئی۔ تو سوائے ان چند حق پرستوں کے قوموں کی قومیں غضب الٰہی نے تباہ کر کے رکھ دیں۔ کہ ان میں سے ایک آدمی بلکہ ایک بچّہ بھی بچنے نہ پایا۔ اے حق پرست مسلمان۔ مندرجہ ذیل

اعلانِ الٰہی

تیرے دل کا سہارا ہے۔ (سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ج وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ٥)

سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ ۔ یہی اللہ کا قانون ہے۔ ان لوگوں میں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور آپ اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے۔

حق پرست کون لوگ ہیں

آسمان سے نازل شدہ حق کا مجموعہ قرآن مجید ہے اور اس کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں جنہیں مسلمانوں کی اصطلاح میں حدیث شریف کہا جاتا ہے۔ جو انسان ان دو چیزوں کو اپنا دستور العمل مان لے۔ وہ حق پرست ہے۔ خواہ وہ عالم ہو یا جاہل۔ بادشاہ ہو یا گداگر۔ امیر ہو یا غریب۔ عربی ہو یا عجمی۔ ایشیا کا باشندہ ہو یا یُورپ کا۔ گورا ہو یا کالا۔ مقرر سحر بیان ہو یا گونگا۔ تیز نگاہ والا ہو یا نپٹ اندھا۔ مذکورۃ الصدر سب انسان ایک ہی خاندانِ اسلام کے سب افراد ہیں۔ اور اسی چیز کا نام اسلامی برادری ہے۔ اسلام کی اسی خوبی کا ذکر شاعر نے کیسے عجیب پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ شعر

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

غلام کے بنیادی حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کھانا اور لباس غلام کا حق ہے اور یہ بھی اس کا حق ہے کہ اسے ایسے سخت کام کی تکلیف نہ دی جائے جس کا وہ متحمل نہ ہو سکے۔ صحیح مسلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۸ اگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے والی دُنیا کی زندگی میں لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرنے والی اور آخرت میں انسان کا ٹھکانا دوزخ میں بنوانے والی رُوحانی بیماری خیانت ہے۔ قرآن مجید میں اس سے بچنے کی تلقین

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝) سورہ الانفال رکوع ۳ پارہ ۹

ترجمہ - اے ایمان والو۔ اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو۔ اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

مرض خیانت کے نتائج

جو شخص مرض خیانت کا مریض ہوگا۔ اس کی اس بیماری کا اثر مندرجہ ذیل صورتوں میں ظاہر ہوگا۔ (۱) حقوق اللہ میں خیانت (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں خیانت (۳) والدین کے حقوق میں خیانت۔ (۴) بیوی اور اولاد کے حقوق میں خیانت۔ (۵) رشتہ داروں کے حقوق کے ادا کرنے میں خیانت (۶) عام مسلمانوں کے حقوق کے ادا کرنے میں خیانت (۷) حیوانات کے حقوق ادا کرنے میں خیانت وغیرہ وغیرہ۔

مرضِ خیانت کی وضاحت کے لئے ایک مثال

جس طرح (اگر خدانخواستہ) کسی شخص کا دماغ خراب ہو جائے۔ تو پھر وہ ہر شخص کے ساتھ خلاف انسانیت سلوک کرتا ہے نہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ میرا باپ ہے۔ نہ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ میری ماں ہے نہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ میری بہن یا بیٹی ہے۔ اسی طرح مرض خیانت کا مریض ہر ایک کے تعلق میں اپنی خیانت کا ثبوت دیتا ہے۔

تینوں جگہ خیانت کا اعلان

مذکورۃ الصدر آیت میں اللہ تعالےٰ نے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کے حقوق کے ادا کرنے میں بھی خیانت کرتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو متعلقہ حقوق ہیں ان میں بھی خیانت کرتا ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر جو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں اُن میں بھی خیانت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق جو دل میں عقیدے رکھنے چاہئیں ان میں اکثر مسلمان خائن ہیں۔ مثلاً عقیدہ توحید و ایمان میں شرک اور کفر ملا ہُوا نظر آتا ہے

عقیدہ توحید میں شرک کی ملاوٹ کی سات شہادتیں

باوجودیکہ اللہ تعالےٰ کو ایک خُدا مانتا ہے۔ مگر عملاً پھر بھی اسی قسم کا تعلق غیر اللہ سے بھی رکھتا ہے۔ اس لئے اس کے عقیدۂ توحید میں نادانستہ طور پر شرک مل جاتا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمان کو عموماً قرآن مجید کی تعلیم نصیب نہیں ہوتی۔ ہاں جن خوش نصیب انسانوں کو قرآن مجید کی تعلیم نصیب ہو جاتی ہے۔ اُن کے سینوں میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے توحید کا نور آپ خالص پائیں گے۔ اور اس قسم کے لوگ مسلمانوں کی آبادی میں بہت کم پائے جاتے ہیں۔

سات شہادتیں

پہلی

(اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹

ترجمہ - کیا ایسوں کو شریک بناتے ہیں۔ جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے۔ اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر چیز کے بنانے کی توفیق تو فقط ایک اللہ تعالےٰ کو ہے۔ دوسرا کوئی کچھ بھی نہیں بنا سکتا۔ پھر ایسے عاجزوں کو قادرِ مطلق خدا تعالےٰ کے درجہ پر لے آنا۔ یہ کبھی صحیح ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں لہٰذا ثابت ہُوا۔ کہ معبودِ حقیقی فقط ایک اللہ تعالےٰ کی ذات ہی ہو سکتی ہے۔

دُوسری

(اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝) سورہ التوبہ رکوع ۵ پارہ ۱۰

ترجمہ - اُنہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے۔ اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی - حالانکہ اُنہیں حکم یہی ہُوا تھا۔ کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اور تو دُور رہے ان اہل کتاب نے اپنے علماء اور اپنے درویشوں کو خدائی درجہ دے رکھا ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ کو اپنی پیدا کردہ چیزوں میں سے اپنے بندوں کے لئے کسی کو حلال اور کسی کو حرام کرنے کا حق ہے۔ اسی طرح یہ اپنے علماء اور درویشوں کو بھی یہ حق دیتے ہیں کہ جس چیز کو حلال کر دیں وہ حلال ہے۔ اور جس کو حرام کہیں وہ حرام ہے

تیسری

(وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۲ پارہ ۱۱

ترجمہ - اور اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکے اور نہ انہیں نفع دے سکے۔ اور کہتے ہیں اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دو

کیا تم اللہ کو بتلاتے ہو جو اسے آسمانوں میں اور زمینوں میں معلوم نہیں۔ وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے شرک سے بلند ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے شرک کرنے کا اعلان فرما رہا ہے۔ اور اس عاجز نے ان شہادتوں سے یہی ثابت کیا ہے کہ انسانوں میں عام طور پر شرک موجود ہے۔ جس کے دُور کرنے کی کوشش کرنا ہر عقلمند مسلمان کا فرض ہے۔

چوتھی

(اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝)

سورہ النحل رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اللہ کا حکم آ پہنچا۔ تم اس میں جلدی مت کرو۔ وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے شرک سے بیزاری کا اعلان فرما رہا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے شریک بناتے ہیں۔

پانچویں

(خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝) سورہ النحل رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

یعنی

یہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے شریک بنالیتے ہیں۔ وہ ان کے تجویز کردہ سب شریکوں سے پاک ہے۔

چھٹی

(مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ ۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ۧ) سورۃ المومنون رکوع ۵ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اللہ نے کوئی بھی بیٹا نہیں بنایا۔ اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہی ہے اگر ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو الگ لے جاتا۔ اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا۔ اللہ پاک ہے۔ جو یہ بیان کرتے ہیں۔ غائب اور حاضر سب کا جاننے والا ہے۔ وہ بہت بلند ہے۔ اس سے۔ جسے یہ شریک بناتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ خدا ایک ہی ہے۔ ورنہ اس جہان کو کئی بنانے والے ہوتے۔ تو ہر ایک ان میں اپنی اپنی مخلوق کو لے کر بیٹھ جاتا۔ اور پھر ان حالات میں ایک دوسرے پر چڑھائیاں بھی کرتے اور اس حالت میں کبھی دُنیا کا نظام اس امن و امان سے نہ چلتا۔ جس طرح اب چل رہا ہے۔ زمین اور آسمان کی تمام قوتیں اپنی اپنی جگہ پر اس خاص نظام کے ماتحت اپنا اپنا کام کر رہی ہیں۔ اسی نظام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا منتظم کوئی ایک ہی ہے اور اسی کا نام نامی عربی زبان میں اللہ جل شانہٗ اور فارسی میں خدا تعالےٰ ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ساتویں

(وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاۤءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝) سورہ القصص رکوع ۷ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ اور تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ اور جسے چاہے پسند کرے۔ انہیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اللہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی تخلیق و تشریع اور اختیار مذکور میں حق تعالےٰ کا کوئی شریک نہیں۔ لوگوں نے اپنی تجویز و انتخاب سے جو شرکاء ٹھہرا لئے ہیں سب باطل اور بے سند ہیں۔"

حاصل

یہ ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالےٰ ہے۔ اور جس کو چاہے پسند کرے۔ مثلاً ایک آدمی نیکی کا ایک کام کرتا ہے۔ جو بظاہر بڑا ہی اچھا اور قابلِ قبول ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے کہ یہ شخص لوگوں میں نام و نمود حاصل کرنے۔ اور لوگوں کی زبان سے واہ واہ اور شاباش لینے کے لئے کر رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اس کی اس نیکی کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی اسے کوئی اجر ملے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس ریاکاری کے باعث اسے سزا ملے۔ اس کے بالمقابل ایک مخلص اللہ تعالےٰ کا بندہ پہلے کی نسبت بیسواں حصّہ نیکی کے کام میں حصہ لیتا ہے۔ اور اس کے دل میں فقط رضائے الٰہی حاصل کرنا مطلوب ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے اخلاص کی برکت سے اس کے عمل کو قبول بھی فرمائے گا اور مناسب اجر بھی دے گا۔

کفر بھی اللہ تعالیٰ کے حق میں خیانت ہے

کفر بھی اللہ تعالےٰ کے حقوق میں ایک بہت بڑی خیانت ہے۔ جو شخص زبان سے تو یہ کہے کہ میں اللہ تعالےٰ کا ہر حکم مانتا ہوں۔ اور جب حکم ملے۔ تو اس پر عمل کرنے سے انکار کر جائے۔ اسی کا نام کفر ہے جس طرح پنجاب میں مسلمانوں کے کئی خاندان اپنے ایماندار ہونے کے دعویدار ہیں۔ مگر تقسیم میراث میں صاف طور پر کہدیتے ہیں کہ ہم اسلامی قانون پر عمل نہیں کریں گے۔ بلکہ رواج پر عمل کریں گے۔ ایسے لوگ احکام الٰہی سے صاف انکار کرنے کے باعث خائن ہیں۔

انسان کے کفر والی خیانت پر چار شہادتیں

پہلی شہادت

(وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ۙ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ؕ اُولٰۤىِٕكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝ۧ)

سورہ عبس پارہ ۳۰

ترجمہ۔ اور کچھ چہرے اس دن ایسے ہونگے کہ ان پر گرد پڑی ہوگی۔ ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔ یہی لوگ ہیں متکبّر نافرمان۔

حاصل

یہ آیت صاف طور پر واضح کر رہی ہے کہ بعض انسان اللہ تعالےٰ کے احکام کے ماننے سے انکار کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

دوسری

(وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝)

سورہ الرعد رکوع ۶ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور ان سے پہلے لوگ بھی تدبیریں کر چکے ہیں - سو اصل تدبیر تو اللہ ہی کی ہے - جو کچھ کوئی کرتا ہے - اسے سب خبر رہتی ہے - اور ابھی کافروں کو معلوم ہو جائے گا - کہ نیک انجام کس کا حصہ ہے -

حاصل

یہ ہے - کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں - کہ اللہ تعالےٰ کے فرمان کے مقابلہ میں خفیہ تدبیریں کیا کرتے تھے - تاکہ وہ کامیاب ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ کے فرامین بروئے کار نہ آسکیں - مگر اللہ تعالےٰ ان کی ناپاک کوششوں پر قابو پا لیتے تھے - اور وہ مخالف تدبیریں کرنے والے خائب و خاسر اور نامراد رہتے تھے - کیونکہ اللہ تعالیٰ کو . . . . تو ہر انسان کے ہر عمل حیات پر اطلاع ہوتی ہی رہتی ہے - لہٰذا احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والے بدبخت کب کامیاب ہو سکتے تھے + اور ارشاد فرما رہے ہیں - کہ موجودہ زمانے کے کافروں کو بھی پتہ لگ جائے گا - کہ نیک انجام کس کا ہوتا ہے - کیا یہ بدبخت کامیاب ہوتے ہیں یا اللہ جل شانہٗ اپنے پاکیزہ ارادوں میں کامیاب ہوتا ہے - ہاتھ کنگن کو آرسی کی کیا ضرورت ہے -

تیسری

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۙ)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ - اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے - وہی انہیں کافی ہے - اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے - اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے -

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں جو لوگ منافقانہ یا کافرانہ چال چلتے ہیں - ان کے لئے دوزخ کا داخلہ - اور وہاں ہمیشہ رہنے - اور ان پر لعنت الٰہی کے پڑنے کا اعلان کیا گیا ہے + اللّٰھم لاتجعلنا منھم - آمین یا الٰہ العالمین

چوتھی

(يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

سورہ التوبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰

ترجمہ - اے نبی کافروں اور منافقوں سے لڑائی کر - اور ان پر سختی کر - اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے - اور وہ بُری جگہ ہے - اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا - اور بیشک انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے - اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے - اور انہوں نے قصد کیا تھا - ایسی چیز کا جو نہیں پا سکے - اور یہ سب اسی کا بدلہ تھا - کہ انہیں اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولتمند کر دیا - سو اگر وہ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے - اور اگر وہ منہ پھیرلیں تو اللہ انہیں دُنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا - اور انہیں روئے زمین پر کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ملے گا -

حاصل

اس چوتھی شہادت کا یہ ہے کہ کفار اور منافقین چونکہ اللہ تعالےٰ کے باغی ہیں - اس لئے ان کے ساتھ جنگ کی جائے - تاکہ اللہ تعالےٰ کی مملکت میں رہتے ہوئے بھی جب ان سے جنگ کی جا رہی ہے - تو معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی کوئی قیمت نہیں ہے - دُنیا میں یوں ذلیل کئے جا رہے ہیں - اور آخرت میں ایسے لوگوں کے حق میں دوزخ کے داخلہ کا اعلان ہو رہا ہے - اگرچہ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل کرنا چاہتے ہیں مگر مونہوں سے کلمات کو نکالنے کے باعث اللہ تعالیٰ انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر چکا ہے - اگر صدق دل سے توبہ کریں تو اللہ تعالےٰ معاف فرما دیگا - اور اسی حالت پر قائم رہے تو دُنیا میں بھی دردناک عذاب (یعنی سزا) میں مبتلا ہوں گے - اور آخرت کا عذاب بھی چکھیں گے -

خیانت نفاق

منافق مسلمانوں ہی میں شامل ہوتا ہے مگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اسلام کی خیر خواہی کا جذبہ نہیں ہوتا - بلکہ اگر مخلص مسلمانوں کو عزت اور برکت نصیب ہو تو دل میں کڑھتا ہے اور تکلیف پہنچے تو خوش ہوتا ہے - انسان اللہ تعالےٰ کے حقوق میں جو خیانتیں کرتا ہے - اُن میں سے ایک نفاق کی خیانت بھی ہے - اس خیانت کے متعلق قرآن مجید سے تین شہادتیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں -

پہلی

(بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ) سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

ترجمہ - منافقوں کو تو خوشخبری سنا دے - کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے - وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں - کیا ان کے ہاں سے عزّت چاہتے ہیں - سو ساری عزّت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے - اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم اُتارا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا سُنو تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو - یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوں - ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے - اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے -

حاصل

ان آیاتِ مبارکہ سے جو چیزیں برآمد ہوتی ہیں - وہ ملاحظہ ہوں - (۱) منافق وہ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی رکھتے ہیں - ماشاء اللہ تعالیٰ پاکستان تو اب گیارہ سال سے بنا ہے - اس سے پہلے جب ہمارے ملک میں گورنمنٹ برطانیہ کا تسلّط تھا - مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت تھی جو مسلمانوں کے مفاد کی بجائے انگریز کے مفاد کو نمبر اول پیش نظر رکھتے تھے - اگر مسلمانوں کی کسی آزادی پسند جماعت یا کسی زندہ دل - اسلام کے فدائی - اسلام کی سربلندی کے خواہاں مسلمان کی کوئی

نقل و حرکت گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف ہوتی تھی تو اگر وہ جماعت ہے تو اس کو کچلنا۔ اور اگر کوئی شخص ہے تو اسے جیلخانہ بند کرانا - یہ ان مسلمانوں کا نصب العین زندگی تھا - ورنہ انگریز خود براہ راست ہمارے جلسوں میں یا ہماری جمعہ کی مساجد یا ہماری نجی مجالس میں کب شریک ہوتا تھا۔ ہمارے مسلمان بھائی ہی تھے جو انگریز کے جھنڈے کو تھامے ہوئے تھے۔ تاکہ کہیں وہ سرنگوں نہ ہو جائے۔ اور جب انگریز پر کوئی مصیبت آجاتی تھی اور میدان کارزار گرم ہوتا تھا۔ اور انگریز کے جھنڈے (یونین جیک) کو سربلند رکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگتی تھی۔ پھر گجرات - سرگودہا- شاہ پور- کیمل پور - جہلم - راولپنڈی کے ۶ - ۶ فٹ کے قوی ہیکل - تنومند شیر کی طرح بے جگری سے لڑنے والے انہیں اضلاع کے نوجوان بھرتی ہو کر جاتے تھے اور اس بھرتی کے صلہ میں ہمارے ہی اونچے طبقہ کے مسلمان غریبوں کے بچوں کو لالچ دے دے کر بھرتی کرا کر خود تمغے اور القاب حاصل کیا کرتے تھے۔ کیا ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۷ء تک جو جنگ انگریز نے ٹرکی سے لڑی تھی کیا اس جنگ میں ان اضلاع کے بہادر اور شیر دل جوان لڑنے کے لئے پنجاب سے نہیں گئے تھے؟ اور پھر ان خدمات کے صلہ میں ہمارے نمائندوں کو سرکاری القاب سے نہیں نوازا گیا تھا۔

مدینہ منورہ کے منافق

بھی تو یہی کام کیا کرتے تھے۔ کہ جب اسلام پر نازک وقت آتا تھا تو بجائے اسلام کی حمایت کے کفر کی حمایت کیا کرتے تھے

مذکورۃ الصدر گناہ کے مجرم

مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ زندہ ہیں تو اس گناہ سے فوراً توبہ کرو۔ کہ اے اللہ ہم نے تیرے پاک مذہب اسلام کی بجائے اپنی دُنیاوی اغراض اور دُنیاوی اعزازات اور چند پیسوں کی خاطر کفر کی ساری عمر حمایت کی تھی۔ اے اللہ تُو بخشنے والا مہربان ہے۔ ساری عمر کے ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ آئندہ اگر کبھی اسلام اور کفر کی ٹکر ہوئی تو سر دھڑ کی بازی تیرے اسلام کے جھنڈے کی سربلندی کے لئے لگائیں گے۔ خواہ وہ ٹکر حکومت برطانیہ ہی سے کیوں نہ ہو۔ برطانیہ بھی بالفرض پاکستان پر حملہ کریگا۔ تو ہم اپنے پاکستان کی حفاظت کے لئے ہر کافر سے نبرد آزما ہونیکے لئے تیار ہونگے۔

اور جو کفر کی حمایت

میں مسلمانوں (مثلاً ترکوں) کے ساتھ لڑتے لڑتے مر گئے ہیں۔ ان کی قبر کی حالت کسی ولی کامل۔ صاحب دل۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عالم ملکوت کے حالات (جن میں سے ایک کشف قبور بھی ہے) کے دیکھنے کی باطنی آنکھیں عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ انہیں ان لوگوں کی قبروں پر لیجا کر دکھائیے۔ اور ان سے دریافت کیجئے کہ انگریز کے جھنڈے کی سربلندی کے لئے اپنے سر کٹوانے والوں کی قبریں جنّت کا باغ ہیں یا دوزخ کا گڑھا ہیں۔

دُوسری

(اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ) ......

ترجمہ۔ منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں۔ اور وُہی ان کو فریب دے گا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو سُست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں

حاصل یہ ہے کہ منافق اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں آتے۔ بلکہ اپنے کسی مقصد کے لئے مسجد میں حاضر ہو کر نماز میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اس کی تائید میں ایک واقعہ

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کے لئے ایک مسلمان بھائی سے رشتے کا مطالبہ کیا۔ اس شخص نے جواب دیا۔ کہ میں تمہیں رشتہ دینے سے معذور ہوں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ تمہارا لڑکا نماز نہیں پڑھتا۔ اور دوسری یہ کہ داڑھی نہیں رکھتا۔ لڑکے کے باپ نے بیٹے کو یہ دونوں باتیں کہدیں۔ لڑکے نے اسی دن سے نماز بھی شروع کر دی اور نماز پڑھنے کے لئے بھی اسی مسجد میں جائے۔ جہاں اس کا ہونے والا سُسر نماز پڑھتا تھا۔ اور داڑھی منڈانی بھی چھوڑ دی۔ کچھ دنوں کے بعد لڑکے کے باپ نے لڑکی کے باپ سے پھر رشتہ کا مطالبہ کیا اور کہا۔ کہ دیکھ لیجئے۔ میرے لڑکے نے آپ کی دونوں شرطیں مان لی ہیں اور ان پر عملدرآمد بھی شروع کر رکھا ہے۔ چنانچہ دونوں شرطیں پوری ہونے کے باعث لڑکی کے والد نے رشتہ دینا منظور کر لیا۔ جب لڑکے کی شادی ہوگئی۔ دُوسرے دن داڑھی بھی مُنڈا دی اور نماز بھی چھوڑ دی۔ کہ بس شادی کے لئے یہ دو شرطیں تھیں۔ سو وہ ہوگئیں۔ اب خود فیصلہ کیجئے کہ اس لڑکے کی نمازیں مدینہ منوّرہ کے منافقوں کی طرح دکھلاوے کے لئے نہیں تھیں؟

تیسری (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ اے ایمان والو۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بناؤ۔ کیا تم اپنے اُوپر اللہ کا صریح الزام لینا چاہتے ہو۔ بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہیں پائے گا۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی۔ اور اللہ کو مضبوط پکڑا۔ اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا۔ تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں۔ اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دے گا۔

یہ آیت آج کل سمگلنگ کرنیوالوں

پر چسپاں ہوتی ہے۔ کہ ضروریات زندگی کی چیزیں اپنے پاکستانی مسلمان بھائیوں سے چھین کر اور حکومت پاکستان کے امتناعی احکام کی بھی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھارت میں پہنچاتے ہیں۔ اور سمگلنگ کرنے والے سب مسلمان ہی ہیں اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے تاکہ دُنیاوی نفع کے لئے اپنے ایمان کو خراب نہ کریں۔ اور پاکستانی مسلمانوں کی بد دُعائیں نہ لیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

تین شہادتیں کافی ہیں

میرے خیال میں موجودہ پاکستانی مسلمانوں کے اندر رُوحانی مرض نفاق بھی موجود ہے جس کے متعلق قرآن مجید سے بطور شہادت تین مقامات پیش کر چکا ہوں یہ لوگ بھی اللہ تعالےٰ کی نظر میں خائن ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا

فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مذکور الصدر خیانت

جس کا ذکر آپ سن چکے ہیں۔ وہ فقط اعتقادات کے متعلق تھی۔ کہ اعتقادات میں انسان تین قسم کی خیانت کرتا ہے۔ توحید میں شرک۔ ایمان میں کفر۔ اخلاص میں نفاق ملا دیتا ہے۔ اب اس خیانت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جس کا تعلق اعمال سے ہے

اعمال کی پھر دو قسمیں ہیں۔ پہلی اوامر جن کے کرنے کا حکم ہے۔ دوسری نواہی جن کے نہ کرنے کا حکم ہے۔ آپ غور کریں گے۔ تو اکثر افرادِ انسانی دونوں قسموں کے اعمال میں آپ کو خائن نظر آئینگے۔ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے انہیں تو کرتے نہیں۔ اور جن کے نہ کرنے کا حکم ہے۔ انہیں بڑے زور شور سے کرتے ہیں

پہلی قسم کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مخالفت علاوہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں خیانت ملاحظہ ہو

ایک حدیث شریف ملاحظہ ہو:۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَہْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا ذَا اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ۔ رواہ احمد والترمذی۔

ترجمہ۔ ابی امامہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پانچوں وقت نماز پڑھا کرو۔ اور رمضان کے سارے مہینے کے روزے رکھا کرو۔ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ اور اپنے (مسلمان) حکام کے حکموں کی تعمیل کیا کرو۔ (ان نیکیوں کے باعث) اپنے رب کی بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اگر آپ اس حدیث شریف کے

آئینہ میں مسلمانوں کا مونہہ

دیکھیں گے۔ تو بمشکل تمام سو میں سے پانچ فیصدی اس پروگرامِ نبویؐ کے عامل آپ کو ملیں گے۔ عربی میں ایک ضرب المثل ہے۔ "لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ" اکثریت پر سب کا حکم لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک گاؤں میں ہزار بارہ سو گھر زمینداروں کا ہو۔ اگر خدانخواستہ خشک سالی کے باعث سوائے چار پانچ زمینداروں کے سب کے فصل مارے گئے ہوں۔ کہا تو یہی جائیگا کہ سارا گاؤں ہی تباہ ہو گیا ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق یہ کہنا بجا ہوگا۔ کہ احکامِ الٰہی کی تعمیل میں مسلمانوں کی قوم تقریباً ساری کی ساری نافرمان ہے۔

دوسری حدیث

عَنْ عمرو بن شعیب عن اَبِیْہِ عن جدہٖ قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھُمْ ابناء سَبْعَ سنین واضربواھم عَلَیْھَا وھم ابناءَ عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع رواہ ابوداؤد

ترجمہ۔ عمرو بن شعیب رضؓ سے روایت ہے وہ اپنے باپ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ جبکہ وہ سات سال کے ہوں۔ اور نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو۔ جبکہ وہ دس سال کے ہوں۔ اور اس عمر میں ان کے بستر الگ کر دو۔

اگرچہ بعض اللہ کے بندے

صحیح معنی میں پکے اور سچے مسلمان بھی ہم میں موجود ہیں اور ممکن ہے کہ انہیں کے وجودِ مسعود کی برکت کے باعث عذابِ الٰہی ٹلا ہوا ہو۔ مگر اکثر ہم میں نسلی یا رسمی مسلمان ہی ہیں۔

دوسری قسم کے متعلق

مسلمانوں کی حالت کا ملاحظہ ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کی منع کردہ چیزوں کو دیکھئے۔ اور پھر یہ دیکھئے۔ کہ کتنے مسلمان ہیں جو ان ممنوع چیزوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔

مسلمانوں کی فضول خرچی کا ایک کھاتہ

آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مغربی پاکستان میں ہزارہا سنیما گھر ہونگے اور اگر تمام سنیما گھروں میں جانے والوں کی ایک رات کی تعداد شمار کی جائے تو بلا مبالغہ لاکھوں تک پہنچ جائے گی۔ اور ان کے ٹکٹوں کی آمدنی جمع کی جائے تو بھی لاکھوں تک جا پہنچے گی۔ گویا کہ مسلمان دن کو کماتے ہیں اور رات کو محض تفریح طبع کی خاطر لاکھوں روپیہ سنیما کی نذر کر آتے ہیں۔ روپیہ الگ برباد ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے عورتوں اور مردوں کے اختلاط سے اخلاق کے بگڑنے کا گمان غالب ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر عورت کے ساتھ مرد کا ہونا ضروری ہو۔ پھر خود اندازہ لگائیے کہ آدھی رات کے وقت عورت اور مرد اکٹھے ہجوم کرکے نکلیں تو کیا اخلاق کے بگڑنے کا یہ بہترین موقعہ نہیں ہے۔ اور کیا اس فضول خرچی کرنے والوں کو اس امر کا احساس ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں اور حلال کی کمائی کا مال ضائع کر رہے ہیں۔ اور اخلاق کو بھی خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ جب انسان کی عقل مسخ ہو جائے تو اپنے نفع اور نقصان کو بھی تمیز نہیں کر سکتا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

ارشاد ہوتا ہے (وَلَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ) الآیہ سورہ البقرہ ع ۲۳ پ ۲

ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔

آج کل کے زمانہ میں ہزاروں مسلمانوں

میں سے کوئی ایسا ہوگا کہ دوسرے کے مال کھانے سے اللہ تعالےٰ کے خوف سے سے اپنے آپ کو بچاتا ہوگا۔ ورنہ اکثر مسلمانوں کی روش یہی ہے کہ دوسرے کا مال کھانا شیرِ مادر کی طرح حلال سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی ممانعت کا فرمان

اور سنئے ارشاد ہوتا ہے:

(وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ○) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو۔ اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔ بیشک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مال کے خرچ کرنے کے جو جائز مصارف ہیں وہاں بے شک خرچ کرو۔ مگر بے جا خرچ نہ کرو۔

والدین کے حقوق میں خیانت

ایک حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ والدین کی خدمت کس درجہ کی ضروری ہے اور آج کل کا نوجوان اسے کس قدر ایک معمولی چیز خیال کرتا ہے۔ اور ماں باپ کے ساتھ صحیح طریقہ کے ساتھ کس قدر نامناسب سلوک کرتا ہے۔

حدیث شریف

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ یَتَمَاشَوْنَ اَخَذَھُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِھِمْ صَخْرَۃٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْھِمْ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْھَا لِلّٰہِ صَالِحَۃً فَادْعُوا اللّٰہَ بِھَا لَعَلَّہٗ یُفَرِّجُھَا فَقَالَ اَحَدُھُمْ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ لِیْ وَالِدَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ وَلِیْ صِبْیَۃٌ صِغَارٌ کُنْتُ اَرْعٰی عَلَیْھِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَیْھِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِیْھِمَا قَبْلَ وَلَدِیْ وَاِنَّہٗ قَدْ نَاٰی بِیَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَیْتُ حَتّٰی اَمْسَیْتُ فَوَجَدْتُّھُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ کَمَا کُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِھِمَا اَکْرَہُ اَنْ اُوْقِظَھُمَا اَکْرَہُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْیَۃِ قَبْلَھُمَا وَالصِّبْیَۃُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَیَّ فَلَمْ یَزَلْ ذٰلِکَ دَاْبِیْ وَدَاْبُھُمْ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَۃً نَرٰی مِنْھَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰہُ لَھُمْ حَتّٰی یَرَوْنَ السَّمَاءَ الْحَدِیْث۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ تین آدمی جا رہے تھے۔ انہیں بارش نے آگھیرا۔ پھر پہاڑ میں ایک غار تھی اُدھر چلے گئے۔ پھر اُن کی غار کے دروازہ پہ ایک پتھر پہاڑ سے گرا۔ اس کے گرنے سے غار کا دروازہ بالکل بند ہوگیا۔ پھر بعض نے بعض سے کہا۔ اپنے عملوں کو دیکھو جو تم نے کئے ہیں۔ جو نیک عمل اللہ کے لئے کیا ہو، اس عمل کے ذریعہ سے اللہ سے دُعا کرو شاید کہ اللہ اس غار کا مُنہ کھول دے۔ پھر اُن میں سے ایک نے کہا۔ اے اللہ میرے والدین بوڑھے بڑی عمر والے تھے۔ اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے (اخراجات پورے کرلے) کے لئے ریوڑ چرایا کرتا تھا۔ پھر جب میں واپس آتا تھا پھر میں دُودھ دُوہتا تھا۔ پھر میں اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا۔ اپنے بچوں سے پہلے ان دونوں کو پلایا کرتا تھا۔ اور تحقیق شان یہ ہے کہ (ایک دن) مجھے ریوڑ کے چرانے کے لئے درخت دُور لے۔ پھر میں واپس نہیں آسکا۔ حتیٰ کہ مجھے شام ہوگئی۔ پھر میں نے ان دونوں کو پایا کہ سو چکے تھے۔ پھر میں نے دُودھ دوہیا۔ جیسے دوہیا کرتا تھا۔ پھر میں دوہیا ہُوا دودھ لایا۔ پھر میں دونوں کے سر کی طرف کھڑا ہوگیا۔ ان کو جگانا میں ناپسند کرتا تھا۔ اور یہ بھی ناپسند کرتا تھا۔ کہ ماں باپ سے پہلے بچّوں کو پلاؤں۔ اور بچّے میرے قدموں کے پاس چیخ رہے تھے۔ پھر میری اور ان کی حالت صبح ہونے تک یہی رہی (یعنی ماں باپ کو میں نے جگایا نہیں۔ اور وہ خود جاگے نہیں۔ اور میرے بچّے بھوک کے مارے چیختے رہے اور میں نے انہیں دُودھ پلایا نہیں) پس اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ معاملہ تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا، تو ہمارے لئے اتنا تو کھول دے۔ کہ ہم اس سے آسمان تو دیکھ سکیں۔ پھر اللہ نے ان کے لئے کھول دیا۔ یہاں تک کہ ہم سب آسمان کو دیکھ رہے تھے۔

میری شہادت

عورتوں کی عادت ہے کہ ہر تکلیف کے لئے تعویذ ہی کو ذریعہ نجات سمجھتی ہیں۔ چنانچہ میرے پاس عورتیں اپنے جوان بیٹوں کی بے توجہی کے جو واقعات بیان کرتی ہیں ان کے سُننے سے دل کانپ اُٹھتا ہے۔ کہ اے اللہ تیری مخلوق میں ایسے ایسے ظالم بھی ہیں اور مجھے وہ دل ہلا دینے والے واقعات اس لئے سُناتی ہیں تاکہ ایسا زبردست تعویذ دوں۔ کہ بیٹا بیوی کے بجائے ماں کا تابعدار ہو جائے۔

بیوی اور اولاد کے حقوق میں خیانت

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَاۤ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ○ سورہ التحریم رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ جو وہ انہیں حکم دے۔ اور وہ وُہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے۔ سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے جس طرح ہوسکے دیندار بنانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں تو ان کی کم بختی۔ یہ بے قصور ہے۔

اگر باپ نے کوشش نہ کی

اگر باپ نے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ تفسیر کے مطابق اولاد کو راہ راست پر لانے کی کوشش نہ کی۔ تو اولاد ماں باپ کو قیامت کے دن اپنے گمراہ رہنے کا مجرم قرار دے گی۔

ثبوت

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ○ وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ○ رَبَّنَاۤ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ○ سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش۔ ہم نے اللہ اور رسولؐ کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

بڑوں سے مراد

نمبر اوّل خاندان کے سردار اور کُنبے کے بڑے آدمی مثلاً باپ۔ دادا وغیرہ ہونگے۔ واللہ اعلم حاصل یہ نکلا۔ کہ اپنے اہل و عیال کو دروازہ الٰہی پر پہنچانے والا صحیح راستہ نہ بتلانے کے باعث اہل و عیال کی طرف سے یہ شکایت ہوگی۔ کہ وہ اپنے بڑوں

کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ ان پر بڑی لعنت بھیج۔ اللھم لاتجعلنا منھم

رشتہ داروں کے حقوق میں خیانت

رشتہ داروں کے حقوق کی حفاظت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو (وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور (اے مسلمان) رشتہ دار کو اس کا حق دیدے۔

حاصل

یہ ہے کہ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے فرض عین ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ چیز لازمی ہے۔ اختیاری نہیں ہے۔

احادیث نبویہؐ

پہلی

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ متفق علیہ

ترجمہ۔ جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رشتہ داروں کے حقوق کی حق تلفی کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

دوسری

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْٔ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے۔ جو (نیکی کے بدلے کا بدلہ دینے والا ہے اور لیکن صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جب اس سے رشتہ داری کے تعلقات توڑے جائیں۔ تب بھی ان تعلقات کو جوڑے

مذکورہ احادیث کے آئینہ میں

موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کا چال چلن دیکھا جائے تو لاکھوں مسلمانوں کی گنتی میں شاید ہی کوئی ایک یا دو آدمی ایسے اخلاق کے مالک ہوں۔ کہ جن سے رشتہ دار برائی کریں۔ ان کی حق تلفی کریں۔ پھر بھی وہ اپنی طرف سے ان کے ساتھ نیکی ہی کریں

اب تو قصہ الٹا ہے

آج کل عام طور پر یہی پایا جاتا ہے کہ رشتہ داروں کے سوا دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقات بڑے اچھے ہوں گے

. . . . اور رشتہ داروں کے ساتھ دشمنی۔ خانہ جنگی۔ مقدمہ بازی۔ اور کچھ نہیں تو سلام و کلام ضرور بند ہوگی۔

عام مسلمانوں کے حقوق میں خیانت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ مسلم نے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں۔ (جو بخاری میں نہیں ہیں) اور اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ اور خیال کرے۔ کہ وہ مسلمان ہے پھر دونوں (بخاری اور مسلم) نے اتفاق کیا ہے۔ کہ (منافق کی علامتیں یہ ہیں) جب بات کرے۔ تو جھوٹ بولے۔ اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے

یہ چیزیں مسلمانوں میں بطور وبا

کے پائی جا رہی ہیں۔ شاید ہی ہزاروں کی تعداد میں سے کوئی ایک آدمی نکل آئے جو ان خرابیوں سے پاک ہو۔ ورنہ مسلمانوں میں جھوٹ۔ وعدہ خلافی۔ خیانت۔ یہ چیزیں اس قدر بکثرت پائی جاتی ہیں۔ کہ آج کل کے کافر میں نہیں پائی جاتیں۔ اسی لئے مسلمان پر کسی کو اعتماد نہیں ہے۔ اور کاروباری۔ سرمایہ دار کافروں پر لوگوں کو اعتماد ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ کافر پاکستانی ہو یا ہندوستانی ہو یا یورپ کا رہنے والا ہو۔ کیونکہ ان لوگوں میں دنیا داری کے لحاظ ہی سے سہی۔ لیکن وہ خوبیاں جو مسلمان میں ہونی چاہیئے تھیں۔ وہ ان میں دنیا کے فائدے حاصل کرنے کے لئے پائی جاتی ہیں۔

حیوانات کے حقوق کی حق تلفی

آج کا خطبہ بہت زیادہ طویل ہوگیا ہے اس لئے چند سطروں میں اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ شہر لاہور جو کہ ایک بہت بڑا مہذب شہر ہے۔ اور تعلیم جدید کا مرکز ہے۔ حکومت کا دار الخلافہ ہے۔ اس میں ہزاروں مسجدیں ہیں۔ سینکڑوں تبلیغ دین کرنے والے ائمہ مساجد ہیں۔ اس شہر میں

بارہ مہینے حیوانات پر یہ ظلم

ہوتا ہے۔ کہ گائے اور بھینس کے بچے جو ابھی چارہ بھی نہیں کھا سکتے۔ ان کی ماؤں کا دودھ دُہ کر شیر فروشوں کی دکانوں پر بیچ دیا جاتا ہے۔ اور ان کے بچے چارہ کھا نہیں سکتے۔ اور دودھ ملتا نہیں۔ اس لئے سسکتے سسکتے دم توڑتے ہیں۔ اے ظالم انسان ان بے زبانوں پر ظلم کرکے تو بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو سکتا ہے؟ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دو حصے

(۱) تمام انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا مرتبہ بلند ہے

(۲) بُلند ہونے کا سبب

اعلانِ الٰہی

(كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ)

سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴

ترجمہ - تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں - اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو - اور بُرے کاموں سے روکتے ہو - اور اللہ پر ایمان لاتے ہو - اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے - تو اُن کے لئے بہتر تھا - کچھ ان میں سے ایماندار ہیں - اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں -

اس ایک ہی آیت میں دونوں حصے واضح ہیں

پہلا

(كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) یہ اعلان فرمایا - کہ جتنی اُمتیں اصلاح خلق اللہ کے لئے دُنیا میں پیدا کی گئی تھیں - ان سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت بہتر ہے -

دُوسرا

اس بہتری کا سبب امر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنا) اور نہی عن المنکر (بُرائی سے روکنا) ہے -

مسلمانوں کے حق میں خدائی فیصلہ

مذکور الصدر آیت کا شانِ نزول یہ ہے - (اِنَّ مَالِكَ بْنَ الصَّيْفِ وَوَهْبَ بْنَ يَهُوْدَا الْيَهُوْدِيَّيْنِ قَالَا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰى حُذَيْفَةَ نَحْنُ اَفْضَلُ مِنْكُمْ وَدِيْنُنَا خَيْرٌ مِّنْ دِيْنِكُمُ الَّذِيْ تَدْعُوْنَنَا اِلَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ)

تفسیر خازن جلد اول ص ۳۳۷ مطبوعہ مصر

ترجمہ - تحقیق مالک بن صیف اور وہب بن یہودا جو دونوں یہودی تھے - دونوں نے عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور سالم حذیفہ کے غلام سے کہا - کہ ہم تم سے افضل ہیں - اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے - جس کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو - پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی -

آپ کی اُمّت بہترین اُمّت کب سے ہے

اس میں چند اقوال ہیں جو تفسیر خازن سے منقول ہیں

پہلا - كُنْتُمْ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ خَيْرَ اُمَّةٍ -

ترجمہ - (اے مسلمان) اللہ کے علم میں تم بہترین اُمّت تھے -

دوسرا - كنتم مذكورين في الامم الماضية بانكم خير امة

ترجمہ - گزشتہ اُمّتوں میں تمہارا چرچا تھا کہ تم بہترین اُمّت ہوگے -

تیسرا - كنتم في اللوح المحفوظ موصوفين بانكم خير امة -

ترجمہ - لوح محفوظ میں تمہیں بہترین اُمّت کے نام سے ذکر کیا گیا ہے -

چوتھا - كنتم منذ امنتم خير امة -

ترجمہ - جب سے تم ایمان لائے ہو - اس وقت سے تم بہترین امت چلے آرہے ہو -

پانچواں - انه يقال لهم عند دخول الجنة كنتم في دنياكم خير امة

ترجمہ - حضور انور کی امت کو بہشت میں داخل ہونے کے وقت کہا جائے گا تم لوگ دُنیا میں سب سے بہتر اُمّت تھے - (اس لئے تمہارے چہرے بھی روشن ہیں - اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں عطا کئے گئے ہو -)

ایک اور ثبوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے تمام امتوں سے بہتر ہونے کا ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو -

(وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ) الآیہ - سورۃ البقرۃ رکوع ۱۷ پارہ ۲

ترجمہ - اور اسی طرح ہم نے تمہیں برگزیدہ اُمّت بنایا - تاکہ تم اور لوگوں پر گواہ ہو - اور رسول تم پر گواہ ہوں -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں :- "یعنی جیسا تمہارا قبلہ کعبہ ہے - جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ اور تمام قبلوں سے افضل ہے - ایسا ہی ہم نے تم کو سب امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا - تاکہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام اُمتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول الشہادۃ قرار دیئے جاؤ - اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عدالت اور صداقت کی گواہی دیں - جیسا کہ احادیث میں وارد ہے - کہ جب پہلی اُمتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعوی کی تکذیب کریں گے - اور کہیں گے - کہ ہم کو تو کسی نے بھی دُنیا میں ہدایت نہیں کی - اس وقت آپ کی اُمّت انبیاء ع کے دعوے کی صداقت پر گواہی دیگی - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں - ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہونگے -

اس وقت وہ اُمّتیں کہیں گی کہ انہوں نے تو نہ ہمارا زمانہ پایا - نہ ہم کو دیکھا- پھر گواہی کیسے مقبول ہوسکتی ہے- اس وقت آپ کی اُمّت جواب دیگی کہ ہم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے بتلانے سے اس امر کا علم یقینی ہُوا- اس کی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں-

بلند ہونے کا سبب

میرے تجویز کردہ عنوان میں دو حصّے تھے- پہلے حصّہ کے متعلق جو تفصیل تھی آپ سُن چکے ہیں - دوسرے حصہ کے متعلق یہ عرض ہے کہ آپ مذکورۃ الصدر آیت میں غور کرینگے تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ حضورِ انورؐ کی اُمّت کو خیرِ اُمتہ کا لقب عطا ہونے کا سبب بھی اس آیت میں مذکور ہے - اور وہ امر بالمعروف (نیک کاموں کے کرنے کا حکم) اور نہی عن المنکر (بُرے کاموں سے روکنا) ہے

لہٰذا

اگر کسی مرد یا عورت کو خیرِ اُمتہ میں داخل ہونے کی خواہش ہے تو اس کا فرض ہے کہ اول اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی اصطلاح میں جو چیزیں معروف یا منکر ہیں ان کا علم حاصل کرے اس کے بعد پہلے خود ان چیزوں پر عامل ہو - اس کے بعد دوسرے مسلمان مردوں یا عورتوں کو تلقین کرے - جو شخص خود عمل نہ کرے اور دوسروں کو تلقین کرے - وہ اللہ تعالےٰ کے اس عتاب کی زد میں آتا ہے -

اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ٥

سورہ البقرہ رکوع ۵ پارہ ۱

ترجمہ - کیا لوگوں کو تم نیکی کا حکم کرتے ہو- اور اپنے آپ کو بُھول جاتے ہو- حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو-

یہودیوں کے علماء کا مرض

اس آیت میں دراصل یہود کے بعض علماء کی حالت بیان کی گئی ہے - کہ لوگوں سے وہ کہتے تھے - کہ اسلام اچھا ہے اور خود مسلمان نہیں ہوتے تھے - لہٰذا ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے کہ یہود کی بُری عادتوں سے اپنے آپ کو بچائے - تاکہ کہیں ان کی طرح یہ بھی دربارِ الٰہی سے مردود نہ ہوجائے اَللّٰھم لاتجعلنا منھم -

حضورِ انورؐ کے اپنی اُمّت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ارشادات

پہلا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رواہ مسلم

ترجمہ - ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - جو شخص تم میں سے کوئی نا جائز کام دیکھے - تو اسے چاہیئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے دُور کردے - بس اگر ہاتھ سے دُور نہیں کرسکتا - تو اپنی زبان سے دُور کردے بس اگر اس کی بھی طاقت نہیں ہے - تو اپنے دل میں اسے بُرا سمجھے - اور یہ سب سے زیادہ کمزور درجہ ایمان کا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان ناجائز کام ہوتا دیکھے اس کا فرض ہے کہ اس سے ہٹانے کی کوشش کرے - اگر ہاتھ سے دُور کرسکتا ہے تو ہاتھ سے دُور کرے - مثلاً کسی شخص کا بیٹا جُوا کھیل رہا تھا - اسے دو تھپڑ مارے اور جوئے بازوں کی مجلس سے اُٹھا کرلے جائے - اور اگر سارے جوئے باز ایسے ہی ہیں کہ ان میں ان کا اپنا بیٹا یا عزیز کوئی نہیں تو پھر ان لوگوں کو زبان سے سمجھائے کہ جُوا کھیلنا بہت ہی بُری چیز ہے - اس سے آدمی اچھے کاموں کے کرنے سے رہ جاتا ہے - نیک اور حلال کی کمائی کرنے سے رہ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اور اگر وہ جوئے باز ایسے غنڈے ہیں کہ اس سمجھانے والے کو ماں بہن کی گالیاں دینا شروع کردینگے - تو پھر چپکے سے چلا جائے - اور دل میں اس کام کو بُرا سمجھے -

دوسرا

عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجَاءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُہٗ فِی النَّارِ فَیَطْحَنُ فِیْھَا کَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاہُ فَیَجْتَمِعُ اَھْلُ النَّارِ عَلَیْہِ فَیَقُوْلُوْنَ اَیْ فُلَانُ مَا شَاْنُکَ اَلَیْسَ کُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَانَا عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ کُنْتُ اٰمُرُکُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْہِ وَاَنْھَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْہِ - متفق علیہ -

ترجمہ - اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا - پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا - پھر اُس کی آنتیں آگ میں باہر نکل آئیں گی - پھر اپنی آنتوں کے گرداگرد چکّر کاٹے گا - جس طرح گدھا اپنی چکّی کے گرداگرد گھوم کر آٹا پیستا ہے - پھر دوزخی اس کے پاس اکٹھے ہوجائینگے - پھر کہیں گے - اے فلاں تیرا کیا حال ہے - کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور (کیا) تو ہمیں بُرائی سے منع نہیں کیا کرتا تھا - کہے گا - مَیں تمہیں نیکی کا حکم کیا کرتا تھا اور مَیں خود (وہ نیکی) نہیں کیا کرتا تھا - اور مَیں تمہیں بُرے کاموں سے روکا کرتا تھا - اور مَیں خود وُہی کام کیا کرتا تھا -

حاصل

یہ ہے - ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جس کام کو بُرا سمجھ کر دوسروں کو منع کرتا ہے - وہ خود بھی نہ کرے - اور جس کام کو اچھا سمجھ کر دوسروں کو کرنے کا مشورہ دیتا ہے وہ خود بھی کرے - ورنہ یہی نتیجہ نکلے گا جو حضورؐ نے فرمایا ہے -

تیسرا

عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ رواہ الترمذی -

ترجمہ - حذیفہؓ سے روایت ہے - تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اس خدا

کی قسم ہے۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور ضرور تم نیکی کا حکم کرو۔ اور البتہ ضرور ضرور تم بُرے کام سے منع کرو۔ یا البتہ قریب ہے کہ اللہ تم پر عذاب اپنے ہاں سے بھیجے۔ پھر تم اس سے البتہ دُعا کروگے۔ اور تمہاری دُعا قبول نہیں کی جائے گی۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد ہو یا عورت ہو۔ اس کا فرض ہے کہ جس نیکی کا اسے علم ہے وہ دوسروں کو بتلائے۔ تاکہ وہ بھی اس پر عمل کریں۔ اور لوگوں میں جو بُرائی دیکھے اس سے منع کرے۔ ورنہ گناہوں کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آگیا تو پھر دُعا بھی قبول نہیں ہوگی اس اعلان سے معلوم ہُوا کہ گنہگار پر غضب الٰہی کا ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے۔ کہ پھر دُعا بھی کرے تو قبول نہیں ہوتی۔

چوتھا

عَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيْئَةُ فِي الْاَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا رواہ ابوداؤد

ترجمہ۔ عرس بن عمیرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب کسی جگہ (کوئی) گناہ کیا جائے جو شخص وہاں موجود تھا پس اس نے اس گناہ کو ناپسند کیا وہ اس شخص جیسا ہے جو وہاں تھا ہی نہیں اور جو شخص اس گناہ کے وقت وہاں موجود نہیں تھا پس اس گناہ کو اس نے پسند کیا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو وہاں موجود تھا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر کہیں کوئی کام اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف ہو رہا ہو۔ ایک شخص اس موقع پر تو موجود نہیں ہے۔ مگر وہ اس کام کو پسند کر رہا ہے۔ تو گویا وہ بھی اس میں شامل ہی سمجھا جائیگا۔ مثلاً ایک جگہ بازاری عورت گانا گا رہی ہے۔ اور ایک دیندار آدمی کے گھر کے پاس وہ مجریٰ ہو رہا ہے۔ اب وہ اللہ تعالےٰ کا نیک بندہ دل میں کڑھ رہا ہے۔ مگر کر کچھ نہیں سکتا۔ اور اس بازاری عورت کی پوری آواز اس کے کان میں پہنچ رہی ہے۔ یہ شخص ہرگز گنہگار نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس بازاری عورت کا گانا رات بھر اس کے کان میں پڑتا رہا۔ اور اسی سبب سے اسے نیند بھی نہیں آئی۔ ایک دوسرا شخص فرض کر لیجئے۔ کہ اس جگہ موجود نہیں تھا۔ مگر وہ بازاری عورت کے رات بھر گانے اور ناچنے کو پسند کر رہا ہے۔ مثلاً یہ کہتا ہے۔ بہت ہی اچھا ہُوا۔ کہ میرے بھتیجے یا بھانجے کی شادی پر ساری رات اس بازاری عورت کا راگ گانا اور ناچنا ہوتا رہا۔ کاش میں بھی موجود ہوتا تو اس مجلس کی شرکت سے لطف اُٹھاتا اگرچہ یہ شخص اس گناہ کی مجلس میں شامل نہیں تھا۔ مگر یہ بھی اس مجلس کی پسندیدگی کے باعث شرعاً گنہگار ہوگا۔

(عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا يَكُوْنُ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهٗ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ وَكَانَ فِيْمَا قَالَ اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ وَذَكَرَ اِنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهٖ فِي الدُّنْيَا وَلَا غَدْرَ اَكْبَرُ مِنْ غَدْرِ اَمِيْرِ الْعَامَّةِ يُغْرَزُ لِوَاءُهٗ عِنْدَ اِسْتِهٖ قَالَ وَلَا يَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِّنْكُمْ هَيْبَةُ النَّاسِ اَنْ يَّقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنْ رَّاٰى مُنْكَرًا اَنْ يُّغَيِّرَهٗ فَبَكٰى اَبُوْ سَعِيْدٍ وَّقَالَ قَدْ رَاَيْنَاهُ فَمَنَعَتْنَا هَيْبَةُ النَّاسِ اَنْ نَّتَكَلَّمَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ بَنِيْ اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰى طَبَقَاتٍ شَتّٰى فَمِنْهُمْ مَّنْ يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّيَحْيٰى مُؤْمِنًا وَّيَمُوْتُ كَافِرًا وَّمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ سَرِيْعَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰى وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ بَطِيْءَ الْغَضَبِ بَطِيْءَ الْفَيْءِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰى وَخِيَارُكُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ بَطِيْءَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ وَشِرَارُكُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ سَرِيْعَ الْغَضَبِ بَطِيْءَ الْفَيْءِ قَالَ اتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّهٗ جَمْرَةٌ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ اَلَا تَرَوْنَ اِنْتِفَاخَ اَوْدَاجِهٖ وَحُمْرَةَ عَيْنَيْهِ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَلْيَضْطَجِعْ وَلْيَتَلَبَّدْ بِالْاَرْضِ قَالَ وَذَكَرَ الدَّيْنَ فَقَالَ مِنْكُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ حَسَنَ الْقَضَاءِ وَاِذَا كَانَ لَهٗ اَفْحَشَ فِي الطَّلَبِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰى وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكُوْنُ سَيِّئَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰى وَخِيَارُكُمْ مَّنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَحْسَنَ الْقَضَاءَ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ وَشِرَارُكُمْ مَّنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَفْحَشَ فِي الطَّلَبِ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُءُوْسِ النَّخْلِ وَاَطْرَافِ الْحِيْطَانِ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيْمَا مَضٰى مِنْهَا اِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْمَا مَضٰى مِنْهُ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ ابی سعید خدری سے روایت ہے کہا ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہُوئے ایسے حال میں کہ نمازِ عصر کے بعد خطبہ دینے والے تھے۔ پھر آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ جو قیامت کے آنے تک ہونے والی تھی۔ مگر اس کا ذکر فرما دیا۔ اس (وعظ) کو یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اور (اس وعظ کو) بھُلا دیا جس نے کہ اس کو بھُلا دیا۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا۔ اس میں یہ بات بھی تھی بیشک دُنیا میٹھی ہے۔ سبز ہے۔ اور بیشک اللہ تمہیں اس میں خلیفہ بنانے والا ہے۔ پھر دیکھنے والا ہوگا تم کس طرح کرتے ہو۔ خبردار پھر دُنیا سے بچو۔ اور عورتوں (کے مکر) سے بچو۔ اور آپ نے فرمایا۔ ہر ایک غدر کرنے والے کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔ اس کی غدر کی مقدار کے مناسب۔ جس قدر کہ دُنیا میں غدر (خیانت) کی ہوگی۔ اور عام مسلمانوں کے حاکم کے غدر سے بڑھ کر اور کوئی غدر بڑا نہیں ہوسکتا۔ اس کے غدر کا جھنڈا اس کے چوتڑوں کے درمیان گاڑا جائیگا۔ آپ نے فرمایا۔ اور تم میں سے کسی کو لوگوں کا خوف اس بات سے ہرگز نہ روکے۔ کہ حق کہے۔ جب جان لے (کہ حق کہدینا چاہیئے)۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اگر کوئی بُرا کام دیکھے (تو نہ رکے) اس بات سے کہ اسے تبدیل کردے۔ پھر ابو سعید روئے۔ اور کہا۔ تحقیق ہم نے اس منکر (ناپسندیدہ کام) پھر ہمیں لوگوں کی ہیبت نے اس بات سے روک دیا۔ کہ اس معاملہ میں (ان سے) کچھ کہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ خبردار۔ انسان مختلف مختلف طبقوں کے پیدا کئے گئے ہیں بعض ان میں مومن پیدا ہوتے ہیں۔ اور مومن ہی زندہ رہتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں اور بعض ان میں سے کافر پیدا ہوتے ہیں اور زندگی میں بھی کافر ہی رہتے ہیں۔ اور کافر ہی (رہتے ہوئے) مرتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے مومن پیدا ہوتے ہیں۔ اور مومن

(رہتے ہوئے) زندہ رہتے ہیں۔ اور کافر ہوکر مرتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے کافر پیدا ہوتے ہیں اور زندہ بھی کافر ہی ہیں۔ اور مرتے وقت مومن ہوتے ہیں۔ (راوی نے) کہا۔ اور آپ نے غصّے کا ذکر فرمایا۔ پھر (فرمایا) بعض ان میں سے وہ ہیں۔ جلدی غصّے ہو جانے والے ہوتے ہیں اور جلدی ہی راضی ہو جانے والے ہوتے ہیں۔ پھر ان کی ایک حالت دوسری کے برابر رہی۔ اور بعض ان میں سے دیر سے غصّے ہونے والے ہوتے ہیں۔ اور دیر ہی سے راضی ہونے والے ہوتے ہیں۔ پھر ان کی بھی ایک حالت دوسری کے برابر ہو گئی۔ اور بہترین آدمی تم میں سے وہ ہے جو دیر سے غصّے ہونے والا ہو اور جلدی راضی ہونے والا ہو۔ اور تم میں سے بُرا آدمی وہ ہے جو جلدی غصّے ہو جانے والا ہو۔ اور دیر سے راضی ہونے والا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ غصّے سے بچو۔ پس تحقیق وہ (غصّہ) آدمی کے دل پر ایک (آگ کی) چنگاری ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ اس کے گلے کی رگوں کے پھول جانے کو۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے سُرخ ہو جانے کو۔ پس جو شخص اس (غصّے) میں سے کوئی چیز محسوس کرے۔ پس اسے چاہیئے کہ لیٹ جائے۔ اور زمین کے ساتھ چمٹ جائے۔ راوی نے کہا۔ آپ نے قرض کے متعلق بھی ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا۔ بعض تم میں سے وہ ہیں۔ جو (قرض) اچھّا ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جب اس نے کسی سے لینا ہو۔ تو (قرض واپس لینے کے لئے) فحش سے کام لیتا ہے۔ (مثلاً گالیاں نکالنا) پھر اس کی ایک حالت دوسری کے برابر ہو گئی۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو (قرض) ادا کرنے میں بُرے ہوتے ہیں۔ اور اگر اس کا کسی پر قرض ہو تو عمدہ طریقہ سے طلب کرنے والا ہوتا ہے۔ پس اس شخص کی بھی ایک حالت دوسری کے برابر ہو گئی۔ اور تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے کہ جب اس پر قرض ہو تو اچھے طریقہ سے ادا کرے۔ اور جب اس سے کسی نے (قرض واپس) لینا ہو تو عمدہ طریقہ سے مطالبہ کرے۔ اور تم میں سے بُرا وہ آدمی ہے۔ جب اس کے ذمہ قرض ہو تو بُرے طریقہ سے ادا کرے۔ اور اگر کسی سے قرض واپس لینا ہو۔ تو طلب کرنے میں فحش کلامی سے کام لے (آپ نے واقعات کو نماز عصر کے بعد اتنی دیر تک بیان فرمایا) یہاں تک کہ سورج کھجور کے درختوں کے سرے پر آگیا (یعنی غروب ہونے کے قریب ہو گیا) اور دیواروں کے کنارے پر آگیا پھر آپ نے فرمایا خبردار تحقیق شان یہ ہے دُنیا میں سے جو گزر چکا ہے۔ باقی نہیں رہا۔ مگر جتنا کہ تمہارے آج کے دن میں سے اس وقت باقی ہے۔

حاصل

اس لمبی حدیث شریف میں تمام بنی نوع انسان کے حالات پر ایک عجیب غریب تبصرہ ہے۔ جو پیغمبر خدا ہی باطلاع الٰہی بیان فرما سکتے ہیں۔ اور کسی کو کیا مجال ہے کہ تمام انسانوں کی پیدائش۔ زندگی اور موت کے مختلف الانواع حالات پر تبصرہ کر سکے۔ ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ آپ کے ارشادات کو وحی الٰہی (خفی سمجھ کر (یعنی جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کے دل میں القا کی گئی ہے) ایمان لائے۔ میں اپنے مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے فقط مسئلہ تبلیغ کے متعلق جو اس میں ایک دو فقرے ہیں ان کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ "تم میں سے کسی کو لوگوں کی ہیبت (خوف) حق بات کہنے سے نہ روکے"

اور یہ حکم عام ہے

کہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ جب دیکھے کہ حق کی مخالفت ہو رہی ہے۔ تو حق بات کہہ دے۔ بعض مجمعے لوگوں کے ہونگے۔ وہاں حق بات کہہ دینا مردوں کا فرض ہے۔ اور بعض مجمعے عورتوں کے ہوں گے۔ وہاں حق پرست عورتوں کا فرض ہے کہ اس مجمع میں حق بات کہدیں۔ تاکہ دین کی تبلیغ ہو جائے۔ قیامت کے دن جب ان پر گناہوں کی گرفت ہو تو بے دین لوگ (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ اے اللہ تیرا پیغام تیرے کسی بندے نے ہمیں تو پہنچایا ہی نہیں تھا۔

انسان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت ہے

انسان سوائے کسی معلم کی تعلیم کے اپنے لئے ایسا نظام الاوقات (پروگرام) نہیں بنا سکتا۔ جو اس کے لئے دُنیا میں بھی مفید ہو۔ اور مرنے کے بعد بھی اس کے حق میں اچھے نتائج پیدا کرے اور قیامت کے دن بھی اسے کامیاب بنا دے۔ انسان کی ان تینوں قسم کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر فقط اللہ تعالےٰ ہی اسے ایسا نظام الاوقات (پروگرام) بنا کر دے سکتا ہے۔ جو اس کی تمام ضروریات کا بہترین حل ہو۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر دور زمانہ میں انسان کے لئے بہترین نظام الاوقات (پروگرام) نازل ہوتے رہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان تمام قسم کے نظام الاوقاتوں (پروگراموں) میں سے آج ایک بھی سطح زمین پر موجود نہیں ہے۔ آج سطح زمین پر

اللہ تعالیٰ کا فقط ایک نظام الاوقات

بصورت قرآن مجید ہے۔ باقی سطح دُنیا سے نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ اور اس نظام الاوقات (قرآن مجید) کو ماننے والا فقط مسلمان ہے۔ جو لاالٰہ الاالله محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔ لہٰذا اس کلمہ گو

مسلمان کا فرض ہے کہ اس قرآن مجید

کو ساری دُنیا میں پھیلائے۔ کیونکہ ہمارے پیغمبر یعنی محمد رسول اللہ کو اللہ تعالےٰ نے ساری دُنیا کے لئے مبشر (خوشخبری دینے والا) اور منذر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۝)

ترجمہ۔ ہم نے آپ کو سب لوگوں کے حق میں خوشخبری دینے والا (مومنوں کو) اور ڈرانے والا (کافروں کو) بنا کر بھیجا ہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُمّت ہی اس تبلیغ حق کے

فرض کے ادا کرنے کی ذمہ دار

ہو گی۔ کیونکہ دُنیا کی کسی قوم کے پاس نہ پیغام الٰہی ہے۔ اور نہ اس کے پہنچانے کا فرض ہی ان پر عائد ہوتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت

کافی حد تک ادا کر رہی ہے

الحمدللہ علماء کرام نے مدارس عربیہ کھولے

ہوئے ہیں۔ جن میں علوم دین پڑھنے والے طلباء آ جاتے ہیں۔ تعلیم دین تو علماء کرام دیتے ہیں۔ اور عام مسلمان ان مدارس دینیہ عربیہ میں چندہ دیتے ہیں جس سے اساتذہ کرام کی تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں۔ طلبہ کے لئے کتابیں خریدی جاتی ہیں۔ طلبہ کی خوراک و پوشاک اور دوسری ضروریات میں مسلمانوں کا وہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ ان مدارسِ عربیہ کے طالب علم فارغ ہو کر کوئی مبلغ ہو جاتا ہے۔ کوئی خطیب ہو جاتا ہے۔ کوئی مدرس ہو جاتا ہے۔ غرض یہی فارغ شدہ حضرات اشاعت دین اسلام کے مختلف شعبوں کو سنبھال لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان مدارس عربیہ اسلامیہ کو آباد رکھے۔ اور علماء کرام کے وجودِ مسعود کو تا دیر سلامت رکھے۔ اور جو ان میں سے دُنیا سے جائے۔ اپنے قائم مقام کئی مبلغ اسلام چھوڑ کر جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اسلام زندہ باد۔ جماعت علماء دین زندہ باد۔ آمین یا الٰہ العالمین +

غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کیجیے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: (یہ بیچارے غلام) تمھارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمھارا زیرِ دست (محکوم) بنادیا ہے، تو اللہ جس کے زیرِ دست (اور تحت حکم) اس کے کسی بھائی کو کر دے تو اس کو چاہئے کہ اس کو وہ کھلائے جو خود کھاتا ہے، اور وہ پہنائے جو خود پہنتا ہے، اور اس کو ایسے کام کا مکلف نہ کرے جو اس کے لئے بہت بھاری ہو، اور اگر ایسے کام کا مکلف کرے تو پھر اس کام میں خود اس کی مدد کرے۔ صحیح بخاری

غلاموں کے حقوق کی تاکید

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے (وفات سے پہلے) جو آخری کلام فرمایا وہ یہ تھا: الصَّلاۃَ الصَّلاۃَ، اتَّقُوا اللّٰہَ فِیمَا مَلَکَتْ أَیْمَانُکُمْ (یعنی نماز کی پابندی کرو، نماز کا پورا اہتمام کرو، اور اپنے غلاموں میں زیرِ دستوں کے بارے میں خدا سے ڈرو)۔ سنن ابی داؤد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کسی غلام اور مملوک کے لئے بڑی اچھی اور کامیابی کی بات ہے کہ اللہ اس کو ایسی حالت میں اٹھائے کہ وہ اپنے پروردگار کا عبادت گزار ہو اور اپنے سید و آقا کا فرمانبردار ہو۔ صحیح بخاری

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کوئی غلام جب اپنے سید و آقا کی خیر خواہی اور وفاداری کرے اور خدا کی عبادت بھی اچھی طرح کرے تو وہ دہرے ثواب کا مستحق ہو گا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو آدمی ہمارے چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ نہ کرے اور بڑوں کی عزت کا خیال نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جامع ترمذی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۶ر صفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۲ر اگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

ہر سرپرست اللہ تعالےٰ کی طرف سے اپنے ماتحتوں کی دینی اصلاح کا ذمہ دار ہوتا ہے

اس فرض کے انجام دینے کے لئے سب سے پہلے ذمہ دار انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں یہی وجہ تھی

کہ ان کی اُمتیں ان کی توہین اور تذلیل کرتی تھیں۔ پھر بھی وہ ان کی اصلاح سے دستکش نہیں ہوتے تھے۔ حالانکہ ان حضرات کی ذاتی غرض کوئی نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ سورہ شعراء پارہ ۱۹ میں بہت سارے انبیاء علیہم السلام کے اعلانات موجود ہیں۔ (وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورہ شعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور میں تم سے اس (دین کے سکھانے) پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے واقعات بطور شہادت پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ

(وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۸ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور انہیں نوح کا حال سنا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے قوم اگر تمہیں میرا تم میں رہنا اور اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہو۔ تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اب تم سب مل کر اپنا کام مقرر کرو اور اپنے (خدا سے بنائے ہوئے) شریکوں کو جمع کرو۔ پھر تمہیں اپنے کام میں شبہ نہ رہے۔ پھر وہ کام میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ پھر اگر منہ پھیرو تو میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا۔ میرا معاوضہ اللہ پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ فرمانبرداروں میں رہوں۔ پھر اُنہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور انہیں جانشین بنا دیا۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ اُنہیں غرق کر دیا۔ سو دیکھ لو۔ کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے اُن کا انجام کیسا ہُوا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی ہر ایذا کو برداشت کیا۔ تکلیفیں اُٹھائیں۔ مگر آخر دم تک پیچھے نہیں ہٹے اور تبلیغ حق کا فرض انجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کی موجودگی میں مخالفین حق غرق کر دیئے گئے۔

بطور نمونہ قوم عاد کا قصہ ملاحظہ کیجئے

(وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝)

سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ کہا اے قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی حاکم نہیں۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو۔ اے قوم میں اس پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری اسی پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔ اور اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا۔ اور تمہاری قوت کو اور بڑھائیگا۔ اور تم نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ۔ کہا۔ اے ہود۔ تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں۔

اس کشمکش کا نتیجہ

یہ نکلا (وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ ڨ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝)

سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور جب ہمارا حکم پہنچا۔ تو ہم نے ہود کو اور انہیں جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے نجات دی۔ اور یہ عاد تھے کہ اپنے رب کی باتوں سے منکر ہُوئے۔ اور اس کے رسولوں کو نہ مانا۔ اور ہر ایک جبّار سرکش کا حکم مانتے تھے۔ اور اس دُنیا میں بھی اپنے پیچھے لعنت چھوڑ گئے۔ اور قیامت کے دن بھی خبردار بے شک عاد نے اپنے رب کا انکار کیا تھا۔ خبردار عاد جو ہود کی قوم تھی اللہ کی رحمت سے دُور کی گئی۔

حاصل

یہ نکلا کہ چونکہ ہود علیہ السلام قوم عاد کی اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہُوئے تھے۔ اس لیے باوجود ان لوگوں کی تکالیف پہنچانے کے ان کی اصلاح سے دست بردار نہیں ہوئے۔ تاآنکہ قوم اللہ تعالےٰ کے عذاب میں مبتلا ہو کر دُنیا سے رخصت ہو گئی۔ اور یہ بھی حضرت ہود علیہ السلام

نے ان کے سامنے اعلان کر رکھا تھا۔ کہ مَیں فقط اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں تمہاری اصلاح چاہتا ہوں۔ ورنہ مجھے تم سے کوئی معاوضہ حاصل کرنا مقصود نہیں ہے۔

مذکور الصدر

دو پیغمبروں کے واقعات سے یہ چیز پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام جب کسی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے تھے تو اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بھی آخری دم تک قوم کی اصلاح کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ آج کل بھی دینِ الٰہی کے مجموعہ قرآن مجید اور اس کی شرح ارشادات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اشاعت کرنے والے حضرات کو بھی یہی مسلک اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ قوم کی اصلاح کی آخری دم تک سرتوڑ کوشش کریں۔ اور ضروریاتِ زندگی کا کفیل رب العالمین کو بنائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

تین گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سرپرست ہیں دو مذہبی اور ایک سیاسی

دو مذہبی گروہ

علماء کرام اور صوفیائے عظام یہ دونوں حضرات مسلمانوں کے مذہبی سرپرست سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو کوئی مسئلہ شرعی پیش آئے تو علمائے کرام کے دروازے پر جاتے ہیں۔ اور باطن کی اصلاح کے لئے صوفیائے کرام کے دروازے کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ کہ حضرت اللہ اللہ سیکھنے کے لئے خدمت میں حاضر ہُوا ہوں۔

لہٰذا دونوں گروہوں کے ذمہ دار حضرات

کا لازمی اور ضروری فرض ہے کہ جو ان کے پاس آئے۔ اسے کتاب و سنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔ اور ان کے ذہن میں یہ چیز ڈال دیں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو اس کی تدبیر فقط یہ ہے کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اپنے لئے ہر معاملہ میں فیصلہ کن مان لو۔ اگر آپ کے دلوں میں یہ چیز پیدا ہوگئی۔ اور آپ نے اس طریق کار کو لحد قبر تک نباہا تو انشاء اللہ تعالیٰ قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی۔

اگر قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث

کے فیصلے کے ماننے سے انکار کیا تو اس انکار کے باعث انسان کافر ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی برادری میں شامل رکھے۔ ایسے شخص کے حق میں قرآن مجید میں یہ اعلان آیا ہے۔

(اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۚ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے۔ نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش۔ ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو اُنہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

قرآن مجید میں بھی علماء کرام اور صوفیائے عظام ہی کو مذہب کا محافظ قرار دیا گیا ہے

(لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۹ پارہ ۶

ترجمہ۔ ان کے فقراء اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے انہیں کیوں نہیں منع کرتے۔ البتہ بُری ہے وہ چیز جو وہ کرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ چونکہ اہل کتاب کی بے دینی کو ان کے فقراء (صوفیا) اور علماء نہیں روکتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ ان دونوں جماعتوں سے اپنی ناراضگی کا اظہار فرما رہا ہے۔ کہ قوم کی گمراہی میں ان دونوں جماعتوں کا بھی حصّہ ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ یہ دونوں مذہبی جماعتیں اُمّت کی اصلاح کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "جب خدا کسی قوم کو تباہ کرتا ہے تو اس کے عوام گناہوں اور نافرمانیوں میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے خواص یعنی درویش اور علماء گونگے شیطان بن جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا حال یہ ہی ہُوا۔ کہ لوگ عموماً دُنیوی لذات و شہوات میں منہمک ہو کر خدا تعالےٰ کی عظمت و جلال اور اس کے قوانین و احکام کو بھلا بیٹھے۔ اور جو مشائخ اور علماء کہلاتے تھے۔ اُنہوں نے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا فریضہ ترک کر دیا۔ کیونکہ دُنیا کی حرص اور اتباع شہوات میں وہ اپنے عوام سے بھی آگے تھے۔ مخلوقِ خدا کا خوف یا دنیا کا لالچ حق کی آواز بلند کرنے سے مانع ہوتا تھا۔ اسی سکوت اور مداہنت سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں۔ اسی لئے امت محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو قرآن و حدیث کی بیشمار نصوص میں بہت ہی سخت تاکید و تہدید کی گئی ہے۔ کہ کسی وقت اور کسی شخص کے مقابلہ میں اس "فرض امر بالمعروف" کے ادا کرنے سے تغافل نہ برتیں"۔

کھرے اور سچّے صوفی کی پہچان

جس طرح کھرا اور سچّا عالم وہ ہے جو کتاب و سنۃ کی روشنی میں مسلمانوں کی راہنمائی کرے۔ اسی طرح کھرا اور سچّا صوفی وہ ہے۔ جس کے اذکار و اشغال کتاب و سنۃ کے موافق ہیں۔ اگر بالفرض صوفی کہلائے اور آسمان پر پرواز کرتا ہُوا آئے اور لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے اور لوگوں کی زبان سے قبلۂ عالم کا لقب پائے۔ لیکن اگر اس کا طریقہ کتاب و سنۃ کے طریقے کے خلاف ہے تو ایسے شخص کو اپنا مصلح بنانا گناہ ہے۔ اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے اور اگر لاعلمی میں ہو جائے تو اس کا توڑ دینا فرض عین ہے کیونکہ

ہم اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہیں

لہٰذا جو شخص ان دو دروازوں سے مردود ہو وہ مسلمانوں کا امام اور راہنما کیسے ہوسکتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی نے اس مردود کو اپنا راہ نما مان لیا تو پھر اُوپر والے دونوں دروازوں سے یہ بھی مردود ہو جائے گا۔

ہرصوفی کا فرض

جس طرح ہر عالم دین کا فرض ہے کہ اپنے تابعداروں کو کتاب و سنت کی تعلیم سے روشناس کراتا رہے تاکہ انہیں ہر معاملہ میں حق و باطل میں تمیز کرنے کی توفیق ہوتی رہے۔ اسی طرح ہر صوفی کا فرض ہے کہ اپنے معتقدین کے دلوں میں کتاب و سنت کے نور کی کرنیں وقتاً فوقتاً ڈالتا رہے۔ تاکہ وہ لوگ اصل مقصود رضا الٰہی اور رضائے سیّد الثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنائیں۔ اور یہ اذکار و اشغال اس جذبہ کے پیدا کرنے کا ذریعہ بن جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کا تیسرا سرپرست گروہ حکومت اسلامیہ کے سرکاری عہدہ دار ہیں

اس کا قرآن مجید سے ثبوت ملاحظہ ہو

وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝

سورہ الحج رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کریگا۔ جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست غالب ہے۔ وہ لوگ اگر ہم انہیں دُنیا میں حکومت دیدیں تو نماز کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کا حکم کریں۔ اور بُرے کاموں سے روکیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ ان دینداروں کی ضرور مدد کرے گا۔ جنہیں اگر اللہ تعالےٰ حکومت دیدے تو ارکان دین (مثلاً نماز اور زکوٰۃ) کے خود بھی پابند ہونگے۔ اس کے علاوہ اپنے سیاسی رعب داب کے ذریعہ سے لوگوں کو نیکی کا حکماً پابند بنائیں گے۔ اور بُرائی سے حکماً روکینگے

شاہنشاہی اعلان کا نتیجہ

یہ نکلا کہ حکومت اسلامیہ کے سرکاری عہدہ داروں کو اللہ تعالےٰ نے حکومت فقط اس لئے نہیں دی۔ کہ لوگوں سے مختلف قسم کے ٹیکس وصول کرکے اپنی بھاری بھرکم تنخواہیں ہی وصول کرتے رہیں اس کے علاوہ سرکاری موٹروں پر سواری کریں سرکاری بنگلوں میں رہیں اور سرکاری ٹرینوں میں مفت سفر کریں۔

نہیں نہیں

بلکہ ان کا فرض ہے کہ اس اسلام کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اسلام کا خاکہ متعین کیا گیا تھا جس کے متن کا مجموعہ قرآن مجید ہے اور جس کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے اس اسلام کے خود بھی پابند ہوں اور حکومت کے زور سے مسلمانوں کو اس پر چلنے کے لئے مجبور کریں۔ پھر بھی جو شخص قانون اسلامی کی بغاوت سے باز نہ آئے۔ حکومت اسلامی کا فرض ہے کہ جب تک وہ اسلامی قانون کی بغاوت سے توبہ نہ کرے اسے جیلخانہ کی کوٹھری میں بند رکھا جائے۔

اے ارکان حکومتِ پاکستان

میرے بھائیو۔ سطور بالا میں جو کچھ عرض کر چُکا ہوں۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کے فرض منصبی کی طرف میں نے آپ کو توجہ دلائی ہے۔ چونکہ آپ میں سے شاید ہی کوئی ہو جو کتاب و سنت کا عالم ہو۔ ورنہ آپ میں اکثر دین کے علم سے عاری ہیں۔ میں نے آپ کی خیرخواہی کی ہے کہ آپ کو ایک سخت خطرے سے آگاہ کیا ہے کیونکہ اگر آپ وہی کچھ کرکے دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ جو تنخواہوں اور بنگلوں کے سلسلہ میں عرض کر چُکا ہوں تو اس جرم عظیم کے باعث مرنے کے ساتھ ہی فوراً اس کی سزا شروع ہو جائے گی۔ اور وہ سزا قبر کا عذاب ہوگا۔ آپ کی قبریں دوزخ کا گڑھا بن جائیں گی۔

اور پھر

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں آپ کا یہ عذر بھی نہیں سُنا جائے گا۔ کہ اے اللہ ہمیں تو تیرے قانون کا علم ہی نہیں تھا۔

کیونکہ

اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے کہ اس نے کس صدی میں تبلیغ دینِ الٰہی کے لئے کونسا آدمی پیدا کیا تھا۔ جس طرح ربّ العالمین ہر موسم میں اپنی مخلوقات کی جسمانی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے سبزیاں۔ ترکاریاں میوہ جات اور اناج تازہ پیدا کر دیتا ہے بعینہٖ ہر دور کے انسانوں کو پیغام حق پہنچانے کے لئے نئے نئے اپنے بندے پیدا کر دیتا ہے۔ جو کسی کی

ملامت یا مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے

کھلم کھلا اللہ تعالےٰ کے بندوں کو پیغام حق پہنچا دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالےٰ ملاحظہ ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

سورہ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا۔ تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا۔ کہ اللہ ان کو چاہتا ہے۔ اور وہ اس کو چاہتے ہیں مسلمانوں پر نرم دل ہونگے۔ اور کافروں پر زبردست۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے۔ اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحؒ

اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں"۔ اس آیت میں اسلام کی ابدی بقا اور حفاظت کے متعلق عظیم الشان پیشین گوئی کی گئی ہے۔ پچھلی آیات میں کفار کی موالات سے منع کیا گیا تھا۔ ممکن تھا کہ کوئی شخص یا قوم موالات کفار کی بدولت صریحاً اسلام سے پھر جائے۔ جیسا کہ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ میں تنبیہ کی گئی ہے۔ قرآن کریم نے نہایت قوت اور صفائی سے آگاہ کر دیا۔ کہ ایسے لوگ اسلام سے پھر کر کچھ اپنا ہی نقصان کریں گے۔ اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ حق تعالےٰ مرتدین کے بدلے میں یا ان کے مقابلہ پر ایسی قوم لے آئے گا۔ جن کو خدا کا

عشق ہو۔ اور خدا ان سے محبت کرے۔ وہ مسلمانوں پر شفیق و مہربان اور دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں غالب اور زبردست ہوں گے۔ یہ پیشینگوئی بحول اللہ و قوتہ ہر قرن میں پوری ہوتی رہی ارتداد کا سب سے بڑا فتنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صدیق اکبرؓ کے عہد میں پھیلا۔ کئی طرح کے مرتدین اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ مگر صدیق اکبرؓ کی ایمانی جرأت اور اعلیٰ تدبیر اور مخلص مسلمانوں کی سرفروشانہ اور عاشقانہ خدمات اسلام نے اس آگ کو بجھایا۔ اور سارے عرب کو متحد کر کے از سرِ نو اخلاص و ایمان کے راستہ پر گامزن کر دیا۔ آج بھی ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ کہ جب کبھی چند جاہل اور طامع افراد اسلام کے حلقہ سے نکلنے لگتے ہیں تو ان سے زیادہ اور ان سے بہتر تعلیم یافتہ اور محقق غیر مسلموں کو اسلام اپنی فطری کشش سے اپنی طرف جذب کر لیتا ہے۔ اور مرتدین کی سرکوبی کے لئے خدا ایسے وفادار اور جاں نثار مسلمانوں کو کھڑا کر دیتا ہے۔ جنہیں خدا کے راستہ میں کسی کی ملامت اور طعن و تشنیع کی پروا نہیں ہوتی۔ انسان کی بڑی سعادت اور اس پر خدا کا بڑا فضل یہ ہے۔ کہ وہ فتنہ کے وقت خود جادۂ حق پر ثابت قدم رہ کر دوسروں کو ہلاکت سے بچانے کی فکر کرے۔ خدا جن بندوں کو چاہے۔ اس سعادتِ کبریٰ اور فضلِ عظیم سے حصّہ وافر عطا فرماتا ہے۔ اس کا فضل غیر محدود ہے۔ اور وہ ہی خوب جانتا ہے کہ کونسا بندہ اس کا اہل اور مستحق ہے۔

شخصی سرپرستی جو ہر گھر کے ذمہ دار اور اس کی بیوی اور اس کے غلام پر عائد ہوتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَّھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار تم میں سے ہر ایک حاکم ہے۔ اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی۔ پس سرکاری عہدیدار وہ جو لوگوں پر حاکم مقرر کیا گیا ہے۔ اس سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اور وہ مرد جو اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ اس سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس کی جائیگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اور اس کی اولاد پر حاکم ہے اس سے بھی ان کے متعلق باز پرس کی جائیگی اور آدمی کا غلام اپنے سردار کے مال کا محافظ ہے۔ اس سے اس مال کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔ خبردار۔ پس ہر ایک تم سے حاکم ہے۔ اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس کی جائیگی۔

اس ارشاد نبوی کے متعلق کچھ تفصیل

اس حدیث شریف میں سب سے پہلے مسلمانوں کے حاکم کی ذمہ داری کے متعلق ارشاد تھا۔ چونکہ اس کے متعلق اسی خطبہ میں پہلے تفصیل عرض کی جا چکی ہے اسلئے یہاں اس تفصیل کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد ہر گھر کے ذمہ دار کی ذمہ داری کا ذکر ہے۔ کہ اس سے بیوی اور بچوں کے حقوق کے متعلق محاسبہ ہو گا۔ حقوق دو قسم کے ہیں جسمانی اور روحانی مثلاً کیا تم خداداد توفیق کے مطابق بیوی اور بچوں کو خرچ دیتے تھے۔ یا خود امیرانہ ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرتے تھے اور بیوی اور بچوں کو کپڑے اور روٹی کے لئے فقط قوت لایموت دیتے تھے اور وہ بھی تیوری چڑھا کر۔ اس قسم کا سوال تو جسمانی تربیت کے متعلق ہو سکتا ہے۔ روحانیت کے متعلق سوال۔ مثلاً کیا تم نے اپنی بیوی اور بچوں کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے ارشادات سے آگاہ کیا تھا۔ اور اگر آگاہ کیا تھا۔ تو کیا پھر بیوی اور بچوں سے عمل بھی کرایا کرتے تھے۔ اور جو ان میں سے عمل نہیں کیا کرتا تھا۔ کیا تم اس پر گرفت کیا کرتے تھے۔ مثلاً بیوی اور بیٹوں اور بیٹیوں نے نماز نہیں پڑھی تھی تو تم نے ان پر گرفت کی تھی۔ اور کیا اس سستی پر انہیں سزا دی تھی یا سزا کی دھمکی دی تھی۔ کہ آج تو معاف کرتا ہوں۔ لیکن آئندہ اگر نماز نہ پڑھی تو جوتوں سے سر گنجا کر دونگا۔ علی ہذا القیاس اس شخص کے گھر میں جتنے بھی خلاف شرع کام ہوتے رہے ہیں سب کے متعلق اس گھر کے ذمہ دار سے باز پرس ہوگی۔ کہ تم نے خلاف شرع چیزوں کو گھر سے کیوں نہیں ہٹایا تھا۔

برادرانِ اسلام ہوش کرو اور چوکنّے ہو جاؤ

کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی نیکیوں پر بھروسہ کر کے بہشت کے داخلہ کے امیدوار بن کے بیٹھے رہو۔ اور جب معروضات سابقہ کا حساب و کتاب تم سے لیا جائے تو فیل ہو جاؤ۔ اور بجائے جنّت میں جانے کے جہنّم میں جھونک دیئے جاؤ۔ پھر خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے تم جہنّم سے نکل آؤ۔

بیوی صاحبہ کا امتحان

گھر کے مالک کی اہلیہ کا حکم اپنے بچّوں اور نوکروں (یا غلاموں جو آج کل پاکستان میں نہیں ہیں) خوب چلتا ہے۔ میاں صاحب کی طرح بچوں اور نوکروں کو بھی بیوی صاحبہ کا حکم ضرور ماننا پڑتا ہے۔ اب اگر بیوی صاحبہ سے مثلاً یہ سوال کیا جائے۔ کہ تم نوکروں سے سارا دن بازار سے سودے تو منگواتی تھی۔ اور برتن تو منجھواتی تھی۔ چارپائیوں پر بستر ے تو بچھواتی تھی مگر کیا نماز کے وقت بچّوں سے یا نوکروں سے حکماً نماز بھی پڑھواتی تھی۔ اور جس طرح دُنیا کا کام نہ کریں تو سزا دیتی تھی۔ کیا نماز نہ پڑھنے پر بھی انہیں سزا دیتی تھی مستورات سے کہتا ہوں۔ بیٹی نوکروں اور بچوں کے متعلق جو سوالات عرض کر رہا ہوں۔ کوئی بعید نہیں کہ قیامت کے دن تم سے اسی قسم کے سوالات کئے جائیں۔ لہٰذا بیٹی تمہارا فرض ہے کہ جس طرح نوکروں پر حکم کر کے ان سے دُنیا کے کام کراتی ہو ان کے دین کی حفاظت کرنا بھی تمہارا فرض ہے۔ بیٹی خدا تعالےٰ تمہیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشآء الیٰ صراط مستقیم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۳ر صفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۹ر اگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اسلام کے تین بنیادی مسائل قرآن مجید کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں

تمہید

برادرانِ اسلام - آج کے خطبہ میں قرآن مجید کی روشنی میں اسلام کے تین بنیادی مسائل کے متعلق کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں - **پہلا مسئلہ** اللہ تعالیٰ کی پہچان کے متعلق ہے ——— اگرچہ ہر مسلم اور غیر مسلم اللہ تعالیٰ کے نام کو جانتا ہے - خواہ اپنی اپنی زبان میں اسے مختلف الفاظ سے تعبیر کرتا ہو - مگر یہ یقیناً یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کو صحیح معنی میں فقط وہ شخص پہچان سکتا ہے - جو اس کی پہچان کا طریقہ فرمانِ شاہنشاہی یعنی قرآن مجید سے سیکھے - آج یہ گنہگار قرآن مجید کے حوالوں سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کرانا چاہتا ہے - اس کے بعد دوسرا مسئلہ قرآن مجید کے متعلق کچھ ضروری معروضات ہوں گی - اس کے بعد تیسرا مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پہچان ہے - ہر مسلمان یہ تو جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں - اس کے بعد حضور انورؐ کے مرتبہ کو فقط وہی شخص پہچان سکتا ہے - جو قرآن مجید کی روشنی میں آپؐ کے مرتبہ کو سمجھنا چاہے - ورنہ جب آپ قرآن مجید میں آپؐ کے متعلق ذکرِ خیر سُنیں گے - تو آپ حیران ہونگے کہ قرآن مجید کیا ارشاد فرما رہا ہے اور ہم کس خیال میں رہے -

ایک ضروری پرہیز

مذکورۃ الصدر تینوں مسائل کے متعلق قرآن مجید کے فقط ارشادات تو پیش کرونگا - مگر اس چیز سے مَیں یقیناً پرہیز کروں گا کہ میرے مسلمان بھائیوں میں سے قرآن مجید کے اعلانات کے خلاف کون شخص یا کونسی جماعت غلط راستہ پر جا رہی تھی - اس پرہیز کا باعث یہ ہے - تاکہ یہ نہ سمجھا جائے - کہ مَیں ذاتی طور پر کسی شخص یا کسی جماعت کی توہین کرنا چاہتا ہوں - بلکہ یہ گنہگار تو فقط یہ پیش کر دے گا کہ اس مسئلہ میں رب العالمین کا کیا ارشاد ہے - اس کے بعد ہر مسلمان کا اپنا فرض ہے کہ اگر پہلے ہی صحیح راستہ پر چل رہا تھا تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے - اور اگر غلط راستہ پر جا رہا تھا - تو اس آئینہ میں اپنے اعتقادات کا مونہہ دیکھ کر خال وخط ٹھیک کر لے - رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ۖ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ -

پہلا مسئلہ
اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق اعلانات

پہلا

(لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ۙ اَوۡ یُزَوِّجُہُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ ؕ) سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے - جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے - جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے - یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے - بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ زمین اور آسمان میں فقط اسی کی بادشاہی ہے یعنی فقط اسی کا حکم چلتا ہے - اور اولاد دینا نہ دینا فقط اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے - اولاد کے متعلق چاروں صورتیں اسی کے اختیار میں ہیں - فقط لڑکیاں دینا - فقط لڑکے دینا یا دونوں قسمیں دینا یا اولاد مطلق نہ دینا -

اس کا نتیجہ

یہ صاف نکلتا ہے - کہ اولاد کی ضرورت ہو تو فقط اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جائے - چنانچہ پانچ وقتوں کی نمازوں میں ہر التحیات پڑھتے وقت اس سے اولاد کی دعا مانگی جا سکتی ہے - جس طرح زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اولاد ملنے کی دُعا کی تھی - فرمایا تھا

(رَبِّ ہَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ۚ اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ○) سورہ اٰل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ - کہا - اے میرے رب - مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما - بیشک تو دُعا کا سُننے والا ہے - اس

دُعا سے

یہ معلوم ہُوا کہ انبیاء علیہم السلام بھی اولاد کے حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہوتے ہیں -

دُوسرا

(وَعِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡلَمُہَاۤ اِلَّا ہُوَ ؕ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعۡلَمُہَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ○)

سورہ الانعام رکوع ۷ پارہ ۷

ترجمہ - اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں - جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے - وہ سب جانتا ہے - اور کوئی پتّہ نہیں گرتا - مگر وہ اسے بھی جانتا ہے - اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصّوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خُشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) میں ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ جب غیب کی کنجیاں فقط اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں تو جن خزانوں کی کنجیاں اس کے قبضہ میں ہیں وہ بھی سب اسی کے قبضہ میں ہونگے - اور خُشکی اور تری کی ہر چیز پر اسی کا علم حاوی ہے - اور جو پتّہ زمین پر گرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے - اور زمین کے اندر جو دانہ ڈالا جاتا ہے وہ اُسے بھی جانتا ہے - غرضیکہ ہر تر اور خُشک اسی کے علم میں اور اسی کی کتاب روشن یعنی لوح محفوظ میں ہے -

تیسرا

(وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ○) سورہ الانعام رکوع ۷ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور وہی (اللہ) اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے۔ تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اسے قبضہ میں لے لیتے ہیں۔ اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

حاصل

یہ نکلا کہ تمام بنی نوع انسان اسی کے قبضہ میں ہیں۔ علاوہ اس کے اللہ تعالٰے اپنی طرف سے انسانوں پر نگرانی کرنے والے (فرشتے) بھیجتا ہے۔ اور انسان کی رُوح بھی اسی کے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کرتے ہیں۔ (تب انسان مر جاتا ہے)

چوتھا

(قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○)

سورہ اٰل عمران رکوع ۳ پارہ ۳

ترجمہ۔ تُو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے جسے تو چاہتا ہے۔ عزّت دیتا ہے۔ اور جسے تو چاہے۔ ذلیل کرتا ہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔ اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے۔ اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور جسے تُو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس جہانِ دُنیا کی بادشاہی کا مالک دراصل اللہ تعالٰے ہی ہے۔ اپنی مرضی سے جس کو چاہے دیدے۔ اور جس سے چاہے چھین لے۔ باقی رہا۔ یہ کہ فلاں شخص یا فلاں قوم کو کیوں دی۔ اس کی مصلحت وہی جانتا ہے۔ البتہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ جو کچھ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔ بالکل ٹھیک کرتا ہے۔ اس کے ذمہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اپنے ہر کام کی حکمت پہلے اپنے بندوں کو ذہن نشین کرا دے۔ اور پھر نظام میں تبدیلی کرے۔

پانچواں

(اَوَلَمْ يَعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ)

سورہ الزمر رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کرتا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ رزق کی کشادگی یا تنگی اللہ جلّ شانہٗ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ لہٰذا جس کا رزق تنگ ہو جائے اُسے چاہئے کہ فقط براہ راست اللہ تعالٰے ہی کے دروازہ کو کھٹکھٹائے اور جب تک کام نہ ہو اُس کا دروازہ چھوڑ کر کہیں نہ جائے۔

چھٹا

(فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۙ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۙ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۙ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۙ وَالَّذِيْۤ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ؕ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۙ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۙ) سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (ابراہیم علیہ السلام نے کہا) سو وہ (تمہارے معبود) سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب مَیں بیمار ہوتا ہوں۔ تو وُہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ جو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا۔ اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما۔ اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکرِ خیر باقی رکھ۔ اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کر دے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالٰے کے سوا تمام ان معبودوں سے بیزاری کا اعلان فرما رہے ہیں جو ان کی قوم نے بنا رکھے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہُوا کہ دُنیا میں معبود بنانے کے قابل فقط اللہ جلّ شانہٗ کی ذات ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالٰے سے اپنے تعلقات واضح فرما رہے ہیں

(۱) اللہ تعالٰے ہی نے مجھے پیدا کیا ہے۔ (۲) دُنیا میں رہنے سہنے کے طریقہ کی راہنمائی بھی میری وہی کرتا ہے (۳) وہی مجھے کھلاتا ہے (۴) اور وہی مجھے پلاتا ہے (۵) اور جب بیمار ہو جاؤں تو وہی مجھے صحت عطا فرماتا ہے (۶) وہی مجھے مارے گا (۷) پھر (دوبارہ قیامت کے دن) وہی مجھے زندہ کرے گا (۸) قیامت کے دن (اگر بالفرض میری خطائیں ہُوئیں) میری خطائیں معاف فرمائے گا (اس اعلان میں امت کے لئے ضرور راہ نمائی ہے کہ گناہ معاف کرنے کا اختیار فقط ایک اللہ تعالٰے ہی کو ہے) (۹) اے اللہ مجھے اپنی طرف سے کمال علم عطا فرما (۱۰) اے اللہ مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما (۱۱) اے اللہ میرے بعد آنے والی نسل انسانی میں میرا ذکر خیر باقی رکھ۔ (یعنی مجھے نیکی سے یاد کریں) (۱۲) اے اللہ مجھے بھی بہشت کے وارثوں میں شامل فرما۔

ساتواں

(قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○)

سورہ الزمر رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ (ان کافروں سے) فرمائیے۔ بھلا دیکھو تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف دینا چاہے تو کیا وہ اس کی تکلیف کو دُور کر سکتے ہیں یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں۔ کہدو مجھے اللہ کافی ہے۔ توکل کرنے والے اسی پر توکل کیا کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگر ساری دُنیا کے بناوٹی معبوُد اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی تکلیف کو دُور کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی مہربانی ہو جائے تو سارے معبود مل کر بھی اسے روک نہیں سکتے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں بے بس اور بے کس ہیں۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر ان سے بندگی کا تعلق جوڑنا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے؟

آٹھواں

(وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝) سورہ الفتح رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ - اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ جسے چاہے بخشے۔ اور جسے چاہے عذاب دے۔ اور اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

حاصل

اس آیت شریف میں دو چیزوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ پہلی یہ کہ تمام آسمانوں اور زمین میں بادشاہی فقط اللہ تعالیٰ کی ہے دوسری یہ کہ بخش دینا یا سزا دینا فقط اللہ جلّ شانہٗ کے اختیار میں ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی کسی کو بخش سکتا ہے۔ نہ کوئی کسی کو سزا دے سکتا ہے۔

نتیجہ

اس آیت شریف کے اعلان کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی عذابِ الٰہی سے بچنا چاہتا ہے تو فقط اللہ تعالےٰ کو راضی کرے۔ اور اس کو راضی کرنے کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ اس کے نازل کردہ قانون یعنی قرآن مجید پر عمل کرے۔ عمل کا درجہ تو بعد میں آئے گا پہلے انسان کو معلوم کرنا چاہیئے کہ قرآن مجید ہمیں کس قسم کی راہ نمائی کرتا ہے۔ چونکہ ہر جگہ قرآن مجید کے عالم نہیں مل سکتے۔ اس لئے جو مسلمان - مرد ہوں یا عورتیں معمولی اُردو پڑھ سکتے ہیں - وہ مترجم قرآن مجید منگوا کر گھر میں رکھ لیں - روزانہ اللہ تعالےٰ جتنی توفیق عطا فرمائے۔ اتنے کی تلاوت کریں - پہلے اُوپر سے آیت پڑھیں اس کے بعد اس کے نیچے سے اس کا اُردو ترجمہ پڑھیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس طرح پر قرآنِ مجید کو پڑھنے سے اُستاد کے سوا بھی بہت کچھ ہدایت نصیب ہوگی۔

سُنّی - شیعہ - دیوبندی - بریلوی

سب فرقوں کے غیر متعصب حضرات علماء کرام نے جس اُردو ترجمہ پر مہر تصدیق لگائی ہوئی ہے وہ "انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور" نے طبع کرایا ہوا ہے - انجمن خدام الدین نے در اصل دو قسم کے قرآن مجید طبع کرائے ہوئے ہیں۔ ایک وہ جس میں ترجمہ کے علاوہ حاشیہ پر ہر آیت کا خلاصہ - اور اس کا ماخذ اور ربطِ آیات، بھی طبع کرایا ہوا ہے۔ اور دوسرا وہ جس میں فقط قرآن کا متن اور فقط وہ ترجمہ لکھا ہوا ہے جو سب فرقوں کے غیر متعصب حضرات کا مصدقہ ہے۔ وُہ منگوا کر اپنے گھروں میں رکھیں - اور روزانہ اُردو داں مرد - عورتیں اور بچے بھی اسے بآسانی پڑھ سکتے ہیں۔ اس کا ہدیہ اس لئے عرض نہیں کیا جا سکتا کہ وہ آج کل دوبارہ زیر طبع ہے۔

آٹھ اعلانوں کا حاصل

اللہ جل شانہٗ کی ذات پاک کے متعلق قرآن مجید کے اندر سے جو آٹھ اعلان آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں - انشاء اللہ تعالےٰ اگر ان اعلانوں کو آپ نے اپنے دل میں جگہ دی - اور ان کے خلاف عمر بھر کرنے نہ پائے تو بفضلہٖ تعالےٰ توحید خداوندی کا نور تو یقیناً آپ کے دل کو روشن کر دے گا - اس کا

نتیجہ

یقیناً یہ ہوگا کہ آپ اس کے بعد خواہ ہزاروں بلکہ لاکھوں گناہ بھی کریں تو اس عقیدۂ توحید کی برکت سے ابدالآباد کے لئے آپ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ سید المرسلین خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے یقیناً دوزخ سے نکل کر بہشت میں آ داخل ہوں گے -
و ما علینا الا البلاغ المبین -

دوسرا مسئلہ قرآن مجید کے متعلق اعلانات

پہلا

خطبہ کی ابتدا میں عرض کر چکا ہوں کہ اسلام کے تین بنیادی مسائل قرآن شریف کی روشنی میں عرض کئے جائیں گے۔ اب دوسرا بنیادی مسئلہ قرآن مجید ہے۔ اس کی پوزیشن واضح کرنا چاہتا ہوں - اس کے متعلق اللہ جل شانہٗ کا پہلا اعلان ملاحظہ ہو۔

(يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ - اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ جو بہت سی چیزیں تم پر ظاہر کرتا ہے۔ جنہیں تم کتاب سے چھپاتے تھے۔ اور بہت سی چیزوں سے در گزر کرتا ہے - بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے - اور سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضا کا تابع ہو۔ اسے اس قرآنِ مجید کے ذریعہ سے سلامتی کے راستے دکھاتا ہے۔ کہ فلاں فلاں موقعہ پر اس اس طریقہ سے کام کرو گے تو دُنیا اور آخرت کے خسارے سے بچ جاؤ گے - اور اللہ تعالےٰ اس قرآن مجید کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو تمام اندھیروں یعنی گمراہیوں سے نکال کر روشنی یعنی سیدھے راستہ پر لا کھڑا کرتا ہے - اور بالکل سیدھی راہ (جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرکے جنّت میں جا پہنچائے) کی راہ نمائی فرما دیتا ہے۔

دعوت

موجودہ وقت کے سب علماء کرام کو دعوت دیتا ہوں کہ مذکور الصدر شاہنشاہی اعلان کو بار بار اور غور سے پڑھیں تاکہ اللہ تعالےٰ اپنی کلام پاک کی برکت سے ہمارے تمام اختلافات کو مٹا دے - اور سب حضرات ایک ہی پلیٹ فارم پر کندھے

سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جائیں - اور اس اتفاق اور اتحاد کی برکت سے باطل کو شکست فاش دیدیں - وما ذالک علی اللہ بعزیز

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - "شاید نور سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور کتاب مبین سے قرآن مبین مراد ہے یعنی یہود و نصاریٰ جو وحیِ الٰہی کی روشنی، کو ضائع کرکے اہواء اور آراء کی تاریکیوں اور خلاف و شقاق کے گڑھوں میں پڑے دھکے کھا رہے ہیں جس سے نکلنے کا بحالتِ موجودہ قیامت تک امکان نہیں - ان سے کہہ دو کہ خدا کی سب سے بڑی روشنی آگئی - اگر نجات ابدی کے صحیح راستہ پر چلنا چاہتے ہو تو اس روشنی میں حق تعالےٰ کی رضا کے پیچھے چل پڑو - سلامتی کی راہیں کھلی پاؤگے - اور اندھیرے سے نکل کر اُجالے میں بے کھٹکے چل سکو گے - اور جس کی رضا کے تابع ہو کر چل رہے ہو اسی کی دستگیری سے صراط مستقیم کو بے تکلف طے کر لوگے -"

دُوسرا

(اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ج فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ج وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ج وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ع ○)

سورہ الزمر رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ - بیشک ہم نے آپ پر یہ کتاب سچّی لوگوں کے لئے اُتاری ہے - پھر جو راہ پر آیا - سو اپنے لئے - اور جو گمراہ ہُوا - سو وہ گمراہ ہوتا ہے - اپنے بُرے کو اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں -

حاصل

یہ نکلا - کہ قرآن مجید تو انسانوں کی صحیح راہنمائی کرتا ہے - جو اس کی راہ نمائی کو مشعل راہ حیات بنالے - تو اس کا اپنا نفع ہے - اور جو اس کی راہ نمائی قبول نہ کرے تو اس کی گمراہی کا نقصان بھی اسے ہی بھگتنا پڑے گا - ایسے لوگوں کی گمراہی کا الزام حضور انور پر عائد نہیں ہوگا - کیونکہ آپ تو فقط پیغام حق پہنچانے کے ذمہ دار ہیں - اس کے بعد کوئی عمل کرے یا نہ کرے

تیسرا

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ط وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○)

سورہ الانعام رکوع ۱۱ پارہ ۷

ترجمہ - اور یہ کتاب جسے ہم نے اُتارا ہے - برکت والی ہے - ان کی تصدیق کرنے والی ہے - جو اس سے پہلے تھیں اور تاکہ تو مکّہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے - اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں - وُہی اس پر ایمان لاتے ہیں - اور وُہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں -

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید بڑی بابرکت کتاب ہے - اور یہ پہلی کتب سماوی کی مخالف ہرگز نہیں ہے - بلکہ پہلی کتب سماوی کی تعلیم بھی یہی تھی - جو اس میں ہے - چونکہ آپ مکّہ معظمہ میں قیام فرما ہیں - اس لئے یہ پیغام الٰہی سب سے پہلے آپ وہاں کے باشندوں اور اس کے قرب وجوار میں رہنے والوں کو پہنچائینگے - اس کے بعد یہ کتاب آہستہ آہستہ ساری دُنیا میں پھیل جائے گی - اور جن لوگوں کا آخرت پر ایمان ہے اس کتاب کو سب سے پہلے وہی سر آنکھوں پر رکھینگے - کہ ان کے لئے آخرت کا راہ نما آگیا - اور وہی لوگ باقاعدہ یاد الٰہی (یعنی نماز ادا) کرتے ہیں - اللھم اجعلنا منھم

تیسرا مسئلہ

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں اعلانات

پہلا

(اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ○)

سورہ البقرہ رکوع ۱۴ پارہ ۱

ترجمہ - بیشک ہم نے تجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے - خوشخبریِ سُنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے اور تم سے دوزخیوں کے متعلق باز پرس ہوگی -

حاصل

یہ ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ کی کتاب کا پیغام اللہ تعالےٰ کے بندوں کو پہنچائینگے اس کے بعد یہ بھی فرمائینگے کہ جو شخص اس پیغام حق کو اپنا معمول بہ بنائے گا - اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوگا - اور اُسے بہشت کا داخلہ نصیب ہوگا - ان کے حق میں یہ خوشخبری سُنائیں گے - اور جو لوگ اس پیغامِ حق کو نہیں مانیں گے - ان کو یہ ڈراوا دیدینگے - کہ اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہے - اور تمہارا ٹھکانا دوزخ میں ہوگا - اس اعلان اور اطلاع کے بعد بھی جو شخص اس صحیح راستہ پر نہیں چلے گا آپ سے اس کے متعلق یہ سوال نہیں ہوگا کہ یہ شخص غلط راستہ پر کیوں چلا - اور دوزخ میں کیوں گیا -

دُوسرا

(مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّىْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ○)

سورہ اٰل عمران رکوع ۸ پارہ ۳

ترجمہ - کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں ہے - کہ اللہ اسے کتاب اور حکمت اور نبوّت عطا فرمائے - پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ - لیکن کہیگا - تم لوگ اللہ والے بن جاؤ - اس لئے کہ تم اللہ کی کتاب سکھاتے ہو - اور اس واسطے کہ تم پڑھتے ہو

حاصل

یہ ہے کہ نبی کے بھی شایانِ شان یہ چیز نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے نبوت کا عہدہ جلیلہ عطا فرمائے - اور پھر وہ شخص لوگوں کو جاکر یہ تعلیم دے - کہ اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ - بلکہ ہر پیغمبر نے یہی تعلیم دی ہے کہ اللہ والے بن جاؤ - یعنی اس ایک اللہ تعالےٰ ہی کے بندے بن کر رہو - سب سے توڑو اور اس ایک سے جوڑو -

تیسرا

(قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ط وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ج وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ج اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۲۳ پارہ ۹

ترجمہ - کہدو - میں اپنی ذات کے نفع اور

نقصان کا بھی مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب کی بات جان سکتا۔ تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا۔ اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ ان لوگوں کو جو ایماندار ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ " اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو۔ نہ اپنے اندر " اختیار مستقل " رکھتا ہے نہ " علم محیط " سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزائن ارض کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ ان کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہوا ہے کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔ نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں۔ مگر جس قدر اللہ چاہے۔ اتنے ہی پر میرا قابو ہے۔ اور اگر میں غیب کی ہر بات جان لیا کرتا۔ تو بہت سی وہ بھلائیاں اور کامیابیاں بھی حاصل کر لیتا۔ جو علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت فوت ہو جاتی ہیں۔ نیز کبھی کوئی ناخوشگوار حالت مجھ کو پیش نہ آیا کرتی۔ مثلاً " افک " کے واقعہ میں کتنے دنوں تک حضور کو وحی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب و قلق رہا۔ حجۃ الوداع میں تو صاف ہی فرما دیا " لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْیَ " اگر میں پہلے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی۔ تو ہرگز ہدی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا۔ اسی قسم کے بیسیوں واقعات ہیں۔ جن کی روک تھام " علم محیط " رکھنے کی صورت میں نہایت آسانی سے ممکن تھی۔ ان سب سے بڑھ کر عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ " حدیث جبرئیل " کی بعض روایات میں آپ صلعم نے تصریحاً فرمایا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے جبرئیل کو واپسی کے وقت تک نہیں پہچانا۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے۔ تب علم ہوا۔ کہ جبرئیل تھے۔ یہ واقعہ بتصریح محدثین بالکل آخر عمر کا ہے۔ اس میں قیامت کے سوال پر " مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ " ارشاد فرمایا۔ گویا بتلا دیا گیا۔ کہ " علم محیط " خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اور " علم غیب " تو درکنار محسوسات و مبصرات کا پورا علم بھی خدا ہی کے عطا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ کسی وقت نہ چاہے۔ تو ہم محسوسات کا بھی ادراک نہیں کر سکتے۔ بہرحال اس آیت میں کھول کر بتلا دیا گیا۔ کہ " اختیار مستقل " یا " علم محیط " نبوت کے لوازم میں سے نہیں جیسا کہ بعض جہلا سمجھتے تھے ہاں شرعیات کا علم جو انبیاء علیہم السلام کے منصب سے متعلق ہے۔ کامل ہونا چاہئے اور تکوینیات کا علم خدا تعالیٰ جس کو جس قدر مناسب جانے۔ عطا فرماتا ہے۔ اس نوع میں ہمارے حضور تمام اولین اور آخرین سے فائق ہیں۔ آپ کو اتنے بے شمار علوم و معارف حق تعالیٰ نے مرحمت فرمائے ہیں۔ جن کا احصاء کسی مخلوق کی طاقت میں نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بوڑھے بزرگ آئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنا چاہتے تھے لوگوں نے (جو اس وقت حاضر تھے) ان کے لئے گنجائش پیدا کرنے میں دیر کی (یعنی ایسا نہیں کیا کہ ان کے بڑھاپے کے احترام میں جلدی سے ان کو راستہ دے دیتے اور جگہ خالی کر دیتے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو آدمی ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جامع ترمذی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

آج کی معروضات کے دو۲ حصّے ہیں

پہلا۔ ماں کے پیٹ میں آنے کے بعد انسان کے اللہ تعالےٰ سے تعلق کے تین درجے

دُوسرا۔ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے بعد اللہ تعالےٰ سے تعلق کے تین درجے

پہلے حصّے کی تفصیل

اس میں بھی تین درجے ہیں

(۱) اللہ تعالےٰ سے انسان کا تعلق ماں کے پیٹ میں آنے اور انسانی شکل اختیار کرنے سے پہلے ہی تھا۔

(۲) انسانی شکل میں آنے اور رُوح پھونکے جانے سے پہلے بھی تھا۔

(۳) انسانی شکل میں آنے کے بعد پانچ مہینے کے پیٹ میں رہنے کے وقت بھی تھا۔

دُوسرے حصّے کی تفصیل

اس میں بھی تین درجے ہیں

(۱) اپنے فطری جذبے کے ماتحت اللہ تعالےٰ کو مان کر اس کے احکام کی تعمیل کرنے والے

(۲) عمر کا کچھ حصّہ احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے بعد پھر اللہ تعالےٰ سے تعلق درست کر لینے والے

(۳) دوزخ میں جاکر اللہ تعالےٰ کے تعلق کو درست کرنے کا احساس کرنے والے۔

مذکورۃ الصدر ۶ نمبروں کے متعلق ترتیب وار قرآن مجید کے اعلانات ملاحظہ ہوں

۱

سب سے پہلے انسان نطفے کی صورت میں ماں کے پیٹ میں آیا۔

(وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ۪)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔

۲

انسانی شکل میں آنے اور رُوح کے پھونکے جانے سے پہلے بھی (اللہ تعالےٰ سے) تعلق تھا۔

(ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَۃَ مُضۡغَۃً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ق) الآیۃ سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا۔

۳

(ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ ؕ) سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا۔ سو اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

تینوں قسم کے تعلقات کا نتیجہ

اے انسان۔ تو اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھ۔ اگر تیرے اندر انسانیت کا نور ہے۔ اور تیرے اندر شرافت کی رُوح موجود ہے۔ تو کیا اس ارحم الراحمین کی اطاعت اور فرمانبرداری تیری فطرت کا تقاضا نہیں ہے کہ جس نے تمہیں مٹی سے لے کر مختلف تغیّر و تبدل دے دلا کر تیری ماں کے پیٹ میں اپنی قدرت کاملہ سے پہلے تیرا وجود مکمل کیا۔ اس کے بعد تیری آنکھوں میں ماں کے پیٹ ہی میں بینائی ڈال دی۔ اور تیرے کانوں میں سُننے کی طاقت ڈال دی۔ اور تیرے ہاتھوں میں پکڑنے کی طاقت ڈال دی۔ اور تیرے پاؤں میں چلنے کی طاقت ڈال دی۔ اور تیری زبان میں بولنے کی طاقت ڈال دی۔ تاکہ جو تیرے دل میں آئے تو زبان کے ذریعہ سے اس کو ظاہر کر سکے۔ علاوہ اس کے تیرے دماغ میں عقل ڈال دی۔ اور اے انسان یہ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر تو ساری دُنیا کے خزانے خرچ کر کے کہیں سے خرید کرنا چاہے تو یہ چیزیں تمہیں کہیں سے نہیں مل سکتیں۔ مثلاً اللہ تعالےٰ اگر کسی کو مادر زاد اندھا پیدا کر دے تو اس جہان میں کہیں سے بینائی مل سکتی ہے؟ اور اگر ماں کے پیٹ سے بازوؤں کے سوا پیدا کر دے (میں نے ایک دفعہ ایک نوجوان دیکھا تھا جس کے دونوں بازو پیدائشی نہیں تھے) تو کیا اس جہان میں بازو لگ سکتے ہیں؟

لہٰذا

اے انسان۔ تیری انسانیت اور تیری شرافت کا ذاتی تقاضا ہے کہ تُو اس بنانے والا اللہ جل شانہٗ کا مطیع اور فرمانبردار رہے اور اس تابعداری میں یاد رکھو۔ اللہ تعالےٰ کا ذاتی کوئی نفع نہیں ہے۔

بلکہ

اے انسان اس اطاعت اور فرمانبرداری میں تجھے دُنیا میں بھی آرام اور راحت نصیب ہوگی۔ اور آخرت کے عذاب سے بھی بچ جائے گا۔

اس کی تائید میں اعلان شاہنشاہی

(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اُسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور اُن کا حق انہیں بدلے میں دینگے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

ورنہ تیری دُنیا اور آخرت دونوں برباد

ہوں گے۔ یعنی اگر اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل نہ کی۔ تو یاد رکھ۔ تیری دُنیا اور آخرت دونوں برباد ہوں گی۔ دُنیا میں تو ذلیل اور آخرت میں جہنّم رسید ہو گا۔ اس کے متعلق بھی

شاہنشاہی اعلان

سُن لو (وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیریگا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اُسے قیامت کے دن اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔ کہے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا۔ حالانکہ مَیں بینا تھا۔ (یعنی دُنیا میں) فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس میری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تُو نے انہیں بُھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔ اور اسی طرح ہم بدلہ لینگے۔ جو حد سے نِکلا۔ اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

حاصل

اللہ تعالےٰ کے ذکر یعنی قرآن مجید کی مخالفت کے یہ نتائج نکلے۔ (۱) دُنیا کی زندگی طرح طرح کی مصیبتوں میں گھری ہُوئی ہوگی۔ اور کئی مشکلات کا یقیناً سامنا ہوگا۔ اگرچہ بظاہر آسودہ حال نظر آئیں گے۔ مگر اندرُونی طور پر ایسی مصیبتیں ہوں گی جن کے سُننے سے دل کانپ جائے۔ اسی لئے مَیں

کہا کرتا ہوں

کہ اگر ایک شخص کا بنگلہ اڑھائی لاکھ کا ہو۔ اور موٹر پچاس ہزار کی ہو۔ بیگم صاحبہ بھی زندہ ہو۔ اور ماشاء اللہ بچے بھی سب تعلیم یافتہ ہوں اور میاں صاحب کی آمدنی بھی معقول ہو۔ خانسامے اور بہرے خدمتگذار ہوں۔ اپنا دھوبی مستقل ہو اور ایک درزی اس خاندان کے کپڑے سینے کے لئے وقف ہو۔ بایں ہمہ اگر اس بنگلہ میں نماز کے لئے مصلّٰی نہیں ہے۔ اور وضو کرنے کے لئے لوٹا نہیں ہے۔ اور دل سے یا زبان سے اللہ تعالےٰ کے ذکر سے سب غافل ہیں۔ تو مَیں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اس بنگلہ میں رہنے والوں کے دلوں میں چین نہیں ہوگا۔ ان کی مثال بعینہٖ ایسی ہوگی۔ کہ ایک شخص کے بدن کے کسی حصّہ میں ناسور ہے۔ اور وہ چوبیں گھنٹے دن رات کے رستا رہتا ہے۔ درد مسلسل رہتا ہے۔ اور زخم سے پیپ یا پانی بہتا ہی رہتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو قیمتی لباس زیبِ تن کرا دیا جائے تو کیا اسے چین نصیب ہو جائیگا۔ دیکھنے والے تو یہی خیال کریں گے کہ یہ شخص بڑا ہی خوش ہے۔ مگر اس سے پوچھئے تو وہ یہی کہے گا۔ کہ مجھے دن رات کے چوبیں گھنٹوں میں ایک منٹ بھی چین نصیب نہیں ہوتا۔

اگر میاں صاحب

آپ کے یار غار ہو جائیں اور بیگم صاحبہ آپ کی بیوی کی بے تکلف سہیلی بن جائے۔ پھر میاں صاحب اور بیگم صاحبہ کے جب اندرونی حالات آپ کو معلوم ہوں گے تو پتہ چلے گا۔ کہ غالباً چھلنی میں چھید کم ہوں گے۔ اور ان کے دلوں میں اس سے بھی زیادہ غموں کے چھید زیادہ ہوں گے۔ اس سے آگے مَیں ان غموں کا ذکر بطور مثال کے بھی کرنا نہیں چاہتا۔ تاکہ میرے بے دین مسلمان بھائیوں کی توہین اور تذلیل نہ ہو ان بنگلہ والوں سے **وُہ مزدور اچھا** اور اس کی زندگی خوشگوار ہوگی جو دن بھر ٹوکری اُٹھاتا ہے۔ اور نماز باقاعدہ ادا کرتا ہے۔ رات ایک چھپر کے نیچے مع بال بچّوں کے بسر کرتا ہے۔ فرشِ زمین پر چٹائی ڈال کر سوتا ہے اور اُوپر دھجیاں لگا ہُوا لحاف اوڑھتا ہے۔ عشاء کی نماز ادا کر کے سویا۔ اور صبح کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کی۔ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔ کہ اپنے نیک بندوں کی دُنیا کی زندگی بھی خوشگوار بسر کرائیگا۔ اور مرنے کے بعد کی زندگی بھی دُنیا میں کی ہُوئی نیکیوں کے سبب سے عمدہ بسر ہوگی۔

اعلان ملاحظہ ہو

(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دینگے۔ ان کے اچھّے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔ اس آیت پر

حاشیہ شیخ الاسلام ملاحظہ ہو

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اُوپر کی آیت میں صابرین اور ایفائے عہد کرنے والوں کے اجر کا ذکر تھا۔ یہاں تمام اعمال صالحہ کے متعلق عام ضابطہ بیان فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے۔ کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں بلکہ حقیقۃً نیک ہوں۔ یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو ہم اُس کو ضرور پاک، سُتھری، اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دُنیا میں حلال روزی قناعت و غنائے قلبی، سکون و طمانیت، ذکر اللہ کی لذت، حُبِّ الٰہی کا مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصوّر، تعلق مع اللہ کی حلاوت، جس کا ذائقہ چکھ کر ایک عارف نے کہا تھا ؎

چوں چترِ سنجری رخِ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملکِ سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیم روز بیک جو نمی خرم

سچ ہے ۔ اَهْلُ اللَّيْلِ فِیْ لَيْلِهِمْ مِنْ اَهْلِ اللَّهْوِ فِیْ لَهْوِهِمْ ۔

اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا ۔ کہ اگر سلاطین کو خبر ہو جائے ۔ کہ شب بیداروں کو رات کے اُٹھنے میں کیا لذّت و دولت حاصل ہوتی ہے تو اس کے چھیننے کے لئے اسی طرح لشکر کشی کریں جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں ۔ بہر حال مومن قانت کی پاک اور مزیدار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے ۔ قبر میں پہنچ کر اس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے ۔ آخر انتہا اس حیات طیبہ پر ہوتی ہے ۔ جس کے متعلق کہا ہے ۔ حیاۃٌ بلا موتٍ وغنیً بلا فقرٍ وصحۃٌ بلا سُقمٍ ومُلکٌ بلا ھلاکٍ وسعادۃٌ بلا شقاوۃٍ رزقنا اللہ تعالیٰ بفضلہ ومنہ ایاھا (تنبیہ)

اس آیت نے بتلا دیا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے ۔ یعنی عورت اور مرد بلا امتیاز اپنے اپنے حسب حال نیکی کرکے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں ۔"

دوسرے حصے کی تفصیل

اس میں بھی تین درجے ہیں

(۱)

اپنے فطرتی جذبہ کے ماتحت اللہ تعالےٰ کو مان کر اس کے احکام کی تعمیل کرنا ۔

اس کا ثبوت

(رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ) سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ ۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا ۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا ۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ ۔ سو ہم ایمان لے آئے ۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے ۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے ۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے ۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے ۔ جو تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے ۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر ۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ۔ پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی ۔ کہ مَیں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا ۔ خواہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو ۔

(۲)

عمر کا کچھ حصہ احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے بعد پھر اللہ تعالےٰ سے تعلق درست کر لینے والے

(اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَی اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ ۔ اللہ پر توبہ قبول کرنے کا حق انہیں لوگوں کے لئے ہے ۔ جو جہالت کی وجہ سے بُرا کام کرتے ہیں ۔ اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں ۔ ان لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے ۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص گناہ کرے ۔ اس کے بعد صدق دل سے توبہ کرے ۔ تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے ۔ اور اسے اس گناہ کی سزا سے بری کر دیتا ہے ۔

دُعا

اللہ تعالےٰ اوّل تو گناہ کرنے ہی سے بچائے ۔ اور اگر ہو جائے تو توبہ کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین

(۳)

دوزخ میں جاکر اللہ تعالےٰ کے تعلق کو درست کرنے کا احساس کرنے والے ۔

اس کا ثبوت

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِیْ تُتْلٰی عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰی اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِیْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّیْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ ۔ اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا ۔ تو وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا ۔ ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہونگے ۔ ان کے مونہوں کو آگ جُھلس دیگی ۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں ۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے ۔ کہیں گے ۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے ۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے ۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے ۔ فرمائے گا اس میں پھٹکارے ہُوئے پڑے رہو ۔ اور مجھ سے نہ بولو ۔ میرے بندوں میں سے ایک فریق تھا ۔ جو کہتے تھے ۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے ۔ تو ہمیں بخش دے ۔ اور ہم پر رحم کر ۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے ۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی ۔ یہاں تک کہ انھوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی ۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے ۔ آج مَیں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا ۔ کہ وہی کامیاب ہُوئے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ دُنیا میں ایسے بدنصیب بھی ہیں کہ مرتے دم تک انہیں ایمان نصیب نہیں ہُوا ۔ حتّٰی کہ جب دوزخ میں جا داخل ہُوئے تب احساس ہُوا ۔ کہ ایمان لانا سعادت تھی ۔ اور نہ لانا بدبختی تھی مگر اللہ تعالےٰ کے ہاں تو ایمان بالغیب یعنی اللہ تعالےٰ کے عذاب دیکھے بغیر ایمان لانے کی ضرورت ہے ۔ اور وہ چیز دُنیا ہی میں حاصل ہونی تھی ۔ اب دوزخ میں داخل ہونے اور اللہ تعالےٰ کا عذاب چکھنے کے بعد تو سابقہ غلطیوں کے دوبارہ نہ کرنے کا وعدہ کرتے ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی ۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراطِ مستقیم ۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں " جلتے

ماتحتوں کی کتنی غلطیاں معاف کرنی چاہئیں؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اپنے خادم اور غلام کی غلطیاں کس حد تک ہمیں معاف کر دینا چاہئیں۔ آپ ﷺ نے سکوت فرمایا (اور کوئی جواب نہیں دیا) اس شخص نے دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں یہی عرض کیا۔ آپ ﷺ پھر خاموش رہے، اور جواب میں کچھ نہیں فرمایا۔ پھر جب تیسری دفعہ اس نے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہر روز ستر دفعہ۔

سنن ابی داوٗد

اپنی باندیوں کو سزائیں مت دو

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اپنی باندیوں کو برتن توڑ دینے پر سزا نہ دیا کرو، اس لئے کہ برتنوں کی بھی عمریں مقرر ہیں تمھاری عمروں کی طرح۔ مسند الفردوس للدیلمی

اپنے غلاموں کو سزائیں مت دو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی اپنے غلام کو ناحق مارے گا قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ شعب الایمان للبیہقی

کھانا تیار کرنے والے کو بھی کھانے میں سے حصہ دیا جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرے، پھر وہ اس کے پاس لے کر آئے اور اس نے اس کے پکانے اور بنانے میں گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہے۔ تو آقا کو چاہئے کہ کھانا تیار کرنے والے اس خادم کو بھی کھانے میں اپنے ساتھ بٹھالے اور وہ بھی کھالے۔ پس اگر (کبھی) وہ کھانا تھوڑا ہو (جو دونوں کے لئے کافی نہ ہو سکے) تو آقا کو چاہئے کہ اس کھانے میں سے دو ایک لقمے ہی اس خادم کو دے دے۔ صحیح مسلم

خطبہ جمعہ

صفحہ ۶ سے آگے

سوج جائے گا۔ نیچے کا ہونٹ لٹک کر تک اور اُوپر کا پھول کر کھوپڑی پہنچ جائے گا۔ اور زبان باہر نکل کر پر لٹکتی ہوگی۔ جسے دوزخی پاؤں روندینگے۔ اللّٰھم احفظنا و من سائر ع العذاب۔ اس وقت ان سے یوں گے۔ گویا جن باتوں کو دُنیا میں لایا کرتے تھے۔ اب آنکھوں سے لو۔ سچّی تھیں یا جھوٹی۔ اعتراف نگے کہ بیشک ہماری بدبختی نے دھکّا۔ جو سیدھے راستہ سے بھٹک کر اس ی ہلاکت کے گڑھے میں آپڑے۔ اب نے سب کچھ دیکھ لیا۔ از راہ کرم ایک ہم کو یہاں سے نکال دیجئے۔ پھر ی ایسا کریں۔ تو گنہگار ہوں گے۔ جو ا چاہے۔ دیجئے گا۔ (کہا جائے گا) بک مت کرو۔ جو کیا تھا۔ اب اس سزا بھگتو۔ آثار سے معلوم ہوتا ہے اس جواب کے بعد پھر فریاد منقطع جائے گی۔ بجز زفیر و نہیق کے کچھ م نہ کر سکیں۔ العیاذ باللہ۔ اللّٰھم تجعلنا منہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ہر سچے اور اصلی مسلمان کے لئے

یہ

ماننا جزو ایمان ہے

کہ پیغمبر خدا کی احادیث بھی قرآن مجید کی طرح محفوظ ہیں

اور ان پر عمل کرنا بھی ضروریات دین میں سے ہے

ثبوت اوّل

سورۃ الجمعہ کے رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں ہے۔ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ

ترجمہ۔ اور آپ ان لوگوں کو کتاب (یعنی قرآن مجید) پڑھاتے ہیں۔

تو معلوم ہوا۔ کہ قرآن مجید کا مطلب اور اللہ تعالےٰ کی مراد سمجھنے کے لئے باشندگان عرب (جو قرآن مجید کے اوّلین مخاطب ہیں) کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کی مراد کو تب ہی سمجھ سکتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی راہنمائی فرمائیں۔

تو کیا عجمیوں کے لئے

قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ یقیناً ہوگی

بلکہ قیامت تک پیدا ہونیوالی نسل انسانی

خواہ عرب ہوں یا عجم سب کو قرآن مجید سمجھنے کے لئے خاتم النّبیّین رحمۃ للعالمین کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی۔ ورنہ قرآن مجید پورے طور پر نہ تو سمجھ میں آئے گا اور نہ اس پر اللہ تعالےٰ کی منشاء کے مطابق عمل ہی ہو سکیگا۔

نتیجہ

مذکور الصدر سطور کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ جو شخص بھی سچا اور اصلی مسلمان بننا چاہے اسے قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنانا ہی پڑے گا۔ اور اس چیز کو تسلیم کرنے کے بعد قیامت تک پیدا ہونے والی نسل انسانی میں سے جو لوگ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چاہیں گے ان کے لئے قرآن مجید کا اتباع لازمی ہوگا کیونکہ قرآن مجید ہی تو شاہنشاہ حقیقی کا دنیا میں نازل کردہ دستور العمل اور قانون سلطنت ہے۔ اور اس کو دستور العمل انسانیت تسلیم کرنے کے بعد پھر حضور انور ؐ کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے پڑیں گے۔ تاکہ اس دستور العمل میں جو اللہ تعالیٰ کا منشا اور مراد ہے۔ وہ سمجھیں۔ اس کے بعد اس پر عمل کریں۔ اور انسانوں کی یہ حاجت قیامت تک رہے گی کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے اس قرآن مجید کی حفاظت کا قیامت تک ذمہ لیا ہوا ہے۔

لہٰذا

نتیجہ یہ نکلیگا۔ کہ قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کو قرآن مجید کا مطلب سمجھانے کے لئے اللہ تعالےٰ احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو محفوظ رکھیگا۔ اور جن حضرات کو اللہ تعالےٰ علم حدیث کی حفاظت کا ذریعہ اور آلۂ کار بنائے گا۔ یہ ان کی **خوش قسمتی** ہوگی۔ وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یّشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔

ثبوت دوم

وَیُزَکِّیۡھِمۡ

سورہ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ ۔ اور ان کو پاک کرتا ہے۔

ثبوت اوّل میں تعلیم کا ذکر تھا کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی کلام کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ حضور انور ؐ کی برکت سے دو قسم کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ پہلی آپ کی صحبت کی برکت سے انسانوں کے اندر امراض روحانی (مثلاً۔ حسد۔ کبر۔ ریاء) سے پاک ہو جاتے ہیں اور دوسری انسان کے اعمال کی پاکیزگی کی تعلیم ہوتی ہے۔ یعنی انسان کے تمام اعمال صالحہ کے متعلق ایسی ہدایات دیتے جن کی برکت سے انسان کے ہر عمل کے اندر وہ صلاحیت پیدا کر دیتے ہیں۔ جس کو ملحوظ رکھ کر کام کیا جائے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید واثق ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرما ہی لے گا۔

تزکیہ نمبر اول میں حضور ؐ کی کامیابی پر قرآن مجید کی شہادت

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ۝ جَزَآؤُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِھَا الۡاَنۡھٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ ۝ سورہ البینۃ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔ ان آیات کا مصداق نمبر اوّل

صحابہ کرام ہی تو ہیں

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں صحابہ کرام کا ظاہر اور باطن ایسا پاک ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا ہے۔ ورنہ اگر ان کے اندر حسد۔ کبر۔ ریا جیسی مہلک روحانی بیماریاں موجود ہوتیں تو ان کو رضی اللہ عنہم کا

تمغہ کیسے مل سکتا - ہرگز نہیں - اور وہ حضرات خیرالبریہ کا لقب کیسے پاتے - اور بہشت کے وارث کیسے بنائے جا سکتے۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

تزکیہ اعمال

کے نقطۂ نگاہ سے آپ نے مختلف اعمال کے متعلق جو مختلف ہدایات فرمائی ہیں وہ ملاحظہ ہوں

۱

انسان کی نیت کا تزکیہ

ارشاد ہوتا ہے

انما الاعمال بالنیات فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ ؟ رواہ

ترجمہ - (اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں) اعمال کا مدار نیتوں پر ہے - پس جس شخص کی (وطن و دیار سے) ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو - تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہے - اور جس شخص کی (وطن و دیار سے) ہجرت دُنیا کی خاطر ہے - کہ دوسری جگہ جاکر دُنیا حاصل کرے - یا عورت کی خاطر ہے کہ وہاں جانے سے اس سے نکاح کرلے گا - پس اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے -

حاصل

یہ ہے کہ انسان کے تمام اعمال کے اچھے یا بُرے ہونے کا معیار خود انسان کی اپنی نیت ہے - اگر اس عمل میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی رضا مطلوب ہے - تو وہ کام اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی رضا طلبی کے لئے خیال کیا جائے گا - اور اگر اس میں اللہ تعالےٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مدنظر نہیں ہے - تو پھر وہ کام نہ نیکی میں شمار ہوگا - اور نہ اس کا کوئی اجر ہی ملیگا - بلکہ اگر وہ کام اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف ہے - تو سزا بھی ملے گی -

لہٰذا

ہر کلمہ گو مسلمان کا فرض ہے کہ پہلے نیت کو درست کرکے کام شروع کرے -

۲

اگر نیت پاک نہیں ہے تو بجائے اس کے کہ اس شخص کو ثواب ملے - اُلٹا مومن کی بجائے منافق کا لقب پائیگا -

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا ائْتُمِنَ خَانَ -

ترجمہ - ابی ہریرہ رض سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - منافق کی تین علامتیں ہیں (یہاں تک تو امام بخاری امام مسلم متفق ہیں) اس کے بعد مسلم نے یہ الفاظ اپنی روایت میں زیادہ تحریر فرمائے ہیں اور اگرچہ روزہ رکھے - اور نماز پڑھے اور یہ خیال کرے کہ وہ مسلمان ہے - پھر دونوں (بخاری اور مسلم) نے ان چیزوں پر اتفاق کیا ہے - جب[1] بات کہے تو جھوٹ بولے - اور جب[2] وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے - اور جب[3] امین بنایا جائے تو خیانت کرے -

نماز کے متعلق ہدایات تزکیہ

۱

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَی الْعَبْدِ وَھُوَ فِیْ صَلٰوتِہٖ مَا لَمْ یَلْتَفِتْ فَاِذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْہُ

رواہ احمد و ابوداؤد والنسائی والدارمی

ترجمہ - ابی ذر رض سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ خداوند بزرگ و برتر برابر بندہ کی طرف متوجہ رہتا ہے - جبکہ وہ نماز میں ہوتا ہے - جب تک کہ نماز پڑھنے والا اِدھر اُدھر نہ دیکھے - پھر جب اِدھر اُدھر دیکھا اللہ اس سے اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو نماز کو غیر کے خیال سے پاک رکھ کر بارگاہ الٰہی میں پیش کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں اور دھمکی دی ہے - کہ اے نمازی اگر تم نے اللہ تعالےٰ سے خیال ہٹا کر دوسری طرف توجہ کی تو اللہ تعالےٰ بھی اپنی توجہ ہٹالے گا - یعنی وہ نماز قبول نہیں ہوگی -

۲

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِی الثَّالِثَۃِ اَوْ فِی الَّتِیْ بَعْدَھَا عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَیَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّھَا متفق علیہ

ترجمہ - ابی ہریرہ رض سے روایت ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کونے میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور نماز پڑھی - پھر حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام کیا - حضور صلعم نے سلام کا جواب دے کر فرمایا - جا اور پھر نماز پڑھ - اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی - وہ شخص واپس گیا اور پھر نماز پڑھی - اور اس کے بعد حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام کیا - آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا - جا اور پھر نماز پڑھ - اس لئے کہ تُو نے نماز نہیں پڑھی - اسی طرح تین مرتبہ ہُوا - تیسری مرتبہ یا اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا - یا رسول اللہ مجھ کو بتلائیے میں کس طرح نماز پڑھوں - آپ نے فرمایا - کہ جب تو نماز کے لئے تیار ہو - تو اچھی طرح وضو کر - پھر قبلہ رُخ کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہہ - پھر قرآن میں سے جس قدر یاد ہو پڑھ - پھر رکوع کر طمانیت کے ساتھ - پھر سر اُٹھا - یہاں تک کہ سیدھا ہو جائے - پھر سجدہ کر طمانیت کے ساتھ

پھر سر اٹھا اور اطمینان سے بیٹھ - اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر سر اُٹھا اور سیدھا کھڑا ہو جا - اور اسی طرح نماز کو پُورا کر (بخاری و مسلم)

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید میں تو اتنا ہی حکم آیا ہے - (اقیموا الصلوٰۃ) نماز قائم کرو - اب اس نماز کی جو تفصیل آپ سُن چکے ہیں - اس کا اتباع بھی ہر مسلمان کے ذمہ فرض ہے - تو گویا کہ نماز کی رُوح کی ساری تفصیل حضور انورؐ نے واضح فرمائی - یہی نماز کے متعلق تزکیہ ہے - ورنہ نماز تو وہ شخص بھی پڑھ کر ہی آتا تھا -

۳

عَنْ رِفَاعَۃَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَصَلَّی فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعِدْ صَلٰوتَکَ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ اُصَلِّیْ قَالَ اِذَا تَوَجَّھْتَ اِلَی الْقِبْلَۃِ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَمَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَقْرَأَ فَاِذَا رَکَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَیْکَ عَلٰی رُکْبَتَیْکَ وَمَکِّنْ رُکُوْعَکَ وَامْدُدْ ظَھْرَکَ فَاِذَا رَفَعْتَ فَاَقِمْ صُلْبَکَ وَارْفَعْ رَاْسَکَ حَتّٰی تَرْجِعَ الْعِظَامُ اِلٰی مَفَاصِلِھَا فَاِذَا سَجَدْتَ فَمَکِّنْ لِلسُّجُوْدِ فَاِذَا رَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلٰی فَخِذِکَ الْیُسْرٰی ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِکَ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ وَسَجْدَۃٍ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ ھٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ وَرَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ مَعَ تَغْیِیْرٍ یَسِیْرٍ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ مَعْنَاہُ۔

ترجمہ - رفاعہ بن رافعؓ سے روایت ہے - کہا کہ ایک شخص مسجد میں آیا - اور نماز پڑھی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور سلام کیا - آپؐ نے فرمایا - تو اپنی نماز کو دوبارہ پڑھ - اس لئے کہ تُو نے نماز نہیں پڑھی - اس شخص نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ - مجھ کو بتائیے - کس طرح نماز پڑھوں - آپؐ نے فرمایا - جب تم قبلہ کی طرف متوجہ ہو تو اللہ اکبر کہہ - پھر سورہ فاتحہؐ کے علاوہ قرآن میں سے کچھ اور پڑھ - پھر جب تو رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے زانوؤں پر رکھ - اور رکوع میں قائم رہ - اور پیٹھ کو ہموار رکھ - پھر جس وقت تو سر اُٹھائے - تو اپنی پشت کو سیدھا رکھ - اور سر کو اُٹھا یعنی سیدھا کھڑا ہو جا - کہ کمر کی ہڈیاں اپنی جگہ پر آ جائیں - پھر جب سجدہ کرے تو پھر اطمینان سے سجدہ کر - پھر جب سجدہ سے سر اُٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ کر پھر اسی طرح ہر ایک رکوع اور سجدہ میں کر - یہاں تک کہ ہر ایک رکن کو اطمینان سے ادا کر - یہ الفاظ مصابیح کے ہیں - اور ابو داؤد نے کچھ فرق سے اس کو روایت کیا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی پاکیزہ طریقہ کی اسے نماز سکھائی کہ اگر وہ شخص (یا اور جو شخص بھی) ان شرائط کی پابندی کر کے نماز ادا کریگا - تو وہ بارگاہ الٰہی میں ضرور قبول ہو گی -

۴

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَدْ حَالَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ صَلٰوتِیْ وَبَیْنَ قِرَاءَتِیْ یَلْبِسُھَا عَلَیَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ شَیْطَانٌ یُقَالُ لَہٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَہٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْہُ وَاتْفُلْ عَلٰی یَسَارِکَ ثَلٰثًا فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَاَذْھَبَہُ اللّٰہُ عَنِّیْ رواہ مسلم

ترجمہ - عثمانؓ بن ابی العاصؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا - کہ یا رسول اللہ شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے - اور مَیں قرآت کرتا ہوں - تو مجھ کو شبہ میں ڈال دیتا ہے (یہ سُن) کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - یہ (وہ) شیطان ہے جس کو خنزب کہا جاتا ہے - پس جب تو اپنے دل میں اس کے وسوسے سے کوئی چیز محسوس کرے تو خدا سے پناہ طلب کر - اور تین بار بائیں جانب تھوک دے - عثمانؓ (راوی) کہتے ہیں - مَیں نے ایسا ہی کیا - اور اللہ نے اس قسم کو دُور کر دیا -

حاصل

یہ ہے کہ عثمانؓ بن ابی العاص کی نماز میں شیطان خلل ڈال دیتا تھا - آپؐ نے ایک ایسا نسخہ ارشاد فرمایا - کہ اس کی نماز شیطان کے اثر سے پاک ہو گئی - یعنی اس طریقہ سے ان کی نماز کا تزکیہ ہو گیا

روزہ داروں کے لئے روزے کے تزکیہ (پاک رکھنے) کی تعلیم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ رواہ البخاری -

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے جھوٹ بولنا نہیں چھوڑا - اور جھوٹے کام کرنے نہیں چھوڑے - پھر اللہ (تعالےٰ) کو اس بات کی پروا نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے -

حاصل

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کو ایسے پاک روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی - جس کو اللہ تعالیٰ قبول فرما لے - اور یہ روزہ رضا الٰہی کا تمغہ دلا دے - اور بہشت میں داخل کرا دے - اللّٰھم اجعلنا منھم -

قول الزور

میں کون کون سی چیزیں داخل ہیں - یعنی جس شخص نے جھوٹی باتیں کہنی نہ چھوڑیں اور جھوٹی گواہی دینی اور کفر اور افتراء (اپنی طرف سے جھوٹ بنا کر کہنا) اور غیبت اور بہتان اور کسی پر تہمت لگانا - اور گالی دینا - اور کسی پر لعنت ڈالنا وغیرہ نہ چھوڑا - تو اللہ تعالےٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پروا نہیں ہے یعنی اس کا روزہ قبول نہیں ہو گا - اور نہ وہ نتائج ہی پیدا ہوں گے - اللّٰھم لا تجعلنا منھم -

طواف خانہ کعبہ کے متعلق ہدایات تزکیہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعًا وَلَا یَتَکَلَّمُ اِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مُحِیَتْ عَنْہُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَکُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَمَنْ طَافَ فَتَکَلَّمَ وَھُوَ فِیْ تِلْکَ الْحَالِ خَاضَ فِی الرَّحْمَۃِ بِرِجْلَیْہِ کَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَیْہِ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے بیت اللہ الحرام (یعنی خانہ کعبہ) کا سات مرتبہ طواف کیا - اور سوائے سبحان اللہ - والحمد للہ - ولا الٰہ الا اللہ - واللہ اکبر - ولاحول ولا قوۃ الا باللہ کے اور کوئی بات مُنہ سے نہ نکالی -

تو اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جائینگے اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی - اور اس کے دس درجے بلند ہو جائیں گے - اور جس شخص نے طواف کیا - اور طواف کی حالت میں بات (بھی کسی سے) کی تو وہ رحمت کے دریا میں اپنے پاؤں سے داخل ہونے ہو -

حاشیہ شیخ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ دہلوی

اِنْ یَتَکَلَّمَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ مَعَ ذٰلِکَ یَکُوْنُ لَہٗ ثَوَابٌ لٰکِنَّہٗ یَکُوْنُ کَالْخَائِضِ فِی الرَّحْمَۃِ بِرِجْلَیْہِ وَاَسْفَلَ بَدَنِہٖ لِکَوْنِہٖ عَالِمًا وَعَابِدًا اَوَلَا یَبْلُغُ الرَّحْمَۃُ اِلٰی اَعْلَاہُ لِکَوْنِہٖ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِذَا لَمْ یَتَکَلَّمْ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰہِ یَسْتَغْرِقُ فِیْ بَحْرِ الرَّحْمَۃِ مِنْ قَدَمِہٖ اِلٰی رَاْسِہٖ وَمِنْ اَسْفَلِہٖ اِلٰی اَعْلَاہُ هٰكَذَا یَخْتَلِجُ فِی الْقَلْبِ مَعْنَی الْحَدِیْثِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ -

ترجمہ - مذکور الصدر حدیث شریف پر حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں - اگر طواف میں اللہ کے ذکر کے سوا کوئی کلام کرے گا - تو بھی اس کو طواف کا ثواب تو مل ہی جائے گا - لیکن وہ ایسا ہوگا - جس طرح کہ رحمت کے دریا میں اپنے دونوں پاؤں سے داخل ہونے والا اور اپنے نیچے کے دھڑ سے داخل ہونے والا کیونکہ وہ شخص جاننے والا اور عبادت کرنے والا (یعنی طواف کرنے والا) تو ہے ہی اور اس کے وجود کے اُوپر والے حصّے کو رحمت نہیں پہنچیگی بسبب ہونے اس کے طواف کے سوائے ذکر اللہ کے (یعنی چونکہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کے سوا اور باتیں بھی کی ہیں) (فرماتے ہیں) اسی طرح دل میں یہ بات آتی ہے -

یعنی

اگر طواف میں سوائے اللہ تعالےٰ کے ذکر کے اور کوئی بات نہ کرتا - تو گویا کہ اس کا سارا وجود رحمت کے دریا کے اندر ہوتا - اب ایسا ہے جس طرح رحمت کے دریا کے اندر فقط اس کے پاؤں ہیں - باقی وجود باہر ہے -

حاصل

یہ نکلا - سیدالمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طواف کے متعلق طواف کرنے والے کے لئے تزکیہ فرمایا - کہ اگر اس طرح کروگے تو یہ ثواب ہوگا اور اگر اس کے خلاف کروگے تو یہ نقصان ہوگا -

برادرانِ اسلام

آپ نے ملاحظہ فرمایا - کہ نماز - روزہ حج وغیرہ جو فرائض دین اسلام ہیں - ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی عجیب عجیب ہدایات فرمائی ہیں - کہ اگر انہیں اس طرح ادا کروگے تو فرض ادا ہو جائے گا - اور اللہ تعالےٰ بھی راضی ہو جائے گا - اور اس کے خلاف کیا - تو فرض بھی ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا - اور اللہ تعالےٰ بھی راضی نہیں ہوگا -

کیا کوئی شخص

حضور انورؐ کی ان ہدایات کو نظر انداز کرسکتا ہے اور اگر کرے گا - تو کیا اس کے اعمال بارگاہ الٰہی میں قبول ہونگے اور جنّت میں جاسکے گا -

ہرگز نہیں

لہٰذا ثابت ہُوا کہ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے جو احکام قرآن مجید میں نازل ہوں - ان کے متعلق مزید ہدایات جو سید المرسلین رحمۃ للعالمین کی طرف سے عائد ہوں ان کا ماننا بھی فرضِ عین ہے ورنہ بجائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ کو انسان راضی کرے - ناراض کر بیٹھے گا - اور بجائے بہشت میں داخل ہونے کے دوزخ میں داخل ہوگا - اسی ضرورت کے اشد ہونے کے باعث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان

ملاحظہ ہو - (عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْہِہٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَۃً بَلِیْغَۃً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُیُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَاَنَّ هٰذِہٖ مَوْعِظَۃُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبَشِیًّا فَاِنَّہٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرَی اخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ رواہ احمد ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ الا انھما لم یذکرا الصلوٰۃ

ترجمہ - عرباض بن ساریہ سے روایت ہے - کہا - ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی - پھر آپؐ ہماری طرف منہ کرکے بیٹھ گئے - اور ہم کو نہایت مؤثر الفاظ میں نصیحت کی کہ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے - اور دلوں میں خوف خدا پیدا ہوگیا - پس ہم میں سے ایک شخص نے عرض کی - یا رسول اللہؐ (شاید) یہ آخری وصیّت ہے پس آپؐ ہم کو کچھ اور نصیحت فرمائیے آپؐ نے فرمایا میں تم کو وصیّت کرتا ہوں - کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو - اور نصیحت کرتا ہوں تم کو سُننے اور اطاعت کرنے کی اگر چہ تم کو حبشی غلام کی اطاعت کرنی پڑے پس تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا - پھر قریب ہے کہ وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا - ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میرے اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو مضبوط پکڑے رہو - اسی کو مضبوط پکڑو - اور اسی کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو - اور تم دین میں نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو - اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے + اس حدیث میں حضورؐ انور نے اختلاف کے وقت

اپنی اور اپنے خلفاء راشدین کی سُنّت

کی تابعداری کا حکم فرمایا ہے - اس سے صاف ظاہر ہے - کہ قرآن شریف کے ساتھ ساتھ آپؐ کی سنت اور آپ کے خلفاء راشدین کی سُنّت کا لحاظ رکھ کر ہمیں قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیئے - تاکہ کہیں ایسا نہ ہو! اس صورت میں بجائے ہدایت یافتہ ہونے کے ہم گمراہ ہوں گے - لہٰذا ثابت ہوگیا - کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت

کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان کا فرضِ عین ہے - اور یہ بھی ثابت ہوگیا - کہ ہر مسلمان کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی ویسے ہی ضرورت ہے - جس طرح کہ قرآن مجید کی ضرورت ہے - ان دونوں چیزوں کا چولی دامن والا ساتھ ہے -

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۴ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا حصہ۔ انسان کو صحیح معنی میں انسان فقط خوفِ خدا بناتا ہے

دُوسرا حصہ۔ خوفِ خدا نہ ہو۔ تو پھر ساری دُنیا میں انسان جیسا برا آپ کو کوئی درندہ بھی نظر نہیں آئے گا

پہلے حصّے کے متعدد ثبوت

پہلا

(وَكَذٰلِكَ اَخۡذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الۡقُرٰى وَهِىَ ظٰلِمَةٌ ‌ؕ اِنَّ اَخۡذَهٗۤ اَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ ۝ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنۡ خَافَ عَذَابَ الۡاٰخِرَةِ‌ ؕ ذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّشۡهُوۡدٌ ۝

سورہ ہود رکوع ۹ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے۔ جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے۔ اور اس کی پکڑ سخت تکلیف دہ ہے۔ اس بات میں نشانی ہے۔ اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ یہ ایک ایسا دن ہوگا۔ کہ جس میں سب لوگ جمع ہوں گے۔ اور یہی دن ہے جس میں سب حاضر کئے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے واقعات میں ان لوگوں کے لئے ایک عبرت ہوتی ہے۔ جو آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرنے والے انسان اس قسم کے عذابوں سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ (اور پھر اس عبرت کے باعث اچھی اصلاح کرلیتے ہیں۔) اللہم اجعلنا منہم

دُوسرا

(وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِرُسُلِهِمۡ لَـنُخۡرِجَنَّكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِىۡ مِلَّتِنَا‌ ؕ فَاَوۡحٰۤى اِلَيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ لَـنُهۡلِكَنَّ الظّٰلِمِيۡنَۙ ۝ وَلَـنُسۡكِنَنَّكُمُ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ‌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامِىۡ وَخَافَ وَعِيۡدِ ۝ سورہ ابراہیم رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا۔ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے۔ یا ہمارے دین میں لوٹ آؤ۔ تب انہیں اُن کے رب نے حکم بھیجا۔ کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے۔ اور ان کے بعد اس زمین میں تمہیں آباد کردیں گے یہ اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا۔ جس نے میرے عذاب سے خوف کھایا۔

حاصل

یہ ہے، چونکہ کافروں کے دلوں میں خوفِ خدا نہیں ہے۔ اس لئے وہ دوست دشمن میں تمیز نہیں کرسکتے۔ وہ انبیاء علیہم السلام جو اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق انہیں دُنیا کی زندگی میں چلانا چاہتے ہیں۔ اس کو وہ لوگ اپنے مُلک سے دیس بدر کرنے کی دھکیاں دے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اطمینان دلایا۔ کہ ہم ظالموں کو تباہ و برباد کرکے آپ کو اس سرزمین پر قبضہ دلائیں گے۔ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرنے والوں کی اسی طرح امداد کیا کرتے تھے۔ (چنانچہ اللہ جل شانہٗ کے اس اعلان کی شہادت ان سے گزشتہ قوموں کی تاریخ سے مل سکتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

تیسرا

(وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰىۙ ۝ فَاِنَّ الۡجَـنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰىؕ ۝

سورہ نٰزعٰت پارہ ۳۰

ترجمہ۔ اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔ اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکا۔ سو بیشک اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جس شخص کے دِل میں قیامت کے دن اپنے رب کے روبرو کھڑا ہوکر دُنیا کی زندگی کی سرگزشت کا حساب دینے کا ڈر پیدا ہوگیا۔ اور اس عقیدے کی بناء پر اس نے اللہ تعالےٰ کی رضا کے خلاف دُنیا میں کوئی کام نہیں کیا۔ تو اس کا ٹھکانا بہشت ہوگا۔ اللہم اجعلنا منہم

چوتھا

(فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ يَّخَافُ وَعِيۡدِ ۝)

سورہ ق رکوع ۳ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجئے۔ جو میرے عذاب سے ڈرتا ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کی برکت سے اس شخص کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرتا ہو۔ اور خدانخواستہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر نہیں ہے اس کے حق میں اس بابرکت قرآن مجید کا دُنیا میں ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور اس کے احکام کی مخالفت کا ذائقہ اوّل تو دُنیا ہی میں چکھ لے گا۔ ورنہ قبر میں جاکر تو عین الیقین کے درجے پر اس کی مخالفت کے نتائج اس کے سامنے آہی جائیں گے۔ اور وہ یہ کہ اس کی قبر دوزخ کا گڑھا بنیگی۔ پھر یقین ہو جائے گا۔ کہ اگر میں خدا تعالےٰ سے ڈرتا اور قرآن مجید کو زندگی کا دستورالعمل بنا لیتا۔ تو آج یہ روز بد مجھے دیکھنا نصیب

نہ ہوتا ۔ و ما علینا الا البلاغ ۔

پانچواں

(وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓءَا بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ○)

سورہ المائدہ رکوع ۵ پارہ ۶

ترجمہ ۔ تو اہل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سُنا دے ۔ جب ان دونوں نے قربانی کی ۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی ۔ اس نے کہا ۔ میں تجھے مار ڈالونگا ۔ اس نے جواب دیا ۔ اللہ پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے ۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا ۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تُو ہی سمیٹ لے ۔ اور دوزخی بن جائے ۔ ظالموں کی یہی سزا ہے ۔

حاصل

یہ نکلا ۔ کہ جس شخص کے دل میں خوفِ خدا نہیں تھا ۔ اس کو اپنے حقیقی بھائی کو قتل کرنے سے کوئی گناہ محسوس نہیں ہُوا ۔ اسی بناء پر اس نے بھائی کو قتل کیا ۔ اور خود دوزخ میں جا پہنچا ۔

کیونکہ اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے

(وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْھَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○)

سورہ النساء رکوع ۱۳ پارہ ۵

ترجمہ ۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے ۔ اس کی سزا دوزخ ہے ۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے ۔ اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے

حاصل

یہ ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ کا خوف دل میں نہ ہو ۔ تو انسان ایسی حرکتیں بھی کر گزرتا ہے ۔ جن سے پانچ سزاؤں کا مستحق ہو جائے ۔ چنانچہ گزشتہ آیت میں غور کیجئے کہ مومن کے قاتل کو پانچ سزائیں دی گئی ہیں ۔ دوزخ[۱] ۔ اس[۲] میں ہمیشہ رہنا ۔ اس پر اللہ تعالےٰ[۳] کا غضب ۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت[۴] ۔ اور اس کو بڑے عذاب کی اطلاع[۵] ۔

کیا

ایسا شخص صحیح معنی میں انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے ۔ جو ان پانچ سزاؤں کے معلوم ہونے کے باوجود پھر بھی ایسا کام کرے ۔

اور کیا اپنے آپ کو

مسلمان کہلانے والے یہ گناہ نہیں کرتے ؟ اور اگر کرتے ہیں ۔ تو کیا پھر بھی ان کو مسلمان کہلانے بلکہ انسان کہلانے کا حق ہے ہرگز نہیں ۔ مسلمان تو بڑی چیز ہے انسان وہ ہے جو ہر کام سوچ کر کرے ۔ کہ میرے اس کام کا انجام کیا ہوگا ۔ اگر بُرا ہے تو اپنے آپ کو اس سے بچائے ۔

چھٹا

(قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○) سورہ الانعام رکوع ۲ پارہ ۷

ترجمہ ۔ کہدو ۔ جو اللہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے ۔ کیا اس کے سوا کسی اور کو اپنا مددگار بناؤں ۔ اور وہ سب کو کھلاتا ہے ۔ اور اسے کوئی نہیں کھلاتا ۔ کہدو ۔ مجھے تو حکم دیا گیا ہے ۔ کہ سب سے پہلے اس کا فرمانبردار ہو جاؤں ۔ اور تو ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو ۔ کہدو ۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں ۔ تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۔

حاصل

یہ نکلا کہ (بفرضِ محال) اگر میں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کروں تو مجھے بھی بڑے دن (یعنی قیامت) کے عذاب میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے ۔ اس سے یہ ثابت ہُوا کہ انسان کو قیامت کے دن عذاب سے بچانے والی چیز ایک اللہ تعالےٰ کا خوف ہی ہے ۔ اور یہ متعدد ثبوت پے در پے اسی مفہوم کو واضح کرنے اور انسانوں کے ذہن نشین کرنے کے لئے پیش کر رہا ہوں ۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ○)

ساتواں

(وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○)

سورہ الانعام رکوع ۶ پارہ ۷

ترجمہ ۔ اور اس قرآن کے ذریعے سے ان لوگوں کو ڈرا ۔ جنہیں اس کا ڈر ہے ۔ کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کئے جائیں گے ۔ اس طرح کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا ۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کی تعلیم سے وہ لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں ۔ جن کے دل میں یہ یقین ہے کہ انہیں قیامت کے دن دربارِ الٰہی میں پیش ہونا ہے ۔ اور وہاں اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی دوست کام نہیں آئے گا ۔ اور نہ ہی اللہ تعالےٰ کی اجازت کے سوا کوئی سفارش کے لئے لب کشائی کر سکے گا ۔ اللھم اجعلنا منھم

آٹھواں

(اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ○ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ○ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○)

سورہ رعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ ۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پُورا کرتے ہیں ۔ اور اس عہد کو نہیں توڑتے ۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں ۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے ۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں ۔ اور بُرے حساب کا خوف رکھتے ہیں ۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا ۔ اور بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں ۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے ۔

حاشیہ شیخ الاسلام ۔ حضرت مولانا

شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات پر حواشی تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی اللہ سے جو عہد ازل سے ہو چکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے۔ اور جو انبیاء کی زبانی عہد لئے گئے۔ ان سب کو پورا کرتے ہیں۔ کسی کو توڑتے نہیں۔ نیز بذاتِ خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو۔) اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ صلہ رحمی (بھی) کرتے ہیں۔ یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں۔ یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے۔ کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں۔ (اور) حق تعالےٰ کا تصوّر کرکے لرزاں اور ترساں رہتے ہیں۔ اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ دیکھئے وہاں جب ذرّہ ذرّہ کا حساب ہوگا۔ کیا صورت پیش آئیگی (اور ان لوگوں نے) مصائب اور شدائد اور دُنیا کی مکروہات پر صبر کیا۔ کسی سختی سے گھبرا کر طاعت کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا۔ نہ معصیت کی طرف جُھکے۔ اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضاء و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا۔ اس لئے نہیں۔ کہ دُنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے۔ نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارۂ کار نہ تھا۔ مجبور ہو گئے۔ تو صبر کر کے بیٹھ گئے۔ (اور) پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا۔ کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے۔ اِلّا یہ کہ کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہو (اور) بُرائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں۔ سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں۔ کوئی ظلم کرتا ہے۔ (تو) یہ معاف کر دیتے ہیں۔ (بشرطیکہ معافی سے بُرائی کے ترقی کرنے کا اندیشہ نہ ہو) بدی سے بچ کر نیکی اختیار کرتے ہیں۔ اگر کوئی بُرا کام ہو جاتا ہے تو اس کے مقابلہ میں بھلا کام (یعنی توبہ اور اس گناہ کی تلافی) کرتے ہیں۔"

نواں

(قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ○ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ○ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○)

سورہ الذّٰریٰت رکوع ۲ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ (ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے) فرمایا۔ اے رسولو تمہارا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر برسائیں۔ وہ آپ کے رب کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لئے مقرر ہو چکے ہیں۔ پھر ہم نے نکال لیا۔ جو بھی وہاں ایماندار تھا۔ پھر ہم نے وہاں سوائے مسلمانوں کے ایک گھر کے نہ پایا۔ اور ہم نے اس واقعہ میں ایسے لوگوں کے لئے ایک عبرت رہنے دی۔ جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں + یعنی اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرنے والوں کے لئے اس واقعہ میں نصیحت ہے۔ کہ وہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں گے۔ اور ان ہلاک ہونے والوں کی طرح کبھی پیغمبرِ خدا کی نافرمانی نہیں کرینگے۔ اور اللہ تعالےٰ کے باغی نہیں ہوں گے۔

دسواں

(اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ○ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ○ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ○ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ○ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ○)

سورہ الدہر رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ بیشک نیک ایسی شراب کے پیالے پیئینگے جس میں چشمہ کافور کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہوگا۔ جس میں سے اللہ تعالیٰ کے بندے پئیں گے۔ اس کو آسانی سے بہا کر لے جائیں گے۔ وہ اپنی منّتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔ پس اللہ اُس دن کی مصیبت سے انہیں بچائے گا۔ اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا۔

حاصل

کہ قیامت کے دن جو حساب و کتاب اللہ تعالےٰ انسانوں سے لیگا۔ اس میں ناکام ہونے کے خطرہ سے ڈر کر اللہ تعالےٰ سے رضا کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کی خدمت کرتے ہیں۔ اور اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم تُم لوگوں سے کوئی معاوضہ نہیں لینا چاہتے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے کے باعث قیامت کے دن کے شر سے ہمیں بچا لے۔ اور اس دن اللہ تعالےٰ ہم سے راضی ہو کر ہمیں بہشت میں داخلے کا ٹکٹ اپنے فضل سے عطا فرما دے۔

برادرانِ اسلام

دیکھ لیجئے۔ اللہ تعالےٰ کا خوف جس انسان کے دل میں ہو۔ وہ حاجتمند اور مصیبت زدہ انسانوں کی ٹھنڈے دل سے معاوضہ لینے کی طمع دل سے نکال کر کس طرح خدمت کرتا ہے۔

گیارھواں

(اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○) سورہ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ پس ہماری آیتوں پر تو وہ ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ اپنے رب کو خوف اور امید سے پُکارتے ہیں۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ بھی کرتے ہیں۔

گیارہ ثبوتوں کا حاصل

برادرانِ اسلام۔ آج کے خطبۂ جمعہ کا پہلا حصّہ یہ تھا۔ کہ "انسان کو صحیح معنی میں انسان فقط خوفِ خدا بناتا ہے"۔ اس عاجز اور گنہگار نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے قرآن مجید میں سے گیارہ ثبوت اپنے دعوےٰ کی تائید میں پیش کئے ہیں۔ اگر آپ ان گیارہ ثبوتوں کو غور سے پڑھیں گے تو انشاء اللہ تعالےٰ یقیناً ان

میں میرے دعوے کی تصدیق پائیں گے۔ کہ واقعی انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے۔ تو پھر اور تو اور کسی مسکین کو محتاج۔ کسی کمزور کو بھی نہ ستاتا ہے نہ دُکھ دیتا ہے۔ بلکہ مسکینوں اور محتاجوں کا محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدمتگذار بن جاتا ہے۔

اگر ساری دُنیا

کے انسانوں میں خوفِ خدا کے باعث یہ رنگ پیدا ہو جائے۔ تو پھر بقول شخصے یہ دُنیا بھی بہشت کا ایک نمونہ بن جائیگی ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

اور یہ خوفِ خدا

فقط قرآن مجید کی تعلیم اور اس کے بعد قرآن مجید پر عمل کرنے والے بزرگانِ دین کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے کی برکت سے پیدا ہوتا ہے۔

خطبے کا دوسرا حصّہ

خوفِ خدا نہ ہو تو پھر ساری دُنیا میں انسان جیسا بُرا آپ کو کوئی درندہ بھی

نظر نہیں آئے گا۔ اب دیکھئے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس چیز سے اور کتنے مرحلے طے کرکے بنایا

(یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمْ وَ نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْـًٔا) الآیہ

سورہ الحج رکوع ۱ پارہ ۱۷

ترجمہ اے لوگو۔ اگر تمہیں دوبارہ پیدا ہونے میں شک ہے۔ تو ہم نے تمہیں مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی اور بغیر نقشہ بنی ہوئی سے بنایا۔ تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں۔ اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں۔ ایک مدت معین تک ٹھہراتے ہیں۔ پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں۔ پھر تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ اور کچھ تم میں سے مر جاتے ہیں اور کچھ تم میں سے نکمّی عمر تک پہنچائے جاتے ہیں۔ کہ سمجھ بوجھ کا درجہ پاکر پھر ناسمجھی کی حالت میں جا پڑتا ہے۔

اگر انسان ایسے خالق سے حکم عدولی کرے تو یہ درندوں سے بھی بدتر ہے

لاہور کے چڑیا گھر میں کبھی یہ تماشا جاکر دیکھو کہ حکومت کا وہ ملازم جو شیر کو خوراک دینے پر متعین ہے۔ اگر وہ خادم کٹہرے سے باہر آکر کھڑا ہو جائے اور شیر اپنے کمرے میں آرام سے لیٹا ہُوا ہو۔ جب وہ خادم اُسے بُلائے فوراً اُٹھ کر کٹہرے کے ساتھ آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ خادم شیر کی گردن پر اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ شیر اس طرح آرام سے کھڑا رہتا ہے۔ جس طرح کہ بکری ہو۔ گویا کہ وہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ درندوں میں بھی اپنے محسن کے احسان کا احساس ہے۔ اور درندے بھی اپنے محسن کا حکم مانتے ہیں۔ اب

دو باغی انسانوں کے نمونے ملاحظہ ہوں

(۱)

(اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۳۵ پارہ ۳

ترجمہ۔ کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا۔ جس نے ابراہیمؑ سے اس کے رب کی بابت جھگڑا کیا۔ اس لئے کہ اللہ نے اس کو سلطنت دی تھی۔ جب ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا رب وہ ہے۔ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ کہا۔ ابراہیم نے بیشک اللہ سُورج مشرق سے لاتا ہے۔ تو اسے مغرب سے لے آ۔ تب وہ کافر حیران رہ گیا۔ اور اللہ بے انصافوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

یہ وُہی نمرود ہے

جسے اللہ تعالےٰ نے وہ تمام درجے ماں کے پیٹ میں طے کرا کر انسانی شکل دے کر باہر لایا تھا۔ اور پھر اُسے بادشاہی کے تخت پر بٹھایا تھا۔ یہ اس خدا تعالےٰ سے انکار کرکے اپنی خُدائی کا دعویدار بن رہا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ملاحظہ ہو " (اس آیت میں) نمرود بادشاہ کا ذکر ہے۔ وہ اپنے آپ کو سلطنت کے غرور سے سجدہ کراتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے سامنے آئے تو سجدہ نہ کیا۔ نمرود نے دریافت کیا۔ تو فرمایا کہ مَیں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ اُس نے کہا۔ رب تو مَیں ہوں۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ مَیں حاکم کو رب نہیں کہتا۔ رب وہ ہے جو جلاتا ہے۔ اور مارتا ہے۔ نمرود نے دو قیدی منگا کر بے قصور کو مار ڈالا اور قصوروار کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ دیکھا۔ مَیں جس کو چاہوں مارتا ہوں۔ جسے چاہوں نہیں مارتا۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے آفتاب کی دلیل پیش فرماکر اس مغرور احمق کو لاجواب کیا۔ اور اس کو ہدایت نہ ہوئی تھی یعنی لاجواب ہوکر بھی ارشاد ابراہیم علیہ السلام پر ایمان نہ لایا۔

(۲)

(فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰیٰتِنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآىٕنَا الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَ قَالَ مُوْسٰى رَبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝)

سورہ القصص رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے۔ کہ یہ تو محض ایک بنایا ہُوا جادو ہے۔ اور موسیٰؑ نے کہا۔ کہ میرا رب خوب جانتا ہے۔ جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے اور جس کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ بیشک ظالم نجات نہیں پائینگے) اور فرعون نے کہا۔ اے سردارو میں نہیں جانتا کہ میرے سوا

[illegible]

تمہارا کوئی اور معبود ہے۔ پس اے ہامان تو میرے لئے گارا پکوا۔ پھر میرے لئے ایک بلند محل بنوا کہ میں موسٰی کے خدا کو جھانکوں۔ اور بیشک میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

آپ نے دیکھا

کہ وہ فرعون جس کو اللہ تعالیٰ نے اسی طریقہ سے پیدا کیا ہے۔ جس کی تفصیل پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اب اس خدا تعالیٰ کا منکر ہے۔ اور اپنی خدائی کا دعویدار ہے۔ کیا یہ شخص اس درندے (شیر) سے بدتر نہیں ہے۔ جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں

فرعون کا دوسرا دعویٰ

یعنی اگر بالفرض کوئی اور بھی معبود ہوں پھر بھی میں سب سے اعلیٰ درجہ کا رب ہوں۔ کہتا ہے (اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى)

سورہ النّٰزِعٰت پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پھر کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ " اپنے وزیر ہامان کو کہا۔ کہ اچھا اینٹوں کا ایک پزاوہ لگواؤ۔ تاکہ پکی اینٹوں کی خوب اونچی عمارت بنوا کر اور آسمان کے قریب ہو کر میں موسٰی کے خدا کو جھانک آؤں کہ کہاں ہے۔ اور کیسا ہے۔ کیونکہ زمین میں تو مجھے کوئی خدا اپنے سوا نظر نہیں پڑتا۔ آسمان میں بھی خیال تو یہی ہے کہ کوئی نہ ہوگا۔ تاہم موسٰی کی بات کا جواب تو ہو جائے گا۔

آپ نے دیکھا

کہ اگر انسان کے دل میں خوف نہ ہو۔ تو یہ بد دماغی کے باعث کہاں تک پہنچتا ہے۔ کہ خود خدا بن بیٹھتا ہے۔ اللھم اعذنا من ہذا الشر برحمتک یا ارحم الراحمین

آمین یا الٰہ العالمین

غلام کو ناحق مارنے کا کفارہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس کسی نے اپنے غلام کو کسی ایسے جرم پر سزا دی جو اس نے نہیں کیا تھا، یا اس کو طمانچہ مارا، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔ صحیح مسلم

غلام کو ناحق مارنے کا کفارہ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے پیچھے سے آواز سنی اے ابو مسعود! تجھے معلوم رہنا چاہئے کہ اللہ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت اور قابو حاصل ہے جتنا تجھے اس بے چارے غلام پر ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ فرمانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اب یہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تمہیں جلا ڈالتی یا فرمایا جہنم کی آگ تمہیں لپیٹ میں لے لیتی۔

صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۱ ربیع الاوّل ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

فضائل سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم

کل مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی مبارک تقریب منانے والے ہیں۔ اس لئے میں بھی آج اسی تقریب سعید کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں خطبۂ جمعہ بطور تبرک یا ثواب کی خاطر مت سُنا کیجئے۔ بلکہ بطور سبق سنا کیجئے اور اس میں سے عمل کا پہلو لیا کیجئے۔ بیشک جمعہ پڑھنے سے ثواب ملتا ہے لیکن ثواب اس وقت سمجھیں گے جس وقت اللہ تعالیٰ قبول فرما کر بہشت میں داخل فرما دیں گے۔ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل شاملِ حال ہو گیا اور قبر بہشت کا باغ بن گئی تو سمجھیں گے کہ جمعے قبول ہو گئے اور یہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی ہو سکتا ہے۔

دُنیا میں ہم کام کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور اس کا حساب و کتاب قیامت کے دن ہو گا۔ میں کہا کرتا ہوں یہاں جو کچھ عرض کیا جائے اس کو دل کے کانوں سے سُنیں۔ اور لوحِ دل پر لکھ لے جائیں اور اسے عملی جامہ پہنائیں اور لحدِ قبر تک نبھائیں۔ اس کے بعد جب قبر میں جائیں اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے قبر کو بہشت کا باغ بنائیں۔ تب سمجھا جائیگا کہ جمعوں کے پڑھنے کا ثواب مل گیا۔

ہمارے نسب نامہ کی دو حیثیتیں

۱۔ جسمانی۔ ۲۔ رُوحانی

جسمانی نسب سے مُراد ہے کہ کس باپ کے بیٹے ہیں اور کس دادا کے پوتے ہیں۔ اور رُوحانی نسب سے مُراد ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہیں۔

ہر انسان کی شرافت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ اپنے باپ دادا کی عزّت کا دھیان رکھے۔ اگر باپ دادا نیک تھے اور یہ بھی نیک ہے تو لوگ بڑی تعریف کرتے ہیں۔ اگر پوتا بدچلن آوارہ ہو جائے کبھی حوالات میں نظر آئے اور کبھی پولیس ہتھکڑی لگا کر لے جائے تو لوگ اس کو ننگِ خاندان کہیں گے کیونکہ اس نے باپ دادا کی عزّت کو کھو دیا۔

اولاد کی تین قسمیں ہیں

۱۔ پُوت۔ ۲۔ سپوت۔ ۳۔ کپُوت

پُوت وہ ہیں جو باپ دادا کی عزّت کو نہ گھٹائیں اور نہ بڑھائیں بلکہ اس کو بحال رکھیں۔ جس طرح باپ شریف تھا اگر ملازم تھا تو معزز عہدہ دار تھا۔ اگر تاجر پیشہ تھا تو بھی باعزّت مقام کا مالک تھا۔ اسی طرح بیٹا بھی اگرچہ ترقی تو نہیں کر سکا لیکن باپ کے وقار کو کم بھی نہیں کیا۔

سپوت وہ ہیں جو باپ دادا کی عزّت کو بڑھاتے ہیں۔ اور کپُوت وہ ہیں جو باپ دادا کی عزّت کو گھٹاتے ہیں۔ باپ دادا شریف تھے معزز تھے اور پوتا غنڈہ نکل آیا تو گویا اُس نے باپ دادا کی عزّت کو بٹہ لگا دیا۔ یہ کپوت ہے۔

نسب نامہ رُوحانی

جسمانی نسب کی طرح روحانی نسب بھی ہوتا ہے۔ جو شخص کلمہ طیّبہ لا الٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وہ اپنا رُوحانی نسب نامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملاتا ہے۔ اب یہ حضور انورؐ کی اُمّت ہونے کے لحاظ سے یا تو آپؐ کے دین کی عزّت بڑھائے گا یا اپنی بد اعمالی کی وجہ سے دین کی عزّت کو گھٹائے گا۔ اسی میں سب کچھ آجاتا ہے۔ اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی عزّت بحال رکھی تو ہم رسول اللہؐ کے سچے اور صحیح متبع کہلائیں گے۔ اور اسلام کا وقار بھی بدستور قائم رہے گا۔ اگر خدا نخواستہ ہماری صورت سیرت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ نہ خُدا سے ہمارا تعلق درست ہے۔ نہ قرآن سے تو ہم نے مسلمان کہلا کر دین کی توہین کی۔ اس صورت میں ہم مسلمان کہلا کر اسلام کی توہین کا باعث بن جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں وہ مسلمان مقبول ہو گا جو آپؐ کی عزت کو قائم رکھے گا۔

رُوحانی سپوت

صحابہ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی سپوت تھے۔ اُن کے مرتبہ سے تو اب کوئی نہیں بڑھ سکتا۔ اُس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور جبرائیل علیہ السلام پیغام لاتے تھے۔ عشرہ مبشرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا میں بہشت کی خوشخبری سُنا دی تھی۔ اب حضورؐ دُنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ اور وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اگر ہم نے عبادات معاملات معاشرت سیاست اور گھریلو زندگی میں وہی پروگرام اپنایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا تھا تو گویا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت کو قائم رکھا۔ اور اگر ہم نے خلاف کیا تو گویا ہم نے حضور انورؐ کے محبوب اسلام کو نقصان پہنچایا۔

اہل سُنّت والجماعۃ

کا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جنّت الفردوس کے وارث ہیں۔ آپؐ کے صحابہ کرامؓ بھی جنّت الفردوس کے وارث ہیں۔ ہم اہل سنت والجماعۃ کہلاتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو جماعت حضورؐ نے تیار کی تھی وہ ہمارے سلف تھے۔ اور ہم اُن کے خلف ہیں یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ کے پابند ہیں۔ لیکن عملاً اہل سُنّت والجماعۃ کہلانے والوں میں اکثر بے نماز ہیں۔ اُن کے وجود سے اسلام کی توہین ہو رہی ہے۔

ان کو دیکھ کر غیر مسلم یہی سمجھیں گے کہ شاید اسلام میں اللہ تعالٰی کی عبادت کا کوئی یومیہ پروگرام نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

بیان کرنا بھی ایک بہت بڑی نیکی اور سعادت ہے۔ لیکن اگر ہم نے حضورؐ کے فضائل تو بیان کئے اور حال وہ نہ ہوا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو نقصان پہنچایا۔ اس سے غیر مسلم یقیناً یہی سمجھیں گے کہ ان کا اسلام ایسا ہی ہوگا۔

جتنے فضائل

آپ بیان کریں گے اتنا بوجھ آپ پر پڑے گا۔ اُمّت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کہلائیں اور حرکتیں وہ کریں کہ جن سے کافروں کو بھی شرم آئے۔ بعض مجرم باپ اور دادا کا نام نہیں بتلاتے ان میں اتنی شرافت ہوتی ہے کہ جب کوئی کمینہ حرکت سرزد ہو جائے تو اپنے باپ دادا کا نام نہیں بتلاتے۔ اسی طرح اگر اہل سنت والجماعۃ نام کہلا کر بُرائیوں سے باز نہیں آتے تو اہل سُنّت والجماعۃ کے نام کو بیجا استعمال کرنا بھی چھوڑ دینا چاہیئے۔

میرے پنجاب میں

اکثر مسلمان اسلام کی دانستہ توہین کرتے ہیں۔ رات کو کرتے ہیں بلکہ چوبیس گھنٹے کرتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ انگریز کے وقت میں بھی لاہور میں پانچ اڈے پرائیویٹ زنا کے تھے؟ اب ہیں کہ نہیں۔ یہ اخباری رپورٹ ہے۔ اور بڑی محتاط رپورٹ، محتاط کے معنی بڑی احتیاط سے لکھی جاتی ہے۔ نہایت ہی جچی تلی رپورٹ ہے۔

پاکستان کا سفیر

غیر ممالک میں جاکر نماز ایک نہ پڑھے رمضان شریف میں روزہ ایک نہ رکھے، بلکہ شراب کی پارٹیوں غیر محرم عورتوں سے ڈانس وغیرہ کی دعوتوں میں داد عیش دیتا پھرے تو وہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ شاید اسلام کی تعلیم بھی یہی ہوگی۔

دُعا کیجئے

اللہ تعالٰی ہمیں اسلام کی توہین کرنے سے بچائے۔ اور اسلام کی عزت کو بحال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

رات کا مشغلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے۔ اب مسلمانوں میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کا رات کا مشغلہ سینما بینی اور دن کو حجام و حمام سے فارغ ہو کر سوٹ بُوٹ پہن کر دفتر جانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ چہ جائیکہ سینما میں جاکر دوسروں کی عورتوں کو دیکھیں پرائی عورت کو آنکھ اُٹھا کر دیکھنا فسق ہے مرد غیر عورت کو دیکھے تو فاسق اور عورت یہ گناہ کرے اور غیر مرد کو جھانکے تو فاسقہ۔ فسق کا ترجمہ بدمعاشی ہے۔

ارشادِ باری تعالٰی

(وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ) سورہ نور ع ۴ پ ۱۸

ترجمہ۔ ایمان والوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں اور

(وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ)

ترجمہ۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

حاصل یہ نکلا اگر نگاہ محفوظ نہیں رہے گی تو شرمگاہوں کا محفوظ رہنا بھی مشکل ہوگا۔

تیز الفاظ کا استعمال

اس لئے کر رہا ہوں کہ شاید کسی کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے گویا کہ جو عورتیں سنیما میں جاتی ہیں وہ اللہ تعالٰی سے بغاوت کر رہی ہیں اور جو مرد سنیما میں جاتے ہیں وہ بھی اللہ تعالٰی کے باغی ہیں۔ کیونکہ وہ مذکورالصدر حکم الٰہی کے مخالف ہیں۔ خداوند کریم اپنی ہر قسم کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ اور سنیما کے فتنے اور شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

فضائل سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

(۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں آدمؑ کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور سب سے پہلے قبر سے میں اُٹھونگا۔ اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا۔ اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

(۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رواہ مسلم

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ تعداد میرے تابعداروں کی ہوگی۔ اور میں سب سے پہلا شخص ہونگا جو بہشت کا دروازہ کھلوائے گا۔

(۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رواہ مسلم

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں بہشت کے دروازہ پر جاؤں گا۔ اور اُس کو کھلواؤں گا۔ بہشت کا دربان کہے گا۔ آپ کون ہیں۔ پھر میں کہونگا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ پھر کہیگا۔ مجھے آپ ہی کے متعلق حکم دیا گیا تھا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

(۴) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَّا صَدَّقَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سب سے پہلا شخص ہوں جو بہشت میں سفارش کروں گا یعنی اپنی اُمّت کو جنّت میں داخل کرنے کی سفارش کروں گا۔ اور انبیاء میں سے کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی میری (یعنی میری نبوّت و رسالت کی تصدیق کرنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے) اور انبیاء میں سے ایک نبی ایسے ہیں جن کی تصدیق صرف

ایک مردنے کی ہے۔

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُہٗ تُرِکَ مِنْہُ مَوْضِعُ لَبِنَۃٍ فَطَافَ بِہِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِہٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَۃِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَۃِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اور دوسرے انبیاءؑ کی مثال اس قصر کی سی ہے۔ جس کی عمارت یا دیواریں نہایت عمدہ ہوں۔ لیکن دیوار میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو۔ پھر لوگوں نے اس کے گرد پھر کر عمارت کو دیکھا (اور اس کی خوبی سے خوش ہوئے) لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر تعجب و حیرت میں رہ گئے۔ اس اینٹ کی جگہ کو بھرنے والا ہوں۔ اور میں اس عمارت کو پورا کرنے والا ہوں۔ اور میں ہی انبیاء کا خاتم ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں۔ اور میں ہی نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ وَجُعِلَتْ الارض سجدًا وطھورًا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوۃ فلیصل وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً متفق علیہ۔

جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک تو مجھ کو فتح دی گئی۔ ایک مہینہ کی راہ کی دوری پر رعب سے (یعنی ایک مہینہ کی مسافت کی دوری پر رہنے والے دشمن کے دل میں بھی میرا ڈر پایا جاتا ہے) دوسری ساری زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک قرار دیا گیا ہے۔ (یعنی میری امّت میں سے جو شخص جہاں نماز کا وقت پائے۔ اگر پانی نہ ہو تو تیمّم کرکے نماز پڑھ لے) تیسری میرے لئے مال غنیمت کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہ تھا۔ چوتھی مجھ کو شفاعت کا مرتبہ دیا گیا۔ (یعنی شفاعتِ کبریٰ جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے) پانچوں۔ مجھ سے پہلے ہر نبی کو خاص طور پر اپنی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ اور مجھے ساری دُنیا اور تمام قوموں کے لئے بھیجا گیا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

اے رحمۃٌ للعالمین ہم آپ کو خُدا تو نہیں مانتے۔ لیکن خُدا کے بعد کسی کو آپ جیسا بھی نہیں سمجھتے۔ نہ آسمان پر کوئی فرشتہ اور نہ زمین پر کوئی پیغمبر آپ کے رتبہ کو پہنچ سکتا ہے۔

احادیث مبارکہ

میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ملاحظہ کر چکے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ شان ہے کہ وہ تمام محاسن میں سب سے بلند مرتبہ پر ہیں۔ اور آج ہمارا یہ حال ہے کہ صرف ایک شہر لاہور میں پانچ ہزار بدمعاشی کے اڈّے ہیں۔

حکومت سے عرض کرتا ہوں

نظام حکومت میرے حوالے کر دو۔ تنخواہیں تم کھاؤ۔ الاؤنس تم لو۔ مجھے صرف اختیار دیدو۔ میں ایک پیسہ بھی حکومت کے خزانہ سے لینا حرام سمجھتا ہوں۔ پھر دیکھو کہ ایک دن میں لاہوریوں کا دماغ درست ہوتا ہے کہ نہیں۔ شادی شدہ زانی کی باولے کُتّے کی طرح جان لینگے۔ اور غیر شادی شدہ زانی کو سو دُرّے لگاکر اُس کے باپ کے گھر بھیج دینگے۔ کہ وہاں بیٹھ کر زخموں کی مرہم پٹی کرائے۔

آپ اندازہ لگائیں

کہ جس شہر میں رات کو زنا کے پانچہزار اڈّے ہوں تو کیا اُس شہر پر خُدا کا غضب نازل نہ ہو رہا ہوگا۔ اگر لاہور کے مختلف پانچ ہزار مقامات پر آگ لگ جائے تو یہی کہا جائے گا کہ سارا لاہور جل رہا ہے۔ اگر حکومت شرعی حدود جاری کردے تو پاکستان میں ایک بھی زنا کا اڈہ نہیں رہ سکتا۔

میں کسی کی

ذات کا مخالف نہیں ہوں۔ البتہ مخالف شریعت کے کردار کا مخالف ہوں۔ کھری باتیں اس لئے کہتا ہوں کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ اے اللہ ہم عالم نہیں تھے۔ اور تیرے کسی بندے نے ہمیں تیرا پیغام نہیں پہنچایا تھا۔ میں تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

کابل میں چور

کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ شریعت کا حکم ہے کہ ایک ہاتھ کاٹا جائے اور زانی کو ایک قلعہ سے باندھ کر اُوپر سے بہت بڑی دیوار گرا کر چُور چُور کر دیتے ہیں۔ کیونکہ پٹھان ذرا متشدّد مزاج ہے اس کا اثر یہ ہے کہ وہاں نہ چوری ہوتی ہے اور نہ زنا و اغوا کے واقعات منظرِ عام پر آتے ہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سچّا اُمّتی بنا کر اس دُنیا سے اُٹھائے۔

خدام الدین لاہور ۵ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دُنیا کے ہر کام میں اللہ تعالیٰ سے مدد لینے کی فقط ایک شرط

اور بارگاہ الٰہی سے امداد ملنے کے بطور نمونہ

پانچ اعلان

ایک شرط

یہ ہے کہ تم (اے ایماندارو) اگر اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کروگے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ (ان تنصروا اللّٰہ) سورہ محمدؐ رکوع ۱ پارہ ۲۶ ترجمہ۔ اگر تم (اے ایماندارو) اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کروگے۔

مدد سے مراد یہ ہے

کہ ہر ایک معاملہ میں اس بات کا لحاظ رکھوگے۔ کہ دینِ الٰہی کی وہ تعلیم جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔ اور جس دین کا عملی نمونہ ہم مسلمان سیّد المرسلین خاتم النّبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھتے ہیں۔ اس کی ہرگز مخالفت نہیں کریں گے۔ یعنی ہر کام کے کرنے میں وہ طریقہ اختیار کریں گے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے قرآن اور اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت کی مخالفت نہ ہونے پائے۔ زندگی بھر میں اس طرزِ عمل کا عہد کرنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں امداد ملنے کے پانچ اعلانات ملاحظہ ہوں۔

پہلا اعلان

(یَنۡصُرۡکُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ)

سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ (اللہ تعالیٰ) تمہیں مدد دیگا۔ اور تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا۔ یعنی خُدا تعالیٰ کے فضل سے تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ بلکہ دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے باعث ایک طرح کی خوشی ہوگی۔ کہ الحمد للہ ہم نے اس معاملہ میں بے دین لوگوں کی پروا نہیں کی۔ اور اللہ تعالیٰ کو راضی رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام بھی ہوگیا۔

مثلاً

ایک دیندار مسلمان کے بیٹے کا ایک جگہ رشتہ ہُوا۔ لڑکی والوں نے لڑکے کے لئے رشتہ تو خوشی سے دیدیا۔ مگر دبی زبان سے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارے ہاں برات میں باجوں کی رسم ہے۔ لہٰذا برات میں باجے ضرور لائیں۔ لڑکے والے خاموش رہے۔ اور باجے لانے کا وعدہ کوئی نہ کیا۔ جس دن برات لائے۔ تو برات تو بڑی شان و شوکت سے سج دھج کر آئی۔ اور برادری کے تمام معزّزین ساتھ لائے۔ جب لڑکی والوں کے گھر پہنچے۔ لڑکی والوں نے کہا کہ ہم نے تو برات میں باجے لانے کا بھی ذکر کیا تھا۔ لڑکے والوں نے کہا کہ چونکہ شریعتِ محمدیہ میں باجے بجانے حرام ہیں اس لئے ہم باجے نہیں لائے۔ اگر خدانخواستہ آپ کے ہاں لڑکی کی شادی پر باجے لانا لازمی شرط ہے تو ہم برات لیکر واپس چلے جاتے ہیں۔ آپ پھر اپنی لڑکی کا رشتہ ان لوگوں کو دیں جو آپ کی شرط پوری کریں۔ ؎

پائے فقیر لنگ نیست ملکِ خدا تنگ نیست

ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کوئی ایسا رشتہ دیدیگا جس لڑکی کے ماں باپ باجا لانے کی شرط نہ کریں۔

اب لڑکی والے

بیٹھ کر سوچیں گے۔ کہ اگر ہم لڑکی کا نکاح کرکے نہیں دیتے تو لوگوں میں یہ بات مشہور ہو جائے گی۔ کہ لڑکی والوں کو لڑکے کا رشتہ تو واقعی پسند تھا۔ اسی لئے منظور کیا تھا۔ مگر فقط باجہ نہ لانے کے باعث رشتہ فسخ کر دیا۔ خدا کے فضل سے ان کے دل میں خود بخود یہ خیال آئیگا کہ اس صورت میں تو ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ لڑکی والے جھک جائینگے کہیں گے بہت اچھا۔ آئیے۔ تشریف لائیے۔ بیٹھئے۔ ابھی نکاح ہو جاتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ نماز عصر کے بعد لڑکی کی رُخصتی کر دیں گے۔

آپ نے دیکھا

کہ دینِ الٰہی کی پابندی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کیسی فتح عطا فرمائی۔ وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز

دوسری مثال

مثلاً ایک لڑکے والوں کو لڑکی کا رشتہ بڑا ہی پسند ہے۔ لڑکی میں تمام خوبیاں موجود ہیں۔ صورت۔ سیرت عقلمندی دانشمندی۔ شرافت طبعی علاوہ ازیں لڑکی سے قریب کی رشتہ داری بھی ہو۔ مثلاً لڑکے کی خالہ کی لڑکی ہے یا پھوپھی کی لڑکی ہے۔ غرضیکہ لڑکی ماشاء اللہ ہمہ صفت موصوف ہے۔ علاوہ اس کے لڑکی کا باپ مالدار بھی ہے۔ یہ بھی امید ہے کہ لڑکی کو جہیز میں کم از کم چار پانچ ہزار کا مال (کپڑے۔ زیور۔ لحاف۔ توشک۔ پلنگ۔ کرسی وغیرہ کی صورت میں) ملیگا۔ اب لڑکی والے لڑکے کو رشتہ دینے سے اس لئے انکار کر رہے ہیں کہ

لڑکا داڑھی مُنڈا اور بے نماز

ہے۔ اور وہ اس بات پر ڈٹ جاتے ہیں۔ کہ اگر لڑکا مذہب اسلام کی مخالفت چھوڑ دے۔ اور اپنی شکل اصلی۔ پچھے اور کھرے مسلمانوں کی سی بنالے۔ داڑھی رکھ لے۔ اور نماز پڑھنا شروع کردے تو ہم رشتہ دینے کے لئے تیار ہیں۔

لڑکی والے

لڑکے سے اسلامی شکل بنانے اور

اسلامی شعار کی پابندی کرانے پر ڈٹ جائیں تو انشاء اللہ تعالےٰ مجھے یقین کامل ہے کہ لڑکے والے اپنے لڑکے کو مجبور کرینگے کہ اسلام کی وہ دونوں شرطیں مان لے۔ تاکہ بخیر و خوبی شادی ہوجائے۔

اور انشاء اللہ تعالیٰ

وہ نوجوان بھی ساری عمر کے لئے برادری میں یہ توہین کبھی برداشت نہیں کریگا کہ اس نے لڑکی کا بہترین رشتہ اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ لڑکی والے اس کی دینی اصلاح ہونے پر لڑکی کا رشتہ دینے پر مُصِر تھے۔

برادرانِ اسلام

آپ نے میری پیش کردہ دو مثالوں میں دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دین کی پابندی کرنے والے مسلمانوں کو کیسی فتح عطا فرمائی۔

علی ہذا القیاس

اے میرے معزّز مسلمان بھائیو۔ کہ اگر ہم مسلمان ہر معاملہ میں دینِ الٰہی کی تابعداری پر ڈٹ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری ہر موقعہ پر امداد فرمائیگا۔ اور اللہ تعالےٰ کی امداد کی برکت سے مخالف کو جھکنا پڑے گا۔

ایک پکّے دیندار کا عجیب واقعہ

سُنئے۔ جب اس گنہگار کو اللہ تعالےٰ دہلی سے لاہور لایا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے شیرانوالہ سے باہر رہائش کے لئے ایک مکان کرایہ پر مِلا۔ چونکہ اس مکان کے قریب یہ لائن والی مسجد ہی تھی میں نے اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنا شروع کر دیا۔ یہ مسجد دراصل پولیس لائن والوں کی تھی محلہ کی نہیں تھی۔ پولیس والے ہی اکثر اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ جس طرح کہ ہر تھانے کے پاس آپ دیکھیں گے کہ چھوٹی سی مسجد ضرور ہوتی ہے۔ جس میں پولیس کے آدمی جو نمازی ہوتے ہیں۔ وہ اس میں وقت پر نماز پڑھ لیا کرتے ہیں۔ تاکہ دُور بھی نہ جانا پڑے۔ اور نماز بھی باجماعت ہو جائے۔ میرے لاہور میں آنے کے وقت پولیس لائن تو یہاں سے اُٹھائی جا چکی تھی۔ اور چھوٹی سی یہ مسجد مسجد ہی رہی۔ اس میں نواں محلہ جو مسجد کے متصل ہے۔ اس محلہ کے رہنے والے ایک بزرگ بحیثیت خادم کے محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مسجد کی خدمت کرتے تھے اور ان کا ذریعہ معاش بزازی کی ایک چھوٹی سی دُکان اسی مسجد کے قریب ہی تھی)۔ وہ بچارے کوئی بڑے سرمایہ دار تو نہیں تھے۔ اُنہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں ہندوؤں سے کپڑا اُدھار لاتا ہوں۔ اور میں نے ہندو بزازوں سے کہہ رکھا ہے۔ کہ میں اُدھار لے جاؤنگا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ وعدے کے مطابق تھانوں کی قیمت تو ادا کردونگا مگر سود نہیں دُونگا۔ مرحوم فرماتے تھے کہ ہندو مجھے کہتے تھے کہ

بہت اچھّا میاں جی

آپ بیشک جتنی ضرورت ہو کپڑا لے جایا کیجئے۔ اور وقت پر قیمت ادا کر دیا کیجئے۔ ہم آپ سے سود نہیں لینگے۔ برادرانِ اسلام

آپ نے دیکھا

کہ اللہ تعالےٰ کے ایک بندے اور اس کی پاک نیت کی بناء پر کس طرح ہندوؤں کے دلوں کو نرم کر دیا تھا۔ یہ رعایت دراصل حاجی صاحب مرحوم کی للّٰہیت اور اخلاص کا نتیجہ تھی اللہ تعالےٰ کو معلوم تھا کہ میرا یہ بندہ اتنا سچّا اور پکّا مسلمان ہے۔ کہ بھوکا رہنا منظور کرے گا۔ مگر سود دے کر مجھے ناراض کرنا گوارا نہیں کریگا۔

اِس لئے

اللہ تعالےٰ نے ہندوؤں کے دلوں کو نرم کر دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کی خاطر اپنے دشمنوں کے دلوں کو بھی پھیر دینے پر قادر ہے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

دُوسرا اعلان

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہوسکے گا۔ اور اگر تمہاری مدد نہ کرے تو پھر ایسا کون ہے۔ جو تمہاری اس کے بعد مدد کر سکے اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر وہ مدد نہ کرے۔ تو اور کوئی زمین یا آسمان میں مدد کرنے والا ہے بھی نہیں۔ اور اس کی طرف سے مدد کرنے کی شرط پہلے بیان ہو چکی ہے۔ کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کے دین کی پابندی کرو گے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ تمہاری ضرور مدد کرے گا۔

تیسرا اعلان

(وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝) سورہ الحج رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کریگا۔ جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست غالب ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ایسے شخص کی مدد کرنے کا اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے۔ جو اس کے دین کی مدد کرے۔ یعنی جو شخص دُنیا کا ہر کام کرنے میں اس بات کا پورا لحاظ رکھے۔ کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کسی ارشاد کی مخالفت ہرگز نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالےٰ ایسے بندے کی ضرور امداد کرتا ہے۔ کیا جس شخص کی اللہ تعالےٰ امداد کرے۔ وہ کبھی دُنیا میں خائب خاسر ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں وما علینا الا البلاغ

چوتھا اعلان

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

سورہ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں۔ سو وہ ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے

پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا - جو گنہگار تھے - اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام جو اپنی اپنی قوم کے پاس پیغامِ حق لائے تھے۔ ان قوموں نے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی بجائے تکذیب کی - اور ان کی موافقت کی بجائے مخالفت کی - نتیجہ یہ نکلا کہ وُہ قومیں یکے بعد دیگرے دُنیا سے نیست و نابود کر دی گئیں - فاعتبروا یا اولی الابصار و ما علینا الا البلاغ -

پانچواں اعلان

(اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰہِ کَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰىہُ جَہَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ - آیا وہ شخص جو اللہ کی رضا کا تابع ہے۔ اس کے برابر ہو سکتا ہے - جو غضبِ الٰہی کا مستحق ہُوا - اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے - اور کیسی وہ بُری جگہ ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قانونِ الٰہی (قرآن مجید) کی پابندی کرکے اللہ تعالے کو راضی رکھنے والا اور جو شخص اللہ تعالے کی رضا کی کوئی پروا نہیں کرتا - کیا یہ دونوں درجے میں برابر ہو سکتے ہیں - ہرگز نہیں - بلکہ اس دوسرے شخص کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے -

بفضلہ تعالیٰ مذکورۃ الصدر پانچ اعلانوں

سے یہ بات ثابت ہوگئی - کہ اپنے ہر کام میں امدادِ الٰہی لینے کے لئے اس کی رضا کے تابع ہو کر چلنا ضروری ہے ہر کام میں رضا الٰہی کے تابع ہونے کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں -

پہلی

دو آدمی تجارت پیشہ فرض کر لیجئے - ایک ان میں سے اللہ تعالے کے قانون کے مطابق کاروبار کرتا ہے - مثلاً ہر گاہک کو مال کھرا اور خالص دیتا ہے اور گاہک سے جھوٹ بھی نہیں بولتا - اس شخص سے اللہ تعالے راضی ہوگا - کاروبار میں اس دیانتداری کے باعث جو روپیہ آئے گا - اس کو کھانے پینے پہننے میں صرف کرنے کے باعث انسان کا دل نیکی کی طرف مائل ہوگا - اللہ تعالے کی یاد کرنے کا شوق پیدا ہوگا - اس بناء پر اللہ تعالے کے نیک بندوں کی صحبت میں جائے گا - ان کی صحبت کی برکت سے یہ شخص نیک - شریف اور پرہیزگار ہو جائے گا - اس کی دُنیا بھی سنور جائیگی جب مرے گا تو انشاء اللہ تعالے اس کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی - اس کے مقابلہ میں دوسرا شخص خیال کیجئے جو مال کے کمانے میں حرام اور حلال کے ذریعہ میں تمیز نہیں کرتا - لوگوں کو اصلی کہکر نقلی مال دیتا ہے - کھرا کہکر کھوٹا دیتا ہے - اور دام کھرے کے لیتا ہے - یہ حرام کا مال جس کے پیٹ میں جائیگا اس کے دل میں حرام کے کاموں کے خیالات پیدا ہوں گے - حرام ہی کے کاموں میں اسے دلچسپی ہوگی - نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل اور خوار ہوگا - دُنیا میں ذلیل ہونے کے علاوہ اس کی قبر جہنّم کا گڑھا بنے گی -

اب ہر انسان

خود سوچ لے کہ کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے - یہ دُنیا گنبد کی آواز ہے جیسی دوگے - ویسی سنوگے - نیکی کروگے تو اپنے متعلق نیکی کی آواز سُنوگے - اور بدی کروگے تو اپنے متعلق بدی کی آواز سُنوگے - اور اسی آواز کی بناء پر قبر میں تمہارے ساتھ سلوک ہوگا - اللھم اہدنا الصراط المستقیم - آمین یا الٰہ العالمین -

دوسری

سرکاری ملازمین دو قسم کے ہیں - ایک وہ طبقہ جو ہماری گورنمنٹ کے خزانہ سے جو انہیں تنخواہ ملتی ہے - اسی پر گزر اوقات کرتے ہیں - اور مخلوقِ خدا کی جو خدمت حکومت کی طرف سے ان کے ذمہ ہے۔ وہ دیانتداری سے انجام دیتے ہیں - چونکہ یہ لوگ رشوت نہیں لیتے - اس لئے خیالات بھی پاک ہوں گے - جذبات بھی پاک ہونگے - نیکی کی طرف بھی میلانِ طبع ہوگا - اور مخلوقِ خدا کے دلوں سے بھی ان کے حق میں دُعائیں نکلیں گی - ایسے سرکاری عہدہ داروں سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا - اور مخلوقِ خدا کے دل سے دُعائیں نکلیں گی - اور انشاء اللہ تعالے مخلوقِ خُدا کی دلی دُعاؤں کے باعث اللہ تعالے کی رحمت ان کے شاملِ حال ہوگی اور وہ لوگ عذابِ الٰہی سے بھی بچ جائیں گے - خواہ قبر کا ہو یا دوزخ کا -

سرکاری ملازمین کا دوسرا وہ طبقہ بھی ہے جو باوجودیکہ گورنمنٹ کے خزانہ سے تنخواہ لیتے ہیں - اور پھر رعایا کی اسی خدمت کے انجام دینے میں رعایا سے الگ حق الخدمت لیتے ہیں - اسی کا نام رشوت ہے - اس کا نتیجہ یہ نکلے گا - کہ ہر شخص ایسے لوگوں سے ناراض ہوگا - ہر شخص کے دل میں یہ خیال آئیگا - کہ جب یہ لوگ گورنمنٹ کے خزانہ سے تنخواہ لیتے ہیں تو پھر انہیں اسی خدمت کا معاوضہ پبلک سے وصول کرنے کا کیا حق ہے - ہر شخص اپنی ضرورت کے پورا کرانے کے لئے انہیں رشوت دے گا - مگر دل میں ناراض ہوگا - اور جب ایسے لوگوں کا ذکر آئیگا تو ہر شخص انہیں بُرائی سے یاد کرے گا - ایسے شخص سے اللہ تعالے خود بھی ناراض تھا اور مخلوقِ خُدا کے دلوں کی ناراضگی اس شخص کے حق میں اللہ تعالے کے غضب کو اور زیادہ بھڑکا دیگی - نتیجہ یہ نکلے گا - کہ یہ رشوت خوار دُنیا کی زندگی میں لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوگا - اور جب قبر میں داخل ہوگا تو قبر بھی دوزخ کا گڑھا بنے گی - اور زندگی میں حرام مال استعمال کرنے کے باعث اس کے خیالات کا رجحان حرام کی طرف زیادہ ہوگا - مثلاً شراب پینا - ڈانس کھیلنا - مسجد میں آنے کو دل نہ چاہنا - سنیما دیکھنے کا بے حد شوق دل میں پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ مخربِ اخلاق افعال اور مخربِ اخلاق صحبتوں میں جانا وغیرہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ حرام مال سے اپنے آپ کو بچائے - تاکہ دُنیا میں رہنے والوں کی نظروں میں ذلیل نہ ہو اور اس کی قبر دوزخ کا گڑھا نہ بنے - اور اس کے بعد میدان محشر سے دوزخ میں نہ پہنچنے پائے -

تصویر کا دوسرا رُخ

جو خدا تعالے اپنے مخلص بندوں کو ہر کام میں مدد دے کر کامیاب بنا سکتا ہے -

وُہی

اپنے مخالفین کو اپنی بے پناہ طاقت

سے تباہی کے گھاٹ بھی اُتار سکتا ہے۔

اس کے شواہد

پہلا

(وَکَمْ مِنْ قَرْیَةٍ اَهْلَکْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ٥ فَمَا کَانَ دَعْوٰهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ٥)

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں۔ جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا یا ایسی حالت ہیں کہ وہ دوپہر کو سونے والے تھے۔ جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا۔ پھر ان کی یہی پکار تھی۔ کہنے تھے۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔

آپ نے دیکھا

اللہ تعالےٰ نے اپنی جابرانہ طاقت سے باغیوں کی بستیوں کو آناً فاناً موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اور ہلاک ہونے والوں نے ہلاکت کے وقت اپنے مُنہ سے اقرار کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں سزا دینے میں حق بجانب ہے۔ ہم ہی ظالم تھے۔ اسی کو ہماری زبان میں اس محاورے سے ادا کرتے ہیں۔ "جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے"

دُوسرا

(اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا ص وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَکْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ٥)

سورہ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷

ترجمہ۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتیں ہلاک کردیں۔ ہم نے انہیں زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمہیں نہیں بخشا۔ اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں برسائیں۔ اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں۔ پھر ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان کے بعد اور اُمتوں کو پیدا کیا۔

خُدا کرے

کہ میرے پاکستان کے ہر طبقہ کے احباب مذکورالصدر اعلانِ الٰہی کو غور سے پڑھیں۔ اور پھر اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھیں۔ ممکن ہے۔ کہ اس کے بعد کچھ انہیں اپنی اصلاح کا احساس پیدا ہو جائے۔

ایک مخلصانہ مشورہ

چاہئے تو یہی کہ ساری قوم کی اصلاح ہو جائے۔ لیکن اگر ساری قوم اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہو تو پھر انفرادی طور پر اپنے ہر بھائی اور ہر بہن کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ ہر شخص انفرادی طور پر اپنا معاملہ اللہ تعالےٰ سے درست کر لے کیونکہ ہر انسان نے اپنی اپنی قبر میں جانا ہے۔ اس لئے جو شخص بھی اپنا تعلق اللہ تعالےٰ سے درست کر لے گا۔ اس کی قبر تو بہشت کا باغ بن ہی جائیگی وما علینا الّا البلاغ۔

تیسرا

(وَتِلْکَ الْقُرٰٓی اَهْلَکْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِکِهِمْ مَّوْعِدًا ٥) سورہ الکهف رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور یہ بستیاں ہیں۔ جنہیں ہم نے ہلاک کیا ہے۔ جب انہوں نے ظلم کیا تھا۔ اور ہم نے ان کی ہلاکت کا بھی ایک وقت مقرر کیا تھا۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کئی بستیوں کے رہنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ ان ہلاک ہونے والوں کا جرم یہی ظلم تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی بیشمار نعمتوں سے فائدہ اُٹھانا اور اسی کے احکام کی ڈٹ کر مخالفت کرنا۔ اور اگر ہادی یعنی کوئی پیغمبر آئے تو اس کی نافرمانی کرنا۔ بلکہ اس کی بے عزّتی کرنا۔ کسی کو جادوگر ہونے کا طعنہ دینا۔ کسی کو کو پاگل ہونے کا طعنہ دینا وغیرہ وغیرہ

سُنّۃُ اللہ

یہ ہے کہ اپنے باغیوں کو کچھ مُدّت تک مہلت دے کر پھر عذاب الٰہی میں مبتلا کیا کرتے تھے۔ اور ان کی تباہی اور بربادی کی کوئی میعاد تقدیر الٰہی میں مقدر ہُوا کرتی تھی۔ جب وہ وقت آتا تھا۔ پھر ان پر عذاب نازل ہوتا تھا۔

اے میرے ملک کے رہنے والو

مذکورالصدر حالات کے آئینے میں اپنا مُنہ دیکھو۔ کہ کہیں ہم بھی ان کی طرح باغیانہ لائن پر تو نہیں جا رہے۔ بعض آدمی نیک تو ان ہلاک ہونے والی قوموں میں بھی ہوتے ہیں۔ ان قوموں کی تباہی کے وقت اگر کوئی پیغمبر موجود ہوتا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کو پہلے اطلاع دیدی جاتی تھی۔ کہ مخلصین کو بچالیں۔ پھر باغیوں پر عذاب الٰہی نازل ہُوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ میرے اس بیان کے شاہد ہیں۔

چوتھا

(اَهُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَکْنٰهُمْ اِنَّهُمْ کَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ٥)

سورہ الدخان رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو ان سے پہلے ہوئے۔ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ کیونکہ وہ مجرم تھے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "تبع بادشاہ تھا یمن کا۔ سب قوم اس کی بُت پرست۔ اس کو یقین آیا تورات پر (یعنی تورات پر ایمان لایا) اپنی قوم کے سامنے آزمایا۔ کہ سچّا دین کونسا۔ بڑی آگ لگائی (یعنی جلائی) دو حبر یہود کے تورات بغل میں لے کر اس میں گھس گئے۔ نہ جلے۔ دو بُت پرست بُت کو بغل میں لے کر چلے۔ جلنے لگے۔ اُلٹے بھاگے۔ اس کی قوم اس کی دشمن ہُوئی۔ آخر خراب ہوئے"

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "تبّع لقب تھا یمن کے بادشاہ کا جس کی حکومت سبا اور حضر موت وغیرہ سب پر تھی۔ "تبع" بہت گزرے ہیں۔ اللہ جانے یہاں کونسا مراد ہے۔ بہر حال اتنا ظاہر ہُوا۔ کہ اس کی قوم بہت قوّت و جبروت والی تھی جو اپنی سرکشی کی بدولت تباہ کی گئی۔ ابن کثیر نے اس سے قوم سبا مراد لی ہے جس کا ذکر سورہ سبا میں گزر چُکا (من قبلهم سے مراد) عاد و ثمود وغیرہ ان سب کو اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کرکے چھوڑا۔ کیا تم ان سے بہتر یا ان سے زیادہ طاقتور ہو کر تم کو

ہلاک نہ کرے گا یا نہ کرسکیگا۔"

اے میرے پاکستان کے باشندو

مذکور الصدر سطروں کو غور سے پڑھو۔ اور ان تباہ ہونے والی قوموں کے حالات سے اپنے حالات کا مقابلہ کرکے دیکھو کیا تم بھی کہیں ہلاکت کے راستہ پر تو نہیں جا رہے۔

مَیں مانتا ہوں

کہ میرے ملک میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اکثریت کن لوگوں کی ہے۔ اور اسلام کا احترام کرنے والے زیادہ ہیں یا اسلام کی بے حرمتی کرنے والے زیادہ ہیں"۔

وما علینا الّا البلاغ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جوان کسی بوڑھے بزرگ کا اس کے بڑھاپے ہی کی وجہ سے ادب و احترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس جوان کو بوڑھے ہونے کے وقت ایسے بندے مقرر کر دے گا جو اس وقت اس کا ادب و احترام کریں گے۔ جامع ترمذی

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے، اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا (کہ مسلمانوں کو اس طرح باہم وابستہ اور پیوستہ ہونا چاہئے) صحیح مسلم

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب مسلمان ایک شخص واحد (کے مختلف اعضاء) کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ دکھے تو اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے، اور اسی طرح اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو بھی سارا جسم تکلیف میں شریک ہوتا ہے۔ صحیح مسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (اس لئے) نہ تو خود اس پر ظلم و زیادتی کرے نہ دوسروں کا نشانہ ظلم بننے کے لئے اس کو بے مدد چھوڑے (یعنی دوسروں کے ظلم سے بچانے کے لئے اس کی مدد کرے) اور جو کوئی اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ کی حاجت روائی کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کو کسی تکلیف اور مصیبت سے نجات دلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کسی مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا فرمائے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری کرے گا۔ صحیح بخاری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

انسان کی کامیاب زندگی کا معیار

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ۔

(وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ)

سورہ الذّٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسانوں کو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

قاعدہ یہ ہے کہ دنیا میں جو چیز ہی ہم کو نظر آتی ہے اس پر "کامیاب" "ناکامیاب" ان دو لفظوں میں سے ایک لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کامیابی یہ ہے کہ جو چیز جس غرض کے لئے بنائی جائے وہ غرض اس سے پوری ہو جائے۔ تو سمجھا جائے گا کہ وہ چیز کارآمد ہے اگر وہ غرض جس کے لئے وہ چیز بنائی گئی ہے پوری نہ ہو تو سمجھا جائے گا کہ وہ کارآمد نہیں بلکہ بیکار ہے۔ پہلی چیز کے بنانے والے انسان کو کہا جائے گا کامیاب اور دوسری کے بنانے والے کو ناکامیاب۔ گویا ہر چیز کے پرکھنے کے لئے کہ اچھی ہے یا بُری۔ صحیح ہے یا غلط۔ قاعدہ یہ ہے کہ کاریگر نے جس کام کے لئے اس چیز کو بنایا ہے اگر وہ کام اس چیز سے ہو جائے تو وہ چیز اچھی اور قابلِ قدر کہلاتی ہے۔ اگر وہ کام اس سے نہ ہو تو وہ چیز بیکار اور ردی سمجھی جاتی ہے۔ صورت کے لحاظ سے اگرچہ ایک چیز کتنی اچھی۔ خوبصورت اور بھلی معلوم ہو۔ لیکن جس کام کے لئے کاریگر نے اسے بنایا ہے اگر وہ کام اس سے نہ ہوسکے تو وہ ردّی اور بیکار سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً ایک کاریگر قلم بنانے کے لئے چاقو بناتا ہے۔ لیکن اگر لوہا ناقص ہے اور چاقو قلم نہیں گھڑتا بلکہ اُلٹا اس کا مُنہ مڑ جاتا ہے تو وہ چاقو بیکار ہے۔ اگرچہ اس کا دستہ نہایت خوبصورت ہو۔ اور اس کی وضع بھی اچھّی ہو۔ لیکن لوہا ایسا کچّا۔ ردی اور ناقص ہے کہ قلم گھڑنے کے ساتھ ہی اس کا مُنہ مڑ جاتا ہے۔ اس میں دندانے پڑ جاتے ہیں اور چاقو بیکار ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس ہر چیز کی کامیابی اور ناکامیابی کا معیار یہ ہے کہ جس غرض کے لئے بنانے والے نے وہ چیز بنائی ہے۔ اگر وہ کام اس سے ہو جائے تو وہ چیز اچھی اور قابل قدر ہے۔ اگر وہ کام نہ ہو تو وہ قابلِ قدر نہیں بلکہ بالکل بیکار ہے۔ مثلاً ایک شخص بال بچّوں کے دودھ پینے کے لئے ایک بھینس خرید لاتا ہے بھینس اگر شکل کے لحاظ سے عمدہ اور سوہنی ہے اور ہر شخص کو اس کی شکل پسند ہے۔ لیکن دودھ بہت کم دیتی ہے مثلاً شہر لاہور میں دو روپیہ کا چارہ کھائے اور اڑھائی سیر دودھ دے جو بمشکل سوا روپیہ کا ہے۔ تو وہ سراسر بیکار ہے۔ اس سے مالک کو خسارہ اور نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے مقابلہ میں ایک بھینس شکل و صورت کے لحاظ سے تو بدصورت ہے۔ لیکن مالک کو پانچ سیر دودھ اس وقت اور پانچ سیر اس وقت یعنی یومیہ دس سیر دیدیتی ہے۔ شکل کے لحاظ سے اگرچہ وہ قابل قدر نہیں لیکن جس غرض کے لئے وہ لائی گئی ہے کہ بچے دودھ پئیں دہی کھائیں۔ مکھن اور گھی کھائیں۔ اپنا خالص اور گھر کا ہمیں دودھ مل جائے۔ اگر یہ کام اس سے ہو جائیں تو وہ قابلِ قدر ہے۔

جیسی یہ مثالیں میں نے عرض کی ہیں اسی طرح انسان بھی جس غرض کے لئے اس کے بنانے والے نے اس کو بنایا ہے۔ اگر انسان اس غرض کو پورا کر رہا ہے۔ تو یہ کامیاب ہے۔ ورنہ ناکامیاب۔ انسان کو بنانے والا اللہ جل شانہ ہے اللہ تعالےٰ ہی انسان کو پیدا کرتا ہے وہ چاہے تو پیدا کرتا ہے اگر وہ نہ چاہے تو نہیں پیدا کرتا مثلاً کئی گھر آپ ایسے دیکھیں گے کہ بیس بیس سال شادی کو ہوگئے ہیں لیکن نہ بیٹا پیدا ہُوا اور نہ بیٹی۔ ماں باپ اولاد کو ترستے ہیں۔ لیکن اولاد نہیں ہوتی۔ کئی گھر آپ ایسے دیکھیں گے کہ جن میں اللہ تعالےٰ نے بیٹیاں ہی بیٹیاں دے رکھی ہیں۔ مائیں بیٹوں کو ترستی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے چھ بیٹیاں یا سات بیٹیاں یا آٹھ بیٹیاں دے رکھی ہیں۔ بعض گھر آپ ایسے بھی دیکھیں گے جن میں اللہ تعالےٰ نے بیٹے ہی بیٹے دے رکھے ہیں۔ سات بیٹے یا آٹھ بیٹے تو ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے دولت بہت دے رکھی ہے۔ مائیں چاہتی ہیں کہ بیٹی ہو تاکہ اس کو سونے کی بالیاں۔ سونے کی چوڑیاں۔ سونے کا ہار ریشمی لباس پہنائیں اور اس کو نہایت خوبصورت گڑیا بنا کر رکھیں۔ بیٹے تو سفید کپڑے ہی پہنتے ہیں۔ نہ بالیاں پہن سکتے ہیں۔ نہ چوڑیاں اور ہار پہن سکتے ہیں۔ اس لئے مائیں ترستی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کوئی بیٹی عطا فرمائے تاکہ یہ دولت اس کے کام آئے۔

اگر ماں باپ کے اختیار میں اولاد ہوتی تو کوئی بے اولاد نہ ہوتا۔ اگر ماں باپ کے اختیار میں اولاد ہوتی تو وہ توازن صحیح رکھتے۔ کسی کے ہاں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوتیں۔ کوئی تین بیٹے اور تین بیٹیاں پسند کرتا۔ غرضیکہ ہر ایک دونوں جنسیں پسند کرتا۔ لیکن جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں اولاد اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ میں نے جو کچھ اُوپر عرض کیا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی روشنی میں عرض کیا ہے

لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ۙ اَوۡ یُزَوِّجُہُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ

سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

غرضیکہ اللہ تعالےٰ ہی انسان کی مشینری

بناتا ہے تو اسی سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے یہ مشینری کس غرض کے لئے بنائی ہے۔ مَیں ثابت کرچکا ہوں۔ کہ انسان کا بنانا اللہ تعالےٰ ہی کی مرضی پر موقوف ہے۔ لہٰذا اللہ جل شانہٗ سے ہی پوچھنا چاہئے کہ آپ نے یہ انسان کی مشین کیوں بنائی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو اعلانات کا مجموعہ ہے اس کا نام قرآن مجید ہے جو منزل من اللہ ہے ہمارا ایمان ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغام لے کر سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ اور اس میں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہیں کیا کرتے تھے۔ دُنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ قرآن اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ ہی سے پوچھا جائے کہ اے اللہ! آپ نے انسان کو کیوں بنایا ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں دیتے ہیں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ لہٰذا انسان کی خلقت کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کو یاد کرے۔ اب انسان کے اچھے اور بُرے یا کامیاب اور ناکامیاب ہونے کا معیار اس کی تخلیق کے مقصد یعنی اللہ تعالےٰ کی یاد پر مبنی ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کو یاد کرتا ہے۔ اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ اس کی ہدایات کے مطابق زندگی کے چوبیس گھنٹے صرف کرتا ہے۔ جن کاموں کے کرنے کا وہ حکم دیتا ہے ان کو کرتا ہے۔ اور جن کاموں کے کرنے سے منع کرتا ہے ان سے رُک جاتا ہے۔ جس شخص کی زندگی کا طرزِ عمل یہ ہوگا اس کے متعلق کہا جائیگا کہ یہ کامیاب انسان ہے۔ جو شخص اللہ جل شانہٗ کے فرامین کی پروا نہیں کرتا۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم دے وہ کرتا نہیں، اور جن کاموں سے منع کرے۔ ان سے باز نہ آئے تو اس شخص کی زندگی ناکام زندگی ہے۔ اور فیل زندگی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں یہ شخص مقبول نہیں بلکہ مردود ہوگا۔ اور اگر اس کو کہا جائے کہ تم خود ہی اپنی عقل کی روشنی میں بتلاؤ کہ خالق نے تجھے جس غرض کے لئے بنایا ہے وہ غرض جب پوری نہیں ہو رہی تو تم ناکامیاب ہو یا نہیں۔ تم دُنیا میں بامراد نہیں بلکہ نامراد ہو یا نہیں؟ پھر تم یہ بھی بتلاؤ کہ جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ کامیاب بنائے گا وہ دُنیا کی زندگی میں بھی کامیاب ہونگے۔ ان کا ٹھکانا اور تیرا ٹھکانا ایک ہو سکتا ہے۔ اور دونوں کو ایک درجہ اعزازی مل سکتا ہے۔ دُنیا میں ممتحن جب امتحان لیتا ہے تو کیا پاس ہونیوالوں اور فیل ہونیوالوں! ایک ہی ڈگری دیجاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ عزّت کی ڈگری اعزازی طور پر پاس ہونیوالوں کو دی جاتی ہے۔ اور فیل ہونے والوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ اس کو اس طرح نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ گویا وہ امتحان میں شامل ہی نہیں تھا۔ اس کو ناکام اور فیل کہا جاتا ہے۔ وُہ نہ صرف اپنی جماعت کے طلباء کی نظروں میں بلکہ ماں باپ۔ رشتہ داروں۔ برادری اور محلہ والوں سب کی نظروں میں ذلیل ہوتا ہے کہ نالائق ہے۔ سارا سال گنوایا اور کامیاب نہ ہونے پایا۔ جو کامیاب ہوتا ہے اس کی عزّت ہر شخص کے دل میں ہوتی ہے۔ اس کی اپنے کلاس فیلو (ہم جماعت) ماں باپ۔ برادری اور محلہ والوں سب کی نظروں میں عزّت ہوتی ہے۔ کہ لڑکا لائق ہے۔ کامیاب ہوکر آیا ہے۔ علیٰ ہٰذالقیاس جو انسان کامیاب ہیں اور جو ناکامیاب ہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ (اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ)

سورہ الجاثیہ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے۔ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وُہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد سے ثابت ہُوا کہ اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔ جو فرمانبردار ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عزّت پائیں گے۔ اور جو نافرمان اور باغی ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ذلیل کئے جائیں گے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد یہ ہے۔ کہ یادِ الٰہی اور اتباعِ اوامرِ الٰہی یعنی اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرے جو کرتا ہے وہ کامیاب ہے جو نہیں کرتا وہ ناکام ہے۔ جیسا کہ مَیں ثابت کرچکا ہوں۔ کامیاب اور ناکام دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ جن لوگوں نے عبدیت کے پروگرام میں کامیابی حاصل کی۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی بندگی کا حق ادا کیا۔ اللہ جل شانہٗ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا وہ کئے اور جن سے روکا ان سے رُک گئے اور جو لوگ اللہ تعالےٰ کے احکام سے بے بہرہ رہے۔ آزاد رہے جن کو کچھ پروا نہیں کہ کس قسم کے کام ہمیں کرنے چاہئیں اور کن کاموں سے ہمیں بچنا چاہئے۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کی زندگی اور موت برابر نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا علان متعدد مقامات پر موجود ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نیک۔ وفادار اور مومن بندے جو اس کے تابعدار ہونگے اور انبیاء علیہم السلام کے متبع ہونگے۔ ان کا ٹھکانا جنت ہوگا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔ جو اللہ تعالےٰ کے باغی ہونگے اس کی تعلیم سے روگردانی کرنے والے ہوں گے۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

مَیں یہ عرض کر رہا تھا کہ انسان کی کامیاب زندگی اور ناکام زندگی میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ مَیں ثابت کرچکا ہوں کہ کامیاب زندگی اس انسان کی ہے جو اپنی تخلیق کی غرض کو پُورا کر رہا ہے۔ جس نے اللہ تعالےٰ کی رضا کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا رکھا ہے۔ وُہ کامیاب ہے۔ اور جو انسان اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ پروگرامِ حیات کی جس کا مجموعہ ہے قرآن مخالفت کرتا ہے۔ تو یہ شخص ناکامیاب ہے۔ کامیاب زندگی بسر کرنے والوں کی چوبیس گھنٹوں کی زندگی کا پروگرام قرآن مجید میں موجود ہے۔ مثلاً سویرے اُٹھے اور ہاتھ مُنہ دھوکر وضو کرکے اللہ تعالےٰ کو یاد کیا اس کے بعد کاروبار میں لگ گئے۔ دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد کام کرنے والے آدمی تھوڑا سا آرام کرتے ہیں۔ جس طرح جسم کو غذا کی ضرورت ہے اسی طرح روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے۔ رُوح کی غذا ذکرِ الٰہی ہے۔ صبح جس طرح اُٹھ کر رُوح کو غذا دی۔ نماز پڑھی۔ پھر ناشتہ کیا۔ جسم کو غذا دی۔ اسی طرح دوپہر کو کھانا کھانے اور آرام کرنے کے بعد رُوح کو بھی غذا دی جائے۔ یہ ہے ظہر کی نماز۔ پھر عصر کے وقت لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ کھاتے ہیں۔ عموماً شہری اس وقت چاء اور اس قسم

کی پُر تکلف چیزیں کھاتے ہیں ۔ دیہاتی اس وقت دانے بھنوا کر چبانے کے عادی ہوتے ہیں ۔ غرضیکہ عصر کے وقت جیسے جسم کو غذا دی جاتی ہے ۔ اسی طرح روح کو بھی غذا دی جاتی ہے ۔ یہ ہے عصر کی نماز ۔ علیٰ ہٰذالقیاس رات کو بھی جس طرح جسم کو غذا دی جائے اسی طرح رُوح کو بھی غذا دی جائے ۔ یہ مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں ۔ غرضیکہ کامیاب زندگی اس کی ہے ۔ جو جسم کی ضروریات کے ساتھ ساتھ رُوح کی ضروریات کا بھی لحاظ رکھے ۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو پروگرام ملا ہے اس کے مطابق اپنے آپ کو چلائے ۔ اور جو لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ان کا ٹھکانا جنّت ہے ۔ اللّٰھم اجعلنا منھم ۔

اور جو لوگ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پروا نہیں کرتے اُن کا ٹھکانا جہنم ہے ۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم ۔ اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں کے نافرمانوں کے متعلق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پیش نظر رکھنا چاہیئے ۔
اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ ۔

ترجمہ ۔ قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے ۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک آگ کا گڑھا ہے ۔

معلوم ہُوا کہ انسانوں کی دو قسمیں ہوئیں

۱ ۔ وفادار ۔ یہ جس غرض کے لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو پیدا کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں ۔ حتّی الامکان اللہ تعالےٰ کی بندگی کا حق ادا کرتے ہیں ۔ ان کو اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ ملتا ہے ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ الآیہ ۔ سورہ البینۃ پارہ ۳۰

ترجمہ ۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہُوا اور وہ اُس سے راضی ہوئے ۔

ان کا ٹھکانا جنّت ہوگا ۔ جو اللہ تعالےٰ نے اپنے مقبولین کے لئے بنایا ہے ۔

۲ ۔ نافرمان ۔ یہ وہ ہیں جو اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے ۔ نہ ان کو اپناتے ہیں ۔ نہ اپنا دستور العمل حیات بناتے ہیں ۔ ان کی زندگی ناکامیاب ہے اگرچہ دُنیوی نقطہ نگاہ سے جو سب سے بڑا اعزاز ہے ۔ یعنی بادشاہی وہ ان کو حاصل ہو اور ان کے سر پہ تاج ہو یا زمیندار ہیں تو زیادہ سے زیادہ رقبہ زمین پر ان کا قبضہ ہو ۔ اگر تجارت پیشہ ہیں تو بہت بڑے سیٹھ اور کروڑ پتی ہو جائیں اگر سرکاری ملازم ہیں تو بڑے سے بڑے عہدہ پر فائز ہوں ۔ اگر مقصد حیاتِ انسانی جو مَیں عرض کر چکا ہوں اور وہ مقصد ہے یادِ الٰہی ۔ اس کو پورے نہیں کرتے تو یہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ناکام ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں انسان کے لئے کوئی چیز موجبِ عزّت نہیں سوائے اس کے بندگی کے پروگرام کو نبھایا جائے ۔ بندگی کا پروگرام ہے قرآن ۔ اگر کوئی غریب اس کو اپنا دستور العمل بنائے گا تو اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوگا ۔ اگر بہت بڑا امیر یا بہت بڑا وزیر یا دنیا میں سب سے بڑا بادشاہ اس کو نہ اپنائیگا تو اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کی کوئی قیمت اور عزّت نہیں ہوگی ۔ اس کی مثال چور کی سی ہے ۔ کہ جب تک پکڑا نہیں جاتا بڑے مزے کی زندگی بسر کرتا ہے ۔ چوری کا مال دُوسروں کے ہاں سے چوری کرکے لاتا ہے اور بڑے مزے سے دن گزارتا ہے ۔ یہ عزّت ، شان و شوکت اور راحت کی زندگی اس وقت تک ہے جب تک کہ وہ پکڑا نہیں جاتا ۔ جہاں وہ پکڑا گیا بس وہیں ہتھکڑی لگ جائے گی ۔ اور ساری زندگی کرکری ہو جائے گی ۔ اسی طرح یہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے ۔ مقصد حیاتِ انسانی ، جو یادِ الٰہی ہے اسے پُورا نہیں کرتے ۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں ان سے بڑھ کر کوئی ذلیل نہیں ہے ۔ اگرچہ اس کے علاوہ ان کو ہزار حیثیتیں حاصل ہوں ۔ جیسا مَیں عرض کر چکا ہوں ۔ ان کی خوشگوار زندگی کی مثال چور کی زندگی کی ہے ۔ وہ جب تک گرفتار نہیں ہوتا ہتھکڑی نہیں لگتی ۔ جیل نہیں جاتا اس کی زندگی عیش و عشرت کی ہے ۔ جس دن گرفتار ہُوا وہ ذلّت ہوگی کہ خدا کی پناہ ۔ اسی طرح ایسے انسان کی زندگی جو مقصد حیات کو پُورا نہیں کرتا ۔ لیکن دُنیوی لحاظ سے اس کی زندگی بڑی شاد ہو ۔ اس وقت تک عیش و عشرت کی زندگی ہے ۔ جب تک پیغامِ موت نہیں آتا ۔ مرنے کے بعد قبر جہنّم کا گڑھا بن جائیگی ۔

اللہ تعالےٰ نے انسان کی کمزوریوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے عبدیت کے پروگرام کو نبھانے کے لئے ایک شرط لگا دی ہے

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ؕ الآیہ
سورہ البقرہ رکوع ۸ پارہ ۳

ترجمہ ۔ اللہ تعالےٰ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا ۔ اللہ تعالےٰ کے احکام (اوامر و نواہی) کی تعمیل انسان کے لئے ضروری ہے ۔ اس میں جب اللہ تعالےٰ نے حسبِ استعداد کی شرط لگا دی ہے تو پھر انسان کے لئے کوئی عذر باقی ہی نہیں رہتا ۔ مثلاً نماز فرض ہے اور کھڑے ہوکر پڑھنا فرض ہے لیکن اگر ایک شخص کی کمر میں درد ہے ۔ وہ مجبور ہے کھڑا ہو ہی نہیں سکتا تو وہ بیٹھ کر پڑھ لے ۔ اگر بیٹھنے سے بھی معذور ہے ۔ سر چکراتا ہے تو وہ لیٹ کر پڑھ لے ۔ کسی شخص کو جب اللہ تعالےٰ اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ۔ تو اس سے زیادہ آسانی کیا ہوسکتی ہے ۔ پھر بھی اگر انسان حسب توفیق احکام الٰہی کی تعمیل نہ کرے ۔ تو یہ اپنی ضمیر سے پوچھے ۔ اپنی فطرۃ سلیمہ سے پوچھے کہ مجرم ہے یا نہیں ؟ یہ اللہ تعالےٰ کا باغی ہے یا نہیں ؟ اس کے علاوہ یہ اپنی ضمیر سے یہ بھی پوچھے کہ باغی اور مجرم کو ویسی عزّت مل سکتی ہے جیسی کہ وفادار کو ملتی ہے ۔ لہٰذا ہر مرد و زن کا فرض ہے بالخصوص وہ لوگ جو کلمہ طیبہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر دائرۂ اسلام میں آچکے ہیں ۔ ان کا فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجویز کردہ پروگرام زندگی جس کا نام ہے قرآن مجید اور اس کی شرح سُنّت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پابندی حسب توفیق کرے تاکہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ اپنے ایسے بندوں کا خاتمہ ایمان پر فرمائیگا ۔ ان کو قبر کے عذاب سے بھی بچائے گا ۔ اور قیامت کے دن ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی نصیب ہوگی ۔ اللّٰھم اجعلنا منھم ۔ اور جو شخص دانستہ بغاوت کرے جیسا کہ مَیں عرض کر چکا ہوں تو وہ اپنے ضمیر سے پوچھے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے ۔ مثلاً روزانہ پانچ وقت نماز پڑھنے کی توفیق بھی ہے ۔ تندرستی بھی ہے اور اذان کی آواز بھی کان میں پہنچتی ہے مگر کوئی دوکان پر بیٹھا ہے اور کوئی دفتر میں کرسی پر بیٹھا ہے ۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ۔
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

باقی صفحہ ۱۴ پر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (لہٰذا) نہ خود اس پر ظلم و زیادتی کرے، نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لئے اس کو بے یار و مددگار چھوڑے، نہ اس کی تحقیر کرے (حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف تین دفعہ اشارہ فرمایا) تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ کسی آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، اور اس کی تحقیر کرے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے (یعنی اس پر دست درازی حرام ہے) س کا خون بھی اس کا مال بھی اور اس کی آبرو بھی۔ صحیح مسلم

کیا حشر ہونا چاہئے۔ لیکن میں دُنیا میں ان سے کہوں گا۔ اِقْرَاْ کِتٰبَکَ ط کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا ایک شخص مسلمان ہونے کا دعوےٰ کرے اور کہے کہ قرآن اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ پھر قرآن مجید میں جو احکام ہیں ان کو توفیق ہونے کے باوجود بجا نہ لائے تو ایسے شخص سے مَیں کہوں گا۔ اقرا کتابک کفٰی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔ مَیں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے کہتا ہوں۔ تم اپنا نامۂ اعمال پڑھ کر دیکھو۔ مسلمان کہلانے۔ کلمہ گو ہونے اور توفیق ہونے کے باوجود پھر بھی اگر تم اللہ تعالےٰ کے احکام کی پیروی نہ کرو۔ جو دل چاہے کرو۔ نہ اس کے اوامر کی پروا کرو اور نہ نواہی کی۔ نہ ان کاموں کو کرو جن کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور نہ ان سے باز آئیں جن کے کرنے سے روکتا ہے تو تم خود ہی فیصلہ کرو کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالےٰ کا کیا سلوک ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ ہم کو مقصد حیات انسانی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مقصد حیات میں کامیابی کے لئے جو پروگرام اللہ تعالےٰ نے آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ اس کو دل سے مانیں جس کا نام ہے ایمان اور اس کو عمل میں لائیں۔ جس کا نام ہے اسلام، اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے سب مسلمان بھائیوں کو دل میں ایمان نصیب فرمائے اور عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائیں۔ تاکہ مومن بھی بنیں اور مسلم بھی۔ جب ہم مومن بھی سچے ہوں گے اور مسلم بھی سچّے ہونگے تو انشاء اللہ تعالےٰ اس کے فضل سے ہر مرد و زن کے لئے بہشت کا دروازہ کھل جائیگا۔

والیس آ گئے + (بقیہ خطبہ صفحہ سے آگے

ترجمہ۔ اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے آج اپنا حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے۔

اللہ تعالےٰ تو قیامت کے دن مجرموں سے فرمائیں گے کہ تم ہی اپنا نامۂ اعمال پڑھ کر دیکھو۔ تمہیں فیصلہ کرو کہ تمہارا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۸ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ لاہور

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بہت سی چیزیں پوشیدہ رکھی ہیں

جن میں سے ایک چیز حرص ہے

حرص کی دو۲ قسمیں ہیں

۱ حرص محمود ——— ۲ حرص مذموم

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر کئی چیزیں پوشیدہ رکھی ہوئی ہیں جو بظاہر تو نظر میں نہیں آتیں۔ البتہ جب ان کے اثرات انسان کے اعمال میں پائے جاتے ہیں تب یقین کرنا پڑتا ہے کہ اس کے دل میں فلاں چیز ہے۔ جس کا یہ اثر ہے۔ ایسی چیزوں کی مثالیں ملاحظہ ہوں

حب	اور	بغض	یعنی	دوستی یا دشمنی
سخاوۃ	"	بخل	"	سخی " بخیل ہونا
شرافۃ	"	رذالۃ	"	شریف " کمینہ ہونا

تفصیل

اگر ایک شخص آپ سے خندہ پیشانی سے ملتا ہے اور ہنس کر آپ کے سلام کا جواب دیتا ہے اور آپ کے بال بچوں کی خیر و عافیت دریافت کرتا ہے تو آپ کے دل میں لازمی طور پر یہ خیال آئے گا کہ یہ ہمارا دوست اور خیرخواہ ہے اور اگر کسی شخص کو آپ نے سلام کیا۔ سلام سنتے ہی اس کے چہرے پر شکن پڑ گئے اور نہایت ہی دھیمی اور پست آواز سے جواب دے کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ نہ آپ کی خیر و عافیت معلوم کی اور نہ آپ کے بال بچوں کی۔ اس شخص کے اس طرز عمل سے آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس کے دل میں آپ کی کوئی عزت نہیں ہے اور نہ محبت ہے۔ بلکہ وہ آپ سے ناراض ہے

علیٰ ھذا القیاس

انسان کے اندر اللہ تعالےٰ نے ایک چیز پوشیدہ رکھی ہوئی ہے۔ جس کا نام حرص ہے اس چیز کے انسان کے اندر موجود ہونے کا اندازہ بھی انسان کے اعمال ہی سے لگ سکتا ہے

حرص کا مطلب

یہ ہے کہ انسان ایک کام کرنا شروع کرے اور اسی کام کو بیسیوں بلکہ سینکڑوں مرتبہ کرنے سے بھی طبیعت سیر نہ ہونے پائے اور بار بار اسی کام کے کرنے کی ایسی ہوس طبیعت میں پیدا ہو جائے کہ پہلے کبھی کیا ہی نہیں۔ اس حرص کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی محمود

قرآن مجید میں سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرص محمود کے شواہد

پہلا

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ سورۃ الانعام ع۔پ۷

ترجمہ:۔ اور اگر تجھ پر ان کا منہ پھیرنا گراں ہے تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈ نکالے یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر ان کے پاس ایک معجزہ لادے (تاکہ یہ کافر وہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئیں تو کر کے دیکھ لو) اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔ سو نادانوں میں مت ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ تمنا اور حرص ہے کہ کسی نہ کسی صورت سے ہو سکے تو سارے کافر ایماندار ہو ہی جائیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ چیز آپ کے بس کی نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کے سب ایمان لے آتے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ کسی کو بجبر دائرہ اسلام میں لایا جائے اور اپنے شوق سے کفار آنا نہیں چاہتے۔ لہذا آپ کے دل میں یہ حرص تو ہے۔ مگر اس کے پورا ہونے کی بظاہر کوئی صورت نہیں ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت پر مندرجہ ذیل حاشیہ تحریر فرمایا ہے "کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نبی ہیں تو ان کے ساتھ ہمیشہ ایسا نشان رہنا چاہیئے۔ جسے ہر کوئی دیکھ کر یقین کرنے اور ایمان لانے پر مجبور ہو جایا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام دنیا کی ہدایت پر حریص تھے۔ شائد آپ کے دل نے چاہا ہوگا کہ ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیا جائے۔ اس لیئے حق تعالےٰ نے یہ تربیت فرمائی کہ تکوینیات میں مشیئت الٰہی کے تابع رہو۔ تکوینی مصالح اس کو مقتضی نہیں۔ کہ ساری دنیا کو ایمان لانے پر مجبور کر دیا جائے ورنہ خدا تو اس پر بھی قادر تھا کہ بدوں توسط پیغمبروں اور نشانوں کے شروع ہی سے سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔ جب خدا کی حکمت ایسے مجبور کن معجزات اور فرمائشی نشانات دکھلانے کو مقتضی نہیں تو مشیئت الٰہی کے خلاف کسی کو یہ طاقت کہاں ہے کہ وہ زمین یا آسمان میں سے سرنگ یا سیڑھی لگا کر ایسا فرمائشی اور مجبور کن معجزہ نکال کر دکھلا دے خدا کے قوانین حکمت و تدبیر کے خلاف کسی چیز کے وقوع کی امید رکھنا نادانوں کا کام ہے

دوسرا

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ سورۃ التوبہ رکوع ۱۶ پ ۱۱۔

ترجمہ۔ البتہ تحقیق تمہارے پاس تم میں سے رسول آیا ہے۔ اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے بھاری ہے۔ تمہاری بھلائی پر حریص ہے۔ ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر یہ تحریر فرماتے ہیں (تمہارے پاس وہ نبی آیا) جس کے حسب و نسب اخلاق و اطوار اور دیانت و امانت سے تم خوب واقف ہو جس چیز سے تم کو تکلیف یا سختی پہنچے۔ وہ

ان پر بہت بھاری ہے۔ ہر ممکن طریقہ سے آپ یہی چاہتے ہیں کہ اُمت پر آسانی ہو (آپ کے دل میں یہی حرص ہے) اور دنیوی و اُخروی عذاب سے محفوظ رہے۔ اسی لئے جو دین آپ لائے وہ بھی سہل اور نرم ہے اور عمّال کو آپ یہ ہی نصیحت فرماتے تھے یسروا ولا تعسروا۔ آسانی کرو سختی مت کرو۔ تمہاری خیرخواہی اور نفع رسانی کی خاص تڑپ ان کے دل میں ہے۔ لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں تو آپ ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر ادھر سے ہٹاتے ہیں آپ کی بڑی کوشش اور آرزو یہ ہے کہ خدا کے بندے اصلی بھلائی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

مومنین میں حرص محمود کے نمونے

حرص محمود

یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کا یہ نصب العین بنائے کہ ہر ممکن طریقہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا کا تمغہ حاصل ہو جائے۔ اس تمغہ کے حاصل کرنے کے لئے انسان ہر چیز قربان کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔ خواہ اس رستہ جان بھی دینی پڑے۔ اس حرص کا نام حرص محمود ہے۔ یعنی بہت ہی عمدہ حرص۔ اس حرص محمود والوں کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

پہلا

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱۵ پ ۴۔ ترجمہ:۔ اور بہت نبی گزرے ہیں۔ جن کے ساتھ ہو کر بہت اللہ والے لڑے ہیں۔ پھر انہوں نے نہ تو ہمت ہاری۔ ان مصیبتوں کے سبب سے جو ان پر اللہ کی راہ میں آئیں۔ اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے اور اللہ کو ایسے صبر کرنے والوں سے محبت ہے۔ اور ان کی زبان سے بھی۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے عرض کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو ثابت قدم رکھئے اور ہم کو کافروں پر مدد دیجئے۔ سو ان کو اللہ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا۔ (یعنی فتح یابی) اور آخرت کا عمدہ بدلہ دیا۔ اور اللہ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے۔

کارگزاری کا نتیجہ

مذکورہ بالا آیات میں جن حضرات کا ذکر خیر تھا۔ ان کی کارگزاری جو آپ سن چکے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ جل شانہٗ نے انکی دنیا اور آخرۃ کی دونوں زندگیاں سنوار دیں۔ اور اپنی محبت کا تمغہ انہیں عطا فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں۔

کن خوبیوں کے باعث ان کو یہ شرف نصیب ہوا

(پہلی) نبی کی معیت میں میدان جنگ میں لڑ رہے ہیں (دوسری) میدان جنگ میں جو تکلیف بھی انہیں پہنچتی ہے برداشت کرتے ہیں۔ مگر ہمت نہیں ہارتے (تیسری) کسی مصیبت آنے پہ بھی ان کا زور نہیں ٹوٹتا (چوتھی) خواہ کوئی مصیبت بھی میدان جنگ میں آئے مگر وہ دبتے نہیں۔ (پانچویں) اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت کو صبر سے برداشت کرتے ہیں۔ (چھٹی) میدان جنگ کی ہر تکلیف کو کسی اپنے فروگزاشت کے باعث سمجھتے ہیں۔

گناہ کی شامت خیال کرتے ہیں (ساتویں) میدان جنگ کی ہر تکلیف کو کسی اپنی

یہی حرص محمود ہے

ان حضرات کے دل میں یہی حرص ہے کہ دنیا میں جو مصیبت بھی آئے۔ اسے اس خیال سے بڑی خوشی سے برداشت کر لیا جائے۔ حتیٰ کہ جان بھی دینی پڑے تو دیدی جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

دوسرا نمونہ

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ سورۃ التوبہ رکوع ۱۲ پ ۱۰ ترجمہ:۔ اور نہ اُن لوگوں پر (کوئی گناہ اور الزام ہے) کہ جس وقت وہ آپ کے پاس اسواسطے آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری دے دیں اور آپ (ان سے) کہدیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ جس پر میں تم کو سوار کر دوں۔ تو وہ (ناکام) اس حالت میں واپس چلے جاتے ہیں کہ انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اس غم میں کہ (افسوس) کہ ان کے پاس (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں۔

دیکھئے حرص محمود کا نمونہ

حضور انور کے صحابہ کرامؓ میں ایک ایسا غریب اور نادار طبقہ ہے۔ جن کی طبیعت میں یہ حرص اور خواہش ہے کہ ہم بھی میدان جنگ میں جائیں۔ اگرچہ وہاں شہید ہو جانے کا احتمال ہے۔ مگر ان کے دل میں یہ خواہش ہے کہ راہ خدا میں جان دینے سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو یہ سودا مہنگا نہیں۔

تیسرا نمونہ

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

سورۃ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳۔ ترجمہ۔ ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ایسے ایسے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کے لئے) ایسی بیویاں ہیں جو صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور اُن کے لئے اللہ کی طرف سے خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (یہ) ایسے لوگ (ہیں) جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے تو آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے۔ اور وہ لوگ صبر کرنیوالے ہیں اور سچ بولنے والے ہیں اور (اللہ کے سامنے) عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور (اللہ کی راہ میں) مال خرچ کرنیوالے ہیں۔ اور سحر کے وقت (اٹھ کر) گناہوں کی معافی مانگنے والے ہیں۔

ان حرص محمود والوں کی خوبیاں ملاحظہ ہوں

(پہلی) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ان کا شیوہ ہے۔ (دوسری) بارگاہ الٰہی میں اپنے ایمان کا اظہار فرما رہے ہیں۔ (تیسری) راہ حق میں جو مصیبت آئے اُسے برداشت کرنے والے ہیں۔ (چوتھی) راست گوئی اُن کا شیوہ ہے (پانچویں) بارگاہ الٰہی میں عاجزی کرنا (مثلاً نماز میں) ان کا شعار ہے (چھٹی) اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنا اُنکی عادت ہے۔ (ساتویں) ان تمام خوبیوں کے باوجود پھر بھی اللہ تعالیٰ سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ سحر کا وقت جو بالکل آرام کا وقت ہے اس وقت بارگاہ الٰہی میں پیش ہو کر اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔

کیا ان حضرات

کے صفات مذکورہ میں کہیں عیش و عشرت دنیاوی

کی تمنا یا جاہ[2] طلبی یا زر[3] طلبی یا سر[4] بفلک کوٹھیوں اور بنگلوں کی تعمیر کے شوق کا ذکر بھی آیا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

دُوسری حرص مذمُوم

یہ ہے کہ اس دُنیا کی فانی زندگی کے عیش و آرام کے اسباب جمع کرنے کو زندگی کا نصب العین بنائے اور جس قدر بھی اسباب جمع ہو جائیں انہیں کالعدم خیال کرکے اور اسباب جمع کرنیکی فکر میں رات اور دن کے چوبیس گھنٹے دل اور دماغ بلکہ بدن کے تمام اعضاء کو اسی دُھن میں لگائے رکھے اور مرنے کے بعد جو دوسری زندگی شروع ہونے والی ہے۔ اس زندگی میں راحت اور فرحت دلانے والے اسباب کی طرف مطلق توجہ نہ کرے۔

اس طرزِ عمل کا نتیجہ

یہ نکلے گا کہ اس حریص کی دنیا کی زندگی بےچینی میں گذریگی۔ کیونکہ نہ اس کی حرص ختم ہوگی اور نہ اسے چین نصیب ہوگا۔ اور جب مریگا۔ تو چونکہ وہاں کی زندگی میں چین کے جن اسباب کی ضرورت تھی اور ان اسباب کو دُنیا ہی سے مہیا کرکے لے جانا چاہیئے تھا۔ وہ مہیا کرکے نہیں لے گیا۔ اس لئے اس ہمیشہ رہنے والی زندگی میں بھی ہمیشہ ہی بےچین رہے گا۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم

قرآن مجید میں حرص مذموم کے شواہد

پہلا

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۙ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ

سورۃ التکاثر پ ۳۰۔ ترجمہ (از شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) غفلت میں رکھا تم کو بہتایت کی حرص نے جب تک جا دیکھیں قبریں۔

یعنے

قبروں میں داخل ہونے تک تمہیں دنیا کے اسباب کے جمع کرنے کی حرص لگی رہی۔

دنیا کے اسباب کے مختلف ہونیکے باعث حرصوں کی بھی کئی قسمیں اور وہ سب مذمُوم

ہیں۔ مثلاً ایک زمیندار کے دل میں یہ حرص ہوتی ہے کہ زمین کے زیادہ سے زیادہ رقبہ پر قبضہ جماؤں تاکہ زیادہ سے زیادہ آرام حاصل ہو۔ اس ہوس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جتنی زمین بھی قبضہ میں آ جائے اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا میں بھی چین نصیب نہ ہُوا۔

اور آخرت کے لئے تو کچھ بھی نہیں تھا۔ تاکہ قبر میں جا کر ان نیکیوں کے باعث آرام پاتے

اس بیوقوف زمیندار کو

یہ کرنا چاہیئے تھا کہ جب اتنی زمین پر قبضہ ہو گیا تھا کہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات انسانوں کے متوسط طبقہ کے مناسب حال پوری ہو سکتی تھیں تو اس سے زائد زمین پر قبضہ جمانے اور بڑا زمیندار بننے کی ہوس دل سے نکال دیتا حلال کا رزق کھا کر بقیہ وقت یادِ الٰہی میں صرف کرتا۔ تاکہ اس کی دنیا کی زندگی بھی عمدہ بسر ہو جاتی اور آخرت کے عذاب سے بھی بچ جاتا

یا مثلاً

ایک تاجر لیجئے۔ اگر اس کے دل میں یہ ہوس پیدا ہو جائے کہ بڑے سے بڑا تاجر بن جائے اور اُسی دُھن میں دن رات لگ جائے بڑا تاجر تو روپیہ کے زیادہ ہونے سے بنے گا۔ اس لئے اکثر دُکانداروں کو دیکھئے گا۔ کہ صبح کو دُکان کا دروازہ آ کر کھولتے ہیں اور نماز عشاء کے بعد بھی دُکان کھلی ہوتی اور دُکاندار بیٹھے ہوئے نظر آئیں گے۔ اکثریت دُکانداروں کی ایسی ہے کہ نماز کے وقت جب مؤذن کی وساطت سے اللہ تعالیٰ بھی انہیں اپنے دربار (مسجد) میں حاضری کے لئے بلائے " اللہ تعالیٰ کے حکم کی حکم عدولی کریں گے (یعنی نماز پڑھنے کے لئے نہیں جائیں گے)، اور دُکان پر بیٹھے رہیں گے تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی گاہک آ کر واپس چلا جائے۔ اور دو چار آنے جو ہم نے اس سے نفع حاصل کرنا تھا۔ وہ ضائع نہ ہو جائے۔ تجارت پیشہ لوگوں میں اکثر یہ حرص مذموم پائی جاتی ہے۔

اس کا نتیجہ

یہ نکلتا ہے کہ مرتے دم تک اس شخص کا دولت سے پیٹ نہیں بھرتا۔ اور جب مریگا تو آخرت کے لئے جس پروگرام پر دُنیا میں رہتے ہوئے عمل کرنیکی ضرورت تھی۔ اس پر عمل کیا نہیں تھا۔ اس لئے اس حریص کی دُنیا کی زندگی بے لطفی میں گذری اور مرنیکے بعد قبر کے عذاب میں مُبتلا ہو جائے گا۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم۔

یا مثلاً

بعض لوگوں کو روپیہ جمع کرنیکی حرص ہوتی ہے اور یہ حرص ایسی غالب ہوتی ہے۔ کہ اس حرص کے باعث اس قدر اندھے ہو جاتے ہیں کہ ان کی زندگی کا نصب العین فقط روپیہ کمانا ہوتا ہے۔ اس ہوس کے پورا کرنے کے لئے خواہ بددیانتی کرنی پڑے یا بےایمانی کرنا پڑے۔ روپیہ حاصل کرنے کے لالچ میں وُہ ہر چھوٹا بڑا گناہ کرنے کے لئے خوشی سے تیار ہو جاتے ہیں۔ حرص مذموم کی یہ بھی ایک قسم ہے۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم

دُوسرا شاہد

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۚ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳) ترجمہ (اکثر) لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت خوشنما معلوم ہوتی ہے (مثلاً) عورتیں ہوئیں۔ بیٹے ہوئے۔ سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے ڈھیر ہوئے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے) مویشی ہوئے اور زراعت ہوئی۔ یہ سب چیزیں دنیوی زندگی کے استعمال کی ہیں اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ عام طور پر انسانوں کو دنیا میں عیش و آرام پہنچانے والی چیزیں ہی مرغوب طبع اور پسندیدہ ہیں۔ حالانکہ یہ چیزیں فانی اور بےبقاء ہیں۔ اس لئے جن انسانوں نے انہیں فانی چیزوں کے حصول کو زندگی کا نصب العین بنایا۔ ان کو نہ دنیا میں اصلی چین نصیب ہُوا اور آخرت کی زندگی کے لئے نہ کچھ کیا اور نہ وہاں جا کر کوئی صلہ پائیں گے۔ یہ در اصل ان کی مذموم حرص کا نتیجہ ہے۔ ہاں مرنے کے بعد ان لوگوں کو چین اور آرام نصیب ہوگا۔ جنہوں نے دُنیا کی زندگی کے ہر کام میں

اللہ تعالیٰ کا خوف

پیش نظر رکھا۔ جس کام میں اللہ تعالیٰ راضی ہُوا۔ وہ کیا اور جس میں ناراض ہونے کا خطرہ تھا۔ اس سے بچتے رہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق

اعلان الٰہی ملاحظہ ہو

لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ (سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳)

ترجمہ:۔ ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں

ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کے لئے) ایسی بیویاں ہیں جو پاک کی ہوئی ہیں اور ان کے لئے اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے

تیسرا شاہد

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸) ترجمہ اور ہم نے بہت سی بستیاں تباہ کر دیں اور ہمارا عذاب ان پر رات کے وقت پہنچا یا ایسی حالت میں کہ وہ دوپہر کے وقت آرام میں تھے۔ سو جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا۔ اس وقت ان کے منہ سے اس کے سوا اور کوئی بات نہ نکلتی تھی۔ کہ واقعی ہم ظالم تھے۔

ظلم یہی تو تھا

کہ دنیا میں پیدا تو اس لئے کئے گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق دنیا کی زندگی بسر کریں۔ بخلاف اس کے انہوں نے دنیا کے سازوسامان کی مذموم حرص کو اپنایا اور دنیا کے ساز و سامان بہم پہنچانے کو زندگی کا نصب العین بنایا۔ اس مذموم حرص نے ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا کر دیا

میرے

ہم زمان بھائی

مذکورۃ الصدر سطروں کو اچھی طرح غور سے پڑھیں کہ کہیں ہم بھی اس موذی اور مہلک مرض (حرص مذموم) کے مریض تو نہیں ہیں۔

چوتھا شاہد

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵) ترجمہ:۔ جو شخص دنیا کو مقصود بنائے گا۔ ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے (اور) جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی دیدیں گے پھر ہم اس کے لئے دوزخ تجویز کریں گے۔ وہ اس میں بدحال راندۂ (درگاہ) ہو کر داخل ہوگا۔

آپ نے دیکھا

دنیا ہی کے ساز و سامان کی حرص کو مقصود بالذات بنانے والوں کا انجام کیا ہوا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں دونوں حرصوں کا ذکر

پہلی حرص محمود

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةً قَدَمَاهُ اِنْ كَانَ فِی الْحِرَاسَةِ كَانَ فِی الْحِرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِی السَّاقَةِ كَانَ فِی السَّاقَةِ اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ (مختصراً) رواہ البخاری۔ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور خوشخبری ہے اس بندہ کو جو خدا کی راہ میں لڑنے کیلئے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا ہے اس کے سر کے بال پریشان ہیں اور قدم غبار آلود ہیں اگر اس کو لشکر کی نگہبانی پر مقرر کیا جاتا ہے تو پوری نگہبانی کرتا ہے اور اگر لشکر کے پیچھے رکھا جاتا ہے تو پوری اطاعت سے لشکر کے پیچھے رہتا ہے۔ وہ اگر لوگوں کی محفلوں میں شرکت کی اجازت چاہتا ہے تو اس کو اجازت نہیں دی جاتی۔ (اس لئے کہ وہ دنیاوی شان و شوکت نہیں رکھتا) اور اگر (کسی کی سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی [illegible])

حاصل یہ ہے کہ اس اللہ تعالیٰ کے بندے کے دل میں یہی حرص ہے کہ عمر بھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اور کوئی دنیاوی عزت یا جاہ یا شان و شوکت کا خیال نہیں ہے اللہم اجعلنا منہم

حرص مذموم

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ رواہ الترمذی۔ کتاب الرقاق۔ **ترجمہ**:۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دینار اور درہم کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔

یعنے

جس کی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی نہیں ہے بلکہ فقط روپیہ جمع کرنا ہی اس کا مقصود ہے خواہ کسی طریقہ سے حاصل ہو ایمانداری سے ہو یا بے ایمانی سے۔ حلال کے ذریعہ سے ہو یا حرام سے۔ دیانتداری سے ہو یا بد دیانتی سے وہ شخص ملعون ہے۔

تو کیا

اللہ تعالیٰ نے بہشت ملعونوں کے لئے تیار کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا جس شخص کا ایمان ہے کہ آخرت میں بہشت اور دوزخ سامنے آئینگے اور کوئی بہشت میں داخل کیا جائیگا اور کوئی دوزخ میں۔ اب جو شخص بہشت میں جانا چاہتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ دنیا میں رضائے الٰہی حاصل کرنے کو مقصود بالذات بنائے اور رزق حاصل کرنیکا ذریعہ حلال طیب اختیار کرلے۔ وما علینا الا البلاغ

دوسری

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ۔ رواہ الترمذی والدارمی۔ **ترجمہ**۔ کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھوکے بھیڑیئے جو کسی ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں۔ وہ اس ریوڑ کو (چیر پھاڑ کر کھانے سے) اتنا نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ جتنا کہ آدمی کی وہ حرص جو اسے مال اور اپنے کو بڑا بنانے کے خیال سے اسکے دین کو برباد کرنیوالی ہوگی۔

یعنی

زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے اور لوگوں کی نظروں میں اپنے آپکو بڑا بن کر دکھانے کو جب کوئی شخص زندگی کا نصب العین بنا لے تو پھر نہ اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر رہیگی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری مدّ نظر رہیگی۔ نہ دین کی پابندی کا خیال رہیگا۔ وہ دو چیزیں حاصل ہوں یا نہ ہوں مگر انکی دُھن میں دین یقیناً برباد ہو جائے گا۔

صحابہ کرام کو حرص مذموم کے خطرہ کی اطلاع

تیسری

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ (متفق علیہ) **ترجمہ** عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس خدا کی قسم ہے۔ مجھے تمہاری تنگدستی سے خطرہ محسوس نہیں ہوتا اور لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خطرہ ہے کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائیگی۔ جس طرح کہ تم سے پہلوں پر کشادہ کی گئی تھی۔ پھر تم اس میں رغبت کرو گے۔ جس طرح پہلی اُمتوں نے رغبت کی (یعنی دن رات اسی کے کاروبار میں لگ جاؤ گے اور یاد الٰہی بھول جائیگی) اور تمہیں وہ دنیا ہلاک کر دیگی۔ جس طرح پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔

حاصل یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے متعلق اس خطرہ کا اظہار فرما رہے ہیں کہ کہیں دنیا کی فراوانی کی حرص میں دین نہ برباد کر دینا۔ جب صحابہ کرام کے متعلق حرص مذموم کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ **تو** قیامت تک آنے والے باقی مسلمانوں کے متعلق تو بطریق اولیٰ یہ خطرہ خطرناک صورت میں سامنے آ سکتا ہے۔ اللہم لا تجعلنا منہم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

آج کی معروضات کا خلاصہ

گزشتہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی اُمّتوں کو فقط اللہ تعالےٰ کا دروازہ دکھایا تھا کہ ہر قسم کا نفع اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے حاصل کرو۔ اور ہر ضرر سے بچنے کے لئے اسی کی پناہ لو۔ بایںہمہ ان کی اُمّتوں میں سے بعض لوگوں نے دروازہ الٰہی کو چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازوں پر جا ڈیرے ڈالے تھے۔ اور انہیں کو حاجت روا اور مشکلکشا بنا لیا تھا حالانکہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے خود اپنا نمونہ دکھا دیا تھا کہ ہم خود بھی اسی کے دروازہ کے محتاج ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو ان خطرات سے کھلم کھلا آگاہ فرما دیا تھا۔ اسی آگاہی کی تائید مزید کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے ہی دروازہ پر رکھے۔ اس کا دروازہ چھوڑ کر اور کسی طرف رُخ نہ کرنے پائیں

مذکورۃ الصدر سطور کی شہادت حضرات انبیاء علیہم السلام کے واقعات سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں

حضرت نوح علیہ السلام کا عاجز آنا۔ اور دشمنوں کے شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے امداد طلب کرنا۔ امدادِ الٰہی کے باعث نوح علیہ السلام کا بچ جانا اور ان کے دشمنوں کا غرق ہونا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت

(کَذَّبَتۡ قَوۡمُ نُوۡحِ ۣ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۝ۚۖ اِذۡ قَالَ لَہُمۡ اَخُوۡہُمۡ نُوۡحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ۝ۚ اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ۝ۚ وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ۝

سورۃ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹ ترجمہ: نوح کی قوم پیغمبروں کو جھٹلایا جب انکے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

نوح علیہ السلام کی دعوت کے بعد قوم کا جواب

(قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَہِ یٰنُوۡحُ لَتَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمَرۡجُوۡمِیۡنَ ۝ؕ

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔(لوگ) کہنے لگے اے نوح اگر تو باز نہ آیا۔ تو ضرور سنگسار کیا جائیگا

نوح علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرنا امدادِ الٰہی کا آنا۔ اور قوم کا غرق ہونا

(قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ۝ۚۖ فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَہُمۡ فَتۡحًا وَّ نَجِّنِیۡ وَ مَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَ مَنۡ مَّعَہٗ فِی الۡفُلۡکِ الۡمَشۡحُوۡنِ ۝ۚ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا بَعۡدُ الۡبٰقِیۡنَ ۝ سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے۔ بس تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ ہی کر دے۔ اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں نجات دے۔ پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے۔ بچا لیا۔ پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "نوح علیہ السلام پہلے اولوالعزم اور مشہور رسول ہیں۔ جو زمین والوں کی طرف مشرکین کے مقابلہ میں بھیجے گئے۔ گو باعتبار اپنی خاص شریعت کے ان کی بعثت خاص اپنی قوم کی طرف مانی جائے۔ تاہم ان اساسی اصول کے اعتبار سے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم میں مشترک ہیں۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ تمام انسان ہر نبی کے مخاطب ہوتے ہیں۔ مثلاً توحید اور اقرار معاد کی تعلیم پر سارے پیغمبر متفق اللسان ہیں تو ایسی چیزوں کی تکذیب کرنا فی الحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنا ہے۔

بہرحال نوح علیہ السلام نے توحید وغیرہ کی عام دعوت دی۔ کہتے ہیں کہ آدمؑ کے بعد دس قرن ایسے گزرے کہ ساری اولادِ آدم کلمۂ توحید پر قائم تھی۔ بت پرستی کی ابتدا ابن عباس کے بیان کے موافق یوں ہوئی کہ بعض صالحین کا انتقال ہو گیا۔ جن کے نام ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر تھے۔ جو سورہ نوح میں مذکور ہیں۔ لوگوں نے ان کی تصویریں بنالیں۔ تاکہ ان کے احوال و عبادات کی یاد تازہ رہے۔ کچھ مدت کے بعد ان صورتوں کے موافق مجسمے تیار کر لئے۔ حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد ان کی عبادت ہونے لگی۔ اور یہ بُت انہیں بزرگوں کے نام سے موسوم کئے گئے۔ جب بُت پرستی کی وبا پھیل گئی تو حق تعالےٰ نے حضرت نوح کو بھیجا اُنہوں نے طوفان سے پہلے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس تک توحید و تقویٰ کی طرف بُلایا اور دُنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔ مگر لوگوں نے ان کی تضلیل و تجہیل کی۔ اور کوئی بات نہ سُنی۔ آخر طوفان کے عذاب نے سب کو گھیر لیا۔ اور جیسا کہ نوحؑ نے دُعا کی تھی رب لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیّارا۔ روئے زمین پر کوئی کافر عذابِ الٰہی سے نہ بچا۔ بستانی نے "دائرۃ المعارف" میں یورپین محققین کے اقوال طوفان اور عموم طوفان کے متعلق نقل کئے ہیں۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کھانے پینے۔ بیماری سے شفا حاصل کرنے اپنی فروگزاشتوں سے بارگاہ الٰہی سے معافی حاصل کرنے۔ اپنے لئے کمال علم حاصل کرنے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی فہرست میں داخل ہونے۔ آئندہ آنے والی نسلوں میں اپنا ذکرِ خیر باقی رکھنے۔ بہشت کا وارث بننے۔ قیامت کے دن میں بے عزتی سے بچنے۔ ان سب حاجتوں میں بارگاہِ الٰہی سے امداد کی درخواست کرنا۔

قرآن مجید سے ان چیزوں کا ثبوت

(قَالَ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ۝ۙ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُکُمُ الۡاَقۡدَمُوۡنَ ۝ۚۖ فَاِنَّہُمۡ عَدُوٌّ لِّیۡۤ اِلَّا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ۙ الَّذِیۡ خَلَقَنِیۡ فَہُوَ یَہۡدِیۡنِ ۝ۙ وَ الَّذِیۡ ہُوَ یُطۡعِمُنِیۡ وَ یَسۡقِیۡنِ ۝ۙ وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَہُوَ یَشۡفِیۡنِ ۝۪ۙ وَ الَّذِیۡ یُمِیۡتُنِیۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡنِ ۝ۙ وَ الَّذِیۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لِیۡ

خَطِیْٓـئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ۝

سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہا کیا تمہیں خبر ہے جنہیں تم پوجتے ہو۔ تم اور تمہارے پہلے باپ دادا جنہیں پوجتے تھے۔ سو وہ سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے مارے گا۔ پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ جو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما۔ اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکرِ خیر باقی رکھ اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کر دے۔

برادرانِ اسلام گوشِ ہوش سے سُنئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغمبر ہیں۔ یہی اعزاز بھی قربِ الٰہی میں بہت بلند ہے۔ باوجود اس کے پھر وہ خلیل الرحمٰن بھی ہیں۔ خلت کا وہ مقام ہے جس سے بلند تر قربِ الٰہی کا اور کوئی مقام نہیں ہے۔ اور باوجود اس اعزاز کے وہ دُنیا اور آخرت کی ہر حالت میں اللہ تعالےٰ سے التجا فرما رہے ہیں کہ میری دُنیا اور آخرت کی سب حاجتیں تیرے ہی رحم و کرم سے پوری ہو سکتی ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی میں ان کی اس پیشکش کا اعلان قرآن مجید میں کیا جا رہا ہے۔ جس کے یقینی ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔

خلیل الرحمٰن کے اس اعلان کا نتیجہ

یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنی تمام حاجات (دینی ہوں یا دنیاوی) میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے فقط دروازۂ الٰہی کو کھٹکھٹانا چاہیئے۔ فقط اللہ تعالےٰ ہی تمام معاملات کو دُنیا کی زندگی سے متعلق ہوں یا آخرت کی زندگی سے پورا کرنے والا ہے۔ لہٰذا جب کبھی بھی انسان کو کوئی ضرورت پیش آئے تو فقط دروازۂ الٰہی ہی پر جا کر ہاتھ پھیلائے۔ اور جب تک منظوری نہ آئے۔ یعنی کام ہو نہ جائے۔ تب تک دروازہ الٰہی سے ہٹنے نہ پائے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہی سُنّت ہے۔ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا بھی یہی مسلک ہے۔

میرے دل میں حضرات اولیاء کرام کا ادب اور عقیدت ملاحظہ ہو

الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ گنہگار اور عاجز (احمد علی) اپنے دوستوں کی مجالس میں علی الاعلان یہ عرض کیا کرتا ہے۔ کہ حضرات اولیاء کرام کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے۔ اور ان کے متعلق دل میں اتنا ادب ہے۔ میرے یہ الفاظ ہوتے ہیں۔ "کہ اولیاء کرام کے جوتوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں۔ جو دُنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ہوتے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جن کو یہ موتی نصیب ہوتے ہیں وہ ان موتیوں کو قبر میں بھی ساتھ لے جائیں گے۔ اور ان کی برکت سے اللہ تعالےٰ اس شخص کی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے گا اور وہ خوش نصیب ان موتیوں کو لے کر قبر سے اُٹھ کر میدان محشر میں حاضر ہوگا۔ انہیں کی برکت سے فرشتے اس شخص کو سید المرسلین خاتم النبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جانے سے ہرگز نہیں روکیں گے۔ (جیسا کہ اور کئی آدمیوں کو روکیں گے) اور یہ شخص حضورِ انور میں پہنچ کر حوضِ کوثر سے پانی پیئے گا۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت اس شخص کو نصیب ہوگی۔ اور یہ شخص بفضلِ الٰہی یقیناً دوزخ سے بچ جائے گا۔ اور اسے جنّت کا داخلہ نصیب ہوگا۔ بزرگانِ دین کا یہ ادب ہے۔ جو عرض کر چکا ہوں یہ ادب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر مقربینِ الٰہی کے آستانوں پر جائے۔

میرے اس اعلان کی تائید قرآن مجید میں ملاحظہ ہو

(اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝) سورہ النمل رکوع ۵ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا۔ پھر ہم نے اس سے رونق والے باغ اُگائے۔ تمہارا کام نہ تھا کہ ان کے درخت اُگاتے۔ کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ بلکہ یہ لوگ کجروی کر رہے ہیں۔ بھلا زمین کو ٹھیرنے کی جگہ کس نے بنایا۔ اور اس میں ندیاں جاری کیں۔ اور زمین کے لنگر بنائے۔ اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ بلکہ اکثر ان میں بے سمجھ ہیں۔ بھلا کون ہے جو بیقرار کی دُعا قبول کرتا ہے۔ اور بُرائی کو دُور کرتا ہے۔ اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے۔ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ بھلا کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے۔ اور اپنی رحمت سے پہلے کون خوشخبری کی ہوائیں چلاتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔ اللہ ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔ بھلا کون ہے جو از سرِ نو خلقت کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اسے دوبارہ بنائے گا۔ اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ کہدے اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو۔

کیا اس اعلانِ شاہنشاہی

سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ انسان کی تمام ضروریات (خواہ دُنیاوی ہوں یا دینی) پورا کرنے والا فقط ایک اللہ جل شانہٗ ہی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان

کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بیٹے عطا فرمائے ہیں

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝)

سورہ ابراہیم رکوع ۶ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحٰق بخشے۔ بیشک میرا رب دُعاؤں کا سُننے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اولاد لینے میں اللہ تعالیٰ کے دروازے کے محتاج ہوتے تھے اور جب دعا کرنے کے بعد اولاد عطا ہوتی تھی تو اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعلان

کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے عقل و دانش دی ہے اور عہدۂ نبوت عطا فرمایا ہے

(قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۙ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْکُمْ لَمَّا خِفْتُکُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُکْمًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۲ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے بعد فرعون نے) کہا۔ کیا ہم نے تمہیں بچپن میں پرورش نہیں کی۔ اور تو نے ہم میں اپنی عمر کے کئی سال گزارے اور تو اپنی وہ کرتوت کر گیا۔ جو کر گیا۔ اور تُو ناشکروں میں سے ہے۔ کہا۔ جب مَیں نے وہ کام کیا تھا۔ تو مَیں بے خبر تھا۔ پھر مَیں تم سے تمہارے ڈر کے مارے بھاگ گیا۔ تب مجھے میرے رب نے دانائی عطا کی۔ اور مجھے رسول بنایا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حواشی میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”تو وُہی نہیں۔ جس کو ہم نے اپنے گھر میں بڑے ناز و نعم سے پالا پوسا۔ اور پرورش کرکے اتنا بڑا کیا۔ اب تیرا یہ دماغ ہو گیا۔ کہ ہم ہی سے مطالبات کرتا اور اپنی بزرگی منواتا ہے۔ اتنے برسوں تک کبھی یہ دعوے نہ کئے۔ اب یہاں سے نکلتے ہی رسول بن گئے (تو) جو کرتوت کرکے بھاگا تھا (قبطی کا خون) اسے ہم بھولے نہیں (تو) ہمارے سب احسانات بھلا کر لگا پیغمبری کے دعوے کرنے۔ اس وقت تو بھی (العیاذ باللہ) ان ہی میں کا ایک تھا۔ جن کو آج کافر بتلاتا ہے۔ (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) قبطی کا خون مَیں نے دانستہ نہیں کیا تھا۔ غلطی سے ایسا ہو گیا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مکّا مارنے میں جو تادیب کے لئے تھا۔ اس کا دم نکل جائے گا۔ فَوَکَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ (سورہ قصص رکوع ۲) بیشک مَیں خوف کھا کر۔ یہاں سے بھاگا لیکن اللہ تعالےٰ کو منظور ہُوا کہ مجھے نبوت و حکمت عطا فرمائے۔ اس نے اپنے فضل سے مجھے سرفراز کیا۔ اور رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا یہ بجائے خود میری صداقت کی دلیل ہے کہ جو شخص تم سے خوف کھا کر بھاگا ہو پھر اس طرح بے خوف و خطر تنہا تمہارے سامنے آکر ڈٹ جائے۔“

ایک خاص چیز

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس بیان میں بہت سی چیزیں ہیں۔ جو قابل عبرت ہیں۔ ایک خاص چیز بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو رسالت کا عہدہ جلیلہ عطا فرمایا ہے۔ اور اس سے یہ چیز واضح ہو گئی کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی قرب الی اللہ کے عہدہ جات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ ہی کے محتاج ہوتے ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ۔

بارگاہِ الٰہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے بھائی کو نبوّت عطا ہونے کے لئے درخواست (وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۙ هٰرُوْنَ اَخِی ۙ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ ۙ وَاَشْرِکْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ۙ کَیْ نُسَبِّحَكَ کَثِیْرًا ۙ وَّنَذْکُرَكَ کَثِیْرًا ؕ اِنَّكَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ۝)

سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور میرے لئے میرے کنبہ میں سے ایک معاون بنا دے۔ ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔ اس سے میری کمر مضبوط کر دے۔ اور اسے میرے کام میں شریک کر دے تاکہ ہم تیری پاک ذات کی بہت تسبیح کریں اور تجھے بہت یاد کریں۔

درخواست کی قبولیت کا اعلان

(قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی ۝)

سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ فرمایا۔ اے موسیٰ۔ تیری درخواست منظور ہے (یعنی ہارون علیہ السلام کو جو تیرے بڑے بھائی ہیں)۔ انہیں نبوت کا عہدہ دے کر تیرا معاون بنا دیا گیا ہے)

ہارون علیہ السلام کے نبی ہونے کا اعلان

(اِذْهَبَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی ۝ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَاۤ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ۝ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیْ مَعَکُمَاۤ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۝ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ) الآیہ سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ فرعون کے پاس جاؤ۔ بیشک وہ سرکش ہو گیا ہے۔ سو اس سے نرمی سے بات کرو۔ شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔ کہا۔ اے ہمارے رب ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے۔ یا یہ کہ زیادہ سرکشی کرنے۔ فرمایا۔ ڈرو مت۔ مَیں تمہارے ساتھ سُنتا اور دیکھتا ہوں۔ سو تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اور کہو۔ کہ بیشک ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لے کر آتے ہیں۔

ان آیات میں

حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسےٰ علیہ السلام دونوں کو نبوت کے عہدہ میں مساوی قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہُوا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی درخواست کے مطابق ان کے خاندان میں سے ان کے بھائی کو نبوت کا عہدہ دیدیا گیا ہے۔

اس واقعہ سے یہ نتیجہ

نکلتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت کا عہدہ جلیلہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی مہربانی سے عطا ہوتا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر

(وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَکَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ

ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰہُ اَھْلَہٗ وَمِثْلَھُمْ مَّعَھُمْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ○)

سورہ انبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ - اور جبکہ ایّوب نے اپنے رب کو پکارا - کہ مجھے روگ لگ گیا ہے - حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے - پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی - اور جو اسے تکلیف تھی ہم نے دُور کر دی - اور اسے اس کے گھر والے دیئے - اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا - اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مذکورۃ الصدر آیات پر تحریر فرماتے ہیں - " حضرت ایّوبؑ کو حق تعالےٰ نے دُنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا - کھیت - مواشی - لونڈی غلام، اولاد صالح، اور عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی - حضرت ایّوبؑ بڑے شکر گزار بندے تھے - لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا - کھیت جل گئے - مواشی مر گئے - اور اولاد اکٹھی دب مری - دوست آشنا الگ ہوگئے - بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک بیوی رفیق رہی - آخر میں وہ بچاری بھی اُکتانے لگی - مگر حضرت ایّوبؑ جیسے نعمت میں شاکر تھے - ویسے ہی بلا میں صابر رہے - جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی - بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایّوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے - جس کی سزا ایسی ہی سخت ہوسکتی تھی - تب دُعا کی " رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ○ رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت اُمنڈ پڑا - اللہ تعالےٰ نے مری ہُوئی اولاد سے دُگنی اولاد دی - زمین سے چشمہ نکالا - اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے - بدن کا سارا روگ جاتا رہا - اور جیسا کہ حدیث میں ہے - سونے کی ٹڈیاں برسائیں - غرض سب طرح درست کر دیا - ایّوبؑ پر یہ مہربانی ہوئی - اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہوگئی کہ جب کبھی کسی نیک بندے پر دُنیا میں بُرا وقت آئے تو ایّوبؑ کی طرح صبر و استقلال دکھلانا - اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہیئے - حق تعالےٰ اس پر نظرِ عنایت فرمائے گا - اور محض ایسے ابتلا کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت یہ گمان نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ اللہ کے ہاں مبغوض ہے -

حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر

(وَزَکَرِیَّآ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَوَھَبْنَا لَہٗ یَحْیٰی وَاَصْلَحْنَا لَہٗ زَوْجَہٗ ط اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا ط وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ○) سورہ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ - اور زکریاؑ کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا - اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ - اور تُو سب سے بہتر وارث ہے - پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی - اور اسے یحییٰؑ عطا کیا - اور اس کے لئے اس کی بیوی کو درست کر دیا - بیشک یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑتے تھے - اور ہمیں امید اور ڈر سے پکارا کرتے تھے - اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے -

حاصل

یہ ہے - کہ حضرت زکریا علیہ السلام بُوڑھے ہو گئے تھے - اور بیٹا کوئی نہیں تھا - پھر اللہ تعالےٰ سے بیٹے کے عطا ہونے کی دعا کی - اللہ تعالےٰ نے قبول فرما لی - اور یحییٰ علیہ السلام عطا ہوئے - اس سے معلوم ہُوا کہ اولاد کا دینا فقط اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار میں ہے - اور اور انبیاء علیہم السلام بھی اولاد لینے کے لئے اللہ تعالےٰ کے محتاج ہوتے ہیں - لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر اولاد کی ضرورت ہو تو فقط اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دُعا کرے - اور سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کے دروازہ پر نہ جائے -

حضرت یونس علیہ السلام کا ظلمات میں نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کو پکارنا - اللہ تعالیٰ کا ان کی دُعا کو قبول فرما کر نجات عطا فرمانا

(وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّھَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْہِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ ق اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ ط وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ○)

سورہ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ - اور مچھلی والے (یعنی یونس علیہ السلام) کو جب غُصّہ ہو کر چلا گیا - پھر خیال کیا کہ ہم اسے نہیں پکڑیں گے - پھر اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو بے عیب ہے - بیشک میں بے انصافوں میں سے تھا - پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی - اور اُسے غم سے نجات دی - اور ہم ایمانداروں کو یوں ہی نجات دیا کرتے ہیں -

حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں - " مچھلی والا " فرمایا - حضرت یونسؑ کو - ان کا مختصر قصّہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو شہر نینوا کی طرف (جو موصل کے مضافات میں سے ہے) مبعوث فرمایا تھا - یونس علیہ السلام نے ان کو بُت پرستی سے روکا - اور حق کی طرف بُلایا - وہ ماننے والے کہاں تھے - روز بروز ان کا عناد و تمرد ترقی کرتا رہا - آخر بد دُعا کی - اور قوم کی حرکات سے خفا ہو کر غُصّہ میں بھرے ہُوئے شہر سے نکل گئے - حکم الٰہی کا انتظار نہ کیا - اور وعدہ کر گئے - کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا - ان کے نکل جانے کے بعد قوم کو یقین ہوا کہ نبی کی بد دُعا خالی نہیں جائے گی - کچھ آثار بھی عذاب کے دیکھے ہونگے گھبرا کر سب لوگ بچّوں اور جانوروں سمیت باہر جنگل میں چلے گئے - اور ماؤں کو بچّوں سے جُدا کر دیا - میدان میں پہنچ کر سب نے رونا چلّانا شروع کیا - بچّے اور مائیں آدمی اور جانور سب شور مچا رہے تھے - کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی - تمام بستی والوں نے سچّے دل سے توبہ کی - بُت توڑ ڈالے - خدا تعالےٰ کی اطاعت کا عہد باندھا - اور حضرت یونسؑ کو تلاش کرنے لگے - کہ ملیں تو ان کے ارشاد پر کاربند ہوں - حق تعالےٰ نے آنے والا عذاب ان پر سے اُٹھا لیا - (فَلَوْلَا کَانَتْ قَرْیَۃٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَھَآ اِیْمَانُھَآ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ط لَمَّآ اٰمَنُوْا کَشَفْنَا عَنْھُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰی حِیْنٍ ○)

سورہ یونس رکوع ۱۰ پارہ ۱۱

ادھر یونس علیہ السلام بستی سے نکل کر ایک

جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے۔ وہ کشتی غرق ہونے لگی۔ کشتی والوں نے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو نیچے پھینک دیا جائے۔ (یا اپنے مفروضات کے موافق یہ سمجھے کہ کشتی میں کوئی غلام مولا سے بھاگا ہوا ہے۔) بہرحال اس آدمی کی تعیین کے لئے قرعہ ڈالا۔ وہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا۔ دو تین مرتبہ قرعہ اندازی کی۔ ہر دفعہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکلتا رہا۔ یہ دیکھ کر یونسؑ دریا میں کود پڑے۔ فوراً ایک مچھلی آکر نگل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا۔ کہ یونس کو اپنے پیٹ میں رکھ۔ اس کا ایک بال بیکا نہ ہو۔ یہ تیری روزی نہیں۔ بلکہ تیرا پیٹ ہم نے اس کا قید خانہ بنایا ہے اس کو اپنے اندر حفاظت سے رکھنا۔ اس وقت یونس علیہ السلام نے اللہ کو پکارا۔ "لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" اپنی خطا کا اعتراف کیا۔ کہ بے شک میں نے جلدی کی کہ تیرے حکم کا انتظار کئے بدوں بستی والوں کو چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا۔ گو یونس علیہ السلام کی یہ غلطی اجتہادی تھی۔ جو اُمت کے حق میں معاف ہے۔ مگر انبیاء کی تربیت و تہذیب دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ جس معاملہ میں وحی آنے کی اُمید ہو۔ بدوں انتظار کئے قوم کو چھوڑ کر چلا جانا ایک نبی کی شان کے لائق نہ تھا۔ اسی نامناسب بات پر داروگیر شروع ہوگئی۔ آخر توبہ کے بعد نجات ملی۔ مچھلی نے کنارہ پر آکر اگل دیا۔ اور اسی بستی کی طرف صحیح سالم واپس کئے گئے۔"

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ ہی کے تابع فرمان ہیں

(قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ښ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) سورہ الاعراف رکوع ۲۳ پارہ ۹

ترجمہ۔ کہہ دو میں اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر غیب کی بات جان سکتا۔ تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان دار ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو۔ نہ اپنے اندر "اختیار مستقل" رکھتا ہے۔ نہ "علم محیط" (سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم) جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزائن ارض کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ ان کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہے۔ کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں۔ مگر جس قدر اللہ چاہے۔ اتنے ہی پر میرا قابو ہے۔ اور اگر میں غیب کی ہر بات جان لیا کرتا تو بہت سی وہ بھلائیاں اور کامیابیاں بھی حاصل کر لیتا جو علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت فوت ہو جاتی ہیں۔ نیز کبھی کوئی ناگوار حالت مجھ کو پیش نہ آیا کرتی۔ مثلاً "افک" کے واقعہ میں کتنے دنوں تک حضورؐ کو وحی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب و قلق رہا۔ حجۃ الوداع میں تو صاف ہی فرما دیا۔ "لَوِسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْھَدْیَ" اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا۔ جو بعد میں پیش آئی۔ تو ہرگز ہدی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا۔ اسی قسم کے بیسیوں واقعات ہیں۔ جن کی روک تھام "علم محیط" رکھنے کی صورت میں نہایت آسانی سے ممکن تھی؟ بہرحال اس آیت میں کھول کر بتلا دیا گیا۔ کہ "اختیار مستقل" یا "علم محیط" نبوت کے لوازم میں سے نہیں۔ ہاں شرعیات کا علم جو انبیاء علیہم السلام کے منصب سے متعلق ہے کامل ہونا چاہئے۔ اور تکوینیات کا علم خدا تعالیٰ جس کو جس قدر مناسب جانے عطا فرماتا ہے۔ اس نوع میں ہمارے حضورؐ تمام اولین و آخرین سے فائق ہیں۔ آپ کو اتنے بیشمار علوم و معارف حق تعالیٰ نے مرحمت فرمائے ہیں۔ جن کا احصا کسی مخلوق کی طاقت میں نہیں۔" انتہیٰ ملخصا

ملائکہ عظام بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں

(وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا) سورہ مریم رکوع ۴ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور ہم تیرے رب کے حکم کے سوا نہیں اُترتے۔ اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے۔ اور جو ہمارے پیچھے ہے۔ اور جو اس کے درمیان ہے۔ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں

حاصل

یہ نکلا کہ ملائکہ عظام بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ اس کی اجازت کے سوا کوئی نقل و حرکت نہیں کر سکتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "ایک مرتبہ جبرائیلؑ کئی روز تک نہ آئے۔ آپ منقبض تھے کفار نے کہنا شروع کیا کہ محمدؐ کو اس کے رب نے خفا ہو کر چھوڑ دیا ہے اس طعن سے آپؐ اور زیادہ دلگیر ہوئے۔ آخر جبرئیلؑ تشریف لائے۔ آپؐ نے اتنے روز تک نہ آنے کا سبب پوچھا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا" جتنا تم آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو سکھلایا۔ کہ جواب میں یوں کہو۔ "وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ" یہ کلام ہوا اللہ کا جبرئیل کی طرف سے۔ جیسا "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" میں ہم کو سکھلایا ہے حاصل جواب یہ ہے کہ ہم خالص عبد مامور ہیں۔ بدوں حکم الٰہی ایک پر نہیں ہلا سکتے۔ ہمارا چڑھنا اُترنا سب اس کے حکم و اذن کے تابع ہے۔ وہ جس وقت اپنی حکمت کاملہ سے مناسب جانے۔ ہم کو نیچے اُترنے کا حکم دے۔ کیونکہ ہر زمانہ (ماضی۔ مستقبل۔ حال) اور ہر مکان (آسمان۔ زمین اور ان کے درمیان) کا علم اسی کو ہے۔ اور وہ ہی ہر چیز کا مالک و قابض ہے۔ وہ ہی جانتا ہے کہ فرشتہ کو پیغمبر کے پاس کس وقت

بھیجنا چاہیئے۔ مقرب ترین فرشتہ اور معظم ترین پیغمبر کو بھی یہ اختیار نہیں کہ جب چاہے کہیں چلا جائے۔ یا کسی کو اپنے پاس بُلائے خدا کا ہر کام بر محل اور بر وقت ہے بھول چوک یا نسیان و غفلت کی اس کی بارگاہ میں رسائی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جبرئیلؑ کا جلد یا بدیر آنا بھی اس کی حکمت و مصلحت کے تابع ہے۔" انتہیٰ

حاصل

یہ نکلا کہ ملائکہ عظام (خواہ کتنے بھی بڑے رتبے والے ہوں) بھی خودمختار نہیں ہیں۔ بلکہ بامر الٰہی جو کام یا جس وقت ان کے سپرد کیا جائے۔ اسی کو انجام دیتے ہیں۔ لہٰذا انسان کو اپنی حاجت روائی کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر ہی التجا کے ہاتھ پھیلانے چاہئیں۔ جب بارگاہ الٰہی سے ہماری کامیابی اور فتحمندی کا فیصلہ ہو جائے گا اس کے مطابق تمام ذرائع حرکت میں آ جائیں گے۔ ان ذرائع کا تعلق خواہ انسانوں سے ہو یا جنوں سے ہو یا ملائکہ عظام سے۔ وما علینا الا البلاغ۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے تمام پیش کردہ واقعات

سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ حضرات بھی اپنے معاملات میں اللہ تعالےٰ کی دستگیری اور اس کی راہ نمائی کے محتاج ہوتے ہیں۔

اس نتیجہ کی بنا پر دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے

کہ تمام بنی نوع انسان کو اپنے معاملات (خواہ وہ دُنیا کی زندگی سے متعلق ہوں یا آخرت سے) کی درستی اور کامیابی کے لئے فقط اللہ تعالےٰ ہی کے دروازہ پر ہاتھ پھیلانا چاہیئے۔ اور ہر معاملہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹانا چاہیئے۔ اور ہر نیکی کی توفیق حاصل کرنے کے لئے فقط اسی کی بارگاہ میں التجا کرنی چاہیئے۔ اور دُنیا کے ہر ضرر اور ہر تکلیف سے بچنے کے لئے فقط اسی کے دربار میں پیش کش کرنی چاہیئے۔

کیونکہ

فقط ایک اللہ جل شانہٗ ہی کے ہاتھ میں نظام عالم (خواہ زمین کا ہو یا آسمان کا) کی باگ ہے۔ اور عالم سفلی اور علوی کے سیاہ اور سفید کا فقط وہی مالک ہے۔

لا الٰہ الا ہو عالم الغیب والشہادہ ہو الرحمٰن الرحیم۔ وما علینا الا البلاغ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس کو مسلمانوں کے مسائل و معاملات کی فکر نہ ہو وہ ان میں سے نہیں ہے اور جس کا یہ حال ہو کہ وہ ہر دن اور ہر صبح و شام اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پاک قرآنِ مجید اور اس کے امام (یعنی خلیفہ وقت) کا اور عام مسلمانوں کا مخلص و خیر خواہ اور وفادار ہو (یعنی جو کسی وقت بھی اس اخلاص اور وفاداری سے خالی ہو) وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ معجم اوسط

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی پر۔ صحیح بخاری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

۱۔ ایک نہایت ہی خطرناک دن سے متعلقہ حالات
۲۔ جس کی آمد کے تمام آسمانی مذاہب قائل ہیں
اور وہ قیامت کا دن ہے

آج کے خطبہ میں اس مضمون کی قسط اوّل پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور دوسری قسط دوسرے خطبہ میں آئے گی۔

قیامت کے دن کی خطرناکی ملاحظہ ہو

(یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ○ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُكٰرٰی وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ○) سورہ الحج رکوع ۱ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اے لوگو۔ اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے جس دن اسے دیکھو گے۔ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی۔ اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہونگے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔

قیامت کے دن کی ہیبت

ان آیات میں قیامت کے دن کی ہیبت بیان کی گئی ہے۔ اس دن زلزلہ ایسا آئے گا جس سے ایسی گھبراہٹ پیدا ہوگی کہ اگر اُس وقت دودھ پلانے والی عورت بھی موجود ہوتی۔ تو اس گھبراہٹ میں اپنے شیرخوار بچّے کو بھی بھول جاتی حالانکہ شیرخوار بچّہ ماں کو بڑا ہی پیارا ہوتا ہے۔ اور اگر اس وقت حاملہ عورتیں ہوتیں۔ تو مارے دہشت کے ان کے حمل ساقط ہو جاتے۔ اور اس دن لوگ ایسے مدہوش ہونگے۔ کہ دیکھنے والا یہ خیال کرے کہ یہ لوگ شراب کے نشے میں مخمور اور مدہوش ہیں۔

قیامت کے دن قبروں میں سے نکل کر میدان محشر میں دوڑتے ہوئے چلے آ رہے ہوں گے

(وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ○ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ○)

سورہ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ اور صور میں پھونکا جائے گا۔ تو فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے کہینگے ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اُٹھایا۔ یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ”یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو کر اپنی قبروں سے اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور فرشتے ان کو جلد جلد دھکیل کر میدان محشر میں لے جائیں گے۔ شاید نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ کے درمیان ان پر نیند کی حالت طاری کر دی جائے۔ یا قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر عذاب قبر کو اهون سمجھیں گے اور نیند سے تشبیہ دینگے۔ انتہیٰ ملخصاً

قیامت کے دن سب انسانوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا جائیگا اس دن دوزخ کو کافروں پر پیش کیا جائے گا۔

(وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ○ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ عَرْضَا ○ الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْیُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِیْ وَكَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا ○) سورہ الکہف رکوع ۱۱ پارہ ۱۶“

ترجمہ۔ اور صور میں پھونکا جائیگا۔ پھر ہم ان سب کو جمع کریں گے اور ہم دوزخ کو اس دن کافروں کے سامنے پیش کرینگے۔ جن کی آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور وہ سُن بھی نہ سکتے تھے۔

کافروں پر دوزخ پیش کرنے کی تخصیص کا باعث

دوزخ کافروں کی آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ شاید کافروں کی تخصیص اس لئے کی کہ اصل میں دوزخ انہیں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر دُنیا میں پردہ پڑا ہُوا تھا۔ اب وُہ پردہ اُٹھ گیا ہے۔ کافروں کی اپنی عقل کی آنکھ دُنیا میں ٹھیک نہیں تھی۔ کہ قدرت کے نشان دیکھ کر یقین لے آتے۔ اور خدا کو یاد کرتے۔ اور اپنی ہٹ دھرمی سے کسی عقلمند کی بات نہ سُنی۔ تاکہ دوسرے کے سمجھانے ہی سے سمجھ جاتے۔

قیامت کے دن کوئی رشتہ داری کام نہیں آئیگی

(فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ○) سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ پھر جب صور پھونکا جائیگا۔ تو اس دن ان میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

البتہ دُنیا میں جن لوگوں کی دوستی محض رضاءِ الٰہی پر مبنی تھی وُہ آپس میں دوست ہی رہینگے اس کا ثبوت

(اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ○) سورہ الزخرف رکوع ۶ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے۔ مگر آپس میں پرہیزگار لوگ

حاشیہ شیخ الاسلام

اس دن دوست سے دوست بھاگے گا۔

کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں - دُنیا کی سب دوستیاں اور محبتیں منقطع ہو جائیں گی - آدمی پچھتائیگا کہ فلاں شریر آدمی سے دوستی کیوں کی تھی - جو اس کے اُکسانے سے آج کیوں گرفتار مصیبت ہونا پڑا - اس وقت بڑا گرمجوش محب محبوب کی صورت دیکھنے سے بیزار ہوگا - البتہ جن کی محبت اور دوستی اللہ کے واسطے تھی - اور اللہ کے خوف پر مبنی تھی وہ کام آئے گی -

آپس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دوستی رکھنے والوں کے چین اور آرام کا ثبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضـ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ رواہ مسلم

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک اللہ قیامت کے دن فرمائے گا - وہ لوگ کہاں ہیں جو میری تعظیم کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی رکھنے والے تھے - آج میں انہیں اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دُونگا - جس دن سوائے میرے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں ہوگا -

حاصل

مذکور الصدر اعلان کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محض رضا الٰہی کی خاطر دوستی رکھنے والوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دیگا - لہٰذا ان حضرات کو قیامت کے دن کی تکالیف کا احساس بھی نہیں ہوگا - اور رحمتِ الٰہی کے سایہ میں بیٹھنے سے جو ان کو خوشی ہوگی - اس کا اندازہ ہم لوگ دُنیا میں رہتے ہوئے لگا ہی نہیں سکتے - اللھم اجعلنا منھم

قیامت کے دن کی تکالیف کا ایک نمونہ

عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تُدْنَی الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰی تَکُوْنَ مِنْهُمْ کَمِقْدَارِ مِیْلٍ فَیَکُوْنُ النَّاسُ عَلٰی قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِی الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّکُوْنُ اِلٰی کَعْبَیْہِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنُ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنُ اِلٰی حَقْوَیْہِ وَمِنْهُمْ مَنْ یُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَّاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ اِلٰی فِیْہِ رواہ مسلم

ترجمہ - مقدادؓ سے روایت ہے - کہا - میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا - آپؐ نے فرمایا - قیامت کے دن سُورج کو مخلوقات کے قریب لایا جائیگا - یہاں تک ان سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو جائیگا - پھر لوگ پسینہ میں اپنے عملوں کے لحاظ سے ہونگے - بعض کو پسینہ ایڑیوں تک ہوگا - اور بعض کو گھٹنوں تک ہوگا - اور بعض کو کمر تک ہوگا - اور بعض کو پسینہ مُنہ میں لگام کی طرح آ جائیگا - اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے مُنہ (مبارک) کی طرف اشارہ کر کے دکھایا -

قیامت کے دن فقط اللہ تعالیٰ کی بادشاہی ہوگی

(وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ط عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ط وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ o)

سورہ الانعام رکوع ۹ پارہ ۷

ترجمہ - جس دن صور میں پھونکا جائیگا - تو (فقط) اسی کی بادشاہی ہوگی (وہ) چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے - اور وہی حکمت والا خبردار ہے

حاصل

یہ نکلا کہ قیامت کے دن سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی بادشاہی نہیں ہوگی - جس طرح کہ دُنیا میں اُس نے عارضی بادشاہ بنائے ہوئے تھے - اس لئے تمام فیصلہ جات اسی کے اختیار میں ہونگے - اور وہ چونکہ ہر چیز کے متعلقہ حالات کا جاننے والا ہے - اس سے کسی انسان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اس بناء پر وہ ہر شخص کی نقل و حرکات جو اس نے دُنیا میں کی تھیں یا جو اعمال دُنیا میں کئے تھے - وہ سب کچھ جانتا ہے - اور وہ یہ بھی جانتا ہے - کہ ہر شخص کے اعمال میں کس قدر رضا الٰہی مطلوب تھی - اور کس قدر دوسری چیزیں پیش نظر تھیں مثلاً ریا وغیرہ - ہر شخص کے تعلق اپنے اس علم محیط کے باعث جو فیصلہ کرے گا (مثلاً سیدھا جنّت میں جائے گا - یا سیدھا دوزخ میں جائے گا یا دوزخ میں جانے کے بعد یہ شخص پھر بہشت میں آئے گا) لہٰذا اس کا ہر فیصلہ صحیح اور واقع پر مبنی ہوگا - اور اس کا ہر فیصلہ حکمت اور دانشمندی پر مبنی ہوگا - کیونکہ وہ ہر ایک معاملہ کے ظاہر اور باطن سے آگاہ ہے -

قیامت کے دن قبروں سے نکل کر اپنی اپنی جماعتوں کے ساتھ مل کر میدان محشر میں آئیں گے

(یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ o)

سورہ الزلزال پارہ ۳۰

ترجمہ - اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے - تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں -

حاشیہ شیخ الاسلام

" یعنی اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہوں گے - ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا ایک زانیوں کا - ایک ظالموں کا - ایک چوروں کا وعلیٰ ہذا القیاس یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہو کر جو لوٹیں گے تو کچھ جماعتیں جنّتی اور کچھ دوزخی ہو کر جنّت اور دوزخ کی طرف چلی جائیں گی -

چند احادیث متعلقہ حشر (یعنی قیامت)

پہلی

عَنْ عَائِشَةَ رضـ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِیْعًا یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ فَقَالَ یَا عَائِشَةُ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ - متفق علیہ

ترجمہ - عائشہ رضـ سے روایت ہے - فرمایا میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے - آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن لوگ اکٹھے کئے جائیں گے - اپنے حال میں کہ پاؤں سے ننگے ہونگے اور بدن سے ننگے ہوں گے ختنہ شدہ نہیں ہونگے - میں نے (حضرت عائشہ نے) عرض کی - یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم مرد اور عورتیں سب (جب ننگے ہونگے) تو ان میں سے بعض بعض کی طرف دیکھیں گے - تب آپؐ نے فرمایا - اے عائشہ معاملہ اس سے زیادہ سخت ہے - کہ بعض آدمی بعض کی طرف دیکھ سکیں گے -

یعنی

اس دن جلال الٰہی کی دہشت کا اتنا زور ہوگا کہ کوئی کسی دوسرے کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی دیکھ نہیں سکے گا -

دوسری

عَنْ اَنَسٍ رضـ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کَیْفَ

يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلٰى رِجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ متفق علیہ

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ بیشک ایک شخص نے عرض کی۔ اے اللہ کے نبیؐ۔ قیامت کے دن کافر کو کس طرح منہ کے بل میدانِ محشر میں لایا جائیگا آپؐ نے فرمایا۔ کیا وہ (اللہ) جس نے اس کو دُنیا میں دو پاؤں پر چلایا تھا۔ اس بات پر قادر نہیں ہے۔ کہ اُس کافر کو قیامت کے دن مُنہ کے بل چلائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن کافروں کو یہ سزا دیگا کہ وہ مُنہ کے بل چلیں تاکہ میدانِ محشر میں سب لوگوں کے روبرو ذلیل ہوں۔ اور اصلی سزا دوزخ کی تو میدانِ محشر کے ختم ہونے کے بعد انہیں ملے گی۔

قیامت کے دن زمین کا انسانوں کے اعمال پر گواہی دینا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا رواہ احمد والترمذی

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) قیامت کے دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبر دینے کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسولؐ خُوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ زمین کی خبر دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دے گی۔ جو کچھ اُس نے اُس کی پیٹھ پر کیا ہوگا۔ یہ کہے گی۔ کہ اس نے فلاں فلاں کام مجھ پر بیٹھ کر فلاں فلاں دن کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ پس یہی اس (زمین) کا خبر دینا ہے۔

تنبیہ

ہر انسان کو ہر کام کرتے وقت یہ سوچ لینا چاہیئے۔ کہ میرا کام قیامت کے دن لوگوں کے سامنے آنے والا ہے لہٰذا ہر اُس کام سے پرہیز کرنی چاہیئے۔ جس کے ظاہر ہونے سے انسان کو شرمندہ ہونا پڑے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

قیامت کے دن انسان کے اعضا اس پر شہادت دینگے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِنِّيْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ اِنْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ اُنَاضِلُ

رواہ مسلم

ترجمہ۔ اَنسؓ سے روایت ہے۔ کہا ہم رسول اللہ صَلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں تھے۔ پھر آپ ہنسے پھر فرمایا۔ آیا تم جانتے ہو کہ میں کس چیز سے ہنستا ہوں۔ انسؓ نے کہا ہے۔ ہم نے عرض کی اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتا ہے آپؐ نے فرمایا۔ بندے کے اپنے رب سے خطاب کے باعث (ہنستا ہوں) بندہ کہیگا۔ اے میرے رب۔ کیا آپ نے مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دی۔ (جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ وَلَا یظلم ربكَ احدًا تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔) آپؐ نے فرمایا۔ اللہ فرمائے گا۔ ہاں آپؐ نے فرمایا۔ پھر بندہ کہیگا۔ میں اپنے نفس پر اپنے ہی میں سے گواہ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ فرمائے گا آج تیرا نفس ہی تجھ پر گواہ کافی ہے۔ اور وہ فرشتے جو تیرا اعمالنامہ لکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا پھر اُسکے مُنہ پر مہر لگا دی جائیگی اور اس کے جسم کے اعضاء کو کہا جائیگا بولو۔ آپ نے فرمایا۔ چنانچہ اس کے جسم کے اعضاء اس کے اعمال بیان کریں گے۔ پھر اس مہر کو جو مُنہ پر لگائی گئی تھی۔ توڑ دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر وہ بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا۔ دُور ہو۔ بدبختو اور ہلاک ہو۔ میں تمہارے ہی لئے خدا سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔

دُنیا میں جس شخص کی حق تلفی ہوئی تھی اُس کو حق دلایا جائے گا

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِيْ وَيَخُوْنُوْنَنِيْ وَيَعْصُوْنَنِيْ وَاَشْتِمُهُمْ وَاَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ اَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوْكَ وَعِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ دُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ اُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ فَتَنَحّٰى الرَّجُلُ وَجَعَلَ يَهْتِفُ وَيَبْكِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَقْرَاُ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَجِدُ لِيْ وَلِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِّنْ مُّفَارَقَتِهِمْ اُشْهِدُكَ اَنَّهُمْ كُلُّهُمْ اَحْرَارٌ

رواہ الترمذی۔

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا ایک شخص آیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر عرض کی بیشک میرے غلام ہیں وہ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں۔ اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ اور میں انہیں گالیاں دیتا ہوں۔ اور انہیں مارتا ہوں۔ پھر میرا ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا جو انہوں نے تیری خیانت کی ہے اور جو تیری نافرمانی کی ہے۔ اور جو تم سے جھوٹ بولا ہے اس کا حساب کیا جائے گا۔ اور تم نے جو ان کو سزا دی ہے۔ پس اگر ان کو تیری سزا ان کے گناہوں

کے برابر ہوگی تو معاملہ برابر ہو جائیگا۔ نہ تجھ پر کوئی گناہ اور نہ ان کے ذمہ کوئی چیز باقی۔ اور اگر ان کو تیری سزا ان کے گناہ سے کم تھی۔ تو باقی حق تمہیں مل جائیگا اور اگر تیری سزا ان کو ان کے گناہ سے زیادہ تھی تو تم سے ان کے لئے اس زائد سزا کا بدلہ لیا جائے گا۔ پھر وہ وہاں سے ہٹ گیا۔ (جہاں پہلے بیٹھا ہُوا تھا) اور چیخنے اور رونے لگا۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا۔ (جو آیت شریف سورہ انبیاء رکوع ۴ پارہ ۱۷ کی حدیث شریف میں ہے اس کا ترجمہ) اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا اور رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئینگے اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔ پھر اس شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ مَیں اپنے اور ان کے لئے ان کو جُدا کر دینے سے بہتر اور کوئی چیز نہیں پاتا۔ مَیں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ تحقیق وہ سب کے سب آزاد ہیں۔

اپنے پاس نوکر رکھنے والوں کے لئے

عبرت

عام طور پر نوکر رکھنے والے لوگ (مرد ہوں یا عورتیں) اپنے خدمتگزار نوکروں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور معمولی سی خطا پر انہیں ناراض ہوکر بُرا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض بد دماغ اور ناعاقبت اندیش لوگ نوکروں کو حرامزادہ اور حرامزادی کہنے سے بھی نہیں جھجکتے۔ انہیں سوچ لینا چاہیئے کہ در اصل اس لفظ کے استعمال کرنے سے نوکر کی ماں پر زنا کی تہمت لگا رہے ہیں۔ عمر میں جتنی مرتبہ اور جتنے یکے بعد دیگرے آنے والے نوکروں اور نوکرانیوں کے حق میں یہ لفظ استعمال کیا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس چار عینی گواہ تھے۔ جنھوں نے اس کی ماں کو بدکاری کرتے دیکھا تھا۔ جب اس کی ماں بدکاری کر رہی تھی۔ جس سے تمہارا یہ نوکر پیدا ہُوا تھا۔ اگر اس قسم کا یقینی ثبوت نہیں تھا۔ تو تم نے اس کی ماں پر یہ تہمت کیوں لگائی۔ لہٰذا تمہاری سزا دُنیا حد قذف والی تھی۔ جو تمہیں دُنیا میں نہیں دیگئی

کسی عورت پر زنا کی تہمت لگانے اور پھر چار گواہ شاہد عینی پیش نہ کرنے کی سزا

(وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ) سورہ النور رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں۳ تو اسّی دُرّے مارو۔ اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ اور وُہی لوگ نافرمان ہیں

۳ جبکہ چار گواہ نہیں لا سکتے

حاصل

یہ نکلا کہ کسی عورت پر زنا کی تہمت لگانے اور پھر چار گواہ ایسے جنھوں اس عورت کو بدکاری کرنے کی حالت میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ نہ لائیں۔ تو اس تہمت لگانے والے کو اسّی دُرّے لگائے جائیں۔

تواب

حرامزادہ یا حرامزادی کہنے والے مرد اور عورتیں سوچ لیں کہ قیامت کے دن ان نوکروں کے سبب سے ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔

اس مصیبت کا علاج

جن مردوں اور عورتوں کو نوکروں کے معمولی سے جرم پر سخت بُرا بھلا کہنے کی عادت ہے وہ آئندہ صدق دل سے بارگاہ الٰہی میں توبہ کریں کہ اے اللہ پچھلے گناہ معاف فرمادے۔ آئندہ ملازمین سے اتنی سختی نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صدق دل سے توبہ کرنے سے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور آئندہ اپنی اصلاح کرلیں۔ اور نوکروں سے شریفانہ سلوک کریں اور حرامزادہ کہنے سے بھی صدق دل سے توبہ کرلیں۔ اور آئندہ اس قسم کا لفظ مُنہ سے نہ نکالیں تو اللہ تعالےٰ گزشتہ گناہ معاف فرمادے گا۔

مظلوموں کی دادرسی

ان دل آزاری کرنے والوں کو توبہ کی برکت سے معافی مل گئی۔ البتہ ان مظلوم نوکروں کی دلجوئی قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اس طرح فرمائے گا۔ بشرطیکہ ان میں ایمان کامل ہو اور سچے مسلمان ہوں۔ تو ان دل آزاریوں کا بدلہ انہیں عطا فرمائے گا جن کے بدلے کی نظیر دُنیا میں نہیں مل سکتی

قیامت کے دن انسان کے اَعمال تولے جائیں گے

ثبوت

(فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۭ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۭ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۭ نَارٌ حَامِيَةٌ ۧ) سورہ القارعہ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ تو جس کے اعمال (نیک) تول میں زیادہ ہونگے تو وہ خاطرخواہ عیش میں ہوگا۔ اور جس کے اعمال (نیک) تول میں کم ہوں گے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کیا چیز ہے۔ وہ دھکتی ہُوئی آگ ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قیامت کے دن اعمال بھی تُلیں گے۔ جس کی نیکیوں کا پلّہ بھاری ہوگا۔ وہ خاطرخواہ عیش میں ہوگا۔ یعنی بہشت کے داخلہ کا مستحق سمجھا جائے گا۔ اور جس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

کس لحاظ سے اعمال بھاری یا ہلکے ہونگے

اعمال کا وزن اخلاص اور ایمان کے لحاظ سے ہوگا۔ جس شخص کے دل میں اپنے عمل میں فقط اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب اور مقصود ہو۔ وہ عمل وزنی ہوگا۔ خواہ چھوٹا سا ہو۔ مثلاً کسی مسکین کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک روپیہ خیرات دے دیا۔ اس کے بالمقابل کسی شخص نے اپنے نام و نمود کے لئے ایک مسجد تعمیر کرائی ہے۔ جس پر ایک لاکھ روپیہ صرف ہُوا ہے۔ ایک روپیہ خرچ کرنے والے کو اللہ تعالےٰ جزاء خیر عطا فرمائے گا۔ اور یہ روپیہ قیامت کے دن نیکیوں کے پلّہ میں ڈالا جائے گا۔ اور جس نے مسجد پر ایک لاکھ روپیہ صرف کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کے ایک لاکھ کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اس سے ناراض ہوگا۔ اور اس ریاکاری کو شرک قرار دیکر اس شخص کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

کیونکہ ریا شرک ہے۔ اور مشرک کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

ریا کا شرک ہونا

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ رواہ احمد۔

ترجمہ۔ شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہا۔ مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے دکھلاوے کے لئے نماز پڑھی۔ پس تحقیق اس نے شرک کیا۔ اور جس شخص نے دکھلاوے کیلئے روزہ رکھا۔ پس تحقیق شرک کیا۔ اور جس شخص نے دکھلاوے کے لئے صدقہ کیا۔ پس تحقیق شرک کیا۔

دکھلاوے کا مطلب

یہ ہے کہ میرا یہ کام دیکھ کر لوگ مجھے اچھا کہیں گے۔ اور میرے اچھا ہونے کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو جائے گا

حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا

کہ مَیں تو اس نیکی کے کام کو محض اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ لوگ مجھے اچھا کہیں یا نہ کہیں یہ علیحدہ چیز ہے کہ لوگ اچھا کام کرنے والے کو اچھا ہی کہیں گے۔ مگر اچھا کہلانا کام کرنے والے کی نیت میں نہیں ہونا چاہئے۔

ریاکار مجاہد۔ عالم۔ سخی کا دوزخ میں جانا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَجُلٌ اِسْتُشْہِدَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعْمَتَہٗ فَعَرَفَھَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا قَالَ قَاتَلْتُ فِیْکَ حَتّٰی اسْتُشْھِدْتُّ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیْئٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَہٗ وَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُہٗ وَقَرَأْتُ فِیْکَ الْقُرْاٰنَ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِیُقَالَ اِنَّکَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِیُقَالَ ھُوَ قَارِیٌٔ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَعْطَاہُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ کُلِّہٖ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا قَالَ مَا تَرَکْتُ مِنْ سَبِیْلٍ تُحِبُّ اَنْ یُّنْفَقَ فِیْھَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِیْھَا لَکَ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ فَعَلْتَ لِیُقَالَ ھُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ بِہٖ عَلٰی وَجْھِہٖ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک سب سے پہلا جس کے متعلق قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا۔ ایک شخص ہوگا جو (دُنیا میں) شہید کیا گیا تھا۔ اسے (دربار الٰہی میں) لایا جائیگا۔ پھر (اللہ تعالےٰ) اپنی نعمت کی اسے پہچان کرائے گا (کہ مَیں نے تم پر فلاں فلاں احسان کئے تھے) پھر وہ شخص ان کا اقرار کریگا (کہ واقعی آپ کے یہ احسانات مجھ پر تھے) پھر (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ پھر تم نے ان نعمتوں کے باعث کون سی نیکی کی۔ کہیگا۔ مَیں نے تیری راہ میں جنگ کی تھی۔ یہاں تک کہ مَیں شہید ہوگیا۔ (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ تم نے جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ تم نے اس لئے جنگ کی تھی کہ تمہیں بہادر کہا جائے پس وہ تمہیں کہہ دیا گیا تھا۔ پھر اس کے متعلق حکم کیا جائے گا۔ پھر اسے مُنہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہانتک کہ دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور ایک شخص نے علم (دین) ہی پڑھا تھا۔ اور لوگوں کو پڑھایا تھا اور قرآن پڑھا تھا۔ پھر اسے (دربارِ الٰہی میں) لایا جائے گا۔ پھر (اللہ تعالےٰ اسے) اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا۔

پھر وہ شخص ان نعمتوں کا اقرار کریگا۔ (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ پھر تم نے ان نعمتوں کے متعلق کیا کیا (یعنی ان کا کیا حق ادا کیا) وہ کہے گا۔ مَیں نے علم (دین ہی) پڑھا تھا اور وہی پڑھایا تھا۔ اور مَیں نے تیرے لئے قرآن پڑھا تھا۔ (اللہ تعالےٰ) فرمائیگا۔ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ بلکہ تم نے علم اس لئے پڑھا تھا تاکہ تمہیں عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ تمہیں قاری کہا جائے۔ سو وہ کہہ دیا گیا پھر اس کے متعلق حکم دیا جائیگا۔ پھر اسے مُنہ کے بل گھسیٹا جائیگا یہاں تک کہ دوزخ میں ڈال دیا جائیگا اور ایک ایسا آدمی جس پر اللہ نے کشائش کی تھی۔ اور اسے ہر قسم کا مال دیا تھا۔ پھر اُسے (دربارِ الٰہی میں) لایا جائے گا۔ پھر (اللہ تعالےٰ اسے) اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا۔ پھر وہ ان سب نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائیگا پھر تم نے ان نعمتوں کے متعلق کیا کیا تھا۔ عرض کریگا۔ مَیں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی تھی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا۔ مگر مَیں نے اس میں تیرے لئے خرچ کیا تھا۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا۔ تم نے جھوٹ بولا۔ بلکہ تم نے اس لئے (خرچ) کیا تھا۔ کہ تمہیں یہ کہا جائے کہ یہ شخص سخی ہے۔ پس وہ کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا۔ پھر اسے مُنہ کے بل گھسیٹا جائیگا پھر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

مذکور الصدر حدیث شریف میں بہت بڑی عبرت ہے

برادرانِ اسلام۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں میدانِ جنگ میں جان دینے۔ یا رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لئے کتاب و سُنت کی اشاعت کرنے یا اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بڑھ کر اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور کونسا بہتر ذریعہ ہو سکتا ہے۔ مگر اس حدیث شریف نے ایک بہت بڑی راہ نمائی کر دی ہے۔ کہ اگر ان کاموں کے کرنے میں فقط رضاء الٰہی مطلوب ہے تو پھر ان کاموں کی قیمت میں ساری دُنیا کے خزانے اور دفینے بھی مل جائیں۔ تو بھی قیمت ادا نہیں ہو سکتی۔ اس کی جزا فقط بہشت کا داخلہ ہی ہو سکتا ہے۔ اور اگر رضاء الٰہی مطلوب نہیں ہے۔ تو اُلٹا یہی کام دوزخ میں جانے کے باعث بنیں گے۔ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۹ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

نقشۂ قیامت کی قسط دوم

برادرانِ اسلام - آپ اس خطبہ سے پہلے خطبہ میں قیامت کے دن کے بہت سے حالات سُن چکے ہیں - آج حالات قیامت قسط دوم پیش کرنا چاہتا ہوں -

قیامت کے دن سجدہ کا حکم ہونے کے بعد فقط مومن سجدہ کریں گے منافق اور کافر سجدہ کرہی نہیں سکیں گے

(یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ o خَاشِعَۃً اَبْصَارُھُمْ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ط وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَھُمْ سَالِمُوْنَ o) سورہ القلم پارہ ۲۹ رکوع ۲

ترجمہ - جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور وہ سجدہ کرنے کو بُلائے جائینگے تو وہ نہ کرسکیں گے - ان کی آنکھیں جُھکی ہوں گی - ان پر ذلّت چھا رہی ہوگی اور وہ پہلے (دُنیا میں) سجدہ کے لئے بُلائے جاتے تھے - حالانکہ وہ صحیح سالم ہوتے تھے - (مگر وہ سجدہ نہیں کرتے تھے)۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"حشر کے دن ہر امت جس کو پوجتی تھی اس کے ساتھ جائے گی - مسلمان کھڑے رہ جائیں گے - پروردگار آئے گا - جس صورت میں نہ پہچانیں گے - فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ کہینگے نعوذ باللہ - ہمارا رب آئے گا تو ہم پہچان لینگے - فرمائے گا - کچھ اس کا نشان جانتے ہو - کہیں گے جانتے ہیں - پھر ظاہر ہوگا ان کی پہچان موافق اور پنڈلی کھولے گا تو سجدے میں گرینگے - جو سچی نیّت سے سجدہ نہ کرتا تھا - اس کی پیٹھ نہ مُڑیگی - اُلٹا گرے گا - یہ اُن کا اعتقاد آزمانے کو کہ صورت پوجنے سے ایسے بیزار ہیں ..

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - " اس کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالےٰ میدانِ قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائے گا - (ساق پنڈلی کو کہتے ہیں) اور یہ کوئی خاص صفت یا حقیقت ہے صفات و حقائقِ الٰہیہ میں سے جس کو کسی خاص مناسبت سے "ساق" فرمایا ہے - جیسے قرآن میں ید "ہاتھ" اور وجہ (چہرہ) کا لفظ آیا ہے - یہ مفہومات متشابہات میں سے کہلاتے ہیں - ان پر اسی طرح بلاکیف ایمان رکھنا چاہیئے - جیسے اللہ کی ذات ، وجود ، حیات اور سمع و بصر وغیرہ صفات پر ایمان رکھتے ہیں - اسی حدیث میں ہے - کہ اس تجلّی کو دیکھ کر مومنین و مومنات سجدہ میں گر پڑیں گے - مگر جو شخص ریا سے سجدہ کرتا تھا - اس کی کمر نہیں مڑے گی - تختہ سی ہوکر رہ جائے گی - اور جب اہل ریا و نفاق سجدہ پر قادر نہ ہوں گے تو کفار پر قادر نہ ہونا بطریق اولیٰ معلوم ہوگیا یہ سب کچھ محشر میں اس لئے کیا جائے گا - کہ مومن ، کافر اور مخلص و منافق صاف طور پر کُھل جائیں - اور ہر ایک کی اندرونی حالت حسّی طور پر مشاہدہ ہو جائے (اور ان لوگوں کی) ندامت اور شرمندگی کے مارے آنکھ اُوپر نہ اُٹھ سکے گی - (انہیں) دُنیا میں سجدہ کا حکم دیا گیا تھا - جس وقت اچھے خاصے تندرست تھے - اور باختیار خود سجدہ کر سکتے تھے - وہاں کبھی اخلاص سے سجدہ نہ کیا - اس کا اثر یہ ہوا - کہ استعداد ہی باطل ہوگئی - اب چاہیں بھی تو سجدہ نہیں کر سکتے -"

بارگاہ الٰہی میں قیامت کے دن کافر کے حق میں شفاعت منظور نہیں ہوگی خواہ اولوالعزم پیغمبر ہی شفاعت کیوں نہ کریں

(عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاھِیْمُ اَبَاہُ اٰزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلٰی وَجْہِ اٰزَرَ قَتَرَۃٌ وَّغَبَرَۃٌ فَیَقُوْلُ لَہٗ اِبْرَاھِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ اَبُوْہُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاھِیْمُ یَا رَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَّنِیْ اَلَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِیْ الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاھِیْمَ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا ھُوَ بِذِیْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِہٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ -

ترجمہ - ابوہریرہ رض سے روایت ہے - وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - ابراہیم (علیہ السلام) اپنے باپ آزر سے قیامت کے دن ملیں گے - اس حال میں کہ آزر کا چہرہ رنج و غم سے سیاہ ہوگا - پھر اسے ابراہیم (علیہ السلام) کہینگے - کیا میں تم سے یہ نہیں کہا کرتا تھا - کہ میری نافرمانی نہ کرو - آذر ابراہیم (علیہ السلام) سے کہے گا - آج میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا - پھر ابراہیم (علیہ السلام) کہیں گے - اے میرے رب بیشک تُونے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تُو مجھ کو اُس روز ذلیل و خوار نہ کرے گا - جس دن کہ لوگوں کو اُٹھایا جائے گا - پس اس سے زیادہ اور کون سی رسوائی ہے - کہ میرا باپ خُدا کی رحمت سے دُور رہے - پھر اللہ فرمائے گا - بیشک میں نے بہشت کو کافروں پر حرام کیا ہُوا ہے - پھر ابراہیم (علیہ السلام) سے کہا جائے گا - (دیکھ) تیرے پاؤں کے نیچے کیا ہے پس ناگہاں وہ بجّو (جو قبریں کھود کر مردے کھاتا ہے) کی شکل میں اپنے خون میں یا مٹّی میں لت پت ہوگا - (ابراہیم علیہ السلام کے سامنے) اسے چاروں ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا -

حاصل

وُہی نکلا جو عنوان میں عرض کیا گیا تھا۔ کہ بارگاہِ الٰہی میں قیامت کے دن کافر کے حق میں شفاعت منظور نہیں ہوگی۔ خواہ اولوالعزم پیغمبر ہی شفاعت کیوں نہ کرے۔

قیامت کے دن بلا حساب بہشت میں جانے والے

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْشَرُ النَّاسُ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ فَیَقُوْلُ اَیْنَ الَّذِیْنَ کَانَتْ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَیَقُوْمُوْنَ وَھُمْ قَلِیْلٌ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ثُمَّ یُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَی الْحِسَابِ۔ رواہ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ۔ اسماء بنت یزید سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتی ہے (کہ) آپ نے فرمایا لوگوں کو قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا۔ پھر کہیگا۔ کہاں ہیں۔ وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جُدا ہو جاتے تھے (یعنی نماز تہجد پڑھنے کے لئے بستروں سے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے) پھر لوگ کھڑے ہونگے۔ حالانکہ وہ تھوڑے سے ہونگے۔ (جو تہجد کے لئے اُٹھتے تھے) پھر وہ لوگ بہشت میں بلا حساب داخل ہونگے۔ پھر باقی لوگوں کو حساب کے لئے حکم دیا جائے گا۔ (کہ حساب کے لئے حاضر ہو جاؤ)

قیامت کے دن بعض لوگوں کو حوض کوثر پر جانے سے روک دیا جائیگا

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ اَبَدًا لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُھُمْ وَیَعْرِفُوْنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّھُمْ مِّنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ متفق علیہ

ترجمہ۔ سہل رضؓ بن سعد سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ مَیں حوض کوثر پر تمہارا میر سامان ہوں گا۔ (جو شخص قافلہ کے پہنچنے سے پہلے جاکر ان کی ضروریات کا سامان مہیّا کرتا ہے) جو شخص میرے پاس سے گذریگا۔ پانی پیئے گا۔ اور جو پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی۔ مَیں ان کو پہچان لونگا۔ اور وہ مجھ کو پہچان لیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائیگی مَیں کہونگا۔ یہ لوگ تو میرے ہیں۔ یا میرے طریقے پر ہیں۔ اس کے جواب میں بتایا جائے گا۔ کہ تم کو معلوم نہیں۔ اُنھوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی ہوئی ہیں (یہ سُن کر) مَیں کہوں گا۔ وہ لوگ دُور ہوں مجھ سے دُور۔ خُدا کی رحمت سے دُور۔ جنھوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی ہے۔

قیامت کا دن مومن پر چار رکعت فرض کی دیر میں گزر جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ مَا طُوْلُ ھٰذَا الْیَوْمِ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَیُخَفَّفُ عَلَی الْمُؤْمِنِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَھْوَنَ عَلَیْہِ مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ یُصَلِّیْھَا فِی الدُّنْیَا رواہ البیہقی فی کتاب البعث والنشور

ترجمہ۔ ابی سعید خدری سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس دن کے متعلق سوال کیا گیا جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ (تعجب سے کہا گیا) اس دن کی لمبائی کتنی بڑی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اس (اللہ) کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک وہ دن مومن پر ہلکا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ نماز فرض جو دُنیا میں پڑھا کرتا تھا اس کی دیر سے بھی ہلکا ہو جائے گا۔

قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائیگا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قِیْلَ لَہٗ مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ قَالَ ذٰلِکَ یَوْمٌ یَنْزِلُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی کُرْسِیِّہٖ فَیَئِطُّ کَمَا یَئِطُّ الرَّحْلُ الْجَدِیْدُ مِنْ تَضَایُقِہٖ وَھُوَ کَسَعَۃِ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَیُجَاءُ بِکُمْ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا فَیَکُوْنُ اَوَّلُ مَنْ یُّکْسٰی اِبْرَاھِیْمُ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَکْسُوْا خَلِیْلِیْ فَیُؤْتٰی بِرَیْطَتَیْنِ بَیْضَاوَیْنِ مِنْ رِّیَاطِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ اُکْسٰی عَلٰی اَثَرِہٖ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَّمِیْنِ اللّٰہِ مَقَامًا یَغْبِطُنِی الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ رواہ الدارمیؒ۔

ترجمہ۔ ابن مسعود سے روایت ہے۔ وُہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں۔ ابن مسعودرضؓ نے کہا۔ آپؐ سے عرض کی گئی۔ مقام محمود کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ وہ دن ہے۔ جس طرح نئے چمڑے کی تنگ زین بولتی ہے۔ اور اس کرسی کی کشادگی اتنی ہے۔ جتنی کہ آسمان اور زمین کی درمیانی فضا ہے۔ پھر تمہیں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ لایا جائے گا۔ اور جن لوگوں کو اُس دن لباس پہنایا جائے گا اُن میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ (فرشتوں کو حکم دے گا) کہ میرے دوست کو لباس پہناؤ۔ بہشت کی چادروں میں سے دو سفید چادریں لائی جائیں گی (اور حضرت ابراہیمؑ کو اوڑھائی جائینگی) اس کے بعد مجھے لباس پہنایا جائیگا۔ پھر مَیں اللہ تعالےٰ کی دائیں طرف کھڑا ہو جاوں گا۔ اور اگلے اور پچھلے تمام لوگ مجھ پر رشک کرینگے۔

جس دن اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائیگا۔ اور اس کرسی سے اس دن آواز نکلیگی جیسی

قیامت کے دن شفاعت کی متعدد صورتیں

نمبرا

اللہ تعالےٰ کے کسی نیک بندے کو پانی پلانے یا وضو کے لئے پانی دینے سے دوزخ سے نجات حاصل ہونا

برادرانِ اسلام۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ اس کی رحمت جوش میں آجائے تو یہ منظر بھی آنکھوں کے سامنے آسکتا ہے۔ چنانچہ اس کی تائید میں ایک ارشاد نبویؐ ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَيَشْفَعُ لَهٗ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخیوں کو صف میں کھڑا کیا جائے گا۔ پھر ان کے پاس سے ایک شخص بہشتیوں میں سے گزریگا۔ پھر ان دوزخیوں میں سے ایک شخص کہے گا۔ اے فلاں۔ کیا تو مجھ کو پہچانتا نہیں۔ مَیں وہی ہوں۔ جو مَیں نے تمہیں پانی پلایا تھا۔ اور بعض ان میں سے کہیں گے۔ مَیں نے تجھے وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ پھر وہ بہشتی اس دوزخی کے لئے شفاعت (سفارش) کرے گا۔ پھر (اللہ تعالیٰ) اس دوزخی کو بہشت میں داخل کر دے گا۔

۲

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ اَبی سَعِیدؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک میری اُمّت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو انسانوں کی ایک جماعت کی شفاعت کریں گے۔ اور بعض اس (اُمّت) میں سے ایسے بھی ہوں گے۔ جو ایک قبیلے کی شفاعت کریں گے۔ اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہوں گے۔ جو ایک صلبی خاندان کی شفاعت کرینگے۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہونگے۔ ایک شخص کی شفاعت کریں گے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ جنّت میں جا داخل ہوں گے۔

آپ کی اُمّت میں ایسا شخص بھی ہوگا جس کی شفاعت سے بے شمار آدمی بہشت میں داخل ہوں گے

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي الْجَدْعَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ رواہ الترمذی والدارمی وابن ماجہ۔

ترجمہ۔ ابی الجدعاء سے روایت ہے۔کہا۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میری اُمّت میں سے ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم (قبیلہ کی تعداد) سے بھی زیادہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

۳

قیامت کے دن شفاعت کرنیوالے حضرات

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلٰثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ عثمانؓ بن عفان سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن تین قسم (کے حضرات) شفاعت کرینگے۔ انبیاء (علیہم السلام) پھر علماء (کرام) پھر شہداء حضرات۔

پُل صراط سے گزرنے کا منظر

۱

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِيْ رَحْلِهٖ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهٖ رواہ الترمذی والدارمی۔

ترجمہ۔ ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ لوگ دوزخ کی آگ پر حاضر ہونگے (یعنی پُل صراط سے گزرتے ہُوئے) پھر اپنے اعمال صالحہ کے مطابق اس سے نجات پائینگے ان میں جو لوگ سب سے بہتر ہونگے وہ بجلی چمکنے کے مانند پل صراط سے گزر جائیں گے۔ پھر ہوا کے مانند۔ پھر دوڑتے گھوڑوں کی مانند۔ پھر اُونٹ کی مانند پھر آدمی کے دوڑنے کے مانند پھر پیدل چلنے کے مانند۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہمیں پہلے نمبر کے گزرنے میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

۲

عَنْ حُذَيْفَةَؓ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلَى ابْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِّنْ وَّرَاءَ وَرَاءَ اِعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا وَقَالَ فِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَاْمُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا رواہ مسلم

ترجمہ۔ حذیفہؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ تبارکؐ تعالےٰ لوگوں کو جمع کریگا۔ پھر مومن ایک مقام پہ کھڑے ہونگے۔ اور بہشت ان کے قریب کی جائے گی۔ پھر لوگ آدمؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے ہمارے باپ ہمارے لئے بہشت کھول دو۔ آدمؑ کہیں گے۔ تمہیں بہشت سے تمہارے باپ ہی کے گناہ نے نکالا ہے۔ یہ کام میری قوّت سے باہر ہے۔ تم میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ (حضرت) ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے یہ کام میرے بس کا نہیں۔ مَیں خدا تعالیٰ کا دوست آج سے پہلے ہی پہلے تھا۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جن سے خدا تعالےٰ نے کلام کیا ہے۔ چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام

کے پاس جائیں گے ۔ حضرت موسےٰ کہیں گے ۔ مَیں اس کا اہل نہیں ۔ تم عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو خُدا کا کلمہ اور خدا تعالیٰ کی رُوح ہیں ۔ چنانچہ وہ عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے ۔ وہ کہیں گے ۔ یہ کام میری قدرت سے باہر ہے ۔ آخر لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے ۔ اور آپؐ عرشِ الٰہی کی دائیں جانب کھڑے ہو کر شفاعت کی اجازت طلب کرینگے ۔ اور آپؐ کو اجازت دی جائے گی ۔ پھر امانت اور رحم (یعنی ناتے) کو بھیجا جائیگا اور وہ پلصراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے ۔ اور پل صراطؔ سے لوگوں کا گزرنا شروع ہو گا ۔ اور سب سے پہلی جماعت بجلی کی مانند گزر جائے گی ۔ ابوہریرہؓ کا بیان ہے ۔ کہ مَیں نے پوچھا ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بجلی کی مانند کیونکر گزر جائیں گے ۔ آپ نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ بجلی چمک کر کس طرح گزر جاتی ہے ۔ اور آنکھ جھپکتے واپس آجاتی ہے ۔ پھر آپ نے فرمایا . . . . اس کے بعد لوگ ہوا کی مانند گزریں گے ۔ پھر پرندوں کی مانند گزریں گے ۔ پھر مردوں کے دوڑنے کی مانند گزریں گے ۔ پھر پیدل چلنے والوں کی مانند گزرینگے ۔ اور اس رفتار کو ان کے اعمال جاری کریں گے ۔ (یعنی ان لوگوں کے اعمال کی طاقت کے لحاظ سے ان کی رفتار میں بھی کئی مراتب ہونگے) اور تمہارے نبی پل صراط پر کھڑے یہ کہتے ہونگے ۔ ربِّ سلّم سلّم یعنی اے پروردگار سلامت رکھ ۔ سلامت رکھ ۔ یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز ہوں گے ۔ (یعنی ایسے لوگ رہ جائیں گے جن کے اعمال کی قوّت کی رفتار سُست ہو گی ۔ اور وہ پل صراط سے گزر نہیں سکیں گے) چنانچہ ایک شخص گھسٹتا ہُوا آئے گا ۔ (یعنی اس میں چلنے کی قوّت نہیں ہوگی) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ پُل صراط کے دونوں طرف انکڑے ہونگے ۔ جن کو حکم دیا گیا ہوگا ۔ کہ وہ اس شخص کو پکڑ لیں ۔ جن کو پکڑ لئے جانے کا حکم دیا گیا ہو چنانچہ ان انکڑوں سے زخمی ہو کر بعض لوگ نجات پا جائینگے ۔ اور بعض کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا ۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں ابوہریرہؓ کی جان ہے ۔ دوزخ کا گہراؤ ستّر برس کی مسافت کی راہ کے برابر ہے ۔

قابلِ غور

یہ چیز ہے کہ پل صراط سے گزرتے وقت گزرنے والوں کی جو قسمیں آپ سُن چکے ہیں ۔ یہ سب پیغمبروں پر ایمان لانے والوں کی ہیں ۔ یہ یاد رہے کہ کوئی کافر یا نفاق اعتقادی کا منافقؔ (جو شخص بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ۔ اور مسلمانوں ہی کی جماعت کا ایک فرد سمجھا جاتا ہے اس کے رشتے ناطے سب مسلمانوں کے ساتھ ہیں ۔ بایں ہمہ دل میں بعض احکام الٰہیہ کو صحیح نہیں سمجھتا ۔ مثلاً اس کے دل میں یہ خیال ہے کہ قرآن مجید میں جو مندرجہ ذیل چیزیں ہیں ۔ وہ انصاف یا مصلحت کے خلاف ہیں ۔ اس لئے قرآن مجید میں یہ نہیں ہونی چاہئیں تھیں ۔ بالفاظِ دیگر وہ دل میں خُدائی فیصلہ کو غلط سمجھتا ہے ۔ یا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے ۔ کہ آپ کو فلاں کام نہیں کرنا چاہئے تھا ۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے ۔ یا زانی شادی شدہ کو جو رجم کی سزا دی جاتی ہے یہ وحشیانہ سزا ہے ۔ یا کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو سود لینا دینا حرام کیا گیا ہے یہ حکم مصلحت یا قومی ترقی کے راستہ میں سدِّ راہ ہے ۔ اس لئے سود کو حرام کرنا غلط ہے ۔

قاعدہ یہ ہے

کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک حکم کے انکار کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے ۔ بایں ہمہ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ۔ تو اسلامی اصطلاح میں اسے منافق کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ یہ یاد رہے کہ کافر اور منافق کو دوزخ کے دروازہ سے داخل کیا جائے گا ۔

ھاں جن لوگوں میں ایمان باقی ہے اور عملی کمزوریاں ان میں پائی جاتی تھیں مثلاً مانتے تھے کہ اسلام میں پنج وقتہ نماز فرض ہے ۔ مگر اُنہوں نے نمازیں پڑھی نہیں اور جانتے تھے ۔ کہ ہر مسلمان پر رمضان مبارک کے روزے فرض ہیں ۔ مگر رکھتے نہیں تھے ۔ یا مثلاً مانتے تھے کہ زکوٰۃ ادا کرنا اسلام میں فرض ہے مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے ۔ یا مانتے تھے کہ ہر صاحب استطاعت پر حج فرض ہے ۔ مگر عمر بھر کیا نہیں یا مانتے تھے کہ اسلام میں ماں باپ کی ہر ممکن خدمت اور ان کی دلجوئی فرض ہے مگر بد قسمتی سے ماں باپ کو ستاتے اور دُکھ ہی دیتے رہے ۔ علیٰ ہذا القیاس اور بھی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں ۔

اگر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل

سے ان لوگوں کو معافی نہ دی تو یہ لوگ کچھ وقت کے لئے دوزخ میں داخل کئے جائیں گے ۔ پھر شفاعت کی برکت سے نکال لئے جائیں گے ۔

شفاعت بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی

پر موقوف ہے ۔ شفاعت کرنے والے مقربین الٰہی کو بھی اللہ تعالےٰ سے اجازت لینی پڑے گی ۔ کہ شفاعت کریں ۔ اور جن کے لئے شفاعت کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کے حق میں بھی اللہ تعالےٰ کی منظوری لینی پڑے گی ۔

قیامت کے دن مومنوں کو اللہ تعالےٰ کی زیارت کا نصیب ہونا اور مومنوں کا اپنے بھائیوں کے لئے شفاعت کرنا اور پھر اللہ تعالےٰ کا کئی ایسے بندوں کا دوزخ سے نکالنا جن کے متعلق کسی نے شفاعت نہیں کی ہوگی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضؓ اِنَّ نَاسًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ہَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الشَّمْسِ بِالظَّہِیْرَۃِ صَحْوًا لَیْسَ مَعَہَا سَحَابٌ وَہَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَیْسَ فِیْہَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اَحَدِہِمَا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِیَتَّبِعْ کُلُّ اُمَّۃٍ مَا کَانَتْ

تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى اَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِى النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ فَمَاذَا تَنْظُرُوْنَ يَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا يَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِى الدُّنْيَا اَفْقَرَ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ وَفِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ وَفِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ سَعِيْدٍ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ اٰيَةٌ تَعْرِفُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَّرِيَاءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَّاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَّمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَّمَكْدُوْسٌ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً فِى الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِىَ فِيْهَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَّمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقِيْهِمْ فِىْ نَهْرٍ فِىْ اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ نَهْرُ الْحَيٰوةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِىْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِىْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ فَيَقُوْلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰٓؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَّا رَاَيْتُمْ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے بعض لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ کیا تم دوپہر کے وقت جبکہ آسمان صاف ہو۔ آفتاب کو دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو۔ اور کیا چودھویں رات کے چاند کو تم رات میں جبکہ آسمان صاف ہو۔ دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ (تعالےٰ) کو دیکھنے میں بھی تم کو اتنی ہی تکلیف محسوس ہوگی۔ جتنی کہ سُورج اور چاند کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔ (یعنی جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔ (یعنی جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اسی طرح اللہ (تعالےٰ) کو دیکھنے میں بھی کوئی اذیّت و تکلیف نہ ہوگی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ جب قیامت ہوگی تو ایک شخص پکار کر کہیگا۔ جو اُمّت جس چیز کی عبادت کرتی تھی وہ اسی کے پیچھے پیچھے آئے۔ پس جو لوگ خدا کے سوا دوسری چیزوں یعنی بُتوں اور پتھروں کی کی پرستش کرتے تھے۔ اُن میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔ اور سب کے سب دوزخ میں جا گرینگے یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا جو خُدا کی عبادت کرتے تھے۔ وہ خواہ نیک ہوں یا بد تو اللہ (تعالےٰ) ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا۔ تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہر جماعت اپنے معبود کے پیچھے جا رہی ہے (تم بھی جاؤ) وہ کہیں گے۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے دُنیا میں ان لوگوں سے (یعنی بتوں اور پتھروں کے پوجنے والوں سے) علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ حالانکہ ہم ان کے محتاج تھے۔ اور کبھی ہم ان کے پاس نہیں بیٹھے۔ اور ابی ہریرہؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے یوں کہیں گے کہ ہماری جگہ یہ ہے۔ ہم اس وقت تک یہاں سے نہ جائیں گے جب تک ہمارا پروردگار ہمارے پاس نہ آئے۔ اور جب ہمارا پروردگار آئے گا۔ ہم اُس کو پہچان لیں گے اور ابو سعیدؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان سے پوچھیگا کیا تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان کوئی ایسی نشانی ہے۔ جس سے تم اس کو پہچان لو۔ وُہ کہیں گے۔ ہاں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کی پنڈلی کھولی جائے گی۔ اور جو شخص خُدا کو اخلاص و عقیدت سے سجدہ کرتا تھا۔ اُس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اور جو شخص کسی کے خوف سے یا لوگوں کو دکھلانے کے لئے سجدہ کرتا تھا۔ خدا اس کی کمر کو تختہ بنا دے گا۔ جب وہ سجدہ کے لئے جُھکے گا۔ چت گر پڑے گا۔ پھر دوزخ کے اُوپر پُلصراط رکھا جائے گا۔ اور شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ اور انبیاء اپنی اُمّت کے لئے یہ دُعا کریں گے۔ اے اللہ۔ ان کو سلامتی سے گزار۔ اے اللہ ان کو سلامتی سے گزار۔ پھر مومن پلصراط سے (اس طرح) گزریں گے کہ بعض تو پلک جھپکتے گزر جائیں گے۔ بعض بجلی کی مانند تڑپ کر گزر جائیں گے۔ بعض ہوا کے مانند۔ بعض پرندوں کے مانند۔ بعض تیز رو اور خوش رفتار گھوڑوں کی مانند اور بعض اُونٹوں کی مانند۔ ان میں سے بعض بے ضرر گزر جائیں گے۔ اور بعض کچھ زخم کھا کر نکل جائیں گے۔ اور بعض دوزخ میں دھکیل دیئے جائیں گے یہاں تک کہ جب مومن آگ سے نجات پا جائیں گے۔ پھر اُس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اپنے ان بھائیوں کی خلاصی کے لئے جو دوزخ میں ہوں گے۔ قیامت کے دن تم سے زیادہ اللہ (تعالےٰ) سے جھگڑا کرنے والا کوئی نہ ہوگا مومن کہیں گے۔ اے رب ہمارے وہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے۔ اور نمازیں پڑھتے تھے۔ اور حج کرتے تھے۔ پھر ان (مومنوں) سے کہا جائے گا۔ جس کو تم پہچانتے ہو۔ دوزخ سے نکال لو۔ پھر ان (دوزخیوں)

کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائینگی چنانچہ مومن بہت سے لوگوں کو دوزخ سے نکال لیں گے۔ پھر کہیں گے۔ اے رب ہمارے۔ جن کے (نکالنے) کے متعلق آپ نے حکم دیا تھا۔ ان میں سے ایک بھی دوزخ میں نہیں رہا۔ پھر (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ لوٹ کر جاؤ۔ پس جس شخص کے دل میں دینار کی مقدار جتنی بھی نیکی پاؤ۔ پس اس کو بھی نکال لاؤ۔ پھر وہ بہت ساری مخلوقات کو نکال کر لائینگے۔ پھر فرمائے گا۔ لوٹ کر جاؤ۔ جس شخص کے دل میں آدھے دینار جتنی بھی نیکی پاؤ۔ اس کو بھی نکال لاؤ۔ پھر بہت ساری مخلوقات کو نکال کر لائینگے۔ پھر فرمائیگا لوٹ کر جاؤ۔ جس شخص کے دل میں ذرہ جتنی بھی نیکی پاؤ اس کو بھی نکال کر لے آؤ۔ پھر بہت ساری مخلوقات کو نکال کر لے آئینگے۔ پھر کہینگے۔ اے رب ہمارے ہم نے دوزخ میں نیکی (والوں) کو نہیں چھوڑا پھر اللہ فرمائیگا۔ فرشتوں نے شفاعت کی۔ انبیاء (علیہم السلام) نے شفاعت کی اب کوئی چیز ارحم الراحمین کے رحم کے سوا باقی نہیں رہی۔ یہ کہہ کر (اللہ تعالیٰ) دوزخ سے ایک مٹھی بھر کر نکال لیگا۔ جنہوں نے کبھی بھلائی نہیں کی۔ یہ لوگ جل کر کوئلہ ہو گئے ہونگے۔ ان کو اس نہر میں ڈال دیا جائیگا۔ جو جنت کے دروازوں پر ہوگی۔ اور جس کا نام نہر حیوٰۃ ہے۔ یہ لوگ نہر میں سے ایسے تر و تازہ نکلینگے۔ جیسا دانہ پانی کے بہاؤ کے کوڑے کرکٹ میں اُگتا ہے اور موتی کی مانند چمکدار ہونگے۔ ان کی گردنوں میں نشانیاں اور مہریں ہونگی ان کو دیکھ کر بہشتی یہ کہیں گے۔ یہ لوگ رحمٰن کے (دوزخ سے) آزاد کئے ہوئے ہیں۔ ان کو رحمٰن نے بغیر کسی عمل کے بہشت میں داخل کیا ہے۔ (یعنی نہ تو دُنیا میں کوئی بھلائی کی تھی۔ اور نہ کوئی نیکی آگے بھیجی تھی) پھر ان لوگوں سے کہا جائے گا۔ کہ بہشت میں جو چیزیں تمہیں ملی ہیں۔ اتنی تمہیں اور بھی دی گئی ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین واللّٰہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ایک مسلم کو دوسرے مسلم پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک آنے پر یرحمک اللہ کہہ کے اس کے لئے دعائے رحمت کرنا۔ صحیح بخاری

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: جو (بے توفیق) مسلمان کسی دوسرے مسلمان بندے کو کسی ایسے موقع پر بے مدد چھوڑے گا جس میں اس کی عزت پر حملہ ہو، اور اس کی آبرو اتاری جاتی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ایسی جگہ اپنی مدد سے محروم رکھے گا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہش مند (اور طلبگار) ہو گا۔ اور جو (باتوفیق مسلمان) کسی مسلمان بندے کی ایسے موقع پر مدد اور حمایت کرے گا جہاں اس کی عزت و آبرو پر حملہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی مدد فرمائے گا جہاں وہ اس کی نصرت کا خواہشمند (اور طلب گار) ہو گا۔ سنن ابی داؤد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

قیامت کے دن سے متعلقہ حالات

قسطِ سوم

برادرانِ اسلام - جن حالات کی آج پیش کی جا رہی ہے۔ آئندہ یہ حالات ہر شخص کے سامنے آنے والے ہیں - اس وقت کوئی نجات پائے گا کوئی سزایاب ہوگا - کسی کو عزّت ملے گی کوئی ذلیل کیا جائیگا - لہٰذا ہر شخص کو سوچ کر زندگی بسر کرنی چاہیئے کہ وہ کس جماعت میں شامل ہونے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہا ہے -

(عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان الناس قالوا یا رسول اللہ ہل نری ربنا یوم القیمۃ فذکر معنی حدیث ابی سعید غیر کشف الساق وقال یضرب الصراط بین ظہرانی جہنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامتہ ولا یتکلم یومئذ الا الرسل وکلام الرسل یومئذ اللہم سلم سلم وفی جہنم کلالیب مثل شوک السعدان لا یعلم قدر عظمہا الا اللہ یخطف الناس باعمالہم فمنہم من یوبق بعملہ ومنہم من یخردل ثم ینجو حتی اذا فرغ اللہ من القضاء بین عبادہ واراد ان یخرج من النار من اراد ان یخرجہ ممن کان یشہد ان لا الہ الا اللہ امر الملئکۃ ان یخرجوا من کان یعبد اللہ فیخرجونہم ویعرفونہم باثار السجود وحرم اللہ تعالی علی النار ان تاکل اثر السجود فکل ابن ادم تاکلہ النار الا اثر السجود فیخرجون من النار قد امتحشوا فیصب علیہم ماء الحیوۃ فینبتون کما تنبت الحبۃ فی حمیل السیل ویبقی رجل بین الجنۃ والنار وہو اخر اہل النار دخولا الجنۃ مقبل بوجہہ قبل النار فیقول یا رب اصرف وجہی عن النار وقد قشبنی ریحہا واحرقنی ذکاؤہا فیقول ہل عسیت ان افعل ذلک ان تسئل غیر ذلک فیقول لا وعزتک فیعطی اللہ ما شاء اللہ من عہد ومیثاق فیصرف اللہ وجہہ عن النار فاذا اقبل بہ علی الجنۃ ورای بہجتہا سکت ما شاء اللہ ان یسکت ثم قال یا رب قدمنی عند باب الجنۃ فیقول اللہ تبارک وتعالی الیس قد اعطیت العہود والمیثاق ان لا تسأل غیر الذی کنت سئلت فیقول یا رب لا اکون اشقی خلقک فیقول فما عسیت ان اعطیت ذلک ان تسأل غیرہ فیقول لا وعزتک لا اسئلک غیر ذلک فیعطی ربہ ما شاء من عہد ومیثاق فیقدمہ الی باب الجنۃ فاذا بلغ بابہا فرای زہرتہا وما فیہا من النضرۃ والسرور فسکت ما شاء اللہ ان یسکت فیقول یا رب ادخلنی الجنۃ فیقول اللہ تبارک وتعالی ویلک یا ابن ادم ما اغدرک الیس قد اعطیت العہود والمیثاق ان لا تسئل غیر الذی اعطیت فیقول رب لا یجعلنی اشقی خلقک فلا یزال یدعو حتی یضحک اللہ عنہ فاذا ضحک اذن لہ فی دخول الجنۃ فیقول تمن فیتمنی حتی اذا انقطع امنیتہ قال اللہ تعالی تمن من کذا وکذا اقبل یذکرہ ربہ حتی اذا انتہت بہ الامانی قال اللہ لک ذلک ومثلہ معہ وفی روایۃ ابی سعید قال اللہ لک ذلک وعشرۃ امثالہ) متفق علیہ

ترجمہ - ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - بیشک آدمیوں نے عرض کی - یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے - اس کے بعد ابوہریرہ نے ابو سعید کے ہم معنی حدیث بیان کی - اور پھر کہا - پلصراط کو دوزخ کے اُوپر کھڑا کیا جائے گا - اور مَیں سب سے پہلا رسول ہوں گا - جو پُل صراط کے اُوپر سے اپنی اُمّت کے ساتھ گزرونگا - اس دن رسولوں کے سوا کسی کو کلام کرنے کی قدرت نہیں ہوگی - اور رسول بھی صرف اتنا کہینگے اے اللہ ہم کو سالم رکھ - اے اللہ ہم کو سالم رکھ - اور دوزخ کے اندر ایسے کانٹے ہونگے جیسے سوران کے کانٹے (سوران ایک خاردار درخت کا نام ہے) ان کانٹوں کی لمبائی خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں - یہ کنڈے ان لوگوں کو ان کی بداعمالی کے موافق اُچک لیں گے - یعنی بعض کو ان کی بداعمالی پر ہلاک کردیں گے - اور بعض کے بدن چھیلے جائیں گے ؟ پھر نجات پا جائیں گے - پھر جب اللہ (تعالےٰ) بندوں کے فیصلے سے فارغ ہو جائے گا - اور یہ ارادہ کریگا - کہ جن لوگوں نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے ان میں سے جن کو وہ چاہے دوزخ سے نکال لے - تو وہ فرشتوں کو حکم دیگا - کہ جو شخص خدا کی عبادت کرتا تھا - وہ اس کو دوزخ سے نکال لیں - چنانچہ وہ پیشانیوں پر سجدوں کے نشانات سے ان لوگوں کو شناخت کریں گے - اور دوزخ سے نکال لیں گے اور اللہ تعالےٰ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ سجدوں کے نشانات کو جلائے - آگ انسان کے سارے جسم کو جلا ڈالیگی - مگر سجدوں کے نشان کو نہ جلائیگی - یہ لوگ دوزخ سے اس حال میں نکالے جائیں گے - کہ آگ نے ان کو جلاکر سیاہ کر دیا ہوگا - ان پر آبِ حیات چھڑکا جائے گا - اور وہ اس پانی سے اس طرح اُگ آئیں گے - جیسے دریا کے کنارے کوڑے کرکٹ میں دانہ اُگ آتا ہے اور ایک آدمی بہشت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائیگا - جو دوزخیوں میں سے بہشت میں داخل ہونے والا آخری شخص ہوگا - اس شخص کا مُنّہ دوزخ کی طرف ہوگا - اور وہ عرض کرے گا - اے میرے رب میرا مُنّہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے - دوزخ کی بو نے مجھے سخت تکلیف دی ہے - اور شعلوں کی تیزی اور گرمی نے مجھے جلا ڈالا ہے - پھر (اللہ تعالےٰ فرمائے گا) اگر مَیں ایسا کردوں (یعنی تیرا مُنّہ دوزخ کی طرف سے پھیر دوں) تو مجھے اندیشہ ہے - تو اور کچھ مانگے گا - وہ کہیگا - اے میرے رب - تیری عزّت کی قسم مَیں پھر کچھ اور نہ مانگوں گا - اس کے بعد اللہ (تعالیٰ) جو عہد و پیمان اس سے لینا چاہے گا - لے لیگا - اور اس کا مُنّہ دوزخ کی

طرف سے پھیر دیگا - جب وہ بہشت کی طرف دیکھے گا اور اُس کی تروتازگی پر نظر ڈالے گا - جب تک اللہ (تعالےٰ) چاہے گا چُپ رہے گا - پھر کہے گا - اے میرے رب تو مجھے بہشت کے قریب پہنچا دے - پھر اللہ (تعالےٰ) فرمائے گا کیا تم نے اس کا عہدوپیمان نہیں کیا تھا - کہ تُو پھر کوئی سوال نہیں کریگا - وہ کہیگا - اے میرے رب - تو مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بدنصیب نہ بنا - پھر اللہ (تعالےٰ) فرمائے گا - امید ہے کہ اگر تیری اس خواہش کو پُورا کر دیا جائے تو پھر تو اور کوئی سوال نہیں کریگا - وہ کہیگا - تیری عزت کی قسم میں پھر اور کوئی سوال نہیں کروں گا - اس کے بعد اللہ (تعالےٰ) کو وہ عہد و پیمان دے گا - جو (اللہ تعالےٰ) چاہے گا - پھر اس کو بہشت کے دروازہ کے قریب پہنچا دے گا - دروازہ کے قریب پہنچ کر وہ بہشت کی تروتازگی اور سامان کو دیکھے گا - اور اُس وقت تک جب تک اللہ (تعالےٰ) چاہے گا کہ چپ رہے - چپ رہے گا - پھر عرض کریگا - اے میرے رب مجھے بہشت میں داخل کردے - پھر اللہ (تعالےٰ) فرمائے گا اے آدم کے بیٹے - تجھ پر افسوس ہے - تو کس قدر عہد شکن اور بیوفا ہے - کیا تُو نے اس قسم کے عہدو پیمان نہیں کئے تھے - کہ اب تُو اور کوئی سوال نہیں کریگا - اور جو کچھ مَیں نے تیری خواہش کے مطابق دیا ہے - اس پر قناعت کرے گا - وہ کہے گا - اے میرے رب - تو مجھ کو اپنی مخلوق میں بدترین شخص نہ بنا - غرض وہ ہمیشہ اللہ (تعالےٰ) سے مانگتا رہے گا - یہاں تک کہ اللہ (تعالےٰ) کو راضی کرلے گا - اور جب اللہ (تعالےٰ) راضی ہو جائے گا تو اس کو بہشت میں داخل ہونے کی اجازت دیدیگا - اور پھر اللہ (تعالےٰ) بزرگ و برتر اس سے فرمائے گا - تیرے دل میں اور جو آرزو اور خواہش ہو - اس کو ظاہر کر - وہ اپنی آرزوئیں ظاہر کرے گا - یہاں تک کہ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ (تعالیٰ) فرمائیگا فلاں فلاں چیز کی خواہش ظاہر کر - (یعنی اللہ (تعالیٰ)ﻫ فرمائیگا - یہ سب چیزیں اور ان کے ساتھ اتنی ہی اور تجھ کو عطا کی جاتی ہیں - اور ابو سعید کی روایت میں یہ الفاظ ہیں - کہ تیری یہ سب آرزوئیں پوری کی جاتی ہیں - اور ان کے ساتھ دس گنا اور دیا جاتا ہے -

ﻫ اسے یاد دلاتا جائیگا - یہاں تک کہ ان کا بھی خاتمہ ہوجائے گا تو اللہ (تعالیٰ)

قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کا بارگاہ الٰہی میں شفاعت کے لئے جانے سے انکار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُھَمُّوْا بِذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِاسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا فَیُرِیْحُنَا مِنْ مَّکَانِنَا فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُوالنَّاسِ خَلَقَکَ اللّٰہُ بِیَدِہٖ وَ اَسْکَنَکَ جَنَّتَہٗ وَاَسْجَدَ لَکَ مَلٰئِکَتَہٗ وَ عَلَّمَکَ اَسْمَآءَ کُلِّ شَیْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّکَ حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَّکَانِنَا ھٰذَا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ اَکْلَہٗ مِنَ الشَّجَرَۃِ وَقَدْ نُھِیَ عَنْھَا وَلٰکِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ سُوَالَہٗ رَبَّہٗ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلٰکِنِ ائْتُوْا اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاھِیْمَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ ثَلٰثَ کَذِبَاتٍ کَذَبَھُنَّ وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُوْسٰی عَبْدًا اٰتَاہُ اللّٰہُ التَّوْرَاۃَ وَکَلَّمَہٗ وَقَرَّبَہٗ نَجِیًّا قَالَ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ قَتْلَہُ النَّفْسَ وَلٰکِنِ ائْتُوْا عِیْسٰی عَبْدَ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہٗ وَکَلِمَتَہٗ قَالَ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَیَاْتُوْنِیْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدَعَنِیْ فَیَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْہِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُھُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِیَۃَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْہِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُھُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَۃَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْہِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُھُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ حَتّٰی مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَہُ الْقُرْاٰنُ اَیْ وَجَبَ عَلَیْہِ الْخُلُوْدُ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ وَھٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وَعَدَہٗ نَبِیَّکُمْ متفق علیہ -

ترجمہ - انس رضؓ سے روایت ہے - تحقیق نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - قیامت کے دن مسلمانوں کو روک دیا جائیگا - (یعنی ایک جگہ ٹھہرا دیا جائے گا) یہاں تک کہ وہ فکر و تردد میں پڑ جائیں گے - وہ آپس میں کہینگے - کہ ہم کسی کو سفارش کے لئے تیار کرتے تاکہ وہ ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت کرتا - اور ہمیں اس تکلیف سے نجات دلاتا - چنانچہ وہ (اس خیال سے) آدم (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے - اور کہیں گے - آپ آدم (علیہ السلام) سب انسانوں کے باپ ہیں - اللہ (تعالےٰ) نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور آپ کو اپنے بہشت میں ٹھہرایا تھا - اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا تھا - اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے تھے - ہمارے لئے اپنے رب کے ہاں شفاعت کیجئے - کہ وہ اس جگہ سے نکال کر ہمیں راحت اور اطمینان بخشے - آدم (علیہ السلام) فرمائیں گے مَیں اس درجہ کا نہیں ہوں پھر آدم (علیہ السلام) اپنے اس گناہ کو یاد کریں گے جو اُنھوں نے اللہ (تعالےٰ) کے حکم کی نافرمانی کرکے وہ درخت کھالیا تھا - حالانکہ انہیں اس کے کھانے سے منع کیا گیا تھا - لیکن نوح کے پاس جاؤ - وہ دُنیا میں سب سے پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ (تعالےٰ) نے زمین والوں کی طرف بھیجا تھا - پھر (سب لوگ) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئینگے - پھر

وہ کہیں گے مَیں اس درجہ کا نہیں ہوں - اور اپنا وہ گناہ یاد کریں گے جو لاعلمی میں اپنے رب سے سوال کرنے کا کیا تھا - اور بلکہ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ - (وہ) رحمٰن کے خلیل ہیں - آپ نے فرمایا پھر ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے - پھر وہ فرمائیں گے مَیں اس درجہ کا نہیں ہوں - اور دُنیا میں اپنے جھوٹ بولنے کا ذکر کریں گے - (حالانکہ وہ توریہ تھے - اور توریہ جھوٹ نہیں ہوتا - توریہ توریہ والی کلام کا مطلب مخاطب اپنے طور پر کچھ اور لیتا ہے - اور متکلّم کچھ اور مراد لیتا ہے - اور چونکہ اس کلام میں احتمال دونوں طرح کا ہوتا ہے - اس لئے کسی کو بھی غلط نہیں کہہ سکتے)۔ (پھر فرمائیں گے) تم موسےٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ - جو اللہ (تعالیٰ) کے ایسے بندے ہیں - جن کو اللہ (تعالیٰ) نے تورات عطا فرمائی ہے اور جن سے اللہ (تعالیٰ) نے کلام کی ہے - اور اپنے امر کا محرم راز بنایا ہے^ص - پھر وہ کہیں گے - مَیں اس درجہ کا نہیں ہوں - اور اپنا گناہ یاد کرینگے - جو اُنہوں نے ایک آدمی کے مار ڈالنے کا کیا تھا - بلکہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ - وہ اللہ (تعالےٰ) کے بندے اور اس کے رسول ہیں - اور اللہ (تعالےٰ) کا کلمہ ہیں - آپ نے فرمایا - پھر عیسےٰ (علیہ السلام) کے پاس جائینگے (اور شفاعت کی خواہش کرینگے) عیسےٰ (علیہ السلام) فرمائینگے - مَیں اس کا اہل نہیں ہوں - تم محمدؐ کے پاس جاؤ - جو خُدا کے ایسے بندے جن کو اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے ہیں - آپ نے فرمایا - پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور مَیں اپنے رب سے اس کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا - پھر مجھے اجازت دیدی جائے گی - پھر جب مجھے اللہ (تعالےٰ) کا دیدار ہوگا تو سجدہ میں گر پڑوں گا - پھر جب تک اللہ (تعالےٰ) چاہیگا مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دیگا - پھر فرمائیگا (اے) محمدؐ سر اُٹھا - اور کہو تیری بات سُنی جائے گی - اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائیگی - اور تو سوال کر تیرا سوال منظور کر لیا جائے گا - آپؐ نے فرمایا - پھر مَیں سر اُٹھاؤں گا - اور اپنے رب کی وہ ثنا اور حمد بیان کروں گا - جو (اللہ تعالےٰ) مجھے اس موقع پر سکھائے گا - پھر مَیں شفاعت کرونگا - پھر میرے لئے ایک حد بندی کردی جائے گی - (کہ اس قسم کے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر لے آئیے) پھر مَیں اس جگہ سے باہر آجاؤنگا - پھر مَیں ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کر دوں گا - پھر میں دوسری مرتبہ لوٹ کر (دربار الٰہی میں) جاؤنگا - پھر اپنے رب کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا - پھر مجھے (اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت دے دی جائے گی - پھر جب مجھے اس (اللہ تعالےٰ) کا دیدار ہو گا - سجدہ میں گر پڑوں گا - پھر مجھے اللہ (تعالےٰ) سجدہ میں پڑا رہنے دے گا - جب تک وُہ چاہے گا - کہ پڑا رہوں - پھر فرمائے گا - اے محمدؐ سر اٹھا - اور تو کہہ تیری بات سُنی جائے گی - اور شفاعت کر - تیری شفاعت قبول کی جائیگی اور سوال کر - تیرا سوال مان لیا جائیگا - آپ نے فرمایا پھر مَیں سر اُٹھاؤنگا پھر مَیں اپنے رب کے لئے وہ ثناء اور حمد بیان کروں گا - جو مجھے (اللہ تعالےٰ) اس وقت سکھائے گا - پھر مَیں شفاعت کر[illegible] پھر میرے لئے ایک حد م[illegible]ر کر دیجائے گی - پھر مَیں اُس جگہ سے نکل کر باہر آجاؤنگا پھر مَیں ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لوں گا - اور ان کو بہشت میں داخل کر دونگا - پھر مَیں تیسری مرتبہ لوٹ کر جاؤں گا - پھر مَیں اپنے رب کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کرونگا - پھر مجھے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائے گی - پھر جب مَیں اس کو دیکھوں گا - تو سجدے میں گر جاؤں گا - پھر مجھے (اللہ تعالےٰ) سجدہ میں پڑا رہنے دیگا جب تک وہ چاہے گا - کہ پڑا رہوں - پھر فرمائے گا - اے محمدؐ سر اُٹھا - اور کہو تیری بات سُنی جائے گی - اور شفاعت کر - تیری شفاعت قبول کی جائے گی - اور سوال کر - تیرا سوال منظور کر لیا جائے گا - آپؐ نے فرمایا - پھر مَیں سر اُٹھاؤں گا پھر مَیں اپنے رب کی ثناء اور حمد وہ بیان کرونگا - جو اس وقت (اللہ تعالےٰ) مجھے سکھائے گا - پھر مَیں شفاعت کروں گا - پھر میرے لئے ایک حد تجویز کر دی جائے گی - (کہ اس قسم کے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر لے آ) پھر مَیں وہاں سے باہر آؤں گا - پھر مَیں ان کو دوزخ سے نکال کر لے آؤنگا - اور ان کو بہشت میں داخل کردونگا - یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہے گا - سوائے ان لوگوں کے جن کو قرآن (مجید) نے (دوزخ میں) قید کر رکھا ہو - یعنی ان لوگوں کے دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا فیصلہ کر دیا گیا ہو - پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی - (عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا)
آپؐ نے فرمایا یہی وہ مقام محمود ہے جس کا (اللہ تعالیٰ نے) تمہارے نبی سے وعدہ کیا تھا -

^ص آپ نے فرمایا - پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے

بہشتیوں کے بہشت میں داخل ہونے کے بعد کیا ہوگا

قرآن مجید کے اعلانات

پہلا

(وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَاۤ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ‌ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝ وَنَزَعۡنَا مَا فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ‌ۚ وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ هَدٰٮنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهۡتَدِىَ لَوۡلَاۤ اَنۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ‌ۚ لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَـقِّ‌ؕ وَنُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡكُمُ الۡجَـنَّةُ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۝) سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ - اور جو ایمان لائے - اور نیکیاں کیں ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے - مگر اس کی طاقت کے موافق - وہی بہشتی ہیں - وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں - اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی تھی ہم اسے دُور کر دینگے - ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی - اور وہ کہیں گے کہ

اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ پر نہ آتے۔ اگر اللہ ہماری راہنمائی نہ فرماتا۔ بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے۔ تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

دوسرا

(وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝)

سورۃ الشعرآء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب لائی جائے گی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی محشر میں جنت مع اپنی انتہائی آرائش و زیبائش کے متقین کو قریب نظر آئے گی۔ جسے دیکھ کر داخل ہونے سے پہلے ہی مسرور و محظوظ ہوں گے۔

تیسرا

(وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ زُمَرًا ط حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْھَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَا سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خٰلِدِیْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ ج فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝)

سورہ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے۔ جنت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہونگے۔ اور ان سے اس کے داروغہ کہینگے۔ تم پر سلام ہو۔ تم اچھے لوگ ہو۔ پس اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ اور وہ کہینگے۔ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا۔ کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں۔ پھر کیا خوب بدلہ ہے۔ عمل کرنے والوں کا۔

بہشت میں داخل ہونے کے بعد احادیث کے اعلانات

پہلا

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ یَاْکُلُوْنَ فِیْھَا وَیَشْرَبُوْنَ وَلَا یَتْفُلُوْنَ وَلَا یَبُوْلُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَآءٌ وَرَشْحٌ کَرَشْحِ الْمِسْکِ یُلْھَمُوْنَ التَّسْبِیْحَ وَالتَّحْمِیْدَ کَمَا تُلْھَمُوْنَ النَّفَسَ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشتی بہشت میں کھائیں گے۔ اور پئیں گے۔ لیکن نہ تو تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے۔ نہ پاخانہ پھرینگے اور نہ رینٹھ سنکیں گے۔ لوگوں نے عرض کی کھانے کا فضلہ کیا ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ڈکار ہو جائے گا۔ اور پسینہ مشک کی خوشبو کی مانند پسینہ اور سبحان اللہ والحمد للہ کہنا جنتیوں کے دل میں ڈال دیا جائیگا۔ اور وہ اس طرح ان کی زبان پر رواں ہو گا جیسے سانس جاری ہے۔

دُوسرا

(عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ یَنْعَمُ وَلَا یَبْاَسُ وَلَا یَبْلٰی ثِیَابُہٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُہٗ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص بہشت میں داخل ہو گا۔ چین سے اور خوش رہے گا۔ فکر و غم اس کے پاس نہ آئے گا۔ اور نہ تو اس کے کپڑے پرانے ہوں گے۔ اور نہ اس کی جوانی فنا ہو گی۔

تیسرا

(عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ وَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُنَادِیْ مُنَادٍ اَنَّ لَکُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَھْرَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابیؓ سعید اور ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں اعلان کیا جائیگا کہ تم تندرست رہو گے۔ اور کبھی بیمار نہ ہوگے اور تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔ کبھی نہ مروگے اور تم جوان رہو گے۔ کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ اور تم خوشی اور آرام سے رہو گے۔ فکر و غم تمہارے پاس نہیں آئے گا۔

چوتھا

(عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بہشتیوں سے فرمائیگا۔ اے بہشتیو! وہ کہیں گے۔ اے ہمارے پروردگار ہم حاضر ہیں۔ تیری خدمت میں موجود ہیں۔ اور بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ پھر (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا۔ کیا تم راضی اور خوش ہو۔ وہ کہینگے ہم کیونکر راضی اور خوش نہ ہوں۔ تو نے ہمیں اس قدر دیا ہے کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر فرمائے گا کیا میں ان سب چیزوں سے بہتر ایک اور چیز تم کو عطا کر دوں؟ وہ کہینگے۔ اے پروردگار ان چیزوں سے بہتر اور کونسی چیز ہو گی۔ پھر فرمائے گا۔ میں تمہیں اپنی خوشنودی عطا کرونگا۔ اور اس کے بعد پھر تم سے کبھی ناراض نہیں ہونگا۔

دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونیکے بعد کیا ہوگا

قرآن مجید کا اعلان

(وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِلٰی جَھَنَّمَ زُمَرًا ط حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْھَا فُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَاۤ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا ط قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنْ حَقَّتْ کَلِمَۃُ الْعَذَابِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۝ قِیْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ج فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ ۝)

سورہ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور جو کافر ہیں دوزخ کی طرف

گروہ گروہ ہانکے جائیں گے۔ یہانتک کہ جب اس کے پاس آئینگے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائینگے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں رب کی آیتیں پڑھ کر سُناتے تھے۔ اور آج کے دن کے پیش آنے سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے ہاں لیکن عذاب کا حکم (علم ازلی میں) منکروں پر ہوچکا تھا

قرآن مجید کا درس معلوم ہونے کے بعد

جو لوگ سُننے کے لئے نہ آئیں۔ مَیں خدانخواستہ حاشا و کلّا ان مسلمانوں کو کافر ہرگز ہرگز نہیں کہتا۔ بلکہ میرے نزدیک وہ مسلمان ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہیں۔

البتّہ

ان مسلمانوں سے ایک بات کہتا ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ غور سے سُنیں کہ جب قرآن مجید نہیں سُنیں گے۔ اور قرآن مجید کے احکام سے بے خبری کے باعث مخالفت کریں گے تو قیامت کے دن ان کا بارگاہِ الٰہی میں یہ عذر نہیں سُنا جائے گا۔ کہ ہمیں علم نہیں تھا اس لئے مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ یہ فرمائینگے کہ مَیں نے تو اپنا بندہ تمہیں قرآن مجید پڑھانے اور سُنانے کے لئے تمہارے ہاں بھیجدیا تھا۔ اس لئے اس بندہ خدا کے ہاں نہ جانا اور فائدہ نہ اُٹھانا یہ سراسر تمہارا قصور ہے۔ لہٰذا تم مجرم ہو۔ اور قرآن مجید کے احکام کی مخالفت کے باعث اسی سزا کے مستحق ہو۔ ہاں مجوزہ سزا بھگتنے کے بعد انہیں کلمہ طیبہ لا الٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کرکے دوزخ سے نکال کرلے آئیں گے۔ وما علینا الا البلاغ

چنانچہ شفاعت کی حدیث

جو اُوپر گزر چکی ہے۔ اس میں یہی تو ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کئی مرتبہ شفاعت کر کے اپنی اُمّت کے افراد کو دوزخ سے نکال لائیں گے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے کسی بددین منافق کے شر سے بندہ مومن کی حمایت کی (مثلاً کسی شریر بددین نے کسی مومن بندے پر کوئی الزام لگایا، اور کسی باتوفیق مسلمان نے اس کی مدافعت کی) تو اللہ تعالیٰ قیامت میں ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو اس کے گوشت (یعنی جسم) کو آتش دوزخ سے بچائے گا۔ اور جس کسی نے کسی مسلمان بندے کو بدنام کرنے اور گرانے کے لئے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر قید کردے گا، اس وقت تک کے لئے کہ وہ اپنے الزام کی گندگی سے پاک صاف نہ ہو جائے۔
سنن ابی داوٗد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کوئی بندہ سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہو۔ صحیح بخاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ جمادی الاولٰی ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

تین ۳ حصے

پہلا۔ شاہنشاہ حقیقی کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے ہر وقت دروازہ کھلوا لینے کا طریقہ

دوسرا۔ روحانی وائرلیس کے ذریعہ سرکار مدینہ ؐ سے ہر وقت تعلق قائم کر لینے کا طریقہ

تیسرا۔ آخرت میں عذاب الٰہی سے نجات پانے کے لئے دنیا ہی میں ٹکٹ حاصل کر لینے کا طریقہ

برادرانِ اسلام! مذکور الصدر تینوں عنوان ہر مسلمان کے لئے مفید اور خوش کن ہیں۔ ان عنوانات کا ثبوت رسول الله صلی الله علیہ وسلّم کی احادیث سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

حدیثِ نبویؐ کا اسلام میں مقام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جنہیں احادیث الرسول ؐ کہا جاتا ہے پہلے اسلام میں ان کا مقام اور مرتبہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس مقام کے واضح ہونے کے بعد ارشاداتِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر مسلمان کو ایسا یقین حاصل ہو جائے۔ جس طرح کہ قرآن مجید کے فرامین پر یقین ہو جاتا ہے۔

اسلام میں لفظِ حدیث

ایک اصطلاحی لفظ ہو گیا ہے۔ ورنہ اصل میں لفظ حدیث کا اردو میں ترجمہ "بات" ہے۔ مگر اسلام میں جب کوئی شخص حدیث کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ تو اس سے مسلمان فوراً یہ خیال کرتا ہے کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان ذکر کر رہا ہے۔ یا کرنا چاہتا ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا حدیث شریف کے متعلق عقیدہ

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ان دو قسموں کو وحی جلی[۱] اور وحی خفی[۲] سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یا "وحی متلو[۱]" اور "وحی غیر متلو[۲]" سے تعبیر کیا جائے۔

حاصل

دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض اوقات تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا فرمان خود تشریف لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا یعنی سُنا جاتے تھے۔ اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنا عندیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک پر (جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ کے سوا) القا فرما دیتے تھے۔ اس آخری صورت میں معانی کا القا تو آپ کے دل مبارک پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تھا۔ اور اس کا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لفظوں میں فرماتے تھے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے اسلاف اور اخلاف سب اس امر پر متفق ہیں۔ کہ دونوں قسم کی وحی منزل من اللہ ہے۔

اس عقیدہ کا قرآن مجید سے ثبوت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا ہوا ہے۔

(وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝)

سورہ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور (حضور انورؐ) اپنے نفس کی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ وہ (جو کچھ بھی آپ فرماتے ہیں) وحی ہوتی ہے۔ جو آپؐ کی طرف بھیجی گئی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی کوئی کام تو کیا۔ ایک حرف بھی آپؐ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا۔ جو خواہش نفس پر مبنی ہو۔ بلکہ آپؐ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے اس میں وحی متلو کو قرآن اور "غیر متلو" کو حدیث کہا جاتا ہے۔" بہر حال حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے اس بات کی تصدیق ہو گئی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہر فرمان وحی الٰہی ہوتا ہے۔

منکرِ حدیث منکرِ قرآن ہو گا

جب قرآن شریف سے یہ چیز ثابت ہو گئی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد وحیِ الٰہی ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث کے تسلیم کرنے سے انکار کرے گا اس کے انکار سے لازمی طور پر یہ کہنا پڑے گا کہ وہ شخص قرآن مجید کے فیصلے کا منکر ہے۔

اگر منکرِ حدیث

کو ثبوت احادیث میں شک ہو تو اس کو رفع کرنے کے لئے علمِ حدیث کے ماہر محدثین حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے شکوک کو رفع کرنا چاہیئے۔

اصول حدیث کی ایک چار ورق

کی چھوٹی سی کتاب "نخبۃ الفکر" پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے حدیث شریف کی روایت کرنے والے راویوں پر کس قدر شدید پابندیاں لگائی ہیں۔ اور جو شخص بھی ان پابندیوں پر پورا نہ اترے اس کی روایت کس طرح رد کر دیتے ہیں۔

شاہنشاہ حقیقی کے دربار میں ہر وقت حاضر ہو سکنے کا طریقہ

برادرانِ اسلام - دُنیا میں معمولی سرکاری عہدہ داروں کے ہاں حاضر ہونے کے لئے ان سے اجازت لینی پڑتی ہے - پھر کہیں ملاقات ہوتی ہے - اور دُنیا کے بادشاہوں کے ہاں تو شرف ملاقات کے لئے خدا جانے کتنے درمیانی واسطوں سے گزرنا پڑتا ہے - بخلاف اس کے احکم الحاکمین کے حضور میں دن اور رات کے چوبیں گھنٹوں میں جس وقت بھی جانا چاہیں جا سکتے ہیں - اور اس کے حضور میں جو چاہیں عرض کر سکتے ہیں - اور جتنا وقت چاہیں دربارِ الٰہی میں حاضر رہ سکتے ہیں - میری اس عرضداشت کی تائید میں چند احادیث ملاحظہ ہوں -

پہلی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ - رواہ مسلم

ترجمہ - ابی ھریرہ اور ابی سعید سے روایت ہے - دونوں نے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - نہیں بیٹھتی کوئی قوم ذکر الٰہی کے لئے - مگر یہ کہ اس کو فرشتے گھیرا ڈال لیتے ہیں - اور اس پر رحمت چھا جاتی ہے - اور اس پر سکینت نازل ہوتی ہے (یعنی سکون اور اطمینان قلب) اور اللہ تعالےٰ اُن لوگوں کا ان شخصوں میں ذکر کرتا ہے - جو اس کے قریب ہیں - (یعنی مقرب فرشتے)

حاصل

یہ نکلا کہ جب اللہ تعالےٰ کے بندوں کی کوئی جماعت ذکر الٰہی کرنے بیٹھتی ہے - تو اللہ تعالےٰ کے فرشتے انہیں گھیرا ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی نظر رحمت خود وہاں موجود ہوتی ہے - تب ہی تو خود اللہ تعالےٰ ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں میں فرماتا ہے - جو اس کے حضور میں حاضر رہتے ہیں - تو معلوم ہُوا کہ جب اللہ تعالےٰ کے ذاکر بندے بیٹھتے ہیں - تو ذاتِ باری تعالےٰ کا نور خود وہاں جلوہ افروز ہو جاتا ہے -

دوسری

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ - متفق علیہ -

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - میرا بندہ میری نسبت جو خیال و گمان کرتا ہے - مَیں اس کے لئے ایسا ہی ہوں - (یعنی اس سے اس کے گمان کے موافق معاملہ کرتا ہوں) پس اگر بندہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے - مَیں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہُوں - اور اگر مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے - تو مَیں اس کو اس جماعت میں یاد کرتا ہوں - جو ان سے بہتر ہوتی ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ جب کبھی انسان اللہ تعالےٰ کی یاد کرنے کے لئے بیٹھے - اکیلا ہو یا جماعت میں ہو - اللہ تعالےٰ کی تجلّی خود بخود وہاں آ موجود ہوتی ہے - دُنیا کے اُمرا اور بادشاہوں کے ہاں تو حاضر ہونے میں اجازت لینے دینے کا انتظار کرنا پڑتا ہے - اور اللہ تعالےٰ کی رحمت کی تجلی خود بخود وہاں آ موجود ہوتی ہے -

تیسری

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ اَزِيْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ يَمْشِیْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً وَمَنْ لَقِيَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَا يُشْرِكُ بِیْ شَيْئًا لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ - ابی ذر سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - جو شخص ایک نیکی کرے گا - تو اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا - بلکہ اس سے بھی زیادہ - اور جو شخص بُرائی کرتا ہے پس بُرائی کا بدلہ اس کے مثل ہی ہوگا - (یعنی ایک بُرائی کے عوض میں ایک بُرائی سے زیادہ شمار نہیں کی جائے گی - جس طرح کہ ایک نیکی کرنے سے دس نیکیوں کا ثواب ملا تھا) یا (وہ بُرائی) بخش ہی دوں گا - (یعنی اس بُرائی کی اسے کوئی سزا نہیں دونگا) اور جو شخص میری طرف ایک بالشت قریب ہو گا - مَیں اس کی طرف ایک ہاتھ بھر قریب ہونگا - اور جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوگا مَیں اس کی طرف دونوں بازوؤں کے پھیلاؤ جتنا قریب ہونگا - اور جو شخص میری طرف چلتا ہُوا آئیگا مَیں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا - اور جو شخص مجھ سے زمین کی مقدار جتنے گناہ لے کر ملے گا - مجھ سے کسی کو شریک نہ کیا ہو - مَیں اس سے اتنی ہی مغفرت لے کر ملوں گا -

حاصل

پہلی اور دوسری حدیث کا جو حاصل عرض کر چکا ہوں اُس کا حاصل در اصل وُہی ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر آئے - اس کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھُلا ہُوا پائے گا + اس کے علاوہ ایک حاشیہ ملاحظہ ہو -

اس حدیث پر طیبی شرح مشکوٰۃ شریف کا حاشیہ

"قَلَّمَا يُوْجَدُ فِی الْاَحَادِيْثِ حَدِيْثٌ اَرْجٰى مِنْ هٰذَا فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَتَّبَ قَوْلَهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً عَلٰى عَدَمِ الْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ فَقَطْ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاَعْمَالَ الصَّالِحَةَ وَ لَا يَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ يَّغْتَرَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَ يَقُوْلَ اِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَاُكْثِرُ الْخَطِيْئَةَ حَتّٰى يُكْثِرَ اللّٰهُ لِیْ مَغْفِرَتَهٗ وَاِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ كَيْلَا يَيْاَسَ الْمُذْنِبُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَلَا شَكَّ اَنَّ لِلّٰهِ مَغْفِرَةً وَّعُقُوْبَةً وَّ مَغْفِرَتُهٗ اَكْثَرُ وَلٰكِنْ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ اَنَّهٗ مِنَ الْمَغْفُوْرِيْنَ اَوْ مِنَ الْمُعَاقَبِيْنَ فَاِذَنْ يَنْبَغِیْ لِلْمَرْءِ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ"

ترجمہ - حدیثوں میں اس حدیث جیسی بہت زیادہ امید دلانے والی حدیث بہت ہی کم

کوئی آتی ہے - پس تحقیق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گناہوں کی زمین بھر کر آنے والے کے لئے اتنی ہی مغفرت کا انحصار فقط اس امر پر کیا ہے کہ اس شخص نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔ اور اس کے اعمال صالحہ کے متعلق کچھ نہیں فرمایا - (کہ اس کے پاس اعمال صالحہ بھی تھے - یا نہ - اور کسی شخص کو یہ جائز نہیں ہے کہ اس حدیث کے باعث غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے - اور کہے کہ جب یہ حال ہے (کہ جتنے گناہ زیادہ ہونگے اتنی ہی زیادہ مغفرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیادہ نصیب ہوگی - لہٰذا میں گناہ ہی زیادہ کرونگا - تاکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتنی زیادہ مغفرت کا مستحق ہو جاؤں - (یہ) سوائے اس کے نہیں کہ حضور انورؐ نے یہ ارشاد اس واسطے فرمایا تھا تاکہ گناہگار اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائیں (کہ اتنے گناہوں کے ہوتے ہوئے ہماری بخشش کب ہو سکے گی) اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں مغفرت اور عذاب دونوں ہی ہیں البتہ اس کی مغفرت (عذاب کے مقابلہ میں) بہت زیادہ ہے - البتہ یہ کوئی نہیں جانتا - کہ وہ بخشے ہوؤں میں سے ہے - یا عذاب کئے جانے والوں میں سے - لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ وہ خوف اور امید کے درمیان میں رہے

چوتھی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً يَّطُوْفُوْنَ فِى الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِىْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِىْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِىْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْئَلُوْنَ قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ

یا رب ما راوھا قال یقول فکیف لو راوھا قال یقولون لو انھم رأوھا کانوا اشد علیھا حرصاً واشد لھا طلباً واعظم فیھا رغبۃً قال فمم یتعوّذون قال یقولون من النار قال یقولُ فھل راوھا قال یقولون لا واللہ یا رب ما راوھا قال یقول فکیف لو راوھا قال یقولون لو راوھا کانوا اشد منھا فراراً واشد لھا مخافۃ قال فیقول فاشھدکم انی قد غفرت لھم قال یقول ملَکٌ من الملٰئکۃ فیھم فلان لیس منھم انما جاء لحاجۃ قال ھم الجلساء لا یشقی جلیسھم رواہ البخاری

ترجمہ - ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے - جو راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے - جو ذکر الٰہی کرتے ہیں، پس جب وہ کسی جگہ ذکرِ الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں - آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ - (یعنی ذکرِ الٰہی کو سننے اور ذکر اللہ کرنے والوں سے ملنے کے لئے اس کے بعد) آپؐ نے فرمایا - پس وہ (فرشتے آ جاتے ہیں - اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں - اور آسمانِ دُنیا تک جا پہنچتے ہیں - آپ نے فرمایا - ان کا رب ان سے پوچھتا ہے - حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے - کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے - آپؐ نے فرمایا - فرشتے کہتے ہیں - تیری پاکی بیان کر رہے تھے - تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے - تیری تعریف کر رہے تھے - اور تیری عظمت کے ساتھ تجھے یاد کر رہے تھے - آپؐ نے فرمایا - پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - کیا اُنھوں نے مجھے دیکھا ہے - آپ نے فرمایا - پھر وہ (فرشتے) کہتے ہیں - نہیں - اللہ کی قسم - انہوں نے آپ کو دیکھا نہیں ہے - آپ نے فرمایا - پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا - آپ نے فرمایا - پھر وہ (فرشتے) کہتے ہیں - اگر وہ آپ کو دیکھ لیں، تو آپ کی بہت زیادہ عبادت کرتے - اور بہت زیادہ آپ کی بزرگی بیان کرتے . . . . . .

. . . . . اور بہت زیادہ . . . . بیان کرتے - آپ نے فرمایا - پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں (آپ نے فرمایا) فرشتے کہتے ہیں - آپ سے بہشت مانگتے ہیں - آپ نے فرمایا (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - اور کیا انھوں نے بہشت کو دیکھا ہے - پھر وہ (فرشتے) کہتے ہیں - نہیں - خدا کی قسم - اے (ہمارے) رب اُنھوں نے بہشت کو دیکھا نہیں ہے - آپ نے فرمایا - (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - اگر یہ لوگ اسے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو - آپ نے فرمایا - (فرشتے) کہتے ہیں - اگر وہ بہشت کو دیکھ لیں تو بہشت کی خواہش ان میں بہت زیادہ بڑھ جاتی - اور . . . بہشت کی طلب ان میں سخت ہو جاتی - اور بہشت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی - آپ نے فرمایا - پھر وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں - آپ نے فرمایا - (فرشتے) عرض کرتے ہیں - آگ سے - آپ نے فرمایا - (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - پس کیا اُنھوں نے دوزخ کو دیکھا ہے - آپ نے فرمایا (فرشتے) کہتے ہیں - نہیں - اللہ کی قسم - اے (ہمارے) رب انھوں نے دوزخ کو دیکھا نہیں ہے - آپ نے فرمایا - پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو - آپ نے فرمایا - پھر (فرشتے) کہتے ہیں - اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں - تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگیں - اور اس سے بہت زیادہ خوفزدہ ہوں - آپ نے فرمایا - پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - پھر میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا - آپ نے فرمایا - فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے - ان لوگوں میں فلاں شخص ہے جو ان میں شامل نہیں ہے - (مثلاً کسی کام کے لئے ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا) اللہ تعالےٰ فرمائیگا - یہ لوگ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رکھا جاتا - (لہٰذا وہ بھی بخشا گیا)

بذریعہ رُوحانی وائرلیس سرکارِ مدینہ سے ہر وقت تعلق قائم کر لینے کا طریقہ

اس عنوان کی شہادت میں چند احادیث ملاحظہ ہوں

پہلی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ - رواہ النسائی والدارمی -

ترجمہ - ابن مسعودؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ (اللہ تعالیٰ) کے بہت سے فرشتے زمین پر سیر کرنے والے ہیں - جو میری اُمّت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں -

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں جب کبھی کوئی شخص آپ پر سلام عرض کرتا ہے تو فرشتے فوراً حضورؐ کی خدمتِ اقدس میں پہنچا دیتے ہیں - لہٰذا ثابت ہُوا کہ حضور انورؐ کا اُمّتی جب چاہے فرشتوں کی وائرلیس کے ذریعہ حضورؐ سے اپنا تعلق قائم کرسکتا ہے - اگر اور مزید باتیں نہ بھی عرض کرسکے - تو یہ تھوڑی نعمت ہے کہ سید المرسلینؐ سے ایک ادنےٰ سے ادنےٰ اُمّتی بھی سلام کا سلسلہ جاری کرسکتا ہے -

دوسری

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

رواہ ابوداؤد والبیہقی فی الدعوات الکبیر

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام بھیجے - مگر یہ کہ اللہ (تعالیٰ) میری رُوح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے - یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں -

اس حدیث پر لمعات شرح مشکوٰۃ کا حاشیہ ملاحظہ ہو

"رد اللہ علی روحی ولیس المراد بعود الروح عودھا بعد المفارقۃ عن البدن وانما المراد انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البرزخ مشغول حول الملکوت مستغرق فی مشاھدۃ رب العزۃ عزوجل کما کان فی الدنیا فی حالۃ الوحی وفی الاحوال الاُخر فعبر عن افاقتہ من تلک المشاھدۃ وذلک الاستغراق برد الروح" لمعات (احناف کرام کے علماء کے ہاں لمعات واجب الاحترام شروح میں سے ہے -)

ترجمہ - حضور انورؐ کے ارشاد (رد اللہ علی روحی) ترجمہ اللہ (تعالیٰ) مجھ پر میرے رُوح کو لوٹا دیتا ہے - رُوح کے لوٹ کر آنے سے مراد بدن سے جُدا ہونے کے بعد لوٹ کر آنا مراد نہیں ہے - اور سوائے اس کے نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (عالم) برزخ میں (عالم) ملکوت کے ماحول میں مشغول ہیں - رب العزّت عز و جل (یعنی اللہ تعالیٰ) کے مشاہدہ میں مستغرق ہیں - جس طرح کہ دُنیا میں وحی کی حالت میں اور (ازیں قسم) دوسرے حالات میں مستغرق ہوتے تھے - پھر اس مشاہدہ کی حالت کے استغراق سے افاقہ پاکر سلام کا جواب دینے میں متوجہ ہونے کو رد روح سے تعبیر کیا گیا ہے - (ورنہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ روح کا تعلق وجود مبارک سے منقطع ہوچکا تھا - پھر دوبارہ وجود مبارک سے رُوح کا تعلق قائم کیا جاتا ہے)

تیسری

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ

رواہ البیہقی فی شعب الایمان -

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجتا ہے - میں اسے سُن لیتا ہوں - اور جو شخص دُور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے - تو وہ درود مجھے پہنچا دیا جاتا ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے پاس درود شریف پڑھیں تو حضورؐ خود بخود سُن لیتے ہیں - اور دُور پڑھا جائے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں - بہر حال سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمّتی جب چاہے آپؐ سے سلسلہ تعلق جوڑ سکتا ہے - اور حضورؐ کی طرف پیش کردہ سلام کا جواب لے سکتا ہے -

اے مسلمان

تیرے لئے تعلق باللہ کے بعد اس سے بڑھ کر اور کوئی بڑی نعمت ہوسکتی ہے - کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام پیش کرے - اور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام براہ راست تمہیں جواب دیں -

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا ثواب

پہلی حدیث

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ - رواہ النسائی

ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے - اُس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس مرتبہ رحمت نازل ہوتی ہے - اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے (بارگاہ الٰہی میں) بلند ہو جاتے ہیں -

حضور انورؐ کی یہ عجیب برکت ہے

کہ ایک مرتبہ آپ پر درود شریف زبان سے پڑھنے کی برکت سے یہ فائدہ ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر اس شخص پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرمائی - اور دس گناہ معاف فرما دیئے - اگر یہ معاف نہ ہوتے تو کوئی بعید نہیں تھا کہ انہیں گناہوں کے باعث انسان دوزخ میں جاتا - اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل نصیب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں دس درجے کی بلندی حاصل ہوئی -

دوسری

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً - رواہ الترمذی

ترجمہ - ابن مسعودؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا - جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا تھا -

اگر زبان

سے فقط چند الفاظ پڑھنے سے (جن کے پڑھنے سے نہ کوئی بدنی تکلیف اُٹھانی پڑی اور نہ ہی مال و دولت خرچ کرنے پڑے) اگر سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب حاصل ہو جائے تو یہ کتنی بڑی عجیب نعمت ہے اور جس کو میدانِ قیامت میں یہ قرب نصیب ہو گیا اس کے بعد وہ یقیناً جنّت ہی میں جائے گا۔ یہ تو عقلاً ناممکن ہے۔ کہ میدانِ قیامت میں تو وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر مقام پائے۔ اور پھر دوزخ میں جائے۔ اور اس منصب کے حاصل کرنے کے لئے مرد اور عورت میں کوئی تمیز نہیں ہے۔ عورتیں بھی گھروں میں پردہ کے اندر بیٹھ کر (اگر فرائضِ عینیہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد) اس فضیلت کو حاصل کرنا چاہیں تو وہ بھی حاصل کر سکتی ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

تیسری

عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبَشْرُ فِیْ وَجْہِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا رواہ النسائی والدارمی۔

ترجمہ۔ ابی طلحہؓ سے روایت ہے۔ بے شک ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور آپؐ کے چہرہ (مبارک) پر خوشی کے آثار تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ بیشک میرے پاس جبرئیل آئے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا۔ بیشک تیرا رب فرماتا ہے۔ کیا اے محمدؐ تو اس بات سے راضی نہیں ہوگا۔ کہ تیری اُمّت میں سے جو تجھ پر درود بھیجے۔ تو مَیں اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل کروں۔ اور تیری اُمّت میں سے جو تم پر سلام بھیجے۔ تو مَیں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

نتیجہ

جس شخص پر اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے سلام آئے (سلام کا مطلب سلامتی ہے) تو کیا وہ شخص کبھی دوزخ میں جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے مرتے دم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تعلق کو پہلے قائم کرنے اور پھر نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

چوتھی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی ثُمَّ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَہٗ سَلْ تُعْطَہٗ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ مَیں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ آپؐ کے پاس تھے۔ جب مَیں نماز پڑھ کر بیٹھا تو مَیں نے اللہ تعالےٰ کی تعریف کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر مَیں نے اپنے لئے دُعا کی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوال کر (اللہ تعالیٰ سے) تیرا سوال قبول کیا جائیگا۔ سوال کر (اللہ تعالیٰ سے) تیرا سوال قبول کیا جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد درود شریف پڑھ کر دُعا کی جائے تو وہ دُعا قبول ہو جاتی ہے۔

پانچویں

عَنْ رُوَیْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ رواہ احمد

ترجمہ۔ رویفعؓ سے روایت ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص محمدؐ پر درود بھیجے۔ اور پھر کہے۔ اللّٰھم انزلہ المقعد المقرب عندک یوم القیٰمۃ۔ ترجمہ اے اللہ۔ اس کو قیامت کے دن اس جگہ ٹھہرا۔ جو تیرے نزدیک مقرب ہے تو اس کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اس دُعا کے پڑھنے کا نتیجہ یہ نکلیگا۔ کہ قیامت کے دن اس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ضرور ہی ہوگی۔

آخرت میں عذابِ الٰہی سے نجات پانے کیلئے دُنیا ہی میں ٹکٹ حاصل کر لینے کا طریقہ

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ فِیْ یَوْمٍ مِّائَۃَ مَرَّۃٍ حُطَّتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے سبحان اللہ وبحمدہٖ روزانہ ایک سو مرتبہ پڑھا۔ اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

مطلب یہ ہے

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے۔ کہ فرائضِ عینیہ (مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ) کے ادا کرنے کے بعد اگر کوئی شخص روزانہ وظیفہ کرتا رہے تو اس کے گناہ قیامت کے دن سب بخشے جائیں گے۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ فرائضِ عینیہ تو ادا نہ کرے اور فقط یہ وظیفہ روزانہ پڑھتا رہے تو بھی سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

دوسری

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّکْسِبَ کُلَّ یَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَۃٍ فَسَاَلَہٗ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِہٖ کَیْفَ یَکْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَۃٍ قَالَ یُسَبِّحُ مِائَۃَ تَسْبِیْحَۃٍ فَیُکْتَبُ لَہٗ اَلْفُ حَسَنَۃٍ وَیُحَطُّ عَنْہُ اَلْفُ خَطِیْئَۃٍ۔ رواہ مسلم

ترجمہ۔ سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھے۔ کہ آپؐ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں حاصل کرے۔ جو لوگ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی نے پوچھا۔ کیونکر ہم میں سے کوئی شخص ہزار نیکیاں روزانہ حاصل کرے۔ آپؐ نے فرمایا سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھے۔ اس کے حساب میں ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور اس کے ہزار گناہ معاف کر دیئے جائینگے۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یّشاءُ الیٰ صراطِ مستقیم۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰؍جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۲؍دسمبر ۱۹۵۸ء

(ازجناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

قرآن مجید کی متعدد صفات جو قرآن مجید ہی میں مذکور ہیں

اور

ان کی مختصر فہرست

پہلی

(ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ)

سورہ البقرہ رکوع ۱

ترجمہ۔ اس کتاب (قرآن مجید) (کے خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہونے) میں کوئی شک نہیں۔

مسلمانوں کے ذمہ اس دعوی کا ثابت

کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ مسلمان تو اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد پر بے سوچے سمجھے بھی دل سے مہر تصدیق لگائے گا۔ مگر جبکہ مسلمانوں کا دعوےٰ ہے۔ کہ یہ قرآن مجید تمام اقوام عالم کے لئے پیغامِ ہدایت ہے۔ اس لئے غیر مسلم اقوام کے لئے اس کا (من جانب اللہ) دلائل سے ثابت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

پہلی دلیل

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

(وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہو، جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورت اس جیسی لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمایتی ہوں بُلا لو۔ اگر تم سچے ہو + (اس بہتان میں کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہے۔ بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ساختہ ہے)

یہ چیلنج تمام باشندگانِ عرب کو دیا گیا تھا

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے دور میں باشندگانِ عرب کو اپنی فصاحت و بلاغت سے آراستہ قادر کلامی پر بڑا ہی ناز تھا سبعہ معلقہ جو کلام عرب کے ادبی شاہکاروں کا ایک حیرت انگیز شاہکار سمجھا جاتا تھا ان سات قصیدوں کا مجموعہ (بلحاظ ایک روایت کے) خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزاں کئے گئے تھے۔ کہ اس قسم کے فصیح و بلیغ قصیدے کوئی کہکر دکھائے۔

اِس لئے

اللہ جلّ شانہ، نے اپنی کتاب مقدس کی شان ظاہر کرنے کے لئے تمام فصحاء و بلغاء عرب کو چیلنج دیا۔ کہ قرآن مجید جیسی فصیح و بلیغ کلام ایک سورۃ کے برابر ہی مرتب کرکے لاؤ۔

چیلنج کی وسعت

ملاحظہ ہو۔ کہ اپنی حمایت میں زمین اور آسمان سے اپنے حمایتوں کو جمع کر لو۔ سوائے اللہ جل شانہ، کی ذات کے۔ کیونکہ ذاتِ خداوندی کا یہ فرمان تو ہمارا پیغمبر پیش کر ہی رہا ہے۔

باوجود اس کے

کسی کو ہمّت اور جُراءت نہ ہوئی کہ سب اکٹھے ہوکر بھی قرآن مجید کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت ہی مرتب کرکے پیش کر دیتے۔

کیونکہ

وہ جانتے تھے۔ کہ اگر ہم نے کوئی سورت بنا کر پیش بھی کر دی۔ تو مسلمان اس کے پرخچے اُڑائیں گے۔ بعد کی اس ذلت اور رسوائی سے بہتر یہی ہے۔ کہ خاموشی اختیار کریں۔

ان کی اس خاموشی

نے ان پر اتمام حجت کر دی۔ کہ جب تم دل میں جان چکے تھے کہ یہ معجز نما اللہ تعالےٰ ہی کی کلامِ پاک ہے۔ جس طرح وہ خود بے نظیر ہے۔ اسی طرح اس کی صفات بھی بے نظیر ہیں۔ تو پھر خاموشی کی مہر توڑ کر کیوں علی الاعلان زبان سے اقرار نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے اس مقدس کتاب کو اپنا دستورالعمل کیوں نہیں بنایا تھا۔

اس وقت اس کے سوا

ان کو اور کوئی جواب نہیں بن پڑے گا۔ (قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝) سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ کہینگے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

دوزخ سے نکلنے کی درخواست اور اس کی نامنظوری

(رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

اِس چیلنج کے بعد

نزول قرآن مجید کے دور کے باشندگان عرب پر یہ چیز واضح ہوگئی کہ یہ قرآن مجید واقعی اللہ تعالےٰ ہی کی کلام ہے۔ اگر انسانی کلام ہوتی۔ تو ہم اس کا مقابلہ کرنے کی جُراءت کرسکتے تھے۔

تمام عقلائے دُنیا کے سامنے قرآنِ مجید کے کلامِ الٰہی ہونے کا ثبوت

زبان کی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے قرآن مجید کا بے نظیر ہونا تو باشندگانِ عرب ہی سمجھ سکتے تھے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ

زبان کے لطائف و خصائص کو سمجھنا اسی زبان کے بولنے والوں پر منحصر ہے۔ مثلاً اگر کوئی شاعر پشتو میں اشعار پڑھے۔ تو اس سے جو لطف ایک افغان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ کسی ہندوستانی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اُردو زبان میں کوئی ہندوستانی شاعر راحت رساں اور فرحت بخش اشعار پڑھے۔ تو جو لطف ایک ہندوستانی کو حاصل ہوسکتا ہے۔ وہ کسی افغان کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض اوقات شاعر کی نظم میں ایسے شعر آجاتے ہیں کہ حاضرین اس کے بار بار پڑھنے کی ان الفاظ سے درخواست کرتے ہیں۔ قند مکرر۔ قند مکرر۔ اور ایسے شعروں کی لطافت کی داد دیتے ہوئے اس شعر پر اس انجمن یا جماعت کو (جس کا جلسہ ہو) کافی چندہ بھی ہوجاتا ہے۔ ہاں اس دلیل کے

علاوہ بھی قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا

ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ قرآن مجید میں۔ دُنیوی[1] زندگی اور مرنے کے بعد کی زندگی اور اخلاقی[2]۔ معاشرتی[3]۔ اقتصادی[5]۔ سیاسی[6] غرضکہ ہر شعبۂ حیات کے لئے مکمل دستور العمل موجود ہے۔ اس کے علاوہ تجرد[7] کی زندگی اور متاہلانہ[8] زندگی کے بہترین قواعد و ضوابط پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فیصلہ جات کے لئے عدالتوں[9] کی راہنمائی بھی موجود ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں

کہ مذکورۃ الصدر عنوانات پر بولنے والی کوئی کتاب دُنیا کی سطح پر موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ دعویٰ بھی کر سکتے ہیں۔ کہ ہر ایک عنوان پر جو قرآن مجید نے راہ نمائی فرمائی ہے۔ اس کے اندر جو فوائد مضمر ہیں۔ ان کی نظیر بھی دُنیا کی سطح پر پائی نہیں جاتی۔

قرآن مجید کے فیصلہ جات انتہائی صداقت اور انصاف پر مبنی ہیں

(وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ٥)

سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے سوا اور کون یہ دعوےٰ کر سکتا ہے

کہ قرآن مجید کے ارشادات حق و صداقت اور عدل و انصاف کی انتہائی حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اور ان ارشادات میں کسی قسم کی تبدیلی کی قیامت تک گنجائش نہیں ہے یہ دعوےٰ سوائے اللہ جل شانہ، کے اور کون کر سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے (فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ٥)

سورہ یوسف رکوع ۹ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور ہر ایک دانا سے بڑھ کر دوسرا دانا ہے + اس ارشاد کا یہ نتیجہ ہے کہ کوئی خواہ کتنا ہی بلند پایہ عالم یا مفکر یا سیاستدان ہو۔ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کہ میری رائے یا میرا فیصلہ یا میری تحقیق اس معاملہ میں آخری فیصلہ کن ہے۔ کیونکہ مذکور الصدر اعلان شاہنشاہی کی بناء پر کوئی عقلمند بھی اپنے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں اس سے بڑھ کر کوئی انسان موجود ہو۔ جو اس سے زیادہ عقیل، فہیم اور دُور رس نگاہ رکھنے والا ہو

لہٰذا

تحریر سابق سے یہ ثابت ہُوا کہ قرآن مجید بیشک اللہ تعالےٰ ہی کا فرمان واجب الاذعان ہے۔

اے مسلمان

آج سطح دُنیا پر یہ تیری ہی خوش قسمتی ہے۔ کہ تیرے مذہبی خزانے میں ایسے ایسے قیمتی جواہرات موجود ہیں۔ جو دُنیا کی کسی قوم کے مذہبی خزانے میں۔ پائے نہیں جاتے

بدنصیب ہے وہ شاہزادہ

جس کے خزانے میں اس قدر قیمتی ہیرے اور جواہرات موجود ہوں۔ جو ساری دُنیا کو خریدنا چاہے تو خرید کر سکتا ہو۔ اور اگر ایک ہیرا بھی ان میں سے فروخت کرکے قیمت وصول کرلے۔ تو اس کی ساری زندگی کی گزر اوقات نہایت ہی عمدہ طریقہ سے بسر ہوسکتی ہو۔ مگر وُہ شاہزادہ آبائی خزانے کو دیکھنے ہی نہ پائے اور در در سے بھیک مانگ کر ٹکڑا کھائے۔ اس شاہزادے سے بڑھ کر دُنیا میں اور کون ذلیل ہو سکتا ہے۔ فقط یہ خود ہی ذلیل نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے اسلاف کو بھی ان کی طرف اپنی نسبت کر کے ذلیل کریگا۔

اے موجودہ دور کے مسلمان

تیرا حال بلا مبالغہ اس بدنصیب شاہزادے کا سا ہے۔ اے مسلمان تیرا دعوےٰ تو یہ ہے۔ کہ خالق الخلق، مالک الملک۔ خدا تعالےٰ میرا دین اور دُنیا میں راہ نما ہے۔ اور اے مسلمان تُو اس مالکِ حقیقی کے ہدایت نامہ (قرآن مجید) کو چھوڑ کر دوسری قوموں کے دروازہ سے تعلیم اور نظام سلطنت چلانے اور قوم اور ملک کو انتہائی ترقی کے معیار پر لے جانے کے لئے ہدایات اور راہنمائی کی بھیک مانگتا پھرتا ہے۔

اے مسلمان

تو اپنے اسلاف (صحابہ کرامؓ) کو دیکھ۔ کہ آیا یُورپ نے ان سے مملکت کے چلانے کے اصول و ضوابط سیکھتے تھے۔ یا صحابہ کرامؓ نے یُورپ سے جاکر سیکھے تھے۔ اے مسلمان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مبارک زمانہ میں ایران اور روم کی سلطنتیں منظم اور ترقی یافتہ نہیں تھیں۔ پھر کیا عرب کے بدو نے جب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سچّے دل سے پڑھا۔ اور قرآن مجید کے پیش کردہ سانچہ میں اپنے کو ڈھالا۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جینا اور اللہ تعالےٰ کے دین کی حفاظت کے لئے دشمنانِ اسلام سے ٹکرانے کو نصب العین بنانے کے باعث جس میدان میں جاتے تھے۔ فتح کا سہرا اپنے سر بندھوا کر نہیں آتے تھے۔

اگر آج بھی

حفظ و بقائے اسلام کو مسلمانان پاکستان اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ اور ذاتی مفاد کو خیرباد کہکر میدان میں آئیں۔ پھر دیکھئے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کس طرح اپنے دینِ حق کی حمایت کرنے والے مجاہدین کے لئے غیبی قوتیں نازل فرماتا ہے۔ اور کس طرح مجاہدینِ اسلام دشمنانِ اسلام کی فوجوں کو روندتے ہُوئے آگے بڑھتے ہیں۔

پاکستان کے قیامت تک زندہ تابندہ۔ پائندہ رہنے کے اصول قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اگر **جنرل محمد ایوب خاں صاحب صدر مملکت پاکستان وچیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر**

اسی تدبیر اور جرأت خداداد سے کام لیں جس سے انہوں نے پاکستان میں ایک عجیب انقلاب کرنے میں لیا ہے۔ تو پاکستان یقیناً ناقابل تسخیر پاکستان بن سکتا ہے۔ اور اگر ہماری نسلیں بھی ان اصول کی پابند رہینگی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا پاکستان قیامت تک زندہ رہیگا۔ اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کا ایک اعلان ملاحظہ ہو۔

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ط) سورہ رعد رکوع ۲ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔ اس اعلان کا حاصل یہ نکلا۔ کہ اگر کوئی قوم اپنی حالت، کو خود نہ بگاڑے تو اللہ تعالیٰ ان سے وہ نعمتیں نہیں چھینتا۔ جو اس نے اپنے فضل سے اس قوم کو دے رکھی ہیں۔ اسی لئے عرض کیا گیا ہے۔ کہ اگر باشندگان پاکستان اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے اصول (جو قرآن پاک میں مذکور ہیں) کو نہیں چھوڑیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے مملکت پاکستان کی نعمت کو نہیں چھینیگے۔

صدر مملکت پاکستان کی خدمتیں

پیشکش

اگر آپ پاکستانی فوج کے مندرجہ ذیل عہدہ داروں (جرنل۔ کرنل۔ لفٹیننٹ۔ جنرل۔ میجر جنرل) کو قرآن مجید کے ان اصول سے واقف کرنا چاہیں۔ تو میں اپنی خدمت بشرائط ذیل پیش کرتا ہوں۔

میری ذات کے متعلق شرائط

(۱) اس خدمت کا حکومت سے معاوضہ نہیں لونگا۔

(۲) چونکہ مجھے بائیں طرف بدن کے فالج کا اثر ہے۔ اس لئے لاہور یا کراچی میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوسکتا ہوں۔ جس مقام پر زیادہ سردی ہو وہاں جانے سے معذور ہوں۔

(۳) بستر میرا اپنا ہوگا۔

(۴) کھانا اپنی گرہ سے کھاؤں گا۔ اگر کسی فوجی مرکز میں قیام ہوگا تو فوجی لنگر سے قیمتاً کھانا کھاؤں گا۔

(۵) چونکہ میں ۷۴ سال کا بوڑھا ہوں۔ اس لئے میرے ساتھ ایک خادم بھی رہیگا جس کے اخراجات بھی میرے ذمہ ہونگے۔

(۶) فقط میری اور میرے خادم کی سواری کا انتظام حکومت کے ذمہ ہوگا۔

(۷) ان اصول کے متعلق زبانی لکچر نہیں ہوں گے۔ بلکہ قرآن مجید اور احادیث کا لفظی ترجمہ قرآن مجید اور حدیث شریف کی کتاب کے اندر سے پڑھاؤنگا جس طرح طالب العلم اُستاد سے پڑھتا ہے۔

استفادہ کرنیوالے احباب کے متعلق شرائط

(۱) جن احباب کو قرآن مجید اور کتب حدیث سے ان مضامین کو پڑھنے کا دلی شوق ہو

(۲) پڑھانے کے بعد میں امتحان لیا کرونگا۔ تاکہ ان میں یہ استعداد پیدا ہو جائے کہ آئندہ ان مضامین کو دوسرے کے سامنے تقلیداً نہیں۔ بلکہ اپنی ذمہ داری سے قرآن مجید اور حدیث شریف سے نکال کر پیش کرسکیں۔

ممنون ہونگا

اگر صدر مملکت پاکستان میری اس پیش کش کو منظور فرمالیں۔ تو میں ان کا تہ دل سے ممنون ہونگا۔

اس چیز کا متعدی اثر

یہ ہوگا کہ ان ذمہ دار افسروں کے ذریعہ سے مملکت پاکستان کے تمام فوجیوں کے دل نورِ قرآن سے منور ہو جائیں گے اور پاکستان کی خدمت پاکستان میں اسلام کے زندہ۔ تابندہ اور پائندہ رہنے کے لئے کریں گے۔ جب یہ نیت فوج کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی تو پھر پاکستانی فوج کسی میدان میں ہرگز ہرگز شکست نہیں کھائے گی۔

کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔

(یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ O)
سورۂ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جمائے رکھیگا۔

بالکل تازہ شہادت

محاذ کشمیر پر جو جنگ ۱۹۴۷ء میں ہوئی ہے۔ اس کا ایک واقعہ میرے ایک دوست نے مجھے سُنایا تھا۔ جو خود اس جنگ میں شریک تھے۔ اُنہوں نے بیان کیا۔ کہ ہماری پاکستانی فوج کا ایک دستہ دشمن (بھارت کی فوج) کے مقابلہ میں پہاڑوں کی ایک ایسی جگہ پہنچا۔ جہاں کسی صورت سے بھی راشن نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ مجاہد درختوں کے پتے اور بوٹیاں کھا کر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔ بالآخر دشمن کی فوج شکست کھا کر چوکی سے بھاگ نکلی۔ اور اس چوکی پر مجاہدین کا قبضہ ہوگیا۔ اس دشمن کی فوج نے کہیں اپنے مرکز میں اطلاع کی ہوئی تھی۔ کہ ہمارے پاس راشن نہیں رہا۔ اور سردی سے بچنے کے لئے کمبل کافی نہیں ہیں۔

خُدا کی مدد کا عجیب طریقہ

تھوڑی دیر گزری۔ کہ دشمن کے ہوائی جہاز آئے۔ اور اُوپر سے اس چوکی پر بسکٹوں کے ڈبے پھینکنے شروع کردیئے دشمن کی فوج تو بھاگ چکی تھی۔ مجاہدین نے بسکٹوں سے اپنی جھولیاں بھرلیں پھر ان ہوائی جہازوں نے گرم کمبل پھینکنے شروع کیے۔ ہر مجاہد کو دو دو کمبل حصے میں آئے۔ اے پاکستانی مجاہد جب تو پاکستان یعنی اسلام کی حفاظت کے جذبے کے ماتحت میدان میں جائیگا تو اللہ تعالیٰ تیری اسی طرح پر غیبی امداد بھی فرمائے گا۔ اور تو فاتح ہوکر آئے گا۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

پاکستان میں ۱۹۵۸ء کا انقلاب

جس کے باعث پاکستان کے دشمن عناصر تو نالاں ہیں۔ کہ ان کی لُوٹ کھسوٹ اور حرام خوری کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ مگر پاکستان کے خیرخواہ حضرات صدر مملکت کے اس انقلابی اقدام کو مملکت پاکستان کے لئے ایک بہترین نیک فال خیال کرتے اور ان کی ہمت مردانہ اور جرأت خداداد پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور ان کے حق میں دل سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ انہیں تا دیر سلامت رکھے اور ان کے رفقائے کار کو اخلاص سے ان کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ان حضرات کی متفقہ جدوجہد سے پاکستانیوں کا وہ وعدہ پورا ہو جائے جو پاکستان

کے حصول وقت بطور نعرہ ظاہر کیا تھا۔ کہ پاکستان کا مقصد ہے۔ "لا الہ الا اللہ" جس کا حاصل یہ تھا۔ کہ پاکستان میں اللہ تعالےٰ کی حکومت ہوگی۔ جب حکومت اللہ تعالےٰ کی ہوگی تو اس کا قانون بھی اللہ تعالےٰ ہی کا ہوگا۔ کیونکہ دنیا میں یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ ہر بادشاہ کے ملک میں قانون بھی وہی ہوتا ہے۔ جو بادشاہ کا اپنا منظور کردہ ہو۔ لہٰذا پاکستان کا قانون در اصل قرآن مجید ہی ہونا چاہیئے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ذمہ داران مملکت پاکستان کو اس فرض کے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہو جائیں آمین یا الٰہ العالمین۔

حضرت اسماء بنت یزید رضِی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: جس بندے نے اپنے کسی مسلمان بھائی کے خلاف کی جانے والی غیبت اور بدگوئی کی اس کی عدم موجودگی میں مدافعت اور جواب دہی کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ آتشِ دوزخ سے اس کو آزادی بخش دے۔ شعب الایمان

حضرت ابو الدرداء رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلم بھائی کی آبرو پر ہونے والے حملہ کا جواب دے (اور اس کی طرف سے مدافعت کرے) تو اللہ تعالیٰ کا یہ ذِمہ ہو گا کہ وہ قیامت کے دن آتشِ جہنم کو اس سے دفع کرے۔ پھر (بطور سند کے) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (اور ہمارے ذمہ ہے ایمان والوں کی مدد کرنا)۔ شرح السنہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۷ رجمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹ر دسمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ایک قاعدہ کلیہ

جس سے اپنی عزّت کرانا چاہتے ہو پہلے خود اُس کی عزّت کرو

برادران اسلام۔ ہر وہ مسلمان جو اسلام کی حقیقت کو سمجھتا ہے اور مذہب اسلام کے لوازمات اور اس مذہب کے موافق اور مخالف انسانوں کے دُنیوی اور اُخروی نتائج اعمال پر اس کی نظر ہے۔ اس کے دل میں

یقیناً یہ تمنّا

اور آرزو ہوتی ہے کہ دربارِ الٰہی میں میری عزّت ہو۔ اور دربارِ رسالت میں بھی مجھ پر نظرِ عنایت اور شفقت ہی ہو۔ اور میرے ہم مذہب بھائیوں (مسلمانوں) کی نظر میں بھی باوقار اور قابلِ اعتماد بن کر رہوں۔ اور برادرانِ اسلام کی نظر میں میرا یہ احترام اور اعزاز دنیاوی زندگی کے آخر لمحہ تک قائم رہے۔

دربار الٰہی میں عزت حاصل کرنے کے لئے مسلمان کو کس قسم کے طریقے اختیار کرنے چاہئیں

پہلا

(وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ الَّذِيۡنَ اَجۡرَمُوۡا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝)

سورہ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں۔ سو ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے۔ پھر ہم نے اُن سے بدلہ لیا۔ جو گنہگار تھے۔ اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔

اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کے لئے ایمان شرط ہے

ایمان کی تعریف

جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود بیان فرمائی ہے۔

اَنۡ تُؤۡمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَتُؤۡمِنَ بِالۡقَدۡرِ خَيۡرِهٖ وَشَرِّهٖ۔" مشکوٰۃ شریف عن عمرؓ بن الخطاب فصل اوّل

ترجمہ (ایمان یہ ہے) کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور رسولوں پر قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی اور برائی پر (یقین) و ایمان رکھ۔

دُوسرا

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے سے امدادِ الٰہی حاصل ہوتی ہے

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ يَنۡصُرۡكُمۡ وَيُثَبِّتۡ اَقۡدَامَكُمۡ ۝) سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے۔ وہ تمہاری مدد کریگا۔ اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا۔

ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے دین کی حسبِ حیثیّت امداد کرسکتا ہے

اس کی مثالیں

پہلی

دینی تعلیم دینے والا اُستاد بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کر رہا ہے (خواہ قرآن شریف ناظرہ پڑھائے یا حفظ کرائے یا مسلمان بچّوں یا بڑوں کو نماز یاد کرائے۔ یا عالم دین قرآن مجید اور احادیثِ رسول کا درس دے۔ یا قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مطالب سمجھنے کے لئے طلبۂ علوم دینیہ کو صرف۔ نحو۔ ادب وغیرہ علوم کی کتابیں پڑھائے۔ تاکہ ان کو قرآن مجید اور حدیث شریف کی عبارت اور اس کا مطلب سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جائے۔

ایک سقّہ (ماشکی) بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرسکتا ہے

مثلاً مسجد میں پانی کی دو مشکیں نمازیوں کے لئے ڈال جائے۔ تاکہ نماز کے وقت وضو کرسکیں۔ یا مدرسہ عربیہ دینیہ میں طلبہ کے پانی پینے کے جو مٹکے ہیں اُن میں پانی ڈال جائے۔ تاکہ طالب علم پئیں

ایک موچی بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرسکتا ہے

مثلاً موچی، اللہ تعالیٰ کا دین پڑھانے والے علماء کرام یا طلبہ علوم دینیہ کی جوتیاں مُفت گانٹھ دیتا ہے۔ یعنی یہ خدمت محض اللہ تعالیٰ کے دین کی نسبت کے خیال سے کرتا ہے۔ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والوں میں شمار کیا جائیگا۔

ایک حجام بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرسکتا ہے

مثلاً وہ عالم دین یا علم دین کے کسی طالب العلم سے یہ کہتا ہے کہ چونکہ آپ دین کی خدمت کر رہے ہیں اس لئے آپ مجھ سے مفت حجامت کرالیا کریں۔ تاکہ آپ کی دین کی خدمت میں میرا حصّہ بھی ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذکور الصدر تمام خدمت کرنے والوں کو جزاءِ خیر دینے کا وعدہ

(اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۱۵ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر

ضائع نہیں کرتا۔

مذکورالصدر احباب میں سے ہر ایک نے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دینداروں کی حسب توفیق مفت خدمت کی ہے۔ اس لئے سب کو بارگاہ الہی سے اجر ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی نظر سے آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں ہے

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

(لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿﴾) سورہ السبا رکوع ۱ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جس (اللہ تعالےٰ) سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز ذرّہ کے برابر بھی غائب نہیں۔ اور نہ ذرّہ سے چھوٹی اور نہ بڑی کوئی بھی ایسی چیز نہیں۔ جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

تیسرا

اللہ تعالیٰ کی ہردم راہنمائی اور معیت الہی کا شرف حاصل کرنے کا طریقہ

(وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿﴾) سورہ العنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جنھوں نے ہمارے لئے کوشش کی۔ ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سجھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ " یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اُٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرماتا اور اپنے قرب و رضا یا جنّت کی راہیں سجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں۔ اسی قدر اُن کی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں کہ دوسروں کو ان کا احساس تک نہیں ہوتا۔"

ضروری نوٹ

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے اس حاشیہ کے الفاظ کو حقیقی اور اصلی طور پر فقط وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے نور بصیرت عطا فرمایا ہُوا ہو۔ اور اس نور بصیرت کے حامل ہمیشہ دُنیا میں رہتے ہیں۔ تاکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ علیہ وسلم کی اُمّت کو اس چیز کا قائل کرسکیں۔ بقول شخصے۔ آنچہ از دل می خیزد۔ بر دل می ریزد۔ اگرچہ مسلمان تو ان حضرات سے عقیدتمندی کے باعث شرح صدر سے مان لیں گے۔ کہ ان کا فرمانا ان کے عاشقوں کے لئے حجت قطعی ہو جاتا ہے اور جو لوگ ان حضرات سے عقیدتمندی کی نعمت سے محروم ہوں۔ ان کو یہ بابصیرت حضرات چیلنج دے سکتے ہیں کہ

بیٹا آؤ

بقول شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ریاضات و مجاہدات کے لئے کمربستہ ہوکر آؤ۔ اس دشوار گزار راستہ پر چلو۔ اگر تم میں اخلاص ہوگا۔ اور ریاضات و مجاہدات کی منزلیں تم طے کرتے گئے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید واثق ہے۔ کہ تمہارے قلب کو اس نور بصیرت سے منوّر فرما دے گا۔

البتہ

اس نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی میعاد اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ کتنی ہوگی۔ ممکن ہے کہ دس سال ہو۔ یا بیس سال یا اس سے بھی زائد ہو۔ کیا سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوہ والسلام کو عہدہ جلیلہ چالیس سال زندگی بسر کرنے کے بعد نہیں ملا۔ عطیات الہی اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہوتی ہیں۔ جب اس کی رحمت جوش میں آئے۔ تو عطا فرما دیتا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ جو کچھ وہ کرتا ہے۔ وہ بالکل ٹھیک ہوتا ہے۔ اور بالکل عین اس کی تقدیر کے مطابق ہوتا ہے۔

چوتھا طریقہ

دربار الہی میں عزّت حاصل کرنے کا چوتھا طریقہ مندرجہ ذیل آیات میں ملاحظہ ہو۔

(وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿﴾ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ لا وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ لا اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿﴾ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿﴾)

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں اُنہیں مُردے نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے۔ خوش ہونے والے ہیں۔ اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے۔ اس لئے کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں۔ اور اس بات سے کہ اللہ ایمانداروں کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا۔

دربارِ رسالت سے عزت حاصل کرنیکے طریقے

پہلا

(فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿﴾)

سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ۔ سو تیرے رب کی قسم ہے۔ یہ کبھی مومن نہیں ہونگے۔ جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے منصف نہ مان لیں۔ پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں۔ اور خوشی سے قبول کریں۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر مسلمان کا فرض عین ہے کہ ہر معاملہ (خواہ دین کا ہو یا دُنیا کا۔ انفرادی حیثیت رکھتا ہو یا اجتماعی) میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم کرے۔ اور اس فیصلے کے تسلیم کرنے میں ذرہ جتنی دل میں ہچکچاہٹ بھی محسوس نہ ہو۔

دُوسرا

(وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿﴾) سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے۔ جو چیز اللہ نے نازل کی ہے اس کی طرف آؤ۔ اور رسولؐ کی طرف آؤ۔ تو تو منافقوں کو دیکھیگا۔ کہ تجھ سے پہلوتہی کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا - کہ جو شخص کلامِ الٰہی (قرآن مجید) اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے وہ منافق ہے + آپ کو معلوم ہے کہ منافق کی قانونِ الٰہی میں کیا سزا ہے -

منافق کی سزا

(اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۝) سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے۔ اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائیگا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ " یعنی مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا دلیل ہے۔ نفاق کی - جیسا کہ منافقین کرتے ہیں - سو تم اے مسلمانو! ایسا ہرگز مت کرنا - ورنہ خداوند تعالےٰ کا صریح الزام اور پوری حجّت تم پر قائم ہو جائے گی - کہ تم بھی منافق ہو۔ اور منافقوں کے لئے دوزخ کا سب سے نیچا طبقہ مقرر ہے - اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوسکتا - کہ اس طبقہ سے ان کو نکالے - یا عذاب سے کچھ تخفیف کرائے مسلمانوں کو ایسی باتوں سے دُور رہنا چاہئے۔

البتہ نفاق سے توبہ کرنیوالوں کی توبہ دُنیا میں قبول ہوسکتی ہے

(اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ - (مگر جنھوں نے توبہ کی - اور اپنی اصلاح کی - اور مضبوط پکڑا اللہ کو - اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا۔ تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں - اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دیگا -) لہٰذا دربار رسالت سے عزّت پانے کے لئے نفاق سے تائب ہونا ضروری ہے -

دربارِ رسالت سے عزّت حاصل کرنے کا طریقہ اس کا متعدد احادیث سے ثبوت

پہلی

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

رواہ مسلم۔ ترجمہ - جابرؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے - اور بہترین سیرۃ محمدؐ کی سیرۃ ہے اور بُرے کاموں میں سے (دین میں) اپنی طرف سے بنائی ہُوئی چیزیں ہیں - اور ہر چیز جو (اپنی طرف سے دین میں) بنائی جائے - وُہ گمراہی ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ چونکہ بہترین کلام اللہ تعالےٰ کی ہے - یعنی قرآن مجید - لہٰذا اسی کو اپنا دستور العمل[1] بنانا چاہئے - اور قرآن مجید پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ[2] سامنے رکھنا چاہئے - کہ آپ نے کس طرح پر عمل کیا تھا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دربار میں عزّت تب ہی نصیب ہوسکتی ہے - کہ آپ کی سیرۃ کا عملی اتباع کیا جائے - اس کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی چیز ایجاد کرکے اس کو جزو دینِ محمدی نہ بنایا جائے - جزو دین محمدی بنانے کی علامت یہ ہے - کہ جو شخص اس چیز کو جزو دین نہ بنائے اس پر طعن کیا جائے - یہ یاد رہے کہ کسی مسلمان پر طعن یا اعتراض فقط دین کے اسی حصّہ پر کیا جاسکتا ہے - جو قرآن مجید میں آئے - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت میں پایا جائے - ان دو چیزوں سے جو چیزیں زائد ہوں - ان پر عمل کرنے کے لئے کسی مسلمان کو مجبور نہیں کیا جاسکتا وما علینا الا البلاغ -

دوسری

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی - رواہ البخاری

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - میرا ہر اُمّتی بہشت میں داخل ہوگا - مگر جس نے انکار کیا - آپ سے عرض کی گئی اور کس نے انکار کیا - آپؐ نے فرمایا - جس نے میری فرمانبرداری کی - بہشت میں داخل ہوگا - اور جس نے میری نافرمانی کی - پس تحقیق اُس نے (گویا کہ) انکار کیا۔

آنکھیں کھول کر دیکھیں

موجودہ دور کے مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں (احکام نبویہ کو) عمل میں نہ لانے والوں کو انکار کرنے والے فرمایا ہے - اور پھر فرمایا کہ انکار کرنے والے بہشت میں نہیں جائیں گے (اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ عمل نہ کرنے والے دوزخ میں جائیں گے)۔

کیا ہر مسلمان

پر خواہ مرد ہو یا عورت - پنج وقتہ روزانہ نماز فرض نہیں ہے - اور کتنے پڑھتے ہیں۔ نہ پڑھنے والے خواہ امیر ہوں یا غریب سب کے لئے ایک ہی قانون ہے یعنی دوزخ میں جانا -

اور کیا ہر مسلمان

پر خواہ مرد ہو یا عورت - ہر سال رمضان شریف کے روزے فرض نہیں ہیں - پھر جو لوگ روزے نہیں رکھتے - کیا وُہ نافرمانوں کی فہرست میں شامل نہیں ہونگے اور بہشت کی بجائے دوزخ کا ایندھن نہیں بنیں گے - اور کیا اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں امیر اور غریب کا امتیاز ہے - ہرگز نہیں - اور موجودہ دَور میں یہ بھی اندازہ لگائیے - کہ روزے رکھنے والے زیادہ ہیں یا نہ رکھنے والے -

اور کیا ہر مسلمان

جس کے پاس اتنا مال ہے - جس پر شرعاً زکوٰۃ لازم آتی ہے - خواہ مرد ہو یا عورت آج کل کے دَور میں کتنے مرد اور عورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر باقاعدہ سال کے ختم ہونے پر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں - غور کیجئے جن پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے - ان میں سے زکوٰۃ ادا کرنے والے زیادہ ہیں - یا نہ دینے والے اور کیا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں اور زکوٰۃ نہ ادا کرنے والیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں انکار کرنے والوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا جائے گا - اور کیا پھر ایسی حالت میں ان

کا ٹھکانا بہشت ہوگا؟

اور کیا ہر وہ مسلمان

جو مرد ہو یا عورت جس کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جا سکتے ہوں۔ البتہ عورت کے لئے سفر حج کے لئے ایک شرط زائد ہے۔ جو مرد کے لئے نہیں۔ کہ عورت کا خاوند یا اس کا محرم (جس کے ساتھ عورت کا نکاح حرام ہو۔ مثلاً باپ یا بیٹا یا بھائی یا تایا یا چچا یا ماموں وغیرہ) کیا حج کے لئے جانے کی توفیق رکھنے والوں میں کتنے حج کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ اگر آپ اندازہ لگائیں گے تو اس فرض کے ادا کرنے والے بھی کم ہی پائیں گے۔

تبصرہ

ابھی چند سطور ہیں میں نے جو تبصرہ کیا ہے۔ وہ فقط ارکان اسلام کے متعلق کیا ہے۔ حالانکہ ان کے علاوہ اسلام کے احکام اور بھی بے شمار ہیں۔ جن پر عمل کرنے ہی سے مسلمان (الا من ابی ترجمہ۔ مگر جس نے انکار کیا) کے کھاتے سے نکل کر مسلمانوں کی فہرست میں شامل ہو سکتا ہے۔

تیسری

عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیْ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَّلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔ رواہ النسائی والدارمی

ترجمہ۔ ابی طلحہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن تشریف لائے اور آپؐ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تحقیق میرے پاس جبرائیلؑ آئے تھے۔ پھر فرمایا۔ بیشک آپ کا رب فرماتا ہے۔ کہ اے محمدؐ۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تیری اُمّت میں سے کوئی شخص تم پر درود بھیجے۔ اور میں دس مرتبہ اُس پر رحمت نازل کروں۔ اور تیری اُمّت میں سے کوئی تجھ پر سلام بھیجے اور میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

اس اعلان سے ثابت ہُوا۔ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عقیدت اور محبّت رکھنے والوں کو دربارِ الٰہی سے یہ اجر ملے گا۔ کہ آپؐ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجنے سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے دس رحمتیں نصیب ہوں گی۔ اور ایک مرتبہ سلام بھیجنے سے دس مرتبہ سلام کا پیغام آئے گا۔

قیامت کے دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت کو اپنے لئے ریزرو کرانے کا طریقہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا یَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ رواہ مسلم

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم موذن کو سُنو۔ پھر تم بھی کہو۔ جس طرح وہ کہتا ہے۔ پھر مُجھ پر درود بھیجو۔ پس تحقیق واقعہ یہ ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ (تعالےٰ) اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ پھر اللہ (تعالےٰ) سے میرے لئے وسیلے کی دُعا مانگو۔ پس تحقیق وہ وسیلہ بہشت میں ایک مرتبہ ہے۔ اللہ کے بندوں میں سے سوائے ایک بندے کے اور کسی کے لئے نہیں ہوگا۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ پھر جس شخص نے میرے لئے وسیلے کی دُعا کی۔ اس شخص کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے وسیلے کی دُعا کرے گا اس کے صلہ میں حضورِ انورؐ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ تو گویا کہ اُس شخص نے دُنیا ہی میں اپنے لئے شفاعت حاصل ہونے کا حق ریزرو کرا لیا۔

دُعا

دربارِ رسالت سے عزّت پانے کے لئے جو اسباب کتاب وسُنۃ سے پیش کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے اپنے حق میں ان کے مہیّا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اِنسانوں کی نظر میں عزّت حاصل کرنے کا طریقہ

چونکہ ہر انسان کے مختلف انسانوں سے مختلف قسم کے تعلقات ہیں۔ اس لئے تمام انسانوں کی نظر میں عزّت اور احترام حاصل کرنے کے طریقے بھی مختلف ہوں گے۔ مثلاً

ماں باپ کے ساتھ

جو تعلق ہے اسے ایسے طریقہ سے نباہیا جائے۔ کہ ان کے دلوں سے دُعا نکلے۔ اور اللہ تعالےٰ بھی راضی ہو جائے۔

اس کے متعلق قرآن مجید کی ہدایات

(وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝)

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے۔ کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ تو اُنہیں اُف بھی نہ کہو۔ اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جُھکے رہو۔ اور کہو۔ اے میرے رب۔ جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

اگر ان ہدایات کی خلاف ورزی کی گئی

تو ماں باپ کے دل سے جو بد دعائیں نکلیں گی وہ براہ راست انسان کو دوزخ میں لے جانے کے لئے کافی ہوں گی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ احکام کی مخالفت کے باعث بھی اس شخص پر فرد جرم لگے گا۔ اس لحاظ سے بھی بجائے رحمت کے اس شخص پر لعنت برسے گی۔ اور بجائے بہشت کے داخلہ کے جہنّم رسید ہوگا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔

دربار رسالت سے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تاکید

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ اَدْنَاکَ متفق علیہ -

ترجمہ - ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے - ایک شخص نے عرض کی - یا رسولؐ اللہ - میری اچھی صحبت کے لئے کون شخص زیادہ حقدار ہے - آپؐ نے فرمایا - تیری ماں - پھر اُس نے عرض کی - پھر کون - آپؐ نے فرمایا - تیری ماں - عرض کی - پھر کون - پھر آپؐ نے فرمایا - تیری ماں - پھر کون - آپ نے فرمایا تیرا باپ - پھر تیرا قریبی رشتہ دار پھر تیرا قریبی رشتہ دار - اور ایک روایت میں ہے - آپ نے فرمایا - تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیرا

حاصل

یہ ہے کہ ماں باپ کا حق دوسرے سب رشتہ داروں سے مقدم ہے - بھائی اور بہنیں تو بجائے خود رہے - بیوی بچوں سے بھی مقدم ماں باپ کا حق ہے - انسان کا فرض ہے کہ جو کما کر لائے سب سے پہلے ماں باپ کی ضرورت پوری کرے - اس کے بعد بیوی بچوں کو دے -

اس مضمون پر دربار رسالت سے ایک عجیب شہادت

(عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ یَتَمَاشَوْنَ اَخَذَھُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِھِمْ صَخْرَۃٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْھِمْ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْھَا لِلّٰہِ صَالِحَۃً فَادْعُوا اللّٰہَ بِھَا لَعَلَّہٗ یُفَرِّجُھَا فَقَالَ اَحَدُھُمْ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ لِیْ وَالِدَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ وَلِیْ صِبْیَۃٌ صِغَارٌ کُنْتُ اَرْعٰی عَلَیْھِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَیْھِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِیْھِمَا قَبْلَ وَلَدِیْ وَاِنَّہٗ قَدْ نَاٰی بِیَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَیْتُ حَتّٰی اَمْسَیْتُ فَوَجَدْتُّھُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ کَمَا کُنْتُ اَحْلِبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِھِمَا اَکْرَہُ اَنْ اُوْقِظَھُمَا وَاَکْرَہُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْیَۃِ قَبْلَھُمَا وَالصِّبْیَۃُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَیَّ فَلَمْ یَزَلْ ذٰلِکَ دَاْبِیْ وَدَاْبَھُمْ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَۃً نَرٰی مِنْھَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰہُ لَھُمْ حَتّٰی یَرَوْنَ السَّمَاءَ (الحدیث) متفق علیہ

ترجمہ - عبداللہ رضؓ بن عمر رضؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپؐ نے فرمایا - ایک موقعہ پر تین آدمی جا رہے تھے کہ ان کو مینہ نے آلیا - وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے - پہاڑ سے غار کے مُنہ پر ایک پتھر آ پڑا - اور غار کو بند کر دیا - تینوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا - اپنے ان نیک اعمال پر نظر ڈالو - جو خاص طور پر خدا کے لئے کئے ہوں - اور اس عمل کے وسیلہ سے خُدا سے دُعا مانگو - امید ہے کہ خدا تعالےٰ اس پتھر یا اس مصیبت کو دُور کر دے - ایک نے ان میں سے کہا - اے اللہ میرے ماں باپ بہت بُوڑھے تھے - اور میرے کئی چھوٹے بچے تھے - اور مَیں بکریاں چرایا کرتا تھا تاکہ ان کا دُودھ ان سب کو پلاؤں - جب شام ہو جاتی - تو مَیں گھر آتا - دُودھ دوہتا اور سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا - پھر بچوں کو دیتا - ایک روز ایسا اتفاق ہُوا - کہ چراگاہ کے درخت مجھ کو دُور لے گئے - (یعنی بکریوں کو چراتا چراتا مَیں دُور نکل گیا) اور وقت پر گھر نہ آسکا - یہاں تک کہ شام ہوگئی - جب گھر پہنچا - تو دیکھا کہ میرے ماں باپ دونوں سوگئے ہیں - مَیں نے حسبِ معمول دودھ دوہا - پھر دودھ کا برتن لے کر ماں باپ کے پاس پہنچا - اور ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا - مجھ کو ان کا جگانا بھی بُرا معلوم ہُوا - اور یہ بھی کہ ماں باپ سے پہلے بچوں کو دُودھ پلاؤں - بچے میرے پاؤں کے پاس پڑے بھوک سے روتے اور چلاتے تھے - اور مَیں دُودھ لئے کھڑا تھا - صبح تک یہی کیفیّت رہی - (یعنی مَیں دُودھ لئے کھڑا رہا اور بچے روتے رہے - اور ماں باپ پڑے سوتے رہے) اے اللہ اگر تو جانتا ہے - کہ مَیں نے یہ کام محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے کیا ہے - تو تُو اس پتھر کو اتنا کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں - چنانچہ اللہ تعالےٰ نے پتھر کو اتنا ہٹا دیا - کہ آسمان نظر آنے لگا -

آج کل کے نوجوان

اس واقعہ کو غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں تاکہ ان کو بیوی بچوں کی خوشنودی اور خدمت سے بڑھ کر ماں باپ کی خوشنودی اور ان کی خدمت کو مقدم خیال کریں - تاکہ قبر کے عذاب اور قیامت کے دن ماں باپ کی بددُعا اور دلی ناراضگی کے باعث دوزخ میں نہ جائیں -

وما علینا الا البلاغ -

ماں باپ کو مہربانی کی نظر سے دیکھنے کا ثواب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَّبْرُوْرَۃً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَطْیَبُ - رواہ البیہقی فی شعب الایمان - ترجمہ - ابن عباس سے روایت ہے - تحقیق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو بیٹا کہ ماں باپ کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے - اللہ (تعالیٰ) اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے - صحابہ (کرام رضؓ) نے عرض کی - اگرچہ دن بھر میں سو مرتبہ دیکھے - آپؐ نے فرمایا - ہاں - اللہ (تعالےٰ) بہت بڑا اور پاکیزہ ہے (یعنی اس کے خزانے میں کس چیز کی کمی ہے)

ماں باپ اگر ظلم بھی کریں - تو بھی سہنا چاہیئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاہُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ -

رواہ البیہقی فی شعب الایمان -

ترجمہ - ابنؓ عباسؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - جو شخص اس حال میں صبح کرے - کہ ماں باپ کے حق میں خدا کے احکام کی اطاعت کرتا ہو - (یعنی ماں باپ کے حقوق کو ادا کرتا ہو) تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے بہشت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں - اور اگر ماں باپ میں سے ایک ہی زندہ ہو تو بہشت کا ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے - اور جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ ماں باپ کے حق میں خدا کا نافرمان ہو تو اس کے لئے دوزخ کے دروازے

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

۱۹۵۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ر جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

قرآن مجید میں ناقابلِ تسخیر پاکستان بنانے کا قانون موجود ہے

اس قانون کی دفعات

پہلی

حدودِ پاکستان میں حکومت نیکیوں کا حکماً رواج دے اور برائیوں کو حکماً بند کرے

(کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ ؕ وَ لَوۡ اٰمَنَ اَہۡلُ الۡکِتٰبِ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ مِنۡہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ اَکۡثَرُہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴

ترجمہ - تم سب امتوں میں سے بہتر ہو - جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں - اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو - اور اللہ پر ایمان لاتے ہو - اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو اُن کے لئے بہتر تھا - کچھ ان میں سے ایماندار ہیں - اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں -

حضورِ انور کی اُمّت کو

یعنی صحابہ کرامؓ کو سب اُمّتوں میں سے بہتر اُمّت اسی لئے کہا گیا ہے - کہ حکماً نیکی کا رواج دیتے تھے - اور حکماً بُرائی کو روکتے تھے - اور اسی خوبی کی بناء پر اللہ تعالےٰ نے اس وقت میں دُنیا کی دو بڑی سلطنتوں (رومی اور ایرانی) کو شکست دلا کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو ان سلطنتوں پر قبضہ دلا دیا - حالانکہ فوجوں کی تعداد ان سلطنتوں کے پاس زیادہ تھی کہ وہ مدتہائے مدیدہ سے چلی آ رہی تھیں اور صحابہ کرامؓ کی سلطنت نوزائیدہ تھی اور اسلحہ کے لحاظ سے بھی وہ سلطنتیں صحابہ کرامؓ کی سلطنت سے بہت طاقتور تھیں -

مگر اللہ تعالیٰ کے ایک قانون

کے لحاظ سے مسلمانوں نے ان کے مقابلہ میں فتح پائی - اور وہ قانون (یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَ یُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ)

سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ - اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے وہ تمہاری مدد کرے گا - اور تمہارے قدم جمائے رکھیگا -

عبرت

اے پاکستانی مسلمانو - اس عبرتناک اعلان کو غور سے پڑھو - اب بھی خدا وُہی ہے جو صحابہ کرامؓ کا تھا - اور تمہارا دین بھی وُہی (قرآن مجید اور حدیث رسول) ہے جو صحابہ کا تھا - اب پھر اسی قاعدے کے مطابق میدانِ جنگ میں دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں آؤگے - تو اللہ تعالےٰ تمہاری حمایت کرنے کے لئے اپنی آسمانی طاقتیں لائیگا - پھر یقیناً تمہارا دشمن خائب خاسر ہو کر میدانِ جنگ سے واپس جائیگا - اور تم فاتح ہو کر حمد و ثنا کے گیت گاتے ہوئے واپس آؤ گے -

دوسری دفعہ

ہر مسلمان کو (اسلامی مملکت کی حفاظت کے لئے) مسلح ہونے کا حکم

(وَ اَعِدُّوۡا لَہُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّۃٍ وَّ مِنۡ رِّبَاطِ الۡخَیۡلِ تُرۡہِبُوۡنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ وَ عَدُوَّکُمۡ وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡ دُوۡنِہِمۡ ۚ لَا تَعۡلَمُوۡنَہُمۡ ۚ اَللّٰہُ یَعۡلَمُہُمۡ ؕ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ یُوَفَّ اِلَیۡکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ۝)

سورہ الانفال رکوع ۸ پارہ ۱۰

ترجمہ - اور ان سے لڑنے کے لئے جو کچھ (سپاہیانہ) قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کرسکو - سو تیار رکھو - کہ اس سے اللہ کے دُشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر جنہیں تم نہیں جانتے - اللہ انہیں جانتا ہے - ہیبت پڑے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کروگے - تمہیں (اس کا ثواب) پُورا ملے گا - اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی -

اس آیت میں اسلحہ اور لڑنے کے لئے گھوڑے

مہیّا کرنے کا حکم مسلمانوں کو دیا گیا ہے کہ ہر مسلمان اپنی توفیق کے مطابق اسلحہ بھی اپنے لئے مہیّا کرے - اور سواری کا انتظام بھی خود کرے - اسی لئے تو آیت کے آخر میں تسلّی دی گئی ہے - کہ "اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کروگے - تمہیں (اس کا ثواب) پُورا ملے گا - اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی -" اسی اعلانِ شاہنشاہی کی بناء پر میں

پاکستان بننے کے وقت ہی سے

حکومت سے کہہ رہا ہوں کہ اب ہتھیاروں سے لائسنس ہٹا دیا جائے - ہر مسلمان جو ہتھیار چاہے رکھے - ریوالور رکھے - یا برین گن رکھے - یا سٹین گن رکھے یا تھری ناٹ تھری کی بندوق رکھے - علاوہ اس کے یہ بھی کہتا آ رہا ہوں - کہ علماء دین کو اجازت دیجئے -

کہ وہ مسلمانانِ پاکستان میں جہاد کا جذبہ

پیدا کریں - اگر گزشتہ حکومت ہم لوگوں کو اجازت دیتی تو کیا حکومت پاکستان کی تنخواہ دار فوج کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان جذبہ جہاد کے ماتحت میدان جنگ میں نہیں آسکتے تھے - اور پھر جب یہ سرفروش اس اسلامی مملکت کو زندہ اور تابندہ

رکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا کر کفر کے مقابلہ میں آتے تو کیا پھر خدائی طاقتیں غیب کے خزانہ سے نہ آتیں - میرا ایمان ہے کہ

خدائی طاقتیں یقیناً

میدان جنگ میں آتیں - ابھی تو عرض کر چکا ہوں - (اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ) ترجمہ گزشتہ صفحہ پر دیکھ لو - پھر تم دیکھتے پاکستان کی فوج ظفر موج کس طرح واپسی پر خوشی سے پھولے نہ سماتی -

تیسری دفعہ

ہمیشہ فوجی بھرتی جاری رہے

(يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ)

سورہ الانفال رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ - اے نبی مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو + یہ حکم وقتی نہیں تھا - بلکہ مسلمانوں کی ہر حکومت کو زندہ اور پائندہ رکھنے کے لئے اس حکم کا عملدر آمد ہوتا رہے گا -

پاکستان بننے سے پہلے ان آیات کی اشاعت کیوں نہیں کی جاتی تھی

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے - کہ مولوی صاحبان اب ان آیات کی تشہیر فرما رہے ہیں - کیا انگریز کے وقت میں یہ آیتیں ان کے پیش نظر نہیں تھیں -

اس کا جواب

یہ ہے کہ انگریز کی حکومت کے وقت میں علماء دین اس ملک کو کفرستان کے نام سے تعبیر کیا کرتے تھے - لہٰذا کفرستان کو مضبوط کرنے کے لئے یہ آیتیں کب پیش کی جا سکتی تھیں - اب ماشاء اللہ تعالےٰ ہمارا ملک پاکستان یعنی اسلامستان ہے - اس کی ایسی حفاظت کرنا اور ایسی بنیادوں پر اس کو قائم کرنا - کہ یہ ملک قیامت تک اسلامستان ہی رہے - اس کے لئے اب یہ دفعات پیش کی جا رہی ہیں - اگر ہماری حکومت صحیح اسلامی سانچے میں اس کو ڈھال دے اور ہماری آئندہ نسلیں بھی اسی طریقہ پر حکومت چلاتی رہیں تو میرا یقین ہے - کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ ملک قیامت تک اسلامی نام ہی سے زندہ تابندہ اور پائندہ رہے گا -

چوتھی

جو مسلمان (بوقت ضرورت) جہاد کے لئے نہیں نکلینگے انکے حق میں وعید

(یعنی عذاب کی دھمکی)

(اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؀) سورہ التوبہ رکوع ۶ پارہ ۱۰

ترجمہ - اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں درد ناک عذاب میں مبتلا کرے گا - اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کرے گا اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے - اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ اگر کسی دور کے مسلمان دین الٰہی کی حمایت کے لئے میدان جہاد میں نہیں نکلینگے تو نہ نکلنے والے مجرم قرار دے کر درد ناک عذاب میں مبتلا کئے جائینگے - اور اللہ تعالےٰ اپنے اسلام کی حفاظت کے لئے کسی اور قوم کو کھڑا کر دیگا - جو لوگ اسلام کی حمایت نہیں کرینگے ، اللہ تعالےٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے - اللّٰھم لا تجعلنا منھم

پانچویں دفعہ

اگر اللہ تعالےٰ کی مدد مسلمانوں کے شامل حال ہو جائے تو پھر انہیں کوئی مغلوب نہیں کر سکتا

اعلان شاہنشاہی

(اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ؀)

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ - اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا - تو تم پر کوئی غالب نہ ہو سکے گا - اور اگر اُس نے مدد چھوڑ دی - تو پھر ایسا کون ہے - جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے - اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے -

اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کا طریقہ

ہر مسلمان کے لئے بالعموم اور مجاہدین اسلام کے لئے بالخصوص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریقہ ضرور معلوم ہونا چاہیئے - تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ سے مدد لی جائے - اور وہ پنجوقتہ نماز کا التزام ہے -

حدیث شریف کی شہادت

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

رواہ احمد -

ترجمہ - ابی ذر رض سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) جاڑوں کے موسم میں نکلے - جبکہ درختوں کے پتے گر رہے تھے - پھر آپؐ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں - اور ان شاخوں سے پتے گرنے لگے - ابو ذر رض نے کہا - پھر آپ نے فرمایا - اے ابو ذر - میں نے عرض کی - میں حاضر ہوں - یا رسول اللہؐ آپ نے فرمایا - جب بندہ مسلمان خالص اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گر جاتے ہیں جس طرح کہ یہ پتے درخت سے جھڑتے ہیں -

اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین

ذریعہ پنجوقتہ نماز کا ادا کرنا ہے - یہ حدیث شریف اسی لئے ذکر کی گئی ہے - کہ پانچویں دفعہ میں مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی مدد کے حاصل ہونے کا ذکر کیا گیا ہے - یہ یاد رہے اللہ تعالےٰ کی مدد اس فوج کو حاصل ہوگی - جس سے اللہ تعالےٰ راضی ہو گا - اور رضا الٰہی حاصل کرنے کے لئے ہر مسلمان کے لئے روزانہ پنجوقتہ نماز کی پابندی لازمی ہے - یہاں تک کہ میدان جنگ میں مسلمان فوجیں دشمن کے مقابلہ میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں - اس وقت بھی نماز کا وقت آ جائے تو بھی نماز پڑھنی پڑے گی -

میدان جنگ میں نماز پڑھنے کا طریقہ

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً

وَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا۝) سورہ النساء رکوع ۱۵ پارہ ۵

ترجمہ - اے نبی جب تو مسلمانوں میں موجود ہو - اور اُنہیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہو - تو چاہئے ان میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو - اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لیں پھر جب یہ سجدہ کریں - تو تیرے پیچھے سے ہٹ جائیں - اور دُوسری جماعت آئے جس نے نماز نہیں پڑھی - وہ تیرے ساتھ نماز پڑھے - اور وہ اپنے بچاؤ اور ہتھیار ساتھ رکھیں - کافر چاہتے ہیں - کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اسباب سے بے خبر ہو جاؤ - تاکہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں - اور اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو - یا ہتھیار رکھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں - اور (تب بھی) اپنا بچاؤ ساتھ رکھو - بیشک اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے -

نماز پڑھنے اور باجماعت پڑھنے کی اہمیّت

اے مسلمان مردو اور عورتو - آپ نے نماز کی اہمیت اور اس کے لازمی ہونے کا اسلام میں ملاحظہ کیا - کہ میدانِ جنگ میں اسلامی فوج دشمن کے سامنے آکر کھڑی ہوتی ہے اور بارش بھی ہو رہی ہے پھر بھی مسلمان کو نہ نماز معاف ہو سکتی ہے - اور نہ جماعت کے ترک کرنے کی اجازت ہے - اس وقت میدان جنگ کی فوج کا کمانڈر فوج کے دو حصّے کر دے گا - ایک حصّہ کو امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دے گا - اگر فوج اپنے مرکز سے سفر کی مسافت سے دُور لڑ رہی ہے - اور اس مقام پر فقط دو رکعت ہی فرض ہیں - تو ایک رکعت (یعنی آدھی نماز) فوج کا پہلا حصّہ پڑھ کر امام صاحب کے پیچھے سے ہٹ کر آ جائیگا - اور امام صاحب کھڑے رہینگے - تاآنکہ فوج کا یہ پہلا حصّہ دشمن کے مقابلہ میں جا کھڑا ہو - اور دوسرا حصّہ امام صاحب کے پیچھے آکر کھڑا ہو جائیگا اور ایک رکعت (یعنی آدھی نماز) امام صاحب کے ساتھ پڑھے گا - (اس کے بعد دو صورتیں ہیں) ایک یہ ہے کہ یہ فوج کا حصّہ پھر دشمن کے مقابلہ میں جا کر کھڑا ہو جائیگا - اور پہلا حصّہ آکر دوسری رکعت ادا کرے گا - پھر یہ پہلا حصّہ فوج کا دشمن کے مقابلہ میں جا کر کھڑا ہو گا - اور دُوسرا حصّہ فوج کا آکر اپنی آدھی نماز (یعنی دوسری رکعت) پڑھے گا - اور یہ صورت بھی جائز ہے - کہ فوج کا دوسرا حصہ اپنی ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھ کر اسی وقت دوسری رکعت بھی پڑھ کر ہی جائے - بہر حال میدان جنگ میں جب اسلامی فوج دشمن کے مقابلہ میں کھڑی ہو - تب بھی نہ نماز چھوڑی جا سکتی ہے - اور نہ جماعت ترک کی جا سکتی ہے - ہاں اگر ایسی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے کہ فوج کے دو حصّے کرکے آدھی کو نماز پڑھنے کی مہلت نہیں دی جا سکتی ہے بلکہ ساری فوج دشمن کے مقابلہ میں لڑاتے رہنے کی ضرورت ہے تو پھر جہاد مقدم ہوگا - اور میدانِ جنگ سے فارغ ہونے تک نماز موخر کی جائے گی -

چھٹی دفعہ

"اللہ تعالےٰ کی مصلحت کا تقاضا ہے کہ دُنیا میں نیکوں کے مُبارک ہاتھوں سے بدوں کے حملوں کی مدافعت کرائی جائے - تاکہ نیکی دُنیا میں موجود اور محفوظ رہے - بدی کو نیچا دکھانے کے لئے نیکوں کا میدان میں آنے کا نام ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے -

(اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ۝ نِ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۝) سورہ الحج رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ - جن سے کافر لڑتے ہیں - اُنہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے - اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا - اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے - وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے - اور اگر اللہ لوگوں کو ایک کو دوسرے سے نہ ہٹاتا تو تکئے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھا دی جاتیں - جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے - اور اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا - جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا - بیشک اللہ زبردست غالب ہے -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں - "یعنی اپنی قلت اور بے سرو سامانی سے نہ گھبرائیں اللہ تعالےٰ مُٹھی بھر فاقہ مستوں کو دُنیا کی فوجوں اور سلطنتوں پر غالب کر سکتا ہے - فی الحقیقت یہ ایک شاہنشاہانہ طرز میں مسلمانوں کی نصرت و امداد کا وعدہ تھا - جیسے دُنیا میں بادشاہ اور بڑے لوگ وعدہ کے موقعہ پر اپنی شان و وقار و استغنا دکھلانے کے لئے کہدیا کرتے ہیں - کہ ہاں تمہارا فلاں کام ہم کر سکتے ہیں - شاید یہ عنوان اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ مخاطب سمجھ لے کہ ہم ایسا کرنے میں کسی سے مجبور نہیں ہیں - جو کچھ کرینگے - اپنی قدرت و اختیار سے کریں گے -

(الا ان یقولوا ربنا اللہ) یعنی مسلمان مہاجرین جو اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں - ان کا کوئی جرم نہ تھا - نہ ان پر کسی کا کوئی دعوےٰ تھا - بجز اس کے کہ وہ اکیلے ایک خُدا کو اپنا رب کیوں کہتے ہیں - اینٹ پتھروں کو کیوں نہیں پوجتے - گویا ان پر سب سے بڑا اور سنگین الزام اگر لگایا جا سکتا ہے تو یہ ہی کہ ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کے کیوں ہو رہے -

(ولولا دفع اللہ الناس) یعنی اگر کسی وقت اور کسی حالت میں بھی ایک جماعت کو دوسری سے لڑنے بھڑنے کی اجازت نہ ہو - تو یہ اللہ تعالےٰ کے قانونِ فطرت کی سخت خلاف ورزی ہوگی - اس نے دُنیا کا نظام ہی ایسا رکھا ہے کہ ہر چیز یا ہر شخص یا ہر جماعت دوسری چیز یا شخص یا جماعت کے مقابلہ میں اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لئے جنگ کرتی ہے - اگر ایسا نہ ہوتا - اور نیکی کو اللہ تعالےٰ اپنی حمایت میں لے کر بدی کے مقابلہ میں کھڑا نہ کرتا - تو نیکی کا نشان زمین پر باقی نہ رہتا - بد دین اور شریر لوگ جن کی ہر زمانہ میں کثرت رہی ہے - تمام مقدس مقامات اور یادگاریں ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے - کوئی عبادتگاہ، تکیہ، خانقاہ، مسجد، مدرسہ محفوظ نہ رہ سکتا - بناءً علیہ ضروری ہُوا کہ بدی کی طاقتیں خواہ کتنی ہی مجتمع ہو جائیں - قدرت کی طرف سے ایک وقت آئے - جب نیکی کے مقدس ہاتھوں سے بدی کے حملوں کی

مدافعت کرائی جائے۔ اور حق تعالےٰ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خود مدد فرماکر ان کو دشمنانِ حق و صداقت پر غالب کرے۔ بلا شبہ وہ ایسا قوی اور زبردست ہے۔ کہ اس کی اعانت و امداد کے بعد ضعیف سے ضعیف چیز بڑی بڑی طاقتور ہستیوں کو شکست دے سکتی ہے۔ بہرحال اس وقت مسلمانوں کو ظالم کافروں کے مقابلہ میں جہاد و قتال کی اجازت دینا اسی قانونِ قدرت کے ماتحت تھا۔ اور یہ وہ عام قانون ہے۔ جس کا انکار کوئی عقلمند نہیں کرسکتا۔ اگر مدافعت و حفاظت کا یہ قانون نہ ہوتا تو اپنے اپنے زمانہ میں نہ صومعے (کوٹھڑے) قائم رہتے۔ نہ نصاریٰ کے گرجے۔ نہ یہود کے عبادتخانے۔ نہ مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ سب عبادتگاہیں گرا کر اور ڈھا کر برابر کر دی جاتیں۔ پس اس عام قانون کے ماتحت کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کو ایک وقت مناسب پر اپنے دشمنوں سے لڑنے کی اجازت نہ دی جائے"۔

دربار رسالتؐ کے جہاد سے متعلقہ احکام

برادرانِ اسلام۔ اس سے گزشتہ اوراق میں آپ اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہونگے۔ کہ جہاد کے سوا دُنیا میں اسلام زندہ نہیں رہ سکتا۔ جس کا اصلی دستور العمل قرآن مجید ہے۔ اور جس کا عملی نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ اور سابقہ اوراق میں اکثر قرآن مجید ہی کے حوالوں سے تفصیلی احکام پیش کئے گئے ہیں۔ اب مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں جہاد کے موضوع پر جو ارشادات ہیں ان میں سے جو چیزیں آج کے خطبہ کے لئے موزوں ہیں۔ وہ آپ کے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا
جہاد کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقَالَ اَعِدْهَا عَلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعَادَهَا عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ وَ اُخْرٰی یَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِاَئَةَ دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالَ وَمَا هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ سے روایت ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ سے رب ہونے کے لحاظ سے راضی ہوگیا۔ اور اسلام سے دین ہونے کے لحاظ سے (راضی ہوگیا) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) سے رسول ہونے کے لحاظ سے (راضی ہوگیا) اس کے لئے بہشت لازم ہوچکی (یعنی وہ شخص بہشت میں ضرور جائیگا) اس پر ابُوسعید کو تعجب ہُوا۔ پھر اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ان باتوں کو پھر فرمائیے۔ پھر آپؐ نے اس پر یہی (تین باتیں) دُھرا دیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ ایک دوسری بات بھی ہے جس کے سبب سے اللہ (تعالےٰ) بندے کے سو درجے بہشت میں بلند کر دے گا۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا۔ جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ ابوسعید نے عرض کی یا رسول اللہ۔ وہ کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

میرے خیال میں

اعمال صالحہ میں سے جو فضیلت جہاد کی آپ سُن رہے ہیں۔ یہ فضیلت اور کسی نیک کام کے حصّہ میں نہیں آئی اور اسی اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرنے ہی سے تو اسلام آج تک زندہ ہے۔ اگر خدانخواستہ بفرضِ محال اگر مسلمانوں میں جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ باقی نہ رہتا تو اس کے سوا پھر اور کوئی اور نیک عمل ایسا نہیں تھا جس پر عمل کرنے سے کفار ہر دور میں شکست کھاتے۔ اور اسلام اپنی آن اور شان سے زندہ رہتا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ اسی جہاد ہی کے عقیدہ سے دُنیا کے کئی ممالک پر مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں۔

خُدا کی قدرت جہاد کے نام ہی سے

کُفّار کے اعضاء پر لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ان کے دلوں پر دھڑکن پیدا ہوجاتی ہے

تازہ شہادت

گزشتہ کشمیر کی جنگ جو پاکستان اور بھارت میں کشمیر کی سرحد پر ہوئی ہے۔ اس جنگ میں فوج میں شریک ہونے والے احباب ذکر کرتے ہیں۔ کہ ایک پٹھان غازی ڈوگرہ فوج میں جا گھستا ہے تو ڈوگرہ کی فوج میں شور مچ جاتا ہے کہ پٹھان غازی آگیا۔ ڈوگرہ فوج کا سپاہی باوجود بندوق ہاتھ میں ہونے کے غازی پٹھان پر گولی نہیں چلاسکتا۔ اور پٹھان غازی چار چار پانچ پانچ رائفلیں ڈوگروں سے چھین کر صحیح و سلامت واپس آجاتا ہے۔

اے مسلمان

تُو ملک گیری کی نیّت سے نہیں۔ خدا تعالےٰ کے اسلام (جس کا علم قرآن مجید ہے۔ اور جس کی عملی شرح حدیث رسولؐ ہے) کا سربلند کرنے کے لئے میدان میں آ۔ سوائے اس کے تیرے دل میں اور کوئی جذبہ نہ ہو۔ پھر دیکھ۔ اللہ تعالےٰ کے وعدے کس طرح سچّے ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد جو صحابہ کرامؓ کے لئے آیا کرتی تھی۔ وہ تیرے لئے آتی ہے یا نہیں۔ میرا ایمان ہے۔ اور خُدا تعالےٰ کا فرمان ہے۔ کہ یقیناً وہ مدد آئیگی۔ اس کا اعلان واجب الاذعان (ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ ترجمہ۔ اگر تم اللہ (تعالیٰ) کے دین کی مدد کروگے تو اللہ (تعالےٰ) تمہاری مدد کریگا) قیامت تک کے لئے ہے۔

اور اے موجودہ دور کے مسلمان

اگر تُو نماز نہ پڑھے۔ روزہ نہ رکھے۔ اور شراب پئے۔ اور ڈانس کھیلے۔ اور روزانہ سینما کے شو دیکھے۔ پھر اگر تیرا نام محمد دین ہو۔ یا الہ دین ہو یا اللہ دتّا ہو یا عبداللہ جان ہو یا عبداللہ خان ہو۔ اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تم سے ناراض ہونگے۔ روزانہ کے ڈائری نویس (کراماً کاتبین) فرشتے تم سے ناراض ہونگے۔ اللہ تعالےٰ کی ان نافرمانیوں کے ہوتے ہوئے تم خیال کرسکتے ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کی مدد تمہارے شاملِ حال ہوسکتی ہے؟ وما علینا الا البلاغ

دُوسرا
ہر مسلمان کے لئے کم ازکم دل میں جہاد کا جذبہ رکھنا ضروری ہے

کہ اگر میری ضرورت ہوئی تو مَیں بھی میدانِ جہاد میں جاؤں گا۔ ورنہ اُس شخص کی موت خالص مومن کی سی موت نہیں ہوگی۔ بلکہ ایسے شخص کے اندر ایک طرح کا نفاق پایا جائیگا۔

وَلَا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ رواہ مسلم

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو شخص مرا - ایسے حال میں کہ نہ تو (اللہ تعالےٰ کی راہ میں) جہاد کیا - اور اپنے دل میں اس کا ارادہ بھی نہ رکھا تو وہ نفاق کے ایک شعبے (یعنی ایک حصّے) پر مرے گا - (یعنی اس کا ایمان کامل نہیں ہوگا -

حاصل

یہ نکلا کہ ہر مسلمان کے دل میں جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ موجود رہنا چاہیئے - ورنہ ایمان کامل نہیں رہے گا - اور جہاد فی سبیل اللہ کا مطلب یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کے دین کی حفاظت کے لئے میدانِ جنگ میں جاؤں گا - اس کے علاوہ نہ ملک کی خدمت کا جذبہ ہی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں منظور ہے - اے مسلمان

یہ یاد رکھ

دُنیا کی دوسری قومیں قومیت اور وطنیت کے جذبہ کے ماتحت لڑتی ہیں اور مسلمان کو فقط رضا الٰہی حاصل کرنے اور اس کے دین کو زندہ کرنے کے ماتحت لڑنا چاہیئے ورنہ یاد رکھ - اگر تو قومیت یا وطنیت کے جذبہ کے ماتحت لڑتے لڑتے مارا بھی جائیگا تو بھی اللہ تعالےٰ کے دربار میں تیری کوئی عزت نہ ہوگی - اے مسلمان - میرے اعلان کی شہادت رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سے سُن -

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُهٗ فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ -

ترجمہ - ابی موسٰی سے روایت ہے - کہا - ایک شخص نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا - پھر اس شخص نے عرض کی - کہ ایک شخص مالِ غنیمت حاصل کرنے کی نیّت سے (مسلمانوں کے میدانِ جنگ میں شامل ہو کر) لڑتا ہے - اور ایک شخص شہرت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے - اور ایک شخص لڑتا ہے - تاکہ اس کی بہادری کا کمال دیکھا جائے - پھر (ان میں سے) کون فی سبیل اللہ ہوگا ؟ آپ نے فرمایا - جو شخص اس نیت سے لڑے کہ اللہ (تعالیٰ) کا کلمہ بلند ہو - (یعنی اس کے دین کو بلندی حاصل ہو کہ دین الٰہی زندہ اور تابندہ رہے) وہ فی سبیل اللہ ہوگا -

مجھے یقین ہے

کہ آپ حضور انورؐ کے اس اعلان سے سمجھ گئے ہونگے - کہ قومیت یا وطنیت کے ماتحت لڑنے کی اسلام میں کوئی قیمت نہیں ہے

مسلمان قیامت تک جہاد کرتے رہینگے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ عَلٰی مَنْ نَّاوَاهُمْ حَتّٰی یُقَاتِلَ اٰخِرُهُمُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ رواہ ابو داؤد -

ترجمہ - عمران بن حصین سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میری اُمّت میں سے ایک طائفہ (گروہ) حق (یعنی سچّے دین کی حمایت) پر لڑتا رہے گا - ایسے حال میں کہ وہ لوگ اپنے دشمنوں پر غالب آنے والے ہونگے - یہاں تک کہ ایسے لوگوں میں سے آخری جتھا مسیح دجال سے لڑیگا

حاصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا حاصل یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت اسلام کی حفاظت کے لئے قیامت تک جہاد کرتی رہے گی -

جہاد کی ترغیب اور ایک عجیب واقعہ

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَّثُّ الْهَیْئَةِ فَقَالَ یَا اَبَا مُوْسٰی اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَقْرَأُ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ ثُمَّ کَسَرَ جَفْنَ سَیْفِهٖ فَاَلْقَاهُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِهٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰی قُتِلَ رواہ مسلم

ترجمہ - ابی موسٰیؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک بہشت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں - پھر ایک خستہ حال شخص کھڑا ہوا - پھر اس نے کہا - اے ابا موسےٰ تو نے یہ بات خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرماتے ہوئے سُنی ہے - ابا موسٰی نے کہا - ہاں - پھر وہ شخص اپنے دوستوں کے ہاں لوٹ کر آیا - پھر کہا - میں تمہیں سلام کرتا ہوں - پھر اپنی تلوار کے نیام کو توڑ کر پھینک دیا - پھر تلوار لے کر دشمن کی طرف روانہ ہُوا - اس سے لڑا - یہاں تک کہ شہید ہوگیا -

جنگ اُحد کے شہیدوں کا پیغام مجاہدین کے نام

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ اِنَّهٗ لَمَّا اُصِیْبَ اِخْوَانُکُمْ یَوْمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَأْکُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِیْبَ مَأْکَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِیْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ یُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اَنَّا اَحْیَاءٌ فِی الْجَنَّةِ لِئَلَّا یَزْهَدُوْا فِی الْجَنَّةِ وَلَا یَنْکُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْکُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ اِلٰی آخِرِ الْاٰیَاتِ رواہ ابوداؤد

ترجمہ - ابن عباسؓ سے روایت ہے - تحقیق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا - جب تمہارے بھائی اُحد کے دن شہید کئے گئے - تو اللہ (تعالےٰ) نے اِن کی رُوحوں کو سبز پرندوں کے جسم میں داخل کر دیا - وہ پرندے بہشت کی نہروں پر آتے ہیں - بہشت کے میووں کو کھاتے ہیں - اور سونے کے ان قندیلوں میں آرام حاصل کرتے ہیں - جو اللہ (تعالےٰ) کے عرش کے نیچے معلق ہیں - ان شہیدوں نے جب اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کی مسرتوں کو حاصل کیا - تو کہا - کون ہے - جو ہمارے بھائیوں کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچائے - کہ ہم بہشت میں زندہ ہیں - تاکہ وہ بہشت کو حاصل کرنے میں بے پروائی سے کام نہ لیں - اور لڑائی کے موقعہ پر سُستی سے کام نہ کریں - پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا - کہ مَیں تمہارا پیغام تمہارے بھائیوں تک پہنچا دُونگا - پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی - ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون

فتوحات کے بعد جنگی ہتھیاروں کی مشق جاری رہنی چاہیئے

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَوْمٍ مِّنْ اَسْلَمَ یَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ اِرْمُوْا بَنِیْ اِسْمٰعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا

وَّاَنَا مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ لِاَحَدِ الْفَرِیْقَیْنِ فَاَمْسَکُوْا بِاَیْدِیْھِمْ فَقَالَ مَالَکُمْ قَالُوْا وَکَیْفَ نَرْمِیْ وَ اَنْتَ مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ قَالَ اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ کُلِّکُمْ رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ سلمہؓ بن اکوع سے روایت ہے. کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی اسلم میں تشریف لے گئے۔ جب کہ وہ لوگ بازار میں تیراندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپؐ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے اسمٰعیل علیہ السلام کے بیٹو۔ تیراندازی کرو۔ تمہارے باپ تیرانداز تھے۔ اور مَیں فلاں فریق کے ساتھ ہوں (یعنی ایک فریق کا نام لے کر فرمایا) پھر دوسرے فریق نے تیراندازی چھوڑ دی۔ (یعنی تیر پھینکنے سے ہاتھ روک لیا) آپ نے پوچھا۔ تمہیں کیا ہوگیا۔ اُنہوں نے عرض کی۔ ہم اس حالت میں کیونکر تیراندازی کر سکتے ہیں۔ جبکہ آپ اس فریق کے ساتھ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم تیراندازی کرو۔ مَیں تم سب کے ساتھ ہوں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے دلوں میں اس جذبۂ جہاد کو قائم رکھے۔ تاکہ ہمیشہ ضرورت کے وقت اسلام کا بول بالا کرسکیں۔ اور کفر کو نیچا دکھا سکیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سامنے اس کے کسی مسلم بھائی کی غیبت اور بدگوئی کی جائے اور وہ اس کی نصرت و حمایت کر سکتا ہو اور کرے (یعنی غیبت و بدگوئی کرنے والے کو س سے روکے یا اس کا کواب دے اور مداخلت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا، اور اگر قدرت حاصل ہونے کے باوجود وہ اس کی نصرت و حمایت نہ کرے (نہ غیبت کرنے والے کو غیبت سے روکے نہ جوابدہی اور مدافعت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں س کوتاہی پر پکڑے گا (اور اس کی سزا دے گا)۔ شرح السنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے، اور مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، اس کے ضرر کو اس سے دفع کرتا ہے اور اس کے پیچھے سے اس کی پاسبانی و نگرانی کرتا ہے۔ سنن ابی داؤد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

شاہنشاہِ حقیقی جل شانہ کے دربار کا بھی وہی قانون ہے

جو

دُنیا کے انصاف پسند بادشاہوں کا ہوتا ہے

کہ مجرم پہلے جرم کرتا ہے پھر اُسے سزا دی جاتی ہے

ہاں

اگر بادشاہ اپنی مہربانی سے معاف کر دے تو اس کا احسان ہے

مجرموں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے سزا دیئے جانے کے متعلق

اعلانات

پہلا

(مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِہٖ ۙ وَ لَا یَجِدۡ لَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیۡرًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۱۸ پارہ ۵

ترجمہ - جو کوئی بُرا کام کرے گا - اس کی سزا دیا جائے گا اور اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں پائیگا -

یہ کیوں

اللہ تعالےٰ کے احکام کی مخالفت کرنے والوں کو سزا کی دھمکی اس لئے دی گئی ہے کہ جو بادشاہ اپنے نافرمانوں کو سزا نہ دیسکے - اس کے ملک میں اس کی حکومت چل ہی نہیں سکتی - حضرت مولانا و مقتدانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی فرماتے ہیں کہ انسانو میں بعض نفوس سبعیہ والے ہوتے ہیں - یعنی شکل میں تو وہ انسان ہی ہوتے ہیں - مگر ان کے اندر درندوں کی صفت ہوتی ہے - کہ جس کمزور کو دیکھا - اسے دُکھ دینا شروع کر دیا - اور اُس کمزور کی تکلیف اور دُکھ کو وہ درندوں کی طرح ذرا بھی محسوس نہیں کرتے - پھر حاکمِ وقت کا فرض ہوتا ہے - کہ اپنی طاقت سے ان درندہ صفت انسانوں کو عبرتناک سزا دے - تاکہ کمزور اور بےبس انسان بھی اس کی مملکت میں چین سے زندگی بسر کریں - اسی قاعدے کی بناء پر احکم الحاکمین نے بھی اپنی مقدس کتاب (قرآن مجید) میں اعلان فرما دیا ہے - کہ جو شخص بھی کوئی بُرا کام کرے گا - وہ سزا پائے گا -

دُوسرا

(مَنۡ یَّکۡسِبۡ اِثۡمًا فَاِنَّمَا یَکۡسِبُہٗ عَلٰی نَفۡسِہٖ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ۝) سورہ النساء ع ۱۶ پ ۵

ترجمہ - اور جو کوئی گناہ کرے - سو اپنے ہی حق میں کرتا ہے - اور اللہ سب باتوں کا جاننے والا حکمت والا ہے -

یعنی

جو شخص اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرے گا اس کی زد اسی پر پڑے گی - یعنی اس کی سزا بھی اسی کو بھگتنی پڑے گی - یہ نہیں ہوسکتا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی -

تیسرا

(یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ وَ یُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ ہٰذَا ؕ قَالُوۡا شَہِدۡنَا عَلٰۤی اَنۡفُسِنَا وَ غَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَ شَہِدُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ اَنَّہُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۶ پارہ ۸

ترجمہ - اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے - جو تمہیں میرے احکام سُناتے تھے - اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے - کہیں گے - ہاں - ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور انہیں دُنیا کی زندگی نے دھوکا دیا ہے - اور اپنے اُوپر گواہی دینگے - کہ وُہ کافر تھے -

سُبحان اللہ

اللہ تعالےٰ کی کیا عجیب قدرت ہے - کہ قیامت کے دن مجرم خود اپنے مجرم ہونے کا اعلان کریں گے - مگر اس دن کا اقرار کس کام کا - یہ اقرار تب مفید تھا - کہ عذاب الٰہی دیکھنے سے پہلے انبیاء علیہم السلام یا انبیاء علیہم السلام کی طرف سے آنے والے مبلغوں کی بات کو مان لیتے -

اِنسان کے جرموں کی نوعیت

اللہ تعالےٰ کے مذکورۃ الصدر اعلانات سے یہ چیز تو صاف ہوگئی - کہ بارگاہ الٰہی سے مجرموں کو سزا ملے گی - اب یہ چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسانوں کے جرموں کی نوعیت کیا ہوگی - ہر انسان کے ذمہ دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں - ایک وہ حقوق جن کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ہے - اور دوسرے وہ حقوق جن کا تعلق انسانوں سے ہے - لہٰذا انسان دونوں قسم کے حقوق میں سے جس کی حق تلفی کرے گا - مجرم قرار دیا جائے گا - اور سزا کا مستحق ہوجائیگا -

نمبر اوّل حقوق اللہ کی حق تلفی

حقوق اللہ کی حق تلفی تین صورتوں میں بالکل واضح طور پر ہوتی ہے - ۱ شرک کرنے سے - ۲ کفر کرنے سے - ۳ نفاق اعتقادی اختیار کرنے سے - تینوں کی تفصیل آگے ملاحظہ ہو -

مسئلہ توحید سمجھنے کے لئے قرآن مجید کی آیات ملاحظہ ہوں

در اصل شرک یہ ہے کہ جو تعلق انسان کو اللہ تعالےٰ سے ہی رکھنا چاہئے تھا -

وُہی تعلق اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور سے بھی رکھے۔ اس کی چند مثالیں

پہلی

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

سورہ الشوریٰ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کُنجیاں ہیں۔ روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو بھی رزق کی کشادگی یا تنگی کرنے والا سمجھے گا۔ تو وہ مشرک ہو جائیگا۔ یہ مجرم اپنے آپ کو مشرک سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر قرآن مجید کے فیصلہ کے مطابق بارگاہِ الٰہی میں وہ مشرک ہی کہلائے گا۔ اگر یہ شخص توبہ کرکے مرا۔ تو بہشت میں جا سکے گا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین حضورِ انورؐ پر ایمان لانے سے پہلے اکثر مشرک ہی تو تھے۔ مگر ایمان لانے کے بعد ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر صحابی جنّت کا وارث ہے۔

توبہ کئے بغیر مرا تو اس کے متعلق

قرآن مجید کا یہ اعلان ملاحظہ ہو:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ○) سورہ النساء رکوع ۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا۔ جو اس کا شریک کرے۔ اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

دُوسری

قرآن مجید کا اعلان کہ اولاد فقط اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ○ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ○

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ لڑکیاں عطا کرتا ہے۔ اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے۔ سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

اب اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے سوا

کسی اور کو بھی اولاد دینے یا نہ دینے کا اختیار خیال کرے۔ تو وہ اس معاملہ میں مشرک ہو جائے گا۔ اگر اس غلط عقیدہ سے توبہ کرکے مریگا تو بہشت میں جاسکیگا ورنہ نہیں۔

تیسری

خلیل الرحمن حضرت ابراہیمؑ کا اعلان کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی بھی شفا نہیں دے سکتا

(وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○)

سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور جب مَیں بیمار ہوتا ہوں۔ تو وُہی مجھے شفا دیتا ہے۔

اتنے بڑے جلیل القدر پیغمبر کا اعلان کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ ان کے اس اعلان سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ بیماری سے شفا دینا یہ فقط اللہ تعالےٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ حتّٰی کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنی بیماری سے شفا پانے کے لئے اللہ تعالےٰ ہی کے محتاج ہیں۔

واقعہ بھی یہی ہے

کہ بیماری سے شفایابی اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اگر دوا میں شفا کی تاثیر بالذات ہوتی تو ہر مرتبہ استعمال کرنے سے شفا ہو جاتی۔ حالانکہ وہی دوا وہی مریض ایک مرتبہ استعمال کرتا ہے تو شفا ہو جاتی ہے۔ پھر وہی دوا اسی بیماری کے لیئے دوسری مرتبہ استعمال کرتا ہے۔ تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ دو مریض ایک ہی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ایک مریض کو ایک دوا سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے مریض کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہر انسان بالخصوص مسلمان کا فرض ہے۔ کہ جب بیمار ہو تو شفایابی کی دُعا اللہ تعالےٰ سے کرے۔ ہاں دوا استعمال کرنا شرعاً کوئی جرم نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص علاج کی بجائے اللہ تعالےٰ پر اعتماد کرکے بیٹھ رہے

تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے بھی ایسے لوگوں کو شفا عطا فرما دیتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا۔ کہ شفا علاج پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ایسے

ستّر ہزار مسلمان بلاحساب وکتاب

بہشت میں جائیں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِيْلَ لِيَ انْظُرْ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ لِيَ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ

متفق علیہ۔ ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن نکلے۔ پھر فرمایا۔ مجھ پر اُمّتیں پیش کی گئیں۔ پھر گزرنے شروع ہُوئے۔ ایک نبی گزرا۔ اور اس کے ساتھ ایک ہی آدمی تھا (جو اس پر ایمان لایا) اور ایک نبی گزرا۔ جس کے ساتھ دو آدمی تھے۔ (جو اس پر ایمان لائے تھے) اور ایک نبی گُزرا۔ جس کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ اور ایک نبی گزرا۔ جس کے ساتھ کوئی آدمی نہیں تھا۔ (جو اس پر ایمان لایا ہو۔ پھر مَیں نے ایک بہت بڑی جماعت کو دیکھا۔ جس نے کنارہ بھرا ہوا تھا۔ پھر مَیں نے امید کی کہ یہ میری اُمّت ہوگی۔ پھر کہا گیا۔ کہ یہ موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم میں ہیں۔ پھر مجھے کہا گیا۔ کہ دیکھ پھر مَیں نے بہت بڑی جماعت دیکھی۔ جس نے آسمان کے کناروں کو بھر دیا تھا۔ پھر مجھے کہا گیا۔ اِدھر اور اُدھر دیکھ۔ پھر مَیں نے بہت بڑی جماعت کو دیکھا۔ جنھوں نے آسمان کا کنارہ بھرا ہُوا تھا۔ پھر کہا گیا۔ کہ یہ تیری اُمّت کے لوگ ہیں۔ اور ان کے ساتھ ستّر ہزار اُن کے آگے آگے ہیں۔ جو

بہشت میں حساب دیئے بغیر داخل ہونگے۔ وہ وہ لوگ ہیں۔ جو نہ پرندوں سے فال پکڑتے ہیں۔ اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں۔ اور نہ ہی داغ لگاتے ہیں (جو عرب میں رواج تھا۔ کہ بہت سی بیماریوں کے لئے اور کسی قسم کا علاج کرنے کی بجائے فقط اس جگہ کو داغ دینا کافی سمجھتے تھے) اور (اپنی بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لئے) اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔ پھر عکاشہ بن محصن کھڑا ہُوا۔ پھر عرض کی۔ (یا رسول اللہ) اللہ سے دُعا کیجئے۔ کہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ تو اس کو انہیں میں سے کر دے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہُوا۔ پھر اس نے عرض کی۔ (یا رسول اللہ) اللہ سے دُعا کیجئے۔ کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا اس درجہ پر پہنچنے کے لئے عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔

کفر اور شرک کے مجرموں کی سزا کے

متعدد اعلانات

پہلا

(اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدِیْنَ فِیْھَا ط اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ)

سورہ البینہ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے منکر ہیں اور مشرکین وہ دوزخ کی آگ میں ہونگے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ بد ترین مخلوقات ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ کافروں کو بد ترین مخلوقات قرار دیا گیا ہے۔ خواہ وہ لوگ اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرکوں میں سے ہوں اور یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ آسمانی کتاب پر ایمان لانے کے بعد بھی انسان کافر ہو سکتا ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

مشرکوں سے اللہ تعالےٰ بیزار ہے

(وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ)

سورہ التوبہ رکوع ۱ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کے دن لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور یہ یاد رہے کہ توحید اور شرک میں صحیح اور مکمل طور پر آدمی تب تمیز کر سکتا ہے کہ خود قرآن مجید کا مطلب سمجھنے کی استعداد ہو۔ اور اگر اپنے اندر اتنی استعداد نہیں ہے تو پھر کسی عالم سے قرآن مجید با معنی پڑھے۔ یا کسی عالمِ قرآن مجید کے درس میں باقاعدہ جائے۔ ورنہ مسلمان بھی کہلائے گا اور شیطان اسے اپنے مکر و فریب کے جال میں پھنسا کر شرک کے دائرہ کے اندر لا کر کھڑا کر دیگا۔

مسلمان سے میری عقیدت

مسلمانوں کے متعلق میرا نظریہ یہ ہے۔ کہ کوئی مسلمان بھی شرک کو شرک سمجھ کر شرک نہیں کرتا یا کفر کو کفر سمجھ کر کفر نہیں کرتا۔ شرک اور کفر کا الزام تو اس پر وہ لوگ لگاتے ہیں۔ جن کے سینہ میں نورِ قرآن ہے۔ ہاں یہ چیز ضروری ہے کہ اگرچہ شرک کو شرک یا کفر کو کفر سمجھ کر نہ کریں۔ مگر قانون الٰہی کی زد میں ضرور آئینگے۔ اور شرک اور کفر کی سزا ضرور پائیں گے۔ مثلاً اگر کوئی شخص زہر کو زہر سمجھ کر نہ کھائے تو بھی زہر اپنا اثر دکھائیگا۔ اور وہ موت کے گھاٹ اتر جائے گا۔ البتہ بیخبری میں کھانے کے باعث اسے خودکشی کا مجرم تو قرار نہیں دیا جائے گا۔

ایک شبہ کا جواب

اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو۔ کہ جب وہ لوگ شرک کو شرک اور کفر کو کفر سمجھ کر نہیں کرتے۔ تو پھر انہیں دوزخ کی سزا کیوں دی جائے گی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہر کلمہ گو مسلمان کو معلوم ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا نازل کیا ہُوا ہے۔ اور اس میں مذہب اسلام کے متعلق تمام ضروری ہدایات موجود ہیں۔ پھر کیا ان مسلمانوں کا یہ مذہبی فرض نہیں تھا کہ کسی عالمِ دین کے پاس جاتے اور اس سے جاکر دین سیکھتے۔ ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ کہ ہر چیز سیکھنے سے ہی آتی ہے۔ اسی لئے ہر مسلمان جو کام بھی کرنا چاہتا ہے۔ اسے پہلے اُستاد سے سیکھنا ہے۔ اگر جوتا گانٹھنے کے لئے اُستاد کی ضرورت ہے۔ سر مونڈنے کے لئے حجام سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔ تو کیا خدا تعالےٰ کا نازل کردہ مذہب اسلام کسی عالم سے سیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ تعلیم اسلام سے یہ بے توجہی اور یہ لاپرواہی ایک بہت بڑا جرم ہے جو ان لوگوں نے کیا۔

اس کے علاوہ

ان مجرموں پر ایک اور طریقہ سے بھی اتمامِ حجّت ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی شرک اور کفر میں مبتلا رہنے والے مجرم ہو جاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ایسے حضرات علماء کرام ہر جگہ رکھے ہوتے ہیں۔ جو قرآن مجید اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی صحیح آواز مسلمانوں کے کانوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اپنے اس خطّہ ملک مغربی پاکستان میں آپ کراچی سے لے کر پشاور تک سیر کرکے دیکھ لیجئے۔ کہ بفضلہ تعالےٰ ہر بڑے شہر میں بلکہ قصبات اور دیہات میں بھی کتاب و سنۃ کی صحیح تعلیم اور مسلمانوں کے کانوں میں صحیح آواز پہنچانے والے علماء کرام موجود ہیں۔

باوجود اس کے

پھر آپ کراچی سے پشاور تک حقیقت شناس نگاہ سے دیکھیں گے۔ کہ باوجود ان حضرات کی موجودگی کے اکثر مسلمان شرک اور کفر میں مبتلا ہیں۔ بلکہ "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" والی مثال ہے۔ کہ عام طور پر مسلمانوں کا بے دین طبقہ علماء دین سے متنفر اور بیزار ہے۔ اور بُرائی کے ہر کام میں دلچسپی لیتا ہے۔ روپیہ خرچ کرتا ہے۔ روزانہ وقت صرف کرتا ہے اور ان بیہودہ مجلسوں میں شوق سے جاتا ہے۔

کیا

سینما دیکھنے کے لئے ہر شہر میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے پاس وقت بھی ہے اور روپیہ بھی۔ باقی کتاب و سنۃ کی آواز پہنچانے والے علماء کرام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے ان کے پاس وقت نہیں ہے

ان بے دینوں کا اپنے متعلق فیصلہ

(اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ)

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ○ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہیں گے اے ہمارے رب - ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے - اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے - اگر پھر کریں - تو بیشک ظالم ہونگے - فرمائے گا - اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو - اور مجھ سے نہ بولو - میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا - جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخشدے اور ہم پر رحم کر - اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے - سو تم نے ان کی ہنسی اُڑائی - یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بُھلا دی - اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے

دیندار مسلمانوں کو چاہیئے

کہ سابقہ آیات کا ترجمہ اپنے بے دین اعزہ و اقارب کو ضرور سُنائیں - ممکن ہے ان پیش آنے والے واقعات کو پڑھ کر اپنی اصلاح کرلیں - وما علینا الا البلاغ

حقوق اللہ کی حق تلفی کرنیوالا تیسرا جرم نفاق ہے

اس کی پہلی قسم

نفاق کی دو قسمیں ہیں - نفاق عملی اور نفاق اعتقادی - پہلی قسم کا ذکر مندرجہ ذیل حدیث شریف میں ہے -

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)

متفق علیہ - ترجمہ - عبد اللہ بن عمرو رض سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - چار خصلتیں ہیں جس میں یہ ہونگی وہ خالص منافق ہوگا - اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی - یہاں تک کہ اس سے باز آئے - (اور وہ چار خصلتیں یہ ہیں) جب امین بنایا جائے تو خیانت[1] کرے - اور جب بات کرے - تو جھوٹ[2] بولے - اور جب وعدہ کرے تو وعدہ[3] خلافی کرے - اور جب لڑے تو گالیاں[4] دے -

عملی نفاق والوں کے متعلق جو حدیث لکھی گئی ہے اس کے متعلق حضرت مولانا **عبد الحق صاحب** رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کی **اشعۃ اللمعات** شرح مشکوٰۃ کی عبارت ملاحظہ ہو -

این سہ خصلت را نشان منافق داشت مجتمع یا تنہا تنہا و بر ہر تقدیر صاحب این خصال بحقیقت منافق نیست بلکہ مراد آنست کہ این صفات لائق منافقان است وسزاوار بحال مسلمانان آنست کہ ازینہا پاک ومبرا باشند چہ درینہا باطن مخالف ظاہر است - چنانکہ منافق را دل با زبان یکے نیست - ومسلمان را باید کہ باین صفات عادت نکند - ومصر بر آن نباشد - تا مبادا بدان خو گیرد و رفتہ رفتہ بحقیقت نفاق کشد و بالجملہ وجود علامات نفاق مستلزم وجود نفاق نیست - و بحقیقت مراد انذار و تحذیر مومنان است - از اتصاف باین صفات الخ - ترجمہ - ان تین صفتوں کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے - ساری اکٹھی ہوں - یا علیحدہ علیحدہ ہوں - بہر حال ان صفتوں والا منافق نہیں ہے - بلکہ اس اعلان سے مراد یہ ہے - کہ یہ صفتیں منافقوں کے لئے مناسب ہیں - اور مسلمانوں کے مناسب حال یہ ہے - کہ ان صفتوں سے پاک اور کنارہ کش ہوں - کیونکہ ان صفتوں میں بھی باطن ظاہر کے مخالف تو ہوتا ہی ہے - جس طرح منافق کا دل اور زبان نہیں ہوتے (یعنی منافق ظاہر کچھ اور کرتا ہے - اور دل میں کچھ اور چیز ہوتی ہے) اور مسلمان کو چاہیئے کہ ان صفات کو عادت نہ بنائے - اور ان صفتوں پر رہنے کی ضد نہ کرے - تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان چیزوں کی عادت پڑ جائے - اور ہوتے ہوتے حقیقی نفاق تک جا پہنچے اور حاصل یہ ہے کہ نفاق کی علامتوں کے پائے جانے سے حقیقتاً منافق ہونا لازم نہیں آتا - اور در اصل مومنوں کو ان صفات سے متصف ہونے سے ڈرانا ہے -

نفاق اعتقادی کے منافقین

اس قسم کے منافق بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں - اور مسلمانوں ہی میں ملے جلے رہتے ہیں - مگر ان کے دل میں اسلام کی کوئی عزّت نہیں ہوتی - اور نہ ہی سیّد المرسلین خاتم النّبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کے دل میں کوئی احترام ہوتا ہے - یہ کافروں ہی کی طرح اسلام کے دشمن ہوتے ہیں - البتہ کفر کی سزا سے بچنے کے لئے مسلمان کہلاتے ہیں - اور مسلمانوں کے ساتھ راہ و رسم رکھتے ہیں -

اعتقادی منافقوں کا اپنا بیان کہ ہم نمائشی مسلمان ہیں

(وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○) سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ - اور جب ایمانداروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے - اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں - تو کہتے ہیں - ہم تو تمہارے ساتھ ہیں - ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں -

حاصل

یہ ہے کہ منافق صاف طور پر اقرار کرتے ہیں کہ ہم تو دشمنان اسلام کے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رض سے مذاق کے طور پر ملتے جُلتے ہیں -

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رح کا حاشیہ

مذکورۃ الصدر آیت پر تحریر فرماتے ہیں "شیاطین" یعنی شریر لوگ مراد ان سے یا تو وہ کفار ہیں جو اپنے کفر کو سب پر ظاہر کرتے تھے - یا وہ منافقین مراد ہیں جو ان میں رئیس سمجھے جاتے تھے - (انہیں کہتے تھے) اسلام کی مخالفت کے معاملہ میں ہم بالکل تمہارے ساتھ ہیں - تم سے کسی حالت میں جُدا نہیں ہو سکتے - (اور) ظاہری موافقت جو ہم مسلمانوں سے کرتے ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا کہ ہم واقع میں ان کے موافق ہیں - ہم تو ان سے تمسخر کرتے ہیں - اور ان کی بیوقوفی سب پر ظاہر کرتے ہیں - کہ باوجودیکہ ہمارے

افعال ہمارے اقوال کے مخالف ہیں۔ مگر وہ اپنی بیوقوفی سے صرف ہماری زبانی باتوں پر ہم کو مسلمان سمجھ کر ہمارے مال اور اولاد پر ہاتھ نہیں ڈالتے اور مال غنیمت میں ہم کو شریک کر لیتے ہیں۔" ان منافقین کے حق ہیں

اللہ تعالےٰ کا فیصلہ

ملاحظہ ہو۔ (صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ)

سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ۔ بہرے ہیں۔ گونگے ہیں۔ اندھے ہیں۔ سو وہ نہیں لوٹینگے۔

شیخ الہند حضرت محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

ملاحظہ ہو۔" یعنی بہرے ہیں۔ جو سچّی بات نہیں سُنتے۔ گونگے ہیں۔ جو سچّی بات نہیں کہتے۔ اندھے ہیں جو اپنے نفع و نقصان کو نہیں دیکھتے۔ سو جو شخص بہرا بھی ہو اور گونگا بھی ہو۔ وہ کس طرح راہ پر آئے۔ صرف اندھا ہو تو کسی کو پکارے۔ یا کسی کی بات سُنے۔ تو اب ان سے ہرگز توقع نہیں کہ گمراہی سے حق کی طرف لوٹیں۔"

حاصل

یہ نکلا۔ کہ نفاق اعتقادی کے منافق بظاہر مسلمانوں سے ملتے ہیں۔ مگر دل میں اسلام کے احکام کے مان لینے کا جذبہ نہیں ہے۔ میرے اس بیان کی شہادت قرآن مجید میں ملاحظہ ہو۔

(اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ۔ بیشک منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں۔ اور وہی ان کو فریب دیگا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو سُست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

نفاق اعتقادی کے مجرموں کی سزا کے اعلانات

پہلا

(سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝) سورہ المنافقون رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ برابر ہے۔ خواہ آپ ان کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں۔ اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ بیشک اللہ بدکار قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

حضورِ انورؐ سے بڑھ کر اور کون مستجاب الدعوات ہو سکتا ہے

مگر اعتقادی منافقین سے اللہ تعالیٰ اس قدر ناراض ہے۔ کہ صاف طور پر اعلان فرما دیا ہے۔ کہ حضور انورؐ بھی ان کی بخشش کے لئے دُعا فرمائیں گے۔ تو بھی ہرگز نہیں بخشوں گا۔

دُوسرا

اعتقادی منافقوں کے لئے دوزخ میں داخلہ لعنتِ الٰہی اور دائمی عذاب

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ هِیَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۙ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وُہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

معلوم ہُوا کہ عورتیں بھی نفاقِ اعتقادی کی منافق ہوتی ہیں

چونکہ نفاقِ اعتقادی ایک روحانی بیماری ہے۔ اس روحانی بیماری میں اگر عورتیں مبتلا ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر بھی وہی فرد جرم لگے گا۔ جو مردوں پر لگے گا۔ اور اسی سزا کی مستحق ہوں گی جو منافق مردوں کے لئے ہے۔ اللّٰھم اعذنا منہ

تیسرا

(اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ؑ) سورہ التوبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے سترّ دفعہ بھی بخشش مانگے گا۔ تو بھی اللہ اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔ اور اللہ نا فرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

اللہ تعالےٰ ان سے اس قدر کیوں ناراض ہے

سابقہ اعلانات جو قرآن مجید کے آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان منافقوں اور کافروں میں بارگاہ الٰہی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ اس فرق نہ کرنے میں حق بجانب ہے۔ ان منافقین کا اپنا بیان سُن لیجئے۔

(اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝) سورہ الحشر رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکلینگے۔ اور تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے۔ اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ سراسر جھوٹے ہیں۔

منافقین کے اپنے بیان نے ان کا پول کھول دیا

کہ اگرچہ وہ بظاہر مسلمانوں سے میل جول رکھتے ہیں۔ مگر دل میں وہ دشمنانِ اسلام کے ساتھی ہیں۔ کہ اگر مسلمانوں سے کفار لڑیں گے تو وہ اسلام کے دشمنوں کا ساتھ دینگے۔ اسی بناء پر وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے مستحق ہو ہی نہیں سکتے۔

شیخ اسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں" یعنی منافقین کے لئے آپ کتنی ہی مرتبہ استغفار کیجئے۔ ان کے حق میں بالکل بیکار اور بے فائدہ ہے۔ خدا ان بدبخت کافروں اور نافرمانوں کو کبھی معاف نہ کرے گا۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا انتقال ہُوا۔ آپ نے قمیص مبارک کفن میں دیا۔ لعاب مبارک اُس کے مُنہ میں ڈالا۔ نمازِ جنازہ پڑھی۔ اور دُعائے مغفرت کی۔ حضرت عمرؓ اس معاملہ میں آڑے آتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ یا رسول اللہ یہ وہ ہی خبیث

تو ہے۔ جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی نالائق حرکات کیں۔ ہمیشہ کفر و نفاق کا علمبردار رہا۔ کیا حق تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ استغفرلھم اولا تستغفرلھم ان تستغفرلھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرؓ۔ مجھ کو استغفار سے منع نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ آزاد رکھا گیا ہے۔ کہ استغفار کروں یا نہ کروں۔ یہ خدا کا فعل ہے کہ ان کو معاف نہ کرے۔ یعنی ان کے حق میں میرا استغفار نافع نہ ہو۔ سو ان کے حق میں نہ سہی۔ ممکن ہے۔ دوسروں کے حق میں میرا یہ طرز عمل نافع ہو جائے۔ دوسرے لوگ سب سے بڑے موذی دشمن کے حق میں نبی کے اس وسعتِ اخلاق اور وفور رحمت و شفقت کو دیکھ کر اسلام و پیغمبر اسلام کے گرویدہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں جانتا کہ ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو مَیں ستّر مرتبہ سے زائد استغفار کرتا۔ گویا اس جملہ میں حضورؐ نے متنبہ فرمایا۔ کہ حضرت عمرؓ کی طرح آپؐ بھی اس کے حق میں استغفار کو غیر مفید تصوّر فرما رہے تھے۔ فرق اس قدر ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کی نظر بغض فی اللہ کے جوش میں صرف اسی نقطہ پر مقصور تھی۔ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم میت کے فائدے سے قطع نظر فرما کر عام پیغمبرانہ شفقت کا اظہار اور احیاء کے فائدہ کا خیال فرما رہے تھے۔ لیکن آخرکار وحی الٰہی ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہٖ نے صریح طور پر منافقین کا جنازہ پڑھنے یا ان کے اہتمام دفن و کفن وغیرہ میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی۔ کیونکہ اس طرز عمل سے منافقین کی ہمّت افزائی اور مومنین کی دل شکستگی کا احتمال تھا۔ اس وقت سے حضورؐ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

حقوق العباد

آج کے خطبۂ جمعہ میں دو عنوانوں پر کچھ عرض کرنا تھا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد حقوق اللہ کے متعلق بقدر ضرورت عرض کر چکا ہوں۔ اب حقوق العباد کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں۔ چونکہ پہلا مضمون کچھ طویل ہوگیا ہے۔ اگرچہ اپنی وسعت کے لحاظ سے وہ بھی مختصر ہی تھا۔ اب مَیں چاہتا ہوں۔ کہ دوسرے مضمون (حقوق العباد) کے متعلق بھی کچھ عرض کر دوں۔ تاکہ خطبہ کے تجویز شدہ عنوان کی تکمیل ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو

(وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ع)

سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

لوگوں کا مال ناحق کھانے

کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً چوری یا خیانت یا دغا بازی یا رشوت یا زبردستی یا جُوا یا بیع کی ان صورتوں سے جو شرعاً جائز نہیں ہیں۔ ان ذریعوں سے مال حاصل کرنا حرام ہے۔

آج کل میرے شہر لاہور

میں بہت بڑی تعداد حرام کھانے والوں کی ہے۔ اگرچہ مجھے یقین ہے۔ کہ کئی اللہ تعالےٰ کے بندے ایسے بھی لاہور میں ہیں جو رزقِ حلال کما کر کھاتے ہیں۔ مگر اکثریت حرام کا مال کھانے والوں کی ہے۔ کیا یہ لاہور میں عام شکایت نہیں ہے کہ ہر چیز میں کھری کے ساتھ کھوٹی۔ اصلی کے ساتھ نقلی۔ اور خالص کہکر ملاوٹ والی چیز گاہکوں کو دیتے ہیں۔ اسی گزشتہ اکتوبر سے جو نئی حکومت قائم ہوئی ہے۔ اس کی گرفت کے پنجے سے بچنے کے لئے مذکورۃ الصدر بد دیانتیوں میں یقیناً کمی ہوتی ہے۔ مگر جب حکومت کا پنجہ ڈھیلا ہو جائیگا۔ تو پھر بد دیانت لوگ وُہی کرینگے جو پہلے کیا کرتے تھے۔ کیا نئی حکومت کے تشدد سے پہلے کہیں خالص دُودھ بھی ملتا تھا۔ اور کیا خالص گھی ملتا تھا۔ مگر دُکاندار سب گاہکوں کو خالص کہہ کر ملاوٹ کی چیز دیتے تھے۔ کیا اس نئی حکومت کے تشدّد سے پہلے لاہور میں یہ بات لوگوں میں مشہور نہیں تھی کہ سرخ مرچوں میں سرخ اینٹیں پیس کر ملائی جاتی ہیں۔ اور پسی ہوئی ہلدی میں زرد رنگ کی اینٹیں پیس کر ملائی جاتی ہیں۔ اور کیا لاہور میں ایسے ڈپو ہولڈر گرفتار نہیں ہوئے تھے۔ جو آٹے میں سفید پتھر پیس کر ملاتے تھے۔ ان کے علاوہ سرکاری ملازموں کو دیکھا جائے تو ان میں سے اکثر رشوت کے ذریعہ حرام کھاتے تھے۔ اب نئی حکومت کی گرفت کے باعث یہ چیز کم ہوگئی ہے۔

حرام خوری کا نتیجہ

برادرانِ اسلام۔ یہ یاد رہے کہ جو شخص بھی حرام کی غذا کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اپنی عبادت کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور میں اکثریت بے دینوں اور بُرے اعمال کرنیوالوں کی ہے۔ اور حرام خوری کا لازمی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ اولاد شریف۔ دیانتدار اور بھلی مانس نہیں ہوتی۔ حرام کی خوراک کے باعث حرام خوروں کے بچّوں کا بُرے کاموں کی طرف میلانِ طبع زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے زمینداروں، رشوت خوار سرکاری عہدہ داروں، بد دیانت کارخانہ داروں، دغا باز دُکانداروں کی اولاد عموماً بدکار اور عیاش ہوتی ہے۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کی ضرورت نہیں ہوتی

مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ خود بھی اور اولاد کو بھی کچھ عرصہ تک محض حلال کا رزق کھاؤ اور کھلاؤ۔ پھر دیکھو کہ طبیعت بدی سے کس طرح نفرت کرتی ہے اور کس طرح نیکی کی طرف رغبت کرتی ہے۔ اس انقلاب اور تبدیلی کے لئے دوسری دوا اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کی صحبت بھی ہے۔

اس نسخے کے استعمال کرنے کے بعد

دیکھئے گا کہ بے ایمان ایماندار ہو جائینگے۔ بد دیانت دیانتدار ہو جائینگے۔ جو دوزخ کی لائن پر جا رہے تھے بہشت کی طرف چل نکلیں گے۔

دربارِ رسالت سے حرام خوری کی سزا کا اعلان

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ۔ رواہ احمد و دارمی و بیہقی فی شعب الایمان۔ ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وُہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا ہو بہشت میں نہیں جائیگا۔ اور ہر وہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا ہو۔ آگ ان کو اپنے اندر سمیٹنے کی زیادہ مستحق ہے۔

دُعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حلال کا رزق کھانے اور اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب کا خاتمہ ایمانِ کامل پر فرمائے آمین۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ رجب ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۶ فروری ۱۹۵۹ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کارفرمائیوں اور انسانوں کی ذمہ داریوں کی تفصیل

پہلی

تمام چیزوں کو نیست سے ہست میں لانیوالا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے

(بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ط وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ ج وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ اللہ آسمانوں اور زمین کو ازسرنو پیدا کرنے والا ہے۔ اس کا بیٹا کیونکہ ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس کی کوئی بیوی نہیں۔ اور اُس نے ہر چیز کو بنایا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے آسمان، زمین بلکہ ہر چیز کو اپنی قدرت کاملہ سے نیست سے ہست میں لاکر موجود کر دیا ہے۔

لہٰذا معبود بھی فقط وُہی ہونا چاہیئے

(ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ ج لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ ج وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ۝)
سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔

دُوسری

خُشکی اور تری کے اندھیروں میں تمہاری راہنمائی کے لئے ستاروں کے روشن چراغ اسی کے جلائے ہوئے ہیں

(وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ النُّجُوْمَ لِتَھْتَدُوْا بِھَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور اسی نے تمہارے لئے ستارے بنائے ہیں۔ تاکہ ان کے ذریعہ سے جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ معلوم کر سکو۔ تحقیق ہم نے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں۔

تیسری

تمام انسانوں کو ایک ماں باپ سے پیدا کرنیوالا بھی وُہی ہے اللہ تعالیٰ ہی تمام انسانوں کو ایک ماں باپ سے پیدا کرنے والا ہے

(یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝)
سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس اللہ سے ڈرو۔ جس کا واسطہ دے کر ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو۔ اور رشتہ داری کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو۔ بیشک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا نتیجہ

جب ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر وقت میرے ساتھ حاضر باش ہے۔ اور وہ ہر عملِ حیات کو دیکھ رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ انسان جلوت اور خلوت میں اس سے ڈرتا رہے۔ جس طرح اگر بچوں کو یقین ہو جائے کہ ہمارا اُستاد ایسی جگہ پر بیٹھا ہے کہ ہماری ہر نقل و حرکت کو دیکھ رہا ہے۔ اگرچہ ہم اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ تو پھر مجال ہے کہ اُستاد کی غیر حاضری میں اُچھل کُود کریں۔ یا آپس میں لڑیں۔ مثلاً اُستاد جس کمرے میں بیٹھا ہُوا ہے وہ کمرہ بچوں کے کمرے کے بالکل سامنے ہے۔ اور اس کے دروازے پر ململ کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔ اس پردے میں سے اندر کا آدمی تو باہر دیکھ سکتا ہے اور باہر والا اندر والے کو نہیں دیکھ سکتا۔

چوتھی

اے انسانو۔ جو کچھ بھی زمین میں ہے اللہ تعالےٰ نے سب تمہارے لئے بنایا ہے

(ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ ع) سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہُوا تو اُنہیں سات آسمان بنایا اور وہ ہر چیز جانتا ہے۔

ہر انسان کا فطرتی تقاضا ہے

کہ جو اس پر احسان کرے۔ اس کا ممنونِ احسان ہو۔ اور اس کی بات مان لے لہٰذا انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کے احکام کو دل سے تسلیم کرے۔ اور اپنے شوق سے عملی جامہ پہنائے۔ جو شخص بھی اللہ تعالےٰ کے احکام کو نہیں مانتا۔ وہ دراصل اپنے فطرتی فیصلہ کے لحاظ سے بھی جُرم کا مرتکب ہو رہا ہے اگر غور سے دیکھئے تو اس کی فطرت اندر سے اس پر لعنت بھیج رہی ہو گی۔ کہ تُو بہت بُرا کر رہا ہے۔

ایک شاعر کا اسی فطرتی جذبہ کا اظہار

اَفَادَتْکُمُ النَّعْمَآءُ مِنِّیْ ثَلٰثَۃً
یَدِیْ وَلِسَانِیْ وَالضَّمِیْرَ الْمُحَجَّبَا

ترجمہ۔ اے میرے محسن تیرے احسانوں سے جو تین چیزیں دراصل میری تھیں۔ وہ اب تیری ہو گئی ہیں۔ میرا ہاتھ اور میری زبان اور میرا پوشیدہ دل۔

یعنی

تم نے جو مجھ پر احسان کئے ہیں۔ ان کی بناء پر میرا ہاتھ بھی تیرے [illegible] شکریے

لئے اُٹھتا ہے۔ اور میری زبان بھی تیرا ہی شکریہ ادا کرتی ہے۔ اور میرا دل بھی تیرا ہی ممنونِ احسان ہے۔

پانچویں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ مَآ أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ أُرِيْدُ أَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○)

سورہ الذاریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور مَیں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ مَیں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا۔ کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بیشک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

حاصل

انسان کو بنانے والے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے پیدا ہونے کے بعد اس کی ذمہ داری یہ بیان فرمائی ہے کہ وُہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور عبادت کا نظام الاوقات وُہی ہو سکتا ہے جو اس کا بنانے والا تجویز فرمائے۔ اور سب سے آخری عبدیت کا نظام الاوقات (پروگرام) قرآن مجید ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا عملی طور پر پیش کیا ہُوا نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔

لھذا

اللہ تعالےٰ کے ہر فرمانبردار (بالفاظ دیگر مسلمان) بندے کا فرضِ عین ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے پیش کردہ نمونہ کو اپنی اصلاح کے لئے نمونہ بنائے۔

چھٹی

چونکہ تمام چیزوں کو پردۂ عدم سے صفحۂ ہستی پر لانے والا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اس لئے سب چیزوں پر حکومت بھی اسی کی ہونی چاہیئے۔

(تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ○ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ○ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ○ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○) سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔ اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمان اُوپر تلے بنائے۔ تو رحمٰن کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا۔ تو پھر نگاہ دوڑا۔ کیا تجھے کوئی شگاف دکھائی دیتا ہے۔ پھر دوبارہ نگاہ کر۔ تیری طرف نگاہ ناکام لوٹ آئے گی۔ اور وہ تھکی ہوئی ہوگی۔

عبرت

اے انسان۔ جب اللہ تعالےٰ نے زمین اور آسمان بلکہ سارا جہان تیری ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بنایا ہے۔ اب یہ جہان تیرے لئے ایک امتحان گاہ ہے۔ آیا تو اس مالکِ حقیقی سے سب کچھ لے کر اس کی بادشاہت کو تسلیم کرکے اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ یا نہیں۔ دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے سب بھائیوں کو اس امتحان سے کامیاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ساتویں

اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے زندگی کا ایک دستور العمل نازل فرمایا ہے:۔

(وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○) سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمۃ نازل کی ہے۔ اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہ جانتا تھا۔ اور اللہ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے۔

آپ کی اُمّت میں سے بہت بڑے فضل

سے حصّہ پانے والے وہ اللہ تعالےٰ کے بندے ہونگے۔ جنہیں اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس قرآن مجید کا پیغامِ حق خلقِ خدا کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ احسان جتایا ہے۔ کہ مَیں نے آپ کو قرآن مجید کے عطا فرمانے میں آپ پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اور اس قرآن مجید کے عطا فرمانے کے بعد آپ کو اس کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے کہ اگر آپ نے اس کی تبلیغ نہ کی تو گویا کہ منصبِ رسالت کا حق ہی ادا نہ ہُوا۔ چنانچہ

ارشادِ الٰہی ملاحظہ ہو

(يٰٓأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○) سورہ المائدہ رکوع ۱۰ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے۔ اسے پہنچا دے۔ اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا۔ تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا۔ اور اللہ تعالےٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بیشک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

لہٰذا آپ کی اُمّت میں سے ان لوگوں پر بہت بڑا فضل ہوگا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک پر قرآن مجید کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ یاد رہے

کہ قرآن مجید کی طرف دعوت دینے والے کئی مولوی صاحبان آپ کے سامنے آئینگے۔ مگر ان حضرات میں سے اصلی یا نقلی اور کھرے یا کھوٹے پہچاننے کی ایک کسوٹی ہے۔ ان کی تبلیغ و دعوت کے پیغام کو اس کسوٹی پر گھس کر دیکھیں گے۔ تو آپ کو کھرے اور کھوٹے کی فوراً تمیز ہو جائیگی۔ پھر جو کھرا ہو۔ اس کی صحبت کو اکسیر خیال کیجئے۔ اور جو کھوٹا نکلے اس سے کنارہ کش ہو جائیے۔ اور وہ کسوٹی

مَآ أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ

کی ہے۔ حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل میں بہتّر فرقے ہوگئے تھے۔ (اور وہ سب گمراہ تھے) اور آپؐ کی اُمّت میں تہتّر فرقے ہو جائیں گے۔ اور ان میں سے بہتّر فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ فقط ایک فرقہ بہشت میں جائیگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ تہتّر میں سے وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ما انا علیہ و اصحابی۔

ترجمہ۔ جس طریقہ پر مَیں اور میرے صحابہؓ ہیں۔

لھذا

برادرانِ اسلام۔ اصلی اسلام وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ کے وقت سے چلا آرہا ہے۔ آپ کا یہ فرض اور یہ حق ہے کہ جو عالم آپ کے سامنے آئے اور اسلام کے نام سے تبلیغ کرے۔ آپ اس سے صاف الفاظ سے پوچھئے کہ آیا یہ اسلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

نے صحابہ کرامؓ کو سکھایا تھا۔ اگر وہ عالم وثوق سے کہے کہ ہاں یہ اسلام وہیں سے آیا ہے۔ تو لے لیجئے۔ ورنہ اسے صاف کہہ دیجئے کہ ہمیں اس بعد کے بنائے ہوئے اسلام سے معاف فرمائیے۔

ہاں ایک ضروری گوشہ باقی ہے

کہ اگر کوئی شخص دین کے رنگ میں ایک نئی چیز تجویز کرتا ہے۔ اور وہ خود اس پر عمل کرتا ہے۔ مگر دوسرے کسی مسلمان کو اس چیز پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا۔ اور نہ اس چیز کو عمل میں نہ لانے والے پر طعن و تشنیع کرتا ہے۔ اور وہ نئی تجویز کردہ چیز حضورِ انور اور صحابہ کرامؓ کے دین سے ٹکراتی نہیں ہے۔ تو اس قسم کی نئی ایجاد شدہ چیزیں جواز کے دائرے میں آسکتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص روزانہ لا الٰہ الّا اللہ کا ورد پانچ ہزار مرتبہ کرتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں مبارک اور محبوب ترین ہیں۔ مگر وہ کسی دوسرے مسلمان پر یہ طعن نہیں کرتا۔ کہ تم یہ دونوں ذکر کیوں نہیں کرتے۔ ایسے شخص پر شرعاً کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر وہ ان دونوں ذکر نہ کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرنے لگ جائے تو یہ چیز سخت معیوب ہوگی۔

مسلمان پر طعن و تشنیع

کرنے کا حق فقط اس دین الٰہی کے معاملہ میں ہوسکتا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کر آیا ہے۔ ہم اس دین میں سے کسی چیز کے ترک کرنے والے کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام کیا کرتے تھے۔ تو تم کیوں نہیں کرتے۔ اس نبویؐ دین میں سے بھی فرض اور واجب کے ترک پر گرفت کر سکتے ہیں۔ اور اگر آپ نے کوئی کام اُمّت پر فرض یا واجب قرار نہیں دیا بلکہ مستحب کے درجہ پر ہی رکھا ہے تو ایسے کام کے ترک کرنے والے پر بھی ہرگز طعن نہیں کریں گے۔

مثلاً مسواک

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے وقت وضو کرنے میں مسواک کو فرض یا واجب قرار نہیں دیا۔ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ (لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِتَاْخِیْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ) متفق علیہ

اگر مجھے میری اُمّت کے تکلیف میں پڑجانے کا خطرہ نہ ہوتا۔ تو میں انہیں عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

لہٰذا وضو کرتے وقت مسواک نہ کرنے والے پر ہم اعتراض نہیں کرسکتے۔

یہ قاعدہ

جو عرض کیا گیا ہے کہ حضورِ انورؐ کے مبارک زمانہ کے بعد کوئی نئی چیز اسلام میں زائد کی گئی ہو۔ جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم والے اسلام کے مخالف نہ ہو۔ اور وہ ایجاد کنندہ خود کرے۔ مگر دوسرے کسی کو مجبور نہ کرے تو وہ قابلِ قبول ہوسکتی ہے۔ اسی قاعدے کے ماتحت ائمہ اربعہ کی تقلید کا جواز اور صوفیائے کرام کے تجویز کردہ وردِ وظائف آسکتے ہیں۔

مثلاً

ائمہ اربعہ حضرات کے محقق متبّعین خود اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں۔ مگر یہ کبھی نہیں کہتے۔ کہ جو میرے امام کا مقلد نہیں ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ اہلِ حق کی تحقیق یہی ہے۔ کہ ائمہ اربعہ اہلِ حق ہیں یا مثلاً صوفیائے کرام کے حق پرست متّبعین اصل دینِ الٰہی میں سب متفق ہیں۔ چنانچہ حق پرست علماء کرام کی نظر میں چشتی۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ قادری طریقوں کے مقتدایانِ عظام نے کتاب و سنۃ کی ہرگز ہرگز مخالفت نہیں کی۔ البتہ اپنے اپنے متبعین کی روحانی تربیت کے اذکارِ الٰہیہ کا نصاب علیحدہ علیحدہ تجویز کیا ہُوا ہے اور اس اختلاف کے باعث اصلی دینِ الٰہی میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوتا۔ اسی بناء پر چار طریقوں کے حضرات، آپس میں نہایت ہی خندہ پیشانی اور محبت سے ملتے رہتے ہیں۔ ہاں ہر فرقہ میں بعض لوگ تشدّد پسند بھی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا وجود محققین کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں کو بھی شفقت کی نظر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

آٹھویں

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قرآن مجید کے اتباع کا حکم

(اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ تو اس کی تابعداری کر۔ جو تیرے رب کی طرف سے تجھے وحی کی گئی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے مُنہ پھیر لے۔

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی کا نظام الاوقات بھی یہی قرآن مجید ہی ہے۔ اور یہ بھی حضور انورؐ کو حکم ہُوا ہے۔ کہ مشرکین کی کوئی پروا نہ کیجئے۔

علیٰ ہٰذا القیاس

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن مجید پر عمل کرے۔ اگر ساری برادری بلکہ ساری دُنیا کے باشندے بھی اس پر عمل کرنے کے باعث قطع تعلق کرلیں تو بھی کسی کی پروا نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو یہ جُراَتِ ایمانی عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

نویں

باقی تمام انسانوں کو بھی قرآن مجید کے اتباع کا حکم

(اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اُتری ہے۔ اس کا اتباع کرو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

اتباع تو فقط قرآن مجید ہی کا ہوگا

البتہ دُنیا میں ایک ضرب المثل مشہور ہے۔ "جائے اُستاد خالی است" لہٰذا قرآن مجید کے الفاظ سے اللہ تعالےٰ کی مراد سمجھنے کے لئے انسانوں کو اُستاد کی ضرورت تھی۔ اس کے پُورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو قرآن مجید کا معلم (استاد) بنا دیا ہے۔ آپ کے حق میں قرآن مجید میں یہ ارشاد ہُوا ہے (وَیُعَلِّمُھُمُ الْكِتٰبَ)

ترجمہ اور وہ (پیغمبر) انسانوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کے الفاظ

میں سے اللہ تعالیٰ کی مراد وہی سمجھی جائیگی جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائینگے۔ اور مسلمانوں کی اسلامی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو حدیث کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا حدیث شریف قرآن مجید کی شرح ہوئی۔ اس لئے قرآن مجید کی طرح

حدیث شریف کا قیامت تک محفوظ

رہنا بھی ضروری ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اُٹھائی تھی۔ ارشاد ہے۔ (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝)

سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اُتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں + اور قرآن مجید کی طرح حدیث شریف بھی آج تک محدثین حضرات کی برکت سے بلاکم وکاست محفوظ چلی آ رہی ہے۔ کیونکہ اگر حدیث شریف محفوظ نہ رہے تو قرآن مجید اگرچہ محفوظ رہتا مگر اس سے اللہ تعالےٰ کی مراد کا علم نہ ہوسکتا۔ لہٰذا جو لوگ حدیث شریف کے منکر ہیں وہ بے سمجھ ہیں۔ اور نہ اُنہوں نے کسی محقق محدث سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا ہے۔ اس جہالت کا پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیات کے مطلب بیان کرنے میں اپنی ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا منکرین حدیث کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو

حجۃ اللہ البالغہ (مصنّفہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے باب طبقات کتب الحدیث میں ارشاد فرماتے ہیں "وَمَنْ يُّهَوِّنُ اَمْرَهُمَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ مُّتَّبِعٌ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ" ترجمہ۔ اور جو شخص ان دونوں (بخاری شریف اور صحیح مسلم۔ جو کہ اہل السنت والجماعۃ کے عقیدہ میں احادیث نبویہ کا بہترین مجموعہ ہیں) کی توہین کرے۔ وہ بدعتی ہے۔ مومنوں کے راستہ کے خلاف دوسرے راستہ پر چلنے والا ہے۔"

آپ خود اندازہ لگائیں۔ بقول حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو مومنوں کے راستہ کے خلاف اور راستہ اختیار کرے گا۔ وہ بارگاہ الٰہی یا دربار نبویؐ میں عزت پا سکتا ہے؟ اور کیا وہ مومنوں کی معیت میں بہشت میں جا سکتا ہے؟

دُعا

مَیں اپنے پنجابی بھائیوں کے لئے اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہُوں۔ کہ انہیں حق و باطل کی سمجھ عطا فرمائے۔ میرے پنجاب میں ہر چیز پنپ سکتی ہے۔ جو تحریک بھی اُٹھے۔ خواہ وہ محض غلط یا باطل ہی کیوں نہ ہو۔ میرے صوبہ کے مُسلمان ہر ایک تحریک پر لبیک کہنے پر فوراً آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کا گزشتہ پڑھا پڑھایا سب کچھ بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سادہ لوحی بڑی خطرناک ہے۔ وما علینا الا البلاغ

دسویں

احکامِ الٰہی کی تابعداری نہ کرنیوالوں پر پہلے بھی عذابِ الٰہی آتا رہا ہے

(وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا* پھر ان کی یہی پکار تھی۔ کہتے تھے۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔

*ایسی حالت میں کہ دوپہر کو سونے والے تھے۔ جب یقیناً ان پر ہمارا عذاب آیا۔

یہ تذکیر بایام اللہ ہے

امام الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فوز الکبیر میں فرماتے ہیں۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ گزشتہ قوموں کے عذاب کے واقعات سُنا کر موجودہ قوموں کو نصیحت فرماتے ہیں۔ لہٰذا سابقہ سطور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے لئے تذکیر بایام اللہ ہیں۔ کہ اگر قرآن مجید کی تابعداری نہیں کروگے تو پھر تم بھی اپنے آپ کو عذابِ الٰہی کے خطرے سے محفوظ نہ سمجھو۔

گیارھویں

خُدا کی یاد نہ کرنیوالے حیوانات سے بھی بدتر ہیں

(وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹

ترجمہ۔ اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں۔ کہ ان سے سمجھتے نہیں۔ اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سُنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے۔ بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی دل، کان، آنکھ سب کچھ موجود ہیں۔ لیکن نہ دل سے "آیات اللہ" میں غور کرتے ہیں۔ نہ قدرت کے نشانات کا بنظر تعمق و اعتبار مطالعہ کرتے ہیں۔ اور نہ خدائی باتوں کو بسمع قبول سُنتے ہیں۔ جس طرح چوپائے جانوروں کے تمام ادراکات صرف کھانے پینے اور بہیمی جذبات کے دائرہ میں محدود ہوتے ہیں۔ یہ ہی حال ان کا ہے۔ کہ دل و دماغ، ہاتھ پاؤں، کان آنکھ غرض خدا کی دی ہُوئی سب قوتیں محض دُنیوی لذائذ اور مادی خواہشات کی تحصیل و تکمیل کے لئے وقف ہیں۔ انسانی کمالات اور ملکوتی خصال کے اکتساب سے کوئی سروکار نہیں۔ بلکہ غور کیا جائے۔ تو ان کا حال ایک طرح چوپائے جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ جانور مالک کے بُلانے پر چلا آتا ہے۔ اس کے ڈانٹنے سے رُک جاتا ہے۔ یہ کبھی مالکِ حقیقی کی آواز پر کان نہیں دھرتے۔ پھر جانور اپنے فطری قویٰ سے وہ ہی کام لیتے ہیں جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ زیادہ کی ان میں استعداد ہی نہیں۔ لیکن ان لوگوں میں روحانی و عرفانی ترقیات کی جو فطری قوت و استعداد ودیعت کی گئی تھی۔ اسے مہلک غفلت اور بے راہ روی سے خود اپنے ہاتھوں ضائع اور معطّل کر دیا گیا۔"

بارھویں

احکام الٰہی کو مان کر تعمیل کرنے والوں کی ہمیشہ نصیب ہونے والی جزاء خیر کا ذکر (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۖ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝) سورہ النساء رکوع ۸ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اُنہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان کے لئے وہاں سُتھری عورتیں ہوں گی۔ اور ہم اُنہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس آخری جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ رجمادی الثانی ۱۳۷۷ھ ہجری مطابق ۹ رجنوری ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے ذرائع

اور

انسان کے خلاف اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانیوالے

اسباب

برادرانِ اسلام۔ اسلام کی تعلیم کا خلاصہ مختلف عنوانوں سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ آج اس عنوان سے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کی تعلیم کا حاصل یہ ہے۔ کہ انسان دُنیا میں زندگی بسر کرنے کا ایسا طریقہ اختیار کرے۔ جس سے اللہ تعالیٰ اس سے راضی رہے۔ اور ایسے طرزِ زندگی سے اپنے آپ کو بچائے۔ جس سے اس کی بد اعمالی کے باعث اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آئے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔

مجوزہ عنوان کے دونوں مضمون ترتیب وار پیش کئے جائیں گے۔

پہلا مضمون

رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے ذرائع

پہلا

التزام صدق سے رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل ہونا

(قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o) سورہ المائدہ رکوع ۱۶ پارہ ۷

ترجمہ۔ اللہ فرمائیگا۔ یہ وہ دن ہے۔ جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ ان کے لئے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ ان سے اللہ راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی بڑی کامیابی ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "جو لوگ اعتقاداً اور قولاً و عملاً (دُنیا میں) سچے رہے ہیں (جیسے حضرت مسیح علیہ السلام) ان کی سچائی کا پھل آج ملیگا۔ بڑی کامیابی حق تعالیٰ کی رضا ہے۔ اور جنّت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ محل رضائے الٰہی ہے۔"

مذکورۃ الصدر

نتائج ان اللہ تعالیٰ کے بندوں کی دُنیا میں حق پرستی کے بدلے میں نکلے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

آج کل

مسلمانوں میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہیں۔ جن کی زندگی کا نصب العین حق و صداقت کی حمایت ہو۔ خواہ اولاد ناراض ہو جائے۔ یا برادری روٹھ جائے یا اپنا کوئی مالی نقصان ہو جائے۔ مگر وہ حق و صداقت کے راستہ سے پیچھے نہ ہٹتے ہوں اور بعض اوقات ایسے لوگوں کو واقعی طرح طرح کے ذاتی نقصان پہنچ جاتے ہیں۔ مثلاً برادری ناراض ہوگئی اور انہوں نے اس کے گھر نقب زنی کرادی اور وہ بیچارا لٹ گیا۔ اب کوئی برادری والا اس کی حمایت نہیں کرتا۔ بلکہ طعنہ دیتے ہیں کہ اب برادری سے کٹ کر مزے لے لو یا بھینس کی چوری کرادی۔ بجائے اس کے کہ برادری چوری کے برآمد کرانے میں امداد دے اُلٹا اس حق پرست کو کوستے اور طعنے دیتے ہیں۔ تم نے دیکھا۔ کہ برادری سے کٹنے کے باعث کیسی کیسی مصیبتیں آتی ہیں۔

دُعا

اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ایسے حق گو اور حق پرستوں کی ہر موقعہ پر امداد فرمائے تاکہ حق کی عزت پر آنچ نہ آئے آمین یا الٰہ العالمین۔

دُوسرا

صحابہ کرامؓ کے اتباع کی برکت سے رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل ہوتا ہے

(وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o)

سورہ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں

برادرانِ اسلام اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام (خواہ مہاجرین ہوں یا انصار) کے نقش قدم پر چلنے کو ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اور اسلام کا سچا نمونہ پیش کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ صحابہ کرامؓ کو بھی پیش کیا ہے۔

چنانچہ

ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو

(وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا o) سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے

تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے - جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالینگے - اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے -

اِس اعلانِ شاہنشاہی

سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام ہدایت پہنچنے کے بعد جو شخص صحابہ کرام رضؓ کے طریقہ کے مطابق اس پر عمل نہیں کریگا - بلکہ باوجود مسلمان کہلانے کے ہر شعبۂ حیات میں صحابہ کرامؓ کے خلاف طرزِ عمل اختیار کرے گا - تو وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں - بلکہ مردود ہوگا - اور ان حضرات کی معیت میں بہشت میں نہیں جائیگا - بلکہ اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا -

اہل السنۃ والجماعۃ کہلانے والے

مسلمان کے لئے غور کرنے کا مقام ہے - اہل السنۃ والجماعۃ کا مطلب یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت یعنی طریقہ کے پابند ہیں - اور اس سُنّت پر عمل کرنے میں ہم صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلے جا رہے ہیں - یعنی صحابہ کرامؓ ہمارے اسلاف تھے - اور ہم ان کے اخلاف یعنی جانشین ہیں - میں اپنے اس دور کے اہل السنۃ والجماعۃ سے عرض کرتا ہوں - کیا ہمیں اس مبارک لقب کے استعمال کرنے کا حق ہے - کیا صحابہ کرامؓ بھی نماز التزام سے نہیں پڑھا کرتے تھے - کیا صحابہ کرام رضؓ رمضان مبارک میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ مال ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں ادا کیا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ شادیوں پر باجے بجوایا کرتے تھے - کیا صحابہ کرام رضؓ دولھا کے سر پر سہرا باندھا کرتے تھے - کیا صحابہ کرام رضؓ دولھا کو مکان کے طور پر ضرور ہی گھوڑی پر بیٹھا کر لیجایا کرتے تھے - خواہ سسرال کا گھر دس قدم کے فاصلہ پر ہی ہو - کیا صحابہ کرامؓ دولھا کے پیچھے گھوڑی پر سربالا بٹھایا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ بارود کے گولے برات میں ساتھ لے جایا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ دولھا کے ہاتھ مہندی سے رنگا کرتے تھے - اور کیا صحابہ کرام رضؓ داڑھیاں منڈوایا کرتے تھے - اور کیا صحابہ کرامؓ کاروبار سے فارغ ہوکر رات کو رنڈیوں کے گانے (بالفاظ دیگر سنیما) سُنا کرتے تھے -

اے موجودہ دور کے اہل السنۃ والجماعۃ

تمہیں شرم آنی چاہیئے - اہل السنۃ والجماعۃ کہلا کر تعلیم قرآن مجید کی مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی مخالفت - صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے طرز عمل کی مخالفت - اگر تمہیں اپنے اس طرز عمل میں تبدیلی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی - تو پھر ان نسبتوں کو چھوڑ دو - مسلمان نہ کہلاؤ - تاکہ دشمنانِ اسلام حضورؐ کی اُمّت کی تو توہین نہ کرسکیں - اہل السنۃ والجماعۃ نہ کہلاؤ - تاکہ صحابہ کرامؓ کی توہین تو نہ ہو - کیونکہ دشمنانِ اسلام یہی خیال کرینگے کہ حضورؐ کے صحابہ کرامؓ بھی ایسے ہی ہونگے -

اُونچے طبقہ کے شریف زادے

اسی طرح کیا کرتے ہیں - کہ جب اپنے بزرگوں کے طریقہ سے ہٹ جاتے ہیں - تو اپنی بدعملی کے باعث اپنے بزرگوں کی عزّت کو بٹہ نہیں لگوایا کرتے - جب کوئی پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایک بدکردار بدعمل گنہگار انسان ہیں - آپ کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں - تو خاندان کا نام نہیں لیتے ٹال دیتے ہیں - کہ جی آپ خاندان پوچھ کر کیا لینگے - اگر کوئی پوچھے - آپ کے والد صاحب کون تھے - تو جواب دینگے کہ آپ کو شجرۂ نسب پوچھنے کی کیا ضرورت ہے - غرضیکہ ان کی چھپی ہوئی شرافت جو دل میں ہے - وہ گوارا نہیں کرتی - کہ اپنی وجہ سے اپنے بزرگوں یا اپنے خاندان کو بدنام کریں -

حضور انورؐ نے بھی صحابہ کرامؓ کا اتباع

نجات حاصل کرنے کے لئے ضروری قرار دیا ہے - ایک حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کے بہتّر فرقے ہوگئے تھے اور میری اُمّت کے تہتّر فرقے ہونگے - جن میں سے بہتّر دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا - صحابہ کرامؓ نے عرض کی - یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا - آپؐ نے فرمایا - (ما انا علیہ واصحابی) ترجمہ - جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں - اس حدیث شریف میں بہشت میں جانے والوں کے لئے معیار حضور انورؐ اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کو قرار دیا گیا ہے - لہٰذا

حدیث شریف

سے بھی یہ بات محقق - واضح اور پختہ ہوگئی - کہ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کے سوا کوئی شخص بھی بہشت میں نہیں جاسکتا - وما علینا الا البلاغ -

تیسرا

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی کے تعلقات توڑ لینے کے باعث

رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل ہوتا ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ - آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور اُن لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں - گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں - یہی وہ لوگ ہیں - جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے - اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے - اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا - جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے - اللہ ان سے راضی ہُوا - اور وہ اس سے راضی ہوئے - یہی اللہ کا گروہ ہے - خبردار بیشک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے -

اس آیت کا مطلب ترجمہ پڑھنے سے بالکل صاف سمجھ میں آ جاتا ہے -

کہ برادری جب خلاف شرع کام کرے - تو ہر سچے - اصلی - اور کھرے مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے کام میں ہرگز شریک نہ ہو -

اگر برادری شادی کے موقعہ پر خلاف شریعت

پروگرام بنائے۔ تو ہر سچے۔ اصلی اور کھرے مسلمان کا فرض ہے کہ اس پروگرام میں کوئی حصّہ نہ لے۔ مثلاً اگر برات میں باجا ہو۔ تو اس برات میں ہرگز شامل نہ ہو۔ اور صاف طور پر کہہ دے کہ مَیں فقط اس خلافِ شرع رسم کے باعث شرکت کرنے سے من جانب اللہ معذور ہوں۔ اگر آپ باجے نہ بجائیں تو مَیں شرکت کے لئے حاضر ہوں یا مثلاً دُولھا کے سر پہ سہرا باندھنا یہ ہندوانہ رسم ہے۔ اگر لڑکے والے سہرا باندھنے پر اصرار کریں تو صاف کہدے کہ اس کفر کی رسم کے باعث مَیں اس برات میں شامل ہونے سے معذور ہوں اگر آپ دُولھا کے سر پہ سہرا نہ باندھیں تو مَیں شریک ہونے کے لئے تیار ہوں۔ یا مثلاً چونکہ آپ آتشبازی برات کے ساتھ لے جائیں گے۔ اس لئے مَیں شرعاً اس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ آتشبازی بند کر دیں تو مَیں برات میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں۔ ایسے لوگ قطع رحمی کے مجرم نہیں ہوں گے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو دربارِ رسالت سے کامل ایمان والے ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔

وُہ بشارت ملاحظہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ اللّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ) ترجمہ۔ جس شخص نے اللہ واسطے دوستی رکھی اور اللہ واسطے ناراض ہُوا۔ اور اللہ واسطے دیا۔ اور اللہ واسطے دینے سے باز رہا۔ تو تحقیق اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا + سیّد المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے اس خوشخبری کا حاصل کرلینا بہتر ہے۔ یا ان بے دینوں کو راضی رکھنا بہتر ہے۔ جو خود بھی خلاف شریعت کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ کے ہاں مجرم ہوگئے ہیں۔ اور اگر اسی حالت میں مرگئے۔ تو خدا جانے ان کو مرنے کے بعد کس کس قسم کا عذاب ہوگا۔

اگر انسان کا ایمان

مضبوط ہو۔ تو پھر ایسے بے دینوں کی ذرہ جتنی بھی پروا نہیں ہوتی۔ مومن کامل تو یہی کہیگا کہ ناراض ہوں تو سو دفعہ ہو جائیں ہمیں تو اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنا ہے

ہاں اگر کمزور ایمان والا ہوگا۔ تو پھر شیطان اس کے مُنہ سے یہ کلمے نکلوائے گا۔ اجی کیا کریں۔ مولوی صاحب تو ٹھیک فرماتے ہیں۔ مگر برادری میں بھی تو ناک رکھنی ہے

فرضِ عین

ہم مسلمانوں کا فرضِ عین ہے۔ کہ بے دین برادری کی کوئی پروا نہ کریں۔ شیطان کمزور ایمان والوں کے دل میں یہ وسواس ڈالتا ہے کہ اگر ہم نے آج برادری کی مخالفت کی۔ تو پھر لڑکیوں کی شادی کہاں کریں گے۔ اور لڑکوں کے لئے رشتے کہاں سے ملیں گے۔ یہ وسواس بھی در اصل شیطان کا دل میں ڈالا ہُوا ہے

بندے بندے پر مہر

مَیں تو دوستوں سے کہا کرتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ دانے دانے پر مہر لگی ہوتی ہے۔ کہ جو دانہ جس کی قسمت میں لکھا ہُوا ہے وہی کھائے گا۔ دوسرا کھا نہیں سکتا۔ مَیں کہا کرتا ہوں کہ بندے بندے پر بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے مہر لگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی تقدیر میں جس لڑکے کے لئے جو لڑکی اور جس لڑکی کے لئے جو لڑکا لکھا ہُوا ہے نہ اُس لڑکے کی شادی کسی دوسری لڑکی سے ہوگی۔ اور نہ اس لڑکی کی شادی کسی دوسرے لڑکے سے ہوگی۔ اے مسلمان تیرا تو اللہ تعالےٰ کی تقدیر پر ایمان ہے۔ پھر تمہیں لڑکی اور لڑکے کے نکاح کی کیا فکر ہے۔ اسلام کا فیصلہ تو یہی ہے۔ جو عرض کر چُکا ہوں۔

چوتھا

ایمان اور عمل صالح کے باعث بہترین مخلوقات ہونے اور رضا الٰہی کا تمغہ ملتا ہے

(اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ۝ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ۝) سورہ البینہ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے

اللہ ان سے راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہُوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے

کہ فقط ایمان لانے اور اپنے متعلقہ اعمال صالح کے بجا لانے سے بہترین مخلوقات میں شامل فرمانے کے علاوہ اپنی رضا کا تمغہ بھی دے دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ یہ جزاء خیر اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں ہی کو نصیب ہُوا کرتی ہے۔ اسی لئے

یہ عاجز کہا کرتا ہے

کہ انسان کو صحیح معنی میں انسان فقط ایک چیز بناتی ہے۔ اور وہ خوف خدا ہے اگر ایک معمولی درجہ کے صوم و صلٰوۃ کے پابند مسلمان کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے تو وہ اعلےٰ درجہ کا متقی (پرہیزگار) بن جائیگا۔ کیونکہ ایسا شخص ہر اس قول و فعل یا ہر اس مجلس میں بیٹھنے سے بچے گا جس کام کے کرنے اور جس مجلس میں بیٹھنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی باگ خوفِ خدا کے ہاتھ میں ہوگی۔ اور بمقابلہ اس کے ایک ایسا شخص فرض کیجئے جو علمی قابلیت میں بہت ہی بلند مرتبہ پر پُہنچا ہُوا ہے۔ مگر اس کے دل میں خوفِ خدا نہیں ہے۔ وہ اپنے طمع اور لالچ اور دنیاوی اغراض کے پُورا کرنے کے لئے ایسے ایسے کام کرے گا کہ شیطان بھی دیکھ کر انگشت بدنداں ہوگا۔ کہ ہائے ایسا ظلم۔ اس مضمون کی وضاحت کے لئے

بطور مثال ایک واقعہ سُنئے

۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک جو جنگِ عظیم ہوئی تھی۔ اس میں ٹرکی بھی شامل تھا۔ مسلمانوں کو یاد ہوگا۔ کہ عراق عرب کے میدان میں ترکی لشکر نے انگریزوں کے لشکر کا محاصرہ کیا ہُوا تھا اور جنرل ٹاؤنشنڈ انگریزوں کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ اس وقت انگریز کو اس چیز کی ضرورت تھی۔ کہ انگریز کی مسلمان فوج کے نوجوانوں کی ہمدردی ٹرکی سے نہ رہے۔ تاکہ مسلمان فوجی پنجے جھاڑ کر ٹرکی کی فوج پر حملہ کرے۔ چونکہ مسلمان کے دل میں الحمد للہ مذہب اسلام کی عزّت ہے۔ اس لئے انگریز ٹرکی سے مسلمانوں کا تعلق توڑنا چاہتا تھا اس کام کے لئے عدالتوں کے جج صاحبان تو کام

نہیں آسکتے تھے۔ البتہ مذہب کے پیشوا علماؔ ہی آلہ کار بن سکتے تھے۔ چنانچہ اس جنگ کے زمانہ میں میں ایک مرتبہ لاہور آیا۔ اور میں نے لاہور کے بعض مقتدر علماء کا فتویٰ طبع شدہ دیکھا۔ جو انگریز نے ان مقتدر علماء سے لکھوایا تھا۔ اور لاہور ہی میں چھپوایا تھا۔ اور چوری چوری اپنے میدانِ جنگ میں بھیج دیا تھا۔ اس فتویٰ کا حاصل یہ تھا۔ کہ ٹرکی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ ہم اور مُلک کے باشندے ہیں۔ اور وہ اور مُلک کا باشندہ ہے۔ ہماری قوم اور ہے۔ اور اس کی قوم اور ہے۔ اس کے علاوہ ایک دو "اور" اور بھی تھے۔ جو مجھے یاد نہیں رہے۔ فوجی سپاہی بچارا ایک سیدھا سادھا مسلمان ہے۔ وہ اور، اور کی باریکیوں کو کیسے سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ ہمارا فوجی نوجوان ٹرکی کی فوج سے ڈٹ کر لڑا۔ جس کے باعث انگریز کو فتح ہوئی۔ اور ٹرکی شکست کھا گیا۔ اور قسطنطنیہ کے خلیفۃ المسلمین مع بال بچوں کے قید ہو گئے۔ اور قسطنطنیہ پر انگریزی اور فرانسیسی فوجیں قابض ہو گئیں۔

اس کے بعد پھر اللہ تعالےٰ کا جلال جوش میں آیا

اور بقول غازی رؤف بے (جو ٹرکی کے نمائندہ کی حیثیت سے جنگ ختم ہونے کے بعد لاہور تشریف لائے تھے۔ اور اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں انہوں نے رات کے وقت تقریر فرمائی تھی۔ اس کی روح یہی تھی۔ کہ پھر مذہب اور جہاد کے نام پر باشندگانِ ٹرکی نے کروٹ بدلی اور پھر انگریزی اور فرانسیسی فوجیں قسطنطنیہ سے دُم دبا کر بھاگیں۔

میرے مسلمان بھائیو

یہ یاد رکھو۔ کہ مسلمان کے اندر مذہب اِسلام نام پر جو جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس میں چونکہ اللہ تعالےٰ کی تائید شامل ہوتی ہے۔ اس کا مقابلہ پھر کوئی مادی طاقت نہیں کر سکتی۔

قابل عبرت چیز

گزشتہ تحریر میں قابلِ عبرت تو یہ چیز ہے۔ کہ ایک لاہوری جیّد عالم نے (جس کے دل میں خوف خدا نہیں تھا۔ اور طمع اور لالچ کا شکار ہوکر اس نے وہ) فتویٰ دیا کہ جس سے ایک مملکت کے خدا جانے کتنے نوجوان شہید ہوئے ہونگے۔ اور بالآخر اسے شکست کھانی پڑی۔ یہ الگ چیز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پھر ٹرکی کو زندہ کر دیا۔

وہ مولانا فوت ہو چکے ہیں

یہ اطلاع اس لئے دے رہا ہوں۔ کہ کہیں میرے لاہوری بھائی اندازے لگانے نہ لگ جائیں۔ کہ فلاں مولانا ہونگے یا فلاں ہونگے۔

انسان کے خلاف اللہ تعالےٰ کے غضب کو بھڑکانے والے اسباب

برادرانِ اسلام۔ رضاءِ الٰہی کے حاصل کرنے کے ذرائع تو آپ سُن چکے ہیں۔ اب غضبِ الٰہی کے اسباب بھی ملاحظہ ہوں۔

پہلا

انسان کا منافق یا مشرک ہو جانا

(وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝)

سورہ الفتح رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔ جو اللہ کے بارے میں بُرا گمان رکھتے ہیں انہیں پر بُری گردش ہے۔ اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت کی۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مرض نفاق اور مرض شرک کے مریضوں پر خدا تعالےٰ کا غضب اور لعنت ہے۔ اور آخرت میں وہ دوزخ میں جائینگے اللّٰھمّ لا تجعلنا منھم

نفاق اور شرک کی تھوڑی سی تشریح

نفاق یہ ہے کہ انسان بظاہر مسلمان کہلائے اور دل میں بجائے اس کے کہ اسلام کا حامی ہو۔ کفر کی حمایت کرے۔ اور بجائے۔ اس کے کہ اللہ تعالےٰ کی رضاء کا طالب ہو۔ کفار کو راضی رکھنا چاہے۔ اور بجائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے۔ کافروں کی حمایت کرے۔ بجائے اس کے کہ اسلام کا بول بالا کرنا چاہیے۔ کفر کی سرفرازی اور اس کے بقا کی کوشش کرے۔ اور شرک یہ ہے کہ جو تعلق انسان کو اللہ تعالےٰ ہی سے رکھنا چاہیئے بعینہٖ اسی قسم کا تعلق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے رکھے۔ جس کی کافی تفصیل گزشتہ پرچہ میں آ چکی ہے۔

دُوسرا

مغضوب علیہم کے ساتھ دوستی رکھنا

(اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے دوستی کر رکھی ہے۔ جن پر اللہ کا غضب ہے۔ نہ وہ تم میں سے ہیں۔ اور نہ ان میں سے۔ اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک وہ بہت بُرا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "یہ لوگ (دوستی رکھنے والے) منافق ہیں اور وہ (جن سے دوستی رکھتے ہیں) وہ قوم یہود ہے یعنی منافق نہ پوری طرح مسلمانوں میں شامل ہیں کیونکہ دل سے کافر ہیں اور نہ پوری طرح ان میں شریک کیونکہ بظاہر زبان سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے۔ مذبذبین بین ذالک لا الی ھولاء و لا الی ھولاء۔

تیسرا

ایمان لانے کے بعد کفر کرنا

ایمان لانے کے بعد پھر کفر کرنے سے بھی انسان کے خلاف غضب الٰہی جوش میں آ جاتا ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

(مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ

عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○) سورہ النحل رکوع ۱۴ پارہ ۱۴

ترجمہ جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سے منکر ہُوا۔ مگر وہ مجبور کیا گیا ہو۔ اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ اور لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہُوا۔ تو ان پر اللہ کا عذاب ہے۔ اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

اس کی مثال

جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اللہ تعالٰے پناہ میں رکھے۔ اس قسم کے آدمی ہمارے ملک میں انگریز کی حکومت کے وقت پائے جاتے تھے۔ در اصل دُنیا کی کسی غرض اور کسی طمع کی بناء پر شدھ (یعنی ہندو) یا عیسائی ہو جاتے تھے۔ ممکن ہے۔ کہ پہلے کسی غرض اور طمع کی بناء پر کفار کے مذہب میں داخل ہوتے ہوں مگر بعد میں وہ پکّے کافر ہو جاتے تھے۔ ہندو یا عیسائی بڑی ہوشیار قومیں تھیں۔ وہ ان مرتدین سے اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرایا کرتے تھے۔ مثلاً کبھی وہ ان سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات کے خلاف لیکچر کرایا کرتے تھے۔ پھر حضور انورؐ پر ایسے ہی حملے کرتے تھے۔ جس طرح ایک پکّا آریہ بے ایمان کیا کرتا تھا۔ ایسی صورت میں پھر وہ پکّے کافر اور اسلام کے دشمن ہو جاتے تھے۔ اللھم لا تجعلنا منہم

ہاں

اگر کوئی اضطراری حالت میں کلمۂ کفر کہدے۔ تو معافی کے قابل ہے۔ مثلاً ایک مسلمان کفّار کے نرغے میں آجائے۔ وہاں اگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے تو قتل کر دیا جائے گا۔ ایسے وقت میں جان بچانے کی خاطر کلمۂ کفر مُنہ سے نکالکر اور کافروں کو اپنا کافر ہونا ظاہر کرکے جان بچالے۔ تو وہ شخص کافر نہیں ہوگا۔ اللہ تعالٰے اس کی مجبوری کے باعث اسے بخش دے گا۔

چوتھا

میدان جنگ سے بھاگ کر آنے سے

انسان پر اللہ تعالٰے کا غضب نازل ہوتا ہے۔ (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ○ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ○)

سورہ الانفال رکوع ۲ پارہ ۹

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جب تم کافروں سے میدانِ جنگ میں ملو۔ تو ان سے پیٹھیں نہ پھیرو۔ اور جو کوئی اس دن ان سے پیٹھ پھیریگا۔ مگر یہ کہ لڑائی کا ہُنر کرتا ہو۔ یا فوج میں جا ملتا ہو۔ سو وہ اللہ کا غضب لے کر پھرا۔ اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو شخص میدانِ جنگ (سوائے اس استثنائی صورت کے جو اللہ تعالٰے نے خود بیان فرما دی ہے) سے پیٹھ پھیر کر بھاگے گا۔ اس پر اللہ تعالٰے کا غضب نازل ہوگا۔ اور اس غضب الٰہی کا نتیجہ دوزخ میں ٹھکانا ہوگا۔

اللہ تعالٰے نے سچّے مسلمانوں کی جنگ کا نقشہ

سورہ صف رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں پیش کیا ہے۔ (اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○)

ترجمہ۔ بیشک اللہ تو ان کو پسند کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے +

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ”بندہ کو لاف زنی اور دعوے کی بات سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ پیچھے مشکل پڑتی ہے۔ زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے۔ لیکن اس کا نباہنا آسان نہیں۔ اللہ تعالٰے اس شخص سے سخت ناراض اور بیزار ہوتا ہے۔ جو زبان سے کہے بہت کچھ اور کرے کچھ نہیں۔ روایات میں ہے۔ کہ ایک جگہ مسلمان جمع تھے۔ کہنے لگے ہم کو اگر معلوم ہو جائے۔ کہ کونسا کام اللہ تعالٰے کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ تو وہی اختیار کریں۔ اس پر آیتیں نازل ہوئیں۔ یعنی دیکھو سنبھل کر کہو۔ لو ہم بتلائے دیتے ہیں کہ اللہ کو سب سے زیادہ ان لوگوں سے محبت ہے۔ جو اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں کے مقابلہ پر ایک آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں۔ اور میدانِ جنگ میں اس شان سے صف آرائی کرتے ہیں کہ گویا وہ سب مل کر ایک مضبوط دیوار ہیں۔ جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے۔ اور جس میں کسی جگہ کوئی رخنہ نہیں پڑسکتا۔

اب اس معیار پر اپنے کو پرکھ لو۔ بے شک تم میں بہت ایسے ہیں۔ جو اس معیار پر کامل و اکمل اُتر چکے ہیں۔ مگر بعض مواقع ایسے بھی نکلیں گے۔ جہاں بعضوں کے زبانی دعووں کی ان کے عمل نے تکذیب کی ہے۔ آخر جنگِ اُحد میں وہ بنیان مرصوص کہاں قائم رہی۔ اور جس وقت حکم قتال اُترا۔ تو یقیناً بعض نے یہ بھی کہا۔ (ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الیٰ اجل قریب) (سورہ مائدہ) بہرحال زبان سے زیادہ دعوے مت کرو۔ بلکہ خدا کی راہ میں قربانی پیش کرو۔ جس سے اعلیٰ کامیابی نصیب ہو۔ موسٰےؑ کی قوم کو نہیں دیکھتے کہ زبان سے تعلّی و تفاخر کی باتیں بہت بڑھ چڑھ کر بناتے تھے۔ لیکن عمل کے میدان میں صفر تھا۔ جہاں کوئی موقعہ کام کا آیا۔ فوراً پھسل گئے۔ اور نہایت تکلیف دہ باتیں کرنے لگے۔ نتیجہ جو کچھ ہُوا اس کو آگے بیان فرماتے ہیں۔“

اللّٰھم اجعلنا مِنَ الَّذِین قالو ربنا اللّٰہ ثُمَّ استقامُوا الآیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۳ رجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء

انسان کے لئے کونسے کام کرنے نہایت ضروری ہیں

اور

کون سے غیر ضروری ہیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ ہر انسان کے ذمے مختلف قسم کی ذمہ داریاں ہیں۔ بعض کا تعلق اپنی ذات سے ہے مثلاً کھانا۔ پینا۔ سونا۔ روزی کمانے کے لئے دکان یا دفتر میں جانا۔ اور بعض ذمہ داریوں کا تعلق اعزّہ و اقربا سے ہے۔ مثلاً بیوی بچّوں کی ضروریات کو پورا کرنا۔ بعض کا تعلق ماں باپ سے ہے مثلاً ان کے کھانے پینے اور ان کے آرام کے سامان بہم پہنچانا۔ بعض ذمہ داریوں کا تعلق حکومت وقت کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہ اس کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ اور بعض کا تعلق پالتو جانوروں سے ہوتا ہے۔ مثلاً گائے۔ بھینس یا گھوڑا رکھا ہوا ہے تو ان کے چارے پانی کا خیال رکھنا علیٰ ہذا القیاس۔

ہر عقلمند کا فرض ہے

کہ ان تمام ذمہ داریوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے ان کی ترتیب کا ایک نقشہ بنائے اور اس نقشہ کے بنانے میں ضرورت کا لحاظ رکھے گا۔ کہ سب سے زیادہ ضروری کونسی چیز ہے۔ اس کے بعد پھر کس کا نمبر ہے۔ مثلاً خدانخواستہ ایک شخص کا باپ کسی وجہ سے کنوئیں میں گر گیا ہے۔ وہ غوطے کھا رہا ہے۔ اور پکار رہا ہے۔ کہ مجھے جلدی کنوئیں سے نکالو۔ اور ایک گاہک بھی اس کی دکان پر آیا ہے۔ کہ مجھے سودا دو۔ اب پہلے باپ کو کنوئیں سے نکالے گا۔ پھر سودا دے گا۔ یا مثلاً ایک شخص کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ اور بوڑھے ماں باپ جو کچھ معذور بھی ہیں۔ کھانا مانگ رہے ہیں۔ تو شریف انسان پہلے ماں باپ کو کھانا کھلائے گا۔ پھر خود کھائے گا۔

علیٰ ہذا القیاس

انسان کی بعض ذمہ داریوں . . . . کا تعلق دنیا کی زندگی کے ساتھ ہے۔ جو زندگی باقی رہنے والی نہیں بلکہ فنا ہونے والی ہے۔ اور بعض ذمہ داریوں کا تعلق آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی میں عیش و آرام پانے کا ہے۔

لہٰذا

ہر انسان کو یہاں بھی ضرورتوں کے پورا کرنے میں ضرور ایک ترتیب دینی پڑے گی۔ عقلمند انسان یہی فیصلہ کرے گا کہ سب سے پہلے ان ضرورتوں کو پورا کرنا میرا اہم ترین فریضہ ہے۔ جو ابدالآباد کی زندگی میں راحت اور آرام دلانے والی ہیں۔

ہاں ایک غیر مآل اندیش

دنیا کی عارضی زندگی کا لطف اٹھانے کے لئے عاقبت کی دائمی زندگی کے لطف کو برباد کرلے گا۔ جس طرح چور غیر مآل اندیشی کے باعث حلوائی کی دکان سے نقب زنی کرکے مٹھائی کے بھرے ہوئے تھال اٹھا کر لے جاتا ہے۔ اور پھر خوب مزے سے اس کو مع اہل و عیال کے کھاتا ہے۔ اس کے بعد ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی ڈال کر جب پولیس اسے جیل خانہ بھجواتی ہے۔ تب اپنے جرم کی برائی کا احساس کرتا ہے۔ لیکن فرد جرم لگنے کے بعد جب جیل خانہ میں جا پہنچا۔ اب اس احساس کا کیا فائدہ۔

حاصل

مذکورۃ الصدر سطور کا حاصل یہ نکلا۔ کہ ہر عقلمند انسان اپنے اعمال میں دنیا کے نفع اور آرام کی بجائے آخرت کے آرام اور وہاں کی عزّت کو ترجیح دیگا۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ دنیا کے ہر دور میں

غیر مآل اندیش اور بیوقوف

انسانوں کی کثرت ہی رہی ہے جنہوں نے فانی دنیا کے عیش و آرام کو آخرت کی دائمی زندگی کے عیش و آرام پر ترجیح دی ایسے لوگ دنیا میں عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے اور آخرت کو دوزخ میں جائیں گے

ان کی مثالیں ملاحظہ ہوں

پہلی

(لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ

کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے . . . . . .

پھر اُنہوں نے اسے جھٹلایا - پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا - اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے - انہیں غرق کر دیا - بیشک وہ لوگ اندھے تھے -

حضرت نوح علیہ السلام کا مقصد یہ تھا

کہ ایک اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو - جس کے قبضہ میں دُنیا اور آخرت کی باگ ہے - اگر وہ راضی ہوگیا تو دُنیا میں عزّت پاؤ گے - اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جاؤ گے - مگر اس بدنصیب قوم نے اپنے دُنیاوی رواج کو ترجیح دی - کہ ان کے باپ دادا جن بتوں کی پرستش کرتے تھے انہیں کی پرستش کرتے رہے - جن کے نام ود - سواع - یغوث - یعوق - نسر تھے - حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال اس بُت پرستی سے روکتے رہے - مگر وہ باز نہ آئے - پھر اللہ تعالےٰ نے بجز ان معدودے چند افراد کے جو نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے - باقی سب کو غرق کر دیا -

ان بُتوں کے متعلق شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحؒ تحریر فرماتے ہیں - "یہ ان کے بُتوں کے نام ہیں - ہر مطلب کا ایک الگ بُت بنا رکھا تھا - وُہی بُت پھر عرب میں آئے - اور ہندوستان میں بھی اسی قسم کے بت بشنو - برہما - اندر - رشو اور ہنومان وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں - اس کی مفصل تحقیق حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں کی ہے - بعض روایات میں ہے - کہ پہلے زمانہ میں کچھ بزرگ لوگ تھے - ان کی وفات کے بعد شیطان کے اغوا سے قوم نے ان کی تصویریں بطور یادگار بنا کر کھڑی کرلیں - پھر ان کی تعظیم ہونے لگی - شدہ شدہ پرستش کرنے لگے - العیاذ باللہ -

خلاصہ

حضرت نوح علیہ السلام کے مذکورۃ الصدر واقعات سے یہ نتیجہ نکلا - کہ ان کی قوم کے بیوقوف اور غیر مآل اندیش لوگوں نے دُنیا کو بمقابلہ آخرت کے ترجیح دی - اس بنا پر دُنیا میں عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے اور آخرت میں اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیا -

دوسری

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد دوسری غیر مآل اندیش اور بیوقوف قوم حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد سے ہے - حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کو توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں - اور پھر قوم جو جواب دیتی ہے وہ ملاحظہ ہو -

(وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ○ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ○ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ○ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ○) سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ - اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا - فرمایا - اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو - اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - سو کیا تم ڈرتے نہیں - اس کی قوم کے کافر سردار بولے - ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں - اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں - فرمایا - اے میری قوم مَیں بیوقوف نہیں ہوں - لیکن مَیں پروردگارِ عالم کی طرف سے بھیجا ہُوا ہوں - تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں - اور مَیں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں -

بیوقوف تو خود ہیں اُلٹا ہود علیہ السلام کو بیوقوف بنا رہے ہیں

پیغمبر خدا (ہود علیہ السلام) کی نافرمانی کے باعث قوم کی عقل میں فتور آگیا ہے - کہ عقلمند کو بیوقوف بنا رہے ہیں - اور خیر خواہ کو بدخواہ خیال کر رہے ہیں -

اس بیوقوفی کا نتیجہ یہ نکلا

(فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ع) سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ - پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا - اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے - ان کی جڑ کاٹ دی - اور وہ مومن نہیں تھے - اس بیوقوف قوم نے اپنی بیوقوفی کے باعث اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے خیر خواہ پیغمبر کو اپنا بدخواہ خیال کرلیا - اور اس کی کوئی بات نہ مانی - بالآخر عذابِ الٰہی میں مبتلا ہو کر دُنیا سے لعنت کی موت سے مرے -

حاصل

یہ نکلا کہ پیغمبرِ وقت کی مخالفت کرنے والے بیوقوفوں کی بربادی کے باعث دنیا کے تختے سے ان کی نسل ہی حرفِ غلط کی طرح مٹ گئی -

عذابِ الٰہی کی تصویر ملاحظہ ہو

(فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ○ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ○) سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے - وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہُوا دیکھتا کہ گویا کہ گری ہُوئی کھجوروں کے تنے ہیں - سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہُوا نظر آتا ہے -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں - "یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی - جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا - حتّٰی کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلّط تھے - ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی - جو قوم لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتی ہُوئی اُترتی تھی - "مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً" ترجمہ - ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے - وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کرسکی - اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے گویا کھجور کے کھوکھلے اور بے جان تنے ہیں - جن کا سر اُوپر سے کٹ گیا ہو - (پھر کیا) ان قوموں کا بیج بھی باقی رہا - اس طرح صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دی گئیں -

تیسری

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے بعد تیسری غیر مآل اندیش اور بیوقوف قوم حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود ہے -

(وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم

بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

بیوقوفوں کے نمائندوں کا جواب

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع پارہ

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبّر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ اُنھوں نے کہا۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے ہم اُسے نہیں مانتے۔ پھر اُونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا۔ اے صالح لے آ ہم پہ جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

اس بدنصیب قوم کے متعلق تبلیغ الاسلام کا حاشیہ

قوم میں جو بڑے بڑے متکبّر سردار اور معاندین تھے۔ وہ غریب اور کمزور مسلمانوں سے استہزاءً کہتے تھے۔ کہ (کیا بڑے آدمی تو آج تک نہ سمجھے۔ مگر) تمہیں معلوم ہوگیا۔ کہ صالح خُدا کا بھیجا ہُوا ہے۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔ کہ معلوم ہونا کیا معنی۔ معلوم تو تم کو بھی ہے۔ ہاں ہم دل سے قبول کر کے اس پر ایمان بھی لا چکے ہیں۔ متکبرین اس حکیمانہ جواب سے کھسیانے ہو کر بولے کہ جس چیز کو تم نے مان لیا ہے۔ ہم ابھی تک اسے نہیں مانتے۔ پھر بھلا تمہارے جیسے چند خستہ حال آدمیوں کا ایمان لے آنا کونسی بڑی کامیابی ہے۔ کہتے ہیں کہ وُہ (صالح علیہ السلام کی) اُونٹنی اس قدر عظیم الجثہ اور ڈیل ڈول کی تھی۔ کہ جس جنگل میں چرتی دوسرے مویشی ڈر کر بھاگ جاتے۔ اور اپنی باری کے دن جس کنوئیں سے پانی پیتی۔ کنواں خالی کر دیتی۔ گویا جیسے اس کی پیدائش غیرمعمولی طریقہ سے ہُوئی۔ لوازم و آثارِ حیات بھی غیر معمولی تھے۔ آخر لوگوں نے غیض میں آ کر اس کے قتل پر اتفاق کر لیا۔ اور بدبخت قداز نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ بعدہٗ خود حضرت صالح علیہ السلام کے قتل پر بھی تیار ہونے لگے۔ اور اس طرح خدا کے احکام کو جو "صالح" اور "ناقہ" کے متعلق تھے۔ پس پشت ڈال دیا۔ (ائتنا بما تعدنا) ایسے کلمات انسان کی زبان سے اس وقت نکلتے ہیں۔ جب خدا کے قہر و غضب سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے۔

اس بیوقوف اور بدبخت قوم پر

عذابِ الٰہی کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ بعض آیتوں میں زلزلہ کا ذکر آیا ہے۔ جس طرح سورۂ اعراف کے رکوع ۱۰ میں ہے۔ اور بعض آیتوں میں "صیحہ" چیخ سے ہلاک ہونے کا ذکر آیا ہے۔ دونوں کی تطبیق یوں دی جا سکتی ہے۔ کہ نیچے سے زلزلہ اور اُوپر سے ہولناک آواز آئی ہو۔"

چوتھی

غیرمآل اندیش اور بیوقوف قوم حضرت شعیب علیہ السلام کا واقعہ عبرت کے لئے ملاحظہ ہو۔ (وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے۔ تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پُورا کرو۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو۔ کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ کی راہ سے روکو۔ اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو۔ جبکہ تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہُوا ہے۔

اس بے وقوف قوم کے نمائندوں کا جواب

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ) الآیہ سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ اس کی قوم کے متکبّر سرداروں نے کہا۔ اے شعیب ہم تجھے اور انہیں جو تم پر ایمان لاتے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ فرمایا۔ کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔ ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں۔ بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ اور ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ جو ہمارا رب ہے۔

شعیبؑ کی قوم کے غیرمآل اندیش بیوقوفوں کا اعلان

(وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹

ترجمہ - اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے - انہوں نے کہا - اگر تم شعیب کی تابعداری کروگے تو بے شک نقصان اُٹھاؤ گے - پھر انہیں زلزلے نے آپکڑا - پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے -

پانچویں

غیر مآل اندیش اور بیوقوف فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ملاحظہ ہو -

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ○ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○)

سورہ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امراء دربار کی طرف بھیجا تھا - سو اُس نے کہا - کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں - پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو وہ اس کی ہنسی اُڑانے لگے - اور ہم ان کو جو کوئی نشانی دکھاتے تھے - تو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی - اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا - تاکہ وہ باز آجائیں اور اُنہوں نے کہا - اے جادو گر اپنے رب سے ہمارے لئے اس عہد سے جو تجھ سے اس نے کیا ہے - دُعا کر - ہم ضرور راہ پر آجائیں گے - پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے - تو اسی وقت عہد کو توڑ دیتے -

قومِ فرعون پر چار قسم کے عذاب آئے تھے

(فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ) الآیہ

سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ - پھر ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کھُلے کھُلے معجزے بھیجے - پھر بھی انہوں نے تکبر ہی کیا - اور وہ لوگ گنہگار تھے اور جب ان پر کوئی عذاب آتا - تو کہتے - اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا کر الخ

فرعون اور اس کے بیوقوف ساتھیوں نے

اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ اور اپنے عجز کو بارہا آزما کر بھی دیکھ لیا، کہ فرعون باوجود اپنی خدائی کا دعوےٰ کرنے کے عاجز محض ہے - اور اللہ تعالےٰ جس کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہو کر آئے ہیں - وہ قادر مطلق ہے - بارہا کی آزمائش کے بعد عہد شکنی کرتا رہا - پھر اللہ تعالےٰ کا غضب ان بیوقوفوں بدعہدی کرنے والوں کے خلاف جوش میں آیا -

(فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ - پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا - پھر ہم نے انہیں دریا . . . میں غرق کر دیا - اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا - اور وہ اُن سے غافل تھے -

عذابِ الٰہی آنے پر فرعون بدبخت کو ہوش آگئی

(وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِىْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○) سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ - اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا - پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا - یہانتک کہ جب ڈوبنے لگا - کہا - میں ایمان لایا - کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں - اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں -

اللہ تعالےٰ کا عذاب نازل ہوجانے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی

چنانچہ فرعون کے متعلق ارشاد باری تعالےٰ ہوا -

(آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○)

سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ - اب یہ کہتا ہے - اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا - اور مفسدوں میں داخل رہا - (لہٰذا اب تیرا ایمان قبول نہیں ہوسکتا -)

یہ چیز واضح ہوگئی

مذکورۃ الصدر پانچ پیش کردہ مثالوں سے یہ چیز واضح ہوگئی - کہ ارحم الراحمین خدائے قدوس وحدہ لاشریک کی طرف سے ہمیشہ انسانوں کی راہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے - اور ناعاقبت اندیش ہر دور میں ان مقبولین بارگاہ الٰہی کی مخالفت کے باعث عذاب الٰہی میں مبتلا ہوکر لعنت کی موت سے مرتے رہے -

ایسے لوگوں کو بے وقوف کے لقب سے کیوں پکارتا آیا ہوں

دراصل بات یہ ہے کہ ہر عقلمند ہمیشہ ہر ایک معاملہ میں پورے غور و خوض کے بعد کسی معاملے کا فیصلہ کرتا ہے - وہ انسان بڑا ہی ناعاقبت اندیش اور بیوقوف ہے - کہ کسی بات کی تہ تک پہنچنے سے پہلے ہی کوئی قطعی فیصلہ کر لے - انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے والے بیوقوفوں کو پہلے سوچ لینا چاہیئے تھا - کہ یہ حضرات کیا کہہ رہے ہیں - کیوں کہہ رہے ہیں - اس کہنے میں کیا ان کی کوئی ذاتی غرض یا دنیاوی نفع مطلوب ہے یا محض ہماری خیر خواہی کی بنا پر کہہ رہے ہیں - اور آیا ان کے اتباع کرنے میں ہمارا نفع ہے یا نقصان - آیا اس قسم کے آدمی پہلے بھی ہوتے آئے ہیں - اور ان کی موافقت کرنے والوں کو کیا پھل ملا - اور مخالفت کرنے والوں نے کیا نتیجہ بھگتا - وغیرہ وغیرہ - اگر یہ لوگ عقلمندی سے کام لیتے تو کبھی ان کی مخالفت نہ کرتے - بالخصوص مرنے کے بعد کے حالات حضرات انبیاء علیہم السلام ہی بتلا سکتے تھے - اگر مخالفت کرنے والے عقلمند ہوتے تو ان کی قدر کرتے - کہ یہ حضرات مرنے کے بعد کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے ہماری راہنمائی فرما رہے ہیں - ان کا بڑا ہی احسان ہے -

انبیاء علیہم السلام اللہ تعالےٰ کے چُنے ہوئے انسان ہوتے ہیں

(اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ) الآیہ

سورہ الانعام رکوع ۱۵ پارہ ۸

ترجمہ - اور اللہ (تعالےٰ) بہتر جانتا ہے کہ اپنی پیغمبری کا کام کس سے لے -

اس شاہنشاہی اعلان کا نتیجہ

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ رسالت کا عہدہ

اس شخص کو عطا فرماتا ہے جو بہترین آدمی ہوتا ہے - اب جو شخص یا جو قوم اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ اور چیدہ انسان پر مذاق اُڑائے اور ٹھٹھا کرے - اس سے بڑھ کر بھی کوئی احمق اور بیوقوف ہو سکتا ہے - انبیاء علیہم السلام پر گزشتہ قومیں ہمیشہ مذاق اُڑاتی رہیں - اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے نابود ہوئیں -

انبیاء علیہم السلام پر ٹھٹھا کرنے کا ثبوت

(یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ ج مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ○) سورہ یٰس ع ۲ پ ۲۳

ترجمہ - کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو -

نتیجہ

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ چن چن کر پاکیزہ ترین اخلاق والے - نیک ترین انسان جو شرافت - دیانت - امانت - حیا - خوفِ خدا اور خلق اللہ پر شفیق ہونے میں اپنی اپنی قوم میں بےنظیر تھے - ان کو گمراہوں کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرماتا رہا - اس بدبخت اور بیوقوف قوم نے (بجز معدودے چند افراد کے) ان کا مذاق اُڑایا - کسی کو کہا - تم جھوٹے ہو - کسی کو کہا تم پاگل ہو - کسی کو کہا - تم جادوگر ہو - پھر ان

ناقدر شناس - ناعاقبت اندیش بیوقوفوں کے خلاف

غضب الٰہی جوش میں آیا - پھر غیظ و غضب الٰہی نے یہ قدم اُٹھایا - (فَکُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّیْحَةُ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ج وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ○)

سورہ العنکبوت رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ - پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا - پھر کسی پر تو ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا - اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آ پکڑا - اور کسی کو ان میں سے زمین میں دھنسا دیا - اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا - اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے - لیکن وہی اپنے اُوپر ظلم کیا کرتے تھے -

ہلاک ہونے والی قوموں پر اللہ جل شانہٗ کے عمومی دو تبصرے

پہلا

(تِلْکَ الْقُرٰی نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ج وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ج فَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ط کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْکٰفِرِیْنَ ○ وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ج وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۳ پارہ ۹

ترجمہ - یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تمہیں سُناتے ہیں - بیشک ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تھے - پھر اس بات پر ہرگز ایمان نہ لائے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے - کافروں کے دلوں پر اللہ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے - اور ہم نے ان کے اکثر لوگوں میں عہد کا نباہ نہیں پایا - اور ان میں سے اکثر کو نافرمان پایا -

دُوسرا

(وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰکِنْ کَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۲ پارہ ۹

ترجمہ - اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے - تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے اور لیکن اُنہوں نے جھٹلایا - پھر ہم نے اُنہیں ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی -

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے دروازے ہر وقت ان پر کھل سکتے تھے لیکن ان لوگوں کی اپنی شامتِ اعمال (جو انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کی) کے باعث نہ کھلے - بلکہ ان کی بد اعمالی کے باعث انہیں عذابِ الٰہی میں مبتلا ہونا پڑا

موجودہ دور کے مسلمانوں کی خدمت میں

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے خطبہ میں جو چیزیں پیش کی جا چکی ہیں - ان کا عنوان بطور یاددہانی کے دوبارہ نقل کر دیتا ہوں - تاکہ موجودہ دور کے مسلمان اس آئینہ میں اپنا مُنہ دیکھ کر اپنے رُوحانی چہرے کے خال و خط درست کر لیں - تاکہ قیامت کے دن اپنے بچاؤ کے لئے یہ عذر دربارِ الٰہی میں پیش نہ کر سکیں - کہ اے اللہ ہمیں تو ان چیزوں کا علم ہی نہیں ہُوا - ورنہ ہم تیرے پورے فرمانبردار ہو کر دُنیا میں زندگی بسر کرتے - بالفاظِ دیگر اس عُذر کا یہ مطلب ہوتا کہ ہم تو تیری رضا کے سانچے میں ڈھلنے کے لئے تیار بیٹھے تھے - مگر خدانخواستہ خدانخواستہ خاکم بدہن "قصور تیرا ہے" کہ تُو نے ہماری رہنمائی کے لئے کوئی بندہ نہیں بھیجا تھا - چنانچہ اس

عذر لنگ کا ذکر

قرآن مجید میں آیا ہے :-

(وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَکْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰی ○)

سورہ طٰہٰ رکوع ۸ پارہ ۱۶

ترجمہ - اور اگر ہم انہیں اس سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے - تو کہتے اے ہمارے رب تُو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا - تاکہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں پر چلتے -

اب پیغمبر کوئی نہیں آئے گا

برادرانِ اسلام - قرآن مجید اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث پر مبنی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول دُنیا میں نہیں آئیگا اور نہ کوئی وحی آسمان سے نازل ہوگی - ہاں کتاب و سنۃ کا پیغام مخلوقِ خدا کو پہنچانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے اللہ تعالےٰ کے بندے آئیں گے جو اس پیغامِ ربانی کو مخلوقِ خدا تک پہنچائیں گے -

موجودہ دور میں حق پرست علمائے کے ساتھ عموماً وہی سلوک کیا جا رہا ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیا جاتا تھا

گزشتہ اُمّتوں کے غیر مآل اندیش اور بیوقوفوں کی طرح اس دور کے غیر مآل اندیش بھی اسی راستے پر جا رہے ہیں - یہ غیر مآل اندیش لوگ دو قسم کی ناعاقبت اندیشیوں میں مبتلا ہیں -

پہلی

اس دور کے اکثر ناعاقبت اندیش ایک

ہی زندگی کو پیش نظر رکھ کر اسی ایک زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے دن اور رات کوششیں کر رہے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی زمیندار ہے تو اس کی خواہش یہ ہے کہ میں سب سے بڑا زمیندار بن جاؤں اور اگر تجارت پیشہ ہے۔ تو دل میں یہ شوق دامنگیر ہے کہ سب سے بڑا تاجر بن جاؤں۔ اور اگر سرکاری عہدہ دار ہے تو ہر وقت یہی چیز پیش نظر ہے۔ کہ ترقی ہو جائے۔ تاکہ گریڈ بڑھ جائے۔ اور تنخواہ زیادہ وصول ہو۔ غرضیکہ ہر دُنیادار غیر مآل اندیش کے دماغ میں ترقی کی دُھن لگی ہوئی ہے۔ یہ لوگ فانی زندگی کی کامیابی کے لئے دن رات تگ و دو کر رہے ہیں اور اصلی اور غیر فانی زندگی کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔ اب ایسے لوگوں کو خدا پرست لوگ بیوقوف نہ کہیں تو اور کیا کہیں

دوسری

ان کی دوسری ناعاقبت اندیشی اور کم عقلی یہ ہے کہ ان کو دوست اور دشمن، خیر خواہ اور بدخواہ میں تمیز نہیں ہے۔ حالانکہ سب سے بڑا خیر خواہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے کہ انسان کو منی کے قطرہ سے ماں کے پیٹ میں بنایا۔ ماں کے پیٹ میں انسان کا ڈھانچہ مکمل کرنے کے بعد آنکھوں میں بینائی۔ کانوں میں شنوائی زبان میں گویائی اور دماغ میں عقل کی استعداد رکھنے کے ساتھ ہی پاؤں میں چلنے اور ہاتھوں میں پکڑنے کی طاقت رکھی۔ علیٰ ہذالقیاس ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے بے انتہا نعمتیں اس کو نصیب ہوتی رہیں۔ پھر یہ ناعاقبت اندیش، انسان جو اپنے آپ کو بڑا سمجھدار بڑا قابل بڑا ترقی یافتہ سمجھتا ہے۔ مخالفت کرتا ہے۔ تو اس خدا تعالےٰ کی جس کی نعمتوں کا مختصر خاکہ ابھی پیش کر چکا ہوں۔ اے خدا کے نافرمان انسان اگر بیٹا ماں باپ سے باغی ہو جائے تو تُو اسے بدترین انسان شمار کرتا ہے۔ اور اگر ایک ظالم اور بے انصاف خدا تعالےٰ کا باغی ہو جائے تو کیا وہ شخص شریف انسان کہلانے کا حقدار ہے؟ اور کیا وہ بھلا مانس آدمی کہلانے کا مستحق ہے؟ اور کیا ان بے دین مسلمانوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا نازل کردہ انسانیت کا دستور العمل ہے۔

اور اے بے دین مسلمان

تمہیں معلوم نہیں ہے کہ بادشاہ کے قانون کی عزت کرنے والا اس کا وفادار سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کی مملکت میں مجوزہ قانون شاہی کی مخالفت کرنے والا بادشاہ کا باغی سمجھا جاتا ہے۔ پھر تمہیں معلوم نہیں ہے؟ کہ بادشاہ کے قانون کی مخالفت کرنے والوں کے لئے پھانسی کا پھندا ہی ہوتا ہے۔ اور اے بے دین مسلمان تمہیں معلوم نہیں ہے کہ آج سطح دُنیا پر اللہ تعالےٰ کا نازل کردہ قانون فقط قرآن مجید ہے۔ اور اے دُنیا کے ساز و سامان اور عیش و عشرت میں مست ہونے والے قرآن مجید کے علم سے ناواقف اور عمل میں قاصر ہو کر پھر تو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ حالانکہ مسلم کی معنی فرمانبرداری کرنے والا ہے۔ جب تمہارے دل میں قرآن کی تعلیم اور عمل کرنے کا جذبہ نہیں ہے۔ تو کیا پھر تمہیں دھوکے باز نہیں سمجھا جائے گا۔ جس طرح ایک ضرب المثل مشہور ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اے بے دین مسلمان۔ جب تو اطاعت الٰہی جیسی اہم اور ضروری چیز کو ضروری نہیں سمجھتا تو پھر میں تمہیں ناعاقبت اندیش اور بیوقوف نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔

دوسرے نمبر پر سب سے بڑے خیر خواہ

سردار دو جہاں فخر الاولین والآخرین حضور انور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اعلان ملاحظہ ہو

(وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝)

سورہ الانبیاء رکوع ۷ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ ہم نے تو تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ہر کلمہ گو کو رحمۃ للعالمین کے نقش قدم پر

چلنے کی تلقین ملاحظہ ہو۔ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ (کے اقوال اور اعمال اور طرزِ معاشرت) میں بہترین نمونہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے۔ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہے۔ اب جو شخص

اس فرمان الٰہی کی مخالفت

کر رہا ہو۔ حالانکہ وہ مسلمان بھی کہلاتے۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی پڑھے (ترجمہ۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں)۔ اب میں اس کو بیوقوف نہ کہوں۔ تو عقلمند کہوں۔ اب

ہر منصف مزاج انسان

کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لے کر بتلائے۔ کہ آیا گزشتہ ہلاک شدہ قوموں کی طرح کیا موجودہ وقت کے مسلمانوں میں اکثریت اللہ تعالےٰ کے باغیوں اور سید المرسلین خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرنے والوں کی ہے یا نہیں۔

برادرانِ اسلام

آپ میں سے بہت سے لوگوں کو میری یہ صاف گوئی بُری معلوم ہوگی۔ لیکن میں اس صاف گوئی میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو آپ کے اعتراضوں سے بری کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی نافرمانیوں کا یہ عذر پیش نہ کر سکیں۔ کہ اے اللہ تیرے بندوں میں سے کسی تیرے بندے نے اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دروازے کے کسی غلام نے آپ کا یہ پیغام پہنچایا ہی نہیں تھا۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

دُعا

اے اللہ تُو محض اپنے فضل و کرم سے میرے ہمعصر مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ان ذمہ داریوں کے مراتب بھی انہیں سمجھا۔ تاکہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے کر تیری بارگاہ میں سرخرو ہو کر حاضر ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۶ رجب ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اِنسان کی بُری عادتوں میں سے ایک عادت ظلم ھے

انسان جب بدقسمتی سے ظلم پر کمربستہ ہو جائے تو پھر اُس کے دل سے اللہ تعالیٰ کا خوف بھی نکل جاتا ہے

پھر تب ہوش آتی ہے جب عذابِ الٰہی سر پر آجاتا ہے۔ مگر اُس وقت پھر کیا ہو سکتا ہے

ظلم سے مراد بے انصافی ہے۔ یعنی جس سے انصاف کے نقطہ نگاہ سے جو تعلق رکھنا چاہیئے تھا

اس کے خلاف برتاؤ کرنے کا نام ظلم ھے

ظالم انسان اللہ تعالےٰ پر ظلم کرنے سے بھی نہیں شرماتا

انسان کا پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے

(ذٰلِكَ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ۙ الَّذِىۡۤ اَحۡسَنَ كُلَّ شَىۡءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِيۡنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِيۡنٍ ۚ ثُمَّ سَوّٰٮهُ وَنَفَخَ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ‌ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ۝) سورہ السجدہ رکوع ۱ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ وہی چھپی اور کھلی بات کا جاننے والا زبردست مہربان ہے۔ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی۔ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی۔ پھر اس کی اولاد نچڑے ہوئے حقیر پانی سے بنائی۔ پھر اس کے اعضا درست کئے۔ اور اس میں اپنی رُوح پھونکی۔ اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنایا تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔

اس معاملہ میں انسان کا ظلم

مذکورۃ الصدر آیات سے ثابت ہو گیا۔ کہ انسان کا بنانے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر انسان ایسا ظالم ہے کہ اس ایک اللہ تعالےٰ کے سوا اوروں کو بھی خدائی کا رتبہ دے دیتا ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

(تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡـفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۙ الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقۡدِيۡرًا ۝ وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـًٔـا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ وَلَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا وَّلَا يَمۡلِكُوۡنَ مَوۡتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوۡرًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ وہ بڑی برکت والا ہے۔ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا۔ تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔ وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے۔ اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا۔ اور اُنہوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ اور وہ اپنی ذات کے لئے نقصان اور نفع کے مالک نہیں۔ اور موت اور زندگی اور دوبارہ اُٹھنے کے بھی مالک نہیں۔

آپ نے انسان کا ظلم دیکھا

کہ ایک اللہ تعالےٰ جو انسان کے بنانے میں وحدہٗ لاشریک لہٗ تھا۔ ظالم انسان نے ایسے انسانوں کو بھی خدا کی خدائی میں شامل کر لیا۔ جو خود اللہ تعالےٰ کے بنائے ہُوئے تھے۔ اور وہ بھی ایسے ہی بے بس تھے۔ جس طرح یہ تھا۔ اے ظالم انسان تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس بے مثل و بے نظیر خُدا کے ساتھ اس کی مخلوق کو بھی خُدائی کا درجہ دے دیتا ہے۔ اے ظالم انسان اگر تیری حاصل کردہ چیز (جو تم نے محنت اور مشقت کر کے حاصل کی ہو۔ مثلاً مکان بنایا ہو یا کوئی زرعی زمین خرید کی ہو) اس میں اگر کوئی دوسرا شخص دعویدار بن بیٹھے۔ تو تم برداشت کر سکتے ہو۔ کہ ہاں بھائی اگرچہ تمہارا دعوےٰ تو غلط ہے۔ مگر تمہارے کہنے سے میں وہ اپنی ساری جائداد یا اس کا کچھ حصّہ طیب خاطر سے تمہیں تمہارے دعویٰ کی بناء پر دیدیتا ہوں۔ اے ظالم انسان اپنی مملوکہ جائداد میں تو تم سردھڑ کی بازی لگا دوگے اور اس ظالم کو ایک انچ زمین کا نہیں دوگے۔ تو کیا پھر تم۔ خدا کی خدائی کے حصّے بخرے کرنے میں کوئی جواز کی صورت بتلا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں بتلا سکتے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کا حق جو تم پر ہے اس حق میں غیر کو کیوں شریک کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہو۔ اے ظالم انسان یاد رکھ۔ اور خوب یاد رکھ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے اللہ تعالےٰ اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ اے ظالم انسان جب تم نہیں چاہتے۔ کہ تمہاری بیوی غیر کے پاس جاکر اپنی حاجتوں کا اظہار کرے یا اس سے مانگے تو کیا اللہ تعالےٰ کی غیرت گوارا کر سکتی ہے۔ کہ تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پڑھے اور اپنی حاجتوں کے لئے دوسروں کے دروازوں پر جائے۔ اور مُنہ بنا کر یا رو کر اُنہیں دکھائے۔ اے ظالم انسان ہوش میں آ۔ اور محض اپنے خالق اور مالک اور قادرِ مطلق کا بندہ بن کر رہ۔ جو تیری شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ظالم انسان کا دوسرا ظلم

ملاحظہ ہو۔ کہ شاہنشاہِ حقیقی عزّ اسمہٗ و جل مجدہٗ، تو قرآن مجید کو مندرجہ ذیل القاب سے یاد فرمائے۔

۱

(وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ) الآیہ سورہ حٰم السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بنا دیتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں۔ کیا عجمی کتاب اور عربی رسول؟ کہدو یہ ایمانداروں کے لئے راہ نما اور شفا ہے + راہنما اس لئے ہے کہ اللہ تعالےٰ کے دروازہ تک پہنچنے کے لئے سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔ یہ عاجز کہا کرتا ہے۔ کہ راہ رو (یعنی جانے والا) ہے مسلمان۔ اور راہ نما (راستہ دکھانے والا) ہے۔ قرآن۔ اور اس راہ رو کی منزل مقصود ہے۔ دربارِ رحمٰن۔ ہاں اس راہ نما کی راہنمائی کا کوئی نمونہ دیکھنا چاہیں تو وہ سیدالمرسلین خاتم النّبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ اللّھم اجعلنا من اتباعہ۔ آمین ثم آمین۔

۲

(اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا) سورہ بنی اسرائیل ع ۱ پ ۱۵

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے۔ جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

آپ خود اندازہ

لگالیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں قرآن مجید کی کتنی تعریف فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو قرآن مجید کی یہ عظمت اپنے دل پر لکھ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اگر سب مسلمانوں کے دل میں

قرآن مجید (جو ایک علمی کتاب ہے) کی یہ عظمت ہوتی۔ تو کیا سب کو اس کے پڑھنے اور سمجھنے کا اشتیاق نہ ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس کے کمال کو فقط وہی لوگ سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اس کے پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

ایک حیرت انگیز واقعہ

جب یہ عاجز ۱۹۱۷ء کی ابتدا میں لاہور آیا تھا تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسی لائن والی مسجد (جہاں آج کل درس قرآن مجید ہو رہا ہے) میں مجھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے توفیق دی۔ کہ میں نے قرآن مجید کے دو درس صبح اور شام کو شروع کر دیئے۔ صبح کا درس عام احباب کا ہوتا تھا۔ جس میں ہر قسم کے مسلمان (تجارت پیشہ۔ زراعت پیشہ۔ ملازمت پیشہ) شریک ہوتے تھے۔ اور نماز مغرب کے بعد کے درس میں فقط تعلیم یافتہ طبقہ (گریجوایٹ اور انڈر گریجوایٹ) شامل ہوتے تھے۔ یہ واقعہ تقریباً ۱۹۱۷-۱۸ء کا ہے۔ ان دنوں دہلی دروازہ کے باہر کوتوالی میں ایک کوتوال صاحب متعین تھے ماشاء اللہ وہ بڑے ہی پکّے دیندار اور متشرع مزاج آدمی تھے۔ وہ روزانہ صبح کے درس میں بھی شامل ہوتے تھے اور شام کے درس میں بھی اگر آج کل زندہ ہیں تو ان کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دُنیا کی ہر تکلیف سے بچائے اور ہر طرح کی برکتیں عطا فرمائے اور اگر وفات پاگئے ہیں تو اللہ تعالےٰ میری طرف سے اُن کے حق میں یہ دُعا قبول فرمائے۔ کہ ان کی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے۔ وہ صبح کی نماز مسجد لائن والی میں آکر پڑھتے تھے۔ اور درس کے انتظار میں بیٹھے رہتے تھے۔ درس سے فارغ ہوکر کوتوالی میں جاتے تھے۔ وہ مجھے فرماتے تھے۔ کہ مولوی صاحب قرآن مجید کی یہ برکت ہے۔ کہ درسِ قرآن سے فارغ ہوکر جب میں کوتوالی جاتا ہوں اس کے بعد ہی سپرنٹنڈنٹ صاحب آتے ہیں (ان دِنوں سپرنٹنڈنٹ انگریز تھا) یہ کبھی نہیں ہُوا۔ کہ میری غیر حاضری میں وہ آئے ہوں۔

ایک دن فرمانے لگے

کہ میں رات کو بازار میں جا رہا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ لائن والی مسجد میں کس غرض سے جایا کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ قرآن مجید کا درس سُننے کے لئے جاتا ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ قرآن مجید میں سوائے قصّوں کے اور رکھا ہی کیا ہے۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب آئندہ میں آپ کو مولوی صاحب کہکر نہیں پُکاروں گا۔ (ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ قرآن مجید کے متعلق اتنی ناواقفیت اور پھر مولوی صاحب یعنی دین کے عالم کہلائیں۔

اصل بات یہ ہے

کہ چونکہ اکثر مولوی صاحبان قرآن مجید میں غور و تدبّر نہیں کرتے۔ اس لئے وہ ان کتابوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور پڑھانا چاہیں تو پڑھا بھی سکتے ہیں جنہیں غور سے پڑھتے ہیں۔ مگر قرآن مجید کو نہ اچھی طرح سے خود سمجھتے ہیں۔ نہ پڑھا سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے

کہ تقریباً چونتیس پینتیس سال سے مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل علماء کرام رمضان شریف میں میرے پاس قرآن شریف پڑھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ چونکہ یہ حضرات تمام علومِ متداولہ سے فارغ شدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے عاقل را اشارہ کافی است۔ تین ماہ کے اندر قرآن مجید کے مضامین کو بیان کرنے کی وہ صلاحیت ان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ بآسانی انسان کے ہر شعبۂ حیات میں قرآن شریف کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

ظالم انسان کا تیسرا ظلم

حضرات انبیاء علیہم السلام کی توہین

واقعہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام حضرات اپنی اپنی قوم کے تمام افراد میں سے سب سے بڑھ کر شریف۔ سب سے بڑھ کر دیندار۔ سب سے بڑھ کر دیانتدار۔ سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ سے ڈرنے والے۔ سب سے بڑھ کر خدا کو یاد کرنے والے۔ سب سے بڑھ کر بارگاہ الٰہی میں مقبول۔ سب سے بڑھ کر بارگاہِ الٰہی میں محبوب۔ سب سے بڑھ کر انسانوں کے خیر خواہ ہوتے تھے۔ ان تمام صفات مذکورہ میں اپنی قوم میں آپ ہی نظیر ہوتے تھے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود ہر قوم اور ہر دور کے ظالم انسانوں نے ان حضرات کو ستایا۔ اور ایسا ستایا کہ کسی انسان کو ایسا نہیں ستایا گیا ہوگا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَشَدُّ الْبَلَاءِ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ

ترجمہ۔ سب سے زیادہ مصیبتیں انبیاء علیہم السلام پر آتی رہیں۔ پھر جوں جوں کوئی شخص للہیت اور صلاحیت میں ان کے مشابہ ہوتا رہا۔ اسی قدر اس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی توہین

(کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا + اگرچہ ان لوگوں نے ایک پیغمبر کو جھٹلایا تھا۔ چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ادیان اصولاً متحد ہیں۔ اس لئے ایک پیغمبر کا جھٹلانا گویا سب کا جھٹلانا ہے۔

سزا کی دھمکی

(قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹ ترجمہ

کہنے لگے اے نوحؑ اگر تو باز نہ آیا۔ تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔

پیغمبر کی توہین کے باعث عذاب الٰہی

میں مبتلا کر کے سب کو غرق کر دیا گیا۔

(فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے۔ بچا لیا۔ پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (آدم علیہ السلام کے بعد) نوح علیہ السلام پہلے اولوالعزم اور مشہور رسول ہیں۔ جو زمین والوں کی طرف مشرکین کے مقابلہ میں بھیجے گئے۔ گو باعتبار اپنی خاص شریعت کے ان کی بعثت خاص اپنی قوم کی طرف مانی جائے۔ تاہم ان اساسی اصول کے اعتبار سے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم میں مشترک ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ تمام انسان ہر نبی کے مخاطب ہوتے ہیں۔ مثلاً توحید اور اقرار معاد کی تعلیم پر سارے پیغمبر متفق اللسان ہیں۔ تو ایسی چیزوں کی تکذیب کرنا فی الحقیقت تمام انبیاء کی تکذیب کرنا ہے۔ بہر حال نوح علیہ السلام نے توحید وغیرہ کی عام دعوت دی کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے بعد دس قرن ایسے گزرے۔ کہ ساری اولاد آدم کلمۂ توحید پر قائم تھی۔ بت پرستی کی ابتدا ابن عباس کے بیان کے موافق یوں ہوئی کہ بعض صالحین کا انتقال ہو گیا۔ جن کے نام ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر تھے جو سورہ نوح میں مذکور ہیں۔ لوگوں نے ان کی تصویریں بنا لیں۔ تاکہ ان کے احوال و عبادات کی یاد تازہ رہے۔ کچھ مدت کے بعد ان صورتوں کے موافق مجسمے تیار کر لئے۔ حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد ان کی عبادت ہونے لگی۔ اور یہ بت انہیں بزرگوں کے نام سے موسوم کئے گئے۔ جب بت پرستی کی وبا پھیل گئی۔ تو حق تعالےٰ نے حضرت نوحؑ کو بھیجا۔ انہوں نے طوفان سے پہلے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس تک توحید و تقویٰ کی طرف بلایا۔ اور دنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔ مگر لوگوں نے ان کی تضلیل و تجہیل کی۔ اور کوئی بات نہ سنی۔ آخر طوفان کے عذاب نے سب کو گھیر لیا۔ اور جیسا کہ نوحؑ نے دعا کی تھی۔ ” ربّ لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیارا۔“ کوئی کافر عذاب الٰہی سے نہ بچا۔ بستانی نے دائرۃ المعارف میں یورپین محققین کے اقوال طوفان اور عموم طوفان کے متعلق نقل کئے ہیں۔“

ہود علیہ السلام کی توہین

(کَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۷ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا۔ کہ تم کیوں نہیں ڈرتے۔ البتہ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

قوم کا جواب

(قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۷ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہنے لگے تو نصیحت کرے یا نہ کرے ہمارے لئے سب برابر ہے۔ یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک عادت ہے۔ اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔ پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا۔ تب ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی توہین

(کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۸ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی صالحؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

قوم کا جواب

(قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ۝ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا) الآیہ سورہ الشعراء رکوع ۸ پارہ ۱۹

ترجمہ کہنے لگے تم پر تو کسی نے جادو کیا ہے۔ تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ صالح علیہ السلام کی قوم نے ان کی تکذیب کی۔ پھر ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ اور سب کے سب جھٹلانے والے ہلاک ہو گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی توہین

(کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۹ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ لوطؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب انہیں ان کے بھائی لوطؑ نے کہا۔ تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

قوم کا جواب

(قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۹ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہنے لگے اے لوط اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ضرور نکال دیا جائیگا۔ تمہیں اپنی بستی سے دیس بدر کر دینگے

نتیجہ۔ پیغمبر وقت کا کہا نہ ماننے اور اپنی ہٹ پر قائم رہنے کا یہ نتیجہ نکلا۔

فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۹ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے

کنبے کو بچا لیا۔ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ گئی تھی۔ پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا۔ پھر ڈرائے ہوؤں پر بُرا مینہ برسا۔

بالآخر

سوائے معدودے چند افراد کے جو لوط علیہ السلام پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ باقی سب کے سب صفحہ ہستی سے ذلت کی موت سے ہلاک کر دیئے گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام پر ظلم

(كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۱۰ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ بن والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے شعیبؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

قوم کا ظالمانہ جواب

(قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۱۰ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (قوم کے لوگ) کہنے لگے تم پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے۔ اور تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے۔ اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے۔ سو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے اگر تو سچا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اس بدبخت قوم کا مطالبہ منظور فرما لیا

(فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ط اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۱۰ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ پھر اُسے جھٹلایا۔ پھر انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔ بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس قوم کے حق میں تحریر فرماتے ہیں۔ "متعدد آیات کے جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان پر ظُلّہ۔ صیحہ۔ رجفہ۔ تینوں طرح کے عذاب آئے۔

یعنی اول بادل نے سایہ کر لیا جس میں آگ کے شعلے اور چنگاریاں تھیں۔ پھر آسمان سے سخت ہولناک اور جگر پاش آواز ہوئی اور نیچے سے زلزلہ آیا۔ ابن کثیر"۔

سید المرسلین خاتم النبیین پر ظلم

(مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝) سورہ القلم رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ آپ اللہ کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں۔ اور آپ کے لئے تو بے شمار اجر ہے۔ اور بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔ پھر عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے۔ اور وہ بھی دیکھ لینگے۔ کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔ بیشک آپ کا رب ہی خوب ...

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "مشرکین مکہ حضورؐ کو (العیاذ باللہ) دیوانہ کہتے تھے۔ کوئی کہتا کہ شیطان کا اثر ہے۔ جو یک بیک قوم سے الگ ہو کر ایسی باتیں کرنے لگے ہیں۔ جن کو کوئی نہیں مان سکتا۔ حق تعالےٰ نے اس خیال باطل کی تردید اور آپؐ کی تسلّی فرمادی۔ یعنی جس پر اللہ تعالےٰ کے ایسے ایسے فضل و انعام ہوں۔ جن کو ہر آنکھ والا مشاہدہ کر رہا ہے۔ مثلاً اعلےٰ درجہ کی فصاحت اور حکمت و دانائی کی باتیں مخالف موافق کے دل میں اس قدر قوی تاثیر اور اتنے بلند اور پاکیزہ اخلاق کیا اسے دیوانہ کہنا خود اپنی دیوانگی کی دلیل نہیں۔ دُنیا میں بہت دیوانے ہوتے ہیں اور کتنے عظیم الشان مصلح گزرے ہیں جن کو ابتداءً قوم نے دیوانہ کہکر پکارا ہے۔ مگر قلم نے تاریخی معاملات کا جو ذخیرہ بطون اوراق میں جمع کیا ہے۔ وہ ببانگ دہل شہادت دیتا ہے کہ واقعی دیوانوں اور ان دیوانہ کہلانے والوں کے حالات میں کس قدر زمین آسمان کا تفاوت ہے۔ آج آپ کو (العیاذ باللہ) مجنون کے لقب سے یاد کرنا بالکل وہی رنگ رکھتا ہے جس رنگ میں دُنیا کے تمام جلیل القدر اور اولوالعزم مصلحین کو ہر زمانے کے شریروں اور بے عقلوں نے یاد کیا ہے۔ لیکن جس طرح تاریخ نے ان مصلحین کے اعلیٰ کارناموں پر بقاءِ دوام کی مہر ثبت کی اور ان مجنون کہنے والوں کا نام و نشان باقی نہ چھوڑا۔ قریب ہے کہ قلم اور اس کے ذریعہ سے لکھی ہوئی تحریریں آپؐ کے ذکر خیر اور آپؐ کے بیمثال کارناموں اور علوم و معارف کو ہمیشہ کے لئے روشن رکھے گی۔ اور آپ کو دیوانہ بتلانے والوں کا وجود صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ کر رہے گا۔ اور وقت آئیگا جب ساری دُنیا آپؐ کی حکمت و دانائی کی داد دے گی۔ اور آپؐ کے کامل ترین انسان ہونے کو بطور ایک اجماعی عقیدہ کے تسلیم کرے گی۔ بھلا خداوند قدوس جس کی فضیلت و برتری کو ازل الازال میں اپنے قلم نور سے لوح محفوظ کی تختی پر نقش کر چکا۔ کسی کی طاقت ہے کہ محض مجنون و مفتون کی پھبتیاں کس کر اس کے ایک شوشہ کو مٹا سکے؟ جو ایسا خیال رکھتا ہو۔ پرلے درجہ کا مجنون یا جاہل ہے۔"

آخری دُعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ اللہ جل شانہٗ اور قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح معنی میں احترام کریں تاکہ بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور اس قبولیت کی برکت سے ہماری دُنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِنسان کو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم

پہلا

(وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا) الآیہ سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔

دوسرا

(وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا ط) الآیہ

سورہ الاحقاف رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم

پہلا

(عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ متفق علیہ

ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے ـ کہا۔ ایک شخص نے عرض کی ـ یا رسول اللہؐ میری عمدہ خدمت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا تیری ماں ـ اس نے عرض کی پھر (کون مستحق ہے) آپ نے فرمایا ـ تیری ماں ـ اس نے (تیسری مرتبہ) عرض کی ـ پھر کون مستحق ہے ـ آپؐ نے فرمایا تیری ماں ـ اس نے پھر (چوتھی مرتبہ عرض کی) پھر کون ـ آپ نے فرمایا تیرا باپ پھر آپ نے فرمایا) اس کے بعد جو تیرا سب سے زیادہ قریبی ہو ـ زیادہ قریبی رشتہ دار ہو۔

دُوسرا

(عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ـ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ رواہ مسلم۔

ترجمہ ـ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے ـ کہا۔ اس شخص کی ناک مٹی میں رگڑی جائے۔ اُس شخص کی ناک مٹی میں رگڑی جائے (یہ بددُعا کا کلمہ ہے) اس شخص کی ناک مٹی میں رگڑی جائے ـ عرض کی گئی ـ کس کی یا رسول اللہؐ ـ آپ نے فرمایا ـ جس نے دونوں ماں باپ کو یا ایک کو ان میں سے بُڑھاپے میں پایا۔ پھر بہشت میں داخل نہیں ہُوا۔

مثلاً

والدین کی خدمت کر کے ان سے دُعا نہیں لی ـ یا خدانخواستہ ان کو ناراض کر کے اُلٹا ان کے دل سے اس کے حق میں بددُعا نکلتی رہی

ماں باپ پر ظلم

کرنے والے آج کل تو اکثر ایسے ہی ناعاقبت اندیش پائے جاتے ہیں ـ ان کو مذہبی تعلیم تو دی نہیں جاتی ـ کیونکہ سکولوں اور کالجوں میں انگریز نے مذہبی تعلیم بالکل اُڑا دی تھی ـ اس لئے عموماً موجودہ نسل کے دلوں میں ماں باپ کی خدمت کی کوئی اہمیت نہیں ہے ـ حالانکہ ماں باپ کی رضا طلبی اسیٔ طرح فرض عین ہے جس طرح اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے پنجوقتہ نماز فرض عین ہے ـ اور ماں باپ کی حق تلفی اسی طرح گناہ کبیرہ ہے جس طرح نماز نہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور جس طرح تارک نماز کی سزا دوزخ ہے ـ اسی طرح ماں باپ کی دل آزاری کرنے والے کی سزا دوزخ ہے۔

ایک استثناٰ

ماں باپ کی فرمانبرداری میں فقط ایک شرط ہے کہ اگر وہ اللہ تعالےٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کسی حکم کی مخالفت کرنے کے لئے مجبور کریں تو ایسے معاملہ میں ان کی مخالفت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے وقت میں ان کی بات کو ہرگز نہ مانے۔

اولاد پر ظلم

برادرانِ اسلام ! اولاد کے متعلق ماں باپ پر فقط اتنا ہی فرض نہیں ہے ـ کہ ان کو کھلائیں پلائیں ـ تا آنکہ وہ خود کما کر کھانے پینے کے قابل ہو جائیں۔ اولاد کے متعلق اتنی خدمت تو پرندے ـ چرندے بلکہ درندے بھی کرتے ہیں ـ کیا کُتیّ اپنے بچّوں کو دُودھ نہیں پلاتی اور کیا بھیڑیے کی مادہ اور شیر کی مادہ اپنے بچّوں کو دودھ نہیں پلاتی جب تک کہ بچّے خود شکار کر کے نہ کھا سکیں۔

ماں باپ کا خصوصی فرض

یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو جس کام کے لئے پیدا کیا ہے ـ اپنی اولاد کو وہ کام بھی سکھائیں اور وہ کام اللہ تعالےٰ کی بندگی ہے۔ جس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ مَا اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝)

سورہ الذاریات رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ ـ اور مَیں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے ـ مَیں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں ـ کہ وہ مجھے کھلائیں ـ بیشک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا ہے ـ زبردست طاقت والا ہے۔

صاف طور پر ثابت ہُوا

مذکورۃ الصدر آیات سے صاف طور پر ثابت ہوگیا ہے ـ کہ مسلمان ماں باپ کا فرض ہے ـ کہ اپنی اولاد کو دین کی تعلیم ضرور دلائیں ـ ورنہ قیامت کے دن اسی جرم کے سبب سے بھی یہ لوگ مجرم ہو جائیں گے۔ اور یہی اولاد بجائے اس کے کہ ان کے حق میں صدقہ جاریہ بن کر نجات کا باعث بنتی (اگر اولاد کو دین کی تعلیم دی جاتی ـ تو اولاد کی نیکیوں کا اجر ماں باپ کو بھی ملتا) اب یہی اولاد ماں باپ پر لعنت ڈالنے کی اللہ تعالےٰ سے درخواست کرے گی ـ

لعنت کا مطالبہ

(یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا ۝) سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ ـ جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے ـ کہیں گے ـ اے کاش ہمنے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا ـ اور کہیں گے ـ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا ـ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا ـ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے ـ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

شیخ الاسلام نے دُنیاوی نقطہ نگاہ سے بزرگوں (مثلاً ماں باپ) اور مذہبی غلط راہنماؤں کو دائرہ لعنت میں داخل کر دیا

ان کا ارشاد ملاحظہ ہو

مذکورۃ الصدر آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں ـ " اس وقت حسرت کرینگے ـ کہ کاش ہم دُنیا میں اللہ اور رسول کے کہنے پر چلتے ـ تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا ـ یہ شدّت غیض سے کہیں گے ـ کہ ہمارے ان دُنیوی سرداروں اور مذہبی پیشواؤں نے دھوکے دے کر اور جھوٹ فریب کہکر اس مصیبت میں پھنسوایا۔ ان ہی کے اغوا پر ہم راہِ حق سے بھٹکے رہے۔ اگر ہمیں سزا دی جاتی ہے تو ان کو دوگنی سزا دیجئے ـ اور جو پھٹکار ہم پر ہے اس سے بڑی پھٹکار ان بڑوں پر پڑنی چاہیئے۔ گویا ان کو دُگنی سزا دلوا کر اپنا دل ٹھنڈا کرنا چاہیں گے۔"

مَیں کہا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم سے واقفیّت کرانے والی مذہبی تعلیم تو لڑکوں اور لڑکیوں کو دلوانی ماں باپ کا فرض عین ہے ـ تاکہ اولاد کی عاقبت والی زندگی جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے ـ وہ تو

سنوار جائے۔ اس کے بعد اگر کوئی ذریعہ معاش بھی اولاد کو سکھادیں۔ جس کے باعث عزت سے روٹی کما کر کھا سکیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض روٹی کما کر کھلانے کی تعلیم نہ بھی دے سکیں۔ تو جب بیٹے کو بھوک ستائے گی۔ بیوی بچوں کے اخراجات کا بوجھ پڑیگا تو کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش ضرور تجویز کرلیں گے۔ اور اگر دین کی تعلیم نہ دی تو اغلب یہ ہے کہ مرتے دم تک انہیں دینی تعلیم کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی۔ پھر اس کی ضرورت کا احساس قبر ہی میں جاکر ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

بیوی پر ظلم

قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے (وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ○) سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں۔ تو ممکن ہے۔ کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مردوں کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے زندگی بسر کرو۔ اکثر انسان میں بعض کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ تو اگر عورت میں کوئی کمزوری بھی ہو تو حتی الوسع اس کو نظر انداز کرو۔ اور ان سے اچھا نباہ کرو۔ کوئی بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اسی عورت میں تمہارے لئے دُنیا اور آخرت کی بہتری اور بھلائی لکھی ہو۔

مگر اللہ تعالی کی اس نصیحت

کے باوجود بکثرت ہر جگہ آپ کو ایسے واقعات نظر آئیں گے کہ خاوند بیویوں پر ظلم کرتے ہیں۔ کوئی تو باوجود وسعت کے بیویوں کی ضرورتیں پوری کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ کئی ایسے ناعاقبت اندیش ہوتے ہیں۔ کہ بیوی گھر میں ہے۔ اور لین دین کا تعلق کسی اور جگہ رکھا ہُوا ہے۔ کئی ایسے بھی بدبخت ہوتے ہیں کہ بیویوں کو اُن کے ماں باپ کے ہاں بٹھا رکھا ہے۔ نہ آباد کرتے ہیں اور نہ طلاق دیتے ہیں۔

کوتاہ اندیشوں

اس قسم کے کوتاہ اندیشوں سے کہتا ہوں۔ کہ یاد رکھو۔ کہ اگر ناجائز طور پر بیویوں کو ستاؤ گے۔ تو یہ مت سمجھو۔ کہ ان کا والی وارث کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ ان مظلوموں دل آزاری کرنے کے باعث ایک ایک منٹ کا تم سے حساب لیں گے۔ اور تمہیں اس ظلم کی سزا دیں گے۔

اے ظالم خاوند تو اپنے ظلم کا اندازہ لگالے

مثلاً جب تم نے اپنی بیوی کو ماں باپ کے گھر بٹھا رکھا ہے۔ نہ تو آباد کرتا ہے۔ اور نہ طلاق دیتا ہے۔ تو اس مظلومہ کا دل تو دُکھتا ہے۔ اس کی ماں کا دل دُکھی ہے۔ کہ میری بیٹی غیر آباد ہے۔ اس کے باپ کا دل دُکھتا ہے۔ کہ میری بیٹی غیر آباد ہے۔ اس کی بہن کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری بہن غیر آباد ہے۔ اس کے بھائی کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری بہن غیر آباد ہے۔ اس کے دادا کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری پوتی غیر آباد ہے۔ اس کی دادی کا دل دُکھ رہا ہے کہ میری پوتی غیر آباد ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اے ظالم خاوند تو سوچ لے۔ کہ کتنے مظلوموں کی آہیں تیرے خلاف لحظہ بہ لحظہ بارگاہِ الٰہی میں جا رہی ہیں۔ پھر تو خود ہی سوچ لے۔ کہ قیامت کے دن تیرا ٹھکانا بہشت میں ہوگا یا دوزخ میں۔

سیدھا راستہ

ایسے موقعوں پر صاف اور سیدھا راستہ یہ ہے۔ کہ اگر بیوی رکھنی ہے۔ تو خوش اسلوبی سے رکھو۔ اور اگر رکھنا نہیں چاہتے تو طلاق دیدو۔

اے ظالم خاوند اللہ تعالیٰ کا حکم سُن

(وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ؕ) الآیہ

سورہ البقرہ رکوع ۲۹ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور انہیں (عورتوں کو) تکلیف دینے کے لئے نہ روکو۔ تاکہ تم سختی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا۔ وہ اپنے اُوپر ظلم کریگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

اگر ظالم توبہ کی تین شرائط کو مدِّنظر رکھ کر توبہ کرے

تو اللہ تعالےٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے

اس کا ثبوت

(فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○)

سورہ المائدہ رکوع ۶ پارہ ۶

ترجمہ۔ پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کی۔ اور اصلاح کر لی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا۔

تین شرطیں

توبہ کی قبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ پہلی گزشتہ گناہ پر نادم ہونا۔ دوسری اس گناہ سے فوری دستبرداری۔ تیسری آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی نافرمانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بقیہ ثقافت صفحہ ۳ سے آگے

ان افسروں کے لئے ہم بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ اے اللہ! جب آپ نے ان کو مسلمان ماں باپ کے گھر پیدا فرمایا ہے تو ان کو ایمان اور اسلام کی دولت سے بھی مالا مال فرمادے تاکہ ان کا وجود اسلام کے لئے باعث ننگ و عار نہ ہو۔ بلکہ وہ اسلام کی صحیح معنوں میں خدمت کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکیں ۔۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ر رجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۶ر فروری ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دراصل یہ دُنیا کا جہان ایماندار انسانوں کے لئے بنایا گیا ہے

اور بے ایمان ان کے صدقے میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں

ان ایمانداروں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے

نقشے مُلاحظہ ہوں

نمبر اوّل کا ثبوت

(قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰہِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ ھِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۴ پارہ ۸

ترجمہ - کہدو - اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے - جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے - اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں حرام کیں - کہدو - دُنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں - قیامت کے دن خالص ان ہی کے لئے ہو جائیں گی - اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں - ان کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں + ارشادِ الٰہی سے واضح طور پر

یہ چیز ثابت ہوگئی

کہ اس جہانِ دُنیا کی سب نعمتیں دراصل اللہ تعالےٰ کے ایماندار انسانوں ہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں - اور اس جہان میں بے ایمان انسان ان کے صدقے میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں - اور قیامت آنے کے بعد تو کوئی کسی کے صدقے میں فائدہ نہیں اُٹھائے گا - بلکہ وہاں تو ہر انسان اپنے دنیوی اعمال کے نتائج بھگت رہا ہوگا - اگر دُنیا میں نیکیاں کی تھیں - تو ہر طرح کے عیش و آرام میں ہوگا - اور اگر اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور مخلوقِ خُدا کو دُکھ دینے والا تھا - تو چاروں طرف سے عذابِ الٰہی کے نرغے میں آیا ہُوا ہوگا -

اس دن بے ایمانوں کی یہ تمنّا ہوگی

(وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْھِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَکَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَکُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝ وَّسَکَنْتُمْ فِیْ مَسٰکِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَھُمْ وَتَبَیَّنَ لَکُمْ کَیْفَ فَعَلْنَا بِھِمْ وَضَرَبْنَا لَکُمُ الْاَمْثَالَ ۝)

سورہ ابراہیم رکوع ۷ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور لوگوں کو اس دن سے ڈرا دے - کہ ان پر عذاب آئے گا - تب ظالم کہیں گے - اے رب ہمارے ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے - کہ ہم تیرا بُلانا قبول کر لیں - اور رسولوں کی پیروی کریں - کیا تم نے پہلے قسم نہیں کھائی تھی - کہ تمہیں کہیں جانا ہی نہیں ہے - اور تم ان ہی لوگوں کی بستیوں میں آباد تھے - جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا - اور تمہیں معلوم ہو چکا تھا - کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا اور ہم نے تمہیں سب قصّے بتلائے تھے -

بے ایمانوں کی تمنّا رد کر دی جائیگی

(وَقَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَھَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّکُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوْۤا اَوَلَمْ تَکُ تَاْتِیْکُمْ رُسُلُکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰی ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۝)

سورہ المؤمن رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ - اور دوزخی جہنّم کے داروغہ سے کہینگے - کہ تم اپنے رب سے عرض کرو - کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے - وہ کہیں گے - کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہ آئے تھے - کہیں گے - ہاں (آئے تھے) کہیں گے - پس پکارو - اور کافروں کا پکارنا محض بے سود ہوگا -

کافروں سے مُراد

پنجابی مسلمانوں کی اصطلاح کے مطابق فقط گنگا رام اور خوشحال سنگھ ہی نہیں ہیں بلکہ وہ نام کے مسلمان کہلانے والے بدنصیب بھی آئیں گے - جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ان علماء کرام کو جو خالص قرآن مجید اور سُنّتِ نبوی کا پیغام انہیں پہنچاتے ہیں - اور یہ بد نصیب بجائے اس کے کہ اپنی بے دینی پر شرمندہ ہوں اور اللہ تعالےٰ کے فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن مجید کی طرف اپنا رُخ پھیریں - اُلٹا ان حق گو - حق پرست علماء کرام کی توہین کرتے ہیں - مثلاً یہ مولوی جانتے ہی کیا ہیں یا " ان مولویوں کو آتا ہی کیا ہے " یا " یہ داڑھیوں والے بڑے بے ایمان ہیں "

اے پیغامِ حق پہنچانے والے علماء کرام

پر طعن زنی کرنے والے مسلمان - یاد رکھ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دُنیا میں کوئی نبی نہیں آئے گا - اب تو ان حق پرست علماء کرام (جن کی زندگی کا نصب العین خلق خدا کو پیغام کتاب و سنۃ پہنچانا ہے) کی تبلیغ کے باعث ہی تم پر الزام قائم کیا جائے گا - کہ تمہارے پاس ایسے اللہ تعالےٰ کے بندے نہیں آئے تھے - جو تمہیں اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچاتے تھے - اور تم ان کی توہین کیا کرتے تھے -

اے طعن زنی کرنے والے بے دین مسلمان

اللہ تعالےٰ کے وہ بندے جو خلقِ خُدا کو پیغام حق پہنچانے کے لئے میدانِ دُنیا میں آتے ہیں - وہ تمہاری طرح مزاج کے چھچھورے نہیں ہوتے - وہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تمہارے سامنے آتے ہیں - جب تم جیسے بے لگام مسلمان ان کی توہین کرتے ہیں - وہ صبر کر جاتے ہیں - اور دل میں یہ کہتے ہیں - کہ اے اللہ ہم تو تجھے راضی کرنا چاہتے ہیں - اگر ہماری توہین بھی ہو جائے - مگر تیرا دامن ان کے اعتراضوں سے پاک ہو جائے - تو یہ بڑا ہی سستا سودا ہے -

اے اللہ تیرا بڑا ہی شکر ہے۔ کہ تو نے اپنی عزت بچانے کے لئے ہمیں ان بے دینوں کے سامنے ڈھال بنا لیا ہے۔ ہم تو تیرے اس انعام کا شکر ساری عمر ادا نہیں کر سکتے۔ اللّٰہم اجعلنی منہم آمین

مضمون دوم

ایمانداروں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے نقشے

پہلا

ان کی زندگی کا نصب العین

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○)

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہدو۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں+

در اصل ان آیتوں میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نصب العین

بیان کیا گیا ہے۔ مگر حضور انور کی ساری اُمّت کو ہر معاملہ میں آپ ہی کی تابعداری کا حکم دیا گیا ہے (لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰهَ کَثِیْرًا ○)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

لہٰذا

خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر سچے تابعدار یعنی ایماندار کا یہی نصب العین ہوگا۔ اللّٰہم اجعلنا منہم

دوسرا

وہ ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہوتے

اس کا ثبوت

(اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۚۙ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○)

سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ بیشک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تُو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تُو نے اُسے رُسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا +

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی کسی حال میں خدا سے غافل نہیں ہوتے۔ اس کی یاد ہمہ وقت ان کے دل میں اور زبان پر جاری رہتی ہے۔ جیسے حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کان یذکر اللہ علی کل احیانہ۔ نماز بھی خُدا کی بہت بڑی یاد ہے اسی لئے آپ نے فرمایا کہ جو کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے۔ بیٹھ کر اور جو بیٹھ نہ سکے لیٹ کر پڑھ لے۔ بعض روایات میں ہے کہ جس رات میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے۔ ہر حالت میں اللہ کو یاد کرکے روتے رہے۔

حاشیہ نمبر دوم

مذکورۃ الصدر آیات پر حضرت شیخ الاسلام کا حاشیہ نمبر دوم ملاحظہ ہو۔" یعنی ذکر و فکر کے بعد کہتے ہیں۔ کہ خداوندا [illegible] کارخانہ آپ نے بیکار پیدا نہیں کیا۔ جس کا کوئی مقصد نہ ہو۔ یقیناً ان عجیب و غریب حکیمانہ انتظامات کا سلسلہ کسی عظیم و جلیل نتیجہ پر منتہی ہونا چاہیئے۔ گویا یہاں سے ان کا ذہن تصوّر آخرت کی طرف منتقل ہوگیا۔ جو فی الحقیقت دُنیا کی موجودہ زندگی کا آخری نتیجہ ہے۔ اسی لئے آگے دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کی دُعا کی۔ اور درمیان میں خدا تعالےٰ کی تسبیح و تنزیہہ بیان کرکے اشارہ کر دیا۔ کہ جو احمق قدرت کے ایسے صاف و صریح نشان دیکھتے ہوئے تجھ کو نہ پہچانیں یا تیری شان کو گھٹائیں یا کارخانۂ عالم کو محض عبث و لعب سمجھیں۔ تیری بارگاہ ان سب کی ہزلیات و خرافات سے پاک ہے۔ اس آیت سے معلوم ہُوا۔ کہ آسمان و زمین اور دیگر مصنوعات الٰہیہ میں غور و فکر کرنا وہ ہی محمود ہوسکتا ہے۔ جس کا نتیجہ خُدا کی یاد اور آخرت کی طرف توجہ ہو۔ باقی جو مادہ پرست ان مصنوعات کے تاروں میں اُلجھ کر رہ جائیں۔ اور صانع کی صحیح معرفت تک نہ پہنچ سکیں۔ خواہ دُنیا انہیں بڑا محقق اور سائنسدان کہا کرے۔ مگر قرآن کی زبان میں وہ اولوالالباب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ پرلے درجے کے جاہل و احمق ہیں۔

تیسرا

وہ ایماندار لوگ ایمان لانے کی دعوت کو فوراً قبول کر لیتے ہیں

کیونکہ انسان کا اللہ تعالےٰ سے تعلق ایک فطری چیز ہے۔ اور انسان کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ جب اسے فطرت کے تقاضا کی طرف دعوت دی جائے تو فوراً قبول کر لیتا ہے۔ مثلاً بچّہ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے تھوڑی دیر ہی بعد جب اس کے مُنہ میں پستان دیتی ہے تو فوراً چوسنے لگ جاتا ہے۔ اور مثلاً سال چھ مہینے کی عمر کے اندر ماں کی گود میں یا بستر پر کروٹیں بدلتے بدلتے جب تھک جاتا ہے تو رونے لگتا ہے۔ ماں سمجھ جاتی ہے کہ بچّہ تھک گیا ہے۔ اب سونا چاہتا ہے۔ بستر پر لٹا کر تھپکیاں دینا شروع کر دیتی ہے۔ تو بچّہ چُپ ہو کر آرام سے سو جاتا ہے۔

علیٰ ہٰذالقیاس

ہر انسان کے دل میں اپنے خالق اور مالک کے ساتھ ایک فطرتی اور مادر زاد تعلق ہے۔ چنانچہ آپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسنے والے انسانوں یا لق و دق جنگلوں میں رہنے والے انسانوں میں بھی ایک ایسا جذبہ پائینگے کہ وہ ایسی ہستی کو مانتے ضرور ہیں۔ جس کو نہ اُنھوں نے کبھی دیکھا۔ نہ ان کے باپ دادا نے کبھی دیکھا۔ مگر اس ان دیکھی ذات کے ساتھ ان کو عقیدت اور محبت ضرور ہے۔ وہ اس ذات کو راضی رکھنے کے بھی متمنی

ہونگے۔ اور اس سے ڈرتے بھی ضرور ہونگے۔ یہی در اصل انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کا تصوّر اور عقیدہ ہے۔ جب کوئی ہادی آتا ہے۔ اور اس کی طرف دعوت دیتا ہے

تو وہ فطرت سلیمہ والے انسان

اس ہادی کی آواز پر فوراً لبیک کہتے ہیں اور اسے بن دیکھے ہی مان جاتے ہیں۔ اور اس کے احکام کے ماننے کے لئے گردن جُھکا دیتے ہیں۔ اسی چیز کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے (رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ) سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اب

فطرت سلیمہ کی راہ نمائی ملاحظہ ہو

ہادی کی طرف سے تو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب ہی ماننے کی دعوت ملی ہے۔ اب دیکھئے کہ ان کی فطرت انہیں ایمان لانے کے بعد کہاں تک آگے لے گئی ہے۔ عرض کرتے ہیں (فاغفرلنا) ترجمہ۔ ہمارے گناہ بخش دے۔ (وکفرعنا سیاتنا) ترجمہ۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے (وتوفنا مع الابرار) اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اور آگے سُنئے (ربنا واٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک) ترجمہ اے رب ہمارے اور ہمیں دے۔ جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے۔ (ولا تخزنا یوم القیٰمۃ) ترجمہ۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر + البتہ جن لوگوں کے مسلسل بُرائیوں میں مبتلا ہونے کے باعث ان کی فطرۃ سلیمہ کا نور بُجھ جائے۔ جس طرح کہ ایک بچّہ مادر زاد تو بینا تھا پھر دُنیا میں آکر اُسے ایسی بیماری لاحق ہُوئی کہ نورِ بینائی بُجھ جانے کے باعث وہ اندھا ہوگیا۔ اب وہ کسی چیز کو دیکھ کر کوئی لطف نہیں اُٹھا سکتا۔

بعینہٖ

وہ لوگ ہادی کی آواز پر ہرگز لبّیک نہیں کہینگے۔ ہادی ہزار مرتبہ سمجھائے۔ ہزاروں معجزے دکھائے۔ مگر وہ اسی اندھے کی طرح کسی چیز سے متاثر نہیں ہونگے۔ بلکہ ہادی کی طرف سے جس قدر اصرار زیادہ ہوگا۔ اسی قدر ان بدقسمتوں کا انکار اور زیادہ بڑھتا جائے گا۔

چوتھا (نقشہ)

ایماندار لوگوں کا چوتھا نقشہ جس میں اللہ تعالےٰ نے بارہ خوشنما رنگ بھرے ہوئے ہیں

پہلا رنگ

ان کی رفتار میں تواضع اور سنجیدگی پائی جاتی ہے

(وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں +

یعنی ان کی چال ڈھال سے تواضع، متانت، خاکساری اور بے تکلّفی ٹپکتی ہے۔

دُوسرا رنگ

بیہودہ مزاج لوگوں کی بیہودگی کا متانت سے جواب دیتے ہیں

(وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں۔ تو کہتے ہیں۔ سلام ہے + یعنی بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو یعنی در گزر کرنے سے دیتے ہیں۔

تیسرا رنگ

رات کے وقت حضورِ الٰہی میں کبھی کھڑے اور کبھی سربسجود ہوتے ہیں

(وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوکر رات گزارتے ہیں + یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لُوٹتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے روبرو کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں۔

چوتھا رنگ

دربارِ الٰہی میں دوزخ کے عذاب سے بچنے کی درخواست کرتے ہیں۔

(وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دُور کر دے۔ بیشک اس کا عذاب پُوری تباہی ہے + یعنی اتنی عبادت پر اتنا خوف بھی ہے۔ یہ نہیں کہ تہجد پڑھ کر خُدا تعالےٰ کے غضب اور قہر سے بے فکر ہو گئے۔

پانچواں رنگ

نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں بلکہ ہمیشہ میانہ روی پر چلتے ہیں

(وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں۔ تو فضول خرچی نہیں کرتے۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

چھٹا رنگ

فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا معبود سمجھتے ہیں

(وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے + یعنی اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتے۔

ساتواں رنگ

کسی شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے

(وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے۔ جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے + کسی کو حق کے طور پر قتل کرنے کی یہ صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً قتل عمد کے بدلہ قتل کرنا یا شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا۔ یا مرتد کو قتل کرنا۔

یہ سب صورتیں قتل بالحق میں شامل ہیں مگر اس قسم کے قتل اسلامی حکومت کے حکام ہی کے ہاتھوں سے ہونگے۔

آٹھواں رنگ

ان کا دامن زنا سے پاک ہوتا ہے

(وَلَا يَزْنُونَ) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور زنا نہیں کرتے +

نواں رنگ

بیہودہ باتوں یا بیہودہ مجلسوں میں شامل نہیں ہوتے

(وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گزریں - تو شریفانہ طور پہ سے گذرتے ہیں۔

بیہودہ باتوں کی مثالیں

مثلاً باجے بج رہے ہوں - بازاری عورتیں گا رہی ہوں - ناچ ہو رہا ہو- جیسا کہ آج کل یہ نقشہ سنیما گھروں میں نظر آتا ہے- ایسی بیہودہ اور ایمان سوز مجالس میں وہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے کبھی شامل نہیں ہو سکتے - جنہیں ان صفات حمیدہ کی بناء پر جنّت کے بالا خانوں میں ٹھہرانے کا اعلان خداوندی ابھی دو چار سطروں کے بعد اسی رکوع میں آ رہا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ نے بہشت

انہیں آوارہ مزاج عورتوں اور مردوں کے لئے بنایا ہُوا ہے- جو دن کو کارو بار دُنیا میں مصروف رہیں - اور رات کو اکٹھے ہوکر ایسی نا شائستہ حرکتیں کریں - جن سے صحیح المزاج اور فطرت سلیمہ والے انسان کی شرافت کو عار آئے - اور صحیح المزاج شریف انسان ان بیہودہ اور ناشائستہ حرکات والے مقامات میں داخل ہونے کو اپنی کسرِ شان اور توہین خیال کرے۔

سنیما بینی کے شیدائی مسلمان

گوشِ ہوش سے سُن لیں - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بالکل صاف طور پر یہ اعلان آچکا ہے کہ آپ کی اُمّت میں تہتّر فرقے ہونگے - ان میں سے بہتّر دوزخ میں جائینگے - اور فقط ایک جماعت بہشت میں جائے گی - صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ وہ بہشت میں جانے والا کونسا فرقہ ہوگا - آپؐ نے فرمایا - "ما انا علیه واصحابی" ترجمہ - جس طریقہ پر مَیں اور میرے صحابہ کرام ہیں -

سنیما کے شیدائیوں سے ایک سوال

یا تو صاف طور پر اپنے متعلق فیصلہ کر لیجئے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے - خواہ ہم دوزخ میں جائیں - مگر دُنیا میں ہم اپنی من مانی چال ہی چلیں گے - قرآن مجید اور حدیثِ نبویؐ والا اسلام اس کی تائید کرے یا مخالفت کرے ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں ہے - اور اگر آپ مسلمانوں کی فہرست میں بھی شامل رہنا چاہتے ہیں - اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مُنہ دکھانا چاہتے ہیں - اور حضور انورؐ کی شفاعت کے بھی امیدوار بننا چاہتے ہیں - تو پھر شریعت اسلامی کی مخالفت چھوڑ دو - ورنہ اس دھوکے میں نہ رہنا - کہ تم لوگ شریعت اسلامی کی کھلم کھلا توہین کرنے والے - اور دُنیا کے عیش وعشرت اور رنگ رلیاں منانے والے - اور وُہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے جنھوں نے شریعت اسلامی کی رسّی اپنے گلوں میں ڈالی ہُوئی ہے - قیامت کے دن دونوں برابر ہونگے - میرے بھائی کہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا - ذرا کان کھول کر -

دونوں جہان کے شاہنشاہ حقیقی عزاسمہ وجل مجدہ کا اعلان سُن لو

(اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝)

سورہ الجاثیہ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ - کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے - کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دینگے - ان کا جینا اور مرنا برابر ہے - وہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں -

دسواں رنگ

اللہ تعالےٰ کی آیتوں کو توجہ سے سنتے ہیں اور ان کے معانی اور مطالب سے اثر پذیر ہوتے ہیں

(وَالَّذِينَ اِذَا ذُكِّرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور جب اُنہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہوکر نہیں گرتے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں - " بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سُنیں - اور سُن کر متاثر ہوں - مشرکین کی طرح پتھر کی مورتیں نہ بن جائیں "

گیارھواں رنگ

بارگاہ الٰہی میں بیویوں اور اولاد کے نیک ترین ہونے کی استدعا کرنیوالے

(وَالَّذِينَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ) الآیہ سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما -

یعنی

وہ حضرات بارگاہ الٰہی میں یہ استدعا کر رہے ہیں - کہ ہمیں بیویاں اور اولاد ایسی عطا فرما - جو ہمارے لئے دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہو - مثلاً ہمارے گھر والے سب کے سب اعلیٰ درجہ کے شریف نیکوکار - خدا پرست مرنجان مرنج ہوں تاکہ ہمارے دلوں کو ان کے باعث کوئی صدمہ نہ پہنچے -

بارھواں رنگ

بارگاہ الٰہی میں پرہیزگاروں کا امام بننے کی آرزو

(وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا -

انسان کا فطرتی تقاضا

انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ زندگی کے جس شعبے اور جس لائن میں قدم رکھتا ہے چاہتا ہے کہ مجھے اس فن میں انتہائی کمال حاصل ہو جائے - مثلاً تجارت - زراعت - ملازمت یا کسی بھی دستکاری کی طرف رُخ کرے - اگر تجارت میں قدم رکھتا ہے تو یہ چاہتا ہے - تو

یہ چاہتا ہے کہ تجارت کے اس شعبے میں میرا مقام سب سے بلند ہو۔ میرے درجے کا اور کوئی سیٹھ نہ ہو۔ اگر زراعت کی طرف قدم رکھے تو چاہتا ہے کہ میں اتنا بڑا زمیندار بن جاؤں کہ میرے درجے کا اور کوئی زمیندار نہ ہو۔ اور اگر ملازمت کی طرف رُخ کرے تو پھر اس کھاتے کے اعلیٰ عہدہ پر پہنچنے کی آرزو کرتا ہے۔ علیٰ ہٰذالقیاس اسی فطرتی تقاضا کی بناء پر جو خوش نصیب انسان پرہیزگاری اور قرب الی اللہ کو زندگی کا نصب العین بناتے ہیں۔ ان کی تمنّا پھر یہ ہوتی ہے کہ قرب الٰہی میں سب سے اعلیٰ اور بلند مقام ہمیں نصیب ہو۔ اسی فطرتی تقاضا کے باعث متقی حضرات یہ آرزو کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔ اور یہ ایک نہایت ہی پاکیزہ جذبہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا فقط قرب یعنی اس کی رضا کا سب سے اعلیٰ مقام چاہتے ہیں۔ اس جذبے میں کوئی دُنیاوی خواہشات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا متقیوں کا امام بننے سے تنخواہ زیادہ ملے گی۔ یا اللہ تعالےٰ عالیشان محل دُنیا میں رہنے کے لئے بنوا دے گا۔ یا کوئی بہت بڑی جاگیر عطا ہوگی ہرگز نہیں۔

بارگاہِ الٰہی سے متقیوں کے انعام کا ذکر

(قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ط لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳

ترجمہ۔ کہدے۔ کیا میں تمہیں اس (یعنی دُنیا کے ساز و سامان) سے بہتر چیز بتاؤں۔ پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاک عورتیں ہیں۔ اور اللہ کی رضامندی ہے۔ اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

یعنی

وہ عالم الغیب والشہادہ ہونے کے لحاظ سے خوب جانتا ہے۔ کہ ان نعمتوں کے مستحق کون کون حضرات ہیں۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

برادرانِ اسلام۔ اس خطبے کے پہلے صفحہ پر میں نے بطور خلاصہ یہ چیز عرض کی تھی۔

"دراصل یہ دُنیا کا جہان ایماندار انسانوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور بے ایمان ان کے صدقے میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایمانداروں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے نقشے پیش کئے ہیں۔ اور تمام پہلو قرآن مجید ہی سے نکال کر آپ کے سامنے رکھے ہیں۔

لہٰذا

آپ کی خیرخواہی کے طور پر عرض کرتا ہوں۔ کہ ایماندار انسانوں کے تمام پہلوؤں کے آئینہ میں اپنا آپ دیکھ کر خود فیصلہ کریں۔ کہ ایمانداروں کی لائن پر جا رہے ہیں۔ یا بے ایمانوں کی لائن پر۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں تمہارے کہنے پر کوئی فیصلہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اپنے مُنہ سے تو ہر شخص میاں مٹھو بنتا ہے۔ اور یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ میں ایماندار ہوں۔ اللہ تعالےٰ تو اپنے اعلانات کے نقطۂ نگاہ سے دیکھے گا۔ جو اُس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمائے ہیں۔ میرے بھائیو۔ دُنیا کی زندگی میں اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھال لو۔ جس میں اللہ تعالےٰ تمہیں ڈھالنا چاہتا ہے۔ ورنہ قیامت کے دن دُنیا میں دوبارہ آنے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ سانچے میں ڈھالنے کی درخواست کی جائیگی۔ لیکن اللہ تعالےٰ بے ایمانوں کی یہ درخواست ہرگز قبول نہیں فرمائینگے۔

درخواست ملاحظہ ہو

(وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝) سورہ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور کبھی تو دیکھے۔ جس وقت منکر اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہونگے۔ اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا۔ اور سُن لیا۔ اب ہمیں پھر بھیج دے۔ کہ اچھے کام کریں۔ ہمیں یقین آگیا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا جواب ملاحظہ ہو

(فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ج اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ تو اب اس کا مزا چکھو۔ کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھول گئے تھے۔ ہم نے تمہیں بھلا دیا۔ اور اپنے کئے کے بدلہ میں ہمیشہ کا عذاب چکھو۔

قرآن مجید کی آواز سُن کر اُلٹا سُنانیوالوں کی توہین کرنیوالے بیدین غور سے سُنیں

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ صلے فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جن کا پلّہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا۔ تو وُہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنھوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جُھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بد شکل والے ہوں گے۔ (اللہ تعالےٰ انہیں فرمائے گا) کیا تمہیں ہماری آیتیں (دُنیا میں) نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہینگے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تُو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اُڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے ...

خُدّام الدین کے ہر پڑھنے والے

سے یہ عرض کرتا ہوں کہ مذکورۃ الصدر سطریں ضرور اپنے گھر کے ان بے دینوں کو سُنا دیں۔ جو قرآن مجید کے پیش کردہ اسلام کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے کی بھی ان کی نظر میں کوئی اہمیّت نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ان آیات اور ان کا ترجمہ سُننے سے ان کے دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف پیدا ہو جائے۔ اور اپنی اصلاح کر لیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ رجب ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۱۳ فروری ۱۹۵۹ء

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

فہرست مضامین

(۱) سارے جہان کا خالق ایک اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اس جہان میں دو لائنیں چلائی ہوئی ہیں ایک خیر کی لائن اور دوسری شر کی لائن۔

(۳) خالق الخلق عزّ اسمہٗ انسان کو ہر شعبۂ حیات میں خیر کی لائن پر چلانا چاہتا ہے۔ اور شر کی لائن سے روکتا ہے اور یہی انسان کا امتحان ہے۔

(۴) امتحان میں کامیاب ہونے والوں کے لئے رضاء الٰہی کا تمغہ اور جنّت انکی قیامگاہ

(۵) فیل ہونے والوں کے لئے غضب الٰہی کی پھٹکار۔ اور جہنّم ان کا ٹھکانا ہو گا۔

پہلا مضمون

سارے جہان کا خالق فقط اللہ تعالیٰ ہے قرآن مجید سے اس کے متعدد ثبوت

پہلا

(بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَنّٰی یَکُوۡنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَکُنۡ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ؕ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ ۚ وَہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعۡبُدُوۡہُ ۚ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ ۝ لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ ۫ وَہُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَ ۚ وَہُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کو از سر نو پیدا کرنیوالا ہے۔ اس کا بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے۔ حالانکہ اُس کی کوئی بیوی نہیں اور اس نے ہر چیز کو بنایا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ بس اسی کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

حاصل

ان آیات سے مندرجہ ذیل چیزیں ثابت ہوئیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کو نیست (کچھ نہ ہونا) سے ہست (موجود ہونا) بنا دیا ہے (۲) اس کا نہ کوئی بیٹا ہے۔ اور نہ بیٹی ہے (۳) اور وہ سارے جہان کی سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔ (۴) تمام مخلوق کو پالنے والا فقط وُہی ہے (۵) معبود بھی فقط وہی ہے (۶) تمام انسانوں کو اُس کی بندگی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۷) اُس کو ہر کام کے کرنے کی توفیق ہے۔

لہٰذا

ہر انسان کا فرض ہے کہ عبادت کرے تو فقط اللہ تعالیٰ کی۔ حاجت روا سمجھے تو فقط اسی کو۔

دُوسرا

(تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا ۝ۙ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا ۝)

سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ وہ بڑی برکت والا ہے۔ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا۔ تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔ وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے۔ اور اُس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کرکے اندازہ پر قائم کر دیا۔

حاصل

ان آیات سے مندرجہ ذیل چیزیں برآمد ہوئیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر نازل فرمایا ہے (۲) یہ قرآن مجید ہر معاملہ میں حق اور باطل۔ صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کرنے والا ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی اس کو عقیدت سے غور کرکے پڑھے گا اس کو ہر معاملہ میں حق اور باطل کے درمیان تمیز ہو جائے گی۔ (۳) اگر عقیدت اور غور سے پڑھا جائے تو انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی برکت سے اس کے احکام کی تعمیل بآسانی ہوسکے گی (۴) اس جہان میں حقیقی بادشاہ فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی سب کی بادشاہیاں عارضی اور فانی ہیں (۵) اس کا کوئی بیٹا یا بیٹی نہیں ہے (۶) اس جہان کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے (۷) اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا ہوا ہے۔ مثلاً ہر شخص کی عمر کا۔ ہر شخص کے رزق کا۔ ہر شخص کی صحت اور بیماری کا وغیرہ وغیرہ

تیسرا

(وَہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ وَیَوۡمَ یَقُوۡلُ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۝ قَوۡلُہُ الۡحَقُّ ؕ وَلَہُ الۡمُلۡکُ یَوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ ؕ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ ؕ وَہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ۝) سورہ الانعام رکوع ۹ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور وُہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے ؕ کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا۔ اس کی بات سچّی ہے۔ جس دن صور میں پھونکا جائے گا۔ تو اسی کی بادشاہی ہوگی۔ چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور وُہی حکمت والا خبردار ہے۔

حاصل

اس آیت سے مندرجہ ذیل چیزیں ثابت ہوئیں

(۱) تمام آسمان اور زمین اللہ تعالیٰ ہی نے بنائی ہے۔ (۲) حشر کا حکم دے گا۔ تو فوراً ہو جائے گا (۳) قیامت کے دن اسی کی بادشاہی ہوگی (۴) ظاہر اور پوشیدہ سب چیزوں کا جاننے والا ہے (مثلاً ہر شخص کی نیت سے پورے طور پر واقف ہے) (۵) حکمت

ہے (دوسروں کو اس چیز کا جتنا حصہ اپنے فضل سے چاہے۔ عطا فرماتا ہے) (۶) اور وہ تمام چیزوں کے حالات سے ہر وقت باخبر رہتا ہے۔

چوتھا

(اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ؕ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ٥)

سورہ النمل رکوع ۵ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا۔ پھر ہم نے اس سے رونق والے باغ اُگائے۔ تمہارا کام نہ تھا کہ ان کے درخت اُگاتے۔ کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ بلکہ یہ لوگ کجروی کر رہے ہیں بھلا زمین کو ٹھہرنے کی جگہ کس نے بنایا۔ اور اس میں ندیاں جاری کیں۔ اور زمین کے لنگر بنائے اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا۔ کیا اللہ کے ساتھ اور بھی کوئی معبود ہے۔ بلکہ اکثر ان میں بے سمجھ ہیں۔ بھلا کون ہے جو بے قرار کی دُعا قبول کرتا ہے۔ اور بُرائی کو دُور کرتا ہے۔ اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے۔ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ بھلا کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے۔ اور اپنی رحمت سے پہلے کون خوشخبری کی ہوائیں چلاتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔ اللہ ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔ بھلا کون ہے جو از سرِ نو خلقت کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اسے دوبارہ بنائے گا۔ اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ کہدے اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو۔ کہدے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب

...

کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

دُوسرا مضمون

اللہ تعالیٰ کے اس جہان میں دو لائنیں چل رہی ہیں ایک خیر کی اور دُوسری شر کی۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں سے خیر کی لائن پر چلنے والوں کی مثالیں

پہلی

(لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ٥)

سورہ النساء رکوع ۲۲ پارہ ۶

ترجمہ۔ لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں۔ اور مسلمان ہیں۔ سو مانتے ہیں۔ اس کو جو تجھ پر نازل ہُوا۔ اور جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے۔ اور نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے۔ اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔

ان اجرِ عظیم پانے والوں کی صفات

(۱) اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ علم میں بڑے پختہ ہیں۔ (یعنی کوئی ہزار شک ڈالے۔ مگر وہ لوگ ایسے پکے ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں کسی ارشادِ الٰہی میں ذرہ جتنا شک پیدا نہیں ہوتا) (۲) اللہ تعالےٰ کا جو ارشاد حضورِ انور کے پاس آئے۔ اس کو فوراً دل سے مان جانے والے۔ بلکہ حضور انور سے پہلے بھی جو کچھ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہُوا ہے سب کو بلا کم و کاست ماننے والے (۳) اور بڑے پکے نمازی (کیا مجال ہے۔ کہ کبھی ایک نماز بھی قضا ہو) (۴) اور اپنے مال میں اللہ تعالےٰ کا حق (یعنی زکوٰۃ) پورا ادا کرنے والے (۵) اور اللہ تعالےٰ کو اس کی تمام صفات حمیدہ سے متصف ماننے والے (۶) اور قیامت کے دن پر یقین کامل رکھنے والے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

دُوسری

(وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ٥)

سورہ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے۔ اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

بڑی کامیابی حاصل کرنے والوں کی صفات

(۱) اللہ تعالےٰ کے دین (اسلام) کی حمایت کرنے کے باعث سب سے پہلے اپنے وطن دیار کو خیرباد کہنے والے (۲) اور ان وطن سے بیوطن ہونے والے مہاجرین کی ہر خدمت کے لئے محض رضاء الٰہی کی خاطر کمربستہ ہونے والے (یعنی انصار) (۳) اس کے بعد ان مہاجرین اور انصار کے نقش قدم پر چلنے والے

نتیجہ

مذکورۃ الصدر صفاتِ حمیدہ سے متصف ہونے والے حضرات کو یہ جزائے خیر ملی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی رضا کا تمغہ عطا فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ مقربین الٰہی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی اعلیٰ مقام نہیں ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم اور وہ حضرات اللہ تعالےٰ سے راضی ہوگئے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم اور اللہ تعالےٰ نے اپنے ان مقبول بندوں کے قیام کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ اور وہ حضرات ان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مقیم ہوں گے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

تیسری

(اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ٥ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ع)

سورہ یونس رکوع ۱ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور انہوں نے نیک کام کئے۔ انہیں ان کا رب ان کے ایمان کے سبب سے ہدایت کریگا۔ ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہتی ہونگی۔ اس جگہ ان کی دعا یہ ہوگی۔ کہ اے اللہ تیری ذات پاک ہے۔ اور وہاں ان کا باہمی تحفہ سلام ہوگا۔ اور ان کی دعا کا خاتمہ اس پر ہوگا۔ کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

مذکورۃ الصدر دو آیتوں پر شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں آیتوں پر یہ تحریر فرماتے ہیں - "یعنی ایمان کی بدولت اور اس کی روشنی میں حق تعالٰے مومنین کو مقصدِ اعلٰے "جنّت" تک پہنچائے گا - جنتی جنّت کی نعمتوں اور خدا کے فضل و احسان کو دیکھ کر "سبحان اللہ" پکارینگے - اور جب خدا سے کچھ مانگنے کی خواہش ہوگی - مثلاً کوئی پرندہ یا پھل دیکھا - اور ادھر رغبت ہوئی تو سبحانک اللھم کہیں گے - اتنا سُنتے ہی فرشتے وہ چیز فوراً حاضر کر دینگے - گویا یہی ایک لفظ تمام دُعاؤں کے قائمقام ہوگا - دُنیا میں بھی بڑے آدمیوں کے یہاں دستور ہے کہ مہمان اگر کسی چیز کو پسند کرکے صرف تعریف کردے تو غیور میزبان کوشش کرتا ہے کہ وہ چیز مہمان کے لئے مہیّا کرے - (اور) جنتی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرینگے - جیسے دُنیا میں مسلمانوں کا دستور ہے - نیز فرشتوں کا جنّتیوں کو سلام کرنا - بلکہ خود خداوند رب العزّت کی طرف سے تحفۂ سلام کا آنا قرآن میں منصوص ہے - "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۝" (یٰسٓ رکوع ۴ پارہ ۲۳) (وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ") رعد رکوع ۳ پارہ ۱۳ (اور) جنت میں پہنچ کر جب دنیوی تفکرات و کدورات کا خاتمہ ہو جائیگا - اور محض سبحٰنک اللھم کہنے پر ہر چیز حسب خواہش ملتی رہیگی تو ان کی ہر دُعا کا خاتمہ "الحمد للہ رب العالمین" پر ہوگا - اور طبعاً ایسا ہی ہونا چاہیئے -

چوتھی

(اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝) سورہ مریم رکوع ۶ پارہ ۱۶

ترجمہ - بیشک جو ایمان لائے - اور نیک کام کئے - عنقریب رحمٰن ان کے لئے محبت پیدا کرے گا -

نتیجہ

اللہ تعالٰے کے ہر حکم کو دل سے ماننے والوں اور اسے عملی جامہ پہنانے والوں کے حق میں جو نتیجہ نکلے گا - وہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ملاحظہ ہو - "یعنی ان سے محبت کریگا - یا ان کے دل میں اپنی محبت پیدا کرے گا - یا خلق کے دل میں ان کی محبت (پیدا کر دے گا)

پانچویں

(وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۱ پارہ ۷

ترجمہ - اور یہ کتاب جسے ہم نے اُتارا ہے برکت والی ہے - ان کی تصدیق کرنے والی ہے - جو اس سے پہلے تھیں اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اُس کے آس پاس والوں کو ڈرائے - اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں - وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وُہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں -

حاصل

یہ ہے کہ اس قرآن مجید کو دل سے وہی لوگ مانتے ہیں جن کو یہ یقین ہے - کہ مرنے کے بعد ہم نے ایک دوسرے جہان میں جانا ہے - اور اس جہان میں جانے کے بعد ہمارے دُنیا کے اعمال کے نتائج ہمارے سامنے یقیناً آنے والے ہیں - اگر ہم نے اس قرآن مجید پر عمل کیا تو اس جہان میں جاکر راحت نصیب ہوگی - اور چین پائینگے ورنہ وہاں نہ عذاب سے نجات ملے گی اور نہ موت ہی آئے گی - جن کے دل میں آخرت کا ڈر ہے - وہ لوگ دُنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالٰے کی عبادت سے غافل نہیں ہوتے یعنی عبادت کا جو نظام الاوقات اللہ تعالٰی نے دن اور رات میں تجویز فرمایا ہے اُسے باقاعدہ نباہتے ہیں - اور وہ پنجوقتہ نماز ہے - اللھم اجعلنا منھم -

شرک کی لائن پر چلنے والوں کی مثالیں

پہلی

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۵ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷

ترجمہ - سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے - جس نے آسمان اور زمین بنائے - اور اندھیرا اور اُجالا بنایا - پھر بھی یہ کافر اوروں کو اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "مجوس دُنیا کے لئے دو خالق مانتے ہیں - یزدان جو خالق خیر ہے - اور اہرمن جو خالق شر ہے - اور دونوں کو نور و ظلمت سے ملقب کرتے ہیں - ہندوستان کے مشرک تینتیس ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے قائل ہیں - آریہ سماج باوجود ادعائے توحید مادہ اور رُوح کو خُدا کی طرح غیر مخلوق اور انادی کہتے ہیں - اور خُدا اپنی صفت تکوین و تخلیق وغیرہ میں ان دونوں کا محتاج بتلاتے ہیں - عیسائیوں کو باپ بیٹے کا توازن و تناسب قائم رکھنے کے لئے آخر تین ایک اور ایک تین کا مشہور عقیدہ اختیار کرنا پڑا ہے - یہودیوں نے خدا تعالٰے کے لئے وہ صفات تجویز کیں کہ ایک معمولی انسان بھی نہ صرف اس کا ہمسر بلکہ اس سے برتر ہو سکتا ہے - عرب کے مشرکین نے تو خُدائی کی تقسیم میں یہاں تک سخاوت دکھلائی - کہ شاید ان کے نزدیک پہاڑ کا ہر پتھر نوع انسانی کا معبود بننے کی صلاحیت رکھتا تھا - غرض آگ - پانی - سُورج - ستارے - درخت - پتھر - حیوان کوئی چیز لوگوں نے نہ چھوڑی - جسے خُدائی کا کچھ حصّہ نہ دیا - اور عبادت و استعانت وغیرہ کے وقت اسے خُدا کی برابر نہ بٹھایا ہو - حالانکہ وہ ذات پاک جو تمام صفات کمال کی جامع اور ہر قسم کی خوبیوں کا منبع ہونے کی وجہ سے سب تعریفوں اور ہر طرح کی حمد و ثنا کی بلا شرکت غیرے مستحق ہے - جس نے آسمان و زمین یعنی کل علویات و سفلیات کو پیدا کیا - اور رات دن - اندھیرا - اُجالا - علم و جہل - ہدایت و ضلالت - موت و حیات غرض متقابل کیفیات اور متضاد احوال ظاہر فرمائے - اسے اپنے افعال میں نہ کسی حصّہ دار یا مددگار کی ضرورت ہو سکتی ہے - نہ بیوی اور اولاد کی نہ اس کی معبودیت اور الوہیت میں کوئی شریک ہو سکتا ہے نہ ربوبیت میں - نہ اس کے ارادہ پر کوئی غالب آسکتا ہے اور نہ اس پر کسی کا دباؤ اور زور چل سکتا ہے - پھر تعجب ہے کہ ان حقائق کو سمجھنے کے بعد بھی کس طرح لوگ کسی چیز کو خُدائی کا مرتبہ دیدیتے ہیں -"

دُوسری

(فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ۭ لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَکَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ ۭ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ قَالَ فَاھْبِطْ مِنْھَا فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ تَتَکَبَّرَ فِیْھَا فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝

(ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ - پھر سوائے ابلیس کے سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا - وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا - فرمایا - تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا ہے - جبکہ مَیں نے تمہیں حکم دیا - کہا - مَیں اس سے بہتر ہوں - تُو نے مجھے آگ سے بنایا - اور اسے مٹّی سے بنایا ہے - کہا - تو یہاں سے اُتر جا - تجھے یہ لائق نہیں کہ یہاں تکبّر کرے - پس نکل جا - بیشک تو ذلیلوں میں سے ہے - کہا - مجھے اس دن تک مہلت دے - جس دن لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے - فرمایا - تجھے مہلت دی گئی ہے - کہا - جیسا تُو نے مجھے گمراہ کیا ہے - مَیں بھی ضرور ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا - پھر ان کے پاس ان کے آگے ان کے پیچھے ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے آؤں گا - اور تو اکثر کو ان میں سے شکرگزار نہیں پائے گا - فرمایا - یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جا - جو شخص ان میں سے تیرا کہا مانے گا - مَیں تم سب کو دوزخ میں بھر دُوں گا -

اس واقعہ میں عبرتیں

پہلی

اللہ تعالیٰ جو حکم دے - اس کی تعمیل کرنے کی کوشش کی جائے - نہ کہ حیلے بہانے بنا کر تعمیلِ حکم الٰہی سے جی چرایا جائے مثلاً عورتیں نماز نہ پڑھنے کا یہ بہانہ بناتی ہیں کہ گود میں بچّہ ہے - اور وہ گھڑی گھڑی پیشاب کر دیتا ہے - اس لئے نماز کیسے پڑھوں - یا مثلاً بعض ملازمت پیشہ نوجوان یہ بہانہ بناتے ہیں - کہ افسر بڑا تلخ مزاج ہے - اگر نماز پڑھنے کے لئے جائیں گے تو وہ ناراض ہوگا - علیٰ ہذا القیاس اور بھی کئی بہانے ہو سکتے ہیں - لہٰذا یاد رکھو - کہ ابلیس کی طرح بہانے بنا کر احکام الٰہی کی تعمیل نہیں کرو گے تو پھر شیطان کی طرح آخرت میں (العوذ باللہ) ٹھکانا دوزخ ہی ہوگا - اگر انسان خود دیانتداری سے کام لے تو کوئی افسر نہیں روک سکتا - ہاں اگر نماز کا بہانہ بنا کر کوئی ملازم دفتر سے باہر جا کر ٹہلتا پھرے یا سگرٹ پینا شروع کر دے حالانکہ نماز کا نام لے کر دفتر سے چھٹّی لے کر آیا تھا ایسی صورت میں نماز نہ پڑھنے کی رخصت نہ دینے میں افسر مجرم نہیں ہونگے - بلکہ یہ بہانے کرنے والے مجرم ہوں گے - وما علینا الا البلاغ -

دُوسری

شیطان کو تکبّر نے ذلیل کیا تھا - اپنے آپ کو عالی مرتبہ والا خیال کر کے اللہ تعالٰے کے حکم کی تعمیل نہ کی - سجدہ آدم علیہ السلام کو تھوڑا ہی کرنا تھا - سجدہ کرتے ہیں - در اصل حکم الٰہی کی تعمیل پیش نظر رکھنی چاہیئے تھی - چنانچہ ملائکہ عظام نے اللہ تعالٰے کا حکم سمجھ کر آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا - چنانچہ ہم مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے - اِس لئے ہم سب مسلمان خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے ہیں - اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہم خانہ کعبہ کو خُدا سمجھ کر سجدہ کرتے ہیں - وُہ تو ایک پتھر کی عمارت ہے - ہم تو اللہ تعالٰے کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں -

حدیث شریف میں تکبّر کی برائی ملاحظہ ہو

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ رواہ مسلم -

ترجمہ - ابن رض مسعود سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص کے دل میں ذرّہ جتنا بھی تکبّر ہوگا - وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا - پھر ایک شخص نے عرض کی - بیشک آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو - اور اس کا جوتا اچھا ہو - آپ نے فرمایا - بیشک اللہ تعالٰے حسین ہے (اور) حُسن کو پسند کرتا ہے - تکبّر سچّی بات کے ماننے سے انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے -

تیسری

(اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ - بیشک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اُن کے مقابلہ میں تکبّر کیا - ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے - اور نہ وہ جنّت میں داخل ہونگے - یہاں تک کہ اُونٹ سُوئی کے ناکے میں گھُس جائے - اور ہم گنہگاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں - ان کے لئے دوزخ کا بچھونا اور اُوپر سے اوڑھنا ہے - اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں -

مردودِ بارگاہ الٰہی ہونے کے اسباب

پہلا

(۱) اللہ تعالیٰ کی کلام پاک جو پیغمبر کی معرفت اُنہیں پہنچی - اسے جھٹلایا - مثلاً پیغمبرِ خدا نے یہ پیغام پہنچایا -

(وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا)

سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ - اور اللہ کی بندگی کرو - اور کسی کو اُس کا شریک نہ کرو -

ان بدنصیبوں نے اسے جھٹلایا

اور یہ کہا - (اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝) سورہ ص رکوع ۱ پارہ ۲۳

ترجمہ - کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک معبود بنا دیا - بیشک یہ بڑی عجیب بات ہے - اور ان میں سے سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو - بیشک اس میں کچھ غرض ہے - ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سُنی - یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے -

دُوسرا

تکبّر سے اللہ تعالٰے کا حکم نہ مانا - یعنی اللہ تعالٰے کا حکم ماننے کو اپنی ذلّت خیال کیا - تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالٰے کا حکم معلوم ہونے پر وہ کیا روش اختیار کرتے ہیں -

(اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؗ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝)

سورہ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ - پس ہماری آیتوں پر تو وہ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُنہیں وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں - تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں - اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں - اور وہ تکبر نہیں کرتے - اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں - اور ہمارے دیئے ہُوئے میں سے کچھ خرچ بھی

کرتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔

تیسرا مضمون

جو ابتدا میں ذکر کیا گیا تھا۔ وہ یہ ہے "خالق الخلق عز اسمہٗ انسان کو ہر شعبۂ حیات میں خیر کی لائن پر چلانا چاہتا ہے۔ اور شر کی لائن سے روکتا ہے۔ اور یہی انسان کا امتحان ہے۔ اس کی مثالیں

پہلی

خاوندوں کو اپنی بیویوں کو اچھا سلوک کرنے کا حکم

(وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ○) سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں۔ تو ممکن ہے۔ کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے۔ مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو۔

اور بیویوں کو خاوندوں کے ساتھ اچھا نباہ کرنے کا حکم دیتا ہے

(فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ) الآیہ سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ۔ پھر جو عورتیں نیک ہیں۔ وہ تابعدار ہیں مردوں کی پیٹھ پیچھے اللہ کی نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی جو عورتیں نیک ہیں۔ وہ مردوں کی تابعداری کرتی ہیں۔ اور اللہ کے حکم کے موافق خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ اپنے نفس اور مال زوج میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں۔"

دوسری

بیوی کو خرچ دینے کا فیصلہ الٰہی۔

(لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا ○) سورہ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ مقدور والا اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے۔ اور تنگدست ہو۔ تو جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرے اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ مگر اسی قدر جو اُسے دے رکھا ہے۔ عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی کر دے گا۔

تیسری

کاروباری زندگی میں اللہ تعالیٰ کی راہنمائی

(وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○) سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲ ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

کسی کا مال ناحق کھانے کی ممانعت

ارشاد مذکور الصدر میں کسی کا مال ناحق کھانے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ ناحق مال مال کھانے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس چھوٹے سے فقرہ میں تمام ناجائز صورتوں کو حرام قرار دیدیا ہے اور یہ چیز بھی صاف کر دی کہ حکام کے پاس لے جاکر اپنے حق میں غلط فیصلہ کراکر بھی مت کھاؤ۔ یہ یاد رہے کہ اگر کسی حکومت کی پچاس عدالتیں بھی غلطی سے ناحق کسی کا مال کسی کو دلاتی جائیں گی تو بھی وہ مال حرام کا حرام ہی رہے گا۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے اس حکم کو مان جائے۔ تو موجودہ زمانے کے دُنیا داروں کی طرح کبھی کسی عدالت میں اپنے حق میں غلط فیصلہ کرانے کے لئے ہرگز نہیں جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

چوتھی

عدالتوں کو انصاف کرنے کا حکم

(اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ○) سورہ النساء رکوع ۸ پارہ ۵

ترجمہ۔ بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے۔ کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو۔ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تمہیں نہایت اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بیشک اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

ججوں کو انصاف کرنے کی تلقین اور اخیر میں دھمکی

اس آیت میں پہلے تو اللہ تعالےٰ نے ججوں کو انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ آیت کے اخیر میں یہ دھمکی دے دی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر بات کا سُننے والا ہے۔ لہٰذا تمہارے فیصلے بھی وہ سُنتا ہے اور تم اس کو نہیں دیکھتے۔ مگر وہ تمہیں دیکھتا ہے۔ لہٰذا اگر غلط فیصلہ کروگے تو اللہ تعالےٰ اس کی سزا دے گا۔

پانچویں

گواہوں کو صحیح گواہی دینے کا حکم

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○)

سورہ المائدۃ رکوع ۲ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔

انسداد جرائم کے متعلق بطور نمونہ احکام الٰہی ملاحظہ ہوں

چوری کے متعلق

(وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ○)

سورہ المائدہ رکوع ۶ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کی کمائی کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر خلق اللہ پر کوئی مہربان نہیں ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی عقلمند نہیں ہے

لہٰذا اللہ تعالےٰ نے جو سزا چوری کی تجویز کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کمتر اور کوئی سزا اس جرم کی ہو ہی نہیں سکتی۔ دُنیا کے حکمرانوں سے اس سے کمتر سزا قید تجویز کی ہوئی ہے۔ پھر تجربہ سے ثابت بلکہ یقین ہو جاتا ہے۔ کہ چور کو چوری سے روکنے کے لئے یہ سزا بالکل بے معنی ہے۔ لاہور سنٹرل جیل میں جاکر دیکھ لیجئے۔ کہ چوری کے ملزم دوبارہ والے۔ سہ بارہ والے۔ چہار بارہ والے جیل میں موجود ہونگے۔ جیل خانہ کی قید ان کے اخلاق کی اصلاح کر ہی نہیں سکتی۔ اور اگر

اللہ تعالےٰ کی تجویز کردہ سزا چور کو دی جائے۔ تو روزانہ کم از کم دو مرتبہ کھانا کھانے کے وقت خود ملامت کریگا۔ بلکہ ہر لقمہ جو اُٹھائیگا۔ چوری کی سزا کے باعث دایاں ہاتھ جب کٹا ہُوا ہوگا تو نفس کو ملامت کریگا کہ اسے نفس اگر تو چوری نہ کرتا۔ تو نہ تیرا دایاں ہاتھ کٹتا۔ اور نہ تو بائیں ہاتھ سے کھاتا۔ اور اس ملامت کا احساس ہر لقمہ پر ہوگا۔ اور پھر نفس کو ملامت کرے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں دو ہاتھ دیئے تھے۔ دایاں کھانے وغیرہ اچھے کاموں کے لئے۔ اور بایاں ناک صاف کرنے یا استنجا کرنے کے لئے۔ اب تو اپنی شامتِ اعمال کے باعث اسی ہاتھ سے کھاتا ہے اور اسی سے ناک صاف کرتا ہے۔ اور اسی سے استنجا کرتا ہے۔

ایک اور سزا

چور کو ہر روز بلکہ دن کے ہر حصّہ میں سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں مرتبہ یہ سزا ملے گی۔ کہ جو شخص اس کا دایاں ہاتھ کٹا ہُوا دیکھے گا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آئے گا۔ کہ یہ شخص چور ہے۔ اگر کسی بازار سے گزرے گا۔ تو جس آدمی کی اس پر نگاہ پڑے گی وہ نگاہ پڑتے ہی اس کو ذلیل خیال کرے گا۔

اور ذلّت سُنئے

کہ چوری کے باعث جب دایاں ہاتھ کٹا ہُوا ہوگا۔ تو کوئی شخص نہ اس کو اپنے پاس بٹھانا پسند کرے گا اور نہ اپنے مکان میں ٹھہرانا پسند کرے گا۔ اور نہ اس پر کسی معاملہ میں اعتماد ہی کرے گا۔ اور نہ اس کو بدمعاش سمجھ کر کوئی شریف آدمی اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دے گا۔

انشاء اللہ تعالےٰ

جب ایک چور کے ہاتھ کٹنے کے باعث اتنی ذلّتیں اس پر سوار ہو جائیں گی۔ تو سب کے کان کھڑے ہو جائیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ چوری مفقود ہو جائیگی۔

ہاتھ کاٹنے کی سزا کا اور فائدہ ملاحظہ ہو

موجودہ حکمران چوروں کو قید کی سزا دیتے ہیں۔ جیلخانہ میں چوروں کو کھانا۔ بستر۔ دوائی بلکہ ڈاکٹر صاحب مشورہ دیں تو دودھ اور مکھن بھی ملتا ہے۔ یہ ساری سہولتیں گورنمنٹ اس روپے سے پُوری کرتی ہے۔

جو امن پسند اور شریف انسانوں سے بذریعہ ٹیکسوں کے وصول کرتی ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ ایک طرف تو چوروں نے امن پسند شہریوں کو لوٹ کھایا۔ اور پھر حکومت نے شہریوں سے روپیہ وصول کر کے ان بدمعاشوں کی ہر ضرورتِ انسانی کو پورا کیا۔ ماشاءاللہ کیا عجیب انصاف ہے۔

حکمران طبقہ ہو یا دوسرے مسلمان

میرے بھائیو۔ یہ یاد رکھو۔ اللہ تعالےٰ کے احکام میں جو حکمتیں ہوتی ہیں۔ اگر آپ ان کو سمجھ لیں تو بھی غنیمت ہے۔ چہ جائیکہ آپ اس سے بہتر قانون بنا سکیں لہٰذا اگر صحیح معنی میں امن قائم کرنا چاہتے ہو۔ اور بدچلن انسانوں کو نیک چلن بنانا چاہتے ہو۔ تو اس کی فقط ایک ہی صورت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نازل کئے ہوئے قانون کو مان لو۔ اور وہ قرآنِ مجید ہے۔

یاد رکھو

سوائے قرآن مجید کے اور کوئی آسمانی کتاب دُنیا میں موجود نہیں ہے۔ اسے انسان تیری تو فطرت میں یہ چیز داخل داخل ہے کہ تو عمدہ سے عمدہ چیز کا متلاشی رہتا ہے۔ تو پھر اپنے اخلاق کو سنوارنے یا دُنیا میں امن قائم کرنے کے لئے بہتر سے بہتر جو دُنیا میں راہ نما موجود ہے۔ اس کو کیوں اپنا دستور العمل نہیں بناتا۔

چوتھا مضمون

امتحان میں کامیاب ہونے والوں کے لئے رضاءِ الٰہی کا تمغہ اور جنّت ان کی قیامگاہ

(لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ وَ اَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ ؕ وَ یُدۡخِلُہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝)

سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔ اور ان کو فیض سے قوّت دی ہے۔ اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہُوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار بے شک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

پانچواں مضمون

فیل ہونے والوں کے لئے غضبِ الٰہی کی پھٹکار اور جہنّم اُن کا ٹھکانا ہو گا۔

اِس اعلان کا ایک نمونہ بطور مثال ملاحظہ ہو

(وَّ یُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ وَ الۡمُشۡرِکٰتِ الظَّآنِّیۡنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوۡءِ ؕ عَلَیۡہِمۡ دَآئِرَۃُ السَّوۡءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ وَ لَعَنَہُمۡ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ۝)

سورہ الفتح رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔ جو اللہ کے بارے میں بُرا گمان رکھتے ہیں۔ انہیں پر بُری گردش ہے۔ اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت کی۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۱ر شعبان ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۲۰ر فروری ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

خوفِ خدا کے نتائج

برادرانِ اسلام۔ انسان جتنے کام کرتا ہے۔ ان کے دو ہی سبب ہوتے ہیں۔ شوق یا خوف۔ اسی قاعدہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے والے انسانوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم

اپنے شوق سے احکام الٰہی کی تعمیل کرنے والے

اس قسم میں تمام حضرات انبیاء علیہم السلام بلا استثناء داخل ہیں۔ ان کے بعد ان کے متبعین میں سے ان کے اتباع کی برکت سے جن کو اللہ تعالےٰ چاہے یہ نعمت نصیب فرماتا ہے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اللھم اجعلنا منھم۔ اس قسم کے حضرات احکام الٰہی کی تعمیل اپنے طبعی شوق سے بعینہٖ اسی طرح کرتے ہیں۔ جس طرح پیاس لگی تو پانی پی لیا۔ اور طبیعت میں چین آگیا۔ بھوک لگی۔ تو طبعی کشش سے کھانا کھایا۔ اور طبیعت میں فرحت اور سکون حاصل ہوگیا۔ حتّٰی کہ ان کا سر بھی اللہ تعالےٰ کی رضا میں کٹ جائے تو خوش ہوکر کٹواتے ہیں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی خبیب بن الارث کو جب مکّہ معظمہ کے کافر پھانسی دینے لگے ہیں تو اُنہوں نے اس وقت یہ دو شعر فرمائے ہیں۔

لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ فِی اللّٰہِ مَصْرَعِیْ[1]
وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَآءْ
یُبَارِكْ فِیْ اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ[2]

[1] جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جارہا ہوں تو پھر مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے کہ میں قتل ہونے کے بعد کس پہلو پر گرتا ہوں۔

[2] اور میرا یہ قتل ہونا اللہ تعالےٰ کے لئے۔ اور اگر وہ چاہے تو بوسیدہ ہڈیوں میں برکت ڈال دے۔

اور اس درجہ کے مقربین الٰہی بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

دُوسری قسم

اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کے احکام کی تعمیل کرنے والے

میرا مشاہدہ تو یہی ہے۔ آپ حضرات بھی غالباً اس کی تصدیق فرمائیں گے۔ حق گو اور حق پرست علماء کرام جو مسلمانوں کو قبر کے عذاب کے حالات سُناتے رہتے ہیں اور دوزخ سے متعلقہ حالات جو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں آئے ہیں۔ وہ سُناتے رہتے ہیں۔ ان خطرناک عذابوں کو سُن کر (انسان کے دل میں ایمان ہو۔ تو) یقین آجاتا ہے۔ اور یہاں تک نورِ ایمان کی برکت سے یقین آجاتا ہے۔ گویا کہ آنکھوں سے نظر آرہے ہیں ان خطرناک حالات کو سُن کر مسلمان ان احکامِ الٰہی کی تعمیل کرنے لگ جاتا ہے جن کا اسے حکم دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے۔ اگر یہ درجہ بھی حاصل نہ ہو تو پھر انسان یا منافق ہوگا یا کافر۔ اور اگر خدا نخواستہ موت بھی انہیں قسموں میں شامل رہتے ہوئے آگئی تو ایسے بدنصیبوں کے لئے نہ پیغمبر کی شفاعت ہوگی اور نہ نجات ہوگی۔ اور ایسے بدقسمت لوگ ابدالآباد کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

قرآن مجید میں خوفِ خدا والوں کا متعدد مقامات پر ذکر آیا ہے۔ ان میں سے چند بطور نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں

پہلا

قرآن مجید کی نصیحتوں سے فقط وہ لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتے ہیں

اس کا ثبوت

(نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ قف فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ)

سورہ ق رکوع ۳ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ اور آپ ان پر کچھ زبردستی کرنے والے نہیں۔ پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجئے۔ جو میرے عذاب سے ڈرتا ہو۔

دُوسرا

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے حضور میں کھڑے ہوکر حساب و کتاب دینے سے جو لوگ ڈرتے ہیں۔ اور اسی بناء پر وہ اپنی خواہشات نفسانی کا اتباع نہیں کرتے ان لوگوں کا ٹھکانا بہشت ہوگا۔ اللھم اجعلنا منھم

اس کا ثبوت

(وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝)

سورہ النّٰزعٰت رکوع ۲ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکا۔ سو بیشک اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے۔

آج کل کی تہذیبِ جدید میں نفس کی خواہش سے خوفِ خدا کے باعث رکنے کی مثال

آج کل چونکہ یورپ مذہب سے آزاد ہوچکا ہے اس لئے خوفِ خدا کی تعلیم وہاں دی ہی نہیں جاتی۔ اس لئے خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کے لئے وہ لوگ وہ وہ حرکتیں کرتے [illegible] اور روزانہ کرتے ہیں۔ جنہیں [illegible] بھی اور ایک منٹ کے لئے گوارا نہیں [illegible] ان بُری حرکتوں میں سے ایک حرکت [illegible]

ڈانس کی تصویر

یہ ہے کہ ایک مرد کسی عورت (اس میں شرط یہ ہے کہ اپنی بیوی نہ ہو۔ اگر اپنی بیوی کے ساتھ ڈانس کرے تو وہ یورپین اصطلاح میں تہذیب کے خلاف ہے) کے ساتھ بغلگیر ہو کر ناچے۔ خواہش نفسانی کے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو نفس تو یہ چاہتا ہے۔ کہ ہر رات ایک نئی عورت سے بغلگیر ہو کر ناچے۔ تاکہ ہر رات نفس کو ایک نیا لطف آئے۔ علیٰ ہذالقیاس عورت کا دل بھی یہ چاہتا ہے کہ ہر رات وہ ایک نئے مرد کی آغوش میں جا کر لطف اُٹھائے۔ اب جن مردوں اور عورتوں کے دل میں خوفِ خُدا ہوگا۔ وہ ہرگز اس حرکت کے قریب بھی نہیں جائیں گے۔ اور جو لوگ خوفِ خدا سے بے بہرہ ہیں۔ وہ اس حرکت کو روزانہ کرتے ہیں۔ حالانکہ

ڈانس شرافت انسانی کے خلاف ہے

برادرانِ اسلام۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کے اندر کچھ خصوصیات رکھی ہیں جو دوسرے حیوانات میں نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک غیرت ہے۔ اسی خصوصیت کے باعث انسانوں میں نکاح کی رسم چلی آ رہی ہے۔ نکاح کا مطلب ہی یہ ہے۔ کہ ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ خاص کر دیا جائے۔ تاکہ پھر کوئی دوسرا مرد اس عورت سے ازدواجی تعلق قائم کرنے کا خیال ہی نہ کرے۔ اور اس مرد اور عورت کے تعلق ازدواجی کا اعلان بھی کر دیا جائے۔ چنانچہ آج تک مسلمانوں میں یہ رسم چلی آ رہی ہے کہ لڑکی والوں کے گھر لڑکے والے ایک مجمع کثیر لے کر جاتے ہیں۔ جسے برات کہا جاتا ہے۔ اس رسم سے لڑکی کے محلہ میں اعلان ہو جاتا ہے کہ فلاں لڑکی فلاں مرد کے ساتھ مخصوص کر دی گئی ہے۔ تاکہ اس محلہ کا کوئی مرد اس لڑکی کو اپنے ساتھ وابستہ کرنے کا خیال ہی نہ کرے۔ اور پھر لڑکے والوں کے ہاں دعوت ولیمہ ہوتی ہے۔ تاکہ لڑکے والے محلہ میں بھی اس چیز کی تشہیر ہو جائے کہ اس محلہ میں جو فلاں لڑکی آئی ہے وہ فلاں کی بیوی ہے تاکہ لڑکے والے محلے کا کوئی مرد اس لڑکی سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنے کا دل میں خیال ہی نہ لائے۔

لھٰذا

ثابت ہوگیا۔ کہ ڈانس فطرتِ انسانی کے ایک خصوصی جذبہ کے بالکل خلاف ہے۔ جس جذبہ کا نام غیرت ہے۔ اس غیر فطری حرکت کا آگے چل کر دوسرا اخلاق سوز نتیجہ جو نکلتا ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔ کہ جن لوگوں نے یُورپ کی اس خلاف فطرت رسم کو اپنا لیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسری (خلاف شرع اسلامی) رسم کو بھی اپنایا ہُوا ہے۔ اور وہ شراب خوری ہے۔ (حالانکہ قرآن مجید نے صراحتًہ شراب کو پلیدی اور عمل الشیطن سے تعبیر کیا ہے) آج کل شریعت اسلامی کہئے یا خوف خدا سے جن کے دل بے بہرہ ہو چکے ہیں بعض اوقات ان کی

بیویوں کا آپس میں تبادلہ

بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً تفریحی اجتماعات میں پہلے کھانا کھایا۔ پھر خوب شراب پی۔ پھر بیویوں کے تبادلے کر کے ناچنے (ڈانس کرنے) لگ گئے۔ پھر اس شراب کے نشے میں رُخصت ہوتے وقت کوئی کسی کی بیوی کو لے گیا۔ اور کوئی کسی کی بیوی کو لے گیا۔ اور اپنے اپنے گھروں میں جا کر شب باشی کی۔ جب صبح کو نشہ اُترا۔ پھر عورتیں اپنے اپنے گھروں میں واپس آگئیں۔

اے مسلمان زادو

اور اے اسلام کا نام لینے والو۔ جب تمہارا نشہ اُتر جاتا ہے۔ پھر ہوش میں آ کر سب کام صحیح کرنے لگ جاتے ہو۔ کبھی یہ بھی سوچا کرو۔ کہ جس خدا کے نام کا کلمہ پڑھتے ہو۔ وہ ان خلاف فطرت حرکتوں کو پسند کر سکتا ہے؟ اور جس رسولؐ کے نام کا کلمہ پڑھتے ہو۔ کیا وہ ان حرکتوں کو پسند کر سکتا ہے؟ اور کیا جس قرآن مجید کے کلامِ الٰہی ہونے کا اقرار کرتے ہو اس کی تعلیم تمہاری ان حرکتوں کے جواز کی تعلیم دیتی ہے؟ اور کیا جن بزرگوں کی اولاد کہلاتے ہو۔ کیا تمہارے باپ دادا ان ناشائستہ حرکتوں کے مرتکب ہوتے تھے؟

ذہنی طور پر یورپ کے غلام ہو

اے مسلمانو۔ جب تمہاری ان حرکتوں کا ثبوت نہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں ہے۔ نہ قرآن مجید کی یہ تلقین ہے۔ نہ تمہارے اسلاف کی یہ روش تھی کہ پھر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ تم ذہنی طور پر یورپینوں کے غلام ہو چکے ہو۔ جن میں نہ خوف خدا ہے نہ کسی پیغمبر کے وہ پیرو ہیں۔

اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ بری الذمہ ہو رہے ہیں

اے یُورپ کے عشق میں مست ہونے والے مسلمانو۔ یاد رکھو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی روشنی میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں۔ آپ میری ان معروضات کو مانیں یا نہ مانیں۔ ان معروضات کا ایک فائدہ ضرور ہوگا۔ کہ قیامت کے دن آپ بارگاہِ الٰہی میں یہ عذر نہیں کر سکیں گے کہ یا رسول اللہؐ آپ کے دروازے کے کسی غلام نے ہمیں تو آپ کی سُنّت کا پیغام ہی نہیں دیا تھا۔

مُبلّغ دین الٰہی ہر حالت میں کامیاب ہے

برادرانِ اسلام۔ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین خلق خدا کے گوش گزار کرنے والا مبلغ ہر حالت میں کامیاب ہے۔ اگر آپ مان جائیں تو مبلغ کی کامیابی اور بالفرض نہ مانیں تو بھی کامیاب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود تو ان کے اعتراضوں سے بری الذمہ ہو گئے۔

تیسرا

دُنیا میں رہتے ہُوئے جو لوگ اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ قیامت کے دن ہمیں اللہ تعالےٰ کے روبرو کھڑے ہو کر حساب دینا ہے۔ ان کی جزاءِ خیر کا ذکر

(وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۙ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۙ مُدْهَآمَّتٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِي الْخِيَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝)

سورہ الرحمٰن رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور اس کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔ دو باغ ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جن میں بہت سی شاخیں ہونگی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں دو چشمے جاری ہونگے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں ہر میوہ کی دو قسمیں ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔ کہ جن کا استر مخملی ہوگا۔ اور دونوں باغوں کا میوہ جھک رہا ہوگا۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہونگی۔ نہ تو انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دونوں کے علاوہ اور دو باغ ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ دونوں بہت ہی سبز ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں دو چشمے اُبلتے ہوئے ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیک خوبصورت عورتیں ہونگی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ حوریں جو خیموں میں بند ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نہ انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ قالینوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہونگے۔ جو سبز اور نہایت قیمتی نفیس ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

چوتھا

اس قرآن مجید کے ذریعہ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں۔ جن کا قیامت کے دن پر یقین ہے اور انہیں یقین ہے کہ اُس دن سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی کام نہیں آئے گا۔

(وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۶ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور اس قرآن کے ذریعہ سے ان لوگوں کو ڈرا۔ جنہیں اس کا ڈر ہے۔ کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کئے جائیں گے۔ اس طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

پانچواں

خوف خدا ہو تو انسان اپنا سر کٹوا لیتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتا۔

(وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ)

سورہ المائدہ رکوع ۵ پارہ ۶

ترجمہ۔ تو اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصّہ صحیح طور پر پڑھ کر سُنا دے۔ جب ان دونوں نے قربانی کی۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی۔ اس نے کہا۔ میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا اللہ پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے گا۔ تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

چھٹا

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم گناہوں سے معصوم ہیں۔ علاوہ اس کے مغفور مرحوم ہیں۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔

(قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝) سورہ الانعام رکوع ۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ کہدو۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

قرب الٰہی میں اتنے مراتب عالیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بارگاہ الٰہی میں وہ مراتب عالیہ حاصل ہیں جو کسی پیغمبر کو حاصل نہیں ہیں۔ ان کا چند احادیث میں مختصر سا نمونہ ملاحظہ ہو۔

پہلی

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ میں قیامت کے دن آدمؑ کی ساری اولاد کا سردار ہونگا۔ اور میں پہلا وہ شخص ہونگا۔ جس سے (قیامت کے دن) قبر کھُلے گی۔ اور وہ پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ اور پہلا ہی شفاعت قبول کیا جانے والا ہونگا۔

دُوسری

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رواہ مسلم

ترجمہ۔ انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں سب انبیاء میں سے تابعداروں کے لحاظ سے زیادہ ہونگا۔ (یعنی میری اُمّت کی تعداد سب پیغمبروں کی اُمّتوں سے زیادہ ہوگی) اور میں پہلا وہ شخص ہونگا جو بہشت کے دروازے کو (کھلوانے کے لئے) کھٹکھٹائے گا۔

تیسری

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رواہ مسلم

ترجمہ۔ انس رضؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں بہشت کے دروازہ پر آؤں گا۔ پھر (دروازہ) کھولنے کے لئے کہوں گا۔ پھر دربان کہے گا۔ آپ کون ہیں۔ پھر میں کہونگا۔ محمدؐ۔ پھر کہے گا۔ آپ کے متعلق مجھے حکم دیا گیا تھا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

چوتھی

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْيَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ میری مثال اور (دوسرے) انبیاء کی مثال ایک محل کی سی ہے۔ جس کی تعمیر بہت اچھی کی گئی ہے۔ اس کی تعمیر میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ سیاح آکر دیکھتے ہیں اس کی تعمیر کی عمدگی سے تعجب کرتے ہیں۔ سوائے اس اینٹ کی جگہ کے پھر میں نے اس اینٹ کی جگہ پوری کردی ہے۔ میرے ذریعہ تعمیر مکمل ہوگئی ہے۔ اور میرے

ذریعہ انبیاء ختم کر دیئے گئے ہیں - (یعنی ان کی آمد بند ہو گئی ہے)

پانچویں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ رواہ الترمذی

ترجمہ- ابی سعیدؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قیامت کے دن آدمؑ کی اولاد کا میں سردار ہونگا - اور یہ فخر سے نہیں (کہہ رہا) اور میرے ہاتھ میں (اللہ تعالےٰ کی) حمد کا جھنڈا ہوگا - اور یہ فخر سے نہیں (کہہ رہا) اور اس دن کوئی نبی نہیں ہوگا - آدمؑ اور اس کے سوا مگر میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے - اور میں پہلا وہ شخص ہونگا - جس سے زمین پھٹے گی (اور قبر سے نکل کر باہر آؤنگا) اور یہ فخر . نہیں (کہہ رہا)

مشتے نمونہ از خروار

حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بے شمار ہیں - ان میں مشتے نمونہ از خروار کی طرح چند پیش کئے گئے ہیں - بایں ہمہ بفرضِ محال اللہ تعالےٰ کی ذرا سی نافرمانی ہونے پر اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں، - تو پھر اندازہ لگا لیجئے - کہ دوسرے لوگ جو واقعی گنہگار ہیں - انہیں کس قدر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے - اور اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیئے - اللّٰہم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

ساتواں

حضورِ انورؐ کا اعلان کہ میں بھی قرآن مجید کی تابعداری سے اِدھر اُدھر نہیں ہٹ سکتا

(وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ھٰذَآ اَوْ بَدِّلْہُ قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ) سورہ یونس رکوع ۲ پارہ ۱۱

اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں - وہ لوگ کہتے ہیں - جنہیں ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہ اس کے سوا کوئی قرآن لے آیا اسے بدل دے - تو کہدے - میرا کام نہیں - کہ اپنی طرف سے اسے بدل دوں - میں اسی کی تابعداری کرتا ہوں - جو میری طرف وحی کی جائے - اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں - تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں - فاعتبروا یا اولی الابصار

تنبیہ

کیا حضورِ انورؐ کے بعد اور کسی شخص کو یہ مجال ہے کہ قرآن مجید کے احکام کی تعمیل سے ہٹ سکے - لہٰذا کوئی مسلمان بھی جو قرآن مجید کے احکام کی خلاف ورزی کرے - خواہ وہ جاہل ہو یا عالم - مرید ہو یا پیر - غریب ہو یا امیر سب گمراہ ہونگے - ایسے لوگوں کی بارگاہِ الٰہی میں کوئی عزت نہیں ہوگی - خواہ دُنیا ان کو سر پر اٹھائے پھرے -

نواں

اللہ تعالےٰ سے ڈر کر شیطان کا میدانِ جنگ سے بھاگ جانا - لہٰذا معلوم ہوا اللہ تعالےٰ کا خوف ایسی چیز ہے کہ اس ضدی اور ہٹ دھرم کو بھی اس کے باعث جھکنا پڑتا ہے -

(وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ وَاِذْ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیْہِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ) سورہ الانفال رکوع ۶ پارہ ۱۰

ترجمہ - اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو - اور آپس میں نہ جھگڑو - ورنہ بزدل ہو جاؤ گے - اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی - اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے - اور ان لوگوں جیسا نہ ہونا - جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے - اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے - اور جو کچھ یہ کرتے ہیں - اللہ اس پر احاطہ کرنے والا ہے - اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوشنما کر دیا - اور کہا - کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا - اور میں تمہارا حمایتی ہوں - پھر جب دونوں فوجیں (میدان جنگ بدر میں) سامنے ہوئیں (یعنی ایک دوسرے کے مقابلے میں آ گئیں) تو وہ اپنی ایڑیوں پر الٹا پھرا - اور کہا - میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں - میں ایسی چیز دیکھتا ہوں - جو تم نہیں دیکھتے - میں اللہ سے ڈرتا ہوں - اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے -

دسواں

اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ یہ کافر جو آپ کو اپنے ملک سے نکال دینے کی دھمکیاں دے رہے ہیں ہم انہیں ہلاک کر دینگے - اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان کو ان کافروں کے ملک پر قابض کر دینگے - (وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِھِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰٓی اِلَیْھِمْ رَبُّھُمْ لَنُھْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ وَلَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِھِمْ ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ) سورہ ابراہیم رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا - . . . . . . ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دینگے - یا ہمارے دین میں لوٹ آؤ - تب انہیں ان کے رب نے حکم بھیجا کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دینگے - اور ان کے بعد اس زمین میں تمہیں آباد کر دینگے - یہ اس لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا - اور جس نے میرے عذاب سے خوف کھایا -

اس وعدے کی تصدیق

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدے کی بناء پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو کفار کے ممالک پر فتح عطا فرمائی تھی - اس وقت دُنیا میں دو ہی بڑی بادشاہیاں تھیں - مشرقی ممالک میں کسریٰ کی - اور مغربی ممالک میں قیصر کی - اللہ تعالےٰ نے دونوں بادشاہیوں پر صحابہ کرامؓ کو قابض کر دیا تھا - اب بھی یہی سماں مسلمانوں کو نظر آ سکتا ہے - بشرطیکہ ذاتی تفوق کو نظر انداز کر کے قرآن مجید کی تعلیم کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھال لیں - قرآن مجید اور حدیث شریف کا یہ فیصلہ ٹھیک ہے - کہ حضورِ انورؐ کے بعد دُنیا میں نبی کوئی نہیں آئے گا - مگر اسلامی فوج کی حمایت کے لئے ملائکہ عظام کے آسمان سے نازل ہونے کا امکان اب بھی ہے - بشرطیکہ ہماری فوج اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسی ہی مقبول ہو جیسے صحابہ کرامؓ تھے - کہ ان حضرات کے جذبات اور اعمال سب رضاء الٰہی کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے - جیتے تھے - تو اسلام کی سرفرازی کے لئے - اور مرتے تھے تو اسلام کی سرفرازی کے لئے - وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم اللّٰہم اجعلنا منہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۸ شعبان ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۵۹ء

گلدستہ مضامین قرآن مجید کے چند پھول

جس کے ہر پھول سے ایماندار کے دل کو سرور (یعنی نورِ ہدایت) حاصل ہوتا ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا

قرآن مجید کسی اور کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے

(وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۴ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا اسے کوئی اپنی طرف سے بنا لائے۔ اور لیکن اپنے سے پہلے کلام کی تصدیق کرتا ہے۔ اور ان چیزوں کو بیان کرتا ہے۔ جو تم پر لکھی گئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ رب العلمین کی طرف سے ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ اس نے اسے خود بنایا ہے۔ کہدو۔ تم ایک ہی ایسی سورت لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکو۔ بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔

حاصل

ان آیات سے یہ چیزیں حاصل ہوئیں۔ (۱) کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا نازل کیا ہوا ہے۔ (۲) اس قرآن مجید کے خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہونے کی ایک یہ دلیل بھی ہے۔ کہ یہ تمام پہلی اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ کتابوں سے مطابقت تامہ رکھتا ہے۔ اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ یہ بھی اسی خدا تعالےٰ کا نازل کیا ہوا ہے۔ جس نے اس سے پہلی آسمانی کتابیں نازل فرمائی تھیں (۳) اگر اسے خود ساختہ کہتے ہو تو اس جیسی پُر مصالح اور پُر حکم ایک سورت ہی بنا کر لا کر دکھا دو۔ اور اس سورت کے بنانے میں اللہ تعالےٰ کے سوا دوسرے سب حمایتیوں کو جمع کرلو۔ مگر اس ایک سورۃ کے بنانے کے چیلنج کو بھی منظور نہیں کیا۔ انہیں یقین تھا۔ کہ ہم قرآن مجید کی ایک سورت جیسی سورت تو بنا نہیں سکیں گے۔ پھر بیحد ذلت ہوگی۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ چپ رہیں۔

مسلمان کے لئے نتیجہ

اے مسلمان۔ اس سابقہ چیلنج کا مخالفین کو دیا جانا اور ان کا میدان مقابلہ میں نہ آنا اس چیز کا بیّن ثبوت ہوگیا کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ ہی نے انسان کے لئے مکمل دستور العمل بنا کر نازل فرمایا ہے۔ لہٰذا اے مسلمان تیری بہتری اور نجات اسی میں ہے کہ تُو اس پر عمل کرنے کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا۔ تاکہ تم اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ سکو۔

دوسرا

مقصد نزول قرآن یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو رہتی دنیا تک اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لایا جائے

(كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝)

سورہ ابراہیم رکوع ۱ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ یہ ایک کتاب ہے۔ ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے۔ تاکہ تُو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تعریف کئے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی اس کتاب کی عظمت شان کا اندازہ اس بات سے کرنا چاہیئے۔ کہ ہم اس کے اُتارنے والے اور آپ جیسی رفیع الشان شخصیت اس کی اٹھانے والی ہے۔ اور مقصد بھی اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے۔ جس سے بلند تر کوئی مقصد نہیں ہوسکتا۔ وہ یہ کہ خدا کے حکم و توفیق سے تمام دُنیا کے لوگوں کو خواہ عرب ہوں یا عجم، کالے ہوں یا گورے، مزدور ہوں یا سرمایہ دار۔ بادشاہ ہوں یا رعایا۔ سب کو جہالت و اوہام کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں سے نکال کر معرفت و بصیرت اور ایمان و ایقان کی روشنی میں کھڑا کرنے کی کوشش کی جائے۔ یعنی صحیح معرفت کی روشنی میں اس راستہ پر چل پڑیں۔ جو زبردست و غالب، ستودہ صفات شہنشاہِ مطلق اور مالک الکل خدا کا بنایا ہُوا اور اس کے مقام رضا تک پہنچانے والا ہے۔"

انسانیت کا مقام حیوانیت سے بالاتر ہے

برادران اسلام۔ چند چیزیں آپ کے غور کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوقات کی بڑی بڑی پانچ قسمیں ہیں۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ انسان۔ ملائکہ عظام۔ دوسری چیز یہ ہے۔ کہ ان پانچوں چیزوں میں سے ہر ایک چیز کی ترقی یہ ہے کہ نچلے طبقے سے نکل کر اُوپر والے طبقہ میں آکر داخل ہو جائے۔ مثلاً مٹی معدنیات کی طرح ایک بے جان چیز ہے۔ اب اس مٹی کی ترقی یہ ہے۔ کہ نباتات میں آکر شامل ہو جائے۔ جتنے نباتات آپ کھاتے ہیں۔ وہ سب کے سب دراصل اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ سے مٹی ہی سے بنتے ہیں۔ وہی چیز مٹی کی شکل میں تھی۔ تو اس کا کھانا حرام تھا۔ جب ترقی کرکے آم کی شکل میں منتقل ہوگئی۔ اب وہ حلال طیب ہوگئی وُہی مٹی جب مٹی کی شکل میں تھی۔ تو اس کا کھانا حرام تھا۔ اور مٹی کی شکل ترقی کرکے سیب کی شکل میں آگئی۔ اب وہ حلال طیب ہوگئی۔ نباتات کی ترقی یہ ہے۔ کہ وہ حیوان کی شکل میں منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کی قدرت کا یہ نظارہ سارے جہان میں نظر آرہا ہے۔

کہ حیوانات نباتات کھاتے ہیں۔ نباتات جو غذا کی شکل میں حیوان کے پیٹ میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی غذا سے اللہ تعالٰے کی قدرت سے لہو بنتا ہے۔ جس طرح دودھ کے بلونے سے مکھن نکلتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالٰی کی قدرت سے لہو سے منی بنتی ہے۔ اور وہ منی مادہ کے پیٹ میں مختلف صورتوں میں بدلتے بدلتے۔ حیوان بن کر ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔ تو گویا کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو نباتات ترقی کرتے کرتے حیوان بن گئے۔

علٰی ہذا القیاس

اب دیکھئے۔ حیوان ترقی کرکے انسان بنتا ہے۔ مثلاً چونکہ انسان سبزی خور بھی ہے۔ اور گوشت خور بھی ہے۔ اگر آپ ایک انسان کو روزانہ گوشت کھلاتے ہیں اب وہ گوشت انسان کے پیٹ میں جاکر ہضم ہوگا۔ اور اللہ تعالٰے کی قدرتِ کاملہ سے اس غذا میں سے لہو بھی بنے گا۔ اور اس لہو سے منی برآمد ہوگی۔ اور اس منی سے پھر ماں کے پیٹ میں انسان کا وجود بنے گا۔ پھر ایک ننھا سا انسان بن کر ماں کے پیٹ سے باہر آئے گا۔ اب وہی حیوانات جو حیوانی کام کرتے تھے۔ اب وُہی گویا کہ تبدیل ہوکر انسان ہو گئے ہیں۔ اب انسانی کام کر رہے ہیں۔ اب اگر

انسان ترقی کرنا چاہے

تو جو مدارج مخلوق الٰہیہ کے پہلے عرض کر چکا ہوں۔ کہ انسان کے اُوپر اللہ تعالٰے کی ایک اور مخلوق ہے۔ جسے فرشتوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا انسان کی ترقی یہ ہے کہ وہ فرشتوں کی صفات اپنے اندر پیدا کرے۔ ان کی صفات کی تفصیل اللہ تعالٰے ہی سے دریافت کی جاسکتی ہے چنانچہ

قرآن مجید میں فرشتوں کی صفات کے ذکر کے چند مقامات

پہلا

پہلے مقام میں جو صفات بیان کی گئی ہیں۔ ان کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

(وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ) الآیہ سورہ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھیں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ عرش کے گرد حلقہ باندھنے والے فرشتے تسبیح (مثلاً سبحان اللہ) اور حمد (مثلاً الحمد للہ) کے ذکر الٰہی میں شاغل رہتے ہیں۔

دُوسرا

(وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ)

سورہ الانبیاء رکوع ۲ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو اس کے ہاں ہیں۔ (یعنی فرشتے) اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے۔ اور نہ تھکتے ہیں)

حاصل

یہ نکلا کہ فرشتے نہ اللہ تعالٰی کی عبادت سے سرکشی کرتے ہیں کہ عبادت نہ کریں۔ اور نہ تھکتے ہیں۔ بلکہ مسلسل عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

تیسرا

(وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ۔ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا۔ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا۔ کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے۔ جو فساد پھیلائے۔ اور خون بہائے۔ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا میں جو کچھ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

حاصل

یہ نکلا کہ فرشتے اللہ تعالٰے کی تسبیح۔ تحمید اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔

انسانوں کو بھی اپنے اندر ملائکہ عظام کی صفات پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے شواہد ملاحظہ ہوں

پہلا

(اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝) سورہ الفتح رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ بیشک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا۔ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی مدد کرو۔ اور عزت کرو۔ اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسانوں کو اللہ تعالٰی کی تسبیح (یعنی ہر عیب سے پاک جاننے) کا حکم دیا گیا ہے۔ جس طرح فرشتے تسبیح کرتے ہیں۔ تو گویا کہ انسانوں کو اپنے اندر فرشتوں کی سی صفت پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی انسان کی در اصل ترقی ہے۔ حالانکہ انسان ایک مہذب حیوان تھا۔ اب وہ تسبیح کرتے کرتے اگرچہ صورت میں انسان ہی ہوگا مگر اس کے دل میں ملائکہ عظام کی طرح تسبیحِ الٰہی کا نور ہوگا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

دُوسرا

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝) سورہ الاحزاب رکوع ۶ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ اور اس کی صبح وشام پاکی بیان کرو۔

حاصل

یہ ہے کہ فرشتے تو اپنی فطرت کے لحاظ سے اللہ تعالٰے کی تسبیح و تحمید میں ہر وقت شاغل رہتے ہیں۔ نہ انہیں کھانے پینے کی ضرورت اور نہ بیوی بچوں کی ضروریات کا فکر اور نہ سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے مکان کی ضرورت۔ بخلاف اس کے اگرچہ انسان ان تمام ضروریات میں گھرا ہُوا ہے۔ پھر بھی اللہ تعالٰے اسے حکم دیتے ہیں کہ فقط دُنیا کی زندگی کے دھندوں ہی میں نہ پھنسے رہا کرو۔ بلکہ اللہ تعالٰے کو بھی بہت یاد کیا کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح (مثلاً سبحان اللہ) بھی کیا کرو۔ تو گویا کہ انسان کو اپنے اندر ملائکہ عظام کی سی صفتوں کے پیدا کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور یہی انسان کی ترقی ہے۔

تیسرا

زکریا علیہ السلام پیغمبرِ خدا کو بھی شام

اور صبح کو تسبیح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝) سورہ ال عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ۔ اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر۔ فرمایا۔ تیرے لئے نشانی یہ ہے۔ کہ تو لوگوں سے تین دن سوائے اشارہ کے بات نہ کر سکے گا۔ اور اپنے رب کو بہت یاد کر اور شام اور صبح تسبیح کر۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی شام اور صبح کو تسبیح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

چوتھا

خود رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دن اور رات میں تسبیح پڑھنے کا حکم

(فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۚ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝) سورہ ق رکوع ۳ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ پس ان باتوں پر صبر کر۔ جو وہ کہتے ہیں اور اپنے رب کی پاکیزگی بیان کر۔ تعریف کے ساتھ دن نکلنے سے پہلے اور دن چھپنے سے پہلے اور کچھ رات میں بھی اس کی تسبیح کر اور نماز کے بعد بھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس طرح ملائکہ عظام اللہ تعالےٰ کی تسبیح میں شاغل رہتے ہیں اسی طرح رسول اللہ علیہ وسلّم کو بھی تسبیح میں شاغل رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تمام مسلمانوں پر تسبیح کا لازم ہونا

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر کلمہ گو مسلمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تابعداری لازمی ہونے کے باعث اللہ تعالےٰ کی تسبیح لازم ہو گئی۔ اور اس چیز کا التزام ہی انسان کے لئے ترقی کا مقام ہے۔ کہ جو چیز ملائکہ عظام اور انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ سیرت کی لازمی چیز تھی۔ وُہی تمام مسلمانوں پر لازم کر دی گئی۔ تو گویا کہ ہر مسلمان ملائکہ عظام اور انبیاء علیہم السلام کی سیرت میں رنگا گیا۔ اور یہی انسان کی ترقی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اپنی اُمّت کو ملائکہ عظام سے مشابہت پیدا کرکے ترقی کرنیکی

تلقین

اس کے متعدد ثبوت

پہلا

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَاْتَ رواہ مسلم

ترجمہ۔ سمرہ بن جندب سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بہترین کلام چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ لاالہ الا اللہ۔ اللہ اکبر اور ایک روایت میں ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں سب سے پیاری کلام چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ لاالہ الا اللہ۔ اللہ اکبر۔ ان چاروں میں سے جس کو تو پہلے شروع کردے۔ اس میں تجھے نقصان نہیں ہوگا۔

دُوسرا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ یہ کہ میں کہوں سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ لاالہ الا اللہ۔ اللہ اکبر یہ مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پیارا ہے۔ جن پر کہ سورج طلوع کرتا ہے (یعنی ساری دُنیا سے زیادہ پیارا ہے)

تیسرا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِاْئَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جس شخص نے دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ کہا۔ اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔

چوتھا

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِاْئَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَاْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جو شخص صبح کو بھی کہے اور شام ہونے کے وقت بھی کہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سو مرتبہ کوئی شخص قیامت کے دن اس سے بہتر نہیں لائے گا۔ مگر وہ شخص جس نے اس جیسا ہی کہا۔ یا اس سے زیادہ مرتبہ کہا۔

پانچواں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ دو کلمے ہیں۔ جو زبان پر بڑے ہلکے ہیں۔ میزان (قیامت کے دن کی میزان) پر بھاری ہونگے۔ رحمٰن کو بڑے پیارے ہیں۔ (وہ کلمے یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

چھٹا

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهٗ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهٖ كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ مِاْئَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ رواہ مسلم

ترجمہ۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے۔ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں تھے پھر آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ایک اس بات سے بھی عاجز ہے۔ کہ روزانہ ہزار نیکیاں کمالے۔

پھر آپ کے مجلسیوں میں سے ایک شخص نے آپ سے سوال کیا ہم میں سے ایک آدمی کس طرح ہزار نیکیاں حاصل کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا سو مرتبہ تسبیح کرے۔ (یعنی سو مرتبہ مثلاً سبحان اللہ کہے) پھر اس کے لئے ہزار نیکی لکھی جائے گی۔ یا اسے ہزار گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

ساتواں

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْکَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَی اللّٰہُ لِمَلٰٓئِکَتِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ رواہ مسلم

ترجمہ - ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ سب سے بہتر کلام کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ نے جو اپنے فرشتوں کے لئے چُن لی ہے۔ سبحان اللہ

گلدستہ مضامین قرآن کا تیسرا پھول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقط یہ ذمہ داری ہے کہ قرآن مجید کا پیغام مخلوقِ خدا کو پہنچا دیں

اس کے دو شواہد

پہلا

(وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ۝)

سورہ رعد رکوع ۶ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور اگر ہم تجھے کوئی وعدہ دکھا دیں۔ جو ہم نے ان سے کیا ہے یا تجھے اُٹھا لیں پس تیرے ذمہ تو پہنچا دینا ہے۔ اور ہمارے ذمہ حساب لینا ہے۔

حاصل

یہی نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ فقط یہی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں تک اس کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ یعنی آپ ان احکام پر عمل کرانے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

دُوسرا

(فَذَکِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرٌ۝ لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ۝) سورہ الغاشیہ رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ - پس آپ نصیحت کیجئے۔ بیشک آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں۔

حاصل پھر وہی ہے

کہ حضور انورؐ کا کام بندوں تک پہنچا دینا ہے۔ آپ اس بات کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بندے اس کو اپنا دستور کیوں نہیں مانتے۔

ہاں انسانوں سے بازپرس ضرور ہوگی

کہ تم لوگوں نے میرے لئے دُنیا میں کیا کیا تھا۔ اس وقت بدعمل لوگ یہ عذر نہیں کر سکیں گے۔ کہ اے اللہ تیری طرف سے کسی ہادی نے ہمیں پیغام حق پہنچایا نہیں تھا۔

اس کی شہادت

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ۝ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ۝ اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ۝ اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْھُمْ تَضْحَکُوْنَ۝ اِنِّیْ جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّھُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝) سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - اور جن کا (نیکیوں کا) پلہ ہلکا ہوگا تو وہی یہ لوگ ہونگے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہونگے۔ ان کے مونہوں کو آگ جُھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہینگے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب، ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اُڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بُھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج مَیں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وُہی کامیاب ہوئے۔

عبرت

آج کل کے دور کا وہ بے دین مسلمان جو پابند شریعت اسلامی کے لوگوں کی صورتوں اور ان کے شریعت اسلامی کے مطابق لباسوں اور ان کی نمازوں پر مذاق اُڑاتا ہے۔ اور ان سچّے اور کھرے اور اصلی مسلمانوں پر طرح طرح کے توہین آمیز فقرے کستا ہے کہ یہ لوگ دقیانوسی ہیں۔ غیر مہذب ہیں۔ زمانہ کے ساتھ چلنا نہیں جانتے وغیرہ وغیرہ ایسے لوگوں کو میری گزشتہ سطور آنکھیں کھول کر پڑھنی چاہئیں۔ اور عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ یہ بیان شدہ منظر سامنے آنے والا ہے۔

اے موجودہ دور کے مسلمانو یاد رکھو

حق پرست علماء کرام رحمۃ للعالمین کی طرف سے نیابۃً تبلیغ حق کا فریضہ انجام دے رہے ہیں

حق پرست علماء کرام کا لفظ استعمال کرنے کی حکمت

میں نے جو عنوان سابق میں حق پرست علماء کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہونا ظاہر کیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کی دو قسمیں فرمائی ہیں۔ آپؐ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنِ الشَّرِّ وَسَلُوْنِیْ عَنِ الْخَیْرِ یَقُوْلُھَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ) رواہ الدارمی

ترجمہ - احوص بن حکیم سے روایت ہے۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کے متعلق سوال کیا۔ تب آپ نے فرمایا۔ مجھ سے شر کے متعلق مت پوچھو۔ اور مجھ سے خیر کے متعلق پوچھو۔ پھر فرمایا۔ خبردار شروں میں سے شر شریر علماء ہیں۔ اور تحقیق خیر میں سے خیر برگزیدہ علماء ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ علماء میں سے بعض شریر ہوتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ان شریر علماء کے دامن کے ساتھ کسی کی وابستگی ہوگئی تو قیامت کے دن جہاں وہ جائیں گے ان کے دامن سے وابستگان بھی وہیں جائیں گے۔ اور اگر کسی بارگاہِ الٰہی کے چیدہ اور برگزیدہ عالم کے دامن کے ساتھ وابستگی ہوگئی تو اسی قاعدے کے مطابق قیامت کے دن جہاں وہ جائیں گے ان کے دامن سے وابستگان بھی وہیں پہنچا دیئے

جائیں گے۔ اللّٰھم اجعلنا منہم۔

شرار العلماء اور خیار العلماء کے پہچاننے کی کسوٹی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَأْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ رواہ الترمذی

ترجمہ - عبداللہ رضؓ بن عمرو سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میری امت پر بھی ویسا دور آئیگا - جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا - جس طرح جوتی کا ایک پاؤں دوسرے کے برابر ہوتا ہے - یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری اُمت میں بھی ایسا ہوگا - جو یہ کام کرے گا - اور تحقیق بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹے گی - سوائے ایک فرقہ کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے - انہوں نے عرض کی - یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہوگی - آپ نے فرمایا - جس طریقہ پر میں (ہوں) اور میرے صحابہ (کرام) ہیں -

عوام اور علماء کرام کے لئے عبرت

مسلمانوں کے عوام اور ان کے علماء کرام کے لئے اس حدیث شریف میں عبرت ہے - مسند علماء کرام پر بیٹھنے والے حضرات کا یہ فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو ما انا علیہ واصحابی والا دین سکھائیں - اور اس دین کے دو حصے ہیں - پہلا قرآن مجید اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا طریق کار - اور دوسرے مسلمانوں کا بھی یہ فرض ہے - کہ علماء کرام کو اس کسوٹی پر پرکھنے کے بعد ان کے سامنے زانوئے ادب تہ کریں - عوام کو اپنے علماء کرام سے یہ پوچھنے کا حق ہے - کہ حضرت جو دین آپ ہمیں سکھا رہے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو یہی دین سکھایا تھا - اس سوال کے جواب میں اصلی اور نقلی - کھرے اور کھوٹے دین میں فوراً عوام کو بھی تمیز حاصل ہو جائیگی - کیونکہ اس سوال کے جواب میں علماء کرام کو صحیح جواب خواہ نخواہ دینا پڑیگا -

اور اگر انہوں نے غلط جواب دیا

کہ جو دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں تھا - اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کہہ کر پیش کیا - تو وہ خود مجرم ہوکر دوزخ میں جائیں گے - اس فیصلے کا ثبوت ملاحظہ ہو - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے -

مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ؟

ترجمہ - جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا - وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے -

انشاء اللہ تعالےٰ اس وعید کے ہوتے ہوئے کوئی عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح جھوٹ نہیں بولے گا -

گلدستۂ مضامین میں قرآن کا چوتھا پھول

اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے لوگ ہی قرآن مجید سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں

(نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَا اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِجَبَّارٍ قف فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ع)

سورہ ق رکوع ۳ پارہ ۲۶

ترجمہ - ہم جانتے ہیں - جو کچھ وہ کہتے ہیں - اور آپ ان پر کچھ زبردستی کرنے والے نہیں - پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجئے - جو میرے عذاب سے ڈرتا ہو -

حاصل

یہ نکلا - کہ جن لوگوں کے دل میں اللہ تعالےٰ کا ڈر ہے - وہ اس قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائیں گے - اللّٰھم اجعلنا منہم

فطرتِ انسانی

کا اصلی تقاضا تو یہ ہے کہ جو اس کے دل میں آئے وہی کرے - اور کسی غیر کا محکوم نہ ہونے پائے - تاکہ فطری آزادی میں خلل نہ آئے - مگر چونکہ اللہ تعالےٰ اس کا بنانے والا ہے - اس لئے اسے اس کی فطرت کا پورا اندازہ ہے - اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں ایک کمزوری کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے - ارشاد ہوا

(خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ط)

سورہ الانبیاء رکوع ۳ پارہ ۱۷

ترجمہ - آدمی جلد باز بنایا گیا ہے -

اور جلد باز آدمی غیر مآل اندیش ہوتا ہے - جلد بازی میں بے سوچے سمجھے وہ کام کر بیٹھتا ہے جو آگے چل کر اس کے لئے تباہی کا باعث بن جاتا ہے - اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی راہنمائی کا ذمہ خود اُٹھا لیا ہے - چنانچہ سورۃ اللیل پارہ ۳۰ میں ارشاد ہے -

(اِنَّ عَلَیْنَا لَلْھُدٰی ﴿﴾)

ترجمہ - بیشک ہمارے ذمہ راہ دکھانا ہے -

اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی کا مکمل دستور

قرآن مجید ہی ہے - چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے -

(اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ) الآیہ

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵

ترجمہ - بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے -

اب وہ لوگ اس قرآن مجید کو اپنا لازمی دستور العمل بنائیں گے - جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں - اللّٰھم اجعلنا منہم

گلدستۂ مضامین قرآن کا پانچواں پھول

قرآن مجید کو اپنا دستور العمل نہ بنانے والوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں شکایت

(وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ﴿﴾) سورہ الفرقان رکوع ۳ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور رسول کہے گا - اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا -

اللہ تعالےٰ ہمیں اس قرآن مجید کو ہر طرح سے دستور العمل بنانے کی توفیق عطا فرمائے - تاکہ قیامت کے دن خدانخواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے خلاف عدالت الٰہیہ میں دعویٰ دائر نہ کرنے پائیں -

گلدستۂ مضامین قرآن کا چھٹا پھول

قرآن مجید میں امراضِ روحانی سے شفا ہے اور قرآن مجید خدا تعالےٰ کی رحمت کو کھینچ کر لانے والا ہے

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ لا وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿﴾) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ پارہ ۱۵

ترجمہ - اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں اور ظالموں کو اس سے اور زیادہ نقصان پہنچتا ہے -

نتیجہ بالکل واضح ہے

کہ قرآن مجید میں امراضِ روحانی کے لئے شفا ہے - جو شخص اسے غور سے پڑھے - اس کے دل میں نہ شرک رہے گا اور نہ کفر - اور نہ نفاق اعتقادی رہیگا - غرضیکہ اسی کی برکت سے انسان روحانی امراض سے شفا پاتا جائیگا - حتی کہ بالکل ہی روحانی امراض سے شفایاب ہوجائے گا - اللّٰھم اجعلنا منہم - وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ مطابق ۶؍مارچ ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برکتوں والے مبارک مہینے کی آمد

جس میں قرآن مجید نازل ہوا تھا

(شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ - رمضان کا وہ مہینہ ہے - جس میں قرآن اُتارا گیا - جو لوگوں کے واسطے راہنما ہے - اور ہدایت کی روشن دلیلیں - اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے - سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے - تو اس کے روزے رکھے - اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو - تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے - اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے - اور تم پر تنگی نہیں چاہتا - اور تاکہ تم گنتی پوری کر لو - اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو - اس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت دی - اور تاکہ تم شکر کرو -

خصوصی شرف

سال کے بارہ مہینے شمار کئے جاتے ہیں - ان بارہ مہینوں کے عربی میں یہ نام محرم - صفر - ربیع الاوّل - ربیع الثانی - جمادی الاوّل - جمادی الثانی - رجب - شعبان - رمضان - شوّال - ذیقعد - ذی الحجہ - ان بارہ مہینوں میں سے اللہ تعالےٰ نے رمضان المبارک کو بہت سی خوبیاں عطا فرمائی ہیں - جن میں سے ایک یہ ہے - کہ اس مہینہ میں قرآن مجید نازل ہُوا ہے -

نزول قرآن مجید سے کیا مراد ہے

حاشیہ شیخ الاسلام

"حدیث میں آیا ہے کہ صحف ابراہیمی اور تورات اور انجیل سب کا نزول رمضان ہی میں ہُوا ہے - اور قرآن شریف بھی رمضان کی چوبیسویں رات میں لوح محفوظ سے اول آسمان پر سب ایک ساتھ بھیجا گیا - پھر تھوڑا تھوڑا کر کے مناسب احوال آپ پر نازل ہوتا رہا - اور ہر رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت اور خصوصیت خوب ظاہر ہو گئی - اس لئے اس مہینے میں تراویح مقرر ہُوئی - پس قرآن کی خدمت اسی مہینے میں خوب اہتمام سے کرنی چاہیئے - کہ اسی واسطے مقرر اور معین ہُوا ہے -"

دوسری ہُدًی للناس

ترجمہ - جو لوگوں کے لئے راہ نما ہے - میں احباب کرام سے عرض کیا کرتا ہوں کہ جب قرآن مجید راہنما یعنی راستہ دکھانے والا ہے تو اس کے معنی سمجھنے کے بعد انسان کے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کسی راہرو یعنی راستہ چلتے مسافر کے لئے ہی راہنما ہوگا - پھر غور کرنے سے یہی فیصلہ عقل میں آتا ہے کہ راہرو کلمہ گو مسلمان ہے - پھر یہ خیال بھی فوراً ہر عقلمند کے دل میں آئے گا - کہ راہنما تو ہُوا قرآن اور راہرو ہوا مسلمان - اس راہ رو (مسلمان) کی منزل مقصود کون سی ہے - جہاں یہ مسافر پہنچنا چاہتا ہے - وہ منزل مقصود ہے دربار رحمٰن - اللّٰھم اجعلنا منھم اس تفصیل کے معلوم ہونے کے بعد

ہر مسلمان کا فرض

ہے کہ اس راہنما کو ہر وقت اپنے پیش نظر رکھے - اور زندگی کا ہر لمحہ اس کی راہنمائی میں بسر کرے - تا آنکہ پیغام موت آئے - اگر بالفرض اپنے اندر اتنی استعداد نہیں ہے - کہ ہر وقت اور ہر معاملہ میں قرآن مجید سے استصواب رائے، کر سکے - تو پھر ایسے عالم سے وابستہ ہو جائے - جو خود قرآن شریف کی روشنی میں چلتا نظر آئے - اور دوسرے احباب کو بھی اسی کی روشنی میں چلانے کی صلاحیت رکھتا ہو انشاءاللہ تعالےٰ اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے سے اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے یقین کامل ہے - کہ اس شخص کا خاتمہ ایمان کامل پر ہوگا - اور مرنے کے بعد قبر بہشت کا باغ بن جائیگی اللّٰھم اجعلنا منھم

تیسری بَیِّنٰت مِن الھُدٰی

اور (قرآن مجید میں ہدایت کی) روشن دلیلیں ہیں - مذکورۃ الصدر آیت میں قرآن مجید کی دوسری صفت بیان کی گئی ہے - ترجمہ میں "روشن دلیلیں" کا لفظ ذکر کیا گیا ہے - روشنی کے مقابلہ میں دُنیا کی اصطلاح میں اندھیرے کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے - اور قاعدہ یہ ہے - کہ راستہ میں اگر مکمل روشنی ہو تو انسان بآسانی صحیح راستہ پر چلتا جائے گا - اور بھٹک نہیں سکے گا - اگر راستہ میں روشنی نہ ہوتی - تو مسافر کے بھٹک جانے کا منٹ منٹ میں خطرہ تھا - لہٰذا قرآن مجید کی اس صفت کا حاصل یہ نکلا - کہ جو شخص بھی اپنی زندگی میں اس کو راہنما بنا لے گا - وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا - اور سیدھا دربار الٰہی میں پہنچ جائے گا - اللّٰھم اجعلنا منھم

چوتھی "والفرقان"

اس آیت میں قرآن مجید کی تیسری صفت "فرقان" بیان کی گئی ہے - جس کا ترجمہ "حق و باطل میں فرق کرنیوالا ہے"- حق اور باطل کا مطلب یہ ہے - کہ جو چیز اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق ہے - وہ حق ہے - اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے وہ باطل ہے - اب اللہ تعالےٰ کی مرضی یا نا مرضی بتلانے والا آسمان سے نازل شدہ اس وقت سطح دُنیا پر فقط قرآن مجید ہی

[illegible] قرآن نازل [illegible] رمضان کی فضیلت اور

ہے - اب جو شخص قرآن مجید کی راہنمائی کے مطابق حق پر چلے گا وہ حق پرست کہلائے گا - ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد دُنیا میں بھی شامل حال ہوگی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رضاء الٰہی کے باعث اس کے دل میں اطمینان اور سکون ہوگا - اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے ساتھ جو سلوک بھی ہو گا اس میں محبوب کی رضا سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے راضی رہے گا انشاء اللہ تعالےٰ ایسے شخص کا خاتمہ ایمان کامل پر ہوگا۔ اور اس کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی - اللّٰھم اجعلنا منھم - بخلاف اس کے جو شخص قرآن مجید کی راہنمائی کے باوجود اس کی مخالفت کرے گا وہ باطل پرست کہلائے گا - ایسے شخص کو دُنیا کی زندگی میں بھی دل کا چین ہرگز نصیب نہیں ہوگا - خواہ دولت کے لحاظ سے کروڑ پتی کیوں نہ ہو - اور زمینداری کے لحاظ سے نواب صاحب کیوں نہ ہو - اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے (وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا)

سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ - اور جو میرے ذکر (قرآن) سے مُنہ پھیرے گا - تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی + یعنی باوجود مال اور اولاد کی بہتات کے چین نصیب نہیں ہوگا -

قرآن مجید میں اس کی شہادت

(قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○)

سورہ التوبہ رکوع ۷ پارہ ۱۰

ترجمہ - اور ان کے خرچ کے قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی - سوائے اس کے کہ اُنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے - اور نماز میں سُست ہوکر آتے ہیں - اور ناخوش ہوکر خرچ کرتے ہیں - سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر - اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دُنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے - اور کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں -

پانچویں مبارک

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی پانچویں صفت اس کا مبارک ہونا بیان فرمائی ہے - اس کا ثبوت ملاحظہ ہو -
(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○)

سورہ الانعام رکوع ۱۱ پارہ ۷

ترجمہ - اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے - ان کی تصدیق کرنے والی ہے۔ جو اس سے پہلے تھیں - اور تاکہ تو مکّہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں - وُہی اس پر ایمان لاتے ہیں - اور وُہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں -

اس آیت کی مختصر تفسیر

اس آیت مبارکہ میں پہلی چیز یہ فرمائی گئی ہے - کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو نازل فرمایا ہے - آج سطح دُنیا پر کسی قوم کے ہاتھ میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے - جس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ اعلان ہو کہ مَیں نے اس کو نازل فرمایا ہے - اُمّتِ محمدیہ کی یہ خصوصیت ہے - کہ اس کے پاس اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ آسمانی کتاب موجود ہے - دوسری چیز یہ ہے - کہ اس مقدس صحیفے کو بابرکت فرمایا گیا ہے - مَیں عرض کرتا ہوں کہ انسان کو دو قسم کی برکتوں کی ضرورت ہے - نمبر اول دُنیاوی حاجتوں میں برکت کا محتاج ہے - الحمد للہ ثم الحمد للہ میں یقین سے کہتا ہوں - کہ اس مقدس قرآن کی بھی بڑی برکتیں ہیں - مثلاً ایک شخص کسی مسجد میں بیٹھ کر محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دُنیا کے تمام وسائل سے قطع تعلق کرکے بیٹھ جائے - اور مسلمانوں کے بچّوں اور بچّیوں کو فقط ناظرہ قرآن مجید پڑھانا شروع کر دے - اور نہ کسی سے طمع رکھے - اور نہ کسی سے مانگے - یہ ممکن ہے کہ ابتداءً آزمائش کے طور پر فاقوں تک بھی نوبت آئے - انشاءاللہ تعالےٰ اس امتحان میں کامیاب ہوگیا - تو پھر خدا تعالےٰ کے فضل سے وسعتِ رزق کے دروازے کھُل جائینگے - اور بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی اس شخص کی خدمت کے لئے ملاءِ سافل مامور کر دیئے جائیں گے - کیونکہ وہ پاک ہستیاں اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہیں - اس لئے ان سے پردہ بھی نہیں ہے - اس لئے وہ اس اللہ تعالےٰ کے بندے کے گھر میں پتہ بھی لگا سکتے ہیں - کہ آج اس شخص کے گھر میں کس چیز کی ضرورت ہے - وُہ پھر جس شخص کو اس کی خدمت کا اہل سمجھیں گے - اس کے دل میں جاکر یہ خیال ڈالیں گے - کہ چلو فلاں شخص کے گھر میں فلاں چیز جاکر دے آؤ - اسی طرح پر خدا تعالےٰ پر بھروسہ کرکے اللہ تعالےٰ کے قرآن پاک کی خدمت کرنے والوں کی ضرورتیں تا دمِ زیست پوری ہوتی رہیں گی - و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم - بشرطیکہ آدمی ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر سارا دن سویا نہ رہے - بلکہ خدا داد قوتوں کو اللہ تعالےٰ کی کتاب پاک کی اشاعت میں صرف کر دے - پھر اللہ تعالےٰ اس کو رزق پہنچانے کا خود ذمہ لے لیتا ہے - اسی چیز کا

اعلان

قرآن مجید میں موجود ہے - ارشاد ملاحظہ ہو -
(وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ) الآیہ سورہ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ - اور جو اللہ سے ڈرتا ہے - اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے - اور اسے رزق دیتا ہے - جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو - اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے - سو وُہی اس کو کافی ہے -

یہ نعمت اولیائے کرام کے دروازہ سے ملتی ہے

برادرانِ اسلام - یقین کیجئے کہ یہ نعمت جو اُوپر عرض کر چکا ہوں - کہ ظاہری وسائل رزق سے قطع تعلق کرکے فقط اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرکے قرآن مجید کی اشاعت کرے میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ اولیائے کرام کے دروازے سے یہ موتی ملا کرتا ہے - اللہ تعالےٰ اولیائے کرام کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے - اور جو زندہ ہیں - ان کے نفوس قدسیہ کو تا دیر سلامت رکھے - تاکہ اپنی توجہ کی برکت سے مخلوقِ خدا کو

ماسوی اللہ سے توڑ کر ان کا عبدیت کا رشتہ خدا تعالےٰ سے جوڑتے ہیں۔ اللھم اجعلنا من اتباعھم۔

برادرانِ اسلام

یاد رکھئے۔ علماء کرام تو دین پڑھاتے ہیں اور اولیائے کرام اسی دین الٰہی کی روشنی میں خلق خدا کو ماسوی اللہ سے توڑتے ہیں۔ اور ایک خدا تعالےٰ سے جا جوڑتے ہیں۔ یہ دونوں مقدس گروہ اپنے اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ بقول شخصے ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل آں را در دلے انداختند

ہاں ایک اور چیز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے بعض حضرات کو اللہ تعالےٰ جامعیت کا شرف بھی عطا فرماتا ہے۔ کہ وہ حضرات اپنی علمی قابلیت کے لحاظ سے اپنے متعلقین کو کتاب و سُنّت کا علمی پیغام بھی پہنچاتے اور ذہن نشین کراتے ہیں۔ اور اپنے متعلقین کی باطن کی اصلاح بھی فرماتے ہیں۔ اسی قسم کے جامع حضرات ہر دور میں اللہ تعالےٰ پیدا کرتا رہتا ہے۔ اسی مقدس گروہ کے ایک فرد کامل ہمارے اس دور میں امام الصالحین والمجاہدین والمحدثین حضرت مولانا و مقتدانا حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ خوش نصیب ہیں وہ انسان جو حضرت مولانا مرحوم سے دونوں قسم کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ ان کے خدام میں سے جو درجۂ کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔ انہیں حضرت مولانا مرحوم کا صحیح معنی میں خلف الرشید بنائے۔ اور حضرت ممدوح کے فیوض کو آئندہ آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

چھٹی

(اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ۙ) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے۔ جو سب سے سیدھی ہے۔ اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

حاصل۔ اس آیت سے دو چیزیں ثابت ہوئیں پہلی یہ کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کے دربار تک پہنچنے کے لئے سب سے سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔ لہٰذا جس شخص کے دل میں یہ یقین ہو کہ میں نے دربارِ الٰہی میں حاضر ہونا ہے۔ تو اس کے لئے قرآن کی تابعداری کے سوا چارۂ کار نہیں ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم دوسری یہ کہ اس راستہ پر چلنے والوں کے لئے خوشخبری دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے انہیں بہت بڑا اجر ملے گا۔ جس اجر کو اللہ تعالےٰ بھی اجر کبیر فرما رہا ہے۔ انسان اس اجر کا دُنیا میں رہتے ہوئے اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔

ساتویں

(وَمَا تَسْئَلُھُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۧ) سورہ یوسف رکوع ۱۱ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور آپ اس پر ان سے کوئی مزدوری بھی تو نہیں مانگتے۔ یہ تو صرف تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید تمام جہان والوں کی نصیحت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ نصیحت کے معنی خیر خواہی کے ہیں۔ لہٰذا جو شخص اس چیز کو نہ مانے۔ جو رب العالمین نے اس کی خیر خواہی کے لئے لوح محفوظ سے اُٹھا کر بھیجی ہے اُس شخص سے بڑھ کر بھی دُنیا میں کوئی بد نصیب ہو سکتا ہے اللّٰھم لاتجعلنا منھم۔

آٹھویں اور نویں

(قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید کو اس آیت میں دو لقبوں سے ملقب فرمایا ہے۔ ایک نور اور دوسرا مبین۔ لہٰذا فیصلہ یہ ہے کہ جس انسان نے اللہ تعالےٰ سے بندگی کا معاملہ درست کرنا ہو تو وہ قرآن مجید کی روشنی میں درست کر سکتا ہے۔ اور جس شخص کو ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو۔ جو بالکل واضح اور عام فہم ہو۔ جس کی تعلیم میں کوئی پیچیدگی نہ ہو۔ اور معمولی سے معمولی استعداد والا انسان بھی اگر عربی دان ہے تو اس کی عبارت ہی سُن کر اور اگر غیر عربی دان ہے۔ تو اس کا ترجمہ سُن کر ہی اللہ تعالےٰ کی مراد کو سمجھ سکتا ہے۔ تو ایسی کتاب دُنیا کی سطح پر فقط قرآن مجید ہے۔ ایسی عام فہم کتاب کے ہوتے ہوئے بھی جو انسان اس کی تابعداری نہ کرے۔ اور جو کہ اس بات کی ذمہ دار ہو کہ اپنی توفیق کے مطابق اس پر عمل کرے۔ تو دوزخ سے بچ جائے۔ اور رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل کر کے ابدالآباد کے لئے بہشت میں جا پہنچے۔ اور پھر کہلائے بھی مسلمان میرا خیال تو یہ ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی بدنصیب آدمی نہیں ہوگا۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم

دسویں گیارھویں بارھویں

(یَّھْدِیْ بِہِ اللہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور (اس قرآن کے ذریعہ سے) سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

حاصل

اس آیت میں قرآن مجید کی تین خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی۔ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذوق رکھنے والوں کو سلامتی کے راستے سجھاتا ہے۔ اور اخلاقی۔ معاشرتی۔ تمدنی۔ اقتصادی۔ سیاسی غرضیکہ ہر شعبۂ حیات میں ایسی راہ نمائی کرتا ہے۔ جس سے انسان کو ہر موقعہ پر سلامتی ہی سلامتی نصیب ہو۔ دوسری۔ ہر شعبۂ حیات میں خواہ اخلاقی ہو یا معاشرتی۔ اقتصادی ہو یا سیاسی۔ ناکامی اور نامرادی کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیتا ہے۔ تیسری۔ ہر شعبۂ حیات میں کج فہمی اور کج روی سے بچا کر سیدھے راستہ پر اپنے متبع کو لے جاتا ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

بدنصیب انسان

ہیں۔ وہ انسان جو ان بارہ خوبیوں والی کتاب پر ایمان نہ لائیں۔ یا ایمان لانے

کے بعد اس کی راہنمائی سے فائدہ نہ اٹھائیں - اور ہلاکت کے مندرجہ ذیل گڑھے میں جا گریں -

اس دعویٰ کی تائید

میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ملاحظہ ہو -

(وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○ وَكَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۗ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ○) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ - اور جو میرے ذکر (یعنی قرآن مجید) سے منہ پھیرے گا - تو اس کی (دنیا کی) زندگی بھی تنگ ہوگی - اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائیں گے - کہیگا - اے میرے (رب) تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا - حالانکہ میں (دنیا میں) بینا تھا - فرمائے گا - اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں - پھر تونے انہیں بھلا دیا تھا - اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے -

مذکورۃ الصدر آیات کی تصویر کا

دوسرا رخ ملاحظہ ہو

خوش نصیب انسان

سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے بعد خوش نصیب وہ انسان ہونگے جو قرآن مجید کی طرف اس طرح متوجہ ہوں - جس طرح شہد پر مکھیاں فریفتہ ہوکر آتی ہیں - اس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ اللہ تعالےٰ کی مدد انکے شامل حال ہوگی - اور ان کی دنیا کی زندگی خوشگوار گزرے گی - جن کی خوشگواری کا اندازہ ایک مردود بارگاہ الٰہی ہونے والا انسان لگا ہی نہیں سکتا - اور یہ لوگ قیامت کے دن اندھے ہوکر نہیں اٹھیں گے بلکہ ان کی بینائی بالکل سالم ہوگی اور قیامت کے تمام مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے - ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے محروم نہیں کرے گا - اللھم اجعلنا منھم

پھر نہ کہنا

اے قرآن مجید سے روگردانی کرنے والے مسلمانو - پھر نہ کہنا - کہ ہمیں دنیا کی زندگی میں ان قیامت کے دن پیش آنے والے حالات سے اطلاع نہیں دی گئی تھی - وما علینا الا البلاغ -

دنیا کی زندگی میں قرآن مجید کو نظر انداز کرنے والوں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوے

(وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ○ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○)

سورہ الفرقان رکوع ۳ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا - کہے گا - اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا - ہائے میری شامت میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا - اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا - اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے - اور رسول کہے گا - اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا -

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کی تعلیم سے روگردانی کرنے والے ظالموں کی قیامت کے دن آنکھ کھلے گی - اس دن حسرت کرکے یہ کہے گا - کاش میں دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہو جاتا - اور فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بناتا - کیونکہ اسی نے تو مجھے گمراہ کر دیا تھا - حالانکہ میرے پاس اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغام حق (یعنی قرآن) آچکا تھا - اور وہ شیطان جو دنیا میں ان لوگوں کا یار غار تھا - وہ اپنے دوستوں کو چھوڑ کر الگ ہو جائیگا - اپنے اندر قرآن مجید کی مخالفت کرنے کا احساس ہونے کے علاوہ اس کے ایسے لوگوں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی عدالت میں دعوے دائر کر دیں گے - کہ اے اللہ ان لوگوں نے دنیا کی زندگی میں قرآن مجید کو اپنی ضروریات زندگی میں سے بالکل نظر انداز کر دیا تھا

اب ایسے بدنصیبوں کی حالت کا اندازہ لگائیے

کہ جن کی شفاعت پر عذاب الٰہی سے بچنے کی کچھ امید تھی - وہ بھی ان بدنصیبوں کے دشمن ہو گئے - شفاعت تو بجائے خود رہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کو سزا دلوانے کے لئے دعوے دائر کر رہے ہیں

قرآن مجید کی مخالفت کرنے والوں کو قیامت کے دن خود بھی احساس ہوگا

اس کا ثبوت

(وَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ○ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ○ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ○ مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ○ هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ○ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ○ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ○ ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ○ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ○ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ○ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ○) سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا - تو کہے گا - اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا - اور میں نہ جانتا - کہ میرا حساب کیا ہے کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی - میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا - مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی (اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا) اسے پکڑو پھر اسے طوق پہنا دو - پھر اسے دوزخ میں ڈال دو - پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے - اسے جکڑ دو - بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا - جو بڑا عظمت والا ہے - اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا - سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے - مگر زخموں کا دھوون - اسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا -

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے

جن آیات کا ترجمہ آپ سن چکے ہیں - یہ سورہ الحاقہ کی ہیں - ان کے آگے چل کر قریب ہی یہ آیتیں آتی ہیں (اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○)

سورہ الحاقہ رکوع ۲ پارہ ۲۹

ترجمہ - کہ بیشک یہ (قرآن) رسول کریم کی زبان سے نکلا ہے - اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں - (مگر) تم بہت ہی کم یقین کرتے ہو - اور نہ ہی کسی جادوگر کا قول ہے - تم بہت ہی کم غور کرتے ہو - وہ پروردگار کا نازل کیا ہوا ہے -

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو قرآن مجید کی پیش کردہ برکتوں سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کی برکت سے دُنیا کی زندگی خوشگوار گزر جائے۔ اور آخرت میں اس کی برکت سے جنّت الفردوس کا داخلہ نصیب ہو جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

رمضان شریف کے مبارک مہینہ کے متعلق

ارشاداتِ نبویہ ملاحظہ ہوں

پہلا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَرِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جب رمضان (کا مہینہ) داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین بند کر دیئے جاتے ہیں ؏

دُوسرا

عَنْ سھل بن سعد قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِنْھَا باب یسمی الریان لا یدخلہ الا الصائمون متفق علیہ۔ ترجمہ۔ سہل بن سعد سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ریان ہے۔ اس میں سے فقط روزہ رکھنے والے داخل ہونگے۔

تیسرا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے۔ ایمان سے (یعنی سچ جانتا ہو شریعت کو اور رمضان کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہو) اور واسطے طلب ثواب کے (یعنی نہ لوگوں کے ڈر سے اور نہ سُنانے دکھانے کے لئے رکھا) اس کے پہلے گناہ سب بخش دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص لیلۃ القدر کو کھڑا ہُوا۔ ایمان سے اور واسطے طلب کرنے ثواب کے اس کے بھی پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائینگے۔

مجھے یقین کامل ہے کہ کوئی کھرا۔ سچا اور اصلی مسلمان

تو مغفرت کے ان اعلانات کو سُن کر غافل نہیں رہ سکتا۔ بلکہ ضرور ہی اتنی معمولی سی کوشش کی برکت سے اللہ تعالیٰ سے گزشتہ سب گناہ معاف کرانے کے لئے یقیناً کوشش کرے گا۔

وہ مسلمان بڑا ہی بدنصیب اور بدقسمت

ہوگا کہ شاہنشاہ حقیقی کے ان اعلانات کے ہوتے ہُوئے مغفرت کا ٹکٹ حاصل نہ کرے۔ اور جہنّم میں جانا منظور کرے۔ جس جہنّم کی آگ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا ہوا ہے۔ کہ دُنیا کی آگ تو ایک ہمیرا گرم ہے۔ اور دوزخ کی آگ اس آگ سے انہتر $\frac{69}{}$ حصّے زیادہ گرم ہے۔ تو گویا کہ دُنیا کی آگ کی تیزی ایک درجہ اور دوزخ کی آگ کی تیزی ستّر حصّہ ہو گئی۔

چوتھا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے ہاں سے انسان کے ہر نیک عمل کا کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔ ہر نیکی کم از کم دس درجے پاتی ہے اور سات سو درجوں تک بھی اللہ تعالےٰ عمل کا اجر بڑھا کر دیتے ہیں (غرضیکہ ہر عمل کا اخلاص و للّٰہیّت اور اس کے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرا ہے اور مَیں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (بروایت دیگر میں ہی اس کا بدلہ ہوں) روزہ دار اپنی خواہشات نفسانی اور کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔ اور روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالےٰ کے ہاں مشک سے بھی بہتر ہے۔ اور روزہ شیطان کا وار روکنے کے لئے) ڈھال ہے۔ جس دن کسی کو روزہ ہو۔ عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے۔ اور بیہودہ شور و غل نہ مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی کرے تو کہدے کہ مَیں روزہ دار ہوں (لیکن لڑائی نہ کرے) انتہیٰ

حکمت اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے۔ اور روزے کی جزاء ذات حق جلّ و علےٰ خود دیتا ہے (یا بنتا ہے) کیونکہ جب روزہ دار نے ان چیزوں کو رضاء الٰہی کے لئے چھوڑ دیا۔ جن پر اس کی زندگی کا دار و مدار تھا۔ تو گویا اُس نے زندگی کو خیرباد کہہ کر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا وصال پسند کیا۔ بارگاہِ الٰہی میں ہر عمل کی جزا اس کے مناسب حال ہُوا کرتی ہے۔ ایسے متوکل علی اللہ محب خدا کی جزا یہی ہو سکتی ہے کہ خدائے قدوس اسے تشفی دیں کہ جب تو میرا ہے تو مَیں تیرا ہوں۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یُشَفَّعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ یَا رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن انسان کے لئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا۔ اے میرے رب! مَیں نے اسے دن کو کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکا تھا۔ لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمائیے۔ اور قرآن کہے گا۔ مَیں نے اسے رات کو سونے سے روکا تھا۔ لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائیگی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۵۹ء

(ازجناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

تعلق باللہ کے لحاظ سے انسانوں کی چند قسمیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اُن میں سے بعض اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی ہیں۔ اور بعض مردودوں کی۔ مَیں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب پاک (قرآن مجید) کی روشنی میں ہمیں بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونے والوں کی فہرست میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جو کمزوریاں انسان کو دروازۂ الٰہی سے دُور ہٹاتی ہیں اللہ تعالےٰ اُن سے تائب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ مثلاً فسق۔ نفاق اعتقادی ہو یا عملی۔ شرک۔ کفر۔ اب ان امراض کی تشخیص قرآن شریف کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں۔ کہ مجھے اور میرے سب مسلمان بھائی بہنوں کو اُن گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو دروازہ الٰہی سے ہٹانے والے ہیں۔ اور غضبِ الٰہی کو ہمارے خلاف بھڑکانے والے ہیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

امراضِ رُوحانی

شرک۔ کفر۔ نفاق۔ فسق مسلمانوں میں بے سمجھی کی بناء پر یہ امراض پائی جاتی ہیں۔ اللہ تبارک تعالےٰ ان امراض روحانی پر قرآن شریف میں کافی تبصرہ فرماتا ہے اور ان امراض کے مہلکہ نتائج سے بھی آگاہ فرماتا ہے۔ مگر چونکہ مسلمان عام طور پر قرآن مجید کی تعلیم سے بے بہرہ ہے۔ اس لئے باوجود ان امراض میں مبتلا ہونے کے اپنے دل میں یہ خیال رکھتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے راضی ہے۔ اور مَیں اُس کے مقبول بندوں کی فہرست میں شامل ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں انسان کے خیالات پر نجات کا مدار نہیں ہے۔ اُن کا تو جو اپنا ضابطہ ہے اُس نے تو انسان کے اعمال کو اپنے ضابطہ کے لحاظ سے پرکھنا ہے۔ چنانچہ

یہی بیماری یہود و نصارےٰ میں بھی تھی

اس کا ثبوت

(وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ ؕ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا ۫ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور یہود و نصارےٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ کہدو پھر تمہارے گناہوں کے باعث وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے۔ بلکہ تم بھی اور مخلوقات کی طرح ایک آدمی ہو۔ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔ اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

مطلب یہ ہے

کہ جس طرح یہود و نصارےٰ باوجود اللہ تعالےٰ کی شدید نافرمانیاں کرنے کے اپنے آپ کو مغفور مرحوم ہی سمجھتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کی اس غلط فہمی کو دُور کیا ہے۔ کہ اللہ کے قبضہ میں سب فیصلے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ تم اپنے آپ کو جو رُتبہ قربِ الٰہی کا دیدو۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں بھی وُہی ہو

بعینہٖ

اسی قسم کی غلط فہمیاں مسلمانوں میں بھی موجود ہیں۔ کہ شرک جیسی بیماری میں جہالت کے باعث مبتلا ہونے کے باوجود اپنے متعلق خیال بھی کرتے ہیں۔ کہ ہم بارگاہ الٰہی میں مغفور و مرحوم ہیں۔

اُن غلط فہمیوں میں سے ایک غلط فہمی اُن میں یہ بھی ہے کہ مصیبت کے وقت میں اللہ تعالےٰ کے سوا اُس کی مخلوقات میں سے کسی کو پکارتے ہیں۔ حالانکہ یہ چیز اللہ تعالےٰ کے ہاں سخت معیوب اور قابلِ گرفت ہے۔

فقط اللہ تعالیٰ کو پکارنے کی تلقین

(وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝) سورہ المومن رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو۔ مَیں تمہاری دُعا قبول کرونگا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہونگے۔

حاصل

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے۔ کہ اپنی حاجت روائی کے لئے جب اسباب تمہیں جواب دے دیں۔ تو فقط مجھے ہی پکارا کرو۔

تاکید مزید

(وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا) سورہ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

باوجود

اس شدید مخالفت کے جہالت کے باعث مسلمانوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے۔ کہ مصیبت کے وقت جب عاجز آ جاتے ہیں تو غیر اللہ کو اپنی مصیبت دُور کرنے کے لئے پکارتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ میرے تمام کلمہ گو بھائیوں کو ماسوی اللہ سے ہٹ کر ایک اللہ جل شانہٗ ہی کو اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سب کی مشکلیں آسان فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

میرے مسلمان بھائیوں کو اس بشارت کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ۚ فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ ۝) سورہ یٰسٓ رکوع ۱ پارہ ۲۲

ترجمہ بے شک آپ اُسی کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے۔ اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے۔ پس خوشخبری دے۔ اُس کو بخشش اور اجر کی جو عزت والا ہے۔

میری دلی آرزو

مَیں تہ دل سے بارگاہ الٰہی میں بصد عجز و نیاز

یہ آرزو پیش کرتا ہوں کہ اے اللہ میں تیری کتاب پاک اور تیرے رحمۃ للعالمین کے ارشادات میں سے جو چیز مسلمانوں کی خدمت میں پیش کروں۔ تو تُو انہیں ان ارشادات کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما آمین یا الٰہ العالمین۔

کفر کا ارتکاب

بعض اوقات مسلمان بے سمجھی کی بنا پر کفر کا ارتکاب بھی کر لیتا ہے۔ اور کفر کو کفر نہیں سمجھتا۔ حالانکہ قرآن مجید کی اصطلاح میں وہ کفر ہی ہوتا ہے مثلاً تقسیم جائداد میں شرعی نقطۂ نگاہ سے جس اشخص کو یا جس کے متعلقین کو کم حصہ ملتا ہے۔ اور انگریز کے وقت میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے سے زیادہ حصہ مل سکتا تھا۔ تو مجھے معلوم ہے کہ بعض مسلمان شریعتِ اسلامی کا صاف انکار کر رہے تھے۔ اور کہتے یہ تھے کہ ہم شریعت سے نہیں بلکہ عدالت سے فیصلہ کرائیں گے۔ حالانکہ یہ شریعت سے انکار کرنا صریح کفر تھا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہمیشہ شریعت کو رواج پر ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ نفاق اور فسق کے متعلق آئندہ کافی تفصیل آ رہی ہے۔

بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہونے والوں کے متعلق شہادتیں ملاحظہ ہوں

پہلی

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝) سورہ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ ایمان والے وُہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے تو اُن کے دل ڈر جائیں اور تو اُن کا ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچّے ایمان والے ہیں۔ اُن کے رب کے ہاں اُن کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے۔ اور عزّت کا رزق ہے۔

ایمان اور اسلام کے معنی

برادرانِ اسلام۔ قرآن مجید میں جب ایمان کا لفظ آتا ہے تو اُس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل سے مان جانا ہے۔ اور اسلام سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ احکامِ الٰہی کو عملی جامہ پہنانا

اس لحاظ سے

بعض اوقات آپ کو انسانوں میں ایسے نمونے ملیں گے جو مومن کہلانے کے حقدار تو ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل سے مانتے ہیں۔ مگر چونکہ اُن احکامِ الٰہی کو عملی جامہ نہیں پہناتے اس لئے انہیں مسلم نہیں کہا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کو مومن تو کہا جاتا ہے اصطلاحِ شرع میں مسلم نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ ان کے حق میں مومن فاسق کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی احکامِ الٰہی کو دل سے ماننے والے اور عمل میں نہ لانے والے اور مذکورۃ الصدر آیات میں

مومن اور مسلم

کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔ پہلی جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آئے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔ دُوسری۔ جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں اُن پر پڑھی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ یعنی اُن آیات کو سُن کر ارادہ ہو جاتا ہے۔ کہ ان آیات پر بھی ہم ضرور عمل کریں گے۔ تیسری۔ ہر کام میں اگرچہ وہ کوشش تو خود کرتے ہیں مگر اُس کام میں کامیابی کی اُمید اللہ تعالیٰ کے فضل پر سمجھتے ہیں۔ چوتھی۔ جو باقاعدہ پنجوقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔ پانچویں۔ اللہ نے جو کچھ اُنہیں رزق دیا ہے اس میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ بارگاہِ الٰہی میں اصلی۔ کھرے اور سچّے مومن اور مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں کیونکہ ان کا باطن بھی رضا الٰہی کے تابع ہے۔ اور ظاہر بھی رضا الٰہی کے تابع ہے اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ نے ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (ترجمہ۔ یہی لوگ سچّے مسلمان ہیں) کا لقب عطا فرمایا ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔ اور انہی حضرات کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں درجے عطا فرمانے کا اعلان فرمایا ہے۔ اور مغفرت۔ اور عزت کا رزق دینے کا اعلان فرمایا ہے۔

دُوسری

(وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝) سورہ الانفال رکوع ۱۰ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے۔ اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی۔ اور اُن کی مدد کی۔ وُہی سچّے مسلمان ہیں۔ اُن کے لئے بخشش اور عزّت کی روزی ہے۔

حاصل

اصلی۔ کھرے اور سچّے مومنوں کی مندرجہ ذیل صفتیں اس آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی جو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل سے مانتے ہیں۔ دوسری محض اللہ تعالیٰ کے دین کی تابعداری کے لحاظ سے اپنے وطن کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں آ گئے ہیں تیسری۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں بھی جاتے ہیں۔ اُن کے علاوہ وہ لوگ جنھوں نے ان مہاجرین کو اپنے ہاں رہنے سہنے کے لئے جگہ عطا فرمائی ہے۔ یہ لوگ اصلی۔ کھرے اور سچّے مومن اور مسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورۃ الصدر صفاتِ حمیدہ کے باعث ان لوگوں کو مغفرت اور عزت کا رزق دینے کا اعلان فرمایا ہے۔

تیسری

(قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور

۲ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

جو بیہودہ باتوں سے مُنہ موڑنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر۔ اس لئے کہ اُن میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ طلبگار ہو۔ تو وُہی حد سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ اور اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔

ان آیات میں اصلی کھرے اور سچے مومنوں کی صفات :-

پہلی۔ اللہ تعالےٰ ان کے ایمان کی خود بخود شہادت دے رہے ہیں۔ اور اُن کا ایمان کامل ہونے کی وجہ سے اُن کے عذابِ الٰہی سے رہائی کا اعلان فرما رہے ہیں۔

دوسری۔ وہ لوگ اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کرتے کہ ؎

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

تیسری۔ وہ تمام بیہودہ کاموں سے مُنہ موڑنے والے ہوتے ہیں۔ یعنی ایسے کام جن کے کرنے سے دُنیا میں بھی نقصان ہو۔ اور اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہو جائے۔

چوتھی۔ اور وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض شدہ زکوٰۃ کو باقاعدہ ادا کرنے والے ہیں۔

پانچویں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں کے اور لونڈیوں کے اور کسی عورت سے راہ و رسم نہیں رکھتے۔

چھٹی۔ جو لوگ امانتوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں۔

ساتویں۔ اپنے وعدے کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

آٹھویں۔ پانچوں نمازیں باقاعدہ وقت پر ادا کرتے ہیں۔

ان صفات سے متصف ہونے والے جنّت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔

اصلی اور کھرے منافق نفاق اعتقادی والے اور اس کے نتائج

وَبَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝لا

اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ط وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ صلے اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝لا) سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

ترجمہ۔ منافقوں کو تو خوشخبری سُنا دے۔ کہ اُن کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے ہاں عزت چاہتے ہیں۔ سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔ اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم فرمایا ہے۔ کہ جب اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا ہو۔ تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوں۔ ورنہ تم بھی اُنہی جیسے ہو جاؤ گے اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے۔

منافقین کے امراض

جن امراض روحانی کی بناء پر اللہ تعالےٰ اُن سے ناراض ہے۔ وہ یہ ہیں

پہلی۔ کہ مومنوں کی بجائے کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔

دوسری۔ کافروں سے دوستانہ راہ و رسم رکھ کر اُن سے عزّت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان منافقوں کی سزا یہ ہوگی۔ کہ قیامت کے دن یہ کفار کے ساتھ دوزخ میں اکٹھے ہو جائیں گے۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم

منافقین کی غلط پالیسی

(اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ج وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى لا يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝لا مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ق صلے لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ط وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ۔ منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو سُست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں۔ نہ پورے اس طرف ہیں۔ اور نہ پورے اس طرف۔ اور جسے اللہ گمراہ کر دے۔ تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہیں پائیگا۔

غلط پالیسی کی تشریح

۱۔ منافقین اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور دوستانہ تعلقات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے بظاہر وہ مسلمانوں سے ملے جُلے رہتے ہیں۔ اور دل میں کفار کی حمایت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اپنے زعمِ باطل میں اس غلط پالیسی سے خُدا تعالےٰ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

۲۔ چونکہ وہ دل سے مومن نہیں ہیں۔ اس لئے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرنے کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ چونکہ نماز میں رضاالٰہی مطلوب نہیں ہے۔ اس لئے ان کو نہ توجہ الی اللہ حاصل ہوتی ہے اور نہ کوئی نماز میں لطف آتا ہے۔ بلکہ بدن پر سُستی طاری ہوتی ہے۔ اور لوگوں کو دکھلانے کے لئے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور چونکہ محض مسلمانوں کو دکھلانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ اس لئے نماز میں بہت کم اللہ تعالےٰ کا نام لیتے ہیں۔ جو لوگ اپنی کمزوری کے باعث نہ مسلمانوں کی طرف پکے ہیں۔ نہ دشمنانِ اسلام کی طرف پکے ہیں۔ کیونکہ ظاہر اُن کا مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ اور باطن دشمنانِ اسلام کے ساتھ ہے۔ اگر اُنھوں نے اپنے آپ کو اس گڑھے سے مرتے دم تک نہ نکالا تو ان کا یہی حال رہے گا۔ کبھی مسلمانوں کی طرف آ گئے۔ اور کبھی کسی لالچ کی بنا پر کفار کی طرف چلے گئے۔

اس قسم کے بدنصیبوں کی سزا کا ذکر

(اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝لا)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ۔ بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے۔ اور تو اِن کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا۔

حاصل

ان بدنصیب منافقوں کی سزا یہ ہے کہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ان کو رکھا جائے گا۔ اور انہیں کوئی مددگار نہیں ملنے پائے گا۔

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ان کی سزا کا حکم

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۙ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے ۔ وُہی اُنہیں کافی ہے ۔ اور اللہ نے اُن پر لعنت کی ہے ۔ اور اُن کے لئے دائمی عذاب ہے ۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے طاقت میں زیادہ تھے ۔ اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے ۔ پھر وہ اپنے حصّہ سے فائدہ اُٹھا گئے ۔ اور تم بھی اُنہیں کی سی چال چلتے ہو ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے ۔ اور وُہی نقصان اُٹھانے والے ہیں ۔

حاصل

منافقین کی سزا جو مذکورۃ الصدر آیات میں بیان کی گئی ہے ۔ وہ یہ ہے ۔

۱ ۔ کہ دوزخ میں داخل کئے جائینگے ۔
۲ ۔ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں ہی رہیں گے ۔
۳ ۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر لعنت کی ہے ۔
۴ ۔ اور ان کے متعلق دائمی عذاب کا فیصلہ کیا ہے ۔ ۵ ۔ ان کے اعمال کی بارگاہِ الٰہی میں کوئی قیمت نہیں ہے ۔ اور نہ آخرت میں کوئی قیمت ہو گی ۔
۶ ۔ یہ لوگ دُنیا میں آکر خسارے ہی میں رہے ۔

مومن فاسق کا ذکر

ایمان لانے والوں کی بھی بارگاہ الٰہی میں دو قسمیں ہیں ۔ پہلی یہ کہ وہ لوگ اللہ تعالےٰ اور اُس کے ہر حکم کو دل سے مانتے ہیں اور جو حکم ملے اُس کی عملاً حسب توفیق تعمیل بھی کرتے ہیں ۔ دُوسری قسم مومنوں کی وُہ ہے جس کا بیان آگے آتا ہے ۔ ایمان لانے کے وقت تو سب کچھ مان جاتے ہیں ۔ لیکن عمل کرنے کے وقت اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہیں ۔ انہی لوگوں کو مومن فاسق کہا جاتا ہے ۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَاۗءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ڰ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ڰ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰي يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ○ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ڬ وَعَلَي اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○)

سورہ المائدہ رکوع ۴ پارہ ۶

ترجمہ ۔ اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا ۔ کہ اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اُوپر یاد کرو ۔ جبکہ تم میں نبی پیدا کئے ۔ اور تمہیں بادشاہ بنایا ۔ اور تمہیں وہ دیا ۔ جو جہان میں کسی کو نہ دیا تھا ۔ اے میری قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ ۔ جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دی ہے ۔ اور پیچھے نہ ہٹو ۔ ورنہ نقصان میں جا پڑو گے ۔ انہوں نے کہا ۔ اے موسےٰؑ بے شک وہاں ایک زبردست قوم ہے ۔ اور ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے ۔ یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ۔ پھر اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہونگے ۔ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے دو مردوں نے کہا جن پر اللہ کا فضل تھا ۔ کہ اُن پر حملہ کرکے دروازہ میں گھس جاؤ ۔ پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے ۔ تو تم ہی غالب ہو گے ۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھو ۔ اگر تم ایماندار ہو ۔ کہا ۔ اے موسےٰ ۔ ہم کبھی بھی وہاں داخل نہیں ہونگے ۔ جب تک کہ وہ اس میں ہیں ۔ سو تو اور تیرا رب جائے ۔ اور تم دونوں لڑو ۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں ۔ موسےٰؑ نے کہا ۔ کہ اے میرے رب میرے اختیار میں تو سوائے میری جان اور میرے بھائی کے اور کوئی نہیں ۔ سو ہمارے درمیان اور اس نافرمان قوم کے درمیان جُدائی ڈال دے ۔

حاصل

حضرت موسےٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم میں سے جو فاسق لوگ تھے ۔ اُن کا واقعہ جس میں مسلمانوں کے لئے عبرت ہے ۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ پہلی قوموں کے واقعات آپؐ کی اُمّت کو عبرت حاصل کرنے کے لئے سُنائے جاتے ہیں ۔

تذکیر بآلاءِ اللہ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا ایک ارشاد

حضرت موسےٰؑ اپنی قوم کو پہلے اللہ تعالےٰ کے بعض احسانات جتلاتے ہیں ۔ جو ان کی قوم پر تھے ۔ اُس کے اور بحیثیت پیغمبر خدا ہونے کے اُن کو ایک حکم دیتے ہیں ۔ جس حکم کی تعمیل نہ کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کو فاسق کا لقب دیا ہے ۔ حضرت موسیٰؑ اپنی اُمّت سے فرماتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالےٰ کا وہ احسان یاد کرو ۔ کہ تمہاری قوم ہی میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض اکابر کو عہدہ جلیلہ نبوت عطا فرمایا تھا ۔ جو قرب الی اللہ کا انسان کے لئے ایک انتہائی مقام ہے ۔ اور تمہارے ہی بعض اکابر کو بادشاہ بھی بنایا تھا ۔ جو دُنیاداری کے لحاظ سے انتہائی اعزاز کا مقام ہے ۔ اور اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے تمہارے اکابر پر اور بھی احسانات ہیں ۔ جو جہان والوں میں سے کسی پر نہیں ہوئے تھے ۔ لہٰذا ایسے محسن حقیقی اور پھر معبود حقیقی جو اللہ جلّ شانہٗ ہے ۔ اُس کی طرف سے جو حکم اس کا پیغمبر ہونے کے لحاظ سے تمہیں دے ۔ تم اسے مان جاؤ ۔ اور وہ حکم یہ تھا ۔ کہ جو سرزمین شام تمہارے اسلاف کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے بود و باش کے لئے عطا فرمائی تھی ۔ جس پر آج کل قوم عمالقہ مسلط ہے ۔ اُس پر حملہ کرکے غاصب قوم کو وہاں سے نکال دو ۔ اور خود اپنی آبائی جائداد پر قابض ہو جاؤ ۔ اور بُزدلی کرکے مصر واپس جانے کا خیال چھوڑ دو ۔ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○ موسےٰ علیہ السلام کی اس ہمّت افزائی کے باوجود اُنہوں نے قوم عمالقہ کے ساتھ جہاد کرنے سے جی چُرایا ۔ اور عذر یہ پیش کیا ۔ کہ وہ قوم بڑی زبردست ہے ۔ ہم اُس کے مقابلے میں ہرگز جانے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ ہاں اگر وہ خود بخود مُلک چھوڑ کر نکل جائیں ۔ تو ہم اس سرزمینِ شام میں داخل ہونے کے لئے تیار ہیں ۔

یہی حکم عدولی اُن کا فسق تھا ۔ جس پر اللہ تعالےٰ نے فاسق کا لقب دیا ہے ۔ فاسق پیغمبر کی نبوّت کا انکار نہیں کرتا ۔ البتہ اس کے حکم کی تعمیل کرنے سے جی چراتا ہے ۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہُوں کہ اللہ تعالےٰ میرے مسلمان بھائیوں کو فسق کی رُوحانی بیماری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین
وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء اِلیٰ صراط مستقیم ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۵۹ء

(از جناب حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

تمہید

انسان کی انسانیت کیلئے روزہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے

پہلے کتاب و سنت کی روشنی میں انسان کا فطری تقاضا سمجھ لیا جائے

پھر روزہ کا اکسیر ہونا سمجھ میں آسکتا ہے

قرآن مجید

(زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○) سورہ آل عمران ع ۲ پ ۳

ترجمہ۔ لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دُنیا کی زندگی کا فائدہ ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی جب ان میں پھنس کر آدمی خدا سے غافل ہو جائے اسی لئے حدیث میں فرمایا۔ مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ (میرے بعد مردوں کے لئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں۔ ہاں اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد ہو تو وہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب و مندوب ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے۔ کہ اگر اس کی طرف دیکھے۔ تو خوش ہو۔ حکم دے تو فرمانبردار پائے۔ کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اس کی حفاظت کرے۔ اسی طرح جتنی چیزیں آگے متاع دُنیا کے سلسلہ میں بیان ہوئیں سب کا محمود و مذموم ہونا نیت اور طریق کار کے تفاوت سے متفاوت ہوتا رہے گا۔ مگر چونکہ دُنیا میں کثرت ایسے افراد کی ہے جو عیش و عشرت کے سامانوں میں پھنس کر خدا تعالےٰ کو اور اپنے انجام کو بھول جاتے ہیں۔ اس لئے زُیِّنَ لِلنَّاسِ میں سطح کلام کی عام رکھی گئی ہے۔"

حاصل

یہ ہے۔ کہ عام طور پر انسان دُنیاوی خواہشات میں پھنس کر خدا تعالےٰ کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں۔

اس کی تائید میں ایک حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرَئِیْلَ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا یَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَّا یَدْخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا یَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَیَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَیْهَا فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَّا یَبْقٰی اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا

رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی۔

ترجمہ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب اللہ نے بہشت کو پیدا کیا۔ تو جبرئیل ع سے فرمایا۔ جا۔ پھر بہشت کو دیکھ آ۔ پھر گئے۔ پھر اُسے دیکھا۔ اور جو کچھ اللہ نے اس میں بہشتیوں کے لئے تیار کیا ہے۔ پھر آئے۔ پھر عرض کی۔ اے میرے رب۔ تیری عزّت کی قسم ہے۔ کوئی شخص بھی اس (بہشت) کو نہیں سُنے گا۔ مگر اسی میں داخل ہو گا۔ پھر اللہ نے اس بہشت کو ناپسندیدہ طبع چیزوں (یعنی ان احکام شرعیہ کا جو انسانی طبائع کے لئے ناپسندیدہ ہیں) کا گھیرا ڈال دیا۔ پھر فرمایا۔ اے جبرئیل جا۔ پھر اسے (بہشت کو) دیکھ آ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر گیا۔ پھر اُسے دیکھا۔ پھر آیا۔ پھر عرض کی۔ اے میرے رب تیری عزّت کی قسم ہے۔ البتہ تحقیق میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس میں کوئی بھی نہیں جائیگا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر جب اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا۔ فرمایا۔ اے جبرئیل۔ جا۔ اُسے دیکھ آ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر گئے۔ پھر اُسے دیکھا۔ پھر آئے۔ پھر عرض کی۔ اے میرے رب تیری عزّت کی قسم ہے۔ ایسا کوئی نہیں ہوگا۔ جو اس کو سُنے پھر اس میں داخل ہو۔ پھر اللہ نے دوزخ کے گرداگرد خواہشات کا گھیرا ڈال دیا۔ پھر فرمایا۔ اے جبرئیل جا۔ پھر اسے دیکھ آ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر (جبرئیل) گئے۔ پھر اُسے دیکھا۔ پھر عرض کی۔ اے میرے رب تیری عزّت کی قسم ہے۔ البتہ تحقیق میں اس بات سے ڈر گیا ہوں۔ کہ کوئی بھی نہیں بچیگا۔ مگر اسی میں داخل ہو گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ دُنیا میں رہتے ہوئے انسان کو خواہشات (جن کا ذکر اُوپر آچکا ہے) نفسانی اتنی محبوب اور پیاری ہونگی کہ خواہ آگے چل کر دوزخ میں داخل ہو مگر دُنیا میں رہتے ہوئے انہیں کے دام میں پھنسا رہیگا۔

روزہ انسانیت کے لئے کیوں اکسیر ہے

اس لئے۔ کہ ہر مسلمان کو خواہشات نفسانی

ہی سے روکنے کے لئے تو روزہ رکھوایا جاتا ہے - اور پھر ایک دو دن کا روزہ نہیں بلکہ مسلسل سارا مہینہ روزے رکھوائے جاتے ہیں - تاکہ اس بات کا عادی ہو جائے کہ باوجودیکہ خواہشاتِ نفسانی کے پورا کرنے کے لئے ہر قسم کے اسباب مہیا ہیں - پھر

. . . .

. . . .

بھی اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ان چیزوں کو ہرگز نہیں چھوتا - جب ایک پورا مہینہ مسلمان سے اس چیز کی مشق کرائی جائے گی - تو رمضان شریف کے گزرنے کے بعد اسی مشق کی بناء پر انشاء اللہ تعالےٰ اپنے نفس پر قابو پاسکیگا - تاکہ اللہ تعالےٰ راضی رہے - نفس کی خواہش پوری ہو - یا نہ - روزہ کی برکت سے اسی جذبہ کے پیدا ہو جانے کے باعث میں نے روزہ کو انسانیت کے لئے اکسیر کہا ہے -

اس کا نتیجہ

اس اکسیر کے استعمال کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دنیا میں بھی انسان صحیح معنی میں انسان بن کر رہے گا - کہ یہ شخص نفس کا بندہ نہیں ہوگا - بلکہ خدا تعالےٰ کا بندہ ہوگا - اور انشاء اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد اس شخص کی قبر بہشت کا باغ بنے گی - اور اسی کی برکت سے قیامت کے دن انشاء اللہ تعالےٰ دوزخ سے بچ کر جنّت میں جا پہنچے گا - اللھم اجعلنا منھم

اس جذبہ کی تجدید

اللہ تعالےٰ کی قدرت کا کمال ہے کہ جب دیکھا کہ ایک طرف تو انسان کمزور واقع ہوا ہے - اور دوسری طرف اس کے دل میں خواہشات کی طرف کشش ایک فطری چیز ہے - اس لئے ہر سال میں ایک مہینہ کے روزے اس سے رکھوائے جاتے ہیں - تاکہ ہر سال خواہشات نفسانی پر رضاء الٰہی حاصل کرنے کے جذبہ کو تقویت پہنچتی رہے -

رمضان مبارک کے بقیہ فضائل

کیونکہ

گزشتہ اشاعت میں کچھ عرض کئے جاچکے ہیں

مقصد

ان فضائل کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے - کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکے کہ یا رسول اللہ ہمیں تو ان فضائل سے کسی نے آگاہ ہی نہیں کیا تھا - اس لئے ہم ان برکات کے حاصل کرنے سے محروم رہے -

احادیثِ نبویہ

پہلی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیٰطِیْنُ وَمَرَدَۃُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْھَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْھَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰہِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ رواہ الترمذی و ابن ماجۃ و رواہ احمد

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ماہ رمضان کی جب پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سخت شریر جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے - اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں - پھر ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا - اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے - اے نیکی کے طلب کرنے والے - آ اور اے بُرائی کرنے والے رُک جا - اور اللہ کی طرف سے بہت سے دوزخ سے آزاد ہونے والے ہیں - (پھر شاید تو بھی ان میں داخل کر لیا جائے -) اور یہ اعلان ہر رات ہوتا ہے -

خوش نصیب ہیں

وُہ لوگ جو رمضان مبارک کی راتوں میں بخشے جانے والوں کی فہرست میں شامل کر لئے جائیں - اللھم اجعلنا منھم اور

بدنصیب ہیں

وہ لوگ جو سارے مہینے کی راتوں میں سے اپنی بدعملی اور بدبختی کے باعث کسی رات کے بھی بخشے جانے والوں کی فہرست میں شامل نہ ہونے پائیں - اللھم لاتجعلنا منھم

جب بدکار اور بدمعاش

انسان اپنی بدکاریوں اور بدمعاشیوں میں رمضان مبارک کی آمد سے پہلے کی طرح ہی سرشار رہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کس طرح ان کے شاملِ حال ہو - بلکہ ایسے لوگ اپنے گناہوں کے اللہ تعالےٰ کے عذاب کو پکار رہے ہیں - جس طرح کہ چور چوری کرتے وقت گویا کہ حکومتِ وقت کو ٹیلیفون دے رہا ہے کہ اے حکومت تو آ - اور میری بد معاشی کے باعث مجھے گرفتار کر کے لے جا - اور جیلخانہ میں پہنچا - کیونکہ میرا شتر بے مہار نفس تیرے حکم کی حکم عدولی کر رہا ہے - اور تیری امن پسند رعایا پر ظلم کر رہا ہے - کیونکہ چور کی فطرت خود اسے ملامت کر رہی ہے - اسی ملامت ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ رات کے اندھیرے میں چوری کرنے جاتا ہے - اور پھر جب حکومت اس چور بد معاش کو گرفتار کرتی ہے - تو پھر اس کی فطرت اس کو اندر سے ملامت کر رہی ہوتی ہے - اسی فطرت کی ملامت ہی کے باعث اپنے جرم سے انکار کر رہا ہے کہ میں نے تو چوری نہیں کی - اگر اچھا کام سمجھ کر چوری کرتا - پھر تو علی الاعلان جرأت سے کہتا - کہ واقعی میں نے چوری کی ہے بعینہٖ اسی طرح

حکومت الٰہیہ کے چور

دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں - اور مسلمان کو رمضان مبارک میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہے کہ دن کو روزہ رکھیں - اور ہم نہیں رکھتے - اس لئے ہم دراصل مجرم ہیں - مثلاً ایک امیر کبیر رمضان مبارک میں دن کو کھانا کھا رہا ہے اور نوکر سے پانی مانگ کر پی رہا ہے - اُسے معلوم ہے کہ نوکر روزہ دار ہے - اگر اس امیر کی مادر زاد فطرت مسخ نہیں ہوگئی تو اس کے دل میں ضرور یہ خیال آئے گا - کہ میرا نوکر دیندار ہے اور میں بے دین ہوں - اس لئے میں خدا تعالیٰ کا مجرم ہوں -

دوسری

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَھْرٌ مُّبَارَکٌ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ صِیَامَہٗ تُفْتَحُ فِیْہِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِیْہِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَ

تُغَلُّ فِیْهِ مَرَدَةُ الشَّیَاطِیْنِ لِلّٰهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَیْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ۔
رواہ احمد والنسائی

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم پر رمضان آگیا ہے۔ یہ مبارک مہینہ ہے۔ اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں میں سے زیادہ شریروں کے گلے میں طوق ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس میں ایک ایسی رات ہے۔ جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ جو اس رات کی بھلائی (کے حاصل کرنے) سے محروم رکھا گیا۔ پس تحقیق وہ محروم (ہی) رکھا گیا۔

یعنی

جو اپنی بد اعمالی کے باعث اس رات کی بھلائی حاصل کرنے سے محروم رہا۔ وہ بڑا ہی بد نصیب ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

قرآن مجید میں لیلۃ القدر کا ذکر

خود قرآن مجید لیلۃ القدر میں نازل ہوا

حٰمٓ ۚ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ○ فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ۙ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۚ
سورہ الدخان رکوع ١ پارہ ٢٥

ترجمہ۔ روشن کتاب کی قسم ہے۔ ہم نے اسے (قرآن مجید کو) مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہمیں ڈرانا مقصود تھا۔ سارے کام جو حکمت پر مبنی ہیں۔ اسی رات ہمارے خاص حکم سے تصفیہ پاتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں رسول بھیجنا مقصود تھا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح تحریر فرماتے ہیں۔ "برکت کی رات شب قدر ہے کما قال تعالیٰ (اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○)
(سورہ قدر رکوع ١ پارہ ٣٠)
جو رمضان میں واقع ہے۔ لقولہ تعالیٰ (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ) اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے سماء دنیا پر اُتارا گیا۔ پھر بتدریج تیئس سال میں پیغمبر پر اُترا۔ نیز اسی شب میں پیغمبر پر اس کے نزول کی ابتدا ہوئی + یعنی سنانا ہمارا دستور رہا۔ اسی کے موافق یہ قرآن اُترا۔ سال بھر کے متعلق قضا و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں "لوح محفوظ" سے نقل کرکے ان فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں۔ جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ جسے شب براءۃ کہتے ہیں۔ ممکن ہے۔ وہاں سے اس کام کی ابتدا اور شب قدر پر انتہا ہوتی ہو۔ واللہ اعلم۔"

لیلۃ القدر کے متعلق احادیث

پہلی

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔
رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری دہاکے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

نتیجہ

اس فرمان نبویؐ سے یہ معلوم ہُوا کہ لیلۃ القدر رمضان مبارک کے آخری دہاکہ ہی میں ہو گی۔

دُوسری

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ رضؓ قَالَ سَأَلْتُ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاکَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ مَنْ یُّقِمِ الْحَوْلَ یُصِبْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَّا یَتَّکِلَ النَّاسُ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِیْ رَمَضَانَ وَاِنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاِنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا یَسْتَثْنِیْ اَنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ فَقُلْتُ بِاَیِّ شَیْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِکَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْ بِالْاٰیَةِ الَّتِیْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا تَطْلُعُ یَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا
رواہ مسلم

ترجمہ۔ زر بن حبیش رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے ابی بن کعب سے سوال کیا۔ پھر میں نے ان سے کہا۔ کہ تیرا بھائی ابن مسعود کہتا ہے۔ جو شخص سارا سال (رات کو) قیام کرے۔ تو لیلۃ القدر کو پالیتا ہے۔ پھر اس نے کہا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ اس نے یہ سوچا ہے کہ لوگ بھروسہ کرکے نہ بیٹھ جائیں۔ کہ رمضان کے آخری عشرہ میں جاگ کر لیلۃ القدر کو پا ہی لیں گے) خبردار تحقیق وہ (ابن مسعود) جانتا ہے۔ کہ تحقیق وہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے۔ اور تحقیق وہ آخری دہاکے میں ہے۔ اور تحقیق وہ ستائیسویں رات ہے۔ پھر اس (ابی بن کعب) نے قسم کھائی۔ اور انشاء اللہ بھی نہیں کہا۔ (یعنی یقین کی بنا پر کہا) کہ وہ لیلۃ القدر (رمضان کی) ستائیسویں رات ہے۔ پھر میں نے ابی بن کعب سے کہا۔ آپ کس سبب سے اے ابا المنذر (بات وثوق سے) کہہ رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ ایک علامت سے یا کہا ایک نشانی سے جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطلاع دی ہوئی ہے۔ کہ سُورج اُس دن (کی صبح کو) طلوع کرتا ہے اور اُس میں شعاع نہیں ہوتی۔ (جو ہمیشہ ہُوا کرتی ہے)

اصل بات یہ ہے

کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کے آخری دہاکے ہی میں ہوتی ہے البتہ سب روایات کو یکجا جمع کیا جائے۔ تو نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ لیلۃ القدر کا ستائیسویں رات کا ہونا ضروری نہیں ہے اس آخری عشرہ میں کبھی کسی تاریخ کو ہوتی ہے۔ اور کبھی کسی تاریخ کو ہوتی ہے۔

تیسری

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْتَهِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا یَجْتَهِدُ فِیْ غَیْرِهٖ
رواہ مسلم

ترجمہ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رمضان کے آخری عشرہ میں) اتنی کوشش کرتے تھے کہ دوسرے عشروں میں اتنی کوشش نہیں کرتے تھے۔

اندازہ

اس آخری عشرہ میں اس قدر زیادہ عبادت میں کوشش کرنے سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں یہ چیز بلا شبہ متحقق تھی کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔

چوتھی

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ متفق علیہ - ترجمہ - عائشہ رضؓ سے روایت ہے - فرمایا - جب (رمضان کا آخری) عشرہ آتا تھا - تو اپنے تہبند کو مضبوط کرکے باندھ لیتے تھے - (یعنی بہت زیادہ عبادت کرتے تھے - جس طرح ایک آدمی تہبند کو مضبوط باندھ کر کسی کام کو شروع کرتا ہے) اور رات کو عبادت میں مصروف رہتے تھے - اور اپنے اہل کو (بھی عبادت کے لئے جگاتے تھے +

اہمیّت

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عملدر آمد سے یہ چیز واضح ہوتی ہے - کہ رمضان مبارک کے آخری عشرہ کی عبادت کی بہت بڑی اہمیّت ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن مبارک میں جو اور چیزیں ہوں گی ان کا تو ہمیں علم نہیں ہے - البتہ یہ معلوم ہے کہ لیلۃ القدر اسی عشرہ کی راتوں میں ہے -

اس رات میں دُعا کونسی مانگی جائے

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی - ترجمہ - عائشہ رضؓ سے روایت ہے - کہتی ہیں - میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بتلائیے - اگر میں جان لوں - کہ کونسی رات لیلۃ القدر ہے - تو اس رات میں کیا پڑھوں - آپ نے فرمایا (اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ) پڑھ - ترجمہ اے اللہ تو بڑا ہی عفو کرنے والا ہے - عفو کرنے کو تو پسند کرتا ہے - پس مجھے بھی معاف کردے -

منشاء الٰہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر کی تعیین کا علم نہ ہونے پائے

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ رواہ البخاری

ترجمہ - عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہا - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے - تاکہ ہمیں لیلۃ القدر کے متعلق اطلاع دیں - پھر مسلمانوں میں سے دو آدمی جھگڑ رہے تھے - پھر آپ نے فرمایا - میں نکلا تو اس لئے تھا کہ تمہیں لیلۃ القدر کی اطلاع دوں (کہ کس رات ہوتی ہے) پھر دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے - پھر اس کی اطلاع اُٹھا لی گئی - اور ممکن ہے کہ یہ (اُٹھایا جانا) تمہارے لئے بہتر ہو - پھر اسے نویں اور ساتویں اور پانچویں (جو رمضان مبارک کی آخری راتیں ہیں - ان) میں تلاش کرو -

لیلۃ القدر میں جبرائیل علیہ السلام کا فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہونا

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ لَيْلَةٍ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلٰئِكَتَهٗ فَقَالَ يَا مَلٰئِكَتِيْ مَا جَزَاءُ اَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَاءُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرُهٗ قَالَ مَلٰئِكَتِيْ عَبِيْدِيْ وَاِمَائِيْ قَضَوْا فَرِيْضَتِيْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ اِلَى الدُّعَاءِ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكَرَمِيْ وَعُلُوِّيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَاُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ رواہ البیہقی فی شعب الایمان - ترجمہ - انس رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جب لیلۃ القدر ہوتی ہے - تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت سمیت نازل ہوتے ہیں - ہر اس اللہ کے بندے کے لئے دُعا کرتے ہیں - خواہ کھڑا ہونے والا ہو یا بیٹھنے والا ہو - جو اللہ عزّ وجلّ کا ذکر کررہا ہو پھر جس وقت ان کی عید کا دن ہوتا ہے - یعنی روزہ کے افطار کا دن ان آدمیوں کے باعث (جو رمضان میں خدا تعالےٰ کو یاد کرنے والے تھے) اپنے فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے - پھر کہتا ہے - اے میرے فرشتو اس مزدور کا کیا بدلہ ہو - جس نے اپنا کام پورا کردیا ہو - وہ عرض کرتے ہیں - اے ہمارے رب اس کی جزا یہ ہے کہ اس کی مزدوری ادا کردی جائے - اللہ فرماتا ہے - اے میرے فرشتو - میرے بندوں اور میری لونڈیوں نے وہ فرض پورا کردیا ہے - جو میری طرف سے ان پر تھا - پھر نکلے ہیں - اپنی آوازوں کو دُعا میں بلند کر رہے ہیں - اور مجھے اپنی عزّت اور اپنی عظمت اور اپنی سخاوت اور اپنی شان کی بلندی اور اپنے مقام کی بلندی کی قسم ہے - البتہ ضرور ضرور ان کی دُعا قبول کروں گا - پھر فرماتا ہے - لوٹ جاؤ - میں نے تمہیں بخش دیا - اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے - آپؐ نے فرمایا - پھر (لوگ) لوٹ کر آتے ہیں - ایسے حال میں کہ سب بخشے ہوئے ہوتے ہیں - اللّٰھم اجعلنا منھم -

ہمارا فرض

جو لوگ دینِ الٰہی کے خدام کہلاتے ہیں - ان کا فرضِ منصبی ہے کہ شاہنشاہِ حقیقی عزّ اسمہٗ و جلّ مجدہٗ کا پیغام اس کے بندوں تک علی الاعلان اور اس زبان میں ترجمہ کرکے پہنچائیں جس کو وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں - یاد رکھئے - کہ یہ پیغام حق پہنچانا معمولی چیز نہیں ہے - اس کے نتائج یہ ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے جو لوگ تبلیغ دین کا فرض اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں - وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں گے - اور دین سے آزادی حاصل کرنے والا طبقہ قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکے گا - کہ اے اللہ تونے اپنا پیغام ہمیں پہنچایا کب تھا - کہ آج ہم سے حکم عدولی کی بازپُرس کر رہا ہے -

اتمام حجّت

برادران اسلام - اسی پیغام رسانی کو اتمام حجّت کہا جاتا ہے - اتمام حجت کے بعد مبلّغ دین بری الذمہ کہا جاتا ہے - اور انکار کرنے والے لوگ مجرم ہو جاتے ہیں -

حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام کو قرآن مجید سُنانا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِیَہٗ جِبْرِیْلُ کَانَ اَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابنِ عباس سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ نیکی کے کاموں میں سخی تھے۔ اور رمضان میں تو اور بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ جبرئیلؑ رمضان کی ہر رات میں آپؐ سے ملا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان پر قرآن پیش کیا کرتے تھے (یعنی انہیں سُنایا کرتے تھے) پھر جب جبرئیل آپ سے ملتے تھے تو آپؐ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

رمضان مبارک میں اعتکاف میں بیٹھنا

رمضان شریف میں اعتکاف میں بیٹھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے (عَنْ عَائِشَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخر عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھتے تھے (آپ کا یہی دستور رہا) یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی۔ پھر آپ کے بعد آپؐ کی ازواج (مطہرات) اعتکاف میں بیٹھتی رہیں۔

سنتِ مستمرہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں اعتکاف میں بیٹھنا آخر عمر تک آپ کا معمول رہا

اعتکاف کے متعلق ہدایات

عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتِ السُّنَّۃُ عَلَی الْمُعْتَکِفِ اَنْ لَّا یَعُوْدَ مَرِیْضًا وَلَا یَشْہَدُ جَنَازَۃً وَلَا یَمَسَّ الْمَرْأَۃَ وَلَا یُبَاشِرُھَا وَلَا یَخْرُجُ لِحَاجَۃٍ اِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْہُ وَلَا اِعْتِکَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اِعْتِکَافَ اِلَّا فِیْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ رواہ ابوداؤد۔ ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ کہ اعتکاف والے کے لئے سنّت یہ ہے کہ بیمار کی بیمار پرسی کے لئے نہ جائے۔ اور نہ جنازے میں شریک ہو۔ اور نہ بیوی کو ہاتھ لگائے۔ اور نہ اس سے مباشرت کرے۔ اور اعتکاف کی جگہ سے کسی کام کے لئے نہ نکلے سوائے ان حاجتوں کے جن کے سوا چارہ ہی نہیں (مثلاً بول و براز) اور روزے کے سوا اعتکاف نہیں اور جامع مسجد کے سوا اعتکاف میں نہ بیٹھے +

ہاں اگر بیٹھے

یعنی بالفرض اگر ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھے۔ جہاں نماز جمعہ نہیں ہوتی۔ تو نماز جمعہ کے [illegible] دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے چلا جائے وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشا الیٰ صراطِ مستقیم ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دریافت کیا کہ ایمان کا افضل درجہ کیا ہے؟ (یعنی ایمان والے اعمال واخلاق میں وہ کون سے ہیں جن کو فضیلت کا اعلیٰ درجہ حاصل ہے) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ کہ تمھاری محبت و مودت اور تمھاری نفرت و عداوت بس اللہ کے واسطے ہو، اور تمھاری زبان اللہ کے ذکر میں استعمال ہو۔ معاذ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ اور کیا یا رسول اللہ! تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اور یہ کہ تم سب لوگوں کے وہی چاہو اور وہی پسند کرو جو اپنے لئے چاہتے اور پسند کرتے ہو اور اس چیز اور اس حالت کو سب لوگوں کے لئے ناپسند کرو جس کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ مسند احمد

حضرت جریر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر اللہ کی رحمت نہ ہوگی، جو (س کے پیدا کئے ہوئے) انسانوں پر رحم نہ کھائے گا، اور ان کے ساتھ ترحم کا معاملہ نہ کرے گا۔ صحیح بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۵۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اما بعد

برادرانِ اسلام - آج کے جمعہ میں ہمارے ہاں اتنا بڑا مجمع ہے کہ جمعۃ الوداع کے سوا اور کسی جمعہ میں اتنا مجمع نہیں ہوتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہزارہا مسلمانوں کا یہ اجتماع کس کے حکم سے ہُوا ہے - اللہ تعالٰے جو دوسرے دنوں کی طرح جمعہ کے دن کا بھی خالق ہے - اس نے پیدائشی طور پر اس دن کو وہ فضیلت بخشی ہے جو ہفتہ کے دوسرے دنوں میں سے کسی کو نہیں بخشی - چونکہ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اس جہان میں ترجمان سیّد الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں - لہٰذا ان کی زبانِ مبارک سے اس دن کے فضائل ملاحظہ ہوں -

پہلی حدیث

جمعہ کا دن افضل الایام ہے

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ -

رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ والدارمی والبیہقی فی الدعوات الکبیر - ترجمہ - اوسؓ بن اوس سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک تمہارے دنوں میں سے سب سے بہتر دن جمعہ کا دن ہے - اسی میں آدمؑ پیدا کئے گئے تھے - اور اسی میں وفات پائی تھی اور اسی میں دوبارہ (قیامت کے دن) اُٹھنا ہے - اور اسی میں پہلی مرتبہ سب لوگوں کی موت واقع ہو گی - (یعنی اس دن جتنے آدمی دُنیا میں ہونگے ایک آواز سے سب مر جائیں گے) پھر اس (جمعہ کے) دن میں مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرو - پس تحقیق تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے - انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارا درود شریف کس طرح پیش کیا جاتا ہے - حالانکہ تحقیق انسانوں کی طرح آپ بھی مٹی ہو چکے ہونگے) آپ نے فرمایا - بیشک اللہ نے زمین پر انبیاء (علیہم السلام) کے وجود کو حرام کیا ہے - (یعنی ان کے وجود کو نہیں کھاتی - بلکہ وہ بالکل صحیح سلامت رہتے ہیں)

دُوسری حدیث

جمعہ کا دن سید الایام ہے اور اعظم الایام ہے

عَنْ اَبِیْ لُبَابَۃَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُہَا عِنْدَ اللّٰہِ وَہُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْہِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ وَاَھْبَطَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْہِ تَوَفَّی اللّٰہُ اٰدَمَ وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یَسْاَلُ الْعَبْدُ فِیْہَا شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ مَا لَمْ یَسْاَلْ حَرَامًا وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ مَا مِنْ مَلَکٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا اَرْضٍ وَلَا رِیَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا ھُوَ مُشْفِقٌ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ -

رواہ ابن ماجۃ وروی احمد عن سعد بن معاذ ان رجلًا من الانصار اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اخبرنا عن یوم الجمعۃ ماذا فیہ من الخیر قال فیہ خمس خلال و ساق الی اٰخر الحدیث -

ترجمہ - ابی لبابہ بن عبدالمنذر سے روایت ہے - کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک جمعہ کا دن سید الایام (سب دنوں کا سردار) اور عظمت میں اللہ کے ہاں سب دنوں سے بڑا ہے - اور وہ اللہ کے ہاں اضحٰی اور فطر کے دن سے (بھی رتبے کے لحاظ سے) بڑا ہے - اس میں پانچ خصلتیں ہیں - اسی میں اللہ نے آدمؑ کو پیدا کیا - اور اسی میں اللہ نے آدمؑ کو زمین کی طرف اُتارا اور اسی میں آدمؑ نے وفات پائی ہے اور اسی میں ایک گھڑی ایسی ہے - کہ بندہ جو اس گھڑی میں (اللہ سے) مانگے تو اللہ دے دیتا ہے - جب تک کہ حرام کا مطالبہ نہ کرے - اور اسی (دن) میں قیامت قائم ہو گی - کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی آسمان اور نہ زمین اور نہ ہوا اور نہ پہاڑ اور نہ سمندر مگر سب جمعہ کے دن ڈرنے والے ہوتے ہیں - اور احمد نے سعد بن معاذ سے روایت کی ہے - کہ تحقیق انصار میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا - پھر عرض کی ہمیں جمعہ کے دن کے متعلق خبر دیجئے - کہ اس میں کونسا خیر ہوتا ہے - آپ نے فرمایا - اس میں پانچ خصلتیں ہیں - (وُہی جو اُوپر ذکر کی جا چکی ہیں)

تیسری حدیث

نماز جمعہ کے لئے چل کر آنے میں ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی راتوں کے قیام کا ثواب

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاغْتَسَلَ وَبَکَّرَ وَابْتَکَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عَمَلُ سَنَۃٍ اَجْرُ صِیَامِہَا وَقِیَامِہَا -

رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ -

ترجمہ - اوسؓ بن اوس سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے (اپنی بیوی کو) نہلایا اور خود بھی غسل کیا اور سویرے مسجد کو روانہ ہو گیا اور پیدل چلا - اور سوار نہ ہُوا - اور امام کے قریب بیٹھا اور خطبہ سُنا - اور کوئی بیہودہ بات نہ کی تو اس کو ہر اس قدم کے بدلے - جو وہ مسجد کی طرف چلا ایک سال کے روزوں اور رات کو عبادت کرنے کا ثواب ملے گا -

چوتھی حدیث

جمعہ کے دن بکثرت درود شریف پڑھنے کا حکم

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْہُوْدٌ یَشْہَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ رواہ ابن ماجۃ

ترجمہ - ابی الدرداء سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو - کیونکہ وہ حاضر کیا ہُوا ہے - (یعنی) اس پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں - اور جب کبھی کوئی مجھ پر درود پڑھتا

ہے تو مجھ پر اس کا درود شریف پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس درود پڑھنے سے فارغ ہو۔ (یعنی پڑھنے والا پڑھتا ہے اور مجھ پر پیش کیا جاتا رہتا ہے) پوچھنے والا کہتا ہے۔ میں نے عرض کی۔ اور موت کے بعد (بھی پیش کیا جاتا ہے) آپ نے فرمایا بیشک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء (علیہم السلام) کے وجود کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اسے (اللہ تعالےٰ کی طرف سے) رزق دیا جاتا ہے۔

پانچویں حدیث

جو لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے نہ آئیں اُن کے گھروں کو جلا دینے کا خیال

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ یَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰی رِجَالٍ یَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ بُیُوْتَهُمْ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ (نماز) جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں (یعنی جمعہ میں شامل نہیں ہوتے) البتہ تحقیق میں نے ارادہ کیا۔ کہ ایک شخص کو حکم کروں۔ کہ وہ لوگوں کو (جمعہ کی) نماز پڑھائے۔ پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جمعہ پڑھنے سے پیچھے رہ گئے ہیں۔

چھٹی حدیث

بلاضرورت جمعہ ترک کرنے والا منافق ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَۃٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِیْ كِتٰبٍ لَّا یُمْحٰی وَلَا یُبَدَّلُ وَ فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ ثَلٰثًا۔ رواہ الشافعی۔

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جمعہ کی نماز کسی مجبوری کے سوا نہ پڑھی تو اسے اس کتاب میں منافق لکھا جائے گا۔ جو نہ مٹائی جائے گی۔ اور نہ تبدیل کی جائیگی اور بعض روایتوں میں ہے۔ کہ جس نے تین جمعے ترک کئے۔

عبرت

مسلمان کہلانے والے اور نماز جمعہ نہ پڑھنے والے اس حدیث شریف کو آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ اور کان کھولکر سُنیں۔ آیا نماز جمعہ ترک کرنے والے مسلمان رہ سکتے ہیں؟ وما علینا الا البلاغ۔

اتنی بڑی اہمیت والی نماز جمعہ

برادران اسلام۔ اتنی بڑی اہمیت والی نماز جمعہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہم سب لوگوں کو اس میدان میں جمع کیا۔ جس میں آپ اس وقت تشریف فرما ہیں۔ اور فقط مرد ہی نہیں۔ بلکہ عبادتِ الٰہی کا شوق رکھنے والی عورتیں بھی بہت زیادہ تعداد میں آکر اس میدان میں پس پردہ بیٹھی ہوئی ہیں۔ تو کیا فقط دو رکعت نماز پڑھنے اور عربی زبان کا خطبہ ہی تبرکاً سُننے کے لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو جمع کیا ہے۔ اور خطبہ بھی وہ جس کو آپ میں سے اکثر عربی زبان نہ جاننے کے سبب سے سمجھ ہی نہیں سکتے کہ خطیب کیا کہہ رہا ہے۔

جمعہ کے اجتماع میں پند و نصائح کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے

پہلا ثبوت

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ یَجْلِسُ بَیْنَهُمَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ یُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلٰوتُہٗ قَصْدًا وَّ خُطْبَتُہٗ قَصْدًا رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابرؓ بن سمرۃ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے ہوتے تھے۔ ان دونوں کے درمیان بیٹھتے تھے (خطبوں میں) قرآن پڑھتے تھے۔ اور لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے۔ پھر آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی (یعنی نہ بہت لمبی اور نہ بہت مختصر) اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا (یعنی نہ بہت لمبا اور نہ بہت چھوٹا)

دوسرا ثبوت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَیْنَاہُ وَ عَلَا صَوْتُہٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُہٗ حَتّٰی كَاَنَّہٗ مُنْذِرُ جَیْشٍ یَّقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَیَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ كَهَاتَیْنِ وَیَقْرِنُ بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ السَّبَّابَۃِ وَالْوُسْطٰی رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تھے۔ آپؐ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔ اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی تھی۔ اور آپ کا غصّہ تیز ہو جاتا تھا یہاں تک گویا کہ آپ (حملہ آور ہونے والے) لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔ جو یہ کہتا ہے کہ صبح کو آ پہنچے گا یا شام کو آ پہنچے گا۔ اور (فرماتے تھے) میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔ اور تشہد والی اور درمیانی اُنگلی کو ملا دیتے تھے + (یعنی جس طرح یہ دونوں انگلیاں قریب قریب ہیں۔ اسی طرح میرے بعد قیامت جلدی آنے والی ہے)

اب میں حضور انورؐ کی پند و نصائح والی سُنّت ادا کرنا چاہتا ہوں

اور اس سلسلہ میں چند ضروری چیزیں احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جو اصلاحی ہیں۔ اور جن کا

اتباع ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے

پہلی

ایمان کیا چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے۔ اگر ان چیزوں میں سے کسی ایک چیز کے تسلیم کرنے سے انکار کیا تو ایمان کامل نہیں رہے گا۔ اور ناقص ایمان اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی ایسے شخص کو جنّت کا ٹکٹ مل سکے گا۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔

دُوسری۔ اسلام کیا چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے جو حکم ملے۔ اس کی تعمیل کرنے کا نام اسلام ہے۔ اگر تعمیل کرنے سے گریز کرتا ہے تو اسے مسلمان نہیں کہا جائیگا۔ بلکہ اسے فاسق کہا جاتا ہے۔

تیسری۔ کافر۔ حکمِ الٰہی کے ماننے سے انکار کرنے والے کا نام کافر ہے + اگرچہ وہ شخص اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے مگر بارگاہ الٰہی میں وہ مسلمانوں کی فہرست سے خارج ہوگا۔ مثلاً باپ کی جائیداد میں سے بیٹیوں کو حصہ دینے سے انکار کرنا کفر ہے۔

چوتھی۔ منافق۔ جو شخص بظاہر تو مسلمان کہلائے۔ مگر اس کے دل میں اللہ تعالےٰ کے بعض احکام پر اعتراض ہو کہ یہ حکم

غلط ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے۔ کہ سود حرام نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس کے سوا قومیں ترقی نہیں کرسکتیں یا کہے۔ کہ اگرچہ اسلام میں پردے کا حکم ہے۔ مگر یہ حکم غلط ہے۔ پردہ نہیں ہونا چاہئے۔

پانچویں۔ فاسق۔ یہ شخص اسلامی احکام کو دل سے تو مانتا ہے۔ مگر عمل کرنے میں سستی کرتا ہے۔ مثلاً نماز کا انکار نہ کرنا۔ مگر نماز نہ پڑھنا۔ یا روزہ کو شرعی حکم مانتا ہے۔ مگر روزہ رکھتا نہیں ہے۔ ایسا شخص اپنی بد اعمالیوں کے باعث دوزخ میں جائے گا۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئے گا۔

ان تمام خرابیوں میں عملی طور پر اصلاح کا طریقہ

یہ ہے کہ کسی ایسے عالم کتاب وسنّت کی صحبت اختیار کرے۔ جو کتاب وسنة کی روشنی میں لوگوں کو تبلیغ دین کرتا ہو۔ مثلاً روزانہ قرآن مجید کا درس دیتا ہو۔ انشاء اللہ تعالےٰ ایسے عالم کی صحبت میں رہنے سے علمی طور پر انسان کے خیالات کی یقیناً اصلاح ہو جائے گی۔

اور عملی طور پر اصلاح

کا طریقہ یہ ہے۔ کہ کتاب وسنة کے عامل کی صحبت میں نشست و برخاست رکھی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ (وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝)

سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔ اور اُس شخص کا کہنا نہ مان۔ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے۔ اور اپنی خواہش کے تابع ہوگیا ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہُوا ہے۔

اس آیت کا حاصل

صبح اور شام کو خدا تعالےٰ کی یاد[1] میں شاغل رہنے والوں کی صحبت میں رہ (کسب معاش کے لئے جہاں تو چاہے جا) مگر فراغت کے وقت میں کسی اور مجلس میں نہ جا۔ فقط ان اللہ والوں[2] کی صحبت میں بیٹھا کر۔ اور اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل ہونے والوں اور اپنی خواہشات[3] نفسانی کے پیچھے دوڑ بھاگ کرنے والوں کی تابعداری نہ کر۔ کیونکہ جب وہ لوگ گمراہ ہیں۔ تو تمہیں کب ایسا راستہ بتلاسکتے ہیں جس پر چلنے سے اللہ تعالےٰ بھی راضی رہے۔ اور دُنیا کا کام بھی سنور جائے۔

چھٹی اصلاحی چیز

حلال رزق کا کھانا ورنہ عبادت بھی قبول نہیں ہوگی

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ

رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ پاک ہے۔ اور سوائے پاک کے کوئی چیز قبول نہیں کرتا (یعنی اگر کوئی شخص خیرات کرے۔ مال حلال کا ہوگا تو قبول فرمائے گا۔ اور اجر عطا فرمائیگا ورنہ نہیں۔) اور بیشک اللہ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم فرمایا۔ جو پیغمبروں کو حکم فرمایا تھا۔ اُنہیں فرمایا تھا، اے پیغمبروں کی جماعت، پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور نیک کام کرو۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اے ایمان والو۔ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے۔ اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ پھر آپ نے ایک شخص کا ذکر کیا۔ جو لمبا سفر کررہا ہے اس کے بال پراگندہ ہیں۔ پاؤں (سفر کے باعث) غبار آلودہ ہیں۔ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے ہوئے ہے۔ (اور دُعا مانگ رہا ہے) اے میرے رب۔ اے میرے رب۔ حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہے۔ اور اس کا لباس حرام (کے مال) سے بنا ہُوا ہے۔ اور حرام کے مال کی اسے غذا کھلائی گئی ہے۔ پھر اس کی دُعا کیسے قبول کی جاسکتی ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر خوراک اور پوشاک حرام کے مال سے ہے۔ تو ایسے شخص کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ اور اسی پر قیاس کر لیجئے۔ کہ اگر حرام کے مال کا کھانا کھا کر عبادت کرے گا تو کیا عبادت قبول ہوگی؟ اور اگر حرام کے مال سے کپڑا بنوا کر پہن کر دربار الٰہی میں حاضر ہوگا تو کیا اس کی عبادت قبول ہوگی؟

جس طرح ہم چاہتے ہیں

کہ جس برتن میں کھائیں پئیں اس کا ظاہر بھی صاف اور سُتھرا ہو۔ اور اندر بھی میل کچیل سے صاف ہو۔ جس طرح انسان کو میل کچیل سے نفرت ہے بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالےٰ کو حرام کی چیز سے نفرت ہے۔ اس لئے اگر بدن پر حرام کا کپڑا زیب تن کئے ہُوئے ہو۔ اللہ تعالےٰ کو اس سے سخت نفرت ہوتی ہے اور اگر پیٹ میں حرام کی غذا کھائی ہوئی ہو۔ تو اللہ تعالےٰ کو اس کے اندر سے نفرت ہوتی ہے۔

ساتویں

حرام کے مال سے جو گوشت بدن میں پیدا ہوگا وُہ بہشت میں نہیں جاسکیگا

عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ جابر رض سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں وہ گوشت نہیں جائے گا جو حرام (کے مال) سے پیدا شدہ ہے۔ اور ہر ایک گوشت جو حرام کے مال سے پیدا شدہ ہے (دوزخ

کی) آگ ان کے لئے زیادہ مناسب ہے

آٹھویں

حلال کا کسب تلاش کرنا دوسرے عینی فرائض کے بعد یہ بھی فرض ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ رواہ البیہقی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبداللہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حلال کے کسب کا تلاش کرنا دوسرے فرائض عینیہ کے بعد یہ بھی فرض ہے۔

نویں

سب سے پاکیزہ رزق اپنے ہاتھ سے کمایا ہوا ہوتا ہے

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ رواہ احمد۔

ترجمہ۔ رافع بن خدیج سے روایت ہے۔ کہا۔ عرض کی گئی۔ یا رسول اللہ سب سے پاکیزہ کسب کونسا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے ہاتھ سے کام کیا ہوا۔ اور ہر وہ بیع جو خیانت سے پاک ہو۔

دسویں

تجارت پیشہ لوگوں کی راہنمائی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْحَلْفُ مُنْفِقَۃٌ لِلسِّلْعَۃِ مُمْحِقَۃٌ لِلْبَرَکَۃِ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ قسم سامان (تجارت کو تو) بکوانے والی ہے۔ (یعنی قسم خواہ غلط ہو۔ گاہک قسم پر اعتماد کر کے مال تو لے ہی جائیگا) برکت کو فنا کرنے والی ہے۔

گیارھویں

بہت زیادہ سچ بولنے والا تاجر انبیاء علیہم السلام۔ صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ رواہ الترمذی والدارمی والدارقطنی۔

ترجمہ۔ ابی سعید سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت زیادہ سچ بولنے والا۔ امانتدار تاجر انبیاء۔ صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا

بارھویں

سود لینے والے دینے والے دستاویز لکھنے والے اور اس معاملہ پر گواہ بننے والے پر لعنت

عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا سود کھانے والے۔ سود کھلانے والے۔ اور اس کے لکھنے والے اور اس کے دو گواہ بننے والے سب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

انسان کی ذمہ داریاں

برادرانِ اسلام۔ پیدائشی طور پر اگرچہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ مگر نتیجہ کے لحاظ سے تب ہی اشرف المخلوقات رہ سکتا ہے۔ جب انسانی ذمہ داریوں کو پورا کر دے۔ اور اگر بالفرض انسانی ذمہ داریوں کو پورا نہ کیا تو پھر ارذل المخلوقات ہو جائے گا۔ پھر سؤر اور کتے سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ جو ارذل المخلوقات سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ سؤر اور کتے پر اللہ تعالےٰ کی لعنت نہیں پڑتی۔ اور اس نا فرض شناس انسان پر لعنت پڑے گی۔ اور سؤر اور کتے مرنے کے بعد جس گڑھے میں دفن کئے جائیں گے وہ گڑھا جہنم کا گڑھا نہیں ہو گا۔ اور قیامت کے دن سؤر اور کتے دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ مگر یہ نا فرض شناس انسان دوزخ میں جائے گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم

ذمہ داریوں کی دو قسمیں

پہلی قسم کی وہ ذمہ داریاں ہیں۔ جن کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ہے۔ دوسری قسم کی وہ ذمہ داریاں ہیں۔ جن کا تعلق مخلوق سے ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ سے تعلق رکھنے والی ذمہ داریوں کی بھی دو بڑی قسمیں ہیں

جنہیں عبادات بدنیہ اور مالیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً نماز اور روزہ عبادات بدنیہ میں سے ہیں

اور زکوٰۃ عبادات مالیہ میں سے ہے اور حج میں دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں۔ مال بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور بدن کو بھی اپنے وطن سے اٹھا کر خانہ کعبہ کے دروازہ پر پہنچانا پڑتا ہے۔

بدنی عبادت (نماز) اور مالی عبادت (زکوٰۃ) ادا کرنے والے قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچ جائینگے

پہلا ثبوت

(وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ ط اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝) سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

حاصل

اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصہ پانے والوں کے اوصاف

ایمان لانے والے۔ نیکی کا حکم کرنے والے۔ برائی سے روکنے والے۔ باقاعدہ نماز پڑھنے والے اور باقاعدہ زکوٰۃ دینے والے اللہ تعالےٰ کے حکم کی تابعداری کرنے والے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تابعداری کرنے والے۔

مذکورۃ الصدر صفتوں کے باعث ان پر اللہ تعالیٰ کا انعام ملاحظہ

(وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

دوسرا ثبوت

(تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۝ هُدًی وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝) سورہ لقمن رکوع ۱ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں۔ جو نیک بختوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ وہ جو نماز ادا کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں۔ اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں

ہدایت پر ہونے اور نجات پانے

کے تینوں کا باعث تو یہی بنا۔ کہ نماز پابندی سے پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔

تیسرا ثبوت

(قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝) سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ بیشک ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات میں عذاب الٰہی سے نجات پانے والوں کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں۔ ایماندار ہونا۔ نمازوں میں عاجزی کرنا۔ فضول کاموں سے بچنا۔ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرنا۔ اپنی شرمگاہوں کو بے موقعہ استعمال نہ کرنا۔ برادران اسلام آپ نے محسوس کیا۔ کہ قرآن مجید سے تین حوالے جو دیئے گئے ہیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنے والوں کی صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان تینوں میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر بار بار آیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ مسلمان کے لئے ان کی پابندی کس قدر لازمی ہے۔ بخلاف اس کے عام طور پر آپ مسلمانوں کو بے نماز پائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی سزا

ملاحظہ ہو

(وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۵ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں درد ناک عذاب کی خوشخبری سنا دے۔ جس دن وہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائیگا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ سو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی ذمہ داری جو انسان پر عائد ہوتی ہے

(وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ؗ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹

ترجمہ۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امّی ہے۔ جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہُوا پاتے ہیں۔ وہ اُن کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور بُرے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔ اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اُتارتا ہے۔ جو ان پر تھیں۔ ۔ر جو لوگ . . . . اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے۔ جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

رحمت الٰہی کے حاصل ہونے کے شرائط

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمّت کے لئے جو دُعائیں کی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی قبولیت کے لئے جو شرطیں لگائی تھیں۔ ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری بھی تھی۔ لہٰذا یہ چیز ثابت ہوئی۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی اُمّت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر معاملہ میں تابعداری ضروری اور فرض عین ہے۔ اور اس کے سوا ان انبیاء علیہم السلام کی اُمّتوں کو عذاب الٰہی سے نجات حاصل نہیں ہوگی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے لئے تو بطریق اولیٰ ہر معاملہ میں آپ کی تابعداری فرض عین ہوگی۔ اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس آئینے میں اپنا مُنہ دیکھ لے۔

وما علینا الا البلاغ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کی سزا

(وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت

کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہے۔ اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ اور وُہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

تابعداری

برادرانِ اسلام۔ یاد رکھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تابعداری کا مطلب یہ ہے کہ جو دین آپ نے اپنی اُمّت کو سکھلایا ہے۔ جس کا منبع قرآن مجید ہے۔ اور جس کی علمی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے اور جس کا عملی نمونہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ جسے سنّت نبویؐ کہا جاتا ہے۔ اس دین کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اور اگر اس مذکور الصدر مسلک سے ہٹ کر اپنی طرف سے کچھ چیزیں ایجاد کریں۔ اور ان کی پابندی کریں۔ اور اس طریق کار کو خیال کریں۔ کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حق ادا کر دیا۔ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضور انورؐ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقوق العباد کی فہرست میں والدین۔ بھائی بہنیں۔ بیوی بچّے اور دوسرے مسلمان بھی داخل ہیں

ان سب کے حقوق اگر کتاب وسنت کی روشنی میں بالتفصیل بیان کئے جائیں تو خطبہ بہت لمبا ہو جائے گا۔ اس لئے ایک اجمالی خاکہ عرض کئے دیتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس پر عمل کرنے سے نجات ہو جائیگی۔ اور ان کے حقوق اس سے پہلے "خدام الدین" میں وقتاً فوقتاً بیان ہوتے بھی رہے ہیں۔ اجمالی طور پر مختصر سا خاکہ اب بھی عرض کئے دیتا ہوں۔ مذکور الصدر حقداروں میں سے سب سے زیادہ حقدار ماں باپ ہیں ان کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا سب سے مقدم ہے۔ اسی لئے اگر خدانخواستہ ہماری بیوی اور ماں میں اس قدر عداوت اور ضد پیدا ہو جائے کہ لازمی طور پر ایک کو رکھنا اور دوسری کو نظرانداز کرنا پڑے تو ماں کو رکھا جائے اور بیوی کو صاف کہہ دیا جائے کہ اگر میرے گھر میں رہنا ہے۔ تو میری ماں کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ ورنہ تمہیں چھوڑ سکتا ہوں ماں کو نہیں چھوڑوں گا۔ کیونکہ ماں اور نہیں مل سکتی۔ اور بیویاں کئی مل سکتی ہیں۔

ایک خطرناک غلطی

خطرناک غلطی سے میری مراد ماں باپ کی ایک خطرناک غلطی ہے۔ ماں باپ کے ذمہ اولاد کی جسمانی تربیت کے علاوہ بحیثیت مسلمان ہونے کے اولاد کو مذہب اسلام کی بقدر ضرورت تعلیم دلانا بھی فرائض عینیہ میں سے ہے جس سے بچّہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے احکام سے اتنا واقف ہو جائے کہ دُنیا میں رہتے ہوئے اپنے ایمان اور اسلام کو محفوظ رکھے۔ اور مرنے کے بعد عذاب قبر اور عذاب جہنم سے اپنے آپ کو بچا سکے۔ اتنی تعلیم خود دیں۔ یا کسی عالمِ ربّانی سے دلائیں۔ میرے موجودہ دور کے مسلمانوں میں سے اوسطاً سو فیصدی میں سے ایک مسلمان کو بھی اس فرض منصبی کا احساس نہیں ہے۔ یہ تو سب چاہتے ہیں کہ بیٹا کوئی نہ کوئی کمال حاصل کر لے۔ تاکہ اس کی دُنیا کی زندگی عزّت اور آبرو سے گزرے۔ مگر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے دین کی تعلیم دلانے کا عموماً خیال تک بھی دل میں نہیں گزرتا۔

قیامت کے دن اولاد کا ماں باپ پر لعنتیں بھیجنا

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

قیامت کے دن لعنتوں سے بچنے کا طریقہ

فقط یہ ہے۔ کہ ماں باپ اولاد کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے اتنا ضرور روشناس کرائیں جس سے وہ اپنا ایمان بچا سکیں۔ اور دُنیا میں ایسا طرز زندگی اختیار کریں۔ جس سے قبر کے عذاب اور دوزخ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔ مثلاً انہیں توحید اور شرک میں تمیز ہو جائے۔ ایمان اور کفر میں تمیز ہو جائے۔ فرائض عینیہ کو سمجھ جائیں۔ کہ ہمیں دُنیا میں رہتے ہُوئے کیا کیا کرنا چاہئے۔ اور محرمات کا علم ہو جائے کہ فلاں فلاں کام حرام ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

شرعت کتابۃ ھذہ الخطبۃ یوم الاحد ۶ ربیع الثانی سنۃ ۱۳۷۸ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۸ء
فی المسجد النبوی بعد الفراغ من صلاۃ الصبح

اعمال انسانی میں ذاتی تاثیر ہے

اس کے شواہد

قاعدہ

یہ ہے کہ مدعی اپنے دعوی کے اثبات کیلئے جتنے زیادہ گواہ پیش کرے اسی قدر اس کا دعوے مضبوط تر ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے عنوان سابق پر متعدد شواہد پیش کئے جائیں گے۔

پہلا

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ○ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ سورہ النمل پ ۲۰ آیت ۹۰

ترجمہ:۔ جو نیکی لائیگا سو اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہونگے اور جو برائی لائیگا جو انکے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ تمہیں وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ نیکی کرنے والے انسان اپنی نیکیوں کے باعث قیامت کے دن کی پریشانیوں سے محفوظ رہیں گے اور احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والے اپنے گناہوں کے باعث دوزخ میں ڈالے جائینگے اور انہیں یہ کہدیا جائے گا کہ دوزخ کا داخلہ تمہاری بد اعمالی کا نتیجہ ہے۔ جو دُنیا میں کرکے آئے ہو۔ اس اعلان شاہنشاہی سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ انسان کے اعمال میں ذاتی تاثیر ہے۔

دوسرا

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ سورۃ النحل رکوع ۴ پ ۱۴

ترجمہ:۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ پھر انہیں ان کے بد اعمال کے نتیجے مل کر رہے اور جس کی وہ ہنسی اُڑایا کرتے تھے۔ وہی ان پر نازل ہوا۔

حاصل

یہ نکلا کہ گزشتہ عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے والی قوموں پر اللہ تعالےٰ نے ظلم نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس عذاب کے نازل ہونے کا سبب خود ان کا اپنا ظلم تھا۔ جو وہ کیا کرتے تھے۔ ان کی بد اعمالیوں کے جو نتائج نکلنے چاہئے تھے۔ وہی نکلے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کی بیٹی نکاح کئے بغیر اغوا کرکے لے جائے۔ اور اسے اپنے گھر میں ڈال لے۔ اس کی اس بد اعمالی کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ لڑکی کا باپ موقعہ پا کر اس بدمعاش کو قتل کر دے اور وہ قاتل اس بدمعاش کے قتل کرنے میں حق بجانب ہوگا۔ قاتل پر یہ الزام عائد نہیں کیا جائیگا کہ دیکھئے صاحب اسے ظالم نے اسے بے خبری میں سوتے ہوئے مار ڈالا۔ اسی مضمون کو کسی شخص نے اس شعر میں بیان کیا ہے

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

یعنی

اے انسان تمہارے اعمال کے نتائج اسی طرح نکلیں گے۔ جس طرح اگر گندم کا دانہ بویا جائے گا۔ تب گندم پیدا ہوگی اور اگر جو کا دانہ بویا گیا تو گندم پیدا نہیں ہوگی۔ بلکہ جو ہی پیدا ہوں گے۔

اسی پر اپنے اعمال کا قیاس کیجئے

یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ انسان گناہ کرے اور نتیجہ خدا تعالیٰ کی رحمت نکلے۔

تیسرا

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ
سورۃ النحل رکوع ۵ پ ۱۴۔

ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔ پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی۔ پھر مُلک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

حاصل..

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک امت میں پیغمبر بھجوایا تھا۔ ہر پیغمبر نے اپنی امت کو یہ پیغام پہنچا دیا تھا کہ فقط ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا باقی سب چیزوں کی پرستش چھوڑ دو۔ پیغمبر کی رہنمائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں سے بعض تو راہ راست پر آ گئے۔ اور اللہ تعالےٰ کے سوا باقی سب کی پرستش چھوڑ دی۔ نہ کسی کو حاجت روا سمجھا اور نہ کسی سے اپنی حاجت روائی کی استدعا کی اور بعض اپنی گزشتہ گمراہی پر اڑے رہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ دنیا میں سیر کرکے دیکھو کہ ان گمراہوں کا انجام کیا ہوا۔ بعض قوموں کو پانی کے سیلاب سے غرق کیا۔ جنکی مثال نوح ؑ کی قوم ہے۔ اور بعض کو آندھی سے تباہ کیا۔ جسکی مثال ہود علیہ السلام کی قوم عاد ہے اور بعض کو زلزلہ سے ہلاک کیا۔ جس کی مثال قوم صالح ؑ قوم عاد دوم ہے اور بعض کو دریا میں ڈبویا جن کی مثال فرعون کا مع لشکر کے بحیرۂ قلزم میں غرق ہونا ہے۔

چوتھا

قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ

تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

سورۃ النحل رکوع ۴ پ ۱۴

ترجمہ جنہیں علم دیا گیا تھا وہ کہینگے کہ بے شک آج کا فروں کے لیئے رسوائی اور بُرائی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ فرشتوں نے اُن کی ایسی حالت میں روح نکالی تھی کہ وہ اپنے آپ پر پھر وہ صلح کا پیغام بھیجیں گے کہ ہم تو کوئی بُرا کام نہ کرتے تھے۔ کیوں نہیں۔ بے شک اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے۔ سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں ہمیشہ رہو۔ پس متکبرین کا کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے تسلیم کرنے سے انکار کرنے والے ظالم دوزخ کے دروازوں سے داخل کیئے جائیں گے اور ان کے تکبر کے باعث انہیں دوزخ کا داخلہ نصیب ہوا ہے۔

آج کل بھی

کتنے ایسے بد نصیب انسان آپ دیکھینگے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے کو اپنے لیئے کسرشان (توہین) سمجھتے ہیں۔ مثلاً مسجد میں جا کر ایسے امام کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھنا جو میٹرک پاس بھی نہیں ہے۔ اور خود انگریزی تعلیمیافتہ نہ ہونے کے باعث بیرونی دنیا کے حالات سے بالکل بے خبر ہے بالخصوص جبکہ اس شخص کی آمدنی کا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ نہ تنخواہ نہ جائداد نہ زمینداری۔ اگرچہ وہ امام صاحب کتاب و سنۃ ہی بیان کرے۔ جس کے مقابلہ میں تعلیمیافتہ طبقہ (جو دین سے نا آشنا ہے) طفل مکتب ہے۔ جبکہ ایسے لوگ خود دین سے واقف نہیں اور جو دین سے واقف نہیں وہ ان کی نظر میں جچتے نہیں اس لیئے اگر خدانخواستہ یہ لوگ یہی ذہنیت رکھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے تو انہیں متکبرین کی فہرست میں شمار کیا جائے گا۔

دنیاوی حاجتوں میں یہ قانون کیوں استعمال نہیں کیا جاتا۔

مذکورالصدر متکبرین سے سوال کرتا ہوں کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے میں آپ اس قانون کو کیوں استعمال نہیں کرتے کہ چونکہ قصاب میٹرک فیل بھی نہیں ہے۔ اس لیئے ہم اس کی دکان پر آپ یا اپنا وکیل (نوکر) کیوں بھیجیں کہ وہ جا کر قصاب سے ہماری درخواست پیش کرے کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ مہربانی کرکے ذرا عمدہ اور ستھرا گوشت دینا۔ یا سبزی فروش جو میٹرک فیل بھی نہیں ہے۔ اس کی دُکان پر ہم کیوں جائیں۔ یا اپنا قائمقام (یعنی نوکر) کو کیوں بھجوائیں جو جا کر ہماری درخواست سبزی فروش کے حضور میں پیش کرے۔ کہ فلاں میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ ذرا سبزی تازہ دیں۔ باسی نہ ہو۔

اصل بات یہ ہے

کہ آدمی کو ایک چیز کی ضرورت ہو اور وہ اپنے پاس نہ ہو تو جس کسی کے پاس وہ چیز ہو۔ اس سے مانگ لیتا ہے اور اس مانگنے کو کسرشان نہیں سمجھتا۔

تو یہی قاعدہ

مساجد کے آئمہ کرام کے ساتھ کیوں نہیں برتا جاتا کہ جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات (علم حدیث) کا حامل ہے۔ تو جو شخص اس نعمت سے سراسر محروم ہے۔ خواہ وہ بڑا سیٹھ ہو یا بڑا سرکاری عہدہ دار ہو۔ یا بڑا زمیندار ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اپنے آپ کو دوزخ سے بچانے کی تدبیر پوچھنے کے لیئے عالم دین ہی کے پاس جانا چاہیئے۔ اور اگر خدانخواستہ اسی تکبر کے مرض میں مبتلا رہے اور عالمانِ دین کی خدمت میں نہ پہنچے، تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور اس کے وزیر ہامان اور بہت بڑے دولتمند قارُون کا نقشہ سامنے رکھ لیا جائے۔ یہی بات تو فرعون کہتا تھا کہ میں ملک مصر کا بادشاہ ہوں۔ بڑے بڑے دریا میری مملکت میں بہتے ہیں۔ میں اس ذلیل (نعوذ باللہ من ذالک یعنی موسےٰ علیہ السلام) کا تابعدار کیوں بنوں۔ پھر معلوم ہے اس متکبر کا حشر کیسا ہوا۔ قرآن شریف کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ○ سورۃ الزخرف رکوع ۴ پ ۲۵

ترجمہ:۔ پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے انسے بدلہ لیا۔ پس ہمنے ان سب کو غرق کر دیا۔ پھر ہمنے انہیں گئے گزرے اور پیچھے آنیوالوں کیلیئے کہاوت بنا دیا۔

پانچواں

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ○ سورۃ النحل رکوع ۴ پ ۱۴

ترجمہ اور پرہیزگاروں سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے۔ تو کہتے ہیں اچھی چیز۔ جنہوں نے نیکی کی ہے (ان کے لیئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے زندگی کا ہر لمحہ بسر کرتے ہیں۔ کہ کہیں کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے۔ ان کی دنیا کی زندگی بھی عمدہ بسر ہوگی اور ان کے لیئے آخرت میں بھی بہتری کا اعلان فرما دیا گیا ہے۔

چھٹا

فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ سورۃ المومنون۔ رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ:۔ پھر جب صُور پھونکا جائے گا تو اس دن ان میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی اور نہ کوئی کسی کو پُوچھے گا۔ پھر جن کا پلہ بھاری ہوا۔ تو وہی فلاح پائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا ثقل (بوجھ ہوگا) وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانیوالے ہوں گے۔ نجات کا باعث دراصل وہی رضائے الٰہی ہے جو انہوں نے اپنے اعمال میں اپنی مرضی سے پیش نظر رکھی تھی اللھم اجعلنا منھم

ساتواں

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ سورۃ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ: اور جن کا پلّہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے ان کے مونہوں کو آگ جُھلس دے گی اور وہ اس میں بد شکل ہونے والے ہونگے۔ کیا تمہیں ہماری آئتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انھوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

حاصل

یہ نکلا ان بد نصیب دوزخ میں جانے والوں کا اصل سبب ان کی اپنی بداعمالیاں ہیں۔ چنانچہ ان کی فہرست ملاحظہ ہو۔ (۱) جب انہیں اللہ تعالیٰ کی آئتیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو ان کو جھٹلاتے تھے (۲) اور جب اللہ تعالےٰ کے نیک بندے اپنے ایمان کا اظہار کرتے تھے اور اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے تھے اور اللہ تعالےٰ سے رحم کی درخواست کیا کرتے تھے تو یہ بد نصیب لوگ ان اللہ والوں پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے اور ان پر ہنستے تھے، اپنی انہی بد اعمالیوں کے باعث آج انہیں دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

آٹھواں

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹۔

ترجمہ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہیگا لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان خوش نصیبوں کو قیامت کے دن دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملنے کا سبب (جو بہشتیوں کی علامت ہے)۔ یہ ہے کہ وہ اقرار کر رہے ہیں کہ ہمیں دنیا میں بھی اس بات کا یقین تھا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے ہر عمل حیات کا حساب دینا ہے (اس لئے ہم نے دنیا ہی کی زندگی میں اپنے تمام اعمال میں اس بات کا خیال رکھا تھا۔ کہ کہیں قیامت کے دن کسی بدعملی کے باعث سیاہ یاب نہ ہو جائیں ان کی اپنی دنیا کی زندگی میں نگہداشت کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ آج وہ بہشت میں نہایت آرام سے اپنی زندگی بسر کرنے کے اہل بنا دیئے گئے ہیں۔ اور انہیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلع کر دیا گیا ہے کہ یہ تمام راحتیں تمہارے دنیا کے اعمال صالح کے باعث تمہیں عطا کی گئی ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔

نواں

اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝ سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹

ترجمہ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون۔ اسے سوائے گناہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس بد نصیب دوزخ میں جانے والے کا اصلی سبب اس کی اپنی بد اعمالیاں ہیں (۱) اللہ جل شانہٗ پر یہ ایمان نہیں لایا کرتا تھا (گویا کہ اس لحاظ سے وہ اللہ تعالےٰ کا باغی تھا۔ اور کسی بھوکے مسکین کو خود کھانا کھلانا تو بجائے خود رہا۔ کسی دوسرے کو بھی یہ ترغیب نہیں دیا کرتا تھا۔ چونکہ یہ دنیا میں اللہ تعالےٰ کا باغی تھا اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے متعلق اس کے دل میں کوئی رحم نہیں تھا۔ اس لئے اس کی اپنی بد اعمالیاں اس کو دوزخ میں داخل کرا رہی ہیں۔

دسواں

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے میدان محشر میں یہ اعلان ہوگا۔ (انما ھی اعمالکم احصی علیکم فمن وجد خیرا فل یحمد اللہ ومن وجد غیر ذالک فلا یلومن الا نفسہ؟

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں (جو اعمال ناموں کی شکل میں کسی کو دائیں ہاتھ اور کسی کو بائیں ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ جن کو دائیں ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ وہ بہشت میں داخل ہونے والے ہیں۔ اور جن کو بائیں ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔) اور یہ تمہارے اعمال ہی کسی کو بہشت میں پہنچا رہے ہیں۔ اور کسی کو دوزخ میں لے جا رہے ہیں۔

دسواں شواہد

کا حاصل وہی نکلا جو اس خطبہ کی ابتدا میں بصورت عنوان عرض کیا گیا تھا۔ کہ

باقی صفحہ ۹ کالم ۱ پر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: (اللہ کی مخلوق پر) رحم کھانے والوں اور (ان کے ساتھ) ترحم کا معاملہ کرنے والوں پر خداوند رحمن کی خاص رحمت ہوگی۔ تم زمین والی مخلوق کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، آسمان والا تم پر رحمت فرمائے گا۔ سنن ابي داؤد

حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ساری مخلوق اللہ کی عیال (گویا اس کا کنبہ) ہے اس لئے اللہ کو زیادہ محبوب اپنی مخلوق میں وہ آدمی ہے جو اللہ کی عیال (یعنی اس کی مخلوق) کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے۔ شعب الایمان للبیہقی

جانوروں کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا سبب ہے

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نظر ایک گدھے پر پڑی جس کے چہرے پر داغ دے کر نشان بنایا گیا تھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے جس نے یہ کام کیا۔ مسند احمد

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۷ سے آگے۔

اعمال انسانی میں ذاتی تاثیر ہے۔

دعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو بلکہ سب مسلمانوں کو یہ نظریہ اپنے تمام اعمال میں پیش نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ کوئی عمل ایسا نہ ہو جائے کہ ہمیں کھینچ کر دوزخ میں پہنچائے۔ بلکہ مرتے دم تک ایسے ہی اعمال صالح کرنیکی توفیق عطا فرمائے جن میں رضائے الٰہی کا نور پایا جائے اور قیامت کے دن انہیں اعمال صالحہ کی برکت سے اللہ تعا اپنے فضل سے قبول فرما کر ہمیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

الٰہی کے طالبوں کو دنیا میں بھی اچھی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے گا۔ اور ان اعمال صالحہ کی برکت سے آخرت میں بھی جزائے خیر نصیب ہوگی۔ اللھم اجعلنا منھم۔

حضرات مہاجرین کو دونوں جہان کی بھلائیاں ملیں

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (النحل ع ۶)

ترجمہ اور جنہوں نے اللہ کے واسطے گھر چھوڑا اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا البتہ ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔ اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ سمجھ جاتے۔

الحاصل دونوں جہان کی بہتر زندگیوں کی مثال حضرات صحابہ کرامؓ کی مبارک حیات میں ملتی ہے۔ ان حضرات نے دین کی خاطر ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کیں۔ دین کی خاطر گھر بار اور خویش و اقارب کو خیر باد کہا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ہر حکم کو بسر و چشم قبول کیا۔ اوّل حبشہ کی طرف تقریباً ۸۰ پاک نفوس نے ہجرت فرمائی۔ آخر مدینہ منورہ میں انہیں ہر طرح کی چیزیں نعم البدل میں ملیں۔ پاک روزی رہنے کو اچھے گھر۔ یار غار بہترین سوسائٹی وغیرہ ملی۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دنیاوی حکومت بھی عطا فرمائی۔ اور ان کی آخرت بھی عظیم الشان ہے۔ حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص خوف خدا جیسی چیز کو چھوڑے۔ اللہ تعالےٰ اسی جیسی یا اس سے کہیں بہتر پاک اور حلال چیز اُسے عطا فرماتا ہے

بھلائی کا ثمرہ بھلائی ہی ہے

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (الزمر رکوع ۲)

ترجمہ۔ کہہ دو۔ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو۔ اپنے رب سے ڈرو۔ ان کے لئے جنہوں نے اس دُنیا میں نیکی کی ہے اچھا بدلہ ہے۔ اور اللہ کی زمین کشادہ ہے بے شک صبر کرنے والوں کو اجر بے حساب دیا جائے گا۔

الحاصل۔ (۱) ایمان (۲) تقوےٰ (۳) نیکی

(۴) دین کی خاطر عندالضرورت ترک وطن۔

(۵) اور صبر پر ملنے والا اجر بے حساب ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ نے دین کی خاطر ترک وطن فرمایا۔ کیا ہم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ دین کے لئے بیدین سوسائٹی کو ترک کر دیں اور دیندار حضرات کی سوسائٹی میں شامل ہو جائیں؟

خوشخبری

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ

ترجمہ۔ پس میرے بندوں کو خوشخبری دیدو جو توجہ سے بات کو سنتے ہیں۔ پھر اچھی کی پیروی کرتے ہیں۔ (سورۃ الزمر رکوع ۲)

الحاصل یہ حضرات کلام پاک جو احسن الحدیث ہے کو پوری توجہ سے سنتے ہیں۔ اور اس کے اوامر و نواہی کو اپنا دستور العمل بناتے ہیں۔

آخری بات

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ (بنی اسرائیل ع ۱)

ترجمہ۔ اگر تم نے بھلائی کی۔ تو اپنے ہی لئے کی اور اگر برائی کی تو بھی اپنے ہی لئے کی۔

الحاصل بھلائی کرنے میں ہمارا ہی بھلا ہے اور برائی کو چھوڑ دینے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ گزشتہ اقوام کے حالات پر نظر کرنے سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

دُعا

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ (الاعراف ع ۱۹)

ترجمہ۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے، سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔

آمین یا الٰہ العالمین

درخت لگانے کا اجر و ثواب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگائے یا کھیتی کرے، پھر کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا چوپایہ اس درخت یا کھیتی میں سے کھائے، تو یہ اس بندے کی طرف سے صدقہ اور کارِ ثواب ہو گا۔ صحیح بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ شوال ۱۳۷۸ھ ۲۴ اپریل ۱۹۵۹ء

(۱) سچے اور کھرے مسلمانوں کی رُوحانی ڈاک روزانہ چار طرف جاتی ہے

(۲) اور ایک حدیث قدسی

چار طرف کی تفصیل

(۱) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں (۳) ماں باپ کی قبر میں (۴) وفات یافتہ مسلمانوں کے پاس ان کی قبروں میں

تفصیل نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کے حضور میں اور اس کے متعدد ثبوت ہیں

پہلا

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لله ملائکة یطوفون فی الطرق یلتمسون اهل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون الله تنادوا هلموا الی حاجتکم قال فیحفونهم باجنحتهم الی السماء الدنیا قال فیسألهم ربهم ما یقول عبادی قال یقولون یسبحونك و یکبرونك و یحمدونك و یمجدونك قال فیقول هل رأونی قال فیقولون لا والله ما رأوك قال فیقول کیف لو رأونی قال فیقولون لو رأوك کانوا اشد لك عبادة و اشد لك تمجیدا و اکثر لك تسبیحا قال فیقول فما یسألونی قالوا یسألونك الجنة قال یقول و هل رأوها فیقولون لا والله یا رب ما رأوها قال یقول فکیف لو رأوها قال یقولون لو انهم رأوها کانوا اشد علیها حرصا و اشد لها طلبا و اعظم فیها رغبة قال فمم یتعوذون قال یقولون من النار قال یقول فهل رأوها قال یقولون لا والله یا رب ما رأوها قال یقول فکیف لو رأوها قال یقولون لو رأوها کانوا اشد منها فرارا و اشد لها مخافة قال فیقول فاشهدکم انی قد غفرت لهم قال یقول ملك من الملائکة فیهم فلان لیس منهم انما جاء لحاجة قال هم الجلساء لا یشقی جلیسهم رواه البخاری۔ و فی روایة مسلم قال ان لله ملائکة سیارة فضلا یتتبعون مجالس الذکر فاذا وجدوا مجلسا فیه ذکر قعدوا معهم و حف بعضهم بعضا باجنحتهم حتی یملأوا ما بینهم و بین السماء الدنیا فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الی السماء قال فیسألهم الله و هو اعلم من این جئتم فیقولون جئنا من عند عبادك فی الارض یسبحونك و یکبرونك و یهللونك و یحمدونك و یسألونك قال و ماذا یسألونی قالوا یسألونك جنتك قال و هل رأوا جنتی قالوا لا ای رب قال و کیف لو رأوا جنتی قالوا و یستجیرونك قال و مما یستجیرونی قالوا من نارك قال و هل رأوا ناری قالوا لا قال فکیف لو رأوا ناری قالوا و یستغفرونك قال فیقول قد غفرت لهم فاعطیتهم ما سألوا و اجرتهم مما استجاروا قال یقولون رب فیهم فلان عبد خطاء و انما مر فجلس معهم قال فیقول وله غفرت هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں ان لوگوں کی تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی ذکر الٰہی کو سننے اور اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ملنے کے لیے) اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ پھر وہ فرشتے آ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ (جب فرشتے واپس جاتے ہیں۔ تو) ان کا پروردگار اُن سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت اور بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر (اللہ تعالیٰ) فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھے نہیں دیکھا (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے۔ اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے پھر (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا (اللہ تعالیٰ) کہتا ہے۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے۔ تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش ان میں اور بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ اور وہ کس چیز

سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ دوزخ کی آگ سے (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خدا کی قسم اے پروردگار اس کو انہوں نے نہیں دیکھا۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے۔ اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا (یہ سن کر) فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان لوگوں میں تو ایک ایسا شخص بھی تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ محروم نہیں رکھا جاتا۔ جو ان کے پاس بیٹھنے والا ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃٌ بِالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس رات اور دن والے فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ وہ جنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری تھی۔ پھر اُن سے اُن کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود اُن کے حالات سے خوب واقف ہے۔ میرے بندوں کو کس حال میں تم چھوڑ کر آئے ہو۔ پھر کہتے ہیں۔ ہم نے ان کو ایسے حال میں چھوڑا ہے۔ جبکہ وُہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب اُن کے پاس گئے تھے۔ اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ تَشْهَدُهٗ مَلَائِکَۃُ اللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃُ النَّهَارِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں (ان قرآن الفجر کان مشھودا) ترجمہ۔ فجر کے قرآن پڑھنے کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ رات والے فرشتے اور دن والے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (یعنی اس وقت آ کر اکٹھے ہو جاتے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جانے والی ڈاک کے متعدد ثبوت

پہلا

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ (رواہ النسائی والدارمی)

ترجمہ۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (اللہ تعالیٰ) کے ایسے فرشتے (بھی) ہیں۔ جو زمین پر چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ اور ان کا کام یہ ہے) میری اُمت کی طرف سے جو (مجھ پر) سلام کہتا ہے۔ وُہ مجھے پہنچا دیتے ہیں۔

دُوسرا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ (رواہ النسائی)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

بعض فقروں کی شرح

گھروں کو قبریں نہ بناؤ

اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح قبریں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہوتی ہیں۔ اس طرح گھروں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہ رکھو۔ بلکہ وہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ مثلاً نفلی عبادت ہی سہی۔

میری قبر کو عید نہ بناؤ

محدثین حضرات نے اس فقرہ کی کئی توجیہیں کی ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ جس طرح عید کے دن اکٹھے ہو کر عید مناتے ہو اور پھر اس موقعہ پر کھیل تماشا وغیرہ تفریح طبع کے لئے کی جاتی ہیں۔ اس طرح میری قبر پر اس قسم کا سماں نہ بنانا۔ جس طرح آجکل اولیائے کرام کے مزارات پر سال کے بعض مخصوص دنوں میں اکٹھے ہوتے ہیں اور پھر وہ اجتماع ایک میلے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس میلے میں ہر قسم کے کھیل اور تماشے اور بعض مقامات پر پہلوانوں کی کشتیاں بھی ہوتی ہیں۔ میلہ میں کہیں مداری تماشا دکھا رہے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس طرح طرح کی لغویات میلہ پر ہوتی ہیں۔ حالانکہ اولیائے کرام کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے کے لئے جانا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسی بنا پر آپ نے منع فرمایا ہے کہ میری قبر کو میلہ نہ بنا لینا۔

ایک دُوسری توجیہہ

بعض محدثین حضرات نے آپ کے ارشاد کی یہ توجیہ کی ہے۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر پر زیارت کے لئے میلے کی طرح نہ آؤ جو سال میں ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے۔ بلکہ کثرت سے آیا کرو۔ ملا قاری ؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یہ توجیہ کی ہے

تیسرا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ (رواہ ابوداؤد والبیہقی فی الدعوات الکبیر)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے (اللہ تعالیٰ) مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہانتک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اس حدیث کے متعلق ایک بہت بڑے بلند پایہ محدّث

حافظ ابنِ حجرؒ کی تشریح یہ ہے کہ جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے توفیق عطا فرماتا ہے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب رحمہ محدّث دہلوی کی توجیہہ

اس حدیث شریف کے متعلق ملاحظہ ہو
اَلَیْسَ الْمُرَادُ بِعَوْدِ الرُّوحِ عَوْدُهَا بَعْدَ الْمُفَارَقَةِ عَنِ الْبَدَنِ وَاِنَّمَا الْمُرَادُ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْبَرْزَخِ مَشْغُوْلٌ بِاَحْوَالِ الْمَلَکُوْتِ مُسْتَغْرِقٌ فِیْ مُشَاهَدَةِ رَبِّ الْعِزَّةِ عَزَّ وَجَلَّ کَمَا کَانَ فِی الدُّنْیَا فِیْ حَالَةِ الْوَحْیِ وَفِی الْاَحْوَالِ الْاُخَرِ فَعُبِّرَ عَنْ اِفَاقَتِهٖ مِنْ تِلْکَ الْمُشَاهَدَةِ وَذَالِکَ الْاِسْتِغْرَاقِ بِرَدِّ الرُّوْحِ

ترجمہ۔ اور رُوح کے لوٹ آنے سے یہ مُراد نہیں ہے کہ بدن سے جُدا ہو گئی تھی پھر لوٹ کر آ داخل ہوئی اور سوائے اس کے نہیں۔ مُراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (عالم) برزخ میں ملکوت کے حالات میں مصروف ہیں۔ ربّ العزت عزوجل کے مشاہدہ میں مستغرق ہیں۔ جیسا کہ دنیا میں وحی کی حالت اور (ایسے ہی) دوسرے حالات میں استغراق ہوتا تھا۔ (یعنی ان حالات واردہ میں آپ کی توجہ فقط اسی طرف متوجہ ہوتی تھی۔ اور دوسرے حالات سے ذہول ہوتا تھا) پھر اس مشاہدے اور اس استغراق سے ذرا ہٹ کر ادھر متوجہ ہونے کو روح کے لوٹ کر آنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

چوتھا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس دُرود پڑھتا ہے میں اُسے سُن لیتا ہوں) اور جو شخص مجھ پر دُور سے دُرود بھیجتا ہے۔ مجھے وہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ (یعنی فرشتے لا کر پہنچا دیتے ہیں)

اولاد کی ڈاک ماں باپ کی طرف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذِهٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ بیشک اللہ عزوجل البتہ نیک بندے کا درجہ بہشت میں بُلند کر دیتا ہے۔ پھر وہ (بندہ) کہتا ہے۔ اے میرے رب یہ درجہ مجھے کیسے دیا گیا ہے۔ پھر اللہ فرماتا ہے۔ تیرے بیٹے کے تیرے لئے بخشش کی دُعا کرنیکے باعث (تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے۔

چنانچہ غالباً ہر نمازی

اپنی ہر نماز (خواہ فرض ہو یا سنت ہو یا نفل ہو) میں یہ دُعا عموماً پڑھتا ہے۔
رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ٥

ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے ہمیشہ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ اور اے ہمارے رب میری دعا قبُول فرما۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش دے اور سب مومنوں کو بخش دے۔ جس دن (یعنی قیامت کے دن دنیا میں کیئے ہوئے عملوں کا حساب ہوگا۔

نتیجہ

اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ انسان کی دُعا کا اثر ماں باپ کو بھی پہنچ جاتا ہے۔ خواہ وہ اس جہان دُنیا سے رخصت ہی ہو چکے ہیں۔

ہر مسلمان کی رُوحانی ڈاک فوت شدہ مسلمان کے پاس بھی پہنچ جاتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْهَا وَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ هَدِیَّةَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبر میں میّت ایسا ہے۔ جس طرح ڈوبنے والا فریاد رسی کر رہا ہو (کہ کوئی اس کی مدد کو پہنچے اور اسے ڈوبنے سے بچائے)۔ پس میت انتظار کرتا ہے اس دعا کا جو اسے (پیچھے سے) باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچے۔ پھر جب اسے پیچھے سے (کسی کی) دُعا پہنچ جاتی ہے) تو اسے (وہ دعا) ساری دنیا اور دنیا میں جو کچھ بھی ہے سب چیزوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے (کیونکہ وہ دعا اسکی بخشش کا باعث بنتی ہے) اور بتحقیق اللہ تعالیٰ قبروں والوں پر زمین پر رہنے والوں کی دُعائیں پہاڑوں کی مثل پہنچاتا ہے اور تحقیق زندوں کا ہدیہ مردوں کے لئے استغفار (ان کیلئے دعا مغفرت کرنا) ہو سکتا ہے

ایک حدیث قدسی

جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے ساتھ تعلّق رکھنے کا طریقہ سکھایا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اَنَّهٗ قَالَ یَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُهٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَیْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِیْ اَهْدِکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُهٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَ اَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَکُمْ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا زَادَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَیْتُ کُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ یَا عِبَادِیْ اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُکُمْ اُحْصِیْهَا

عَلَیۡکُمۡ ثُمَّ اُوَفِّیۡکُمۡ اِیَّاھَا فَمَنۡ وَجَدَ خَیۡرًا فَلۡیَحۡمَدِ اللّٰہَ وَ مَنۡ وَجَدَ غَیۡرَ ذٰلِکَ فَلَا یَلُوۡمَنَّ اِلَّا نَفۡسَہٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ- ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان حدیثوں کے سلسلہ میں جو آپ اللہ بزرگ و برتر سے روایت کرتے تھے کہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے اے میرے بندو۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے۔ اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کیا ہے۔ پس تم آپس میں ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو مگر وہ شخص راہ راست پر ہے۔ جس کو میں نے ہدایت دی۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تم کو ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو تم سب کے سب بھوکے ہو۔ مگر وہ شخص جس کو میں کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو۔ میں تم کو کھلا دوں گا۔ اے میرے بندو تم سب کے سب ننگے ہو۔ مگر وہ شخص جس کو میں نے پہننے کے لئے دیا۔ پس مجھ سے لباس مانگو۔ میں تم کو پہناؤں گا۔ اے میرے بندو تم اکثر خطائیں کرتے ہو۔ رات اور دن میں اور میں تمہارے سارے گناہ بخشتا ہوں پس تم مجھ سے بخشش مانگو۔ میں تم کو بخشش دونگا۔ اے میرے بندو تم اگر گناہ کرکے مجھے ضرر پہنچانا چاہوگے۔ تو ہرگز ضرر نہ پہنچا سکوگے۔ اور نیک کام کرکے فائدہ پہنچانا چاہوگے تو ہرگز نفع نہ پہنچا سکوگے (یعنی تمہارے گناہ کرنے اور اطاعتگذار بننے سے مجھ کو کوئی فائدہ نہیں) اور نہ ضرر پہنچے گا اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے اور انسان تمہارے اور جن تمہارے ایک نہایت پرہیزگار شخص کی مانند ہو جائیں۔ (جیسے حضرت عیسیٰؑ) تو میری ملکیت میں اس سے کچھ بھی زیادہ نہ ہوگی۔ اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جن ایک نہایت بدتر اور فاجر شخص کی مانند ہو جائیں (جیسے شیطان) تو میری ملکیت میں اس سے کچھ بھی کمی نہ ہوگی۔ اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جن سب کے سب ایک جگہ کھڑے ہوں۔ پھر مجھ سے مانگیں اور میں ہر انسان کو اس کے مانگنے کے موافق دوں تو میرا یہ دینا اس چیز میں سے جو میرے پاس ہے۔ اتنا بھی کم نہ کریگی جتنا کہ ایک سوئی دریا میں گر کر اس کے پانی کو کم کرتی ہے۔ اے میرے بندو میں تمہارے اعمال کو محفوظ رکھتا ہوں۔ اور لکھتا ہوں اور میں تمہیں ان کا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بھلائی پائے اس کو خدا کی تعریف کرنی چاہیئے اور جو شخص بھلائی کے سوا دوسری چیز پائے (یعنی برائی) پس اپنے نفس کو ملامت کرے کہ یہ اسی کا فعل ہے۔

حاصل

اس حدیث میں مندرجہ ذیل ہدایات ہیں۔

ظلم کرنا حرام ہے

پہلی۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ ایمانداری کے لحاظ سے جو اس کا یقینی حق ہے۔ اس کو حاصل کرلے۔ اور کسی دوسرے مسلمان کی حد سے یا زبردستی سے یا کسی بھی ناجائز طریق سے حق تلفی نہ کرے۔ دوسری ہدایت فقط اللہ تعالےٰ کے دروازے ہی سے مل سکتی ہے۔ اور اس کی طرف سے جو ہدایت کا مجموعہ آسمان سے نازل شدہ ہے۔ وہ قرآن مجید ہے اور اس کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبہ ہیں۔ لہٰذا ہدایت ایسی چیز ہی کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہرگز نہ کی جائے اگر رزق کی ضرورت ہو تو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کی جائے۔ تیسری اگر کپڑے کی ضرورت ہے۔ تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی سبب بنا ہی دے گا۔ چوتھی۔ اگر گناہ ہو جائے تو فقط بارگاہ الٰہی میں عاجزی سے بخشش کی دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ گناہ بخش دے گا۔ پانچویں اگر تمام جن اور انس پہلے اور پچھلے مل کر ایک بدترین انسان کے دل جیسے ہوں تو بھی میری بادشاہی میں کوئی فرق نقص نہیں پیدا ہوگا۔ چھٹی۔ اے میرے بندو اگر تمہارے پہلے اور پچھلے مل کر ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں۔ پھر مجھ سے سوال کریں۔ پھر میں ہر انسان کو اس کا سوال پورا کردوں۔ یہ چیز بھی اس چیز میں ہرگز کم نہ کرے گی۔ جو میرے پاس ہے۔ مگر اتنا ہی جتنا سمندر میں سوئی ڈبوئی جائے تو وہ کم کرتی ہے (یعنی جس طرح وہ کم نہیں کرتی۔ اس طرح میرا سب کو دے دینا بھی میرے خزانہ میں سے کچھ کم نہیں کریگا) ساتویں اے میرے بندو میں نے ہی تمہارے اعمال محفوظ کرکے رکھے تھے۔ پھر وہی تمہیں دونگا۔ پس اگر اس میں نیکی پائے تو اللہ تعالےٰ کا شکر کرے اور اس اعمال نامہ میں کوئی اور چیز پائے تو پھر فقط اپنے نفس کو ملامت کرے۔ (کیونکہ میں نے تو دنیا میں تمہاری راہ نمائی کر ہی دی تھی۔ اگر تم نے اس پر عمل نہیں کیا تو یہ تمہارا قصور ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۸ شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۵۹ء

آدمیوں کی دو قسمیں ہیں

ایک وہ جن کو فقط دنیا مقصود ہے

دوسرے وہ جن کو آخرت کی کامیابی مقصود ہے

دونوں کے راستے جدا جدا ہیں

چونکہ اس وقت ہم لوگ دنیا میں ہیں۔ اس لئے پہلے دنیا کو مقصود بالذات بنانے والوں کے نقشے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا نقشہ

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ○ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پ ۱۵)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم سردست دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ دنیا کے عیش و آرام کو زندگی کا نصب العین بنانے والے کو جو وہ چاہے۔ وہ اسے مل جائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر میں اس کا جو رزق لکھا ہوا ہے۔ فقط اتنا ہی ملے گا۔ چونکہ ایسے آدمیوں کو نہ آخرت کا خیال تھا اور نہ اس زندگی کے لئے نیکیوں کا کوئی سرمایہ ہی جمع کیا تھا۔ اس لئے ایسے لوگ جب آخرت میں جائینگے تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

اللھم لاتجعلنا منھم

دوزخ کے متعلق حضور انور کے ارشادات

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّ سِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کی گئی۔ البتہ ایک حصہ بھی عذاب دینے کے لئے کافی تھا۔ آپ نے فرمایا دنیا کی آگ پر اسے انہتر حصہ اور زیادہ کر دیا گیا ہے۔ ہر ایک حصہ اتنا ہی گرم ہے۔ جتنی دنیا کی آگ گرم ہے۔

دوسرا

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَّهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِىْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِى الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاِنَّهُ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ نعمان بن بشیر سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخیوں میں سب سے کم درجہ کے عذاب والا وہ ہوگا جس کے پاؤں میں جوتا آگ کا۔ اور تسمے آگ کے ہوں گے۔ ان دونوں سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ جس طرح ہانڈی کھولتی ہے وہ یہ خیال نہیں کرے گا کہ کوئی شخص اس سے بھی زیادہ عذاب میں ہے۔ حالانکہ وہ سب سے کم درجہ کے عذاب میں ہوگا۔

اللھم لاتجعلنا منھم

تیسرا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِى النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِى الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِى الْجَنَّةِ فَيُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِىْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیاداروں میں سب سے زیادہ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنیوالا جو قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ہوگا۔ اسے لایا جائے گا۔ پھر اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا۔ اے آدم کے بیٹے کیا تم نے کبھی آرام بھی دیکھا ہے۔ کیا تمہیں کبھی کوئی نعمت بھی نصیب ہوئی ہے۔ پھر وہ کہے گا۔ اے رب خدا کی قسم ہے۔ ہرگز نہیں (یعنی ہم نے کبھی کوئی آرام نہیں دیکھا) اور بہشتیوں میں سے جو سب لوگوں میں سے سب سے زیادہ دنیا میں تکلیف میں تھا۔ اسے لایا جائے گا پھر اسے بہشت میں ایک غوطہ دیا جائے گا (یعنی ذرا سی دیر اسے گھمایا

جائے گا) پھر اسے کہا جائے گا۔ اے آدم کے بیٹے۔ کیا تم نے کبھی تکلیف بھی دیکھی ہے اور کیا تم پر کبھی سختی بھی آئی ہے۔ پھر کہے گا۔ نہیں۔ اللہ کی قسم اے میرے رب مجھ پر کبھی کوئی تکلیف نہیں آئی۔ اور میں نے تو کبھی سختی دیکھی نہیں۔

چوتھا

عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ لِاَھْوَنِ اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَوْ اَنَّ لَکَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اَکُنْتَ تَفْتَدِیْ بِہٖ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ اَرَدْتُ مِنْکَ اَھْوَنَ مِنْ ھٰذَا وَ اَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَّا تُشْرِکَ بِیْ شَیْئًا فَاَبَیْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِکَ بِیْ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ انس سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ قیامت کے دن دوزخیوں میں سے سب سے ادنیٰ درجہ کے عذاب والے دوزخی سے کہے گا۔ اگر تیرے پاس سب وہ چیزیں ہوں جو زمین میں ہیں۔ کیا تم اس عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دے دو گے؟ پھر وہ (دوزخی) کہے گا۔ ہاں (اگر دنیا کی ساری نعمتیں میرے قبضہ میں ہوں تو سب دے کر اس عذاب سے بچنے کی کوشش کروں) پھر اللہ فرمائے گا۔ میں نے تم سے ایک بہت سی معمولی چیز چاہی تھی۔ حالانکہ اس وقت تو آدم کی پیٹھ میں تھا۔ یہ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ پھر تم نے اس بات کو بھی نہ مانا۔ مگر تو نے شرک کر ہی دیا۔

دوسرا نقشہ

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا وَھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ ہود رکوع ۲۔ پ۱۲)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے۔ تو ان کے اعمال ہم ہمیں پورے کر دیتے ہیں اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا۔ یہ وہی ہیں۔ جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا۔ اور خراب ہو گیا جو کچھ کمایا تھا۔

حاصل

دنیا کی زندگی کو مقصود بالذات بنانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں جو اچھا کام انہوں نے کیا تھا۔ اس کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں مل گیا اور آخرت کے لئے کچھ نہ بچا اور آخرت میں جا کر ان کے حصے میں فقط دوزخ کی آگ آئی۔ جس میں نہ جینے کا لطف۔ نہ موت آنے سے چھٹکارا ہی ہوگا اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا نقشہ

یَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓی اِذَا مَا جَآءُوْھَا شَھِدَ عَلَیْھِمْ سَمْعُھُمْ وَ اَبْصَارُھُمْ وَ جُلُوْدُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِھِمْ لِمَ شَھِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّھُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ وَلَآ اَبْصَارُکُمْ وَلَا جُلُوْدُکُمْ وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّھُمْ وَاِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا ھُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ ۝ (سورہ حم السجدہ رکوع ۳ پ۲۴) ترجمہ۔ اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تو وہ روک لئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آ پہنچینگے۔ تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دینگی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے۔ کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔ وہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے گویائی دی۔ جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے۔ اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے۔ لیکن تم نے یہ گمان کیا تھا جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا۔ تمہیں برباد کیا۔ پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔ پس اگر وہ صبر کریں۔ تو بھی ان کا ٹھکانا آگ ہی ہے۔ اور اگر وہ معافی چاہینگے تو انہیں معافی نہیں دی جائیگی۔

حاصل

ان آیات میں دنیا کو مقصود بالذات بنانے والوں کو مندرجہ ذیل پیش آنے والی مصیبتوں کی اطلاع دی گئی ہے۔ (۱) خدا کے دشمن کا لقب دیا گیا ہے۔ (۲) قیامت کے دن یہ لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے (۳) ان پر ان کے کان اس دن گواہی دیں گے (کہ فلاں فلاں چیزیں سنا کرتے تھے جو دربار الٰہی میں ناپسندیدہ تھیں۔ مثلاً نامحرم عورتوں کے گانے سننا (۴) اور انکی آنکھیں ان کے خلاف شہادت دینگی (مثلاً ان آنکھوں سے غیر محرم عورتوں کو جھانک جھانک کر دیکھا کرتے تھے اور عورتوں پر گواہی دینگی کہ یہ نامحرم مردوں کو خوب جھانک جھانک کر دیکھا کرتی تھیں) (۵) اور ان دنیا پرستوں کے برے کاموں پر کھالیں گواہی دینگی کیونکہ یہ کھالیں ہر وقت اس دنیا پرست کے ساتھ ہی رہتی تھیں۔

ان لوگوں کی بدنصیبی

یہ ہوگی کہ اگر صبر کریں تو جہنم ہی ان کا ٹھکانہ ہے۔ اور اگر معافی

چاہیں تو معافی نہیں ملتی ۔ کیونکہ معافی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

چوتھا نقشہ

وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ (سورۃ الشوریٰ ع ۳ پ ۲۵)

ترجمہ ۔ اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہوا۔ اسے (بقدر مناسب) دنیا میں دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصّہ نہیں ہوگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے دنیا کے عیش و آرام کو زندگی کا نصب العین بنایا ۔ اُن کے لئے آخرت کے عیش و آرام کے سلسلہ میں کوئی حصّہ نہیں ہے ۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ان لوگوں کی کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ چند روزہ دنیا کی زندگی کے عیش و آرام کو آخرت کے ابدالآباد والے آرام پر ترجیح دے کر آخرت برباد کرلی۔

پانچواں نقشہ

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ (سورۃ القصص ع ۸ پ ۲۰) — ترجمہ۔ پھر (قارون) اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے نکلا جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے اے کاش ہمارے لئے بھی ویسا ہی ہوتا۔ جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے ۔ بے شک وہ بڑے نصیب والا ہے۔

جب قارون غرق ہو گیا

تو وہی دنیا دار کہنے لگے۔

لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ (سورۃ القصص رکوع ۸ پ ۲۰)

ترجمہ۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

عبرت

وہی لوگ جنہوں نے پہلے قارون کی شان و شوکت دیکھ کر اس جیسا ہونے کی تمنا کی تھی ۔ جب قارون کو عذاب الٰہی میں مبتلا ہوتے دیکھا تو اپنی حالت پر شکر کیا اور کہا کہ اگر اللہ تعالےٰ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی قارون کی طرح زمین میں دھنسا دیتا۔

چھٹا نقشہ

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا (سورۃ بنی اسرائیل۔ رکوع ۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں ۔ تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں۔ پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں

حاصل

یہ نکلا کہ سابقہ قوموں کی تباہی اور بربادی کا باعث وہاں کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بغاوت ہی بن گئی۔ اللھم لا تجعلنا منھم

آخرت کو مقصود بالذات بنانے والوں کے نقشے

پہلا نقشہ

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ — (سورۃ الشوریٰ رکوع ۳ پ ۲۵)

ترجمہ۔ جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ۔ ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں برکت دیں گے +

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں ۔ "ایک نیکی کا دس گنا ثواب دیں بلکہ سات سو گنا۔ اور اس سے بھی زیادہ اور دنیا میں ایمان و عمل صالح کی برکت سے جو فراخی و برکت ملے وہ الگ رہی

دوسرا نقشہ

وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ○ (سورہ آل عمران رکوع ۱۵ ۔ پ ۴)

ترجمہ ۔ اور جو آخرت کا بدلہ چاہے گا ۔ ہم اسے اس میں سے دیں گے ۔ اور ہم شکر گذاروں کو جزا دیں گے ۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں (یعنی اس کو آخرت میں یقیناً بدلہ ملے گا۔ اس آیت کے پہلے جملہ میں ان لوگوں پر تعریض ہے۔ جنہوں نے مال غنیمت کی طمع میں حکم عدولی کی اور دوسرے میں ان کا ذکر ہے جو برابر فرمانبرداری پر ثابت قدم رہے یعنی جو لوگ اس دین پر ثابت قدم رہیں گے ان کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی ۔ لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے ۔ (کذا فی الموضح)

تیسرا نقشہ

فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ سورۃ الروم رکوع ۴ پ ۲۱)

ترجمہ ۔ پھر رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے ۔ یہ بہتر ہیں ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ اور وہی نجات پانیوالے ہیں

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی جب فطرۃ کی شہادت سے ثابت ہو گیا کہ حقیقی مالک و رب وہی اللہ ہے ۔ دنیا کی نعمتیں سب اُسی کی عطا کی ہوئی ہیں۔ تو جو لوگ اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ اور اس کی لقاء اور دیدار کے آرزومند ہیں ۔ چاہیئے کہ اس کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کریں ۔ مسافر۔ محتاج اور غریب رشتہ داروں کی خبر لیں ۔ اہل قرابت کے حقوق درجہ بدرجہ ادا کرتے رہیں۔ ایسے ہی بندوں کو دنیا و آخرۃ کی بھلائی نصیب ہوگی۔

چوتھا نقشہ

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا

سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۲ - پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کی عزت اور نجات کے طالب ہیں اور اسی نیت سے اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل دل و جان سے کر رہے ہیں انہیں اپنی نیتوں کا پھل مل جائیگا۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو جائیگا اور ان کو آخرت کی نعمتوں سے بھی مالا مال کر دیا جائے گا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

پانچواں نقشہ

اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖۗ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

(۰۰ آل عمران - ع ۲۰ پ ۴)

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر بیٹھے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا سو تو نے اسے رسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے وعدہ کیا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا۔ خواہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو۔ پھر جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے۔ البتہ میں ان سے انکی برائیاں دور کر دوں گا اور انہیں بہشتوں میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے۔ اور اللہ ہی کے ہاں اچھا بدلہ ہے۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات آخرت میں کامیابی حاصل کرنے والے حضرات کا طرزِ عمل بیان کرتی ہیں اور ان کا طرز زندگی کئی چیزوں کا جامع ہے۔ پہلی کھڑی ہونے بیٹھے ہونے اور لیٹے ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ دوسری آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں۔ تیسری غور و خوض کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اے اللہ تیری پیدا کردہ چیزوں میں سے کوئی بھی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ یعنی کسی کی پیدائش میں کوئی حکمت ہے تو کسی میں کوئی۔ مثلاً جب وہ اپنے وجود میں غور کرتے ہیں۔ تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے وجود میں کوئی چیز بیکار نہیں ہے۔ آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں۔ کان سننے کے لئے ہیں۔ زبان بولنے کے لئے ہے ناک سونگھنے کے لئے ہے۔ ہاتھ پکڑنے کے لئے ہیں۔ پاؤں چلنے کے لئے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس انسان کے اندر کتنے اجزاء ہیں۔ ان کی مختلف ذمہ داریاں ہیں۔ دل ہو یا جگر یا پھیپھڑا۔ ان میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ خدمت پر مامور ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ تو دنیا کی ہر ایک چیز کی پیدائش میں جدا جدا حکمتیں نظر آئیں گی۔

دونوں راستوں پر چلنے والوں کے نتائج پیش کر دیئے گئے ہیں۔

اب جدھر جس کا دل چاہے جائے۔

شاہنشاہی اعلان بھی یہی ہے

وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ ۙ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَ اِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝

(سورۃ الکہف ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور کہدو سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پھر جو چاہے مان لے اور جو چاہے انکار کر دے بیشک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ انہیں اسکی قناتیں گھیر لیں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد رسی کئے جائیں گے جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا۔ مونہوں کو جھلس دے گا۔ کیا ہی برا پانی ہوگا اور کیا ہی بری آرام گاہ ہوگی۔

اے اللہ تعالےٰ کے بندو

اس خطرناک عذاب سے بچنے کیلئے دنیا ہی سے کوشش کر کے جاؤ اور اس کا طریقہ فقط یہ ہے کہ قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنا لو۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا نمونہ سامنے رکھو۔ وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۵۹ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

(۱) اے انسان تیرا وجود دو چیزوں سے مُرکّب ہے

(۲) اِن دونوں چیزوں کے طبعی تقاضوں کو پُورا کرنا تیرا فرض عین ہے

(۳) اسی نمبر ۲ کے پورا کرنے میں تیری کامیابی ہے۔ ورنہ تو ناکام ہے۔

نمبر (۱) کی تشریح

اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو انسان سے جو نیچے طبقہ مخلوقات کا ہے۔ جسے حیوان کہا جاتا ہے۔ اس کی تمام صفتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً بعض حیوانات دانہ چگنے والے ہیں۔ بعض پھل کھانے والے ہیں۔ بعض سبزی کھانے والے ہیں بعض گوشت کھانے والے ہیں۔ انسان کو دیکھیے یہ سب کا مجموعہ ہے۔ یہ اناج بھی کھاتا ہے۔ پھل بھی کھاتا ہے۔ سبزی بھی کھاتا ہے۔ گوشت بھی کھاتا ہے۔ علاوہ اس کے حیوانات میں اللہ تعالےٰ نے نر اور مادہ دو قسمیں پیدا کی ہیں۔ انسان میں بھی نر اور مادہ ہے۔ اس لحاظ سے بھی انسان ایک طرح کا حیوان ہی ہے۔ حیوانات میں نر اور مادہ کے ملاپ سے آگے نسل پیدا ہوتی ہے۔ بعینہٖ یہی چیز انسان میں پائی جاتی ہے۔ جس طرح حیوان زندگی ختم کرنے کے بعد مر جاتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی اپنی زندگی ختم کرنے کے بعد مر جاتا ہے۔ جس طرح حیوان کبھی تندرست ہوتا ہے اور کبھی بیمار ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی کبھی تندرست ہوتا ہے۔ اور کبھی بیمار ہو جاتا ہے۔ آپ اس ساری بیان کردہ تفصیل سے اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ انسان واقعی ایک نقطہ نگاہ سے بالکل حیوان ہے۔

انسان میں فرشتوں کی صفتیں بھی پائی جاتی ہیں

اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان میں ملائکہ عظام کی صفتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ملائکہ عظام اللہ تعالیٰ کے امر اور نہی کے مخاطب ہوتے ہیں اس کی شہادتیں

پہلی

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ○ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ○
(سورۃ الحجر رکوع ۳ - پ ۱۴)

ترجمہ۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی ہوگی۔ پیدا کرنے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے ٹھیک بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں۔ تو تم اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔

دُوسری

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ○ فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ○ (سورۃ هود رکوع ۷ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے کہا۔ سلام۔ اس نے کہا سلام۔ پس دیر نہ کی۔ کہ ایک بھنا ہُوا بچھڑا لے آیا۔ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس تک نہیں پہنچتے تو انہیں اجنبی سمجھا اور ان سے ڈرا۔ انہوں نے کہا خوف نہ کرو ہم تو لوطؑ کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

تیسری

وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْیَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا ○ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ○ قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ○ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ○ قَالَتْ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِیًّا ○ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ○ (سورۃ مریم ع ۲ پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور اس کتاب میں بی بی مریمؑ کا ذکر کر۔ جبکہ وہ اپنے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی مقام جا بیٹھی۔ پھر لوگوں کے سامنے سے پردہ ڈال لیا۔ پھر

ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا۔ پھر وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا کہا بیشک میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تو پرہیزگار ہے۔ کہا۔ میں تو بس تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔ تاکہ تجھے پاکیزہ لڑکا دوں۔ کہا میرے لیئے لڑکا کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اور نہ میں بدکار ہوں۔ کہا ایسا ہی ہوگا تیرے رب نے کہا ہے۔ وہ مجھ پر آسان ہے۔ اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں۔ اور یہ بات طے ہو چکی ہے۔

حاصل

گذشتہ تینوں شہادتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعمیل احکام کیلئے مامور کیا جاتا ہے۔ لہذا چونکہ انسان کا ایک جز بھی فرشتوں کی نوعیت کا ہے۔ اس لیئے اسے بھی امر و نہی سے مخاطب کیا جا سکتا ہے۔ اور جس طرح ملائکہ عظام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے احکام دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی عبدیت (بندگی) کی ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لئے احکام دیئے جانے چاہئیں۔

فرشتوں کی بندگی کا حق ادا کرنے کے ثبوت

پہلا

وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ۝ (سورۃ الانبیا ع ۲ - پ ۱۷)

ترجمہ اور اسی اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو اس کے ہاں ہے۔ اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے۔ اور نہ تھکتے ہیں۔ رات اور دن اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ سستی نہیں کرتے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی فرشتے باوجود مقربین بارگاہ ہونے کے ذرا شیخی نہیں کرتے۔ اپنے پروردگار کی بندگی اور غلامی کو فخر سمجھتے ہیں۔ وظائف عبودیت کے ادا کرتے ہیں۔ کبھی سستی یا کاہلی کو راہ نہیں دیتے۔ شب و روز اُس کی تسبیح اور یاد میں لگے رہتے ہیں۔ نہ تھکتے ہیں۔ نہ اکتاتے ہیں۔ بلکہ تسبیح و ذکر ہی ان کی غذا ہے۔ جس طرح ہم ہر وقت سانس لیتے ہیں اور دوسرے کام بھی کرتے رہتے ہیں۔ یہی کیفیت ان کی تسبیح و ذکر کی سمجھو۔ وہ کسی کام پر مامور ہوں۔ کسی خدمت کو بجا لا رہے ہوں ایک منٹ ادھر (یعنی یاد الہٰی) سے غافل نہیں ہوتے جب معصوم و مقرّب فرشتوں کا یہ حال ہے تو خطار انسان کو کہیں زیادہ اپنے رب کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔

عبرت

اے انسان۔ تیرے وجود کے اندر جو ملکیت کی ایک جز ہے۔ اس کا طبعی تقاضا یہ ہے جو پڑھ چکے ہو اور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے حاشیہ کے آخری دو فقروں میں تمہیں اسی چیز کی طرف توجہ دلا گئے ہیں۔ اے غافل انسان اللہ نے جو عبادات تم پر فرض کی ہیں وہ تیرے بدن کی اسی جز کے تقاضا پورا کرنے کے لئے کی ہیں اگر تو نے اپنے بدن کے فطرتی اور طبعی تقاضا کو پورا کیا۔ تو تم کامیاب اور انصاف پسند انسان سمجھے جاؤ گے۔ اور ایسے ہی کامیاب انسانوں کو اللہ تعالےٰ بہشت کے قیام کی نعمت عطا فرمائیں گے۔ (اللھم اجعلنا منھم) اور اے انسان اگر تم نے باوجود اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے اپنے فطرتی جذبے کو پورا نہ کیا۔ تو تم ناکامیاب انسان ہو گے۔ اور ناکامیاب ہونے والے انسانوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ (اللھم لا تجعلنا منھم)

دوسرا

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الزمر ع ۸ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھیں گے۔ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا۔ اور سب کہیں گے۔ تعریف اللہ ہی کے لیئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی حق تعالیٰ جب حساب کتاب کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے۔ اس وقت فرشتے عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوں گے۔ اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ جس پر ہر طرف سے جوش و خروش کے ساتھ الحمد للہ رب العٰلمین کا نعرہ بلند ہوگا۔ یعنی ساری تعریفیں اُس خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے (جس نے سارے جہان کا ایسا عمدہ فیصلہ کیا) اسی نعرۂ تحسین پر دربار برخاست ہو جائے گا۔

عبرت

اے انسان تو مذکور الصدر آیت سے عبرت حاصل کر کہ تیرے وجود میں جو ملکیت کار فرما ہے۔ اس کا طبعی تقاضا کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تحمید میں ہر وقت شاغل رہو۔ لہذا اگر تو نے اپنے متعلق اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ تسبیح و تحمید کے پروگرام کو عملی جامہ نہ پہنایا تو تیرے وجود کے اندر سے ملکیت کا جزو تمہیں ظالم قرار دے گا کہ

اے ظالم انسان تو نے اپنے وجود کی دوسری جُزء حیوانیت کا حق تو ادا کیا۔ اسے کھلایا۔ پلایا اور طرح طرح کے عیش و عشرت کرائے مگر تو نے مجھ پر ظلم کیا اور میرے فطرتی طبعی تقاضا نے تسبیح و تحمید کو پورا نہ کیا۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر حضورؐ انور کو تسبیح کا حکم

پہلا مقام

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۙ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (سورۃ الحجر ع ۶۔ پ ۱۴)

ترجمہ۔ سو تو اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کئے جا اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ یہانتک کہ تمہیں موت آئے۔

حاصل

یہ ہے کہ سیدالمرسلین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی وہی ارشاد ہوا ہے جو ملائکہ عظام کا شیوہ اور طبعی تقاضا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید بجا لانا۔ اے مسلمان تمہیں قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تحمید دو پہلوؤں سے تیرے ذمہ لازم ہو گئی ہے۔

ایک تو تیری ملکیت کا طبعی تقاضا بھی یہی تھا۔ اس کے علاوہ رسول اللہ علیہ وسلم کے متبع ہونے کے لحاظ سے بھی تسبیح و تحمید کرنا تمہارے ذمہ لازمی ہو گیا ہے۔ لہٰذا تیری کامیاب زندگی کا مدار اسی پر ہے کہ تو اللہ تعا کی تسبیح و تحمید کو اپنی دنیاوی زندگی میں نصب العین بنانے اور نصب العین بنانے کے بعد تو اس طریقہ سے تسبیح و تحمید کر جس طرح شریعت اسلامی نے تیری راہ نمائی فرمائی ہے۔ مثلاً جب نماز میں کھڑا ہو۔ تو تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کے بعد کہہ سبحانک اللھم و بحمدک الخ جب رکوع میں جائے تو کہہ سبحان ربی العظیم اور جب سجدہ میں جائے تو کہہ سبحان ربی الاعلیٰ اور جب نماز سے فارغ ہو جائے تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھ۔ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ۔ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ۔ اس کے بعد ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کلّ شی قدیر پڑھ

اس کی تائید میں حدیث شریف

ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهُ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ غُفِرَتْ خَطَایَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہا اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہا یہ نوانوے ہو گئے اور ایک مرتبہ سو کی گنتی پوری کرنے کے لئے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شی قدیر کہا۔ اس کے تمام گناہ بخشے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔

دُوسرا مقام

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى (سورہ طٰہٰ رکوع ۸۔ پ ۱۶)

ترجمہ۔ پس اس پر صبر کر جو کہتے ہیں اور سورج کے نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں اور دن کے اول اور آخر میں بھی تسبیح کر۔ تاکہ تجھے خوشی حاصل ہو۔

یہ چیز ظاہر ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آئندہ خوشی حاصل کرنے کے لیے جو چیز بتلائی گئی ہے۔ آپ کی اُمت کو بھی آئندہ خوشی حاصل کرنے کے لئے بطریق اولیٰ اس کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

تیسرا مقام

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ (سورۃ الطور رکوع ۲ پ ۲۷)

ترجمہ۔ اور اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کر۔ کیونکہ بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔ جب آپ اٹھا کریں اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی۔

حضور انورؐ کی اُمت کو

آپ کی سنت کا اتباع از بس ضروری ہے۔ لہٰذا جس شخص کو اللہ تعالیٰ آپ کی اس سنت کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے لئے صد مبارک ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح

ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں یعنی صبر و تحمل اور سکون و اطمینان کے ساتھ ہمہ وقت اللہ کی تسبیح و تحمید اور عبادت گزاری میں لگے رہیئے۔ خصوصاً جس وقت آپ سو کر اُٹھیں یا نماز کے لئے کھڑے ہوں یا مجلس سے اُٹھ کر تشریف لے جائیں۔ ان حالات میں تسبیح وغیرہ کی مزید ترغیب و تاکید آئی ہے۔ رات کے حصہ سے مراد شاید تہجّد کا وقت

ہو اور تاروں کے پیٹھ پھیرنے کا وقت صبح کا وقت ہے۔ کیونکہ صبح کا اجالا ہوتے ہی ستارے غائب ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تسبیح کرنیکے ارشادات

پہلا

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (سورۃ الفتح ع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا۔ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس کی مدد کرو اور عزت کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو۔

حاصل

اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کا حکم جو فرشتوں کو ہوا تھا۔ اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا تھا۔ وہی آپ کی امت کو ہوا ہے۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضی۔ آمین یا الہ العالمین

دوسرا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (سورۃ الاحزاب ع ۶ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ اور اس کی صبح و شام پاکی بیان کرو۔

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو صبح اور شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ملکیۃ مشترکہ

برادران اسلام جو ملکیۃ ملائکہ عظام کے وجود میں تھی۔ جس کا طبعی تقاضا تھا کہ ان (ملائکہ عظام) سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرائے اسی قسم کی ملکیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود کے اندر تھی۔ اس بنا پر ملکیۃ کا مطالبہ پورا کرنے کے لیئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تسبیح کا حکم دیا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس اسی قسم کی ملکیۃ کا اثر ہر انسان (خواہ مرد ہو یا عورت) کے اندر اللہ تعالےٰ نے رکھا ہے۔ اسی بنا پر انسان کے وجود کے اندر ہونے کے باعث اس کا بھی تقاضا یہی ہے کہ انسان اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے اور یہ تسبیح کرنا خارج از فطرت نہیں ہے۔ بلکہ انسان کی فطرت کا یہ ایسا ہی تقاضا ہے۔ جس طرح انسان کو پیاس لگتی ہے تو نفس پانی مانگتا ہے۔ اور بھوک لگتی ہے تو اندر سے دل کھانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسی طرح انسان کے اندر سے (بشرطیکہ گناہوں کے باعث فطرۃ سلیمہ کا نور سلب نہ ہو گیا ہو) اس کی فطرۃ تقاضا کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے۔

فطرتی تقاضا پورا نہ کرنے کی صورت میں سزا

اے انسان اگر تو نے اپنے فطری تقاضے کو پورا کیا تو بہتر۔ ورنہ شیطان کی لپیٹ میں آکر سیدھے دوزخ میں جاؤ گے۔

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (سورہ ص۔ رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان مٹی سے بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے پورے طور پر بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لیئے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے نہ کیا۔ تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ فرمایا اے ابلیس تمہیں اس کے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا۔ کہ جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑوں میں سے تھا۔ اس نے عرض کی۔ میں اس سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔ فرمایا پھر تو یہاں سے نکل جا۔ کیونکہ تو راندہ گیا ہے۔ اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔ عرض کی اے میرے رب پھر مجھے مردوں کے زندہ ہونے کے دن تک مہلت دے۔ فرمایا بس تمہیں مہلت ہے وقت معین کے دن تک عرض کی تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہونگے فرمایا حق بات یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں۔ میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے۔ سب سے جہنم بھر دوں گا۔

شیطان جن لوگوں کو گمراہ نہیں کر سکیگا

مذکورۃ الصدر آیات میں شیطان نے اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں کے سوا باقی سب انسانوں کو گمراہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو شیطان کی گرفت سے بچنا چاہے اس کا فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں کی فہرست میں آ کر شامل ہو جائے۔

مخلص بندے کون ہیں؟

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (سورۃ حٰم السجدۃ ع ۴ ۔ پ ۲۴)

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لیے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے اور جو تم وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہنے

کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہر نفع اور ضرر کی باگ فقط اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں سمجھتے ہیں۔ کسی قسم کے نفع کی ضرورت ہو تو اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ مثلاً رزق کی وسعت۔ یا اولاد کی ضرورت وغیرہ اور ہر نقصان اور تکلیف سے بچنے کے لئے بھی اسی کے دروازہ پر درخواست لے کر آتے ہیں کہ اے اللہ تو ہمیں اس مصیبت سے بچا اور اگر مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں تو بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تو ہمیں اس مصیبت سے نکال دے۔ اور جب حاجت پوری ہو جائے تو اس کو محض اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہیں اور اسی کا شکریہ ادا کرتے ہیں نہ کسی غیر کا۔ ان کی زبان سے یہی فقرہ نکلتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین

فطری تقاضا کو پورا کرنے کا نتیجہ

برادران اسلام۔ گزشتہ اوراق میں نہایت ہی وضاحت سے یہ چیز عرض کی جا چکی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کے اندر ایک چیز ملکیت کی رکھی ہے اور اس چیز کا کبھی تقاضا بھی بالتفصیل عرض کر چکا ہوں۔ لہٰذا جس شخص نے ملکیت کے تقاضا کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کے مطابق پورا کیا تو اس کے لئے آئندہ مندرجہ ذیل نتیجہ برآمد ہوگا۔

هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ سورہ ص۔ ع ۴ ۔ پ ۲۳ ۔

ترجمہ۔ یہ نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ ان کے لئے ان کے دروازے کھولے جائیں گے وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔ وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی۔ یہی ہے جس کا تم سے حساب کے دن کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے۔ بیشک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

اے انسان تجھے اپنے وجود کی جزدوم یعنی حیوانیت کے تقاضوں کے پورا کرنے کی ہرگز ممانعت نہیں ہے

البتہ ان تقاضوں کے پورا کرنے میں فقط ایک شرط پیش نظر رکھنی ضروری ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ جزء اول یعنی ملکیت کے تقاضوں کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔

اس کا ثبوت

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۴ ۔ پ ۸)

ترجمہ۔ کہدو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے۔ جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے۔ اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں (حرام کیں) کہدو دنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں۔ قیامت میں خالص انہیں کے لئے ہو جائیں گی۔ اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں۔ ان کے لئے جو سمجھتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا میں کام آنیوالی نعمتیں بھی دراصل اللہ تعالےٰ نے اپنے فرمانبردار نیکوکار بندوں کے لئے ہی پیدا کی ہیں۔ د اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور باغی نیکوں کے صدقے میں ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جس طرح دنیا کی حکومتیں اپنی وفادار رعایا کے لئے راحت اور آرام کے اسباب مہیا کرتی ہیں۔ مثلاً پختہ سڑکیں۔ ریل۔ ہوائی جہاز وغیرہ۔ مگر حکومتوں کے باغی بھی انہیں چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۲ شوال ۱۳۷۸ھ مطابق یکم مئی ۱۹۵۹ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

(۱) اسلام کے بنیادی اور لازمی اصول میں سے دُعا کا فقط اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی ہے

(۲) اللہ تعالیٰ کے سوا دُوسروں سے بھی دُعا مانگنا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کافروں کا شیوہ تھا۔

قرآن مجید میں سے نمبر اوّل کے متعدّد شواہد

پہلا

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ہ وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ھُوَ ج وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ ط یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ہ (سورہ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ بُرا پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بیشک ظالموں میں سے ہو جائے گا اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل کیا کیا نکلا

اے انسان اگر تیرا نفع اور نقصان سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اس لئے اپنی حاجت روائی کے لئے سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو ہرگز نہ پکار (۲) اگر تو نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پکارا تو بے انصافوں میں سے ہو جائے گا۔ (۳) اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس تکلیف کے دُور کرنے والا بھی فقط وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (۴) اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی مہربانی کرنا چاہے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ (۵) انسانوں کی غلطیوں کو معاف کرنے والا مہربان فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

مسلمان مردوں اور عورتوں

کو چاہیئے کہ اس مذکور الصدر شہنشاہی اعلان کو غور سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اپنے خیالات کو درست کر لیں۔

دُوسرا

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَتَکُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ہ (سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پ ۱۹)

ترجمہ۔ سو اللہ کے ساتھ اور کسی محبوب کو نہ پکار۔ ورنہ تو بھی عذاب میں مبتلا ہوجائیگا

حاصل

یہ نکلا کہ اے انسان اگر تو نے اپنی حاجت روائی کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارا تو اللہ تعالےٰ کا عذاب تمہیر نازل ہوگا (خواہ جلدی ہو۔ یعنی دنیا میں یا مرنے کے بعد آئے یعنی قبر میں)

تیسرا

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ م لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ قف کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ط لَہُ الْحُکْمُ وَ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ہ (سورۃ القصص ع ۹۔ پ ۲۰)

ترجمہ۔ اور اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اسی کا حکم ہے۔ اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کے سوا اور سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں لہذا جو چیزیں اپنی وجود کو بھی قائم نہیں رکھ سکتیں۔ وہ دوسروں کے کام ہمیشہ کب آ سکتی ہیں۔ لہذا مددگار تو اس ذات کو بنانا چاہیئے جو ہمیشہ ہماری مدد کر سکے اور اس پر کبھی فنا طاری نہ ہو۔

چوتھا

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ ط اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ہ اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا ہ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ہ (الیٰ) وَ اَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ز صلے عَسٰۤی اَلَّاۤ اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ہ (سورہ مریم رکوع ۳ پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کر بے شک وہ سچا نبی تھا۔ جب اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ تو کیوں پوجتا ہے ایسے کو جو نہ سُنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تیرے کچھ کام آ سکے۔ اے میرے باپ بے شک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو تمہیں حاصل نہیں تو آپ میری تابعداری کریں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا (اس کے

بعد کچھ آیتیں چھوڑ دی گئی ہیں) ان کے بعد یہ مضمون ہے۔

اور (اے باپ) میں تمہیں چھوڑتا ہوں اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

حاصل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ میں چند چیزیں قابلِ توجہ ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سچے نبی ہیں (۲) وہ اپنے واجب الاحترام باپ سے فرماتے ہیں۔ اے اباجی جو بہرے اور اندھے ہیں اور آپ کی کسی مصیبت میں کام بھی نہیں آ سکتے۔ ان کی پوجا کیوں کرتے ہو۔ اے ابّا جی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحیح علم ملا ہے۔ لہٰذا آپ میرا کہا مان لیں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھادوں گا اور اے ابّا جی۔ میں آپ سے دین کے معاملہ میں الگ ہوتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو آپ نے معبود بنا رکھے ہیں۔ ان سے بھی قطع تعلق کرتا ہوں اور میں تو فقط اپنے رب کو (ضرورت کے وقت مدد کے لئے) پکاروں گا۔ اور میرے پکارنے پر میرا رب مجھے اپنی رحمت سے محروم نہیں رکھے گا۔ گویا کہ حضرت ابراہیمؑ نے صاف اعلان کر دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا حاجت روا اور مشکلکشا نہیں سمجھتا۔ برادران اسلام ہمیں قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے کہ جو دین ہمیں دیا گیا ہے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام والا دین ہی ہے۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ سے معاملہ رکھنے میں وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو حضرت ابراہیمؑ کا آپ سن چکے ہیں۔

پانچواں

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام ع ۴ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ دیکھو تو سہی۔ اگر تم پر خدا کا عذاب آئے یا تم پر قیامت ہی آ جائے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکاروگے۔ اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارتے ہو۔ پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔ جس کے لئے اُسے پکارتے ہو اور جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو۔ انہیں بھول جاتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اے مخالفین قرآن تجربہ تمہارا بھی یہی ہے کہ جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے سب کو بھول جاتے ہو۔ اور فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو۔ لہٰذا ہم یہی کہتے ہیں کہ بر تمہیں مصیبت کے وقت کام آتا ہے۔ فقط اسی کو اپنا خدا اور اپنا حاجت روا مان لو۔

چھٹا

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۗ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۳۔ پ ۸)

ترجمہ۔ کہدو۔ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے مُنہ سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو۔ جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح دوبارہ پیدا ہوگے

حاصل

یہ نکلا کہ جب تمہیں ضرورت پیش آئے تو فقط اللہ تعالیٰ ہی کو (اپنی مدد کے لئے) پکارو۔

ساتواں

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۷۔ پ ۸)

ترجمہ۔ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو۔ اسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جب عالم خلق و امر کا مالک اور تمام برکات کا منبع وہی ذات ہے تو اپنی دنیوی و اخروی حوائج میں اسی کو پکارنا چاہیئے۔ الحاح و اخلاص اور خشوع کے ساتھ بدول ریاکاری کے آہستہ آہستہ اس سے معلوم ہوا کہ "دعا میں افضل اخفا ہے (یعنی چپکے سے مانگنا تاکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہ سنے) اور یہی سلف کا معمول تھا۔ بعض مواضع میں جہر و اعلان کسی عارض کی وجہ سے ہوگا۔ جس کی تفصیل (تفسیر) روح المعانی وغیرہ میں ہے (اور) دعا میں حدِ ادب سے نہ بڑھے۔ مثلاً جو چیزیں عادتاً و شرعاً محال ہیں۔ وہ مانگنے لگے۔ یا معاصی اور لغو چیزوں کی طلب کرے۔ یا ایسا سوال کرے جو اس کی شان و حیثیت کے مناسب نہیں۔ یہ سب اعتداء فی الدعاء میں داخل ہے۔"

آٹھواں

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۷۔ پ ۸)

ترجمہ۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو۔ اور اُسے ڈر اور طمع سے پکارو۔ بیشک اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "پچھلی آیتوں میں ہر حاجت کے لئے خدا کو پکارنے کا طریقہ بتلایا تھا۔ اس آیت میں مخلوق اور خالق دونوں کے حقوق کی رعایت سکھلائی یعنی جب دنیا میں معاملات کی سطح درست ہو۔ تو تم اس میں گڑبڑی نہ ڈالو اور خوف و رجاء کے ساتھ خدا کی عبادت میں مشغول رہو۔ نہ اس کی رحمت سے مایوس ہو اور نہ اس کے عذاب سے مامون اور بے فکر ہو کر گناہوں میں دلیر بنو۔"

نواں

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورۃ المومن رکوع ۷۔ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اللہ وہی ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو آرامگاہ بنایا۔ اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں۔ پھر تمہاری

اچھی صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا۔ وہی اللہ تمہارا پالنے والا ہے۔ پس سارے جہانوں کا پالنے والا اللہ برکت ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اسی کو پکارو خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

حاصل

یہی نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر مندرجہ ذیل احسانات کئے ہیں۔ (۱) تمہارے لیئے زمین کو آرام گاہ بنایا (۲) اور زمین پر آسمان کو چھت کی طرح بنا دیا (۳) تمہیں عمدہ عمدہ صورتیں عطا فرمائیں (۴) تمہارے لئے ستھری چیزیں رزق کے طور پر پیدا کیں۔

ان نعمتوں کا نتیجہ

یہ ہونا چاہیئے کہ تم ایسے محسن کو ہی اپنا معبود بناؤ اور واقع میں بھی اس کے سوا اور کوئی معبود بننے کے قابل بھی نہیں ہے اور جب تمہیں کوئی بھی ضرورت پیش آئے تو حاجت روائی کے لئے اسی کو پکارو اور محض اسی کو پکارو۔

سینکڑوں شہادتوں میں سے فقط نو

برادران اسلام۔ قرآن مجید میں سے ایسے سینکڑوں مقامات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن سے یہ چیز ثابت ہوگی۔ کہ اے انسان جب تو مجبور ہو جائے اور کسی غیبی طاقت کی امداد لینا چاہیئے۔ تو فقط اللہ تعالےٰ کو پکار۔ کسی اور کو ہرگز ہرگز نہ پکار۔ مگر اس عاجز نے ان سینکڑوں میں سے فقط نو پیش کئے ہیں۔ مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی انصاف پسندی سے امید کامل ہے کہ اس مسئلہ کو قرآن مجید کی روشنی میں سمجھ جائیں گے اور آئیندہ اسی پر کاربند رہیں گے۔ کہ جب کبھی کسی کام کے ظاہری اسباب سے مایوس ہو جائیں تو اس مشکلکشائی کے لئے فقط اللہ تعالیٰ ہی کو پکاریں گے۔

نتیجہ

برادران اسلام۔ مذکورالصدر اپیل کے مان لینے سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہو جائینگے اور قرآن مجید پر صحیح طور پر عمل ہو جائیگا و ما علینا الا البلاغ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں کافر اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارا کرتے تھے

اس کے شواہد

پہلا

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝ (سورہ الانعام رکوع ۷ پ ۷)

ترجمہ۔ مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں ان کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ کہدو میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا کیونکہ میں اس وقت گمراہ ہو جاؤنگا۔ اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہونگا۔

حاصل

یہ نکلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ حکم ہوا ہے کہ آپ کافروں کے سامنے اعلان فرما دیں کہ جنہیں تم اپنی حاجت روائی کے لئے پکارتے ہو میں ان کی عبادت کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے ان کے پکارنے اور ان کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر خدا نخواستہ میں ان کی عبادت کرنے لگ جاؤں۔ یا اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دوں تو میں بھی گمراہ ہو جاؤں گا

دوسرا

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۲۴ - پ ۹)

ترجمہ۔ بیشک تم جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ تمہاری طرح بندے ہیں۔ پھر انہیں پکار کر دیکھو۔ پھر چاہیئے کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کریں اگر تم سچے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ کسی انسان کو بھی اپنی حاجت روائی کے لئے ہرگز پکارنا نہیں چاہیئے۔ خواہ وہ کتنا ہی مقبول بارگاہ الٰہی ہو۔ کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس میں کوئی دوسرا شریک ہو ہی نہیں سکتا۔ تمام بنی نوع انسان میں سید الانبیا خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ کو بھی سورہ شعراء کے رکوع ۱۱ پارہ ۱۹ میں ارشاد ہو چکا ہے۔ (فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) الایہ ترجمہ سو اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار

تیسرا

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ - (سورۃ الحج - ع ۱۰ - پ ۱۷)

ترجمہ۔ اے لوگو۔ ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ وہ سب اس کے لئے جمع ہو جائیں۔ اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے تو اسے مکھی سے چھڑا نہیں سکتے۔ عابد اور معبود دونوں ہی عاجز ہیں۔ انہوں نے اللہ کی کچھ بھی قدر نہ کی۔ بیشک اللہ زور والا غالب ہے۔

حاصل

اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو کافر پکارتے ہیں۔ ان کی بے بسی کا یہ حال ہے۔ کہ ایک مکھی کے پیدا کرنے کی بھی انہیں طاقت نہیں ہے۔ اگرچہ سب کے سب اکٹھے ہو جائیں تو پھر ایسے بے بسوں اور بیکسوں کو اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا کتنی بیہودہ۔ مہمل اور عقل کے خلاف بات ہے۔ اے اللہ ہمیں اس گناہ سے بچا۔ آمین یا الہ العالمین۔

چوتھا

قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ

بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ (سورہ فاطر رکوع ۵ پ ۲۲)

ترجمہ۔ کیا تم نے اپنے معبودوں کو بھی دیکھا۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے۔ یا ان کا کچھ حصہ آسمانوں میں بھی ہے۔ یا انہیں ہم نے کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی سند رکھتے ہیں (نہیں بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں ❊

حاصل

یہ نکلا کہ یہ لوگ اللہ تعالٰے کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں۔ کیا انہوں نے بھی کوئی چیز زمین میں پیدا کی ہے۔ یا ان کا آسمانوں میں کوئی حصہ ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی کسی کتاب سے ان کو یہ چیز ملی ہے کہ اللہ تعالٰے کے سوا دوسروں کو بھی پکار لیا کرو۔ ان کے پاس اس قسم کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ان میں سے بڑے چھوٹوں کو اور اگلے پچھلوں کو شیطان کے اغوا سے یہ وعدہ بتلاتے چلے آئے ہیں۔ کہ یہ بُت اللہ تعالٰے کے ہاں ہمارے شفیع (شفاعت کرنے والے ہوں گے) حالانکہ یہ خالص دھوکہ اور فریب ہے۔

سابقہ شہادتوں کا خلاصہ

برادران اسلام۔ اپنے سابقہ بیان کردہ مضمون میں بندہ نے قرآن مجید میں سے تیرہ شہادتیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ جن میں نو اس مضمون پر تھیں۔ کہ اللہ تعالٰے کے سوا اور کسی کے سامنے اپنی حاجت روائی کے لئے دست سوال دراز نہ کیا جائے اور چار شہادتیں اس امر پر تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بھی مشرک اور کافر اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے سامنے اپنی حاجت روائی کے لئے دست سوال دراز کرتے تھے۔

ہمارا فرض

برادران اسلام ہم مسلمانوں کا فرض یہ ہے کہ قرآن مجید کے پیش کردہ دستور العمل کو اپنا ضابطۂ حیات دنیوی بنائیں اسی میں دنیا کی بہتری اور آخرت میں نجات حاصل ہوگی۔ اور قرآن مجید والے دستور العمل پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں

ہر چیز کو اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں حضور انور کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے

پہلی حدیث

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ۔ (متفق علیہ) باب استعاذہ

ترجمہ۔ انس سے روایت ہے۔ کہا نبی صلّی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعے پناہ مانگتا ہوں۔ فکر سے۔ غم سے۔ عاجزی سے سستی (کاہلی) سے۔ نامردی سے۔ بخل سے۔ قرض کے بوجھ سے اور آدمیوں کے غلبہ سے۔

دُوسری

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَۃِ النَّارِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ الْغِنٰی وَشَرِّ فِتْنَۃِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (متفق علیہ۔ باب الاستعاذہ)

ترجمہ۔ عائشہ سے روایت ہے۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعے پناہ مانگتا ہوں سستی سے بڑھاپے سے۔ قرض سے اور گناہ سے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعے پناہ مانگتا ہوں۔ آگ کے عذاب سے۔ آگ کے فتنے سے۔ قبر کے فتنے سے۔ قبر کے عذاب سے دولت کے فتنے کی برائی سے۔ افلاس کے فتنے سے۔ اور مسیح دجال کے فتنے سے۔ اے اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو ایسا پاک وصاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اور میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری ڈال دے جتنی کہ مشرق و مغرب کے درمیان دُوری ہے۔

تیسری

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ یَا حُصَیْنُ کَمْ تَعْبُدُ الْیَوْمَ اِلٰھًا قَالَ اَبِیْ سَبْعَۃً سِتًّا فِی الْاَرْضِ وَوَاحِدًا فِی السَّمَآءِ قَالَ فَاَیُّھُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِکَ وَرَھْبَتِکَ قَالَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ قَالَ یَا حُصَیْنُ اَمَا اِنَّکَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُکَ کَلِمَتَیْنِ تَنْفَعَانِکَ قَالَ فَلَمَّا اَسْلَمَ حُصَیْنٌ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِی الْکَلِمَتَیْنِ الَّتَیْنِ وَعَدْتَّنِیْ فَقَالَ قُلِ اللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ (رواہ الترمذی)

عمران بن حصین سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے فرمایا اے حصین۔ اسلام لانے سے پہلے آجتک تونے کتنے معبودوں کی عبادت کی تھی۔ میرے والد نے کہا سات کی عبادت کی تھی۔ چھ زمین میں تھے۔ اور ایک آسمان میں۔ آپ نے فرمایا۔ اے حصین۔ ان معبودوں میں سے تو کس سے بھلائی کی امید رکھتا اور کس سے ڈرتا ہے۔ میرے والد نے عرض کی اس سے جو آسمان پر ہے۔ آپ نے فرمایا اے حصین اگر تو اسلام قبول کر لیتا۔ تو میں تجھ کو دو کلمے سکھا دیتا جو تجھ کو فائدہ پہنچاتے۔ عمران کا بیان ہے کہ جب حصین نے اسلام قبول کر لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو وہ دو کلمے سکھلا دیجئے جن کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا تو یہ پڑھا کر اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ۔ یعنی اے اللہ میرے دل میں ڈال دے میری ہدایت اور بچا مجھ کو میرے نفس کی برائی سے

دُعا

اَللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضٰی
واجعل اٰخرتنا خیرًا من الاولٰی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۹ شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۵۹ء

مسلمان کی نجات اُخروی کا مدار دو چیزوں پر ہے

(۱) دین اسلام کا علم قرآن مجید سے حاصل کرے

(۲) اس علم پر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کرے

حضور انور کا اپنا مسلک بھی اتباع قرآن مجید ہی تھا

اس کے متعدد شواہد

پہلا

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝
(سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پ ۹)

ترجمہ۔ کہدو۔ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا جاتا ہے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جب کبھی وحی کے آنے میں تاخیر ہوتی تو کفار از راہ تمسخر کہتے تھے کہ اب کوئی آیت کیوں گھڑ کر نہیں لے آتے۔ آخر سارا قرآن تم نے بنایا ہی ہے (العیاذ باللہ) اسی طرح کبھی دق کرنے کے لئے بعض ایسے نشان (معجزات) طلب کرتے۔ جس کے دکھلانے کو خدا کی حکمت مقتضی نہ تھی۔ جب آپ دکھلانے سے انکار کرتے تو کہتے۔ "لولا اجتبیتھا" یعنی اپنے خدا سے کہہ کر ہمارا مانگا ہوا نشان کیوں چھانٹ کر نہ لے آئے۔ دونوں باتوں کے جواب میں فرمایا۔ قل انما اتبع ما یوحیٰ الی من ربی۔ یعنی ان سے کہدو کہ نبی کا یہ کام نہیں کہ اپنی طرف سے خدا پر افترا کرے۔ یا لوگوں کے کہنے سننے پر اقدام کرکے خدا سے وہ چیز مانگے۔ جس کا دینا اسکی حکمت کے منافی ہے۔ یا جس کے طلب کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کا وظیفہ صرف یہ ہے کہ جو کچھ خدا وحی بھیجے قبول کرے۔ اس پر عمل پیرا ہو اور دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی دعوت دے۔ باقی آیات تنزیلیہ یا تکوینیہ جو مجھ سے طلب کرتے ہو۔ تو قرآن سے بڑھ کر کونسی آیات ہوں گی اور اس سے زیادہ عظیم الشان معجزہ کونسا ہوگا جو سارے جہان کے لئے بصیرت افروز حقائق و مواعظ کا خزانہ اور ایمان لانے والوں کے لئے خاص قسم کی ہدایت و رحمت کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسی کو تم کب ماننے کے لئے تیار ہوئے جو فرمائشی آیات کو تسلیم کروگے۔

دوسرا

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (سورہ الانعام ع ۵ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے کہدو۔ کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا تم غور نہیں کرتے۔

حاصل

اس آیت میں اور چیزیں بھی ذکر کی گئی ہیں اور یہ چیز بھی واضح طور پر صاف ہو گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل حیات قرآن مجید کے تابع ہوتا تھا۔ اگر کسی کے دل میں شیطان یہ خیال ڈالے کہ یہ فرض تو پھر ہر اُمتی پر لازم آتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جن کو ہر حکم الٰہی کی تہ تک کا علم اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے) اور ایک اُمتی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

تیسرا

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ
(سورۃ یونس ع ۲ – پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔

وہ لوگ کہتے ہیں۔ جنہیں ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہ اس کے سوا کوئی قرآن لے آیا یا اسے بدل دے۔ تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ اپنی طرف سے بدل دوں۔ بس اسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جائے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید میں جو ارشاد آتا ہے۔ کسی قسم کی کمی بیشی کئے بغیر اسی کو اپنا دستور العمل بناتے ہیں۔

چوتھا

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (سورۃ الاحقاف رکوع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ۔ کہہ دو۔ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ میں نہیں پیروی کرتا۔ مگر اسی کی جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ میں کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نقل و حرکت اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہے۔

پانچواں

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ (سورۃ زخرف رکوع ۴۔ پ ۲۵)

ترجمہ۔ پھر آپ مضبوطی سے پکڑیں اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے۔ بیشک آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن کے تجویز کردہ راستہ پر چلتے ہیں۔ یہی سیدھا ہے۔

چھٹا

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ (سورہ یونس۔ ع ۱۱ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اس پر چل اور صبر کر یہانتک کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ارشاد کیا جائے۔ اسی کے مطابق اپنی زندگی بسر کیجئے۔

ساتواں

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ (سورہ الاحزاب رکوع ۱ پ ۲۱)

ترجمہ۔ اور اس کی تابعداری کر جو تیرے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

حاصل

وہی ہے کہ حضور انور کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جو ارشاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اسی کے مطابق عمل کیجئے۔

ساتوں اعلانوں کا خلاصہ

مذکورۃ الصدر سطور میں قرآن مجید میں سے سات اعلانات آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ساتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو قرآن مجید کے اتباع کا حکم دیا ہے۔

مسلمانوں کو دو طریقوں سے قرآن مجید کے اتباع کا حکم

پہلا طریقہ

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱)۔

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا چاہیئے جس طرح آپ کی زندگی کا دستور العمل قرآن مجید تھا۔ اسی طرح تمہیں بھی ہر معاملہ میں (خواہ وہ دُنیا سے تعلق رکھتا ہو یا آخرۃ سے) قرآن مجید ہی کی ہدایات پر چلنا چاہیئے۔ اللھم اجعلنا منھم

دُوسرا طریقہ

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو براہ راست بھی قرآن مجید کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

اس عنوان کے متعدد اعلان

پہلا اعلان

وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (سورہ الزمر۔ ع ۶۔ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ کہیں کوئی نفس کہنے لگے۔ ہائے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی اور میں تو ہنسی ہی کرتا رہ گیا۔ یا کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں پرہیزگاروں میں ہوتا یا کہنے لگے جس وقت عذاب کو دیکھے گا کہ کاش مجھے میسّر ہو واپس لوٹنا تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں۔

اے غافل انسان

اللہ تعالیٰ کے یہ اعلانات بالکل ٹھیک ہیں جو تمہیں اوپر کی سطروں میں سنائے گئے ہیں۔ ان ناکامیاب اور نہ قبول ہونے والی حسرتوں کے آنے سے پہلے قرآن مجید کی ہدایات کو دل سے مان جا اور انہیں

عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

دوسرا اعلان

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○ (سورۃ الشوریٰ ع ۲ پ ۲۵)

ترجمہ۔ تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا کہ جس کو نوحؑ کا حکم دیا تھا اور اسی راستہ کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا۔ کہ اسی دین پر قائم رہو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف آپ مشرکوں کو بلاتے ہیں۔ وہ ان پر گراں گزرتی ہے اور جسے چاہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اُسے راہ دکھاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو یہ اطلاع دے رہا ہے کہ تمہیں وہی دین دیا گیا ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا تھا۔ لہٰذا تمہیں متفق علیہ دین کی قدر کرنی چاہیئے اور عملاً اسے اپنا لینا چاہیئے اور اس متفق علیہ دین میں رخنے ڈال کر علیحدہ علیحدہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے (یعنی مختلف پارٹیاں ہو کر) نہ ہونا چاہیئے۔ جس طرح کہ آج کل کے دور کے مسلمان آپس میں رخنے ڈال کر ٹکڑے ٹکڑے (یعنی مختلف پارٹیاں ہو چکے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

تیسرا اعلان

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۚ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹)

ترجمہ۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہے۔ جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اُتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

قرآن مجید کے احکام کے مطابق اپنے معاملات میں فیصلہ نہ کرنا نفاق کی علامت ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ○ وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ○

(سورۃ النساء۔ رکوع ۹۔ پارہ ۵)

ترجمہ۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اس چیز پر ایمان لانے کے دعوے کرتے ہیں جو تجھ پر نازل کی گئی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ شیطان سے کرائیں۔ حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اُسے نہ مانیں اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور جا ڈالے اور جب انہیں کہا جاتا ہے جو چیز اللہ نے نازل کی ہے۔ اس کی طرف آؤ۔ اور رسول کی طرف آؤ۔ تو تو منافقوں کو دیکھے گا کہ تجھ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

شریعت کو چھوڑ کر عدالت سے فیصلہ

کرانے والے مسلمان گذشتہ سطور کو غور سے پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ آیا وہ شریعت سے روگردانی کر کے دنیاوی عدالت سے فیصلہ کرانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مومن سمجھے جائیں گے۔ یا منافق اور اگر منافق ہیں تو پھر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ان کی قبر بہشت کا باغ ہوگی یا دوزخ کا گڑھا اور قیامت کے دن قرآن مجید کی روشنی میں ان کا ٹھکانا بہشت ہوگا یا دوزخ۔

اس سے بڑھ کر بیوقوفی

بھی کوئی ہو سکتی ہے کہ دنیا کے چند روزہ نفع کی خاطر آخرت میں اپنا ٹھکانہ دوزخ بنوا لیں۔ جس دوزخ کی آگ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے۔ لہٰذا ان حصوں میں دنیا کی آگ کی گرمی کا ایک حصہ ملا لیا جائے تو دوزخ کی آگ ستر حصہ گرم ہو جائے گی۔ اسی لئے میں صاف کہا کرتا ہوں کہ

عقلمند فقط وہ لوگ

ہیں جو دنیا کی زندگی کے تمام معاملات قرآن مجید کی روشنی میں فیصلہ کر کے انجام دیں۔ اور وہ لوگ بڑے ہی ناعاقبت اندیش۔ احمق اور بیوقوف ہیں جو قرآن مجید کے خلاف اپنے فیصلے کریں۔ یا کرائیں۔ ایسے لوگ خواہ غریب ہوں یا امیر۔ خواندہ ہوں یا ناخواندہ سب اسی کھاتے میں آئیں گے جو اوپر کی سطروں میں ذکر کیا گیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے فیصلہ کے خلاف راستہ اختیار کرنے والے دنیا میں بھی

ہرگز چین نہیں پائیں گے

مثلاً قرآن مجید کا فیصلہ میاں بیوی

کے جھگڑے کے وقت یہ ہے۔
پہلا نمبر وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ
(سورۃ النساء رکوع ۳ پ)

ترجمہ۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو

مثلاً

تمہاری بیوی رنگ و روپ کی سادہ ہے۔ مگر انتہا درجہ کی وفا شعار خدمتگزار اور خاوند کے ماں باپ کی تابعدار دن رات لونڈیوں کی طرح ان کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتی ہو۔ وہ ہزار درجہ اُس خوبصورت بیوی سے بہتر ہے۔ جسے اپنے حسن پر اتنا ناز ہو کہ تمہیں بھی بدصورت ہونے کے باعث ذلیل سمجھے اور اپنے حسن و جمال کے باعث خاوند کے ماں باپ کی خدمت کو اپنے حق میں عار خیال کرے اور اگر ہانڈی روٹی پکانے کے لئے ساس کہے تو یہ جواب دے کہ میں کوئی باورچن بن کر آئی ہوں اور اگر ساس پانی مانگے تو کہے کہ میں کوئی تیری لونڈی بن کر آئی ہوں۔ اے مسلمان تو خود فیصلہ کر کہ پہلی بیوی بہتر ہے یا دوسری۔ اور اگر وہ

ناپسندیدہ بیوی نہیں رکھنی

تو پھر فیصلہ الٰہی سن لو وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا الاٰیۃ (سورۃ البقرہ ع ۲۹ پ ۲)

ترجمہ اور انہیں (بیویوں) کو تکلیف دینے کے لئے مت روکو تاکہ تم سختی کرو اور جو ایسا کرے گا تو اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اور اللہ کی آیتوں کا تمسخر نہ اڑاؤ۔

تصویر کا دوسرا رُخ

اگر کسی مسلمان نے اللہ تعالےٰ کے اس حکم کو نہ مانا کہ اگر بیوی ناپسند ہے تو اسے محض دُکھ دینے کے لئے اپنے نکاح میں مت رکھو۔ اب مثلاً ایک شخص اپنی بیوی کو عزت سے آباد بھی کرنا نہیں چاہتا اور محض اسے دق اور تنگ کرنے اور دُکھ پہنچانے کے لئے اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ اور اسے دن رات مار پیٹ کرتے رہتا ہے تو کوئی بعید نہیں کہ عورت کے بھائی اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لئے اسے ایسا ماریں کہ ہڈی پسلی توڑ دیں اور ایسی جگہ چھپ کر اسے ماریں کہ نہ وہاں کوئی گواہ مل سکے اور نہ کسی نے اس کی چیخ و پکار ہی سنی ہو اور یہ بھی بعید نہیں کہ اسے وہ لوگ کہیں جنگل میں قتل ہی کر دیں۔ جہاں سے لاش بھی نہ ملے اور قاتلوں کا کوئی ثبوت ہی نہ ملے۔

نصیحت

اے انسان اللہ تعالیٰ سچا ہے۔ تیرے لئے دُنیا کی زندگی ہو یا آخرۃ کی۔ چین اسی میں ہے کہ تو تابع فرمان الٰہی ہو کر چلے۔ اب دیکھو اسی گذشتہ صورت حال میں اگر تم اللہ تعا کی مرضی کے مطابق چلو کہ اگر تمہیں بیوی پسند نہیں ہے تو اس سے

قطع تعلق کی یہ صورت اختیار کرو

کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو۔ یعنی نہ لڑائی ہو نہ جھگڑا۔ شریعت کے حکم کے مطابق حسب توفیق بیوی کو ایک عمدہ نیا جوڑا بنا دو اور اس کے جہیز کا سارا سامان سلائی سرمہ دانی تک صندوقوں کو بھر لو اور جو مہر کا روپیہ ہے وہ جیب میں ڈال لو اور تانگے یا موٹر پر بیوی کو بٹھا دو اور میکے سے سسرال کے گھر چلے جاؤ اور جا کر ادب سے ساس سے کہدو۔ اماں جی سلام۔ وہ پوچھے گی بیٹا کیسے آئے ہو۔ ادب سے عرض کر دو۔ اماں جی یہ لڑکی آپ کی میرے پاس امانت تھی۔ افسوس ہے کہ میری اور اس کی طبیعت نہیں ملی۔ اس لئے اسے جیسے دُلہن بنا کر اور سازوسامان جہیز کا ساتھ لے کر عزت سے لے گیا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح عزت سے مع سامان کے آپ کی امانت آپ کے سپرد کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اس طرح کرنے سے نہ تو ساس بد دعائیں دے گی۔ اور نہ لوگوں کی نظر میں لڑکے والوں کی بدنامی ہوگی اور نہ لڑکی والوں کی بدنامی ہوگی۔

برادران اسلام

اسی ایک مثال پر بقیہ معاملات کو بھی قیاس کر لیجئے۔ اگر ہم لوگ قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق چلیں پھر نہ کہیں دنگا ہوگا۔ نہ فساد ہوگا۔ اور باہمی معاملات بھی خوش اسلوبی سے طے ہوتے جائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ

اس خطبہ کے عنوان کا دُوسرا حصّہ یہ ہے

"اس علم پر جو قرآن مجید سے حاصل ہو، عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کیا جائے۔ یہ طرز عمل ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازمی ہے۔ امیر ہو یا غریب۔ زمیندار ہو یا کاشتکار۔ رعیت ہو یا راعی۔ نوکر ہو یا آقا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں

صاف اعلان فرمایا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ؕ
(سورۃ الاحزاب۔ ع ۲۱۔ پ ۲۱)

ترجمہ۔ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

وضاحت کے لئے مثالیں

پہلی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نماز پڑھنے کا حکم تو دے دیا۔ مگر خود پڑھ کر نہیں دکھائی۔ روزہ رکھنے کا حکم تو دیدیا۔ مگر خود روزہ رکھ کر نہیں دکھایا۔ تیسری۔ حج کرنے کا حکم تو دے دیا۔ مگر خود حج کر کے نہیں دکھایا۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرما دی اور حضور انور کی

تمام اُمت کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے رکھو لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کے ہو ہی نہیں سکتی۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث قرآن مجید کی طرح آج تک محفوظ ہیں۔

کیونکہ اگر احادیث نبویہ محفوظ نہ رہتیں تو قرآن مجید کے الفاظ تو محفوظ رہتے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مُراد جو قرآن مجید کے الفاظ میں تھی وُہ محفوظ نہ رہتی۔

انکار حدیث کا سبب

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے محفوظ رہنے کا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے نہ کسی اہل السنۃ والجماعۃ کے محقق عالم سے قرآن مجید اول سے آخر تک علمی تحقیقات کی روشنی میں پڑھا اور نہ کسی اہل السنۃ والجماعۃ کے محقق اور متبحر عالم سے احادیث نبویہ کی مستند کتب احادیث کے پڑھنے اور سند لینے کا شرف ہی حاصل کیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جو ان کے خیال میں آتا ہے وُہ مُنہ سے کہتے جاتے ہیں اور مسلمان پہلے ہی سے عام طور پر جاہل واقع ہوئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ چلو علم حدیث کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے بھی جان چھوٹی۔

اے تعلیم یافتہ نوجوان سوچ تو سہی

اگر بچے کو پرائمری تعلیم دلانے کے لیئے پرائمری سکول میں داخل کرانا اور پرائمری کی تعلیم دینے والے اُستادوں کے سامنے زانوئے ادب تہ کرانا ضروری ہے۔ اور اگر مڈل کی تعلیم دلانے کے لیئے مڈل سکول میں داخل کرانا اور وہاں کے استادوں سے بچے کو تعلیم دلانا ضروری ہے اور اگر میٹرک کی تعلیم دلانے کے لیئے ہائی سکول میں داخل کرانا اور وہاں کے ماسٹروں سے تعلیم دلانا ضروری ہے اور اگر بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے طالب علم کو کالج کے پروفیسروں کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری ہے اور پھر اگر وکالت کی ڈگری حاصل کرنی ہے تو بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد لا کالج میں داخل ہونا ضروری ہے اور اگر اس کے بعد بیرسٹرایٹ لا کی ڈگری حاصل کرنی ہے تو لندن کا سفر کرکے وہاں کے کالجوں سے ڈگری حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور اگر ایم۔بی۔بی۔ ایس کی ڈگری حاصل کرنے کا شوق ہے تو میڈیکل کالج میں داخل ہو کر قابل ترین ڈاکٹروں کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر پھر سول سرجن بننے کا شوق ہے۔ تو سفر کر کے وہاں سے ڈاکٹری کی اعلےٰ ڈگری حاصل کرنے کے لئے جانے کی اشد ضرورت ہے۔ تو کیا جب آسمان سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید بذریعہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قرآن مجید کا معلّم بنایا تھا تو کیا اس مقدس زمانہ کے مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید نہیں پڑھا تھا۔ اور کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جب کبھی صحابہ کرام کو کسی آیت کا مفہوم معلوم کرنے میں کوئی اُلجھن معلوم ہوتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سوال نہیں کیا کرتے تھے؟ اور آپ اس کا جواب دیا کرتے تھے اور کیا اس قسم کے سوالات اور جوابات بفضلہ تعالیٰ محدثین حضرات کی سعی جمیل سے آج تک کتب احادیث میں محفوظ نہیں ہیں

مثلاً

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے کعب بن عجرہ ملے۔ پھر کہا۔ کیا میں تمہیں ایک ایسا تحفہ نہ دوں۔ جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے۔ پھر میں نے کہا۔ ہاں۔ وہ تحفہ مجھے دیجیئے۔ پھر اس نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ پھر ہم نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر صلوٰۃ کس طرح پڑھیں۔ پس تحقیق اللہ نے ہمیں سکھایا ہوا ہے کہ آپ پر سلام کس طرح پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کہو۔ اللھم صل علی محمد و علیٰ اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔

اے حدیث کے محفوظ رہنے کے انکار کرنیوالے نوجوان

اس قسم کے اور بھی کئی واقعات پیش کیئے جا سکتے ہیں۔ مگر تیرے غلط خیالات کو تبدیل کرنے کے لئے فقط ایک واقعہ بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ اگر محدثین حضرات نے اس قسم کے واقعات پونے چودہ سو سال سے محفوظ نہ رکھے ہوتے اور آج ہم مسلمانوں سے کوئی مخالف یہ سوال کرتا۔ کہ تمہارے قرآن مجید میں یہ آیت آئی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۷ پ۲۲)

ترجمہ۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔

تو اس مخالف کو کیا جواب دیتے

لہذا یہ چیز ثابت ہو گئی کہ قرآن مجید

کے ارشادات کا صحیح مفہوم وہی ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے ۔

اس قاعدہ کلیہ کا ثبوت

بھی قرآن مجید ہی سے ملاحظہ ہو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔ (سورۃ النجم ع ۱ پ ۲۷)
ترجمہ۔ اور نہ وہ (رسول) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے ۔ یہ (رسول کا ہر فرمان) وحی ہے جو اس پر آتی ہے ۔

اے انکار حدیث کی غلط فہمی میں مبتلا ہونیوالے نوجوان اس فرمان الٰہی کو غور سے پڑھ

مذکورۃ الصدر دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوا ہے ۔ کہ میرے پیغمبر کی زبان مبارک سے دین کے متعلق جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے ۔ وہ سب وحی الٰہی ہے ۔ البتہ

اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء سلف وخلف

کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور انورؐ کی زبان مبارک سے برآمدہ وحی کی دو قسمیں ہیں ۔ وحی جلی (جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے کہ اس وحی کے معانی پر الفاظ کا جامہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے پہنا کر بھیجا جاتا ہے ۔ اس وحی کا دوسرا نام وحی متلو ہے (جو وحی جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ کو پڑھ کر سنائی ہے) ۔ اور وحی خفی ۔ وحی خفی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور انورؐ کے قلب پر معانی کا القاء ہوتا ہے اور ان معانی پر حضور انورؐ الفاظ کا جامہ خود پہناتے ہیں ۔ وحی کی اس قسم کا دوسرا نام وحی غیر متلو بھی ہے ۔ یعنی جس وحی کو الفاظ کا جامہ پہنا کر سنایا نہیں گیا ۔ معانی کا القاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ۔ اور ان معانی کو الفاظ کا جامہ حضورؐ نے خود پہنایا ۔

اے غلط فہمی میں مبتلا ہونیوالے نوجوان

ٹھنڈے دل سے میرے سابقہ الفاظ کو پڑھ ۔ اس دوسرے قسم کی وحی یعنی خفی کا نام حدیث شریف ہے ۔ اب انصاف سے کہہ ۔ اگر سچے اور درد دل رکھنے والے خادمانِ حدیث کی برکت سے نسلاً بعد نسل حضور انورؐ کے یہ ارشادات محفوظ نہ رہتے تو کیا مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰہِ عِلْمٌ کا ایک حصہ صفحہ ہستی سے مفقود نہ ہو گیا ہوتا ۔ اور کیا پھر اس قسم کے منکرین حدیث کے ذریعہ سے جو اسلام کتر و بیونت شدہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا وہ اصلی اسلام ہوتا ؟ اور مکمل خدائی اسلام ہوتا ۔

اے غلط فہمی میں مبتلا ہونیوالے نوجوان

غور سے سُن اور انصاف کر ۔ کیا پھر وہ کتر و بیونت شدہ اسلام جو پیش کیا جاتا اس میں وہ حکمتیں اور مصلحتیں ہوتیں ؟ اور دنیا اور آخرۃ کی فلاح دارین کا کفیل ہوتا ؟ اور کیا غیر مسلم منہ پھٹ اس مصنوعی اسلام کے مذاق کے طور پر فضاء آسمانی میں پرخچے نہ اُڑاتے ؟ اور تو منہ تکتا نہ رہ جاتا ؟ اب ہم لوگ جنہوں نے بفضلہ تعالیٰ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے پیش کردہ اسلام کی نشر و اشاعت میں عمریں صرف کی ہیں ۔ ہر انصاف کے طالب غیر مسلم پر جرأت اور ہمت سے اس اسلام کو مصالح اور حِکَم سے آراستہ اور پیراستہ کر کے پیش کر سکتے ہیں ۔
ھذا من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر النّاس لا یشکرون ۝

جنت میں سلامتی کے ساتھ پہنچانے والے آسان اعمال

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: لوگو! خداوند رحمن کی عبادت کرو اور بندگانِ خدا کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو خوب پھیلاؤ، تم جنت میں پہنچ جاؤ گے، سلامتی کے ساتھ ۔ جامع ترمذی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۶ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد

اسلام کا قانون بنانے والا اللہ جل شانہٗ ہے

اور اسکی تشریح کرنیوالے رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

چنانچہ اس دعویٰ کے ثبوت کی ایک دلیل ملاحظہ ہو

ارشادِ الٰہی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ الجمعہ رکوع ۲ پارہ ۲۸)

ترجمہ۔ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے۔ تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو۔ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے لیئے یہی بات بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حضور انورؐ نے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کے مختلف پہلوؤں پر جو روشنی ڈالی ہے اور امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔

نمبر ۱

اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنیوالوں پر چہار انعامات

۱۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والوں کے گردا گرد فرشتے گھیرا ڈال لیتے ہیں۔

۲۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے

۳۔ اور ان پر سکینتہ (دل کی تسلی کی نعمت) نازل ہوتی ہے۔

۴۔ اور اللہ تعالےٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) میں کرتا ہے جو اس کے ہاں ہیں

حدیث شریف سے اس کا ثبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ وَ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ غَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ اور ابی سعیدؓ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم ذکر الٰہی کے لیئے نہیں بیٹھتی۔ مگر یہ کہ اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اس پر رحمت چھا جاتی ہے اور اس پر سکونت (یعنی سکون و اطمینان قلب) نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ان شخصوں میں ذکر کرتا ہے جو اسکے قریب ہیں (یعنی مقرب فرشتے)

نمبر ۲

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنیوالے اور نہ کرنیوالے کی مثال زندہ اور مُردہ کی ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْكُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابی موسےٰؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو ذکر نہیں کرتا۔ زندہ اور مُردہ کی سی ہے۔ یعنی ذکر الٰہی کرنے والا گویا کہ زندہ ہے اور نہ کرنے والا مردہ ہے۔

نمبر ۳

جو شخص اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے دل میں یاد کرتا ہے اور اگر کسی جماعت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَ اِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرا بندہ میری نسبت جو گمان رکھتا ہے۔ میں اس کے لئے ایسا ہی ہوں (یعنی اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ اس کو معافی دے دیتا ہوں اور عذاب کا خیال رکھتا ہے تو عذاب کرتا ہوں) اور جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پھر اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ جو ان سے بہتر ہوتی ہے۔

نمبر ۴

اللہ تعالیٰ کے فرشتے راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جو جماعت اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنیوالی ہوتی ہے۔ اس پر اپنے پروں سے گھیرا ڈال لیتے ہیں اور ذکر ختم ہونیکے بعد مکمل رپورٹ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جا پہنچاتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سے وہ لوگ کیا چاہتے ہیں اور کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں وغیرہ وغیرہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِكُمْ قَالَ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَكَ وَیُكَبِّرُوْنَكَ وَیَحْمَدُوْنَكَ وَیُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَیَقُوْلُ كَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّ اَشَدَّ لَكَ تَمْجِیْدًا وَّ اَكْثَرَ لَكَ تَسْبِیْحًا قَالَ فَیَقُوْلُ فَمَا یَسْئَلُوْنَ قَالُوْا یَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ یَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ فَكَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا وَّ اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّ اَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ یَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ فَكَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّ اَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَیَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ یَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فِیْهِمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ

(رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی اللہ کا ذکر کرنے والوں کو پا لیتے ہیں۔ تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ۔ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ (یعنی اللہ کا ذکر سننے اور اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ملنے کے لئے) اس کے بعد آپ نے فرمایا پس وہ فرشتے (آ جاتے ہیں۔ اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں۔ اور آسمانِ دُنیا تک جا پہنچتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے پھر (اللہ تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (اللہ تعالےٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر (اللہ تعالےٰ) پوچھتا ہے اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے (اللہ تعالےٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ کی قسم اے رب انہوں نے دوزخ کو دیکھا تو نہیں ہے آپ نے فرمایا۔ (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے۔ اگر اس دوزخ کو دیکھ لیں۔ تو ان کا کیا حال ہو۔ آپؐ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ اس دوزخ کو دیکھ لیں تو بہت زیادہ دُور بھاگیں اور اس سے بہت زیادہ ڈریں۔ آپؐ نے فرمایا پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے۔ پس تمہیں گواہ کرتا ہوں تحقیق میں نے ان سب کو بخش دیا آپؐ نے فرمایا ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان میں فلاں شخص بھی ہے جو (دراصل) ان میں سے نہیں تھا۔ سوائے اس کے نہیں کہ وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ ایسے بیٹھنے والے (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے) ہیں کہ محروم نہیں رکھا جاتا جو ان کے پاس بیٹھنے والا ہو ٭

نمبر ۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی مبارک صحبت میں صحابہ کرامؓ کی روحانیت پر اثر

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاُسَیْدِیِّ قَالَ لَقِیَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ كَیْفَ اَنْتَ یَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُذَكِّرُنَا النَّارَ وَالْجَنَّةَ كَاَنَّا رَأْیَ عَیْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا كَثِیْرًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ اِنَّا

لَنَلْقیٰ مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ اَبُوْبَکْرٍ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ مَا ذَاكَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَکُوْنُ عِنْدَكَ تُذَکِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ کَاَنَّا رَأْیُ عَیْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا کَثِیْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰی مَا تَکُوْنُوْنَ عِنْدِیْ وَ فِی الذِّکْرِ لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی فُرُشِکُمْ وَ فِیْ طُرُقِکُمْ وَلٰکِنْ یَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّ سَاعَةً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ حنظلہ بن ربیعؓ اسیدی کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکرؓ ملے۔ اور فرمایا اے حنظلہ تیرا کیا حال ہے۔ میں نے کہا حنظلہ منافق ہو گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا۔ اللہ پاک ہے۔ حنظلہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہوتے ہیں اور آپ نصیحت فرماتے ہیں اور دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ہم دوزخ اور جنت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم آپؐ کے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور زمینوں اور باغوں کے مشاغل میں پھنس جاتے ہیں تو ان باتوں میں سے ہم بہت سی بھول جاتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم ہماری بھی یہی حالت ہے۔ پس میں اور ابوبکرؓ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ حنظلہ منافق ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا کیا سبب ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہم کو نصیحت فرماتے ہیں اور ہمارے سامنے دوزخ اور جنت کا ذکر کرتے ہیں تو ہم ایسا محسوس کرتے ہیں گویا دوزخ اور بہشت کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ اور بیوی بچوں زمینوں اور باغوں کے جھگڑوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہم نصیحت کی بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں (یہ سن کر) آپؐ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اس حال میں رہو۔ جس حال میں کہ میرے پاس رہتے ہو اور خدا کی یاد میں لگے رہو۔ تو البتہ تم سے فرشتے مصافحہ کریں تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں پر۔ لیکن حنظلہ یہ ایک گھڑی ہے۔ اور ایک گھڑی یہ۔ تین مرتبہ آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے۔ (یعنی ایک گھڑی حضور قلب کی ہوتی ہے اور ایک گھڑی غفلت اور دنیا کے کام کاج کی اور یہ حالت نفاق کی نہیں ہے)

اس مبارک صحبت کی ایک عام فہم مثال

جس طرح ایک انسان کی آنکھوں میں بفضلہ تعالےٰ نور بینائی موجود ہو۔ مگر رات کے اندھیرے میں وہ کسی چیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ ہاں اگر اس کے سامنے چراغ لاکر رکھ دیا جائے۔ پھر ہر ایک چیز کو پہچان لے گا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک وجودوں کے اندر حضور انورؐ کی صحبت کی برکت سے عالم ملکوت کے حالات کے مشاہدہ کی استعداد پیدا تو ہو چکی ہے۔ جس وقت حضور انورؐ کے سامنے آتے ہیں اس باطنی استعداد کے باعث حضور انورؐ کی برکت سے عالم ملکوت کے حالات مشاہدہ میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ (ذالك فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم

نمبر ۶

اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والوں کے درجے سب سے بلند ہونگے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَ اَرْفَعُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّ الذَّاکِرَاتِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِهٖ فِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَ یَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاکِرَ لِلّٰهِ اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن خدا کے نزدیک کون سا بندہ درجہ میں افضل اور ارفع ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں۔ پھر پوچھا گیا یا رسول اللہؐ کیا ذکر الٰہی کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل اور بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں پر چلائے۔ یہاں تک کہ اسکی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خود (یعنی جہاد کرنے والا) خون سے رنگین ہو جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے) پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا مرتبہ میں اس سے بہتر ہے۔

نمبر ۷

سُبْحَانَ اللّٰهِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہنے کا ثواب

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْکَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ - وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَ فِیْ رِوَایَةٍ اَحَبُّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ لَا یَضُرُّكَ بِاَیِّهِنَّ بَدَأْتَ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ سمرہؓ بن جندبؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بہترین کلام چار چیزیں ہیں۔ سبحان اللہ۔ والحمد للہ۔ ولا الٰہ الا اللہ۔ واللہ اکبر۔ اور ایک روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے پیاری کلام چار چیزیں ہیں:۔

سبحان اللہ ۔ والحمد للہ ۔ ولا الٰہ الا اللہ ۔ واللہ اکبر ۔ ان میں سے جس کلمے سے پہلے شروع کر دیں ۔ کوئی حرج نہیں ہے ۔

نمبر ۸

مندرجہ ذیل چار کلموں کی قیمت ساری دُنیا کی نعمتوں اور خزانوں سے بھی زیادہ ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ (رواہ مسلم)

ترجمہ ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ البتہ یہ کہ میں سبحان اللہ ۔ والحمد للہ و لاالہ الا اللہ واللہ اکبر کہوں (میرا ان کلمات کا کہنا) مجھے اس ساری مخلوقات سے زیادہ پیارا ہے ۔ جس پر کہ سُورج طلوع کرتا ہے ۔ (یعنی سارے جہان کی چیزوں سے ان کلمات کا ایک مرتبہ کہہ دینا مجھے زیادہ عزیز ہے ۔ آپ خود اندازہ کریں ۔ اگر سارے جہان کی چیزوں کی قیمت لگائی جاوے تو وہ سنکھ در سنکھ خزانوں سے بھی زیادہ ہوگی ۔ پھر دوسری یہ بات قابل غور ہے اگر کسی انسان کو اتنا بیحساب روپیہ مل بھی جائے تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ آج وہ شخص مر جائے تو سب پسماندگان کے کام آئے گا ۔ اور مذکورۃ الصدر کلمات طیبہ کا اجر تو انسان کو مرنے کے بعد بھی ملے گا ۔ اور اگر کوئی اور گناہ آڑے نہ آیا (مثلاً نماز نہ پڑھنا ۔ روزہ نہ رکھنا ۔ حج فرض تھا تو نہ کرنا ۔ زکوٰۃ فرض تھی تو نہ دینا ۔ وغیرہ وغیرہ) تو یہی کلمات طیبات پڑھنے والے کو جنت میں پہنچا دیں گے ۔ تو پھر یہ بات ٹھیک ہی نکلی کہ ان کلمات طیبات کا صدقِ دِل سے کہنا ساری دنیا کی نعمتوں سے بڑھ کر مفید ثابت ہوا ۔

نتیجہ

یہ نکلے گا کہ ان کلمات طیبات کے روزانہ پڑھنے والے کے حق میں روزانہ جنت کے داخلے کی تجدید ہوتی رہے گی اور روزانہ یہ معلوم ہوتا رہے گا ۔ کہ وہ ٹکٹ اس شخص سے کھویا نہیں گیا ۔ بلکہ اس شخص کے (دل) بٹوے میں وہ موجود ہے ۔

نمبر ۹

مندرجہ ذیل وظیفہ روزانہ فقط ایک سو مرتبہ پڑھنے سے دس غلاموں کے آزاد کرنے اور ایک سو نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھے جانے اور ایک سو گناہوں کے معاف ہونے اور وہ سارا دن شیطان کے شر سے بچے رہنے اور اس شخص سے بہتر اور کسی شخص کا نیکی نہ کرنے کا ثواب ملیگا ہاں وہ جو اس پہلے شخص سے یہی وظیفہ زیادہ مرتبہ پڑھے ۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ فِیْ یَوْمٍ مِاءَۃَ مَرَّۃٍ کَانَتْ لَہٗ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَکُتِبَتْ لَہٗ مِاءَۃُ حَسَنَۃٍ وَمُحِیَتْ عَنْہُ مِاءَۃُ سَیِّئَۃٍ وَکَانَتْ لَہٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّیْطٰنِ یَوْمَہٗ ذٰلِکَ حَتّٰی یُمْسِیَ وَلَمْ یَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِہٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَکْثَرَ مِنْہُ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کہا لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر ۔ روزانہ ایک سو مرتبہ ۔ اس کو سو غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا ۔ اور سو نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی ۔ اور اس کے سو گناہ مٹا ڈالے جائینگے اور وہ اس روز شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا ۔ اور (قیامت کے دن) کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا ۔ مگر وہ شخص جس نے ان کلمات کو اس سے زیادہ پڑھا ۔ (اور وہ کلمات یہ ہیں) لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر ۔ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فقط اکیلا ہی معبود ہے ۔ معبود ہونے میں اس کا کوئی شریک نہیں ۔ ملک اور بادشاہی اُسی کی ہے اور اُسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے ۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

نمبر ۱۰

ذاکر زندہ اور غافل مُردہ ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ابی موسے رض سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ شخص جو (اپنے رب کو) یاد نہیں کرتا ۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے ۔ (یعنی ذاکر زندہ اور غافل مُردہ ہے)

نمبر ۱۱

اگر انسان اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہے ۔

اور اگر کسی جماعت میں یاد کرے تو میں بھی اُسے جماعت میں یاد کرتا ہوں جو یہاں کی جماعت سے بہتر ہے ۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ میرا بندہ جیسا مجھ میں گمان کرتا ہے ۔ میں اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہوں ۔ اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں ۔ جب مجھے یاد کرتا ہے ۔ پس اگر مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس جماعت سے بہتر ہوتی ہے ۔

نمبر ۱۲

ذاکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت کا اعلان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَ تَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاهُ (رواہ البخاری)

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر سے اس کے دونوں ہونٹ ہلتے ہیں -

ارشاد نبوی کہ انسان کی زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ - عبداللہ بن بسر سے روایت ہے - ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہؐ اسلام کے احکام تو بہت سے ہیں - پس مجھے ایسی چیز بتلایئے کہ میں اس پر پابند ہو جاؤں - آپؐ نے فرمایا تیری زبان ہمیشہ اللہ (تعالیٰ) کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے -

سبحان اللہ

حضور انورؐ نے اس شخص کو کیسا عجیب اور مختصر سا وظیفہ سکھا دیا - جس کی برکت سے دنیا کی زندگی میں گناہوں سے بچے گا - اور قیامت کے دن جنت میں جا پہنچے گا -

ذکر کرنے والی جماعت کے باعث اللہ تعالیٰ فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ مُعٰوِیَةُ عَلٰی حَلْقَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا غَیْرُهٗ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُهْمَةً لَکُمْ وَ مَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ هٰهُنَا قَالُوْا اَجْلَسَنَا نَذْکُرُ اللّٰهَ وَ نَحْمَدُهٗ عَلٰی مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَ مَنَّ بِهٖ عَلَیْنَا قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُهْمَةً لَّکُمْ وَلٰکِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ یُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَةَ (رواہ مسلم)

ترجمہ - ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) معاویہؓ ایک مسجد میں پہنچے - جہاں حلقہ جما ہوا تھا - انہوں نے پوچھا - تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے - انہوں نے کہا ہم ذکر الٰہی کے لئے یہاں بیٹھے ہیں - معاویہ نے کہا خدا کی قسم - نہیں بٹھایا ہے - تمکو مگر اسی (ذکر الٰہی) نے - انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی - نہیں بٹھایا ہم کو سوائے اس کے کسی نے - معاویہ نے کہا خبردار ہو - کہ میں نے تم پر تہمت رکھنے کے لئے تمہیں قسم نہیں دی ہے (یعنی تمہیں جھوٹا سمجھ کر میں نے قسم نہیں دی ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کو کم نقل کرنے میں میرے مرتبے کا کوئی شخص نہیں ہے - ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا تم کو یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے - صحابہؓ نے عرض کی ہم یہاں خدا کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں اور ہم اس کی تعریف کرتے ہیں کہ ہمیں اس نے اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم پر اس کا احسان رکھا - آپؐ نے فرمایا - خدا کی قسم نہیں بٹھایا - تمہیں - مگر اسی نے - صحابہؓ نے عرض کی - قسم ہے خدا کی - نہیں بٹھایا ہمیں مگر اسی نے - فرمایا خبردار ہو - میں نے تم پر تہمت رکھنے کے لئے تمہیں قسم نہیں دی - بلکہ میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے مجھ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تم لوگوں پر فخر کر رہا ہے

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ص۴۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے وظیفوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - اسی راستہ پر چلنے میں ہدایت ہے اور اسی میں نجات ہے - اور اسی میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے ●

پہلے حضرت قبلہ نے مندرجہ ذیل خطبہ ۲۲ رمئی سنہ ۱۹۵۹ء کے جمعہ کیلئے تحریر فرمایا۔ اور اسی موضوع پر تقریر کرنی تھی۔ لیکن بعد میں وقت کے ایک اہم مسئلہ پر تقریر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ وہ تقریر ضبط کر کے حضرت قبلہ کو سنا دی گئی ہے۔ اور اسی شمارہ میں ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔ اسے خطبۂ جمعہ تصور کیا جائے اور ذیل کا خطبہ بھی تبرکاً پیش کیا جا رہا ہے ——— (ادارہ) ———

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

قیامت کے دن انسانوں کی ۲ دو قسمیں

پہلی - وہ لوگ جو عذاب الٰہی سے بچ کر بہشت میں پہنچ جانیوالے ہونگے

قرآن مجید کی اصطلاح میں انہیں مفلحون کہا جاتا ہے

۲ دوسری - وہ لوگ جو ہمیشہ کیلئے دوزخ میں داخل کر دیئے جائینگے

قرآن مجید میں مفلحون کا ذکر

قرآن مجید کی اصطلاح میں پہلی قسم والوں کو مفلحون کہا جاتا ہے یعنی عذاب الٰہی سے نجات پانیوالے۔ قرآن مجید میں سے بعض ایسے مقامات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن میں مفلحون کا ذکر آیا ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی فلاح (نجات) کے اسباب بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

پہلا مقام

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ رکوع ۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اُتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اُتارا گیا۔ اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

دوزخ سے نجات پانے والوں کی ۶ چھ صفتیں

مذکورۃ الصدر آیتوں میں دوزخ سے نجات پانے والوں کی چھ صفتیں ذکر کی گئی ہیں۔ ۱ پہلی اللہ تعالےٰ کے فرمان پر بن دیکھے ایمان لے آتے ہیں (یعنی مان جاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وہ ٹھیک ہے۔) ۲ دوسری باقاعدہ (پانچوں وقت کی) نماز ادا کرتے ہیں۔ ۳ تیسری اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے محض اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ (یعنی اس خرچ کرنے میں لوگوں کا دکھلاوا یا ان سے شاباش لینا۔ یا واہ واہ کرانا یا الیکشن میں امیدوار بن کر لوگوں سے ووٹ حاصل کرنا مقصود نہیں ہے)۔ ۴ چوتھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو احکام نازل ہوئے ہیں۔ انہیں بھی مانتے ہیں۔ ۵ پانچویں اور حضور انور سے پہلے جو کچھ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ۶ چھٹی اور قیامت کی آمد کو بھی دل سے مانتے ہیں۔

غور سے پڑھیں

برادران اسلام۔ مرد ہوں یا عورتیں سب سے اپیل کرتا ہوں کہ گذشتہ سطور کو غور سے پڑھیں اگر عذاب الٰہی سے بچنے کی آرزو ہے۔ تو مذکورۃ الصدر چھ صفتیں اپنے اندر پیدا کریں۔ وہ چھ صفتیں عربی سے اُردو میں ترجمہ کر کے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کر دی گئی ہیں۔ تاکہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر نہ کر سکیں کہ کہ اے اللہ ہمیں تو ان چھ صفتوں سے متصف ہو کر تیرے حضور میں حاضر ہونے کا علم ہی نہیں تھا۔

دوسرا مقام

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۱۱ پ ۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور بُرے کاموں سے روکتی رہے اور وُہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ یعنی تقویٰ۔ اعتصام بحبل اللہ، اتحاد و اتفاق، قومی زندگی، اسلامی مواخات۔ یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت و ارشاد کے لئے قائم رہے۔ اس کا وظیفہ یہ ہی ہو کہ اپنے قول و عمل سے دنیا کو قرآن و سنت کی طرف بلائے اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سُستی یا بُرائیوں میں مبتلا دیکھے۔ اس وقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور بُرائی سے روکنے میں اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہی حضرات کر سکتے ہیں۔ جو معروف و منکر کا علم رکھتے اور کتاب و سنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ہی ذی ہوش اور موقع شناس ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل

آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کر دے۔ یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کے حدوث کا موجب ہو جائے۔ یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے موقعہ پر نرمی برتنے لگے شاید اسی لئے مسلمانوں میں سے ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہل ہو۔ حدیث میں ہے کہ جب لوگ منکرات میں پھنس جائیں اور کوئی روکنے والا نہ ہو تو عام عذاب آنے کا اندیشہ ہے۔ باقی یہ کہ کن احوال و اوقات میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ترک میں آدمی معذور سمجھا جا سکتا ہے اور کن مواقع میں واجب یا مستحب ہے۔ اس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ ابوبکر رازی نے "احکام القرآن" میں اس پر نہایت مبسوط کلام کیا ہے۔ فلیراجع

تیسرا مقام

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ٥ -
(سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸)

ترجمہ۔ اور واقعی اس (قیامت کے) دن (اعمال کا) وزن بھی ہوگا۔ پھر جس شخص کا (نیکیوں کا) پلہ بھاری ہوگا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے (یعنی بہشت میں جائیں گے)

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کا اس آیت پر حاشیہ ملاحظہ ہو۔ "قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا۔ جن کے اعمال قلبیہ و اعمال جوارح وزنی ہونگے۔ وہ کامیاب ہیں اور جن کا وزن ہلکا رہا۔ وہ خسارہ میں رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "ہر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں ایک ہی کام ہے۔ اگر اخلاص و محبت سے حکم شرعی کے مطابق کیا اور برمحل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے یا ریس کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا آخرت میں وہ کاغذ تلیں گے۔ جس کے نیک کام بھاری ہوئے۔ تو برائیوں سے درگذر ہوا۔ اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اعمال جو اس وقت اعراض ہیں وہاں اعیان کی صورت میں مجسد کر دیئے جائیں گے۔ اور خود ان ہی اعمال کو تولا جائے گا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارے اعمال تو غیر قار الذات اعراض ہیں۔ جن کا ہر جز وقوع میں آنے کے ساتھ ہی ساتھ معدوم ہوتا رہتا ہے۔ پھر ان کا جمع ہونا اور تلنا کیا معنی رکھتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ گراموفون میں آج کل لمبی چوڑی تقریریں بند کی جاتی ہیں۔ کیا وہ تقریریں اعراض میں سے نہیں۔ جن کا ایک حرف ہماری زبان سے اس وقت ادا ہو سکتا ہے۔ جب اس سے پہلا حرف نکل کر فنا ہو جائے پھر یہ تقریر کا سارا مجموعہ گراموفون میں کس طرح جمع ہو گیا؟ اسی سے سمجھ لو کہ جو خدا گراموفون کے موجد کا بھی موجد ہے۔ اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے کل اعمال کے مکمل ریکارڈ تیار رکھے۔ جس میں سے ایک شوشہ اور ذرہ بھی غائب نہ ہو۔ رہا ان کا وزن کیا جانا۔ تو نصوص سے ہم کو اس قدر معلوم ہو چکا ہے کہ وزن ایسی میزان (ترازو) کے ذریعہ سے ہوگا۔ جس میں کفتین اور لسان وغیرہ موجود ہیں۔ لیکن وہ میزان اور اس کے دونوں پلے کس نوعیت و کیفیت کے ہوں گے۔ اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ ان باتوں کا احاطہ کرنا ہماری عقول و افہام کی رسائی سے باہر ہے اسی لئے ان کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی۔ بلکہ ایک میزان کیا۔ اس عالم کی جتنی چیزیں ہیں۔ بجز اسکے کہ ان کے نام ہم سن لیں اور ان کا کچھ اجمالی سا مفہوم جو قرآن و سنت نے بیان کر دیا ہو۔ عقیدہ میں رکھیں اس سے زاید تفصیلات پر مطلع ہونا ہماری حد پرواز سے خارج ہے۔ کیونکہ جن نوامیس و قوانین کے ماتحت اس عالم کا وجود اور نظم و نسق ہوگا۔ ان پر ہم اس عالم میں رہتے ہوئے کچھ دسترس نہیں پا سکتے اسی دنیا کی میزانوں کو دیکھ لو۔ کتنی قسم کی ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس سے سونا چاندی یا موتی تلتے ہیں۔ ایک میزان سے غلہ اور سوختہ وزن کیا جاتا ہے۔ ایک میزان عام ریلوے سٹیشنوں پر ہوتی ہے جس سے مسافروں کا سامان تلتے ہیں ان کے سوا "مقیاس الہواء" یا "مقیاس الحرارۃ" وغیرہ بھی ایک طرح کی میزانیں ہیں۔ جن سے ہوا اور حرارت وغیرہ کے درجات معلوم ہوتے ہیں تھرمامیٹر ہمارے بدن کی اندرونی حرارت کو جو اعراض میں سے ہے۔ تول کر بتلاتا ہے کہ اس وقت ہمارے جسم میں اتنے ڈگری حرارت پائی جاتی ہے۔ جب دنیا میں بیسیوں قسم کی جسمانی میزانیں ہم مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اعیان و اعراض کے اوزان و درجات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے تو اس قادر مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک ایسی حسی میزان قائم کر دے۔ جس سے ہمارے اعمال کے اوزان و درجات کا تفاوت صورۃً و حساً ظاہر ہوتا ہو"۔

اعمال قلبیہ اور اعمال جوارح

گذشتہ سطور کی ابتداء میں حضرت شیخ الاسلام کی تحریر میں "اعمال قلبیہ اور اعمال جوارح" کے دو لفظ آئے ہیں۔ ان کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ انسان کے ہر عمل کی بارگاہ الہی میں قبولیت یا عدم قبولیت کا مدار دل کے ارادہ پر موقوف ہے اگر اس عمل میں فقط اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی رضا کی دل میں نفی موجود ہے تو دل کی اس حالت کو اخلاص کہا جاتا ہے۔ اس نیت والا عمل بارگاہ الہی میں قبول بھی ہوگا۔ اور اس کا آخرت میں اجر بھی ملیگا۔ اور اگر اسی عمل میں جو بظاہر نیکی ہے۔ لوگوں کا دکھلاوا مطلوب ہے۔ تاکہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں اور ایسے کاموں کے باعث لوگوں کے دلوں

ں میری عزت ہو تو یہ کام اگرچہ ظاہر نیکی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ یں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے لکہ یہ شخص بارگاہ الٰہی میں مجرم ہے۔ کیونکہ اس کی نیت میں اخلاص نہیں ہے۔ بلکہ ریاء (لوگوں کا دکھلاوا) ہے۔ اللھم لا تجعلنا من المرائین

حدیث شریف سے تائید

میری سابقہ سطور کی حدیث شریف سے تائید ملاحظہ ہو:۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہارے مالوں کو دیکھتا ہے۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے

تشریح

• یعنی اگر کوئی مرد یا عورت خوبصورت ہو، تو اس کی ظاہری صورت کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی انسان بڑا مالدار ہے تو مالدار ہونے کے لحاظ سے بارگاہ الٰہی میں اس کی کوئی قدر و قیمت اور عزت نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے کہ تمہارے دل میں دنیا کی زندگی کے ہر کام میں رضا الٰہی حاصل کرنے کا جذبہ موجود ہے یا نہیں اور اس انسان کے دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف ہے یا نہیں۔ تاکہ اس کی وجہ سے ایسے کاموں سے پرہیز کرتا ہو۔ جن کے کرنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا ہو۔ لہذا اللہ تعالےٰ اس انسان سے راضی ہوتا ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت اور اس کا ڈر موجود ہے۔ ورنہ خوبصورتی اور دولت کے لحاظ سے اسکی بارگاہ میں انسان کی کوئی قیمت اور کوئی حیثیت نہیں ہے

چوتھا مقام

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۚ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَ عَزَّرُوْہُ وَ نَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ الاعراف رکوع 19 پ 9)

ترجمہ۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور بُرے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اُتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی۔ اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

نجات پانے والوں کی آٹھ صفتیں

مذکورۃ الصدر دو آیتوں میں اللہ تعا کے عذاب سے نجات حاصل کرنے والوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی جو اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے ہیں۔ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ جس شخص سے ڈرتا ہے اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کے حکم کی مخالفت کی تو وہ مجھے مارے گا۔ لہذا اللہ تعالےٰ کا ڈر جن انسانوں کے دل میں ہوتا ہے۔ وہ اس کے احکام کی مخالفت اپنی ذلت اور اپنی بے عزتی کے باعث نہیں کرتے۔ ایسے لوگ ہی اللہ تعالےٰ کی گرفت اور سزا سے بچ جاتے ہیں۔ دوسری[2] ان لوگوں کو مال کے کاروبار میں جو نفع ہوتا ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ کا فضل خیال کرتے ہیں۔ اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے مال میں جو حصہ اس کے مفلس اور نادار انسانوں پر خرچ کرنے کا حکم کرتا ہے اسے طیب خاطر سے بجا لاتے ہیں۔ تیسری[3] اور وہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے انسان اللہ تعالےٰ کے احکام کو (جو قرآن مجید میں نازل شدہ ہیں) دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ چوتھی[4]۔ جو لوگ زندگی کے ہر معاملہ میں بجائے اپنے عقلی ڈھکوسلوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی تابعداری کرتے ہیں۔ پانچویں[5]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے جو فرمان الٰہی آئے اُسے دل سے مان لیتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کا سچا پیغمبر سمجھتے ہیں۔ چھٹی[6]۔ اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے ہیں۔ ساتویں اور اللہ تعا کے دین کی بہتری کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ممکن امداد (درمے قدمے) کرتے ہیں۔ آٹھویں[8] آسمان سے جو نور الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے یعنی قرآن مجید۔ ان سے متعلقہ جو احکام اس میں پائے جاتے ہیں۔ بلا چون و چرا ان کی تعمیل کرتے ہیں۔

ہر مسلمان

کا فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے مذکورۃ الصدر آٹھ صفتوں کے پروگرام کو پیش نظر رکھے اور ان صفتوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی پوری کوشش کرے۔ ورنہ قیامت کے دن مسلمانوں کا یہ عذر نہیں ہو سکے گا۔ کہ اے اللہ تیرا قرآن مجید عربی زبان میں تھا اور ہم لوگ اردو زبان کو بآسانی سمجھ سکتے تھے۔ اس زبان میں ہمیں تیرا پیغام کسی نے پہنچایا نہیں تھا

اہالیان لاہور کے عذر کا جواب

اگر باشندگان لاہور قیامت کے دن یہ عذر بارگاہ الٰہی میں پیش کریں کہ اے اللہ ہمیں تو اس کا پتہ نہیں تھا کہ تیرا نازل کردہ قرآن مجید لاہور میں کون ترجمہ کرکے سناتا ہے تو اس کا یہ جواب مل سکے گا۔ کہ جسمانی بیماری کے علاج کے لیئے لندن سے تیار ہو کر آنے والی دوا سارے لاہور میں چکر لگا کر انگریزی دوا فروشوں سے تو لے آتے تھے۔ اگر تمہیں قیامت کے دن کے حساب و کتاب کا ڈر ہوتا تو تم لاہور میں قرآن شریف کا ترجمہ سنانے والے انسان کو تلاش کرتے۔ تو تمہیں پتہ نہیں مل سکتا تھا؟ کہ کون شخص سناتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نہ تمہارے دل میں خوف خدا تھا اور نہ تم لوگ فرمان الٰہی یعنی قرآن مجید کی ضرورت ہی محسوس کرتے تھے۔ لہٰذا آج تمہیں اس لاپرواہی اور احکام خداوندی کی مخالفت کی سزا مل کر رہے گی اور اس جہان میں ہر قسم کے مجرموں کی سزا کا ایک ہی مقام ہے جس کا نام دوزخ ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

پانچواں مقام

وَ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ط وَ مَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ٥ وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَھُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ٥ وَ اِنْ یَّكُنْ لَّھُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْہِ مُذْعِنِیْنَ ٥ اَفِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَ رَسُوْلُہٗ بَلْ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ط وَ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ سورۃ النور رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے تبھی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) گردن جھکائے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں۔ اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کرے گا۔ بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی روشنی میں فیصلہ کرنے کے لئے بلائے جائیں اور وہ فوراً سر تسلیم خم کرکے اس فیصلہ کو ماننے کے لئے حاضر ہو جائیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔

اپیل

برادران اسلام سے دوستانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہر معاملہ میں کتاب و سُنّۃ کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا کریں تاکہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچنے والوں کی فہرست میں شامل کر لئے جائیں۔ وما علینا الا البلاغ

چھٹا مقام

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ط ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ ز وَ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ (سورۃ الروم ع ۴ پ ۲۱)

ترجمہ۔ پھر رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے۔ یہ بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں کی زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے تو ان کا فرض ہے کہ ہر حقدار کا حق ادا کرنے کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ خواہ وہ حقدار اپنا رشتہ دار ہو یا غیر ہو۔

وہ لوگ جو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے

پہلا شاہد

وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا وَ لَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ٥ (سورۃ النساء ع ۲ پ ۴)

ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے نکل جائے۔ اسے آگ میں ڈالے گا۔ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی تمام احکام مذکورہ سابقہ متعلق حقوق یتامیٰ اور وصیت اور میراث اللہ کے مقرر فرمودہ ضابطے اور قاعدے ہیں اور جو کوئی اطاعت کرے گا احکام الٰہی کی۔ جن میں حکم وصیت و میراث بھی داخل ہے۔ اس کے لئے ہمیشہ کو جنت ہے۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے گا۔ اور حدود خداوندی سے بالکل خارج ہو جائے گا۔ وہ ہمیشہ کو ذلت کے ساتھ عذاب جہنم میں گرفتار رہے گا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

دوسرا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا ط وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ٥ (سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پ ۴) ترجمہ۔ بیشک جو لوگ کافر ہیں۔ انکے مال اور اولاد اللہ کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور وہی لوگ دوزخی ہیں وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

کافروں کی دو قسمیں

پہلی ۔ کافروں کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی

قسم میں وہ لوگ آتے ہیں جو اسلام کو اپنا مذہب تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ نہ وہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔ نہ اللہ تعالےٰ کو وحدہٗ لا شریک لہٗ معبود مانتے ہیں۔ نہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کو اللہ تعالےٰ کا رسولؐ تسلیم کرتے ہیں اور نہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا فرمان مانتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس اور ضروریاتِ اسلام کا بھی انکار کرتے ہیں۔

دوسری

کلمہ توحید بھی پڑھتے ہیں۔ زبان سے اللہ تعالےٰ کی الوہیت کا بھی اقرار کرتے ہیں اور رسول خدا کے رسولؐ ہونے کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ قرآن مجید کو اللہ تعالےٰ کی کلام پاک بھی مانتے ہیں۔ مگر صدیق اکبرؓ کے خلافت کے زمانے کے لوگوں کی طرح بعض احکام الٰہی جو قرآن مجید میں موجود ہیں ان کے تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ یہ لوگ پہلی قسم کے کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔

ان لوگوں کی مثال

انگریزوں کی سلطنت کے زمانہ میں مسلمانوں کے بعض خاندان ایسے تھے جو صاف طور پر اور کھلے الفاظ میں کہا کرتے تھے۔ کہ ہم مال میراث کے تقسیم کرنے میں اسلامی شریعت کے پابند نہیں ہیں۔ بلکہ رواج کے پابند ہیں۔ یعنی جس طرح اسلام قبول کرنے سے پہلے ہمارے خاندان میں یہ دستور تھا کہ مال میراث میں فقط لڑکوں کو حصہ دیا جاتا تھا۔ اور میت کی لڑکیوں کو محروم رکھا جاتا تھا۔ اسی طرح اسلام لانے کے بعد بھی ہم اسلام کے اور احکام کو مانتے ہیں۔ مگر اس حکم کے تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔

اس رسم کے ثبوت

میں آپ کو اسی پنجاب کے مختلف خاندانوں کے ایسے واقعات ملیں گے کہ بہنوئی نے اپنے سالے پر خسر کے مرنے کے بعد اپنی بیوی کا حق طلب کیا ہے۔ (جو اس کے سالے کی سگی بہن ہے) اور مقدمہ عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ اور سالے نے عدالت میں گواہ پیش کر دیئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں باپ کی جائداد میں سے لڑکیوں کو حصہ دینے کا رواج ہی نہیں ہے۔ اور عدالت میں گواہ بھگتا دیئے۔ کہ جب میرا دادا مرا تھا تو میرے باپ اور چچا نے میری پھوپھی کو جائیداد میں سے حصہ نہیں دیا تھا۔ چنانچہ ایسے گواہ بھگتنے کے بعد عدالت نے بہنوئی کا مقدمہ خارج کر دیا۔ ایسے لوگوں کو

شریعت الٰہیہ مرتد قرار دیتی ہے

کیونکہ ان لوگوں نے قرآن مجید کا صریح حکم ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اس لئے یہ لوگ مرتد ہیں اور یہ بھی کافروں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

قرآن مجید میں ایسے مرتدین کا ذکر

ملاحظہ ہو۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۱۰ پ ۱)

ترجمہ۔ کیا تم کتاب کے ایک حصّہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصّے کا انکار کرتے ہو۔ پھر جو تم میں سے ایسا کرے۔ اس کی یہی سزا ہے۔ کہ دنیا میں ذلیل ہو اور قیامت کے دن بھی سخت عذاب میں دھکیلے جائیں اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔

اگرچہ شان نزول خاص ہے مگر حکم عام ہے

اگرچہ در اصل قرآن مجید میں یہ آیتیں یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی تھیں۔ مگر ان کا حکم عام ہے کہ جو شخص قرآن مجید کے بعض احکام کو تسلیم کرے اور بعض کا انکار کرے تو اس کے متعلق بھی یہی فیصلہ ہوگا۔ جو یہودیوں کے حق میں ہوا ہے۔

اگر حکم الٰہی کے تسلیم کرنے سے انکار نہ کیا جائے

یعنی دل سے اس حکم کو تسلیم کرے۔ اور زبان سے بھی مان لے۔ مگر عمل کرنے میں لیت و لعل کرے تو ایسے لوگ مرتد نہیں کہلائیں گے۔ بلکہ فاسق کہلائیں گے۔ فاسق کے لئے خلود فی النار یعنی دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی سزا نہیں ہے۔ جتنا عرصہ اس کے دوزخ میں رہنے کے لئے اللہ تعالےٰ فیصلہ کرے گا۔ اتنا عرصہ رہے گا۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے ایسے مجرم دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے

تیسرا شاہد

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۴ پ ۸)

ترجمہ۔ اے آدم کی اولاد اگر تم میں سے تمہارے پاس آئیں جو تمہیں میری آیتیں سنائیں۔ پھر جو شخص ڈریگا اور اصلاح کرے گا۔ ایسوں پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور نہ وہ غم کھائینگے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبّر کیا۔ وہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں۔ "ابن جریر نے ابو یسار سلمی سے نقل کیا ہے کہ یہ خطاب یبنی ادم اما یاتینکم الخ کل اولاد آدم کو عالم ارواح میں ہوا تھا۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے قلنا اھبطوا منھا جمیعًا فاما یاتینکم منی ھدًی الخ۔ اور بعض محققین کے نزدیک جو خطاب ہر زمانہ میں ہر قوم کو ہوتا رہا۔ یہ اس کی حکایت ہے۔ میرے نزدیک دو رکوع پہلے سے جو مضمون

چلا آ رہا ہے۔ اس کی ترتیب و تنسیق خود ظاہر کرتی ہے۔ کہ جب آدم و حوا اپنے اصلی مسکن "جنت" سے جہاں ان کو آزادی و فراخی کے ساتھ بلا روک ٹوک زندگی بسر کرنے کا حکم دیا جا چکا تھا۔ عارضی طور پر محروم کر دیئے گئے تو انکی مخلصانہ توبہ و انابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو اپنی آبائی میراث واپس دلانے کے لئے کچھ ہدایات کی جائیں۔ چنانچہ ہبوط آدم کا قصہ ختم کرنے کے بعد معاً یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا الخ سے خطاب شروع فرما کر تین چار رکوع تک ان ہی ہدایات کا مسلسل بیان ہوا ہے۔ ان آیات میں کل اولاد آدم کو بیک وقت موجود تسلیم کرکے عام خطاب کیا گیا ہے کہ جنت سے نکلنے کے بعد ہم نے بہشتی لباس و طعام کی جگہ تمہارے لئے زمینی لباس و طعام کی تدبیر فرما دی۔ گو جنت کی خوشحالی اور بیفکری یہاں میسر نہیں۔ تاہم ہر قسم کی راحت و آسائش کے سامان سے منتفع ہونے کا تم کو موقع دیا۔ تاکہ تم یہاں رہ کر اطمینان سے اپنا مسکن اصلی اور آبائی ترکہ واپس لینے کی تدبیر کر سکو۔ چاہیئے کہ شیطان لعین کے مکر و فریب سے ہشیار رہو کہیں ہمیشہ کے لئے تم کو اس میراث سے محروم نہ کر دے۔ بےحیائی اور اثم و عدوان سے بچو۔ اخلاص و عبودیت کا راستہ اختیار کرو۔ خدا کی نعمتوں سے تمتع کرو۔ مگر جو حدود و قیود مالک حقیقی نے عائد کر دی ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرو۔ پھر دیکھو۔ ہر قوم اپنی اپنی مدت موعودہ پوری کرکے کس طرح اپنے ٹھکانہ پر پہنچ جاتی ہے۔ اس اثنا میں اگر خدا کسی وقت تم ہی میں سے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے جو خدا کی آیات پڑھ کر سنائیں جن سے تم کو اپنے باپ کی اصلی میراث "جنت" حاصل کرنے کی ترغیب و تذکیر ہو اور مالک حقیقی کی خوشنودی کی راہیں معلوم ہوں۔ ان کی پیروی اور مدد کرو۔ خدا سے ڈر کر برے کاموں کو چھوڑو اور اعمال صالحہ ص۴۴

ص۴۴ اختیار کرو تو پھر تمہارا مستقبل بالکل بے خوف و خطر ہے۔ تم ایسے مقام پر پہنچ جاؤ گے۔ جہاں کسی قسم کے خطرہ اور امن و اطمینان کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں۔ ہاں اگر ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور تکبر کرکے ان پر عمل کرنے سے کترائے۔ تو مسکن اصلی اور آبائی میراث سے دائمی محرومی اور ابدی عذاب و ہلاکت کے سوا کچھ نہ ملے گا۔" وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا گناہوں کی بخشش کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک بدچلن عورت کی اسی عمل پر بخشش ہو گئی کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو ایک کنویں کے پاس اس حالت میں (چکر کاٹ رہا) تھا کہ اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی اور وہ ہانپ رہا تھا کہ پیاس سے مر جائے۔ اس عورت نے پاؤں سے اپنا چمڑے کا موزہ اتارا پھر اپنی اوڑھنی میں اس کو باندھا اور اس پیاسے کتے کے لئے پانی نکالا (اور پلایا) تو اس پر اس کی مغفرت کا فیصلہ فرما دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا جانور (کے کھلانے پلانے) میں بھی ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بے شک ہر زندہ جانور کے کھلانے پلانے میں ثواب ہے۔ صحیح بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۰ رذی قعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۹ رمئی ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

(۱) دنیا کی گذشتہ تاریخ بتلاتی ہے کہ ہمیشہ دو جماعتیں رہی ہیں

(۲) حزب اللہ اور حزب الشیطٰن

(۳) حزب الشیطٰن کی جماعت ہمیشہ اکثریت میں رہی ہے

اور اس جماعت نے ہمیشہ دنیا میں مار کھائی ہے

تینوں دعوؤں کے متعلق شہادتیں

پہلی

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَیَصْنَعُ الْفُلْکَ وَکُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِہٖ سَخِرُوْا مِنْہُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وَیَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِیْھَا مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَھْلَکَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَہٗ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝ وَقَالَ ارْکَبُوْا فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىھَا وَمُرْسٰىھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَھِیَ تَجْرِیْ بِھِمْ فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِ وَنَادٰی نُوْحُ ابْنَہٗ وَکَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَحَالَ بَیْنَھُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۝ (سورہ ھود۔ ع ۴۔ پ ۱۲)

ترجمہ۔ اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لا چکا۔ پھر غم نہ کر ان کاموں پر جو کر رہے ہیں۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر بیشک وہ غرق کیے جائیں گے۔ اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گذرتے۔ اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو۔ تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے۔ جو اسے رسوا کرے گا۔ اور کس پر دائمی عذاب اُترتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا۔ اور تنور سے جوش مارا۔ ہم نے کہا۔ کشتی میں ہر قسم کا جوڑا نرمادہ چڑھا لے اور اپنے گھر والوں کو۔ مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور سب ایمان لانے والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے۔ اور کہا اس میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور وہ انہیں پہاڑ جیسی لہروں میں لیے جا رہی تھی۔ اور نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا۔ جبکہ وہ کنارے پر تھا۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وُہی رحم کرے۔ اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا۔

تینوں چیزوں کا ثبوت

خطبے کے عنوان میں جو تین چیزیں عرض کی گئی تھیں۔ مذکورۃ الصدر آیتوں میں تینوں چیزوں کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ (گزشتہ آیتوں کے ترجمہ میں مندرجہ ذیل فقرے ملاحظہ ہوں)

(۱) "اب کوئی ایمان نہیں لائے گا مگر جو لا چکا" (ان دونوں فقروں سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے بعد جماعتیں دو ہو گئی تھیں) (۲) دوسری یہ بات ہے کہ ایمان لانے والے حزب اللہ (اللہ کی جماعت) اور ایمان نہ لانے والے (حزب الشیطٰن کہلائیں گے) (۳) اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی۔ پھر وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام کی مخالفت کرنے والی جماعت جو حزب الشیطٰن تھی اسے غرق کر دیا گیا۔

ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار

دوسری

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ ط وَاذْکُرُوْٓا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَکُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَۃً فَاذْکُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ وَنَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ط اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰہُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ○ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پ ۸۔)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہُوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔ کیا تمہیں تعجب ہُوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی۔ تاکہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے ہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے۔ فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔

ہود علیہ السّلام کی قوم میں بھی دو جماعتیں تھیں

ایک وہ جو آپ پر ایمان لے آئی تھی وہ حزب اللہ کی تھی۔ دوسری وہ جن کو اللہ تعالےٰ نے ظالم کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ وہ حزب الشیطٰن تھی۔ اور اکثریت ہود علیہ السلام کو نبی نہ ماننے والوں کی تھی۔ چنانچہ ایک آیت کا ترجمہ دوبارہ ملاحظہ ہو۔ جو آپ پہلے ابھی سُن چکے ہیں۔ "اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔" پھر اس دوسری حزب الشیطٰن والی جماعت پر عذاب الٰہی نازل ہوا ہے۔ آیات کے پیش کردہ ترجمہ میں سے ان فقروں کو غور سے پڑھیئے۔ "فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔" پھر اس بدبخت قوم کی اکثریت پر

جو عذاب الٰہی آیا۔ وُہ ملاحظہ ہو

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَۃٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰی کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَۃٍ ○ فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْ بَاقِیَۃٍ (سورۃ الحاقہ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ اور لیکن قوم عاد۔ سو وُہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہُوا دیکھتا کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

اے پاکستان کا مغرور اور بے دین طبقہ

گذشتہ سطور کو غور سے اور آنکھیں کھول کر پڑھ۔ کیا قوم عاد کی طرح تو اللہ تعالےٰ کے فرمان واجب الاذعان جس کا نام ہے۔ قرآن اس کے پہنچانے والے اور اس کی طرف دعوت دینے والے علماء دین کو قوم عاد کی طرح بیوقوف نہیں کہتا؟ اور ان کی توہین اور ان پر مذاق نہیں کرتا؟

کیا ان علماء کرام کی توہین

کا یہ باعث ہے کہ وہ تم سے تمہاری تنخواہ میں حصّہ مانگتے ہیں؟ یا تمہاری کوٹھیوں کا کوئی حصّہ اپنی رہائش کے لئے مانگتے ہیں؟ یا تمہیں آوارہ مزاج اور بیہودہ گو انسانوں کی طرح گالیاں دیتے ہیں؟ ہرگز نہیں

ان علماء کرام کا فقط قصور یہ ہے

کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان واجب الاذعان قرآن کو اپنانے کے لئے دعوت دیتے ہیں کہ تمہارا ظاہر اور تمہارا باطن اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق ہو اور تمہاری نشست و برخاست اور تمہارے معاملات قرآن مجید اور قرآن مجید کی اس تشریح کے مطابق ہوں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

کیا علماء دین کا اس کے سوا

اور کوئی قصور ہے۔ اے ناعاقبت اندیش نوجوان پھر سوچ لے کیا اس دور میں پھر وہی سماں نظر نہیں آ رہا جو ہود علیہ السلام اور اس کی قوم کے وقت کا تھا۔ اور کیا پھر اس خدا تعالیٰ حیّ اور قیوم کے پیغام کے نہ ماننے اور پیغام حق پہچاننے والوں کے متعلق وہی فیصلہ ہونا ممکن نہیں ہے جو ہودؑ اور اس کی مخالف جماعت کے حق میں ہُوا تھا۔

اے اللہ تعالیٰ کے دین کی ظاہراً اور باطناً

مخالفت کرنے والے نوجوان اللہ سے ڈر۔ اگر تو اس دین الٰہی پر عمل نہیں کرنا چاہتا تو کم از کم دین الٰہی کی توہین تو نہ کر۔ اسی میں تمہارا بھلا ہے اور اسی میں تمہاری خیر ہے۔

دعا

اے میرے اللہ میرے دَور کے نوجوان کو دوست

اور دشمن ۔ خیر خواہ اور بدخواہ میں تمیز کرنے کی توفیق عطا فرما۔

تیسری

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِيْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ سورۃ الاعراف ع ۱۰ پ ۸

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اُسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔ اور یاد کرو جبکہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا۔ اور تمہیں زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو سو اللہ کے احسان یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبّروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا اے صالح۔ لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا اگر تو رسول ہے۔ بس انہیں زلزلے نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ پھر صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا۔ اے میری قوم۔ میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیرخواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

صالح علیہ السّلام کی قوم میں بھی دو جماعتیں تھیں

سطور بالا میں یہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ اس قوم کے متکبروں سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے۔ "پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے"۔

آج کل بھی دو قسمیں ہیں

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ البتہ حضور انور کی اُمت میں ایسے اللہ تعالیٰ کے بندے دنیا میں ضرور پیدا ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو اپنی اپنی قوم کو ہر ملک میں قرآن مجید کا علم حاصل کرنے اور اس کو اپنا دستور العمل بنانے کی طرف دعوت دیں گے۔ اس دعوت کے بعد دو جماعتیں ہو جاتی ہیں۔ اکثر غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے قرآن مجید کی تابعداری کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور دولت کے نشہ میں مخمور ہونے والے پہلی قوموں کے متکبّروں کی طرح دعوت دینے والے علماء کرام کو بیوقوف کہہ کر اور زمانہ کے حالات سے ناآشنا کہہ کر خوش ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے طریق کار پر نظر ثانی کر لنی چاہیے ورنہ ان کے حق میں بھی نتیجہ وہی نکلیگا جو پہلے لوگوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرنے پر نکلا تھا۔ وما علینا الا البلاغ۔

چوتھی

وَ اِلٰی مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَ مَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پ ۸-۹)

ترجمہ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں ٹیڑھ پن تلاش کرو

اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم تھوڑے تھے - پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا - اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے - اور اگر تم میں سے ایک جماعت اس پر ایمان لے آئی ہے جو میرے ذریعہ سے بھیجا گیا ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی - پس صبر کرو - جب تک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے - اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا - اے شعیب ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے - یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ - فرمایا - کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں - ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں - اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں - بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے - ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں - مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے - ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے - ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں - اے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے - اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے انہوں نے کہا - اگر تم شعیبؑ کی تابعداری کرو گے تو بیشک نقصان اٹھاؤ گے - پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا - پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے -

تینوں چیزیں ملاحظہ ہوں

اس قوم میں بھی گزشتہ ہلاک شدہ قوموں کے نقشہ کے مطابق تینوں چیزیں ملاحظہ ہوں - حضرت شعیبؑ کی دعوت کے بعد قوم کے دو حصے ہو گئے - ایک حصہ ایمان لانے والا - اور دوسرا ایمان نہ لانے والا - ایمان لانے والا حصہ کمزور ہے - اور نہ لانے والے زبردست معلوم ہوتے ہیں - گزشتہ سطور میں جو ترجمہ کیا گیا ہے - اس ترجمہ میں سے مندرجہ ذیل فقرے پڑھیئے "اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیبؑ ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں - اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے - یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ"

اکثریت پر عذاب الٰہی کا آنا

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ ان لوگوں کے عذاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں - متعدد آیات کے جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان پر ظلّہ، صیحہ، رجفہ تین طرح کے عذاب آئے - یعنی اوّل بادل نے سایہ کر لیا - جس میں آگ کے شعلے اور چنگاریاں تھیں - پھر آسمان سے سخت ہولناک اور جگر پاش آواز ہوئی اور نیچے سے زلزلہ آیا (ابن کثیر) انہوں نے شعیبؑ اور ان کے ہمراہیوں کو بستی سے نکالنے کی دھمکی دی تھی - سو وہ ہی نہ رہے - نہ ان کی بستیاں رہیں اور وہ جو کہتے تھے کہ شعیب علیہ السلام کے اتباع کرنے والے خراب ہوں گے سو خود ہی خراب اور خائب و خاسر ہو کر رہے -

بحکم الٰہی شہرہ آفاق ہونے والے

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے برباد ہونے والوں کے چند واقعات قارئین کرام سن چکے ہیں - اب قرآن مجید میں سے چند ایسے واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں جو احکام الٰہی کی تعمیل کر کے آئندہ آنے والی نسلوں میں اپنا نام روشن کر گئے ہیں - تاکہ ان واقعات کے معلوم ہونے سے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس چیز کے حاصل کرنے کا دل میں شوق پیدا ہو - اللہم وفقنا لما تحب و ترضیٰ - آمین یا الٰہ العالمین -

حضرت نوح علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت - رکوع ۳ - پ ۲۳)

ترجمہ - اور ہمیں نوحؑ نے پکارا - پس ہم کیا خوب جواب دینے والے ہیں - اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے نجات دی - اور ہم نے اس کی اولاد ہی کو باقی رہنے والی کر دیا اور ہم نے ان کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ سارے جہان میں نوح پر سلام ہو

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں "تقریباً ساڑھے نو سو سال تک حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھاتے اور نصیحت کرتے رہے مگر ان کی شرارت اور ایذا رسانی برابر بڑھتی رہی - آخر حضرت نوحؑ نے مجبور ہو کر اپنے بھیجنے والے کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا - "رَبِّ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" قمر ع ۱ - اے پروردگار میں مغلوب ہوں - آپ میری مدد کو پہنچیے - دیکھ لو اللہ نے ان کی پکار کیسی سنی - اور مدد کو کس طرح پہنچا - نوح علیہ السلام کو مع ان کے گھرانے کے رات دن کی ایذا سے بچایا - پھر ہولناک طوفان کے وقت انکی حفاظت کی اور تنہا اس کی اولاد سے زمین کو آباد کر دیا اور رہتی دنیا تک اس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی چھوڑا - چنانچہ ان تک خلقت ان پر سلام بھیجتی ہے اور سارے جہان میں نوح علیہ السلام کہہ کر یاد کئے جاتے ہیں - یہ تو نیک بندوں کا انجام ہوا - دوسری طرف ان کے دشمنوں کا حال دیکھو کہ سب کے سب زبردست طوفان کی نذر کر دیئے گئے - آج ان کا نام و نشان باقی نہیں - اپنی حماقتوں اور شرارتوں کی بدولت دنیا کا بیڑہ غرق کرا کر رہے -

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ
اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ
مَاذَا تَرٰى ۚ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ
سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝
فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَ
نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ
هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ
عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝
(سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ پ ۲۳ -

ترجمہ:- پھر جب (بیٹا) اس کے ہمراہ چلنے پھرنے لگا - کہا اے بیٹے بیشک - میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں - پس دیکھ تیری کیا رائے ہے - کہا - اے ابا جو حکم آپ کو ہوا ہے - کر دیجئے - آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے - پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا - ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچا کر دکھایا - بیشک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں - البتہ یہ صریح آزمائش ہے اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی

شیخ الاسلام کے حاشیہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق توراۃ کا حوالہ

توراۃ میں ہے کہ جب ابراہیمؑ نے بیٹے کو قربان کرنا چاہا اور فرشتہ نے ندا دی کہ ہاتھ روک لو - تو فرشتے نے یہ الفاظ کہے - خدا کہتا ہے کہ چونکہ تو نے ایسا کام کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو بچا نہیں رکھا - میں تجھ کو برکت دونگا اور تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور ساحل بحر کی ریتی کی طرح پھیلا دونگا (توراۃ تکوین اصحاح ۲۲ - آیت ۱۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ

(سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۴ - پ ۲۳)

ترجمہ - اور البتہ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی مصیبت سے نجات دی اور ہم نے انکی مدد کی - پس وہی غالب رہے اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی اور ہم نے دونوں کو راہ راست پر چلایا اور ان کے لئے آئندہ نسلوں میں یہ باقی رکھا - کہ موسیٰؑ اور ہارون پر سلام ہو - بیشک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں -

حضرت الیاس علیہ السلام کا آئندہ آنے والی نسلوں میں ذکر خیر

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلْ يَاسِيْنَ ۝

(سورہ الصّٰفّٰت ع ۴ - پ ۲۳)

ترجمہ - اور بے شک الیاس رسولوں میں سے تھا - جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں - کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر بنانے والے کو چھوڑتے ہو - اللہ کو جو تمہارا رب ہے اور تمہارے باپ دادا کا رب ہے - پھر انہوں نے اسے جھٹلایا - پس بیشک وہ حاضر کئے جائیں گے - مگر جو اللہ کے خالص بندے ہیں اور ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں چھوڑا کہ الیاس پر سلام ہو -

شیخ الاسلام کی قلم سے حضرت الیاس علیہ السلام کے کچھ حالات

حضرت الیاس علیہ السلام بعض کے نزدیک حضرت ہارون کی نسل سے ہیں - اللہ نے ان کو ملک شام کے ایک شہر "بعلبک" کی طرف بھیجا - وہ لوگ بعل نامی ایک بت کو پوجتے تھے - حضرت الیاسؑ نے ان کو خدا کے غضب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا - حضرت الیاس علیہ السلام کو سب نے جھٹلایا - مگر اللہ کے چنے ہوئے بندوں نے تکذیب نہیں کی - لہذا وہ ہی سزا سے بچے رہے -

الیاس علیہ السلام کے واقعہ میں وہی ہوا

جو پہلی امتوں کے وقت میں ہوتا رہا تھا - یعنی پیغمبر کی تبلیغ کے بعد دو جماعتیں ہو گئیں - اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں نے ان کی تائید کی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعداد میں بمقابلہ تکذیب کرنے والوں کم تھے - وہ تو عذاب الہیٰ سے مستثنےٰ رہے اور جو ان کو جھٹلانے والے تھے وہ عذاب الہیٰ میں گرفتار ہونے کے مستحق ہو گئے

ذکر خیر چھوڑا

اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت الیاس علیہ السلام کا نام آج تک نیکی کے ساتھ زندہ رکھا - اور اسی طرح قیامت تک لوگ انہیں الیاس علیہ السلام کے لقب سے یاد کرتے رہیں گے - وذالک فضل اللہ

تاریخ اپنے اوراق کو دہراتی ہے

آج کل بھی مذکورۃ الصدر نقرہ کے مطابق وہی ہو رہا ہے جو پہلی قوموں کے واقعات میں انہیں اوراق کے صفحوں پر لکھا ہوا آپ نے پڑھا ہے - برادران اسلام تمہارے دین میں یہ چیز مسلم بلکہ ایک طرح پر بنیادی اینٹ ہے - کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد دنیا میں نبی کوئی نہیں آئے گا - اور قرآن مجید کے بعد نہ کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوگی - اس نظریہ کے بعد پھر انسان کی نئی پیدا ہونے والی نسلوں کی راہ نمائی کس طرح ہوگی - اس کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے روپوش ہونے کے بعد آپؐ کی امت میں یہ رہا ہے - کہ

کتاب وسنتہ

کے فاضل جنہیں اسلامی اصطلاح میں علماء دین کہا جاتا ہے وہ ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں - اور آج کل بھی حضور انورؐ کی امت میں سے یہ گروہ کتاب و سنتہ کا اعلان علی الاعلان مسلمان میں کر رہا ہے - اور آئندہ بھی قیامت تک کرتا رہے گا - ان حضرات کے اعلانات متعلقہ احکام کتاب و سنتہ ہونے کے بعد (پہلوں کی طرح) مسلمان قوم میں ایک بہت ہی تھوڑی اور چھوٹی سی جماعت ان علماء کرام کی ہمنوا ہوتی ہے - اور ان حضرات کی دامنگیر ہوتی ہے اور انکی

ہدایات کے سانچہ میں اپنی زندگی کو ڈھالتی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی قسم کے مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی راضی ہونگے اور قیامت کے دن (اللہ تعالےٰ کے فضل میں امید کامل ہے) کہ یہ لوگ دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ ان مخلص مسلمانوں کی جماعت میں خواہ مرد ہوں یا عورتیں انشاءاللہ سب کا ٹھکانا جنت ہوگا اور ان تبلیغ حق کرنے والے حضرات علماء کرام کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ایک بے دین طبقہ ہے اور اس طبقہ میں اکثریت دولتمند امراء کی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو

علماء کرام ایک آنکھ نہیں بھاتے

میری برادری کے یہ حضرات اپنا دل خوش کرنے کے لئے علماء کرام کو توہین آمیز الفاظ سے یاد کرکے اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔

مثلاً

یہ مُلّاں کیا جانتے ہیں۔ یہ مُلّاں بڑے تنگ ظرف ہیں۔ مسلمانوں کی ترقی کے راستہ میں مُلّاں کا وجود ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ملّاں ازم کو ختم کر دینا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ

علماء دین کے ساتھ ان کی ناراضگی کا اصلی باعث

یہ ہے کہ ملّاں لوگ (یعنی علماء کرام) ان کی خواہشات نفسانی کے پورا کرنے میں آڑے آتے ہیں۔ اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔ موجودہ دَور کے ترقی یافتہ نوجوانوں کے خیال میں

جو بالغ عورت اپنی خوشی سے کسی شخص سے ناجائز تعلق رکھ لے

تو یہ فعل کوئی جرم نہیں ہے۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ۱۹۴۷ء سے آج ۱۹۵۹ء تک تقریباً ۱۲ سال سے یہ مملکت اسلامی کہلاتی ہے۔ اور بدکاری کے اڈے آج تک بند نہیں ہوئے۔ بعض نوجوان یہ جواب دیتے ہیں کہ فلاں فلاں اسلامی ممالک میں بھی تو کوئی قانون اس کے متعلق رائج نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایک شخص کنوئیں میں چھلانگ لگا دے گا۔ تو آپ بھی لگا دیں گے۔ ایسے ریلیک جوابوں سے ایک شریف انسان کو شرم آنی چاہیئے۔ انسداد بدکاری کے معاملہ میں کتاب و سنۃ کے حامل

علماء کرام کا نظریہ ملاحظہ ہو۔ بدکاری

(زنا) کے متعلق قرآن مجید کا اعلان

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل ع ۴ پ-۱۵- ترجمہ- اور زنا کے قریب نہ جاؤ بیشک وُہ بیحیائی ہے اور بُری راہ ہے-

حاشیہ شیخ الاسلام پاکستان

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں "کیونکہ زنا سے انساب میں گڑ بڑ ہوتی ہے۔ اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں اور سب کے لئے بُری راہ نکلتی ہے"۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اگر یہ راہ نکلی تو ایک شخص دُوسرے کی عورت پر نظر کرے۔ کوئی دُوسرا اس کی عورت پر کرے گا۔ مسند امام احمد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔ حاضرین نے اسے ڈانٹ بتلائی کہ (پیغمبر خدا کے سامنے ایسی گستاخی)۔ خبردار چُپ رہو۔ حضورؐ نے اس کو فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آکر بیٹھا تو آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تو یہ حرکت اپنی ماں۔ بیٹی۔ بہن۔ پھوپھی۔ خالہ میں سے کسی کی نسبت پسند کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا مجھ کو آپ پر قربان کرے۔ ہرگز نہیں فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں۔ بیٹیوں۔ بہنوں۔ پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔ پھر آپ نے دُعا فرمائی۔ کہ الٰہی اس کے گناہ کو معاف فرما اور اس کے دل کو پاک اور شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔ ابوامامہ فرماتے ہیں کہ اس دُعا کے بعد اس شخص کی یہ حالت ہو گئی کہ کسی عورت وغیرہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا

اللہم صلی علیٰ سیدنا محمد و بارک وسلم"۔

اے آزاد خیال نوجوان

اب تو ہی فیصلہ کر کہ (علماء کرام) بقول تمہارے ملّاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کریں۔ اور ان کے احکام کی خلق خدا میں تبلیغ کریں۔ اور ان سے نجات اور شفاعت کی نعمتیں حاصل کریں۔ یا تیرے ملّا کے توہین آمیز لفظ سے ڈر کر تیری طرفداری کریں۔ اے نوجوان حق پرست علماء کرام کا نعرۂ حق سُن لے۔ "رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَّ رَسُوْلًا"

ترجمہ- ہم اللہ کو اپنا رب بنانے۔ اور اسلام کو اپنا مذہب اختیار کرنے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (اللہ کا) نبی ماننے پر راضی ہیں۔

دعوت

طرزِ جدید کے تمدن اختیار کرنے والے نوجوان کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ عزیز تو بھی ہماری اسٹیج پر آ کھڑا ہو۔ تیرا بھلا اور تیری دارین کی بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ قیامت کے دن پھر یہ نہ کہنا کہ مجھے کسی نے سیدھے راستے پر آنے کی دعوت نہیں دی تھی۔

آخری فتح

علماء کرام بلکہ تمام دنیا کے اصلی سچے اور کھرے مسلمانوں کا یہ ایمان یعنی یقین ہے۔ کہ انسانوں کے اعمال کے فیصلہ کا آخری دن قیامت کا دن ہے۔ اس دن کے عذاب سے بچنے اور دُنیا کی کامیاب زندگی کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے فقط ایک ہی راستہ ہے۔ وہ یہ کہ قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائیں اور ارشادات قرآنی کی تفاصیل معلوم کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر جائیں

وما علینا الا البلاغ *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۷ ذی القعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ جون ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قیامت کا دن گذر جانیکے بعد جو واقعات پیش آنیوالے ہیں وہ پیش کرنا چاہتا ہوں شاید کسی کیلئے ہدایت کا موجب بن جائیں

پہلا

وَ اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ○ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُلٌّ فِیْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَکَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ ○ (سورہ المومن رکوع ۵ پ ۲۴) (ترجمہ۔ اور جب دوزخی آپس میں جھگڑیں گے۔ پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابعدار تھے۔ پھر کیا تم ہم سے کچھ بھی آگ دور کر سکتے ہو۔ سرکش کہینگے ہم تم سبھی اس میں پڑے ہوئے ہیں۔ بیشک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے)

یہ واقعہ ہے

کہ بعض اوقات زور والے آدمی اپنے گاؤں میں رہنے والے غریب لوگوں سے کوئی ظلم کرا لیتے ہیں۔ اور وہ بیچارے ماتحت ان کے دباؤ سے مجبور ہو کر کر دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کا ان آیتوں میں ذکر ہے اس بیان کردہ قاعدے کی دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی

کسی گاؤں کے چودھری کو کسی کمزور اور غریب آدمی سے دشمنی ہے۔ تو چودھری صاحب کسی آدمی کے ذریعہ اس شخص کی چوری کرا دیں گے مثلاً بھینس یا گائے چوری کرا دی چونکہ گاؤں والے سب چودھری صاحب کے نیچے ہیں۔ اس لئے اگرچہ سب لوگ جانتے ہیں کہ چودھری صاحب نے فلاں شخص سے اس غریب کی چوری کرائی ہے۔ مگر بولتا کوئی نہیں۔ بس وہ غریب رو کر چپ کر جاتا ہے۔ قیامت کے دن یہ چودھری صاحب اور چوری کرنے والا چور دوزخ میں جانے کے بعد جھگڑینگے اللهم لا تجعلنا منهم

دوسری

بعض اوقات حکام وقت اپنی کسی مصلحت کی بنا پر کسی بے گناہ کو پھنسانے کے لئے کسی اپنے ماتحت سے غلط رپورٹ کرا دیتے ہیں اور پھر عدالت میں بھی سب جعلی کارروائی کرا کر کسی بے گناہ کو جیل میں ٹھونس دیتے ہیں یا تختہ دار پر پہنچا دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہماری حکومت کے ہر فرد کو اس قسم کی غلطیوں سے محفوظ رکھے آمین یا الہ العالمین۔

دوسرا

وَ قَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّکُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ○ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَکُ تَاْتِیْکُمْ رُسُلُکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ط قَالُوْا بَلٰی ط قَالُوْا فَادْعُوْا ج وَ مَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ○ (سورہ المومن ع ۵ پارہ ۲۴)

ترجمہ (اور دوزخی جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے عرض کرو کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے۔ وہ کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہ آئے تھے۔ کہیں گے ہاں آئے تھے۔ کہیں گے بس پکارو۔ اور کافروں کا پکارنا محض بے سود ہوگا)

کہیں اس کھاتے میں تو نہیں جا رہے ہو

برادران اسلام میرے مندرجہ ذیل فقرے غور سے پڑھو۔ آج کل پاکستان بننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے پیش کردہ اسلام (جس کا منبع قرآن مجید ہے۔ اور اس کی شرح احادیث الرسول ہیں) کی کھلم کھلا انتہائی مخالفت بڑے زور شور سے ہو رہی ہے کہ انگریز کے وقت میں غالباً اس کا نصف حصہ بھی نہیں تھا۔ علماء کے دین کے خلاف سمجھ دار تعلیمیافتہ طبقہ میں یہ مہم چلائی جا رہی ہے کہ ملا جو اسلام پیش کر رہا ہے۔ وہ اسلام نہیں ہے قرآن مجید کا مطلب ملا سمجھتا ہی نہیں

حاصل

یہ نئی رو جو چل رہی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ پونے چودہ سو سال سے جو اسلام آ رہا ہے۔ اور جسے حق پرست علماء کرام پیش کر رہے ہیں۔ دراصل وہ اسلام ہے۔ میں ان جدت پسندوں سے پوچھتا ہوں کہ جو اسلام آپ پیش کر رہے ہیں۔ کیا چودہ سو سال سے یہی اسلام رائج تھا۔ یا آج ہی آپ نے ایجاد کیا ہے۔

ایک نہایت ہی خطرناک غلطی

چودہ سو سالہ علماء کرام کے پیش کردہ اسلام کی تردید اور اسلام کو ایک نئے رنگ میں پیش کرنے کے خواہشمند احباب ایک نہایت ہی خطرناک غلطی کر رہے ہیں۔ جس سے سارے اسلام کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ اور اسلام ایک کھلونا بن جائے گا۔ وہ بہت بڑی خطرناک غلطی یہ ہے جو لاہور کے ایک بہت بڑے منکر حدیث نے شائع کی ہے۔ "اطاعت صرف خدا کی

ہو سکتی ہے۔ حتیٰ کہ رسول بھی اپنی اطاعت کسی سے نہیں کرا سکتا۔

اس کے اس عقیدہ باطلہ کی قرآن مجید کے متعدد مقامات سے تردید

پہلا

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (سورۃ النساء رکوع ۸ پ۵)۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔

دوسرا

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ الآیہ (سورۃ المائدہ رکوع ۱۲۔ پ۷) ترجمہ اور اللہ اور رسول کا حکم مانو

تیسرا

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۃ النور رکوع ۷۔ پ۱۸) ترجمہ۔ کہدو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

چوتھا

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورہ محمد رکوع ۴ پ۲۶) ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

پانچواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ الآیہ۔ سورہ تغابن۔ رکوع ۲۔ پ۲۸)۔ ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

چھٹا

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (سورہ انفال رکوع ۱ پ۹) ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر ایماندار ہو۔

ساتواں

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ الآیہ (سورۃ الانفال۔ ع ۳۔ پ۹) ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

آٹھواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ۔ (سورۃ الانفال رکوع ۶ پ۱۰)۔ ترجمہ اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو۔

نواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ (المجادلہ رکوع ۲۔ پ۲۸) ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

دسواں

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ۔ (سورہ آل عمران ع ۴ پ۳)۔ ترجمہ:۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو

گیارہواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورہ آل عمران ع ۱۴۔ پ۴) ترجمہ۔ اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو۔ تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

بارھواں

وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ النور۔ رکوع ۷ پ۱۸) ترجمہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے

تیرھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ وَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲ پ۴) ۔ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلے۔ اسے بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہی ہے بڑی کامیابی

چودھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَخْشَ اللّٰہَ وَ یَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورۃ النور ع ۷ پ۱۸) ترجمہ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے۔ پس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

پندرھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۹ پ۲۲) ترجمہ:۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

سولھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْہُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ (سورۃ الفتح رکوع ۲ پ۲۶) ترجمہ۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو نافرمانی کریگا اُسے سخت سزا دے گا۔

سترھواں

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ ؕ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۹۔ پ۱۰) ۔ ترجمہ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

گویا ریت کے ایک ٹیلہ پر سترہ بموں کی بمباری

منکر حدیث کا عقیدہ تو اتنا ہی تھا "اطاعت صرف خدا کی ہو سکتی ہے حتیٰ کہ رسول بھی اپنی اطاعت کسی سے نہیں کرا سکتا"۔ اس گمراہ کن اور باطل عقیدہ کے بطلان پر قرآن مجید سے بطور نمونہ سترہ مقامات میں نے پیش کرکے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مستقل طور پر مسلمانوں کے ذمہ فرض ہے۔ چونکہ اس قسم کے منکر حدیث نے کسی مستند عالم سے تفسیر قرآن مجید نہیں پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لے کر آج تک قرآن مجید کے ارشادات کی تفسیر آ رہی ہے۔ اس لیئے تفسیر قرآن مجید میں ابھی ٹامک ٹویاں مارتے ہیں۔ جنہیں مستند عالم قرآن کبھی نہیں مان سکتا۔ ہاں علم قرآن مجید سے نا آشنا طبقہ ان کی ہاں میں ہاں ملا لے تو بعید از قیاس نہیں ہے۔ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ چلو انکار حدیث کرنے سے حدیث شریف پر عمل کرنے سے چھٹی مل گئی۔

اے منکر حدیث کے دام تزویر میں آنے والے نوجوان

میں تمہیں عقلی طور پر تمہارے ہی مسلم اصول پر حدیث شریف کی ضرورت سمجھانا چاہتا ہوں۔ ذرا غور سے سن۔ دنیاوی گورنمنٹ جب کوئی قانون اپنی رعایا کے لیئے بناتی ہے جسے آج کل کی اصطلاح میں لاء کہا جاتا ہے۔ تو اس قانون کے بعض جملوں سے اگر متعدد معانی نکل سکتے ہوں تو گورنمنٹ اپنے قانون کی دفعہ کا وہی مطلب لے گی جو گورنمنٹ کی اپنی منشا کے مطابق ہوگا۔ کہ جو مجرم اس عبارت سے مطلب نکال کر اپنے آپ کو گورنمنٹ کی گرفت سے بچانا چاہے۔ اسی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ کے لاء کے ساتھ گورنمنٹ کے منظور کردہ بائی لاز بھی ہوتے ہیں تاکہ بائی لاز گورنمنٹ کے قانون کی وضاحت کر سکیں۔

اے میرے بھائی منکر حدیث

قرآن مجید کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بعینہٖ وہی نسبت ہے جو دنیاوی قوانین میں لاء کے ساتھ بائی لاز کو ہوتی ہے لہذا بطور نمونہ قرآن مجید کے سترہ مقامات سے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری بھی ضروری ہے۔ علیحدگی سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہوگی۔ ہرگز نہیں بلکہ ان دونوں فرمانبرداریوں کا علیحدہ علیحدہ ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ دراصل اللہ تعالےٰ کے حکم ہی کی مسلمان تعمیل کرے گا۔ مگر تعمیل حکم کی صورت وہ اختیار کرے گا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعین فرمائیں گے۔

اب جو شخص حضور انور کی بیان کردہ حکم الٰہی کی تصویر کو نہیں مانے گا

وہ مجرم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے باعث آخرۃ میں اس کی قیامگاہ وفاداروں والی نہیں ہوگی۔

تیسرا

یعنی قیامت کا دن گزر جانے کے بعد جو واقعات پیش آنے والے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تیسرا واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ (وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون ع ۶۔ پ ۱۸)۔ ترجمہ۔ اور جن کا نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہونگے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں تو بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

آج کل مغربی پاکستان میں مذکورۃ الصدر نقشہ جلی حروف میں لکھا ہوا نظر آتا ہے

عام طور پر لوگوں کی یہ ذہنیت ہو گئی ہے اور بالخصوص جدید تعلیمیافتہ طبقہ کے لوگوں کی کہ اللہ تعالےٰ کے دین کے محافظ علماء دین کی توہین کرتے ہیں۔ دین دار طبقہ خواہ کتنا نیک بن کر ان کے سامنے آئے۔

خطبہ جمعہ:- گزشتہ ہفتہ میں حضرت مولانا **احمد علی** صاحب مدظلہ العالی سفر پر تشریف لے گئے۔ راستہ میں ہی۔ طبیعت علیل ہو گئی۔ سفر سے واپس آنے کے بعد بھی تکلیف باقی رہی۔ اس بنا پر آپ اس جمعہ کا خطبہ ضبط تحریر میں نہیں لا سکے۔ جمعہ کے دن آپ نے جو تقریر فرمائی وہ ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ تو کر لی گئی۔ لیکن وقت پر مرتب نہ ہونیکے باعث ہم اسے اس ہفتہ ہدیہ ناظرین کرنے سے معذور ہیں۔ اسکی جگہ ہم ایک پرانا خطبہ پیش کر رہے ہیں تاکہ ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور کے صفحات خطبہ سے خالی نہ رہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعۃ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ——— اما بعد ———

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ سورہ آل عمران ع ۱۱ پ

ترجمہ:- اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو۔ جیسا اُس سے ڈرنا چاہیئے اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

خدا کی امانت

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ایک امانت عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام اسلام ہے۔ جس کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے۔ جس پر عمل کرکے دکھانے کے لئے جو عامل آیا ہے اس کا نام نامی اور اسم گرامی **محمد** (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو اس کے نقش قدم پر چلنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ (سورۂ احزاب ع ۳ پ ۲۱) تمہارے لئے (اے مسلمانو!) رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے۔

مسلمان کے نام کی قدامت

برادران اسلام۔ آپ کو معلوم ہے کہ سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا نام زمانہ قدیم یعنی تقریباً آج سے چار ہزار برس پہلے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے امت مسلمہ رکھا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ مذکورۃ الصدر دونوں انبیا علیہما السلام نے یہ دعا کی تھی۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ (الآیہ)

اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک فرمانبردار جماعت پیدا کر۔

اس کے بعد دونوں حضرات دعا کرتے ہیں۔ کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

ترجمہ۔ اے ہمارے رب اور اس امت مسلمہ میں ایک رسول بھیج۔ جو ان پر تیری آئتیں پڑھے اور ان کو کتاب (یعنی قرآن) سکھائے اور دانشمند بنائے اور انہیں پاک کرے۔ بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔

لہذا مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے پیغمبروں کے رکھے ہوئے نام کی لاج رکھ کر دکھائے۔ یعنے اپنے اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے سونے جاگنے۔ چلنے پھرنے بولنے۔ چالنے دینے۔ لینے۔ راحت ورنج شادی۔ غمی۔ غرضیکہ دن اور رات کے اپنے ہر عمل حیات میں اطاعت اور فرمانبرداری الٰہی کو اپنا شعار بنائے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اجازت کے بغیر کوئی کام کرنے نہ پائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا پکا کھرا اور اصلی مسلمان سمجھا جائے اور اس سچائی کے باعث سچے مسلمان کی فہرست میں شامل ہو کر مندرجہ ذیل خوشخبری پائے۔ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

ترجمہ۔ "ہاں جس شخص نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ درآنحالیکہ وہ نیکوکار ہو تو اس کے لئے اللہ کے ہاں اجر ہے اور ایسے لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔"

سچے مسلمان کا نمونہ

میرے معزز بھائیو! میں آپ کے سامنے قرآن حکیم سے ایک سچے مسلمان کا نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ ہم بھی اپنے آپ کو اس نمونہ پر لا سکیں۔ ارشاد ہے۔

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّۃِ اِبْرٰھٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِہَ نَفْسَہٗ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

ترجمہ۔ اور کون ہے جو ابراہیمؑ کے دین سے منہ موڑے۔ سوائے اس کے جس نے اپنے نفس کو بے وقوف بنا لیا ہو اور البتہ تحقیق ہم نے اسے دُنیا میں برگزیدہ کیا ہے اور بیشک وہ آخرت میں نیکوکاروں میں ہوگا۔ جبکہ اس کے رب نے اسے کہا فرمانبردار ہو جا۔ اس نے جواب دیا۔ میں رب العالمین کا فرمانبردار ہو گیا"

حاصل اس فرمان الٰہی کا یہ نکلا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے سچے اور کھرے مسلمان ہیں۔

میرے معزز بھائیو اور بہنو! ہمیں ابراہیمؑ کا نمونہ اختیار کرنے کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ (الآیہ)۔

ترجمہ۔ اے مسلمانو! تمہارے لئے ابراہیمؑ میں بہت اچھا نمونہ ہے۔

اب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر ایک نظر کیجئے اور دیکھئے کہ انہیں کن کن امتحانات میں مبتلا ہونا

پڑا تاکہ ہم بھی ان کا نمونہ اختیار کر کے سچے مسلمان بن سکیں۔

پہلا امتحان جان کی قربانی

حضرت ابراہیمؑ نے تمام ماسوی اللہ سے تعلق توڑ کر ایک خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ سے عبدیت کا تعلق جوڑنے کا اعلان فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں وہ اعلان بایں الفاظ موجود ہے

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝

ترجمہ۔ "میں نے اپنے منہ (یعنی اپنے آپ) کو اس اللہ کی طرف متوجہ کیا ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے ہیں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں"

اس اعلان کے بعد انہوں نے اپنی قوم کو بت پرستی سے منع کرنا شروع کیا۔ ابراہیم علیہ السلام کی صدائے حق پر جب انہوں نے لبیک نہ کہی اور شرک و بت پرستی سے باز نہ آئے تو ابراہیمؑ نے انہیں دھمکی دی کہ میں کسی وقت تمہارے بتوں کی خبر لوں گا۔ چنانچہ ایک دن وہ لوگ اپنا تہوار منانے کے لئے جب شہر سے باہر نکل گئے اور بتخانہ میں بتوں کے سامنے کئی قسم کے کھانے پکا کر تبرک حاصل کرنے کے خیال سے رکھ گئے۔ تاکہ واپس آکر یہ تبرک اٹھائیں گے۔ تو ابراہیم علیہ السلام بت خانہ کو پجاریوں سے خالی پاکر اندر گھس گئے۔ سوائے ایک بڑے بت کے سب کو توڑ ڈالا۔ جب وہ لوگ لوٹ کر شہر میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سوائے ایک بڑے بت کے باقی سب ٹکڑے ہیں۔ آپس میں تفتیش کرنے لگے۔ کسی نے کہہ دیا کہ ایک نوجوان ان کے متعلق اچھے خیال نہیں رکھتا۔ اس کا نام ابراہیم ہے یہ رائے ٹھہری کہ اسے پکڑ کر لوگوں کے سامنے لاکر پوچھو۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام لائے گئے۔ تو اس بڑے مجمع میں ان سے سوالات کئے گئے۔ کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ ناروا حرکت کی ہے؟ ابراہیمؑ نے جواب دیا۔ باقی تو کٹ گئے۔ یہ بڑا تو موجود ہے۔ اس سے پوچھو۔ اگر تمہارے خدا کچھ بول سکتے ہیں۔

سب شرمندہ ہو کر کہنے لگے۔ واقعی تم بے انصاف ہو۔ پھر شرم کے مارے ابراہیم علیہ السلام سے آنکھ تو ملا نہ سکتے تھے۔ سر جھکا کر کہتے ہیں تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے معبود بات نہیں کر سکتے۔ ابراہیمؑ بولے اللہ تعالٰے کو چھوڑ کر تم نے معبود بھی ایسوں کو بنایا جن کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ کسی قسم کا نفع یا نقصان تمہیں نہیں پہنچا سکتے۔ بالآخر وہ لوگ گفتگو میں جب لاجواب ہوئے۔ تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اپنے بتوں کا بدلہ اس طرح لیں کہ انہیں آگ میں جلا دیا جائے۔ مفسرین حضرات کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کے لئے جو بھٹہ تیار کیا گیا تھا۔ اس کی دیواروں کی اونچائی تیس ہاتھ تھی۔ اور بیس ہاتھ اس کا عرض تھا۔ اس بھٹہ میں ڈالے جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے کئی فرشتے آئے جو اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر موکل ہیں اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ مگر حضرت ابراہیمؑ نے کسی کی خدمت قبول نہیں فرمائی۔ مثلاً ہوا کا فرشتہ آیا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کی مدد کروں اور ہوا کو حکم دوں کہ اس آگ کو اڑا کر لے جائے اور یہاں ایک چنگاری بھی باقی نہ رہے ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے تمہاری کسی قسم کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مینہ کا موکل فرشتہ آیا کہ اگر میری خدمت کی ضرورت ہو تو اس آگ پر مینہ لا کر برسا دوں۔ اور ایک چنگاری نہ رہنے دوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

بالآخر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے عرض کی کہ اگر میری خدمت کی ضرورت ہو تو حاضر ہوں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا۔ مجھے آپ کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اگر ہم سے کسی قسم کی خدمت نہیں لیتے تو کم از کم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ آپ کی اس مصیبت کو دور فرمائے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

یکفینی عن سوالی علمه بحالی

(مجھے اس سے سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ میرے حال سے خود واقف ہے)

بالآخر انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے بھٹہ میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ۝ (اے آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈک اور سلامتی والی ہو جا)۔ یہ الگ چیز ہے کہ اللہ تعالٰے نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے صحیح سلامت بچا لیا۔ مگر انہوں نے تو اپنی توحید پرستی کے جرم میں اپنے آپ کو آگ میں ڈلوا دیا۔ اپنے سچے مذہب اسلام پر قربان ہونے کا یہ وہ امتحان ہے جو آج چار ہزار برس تک دنیا کو یاد ہے اور رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔

دوسرا امتحان (ہجرت)

اللہ تعالٰے کا قانون یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی کوئی پیغمبر کسی قوم میں آیا اور اس پیغمبر نے احکام الٰہی کی تبلیغ فرمائی اور اس امت نے بجائے تسلیم کرنے کے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے انکار کیا تو ان پر یکایک عذاب نہیں آیا۔ ان لوگوں نے پیغمبروں کو اگرچہ طرح طرح سے ستایا۔ انہیں کئی قسم کے دکھ دیئے۔ مگر پیغمبروں نے اُف تک نہ کی اور مسلسل اپنا تبلیغی فرض انجام دیتے رہے۔ بالآخر۔ جب انبیاء علیہم السلام کا پیمانہ صبر لبریز ہو جاتا اور باطل پرستوں کے دل ناقابل اصلاح ہو جاتے تو اپنی اسلام دشمنی میں وہ اس حد تک تنزل کر جاتے کہ انبیاء علیہم السلام کو موت کے گھاٹ اُتارنے پر آمادہ ہو جاتے اس وقت قانون الٰہی کی دو صورتیں نظر آتی ہیں۔ بعض اوقات چھوٹے درجے کے انبیاء علیہم السلام کو اُمتوں نے قتل بھی کیا۔ البتہ بڑے پایہ کے انبیاءؑ کو اللہ تعالٰے قتل ہونے سے بچا لیتے تھے۔ اور انہیں اس کفرستان سے ہجرت کا حکم دے دیتے تھے۔ لیکن پیغمبر کی ہجرت کے بعد اس اُمت پر عذاب نازل ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ چونکہ بڑے پایہ کے پیغمبر ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار کے ہاتھوں مرنے سے بچا کر ہجرت کرا دی۔ حضرت ابراہیمؑ عراق عرب میں پیدا ہوئے۔ شاہ بابل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ بابل کے دفن شدہ کھنڈرات آج بھی اپنی عظمت کی تباہی پر مرثیہ خواں ہیں فاعتبروا یا اولی الابصا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۳ میں ارشاد ہے۔ ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کیا پوجتے ہو۔ کیا اللہ کے سوا جھوٹے بنائے ہوئے خداؤں کو پوجتے ہو۔ پھر رب العالمین کے متعلق کیا خیال کرتے ہو۔ فرمایا کہ تم ان بتوں کو پوجتے ہو جنہیں خود تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور وہ جو تم بناتے ہو اُسے بھی۔ ساری قوم نے کہا (چونکہ ابراہیمؑ نے ہمارے بتوں کو توڑ پھوڑ دیا ہے اس لئے اس کے واسطے ایک عمارت بناؤ پھر اُسے آگ کے ڈھیر میں ڈال دو۔ ان لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو نقصان پہنچانے کے لئے تدبیر سوچی۔ پھر ہم نے انہیں نیچا دیکھنے والا کر دیا۔ (یعنی اپنی تدبیر میں ناکام رہے) اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اب اس مُلک سے اپنے رب کے لئے ہجرت کرنے والا ہوں۔ وہ میری راہنمائی کرے گا۔ (چنانچہ اللہ تعالےٰ نے شام کی طرف جانے کی رہنمائی فرمائی)

ابراہیم علیہ السلام کا یہ دوسرا امتحان ہے کہ اپنے باپ اور ساری برادری اور اپنے وطن مالوف کو اسلام کی حفاظت کی خاطر خیر باد کہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسلام کا ایسا ہی فدائی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تیسرا امتحان۔ بچے اور بیوی کو بیابان میں چھوڑنا

اللہ تعالےٰ نے انسان کے دل میں بیوی اور بچوں کے ساتھ ایک طبعی اُنس اور محبت رکھی ہے۔ انسان خود تکلیف اٹھاتا ہے۔ مگر حتی الوسع بیوی بچوں کو آرام پہنچاتا ہے اور بعض اوقات انسان بیوی اور بچوں کی رضا طلبی کی خاطر خدا تعالےٰ کے احکام کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے (تغابن رکوع ۲) اے مسلمانو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔

حضرات انبیاء علیہم السلام بھی فطرتی جذبات سے خالی نہیں ہوتے۔ لہٰذا انہیں بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ وہی محبت و اُنس ہوتا ہے۔ البتہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے مقابلہ میں وہ کسی چیز کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور اُنکے شیر خوار بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو سرزمین بیت الحرام کے پاس بٹھا کر واپس آنے کی اطلاع دیئے بغیر چپ چاپ لوٹتے ہیں اور حضرت ہاجرہؑ پیچھے آواز دیتی ہیں تو کوئی جواب نہیں دیتے۔ بالآخر انہوں نے یہ آواز دی کہ کیا اللہ تعالےٰ کا آپ کو یہی حکم ہے تو آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا:۔ اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا۔ تب اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت ابراہیمؑ وہاں سے رخصت ہوتے ہوئے آنہیں سپرد خدا کرکے یہ فرماتے ہیں۔ رَبَّنَا اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ٥

ترجمہ:۔ اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو ایسی وادی میں ٹھہرایا ہے۔ جہاں کوئی کاشت نہیں ہوتی۔ البتہ تیرے عزت والے گھر کے قریب ہیں۔

حاصل کلام یہ نکلا کہ حضرت ابراہیمؑ اس تیسرے امتحان میں بھی کامیاب نکلے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں جسے اسلام کہتے ہیں۔ اس میں اپنے بیوی بچوں تک کی پروا نہیں کی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی ایسا ہی مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

چوتھا امتحان۔ بیٹے کا ذبح کرنا

سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۳ میں ہے:۔ ہم نے ابراہیمؑ کو متحمل مزاج بیٹے کی خوشخبری دی۔ جب وہ بیٹا ابراہیمؑ کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا۔ تب ابراہیمؑ نے فرمایا۔ اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ بتلاؤ۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹے نے عرض کی اے میرے باپ! جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے۔ وہ بجا لایئے۔ آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ جب دونوں نے حکم مان لیا اور ماتھے کے بل اسے ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا۔ ہم نے اسے پکارا اے ابراہیمؑ! تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ بے شک ہم اسی طرح نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ حضرت ابراہیمؑ کامیاب نکلے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی ادا سے بڑھ کر اسلام کے حفظ و بقا کے لئے خدمت کرنے کی توفیق دے۔ جس طرح ہم مذہب کے لحاظ سے ابراہیم علیہ السلام کے دین کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا کرے کہ اسلام کی امانت جو ہم تک پہنچی ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے بھی جان، مال، عزت، وطن اور اولاد تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

اگر مسلمان ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر اپنے اسلام کی حفاظت کے لئے ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہر قربانی کے لئے سر بکف ہو جائیں۔ تو یقیناً اسلام دنیا کے ہر ہر گوشہ میں پہنچ سکتا ہے اور اس کی تیز و تند شعاعیں یقیناً کفر کی آنکھوں کو اندھا کر سکتی ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

ایک عنوان کے تین اجزا

(۱) دنیا کی گذشتہ ہلاک ہونے والی قوموں کی ایک تباہ کن غلطی جس کے باعث وہ ہلاک ہوتی رہیں

(۲) اور وہ غلطی یہ تھی کہ ہر قوم کو دنیا اور آخرت کی بہتری کی تعلیم دینے کیلئے اللہ تعالےٰ نے جو حضرات (انبیاء علیہم السلام) ان کے پاس بھیجے۔ جنکی ساری تعلیم اس قوم کی دنیا اور آخرت کی خیر خواہی پر مبنی تھی۔ اس قوم نے انہیں حضرات (انبیاء علیہم السلام) کی سر توڑ مخالفت کی تھی اور اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت اور اپنی تباہی پر خود ہی دستخط کئے تھے

(۳) آج بھی سطح دنیا پر ان بدنصیب قوموں کے پیروکار انکے نقش قدم پر چلنے والے موجود ہیں

عنوان مذکور کی شہادتیں

پہلی

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۸)

ترجمہ: بیشک ہم نے نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو (یعنی وُدّ۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسرؔ ان کے بتوں کے نام تھے۔ جن کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔ ان کی پوجا چھوڑ دو) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

شیخ الاسلام کے حاشیہ سے تائید

اَنْصَحُ لَكُمْ۔ تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ کی تائید کی بنا پر مجھے یہ معنی کرنے کی جرأت ہوئی۔ حاشیہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ یعنی میں تو ذرا بھی نہیں بہکا۔ ہاں تم بہک رہے ہو۔ کہ خدا کے پیغمبر کو نہیں پہچانتے۔ جو نہایت فصاحت سے خدائی پیغام تم کو پہنچا رہا ہے اور تمہاری بھلائی چاہتا ہے۔ تم کو عمدہ نصیحتیں کرتا ہے اور خدا کے پاس سے وہ علوم و ہدایت لے کر آیا ہے جن سے تم جاہل ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے صحیح معنی میں خیر خواہ ہیں اور اسی خیر خواہی کے نقطۂ نگاہ سے ان کی ایسی رہنمائی فرما رہے ہیں۔ جس کے مان لینے سے قوم کی دنیا کی زندگی بھی سنور جائے اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔ مگر وہ لوگ اپنی حماقت اور غیر مآل اندیشی کے باعث حضرت نوحؑ کی کوئی قدر نہیں کرتے۔ بلکہ اُلٹا

حضرت نوح علیہ السلام کا مذاق اُڑاتے ہیں

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۃ ہود ع ۴ ـ پ ۱۲)

ترجمہ۔ اور نوح؈ کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لا چکا۔ پھر غم نہ کر ان کاموں پر جو کر رہے ہیں۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ بیشک وہ غرق کئے جائینگے اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اسکی قوم کے سردار اس پر گزرتے۔ اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو۔ تمہیں جلدی معلوم ہو جائیگا کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کریگا اور کس پر دائمی عذاب اُترتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا اور تنور نے جوش مارا۔ ہم نے کہا۔ کشتی میں ہر قسم کے جوڑا نر مادہ چڑھا لے اور اپنے گھر والوں کو۔ مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور سب ایمان والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے اور کہا اس میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

دوسری

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔ کیا تمہیں تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی۔ تاکہ تمہیں ڈرائے۔ اور یاد کرو۔ جبکہ تمہیں قوم نوحؑ کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔ فرمایا۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پہ کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ مومن نہیں تھے۔

حاصل

اس قصّے سے مختصر نتیجہ یہ نکلا کہ ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔ بجائے اس کے کہ قوم اس مبارک مشورہ کو قبول کرتی۔ اُلٹا اس قوم کے سرداروں نے (کیونکہ دولت کے نشہ اور قوم میں عزت کے باعث یہ طبقہ زیادہ بد دماغ مغرور اور متکبّر ہوتا ہے۔ اپنے متعلق ہر مخالف کی بات کو اپنی توہین سمجھتا ہے۔ اور بے سوچے سمجھے اپنی متکبرانہ شان میں بات کہنے والے کی توہین و تذلیل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی طریقہ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق قوم کے سردار کر رہے ہیں) یہ کہا کہ اے ھودؑ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں ہود علیہ السلام پیغمبر خدا ہونے کے باعث اعلےٰ درجہ کے متحمل مزاج ہیں۔ انہوں نے بڑے تحمل اور بڑی بردباری سے جواب دیا کہ میں بیوقوف نہیں ہوں۔ بلکہ تمہیں اللہ تعالےٰ کے احکام پہنچا رہا ہوں۔ مذ تہائے مدیدہ کی بحث و تمحیص کے بعد بھی وہ لوگ اپنی غلط روش سے باز نہ آئے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اس بد نصیب قوم کے متعلق صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا فیصلہ فرمایا۔ اس قوم کی تباہی کے واقعہ کی

تصویر سورۃ الحاقہ پارہ ۲۹ میں ملاحظہ ہو

وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ (سورۃ الحاقہ ع ۱۔ پ ۲۹)

ترجمہ۔ اور لیکن قوم عاد۔ سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی۔ جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا۔ حتیٰ کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلّط ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی۔ جو قوم لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتی ہوئی اُتری تھی مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (ہم سے زیادہ طاقتور

کون ہے، وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کر سکی۔ اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے۔ گویا کہ کھجور کے کھوکھلے اور بیجان تنے ہیں۔ جن کا سر اوپر سے کٹ گیا ہو۔ یعنی ان قوموں کا بیج بھی باقی نہ رہا۔ اس طرح صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دی گئیں

عبرت

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہود علیہ السلام کو جن لوگوں کی خیر خواہی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ان لوگوں نے ہود علیہ السلام کی راہ نمائی سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ بلکہ اسے بیوقوف کا لقب دے کر ذلیل کرنے لگے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا۔ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا ہمارا فرض ہے۔

تیسری

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۱۰۔ پ ۸)

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو۔ تاکہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔ اور یاد کرو جبکہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ کے احسان یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے انہوں نے کہا کہ جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا اے صالحؑ لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ پھر صالحؑ ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

شیخ الاسلام کے حواشی

اس بدبخت قوم ثمود کے واقعات جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ ان پر مزید وضاحت کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ جو دلیل تم مانگتے تھے وہ پہنچ گئی۔ صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے عہد و اقرار کیا تھا کہ آپ پتھر کی ایک ٹھوس چٹان میں سے حاملہ اونٹنی نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ خدا نے حضرت صالح کی دعا سے ویسا ہی کر دیا۔ ان کو کہا جا رہا ہے کہ تمہارا فرمائشی معجزہ تو خدا نے دکھلا دیا اب ایمان لانے میں کیا تامل ہے۔ یہ اونٹنی خدا کی قدرت اور میری صداقت کی نشانی ہے۔ جو میری دعا پر غیر معتاد طریقہ سے خدا نے پیدا کی اس کے حقوق کی رعایت کرو۔ مثلاً خدا کی زمین میں مباح گھاس کھانے اور اس کی باری میں پانی پینے سے نہ روکو۔ غرض خدا کے اس نشان کے ساتھ جو تم نے خود مانگ کر حاصل کیا ہے۔ برائی سے پیش مت آؤ۔ ورنہ تمہاری بھی خیر نہیں (اور) احسان فراموشی اور شرک و کفر کر کے زمین میں خرابی مت پھیلاؤ۔ قوم میں بڑے بڑے متکبر سردار اور معاندین تھے۔ وہ غریب اور کمزور مسلمانوں سے استہزاءً کہتے تھے کہ (کیا بڑے آدمی تو آج تک نہ سمجھے۔ مگر) تمہیں معلوم ہو گیا کہ صالحؑ خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔ کہ (معلوم ہونا کیا معنی۔ معلوم تو تم کو بھی ہے) ہاں ہم دل سے قبول کر کے اس پر ایمان بھی لا چکے ہیں۔ متکبرین اس حکیمانہ جواب سے کھسیانے ہو کر بولے کہ جس چیز کو تم نے مان لیا ہے۔ ہم ابھی تک اسے نہیں مانتے۔ پھر بھلا تمہارے جیسے خستہ حال آدمیوں کا ایمان لے آنا کونسی بڑی کامیابی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ اونٹنی اس قدر عظیم الجثہ اور ڈیل ڈول کی تھی کہ جس جنگل میں چرتی۔ دوسرے مویشی ڈر کر بھاگ جاتے۔ اور اپنی باری کے دن جس کنوئیں سے پانی پیتی کنواں خالی کر دیتی۔ گویا جیسی اس کی پیدائش غیر معمولی طریقہ سے ہوئی۔ لوازم و آثار حیات بھی غیر معمولی تھے۔ آخر لوگوں نے غیظ میں آ کر اس کے قتل پر اتفاق کر لیا۔ اور بدبخت قدار نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ بعدہٗ خود حضرت صالح علیہ السلام کے قتل پر تیار ہونے لگے۔ اور اس طرح خدا کے احکام کو جو "صالح" اور "ناقہ" کے متعلق تھے۔ پس پشت ڈال دیا (اور صالحؑ سے کہا۔ اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے)۔ ایسے کلمات انسان کی زبان سے اس وقت نکلتے ہیں۔ جب خدا کے قہر و غضب سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے۔ عاد اولےٰ کی طرح ثمود بھی اس مرتبہ پر پہنچ کر عذاب الٰہی کے مورد بنے۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ (پس ان کو زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح

کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے) دوسری آیت میں صیحہ (چیخ) سے ہلاک ہونا فرمایا ہے۔ شاید نیچے سے زلزلہ اور اوپر سے ہولناک آواز آئی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام قوم کی ہلاکت کے بعد مکہ معظمہ یا ملک شام کی طرف چلے گئے اور جاتے ہوئے ان کی لاشوں کے انبار دیکھ کر یہ خطاب فرمایا۔ یا تو اسی طرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین بدر کو فرمایا تھا اور یا محض بطور تحسر فرضی خطاب تھا۔ جیسے شعراء دیار کو اطلال (کھنڈرات) وغیرہ کو خطاب کرتے ہیں اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب ہلاکت سے پہلے تھا۔ اس صورت میں بیان میں ترتیب واقعات مرعی نہ ہوگی۔ بہر حال اس خطاب میں دوسروں کو سنانا تھا کہ اپنے معتبر خیرخواہوں کی بات ماننی چاہیئے۔ جب کوئی شخص خیرخواہوں کی قدر نہیں کرتا تو ایسا نتیجہ دیکھنا ہی پڑتا ہے۔" شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی صالح علیہ السلام کی قوم سے جو متعلق تھے وہ یہاں آکر ختم ہوئے ہیں۔

چوتھی

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ وَتَبْغُوْنَھَا عِوَجًا ج وَاذْکُرُوْٓا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ وَاِنْ کَانَ طَآئِفَۃٌ مِّنْکُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْٓ اُرْسِلْتُ بِہٖ وَطَآئِفَۃٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ط قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِھِیْنَ ۝ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰہُ مِنْھَا ط وَمَا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْھَآ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّنَا ط وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ط عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا ط رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا ج اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا ھُمُ الْخٰسِرِیْنَ ۝ فَتَوَلّٰی عَنْھُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ ج فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پ ۹)۔

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم۔ اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو۔ اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے۔ اور اگر تم میں سے ایک جماعت اس پر ایمان لے آئی ہے۔ جو میرے ذریعے سے بھیجا گیا ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی۔ پس صبر کرو جبتک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیب ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دینگے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ فرمایا۔ کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔ ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے۔ انہوں نے کہا اگر تم شعیب علیہ السلام کی تابعداری کروگے تو بیشک نقصان اٹھاؤگے پھر انہیں زلزلے نے آ پکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہیں تھے۔ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔ پھر ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے۔ اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی کی۔ پھر کافروں کی قوم پر میں کیونکر غم کھاؤں۔

بانی نسل انسانی (آدم علیہ السلام) کے ساتھ امام المضلین (ابلیس) کی عداوت کا سبب

اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ط اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ ط خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْھَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ (سورۃ ص رکوع ۵ پ ۲۳)۔

ترجمہ:- جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان مٹی سے بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے پورے طور پر بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے نہ کیا۔ تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ فرمایا۔ اے ابلیس تمہیں اس کے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا۔ کہ جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ کیا تونے تکبر کیا یا تو بڑوں میں سے تھا۔ اس نے عرض کی۔ میں اس سے بہتر ہوں مجھے تونے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔ فرمایا۔ پھر تو یہاں سے نکل جا۔ کیونکہ تو راندہ گیا ہے اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آدم علیہ السلام کے متعلق ملائکہ عظام اور ابلیس کو جو حکم تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ اس کی تعمیل ابلیس نے نہیں کی اور جب سجدہ نہ کرنے کی جواب طلبی کی گئی تو کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں اور بہتری کا سبب بھی بیان کر دیا۔ اس

حکم عدولی کے باعث ابلیس پر لعنت پڑی۔ اور یہی لعنت ابدالآباد کے لئے نسل آدمؑ کے ساتھ عداوت (دشمنی) کا باعث بنی۔

مہلت کا مانگنا

جب ابلیس کو یقین ہو گیا کہ اب مجھے لعنت کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالےٰ سے مہلت مانگی۔ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ (سورۃ ص ۔ ع ۵ ۔ پ ۲۳۔

ترجمہ۔ عرض کی۔ اے میرے رب پھر مجھے مُردوں کے زندہ ہونے کے دن تک مہلت دے۔ فرمایا۔ بس تمہیں مہلت ہے۔ وقت معین کے دن تک (یعنی قیامت کے دن تک)

مہلت لینے کی غرض

ابلیس (شیطان) نے قیامت تک عذاب الٰہی میں مبتلا کئے جانے سے مہلت لینے کی غرض یہ بیان کی۔ (قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝) سورۃ ص ۔ ع ۵ ۔ پ ۲۳۔

ترجمہ۔ عرض کی تیری عزت کی قسم میں ان سب (یعنی تمام نسل آدم) کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے۔ (فقط وہ میرے پھندے میں نہیں آئیں گے)

اس ملعون کا اندازہ ٹھیک نکلا

اس نے جو اپنا اندازہ لگایا تھا کہ میں تیرے مخلص بندوں کے سوا باقی سب کو گمراہ کر دوں گا۔ اس کا اندازہ تجربے کے بعد صحیح نکلا۔

اس کے متعلق متعدد شہادتیں

پہلی

کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ۝ (سورۃ ق ع ۔ پ ۲۶)

ترجمہ۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ اور کنوئیں والوں نے اور قوم ثمود نے جھٹلایا اور قوم عاد اور فرعون نے اور قوم لوطؑ نے اور بن والوں اور قوم تبع نے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا عذاب کا وعدہ ثابت ہوا۔

دُوسری

(کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَیْکَةِ ؕ اُولٰٓئِکَ الْاَحْزَابُ ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝)

(سورۃ ص رکوع ۱ پ ۲۳)

ترجمہ۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ اور عاد اور میخوں والا فرعون اور ثمود اور لوطؑ کی قوم اور بن والے بھی جھٹلا چکے ہیں۔ یہی وہ لشکر ہیں۔ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ پس میرا عذاب آموجود ہوا

تیسری

(یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ ۚ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝)

(سورۃ یٰسٓ رکوع ۲ ۔ پ ۲۳)

ترجمہ۔ کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو۔

چوتھی

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پ ۷)

ترجمہ۔ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا۔ انہیں اسی عذاب نے آگھیرا۔ جس کا مذاق اڑاتے تھے +

گذشتہ ہلاک ہونے والی قومیں جس غلطی کے باعث ہلاک ہوئی تھیں۔ آج بھی مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ وہی غلطی کر رہا ہے

اور وہ غلطی

وہی ہے جو اس خطبہ کے عنوان میں عرض کر چکا ہوں "کہ ہر قوم کو دنیا اور آخرت کی بہتری کی تعلیم دینے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو حضرات (انبیاء علیہم السلام) ان کے پاس بھیجے۔ جن کی ساری تعلیم اس قوم کی دنیا اور آخرت کی خیر خواہی پر مبنی تھی اس قوم نے انہیں حضرات (انبیاء علیہم السلام) کی سرتوڑ مخالفت کی تھی اور اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت اور اپنی تباہی پر خود ہی دستخط کئے تھے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی پیغمبر نہیں آئیگا

برادران اسلام۔ غور سے سنئیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس قرآن مجید کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہوا ہے۔ تاکہ رہتی دنیا تک یہی پیغام لوگوں کے کانوں تک پہنچتا رہے۔ جس میں مسلمانوں کی دنیا اور آخرت کی بہتری کا راز مضمر ہے

عالم یا مولوی

آج کل کے زمانہ کی اصطلاح میں جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے اس قرآن مجید کے سمجھنے اور خلق خدا کے گوشگزار کرنے کی توفیق دی ہے۔ انہیں حضرات کو آج کل کی اصطلاح میں مولوی صاحب یا عالم دین کہا جاتا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں ایک بہت بڑا طبقہ علماء دین کی توہین کرنا اور ان پر تمسخر اڑانا ایک معمولی بات سمجھتا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ لوگ علماء دین کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی کلام پاک کی جو آواز نکلتی ہے اسے غور سے سنیں اور اپنی اصلاح کریں۔ تاکہ دنیا میں مقبول بارگاہ الٰہی ہو جائیں۔ اور آخرت میں انہیں حضرات کی تعلیم اور صحبت کی برکت سے دوزخ سے بچ جائیں اور رضائے الٰہی کا تمغہ لے کر جنت کا داخلہ انہیں نصیب ہو جائے

بجائے اس کے

اس بد نصیب طبقہ کے ذہن میں ملا یا مولوی یا عالم دین ایک ذلیل قسم کا عنوان ہے۔ جو ان کے خیال میں ایک ذلیل قسم کے انسانوں پر بولا جاتا ہے۔

علماء ربانی

اے تعلیم یافتہ نوجوان علماء دین کی توہین کرنے والے چونکہ تیرے ہی طبقہ میں اس خیال کے زیادہ سے زیادہ آدمی پائے

جاتے ہیں - اس لئے تمہیں ہی مخاطب کرتا ہوں کہ تیرے صحیح اور اصلی خیرخواہ وہی علماء دین ہیں۔ جن کے دائیں ہاتھ میں مشعل قرآن مجید میں ہے - اور بائیں ہاتھ میں مشعلِ حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو دراصل قرآن مجید کی شرح ہے اور قرآن مجید کی مراد الٰہی بیان کرنے والی ہے۔ انہی حضرات کو اہل حق حضرات کی اصطلاح میں علماء ربانی کہا جاتا ہے - کیونکہ یہ حضرات رب والے علم (قرآن مجید) کے حامل ہوتے ہیں اور اسکی شرح جو رب نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں القا فرمائی ہے۔ اسی کو قرآن مجید کی شرح کرنے میں پیش نظر رکھتے ہیں - اس لئے بھی ان حضرات کو علماء ربانی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

لہٰذا

تو گزشتہ ہلاک ہونے والی قوموں کی طرح اس مقدس جماعت پر تمسخر نہ اُڑا بلکہ مذکور الصدر حضرات علماء ربانی کی صحبت میں آ کر ادب اور عقیدت سے بیٹھ - اور اپنی دنیا اور آخرت کی بہتری کے قوانین کتاب و سنتہ سے سن اور اپنی اصلاح کر۔

ورنہ یاد رکھ

اے علماء دین پر تمسخر اڑانے والے نوجوان یہ یاد رکھ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح پہلی تمسخر اُڑانے والی اُمتوں کے خلاف اللہ تعالےٰ میدان محشر میں ان کے انبیاء علیہم السلام کو بطور گواہ لائے گا - کہ اے اللہ ہم نے تو تیرا پیغام انہیں پہنچا دیا تھا۔ انہوں نے تیرا فرمان بھی نہیں مانا تھا اُلٹا ہمارا مذاق اُڑاتے تھے۔

بعینہ اسی طرح

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی نبی آنے والا نہیں۔ اس لئے بعینہ اسی طرح تمہارے خلاف اللہ تعالیٰ انہیں حضرات علماء کرام کو بطور گواہ کے لے آئے گا۔ اور یہی حضرات بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر یہ شہادت دیں کہ اے اللہ ہم نے تو پیغام (قرآن مجید) اور اسکی شرح (حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) ان لوگوں کو پہنچا دی تھی۔ انہوں نے تیرے پیغام ۴۴

ضمیمہ خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چار ہزار سال کے بعد شیطان لعین کی ایک نئی شرارت

(۱) وہ یہ کہ عید قربان پر جانوروں کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ قربانی کی بجائے یہی روپیہ مسلمانوں کے کسی اور اجتماعی مصرف پر صرف کر دیا جائے

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت جو تقریباً چودہ سو سال سے قربانی کرتی آئی ہے۔ وہ بھی ایک غلط رسم ادا ہوتی آئی ہے -

حاصل

گذشتہ سطور کا حاصل یہ ہے - کہ قربانی کی رسم جو ملت ابراہیمی میں چار ہزار برس سے چلی آ رہی ہے اور جس پر خود سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمل کر کے دکھایا اور صحابہ کرام رضؓ نے حضور انور کے روبرو اس سنت پر عمل کر کے آپ کی تابعداری کا حق ادا کر دکھایا اور صحابہ کرام کے بعد مسلمانوں نے اس سنت پر آج تک عمل کر کے دکھایا اور عید اضحیٰ کے موقعہ پر ہر سال لکھوکھا نہیں۔ بلکہ کروڑ ہا مسلمانوں نے اس سنّت ابراہیمی پر عمل کر کے دکھایا یہ یاد رہے کہ آج کل کے

کسی گمراہ کرنیوالے

کی آواز پر لبیک کہہ کر مسلمان اس مبارک رسم کو چھوڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ انہوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھا ہوا ہے - لہٰذا ان کا عقیدہ ہے کہ ہم صحیح معنی میں یا اصلی اور سچے مسلمان فقط اسی صورت میں رہ سکتے ہیں کہ دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں۔

مسلمانوں کو قرآن مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا پیش کردہ اسلام کا سمجھانا میرا فرض ہے

قربانی کی یہ رسم دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چلی۔

اس کا ثبوت

حضرت ابراہیمؑ کی نیک بیٹا عطا ہونیکی

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥ (سورۃ الصّٰفّٰت - رکوع ۳ - پ۲۳) ترجمہ - اے میرے رب مجھے ایک صالح (لڑکا) عطا کر۔

دُعا کی قبولیّت

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ٥ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ - پ ۲۳) ترجمہ - پھر ہم نے اسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی۔

اس لڑکے کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۚ قَالَ يٰأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳ - پ ۲۳) ترجمہ - پھر جب وہ اسکے ہمراہ چلنے پھرنے لگا تو کہا اے بیٹے بیشک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا

---

۴۴ حق کو تسلیم تو نہ کیا - بلکہ اُلٹا ہمیں بیوقوف بناتے تھے اور ہمارا مذاق اُڑاتے تھے۔ اور یہی چیز بعض اہل دل حضرات علماء کرام نے لکھی بھی ہے -

نتیجہ

مذکور الصدر صورت حال پیدا ہونے کے بعد وہی نتیجہ نکلے گا۔ جو پہلی اُمتوں کے خلاف انبیاء علیہم السلام کی شہادت کے بعد نکلا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ ﴿

ہوں بس دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا اے ابا جو حکم آپ کو ہوا کر دیجئے آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنیوالوں میں پائیں گے

اس خواب کی باپ اور بیٹے نے تعمیل کی

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ ۝ وَ نَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰھِیْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳۔ پ ۲۳) ۔ ترجمہ۔ پھر جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچا کر دکھایا بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ صریح آزمائش ہے۔

بیٹے کے عوض ذبح کرنے کے لئے

ایک بڑا ذبیحہ عطا ہوا (یعنی دُنبہ)۔

وَ فَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳۔ پ ۲۳) ترجمہ۔ اور ہم نے اس کو ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیا۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی بڑے درجے کا جو بہشت سے آیا۔ یا بڑا قیمتی۔ فربہ

پھر تحریر فرماتے ہیں

پھر یہ ہی رسم قربانی کی اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم الشان یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے قائم کر دی۔ آج تک دنیا ابراہیمؑ کو بھلائی اور بڑائی سے یاد کرتی ہے۔

نظر غور

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ جو پاکستان کے شیخ الاسلام کے عہدہ پر آخر دم تک رہے ہیں۔ ان کے مذکور الصدر الفاظ کو وہ جدت پسند حضرات نظر غور سے پڑھیں جو آج کل یہ کہنے لگے ہیں کہ قربانی کی بجائے ان جانوروں کی قیمت کا سارا روپیہ جمع کرکے مسلمانوں کے کسی رفاہ عام کے کام پر صرف کر دیا جائے۔

یہ حکمت آج تک کسی کے خیال میں نہ آئی

نعوذ باللہ من ذٰلک۔ نہ حضرت ابراہیمؑ جو خلیل الرحمٰن ہیں۔ انہیں سمجھ میں آئی۔ نہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھ میں آئی۔ نہ جلیل القدر صحابہ کرام عشرہ مبشرہ کو سمجھ میں آئی۔ جن کو دنیا میں رہتے ہوئے بہشت کے داخلہ کی ٹکٹ مل چکی تھی اور نہ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سمجھ میں آئی۔ جو تقریباً تعداد میں ایک لاکھ تھے اور نہ تابعین حضرات کو سمجھ میں آئی جو لاکھوں کی تعداد میں تھے اور نہ تبع تابعین کو سمجھ میں آئی جو کروڑوں کی تعداد میں تھے۔ اور نہ آئمہ اربعہ (حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کو سمجھ میں آئی اور جو نہ جلیل القدر حضرات صوفیائے کرام میں سے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ سری سقطی اور شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور خواجہ نظام الدین اولیا اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو اور نہ شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھ میں آئی اور نہ امام اہل الحق فی الہند۔ رموز و اسرار شریعۃ اسلامیہ کا بحر مواج مولانا و مقتدانا حضرت شاہ ولی اللہ الدھلوی کے خیال میں آئی۔ وہ آج کل کے

تجدّد پسند

حضرات کو سمجھ میں آئی اور علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ قربانی کی بجائے ان جانوروں کی قیمت جمع کرکے مسلمانوں کے کسی مصرف میں صرف کر دی جائے

سُنئے اور کان کھول کر سُنئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ تک اور حضور انورؐ کے بعد آپؐ کے نام لیوا جتنے سلاطین اسلام گزرے ہیں یا علمائے کرام یا صوفیائے عظام کیا میں عرض نہیں کر چکا کہ ساری امّت محمدیہ کا آج تک یہی عملدرآمد رہا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک رہے گا یہ القاء شیطانی کبھی بھی پنپنے نہیں پائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی امت میں ہمیشہ

حق پرست علماء کرام

موجود رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔ اور قیامت تک رہیں گے۔ جو ہر باطل کے مقابلہ میں کتاب و سنّۃ کے نور کی روشنی میں اپنے علمی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر باطل پرستوں کے مقابلہ کے لئے میدان مقابلہ میں آئیں گے اور علمی دلائل اور روایات سلف سے باطل پرستوں کا ناطقہ بند کر دیں گے۔

چنانچہ

میں نے ابھی آپ کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر جانوروں کے ذبح کرنے کی رسم کی جو ایک لمبی سند پیش کی ہے۔ جس میں امت محمدیہ کے دور کے تمام سلاطین اسلام۔ تمام ائمہ کرام۔ تمام علمائے کرام ۔۔ تمام صوفیائے عظام اور آج کل کے انسانوں کے سامنے جو دور گذر رہا ہے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑے بڑے جلیل القدر علماء کرام اور صوفیائے عظام گزر رہے ہیں۔ جن کے دیکھنے والے اس وقت ہزاروں نہیں۔ بلکہ لاکھوں۔ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمان موجود ہیں ۔ کیا ان حضرات کی زبان مبارک سے بھی کبھی یہ الفاظ سُنے تھے۔ کہ قربانی کی بجائے روپیہ اکٹھا کرکے مسلمانوں کے کسی مصرف میں صرف کر دیا جائے۔

شیطان نے خیال کیا

کہ بڑے بڑے جلیل القدر صوفیائے عظام اور علماء کرام تو ان میں سے رخصت ہو گئے ہیں۔ چلو اب ان کے پسماندگان کو گمراہ کر لو۔ لیکن شیطان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ تیری ہر تحریک کا سر کچلنے کے لئے ہر دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے غلام رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور آج کل بھی موجود ہیں۔

سب علماء بھی صاحب استقامت نہیں ہوتے

برادران اسلام۔ غور سے سُنئے حضرات صوفیائے کرام سے یہ مقولہ نقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَۃَ وَلَا تَطْلُبُوا الْکَرَامَۃَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَۃَ

فَوْقَ الْكَرَامَةِ) ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ سے استقامت کی دعا مانگو۔ اور کرامت کی مت مانگو۔ کیونکہ استقامت (کا مقام) کرامۃ سے اونچا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے پیارے بندوں میں سے بعض صاحب کرامت ہوتے ہیں۔ مگر صاحب کرامت والے بزرگ سے اوپر ایک صاحب استقامۃ کا درجہ ہوتا ہے۔ تو صوفیائے کرام گویا کہ اپنے متعلقین کو تلقین فرما رہے ہیں کہ کرامۃ سے اوپر جو استقامۃ کا مقام ہے۔ وہ مانگو

اس گمراہ کُن تحریک میں کوئی عالم یا صوفی

یہ ہو جائے تو برادران اسلام یہ مت خیال کیجیئے گا کہ چونکہ فلاں مولوی صاحب بھی قربانی کی بجائے قیمت دینے کی تحریک کے حامی ہیں تو یقیناً خیال کیجئے گا کہ وہ بھی گمراہ ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا یقین ہے کہ صاحب استقامت علم ربانی اور باطن کی بینائی کی نعمت سے سرفراز شدہ صوفی کبھی بھی ایسی گمراہ کُن تحریکیں جو کتاب وسنۃ کے خلاف اٹھائی جائیں۔ کبھی بھی ان کے جواز میں حصہ نہیں لے سکتا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں قربانی کرنے کا حُکم

سورۃ کوثر پارہ نمبر ۳۰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوُا ہے۔ (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) ترجمہ۔ پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

یہ یاد رکھو

برادران اسلام۔ یہ یاد رکھیئے عربی لغت میں نحر کی معنی ہی یہ ہے کہ اونٹ کی چھاتی میں نیزہ مارنا ؟ صراح۔ چونکہ حجاز کے باشندوں کا اکثر مال بھیڑ بکری اور اونٹ ہی تھا اس لیئے زیادہ قیمتی جانوران کے ہاں اونٹ ہی تھا۔ اس لیے حکم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے نام پر اونٹ ذبح کرو۔

یہ یاد رکھیئے

کہ عرب میں بھی اونٹ کے ذبح کرنے کا یہ دستور ہے کہ اسے بکرے کی طرح لٹا کر ذبح نہیں کرتے۔ بلکہ اس کی اگلی ٹانگوں میں سے ایک کو دُہرا کر کے باندھ دیتے ہیں اور وہ تین ٹانگوں پر کھڑا رہتا ہے۔ پھر اس کی اگلی ٹانگوں کے پاس جو گلے کا حصّہ ہے۔ وہ بہت نازک ہوتا ہے وہاں چابک دستی سے ایک تیز نیزہ اتنی جلدی سے چلا دیتے ہیں کہ اس کی رگیں آدھے منٹ میں کٹ جاتی ہیں۔ اور فوراً زمین پر آ گرتا ہے۔ اس کو نحر کہتے ہیں۔

بہر حال

قربانی کے حکم کی تعمیل آج تک دُنیا کے ہر دور میں کروڑہا مسلمان کرتے آئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو قربانی کرنیکی رغبت دلانا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَ إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُونِهَا وَ أَشْعَارِهَا وَ أَظْلَافِهَا وَ إِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالْأَرْضِ فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا (رواہ الترمذی و ابن ماجۃ (مشکوٰۃ) ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قربانی کے دن آدم کے بیٹے کا کوئی عمل، اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا خون بہانے کا عمل۔ تمہارے یہ قربانی کے جانور قیامت کے دن اپنے سینگ۔ اپنے بال۔ اور اپنے کھُر (یعنی اس کا ایک ایک بال تک تمہاری میزان عمل میں نیکی بنا کر رکھا جائیگا) اور (کیا پوچھتے ہو) یہ خون جو تم بہاتے ہو۔ قبل اس کے کہ زمین پر گرے۔ اللہ کے حضور میں گرتا ہے (یعنی قبولیت کا مرتبہ پاتا ہے۔ پس خوب اچھے دل سے قربانی کیا کرو۔

غور کیجیئے

برادران اسلام۔ خود غور کیجیئے کہ اگر قربانی کی بجائے پیسے دے دیئے جائیں تو قربانی کی برکت سے جو فوائد الٰہی سنے ہیں۔ وہ حاصل ہو سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا قربانی ہی کرنی چاہیئے

لہٰذا

میں تمہیں تاکید مزید اور شدید کرتا ہوں۔ اسی دین پر قائم رہو۔ اور جو شخص بھی حضور انورؐ کے طریقہ کے خلاف چلانا چاہے۔ جیسے قربانی کی بجائے پیسے دینا۔ اس کو گمراہی خیال کرو۔ اگر حضور انورؐ کے احکام کے خلاف کوئی عالم بھی آواز اٹھائے اس کو بھی گمراہ خیال کرو

سارے عالم ہدایت یافتہ نہیں ہوتے

برادران اسلام! عربی نصاب تعلیم کی کتابیں پڑھ لینا اور چیز ہے۔ عالم کے کھرے اور کھوٹے اصلی اور نقلی پرکھنے کی کسوٹی خود قرآن مجید اور حدیث شریف ہے۔ جو ان کے خلاف بولے وہ خود گمراہ ہے۔ ہمارا مقتدا بننے کے قابل نہیں ہے۔

چنانچہ

کسی عالم سے جا کر وہ حدیث پڑھوا کر سُنو۔ جس میں علماء کا دوزخ میں جانے کا ذکر ہے۔ اللہم لا تجعلنا منہم

قربانی مکہ معظمہ کیلئے مخصوص نہیں ہے

یہ گمراہ لوگ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ قربانی فقط مکّہ معظمّہ میں ہی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ اس باطل خیال کی تردید ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي (مشکوٰۃ باب الاضحیۃ) ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ (منورہ) کی دس سالہ زندگی کے قیام میں قربانی کرتے رہے۔

صحابہ کرامؓ کے ایک سوال کا جواب

لِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ (قَالُوا فَالصُّوفُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ) قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ (رواہ احمد و ابن ماجہ مشکوٰۃ) ترجمہ۔ "ہر بال کے حساب میں ایک نیکی"۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ حضورؐ اور جو جانور اون والے ہیں ؟ فرمایا اون میں سے بھی ہر بال کے حساب میں ایک نیکی۔

جانوروں کو خوراک سے محروم رکھنے کا وبال

حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایک ظالم عورت کو ایک بلی کو مار ڈالنے کے جرم میں عذاب دیا گیا۔ اس نے اس بلی کو بند کر لیا، پھر نہ تو خود اسے کچھ کھانے دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض سے اپنا پیٹ بھر لیتی (اس طرح اسے بھوکا تڑپا تڑپا کے مار ڈالا)۔ صحیح بخاری

حضرت سہیل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ (بھوک کی وجہ سے) اس کی کمر سے لگ گیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو! (ان کو اس طرح بھوکا نہ مارو) ان پر سوار ہو تو ایسی حالت میں جب یہ ٹھیک ہوں (یعنی ان کا پیٹ بھرا ہو) اور ان کو چھوڑو تو (اسی طرح کھلا پلا کر) اچھی حالت میں۔ سنن ابی داؤد

قربانی کی تاکید شدید اور نہ کرنے پر تہدید فرمائی

"مَنْ كَانَ لَهُ يَسَارٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا" جس کسی نے وسعت ہوتے ہوئے قربانی نہیں کی، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

قربانی کے مخالف بے دینوں کا غلط استدلال

کہتے ہیں قرآن مجید میں آیا ہے لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ الآیۃ (سورہ الحج رکوع ۵ - پ ۱۷) ترجمہ:- اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے۔ البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے۔ اس لئے قربانی نہیں کرنی چاہیئے حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گوشت اور پوست اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں جاتا۔ تمہارے دل میں قربانی کرنے سے یہ جذبہ جو پیدا ہوتا ہے۔ کہ اے اللہ جس طرح اس قیمتی جانور کو تیرے نام پر ذبح کر رہا ہوں۔ اگر تیری عزت اور تیرے دین کی حفاظت کے لئے مجھے جان قربان کرنی پڑے تو اسی طرح جان دینے کے لئے تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو یہ جذبہ پہنچتا ہے۔

دعا

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں استقامت عطا فرمائے اور جو ہمارے بھائی مسلمان کہلاتے ہوئے گمراہ ہو گئے ہیں۔ ان کو راہ راست پر لائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸؍ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۶؍جون ۱۹۵۹ء عیسوی

ازجناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

مسلمانوں کو رضا الٰہی کا تمغہ دلانے والی تعلیم کے دو حصّے

پہلا۔ قرآن مجید کی تعلیم کو عملی جامہ پہنانا

دوسرا عملی جامہ پہنانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اختیار کرنا

پہلے حصّے۔ قرآن مجید کی تعلیم کو عملی جامہ پہنانے کے نمونے

پہلا

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱ پ ۸)

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے۔ اس کا اتباع کرو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کو چھوڑ کر اس کے مقابلے میں کسی دوسرے شخص کی تابعداری نہ کرو

عذاب الٰہی کی دھمکی

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸)

ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں۔ جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا۔ یا ایسی حالت میں کہ دوپہر کو سونے والے تھے۔ جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا۔ پھر ان کی یہی پکار تھی۔ کہتے تھے۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔

تذکیر بایام اللہ

برادران اسلام ان آیتوں میں حضرت مولانا الشاہ ولی اللہ الدہلوی کی اصطلاح میں "تذکیر بایام اللہ" ہے۔ "تذکیر بایام اللہ" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پہلی تباہ شدہ قوموں کے حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو قرآن مجید میں سنائے جاتے ہیں۔ وہ حالات جن میں ان قوموں پر عذاب الٰہی کا ذکر ہو۔ تاکہ آپ کی امت ان واقعات سے عبرت حاصل کرے۔ مذکورۃ الصدر آیات میں مسلمانوں کو دھمکی دی گئی ہے کہ اگر قرآن مجید پر عمل نہیں کرو گے۔ تو تم پر بھی پہلی ہلاک ہونے والی قوموں کی طرح عذاب الٰہی کوئی بعید نہیں ہے۔

دوسرا

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(سورۃ الزمر ع ۶۔ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ اگر تم نے قرآن مجید پر عمل نہ کیا تو تم پر عذاب الٰہی کے آنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اور وہ عذاب الٰہی تمہیں اطلاع دے کر تھوڑا ہی آئے گا۔ وہ تو فوراً تمہارے سر پر آ پہنچے گا اور تمہیں پتہ بھی لگنے نہیں پائے گا۔

تیسرا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ ع ۲۱۔ پ ۲)

ترجمہ۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں ہم تو اسکی پیروی کرینگے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں۔ اور نہ سیدھی راہ پائی ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ میں نے آسمان سے جو (قرآن مجید) نازل کیا ہے۔ اسی کو اپنی زندگی کا دستور العمل بناؤ۔

چوتھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اسی قرآن مجید کی تابعداری کرتے تھے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام ع ۵ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ کہدو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں کیا تم غور نہیں کرتے۔

حاصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی پوزیشن واضح کرائی گئی ہے کہ میں خود بھی قرآن مجید کے احکام کی پابندی کرتا ہوں۔ اس سے یہ خیال نہ کر لینا کہ پھر مجھ میں اور تم میں فرق ہی کوئی نہیں رہا۔ بلکہ میری اور تمہاری مثال اندھے اور بینا کی سی ہے تم اندھے اور میں بینا ہوں۔

پانچواں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۲ - پ ۲۵)۔

ترجمہ۔ اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت دی تھی اور ہم نے پاکیزہ چیزوں سے روزی دی۔ اور ہم نے انہیں جہان والوں پر بزرگی دی اور انہیں دین کے کھلے کھلے احکام بھی دیئے۔ پھر انہوں نے اختلاف کیا تو علم آنے کے بعد صرف آپس کی ضد سے۔ بیشک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا۔ جس چیز میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک طریقہ پر مقرر کر دیا (یعنی قرآن مجید عطا فرمایا) پس آپ اسی کی پیروی کیجئے اور انکی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ اللہ کے سامنے آپ کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور اللہ ہی پرہیزگاروں کا دوست ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو آسمان سے کتاب نازل کر کے دی تھی۔ اس کے ساتھ حکومت اور نبوت بھی انہیں کے گھرانے میں تھی اور دنیاوی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے انہیں عمدہ اور پاکیزہ چیزیں عطا فرمائی تھیں۔ ان انعامات علمی اور ظاہری کے باوجود وہ آپس کی ضدوں کے باعث ٹکڑے ٹکڑے اور مختلف پارٹیاں ہو گئے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کے ہر دور میں انبیاء علیہم السلام کا اتباع ضروری رہا ہے

اس کے متعدد شواہد

پہلا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ (سورہ مریم ع ۳ - پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کر بیشک وہ سچا نبی تھا۔ جب اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو کیوں پوجتا ہے ایسے کو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تیرے کچھ کام آ سکے اے میرے باپ بیشک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ تو آپ میری تابعداری کریں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔

اس سے معلوم ہوا

کہ ہر دور میں پیغمبر کی رہبری کے سوا دنیا میں لوگوں نے خود بخود کبھی سیدھا راستہ نہیں پایا۔ اگرچہ پیغمبر وقت خود راہ نمائی اللہ تعالےٰ سے حاصل کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی پر عمل کر کے دکھانے والا خود پیغمبر ہی ہوتا تھا۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کا اتباع ہر دور میں خدا پرستوں کے لئے ضروری رہا ہے۔

دوسرا

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ (سورۃ طٰہٰ ع ۵ - پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور انہیں ہارونؑ نے اس سے پہلے کہہ دیا تھا۔ اے میری قوم اس سے تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور بیشک تمہارا رب رحمٰن ہے۔ سو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔ کہا ہم برابر اسی پہ جمے بیٹھے رہیں گے۔ یہاں تک کہ موسےٰ ہمارے پاس لوٹ کر آئے۔ (موسےٰ علیہ السلام نے) کہا۔ اے ہارون تمہیں کس چیز نے روکا۔ جب تم نے دیکھا تھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں کہ تو میرے پیچھے نہ آیا۔ کیا پھر تو نے بھی میری حکم عدولی کی۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنی قوم کو قانونِ الٰہی کے مطابق اپنی تابعداری کی دعوت ضرور دی۔ مگر بنی اسرائیل قوم کی بدنصیبی کہ پیغمبر خدا کی تابعداری نہ کی اور آئندہ آنے والی مصیبتیں خود اپنے لئے خرید لیں۔ اگر ہارون علیہ السلام کی تابعداری کرتے تو ان آئندہ آنے والی مصیبتوں سے یقیناً بچ جاتے۔

اب بھی یہی قانون ہے

جو لوگ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں گے۔ وہ دنیوی اور اخروی گرفتوں سے بچ جائیں گے۔ ورنہ سنت نبوی کی مخالفت کرنے والوں کی دنیا اور آخرت دونوں ہی برباد ہونگی۔ وما علینا الا البلاغ

تیسرا

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ (سورۃ یٰس ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اور ان کے واسطے ایک مثال اس گاؤں کے لوگوں کی بیان کر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ اپنے مخالفین کو جو آپ کی تابعداری نہیں کرتا

چاہتے ایک گاؤں کا قصہ بیان فرمادیے)

حاشیہ شیخ الاسلام

یہ گاؤں اکثر کے نزدیک شہر انطاکیہ ہے اور بائبل کتاب اعمال کے آٹھویں اور گیارھویں باب میں ایک قصہ اسی قصہ کے مشابہ کچھ تفاوت کے ساتھ شہر انطاکیہ کا بیان ہوا ہے۔ لیکن ابن کثیر نے تاریخی حیثیت سے اور سیاق قرآن کے لحاظ سے اس پر کچھ اعتراضات کیئے ہیں۔ اگر وہ صحیح ہوں تو کوئی بستی ماننی پڑے گی۔ واللہ اعلم۔ اس قصہ کا ذکر مومنین کے لئے بشارت اور مکذبین کے لئے عبرت ہے۔

اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝

(سورۃ یٰسٓ رکوع ۲ پ ۲۲)۔

ترجمہ۔ جب اس بستی میں بھیجے ہوئے آئے

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور ان کے ناموں کی صحیح تعیین نہیں ہو سکتی اور نہ یقینی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ بلا واسطہ اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے تھے یا کسی پیغمبر کے واسطہ سے حکم ہوا تھا کہ اس کے نائب ہوکر فلاں بستی کی طرف جاؤ۔ دونوں احتمال ہیں گو متبادر یہ ہی ہے کہ پیغمبر ہوں۔ شاید حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے مبعوث ہوئے ہوں گے۔

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ جب ہم نے ان کی طرف دو بھیجے۔ تو ان کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے (انہیں) تیسرے سے قوت دی (تاکہ تینوں مل کر مبلغین کی ایک جماعت بن جائے) تب انہوں نے کہا ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں (یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ ان لوگوں نے مبلغین کو یہ جواب دیا)

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ انہوں نے کہا تم تو وہی انسان ہو جیسے ہم ہیں اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یعنی تم میں کوئی سرخاب کا پر نہیں جو اللہ تمہیں بھیجتا۔ ہم سے کس بات میں تم بڑھ کر تھے۔ بس رہنے دو۔ خواہ مخواہ خدا کا نام نہ لو۔ اس نے کچھ نہیں اتارا۔ تینوں سازش کرکے ایک جھوٹ بنا لائے اسے خدا کی طرف نسبت کر دیا۔

انبیاء علیہم السلام کا کمال

گذشتہ سطور میں یہ چیز آ چکی ہے۔ کہ اس چیز کی تعیین نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ تینوں حضرات خود پیغمبر خدا تھے۔ یا کسی پیغمبر کی طرف سے نمائندے بنا کر بھیجے گئے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال البتہ یہ چیز عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے وجود مسعود کے اندر وہ وہ خوبیاں اور کمالات رکھے ہوئے ہوتے تھے جن کی نظیر دنیا میں کہیں بھی مل نہیں سکتی۔ ان کی فہرست مندرجہ ذیل الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ دیانت۔ امانت۔ شرافت۔ حیا۔ خوف خدا۔ شفقت علی الخلق وغیرہ وغیرہ۔ ان کمالات میں وہ حضرات اتنے بلند پایہ ہوتے تھے کہ ان کی نظیر نہیں پائی جاتی تھی۔

مگر

انبیاء علیہم السلام کے ان متعلقہ صفات طیبہ کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے ان خوبیوں کے سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہو۔ ورنہ عام طور پر انسان نہیں سمجھتے۔ اس قسم کے حضرات امت محمدیہ میں اللہ تعالےٰ نے موجود دور میں بھی پیدا کیئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح مجھے تو یقین ہے کہ ایسے حضرات گذشتہ صدیوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ پیدا کیئے ہونگے اور انشاءاللہ تعالیٰ اس دور کے بعد آئندہ آنے والے دوروں میں بھی اس قسم کے آدمی اللہ تعالیٰ ضرور پیدا کرتا رہے گا انہیں حضرات کی برکت سے تو ہر دور کے مسلمان کھرے اور کھوٹے کو پہچانتے آئے ہیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

تصدیق کرنے والے کا انجام

ان اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مبلغین کی تصدیق کرنے والے بندہ کا انجام یہ ہوا۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ (سورۃ یٰس ع ۲ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اسے کہا گیا۔ بہشت میں داخل ہوجا۔

کس چیز کی برکت

اس بندہ خدا کو بہشت کا داخلہ نصیب ہوگیا۔ یہ کس چیز کی برکت سے ہؤا۔ وہ حضرات جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اصلاح خلق اللہ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ ان پر یہ شخص ایمان لایا تھا اور اسی قوم کے باقی افراد عذاب الٰہی سے ہلاک ہو گئے۔

یہی مقصد تھا

سورہ یٰس کے اس قصے کے بیان کرنے کا یہی مقصد تھا کہ موجودہ دور کے مسلمانوں کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم نبی آخرالزمان سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر دل سے مہر تصدیق لگا کر آپ پر ایمان لاؤ گے اور تعمیل احکام الٰہی میں حضور انور کی ذات اقدس کو اپنے لئے نمونہ بنا کر آپ کے نقش قدم پر چلو گے تو مذکور الصدر شخص کی طرح جنت کے داخلہ کا ٹکٹ تمہیں بھی مل جائے گا۔

ورنہ تم بھی

اس شخص کی قوم کی طرح راندۂ درگاہ الٰہی ہو کر دوزخ کا ایندھن بنو گے۔ وما علینا الا البلاغ

تباہی کی صورت

اس قوم کے اس ایک مومن کے مرنے کے بعد اس بدنصیب قوم کی تباہی کی صورت یہ ہوئی۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح کی قلم نے جو تصویر کھینچی ہے۔ وہ یہ ہے "یعنی اس کے بعد (یعنی اس قوم کے ایک ہی مرد مومن کے مرنے کے بعد) اس کی قوم کفر و ظلم اور تکذیب مرسلین کی پاداش میں ہلاک کی گئی اور اس اہلاک و اہلاک کرنے کے لئے کوئی مزید اہتمام کرنا نہیں پڑا۔ کہ آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیجی جاتی۔ نہ حق تعالےٰ کی عادت ہے کہ قوموں کی ہلاکت کے لئے بڑی بڑی فوجیں بھیجا کریں۔ (یوں کسی خاص موقعہ پر کسی خاص مصلحت کی وجہ سے فرشتوں کا لشکر بھیج دیں۔ وہ دوسری بات ہے) وہاں تو بڑے بڑے مدعیوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایک ڈانٹ کافی ہے۔ چنانچہ اس قوم کا حال

بھی یہ ہی ہوا کہ فرشتوں نے ایک چیخ ماری اور سب کے سب اسی دم بجھ کر رہ گئے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا اُن کی تابعداری کا اعلان

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ۭ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ۚ وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ

(سورہ آل عمران رکوع ۵ پ ۳)

ترجمہ۔ جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل کا کفر معلوم کیا۔ کہا اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کی دین کی مدد کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ پر یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہونے والے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم اس چیز پر ایمان لائے جو تونے نازل کی۔ اور ہم رسول کے تابعدار ہوئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ تیری طرف سے نازل شدہ احکام کو دل سے مانتے ہیں اور ان احکام پر عمل کرنے میں حضرت عیسیٰؑ کو تیرا نمائندہ سمجھ کر اس کی ہدایت کے مطابق عمل کریں گے۔

یہی تو ثابت کرنا تھا

اس واقعہ کا ذکر کرنے سے یہی تو ثابت کرنا تھا کہ ہمیں قرآن شریف کے تمام احکام پر دل سے ایمان لانا ضروری ہے۔ اور قرآن مجید پر عمل کرنے کیلئے ہمارا فرض عین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو پیش نظر رکھیں اور ہر حکم الٰہی پر عمل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں

یقیناً گمراہ ہے

جو شخص یہ کہے کہ میں قرآن مجید پر عمل تو کروں گا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر عمل کرنے کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ وہ شخص یقیناً گمراہ ہے۔ اور ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں۔ بلکہ مخالف سمجھا جائے گا۔

ایسے بدنصیبوں کے متعلق اعلان ملاحظہ ہو

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِیْرًا ۝

(سورۃ النسا ع ۱۷ پ ۵)

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

توبہ کریں

جو بدقسمت لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔ وہ اپنا انجام اس آیت میں دیکھ کر توبہ کریں۔

یہ غلط خیال دل سے نکال دیں

منکر حدیث یہ غلط خیال دل سے نکال دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث محفوظ نہیں رہیں۔ بفضلہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جتنے مستند محدث ہیں۔ جو کہ اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں مل سکتے ہیں۔ ہر ایک ان میں سے اس بات کا ذمہ اٹھا سکتا ہے کہ جن احادیث کو ہم صحیح مانتے ہیں انہیں یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج کے دور تک ثابت شدہ اور محقق مانتے ہیں۔

حدیث صحیح اور ضعیف کا مطلب

بھی سمجھ لیجئے۔ محدثین حضرات بعض احادیث نبویہؐ کو صحیح اور بعض کو ضعیف کہتے ہیں۔ اس اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ جس حدیث شریف کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونے کا یقین ہو جائے وہ صحیح ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جانے والی حدیثیں سب صحیح ہیں اور سنئے جس حدیث کو محقق محدث ضعیف کہے گا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونے میں پورا یقین نہیں ہے

مثلاً اسناد حدیث میں ایک شخص کمزور حافظے والا آ گیا۔ جس کا حافظ کمزور ہے کہ اسے بات یاد ہی نہیں رہتی۔ لہٰذا جس حدیث کے اسناد میں ایسا راوی آ گیا۔ وہ ضعیف ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ خطرہ ہے کہ شاید حدیث کا کوئی لفظ حافظے کی کمزوری کے باعث کم و بیش ہو گیا ہو

لہٰذا

یہ چیز ثابت ہو گئی کہ جن احادیث کو محدثین حضرات صحیح کہتے ہیں۔ وہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ثابت شدہ ہیں۔ ایسی حدیثوں کو نہ ماننے والے کے لئے (یشاقق الرسول) (جو شخص رسول کی مخالفت کرے) کا فرد جرم لگ جائے گا اور اس فرد جرم کی سزا دوزخ ہے۔ لہٰذا منکرین اپنے مسلک پر نظر ثانی کریں

ایسا ہرگز خیال نہ کریں

کہ انکار حدیث کرنے سے بوجھ ہلکا ہو گیا۔ کہ بجائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ شرح قرآن پر عمل کریں۔ اب بوجھ ہلکا ہو گیا۔ اب فقط قابل عمل فقط قرآن مجید رہا۔ ایسا ہرگز خیال نہ کریں۔ بوجھ ہلکا نہیں ہوا۔ بلکہ اس انکار سے انہیں ٹھیک جہنم میں پہنچنے کا قرآن مجید نے اعلان کر دیا۔

اعلان ملاحظہ ہو

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِیْرًا ۝ (سورۃ نساء رکوع ۱۷ پ ۵) ۔ ترجمہ۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ

رضا الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے ایک تتمہ

پہلے تو یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ رضا الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے قرآن مجید کو عملی جامہ پہنانا اور عملی جامہ

پہنانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اب ان شرطوں کے علاوہ ایک تتمہ قرآن مجید سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ ہو۔

تتمہ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(سورۃ التوبہ ع ۱۳ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

رضا الٰہی ایک اور شرط سے مشروط ہو گئی۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام مہاجرین ہوں یا انصار تمام نیک اعمال ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلنا ہر مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے۔

دُعا

اللھم اجعلنا من الذین اتبعوھم باحسان و ارض عنا وعن جمیع المسلمین وادخلنا الجنۃ التی تجری من تحتھا الانھر۔ امین یا الہ العالمین ۝

سلام کے الفاظ اور ان کا اجر و ثواب

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: دس (یعنی اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ آدمی بیٹھ گیا تو تو آپ ﷺ نے فرمایا بیس: (یعنی اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک تیسرا آدمی آیا اور اس نے کہا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ مجلس میں بیٹھ گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیس (یعنی اس کے لئے تیس نیکیاں ثابت ہو گئیں)۔ جامع ترمذی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ر جولائی ۱۹۵۹ء

(۱) اس جہان میں اکثریت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی رہی ہے

(۲) کیا نافرمان اور فرمانبردار برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں

نمبر اوّل کے شواہد

پہلا

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورۃ المائدۃ رکوع ۱۰ پ ۶) ترجمہ۔ کہدو۔ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں ہو۔ جب تک تم توراۃ اور انجیل اور جو چیز تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ قائم نہ کرو۔ اور ضرور ہے کہ یہ فرمان جو تم پر نازل ہوا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھائے گا۔ مگر انکار کرنے والوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان واجب الاذعان قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کے باوجود یہود اور نصاریٰ کی اکثریت اس سے فیض اٹھانے اور اس کو اپنا دستور العمل بنانے سے بے بہرہ ہی رہے گی۔ اور بجائے اس کے کہ اس کی برکت سے اپنی اصلاح کریں۔ ان کی بدنصیبی کہ پہلے سے زیادہ سرکشی اور کفر میں تیز گام ہو گئے ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دوسرا

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ ۝ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ (سورۃ الفجر پ ۳۰)

ترجمہ۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا جو نسل ارم سے ستونوں والے تھے۔ کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا تھا اور فرعون میخوں والے کے ساتھ ان سب نے ملک میں سرکشی کی۔ پھر انہوں نے بہت فساد پھیلایا۔ پھر ان پر تیرے رب نے عذاب کا کوڑا پھینکا۔ بے شک آپ کا رب تاک میں ہے۔

ان تینوں کے متعلق شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکورۃ الصدر تینوں واقعات کے متعلق مندرجہ ذیل تبصرہ فرماتے ہیں۔

قوم عاد کے متعلق

یعنی ستون کھڑے کر کے بڑی بڑی اونچی عمارتیں بناتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اکثر سیر و سیاحت میں رہتے۔ اور اونچے ستونوں پر خیمے تانتے تھے اور بعض کے نزدیک ذات العماد کہہ کر ان کے اونچے قد و قامت اور ڈیل و ڈول کو ستونوں سے تشبیہ دی ہے۔ واللہ اعلم۔ یعنی اس وقت دنیا میں اس قوم جیسی کوئی قوم مضبوط اور طاقتور نہ تھی یا ان کی عمارتیں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں

قوم ثمود کے متعلق

وادی القریٰ ان کے مقام کا نام ہے جہاں پہاڑ کے پتھروں کو تراش کر نہایت محفوظ و مضبوط مکان بنالے تھے

فرعون کے متعلق

یعنی بڑی لاؤ لشکر والا جس کو فوجی ضروریات کے لئے بہت کثیر مقدار میں میخیں رکھنا پڑتی تھیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو چومیخا کر کے سزا دیتا تھا

سب کا خلاصہ از شیخ الاسلام

یعنی ان قوموں نے عیش و دولت اور زور و قوت کے نشہ میں مست ہو کر ملکوں میں خوب اودھم مچایا بڑی بڑی شرارتیں کیں۔ اور ایسا سر اٹھایا گویا ان کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں۔ ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے۔ اس ظلم و شرارت کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا۔ آخر جب ان کے کفر و تکبّر اور جور و ستم کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور مہلت و درگزر کا کوئی موقع باقی نہ رہا۔ دفعۃً خداوند قہار نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ ان کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل گئی اور وہ ساز و سامان کچھ کام نہ آیا۔

بقیہ حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر گذرا اور کیا کرتا ہوا گیا۔ اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا۔

پھر وقت آنے پر اپنی اُن معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالےٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال و اعمال دیکھتا ہے۔ کوئی حرکت و سکون اس سے مخفی نہیں ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا غافل بندے سمجھتے ہیں کہ بس کوئی دیکھنے اور پوچھنے والا نہیں۔ جو چاہو بے دھڑک کئے جاؤ۔ حالانکہ وقت آنے پر ان کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیتا ہے اور ہر ایک سے انہی اعمال کے موافق معاملہ کرتا ہے جو شروع سے اس کے زیر نظر تھے۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ وہ سب ڈھیل تھی۔ اور بندوں کا امتحان تھا کہ دیکھیں کن حالات میں کیا کچھ کرتے ہیں۔ اور ایک عارضی حالت پر نظر کرکے آخری انجام کو تو نہیں بھولتے۔

تیسرا

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (سورۃ البقرہ۔ ع ۱۳۔ پ ۱)

ترجمہ۔ اکثر اہل کتاب اپنے حسد سے حق ظاہر ہونے کے بعد بھی یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹا کرلے جائیں۔ سو معاف کرو اور درگزر کرو جب تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اہل کتاب خواہ یہود ہوں یا نصاریٰ۔ باوجود اہل کتاب ہونے کے ان میں سے اکثریت کی تمنا اور آرزو یہی ہے کہ تمہیں بے ایمان بنادیں۔ لہٰذا یہ چیز ثابت ہوگئی کہ دنیا میں اکثریت ہمیشہ نافرمانوں کی رہی ہے

چوتھا

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ (سورۃ الحدید ع ۲ پ ۲۷)

ترجمہ۔ کیا ایمان والوں کے لیے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت اور جو دین حق نازل ہوا ہے۔ اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب (آسمانی) ملی تھی۔ پھر ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں۔

حاصل

اللہ تبارک و تعالیٰ اہل کتاب کی شکایت فرما رہے ہیں کہ ان میں سے اکثر اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں

پانچواں

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ (سورۃ الحدید ع ۳۔ پ ۲۷)

ترجمہ۔ البتہ ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور انکے ہمراہ ہم نے کتاب اور ترازو (عدل) بھی بھیجی۔ تاکہ لوگ انصاف کو قائم رکھیں اور ہم نے لوہا بھی اُتارا۔ جس میں سخت جنگ کے سامان اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں اور تاکہ اللہ معلوم کرے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غائبانہ مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ زور آور غالب ہے۔

اس آیت کا اصل مضمون کے ساتھ تعلق

اصل مضمون سے یہ آ رہا ہے کہ اس جہان میں اکثریت اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں کی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوہا تو اس لئے پیدا کیا تھا تاکہ اللہ تعالےٰ کے باغیوں کی گردن زدنی کے کام آئے۔ مگر خدا تعالیٰ کے نافرمان بندوں نے اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے انبیاء علیہم السلام یا ان اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے قتل کرنے میں صرف کیا جو لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ چنانچہ میرے اس بیان کی تائید میں قرآن مجید کے دو بیان ملاحظہ ہوں۔

پہلا

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۳۔ پ ۳)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ کے حکموں کا انکار کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے انصاف کا حکم کرنیوالوں کو قتل کرتے ہیں۔ سو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے۔

دوسرا

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۲۔ پ ۴)

ترجمہ۔ ان پر ذلت لازم کی گئی ہے جہاں وہ پائے جائیں۔ مگر ساتھ اللہ کی پناہ کے اور لوگوں کی پناہ کے اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے اور ان پر پستی لازم کی گئی۔ یہ اس واسطے کہ اللہ کی نشانیوں کے ساتھ کفر کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے نکل جاتے تھے

چھٹا

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرٰهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ ۖ فَمِنْهُم مُّهْتَدٍ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰى آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنٰهُ الْإِنجِيلَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ۚ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ (سورۃ الحدید ع ۴ پ ۲۷)

ترجمہ۔ اور ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا تھا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تھی۔ پس بعض تو ان میں سے راہ راست پر رہے اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے اپنے اور رسول بھیجے اور عیسیٰؑ ابن مریم کو بعد میں بھیجا اور اسے ہم نے انجیل دی۔ اور اس کے ماننے والوں کے دلوں میں ہم نے نرمی اور مہربانی رکھ دی اور ترک دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کی ہم نے ان پر وہ فرض نہیں کی تھی۔ مگر انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا۔ پس اُسے نباہ نہ سکے۔ جیسا نباہنا چاہیئے تھا تو ہم نے انہیں جو ان میں سے ایمان لائے ان کا اجر دے دیا اور بہت سے تو ان میں سے بدکار ہیں۔

ساتواں

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۷ پ ۵)

ترجمہ۔ اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تمہیں غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا۔ حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں کر سکتے تھے۔ اور وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہ جانتا تھا۔ اور اللہ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے ان لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ ہاں مگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے یا کسی نیک کام کرنے یا لوگوں میں صلح کرانے میں کی جائے تو یہ بھی بات ہے اور جو شخص یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لئے کرے تو ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ منافقین کی ایک جماعت کی خواہش ہے کہ آپ کو غلط راستے پر چلائیں۔ مگر اس ناپاک کوشش میں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔

آٹھواں

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ؗ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۵ پ ۶) ترجمہ۔ اور ہمارے رسول انکے پاس کھلے احکام لا چکے ہیں۔ پھر بھی ان میں بہت لوگ زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں۔

یہی چیز

پیش کر رہا ہوں کہ زمین میں اکثریت اللہ تعالےٰ کے باغیوں کی ہی ہے۔ اللھم لا تجعلنا منہم اور اس قسم کے بدنصیب ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے باعث گرفت الٰہی میں آتے رہے اور تباہی کے گھاٹ اُترتے رہے ہیں۔

نواں

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۷ پ ۶)

ترجمہ۔ اور فرمایا کہ تو ان میں سے اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے۔ اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے بچتا رہ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تجھ پر اتارا ہے۔ پھر اگر یہ منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ کا ارادہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں مصیبت میں مبتلا کرنے کا ہے اور لوگوں میں بہت سے نافرمان ہیں۔

حاصل

وہی نکلا کہ انسان کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی ہے

دسواں

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ (سورہ یونس رکوع ۹ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا کہا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لاتے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب یہ کہتا ہے۔ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔ سو آج ہم تیرے بدن کو نکال لیں گے۔ تاکہ تو پچھلوں کے لئے عبرت ہو اور بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔

حاصل

یہی نکلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کے متعلق شکایت فرما رہے ہیں کہ ان میں سے اکثر اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منہم۔

گیارہواں

بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الروم ع ۱۔ پ ۲۱)

ترجمہ۔ اللہ کی مدد سے۔ مدد کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور وہ غالب رحم والا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہو چکا۔ اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرے گا۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی اکثر لوگ نہیں سمجھتے کہ غالب یا مغلوب کرنے میں اللہ تعالیٰ کی

کیا کیا حکمتیں ہیں اور یہ کہ قدرت جب کوئی کام کرنا چاہے تو سب ظاہری رکاوٹیں دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اسی لئے اکثر ظاہر بین بغیر اسباب ظاہری خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے اور کسی کا عارضی غلبہ دیکھ کر سمجھنے لگتے ہیں کہ یہی اللہ کے ہاں مقبول ہوگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اکثر آدمی اللہ تعالےٰ کی حکمتوں کو نہیں سمجھتے۔ اسی لئے جس شخص کو کسی مصلحت کی بنا پر عارضی طور پر غلبہ حاصل ہو جائے تو یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں یہی مقبول اور محبوب ہے۔

گیارہ شہادتوں کا نتیجہ یہ نکلا

کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے شاکی ہیں کہ انسانوں کی اکثریت ہمیشہ اس کی نافرمان ہی رہی ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

عنوان نمبر دوم

کیا نافرمان اور فرمانبردار برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس کے متعدد شواہد

پہلا

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥

(سورۃ المائدہ ع ۱۳۔ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں۔ اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ سو اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تمہاری نجات ہو۔

حاصل یہ ہے کہ

توحید پرست اور مشرک مومن اور کافر مومن اور منافق نمازی اور بے نماز روزہ رکھنے والے اور نہ رکھنے والے زکوٰۃ دینے والے اور نہ دینے والے حج فرض ادا کرنیوالے اور نہ کرنیوالے	ان دونوں قسموں والے انسان بارگاہ الٰہی میں برابر نہیں ہو سکتے

دوسرا

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥ (سورۃ النحل ع ۱۰۔ پ ۱۴)

ترجمہ۔ اور اللہ ایک اور مثال دو آدمیوں کی بیان فرماتا ہے۔ ایک ان میں سے گونگا ہے۔ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے۔ جہاں کہیں اسے بھیجے۔ اس سے کوئی خوبی کی بات بن نہ آئے۔ کیا یہ اور وہ برابر ہے۔ جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے۔ اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر قائم ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جس طرح مذکور الصدر مثال والے دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔

تیسرا

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ٥ (سورۃ الزمر رکوع ۱ پ ۲۳)

ترجمہ۔ (کیا کافر بہتر ہے) یا وہ جو رات کے اوقات میں سجدہ اور قیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو۔ آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید کر رہا ہو۔ کہدو کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔ سمجھتے وہی ہیں جو عقل والے ہیں۔

وضاحت کے لئے شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی جو بندہ رات کی نیند اور آرام چھوڑ کر اللہ کی عبادت میں لگا۔ کبھی اس کے سامنے دست بستہ کھڑا رہا۔ کبھی سجدہ میں گرا۔ ایک طرف آخرت کا خوف اس کے دل کو بے قرار کئے ہوئے ہے اور دوسری طرف اللہ کی رحمت کی ڈھارس بندھا رکھی ہے۔ کیا یہ سعید بندہ اور وہ بدبخت انسان جس کا ذکر اوپر ہوا کہ مصیبت کے وقت خدا کو پکارتا ہے اور جہاں مصیبت کی گھڑی ٹلی۔ خدا کو چھوڑ بیٹھا۔ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہو۔ تو یوں کہو کہ ایک عالم اور جاہل یا سمجھدار اور بے وقوف میں کچھ فرق نہ رہا۔ مگر اس بات کو بھی وہی سمجھتے سوچتے ہیں جن کو اللہ نے عقل دی ہے۔

چوتھا

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ٥

(سورہ الحشر ع ۳۔ پ ۲۸)

ترجمہ۔ دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے۔ جنتی ہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ وہ کام جو دوزخ میں لے جانے والے ہیں۔ ان کاموں کے کرنیوالے اور ان کاموں کے کرنے والے (جو بہشت میں پہنچانے والے ہیں) یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ دوزخ میں لے جانیوالے کاموں کے کرنے والے دوزخ ہی میں جائیں گے۔ مثلاً شرک کرنے والے۔ کفر کرنے والے۔ نفاق اعتقادی کے منافق (جو بظاہر مسلمان کہلائیں اور دل میں اسلام کے دشمن ہوں) اور بہشت میں پہنچانے والے کاموں کے کرنے والے بفضلہ تعالیٰ بہشت میں ہی جائیں گے۔ جن کے عقائد میں شرک۔ کفر۔ اور نفاق اعتقادی نہ ہو۔ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ رمضان مبارک کے روزے باقاعدہ رکھیں۔ زکوٰۃ پائی پائی گن کر دیں۔ حج فرض ہو جائے تو حج کریں۔ نہ کسی پر ظلم کریں۔ نہ کسی کی حق تلفی کریں۔ مرنجاں مرنج زندگی بسر کریں۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلک و منک۔

پانچواں

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ٥ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ

عَلَيۡهِ فِي النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَقَّ وَالۡبَاطِلَ ۚ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِي الۡاَرۡضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ۞ (سورہ الرعد ع ۲ پ ۱۳)

ترجمہ - کہو - آسمانوں اور زمینوں کا رب کون ہے - کہدو اللہ - کہو پھر کیا تم نے اللہ کے سوا ان چیزوں کو معبود نہیں بنا رکھا - جو اپنے نفسوں کے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں کہو - کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتا ہے - یا کہیں اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں - کیا جنہیں انہوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے - انہوں نے بھی اللہ کی مخلوق جیسی کچھ مخلوق بنائی ہے - پھر مخلوق ان کی نظر میں مشتبہ ہو گئی ہے - ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اور وہ اکیلا زبردست ہے اس نے آسمان سے پانی اتارا - پھر اس سے اپنی مقدار سے نالے بہنے لگے - پھر وہ سیلاب پھولا ہوا جھاگ اوپر لایا اور جس چیز کو آگ میں زیور یا کسی اور اسباب بنانے کے لئے پگھلاتے ہیں - اس پر بھی ویسا ہی جھاگ ہوتا ہے - اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے - پھر جو جھاگ ہے - وہ یونہی جاتا رہتا ہے اور جو لوگوں کو فائدہ دے - وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے - اسی طرح اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ حقیقی خدا اور مصنوعی خدا برابر نہیں ہو سکتے - اصلی خدا تعالیٰ تو زمین اور آسمان کا رب ہے اور مصنوعی خدا اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں ہو سکتے - جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے - اسی طرح اصلی خدا اور بناوٹی خدا بھی برابر نہیں ہو سکتے اور اسی طرح اصلی خدا کو ماننے والے اور بناوٹی خدا کو ماننے والے بھی برابر نہیں ہو سکتے اور جس طرح اندھیرا اور روشنی برابر نہیں ہو سکتے - اسی طرح جو واقعی خدا ہے - وہ اور جو واقع میں تو خدا نہ ہو اس کو خدا بنا لیا جائے - پھر یہ دونوں خدا برابر ہو سکتے ہیں - ہرگز نہیں - یہ قاعدہ ہے کہ اصلی حقیقی اور جو چیز واقعی ہوتی ہے - وہ اصلی اور واقعی ہوتی ہے - اور جس چیز پر جھوٹ موٹھ کرکے کسی چیز کا نام رکھ لیا جائے - وہ اصلی کب ہو سکتی ہے - اسی طرح جو لوگ اصلی خدا کو ماننے والے ہیں - وہ تو سچے ہیں اور جو لوگ بناوٹی خدا بنا لیتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں اور نتیجے کے لحاظ سے انسانوں کی یہ دونوں قسمیں کبھی برابر نہیں ہو سکتیں - و ما علینا الا البلاغ -

چھٹا

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۞ وَلَا تَسۡتَوِي الۡحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِيۡ هِيَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِيۡ بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيۡمٌ ۞ وَمَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِيۡمٍ ۞ (سورۃ حم السجدہ رکوع ۵ پ ۲۴)

ترجمہ - اور اس سے بہتر کس کی بات ہے - جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کئے اور کہا بیشک میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں - اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجئے جو اچھی ہو - پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی - ایسا ہوگا - گویا کہ وہ مخلص دوست ہے اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر انہیں جو صابر ہوتے ہیں اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر اس کو جو بڑا قسمت والا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ لوگوں میں سے سب سے بہتر وہ آدمی ہے جو خدا کی مخلوق کو خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کی طرف دعوت دے اور خود بھی اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرے - نہ کہ وہ شخص جو نہ خود اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرے اور نہ دوسروں کو اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کی تلقین کرے کیا اللہ تعالےٰ کے دربار میں ان دونوں کا درجہ مساوی ہو سکتا ہے ہرگز نہیں -

ساتواں

اَفَمَنۡ كَانَ مُؤۡمِنًا كَمَنۡ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسۡتَوٗنَ ۞ اَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ جَنّٰتُ الۡمَاۡوٰى نُزُلًاۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۞ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ فَسَقُوۡا فَمَاۡوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَاۤ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا وَقِيۡلَ لَهُمۡ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ ۞ وَلَنُذِيۡقَنَّهُمۡ مِّنَ الۡعَذَابِ الۡاَدۡنٰى دُوۡنَ الۡعَذَابِ الۡاَكۡبَرِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ۞ (سورۃ السجدہ رکوع ۲ پ ۲۱)

ترجمہ - کیا مومن اس کے برابر ہے جو نافرمان ہو - برابر نہیں ہو سکتے - سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے مہانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کا ٹھکانا آگ ہے - جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اس میں پھر لوٹا دیئے جائیں گے اور انہیں کہا جائیگا آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے اور ہم انہیں قریب کا عذاب بھی اس بڑے عذاب سے پہلے چکھائینگے تاکہ وہ باز آ جائیں -

حاصل

یہ نکلا کہ فرمانبردار (یعنی مومن) اور نافرمان (یعنی فاسق) بارگاہ الٰہی میں برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں کے اعمال کے نتائج نکلیں گے اور نہ ہی دونوں کا ٹھکانا ایک جیسا ہو سکتا ہے اور یہ سب فیصلے جو عرض کر رہا ہوں - ہر عقلمند ان فیصلوں کو بآسانی قبول کر سکتا ہے -

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا مخلص اور فرمانبردار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہ العالمین -

آخری فیصلہ

دربار الٰہی سے انسانوں کی دو قسموں کا اعلان

پہلی

راندۂ دربارِ الٰہی

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَاسۡتَكۡبَرُوۡا عَنۡهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمۡ

اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۵ - پ ۸)

ترجمہ - بے شک - جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا - ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے - یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے (یعنی جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں گھسنا ناممکن ہے - اسی طرح ان لوگوں کے لئے بھی بہشت کا دروازہ کھلنا ناممکن ہے) اور ہم گنہگاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں - ان کے لئے دوزخ کا بچھونا اور اوپر سے اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

آیات الٰہی کے ماننے سے تکبر کرنے کا یہی مطلب ہے

جو آج بعض بے سمجھ انگریزی دان نوجوانوں میں پایا جاتا ہے - جو کہتے ہیں "مولوی بڑے بے ایمان ہیں" اے نوجوان عزیز ہوش سے کام لے - اس دیندار جماعت کی توہین کرکے خوش نہ ہو اور اپنی عاقبت خراب نہ کر - مولوی صاحب بچارے مسلمانوں کو یہی تو کہتے ہیں کہ پانچ وقت نماز پڑھو - رمضان مبارک کے روزے رکھو - زکوٰۃ فرض ہے تو دو - اگر حج فرض ہو چکا ہے تو ضرور کرو - ان اعمال صالحہ کے علاوہ جو برائیاں تم کرتے ہو - ان سے تمہیں روکتے ہیں ؟ مثلاً شراب نہ پیو - کیونکہ اسلام میں شراب پینا حرام ہے - دعوتوں میں جب راتوں کو اکٹھے ہوتے ہو تو کھانے سے فارغ ہو کر آپس میں بیویوں کے تبادلے کرکے بغلگیر ہو کر مت ناچو - کیونکہ یہ شریفانہ فعل نہیں - اسلام اس کو حرام قرار دیتا ہے - اے عزیز نوجوان - مولوی صاحب تمہیں اسی قسم کے امر و نہی کی قرآن مجید کے نقطۂ نگاہ سے اطلاع دیتا ہے اور مولوی کی اس اطلاع اور گرفت کو تو اپنی توہین سمجھتا ہے اس لئے بجائے اپنے گناہوں سے شرمندہ ہونے کے الٹا تبلیغ حق کرنے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی توہین کرکے دل خوش کر لیتا ہے کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں - سوائے اس کے کہ وہ تمہیں تبلیغ دین کرتے ہیں اور وہ کونسی بے ایمانی ہے جو وہ کرتے ہیں - اور اے نوجوان عزیز چند دنوں سے تیری ایمانداری بھی طشت از بام ہو چکی ہے جو تو نے اپنے اپنے منصب پر فائز ہونے کے بعد اور قومی خزانے سے ہزاروں روپیہ بصورت تنخواہ معاوضہ لے کر دیانتداری کا ثبوت دیا ہے - وہ بھی تمام دنیا کو بذریعہ اخبارات معلوم ہو چکا ہے -

یہی مولوی تو خیر خواہ ہیں

اے بے دین نوجوان خواب غفلت سے ہوش میں آ اور آنکھ کھول کر دیکھ اور کان کھول کر سن لے - یہی حاملین فرمان الٰہی (قرآن مجید) جو تمہیں عاقبت اور نتیجے کے لحاظ سے خیر اور شر نیک اور بد - مفید اور مضر - آرام دہ جگہ پر پہنچانے والے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرانے والے - دونوں راستوں میں تمیز کرانے کی کوشش کر رہے ہیں - حقیقت میں فقط یہی تو تیرے خیر خواہ ہیں جو چاہتے ہیں کہ تیرا انجام بخیر ہو - اے انگریزی دان ہوش میں آ - ہوش میں آ - ہوش میں آ - دوست اور دشمن کو پہچان - خیر خواہ اور بدخواہ کو پہچان

دُعا

اے اللہ ان یورپین عزم میں غرق ہونے والے میرے مسلمان نوجوانوں کو اپنی مہربانی اور اپنے فضل سے اس اندھیرے گڑھے سے نکال اور تو اپنے اسلام کی روشنی کا نور ان کے دلوں میں اور ان کی آنکھوں میں عطا فرما اور انہیں اس جہنم رساں گڑھے سے نکل کر نور الٰہی (قرآن مجید) کی روشنی میں حیات مستعار (دنیا کی زندگی) کے بقیہ دن بسر کرنے کی توفیق عطا فرما - آمین یا الہ العالمین -

دوسری قسم

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۵ پ ۸)

ترجمہ - اور جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں - ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے - مگر اس کی طاقت کے موافق - وہی بہشتی ہیں - وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہم اجعلنا منہم -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں - لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا جملہ معترضہ ہے جس سے درمیان میں متنبہ فرما دیا کہ ایمان و عمل صالح جس پر اتنا عظیم الشان صلہ مرحمت ہوتا ہے - کوئی ایسی مشکل چیز نہیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہو یا یہ مطلب ہے کہ ہر آدمی سے عمل صالح اسی قدر مطلوب ہے - جتنا اس کی مقدرت اور طاقت میں ہو - اس سے زائد کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۳ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۵۹ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اما بعد

تمہید

جس طرح انسان اپنی ظاہری شکل و شباہت کے لحاظ سے دوسرے حیوانات سے ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے اسی طرح اپنے متعلقہ فرائض کے لحاظ سے بھی دوسرے حیوانات سے اپنا ایک جداگانہ اور ممتاز مقام رکھتا ہے اور جس طرح تمام اس مخلوقات پر اس کو فوقیت حاصل ہے جو اس جہان میں نظر آتی ہے۔ مثلاً معدنیات۔ نباتات حیوانات۔ اگر یہ انسان اپنے فرائض منصبی کو مکمل طور پر ادا کرے تو نتیجے کے لحاظ سے بھی یہ سب چیزوں سے قرب الٰہی میں بلند تر مقام پر جا پہنچتا ہے۔ جو رضا الٰہی کا مقام ہے۔ جیسے قرآن مجید میں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کے پیارے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ اعزازی لقب سوائے انسان کے زمین پر بسنے والی اور کسی مخلوق کو تو کبھی نصیب نہیں ہوا

حقیقتاً لقب انسانی

کے مستحق بھی وہی انسان ہوتے ہیں جو انسانیہ سے متعلقہ فرائض منصبی کو انجام دیں اور جو ان فرائض کو انجام نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی وہ حقیقتاً انسان نہیں ہوتے ایسے افراد انسانی کے متعلق

قرآن مجید میں یہ اعلان ہے

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَھَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۲۲۔ پ ۹)

ترجمہ۔ اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے۔ بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

تمہید کے بعد

مذکور الصدر تمہید کے بعد قرآن مجید میں سے انسانیہ سے متعلقہ فرائض منصبی کی چند مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جنہیں انسان کو اوامر و نواہی سے خطاب کیا گیا ہے۔

پہلی مثال

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝۔ (سورۃ النساء ع ۶ پ ۵)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالےٰ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو۔ بیشک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا

خلاصہ

اس ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو گیارہ احکام عطا فرمائے ہیں۔ ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ پہلا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ دوسرا۔ جو عبادت کا طریقہ اللہ تعالےٰ کے متعلق سکھایا گیا ہے۔ اس قسم کا تعلق کسی غیر سے نہ رکھو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝ (سورۃ المومن ع ۶۔ پ ۲۴)۔ ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔ لہذا اب حاجت روائی کے لئے اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو پکارنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔ تیسرا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ چوتھا۔ رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرو۔ پانچواں یتیموں کے ساتھ نیکی کرو۔ چھٹا اور مسکینوں کے ساتھ نیکی کرو۔ ساتواں رشتہ دار ہمسایہ یا یہ مطلب ہے۔ کہ قریب رہنے والے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرو۔ آٹھواں۔ غیر رشتہ دار ہمسایہ یا ذرا دور رہنے والے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرو نواں۔ پاس بیٹھنے والے (مثلاً سفر میں جو ہمارے پاس بیٹھا ہوا ہے) کے ساتھ نیکی کرو۔ دسواں۔ اور مسافر کے ساتھ نیکی کرو (یعنی اُسے کسی چیز کی ضرورت ہے اور تم وہ ضرورت پوری کر سکتے ہو۔ تو کر دو) گیارہواں۔ غلاموں کے ساتھ نیکی کرو۔ آج کل ہمارے ہاں غلام تو نہیں ہیں۔ البتہ میرا خیال ہے کہ ان کی بجائے یہ حکم نوکروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی صورت میں کچھ ادا ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

سچا کھرا اور اصلی مسلمان

وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کے مذکور الصدر گیارہ احکام کی حسب توفیق تعمیل کرے اللھم اجعلنا منھم۔

دوسری مثال

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۸ پ ۵) - ترجمہ - اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو۔ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں (بشرطیکہ مسلمان ہوں - کیونکہ مسلمان کو کافر حاکم کی فرمانبرداری کرنے کا شریعت اسلامی میں کوئی حکم نہیں ہے) پھر اگر آپس میں کسی چیز پر جھگڑا کرو - تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہی بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

پہلی آیت میں حکام کو عدل کا حکم فرما کر اب اوروں کو حکام کی مطابعت کا حکم دیا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکام کی اطاعت جبھی واجب ہوگی۔ جب وہ حق کی اطاعت کرینگے

فائدہ

حاکم اسلام بادشاہ یا اس کا صوبہ دار یا قاضی یا سردار لشکر اور جو کوئی کسی کام پر مقرر ہو - ان کا حکم ماننا ضروری ہے - جب تک کہ وہ خدا اور رسول کے خلاف حکم نہ دیں - اگر خدا اور رسول کے حکم کے صریح خلاف کرے تو اس حکم کو ہرگز نہ مانے اور اگر تم میں اور اولوالامر میں باہم اختلاف ہو جائے کہ حاکم کا یہ حکم اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے موافق ہے یا مخالف تو اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کر کے طے کر لیا کرو۔ کہ وہ حکم فی الحقیقت اللہ اور اُسکے رسول کے حکم کے موافق ہے یا مخالف اور جو بات موافق ہو جائے۔ اسی کو بالاتفاق مسلّم اور معمول بہ سمجھنا چاہیئے اور اختلاف کو دُور کر دینا چاہیئے۔ اگر تم کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ کیونکہ جس کو اللہ اور قیامت پر ایمان ہوگا۔ وہ ضرور اختلاف کی صُورت میں اللہ اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کرے گا اور اُن کے حکم کی مخالفت سے بے حد ڈرے گا۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ جو اللہ اور رسول کے حکم سے بھاگے گا۔ وہ مسلمان نہیں۔ اس لئے اگر دو مسلمان آپس میں جھگڑیں - ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کریں۔ دوسرے نے کہا۔ میں شرع کو نہیں سمجھتا یا مجھ کو شرع سے کام نہیں - تو اس کو بے شک کافر کہیں گے - یعنی اپنے تنازعات اور اختلافات کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرنا اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنی مفید ہے - آپس میں جھگڑنے یا اپنی رائے کے موافق فیصلہ کرنے سے اس رجوع کا انجام بہتر ہے۔ شیخ الاسلام کا حاشیہ یہاں آ کر ختم ہوا ہے -

تیسری

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۲ - پ ۱۵)

ترجمہ - اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں - انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو - اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو - اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے - اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔ جو تمہارے دلوں میں ہے - تمہارا رب خوب جانتا ہے اگر تم نیک ہو گے - تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے - اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دے دو - اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو - بے شک بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے -

مذکورۃ الصدر آیات کے مضامین کا خلاصہ

قرآن مجید میں سینکڑوں مقامات پر یہ تلقین کی گئی ہے کہ اے انسانو - سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی ہرگز عبادت نہ کرنا - ان مقامات مقدسہ میں سے ایک یہ مقام بھی ہے - اس کے بعد ماں باپ سے حسن سلوک سے زندگی بسر کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور یہ چیز بھی قانون الٰہی میں اشد ضروری قرار دی گئی ہے - حتیٰ کہ فقط اسی ایک گناہ کے باعث بھی مجرم سیدھا دوزخ میں بھیج دیا جائے گا - اگرچہ اس کے بعد سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے نکال دیا جائے گا۔ ماں باپ کے بعد پھر دوسرے رشتہ داروں - مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کی گئی ہے - اور اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال خرچ کرتے وقت فضول خرچی میں خرچ کرنے سے منع کر دیا گیا ہے اب

سچا کھرا اور اصلی مسلمان

وہ ہوگا جو مذکور الصدر احکام الٰہی کی پابندی کرے گا۔ ورنہ نام کا تو مسلمان ہوگا۔ اور بد اعمالی کے باعث اس پر خدا کی لعنت پڑے گی - اور خدا تعالےٰ اس کی بد اعمالی کے باعث سخت ناراض ہوگا۔ اسی کا نام لعنت ہے - کیونکہ لعنت کی معنیٰ اَللَّعْنَۃُ اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَۃِ - ترجمہ - لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور رکھے جانے کا نام ہے

چوتھی

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً (الیٰ) مَدْحُوْرًا ۝) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ کی آیت مَدْحُوْرًا تک جتنے احکام الٰہی اس عنوان کے اندر آ گئے ہیں ان کا ترجمہ اور پھر تشریح بآسانی سمجھ میں آنے کے لئے لکھ دی جاتی ہے۔

پہلا حکم

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ ترجمہ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن

کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے کھول دے۔ بالکل ہی کھول دیا پھر تو پشیمان تہی دست ہو کر بیٹھ رہے گا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی سب الزام دیں کہ کنجوس مکھی چوس ہے یا یہ کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ غرض ہر معاملہ میں توسط و اعتدال مرعی رکھنا چاہیئے۔ نہ ہاتھ اس قدر کھینچے کہ گردن سے لگ جائے اور نہ طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنے میں ایسی کشادہ دستی دکھلائے کہ پھر بھیک مانگنی پڑے اور ہاتھ کھلے کا کھلا رہ جائے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں "فَتُعْطِي فَوْقَ طَاقَتِكَ وَتُخْرِجُ أَكْثَرَ مِنْ دَخْلِكَ" یعنی طاقت سے بڑھ کر یا آمدنی سے زائد کرنا بھی "وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ" کے تحت میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے "مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ" جس نے میانہ روی اختیار کی محتاج نہیں ہوا۔"

دوسرا حکم

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ ترجمہ۔ بے شک تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے۔ اور تنگ بھی کرتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا اور دیکھنے والا بھی ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی تمہارے ہاتھ روکنے سے تم غنی اور دوسرا فقیر نہیں ہو جاتا۔ نہ تمہاری سخاوت سے وہ غنی اور تم فقیر بن سکتے ہو۔ فقیر و غنی بنانا اور روزی کا کم و بیش کرنا محض خدا کے قبضہ میں ہے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ افسوس آج ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ فقیر جو امید لے کر آیا تھا۔ کیا کہے گا۔ فقر و غنی کے مختلف احوال بھیجنا اسی مالک علی الاطلاق کے قبضہ میں ہے۔ تمہارا کام میانہ روی سے امتثال حکم کرنا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی محتاج کو دیکھ کر بالکل بیتاب نہ ہو جا۔ اس کی حاجت روائی تیرے ذمہ نہیں۔ اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر علیہ السلام کی فرمائی ہیں جو بے حد سخی واقع ہوئے تھے۔ باقی جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو پابند کیا ہے۔ دینے کا۔ حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ یعنی ہر ایک بندے کے ظاہری و باطنی احوال و مصالح سے خبردار ہے۔ اسی کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ حدیث قدسی میں فرمایا کہ میرے بعض بندے وہ ہیں۔ جن کی درستیٔ حال فقیر رہنے میں ہے۔ اگر میں اس کو غنی کر دیتا تو اس کا دین تباہ ہو جاتا۔ اس کے برعکس، بعض وہ بندے ہیں جن کو غنی بنایا۔ اگر فقیر بنا دیا جاتا تو دین پر قائم نہ رہ سکتے۔ اس کے علاوہ بعض اغنیاء کے حق میں غناء ظاہری محض امہال و استدراج کے طور پر یا فقر و تنگدستی عقوبت اور سزا کے طریقہ سے ہے۔ (عیاذًا باللہ من ہذا و ہذا)

تیسرا حکم

(وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا ۝) ترجمہ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ بے شک اُن کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

بعض کافر اولاد کو مار ڈالتے تھے کہ ان کا خرچ کہاں سے لائیں گے۔ کیونکہ یہ بیرحمی کی حرکت نسل انسانی کے قطع کرنے کا موجب ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والے کو حق تعالیٰ کی رزاقی پر اعتماد نہیں۔

چوتھا حکم

(وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝)

ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی زنا کرنا تو بڑی سخت چیز ہے اس کے پاس بھی مت جاؤ۔ گویا "لَا تَقْرَبُوا" میں مبادی زنا سے بچنے کی ہدایت کر دی گئی۔ مثلاً اجنبی عورت کی طرف بدوں عذر شرعی نظر کرنا۔ یا بوس و کنار وغیرہ۔ کیونکہ زنا سے انساب میں گڑ بڑ ہوتی ہے۔ اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں اور سب کے لئے بُری راہ نکلتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اگر یہ راہ نکلی تو ایک شخص دُوسرے کی عورت پر نظر کرے کوئی دوسرا اُس کی عورت پر کرے گا۔ مسند امام احمد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دیجئے حاضرین نے اُسے ڈانٹ بتلائی کہ "پیغمبر خدا کے سامنے ایسی گستاخی" خبردار چپ رہو۔ حضورؐ نے اس کو فرمایا۔ کہ میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آ کر بیٹھا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو یہ حرکت اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، میں سے کسی کی نسبت پسند کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا مجھ کو آپؐ پر قربان کرے۔ ہرگز نہیں۔ فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔ پھر آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی اسکے گناہ کو معاف فرما۔ اور اس کے دل کو پاک اور شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔ ابو امامہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اس شخص کی یہ حالت ہو گئی کہ کسی عورت وغیرہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

پانچواں حکم

(وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ۝) (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵) ترجمہ اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اسے ناحق قتل نہ کرنا اور جو کوئی ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اس کے ولی کے واسطے اختیار دے دیا ہے۔ لہذا قصاص میں زیادتی نہ کرے۔ بیشک اس کی مدد کی گئی ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ۔ شیخ الاسلام تحریر

فرماتے ہیں۔ "صحیحین (بخاری شریف اور مسلم شریف) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی بہت بڑی کتابیں ہیں۔ (جن کے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے کہ ان دونوں کتابوں میں جتنی حدیثیں ہیں۔ ان سب کے متعلق یہ بات یقینی ہے کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ اس عقیدہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے) میں کہا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں۔ مگر تین صورتوں میں جان کے بدلے جان یا زانی محصن یا جو شخص دین کو چھوڑ کر (مسلمانوں کی جماعت سے) علیحدہ ہو جائے (اور) اولیائے مقتول کو اختیار ہے کہ حکومت سے کہہ کر خون کا بدلہ لیں۔ لیکن بدلہ لیتے وقت حد سے نہ گذریں۔ مثلاً قاتل کی جگہ غیر قاتل کو سزا دلوانے لگیں یا قاتل کے ساتھ دوسرے بیگنا ہوں کو بھی شامل کر لیں۔ یا قاتل کے ناک کان وغیرہ کاٹنے اور مثلہ کرنے لگیں۔ خدا نے اس کی (مقتول کے وارث) مدد کی کہ بدلہ لینے کا حق دیا اور حکام کو امر فرمایا کہ حق دلوانے میں کمی نہ کریں۔ بلکہ ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے نہ یہ کہ الٹا قاتل کی حمایت کرنے لگے اور وارث کو بھی چاہیئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا۔ تو اس کے بیٹے بھائی کو نہ مار ڈالے۔ جیسے جاہلیت میں رواج تھا۔

چھٹا حکم

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ مگر جس طریقہ سے کہ بہتر ہو۔ جب تک وہ اپنی جوانی کو نہ پہنچے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"حضرت مولانا شبیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ ہاں اگر اس کی حفاظت و نگہداشت اور خیر خواہی مقصود ہو تو مضائقہ نہیں جس وقت جوان ہو جائے اور اپنے نفع نقصان کو سمجھنے لگے۔ مال اس کے حوالہ کر دو۔

ساتواں حکم

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (سورہ بنی اسرائیل ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور عہد کو پورا کرو۔ بیشک عہد کی باز پرس ہوگی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "اس میں سب عہد داخل ہیں خواہ اللہ سے کئے جائیں یا بندوں سے بشرطیکہ غیر مشروع نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ کسی کو قول و قرار صلح کا دے کر بدعہدی کرنا اس کا وبال ضرور پڑتا ہے" ۔

آٹھواں حکم

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (سورہ بنی اسرائیل ع ۴ ۔ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور ناپ تول کر دو۔ تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو۔ یہ بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

(یعنی جھونک نہ مارو۔ ناپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا نظام مختل ہو جاتا ہے۔ قوم شعیب کی ہلاکت کا قصہ پہلے کئی جگہ آ چکا ہے۔ ان کا بڑا عملی گناہ یہ ہی بیان کیا گیا ہے۔ روایات میں ہے کہ جو شخص کسی حرام پر قدرت پا کر محض خدا کے خوف سے رک جائے تو خدا تعالےٰ اسی دنیا میں آخرت سے پہلے اس کو نعم البدل عطا فرمائے گا۔ دغا بازی اول چلتی ہے۔ پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملہ نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو بھلا لگتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

نواں حکم

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (سورہ بنی اسرائیل ۔ ع ۴ ۔ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور جس بات کی تجھے خبر نہیں۔ اس کے پیچھے نہ پڑ۔ بیشک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی بے تحقیق بات زبان سے مت نکال۔ نہ اس کی اندھا دھند پیروی کر آدمی کو چاہیئے کہ کان، آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر اور بقدر کفایت تحقیق کر کے کوئی بات منہ سے نکالے یا عمل میں لائے۔ سنی سنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی اٹکل پچو کوئی قطعی حکم نہ لگائے یا عملدرآمد شروع نہ کر دے۔ اس میں جھوٹی شہادت دینا۔ غلط تہمتیں لگانا، بے تحقیق چیزیں سن کر کسی کے درپے آزار ہونا۔ یا بغض و عداوت قائم کر لینا۔ باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا۔ ان دیکھی یا ان سنی چیزوں کو دیکھی یا سنی ہوئی بتلانا۔ غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعوے کرنا کہ میں جانتا ہوں۔ یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن تمام قویٰ کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا۔ بے موقع تو خرچ نہیں کیا؟

دسواں حکم

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ۔ ع ۴ ۔ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل بے شک تو زمین کو پھاڑ ڈالے گا اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچے گا۔ ان میں سے ہر ایک بات تیرے رب کے ہاں نا پسند ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی متکبروں کی چال چلنا انسان کو زیبا نہیں۔ نہ تو زور سے پاؤں مار کر وہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے۔ نہ گردن ابھارنے اور سینہ تاننے سے اونچا ہو کر پہاڑوں کی برابر ہو سکتا ہے۔ پھر ایسے ضعف و عجز اور اس بساط پر اپنے آپ کو اس قدر لمبا کھینچنے سے کیا فائدہ۔ جن باتوں کو اوپر منع کیا ان کے کرنے میں رب کی بیزاری

ہے (یعنی وہ ان بُرے کاموں سے بیزار ہے اور جن کا حکم کیا۔ اُن کے نہ کرنے میں بیزاری ہے۔

گیارھواں حکم

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

ترجمہ۔ یہ (جو کچھ پہلے بیان کیا گیا ہے) اس حکمت میں سے ہے کہ جسے تیرے رب نے تیری طرف وحی کیا اور اللہ کے ساتھ کسی کو معبود نہ بنا۔ ورنہ تو ملزم مردود بنا کر جہنم میں ڈال دیا جائیگا

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی اوپر جو پر مغز اور بیش بہا نصیحتیں کی گئیں یہ وہ علم و حکمت اور تہذیب و اخلاق کی باتیں ہیں جنھیں عقل سلیم قبول کرتی ہے اور جو وحی کے ضمن میں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا واسطہ اور اُمت امیہ کی طرف بواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھیجی گئیں۔

برادران اسلام اور مسلم خواتین

میری مندرجہ ذیل پیش کردہ چند سطور بڑے غور سے پڑھئے گا۔ اگر آپ نے ان سطور میں پیش کردہ روح تعلیم کو مان لیا تو آپ کی زندگی بارگاہ الٰہی میں کامیاب خیال کی جائے گی۔ مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل میں بہت بڑی امید ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب سے راضی ہو جائے گا۔ اور ہماری قبریں بہشت کا باغ بنا دے گا اور قیامت کے دن بہشت میں داخل ہونے والوں کی فہرست میں ہمارا نام بھی آ جائے گا۔

یہ عقلی قاعدہ ہے

کہ جب کبھی کوئی شخص کوئی مشینری خریدنے کے لئے بازار میں جاتا ہے۔ اور بازار میں دیکھتا ہے کہ وہ مشینری بازار میں متعدد دُکانداروں کے پاس رکھی ہے اور ہر دُکاندار اُسے یہ کہتا ہے کہ میری مشینری بہت ہی اچھی ہے اور آپ کے لئے بڑی مفید ثابت ہوگی لہٰذا آپ میرے ہاں سے خرید لیجئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ شخص ان دُکانداروں کے چکمے میں آکر اور ان کی دل موہ لینے والی باتوں میں آکر مشینری خرید لے گا۔ یا اپنی ذاتی تحقیقات سے مشینری خریدے گا۔ ہر عقلمند کا یہی فیصلہ ہے کہ وہ شخص اگر اس کام کو جانتا ہے تو اپنی صوابدید اور اپنی تحقیق کے مطابق خرید کرے گا۔ نہ کہ ان لوگوں کے کہنے پر ساٹھ ستر ہزار روپیہ فوراً اپنی گرہ سے کھول کر کسی دُکاندار کے حوالہ کر دے گا۔

بعینہٖ اسی طرح

اپنے معاملے پر غور کیجئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سب انسانوں کو خود پیدا کیا ہے اور ساتھ ہی گزشتہ زمانوں میں گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپؐ کی معرفت ہمیں قرآن مجید میں یہ اطلاع دی ہے۔ کہ مجھے اپنے پیدا کردہ بندوں میں سے فلاں فلاں صفات سے جو متصف ہو کر دنیا سے لوٹ کر میرے ہاں آئیں گے وہ میری بارگاہ میں مقبول ہوں گے۔ ان صفات کا خاکہ میں نے قرآن مجید سے منتخب کردہ پانچ مثالوں کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا ہے اور مثال نمبر ۵ کے ضمن میں بندہ نے اس نمبر کی متعدد آیات میں سے گیارہ احکام خداوندی چن چن کر آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونا چاہتے ہیں تو مذکورۃ الصدر گیارہ احکام الٰہی کو اپنا دستور بنائیں۔ علاوہ اس کے ان پیش کردہ پانچ مثالوں سے جن صفات سے متصف ہونا ہمارے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے ان سے متصف ہو کر زندگی بسر کریں۔ ایسی صورت میں جب ہمیں پیغام موت آئے گا۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ ہم خوشی خوشی بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے کے لئے دنیا سے رخصت ہونگے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

اور اگر ان صفات سے متصف ہوئے

تو پھر ایک حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔ اس میں موت کے بعد پیش آنے والا اپنا نقشہ دیکھ لیجئے۔ شائد اس نقشہ کے دیکھنے کے بعد آپ کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے اور اپنی اصلاح کر لیں۔

حدیث شریف۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ ابی سعید سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ (تیار کر کے) رکھا جاتا ہے۔ پھر اسے مرد اپنی گردنوں پر اُٹھا لیتے ہیں۔ پھر اگر (وہ شخص نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو۔ اور اگر صالح (نیک) نہیں ہوتا تو جنازہ اٹھانے والوں کو کہتا ہے۔ ہائے افسوس اس "یعنی جنازے" کو کہاں لے جا رہے ہو۔ (یعنی دراصل وہ ادھر جانا نہیں چاہتا۔ اس جنازے کی آواز سوائے انسان کے ہر چیز سنتی ہے۔ اور اگر انسان سُن لیں تو (اس ہیبت ناک آواز کے باعث بیہوش ہو جائیں)

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء

امراض مہلکہ روحانیہ میں سے ایک مرض

غفلت بھی ہے جسے اردو زبان میں لاپرواہی سے تعبیر کیا جاتا ہے

یہ مرض بھی ایسا مہلک ہے کہ اپنے مریض کو خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا دیتا ہے۔

قرآن مجید کے مختلف مقامات میں اس مرض کے مختلف پہلوؤں کا ذکر آیا ہے

پہلا مقام

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ سورہ یونس ع ۹ - پ ۱۱

ترجمہ۔ اور بیشک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔

انسانوں کی اکثریت مرض غفلت کا شکار رہتی ہے

مذکورۃ الصدر آیت میں اللہ تعالیٰ نے غافلوں کے حق میں کثیر کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جس کے معنی "بہتے" ہے۔ اور عربی میں کثیر کے مقابلہ میں "قلیل" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی معنی "تھوڑے" ہے۔ لہذا اللہ تعالےٰ کے اعلان سے یہ ثابت ہوا کہ ہمیشہ انسانوں کی اکثریت غفلت "لاپرواہی" کا شکار رہی ہے۔

مرض غفلت کا اثر

غفلت کی معنی لاپرواہی عرض کر چکا ہوں۔ ساری دنیا کی گذشتہ تاریخ جو بہترین اور اعلےٰ درجہ کی صحیح ہے۔ وہ وہی ہے جو قرآن مجید میں گذشتہ اقوام کے متعلق بیان ہوئی ہے۔ اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ لاپرواہی ان لوگوں نے اپنے خالق، مالک اور مربی اللہ جل شانہٗ کے حق میں کی تھی ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو لا الہ الا اللہ کا سبق پڑھایا اور اللہ تعالےٰ کی صفت خالقیتہ اور ربوبیتہ کا پتہ دے کر انہیں کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ) کا اقرار کرانا چاہا۔ اور اسی رب العالمین کی عبادت کی طرف توجہ دلائی۔ اسی جد و جہد میں انبیاء علیہم السلام نے اپنی عمریں صرف کر دیں۔ مگر ان بد نصیب قوموں کی اکثریت اپنے فرض منصبی عبدیت کو اپنی غفلت (لاپرواہی) کے باعث تسلیم بھی نہ کیا۔ اور نہ فرائض عبدیت کو سمجھا اور نہ انہیں انجام ہی دیا۔ بالآخر ان قوموں کے خلاف غضب الٰہی جوش میں آیا اور انہیں مختلف زمانوں میں مختلف یعنی طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کرکے صفحہ ہستی سے مٹایا کسی کو پانی کا طوفان لا کر غرق کیا۔ کسی پر عذاب الٰہی کی آندھی بھیجکر صفحہ ہستی سے مٹایا۔ کسی پر اللہ تعالیٰ کا عذاب الٰہی زلزلہ کی شکل میں آیا۔ کسی غافل قوم پر پتھروں کا مینہ برسایا۔ کسی قوم کو بہتے دریا میں لا کر غرق کر دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

آج کل بھی اکثریت غافلوں ہی کی ہے

برادران اسلام۔ جس ملک میں ہم بود و باش رکھتے ہیں یعنی پاکستان۔ اپنی قوم کے حالات پر غور کرکے دیکھئے۔ اکثر ان میں ایسے ہیں جو اپنے فرض منصبی کو گذشتہ قوموں کی طرح نہیں سمجھتے اور وہ فرض منصبی فرمان شاہنشاہی یعنی قرآن مجید کے احکام کی تعمیل ہے۔ موجودہ دور کے مسلمانوں کی اکثریت دوسرے فرائض حیات کے ادا کرنے میں نسبتاً چست معلوم ہوتی ہے اور اگر سست ہیں تو اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرنے میں۔ مثلاً آپ بازاروں میں دکانداروں کو دیکھئے۔ صبح سے لے کر عشا تک دکانیں کھلی رہتی ہیں۔ اور دکاندار ہر وقت حاضر باش رہتے ہیں۔ اور جب نماز کا وقت آتا ہے۔ اور مسجدوں میں اذانیں ہوتی ہیں تو دکانداروں میں سے کتنے ہیں جو دکانیں چھوڑ کر نماز با جماعت کی صف میں جا کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعض دکاندار نماز پڑھنے کے لئے چلے بھی جاتے ہیں۔ اکثریت تو ایسے لوگوں کی ہے جو نہیں جاتے۔ لہذا جو شکایت اللہ تعالےٰ کو پہلی قوموں سے تھی۔ کہ اکثر نافرمان ہیں۔ وہی صورت حال اب بھی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دفاتر کو دیکھئے ظہر کی نماز دفاتر کے وقت میں آتی ہے۔ وہاں بھی یہی حال ہے۔ بہت ہی کم لوگ دفتروں سے اٹھ کر نماز ظہر ادا کرتے ہیں۔ ورنہ اکثریت وہاں بھی غافلوں کی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تعلیم گاہوں میں دیکھئے عموماً سردی کی موسم میں ظہر کی نماز ہائی سکولوں اور کالجوں کی تعلیم کے وقت میں آتی ہے۔ پھر دیکھ لیجئے کہ اساتذہ اور طلبہ کی اکثریت تعلیم میں مصروف رہتی ہے اور نماز نہیں پڑھتے تو پھر

نتیجہ

بھی وہی نکلے گا جو پہلی غافل قوموں کے حق میں نکلا کرتا تھا کہ اکثریت جو غافل تھی ان کی قبریں دوزخ کا گڑھا اور اقلیت جو ہر معاملہ میں تابع رضائے الٰہی تھے۔ ان کی قبریں بہشت کا باغ بنتی تھیں۔ اب بھی یہی ہو رہا ہے۔

دل کی بینائی سے قبر کے حالات کا مشاہدہ

ہو جاتا ہے۔ برادران اسلام ایک تو یہ بینائی ہے جو آنکھوں میں ہے۔ یہ بینائی تو اللہ تعالےٰ نے ہر مومن و کافر کو عطا فرمائی ہوئی ہے۔ ایک دوسری بینائی بھی ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ (سورۃ الحج رکوع ۶ پ ۱۷)۔ ترجمہ۔ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔

یہ بینائی اللہ جل شانہ کے پاک نام کی برکت سے

یقیناً حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایسے اپنے بندے دنیا میں رکھے ہوئے ہیں۔ جن کی تعلیم و تربیت سے یہ بینائی حاصل ہو جاتی ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ اس بینائی کے حاصل کرنے کے لئے عمر کا ایک کافی حصّہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ اور خاص طریقہ ذکر الٰہی کی کثرت کرنی پڑتی ہے۔ پھر کہیں اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو یہ نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ رحمت الٰہی کے اس دروازہ کے کھلنے کے وقت عالم روح کے اور بیشمار حالات کا دروازہ بھی ساتھ ہی کھل جاتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ‎•

موجودہ دَور کے غافلوں کے جمگھٹے کی ایک اور مثال

آیا نماز عشا کے وقت مسجدوں میں نمازی زیادہ ہوتے ہیں یا سینما گھروں میں سینما بین مرد اور عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سینما دیکھنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد کے مقابلہ میں مسجدوں میں دسواں حصّہ بمشکل ہوگا۔

لہٰذا

اے برادران اسلام۔ ان مذکورۃ الصدر حالات میں جب ہم لوگ انہیں گذشتہ قوموں کے غافلوں کی لائن پر جا رہے ہیں تو کیا پھر ہمارے حق میں غضب الٰہی جوش میں نہیں آئے گا۔ اور ہمارے لئے اسی قسم کی تباہی اور بربادی نہیں لائے گا۔ یہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ عذاب کب اور کس صورت میں آئے گا۔ و ما علینا الا البلاغ

دُوسرا مقام

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ڮ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ‎٥ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۲۔ پ ۹) ترجمہ۔ اور ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں۔ کہ ان سے سُنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے۔ بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ کی پیغمبر خدا کے وقت کے غافلوں سے شکایت

حضور انور کے زمانہ کے غافلوں کے متعلق اللہ تعالےٰ شکایت فرما رہے ہیں۔ کہ انسان کے سمجھنے کے ذریعے دل اور آنکھیں اور کان ہی تو ہیں۔ مگر یہ غافل ہمارے فرمان کو سمجھنے کے لئے ان تینوں چیزوں سے کام نہیں لیتے۔ اور مسلسل انکار ہی کئے جا رہے ہیں اور پیغمبر خدا پر مذاق اُڑاتے ہیں۔ ان غافلوں کے حق میں اللہ تعالےٰ نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ کہ آئندہ چل کر یہ لوگ دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

آج کل کے غافلوں کے لئے تنبیہ

آج کل بھی مسلمانوں میں ایک بہت بڑی زبردست غافل پارٹی موجود ہے جو ان علماء کرام کی آواز کو ٹھکراتے ہیں جو قرآن مجید اور اس کی شرح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ غافلوں کی پارٹی ان حضرات کی آواز پر توجہ کریں۔ غور سے سُنیں۔ اور اس مقدس آواز پر لبیک کہیں جو ان حضرات کی اپنی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی آواز ہے۔ جو ان کے مُنہ سے نکل رہی ہے۔ اس مقدس اور پاکیزہ آواز سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے ان پر مذاق اُڑاتے ہیں۔ اور اپنی مجلسوں میں ان حضرات کی توہین اپنی تفریح طبع اور خوش کن مشغلہ خیال کرتے ہیں۔ ان حضرات کو ملاں ملاں کے نام سے پکار کر دل کو خوش کر لیتے ہیں اور ان کے مُنہ سے نکلے ہوئے پیغام حق کو ملا ازم ملا ازم کہہ کر ٹھکراتے رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ حق پرست علماء کرام محض ان غافلوں کی بہتری کے لئے کتاب و سنتہ کی آواز ان تک پہنچاتے ہیں۔ ورنہ ان حضرات مبلغین کو ان غافلوں سے کوئی روپیہ پیسہ بٹورنا مقصود نہیں ہوتا۔ اے میرے مسلمان غافل بھائیو۔ ہوش کرو۔ اور اس زندگی کو غنیمت سمجھو۔ اور بحیثیت مسلمان ہونے کے کتاب و سنتہ کی آواز کو غور سے سنا کرو اور پھر سوچا کرو کہ یہ حق کی آواز کیا کہہ رہی ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ

تیسرا مقام

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ‎٥ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَاۗؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ‎٥ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓي اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ‎٥ (سورۃ یٰس ع ۱ پ ۲۲)۔ ترجمہ۔ (یہ قرآن مجید) غالب حجت والے کا اتارا ہوا ہے۔ تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں۔ جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ سو وہ غافل ہیں۔ ان میں سے اکثر پر خدا کا فرمان پورا ہو چکا ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اکثریت پر اتمام حجّت

قرآن مجید نازل فرماتے وقت اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے متعلق خود فیصلہ سنا رہے ہیں کہ ان لوگوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اس قرآن مجید کے ارشادات کو تسلیم نہیں کریں گے۔ مگر پھر ان کو سنایا جا رہا ہے تاکہ ان پر اتمام حجّت ہو جائے۔ تاکہ قیامت کے دن یہ عذر پیش نہ کر سکیں۔ (رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى) سورۃ طٰہٰ ع ۸ پ ۱۶

ترجمہ۔ اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا۔ تاکہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں پر چلتے۔

چوتھا مقام

غافلوں کے حق میں پیغمبر خدا کی بددُعا

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ‎٥ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰۗنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ‎٥ (سورہ یونس رکوع ۹۔ پ ۱۱) ۔ ترجمہ۔ اور موسےٰؑ نے کہا۔ اے رب ہمارے تو نے

فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آرائش اور ہر طرح کا مال دیا ہے۔ اے رب ہمارے یہاں تک کہ انہوں نے تیرے راستہ سے گمراہ کر دیا۔ اے رب ہمارے انکے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ پس یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھیں (اللہ تعالےٰ نے) فرمایا۔ تمہاری (موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی) دعا قبول ہو چکی۔ سو تم دونوں ثابت قدم رہو اور بے عقلوں کی راہ پر مت چلو۔

بد دُعا کا نتیجہ

وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰیٓ اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۹۔ پ ۱۱) ـــ ترجمہ۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا۔ کہا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب یہ کہتا ہے اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور مفسدوں میں داخل رہا۔

بغاوت کا انجام

برادران اسلام آپ نے دیکھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے احکام سے غفلت برتنے والوں کا کیا نتیجہ نکلا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو احکام الٰہی کو دل سے ماننے اور عملی نمونہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

پانچواں مقام

غافلین کے لئے دوزخ کا وعید

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (سورۃ یونس ع ۱ پ ۱۱)۔

ترجمہ۔ بے شک وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دُنیا کی زندگی پر خوش ہوئے اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے بسبب اس کے جو کرتے تھے۔

برادران اسلام اور مسلم خواتین

مذکورۃ الصدر دو آیتوں کو غور سے پڑھیے اور پھر اندر نگاہ ڈال کر دیکھئے کہ کہیں ہم ہی اس عذاب کے اعلان میں تو داخل نہیں ہیں۔ اگر آپ مجھے معاف فرمائیں اور حق بات کہنے سے بُرا نہ منائیں تو مبالغہ نہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان مرد اور عورتوں کو پہلی آیت کے پہلے فقرہ کے آئینہ میں دیکھا جائے تو اکثریت مسلمان مردوں اور عورتوں میں ایسی ہے۔ جن کو نہ تو موت یاد ہے اور نہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے کا کوئی خطرہ ہی دامنگیر ہے۔ بلکہ عموماً ہر مرد اور عورت دنیا کی زندگی کے دھندوں میں مصروف ہے۔ ہر وقت کے اُٹھنے بیٹھنے۔ چلنے پھرنے جاگنے اور سونے میں فقط دنیاوی مفاسد پیش نظر ہوتے ہیں۔ نہ کہ ہر عمل حیات میں آخرت کی نجات کا خیال دامنگیر ہو اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے بھائی بہنوں کو دنیا کی بجائے آخرت کو مقصود بالذات بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر عمل حیات میں پہلے آخرت کا نفع یا نقصان سوچ کر اس کام کو کیا جائے۔ و ما علینا الا البلاغ

چھٹا مقام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غافلوں سے قطع تعلق کرنے اور خدا پرستوں کی جمعیت میں شامل رہنے کا حکم

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۴۔ پ ۱۵)

ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔ اور اس شخص کا کہنا نہ مان۔ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہُوا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی اس کے دیدار اور خوشنودی حاصل کرنے کے شوق میں نہایت اخلاص کے ساتھ دائماً عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ مثلاً ذکر کرتے ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں۔ نمازوں پر مداومت رکھتے ہیں۔ حلال و حرام میں تمیز کرتے ہیں خالق و مخلوق دونوں کے حقوق پہچانتے ہیں۔ گو دنیوی حیثیت سے معزز اور مالدار نہیں۔ جیسے صحابہ میں اس وقت عمار رض۔ صہیب رض۔ بلال رض ابن مسعود رض وغیرہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ایسے مومنین مخلصین کو اپنی صحبت و مجالست سے مستفید کرتے رہیئے اور کسی کے کہنے سننے پر ان کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجئے۔ (اور) ان غریب شکستہ حال مخلصین کو چھوڑ کر موٹے موٹے متکبر دنیا داروں کی طرف اس غرض سے نظر نہ اٹھایئے کہ ان کے مسلمان ہو جانے سے دین اسلام کو بڑی رونق ہو گی۔ اسلام کی اصلی عزت و رونق مادی خوشحالی اور چاندی سونے کے سکوں سے نہیں۔ مضبوط تقویٰ اور اعلےٰ درجہ کی خوش اخلاقی سے ہے۔ دنیا کی ٹیپ ٹاپ محض فانی اور سایہ کی طرح ڈھلنے والی ہے۔ حقیقی دولت تقویٰ اور تعلق مع اللہ کی ہے۔ جسے نہ شکست ہے نہ زوال۔ چنانچہ اصحاب کہف کے واقعہ میں خدا کو یاد کرنیوالوں اور دنیا کے طالبوں کا انجام معلوم ہو چکا (اور) جن کے دل دنیا کے نشہ میں مست ہو کر خدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش کی پیروی میں مشغول رہتے ہیں۔ خدا کی اطاعت میں ہیٹی اور ہوا پرستی میں آگے

رہنا ان کا شیوہ ہے ایسے بدمست غافلوں کی بات پر آپ کان نہ دھریں خواہ وہ بظاہر کیسے ہی دولتمند اور جاہ و ثروت والے ہوں۔ روایات میں ہے کہ بعض صنادید (سردار) قریش نے آپؐ سے کہا کہ ان رذیلوں کو اپنے پاس سے اُٹھا دیجیے۔ تاکہ سردار آپ کے پاس بیٹھ سکیں۔ رذیل کہا غریب مسلمانوں کو اور سردار دولتمند کافروں کو۔ ممکن ہے آپؐ کے قلب مبارک میں یہ خیال گذرا ہو کہ ان غرباء کو تھوڑی دیر علیحدہ کر دینے میں کیا مضائقہ ہے۔ وہ تو پکّے مسلمان ہیں مصلحت پر نظر کر کے رنجیدہ نہ ہونگے اور یہ دولتمند اس صورت میں اسلام قبول کر لیں گے اس پر یہ آیت اُتری کہ آپ ہرگز ان متکبرین کا کہنا نہ مانیئے۔ کیونکہ یہ بیہودہ فرمایش ہی ظاہر کرتے ہیں کہ ان میں حقیقی ایمان کا رنگ قبول کرنے کی استعداد نہیں۔ پھر محض موہوم فائدہ کی خاطر مخلصین کا احترام کیوں نظر انداز کیا جائے۔ نیز امیروں اور غریبوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنے سے احتمال ہے کہ عام لوگوں کے قلوب میں پیغمبر کی طرف سے معاذاللہ نفرت اور بدگمانی پیدا ہو جائے۔ جس کا ضرر اس ضرر سے کہیں زائد ہوگا۔ جو ان چند متکبرین کے اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں تصور کیا جا سکتا ہے۔

ساتواں مقام

اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافلوں کے دلوں کانوں اور آنکھوں پر مُہر لگ جاتی ہے

اس لئے وہ دلوں کے اندھے۔ کانوں سے بہرے اور آنکھوں کے اندھے ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے بدنصیب لوگ دنیا میں ذلیل اور آخرت میں جہنم رسید ہوں گے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

اس کا ثبوت

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

(سورۃ النحل رکوع ۱۴۔ پ ۱۴) ترجمہ۔ جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سے منکر ہُوا۔ مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہوا تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر محبوب بنایا اور نیز اس لئے کہ اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہی ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر مُہر کر دی اور وہی غافل بھی ہیں۔ ضرور وہی لوگ آخرت میں نقصان اُٹھانے والے ہیں +

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی دنیا طلبی اور ہوا پرستی کے نشہ میں ایسے مست و بیہوش ہیں۔ جن کے ہوش میں آنے کی کوئی امید نہیں۔ خدا کی دی ہوئی قوتیں انہوں نے سب بیکار کر دیں۔ آخر کانوں سے حق کی آواز سننے، آنکھوں سے حق کے نشان دیکھنے اور دلوں سے حق بات سمجھنے اور سوچنے کی توفیق سلب ہو گئی۔

انسانوں کی یہ قسم ختم نہیں ہوئی

بلکہ ہر دَور میں اس قسم کے بدنصیب انسان ہوتے آئے ہیں اور آج کل بھی ہیں۔ اے اللہ تو محض اپنے فضل و کرم سے مذکورۃ الصدر والی آیتوں کے عذاب سے بچا۔ تیرے فضل سے ہی بچ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور اس مرض مہلک میں جس طرح عام طور پر مسلمان مرد مبتلا ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی اس مرض کا شکار ہیں۔ اس مرض کا علاج بھی ہے۔ کہ انسان کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور پھر ایسے لوگوں کی صحبت میں رہے جو اللہ تعالےٰ کے احکام کی شوق سے پابندی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنے سے بھی بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی صحبت کی برکت سے بہت جلد طبیعت میں صلاحیت کی طرف رجحان اور احکام الٰہی پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر التزام سے ایسی صحبت میں رہنا نصیب نہ ہو۔ تو پھر کبھی کبھی ان کی زیارت کے لئے چلا جائے اور عقیدہ سے ان حضرات کی خدمت میں فقط خاموش بیٹھنے میں بھی روحانیت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

نیکی کا رنگ

ایسے حضرات کی صحبت میں بیٹھنے اُٹھنے سے نیکی کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ جس چیز کا ذکر میں نے اپنی چند سطور میں کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی چیز کا ذکرِ خیر فرمایا ہے۔

ارشاد ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ ۔ (سورۃ الکہف ع ۴۔ پ ۱۵) ۔ ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

دُعا

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ اٰمِيْنَ يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ قیامت کی آمد کا بھی ہے۔ جو شخص قیامت کی آمد کا قائل نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے چنانچہ قرآن مجید میں سورۃ فاتحہ کے بعد سب سے پہلی سورۃ بقرہ ہے۔ سورۃ بقرہ کے پہلے ہی رکوع میں ایمانداروں کی صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک صفت "وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ" ہے۔ ترجمہ۔ "اور وہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔" لفظ آخرت سے مراد قیامت ہے۔ لہذا آج کے خطبہ کا عنوان

قیامت سے متعلقہ حالات

قیامت کے دن نظام عالم میں جو تبدیلیاں ہونگی

ان سے متعلقہ اعلانات

پہلا

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝

ترجمہ۔ جب سورج کی روشنی لپیٹی جائے اور جب ستارے گر جائیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں۔

یعنی

اس کی لمبی شعاعیں جن سے دھوپ پھیلتی ہے۔ لپیٹ کر رکھ دی جائیں۔ اور آفتاب بے نور ہو کر رہ جائے۔ اس کے علاوہ سب ستاروں کا نور زائل ہو جائے اور پہاڑ ہوا میں اڑتے نظر آئیں۔ مطلب یہ ہے کہ موجودہ نظام عالم کو درہم برہم کر دیا جائے گا۔ یہ نظام دراصل انسانوں کے آرام کیلئے تجویز کیا گیا تھا۔ جب انسان ہی دنیا سے ختم کر دیئے گئے تو پھر اس نظام کی ضرورت ہی کیا ہے کہ باقی رکھا جائے۔

دوسرا

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝ (سورۃ الانفطار پ ۳۰)۔

ترجمہ۔ جب آسمان پھٹ جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب دریا ابل نکلیں اور جب قبریں زیر و زبر کر دی جائیں (اس وقت) جان لے گا۔ ہر شخص جو کچھ کہ آگے بھیجا تھا اور پیچھے چھوڑ کر آیا تھا۔

یعنی

اس وقت آسمان پھٹ جائیں گے اور ستارے بے نور ہو جائیں گے اور سمندر کا پانی زمین پر زور کرے گا۔ بالآخر میٹھے اور کھاری پانی مل جائیں گے۔ یہ وقت قیامت کا ہے اور ہر شخص کو اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا۔ اس میں وہ اعمال درج ہوں گے جو مرنے سے پہلے آگے بھیجے تھے اور جو ایسے اعمال کر کے آیا تھا۔ جس کا نتیجہ بعد میں نکلتا رہا۔ وہ بھی اس اعمالنامے میں درج ہوں گے مثلاً کسی شخص کو علم دین پڑھا کر آیا تھا اس شخص نے اس کے مرنے کے بعد بھی اس پر عمل جاری رکھا۔ اس عمل کرنے والے کو تو ثواب ملے گا۔ اس شخص کو بھی اس کے اعمال میں سے حصہ ملتا رہے گا۔ جس نے اس کو یہ دین سکھایا تھا۔ اللھم اجعلنا منہم

تیسرا

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝ سورہ المزمل رکوع ۱ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ جس دن زمین اور پہاڑ لرزیں گے اور پہاڑ ریگ کے تودے ہو جائیں گے۔

جلال الٰہی کی دہشت

یعنی قیامت کے دن جلال الٰہی کی دہشت اس قدر سخت ہوگی کہ وہ زمین جس کا وزن خدا جانے۔ کتنے ارب در ارب۔ کھرب در کھرب۔ سنکھ در سنکھ من ہوگا اس کے وجود میں بھی خوف الٰہی کے باعث لرزہ پیدا ہو جائے گا۔ اور پہاڑوں کے اجزا میں جو آپس میں ملاپ کی طاقت ہے۔ وہ فنا ہو جائے گی اور پہاڑ ریت کے تودے ہو جائیں گے۔ اے انسان تو اپنی حالت کا اندازہ لگا کہ اس دن تیری کیا حالت ہوگی۔ اس دن کی دہشت انگیزیوں سے بچنے کی فقط ایک ہی تدبیر ہے کہ تو اس جہان میں اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق اپنی زندگی بسر کرکے جا۔ پھر تم انشاء اللہ تعالیٰ اس میدان میں بھی امن اور چین سے کھڑے ہو گے۔ میرے آخری فقرے کی ایک شہادت

للّٰہیت والی دوستی

بھی اس دن کام آئے گی۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ قیامت کے دن فرمائیگا کہاں ہیں وہ دو شخص جو میری عظمت کے سبب سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے (یعنی ان دونوں کی آپس میں دوستی محض للہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھی۔ ورنہ اور کوئی ذاتی غرض نہ تھی۔) آج میں ان کو اپنے سایہ (رحمت) میں جگہ دونگا جس دن سوائے میرے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر انسان نے جو بھی نیکی کا کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔ ان سب کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس جہان میں عطا فرمائے گا۔

چوتھا

قیامت کے دن انسانوں کو ان کے اعمال نامے دیئے جانے کی دو صورتیں

بعضوں کو دائیں ہاتھ میں

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۝ (سورۃ الحاقۃ پ ۲۹)

ترجمہ۔ جس کو اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھونگا سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

یہ وہی حضرات ہیں

جنہوں نے اپنی دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت بسر کی تھی۔ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے لینے دینے غرضیکہ ہر معاملہ میں ہر وقت رضاء الٰہی ان کے پیش نظر تھی۔ اس پابندی کی انہیں جزائے خیر ملی ہے۔

بعضوں کو بائیں ہاتھ میں

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۝ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۝ لَّا یَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے۔ اسے جکڑ دو۔ بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ جو بڑا عظمت والا ہے۔ اور نہ وہ کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون۔ (یعنی دوزخیوں کے زخموں کی پیپ انہیں کھانے کے لئے دی جائے گی) اسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔

دو قسم کے آدمی غور سے پڑھیں

مذکور الصدر عذاب کے نقشہ کو دو قسم کے آدمی غور سے پڑھیں۔ دولت کے نشہ میں مست اور مغرور ہونے والے دولتمند اور حکومت کی کرسی پر بیٹھ کر فرعون بن جانے والے سرکاری عہدہ دار اس قسم کے مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید کے بے انتہا کمالات میں سے ایک یہ بھی اس کا بے نظیر کمال ہے کہ مستقبل کے حالات بالکل صحیح بیان کرتا ہے ان یقینی پیش آنے والے حالات کو حسن کہ جو لوگ انہیں دل سے مان لیں۔ جس کا نام ایمان ہے اور عملی طور پر اپنی اصلاح کر لیں۔ وہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں اور جو ان پیش آنے والے حالات کو نہ مانیں اور بتلانے والوں پر مذاق اڑائیں۔ وہ بڑے ہی بدنصیب ہیں جن کی بدنصیبی کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا

قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے اعمال کے لحاظ سے مختلف نقشے۔

پہلا نقشہ

مومنوں کے متعلق

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ عَلَی الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ۝ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۚ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (سورۃ المطففین۔ پ ۳۰)

ترجمہ۔ بے شک نیکو کار نعمت میں ہونگے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ آپ ان کے چہروں میں نعمت کی تازگی معلوم کریں گے۔ ان کو خالص شراب سر بمہر لگی ہوئی پلائی جائیگی اس کی مہر مشک کی ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو اس کی رغبت کرنی چاہیئے۔ اور اس میں تسنیم ملی ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے۔ اس میں سے مقرب پئیں گے۔

کافروں کے متعلق

اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ ۝ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ ۝ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِیْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ ۝ (سورۃ المطففین پ ۳۰)

ترجمہ۔ بے شک نافرمان (دنیا میں) ہنسی کیا کرتے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھ سے اشارے کرتے اور جب اپنے گھروں کے پاس لوٹ کر جاتے تو ہنستے ہوئے جاتے تھے اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے۔ بیشک یہی گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔

عبرت

یہ ہے کہ مرنے کے بعد ہر شخص کو اپنے اپنے اعمال کے نتائج سامنے آئینگے اگر وہ اعمال کئے تھے جن سے اللہ راضی تھا تو خوش کن اور آرام دہ اور راحت رساں نتائج سامنے آئیں گے۔ مثلاً ایک انسان شرک اور کفر سے پاک تھا۔ نماز باقاعدہ پڑھتا تھا۔ روزے باقاعدہ رکھتا تھا۔ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتا تھا۔ حج فرض تھا تو دنیا کی زندگی میں ادا کر کے گیا تھا اس کے علاوہ لوگوں سے کبھی برائی نہیں کی تھی۔ یہ شخص مومن ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعمال کے نتائج خوش کن اور فرحت رساں نکلیں گے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا باغی تھا۔ نیکی سے کوسوں دور رہتا تھا خلق خدا کو ستاتا تھا۔ ان کی حق تلفیاں کیا کرتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے

اعمال کے نتائج اس کے حق میں مہلک ہی نکلیں گے۔ مرنے کے بعد جو تکلیف ممکن ہو سکتی ہے۔ وہ اسے پہنچیگی اور وہ تمام تکالیف بقول شخصے آنچہ برما است از ما است۔ ترجمہ۔ میرے حالات جو بھی ہیں۔ وہ سب میرے ہی عملوں کے نتیجے ہیں۔

دوسرا نقشہ
مومنوں کے متعلق

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ (الانشقاق پ ۳۰)

ترجمہ۔ پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل و عیال میں خوش واپس آئے گا۔

کافروں کے متعلق

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ وَّ یَصْلٰی سَعِیْرًا ؕ اِنَّهٗ کَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۚۛ (سورۃ الانشقاق پ ۳۰)

ترجمہ اور لیکن جس کو نامۂ اعمال پیٹھ پیچھے سے دیا گیا تو وہ موت کو پکارے گا۔ اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ بے شک وہ اپنے اہل و عیال میں بڑا خوش و خورم تھا بے شک اس نے سمجھ لیا تھا کہ ہرگز نہ لوٹ کر جائے گا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں پکڑایا جائیگا۔ فرشتے سامنے سے اس کی صورت دیکھنا پسند نہیں کریں گے گویا غایت کراہیت کا اظہار کیا جائیگا۔ اور ممکن ہے پیچھے سے مشکیں بندھی ہوں۔ اس لئے اعمالنامہ پشت کی طرف سے دینے کی نوبت آئے۔ (اب یہ شخص) عذاب کے ڈر سے موت مانگیگا (چونکہ یہ) دنیا میں آخرت سے بیفکر تھا۔ اس کا بدلہ یہ ہے کہ آج سخت غم میں مبتلا ہونا پڑا۔ اس کے برعکس جو لوگ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر میں گھلے جاتے تھے۔ ان کو آج بالکل بے فکری اور امن چین ہے۔ کافر یہاں مسرور تھا۔ مومن وہاں مسرور ہے۔

نام کے مسلمان مرد عورتیں

جو کہلاتے تو مسلمان ہی ہیں۔ مگر دنیاوی عیش و آرام میں مست اور ایسے مدہوش ہیں کہ شاید انہیں کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہ آیا ہو کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ یہ دنیاوی عیش و عشرت کے سامان سب چھن جانیوالے ہیں اور قبر میں جا کر لیٹنا ہے۔ اور وہاں فقط وُہی اعمال کام آئیں گے۔ جو دنیا کی زندگی میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تھے۔ مثلاً کلمۂ توحید لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ورد کرنا پنجوقتہ نماز پڑھنا ماہ رمضان میں روزے رکھنا اور اگر اللہ تعالےٰ نے مال دیا ہے تو سال کے بعد زکوٰۃ دینا اور اگر اتنا روپیہ اللہ تعالےٰ نے دیا ہے کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے کافی ہو سکتا ہے تو بیت اللہ الحرام کا حج کرنا۔

ان بدنصیب مردوں اور عورتوں

کی کوٹھیوں اور بنگلوں میں موجودہ یورپین تمدن کے سب سامان ہونگے مگر نہیں ہوگا تو وضو کے لئے لوٹا۔ اور نہیں ہوگا تو نماز کے لئے مصلیٰ۔

تیسرا نقشہ
مومنوں کے متعلق

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ ۚ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۚ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۙ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۝ کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۝ سورۃ الحاقہ پ ۲۹ — ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہونگے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

کافروں کے متعلق

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ ۚ وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ هَلَکَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ (سورۃ الحاقہ ع ۱۔ پارہ ۲۹۔

ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ تو کہے گا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔

عبرت

گذشتہ اعلان الٰہی سے معلوم ہوا۔ کہ خواہ کوئی کتنا ہی بڑے سے بڑا دولتمند ہو اور خواہ کتنا ہی بڑے سے بڑا دنیا کی کسی حکومت کا عہدہ دار ہو۔ یہ دونوں چیزیں اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکتیں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانیوالی چیز فقط اس کے نازل کردہ احکام کی پابندی ہے۔ اور بعد از بعثت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام احکام الٰہی کا مجموعہ فقط قرآن مجید ہی ہے۔

چوتھا نقشہ
مومنوں کے متعلق

اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ الآیہ (سورہ محمد رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ۔ بے شک اللہ انہیں داخل کریگا جو ایمان لائے اور نیک کام کئے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

کافروں کے متعلق

وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَ یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ (سورہ محمد ع ۲ پ ۲۶)۔ ترجمہ اور جو کافر ہیں۔ وہ عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں۔ جس طرح چار پائے کھاتے ہیں۔ اور دوزخ ان کا ٹھکانا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی دنیا کا سامان برت رہے ہیں۔ اور مارے حرص کے بہائم کی طرح اناپ شناپ کھاتے چلے جاتے ہیں۔ نتیجہ کی خبر

نہیں کہ کل یہ کھایا پیا کس طرح نکلیگا۔ اچھا چند روز منہ سے اڑا لیں۔ آگے ان کے لئے آگ کا گھر تیار ہے۔

کاروباری مسلمان

ہیں بفضلہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جو کلمہ پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہر ارشاد کو سچا جانتے ہیں مسلمان کہتا ہوں۔ اس کے بعد حیران ہوتا ہوں کہ ان میں سے کاروباری لائن کے اکثر آدمی ایسے پائے جاتے ہیں کہ مال کی حرص میں وہ ایسے ہی حریص ہیں۔ جس طرح کہ شیخ الاسلام والے اوپر کے حاشیہ میں کافروں کی حرص کا ذکر کیا گیا ہے خدا تعالےٰ ایسے حریص مسلمانوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

پانچواں نقشہ
مومنوں کے متعلق

وَ تَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً کُلُّ اُمَّۃٍ تُدْعٰۤی اِلٰی کِتٰبِہَا اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ھٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُدْخِلُھُمْ رَبُّھُمْ فِیْ رَحْمَتِہٖ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۴۔ پ ۲۵)

ترجمہ۔ اور آپ ہر ایک جماعت کو گھٹنے ٹیکے ہوئے دیکھیں گے۔ ہر ایک جماعت اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلائی جائے گی۔ (کہا جائیگا) آج تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ یہ ہمارا دفتر تم پر سچ سچ بول رہا ہے۔ کیونکہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم اسے لکھ لیا کرتے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ انہیں ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہ صریح کامیابی ہے۔

کافروں کے متعلق

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَفَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَاسْتَکْبَرْتُمْ وَ کُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ لَا رَیْبَ فِیْہَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَۃُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ ۝ وَبَدَا لَھُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ۝ وَقِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسٰکُمْ کَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا وَمَاْوٰکُمُ النَّارُ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ ذٰلِکُمْ بِاَنَّکُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا وَّ غَرَّتْکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ لَا یُخْرَجُوْنَ مِنْھَا وَلَا ھُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۴ پ ۲۵)

ترجمہ۔ اور وہ جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائے گا) کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم نے غرور کیا۔ اور تم نافرمان لوگ تھے اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں۔ تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے۔ ہم تو اس کو محض خیالی بات جانتے ہیں۔ اور ہمیں یقین نہیں اور ان پر ان کے اعمال کی برائی ظاہر ہو جائیگی اور ان پر وہ آفت آ پڑیگی جس سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ اور کہا جائیگا آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے۔ جیسا تم نے اپنے اس دن کے ملنے کو فراموش کر دیا تھا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ کی آیتوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اور تمہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ پس آج وہ اس سے نہ نکالے جائینگے اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائیگی۔

قیامت کے دن بدنصیب انسانوں کی
ایک اور قسم کا ذکر۔ اور وہ منافق ہیں۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًا ۝ (سورۃ النساء۔ رکوع ۲۱۔ پ ۵)

ترجمہ۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے۔ اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور اللہ کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا۔ تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دیگا۔

خلاصہ

مذکورۃ الصدر دو آیتوں میں پہلے ان منافقوں کی اخروی سزا کا ذکر کیا گیا ہے جو منافق ہونے کی حالت میں وفات پائیں اس کے بعد دوسری آیت میں یہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اگر وہ نفاق کی مرض سے توبہ کرکے مریں تو انہیں مخلص مومنوں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے گا۔ اور مخلص مومنین کی طرح اجر عظیم کے مستحق ہونگے

حضور انورؐ کے مبارک زمانہ میں
منافقین کا طرز عمل یہ تھا

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا ۝ (سورۃ النساء ع ۲۱۔ پ ۵)۔

ترجمہ۔ منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور وہی ان کو فریب دے گا اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں اور نہ پورے اس طرف ہیں اور نہ پورے اس طرف اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہیں پائے گا۔

تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی
خدمت میں ایک ضروری عرضداست

آج کے اس خطبہ میں بندہ نے بتوفیق الٰہی مسلمانوں، کافروں، اور منافقوں کے اعمال کے متعدد نقشے قرآن مجید میں سے انتخاب کرکے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی پیش کرتا آیا ہوں کہ ہر ایک قسم کے لوگوں کے اعمال کے نتائج کیا نکلیں گے۔ اب آپ میں سے ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے کہ ان نقشوں کو غور سے پڑھے اور پھر سوچے کہ میرے اعمال کس نقشے میں آتے ہیں۔ پھر خود ہی فیصلہ کرلے کہ میں مومن ہوں یا منافق یا کافر۔ اور آپ کا ضمیر جس خانے میں داخل ہونے کا فیصلہ کرے گا۔ قیامت کے دن اسی قسم کے نتائج آپکے سامنے آئیں گے اکثر کا ضمیر غلطی نہیں کرتا۔ میری قطعی رائے یہ ہے کہ بعض اوقات

انسان اپنی غلطی اور اپنے گناہ کا اقرار لوگوں کے سامنے نہیں کرتا۔ تاکہ ذلیل اور شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ مگر باوجود ظاہری انکار کے انسان کا ضمیر غلطی نہیں کرتا۔ بظاہر انکار کرنے کے باوجود دل میں سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں مجرم ہوں اسی استعداد کے باعث تو اللہ تعالےٰ انسان کو قیامت

کے دن فرمائے گا

اِقْرَاْ کِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲)

ترجمہ۔ اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے۔ آج اپنا حساب لینے کیلئے تو ہی کافی ہے

لہٰذا

ہر انسان کا فرض ہے کہ دنیا کی زندگی میں سوچ لے کہ میں کس کھاتے میں جا رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو مقبولین بارگاہ الٰہی کے زمرے میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

اسلام میں افضل ترین اعمال

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اسلام میں کیا چیز (اور کون سا عمل) زیادہ اچھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ایک) یہ کہ تم اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ اور (دوسرے) یہ کہ جس سے جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے جان پہچان نہ ہو اس کو بھی سلام کیا کرو۔ صحیح بخاری

آپس میں محبت کیسے پیدا ہو؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک پورے مومن نہ ہو جاؤ (اور تمھاری زندگی ایمان والی زندگی نہ ہو جائے) اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم میں باہم محبت نہ ہو جائے۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جس کے کرنے سے تمھارے درمیان محبت و یگانگت پیدا ہو جائے۔ (وہ یہ ہے کہ) سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔ صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

علاماتِ قیامت

فَھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَۃَ اَنْ تَاْتِیَھُمْ بَغْتَۃً ج فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُھَا

(سورہ محمد رکوع ۲۔ پ ۲۶)

ترجمہ۔ پھر کیا وہ اس گھڑی کا انتظار کرتے ہیں (یعنی قیامت کا) کہ ان پہ ناگہاں آ جائے۔ پس تحقیق اس کی علامتیں تو ظاہر ہو چکی ہیں۔ پھر جب وہ آ گئی تو اس کا سمجھنا کیا فائدہ دیگا۔

علامات قیامت کے شمار میں

ایک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود بھی ہے

ثبوت اوّل

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس آیت پہ حاشیہ "بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا سب نبی راہ دیکھتے تھے خاتم النبیین کی۔ جب وہ آ چکے۔ اب قیامت ہی رہی باقی"

ثبوت دوم

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی قرآن کی نصیحتیں، گذشتہ اقوام کی عبرتناک مثالیں اور جنت و دوزخ کے وعدہ و وعید سب سُن چکے۔ اب ماننے کے لئے کس وقت کا انتظار ہے۔ یہ ہی کہ قیامت کی گھڑی ان کے سر پر اچانک آ کھڑی ہو۔ سو قیامت کی کئی نشانیاں تو آ چکیں اور جب خود قیامت آ کھڑی ہوگی۔ اس وقت ان کے لئے سمجھ حاصل کرنے اور ماننے کا موقع کہاں باقی رہے گا۔ یعنی وہ سمجھنا اور ماننا بیکار ہے۔ کیونکہ اس پر نجات نہیں ہو سکتی۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ" (میں اور قیامت اس طرح ہیں) گویا میں قیامت سے اتنا آگے نکل آیا ہوں۔ جتنا بیچ کی انگلی شہادت کی انگلی سے آگے نکلی ہوئی ہے۔

حاصل

دونوں حضرات کے حواشی سے یہ حاصل نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود مسعود بھی قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ گویا کہ حضور انورؐ کے بعد اب جلدی قیامت آ جائیگی۔

ایک شبہ کا جواب

حضور انورؐ کے اس جہان دُنیا میں تشریف فرما ہونے کے بعد میں نے عرض کیا ہے کہ اب قیامت جلدی آئے گی۔ اس جلدی سے مراد ہمارے محاورے کی جلدی مراد نہیں ہے کہ چار پانچ منٹ یا دو چار دن یا دو چار مہینے۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ایک دن کا اندازہ سنئے

وَ یَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ ط وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۵

(سورۃ الحج۔ ع ۶۔ پ ۱۷)

ترجمہ۔ اور تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اللہ اپنے وعدے کا ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔ اور ایک دن تیرے رب کے ہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے۔ جو تم گنتے ہو۔

پہلی علامت

پہلی علامت سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ثابت کیا جا چکا ہے۔ حضور انور کے مبارک زمانہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی اصطلاح کے لحاظ سے ابھی دو دن بھی پورے نہیں گزرے۔ اس وقت ۱۳۷۹ھ ہے۔ لہذا ابھی اللہ تعالےٰ کی اصطلاح میں آپ کے بعد ابھی دو دن بھی گزرنے نہیں پائے کہ قیامت کی آمد کی بہت ساری علامتیں نمودار ہو چکی ہیں۔ جن کا ذکر ابھی آگے کیا جائے گا۔

حضور انورؐ کے بعد مزید قیامت کی علامات کا ظہور

برادران اسلام۔ اس سے پہلے خطبہ میں آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ قیامت کے دن اس دنیا کے نظام میں کس کس قسم کی تباہی آئے گی۔ مثلاً سورج پر۔ آسمان پر۔ ستاروں پر۔ زمین پر۔ پہاڑوں پر۔ قبروں پر۔ قبروں سے نکلنے کے بعد انسانوں پر دہشت طاری ہونے پر وغیرہ وغیرہ حالات کافی تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کئے جا چکے ہیں۔

آج

کے خطبہ میں قیامت کے واقع ہونے سے پہلے جو نشانیاں دنیا میں رونما ہونگی۔ ان کا ذکر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں آیا ہے۔ وہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد دوسرا مضمون عرض کروں گا کہ قیامت بُرے لوگوں پر قائم ہوگی۔ (یعنی اس وقت پہلے تمام شریف انسانوں کا خاتمہ ہو چکا ہوگا۔ اور فقط بے حیا۔ بدمعاش اور لچے آدمی دنیا میں موجود ہونگے)۔

پہلا مضمون

قیامت کے واقع ہونے سے پہلے جو نشانیاں رونما ہوں گی۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَکْثُرَ الْجَھْلُ وَیَکْثُرَ الزِّنَا وَیَکْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَیَقِلَّ الرِّجَالُ وَیَکْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰی یَکُوْنَ لِخَمْسِیْنَ امْرَاَۃً الْقَیِّمُ الْوَاحِدُ۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ۔ یَقِلُّ الْعِلْمُ وَیَظْھَرُ الْجَھْلُ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ اور جہالت زیادہ ہو جائیگی اور زنا کثرت سے ہوگا اور شراب بہت پی جائے گی مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ اور عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنیوالا ایک مرد ہوگا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ علم کم ہوگا اور جہالت زیادہ ہوگی

چھ علامتوں میں چار نمودار ہو چکی ہیں

پہلی علامت

آپؐ نے پہلی علامت یہ فرمائی تھی۔ کہ علم اُٹھ جائے گا۔ کیا اس علم سے مراد وہ علم ہے جو انگریز یا فرانسیسی یا جرمنی یا امریکی حضور انورؐ سے ایک ہزار برس بعد دنیا میں پیدا ہونے کے بعد جو سائنس کی ترقی کے متعلق ایجاد کریں گے۔ کہ ریل کا انجن یوں بنایا جاتا ہے اور ہوائی جہاز یوں بنایا جاتا ہے اور ڈریڈ ناٹ بحری جہاز یوں بنائے جاتے ہیں اور سمندر کے اندر غوطہ خور کشتیاں یوں بنائی جاتی ہیں۔ اور راکٹ یوں بنائے جاتے ہیں۔ اور ان راکٹوں کو آسمان پر یوں اُڑایا جاتا ہے اور ایٹم بم یوں بنائے جاتے ہیں اور یوں پھینکے جاتے ہیں اور ان سے دشمن کے ملک میں یوں تباہی پھیلائی جاتی ہے۔ اے مسلمان۔ نہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں حضور انورؐ کے خیال مبارک میں ان چیزوں کا علم مراد نہیں ہے۔

حضور انورؐ کے پیش نظر علم سے مُراد مندرجہ ذیل چیزیں ہیں

پہلی

(اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰن) (سورۃ الرحمٰن رکوع ۱ پ ۲۷)

ترجمہ۔ رحمٰن ہی نے (انسان کو) قرآن کی تعلیم دی ہے ؛

لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ نے بذریعہ وحی جو علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو القا فرمایا ہے وہ قرآن مجید ہی تو ہے۔

کیا تعلیمیافتہ طبقہ کے کمال علمی میں قرآن مجید کا علم ہے؟

کیا ہماری سکول اور کالج کی انتہائی تعلیم تک کہیں بھی قرآن مجید کی تعلیم جزو تعلیم ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی کا نام رُفِعَ الْعِلْمُ۔ علم اٹھا لیا جائے گا۔ گویا کہ موجودہ تعلیمیافتہ طبقہ کے علمی نصاب سے قرآن مجید نفی کر دیا گیا ہے

یہ الگ چیز ہے

کہ جس چیز کو اللہ تعالےٰ زندہ رکھنا چاہے اس کو کون صفحہ ہستی سے مٹا سکتا ہے۔ بچارے علماء دین قرآن مجید کی تعلیم کو اپنی تعلیم کا جزء لازم بنانے کے باعث اپنی توہین اور تذلیل برداشت کر رہے ہیں اور طعنے سہ رہے ہیں۔ مگر قرآن مجید کی تعلیم کو اپنی تعلیم کا جز بنا کر نباہے جا رہے ہیں۔ کیا بچارے علماء کو خواہ ان کی حیثیت بارگاہ الہٰی میں اور عام دیندار طبقہ کے مسلمانوں میں کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو۔ بایں ہمہ ہمارا تعلیمیافتہ طبقہ انہیں ملا کے نام سے یاد کرتا ہے اور یہ لفظ ان نوجوانوں کے ذہنوں میں انتہائی تذلیل کا لفظ ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی علماء دین کی توہین کے لئے طرح طرح کے فقرے استعمال کرکے اپنے دل کو خوش کرتے رہتے ہیں

تو کیا ان حالات

میں اگر میں یہ نتیجہ نکالوں کہ ان لوگوں کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے علم (یعنی قرآن مجید) کی کوئی وقعت اور کوئی عزت نہیں ہے تو حق بجانب نہیں ہونگا؟

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

کہ اس بے دینی کی وبا عام میں بھی علماء دین قرآن مجید کا جھنڈا ہاتھ میں لئے کھڑے ہیں اور اس کو سرنگوں نہیں ہونے دیتے۔

باوجودیکہ

قرآن مجید کا جھنڈا جس کے حاشیہ پر سنت رسول کے نقوش کندہ ہیں۔ ہاتھ میں لینے کے باعث انکی عزت پر انہیں کتاب و سنت کی طرف سے طرح طرح کے بم پھینکے جا رہے ہیں۔ عزت پر بم یہ ہیں۔ یہ ملّاں ہیں۔ یہ ملا ازم ہے۔ یہ ملّاں کیا جانیں۔ باوجود اس ذلت آمیز سلوک کے میں علماء کرام محافظین کتاب و سنت کو

مبارک صد مبارک

دیتا ہوں کہ اپنی توہین کرا کر بھی اللہ تعالےٰ کے دین کی عزت کرا رہے ہیں۔

میرا ایمان ہے

کہ ایک وقت آگے آنے والا ہے کہ یہ علماء کرام دین کے باعث اپنی تذلیل کا صلہ بارگاہ الہٰی میں بصورت عزت پانے والے ہیں۔ اور یہ تمسخر کرنے والے اگر اس گناہ سے توبہ کرکے نہ مرے تو اس تمسخر کی وہ سزا پائیں گے جو اس وقت ان کے خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ وما علینا الا البلاغ۔

قیامت کی دوسری علامت۔ پہلی کی وضاحت

میں خود بخود صاف ہو گئی۔ جب علمی نصاب تعلیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا نصاب تعلیم داخل نہ رہا۔ جیسا کہ واضح کر چکا ہوں۔ تو اس علم کے نفی ہو جانے سے جہالت کی کثرت اور بہتات تو خود بخود ہو گئی۔ جس طرح آج کل کا اعلیٰ تعلیمیافتہ قرآن مجید کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتا۔ میں ان نوجوانوں کے متعلق کہا کرتا ہوں کہ ان کے سامنے قرآن مجید اور وید اور گرنتھ رکھ دو۔ ان کو تینوں مذاہب کی مذہبی کتابوں کے کالے کالے حروف تو نظر آئیں گے۔ مگر یہ لوگ جس طرح گرنتھ اور وید نہیں پڑھ سکتے بعینہٖ اسی طرح قرآن مجید کی ایک سطر کا نہ سمجھ کر سکتے ہیں اور نہ عبارت پڑھ سکتے ہیں۔ یَکْثُرُ الْجَھْلُ کا یہی مطلب ہے۔ سب علوم حاضرہ دنیوی سے کم و بیش آشنا اور علم دین (قرآن مجید اور سنت رسول) سے ناآشنا۔ اے میرے مسلمان نوجوان تیرے متعلق میرے دکھی دل کی آہ ہے۔ شعر

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اور ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کے دل کی دکھی آہ بھی سُن

این غلام ابن غلام ابن غلام
حریت اندیشۂ اورا حرام
مکتب از وے جذبۂ دین در ربود
از وجودش این قدر دانم کہ بود
این ز خود بیگانہ این مست فرنگ
نان جو می خواہد از دست فرنگ

(بیس جج پابند کر دلے انعام شرق صفحہ ۶۵)

قیامت کی تیسری علامت

زنا کی بہتات ہو جائیگی اور شہروں کو جانے دیجئے اپنے اس شہر میں زنا کی رپورٹ چند مہینے ہوئے اخبار میں چھپی تھی کہ لاہور کے بنگلے (کوٹھی) میں ساٹھ فیصدی سکولوں اور کالجوں کے لڑکے رات کو آتے ہیں۔ میں اہالیان لاہور سے پوچھتا ہوں کیا اس خبر کے شائع ہونے کے بعد اسکی تردید اخبارات میں ہوئی تھی؟ یہاں تک میرے معلومات ہیں۔ میں نے اسکی تردید نہیں پڑھی اور کیا اسکے علاوہ شہر لاہور میں کوٹھی خانے نہیں ہیں جو زنا کے اڈے ہیں۔ تو کیا پھر ان حالات کے ہوتے ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ بکثرت زنا ہو رہا ہے تو کیا یہ کہنا غلط ہوگا۔ اے مسلمان

کیا تیری یہ بدکاری

اللہ تعالےٰ کے غضب کو نہیں بُلا رہی؟ جب لاہور میں تقسیم سے پہلے ہندو اور سکھ بھی آباد تھے اس وقت اپنا گناہ چھپانے کے لئے مسلمان یہ کہہ سکتا تھا کہ چکلے میں ہندو اور سکھ جاتے ہونگے۔ آپ خواہ مخواہ مسلمان کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ اے مسلمانو۔ اب تو یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا۔ اب، تو لاہور میں فقط تم ہی تم ہو۔

اے مسلمان

ہوش کر دعوےٰ اسلام کرکے اسلام کی عملاً مخالفت سے اللہ تعالےٰ کے غضب کو نہ بُلا۔ تو چیز ہی کیا ہے۔ تجھ سے پہلے بڑی بڑی زبردست اور طاقتور قوموں نے اللہ تعالےٰ کے احکام کی مخالفت کی جو تاج و تخت کی بھی مالک تھیں۔ مگر احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ نے انھیں صفحۂ ہستی سے ایسا مٹایا کہ ان میں سے ایک متنفس بھی باقی نہ رہا۔ ان ملعونوں کی داستانیں فقط تاریخوں میں رہیں اور خود واصل جہنم ہو گئے۔

قیامت کی چوتھی علامت

وَيَكْثُرُ شُرْبُ الْخَمْرِ۔ ترجمہ۔ اور شراب نوشی کی کثرت ہوگی۔

یہ چیز بھی دیکھ لیجئے ہر شہر میں شراب کی دکانیں کھلی ہیں۔ مسلمان بے کھٹکا پیتے ہیں۔ پینے والوں کو یہ خیال ہی نہیں آتا کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام میں شراب نوشی حرام ہے۔ اے مسلمان شراب کے متعلق فرمان الٰہی سُن۔ جو قرآن مجید میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۱۲۔ پ ۷)۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور بُت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ آیت میں چاروں مذکور الصدر کام شیطان کے گندے کام ہیں۔ لہٰذا مسلمان کا فرض ہے کہ ان سے بچتا رہے مگر آج کل مسلمانوں میں بکثرت یہ وبا پھیلی ہوئی ہے۔ اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر کھلم کھلا ایک دوسرے کے سامنے پیتے ہیں اور ایک دوسرے کو پلاتے ہیں اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ آج کل کے اونچے طبقہ کے لوگوں میں جو پورے فیشن ایبل ہوتے ہیں۔ دعوتوں میں شراب کا استعمال بھی ایک لازمی چیز ہو گیا ہے۔

کیا یہ لوگ

جو کھلم کھلا اسلام کی مخالفت کرتے ہیں کیا اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو سکتا ہے؟ اور کیا یہ لوگ قانون الٰہی کی مخالفت کے باعث دربار الٰہی میں مجرم کی حیثیت سے پیش نہیں ہوں گے؟ کیا ان مسلمانوں کو یہ علم نہیں ہے؟ کہ جو شخص جس بادشاہ کے ملک میں رہے اس مملکت کے قوانین کی تعمیل انسان پر لازم ہو جاتی ہے اور اگر اس ملک میں رہتے ہوئے اس حکومت کی مخالفت کرے تو مجرم قرار دے کر سزا کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ اے مسلمان کیا یہ تیرا ایمان نہیں کہ سارے جہان کا اصلی اور حقیقی بادشاہ فقط اللہ جل شانہٗ ہی ہے۔ اے قانون الٰہی کی مخالفت کرنے والے مسلمان تو خود ہی دل میں فیصلہ کر۔ کہ تو مذکورۃ الصدر چاروں دفعات قانون الٰہی کی مخالفت کرکے مسلمان (یعنی اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار) کہلانے کا مستحق ہے۔ تو اپنے ایمان سے خود فیصلہ کر کہ تو حکومت الٰہیہ (جس کا قانون قرآن مجید ہے اور جسکے قانون کی شرح حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے) کا وفادار ہے یا باغی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تیری زبان تو جھوٹ بول سکتی ہے۔ مگر تیرا ضمیر ہرگز جھوٹ نہیں بولے گا۔ وہ اندر سے بھی تمہیں یہی آواز دے گا کہ تو باغی ہے۔ اور پھر تیرے ضمیر کے فیصلے کے مطابق تمہیں وہی سزا ملنی چاہیئے جو ایک باغی کو دی جاتی ہے۔ اور وہ

جیل خانہ

ہے اور اے خدا کے باغی تمہیں یہ تو بحیثیت مسلمان ہونے کے معلوم ہی ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کے جیل خانہ کا نام دوزخ ہے اور دوزخی دوزخ میں اپنی بد اعمالیوں کے باعث جائینگے

اس کا ثبوت

اپنی بد اعمالیوں کے باعث دوزخ میں جانے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ (وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝) (سورۃ النحل ع ۱۵۔ پ ۱۴)۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ یہودی ہیں ہم نے ان پر حرام کی۔ جو تجھے پہلے سنا چکے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہودیوں پر جو عذاب الٰہی دنیا میں آیا یا آخرت میں آئے گا۔ وہ

ان کی اپنی بداعمالی کا نتیجہ ہے۔ اس عذاب میں اللہ تعالےٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے خود اپنے نفسوں پر ظلم کیا کہ گناہ ہی ایسے کیے۔ جن کے نتائج یہی نکلنے چاہئیں تھے۔ جو نکلے اے مسلمان

تو بھی اسی پر اپنا معاملہ

قیاس کر لے کہ دنیا میں کی ہوئی نافرمانیوں کے باعث جو سزا تمہیں ملے گی تو تیری ہی بد اعمالیوں کا لازمی نتیجہ ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَّالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَّالزَّکٰوةُ مَغْرَمًا وَّ تُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰی اَبَاهُ وَ ظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَ ظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَ زَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّ مَسْخًا وَّ قَذْفًا وَّ اٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُهٗ فَتَتَابَعَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ مال غنیمت کو دولت قرار دے دیا جائے گا۔ (یعنی جب مال غنیمت کو امراء اور صاحب منصب لوگ دولت قرار دے کر خود لے لیں گے اور ضعیف اشخاص کو اس میں سے حصّہ نہ دیں گے) اور جب امانت (کے مال) کو غنیمت شمار کر لیا جائے گا (یعنی جب لوگ امانت کے مال میں خیانت کریں گے اور اس کو مال غنیمت سمجھ لیں گے) اور جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا۔ اور جب علم کو دین کے لئے نہیں۔ بلکہ دنیا وغیرہ حاصل کرنے کے لئے سیکھا جائے گا۔ (یعنی علم کو دولت وغیرہ حاصل کرنے کے لئے سیکھا جائے گا۔ اور جب مرد عورت کی اطاعت کرے گا (یعنی جو کچھ عورت کہے گی اس کو بجا لائے گا) اور جب (بیٹا) ماں کی نافرمانی کرے گا۔

اور اس کو رنج دے گا اور جب آدمی دوست کو اپنا ہم نشین بنائے گا۔ اور باپ کو دور کر دے گا۔ اور جب مسجدوں میں زور زور سے باتیں کی جائینگی۔ اور شور مچایا جائے گا۔ اور جب قوم کی سرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کریگا اور جب قوم کے امور کا سربراہ قوم کا کمینہ اور ارذل شخص ہوگا اور جب آدمی کی تعظیم اس کی برائیوں سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔ اور جب گانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی (اور لوگ ان سے اختلاط کریں گے) اور جب باجے ظاہر ہوں گے اور جب شرابیں پی جائیں گی (یعنی علانیہ) اور جب اس اُمت کے پچھلے لوگ پہلے لوگوں کو بُرا کہیں گے اور ان پر لعنت کریں گے۔ اس وقت تم ان چیزوں کے وقوع میں آنے کا انتظار کرو۔ یعنی تیز و تند سرخ آندھی کا۔ زلزلہ کا۔ زمین میں دھنس جانے کا۔ صورتیں مسخ ہو جانے کا اور پتھروں کے برسنے کا اور ان پے در پے نشانیوں کا (جو قیامت سے پہلے ظہور میں آئینگی) گویا وہ موتیوں کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑی ہے۔ جس سے پے در پے موتی گر رہے ہیں۔

علامات قیامت کا مطلب

ہی یہی ہے کہ جب لوگوں کے اخلاق بگڑ جائیں گے اور اللہ تعالےٰ کا خوف ان میں نہیں رہے گا اور شتر بے مہار کی طرح جدھر چاہینگے جائینگے اور جو چاہیں گے کریں گے۔ رزق خدا تعالےٰ کا کھائیں گے۔ ملک خدا کے میں رہیں گے اور پھر اسی سے بغاوت کریں گے۔ پھر اللہ تعالےٰ کا غضب جوش میں آئے گا۔ کہ ان باغیوں کو اپنے ملک میں زندہ رکھنے کی ضرورت ہی کیا۔ بلکہ اس جہان میں ایسے باغیوں کے لئے عیش و آرام کے سامان مہیا کرنیکی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیوں نہ اس جہان کا تختہ ہی اُلٹ دیا جائے۔

اسی حدیث شریف کے آئینہ

میں مسلمان قوم کا منہ دیکھیئے کہ ان کے اخلاق کتنے گر چکے ہیں۔

اکثر بد دیانت ہیں۔

آج کل کے دور میں اکثریت مسلمانوں کی بد دیانت ہے۔ مثلاً مقروض جب قرض لیتا ہے تو گویا کہ قرضخواہ کو یہ یقین دلا کر لیتا ہے کہ میں حسب وعدہ وقت پر ادا کر دوں گا اور قرضخواہ اس کی چاپلوسی کی باتوں میں آکر اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی جو پیسہ پیسہ جوڑ کر بیچارے نے جمع کی تھی۔ وہ مانگنے والے کی چاپلوسی پر اعتماد کر کے دے دیتا ہے۔ پھر کتنے مسلمان ہیں کہ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ شائد سو میں سے پانچ ایسے نکلیں جو وعدہ کے مطابق ادا کر دیتے ہیں۔ ورنہ قرضخواہ کا روپیہ اس طرح کھا جاتے ہیں۔ جس طرح کہ کافر کا مال غنیمت انہیں ہاتھ آ گیا۔ جو کھا گئے وقت پر ادا نہیں کرتے اور جب قرضخواہ بیچارا مانگنے کے لئے آئے تو اُلٹا لڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں کہ ہم کہیں بھاگے جاتے ہیں کہ روز آ کر ستاتے ہو۔ جاؤ جا کر عدالت میں دعوےٰ دائر کرو اگر اتنی ہی جلدی ہے تو وہ بیچارا قرضخواہ نیکی برباد گناہ لازم کے سلسلہ کا ملزم ہو جاتا ہے اور جس طرح عرض کر چکا ہوں کہ شاید سو میں سے پانچ شریف مسلمان نکل آئیں جو قرضخواہ کو گھر جا کر چپکے سے دے آئیں۔

سو میں سے سو فیصدی

غالباً میرا اندازہ غلط نہیں ہوگا۔ کہ انگریز کے عہد حکومت میں سو میں سے سو فیصدی مسلمانوں کے خلاف مقدمے ہوتے تھے۔ یا مسلمان مسلمان کے خلاف دیوانی مقدمہ کرتا تھا کہ فلاں مسلمان نے میرا فلاں روپیہ یا فلاں حق غصب کر لیا ہے یا ہندو مسلمان کے خلاف دیوانی مقدمے دائر کیا کرتا تھا کہ اس نے مجھ سے اتنی میعاد کے لئے اتنے سود پر قرض لیا تھا اور اب مجھے واپس نہیں دیتا۔ ہندو اگرچہ کافر تھا مگر اسکی کاروبار کے سلسلہ میں ساکھ تھی۔ غریب ہندو امیر ہندو سے سودا ادھار لے آتا تھا اور پھر جو وعدہ کرتا تھا اس دن اس وقت باقاعدہ ہنڈی ادا کر دیتا تھا۔ اسی وجہ سے ہندو کے کاروبار میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی اور مسلمان روز بروز کاروباری سلسلے میں تنزل کی طرف جاتا تھا۔ کیونکہ کاروباری سلسلہ میں (اگرچہ ہندو بے ایمان تھا) مگر اس کی ساکھ تھی۔ اور مسلمان باوجود کلمہ گو ہونے کے وعدے

کا جھوٹا بات کا کچا ہوتا تھا۔

جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا

جس طرح حکومت کی طرف سے کوئی تاوان یعنی جرمانہ دینا پڑے تو انسان کا دل اس تاوان کے ادا کرنے کو ہرگز نہیں چاہتا۔ کیونکہ وہ شخص سمجھتا ہے کہ یہ تاوان مجھ پر خواہ مخواہ ناحق ڈالا گیا ہے۔ قرب قیامت میں مسلمانوں میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض شدہ زکوٰۃ ایسی خیال کی جائے گی جیسے تاوان

آج کل بعینہٖ یہی حال ہے

میں بسا اوقات درس میں یہ کہا کرتا ہوں کہ بعض مسلمانوں کے لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کے بنکوں میں جمع ہیں۔ کبھی آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ فلاں صاحب نے بینک کے روپیہ کا حساب کرکے فرض زکوٰۃ کے ادا کرنے کا انتظام کیا ہو۔ مثلاً فلاں بینک میں دو لاکھ روپیہ ہے۔ فلاں میں اڑھائی لاکھ روپیہ ہے اور فلاں میں چار لاکھ ہیں۔ انہوں نے اپنا منشی بٹھا رکھا ہو۔ تاکہ حساب کرکے۔ میاں صاحب کو بتلائے کہ آپ کے ذمہ اتنی زکوٰۃ نکلتی ہے اگر حکم ہو تو میں وہ روپیہ کسی مسلمانوں کے ادارے کو دے آؤں تاکہ وہ غربا پر تقسیم کر دیں۔ مجھے تو آج تک کسی ایک دولتمند مسلمان لکھ پتیئے کے متعلق اطلاع نہیں ملی۔ پھر میں کیا فیصلہ کروں کہ ایسے لاپرواہ اور باغی مسلمان اللہ تعالےٰ کی رحمت کو جذب کرکے دنیا میں لا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کی قانون الٰہی سے لاپرواہی تو یہ چاہ رہی ہے کہ اس جہان کو ہی ختم کر دیا جائے تاکہ یہ باغی ختم ہی ہو جائیں باوجود علماء کرام کے ان صریح اعلانات کے ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ یہی چیز علامات قیامت میں سے ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ارشادات نبویہ میں علامات قیامت میں سے

تُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ ہے جو اسی مذکور الصدر حدیث شریف میں ہے۔ اسی فقرے کا ترجمہ یہ ہے کہ تعلیم تو دی جائے گی۔ مگر وہ تعلیم دین اسلام کی نہیں ہوگی۔ بلکہ کوئی اور ہی چیز ہوگی۔

عہد برطانیہ کے گریجوایٹوں سے سوال

کیا کرتا ہوں کہ آپ نے سکولوں اور کالجوں میں چودہ سال تعلیم تو پائی اور بالآخر حکومت برطانیہ نے آپ کو تعلیمیافتہ ہونے کا تمغہ بھی دیا۔ مگر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ کے نصاب تعلیم میں کہیں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی تھا اور کسی کلاس کے کورس میں اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شئ قدیر بھی تھا اور کیا پرائمری سے لے کر ایم اے تک کے کورس میں کہیں ناظرہ قرآن مجید بھی تھا۔

یقیناً نہیں تھا

تو کیا پھر مجھے یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم مسلمانوں سے ناراض ہے اور ہم نے ایسے حالات خود پیدا کر دیئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس جہان کو ختم کرنے کا جلد از جلد فیصلہ کر دے کہ اس جہان کو ختم ہی کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اعلان ملاحظہ

ہو وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ (سورۃ ابراہیم ع ۵۔ پ ۱۳)

ترجمہ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

سکولوں اور کالجوں کے دلدادگان

ماں باپ اور سمجھ دار نوجوان مذکور الصدر آیت قرآن کو غور سے پڑھیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی بے انتہا اور ان گنت نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اور پھر اسکی الوہیت کے اقرار کے لئے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور کلمہ شہادت (جو ابھی عرض کر چکا ہوں) بھی ہماری تعلیم میں نظر نہ آئے۔ خود اپنے ضمیر سے فیصلہ کیجئے۔ کیا ان حالات میں اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے راضی ہوگا۔ یا ناراض اور کیا یہ حالات اللہ تعالےٰ کے غضب کو بھڑکا کر اس جہان کے ختم کرنے کی دعوت نہیں دے رہے

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ یکم صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۵۹ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ امابعد

خبیث اور طیّب برابر نہیں ہو سکتے

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں خبیث اور طیّب کی اصطلاح کو استعمال فرمایا ہے

اس کا پہلا ثبوت

(قُلۡ لَّا یَسۡتَوِی الۡخَبِیۡثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوۡ اَعۡجَبَکَ کَثۡرَۃُ الۡخَبِیۡثِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝) (سورۃ المائدہ۔ ع ۱۳۔ پ ۷)۔ ترجمہ۔ کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ سو اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تمہاری نجات ہو۔

دُوسرا ثبوت

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَمِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الۡخَبِیۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ وَلَسۡتُمۡ بِاٰخِذِیۡهِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِیۡهِ ط وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ۝) (سورۃ البقرہ ع ۳۷ پ ۳) ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے ستھری چیزیں خرچ کرو اوراس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے اور اس میں سے ردی چیز کا ارادہ نہ کرو کہ اس کو خرچ کرو۔ حالانکہ تم اسے کبھی نہ لوگے یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ اور سمجھ لو کہ اللہ بے پرواہ تعریف کیا ہوا ہے۔

حاصل

سابقہ دونوں حوالوں کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ اصطلاح ہے کہ ردی چیز کو خبیث اور ستھری چیز کو طیب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے

اسی اصطلاح کی بنا پر

چونکہ شرک ایک ناپسندیدہ اور ردّی چیز ہے۔ اسے خبیث کے نام سے تعبیر کیا جائیگا اور توحید ایک محبوب اور پسندیدہ چیز ہے اسے طیب کے نام سے تعبیر کیا جائیگا۔

خبیث عقیدۂ شرک کے نتائج ملاحظہ ہوں

پہلا

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِهٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ج وَمَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا ۝) ۔(سورہ النساء ع ۷، پ ۵)۔ ترجمہ۔ بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

معلوم ہُوا

کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور اس کے سب سے بڑا گناہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جو شخص اس گناہ کو کرتے کرتے مر گیا۔ اللہ تعالےٰ اس کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اللّٰھم اعذنا منہ

دوسرا

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِهٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ط وَمَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیۡدًا ۝) ۔(سورہ النساء ع ۱۸۔ پ ۵)۔ ترجمہ۔ بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

شرکت

کی معنی حصہ داری ہے اور شریک کے معنی حصہ دار ہے۔ مثلاً دو آدمی مل کر کوئی کاروبار کریں تو کہا جاتا ہے کہ فلاں کاروبار میں ان کی شرکت ہے اور ان دو شخصوں کو شریک کہا جاتا ہے کہ فلاں اور فلاں شخص آپس میں کاروبار میں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے

کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں فلاں کام اللہ تعالےٰ ہی کرتا ہے۔ اب انہیں کاموں کا کرنے والا کسی اور کو بھی خیال کیا جائے تو یہ شرک ہوگا اور کرنیوالا مشرک ہوگا۔

مثلاً نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے۔ (قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝) (سورۃ السباء ع ۴۔ پ ۲۲۔ ترجمہ۔ کہدو میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے۔ روزی کشادہ کر دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

مثلاً نمبر ۲

(فَخَسَفۡنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الۡاَرۡضَ قف فَمَا کَانَ لَهٗ مِنۡ فِئَۃٍ یَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ق وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُنۡتَصِرِیۡنَ ۝ وَاَصۡبَحَ الَّذِیۡنَ تَمَنَّوۡا مَکَانَهٗ بِالۡاَمۡسِ یَقُوۡلُوۡنَ وَیۡکَاَنَّ اللّٰہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَیَقۡدِرُ ج لَوۡلَاۤ

اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ٥) سورۃ القصص۔ ع ۸۔ پ ۲۰ — ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے (قارون کو) اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا اور وہ لوگ جو کل اسکے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے۔ (کہ کاش ہمیں بھی اللہ تعالےٰ اپنی دولت دیتا) آج صبح کو کہنے لگے۔ کہ ہائے شامت۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے۔ روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

دو مثالوں سے واضح ہوگیا

کہ رزق کی تنگی یا کشادگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لہذا اب اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے سوا کسی غیر کے دروازے پر رزق کی کشادگی کے لئے ہاتھ پھیلا کر اس سے دعا کرے گا کہ اے فلاں بزرگ یا فلاں فرشتے میرے رزق میں کشادگی کر دے تو وہ شخص باوجود کلمہ گو ہونے کے اس معاملہ میں مشرک ہو جائے گا۔

یا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے سے اولاد مانگے

تو یہ بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان سنئے (لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ٥) سورۃ الشورےٰ ع ۵ پ ۲۵) ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

اس اعلان الٰہی سے یہ چیز واضح ہوگئی

کہ اولاد کا دینا یا نہ دینا یا فقط لڑکے دینا یا فقط لڑکیاں دینا یا دونوں قسمیں ملا کر دینے کی توفیق فقط اللہ تعالےٰ ہی کو حاصل ہے۔ لہذا کسی دوسرے سے اولاد مانگنا شرک ہوگا اور شرک کی سزا آپ کو معلوم ہے کہ دوزخ ہے اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا

(وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ٥) سورۃ الحج ع ۴ پ ۱۷ ـ ترجمہ۔ اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں یا اسے ہوا اڑا کر کسی دور جگہ میں پھینک دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا بھی قطعاً ممنوع ہے

اس کا ثبوت

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَاۗءَ اَنْ يَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ (رواہ ابوداؤد و رواہ احمد عن معاذ بن جبل)

ترجمہ۔ قیسؓ بن سعدؓ سے روایت ہے کہا میں حیرہ گیا تھا۔ (حیرہ کوفہ کے پاس ایک پرانا شہر تھا) پھر میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے مرزبان کو (بادشاہ سے نیچے کوئی سرکاری افسر معلوم ہوتا ہے) سجدہ کرتے ہیں۔ پھر میں نے خیال کیا البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ مستحق ہیں۔ اس بات کے۔ کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (حیرہ سے مدینہ منورہ) آیا۔ پھر میں نے عرض کی۔ بیشک میں حیرہ گیا تھا۔ پھر میں نے ان کو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے مرزبان کو سجدہ کرتے تھے۔ پس آپ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں۔ کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا۔ بھلا یہ تو بتلاؤ۔ اگر میری قبر پر گذروگے تو آیا اس پر بھی سجدہ کروگے۔ پھر میں نے عرض کی۔ نہیں (معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے یہ مسئلہ حضور انورؐ سے پہلے سنا ہؤا تھا۔ کہ آپ کے مزار اقدس پر بھی سجدہ نہ کیا جائے۔ اسی لئے اس نے فوراً جواب دیا کہ حضورؐ انور کی قبر مبارک پر بھی سجدہ نہیں کروں گا۔ ورنہ تو صاف عرض کرتا کہ یا رسول اللہؐ مجھے تو علم نہیں کہ آپ کے مزار اقدس پر سجدہ کیا جائے یا نہ کیا جائے) پھر آپ نے فرمایا۔ کسی کو بھی سجدہ نہ کرو۔ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو البتہ عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ بسبب اس کے کہ اللہ نے ان عورتوں پر مردوں کا بڑا حق تجویز فرمایا ہے۔

چوتھا

(وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥) سورہ الانعام ع ۱۰ پ ۷ — ترجمہ۔ اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰقؑ اور یعقوب بخشا۔ ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسےؑ اور ہارونؑ ہیں اور اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ

سب نیکوکاروں سے ہیں اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ اور ہم نے سب کو سارے جہان والوں پر بزرگی دی اور ان کے باپ دادوں، اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعضوں کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے انہیں پسند کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں کو جسے چاہے اس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کچھ ضائع ہو جاتا (سورہ انعام رکوع ۱۰)

عبرت کا مقام ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے گذشتہ پیش کردہ آیات میں سترہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی گن کر سنائے ہیں۔ اور ان کے علاوہ ان حضرات کے باپ دادوں اور ان کے بھائیوں اور ان کی اولاد کی طرف بھی مجملاً اشارہ فرمایا ہے اور آخر میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سب حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے اعزہ و اقرباء سب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چیدہ بندے تھے اور اگر خدا نخواستہ ان حضرات سے بھی شرک صادر ہوتا تو ان کی سب نیکیاں بھی ضبط ہو جاتیں تو معلوم ہوا کہ شرک اتنی بڑی بلا ہے کہ بفرض محال اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چیدہ حضرات سے بھی یہ گناہ صادر ہو جائے تو بارگاہ الٰہی میں ان کا بھی کوئی احترام نہ رہے۔ اللّٰھمّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ المستقیم

عقیدۂ توحید طیب ہے اور اسکے نتائج خوش کن اور راحت رساں ہیں

اس کے شواہد

پہلا

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ (سورہ البقرہ ع ۳۴ ۔ پ ۳ ۔)

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا۔ نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے۔ سب اسی کا ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے۔ مخلوقات کے تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے اور وہ سب اسکی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر جتنا کہ وہ چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔

عقیدہ توحید کی اس ایک آیت کی برکت

جو حدیث شریف میں آئی ہے۔ وہ ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ وَکَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَکٰوۃِ رَمَضَانَ فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَیَّ عِیَالٌ وَّلِیْ حَاجَۃٌ شَدِیْدَۃٌ قَالَ فَخَلَّیْتُ عَنْہُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَۃَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ شَکَا حَاجَۃً شَدِیْدَۃً وَّعِیَالًا فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ قَالَ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّہٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّہٗ فَجَآءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَیَّ عِیَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّہٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّہٗ فَجَآءَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ اِنَّکَ تَزْعُمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِیْ اُعَلِّمْکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِھَا اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ حَتّٰی تَخْتِمَ الْاٰیَۃَ فَاِنَّکَ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ وَّلَا یَقْرَبُکَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّہٗ یُعَلِّمُنِیْ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُنِیَ اللّٰہُ بِھَا قَالَ اَمَا اِنَّہٗ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَیَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاکَ شَیْطَانٌ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکوٰۃ (یعنی صدقہ فطر) کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ پھر میرے پاس ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنا شروع کیا (یعنی اپنے دامن یا برتن میں) پس میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔ اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں اور میرے ذمہ بچوں کا نفقہ ہے اور میں سخت ضرورتمند ہوں۔ (ابوہریرہؓ) نے کہا کہ اس کی ان باتوں کو سن کر میں نے چھوڑ دیا۔ صبح کو جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے پوچھا اے ابوہریرہؓ تمہارا رات کا چور کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے سخت ضرورت کا اظہار کیا اور عیالداری کی شکایت کی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس نے تجھ سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا۔ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا اور میں اس کی تاک میں بیٹھ گیا چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ کو بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا۔ آج میں تجھ کو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔ اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دو۔ میں بہت محتاج ہوں اور بچوں کا سارا خرچ میرے ذمہ ہے۔ اب میں نہ آؤں گا۔ پھر مجھ کو اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو جب میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تم نے اپنے قیدی (چور) کو کیا کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ اس نے سخت ضرورت کو ظاہر کیا اور بچوں کے خرچ کی شکایت کی مجھ کو اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے تم سے جھوٹ کہا وہ پھر آئے گا۔ بس میں اس کی تاک میں رہا۔

پھر آیا۔ دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنا شروع کیا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا۔ آج میں ضرور تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا اور یہ تین دفعہ میں آخری مرتبہ ہے تو نے کہا تھا کہ اب نہیں آؤں گا۔ اور پھر آ گیا۔ اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دو۔ میں تم کو چند ایسے کلمے بتاؤں گا جن سے خدا تم کو نفع پہنچائے گا۔ جب تم سونے کے لئے بستر پر جاؤ۔ تو آیت الکرسی کو پڑھو۔ یعنی لا الہ الا ہو الحی القیوم کو آخر آیت تک تو خدا کی طرف سے تم پر ہمیشہ ایک نگہبان رہے گا۔ (یعنی فرشتہ) اور شیطان تمہارے قریب نہ آئے گا صبح تک۔ یہ سُن کر میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ صبح کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؐ نے پوچھا تم نے اپنے قیدی (چور) کے ساتھ کیا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ اس نے مجھ سے یہ کہا کہ میں تجھ کو چند ایسے کلمے سکھاؤں گا جو تجھ کو نفع دیں گے۔ پس میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس نے سچ کہا۔ اگرچہ وہ جھوٹا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ تم کو معلوم ہے۔ تین راتوں سے تم کس سے مخاطب تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ شیطان تھا۔ (بخاری شریف)

سُبحان اللہ ایک ہی توحید کے کلمہ طیبہ

میں کتنی برکت ہے کہ اگر کروڑھا۔ اربہا۔ کھربہا۔ پدمہا۔ سنکھہا انسان سوتے وقت اللہ تعالےٰ کے مومن بندے پڑھ کر سوئیں تو اتنی ہی تعداد کے فرشتے ان کی حفاظت کے لئے متعین ہو جائیں گے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

ایک اور کلمہ توحید کی برکت

ملاحظہ ہو۔ عَنْ اَبِیْ عَیَّاشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کَانَ لَہٗ عَدْلُ رَقَبَۃٍ مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَکُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّحُطَّ عَنْہُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّکَانَ فِیْ حِرْزٍ مِّنَ الشَّیْطٰنِ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ قَالَھَا اِذَا اَمْسٰی کَانَ لَہٗ مِثْلُ ذٰلِکَ حَتّٰی یُصْبِحَ فَرَاٰی رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَا عَیَّاشٍ یُحَدِّثُ عَنْکَ بِکَذَا وَکَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَیَّاشٍ (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ)

ترجمہ۔ ابی عیاشؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے صبح کے وقت یہ پڑھا۔ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) اس نے گویا کہ (حضرت) اسماعیل کی اولاد میں سے ایک غلام کو آزاد کیا۔ (علاوہ ازیں) ان کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور (دربار الٰہی کی طرف) اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ شخص شام تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور ان کلمات کو شام کے وقت پڑھا تو بھی ویسا ہی ثواب ملے گا۔ (جیسا کہ صبح کے وقت پڑھنے سے ملا تھا) یعنی صبح تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ پھر ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا عیاش آپ کی طرف سے اس اس طرح کہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ابوعیاش نے سچ کہا ہے

عبرتناک

مقام ہے کہ ایک کلمہ توحید کے زبان سے صبح کے وقت سے نکلنے سے اتنا بڑا عظیم الشان ثواب ملتا ہے اور اگر شام کے وقت اسی کلمہ کو دہرایا جائے تو پھر ساری رات بلکہ صبح تک انسان کو یہ اجر ملتا رہے گا۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو شرک اور شرکیہ کلمات سے بچائے اور توحید کے کلمات منہ سے نکالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الہ العالمین

سلام میں پہل کرنے والے کا اجر و ثواب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: لوگوں میں اللہ کے قرب اور اس کی رحمت کا زیادہ مستحق وہ بندہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ مسند احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۸ صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اما بعد

انسانوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے

قرآن مجید سے اس عنوان پر پندرہ شواہد

برادران اسلام یہ مضمون در اصل دنیا میں بسنے والوں کے لئے ایک خطرے کی گھنٹی ہے کہ گزشتہ ہلاک شدہ قوموں کا بھی یہی حال ہوتا تھا کہ جب اکثریت خدا تعالےٰ کے قانون کی باغی ہو جاتی تھی تو صفحہ ہستی سے مٹا دی جاتی تھی۔

پہلا شاہد

وَمَآ اَکْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۔ (سورہ یوسف رکوع ۱۱ - پ ۱۳)

ترجمہ۔ اور اکثر لوگ ایمان لانیوالے نہیں۔ خواہ تو کتنا ہی چاہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی باوجودیکہ آپ ؐ کی صداقت پر ایسی واضح دلائل موجود ہیں۔ پھر بھی اکثر لوگ وہ ہیں۔ جو کسی طرح ایمان لانے والے نہیں"۔

جب حضور انور ؐ کے مبارک زمانہ

میں قرآن مجید کے متعلق انسانوں کا یہ سلوک تھا۔ جس زمانہ کو اسلام میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی زبان مبارک سے "خیر القرون" ترجمہ (زمانوں میں سے بہترین زمانہ) کا لقب ملا ہے۔ تب یہ حالت تھی۔ اس کے مقابلہ میں آج کل کے زمانہ کو "شر القرون" کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا اب اس دور میں بیچارے وہ علمائے کرام جن کی زندگی کا نصب العین ہی یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ انسانوں کو قرآن مجید کو تہ دل سے ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ ان حضرات کی سعی جمیل سے کتنے لوگ اپنی زندگی کا نصب العین قرآن مجید پر عمل کرنے کا بنائیں گے۔ باوجود اس آواز کے کانوں میں پہنچنے کے پھر اکثریت اس دور میں انسانوں کی ایسی ہے۔ جن کی زندگی قرآن مجید سے بالکل مخالف لائن پر جا رہی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

دوسرا

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا ۝ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَکُوْنَ لَکَ جَنَّۃٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْھٰرَ خِلٰلَھَا تَفْجِیْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا ۝ اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل ۔ ع ۱۰ پ ۱۵)

ترجمہ۔ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر ایک قسم کی مثال بھی کھول کر بیان کر دی ہے۔ پھر بھی اکثر لوگ انکار کئے بغیر نہ رہے۔ اور کہا ہم تمہیں ہرگز نہیں مانینگے یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دے۔ یا تیرے لئے کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو۔ پھر تو اس باغ میں بہت سی نہریں جاری کر دے۔ یا جیسا تو خیال کرتا ہے۔ ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دے یا تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو لے آ۔ یا تیرے پاس کوئی سونے کا گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تو تیرے پڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایسی کتاب لائے جسے ہم بھی پڑھ سکیں۔ کہہ دو میرا رب پاک ہے۔ میں تو فقط ایک بھیجا ہوا انسان ہوں۔

دیکھ لیجئے یہ خیر القرون کے انسان ہیں

کہ شیطان کے پنجے میں آکر اکثریت ایسوں ہی کی ہے کہ اس اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دستور العمل (قرآن مجید) کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور کیا کیا واہیات سوالات پیغمبر خدا سے کر رہے ہیں۔ جب اس مبارک اور روشن دور زمانہ نبوی ؐ میں عام انسانوں کا یہ حال ہے۔ کہ قرآن مجید سے انکار کرنے میں طرح طرح کے بہانے بنا رہے ہیں۔ اب تو قرب قیامت ہے۔ جن برائیوں کا اس خیر القرون میں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اب وہ وبائے عام کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ جن کا ذکر میرے بعض پہلے خطبات میں آچکا ہے۔ آج کل تو بطریق اولیٰ انسانوں کی اکثریت ایسی ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ کی اس کلام پاک پر عمل کرنے کا نہ ذوق ہے نہ شوق ہے اور یہ بد مذاقی یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ الٹا حاملین دین (علمائے کرام) پر مذاق اڑاتے ہیں۔ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ۔

تیسرا

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

(سورۃ الفرقان رکوع ۵ پ ۱۹)

ترجمہ۔ اور ہم نے اسے لوگوں میں بانٹ دیا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں پس بہت سے آدمی ناشکری کئے بغیر نہ رہے

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

(یعنی بارش کا پانی تمام زمینوں اور آدمیوں کو یکساں نہیں پہنچتا۔ بلکہ کہیں کم کہیں زیادہ کہیں جلد۔ کہیں بدیر جس طرح اللہ کی حکمت مقتضی ہو۔ پہنچتا رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اسکی تقسیم کسی قادر مختار و حکیم کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن بہت لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے اور نعمت الٰہی کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اُلٹے کفر اور ناشکری پر اُتر آتے ہیں۔ یہ ہی حال روحانی بارش کا ہے کہ جس کو اپنی استعداد اور ظرف کے موافق جتنا حصہ ملنا تھا مل گیا اور بہت سے اس نعمت عظمیٰ کا کفران ہی کرتے رہے)

اندازہ لگایئے

کہ جب خیرالقرون کے زمانہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کے سامنے ہونے اور خود تبلیغ فرمانے پر بھی شیطان کے پنجے میں آئے ہوئے انسانوں کا یہ حال تھا کہ کسی طرح شیطان کے پنجے سے نکل نہیں سکتے اور حق کی مخالفت پر کربستہ ہیں تو آج کل کے دور میں کتنے انسان ایسے ہوں گے جو دنیاوی اغراض اور خواہشات کو بالائے طاق رکھ کر احکم الحاکمین کے نازل کردہ دستور حیات انسانی کو اپنا معمول بہ بنانے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ

چوتھا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ۔ ع ۳۲ پ ۲)

ترجمہ۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے۔ حالانکہ وہ ہزاروں تھے۔ پھر اللہ نے ان کو فرمایا کہ مر جاؤ (وہ مر گئے) پھر انہیں زندہ کر دیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

وہی شکایت

جو پہلے گزر چکی ہے کہ اکثر انسان اللہ تعالےٰ کے ناشکر گزار ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

پانچواں

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ ہود ع ۲۔ پ ۱۲)

ترجمہ۔ سو تو قرآن کی طرف سے شبہ میں نہ رہ۔ بے شک یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

یہ لازمی طور پر حاصل نکلے گا۔ کہ خیرالقرون میں سیدالمرسلین خاتم النبیین کی حیات مبارکہ میں ایسے قسی القلب انسان موجود تھے اور اکثریت کی تعداد میں تھے کہ اپنی بدبختی اور شقاوت ازلی کے قرآن مجید پر ایمان نہیں لائے اور اسے اپنی زندگی کا دستور العمل نہیں بنایا۔ قیاس بریں آج کل کی اندھیر نگری کے زمانہ میں تو اس تعداد سے بھی کئی گنا زائد ایسے بدنصیب انسان آپ کو نظر آئیں گے۔ جو ان علمائے کرام کی آواز پر صدق دل سے لبیک کہیں۔ جو گلے پھاڑ پھاڑ کر بلا معاوضہ قرآن کی طرف آنے اور اس کو اپنی چند روزہ اس دُنیا کی فانی زندگی میں اپنا دستور العمل بنانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ قرآن مجید کی طرف دعوت دینے والے علماء دین کی آواز پر لبیک کہیں۔ بخلاف اس کے کہ جس طرح پہلی قومیں انبیاء علیہم السلام کو جھٹلاتی تھیں۔ اسی طرح آج کل کے متکبرین علماء کرام کو جھٹلاتے ہیں اور جس طرح وہ قومیں انبیاء علیہم السلام کی توہین کیا کرتی تھیں۔ یہ لوگ علماء دین کی توہین اپنی مجلسوں میں ایک دل لگی کا مشغلہ سمجھتے ہیں۔ اے اللہ ان کو ہدایت عطا فرما۔ اور انہیں قرآن مجید کو سر اور آنکھوں پر رکھنے کی توفیق عطا فرما و ما علینا الا البلاغ

چھٹا

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۃ یوسف ع ۵ پ ۱۲)

ترجمہ۔ کہا جو کھانا تمہیں دیا جاتا ہے وہ ابھی آنے نہ پائے گا کہ اس سے پہلے میں تمہیں تعبیر بتلا دوں گا۔ یہ اُن چیزوں سے ہے۔ جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں بے شک میں نے اس قوم کا مذہب ترک کر دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتی۔ اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔ اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے مذہب کا تابع ہو گیا ہوں۔ ہمیں یہ جائز نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں۔ یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل ہے۔ لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے۔

نتیجہ وہی جو آج کل ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کے مذکور الصدر بیان سے وہی نتیجہ نکلتا ہے جو آج کل نکلا ہوا ہے کہ ان کے زمانے میں بھی آج کل کی طرح اکثر انسان اللہ تعالےٰ کے ناشکر گزار ہی ہوتے تھے۔

ساتواں۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝ (سورہ یوسف ع ۵ - پ ۱۲)

ترجمہ۔ حکومت سوائے اللہ کے کسی کی نہیں ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

حاصل

یہ ہے کہ سیدھا راستہ تو یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ لیکن اکثر آدمی اس سیدھے راستے کو نہیں جانتے۔ اس لئے اس سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور بیشمار ایسے ہیں۔ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے اپنے معبود علیحدہ علیحدہ بنائے ہوئے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برادری نے (حالانکہ یہ لوگ پیغمبروں کی اولاد تھے) تین سو ساٹھ معبود اللہ تعالےٰ کے علاوہ تجویز کئے ہوئے تھے اور جب آپ نے اللہ تعالےٰ کے فقط ایک ہونے کا اعلان فرمایا تو سارے سیخ پا ہو گئے اور محض اسی ضد کی بنا پر آپ کی جان کے دشمن ہو گئے یا تو یہ لوگ لا الہ الا اللہ فقط ایک خدا تعالےٰ کے پجاری تھے یا تین سو اکسٹھ کے پجاری بن گئے اسے اللہ واقعی جسے تو اپنے دروازے سے ہٹا دے وہ ایسی ہی ٹھوکریں کھاتا ہے۔

آٹھواں

تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ ؕ وَالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَـقُّ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝

(سورۃ الرعد ع ۱ - پ ۱۳) -

ترجمہ۔ یہ کتاب کی آئتیں ہیں اور جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا سو حق ہے۔ اور لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے۔

وہی شکایت

جو اس سے پہلے سات عنوانوں میں پیش کی گئی ہے۔ کہ اکثر آدمی اللہ تعالیٰ کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور ان کے حق میں سمجھانا اور نہ سمجھانا برابر ہے۔

نواں

وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ ۙ لَا يَبۡعَثُ اللّٰهُ مَنۡ يَّمُوۡتُ ؕ بَلٰى وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىۡ يَخۡتَلِفُوۡنَ فِيۡهِ وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰذِبِيۡنَ ۝

(سورۃ النحل - ع ۵ - پ ۱۴) -

ترجمہ۔ اور اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ نہیں اٹھائے گا اس شخص کو جو مر جائے گا۔ ہاں اس نے اپنے ذمے پکا وعدہ کر لیا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے تاکہ ان پر ظاہر کر دے۔ وہ بات جس میں یہ جھگڑتے ہیں۔ اور تاکہ کافر معلوم کر لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

جب کافروں نے صاف انکار کیا تھا کہ اللہ تعالےٰ ہرگز دوبارہ نہیں اٹھائے گا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ان کا یہ شبہ تو رفع کر دیں گے کہ دیکھ لو ہم نے اپنے وعدے کو سچا کر کے دکھا یا ہے یا نہیں۔ لیکن اس یقین ہونے کا ان بد نصیبوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اب تو کسی حالت میں بھی دوزخ سے نکل نہیں سکتے۔

دسواں

(غُلِبَتِ الرُّوۡمُ) فِىۡۤ اَدۡنَى الۡاَرۡضِ وَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَيَغۡلِبُوۡنَ ۝ فِىۡ بِضۡعِ سِنِيۡنَ ؕ لِلّٰهِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَمِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَيَوۡمَئِذٍ يَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝ بِنَصۡرِ اللّٰهِ ؕ يَنۡصُرُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ۝ وَعۡدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخۡلِفُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝

(سورۃ الروم۔ رکوع ۱ - پ ۲۱ -

ترجمہ۔ روم مغلوب ہو گئے نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے۔ چند ہی سال میں پہلے اور پچھلے سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور اس دن مسلمان خوش ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے۔ مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہ غالب رحم والا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہو چکا۔ اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرے گا۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "ان آیات میں قرآن نے ایک عجیب و غریب پیشینگوئی کی جو اس کی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ کی بڑی بھاری دو سلطنتیں فارس (جسے ایران) کہتے ہیں اور روم مدت دراز سے آپس میں ٹکراتی چلی آتی تھیں۔ ۶۰۲ء سے لے کر ۶۱۴ء کے بعد تک ان کی حریفانہ نبرد آزمائیوں کا سلسلہ جاری رہا جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی تصریحات سے ظاہر ہے۔ ۵۷۰ء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ اور چالیس سال بعد ۶۱۰ء میں آپ کی بعثت ہوئی۔ مکہ والوں میں جنگ روم و فارس کے متعلق خبریں پہنچتی رہتی تھیں۔ اسی دوران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت اور اسلامی تحریک نے ان لوگوں کے لئے ان جنگی خبروں میں ایک خاص دلچسپی پیدا کر دی۔ فارس کے آتش پرست مجوس کو مشرکین مکہ مذہباً اپنے سے نزدیک سمجھتے تھے۔ اور روم کے نصاریٰ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے بھائی یا کم از کم انکے قریبی دوست قرار دیئے جاتے تھے۔ جب فارس کے غلبہ کی خبر آتی۔ مشرکین مکہ مسرور ہوتے اور اس سے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے غلبہ کی فال لیتے اور خوش آئند توقعات باندھتے تھے۔ مسلمانوں کو بھی طبعاً صدمہ ہوتا تھا کہ عیسائی اہل کتاب آتش پرست مجوسیوں سے مغلوب ہوں۔ ادھر ان کو مشرکین مکہ کی شماتت کا ہدف بننا پڑا۔ آخر ۶۱۴ء کے بعد (جبکہ ولادت نبوی کو قمری حساب سے تقریباً پینتالیس سال اور بعثت کے پانچ سال گذر چکے) خسرو پرویز (کیخسرو ثانی) کے عہد میں فارس نے روم کو ایک مہلک

اور فیصلہ کن شکست دی۔ شام۔ مصر۔ ایشیائے کوچک وغیرہ سب ممالک رومیوں کے ہاتھ سے نکل گئے ہرقل قیصر روم کو ایرانی لشکر نے قسطنطنیہ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کر دیا اور رومیوں کا دارالسلطنت بھی خطرہ میں پڑ گیا۔ بڑے بڑے پادری قتل یا قید ہو گئے۔ بیت المقدس سے عیسائیوں کی سب سے زیادہ مقدس صلیب ایرانی فاتحین لے اڑے قیصر روم کا اقتدار بالکل فنا ہو گیا بظاہر اسباب کوئی صورت روم کے ابھرنے اور فارس کے تسلط سے نکلنے کی باقی نہ رہی۔ یہ حالات دیکھ کر مشرکین مکّہ نے خوب بغلیں بجائیں۔ مسلمانوں کو چھیڑنا شروع کیا۔ بڑے بڑے حوصلے اور توقعات قائم کرنے لگے۔ حتیٰ کہ بعض مشرکین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آج ہمارے بھائی ایرانیوں نے تمہارے بھائی رومیوں کو مٹا دیا ہے۔ کل ہم بھی تمہیں اسی طرح مٹا ڈالیں گے۔ اس وقت قرآن نے سلسلۂ اسباب ظاہری کے بالکل خلاف عام اعلان کر دیا۔ کہ بے شک اس وقت رومی فارس سے مغلوب ہو گئے ہیں۔ لیکن نو سال کے اندر اندر وہ پھر غالب و منصور ہونگے اسی پیشینگوئی کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بعض مشرکین سے شرط باندھ لی۔ اس وقت تک ایسی شرط لگانا حرام نہ ہوا تھا کہ اگر اتنے سال تک رومی غالب نہ ہوئے تو میں سو اونٹ تم کو دونگا۔ ورنہ اسی قدر اونٹ تم مجھ کو دو گے۔ (یعنی اگر رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے تو تم سو اونٹ مجھے دینا) شروع میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنی رائے سے بضع سنین کی میعاد کچھ کم کر رکھی تھی۔ بعدہٗ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے "بضع" کے لغوی مدلول یعنی نو سال پر معاہدہ ٹھہرا۔ ادھر ہرقل قیصر روم نے اپنے زائل شدہ اقتدار کو واپس لینے کا تہیّہ کر لیا اور منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فارس پر فتح دی تو "حمص" سے پیدل چل کر "ایلیا" بیت المقدس تک پہنچوں گا۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ قرآنی پیشینگوئی کے مطابق ٹھیک نو سال کے اندر (یعنی ہجرت کا ایک سال گزرنے پر عین بدر کے دن جبکہ مسلمان اللہ کے فضل سے مشرکین پر نمایاں فتح و نصرت حاصل ہونے کی خوشیاں منا رہے تھے یہ خبر سن کر اور زیادہ مسرور ہوئے کہ رومی اہل کتاب کو خدا تعالیٰ نے ایران کے مجوسیوں پر غالب فرمایا۔ اور اس ضمن میں مشرکین مکّہ کو مزید خذلان و خسران نصیب ہوا۔ قرآن کی اس عظیم الشان اور محیر العقول پیشینگوئی کی صداقت کا مشاہدہ کر کے بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے سو اونٹ مشرکین مکّہ سے وصول کئے۔ جن کے متعلق حضورؐ نے حکم دیا کہ صدقہ کر دیئے جائیں۔ فللہ الحمد علیٰ نعمائہ الظاہرۃ والآیۃ الباہرۃ

گیارھواں

مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّىؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ (سورہ الروم ع ۱۔ پ ۲۱۔

ترجمہ۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے عمدگی سے اور وقت مقرر تک کے لئے بنایا ہے اور بیشک بہت لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں۔

حالانکہ

ایک میعاد معین تک یہ جہان رہے گا اس کے بعد ایک دوسرا جہان نمودار ہوگا۔ جس کو عالم آخرت کہا جاتا ہے۔ اس جہان میں اس جہان کے رہنے والوں کے اعمال کے نتائج ظاہر ہوں گے۔ خواہ وہ لوگ اس جہان کی ابتداء میں پیدا ہوئے تھے یا دُنیا جہان کی زندگی کے وسط میں آئے تھے۔ یا آخری دور میں پیدا ہوئے تھے . . . .

. . . .

اور ہر شخص اس جہان میں پیدا ہو کر اس دنیا کے جہان کے اعمال کے نتائج راحت یا رنج کی صورت میں دیکھیگا اور وہاں کے راحت کے مقام کو بہشت کہا جاتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے راحت کے سامان ہی پیدا کئے ہوئے ہیں اور وہاں کے دُکھ کے مقام کا نام دوزخ ہے۔ جہاں سوائے دوزخیوں کے اور کوئی ایک منٹ بھی زندہ رہ نہیں سکتا۔ دوزخی اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ رہیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بارھواں

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًاؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَاؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًاؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ (سورۃ الروم ع ۴۔ پ ۲۱۔

ترجمہ۔ سو تو ایک طرف کا ہوکر دین پر سیدھا منہ کئے چلا جا۔ اللہ کی دی ہوئی قابلیت پر جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بناوٹ میں رد و بدل نہیں، یہی سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ اسی کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ۔ جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔

شیخ الاسلام کے حواشی

مذکورۃ الصدر آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو حواشی لکھے ہیں وہ مسلمانوں کے غور کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

اور وہ یہ ہیں

یعنی جو گمراہی سے کسی طرح نکلنا نہیں چاہتا۔ اسے شرک کی دلدل میں پڑا رہنے دو اور تم ہر طرف سے مُنہ موڑ کر ایک خدا کے ہو رہو اور اس کے سچے دین کو پوری توجہ اور یکجہتی سے تھامے رکھو۔ اللہ تعالےٰ نے آدمی کی ساخت اور تراش شروع سے ایسی رکھی ہے کہ اگر وہ حق کو سمجھنا اور قبول کرنا چاہے تو کر سکے۔ اور بدأ فطرت سے اپنی اجمالی معرفت کی ایک چمک اس کے دل میں بطور تخم ہدایت کے ڈال دی ہے کہ اگر گرد وپیش کے احوال

اور ماحول کے خراب اثرات سے متاثر نہ ہو اور اصلی طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً دین حق کو اختیار کرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو — "عہدِ الَستُ" کے قصہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور احادیث صحیحہ میں تصریح ہے کہ ہر بچہ فطرۃ (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ بعدہٗ ماں۔ باپ اسے یہودی۔ نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو "حنفاءٗ" پیدا کیا۔ پھر شیاطین نے اغوا کر کے انہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دیا۔ بہر حال دین حق، دین حنیف اور دین قیم وُہ ہے کہ اگر انسان کو اسکی فطرۃ پر خلی بالطبع چھوڑ دیا جائے تو اپنی طبیعت سے اسی کی طرف جھکے۔ تمام انسانوں کی فطرۃ اللہ تعالٰی نے ایسی ہی بنائی ہے۔ جس میں کوئی تفاوت اور تبدیلی نہیں۔ فرض کرو اگر فرعون یا ابوجہل کی اصل فطرت میں یہ استعداد اور صلاحیت نہ ہوتی تو ان کو قبول حق کا مکلف بنانا صحیح نہ ہوتا۔ جیسے اینٹ پتھر۔ یا جانوروں کو شرائع کا مکلف نہیں بنایا۔ فطرت انسانی کی اسی یکسانیت کا یہ اثر ہے کہ دین کے بہت سے اصول حقہ کو کسی نہ کسی رنگ میں تقریباً سب انسان تسلیم کرتے ہیں۔ گویا ان پر ٹھیک ٹھیک قائم نہیں رہتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ یعنی اللہ سب کا مالک، حاکم، سب سے نرالا، کوئی اس کے برابر نہیں، کسی کا زور اس پر نہیں . . . . یہ باتیں سب جانتے ہیں۔ اس پر چلنا چاہیئے۔ ایسی ہی کسی کی جان و مال کو ستانا۔ ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے۔

تیرھواں

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قُلْ لَّکُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْہُ سَاعَۃً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ (سورۃ السبا۔ ع ۳۔ پ ۲۲۔

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لیئے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور کہتے ہیں۔ یہ وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔ کہدو تمہارے لیئے ایک دن کا وعدہ ہے کہ جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے ہو سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

اس جہان میں تمام بسنے والوں کیلیئے

حضور انورؐ صلی اللہ علیہ وسلم یا تو خوشخبری سنانے والے ہیں۔ جن کی زندگی کا نصب العین حصول رضاء الٰہی باتباع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے ہیں جو عذاب الٰہی سے نڈر ہو کر گناہ کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا میں بسنے والے لوگوں کو یہ اطلاع دے دی جائے کہ اگر تم نے دنیا کی زندگی ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر کی راہ نمائی میں بسر کی تو ہم تم سے خوش ہونگے اور تمہارا ٹھکانا جنت ہوگا۔ اور اگر پیغمبر کی ہدایات کو نظر انداز کر کے کھانے پینے کمانے خرچ کرنے، اٹھنے بیٹھنے وغیرہ چیزوں میں اپنے نفس اور شیطان کی راہنمائی پر زندگی بسر کی تو تمہارا ٹھکانا مرنے کے بعد دوزخ ہوگا۔ جس کی آگ کا اندازہ یہ ہے کہ دنیا کی آگ ایک حصہ گرم اور وہاں کی آگ ستر حصہ گرم ہے۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ دنیا کی آگ میں (اگر تیز ہو) تو آدمی مر جاتا ہے۔ اس آگ کا یہ خاصہ ہے کہ اس میں پڑنے والوں کو موت نہیں آئے گی۔

تنبیہ

اے دنیا میں بسنے والے غافل انسانو! جو کچھ لکھا جا رہا ہے۔ وہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں لکھا جا رہا ہے۔ لہذا ان چیزوں کو واقعی خیال کرو اور ان چیزوں کے سننے سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنی اصلاح کر لو۔

پھر

قیامت کے دن تمہارا یہ عذر ہرگز قبول نہیں ہوگا کہ اے اللہ ہمیں تو یہاں کے واقعات کا علم ہی نہیں تھا۔ اگر اطلاع ہوتی تو ہم اپنی اصلاح کر کے آتے ❊ اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالٰی کی طرف سے منہ توڑ جواب ملے گا۔

جواب نمبر۱

حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْھِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا ھُمْ یَجْئَرُوْنَ ۝ لَا تَجْئَرُوا الْیَوْمَ اِنَّکُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ کَانَتْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ تَنْکِصُوْنَ ۝ مُسْتَکْبِرِیْنَ بِہٖ سٰمِرًا تَھْجُرُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون رکوع ۴۔ پ ۱۸۔ یہاں تک کہ ہم ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑیں گے۔ فوراً وہ چلائیں گے آج کے دن مت چلاؤ۔ بیشک تم ہم سے چھڑائے نہ جاؤ گے۔ تمہیں میری آیتیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے۔ غرور میں آ کر اسے کہانی سمجھ کر چلے دبایا کرتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جواب نمبر۲

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْھُمْ تَضْحَکُوْنَ ۝ اِنِّیْ جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّھُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون ع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ۔ اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا تو وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: (۱) اول یہ کہ جب ملاقات ہو تو سلام کرے۔ (۲) دوسرے جب وہ مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرے (بشرطیکہ کوئی شرعی مانع نہ ہو) (۳) تیسرے جب وہ نصیحت (یا مخلصانہ مشورہ) کا طالب ہو تو اس سے خیر خواہی کرے۔ (۴) چوتھے جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کو یہ کہے یرحمک اللہ (۵) پانچویں جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ (٦) چھٹے وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ صحیح مسلم

ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ظالم ہونگے۔ فرمائیگا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے سو تم نے انکی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہونگے

مذاق اڑانے والے

اللہ تعالےٰ کے دیندار یعنی پابند شریعت اسلامی بندوں پر مذاق اُڑانے والوں کو قرآن مجید کی گزشتہ آیات اور ان کا ترجمہ غور سے پڑھنا چاہیئے اور اپنی اصلاح کر لینی چاہیئے۔ وما علینا الا البلاغ۔

چودھواں

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْھَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ○ وَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ○ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ (سورہ السباع ۴۔ پ۲۲)

ترجمہ۔ اور ہم نے جس کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ تم جو لے کر آئے ہو ہم نہیں مانتے اور یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔ کہدو میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ اور تمہارے مال اور اولاد ۴

۴ ایسی چیز نہیں جو تمہیں مرتبہ میں ہمارے قریب کر دیں۔ مگر جو ایمان لایا اور نیک کام کیئے۔ پس وہی لوگ ہیں جن کے لئے دُگنا بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا اور وہی بالاخانوں میں امن سے رہنے والے ہوں گے

پندرھواں

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَھُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ○ (سورۃ الفرقان ع ۴۔ پ۱۹)

ترجمہ۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ اکثر ۴۴

۴۴ ان میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں۔ یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ احکام الٰہی کو نہ سنتے ہیں اور نہ ان پر عمل کرتے ہیں انہیں بجائے اس کے انسان کہا جائے حیوان کہلانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

دعا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو دل سے اسلام قبول کر نیکی توفیق عطا فرمائے اور عملاً برکت عطا فرمائے اور سچے اصلی اور خالص مسلمان ہو کر دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین ؕ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۵ اصفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۵۹ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ٥ اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی ۔ امابعد

آج اسلام کے مختلف پہلوؤں پر قرآن مجید کی روشنی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں

نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کے ہاں دینوں میں سے فقط دین اسلام مقبول ہے

اس کا ثبوت

اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلَامُ قف وَمَا اختَلَفَ الَّذِینَ اُوتُوا الکِتٰبَ اِلَّا مِن بَعدِ مَا جَآءَھُمُ العِلمُ بَغیًا بَینَھُم وَمَن یَّکفُر بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیعُ الحِسَابِ (سورۃ آل عمران ع ۲ پ۳) ۔ ترجمہ ۔ بیشک دین اللہ کے ہاں فرمانبرداری ہی ہے ۔ اور جنہیں کتاب دی گئی تھی ۔ انہوں نے صحیح علم ہونے کے بعد آپس کی ضد کے باعث اختلاف کیا اور جو شخص اللہ کے حکموں کا انکار کرے تو اللہ جلدی حساب لینے والا ہے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا کے تمام مذاہب میں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فقط مذہب اسلام ہی مقبول ہے اور بنی اسرائیل جو اسلام (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیش کیا تھا ۔ اس سے محض آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث ماننے سے انکار کیا تھا ۔

۲

اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی دین قبول نہیں ہے ۔

وَمَن یَّبتَغِ غَیرَ الاِسلَامِ دِینًا فَلَن یُّقبَلَ مِنہُ ج وَھُوَ فِی الاٰخِرَۃِ مِنَ الخٰسِرِینَ ٥ (سورہ آل عمران ع ۹ ۔ پ۳) ترجمہ ۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے ۔ تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوگا ۔

حاصل

بالکل صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب قبول نہیں ہے اور تمام ان دوسرے دینوں کے متبعین قیامت کے دن نقصان اٹھائیں گے یعنی بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو ناراض ہوگا اور بجائے اس کے کہ ان کو جنت میں داخل کرے دوزخ میں داخل کرے گا ۔ اللھم لا تجعلنا منھم ۔

۳

جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے

فَمَن یُّرِدِ اللّٰہُ اَن یَّھدِیَہٗ یَشرَح صَدرَہٗ لِلاِسلَامِ وَمَن یُّرِد اَن یُّضِلَّہٗ یَجعَل صَدرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ کَذٰلِکَ یَجعَلُ اللّٰہُ الرِّجسَ عَلَی الَّذِینَ لَا یُؤمِنُونَ ٥ (سورۃ الانعام ع ۱۵ پ۸) ترجمہ ۔ سو جسے اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت دے تو اس کے سینے کو اسلام کے قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کے متعلق چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اس کے سینے کو بے حد تنگ کر دیتا ہے ۔ گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے ۔ اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے ۔

حاصل

یہ ہے کہ جن انسانوں کی طبیعت میں خلوص وللّٰہیت اور رضاء الٰہی مطلوب ہوتی ہے ۔ انہیں اسلام نصیب فرما دیتا ہے اور جو لوگ بد باطن اور دل کے کھوٹے اور محض رسمی طور پر اسلام کو قبول کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسلام لا کر مسلمانوں میں شامل ہو جائیں اور اس نسبت سے دنیا کا مفاد حاصل کرتے رہیں ۔ ان بدنصیبوں کو اسلام کے قبول کرنے کی توفیق ہی نہیں دیتا ۔ بلکہ ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جس طرح کوئی شخص زور سے آسمان پر چڑھنا جاتا ہے ۔ مگر چڑھ نہ سکے ۔ اس لئے وہ شخص تنگ دل ہوتا ہے ۔

۴

اسلام پر ایمان لانے والو ۔ اللہ تعالیٰ پر اسلام کے قبول کرنیکا احسان مت رکھو

یَمُنُّونَ عَلَیکَ اَن اَسلَمُوا قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَیَّ اِسلَامَکُم بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیکُم اَن ھَدٰکُم لِلاِیمَانِ اِن کُنتُم صٰدِقِینَ ٥ (سورۃ الحجرات پ۲۶) ترجمہ ۔ آپ پر اپنے اسلام کا احسان جتاتے ہیں ۔ کہدو مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے ۔ کہ اس نے ایمان کی طرف تمہاری راہنمائی کی ۔ اگر تم سچے ہو ۔

حاصل

یہ ہے کہ ایمان کا نصیب ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ۔ وہ جس کو اہل سمجھتا ہے ۔ اس کو یہ نعمت عطا فرماتا ہے ۔

۵

اسلام میں رہتے ہوئے مرو

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ۔ ع ۱۶ ۔ پ ۱)۔ ترجمہ ۔ اور کون ہے جو ملت ابراہیمی سے روگردانی کرے سوائے اس کے جو خود ہی احمق ہو اور ہم نے تو اسے دنیا میں بھی بزرگی دی تھی ۔ اور بے شک وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں سے ہوگا۔ جب اسے اس کے رب نے کہا کہ فرمانبردار ہو جا تو کہا کہ میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوں اور اسی بات کی ابراہیم اور یعقوب نے بھی اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اے میرے بیٹو۔ بیشک اللہ نے تمہارے لئے یہ دین چن لیا ہے۔ سو تم ہرگز نہ مرنا۔ مگر درآنحالیکہ تم مسلمان ہو۔

حاصل

یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب ؑ نے بھی اپنے بیٹوں کو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہنے کی وصیت کی تھی معلوم ہوا کہ ان انبیاء علیہم السلام حضرات کے ہاں اسلام سب سے زیادہ محبوب چیز تھی کہ اپنی آئندہ آنے والی نسل کو بھی یہ وصیت فرما گئے کہ مرتے دم تک اسلام کا دامن نہ چھوڑیں۔

٦

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے مذہب اسلام قبول کیا اور حضرت عیسیٰ ؑ کو اپنے اسلام پر گواہ بنایا

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۵ پ ۳) ترجمہ ۔ بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے سو اسی کی بندگی کرو ۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ جب عیسیٰ ؑ نے بنی اسرائیل کا کفر معلوم کیا تو کہا اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے ۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں ۔ ہم اللہ پر یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم (اللہ کے) فرمانبردار ہونے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے بطیب خاطر اسلام قبول کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے اسلام پر گواہ بنایا ۔ تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت کی برکت سے ان کا اسلام بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جائے اور اللہ تعالیٰ راضی ہو کر ان کے لئے جنت کا دروازہ کھول دے ۔

۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مذہب اسلام ہونا فرمایا ہے

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الانعام ۔ ع ۲۰ ۔ پ ۸) ترجمہ ۔ کہہ دو میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے ایک صحیح دین ابراہیم کی ملت جو ایک ہی طرف کا تھا ۔ اور مشرکوں میں سے نہیں تھا ۔ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا ۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں ۔

اسلام

فرمانبرداری ہی کا نام تو ہے ۔ لہٰذا سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہر حکم الٰہی کو دل سے ماننے اور اس پر عمل کرنے میں سب سے پیش پیش ہوتے ہیں ۔ کیونکہ سب سے پہلے وہ حکم الٰہی آسمان سے آپ ہی پر نازل ہوتا ہے ۔ اس لئے آپ ہی اس پر دل سے مہر تصدیق لگاتے ہیں اور اگر فوری عملدرآمد کا حکم ہو تو حضور انور سب سے پہلے اس پر فوراً عمل درآمد فرماتے ہیں ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور اس حکم کو عملی جامہ پہنانے میں آپ ؐ ساری اُمت سے پیش پیش ہوتے ہیں ۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کا یہی مطلب ہے ۔

نتیجہ

جب حضور انور ؐ ہر حکم الٰہی کی تعمیل کرنے میں سر مو تجاوز نہیں فرماتے اور فوراً اس کی تعمیل کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں ۔ لہٰذا ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ اگر وہ حضور ؐ کا سچا پیروکار اور صحیح معنی میں اُمتی کہلانا چاہتا ہے تو حضور انور کی طرح حکم الٰہی سنتے ہی عمل کرنے کیلئے بلا چون و چرا دل سے مہر تصدیق لگائے اور حسب وقت کمربستہ اور کھڑا ہو جائے ۔ یہی ہے سچا اور کھرا ۔ اصلی مسلمان ۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

۸

اگر قرآن مجید والا اسلام قبول نہ کیا جائے تو پھر آپس میں بعض انسانوں کو اپنا رب بنانا پڑے گا اور انسان شرک سے بچ نہیں سکے گا

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۷ پ ۳)

ترجمہ ۔ کہہ اے اہل کتاب ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ سوائے اللہ کے

کسی کی بندگی نہ کریں۔ اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور سوائے اللہ کے کوئی کسی کو رب نہ بنائے پس اگر وہ پھر جائیں تو کہدو۔ گواہ رہو کہ ہم تو فرمانبردار ہونے والے ہیں۔

انسانوں کو اپنا رب بنانے کا ثبوت

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰـهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭسُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۵ پ ۱۰)

ترجمہ۔ انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ان لوگوں کے شریک کرنے سے پاک ہے

حاصل

یہی نکلا کہ اللہ تعالےٰ کی مقدس آسمان سے نازل شدہ کتاب کو چھوڑ دیا جائے تو پھر انسان کے اپنے زعم اور خیال میں جو مقدس ہستیاں ہونگی۔ ان کو خدا تعالےٰ کا درجہ دے دیتا ہے۔ مثلاً در اصل چیزوں کا حلال یا حرام کرنا اللہ تعالےٰ کا حق ہے کہ جس چیز کے استعمال کی اللہ تعالیٰ اجازت دے وہ استعمال کریں اور جس چیز کے استعمال کو ممنوع قرار دے اس کو حرام سمجھے۔ پھر یہ درجہ اپنی نظر میں جو دیندار آدمی ہو اس کو دے دیتا ہے۔ مثلاً جاہل کہتے ہیں کہ ہمیں کام کے کرنے کی اجازت ہمارے امام صاحب نے دی تھی۔ خواہ وہ (جاہل ہی ہو) یا کہتے ہیں کہ ہمیں اس کام کے کرنے کی اجازت ہمارے پیر صاحب نے دی تھی۔ خواہ وہ امام صاحب اور پیر صاحب قرآن مجید کی ایک آیات کا ترجمہ بھی نہ جانتے ہوں۔ حالانکہ اپنی باگ ڈور فقط اللہ تعالےٰ اور اس کے بعد پیغمبر خدا ہی کے ہاتھ میں دینی چاہیئے تھی۔ یہی غلطی جو ابھی عرض کر چکا ہوں۔ اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) سے ہیں تھی۔ چنانچہ جو آیات ابھی اوپر لکھ چکا ہوں۔ ان میں اہل کتاب کی اس غلطی کا کھلم کھلا ذکر کیا گیا ہے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح تحریر فرماتے ہیں۔ "ان کے علماء و مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیتے۔ خواہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہہ دیتے۔ اسی کو سند سمجھتے کہ بس خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا ہو گیا۔ کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ رکھا تھا۔ محض احبار و رہبان کے احکام پر چلتے تھے اور ان کا یہ حال تھا کہ تھوڑا سا مال یا جاہی فائدہ دیکھا اور حکم شریعت کو بدل ڈالا۔ جیسا کہ دو تین آیتوں کے بعد مذکور ہے۔ بس جو منصب خدا کا تھا (یعنی حلال و حرام کی تشریع وہ علماء و مشائخ کو دے دیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے فرمایا۔ کہ انہوں نے عالموں اور درویشوں کو خدا ٹھہرا لیا۔

اس غلطی کی مسلمانوں میں ایک مثال

ایک حدیث شریف

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ يَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ (رواہ ابو داؤد و رواہ احمد عن معاذ بن جبل)۔

ترجمہ۔ قیس بن سعد رض نے کہا۔ میں حیرہ میں گیا تھا (حیرہ کوفہ کے پاس ایک قدیم شہر تھا)۔ پھر میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ اپنے مرزبان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ (مرزبان ایک بڑا سرکاری عہدہ دار تھا) پھر میں نے کہا۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا۔ پھر میں نے عرض کی تحقیق میں حیرہ میں گیا تھا۔ پھر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے مرزبان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ پھر آپؐ تو اس بات کے زیادہ مستحق ہیں۔ کہ آپؐ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا تو بتلا اگر تو میری قبر پر گزرے گا تو بھی سجدہ کرے گا۔ پھر میں نے کہا کہ نہیں (یعنی آپ کی قبر پر سجدہ نہیں کروں گا) پھر آپؐ نے فرمایا نہ کرو (یعنی کسی کو بھی سوائے اللہ تعالےٰ کے سجدہ نہ کرو) اگر میں کسی کو کسی کے سجدہ کرنے کے لئے حکم کرتا۔ البتہ عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ اس سبب سے کہ اللہ تعالےٰ نے جو حق عورتوں پر مردوں کا تجویز کیا ہے۔

اس حدیث شریف سے صاف نتیجہ

یہ برآمد ہوتا ہے کہ سید الانبیاء شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر بھی سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ حالانکہ اہل سنّت والجماعۃ کا ایمان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اس فیصلہ میں کوئی شک و شبہ اور تاویل کی گنجائش نہیں ہے تو کیا پھر اور کوئی بزرگ ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کی مزار پر سجدہ کیا جائے اور اولیائے کرام کب یہ وصیت کر گئے تھے کہ ہمارے مزار پر سجدے کرائے جائیں۔ مگر بعض غیر محقق آئمہ صاحبان اپنے تابعداروں کو اور بعض بے علم صوفی اپنے مریدوں کو قبروں پر سجدہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ان عوام کہا ماننے والوں اور ان غیر محقق امام صاحبان اور صوفی صاحبان کی بعینہٖ وہی مثال ہے جو یہود و نصاریٰ کی گذر چکی ہے۔ عوام ان غیر محقق مفتیوں کی شہ پر ایک گناہ (اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو سجدہ کرنے کا) کئے

تھوڑی سی دیر کے بعد آپس میں ملیں تب بھی سلام کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کی اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو چاہیے کہ اس کو سلام کرے، اگر اس کے بعد کوئی درخت یا کوئی دیوار یا کوئی پتھر ان دونوں کے درمیان حائل ہو جائے (اور تھوڑی دیر کے لئے ایک دوسرے سے غائب ہو جائیں) اور اس کے بعد پھر سامنا ہو، تو پھر سلام کرے۔ سنن ابی داؤد

جا رہے ہیں اور محققین علماء کرام کی ایک نہیں سنتے۔

علاوہ اسکے

عوام مسلمانوں میں جو جاہل ہیں۔ کئی ایسی چیزیں رائج ہیں۔ جن کا کھوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مسلک سے بالکل نہیں ملتا۔ بلکہ ان نا اہل مقتداؤں کی تائید سے وہ چیزیں مسلمانوں میں چلی جا رہی ہیں

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ان نا اہل مقتداؤں اور مقتدیوں کو ہدایت عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن کی گرفت سے بچ جائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

ایمان اور اسلام کی معنی

برادران اسلام۔ میں چاہتا ہوں کہ ایمان اور اسلام کی معنی پھر خدام الدین کے پڑھنے والے احباب کے دل میں تازہ ہو جائے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کو دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے

اس کا ثبوت

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ (سورۃ الحجرات۔ ع ۲۔ پ ۲۶) ترجمہ۔ بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہدو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

یہ ثابت ہو گیا کہ ایمان دل سے مان لینے کا نام ہے

باوجود اس کے کہ وہ دیہاتی صاف طور پر کہہ رہے ہیں، کہ ہمارے اندر ایمان موجود ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ ان کے ایمان کی نفی فرما رہا ہے۔ اس ص۴۳

ص۴۳ اسے صاف ظاہر ہے کہ جب تک انسان کے دل کے اندر یہ جذبہ نہ پیدا ہو جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے ماننے کے لئے تیار رہوں اللہ تعالےٰ اس شخص کے ایمان کے زبانی دعوے کو تسلیم نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنیکا نام اسلام ہے

اس کا ثبوت

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (سورۃ لقمٰن ع ۳۔ پ ۲۱۔) ترجمہ۔ اور جس نے نیک ہو کر اللہ کے سامنے اپنا منہ جھکا دیا تو اس نے مضبوط ۴۴

۴۴ کڑے کو تھام لیا اور آخر کار ہر معاملہ اللہ ہی کے حضور میں پیش ہونا ہے

اس ترجمہ کو غور سے پڑھئے

تو معلوم ہو جائے گا کہ اسلام اللہ تعالےٰ کے سامنے اپنا منہ جھکا دینے کا نام ہے۔ یعنی اس کے ہر ارشاد کی عملاً تعمیل کر کے دکھانا۔

دعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح معنی میں مومن اور اصلی اور کھرا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

خطبہ یوم الجمعہ

۲۹ صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

عنوان کی آیت

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

سورۃ الاحزاب رکوع ۹ پارہ ۲۲ ترجمہ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا ۔ سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی

فقط قرآن مجید پر عمل کرنے سے

بھی اللہ تعالے اور اس کے رسول کی اطاعت کا تمغہ (یعنی فوز عظیم) مل سکتا ہے ۔ کیونکہ یہ قرآن مجید اللہ تعالے نے لوح محفوظ سے اٹھا کر دنیا پر نازل فرمایا ہے ۔ اور جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے فقط رسول اللہ صلعم کو پہنچایا ہے ۔ آپ کے سوا دوسرے انسانوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مطلع فرمایا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ قرآن مجید نازل ہوا ہے ۔ مومنوں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر یقین کرتے ہوئے اس قرآن مجید کو اپنایا ہے اور اس پر ایمان لائے ہیں ۔ لہٰذا قرآن مجید کو کتاب الٰہی مان کر اپنا دستور العمل بناتے ہیں گویا کہ مومنوں نے اللہ تعالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی اطاعت کی ۔ اور مذکورۃ الصدر آیت کا مصداق بن کر اللہ تعالے سے کامیابی کا ٹکٹ حاصل کر لیا ۔ اللہ تعالیٰ سب مومنوں کو استقامت عطا فرمائے کہ اس مجوزہ راستہ سے ہٹنے نہ پائیں آمین یا الٰہ العالمین ۔

حدیث شریف کے اتباع کی اشد ضرورت

برادران اسلام ۔ البتہ ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات ہمیں اپنے فہم کے ناقص ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ کی کلام سے اس کی مراد پورے طور پر سمجھ میں نہیں آتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مراد (اللہ تعالے کی طرف سے آپ کی شرح صدر ہونے کے باعث) خوب سمجھ لی ہے ۔ اللہ تعالے کا ارشاد ملاحظہ ہو اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ ترجمہ (کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا)

لہٰذا

قرآن مجید کے کسی موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبہ کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالے کی مراد معلوم کرنے کی ضرورت پیش آتی [illegible] اسی کا نام اطاعت الرسول ہوگا ۔

مثلاً

اللہ تعالیٰ نے یہ تو ارشاد فرما دیا .... اقیموا الصلوٰۃ ۔ نماز قائم کرو ۔ مگر نماز کی موجودہ صورت جو ہم اختیار کئے ہوئے ہیں ۔ اس کی ترتیب قرآن مجید میں کہیں بھی بیان نہیں ہوئی نماز کا موجودہ طریقہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا ہے ۔ اور اس طریقہ پر پڑھ کر دکھائی ہے ۔ لہٰذا ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اقیموا الصلوٰۃ سے مراد اللہ تعالے کی یہی نماز ہے ۔

اور یہ ضرورت

بکثرت پیش آئے گی ۔ لہٰذا جب اللہ تعالے نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ۔ جس کا اعلان قرآن مجید میں ہوا ہے ۔ گویا کہ اس اعلان میں شرح قرآن مجید یعنی احادیث نبویہ کی حفاظت کا بھی اعلان ہو گیا کیونکہ اگر حدیث شریف محفوظ نہ رہے تو قرآن مجید کی وہ مراد جو اللہ تعالے کے خیال مبارک میں ہے وہ محفوظ نہیں رہے گی ۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہیں گے وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ایک مکمل دستور العمل (پروگرام) متعدد دفعات کی صورت میں

اور یہ دستور العمل سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ رکوع ۳ و ۴ میں مذکور ہے ۔

دفعہ اوّل

اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کس قسم کا تعلق ہونا چاہیئے

۱

(وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ) الآیۃ ۔ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو ۔

۲

اللہ تعالے کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا جائے

(لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝) سورہ حم السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴ ترجمہ ۔ سورج کو سجدہ نہ کرو ۔ اور نہ چاند کو ۔ اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے ۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو ۔

حاصل

یہ ہے کہ سجدہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کو ہونا چاہیئے ۔ مخلوقات میں سے کسی کو بھی سجدہ کرنا شرعاً ممنوع ہے ۔

۳

اللہ تعالے کے سوا اور کوئی بھی اولاد نہیں دے سکتا

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ سورۃ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵ ۔ ترجمہ ۔ آسمانوں اور زمینوں میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے ۔ پیدا کرتا ہے ۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے ۔ اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے ۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اولاد کا دینا نہ دینا فقط اللہ تعالے کے قبضہ قدرت میں ہے ۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو بھی اولاد کے دینے کا اہل خیال کرے گا ۔ وہ مشرک ہو جائے گا ۔

۴

موت اور حیات فقط اللہ تعالے کے قبضہ میں ہے

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ سورہ الحجر رکوع ۲ پارہ ۱۴ ۔ ترجمہ اور بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور آخر [illegible] بھی ہم ہی ہیں ۔

۵

رزق کی تنگی اور کشادگی بھی فقط اللہ تعالے کے اختیار میں ہے

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ [illegible] اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ [illegible] رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ بیشک تیرا رب [illegible] کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے [illegible]

بھی کرتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے۔

بادشاہی بھی اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

سورۂ آل عمران رکوع ۳ پارہ ۳ ترجمہ تو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے۔ جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

دفعہ دوم

والدین کے حقوق کے متعلق ضابطہ الٰہی

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۝ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ۝

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵ ترجمہ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اف بھی نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو۔ اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔ جو تمہارے دلوں میں ہے۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے اگر تم نیک ہوگے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

والدین کے معاملہ میں نجات کا تمغہ

حاصل کرنے کا یہی دستور ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں والدین کی خدمت کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غبار آلود ہو اس کی ناک۔ غبار آلود ہو اس کی ناک۔ غبار آلود ہو اس کی ناک (یعنی وہ ذلیل و خوار ہو) عرض کی گئی یا رسول اللہ کس کی ناک۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس شخص کی جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بوڑھا پایا اور پھر جنت میں داخل نہیں ہوا (یعنی ان کی خدمت نہ کرنے کے باعث)

۲

ماں باپ کو گالیاں دینا گناہ کبیرہ ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ متفق علیہ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ اور کیا انسان اپنے ماں باپ کو گالیاں دے سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں (دے سکتا ہے) یہ کسی کے باپ کو گالی دے گا۔ وہ پھر اس کے باپ کو گالی دے گا (تو گویا کہ اس نے اپنے باپ کو گالی دی) اور یہ اس کی ماں کو گالیاں دے گا وہ اس کی ماں کو گالیاں دے گا (تو گویا کہ اس نے اپنی ماں کو گالیاں دیں)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ رواہ الترمذی (ترجمہ) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رب کی رضا والد کی رضا میں ہے (یعنی باپ راضی تو اللہ راضی) اور رب کا غصہ باپ کے غصہ کے باعث ہے (یعنی باپ ناراض تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا)

ماں کی خدمت کا حق باپ کی خدمت سے تین گنا زیادہ ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أَبُوكَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ أُمُّكَ ثُمَّ أُمُّكَ ثُمَّ أُمُّكَ ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ فَأَدْنَاكَ متفق علیہ۔ ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میری صحبت کے لئے کون شخص زیادہ مناسب ہے (یعنی مجھ پر کس کی خدمت کا زیادہ حق ہے) آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ پھر اس نے عرض کی پھر کون۔ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ عرض کی پھر کون۔ فرمایا تیری ماں۔ عرض کی پھر کون فرمایا تیرا باپ۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ پھر تیری ماں۔ پھر تیری ماں۔ پھر تیرا باپ۔ پھر تیرا قریبی عزیز پھر تیرا قریبی عزیز۔

دفعہ سوم

دوسرے رشتہ داروں کا حق

(وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ اور رشتہ دار کو اس کا حق دے دو۔

ارشادات نبویہؐ میں مزید تفصیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے رشتہ داروں کے حقوق اور ان کے ادا کرنے کے طریقہ میں مزید تفصیل ملاحظہ ہو:۔

پہلی حدیث

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ متفق علیہ

انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی موت میں تاخیر کی جائے۔ اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرے۔

دوسری حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ رواہ البخاری۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم لفظ رحمٰن سے لیا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رحم سے فرمایا ہے کہ جو شخص تجھ کو ملائے گا۔ میں اس کو ملاؤں گا۔ اور جو تجھے کاٹے گا میں اس کو کاٹوں گا۔

یعنی

جو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گا۔ اور حسب ضرورت ان کی حاجتوں میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے امداد کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنی رحمت سے سرافراز فرمائے گا۔ اور جس شخص نے رشتہ داروں سے کوئی راہ و رسم نہ رکھی۔ گویا کہ ان کے حق میں اس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس

جرم کی سزا میں اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت سے اسے دور ہٹا دے گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

تیسری حدیث

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنے والا بہشت میں نہیں داخل ہوگا۔

اس حدیث شریف کے مضمون کی شرح پہلے لکھی جا چکی ہے وہ ملاحظہ فرمالیں۔

چوتھی حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیِٔ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَہَا رواہ البخاری۔ ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صلہ رحم کرنے والا وہ نہیں ہے جو نیکی کا بدلہ نیکی کرے (یعنی یہ تو بدلہ ہے۔ صلہ رحمی نہیں ہے) بلکہ صلہ رحم کرنے والا وہ ہے۔ جبکہ اس کی رشتہ داری کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے۔ تو وہ اس رشتہ داری کو قائم کرے۔

پانچویں حدیث

ایک شخص صلہ رحمی کرنے والا ہو اور اس کے رشتہ دار اس سے بدسلوکی کریں۔ ان دونوں کے متعلق حضور انورؐ کا فیصلہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ قَرَابَۃً اَصِلُھُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْھِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْھُمْ وَیَجْھَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّھُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰہِ ظَھِیْرٌ عَلَیْھِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ لیکن وہ میرے ساتھ سلوک نہیں کرتے میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں۔ میں حلم و بردباری سے کام لیتا ہوں۔ اور ان سے درگذر کرتا ہوں اور وہ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تو ایسا ہی کرتا ہے۔ جیسا کہ تو نے بیان کیا ہے۔ تو گویا تو ان کو گرم راکھ پھکاتا ہے اور تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی مدد ہے۔ وہ ان کی اذیتوں اور شر کو تجھ سے دفع کرنے والا ہے۔ جب تک کہ تو اسی صفت پر رہے۔

دفعہ چہارم و پنجم

مسکین اور مسافر کی خدمت

کرنے کے لئے بھی قرآن مجید پر ایمان لانے والے مامور اور مجبور ہیں۔ چنانچہ جس آیت کی تفصیل و تشریح بیان کی جا رہی ہے۔ اس میں ان حضرات کا بھی ذکر خیر ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی خدمت بجالانا بھی اسلام میں ایمانداروں کے لئے لوازمات اسلام میں سے ہے۔

قرآن مجید کے علاوہ

احادیث نبویہ اس مضمون سے متعلقہ ملاحظہ ہوں

پہلی حدیث

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

حاصل

اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جو مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

حاصل یہ نکلا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ہر معاملہ میں میری مدد فرمائے تو اس کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ اس کی ہر معاملہ میں مدد کرے گا۔ ایک حدیث شریف میں بھی یہی مضمون ارشاد ہوا ہے۔ وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ ترجمہ۔ اللہ اس بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں مصروف رہتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا کام کرانے کے لئے یہ ایک عجیب نسخہ ہے۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے کام سنوارتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوارتا رہے گا۔

دوسری حدیث

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا مِنْ اَجْلِ سِنِّہٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَ سِنِّہٖ مَنْ یُّکْرِمُہٗ رواہ الترمذی۔ ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم کی اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے لئے ایسے شخص کو مقرر کرے گا۔ جو اس کی تعظیم کرے گا۔

دفعہ ششم

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۵

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵۔ ترجمہ۔ اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔ بیشک بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گذار ہے۔

شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں آیتوں پر تحریر فرماتے ہیں (ان کا پہلا حاشیہ) یعنی بے جا خرچ کرکر خراب نہ کرو (دوسرا حاشیہ) یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی۔ جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں۔ اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔

ہر دو آیات پر شیخ الاسلام کے دو حواشی

پہلا۔ یعنی قرابت والوں کی مالی و اخلاقی ہر قسم کے حقوق ادا کرو۔ محتاج و مسافر کی خبرگیری رکھو۔ اور خدا کا دیا ہوا مال فضول اور بے موقعہ مت اڑاؤ۔ فضول خرچی یہ ہے۔ کہ معاصی اور لغویات میں خرچ کیا جائے۔ یا مباحات میں بے سوچے سمجھے اتنا خرچ کر دے جو آگے چل کر تفویت (ادا نہ کرنے) حقوق اور ارتکاب حرام کا سبب ہے۔

دوسرا۔ یعنی مال خدا کی بڑی نعمت ہے جس سے عبادت میں دل جمعی ہو۔ بہت سی اسلامی خدمات اور نیکیاں کمانے کا موقع ہے اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ جو شیطان کی تحریک و اغوا سے وقوع میں آتی ہے۔ اور آدمی ناشکری کرکے شیطان کے مشابہ ہو جاتا ہے جس طرح شیطان نے خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو عصیان و اضلال میں خرچ کیا۔ اس نے بھی حق تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں کو عصیان و اضلال (گمراہ کرنے) میں خرچ کیا۔ اس نے بھی حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو نافرمانی میں اڑایا۔ (لہٰذا اے برادران اسلام) تم بھی اس کے نقش قدم پر مت چلو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس کی روش اختیار کرکے اسی کی طرح مردود بارگاہ نہ ہو جاؤ۔

مسلمانوں کی فضول خرچی کی اور مثالیں

ملاحظہ ہوں۔ مثلاً شادیوں میں عام بلیٹے یا ڈبی

بینڈ منگواکر بجوانا یا مثلاً لڑکے والوں کا لڑکی والوں کو کہلا بھیجنا کہ ہم لڑکے کی برات میں تین سو یا چار سو یا پانچ سو آدمی لائیں گے۔ اتنی تعداد کے لئے کھانا پکوائیں۔ گویا کہ لڑکے والے لڑکی والے سے بادل نخواستہ یہ فضول خراجی کرواتے ہیں۔ اور اس میں اپنی شان خیال کرتے ہیں۔ کہ ہمارے تعلقات اتنے وسیع ہیں کہ اتنے آدمی اپنا کاروبار چھوڑ کر ہماری شادی کی تقریب میں شامل ہوتے ہیں۔ یا بعض اوقات لڑکی والے لڑکے والوں کو اپنی شان دکھانے کے لئے برات کے استقبال کے لئے بہت سے آدمی اکٹھے کر لیتے ہیں۔ تاکہ برات والوں پر یہ ثابت کر دیں کہ دیکھ لیجئے ہمارے تعلقات کس قدر وسیع ہیں کہ یہ سب کاروباری آدمی آج اپنا کاروبار چھوڑ کر ہماری لڑکی کی شادی میں شریک ہوئے ہیں۔ آخر جن کو جمع کیا ہے۔ ان کو وہی کھانا کھلائیں گے۔ جو برات کو کھلایا جائے گا۔ یہ لڑکی والوں کی فضول خرچی ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن۔

دفعہ ہفتم

اگر سائل کو دینے کیلئے کچھ نہ ہو تو نرمی سے اُسے ٹال دو!

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ اور اگر تجھے اپنے رب کے فضل کے انتظار میں کہ جس کی تجھے امید ہے۔ مونہہ پھیرنا پڑے۔ تو ان سے نرم بات کہہ دے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر کسی وقت سائل کو دینے کے لئے کوئی چیز نہ ہو۔ تو اسے نرمی سے ٹال دے کہ عنقریب اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمیں دیگا تو آپ کی خدمت دل کھول کر کر دیں گے۔ اس وقت معاف کیجئے۔ پھر تشریف لے آیئے گا۔

دفعہ ہشتم

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۵ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے کھول دے بالکل کھول دینا۔ پھر تو پشیمان تہیدست ہو کر بیٹھ رہے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

(یعنی دینے سے ہاتھ کو اتنا نہ روک، کہ سب الزام دیں کہ کنجوس مکھی چوس ہے۔ یا یہ کہ اتنا کھول دیا۔ کہ آپ محتاج رہ گیا۔ غرض ہر معاملہ میں توسط و اعتدال مرعی رکھنا چاہیئے۔ نہ ہاتھ اس قدر کھینچے کہ گردن سے لگ جائے۔ اور نہ طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنے میں ایسی کشادہ دستی دکھلائے کہ پھر بھیک مانگنی پڑے۔ اور ہاتھ کھلے کا کھلا رہ جائے"

دفعہ نہم

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم انھیں بھی رزق دیتے ہیں۔ اور تمھیں بھی۔ بیشک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

مذکورۃ الصدر آیت تو سورہ بنی اسرائیل کی ہے اور قتل اولاد کا ذکر سورۃ انعام کے رکوع ۱۹ میں بھی آیا ہے۔ شیخ الاسلام کا یہ حاشیہ سورۃ انعام میں اسی مضمون کی آیت پر ہے "وہ ذکر کیا جاتا ہے "عرب مفلسی کی وجہ سے بعض اوقات اولاد کو قتل کر دیتے تھے کہ خود ہی کھانے کو نہیں۔ اولاد کو کہاں سے کھلائیں۔ اسی لئے فرمایا کہ رزق دینے والا تو خدا ہے۔ تم کو بھی اور تمہاری اولاد کو بھی"

دفعہ دہم

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵ ترجمہ۔ اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بیشک وہ بے حیائی ہے۔ اور بری راہ ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

کیونکہ زنا سے انساب میں گڑبڑ ہوتی ہے اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور سب کے لئے بری راہ نکلتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں" یعنی اگر یہ راہ نکلی۔ تو ایک شخص دوسرے کی عورت پر نظر کرے۔ کوئی دوسرا اس کی عورت پر کریگا" مسند امام احمد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔ حاضرین نے اسے ڈانٹ بتلائی۔ کہ پیغمبر خداؐ کے سامنے ایسی گستاخی خبردار چپ رہو۔ حضورؐ نے اس کو فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔ وہ قریب آ کر بیٹھا تو آپؐ نے فرمایا کیا تو یہ حرکت اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی خالہ میں سے کسی کی نسبت پسند کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ خدا مجھ کو آپ پر قربان کرے۔ ہرگز نہیں۔ فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کے لئے۔ یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔ پھر آپؐ نے دعا فرمائی۔ کہ الٰہی اس کے گناہ کو معاف فرما۔ اور اس کے دل کو پاک اور شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔ ابو امامہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اس شخص کی یہ حالت ہو گئی کہ عورت وغیرہ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتا تھا اللھم صل علی سیدنا نبینا وبارك وسلم۔

دفعہ یازدہم

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ الآیۃ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ پارہ ۱۵۔ ترجمہ۔ اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اسے ناحق قتل نہ کرنا۔

ناحق قتل کرنے والے کی سزا

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۵ سورہ النساء رکوع ۱۳ پارہ ۵ ترجمہ۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

اس سے زیادہ وضاحت نہیں ہو سکتی

اللہ تعالےٰ نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق قتل کرنے والے کی جو سزا تجویز فرمائی ہے اور جس وضاحت سے عام فہم طریقہ پہ اسے بیان فرمایا ہے۔ اس سے زیادہ وضاحت ہو ہی نہیں سکتی۔ اور قتل کی سب صورتیں اس اعلان میں آ جائیں گی۔ جن میں کہ انسان کی جان نکل جائے۔ مثلاً کلہاڑی سے قتل کرے۔ یا تلوار سے۔ یا گلا گھونٹ کر۔ یا زہر دے کر وغیرہ وغیرہ۔

قتل کی ایک دوسری قسم قتل روحانی بھی ہے

قرآن مجید میں اس کا ذکر ملاحظہ ہو۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۵ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۵ سورۃ النمل رکوع ۶ پارہ ۲۰ ترجمہ۔ البتہ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتا ہے۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹیں۔ اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتا ہے۔ تو ان ہی کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ سو وہی مان بھی لیتے ہیں۔

مزید اطمینان کے لئے شیخ الاسلام کا حاشیہ

ملاحظہ ہو۔

"یعنی ایک مردہ کو خطاب کرنا یا کسی بہرے کو پکارنا خصوصاً جبکہ وہ پیٹھ پھیرے چلا جا رہا ہو۔ اور پکارنے والے کی طرف قطعاً ملتفت نہ ہو۔ ان کے حق میں سودمند نہیں۔ یہ ہی حال ان مکذبین کا ہے۔ جن کے قلوب مرچکے ہیں اور دل کے کان بہرے ہوگئے ہیں اور سننے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے۔ کہ ان کے حق میں کوئی نصیحت نافع اور کارگر نہیں۔ ایک نپٹ اندھے کو جب تک آنکھ نہ ہوائے تم کس طرح راستہ یا کوئی چیز دکھا سکتے ہو۔ یہ لوگ بھی دل کے اندھے ہیں۔ اور چاہتے بھی نہیں کہ اندھے پن سے نکلیں۔ پھر تمہارے دکھلانے سے وہ دیکھیں تو کیسے دیکھیں" اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر خدانخواستہ نور فطرت جو ماں کے پیٹ سے لے کر اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ گناہوں کی شامت کے باعث بجھ جائے۔ تو پھر ایک ایسے گمراہ اور باطن کے اندھے انسان کے راہ راست پر آنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

وضاحت کیلئے ایک مثال

مذکور الصدر مضمون کے ذہن نشین کرانے کے لئے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ ایک بچہ ماں کے پیٹ سے بینا پیدا ہوتا ہے۔ اور اس جہان میں آکر اس کی آنکھوں میں چیچک کے دانے نکل آتے ہیں۔ اور بینائی بالکل سلب ہوجاتی ہے۔ کیا اس نپٹ اندھا ہو جانے کے بعد طبیبوں کے پاس کوئی علاج ہے کہ نپٹ اندھا بینا ہو جائے۔

بعینہ

یہی حالت روحانیت کے سلسلہ میں بھی ہے کہ اگر اتنے گناہ کرے۔ کہ اس کا نور فطرۃ بجھ جائے تو پھر اس کی فطرۃ کا نور بجھ جاتا ہے۔ اس کے اندر یہ صلاحیت ہی نہیں رہتی کہ ہادی کی آواز کو گوش ہوش سے سن سکے۔ پھر وہ شخص اسی حالت میں دنیا سے بدنصیب ہوکر رخصت ہوتا ہے۔ اس کی واضح مثال عبداللہ بن اُبَیٌّ رئیس المنافقین (مدینہ منورہ میں رہنے والے) کی ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ آمین یا اِلٰہَ الْعَالَمِیْن۔

اگرچہ

قانون الٰہی کی جن دفعات کا ذکر کیا جا رہا تھا۔ وہ سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ کے رکوع ۳ و ۴ میں موجود ہیں۔ اور ان گیارہ دفعات کے علاوہ کچھ اور بھی ابھی باقی ہیں مگر چونکہ ہر خطبہ گویا کہ ایک سبق ہوتا ہے۔ میں انہیں گیارہ دفعات کا ذکر خیر کرکے اس سبق کو ختم کرتا ہوں تاکہ سبق زیادہ لمبا نہ ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انہیں دفعات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عمل کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان دفعات پر عمل کرنے والے میرے بھائی اور بہنیں عذاب آخرت سے نجات پا جائیں گے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کیجیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹا! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو، یہ تمھارے لئے بھی باعث برکت ہو گا، اور تمھارے گھر والوں کے لئے بھی۔

جامع ترمذی

سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ شعب الایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۹ر صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ر ستمبر ۱۹۵۹ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ

ضلالۃ یعنی گمراہی ایک بہت بڑی روحانی مہلک بیماری ہے

قرآن مجید سے گمراہوں کے مختلف حالات اور ان کے اعمال کے نتائج پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ان لوگوں کے اعمال کا آخری نتیجہ دوزخ کا داخلہ ہوتا ہے۔

تمہید

اللہ تعالےٰ نے تمام انسانوں کو یہ دُعا سکھائی ہے (اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ○) سورۃ الفاتحہ

ترجمہ۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے۔

یعنی

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب کی پہلی سورت ہی میں اپنے بندوں کو گمراہوں کے راستہ سے بچ کر دُنیا میں زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی ہے

برادرانِ اسلام

گمراہی کا مطلب یہی ہے کہ انسان کو اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے جس راستہ پر چلنا چاہیئے تھا۔ اسے چھوڑ کر دوسری طرف چل نکلے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس قدر وہ چلتا جائے گا۔ اسی قدر اپنی منزل مقصود سے دُور ہوتا جائے گا۔

صحیح راستہ

انسان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں ایسے طریقہ سے زندگی بسر کرے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اس مقصد میں راہ نمائی کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اعلان

ملاحظہ ہو:۔ "وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیۡ مُسۡتَقِیۡمًا فَاتَّبِعُوۡہُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمۡ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ؕ ذٰلِکُمۡ وَصّٰکُمۡ بِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ" ○ (سورۃ الانعام ع ۱۹۔ پ ۸) ترجمہ۔ اور بیشک یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ سو اسی کا اتباع کرو۔ اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

اس آیت میں پانچویں سطر میں یہ فرمایا ہے۔ "وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوۡہُ وَاتَّقُوۡا لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ" ○ (سورہ الانعام ع ۲۰ پ ۸)

ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

دو مقامات کا حاصل

اوپر کی سطروں میں جو دو مقامات قرآن مجید سے پیش کئے گئے ہیں۔ ان کا حاصل یہی نکلا کہ قرآن مجید ہی سیدھا راستہ ہے اور قرآن مجید ہی با برکت کتاب ہے۔ لہٰذا (دو مرتبہ) فرمایا کہ اسی قرآن مجید کی تابعداری کرو۔ لہٰذا یہ بات یقیناً ثابت ہو گئی۔ کہ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے اور اس کے دروازے پر پہنچانے والی کوئی چیز دنیا میں ہے تو وہ قرآن مجید ہے لہٰذا جس شخص نے سیدھا اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر پہنچنا ہو تو اس کا فرض ہے کہ قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے۔ خود اس کو پڑھ سکے تو پڑھے ورنہ عمر رسیدہ اور بال بچوں میں مصروف کو چاہیئے کہ اگر اُردو پڑھ سکتا ہو تو کسی محقق عالم کا مترجم قرآن مجید منگوا کر گھر میں رکھے اور روزانہ قرآن مجید کی با ترجمہ تلاوت کرے کہ پہلے آیت پڑھ لی۔ پھر اس کا ترجمہ پڑھ لیا اور اس آیت پر کوئی حاشیہ ہے تو بھی پڑھ لیا۔ اس مقصد کے لیے شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ والا قرآن مجید منگوا لیں۔ ان حواشی میں قرآن مجید کی بقدر ضرورت تفسیر بھی آ جاتی ہے۔ اور مولانا مرحوم ایک بہت بڑے جید اور محقق عالم تھے اس لئے ان کی تحقیقات کو محققین علماء کرام بھی تسلیم کرتے ہیں

اس صحیح راستہ بتلانے والے (یعنی قرآن مجید) کی مخالفت کرنیوالوں کیلئے دنیا کی زندگی تلخ اور آخرت میں اندھا کر کے اٹھائے جانے کا اعلان

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا وَّنَحۡشُرُہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَعۡمٰی ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِیۡۤ اَعۡمٰی وَقَدۡ کُنۡتُ بَصِیۡرًا ○ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتۡکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیۡتَہَا ۚ وَکَذٰلِکَ الۡیَوۡمَ تُنۡسٰی ○ وَکَذٰلِکَ نَجۡزِیۡ مَنۡ اَسۡرَفَ وَلَمۡ یُؤۡمِنۡۢ

بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰی ۝ (سورۃ طہٰ رکوع ۷، پ۱۶)

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیریگا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اُسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ کہے گا۔ اے میرے رب تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں (دنیا میں) بینا تھا۔ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا۔ اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

ذکر سے مُراد قرآن مجید ہے

مذکورۃ الصدر آیت کے فقرہ "اعرض عن ذکری" میں ذکر سے مراد قرآن مجید لیا جائے تو زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ اسی آیت کے بعد دوسری آیت میں ذکر سے اعراض کرنے والوں پر یہ فرد جرم لگایا گیا ہے کہ "کَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی"۔ ترجمہ اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تونے انہیں بھلا دیا تھا"۔ یہ ظاہر ہے آیتوں سے مُراد قرآن مجید کی آیات ہی ہو سکتی ہیں۔ ورنہ مطلق ذکر کا لفظ تو اَللّٰہُ۔ سُبْحٰنَ اللّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ان اذکار پر بھی استعمال ہو سکتا ہے

قرآن مجید کو اپنے شعبہائے زندگی میں نظر انداز کرنے والوں کیلئے سخت خطرہ

برادران اسلام کتنے مسلمان ہیں جو اپنی دنیاوی زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن مجید کی راہ نمائی کے مطابق قدم نہیں اٹھاتے حالانکہ یہ چیز ہر کلمہ گو مسلمان کے پیش نظر ہونی چاہیئے تھی۔ برادران اسلام یہ یاد رکھئے کہ قرآن مجید

انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں

ایسی راہ نمائی کرتا ہے۔ جس سے دنیا کا کام بھی سنور جائے اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے۔ اسے مسلمان اگر تو قیامت کے دن

اندھا ہو کر اُٹھنے کی سزا

سے بچنا چاہتا ہے تو ہر معاملہ کو قرآن مجید کی روشنی میں سلجھا اور اگر تمہیں قرآن مجید نہیں آتا تو کسی عالم قرآن مجید کے پاس جا اور اس کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرکے عرض کر کہ حضرت اس معاملہ میں قرآن مجید کی روشنی میں میری راہ نمائی فرمایئے۔ اور اگر میرے اس معاملہ کا قرآن مجید میں صراحۃً فیصلہ نظر نہیں آتا تو پھر ارشادات نبویہؐ کی روشنی میں میری راہ نمائی فرمایئے۔ کہ حضور انورؐ کے زمانہ میں اسی قسم کا ایک معاملہ پیش ہوا تھا۔ اور آپؐ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ اگر سنت نبویہؐ سے فیصلہ مل جائے تو سر آنکھوں پر اور اگر بالفرض حضور انورؐ کے زمانہ مبارکہ میں ایسی کوئی صورت سامنے نہیں آئی تو پھر کسی جید عالم سے پوچھئے کہ کیا خیرالقرون میں اس مسئلہ کے متعلق کوئی اجماعی فیصلہ ہوا تھا تو اس پر عمل کر لیجئے تو بھی انشاء اللہ تعالےٰ نجات ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس مسلک پر عمل کرنے والا شخص قیامت کے دن اندھا ہو کر نہیں اُٹھے گا۔ ذکر الٰہی کی جو معنی بیان کی گئی ہے کہ ذکر سے مراد قرآن مجید ہے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے اس نازل کردہ ذکر کی پوری پوری حفاظت فرمائی ہے۔ اس کی شہادت میں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ملاحظہ ہو۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پُر لطف چیز تحریر فرمائی ہے۔ "یعنی تمہارا استہزاء (ٹھٹھا کرنا) و تعنت اور قرآن لانے والے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن و حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو اس قرآن کے اُتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیئت سے وہ اُترا ہے بدوں ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچکر رہے گا۔ اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ و مصئون رکھا جائے گا زمانہ کتنا ہی بدل جائے۔ مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم اور حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں پر قرآن کی صوری اور معنوی اعجاز میں اصلاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا گُم کر دینے میں ساعی ہونگی۔ لیکن اس کے ایک لفظ کو گُم نہ کر سکیں گی۔ حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا۔ جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے۔ "میور" کہتا ہے۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں۔ دُنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔ ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں۔ جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا کیا۔ جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر منقضی عجائب کی حفاظت کی۔ کاتبوں نے رسم الخط کی قاریوں نے طرز ادا کی۔ حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی۔ کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زبر زیر تبدیل نہ ہو سکا۔ کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے۔ کسی نے آئتیں شمار کیں۔ کسی نے حروف کی تعداد بتلائی۔ حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ کو شمار کر ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جا سکتی۔ جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو۔ خیال کرو آٹھ دس سال کا ہندوستانی بچہ جسے اپنی مادری زبان میں دو تین جزو کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے۔ وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پُر ہے کس طرح فر فر سنا دیتا ہے پھر کسی مجلس میں ایک بڑے باوجاہت عالم و حافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے

یا اعراب کی فروگذاشت ہو جائے۔ تو ایک بچہ اس کو ٹوک دیتا ہے۔ چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں۔ حفظ قرآن کے متعلق یہی اہتمام آنحضرت صلعم عہد نبوت میں سب لوگ مشاہدہ کرتے تھے۔ اسی کی طرف وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ فرما کر اس وقت کے منکرین کو توجہ دلائی۔

اب قرآن مجید سے منہ موڑنیوالے گمراہوں کے مختلف حالات ملاحظہ ہوں

۱

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝ (سورۃ الزمر ع ۳ ۔ پ ۲۳) ترجمہ۔ سو جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے۔ ان کے لئے بڑی خرابی ہے۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

نتیجہ

صاف ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا کوئی اثر نہیں نہ اس سے ڈرتے ہیں اور نہ اس سے محبت کی لو لگاتے ہیں۔ نہ اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ کھلم کھلا گمراہی میں ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

برادران اسلام

ان مذکورۃ الصدر سطروں کو آنکھیں کھول کر اور دماغ کو حاضر کر کے پڑھیے اور پڑھنے کے بعد اپنی حالت پر غور کیجیے کہ کہیں ہم ہی تو اس زمرہ میں نہیں آئے ہوئے۔ وما علینا الا البلاغ

گمراہوں کے حالات ۲

(اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ۝) سورۃ الشوریٰ ع ۲ ۔ پ ۲۵)۔ اللہ ہی ہے جس نے سچی کتاب اور ترازو نازل کی اور آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہو۔ اس کی جلدی تو وہی کرتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔ خبردار بے شک جو لوگ قیامت کے بارہ میں جھگڑتے ہیں وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید بالکل ٹھیک نازل فرمایا ہے۔ کیونکہ اس میں انسان کے لئے مکمل راہ نمائی ہے ایماندار تو قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس سے ڈرتے ہیں کہ خدا جانے قیامت کے دن ہمارے حق میں کیا نتیجہ نکلے۔ اور جو لوگ قیامت کی آمد پر جھگڑتے ہیں۔ وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔

گمراہوں کے حالات ۳

(وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝)۔ (سورۃ الزخرف رکوع ۴ پ ۲۵)۔ ترجمہ۔ اور جو اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کرتے ہیں۔ پھر وہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور شیاطین آدمیوں کو راستے سے روکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ (آدمی) ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا۔ اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی۔ پس کیسا برا ساتھی ہے اور آج تمہیں یہ بات ہرگز نفع نہ دے گی۔ چونکہ تم نے ظلم کیا تھا بیشک تم سب عذاب میں شریک ہو۔ پس کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں اور انہیں جو صریح گمراہی میں ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ شیطان کا مسلط ہونا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہونے کی پھٹکار ہے۔ اے رحمۃ للعلمین جس طرح آپ بہرے کو سنا نہیں سکتے اندھے کو دکھا نہیں سکتے۔ اسی طرح جو شخص شیطان کا متبع ہو کر گمراہی کے گڑھے میں جا گرے۔ اسے کس طرح راہ راست پر لا سکتے ہیں۔

گمراہوں کے حالات ۴

(اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ۝ نِ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ (سورۃ ق ع ۲ ۔ پ ۲۶) ترجمہ۔ (حکم ہوگا)۔ تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈال دو جو نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا۔ پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ہمنشین کہے گا۔ اے ہمارے رب میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ خود ہی بڑی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔ فرمائے گا۔ تم میرے پاس مت جھگڑو اور میں تو پہلے تمہاری طرف اپنے عذاب کا وعدہ بھیج چکا تھا۔ میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی اور نہ ہی میں بندوں کے لئے ظالم ہوں۔ جس دن ہم دوزخ سے کہینگے کیا تو بھر چکی اور وہ کہیگی کیا کچھ اور بھی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا میں گمراہ رہنے کا نتیجہ قیامت کے دن دوزخ میں داخل ہونے کا سبب بن جائے گا۔ اور دنیا میں اس شخص کو گمراہ کرنے والا جو شیطان تھا۔ وہ عرض کریگا کہ اے اللہ میں نے تو اسے گمراہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ خود بہت دور گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔

گمراہوں کے حالات ۵

(وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا

قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۵ - پ ۲۲) - (ترجمہ - اور کسی مومن مرد یا عورت کو لائق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی کام کا حکم دے تو انہیں اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہ ہؤا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے فیصلہ کے بعد کسی شخص کو اس کی تبدیلی کا حق نہیں ہے۔ جو شخص بھی اس فیصلہ کے خلاف کریگا گویا کہ کھلم کھلا گمراہی میں جا پڑا۔

گمراہوں کے حالات

۶

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ (سورۃ ابراہیم ع ۳ پ ۱۳) - ترجمہ - ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا - ایسی ہے کہ ان کے اعمال گویا راکھ ہیں کہ جسے آندھی کے دن ہوا اُڑا کر لے گئی ہو جو کچھ انہوں نے کمایا تھا - اس میں سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہ رہا ہو یہ بھی بڑی دُور کی گمراہی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے اپنے رب کے ماننے سے انکار کیا - ان کے اعمال اس طرح ضائع ہو جائیں گے جس طرح تیز آندھی کے دن ہوا راکھ کو اڑا کر لے جائے اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے۔

گمراہوں کے حالات

۷

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫ وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝) - (سورۃ الاعراف ع ۳ - پ ۸) ترجمہ - کہدو میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو - جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے - اسی طرح دوبارہ پیدا ہوگے ایک جماعت کو ہدایت دی اور ایک جماعت پر گمراہی ثابت ہو چکی انہوں نے اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کی دو قسمیں ہیں - ایک ہدایت یافتہ اور دوسرا گمراہ - اس گمراہ فرقہ نے اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی سے منہ موڑ کر شیطانوں کو اپنا راہ نما بنایا ہوا ہے - یہ گمراہ در اصل شیطانوں کے دوست ہیں اور انہیں کا کہا مانتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ ہم ہدایت پانیوالے ہیں - معلوم یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بدنصیبوں کی عقل سلب کر لی ہے کہ وہ اپنے حق میں خیر اور شر مفید اور مضر - بلکہ اپنے خیر خواہ اور بدخواہ کا فیصلہ نہیں کر سکتے - اللھم لاتجعلنا منھم آمین یا الہ العالمین -

سات نمونے چشم بصیرت کھولنے کیلئے کافی ہیں

تحریر سابق میں قرآن مجید کے تجویز کردہ راہ راست سے بھٹکنے والوں کے سات نمونے پیش کر چکا ہوں - جن میں گمراہوں کے حالات ان کی روش اور اس غلط روش کے نتائج مہلکہ پیش کر چکا ہوں - اگر فطرۃ سلیمہ کا نورِ خداداد مادر زاد کسی انسان کا بجھ نہ گیا ہو تو انشاء اللہ تعالےٰ یہ سات مقامات کے نقشے گمراہی کے گڑھے سے نکال کر اور شیطانوں کے پھندے سے نکال کر راہ راست پر لانے کیلئے کافی اور شافی اور وافی ہیں - وما علینا الا البلاغ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ کی چند صفات حمیدہ کا ذکر خیر

تمہید

برادران اسلام ۔ ہر عقلمند اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اگرچہ ہمیں ایک چیز کے نام کا علم ہو ۔ مگر اس چیز میں اللہ تعالیٰ نے جو خاصیتیں رکھی ہیں ۔ جب تک ان خاصیتوں کا علم نہیں ہوگا اس چیز سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ۔ مثلاً ایک شخص یہ جانتا ہے کہ یہ کستوری ہے اور یہ عنبر ہے اور یہ مومیائی ہے مگر ان ناموں کے سوا ان چیزوں میں جو فوائد اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے رکھے ہیں ۔ ان کا جس شخص کو علم نہیں ہے ۔ کیا وہ ان مذکور الصدر چیزوں سے کسی قسم کا کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے ہرگز نہیں ۔ ہاں جب کوئی ادویات کا ماہر اور کامل حکیم اس کی راہ نمائی کریگا کہ کستوری میں فلاں فلاں فوائد ہیں اور عنبر اور مومیائی میں فلاں فلاں فوائد ہیں ۔ اس کے بعد وہ شخص ان ادویات سے فائدہ اٹھا سکے گا ۔ مثلاً جس شخص کو اللہ تعالےٰ کے اس اعلان کا علم ہوگا جو قرآن مجید میں کیا گیا ہے کہ رزق کی

قبض یا بسط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

شاہنشاہی اعلان یہ ہے ۔ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۞ (سورۃ الشوریٰ ع ۲ پ ۲۵) ترجمہ ۔ اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں ۔ روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے ۔ بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ۔ اب جس شخص کو اس

اعلان کا علم ہوگا

رزق کی تنگی کے وقت اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر بڑے شوق سے یَا بَاسِطُ کا وظیفہ پڑھنا شروع کر دے گا ۔ اور وہ خیال کرے گا کہ خواہ میں گنہگار ہوں ۔ مگر اب گناہوں سے توبہ کر کے اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر خیال کر کے پڑھتا ہوں ۔ جب اس نے اس ریاضت کا عزم مصمم کر کے پڑھنا شروع کر دیا ادھر سے اللہ تعالےٰ کی رحمت متوجہ ہو جائے گی ۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ کا اعلان ہے ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۞ (سورہ البقرہ ع ۲۳ پ ۲) ترجمہ ۔ میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پھر چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں ۔

حاصل

یہ نکلا کہ پڑھنے والے کو اس بات کا علم تھا کہ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ رزق کی تنگی اور کشادگی میرے اختیار میں ہے ۔ اسی امید پر وہ میرے دروازہ پر آیا ہے اس لئے اللہ جلشانہٗ اپنے اعلان کی بنا پر اس کا رزق کشادہ کر دے گا ۔

علیٰ ہذا القیاس

اگرچہ مسلمان اللہ تعالےٰ کا پاک نام تو جانتا ہے کہ میرے رب کا نام اللہ ہے لیکن اس کی صفات حمیدہ معلوم نہونے کے باعث اس کے دروازے پر نہیں آتا اور تکلیف اٹھاتا ہے ۔ اسی لئے آج اس گنہگار نے اس عنوان کو تجویز کیا ہے تاکہ میرے مسلمان بھائی قرآن مجید پر ایمان رکھنے والے اللہ تعالےٰ کی صفات حمیدہ کو سمجھ لیں اور جب کوئی وقت پیش آئے تو فوراً دروازہ الٰہی پر حاضر ہو کر عاجزانہ طور پر دست سوال دراز کریں کہ اے اللہ تیرے سوا تو ہمارا کوئی اور ہے نہیں ۔ تو ہماری مشکل کو آسان کر دے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس اعلان کی بنا پر جو ابھی گزشتہ سطور میں عرض کر چکا ہوں ۔ فوراً اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم سے اسکی طرف متوجہ ہو جائے گا اور اس کی ہر حاجت میں دستگیری فرمائے گا ۔ مثلاً اگر جان کا خطرہ ہے تو یا اَلسلام (اے سلامتی دینے والے) یا المومن (اے امن دینے والے) یا المھیمن (نگہبان) کا ورد زیادہ سے زیادہ کرے انشاء اللہ تعالےٰ مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل پر یقین ہے کہ اس کی دعا قبول فرمائے گا ۔ اور امن و سلامتی سے اس مصیبت سے نکل جائے گا ۔

ایسے ہی لوگوں کے حق میں

یہ شاہنشاہی اعلان ہے ۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۞ (سورۃ النمل رکوع ۵ پ ۲۰) ۔ (ترجمہ ۔ بھلا کون ہے جو بیقرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے ۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے ۔ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو ۔

اس تمہید کے بعد اللہ تعالیٰ کی چند صفات حمیدہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں

تاکہ برادران اسلام اپنی ضروریات میں اللہ تعالےٰ ہی کے دروازہ پر دست سوال دراز کریں ۔ اس صورت میں کام بھی ہو جائے گا اور مسلمان غیر اللہ کے دروازہ پر جا کر توحید کے دائرہ سے نکل کر شرک کے جرم کا مرتکب بھی نہیں ہوگا ۔ اور مشرک بھی نہیں کہلائے گا ۔

پہلی

ہر چیز کا پیدا کرنیوالا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہے

اس کے متعدّد شواہد

پہلا

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۷ پ ۸) ۔ (ترجمہ ۔ بیشک تمہارا رب اللہ ہے ۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پکڑا ۔ رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے اور وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کئے ہیں ۔ اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا ۔ اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے ۔ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو ۔ اسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے ۔

اے انسان

جس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں پیدا کر دی ہیں ۔ کیا وہ ایک بیٹا تیری بیوی سے پیدا نہیں کر سکتا ۔ پھر تو اولاد لینے کے لئے اللہ تعالےٰ کا دروازہ چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازہ پر کیوں جاتا ہے ۔ اور اگر بیٹا مل گیا (جو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے) تو پھر اس عطیہ الٰہی کو غیروں کی طرف کیوں منسوب کرتا ہے کہ فلاں شخص نے دیا ہے ۔

اے انسان اس آیت میں پھر غور کر

جب صاف اعلان کیا جا چکا ہے کہ اس جہان میں ہر چیز کا پیدا کرنا بلکہ سارے جہان کے نظام کو چلانا فقط اس اللہ تعالےٰ کے ہی اختیار میں ہے (اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ) پھر تو اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازہ پر کیوں جاتا ہے ۔ اولاد مانگنی ہے تو اللہ تعالےٰ سے مانگ اور اگر تیرے خلاف کوئی طاقت اٹھ کھڑی ہے ۔ تو چونکہ نظام کا چلانا بھی اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار میں ہے ۔ اسی لئے تمام اسباب کو اپنے حق میں مناسب بنانے کی ضرورت ہے تو دروازہ الٰہی کو کھٹکھٹا ۔ اگر اللہ تعالےٰ راضی ہو گیا تو تیرے مخالف اسباب کو بھی ایسی ترتیب دے گا ۔ کہ وہ بھی تیرے موافق ہو جائیں گے ۔

اے انسان

اسی آیت میں اللہ تعالےٰ اعلان فرما رہا ہے کہ عاجزی اور چپکے سے خدا تعالےٰ کو پکارو ۔ اس کا مطلب یہی نکلا کہ جب میری مدد کی ضرورت پیش آئے تو خفیہ طور پر میرے حضور میں آ کر عرض کر دو ۔ میں تمہاری مدد کروں گا ۔ جب قادر مطلق عزاسمہٗ و جل مجدہٗ انسان کو حکم دے رہا ہے کہ اپنے کام میں کامیابی کے لئے عاجزی سے اور چپکے سے مجھے کہدو ۔ میں تمہارا کام کر دوں گا ۔ تو پھر تمہیں غیر اللہ کے دروازے پر جانے اور منت سماجت کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ اسی خصلت کا نام توحید پرستی ہے اور اسی کا دوسرا نام اسلام ہے ۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو توحید پرست بنائے اور اس کی برکت سے سب کو جنّت کا داخلہ نصیب فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین ۔ اور اسی آیت میں

اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان

بھی فرما دیا ہے کہ اے انسان اگر تم نے میرے سوا کسی اور سے وہ تعلق رکھا جو فقط میرے ساتھ ہی رکھنا چاہیئے تھا ۔ تو میں سمجھوں گا کہ تو میری بندگی کے دائرے سے نکل گیا ہے ۔ پھر میں تمہیں اپنا مخلص نہیں سمجھوں گا ۔ اس بیزاری کا یہ اعلان ہے ۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (ترجمہ ۔ اللہ تعالےٰ کو حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے ۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالےٰ کی بندگی کے دائرہ سے نکل کر دوسروں کے دروازوں پر حاجت روائی کے لئے ہاتھ پھیلائیں ۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

اس پہلی صفت الٰہی کے تائیدی شواہد

قرآن مجید کے مختلف مقامات پر پانچ شاہد موجود ہیں

شواہد کی آیتیں مع حوالہ سورت و ترجمہ آیت و مع حوالہ پارہ عرض کرونگا البتہ ان آیات کی تفسیر پیش نہیں کرونگا متعدد شواہد پیش کرنے سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اس مسئلے کی کتنی بڑی اہمیت ہے کہ متعدد بار متعدد سورتوں میں اس کا ذکر فرمایا ہے ۔

شواہد کی تفصیل ملاحظہ ہو

پہلا

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا الآیہ (سورہ ہود ع ۱ ۔ پ ۱۲) ۔ (ترجمہ ۔ اور وہی ہے ۔ جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے اور اس کا تخت پانی پر تھا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا کام کرتا ہے)

دُوسرا

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (سورۃ الحدید ع ۱ پ ۲۷) (ترجمہ ۔ وہی ہے ۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا ۔ پھر وہ عرش پر قائم ہوا ۔ وہ جانتا ہے ۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اُترتی ہے اور جو اس میں اوپر چڑھتی ہے ۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے ۔ جہاں کہیں تم ہو اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے ۔

تیسرا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ (سورہ ابراہیم ع ۳ پ ۱۳) (ترجمہ ۔ کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے ۔ یہ اللہ پر کچھ

مشکل نہیں ہے

چوتھا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿﴾ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَھَا لَکُمْ فِیْھَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَمِنْھَا تَاْکُلُوْنَ ﴿﴾ وَلَکُمْ فِیْھَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿﴾ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بٰلِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿﴾ وَّالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْھَا وَزِیْنَۃً ؕ وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿﴾ (سورۃ النحل ع ۱ پ ۱۴)۔ (ترجمہ۔ اسی نے ٹھیک طور پر بنایا ہے۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ اسی نے آدمی کو ایک بوند سے پیدا کیا۔ پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگا اور تمہارے واسطے چارپایوں کو بھی اسی نے بنایا۔ ان میں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے۔ اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور تمہارے لئے ان میں زینت بھی ہے۔ جب شام کو چرا کر لاتے ہو۔ اور جب چرانے لے جاتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں کہ جہاں تم جان کو تکلیف میں ڈالنے کے سوا نہیں پہنچ سکتے تھے۔ بیشک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔)

پانچواں

(خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ج یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّھَارِ وَیُکَوِّرُ النَّھَارَ عَلَی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اَلَا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ﴿﴾)۔ (سورۃ الزمر ع ۱ پ ۲۳)۔ (ترجمہ۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا۔ وہ رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند کو تابع کر دیا ہے۔ ہر ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے۔ خبردار وہی غالب بخشنے والا ہے۔

انسان کس کام کیلئے پیدا کیا گیا ہے

اس عنوان پر قرآن مجید کے اعلانات

۱

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿﴾ مَآ اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ﴿﴾ اِنَّ اللّٰهَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ﴿﴾ (سورۃ الذاریات ع ۳ ۔ پ ۲۷)۔ (ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے میں ان سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسان اللہ تعالے کا دیا ہوا رزق کھائے اور خدا کی یاد کرے اور قیامت کے دن اللہ تعالے کے دربار میں سوال بھی یہی ہوگا کہ میں نے تمہیں اتنی نعمتیں دیں تھیں تم (ان کے شکریہ میں میرے لئے کیا کر کے لائے ہو) یعنی میری بندگی کا کیا حق ادا کیا تھا۔ (یہ مضمون جو عرض کیا گیا ہے یہ ایک حدیث شریف کا ترجمہ ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے بڑھ کر اور کوئی چیز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

۲

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿﴾ فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ ج رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ﴿﴾ (سورۃ المومنون ع ۶ پ ۱۸)۔ (ترجمہ۔ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ عرش عظیم کا مالک ہے

ہر عقلمند انسان کا فرض ہے

کہ وہ اللہ تعالے کے گزشتہ ہر دو عنوانات آنکھیں کھول کر پڑھے۔ اور عقل کو حاضر کر کے سوچے۔ اگر آنکھیں کھول کر پڑھے گا اور عقل خداداد سے سوچے گا تو یقیناً اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ جائے گا کہ میرا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ میں اس خداداد زندگی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ضائع نہ کروں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجویز شدہ فرائض عبدیت (بندگی) کو معلوم کروں اور ان کو زندگی کا نصب العین بناؤں۔ اور اپنی زندگی کے تمام فرائض میں سے ان فرائض کو اولیت کا درجہ دوں۔ یعنی سب سے پہلے ان کے پورے کرنے میں زندگی کے لمحات صرف کروں۔ اس کے بعد جو باقی وقت بچے۔ اس کو بقیہ فرائض حیات میں صرف کروں۔

اس احساس کے بعد

پھر اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ اللہ تعالے کی طرف سے تجویز شدہ فرائض عبدیت کو معلوم کروں جب اس تلاش میں نکلے گا تو بقول شخصے "جوئندہ یابندہ"۔ یعنی ہر شخص کوشش کرنے والا اپنی مراد کو پا ہی لیتا ہے اس تلاش حق کرنے والے کو کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ مل ہی جائے گا۔ جو اسے یہ بتلائے گا کہ جس خدا تعالے کا تو بندہ ہے۔ اس نے اپنے بندوں کے لئے ایک دستور العمل نازل کیا ہوا ہے۔ جس کا نام قرآن مجید ہے۔ وہ پڑھا کر اور اس کے ترجمے مختلف زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔ مثلاً اردو۔ فارسی۔ انگریزی عربی۔ علیٰ ہذا القیاس اور زبانوں میں بھی ہوں گے (جن کا اس عاجز (احمد علی) کو علم نہیں ہے اور اسے حق کے تلاش کرنے والے تراجم قرآن مجید کا ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ ہر جگہ علوم قرآنیہ کے فاضل اور ماہر عالم نہیں مل سکتے۔ ورنہ کسی جگہ کوئی عالم قرآن دان ہو تو سب سے پہلے اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ یعنی سارے کا سارا قرآن مجید اس عالم قرآن مجید سے سبقاً سبقاً پڑھا جائے۔ اگر کوئی صاحب جو متلاشی قانون عبدیت تھے۔ پڑھانے والے عالم سے یہ سوال کرے کہ مجھے قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ فرما دیجئے تاکہ میرا اشتیاق اس خلاصے کے معلوم کرنے سے اور بڑھ جائے۔

قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ

یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق اور مخلوق دونوں سے درست ہو جائے۔ خالق عزاسمہٗ وجل مجدہ اسے اس کی اطاعت کے باعث اپنی رضا کا تمغہ دیدے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے (رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ) وہ اللہ (تعالیٰ) سے راضی ہو گئے اور اللہ ان سے راضی ہو گیا)۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ اور اگر کسی ارشاد الٰہی (جو قرآن مجید میں ہو) کا مفہوم اپنی کم علمی اور کم فہمی کے باعث سمجھ میں نہ آئے یا کسی مجمل کی تفصیل کا مطلب حل نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا جائے اور اللہ جل شانہٗ کا یہ فیصلہ ہے۔ جس کے متعلق قرآن مجید میں یہ اعلان ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں فرماتے۔ بلکہ میری طرف سے آپ پر وحی شدہ ہوتا ہے۔

لہذا

ہر مسلمان کا فرض عین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو چیز برآمد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے وہی مراد سمجھے۔ اس کی تائید میں اعلان الٰہی ملاحظہ ہو۔ (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى) ترجمہ۔ آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ (جو کچھ آپ فرماتے ہیں) وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آپ کے مبارک دل پر القا ہوتا ہے۔

لہذا

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت سے گریز کرتا ہے۔ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے فرمان کی نافرمانی کر رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر سیدھا سادھا مسلمان بننا چاہے تو اس کے لئے یہ راستہ کافی شافی اور بالکل سیدھا ہے۔

دو صفتیں (قابض اور باسط) بھی اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں

اس کے متعدد ثبوت

پہلا

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا
(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵)۔ (ترجمہ بے شک تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے۔

نتیجہ

اس شاہنشاہی اعلان کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر رزق میں تنگی ہو تو کشادہ کرنے کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرے کہ اے اللہ میرے کسی گناہ کے باعث تو نے مجھے یہ سزا دی ہے۔ لہذا میرا وہ گناہ معاف فرما دے اور میرا رزق بدستور سابق کشادہ کر دے۔ چونکہ رزق کی تنگی یا کشادگی فقط اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے پاس جا کر اس مشکل کے حل کرنے کیلئے ہاتھ پھیلائے گا تو مشرک ہو جائے گا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی زندہ اللہ تعالیٰ کے بندے کے پاس جا کر دعا کی درخواست کرے کہ چونکہ میں تو بہت گنہگار ہوں اور آپ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میرا گناہ معاف فرمائے۔ اور میرے رزق میں فراخی کر دے۔ تو اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسرا

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۣ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۤ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝
(سورۃ القصص ع ۸ ۔ پ ۲۰)۔ (ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا۔ اور وہ لوگ جو کل اس کے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے آج صبح کو کہنے لگے کہ ہائے شامت اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے۔ اور تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

نتیجہ

برادران اسلام۔ عموماً ہر شخص کا دل چاہتا ہے کہ مجھے زیادہ سے زیادہ مال و دولت مل جائے۔ مال و دولت کی فراوانی کا یہ نتیجہ دیکھ لیا۔ لہذا میں تو اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو یہ مشورہ دوں گا کہ اے اللہ تعالیٰ تنگدستی سے بچا اور اتنا رزق اور اتنی آسودگی عطا فرما۔ جس سے ایمان میں خلل نہ آئے اور مال و متاع کے زیادہ ہونے کے باعث کہیں مغرور و متکبر ہو کر تیرے دروازہ سے نہ ہٹ جائیں اور بے ایمان ہو کر نہ مریں۔ وما علینا الا البلاغ

زندہ کرنا اور مارنا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ میں سے یہ دو صفتیں بھی ہیں۔ اس کے متعدد ثبوت میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

پہلا

قُلْ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَۨا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝
(سورۃ الاعراف رکوع ۲۰ پ ۹)۔ (ترجمہ کہدو۔ اے لوگو۔ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اسکی سب کلاموں پر یقین رکھتا ہے۔ اور اسکی پیروی کرو۔ تاکہ تم راہ پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ آسمانوں اور زمین میں بادشاہی فقط اللہ تعالیٰ کی ہے اور حضور انور اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ معبود بھی فقط وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور زندہ کرنا اور مار ڈالنا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اے اللہ کے بندو!

نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنی چاہیئے۔ آپؐ کی تابعداری ہی سے تم ہدایت پا سکتے ہو۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

اب ہر مسلمان کا فرض ہے

کہ مذکورۃ الصدر آیت میں جو ہدایات دی گئی ہیں۔ ان کو غور سے پڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی حد سے باہر نہ جائے

صفات حمیدہ میں سے ایک اور ملاحظہ ہو

فنا کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝ (سورہ یٰس رکوع ۱۔ پ ۲۲)۔ (ترجمہ۔ بے شک ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے اور جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔ اس کو لکھتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو کتاب واضح (لوح محفوظ) میں محفوظ کر رکھا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا سے مار کر انسانوں کو قبروں میں دفن ہونے کے بعد دوبارہ قیامت کے دن زندہ کر کے اٹھانا فقط اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے اور ارشاد ہو رہا ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے انسان نے جو کام کئے ہیں یا اپنے اعمال کے جو نتائج چھوڑ کر گیا تھا۔ وہ سب لکھ کر رکھے ہیں جو قیامت کے دن اس کے حساب میں پیش ہوں گے۔

لہٰذا

ہر مسلمان مرد ہو یا عورت اس کا فرض ہے کہ دنیا میں جو کام کرے۔ یہ سوچ لے کہ قیامت کے دن اس کا نتیجہ میرے حق میں کیا نکلے گا۔

وما علینا الا البلاغ

گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور گھر سے نکلتے ہوئے سلام کریں

حضرت قتادہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا: جب تم کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور پھر جب گھر سے نکلو اور جانے لگو تو الوداعی سلام کر کے نکلو۔ شعب الایمان

کسی مجلس میں بیٹھنے سے پہلے اور اس سے رخصت ہوتے ہوئے سلام کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو چاہئے کہ اولاً اہلِ مجلس کو سلام کرے، پھر بیٹھنا مناسب سمجھے تو بیٹھ جائے، پھر جانے لگے تو پھر سلام کرے اور پہلا سلام بعد والے سلام سے اعلیٰ اور بالا نہیں ہے۔ (یعنی بعد والے رخصتی سلام کا بھی وہی درجہ ہے جو پہلے سلام کا، اس سے کچھ کم نہیں۔) جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۴ ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

گذشتہ ہلاک ہونیوالی قومیں تین جرموں کی مجرم تھیں جو انکی تباہی کہیے یا لعنت کی موت سے مرنے کا باعث بنے

ان تینوں جرموں کے نام

پیغمبروں کی تکذیب (جھٹلانا) پیغمبروں کی توہین (بے عزتی کرنا) پیغمبروں پر مذاق اڑانا (یعنی ٹھٹھا کرنا)

اس لئے

یہ چیزیں اس لئے موجودہ دور کے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں۔ تاکہ آج کل کے مسلمان ان قوموں کے حالات کے آئینے میں اپنا منہ دیکھ لیں کہ کہیں ہم بھی اسی قسم کے امراض میں تو مبتلا نہیں ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے دین یعنی اسلام اور دین اسلام کے احکام کا مجموعہ جس کا نام قرآن مجید ہے اس کے پہنچانے والے علماء دین کے ساتھ ہم کیا سلوک کر رہے ہیں۔ کیا ان کے پیش کردہ اسلام (جو قرآن مجید میں ہے) کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ یا اس اسلام کو دقیانوسی اور پرانا اور نعوذ باللہ من ذالک بوسیدہ کہہ کر ٹال تو نہیں رہے اور ان پیش کرنیوالوں کے متعلق توہین کے الفاظ تو منہ سے نہیں نکال رہے کہ ان مسجد نشین ملاؤں کو دنیا کی تو کوئی خبر نہیں ہے کہ زمانہ کس قسم کی تعلیم چاہتا ہے اور موجودہ دور میں کس تعلیم سے آراستہ ہو کر دنیا میں بسنے والی قوموں (مثلاً انگریز۔ امریکن۔ فرانسیسی اور جرمن) میں آدمی عزت پا سکتا ہے

معزز تعلیمیافتہ حضرات

سے عرض کرتا ہوں کہ اگر ان غیر مسلم قوموں میں کوئی خوبی کی بات ہے تو بے شک لے لیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ یہ چیز بھی نظر سے اوجھل نہ ہونے پائے کہ مذہب اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کی اپنی تہذیب اور تمدّن ہے اور اسلام ہر شعبہ حیات میں مسلمانوں کی بہترین رہنمائی کرتا ہے۔ مثلاً اخلاقی۔ معاشرتی اقتصادی سیاسی۔ دنیوی اور اخروی غرضیکہ ہر شعبہ حیات میں بہترین راہ نما ہے۔ اور چونکہ اسلام میں ان سب چیزوں کا ماخذ اور منبع آسمانی کتاب (قرآن مجید) ہے۔ اس لئے ہم ببانگ دہل یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر شعبۂ حیات میں مسلمان کے پاس خدائی رہنمائی والی تعلیم موجود ہے اور سوائے مسلمان قوم کے خدا تعالےٰ کی راہ نمائی والی کتاب کسی قوم کے پاس موجود نہیں ہے۔

لہٰذا

الحمدللہ مسلمان کو کسی دوسری قوم سے کوئی چیز لینے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ چونکہ دوسری دنیا میں بسنے والی کسی قوم کے پاس خدائی راہ نمائی والی کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس لئے انہیں مسلمان قوم سے پوچھنا پڑے گا کہ اس معاملہ میں ایسا پروگرام بتایئے کہ ہماری دنیا بھی سنور جائے اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کے روبرو بھی سرخرو ہو کر جائیں

میرے عزیز نوجوان

میری گذشتہ سطور کا حاصل یہ ہے کہ تمہیں تہذیب و تمدن وغیرہ چیزوں میں دوسری قوموں کا راہ نما بننا چاہیئے اور تمہیں دوسری کسی قوم کے تہذیب و تمدن وغیرہ میں جذب ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور چونکہ اسلامی تہذیب و تمدن کے اصول میں خداتعالیٰ کی راہ نمائی ہے۔ اس لئے قیامت کے دن بھی مسلمان کو اصولاً یہ کھٹکا نہیں پیش آئے گا کہ تم نے یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا

ہاں دنیا میں دوسری بسنے والی

قوموں کو یہ خطرہ ضرور دل میں رہیگا اور دنیا میں یہ خیال نہ بھی رہا۔ تو بھی آخرت میں یہ چیزیں ضرور پیش آئیں گی کہ تم نے یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا اور جب تمہارے پاس خدائی قانون نہیں رہا تھا تو تم نے مسلمانوں کی لازوال کتاب قرآن مجید کے پیش کردہ اصول سے کیوں استفادہ نہیں کیا تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کی اس کتاب مقدس کی حفاظت کا میں نے ذمہ لیا ہُوا تھا۔ اور میری ذمہ داری ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ دنیا میں کوئی آسمانی کتاب انسانی دماغوں میں ہر دور میں محفوظ نہیں رکھی جاتی تھی سوائے قرآن مجید کے کہ ہر دور میں اس کے ہزاروں بلکہ مثلاً آج کل ستر کروڑ مسلمانوں کی آبادی میں لاکھوں حافظ مل سکتے ہیں۔

اور اس جرح کا

غیر مسلم اقوام کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا اور اے مسلمان تو شکر کر کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو اس جرح سے محفوظ رہے گا۔

اے مسلمان

اب تیرے لئے راہ نجات یہی ہے کہ تو جو چاہے دنیا میں کر مگر اس آسمانی کتاب کا دامن نہ چھوڑ۔ دن رات کے چوبیس گھنٹے اپنی زندگی کے اس کی روشنی میں بسر کر۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ تو دنیا میں بھی کامیاب زندگی بسر کرے گا۔

کیونکہ اللہ تعالےٰ تیرا مددگار ہوگا۔ بقول شخصے

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا یقین کامل ہے کہ اے مسلمان جب تو نے قانون الٰہی کا ہر معاملہ میں دنیا کا ہو۔ یا آخرت کا ہو۔ احترام کیا ہوگا تو پھر آخرت میں بھی انشاء اللہ تعالےٰ یقیناً کامیاب ہوگا اگر سہواً یا نسیاناً کوئی فروگذاشت ہو گئی تو انشاء اللہ تعالےٰ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرما دے گا۔ الحمد للہ حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ مبارکًا علیہ۔ ہمارا خدا تعالیٰ اتنا سخت گیر نہیں ہے۔ بلکہ وہ ارحم الراحمین ہے۔ والحمد للہ علی ذالک

اس تمہید کے بعد

گذشتہ ہلاک ہونیوالی قوموں کے مذکورۃ الصدر

تین جرم ملاحظہ ہوں

پہلا جرم انبیاء علیہم السلام کی تکذیب

اس کے متعدد شواہد

پہلا

(كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ ِالْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۝ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝) ۔ سورۃ الشعراء ع ۶۔ پ ۱۹۔

ترجمہ۔ نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی نوحؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ انہوں نے کہا ہم تجھ پر ایمان لائیں حالانکہ تیرے تابع تو کمینے لوگ ہوئے ہیں اور کہا مجھے کیا خبر کہ وہ کیا کرتے تھے۔ ان کا حساب تو میرے رب ہی کے ذمہ ہے۔ کاش کہ تم سمجھتے اور میں ایمان لانے والوں کو دور کرنیوالا نہیں ہوں۔ میں تو بس کھول کر ڈرانے والا ہوں۔ کہنے لگے۔ اے نوحؑ اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔

جھٹلانے کا نتیجہ

حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانے کا نتیجہ پھر یہ نکلا کہ پھر بجز معدودے چند ایمان داروں کے باقی ساری قوم کی قوم کو غرق کر دیا گیا۔ دنیا میں ڈوب کر مرے اور قیامت کے دن جہنم رسید ہوں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دوسرا

(كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝) سورۃ الشعراء ع ۷۔ پ ۱۹۔ (ترجمہ۔

قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا۔ کہ تم کیوں نہیں ڈرتے۔ البتہ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم ہر اونچی زمین پر کھیلنے کے لئے ایک نشان بناتے ہو۔ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو۔ شاید کہ تم ہمیشہ رہوگے اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو بڑی سختی سے پکڑتے ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی ہے۔ جنہیں تم بھی جانتے ہو چارپایوں اور اولاد سے اور باغوں اور چشموں سے تمہیں مدد دی۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہنے لگے تو نصیحت کر یا نہ کر ہمارے لئے سب برابر ہے۔ یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک عادت ہے اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔ پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا۔ تب ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ عاد کی بدنصیب قوم نے اپنے وقت کے پیغمبر ہود علیہ السلام کو جھٹلایا اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر دنیا سے لعنت کی موت سے رخصت ہوئے۔ اَللّٰهُمَّ أَعِذْنَا مِنْ هٰذَا الْمَوْتِ

تیسرا

(كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝) ۔ سورۃ القمر ع ۲۔ پ ۲۷۔ (ترجمہ۔ قوم ثمود نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تھا۔ پس کہا کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی کے کہنے پر چلیں گے۔ تب تو ہم ضرور گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑینگے کیا ہم میں سے اسی پر وحی بھیجی گئی بلکہ وہ بڑا جھوٹا (اور) شیخی خورہ ہے عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑا جھوٹا اور (شیخی خورہ) ہے۔ بے شک ہم ان کی آزمائش کے لئے اونٹنی بھیجنے والے ہیں۔ پس (اے صالح) ان کا انتظار کر

اور صبر کر اور ان سے کہہ دو کہ پانی ان میں بٹ گیا ہے۔ ہر ایک اپنی باری سے پانی پلایا کرے۔ پھر انہوں نے اپنے رفیق کو بلایا تب اس نے ہاتھ بڑھایا اور (اس کی) کھونچیں کاٹ ڈالیں۔ پھر (دیکھا) ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا۔ بے شک ہم نے ان پر اور زور کی چیخ کا عذاب بھیجا۔ پھر وہ ایسے ہو گئے کہ جیسا کانٹوں کی باڑ کا چورا

عبرت

اے قرآن مجید سے روگردانی کرنے والو اور قرآن مجید کی اشاعت کرنے والے علماء دین کی توہین کرنے والو اور ان علماء کرام کو ذلیل کرنے والے الفاظ (مثلاً مسینٹر بیکار۔ ان کا وجود قوم پر ایک بار گراں کہہ کر اپنے دل کو خوش کر لینے والو) قوم ثمود کے واقعات اور نتائج کو آنکھیں کھول کھول بار بار پڑھو اور ان واقعات سے عبرت حاصل کرو اور قرآن مجید کے ارشادات کو سر آنکھوں پر رکھ لو تو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔ ورنہ پھر جو تمہارے حق میں مہلک نتائج نکلیں گے وہ ناقابل برداشت ہوں گے اور تمہیں سوائے دست حسرت ملنے کے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھا

کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ○ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّیْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ شَكَرَ ○ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ○ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَیْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْیُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ○ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ)۔ سورۃ القمر ع ۲ پ ۲۷۔

(ترجمہ۔ قوم لوطؑ نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تھا۔ بیشک ہم نے ان پر پتھر برسائے سوائے لوطؑ کے گھر والوں کے ہم نے اس پچھلی رات کو نجات دی۔ یہ ہماری طرف سے فضل ہے جو شکر کرتا ہے۔ ہم اسے ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں اور وہ انہیں ہماری پکڑ سے ڈرا چکا تھا۔ پس وہ ڈرانے میں شک کرنے لگے اور البتہ اس سے اس کے مہمانوں کا مطالبہ کرنے لگے تو ہم نے اُن کی آنکھیں مٹا دیں۔ پس (کہا) میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو اور بے شک صبح کو ان پر ایک عذاب نہ ٹلنے والا آ پڑا۔ پس میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو فاعتبروا یا اولی الابصار

حاصل

یہ ہے کہ ہادی کی آواز کو کالعدم قرار دینے والے اور اپنے لہو و لعب کے دنیاوی مشاغل میں محو رہنے والو۔ کا یہی تباہ کن نتیجہ نکلتا رہا ہے اور آئندہ بھی ایسے لوگوں کا یہی نتیجہ نکلتا رہیگا۔ و ما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

پانچواں

(وَاِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِیْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ○) سورہ الاعراف ع ۱۱۔ پ ۸)

ترجمہ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔

شعیب علیہ السلام کی قوم کے کافروں کے سرداروں کا جواب

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا ذکر اوپر کی آیتوں میں آ چکا ہے اب اس قوم کے کافروں کے سرداروں کا جواب سنئے

(وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ○ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۚ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ○ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ○) سورۃ الاعراف ع ۱۱۔ پ ۹

ترجمہ۔ اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے۔ انہوں نے کہا اگر تم شعیبؑ کی تابعداری کرو گے تو بے شک نقصان اٹھاؤ گے۔ پھر انہیں زلزلے نے آ پکڑا پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔ پھر ان سے مُنہ پھیرا اور کہا۔ اے میری قوم تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی کی۔ پھر کافروں کی قوم پر میں کیونکر غم کھاؤں۔

نتیجہ

برادران اسلام آپ نے شعیب علیہ السلام کی قوم کا نتیجہ دیکھ لیا۔ اسی طرح اگر ہم مسلمانوں نے اپنے پیغمبر سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمائے ہوئے احکام کی مخالفت کی تو ہم بھی ویسے ہی مجرم اور اسی قسم کی سزاؤں کے مستحق ہوں گے جو پہلی امتیں کر چکی ہیں۔ اللہم وفقنا لاتباع نبیک الکریم صلی اللہ علیہ وسلم آمین یا الہ العالمین۔

دوسری مہلک بیماری

انبیا علیہم السلام کی توہین ہے

اس کے متعدد شواہد ملاحظہ ہوں

پہلا

حضرت نوح علیہ السلام کی توہین

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝) سورۃ الشعرا ع ۶۔ پ ۱۹۔ (ترجمہ۔ کہنے لگے اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔ کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے۔ پس تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ ہی کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں نجات دے پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے بچا لیا۔ پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔

ہود علیہ السلام کی توہین

(قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝) سورہ الشعراء ع ۷۔ پ ۱۹۔ ترجمہ۔ کہنے لگے تو نصیحت کرے یا نہ کرے ہمارے لئے سب برابر ہے۔ یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک عادت ہے اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا۔ تب ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں۔

جرم کیا تھا اور سزا کیا ملی

جرم یہ تھا کہ پیغمبر خدا کی توہین اور تکذیب کی اور سزا یہ ملی کہ سوائے چند افراد کے باقی سب لوگ ہلاک ہو گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے متبعین کی توہین

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۭ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۱ پ ۹۔ ترجمہ۔ اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیبؑ ہم تجھے اور انہیں جو تم پر ایمان لائے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ فرمایا۔ کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں ہم تو اللہ پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں۔ بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی ہے اللہ ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام متکبرین قوم کی دھمکی سہہ گئے

مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تبلیغ دین کا فریضہ تھا اس سے دست بردار نہیں ہوئے۔ بالآخر اس کشمکش کا

نتیجہ

یہ نکلا فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۱۱۔ پ ۹۔ پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ کبھی وہاں بسے ہی نہیں تھے۔ جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ حَقِيْقٌ عَلٰٓي اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۳۔ پ ۹۔ ترجمہ۔ اور موسےؑ نے کہا اے فرعون بے شک میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔ میرے لئے یہی مناسب ہے کہ سوائے سچ کے کوئی بات خدا کی طرف منسوب نہ کروں۔ میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک بڑی دلیل لایا ہوں۔ پس بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے کہا اگر تو کوئی نشانی لے کر آیا ہے تو وہ لا اگر تو سچا ہے۔ پھر اس نے اپنا عصا ڈال دیا۔ وہ اسی وقت صریح اژدہا ہو گیا اور اپنا ہاتھ نکالا۔ تو اسی وقت دیکھنے والوں کے لئے سفید نظر آنے لگا۔ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ بیشک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے

یہی حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی زبردست توہین ہے کہ اولوالعزم پیغمبر خدا کو جادوگر کہنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو سچا کر دکھایا اور فرعون کو مع اپنے لشکر کے بحیرہ قلزم میں غرق کر دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

تیسری روحانی مہلک بیماری

انبیاء علیہم السّلام پر مذاق اُڑاتا تھی اس کا ثبوت

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

(سورہ یٰس رکوع ٢ پ ٢٣ - ترجمہ - کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا - جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو -

اس سے معلوم ہوا

کہ ہمیشہ بد قسمت اور بد نصیب انسانوں نے انبیاء علیہم السلام پر مذاق اڑایا اور پھر عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوتے رہے اس کا ثبوت ملاحظہ ہو -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی دیکھتے اور سنتے ہیں کہ دنیا میں کتنی قومیں پہلے پیغمبروں سے ٹھٹھا کرکے غارت ہو چکی ہیں - جن کا نام و نشان مٹ چکا - کوئی ان میں سے لوٹ کر ادھر واپس نہیں آئی - عذاب کی چکی میں سب پس کر برابر ہو گئیں - اس پر بھی عبرت نہیں ہوتی - جب کوئی رسول آتا ہے - وہی تمسخر اور استہزأ شروع کر دیتے ہیں جو پہلے کفار کی عادت تھی - چنانچہ آج خاتم الانبیأ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار مکہ کا یہی معاملہ ہے اور بالآخر نتیجہ بھی وہی نکلا جو پہلی قوموں کے حق میں نکلا تھا - اللھم لا تجعلنا منھم یا ارحم الراحمین -

سلام میں پہل کرنے کے اصول

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ: چھوٹا بڑے کو سلام کیا کرے اور راستہ سے گزرنے والا چلنے والا بیٹھے ہوؤں کو سلام کیا کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کی جماعت کو سلام کریں۔ صحیح بخاری

مجلس میں ایک آدمی سلام کا جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی ہے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر کے بیان فرمایا کہ گزرنے والی جماعت میں سے اگر کوئی ایک سلام کرلے تو پوری جماعت کی طرف سے کافی ہے، اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی ہے۔ شعب الایمان

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بہشت میں فقط اُن لوگوں کو داخل کرے گا۔ جو اس کی اصطلاح میں عقلمند ہونگے

تمہید

برادران اسلام! میں کئی مرتبہ درس قرآن مجید میں عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ جس عقل سے دنیا میں کام لیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بھی اسی عقل سے کام لیا کرو۔ تو انشاء اللہ ہدایت پاؤ گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔ اور اگر خدا نخواستہ دنیا کے کاموں میں تو عقل خداداد سے کام لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے تعلق میں عقل خداداد کو تہ کر کے رکھ دیا۔ تو مارے جاؤ گے۔ نعوذ باللہ پھر دوزخ کا مُنہ دیکھنا پڑے گا۔

مثلاً

دنیا کے معاملہ میں آپ چاہتے ہیں کہ (۱) بیٹا عقلمند عطا ہو۔ بیوقوف نہ ہو۔ (۲) بیٹی عقلمند ہو۔ بیوقوف نہ ہو۔ (۳) بیوی عقلمند ہو۔ بیوقوف نہ ہو۔ (یعنی جسے اولاد کے پالنے کا سلیقہ نہ آئے۔ کھانا پکانا نہ آئے۔ کپڑا سینا نہ آئے۔ گھر میں جھاڑو دینا نہ آئے۔ ایک شریف عورت کی طرح مہذب طریقہ پر بات چیت نہ کر سکے۔ اپنی بیوقوفی کے باعث نہ خاوند کا ادب کرے۔ نہ ساس اور سسر کا احترام کرنے کا سلیقہ اسے آئے) (۴) نوکر عقلمند ہو۔ بیوقوف نہ ہو۔ ہمارے کپڑے سینے والا درزی عقلمند ہو (۵) بیوقوف نہ ہو۔ تاکہ کہیں کپڑے کی کتر بیونت کرنے میں کپڑا ضائع نہ کر دے (۶) حجام ایسا ہو جو ٹھیک حجامت کرے۔ اور بیوقوف نہ ہو۔ تاکہ کہیں سر مونڈتے مونڈتے سر میں زخم نہ کر دے۔ ناخن اتارتے وقت انگلی کو زخمی نہ کر دے (جیسا کہ بعض نو آموز حجام ایسی تکلیفیں پہنچا دیا کرتے ہیں) حاصل یہ ہے کہ اگر ہمارے متعلقہ تمام متعلقین عقلمند اور سلیقہ شعار چاہئیں۔

تو کیا اللہ تعالیٰ کو بہشت میں داخل کرنے کے لئے

اس کی منشا کے مطابق ایسے آدمی نہیں چاہئیں جو عقلمند۔ دُور اندیش اور اس کی اصطلاح کے مطابق جن کی زندگی کا ہر لمحہ رضائے الٰہی کا طالب اور ان کا ہر عمل حیات رضائے الٰہی کے سانچے میں بالکل ٹھیک بیٹھنے والا اور ان کے ہر لمحہ زندگی میں رضاء الٰہی مقصود و محبوب ہو اور کیا ایسے نہیں چاہئیں جو ہر کام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کلام پاک (قرآن مجید) یا حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استصواب رائے کر لیں۔ اگر اجازت معلوم ہو تو کام کریں ورنہ اس کے کرنے سے فوراً ہاتھ روک لیں۔ کیا

اللہ جل شانہٗ کو مذکورۃ الصفات والے

انسانوں کو بہشت میں لے جانے کی ضرورت ہے۔ جن کے ہر عمل کا ظاہر رضاء الٰہی سے رنگین اور جن کا باطن رضاء الٰہی کے نور سے منوّر ہو اور جو لوگ ساری دنیا و مافیہا کی نعمتوں کو دے کر فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کا تمغہ حاصل کرنے کو نہایت ہی ارزاں سودا خیال کریں۔ یا اللہ تعالیٰ کو ان صفات حمیدہ والوں کے مقابلہ میں اپنی بہشت میں بسانے کیلئے کیا اُسے ایسے انسان چاہئیں جو مثلاً پنجوقتہ دربار الٰہی (مساجد) میں حاضری کے لئے بلائے جائیں۔ مرد ہوں تو پانچوں وقتوں کے بلاوے پر ایک وقت بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر مُنہ نہ دکھائیں اور عورتیں ہوں تو پردہ داری کے باعث مسجدوں میں نہ سہی۔ گھروں میں وضو کر کے مصلّے پر بارگاہ الٰہی میں ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو جائیں۔ اس کے علاوہ وہ ہر کاروبار میں اپنی ہوا و ہوس کی پابندی کریں۔ ان کے دل میں نہ خدا تعالیٰ کا خوف اور نہ اس کے عذاب سے بچنے کی کوئی تمنا پائی جائے۔ بس ان لوگوں کی نظر میں دنیا کا ساز و سامان جمع کرنا مقصود ہو اور عیش و عشرت سے دنیا کی زندگی بسر کرنا مطلوب اور محبوب ہو۔

غور کیجئے

کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے ناعاقبت اندیش اور ایسے اللہ تعالیٰ کے باغیوں کے لئے بہشت کی وہ نعمتیں تیار کی ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ "مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ" (جو آنکھوں نے کبھی دیکھی نہیں اور کانوں نے کبھی سُنی نہیں اور کسی شخص کے دل میں ان کا خیال بھی نہیں گذرا)

ایسے ناعاقبت اندیشوں کے لئے

بہشت کی نعمتیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ نعمتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جن کا ذکر

مندرجہ ذیل آیات

میں ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ

وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (سورۃ المومنون ع ا پ ۱۸)۔ ترجمہ۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے مُنہ موڑنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص اسکے علاوہ طلبگار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ جن لوگوں کو

بہشت میں داخل ہونے کی تمنّا

دل میں ہے۔ وہ مذکورۃ الصدر آیات کو غور سے پڑھیں اور اپنی حالت پر منطبق کرکے دیکھیں کہ کیا ہم میں بہشت میں داخل ہونے والوں کیلئے جو لازمی صفات تجویز کی گئی ہیں۔ کیا وہ ہم میں پائی جاتی ہیں۔ اگر پائی جاتی ہیں تو اللہ تعالےٰ کا شکر کریں۔ البتہ مرتے دم تک ان صفات پر ہمت سے پابند رہیں۔ کیونکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان پہلے ان صفات کا پابند ہو اور امید ہو جائے کہ یہ شخص بہشت میں جائے گا۔ اور یہ یاد رکھئے۔ کہ بعض ایسے بدنصیب بھی ہوتے ہیں کہ پہلے بہشتیوں کی صفتوں سے متصف تھے۔ پھر دنیا کے معاملات میں کسی ایسے چکّر میں پھنسے کہ ایمان کھو بیٹھے اللھم لاتجعلنا منھم

مثالاً

بعض مسلمانوں کے مسلمان ہونے کے بعد بے ایمان ہو جانے کی ایک مثال ملاحظہ ہو کہ ایک شخص فوت ہو گیا اور اس کی اولاد میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہیں اب شریعت اسلامی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ دو بہنوں کو ایک بھائی کے برابر حصہ ملتا ہے۔ اب مذکورۃ الصدر صورت میں شریعت اسلامی کے مطابق فیصلہ کیا جائے تو ان لوگوں کے باپ کی جائداد تین مساوی حصوں میں تقسیم کی جائے گی۔ ایک حصّہ (جو کل جائداد کا ایک تہائی ہے) بھائی کو دیا جائے گا اور دوسرا دو بہنوں کو اور تیسرا حصہ بھی دو بہنوں کو دیا جائیگا

اب وہ بھائی بے ایمان یوں ہوگا

کہ عدالت میں جاکر بیان دیتا ہے کہ ہمارے خاندان میں اسلامی قانون پر جائداد کی تقسیم نہیں ہُوا کرتی۔ بلکہ رواج پر ہوا کرتی ہے۔ یعنی جس طرح ہندوازم میں باپ کی جائداد فقط بیٹوں پر تقسیم ہوتی ہے اور لڑکیاں محروم رکھی جاتی ہیں اور اپنے اس دعوےٰ پر عدالت میں چند گواہ بھگتا دیتا ہے کہ جب میرے دادا کا انتقال ہوا تھا تو میرے باپ اور میرے چچا نے میری پھوپھی کو جائداد میں سے حصہ نہیں دیا تھا۔ لہٰذا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے خاندان میں باپ کی جائداد میں سے لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا جاتا اور عدالت اس شخص کے اس ثبوت بہم پہنچانے پر اسکی بہنوں کو محروم کر دیتی ہے اور ساری جائداد اس شخص کو دے دیتی ہے اور اس کی بہنوں کو محروم کر دیتی ہے قرآن مجید کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ شخص مومنوں کی فہرست سے خارج کر دیا گیا ہے۔ جب قرآن مجید نے اسے مومنوں کی فہرست سے خارج کر دیا ہے تو پھر یہ شخص اگرچہ بظاہر مسلمانوں میں شمار ہوتا ہے۔ مگر بارگاہ الٰہی سے مومنوں کی فہرست سے خارج کر دیا گیا ہے۔

اس خارج ہونے کا ثبوت ملاحظہ ہو

وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ؕ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (سورۃ النور ع ۶ - پ ۱۸)

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے۔ اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے۔ تبھی ایک گروہ ان میں سے مُنہ موڑنے والے ہیں اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں۔ اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کرے گا۔ بلکہ وہی ظالم ہیں۔

حاصل

یہی نکلا کہ مسلمانوں میں بعض ایسے آدمی بھی ہیں کہ پہلے مومن تھے اور پھر اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسولؐ کے فیصلہ سے سرتابی کے باعث مومن نہیں رہے۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں عقلمند کون ہیں

قرآن مجید کے مختلف مقامات سے متعدد شواہد

پہلا

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ○ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ○ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○ (سورۃ الرعد ع ۳ پ ۱۳)

ترجمہ۔ بھلا جو شخص جانتا ہے کہ تیرے رب سے تجھ پر جو کچھ اترا ہے حق ہے۔ اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھا ہے۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب

کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے۔ پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے (جو ان کے لئے ہوگا)

شیخ الاسلام کے حواشی

مذکورۃ الصدر آیات پر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی ملاحظہ ہوں تاکہ قارئین کرام کو مزید بصیرت حاصل ہو۔ فرماتے ہیں مومن اور کافر کا الگ الگ انجام ذکر فرمانے کے بعد متنبہ کرتے ہیں۔ کہ ایسا ہونا عین عقل و حکمت کے موافق ہے۔ کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک پنٹ اندھا جسے کچھ نظر نہ آئے یوں ہی اناپ شناپ اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھا رہا ہو۔ اس شخص کی برابری کر سکتا ہے۔ جس کے دل کی آنکھیں کھلی ہیں اور پوری بصیرت کے ساتھ حق کی روشنی سے مستفید ہو رہا ہے۔ یعنی اللہ سے جو عہد ازل میں ہو چکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے اور جو انبیاءؑ کی زبانی عہد لئے گئے۔ ان سب کو پورا کرتے ہیں۔ کسی کو توڑتے نہیں۔ نیز بذات خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو) اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ صلہ رحمی کرتے ہیں (یا یہ معنی کہ) ایمان کو عمل کے ساتھ۔ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں۔ یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں۔ (اور) حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور کرکے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا کیا صورت پیش آئے گی۔ اور (ان لوگوں نے) مصائب و شدائد اور دنیا کی مکروہات پر صبر کیا (اور) کسی سختی سے گھبرا کر اطاعت کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا۔ نہ معصیت کی طرف جھکے اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا۔ اس لئے نہیں کہ دنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا۔ مجبور ہو گئے تو صبر کرکے بیٹھ رہے۔

دوسرا شاہد

اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب (قرآن مجید) سے عقلمندوں کی صفات پر دوسرا شاہد پیش کیا جاتا ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۲۰۔ پ ۴) ترجمہ۔ بے شک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں (عقلمند) وہ (ہیں) جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو سب عیبوں سے پاک ہے سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تو نے اسے ذلیل کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

غور کیجئے

برادران اسلام۔ مذکورۃ الصدر آیات میں عقلمندوں کی جو علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ غور کرکے دیکھئے کہ ہم میں وہ علامتیں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ اگر پائی جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے اور اگر پائی نہیں جاتیں تو ان آیات کے آئینے میں اپنے خیالات کے خال و خط درست کر لیجئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ عقلمندی کے معیار پر پورے اتریں۔ اور قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچ کر بہشت کا داخلہ نصیب ہو جائے

وما علینا الا البلاغ ۔

تیسرا شاہد

وَكَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِیْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ (سورۃ الطلاق ع ۲۔ پ ۲۸) ۔

ترجمہ اور کتنی ہی بستیاں اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکش ہو گئیں۔ پھر ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور ان کو یہ بری سزا دی پس ان بستیوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کا انجام کار بربادی ہوئی۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو جو ایمان لا چکے ہو۔ بے شک اللہ نے تمہاری طرف نصیحت نازل فرمائی ہے۔ یعنی ایک رسول جو تمہیں اللہ کی واضح

آیتیں پڑھ کر سُناتا ہے تاکہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کیے انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جائے۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اس نے نیک کام بھی کیے تو اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں سدا رہیں گے۔ اللہ نے اس کو بہت اچھی روزی دی ہے۔

مذکورۃ الصدر چار آیتوں میں متعدد عبرتیں

پہلی تذکیر بایام اللہ

حضرت مولانا ومقتدانا الشاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں انسانوں کے لئے تین قسم کی تذکیروں کا ذکر آتا ہے

نمبر۱۔ تذکیر بآلاء اللہ

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلاکر بندوں کو اپنے احکام

کی تعمیل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ چونکہ میں تمہارا محسن ہوں۔ اس لئے میرے احسانات کا صلہ یہ دینا چاہیئے کہ میرے احکام کی تعمیل کرو۔ اور یہ مطالبہ ایک فطری چیز ہے کہ ہر انسان اپنے محسن کے حکم کی تعمیل اس کے محسن ہونے کے لحاظ سے کرتا ہے

نمبر۲۔ تذکیر بایام اللہ

اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ گذشتہ قوموں کے وہ واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سناتا ہے۔ جن میں ان قوموں کی اللہ تعالےٰ کے احکام سے بغاوت اور اپنے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلانے کے باعث ان پر اللہ تعالےٰ کا عذاب نازل ہوا تھا اور وہ صفحہ ہستی سے طرح طرح کے عذابوں سے ذلت اور لعنت کی موت سے فنا ہوئیں

اور ان کے حالات

اللہ تعالےٰ اس لئے سناتا ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے اس آئینے میں مُنہ دیکھیں کہ کہیں ہم بھی ان ہلاک ہونے والی قوموں کے راستے پر تو نہیں جا رہے۔

کہ جس طرح وہ لوگ اللہ تعالےٰ کے احکام کے ماننے سے انکار کیا کرتے تھے کہیں ہم بھی تو انکار نہیں کر رہے۔ اور جس طرح وہ ہلاک ہونے والی قومیں اپنے اپنے وقت کے پیغمبر کی تکذیب (جھٹلانا) تو ہین (بے عزتی کرنا) اور تمسخر (مذاق اُڑانا) اس قسم کی ناشائستہ حرکتیں کیا کرتی تھیں۔ کیا ہم بھی کہیں ان تباہ ہونے والی قوموں کی طرح انہیں لوگوں جیسی ناشائستہ حرکتیں تو نہیں کر رہے۔

فائدہ

تذکیر بایام اللہ سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ قوم خوش قسمت ہے۔ تو ان قوموں کی تباہی کے واقعات سُن کر اپنی ان شرارتوں سے باز آ جاتی ہے اور غلط راستے سے ہٹ کر سیدھے راستہ پر چل نکلتی ہے۔ ورنہ گذشتہ قوموں کی طرح یہ بھی صفحہ ہستی سے ذلت اور لعنت کی موت سے نیست و نابود کر دی جاتی ہے۔

نمبر۳۔ تذکیر بما بعد الموت

اگر کوئی قوم پیغمبر وقت کی مخالفت کرنا شروع کر دیتی تھی تو اس قسم کی قوم کے سامنے ان کی بد اعمالیوں کے موت کے بعد جو نتائج نکلنے والے تھے وہ ان کے سامنے لائے جاتے تھے تاکہ ان مہلک نتائج ہی کو دیکھ کر اپنی اصلاح کر لیں اور عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔

پہلی دو آیتوں میں

تذکیر بایام اللہ ہے جو "وکاین من قریۃ" سے شروع ہو کر حسدا الاٰمک ہے۔

دوسری عبرت

اور وہ عجیب ہے کہ فقط مومن ہی عقلمند ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ ثابت ہوا کہ کافر عقل سے کورے اور بیوقوف ہوتے ہیں اور

یہ نکتہ فقط عربی دان حضرات ہی سمجھ سکتے ہیں

اور غیر عربی دان مسلمانوں کو ان حضرات سے حسن عقیدت کے باعث اس پر یقین آ جائے گا۔ اس نکتے کا ثبوت یہ ہے کہ "یا اولی الالباب" کی نحوی ترکیب یہ ہے یا حرف ندا اولی مضاف الالباب مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مبدل منہ ہے اور الذین موصول اور امنوا فعل اور واؤ ضمیر فاعل۔ فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہے موصول کا موصول اور صلہ مل کر بدل ہے مبدل منہ کا۔ اس ترکیب (نحوی) کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں عقلمند فقط وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کے ارشادات (جن کا مجموعہ قرآن مجید ہے) اور قرآن مجید کی تشریحات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں۔ (جن کا نام حدیث شریف ہے)۔ کو مانتے ہیں اور جو شخص بھی دنیا میں خواہ کتنا بڑا ادیب ہو۔ کتنا بڑا سحر بیان ہو۔ علوم دنیاوی کا خواہ کتنا بڑا ماہر ہو یا ہیں ہمہ وہ اللہ تعالےٰ کی اصطلاح میں پرلے درجے کا احمق اور بیوقوف ہوگا۔

اس کی ایک عقلی دلیل سُنئے

مثلاً ایک ماں باپ اپنے بیٹے کو سکول میں اس لئے بھیجتے ہیں کہ تعلیم پاکر علمی کمال حاصل کرے۔ اسی بنا پر وہ کتابیں بھی خرید کر کے دیتے ہیں۔ فیس بھی ادا کرتے ہیں۔ مگر وہ لڑکا اپنی بدبختی کے باعث ہر سال فیل ہی ہوتا رہتا ہے ہاکی کھیلنے میں یا فٹ بال کھیلنے میں۔ یا دوڑنے میں یا مکّہ بازی میں ہر سال کلاس میں اول نمبر آتا ہے۔ کیا اس لڑکے کے ماں باپ یا دوسرے سمجھدار آدمی یہ کہہ سکیں گے کہ یہ لڑکا بڑا سمجھدار ہے یا کامیاب ہے یا خوش قسمت ہے۔ ہرگز نہیں۔ اصلی کمال تو علم کا کمال ہے۔ علم کے امتحان میں تو ہر سال فیل ہو کر اپنے آپ کو ثابت کر دیتا ہے کہ میں نالائق ہوں۔ اس لئے امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتا باقی رہی مکّہ بازی تو یہ کوئی انسان کا کمال نہیں ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ دو بھینسے آپس میں ٹکریں مارتے ہیں۔ بالآخر ایک تھک کر بھاگ نکلتا ہے تو کیا پھر مکہ بازی میں کمال انسانی کمال ہے یا بھاگنے میں وہ لڑکا سب سے اول آتا ہے۔ تو کیا یہ انسانی کمال سمجھا جائے گا انسانی کمال علم ہے یا دوڑنا۔ دوڑنے میں تو اکثر کتا بھی انسان سے تیز دوڑتا ہے تو کیا پھر کہا جائے گا۔ کہ یہ کتا بڑا باکمال ہے

آج کل کی مادی ترقیات کو

اسی مثال پر قیاس کر لیجئے اللہ تعالیٰ نے جو انسان کا پیدا کرنا الٰہی قرآن مجید میں اعلان فرمایا ہوا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝ (سورۃ الذاریات ع ۳ پ ۲۷)

ترجمہ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا ہے زبردست طاقت والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالے نے انسان کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندگی کا آخری دستور العمل قرآن مجید ہے اور کلام الٰہی کی مزید تفصیل اور تشریح حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے۔ اکثر انسانوں کو ادھر تو توجہ ہی نہیں ہے۔ بجائے اس کے کہ اللہ تعالے کو بیش از بیش یاد کریں۔ اور فقط اسی کے تجویز کردہ نظام العمل (قرآن مجید) کو دستور العمل بنائیں۔

بجائے اس کے

کوئی ایٹم بم بنانے میں مصروف ہے۔ کوئی راکٹ بنانے میں مصروف ہے کیا اللہ تعالی نے اسی قسم کے کاموں کے لئے انسان کو پیدا کیا تھا۔ اور کیا ان قوموں میں جو پیغمبر آئے تھے کیا انہوں نے ان قوموں کو بھی مادی ترقی کی تعلیم دی تھی۔ ان حالات میں ہر عقلمند اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ کیا ایسے لوگوں سے اللہ تعالے راضی ہو سکتا ہے اور کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ انسانیت کا صحیح فرض بحالات موجودہ ادا کر رہے ہیں ہرگز نہیں۔

دعا

اللہ تعالے ہم سب کو اپنی اصطلاح میں صحیح معنی میں (عقلمند) ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

قضائے حاجت کے وقت سلام کا جواب نہ دیا جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اس حالت میں سلام کیا جب آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پیشاب کے لیے بیٹھے تھے۔ تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ جامع ترمذی

کچھ لوگ سوئے ہوئے ہوں تو جاگنے والوں کو سلام کرنے کا طریقہ

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم رات کو اصحاب صفہ کے پاس تشریف لاتے تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اس طرح آہستہ اور احتیاط سے سلام کرتے کہ سونے والے نہ جاگتے اور جاگنے والے سن لیتے۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡد

اللہ تعالیٰ کی مغفرۃ (بخشش) کے مختلف پہلوؤں پر

اللہ تعالیٰ کے اعلانات

پہلا اعلان

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی گناہ بخش نہیں سکتا

(وَالَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِہِمۡ ۪ وَمَنۡ یَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ۪۟ وَلَمۡ یُصِرُّوۡا عَلٰی مَا فَعَلُوۡا وَہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَجَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ۝) سورہ آل عمران ع ۱۴ پ ۴۔ ترجمہ۔ اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں۔ یا اپنے حق میں ظلم کریں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے۔ اور اپنے کئے پر وہ اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے اور باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے۔

دوسرا اعلان

اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز نہیں بخشیگا

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّطۡمِسَ وُجُوۡہًا فَنَرُدَّہَا عَلٰۤی اَدۡبَارِہَاۤ اَوۡ نَلۡعَنَہُمۡ کَمَا لَعَنَّاۤ اَصۡحٰبَ السَّبۡتِ ؕ وَکَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ مَفۡعُوۡلًا ۝ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا ۝) سورۃ النساء ع ۷ پ ۵۔ ترجمہ۔ اے کتاب والو (یہودیو) اس پر ایمان لے آؤ۔ جو ہم نے نازل کیا ہے۔ اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے کہ ہم بہت سے چہروں کو مٹا ڈالیں۔ پھر انہیں پیٹھ کی طرف الٹ دیں۔ یا ان پر لعنت کریں۔ جس طرح ہم نے ہفتہ کے دن والوں پر لعنت کی تھی۔ اور اللہ کا حکم تو نافذ ہو کر ہی رہتا ہے بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا۔ جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ما سوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

حاصل

اس اعلان خداوندی کا حاصل یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ شرک کا گناہ ہرگز نہیں بخشے گا۔ اور شرک کے سوا جو گناہ جس کو چاہے بخش دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا یہ بہت بڑا افترا ہے" یعنی اس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں ہو سکتا"۔

ایک خطرناک غلطی

اکثر آدمی ایک نہایت ہی خطرناک غلطی کرتے ہیں اور وہ اس غلطی کو نہیں سمجھتے بلکہ ثواب خیال کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ قرآن کی روشنی میں وہ چیزیں صریح شرک ہیں۔ مگر اکثر مسلمان ان چیزوں کو شرک نہیں سمجھتے برادران اسلام یاد رکھئے اللہ تعالےٰ نے اپنے قانون کے مطابق قیامت کے دن انسانوں کے اعمال کو دیکھنا ہے۔ نہ ہمارے خیال کے نقطۂ نگاہ سے۔ بالفرض اگر قاتل عدالت میں پیش ہوتے وقت عدالت میں یہ عذر پیش کرے کہ حضور مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ کہ آپ کے قانون میں قتل کی سزا پھانسی ہے اگر یہ علم ہوتا تو میں کبھی بھی مقتول کو قتل نہ کرتا۔ کیا عدالت اس قاتل کی بے علمی کے عذر کو سن کر اس کو معاف کر دے گی۔ ہرگز نہیں۔ عدالت اس قاتل کے جواب میں یہ کہے گی کہ حکومت کے قانون سے عدم واقفیت تمہارا قصور ہے۔ اس لئے تمہیں انصاف کے قانون کے لحاظ سے پھانسی دینا ضروری ہے۔ لہذا قانون سے ناواقفیت اس مجرم کے بری ہو جانے کا باعث نہیں بنیگی اور اسے ضرور پھانسی دے دی جائے گی۔ شاہنشاہ حقیقی عز اسمہٗ و جل مجدہٗ کے قانون کا بھی یہی حال ہے کہ جو اس کی مخالفت کرے گا۔ وہ سزا پائے گا۔

شرک کی چند مثالیں

پہلی

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ میرے سوا اور کوئی بھی اولاد نہیں دے سکتا۔ لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے اولاد مانگے گا تو شرک کا مرتکب ہوگا اور مشرک کہلائے گا۔

دوسری

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ رزق کی تنگی اور کشادگی فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رزق کی تنگی یا کشادگی کرنے والا خیال کرے گا وہ مشرک کہلائیگا۔

تیسری

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ عزت دینا یا ذلیل کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو عزت دینے یا ذلیل کرنے والا خیال کرے گا تو وہ قرآن مجید کی اصطلاح میں مشرک کہلائے گا۔

چوتھی

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ زندہ کرنا اور مارنا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص زندہ کرنے یا مارنے کا عقیدہ کسی اور کے ساتھ رکھے گا۔ تو وہ قرآن مجید کی اصطلاح میں مشرک ہو جائے گا۔

تیسرا اعلان

اللہ تعالےٰ جس کو چاہے بخش دیتا ہے

(لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۴۰ ۔ پ ۳ ۔

ترجمہ ۔ جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے ۔ اللہ ہی کا ہے ۔ اور اگر تم اپنے دل کی بات ظاہر کروگے یا چھپاؤگے اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر جس کو چاہے بخشے گا ۔ اور جسے چاہے عذاب کرے گا ۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

حاصل

جس عنوان کے ثابت کرنے کے لئے میں نے یہ آیت پیش کی ہے ۔ وہ تو یقیناً ثابت ہو گیا کہ حساب و کتاب لینے کے بعد بخش دینا یا سزا دینا فقط ایک اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے ۔ لہذا یہ اختیار کسی اور کے قبضہ میں خیال کرنا شرک ہوگا ۔

چوتھا اعلان

اللہ تعالیٰ چاہے تو سب گناہ معاف فرمادے

(قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝) سورۃ الزمر ع ۶ پ ۲۴ ۔

ترجمہ ۔ کہدو ۔ اے میرے بندو ۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے ۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو ۔ بیشک اللہ سب گناہ بخش دے گا ۔ بیشک وہ بخشنے والا رحم والا ہے ۔

حاصل

جس عنوان پر میں نے یہ آیت پیش کی ہے ۔ وہ بالکل صاف طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ چاہے تو سب گناہ معاف فرما دے ۔ اللھم اجعلنا منھم آمین یا اله العالمین

پانچواں اعلان

اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو نہیں بخشتا

(اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝) سورۃ النساء ع ۲۰ ۔ پ ۵ ترجمہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ۔ پھر کفر کیا ۔ پھر ایمان لائے پھر کفر کیا ۔ پھر کفر میں بڑھتے رہے تو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشیگا ۔ اور نہ انہیں راہ دکھائیگا ۔

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایمان کو ایک کھلونا اور ایک مذاق بنا رکھا ہے ۔ جب چاہا تو ایمان کے دائرہ میں آ گئے ۔ اور جب چاہا تو دائرہ اسلام سے نکل گئے ۔ ان ایمان پر مذاق کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ نہیں بخشیگا اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے کیا ہے ۔ نہ تو ان کو بخشیگا اور نہ ان کی راہ نمائی فرمائے گا ۔ راہ نمائی تو اس کی فرمائے جو راہ نمائی کا خواہاں ہو ۔ جب وہ خود طالب نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو مجبور کرکے جنت میں پہنچائے ۔

چھٹا اعلان

بعض بدنصیبوں کے متعلق اعلان ہے کہ انہیں اللہ تعالےٰ ہرگز نہیں بخشے گا ۔

(وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝) سورۃ التوبہ ع ۱۰ پ ۱۰ ۔

ترجمہ اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے دے تو ہم ضرور خیرات کیا کرینگے اور نیکوں میں سے ہو جائینگے ۔ پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ موڑ کر پھر بیٹھے تو نتیجہ یہ ہوا کہ اس دن تک کہ اللہ سے ملیں گے ۔ اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا ۔ اس لئے کہ انہوں نے جو اللہ سے وعدہ کیا تھا اسے پورا نہ کیا اور اس لئے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے ۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کا بھید اور ان کا مشورہ جانتا ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے ۔ وہ لوگ جو ان مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی محنت کے سوا طاقت نہیں رکھتے ۔ پھر ان پر ٹھٹھا کرتے ہیں ۔ اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے ۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشیگا یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا ۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیات پر جو حواشی تحریر فرمائے ہیں ۔ وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ۔ تاکہ ان آیات کے متعلقہ مضامین پر مزید بصیرت حاصل ہو ۔ فرماتے ہیں "ایک شخص ثعلبہ بن حاطب انصاری نے حضرت سے عرض کیا کہ میرے حق میں دولتمند ہونے کی دعا فرما دیجئے ۔ آپ نے فرمایا کہ ثعلبہ تھوڑی چیز جس پر خدا کا شکر ادا کرے ۔ اس بہت چیز سے اچھی ہے ۔ جس کے حقوق ادا نہ کر سکے ۔ اس نے پھر وہی درخواست کی آپؐ نے فرمایا کہ اے ثعلبہ کیا تجھے پسند نہیں کہ میرے نقش قدم پر چلے ۔ آپؐ کے انکار پر اس کا اصرار بڑھتا رہا ۔ اس نے وعدہ کیا کہ اگر خدا مجھ کو مال دے گا میں پوری طرح حقوق ادا کروں گا ۔ آخر حضورؐ نے دعا فرمائی اس کی بکریوں میں اس قدر برکت ہوئی کہ مدینے سے باہر ایک گاؤں میں رہنے کی ضرورت پڑی ۔ اور اتنا پھیلاوا ہوا کہ ان میں مشغول ہو کر رفتہ رفتہ جمعہ و جماعات بھی ترک کرنے لگا ۔ کچھ دنوں بعد حضورؐ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے محصّل پہنچے تو کہنے لگا ۔ زکوٰۃ تو جزیہ کی بہن معلوم ہوتی ہے ۔ دو ایک دفعہ ٹلا کر زکوٰۃ دینے سے صاف انکار کر دیا ۔ حضورؐ نے تین مرتبہ فرمایا ۔ "وَیحَ ثَعلبہ" اور یہ آیات نازل ہوئیں ۔ جب

اس کے بعض اقارب نے اس کی خبر پہنچائی تو با دلِ نخواستہ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تیری زکوٰۃ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ یہ سن کر اس نے بہت ہائے واویلا کی۔ کیونکہ حضورؐ کا زکوٰۃ قبول نہ کرنا اس کے لئے بڑی عار کی بات تھی۔ بدنامی کے تصور سے سر پر خاک ڈالتا تھا۔ مگر دل میں نفاق چھپا ہوا تھا۔ پھر حضورؐ کے بعد ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا۔ انھوں نے بھی قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ پھر حضرت عمرؓ اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پیش کی۔ دونوں نے انکار فرمایا۔ ہر ایک یہی کہتے تھے کہ جو چیز نبی کریمؐ نے رد کر دی۔ ہم اس کو قبول نہیں کر سکتے۔ آخر اسی حالت نفاق پر حضرت عثمانؓ کے عہد میں اس کا خاتمہ ہوا خدا تعالیٰ سے صریح وعدہ خلافی کرنے اور جھوٹ بولتے رہنے کی سزا میں انکے بخل اور اعراض کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ کے لئے نفاق کی جڑ ان کے دلوں میں قائم ہو گئی جو موت تک نکلنے والی نہیں اور یہ ہی سنت اللہ ہے کہ جب کوئی شخص اچھی یا بری خصلت خود اختیار کر لیتا ہے تو کثرت مزاولت و ممارست سے وہ دائمی بن جاتی ہے۔ بری خصلت کے اسی دوام و استحکام کو کبھی ختم و طبع (مہر لگانے) سے تعبیر کر دیتے ہیں۔ (ایسے آدمی) خواہ کیسے ہی وعدے کریں۔ باتیں بنائیں یا مجبور ہو کر مال پیش کریں۔ خدا ان کے ارادوں اور نیتوں کو خوب جانتا ہے اور (وہ لوگ) اپنے ہم مشربوں کے ساتھ بیٹھ کر جو مشورے کرتے ہیں۔ ان سے پوری طرح آگاہ ہے وہ جانتا ہے کہ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥ کا وعدہ اور ٹھیرا کر زکوٰۃ حاضر کرنا کس دل اور کیسی نیت سے تھا۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے چار ہزار (دینار یا درہم) حاضر کر دیئے۔ عاصم بن عدیؓ نے ایک سو وسق کھجوریں (جنکی قیمت چار ہزار درہم ہوتی تھی) پیش کیں۔ منافقین کہنے لگے کہ ان دونوں نے دکھلاوے اور نام و نمود کو اتنا دیا ہے۔ ایک غریب صحابی ابوعقیل حباب نے جو محنت و مشقت سے تھوڑا سا کما کر لائے اس میں سے ایک صاع تمر صدقہ کیا تو (منافق) مذاق اڑانے لگے کہ یہ خواہ مخواہ زور آوری سے لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ بھلا اس کی ایک صاع کھجوریں کیا پکار کرینگی غرض تھوڑا دینے والا اور بہت خرچ کرنے والا کوئی ان کی زبان سے بچتا نہ تھا۔ کسی پر طعن کسی سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ یعنی ان کے طعن و تمسخر کا بدلہ دیا۔ بظاہر تو وہ چند روز کے لئے مسخراپن کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیئے گئے ہیں لیکن فی الحقیقت ملک کی جڑیں کٹتی چلی جا رہی ہیں۔ اور عذاب الیم ان کے لئے تیار ہے۔ منافقین کے لئے آپ کتنی ہی مرتبہ استغفار کیجئے۔ ان کے حق میں بالکل بیکار اور بیفائدہ ہے۔ خدا ان بدبخت کافروں اور نافرمانوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا۔ آپؐ نے قمیص مبارک کفن میں دیا۔ لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا۔ نماز جنازہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ حضرت عمرؓ اس معاملہ میں آڑے آتے تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہؐ یہ وہ ہی خبیث تو ہے۔ جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی نالائق حرکات کیں۔ ہمیشہ کفر و نفاق کا علمبردار رہا۔ کیا حق تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ آپؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ مجھ کو استغفار سے منع نہیں کیا گیا۔ بلکہ آزاد رکھا گیا ہے۔ کہ استغفار کروں یا نہ کروں۔ یہ خدا کا فعل ہے کہ ان کو معاف نہ کرے۔ یعنی ان کے حق میں میرا استغفار نافع نہ ہو۔ (سو ان کے حق میں نہ سہی) ممکن ہے دوسروں کے حق میں میرا یہ طرز عمل نافع ہو جائے۔ دوسرے لوگ سب سے بڑے موذی دشمن کے حق میں نبیؐ کے اس وسعت اخلاق اور وفور رحمت و شفقت کو دیکھ کر اسلام و پیغمبرؐ اسلام کے گرویدہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کرتا۔ گویا اس جملہ میں حضورؐ نے متنبہ فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی طرح آپ بھی اس کے حق میں استغفار کو غیر مفید تصور فرما رہے تھے۔ فرق اس قدر ہے کہ حضرت عمرؓ کی نظر بغض فی اللہ کے جوش میں صرف اسی نقطہ پر منحصر تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میت کے فائدے سے قطع نظر فرما کر عام پیغمبرانہ شفقت کا اظہار اور احیا کے فائدہ کا خیال فرما رہے تھے۔ لیکن آخرکار وحی الٰہی " ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہٖ " نے صریح طور پر منافقین کا جنازہ پڑھنے یا ان کے اہتمام دفن و کفن وغیرہ میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی کیونکہ اس طرز عمل سے منافقین کی ہمت افزائی اور مومنین کی دل شکنی کا احتمال تھا اس وقت سے حضورؐ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

ساتواں اعلان

اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالوں کیلئے بڑا ہی بخشنے والا ہے

(وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى) سورہ طٰہٰ ع ۴ - پ ۱۶

ترجمہ۔ اور بیشک میں بڑا بخشنے والا ہوں اسکو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے۔ پھر ہدایت پر قائم رہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص ایمان لائے اور حسب توفیق احکام الٰہی کی تعمیل کرے اور اللہ تعالیٰ کی ارشاد کردہ رہنمائی کا ہر حال میں پابند رہے۔ اگر ایسے انسان سے بے ساختہ کوئی غلطی ہو جائے (بقول شخصے اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِّنَ السَّهْوِ وَالنِّسْيَانِ) ترجمہ۔ انسان کے خمیر میں بھول چوک فطرتاً رکھی گئی ہے۔ لہذا سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کوئی انسان معصوم نہیں ہے۔ اس لئے مذکورۃ الصدر صفات سے متصف ہونیوالے انسانوں سے بھی غلطی کا ہو جانا بعیدانہ قیاس نہیں ہے۔ پھر ایسے مخلصین حضرات کی دلجوئی کے لئے اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں ایسے لوگوں کے حق میں غفار (بڑا ہی بخشنے والا) ہوں "تاکہ ایسے حضرات سے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو مایوس نہ ہوں اور ان کی مخلصانہ ہمت مردانہ پر اس غلطی کا اثر باقی نہ رہنے پائے۔ بلکہ ان کے ذہن میں یہ بات قائم رہے کہ جب بھی غلطی ہو گی تو غفار الذنوب اس کو معاف فرما دیگا۔ اللہم اجعلنا منہم

آٹھواں اعلان

اگر کام کرنے میں انسان کی نیت بالکل ٹھیک تھی

مگر کام کرنے میں کوئی کوتاہی ہوگئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا

(رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا٥) سورہ بنی اسرائیل ع ۳ ۔ پ ۱۵ ۔ ترجمہ ۔ جو تمہارے دلوں میں ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے ۔ اگر تم نیک ہوگے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے ۔

اس اعلان میں

ایک بہت بڑی تسلی دی گئی ہے ۔ وہ یہ کہ اگر انسان سے غلطی ہو جائے ۔ اس کے بعد اس کے دل میں ندامت پیدا ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرکے اس سے معافی مانگے تو اللہ تعالےٰ معاف فرما دیتا ہے ۔

نواں اعلان

بعض انسانوں کو مغفرۃ کے علاوہ اجر عظیم ملنے کا وعدہ

(وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ٥) سورۃ المائدہ ع ۲ ۔ پ ۶ ۔ ترجمہ ۔ اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے ۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی نہ صرف یہ کہ ان کوتاہیوں کو معاف کر دیں گے جو بمقتضائے بشریت رہ جاتی ہیں ۔ بلکہ عظیم الشان اجر و ثواب بھی عطا فرمائیں گے ۔"

بڑے ہی بد نصیب

ہیں وہ انسان جو اس قدر عفو عام کے اعلانات کے ہوتے ہوئے بھی دُنیا کی زندگی میں گناہ کرتے جائیں اور بارگاہ الٰہی سے معافی نہ مانگیں اور مرنے کے بعد ان تمام جمع شدہ گناہوں کے انبار کے سبب سے اپنی قبروں کو دوزخ کا گڑھا بنوائیں ۔ اللھم لا تجعلنا منھم

اس لا پرواہی کا بہت بڑا سبب

یہ بھی ہے کہ عام طور پر مسلمان اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس (قرآن مجید) کی تعلیم سے بے بہرہ ہیں ۔ قرآن مجید کے اعلانات عام طور پر ان کے کانوں میں بھی نہیں پڑتے ۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ان اعلانات سے بے خبر رہتے ہیں اور اس بے خبری کے باعث عام طور پر انہیں گناہ کا احساس بھی نہیں ہوتا اور کرتے رہتے ہیں ۔ تا آنکہ قبر کے دروازہ پر جا پہنچتے ہیں ۔ قبر میں داخل ہونے کے بعد احساس تو ہوتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی کے ایام غلط طریقہ پر گزارے ہیں ۔ اس لئے عذاب قبر میں مبتلا کیا گیا ہوں ۔ مگر اب اس احساس سے کیا ہو سکتا ہے ۔

مثلاً

عام طور پر مسلمان مرد ہوں یا عورتیں نماز نہیں پڑھتے حالانکہ "تارک نماز کی قبر جہنم کا گڑھا بنے گی ۔

دوسری مثال

عام طور پر مسلمان رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتے ۔ حالانکہ رمضان شریف کے روزے نہ رکھنے والوں کے لئے قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی ۔

تیسری مثال

مسلمانوں میں بے شمار عورتیں اور مرد ایسے ہیں ۔ باوجودیکہ ان پر زکوٰۃ فرض ہے مثلاً عورتوں پر زیورات کی زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ نصاب زکوٰۃ تک وہ زیورات پہنچ جائیں ۔ اب جو عورتیں زیورات کی زکوٰۃ ادا نہیں کرینگی ۔ اس جرم کے باعث ان کی قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی ۔ مگر یہ احساس انہیں قبر میں جانے کے بعد ہوگا ۔ اس وقت اس احساس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔

علیٰ ہذا القیاس

کئی مرد ایسے ہیں کہ ان کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ ان کے ذمہ زکوٰۃ دینا فرض ہے مگر وہ نہیں دیتے ۔ ایسے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی مگر اب اس احساس کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے ۔

عام طور پر مسلمان جانتے بھی نہیں

ایک اور مصیبت ہے کہ عام طور پر مسلمان ان گناہوں کی ان سزاؤں کو جانتے بھی نہیں انہوں نے عام طور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے فقط اپنے آپ کو مسلمان کہنا ہی کافی سمجھ رکھا ہے ۔ حالانکہ یہ چیز بالکل غلط ہے اور غور کیا جائے تو

مسلمان کے لفظ

میں سارا دین آ جاتا ہے ۔ کیونکہ اسلام کی معنی فرمانبرداری کرنا ہے اور دراصل مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنے والے کا نام ہے ۔

اگر احکام کی فرمانبرداری

تو نہ کرے اور اپنا نام مسلمان رکھ لے یہ تو جعل سازی ہے ۔ جس طرح کہ سیاہ فام حبشی کا نام چاند خاں رکھ دیا ہے ۔ تو کیا وہ چاند کی طرح روشن ہے ۔ اسی طرح اگر ہم لوگ خدا تعالےٰ کے نافرمان کا نام مسلمان رکھ دیں تو اللہ تعالےٰ کے ہاں تو غلط ہی ہوگا ۔ کہ نافرمان کو ہم نے فرمانبردار ہونے کا لقب دے دیا ۔

برادران اسلام

یاد رکھیئے اللہ تعالیٰ ہماری اصطلاحوں کا پابند نہیں ہے ۔ وہ تو اپنے نقطۂ نگاہ سے ہر انسان کے اعمال کا فیصلہ کرے گا ۔ لہٰذا جو لوگ احکام الٰہی کی تعمیل کرنے سے بے بہرہ ہیں ۔ وہ ہماری اصطلاح میں خواہ مسلمان کہلاتے ہیں ۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں وہ مسلمان نہیں ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کا اعلان

ملاحظہ ہو جو میری سابقہ سطور کی تائید کرتا ہے ۔ ارشاد ہے ۔

اعلان

(وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥) سورۃ البقرہ ع ۱۳ ۔ پ ۱ ۔ ترجمہ ۔ اور کہتے ہیں کہ سوائے یہود یا نصاریٰ کے اور کوئی جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا ۔ یہ ان کے ڈھکوسلے ہیں ۔ کہدو اپنی دلیل لاؤ ۔ اگر تم سچے ہو ۔ ہاں جسنے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو (یعنی فقط دعوےٰ کافی نہیں ۔ بلکہ عمل بھی نیک کرتا ہو ۔ تو اس کیلئے اس کا بدلہ اسکے رب کے ہاں ہے ۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے ۔

بے عمل مسلمانوں کو

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کو بار بار غور سے پڑھنا چاہیئے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ کی اصطلاح میں اصلی سچا اور کھرا مسلمان کون ہے ۔ وما علینا الا البلاغ +

خطبہ یوم الجمعۃ ۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۹؍اکتوبر ۱۹۵۹ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اما بعد

(۱) اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے کا حکم (۲) اور اس کے نتائج

اس پر متعدد شواہد

(حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی بغرض عمرہ لاہور سے روانہ ہونے سے پہلے جمعہ کے خطبات تحریر فرما کر دے گئے ہیں۔ آج ہم ان میں سے پہلا خطبہ شائع کر رہے ہیں جو حضرت قبلہ کی غیر حاضری میں مولانا عبیداللہ صاحب انور نے پڑھ کر سنایا) (ادارہ)

پہلا

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ٥) سورۃ الاحزاب ع ۶ پ ۲۲۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔

دُوسرا

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ٥) سورۃ الاحزاب ع ۵۔ پ ۲۲

ترجمہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں اور عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں اور خیرات کرنیوالے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں اور پاکدامن مردوں اور پاکدامن عورتوں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنیوالی عورتوں کے لئے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بخشش اور بہت بڑے اجر کا تمغہ لینا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ دس صفتیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں

ورنہ

اگر ان دس صفتوں سے خالی اور کورے ہو کر مرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں پیش ہوئے تو پھر قانونی طور پر تم بخشش اور اجر عظیم کے مستحق نہیں ہوگے دیدے تو اس کا فضل ہوگا اور اگر نہ دے تو اس پر کوئی الزام نہیں ہوگا۔

مغفرت کے خواہشمند

مردوں اور عورتوں کو مذکورۃ الصدر آیت کو آنکھیں کھول کر اور عقل خداداد کو بیدار کرکے اس آیت کو پڑھنا چاہیئے کہ آیا ہم اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اجر عظیم پانے کے قانوناً مستحق ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ اگر اپنے قانون کو بالائے طاق رکھ کر محض اپنے فضل سے ہمیں دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچا دے۔ تو قادر مطلق ہے۔

ہاں کوئی قاتل

اس خیال سے کسی شخص کو قتل نہیں کر سکتا کہ چونکہ بادشاہ کے اختیارات میں یہ چیز بھی ہے کہ اگر چاہے تو قاتل پر رحم کھا کر اسے قتل نہ کرے بلکہ بری کر دے۔ اگرچہ بادشاہ رحم کرکے چھوڑ سکتا ہے۔ مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اس قاتل کے حق میں اس کے رحم کا جذبہ جوش میں نہ آئے۔ بعینہٖ یہی حال اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس مجرم کو چاہے معاف فرما دے۔ مگر یہ بھی تو ممکن ہے۔ کہ اس شخص کے حق میں وہ رحمت کا جذبہ (اس کے دوسرے گناہوں کے سبب سے) جوش میں نہ آئے۔ وما علینا الا البلاغ۔

تیسرا شاہد

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥) سورۃ الانفال ع ۶ پ ۱۰۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جب کسی فوج سے ملو۔ تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اے مسلمانو۔ اگر تم میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں اپنے قدم جمائے رکھوگے اور اللہ تعالیٰ کو اس وقت بھی بہت یاد کروگے تو اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ تم دشمن پر فتح پاؤگے اور یہ فتح در اصل اللہ تعالیٰ کے ذکر خیر کی برکت کے باعث ہوگی۔

چوتھا شاہد

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥) سورۃ الجمعہ ع ۲۔ پ ۲۸) ترجمہ۔ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو

پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حاصل

یہی نکلا۔ کہ نماز کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی امداد شامل حال ہو اور تم دشمنان اسلام پر فتح پا لو۔ بہرحال ذکر الٰہی کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ ذکر الٰہی کی برکت سے رحمت الٰہی جوش میں آئے گی۔ اور تم میدانِ جنگ میں فتح پاؤگے۔ وماعلینا الا البلاغ

برادران اسلام آپ نے دیکھا

کہ گذشتہ پیش کردہ شواہد میں اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والوں کو مغفرۃ اور اجر عظیم اور فلاح (نجات) کے تین وعدے دیئے گئے ہیں۔ مغفرت کی معنی بخشش ہے یعنی سارے گناہ بخشے جانے کا وعدہ۔ اور فلاح کی معنی نجات یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جانا۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ جب شاہنشاہ حقیقی بکثرت ذکر الٰہی کرنے والوں کے لئے اعلان فرما رہے ہیں تو پھر اس مغفور و مرحوم کو قیامت کے دن کے عذاب کا کوئی کھٹکا رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ انسان بکثرت ذکر الٰہی کرنے والی عادت کو مرتے دم تک نباہے۔ پھر یقیناً یہی نتائج برآمد ہونگے۔ اس کی شہادت قرآن مجید سے ملاحظہ ہو۔

(وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ) سورۃ الحجر ع ۶ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ یہاں تک کہ تمہیں موت آئے۔

میرا مطلب یہ ہے

کہ کثرت ذکر الٰہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدے اپنے ذاکر بندوں سے کئے ہیں۔ وہ یقیناً پورے ہو کر رہیں گے بشرطیکہ ذاکرین اپنے اس فرض منصبی کو مرتے دم تک نباہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکتوں کا ذکر

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ رضؓ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنْ عِنْدَهٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ اور ابو سعیدؓ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم اللہ کے ذکر کے لئے نہیں بیٹھتی۔ مگر یہ کہ اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اطمینان قلب اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان شخصوں میں کرتا ہے جو اس کے قریب ہیں یعنی مقرب فرشتے۔

انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فخر ہو سکتا ہے

کہ دنیا میں بسنے والے انسانوں کا ذکر اللہ تعالےٰ ان فرشتوں میں کرے۔ جو اس کے مقرّب ہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَيِّتِ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابو موسےٰؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ جو (اللہ تعالیٰ کو) یاد نہیں کرتا مثل زندہ اور مُردہ کے ہے۔

یعنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ وہ زندہ ہے اور جو ذکر نہ کرے وہ مُردہ ہے۔

حضورؐ انور کے نقطۂ نگاہ سے دیکھو

تو یہ کہنا پڑے گا کہ دنیا میں چلنے پھرنے والوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں اکثریت مُردوں کی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی نعمتیں تو استعمال کرتے ہیں اور مردوں کی طرح عبادت سے محروم ہیں۔ وماعلینا الا البلاغ

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میری نسبت جو خیال و گمان رکھتا ہے۔ میں اس کے لئے ایسا ہی ہوں (یعنی اس سے اس کے گمان کے مناسب معاملہ کرتا ہوں) اور جب میرا بندہ ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان لوگوں سے بہتر ہوتی ہے۔

چوتھی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُحَمِّدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَّاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْئَلُوْنَ قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ

لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا
كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ
لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ
اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ
مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ
لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ
قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ
(رواہ البخاری) وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ
قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً
فُضُلًا يَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ
فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ
قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا
بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَاُوْا مَا بَيْنَهُمْ
وَبَيْنَ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا
عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَآءِ قَالَ
فَيَسْئَلُهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ
اَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ
عِبَادِكَ فِي الْاَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَ
يُكَبِّرُوْنَكَ وَيُهَلِّلُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ
وَيَسْئَلُوْنَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْئَلُوْنِيْ
قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ
رَاَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا لَا اَيْ رَبِّ قَالَ وَ
كَيْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا وَ
يَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنَ
قَالُوْا مِنْ نَّارِكَ قَالَ وَهَلْ
رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ
رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا يَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ
فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَاَعْطَيْتُهُمْ
مَا سَاَلُوْا وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا
اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ
فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ وَاِنَّمَا مَرَّ
فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهٗ غَفَرْتُ
هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی اللہ کے ذکر کو سننے اور اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ملنے) اس کے بعد وہ فرشتے آ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا (کہ جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو) ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت اور بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ خدا کی قسم انہوں نے تجھے دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے جنّت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنّت کو نہیں دیکھا ہے اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے اگر وہ جنّت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنّت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی۔ اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی پھر اللہ (تعالیٰ) پوچھتا ہے اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم۔ اے پروردگار اس کو انہوں نے دیکھا نہیں ہے۔ اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (یہ سُن کر) ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان لوگوں میں ایک ایسا بھی شخص تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے۔ وہ (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ محروم نہیں رکھا جاتا۔ ان کے پاس بیٹھنے والا (مذکور الصدر بیان بخاری شریف میں آیا ہے۔ اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ (تعالیٰ) کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے۔ زیادہ پھرنے۔ اور گشت لگانے والی۔ یہ جماعت ذکر الٰہی کی مجلسوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ پس جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پاتے ہیں۔ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ تو یہ فرشتے بھی اس مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ساری فضا جو آسمان اور اس مجلس کے درمیان ہے۔ فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔ پھر جب ذکر کرنے والوں کی یہ مجلس منتشر ہو جاتی ہے (یعنی اس مجلس سے اُٹھ کر سب چلے جاتے ہیں) تو یہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور (ساتویں) آسمان تک پہنچتے ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ حالانکہ اللہ (تعالیٰ) ان سے زیادہ ذکر الٰہی کرنے والوں کے حال سے واقف ہوتا ہے۔ تم کہاں سے آ رہے ہو۔ فرشتے کہتے ہیں ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آ رہے ہیں جو زمین میں ہیں اور جو تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری عظمت کا ذکر کرتے ہیں۔ تیرا کلمہ پڑھتے ہیں اور تجھ کو تیری بزرگی کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ (تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں۔ اے پروردگار نہیں۔ اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ پھر فرشتے کہتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ (تعالیٰ) پوچھتا ہے وہ کس چیز سے میرے ذریعہ پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تیری دوزخ کی آگ سے۔ اللہ (تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری دوزخ کی آگ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ میری دوزخ کی آگ

کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔فرشتے کہتے ہیں اور وہ تجھ سے بخشش بھی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے ان کو بخش دیا اور وُہ چیز بھی دی۔ جو انہوں نے مانگی۔یعنی جنت اور اس چیز سے پناہ بھی دی۔ جس سے انہوں نے پناہ مانگی یعنی دوزخ سے۔فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار۔ ان میں فلاں بندہ بھی تھا جو بڑا گنہگار ہے۔ وہ کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں ان لوگوں کے پاس بیٹھ گیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ وہ ایسی جماعت ہے۔جس کے پاس بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔

پانچویں حدیث

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَ اَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ رواہ مالک و احمد والترمذی وابن ماجۃ اِلَّا اَنَّ مَالِکاً وَقَفَہٗ عَلٰی اَبِی الدَّرْدَاءِ ۔ ترجمہ ابو الدرداءؓ سے روایت ہے۔کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تم کو آگاہ نہ کروں تمہارے اعمال میں سے بہترین اعمال پر اور تمہارے بادشاہ کے خیال میں بہت پاکیزہ اعمال ہیں اور تمہارے درجات میں وہ اعمال بہت بلند ہیں۔ اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہیں اور تمہارے لئے اس سے بہتر ہیں کہ تم اپنے دشمن سے ملو۔ (یعنی لڑائی میں) اور تم ان کی گردنوں کو مارو اور وہ تمہاری گردنوں کو ماریں۔ صحابہؓ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا وہ اللہ(تعالیٰ) کا ذکر ہے۔

چھٹی حدیث

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذَّاکِرَاتِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ مِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِہٖ فِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَیَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاکِرَ لِلّٰہِ اَفْضَلُ مِنْہُ دَرَجَۃً (رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب) ترجمہ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔قیامت کے دن اللہ کے نزدیک درجہ میں کونسا بندہ افضل اور ارفع (سب سے بلند مرتبہ والا) ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ(تعالیٰ) کو بہت یاد کرنے والے اور بہت یاد کرنے والیاں (یعنی عورتیں) پھر سوال کیا گیا یا رسول اللہؐ کیا ذکر الٰہی کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہے۔آپؐ نے فرمایا اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں میں چلائے۔یہاں تک کہ اسکی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خود (یعنی جہاد کرنے والا) یا تلوار خون سے رنگین ہو جائے۔ (یعنی وہ شہید ہو جائے) پھر بھی خدا کا ذکر کرنیوالا مرتبہ میں اس سے بہتر ہے۔

ساتویں حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے دل (کی تاک) میں لگا ہوا ہے۔پس جس وقت آدمی خدا کا ذکر (دل سے) کرتا ہے۔شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے وسوسے پیدا کرتا ہے۔

آٹھویں حدیث

عَنْ مَالِکٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّیْنَ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ یَابِسٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَثَلُ الشَّجَرَۃِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسْطِ الشَّجَرِ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِیْ بَیْتٍ مُظْلِمٍ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُغْفَرُ لَہٗ بِعَدَدِ کُلِّ فَصِیْحٍ وَّ اَعْجَمَ وَالْفَصِیْحُ بَنُوْ اٰدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَھَائِمُ رواہ رزین ۔ مشکوٰۃ شریف صہ۱۹۰۔

امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کا ذکر کرنیوالا غافل لوگوں میں ایسا ہوگا جو بھا گنے والوں کے پیچھے دشمن سے لڑتا رہے۔ اور غافل لوگوں میں ذکر الٰہی کرنے والا سبز ٹہنی کی مانند ہے جو خشک درخت میں ہو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ (ذکر کرنے والا) اس سبز درخت کی مانند ہے۔ دوسرے درختوں کے درمیان جو سارے خشک ہو چکے ہیں اور غافل انسانوں میں خدا کا ذکر کرنیوالا چراغ کے مانند ہے جو اندھیرے گھر میں ہو اور غافلوں میں ذکر الٰہی کرنے والے کو اللہ (تعالیٰ) اسکی زندگی ہی میں دکھا دیتا ہے جو جگہ اس کی جنت میں ہے۔ اور غافل انسانوں میں خدا کا ذکر کرنے والے کی بخشش کی جاتی ہے۔ اس کے گناہوں کی بمقدار شمار ہر فصیح اور عربی کے۔ اور فصیح سے مراد انسان ہیں اور عجم سے مراد جانور ہیں۔

نویں حدیث

عَنْ مَعَاذٍؓ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (رواہ مالک والترمذی و ابن ماجہ)۔ ترجمہ۔معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے۔ بندہ جو عمل کرتا ہے۔ اس میں ذکر الٰہی سے بہتر اور عذاب الٰہی سے نجات دینے والا کوئی عمل نہیں ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے والی اور کوئی چیز نہیں ہے

دُعا

اللھم وفقنا لما تحب وترضی واجعل اخرتنا خیرا من الاولے۔

ترجمہ۔ اے اللہ جن کاموں کو تو پسند کرتا ہے اور جن کاموں کے کرنیسے تو راضی ہوتا ہے۔ ہمیں ان کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرما۔اور ہماری پچھلی زندگی کو پہلی سے بہتر بنا۔ آمین یااله العالمین

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء

محررہ جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡدُ

(۱) عبادت فقط اللہ تعالےٰ کی کی جائے
(۲) اور راہ نما فقط قرآن مجید کو بنایا جائے
(۳) اور ان دونوں مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے اپنے سامنے نمونہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رکھا جائے

پہلا مضمون

اللہ تعالیٰ کا تعارف

میں نے نمبر اول میں عرض کی ہے کہ عبادت فقط اللہ تعالیٰ کی کی جائے اب اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعارف کرانا چاہتا ہوں جو اس نے خود اپنا تعارف قرآن مجید میں کرایا ہے ۔ (ارشاد ہے ۔ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝) پارہ عم ربع اخیر

ترجمہ ۔ کہدو ۔ وہ اللہ ایک ہے ۔ اللہ بے نیاز ہے ۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے اگر انسان

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان

کو سمجھ لے اور ہر وقت یاد رکھے تو کبھی کوئی انسان شرک میں مبتلا نہیں ہو سکتا اور عبادت کرے گا تو فقط ایک اللہ تعالیٰ کی کرے گا ۔

کیونکہ

اگر اللہ تعالےٰ کے سوا زمین اور آسمان میں بسنے والوں میں سے کوئی بھی عبادت کے قابل ہو سکتے تھے تو فقط انبیاء علیہم السلام یا ملائکہ عظام ہو سکتے تھے ۔ مگر وہ حضرات بھی الوہیت کی معنی کے سانچے میں پورے نہیں آ سکتے کیونکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام ماں باپ یا فقط والدہ محترمہ (مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے ذریعہ ہی سے دنیا میں آئے ہیں ۔ اس لئے ان حضرات میں کوئی بھی خدا بننے کے قابل نہیں ہے ۔ ان کے بعد ملائکہ عظام کو دیکھئے ان میں ایک دوسرے کے ساتھ برابری پائی جاتی ہے ۔ (اگرچہ ملائکہ عظام کی تعداد سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا ۔ باوجود اس کے ہمیں معلوم ہے ۔ کہ چار فرشتوں کا مرتبہ دوسرے ملائکہ عظام سے بہت بلند ہے اور چاروں کی ذمہ داریاں علیحدہ علیحدہ ہیں ۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں سے فلاں فرشتہ کا درجہ اعلےٰ ہے ۔ اور فلاں کا ادنےٰ ہے)

لہذا ثابت ہوا

کہ معبود بننے کا حق فقط اللہ تعالےٰ کی ذات ہی کو حاصل ہے ۔ کیونکہ الٰہ بننے کی شرائط فقط اسی کی ذات میں پائی جاتی ہیں ۔

فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنیکا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان ملاحظہ ہو ۔ قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ۝ وَ اُمِرۡتُ لِاَنۡ اَکُوۡنَ اَوَّلَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝ قُلۡ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۝ قُلِ اللّٰہَ اَعۡبُدُ مُخۡلِصًا لَّہٗ دِیۡنِیۡ ۝ (سورۃ الزمر ع ۲ ۔ پ ۲۳)

ترجمہ ۔ کہدو مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کیلئے خاص رکھوں اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار بنوں ۔ کہدو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۔ اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں ۔ کہدو میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اسکی عبادت کرتا ہوں ۔

قطعی فیصلہ ہوگیا

کہ معبود فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے جب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں ۔ پھر اور کون ایسا ہو سکتا ہے ۔ جس کو معبود بنایا جا سکے

قیامت کے دن میں خسارہ

غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کو قیامت کے دن خسارہ اٹھانا پڑیگا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا جن کے ساتھ بندگی کا تعلق دنیا میں قائم کیا تھا وہ تو کام نہیں آئیں گے اور اس دن حکومت فقط اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہوگی ۔ اور وہ ان لوگوں سے پہلے ہی بیزار ہے ۔ لہذا ان لوگوں کا داخلہ یقیناً دوزخ میں ہوگا اور وہاں سے نکل نہیں سکیں گے ۔

نہ نکلنے کا ثبوت

(فَاعۡبُدُوۡا مَا شِئۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡخٰسِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَہۡلِیۡہِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اَلَا ذٰلِکَ ہُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِیۡنُ ۝ لَہُمۡ مِّنۡ فَوۡقِہِمۡ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنۡ تَحۡتِہِمۡ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِکَ یُخَوِّفُ اللّٰہُ بِہٖ عِبَادَہٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوۡنِ ۝) ۔ سورۃ الزمر ع ۲ ۔ پ ۲۳

ترجمہ ۔ پھر تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو ۔ کہدو خسارہ اٹھانے والے وہ ہیں ۔ جنہوں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارہ میں ڈال دیا ۔ یاد رکھو یہ صریح خسارہ ہے ۔ ان کے اوپر بھی آگ کے بادل ہونگے اور ان کے نیچے بھی بادل ہوں گے ۔ یہی بات ہے

جس کا اللہ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے ۔ اے میرے بندو ۔ مجھ سے ڈرتے رہو

فرشتے بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں

(وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ) (الزمرع ۸ پ ۲۴) ترجمہ ۔ اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھینگے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں ۔

اب بتلایئے

اور بچا ہی کون ہے ۔ جس کو خدا تعالے کا درجہ دیا جائے ۔ جب ملائکہ عظام بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہوں تو پھر اور کس کو مجال ہے کہ زمین اور آسمان کی مملکت الٰہی میں کوئی دم مار سکے

تحریر سابق

سے یہ چیز صاف ہو گئی ہے کہ ایک اللہ تعالے کے سوا اور کوئی زمین و آسمان میں ایسا نہیں ہے ۔ جس کو معبود بنایا جا سکے ۔ وماعلینا الاالبلاغ

دوسرا مضمون

راہ نما فقط قرآن مجید کو بنایا جائے

اس کے متعدد شواہد

(اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ٥) سورۃ الاعراف ع ۱ ۔ پ ۸ ۔ ترجمہ ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے ۔ اس کا اتباع کرو ۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو ۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو ۔

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمانوں کو فقط قرآن مجید کے احکام کی تابعداری کرنی چاہیئے اور اس کے سوا اور کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے ۔

دوسرا

(اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ٥) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پ ۱۵ ترجمہ ۔ بے شک ۔ یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں ۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید بالکل سیدھا راستہ بتلاتا ہے (جو اللہ تعالے کے دروازہ پر جا پہنچائے) اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ اللہ تعالے کے ہاں سے انہیں بہت بڑا اجر ملے گا ۔

تیسرا

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ [illegible] يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ٥) سورہ بنی اسرائیل ع ۹ ۔ پ ۱۵ ۔ ترجمہ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفاء اور رحمت ہیں ۔ اور ظالموں کو اس سے اور زیادہ نقصان پہنچتا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید میں ایمانداروں کے لیے روحانی بیماریوں (مثلاً شرک ۔ کفر ۔ نفاق وغیرہ) سے شفا حاصل ہوتی ہے اور اس پر عمل کرنے کی برکت سے ان پر رحمت نازل ہوتی ہے اور وہ ظالم جو اس پر عمل نہیں کرتے ۔ ان کے لئے گھاٹا ہے ۔ ان کی دنیا بھی برباد ہوگی اور آخرت بھی برباد ہوگی ۔

چوتھا

(وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ٥) سورۃ النمل ۔ ع ۱ ۔ پ ۱۹ ترجمہ ۔ اور تجھے بڑے حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن دیا جا رہا ہے ۔

حاصل

اللہ تعالیٰ جو حکمت والا ہے ۔ اسکی طرف سے جو چیز بھی نازل ہوگی ۔ اس میں حکمت یعنی دانشمندی کا نور ہوگا اور اس پر عمل کرنے والوں کا مسلک یقیناً دانشمندانہ ہو جائے گا ۔ جس کی برکت سے نہ دنیا میں ذلیل ہوں گے اور نہ آخرت میں جہنم رسید ہونگے ۔ اور حکیم ہونے کے ساتھ ہی وہ علیم بھی ہے ۔ یعنی وہ ہر ایک معاملے کے ظاہر اور باطن اور حال میں اور مستقبل میں جو نتائج نکلنے والے ہوتے ہیں ۔ ان سے پورے طور پر آگاہ ہوتا ہے ۔ لہذا جو شخص اس علیم کے ارشاد کردہ اصول پر عمل کرے گا ۔ وہ کبھی نقصان نہیں اٹھائے گا ۔ اللھم اجعلنا منھم ۔

پانچواں

(اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥) سورہ یوسف ع ۱ پ ۱۲ ترجمہ ۔ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں تمہارے سمجھنے کے لئے نازل کیا ہے) چونکہ قرآن شریف عرب میں نازل ہوا ہے ۔ اس لئے سب سے پہلے مخاطب عرب کے باشندے تھے ۔ جن کی مادری زبان عربی تھی ۔ اس لئے ان عربوں کو اللہ تعالے خطاب فرما رہا ہے کہ ہیں نے اپنا قرآن عربی زبان میں نازل کیا ہے ۔ تاکہ تم اسے بآسانی سمجھ سکو ۔ اور دنیا اور دین کے ہر معاملہ میں قرآن مجید کی راہ نمائی کے مطابق فیصلہ کرو ۔

دوسرے ممالک کے باشندوں کیلئے

عرب کے باشندے چونکہ عربی زبان سمجھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے مخاطب عرب ہی تھے اس لئے قرآن مجید بھی عربی زبان میں نازل کیا گیا اور قرآن مجید سمجھانے والا پیغمبر بھی عرب کا باشندہ ہی تجویز فرمایا چونکہ قرآن مجید تمام اقوام عالم کی اصلاح کے لئے نازل کیا گیا ہے ۔ اس لئے دنیا کے کسی خطے اور کسی قوم کے لئے بھی اللہ تعالے مصلح بھجوائے گا ۔ تو وہ اسی زبان کا بولنے والا ہوگا ۔ تا کہ ہم زبان ہونے کے لحاظ سے ان لوگوں کو بآسانی قرآن مجید کا مطلب سمجھا سکے ۔

اسی قاعدے کے مطابق

آپ جس ملک یا جس قوم کے پاس جائیں گے ۔ وہاں قرآن مجید کی

تبلیغ کرنے والے اسی ملک کی زبان بولنے والے ہوں گے تاکہ قرآن مجید کا مفہوم سمجھ کر لوگوں کے ذہن نشین کرا سکیں۔ مثلاً افغانستان میں جائیں گے تو قرآن مجید کو پشتو میں سمجھانیوالے عالم آپ کو ملیں گے۔ ایران میں جائینگے تو ایرانی زبان میں سمجھانے والے عالم آپ کو ملیں گے۔ بنگال میں جائیں گے تو بنگالی زبان میں قرآن مجید کا مفہوم سمجھانے والے علماء کرام آپ کو ملینگے غرضیکہ دنیا کا کوئی خطہ آپ کو ایسا نہیں ملے گا۔ جہاں قرآن مجید کی تبلیغ کرنے والے نہ گذرے ہوں یا آج کل موجود نہ ہوں۔

اسکی شہادت میں ایک عجیب واقعہ

میرے ایک دوست خاں صاحب احمدالدین صاحب مرحوم لاہور کے باشندے تھے۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں انگریزوں کے دورِ حکومت میں ایگریمنٹ (معاہدہ) کرکے افریقہ میں ریلوے لائن بنانے کے سلسلہ میں افریقہ گیا تھا۔ اور ہمارا قیام جنگل میں ایسی جگہ تھا۔ جہاں کہ وہاں کے سب باشندے ناننگے رہتے تھے۔ بالکل مادر زاد ننگے ہوتے تھے۔ کہنے لگے میں ایک دن فجر کی نماز کے بعد اپنی چھولداری میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ میرا منہ قبلہ کی طرف تھا اور چھولداری کا دروازہ میری پیٹھ کی طرف تھا۔ مجھے کسی آدمی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ میں نے جو مڑ کر دیکھا تو میرے دروازے پر ایک ناننگا کھڑا تھا۔ جب اس کی نظر قرآن مجید پر پڑی۔ تو وہ بھاگ گیا۔ کچھ دیر کے بعد ایک دنبہ اٹھا کر میرے پاس لایا اور دنبہ میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ دنبہ کیسے لائے ہو۔ کہنے لگا کہ یہ قرآن (جو تم پڑھ رہے تھے) ہمارا ہے۔ تمہیں اپنا مسلمان بھائی سمجھ کر تمہاری دعوت کے لئے یہ دنبہ لایا ہوں۔

غور کیجئے

برادران اسلام غور کیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے یہ آخری پیغام حق (قرآن مجید) دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچانے کے لئے کیسا انتظام کیا ہوا ہے کہ افریقہ کے ناننگوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے مبلغین نے ان لوگوں کو قرآن مجید سے روشناس کرایا ہوا ہے۔ کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

نتیجہ ملاحظہ ہو

جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی مخالفت کرنے والوں کو آئندہ ذکر ہونے والا طعنہ دیا جائے گا۔ اسی طرح حضور انورؐ کی بعثت کے بعد قرآن مجید کی مخالفت کرنے والوں کو بھی یہ طعنہ دیا جائے گا۔ كُلَّمَآ أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ ۝ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ كَبِيرٍ ۝ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِىٓ أَصْحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ ۝) سورۃ الملک ع ۱۔ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تھا وہ کہیں گے۔ ہاں۔ بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پر ہم نے جھٹلا دیا اور کہدیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

اے قرآن مجید کی مخالفت کرنیوالے انسانو

قرآن مجید کی مذکورۃ الصدر آیتوں کو آنکھیں کھول کر پڑھو اور قرآن مجید کا پیغام حق پہنچانے والوں کی مخالفت سے باز آجاؤ۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ ورنہ یاد رکھو اللہ تعالےٰ نے تمہاری راہ نمائی کا حق بذریعہ قرآن مجید ادا کر دیا ہے اور مبلغ قرآن مجید بھی اپنا فرض منصبی ادا کر ہی جائے گا۔ تم مانو یا نہ مانو اس کا فیصلہ تم خود کر لو۔ وما علینا الا البلاغ

اتباع قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش رکھنا ضروری ہے۔

ثبوت

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرًا ۝ سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ ۲۱۔ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید پر عمل کرنے کا دعوےٰ کرے۔ مگر اس کا طرز عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل کے مخالف ہے تو وہ شخص بھی گمراہ ہے۔ اس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا اور اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔ کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ بعض اوقات متکلم کی کلام کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح کئی آیتیں قرآن مجید میں ایسی نکلیں گی۔ جن کے مختلف مطلب لئے جا سکتے ہیں ان متعدد احتمالوں میں سے جو مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجویز فرمائینگے اللہ تعالےٰ کی مراد وہی ہوگی۔ جو شخص حضور انورؐ کی بیان کردہ صورت پر عمل کرے گا۔ وہ نجات پائے گا۔ اور دوسرا عذاب الٰہی میں مبتلا کیا جائے گا۔

کیونکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالےٰ نے اعلان فرمایا ہوا ہے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ ۝) سورہ النجم۔ ع ۱۔ پ ۲۷

ترجمہ۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

لہذا

قرآن مجید سے ثابت ہوگیا کہ دین کے معاملہ میں جو کچھ بھی آپ کی زبان مبارک سے نکلتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے آپ کے دل پر القا ہوتا ہے

حضور انورؐ کے نمونہ کی مخالفت کرنے والوں کی سزا

(وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ ٱلْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِۦ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ۝) سورۃ النساء۔ ع ۱۷۔ پ ۵۔ ترجمہ۔ اور جو کوئی رسولؐ کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو

اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے۔ جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے۔ پھر اس کے بعد بھی رسول ؐ کے حکم کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنی جدی راہ اختیار کرے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

فائدہ۔ اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا کہ اجماع اُمت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے۔ یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ہاتھ ہے۔ مسلمانوں کی جماعت پر۔ جس نے جُدی راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔

وما علینا الا البلاغ

مصافحہ سلام کی تکمیل کا ذریعہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: سلام کا تکملہ مصافحہ ہے۔ جامع ترمذی مصافحہ کرنے کی فضیلت

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہو اور وہ مصافحہ کریں اور اس کے ساتھ اللہ کی حمد اور اپنے لئے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت ہو ہی جائے گی۔ سنن ابی داؤد

مصافحہ سے دل کے کینے کی صفائی ہو جاتی ہے

عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم باہم مصافحہ کرو اس سے کینہ کی صفائی ہوتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے تم میں باہم محبت پیدا ہوگی اور دلوں سے دشمنی دور ہوگی۔ موطا امام مالک

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۹ء

محررہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

کئی انسان حُسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتے ہیں

یہ بالکل ٹھیک ہے

کہ خالق الخلق عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ نے انسان کے اندر ہر خوبصورت چیز سے محبت اور ہر بدصورت سے نفرت کا جذبہ رکھا ہوا ہے۔ اسی کا نام میں نے حسن پرستی رکھا ہے۔

حتّٰی کہ

گھٹنوں کے بل چلنے والے بچے میں بھی آپ دیکھیں گے کہ اس سے ذرا دور دو چیزیں رکھی ہوئی ہوں۔ ایک ان میں سے بدشکل ہو۔ مثلاً بالکل سیاہ اور علاوہ اس کے اس پر مٹی کے گردے کی تہ چڑھی ہوئی ہو اور اسکے بالمقابل ایک سبز یا سنہری پالش شدہ چمک دار کھلونا پڑا ہوا ہو۔ وہ بچہ یقیناً اس چمکیلے کھلونے کی طرف جائے گا۔ اور اسے اُٹھا کر لائے گا۔ یہی ہے میری دلیل اس چیز کی کہ انسان کی فطرت کے اندر حسن پرستی کا جذبہ رکھا ہوا ہے۔ البتہ وہ بچہ حسن پرست ہونے کے باوجود

اپنے متعلق مفید اور مضر

کی تمیز نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک مختلف رنگوں کا خوبصورت سانپ اس کے سامنے سے آہستہ آہستہ گزر کر جا رہا ہے۔ وہ گھٹنوں کے بل چلنے والا اپنے حسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت اسے بھی پکڑنے کی کوشش کرے گا۔ اور اسے یہ علم نہیں ہے کہ اگر میں نے اس خوبصورت چیز کو ہاتھ لگایا تو یہ سانپ ہے۔ مجھے ڈسیگا اور میری موت کا باعث بن جائے گا۔

اس لئے

اس بچے کی خوش قسمتی یہ ہوگی کہ جب یہ اس سانپ کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ وہاں کوئی سمجھدار انسان بیٹھا ہُوا ہو جو اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ہٹا دے اور اس سانپ کو پکڑنے نہ دے اور اسکی زندگی بچ جائے۔

بعینہٖ

یہی حال انسان کا ہے کہ یہ اپنے حسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت بعض کام کرنا چاہتا ہے۔ اگر بحیثیت مسلمان ہونے کے اس نے اپنی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں رکھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے کاموں سے روک دے گا جو انکے ظاہری حسن کے باعث انسان کو بھلے اور مفید نظر آتے ہیں۔ مگر نتیجہ کے لحاظ سے اس کے مستقبل کی ہلاکت بلکہ ابدالاباد تک کی ہلاکت کا موجب بن جائیں۔ یعنی اگر دنیا کی زندگی میں اس نے وہ خوبصورت اور خوشنما کام کیئے تو ابدالآباد دوزخ میں جانے کا مستحق ہو جائے گا۔

دُعا

اے اللہ ہم سب مسلمانوں کو اس نقطہ کے سمجھنے اور تیری راہ نمائی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی حُسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت کوئی کام کر بیٹھیں اور وہ ہمارے دوزخ میں پہنچ جانیکا باعث بن جائے۔

مثلاً

یہ واقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طبعی طور پر مرد کے دل میں عورت کی طرف اُنس اور رغبت کا جذبہ پیدا کیا ہوا ہے۔ اور عورت کے دل میں مرد کی طرف اُنس اور رغبت کا جذبہ پیدا کیا ہوا ہے۔ مرد کو خوبصورت عورت کا چہرہ دیکھتے ہی لطف آتا ہے اور عورت کو خوبصورت مرد کا چہرہ دیکھنے سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ انسان کی فطرت کو جانتا ہے کہ اگر دونوں کو دید بازی کی کثرت سے نہ روکا گیا تو کوئی بعید نہیں کہ مرد اور عورت کے انتہائی تعلقات تک یہ دید بازی نوبت پہنچا دے۔ اس لئے جس طرح عقلمند آدمی بچے کو سانپ کو ہاتھ ڈالنے سے روکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو اس خوش آنے والی دیدہ بازی سے روکا ہے تاکہ یہ دونوں انتہا تک پہنچ کر اپنے کو دوزخ میں نہ پہنچاویں۔ جیسا کہ یہ واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دوزخ کی سیر کی ہے تو اس میں دیکھا ہے کہ ایک جگہ تنور کی طرح نیچے سے کشادہ اور اوپر سے تنگ ہے۔ اس جگہ ننگے مرد اور ننگی عورتیں جل رہی ہیں آپؐ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ یہ زانی ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس

اللہ جل شانہٗ نے اپنے فرمانبردار بندوں کو قرآن شریف میں بہت سی ایسی چیزوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جو بظاہر تو خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ مگر بالآخر انسان کے حق میں مہلک ہیں۔ ایسی چیزوں کے چند حوالہ جات قرآن مجید سے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے مسلمان بھائی بہنوں کو بظاہر خوشنما اور حقیقت میں دوزخ کے گڑھے میں پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین اور وہ خوشنما اور مہلک چیزیں قرآن مجید ہی کے متعدد مقامات سے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہر کلمہ گو مسلمان ان سے عبرت حاصل کرے۔

پہلا مقام

وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا ھٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِھِمْ وَھٰذَا لِشُرَکَآئِنَا ۚ فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِھِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ ۚ وَمَا کَانَ لِلّٰہِ فَھُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِھِمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○ سورۃ الانعام ع ۱۶-پ ۸-

ترجمہ۔ اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اس کے لئے مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔ سو جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے۔ وہ اللہ کی طرف نہیں جا سکتا اور جو اللہ کا ہے وہ انکے شریکوں کی طرف جا سکتا ہے۔ کیسا برا فیصلہ کرتے ہیں اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے خیال میں ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو خوشنما بنا دیا ہے "تاکہ انہیں ہلاکت میں مبتلا کر دیں اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ بنا دیں۔ اگر اللہ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے سو انہیں چھوڑ دو اور جو وہ افترا کرتے ہیں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں "حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "کافر اپنی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے۔ پھر بعضا جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا۔ تو بتوں کی طرف بدل دیا۔ مگر بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے۔ اس سے زیادہ ڈرتے" اسی طرح غلہ وغیرہ میں سے اگر بتوں کے نام کا اتفاقاً اللہ کے حصہ میں مل گیا تو پھر جلد کر کے بتوں کی طرف لوٹا دیتے اور اللہ کے نام کا بتوں کے حصہ میں جا پڑا تو اسے نہ لوٹاتے۔ بہانہ یہ کرتے تھے کہ اللہ تو غنی ہے۔ اس کا کم ہو جائیگا تو کیا پرواہ ہے۔ بخلاف بتوں کے کہ وہ ایسے نہیں۔ تماشہ یہ ہے کہ یہ کہہ کر بھی شرماتے نہ تھے کہ جو ایسے محتاج ہوں ان کو معبود و مستعان ٹھیرانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ بہر حال ان آیات میں ساء ما یحکمون سے مشرکین کی اس تقسیم کا رد کیا گیا ہے۔ یعنی خدا کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی وغیرہ میں سے اول تو اس کے مقابل غیر اللہ کا حصہ لگانا۔ پھر بری اور ناقص چیز خدا کی طرف رکھنا کس قدر ظلم اور بے انصافی ہے۔

بظاہر آراستہ اور حقیقت میں مہلک تھیں

اوپر والی آیات کا جو ترجمہ آپ نے پڑھا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ کافروں کی نظر میں دو چیزیں شیطان نے اراستہ کرکے دکھائی ہوئی تھیں۔ پہلی اللہ تعالےٰ کے پیدا کردہ رزق میں سے ایک حصہ خود ساختہ معبودوں کے لیئے نکالنا اور پھر اگر معبودوں کے حصہ میں سے کوئی چیز اللہ تعالےٰ والے حصے میں مل جائے تو فوراً علیحدہ کر دینا اور اگر اللہ تعالےٰ کے حصہ میں سے کوئی چیز معبودوں کے حصہ میں مل جائے۔ تو پرواہ نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر معبودوں سے ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ناراض ہو کر کوئی نقصان نہ پہنچا دیں اور دوسری چیز جو شیطان نے ان کی نظر میں آراستہ کرکے دکھائی ہوئی تھی۔ وہ لڑکیوں کا قتل کرنا ہے۔

حالانکہ

یہ دونوں چیزیں جو کفار کی نظر میں آراستہ اور خوشنما تھیں۔ نتیجہ کے لحاظ سے ان کے حق میں مہلک تھیں۔ لہذا اگر فقط انسان کی پسندیدگی اور اس کی نظر میں آراستہ چیزوں کی آراستگی کے لحاظ سے اسے دنیا میں مطلق العنان (جسے اردو میں شتر بے مہار کہتے ہیں) چھوڑ دیا جائے۔ تو بہت کم آدمی جہنم رسید ہونے سے بچیں گے۔ ورنہ اکثر دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ وما علینا الا البلاغ

دوسرا مقام

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

سورۃ الانفال ع ۶-پ ۱۰- ترجمہ- اے ایمان والو- جب کسی فوج سے ملو- تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو- بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں۔ اللہ اس پر احاطہ کرنے والا ہے۔ اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو انکی نظروں میں خوشنما کر دیا اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا حمائتی ہوں- پھر جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں تو وہ اپنی ایڑیوں پر الٹا پھرا- اور کہا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں- میں ایسی چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے- میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے-

حاشیہ شیخ الاسلام

ابو جہل لشکر لے کر بڑی دھوم دھام اور باجے گاجے کے ساتھ نکلا تھا- تاکہ مسلمان مرعوب ہو جائیں اور دوسرے قبائل عرب پر مشرکین کی دھاک بیٹھ جائے- راستہ میں اس کو ابوسفیان کا پیام پہنچا کہ قافلہ سخت خطرے سے بچ نکلا ہے- اب تم مکہ کو لوٹ جاؤ- ابو جہل نے نہایت غرور سے کہا کہ ہم اس وقت واپس جا سکتے ہیں- جبکہ بدر کے چشمہ پر پہنچ کر مجلس طرب و نشاط منعقد کرلیں گے- گانے والی عورتیں کامیابی اور خوشی کے گیت گائیں- شرابیں پیئیں- مزے اڑائیں- اور تین روز تک اونٹ ذبح کرکے قبائل عرب کی ضیافت کا انتظام کریں- تاکہ یہ دن عرب میں ہمیشہ کے لئے ہماری یادگار رہے اور آئندہ کے لئے ان مٹھی بھر مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں کہ پھر کبھی ہمارے مقابلے کی جرأت نہ کریں- اسے کیا خبر تھی کہ جو منصوبے باندھ رہے ہیں اور تجویزیں سوچ رہے

ہیں۔ وہ سب خدا کے قابو میں ہیں۔ چلنے دے یا نہ چلنے دے۔ بلکہ چاہے تو انہی پر اُلٹ دے۔ چنانچہ یہ ہی ہوا بدر کے پانی اور جام شراب کی جگہ انہیں موت کا پیالہ پینا پڑا۔ محفل سرود ونشاط تو منعقد نہ کر سکے۔ ہاں نوحہ و ماتم کی صفیں بدر سے مکّہ تک بچھ گئیں جو مال تفاخر و نمائش میں خرچ کرنا چاہیئے تھے۔ وہ مسلمانوں کے لئے لقمۂ غنیمت بنا۔ ایمان و توحید کے دائمی غلبہ کا بنیادی پتھر بدر کے میدان میں نصب ہو گیا۔ گویا ایک طرح ایک چھوٹے سے قطع زمین میں خدا تعالٰے نے روئے زمین کی ملل و اقوام کی قسمتوں کا فیصلہ فرما دیا۔ بہرحال اس آیت میں مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ جہاد محض ہنگامۂ کشت و خون کا نام نہیں۔ بلکہ عظیم الشان عبادت ہے عبادت پر اتراوے یا دکھانے کو کرے تو قبول نہیں۔ لہٰذا تم فخر و غرور اور نمود و نمائش میں کفار کی چال مت چلو۔

"حاشیہ نمبر دوم" قریش اپنی قوت و جمعیت پر مغرور تھے۔ لیکن بنی کنانہ سے ان کی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ خطرہ یہ ہوا کہ کہیں بنی کنانہ کامیابی کے راستہ میں آڑے نہ آ جائیں۔ فوراً شیطان ان کی پیٹھ ٹھونکنے اور ہمت بڑھانے کے لئے کنانہ کے سردار اعظم سراقہ بن مالک کی صورت میں اپنی ذریت کی فوج لے کر نمودار ہوا اور ابوجہل وغیرہ کو اطمینان دلایا کہ ہم سب تمہاری مدد و حمایت پر ہیں کنانہ کی طرف سے بے فکر رہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب بدر میں زور کا رن پڑا اور شیطان کو جبرئیلؑ وغیرہ فرشتے نظر آئے تو ابوجہل کے ہاتھ میں سے ہاتھ چھڑا کر اُلٹے پاؤں بھاگا۔ ابوجہل نے کہا۔ سراقہ۔ عین وقت پر دغا دے کر کہاں جاتے ہو۔ کہنے لگا۔ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ مجھے وہ چیزیں دکھائی دے رہی ہیں جو تم کو نظر نہیں آتیں (یعنی فرشتے) خدا کے (یعنی اس خدائی فوج کے) ڈر سے میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔ اب ٹھہرنے کی ہمت نہیں۔ کہیں کسی سخت عذاب اور آفت میں نہ پکڑا جاؤں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ملعون نے جھوٹ بولا۔ اس کے دل میں خدا کا ڈر نہ تھا۔ ہاں وہ جانتا تھا کہ اب قریش کا لشکر ہلاکت میں گھر چکا ہے۔ کوئی قوت بچا نہیں سکتی۔

یہ اس کی قدیم عادت ہے۔ کہ اپنے متبعین کو دھوکہ دے کر ہلاکت میں پھنسا کر عین وقت پر کھسک جایا کرتا ہے اسی کے موافق یہاں بھی کیا۔

تیسرا مقام

(تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝) سورۃ النحل ع ۸۔ پ ۱۴ ترجمہ۔ اللہ کی قسم ہے۔ ہم نے تجھ سے پہلے بھی قوموں میں رسول بھیجے تھے۔ پھر شیطان نے لوگوں کو انکی بد اعمالیاں اچھی کر دکھائیں۔ سو آج بھی ان کا وہی دوست ہے۔ اور ان کے لیئے دردناک عذاب ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالٰے نے تو حضور انورؐ سے پہلے بھی ہمیشہ دنیا میں بسنے والی قوموں کی طرف انبیاء علیہم السلام بھجوائے۔ مگر شیطان نے ان کی بد اعمالیاں ان کو آراستہ دکھلائیں۔ اس لئے بجز معدودے چند افراد کے اکثریت نے اللہ تعالٰے کی راہ نمائی سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔

بالآخر

ان قوموں کی اکثریت نے شیطان کی آراستہ کرکے دکھائی ہوئی چیزوں کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے رکھا۔ بالآخر اکثریت کی احکام الٰہی سے بغاوت کے باعث اللہ تعالٰے کا غضب جوش میں آیا اور مختلفوں عذابوں سے ہلاک کر دی گئیں۔ کوئی قوم بے پناہ بارش سے ہلاک کی گئی۔ جیسے نوح علیہ السلام کی قوم کوئی تیز و تند آندھی سے جیسے قوم عاد اور کوئی زلزلے سے جیسے قوم ثمود جن کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام تھے۔ کسی پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا۔ جیسے قوم لوط علیہ السلام۔ کسی کو سمندر میں غرق کیا گیا۔ جیسے مصر کی قبطی قوم اور ان کا بادشاہ فرعون۔

عبرت

کا مقام ہے کہ آج بھی کافر تو بجائے خود رہے۔ مسلمان قوم کی اکثریت کو شیطان نے پہلی قوموں کی طرح قرآن مجید کی تعلیم کو نظر انداز کرکے بے شمار ایسی

چیزیں ان کے ذہن میں ڈال رکھی ہیں جن کا اللہ تعالٰی کی رضا سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً کسی کے دل میں شوق ہے۔ کہ سب سے بڑا دولتمند بن جاؤں۔ کوئی زیادہ سے زیادہ جائداد کا مالک ہوا چاہتا ہے۔ اور پہلی قوموں کی طرح ان لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ جو اللہ تعالٰے کی طرف سے نازل شدہ پیغام حق ان کو سناتے ہیں مثلاً کئی ناعاقبت اندیش آپ ایسے دیکھیں گے کہ اپنی مجلسوں میں علماء دین کی توہین کرکے بڑے خوش ہوتے ہیں

چوتھا مقام

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝

سورۃ النمل۔ ع ۲۔ پ ۱۹)۔ ترجمہ۔ اور (حضرت سلیمان علیہ السلام نے) پرندوں کی حاضری لی تو کہا۔ کیا بات ہے۔ جو میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ کیا وہ غیر حاضر ہے۔ میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دونگا۔ یا وہ میرے پاس کوئی صاف دلیل بیان کرے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ہدہد حاضر ہوا اور کہا کہ میں حضور کے پاس وہ خبر لایا ہوں۔ جو حضور کو معلوم نہیں اور (قوم) سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت کو پایا جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اسے ہر چیز دی گئی ہے (یعنی ہر وہ چیز جو اسکی ذاتی ضروریات سے تعلق رکھتی ہو۔ یا اسے نظام سلطنت کے چلانے کے لئے جس جس چیز کی ضرورت پیش آ سکتی ہے) اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔ میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو انہیں آراستہ کر

دکھایا ہے اور انہیں راستہ سے روک دیا ہے۔ سو وہ راہ پر نہیں چلتے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

مذکورۃ الصدر پیش کردہ آیات پر حضرت شیخ الاسلامؒ کے تحریر کردہ حواشی ملاحظہ ہوں "کسی ضرورت سے سلیمان ؑ نے اڑنے والی فوج کا جائزہ لیا۔ ہُدہُد ان میں نظر نہ پڑا۔ فرمایا کیا بات ہے۔ ہدہد کو میں نہیں دیکھتا۔ آیا پرندوں کے جھنڈ میں مجھے نظر نہیں آیا یا حقیقت میں غیر حاضر ہے (تنبیہ) پرندوں سے حضرت سلیمانؑ مختلف کام لیتے تھے۔ مثلاً ہوائی سفر میں ان کا پرے باندھ کر اوپر سایہ کرتے ہوئے جانا یا ضرورت کے وقت پانی وغیرہ کا کھوج لگانا یا نامہ بری کرنا وغیرہ۔ ممکن ہے اس وقت ہدہد کی کوئی خاص ضرورت پیش آئی ہو۔ مشہور ہے کہ جس جگہ زمین کے نیچے پانی قریب ہو ہدہد کو محسوس ہو جاتا ہے اور کچھ مستبعد نہیں کہ حق تعالےٰ کسی جانور کو کوئی خاص حاسہ انسانوں اور دوسرے جانوروں سے تیز عنایت فرما دے۔ اسی ہُدہُد کی نسبت نہایت معتبر ثقات نے بیان کیا کہ زمین میں جس جگہ مٹی کے نیچے کینچوا ہو اسے محسوس کرکے فوراً نکال لیتا ہے۔ حتی کہ کبھی کبھی ایک دو بالشت زمین کھودتا ہے تب وہاں سے کینچوا نکلتا ہے (عذاب شدید کیا) مثلاً اس کے بال و پر نوچ ڈالوں گا۔ (یا) اپنی غیر حاضری کا واضح عذر پیش کرے (اس سے پہلے) حضرت سلیمانؑ کو اس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تھا۔ اب پہنچا۔ سبا ایک قوم کا نام ہے۔ ان کا وطن عرب میں تھا۔ یمن کی طرف (موضح القرآن) گویا ہدہد کے ذریعہ سے حق تعالےٰ نے متنبہ فرما دیا کہ بڑے سے بڑے انسان کا علم بھی محیط نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جن کی بابت خود فرمایا تھا "وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا" ان کو ایک جزئی کی اطلاع ہُدہُد نے کی (ہر ایک چیز کے دیئے جانے سے مراد) مال۔ اسباب۔ فوج۔ اسلحہ اور حسن و جمال سب آ گیا۔ اس ملکہ کے بیٹھنے کا تخت ایسا مکلّف اور مرصع اور بیش قیمت تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ کے پاس نہ تھا۔ مفسرین ملکہ کا نام بلقیس لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ وہ قوم مشرک آفتاب پرست ہے۔ شیطان نے ان کی راہ مار دی اور مشرکانہ رسوم

د طوار کو ان کی نظر میں خوبصورت بنا دیا اسی لئے وہ راہ ہدایت نہیں پاتے۔ ہُدہُد نے یہ کہہ کر گویا سلیمان علیہ السلام کو اس قوم پر جہاد کرنے کی ترغیب دی"۔

ہر مسلمان کا فرض عین

ہے کہ قرآن مجید سے جو چیز صراحۃً ثابت ہو جائے اس پر ایمان لائے (اور اگر پہلے اس چیز کے خلاف دل میں عقیدہ تھا) اور اپنے عقیدہ اور خیال کو قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق بنائے۔

مثلاً

مذکور الصدر ہُدہُد کے واقعہ میں بعض چیزیں بالکل واضح ہیں۔ یہ یاد رہے کہ اللہ جل شانہٗ کی ذات بابرکات کے بعد اگر مخلوقات میں سے اللہ تعالےٰ نے کسی کو سب سے زیادہ علم دیا ہے تو وہ حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ باوجود سب سے زیادہ ذی علم ہونے کے جب ہُدہُد لشکر سے غائب ہو جاتا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ وہ کہاں گیا ہے اور غصہ میں آ کر فرماتے ہیں۔ یا تو اس کو اس بلا اجازت لشکر سے غیر حاضری کی سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا۔ یا اپنی غیر حاضری کی واضح دلیل لائے۔ اے مسلمان

قرآن مجید کے آئینے

میں دیکھ کر اپنے ایمان کے خد و خال درست کر لے

باوجودیکہ

ہُدہُد اپنی غیر حاضری کی ایک معقول وجہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک ایسی قوم کا کھوج لایا ہوں۔ جس کا حضورؑ کو بھی علم نہیں ہے اور وہ قوم سبا ہے اور اس قوم کا وہ سارا قصہ ابھی آپ سن چکے ہیں لیکن اس بیان سننے کے

باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام

کو یقین نہیں آتا۔ قرآن مجید میں آگے چل کر یہ آیت آتی ہے۔ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ۝ سورۃ النمل ع ۲۔ پ ۱۹۔ عنقریب ہم تحقیق کر کے دیکھ لیں گے کہ تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ بولتے ہو

اے میرے بھائی

اس بیان سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

اللہ تعالےٰ اپنے علم میں سے جتنا علم دے وہی اس کو حاصل ہوتا ہے۔ خواہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو اور ساری مخلوقات کے متعلق سارے کا سارا علم فقط اللہ جل شانہٗ کے پاس ہے۔ اس لئے "عالم الغیب والشہادۃ" پوشیدہ اور ظاہر سب چیزوں کا جاننے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

پانچواں مقام

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ۝

سورۃ آل عمران ع ۲۔ پ ۳۔ ترجمہ۔ لوگوں کو مرغوب طبع چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

مختصر سا تبصرہ

فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے مثلاً جیسے عورتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "مَا تَرَكْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ" (میرے بعد مردوں کے لئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں) ہاں اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد ہو تو وہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب و مندوب ہے۔ چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے کہ اگر اس کی طرف دیکھے تو خوش ہو۔ حکم دے تو فرمانبردار پائے کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اسکی حفاظت کرے اسی طرح جتنی چیزیں آگے متاع دنیا کے سلسلہ میں بیان ہوئیں سب کا محمود و مذموم ہونا نیت اور طریق کار کے تفاوت سے متفاوت ہوتا رہے گا۔ مگر چونکہ دنیا میں کثرت ایسے افراد کی ہے جو عیش و عشرت کے سامانوں میں پھنس کر خدا تعالےٰ کو اور اپنے انجام کو بھول جاتے ہیں۔ اس لئے زُیِّنَ لِلنَّاسِ میں سطح کلام کی عام رکھی گئی ہے (ماخوذ از حواشی شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ)

پانچوں مقامات کا خلاصہ

یہ ہے کہ بعض آدمی تو دنیاوی لذتا اور خواہشات میں پھنس کر اپنے پیدا کرنے والے کے تجویز کردہ مقصد حیات کو بھلا دیتے ہیں اور انہیں لذات کے نشہ میں مخمور رہتے ہوئے دنیا سے خائب و خاسر اور نامراد ہو کر جاتے ہیں اور قبر میں قدم رکھتے ہی ابھی اس غلط روی کا ان کو احساس ہونا شروع ہو جائے گا۔ مگر بقول شخصے

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

اور انسانوں کی ایک بہت بڑی جماعت ایسی بھی ہے کہ جن کو شیطان لعین دنیا کے سبز باغ دکھا کر اور انسان کے اعمال کے مرنے کے بعد نکلنے والے نتائج سے باوجود ہادی کی آواز سننے کے بے پرواہ کرکے دنیاوی زندگی کی راحت کو مقصد حیات (شیطان) بنا دیتا ہے۔ اس قسم کے لوگ بھی بڑے ہی بدنصیب ہیں۔ مرنے کے بعد ان کے ساتھ بھی وہی (عذاب کا سلوک ہوگا۔ جو پہلی قسم کے لوگوں کے) ساتھ ہوگا۔ یہ لوگ یہ عذر نہیں پیش کر سکیں گے کہ ہمیں شیطان نے گمراہ کیا تھا۔ اس کا جواب ایک تو یہ ہوگا کہ کیا اللہ تعالے نے تمہیں دنیا کی زندگی میں اپنے نفع اور نقصان سمجھنے کی عقل نہیں دی تھی اور علاوہ اس کے کیا تمہارے پاس ہادی نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں مرنے کے بعد پیش آنیوالے حالات سے مطلع کیا کرتے تھے۔ وہ ہادی حضور انور کی بعثت سے پہلے انبیاء علیہم السلام ہوتے تھے اور آپ کی بعثت کے بعد آپ کی امت میں قرآن مجید اور اسکی شرح میں سنت حضور انورؐ پیش کرنیوالے کیا نہیں آیا کرتے تھے۔

وما علینا الا البلاغ

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عام طور پر مصافحہ فرماتے، معانقہ صرف مخصوص مواقع پر فرماتے

ایوب بن بشیر قبیلہ بنو عنزہ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ملاقات کے وقت آپ لوگوں سے مصافحہ بھی کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں جب بھی حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے ملا تو آپ نے ہمیشہ مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور ایک دفعہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مجھے گھر سے بلوایا میں اس وقت اپنے گھر پر نہیں تھا، جب میں گھر آیا اور مجھے بتایا گیا تو میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنے سریر پر تشریف فرما تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (اس سے اٹھ کر) مجھ سے لپٹ گئے اور گلے لگایا، اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا یہ معانقہ بہت خوب اور بہت ہی خوبصورت تھا۔ سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۵۹ء

محررہ از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

کئی ایسی چیزیں جو دنیا میں ہماری دوست ہیں قیامت کے دن دشمن ہو جائینگی

اس عنوان کے متعلق قرآن مجید سے متعدد شہادتیں

پہلی

کانوں اور آنکھوں اور کھالوں کا انسان کے خلاف شہادت دینا

وَ یَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوْھَا شَھِدَ عَلَیْھِمْ سَمْعُھُمْ وَ اَبْصَارُھُمْ وَ جُلُوْدُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِھِمْ لِمَ شَھِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّ ھُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَ مَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُکُمْ وَ لَا جُلُوْدُکُمْ وَ لٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَ ذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰىکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّھُمْ ۚ وَ اِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا ھُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ ۝ (سورۃ حٰمٓ السجدۃ ع ۳ - پ ۲۴)

ترجمہ - اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آپہنچیں گے تو ان پر ان کے کان اور انکی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دینگی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی - وہ کہیں گی - کہ ہمیں اللہ نے گویائی دی - جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے - لیکن تم نے یہ گمان کیا تھا جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا - تمہیں برباد کیا - پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے - پس اگر وہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا آگ ہی ہے اور اگر وہ معافی چاہیں گے تو انہیں معافی نہیں دی جائے گی -

غور کریں

برادران اسلام اور خواتین سے عرض کرتا ہوں - کہ قرآن مجید کی گزشتہ آیات کا جو ترجمہ کیا گیا ہے - اسے غور سے پڑھیں اور اس ترجمہ کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھیں اور غور کریں کہ کہیں ہماری حالت ہی کا نقشہ تو ہمیں نہیں دکھایا جا رہا ؟ اللھم وفقنا لاصلاح حالنا - آمین یا الہ العالمین -

دوسری شہادت

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ وَ لَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِھِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنْھُمْ کَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ کَذٰلِکَ یُرِیْھِمُ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْھِمْ ؕ وَ مَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۲۰ پ ۲ -)

ترجمہ - اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں - جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیئے - اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کاش دیکھتے وہ لوگ جو ظالم ہیں - جب عذاب دیکھیں گے کہ سب قوت اللہ ہی کے لئے ہے - اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے - جب وہ بیزار ہو جائینگے جن کی پیروی کی گئی تھی ان لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی تھی - اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی تھی - کاش ہمیں دوبارہ جانا ہوتا تو ہم بھی ان سے بیزار ہو جاتے - جیسے یہ ہم سے بیزار ہوئے ہیں - اسی طرح اللہ انہیں ان کے اعمال حسرت دلانے کے لئے دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں -

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے دنیا میں اللہ تعالےٰ کا سا تعلق جو فقط اسی سے رکھنا چاہیئے تھا - وہ اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں سے بھی رکھا تھا اور ان کے ساتھ ان کو محبت بھی ایسی تھی - جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہی ہونی چاہیئے تھی - قیامت کے دن ان لوگوں کو جب پتہ چلے گا کہ پکڑنے یا چھوڑنے کی طاقت تو ساری اللہ تعالےٰ کے قبضہ ہی میں ہے اور کسی کو اس معاملہ میں دخل ہی نہیں ہے - اور جن لوگوں سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کا سا تعلق رکھا تھا - وہ خود بھی ان سے بیزار ہو جائیں گے - اور اس دن کے عذاب سے چھڑانے کے لئے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے - اس وقت

یہ مشرک لوگ (جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی ویسا تعلّق رکھا تھا) کہیں گے۔ کاش کہ ہمیں دنیا میں دوبارہ جانا ہوتا تو ہم وہاں جاکر ان سے ایسے ہی بیزار ہو جاتے۔ جیسے یہ ہم سے آج بیزار ہو گئے ہیں۔

اب کیا ہوسکتا ہے

دنیا کی وہ باتیں یاد کر کر کے سوائے افسوس کے انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ اور وہ باوجود اس حسرت اور افسوس کے دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے۔

اگر مسلمان مذکور الصدر

مصیبت سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا فقط ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ماں کے پیٹ میں بنانے والا۔ وہاں سے باہر لانے والا ماں کی چھاتی سے دودھ پلانے والا بیمار کرنے والا۔ صحت بخشنے والا روزی میں تنگی کرنے والا۔ کشادگی کرنے والا زندہ رکھنے والا۔ مارنے والا۔ غرض ہر طرح نفع یا نقصان کا مالک فقط اسی ایک اللہ جل شانہ کو سمجھنا چاہیئے۔ اس ایک اللہ تعالےٰ کو سب سے بے نیاز اور باقی سب مخلوقات کو اس کا محتاج سمجھنا چاہیئے۔

غرضیکہ

اس سارے جہان کی چیزوں کا خالق اور مالک فقط اس ایک اللہ تعالےٰ کو سمجھنا چاہیئے۔ ہر نفع اور ضرر کی باگ اسی کے ہاتھ میں ہے اور اس جہان کا باقی رکھنا یا فنا کرنا اسی کی مرضی پر موقوف ہے۔ ان عقائد کا معتقد توحید پرست کہلائے گا۔ اور اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی کسی غیر کے سپرد کر دی تو مشرک ہو جائے گا اور یہ یاد رہے کہ مشرک کے لئے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہے اور نہ دوزخ سے نجات ہے۔

تیسری شہادت

وَ بَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَھَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ ھَدٰىنَا اللّٰہُ لَھَدَیْنٰکُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ۝ وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ ؕ وَ مَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

سورۃ ابراہیم۔ رکوع ۳ و ۴ پ ۱۳۔ ترجمہ اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہونگے تب کمزور متکبّروں سے کہیں گے۔ ہم تو تمہارے تابع تھے۔ سو ہمیں اللہ کے عذاب سے کچھ بچاؤ گے۔ وہ کہیں گے اگر ہمیں اللہ ہدایت کرتا تو ہم تمہیں ہدایت کرتے۔ اب ہمارے لئے برابر ہے کہ ہم چیخیں چلائیں یا صبر کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہیگا کہ بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کہ میں نے تمہیں بلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آپ نے دیکھا

وہی شیطان لعین جس نے دنیا میں لاکھوں کیا بلکہ کروڑہا بلکہ اس سے زیادہ انسانوں کو سبز باغ دکھا کر دوست بن کر اللہ تعالےٰ سے باغی بنایا تھا کہ وہ بدقسمت لوگ اللہ تعالےٰ کے پیغمبر یا اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ آسمانی کتاب کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور جس طرح انسان اونٹ کی نکیل میں رسّی ڈال کر اونٹ کو جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ اسی طرح شیطان نے انسانوں کو خواہشات نفسانی کے سبز باغ دکھا کر کروڑہا انسانوں کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے خلاف اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ اپنے ضمیر کے خلاف اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف چلایا تھا۔ آج وہ لعین پلّا جھاڑ کر الگ ہو گیا ہے۔ الٹا اپنے متبعین کو ڈانٹ رہا ہے کہ میرا تم پر کوئی زور تھوڑا ہی تھا۔ بلکہ میں نے تو فقط معمولی توجّہ دلائی تھی اور تم نے فورًا میری بات مان لی۔ پہلے دنیا میں دوست بن کر گمراہ کیا اور آج قیامت کے دن اُلٹا ان لوگوں کو ذلیل کر رہا ہے۔ اللھم لاتجعلنا من حزب الشیطن آمین یا الہ العالمین

چوتھی شہادت

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰھُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝ سورۃ التحریم ع ۲ ۔ پ ۲۸

ترجمہ۔ اللہ کافروں کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے۔ نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی۔ وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی۔ سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور کہا جائے گا دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

قابلِ عبرت

یہ چیز ہے کہ باوجودیکہ دونوں پیغمبروں کی بیویاں دین کے معاملہ میں ان کے ہمخیال نہیں تھیں۔ پھر بھی ان حضرات انبیاء علیہما السلام کی فراخ حوصلگی یہ ہے کہ انہیں اپنے گھروں میں بحیثیت بیویوں کے رکھا اور دنیاوی نقطۂ نگاہ سے نان ونفقہ کے جو حقوق خاوند پر لازم ہوتے ہیں۔ وہ آخر دم تک انجام دیتے رہے ہوں گے۔ مگر قیامت کے دن دونوں حضرات انبیاء علیہما السلام بیویوں سے کوئی ہمدردی نہیں کریں گے۔ ان بیویوں کے حق میں بارگاہ الٰہی میں شفاعت کے لئے لب کشائی بھی نہیں کرینگے۔

پانچویں شہادت

وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝) سورہ حٰم السجدۃ ع۴ پ۲۴

ترجمہ۔ اور قیامت کے دن کافر کہینگے اے ہمارے رب ہمیں جنوں اور انسانوں میں سے وہ لوگ دکھا۔ جنہوں نے ہمیں (دنیا میں) گمراہ کیا تھا (جس کے سبب سے آج ہم دوزخ میں جا رہے ہیں) ہم (ان جنوں اور انسانوں کو) اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔

عبرت

یہ ہے کہ یہی لوگ دنیا میں توان جنوں اور انسانوں کے مخلص یار تھے انبیاء علیہم السلام یا ان حضرات کے مخلص متبعین جو انہیں دین کی طرف دعوت دیتے تھے۔ وہ ان کو بُرے معلوم ہوتے تھے۔ آج انہیں اپنے یاروں کے متعلق مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمیں ان کے باز و حوالے کر دیئے جائیں۔ تاکہ دوزخ میں انہیں اپنے قدموں کے نیچے روندیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اے موجودہ دور کے مسلمان

گوش ہوش سے سن۔ آج تیرا عموماً یہی حال نظر آتا ہے۔ کہ انسانوں میں سے جو تمہیں خلاف شریعت اسلامی کام کرانے والے یار ہیں۔ وہ تمہارے پیارے ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کتاب و سنتہ کی روشنی میں سیدھے راستہ پر لانا چاہتے ہیں اور تمہاری زندگی کو اللہ تعالےٰ کے قانون قرآن مجید اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ اے مسلمان اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف چلانے والے لوگوں کو اپنا دوست سمجھتا ہے اور ان حق پرست حضرات دین الٰہی کی حمایت کرنے والوں کی مخالفت کرتا ہے۔ بلکہ ان حضرات کے حق میں ہتک آمیز الفاظ استعمال کرکے اپنے دل کو خوش کر لیتا ہے۔ اے مسلمان ہوش میں آ اور اپنے رویئے کو بدل۔ خدا پرستوں کا ساتھ دے اور قانون الٰہی کی مخالفت کرنے والوں سے قطع تعلق کر لے۔ یہی تیرے لئے نجات کی راہ ہے۔

دونوں سے

بے دین مردوں اور بے دین عورتوں دونوں سے اپیل کرتا ہوں کہ میرا سابقہ سطور کا مشورہ مان لو۔ تو عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ وما علینا الا البلاغ

چھٹی شہادت

(هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝) سورہ یٰسٓ ع۴ پ۲۳

ترجمہ۔ یہی دوزخ ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے میں جو تم کفر کیا کرتے تھے۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مُہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے اس پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

عبرت

یہ ہاتھ اور پاؤں وُہی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے یہ بے دین لوگ عیاشیاں اور بدمعاشیاں کیا کرتے تھے اور یہی ان کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے۔ یہی ان کے مونس اور ہمراز تھے۔ وہی آج ان بدنصیبوں کے خلاف شہادت دے رہے ہیں سورۃ حٰم السجدۃ میں آ چکا ہے کہ بے دین لوگ قیامت کے دن اپنے کانوں اور آنکھوں اور کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم سے اللہ تعالےٰ نے یہ حالات اپنے حکم سے کہلائے ہیں جو ہمیں معلوم تھے اور ہم حکم الٰہی کے باعث ان حالات کے بیان کرنے میں مجبور اور معذور تھے

ہاں ایک قسم کے دوست ایسے بھی ہیں

جو قیامت کے دن بھی دوست ہی رہینگے

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف ع۶ و ۷ پ۲۵۔

ترجمہ۔ اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے۔ مگر پرہیزگار لوگ (کہا جائے گا) اے میرے بندو تم پر آج نہ کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہوگے (یہ کون لوگ ہوں گے) جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار تھے تم اور تمہاری بیویاں خوشیاں کرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ان لوگوں کو جنّت میں کیا ملے گا۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف ع۷ پ۲۵۔

ترجمہ۔ ان کے سامنے سونے کے پیالے پیش کئے جائیں گے اور آبخورے بھی۔ اور وہاں جس چیز کو دل چاہے گا۔ اور جس سے آنکھیں خوش ہونگی موجود ہوگی اور تم اس میں ہمیشہ رہوگے۔

یہ بہشت تمہیں کس بنا پر دیا گیا ہے۔

(وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف ع۷۔ پ۲۵۔ ترجمہ۔ اور یہی وُہ جنت ہے۔ جس کے تم وارث بنائے گئے ہو۔ ان اعمال کے بدلہ جو تم کرتے تھے (یعنی دنیا میں جو نیکیاں تم کیا کرتے تھے)

مذکور الصدر دوستوں کی دوستی کا مدار

تقویٰ (پرہیزگاری) پر تھا۔

جس طرح ایک شعر مشہور ہے ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

ترجمہ۔ پرندوں میں سے ہر پرندہ اپنی جنس کے ساتھ اُڑتا ہے۔ کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ۔

واقعہ بھی یہی ہے

کہ دُنیا میں ہر انسان اپنے ہمرنگ انسانوں ہی میں بیٹھنے کو پسند کرتا ہے تاکہ یکجہتی کے خیال سے اپنے مسلک کے متعلق ایک دُوسرے کے ساتھ دل بہلانے کی باتیں کریں۔ مثلاً ایک طبیب کو ایسے شخص کی مجلس پسند آئے گی۔ جو اسی کی طرح

باقی صفحہ ۱۲ پر

اس شخص کی طرح ہے۔جس سے کوئی گناہ بھی سرزد نہ ہوا ہو۔

مناسب ہے یہاں ایک مشہور غلطی کا بھی ازالہ کر دیا جائے۔عوام کسی غلطی پر ٹوکنے کی صورت میں یہ کہہ کر گلو خلاصی کرنا چاہتے ہیں۔"ارے صاحب! چھوڑیئے بھی خدا تعالےٰ تو غفور الرحیم ہے وہ معاف فرما دے گا"۔ ارے بھئی! یہ تسلیم کہ خدا غفور الرحیم بلکہ بے انتہا اور بے حد نہایت بخشنے والا ہے۔لیکن اوّل تو موت کا وقت معین کسے معلوم ہے؟ نہ معلوم موت کس وقت اور کس حالت میں آ جائے اور انسان یہ حسرت دل ہی دل میں لئے اس دنیا سے سدھار جائے کہ میاں خدا تو غفور الرحیم ہے۔ یہ درست۔ لیکن موت کا وقت تو کسی کو بھی معلوم نہیں۔

اور دوسرے یہ کہ اس ذات والا صفات نے اپنے غفار ہونے کی چند شرائط بھی تو بیان کی ہیں نا —— ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہی اس کی مغفرت کی توقع ہو سکتی ہے۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (پ ۱۶ سورہ طٰہٰ۔رکوع ۴) —— اور میں بے انتہا بخشنے والا ہوں۔لیکن اُس شخص کے لئے جو توبہ کرے اور مومن بھی ہو۔ اور عمل صالح بھی کئے ہوں۔پھر ہدایت پر بھی قائم ہو۔

لام تاکید یہ لا کر اپنے غفار ہونے کی اللہ تعالےٰ نے خوب تاکید کی کہ بیشک میں بے انتہا بخشنے والا ہوں۔لیکن اس کے لئے کچھ شرائط بھی ہیں جو ان شرائط پر عمل پیرا ہوگا اس کیلئے غفار ثابت ہونگا۔

پہلی شرط یہ کہ وہ شخص اپنے سابقہ گناہوں غلطیوں اور لغزشوں پر نادم و شرمسار ہو کر اللہ رب العزت کی درگاہ میں معافی کا طلبگار ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مومن بھی ہو۔ اللہ رب العزت کے وحدہٗ لاشریک لہٗ فی الذات والصفات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور انکی تعلیمات کو اور یوم آخرت کو برحق تسلیم کرتا ہو اور ان پر پوری طرح یقین رکھتا ہو تیسری شرط عمل صالح کی ہے کہ اس طالب مغفرت نے کچھ نیک عمل کئے ہوں۔اور مزید نیک عمل کرنے کا خواہشمند ہو ——

باقی صفحہ ۱۸ پر

بقیہ خطبہ صفحہ ۷ سے آگے:

تجربہ کار حکیم ہو۔ دونوں میں سے ہر ایک کا دل چاہے گا کہ ممکن ہے کہ باہمی گفتگو کرنے سے کسی نئے مجرّب نسخے کا پتہ لگ جائے۔

متقی (پرہیزگار)

کا طبعی تقاضا یہ ہوگا کہ میں ایسے آدمیوں کی صحبت میں بیٹھوں جو نیک ہوں جن کی صحبت میں بیٹھنے سے وہ باتیں میرے کان میں پڑیں جو اللہ تعالےٰ نے فرمائی ہوں۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہوں۔جن پر عمل کرنے سے اللہ تعالےٰ راضی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں۔ اور ایسے پرہیزگاروں کو یقیناً ایسے لوگوں کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے جو اپنی مجلسوں میں رات کے سینماؤں میں سُنے ہوئے بیہودہ گیت گائیں اور گانے والیوں کو آپس میں گھر بیٹھ کر گانے کے نمبر دینے شروع کر دیں۔ ایک پرہیزگار انسان کو ایسی مجلس سے یقیناً نفرت ہوگی اور جس وقت بھی موقعہ پائے گا۔ اس مجلس سے نفرت بھرے دل سے اُٹھ کر جائے گا۔

قیامت کے دن بھی یہی ہوگا

کہ جس شخص کو جس قسم کے لوگوں کے ساتھ دلی محبت تھی اور دنیا میں انہی کی جماعت میں زندگی کے ایام بسر کئے تھے قیامت کے دن میدان محشر میں انہیں لوگوں کے ساتھ مل کر آئے گا۔

اس کا ثبوت

یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۵ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۵ (سورۃ الزلزال پ ۳۰)

ترجمہ۔ اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔یعنی اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہونگے۔ ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا۔ ایک زانیوں کا ایک ظالموں کا۔ ایک چوروں کا۔علیٰ ہذا القیاس یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہو کر جو لوٹینگے تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخی ہو کر جنت اور دوزخ کی طرف چلی جائینگی۔[۴۴]

بقیہ اصول ہزیمت صفحہ ۱۰ سے آگے۔

اطاعت الٰہی سے خالی کر دے گا آئندہ اس کے مددگار و معاونوں کو الگ کر دے گا۔پھر وہ کسی کو اپنا مددگار و معاون نہ پائے گا۔ غرضیکہ تمام نیکی اور بھلائی کے کاموں سے اس کو محروم کر دے گا۔ اگر وہ کوئی کام نیکی کا کرے گا۔ تو بھی اسے لذتِ ایمانی نہیں آئے گی۔

کامیابی سیّد المرسلین و خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام

مشتے نمونہ از خروار

۱۔ آپ کو کوثر (خیر کثیر) عطا فرمایا۔
۲۔ آپ کی ہر موقعہ پر مدد کی۔
۳۔ آنکھوں میں ٹھنڈک دی۔
۴۔ دل کو اطمینان عطا فرمایا۔
۵۔ شرح صدر کیا۔
۶۔ آپ کے دل میں اپنی محبت کا ذوق بھر دیا
۷۔ آخرت میں وسیلہ اور مقام محمود عطا فرمایا۔
۸۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کے دروازوں کو کھولنے کا شرف آپ ہی کو عطا فرمایا۔
۹۔ لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) قیامت میں آپ ہی کو عطا فرمایا۔
۱۰۔ وہ حوض کوثر جس سے مومن محشر میں پانی پیئیں گے۔ عطا فرمایا۔
۱۱۔ تمام مومنین کو آپ کی روحانی اولاد بنایا

آخری عرضداشت

مسلمانوں کا فرض ہے کہ حضور سراپا نور فداہ ابی و امی کی معرفت احکم الحاکمین نے جو کچھ عطا فرمایا ہے۔ اس میں سے کسی چیز کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور کسی چیز کو خواہشات نفسانی کی بنا پر ردّ نہ کریں۔ اگر بالفرض ساری دنیا بھی مخالف ہو جائے تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا اتباع نہ چھوڑیں۔ اور دربار نبویؐ سے ناراضگی مول لے کر اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں داخل ہوں

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ واجعل اخرتنا خیرا من الاولیٰ واللھم بحمدک لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک *

[۴۴] اللھم اجعلنا من اھل الجنۃ یا حنان یا منان برحمتک استغیث یا ارحم الراحمین ۰

خطبہ یوم الجمعۃ ۳ر جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۶ر نومبر ۱۹۵۹ء

محررہ از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡدُ

اسلام میں بچوّں کی تعلیم و تربیت

حضرت مولانا عمرہ کے لئے روانہ ہونیسے پہلے جو چار خطبہ جات تحریر کرکے ہمیں دے گئے تھے ۔ وہ سب شائع ہو چکے ہیں ۔ خیال تھا کہ ۶ر نومبر ۱۹۵۹ء کے لئے آپ خطبہ وہاں سے ارسال کر دینگے لیکن خطبہ موصول نہ ہونیکے باعث ہمیں مجبوراً پرانا خطبہ ہدیہ قارئین کرنا پڑا ۔ موضوع کے انتخاب میں وقت کی ایک اہم ضرورت کو پیش نظر رکھا گیا ہے ۔
(مدیر)

رَبِّ ہَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ۚ اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ۝

(سورہ آل عمران ع ۴) ترجمہ ۔ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما ۔ بے شک تو دعا کا سننے والا ہے ۔

برادران اسلام جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے ۔ وہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا ہے ۔ اولاد کا معاملہ جس قدر توجہ چاہتا ہے ۔ عموماً مسلمان اس سے غافل ہیں ۔ حضرت زکریاؑ کی دُعا کہ اے اللہ مجھے پاک اولاد عطا فرما ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد غیر طیب بھی ہوتی ہے ۔ اسی طرح ہمارے ہاں یہ ضرب المثل ہے ۔ پوت ۔ سپوت ۔ کپوت ۔ پوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت قائم رکھے ۔ سپوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت بڑھائے کپوت وہ بیٹا جو باپ کی عزت کو بٹا لگائے ۔ اس سے مطلق اولاد کی دُعا نہ کیا کیجئے ۔ بلکہ ذریۃ طیبہ پاک اولاد کی دعا کیا کیجئے ۔ بعض اولاد موجب رحمت ہوتی ہے ۔ اولاد کی نالائقی میں ۹۹ فیصدی غلط تربیت کو دخل ہوتا ہے ۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے جتنا اولاد کی تربیت کا فرض مسلمان پر عاید ہوتا ہے اتنا ہی مسلمان اس سے غافل ہے ۔ ایک غیر مسلم ہندو یا سکھ اپنی اولاد کی جس طریقہ سے تربیت کرتا ہے ۔ مسلمان بھی اپنی اولاد کی انہی ہی اور ویسے ہی تربیت کرتا ہے ۔ میں اپنی بہنوں سے عرض کروں گا تربیت کے معاملہ میں ۔ جس طرح باپ مجرم ہے ۔ اسی طرح ماں بھی مجرم ہے ۔ میں جو کچھ کہتا ہوں ۔ اسے صرف وعظ نہ سمجھا کیجئے ۔ پنجابی کہتے ہیں کہ جمعہ پڑھنے گئے تھے ۔ وعظ بھی سن آئے ۔ وہ محض ثواب کی خاطر وعظ سنتے ہیں ۔ ساری عمر وعظ سنتے رہتے ہیں ذرا بھر اصلاح نہیں ہوتی جب ذرا طبیعت کے خلاف کوئی بات ہوئی ۔ ساری عمر کا سنا سنایا وعظ ختم ہو جاتا ہے ۔ صرف ثواب کی خاطر وعظ سننے نہ آیا کیجئے ۔ بلکہ اپنی اصلاح اور عمل کرنے کے خیال سے سنا کیجئے ۔ میں اسی واسطے محنت کرکے آتا ہوں ۔ جمعہ کی صبح کو میں کسی سے نہیں ملتا ۔ کوئی صاحب تعویذ لینے آجاتے ہیں ۔ کوئی مسئلہ پوچھنے آجاتے ہیں ۔ کوئی صاحب یونہی ملنے آجاتے ہیں ۔ لیکن میں کسی سے نہیں ملتا کیونکہ مجھے اپنی ذمہ داری کا احساس ہے آپ لوگ بھی اپنی ذمہ داری محسوس کیجئے ہاں تو آپ لوگوں کی تربیت کا معیار یہ ہے کہ بچوں کو کھلا پلا کر بڑا کر دیا جائے کوئی بیمار ہو جائے تو اس کا علاج کرایا جائے ۔ لڑکا ہے تو کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش سکھایا جائے تاکہ روٹی کما سکے ۔ اگر لڑکی ہے تو لوگ جس قسم کے اوصاف پسند کرتے ہیں ۔ انہیں اوصاف سے لڑکی کو آراستہ کر دیا جائے ۔ مثلاً فیشن ایبل رشتہ پسند کیا جاتا ہے تو اسے فیشن ایبل بنانا ۔ گانے والی پسند کی جاتی ہے تو اسے گانا سکھانا اور اگر جدید تعلیم یافتہ پسند کی جاتی ہے تو اسے جدید تعلیم کی حتی الامکان اعلٰے سے اعلٰے ڈگری دلانا ۔ بے پردہ لڑکی پسند کی جاتی ہے تو اسے بے پردہ رہنے کا عادی بنانا ۔ بہن کو پتہ ہے کہ میرا بھائی بے پردہ عورت کو پسند کرتا ہے ۔ وہ چاہتا ہے کہ میری بیوی دوستوں کی محفل میں بے تکلف شریک ہو تاکہ وہ اس کی بیوی اور یہ ان کی بیویوں کو دیکھ سکے اور آپس میں باتیں ہو سکیں ۔ تو بہن بھی ویسی ہی بھاوج تلاش کریگی بہن کو معلوم ہے کہ بھائی اونچی آستینوں والا قمیص اور غرارہ پسند کرتا ہے ۔ اسکے دل کو دو چوٹیاں بھاتی ہیں اور وہ ایسی عورت کو چاہتا ہے جو آزادانہ اس کے ساتھ سیر و تفریح کر سکے ۔ اور سینما جا سکے چنانچہ وہ اس کے لئے ویسی ہی دلہن لائیگی چنانچہ لوگ اسی طرح پر تربیت کرتے ہیں ۔ جیسا اس کو پسند کرتے ہیں ۔ اور اگر وہ گانا پسند کریں تو غیر محرموں سے گانا سکھاتے ہیں تقسیم سے پہلے ہندو مرد اونچے گھرانے کی مسلمان لڑکیوں کو گانا سکھاتے تھے ۔

بارگاہ الٰہی میں جوابدہی

میرے بھائیو! لڑکوں اور لڑکیوں کی اس قسم کی تربیت تو کافر بھی کرتے ہیں ۔ آپ نے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں کیا امتیاز دکھایا ۔ اگر قیامت کے دن اللہ تعالےٰ آپ سے یہ سوال کریں ۔ کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ نے اپنے بچوں کو کیا تعلیم دی تھی ۔ کیا میری الوہیت میری معبودیت اور میری بندگی کے متعلق انہیں کچھ پڑھایا تھا اور تم مجھے مالک الملک شاہنشاہ حقیقی مانتے تھے اور تمہیں علم تھا کہ میرا قانون ۔ میرا پیغام اور میرا فرمان قرآن مجید ہے تو کیا بال بچوں کی تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم بھی لازمی قرار دی تھی ؟ پھر سوچ لو کہ اس سوال کا کیا جواب دوگے ؟ بے شک تم نے پنجاب یونیورسٹی کا بی اے اور ایم اے کا کورس پڑھایا ۔ لیکن پرائمری سے لے کر ایم اے کے کورس تک قرآن مجید ناظرہ بھی اس میں پڑھایا جاتا ہے ؟ نہ پاکستان بننے سے پہلے پڑھایا جاتا تھا ۔ نہ اب پڑھایا جاتا ہے ۔ جو پاکستان بننے سے پہلے کورس تھا ۔ وہی کورس اب بھی ہے ۔ تم کو آخر خدا کے ہاں جانا ہے پھر بتاؤ اس کا کیا جواب دوگے ؟

اولاد دل کا پھل ہے ۔

عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسَی الۡاَشۡعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الۡعَبۡدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

بِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِبْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ

رواہ احمد والترمذی۔ ترجمہ۔ ابو موسے اشعری رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی آدمی کا بچہ مر جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرکے آئے ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں۔ ہاں (لے آئے ہیں) پھر فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا۔ پھر عرض کرتے ہیں۔ تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ پڑھا۔ تب (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے۔ میرے بندے کے لئے بہشت میں ایک گھر تیار کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکریے کا گھر) رکھ دو۔

عورتوں کی عادت ہے کہ جہاں کوئی مریض قریب المرگ ہو۔ وہاں ضرور پہنچتی ہیں۔ ان کو مردوں سے زیادہ پتہ ہوتا ہے کہ اب یہ شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ عورتیں گھروں میں رہتی ہیں۔ مرد باہر ہوتے ہیں۔ انہیں تب پتہ چلتا ہے جب کوئی مر جاتا ہے۔ یہ اس معاملہ میں ایکسپرٹ ہوتی ہیں کہ جی اسکی ناک کی گھوڑی ٹیڑھی ہو گئی ہے۔ فلاں کے پاؤں متورم ہو گئے ہیں۔ بس فلاں دو تین دن کا مہمان ہے۔ فلاں کا دو گھنٹہ میں کام ہو جائے گا۔ اس لئے فوراً وہاں پہنچ کر رونا دھونا اور بین کرنا شروع کر دیتی ہیں کہ ہائے یوں تھا تو ایسا تھا تو ویسا تھا۔ یاد رکھو یہ رونے دھونے میت کے حق میں سخت مضر ہیں۔ آپ سمجھ گئے ہونگے کہ اللہ جل شانہٗ نے انسان کی اولاد کو دل کے پھل سے تعبیر فرمایا ہے اور پھلوں میں اچھا پھل وہ ہوتا ہے۔ جس کا رنگ خوشنما ہو۔ سونگھنے میں خوشبودار ہو۔ کھانے میں خوش ذائقہ ہو اور آسانی سے ہضم ہو کر جزو بدن ہو جائے۔ اسی طرح آپ اپنے دل کے پھل اپنی اولاد کو ہمہ صفت موصوف بنائیں۔ دنیاوی مفاد کی خاطر چاہے ان کو ڈاکٹر بنائیں۔ انجینئر بنائیں وکیل بنائیں بیرسٹر بنائیں۔ پی۔ ایچ ڈی بنائیں۔ ڈی ایس پی بنائیں۔ لیکن ساتھ ان کو مسلمان بھی بنائیں۔ اگر آپ سچا اور کھرا مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے نصاب تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنئے۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ رواہ فی الموطا۔

مالک بن انسؓ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان دونوں چیزوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے (دو چیزیں کونسی ہیں) اللہ تعالےٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنتہ۔ اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جب تک مسلمان قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے رہیں گے۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش نظر رکھیں گے اس وقت تک گمراہ نہیں ہوں گے۔ میں چالیس بتالیس سال سے یہاں پر درس قرآن دے رہا ہوں۔ اور جمعہ پڑھا رہا ہوں۔ میں ہمیشہ سے کہتا رہا ہوں۔ کہ ہم عصری تعلیم کے مخالف نہیں۔ تقسیم سے قبل انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں کہا کرتا تھا کہ ہمارا مقابلہ ہندوؤں سے ہے اگر ایک ہندو ڈاکٹر آئے تو مقابلہ میں مسلمان ڈاکٹر آئے۔ اگر ادھر سے ایل۔ ایل۔ بی آئے تو اُدھر سے بھی ایل۔ ایل۔ بی آئے۔ ادھر سے ایم ایس سی آئے تو ادھر سے بھی ایم ایس سی آئے۔ لیکن میرے بھائیو۔ اس دنیاوی تعلیم کو کافی وافی نہ سمجھو اگر اللہ کی بارگاہ میں مردود نہیں بلکہ مرحوم ہونا ہے تو کچھ نہ کچھ دین بھی سیکھ۔ تمہاری بڑی سے بڑی دنیاوی تعلیم ایل۔ ایل۔ ڈی اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی اللہ کے دربار میں کوئی پوچھ نہیں اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا۔ اگر ملعون بننا نہیں چاہتے تو دینی تعلیم ضرور حاصل کرو۔ یاد رکھو اگر قال اللہ اور قال الرسول کا نور سینے میں نہیں۔ تو یہ سب کچھ بے کار ہے۔ یہ بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہنے والے جنہوں نے صرف کسی یونیورسٹی میں تعلیم پائی ہے۔ کیا ان کو کلمہ طیبہ بھی آتا ہے؟ جب کلمہ بھی نہیں آتا تو نماز اور قرآن تو کہیں رہا۔ یہ بڑے لوگ ہیں۔ کیونکہ ساٹھ ہزار کی کوٹھی میں رہتے ہیں۔ یہ بڑے اس لئے ہیں کہ پچاس ہزار کی موٹر پر سوار ہوتے ہیں۔ یہ بڑے ہیں کیونکہ بڑا قیمتی سوٹ پہنتے ہیں۔ یاد رکھو کوئی بھی بڑا ہو۔ خواہ وزیر اعظم ہو یا گورنر۔ اگر وہ ذاکر نہیں بلکہ غافل ہے تو پھر اس کوٹھی اس موٹر اس چھپرکھٹ پر خدا کی رحمت برسے گی یا لعنت برسے گی۔

ایک سوال

برادران اسلام! کیا پاکستان کی بارہ سالہ زندگی میں اسلامی نصاب تعلیم رائج کرنے کے لئے آج تک کوئی موثر قدم اٹھایا گیا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے مذہبی نصاب بنانے کے لئے سنی شیعہ علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا تھا۔ جس کا ایک رکن میں بھی تھا۔ لیکن اب تک کوئی تسلی بخش نصاب تجویز نہیں ہو سکا۔ حالانکہ جس دن پاکستان بنا تھا۔ اگر کوئی دیندار حاکم ہوتا تو اسی دن اسلامی نصاب تعلیم رائج کر دیتا۔ اگر ہماری حکومت اسلامی نصاب تعلیم رائج کر دے۔ تو پھر ہمارے بچے جو ہمارے دلوں کا پھل ہیں۔ خداشناس۔ خدا پرست خداترس اصلی اور کھرے مسلمان نظر آنے لگیں گے اس لئے کہ جب ان کی گھٹی میں یہ ڈالا جائے گا۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ۔ رواہ فی شرح السنۃ و قال نودی ہذا حدیث صحیح۔ عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی شخص تم میں سے سچا مومن نہیں ہو سکتا۔ تاآنکہ اس کے دل کی ہر خواہش اس تعلیم کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔ جب مسلمان بچے کو ابتدا سے ہی یہ تعلیم دی جائے گی جو اس کے دل میں خلاف شریعت کوئی خواہش پیدا ہی ہونے نہ پائیگی۔ لیکن یہاں تو نقشہ ہی دوسرا ہے۔ دولت تنخواہیں اور گریڈ یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات سے بیبہرہ ہونے کی علامت ہیں۔ لیکن جب اسلامی تعلیمات سے دماغ روشن اور دل منور ہو جائیں گے تو پھر یہ نتائج ظہور پذیر ہونگے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَّعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَّ اَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ لَكَثِيْرٌ فِي النَّاسِ قَالَ وَ

سَیَکُوْنُ فِیْ قُرُوْنٍ بَعْدِیْ ۔ رواہ الترمذی

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے پاکیزہ رزق کھایا (یعنی حلال کھایا) اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کی ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رہے (یعنی کسی انسان کو کسی طرح کا کوئی دکھ نہیں پہنچا) ۔ وہ شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ آج کل تو اس قسم کے آدمی بہت ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میرے بعد آنے والے زمانوں میں بھی ہوں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ آج بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خالی نہیں ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ باقی جن کے منہ کو حرام لگ چکا ہے۔ ان سے چھڑانا مشکل ضرور ہے۔ لیکن ناممکن نہیں۔ جن جن بچوں کو ابتداء عمر ہی سے بہشت میں داخل ہونے کا یہ مختصر سا پروگرام بتا دیا جائے گا۔ انشاءاللہ سلیم الفطرت ہونے کے لحاظ سے ان کے دل پر یہ پروگرام نقش برسنگ ہو جائے گا۔ اور مخلوق خدا کے لئے ان کا وجود باعث صد رحمت ہوگا۔ اس قسم کے دیندار اور خدا ترس نوجوانوں کا وجود مملکت کے حق میں بھی مفید ہوگا۔ وہ نہ اسلام سے غداری کرینگے نہ عوام سے غداری کریں گے اور نہ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر حکومت پاکستان سے غداری کرینگے۔ لیکن یاد رکھو اگر تم نے اسلام کا طریقہ تعلیم و تربیت رائج نہ کیا تو اس ناتربیت یافتہ گمراہ اولاد کے نتائج بد سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا۔ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۔ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَاءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۔ رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ۔ (سورۃ الاحزاب ع ۸)

جس دن ان کے منہ آگ میں الٹ دیئے جائینگے۔ کہینگے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے رب ہمارے انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

آخری عرضداشت - دینی تعلیم ص۴۲

ص۴۵ کی برکت سے ان نتائج حسنہ کا ظہور تب ہوگا۔ جب تعلیم دینے والے ایسے اساتذہ ہوں جو خود اس تعلیم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں۔ جن کا قال بھی یہی تعلیم ہو اور حال بھی یہی تعلیم ہو نہ کہ موجودہ ماسٹر اور پروفیسر صاحبان جو اس تعلیم سے خود ناآشنا اور اسکے عملی رنگ سے خود بے بہرہ ہوں۔ حکومت پاکستان سے عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو ایسے اساتذہ کی فراہمی کی خدمت انجام دینے کے لئے حاضر ہوں۔ وما علینا الا البلاغ۔

اپنے ماتحتوں کومت مارئیے!

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا جب کوئی اپنے غلامکو ناحق مارے گا قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ شعب الایمان للبیہقی

غلام کو مارنے کا کفارہ

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے تھے کہ جس کسی نے اپنے غلام کو کسی ایسے جرم پر سزا دی جو اس نے نہیں کیا تھا، یا اس کو طمانچہ مارا، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔ صحیح مسلم

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد

آج دنیا بھر میں مکی و مدنی اسلام بہترین اور پاکیزہ ترین مذہب ہے

مکی و مدنی کیوں

میں نے مذہب اسلام کا نام مکی و مدنی اس لئے رکھا ہے کہ اسلام کا سنگ بنیاد اس وقت رکھا گیا تھا جبکہ سید الانبیا شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ تشریف فرما تھے اور اس کی تکمیل مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے دس سال بعد ہوئی ہے۔ جبکہ یہ آیت حجۃ الوداع میں میدان عرفات میں نازل ہوئی تھی۔ ملاحظہ ہو۔ وہ آیت یہ ہے :۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع ۱۔ پ ۶۔)

ترجمہ۔ تم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت حرام کیا گیا ہے اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور وہ جو گلا گھٹ کر یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے مر گیا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو۔ مگر جسے تم نے ذبح کر لیا ہو اور وہ جو کسی تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ جوئے کے تیروں سے تقسیم کرو یہ سب گناہ ہیں۔ آج تمہارے دین سے کافر ناامید ہو گئے سو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔ پھر جو کوئی بھوک سے بیتاب ہو جائے۔ لیکن گناہ پر مائل نہ ہو۔ تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

اس آیت پر شیخ الاسلام کے حواشی

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ زندگی کے ہر شعبہ اور علوم ہدایت کے ہر باب کے متعلق اصول و قواعد ایسی طرح ممہد ہو چکے تھے (یعنی انکی ایسی بنیاد رکھی جا چکی تھی) اور فروع و جزئیات کا بیان بھی اتنی کافی تفصیل اور جامعیت سے کیا جا چکا تھا۔ کہ پیروان اسلام کے لئے قیامت تک قانون الٰہی کے سوا کوئی دوسرا قانون قابل التفات نہیں رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے ہزاروں سے متجاوز خدا پرست جانباز اور سرفروش ہادیوں اور معلموں کی ایسی عظیم الشان جماعت تیار ہو چکی تھی۔ جس کو قرآنی تعلیم کا مجسم نمونہ کہا جا سکتا تھا۔ مکہ معظمہ فتح ہو چکا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کامل وفاداری کے ساتھ خدا سے عہد و پیمان پورے کر رہے تھے۔ نہایت گندی غذائیں اور مردار کھانے والی قوم مادی اور روحانی طیبات کے ذائقہ سے لذت اندوز ہو رہی تھی۔ شعائر اللہ کا ادب و احترام قلوب میں راسخ ہو چکا تھا۔ ظنون و اوہام اور انصاب و ازلام کا تار پود بکھر چکا تھا۔ شیطان جزیرۃ العرب کی طرف سے ہمیشہ کے لئے مایوس کر دیا گیا تھا۔ کہ دوبارہ وہاں اسکی پرستش نہو سکے۔ ان حالات میں ارشاد ہوا اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۝ یعنی آج کفار اس بات سے مایوس ہو گئے ہیں۔ کہ تم کو تمہارے دین قیم سے ہٹا کر پھر انصاب و ازلام وغیرہ کی طرف لے جائیں۔ یا دین اسلام کو مغلوب کر لینے کی توقعات باندھیں یا احکام دینیہ میں کسی تحریف و تبدیل کی امید قائم کر سکیں۔ آج تم کو کامل و مکمل مذہب مل چکا۔ جس میں کسی ترمیم کا آئندہ امکان نہیں۔ خدا کا انعام تم پر پورا ہو چکا۔ جس کے بعد تمہاری جانب سے اس کے ضائع کر دینے کا کوئی اندیشہ نہیں خدا نے ابدی طور پر اسی دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔ اس لئے اب کسی ناسخ کے آنے کا بھی احتمال نہیں۔ ایسے حالات میں تم کو کفار سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ البتہ اس محسن جلیل اور منعم حقیقی کی ناراضی سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ جس کے ہاتھ میں تمہاری ساری نجاح و فلاح اور کل سود و زیاں ہے۔ گویا "فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ" میں اس پر متنبہ فرما دیا گیا۔ کہ آئندہ مسلم قوم کو کفار سے اس وقت تک کوئی اندیشہ نہیں۔ جبتک ان میں خشیۃ الٰہی اور تقویٰ کی شان موجود ہے۔

اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

شیخ الاسلام کا حاشیہ "یعنی اس کے اخبار و قصص میں پوری سچائی۔ بیان میں پوری تاثیر اور قوانین و احکام میں پورا توسط و اعتدال موجود ہے جو حقائق کتب سابقہ اور دوسرے ادیان سماویہ میں محدود و ناتمام تھیں ان کی تکمیل و تعمیم اس دین قیم سے کر دی گئی۔ قرآن و سنت نے "حلت" "حرمت" کے متعلق تنصیصاً یا تعلیلاً جو احکام دیئے ان کا اظہار و ایضاح تو ہمیشہ ہوتا رہے گا لیکن اضافہ یا ترمیم کی مطلق گنجائش نہیں چھوڑی

اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي پر شیخ الاسلام کا حاشیہ

سب سے بڑا احسان تو یہی ہے کہ اسلام جیسا مکمل اور ابدی قانون اور خاتم الانبیاء جیسا نبی تم کو مرحمت فرمایا۔ مزید براں اطاعت و استقامت کی توفیق بخشی۔ روحانی غذاؤں اور دنیوی نعمتوں کا دسترخوان تمہارے لئے بچھا دیا۔ حفاظت قرآن، غلبۂ اسلام

اور اصلاح عالم کے اسباب مہیا فرما دیئے۔

رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

پر شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد کسی اور دین کا انتظار کرنا سفاہت ہے۔ اسلام جو تفویض و تسلیم کا مرادف ہے اسکے سوا مقبولیت اور نجات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔ (تنبیہ) اس آیت اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ کا نازل فرمانا منجملہ نعمہائے عظیمہ کے ایک نعمت ہے۔ اس لئے بعض یہود نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ امیرالمؤمنین اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اسکے یوم نزول کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ جس روز ہم پر یہ نازل کی گئی۔ مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔ یہ آیت ۱۰ھ میں "حجۃ الوداع" کے موقعہ پر عرفہ کے روز "جمعہ" کے دن "عصر" کے وقت نازل ہوئی۔ جبکہ میدان عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد اتقیا و ابرار رضی اللہ عنہم کا مجمع کثیر تھا۔ اس کے بعد صرف اکیاسی روز آپؐ اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ پر

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی حلال و حرام کا قانون تو مکمل ہو چکا۔ اس میں اب کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ البتہ جو مضطر بھوک و پیاس کی شدت سے بیتاب اور لاچار ہو۔ وہ اگر حرام چیز کھا پی کر جان بچائے۔ بشرطیکہ مقدار ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور لذت مقصود نہ ہو" غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ" تو حق تعالیٰ اس متناول محرم کو اپنی بخشش اور مہربانی سے معاف فرما دے گا۔ گویا وہ چیز تو حرام ہی رہی۔ مگر اسے کھا پی کر جان بچانے والا خدا کے نزدیک مجرم نہ رہا۔ یہ بھی اتمام نعمت کا ایک شعبہ ہے۔

ظہور اسلام کے بعد دنیا میں اسلام ہی کے بہترین اور پاکیزہ ترین مذہب ہونیکے دلائل

پہلی دلیل

دنیا کے تمام مذاہب میں مذہب کا سنگ بنیاد خدا تعالےٰ کے تصوّر پر ہے۔ اگرچہ مختلف زبانوں میں اس پاک ذات کو مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً عربی زبان میں اسے اللہ (تعالیٰ) کہا جاتا ہے اور فارسی زبان میں خدا کہا جاتا ہے۔ اور ہندوستان کے ہندو اسے پرمیشر اور پرماتما کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور انگریزی زبان میں اسے گاڈ کہا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دنیا میں بیسیوں زبانیں ہیں اور ہر زبان کے بولنے والے اسے اپنی زبان کے نام سے یاد کرتے ہیں

اللہ تعالےٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی مثال

میری سابقہ دلیل کے مطالعہ کرنیوالوں کے دل میں شاید یہ خیال آئے کہ تم تو یہ کہتے ہو کہ دنیا میں تمام مذاہب اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں۔ حالانکہ دنیا میں بعض انسان ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل نہیں ہیں۔ میں اس اعتراض کو تسلیم کرتے ہوئے عرض کرونگا۔ اگر آپ میری پیش کردہ مثال کو غور سے سنیں گے تو یہ شبہ بفضلہ تعالیٰ یقیناً دل سے رفع ہو جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کو دو آنکھیں دے رکھی ہیں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ تو کیا اس شخص پر کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ بھائی ہم نے تو بعض اوقات ایسے انسان بھی دیکھے جو بالکل اندھے ہوتے ہیں تو پہلا شخص یہ جواب دے گا کہ بھائی صاحب تمہارا یہ کہنا ٹھیک ہے۔ مگر جب کبھی کوئی انسان کوئی قاعدہ کلیہ استعمال کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسانوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ اگر انسانوں میں کوئی شاذ و نادر اس کے خلاف نظر آئے تو اس سے قاعدہ کلیہ نہیں ٹوٹتا۔ یہ یاد رکھو کہ ہر قاعدہ کلیہ میں کوئی نہ کوئی استثناء ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہر انسان سنتا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں بہرہ کوئی نہیں۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہر انسان اپنی دو ٹانگوں پر چلتا ہے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں اپاہج (دونوں ٹانگوں سے شل ہونے والا) کوئی نہیں

بعینہٖ اسی طرح جب ہم یہ کہتے ہیں کہ دنیا کی تمام اقوام اپنے ہاں اپنی اپنی زبان میں خدا تعالےٰ کا نام لیتی ہیں اور اسی نام سے اسے پہچانتی ہیں اور اسی نام سے اسے پکارتی ہیں تو ایسے موقعہ پر ان لوگوں کو جو خدا تعالیٰ کے منکر ہیں۔ یہی خطاب دیا جائے گا۔ جیسے انسانوں میں بعض اندھے یا انسانوں میں بعض بہرے اور انسانوں میں بعض اپاہج بھی ہیں۔ ایسے لوگوں کی وجہ سے وہ قاعدہ کلیہ نہیں ٹوٹ سکتا۔

لہٰذا

ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تمام اقوام خدا تعالےٰ کو جانتی اور پہچانتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق پاکیزہ ترین تصوّر فقط مذہب اسلام میں ہے

اسلام کا پیش کردہ تصوّر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کی کسی بھی شکل میں متشکل (یعنی اپنی مخلوقات کے بھیس میں) ظاہر نہیں ہوتا اسی لئے قرآن مجید میں اعلان آیا ہے۔ (لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ) سورۃ الشوریٰ ع ۲۔ ترجمہ۔ کوئی چیز اسکی مثل نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں کا گمراہ ہونا

ایک لاکھ تئیس ہزار امتوں میں سے قریب ترین دو امتیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمتیں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت جبکہ بحیرہ قلزم سے پار ہو کر اور فرعون کے پنجہ سے نجات پاتی ہیں۔ تو حضرت موسےٰ علیہ السلام سے درخواست کرتی ہیں۔ وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّھُمْ ج قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ ط قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُوْنَ ○) سورۃ الاعراف ع ۱۶ پ ۹۔ ترجمہ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتارا تو ایک ایسی قوم پر پہنچے جو اپنے بتوں کے پوجنے میں لگے ہوئے تھے۔ کہا اے موسیٰ ہمیں بھی ایک ایسا معبود بنا دے۔ جیسے ان کے معبود ہیں۔ فرمایا بے شک تم لوگ جاہل ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں اس فرمائش پر ڈانٹتے ہیں۔

(قَالَ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰھًا وَّھُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۵) سورۃ الاعراف رکوع ۱۶ پ۹۔ ترجمہ (موسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا۔ کیا اللہ کے سوا تمہارے لئے اور معبود بنا دوں۔ حالانکہ اس نے تمہیں سارے جہان پر فضیلت دی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانیکے بعد

پھر اپنی ہوس اس طرح پوری کرتے ہیں کہ سونے چاندی کا بچھڑا بنا کر اسے خدا بنا کر پوج رہے ہیں۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْۢ بَعْدِہٖ مِنْ حُلِیِّھِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّہٗ خُوَارٌ ط اَلَمْ یَرَوْا اَنَّہٗ لَا یُکَلِّمُھُمْ وَلَا یَھْدِیْھِمْ سَبِیْلًا م اِتَّخَذُوْہُ وَکَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ۵) سورۃ الاعراف ع ۱۸۔ پ۹۔ ترجمہ۔ اور موسےؑ کی قوم نے اس کے (کوہ طور پر) جانے کے بعد اپنے زیوروں سے بچھڑا بنا لیا۔ وہ ایک جسم تھا۔ جس میں گائے کی آواز تھی۔ کیا۔ انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتا۔ اور نہ ہی راہ بتاتا ہے۔ اسے معبود بنا لیا اور وہ ظالم تھے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آکر انہیں ڈانٹتے ہیں

(وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓی اِلٰی قَوْمِہٖ غَضْبَانَ اَسِفًا لا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّکُمْ ج وَاَلْقَی الْاَلْوَاحَ) (سورۃ الاعراف ع ۱۸۔ پ۹۔ ترجمہ اور جب موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے واپس آئے۔ تو فرمایا تم نے یہ میرے بعد بڑی نامعقول حرکت کی۔ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی جلد بازی کر لی اور غصہ میں آ کر توراۃ کی جو تختیاں لائے تھے وہ پھینک دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت کا آپ کے بعد مسئلہ توحید باری تعالیٰ میں ٹھوکر کھانا

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی اُمت نے آپ کے انتقال کے بعد تیسری مرتبہ ٹھوکر کھائی ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں آیا ہے۔

وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ قَوْلُھُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ یُضَاھِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ط قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ ج اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ۵ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ ج وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰھًا وَّاحِدًا ج لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ سورۃ التوبہ ع ۵ پ۱۰۔ اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیحؑ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے مُنہ کی باتیں ہیں۔ ان ہی کافروں کی سی باتیں بنانے لگے ہیں۔ جو ان سے پہلے گذرے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے کہ یہ کدھر اُلٹے جا رہے ہیں انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ان لوگوں کے شریک کرنے سے پاک ہے

یعنے

جو ایک رب العالمین ہے۔ ان کا تعلق ہونا چاہیئے تھا۔ وہ تعلق انقیاد و تابعداری کا اپنے وقت کے علمائے کرام اور صوفیائے عظام سے قائم کر رکھا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالےٰ کا فرمان معلوم ہونے کے بعد پھر دنیا بھر میں کسی کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ تاکہ فقط اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ اور کوئی راضی ہو یا نہ۔ اسی طرح جو کچھ ان کے علماء کرام یا صوفیائے عظام کے منہ سے نکل جائے اسی کو پلے باندھ لیتا ہے اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ خواہ اس وقت کی توراۃ کے خلاف ہو۔ اگرچہ توراۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب تھی۔ مگر علماء کرام کے فتاوے اور صوفیائے کے ارشاد کے موافق چلنا اپنا فرض عین خیال کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا مسئلہ توحید میں ایک اور ٹھوکر کھانا

ایک حدیث شریف کی شہادت

(لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

لعنت کا سبب

یہ ہے کہ سجدہ فقط ایک محبوب حقیقی اللہ تعالےٰ ہی کو کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے (لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ) الآیہ۔ سورہ حٰمٓ السجدہ پ۲۴ ترجمہ نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو۔ جس نے سورج اور چاند بنائے ہیں۔

نتیجہ

اس ارشاد باری تعالیٰ سے نتیجہ یہ نکلا کہ سجدہ کا مستحق فقط اللہ تعالےٰ ہے۔ جسنے اپنے فضل اور کرم سے سورج اور چاند کو یہ نور عطا فرمایا۔ اگرچہ یہ دونوں بظاہر یہ فیاض عالم نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کا فیض (ضیا پاشی) ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ خداداد ہے۔ لہذا اصلی سجدہ اور شکریہ کا مستحق وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے ان دونوں (سورج اور چاند) کو فیض عطا فرمایا۔

یہی دنیا تک ایک عجیب قانون

نکل آیا کہ دنیا میں کوئی شخص خواہ کتنا ہی فیضرساں ہو کہ اس کے فیض عام سے لاکھوں بلکہ کروڑوں نے فیض پایا ہو۔ اور گمراہی کے راستہ سے ہٹ کر صراط مستقیم پر چل نکلے ہوں۔ پھر بھی انہیں دنیا کی زندگی میں سجدہ کیا جائے اور نہ ہی وفات کے بعد انکی قبروں پر سجدہ کیا جائے۔ ورنہ نعوذ باللہ جس طرح انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر سجدہ کرنے سے اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے سخت ناراض ہوا ہے۔ اسی طرح اولیائے کرام کی قبروں پر سجدہ کرنے کا بھی وہی نتیجہ نکلے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

اولیائے کرام کا ادب

یہ ہے کہ ان حضرات کے تعلیم کردہ مسلک پر چلا جائے۔ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے جو طریقے وہ فرما گئے ہوں یا جو طریقے وہ حضرات سکھا گئے ہوں۔ ان پر عمل کیا جائے اور مرتے دم تک ان چیزوں پر عمل جاری رکھا جائے۔ تاکہ ان وظائف کے پڑھنے اور ان طریقوں پر چلنے کا ثواب ان حضرات کو بھی پہنچتا رہے۔ اسلام میں یہ قاعدہ مسلم ہے۔ (اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ) ترجمہ۔ نیکی کی رہنمائی کرنے والے کو وہی ثواب ملتا ہے جو نیکی کرنے والوں کو ملتا ہے۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے بزرگوں کے ارشادات

کو عملی جامہ تا دم زیست پہنانے کی توفیق عطا فرمائیے تاکہ قیامت کے دن ہمیں انکے متبع ہونے کے لحاظ سے اکٹھا کرکے اٹھائیے اور ان کی معیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچائیے۔ اللھم اجعلنا منھم

الحمد للہ ثم الحمدللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اور ان کے تابعین اور تبع تابعین حضرات اس گناہ سے یقیناً محفوظ رہے ہیں۔ ان حضرات نے کبھی بھی قرآن مجید کے ارشاد صریح کے مقابلہ میں کسی دوسرے شخص کی رائے کو ترجیح نہیں دی۔ اللھم اجعلنا من اتباعھم

ہاں یہ ہوتا رہا ہے

کہ اگر کسی معاملہ میں قرآن مجید کی کوئی نص صریح نہ ہو اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی اس چیز کے متعلق کوئی فیصلہ کن چیز نظر نہ آئے تو پھر اپنے سے کسی بڑے جید عالم سے دریافت کرکے عمل کر لیا جائے اس شرط پر کہ اگر خدا نخواستہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ یہ فیصلہ کتاب و سنتہ کے خلاف تھا تو اس فیصلہ کو نظر انداز کرکے کتاب و سنتہ کے فیصلہ پر عمل کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی حق پرست کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہو سکتا۔

اور میں دعوےٰ سے کہہ سکتا ہوں

کہ آج تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے (ما انا علیہ واصحابی) ترجمہ۔ بہشت میں جانے والی وہ جماعت ہوگی۔ جس کا طریق کار دنیا میں وہ رہا ہو جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔

قیامت تک رہیگی

انشاء اللہ تعالیٰ حضورؐ کی امت میں اس قسم کی جماعت ہمیشہ رہیگی اور جب یہ جماعت نہ رہیگی تو اس وقت قیامت آجائے گی۔

اس کی شہادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت تب آئے گی۔ جب زمین میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی بھی نہیں رہے گا۔

اس ارشاد نبویؐ سے ثابت ہو گیا

کہ قیامت تک توحید کا نور فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی برکت سے رہے گا۔

حاصل یہ نکلا

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت نے خود اپنے پیغمبر ہی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق دو مرتبہ ٹھوکر کھائی ہے کہ اس ذات پاک کے سوا مخلوق خدا کو خدا بنانا چاہتی ہے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلا واسطہ امت (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے کبھی ایسی ٹھوکر نہیں کھائی۔ لہذا یہ چیز یقیناً دلیل سے ثابت ہو گئی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ کے صحابہ کرام کو جو بصیرت اللہ تعالیٰ کی پہچان کے متعلق حاصل ہوئی تھی۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو توحید باری تعالیٰ کا وہ نور دلوں میں عطا فرمائے جو صحابہ کرامؓ کو حاصل ہوا تھا۔ اور سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی مخلوق کو اس کی ذات پاک کا مظہر بنا کر خدا تعالیٰ کی طرح اس کی عبادت کرنے نہ لگ جائیں آمین یا الہ العالمین۔

ایک سخت خطرناک اور وحشتناک پیشینگوئی

برادران اسلام۔ ذرا غور سے سنئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث شریف میں اپنی امت کے متعلق سخت خطرناک پیشینگوئی کی۔ ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ ضرور میری امت پر بھی ایک ایسا دور آئے گا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جوتی کے ایک تلے کے برابر (جس طرح) دوسرا تلہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تھا۔ البتہ میری امت میں بھی ایسا ہوگا۔ جو ایسا کرے گا۔ اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر ۷۲ جماعتوں میں بٹے تھے اور میری امت تہتر ۷۳ فرقوں میں بٹیگی سوائے ایک جماعت کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔

حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ آپؐ کی امت میں تہتر ۷۳ فرقے ہوں گے۔ بہتر ۷۲ تو ویسے گمراہ ہوں گے۔ جیسے کہ یہود و نصاریٰ میں بہتر فرقے گمراہ تھے اور مسلمانوں کے وہ بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور فقط ایک فرقہ آپ کی امت میں سے بہشت میں جائے گا اور وہ ہوگا جو رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلیگا۔ اللھم اجعلنا منھم

یہ فرقے تو خیر القرون کے بعد پیدا ہونگے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام امتوں پر صحابہ کرامؓ کی فوقیت کا اعلان اس کا ثبوت

(کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝)

(سورہ آل عمران رکوع ۱۱۔ پ ۴) ترجمہ۔ تم سب امتوں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لیے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ کچھ ان میں سے ایمان دار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں سے قیامت تک توحید خداوندی کی حفاظت کا تمغہ فقط رسول اللہؐ

کی اُمت کو نصیب ہُوا۔

اور

امت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ شرف اس فرقہ کی برکت سے نصیب ہُوا جو (ما انا علیہ واصحابی) والے حضرات ہوں گے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

موجودہ دَور میں اسلام کے بہترین اور پاکیزہ ترین ہونے کی دُوسری دلیل

گذشتہ تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں نے اپنے وقت کے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ یا ان کے ارشادات کی تعمیل سے انکار کرتے تھے۔

جھٹلانے کا ثبوت

نمبر ۱

(کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ ۝) سورۃ ق ع ۱ ترجمہ۔ اور ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا وعدۂ عذاب ثابت ہوا۔

نمبر ۲

یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ۝ سورہ یٰسٓ ع ۲ پ ۲۳۔ ترجمہ۔ کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس پر انہوں نے ہنسی نہ کی ہو۔

جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی

(قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَہَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوۡا فِیۡہَا فَاذۡہَبۡ اَنۡتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا ہٰہُنَا قٰعِدُوۡنَ ۝) سورۃ المائدہ ع ۴ پ ۶ ۔ ترجمہ۔ موسیٰ علیہ السلام (کی قوم) نے کہا۔ اے موسیٰ ہم کبھی بھی وہاں داخل نہ ہوں گے۔ جب تک کہ وہ (دشمن) اس (شہر) میں ہیں سو تو اور تیرا رب جائیے اور تم لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ کی امت کی اطاعت اور جرأت اور جان قربان کرنے کا جذبہ ملاحظہ ہو

بدر کی جنگ بلا ارادہ اور مکمل تیاری کے بغیر لڑنی پڑی

تمام اقوام میں یہ قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ جب دشمن اعلان جنگ کر دے تو پھر اس کو ہر ممکن نقصان پہنچانا جائز سمجھا جاتا ہے تا کہ وہ کمزور ہو جائے اور لڑائی سے باز آ جائے

صحابہ کرامؓ کے متعلق ایک عجیب شہادت

قرآن مجید کی دوسری سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع ہی میں صحابہ کرامؓ کی صفات حمیدہ بیان فرمائی ہیں۔ (التقویٰ۔ ایمان بالغیب (بن دیکھے اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کے ارشاد کو مان لینا) اقامۃ صلوٰۃ (یعنی ہر طرح کی پوری پابندی سے نماز ادا کرنا) انفاق فی سبیل اللہ (اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا) صحابہ کرامؓ کا قرآن مجید اور اس سے پہلی تمام نازل شدہ کتابوں (مثلاً توراۃ انجیل۔ زبور وغیرہ) پر ایمان لانا۔ اور آخرۃ (یعنی قیامت) پر ایمان لانا۔

مذکورۃ الصدر صفات

کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں دو تمغے عطا فرمائے ہیں۔ صحابہؓ کرام ہدایت یافتہ ہیں۔ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی۔ ترجمہ۔ یہ لوگ راہ راست پر ہیں) اور یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ایک پیغمبر کی اُمت کیلئے اور کون سی کامیابی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سے دنیا میں رہتے ہوئے بھی راضی ہے۔ اور قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچنے کی خوشخبری انہیں دُنیا ہی میں دی ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اللہ ذو الفضل العظیم

یہودیوں پر لعنت کا اعلان

موسیٰ علیہ السلام کی امت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا اعلان ملاحظہ ہو وَقَالَتِ الۡیَہُوۡدُ یَدُ اللّٰہِ مَغۡلُوۡلَۃٌ ؕ غُلَّتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ لُعِنُوۡا بِمَا قَالُوۡا ۘ بَلۡ یَدٰہُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ ۙ یُنۡفِقُ کَیۡفَ یَشَآءُ ؕ الایہ سورۃ المائدہ ع ۹ پ ۶۔ ترجمہ۔ اور یہود کہتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے۔ انہیں کے ہاتھ بند ہوں اور انہیں اس کہنے پر لعنت ہے۔ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی اُمّت پر کفر کا اعلان

(لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ ؕ وَ قَالَ الۡمَسِیۡحُ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیۡ وَ رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ الۡجَنَّۃَ وَ مَاۡوٰىہُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۝) سورۃ المائدہ ع ۱۰۔ پ ۶۔ ترجمہ البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے۔ جنہوں نے کہا بیشک اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا ہے۔ اے بنی اسرائیل اس اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ

میرے مذکورۃ الصدر بیان سے یہ چیز ثابت ہو گئی کہ اس دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو امت نصیب ہوئی ہے۔ وہ کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی اور اس خوش نصیب امت کو جو پیغمبر نصیب ہوا ہے۔ اس پایہ کا پیغمبر بھی کسی امت کو نصیب نہیں ہُوا۔ میرے اس اعلان کی شہادتیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ملاحظہ ہوں۔

اس امت کو جو پیغمبر نصیب ہوا ہے اس شان کا پیغمبر کسی اُمت کو نصیب نہیں ہُوا۔

اس دعویٰ کی شہادتیں۔ پہلی

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلۡدِ اٰدَمَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ اَوَّلُ مَنۡ یَّنۡشَقُّ عَنۡہُ الۡقَبۡرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں قیامت کے دن آدمؑ کی اولاد کا سردار ہوں گا اور میں (وہ ہوں گا) جس سے سب سے پہلے قبر کھلے گی (اور باہر آؤں گا) اور سب سے پہلے (میں) شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ اور (میں وہ ہوں گا) (جسکی) سب سے پہلے شفاعت قبول کی جائیگی)

دُوسری شہادت

عَنۡ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَکۡثَرُ الۡاَنۡبِیَاءِ تَبَعًا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنۡ یَّقۡرَعُ بَابَ الۡجَنَّۃِ رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے تابعدار قیامت کے دن سب پیغمبروں سے زیادہ ہوں گے اور میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا جو بہشت کے دروازہ کو (کھولنے کیلئے) کھٹکھٹاؤں گا۔

تیسری شہادت

عَنۡ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اٰتِیۡ بَابَ الۡجَنَّۃِ

فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ۔ (رواہ مسلم) — ترجمہ۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں بہشت کے دروازہ پر جاؤں گا۔ پھر (دروازہ) کھولنے کے لئے کہوں گا پھر خازن (بہشت کا دربان) کہے گا تم کون ہو پھر میں کہوں گا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر وہ دربان کہے گا۔ مجھے تیرے متعلق حکم دیا گیا تھا کہ تجھ سے پہلے کسی کے لئے بہشت کا دروازہ نہ کھولوں۔

تینوں شہادتیں بذریعہ وحی

کے ثابت ہیں۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔ (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۝) سورۃ النجم ع ا پ ۲۷ ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے (جو کہتا ہے) یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

البتہ اتنا فرق ہے

قرآن مجید کی مذکورۃ الصدر دو آیتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے جو کچھ بھی برآمد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا ہوتا ہے

ہاں یہ فرق

ہے کہ اگر معانی پر الفاظ کا جامہ چڑھا کر اللہ تعالیٰ بھجوائے تو اسے وحی جلی یا قرآن مجید کہا جاتا ہے اور اگر حضور انور کے دل پر معانی کا القاء اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہو۔ اور الفاظ کا جامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنائیں تو وہ وحی خفی یا حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے تعبیر کی جاتی ہے۔ در اصل دونوں چیزیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے بصورت وحی آتی ہیں۔

لہذا یہ کہنا

بالکل ٹھیک ہے۔ جس طرح کہ گزشتہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور سید الانبیاء ہیں حضور انور قرب الی اللہ میں۔ سب سے بلند مقام پر ہیں

علیٰ ہذا القیاس آپ کی اُمت

کا درجہ قرب الی اللہ میں تمام امتوں میں بلند تر ہے۔

اس کا ثبوت

عَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَ اَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى (رواہ الترمذی و ابن ماجۃ والدارمی وقال الترمذی ہذا)

حدیث حسن

ترجمہ۔ بہزبن حکیم سے روایت ہے۔ وہ اپنے باپ سے اور ان کا باپ بہز کے دادا سے یعنی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ تحقیق بہز کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے اللہ تعالےٰ کے فرمان خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ کے متعلق فرمایا کہ تم (اے امت نبی آخر الزمان) ستر امتوں میں سے آخری امت ہو (یعنی تم سے ستر امتوں کی تعداد ختم ہوئی ہے) تم ان (ستر امتوں) میں سے سب سے بہتر ہو۔ اور ان ستر امتوں میں تمہارا سب سے عزت میں بلند مرتبہ ہے

حاصل

اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ آپ کی اُمت جیسی امت بھی آپ سے پہلے کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی۔ و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

اُمت محمدیہ کے اجمالی فضائل

پہلی فضیلت

قیامت تک آسمانی کتاب (قرآن مجید) فقط اس امت کی برکت سے دنیا میں محفوظ رہیگی۔ اس کے سوا کوئی آسمانی کتاب دنیا میں نہیں پائی جائے گی۔

دوسری فضیلت

توحید خداوندی کا خالص نور جو کتاب اللہ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ بھی دنیا کی سطح پر فقط اسی اُمت کی برکت سے باقی رہے گا۔

تیسری فضیلت

سوائے امت محمدیہ کے کسی امت کے پاس اپنے پیغمبر کا مکمل طریقِ عمل۔ جس کو دین کی اصطلاح میں سنت پیغمبر کہا جاتا ہے سوائے مسلمانوں کے کسی امت کے ہاں وہ یعنی سنت نبوی نہیں پائی جائے گی۔

چوتھی فضیلت

ہر شعبہ حیات میں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکمل راہ نمائی حاصل کرنا چاہے تو سوائے مذہب اسلام کے دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

دُعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

آمین یا الٰہ العالمین

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۸ر جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۰ر نومبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

دنیا میں ہمیشہ سے انسانوں کی دو ہی قسمیں رہی ہیں

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ان کے یہ نام ہیں

حزب اللہ - حزب الشیطٰن

پتہ چل جاتا ہے

واقعہ یہ ہے کہ دونوں کے ناموں ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ دونوں جماعتیں کس وضع اور کس قماش کی ہیں کیونکہ ہر انسان خواہ کسی بھی تمدن اور مہذب قوم کا فرد ہو۔ وہ اپنی زبان میں ان دو ہستیوں کو ضرور جانتا ہوگا۔ چونکہ قرآن مجید میں اعلان ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ ۝ سورۃ فاطر ع ۳ - پ ۲۲ - ترجمہ - اور کوئی اُمت نہیں گذری - مگر اس میں ایک ڈرانے والا گزر چکا ہے -

لہٰذا

جب دنیا کی ہر قوم میں پیغمبر آ چکا ہے - اس لئے یہ یقینی چیز ہے کہ ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ سے روشناس کرایا ہوگا - اور اسی کی بندگی کرنے کا سبق پڑھایا ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی ضرور اطلاع دی ہوگی - کہ اللہ تعالےٰ کا ایک باغی بھی روزِ اوّل سے دنیا میں چلا آ رہا ہے اور اس کا کام ہی یہی ہے کہ انسانوں کی اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف رہنمائی کرنا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا باغی بنانا اور اس کا نام شیطان ہے -

حاصل

گذشتہ سطور کا حاصل یہ نکلا - کہ دنیا میں دو ہی جماعتیں چلی آ رہی ہیں ایک جماعت کا راہ نما خود اللہ تعالیٰ ہے اس کا نام حزب اللہ ہے اور دوسری جماعت کا لیڈر شیطان ہے - اس لئے اسے حزب الشیطٰن کے نام سے پکارا جاتا ہے -

دونوں جماعتوں کے انجام کا اعلان

حزب الشیطٰن کا انجام

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا
غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ؕ مَا ھُمْ مِّنْکُمْ
وَلَا مِنْھُمْ ۙ وَیَحْلِفُوْنَ عَلَی الْکَذِبِ
وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ عَذَابًا
شَدِیْدًا ؕ اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝
اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً فَصَدُّوْا عَنْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ فَلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۝
لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ
اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا ؕ اُولٰٓئِکَ
اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝
یَوْمَ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ
لَہٗ کَمَا یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ وَیَحْسَبُوْنَ
اَنَّھُمْ عَلٰی شَیْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ
الْکٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ
فَاَنْسٰھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ
الشَّیْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ
ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ المجادلہ - ع ۳ - پ ۲۸

ترجمہ - کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے دوستی کر رکھی ہے - جن پر اللہ کا غضب ہے نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں - اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے - بیشک وہ بہت ہی بُرا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں - انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے - پس وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تو ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے اللہ کے مقابلہ میں - نہ تو ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے اور نہ انکی اولاد کچھ کام آئے گی - یہ دوزخی لوگ ہیں - وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں - جس دن اللہ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا تو اس کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے - جیسی کہ تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم راستے پر ہیں - خبردار بیشک وہی جھوٹے ہیں - ان پر شیطان نے غلبہ پا لیا ہے پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے - یہی شیطان کا گروہ ہے - خبردار بیشک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے -

قرآن مجید نے حزب الشیطٰن کے جن نقائص پر روشنی ڈالی ہے وہ ملاحظہ ہوں

پہلا

جن لوگوں پر اللہ تعالےٰ کا غضب ہے - ان کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں - (حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے ناراض ہے تو ان کو بھی ان سے تعلق توڑ لینا چاہیئے تھا)

دوسرا

یہ (حزب الشیطٰن والے) نہ یہ صحیح معنی میں مسلمانوں میں شامل ہونے کے قابل ہیں اور نہ ہی پکے کافروں میں شامل ہو سکتے ہیں (کیونکہ ان کا ظاہر کچھ اور ہے اور باطن کچھ اور ہے - بظاہر مسلمانوں کے ساتھ شامل ہیں اور دل میں کافروں کے ساتھ ہیں)

تیسرا

چونکہ ان کی حالت مخدوش ہے اس لئے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل رکھنا چاہتے ہیں (اگر یہ لوگ سچے مسلمانوں کی طرح کھرے مسلمان ہوتے تو قسمیں کھانیکی کیا ضرورت تھی)

چوتھا

یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل رکھتے ہوئے آرہے ہیں۔ (ورنہ ظاہر اور باطن میں کھرے مسلمان ہوتے تو قسمیں کھانے کی کیا ضرورت تھی)

پانچواں

قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ لوگ ویسی ہی جھوٹی قسمیں کھائیں گے (کہ ہم مسلمان ہیں) جس طرح اب تمہارے سامنے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

چھٹا

اس دو رنگی جماعت پر شیطان نے غلبہ پایا ہوا ہے۔

مذکورۃ الصدر نقائص کا نتیجہ

یہ نکلے گا۔ (اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝) سورۃ المجادلہ ع ۳۔ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ یہ دوزخی لوگ ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔

قرآن مجید نے حزب اللہ کے جن اوصاف حمیدہ پر روشنی ڈالی ہے وہ ملاحظہ ہوں

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ المجادلہ ع ۳۔ پ ۲۸

ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔ اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار بے شک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

اس طویل آیت میں حزب اللہ کی تین صفات ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا

یہ یاد رہے کہ ایمان کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہی معنی بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے (قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ) الآیۃ۔ سورۃ الحجرات ع ۲۔ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ بدویوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے ہیں کہدیجئے تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس اعلان خداوندی

سے نتیجہ یہ نکلا کہ احکام الٰہی کے تہ دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے اور ظاہری طور پر احکام الٰہی کی تعمیل کا نام اسلام ہے۔

قرآن مجید کی بیان کردہ

ایمان کی معنی کے آئینہ میں مسلمانوں کو دیکھا جائے تو ایک بہت زیادہ تعداد موجودہ دور کے مسلمانوں کی ایسی نکلے گی۔ جن کے دل میں ایمان نہیں ہے اور ان کے دل میں ایمان نہ ہونے کی شہادت خود انکے اقوال سے ملتی ہے۔

وہ کس طرح

یہ قاعدہ ہے کہ انسان کے دل میں جس چیز کی عزت اور اس سے محبت ہو۔ جس شخص کے اندر وہ چیز پائی جائے اس خوبی اور کمال کا حامل ہونے کے لحاظ سے اس شخص کی بھی قدر کرتا ہے اس خوبی کے باعث اس شخص کا احترام کرتا ہے اور اس شخص کا نام لیتے وقت بھی ایسا لہجہ اختیار کرتا ہے۔ جس میں احترام پایا جائے۔ مثلاً پرنسپل صاحب آگئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب آگئے ہیں۔ والد صاحب آگئے ہیں۔ ہمارے پیر صاحب آگئے ہیں۔

اور قرآن مجید اور حدیث شریف کے فاضل علماء کرام کو

مسلمانوں کا ایک معتدبہ طبقہ ”ملاّ۔ ملانٹے“ کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اور دین الٰہی کے ان علمبرداروں کے پیش کردہ احکام دینیہ کو ”ملاّ ازم“ کے نام سے یاد کرتا ہے اور بلکہ بہت سے ایسے بھی دریدہ دہن پائے جاتے ہیں کہ علماء دین کو اس فقرہ سے یاد کرتے ہیں۔ ”مولوی بڑے بے ایمان ہوتے ہیں“ ایسے ہی لوگوں پر یہ اشعار صادق آتے ہیں۔

رنگی کو نارنگی کہیں دودھ کڑھے کو کھویا
چلتی ہوئی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا

میرے غلط کار عزیزو

علماء دین (جنہیں بے ایمان کہتے ہو) ان کا اس کے سوا اور کیا قصور ہے کہ ان حضرات نے کسب معاش کے لئے دنیاوی علوم حاصل نہیں کئے۔ بلکہ اللہ کا دین (جس کا متن قرآن مجید ہے اور اس کی شرح حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے) اپنی زندگی کا ایک طویل حصہ خرچ کرکے پڑھا۔ اور دن رات مساجد میں۔ مدارس عربیہ میں منبروں پر۔ اسلامی سٹیجوں پر اسی کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں اور انہیں حضرات کے دم سے دین زندہ اور تابندہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ انہیں حضرات کی برکت سے قیامت تک زندہ اور تابندہ رہے گا۔ نہ کہ تمہارے دم سے جن کو ابتداء سے لے کر انتہا تک ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھایا گیا۔ بلکہ اگر معاف فرمائیں تو صاف کہدوں کہ نوے سال گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستان میں راج کیا اور تمہیں اور تمہارے بزرگوں کو تعلیم دی۔ مگر کیا پرائمری سے لے کر بی۔ اے اور ایم تک کی تعلیم میں کہیں

کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی تھا۔ یا کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بھی تھا)

میرے عزیز نوجوان

پھر سوچ کہ کیا تیرا اسلام ان ہائی سکولوں اور کالجوں کی برکت سے زندہ رہا ہے اور ہے۔ اگر تیرے دل میں ایمان ہے۔ اور اسلام کا درد ہے تو تمہیں ان موجودہ دور کے علماء دین اور ان کے اسلاف کا ممنون احسان ہونا چاہیئے کہ ان علماء کرام کی برکت سے تیرا اسلام زندہ۔ تابندہ۔ اور درخشندہ رہا ہے اور اب بھی ہے۔

دوسری

حزب اللہ کی دوسری صفت قیامت کے دن پر ایمان لانا ہے۔ قیامت کے دن کی گرفت سے بچنے کے لئے انہوں نے دنیاوی زندگی میں مندرجہ ذیل پروگرام تیار کر رکھے ہیں۔

پہلا

(يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ○ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ○) سورۃ الدھر رکوع ۱۔ پ۔۲۹۔

ترجمہ۔ وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں (یعنی جو منتیں اللہ تعالےٰ کے نام سے مانتے ہیں کہ اے اللہ اگر تو مجھے فلاں کام میں کامیاب فرما دے تو میں تیرے لئے اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا) اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوگی اور وہ اسکی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (انہیں کہتے یہ ہیں) ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے باعث

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں مندرجہ ذیل انعامات دے گا

(فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ○ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ○ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ○ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ○ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ○ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ○ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ○ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ○ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ○ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ○ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ○ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ○) سورۃ الدھر رکوع ۱ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچائے گا۔ اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا اور ان کے صبر (جو تکلیفیں انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اٹھائی تھیں) کے بدلے ان کو جنت اور ریشمی پوشاکیں دے گا۔ اس میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی اور ان پر ان کے سائے جھک رہے ہوں گے۔ اور پھلوں کے گچھے بہت ہی قریب لٹک رہے ہوں گے۔ اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخوروں کا دور چل رہا ہوگا۔ شیشے بھی چاندی کے شیشے جو ایک خاص انداز پر ڈھالے گئے ہوں گے اور انہیں وہاں ایسی شراب کا پیالہ پلایا جائے گا۔ جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ وہ وہاں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے اور ان کے پاس سدا رہنے والے لڑکے (خادم) گھومتے ہوں گے۔ جب تو ان کو دیکھے گا۔ تو خیال کرے گا کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں اور جب تو وہاں دیکھیگا تو نعمت اور بڑی سلطنت دیکھے گا۔ ان پر باریک سبز اور موٹے ریشم کے لباس ہونگے۔ اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں ان کا رب پاک شراب پلائیگا بے شک یہ تمہارے (نیک) اعمال کا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہمیں قیامت کے دن پر یقین کرتے ہوئے ایسے اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ جن کے نتیجہ میں ہمیں اللہ تعالےٰ مذکورۃ الصدر نعمتوں سے مالامال فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

حزب اللہ کی جماعتوں کی صفوں میں

صف اول میں حضرات انبیاء علیہم السّلام ہیں

حضرات انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت میں سے

ایک پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے جذبات ملاحظہ ہوں

(وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○) سورۃ الاعراف ع ۱۹۔ پ۔۹۔

ترجمہ۔ (حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں درخواست کی) اے رب ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا۔ میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے پس وہ رحمت ان کیلئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمی ہے۔ جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برُے کام سے روکتا

ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے (یعنی قرآن مجید) یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اصل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

اپنی امت کے لئے رحمت کا مطالبہ کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کی امت پر رحمت الٰہی نازل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل صفات کا پایا جانا لازمی قرار دیا ہے پہلی۔ تقوےٰ۔ دوسری۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا۔ تیسری احکام الٰہی کو دل سے ماننا چوتھی ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا۔ پانچویں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لانا۔ چھٹی۔ ہر معاملہ میں حضور انورؐ کا ساتھ دینا۔ ساتویں۔ اور اس نور کی پوری تابعداری کرنا۔ جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے (اور وہ قرآن مجید ہے)

برادران اسلام

مذکورۃ الصدر سات صفات کے آئینہ میں

اپنے اسلام کا منہ دیکھئے۔ آیا ہم لوگ اصلی سچے اور کھرے مسلمان ہیں یا نقلی۔ جھوٹے اور کھوٹے مسلمان ہیں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجودہ دور کے مسلمانوں کے متعلق یہ رائے ظاہر فرما گئے ہیں

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اس خطبہ کا مقصد

ہی یہ تھا کہ برادران اسلام کو حزب اللہ (اللہ والی جماعت) اور حزب الشیطان (شیطان والی جماعت) میں امتیاز کرکے دکھا دیا جائے کہ حزب اللہ کی یہ صفات ہیں اور حزب الشیطان کی یہ صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں حزب اللہ کی جماعت کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ وہ آپ کے سامنے گذشتہ سطور میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

برادران اسلام

حزب اللہ (اللہ والی جماعت) کے اوصاف تو قرآن مجید اور حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غور و خوض سے پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں کی صحبت میں بیٹھنے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن پر ان صفات حمیدہ کا عملاً رنگ چڑھا ہوا ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ مصرعہ

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

ہمارے بچوں پر یہ رنگ کس طرح چڑھ سکتا ہے۔ نہ وہ تعلیم اور نہ صحبت

ملک الشعراء ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم و مغفور کے ارشادات متعلقہ تعلیم جدید کی متعدد تشبیہات ملاحظہ ہوں۔

پہلی

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق صفحہ ۶۵

ایں غلامِ ابن غلام ابن غلام
حریّت اندیشۂ اورا حرام
مکتب از وے جذبۂ دیں در ربود
از وجودش ایں قدر دانم کہ بود
ایں ز خود بیگانہ ایں مستِ فرنگ
نان جو میخواہد از دستِ فرنگ

دُوسری

پیام مشرق صفحہ ۱۶۹

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب و دانش و ذوق
نخرد بادہ کس از کارگہ شیشہ گراں

تیسری

بال جبریل صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں
ساحرِ افرنگ را صیدِ زبوں
مُرغ پر نارُستہ چوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گُربۂ درّاں شود

بال جبریل صفحہ ۱۸۰

چشمِ بینا سے ہے جاری جوئے خوں
علم حاضر سے ہے دیں زار و زبوں

چوتھی

بال جبریل صفحہ ۶۹

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ
خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاح کار کی راہ

لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادیؒ کا فیصلہ تعلیم جدید کے متعلق

وضع و روش اطفال کی ہے قوم پہ بارِ گراں
رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے مگر کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف
پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اُس جا کہ آوازِ اذاں بھی آ نہیں سکتی
نہیں کو ناز ہو اے نوجوانوں اس طریقہ پر
میری اُمید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

اس تعلیم جدید کی مہارت تامہ رکھنے والے حضرات کی جب یہ رائے ہے

تو کیا پھر اس تعلیم سے حزب اللہ والی صفات کے آدمی پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

ایک مفید مشورہ

برادران اسلام آپ کو میری چالیس سالہ لاہور کی بود و باش سے یہ اندازہ ہو چکا ہوگا کہ میں انگریز کے وقت میں بھی اسکولوں اور کالجوں کی اس تعلیم جدید کا مخالف نہیں تھا۔ ہاں ایک مفید مشورہ ہمیشہ سے اپنے بھائیوں کو دیتا رہا ہوں اور اب بھی وہی چالیس سالہ مشورہ پھر پیش کرتا ہوں کہ اس تعلیم جدید کو ذریعہ معاش سمجھیں اور ذریعہ نجات آخرت نہ سمجھیں۔ تعلیم جدید تو بچے سکولوں اور

کالجوں میں پائیں اور نجات آخرت کے لئے انہیں روزانہ ایک آدھ گھنٹہ کسی کتاب و سنت کے عالم باعمل کی صحبت میں ضرور بھجوائیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ان حضرات کی آدھ گھنٹہ کی روزانہ صحبت بھی ہمارے بچوں کو صحیح معنی میں مسلمان بنانے کے لئے کافی ہوگی۔

اور اگر بالفرض

کتاب و سنّت کے عالم باعمل کی صحبت میں روزانہ انہیں نہ بھیجا جا سکے تو کم از کم ہفتہ میں ایک دن جس دن سکول اور کالج کی چھٹی ہو۔ بچوں کو ایسے عالم کے درس قرآن مجید سننے کے لئے ضرور بھیج دیا جائے اور نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے اُس منشرع اور باعمل عالم کی مسجد میں ضرور بھیج دیا جائے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس تجویز پر عمل کرنے سے بچوں کے دل و دماغ پر اسلام کا اثر پڑتا رہے گا اور ایسے بے دین نہیں ہوں گے۔ جن سے ہر دو مذکورۃ الصدر بزرگ جن کا ذکر خیر ابھی ہو چکا ہے۔ شاکی ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

ماتحتوں کو مارنے کا وبال

حضرت ابو مسعود انصاری فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے پیچھے سے آواز سنی اے ابو مسعود! تجھے معلوم رہنا چاہیے کہ اللہ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت اور قابو حاصل ہے جتنا تجھے اس غلام پر ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ فرمانے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اب یہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تمہیں جلا ڈالتی یا فرمایا جہنم کی آگ تمہیں لپیٹ میں لے لیتی۔ صحیح مسلم

ماتحتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (وفات سے پہلے) جو آخری کلام فرمایا وہ یہ تھا: نماز کی پابندی کرو نماز کا پورا اہتمام کرو اور اپنے غلاموں میں ماتحتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ سنن ابی داوٗد

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۲۵ر جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۷ر نومبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ

آج کے خطبہ کے مندرجہ ذیل چھ عنوان ہیں :-

(۱) دنیا میں انسان ایک امتحان دینے کیلئے پیدا کیا گیا ہے

(۲) امتحان دینے والوں کا نصاب تعلیم قرآن مجید ہے۔

(۳) قرآن مجید کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے

(۴) اس امتحان میں دستور عام کی طرح کوئی پاس ہوگا اور کوئی فیل ہوگا

(۵) پاس ہونے والوں کے انعامات کی تفصیل۔

(۶) اور فیل ہونے والوں کی سزا کا ذکر۔

مذکورۃ الصدر چھ نمبروں کے متعلق قرآن مجید کی روشنی میں ثبوت پیش کیا جائے گا

پہلا نمبر

دنیا میں انسان ایک امتحان دینے کیلئے آیا ہے

اس کے متعدد شواہد

پہلا شاہد

(وَهُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرۡشُہٗ عَلَی الۡمَآءِ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ○) الایہ۔ سورۃ ھود ع ۱۔ پ ۱۲۔ ترجمہ اور وہی (اللہ) ہے۔ جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے اور اس کا تخت پانی پر تھا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔

نتیجہ صاف ہے

مذکورۃ الصدر آیت سے یہ نتیجہ صاف طور پر برآمد ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس جہان میں اس امتحان لینے کیلئے بھیجا ہے کہ انسانوں میں سے کون اچھے کام کرتا ہے

اچھے کام کا مطلب

برادران اسلام اچھے کام کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام کئے جائیں۔ جن کے کرنے میں اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ مثلاً زبان سے کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) ورد کیا جائے۔ پانچ وقت باقاعدہ نماز ادا کی جائے۔ رمضان مبارک کے روزے باقاعدہ رکھے جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی حاجت سے زائد روپیہ دے اور ایک سال تک وہ روپیہ محفوظ رکھا جائے اور اسے صرف نہ کیا جائے تو اس میں زکوٰۃ سال کے بعد ادا کی جائے اور اگر حرمین شریفین جانے کی توفیق ہو تو عمر بھر میں ایک مرتبہ ضرور حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے جائے۔

دوسرا شاہد

(وَهُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَکُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰکُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ ۫ۖ وَاِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○) سورۃ الانعام ع ۲۰۔ پ ۸۔ ترجمہ۔ اور اس (اللہ) نے تمہیں زمین میں نائب بنایا ہے۔ اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے ہیں تاکہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمائے۔ بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک البتہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل یہی نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے دیئے ہوئے حکموں پر آزمانے کے لئے انسان کو اس جہان میں بھیجا ہے کہ کیا یہ احکام الٰہی کی تعمیل کرتا ہے۔ یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کے احکام کی اس کے منشاء کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

تیسرا شاہد

(کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ؕ وَنَبۡلُوۡکُمۡ بِالشَّرِّ وَالۡخَیۡرِ فِتۡنَۃً ؕ وَاِلَیۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ○) سورۃ الانبیاء رکوع ۳۔ پ ۱۷۔ ہر ایک جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی سے آزمانے کے لیے جانچتے ہیں۔ اور ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی دنیا میں سختی نرمی۔ تندرستی بیماری تنگی فراخی اور مصیبت و عیش وغیرہ مختلف احوال بھیج کر تم کو جانچا جاتا ہے تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہو جائے اور علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون سختی پر صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے اور کتنے لوگ ہیں جو مایوسی یا شکوہ شکایت اور ناشکری کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں (و الینا ترجعون) اور ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔ جہاں تمہارے صبر و شکر اور نیک و بد عمل کا پھل دیا جائے گا۔

وہی ثابت ہوا

جو چیز پہلے دو شاہدوں سے ثابت ہوئی تھی۔ وہی اس تیسرے شاہد سے بھی ثابت ہوئی کہ انسان اس دنیا میں دراصل ایک امتحان دینے کے لئے آیا ہوا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

چوتھا شاہد

(تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ۫ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُۨ ○ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ○) سورۃ الملک ع ۱۔ پ ۲۹۔ ترجمہ۔ وہ ذات با برکت ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

حاصل وہی نکلا جو پہلے تین شواہد

سے برآمد ہوا تھا کہ انسان اس جہان میں اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اسے اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں رہنے سہنے کے لئے ایک ضابطہ حیات (جو امت محمدیہؐ کے لئے) بصورت قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ اب انسان کا اس ضابطہ حیات میں امتحان ہوگا کہ کس انسان نے اسے بدل و جان تسلیم کیا اور اسی کے مطابق زندگی بسر کی اور کس نے اس دستور العمل کو نظر انداز کرکے اپنے نفس کی من مانی خواہشات کے ماتحت زندگی بسر کی۔ اللھم لاتجعلنا منھم۔

پانچواں شاہد

(وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ) سورۃ المائدہ رکوع ۷ پ ۶

ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر سچی کتاب اتاری جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے۔ سو تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور جو حق تیرے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر انکی خواہشات کی پیروی نہ کر۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک واضح راہ مقرر کر دی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت کر دیتا۔ لیکن وہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں سے آزمانا چاہتا ہے۔

پانچ سچّے گواہ

مدعی کے جس دعوے پر پانچ سچے گواہ مدعی کے دعوے کی سچائی پر گواہی دیدیں۔ وہ دعوے ہر صداقت پسند عدالت میں محقق اور ثابت سمجھا جاتا ہے۔ اسی قاعدے کے مطابق جب اس عاجز (احمد علی) نے پانچ شہادتیں قرآن مجید میں سے پیش کر دی ہیں۔ اب میری پیش کردہ شہادتوں کے معلوم ہونے کے بعد اس پرچہ (خدام الدین) کے پڑھنے والوں کے لئے قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر پیش کرنیکی مجال نہیں ہوگی کہ اے اللہ مجھے اس کا علم نہیں تھا کہ آپ نے مجھے دنیا میں ایک امتحان دینے کے لئے پیدا کیا تھا۔

ایک شیطانی وسوسہ

ممکن ہے کہ شیطان کسی کے دل میں یہ خیال ڈال دے کہ اس گرفت سے بچنے کے لئے پھر یہی بہتر تھا کہ ہم "خدام الدین" ہی کو نہ پڑھتے اور نہ مجرم بنتے۔

اس وسوسہ کا جواب

اے مسلمان اگر تو "خدام الدین" کو نہ پڑھتا تو بھی تم پر فرد جرم لگ ہی جاتا۔ مثلاً اللہ تعالےٰ تم سے یہ پوچھ لیتے۔ کہ قرآن مجید کے متعلق تیرا عقیدہ تھا۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کلام پاک ہے۔ تم کہتے کہ ہاں اس کو اللہ تعالےٰ کی کلام سمجھتا تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا میں بسنے والوں کی ہدایت کے لئے آپ نے نازل فرمائی تھی پھر تم پر ممکن ہے کہ یہ جرح ہو کہ جب تمہارا عقیدہ تھا کہ قرآن مجید دنیا میں بسنے والوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے تو تم بتلاؤ کہ اس قرآن مجید کے احکام کے سمجھنے کے لئے کسی عالم قرآن کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا تھا۔ جب اے انسان تم اس بات کو مان لوگے کہ میں نے کسی عالم سے اس کتاب پاک کا مطلب سمجھنے کیلئے کوشش ہی نہیں کی تھی۔ اسی لئے میں اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے کہتا ہوں کہ شکر کرو کہ بفضلہ تعالیٰ "خدام الدین" کے ذریعہ سے آپ کو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے اللہ تعالےٰ کا پیغام اس زبان میں ترجمہ ہو کر پہنچ رہا ہے۔ جس کو آپ بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

خدامُ الدّین کا مقصد

برادران اسلام "خدام الدین" کے جاری کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کو قرآن مجید سے اخذ کرکے ان کے فرائض حیات جو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ وہ آسان اردو میں ترجمہ کرکے ان کے گھروں میں پہنچا دیئے جائیں۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ خدام الدین کی آواز خالی نہیں جا رہی۔ بلکہ اللہ جل شانہٗ کی عنایات سے مسلمانوں میں (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) قبولیت کا درجہ پا رہی ہے۔ اور الحمد للہ ثم الحمد للہ ہر طرف سے اس کی برکت سے مردوں اور عورتوں کی اصلاح ہو جانے کی اطلاعات آتی ہی رہتی ہیں۔

دُوسرا نمبر

امتحان دینے والوں کا نصاب تعلیم قرآن مجید ہے۔

اس کے متعدد شواہد

پہلا

(قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ○ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ○) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پ ۱۶۔ ترجمہ۔

فرمایا تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ۔ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر اگر تمہیں میری طرف سے ہدایت پہنچے۔ پھر جو میری ہدایت پر چلیگا تو گمراہ نہیں ہوگا اور نہ تکلیف اٹھائے گا۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اسکی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے رب تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تونے انہیں بھلایا تھا اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

گذشتہ آیات کے بعض مضامین کی تفصیل ملاحظہ ہو

عبارت

تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ۔ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

اگر یہ خطاب صرف آدم و حوا کو ہے تو

یہ مراد ہوگی کہ ان کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کی دشمن رہے گی۔ جیسا رفاقت کرکے گناہ کیا تھا۔ اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی۔ اور اگر خطاب آدمؑ و ابلیس کو ہے تو یہ مطلب ہوگا کہ دونوں کی ذریۃ میں دشمنی برابر قائم رہیگی۔ شیاطین ہمیشہ بنی آدم کو ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ (عبارت)

تو گمراہ نہیں ہوگا اور نہ تکلیف اُٹھائے گا۔

(یعنی)

نہ جنت کے راستہ سے بھٹکیگا۔ نہ اس سے محروم ہو کر تکلیف اٹھائے گا۔ (یعنی یقیناً جنت میں پہنچ جائے گا۔ اللہم اجعلنا منہم۔

جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔

اس کے متعلق شیخ الاسلام کا حاشیہ

جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی کو ہی قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے۔ اسکی گذران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا۔ موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان روح رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متنعّمین کو دیکھ لیجئے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خود کشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدوں یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ"۔ لیکن ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تانہ چشی

بعض مفسرین نے معیشۃ ضنک کے معنی لئے ہیں۔ وہ زندگی جس میں خیر داخل نہو سکے گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہو گئی ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے۔ اس کا سارا مال و دولت اور سامان عیش و تنعم آخرکار اس کے حق میں وبال بننے والا ہے۔ جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو۔ اسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔ بعض مفسرین نے معیشۃً ضنکاً سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے۔ یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا۔ جبکہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ معیشۃً ضنکاً کی تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہؓ نے کی ہے۔ بلکہ بزار نے باسناد جید ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بہر حال معیشۃً ضنکاً کے تحت میں یہ سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں واللہ اعلم۔ (عبارت)

اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔

اس پر حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی آنکھوں سے اندھا کرکے محشر کی طرف لایا جائے گا۔ اور دل کا بھی اندھا ہوگا۔ کہ کسی حجت کی طرف راستہ نہیں پائے گا۔ یہ ابتدائے حشر کا ذکر ہے پھر آنکھیں کھول دی جائینگی تاکہ دوزخ وغیرہ احوال محشر کا معائنہ کرے۔

(عبارت) اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے

یعنی دنیا میں ہماری آیات سُن کر یقین نہ لایا۔ نہ ان پر عمل کیا۔ ایسا بھولا رہا کہ سب سُنی اَن سُنی کر دی۔ آج اسی طرح تجھ کو بھلایا جا رہا ہے۔ جیسے وہاں اندھا بنا رہا تھا۔ یہاں اسی کے مناسب سزا ملنے اور اندھا کرکے اٹھائے جانے پر تعجب کیوں ہے۔ اللہم لا تجعلنا منہم

دوسرا شاہد

(وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝)

سورۃ الانعام رکوع ۲۔ پ ۷۔ ترجمہ۔ اور مجھ پر یہ قرآن اُتارا گیا ہے کہ تمہیں اس کے ذریعے ڈراؤں۔ اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں۔ کہدو میں تو گواہی نہیں دیتا۔ کہدو وہی ایک معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

حاصل

وہی نکلا جس کے لئے یہ دوسری شہادت پیش کی گئی ہے کہ امتحان دینے والوں کا نصاب تعلیم قرآن ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے یہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے نازل فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ آپ کے مبارک زمانہ میں موجود تھے۔ ان کو یہ خدائی پیغام پہنچا کر اللہ تعالےٰ کی مخالفت کرنے سے ڈرائیں بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے نسل کو اسی قرآن مجید کے ذریعہ سے ڈرایا جائے تاکہ ان کے دلوں میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے اور اس خوف کی برکت سے قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے اور وہ آخرت کی زندگی کے عذاب سے بچ جائیں۔ اللہم اجعلنا منہم

تیسرا نمبر

قرآن مجید کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

اس کے شواھد

پہلا

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝)

سورۃ الحشر ع ۱۔ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اس اعلان کا مطلب

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو حکم صادر ہو۔ اس کی تعمیل کرو۔ اور آپ جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز آ جاؤ۔ اس اعلان میں یہ شرط نہیں لگائی گئی کہ آپ کے فرمان سے پہلے وہی حکم قرآن مجید میں بھی آ چکا ہو۔ تب آپ کا فرمان مانو بلکہ اس اعلان سے یہ چیز صاف معلوم ہوتی ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان امت کے لئے واجب الاذعان (یعنی اس کو دل سے ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان جو دین کے معاملہ میں ہو وحی الٰہی پر مبنی ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝) سورہ النجم ع ۱ پ ۲۷ ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو (اس کا ہر فرمان) وحی ہے۔ جو اس پر آتی ہے۔

لہٰذا ثابت ہوگیا

کہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو جبرئیلؑ نے حاضر ہو کر آپ کو پڑھ کر سنائی۔ اس وحی کو اہل السنۃ والجماعت کی اصطلاح میں وحی جلی یا وحی متلوّ یا قرآن مجید کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دوسری وحی خفی۔ جسے اہل السنۃ والجماعت کی اصطلاح میں وحی خفی یا وحی غیر متلوّ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب یہ چیز میری سابقہ تحریر سے بالکل واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو کچھ بھی برآمد ہو اس کو دل سے ماننا اور عمل میں لانا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ اب یہ

فیصلہ بآسانی ہر سمجھدار مسلمان

کر سکے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے تسلیم کرنے سے انکار کرنا دراصل قرآن مجید کے حکم کے تسلیم کرنے سے انکار کرنا ہوگا۔ اللھم لا تجعلنا منھم وما علینا الا البلاغ۔ اب ان دونوں چیزوں کے ایسے نام علیحدہ علیحدہ رکھے جائیں گے۔ جن سے ایک سادہ سے سادہ لوح مسلمان بھی بآسانی فرق کر سکے۔ اور دونوں کو علیحدہ علیحدہ جانتے ہوئے دونوں پر ایمان بھی لائے اور واجب العمل بھی قرار دے۔

اور وہ دو نام یہ ہیں

اللہ تعالٰے کے دین کا متن قرآن مجید ہے اور اس کی شرح اور تفصیل حدیث شریف میں ہے اور یہی ثابت کرنا میرا مدعا تھا۔

قرآن مجید کے متن ہونے اور حدیث شریف کا اسکی شرح ہونیکی ایک اور زبردست عقلی دلیل

پہلے ایک اور دلیل سن لیجئے۔ حدیث شریف کے متعلق پھر عرض کروں گا۔ اگر کسی فن کا کوئی قابل اور بلند پایہ انسان اس فن میں کوئی کتاب تصنیف کرے تو کیا اس فن کے بہت ہی اونچے درجہ کے مسائل جو اس کتاب میں اس نے درج کئے ہیں ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ بلکہ اس چیز کی ضرورت رہتی ہے کہ اس باکمال انسان سے اسکی کتاب کے بعض حصوں کی تشریح اسی سے معلوم کی جائے۔ اس کتاب کے دشوار مقامات کی جو تفصیل وہ بیان کریگا اسی تفصیل کو عام محاورے میں اس کتاب کی شرح کہا جائے گا۔

بعینہٖ اسی طرح

اللہ تعالیٰ کی کلام پاک اگرچہ واضح کیوں نہ ہو۔ لیکن پھر بھی بہت سے مقامات پر ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس کلام سے مراد کے سمجھنے کی ضرورت رہتی ہے۔ اللہ تعالٰے کی مراد سمجھنے کے لئے ہمیں ایک ضابطہ فرما دیا ہے۔ جس سے ہم ہر موقعہ پر اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی مراد بآسانی معلوم کر سکتے ہیں۔ اور وہ ذریعہ کلام الٰہی کی مندرجہ ذیل آیت میں موجود ہے۔

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝)

یہ آیت سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱ میں ہے۔ اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالٰے کے احکام کی تعمیل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اختیار کرو۔ بالفاظ دیگر حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالٰے کے احکام کی تعمیل رسول اللہ کی سنت کے مطابق کرو۔ لہٰذا یہ چیز بالکل ثابت اور واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرآن مجید کی شرح ہے اور قرآن مجید کی آیتوں کی اصلی مراد وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا جو عمل کر کے دکھایا

نمبر ۴

اس امتحان الٰہی میں حسب دستور عام کوئی پاس ہوگا اور کوئی فیل ہوگا۔

اس کے شواہد

پہلا

(اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝)۔

سورہ الدہر رکوع ۱ پ ۲۹۔ ترجمہ:۔ بے شک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا۔ ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے۔ پس ہم نے اسے سننے دیکھنے والا بنا دیا۔ بے شک ہم نے اسے راستہ دکھایا۔ یا تو وہ شکر گزار ہے اور یا ناشکرا۔

نتیجہ بالکل صاف ہے

کہ بعض انسان اللہ تعالٰے کے شکر گذار ہوتے ہیں۔ اور بعض ناشکر گزار ہوتے ہیں۔

دوسرا شاہد

(وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝) سورۃ البقرہ ع ۳۳۔ پ ۳۔

ترجمہ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ جو ان پیغمبروں کے بعد آئے۔ وہ آپس میں نہ لڑتے۔ بعد اس کے کہ ان کے پاس صاف حکم پہنچ چکے تھے۔ لیکن ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ پھر کوئی ان میں سے ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

حاصل

اس شاہد سے بھی حاصل یہی نکلا کہ بعض انسان اللہ تعالٰے کے احکام کی تعمیل کر کے پاس ہو گئے۔ جن کو بارگاہ الٰہی سے ایماندار ہونے کا تمغہ ملا۔ اور بعض ناشکری اور نافرمانی کر کے فیل ہو گئے۔ جن کو کافر کا لقب ملا۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

میرے معزز بھائیو اور میری بیٹیو اور بہنو

اس مذکورۃ الصدر آیت میں غور کر کے

دیکھو اور اپنے متعلق خود فیصلہ کرو کہ آپ لوگ کس کھاتے میں داخل ہونے کے قابل اپنے آپ کو بنا رہے ہو۔ وما علینا الا البلاغ

اس طرح سوچئے

کہ مسلمانوں میں نمازی زیادہ ہیں یا بے نماز زیادہ ہیں ۔ رمضان کے روزے رکھنے والے زیادہ ہیں یا روزے نہ رکھنے والے زیادہ ہیں ۔ مسلمانوں میں عورتیں ہوں یا مرد زکوٰۃ دینے والے زیادہ ہیں۔ یا زکوٰۃ نہ دینے والے زیادہ ہیں۔

نمبر ۵
پاس ہونے والوں کے انعامات کا ذکر

(وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ۝) سورۃ النساء ع ۸ پ ۵ ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ۔ انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے ۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے ان کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہونگی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے

ع ۲

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۵ پارہ ۷۔ ترجمہ۔ اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈراویں پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کر لے سو ان پر کوئی ڈر نہ ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم

نمبر ۶
فیل ہونے والوں کی سزا کی چند شہادتیں

پہلی

(اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝) سورۃ النساء ع ۸ ۔ پ ۵ ۔ ترجمہ ۔ بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا ۔ انہیں ہم آگ میں ڈال دیں گے ۔ جس وقت انکی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کو اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں ۔ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے ۔

دوسری شہادت

(وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۵ ۔ پ ۷ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انہیں عذاب پہنچے گا اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

تیسری شہادت

(وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ۬ وَّلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝) سورۃ النساء ع ۲۴ پ ۶ ۔ ترجمہ ۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اور تکبر کیا ۔ انہیں (اللہ تعالیٰ) درد دینے والا عذاب دیگا ۔ اور وہ اللہ کے سوا اپنے واسطے کوئی دوست اور مددگار نہیں پائیں گے ۔

اللھم لا تجعلنا منھم
وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔

بہترین ماتحت کون ہے؟

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کسی غلام کے لئے بڑی اچھی اور کامیابی کی بات ہے کہ اللہ اس کو ایسی حالت میں اٹھائے کہ وہ اپنے پروردگار کا عبادت گزار ہو اور اپنے سید و آقا کا فرمانبردار ہو۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۳ر رجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ر دسمبر ۱۹۵۹ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

تقویٰ (پرہیزگاری) کی برکتیں

پرہیز کس چیز سے؟

ہر اس چیز سے بچنا۔ جس سے بندے کا اللہ تعالےٰ سے جو تعلق ہے۔ اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ خواہ اس چیز کا تعلق اعتقاد سے ہو۔ مثلاً شرک یا کفر یا نفاق کا عقیدہ میں پایا جانا۔ عقاید میں ان عقائد باطلہ سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ اعمال میں مثلاً نماز نہ پڑھنا۔ روزہ نہ رکھنا۔ زکواۃ فرض ہے تو نہ دینا حج فرض ہے تو نہ کرنا۔ اللہ تعالےٰ کے خوف کے سبب سے ان عبادتوں کے ادا نہ کرنے سے بچنا (تاکہ اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو جائے) اور ہمیشہ ادا کرتے رہنا۔ یہ اعمال میں تقوےٰ ہے اب یوں کہا جائے گا کہ اللہ تعالےٰ کے وہ بندے جو متقی ہوتے ہیں۔ وہ نہ کبھی نماز چھوڑتے ہیں۔ نہ روزہ چھوڑتے ہیں۔ اور زکواۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں اور حج فرض ہو جائے تو ضرور کرتے ہیں۔

شادی کی رسموں میں تقوےٰ

مثلاً شادی میں جو رسمیں خلاف شرع کی جاتی ہیں۔ ان سے بچنے کا نام تقوےٰ ہے۔ مثلاً شادی سے کئی روز پہلے لڑکیوں یا عورتوں کا رات کو ڈھولک بجانا۔ تاکہ معلوم ہو کہ اس گھر میں شادی ہونے والی ہے۔ اس رسم سے بچنے کا نام تقوےٰ ہے۔ شادی کے دن دولھا کے سر پر سہرا باندھنا۔ یہ دراصل ہندوؤں کی رسم ہے۔ اس رسم کو نہ کرنے کا نام تقوےٰ ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف شادی میں ہندوانہ رسمیں بجا لانے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا۔ کہ انہوں نے میرے بھیجے ہوئے ہادی یعنی میرے پیغمبرؐ کی تابعداری تو نہ کی اور ہندوؤں کی رسموں کو شادی میں اجاگر کر دکھایا۔ لہذا اس سہرا باندھنے سے بچنے کا نام تقوےٰ ہے۔ یا مثلاً برات کے ساتھ باجوں کا لے جانا۔ یہ رسم بھی اسلامی نہیں ہے بلکہ کافروں کی ہے۔ اس لئے برات میں باجے نہ لے جانا تقوےٰ ہے۔ چند سالوں سے لاہور میں برات کے ساتھ آتشبازی چھوڑنے کی رسم ہے۔ یہ رسم بھی خلاف شرع ہے۔ اس سے بچنے کا نام تقوےٰ ہے۔ کیونکہ یہ رسم اسلامی شریعت میں ثابت نہیں اور اس رسم میں حلال کے کمائے ہوئے مال کو آگ لگا کر جلا دینا یہ اسراف (فضول خرچی) ہے اور اسراف شریعت میں حرام ہے۔ کیونکہ خلاف شرع بے جا خرچ کیا ہوا نہ اپنے کام آیا۔ نہ ماں باپ یا بیٹے بیٹی یا بھائی بہن اور نہ کسی اللہ تعالےٰ کے عاجز۔ بیکس اور بے بس انسان کے کام میں آیا۔ بلکہ گاڑھے پسینے سے کمائے ہوئے مال کو آگ لگا کر لوگوں کو تماشا دکھایا یہ بھی اسراف ہے اور تقوےٰ (پرہیزگاری) کے خلاف ہے۔

غمی کی رسموں میں تقوےٰ

جب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اس وقت بھی مسلمان بعض ایسی رسمیں کرتے ہیں۔ جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے وقت میں کوئی پتہ نہیں لگتا۔ خدا جانے یہ خلاف شرع رسمیں کب سے ایجاد ہوئی ہیں۔ اب وہ عین اسلام بن گئی ہیں۔ جو شخص ان رسوں کو ادا نہ کرے۔ اس پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے کہ اس شخص نے مذہب اسلام کے خلاف کیا ہے۔ حالانکہ وہ رسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی کے طریقہ کے بالکل خلاف ہوتی ہیں۔

تمہید

پہلے ایک تمہید سن لیجئے۔ مثال بعد میں بیان کروں گا۔ شریعت اسلامی کے نقطہ نگاہ سے یہ جائز ہے کہ کسی میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے خیرات کی جائے۔ جس میں مال حلال کا ہو۔ نیت میں دکھلاوا نہ ہو۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو اور مستحقین کو وہ چیز دی جائے اور نیت یہ کی جائے کہ اے اللہ میری اس نیکی کا ثواب فلاں شخص کی روح کو پہنچا دے۔ شریعت میں میت کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے کوئی تاریخ مقرر نہیں ہے۔ آپ جب چاہیں اس قسم کی خیرات کر سکتے ہیں۔ اب دیکھیے میت کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے جو عام طور پر لاہور میں رواج ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرنیکے بعد عام طور پر

سات جمعراتیں

میت کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے جمعرات کو نان یا قلچے۔ حلوا اور کچھ پھل لایا جاتا ہے اور وہ چیزیں میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے تقسیم کی جاتی ہیں اور مذکورۃ الصدر تمام چیزوں کے لئے میت کی بیوہ بیوی سے پیسے لے کر لائی جاتی ہیں۔ اگرچہ بیوہ کے پاس تین نابالغ بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ مثلاً اس میت کے تین بچے ہیں۔ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں۔ میت کے مال میں سے شریعت کے قاعدے کے مطابق فقط آٹھواں حصہ بیوی کا ہے اور باقی مال آدھا لڑکے کا ہے اور آدھا دو لڑکیوں کا ہے۔ اب خیرات کے لئے جو پیسے بیوہ سے لئے جاتے ہیں۔ ان میں اگرچہ بیوہ کا حصہ بھی ہے۔ مگر تین یتیم بچوں کا حصہ بھی ہے اور وہ بیوہ اس مشترک مال میں سے خیرات کرنے کے لئے چیزیں منگواتی ہے اب غور کیجئے کہ

یہ سب رسمیں

تیجہ۔ ساتہ۔ چالیسواں ان یتیموں کے مال سے کی گئی ہیں اور یتیموں کا مال ناحق کھانے والوں کے لئے قرآن مجید میں دوزخ کے عذاب کا اعلان کیا گیا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۠) سورۃ النساء ع ۱ پ ۴

شک جو لوگ یتیموں کا مال
ن طھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ
سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں
داخل ہوں گے) برادرانِ اسلام

غور کیجئے

جن لوگوں کو آپ تیجے اور ساتے اور چالیسویں میں میت کی نابالغ اولاد یعنی یتیموں کا مال کھلاتے ہیں۔ ان لوگوں نے یتیموں کا کون سا کام سنوارا ہے۔ جس کے معاوضے میں ان کا مال کھا رہے ہیں۔ کیا ان یتیموں کا مال یہ لوگ ناحق نہیں کھا رہے؟ اور اگر ناحق کھا رہے ہیں تو کیا پھر یہ لوگ اس عذاب کے مستحق نہیں ہوں گے۔ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

ہاں اگر بیوی

اپنے ذاتی زیور بیچ کر یا اپنا حصہ میت کے مال سے الگ کرکے خیرات کرکے مستحقین کو کھلا دے تو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ یا میت کا بھائی یا اس کا باپ اپنے مال میں سے خیرات کرے تو پھر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ نیت میں ریاء (یعنی لوگوں کا دکھلاوا) نہ ہو

اب اس آئینے میں منہ دیکھیے کہ

میت کے متعلق جو خیراتیں کی جاتی ہیں۔ ان میں سے کتنی میتوں کی بیویاں یا ان کے بھائی یا باپ اپنے مال میں سے کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جہانتک میرا خیال ہے کہ سو میں سے پانچ بھی اس قسم کی مثالیں نہیں ملیں گی۔ جو چالیسویں تک اپنی گرہ سے خرچ کریں اور میت کی روح کو ثواب پہنچائیں۔ اور جو شخص ان ناجائز خیراتوں کے خلاف آواز اٹھائے تو یہ دنیا دار اپنے آپ کو الزام سے بری کرنے کیلئے الٹا اس حق گو کو وہابی کا لقب دے کر اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔ حق گو اور حق پرست کو وہابی کا لقب دے کر اپنے دل کو خوش کرنیوالو

چیلنج دیتا ہوں

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ مبارکاً علیہ میں (احمد علی) پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کی طرف حسب توفیق متوجہ ہوکر مسئلہ کا حل تلاش کرتا ہوں۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ ان حضرات کا عملدرآمد اس معاملہ میں کیا تھا۔ اس کے بعد

بحیثیت حنفی ہونے کے

حضرت امام اعظمؒ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو ارشد تلامذہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے اقوال میں مسئلہ کا حل تلاش کرتا ہوں۔ اسی مبارک اتباع کے باعث میں اپنے آپ کو (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے) حنفی کہتا ہوں۔

مذکورۃ الصدر بہ خلاف شرع

رسمیں کرنے والوں سے مجھے پوچھنے کا یہ حق ہے کہ کیا ہمارے حنفیوں کے ائمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہؒ۔ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ) یہ رسمیں جو آپ کروا رہے ہیں۔ کیا کرتے تھے۔ اگر وہ حضرات نہیں کیا کرتے تھے (اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے یقین کامل ہے کہ آپ قیامت تک ان خود ساختہ رسموں کو اپنے تینوں بزرگوں سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں کرسکتے) جب ثابت نہیں کرسکتے تو پھر ان رسموں کو حنفیت کا جزو کیوں بناتے ہو۔ اے میرے بھائیو۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور امام ابو حنیفہؒ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرکے امام صاحبؒ کو تو بدنام نہ کرو۔ یہ بدنامی کا داغ اپنے تک محدود رکھو اور اپنی غلطیوں پر اصرار کرکے ان حضرات کے متبعین میں انتشار پیدا نہ کرو۔ وما علینا الا البلاغ

کیا یہ قادریت کا جزء ہیں

برادران اسلام جس طرح میں گنہگار ائمہ اربعہ (حضرت امام ابو حنیفہؒ۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ) اور ان ائمہ اربعہ حضرات کے متبعین میں سے سب کو حق پر سمجھتا ہوں اور خود حنفی ہوں۔ بعینہ اسی طرح میرا روحانی

تعلق قادری خاندان کے حضرات

سے ہے اور صوفیائے کرام کے چاروں طریقوں (قادری۔ نقشبندی۔ چشتی۔ سہروردی) کو حق پر سمجھتا ہوں۔ اور چاروں طریقوں کے حضرات کا مقصد وصول الی اللہ ہی ہے۔ جس طرح محیط الدائرہ سے مرکزی نقطہ کی طرف خطوط چاروں طرف سے آتے ہیں۔ کوئی مشرق سے مغرب کی طرف آرہا ہے۔ کوئی مغرب سے مشرق کی طرف آرہا ہے کوئی شمال سے جنوب کی طرف آرہا ہے۔ کوئی جنوب سے شمال کی طرف آرہا ہے۔ اسی طرح صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالےٰ

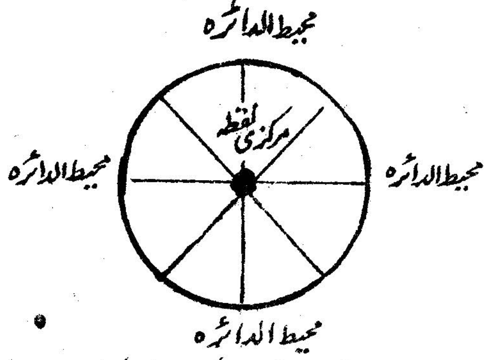

کا مقصد انسان کو بارگاہ الٰہی تک پہنچانا مقصود ہے۔ اگرچہ بظاہر اوراد و اشغال میں جدا جدا نظر آئیں۔ میں نے تو آج تک

شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ

کے مسلک میں کہیں ان رسموں کو جو میت کے لئے پنجاب میں تیجہ۔ ساتا۔ چالیسواں یتیموں کے مال میں کرنے کا رواج ہے کہیں نہیں دیکھا۔ اگر میرے کسی بھائی (عالم) نے دیکھا ہے تو مجھے انکی کتاب کا حوالہ دیدے۔ اگر ثابت ہو جائے۔ تو بحیثیت قادری ہونے کے مجھے ماننا پڑے گا۔ اور اگر کوئی صاحب بھی ثابت نہ کرسکیں تو پھر میں ان حضرات سے بادب درخواست کروں گا کہ جو لوگ ان خلاف شرع رسموں کے قائل نہ ہوں جو حضرت شیخ عبدالقادر محبوب سبحانی رح سے بھی ثابت نہیں تو پھر قادری برادری میں انتشار پیدا کرنے سے اپنے آپ کو بچائیں وما علینا الا البلاغ۔

لباس میں تقوےٰ

یہ ہے کہ چونکہ مردوں کے لیے ریشمی لباس پہننا حرام ہے۔ اس لئے مردوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ریشمی کپڑا پہننے سے پرہیز کریں اور لباس کی وضعداری کے لحاظ سے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ پاجامہ یا تہبند ٹخنوں کے اوپر رکھیں اور کرتے کی آستینیں اتنی لمبی نہ ہوں کہ انگلیاں بھی آستینوں میں چھپ جائیں

عورتوں کے لباس اور سنگار کے متعلق

خصوصی ہدایات

(وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵) سورة النور ع ۴ پ ۱۸

ترجمہ۔ اور ایمان والیوں سے کہدو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے۔ اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں (تاکہ سینے کے ابھار کی مقدار معلوم ہی نہ ہو سکے) اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔ مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمتگاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں۔ اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

اگر عورتیں

مذکورۃ الصدر ہدایات خداوندی کی پابندی کریں تو میرا خیال ہے کہ ان فتنوں کا یقیناً دروازہ بند ہو سکتا ہے۔ جو عورتوں کے ہار سینگار کر کے گھر سے باہر نکلنے اور بازاروں میں چلنے پھرنے سے پیدا ہو رہے ہیں (ادھر عورتیں تو یہ پابندیاں اختیار کریں اور مرد بھی اپنی نظر کو اللہ تعالٰے کے حکم کے مطابق زمین پر ڈال کر چلیں)

و ما علینا الا البلاغ

تمہید سابق کے بعد اب تقوے کی برکات عرض کی جاتی ہیں اسکی متعدد شہادتیں

پہلی شہادت

(وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۵) سورہ آل عمران ع ۱۴ - پ ۴ -

اور اللہ اور رسولؐ کی تابعداری کرو۔ تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

پرہیزگاروں کیلئے اپنے رب کی طرف سے بخشش[1] اور بہشت[2] کا وعدہ

مذکورۃ الصدر دونوں آیتوں کو غور سے پڑھیئے۔ پرہیزگاروں کے لئے جن دو نعمتوں کا میں نے ذکر کیا ہے وہ بآسانی معلوم ہو سکتی ہیں۔ ایک ایماندار کے لئے ان دو چیزوں سے بڑھ کر اور کونسی چیز محبوب اور مقصود ہو سکتی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

دوسری شہادت

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۵

(سورۃ الطلاق۔ ع ۱۔ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے سو وہی اس کو کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنا حکم پورا کرنے والا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

مذکورہ بالا آیات پر شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ یعنی اللہ سے ڈر کر اس کے احکام کی بہر حال تعمیل کرو۔ خواہ کتنی ہی مشکلات و شدائد کا سامنا کرنا پڑے۔ حق تعالٰے تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور سختیوں میں بھی گذارہ کا سامان کر دیگا۔ اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ بے قیاس و بے گمان روزی ملتی ہے۔ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جنت ہاتھ آتی ہے۔ اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا۔ کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کو پکڑ لیں تو ان کو کافی ہو جائے یعنی اللہ پر بھروسہ رکھو۔ محض اسباب پر تکیہ مت کرو۔ اللہ کی قدرت ان اسباب کی پابند نہیں۔ جو کام اسے کرنا ہو۔ وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اسباب بھی اسی کی مشیت کے تابع ہیں۔ ہاں ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ ہے۔ اسی کے موافق وہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔

دوسری شہادت میں بارہ برکتوں کا اعلان

پرہیزگاری کی برکات میں جو دوسری شہادت قرآن مجید سے پیش کی گئی ہے اس میں مندرجہ ذیل بارہ۔ برکتوں کا اعلان ہوا ہے اور وہ یہ ہیں (۱) حق تعالٰی تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا۔ (۲) سختیوں میں بھی گذارہ کا سامان کر دیگا۔ (۳) اللہ کا ڈر دارین (دنیا اور آخرۃ) کے خزانوں کی کنجی ہے۔ (۴) اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ (۵) بے قیاس و بے گمان روزی ملتی ہے (۶) گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۷) جنت ہاتھ آتی ہے (۸) اجر بڑھتا ہے۔ (۹) ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے (۱۰) جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی (۱۱) اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں۔ (۱۲) اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔

تیسری شہادت

(ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَیْكُمْ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یُكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَیُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۵) سورۃ الطلاق ع ۱۔ پ ۲۸۔ ترجمہ

یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس سے اس کی بُرائیاں دور کر دیتا ہے اور اسے بڑا اجر بھی دیتا ہے۔

اس تیسری شہادت میں دو برکتوں کا ذکر

(۱) جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ وہ اس سے اس کی بُرائیاں دُور کر دیتا ہے (یعنی اس کے گناہ بخش دیتا ہے)

(۲) اور اسے بڑا اجر بھی دیتا ہے۔

چوتھی شہادت

(وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ٥) سورۃ الانعام ع ۴ پ ۷

ترجمہ۔ اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے۔ البتہ آخرت کا گھران لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ جو پرہیزگار ہوئے۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔

ایک برکت

چوتھی شہادت میں ایک برکت کا ذکر کیا گیا ہے "البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوئے۔ (کیونکہ ان حضرات کو دنیا کی زندگی کے مقابلہ میں وہاں ہر قسم کا آرام ہوگا۔)

پانچویں شہادت

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ٥) سورہ الاعراف ع ۱۲ پ ۹۔ ترجمہ۔ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا پھر ہم نے انہیں ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی۔

ایک برکت کا اعلان

اس پانچویں شہادت میں تقوے (پرہیزگاری) اختیار کرنے والوں کیلئے ایک نعمت کا اعلان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ "اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے"

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی ہم کو بندوں سے کوئی ضد نہیں جو لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوتے ہیں یہ انہی کی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ لوگ ہمارے پیغمبروں کو مانتے اور حق کے سامنے گردن جھکاتے اور کفر و تکذیب وغیرہ سے بچ کر تقوے کی راہ اختیار کرتے تو ہم ان کو آسمانی اور زمینی برکات سے مالا مال کر دیتے۔ امام رازیؒ نے فرمایا کہ برکت کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے کبھی تو خیر باقی و دائم کو برکت سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی کثرت آثار فاضلہ پر یہ لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔ لہٰذا آیت کی مراد یہ ہوگی۔ کہ ایمان و تقوے اختیار کرنے پر ان آسمانی و زمینی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جو دائمی اور غیر منقطع ہوں۔ یا جن کے آثار فاضلہ بہت کثرت سے ہوں۔ ایسی خوشحالی نہیں جو مکذبین کو چند روز کے لئے بطور اہمال و استدراج حاصل ہوتی ہے۔ اور انجام کار دنیا میں ورنہ آخرت میں تو ضرور ہی وبال جان بنتی ہے۔"

چھٹی شہادت

(قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ٥) سورہ آل عمران ع ۲ ۔ پ ۳

ترجمہ۔ کہدیجئے کیا میں تمہیں اس سے بہتر بتاؤں۔ پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور پاک عورتیں ہیں اور اللہ کی رضامندی ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ وہ جو کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ہیں۔ سو ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ وہ صبر کرنے والے ہیں اور سچے ہیں اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں اور خرچ کرنے والے ہیں اور پچھلی رات میں گناہ بخشوانے والے ہیں۔

ہر مسلمان کو اپنے اندر پانچ صفتیں پیدا کرنے کے بعد متقی کا لفظ بارگاہ الٰہی سے ملتا ہے

(۱) الصّٰبرین۔ صبر کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر بھی اس کی فرمانبرداری پر جمے رہنے والے۔ (۲) الصّٰدقین۔ زبان کے۔ دل کے نیت کے معاملہ کے سچے ہیں۔ (۳) القٰنتین پوری تسلیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لانے والے۔ (۴) المنفقین۔ اللہ کی دی ہوئی دولت کو اس کے بتلائے ہوئے مواقع میں خرچ کرنے والے۔ (۵) المستغفرین بالاسحار۔ پچھلی رات میں اٹھ کر اپنے رب سے گناہ اور تقصیرات معاف کرانے والے۔ اللھم اجعلنا منھم

چھٹی شہادت میں تین برکتوں کا اعلان

(۱) پہلی۔ بہشت میں داخل کئے جانے کا اعلان۔ (۲) دوسری۔ ہر عیب (جو دنیا میں عورتوں کے اندر ہوتے ہیں مثلاً غیبت کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ غصہ میں آکر خاوندوں کی بے عزتی کرنا۔ غصہ میں آکر بد دعائیں دینا وغیرہ وغیرہ) سے پاک ہونے والیاں (۳) تیسری۔ اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا تمغہ ملنا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ وَمَنِّكَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الدَّاعِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ ٥

ساتویں شہادت

(اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ٥) سورۃ النحل۔ ع ۱۶ پ ۱۴

ترجمہ۔ بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں۔

ایک برکت

تقویٰ (پرہیزگاری) اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ کی معیت کا شرف حاصل ہوتا ہے

آٹھویں شہادت

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ٥) سورہ مریم ع ۵ ۔ پ ۱۶ ۔ ترجمہ

اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس (دوزخ) پر گذر نہ ہو۔ (یعنی ہر ایک کو دوزخ کو اوپر سے ضرور گذرنا پڑے گا) یہ تیرے رب پر لازم مقرر کیا ہوا ہے۔ (یعنی اللہ تعالےٰ نے جو یہ اعلان کیا ہوا ہے۔ ضرور اس پر عمل ہوکر رہیگا) پھر ہم انہیں بچالیں گے۔ (یعنی دوزخ کے اوپر سے صحیح و سلامت گذر جائیں گے اور اس میں گرینگے نہیں۔ اللھم اجعلنا منھم) جو ڈرتے ہیں۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

تقویٰ کی ایک برکت

اس آٹھویں شہادت میں پرہیزگاروں کے لئے ایک برکت کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ پلصراط سے گذرتے وقت صحیح و سلامت گذر جائیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم

نویں شہادت

(وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝) سورۃ الزمر ع ۸ - پ ۲۴

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے۔ جنت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور اسکے دروازے کھلے ہوئے ہونگے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے۔ تم پر سلام ہو تم اچھے لوگ ہو۔ بس اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا۔ کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں۔ پھر کیا خوب بدلہ ہے۔ (اللہ تعالےٰ کے حکموں پر) عمل کرنے کا اللھم اجعلنا منھم۔

ایک برکت

نویں شہادت میں ایک برکت کا ان الفاظ میں اعلان کیا گیا ہے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝

دسویں شہادت

أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ۝ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹

ترجمہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ) تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ جو نبی اُمی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اُتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اسکی حمایت کی اور اسے مدد دی۔ اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

بہشت میں جانے کی طمع رکھنے والے

مسلمان کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) گذشتہ سطور کو غور سے پڑھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری پر کتنا زور دیا گیا ہے۔ مسلمان تو بجائے خود رہے۔ یہود اور نصاریٰ کی نجات کا مدار بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری پر ہی موقوف رکھا گیا ہے۔

کیا

ایک بدصورت انسان کو آپ کہدیں کہ یہ شخص بڑا ہی خوبصورت ہے تو وہ واقعی خوبصورت ہو جائے گا۔ یا اگر آپ کسی دس نمبریئے بدمعاش کو یہ کہدیں کہ جی یہ بڑا بھلا مانس مرنجاں مرنج انسان ہے تو وہ واقعی ویسا ہی ہوگا

بعینہٖ

اسی طرح اپنے آپ کو قیاس کر لیجیے کہ اللہ تعالےٰ تو آخرت کی نجات کا مدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر موقوف کر دیں۔ اس اعلان کے بعد بھی عبادات اور اسکے علاوہ دوسری نیکیوں کے کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے جی چرائیں اور ہر معاملہ میں اپنے نفس کی من مانی بات پر عمل کریں۔ اور پھر دعوےٰ یہ کریں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار ہیں تو اپنی عقل سے خود فیصلہ کرایئے۔ کیا آپ کے دعوےٰ کو مان کر تمام ان آخرت کی برکتوں سے مالا مال کر دے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعداروں اور جان نثاروں (مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے لئے اعلان کی ہوئی ہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو زندگی کے ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ صحیح معنی میں حضور انور کے متبع ہو جائیں اور حضور انور کے تابعداروں کے لیے آخرت میں جن انعامات کا اعلان کیا گیا ہے۔ ہمیں بھی وہ نصیب ہوں۔ آمین یا الہ العالمین

دو برکتیں

دسویں شہادت میں متقیوں کے لئے دو برکتوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ دنیا کی بہتری کا وعدہ اور آخرت کی بہتری کا وعدہ کیا گیا ہے۔

گیارھویں شہادت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۝

سورۃ الانفال ع ۴ - پ ۹ - اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے۔ تو اللہ تمہیں ایک فیصلہ کی چیز دے گا۔ اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا۔ اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تین برکتیں

پہلی۔ اللہ تمہیں ایک فیصلہ کی چیز دے گا
دوسری۔ تم سے تمہارے گناہ دور کر دیگا
تیسری۔ اور تمہیں بخش دے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی اگر خدا سے ڈر کر راہ تقوےٰ اختیار کروگے تو خدا تم میں اور تمہارے مخالفوں میں فیصلہ کر دے گا۔ دنیا میں بھی کہ تم کو عزت دے گا اور ان کو ذلیل یا ہلاک کرے گا۔ جیسے بدر میں کیا اور آخرت میں بھی کہ تم نعیم دائم میں رہو گے۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہو گا۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ۝ (یٰسٓ رکوع ۴) هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ (المرسلٰت ع ۱) ۔ دوسری بات یہ ہے کہ تقوےٰ کی برکت سے حق تعالیٰ تمہارے دل میں ایک نور ڈال دے گا۔ جس سے تم ذوقاً و وجداناً حق و باطل اور نیک و بد کا فیصلہ کرسکوگے

بارھویں شہادت

(وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) (سورۃ الانعام ع ۴ - پ ۷) ۔ اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے۔ البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوئے کیا تم نہیں سمجھتے

تشریح

اگر غور سے دیکھا جائے تو واقعی اللہ تعالےٰ کا فرمان بالکل ٹھیک ہے۔ مثلاً جس طرح کھلاڑی جب کھیل رہے ہوتے ہیں تو ایک عجیب سماں نظر آتا ہے۔ کھیل کے میدان کھلاڑیوں کی دوڑ بھاگ کا ایک عجیب دل لبھانے والا منظر پیش کر رہا ہے۔ کھلاڑیوں کی قلابازیوں اور ان کی ہار جیت کے خیال سے دوڑ بھاگ دیکھنے والوں کے دلوں کو موہ رہی ہے اور بعض اوقات بیسیوں اور بعض اوقات سینکڑوں اور بعض اوقات ہزاروں کی تعداد میں تماشہ دیکھنے والوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ (جس طرح آج کل کھلاڑیوں کے میدان کے گرداگرد) نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد جب کھیل ختم ہو جاتا ہے۔ وہ کھیل کا میدان سنسان ہو جاتا ہے نہ کھلاڑی نہ دیکھنے والے رہے بعینہٖ اسی طرح دنیا کی زندگی کی چہل پہل کا حال ہے۔ مثلاً ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ ان کے باعث ان کی چار بیویاں آئیں۔ اللہ تعالےٰ نے ایک ایک بیٹے کو چار چار بچے دیئے۔ اب اس گھر میں ۲۶ آدمیوں کی نفری جمع ہو گئی۔ اب اس گھر کے اندر دن رات کے چوبیس گھنٹے ایک عجیب چہل پہل نظر آئے گی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب ماں باپ فوت ہو جائیں گے تو سب بیٹے اپنے اپنے عیال کو لے کر الگ ہو جائیں گے۔ اگر بالفرض ماں باپ کا مکان کرایہ کا تھا تو کوئی کہیں اور کوئی کہیں جا کر آباد ہو گا۔ اکٹھے ہونے کے باعث جو اس گھر میں برکت اور چہل پہل تھی سب ختم ہو جائے گی اور وہ چہل پہل والا مکان سنسان ہونیکے باعث زبان حال سے اپنی بربادی کا مرثیہ پڑھ رہا ہو گا کہ یا میرا چپہ چپہ لیٹنے والوں سے معمور تھا اور یا ایک انسان کو بھی اپنے اندر دیکھنے کے لئے میری آنکھیں ترستی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ واقعی دنیا میں یہی ہو رہا ہے۔ کبھی تو اس گھر میں خوشی کے باعث نقارے بج رہے تھے۔ اور کبھی صف ماتم بچھی ہوئی ہے اور مرنے والا تو مر گیا۔ جو زندہ ہیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو موسلا دھار بارش کی طرح گر رہے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کی چہل پہل کو زندگی کا مقصود بنانا اپنے آپ کو سراسر خسارے میں ڈالنا ہے۔ کیونکہ دنیا کی زندگی فانی ہے اور اسکی نعمتیں بھی کچھ عرصہ کے بعد چھن جانیوالی ہیں۔

عقلمند اور دور اندیش

وہ انسان ہے جو آخرت کی زندگی کے عیش و آرام کے حاصل کرنے کو اپنی دنیاوی زندگی کا نصب العین بنائے اور اپنے اعتقادات صحیحہ اور اعمال صالحہ کی برکت سے دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی نعمتوں کے حاصل کرنے کیلئے پوری کوشش کرے۔ اس قسم کے آدمیوں (مرد ہوں یا عورتیں) کے حق میں میں صاف طور پر کہونگا کہ یہ لوگ عقلمند اور دور اندیش اور خوش نصیب ہیں اللّٰھم اجعلنا منھم۔

بارہ شہادتوں میں

اٹھائیس برکتیں عرض کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے سب بھائی بہنوں کو "خدام الدین" کی اٹھائیس پیش کردہ برکتوں کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما کر دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین یا ارحم الراحمین

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۵۹ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اما بعد

قیامت کے دن کے نظاروں کے کچھ نقشے

ہر مسلمان (مرد ہو یا عورت) کو مشورہ دیتا ہوں کہ قرآن مجید سے پیش کردہ نقشوں میں غور کر کے دیکھے کہ میرا شمار بہشتیوں میں ہے یا دوزخیوں میں

نمبر ۱ - بہشتیوں کے اوصاف

(وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۖ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا ۙ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝) سورۃ الفرقان ع ۶ پ ۱۹ -

ترجمہ - اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں - سلام ہے - اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے - بے شک اس کا عذاب پوری تباہی ہے - بے شک وہ برا ٹھکانہ اور بری قیامگاہ ہے - اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے - جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا - وہ گناہ میں جا پڑا - قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا - اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا - مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے - سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے - اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں تو شریفانہ طور پر گزرتے ہیں - اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے - اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالا خانے دیئے جائیں گے - اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا - اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے - ٹھیرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے -

بارہ صفتیں

مذکورۃ الصدر آیات میں بہشتیوں کی بارہ صفتیں بیان کی گئی ہیں - ان کے متعلق کچھ تفصیل پیش کی جاتی ہے جو شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی سے اخذ کی گئی ہے - پہلی جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں - یعنی ان کی چال ڈھال سے تواضع - متانت - خاکساری اور بے تکلفی ٹپکتی ہے - متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے - یہ مطلب نہیں کہ ریا و تصنع سے بیماروں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں - دوسری اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں - سلام ہے - یعنی کم عقل اور بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو و صفح (یعنی درگذر کرنے) سے دیتے ہیں - تیسری اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں - یہ خدا کے آگے کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں - چوتھی اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے - یعنی اتنی عبادت پر اتنا خوف بھی ہے - یہ نہیں کہ تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ کر خدا کے عذاب و قہر سے بے فکر ہو گئے - پانچویں اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے - یعنی موقعہ دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں (یعنی جو ضروری خرچ ہیں وہ تو ہر موقع پر کرتے ہیں - لیکن نام و نمود اور دکھلاوے اور دنیاداروں سے واہ واہ کرانے کے خیال سے ہرگز خرچ نہیں کرتے

جس طرح کہ عام طور پر دنیا دار لوگوں میں ناک رکھنے کی خاطر کرتے ہیں۔ چھٹے۔ اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی اور محبوب کو نہیں پکارتے۔ جس طرح کہ آج کل جاہل لوگ جو مسلمان تو کہلاتے ہیں اور قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت اور طریقہ سے بے خبر ہوتے ہیں۔ وہ مصیبت کے وقت بعض اولیائے کرام کو اپنی مصیبت کے وقت پکارتے ہیں حالانکہ ان اولیائے کرام حضرات نے یہ کبھی نہیں فرمایا تھا کہ میرے مرنیکے بعد مصیبت کے وقت مجھے پکارنا۔ میں تمہاری مصیبت کو ہٹا دوں گا۔ اولیائے کرام کا دامن ان چیزوں سے یقیناً پاک ہے۔ اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گھیر گھار کر اللہ تعالے کے دروازے پر لاتے ہیں۔ نہ کہ اللہ تعالے کے دروازے سے ہٹا کر اپنے دروازے پر لاتے ہیں۔ ساتویں اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ یعنی اللہ تعا نے اس شخص کا قتل کرنا حرام قرار دیا ہے۔ ہاں بعض اوقات اللہ تعالےٰ نے بعض انسانوں کے قتل کرنے کا خود حکم دیا ہے۔ مثلاً شادی شدہ (مرد ہو یا عورت) زنا کرے۔ یا کوئی مسلمان کسی مسلمان کو قتل کر دے۔ ان حالات میں بھی فقط حکومت وقت تحقیق کرکے مجرم کے قتل کا حکم دے گی۔ ہر شخص کو قانون الٰہی کو اپنے ہاتھ میں لینے کا حق نہیں ہے۔ آٹھویں اور زنا نہیں کرتے۔ یعنی زنا کے مرتکب ہونیوالے بہشت میں نہیں جاسکیں گے۔ ہاں اگر دنیا میں اس جرم کی سزا پالی ہے۔ تو پھر جاسکیں گے۔ اور یا اگر ایمان تو سلامت تھا مگر یہ جرم کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے معاف نہیں فرمایا۔ اور اپنے انصاف کے تقاضے کے مطابق ایسے شخص کو دوزخ میں ڈال دیا۔ تو بالآخر یہ شخص سزا بھگتنے کے بعد جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ کیونکہ زانی کے لئے مشرک اور کافر اور اعتقادی منافق کی طرح ابدی جہنم کی سزا نہیں ہے۔ نویں اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں۔ تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں۔ مثلاً کسی جگہ کنجری کا مجرا ہو رہا تھا اور ان کا گذر اس طرف سے ہوا تو اس جگہ سے چپکے سے گذر جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہاں کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں۔ دسویں اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سنتے ہیں۔ اور سن کر متاثر ہوتے ہیں۔ گیارہویں اور وہ جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ یعنی بیوی بچے ایسے عطا فرما۔ جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہو۔ اور ظاہر ہے کہ مومن کامل کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہوگا۔ جب اپنے اہل و عیال کو اطاعت الٰہی کے راستہ پر گامزن اور علم نافع کی تحصیل میں مشغول پائے۔ دنیا کی سب نعمتیں اور مسرّتیں اس کے بعد ہیں۔ بارھویں اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا دے کہ لوگ ہماری اقتدا کرکے متقی بن جایا کریں۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نہ صرف بذات خود ہدایت یافتہ ہوں۔ بلکہ دوسروں کے لئے ہادی بن جائیں۔ دوسرے لوگ ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو دیکھ کر راہ راست پر آ جائیں۔ اللھم اجعلنا منھم

ان بارہ صفتوں کا نتیجہ

یہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ وہ ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔ اللھم اجعلنا من اھلھا۔

دوزخیوں کے اوصاف

وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ۝ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝

سورۃ الفرقان ع ۳ ۔ پ ۱۹ ۔ ترجمہ۔ اور اس دن (یعنی قیامت کے دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہے گا۔ ہائے افسوس میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے۔ اور رسول کہے گا۔ اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا

دوزخیوں کی تین صفتیں

مذکورہ بالا آیتوں میں دوزخیوں کی تین صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی قیامت کے دن دنیا میں گمراہ رہنے کے باعث اپنی بدبختی پر غصہ میں آکر اپنی انگلیوں کو دانتوں سے کاٹنا۔ دوسری۔ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں ساتھ نہ دینے پر افسوس کرنا کہ میں نے کیوں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ دستور العمل کو اپنایا۔ یعنی نہ قرآن مجید پر عمل کیا اور نہ اس کی شرح احادیث نبویؐ کو عمل میں لایا۔ تیسری جن بے دینوں کی دوستی اور پارٹی میں رہ کر دین کے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے دنیا میں بے بہرہ رہا تھا۔ وہ دوستیاں اور یاریاں یاد کرکے افسوس کریگا کہ میں انکے ساتھ یاری نہ رکھتا تو آج یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔ مگر اس احساس سے کیا ہوسکتا ہے۔ مصرعہ۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ سب مردوں اور عورتوں سے کہتا ہوں کہ ان سطروں کو غور سے پڑھیئے اور اپنے بے دین بھائی بہنوں یا دوسرے رشتہ داروں کو سنایئے۔ شاید آپ کے سمجھانے سے کسی کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور وہ اپنی اصلاح کرکے دوزخ سے بچ جائے۔ و ما علینا الا البلاغ۔

بہشتیوں کے اوصاف

اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ۝ وَ الَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَیْرُ مَاْمُوْنٍ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ

قَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحٰفِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ سورۃ المعارج ع ۱ - پ ۲۹ - ترجمہ - مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں (یعنی باقاعدہ التزام سے پڑھتے ہیں - یہ نہیں کہ کوئی پڑھی اور کوئی نہ پڑھی) اور وہ جن کے مالوں میں حصہ معین ہے - سائل اور غیر سائل کے لئے (یعنی سائل مستحق کو تو دیتے ہی ہیں - بلکہ جو لوگ واقع میں مستحق ہیں مگر وہ کسی سے سوال نہیں کرتے - ان کو بھی وہ لوگ بن مانگے دیتے ہیں) - اور وہ جو قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں (اسی لئے وہ دنیا میں ایسے طریقہ سے زندگی بسر کرتے ہیں - کہ آخرت میں دوزخ میں نہ جائیں) اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں - (اسی لئے اللہ تعالےٰ کے احکام کو بجا لاتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں - اللھم اجعلنا منھم) بیشک ان کے رب کے عذاب کا خطرہ لگا ہوا ہے (یعنی اللہ تعالےٰ کے عذاب کے خطرہ سے کوئی شخص دنیا میں خالی نہیں ہو سکتا) اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا میں زنا کریں اور قیامت کے دن جہنم میں جھونک دیئے جائیں) مگر فقط اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے تعلقات قائم رکھتے ہیں)

ایسی صورت میں بیشک ان پر کوئی ملامت نہیں - پس جو کوئی اس کے سوا چاہے - سو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں - اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں (یعنی لوگوں کی امانت میں خیانت نہیں کرتے اور اگر کسی سے کوئی وعدہ کریں تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں (یعنی کسی کے کہنے سننے پر جھوٹی گواہی نہیں دیتے) اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں (یعنی باقاعدہ ساری نمازیں التزام سے پڑھتے - کوئی نماز قضا نہیں کرتے) وہی لوگ بہشت کے باغوں میں عزت سے رہینگے

آٹھ صفتیں

مذکورۃ الصدر آیات میں بہشتیوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں - جن پر میں نے نمبر لگا دیئے ہیں - غور کرکے دیکھ لیجئے - اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَمَنِّكَ اٰمِیْن یَا اِلٰهَ الْعٰلَمِیْن

دوزخیوں کے اوصاف

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ لِّلْكٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ۝ اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا ۝ وَّنَرٰىهُ قَرِیْبًا ۝ یَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَلَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا ۝ یُّبَصَّرُوْنَهُمْ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍۭ بِبَنِیْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیْهِ ۝ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُـْٔوِیْهِ ۝ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۝ ثُمَّ یُنْجِیْهِ ۝ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝ سورۃ المعارج پارہ ۲۹ ترجمہ - ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لئے ہونے والا ہے - اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں - جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا - جو سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے - جن سیڑھیوں سے فرشتے اور (اہل ایمان کی) روحیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں (اور وہ عذاب) اس دن ہوگا - جسکی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے - آپ اچھی طرح سے صبر کیئے رہیں (یعنی ان دوزخیوں کی دل آزاری کرنے پر صبر کریں) بیشک وہ اسے (یعنی قیامت کے دن کو) دور دیکھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں (قیامت کا دن وہ ہے) جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا - اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگدار اون کی طرح ہونگے اور کوئی دوست کسی دوست کو نہیں پوچھے گا - سب ان کو نظر آجائیں گے - مجرم چاہے گا - کہ کاش اس دن کے عذاب کے بدلہ میں اپنے بیٹوں کو دیدے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو اور اپنے اس کنبہ کو جو اسے پناہ دیتا تھا اور ان سب کو جو زمین میں ہیں (یہ سب کچھ دے کر) پھر اپنے آپ کو (اللہ کے عذاب سے) بچا لے (یہ) ہرگز نہیں ہو سکیگا) بے شک وہ تو ایک آگ ہے کھالوں کو اتارنے والی اس کو بلائے گی - جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے سے) پیٹھ پھیری اور منہ موڑا اور مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا -

دوزخیوں کے اوصاف

قرآن مجید کے مذکور الصدر اعلان میں دوزخیوں کے متعلق تین چیزیں ذکر کی گئی ہیں - در اصل دو ان کی صفات ہیں اور تیسری ان کی صفات کا نتیجہ ہے - پہلی دوزخیوں کے خیال میں قیامت کا آنا امکان سے دور اور ان کی عقل سے بالاتر ہے - حالانکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس قدر قریب نظر آ رہی ہے - گویا کہ آ ہی گئی ہے دوسری جب قیامت آئے گی - اس دن یہ دوزخی یہ چاہیں گے کہ اس دن کے عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے اپنے بیٹے اپنی بیوی - اپنے بھائی اپنا سارا کنبہ اور دنیا میں تمام بسنے والوں کو بھی اگر ہو سکے) تو فدیہ میں دے کر اپنی جان بچا لیں - مگر یہ کیسے ہو سکیگا - مصرعہ

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

تیسری - دوزخ کی وہ آگ ان دوزخیوں کو ضرور ہی اپنی لپیٹ میں لے لیگی - جنہوں نے دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے دین کے تسلیم کرنے سے پیٹھ پھیری تھی اور منہ موڑ لیا تھا -

تنبیہ

غفلت شعار اور دین سے لاپرواہی کرنے والے مسلمانوں کو مذکور الصدر نقشہ میں غور کرکے دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہم بھی تو اس دین سے لاپرواہی نہیں کر رہے جس دین کا سنگ بنیاد قرآن مجید ہے - اور اس کے احکام کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے وما علینا الا البلاغ واللہ بصیر بالعباد -

واقعہ یہ ہے

کہ موجودہ دور کے اکثر مسلمانوں کو (مرد ہوں یا عورتیں) نہ موت یاد ہے نہ قیامت کے دن کی گرفت - اگر یہ دو چیزیں ان لوگوں کے پیش نظر ہوتیں تو معاملات میں فریب کاری - دھوکہ بازی اور جھوٹ بولنے میں اتنے دلیر نہ ہوتے اور لہو و لعب کے اس قدر دلدادہ نہ ہوتے - معاملات میں بد دیانتی کی مثالیں ملاحظہ ہوں

دودھ میں پانی ملانا۔ اور پھر گاہک کو خالص کہہ کر دینا۔ گھی میں ملاوٹ۔ میرے ایک دوست ککے زئی برادری کے ایک شریف اور بہت ہی نیک آدمی تھے۔ گھی کی تجارت کرتے تھے۔ جس بازار میں ان کی دکان تھی میں کئی مرتبہ ان کی دکان کے سامنے سے گذرا اور دکان کو بند پایا۔ ایک دفعہ اتفاقاً وہ مجھے بازار میں ملے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ عرصہ سے آپ کی دکان بند ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہنے لگے جی کیا کہیں۔ آج کل گاہک کو اصلی گھی کی تمیز نہیں رہی۔ وہ اصلی کو نقلی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ اور نقلی کو اصلی سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس میں خوشبو تیز ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے دکان بند کر دی ہے (یہ اس نے اس لئے کیا تاکہ گاہک کو نقلی گھی اصلی کرکے نہ دے) میرے مسلمان بھائیو اسی کا نام ایمانداری ہے کہ خود تکلیف اٹھائی۔ مگر گاہک کو دھوکہ نہیں دیا۔ مسلمانوں میں خوف خدا نہ ہونے کی ایک دوسری مثال سنئے۔

مسجدوں سے جوتے چرانا

ہماری مسجد لائن جہاں خان والی میں شاید ہی کوئی دن خالی ہوگا۔ جس دن صبح کی نماز کے وقت جوتے چوری نہ ہوتے ہوں۔ چور اول نمبر کا بد دیانت ہے کہ مسلمان ہو کر مسلمان کی چوری کرتا ہے۔ دوسرے نمبر کے بد دیانت وہ دکاندار ہیں جو روزانہ اس سے خرید لیتے ہیں۔ اگر دکانداروں کے دل میں موت کا ڈر اور قیامت کے دن ان گناہوں کے سبب سے دوزخ میں جانے کا یقین ہوتا تو کیا چوروں سے روزانہ سستے داموں جوتے خرید سکتے تھے۔ اور کیا دکاندار جو کہ آج کل فقط مسلمان ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ یہ نیا جوتا سات آٹھ روپے کا ہے۔ یہ جو بوٹ بیس روپے کا ہے۔ وہ جوتا ڈیڑھ دو روپے کو کیسے بیچ سکتا ہے۔ اور بیس روپے کا بوٹ چار پانچ روپے پر کیسے فروخت کر سکتا ہے

اس حرام خوری کا نتیجہ

معاملات میں بد دیانتی اور حرام خوری کا نتیجہ بھی سن لیجئے کہ چونکہ حرام کا مال کھانے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ اس لئے انسان کو نیکی کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ ہاں حرامخوری کے باعث برائیوں کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ عمر رسیدہ مسلمانوں سے دریافت کرکے دیکھئے کہ آج سے چالیس پچاس سال پہلے خاندانوں میں جو اپنے خاندان کے بزرگوں کا ادب اور عورتوں میں جو شرم اور حیا نظر آتا تھا۔ کیا آج کل کے دور میں زمین اور آسمان کا سا فرق نہیں ہو گیا ہے۔ لسان العصر اکبر الہ آبادی مرحوم نے جو زمانے کی ہوا کا رخ بھانپ کر فرمایا تھا۔ وہ ٹھیک نکلا یا نہ

فرماتے ہیں

نہ خاتونوں میں رہ جائیگی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہونگے
بدل جائیگا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہونگے

پھر فرماتے ہیں

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

اے مسلمان تیرے مشاغل

دن کو روٹی کمانے کی فکر ہے۔ طرح طرح کے ذرائع رزق کے کمانے میں سرگرداں رہنے کے۔ رات کو یا سینما گھر کی سیر مع بال بچوں کے۔ (الا ماشاء اللہ) اور یا گھر میں ریڈیو لگا کر بھانڈوں اور کنجریوں کے گانے سننا اسی شغل میں کافی حصہ رات کا بسر کرنا

احساس نہیں رہا

پھر دل کو دکھ دینے والی ایک اور چیز ہے کہ مسلمان کو اپنی اس بے راہ روی اور اس کے مہلک نتائج کا احساس نہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اے موجودہ دور کے مسلمان تیری اس حالت پر

یہ شعر صادق آتا ہے

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وماعلینا الا البلاغ

بہشتیوں کے اوصاف

(اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ هُوَ اَعْمٰی ط اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۙ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۭ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۭ) سورۃ الرعد ع ۳ - پ ۱۳-

ترجمہ۔ بھلا جو شخص جانتا ہے کہ تیرے رب سے تجھ پر اترا ہے۔ حق ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھا ہے۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کی وجہ سے۔ پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

اوصاف کی فہرست

پہلی۔ جن لوگوں کا قرآن مجید پر ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ دوسری اللہ تعالیٰ سے عہد (الست) میں ہو چکا ہے۔ جس پر انسان کی فطرۃ خود گواہ ہے۔ اسی فطرتی عہد کے سبب سے ہر مرد اور عورت بن دیکھے اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور اس کو اپنا معبود تسلیم کرتے ہیں۔ تیسری اور کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے یا انسانوں سے عہد کرتے ہیں۔ اس کو توڑتے نہیں۔ بلکہ نباہتے ہیں (بشرطیکہ وہ عہد گناہ نہ ہو۔) چوتھی۔ رشتہ داروں کے حقوق باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ کسی کی حق تلفی نہیں کرتے۔ پانچویں۔ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہمیشہ ان کے دل میں رہتا ہے۔ کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضی

نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آ جائیں۔ چھٹی اور ان کے دل میں یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ قیامت کے دن جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا تو وہاں کیا صورت پیش آئے گی ساتویں دنیا میں جو مصیبتیں آئیں۔ ان پر صبر کیا کسی مصیبت سے گھبرا کر اللہ تعالیٰ کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا اور صبر اور استقلال محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا۔ نہ اس لئے کہ دنیا اسے صابر کہے۔ آٹھویں اور نماز باقاعدہ ادا کرتے رہے۔ یہ نہیں کہ کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی۔ نویں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکی کے کاموں میں مال صرف کرتے ہیں۔ دسویں اگر پوشیدہ خرچ کرنا مناسب ہو پوشیدہ خرچ کرتے ہیں اور اگر مناسب یہ ہو کہ ظاہر کر کے خرچ کریں تاکہ دوسروں کو بھی اس نیک کام میں حصہ لینے کی رغبت ہو تو علی الاعلان خرچ کرتے ہیں گیارھویں۔ برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں۔ سختی کے مقابلہ میں نرمی کرتے ہیں۔ کوئی ان پر ظلم کرے تو معاف کر دیتے ہیں۔

غور کی دعوت

تمام مسلمانوں کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) مذکورۃ الصدر صفات کے آئینہ میں اپنی زندگی کے حالات دیکھنے اور غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر اس آئینہ میں زندگی کے حالات درست ہوں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے کہ اس کی توفیق سے سیدھے راستہ پر چلے جا رہے ہیں۔ اور اگر بالفرض خال و خط بگڑے ہوئے نظر آئیں تو اس آئینے کو سامنے رکھ کر اپنے خال و خط دنیا کی زندگی ہی میں درست کر لیجئے۔

ورنہ

اگر مذکورۃ الصدر صفات کے خلاف اپنے اندر ان کے خلاف دوسری صفات پیدا کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے تو پھر قاعدہ تو یہی ہے کہ ان گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ مثلاً قبر کے عذاب میں مبتلا ہونا۔ یا خدا نخواستہ اس کے بعد دوزخ میں جانا۔ ہاں یہ الگ چیز ہے کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے کسی کو معاف فرما دے تو اس پر قادر

ہے۔ میرے ذمہ تو اللہ تعالےٰ کا قانون مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کا حق ہے۔ و ما علینا الا البلاغ۔

بڑوں اور بزرگوں کا احترام کیجیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بوڑھے بزرگ آئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنا چاہتے تھے۔ لوگوں نے ان کے لئے گنجائش پیدا کرنے میں دیر کی (ایسا نہیں کیا کہ ان کے بڑھاپے کے احترام میں جلدی سے ان کو راستہ دے دیتے اور جگہ خالی کر دیتے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو آدمی ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جامع ترمذی

بڑوں کا احترام کرنے والے کے لیے دنیا میں انعام

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جوان کسی بوڑھے بزرگ کا اس کے بڑھاپے ہی کی وجہ سے ادب و احترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس جوان کے لیے بوڑھے ہونے کے وقت ایسے بندے مقرر کر دے گا جو اس وقت اس کا ادب واحترام کریں گے۔ جامع ترمذی

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۷ جمادی الاخری مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۵۹ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اندھے کون ہیں

اور

اللہ تعالیٰ سے تعلق کے معاملہ میں وہ اندھے کس کس قسم کے کام کرتے ہیں

ان اندھوں کی کارکردگی کے نمونے ملاحظہ ہوں

پہلا نمونہ

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۝ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝ قَالَ یٰقَوۡمِ لَیۡسَ بِیۡ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ اُبَلِّغُکُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَاَنۡصَحُ لَکُمۡ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَکُمۡ ذِکۡرٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَلٰی رَجُلٍ مِّنۡکُمۡ لِیُنۡذِرَکُمۡ وَلِتَتَّقُوۡا وَلَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۝ فَکَذَّبُوۡہُ فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗ فِی الۡفُلۡکِ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا عَمِیۡنَ ۝) ۔ سورۃ الاعراف ع ۸ ۔ پ ۸ ۔ ترجمہ ۔ البتہ تحقیق ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۔ پس اس نے کہا ۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو ۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہیں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا ۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں ۔ فرمایا ۔ اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں ۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں ۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں ۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے ۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ ۔ اور تاکہ تم رحم کیے جاؤ ۔ پھر انہوں نے اُسے جھٹلایا ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ۔ انہیں غرق کر دیا ۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے ۔

اس بدنصیب عقل کے اندھوں کی قوم

کے پاس حضرت نوح علیہ السلام پورے ساڑھے نو سو سال رہے اور ان لوگوں کو اللہ تعالےٰ کا مخلص بندہ بنانے کے لئے دن اور رات برابر کوشش کرتے رہے مگر اس بدنصیب عقل کی اندھی قوم کی پھر بھی اصلاح نہ ہوئی ۔ بالآخر وہ لوگ دوزخ کا ٹکٹ لے کر دنیا سے رخصت ہوئے

دونوں چیزوں کا ثبوت ملاحظہ ہو

پہلی

(وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَلَبِثَ فِیۡہِمۡ اَلۡفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمۡسِیۡنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَہُمُ الطُّوۡفَانُ وَہُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ۝) سورۃ العنکبوت ع ۲ ۔ پ ۲۰ ۔

ترجمہ ۔ اور ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۔ پھر وہ ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہے ۔ پھر انہیں طوفان نے آ پکڑا ۔ اور وہ ظالم تھے ۔

دوسری

(قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّنَہَارًا ۝ فَلَمۡ یَزِدۡہُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّیۡ کُلَّمَا دَعَوۡتُہُمۡ لِتَغۡفِرَ لَہُمۡ جَعَلُوۡۤا اَصَابِعَہُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِہِمۡ وَاسۡتَغۡشَوۡا ثِیَابَہُمۡ وَاَصَرُّوۡا وَاسۡتَکۡبَرُوا اسۡتِکۡبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُہُمۡ جِہَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّیۡۤ اَعۡلَنۡتُ لَہُمۡ وَاَسۡرَرۡتُ لَہُمۡ اِسۡرَارًا ۝) سورۃ نوح ع ۱ پ ۲۹ ۔ ترجمہ ۔ (نوح علیہ السلام نے) کہا ۔ اے میرے رب ۔ میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا ۔ پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے اور بے شک جب کبھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے ۔ تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیں اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور ضد کی اور بہت بڑا تکبر کیا ۔ پھر میں نے انہیں کھلم کھلا بھی بلایا ۔ پھر میں نے انہیں علانیہ بھی کہا اور مخفی طور پر بھی کہا ۔

حضرت نوح علیہ السلام کے دکھی دل سے

یہ بددعا نکلی

حضرت نوح علیہ السلام کے صبر اور استقلال کا اندازہ لگایئے کہ ساڑھے نو سو سال کے دن اور رات قوم کی اصلاح اور ان کی دنیا اور آخرت کی بہتری کے لئے انہیں پیغامِ حق پہنچاتے رہے ۔ مگر ان عقل کے اندھوں نے نہ پیغمبر خدا کا کہا مانا ۔ نہ خدا تعالےٰ کو راضی کیا ۔ پھر اس مظلوم کے دل سے

یہ آہ نکلی

(قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ۚۖ ۝ فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَہُمۡ فَتۡحًا وَّنَجِّنِیۡ وَمَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَمَنۡ مَّعَہٗ فِی الۡفُلۡکِ الۡمَشۡحُوۡنِ ۚ ۝ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا بَعۡدُ الۡبٰقِیۡنَ ۝ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۝) سورۃ الشعراء ع ۶ پ ۱۹ ۔ ترجمہ ۔ (نوح علیہ السلام نے) کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے پس تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ ہی کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں نجات دے ۔ پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے بچا لیا ۔

پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے (یعنی نوحؑ کی قوم میں سے) اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے اندھوں

نے جب انہیں نوح علیہ السلام دعوت الی اللہ دیا کرتے تھے تو وہ مندرجہ ذیل حرکتیں کرتے تھے۔

(۱) حضرت نوح علیہ السلام سے کہتے کہ تم گمراہ ہو (۲) جب انہیں نصیحت فرماتے تو کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے۔ "تاکہ نوح علیہ السلام کی آواز ان کے کان میں نہ پڑے (۳) اور اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لیتے "تاکہ ان کی آواز کان میں نہ پڑے واقعی اگر آدمی ایک بڑا لحاف اپنے سر اور کانوں پر ڈال کر لیٹ جائے تو اس طریقے سے آواز کے کان تک پہنچنے میں یقیناً رکاوٹ ہوگی۔ (۴) اور ضد پر اڑ جاتے کہ تیری بات نہ سننی ہے اور نہ ماننی ہے۔ (۵) اور نوح علیہ السلام کو نعوذ باللہ حقیر سمجھتے اور اپنے آپ کو بڑا خیال کرتے۔ تب ہی تو اس کی بات سننا بھی نہیں چاہتے تھے۔

دوسرا نمونہ

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى ○ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ یُؤْمِنْۢ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ○) سورہ طٰہٰ ع ۷ پ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیریگا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائینگے کہیگا اے میرے رب تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں (دنیا میں) بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تونے انہیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پہ ایمان نہیں لایا۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے ذکر

سے مراد قرآن مجید ہے۔ جس سے منہ موڑنے کے باعث دنیا کی زندگی میں طرح طرح کی تنگی آئے گی اور قیامت کے دن ایسے شخص کو اندھا کرکے اٹھائیں گے۔

اس کا ثبوت

میں نے سطور بالا میں عرض کیا ہے کہ ذکر سے مراد قرآن مجید ہے۔ اس کا ثبوت خود قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○) سورۃ الحجر ع ۱۔ پ ۱۴۔ ترجمہ ہم نے یہ نصیحت (یعنی قرآن مجید) اتاری ہے اور بے شک ہم اسکے نگہبان ہیں۔

نتیجہ

جو پہلا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے بالکل واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ جو لوگ قرآن مجید کے پڑھنے اور سمجھنے اور اور اس پر عمل کرنے میں دنیا میں بے توجہی اور لاپرواہی برتیں گے اللہ جلشانہ کا اعلان ہے کہ انہیں دنیا میں بھی چین نصیب نہیں ہوگا اور قیامت کے دن میدان محشر میں اندھے کرکے اٹھائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے اعلان پر میرا یقین

میں اللہ تعالےٰ کے مذکور الصدر اعلان کی تصدیق کے لئے درس میں کہا کرتا ہوں کہ میرا اللہ سچا ہے اور اس کا اعلان بالکل ٹھیک ہے۔ اس کا ثبوت سنئے لاہور میں ایک ایسے شخص کی مثال لیجئے جسکی کوٹھی اڑھائی لاکھ روپے کے خرچ سے تعمیر ہوئی ہو اور اس کو اللہ تعالےٰ نے سواری کے لئے موٹر بھی دے رکھی ہو۔ اور گھر میں بیوی بھی زندہ ہو۔ اور آج کل کی ترقی کے لحاظ سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوں اور چاروں ہی گریجویٹ ہوں۔ مگر بایں ہمہ اس کوٹھی میں وضو کرنے کے لئے لوٹا نہ ہو اور نماز پڑھنے کیلئے مُصلّیٰ نہ ہو۔ میں اللہ تعالےٰ کے اعلان کے بھروسہ پر قسم کھا کر کہا کرتا ہوں۔ کہ وہاں کے رہنے والوں کو ایسی تکلیفوں کا سامنا ہوگا کہ نہ دن کو چین اور رات کو آرام کی نیند سوتے ہونگے۔ اگر کسی مسلمان کی بیوی کوٹھی والی بیگم صاحبہ کی سہیلی بن جائے اور اس عورت کا شوہر میاں صاحب کا یار غار بن جائے۔ اور یہ دونوں میاں بیوی میاں صاحب اور بیگم صاحبہ سے اندرونی حالات دریافت کریں۔ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ بظاہر تو وہ شان و شوکت تھی۔ لیکن اندر دونوں کے دل سورج کے سامنے جس طرح موم پگھلتی ہے۔ اس طرح پگھل رہے ہیں ناسور کی طرح جو اندر ہی اندر رستا رہتا ہے۔ اسی طرح میاں صاحب اور بیگم صاحبہ کے دل اندر ہی اندر غموں سے پگھل رہے ہیں۔ اور علی الاعلان کسی پر ان غموں کا اظہار بھی نہیں کرسکتے۔ اور یہ بیان حتمی اور قطعی دے رہا ہوں۔ اس سے آگے تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ ورنہ آگے جانا چاہوں تو جا سکتا ہوں۔

دنیا میں مسلمان کہلا کر قرآن مجید سے لاپرواہی کی یہ سزا ملتی ہے اور آخرت کے متعلق میرا ایمان ہے اور ہر مسلمان کا اس پر ایمان ہونا لازمی ہے۔ کہ ایسے لوگ قیامت کے دن اندھے کرکے میدان محشر میں لائے جائیں گے اور جب اس کا سبب پوچھیں گے تو یہی جواب ملیگا کہ چونکہ تمنے دنیا میں میرے نازل کردہ قرآن مجید کو نظر انداز کیا ہوا تھا۔ آج اس جُرم کی پاداش میں اندھا کرکے اٹھایا گیا ہے۔

تیسرا نمونہ

(وَ مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا ○) سورہ بنی اسرائیل ع ۸۔ پ ۱۵۔ ترجمہ اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا۔ (یعنی قرآن مجید کے نور سے اپنے دل کو روشن نہ کیا۔ اس کے دل میں نہ اللہ تعالےٰ کی کلام پاک (قرآن مجید) کی عظمت کا نور ہوگا۔ اور نہ اس کے شارح (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات (جو قرآن مجید کی ایک طرح پر تفسیر ہیں) کا نور ہوگا۔ ان دونوں نوروں سے دنیا میں بے بہرہ ہونے کے باعث قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھایا جائے گا۔ (وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا) اور راستہ سے بہت دُور ہٹا ہوا (ہوگا) بعض حضرات نے (اضل سبیلا) کا یہ مطلب لیا ہے کہ دنیا میں تو تلافی مافات (یعنی غلطی کی اصلاح) کا امکان تھا۔ آخرت میں اس سے بھی دُور جا پڑا۔

کیونکہ اب توبہ کا دروازہ بھی بند ہو چکا ہے

حاصل

یہ نکلا۔ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں جو مرد یا عورتیں اندھے ہیں۔ ان کی ایک، نشانی یہ ہے کہ قرآن مجید اور ارشادات پیغمبر کا نور ان کے دلوں میں نہیں ہوتا۔ یہ لوگ قیامت کے دن اندھے کرکے اٹھائے جائیں گے۔

نور حاصل کرنیکے دو طریقے

نمبر اول تو یہ ہے کہ کسی کتاب وسنۃ کے ماہر عالم سے سبقاً سبقاً یہ علوم پڑھے جائیں۔ جس طرح دوسرے دنیاوی علوم قابل استادوں سے پڑھے جاتے ہیں۔ نمبر دوم یہ ہے کہ کسی مسلمانوں کے معتمد عالم کا ترجمہ کیا ہوا قرآن مجید خرید کر گھر میں رکھا جائے اور قرآن مجید کی ایک ایک آیت پڑھ کر ساتھ ہی ساتھ اس کا ترجمہ بھی پڑھتے جائیں اور اگر اس آیت پر کوئی حاشیہ ہو تو وہ بھی دیکھتے جائیں جیسے آج کل حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کے ترجمہ اور شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ والا قرآن مجید خرید لیں جو تاج کمپنی والوں نے کراچی سے شائع کیا ہے۔ اس مترجم قرآن مجید کے پڑھنے سے بھی قرآن مجید کے ارشادات کی کافی سے زیادہ سمجھ آجائے گی۔ اور اللہ کے فضل سے مجھے یقین کامل ہے کہ ہر پڑھا لکھا (مرد ہو یا عورت) اس قرآن مجید سے اتنا ضرور فائدہ اٹھالے گا کہ دنیا میں نیکوں کی فہرست میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے اور قیامت کے دن اندھا ہو کر اٹھنے سے نجات پا جائے وما علینا الا البلاغ۔

چوتھا طریقہ

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ۝ (سورۃ الحج ع ۶ - پ ۱۷)

ترجمہ۔ سو کئی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں اور وہ گنہگار تھیں۔ اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں نکمے اور کتنے پکے محل اجڑے ہوئے ہیں۔ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی۔ پھر ان کے ایسے دل ہو جاتے۔ جن سے سمجھتے یا ایسے کان ہو جاتے۔ جن سے سنتے۔ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔

ان لوگوں کے اندھے ہونیکی دلیل

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں اندھے ہونے کا جو تیسرا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے اندھے ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ یہ لوگ کئی برباد شدہ بستیوں کو دیکھتے ہیں۔ جنکی چھتیں گری ہوئی ہیں نہ ان بستیوں کے بنانے والوں کا نام ونشان ملتا ہے اور چھتوں پر گرنیکے بعد کوئی ان کی مرمت کرنے والا نہیں ہے یعنی ان سب لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اب ان کے محلات میں الّو بول رہے ہیں۔ اور کتنے کنوئیں نکمے پڑے ہوئے ہیں۔ نہ ان کے بنانے والوں کا نشان ملتا ہے اور نہ اب ان سے کوئی فائدہ اٹھاتا ہے۔ اب سوائے اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ان غیر آباد محلات اور ان کنوؤں کے بنانے والے اللہ تعالےٰ کے غضب کے باعث تباہ و برباد ہوگئے۔ اور اب وہاں ان کا نام لیوا بھی کوئی نہیں اور نہ ان کی نشان دہی کرنے والا ہی باقی ہے ان کے بعد کے آنے والے اندھے ان برباد شدہ محلات اور بیکار پڑے ہوئے کنوؤں سے یہ عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ہمیں اللہ تعالےٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ان لوگوں کی طرح یاد الٰہی سے غافل ہو جائیں آخرت کو بھلا دیں اور دنیا کے ساز و سامان اور مال و متاع کے جمع کرنے کو زندگی کا نصب العین بنائیں اور انہیں لوگوں کی طرح ہم بھی غضب الٰہی کی مار کھائیں۔ دنیا سے انکی طرح لعنت کی موت سے مریں اور آخرت میں اندھے کرکے اٹھائے جائیں اور پیغمبر خدا کی اطلاع کے مطابق دوزخ میں دھکیل دیئے جائیں۔ جس طرح اندھا کوئی چیز نہیں دیکھتا اسیطرح ان باطن کے اندھوں نے مذکور الصدر سنیا ناسی کا منظر دیکھا۔ مگر اپنے باطن کے اندھاپن کے باعث کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ اللھم لاتجعلنا منھم۔

پانچواں نمونہ

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ (سورۃ الانعام ع ۱۲ و ۱۳ پ ۷۔

ترجمہ۔ اور اللہ کے شریک جنوں کو ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اور جہالت سے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ وہ پاک ہے اور ان باتوں سے بہت بلند ہے جو وہ بیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کو از سر نو پیدا کرنیوالا ہے۔ اس کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اسکی کوئی بیوی نہیں اور اس نے ہر چیز کو بنایا ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین اور خبردار ہے۔ تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں آ چکیں۔ پھر جس نے دیکھ لیا تو خود ہی نفع اٹھایا۔ اور جو اندھا رہا سو اپنا نقصان کیا اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی اگرچہ خدا ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ مگر اس کے بصیرت افروز نشانات و دلائل ہمارے سامنے ہیں جو آنکھ کھول کر دیکھیگا خدا کو پالیگا اور جو اندھا بن گیا۔ اس نے اپنا نقصان کیا۔ میرے ذمہ یہ نہیں کہ کسی کو دیکھنے پر مجبور کر دوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ بصیرت افروز نشانات اور دلائل دیکھ کر بھی جو باطن کے اندھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار نہیں کرتے اور یہ ان کی بدنصیبی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت کے کرشموں کو دیکھ کر اسکی توحید کا اقرار کرتے اور اس محسن حقیقی سے عقیدت تامہ رکھتے اور اس کے ہر حکم کو دل و جان سے قبول کرتے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مالا مال ہوتے اور آخرت میں

دوزخ سے بچ کر اپنا ٹھکانا بنا لیتے۔ ایسے لوگوں کی یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ باطن میں حق و باطل میں تمیز کرنے کیلئے جو اُن فطرت اللہ تعالیٰ نے مادر زاد عطا فرمایا تھا۔ اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور ہادی (پیغمبر خدا) کے جھنجھوڑنے پر بھی آنکھ نہ کھولی۔ بلکہ الٹا جگانے والے (یعنی پیغمبر) کو اپنا دشمن سمجھتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بجائے رحمت کے لعنت کی موت سے مرے اور قبر کو دوزخ کا گڑھا اور آخرت میں جہنم کے داخلے کا ٹکٹ دنیا ہی سے لے کر رخصت ہوئے۔ اللھم برحمتک استغیث یا ارحم الراحمین

چھٹا نمونہ

باطن کے اندھوں کا یہ چھٹا نمبر پیش کیا جاتا ہے

(لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِیْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ٥ وَ حَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ٥) سورۃ المائدہ ع ۱۰- پ ۶- ترجمہ- ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا تھا اور انکی طرف کئی رسول بھیجے تھے۔ جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس وہ حکم لایا جو انکے نفس نہیں چاہتے تھے تو ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کر ڈالا اور یہی گمان کیا کہ کوئی فتنہ نہیں ہوگا۔ پھر اندھے اور بہرے ہوئے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی۔ پھر ان میں سے اکثر اندھے اور بہرے ہو گئے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اللہ دیکھتا ہے۔

باطن کے اندھوں

نے انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کے بعد ایسی حرکتیں کیں جو انہیں سیدھا دوزخ میں پہنچانے والی تھیں اور وہ حرکتیں یہ تھیں کہ بلحاظ اعلان قرآن مجید کے انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت کو علی الاعلان جھٹلایا کہ وہ حضرات تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو پیغام حق پہنچائیں اور بنی اسرائیل کے دادے پڑدادے ان کو جھٹلائیں۔ حالانکہ ایک معمولی سچے آدمی کو جھٹلانے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک پیغمبر خدا کو جھٹلایا جائے۔ اس کا نتیجہ پھر یہی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی انسان پر بجائے رحمت الٰہی کے اس بدنصیب انسان پر لعنت الٰہی نازل کرنے کا باعث بن جائے اور سنئے بنی اسرائیل کے دادوں پڑدادوں نے انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت کو قتل بھی کیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک معمولی انسان کے ناحق قتل کرنے پر اللہ تعالیٰ قاتل سے ناراض ہو جاتا ہے اور قاتل پر بجائے رحمت الٰہی کے اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ چہ جائیکہ ایک اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر کو قتل کرنا۔ جتنے افراد اس پیغمبر کے قتل کرنے میں شریک ہونگے یا اس کے قتل کے مشورہ میں تائید کرنے والے ہوں گے سب پر اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بجائے لعنت نازل ہوگی اور پھر یہ غضب دیکھئے کہ ایک پیغمبر کو نہیں۔ بلکہ پیغمبروں کی ایک جماعت کو ان کے دادوں پڑدادوں نے قتل کیا تھا۔ پھر اندازہ لگائیے کہ ان باطن کے اندھوں پر اللہ تعالےٰ کی لعنتوں کے کتنے تہ بر تہ انبار چڑھے ہونگے۔

حاصل

یہ نکلا کہ باطن کے اندھوں کا دنیا میں ایک طرزِ عمل یہ بھی رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا کرتے تھے۔ جن کے باعث ان اندھوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں برسا کرتی تھیں اور آپ کو معلوم ہے کہ ان نمونوں میں جو یکے بعد دیگرے پیش کر رہا ہوں۔ یہی چیز دکھائی تھی کہ باطن کے اندھے کیا کیا حرکتیں کرتے رہے ہیں۔

ساتواں نمونہ

(وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِیْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَیْتَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یَّنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ نَظَرَ الْمَغْشِیِّ عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ٥ طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ قف فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ قف فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ٥ فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ) سورہ محمد ع ۳- پ ۲۶- ترجمہ- اور وہ لوگ کہتے ہیں جو ایمان لائے۔ کوئی سورت کیوں نہیں نازل ہوئی سو جس وقت کوئی صاف (مضمون کی) سورت نازل ہوتی ہے اور اس میں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری (نفاق کی) ہے۔ آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں۔ جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو بس ایسے لوگوں کے لئے تباہی ہے۔ حکم ماننا اور نیک بات کہنا (لازم ہے) پس جب بات قرار پا جائے تو اگر وہ اللہ سے سچے رہے تو ان کیلئے بہتر ہے۔ پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی کرنے لگو۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن پر اللہ تعالےٰ نے لعنت کی ہے۔ پھر انہیں بہرہ اور اندھا بھی کر دیا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

ان آیات پر حضرت شیخ الاسلام کے حواشی

ملاحظہ ہوں "یعنی ایسی سورت جس میں جہاد کی اجازت ہو (یعنی مسلمان تو ایسی سورت کے نازل ہونے کے آرزومند ہیں تاکہ جس طرح کافر انہیں طرح طرح کے ایذاء پہنچاتے ہیں۔ مسلمان بھی جہاد کی اجازت کے بعد ان سے بدلہ لیں۔ پھر جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے) جو جچے تلے احکام پر مشتمل ہے جو غیر منسوخ ہیں اور ٹھیک اپنے وقت پر اترتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ مسلمان سورت مانگتے تھے۔ یعنی کافروں کی ایذا سے عاجز ہو کر آرزو کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جہاد کا حکم دے تو جو ہم سے ہو سکے کر گذریں۔ جب جہاد کا حکم آیا تو منافق اور کچے لوگوں پر بھاری ہوا۔ خوفزدہ اور بے رونق آنکھوں سے پیغمبر کی طرف دیکھنے لگے کہ کاش ہم کو اس حکم سے معاف رکھیں۔ بے حد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی۔ جیسے مرتے وقت آنکھوں کا نور جاتا رہتا ہے۔ یعنی ظاہر میں یہ لوگ فرمانبرداری کا اظہار اور زبان سے اسلام و احکام اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر کام کی بات یہ ہے کہ عملاً خدا اور رسول کا حکم مانیں اور بات اچھی اور معقول کہیں۔ پھر جب جہاد وغیرہ میں کام کی تاکید اور زور آ پڑے۔ اس وقت اللہ کے سامنے سچے ثابت ہوں تو یہ صورت انکی بہتری اور بھلائی کی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہر طرح جاننا ہی چاہیئے۔ پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑوائے ہاں جب بہت ہی تاکید آ پڑے۔ اسی وقت لڑنا ضروری ہوگا۔ نہیں تو لڑنے والے بہت ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ جہاد سے جی چرانے

والے۔ اصلی۔ کھرے۔ اور سچے مسلمان نہیں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو اندھا کر دیا ہے کہ اسلام کی حفاظت اور بقا اور کفار کو لڑائی کرکے نیچا دکھائے بغیر جہاں چارۂ کار نہ ہو۔ تو اصلی کھرے اور سچے مسلمان تو اسلام کے جھنڈے کے نیچے خوشی سے آ جمع ہوتے ہیں۔ مگر باطن کے اندھے جو برائے نام مسلمان ہیں وہ جہاد میں شامل ہونے سے جی چراتے ہیں۔ حالانکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس جہاد کا جھنڈا ہاتھ میں اٹھا کر میدان جہاد میں آ کھڑے ہوتے ہیں۔ انہیں اس جھنڈے کے نیچے شمع پر پروانے کی طرح آجانا چاہیئے تھا۔ مگر ان دل کے اندھوں نے موقعہ شناسی سے کام نہ لیا اور اپنی جان کو بچانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی ترجیح دی۔ اسی لئے ان پر اللہ تعالےٰ نے اپنی لعنت کا اعلان فرمایا علاوہ اس کے ان کے باطن کے کانوں کے بہرے اور باطن کی آنکھوں کے اندھے ہونے کا اعلان فرمایا۔ نعوذ باللہ من ذالک

آٹھواں نمونہ

وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ سورۃ حٰم السجدہ رکوع ۲ پ ۲۴۔ ترجمہ اور وہ قوم جو ثمود تھی۔ ہم نے انہیں ہدایت کی۔ سو انہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا۔ پھر انہیں ذلیل کرنے والے عذاب نے آ لیا انکے اعمال کے سبب سے

حاصل

قوم ثمود کے باطن کے اندھوں نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو نظر انداز کیا اور باطن کا اندھا رہنا پسند کیا۔ اس جرم کی پاداش میں انہیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آ پکڑا اور اپنی بد اعمالیوں کی سزا میں سطح دنیا سے نیست و نابود کر دیئے گئے۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔ آمین یا الٰہ العالمین

یہ بالکل ٹھیک ہے

کہ تاریخ اپنے اوراق کو دہراتی ہے جس طرح آپ نے اس خطبہ کے مذکورۃ الصدر صفحات میں اس عنوان پر کافی تفصیل ملاحظہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالےٰ سے تعلق کے معاملہ میں اندھے کس کس قسم کے کام کرتے رہے ہیں۔ آج زمانہ کے موجودہ دور میں بھی اسی قسم کے اندھے موجود ہیں اور آج بھی اللہ تعالےٰ سے تعلق کے معاملہ میں اندھے وہی پارٹ ادا کر رہے ہیں جو ان سے پہلی قوموں کے اندھے حق کی طرف دعوت دینے والے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ادا کیا کرتے تھے۔

آج کل کے اندھوں کی گذشتہ زمانوں کے اندھوں سے

اقوال اور افعال میں تطبیق دینے کے باعث موجودہ دور کو اندھوں کو چیں بجبیں نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس تطبیق کو بالکل خیر خواہی پر محمول کرنا چاہیئے۔

اس خیر خواہی کی مثال

بعینہٖ اسی طرح ہے۔ کہ جس طرح ایک طبیب یا ڈاکٹر مریض کو اس کے وجود کے باطنی امراض پر مطلع کرتا ہے۔ وہ مریض کو کہتا ہے کہ بھائی تیرا جگر خراب ہے اور تیرا پھیپھڑا بھی خراب ہے۔ اور تیرے چہرے کی رنگت بالکل خراب ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عزت ہے۔ میں کتاب و سنۃ کو سامنے رکھ کر آپ کی تہذیب یا تمدن یا معاشرت پر تنقید کرتا ہوں۔ اسکی غرض فقط آپ کی خیر خواہی ہے تاکہ آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے درست ہو جائے۔ تاکہ مرنے کے بعد میری اور آپ کی قبریں بہشت کا باغ بن جائیں اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو اور دوزخ سے بچ کر جنت میں پہنچ جائیں۔

اب تطبیق ملاحظہ ہو

۱
ہادیوں پر تمسخر اڑانا

(یعنی ہادیوں پر مذاق اڑانا) (وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝) سورۃ المومنون ع ۶ پ ۱۸۔ ترجمہ۔ اور جن کا (نیکیوں کا) پلہ ہلکا ہوگا تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہوں گے ان کے مونہوں کو آگ جھلسے گی اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے کیا تمہیں ہماری آئتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنیوالا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہانتک انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

کیا آج لاہور میں بے دینوں کا ایک طبقہ ایسا موجود نہیں

جو حاملین دین پر مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا لاہور کے ایک بے دینوں کا طبقہ یہ الفاظ منہ سے نہیں نکالتا کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں؟ ان حاملین دین علمائے کرام کی ذاتی توہین کے علاوہ ملا ازم کا لفظ کہہ کر علماء دین کے پاکیزہ خیالات کی توہین نہیں کرتا؟ کیا علماء دین کو ملاازم کہتے ہوئے اس بے دین کے دل میں علماء کرام کی توہین پیش نظر ہوتی ہے یا نہیں۔ اے بے دین مسلمان۔ اگر تیرے روبرو پیغمبر خدا کوئی

تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا۔ صحیح مسلم

آتا۔ تو تم اس کی بھی ویسی ہی توہین کرتے جیسی کہ تم سے پہلے ناعاقبت اندیش بے دینوں نے کی تھی۔

اے ناعاقبت اندیش بے دین

تو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کیا علماء کرام تجھ سے زیادہ شراب پیتے ہیں۔ اس لئے وہ تیری نظر میں توہین کے مستحق ہیں۔ کیا تم سے زیادہ رنڈیوں کے گانے سنتے ہیں جو تمہاری نظر میں حقیر ہیں کیا تم سے زیادہ رات کو لہو ولعب کی مجلس سینما میں گزارتے ہیں۔ اس لئے تمہاری نظر میں حقیر ہیں۔ کیا تم سے زیادہ آپس میں بیویوں کا تبادلہ کرکے (یعنی ڈانس کرتے ہوئے) ناچتے ہیں۔ کیا تم حی علی الصلوٰۃ (نماز کے لئے آ جاؤ) کی آواز سنتے ہی کوٹھیوں اور بنگلوں سے نکل کر مسجد کی طرف اٹھ دوڑتے ہو اور علماء کرام گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور کیا جب ماہ رمضان کا چاند نظر آتا ہے تو تم تو باقاعدہ روزے رکھنے شروع کر دیتے ہو۔ اور علماء کرام یا تو روزہ رکھتے ہی نہیں اور یا رکھتے ہیں تو کسی دن رکھا۔ کسی دن چھوڑ دیا۔ سردست اتنی ہی چیزوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ پھر

اے ناعاقبت اندیش بے دین

مسلمان۔ پھر تو ہی فیصلہ کر۔ کیا تم نے وہی سماں نہیں بنا رکھا جو گزشتہ زمانوں کے بے دین۔ ناعاقبت اندیش اور عقل کے اندھے انسان انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں خم ٹھوک کر اس قسم کی ناشائستہ حرکتیں کرتے تھے اور وہ حضرات صبر سے کام لیتے تھے۔

ان حضرات کی طرح

آج علماء دین تیرے طعنے اور توہین آمیز الفاظ سن کر صبر سے کام لے رہے ہیں اور تمہارے توہین آمیز الفاظ کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے لکھ رہے ہیں۔

اور اے بے دین ناعاقبت اندیش مسلمان

قیامت کے دن احکم الحاکمین یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہ کی عدالت عالیہ میں علمبرداران قرآن مجید اور حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اور تیرے درمیان جو اختلاف ہے۔ وہ مقدمہ پیش ہوگا

اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ

فیصلہ یہ ہوگا

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ ان آیات کا ترجمہ پہلے آ چکا ہے۔ وہیں سے دیکھ لینا۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم ٭

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

۱۹۶۰ء

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۴ جمادی الآخر ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قسم کی آنکھیں عطا فرمائی ہیں

پہلی قسم۔ ہر انسان کے چہرے پر دو آنکھیں نظر آتی ہیں

دوسری قسم دِل کی آنکھیں جن کا ذکر آگے تفصیل میں آئے گا

ظاہر والی آنکھوں کے دیکھنے کی ایک شرط ہے

انسان کی دو ظاہری آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے مگر وہ تب دیکھ سکتی ہیں کہ باہر کا نور ان کی تائید کرے۔ مثلاً سورج کی روشنی ہو یا چاند کی ہو۔ یا کسی فانوس کی ہو۔ یا کم از کم مٹی کے چراغ ہی کی ہو جس میں سرسوں کا تیل ۳۔ ۴ ماشے ہو۔ اور ذرا سی دیا سلائی جیسی باریک بتی اس میں جل رہی ہو۔ ورنہ اگر بالفرض رات اندھیری ہو اور باہر کی کوئی روشنی بھی نظر نہ آئے تو اس وقت انسان بالکل اندھا ہوتا ہے۔ اسے کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اگر میرے بیان کا تجربہ کرنا ہو تو رات کے وقت ایسے کمرے میں چلے جایئے۔ جہاں کسی قسم کی روشنی کی کوئی شعاع اندر نہ آنے پائے۔ اور اس وقت ایک اندھا بھی اندر ساتھ لے جایئے۔ جیسا وہ اندھا ہوگا۔ آپ بھی بالکل اندھے کی طرح اندھے ہوں گے۔ نہ اس کو کچھ نظر آئے گا اور نہ آپ کو کچھ نظر آئے گا۔

بعینہ اسی طرح

ان آنکھوں کا معاملہ ہے۔ جن کو میں نے دل کی آنکھوں سے تعبیر کیا ہے۔ دل کی آنکھوں کا نام قرآن مجید کی اصطلاح میں قلب ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَآ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا ۚ فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ۝) سورۃ الحج ع ۶۔ پ ۱۷۔ ترجمہ۔ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی۔ پھر ان کے ایسے دل ہو جاتے۔ جن سے سمجھتے۔ یا ایسے کان ہو جاتے جن سے سنتے۔ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی آنکھوں سے دیکھ کر اگر دل سے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے۔ گو اس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہوں۔ پھر دل کی آنکھیں اندھی ہیں اور حقیقت میں زیادہ خطرناک اندھاپن وہ ہی ہے۔ جس میں دل اندھے ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)

حاصل

یہ ہے کہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دل کی آنکھیں تسلیم کی ہیں اور دل کی آنکھوں کے اندھے کو خطرناک اندھاپن فرمایا ہے۔ کیونکہ اگر بالفرض ایک انسان ظاہری آنکھوں کا اندھا ہے۔ مگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین ہے اور اس یقین کے بعد وہ اندھا۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ حج ان چاروں ارکان اسلام کا بھی پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے یقین کامل ہے

کہ یہ اندھا

یقیناً بہشت میں جائے گا۔ اور انشاء اللہ وہ ابدالآباد کے لئے ہی بہشت میں مقیم رہے گا۔ اور

دل کی آنکھوں کا اندھا

اگرچہ دنیاوی نقطۂ نگاہ سے اتنا بڑا مالدار ہو کہ ساری دنیا میں اس کا ہم پلہ کوئی نہ ہو اور اس دنیاوی وجاہت کے لحاظ سے ہزاروں آدمی اسے جھک جھک کر سلام بھی کرتے ہوں۔ مگر چونکہ وہ دل کی آنکھوں سے اندھا ہے نہ توحید خداوندی کا نور اس کے سینہ میں ہے۔ اور نہ ہی نبی آخر الزمان سید المرسلین خاتم النبیین صلعم کی رسالت پر اس کا ایمان ہو۔ جب یہ ایمان ہی اس کے دل میں نہیں ہے تو نماز۔ روزہ۔ وغیرہ ارکان اسلام کو وہ کب ادا کرتا ہوگا۔ دنیاداری کے لحاظ سے اس سب سے بڑے دولت مند اور دنیاداروں کی نظر میں اس سب سے معزز انسان کے مرنے ہی کی دیر ہے۔ کہ اس کی قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی۔ اور قیامت تک قبر کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔ اور قبر سے اٹھنے کے بعد میدان محشر میں پیش ہونے کے بعد ابدالآباد کے لئے دوزخ میں جھونک دیا جائیگا۔ پھر دوزخیوں کے مندرجہ ذیل اعلان کا اس پر نفاذ ہو جائے گا۔ (اِنَّہٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَھَنَّمَ ۚ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی) (سورۃ طٰہٰ ع ۳ پارہ ۱۶)۔ ترجمہ۔ بیشک جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا۔ سو اس کے لئے دوزخ ہے۔ جس میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔

دل کی آنکھوں یعنی دل کے دیکھنے کے لئے باہر کی روشنی ہمیشہ سے آسمانی کتابیں ہوتی آئی ہیں

دل کی آنکھوں کے لئے توراۃ کا نور

چنانچہ کسی زمانہ میں دل کی آنکھوں کو روشنی پہنچانے کے لئے تورات کا نور نازل ہوا تھا۔ اس کی شہادت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ (اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰۃَ

فِيهَا هُدًى وَّ نُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ سورۃ المائدہ۔ع ۷۔پ ۶۔ ترجمہ۔ ہم نے تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے اس پر پیغمبر جو اللہ کے فرمانبردار تھے۔ یہود کو حکم کرتے تھے۔ اور اہل اللہ اور علماء بھی اس لئے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے اور اس کی خبرگیری پر مقرر تھے۔ سو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول مت لو اور جو کوئی اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے۔ جو اللہ نے اُتارا تو وہی لوگ کافر ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہود کے انبیاء علیہم السلام اور ان میں سے اللہ والے اور ان کے علمائے کرام اسی توراۃ کے نور کی روشنی میں عمر بھر فیصلے کرتے رہے ہیں۔

دل کی آنکھوں کیلئے انجیل کا نور

جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مبارک دور آیا تو اللہ تعالےٰ نے آسمان سے انجیل کا نور نازل فرمایا۔ تاکہ اسکی روشنی میں دنیا اور آخرت کے معاملات طے کئے جائیں اور مخلوقِ خدا اس راستے سے نہ بھٹکنے پائے۔ جس راستہ پر چل کر سیدھے اللہ تعالےٰ کے راستہ پر چلیں اور اس نور کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کی برکت سے اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو جائے اور انہیں دوزخ سے بچالے اور بہشت کا ٹکٹ عطا فرمادے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام فیصلے میری نازل کردہ انجیل کی روشنی میں طے کئے جائیں۔

ورنہ

اگر انجیل پر ایمان لانے والوں نے انجیل کی روشنی میں فیصلے نہ کئے تو میں سمجھوں گا کہ وہ میرے نافرمان ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس کی تائید میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ملاحظہ ہو وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ سورۃ المائدہ ع ۷۔ پ ۶۔ ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ انجیل والے اس کے موافق حکم کریں جو اللہ نے اس میں اُتارا ہے۔ اور جو چیز اللہ نے اُتاری ہے۔ جو شخص اسکے موافق حکم نہ کرے سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ انجیل پر ایمان والے حضرات کو حکم دیا گیا ہے کہ فقط انجیل کی روشنی میں تمام فیصلے کریں۔

حضور انورؐ کی بعثت کے بعد قرآن مجید کا نور

اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۝ سورۃ النساء ع ۲۴۔ پ ۶۔ ترجمہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک ظاہر روشنی اُتاری ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"پہلے سے وحی الٰہی اور بالخصوص قرآن مجید کی عظمت اور اسکی حقانیت کا بیان اور اس کی متابعت اور اتباع کی تاکیدات کا ذکر تھا۔ اسی کے ذیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت اور ان کے ابن اللہ ہونے کا ذکر کیا تھا۔ جس کے قائل نصاریٰ تھے۔ اس کی تردید اور ابطال کے بعد اب اخیر میں پھر اسی اصل اور ضروری بات کی سب کو تاکید فرمائی جاتی ہے۔ کہ اے لوگو تمہارے پاس رب العالمین کی طرف سے حجۃ کامل اور نور روشن پہنچ چکا۔ جو ہدایت کے لئے کافی اور وافی ہے یعنی قرآن مجید۔ اب کسی تامل اور تردد کی گنجائش نہیں۔ سو جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑے گا۔ وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہو گا۔ اور براہ راست اس تک پہنچیگا۔ اور جو اس (مقدس کتاب یعنی قرآن مجید) کے خلاف کریگا۔ اسکی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجئے"

شیخ الاسلام کے حاشیہ میں

قرآن مجید کی عظمت ملاحظہ ہو

(۱) قرآن مجید کو حجۃ کامل اور نور روشن کا لقب دیا ہے (۲) ہدایت کے لیے کافی اور وافی ہے (۳) (اس کے بعد) اب کسی تامل اور تردد کی گنجائش نہیں (۴) (جو بھی) اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑے گا۔ وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا (۵) اور براہ راست اس (اللہ تعالےٰ) تک پہنچے گا (۶) اور جو اس (مقدس کتاب یعنی قرآن مجید) کے خلاف کرے گا (۷) اس کی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجئے۔

حاصل

مذکورۃ الصدر سات چیزوں کا حاصل یہ نکلا کہ جو کوئی بھی (مرد ہو یا عورت) اس قرآن مجید کی مخالفت کرے گا (۱) نہ وہ ہدایت پانے والا ہوگا (۲) نہ وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فضل کا مستحق ہوگا۔ (۳) اور نہ وہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ تک پہنچیگا (۴) اور ایسے شخص کی گمراہی میں کوئی شک نہیں ہوگا۔

برادران اسلام

اس قرآن مجید کے نور ہونے کا ثبوت آپ پڑھ چکے ہیں اور اس کے اتباع کی برکت سے اللہ تعالےٰ کی رحمت کے مستحق ہونے کا ثبوت پیش کر چکا ہوں اور اس کی مخالفت کرنے والوں کیلئے گمراہی کا ثبوت بھی عرض کر چکا ہوں۔ اسلام میں اسی چیز کا نام

اتمام حجت

ہے۔ یعنی انسانوں کو دلائل کی روشنی میں پیغام حق ایسی طرح پہنچا دیا جائے کہ پورے طور پر اس پیغام کی صداقت ان کے ذہن میں آ جائے۔ تاکہ قیامت کے دن احکام الٰہی کی نافرمانی کا یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ۔ ہمیں تو کسی تیرے بندے نے تیرا پیغام پورے طور پر سمجھایا ہی نہ تھا۔ ورنہ ہم ضرور تیرے احکام کی تعمیل کر کے آتے۔ اب اس گنہگار نے

قرآن مجید کے نور روشن ہونے اور اس پر عمل کرنے کے فوائد

اور عمل نہ کرنے کے نقصانات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی وضاحت سے پیش کر دیئے ہیں کہ نہ سمجھنے کا عذر تو باقی نہیں رہا۔ مبلغ اسلام کا بس اتنا ہی فرض ہوتا ہے۔ اس کے بعد تعمیل احکام الٰہی کرنا انسانوں کا اپنا کام ہے اور قیامت کے دن حساب لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

میرے اعلان کی شہادت

قرآن مجید سے ملاحظہ ہو۔ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ سورۃ الغاشیہ پ ۳۰۔ ترجمہ۔ پس آپ نصیحت کیجئے۔ بیشک آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں (کہ آپ ان لوگوں سے قرآن مجید پر عمل بھی ضرور کرائیں۔ یہ چیز آپ کے ذمہ نہیں ہے۔ بیشک ہماری طرف ہی ان کو لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اب یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

قرآن مجید اپنی روشنی میں کیا کچھ دکھاتا ہے

پہلی چیز

اللہ تعالیٰ کی توحید کا سبق پڑھاتا ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق قرآن مجید کا اعلان

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ سورۃ البقرۃ ع ۳۴ ۔ پ ۳ ۔ ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ ہے۔ سب کا تھامنے والا۔ نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے۔ سب اسی کا ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے۔ مخلوقات کے تمام ظاہر اور پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر جتنا کہ وہ چاہے۔ اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی۔ اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔

توحید کے نقشے کے کئی منظر

پہلا منظر

اس آیت کے اندر اللہ تعالیٰ کی توحید کے نقشے کا منظر ملاحظہ ہو۔ اگر انسان اس نقشہ کو پورے طور پر سمجھ لے تو پھر شرک کبھی نہیں کر سکتا اور جو شخص تہ دل سے کلمہ طیبہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھے اور توحید کا یہ نقشہ اس کے سامنے رہے اور اس آیت کی تعلیم کی برکت سے شرک سے پاک رہے اور عقیدہ میں یہ ہو کہ مذہب اسلام سچا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ان عقائد کے بعد خواہ کتنے بھی اور گناہ کرے۔ ایسے شخص کی نجات آخرت کی یقینی ہے۔ ان عقاید صحیحہ کے بعد دوسرے جتنے گناہ بھی ہوں اللہ تعالیٰ چاہے تو سب معاف فرما دے اور سیدھا جنت میں بھجوا دے تو بھی قادر ہے اور اگر اپنے انصاف کے قانون کے لحاظ سے گناہوں پر گرفت کرے اور دوزخ میں ڈال دے پھر بھی گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد عقیدہ توحید کی برکت سے ہمارا ایمان ہے۔ کہ یقیناً کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے ضرور دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا

یہ اعلان ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ سورۃ النساء ع ۱۸۔ پ ۵۔ ترجمہ۔ بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا۔ جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

دوسرا منظر

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝) سورۃ الحشر ع ۳۔ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ پاک ذات سلامتی دینے والا امن دینے والا نگہبان۔ زبردست۔ خرابی کا درست کرنے والا بڑی عظمت والا ہے۔ اللہ پاک ہے اس سے جو اس کے شریک ٹھہراتے ہیں وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا۔ ٹھیک ٹھیک بنانے والا۔ صورت دینے والا۔ اسی کے اچھے اچھے نام ہیں۔ سب چیزیں اسی کی تسبیح کرتی ہیں۔ جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے

اسماء الحسنیٰ کی مختصر تشریح

اللہ تعالیٰ کے مبارک نام جو گزشتہ آیات میں مذکور ہیں انکی مختصر تشریح عرض کرتا ہوں۔

اللہ

معبود حقیقی کا ذاتی نام ہے

لفظ اللہ (جل شانہٗ) اس ذات پاک کا نام ہے جو الوہیت کی تمام صفات کی جامع ہے۔ اسی لئے یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء میں سے عظمت و شان میں سب سے بڑا ہے اور یہ اسم اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ حقیقتہً یا مجازاً کسی دوسرے کے حق میں استعمال نہیں کیا جاتا۔

اَلرَّحْمٰنُ۔ اَلرَّحِیْمُ

بڑا مہربان۔ نہایت رحم والا

یہ دونوں اسم رحمت سے مبالغہ کے لئے مشتق ہیں اور رحمٰن میں زیادہ مبالغہ ہے۔ کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کی رحمت کو شامل ہے۔ علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ رحمت سے یہ مراد ہے کہ محتاجوں سے بھلائی کی جائے

اللہ تعالیٰ کی رحمت دنیا اور آخرت کی نعمتوں پر شامل ہے اور یہ محض اس کی عنایت ہے۔ جس میں کوئی غرض اور کسی معاوضہ کا خیال نہیں۔

اَلْمَلِكُ

بادشاہ

ملک وہ ذات ہے جو اپنی ذات اور صفات میں ہر موجود سے مستغنی ہو اور ہر موجود ہر چیز میں اس کا محتاج ہو۔ خواہ ذات و صفات میں۔ یا وجود و بقا میں اور ہر موجود اپنی ذات و صفات میں اسی کا مملوک ہو۔

اَلْقُدُّوْسُ

ہر نقصان سے پاک

بے حد پاک اور ہر نقصان سے بری۔ ہر خیال و وہم و گمان سے بالاتر اور انسان کے ہر فکر سے بلند۔

اَلسَّلَامُ

ہر عیب سے سلامت

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کی ذات ہر عیب سے پاک۔ اس کی صفات ہر نقص سے بالاتر اس کے افعال ہر شر سے خالی ہیں

اَلْمُؤْمِنُ

امن دینے والا

مومن وہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ جس نے دنیا اور آخرت کی تمام مصیبتوں سے بچنے کے لئے اسباب مہیا کر دیئے ہیں۔ خواہ وہ مصائب روحانی ہوں یا جسمانی۔ مثلاً بھوک کے صدمہ کو دور کرنے کے لئے اناج پیدا کیا۔ پیاس کی مصیبت کا ازالہ پانی سے کیا۔ بیمار کے لئے دوائیں اور طبیب بہم پہنچائے۔ آخرت کے عذاب سے بچنے کے لئے بذریعہ انبیاء علیہم السلام اور کتب سماوی راہ نمائی فرمائی۔

غرضیکہ

سارے جہان میں ہر مخلوق (نباتات ہوں یا حیوانات ہوں یا انسان ہو) کی ہر مصیبت سے بچنے کے لئے فقط اسی اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کئے ہیں۔ لہٰذا حقیقی امن دینے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

لہٰذا

ہر انسان کا بالعموم اور ہر مسلمان کا بالخصوص فرض ہے کہ ہر مصیبت سے بچنے کے لئے فقط اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹائے۔ اس کے سوا غیر کے دروازہ پر جانا مسلمان کی کسر شان ہے۔

اَلْمُهَيْمِنُ

نگہبان

اپنی مخلوقات کے اعمال۔ رزق اور عمروں کی نگہداشت کرنے والا۔

لہٰذا

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی نگہبانی کا تصور دل میں رکھے تاکہ کہیں بھی اسکی مرضی کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

اَلْعَزِيْزُ

غالب

جس کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ وہ ہمیشہ غالب ہی رہے گا۔ اس کے مقابلہ میں آنا حماقت اور نادانی ہے۔ لہٰذا عقلمندی یہ ہے کہ اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔

اَلْجَبَّارُ

سب سے زیادہ زور آور

جبار وہ ذات ہے جو اپنا ارادہ بالجبر بھی سب پر جاری کر سکے اور اس پر کسی دوسرے کا ارادہ نہ چل سکے اور جس کے قبضہ سے کوئی بھی نکل نہ سکے اور اس پر کسی کا ہاتھ نہ پڑ سکے۔ ایسی ذات فقط خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہے

اَلْمُتَكَبِّرُ

بڑائی کرنے والا

متکبر وہ ذات ہے جو اپنی ذات کے مقابلہ میں سب کو حقیر سمجھے۔ عظمت اور بڑائی فقط اپنے نفس کے لئے جائز سمجھے دوسروں کو اس نظر سے دیکھے جس طرح بادشاہ اپنے غلاموں کو دیکھا کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے

آپ نے منبر پر فرمایا۔ اے لوگو۔ متواضع بنو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو سرفراز فرمائے گا۔ وہ اپنے خیال میں ذلیل ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں بہت بڑا ہوگا اور جس شخص نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دے گا۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کے ہاں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ (رواہ البیہقی)

اَلْخَالِقُ — اَلْبَارِئُ

عدم سے وجود میں لانیوالا — ایک چیز سے دوسری بنانیوالا

اَلْمُصَوِّرُ

صورت دینے والا

یہ تینوں اسم پیدا کرنے کے معنی میں تقریباً برابر ہیں اور ہر ایک میں ایک خصوصیت بھی ہے خَلَقَ کی معنی پیدا کرنے سے پہلے اندازہ کرنا بَرَأَ کی معنی پیدا کرنا اور تصویر کی معنی صورت دینا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں یہ تینوں درجے ایک ہی مرتبہ فوراً طے ہو جاتے ہیں۔ مگر رتبہ میں ایک دوسرے پر مقدم ہیں۔ عالم علوی اور سفلی میں عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک جو کچھ پیدا ہوا ہے۔ یا پیدا ہوگا۔ سب اللہ تعالیٰ کی صفات خَلَقَ بَرَأَ تصویر سے پیدا شدہ ہے یا ہوگا۔

اَلْحَكِيْمُ

حکم کرنے والا

حَکَم فیصلہ کرنے والا جس کے فیصلہ کو کوئی رد نہ کر سکے۔ مراتب حکم قضا و قدر توضیح مقصد کے لئے ایک مثال سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً سائیکل کے ایجاد کرنے والے کے ذہن میں پہلے ایک خیال آیا۔ کہ اس قسم کی ایک چیز ایجاد کی جائے۔ جس کے دو پہیے ہوں۔ دونوں کے درمیان ایک زنجیر ہو۔ اوپر بیٹھنے کی جگہ ہو۔ اس خیالی تصور سے اس شخص کا نام حَکَم ہوگا اس کے بعد وہ اسباب مطلوبہ کو جمع کرتا ہے تاکہ مسببات پیدا ہوں۔ اس درجہ کا نام قضا ہے۔ بعد ازاں ترتیب دے کر وہ نتائج پیدا کر کے دکھاتا ہے۔ اس کا نام قدر ہے۔ احکم الحاکمین۔ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ سارے نظام عالم کا کلمح البصر (آنکھ جھپکنے کی دیر) بلکہ اس سے بھی پہلے ایک نقشہ تجویز فرمایا۔ اس لحاظ سے وہ ذات پاک حَکَم کہلائی۔ بعد ازاں سارے نظام عالم کے اسباب کو جمع فرمایا۔ تاکہ مسببات وجود میں آئیں۔ یہ درجہ قضا کا ہوا بعد ازاں

اسباب کو کام میں لا کر مسببات پیدا کر دکھائے۔ یہ درجۂ تقدیر ٹھہرا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال و الیہ المرجع والمآب (غزالیؒ)

دوسری چیز

قرآن مجید توحید کے بعد دوسری چیز جو انسانوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ شرک ہے۔ اور شرک توحید کا بالکل مخالف اور اس کی پوری ضد اور اس کا پورا الٹ ہے جس طرح توحید کا خاصہ ہے کہ توحید پرست ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہ نہیں سکتا۔ اس کے بالمقابل جو شخص شرک کے عقیدے پر مرے۔ وہ کبھی بہشت میں جا نہیں سکتا۔ اس کی شہادت میں اللہ تعالیٰ کے دو اعلان ملاحظہ ہوں۔

پہلا

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝) سورۃ النساء ع ۷ - پ ۵ - ترجمہ بے شک اللہ اُسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص شرک میں مبتلا رہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہؤا۔ اسے اللہ تعالیٰ کبھی بھی نہیں بخشے گا۔ اور شرک ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔

دوسرا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا م بَعِیْدًا ۝) سورۃ النساء ع ۱۸ - پ ۵ ترجمہ بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس (شرک) کے سوا جسے چاہے بخش دے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔

حاصل

یہی نکلا کہ شرک اتنی بدترین چیز ہے کہ ارحم الراحمین کو اس گناہ سے اتنی نفرت ہے کہ یہ کسی کو نہیں بخشے گا۔

شرک سے اللہ تعالیٰ کی نفرت کا اندازہ

ملاحظہ ہو کہ تمام انسانوں میں سے آدمؑ سے لے کر نبی آخر الزمانؐ تک جتنے حضرات انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ وہ سب بارگاہ الٰہی میں مقبول اور محبوب اور تمام گناہوں سے پاک ہوتے آئے ہیں۔ ان حضرات سے نہ کبھی صغیرہ گناہ ہوا اور نہ کبھی کبیرہ گناہ ان سے ہؤا۔ ان حضرات کی زندگی کا ہر لمحہ ہر منٹ بلکہ ہر سیکنڈ رضا الٰہی میں صرف ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل اعلان سے یہ بات واضح ہوتی ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے (قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۲۰ - پ ۸ - ترجمہ۔ کہہ دو۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے

علیٰ ہٰذا القیاس

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ رضاء الٰہی کے لئے وقف تھا۔ حتیٰ کہ حضور انورؐ کا انتقال بھی ہؤا تو اسی راستہ پر چلتے ہوئے ہی ہؤا۔ اسی پر تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات طیبہ کو قیاس کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ بے نیازی ملاحظہ ہو۔ ان حضرات کے متعلق بھی یہی اعلان ہے کہ اگر ان سے بھی بفرض محال شرک ہو جاتا۔ تو انکی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتیں۔

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کا اعلان ملاحظہ ہو

بطور نمونہ ۱۸ حضرات انبیاء علیہم السلام کے نام لے کر اعلان فرمایا کہ اگر یہ بھی شرک کرتے تو انکی بھی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتیں

وَ تِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ ط نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ ۝ وَ وَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ط کُلًّا ھَدَیْنَا ج وَ نُوْحًا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰی وَ ھٰرُوْنَ ط وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ لا وَ زَکَرِیَّا وَ یَحْیٰی وَ عِیْسٰی وَ اِلْیَاسَ ط کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ لا وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا ط وَ کُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝ لا وَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَ ذُرِّیّٰتِھِمْ وَ اِخْوَانِھِمْ وَ اجْتَبَیْنٰھُمْ وَ ھَدَیْنٰھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۱۰ پ ۷ - ترجمہ - اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی۔ ہم جس کے لئے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں بے شک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ بخشا۔ ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوحؑ کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ ہیں اور اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ سب نیکوکاروں سے ہیں اور اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ اور ہم نے سب کو جہان والوں پر بزرگی دی اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعضوں کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے انہیں پسند کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے۔ اپنے بندوں کو جسے چاہے۔ اس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ سب کچھ ضائع ہو جاتا۔

عبرت کا مقام ہے

جن حضرات کا سطور بالا میں محسنین (۱) صالحین (۲) فضلنا علی العلمین - ھدینٰھم الی صراط مستقیم کے مبارک لقبوں سے اللہ تعالیٰ خود ذکر فرما رہا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے چیدہ اور برگزیدہ ہیں۔ کیونکہ سب انبیاء علیہم السلام ہیں ان کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اگر بفرض محال ان میں سے کسی سے شرک ہو جاتا تو اس کی سب نیکیاں برباد ہو جاتیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر اسی خطبہ میں عرض کروں گا کہ مسلمانوں میں

قرآن مجید کی تعلیم عام نہونے کے باعث ان کے عقائد میں ان کے اعمال میں کس قدر شرک کی کثرت ہے۔

کان کھول کر اور سنئے

سید الانبیاء۔ خاتم النبیین۔ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی قرآن مجید میں اعلان ہے۔ کہ اگر بفرض محال آپؐ سے بھی شرک ہو جائے تو آپؐ کے تمام اعمال صالحہ کی بھی بارگاہ الٰہی میں کوئی قدر و قیمت نہیں رہیگی

اعلان ملاحظہ ہو

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○) سورۃ الزمر۔ ع ۷ پ ۲۴

ترجمہ۔ البتہ اگر آپ نے شرک کیا تو ضرور آپ کے اعمال بھی برباد ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

خطرناک اعلان

برادران اسلام اور معزز خواتین۔ اس اعلان سے بڑھ کر اور خطرناک اعلان کون سا ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ سید المرسلینؐ خاتم النبیینؐ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور کوئی انسان زیادہ مقبول اور محبوب نہیں ہے۔ جب انہیں کے حق میں یہ خطرناک اعلان قرآن مجید میں آ گیا ہے۔ کہ اگر آپؐ نے شرک کیا تو ضرور آپؐ کے اعمال بھی برباد ہو جائیں گے۔ تو اس کے بعد اور کسی کی کیا مجال ہے کہ شرک کرے اور بارگاہ الٰہی میں مقبول رہے اور مردود نہ ہو۔

شرک کی عام فہم معنی

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق کی جو ذمہ داریاں اپنے اوپر لے رکھی ہیں ان ذمہ داریوں میں کسی اور کو بھی شریک کر لیا جائے۔ اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں

پہلی ذمہ داری

قرآن مجید میں ایک اعلان ملاحظہ ہو کہ اپنی حاجتوں میں میرے سوا کسی کو بھی نہ پکارو

اس کا ثبوت نمبر ۱

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ○) سورۃ المومن ع ۶۔ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

حاصل

یہی نکلا کہ اگر ظاہری اسباب جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ ان میں ہاتھ ڈالنے کے باوجود کام نہ بن سکے اور کسی غیبی طاقت کی امداد کی ضرورت پیش آئے تو اس صورت میں فقط اللہ تعالےٰ کو پکارا جائے کہ اے اللہ تو اپنے فضل سے میرا کام کر دے۔

ثبوت نمبر ۲

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○) سورۃ المومن ع ۷ پ ۲۴۔

ترجمہ۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اسی کو پکارو خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

ثبوت نمبر ۳

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ قف وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ط ○) سورۃ الاعراف ع ۳ پ ۸۔ ترجمہ۔ کہدو میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو۔ جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح دوبارہ پیدا ہو گے

ثبوت نمبر ۴

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ○) سورۃ الجن ع ۱۔ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں۔ پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو

یقین ہو گیا ہوگا

برادران اسلام قرآن مجید میں سے چار حوالے پیش کر چکا ہوں۔ جن میں تین حوالوں میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اپنی ہر حاجت میں ضرورت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اور چوتھے حوالہ میں صاف طور پر اللہ جل شانہٗ نے اعلان فرمایا ہے کہ میرے سوا اور کسی کو نہ پکارو۔

شرک ہو جائیگا

اس مسئلہ میں ان چار تفصیلی معروضات پیش کئے جانے کے بعد کوئی شخص (جس کے کانوں تک میری آواز پہنچ جائے)۔ یہ عذر نہیں کر سکے گا کہ اے اللہ مجھے تو اس چیز کا علم نہیں تھا کہ تیرے سوا کسی کو پکارنا شرک ہے

اور اگر قرآن مجید کی یہ آواز

نہ بھی پہنچے تو بھی کوئی کلمہ گو بارگاہ الٰہی میں یہ عذر نہیں کر سکے گا کہ اے اللہ مجھے تو علم نہیں تھا کہ غیر اللہ کو حاجت روائی کے لئے پکارنا شرک ہے۔ کیونکہ ایسے شخص پر یہ جرح ہو سکے گی کہ میں نے تو تمہاری طرف قرآن مجید بھیج دیا تھا۔ اگر تم نے اسے نہیں پڑھا اور نہیں سمجھا تو یہ تیرا قصور ہے نہ کہ میرا۔

کیا عرض کروں

آج کل مسلمانوں میں یہ شرک بکثرت پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دوسری ذمہ داری

اللہ تعالیٰ نے اولاد دینے کا اختیار اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اعلان ملاحظہ ہو۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ○ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ج وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ○) سورۃ الشوریٰ ع ۵۔ پ ۲۵۔ ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ لڑکیاں عطا فرماتا ہے۔ اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے۔ بانجھ کر دیتا ہے بیشک وہ جاننے والا قدرت والا ہے۔

حاصل بالکل واضح ہے۔ جس میں

ذرا جتنا بھی شک نہیں ہو سکتا کہ اولاد کا دینا یا نہ دینا اللہ تعالٰے کے ہی اختیار میں ہے۔ دے یا نہ دے اور دے تو فقط لڑکیاں ہی دے یا فقط لڑکے ہی دے۔ یا دونوں قسمیں دے

صاف ظاہر ہے

مذکورۃ الصدر اعلان سے صاف ظاہر ہے کہ جب اولاد کا دینا اللہ تعالٰے ہی کے اختیار میں ہے تو اولاد حاصل کرنے کیلئے فقط اسی کی بارگاہ میں دعا کرنی چاہیئے۔ اگر اولاد ملے گی تو اُسی کی بارگاہ سے۔ ورنہ اور کسی جگہ سے یا کسی شخص سے مل ہی نہیں سکتی۔ خواہ زمین پر رہنے والا ہو یا آسمان پر رہنے والا کوئی فرشتہ ہو۔

قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقفیت

کی بنا پر آپ بہت سے مسلمان مردوں یا عورتوں کو دیکھیں گے کہ وہ اولاد نہ ہونے کے وقت اللہ تعالٰے کا دروازہ چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازوں پر جاتے ہیں۔ اور جب اولاد ہو جائے تو پھر شکریہ بھی انہیں کا ادا کرتے ہیں نہ کہ اللہ تعالٰے کا۔ بلکہ بعض لوگ تو جہالت کے باعث یہاں تک کر گذرتے ہیں کہ جن کے متعلق ان کا خیال ہوتا ہے۔ ان کے نام کی بودی بھی بچے کے سر پر رکھتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ یہ چوٹی فلاں کے نام کی رکھی ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کی مہربانی سے یہ بچہ ملا ہے۔

توبہ کیجئے

اس خیال سے توبہ کیجئے۔ قرآن مجید کی روشنی میں اس عقیدہ کو شرک کہا جائیگا اور پھر آپ جانتے ہیں کہ شرک کی کیا سزا ہے۔ مشرک کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ دوزخ سے نجات ہے۔ اللہم لاتجعلنا منہم

خیر خواہی

برادران اسلام قرآن مجید کی روشنی میں جو اصلاحات پیش کرتا ہوں۔ اس میں ایک چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کا پیغام آپ کو پہنچا رہا ہوں تاکہ وہ راضی ہو جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی خیر خواہی مدنظر ہے۔ تاکہ آپ قرآن مجید کی پیش کردہ ہدایات پر عمل نہ کرنے کے باعث قیامت کے دن مجرم قرار نہ دیئے جائیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

کسی مسلمان کو حقیر مت جانیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، اور اس کی تحقیر کرے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے (یعنی اس پر دست درازی حرام ہے) اس کا خون بھی اس کا مال بھی اور اس کی آبرو بھی۔ صحیح مسلم

ایک مسلمان کو تکلیف پہنچے تو سب مسلمانوں کو تکلیف محسوس کرنی چاہیے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب مسلمان ایک شخص (کے مختلف اعضاء) کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ دکھے تو اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے، اور اسی طرح اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو بھی سارا جسم تکلیف میں شریک ہوتا ہے۔ صحیح مسلم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۶۰ء عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

آخرت کی زندگی میں دربار الٰہی سے امن کا تمغہ حاصل کرنیوالے

ہمارے محاورات میں دو لفظ مستعمل ہیں۔ امن[1] اور بدامنی[2]

بالفاظ دیگر

امن کی معنی چین ہے۔ اور بدامنی کی معنی بےچینی ہے

اب قرآن مجید کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مرنیکے بعد کون لوگ چین میں ہونگے

۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

(وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ اَتُحَاجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۚ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّیْ شَيْـًٔا ۗ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ۗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَیُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۹ پ ۷۔

ترجمہ۔ اور اس (ابراہیم علیہ السلام) کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا۔ اس نے کہا۔ کیا تم مجھ سے اللہ کے ایک ہونے میں جھگڑتے ہو۔ اور اس نے میری راہنمائی کی ہے اور جنہیں تم شریک کرتے ہو۔ میں ان سے نہیں ڈرتا۔ مگر یہ کہ میرا رب مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے میرے رب نے علم کے لحاظ سے سب چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے۔ کیا تم سوچتے نہیں اور میں تمہارے شریکوں سے کیوں ڈروں۔ حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو اس چیز کو جس کی اللہ نے تم پر کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اگر تم کو کچھ سمجھ ہے۔ تو (بتاؤ) دونوں جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا۔ امن انہیں کے لئے ہے اور وہی راہ راست پر ہیں۔

شرک

یہ ہے کہ جو تعلق انسان کا فقط اللہ تعالیٰ سے ہی ہونا چاہیئے۔ وہ تعلق اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی سے بھی رکھے

شرک کی اس تعریف کو پیش نظر

رکھ کر قرآن مجید کی روشنی میں دیکھئے کہ کون کون سا تعلق فقط اللہ تعالیٰ ہی سے رکھنا چاہیئے تھا اور کئی لوگ بےسمجھی اور قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقفیت کے باعث اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے بھی رکھتے ہیں۔ اسکی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی مثال

اولاد سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی دے نہیں سکتا

(هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝) سورۃ آل عمران ع ۴ پ ۳۔

ترجمہ۔ زکریا نے وہیں اپنے رب سے دعا کی۔ کہا اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بیشک تو دعا کا سننے والا ہے

فقط انبیاء علیہم السلام

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے بارگاہ الٰہی میں سب سے زیادہ معزز۔ سب سے زیادہ مقبول۔ سب سے زیادہ محبوب حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں جب انبیاء علیہم السلام بھی اولاد حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں تو اور کون دم مار سکتا ہے کہ میں بھی اولاد دے سکتا ہوں۔

اب اگر کوئی شخص

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے سے اولاد کی درخواست کرے کہ مجھے اولاد عطا فرمایئے تو یہی شرک ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ آج کل بہت سے مسلمان اپنی جہالت کی بنا پر اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کے دروازوں پر چل کر جاتے ہیں۔ کوئی چار میل کے فاصلہ پر۔ کوئی آٹھ میل کے فاصلہ پر کوئی دس میل کے فاصلہ پر جاتا ہے کہ ان کے مزار پر جاکر بیٹا مانگ لائیں۔ اسی کا نام شرک ہے۔ اگر ایسے لوگوں کا یہ عقیدہ ہوتا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی بھی اولاد دے نہیں سکتا۔ تو پھر اتنی دور جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کا تو قرآن مجید میں صاف اعلان ہے۔ کہ میں انسان کے گلے کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

دوسری مثال

مسلمانوں میں شرک کی دوسری مثال ملاحظہ ہو کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے دروازوں پر مشکل کشائی کیلئے جاتے ہیں حالانکہ جن کے مزارات پر جاکر اپنی مشکل کشائی کے لئے معروضات پیش کرتے ہیں۔ اور حاجت پوری ہونیکے بعد چڑھاوے چڑھانے کا وعدہ کرکے آتے ہیں اور مشکل حل ہو جائے تو جس چڑھاوے کی منت مان کر آئے تھے ان کے مزارات پر جاکر وہ چڑھاوا چڑھاتے ہیں حالانکہ میرا یقین ہے کہ اولیاء کرام کا بلا استثنا یہی شیوہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو کھینچ کر اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر لانا نہ کہ اللہ تعالےٰ کے دروازہ سے ہٹا کر اپنے دروازہ پر لانا۔ لہذا اپنی حاجتوں کو اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کے دروازہ پر جاکر پیش کرنا۔ اور اللہ تعالےٰ کام کر دے تو بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں غیر اللہ کا شکر بجا لانا یہ شرک بکثرت مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ دعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالے اپنے سب بندوں کو (مرد ہوں یا عورتیں) اس شرک سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام۔ بلکہ تمام مخلص مومن مرد اور عورتیں اس شرک سے پاک ہیں۔ ہاں مسلمانوں کا جاہل طبقہ جن کا تعلق کتاب و سنت کے کسی کامل عالم سے نہیں ہے۔ وہ لوگ اپنی جہالت اور نادانی سے اس شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

شرک کی سزا

ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالے کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا ۝ سورۃ النساء ع ۷۔ پ ۵۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا۔ جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص شرک کرتے ہوئے مر جائے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ اور دوزخ سے کبھی نہیں نکلے گا۔ اللھم اعذنا منہ وجمیع المسلمین۔

نمبر ۲

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ سورۃ النمل ع ۷۔ پ ۲۰۔ ترجمہ۔ جو نیکی لائے گا۔ سو اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہونگے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"یعنی بڑی گھبراہٹ سے۔ کما قال تعالیٰ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء ع ۷)۔ اگر کم درجہ کی گھبراہٹ ہو تو اس آیت کے منافی نہیں"

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ دنیا سے نیکیاں کرکے جائیں گے۔ وہ قیامت کے دن اپنی نیکیوں کے باعث بڑی سخت گھبراہٹ سے امن میں رہیں گے۔ "یہی چیز تو واضح کی جا رہی ہے کہ قیامت کے دن امن یعنی چین کن لوگوں کو نصیب ہوگا"

نمبر ۳

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

سورہ حم السجدہ ع ۵ پ ۲۴۔ ترجمہ بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں۔ وہ ہم سے چھپے نہیں رہتے۔ کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا۔ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا جو چاہو کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ وہ دیکھ رہا ہے۔

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

یعنی اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے آیات تنزیلیہ سن کر اور قرطاس دہر پر خدا کی آیات کونیہ کو دیکھ کر بھی جو لوگ کجروی سے باز نہیں آتے اور سیدھی سیدھی باتوں کو واہی تباہی شبہات پیدا کرکے ٹیڑھی بناتے ہیں۔ یا خواہ مخواہ توڑ موڑ کر ان کا مطلب غلط لیتے ہیں یا یوں ہی جھوٹ موٹ کے عذر اور بہانے تراش کر ان آیات کے ماننے میں ہیر پھیر کرتے ہیں ایسے ٹیڑھی چال چلنے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔ ممکن ہے وہ لوگ اپنی مکاریوں اور چالاکیوں پر مغرور ہوں۔ مگر خدا سے ان کی کوئی چال پوشیدہ نہیں۔ جس وقت سامنے جائینگے دیکھ لیں گے۔ فی الحال اس نے ڈھیل دے رکھی ہے۔ مجرم کو ایک دم نہیں پکڑتا اسی لئے آگے فرما دیا۔ اعملوا ماشئتم اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ" یعنی اچھا جو تمہاری سمجھ میں آئے۔ کئے جاؤ۔ مگر یاد رہے کہ تمہاری سب حرکات اس کی نظر میں ہیں۔ ایک دن ان کا اکٹھا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اب خود سوچ لو کہ ایک شخص جو اپنی شرارتوں کی بدولت جلتی آگ میں گرے اور ایک جو اپنی شرافت و سلامت روی کی بدولت ہمیشہ امن چین سے رہے۔ دونوں میں کون بہتر ہے۔

نمبر ۴

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَ مَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۙ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝

سورۃ السبا ع ۴-۵- پ ۲۲۔ ترجمہ۔ اور ہم نے جس کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ تم جو لے کر آئے ہو۔ ہم نہیں مانتے اور یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔ کہہ دو میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے۔ روزی کشادہ کر دیتا ہے۔ اور کم کر دیتا ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے اور تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو تمہیں مرتبہ میں ہمارے قریب کر دے۔ مگر جو ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ پس وہی لوگ ہیں۔ جن کے لئے دگنا بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا اور وہی بالاخانوں میں امن سے ہوں گے۔

دولتمندوں میں سے فقط مغرور اور متکبر طبقہ

آج کل کے دولتمندوں میں سے فقط مغرور اور متکبر طبقہ سے اپیل کرتا ہوں کہ مذکورۃ الصدر آیتوں کو آنکھیں کھول کر ذرا غور سے پڑھیں کہ ان آیات کے آئینہ میں کہیں تمہیں اپنا منہ تو نظر نہیں آرہا یہ یاد رکھیئے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دنیا میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضور انورؐ کے مبارک دور سے قیامت تک علماء دین دنیا کے ہر خطہ میں قرآن مجید کا پیغام الٰہی ہاتھ میں لے کر جائیں گے اور وہاں کے باشندوں کو قرآن مجید کا پیغام پہنچائیں گے۔ پھر ان لوگوں میں سے بعض اسی وضع وقطع کے بھی دولت کے نشہ میں مخمور ہوں گے۔ جیسے کہ وہ لوگ تھے۔ جن کا ذکر مذکورہ آیات میں ہے۔ جو یہ کہتے تھے کہ ہم تمہاری باتوں کو نہیں مانتے اور پیغمبروں کے مقابلہ میں ان کی بیہودگی کا باعث دولت کا نشہ تھا۔ حالانکہ اللہ تعالے کی بارگاہ میں مالدار اور دولتمند ہونیکے لحاظ سے کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ چنانچہ

آج کل بھی دولتمندوں میں بعض دولت کے نشہ میں بدمست ہونے والے ایسے دنیا دار موجود ہیں کہ جب علماء ربانی (جن کے دائیں ہاتھ میں قرآن ہوتا ہے اور بائیں ہاتھ میں احادیث نبویہ ہوتی ہیں) ان لوگوں کو تبلیغ حق فرماتے ہیں۔ تو وہ ان حق پرست علماء کرام کو توہین آمیز الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان کی پیش کردہ ہدایات ربانی اور ارشادات نبویہ کو طلاِزم کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس قسم کے لوگوں کو مذہب اور حاملین مذہب پر مذاق اڑانے کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ورنہ

یہ لوگ یاد رکھیں اس وقت جو نتیجہ دونوں جماعتوں کا سورۃ سبا میں بیان کیا گیا ہے۔ وہی نتیجہ ان مذاق اڑانے والوں کے حق میں بھی نکلے گا۔ تبلیغ حق کرنے والے گروہ کا نتیجہ (وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ)۔ ترجمہ۔ اور وہی بالاخانوں میں (یعنی بہشت میں) امن سے ہوں گے اور ان کے مخالف (أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ) وہ عذاب میں پکڑ کر حاضر کئے جائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

نمبر ۵

(اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝) سورۃ الحجر ع ۴ - پ ۱۴۔

ترجمہ۔ بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں رہیں گے۔ ان باغوں میں سلامتی اور امن سے جا کر رہو اور ان کے دلوں میں (جو دنیا میں) کینہ تھا۔ ہم وہ سب دور کر دینگے سب بھائی بھائی ہوں گے۔ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھنے والے ہوں گے۔ انہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں پہنچیگی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ میرے بندوں کو اطلاع دے کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔

نمبر ۶

(فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۖ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝) (سورۃ القصص ع ۴ - پ ۲۰۔ ترجمہ۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام وہ مدت پوری کر چکا اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلا تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنے گھر والوں سے کہا ٹھہرو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا آگ کا انگارا لے آؤں۔ تاکہ تم سینکو پھر جب اس کے پاس پہنچا۔ تو میدان کے داہنے کنارے سے برکت والی جگہ میں ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں اللہ جہان کا رب ہوں اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دے۔ پھر جب اسے دیکھا کہ سانپ کی طرح لہرا رہا ہے تو منہ پھیر کر الٹا بھاگا۔ اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اے موسیٰ علیہ السلام سامنے آ اور ڈر نہیں۔ بے شک تو امن والوں سے ہے۔

امن کی خوشخبری دنیا ہی میں مل گئی

حضرات انبیاء علیہم السلام چونکہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ سے شرف ہمکلامی پاتے رہتے ہیں۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دنیا ہی میں یہ خوشخبری مل گئی کہ آپ کو بارگاہ الٰہی نے اپنے ان مقبول بندوں میں شامل فرما لیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہر گرفت اور ہر عذاب سے امن میں رہنے والے ہیں اللھم اجعلنا منھم بفضلک وکرمک ومنک۔ آمین یا الہ العالمین

مذکورۃ الصدر آیات میں جو قصہ ہے۔

اس کی تفصیل شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب کے بیان سے ملاحظہ ہو۔ "یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بہت بسط وتفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ تاکہ سامعین سمجھ جائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قرآن کی وحی بھیجنا کوئی انوکھی بات نہیں۔ جس طرح پیشتر موسیٰ علیہ السلام کو وحی مل چکی ہے آپ کو بھی ملی جیسے موسیٰ علیہ السلام کی وحی توحید وغیرہ کی تعلیم پر مشتمل تھی۔ آپ کی وحی میں بھی ان ہی اصول پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ حق میں جو صعوبات و شدائد برداشت کیں آپ کو بھی برداشت کرنی پڑیں گی اور جس طرح ان کو آخرکار کامیابی اور غلبہ نصیب ہوا اور دشمن مقہور ہوئے۔ آپ بھی یقیناً غالب و منصور ہونگے اور آپ کے دشمن تباہ و ذلیل کئے جائیں گے۔ چونکہ سورت کا آغاز انزال قرآن کے ذکر سے کیا گیا تھا اسکے مناسب نبوت موسوی کے آغاز کا قصہ بیان فرماتے ہیں۔"

دعا: اللہ تعالیٰ ہمیں بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح اسلام کے دشمنوں کے شر سے بچائے اور انکے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح استقامت عطا فرمائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح مرتے دم تک اسلام کا بول بالا کرنیکی توفیق عطا فرمائے اور اس ساری کوشش کرنے میں فقط رضائے الٰہی مطلوب اور مقصود بنانے کی توفیق نصیب ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہمیں بھی اپنے ان بندوں میں شامل فرما دے جو دنیا میں رہتے ہوئے بھی بارگاہ الٰہی میں آمنین کی فہرست میں شامل ہو جاتے ہیں آمین یا الہ العالمین

نمبر ۷

(اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ ۗ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۝ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝) سورہ الدخان ع ۳ - پ ۲۵۔ ترجمہ۔ بے شک پرہیزگار ہی امن کی جگہ میں ہونگے باغوں اور چشموں میں۔ باریک ریشم اور گاڑھا پہن کر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔ یونہی ہوگا اور ہم ان کا نکاح بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے۔ وہ اس میں ہر قسم کا میوہ امن و اطمینان سے طلب کریں گے۔ وہاں پہلی موت کے سوا اور موت کا مزہ نہ چکھیں گے اور انہیں اللہ دوزخ کے عذاب سے بچائیگا یہ آپ کے رب کا فضل ہوگا۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

مذکورۃ الصدر انعامات متقیوں کیلئے ہونگے

متقی کسے کہتے ہیں

حق پرست علمائے کرام متقی کے معنی یہ کیا کرتے ہیں اَلْمُتَّقِيْ مَنْ يَّتَّقِيْ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ۔ ترجمہ۔ متقی وہ شخص ہے جو ہر اس چیز سے بچے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ

نے منع کیا ہے۔ مثلاً عقائد کے سلسلہ میں انسان تین باطل عقیدوں سے بچے اور وہ شرک۔ کفر اور نفاق اعتقادی ہیں معاملات کرنے کے سلسلہ میں کسی کی ایک کوڑی بھی نہ کھائیے۔ اگر کسی سے کوئی وعدہ کرے تو اُسے ٹھیک وقت پر پورا کر دکھائیے۔ بات کرنے میں کبھی جھوٹ نہ بولے۔ نکاح کرتے وقت بیوی کو جتنا مہر کے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اسے ضرور ادا کر دے۔ ایسا نہ کرے کہ وعدہ کرنے کے بعد بیوی پر دباؤ ڈال کر اور اسے مجبور کرکے اس سے معافی لے لے۔ یہ بھی تقوے کے خلاف ہے اور منت وسماجت کرکے عورت کو معاف کرنے پر مجبور کرنا تقوے (پرہیزگاری) کے خلاف ہے اور بدعہدی ہے۔ یا شادی ہونے کے بعد بیوی کو مجبور کرنا کہ مجھے تمہارے ماں باپ کے گھر سے چوری کرکے وہ دستاویز لا دے جو انہوں نے مجھ سے نکاح کے وقت مہر کا لکھایا ہوا ہے۔ یہ چیز بھی تقوے کے خلاف ہے۔ بلکہ بدترین بدعہدی کی گھناونی تصویر ہے۔ کیا ایسی بیہودہ اور شرافت کے خلاف حرکتیں کرنے والے انسان اللہ تعالےٰ کے متقی بندوں کی فہرست میں آنے کے قابل ہیں؟ تجارت میں تقوے یہ ہے کہ گاہک سے جس چیز کے دام لے۔ وہ چیز واقعی اور کھری اور اصلی اسے دے۔ ایسا نہ کرے۔ کہ دام تو اصلی کے لے اور اسے نقلی چیز دے۔ مثلاً دام تو اصلی گھی کے لے۔ اور اسے نقلی یعنی بناوٹی گھی دے۔ یہ چیز بھی تقوےٰ کے خلاف ہے۔ ایسے بد دیانت متقیوں کی فہرست میں شامل ہونے کے قابل نہیں ہیں۔ کیا اللہ تعالےٰ ایسے فریب کاروں اور دھوکے بازوں کو اپنے پرہیزگار بندوں میں شامل کرلیگا؟ ہرگز نہیں۔ مرد کی دوسری بیوی خاوند کی پہلی بیوی کے بچوں کو عموماً اس نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ جس محبت اور پیار سے اپنے جنے ہوئے بچوں کو دیکھتی ہے۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو۔ پہلی بیوی کے بچوں کو تنگ کرتی رہتی ہے۔ یہ بھی تقوے کے خلاف ہے اور تقوے ہی کی برکت سے تو بہشت میں جانا ہے۔ پھر یہ سوتیلی ماں سوچ لے کہ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں اس کا کیا حال ہوگا۔ اور اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا۔

حضور انورؐ کی امت کے متقی خود امن پائینگے اور انبیاء سابق علیہم السلام کو انکی امتوں کے الزام سے بری کرکے امن دلانے والے ہوں گے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ (الآیۃ سورۃ البقرۃ ع ۱۷ پ ۲) ترجمہ اور اسی طرح ہم نے تمہیں برگزیدہ امت بنایا تاکہ تم اور لوگوں پر گواہ رہو۔ اور رسول تم پر گواہ ہو۔

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

آیت کے مضمون کی وضاحت کے لئے حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحبؒ کا حاشیہ ملاحظہ ہو "یعنی جیسا تمہارا قبلہ کعبہ ہے۔ جو حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ اور تمام قبلوں سے افضل ہے۔ ایسا ہی ہم نے تم کو سب امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا۔ تاکہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام امتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول الشہادۃ قرار دیئے جاؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عدالت اور صداقت کی گواہی دیں۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ جب پہلی امتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعوے کی تکذیب کریں گے اور کہیں گے کہ ہم کو تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت نہیں کی۔ اس وقت آپ کی امت انبیاءؑ کے دعوے کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں۔ انکی صداقت وعدالت پر گواہ ہوں گے۔ اس وقت وہ امتیں کہیں گی کہ انہوں نے تو نہ ہمارا زمانہ پایا نہ ہم کو دیکھا۔ پھر گواہی کیسے مقبول ہو سکتی ہے۔ اس وقت آپؐ کی اُمت جواب دے گی کہ ہم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے بتلانے سے اس امر کا علم یقینی ہوا۔ اس کی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں فائدہ۔ وسط (یہ لفظ آیت میں آیا ہے) یعنی معتدل کا یہ مطلب ہے۔ کہ یہ اُمت ٹھیک سیدھی راہ پر ہے۔ جس میں کچھ بھی کجی کا شائبہ نہیں اور افراط وتفریط سے بالکل بری ہے۔"

حضور انورؐ کی اُمت میں سے وہ لوگ کس فرقے کے ہونگے

جو آپ کی امت میں سے ہوں گے اور دربار الٰہی میں شہادت یہ دیں گے کہ انبیاء علیہم السلام نے بیشک اپنی اپنی امت کو پیغام حق پہنچایا تھا۔ انکی اُمتیں جھوٹ بول رہی ہیں کہ ہمارے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا۔

کس فرقے کے سوال کا مطلب

یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں تہتّر فرقے ہوں گے۔ اور اپنی اُمت کے تہتّر فرقے ہونے کی اطلاع حضورؐ ہی نے دی ہے۔ اس لیئے ممکن ہے کہ خدام الدین کے پڑھنے والوں کی طبیعت میں یہ خیال آئے۔ لہذا اس شبہ کا حل بھی حضور انورؐ کی زبان مبارک سے سن لیجئے۔

حدیث شریف

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عبد اللہؓ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ میری امت پر ضرور ضرور وہ دور آئے گا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جس طرح کہ ایک پاؤں کا جوتا دوسرے پاؤں کے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک (برابری ہوگی) کہ اگر ان میں سے کوئی ایسا تھا۔ جس نے اپنی ماں سے (علانیہ) بدکاری کی تھی تو میری امت میں بھی ایسا ہوگا جو یہ فعل کریگا اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں پر بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں پر بٹے گی (اور وہ) سب دوزخ میں جائیں گے۔ سوائے ایک فرقہ کے (یعنی فقط ایک فرقہ

میری امت میں سے بہشت میں جائے گا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون سا فرقہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا جس طریقہ پہ ہیں اور میرے صحابہؓ کرام ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ بنی اسرائیل تو بہتّر فرقوں پر بٹ گئے تھے اور مسلمان تہتّر فرقوں میں بٹیں گے۔ اور ان تہتّر میں سے فقط ایک فرقہ بہشت میں جائے گا۔ اور بہتّر دوزخ میں جائیں گے

اس اعلان نبویؐ کے بعد

ہر مسلمان کو اپنے فرقے کے راہ نماؤں سے پوچھنے کا حق ہے اور بلکہ ضرور پوچھنا چاہیئے کہ جو دین آپ ہمیں سکھا رہے ہیں اور دوسروں پر ان چیزوں کا پابند نہ ہونے پر آپ طعن و تشنیع کر رہے ہیں یعنی اس فرقہ کے لوگوں پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ مذہبی رسوم کو ادا نہیں کرتے۔ اس لئے گمراہ ہیں۔ کیا یہ دینی رسوم (جو آپ سکھا رہے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم ان دینی رسوم کو بجا لایا کرتے تھے۔ اس طرح کرنے سے انشاء اللہ تعالٰی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے گا اور اگر راہ نمایان دین یہ فرمائیں کہ یہ مذہبی رسوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ تو نہیں کیا کرتے تھے۔ البتہ ان رسوم یا ان وظائف کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے تو آپ ان سے یہ عرض کریں کہ چلو مان لیا جائے کہ ثواب ہوتا ہے۔ مگر آپ کو یہ حق کہاں سے پہنچتا ہے۔ کہ جو رسوم یا وظائف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے نہیں پڑھے۔ آپ ان وظائف کے پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمت کو کیوں مجبور کرتے ہیں۔ یہ حق آپ کو کس نے دیا کہ دین میں کچھ چیزیں ایجاد کریں اور ساری امت کو مجبور کریں اور جو نہ پڑھے اس پر طعن و تشنیع کریں انشاء اللہ تعالٰی اگر سارے راہ نمایان اسلام اس مذکورالصدر قاعدے کو مان لیں تو اسلامی فرقوں کے مذہبی جھگڑے مٹ سکتے ہیں۔

ما علینا الا البلاغ

اسلامی اخوّت اور بھائی چارے کے تقاضے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو خود اس پر ظلم و زیادتی کرے نہ دوسروں کا نشانہ ظلم بننے کے لئے اس کو بے مدد چھوڑے۔ اور جو کوئی اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالٰی کی حاجت روائی کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کو کسی تکلیف اور مصیبت سے نجات دلائے گا اللہ تعالٰی اس کو قیامت کے دن کسی مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا فرمائے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا، اللہ تعالٰی قیامت کے دن اس کی پردہ داری کرے گا۔ صحیح بخاری

سچا اور کامل مومن بننے کی لازمی شرط

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کوئی بندہ سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہو۔ صحیح بخاری

خطبۂ یوم الجمعۃ مورخہ ۹ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بعد

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میری تقریر کا موضوع ارکان سیرت کمیٹی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تجویز فرمایا ہوا ہے اور میں بھی انہیں حضرات کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسی مقدس عنوان پر چند سطور ضبط تحریر میں لا کر اس اجتماع عظیم میں پیش کرنے کے لئے لایا ہوں۔

اگرچہ اس مقدس عنوان پر اپنی نوک قلم کو حرکت میں لانا میرے لئے بعینہ ویسا ہی ہے کہ جس طرح بقول بعض مفسرین حضرات حضرت یوسف علےٰ نبینا علیہ السلام کے خریداروں میں جہاں بڑے بڑے دولت مند بڑی بڑی گرانقدر رقمیں لے کر خریداری کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ وہاں ایک بڑھیا سوت کی اٹی بھی لے کر آئی ہوئی تھی۔ لوگوں نے اس بڑھیا سے کہا۔ مائی اس غلام کے خرید کرنے کے لئے تو بڑے بڑے مالدار اپنے خزانوں کے منہ کھولنے کے ارادوں سے آئے ہوئے ہیں۔ تیرے سوت کی اٹی پر تمہیں کس طرح یوسف (علیہ السلام) ایسا غلام مل سکتا ہے۔

بڑھیا کا عجیب جواب

کہنے لگی۔ میں جانتی ہوں کہ اس سوت کی اٹی پر مجھے یوسف (علیہ السلام) ایسا دنیا بھر کا بے نظیر و بے مثل خوبصورت غلام کیسے مل سکتا ہے۔ مگر اس خیال سے اٹی لے کر اس مجمع میں آئی ہوں۔ تاکہ میرا نام بھی قیامت کے دن یوسف ؑ کے خریداروں میں تو شمار ہو۔

بعینہٖ

یہی حال میرا ہے کہ مجھ ایسا سیاہ کار گنہگار اور سید المرسلین خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین۔ رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ سیرت پر طبع آزمائی اور خامہ فرسائی

ایں چہ بوالعجبی است۔

مگر

سیرۃ کمیٹی کے اس اجلاس کا خاکہ کھینچنے والے حضرات نے مجھ سے مشورہ لئے بغیر اور منظوری حاصل کرنے کے سوا خود ہی اس گنہگار کے لئے یہ مضمون تجویز فرمایا اور یہاں تک جرأت فرمائی کہ اس مقدس اجتماع کے متعلق ایک بہت بڑا پوسٹر طبع کرا کر اور اس میں میرے نام پر یہ مقدس مضمون منسوب کر کے میرے ہاں بھجوا دیا۔ پوسٹر کے وصول ہونے کے بعد میں نے اپنا فرض عین خیال کیا۔ کہ باقی سب مشاغل کو نظر انداز کر کے اس دعوت کو بسر و چشم قبول کروں۔ کیونکہ اس دعوت کا تعلق اس مقدس وجود مسعود سے ہے۔ جس کی نظیر اس دنیا کی ابتدا سے لے کر اس کے خاتمے تک مل ہی نہیں سکتی۔ اور جس کے ساتھ میرا تعلق عقیدت۔ محبت اور اتباع کے باعث ٹھیک رہا۔ تو قیامت کے دن اسی کے حوض کوثر سے پانی پینا نصیب ہوگا۔ جس کی تاثیر کی برکت سے پچاس ہزار سال والے دن میں پھر پیاس نہیں لگے گی۔ جس کی گرمی کی شدت کا یہ حال ہوگا۔

حضور انورؐ کا ارشاد ملاحظہ ہو

عَنِ الْمِقْدَادِ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ (رواہ مسلم)۔

> حضرت مولانا احمد علی صاحب اپنی علالت کے باعث اس جمعہ کیلئے خطبہ تحریر نہیں فرما سکے۔ اس لئے اس شمارہ میں ہم سیرت کے موضوع پر آپ کی ایک غیر مطبوعہ تقریر ہدیہ قارئین کرام کر رہے ہیں۔ حضرت کی موجودہ صحت کا خیال کرتے ہوئے ممکن ہے کہ شاید یہ سلسلہ چند ہفتے اور جاری رہے۔

ترجمہ۔ مقدادؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن سورج لوگوں کے قریب ہوگا۔ یہاں تک کہ ان سے ایک میل کی مقدار کی بلندی پر ہوگا۔ پھر لوگ اپنے اعمال کے لحاظ سے پسینے میں ہونگے۔ بعض ایسے ہونگے جنکے ٹخنوں تک ہوگا۔ بعض ایسے ہونگے جنکے گھٹنوں تک ہوگا۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہوں گے جن کی کمر تک ہوگا۔ اور بعض ان میں ایسے ہوں گے۔ جس کے منہ کے اندر لگام کی طرح ہوگا۔ اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے (لگام کی صورت دکھانے کیلئے) اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا

ایک فقرہ میں آپ کی بے نظیر سیرت کا اعلان

اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید کے ایک چھوٹے سے فقرے میں حضور انورؐ کی سیرۃ مقدسہ کا بے نظیر نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ فرمایا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ سورۃ القلم ع ۱ ۔ پ ۲۹

ترجمہ۔ بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔

نتیجہ

اللہ جل شانہٗ جس مقدس ہستی کے متعلق قرآن مجید میں خلق عظیم کے حامل ہونے کا اعلان فرمائے۔ کیا اس وجود سے بڑھ کر کسی کی سیرت کا درجہ بلند ہو سکتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعلےٰ اخلاق و ملکات پر آپ کو پیدا فرمایا۔ کیا دیوانوں میں ان اخلاق و ملکات کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ ایک دیوانے کے اقوال و افعال میں قطعاً نظم و ترتیب نہیں ہوتی۔ نہ اس کا کلام اس کے کاموں پر منطبق ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے آپ کی زبان قرآن ہے۔ اور آپ کے اعمال و اخلاق قرآن کی خاموش تفسیر۔ قرآن جس نیکی۔ جس خوبی اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ وہ آپ میں فطرۃً موجود اور جس بدی اور زشتی سے روکتا ہے آپ قطعاً اس سے نفور و بیزار ہیں۔ پیدائشی طور پر آپ کی ساخت اور تربیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ آپ کی کوئی حرکت اور کوئی چیز حد تناسب و اعتدال سے ایک انچ ادھر ادھر ہٹنے نہیں پاتی۔ آپ کا حسن اخلاق اجازت نہ دیتا تھا کہ جاہلوں اور کمینوں کے طعن و تشنیع پر کان دھریں۔ جس شخص کا خلق اس قدر عظیم اور مطمح نظر اس قدر بلند ہو۔ بھلا وہ کسی مجنون کے مجنون کہہ دینے پر کیا التفات کرے گا۔ آپ تو اپنے دیوانہ کہنے والوں کی نیک خواہی اور دردمندی میں اپنے کو گھلائے ڈالتے تھے۔ جس کی بدولت فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ کا خطاب بننے کی نوبت آئی تھی فی الحقیقت اخلاق کی عظمت کا سب سے زیادہ عمیق پہلو یہ ہے کہ آدمی دنیا کی ان حقیر ہستیوں سے معاملہ کرتے وقت خداوند قدوس کی عظیم ہستی سے غافل و ذاہل نہ ہو۔ جب تک یہ چیز قلب میں موجود رہیگی۔ تمام معاملات عدل و اخلاق کی میزان میں پورے اتریں گے۔

حضور انورؐ کی سیرت کے مختلف پہلو

عرض کرنا چاہتا ہوں اور ان پہلوؤں کے پیش کرنے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہر کلمہ گو مرد و عورت کا فرض ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل حیات کو مشعل راہ ہدایت بنائے۔ چنانچہ اس عرضداشت کا

ثبوت

ملاحظہ ہو۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ ۲۱ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ میں نے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ اسے چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل حیات کو اپنے لئے دنیا کی زندگی کے ہر لمحہ اور ہر عمل میں مشعل راہ بنائے

نتیجہ

اس اتباع کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس سے اللہ جل شانہٗ راضی ہو جائیگا اور جہنم سے بچ کر جنت میں پہنچ جائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم۔

بطور مثال مختلف پہلوؤں کی تفصیل

اگر غور سے دیکھا جائے تو جب اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے آپؐ کی حیوٰۃ طیبہ کو اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ کی مبارک زندگی کا ہر پہلو بے نظیر اور قابل صد تحسین ہے اور آپؐ کی مختلف حیثیتوں کو دیکھتے ہوئے یہ شعر یاد آتا ہے۔

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مثلاً

کبھی دیکھا جائے تو مدینہ منورہ کی مسجد میں پنجوقتہ نماز کے آپؐ امام ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو حضور مدینہ منورہ کی جامع مسجد کے جمعہ کے خطیب ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو حضورؐ انور بحیثیت قاضی اور جج کے فیصلے فرما رہے ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو بحیثیت جرنیل فوج کے میدان جنگ میں فوجوں کو ترتیب دے رہے ہیں

کبھی دیکھا جائے تو حضور انور بحیثیت ایک بادشاہ کے سلاطین دنیا کے ہاں وفود بھیج رہے ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو مدینہ منورہ کی دنیا بھر کی مرکزی درسگاہ علم مسند درس پر درس علم و حکمت سے خدام کے قلوب کو منور فرما رہے ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو سلاطین کی طرح باہر سے آئے ہوئے وفود کو شرف ملاقات کا موقعہ عطا فرما رہے ہیں۔

کبھی دیکھا جائے تو میدان جنگ میں جب بڑے بڑے بہادروں کے قدم اکھڑ چکے ہیں تو دشمنان اسلام کو اس نعرہ سے مرعوب کر رہے ہیں۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ "میں جھوٹا نبی نہیں ہوں (کہ کفر کی ہیبت سے مرعوب ہو جاؤں۔) اور ویسے بھی میں ایسے دادا کا پوتا ہوں۔ اس لئے بھی میری خاندانی روایات کے خلاف ہے کہ دشمنوں سے مرعوب ہو کر میدان جنگ چھوڑ جاؤں۔

حضور انورؐ کی سیرت کا ایک پہلو

آپ کا تعلق باللہ

پہلا اعلان

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ سورہ البقرہ ع ۴۰ پ ۳۔ ترجمہ۔ رسول نے مان لیا جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اترا ہے۔ اور مسلمانوں نے بھی مان لیا سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا۔ اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایمان کی شہادت دی کہ سب مومن ہیں اور کچھ تفصیل بھی فرمائی ہے کہ فقط آپؐ پر ایمان نہیں لاتے۔ بلکہ آپؐ سے پہلے بھی جتنے انبیاء علیہم السلام دنیا میں آئے تھے ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں اور تمام سابقہ کتب سماویہ پر بھی ایمان لاتے ہیں اور حضور انورؐ اور

اور آپؐ کے صحابہ کرام اعلان فرما رہے ہیں کہ اے اللہ ہمنے تیرے نازل کردہ احکام کو سُن لیا اور ہم ان سب کو مانتے ہیں۔ (یعنی ان احکام پر عمل بھی ضرور کریں گے۔) اے اللہ اگر تیرے احکام کی تعمیل میں کوئی قصور ہو جائے تو معاف فرما دیں۔ اے اللہ (ہمارا یقین ہے) ہم نے دنیا سے رخصت ہو کر پھر تیرے ہی حضور میں پیش ہونا ہے۔ (لہذا اس دن کی کامیابی کے لئے تیرے نازل کردہ احکام پر ضرور ہی عمل کریں گے)۔

سچّا کھرا اور اصلی امّتی

قرآن مجید کے مذکور الصدر اعلان کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا کھرا اور اصلی امتی کہدیجئے۔ یا مسلمان کہہ دیجئے۔ فقط وہ شخص ہوگا۔ جو مذکورۃ الصدر آیت کے نقل شدہ اعلانات کو تہ دل سے مانے ورنہ اگر ان احکام کو دل سے نہ مانے تو بے ایمان ہوگا۔ اور اگر دل سے تو مان لے۔ مگر عملی جامہ پہنانے سے قاصر ہو تو وہ مومن فاسق کہلائے گا۔ یعنی بد معاش

دوسرا اعلان

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۲۰۔ پ ۸۔

ترجمہ۔ کہہ دو۔ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

حاصل

یہ ہے کہ سیدالمرسلینؐ خاتم النبیینؐ نے اس آیت میں اپنے متعلق اعلان فرما دیا ہے کہ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وقف ہے یعنی وہی کام کرونگا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور کوئی کام ایسا نہیں کروں گا۔ جس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔

نتیجہ

چونکہ ہر ایک مسلمان کو رسول اللہ صلعم کی پاکیزہ زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنانے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ لہذا اگر سب مسلمان حضور انورؐ کے اس اعلان نمبر دوم کا صحیح معنی میں اتباع کریں۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کی امت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔

تیسرا اعلان

فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۲۔ پ ۳۔

ترجمہ۔ پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں۔ تو ان سے کہہ دیں کہ میں نے اپنا منہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے کہدے جنہیں کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں سے۔ آیا تم بھی (اللہ کے حکم کے) تابع ہوتے ہو۔ پھر اگر وہ تابع ہو گئے تو انہوں نے بھی سیدھی راہ پالی۔ اور اگر وہ منہ پھیریں تو تیرے ذمے فقط پہنچا دینا ہے۔ اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

خلاصہ

اس اعلان کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے اور میرے تابعداروں (یعنی صحابہ کرامؓ) نے اپنے آپ کو سپرد خدا کر دیا ہے۔ اب ہماری جانوں میں اللہ تعالیٰ ہی کا تصرف ہوگا۔ جو چاہے حکم فرمائے۔ ہماری ہر نقل و حرکت۔ ہر نشست و برخاست۔ اسی کے حکم کے تابع ہوگی۔ کھلائیگا تو کھائینگے کھانے سے منع کرے گا تو ہرگز نہیں کھائینگے پلائے گا تو پئیں گے۔ اگر پینے سے روکدیگا تو ہرگز نہیں پئیں گے (اسی کا نام روزہ ہے پہننے کی اجازت دے گا تو پہنیں گے۔ اگر پہننے سے روک دے گا تو ہرگز نہیں پہنینگے مثلاً ریشم۔ پلائے گا تو پئیں گے۔ اگر پینے سے منع کرے گا۔ تو ہرگز نہیں پئیں گے۔ مثلاً شراب۔ جس مجلس میں بیٹھنے کی اجازت دے گا تو بیٹھیں گے۔ مثلاً مجلس اشاعت کتاب وسنتہ اور جس مجلس میں بیٹھنے سے منع کرے گا۔ ہرگز نہیں بیٹھیں گے۔ مثلاً مجلس کفار و منافقین جو اس وقت پکے اسلام کے دشمن تھے۔

علیٰ ہٰذا القیاس

جو نقشہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا میں نے سطور بالا میں پیش کیا ہے یہ دراصل ان کی سیرت مقدسہ سے میں نے اخذ کیا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس جو مسلمان اس پیش کردہ سانچے میں اپنی زندگی کو ڈھالیگا وہی کھرا۔ اصلی اور سچّا مسلمان ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اے مسلمان۔ کیا تو کھوٹی چیز بجائے کھری کے لینے پر راضی ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔

اپنے گریبان میں منہ ڈال کر

سوچو۔ کیا اللہ تعالےٰ نے نقلی اور کھوٹے مسلمانوں کے لئے بہشت تیار کیا ہوا ہے بہشت کے مستحق فقط وہ مسلمان ہو سکتے ہیں جو اصلی کھرے اور سچے ہوں اور کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کا معیار فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

حضور انورؐ کی سیرت کا دوسرا پہلو

حضورؐ کا مومنین سے تعلّق

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۱۶ پ ۱۱) ترجمہ

البتہ تحقیق تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے۔ اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے۔ تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہے مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ جس کے حسب ونسب اخلاق و اطوار اور دیانت و امانت سے تم خوب واقف ہو۔ جس چیز سے تم کو تکلیف یا سختی پہنچے وہ ان پر بہت بھاری ہے۔ ہر ممکن طریقہ سے آپؐ یہ ہی چاہتے ہیں کہ امت پر آسانی ہو اور دنیوی اور اخروی عذاب سے محفوظ رہے۔ اسی لئے جو دین آپ لائے۔ وہ بھی سہل اور نرم ہے۔ اور عمّال کو آپؐ یہ بھی نصیحت فرماتے تھے۔ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (آسانی کرو سختی مت کرو) تمہاری خیر خواہی اور نفع رسانی کی خاص تڑپ ان کے دل میں ہے۔ لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں۔ آپ ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر ادھر سے ہٹاتے ہیں آپؐ

کی بڑی کوشش اور آرزو یہ ہے۔ کہ خدا کے بندے اصلی بھلائی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ جہاد وغیرہ کا مقصد بھی خونریزی نہیں۔ بلکہ بحالت مجبوری سخت اپریشن کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کے فاسد و مسموم اعضاء کو کاٹ کر اور خراب جراثیم کو تباہ کرکے امت کے مزاج عمومی کو صحت و اعتدال پر رکھنا ہے۔ جب آپ تمام جہان کے اس قدر خیر خواہ ہیں تو خاص ایمانداروں کے حال پر ظاہر ہے۔ کس قدر شفیق و مہربان ہونگے"

عبرت

موجودہ دور کے مسلمانوں کو بڑے غور سے اس آیت کے مفہوم پر غور کرنا چاہیئے کہ جب ہمیں حضور انور کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے (جس کا ذکر پہلے آچکا ہے) تو سوچنا چاہیئے کہ کیا ہم بھی واقعی آپؐ کی اُمت کے خیر خواہ کہلانے کے مستحق ہیں۔ موجودہ مسلمان قوم میں اکثریت ایسے افراد کی ہے جو مسلمانوں کو ہر ممکن دھوکہ فریب دے کر اور ان سے بد دیانتی کرکے انہیں ہر ممکن دکھ دینا چاہتے ہیں۔

کیا

پاکستان میں ہندو آکر چوری کرتے ہیں۔ کیا ہندو آکر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ کیا ہندو آکر مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو اغوا کرتے ہیں۔ کیا ہندو آکر یہاں زنا کر جاتے ہیں۔ کیا ہندو دفتروں میں گھس کر مسلمانوں سے رشوت لے کر کھا جاتے ہیں۔ کیا ہندو یہاں آکر رشوت لئے بغیر افسران بالا تک غریبوں اور حاجتمندوں کی درخواستیں نہیں پہنچاتے۔ کیا یہاں آکر بڑے دکانداروں سے مال لے جاتے ہیں اور پھر وقت پر روپیہ ادا نہیں کرتے اور پھر بیچارے بڑے بڑے تاجروں کو مقدمہ لڑ لڑ کر بمشکل روپیہ وصول ہوتا ہے۔

اور کیا

یہی مسلمان ہیں جو پاکستان کی عزت کو اپنی دیانتداری سے سربلند کریں گے۔ کیا پاکستان کے یہی مسلمان ہیں جو دوسری قوموں سے اپنے بلند اخلاق کے باعث نیکنامی کا تمغہ لیں گے۔ میرے درد دل کا ترجمان ایک شعر ہے۔ وہ سنئے ؎

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ

حضور انورؐ کی سیرت کا تیسرا پہلو

مدینہ منورہ میں ایک ایسا دینی مدرسہ ہے جس میں فقط آسمانی کتاب کا درس دیا جاتا ہے۔ اس مدرسہ کی نظیر دنیا بھر میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ سطح دنیا پر اس وقت فقط ایک ہی آسمانی کتاب موجود تھی۔ جس کا نام قرآن مجید ہے۔ ورنہ دوسری تمام آسمانی کتابیں سطح دنیا سے نیست و نابود ہو چکی تھیں اور اس آسمانی کتاب کے سطح دنیا پر لانے کا باعث بھی فقط رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود مسعود ہی تھا۔ اور اس کے سب سے پہلے معلم خود حضور انورؐ ہیں۔ چنانچہ سورہ جمعہ رکوع ع۱ پارہ ۲۸ میں آپؐ کے متعلق (وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ) کا اعلان کیا گیا ہے (ترجمہ) اور انہیں آپ کتاب (یعنی قرآن مجید) کی تعلیم دیتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ مدینہ منورہ کے اس بے نظیر دینی مدرسہ کے مدرس بھی خود حضور انور ہی ہیں۔ آپ پیغمبر بھی ہیں اور اس بےنظیر مدرسہ اسلامیہ کے مدرس بھی ہیں۔

حضور انورؐ کی سیرت کا چوتھا پہلو

آپ دنیا بھر کے انسانوں کے لئے امراض باطنی سے شفا دلانے کا فن بھی بدرجہ اتم و اکمل جانتے ہیں۔ جس کا نام تزکیہ نفس ہے۔ انسان کے اندر کئی روحانی امراض پائے جاتے ہیں اور عام طور پر انسانوں کو ان کا احساس بھی نہیں ہوتا جب تک کہ ہادی خاص طور پر توجہ نہ دلائے اور اگر خدانخواستہ ان امراض میں مبتلا رہتے ہوئے انسان دنیا سے رخصت ہوا تو وہ امراض قبر کو دوزخ کا گڑھا بنائیں گی۔ تو الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ان امراض سے بھی صحابہ کرامؓ شفایاب ہو جاتے تھے۔ اس صفت مبارکہ کے لحاظ سے آپ کو سورہ جمعہ کے رکوع اول پارہ ۲۸ میں (وَيُزَكِّيهِمْ) اور انہیں پاک کرتا ہے کے عہدہ سے یاد فرمایا گیا ہے۔ حضور انورؐ کا یہ فرض آج کل صوفیائے عظام ادا کرتے ہیں۔ جو ان کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائے۔ پھر وقتاً فوقتاً ان امراض روحانی کی اطلاع بھی دیتے رہتے ہیں اور ان کا علاج بھی بتلاتے ہیں۔ اور اپنی باطنی توجہ بھی اس شخص کی اصلاح کے لیے مبذول فرماتے رہتے ہیں۔ بفضلہ تعالےٰ اس طرح پر ایک مدت مدید کے بعد طالب حق کی واقعی اصلاح ہو جاتی ہے پھر اس بندہ خدا پر یہ اشعار صادق آتے ہیں ؎

نہ تھی حال کی جبکہ اپنے خبر
نظر آتے تھے سب کے عیب و ہنر
پڑی حال پہ جبکہ اپنے نظر
کسی کا کوئی عیب ہی نہ رہا

ایک طالب مولیٰ کی تمنا

صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کر دے
ہستی میری مٹا دے خاک بیجان کر دے

اصلی اور سچا صوفی

وہ ہے۔ جس میں کتاب و سنۃ کے اتباع کا رنگ پورے طور پر پایا جائے اگر خدانخواستہ ایک شخص صوفیانہ بھیس میں ہمارے سامنے آئے اور لاکھوں مرید بھی ساتھ لائے جو اس کے ساتھ بیعت کا تعلق رکھتے ہوں۔ اگر وہ کتاب و سنۃ کا متبع نہیں ہے تو میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ ایسے صوفی کی طرف عقیدتمندی سے نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ ہے اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اور بے خبری میں ہو جائے تو اس کو توڑ کر کسی متبع کتاب و سنۃ کے ساتھ تعلق جوڑنا فرض عین ہے۔ اگر خدانخواستہ بیعت نہ توڑی اور اسی کے ساتھ جڑے رہے۔ تو جہاں وہ جائے گا۔ تمہیں بھی وہیں جانا پڑے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۶ر رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ر جنوری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں پہلو، حضور انورؐ سارے جہان کیلئے رحمت ہیں

اعلان شاہنشاہی

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۵ سورۃ الانبیاء ۷، پ ۱۷۔ ترجمہ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس سے بڑھ کر اور کوئی اعزاز نہیں ہو سکتا

جب خالق الخلق مالک الملک اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و عزاسمہٗ خود ارشاد فرما رہا ہے کہ سارے جہان کے لئے حضورؐ انور کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی بڑا اعزاز ہو ہی نہیں سکتا۔ اور

عالمین کے لفظ میں حیوانات بھی شامل ہیں

حضور انورؐ کی حیوانات پر رحمت کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

ہرنی پر رحمت

وَاسْتَعَانَتْ ظَبْیَۃٌ قَدْ شَدَّھَا
جَاھِلٌ دَامَ اقْتِنَاصًا فَاخْتَبَلْ

ترجمہ۔ ایک ہرنی نے آپؐ سے فریاد کی۔ جس کو ایک ایسے شکاری نے باندھ رکھا تھا جو بارادہ شکار (اس کو پھانس چکا تھا) اور) وہ پھنس گئی تھی۔

یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَطْلِقْنِیْ اَعُدْ
بَعْدَ اِرْضَاعِیْ لِخِشْفٍ مُنْخَزِلْ

ترجمہ۔ اے خدا کے نبیؐ آپ مجھ کو کھول دیجئے۔ تاکہ میں اپنے ضعیف اور چھوڑے ہوئے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں۔

حَلَّھَا تَعْدُوْ وَتَتْلُوْا اَنَّہٗ
خَاتَمُ الرُّسُلِ وَحَلَّالُ الْعُضَلْ

ترجمہ۔ آپؐ نے اس کو کھول دیا تو وہ دوڑتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی چلی کہ آپؐ یقیناً آخری پیغمبرؐ اور مشکلوں کی گرہ کھول دینے والے ہیں۔

ثُمَّ عَادَتْ تَقْتَفِیْ اٰثَارَھَا
لِلْاِسَارِ مَا اَخَلَّتْ بِالْاَجَلْ

ترجمہ۔ پھر پچھلے پیروں لوٹ کر قید ہونے کے لئے آ گئی اور وعدے کی مدت میں کچھ بھی خلل نہ ڈالا۔

ثُمَّ خَلَّاھَا تَصِیْحُ فِی الْفَلَا
بِعُلُنِ التَّوْحِیْدِ جَھْرًا لَا تَمَلّ

ترجمہ۔ پھر آپ نے (باجازت شکاری) اس کو چھوڑ دیا کہ وہ جنگل میں چیخ چیخ کر توحید خداوندی کا اعلان کرتی اور نہ تھکتی تھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انسانوں کے لئے رحمت ہیں۔ ویسے ہی حیوانات کے لئے بھی رحمت ہیں۔

ایک اونٹ پر شفقت

وَالْبَعِیْرُ اِذْ اَرَادُوْا نَحْرَہٗ
جَاءَ وَالتَّجَابِیْنُ تَنْھَمِلْ

ترجمہ۔ ایک اُونٹ کے مالکوں نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو وُہ آپؐ کے پاس اشکبار آنکھوں سے آیا۔

ثُمَّ فِیْ اُذْنَیْہِ نَاجٰی مُفْصِحًا
مَا بِہٖ مِنْ اٰزِمَۃِ الْبَلْوٰی نَزَلْ

ترجمہ۔ اور وہ مصیبت گوش گزار کی جو اس پر پڑی تھی

فَاشْتَرَاہُ ثُمَّ خَلَّاہُ سُدًی
لَا یُعَنّٰی فَھُوَ مِنْ حُرِّ الْجَمَلْ

ترجمہ:۔ آپؐ نے اس کو لے کر بے مہار چھوڑ دیا۔ تو وہ آزاد ہو کر پھرنے لگا۔

یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے۔ جس کو طبرانی اور ابونعیم نے بروایت یعلیٰؓ بن مرہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ایک اونٹ کو چلاتے ہوئے دیکھا۔ اونٹ نے آپؐ کو سجدہ کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ہم کو سجدہ کرنے کا اونٹ کی نسبت زیادہ حق حاصل ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا۔ تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا۔ اب ان کے یہاں ایک تقریب ہے۔ تو انہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضورؐ نے اونٹ کے مالکوں سے یہ سر گذشت کہلا بھیجی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم اس نے بالکل سچ کہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تم اس کو میرے لئے چھوڑ دو۔ (چنانچہ چھوڑ دیا گیا)

ضروری نوٹ:۔ یہ دونوں واقعے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کی کتاب (لامیۃ المعجزات) سے لئے گئے ہیں۔

اپنے رحمت ہونے کے متعلق حضورؐ کا اپنا اعلان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَۃٌ مُّھْدَاۃٌ (رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ سوائے اس کے نہیں کہ میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بھیجی ہوئی رحمت ہوں

چھٹا پہلو

حضور انورؐ کا حلم اور مسکین نوازی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِہَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْلِیْ مِنْ مَالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَاءٍ (متفق علیہ)۔

ترجمہ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ نجران (مقام کا نام) کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ جس کے کنارے موٹے تھے۔ راستہ میں آپ کو ایک دیہاتی ملا۔ جس نے آپؐ کی چادر کو پکڑ کر اس قدر سختی سے اپنی طرف کھینچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینے کے قریب کھچ کر آگئے۔ میں نے دیکھا تو آپؐ کی چادر کے کنارے نے آپ کی گردن پر نشان ڈال دیا تھا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا۔ اے محمدؐ اللہ کا وہ مال جو تیرے پاس ہے مجھے اس میں سے دلا۔ آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر ہنسے۔ پھر آپؐ نے اس کو کچھ دیئے جانے کا حکم دیا۔

تعجب خیز حلم (بردباری)

کہاں سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کہاں ایک جاہل۔ آداب سے ناآشنا دیہاتی۔ اور پھر یہ بے ادبی کہ زبان سے تو عرض نہیں کرتا اور پچھلی طرف چادر مبارک اس قدر شدید جھٹکا دے کر کھینچتا ہے۔ کہ حضورؐ انورؐ اس کی چھاتی سے آکر لگ جاتے ہیں اور اتنا شدید جھٹکا دیا کہ حضورؐ انور کی چادر مبارک کے سخت کناروں کی رگڑ سے حضورؐ کے کندھے پر نشان پڑ گئے۔ اس کے علاوہ یہ بے ادبی کہ روکھا نام یا محمدؐ کہہ کر پکارتا ہے۔ اتنی شدید بے ادبی کرنے کے بعد امر کے لفظ سے مطالبہ کرتا ہے۔ جس طرح کوئی شخص اپنے ماتحت کو حکم دیتا ہے۔ کہ مجھے وہ مال دلا جو تیرے پاس ہے۔ بے ادبی وہ اور مطالبہ یہ۔ حضور انورؐ کے اخلاق حمیدہ کا کمال ملاحظہ ہو کہ آپ اسے دیکھ کر ہنس پڑے۔ گویا چہرے پر رنجیدگی کا ذرا اثر بھی ظاہر نہیں ہونے دیا اور ایسے بے ادب گنوار کی شفقت سے فرمائش پوری کر دی۔

برادرانِ اسلام

اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیے۔ پھر فیصلہ کیجیے کہ ہم میں سے کتنے کھرے محمدیؐ ہیں۔ اور کتنے کھوٹے ہیں اور کتنے اصلی محمدیؐ ہیں اور کتنے نقلی۔ اور کتنے سچے محمدیؐ ہیں۔ اور کتنے جھوٹے و ماعلینا الا البلاغ۔

ساتواں پہلو

حضورؐ انور کی بے نظیر سخاوت

عَنْ اَنَسٍ رضؓ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا یُعْطِیْ اِعْطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ انس رضؓ سے روایت ہے ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بکریاں مانگیں کہ جو دو پہاڑوں کے درمیانی نالہ کو بھر دیں۔ آپ نے اس کو اتنی ہی بکریاں دیدیں پھر وہ شخص اپنی قوم میں آیا اور کہا۔ اگر مسلمان ہو جاؤ تو خدا کی قسم محمد اتنا دیتے ہیں کہ پھر افلاس کا ڈر نہیں رہتا۔

کیا

حضور انورؐ کے سوا کوئی شخص اتنے مال سے محض حسبتہ للہ دستبردار ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کیونکہ مال میں تو دنیا دار کی جان ہوتی ہے۔ یہ پیغمبر ہی کی شان ہو سکتی ہے کہ سب کچھ راہ خدا میں دے کر خالی ہاتھ محض اپنے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ جائے۔

آٹھواں پہلو

حضورؐ انور کا خود تکلیف اٹھا کر مخلوق خدا کو راضی کرنا

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَۃِ بِاٰنِیَتِہِمْ فِیْہَا الْمَاءُ فَمَا یَأْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَہٗ فِیْہَا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ مدینہ (لوگوں کے) خادم اپنے برتن لے کر آجاتے تھے۔ جن میں پانی ہوتا تھا۔ پھر جو برتن بھی لاتے تھے۔ آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔" پھر بعض اوقات سردی کی (موسم کی) صبح کو آپ کے پاس آتے پھر بھی ان پانی کے برتنوں میں ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔"

باوجودیکہ

سردی کی موسم میں ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈبونے سے کتنی تکلیف ہوتی ہوگی اور یہ بھی پتہ نہیں کہ وہ برتن کتنے ہوتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انورؐ محض خلق اللہ کے دل خوش کرنے کے لئے اپنی جان کو یہ تکلیف پہنچاتے تھے۔

نواں پہلو

حضور انورؐ نے غصہ میں آکر نہ کبھی فحش لفظ منہ سے نکالے۔ نہ کسی پر لعنت کی اور نہ کبھی گالی دی

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَۃِ مَا لَہٗ تَرِبَ جَبِیْنُہٗ (رواہ البخاری) ترجمہ۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے نہ لعنت کرنے والے اور نہ گالیاں دینے والے تھے۔ جب آپؐ کو کسی پر غصہ آتا تو صرف اتنا فرماتے۔ کیا کرتا ہے۔ تیری پیشانی خاک آلود ہو۔

نتیجہ

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہر مسلمان کے لئے ضروری بلکہ اشد ضروری ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مذکورہ بالا حدیث شریف کے آئینے میں اپنا منہ دیکھے۔ پھر خود فیصلہ کرے کہ اصلی مسلمان ہے یا نقلی۔ کھرا مسلمان ہے یا کھوٹا سچا مسلمان ہے یا جھوٹا۔ وما علینا الا البلاغ۔

دسواں پہلو

حضور انور ؐ نے اپنے خون کے پیاسوں کے لئے بھی بد دُعا نہیں فرمائی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (رواہ مسلم) ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہؐ مشرکوں کے لئے تو بد دُعا فرمایئے۔ فرمایا۔ مجھ کو لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے۔ بلکہ مجھ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے

برادران اسلام

حضور انورؐ کی سیرت کے یہ پہلو فقط تبرک حاصل کرنے کے لئے نہ سنیں۔ بلکہ یوں خیال کیجیے کہ مبلغین دین نبویؐ میں سے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ۔ ادنیٰ سے ادنیٰ گنہگار مسلمان سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ سیرت کے یہ پہلو پیش کرکے آپ پر اتمام حجۃ کر رہا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن امام الانبیاءؐ کے حضور میں ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے پیش ہوں تو آپ کا فرض ہے کہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کیجئے۔

گیارہواں پہلو

حضور انورؐ گھر میں اپنے اہل و عیال کے کام بھی کرتے تھے

عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِهْنَةِ اَهْلِہٖ تَعْنِیْ خِدْمَةَ اَهْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ (رواہ البخاری) ترجمہ اسودؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے عائشہؓ سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا گھر کے کام میں ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ یعنی اپنے گھر والوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو نماز کو چلے جاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ باوجود اس مقام اعلےٰ پر پہنچنے کے جس کے متعلق یہ کہا جائے تو بالکل صحیح ہوگا۔ بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر پھر بھی مزاج میں کوئی تعلی نہیں ہے کہ اپنے گھر والوں کی کسی خدمت کو اپنے حق میں کسر شان سمجھیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہمیں بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایسے ہی حسن سلوک سے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

ورنہ

یاد رکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُن لیجیے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِہٖ ترجمہ۔ تم میں سے بھلا وہ آدمی ہے۔ جو اپنے بال بچوں کے حق میں بھلا ہو۔

یعنی

اپنے بال بچوں کے ساتھ جس کا سلوک اچھا نہیں ہے۔ وہ شریف یا بھلا مانس کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

بارہواں پہلو

حضور انورؐ کے اخلاق کی بلندی کبھی کسی کو نہیں مارا

ہاں میدان جہاد کے حالات اس سے مستثنیٰ ہیں

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِہٖ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ یُّجَاهِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا نِیْلَ مِنْهُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَهَكَ شَیْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ عورت کو اور نہ خادم کو۔ مگر جبکہ آپؐ خدا کی راہ میں جہاد کرتے تھے (تو اپنے ہاتھ سے دشمنوں کو مارتے تھے) اور جب آپؐ کو کوئی چیز پہنچتی (یعنی کسی سے تکلیف روحانی یا جسمانی) تو آپؐ اس کا انتقام نہ لیتے تھے۔ مگر جبکہ کوئی شخص خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو استعمال کرتا یا ممنوع کاموں کو کرتا تو آپ اس کی سزا دیتے تھے۔

تیرھواں پہلو

حضور انورؐ کے اخلاق اتنے بلند تھے کہ اگر خادم سے نقصان بھی ہو جاتا تو بھی اسے کچھ نہ کہتے

بلکہ یوں فرماتے کہ جب کوئی بات ہونے والی ہوتی ہے تو ہو کر رہتی ہے

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِیْنَ خَدَمْتُهٗ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا لَامَنِیْ عَلٰی شَیْءٍ قَطُّ اَتٰی فِیْہِ عَلٰی یَدَیَّ فَاِنْ لَامَنِیْ لَائِمٌ مِنْ اَهْلِہٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِیَ شَیْءٌ کَانَ۔ هذا لفظ المصابیح وروی البیہقی فی شعب الایمان مع تفسیر یسیر

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے آٹھ سال کی عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے اور دس سال تک آپؐ کی خدمت کرتا رہا ہوں لیکن آپؐ نے کبھی کسی چیز کے ضائع ہونے پر بھی مجھ کو ملامت نہیں کی اور آپؐ کے گھر والوں میں سے کوئی بھی اگر مجھ کو ملامت کرتا تو آپؐ فرما دیتے اس کو چھوڑ دو (ملامت نہ کرو) جب کوئی بات ہونے والی ہوتی ہے۔ ضرور ہو کر رہتی ہے۔

اخلاق عالیہ کی کتنی بلندی ہے۔

واقع یہ ہے کہ عموماً بچوں سے اپنی ناتجربہ کاری اور کم عقلی کے باعث غلطیاں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ ایسے حالات میں آپ جانتے ہیں کہ ماں باپ کو بھی بچوں کی اس قسم کی غلطیوں پر غصہ آ ہی جاتا ہے۔ غصہ میں آکر زبانی سرزنش تو ہر شخص اپنے بچوں کو کرتا ہی ہے اور ایسے انسان بھی بکثرت پائے جاتے ہیں کہ مارتے بھی ہیں مگر رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوصلے کا کمال دیکھئے۔ کہ دس سال کے عرصہ میں نہ کبھی خادم کو مارا اور نہ کبھی ڈانٹا۔ بلکہ حضورؐ کے گھر والوں میں سے کسی نے خادم کو کچھ کہا تو آپؐ نے فرمایا کچھ نہ کہو جو بات تقدیر میں مقدر ہوتی ہے۔ وہ ہو کر ہی رہتی ہے۔

چودھواں پہلو

حضور انورؐ کی مسلمان سے ہمدردی

عَنْ اَنَسٍ رضؓ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتَّبِعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيْفٌ رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان - ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اس طرح بیان کرتے تھے کہ آپؐ بیمار کی بیمار پرسی کرتے - جنازہ کے ساتھ جاتے - غلام کی دعوت قبول فرما لیتے اور گدھے پر سوار ہوتے تھے - خیبر کے دن میں نے آپؐ کو ایک گدھے پر سوار دیکھا - جس کی باگ کھجور کے پوست کی تھی -

حاصل

یہ ہے کہ حضور اقدسؐ کے مزاج میں نہ فخر تھا نہ کبر تھا - نہ مغلوب الغضب تھے - بلکہ عام مسلمانوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا اور ان کی ہر ممکن خدمت کرنا یہ حضورؐ کا عام معمول تھا -

اللھم اھدنا الصراط المستقیم وارزقنا اتباع نبیبک صلی اللہ علیہ وسلم بفضلک ورحمتک یا ارحم الراحمین ٥

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت لینا

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بیعت کی تھی۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی پر۔ صحیح بخاری

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ایک مسلم کے دوسرے مسلم پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا۔ بیمار کی عیادت کرنا۔ جنازے کے ساتھ جانا۔ دعوت قبول کرنا۔ اور چھینک آنے پر یرحمک اللہ (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہہ کے اس کے لئے دعائے رحمت کرنا۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۳ رجب المرجب سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں کئی طرح کی عبرتیں نصیحتیں ہیں

کیونکہ

اس سورۃ کے اخیر میں خود اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے (لَقَدۡ کَانَ فِیۡ قَصَصِہِمۡ عِبۡرَۃٌ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ) سورہ یوسف ع ۱۲ - پ ۱۳ - ترجمہ - البتہ تحقیق اُن کے قصّہ میں عقلمندوں کے لئے عبرت (نصیحت) ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی یہ کوئی افسانہ یا ناول نہیں تاریخی حقائق ہیں جن سے عقلمندوں کو سبق لینا چاہیئے

اس اعلان الٰہی

کی بنا پر مسلمانوں کو بالعموم اور علماء کرام کو بالخصوص سوچنا چاہیئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں ہمارے لئے کون کون سی عبرتیں (نصیحتیں) ہیں اسی نقطۂ نگاہ سے آج برادران اسلام کی خدمت میں اپنی سمجھ کے مطابق کچھ نصائح عرض کرنا چاہتا ہوں - وَاللّٰہُ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ترجمہ - اللہ تعالےٰ جس کے لئے چاہے اسے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرما دیتا ہے۔

پہلی

اللہ تعالےٰ بعض اوقات اپنے مقبول بندوں کو ان کے آئندہ پیش آنے والے حالات کے متعلق بذریعہ خواب اطلاع دے دیتا ہے - چنانچہ حضرت یوسفؑ کے خواب کی تعبیر حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی فرمائی ہے کہ بیٹا آئندہ چل کر تمہیں اللہ تعالےٰ اپنے دادا (اسحٰق علیہ السلام) اور پڑدادا (ابراہیمؑ) والی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔

ان تحریر کردہ سطور کا ثبوت ملاحظہ ہو

حضرت یوسف علیہ السّلام کا خواب

(اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡہِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ۝) (سورہ یوسف رکوع ۱ پ ۱۲ - ترجمہ - جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ بیشک میں نے (خواب میں) دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السّلام کی تعبیر

(وَکَذٰلِکَ یَجۡتَبِیۡکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ وَیُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَعَلٰۤی اٰلِ یَعۡقُوۡبَ کَمَاۤ اَتَمَّہَا عَلٰۤی اَبَوَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ اِبۡرٰہِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ ط اِنَّ رَبَّکَ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ۝) سورۃ یوسف رکوع ۱ پ ۱۲ - ترجمہ - اور اسی طرح تیرا رب تجھ کو برگزیدہ کریگا - اور تجھ کو باتوں کے ٹھکانے پر لگانا سکھلائے گا - اور اپنا انعام تجھ پر اور یعقوبؑ کے گھر پر پورا کریگا جیسا تیرے دو باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ پر پورا کیا ہے بے شک تیرا رب جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس خواب کی عملی تعبیر سورۃ یوسف کے رکوع ۱۱ میں

فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰی یُوۡسُفَ اٰوٰۤی اِلَیۡہِ اَبَوَیۡہِ وَقَالَ ادۡخُلُوۡا مِصۡرَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ ط وَرَفَعَ اَبَوَیۡہِ عَلَی الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَہٗ سُجَّدًا ج وَقَالَ یٰۤاَبَتِ ہٰذَا تَاۡوِیۡلُ رُءۡیَایَ مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَعَلَہَا رَبِّیۡ حَقًّا ط وَقَدۡ اَحۡسَنَ بِیۡۤ اِذۡ اَخۡرَجَنِیۡ مِنَ السِّجۡنِ وَجَآءَ بِکُمۡ مِّنَ الۡبَدۡوِ مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ نَّزَغَ الشَّیۡطٰنُ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ اِخۡوَتِیۡ ط اِنَّ رَبِّیۡ لَطِیۡفٌ لِّمَا یَشَآءُ ط اِنَّہٗ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ۝ (سورۃ یوسف ع ۱۱ - پ ۱۳ - ترجمہ پھر جب یوسف علیہ السلام پر داخل ہوئے - اپنے پاس اپنے ماں باپ کو جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو - اللہ نے چاہا تو (مصر میں) امن سے رہنے والے ہوں گے اور اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور اس کے سامنے سب سجدہ میں گرے اور کہا اے باپ کہ یہ میرے اس پہلے خواب کی تعبیر ہے - اس کو میرے رب نے سچ کر دکھایا اور اس نے مجھ پر احسان کیا۔ جب مجھے قید خانہ سے نکالا اور تمہیں گاؤں سے لے آیا - اس کے بعد کہ شیطان مجھ میں اور میرے بھائیوں میں جھگڑا ڈال چکا تھا - میرا رب جو کرنا چاہتا ہے تدبیر سے کرتا ہے - بیشک وہی خبردار حکمت والا ہے۔

خواب کی تعبیر

ہر شخص نہیں کر سکتا - یہ بھی ایک خاص قسم کا ملکہ ہوتا ہے - جس کو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے - عطا فرماتا ہے - میرے احباب جب کبھی اپنے خوابوں کی تعبیر مجھ سے دریافت کرتے ہیں - میں صاف طور پر کہہ دیتا ہوں کہ بھائی مجھے یہ فن نہیں آتا۔

میرے بیان کی تائید

حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ خوشخبری سنائی ہے (وَیُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ) اس فقرے کا ترجمہ ابھی اوپر لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے - چنانچہ ان حضرات میں سے ایک حضرت یوسف علیہ السلام بھی تھے۔

شیخ الاسلامؒ کے حواشی

مذکورۃ الصدر آیت پر حضرت مولانا

شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی مزید وضاحت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں "یعنی جس طرح ایسا اچھا خواب دکھلایا۔ اسی طرح محض جاذبہٴ رحمت سے اپنی بارگاہ قرب میں تجھ کو خصوصی مقام عطا فرمائے گا۔ چنانچہ نبوت عطا فرمائی۔ اور طرح طرح کی ظاہری اور باطنی نوازشیں کیں۔ مثلاً تعبیر رؤیا۔ مثلاً خواب سن کر اس کے اجزاء کو ذہانت اور فراست سے ٹھکانے پر لگا دینا۔ یا ہر بات کے موقعہ و محل کو سمجھنا اور معاملات کے عواقب و نتائج کو فوراً پرکھ لینا۔ یا خدا اور پیغمبروں کے ارشادات اقوام و امم کے قصص اور کتب منزلہ کے مضامین کی تہ تک پہنچ جانا یہ سب چیزیں "تاویل الاحادیث" کے تحت میں مندرج ہو سکتی ہیں (اور) اُخروی نعمتوں کے ساتھ دنیوی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ نبوّت کے ساتھ بادشاہت میں حصہ دیگا۔ اور شدائد و محن سے نجات دے کر خوشحالی و فراغ بالی کی زندگی نصیب کرے گا۔ یعقوبؑ کے گھرانے کو دنیوی مکروہات اور مادی تکلیفوں سے رہائی دے گا۔ اور آئندہ ان کی نسل سے بڑے بڑے پیغمبر اور بادشاہ پیدا کرے گا۔ اور حضرت یعقوب (علیہ السلام) نے تواضعاً اپنا نام نہیں لیا۔ اپنے والد اسحاقؑ اور انکے والد حضرت ابراہیمؑ کا ذکر فرمایا۔ حضرت ابراہیمؑ کو خدا نے اپنا خلیل اور نبی بنایا۔ ان کے دشمن نمرود کو ہلاک کیا۔ آگ کے شعلوں کو ان کے لئے گلزار بنا دیا۔ حضرت اسحاق (علیہ السلام) کو نبوّت عطا کی۔ پھر ان کے صلب سے حضرت یعقوب (علیہ السلام) جیسا نبی پیدا کیا۔ جس سے تمام انبیائے بنی اسرائیل کا سلسلہ چلا۔ حدیث صحیح میں ہے۔ الکریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم۔ (تنبیہ) حضرت یعقوبؑ نے جو پیش گوئی کی اس کا کچھ حصہ تو غالباً حضرت یوسفؑ کے خواب سے سمجھے۔ اور اس سے کہ اتنی چھوٹی عمر میں ایسا موزوں و مبارک خواب دیکھا اور کچھ حضرت یوسفؑ کے خصائل و شمائل سے یا وحی الٰہی کے ذریعہ سے مطلع ہوئے ہوں گے۔

دوسری (عبرت)

اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓی اَبِیْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ ۚۖ ۝ اقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۲۔ پ ۱۲۔

ترجمہ۔ جب انہوں نے (بھائیوں نے) کہا۔ البتہ یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارا ہے۔ حالانکہ ہم ان سے زیادہ قوت والے ہیں۔ بیشک ہمارا باپ صریح غلطی میں ہے

اللہ تعالےٰ اپنے تجویز کردہ کام کو

دنیا کے سلسلہ اسباب کے ذریعہ سے پورا کیا کرتا ہے۔ چنانچہ یہی چیز جو میں نے عرض کی ہے۔ حضرت مولانا الشاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں نہایت وضاحت سے بیان فرمائی ہے۔ اہل علم حضرات بآسانی اس میں دیکھ سکتے ہیں۔

مذکورۃ الصدر آیات

میں اسی قاعدہ پر عمل ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی میں یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ "اور اخروی نعمتوں کے ساتھ دنیوی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ نبوت کے ساتھ بادشاہت میں حصہ دے گا۔ اور شدائد و محن سے نجات دے کر خوشحالی و فراغ بالی کی زندگی نصیب کرے گا۔

پہلے شدائد و محن

یعنی بہت زیادہ سخت مصیبتوں کا دور آئے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ ایسی سرفرازی عطا فرمائے گا کہ بادشاہت میں بھی حصہ مل جائے گا۔

چونکہ

سرزمین شام میں تو کوئی بادشاہی نہیں ہے۔ جس میں حضرت یوسفؑ کو حصہ مل سکے اور شام سے قریب تر بادشاہی مصر کی ہے۔ اب اللہ تعالےٰ حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں پہنچا کر وہاں کی بادشاہت میں حصّہ دار بنانا چاہتے ہیں۔ اب مصر میں پہنچانے کی تدبیر یہ ہوتی ہے کہ (حضرت الشاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قاعدہ کے مطابق) سوتیلے بھائیوں کے دلوں میں حسد ڈال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ سے جدا کرایا جاتا ہے۔ اگر اور کوئی اجنبی شخص حضرت یوسف علیہ السلام کو اکیلا علیحدہ لے جانے کی درخواست کرتا۔ تو شاید یہ کبھی نہ مانتے۔ اب یوسفؑ کے بھائی اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ اب یہ فطرتی چیز ہے کہ باپ ان دس بیٹوں کی درخواست کو شفقت پدری کے لحاظ سے ماننے کے لئے مجبور ہو گیا ہے۔

بھائیوں کی درخواست ملاحظہ ہو

(قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَ یَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝) یوسف ع ۲۔ پ ۱۲

ترجمہ۔ انہوں نے کہا اے ہمارے باپ کیا بات ہے کہ تو یوسف کے متعلق ہمارا اعتبار نہیں کرتا اور ہم تو اس کے خیرخواہ ہیں۔ کل کو اسے ہمارے ساتھ بھیج تاکہ خوب کھائے اور کھیلے اور البتہ ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف سے ایک خطرہ کا پیش کرنا

(قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۲ پ ۱۲) فرمایا۔ مجھ کو اس بات کا غم ہے۔ کہ تم اس کو لے جاؤ اور اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے غافل ہی رہو۔ (یعنی تمہیں پتہ بھی نہ لگے اور بھیڑیا اسے ہڑپ کر جائے)

بیٹوں پر شفقت نے باپ کو مجبور کر دیا

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۲۔ پ ۱۲۔ ترجمہ۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس کو بھیڑیا کھا گیا اور ہم ایک طاقتور جماعت ہیں (ایسی صورت میں) بیشک ہم البتہ نقصان اٹھانیوالے ہونگے (یعنی یہ ناممکن ہے کہ ہم دس جوانوں کی جماعت کے ہوتے ہوئے بھیڑیا یوسفؑ

کو کھا جائے، بالآخر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے دس بیٹوں کے ساتھ حضرت یوسفؑ کو جنگل میں بھیجنا منظور فرمالیا۔ (حضرت شاہ صاحبؒ کے اصول کے مطابق اللہ تعالےٰ نے اپنی تقدیر کو اپنی حسن تدبیر سے کامیاب فرماہی لیا۔

تیسری عبرت

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم تھے، انکے علاوہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے گناہوں سے معصوم رکھ سکتا ہے ورنہ پیغمبر زادوں کا بھی خطاؤں سے معصوم ہونا ضروری نہیں ہے

اس کی شہادت ملاحظہ ہو

کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ایک غلط بات بناکر باپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں

(وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۲۔ پ ۱۲۔ ترجمہ۔ اور اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے روتے ہوئے آئے (آکر) کہا۔ اے ہمارے باپ ہم ایک دوسرے سے آگے نکلنے کو دوڑنے لگے اور ہم نے یوسفؑ کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا۔ پھر اس کو بھیڑیا کھا گیا اور تو ہمارے کہنے پر یقین تو نہیں کرے گا (کیونکہ ان کے دل میں خود چور ہے کہ یہ ایک غلط بات کہہ رہے ہیں۔ اور اس کے کرتے پر لہو لگا کر ایک غلط بات بنا کر لائے (یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا (یہ ہرگز نہیں ہوسکتا) بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہیں بنادی ہے۔ اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو۔

میرا تجویز کردہ عنوان ثابت ہوگیا

سطور بالا کو غور سے پڑھیئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے ایک من گھڑت قصہ بنا کر اپنے والد ماجد کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جن میں ان سے دو خطائیں ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے اور دوسری یہ کہ یوسف علیہ السلام کے کرتے پر کسی ذبح شدہ جانور کا خون لگا کر لائے ہیں

اور کہتے یہ ہیں کہ یہ یوسفؑ کا خون ہے

سنتے ہی رد کردیا

حضرت یعقوبؑ نے ان کا بیان سنتے ہی رد کردیا اور فرمایا کہ تمہارے دلوں نے تمہیں ایک بات بتادی ہے۔ ورنہ اصلیت یہ نہیں ہے۔ واقعہ بھی یہی ہوسکتا ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سن کر اس کی تعبیر عجیب فرما چکے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دربار الٰہی میں فلاں فلاں عزت کے مقام نصیب ہوں گے تو وہ اس بناوٹی قصے کو کیسے مان سکتے ہیں

چوتھی عبرت

اللہ تعالےٰ اپنی تقدیر پوری کرنے کیلئے اسباب خود مہیّا کرلیتا ہے مثلاً

اللہ تعالےٰ کی تقدیر میں ایک شخص کی موت اس طرح پر مقدر ہے کہ اونٹ سے گر کر مرے گا حالانکہ یہ شخص کسی بہت بڑے شہر میں رہنے والا ہے جہاں آمد و رفت یا ٹانگے پر ہوتی ہے یا موٹر پر یا ریل گاڑی پر۔ اب دیکھئے کہ تقدیر الٰہی غالب آتی ہے۔ وہ شخص کسی کام کیلئے اپنے شہر سے دور کسی شہر کی طرف جاتا ہے۔ جب اسٹیشن سے اترتا ہے تو اسٹیشن سے اس شہر تک جانے کے لئے (جو پانچ میل پر ہے) اونٹ ہی کی سواری ملتی ہے۔ اب وہ ناچار ہو کر اونٹ پر سوار ہوتا ہے۔ راستہ میں اونٹ جا رہا تھا کہ آگے سے کوئی برات آرہی تھی تو برات والوں نے اپنے شوق سے ڈھول بجایا۔ اونٹ ڈر گیا اور ڈر کر اچھلنا کودنا شروع کردیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ شخص اونٹ سے گر گیا اور گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور فوراً ہی اس کی موت واقع ہوگئی۔ اب اس ناگہانی واقعہ کا بظاہر تو مجرم کوئی نہیں ہوگا نہ اونٹ والا نہ ڈھول والا۔ کیونکہ ڈھول کی آواز سے سب اونٹ تو اچھلتے نہیں۔ کیونکہ کئی اونٹ اس آواز کے سننے کے عادی ہوتے ہیں۔ مجرم تو کوئی نہیں ہوگا۔ مگر دیکھ لیجیے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تقدیر پوری کرنے کے لئے ایک سبب پیدا کرلیا۔ بعینہ اسی طرح تقدیر الٰہی

حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں پہنچانے کے لئے تدبیریں کرتی ہے

تدبیر اوّل

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۲۔ پ ۱۲۔ ترجمہ۔ اور ایک قافلہ آیا۔ پھر اپنا پانی بھرنے والا بھیجا۔ اس نے اپنا ڈول لٹکایا۔ کہنے لگا۔ کیا خوشی کی بات ہے۔ یہ ایک لڑکا ہے اور اس کو تجارت کا مال سمجھ کر چھپا لیا اور اللہ جاننے والا تھا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔

شیخ الاسلامؒ کی زبانی واقعہ کی تفصیل

ملاحظہ ہو حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس کنوئیں کے واقعہ کی یوں تفصیل فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ تین روز تک یوسف علیہ السلام کنوئیں میں رہے۔ قدرت الٰہی نے حفاظت کی۔ ایک بھائی یہودا کے دل میں ڈال دیا کہ وہ ہر روز کنوئیں میں کھانا پہنچا آتا تھا۔ ویسے بھی سب بھائی خبر رکھتے تھے کہ مریں نہیں۔ کسی دوسرے ملک کا مسافر نکال کرلے جائے تو ہمارے درمیان سے یہ کانٹا نکل جائے۔ سچ ہے "گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است" ترجمہ (سعدی ایک پھول ہے اور دشمنوں کی آنکھ میں کانٹا ہے) مدین سے مصر کو جانے والا ایک قافلہ ادھر سے گذرا۔ انہوں نے کنواں دیکھ کر اپنا آدمی پانی بھرنے کو بھیجا۔ اس نے ڈول ڈالا تو حضرت یوسفؑ چھوٹے تو تھے ہی ڈول میں ہو بیٹھے اور رسّی ہاتھ سے پکڑ لی۔ کھینچنے والے نے نکالا حسن و جمال دیکھ کر بے ساختہ خوشی سے پکارا کہ یہ تو عجیب لڑکا ہے۔ بڑی قیمت کو بکیگا کھینچنے والے نے اس واقعہ کو دوسرے ہمراہیوں سے چھپانا چاہا کہ اوروں کو خبر ہوگی تو سب شریک ہو جائیں گے۔ شاید یہ ظاہر کیا کہ یہ غلام اس کے مالکوں نے مجھ کو دیا ہے تاکہ مصر کے بازار میں فروخت کروں۔ بھائی تو بے وطن کرنا چاہتے تھے اور قافلہ والے بیچ کر دام وصول کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ اور خدا تعالےٰ خزائن مصر کا مالک بنانا چاہتا تھا۔ وہ اگر چاہتا تو ان کارروائیوں کو ایک سیکنڈ میں روک دیتا لیکن اس کی مصلحت تاخیر میں تھی۔ اس لئے سب چیزوں کو جانتے اور دیکھتے ہوئے انہیں ڈھیل دی گئی۔

تدبیر دوم

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ

مَعْدُوْدَةٍ ج وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ۝
سورہ یوسف ع ۲ - پ ۱۲ - ترجمہ - اور اس کو بھائی ناقص قیمت پر بیچ آئے - گنتی کی چونیوں پر اور وہ اس سے بیزار ہو رہے تھے ۔

شیخ الاسلام کا بیان ملاحظہ ہو -

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں - یعنی "اس قدر ارزاں بیچنے سے تعجب مت کرو - وہ اتنے بیزار تھے کہ مفت ہی دے ڈالتے تو مستبعد نہ تھا جو پیسے مل گئے - غنیمت سمجھا بعض مفسرین کہتے ہیں - آیت میں اس بیع کا ذکر ہے - جو قافلہ والوں نے مصر پہنچ کر کی - اگر ایسا ہو تو کہا جائے گا کہ پڑی ہوئی چیز کی قدر نہ کی (کیونکہ وہ مفت ملی تھی) اور یہ اندیشہ رہا کہ پھر کوئی آ کر دعوے نہ کر بیٹھے - نیز آبق (بھگوڑا) ہونے کا عیب سن چکے تھے - اس لئے سستے داموں بیچ ڈالا - والظاہر ہو الاوّل واللہ اعلم

پانچویں عبرت

وہی یوسف علیہ السلام جو ملک شام میں غلام ہونے کی حیثیت سے ایک چونی کی قیمت پر بکے تھے - اللہ تعالےٰ نے مصر میں پہنچا کر مدار المہام (سلطنت مصر کے نظام کے کرتا دھرتا) کے ہاں پہنچایا - اور اس نے اپنا بیٹا بنا لیا - آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں - کہ سلطنت مصر کے رکن اعظم کا بیٹا ہونیکے لحاظ سے حضرت یوسف علیہ السلام کی کتنی عزت بڑھ گئی ہوگی - اب لوگ ان کا احترام ایسا کرتے ہیں - جیسا شہزادوں کا کیا جاتا ہے ۔

اس پانچویں عبرت کا حاصل

یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انسان کو فرش سے اُٹھا کر سلطنت کے تخت پر بٹھا سکتا ہے - چنانچہ تیرھویں پارہ کے پہلے رکوع میں یہ اعلان آ رہا ہے - (وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ) ترجمہ اور بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس لے آؤ - میں اس کو اپنے کام میں خالص کر سکوں - مولانا شبیر احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں یعنی میرا مشیر خاص رہے گا -

کیا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ نہیں ہے

کہ وہی شخص جو ایک چونی پر غلام ہو کر بکا تھا - مملکت مصر کے نظام سلطنت کے چلانے میں شاہ مصر کا جوڑی دار بنا دیا گیا ہے - یعنی اسکی رائے مملکت مصر کے چلانے میں شاہ مصر کی رائے کے مساوی ہے و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ علیٰ ما یشاء قدیر -

اس بلند مقام پر پہنچنے سے پہلے دو امتحانوں میں کامیابی

ابھی جو میں نے عجیب کرشمہ کے نام سے مضمون عرض کیا ہے - اس بلند مقام پر پہنچنے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کو دو امتحان پیش آئے ہیں - اور وہ دو امتحان ایسے ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل والا انسان ہی کامیاب ہو سکتا ہے - ورنہ عام انسانوں کی مجال نہیں کہ کامیاب ہو سکیں -

پہلا امتحان
عزیز مصر کی بیگم کا یوسفؑ پر بہتان

(وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) سورہ یوسف ع ۳ - پ ۱۲ - ترجمہ - اور جب پہنچ گیا یوسفؑ اپنی جوانی کو ہم نے اُسے حکم اور علم دیا اور نیکی والوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا - اپنا جی تھامنے سے پھسلایا (تاکہ اس عورت کا کہا مان جائے) اور دروازے بند کر دیئے اور (عورت نے) کہا شتابی کر (یوسفؑ نے) کہا - وہ عزیز میرا مالک ہے (اس نے) مجھ کو اچھی طرح رکھا ہے - بیشک جو لوگ بے انصاف ہوں وہ بھلائی نہیں پاتے اور البتہ تحقیق اس عورت نے اس کا ارادہ کر لیا تھا - اور اگر نہ ہوتا - یہ کہ اپنے رب کی قدرت دیکھی تو (یوسف علیہ السلام) اس کا ارادہ کر لیتے - یوں ہی ہوا - تاکہ ہم اس سے برُائی اور بے حیائی ہٹا لیں - بیشک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے -

چھٹی عبرت

آیات کے ترجمہ کی گذشتہ سطور سے یہ عبرت حاصل ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کو جب گناہ کی طرف مائل کرنے والے اسباب گھیرا ڈال لیتے ہیں تو وہ حضرات بارگاہ الٰہی میں تہ دل سے دعا کرتے ہیں - کہ اے اللہ میں تو اس برُائی کرنے سے سخت بیزار ہوں تو محض اپنے فضل سے مجھے اس گناہ سے بچا - اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کی دستگیری کرتی ہے اور ایسے اسباب مہیا ہو جاتے ہیں کہ وہ اس گناہ سے بچ نکلتے ہیں - جیسا کہ حضرت یوسفؑ اس خطرناک موقعہ سے بچ نکلے - مجھے اس قسم کے بعض واقعات معلوم ہیں - مضمون کی طوالت کے لحاظ سے عرض نہیں کرنا چاہتا

ساتویں عبرت

اللہ تعالےٰ اپنے مقبول بندوں کی مصیبتوں میں ضرور امداد فرماتا ہے - عزیز مصر کی بیگم کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کی شہادت ملاحظہ ہو - جن سے یقین ہو جاتا ہے کہ عزیز کی بیگم مجرم ہے اور حضرت یوسفؑ بالکل بری الذمہ ہیں -

شہادت ملاحظہ ہو

(وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـــِٕيْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۳ پ ۱۲

ترجمہ - اور عورت کے لوگوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی - اگر اس کا کُرتہ آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے - اور اگر اس کا کُرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے - پھر جب عزیز نے اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا - کہا بیشک یہ تم عورتوں کا ایک فریب ہے - البتہ تمہارا فریب بڑا ہے - یوسفؑ اس ذکر کو جانے دے اور (اے) عورت تو (خدا) سے اپنا گناہ بخشوا تو ہی گنہگار تھی -

نتیجہ

دیکھ لیجئے نتیجہ وہی ہے جو میں نے چھٹی عبرت کے نام سے ذکر کیا - اللہ تعالیٰ کی امداد نے حضرت یوسفؑ کا دامن کیسا پاک کر دکھایا ہے

یہ گواہ کون تھا

اسکی تفصیل شیخ الاسلام رح کی تحریر سے ملاحظہ ہو

"عورت نے الزام یوسف (علیہ السلام) پر رکھا کہ اس نے مجھ سے یہ ارادہ کیا۔ ایسے شخص کی سزا یہ ہونی چاہیئے کہ جیلخانہ بھیجا جائے یا کوئی اور سخت مار پڑے اب یوسف ع کو واقعہ ظاہر کرنا پڑا کہ عورت نے میرے نفس کو بے قابو کرنا چاہا۔ میں نے بھاگ کر جان بچائی۔ یہ جھگڑا ابھی چل رہا تھا۔ کہ خود عورت کے خاندان کا ایک گواہ عجیب طریقہ سے یوسف (علیہ السلام) کے حق میں گواہی دینے لگا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیر خوار بچہ تھا۔ جو خدا کی قدرت سے حضرت یوسف علیہ السلام کی براءت و وجاہت عند اللہ ظاہر کرنے کو بول پڑا اور بعض علماء کہتے ہیں کہ بچہ نہیں کوئی مرد دانا تھا۔ جس نے ایسی پتہ کی بات کہی۔ واللہ اعلم۔ (اگر گواہ شیر خوار بچہ تھا۔ جیسا کہ بعض معتبر روایات میں ہے۔ تب تو اس کا بولنا اور ایسی گواہی دینا جو انجام کار یوسف ع کے حق میں مفید ہو۔ خود مستقل دلیل یوسف ع کی سچائی کی تھی۔ کرتہ کا آگے یا پیچھے سے پھٹا ہونا شہادت سے بطور ایک علامت اور قرینہ کے سمجھنا چاہیئے اور اگر گواہ کوئی مرد دانا تھا تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خارجی طریقہ سے حقیقت حال پر مطلع ہو چکا تھا مگر اس نے نہایت دانائی سے ایسے پیرایہ میں شہادت دی۔ جو دفعتہً کسی کی جانبداری پر بھی محمول نہ ہو اور آخر کار یوسف (علیہ السلام) کی براءت ثابت کر دے۔ جو پیرایہ اظہار واقعہ کا اس نے اختیار کیا۔ وہ غیر جانبداروں کے نزدیک نہایت معقول تھا۔ کیونکہ اگر عورت کے دعوے کے موافق یوسف ع نے (معاذ اللہ) اس کی طرف اقدام کیا تو ان کا چہرہ عورت کی طرف ہوگا۔ تو ظاہر یہ ہے کہ کشمکش میں کرتہ بھی سامنے سے پھٹے اور اگر یوسف (علیہ السلام) کا کہنا صحیح ہے کہ عورت مجھ کو اپنی طرف بلاتی تھی۔ میں دروازہ کی طرف بھاگا۔ اس نے پکڑنے کے لئے میرا تعاقب کیا تو کھلی ہوئی بات ہے کہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں یوسف ع اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔ بلکہ ادھر سے پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے تھے۔ بہر حال جب دیکھا گیا کہ کرتہ آگے سے نہیں۔ پیچھے سے پھٹا ہے تو عزیز نے سمجھ لیا کہ یہ سب عورت کا مکر و فریب ہے۔ یوسف ع قصور وار نہیں چنانچہ اس نے صاف کہہ دیا۔ کہ زلیخا کی پُر فریب کارروائی اسی قسم کی ہے جو عموماً عورتیں کیا کرتی ہیں۔ اس نے (عزیز مصر نے) (یوسف علیہ السلام) سے استدعا کی کہ جو ہونا تھا ہو چکا۔ آئندہ اس کا ذکر مت کرو کہ سخت رسوائی اور بدنامی کا موجب ہے اور عورت سے کہا کہ یوسف سے یا خدا سے اپنے قصور کی معافی مانگ یقیناً قصور تیرا ہی ہے۔

بُرہان رب سے کیا مراد ہے

قرآن مجید کی آیت ہیں (وھم بہا لولا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ) ترجمہ اور یہ ہوتا کہ دیکھی قدرت اپنے رب کی تو یوسف ع بھی (شاید) ارادہ کر ہی لیتے ۞ برہان کے متعلق حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کا بیان ملاحظہ ہو۔ "برہان دلیل و حجت کو کہتے ہیں۔ یعنی اگر یوسف علیہ السلام اس وقت اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے تو قلبی میلان پر چل پڑتے۔ دلیل کیا تھی۔ زنا کی حرمت و شناعت (برائی) کا وہ عین الیقین جو حق تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا یا وہی دلیل جو خود انہوں نے زلیخا کے مقابلہ میں اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ کہہ کر پیش کی۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا کی قدرت سے اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نظر آئے کہ انگلی دانتوں میں دبائے سامنے کھڑے ہیں۔ بعض نے کہا کہ کوئی غیبی تحریر نظر پڑی جس میں اس فعل سے روکا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔"

بہر حال

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے اس موقعہ پر اپنی عصمت کو بچا سکے۔ ورنہ ایسے محیر العقول اسباب کے جمع ہو جانے پر اپنی عصمت اور عفت کو بچانا سوائے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے بڑا ہی مشکل بلکہ تقریباً محالات میں سے ہے۔ جبکہ مرد کی جوانی بھی پورے شباب پر ہو۔ اور ایک شاہی گھرانے کی عورت برائی پر پوری آمادہ ہو۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

آٹھویں عبرت

عالم شباب کی مرغوب ترین خواہش سے خوف خدا کے باعث اور اس کے مقابلہ میں جیلخانہ کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں رہنے کو ترجیح دینا یہ مقربین الٰہی کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان حضرات کی سی استقامت عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

مصلحت کی بنا پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا

بفضلہ تعالیٰ مجھے اس قسم کے چند واقعات معلوم ہیں۔ مگر مصلحت کی بنا پر کسی کا پردہ فاش کرنا نہیں چاہتا۔

بیگم عزیز مصر کا دو مرتبہ حضرت یوسف ع کی پاکدامنی کی شہادت دینا (پہلی مرتبہ)

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ (سورہ یوسف ع ۴ پ ۱۲)

ترجمہ اور اس شہر میں عورتیں کہنے لگیں۔ عزیز کی عورت اپنے غلام سے اس کے جی کی خواہش کرتی ہے۔ اس کا دل اس کی محبت میں فریفتہ ہو گیا ہے۔ ہم تو اس کو صریح خطا پر دیکھتی ہیں (یعنی اپنے ہی زر خرید غلام پر فریفتہ ہو جانا۔ بیگم عزیز کی شان کے شایاں نہیں ہے) پھر جب اس (بیگم عزیز) نے ان کا فریب سنا۔ (عورتوں کی گفتگو کو مکر و فریب کہا کہ مکاروں کی طرح چھپ چھپ کر یہ باتیں کرتی تھیں اور زلیخا پر طعن کر کے گویا اپنی پارسائی کا اظہار مقصود تھا۔ حالانکہ یوسف ع کے بے مثل حسن و جمال کا شہرہ جس عورت کے کان میں پڑتا تھا۔ اس کی دید کا اشتیاق دل میں چٹکیاں لینے لگتا تھا۔ کچھ بعید نہیں کہ زلیخا پر طعن و تشنیع اور نکتہ چینی کرنے والیوں کے دلوں میں یہی غرض پوشیدہ ہو کہ زلیخا کو غصہ دلا کر کسی ایسی حرکت پر آمادہ کر دیں جو یوسف (علیہ السلام) کے دیدار کا سبب بن جائے یا زلیخا کے دل میں اسکی نفرت بٹھا کہ اپنی طرف مائل کرنے کا موقعہ نکالیں اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ زلیخا نے بعض عورتوں کو اس معاملہ میں اپنا رازدار بنایا ہو۔ اس نے رازداری کی جگہ پردہ دری

اور خوردہ گیری شروع کر دی۔ بہر حال ان کی گفتگو کو لفظ "مکر" سے ادا کرنے میں بہت سے احتمالات ہیں۔ ہذہ السطور من حواشی الشیخ (فریب سننے کے بعد) ان کو بلوا بھیجا اور ان کے واسطے ایک مجلس تیار کی اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھری دی (یعنی پھل چیر کر کھانے کیلئے) اور کہا (اسے، یوسف) ان کے سامنے نکل آ۔ پھر جب اس کو دیکھا ششدر رہ گئیں اور (یوسف علیہ السلام کی دید میں محو حیرت ہو کر) اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہنے لگیں حاشا للہ کہ یہ شخص آدمی نہیں۔ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔ (زلیخا نے) کہا یہ وہی ہے کہ اس کے متعلق تم نے مجھ کو طعنہ دیا تھا۔ میں نے اس سے ہی لینا چاہا تھا۔ پھر اس نے تھام رکھا۔ اور بے شک جو میں اس کو کہتی ہوں اگر نہ کریگا تو ضرور قید میں پڑیگا اور بے عزت ہوگا۔

زلیخا کا یہ آخری حربہ تھا

کہ اگر میرا کہنا نہیں مانے گا تو قید کرا دوں گی اور یہ ذلیل ہو جائے گا۔

زلیخا کے مقابلہ میں پیغمبر خدا آیا ہوا ہے

اسکی استقامت کا ملاحظہ فرمائیے

(قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ) سورہ یوسف ع ۴ پ ۱۳۔ ترجمہ۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا۔ اے میرے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی طرف مجھ کو بلاتی ہیں۔

اس گناہ کی سزا کے مقابلہ میں جیلخانہ میں جانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا

بیگم عزیز تو بدکاری کی دعوت دے رہی ہے۔ جس کی سزا دوزخ ہے۔ جس کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ حصے زیادہ گرم ہے دنیا کی آگ ایک حصہ گرم ہے اور دوزخ کی آگ ۷۰ حصہ گرم ہے۔

یہ چیز محال ہے

کہ نعوذ باللہ پیغمبر خدا ہو کر اس سزا کے مقابلہ میں عزیز مصر کی بیگم کی درخواست مان لے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے محفوظ ہوتے ہیں۔

حضرت یوسفؑ کی عصمت کی بیگم عزیز کی طرف سے دوبارہ شہادت

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْــَٔــلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْــٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۷ پ ۱۲۔ ترجمہ۔ اور بادشاہ نے کہا جبکہ حضرت یوسفؑ دو امتحانوں میں کامیاب ہو چکے۔ پہلا عزیز مصر کے بہتان میں مبتلا ہونے کے بعد خود اسی کے زبان سے ثابت ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بالکل پاک ہیں اور اس معاملہ میں عزیز مصر کی بیگم خود مجرم تھی اور دوسرا امتحان جبکہ مصر کے بادشاہ کے خواب کی تعبیر کرنے میں مملکت مصر کے تمام عقلا عاجز رہے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے وہ تعبیر کی کہ جس کے باعث مملکت مصر کے باشندے ہلاک اور تباہ ہونے سے بچ گئے۔ شاہ مصر سمجھ گئے کہ میری مملکت میں یوسفؑ جیسا عقیل اور فہیم اور دانا اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ اس لئے اسی کو اپنے تمام امور میں مشیر بنا کر رکھنا چاہیئے۔

چنانچہ جب شاہ مصر کا نمائندہ

جیل خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس یہ پیغام لے کر پہنچا تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ پہلے ان عورتوں سے تو میرے متعلق دریافت کرو۔ میرا معاملہ انہیں کے ذریعہ سے صاف ہو سکتا ہے۔ معاملہ صاف ہو کر بری ہونیکے بعد جیل سے نکل سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ نمائندہ بادشاہ کے ہاں واپس گیا۔ اس وقت

بیگم عزیز اور دوسری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی شہادت دی وہ شہادت ملاحظہ ہو۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْــٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝) سورہ یوسف ع ۷ پ ۱۲۔ ترجمہ بادشاہ نے عورتوں کو کہا۔ کیا تمہاری کیا حقیقت ہے۔ جب تم نے یوسفؑ کو اس کے نفس کی حفاظت سے پھسلایا۔ انہوں نے کہا خدا کی پناہ، ہم نے اس میں کوئی برائی نہیں پائی (یعنی وہ بالکل پاک دامن ہے)۔ عزیز کی عورت بولی۔ اب سچی بات کھل گئی۔ میں نے اس کو اس کے نفس کے متعلق پھسلایا تھا اور وہ سچا ہے۔

بادشاہ نے اپنا مشیر خاص بنا لیا

(وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝) سورہ یوسف ع ۷ پ ۱۳۔ ترجمہ۔ اور بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اس کو اپنے کام میں خالص کر رکھوں۔ پھر جب (بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے) بات چیت کی۔ کہا واقعی تو نے آج سے ہمارے پاس معتبر ہو کر جگہ پائی۔

وضاحت کیلئے شیخ الاسلام کا حاشیہ ملاحظہ ہو

(بادشاہ) کچھ پہلے سے معتقد ہو چکا تھا۔ باتیں سن کر بالکل ہی گرویدہ ہو گیا اور حکم دیا کہ آج سے آپ ہمارے پاس نہایت معزز و معتبر ہو کر رہیں گے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اب عزیز کا علاقہ موقوف کیا (جو مصر کے داخلہ کے وقت آ رہا تھا)۔ اپنی صحبت میں رکھا۔

سردست انہیں آٹھ

عبرتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یہ آٹھ عبرتیں سورہ یوسف کے ساتویں رکوع تک کی عرض کی گئی ہیں۔ حالانکہ سورہ یوسف کے کل بارہ رکوع ہیں۔ اس لحاظ سے آخر سورۃ تک اور بھی کئی عبرتیں (نصیحتیں) پیش کی جا سکتی ہیں۔

مذکورۃ الصدر آٹھ عبرتوں سے عام فہم نتائج یہ نکلتے ہیں

پہلا نتیجہ

یہ نکلتا ہے کہ حقیقی امن اور چین کسی کو بھی اس دنیا میں نصیب نہیں ہو سکتا۔ بداخلاق بدکردار شریر الطبع انسان تو بجائے خود رہے بلکہ اللہ تعالٰے کے برگزیدہ اور پسندیدہ اور چیدہ بندوں کو بھی چین نصیب نہیں ہو سکتا حتٰی کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی اس دنیا میں چین نصیب نہیں ہو سکا۔ دوسرے انسانوں کے لئے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ انکی تکلیفیں گناہوں کے باعث ہوتی ہیں۔ مگر حضرات انبیاء علیہم السلام تو گناہوں سے معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ حتٰی کہ اس جہان میں جتنی انبیاء علیہم السلام پر تکلیفیں آتی ہیں۔ اتنی اور کسی پر نہیں آتیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَشَدُّ الْبَلَاءِ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ

ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ ؟ ترجمہ سب سے زیادہ تکلیفیں انبیاء (علیہم السلام) کو پیش آتی ہیں۔ اس کے بعد جوں جوں کوئی شخص اخلاق حمیدہ میں ان سے زیادہ قریب ہوگا۔ اسی قدر اس پر زیادہ تکلیفیں آئیں گی۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ دنیا امن اور چین کا حقیقی مقام نہیں ہے۔ راحت اور اطمینان کا اصلی مقام آخرت ہے۔ لہذا اس جہان میں راحت اور آرام کے سامان مہیا کرنیکی ضرورت ہے جو شخص وہ اسباب دنیا کی زندگی میں جمع کرکے ساتھ لے جائے گا۔ وہ اس جہان میں جا کر آرام پائے گا اور ان

سب اسباب کا گُر ایک ہی ہے

اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد پیدا ہونیوالے انسانوں کے لئے فقط یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی ہدایات کے سانچے میں اپنے آپ کو اس طرح ڈھالا جائے۔ جس طرح کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے آپ کو ڈھالا تھا۔

دوسرا نتیجہ

یہ ہے کہ چونکہ شیطان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ انسانوں کو آپس میں لڑایا جائے تاکہ انکی دنیا کی زندگی بھی بے چینی سے گزرے اور باہمی عداوتوں اور لڑائیوں کے باعث انکی آخرت بھی برباد ہو جائے اس لئے قاعدہ کلیہ ہے سوائے حضرات انبیاء علیہم السلام یا دوسرے اللہ تعالےٰ کے چیدہ اور برگزیدہ بندوں کے شاید ہی کوئی اور مستثنیٰ ہو۔ ورنہ ایک باپ کی اولاد میں پھوٹ ڈلواتا ہے اور ایک دوسرے کے خلاف حسد اور کینہ اور بغض کی آگ بھڑکاتا ہے۔

مثلاً

اگر ایک بھائی کو اللہ تعالےٰ نے آسودہ حال بنایا ہے۔ تو دوسرا بھائی اسکی آسودہ حالی کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتا اور اس کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میرے بھائی کو آسودہ حال بنایا ہے۔ اے اللہ میرے بھائی کو تو اور رزق عطا فرما اور اے اللہ تیرے خزانہ میں کوئی کمی نہیں ہے مجھے بھی اسیطرح آسودہ حال بنا دے

بلکہ اس تباہ حال

بھائی کا دل اسکی آسودگی کو دیکھ کر جلتا ہے اور عموماً (الا ماشاء اللہ) ایسا آدمی کوئی شاذ ہی ہوگا جو یہ تباہی نہ چاہتا ہو) وہ تنگدست بھائی یہ چاہتا ہے کہ میرے بھائی پر کوئی ایسی آفت آئے کہ وہ بھی میری طرح تنگدست اور تباہ حال ہو جائے۔ اسی کا نام حسد ہے

حسد کے متعلق ارشاد نبوی ؐ

ملاحظہ ہو (اِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ)؛ ترجمہ بے شک حسد (انسان کی) نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ چنانچہ

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں

سے جو کچھ بھی یوسف علیہ السلام کے متعلق کارروائی ہوئی اسی حسد کی بنا پر تھی۔

حسد کا علاج

یہ ہے کہ دل کو سمجھایا جائے کہ ہر شخص کے رزق کی تقسیم اللہ تعالےٰ نے خود فرمائی ہوئی ہے۔ اس لئے ہر شخص کو وہی رزق ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں مقدر ہے لہذا ہمارے بھائی کا ہماری تنگدستی کے سلسلہ میں کیا قصور ہے۔ یہ تو نہیں ہوا کہ رزق کی تقسیم اس کے اختیار میں تھی۔ اس نے خود زیادہ لے لیا اور ہمیں تھوڑا دیا۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر ہمیں اس پر اعتراض کرنے کا حق تھا۔ لہذا شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے بھائی کو کسی طرح مورد الزام نہ بنایا جائے اور اللہ تعالےٰ سے اپنے رزق کی وسعت کے لئے دل سے دعا کی جائے۔

تیسرا حصہ

باوجودیکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے اتنا ستایا تھا۔ پھر بھی جب حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اقتدار عطا فرمایا اور بھائی تباہ حال ہو کر ان کے پاس آئے تو رکھنے پر بل بھی نہ لائے اور انہیں ذرہ بھر نہیں جتلایا۔ بلکہ انکی تنگدستی پر رحم کھا کر اناج کی بوریاں بھر بھر کر دیں۔ اور ان کا روپیہ بھی واپس کر دیا۔ اللہ تعالےٰ ہم مسلمانوں کو بھی

یہ اخلاق عطا فرمائے

کہ خواہ برادری کتنا ہی دکھ دے اور تکلیف پہنچائے باینہمہ ہمیں ان کی دی ہوئی تکالیف کو بھلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بلکہ ان کی ہر ممکن خدمت کرنیکی توفیق دے آمین یا الہ العالمین

چوتھا نتیجہ

جس طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیگم عزیز مصر کی دعوت کو رد کرنے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ ہمیں بھی ایسے خطرناک مواقع میں اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بلکہ ہر ایسے دنیاوی نفع کو نظر انداز کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے آخرت کے برباد ہونے کا خطرہ ہو خواہ وہ دنیاوی نفع کروڑوں روپوں کا کیوں نہ ہو۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ان پیش کردہ عبرتوں سے ہمیں بھی مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہماری بھی باطنی اصلاح ہو جائے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح دنیا میں عزت پائیں اور ان کی طرح بارگاہ الٰہی میں بھی عزت اور رحمت کی نگاہ سے دیکھے جائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۳۰ر رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۹ر جنوری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْد

آج دنیا میں زندہ اور باقی مذہب فقط اسلام ہے

اس کا سبب

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ کتابوں میں سے مذہب اسلام کی آسمانی کتاب "قرآن مجید" فقط محفوظ ہے اور کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ جب تک اس کی آسمانی کتاب محفوظ نہ رہے۔ اور تو اور قریب تر کی آسمانی کتاب

انجیل بھی عیسائیوں کے ہاں محفوظ نہیں رہی

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر گئے ابھی ایک سو سال بمشکل گذرنے پایا تھا۔ جبکہ قسطنطین بادشاہ نے ایک نیس دکانفرنس) اس غرض کے لئے پادریوں کی بلائی تھی۔ تاکہ انجیل آسمانی ان بہت ساری انجیلوں میں سے منتخب کرکے بتلائیں۔ جو بہت سی دنیا میں پھیل گئی تھیں۔ پادریوں نے آکر سب انجیلوں کو ایک میز پر رکھ دیا اور کہا کہ اس میز کو ہلائیں۔ جو انجیل کا نسخہ سب سے پہلے گرے۔ وُہ آسمانی ہے۔

اس سے معلوم ہوا

کہ پادریوں میں بھی کوئی بھی حافظ نہیں تھا۔ اور نہ کوئی پادری یہ کہہ سکا کہ میرے پاس آسمانی انجیل کا نسخہ موجود ہے۔ اور وہ واقعی اور اصلی انجیل کا نسخہ ہے۔ حالانکہ انجیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سب آسمانی کتابوں کے اخیر میں نازل ہوئی تھی۔

بخلاف قرآن مجید کے

قرآن مجید کے دُنیا میں سینکڑوں حافظ ہر ملک میں موجود ہیں اور رہتے آئے ہیں۔ اگر کوئی ظالم بادشاہ بفرض محال قرآن مجید کے سب نسخے لے جائے۔ تو سینکڑوں حافظ قرآن مجید کو ایک دن میں لکھ کر پیش کر سکتے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

اللہ تعالےٰ کا ہر کام بے نظیر ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا تھا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ سورہ الحجر ع ۱۔ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اُتاری ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اپنے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی تمہارا استہزاء و تعنت اور قرآن لانے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن و حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو اس قرآن کے اُتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اسکی ہر قسم کی حفاظت کا ذمّہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیئت سے وہ اُترا ہے۔ بدوں ایک شوشہ یا زبر زیر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا۔ اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے مصئون رکھا جائیگا زمانہ کتنا ہی بدل جائے۔ مگر اس کے اصُول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زمانہ کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں۔ پر قرآن کی صوری و معنوی اعجاز میں اصلاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ الخ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قرآن مجید کے پہنچانے کا حکم

(یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ۝) سورہ المائدہ ع ۱۰ پ ۶۔ ترجمہ۔ اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے۔ اُسے پہنچا دے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اسکی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

رسول اللہ نے کافروں کو پہنچایا اس کا ثبوت

(وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝) سورۃ حٰم السجدہ ع ۴۔ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ اور کافروں نے کہا۔ اس قرآن کو نہ سنو۔ اور اس میں غل مچاؤ تاکہ تم غالب آ جاؤ۔ اس سابقہ آیت سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کافروں تک پہنچا دیا تھا۔ کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن مجید سناتے تھے۔ تب وہ غل مچاتے تھے۔

اور عیسائیوں اور یہودیوں کو قرآن مجید پہنچانے کا ثبوت

(قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ ط وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا ج فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝) سورۃ المائدہ ع ۱۰ پ ۶۔ ترجمہ کہدو۔ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں جب تک تم توراۃ اور انجیل اور جو چیز تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ قائم نہ کرو۔ ضرور ہے کہ یہ فرمان جو تم پر نازل ہوا ہے۔ ان میں سے اکثر کی سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھائے گا۔ مگر انکار کرنے والوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔

اس سے ثابت ہُوا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام قرآن یہود و النصارےٰ کو بھی پہنچا دیا تھا۔

بعثت نبویؐ کے وقت

دُنیا میں تین ہی قومیں آباد تھیں۔ بُت پرست اور یہود اور نصارےٰ تینوں قوموں کو تبلیغ قرآن کر دی گئی۔ بالفاظ دیگر

تبلیغ اسلام کر دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ عصمت کا پُورا کر دیا۔ کیونکہ آپ کو تبلیغ حق کرنے پر اللہ تعالےٰ نے عصمت کا وعدہ کیا تھا۔

اس خطبہ کی ابتداء سے اب تک جو بیان کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ جس کی دعوت مشرکین دنیا اور یہود و نصاریٰ کو دی گئی ہے۔ جس کا ثبوت ما قبل میں دیا جا چکا ہے۔

اب مسلمانوں سے کہا جاتا ہے

نمبر۱

(قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ) سورہ حٰم السجدہ ع ۵۔ پ۲۴۔ ترجمہ۔ کہدے (یہ قرآن) ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفاء ہے۔

نمبر۲

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝) سورہ الانعام ع ۲۰۔ پ۸۔ ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے آتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے

نمبر۳

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۱۱۔ پ۷ ترجمہ۔ اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں۔ اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

نمبر۴

(وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝) سورہ النحل ع ۱۲ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے۔ جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے اور وہ مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے

نمبر۵

(وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ) الایہ سورۃ المائدہ ع ۷ پ۶۔ ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر سچی کتاب اُتاری۔ جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنیوالی ہے اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے۔ سو تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور جو حق تیرے پاس آیا ہے۔ اس سے منہ نہ موڑ۔

لہذا

گذشتہ اس خطبہ میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے۔ کہ اول نمبر مسلمان خود قرآن مجید کا اتباع کریں اور

قرآن مجید کا اتباع کرنے میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل کو پیش نظر رکھیں یہی اتباعِ سنت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ۲۱۔ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ ہمیں حکم دے رہا ہے کہ رسول اللہ کا نمونہ اختیار کرو اسی لئے میں صاف طور پر کہا کرتا ہوں کہ جو شخص بھی منکر حدیث ہے۔ وہ منکر قرآن ہے اور جو منکر قرآن ہے۔ وہ خارج از اسلام ہے۔ لہذا اتباعِ قرآن تب ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ جب اتباع سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا جائے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کا مقصد پورا نہیں ہو گا۔ اور اتباع قرآن نہیں ہو گا۔ مثلاً نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج کے بہت سے مسائل ایسے ہیں۔ جب تک اتباع سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کریں معلوم ہی نہیں ہو سکتے۔

مسلمانوں کا فرض

نمبر۱

چونکہ آسمانی کتاب دنیا بھر میں فقط ان کے پاس موجود ہے۔ جسے قرآن مجید کے مقدس نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے اپنا معمول بہ بنائیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت آنے والی ہے اور قیامت کے دن حساب و کتاب ہو گا اور حساب و کتاب کی بنا انہیں دو چیزوں پر ہو گی کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو پیش نظر رکھ کر کہاں تک کی تھی۔

نمبر۲

مسلمانوں میں ایسے آدمی ضرور پیدا ہونے چاہئیں جو اس قرآن کے احکام کی تعمیل کے علاوہ مسلمانوں کو تبلیغ کیا کریں۔ تاکہ مسلمان کہلاتے ہوئے کہیں قرآن مجید کی مخالفت نہ کر بیٹھیں۔ اور قیامت کے دن انہیں شرمسار نہ ہونا پڑے اور تاکہ یہ مسلمان الٹا گناہگار ہوتے ہوئے اللہ تعالےٰ کو ملزم نہ بنائیں اور قیامت کے دن یہ نہ کہیں۔ "رَبَّنَا مَا جَاۗءَنَا مِنْ نَّذِيْرٍ" ترجمہ۔ اے رب ہمارے پاس تیری طرف سے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تھا۔

مبلغ دین کا طرزِ عمل

وہی ہونا چاہیئے جو انبیاء علیہم السلام کا ہُوا کرتا تھا۔ سورہ شعراء پارہ ۱۹ ع ۲ میں حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت ہود علیہ السلام۔ حضرت صالح علیہ السلام۔ حضرت لوط علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام سے اعلان کرایا گیا ہے کہ میں تم سے کسی قسم کا معاوضہ تبلیغ حق پہنچانے میں نہیں مانگتا۔ اور سورہ فرقان کے رکوع ۵ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا گیا ہے کہ میں تمہیں تبلیغ حق کرنے میں کسی قسم کا معاوضہ نہیں مانگتا۔ چنانچہ وہ اعلان ملاحظہ ہو۔ قُلْ مَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اَنْ يَّتَّخِذَ

اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا ۝ وَتَوَکَّلۡ عَلَی الۡحَیِّ الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِہٖ ؕ وَکَفٰی بِہٖ بِذُنُوۡبِ عِبَادِہٖ خَبِیۡرًا ۝) - سورہ الفرقان ع ۵ پ ۱۹ - ترجمہ - کہدو ہیں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا - مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ معلوم کرنا چاہے (فقط وہ میرے پاس آکر پوچھ لے اور تمہاری ضرورتیں کیسی پوری ہونگی) اور تم اس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو جو کبھی نہ مرے گا (وہ تمہاری ضرورتیں خود بخود پوری کرے گا) اور اس کی حمد اور تسبیح کرتے رہو اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے -

اس قسم کے مبلغین قرآن مجید

سے تبلیغ حق پوری ہوتی ہے تاکہ دنیادار یہ عذر نہ کر سکیں کہ ہم اس خطرہ کی بنا پر نہیں سنتے تھے تاکہ ہمیں کچھ دینا نہ پڑے و ما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ سے رزق حاصل کرنیکے دو طریقے

ایک تو یہ ہے جو عام لوگ استعمال کرتے ہیں وہ "مِنۡ حَیۡثُ یَحۡتَسِبُ" کہلاتا ہے مثلاً ایک سوداگر دو ہزار کا مال لا کر دکان میں رکھتا ہے - وہ جانتا ہے کہ لوگ ضرور آئیں گے اور اس مال کو خرید کر کے لے جائیں گے - مجھے بھی ضرور کچھ نفع دے کر ہی لے جائیں گے اور دوسرا رزق حاصل کرنے کا طریقہ "مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ" کہلاتا ہے - اسے عام اصطلاح میں توکل کہا جاتا ہے - اور یہ طریقہ عام طور پر اہل اللہ یعنے فقراء کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے - اسے توکل کہا جاتا ہے - قرآن مجید کے مبلغ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں - اس لئے انہیں دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے - و ما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

جائز معاملات میں مسلمان بھائیوں کی مدد کیجیے!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان بندے کو کسی ایسے موقع پر بے مدد چھوڑے گا جس میں اس کی عزت پر حملہ ہو، اور اس کی آبرو اتاری جاتی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ایسی جگہ اپنی مدد سے محروم رکھے گا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہش مند ہو گا۔ اور جو کسی مسلمان بندے کی ایسے موقع پر مدد اور حمایت کرے گا جہاں اس کی عزت و آبرو پر حملہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی مدد فرمائے گا جہاں وہ اس کی نصرت کا خواہش مند ہو گا۔ سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۷ر شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۵ر فروری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بعد

مسلمانوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع لازمی ہے

(وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۘ) ۔سورۃ الحشر ع ۱ پ ۲۸

ترجمہ۔ اور جو کچھ تمہارے پاس رسول لے کر آئے۔ پس تم اس کو پکڑ لو۔ اور جس چیز سے تمہیں منع کرے۔ اس سے باز آ جاؤ۔ اور ڈرو اللہ (تعالیٰ) سے۔ تحقیق اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

کے کچھ حالات بیان کئے جاتے ہیں۔ تاکہ مسلمان ان سے عبرت حاصل کریں۔

حضورؐ کی صداقت وامانت

جب آپ پچیس سال کے ہوئے۔ تو حضرت خدیجہ بنت خویلد جوکہ قریش میں ایک مالدار عورت تھی اور تاجروں کو اکثر مضاربت پر اپنا مال دیتی رہا کرتی تھیں۔ آپؐ کے صدق و امانت حسن و معاملہ و اخلاق کی خبر سُن کر آپؐ سے درخواست کی کہ میرا مال شام کی طرف لے جایئے۔ اور میرا غلام میسرہ آپ کے ساتھ جائیگا۔ آپ نے قبول فرما لیا۔ یہاں تک کہ آپ شام میں پہنچے اور کسی موقعہ پر آپؐ ایک درخت کے نیچے اُترے۔ وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا۔ اس راہب نے آپؐ کو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہیں۔ میسرہ نے کہا کہ قریش کے اہل حرم میں سے ایک شخص ہیں۔ راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کبھی کوئی نہیں اُترا۔ آپ شام سے خوب نفع لے کر واپس ہوئے۔ اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپؐ پر سایہ کرتے تھے۔ جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو حضرت خدیجہؓ کو ان کا مال سپرد کیا تو دیکھا تو دوگنا یا اس کے قریب نفع ہوا۔ یہ تو آپ کے صدق کی بیّن دلیل تھی اور میسرہ نے ان سے اس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے کا قصہ بیان کردیا۔

ورقہ بن نوفل کی رائے

حضرت خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے جوکہ ان کے چچازاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے۔ ذکر کیا۔ ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہؓ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمدؐ اس امت کے نبی ہیں اور مجھ کو (کتب سماویہ) سے معلوم ہے کہ اس امت میں ایک نبی ہونے والا ہے۔ اور اس کا یہی زمانہ ہے۔ حضرت خدیجہؓ بڑی عاقلہ تھیں۔ یہ سب سُن کر آپؐ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کی قرابت اور اشرف القوم اور امین اور خوش خو اور صادق القول ہونے کے سبب آپؐ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے اپنے چچاؤں سے ذکر کیا اور ان کے اہتمام سے نکاح ہو گیا۔ اس راہب کا نام نسطورا تھا۔

آپؐ کا امین ہونا

آپ جب پینتیس سال کے ہوئے۔ قریش نے خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ جب حجر اسود کے موقعہ پر تعمیر کی نوبت پہنچی۔ تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر میں رکھوں۔ قریب تھا کہ ان میں تلوار چلے۔ آخر عقلمندوں نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازہ سے جو سب سے پہلے آئے۔ اس کے فیصلہ پر عمل کیا جائے۔ سو سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سب دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہیں امین ہیں اور آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور آپؐ کی خدمت میں معاملہ پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ اور وہ لایا گیا۔ آپؐ نے حجر اسود اپنے ہاتھ مبارک سے اس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلّہ تھام لے اور خانہ کعبہ تک لاویں۔ جب وہاں تک پہنچا۔ آپؐ نے خود اس کو اُٹھا کر اس کے موقعہ پر رکھ دیا۔ اس فیصلہ سے سب راضی ہو گئے۔ اُٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا۔ اور چونکہ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ سب آدمی اسکے موقع پر رکھنے کے لئے اپنا وکیل بنا دیں تو اس طرح میں بھی سب شریک ہو گئے۔ نزول وحی میں اور کفار کی مخالفت میں جب آپ چالیس برس کے ہوئے تو خلوت محبوب ہو گئی۔

آپ پر پہلی وحی کا آنا

آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور وہاں کئی کئی روز رہتے۔ اور نبوت سے چھ مہینے پہلے سے آپ سچے خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک مرتبہ اچانک ربیع الاوّل کی آٹھویں دوشنبہ کے دن جبرئیل علیہ السلام آئے اور سورہ اقراء کی شروع والی آیتیں آپ پر لائے۔ اور آپ مشرف بہ نبوّت ہوئے۔ اس کے ایک عرصہ بعد سورۃ مدثر کی آیتیں اوّل کی نازل ہوئیں۔ تو آپؐ نے حسب حکم فَاَنۡذِرۡ دعوت شروع کی۔ بس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کر دی۔ لیکن ابوطالب آپؐ کی حمایت کرتے تھے ایک بار کفار نے جمع ہو کر ابوطالب سے کہا کہ یا تو تم محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔ انہوں نے حوالہ کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔ ابو طالب آپؐ کو لے کر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک گھاٹی میں واسطے محافظت کے جا رہے اور کفار نے آپؐ سے اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے برادری قطع کر دی۔ اور سوداگروں کو منع کر دیا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بیچیں۔ اور ایک کاغذ قطع تعلق کے عہد کا لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ تین سال تک آپ بنی مطلب و بنی ہاشم اس گھاٹی میں نہایت تکلیف میں رہے۔ آخر کار آپ کو بوحی الٰہی اس بات کی اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے اس عہد نامہ کا کاغذ بالکل کھا لیا ہے۔ بجز اللہ کے نام کے کہ اس میں کہیں کہیں تھا۔ ایک حرف نہیں چھوڑا۔ آپ نے یہ واقعہ ابوطالب سے بیان فرمایا۔ انہوں نے گھاٹی سے نکل کر یہ بات قریش سے بیان کی اور

اس کاغذ کو دیکھو۔ اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے خانہ کعبہ سے اتار کر اس کاغذ کو دیکھا۔ واقع میں کیڑا اس کاغذ کو سوائے اللہ کے نام کے کھا گیا تھا۔ تب قریش اس ظلم سے باز آئے۔ اور عہد نامہ کو چاک کر ڈالا۔ ابوطالب آپ کو اور بنی ہاشم و بنی مطلب کو لے کر گھاٹی سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ میں مشغول رہے اور یہ عہدنامہ سنہ ۷ نبوت کو لٹکایا گیا تھا۔ اور کاتب کا ہاتھ خشک ہو گیا تھا۔ اور نبوت کے سال دہم میں گھاٹی سے باہر آئے۔ اور اسی سال حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا تھا اور ان کے تین دن بعد حضرت خدیجہؓ کی وفات ہو گئی۔ بعد وفات خدیجہؓ کے آپؐ کے دو نکاح قرار پائے۔ ایک حضرت عائشہؓ کے ساتھ کہ اس وقت چھ سال کی تھیں اور دوسرا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہ سے کہ بیوہ تھیں کہ مکہ میں ہوا۔ حضرت عائشہؓ مدینہ منورہ میں آ کر جبکہ ۹ سال کی تھیں رخصتی ہوئی اور حضرت سودہؓ بنت زمعہ آپؐ کے ساتھ مدینہ منورہ میں آئیں۔

آپ کا طائف کی دعوت اسلام کے لئے جانا

آپ سال دہم طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ تاکہ ابو طالب کی وفات کے بعد بنی ثقیف سے دعوت اسلام دے کر اگر وہ قبول کریں۔ تو ان سے مدد لیں۔ لیکن وہاں کے سرداروں نے اسلام قبول نہ کیا۔ بلکہ سفلے لوگوں کو بھڑکا کر آپ کو بہت تکلیف پہنچائی۔

خادموں سے آپؐ کا سلوک

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَا صَنَعْتَ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی ہے۔ پس مجھے کبھی اتنے عرصہ میں آپ نے اُف بھی نہ کہا اور نہ کبھی کہا کہ تم نے کیوں کیا اور نہ کبھی کہا۔ آیا تو نے (ابھی تک) نہیں کیا۔

حاصل

یہ ہے کہ خدام سے ہمیشہ نرمی سے پیش آتے تھے۔

اجنبیوں سے نرمی کا برتاؤ کرتے تھے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ اَثَّرَتْ بِہَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَاءٍ متفق علیہ۔ ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپؐ پر چادر نجرانی تھی۔ موٹے کنارے والی۔ پس آپؐ کو ایک اعرابی نے کھینچا۔ ساتھ اس کی چادر کے سخت کھینچنا۔ اور گرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی کے سینہ میں۔ یہاں تک دیکھا میں نے طرف کنارے کندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق اثر کیا تھا۔ اس میں چادر کے کنارے نے اس کے سخت کھینچنے کے سبب سے۔ پھر کہا (یعنے کھینچنے کے بعد) اے محمدؐ میرے لئے حکم کر اللہ کے مال میں سے جو تیرے پاس ہے (یعنی وہ مجھے بھی دیا جائے)۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر آپ ہنسے۔ پھر حکم واسطے اس کے دینے کا کیا۔

آپ سب سے زیادہ بہادر تھے

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَہْلُ الْمَدِیْنَۃِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَہُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَہُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَہُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ مَا عَلَیْہِ سَرْجٌ وَفِیْ عُنُقِہٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّہٗ بَحْرًا (متفق علیہ) ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے اچھے تھے (یعنی خلق میں) اور سب لوگوں سے سخی تھے اور سب لوگوں سے بہادر تھے اور البتہ تحقیق ایک مرتبہ مدینہ والے رات کے وقت پریشان ہوئے (یعنی یہ خیال کیا۔ کہ شاید کوئی غنیم حملہ کرنے کے لئے آ گیا ہے۔ اس لئے رات کے وقت مدینہ والوں نے ان کا شور سنا) پس لوگ اس آواز کی طرف گئے۔ پس سامنے سے ملے انہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم تحقیق لوگوں سے پہلے پہنچ گئے تھے طرف آواز کے۔ اور آپ کہہ رہے تھے نہ ڈرو نہ ڈرو۔ اور آپ ابی طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اس پر زین بھی نہیں تھی۔ اور آپ کی گردن میں تلوار تھی۔ پس آپ نے فرمایا۔ میں نے اس گھوڑے کو دریا (کی طرح تیز چلتا ہوا) پایا۔

آپ سے جو چیز مانگی جائے (اگر ہوتی) تو کبھی انکار نہ فرماتے

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا (متفق علیہ) ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا نہ سوال کئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا کبھی۔ پھر فرمایا ہو۔ نہ۔

زیادہ سے زیادہ چیز بھی آپؐ سے مانگی گئی اور آپؐ نے عطا فرمائی

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ فَاَتٰی قَوْمَہٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَیُعْطِیْ عَطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ تحقیق ایک شخص نے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اتنی بکریوں کا جو دو پہاڑوں کے درمیان آئیں (یعنی اتنی زیادہ ہوں) پھر اس کو آپ نے اتنی ہی بکریاں دیں۔ پھر وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا۔ پھر کہا۔ اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ۔ پس قسم ہے اللہ تعالیٰ کی۔ تحقیق محمدؐ اتنی عطا دیتا ہے جو تنگدستی کا خوف نہیں رہتا۔

(آپ کا ارشاد کہ مجھے بخیل نہیں پاؤگے اور نہ جھوٹا اور نہ بزدل)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُونِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا (رواہ البخاری) — ترجمہ۔ جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے جبکہ وہ واپس آ رہا تھا۔ آپؐ کے ساتھ آپؐ کے حنین سے واپسی کے وقت پھر آپؐ کو جانگلیوں نے پکڑ لیا جو آپ سے سوال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو مجبور کیا کیکر کے درخت کی طرف اس کیکر کے درخت سے آپؐ کی چادر اٹک گئی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ مجھے میری چادر دے دو۔ اگر میرے پاس ان کیکروں جتنے اونٹ ہوں۔ البتہ میں ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا۔ پھر تم نہ پاتے مجھ کو بخیل اور نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔

آپ لوگوں کے لئے تکلیف اٹھا لیتے تھے

عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ فَمَا يُؤْتَى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا فَرُبَّمَا جَاءُوهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا (رواہ مسلم) ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ مدینہ (منورہ) کے خادم اپنے برتن لاتے تھے۔ جن میں پانی ہوتا تھا۔ پس کوئی برتن نہیں لاتے تھے۔ مگر آپ اس میں ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔ پس بسا اوقات سردی کے وقت صبح کو برتن لاتے تھے۔ اس وقت بھی ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔

آپ کسی کو بددعا نہیں دیتے تھے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا گیا یا رسول اللہ مشرکوں کے لئے بددعا کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں۔ (بلکہ) مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آپ ہاتھ سے گھر کا کام کاج بھی کرتے تھے

عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ (رواہ البخاری) ترجمہ۔ اسودؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا اپنے گھر والوں کے کام کاج میں لگے رہتے تھے۔ یعنی گھر والوں کی خدمت میں (مصروف رہتے تھے)۔ پھر جب حاضر ہوتی تھی نماز نکلتے طرف نماز کے۔

آپ گناہ کے کام سے ہمیشہ بچتے تھے اور اپنی ذات کیلئے بدلہ نہیں لیتے تھے

عَنْ عَائِشَةَ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا (متفق علیہ) ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ نہیں اختیار دیئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو کاموں میں کبھی بھی۔ مگر ان دونوں میں سے آسان کو لیا۔ جب تک وہ گناہ نہ ہوتا۔ پس اگر گناہ ہو تو ہوتے آپ سب سے دور۔ اس کام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی چیز میں اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں لیا۔ مگر یہ کہ اللہ کی حرمت توڑی جائے تو اس حرمت کے سبب سے بدلہ لیتے تھے۔

آپؐ فحش گو نہیں تھے اور نہ آپؐ بازاروں میں شور مچانیوالے تھے

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ (رواہ الترمذی)۔ ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے۔ آپؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو نہیں تھے اور نہ آپ بہ تکلف فحش کلام فرماتے تھے اور نہ آپ بازاروں میں شور مچاتے تھے اور برائی کے بدلہ میں برائی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ معاف کر دیتے تھے اور درگذر کر دیتے تھے۔

آپ بیمار پرسی کرتے تھے اور جنازہ کے ساتھ جاتے تھے اور غلاموں (آزاد شدہ) کی دعوت بھی قبول فرما لیتے تھے

عَنْ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلَى حِمَارٍ خِطَامُهُ لِيفٌ (رواہ ابن ماجۃ والبیہقی فی شعب الایمان)۔ ترجمہ۔ انس سے روایت ہے۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت فرماتے تھے۔ تحقیق آپؐ بیمار پرسی فرماتے تھے اور جنازہ کے پیچھے بھی جاتے تھے اور غلام (آزاد شدہ) کی دعوت قبول فرماتے تھے۔ اور گدھے پر بھی سوار ہو لیتے تھے۔ البتہ تحقیق میں نے آپؐ کو خیبر کے دن گدھے پر سوار دیکھا۔ جس کی لگام پوست خرما کی تھی۔

آپ اکثر خاموش رہتے تھے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَوِیْلَ الصُّمْتِ (رواہ فی شرح السنۃ)۔ ترجمہ۔ جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت چپ رہنے والے تھے۔

آپؐ کی کلام بالکل واضح ہوتی تھی

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ كَانَ فِیْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرْتِیْلٌ اَوْ تَرْسِیْلٌ (رواہ ابو داؤد) ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں وضاحت ہوتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تبسم فرماتے تھے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رواہ الترمذی) ترجمہ۔ عبداللہ بن الحارث بن جزء نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں نے تبسم کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بال بچوں پر بہت مہربانی فرماتے تھے

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِیَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ اِبْرَاہِیْمُ اِبْنُہٗ مُسْتَرْضِعًا فِیْ عَوَالِی الْمَدِیْنَۃِ فَكَانَ یَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَہٗ فَیَدْخُلُ الْبَیْتَ وَاِنَّہٗ لَیُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُہٗ قَیْنًا فَیَاْخُذُہٗ فَیُقَبِّلُہٗ ثُمَّ یَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّیَ اِبْرَاہِیْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْرَاہِیْمَ اِبْنِیْ وَاِنَّہٗ مَاتَ فِی الثَّدْیِ وَاِنَّ لَہٗ لَظِئْرَیْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَہٗ فِی الْجَنَّۃِ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ عمرو بن سعید سے روایت ہے اور وہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا میں نے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں پایا۔ جو اپنے عیال پر رحم کرنے والا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ابراہیم مدینہ (منورہ) کے عوالی میں دودھ پینے والا تھا۔ پھر آپ جاتے تھے اور ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ پھر آپ اس گھر میں داخل ہوتے تھے اور اس گھر دھواں ہوتا تھا اور آپ کے صاحبزادہ کا ظئر یعنی جو عورت دودھ پلاتی تھی۔ اس کا خاوند لوہار تھا۔ پس آپ بیٹے کو اٹھاتے تھے اور اسے چومتے تھے۔ پھر گھر لوٹ آتے تھے۔ عمرو نے کہا۔ پھر جب ابراہیم وفات پا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق ابراہیم میرا بیٹا دودھ پینے کی حالت میں فوت ہوگیا ہے اور دودھ پلانے والی اس کو جنت میں دودھ پلاتی ہیں۔ جو اس کی رضاعت کو جنت میں پورا کریں گی۔

قرضخواہ کے ساتھ آپؐ نے سختی نہ کی آپ کی نرمی دیکھ کر وہ مسلمان ہوگیا

عَنْ عَلِیٍّؓ اَنَّ یَہُوْدِیًّا كَانَ یُقَالُ لَہٗ فُلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَہٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَنَانِیْرُ فَتَقَاضَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ یَا یَہُوْدِیُّ مَا عِنْدِیْ مَا اُعْطِیْكَ قَالَ فَاِنِّیْ لَا اُفَارِقُكَ یَا مُحَمَّدُ حَتّٰی تُعْطِیَنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَہٗ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْاٰخِرَۃَ وَالْغَدَاۃَ وَكَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَہَدَّدُوْنَہٗ وَیَتَوَعَّدُوْنَہٗ فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِیْ یَصْنَعُوْنَ بِہٖ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَہُوْدِیٌّ یَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِیْ رَبِّیْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاہِدًا وَغَیْرَہٗ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّہَارُ قَالَ الْیَہُوْدِیُّ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَشَطْرُ مَالِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمَا وَاللّٰہِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِیْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰی نَعْتِكَ فِی التَّوْرَاۃِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ مَوْلِدُہٗ بِمَكَّۃَ وَمُہَاجَرُہٗ بِطَیْبَۃَ وَمُلْكُہٗ بِالشَّامِ لَیْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِیْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَیٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَہٰذَا مَالِیْ فَاحْكُمْ فِیْہِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰہُ وَكَانَ الْیَہُوْدِیُّ كَثِیْرَ الْمَالِ (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ) ترجمہ۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ تحقیق ایک یہودی تھا۔ جس کو عالم کہا جاتا تھا۔ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے کچھ دینار تھے۔ پھر اس یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا۔ پھر آپؐ نے اس سے فرمایا۔ اے یہودی نہیں ہے میرے پاس جو تمہیں دے دوں۔ اس یہودی نے کہا میں آپؐ سے جدا نہیں ہوں گا۔ اے محمدؐ۔ یہاں تک کہ تو مجھے میرا قرض دے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تب تک میں بھی تیرے پاس ہی بیٹھا رہونگا۔ پس آپ اس کے پاس ہی رہے پھر پڑھی رسول اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور پچھلی عشاء کی نماز اور (دوسرے دن کی) صبح اور رسول اللہؐ کے صحابہؓ کرام اس یہودی کو ڈانٹتے تھے اور اس کو خوف دلاتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔ پس انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ ایک یہودی آپ کو بند کرکے بیٹھا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے میرے رب نے منع کیا ہے اس بات سے کہ میں معاہد پر ظلم کروں اور اس کے غیر پر۔ پھر جب اوپر آیا سورج یہودی نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ اور آدھا میرا مال اللہ کے راہ میں خیرات ہے۔ خبردار قسم ہے خدا کی نہیں کیا میں نے ساتھ تیرے۔ وہ جو کیا میں نے۔ مگر تاکہ دیکھوں جو صفت تیری توراۃ میں ہے۔ محمد بن عبداللہ اس کی پیدائش کی جگہ مکہ معظمہ ہے اور اس کی ہجرت کی جگہ طیبہ (جو مدینہ منورہ کا دوسرا نام ہے) اور ملک اس کا شام تک ہوگا۔ اور وہ تند خو نہیں ہوگا۔ اور نہ سخت طبع ہوگا۔ اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا ہوگا۔ اور نہ فحش گو ہوگا۔ اور نہ سخت مزاج ہوگا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ تحقیق تو اللہ کا رسول ہے اور یہ ہے میرا مال۔ پس تو حکم کر اس میں جو تمہیں اللہ سمجھائے۔ اور یہ یہودی بہت مالدار تھا۔

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۴ر شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۲ر فروری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ه اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اما بعد
قولہ تعالیٰ:۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ۔ الآیۃ

واقعہ معراج شریف

یہ مبارک واقعہ ۱۲ سنہ نبوت کا ہے جس کے راوی بائیس حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور چار صحابیات رضی اللہ عنہن ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ آپ کا سینہ اوپر سے پیٹ کے نیچے تک چاک کیا گیا۔ اور آپ کا دل نکالا گیا اور ایک زرین طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا اس سے آپ کا دل دھویا گیا۔ پھر ایک دوسرا طشت آیا۔ جس میں ایمان اور حکمت تھے۔ وہ دل میں بھر دیئے گئے اور اس کے اصلی مقام پر اس کو رکھ دیا گیا۔

دابہ لایا گیا

پھر آپ کے پاس ایک جانور سفید رنگ کا حاضر کیا گیا جو براق کہلاتا ہے۔ جو اس قدر برق رفتار تھا کہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا اور اس جانور پر زین اور لگام لگا ہوا تھا۔ جس وقت آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے کہا کہ تجھے کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص سوار نہیں ہوا۔ پس اس کہنے سے اسے پسینہ آ گیا اور آپ اس پر سوار ہوئے۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی۔ اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی۔ یہ شوخی براق کی غضباً نہ تھی۔ بلکہ خوشی کے سبب سے تھی۔

آپ کا گذر ایسی زمین پر ہوا جسمیں کھجور کثرت سے تھے

جب آپ منزلِ مقصود کو روانہ ہوئے آپ کا گذر ایسی زمین پر ہوا۔ جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اُتر کر یہاں نفل پڑھیئے۔ آپ نے اُتر کر نماز پڑھی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یثرب (مدینہ) میں نماز پڑھی۔ پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گذر ہوا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ اُتر کر نماز پڑھیئے۔ آپ نے نماز پڑھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ آپ نے مدین میں نماز پڑھی۔ پھر بیت اللحم پر گذر ہوا۔ وہاں بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور ایک روایت میں بجائے مدین طور سینا ہے کہ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے۔

واقعات عجیبۂ برزخ

آپ کا گذر ایک بڑھیا پر ہوا۔ جو راستے پر کھڑی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چلیئے چلیئے۔ آپ چلتے رہے پھر ایک بوڑھا راستہ سے بچا ہوا ملا کہ آپ کو بلاتا ہے۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادھر آیئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ چلیئے چلیئے۔ اور آپ کا ایک جماعت پر گذر ہوا۔ کہ انہوں نے آپ کو بایں الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اوّل۔ السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان کو جواب دیجیئے۔

پھر

جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی وہ دُنیا تھی۔ سو دُنیا کی اتنی عمر باقی رہ گئی ہے جیسی بڑھیا کی رہ جاتی ہے اور جس نے آپ کو پکارا تھا۔ وہ شیطان تھا اور اگر شیطان اور دُنیا کے پکارنے کا جواب دے دیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں بو بھی لیتے ہیں اور کاٹ بھی لیتے ہیں۔ اور جب کاٹتے ہیں۔ پھر وہ کھیت ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کاٹنے سے پہلے تھا۔ آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ان کی نیکی سات سو گنا تک بڑھتی ہے اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا۔ جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں۔ پھر گذشتہ حالت پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا۔ اے جبرئیل علیہ السلام یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سرگرانی کرتے ہیں یعنی نماز فرض بھی نہیں پڑھتے۔ پھر ایک قوم پر آپ کا گذر ہوا۔ کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے اور وہ مویشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکواۃ نہیں ادا کرتے اور ان پر اللہ تعالےٰ نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا۔ جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے۔ وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں سے وہ مرد ہے۔ جس کے پاس حلال طیب بیوی ہو اور پھر غیر عورت کے پاس جاوے یعنی اپنی بیوی کے پاس نہ جاوے۔ اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اُٹھ کر کسی دوسرے مرد کے پاس آوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا۔ جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے اور وہ اس کو اُٹھا نہیں سکتا اور وہ اس میں اور لا لا کر رکھتا ہے آپ نے پُوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت میں سے ایسا شخص ہے۔ جس کے ذمے لوگوں کے بہت سے حقوق و امانت ہیں۔ جن کے ادا

پر قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لانا چلا جاتا ہے۔ پھر آپؐ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب کٹ چکتے ہیں تو پھر حالتِ سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔ پھر آپؐ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا۔ جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے۔ لیکن جا نہیں سکتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات مُنہ سے نکالے۔ پھر نادم ہو۔ مگر اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا۔ اور وہاں ایک پاکیزہ خنک ہوا اور مُشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سُنی آپؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ جنّت کی آواز ہے کہ کہتی ہے کہ اے رب جو مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھ کو دیجئے۔ کیونکہ میرے بالاخانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور سونا اور گلاس اور طشتریاں اور دستہ دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہُت کثرت کو پہنچ گئے تو اب میرے وعدہ کی چیز (یعنی سکّان جنت) مجھ کو دیجئے (کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہُوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ اور مومن اور مومنہ اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاوے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو خدا نہ مانے اور جو مجھ سے ڈرے گا۔ وہ مامون رہے گا اور جو مجھ سے مانگے گا۔ میں اُس کو دونگا اور مجھ کو قرض دیے گا میں اس کو جزا دوں گا۔ اور جو مجھ پر توکّل کرے گا۔ میں اس کو کفایت کروں گا۔ میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبُود نہیں۔ میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بیشک مومنوں کو فلاح حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے۔ بابرکت ہے۔ جنت نے کہا کہ میں راضی ہو گئی

پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور ایک وحشتناک آواز سُنی اور بدبو محسوس ہوئی۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ کہ یہ جہنم کی آواز ہے۔ کہتی ہے۔ کہ اے رب مجھ سے جو وعدہ کیا ہے (یعنی دوزخیوں سے بھرنے کا) مجھ کو عطا فرما۔ کیونکہ میری زنجیریں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہو گئی

آپؐ کو پکارنا

ابوسعیدؓ کی روایت میں بیہقی سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا مجھ کو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پُکارا کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپؐ سے کچھ دریافت کرتا ہوں میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر ایک نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا۔ میں نے اس کو بھی جواب نہیں دیا۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے اور اسپر ہر قسم کی آرائش ہے جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اس نے بھی کہا اے محمدؐ میری طرف نظر کیجئے۔ میں آپؐ سے کچھ دریافت کروں گی۔ میں نے اس کی طرف التفات نہیں کیا اور اسی حدیث میں ہے کہ جبرئیلؑ نے آپؐ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا۔ اگر آپؐ اس کو جواب دیتے تو آپؐ کی اُمت یہودی ہو جاتی۔ اور دُوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپؐ اس کو جواب دیتے تو آپؐ کی اُمت نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی۔ (یعنی اس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔) اسی حدیث بالا میں ہے کہ پھر آپؐ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہاں آدمؑ کو دیکھا اور وہاں بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہوا ہے۔ مگر ان پر کوئی شخص نہیں۔ اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور ان پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں اور اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہُوا۔ جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اُٹھتا ہے۔ فوراً گر پڑتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہیں اور آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہوا۔ کہ ان کے لب اُونٹ کے سے ہیں۔ جو چنگاریاں نگلتے ہیں اور وہ ان کے اسفل سے نکل رہی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپؐ کا ایسی عورتوں پر گذر ہُوا۔ جو کہ پستانوں سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرانے والیاں تھیں۔ اور آپؐ کا گذر ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور ان ہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ عیب چین تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت

ہے کہ جب آپؐ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاءؑ پر آپؐ کا گذر ہُوا۔ جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسوں پر گذر ہوا۔ جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا۔ اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہُوا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ کہا گیا کہ موسےٰؑ اور ان کی قوم ہیں۔ لیکن اپنا سر اُٹھایئے اور دیکھئے۔ سو دیکھتا کیا ہوں۔ کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے۔ اور کہا گیا کہ یہ آپؐ کی امت ہے اور ان کے علاوہ آپؐ کی اُمت میں سے ستر ہزار اور ہیں جو جنت میں بے حساب داخل ہونگے اور آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ وہ ہیں۔ جو داغ نہیں لگاتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے۔ اور شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔

اسی سفر میں جب آپؐ بیت المقدس پہنچے

تو ایک مؤذّن نے اذان کہی اور تکبیر کہی۔ ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے۔ سو میرا ہاتھ جبرئیلؑ نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا۔ میں نے سب کو نماز پڑھائی۔ جب میں فارغ ہُوا جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا۔ آپؐ کو خبر ہے کن لوگوں نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ عظام نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے ہمراہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ ملائکہ نے کہا۔ کیا ان کے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لئے یا آسمانوں پر بُلانے

کے لئے بھیجا گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ ان پر تحیت نازل فرما دے۔ کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالےٰ کے خلیفہ)

پھر وہاں سے جبرئیل علیہ السلام

مجھے لے گئے۔ پھر میرے ساتھ جبرئیل ؑ گئے۔ یہاں تک کہ پہنچے آسمان دُنیا تک۔ پس آسمان کا دروازہ کھولنے کے لیئے کہا گیا۔ جو دروازہ کھلوانا چاہتا ہے۔ وُہ کون صاحب ہے۔ کہا جبرئیل ؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ۔ کہا گیا اور جبرئیل ؑ کو اس کے لئے بھیجا گیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا پس اچھا آنا آیا۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ پس جب وہاں پہنچا۔ پس ناگہاں وہاں آدم علیہ السلام تھے۔ پس جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ یہ تمہارا باپ آدم ؑ ہے۔ پھر اس پر سلام کہہ۔ پھر میں نے سلام کہا اس پر۔ پس اس نے مجھ پر سلام لوٹایا۔ پھر کہا مرحبا ہو بیٹے صالح کو اور نبی صالح کو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام لے چڑھے۔ یہاں تک دوسرا آسمان آیا۔ پھر کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا کون ہے۔ کہا جبرئیل ؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا میرے ساتھ محمدؐ ہے۔ کہا گیا کہ انکی طرف آپ کو بھیجا گیا تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ کہا گیا مرحبا ہو اس کو۔ پس اچھا آنا آئے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ پھر جب میں اوپر چڑھا تو ناگہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو پایا اور دونوں خالہ کے بیٹے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ یحییٰ ؑ اور یہ عیسیٰ ؑ ہے۔ پس ان دونوں پر سلام کہو۔ پس میں نے سلام کہا۔ پھر لوٹایا ان دونوں نے۔ پھر مرحبا ہو بھائی صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبرئیل ؑ لے چڑھے مجھے تیسرے آسمان پر۔ پھر دروازہ کھولنے کے لئے کہا (اندر سے) کہا گیا۔ کون۔ کہا جبرئیل ؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے۔ کہا محمدؐ ہے۔ کہا گیا۔ اور تحقیق اس کی طرف بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا ہو اس پر۔ پس اچھا آنا آئے۔ پھر کھولا گیا۔ پھر جب اوپر چڑھا ناگہاں یوسف علیہ السلام تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ یہ یوسف علیہ السلام ہے۔ ان پر سلام کہئے۔ پس میں نے ان پر سلام کیا۔ پھر انہوں نے بھی سلام لوٹایا۔ پھر کہا مرحبا ساتھ نبی صالح کے اور بھائی صالح کے۔ پھر لے کر چڑھے مجھے جبرئیل علیہ السلام۔ یہاں تک آیا چوتھا آسمان۔ پھر دروازہ کھولنے کیلئے کہا۔ کہا گیا کون۔ کہا جبرئیل ؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے۔ کہا محمدؐ ہیں۔ کہا گیا اور تحقیق اس کے لئے آپ بھیجے گئے تھے کہا ہاں۔ کہا اس کو مرحبا ہو۔ پس اچھا آنا آئے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ پس جب میں اوپر چڑھا۔ پس ناگہاں ادریس علیہ السلام تب جبرئیل ؑ نے کہا۔ یہ ادریس ؑ ہے اس پر سلام کہہ۔ پھر میں نے اس پر سلام کہا پھر اس نے لوٹایا۔ پھر کہا۔ مرحبا ہو۔ نبی صالح کو اور بھائی صالح کو۔ پھر جبرئیل ؑ مجھ کو چڑھا کر لے گیا۔ یہاں تک کہ پانچواں آسمان آیا پھر دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ کہا گیا کون۔ کہا جبرئیل ؑ۔ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ۔ کہا گیا اور اس کی طرف بھیجا گیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا۔ مرحبا ہو اس کو۔ پس اچھا آنا آیا۔ پھر کھولا گیا۔ پس جب میں چڑھا۔ پس ناگہاں ہارون ؑ کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ پس ان پر سلام کہہ۔ پھر سلام کیا میں نے آپ پر پس لوٹایا انہوں نے مجھ پر۔ پھر فرمایا۔ مرحبا ہو بھائی صالح کو اور نبی صالح کو۔ پھر اوپر چڑھا کر مجھ کو لے گئے۔ یہاں تک چھٹا آسمان آیا۔ پھر کھولنے کیلئے کہا۔ کہا گیا کون ہے۔ کہا جبرئیل ؑ۔ کہا اور کون ہے تیرے ساتھ۔ کہا محمدؐ۔ کہا اور تحقیق بھیجے گئے تھے طرف اس کے۔ کہا ہاں۔ کہا گیا مرحبا ہو اس کو پس اچھا آنا آئے۔ پھر کھولا گیا۔ پس جب میں چڑھا۔ تو ناگہاں موسیٰ علیہ السلام کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہے اس پر سلام کیجئے پھر میں نے ان پر سلام کیا۔ پھر سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا مرحبا ہو نبی صالح اور بھائی صالح کو۔ پھر جب میں گذر گیا۔ تو روئے۔ کہا گیا واسطے اس کے۔ کونسی چیز آپ کو رُلاتی ہے۔ کہا اس لئے روتا ہوں۔ کیونکہ ایک نوجوان میرے بعد بھیجا گیا۔ داخل ہونگے۔ جنت میں اسکی اُمت میں سے اکثر ان سے جو میری امت میں سے داخل ہونگے پھر چڑھا کر لے گیا یعنی جبرئیل علیہ السلام ساتویں آسمان پر پھر دروازہ کھولنے کے لئے کہا جبرئیل علیہ السلام نے۔ کہا گیا کون۔ کہا جبرئیل ؑ کہا گیا اور تیرے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ۔ کہا گیا اور اس کی طرف بھیجا گیا تھا۔ کہا ہاں۔ کہا اس کو مرحبا ہو۔ پس اچھا آنا آئے۔ پس جس وقت میں اندر گیا۔ پس ناگہاں ابراہیم علیہ السلام جبرئیل ؑ نے کہا یہ تیرا باپ ابراہیم ؑ ہے۔ پس اس پر سلام کر۔ پس میں نے اس پر سلام کہا پھر اس نے سلام کو لوٹایا۔ پھر کہا مرحبا ہو بیٹے صالح اور نبی صالح کو۔ پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔ سو اس کے بیر اتنے بڑے بڑے تھے۔ جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے ایسے تھے۔ جیسے ہاتھی کے کان۔ جبرئیل ؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں ہیں دو اندر کو جا رہی ہیں۔ اور دو باہر کو آ رہی ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل ؑ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جو اندر کو جاتی ہیں یہ جنت میں دو نہریں ہیں اور باہر جو آ رہی ہیں یہ نیل اور فرات ہے۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دُوسرا دودھ کا تیسرا شہد کا لایا گیا۔ میں نے دُودھ کو اختیار کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین) ہے۔ جس پر آپؐ اور آپؐ کی امت قائم رہے گی اور بخاری کی ایک روائیت میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں یہ چار نہریں ہیں اور مسلم میں یہ ہے کہ اس کی جڑ سے یہ چار نہریں نکلتی ہیں اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس ؓ سے روایت کی ہے کہ ابراہیم ؑ کے دیکھنے کے بعد مجھ کو ساتویں آسمان کے بالائے سطح پر لے گئے

پھر

مجھ پر رات دن پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر میں واپس ہوا اور موسےٰ ؑ پر گذرا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا۔ میں نے کہا پچاس نمازوں کا رات دن میں حکم ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپؐ کی امت سے پچاس نمازیں ہرگز رات دن میں نہ پڑھی جاویں گی واللہ میں آپؐ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں۔ اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہوں اپنے رب کے پاس (یعنی اس مقام کو جہاں یہ حکم ہوا تھا) واپس جایئے۔ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ واپس گیا۔ سو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں کم کر دیں میں پھر موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا سو دس اور کم کر دیں میں پھر موسیٰ ؑ کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر اسی طرح کہا میں پھر لوٹا۔ سو دس اور کم کر دیں۔

میں پھر موسٰے علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا تو مجھ کو ہر روز میں دس نمازوں کا حکم ہوا۔ پھر میں موسٰے علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا سو ہر روز میں پانچ نمازوں کا حکم رہ گیا موسٰے علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت (یعنی سب امت) ہر دن میں پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکیگی اور میں آپ کے قبل لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہوں۔ پھر اپنے رب کے پاس جایئے اور اپنے لئے اور تخفیف مانگئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے بہت درخواست کی۔ یہاں تک کہ میں شرما گیا۔ لیکن اب راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں جب وہاں سے آگے بڑھا۔ ایک پکارنے والے نے (حق تعالےٰ کی جانب سے) پکارا۔ میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

مسلمان کا دفاع کرنے والے کا اجر

حضرت معاذ بن انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے کسی بددین منافق کے شر سے بندہ مومن کی حمایت کی تو اللہ تعالیٰ قیامت میں ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو اس کے گوشت (یعنی جسم) کو آتش دوزخ سے بچائے گا۔ اور جس کسی نے کسی مسلمان بندے کو بدنام کرنے اور گرانے کے لئے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر قید کر دے گا، اس وقت تک کے لئے کہ وہ اپنے الزام کی گندگی سے پاک صاف نہ ہوجائے۔ سنن ابی داوٗد

مسلمان کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنے کا ثواب

حضرت ابو الدرداء رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلم بھائی کی آبرو پر ہونے والے حملہ کا جواب دے تو اللہ تعالیٰ کا یہ ذمہ ہو گا کہ وہ قیامت کے دن جہنم کی آگ کو اس سے دور کرے۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (اور ہمارے ذمہ ہے ایمان والوں کی مدد کرنا)۔ شرح السنہ

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۲۱ شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

رمضان المبارک کون کون سی برکتیں ساتھ لایا

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ؕ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ سورہ البقرہ ع ۲۳۔ پ ۲

ترجمہ۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا اور تاکہ تم گنتی پوری کر لو اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی شکر کرو۔

مذکورہ بالا آیت کے ارشادات کی فہرست

(۱) قرآن مجید کا نزول لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر رمضانِ مبارک میں ہوا۔ پھر آسمان دنیا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

(۲) قرآن شریف میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔

(۳) اور ہدایت کی روشن دلیلیں ہیں

(۴) اور قرآن شریف حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

(۵) جو شخص رمضان المبارک میں موجود ہو وہ رمضان کا روزہ ضرور رکھے۔

(۶) اور جو شخص بیمار یا مسافر ہو (وہ روزہ چھوڑ دے) اور دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر دے

قرآن مجید کون کون سی برکتیں اپنے ساتھ لایا

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ سورہ بنی اسرائیل ع ۹۔ پ ۱۵ ۔ ترجمہ۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں اور ظالموں کو اس سے اور زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں مومنوں کیلئے دو برکتوں کا ذکر

(۷) قرآن مجید مومنوں کے حق میں شفا ہے۔

(۸) قرآن مجید مومنوں کے حق میں رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کیوں نازل فرمایا

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ۝ سورہ البقرہ ع ۲۱۔ پ ۲ ۔ ترجمہ۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس (قرآن مجید) کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اسکی پیروی کریں گے۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا اگرچہ ان کے باپ کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ پائی ہو۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیت کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید اتباع کے لئے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے

قرآن مجید کے فرمان سے مُنہ موڑنا نفاق ہے

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا ۝

سورۃ النساء ع ۹ پ ۵ ۔ ترجمہ۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے جو چیز اللہ نے نازل کی ہے۔ اس کی طرف آؤ اور رسول کی طرف آؤ تو تو منافقوں کو دیکھیگا کہ تجھ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص مسلمان کہلا کر قرآن مجید کے فیصلے سے مُنہ موڑے گا وہ منافق کہلائے گا۔ سچا کوئی مسلمان یہ حرکت نہیں کر سکتا۔

قرآن مجید سے ہٹنا گمراہی ہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝ سورۃ النساء ع ۲۰۔ پ ۵

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر یقین لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی تھی۔ اور جو کوئی اللہ کا انکار کرے اور اسکے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اسکے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا تو وہ شخص بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص قرآن مجید پر نہ چلے۔ وہ گمراہ ہے۔ اللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْہُ

قرآن مجید بابرکت چیز ہے

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ سورۃ الانعام ع ۱۱ - پ ۷ - ترجمہ - اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے۔ برکت والی ہے اگلی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید بابرکت چیز ہے اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہی اپنی نماز کی حفاظت بھی کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

رمضان کے متعلق احادیث

(۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ (متفق علیہ)
ترجمہ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے۔ آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

(۲) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ (متفق علیہ) ترجمہ - سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کا نام ریّان ہے۔ اس میں سوائے روزہ داروں کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔

(۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)
ترجمہ - ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص رمضان کے روزے رکھے۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر رکھے۔ اسکے سب پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص رمضان کی راتوں کو قیام کرے درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر قیام کرے تو اسکے بھی سب گناہ بخشے جائینگے اور جو شخص لیلۃ القدر میں قیام کرے درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر قیام کرے۔ اس کے بھی سب پہلے گناہ بخشے جائیں گے۔

(۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّي امْرُءٌ صَائِمٌ (متفق علیہ) ترجمہ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر عمل آدم کے بیٹے کا بڑھایا جاتا ہے۔ (یعنی ایک عمل کا دس گنا ثواب ملتا ہے) نیکی اپنے سے دس گنا۔ بلکہ سات سو گنا تک۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ مگر روزہ پس تحقیق وہ میرے لیئے ہے۔ اور میں اس کا بدلہ ہوں۔ چھوڑتا ہے اپنی خواہش نفسانی کو میرے لیئے اور کھانے کو بھی۔ روزے دار کیلئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور البتہ بو روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ خوشبودار ہے کستوری کی خوشبو سے بھی اور روزہ ڈھال ہے۔ اور جب کبھی کسی ایک کے روزے کا دن ہو پھر نہ تو ہمبستری کی باتیں کرے اور نہ شور و غل کرے۔ پس اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے لڑے۔ پھر روزہ دار کہدے تحقیق میں روزہ دار ہوں (یعنی تمہیں اس لئے جواب نہیں دیتا کہ روزہ دار ہوں۔)

(۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ (رواہ الترمذی و ابن ماجۃ و رواہ احمد) - ترجمہ - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب پہلی رات رمضان کے مہینہ کی ہوتی ہے۔ پابزنجیر شیطان کر دیئے جاتے ہیں اور شریر جنوں میں سے (بھی پابزنجیر کر دیئے جاتے ہیں) اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پس ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور منادی ندا کرتا ہے اے نیکی کے طلب کرنے والے تو آگے بڑھ اور اے برائی کے کرنے والے چھوڑ دے اور اللہ کیلئے دوزخ سے نجات پانے والے ہوتے ہیں۔ اور یہ ہر رات (رمضان شریف کے میں) ہوتا ہے۔

(۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَيْ رَبِّ اِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) ترجمہ - عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن دونوں بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہیگا اب رب میرے تحقیق میں نے اسے کھانے اور خواہشات پوری کرنے سے

دن کو روکا۔ پھر میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا۔ میں نے اس کو رات کے وقت سونے نہیں دیا تھا۔ پس میری شفاعت اسکے حق میں قبول فرما۔ پھر دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان) ۔ ترجمہ۔ سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری دن میں خطبہ دیا۔ پھر فرمایا۔ اے لوگو! تمہیں ایک بڑے مہینے نے ڈھانپا ہے۔ مبارک مہینہ ہے۔ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کا روزہ رکھنا فرض کیا ہے اور اس کی رات کا قیام نفل ہے۔ جو شخص اس میں ایک نیکی کے ساتھ قرب حاصل کرے گا۔ اس نے مثل اس کی اجر پایا۔ جس نے کہ فرض ادا کیا۔ ماسوا اس رمضان کے اور جس نے فرض ادا کیا وہ ایسا ہوگا۔ گویا کہ ستر فرض ادا کئے۔ سوائے رمضان کے۔ اور وہ مہینہ صبر کا ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور مہینہ ہمدردی کا ہے۔ اور ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس میں روزہ دار کو روزہ افطار کرائیگا یہ روزہ کھلوانا اس کی مغفرت کا باعث بن جائیگا اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کرانے کا باعث بن جائے گا۔ اور اس کے لئے مثل اجر اس روزہ دار کے ہوگا۔ سوائے اس کے کہ اس روزہ دار کے اجر سے کچھ کم کیا جائے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہؐ ہم میں سے ہر ایک کے پاس ایسی چیز نہیں ہوتی۔ جس سے کہ روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ یہی ثواب اس کو بھی دیگا جس نے روزہ دار کا افطار ایک دودھ کے گھونٹ پر کرایا۔ یا ایک کھجور سے کرایا یا پانی کے ایک گھونٹ سے کرایا اور جس نے روزہ دار کو پورا پیٹ بھر کے پلایا۔ اس کو اللہ تعالےٰ میرے حوض سے اتنا پلائے گا کہ وہ جنت میں جانے تک پیاسا ہی نہ ہوگا۔ اور رمضان ایسا مہینہ ہے کہ ابتدا اس کی رحمت ہے اور درمیان اس کا بخشش ہے اور اس کا آخر دوزخ سے آزادی ہے۔ اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام سے تخفیف کریگا اللہ تعالےٰ اس کو بھی بخش دے گا اور اس کو دوزخ سے آزاد کر دیگا۔

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا محافظ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے، اور مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، اس کے ضرر کو اس سے دفع کرتا ہے اور اس کے پیٹھ پیچھے اس کی پاسبانی اور نگرانی کرتا ہے۔ سنن ابی داؤد

خطبۂ یوم الجمعۃ مورخہ ۲۸ر شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۶ر فروری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡد

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے وعدے کس کس قسم کے کس کس کے ساتھ

مومنین کے ساتھ وعدے

۱

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (سورۃ المائدہ ع ۲ پ ۶)

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں۔ بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے

ایمان اور اسلام کی معنی جو حدیث شریف میں آئی ہے

عَنۡ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ قَالَ بَیۡنَمَا نَحۡنُ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوۡمٍ اِذَا طَلَعَ عَلَیۡنَا رَجُلٌ شَدِیۡدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیۡدُ سَوَادِ الشَّعۡرِ لَا یُرٰی عَلَیۡہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعۡرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَاَسۡنَدَ رُکۡبَتَیۡہِ وَوَضَعَ کَفَّیۡہِ عَلٰی فَخِذَیۡہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡاِسۡلَامِ قَالَ الۡاِسۡلَامُ اَنۡ تَشۡہَدَ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَتُقِیۡمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤۡتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوۡمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الۡبَیۡتَ اِنِ اسۡتَطَعۡتَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا قَالَ صَدَقۡتَ فَعَجِبۡنَا لَہٗ یَسۡاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡاِیۡمَانِ قَالَ اَنۡ تُؤۡمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَتُؤۡمِنَ بِالۡقَدَرِ خَیۡرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقۡتَ الخ۔

ترجمہ۔ عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرمایا۔ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے ناگہاں ظاہر ہوا ہم پر ایک آدمی جو نہایت سفید کپڑوں والا تھا۔ نہایت سیاہ بالوں والا اس پر کوئی سفر کا اثر نظر نہیں آتا تھا۔ اور نہ اس کو ہم میں سے کوئی پہچانتا تھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ پھر اپنے دونوں گھٹنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کے ساتھ ملا دیا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ دیا اور کہا اے محمدؐ مجھے اسلام کے متعلق خبر دے۔ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی اس بات کی دے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور تو زکوٰۃ دے اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو حج بیت اللہ کا کرے۔ اگر وہاں جانے کی توفیق ہو۔ کہا تو نے سچ کہا ہے۔ پھر ہم نے تعجب کیا۔ آپؐ سے پوچھتا ہے (اور پھر کہتا ہے) کہ آپؐ نے سچ فرمایا ہے۔ کہا۔ مجھے خبر دیجئے ایمان کس چیز کا نام ہے آپؐ نے فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تو ایمان لائے اللہ تعالےٰ کی تقدیر پر اچھی اور بری تقدیر سب اُسی کی طرف سے ہے۔ اس شخص نے فرمایا۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔

۲

وَعَدَ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ٥ (سورۃ التوبہ ع ۹ پ ۱۰) ترجمہ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور رضاء اللہ کی ان سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

۳

وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ اِحۡسٰنًا ؕ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ کُرۡہًا وَّوَضَعَتۡہُ کُرۡہًا ؕ وَحَمۡلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوۡنَ شَہۡرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ۙ قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ٥ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ نَتَقَبَّلُ عَنۡہُمۡ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَنَتَجَاوَزُ عَنۡ سَیِّاٰتِہِمۡ فِیۡۤ اَصۡحٰبِ الۡجَنَّۃِ ؕ وَعۡدَ الصِّدۡقِ الَّذِیۡ کَانُوۡا یُوۡعَدُوۡنَ ٥ (سورۃ الاحقاف ع ۲۔ پ ۲۶)

ترجمہ۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی کہ اسے اسکی ماں نے تکلیف سے اُٹھائے رکھا۔ اور اسے تکلیف سے جنا اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو اس نے کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر انعام کی اور میرے والدین پر اور میں نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح کر۔ بیشک میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور بیشک میں فرمانبرداروں میں ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن سے ہم وہ نیک عمل قبول کرتے ہیں جو انہوں نے کئے اور بہشتیوں میں شامل کرکے ان کے گناہوں سے درگذر کرتے ہیں۔ یہ اس وعدے کے مطابق ہے جو ان سے کیا گیا تھا۔

۴

وَالشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَ

يَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ ۖ وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۳۷ ۔ پ ۳)

ترجمہ۔ شیطان تمہیں تنگدستی کا وعدہ دیتا ہے اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ بہت کشائش کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

کفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے

۱

(وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝) سورۃ ہود ع ۲ ۔ پ ۱۲ ۔ ترجمہ۔ اور جو کوئی سب فرقوں میں سے اس کا منکر ہو تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ سو تو قرآن کی طرف شبہ میں نہ رہ۔ بے شک یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ منکرین قرآن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

۲

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝ سورۃ الاحقاف ع ۴ پ ۲۶ ۔ اور جس دن کافر آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ امر واقعی نہیں ہے کہیں گے۔ ہمیں اپنے رب کی قسم ضرور امر واقعی ہے۔ ارشاد ہوگا تو اپنے کفر کے بدلہ میں اس کا عذاب چکھو۔ پھر صبر کر جیسا کہ عالی ہمت رسولوں نے کیا ہے اور ان کے لئے جلدی نہ کر گویا کہ وہ جس دن (عذاب) دیکھیں گے۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (تو انہیں ایسا معلوم ہوگا) کہ ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے۔ آپ کا کام پہنچا دینا تھا۔ سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا۔

۳

قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۝ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ (سورۃ الحجر ع ۲ ۔ پ ۱۴) ترجمہ۔ کہا اے میرے رب تو پھر مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے۔ فرمایا بے شک تجھے مہلت ہے۔ وقت معلوم کے دن تک کہا اے میرے رب جیسا تو نے گمراہ کیا ہے۔ البتہ ضرور ضرور میں انہیں ان کے گناہوں کو مرغوب کرکے دکھاؤنگا اور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے اُن بندوں کے جو ان میں مخلص ہونگے فرمایا یہ راستہ مجھ تک سیدھا ہے بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلیگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرا تابعدار ہوگا۔ اور بے شک ان سب کا وعدہ دوزخ پر ہے

۴

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ۝ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ (سورہ یٰس ع ۴ ۔ پ ۲۳)

ترجمہ۔ اے مجرمو آج الگ ہو جاؤ۔ اے آدم کی اولاد۔ کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے اور البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا۔ کیا پس تم نہیں سمجھتے تھے۔ یہی دوزخ ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں شہادت دینگے اسپر جو وہ کیا کرتے تھے۔

۵

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (سورہ ابراہیم ع ۴ ۔ پ ۱۳) ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بے شک اللہ تعالےٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا۔ کہ میں نے تمہیں بلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۶

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ سورۃ الحج ع ۹ پ ۱۷ ۔ ترجمہ اور جب انہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں۔ تو تم منکروں کے چہروں پر ناراضگی دیکھوگے قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ ان پر حملہ کر دیں۔

کہدو - کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر بات بتاؤں - آگ ہے کہ جس کا اللہ نے منکروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بری جگہ ہے -

ع ۷

(فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ○ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○) سورۃ الذاریات ع ۳ پ ۲۷

ترجمہ - پس بے شک ان کے لئے جو ظالم ہیں - حصہ ہے - جیسا کہ ان کے ساتھیوں کا حصہ تھا - تو وہ مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کریں - پس ہلاکت ہے ان کیلئے جو کافر ہیں - اس دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے -

منافقوں سے وعدہ الٰہی

ع ۱

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○) سورہ توبہ ع ۹ - پ ۱۰ - ترجمہ - اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے - وہی انہیں کافی ہے - اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے - جس طرح تم سے پہلے لوگ تم میں طاقت سے زیادہ تھے اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم بھی انہیں کی سی چال چلتے ہو - یہ وہ لوگ ہیں - جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور وہی نقصان اٹھانے والے ہیں -

ع ۲

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○) سورۃ التوبہ ع ۱۰ پ ۱۰ - ترجمہ - اور بعضے ان میں سے وہ ہیں - جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے دے تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے - اور نیکوں میں سے ہو جائیں - پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ موڑ کر پھر بیٹھے تو نتیجہ یہ ہوا کہ اس دن تک کہ اللہ سے ملیں گے - اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا - اس لئے کہ جو انہوں نے اللہ سے وعدہ کیا تھا اسے پورا نہ کیا اور اس لئے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے - کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کا بھید اور ان کا مشورہ جانتا ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے

ع ۳

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○) سورۃ التوبہ ع ۱۰ پ ۱۰ - ترجمہ - اے نبی کافروں اور منافقوں سے لڑائی کر اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے - اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا اور بیشک انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور مسلمان ہونیکے بعد کافر ہو گئے اور انہوں نے قصد کیا ایسی چیز کا جو نہیں پا سکے اور یہ سب کچھ اس کا بدلہ تھا کہ انہیں اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولتمند کر دیا ہے - سو اگر وہ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور روئے زمین پر کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ملیگا

آخری عرضداشت

اللہ تعالٰے ہر ایک مسلمان کو وہ ایمان عطا فرمائے جو اس کے ہاں مقبول ہو - اور اس معنی میں مسلمان بنائے کہ ہمارا اسلام اسکی بارگاہ میں مقبول ہو اور اللہ تعالٰی سب مسلمانوں کو نفاق سے بچائے اور سچا اور کھرا مسلمان بنائے جو اس کے ہاں اسلام کی معنی ہے اور ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ ایمان پر فرمائے - آمین یا الہ العالمین

اللہ تعالٰی کی طرف سے فساق کی تباہی کا اعلان

ع ۱

(وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ○ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ○) سورہ بنی اسرائیل ع ۲ پ ۱۵

ترجمہ - اور ہم سزا نہیں دیتے - جبتک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے اور جب ہم بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں تب ان پر حجت پوری ہو جاتی ہے (اور) ہم اسے برباد کر دیتے ہیں -

ع ۲

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ○ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ○) سورۃ التوبہ ع ۷ پ ۱۰

ترجمہ - کہدو - تم خوشی سے خرچ کرو - یا ناخوشی سے - تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا - بے شک تم نافرمان لوگ ہو اور ان کے خرچ کے قبول ہونے

سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے کفر کیا ہے اور نماز میں سست ہو کر آتے ہیں اور ناخوش ہو کر خرچ کرتے ہیں۔ سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے اور کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں۔ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ بے شک تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں۔ لیکن وہ ڈرتے ہیں۔ اگر وہ پناہ کی جگہ یا غار یا گھسنے کی جگہ پائیں تو دوڑتے ہوئے ادھر جائیں۔

غیبت کرنے والے کو خاموش کروادیجیے!

حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے نے اپنے کسی مسلمان بھائی کے خلاف کی جانے والی غیبت اور بدگوئی کا اس کی عدم موجودگی میں دفاع کیا تو اللہ تعالی کے ذمہ ہے کہ دوزخ کی آگ سے اس کو آزادی بخش دے۔ شعب الایمان

ایمان کا افضل درجہ کیا ہے؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ایمان کا افضل درجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھاری محبت و مودت اور تمھاری نفرت و عداوت بس اللہ کے واسطے ہو، اور تمھاری زبان اللہ کے ذکر میں استعمال ہو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کے علاوہ اور کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور یہ کہ تم سب لوگوں کے وہی پسند کرو جو اپنے لئے چاہتے اور پسند کرتے ہو اور اس چیز اور اس حالت کو سب لوگوں کے لئے ناپسند کرو جس کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ مسند احمد

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ مارچ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

نزول قرآن مجید کے مقاصد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا قرآن مجید پر ایمان لانا اور کفار کا قرآن مجید سننے سے انکار اور اس کا نتیجہ

ع ۱

(الٓرٰ قف کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۵ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۵ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَوَیْلٌ لِّلْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ۵) سورۃ ابراہیم ع ۱ پ ۱۳ - ترجمہ - یہ ایک کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تعریف کئے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے (یعنی اللہ) جس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے - اور کافروں پر افسوس کہ انہیں سخت عذاب ہونا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے ذریعہ سے مشرکوں کو توحید خداوندی کی طرف بلائیں اور کافروں کو ایمان کی دعوت دیں اور مسلمان بے نمازوں کو نماز کی دعوت دیں اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مال کی زکوٰۃ پر آمادہ کریں - کہ زکوٰۃ ادا نہیں کروگے تو یہ سزا ملے گی اور باوجود استطاعت کے حج نہیں کروگے تو یہ سزا ملے گی - علیٰ ہذا القیاس آپ ان مجرم انسانوں کو ڈرا کر گناہوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لائیں گے - تاکہ قیامت کے دن ان جرموں کی سزاؤں سے لاعلمی کا عذر پیش نہ کرسکیں اور سیدھے راستہ پر آجائیں -

ع ۲

(وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۵ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۵) سورۃ الشعراء ع ۱۱ پ ۱۹ - ترجمہ اور یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے - اسے امانتدار فرشتہ لے کر آیا ہے - تیرے دل پر تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو +

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا یہ تھا کہ تمہاری تربیت کرے اور تمہیں تمہارے فرائض سمجھائے اور جن چیزوں سے تمہیں بچنا چاہیئے - وہ سمجھائے - تاکہ تم صحیح معنی میں انسان بن جاؤ - اور یہی رب العالمین کی ربوبیت کا تقاضا تھا -

ع ۳

(تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۵) سورۃ الفرقان ع ۱ - پ ۱۸ - ترجمہ - وہ بڑی برکت والا ہے - جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا - تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو -

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرانے والا ہے کہ یہ گناہ کروگے تو یہ سزا ملے گی - تاکہ لوگ اس سزا کے خوف سے گناہوں سے بچیں -

ع ۴

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۵ سکتہ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۵ مّٰكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ۵ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۵ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ ط كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ط اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۵) سورہ الکہف ع ۱ پ ۱۵ - ترجمہ - سب تعریف اللہ کے لئے ہے - جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی ٹھیک اتاری - تاکہ اس سخت عذاب سے ڈراوے جو اس کے ہاں ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری دے جو اچھے کام کرتے ہیں کہ ان کیلئے اچھا بدلہ ہے - جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے - اور انہیں بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی - کیسی سخت بات ہے جو ان کے زبانوں سے نکلتی ہے - وہ لوگ بالکل جھوٹ کہتے ہیں -

ع ۵

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ لا) سورۃ بنی اسرائیل ع ۹ - پ ۱۵ - ترجمہ - اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں -

حاصل

یہ ہے کہ ایماندار قرآن مجید کی برکت سے شفا پائیں گے - یعنی روحانی امراض سے مثلاً شرک اور کفر اور نفاق سے اور ایمانداروں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ کر لائے گا -

ع ۶

وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ۵ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ط اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ۵ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۵) سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰ پ ۱۵ ترجمہ - اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تیری طرف وحی کی ہے - اسے اٹھالیں

پھر تجھے اس کے لئے ہمارے مقابلہ میں کوئی حمائتی نہ ملے مگر بہ صرف تیرے رب کی رحمت ہے۔ بے شک تجھ پر اس کی بڑی عنایت ہے۔ کہہ دو اگر سب آدمی اور سب جن مل کر بھی ایسا قرآن لانا چاہیں تو ایسا نہیں لا سکتے۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ ہو۔

۷

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝) سورۃ الحجر ع ۱۔ پ ۱۴ ترجمہ۔ یہ آئتیں کتاب کی ہیں اور قرآن واضح کی۔ کافر بڑی حسرت کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہو جاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ آئندہ حسرت کھائیں گے۔ کہ کاش کہ قرآن مجید پر ایمان لے آتے تو بہتر ہوتا۔

۸

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝) سورۃ الرعد ع ۱ پ ۱۳۔ ترجمہ۔ یہ کتاب کی آئتیں ہیں اور جو کچھ تجھ پر تیرے رب سے اترا سو حق ہے اور لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

کہ قرآن مجید تو واقعی اللہ تعالےٰ کا نازل کیا ہوا ہے۔ لیکن اکثر آدمی اسے نہیں مانتے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

۹

طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝) سورہ طٰہٰ ع ۱ پ ۱۶ ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر قرآن اسلیئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ۔ بلکہ اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے۔ فقط

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید اس شخص کیلئے نصیحت ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

۱۰

(لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) سورۃ الانبیاء ع ۱ پ ۱۷۔ ترجمہ۔ البتہ تحقیق ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارے لئے نصیحت ہے کیا پس تم نہیں سمجھتے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہاری خیر خواہی کے سبب سے یہ قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ تاکہ تمہیں اپنی بد اعمالیوں پر گرفت سے پہلے اطلاع ہو جائے اور بد اعمالیوں کے نتائج سن کر تم اپنی اصلاح کر لو۔

۱۱

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝) سورۃ النمل ع ۱ پ ۱۹۔ ترجمہ یہ آئتیں قرآن اور کتاب روشن کی ہیں۔ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے اور وہ لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

۱۲

الٓمّٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۭ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝) سورۃ لقمان پ ۲۱) ترجمہ یہ آئتیں حکمت والی کتاب کی ہیں جو نیک بختوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانیوالے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ عذاب الٰہی سے نجات پانے والے ہیں۔

۱۳

(الٓمّٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورۃ السجدہ ع ۱ پ ۲۱۔ ترجمہ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب جہان کے پالنے والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

حاصل

ربوبیۃ الٰہی کا تقاضا یہ تھا کہ انسانوں کی راہ نمائی کی جائے۔ تاکہ یہ گمراہ ہو کر دنیا سے نہ لوٹیں اور اپنی عاقبت شیطان کے گمراہ کرنے کی وجہ سے خراب نہ کر بیٹھیں۔

۱۴

(حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝) سورۃ المومن ع ۱ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو غالب ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا قدرت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ گناہ بخشنے پر قادر اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور مخالفین قرآن کو سخت عذاب دینے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا قرآن مجید پر ایمان لانا

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۤ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۴۰ پ ترجمہ

رسول نے مان لیا جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اُترا ہے اور مسلمانوں نے بھی مان لیا سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور مان لیا۔ اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا۔ نیکی کا فائدہ بھی اسی کو ہوگا اور بُرائی کی زد بھی اسی پر پڑے گی۔ اے رب ہمارے اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہمیں نہ پکڑ۔ اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا۔ اے رب ہمارے اور ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا۔ جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف کر دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ کافروں کے مقابلہ میں تو ہماری مدد کر۔

کفار کا قرآن مجید سننے سے انکار اور اس کا نتیجہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ٥ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ٥ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ٥) سورہ حٰم السجدہ ع ۴۔ پ ۲۴۔ ترجمہ اور کافروں نے کہا کہ تم اس قرآن کو نہ سُنو اور اس میں غل مچاؤ۔ تاکہ تم غالب ہو جاؤ۔ پس ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور ہم انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے جو وُہ کیا کرتے تھے اللہ کے دشمنوں کی یہی سزا آگ ہی ہے ان کے لئے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ اس کا بدلہ جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور کافر کہیں گے ہمیں وہ لوگ دکھا۔ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ جنّوں اور انسانوں میں سے ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔

ع ۲

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ٥) سورۃ حٰم السجدہ ع ۵۔ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے نہیں رہتے۔ کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئیگا جو چاہو کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ وہ دیکھ رہا ہے۔

حاصل

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی آیتوں سے بے راہ روی اختیار کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن اس بے راہروی کی سزا پائیں گے۔

ع ۳

(اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ٥ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ٥) سورہ حٰم السجدہ ع ۵ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ وُہ لوگ جنہوں نے نصیحت سے انکار کیا۔ جبکہ وہ ان کے پاس آئی اور تحقیق وہ البتہ عزت والی کتاب ہے۔ جس میں نہ آگے اور نہ پیچھے سے غلطی کا دخل ہے۔ حکمت والے تعریف کئے ہوئے کی طرف سے نازل کی گئی ہے

ع ۴

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ٥ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ٥ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ٥) سورۃ الزخرف ع ۲ پ ۲۵۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی گاؤں میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہیں کے پیرو ہیں۔ رسول نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بہتر طریقہ لاؤں۔ جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ انہوں نے کہا جو کچھ تو لایا ہے۔ ہم اس کے مُنکر ہیں۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر دیکھ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

بارگاہ الٰہی میں نیکی کرنے (احسان) کے نتائج

۱

وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹)

ترجمہ۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا۔ میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمّی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔ اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانیوالے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے جو دعا کی تھی کہ اے اللہ تو ہمارے ساتھ دنیا اور آخرت میں بھلائی کر۔ اس دُعا کے قبول کرنے میں یہ شرطیں لگائی گئی ہیں کہ جو لوگ آپ کی اُمت میں سے یہ شرطیں پوری کریں گے۔ ان کے ساتھ دنیا اور آخرت میں بھلائی کی جائے گی کہ جو لوگ تیری اُمت میں سے نبی اُمّی پر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان لائیں گے۔ جو انہیں نیکی کا حکم کرے گا اور بُرائی سے روکے گا اور پاکیزہ چیزیں ان پر حلال کرے گا اور ناپاک چیزیں حرام کرے گا۔ جو لوگ اسکی مدد کریں گے اور اس نور (یعنی قرآن مجید) کا اتباع کریں گے۔ جو اس پر نازل کیا گیا ہوگا۔ وہ نجات پائیں گے۔

بطریق اولیٰ

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی اُمت کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ دو شرطیں لگائی گئی ہیں کہ اس نبی اُمّی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع کریں گے۔ اور قرآن مجید کی تابعداری کریں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے دنیا اور آخرت کی بھلائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطریق اولیٰ ان دو شرطوں سے مشروط ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو مانیں۔ اور قرآن مجید پر عمل کریں۔ تب اس امت کی نجات ہوگی۔

وما علینا الا البلاغ

۲

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (سورۃ النحل ع ۴ پ ۱۴)

ترجمہ۔ جنہوں نے نیکی کی ہے (ان کے لئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ جو چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا۔

حاصل

نیکی کرنے والوں کے لئے دنیا میں بھی بہتری ہے اور ایسے پرہیزگاروں کے لئے آخرت میں ہمیشہ رہنے والے باغ ملیں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا اور انہیں کہا جائے گا ان نیکیوں کو جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔ آج تمہیں یہ جنت نصیب ہوئی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

۳

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۚ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم بھی اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھے کام کئے۔ وہی لوگ ہیں جن کے لئے ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی۔ انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور باریک اور موٹے ریشم کا لباس پہنیں گے۔ وہاں تختوں پر

تکیئے لگانے والے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا بدلہ ہے اور کیا ہی اچھی آرامگاہ ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جنہوں نے اچھے کام کئے انہیں پانچ انعام ملیں گے (۱) ہمیشہ رہنے کے لئے باغ۔ (۲) ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی (۳) انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ (۴) وہاں انہیں باریک اور موٹے ریشم کا لباس پہنایا جائے گا (۵) وہاں تختوں پر تکیہ لگانے والے ہوں گے اللّٰہم اجعلنا منہم۔

ع۴

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۂ ہود ع ۱۰ پ ۱۲) ترجمہ۔ اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر۔ بے شک نیکیاں بُرائیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے اور صبر کر بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا

حاصل

یہ کہ دن کے دونوں حصّوں میں (اول اور آخر) نماز پڑھ (اے نمازی) اس طرح نیکیاں کرنے سے تمہاری بُرائیاں معاف ہو جائیں گی۔ ان کی سزا نہیں ملے گی۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

حضرت۔ مولانا شبیر احمد صاحب رح شیخ الاسلام پاکستان اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی نمازوں کا قائم رکھنا خدا کی یادگاری ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا "اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ" یا یہ مطلب ہے کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ کا ضابطہ یاد رکھنے والوں کے لئے یاد رکھنے کی چیز ہے۔ جسے کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے مومن کو نیکیوں کی طرف خاص ترغیب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں کہ "نیکیاں دور کرتی ہیں بُرائیوں کو تین طرح، جو نیکیاں کرے اسکی بُرائیاں

معاف ہوں اور جو نیکیاں اختیار کرے اس سے خو بُرائیوں کی چھوٹے۔ اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آئے اور گمراہی ہٹے۔ لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیئے۔ جتنا میل اتنا صابون"

ع۵

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (سورۂ حٰم السجدہ رکوع ۵ پارہ ۲۴) ترجمہ۔ اور اس سے بہتر کس کی بات ہے۔ جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کئے۔ اور کہا بے شک، میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

ع۶

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۂ یونس ع ۳ پ ۱۱) ترجمہ۔ جنہوں نے بھلائی کی۔ ان کے لئے بھلائی ہے اور زیادتی بھی اور ان کے منہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھے گی وہ بہشتی ہیں۔ وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے

حاصل

یہ کہ جو لوگ نیکی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مُنہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھائے گا۔

ع۷

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ انعام ع ۲۰ پ ۸) ترجمہ جو کوئی ایک نیکی کریگا۔ اس کیلئے دس گنا اجر ہے۔ اور جو بدی کریگا سوا سے اسی کے برابر سزا دی جائیگی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرے گا وہ ایک نیکی کے بدلہ میں دس گنا اجر پائے گا۔ اللّٰہم اجعلنا منہم

۸۔ هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ (سورۂ ص ع ۴ پ ۲۳) ترجمہ۔ یہ نصیحت ہے اور بے شک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان

کے لئے ان کے دروازے کھولے جائینگے وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔ وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پرہیزگار بندوں کے لئے اچھا ٹھکانا ہوگا۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہوں گے۔ وہاں ہر چیز انہیں میسر ہوگی۔ اللّٰہم اجعلنا منہم

ع۹

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۲۴ پ ۲۔) ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاصل

کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرو اور ہوتے ہوئے اس کو صحیح مصرف میں خرچ نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے

ع۱۰

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ (سورۃ الشورٰی ع ۳۔ پ ۲۵) ترجمہ۔ یہی وہ فضل ہے جس کی اللہ اپنے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ بجز رشتہ داری کی محبت کے اور جو نیکی کمائے گا تو ہم اس میں اس کے لئے بھلائی زیادہ کر دیں گے۔ بے شک اللہ (تعالےٰ) بخشنے والا قدردان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص نیکی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کو اور زیادہ خوبصورت کر دے گا۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

(۱) موجودہ دور کے بعض مسلمانوں میں بھی اقوام سابقہ کی ناجائز رسمیں پائی جاتی ہیں

(۲) جنت میں کون ہمیشہ اور دوزخ میں ہمیشہ کون رہینگے

قوم نوح علیہ السلام کی طرح بعض مسلمان بھی بجائے اللہ تعالیٰ کے اپنی حاجت روائی کیلئے اپنے بزرگوں کی قبروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ود۔ سواع یغوث یعوق نسر کی عبادت کرتی تھی جو ان کے بزرگ۔ خدا یاد کرنے والے تھے۔ جب انہوں نے وفات پائی تو نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کے مجسمے بنا کر ان کی عبادت کرنا شروع کر دی۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۃ نوحؑ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یہ ان کے بتوں کے نام ہیں۔ (یعنی ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر) ہر مطلب کا ایک الگ بت بنا رکھا تھا۔ وہ ہی بت پھر عرب میں آئے اور ہندوستان میں بھی۔ اسی قسم کے بت بشنو۔ برہما۔ اندر۔ شنو۔ اور ہنومان وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں اسکی مفصل تحقیق حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے تفسیر عزیزی میں کی۔ بعض روایات میں ہے کہ پہلے زمانہ میں کچھ بزرگ لوگ تھے۔ ان کی وفات کے بعد شیطان کے اغوا سے قوم نے انکی تصویریں بطور یادگار بنا کر کھڑی کر لیں۔ پھر ان کی تعظیم ہونے لگی۔ شدہ شدہ پرستش کرنے لگے۔ العیاذ باللہ

پھر نوح علیہ السلام

اس قوم کی طرف مبعوث کئے گئے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَکُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ فَکَذَّبُوْہُ فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ فِی الْفُلْکِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ○ (سورۃ الاعراف ع ۸۔ پ ۸)

ترجمہ۔ البتہ تحقیق ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پھر فرمایا اے میری قوم اللہ (تعالےٰ) کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تم پر بڑے عذاب کے دن سے ڈرتا ہوں اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ تحقیق ہم البتہ تجھے کھلم کھلا گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ کہا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ اور لیکن میں رب العٰلمین کی طرف سے رسول ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ آیا تمہیں اس بات کا تعجب ہے کہ آیا تمہارے پاس ذکر تمہارے رب کی طرف سے تم میں سے ایک آدمی پر۔ تاکہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ پھر جھٹلایا۔ انہوں نے اس کو۔ پھر ہم نے اس کو نجات دی اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور غرق کیا ان لوگوں کو جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ تحقیق وہ لوگ اندھے تھے۔

بزرگوں نے کبھی یہ نہیں فرمایا

کہ اللہ تعالےٰ کا دروازہ چھوڑ کر ہمارے دروازہ پر آؤ۔ تو تمہاری حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔

بلکہ

بزرگان دین تو ہمیشہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر خلق خدا کو لاتے ہیں۔

بزرگان دین ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی اللہ تعالےٰ کا ہی دروازہ دکھایا ہے۔

یہ رسم دراصل

یہود و نصارےٰ سے آئی ہے۔ کوئی عالم اس حدیث کا انکار نہیں کر سکتا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری اُمت یہود و نصارےٰ کے نقش قدم پر چلے گی۔ یہاں تک ان میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تھا تو میری امت میں بھی ایسا ہوگا۔ کہ اپنی ماں سے علانیہ زنا کرے۔

لہذا

کوئی عالم اس حدیث شریف سے بھی انکار نہیں کر سکتا۔ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ = ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ یہود و نصارےٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا

معلوم ہوتا ہے

کہ حضرات اولیائے کرام کی قبروں پر سجدہ

کرنے کی رسم یہود و نصاریٰ سے آئی ہے۔

ورنہ

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے بڑھ کر جتنے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق تھے اور کوئی کب کسی بزرگ کا عاشق ہو سکتا ہے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم آپؐ کی قبر پر سجدہ نہیں کرتے تھے تو اور کون بڑا بزرگ ہو سکتا ہے۔ جس کی قبر پر سجدہ کیا جائے۔

ادب

بزرگان دین رحمہم اللہ کا ادب یہ ہے کہ ان کے بتلائے ہوئے دین پر آدمی عمل کرے

میں نے بھی

خاندان قادری کے اپنے بزرگ دیکھے ہیں کبھی کسی نے اپنے مریدوں کو یہ تلقین نہیں کی کہ آ کر ہماری قبروں پر سجدہ کرنا بلکہ سب حضرات کو دیکھا ہے کہ اپنے تابعداروں کو ذکر الٰہی کی تلقین فرماتے تھے۔ اللھم اہد قومی فانہم لا یعلمون۔

وہ رسمیں ساتھ لائے ہیں

میں کہا کرتا ہوں کہ سوائے سادات حضرات اور انصاری حضرات کے ہم سب لوگ ہندو سے مسلمان ہوئے ہیں۔ کوئی دو پشت سے مسلمان ہے کوئی تین پشت سے مسلمان ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مسلمان ہم کہلاتے ہیں مگر کئی رسمیں ہندوانہ ہم میں پائی جاتی ہیں اور کہنہ ہونے کے باعث وہ کفر کی رسمیں اسلام کی جزء بن گئی ہیں۔ جو ان رسموں کی مخالفت کرے وہ گویا کہ اسلام کی مخالفت کرتا ہے۔ ان رسموں میں سے ایک رسم

قوالی

ہے۔ ہندو ہونے کے وقت میں بتوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے سامنے گانے بجاتے تھے۔ جب مسلمان ہو گئے تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتباع کرنا چاہیئے۔ اب ہمیں ان رسموں سے باز آجانا چاہیئے۔ اب جو قوالی کا منکر ہو اس پر بھی طعن کیا جاتا ہے۔ قوالی میں تین چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک آدمی دو طبلے بجاتا ہے اور دوسرا تالیاں بجاتا ہے اور تیسرا گانا گاتا ہے۔ کیا یہ رسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں تھی۔

ہرگز نہیں تھی

تو یہ دین کا کب جزء بن گئی۔ دین اصلی اور دین نبوی وہی ہے جو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو سکھلایا تھا۔

عرس کرنا

یہ رسم بھی دراصل ہندوؤں سے آئی ہوئی ہے۔ کیا صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس کرتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ دراصل جب ہم لوگ (سوائے سادات کرام اور انصاریوں) ہندو تھے۔ تب سراد کیا کرتے تھے سرادوں کا ہندوؤں کا ایک ہفتہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جو مرے گا۔ وہ سات دنوں میں کسی نہ کسی دن مرے گا۔ لہٰذا ان میں جو بھی ہفتہ کے دن مرے گا اس کا سراد اسی دن ہوگا۔ اور جو اتوار کو مرے گا ان سب کا سراد اتوار کے دن ہوگا۔ گویا کہ سارے مردوں کو ثواب پہنچا دیں گے۔ مسلمانوں کی طرح تھوڑے ہی اپنی دولت لٹاتے ہیں کہ بارہ مہینے عرس کرتے رہیں۔ یہ عرس کی رسم بھی ایک جزو اسلام بن گئی ہے۔ جو نہ کرے اس پر طعن کیا جاتا ہے۔ نماز پڑھنے والے اور عرس نہ کرنے والے مسلمان پر طعن کرتے ہیں اور نماز نہ پڑھنے اور عرس کرنیوالے کو پکا مسلمان سمجھتے ہیں

دعا

اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ہدایت دے اور صحیح اور اصلی اسلام کو سمجھیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

میں بھی حنفی اور قادری ہوں

کیا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت شیخ عبدالقادرؒ مذکورۃ الصدر رسمیں بجالاتے تھے۔ جب نہیں کرتے تھے تو پھر سوائے اس کے نہیں کہ یہ چیزیں ہندوؤں سے آئی ہیں۔ جیسے ذکر کر چکا ہوں۔

لہٰذا

یہ رسمیں اسلام کا جزو نہیں۔ اگر ہوتیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی ضرور بجا لاتے اور نہ حنفیت کی جزء ہیں اگر ہوتیں تو حضرت امام ابوحنیفہؒ بجالاتے اور نہ قادریت کی جزء ہیں۔ اگر قادریت کی جزء ہوتیں تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ضرور بجا لاتے

اصلی دین

فقط وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو سکھایا اور صحابہ کرامؓ نے تابعین کو سکھایا اور تابعین حضرات نے تبع تابعین کو سکھایا۔

بفضلہ تعالےٰ وہ دین بھی زندہ رہیگا

کیونکہ اس کے زندہ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ اٹھایا ہوا ہے۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۝ سورۃ حجر ع ۱ پ ۱۴ ترجمہ۔ تحقیق ہم نے یہ نصیحت اُتاری ہے اور تحقیق ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لہٰذا

خود ساختہ دین والے خواہ کتنا ہی بدنام کیوں نہ کریں۔ مگر باینہمہ ایسے لوگ دنیا میں ضرور موجود رہیں گے جو دین الٰہی کو زندہ رکھیں

شیطان کو اس بات کا اقرار ہے

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاُزَیِّنَنَّ لَہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَلَاُغۡوِیَنَّہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ۝ اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡہُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ۝ قَالَ ہٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسۡتَقِیۡمٌ۝ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ۝ (سورۃ الحجر ع ۳- پ ۱۴- ترجمہ۔ کہا۔ اے میرے رب جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے البتہ ضرور ضرور میں انہیں ان کے گناہوں کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا۔ اور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں مخلص ہوں گے۔ فرمایا یہ راستہ مجھ تک سیدھا ہے۔ بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلے گا۔ مگر جو گمراہوں میں سے تیرا تابعدار ہوا

ایماندار لوگوں پر شیطان کا داؤ چل بھی نہیں سکتا

اِنَّہٗ لَیۡسَ لَہٗ سُلۡطٰنٌ عَلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ۝ اِنَّمَا سُلۡطٰنُہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ یَتَوَلَّوۡنَہٗ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِہٖ مُشۡرِکُوۡنَ۝ (سورۃ النحل ع ۱۳ پ ۱۴- ترجمہ۔ اس کا زور ان پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے

رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہیں پر ہے جو اسے دوست بناتے ہیں - اور جو اللہ کے ساتھ شریک مانتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ شیطان کا زور ایمانداروں پر نہیں چلتا - اس کا زور ان لوگوں پر چلتا ہے جو اسے اپنا دوست بناتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک مانتے ہیں۔

لڑکیوں کو جائداد میں سے حصّہ نہ دینا

یہ رسم بھی مسلمانوں میں ہندوؤں سے آئی ہوئی ہے - حالانکہ قرآن مجید میں واضح طور پر موجود ہے کہ لڑکی کو لڑکے سے آدھا دیا جائے۔ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ الاٰیۃ سورۃ النساء ع ۲- ترجمہ - اللہ تعالےٰ تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے الخ۔

اب مسلمان کا فرض

ہے کہ اس حکم کی تعمیل کرے - اگر یہ حکم دل سے بھی نہیں مانتا تو مسلمان ہی نہیں ہے اور اگر دل سے مانتا ہے اور عملاً مخالف ہے تو فاسق ہے - جو مسلمان ہی نہیں رہتا اس کے لئے شفاعت بھی نہیں ہے - البتہ فاسق کے لئے شفاعت ہے

دولہا کے سر پر سہرا باندھنا

یہ رسم بھی کفار کی تھی جو مسلمانوں میں آئی ہے - اب جاہل مسلمان اس کو ضروری سمجھتے ہیں - حالانکہ یہ کوئی اسلامی رسم نہیں ہے - میں تو سہرا سر پر ہونے کی حالت میں نکاح نہیں پڑھا کرتا - یا تو سہرا اُتار دیں یا دولہا کے گلے میں ڈال دیں - پھر پڑھتا ہوں -

دُعا

اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے کہ بہت سی رسمیں انہوں نے کافروں سے لے رکھی ہیں -

ڈھولک بجانا

یہ بھی ہندوؤں کی رسم ہے کہ جس گھر میں شادی ہو اس میں ڈھولک بجائی جائے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے والے اس رسم سے پرہیز کرتے ہیں۔

دولہا کو گھوڑی پر چڑھانا

جب دولہا سسرال میں شادی کرنے جائے تو برات خواہ پیدل جائے - مگر دولہا کو ضرور گھوڑی چڑھایا جائے یہ رسم بھی ہندوؤں کی ہے - مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس سے پرہیز کریں -

ایک نئی رسم

چند سال سے مسلمانان لاہور نے ایک رسم ایجاد کی ہے کہ جب برات شادی کرنے جائے تو گولے چھوڑے جائیں - یہ رسم بھی خلاف شرع ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ خلاف شرع رسموں سے اپنے آپ کو بچائیں اور جہاں تک ممکن ہو - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں - ورنہ قیامت کے دن خلاف شرع رسموں کے باعث کہیں پکڑے نہ جائیں

جنت میں خلود کن لوگوں کیلئے ہے

ع ۱

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ - بے شک جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے - پھر اسی پر جمے رہے - پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے یہی بہشتی ہیں - اس میں ہمیشہ رہیں گے بدلے ان کاموں کے جو وہ کیا کرتے تھے

ع ۲

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون ع ۱ پ ۱۸ -) ترجمہ -

بے شک ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں - اور جو زکواۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر - اس لیے کہ ان میں کوئی الزام نہیں - پس جو شخص اسکے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے ہیں - اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں - وہی وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے - وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے -

ع ۳

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۶ پ ۱) ترجمہ - اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے - وہی بہشتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہینگے۔

ع ۴

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ؕ کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْھَا مِنْ ثَمَرَۃٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا ھٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِہٖ مُتَشَابِھًا ؕ وَلَھُمْ فِیْھَآ اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ ۙۗ وَّھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۳ پ ۱) ترجمہ اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے لئے باغ ہیں - ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں جب انہیں وہاں کا کوئی پھل کھانے کو ملے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے ملا تھا اور انہیں ہم شکل پھل دیئے جائیں گے اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ عورتیں ہونگی اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے۔

ع ۵

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۪ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۪۟ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا

وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ٥ (سورۃ آل عمران پ۴) ۔ ترجمہ۔ اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو۔ تاکہ تم رحم کئے جاؤ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کریں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور سوائے اللہ کے گناہ بخشنے والا کون ہے اور اپنے کئے پر وہ اڑتے نہیں۔ اور وہ جانتے ہیں۔ یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے۔ اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے۔

دوزخ میں ہمیشہ کون لوگ رہیں گے

۱

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ٥ (سورۃ النساء، پ۵)

بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

۲

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ٥ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ٥ (سورہ البقرہ ع ۹ پ۲) ۔ ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے۔ تو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے۔

۳

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ٥ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ٥ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ٥ (سورۃ الزخرف ع ۷، پ۲۵) ترجمہ بے شک عذاب دوزخ ہی میں ہمیشہ رہینگے ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے اور ہم نے تو ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ خود ہی ظالم تھے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ بصیر بالعباد

حدیث صحیح میں بروایت ثوبان رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے روزے رکھے رمضان کے اور چھ روزے اس کے بعد تو اس کو تمام سال کے روزے حاصل ہونگے۔ (یعنی ثواب)

جو دوسروں پر رحم نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہے گا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر اللہ کی رحمت نہ ہوگی، جو (س کے پیدا کئے ہوئے) انسانوں پر رحم نہ کھائے گا، اور ان کے ساتھ رحم دلی کا معاملہ نہ کرے گا۔ صحیح بخاری

تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کھانے والوں اور رحم دلی کا معاملہ کرنے والوں پر رحمٰن کی خاص رحمت ہو گی۔ تم زمین والی مخلوق کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، آسمان والا تم پر رحمت فرمائے گا۔ سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد

دعوت الی القرآن

۱
قرآن مجید نجات کا ذمہ دار ہے

(الٓمٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ
هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۙ

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو اتارا گیا۔ آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا۔ اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں

۲
قرآن مجید اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے

(كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ
مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ
اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ) سورہ

ابراہیم ع ۱۔ پ ۱۳۔ ترجمہ۔ یہ ایک کتاب ہے۔ ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تعریف کئے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے

یعنی

قرآن شریف اللہ تعالیٰ کے مخالف چلنے سے بچائے اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق چلائے

۳
قرآن مجید کی تاثیر

(لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى
جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ
خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۙ) سورہ

حشر پ ۲۸ ع ۳۔ ترجمہ۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اسے دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے جھک کر پھٹ جاتا اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ وہ غور کریں۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان سے معلوم ہوا کہ جو لوگ قرآن مجید سے ہدایت نہیں پاتے ان کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ پتھر اس کتاب سے اثر پذیر ہو سکتا ہے لیکن ان کے دل اثر نہیں پاتے۔

۴
قرآن مجید کا اتباع کرو گے تو خدا تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ کر لائیگا

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ
فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ)

سورۃ الانعام ع ۲۰۔ پ ۸۔ ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس کتاب (یعنی قرآن مجید) کا اتباع کرو اور مخالفت کرنے سے خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ تب تم پر رحم الٰہی ہوگا۔

۵
قرآن شریف سے اعراض کرنیوالوں کیلئے بڑا عذاب ہوگا

(سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ
عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا
يَصْدِفُوْنَ ۙ) سورۃ الانعام ع ۲۰ پ ۸

ترجمہ۔ جو لوگ ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ ہم انہیں ان کے منہ موڑنے کے باعث بڑے عذاب کی سزا دیں گے۔

قرآن مجید سب سے پہلے سبق توحید پڑھاتا ہے

۱

(وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ
لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ)

سورۃ المائدہ ع ۱۰ پ ۶ ترجمہ۔ حالانکہ سوائے ایک معبود کے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اور اگر وہ اس بات سے باز نہ آئیں گے جو وہ کہتے ہیں۔ تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو دردناک عذاب پہنچیگا۔

۲

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۙ)۔

سورۃ المائدہ ع ۳۔ پ ۶۔ ترجمہ۔ اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے اور اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

۳

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ
فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ
مِّنْ ظَهِيْرٍ ۙ) سورۃ السباء ع ۳۔ پ ۲۲

ترجمہ۔ کہدو۔ جن کا اللہ کے سوا تمہیں گھمنڈ ہے انہیں پکارو۔ وہ نہ تو آسمان ہی میں ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ان میں سے اللہ کا کوئی مددگار ہے

۴

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ
اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۚ اُولٰۗىِٕكَ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۙ) سورۃ الاحقاف

ع ۲۔ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ بے شک جن لوگوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے۔ پھر اسی پر جمے رہے۔ پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ یہی بہشتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۵

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝) سورۃ ابراہیم ع ۵ پ ۱۳

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کردیں تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں اور نہریں تمہارے تابع کر دیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا جو ہمیشہ چلنے والے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو تابع کیا اور جو چیز تم نے اس سے مانگی۔ اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

کلمہ توحید پڑھنے کے بعد نماز پڑھنے کا حکم

ع ۱

(وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ)۔ اور نماز پڑھو سورۃ البقرہ ع ۵ پ ۱۔ یعنی نماز التزام سے پڑھو۔ یہ نہ ہو کہ کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی

ع ۲

روزہ رکھنے کا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝) سورۃ البقرہ ع ۲۳ پ ۲۔ ترجمہ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

زکوٰۃ دینے کا حکم

(وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ) البقرہ ع ۵ پ ۱۔

ترجمہ۔ اور زکوٰۃ دو

جس کی ملکیت میں

ہو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ مثلاً زیور عورت کی ملکیت میں ہوتے ہیں۔ اس لیے جو عورت کے زیور ہوں ان کی زکوٰۃ نکالنا عورت کے ذمہ فرض ہے۔ اگر نہ نکالے تو عورت زکوٰۃ نہ دینے کی ذمہ دار نہ کہ مرد گنہگار ہو گا۔

ع ۳

حج کرنے کا حکم

(وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝) سورۃ آل عمران ع ۱۰ پ ۴۔ ترجمہ اور لوگوں کو اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے۔ جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح

میں مذکورۃ الصدر کاموں کے کرنے کا نام اسلام ہے۔ چنانچہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسلام کی معنی دریافت کی تو آپؐ نے یہی جواب فرمایا۔ چنانچہ اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

حدیث شریف

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ الحدیث۔ ترجمہ۔ عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرمایا ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگہاں ہم پر ایک آدمی ظاہر ہوا۔ جو نہایت سفید کپڑوں والا تھا۔ نہایت سیاہ بالوں والا تھا۔ نہ اس پر کوئی سفر کا اثر دیکھا جاتا تھا اور نہ اس کو کوئی آدمی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا پس اپنے دونوں گھٹنوں کو آپؐ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی رانوں پر رکھ دیا اور کہا اے مُحَمَّد صلے اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے متعلق اطلاع دیجئے۔ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے اور تحقیق محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو قائم کرے نماز اور تو دے زکوٰۃ۔ اور تو رمضان کے روزے رکھے اور اگر تجھے طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے (یہ سن کر) فرمایا۔ آپؐ نے ٹھیک فرمایا۔ پھر ہم نے اس پر تعجب کیا۔ آپ سے پوچھتا ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام کے معنی سے واقف نہیں۔ اور جب فرمایا۔ آپ نے سچ فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جانتا تھا۔

قرآن مجید اپنے عہد کو پورا کرنے کا حکم دیتا ہے

(اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝) سورۃ بنی اسرائیل ع ۴۔ پ ۱۵۔

ترجمہ۔ اور عہد پورا کرو بے شک عہد کی باز پرس ہوگی۔

معاملات کے متعلق پورا بھرو اور تولو

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۴۔ پ ۱۵۔ ترجمہ۔ اور ناپ تول کر دو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو۔ یہ بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے

ورنہ دوزخ میں جاؤ گے

(وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝) سورہ المطففین۔ ع ۱ پ ۳۰۔ ترجمہ۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ الآیہ۔ سورہ النساء ع ۵ پ ۵۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ آپس کی خوشی سے تجارت ہو۔

یتیموں کا مال ناحق نہ کھاؤ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۰) سورۃ النساء ع ۱ پ ۴ ترجمہ - بے شک جو لوگ یتیم کا مال ناحق کھاتے ہیں - وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں - اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے -

تقسیم میراث کے متعلق

(یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ) الآیۃ سورۃ النساء ع ۲ - پ ۴ - ترجمہ - اللہ تعالےٰ تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا دو عورتوں کے برابر حصّہ ہے -

عورتوں کو رواج کے باعث جائداد میں سے حصّہ نہ دینا کفر ہے۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَخَافُوْنَ اللّٰهَ تعالےٰ جو لوگ لڑکیوں کا حصہ نہیں دیتے اور خود کھا جاتے ہیں - ان کے حق میں داخلہ دوزخ کا وعید ہے - قرآن مجید میں ارشاد ہے -

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۰ سورۃ النساء ع ۱ پ ۴ ترجمہ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں - وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے

زنا کے قریب نہ جاؤ

(وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ط وَ سَآءَ سَبِیْلًا ۰) سورہ بنی اسرائیل ع ۴ پ ۱۵ ترجمہ - اور زنا کے قریب نہ جاؤ - بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے -

شراب نہ پیو - جُوا نہ کھیلو - اور بت فال کے تیر سب سے بچو

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۰) سورہ مائدہ ع ۱۲ پ ۷ - اے ایمان والو شراب اور جُوا اور بُت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں - سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ -

قیامت پر ایمان لاؤ

(لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ) الآیہ - سورۃ النساء ع ۱۱ پ ۵ ترجمہ - بے شک قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا -

حاصل

یہ ہے کہ مسلمان کو قیامت کے دن جمع ہونے میں شک نہیں ہونا چاہیئے -

نتیجہ

اس عقیدے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہر مسلمان کو اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں تاکہ اس دن اللہ تعالےٰ کے سامنے اور مسلمانوں کے روبرو ذلیل اور رسوا نہ ہونا پڑے - وما علینا الا البلاغ

واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

کامیاب زندگی والے

ع ۱

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۰ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۰ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۰ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۰ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۰ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۰ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۰ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۰ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۰ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۰) سورۃ المومنون ع ۱ پ ۱۸ - ترجمہ - بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنیوالے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے مُنہ موڑنے والے ہیں اور جو زکواۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں - مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لیئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں - پس جو شخص اسکے علاوہ طلبگار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہونگے

حاصل

یہ ہے کہ عنوان سابق والی آٹھ شرطیں جس مرد یا عورت میں پائی جائیں گی - وہ بہشت میں داخل ہونگے اور وہ شرطیں یہ ہیں پہلی ایمان (ایمان کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں) دوسری نماز - تیسری - بیہودہ کاموں سے منہ موڑنیوالے مثلاً مرغے لڑانا - کبوتر اُڑانا - بینڈھے لڑانا - سانڈھ لڑانا - رنڈیوں کے تماشے کرانا وغیرہ

چوتھی شرط زکواۃ ادا کرنا جسکی ملکیت نصاب زکواۃ ہو -

ایک غلط فہمی کا ازالہ

عام طور پر عورتیں اپنے زیورات کی زکواۃ نہیں نکالتیں - حالانکہ ان کے زیورات کی زکواۃ نکالنا ان کے ذمہ فرض ہے - نہ کہ ان کے مردوں کے ذمہ ہے - ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اگر انکی زکواۃ دس روپے نکلتی ہے تو وہ زیور بیچ کر نہ دے - بلکہ اپنے مرد سے لے کر ادا کر دے - اگرچہ سونے کے ہوں یا چاندی کے ہر سال بازار سے - بھاؤ دریافت کر لیں اور جتنا روپیہ واجب الادا ہو زکواۃ ادا کر دیں -

پانچویں شرط - کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے - یعنی ناجائز جگہ پر ان کا استعمال نہ کریں - چھٹی وہ اپنی امانتوں کی حفاظت کرنے والے ہیں - جو امانت رکھیں وہ باقاعدہ ادا کریں - یعنی امانتوں کے دینے میں دیر نہ کریں - جب کوئی اپنی امانت مانگے فوراً ادا کر دینے والے ساتویں اپنے وعدے کو پورا کرنے والے - آٹھویں اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے یعنی ایسے نہ ہوں جو کبھی پڑھ لیں اور کبھی نہ پڑھیں -

ع ۲

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۰ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ۰ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۰ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۰ وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۰ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ۰ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۰ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۰ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ مَتَابًا ۰ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۰ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۰ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ۰ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ سورۃ الفرقان ع ۶ پ ۱۹ ۔ ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں۔ تو کہتے ہیں سلام ہے اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہوکر رات گزارتے ہیں اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے۔ بیشک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بیشک وہ برا ٹھکانا اور بری قیامگاہ ہے۔ اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے۔ جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے۔ اور جس شخص نے یہ کیا وہ گناہ میں جا پڑا قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا اور اس میں ذلیل ہوکر پڑا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں اور وہ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہوکر نہیں گرتے اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔ یہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے۔

قیامت کے دن کا نقشہ

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ سورۃ الحاقۃ ع ۱ پ ۲۹ ۔ ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا سو وہ کہے گا۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۝ سورۃ الحاقۃ ع ۱۔ پ ۲۹۔ ترجمہ۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ (کاش وہ موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اسے جکڑ دو۔ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے۔ اور نہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے مگر زخمیوں کا دھوون۔ اسے سوائے گناہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ پہلا نقشہ بہشتیوں کا ہے اور دوسرا دوزخیوں کا۔ اللہم اعذنا منہ بفضلک ورحمتک یا ارحم الراحمین۔ وما علینا الا البلاغ

مخلوق کے ساتھ اچھائی کرنے والا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے

حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساری مخلوق اللہ کی عیال (گویا اس کا کنبہ) ہے اس لئے اللہ کو زیادہ محبوب اپنی مخلوق میں وہ آدمی ہے جو اللہ کی عیال (یعنی اس کی مخلوق) کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے۔ شعب الایمان للبیہقی

خطبۂ یوم الجمعہ مورخہ ۴ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب درس دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ

۱۔ دوزخی کون ہیں اور اُن کے ساتھ سلوک کیسا ہو گا

۲۔ بہشتی کون ہیں اور اُن کے ساتھ سلوک کیسا ہو گا

دوزخی کون ہیں اور ان کے ساتھ سلوک کیسا ہو گا

۱

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۸ - پارہ ۵)

ترجمہ۔ بیشک جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا۔ انہیں ہم آگ میں ڈالیں گے۔ جس وقت ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کی اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

۲

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ سورۃ الاعراف رکوع ۴ پارہ ۸

ترجمہ۔ فرمائے گا۔ جنوں اور آدمیوں میں سے جو امتیں تم سے پہلے ہو چکیں۔ ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ جب ایک امت داخل ہو گی تو دوسری پر لعنت کرے گی۔ یہاں تک کہ جب اس میں سب گر جائیں گے تو ان کے پچھلے پہلوں سے کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں انہوں نے گمراہ کیا۔ سو تو انہیں آگ کا دگنا عذاب دے فرمائے گا کہ دونوں کو دُگنا ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے۔ اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے۔ پس تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ پس بسبب اپنی کمائی کے عذاب چکھو۔

۳

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝ سورۃ ابراہیم رکوع ۳ پارہ ۱۳۔

ترجمہ۔ اور پیغمبروں نے فیصلہ چاہا اور ہر ایک سرکش نامراد ہوا۔ اور اس کے آگے دوزخ ہے۔ اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جسے گھونٹ گھونٹ پئے گا۔ اور اسے گلے سے نہ اُتار سکے گا۔ اور اس کو ہر طرف سے موت آئے گی اور وہ نہیں مرے گا۔ اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہو گا۔

۴

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝ سورۃ الدخان رکوع ۳ پارہ ۲۵۔

ترجمہ۔ بیشک تھوہر کا درخت گنہگاروں کا کھانا ہے۔ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں کھولے گا۔ جیسے پکتا ہوا پانی کھولتا ہے۔ اسے پکڑ لو۔ پس اسے دوزخ کے درمیان دھکیل کر لے جاؤ۔ پھر اس کے سر پر عذاب کا کھولتا ہوا پانی ڈالو۔ چکھ بیشک تو بڑا عزت والا بزرگی والا ہے۔ بیشک یہی ہے۔ جس کی نسبت تم شک کیا کرتے تھے۔

۵

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝ سورۃ ص رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ اور تحقیق سرکشوں کے لئے برا ٹھکانا ہے۔ یعنی دوزخ جس میں گرینگے پس وہ کیسی بُری جگہ ہے۔ یہ ہے۔ پھر وہ اس کو چکھیں۔ جو کھولتا پانی اور پیپ ہے۔ اور اس شکل کی اور بھی کئی طرح کی چیزیں ہوں گی۔ یہ ایک جماعت ہے۔ جو تمہارے ساتھ دوزخ میں داخل ہونے والی ہے (متبوع کہیں گے) ان پر خدا کی مار یہ بھی دوزخ ہی میں آرہے ہیں۔ (تابع ہونے والے) کہیں گے۔ بلکہ تم پر خدا کی مار۔ تم ہی تو اس بلا کو ہمارے سامنے لائے جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ تابع کہیں گے۔ اے ہمارے رب جو اس بلا کو ہمارے آگے لایا۔ اسے آگ میں دگنا عذاب دے اور کہیں گے۔ کہ جن لوگوں کو ہم دنیا میں برا سمجھتے تھے۔ ہمیں دکھائی کیوں نہیں دیتے۔ کیا ہم ان سے (ناحق) تمسخر کرتے تھے۔ یا ان سے ہماری نگاہیں پھر گئی ہیں۔

۶

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ سورۃ الممتحنہ رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ نہ تمہیں تمہارے رشتے ناطے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن نفع

دینگے ۔ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور جو تم کرتے ہو ۔ اللہ اسے خوب دیکھتا ہے۔

۷

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۚ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۙ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ؕ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۙ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۙ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ؒ سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ ۔ اور جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا ۔ تو کہیگا ۔ اسے کاش میرا اعمال نامہ نہ ملتا ۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی ۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا ۔ مجھ سے میری حکومت جاتی رہی ۔ اسے پکڑو ۔ پس اسے طوق پہنا دو ۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو ۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اسے جکڑ دو ۔ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا ۔ جو بڑا عظمت والا ہے ۔ اور نہ وہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا ۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں ۔ اور نہ کھانا ہے ۔ مگر زخموں کا دھوون ۔ اسے گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا

۸

وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ اِذَاۤ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ ۙ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ سورہ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹۔

ترجمہ ۔ اور جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ۔ ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے ۔ جب اس میں ڈالے جائیں گے ۔ تو اس کے شور کی آواز سنیں گے ۔ اور وہ جوش مارتی ہوگی ۔ ایسا معلوم ہوگا کہ جوش کی وجہ سے ابھی پھٹ پڑے گی ۔ جب اس میں ایک گروہ ڈالا جلئے گا ۔ تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے ۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا ۔ وہ کہیں گے ۔ ہاں بیشک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا ۔ پر ہم نے جھٹلا دیا ۔ اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو ۔ اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے ۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے ۔ سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے ۔

بہشتی کون ہیں ۔ اور ان کے ساتھ کیسا سلوک ہوگا

۱

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۚ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآىِٕكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝ سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵ ترجمہ ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے ۔ اور اچھے کام کئے ہم بھی ان کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھے کام کئے وہی لوگ ہیں جن کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی ۔ انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور باریک اور موٹے ریشم کا لباس پہنیں گے ۔ وہاں تختوں پر تکئے لگانے والے ہوں گے ۔ کیا ہی اچھا بدلہ ہے اور کیا ہی اچھی آرام گاہ ہے ۔

۲

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ سورۃ ص رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ ۔ یہ نصیحت ہے اور بے شک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے ۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ۔ ان کیلئے ان کے دروازے کھولے جائیں گے ۔ وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے ۔ وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے ۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی ۔ یہی ہے جس کا تم سے حساب کے دن کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے بیشک یہ ہمارا رزق ہے ۔ جو کبھی ختم نہیں ہوگا ۔

۳

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىِٕكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ سورۃ توبہ ۔ رکوع ۹ پارہ ۱۰ ۔ ترجمہ ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں ۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں یہی لوگ جن پر اللہ رحم کرے گا ۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے اللہ نے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ فرمایا ہے ۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ۔ اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے ۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو مرد اور عورتیں ایمان لاتے ہیں ۔ اور نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں ۔ اور نماز التزام سے پڑھتے ہیں ۔ اور زکوٰۃ ہمیشہ ادا کرتے ہیں ۔ غرضیکہ ہر معاملہ میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں ۔ ان کے لئے بہشت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے لہٰذا ہر مسلمان کا (خواہ مرد ہو یا عورت) فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کی داخلہ جنت کی شرائط کو پورا کرے ۔

اَللّٰهُمَّ وفقنا لما تحب وترضیٰ

ع۴

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ سورۃ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱ ترجمہ:-

اور جو لوگ قدیم پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا - اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے - یہ بڑی کامیابی ہے -

نجات پانے والے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس طرح یہود و نصاریٰ میں بہتر فرقے ہو گئے تھے - اسی قسم کے بہتر فرقے میری امت میں بھی ہونگے اور فرمایا - کہ وہ دوزخ میں جائینگے البتہ میری امت میں ایک تہترواں فرقہ یہود و نصاریٰ سے زائد ہوگا - اور وہ بہشت میں جائے گا - صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا - وہ کون سا ہوگا - آپ نے فرمایا - (ما انا علیہ و اصحابی) ترجمہ - جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں -

لہٰذا

ہر مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت کا فرض ہے کہ ہر کام کرتے وقت رسولؐ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے اور ان کی تابعداری سے نہ ہٹے -

ع۵

اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ - سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں - اور اس عہد کو نہیں توڑتے - اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں - جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے - اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں - اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا - اور نماز قائم کی - اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا - اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں - انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے - ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں - اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازہ سے آئیں گے - کہیں گے - تم پر سلامتی ہو - تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے -

ع۶

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ سورۃ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ - بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے - جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں - اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں - اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں - اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں - پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں - اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے

خلاصہ

ان آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مندرجہ صفتوں والے مسلمان جنت میں جائیں گے :-

(پہلی) ایمان -
(دوسری) اپنی نمازوں میں عاجزی کرنیوالے
(تیسری) فضول باتوں سے بچنے والے مثلاً مرغ لڑانا، یا کبوتر اڑانا، یا مینڈھے لڑانا، یا شادیوں میں مجرے کرانا، وغیرہ
(چوتھی) زکوٰۃ ادا کرنے والے - اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے۔
(پانچویں) امانتوں کی حفاظت کرنیوالے (یعنی جو ان کے پاس رکھے۔
(چھٹی) اپنے عہدوں کو پورا کرنیوالے
(ساتویں) اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

غور کی دعوت

مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنی حالت پر غور کرکے دیکھنا چاہیئے کہ آیا یہ صفتیں پائی جاتی ہیں ــ؟

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۱ شوال المکرم سنہ ۱۳۷۹ء مطابق ۸ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء

جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡدُ

انسان کی بُری صفتوں میں سے ایک صفت ظلم بھی ہے

(۱) کبھی انسان اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر عمل نہ کرنے سے ظالم بنتا ہے

اس کا ثبوت

(سَآءَ مَثَلَا ۣالۡقَوۡمُ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ اَنۡفُسَھُمۡ کَانُوۡا یَظۡلِمُوۡنَ ۝) (سورۃ الاعراف ع ۲۲ پ ۹ ۔ ترجمہ ۔ جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ۔ ان کی بُری مثال ہے اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ۔

حاصل

یہ ہے کہ ان لوگوں نے مخالفت تو احکام الٰہی کی کی ۔ لیکن اس مخالفت میں اللہ تعالےٰ کا کیا بگڑا ۔ بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے اپنے اوپر ہی ظلم کیا کہ جہنم میں جائیں گے

۲

کبھی انسانوں کی حق تلفی کرکے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے ۔

اس کا ثبوت

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ۝ سورۃ النساء ع ۱ پ ۴ ۔ ترجمہ ۔ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں ۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں ۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے

حاصل

یہ ہے کہ یتیموں کا مال ناحق کھانے سے ظلم کرتے ہیں اور ایسے ظالم جہنم میں جائیں گے

سب سے بڑا ظلم جو مرنے کے بعد کبھی معاف نہیں ہوگا

۳

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا ۝) سورۃ النساء رکوع ۷ پ ۵ ترجمہ

بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے ۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا ۔

معاف ہوسکتا ہے

شرک سے اگر مشرک زندگی میں توبہ کرے تو معاف ہوسکتا ہے اور اگر مرنے کے بعد عذاب الٰہی میں مبتلا ہونے پر توبہ کرے ۔ تو ہرگز معاف نہیں ہوسکتا ۔

۴

وَ کَمۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اَہۡلَکۡنٰہَا فَجَآءَہَا بَاۡسُنَا بَیَاتًا اَوۡ ہُمۡ قَآئِلُوۡنَ ۝ فَمَا کَانَ دَعۡوٰىہُمۡ اِذۡ جَآءَہُمۡ بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸ ۔ ترجمہ ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کردی ہیں ۔ جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا ۔ یا ایسی حالت میں کہ دوپہر کو سونے والے تھے ۔ جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا ۔ پھر ان کی یہی پکار تھی ۔ کہتے تھے بیشک ہم ہی ظالم تھے ۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں ۔ "یعنی جب ان کے ظلم و عدوان اور کفر و عصیان کی حد ہو چکی تو دنیا کی لذّات و شہوات میں منہمک اور عذاب الٰہی سے بالکل بےفکر ہوکر خواب استراحت کے مزے لینے لگے ۔ کہ یکایک ہمارے عذاب نے آدبوچا ۔ پھر ہلاکت آفرینیوں کے اس ہیبتناک منظر اور ہنگامۂ دار و گیر میں ساری طمطراق بھول گئے ۔ چاروں طرف سے انا کنا ظلمین کی چیخ و پکار کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا ۔ گویا اس وقت انہیں واضح ہوا اور اقرار کرنا پڑا ۔ کہ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا ۔ ہم خود ہی اپنے جانوں پر ظلم کرتے رہے ہیں ۔

۵

(وَ مَا کَانَ رَبُّکَ مُہۡلِکَ الۡقُرٰی حَتّٰی یَبۡعَثَ فِیۡۤ اُمِّہَا رَسُوۡلًا یَّتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا ۚ وَ مَا کُنَّا مُہۡلِکِی الۡقُرٰۤی اِلَّا وَ اَہۡلُہَا ظٰلِمُوۡنَ ۝) سورۃ القصص ع ۶ ۔ پ ۲۰ ۔ ترجمہ ۔ اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا ۔ جب تک کہ ان کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے ۔ جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں ۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ پہلے نبی انکی اصلاح کے لئے بھیجا کرتے تھے ۔ جب نبی کے سمجھانے کے بعد اتمام حجت ہونے پر بھی نہ سمجھتے تھے تب ان پر عذاب الٰہی آتا تھا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

۶

(وَ کَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡیَۃٍ کَانَتۡ ظَالِمَۃً وَّ اَنۡشَاۡنَا بَعۡدَہَا قَوۡمًا اٰخَرِیۡنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوۡا بَاۡسَنَاۤ اِذَا ہُمۡ مِّنۡہَا یَرۡکُضُوۡنَ ۝ لَا تَرۡکُضُوۡا وَ ارۡجِعُوۡۤا اِلٰی مَاۤ اُتۡرِفۡتُمۡ فِیۡہِ وَ مَسٰکِنِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تُسۡـَٔلُوۡنَ ۝ قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَاۤ اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ۝ فَمَا زَالَتۡ تِّلۡکَ دَعۡوٰىہُمۡ حَتّٰی جَعَلۡنٰہُمۡ حَصِیۡدًا خٰمِدِیۡنَ ۝) سورۃ الانبیاء ع ۲ پ ۱۷ ۔

ترجمہ ۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں غارت کر دیا ہے اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں ۔ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے ۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ ۔ جہاں تم نے عیش کیا تھا اور اپنے گھروں میں جاؤ ۔ تاکہ تم سے پوچھا جائے کہنے لگے ۔ ہائے ہماری کمبختی ۔ بے شک ہم ہی ظالم تھے ۔ سو انکی یہی پکار رہی ۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا ۔ جس طرح کھیتی کٹی ہوئی ہو اور وہ بجھ کر رہ گئے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ جب ان لوگوں پر عذاب الٰہی آیا تو انہوں نے خود تسلیم کیا کہ ہم ظالم تھے ۔ اس اقرار کرنے پر بھی جو عذاب الٰہی ان پر آچکا تھا ۔ نہ ٹلا اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی جب نافرمانوں پر آپہنچے تب انکی توبہ قبول نہیں ہوتی ۔

۷

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف ع ۷ ۔ پ ۲۵ ۔ ترجمہ ۔ بے شک گنہگار عذاب دوزخ ہی میں ہمیشہ رہیں گے ۔ ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا ۔ اور وہ اس میں مایوس پڑے رہیں گے ۔ اور ہم نے تو ان پر ظلم نہیں کیا ۔ لیکن وہ خود ہی ظالم تھے ۔ اور وہ پکاریں گے ۔ اے مالک (دربان دوزخ کا نام ہے) تیرا پروردگار ہمارا کام تمام کر دے گا ۔ وہ کہے گا بے شک تمہیں تو ہمیشہ رہنا ہے ۔ ہم تو تمہارے پاس سچا دین لا چکے اور لیکن اکثر تم میں سے دین حق سے نفرت کرتے ہیں ۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سچا دین پہنچایا تھا ۔ مگر تم نے اسے قبول نہیں کیا ۔ اب تم اس روگردانی کا مزہ چکھو اب کیا ہو سکتا ہے ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝) سورۃ الشوریٰ ع ۵ پ ۲۵ ۔ ترجمہ ۔ اور تو ظالموں کو دیکھے گا ۔ کہ جب وہ عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے ۔ کیا واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے ۔ اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے ۔ ایسے حال میں کہ ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے ۔ چھپی نگاہ سے دیکھ رہے ہونگے اور وہ لوگ کہیں گے جو ایمان لائے تھے ۔ بیشک خسارہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں ۔ جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارہ میں رکھا ۔ خبردار بیشک ظالم ہی ہمیشہ کے عذاب میں ہونگے ۔

حاصل

کہ ظالم جب عذاب الٰہی دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہاں سے واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے کہ پھر دنیا میں چلے جائیں ۔

ظلم کے متعلق احادیث نبویہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ (رواہ البخاری) ۔

ترجمہ ۔ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا کسی مسلمان بھائی پر کوئی حق ہو (مثلاً آبرو ریزی وغیرہ کا حق) تو چاہیئے کہ مسلمان اس سے اس حق کو معاف کرائیں (یعنی) دنیا ہی میں اس سے پہلے کہ وہ دن آئے (یعنی قیامت کا دن) جس میں نہ درہم ہوں گے نہ دینار (کہ اس کے عوض ادا کئے جا سکیں) اگر اس نے اپنے حق کو معاف کر دیا ۔ تو بہتر ہے ۔ ورنہ پھر قیامت کے دن اگر ظالم کے اعمال میں کچھ نیکیاں ہونگی تو اس کی نیکیوں میں سے اس کے ظلم کے برابر نیکیاں لے لی جائینگی اور مظلوم کو دیدی جائینگی اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیوں میں سے (اسی قدر برائیاں) لی جائیں گی اور ظالم کے حساب میں ڈال دی جائیں گی ۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ (رواہ مسلم) ۔

ترجمہ ۔ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہ کرام رضؓ نے عرض کیا ۔ ہم میں تو مفلس وہ شخص ہے ۔ جس کے پاس نہ تو درہم ہو ۔ نہ سامان و اسباب ۔ آپؐ نے فرمایا میری امت میں سے قیامت کے دن مفلس وہ شخص ہوگا جو دنیا سے نماز روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ ہر قسم کی عبادتیں لے کر آئے گا ۔ اور ساتھ ہی کسی کو گالی دینے کسی پر تہمت لگانے کسی کا مال کھا جانے کسی کو ناحق مار ڈالنے اور کسی کو ناحق مارنے کے گناہ بھی لائے گا ۔ پھر ایک مظلوم کو ان نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور دوسرے مظلوم کو ان نیکیوں سے دیا جائے گا ۔ اور جب اسکی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور لوگوں کے حق باقی رہ جائیں گے ۔ تو ان حقداروں کی برائیاں اور گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے ۔ اور پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا ۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقَادُ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ (رواہ مسلم)

ترجمہ ۔ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حقداروں کے حقوق ادا کئے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کے لئے سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا ۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا (رواہ ترمذی) ترجمہ ۔ حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم اِمَّعَہ نہو کہ اس طرح کہو ۔ اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ بھلائی کریں گے ۔ اور ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ اپنے لئے یہ امر قرار دو کہ اگر لوگ نیکی کریں تو تم بھی نیکی کرو ۔ اور برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو ۔

عَنْ مُعٰوِيَةَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ اَنِ اكْتُبِيْ اِلَيَّ كِتَابًا تُوْصِيْنِيْ فِيْهِ وَلَا تُكْثِرِيْ فَكَتَبَتْ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ (رواہ الترمذی) ۔ معٰویہ رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ کو لکھا کہ تم مجھ کو ایک خط لکھو ۔ جس میں مجھ کو نصیحت تحریر کرو ۔ اور زیادہ طویل نہ لکھو ۔ حضرت عائشہ رضؓ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا تجھ پر سلام ہو ۔

جانوروں کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا سبب ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک گدھے پر پڑی جس کے چہرے پر داغ دے کر نشان بنایا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے جس نے یہ کام کیا۔ مسند احمد

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَبْدٌ اَذْھَبَ اٰخِرَتَہٗ بِدُنْیَا غَیْرِہٖ (رواہ ابن ماجہ) ترجمہ۔ ابی امامہ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن مرتبہ کے لحاظ سے بدترین آدمی وہ بندہ ہوگا۔ جس نے اپنی آخرت کو دوسرے کی دنیا کی خاطر کے لحاظ سے برباد کیا۔ یعنی دوسرے کو خوش کرنے کے لئے اپنی عاقبت خراب کر لی۔

کتاب سنت سے پیش کردہ اقتباسات کا حاصل یہ ہے کہ مکمل انسان وہ ہے کہ جس کا تعلق خالق سے درست ہو اور مخلوق سے بھی درست ہو۔ وما علینا الا البلاغ

جانوروں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور ان پر رحم کرو

حضرت سہیل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ (بھوک کی وجہ سے) کمر سے لگ گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو! ان پر سوار ہو تو ایسی حالت میں جب یہ ٹھیک ہوں (یعنی ان کا پیٹ بھرا ہو) اور ان کو چھوڑو تو (اسی طرح کھلا پلا کر) اچھی حالت میں۔ سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب. دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْد

دُنیا میں آنیکے بعد گھاٹے میں کون رہے

۱

(اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○) سورۃ البقرہ ع ۳ - پ ۱ - ترجمہ - جو اللہ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

تفسیر

یعنی اللہ تعالیٰ سے بندگی کا عہد کر کے توڑتے ہیں۔ مثلاً کہلاتے تو مسلمان ہیں (یعنی اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار تو کہلاتے ہیں) مگر نافرمانی کرتے ہیں۔ مثلاً وہ مسلمان تو کہلاتے ہیں۔ مگر نماز کا حکم ہے تو نماز نہیں پڑھتے اور روزہ کا حکم ہے تو روزہ نہیں رکھتے۔ زکواۃ اگر مال ہونے کے باعث ضرور دینی چاہیئے تو نہیں دیتے اور حج فرض ہے تو حج نہیں کرتے اور یہ بیماریاں عام طور پر مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں اور جسکے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُسے توڑتے ہیں۔ مثلاً بھائی اپنے بھائی سے ناراض ہے تو اس سے نہیں ملے گا۔ باقی سب سے ملے گا۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ بجاء اس کے کہ صلح کی کوشش کریں۔ اُلٹا فساد کو پھیلاتے ہیں۔ اور لڑائی جھگڑا بڑھاتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

نتیجہ

مذکورۃ الصدر خرابیوں کے باوجود پھر بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مصرع

برعکس نہند نام زنگی کافور

یعنی ایک حبشی جس کا رنگ سیاہ ہے اس کا نام کافور رکھ دیا جائے کہ یہ کافور کی طرح سفید ہے

۲

(كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○) سورۃ التوبہ ع ۹ پ ۱۰ -

ترجمہ - جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے طاقت میں زیادہ تھے اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا گئے اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا۔ جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم بھی انہیں کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور وہی نقصان اٹھانیوالے ہیں۔

حاصل

گذشتہ لوگوں کی چال چلوگے تو جس طرح دُنیا میں آنے کے بعد وہ خسارہ میں رہے۔ ویسے تم بھی خسارہ میں رہو گے۔ جس طرح ان کے اعمال کی اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہوئی تمہارے اعمال کی بھی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی۔

۳

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○) سورۃ المنٰفقون ع ۲ پ ۲۸)

ترجمہ - اے ایمان والو۔ تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کرے گا سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

حاصل

مال کے حاصل کرنے یا اولاد کی خاطر خدا تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہو جانا کہ مثلاً دُکان سے اُٹھ کر نماز کے لئے اس لئے نہیں جاتے۔ کہ کہیں گاہک واپس نہ چلا جائے اور گاہک دُکان سے واپس چلے گئے تو بال بچوں کی ضروریات کیسے پوری ہونگی۔ اور سودا کیسے بکے گا۔

۴

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○) سورہ آل عمران پ ۳ - ع ۹

ترجمہ - اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

غیر اسلام کے چاہنے والے

وہ لوگ بھی ہونگے جو اسلامی رسم و رواج کو چھوڑ کر کفر کا رسم و رواج چاہتے ہیں۔ مثلاً شادیوں میں ہندوؤں کی طرح سر پر سہرا باندھنا مہندی سے دولہا کے ہاتھوں کو رنگنا۔ آتشبازی چلانا۔ برات کے ساتھ باجے بجانا۔ دُلہن کو ضرور ڈولی میں ڈال کر لانا۔ دلہن کو پہلی مرتبہ جب سسرال میں آئے تو دولہا کا دُلہن کو ڈولی سے اٹھا کر باہر لانا۔ جہیز کو پھیلا کر دُلہن کی رخصتی کے وقت ساتھ بھجوانا۔ دو دو تین تین برتن مزدوروں کے سر پر رکھوا کر دلہن کی ڈولی کے ساتھ بھجوانا۔ دولہا کا ضرور گھوڑی پر چڑھ کر سسرال کے گھر آنا وغیرہ

۵

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِۨالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ○) سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸ -

ترجمہ - اور واقعی اس دن وزن بھی ہوگا۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہونگے۔ اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا۔ سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا۔ جن کے اعمال قلبیہ و اعمال جوارح وزنی ہونگے وہ کامیاب ہیں اور جن کا وزن ہلکا رہا۔ وہ خسارہ میں ہے حضرت شاہ صاحب (شاہ عبدالقادر صاحب رح) فرماتے ہیں - کہ ہر شخص کے اُن عمل کے موافق لکھے جاتے ہیں - ایک ہی کام ہے اگر اخلاص و محبت سے حکم شرعی کے موافق کیا اور بر محل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا الٹیں کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا - آخرت میں وہ کاغذ تلیں گے جن کے

نیک کام بھاری ہوئے تو بُرائیوں سے درگذر ہوا۔ اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اعمال جو اس وقت اعراض ہیں۔ وہاں اعیان کی صورت میں مجسّد کر دیئے جائینگے۔ اور خود ان ہی اعمال کو تولا جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں غیر قار الذات اعراض ہیں جن کا ہر جزء وقوع میں آنے کے ساتھ ہی ساتھ معدوم ہوتا رہتا ہے۔ پھر ان کا جمع ہونا اور تلنا کیا معنی رکھتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ گراموفون میں آج کل لمبی چوڑی تقریریں بند کی جاتی ہیں۔ کیا وہ تقریریں اعراض میں سے نہیں۔ جن کا ایک حرف ہماری زبان سے اس وقت ادا ہو سکتا ہے۔ جب اس سے پہلا حرف نکل کر فنا ہو جائے پھر یہ تقریر کا سارا مجموعہ گراموفون میں کس طرح جمع ہو گیا۔ اسی سے سمجھ لو کہ جو خدا گراموفون کے موجد کا بھی موجد ہے۔ اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ ہمارے کل اعمال کے مکمل ریکارڈ کر رکھے۔ جس میں ایک شوشہ اور ذرہ بھی غائب نہ ہو۔ رہا ان کا وزن کیا جانا تو نصوص سے ہم کو اس قدر معلوم ہو چکا ہے کہ وزن ایسی میزان (ترازو) کے ذریعہ سے ہوگا۔ جس میں کفتیں اور لسان وغیرہ موجود ہیں۔ لیکن وہ میزان اور اس کے دونوں پلّے کس نوعیت و کیفیت کے ہوں گے اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ ان باتوں کا احاطہ کرنا ہماری عقول و افہام کی رسائی سے باہر ہے۔ اسی لئے ان کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی۔ بلکہ ایک میزان کی کیا اس عالم کی جتنی چیزیں ہیں۔ بجز اس کے کہ ان کے نام ہم سُن لیں اور ان کا کچھ اجمالی سا مفہوم جو قرآن و سنّت نے بیان کر دیا ہو۔ عقیدہ میں رکھیں۔ اس سے زائد تفصیلات پر مطلع ہونا ہماری حد پرواز سے خارج ہے۔ کیونکہ جن نوامیس و قوانین کے ماتحت اس عالم کا وجود اور نظم و نسق ہوگا۔ ان پر ہم اس عالم میں رہتے ہوئے کچھ دسترس نہیں پا سکتے۔ اسی دنیا کی میزانوں کو دیکھ لو کتنی قسم کی ہیں۔ ایک میزان وہ ہے۔ جس سے سونا چاندی یا موتی تلتے ہیں۔ ایک میزان سے غلہ وزن کیا جاتا ہے۔ ایک میزان عام ریلوے اسٹیشنوں پر ہوتی ہے۔ جس سے مسافروں کا سامان تولتے ہیں۔ ان کے سوا "مقیاس الہوا" یا "مقیاس الحرارت" وغیرہ بھی ایک طرح کی میزانیں ہیں۔ جس سے ہوا اور حرارت وغیرہ کے درجات معلوم ہوتے ہیں۔ تھرمامیٹر ہمارے بدن کی اندرونی حرارت کو جو اعراض میں سے ہے تول کر بتلاتا ہے۔ اس وقت ہمارے جسم میں اتنے ڈگری حرارت پائی جاتی ہے۔ جب دنیا میں بیسیوں قسم کی جسمانی میزانیں ہم مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اعیان و اعراض کے اوزان و درجات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے تو اس قادر مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ الٰہی حسّی میزان قائم کر دے۔ جس سے ہمارے اعمال کے اوزان و درجات کا تفاوت صوزناً وحساً ظاہر ہوتا ہو اور آیات کا انکار کرنا ہی ان کی حق تلفی ہے۔ جیسے یَظْلِمُوْنَ سے ادا فرمایا ہے

ــ۶ــ

(وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ○ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ○) سورۃ الطلاق ع۲۔ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکش ہو گئیں۔ پھر ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور ان کو بُری سزا دی۔ پس ان بستیوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کا انجام (یہ ہوا کہ) برباد ہوئیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان بستیوں والے احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے باعث تباہ و برباد ہوئے اس لئے ان پر مسلمانوں کو اپنی حالت دیکھنی چاہیئے کہ اگر ان لوگوں کی طرح قرآن مجید کی مخالفت کی تو انکی طرح تباہ و برباد ہونگے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ــ۷ــ

(وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۣاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۣانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○) سورہ الحج ع۲۔ پ ۱۷) ترجمہ اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی بندگی کنارے پر ہو کر کرتے ہیں۔ پھر اگر اسے کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اس عبادت پر قائم ہو گیا۔ اور اگر تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا۔ دنیا اور آخرت گنوائی یہی وہ صریح خسارہ ہے

نتیجہ

سابقہ بیان کردہ آیت سے نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ جو کام اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا جاوے اس میں دنیاوی نفع اور نقصان کا خیال نہ کیا جاوے۔ دنیا کے لحاظ سے خواہ اس کام میں تکلیف آئے۔ تو بھی نباہیا جاوے۔ واللہ اعلم۔

ــ۸ــ

(قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ○ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○) سورۃ الزمر ع۲ پ ۲۳۔ ترجمہ۔ کہہ دو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں۔ کہدو میں خالص اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتا ہوں۔ پھر تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو۔ کہدو خسارہ اٹھانے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے روز خسارہ میں ڈال دیا۔ یاد رکھو یہ صریح خسارہ ہے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو آخرت کے خسارہ سے بچائے ایسے نیکی کے کام کریں کہ اپنے کو اور اپنے اہل عیال کو قیامت کے دن خسارہ سے بچا لیں۔

مذکورۃ الصدر خسران سے بچنے کی تدبیر

فطرت انسانی کا یہ خاصہ ہے کہ انسان صحبت سے متاثر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ کسی کاریگر کے پاس بٹھا دیا جائے اور اس کے کسب کو سیکھنا چاہے تو ایک مدت کے بعد وہ کسب اسے حاصل ہو جاتا ہے مثلاً درزی کے پاس بیٹھ کر اس کا ہنر سیکھنا چاہے گا۔ وہ بچہ ایک عرصہ کے بعد درزی ہو جائے گا۔ اور بڑھئی کے پاس ایک مدت تک بیٹھے اور اس سے کسب سیکھے تو بڑھئی ہو جائے گا۔ علیٰ ہذا القیاس اگر مدت تک کسی اللہ والے کی صحبت میں عقیدت سے بیٹھے اور اسی کے کہنے سے اعمال صالحہ کرتا رہے۔ اور اس باخدا کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنتا رہے تو انشاء اللہ اس انسان پر بھی للّٰہیت کا رنگ چڑھ جائیگا اسی واسطے اللہ تعالےٰ کا حکم ہے۔

(وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○) سورۃ الکہف ع۴ پ ۱۵

ترجمہ۔ اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

اس ارشاد الٰہی کا یہ ہے کہ جس طرح کسی نے کہا ہے مصرعہ

بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

اسی طرح جب آدمی عقیدت سے کسی باخدا کی صحبت میں بیٹھے گا۔ تو عقیدت کے باعث محبت بھی اسی سے ہوگی۔ بس عقیدت اور محبت سے اس باخدا کا رنگ اس پر چڑھ جائے گا۔

اسی لئے

اللہ جل شانہٗ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعریف کی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آنے سے پہلے وُہی حضرات اسلام کے مخالف تھے مگر اسلام لانے کے بعد آپ کی صحبت میں عقیدت اور محبت میں بیٹھ کر وہ رنگ چڑھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بھی انکی تعریف فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے۔ (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) سورہ آل عمران ع ۱۲ پ ۴ ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔

دیکھئے

عقیدت اور محبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں کیسا عجیب رنگ چڑھا کہ ان کو خَيْرَ أُمَّةٍ کا لقب قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا۔

اب بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی صحبت تو ہمیں نصیب نہیں ہو سکتی۔ البتہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے دنیا میں ہمیشہ رہیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ إِذَا رُءُوا ذُكِرَ اللّٰه) ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے وُہ ہیں۔ جن کو دیکھا جائے تو خدا یاد آجائے

جانوروں کو خوراک سے محروم رکھنے کا وبال

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایک ظالم عورت کو ایک بلی کو مار ڈالنے کے جرم میں عذاب دیا گیا۔ اس نے اس بلی کو بند کر لیا، پھر نہ تو خود اسے کچھ کھانے دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض سے اپنا پیٹ بھر لیتی (اس طرح اسے بھوکا تڑپا تڑپا کے مار ڈالا)۔ صحیح بخاری

۱۴

یہ یاد رہے

کہ اس قسم کے بندے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں رہیں گے۔ اور جب اس قسم کے بندے نہیں رہیں گے اور سارے حسب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھوں کی سی زندگی بسر کرنے والے ہوں گے۔ تب یہ جہان باقی رہنے کے قابل نہیں رہے گا۔ قیامت آجائے گی۔

و ما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

۱۔ قرآن مجید میں پیش کردہ توحید

۲۔ قرآن مجید میں پیش کردہ انبیاء علیہم السلام کا فرض

۳۔ قرآن مجید میں پیش کردہ قیامت کا نقشہ

اہمیّت توحید

اگر ایک شخص اسلام کے سب احکام متعلقہ کو بجا لائے۔ مگر مسئلہ توحید خداوندی میں وہ غیر کو بھی ملائے وہ ابدالاباد تک دوزخی ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ کبھی نکلنے نہیں پائے گا۔ اور اگر کوئی شخص مسلمان ہو کر مسئلہ توحید میں پختہ کار ہے پھر اس کے بعد خواہ اس کے کتنے گناہ بھی ہوں اللہ تعالےٰ معاف فرما دے۔ تو وہ قادر ہے۔ اور اگر گرفت کرے اور سزا دینے کے لئے دوزخ میں ڈال دے تو بالآخر وہ شخص اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکل کر آئے گا اور بہشت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس فیصلہ کے بعد سمجھ لیجئے کہ اسلام میں توحید کی کتنی قدر و قیمت ہے وما علینا الا البلاغ

مسئلہ توحید پر شواہد قرآنی

پہلا شاہد

وَهُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ط الایہ سورہ الانعام ۹ پ۷ ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے

دوسرا شاہد

وَلَہُ الۡمُلۡکُ یَوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ ط الآیۃ۔ سورۃ الانعام ع ۹۔ پ۷ ترجمہ۔ جس دن صور میں پھونکا جائیگا تو اُسی کی بادشاہی ہوگی۔

تیسرا شاہد

عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ ط سورۃ الانعام ع ۹۔ پ۷۔ ترجمہ۔ چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے۔

چوتھا شاہد

(وَھُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ۝) سورۃ الانعام ع۹ پ۷) ترجمہ اور وہی حکمت والا ہے۔

پانچواں شاہد

(ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ فَمِنۡکُمۡ کَافِرٌ وَّ مِنۡکُمۡ مُّؤۡمِنٌ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ۝) سورۃ التغابن ع ۱ پ۲۸) ترجمہ اُسی نے تو تمہیں پیدا کیا ہے۔ پھر کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی مومن اور جو کچھ تم کر رہے ہو۔ اللہ دیکھ رہا ہے۔

چھٹا شاہد

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ۚ فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ) سورۃ العنکبوت ع ۶۔ پ۲۱۔ ترجمہ۔ اور البتہ تو اگر ان سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے اور سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔ پھر کہاں اُلٹے جا رہے ہیں۔

ساتواں شاہد

(اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَیَقۡدِرُ لَہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝) سورۃ العنکبوت ع ۶ پ۲۱۔ ترجمہ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے۔ رزق کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

آٹھواں شاہد

یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَیَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ ط وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝) سورۃ التغابن ع ۱ پ۲۸۔ ترجمہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ ہی سینوں کے بھید جانتا ہے

نواں شاہد

(بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ط وَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۝ سورۃ البقرہ ع ۱۴۔ پ۱ ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کا از سر نو پیدا کرنے والا ہے اور جب کوئی چیز کرنا چاہتا ہے تو صرف یہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جا۔ سو وہ ہو جاتی ہے

دسواں شاہد

وَاِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ۝ سورہ البقرہ ع ۱۹ پ۲) ترجمہ۔ اور تمہارا ایک ہی معبود ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

گیارہواں شاہد

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡہِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ط ۝) سورہ آل عمران ع ۱ پ۳۔ ترجمہ۔ اللہ پر زمین اور آسمان میں کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

بارھواں شاہد

(ھُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ ط لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۱ پ۳) ترجمہ وہی جس طرح چاہے ماں کے پیٹ میں نقشہ بناتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ زبردست حکمت والا ہے

تیرھواں شاہد

(اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ ط لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ؕ یَعۡلَمُ

مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ مَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۳۴ - پ ۳ -

ترجمہ - اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں - زندہ ہے سب کا تھامنے والا - نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند - آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے - ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے - مخلوقات کے تمام حاضر و غائب حالات کو جانتا ہے - اور وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے - مگر جتنا کہ وہ چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے -

قرآن مجید میں پیش کردہ انبیاء علیہم السلام کا فرض

اعلان ۱

(اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ۝) سورۃ البقرہ ع ۱۴ - پ ۱ ترجمہ - بے شک ہم نے تجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے خوشخبری سنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے اور تم سے دوزخیوں کے متعلق باز پرس نہ ہو گی

ثابت ہو گیا

اس مذکور الصدر اعلان الٰہی سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں - لہٰذا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نقل شدہ چیز کو نہیں مانے گا - وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجرم ہو گا - اللّٰھم لا تجعلنا منھم -

اعلان ۲

وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا ۝ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا ۝) سورۃ النساء ع ۱۱ - پ ۵ - ترجمہ - ہم نے تجھے لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بھیجا ہے - اور اللہ کی گواہی کافی ہے - جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا - اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا

ہر فرمان نبوی کی اطاعت ضروری ہے

اہل السنتہ والجماعۃ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے فرامین دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ فرامین جن کو قرآن مجید کے نام سے تعبیر کرتے ہیں - دوسرے فرامین جو قرآن مجید کا مطلب کرنے کے لئے آپ فرماتے ہیں - ان کو بھی اہل السنتہ والجماعۃ وحی الٰہی سمجھتے ہیں - قرآن مجید کو ان کے ہاں وحی متلو کہا جاتا ہے اور دوسروں کو وحی غیر متلو کے نام سے تعبیر کرتے ہیں - یعنی پہلی وحی جو پڑھ کر سنائی گئی ہو یعنی جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لا کر بحکم خداوندی پڑھ کر سنائی اور دوسری جبرئیل نے آ کر نہیں سنائی بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ کے دل میں القاء فرمائی - اسے وحی غیر متلو یا حدیث شریف کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - حاصل یہ نکلا کہ اہل السنتہ والجماعۃ کے ہاں حدیث شریف بھی وحی ہی ہے - کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں خود فرمایا ہے کہ (وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝) سورۃ النجم ع ۱ پ ۲۷) ترجمہ - اور نہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے - یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے -

اس اعلان الٰہی سے ثابت ہوا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان وحی الٰہی ہے -

حضرات سلف صالحین

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی بھی ویسی ہی حفاظت کی ہے - جیسی کہ قرآن مجید کی کی ہے - کیونکہ آپ کے ارشادات ان کے ہاں وحی الٰہی تھے - اب جو کچھ آپ نے فرمایا اس میں سے ایک معتد بہ حصہ قرآن مجید کی شرح یعنی اللہ تعالیٰ کی مراد آپ فرماتے ہیں - اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ جو شخص احادیث کا انکار کرتا ہے - وہ گویا کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے سرتابی کرتا ہے اللّٰھم لا تجعلنا منھم

اعلان ۳

(وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۱۲ - پ ۱۵ - ترجمہ - اور ہم نے تجھے خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے -

ثابت ہوا کہ

قرآن مجید کے اس اعلان سے ثابت ہوا کہ آپ اللہ تعالےٰ کی طرف سے لوگوں کو خوشخبری سنانے والے (نیکوں کے لئے) اور ڈرانے والے (بروں کے لئے) بھیجے گئے ہیں -

اعلان ۴

(رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝) سورۃ النساء ع ۲۳ پ ۶ - ترجمہ - ہم نے پیغمبر بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے - تاکہ لوگوں کا اللہ پر پیغمبروں کے بعد الزام نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے -

اگر

اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث نہ فرماتا اور قیامت کے دن حساب لینے کے وقت یہ فرماتا کہ یہ کام کیوں کیا تھا اور یہ کیوں نہیں کیا تھا تو لوگ اللہ تعالےٰ سے کہتے کہ آپ نے اپنی مرضی اور نہ مرضی بتلانے والا کوئی پیغمبر کیوں نہیں بھیج دیا تھا - تاکہ ہم آپ کی مرضی کے مطابق اعمال صالح کرتے آتے اور آپ کے ناپسندیدہ کاموں سے بچ کر رہتے -

اعلان ۵

(وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝) سورہ آل عمران ع ۱۸ پ ۴ - ترجمہ - اور اللہ کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ تمہیں غیب پر مطلع کر دے - لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چن لیتا ہے - سو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو - تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے -

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام فرداً فرداً ہر شخص کو القاء نہیں فرماتا - بلکہ جس کو چاہے اپنے انبیاء علیہم السلام میں سے اس کو مطلع کر دیتا ہے - اور وہ پیغمبر اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیتا ہے - لہٰذا اللہ تعالےٰ کے پیغمبروں کا اتباع اللہ تعالےٰ کے حکم ہی کی تعمیل ہے -

اعلان ۶

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝) سورۃ النساء ع ۲۔ پ ۴ ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے حکم پر چلے۔ اسے بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اسکی حدوں سے نکل جائے اُسے آگ میں ڈالے گا۔ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ نجات اللہ تعالےٰ اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ؐ کی تابعداری پر موقوف ہے اللہم اجعلنا منہم۔

اعلان ۷

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝) سورۃ المومن ع ۸۔ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ اور ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول بھیجے تھے۔ بعض ان میں سے وہ ہیں۔ جن کا حال ہم نے آپ پر بیان کر دیا۔ اور بعض وہ ہیں کہ ہم نے آپ پر ان کا حال بیان نہیں کیا اور کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ اِذن الٰہی کے سوا ظاہر کر سکے۔ پھر جس وقت اللہ کا حکم آئے گا۔ ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جائے گا۔ اور اس وقت باطل پرست نقصان اٹھائیں گے۔

قرآن مجید میں قیامت کے دن کے پیش کردہ نقشے

پہلا نقشہ

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؕ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝) سورۃ الزلزال پ ۳۰۔ ترجمہ۔ اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے۔ تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔

دوسرا نقشہ

(وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝)

سورہ البقرہ ع ۶۔ پ ۱ ترجمہ۔ اور اس دن سے ڈرو۔ جس دن کوئی شخص کسی کے کچھ بھی کوئی کام نہ آئے گا اور نہ ان کے لئے سفارش قبول ہوگی۔ اور نہ اس کی طرف سے بدلہ لیا جائیگا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

تیسرا نقشہ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ۝ سورۃ الاعراف رکوع ۵۔ پ ۸ ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اور نہ وہ جنت میں داخل ہونگے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے اور ہم گنہگاروں کو اس طرح سزا دیتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کی تکذیب کرنے والوں کے لئے جنت کا داخلہ محال ہے

چوتھا نقشہ

(وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۵ پ ۸۔ ترجمہ۔ اور جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

پانچواں نقشہ

(وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝) سورۃ النمل ع ۷ پ ۲۰ ترجمہ اور جو برائی لائے گا۔ سو ان کے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ تمہیں وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کرتے تھے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۶۰ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد

قرآن شریف کے مختلف پہلو مسلمانوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ برادران اسلام اسکے نزول کے مقاصد کو سمجھیں

پہلا

پرہیزگاروں کیلئے قرآن مجید راہنما ہے

(ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۰ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۰ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۰ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۰) سورۃ البقرہ ع ۱ پ ۱ ترجمہ ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں ۔ پرہیزگاروں کیلئے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اسپر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اُتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانیوالے ہیں

پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں ایسے حضرات اس قرآن مجید سے ہدایت پاتے ہیں ۔ اللھم اجعلنا منھم

دوسرا

قرآن مجید کو معمول بہ بنانے والے ہی عقلمند ہیں

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۰) سورۃ آل عمران ع ۱ پ ۳ ۔ ترجمہ ۔ وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اُتاری ۔ اس میں بعض آیتیں محکم ہیں (جن کے معنی واضح ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ ہیں (جنکے معنی معلوم یا معین نہیں) سو جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہیں ۔ وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں ۔ اور حالانکہ ان کا مطلب سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ۔ ہمارا ان چیزوں پر ایمان ہے ۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہی ہیں اور نصیحت وہی لوگ مانتے ہیں جو عقلمند ہیں ۔

حاصل

وہی نکلا جو عقلمند ہیں ۔ وہی اس قرآن مجید کے احکام مانتے ہیں ۔ عقلمند وہ ہوتا ہے جو آخری نتیجہ ہر کام کا سوچ کر پھر کام کرے ۔ لہذا کوئی عقلمند بھی اس اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مخالفت کرکے جہنم میں جانا پسند نہیں کریگا ۔

تیسرا

یہ کتاب الٰہی اپنے ماننے والوں کو خوشخبری دینے والی ہے

(قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۰) سورۃ النحل ع ۱۴ پ ۱۴ ۔ ترجمہ تو کہہ دے اسے تیرے رب کی طرف سے پاک فرشتے نے سچائی کے ساتھ اُتارا ہے ۔ تاکہ ایمان والوں کے دل جما دے ۔ اور فرمانبرداروں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے

حاصل

ایماندار اس کتاب پر عمل کرکے صحیح راستہ پر ثابت قدم رہیں اور یہ کتاب ان لوگوں کی راہ نمائی کرسکے اور ان کو خوشخبری سنائے ۔ کہ تمہارے اعمال صالح کے باعث اللہ تعالےٰ تم پر راضی ہے ۔

چوتھا

یہ کتاب اس خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے ۔ جو حکیم اور علیم ہے

(وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۰) سورۃ النمل ع ۱ ۔ پ ۱۹ ۔ ترجمہ ۔ اور تجھے بڑے حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن دیا جارہا ہے ۔

لہذا

جو اس پر عمل کرے گا ۔ وہ دانا اور سمجھدار ہوگا ۔ اللھم اجعلنا منھم

پانچواں

اس کتاب الٰہی پر عمل کرنیوالوں کو ہمیشہ باقی رہنے والا اجر ملے گا

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۰ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۰ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۰) سورۃ الکہف ع ۱ ۔ پ ۱۵ ۔ ترجمہ ۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب اُتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی ٹھیک اُتاری ۔ تاکہ اس سخت عذاب سے ڈرائے ۔ جو اس کے ہاں ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری دے جو اچھے کام کرتے ہیں کہ ان کیلئے اچھا بدلہ ہے ۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔

چھٹا

اس کتاب کا اتباع اللہ تعالیٰ کی رحمت کھینچ کر لائیگا

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ٥) سورۃ الانعام ع ۲۰- پ ۸) ترجمہ- یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری ہے- سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے-

حاصل

یہ ہے کہ اس قرآن مجید کا اتباع کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی-

ساتواں

یہ قرآن مجید بد عملوں کو ڈرانے کیلئے نازل ہوا ہے

وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ) الاٰیۃ سورۃ الانعام ع ۲- پ ۷- ترجمہ- اور مجھ پر یہ قرآن اُتارا گیا ہے- تاکہ تمہیں اس کے ذریعہ سے ڈراؤں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے-

فرض علماء کرام

جس جس کو یہ قرآن پہنچے- یہ قرآن مجید آج کل طباعت کی برکت سے ہر گاؤں- ہر قصبہ- ہر شہر میں پہنچ رہا ہے- لہذا جہاں یہ قرآن مجید پہنچے- ان لوگوں کو سمجھانا اور ڈرانا دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھا- اب وہ علماء کرام جو عالم دین ہیں- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں خلق خدا کو اس قرآن مجید کے ذریعہ سے ڈرانا ان کا فرض ہے- کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف میں یہ ارشاد ہے-

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ- ترجمہ- عالم ہی انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام نے دینار (جو سونے کا سکہ ہے) اور درہم (جو چاندی کا ہوتا ہے) انہیں وارث نہیں بنایا سوائے اس کے نہیں کہ وہ علم الٰہی جو انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پایا- علماء کرام نے وراثت میں وہ حاصل کیا- لہذا علماء کرام کا یہ فرض ہے کہ اور کچھ پڑھائیں یا نہ پڑھائیں- قرآن شریف لوگوں کو ضرور سنائیں اور اس کے ذریعہ سے مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرائیں

وما علینا الا البلاغ واللہ بصیر بالعباد

ڈرانے کی ایک مثال قرآن شریف سے ملاحظہ ہو

(يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ٥ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ٥ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ٥) (سورہ الانعام ع ۳ پ ۷) ترجمہ- کافر کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہی ہیں اور یہ لوگ اس سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور بھاگتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور سمجھتے نہیں- کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے- جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائیں گے- اس وقت کہیں گے کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم واپس جائیں اور ایمان والوں میں سے ہو جائیں-

اعراض کرنے والوں

قرآن مجید سے اعراض کرنے والوں (یعنی منہ موڑنے والوں کا) بالآخر یہ نتیجہ ہوگا- وما علینا الا البلاغ

آٹھواں

رسول اللہؐ خود بھی اسی قرآن مجید ہی کا اتباع کرتے تھے

(قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پ ۹- ترجمہ- کہدو- میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا جاتا ہے- یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں

نتیجہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے اتباع میں اپنا ہر معاملہ طے فرماتے ہیں تو امت کو کیا مجال ہے کہ قرآن مجید کا اتباع تو نہ کریں اور پھر آپ کے متبع یعنی آپ کی امت کہلائیں اعاذنا اللہ من ہذہ المخالفۃ

نواں

یہ کتاب اللہ اپنے ماننے والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا٥) سورہ بنی اسرائیل ع ۹- پ ۱۵- ترجمہ- اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفاء اور رحمت ہیں اور ظالموں کو اس سے اور زیادہ نقصان پہنچتا ہے

خلاصہ

اس آیت کا مطلب یہ ہے اور منبع حق قرآن حکیم ہے- جو اپنے ماننے والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے- امراض روحانی کے لئے شفاء ہے اور عقیدتمندوں کے لئے اس میں جسمانی شفاء بھی ہے

دسواں

یہ کتاب اللہ اپنے ماننے والوں کیلئے مبارک اور رحمت ہے

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ٥) (سورۃ الانعام ع ۲۰- پ ۸) ترجمہ- یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری ہے- سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

جو عنوان

قائم کیا گیا ہے- وہ ترجمے سے نہایت واضح طور سے ثابت ہوتا ہے- خود عربی جاننے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بیشمار علماء کرام موجود ہیں جو عربی دان ہونے کے لحاظ سے قرآن مجید کو خوب سمجھتے ہیں- اور دوسروں کو سمجھاتے ہیں- لہذا کوئی شخص یہ عذر نہیں کر سکتا کہ میں سمجھ نہیں سکا- علاوہ اس کے تراجم اس قدر کثرت سے پائے جاتے ہیں- کہ اب کوئی بھی اردو دان بارگاہ الٰہی میں یہ عذر پیش نہیں کر سکتا کہ میں تیری کلام پاک کی زبان سے ناآشنا تھا- اسی سبب سے تیرے قرآن کی زبان میں نہیں معلوم کر سکا اور عمل بھی نہیں کر سکا-

گیارھواں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید ایمانداروں کو خوشخبری سنانے کیلئے اور مخالفین حق کو ڈرانے کیلئے نازل فرمایا ہے

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ٗ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا

حَسَنًا ۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ (سورۃ الکہف ع ۱ پ ۱۵) ترجمہ ۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے ۔ جس نے اپنے بندہ پر کتاب اُتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی ۔ ٹھیک اُتاری ۔ تاکہ اس سخت عذاب سے ڈرائے جو اس کے ہاں سے ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری دے جو اچھے کام کرتے ہیں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے ۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔ اور انہیں بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے ۔

بارھواں

مخالفین کے لئے چیلنج

(وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ښ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝) سورۃ البقرہ ع ۳ پ ۱) ترجمہ ۔ اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورت اس جیسی لے آؤ ۔ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمائتی ہوں بلا لو اگر تم سچے ہو

اِس آیت مبارکہ

میں چیلنج دیا گیا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں کوئی کتاب بنا کر نہیں لا سکے ۔ لہذا وہ فیل ہو گئے ۔ اور اللہ تعالے غالب اور حق بجانب رہا ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا گناہوں کی بخشش کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک بدچلن عورت کی اسی عمل پر بخشش ہو گئی کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو ایک کنویں کے پاس اس حالت میں (چکر کاٹ رہا) تھا کہ اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی اور وہ ہانپ رہا تھا کہ پیاس سے مر جائے۔ اس عورت نے پاؤں سے اپنا چمڑے کا موزہ اتارا پھر اپنی اوڑھنی میں اس کو باندھا اور اس پیاسے کتے کے لئے پانی نکالا (اور پلایا) تو اس پر اس کی مغفرت کا فیصلہ فرما دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا جانور (کے کھلانے پلانے) میں بھی ثواب ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بے شک ہر زندہ جانور کے کھلانے پلانے میں ثواب ہے۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے

دل سے مان جانے کا نام ایمان ہے اور عمل کرنے کا نام اسلام ہے

ثبوت

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْہَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ (الحدیث)

ترجمہ۔ عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرمایا ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھے۔ ناگہاں ایک آدمی ہم پر ظاہر ہوا جو نہایت سفید کپڑوں والا تھا۔ نہایت سیاہ بالوں والا تھا۔ نہ اس پر سفر کا کوئی اثر معلوم ہوتا تھا اور نہ اسے ہم میں سے کوئی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بیٹھ گیا طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پس اپنے دونوں گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے۔ اور دونوں ہاتھ اپنے دونوں رانوں پر رکھ دیئے اور کہا اے محمدؐ مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے (یعنی یہ بتلایئے کہ اسلام کی کیا تعریف ہے)۔ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور تو زکوٰۃ دے اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اگر تیرے پاس زاد راہ ہو۔ فرمایا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ پھر ہم نے تعجب کیا کہ آپؐ سے پوچھتا ہے اور آپ کی تصدیق کرتا ہے (یعنی پوچھنے کا خیال کیا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام اور ایمان کی معنی سے ناواقف ہونے کے باعث پوچھتا ہے اور جب یہ کہتا ہے کہ آپ نے ٹھیک فرمایا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ امتحان کے طور پر پوچھ رہا تھا) پھر فرمایا مجھے ایمان کے متعلق خبر دیجئے (کہ ایمان کیا چیز ہے)۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (ایمان لائے کہ وہ سب کے سب سچے تھے) اور قیامت کے دن پر اور (ایمان لائے) تقدیر پر۔ کہ اچھی تقدیر اور بری تقدیر سب اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہے۔ فرمایا کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ (اس شخص نے آپؐ سے اور بھی سوالات کئے) پھر چلا گیا۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا۔ کیا تو جانتا ہے کہ یہ سائل کون تھا۔ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تحقیق وہ جبرئیلؑ تھے۔ تمہارے پاس آئے تھے۔ تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔ (رواہ مسلم)

اس حدیث شریف

نے واضح فرما دیا کہ ایمان ماننے کا نام ہے اور اسلام کام کرنے کا نام ہے۔

یعنی

جو شخص دل سے نہ مانے وہ مومن نہیں ہے اور جو یہ کام کر کے نہ دکھائے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ سب مسلمانوں کو ان کاموں کے دل سے یقین کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

عملی طور پر تابع فرمان الٰہی ہونا اس کا نام اسلام ہے۔ قرآن مجید سے اسکے متعدد شواہد

پہلا

وَقَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ط وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ الحجرات ع ۲)۔ ترجمہ۔ بدویوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہہ دو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اس رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں کچھ بھی کم نہیں کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

مذکورۃ الصدر

اعلان الٰہی سے ثابت ہوا کہ ایمان دل میں ہوتا ہے اور اسلام ظاہری احکام کے تسلیم کرنے کا نام ہے۔

دوسرا

فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ط فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا ج وَاِنْ تَوَلَّوْا

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝) سورۃ آل عمران ع ۲ پ ۳ ترجمہ پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہہ دے کہ میں نے اپنا منہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے کہہ دے جنہیں کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں سے۔ آیا تم بھی تابع ہوتے ہو۔ پھر اگر وہ تابع ہو گئے۔ تو انہوں نے بھی سیدھی راہ پالی اور اگر وہ منہ پھیریں تو تیرے ذمہ فقط پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر تم بھی اے اہل کتاب تابع فرمان الٰہی ہو جاؤ گے تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے اور اگر یہ بات نہیں مانو گے۔ تو میں نے تمہیں پہنچانے کا حق ادا کر ہی دیا ہے۔

تیسرا

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝) سورۃ آل عمران ع ۹۔ پ ۳۔ ترجمہ۔ کیا اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین تلاش کرتے ہیں حالانکہ جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے سب اسی کے تابع ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے

حاصل

یہ ہے کہ اسلام کے معنی اس اعلان الٰہی میں جو اوپر ہوا ہے۔ تابع فرمان الٰہی ہونا ہی ہے۔ جس کے لئے یہ شواہد پیش کئے جا رہے ہیں۔

چوتھا

(بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝) (سورۃ البقرہ ع ۱۳۔ پ ۱) ۔ ترجمہ۔ ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے

حاصل

یہ ہے کہ اپنے منہ کو جو ایک ظاہری چیز ہے۔ جس نے اللہ تعالےٰ کے تابع کر دیا اس پر آیندہ خوف نہیں ہوگا۔ اور ایسے لوگوں کو نہ کوئی غم ہوگا۔

پانچواں

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝) سورۃ والصّٰفّٰت ع ۳ ۔ پ ۲۳۔ ترجمہ۔ پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ بیشک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا خواب سچا کر کے دکھایا اور مان لیا کہ مجھے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ تب اپنے بیٹے کو ذبح کے لئے لٹا دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے حکم سے ذبح کرنا چھوڑ دیا۔ بہرحال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو حکم الٰہی مان کر بیٹے کو لٹا دیا۔ یہی ثابت کرنا مقصود تھا کہ حکم الٰہی پر عمل کرنے کا نام اسلام ہے۔

قیامت کے دن میدان محشر سے فارغ ہو کر پلصراط سے گذر کر سیدھے بہشت میں صالحین جائیں گے۔

صالحین کون ہوں گے۔ جن کے عقیدہ میں خالص توحید کا نور ہوگا۔ اس کے بعد اعمال صالحہ کے پابند ہوں گے۔ مثلاً نماز پنجوقتہ پڑھینگے رمضان شریف کے روزے پابندی سے رکھیں گے۔ اگر زکواۃ فرض ہے تو وہ ادا کرتے ہوں گے اور حج بیت اللہ الحرام کا فرض ہونے کے بعد بجا لائیں گے۔ ان فرائض کے ادا کرنے کے بعد خلق خدا سے متعلقہ ذمہ داریوں کو باقاعدہ انجام دیتے ہوں۔ مذکورۃ الصدر اعمال صالحہ میں سے کسی ایک کو ترک کرنے پر بھی فاسق ہو جائیں گے۔ مثلاً توحید کا عقیدہ ان کا سلامت نہیں ہے یا نماز کے پابند نہیں ہیں۔ یا رمضان کے کئی روزے نہیں رکھتے۔ یا زکواۃ ادا نہیں کرتے یا بیت اللہ الحرام کا حج کرنے کو تکلیف مالایطاق خیال کرتے ہیں۔ نہ خود کرتے ہیں۔ نہ کسی کو اپنا نائب مقرر حج کراتے ہیں۔ یا فرائض مذکورۃ الصدر تو ادا کرتے ہیں۔ مگر خلق خدا کے حقوق کی حق تلفیاں کرتے ہیں۔ مثلاً والدین کی خدمت نہیں کرتے۔ یا بیوی کو آباد نہیں کرتے۔ یا رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہیں کرتے۔ یا مثلاً ادھار لے کر پھر نہیں دیتے یا مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہیں کرتے۔

مذکورۃ الصدر

ذمہ واریوں کو اگر کوئی شخص ادا نہیں کرتا تو اسے صالح نہیں کہا جائے گا۔ اول تو اگر کوئی مانع نہ ہوا تو دنیا ہی میں سزا پائے گا۔ اور اگر دنیا میں کسی مصلحت کی وجہ سے سزا نہیں پائی اور اللہ تعالےٰ نے معاف بھی نہیں فرمایا۔ تو آخرت میں وہ شخص اپنی بے راہ رویوں کی سزا پائے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

اگر اللہ تعالےٰ معاف فرما دے تو فبھا

ورنہ یہ شخص اپنی بداعمالیوں کی سزا پائے گا اور پھر بہشت میں جائے گا۔ بشرطیکہ اس کے عقائد یا اعمال میں توحید کے ساتھ شرک کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ عقیدہ توحید کے ساتھ شرک کی ملاوٹ ہے تو پھر اس شخص کا بخشا جانا محال اور اس کا کسی وقت بھی جنت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ چنانچہ اعلان الٰہی سنئے (اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ) ۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس گناہ کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک کے سوا جو گناہ ہو جس کو چاہے اس کو بخش دے۔

عزت کا معیار دنیا میں اور چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کچھ اور ہے۔

مثلاً جو بڑا عہدہ دار ہے۔ وہ لوگوں کی نظروں میں بڑا معزز ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ زمین کے رقبہ پر جس کا قبضہ ہے۔ وہ بڑا زمیندار اور دنیا داروں کے ہاں بڑا معزز ہے اور جس شخص کا تجارت کا کاروبار بڑا وسیع ہے وہ بڑا تاجر ہے اور دنیا داروں کی نگاہ میں اس کی بڑی عزت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عزت کا معیار ملاحظہ ہو۔ (عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کئی پراگندہ بالوں والے جو دروازوں سے (یعنی امراء انہیں اپنی (بیٹھکوں کے دروازوں کے اندر سے نکال دیتے ہیں ۔ کہ

جاؤ یہاں مت بیٹھو۔ مگر اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ ایسے مقبول ہوتے ہیں کہ اگر وہ قسم کھا بیٹھیں کہ یہ کام خدا کی قسم یوں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسی طرح کر دیتا ہے۔ تاکہ میرے دوستوں کی قسم نہ ٹوٹے اور وہ ذلیل نہ ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں خدا تعالےٰ کی یاد کرنے والے نیکو کار با خدا پیارے ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ بظاہر غریب ہوں۔

مثلاً

ایک شخص توحید پرست ہے۔ باقاعدہ نماز پانچوں وقت ادا کرتا ہے۔ اور رمضان شریف کے روزے وہ تیسوں رکھتا ہے زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتا ہے۔ حج کرنے کی توفیق ہو تو حج کر آتا ہے اور روپیہ اس کے پاس بہت نہیں۔ کُل ایک سو روپیہ ہے۔ ان اعمال صالحہ کے علاوہ خلق خدا تعالےٰ سے بھی اس کا برتاؤ اچھا ہے ایسا شخص بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگا۔ اسکے مقابلہ میں ایک شخص نماز نہیں ادا کرتا، روزہ نہیں رکھتا زکوٰۃ نہیں ادا کرتا۔ حج فرض ہے لیکن ادا نہیں کرتا۔ خواہ یہ شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ مگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمان نہیں ہے۔ کیونکہ جو اس کے ذمہ فرائض ہیں وہ ادا نہیں کرتا۔

دوسری حدیث شریف ملاحظہ ہو

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٍ مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْاَ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا۔ (متفق علیہ)۔ ترجمہ۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرا۔ پھر آپؐ نے اس شخص سے فرمایا جو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ ہے۔ پھر اس نے کہا یہ شخص معزز آدمیوں میں سے ہے۔ یہ شخص خدا کی قسم اس لائق ہے کہ اگر کسی سے رشتہ طلب کرے تو اسے نکاح کر دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے اس شخص نے کہا۔ (جو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا) پھر آپ خاموش ہو گئے۔ پھر ایک شخص گذرا۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ پھر کہا یا رسول اللہ یہ شخص غریب مسلمانوں میں سے ہے۔ یہ اس لائق ہے۔ اگر رشتہ طلب کرے نہ اسے وہ رشتہ نکاح کرکے دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ قبول کی جائے اور اگر کوئی بات کہے تو وہ بات نہ سُنی جائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص بہتر ہے اس جیسے شخصوں سے جو بھراؤ زمین کا ہوں۔

حاصل

اس حدیث شریف سے نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے قبولیت اور عزت پانے کے کوئی اور ہی اسباب ہیں۔ یہ نہیں کہ لوگ جس کو عزت کے لحاظ سے معزز سمجھیں وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں معزز سمجھا جائے۔ وما علینا الا البلاغ

درخت لگانے کا اجر و ثواب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگائے یا کھیتی کرے، پھر کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا چوپایہ اس درخت یا کھیتی میں سے کھائے، تو یہ اس بندے کی طرف سے صدقہ اور کارِ ثواب ہوگا۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

قیامت کے دن کے متعلق مختلف نقشے

پہلا

قیامت ضرور آنے والی ہے

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ ط وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ۰ (سورۃ النساء ع ۱۱- پ۵) ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ بیشک قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔

حاصل

اللہ تعالیٰ سچ فرما رہا ہے کہ قیامت یقیناً آنے والی ہے۔

۲
رفع استبعاد قیامت

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ۰ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۰ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ ط فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ۰ ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ ۰ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تُبْعَثُوْنَ ۰ (سورۃ المؤمنون ع ۱ پ۱۸) ترجمہ اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے۔ پھر ہم نے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا۔ پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا سو اللہ بڑی برکت والا۔ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے دن اُٹھائے جاؤگے۔

حاصل

یہی نکلا کہ تم ساری منزلیں طے کرکے بالآخر قیامت کے دن اٹھائے جاؤگے۔

۳
جو لوگ قیامت پر ایمان نہیں لاتے انہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال دیا ہے

لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ ط اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۰ (سورۃ الانعام ع ۲- پ۷) ترجمہ۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کرے گا۔ جس میں کچھ شک نہیں۔ جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

اپنی جانوں کو خسارہ میں ڈالنے والے قیامت پر ایمان نہیں لاتے

۴
قیامت کے دن کئی منہ سفید اور کئی سیاہ ہونگے

یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ ج فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ قف اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ۰ (سورۃ آل عمران ع ۱۱- پ۴) ترجمہ۔ جس دن بعضے منہ سفید اور بعضے سیاہ ہوں گے سو وہ جن کے منہ سیاہ ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا۔ کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے۔ اب اس کفر کرنے کے بدلے میں عذاب چکھو

اور جن لوگوں کے سفید ہونگے

وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِیْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ ط ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۰ تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ ط وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ ۰ (سورہ آل عمران ع ۱۱ پ۴) ترجمہ۔ اور وہ لوگ جنکے منہ سفید ہونگے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہونگے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کے احکام ہیں۔ ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں اور اللہ مخلوقات پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔

جس طرح ہم زمین سے پھل پیدا کر لیتے ہیں۔ اسی طرح ہم آدمی زمین سے نکال لیں گے

وَھُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ ط حَتّٰٓی اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰہُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِہِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِہٖ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ط کَذٰلِکَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۰ (سورۃ الاعراف ع ۷ پ۸) ترجمہ۔ اور وہی ہے جو مینہ سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہوائیں بھاری بادلوں کو اُٹھا لاتی ہیں تو ہم اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر ہم اس بادل سے پانی اُتارتے ہیں۔ پھر اس سے سب طرح کے پھل نکالتے ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

۵
قیامت قریب ہی ہے۔ منکر کافر

ہنسی میں ٹال رہے ہیں

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۙ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۗ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ○

(سورۃ الانبیاء ع ۱ - پ ۱۷) ترجمہ - لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں پڑ کر مُنہ پھیرنے والے ہیں - ان کے رب کی طرف سے سمجھانے کے لئے کوئی ایسی نئی بات ان کے پاس نہیں آتی کہ جسے سُن کر ہنسی میں نہ ٹال دیتے ہوں - ان کے دل کھیل میں لگے ہوئے ہیں - اور ظالم پوشیدہ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح ایک انسان ہی تو ہے - پھر کیا تم دیدہ دانستہ جادو کی باتیں سنتے جاتے ہو -

ع ۶

قیامت کے دن بعض انسانوں کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۙ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ○ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ۚ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ○ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ○

(سورہ الحاقہ ع ۱ - پ ۲۹) ترجمہ - جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ کہے گا - لو میرا اعمالنامہ پڑھو - بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا - سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا - بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے - کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے -

ع ۷

قیامت کے دن بعض انسانوں کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ ۙ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ○ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۚ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ۜ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ۚ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۙ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ۙ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۙ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۚ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ۙ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ۙ لَّا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ○ (سورۃ الحاقہ ع ۱ - پ ۲۹)

ترجمہ - اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا - تو کہے گا اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا - مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی - اسے پکڑو پس اسے طوق پہنا دو - پھر اسے دوزخ میں ڈال دو - پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے - اسے جکڑ دو - بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا - جو بڑا عظمت والا ہے اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا - سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے - مگر زخموں کا دھوون - اسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا -

ع ۸

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے نافرمان بھی فرمانبرداری کا اعلان کرینگے

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنظُرُونَ ○ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ○ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ○ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۙ مِن دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ○ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ○ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ○ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ○ قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ○ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ○ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ○ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ○ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ○ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۙ (سورہ الصفّٰت ع ۱ پ ۲۳)

ترجمہ - پس وہ تو ایک زور کی آواز ہوگی پس ناگہاں وہ دیکھنے لگیں گے - اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی - جزا کا دن یہی ہے - یہی فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (اللہ تعالیٰ فرمائیگا) انہیں جمع کر دو - جنہوں نے ظلم کیا اور ان کی بیویوں کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے - سوائے اللہ کے پھر انہیں جہنم کے راستہ ہانک کر لے جاؤ - اور انہیں کھڑا کرو - ان سے دریافت کرنا ہے تمہیں کیا ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے - بلکہ آج کے دن وہ سر جھکائے کھڑے ہونگے اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھے گا - کہیں گے بے شک تم ہمارے دائیں طرف سے آتے تھے - کہیں گے بلکہ تم خود ہی ایمان والے نہیں تھے اور ہمیں تم پر کوئی زور نہ تھا - بلکہ تم ہی سرکش لوگ تھے - پھر ہم سب پر ہمارے رب کا قول پورا ہو گیا کہ ہم سب عذاب چکھنے والے ہیں - پھر ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا - ہم خود بھی گمراہ تھے - پھر اس دن عذاب میں وہ سب یکساں ہوں گے - بیشک ہم مجرموں سے ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں - بیشک وہ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے تو وہ تکبّر کیا کرتے تھے -

ع ۹

قیامت آنے کی حکمت

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِن ذَٰلِكَ

قیامت کے دن بعض انسانوں کو

وَلَا اَکۡبَرُ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ۙ لِّیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ۝ وَالَّذِیۡنَ سَعَوۡ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیۡنَ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِیۡمٌ ۝

(سورۃ السبا ع ۱ - پ ۲۲) ترجمہ - اور کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئیگی کہدو ہاں (آئے گی)۔ قسم ہے میرے رب غائب کے جاننے والے کی۔ البتہ ضرور تم پر آئے گی - جس سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز ذرہ کے برابر بھی غائب نہیں اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ بڑی - کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو - تاکہ اللہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے - انہیں کیلئے بخشش اور عزت والا رزق ہے اور جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے پھرتے ہیں - ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے -

حاصل

ان آیات کا حاصل یہ ہے - کہ قیامت کا آنا اس لئے ضروری ہے تاکہ نیکوکاروں کو جزائے خیر - اور بدکاروں کو سزا دے دی جائے -

ع ۱۰

قیامت کے دن منکرین قیامت اپنی غلطی (انکار قیامت) کا خود اقرار کرینگے

وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَاِذَا ہُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّہِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ۝ قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا ۜ ہٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وَصَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۴ پ ۲۳) ترجمہ - اور صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑتے چلے آئیں گے کہیں گے کہ ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اُٹھایا - یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا

ع ۱۱

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائینگے جو کچھ تم کرتے تھے ہم لکھ لیا کرتے تھے

اِنَّا کُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۴ - پ ۲۵) ترجمہ (جو کچھ تم کیا کرتے تھے - ہم اسے لکھ لیا کرتے تھے)

ع ۱۲

قیامت کے دن فیصلہ یہ ہوگا

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُدۡخِلُہُمۡ رَبُّہُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِہٖ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِیۡنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ۟ اَفَلَمۡ تَکُنۡ اٰیٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ فَاسۡتَکۡبَرۡتُمۡ وَکُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّجۡرِمِیۡنَ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۴ - پ ۲۵) - ترجمہ - پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انہیں ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا - یہ صریح کامیابی ہے اور وہ جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائے گا) کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں - پھر تم نے غرور کیا اور تم نافرمان لوگ تھے -

ع ۱۳

قیامت کے دن دوزخیوں سے کہا جائے گا یہ وہی ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

ہٰذِہٖ جَہَنَّمُ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝ اِصۡلَوۡہَا الۡیَوۡمَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡفُرُوۡنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۴ - پ ۲۳ - ترجمہ - یہی دوزخ ہے - جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا -

ع ۱۴

قیامت کے دن انسانوں کے ہاتھ اور پاؤں ان پر گواہی دیں گے

اَلۡیَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰۤی اَفۡوَاہِہِمۡ وَتُکَلِّمُنَاۤ اَیۡدِیۡہِمۡ وَتَشۡہَدُ اَرۡجُلُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۴ پ ۲۳) ترجمہ - آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے - اور ان کے پاؤں شہادت دینگے اس پر جو وہ کیا کرتے تھے -

ع ۱۵

قیامت کے دن دوزخیوں کا حال مشاہدہ کرکے دوبارہ دنیا میں آکر نیکی کرنے کی استدعا

وَلَوۡ تَرٰۤی اِذِ الۡمُجۡرِمُوۡنَ نَاکِسُوۡا رُءُوۡسِہِمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ رَبَّنَاۤ اَبۡصَرۡنَا وَسَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ ۝ (سورۃ سجدہ ع ۲ - پ ۲۱) ترجمہ - اور کبھی تو دیکھے جس وقت منکر اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہونگے اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں پھر بھیج دے کہ اچھے کام کریں ہمیں یقین آگیا ہے -

ع ۱۶

قیامت کے دن تابعدار گمراہوں کا بڑے گمراہوں سے عذاب الٰہی کم کرانیکی درخواست اور ان کی طرف سے بے بسی کا جواب

وَبَرَزُوۡا لِلّٰہِ جَمِیۡعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا اِنَّا کُنَّا لَکُمۡ تَبَعًا فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّغۡنُوۡنَ عَنَّا مِنۡ عَذَابِ اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ قَالُوۡا لَوۡ ہَدٰىنَا اللّٰہُ لَہَدَیۡنٰکُمۡ ؕ سَوَآءٌ عَلَیۡنَاۤ اَجَزِعۡنَاۤ اَمۡ صَبَرۡنَا مَا لَنَا مِنۡ مَّحِیۡصٍ ۝

(سورہ ابراہیم ع ۳ پ ۱۳) - ترجمہ - اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہونگے - تب کمزور متکبروں سے کہیں گے - ہم تو تمہارے تابع تھے - سو ہمیں اللہ کے عذاب سے کچھ بچاؤ گے - وہ کہیں گے - اگر ہمیں اللہ ہدایت کرتا تو ہم تمہیں ہدایت کرتے - اب ہمارے لئے برابر ہے کہ ہم چیخیں چلائیں یا صبر کریں - ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں -

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں انبیاء علیہم السلام کی اطاعت نہیں کی - بلکہ مخالف رہے - ان بدنصیبوں کو قیامت کے دن عذاب الٰہی سے کون چھڑا سکتا ہے -

ع ۱۷

قیامت کے دن کافروں کا اپنے خلاف شہادت دینا کہ ہم کافر تھے

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ

وَ یُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ ۝ (سورہ الانعام ع ۱۶ پ ۸)

ترجمہ۔ اے جنّوں اور انسانوں کی جماعت۔ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ دیا ہے اور اپنے اوپر ہی گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

۱۸

قیامت کے دن مال کی کثرت اور اولاد کی بہتات کام نہیں آئیگی

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ سورہ آل عمران ع ۲۔ پ ۳)۔ ترجمہ بیشک جو لوگ کافر ہیں۔ ان کے مال اور انکی اولاد اللہ کے مقابلہ میں ہرگز کام نہیں آئیں گے۔ اور وہ لوگ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْکٰفِرِیْنَ بِفَضْلِكَ وَکَرَمِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ - اٰمِیْن ٭

جنت میں سلامتی کے ساتھ پہنچانے والے آسان اعمال

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لوگو! خداوند رحمن کی عبادت کرو اور بندگانِ خدا کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو خوب پھیلاؤ، تم جنت میں پہنچ جاؤ گے، سلامتی کے ساتھ۔ جامع ترمذی

اسلام میں افضل ترین اعمال

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا کہ اسلام میں کیا چیز (اور کون سا عمل) زیادہ اچھا ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: (ایک) یہ کہ تم اللہ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ اور (دوسرے) یہ کہ جس سے جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے جان پہچان نہ ہو اس کو بھی سلام کیا کرو۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

اللہ تعالیٰ کس قسم کے انسانوں کو پسند کرتا ہے اور کس قسم کے انسانوں کو پسند نہیں کرتا

پہلے حصہ کے شواہد

پہلا

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین ۔ (سورۃ البقرہ ع ۲۴ ۔ پ ۲) ترجمہ ۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیت سے حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے اور نیک کام کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے ۔

دوسرا

وکاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین ۔ (سورہ آل عمران ع ۱۵ پ ۴) ترجمہ ۔ اور کئی نبی ہیں ۔ جن کے ساتھ ہو کر بہت اللہ والے لڑے ہیں پھر اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر نہ ہارے ہیں اور نہ سست ہوئے ہیں ۔ اور نہ وہ دبے ہیں اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔

تیسرا

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین ۔ (سورۃ آل عمران ع ۱۷ ۔ پ ۴) ترجمہ ۔ پس اللہ کی رحمت کے سبب سے تو ان کے لئے نرم ہو گیا اور اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو البتہ تیرے گرد سے بھاگ جاتے ۔ پس انہیں معاف کر دے اور ان کے واسطے بخشش مانگ ۔ اور کام میں ان سے مشورہ لیا کر ۔ پھر جب اس کام کا ارادہ کر چکا تو اللہ پر بھروسہ کر بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔

الحاصل

آپ نرم دل ہیں ۔ اس لئے یہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کرام آپ کے ساتھ چل رہے ہیں اور اگر آپ تند خو سخت دل والے ہوتے تو آپ کے پاس یہ رہ نہ سکتے ۔

عبرت

بڑے آدمی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سب سے زیادہ موٹا اور سب سے زیادہ وزنی ہو ۔ بڑا آدمی وہ ہے جو سب سے زیادہ متحمل مزاج ہو ۔ لوگوں کے عیبوں کو معلوم ہونے کے باوجود ان کو چھپائے ایسے شخص کی ہر ایک دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شخص اس کی عزت کرتا ہے ۔

چوتھا

اللہ تعالیٰ انصاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے

وان حکمت فاحکم بینھم بالقسط ان اللہ یحب المقسطین ۔ (سورہ المائدہ ع ۶ پ ۶) ترجمہ ۔ اور اگر تو فیصلہ کرے تو ان میں انصاف سے فیصلہ کر بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔

پانچواں

آپ کی تابعداری کرنے سے اللہ تعالیٰ محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور گناہ سب معاف فرما دیتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۔ (سورہ آل عمران ع ۴ ۔ پ ۳) ترجمہ ۔ کہدو ۔ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے ۔

حاصل

اللہ تعالیٰ عزت کی نگاہ سے اس شخص کو دیکھتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے اللھم اجعلنا منھم آمین یا الٰہ العالمین

چھٹا

ولا تقربوھن حتی یطھرن فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین ۔ (سورہ البقرہ ع ۲۸ ۔ پ ۲) ۔ ترجمہ ۔ اور ان (عورتوں) کے پاس مت جاؤ ۔ یہاں تک پاک ہو لیں ۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ ۔ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے ۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔ اور بہت پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔

ساتواں

ومن اھل الکتب من ان تامنہ بقنطار یؤدہ الیک ومنھم من ان تامنہ بدینار لا یؤدہ الیک الا ما دمت علیہ قائما

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ (سورہ آل عمران ع ۸ پ ۳)

ترجمہ - اور اہل کتاب میں بعض ایسے ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک ڈھیر مال کا امانت رکھے تو وہ تجھ کو ادا کر دیں اور بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک اشرفی امانت رکھے تو بھی تجھے واپس نہیں کریں گے۔ ہاں کہ جب تک ان کے سر پر کھڑا رہے یہ اس واسطے ہے کہ وہ کہتے ہیں - کہ ہم پر ان پڑھ لوگوں کا حق لینے میں کوئی گناہ نہیں اور اللہ پر وہ جھوٹ بولتے ہیں - حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ گناہ کیوں نہ ہوگا - جس شخص نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ سے ڈرا - تو بے شک پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

خطبہ کا دوسرا حصّہ

اللہ تعالیٰ کس قسم کے انسانوں کو پسند نہیں کرتا

اس کے متعدّد شواہد

پہلا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ○ (سورۃ البقرہ ع ۲۵ - پ ۲) - ترجمہ - اور بعض ایسے بھی ہیں - جن کی بات دنیا کی زندگی میں آپ کو بھی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا ہے - حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے -

حاصل

باتیں تو وہ بظاہر اچھی کرتا ہے اور آپ کو اس کی باتیں بھی بھلی معلوم ہوتی ہیں - مگر اندرونی حالت اس کی یہ ہے حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ - مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس آیت پر لکھتے ہیں - "یہ حال ہے منافق کا - کہ ظاہر میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ کرے کہ میں سچا ہوں اور میرے دل میں اسلام کی محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کمی نہ کرے اور قابو پاوے تو لوٹ مار مچاوے اور منع کرنے سے اس کو زیادہ ضد چڑھے اور گناہ میں ترقی کرے - کہتے ہیں - ایک شخص اخنس بن شریک تھا - منافق فصیح و بلیغ - جب آپ کی خدمت میں آتا - تو غایت اخلاص اور محبت اسلام ظاہر کرتا اور جب چلا جاتا تو کسی کی کھیتی جلا دیتا - کسی کے جانور کے پیر کاٹ ڈالتا - اس پر منافقین کی برائی میں یہ آیت نازل ہوئی -

دُوسرا

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○ (سورۃ البقرہ ع ۲۴ پ ۲) - ترجمہ - اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو - جو تم سے لڑیں - اور زیادتی نہ کرو بیشک اللہ زیادتی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج کے ساتھ یہ مذکور بھی ہوتا ہے - کہ حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے شہر مکہ جائے امان ہے - اگر یہاں دشمن کو دشمن پاتا تو بھی کچھ نہ کہتا اور حج کے اول اور آخر تین مہینے ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب کہ وہ بھی وقت زیارت تھا - یہ چار مہینے وقت امان تھے کہ تمام ملک عرب میں راہیں جاری ہوتیں اور لڑائی موقوف رہتی - اللہ تعالیٰ ان کا حکم فرماتا ہے - اس بیچ میں اور بھی لڑائی کے حکم اور جہاد کے آداب فرماتا ہے - یہ جو فرمایا کہ تم سے لڑیں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو - اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور عورتیں اور بوڑھے قصداً نہ ایسے لڑنے والوں کو ماریئے -

تیسرا

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورہ آل عمران ع ۴ - پ ۳) - ترجمہ - کہدو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو - پھر اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا -

چوتھا

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (سورۃ التوبہ ع ۱۳ پ ۱۱) ترجمہ - بھلا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اسکی رضامندی پر رکھی ہو وہ بہتر ہے - یا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک گھاٹی کے کنارہ پر رکھی جو گرنے والی ہے - پھر وہ اسے دوزخ کی آگ میں لے گری اور اللہ تعالےٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

حاصل

جس شخص نے اپنی زندگی کے اعمال کی بنیاد خوف خدا پر رکھی کہ ہر کام میں اللہ تعالےٰ کی رضا کو پیش نظر رکھ کر قدم اٹھاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے - یا وہ شخص جو ایسی جگہ اپنے اعمال کی بنیاد رکھے جو اسے جہنم میں لے جائے - ان دُوسرے قسم کے ظالموں کو اللہ تعالےٰ دُنیا میں نجات کے راستہ پر جبراً نہیں لے جاتا۔

پانچواں

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ○ (سورۃ النساء ع ۶ پ ۵) ترجمہ - اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو - اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو - بیشک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

حاصل

یہ ہے کہ جو ذمہ داریاں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہیں جو شخص ان ذمہ داریوں کو ادا کرنا اپنی کسر شان سمجھتا ہے - اللہ تعالےٰ ایسے مغرور و متکبر آدمیوں کو پسند نہیں کرتا

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

چھٹا

وَ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ٘ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۙ

(سورۃ الانعام ع ۱۷ پ ۸) ۔ ترجمہ ۔ اور اسی نے وہ باغ پیدا کئے ہیں جو چھتوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف ہیں اور زیتون اور انار پیدا کئے جو ایک دوسرے سے مشابہ اور جدا جدا بھی ہیں ۔ ان کے پھل کھاؤ جب وہ پھل لائیں اور جس دن اسے کاٹو اس کا حق ادا کرو ۔ اور بے جا خرچ نہ کرو ۔ بیشک وہ بیجا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا

دو اس کا حق جس دن وہ کٹے یعنی زکوٰۃ اور مال کی زکوٰۃ ہے برس کے بعد اور اس کی زکوٰۃ اسی دن ہے ۔ جس دن ہاتھ لگے ۔ جو زمین اپنے ملک میں ہو اور اس میں خراج نہ آتا ہو ۔ اس کے محصول میں حق اللہ کا ہے ۔ اگر پانی دینے سے ہو تو بیسواں حصہ اور اگر بن پانی دیئے ہو تو دسواں حصہ

ساتواں

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۶ ۔ پ ۳) ۔ ترجمہ ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ۔ انہیں ان کا حق پورا دے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ۔

آٹھواں

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ (سورۃ الانفال ع ۷ پ ۱۰) اور اگر تمہیں کسی قوم سے دغا بازی کا ڈر ہو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو ۔ ایسی طرح پر کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ ۔ بیشک اللہ دغا بازوں کو پسند ۴۴

۴۴ نہیں کرتا ۔

عبرت

مسلمانوں کو قرآن مجید کے اس اعلان سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے ۔ کہ کہیں ہم دغا بازی اور فریب دہی کے مرض روحانی میں تو مبتلا نہیں ہیں ۔ حالانکہ موجودہ دور کی اخلاقی حالت یہ ہے کہ اکثریت اسی قسم کے لوگوں کی ہے کہ اپنے نفع کے لئے دوسروں کو فریب دہی اپنی عقلمندی بلکہ قابلیت خیال کرتے ہیں کہ اسے پتہ ہی نہ لگنے پائے ۔ تا آنکہ ہم اس کا سب کچھ کھا پی جائیں ۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ۝

آپس میں محبت کیسے پیدا ہو؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک پورے مومن نہ ہو جاؤ (اور تمھاری زندگی ایمان والی زندگی نہ ہو جائے) اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم میں باہم محبت نہ ہو جائے ۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جس کے کرنے سے تمھارے درمیان محبت و یگانگت پیدا ہو جائے ۔ (وہ یہ ہے کہ) سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ ۔ صحیح مسلم

خطبہ یوم الجمعۃ ۳۰ر ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۷ر مئی ۱۹۶۰ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اَمَّا بَعْدُ

تمہید ۔ میں عموماً مردوں اور عورتوں سے یہی کہا کرتا ہوں کہ جمعہ کا خطبہ تبرکاً آپ کی خدمت میں پیش نہیں کیا جاتا بلکہ اصلاح حال کیلئے ہوتا ہے صرف ثواب نہ سمجھا کیجئے بلکہ اصلاح حال کیلئے سنا کیجئے ۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کرتا ہوں میں تو صرف کتاب و سنت کا ترجمان ہوں ۔ مرد یا عورت ۔ جو بھی خطبہ سُن کر اس پر عمل کریگا یا کریگی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائیگا ۔ وہ مردوں کو بھی بخش دے گا اور عورتوں کو بھی بخش دے گا اور جنت میں داخل کرے گا ۔

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے :۔ جسم اور رُوح ۔ روح جسم سے ملا ہُوا ہے تو انسان زندہ کہلاتا ہے جسم کی راحت اور رنج کے اسباب اور ہیں اور روح کے اور ہیں ۔ جسم کی بیماریاں اور ہیں اور روح کی اور ہیں جسم کی بیماریوں سے شفایابی صحت ہے اور روحانی امراض سے شفایابی کا نتیجہ داخلہ جنت ہے جسم کی بیماری یا صحت قبر تک ہے اور اگر خدانخواستہ روحانی صحت بگڑ جائے تو اس کا انجام دوزخ ہے ۔

اگر آپ میری معروضات کو قبول کر لیں گے اور عملی جامہ پہنائیں گے ۔ تو قبر بہشت کا باغ بن جائے گی ۔

میرا مقصد ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ میرے مخاطب مرد ہوں یا عورت سب کو اللہ تعالےٰ روحانی صحت نصیب فرمائے ۔

میری زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

جمعہ ثواب بھی ہے اور عذاب بھی ۔ جمعہ متبرک ہوگا اور جمعہ گناہ معاف کراتا ہے اگر جمعہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوا تو قبر جنت کا باغ بن جائیگی اور اگر خدانخواستہ جمعہ قبول نہ ہوا تو قبر دوزخ کا گڑھا بن جائیگی اور اس چیز کا پتہ تب لگے گا جب کہ قبر میں جائیں گے روحانی صحت ٹھیک ہے تو خوشحال ہے اور اگر روحانی صحت ٹھیک نہیں ہے تو بدحال ہے ۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپکی قبروں کو جنت کا باغ بنائے ۔ آمین ۔ **آج کی معروضات کا عنوان یہ ہے** :۔

گُم گشتگانِ راہِ ہدایت ہوش میں آئیں اور میری معروضات کان لگا کر سُنیں

آج کل دنیا داروں میں ایک آسودہ حال طبقہ علمائے کرام کی توہین کے درپے ہے ۔ اور ان کی رہنمائی جو کتاب و سنت پر مبنی ہوتی ہے ۔ اسے مُلّانوں کی باتیں کہہ کر یا مُلّا ازم کہہ کر جان چھڑا لیتا ہے ۔

کتاب و سنت

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی چلی آتی ہیں ۔ ان کتاب و سنت کے احکام کی ترجمانی کر کے تمہیں سنانے والوں کی توہین کرنے والو ۔ یہ روحانی بیماری آج کل کی پیدا شدہ نہیں ہے ۔ جس میں تم مبتلا ہو ۔ بلکہ یہ بیماری بلحاظ اطلاع خدا تعالیٰ کے ہزارہا برس سے چلی آ رہی ہے ۔

گوش ہوش سے سنو

سورۃ الذاریٰت ع ۳ پ ۲۷ میں ارشاد باری تعالےٰ ہے ۔ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝

ترجمہ ۔ اسی طرح ان کے پہلوں کے پاس جب کبھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا کہ جادوگر یا دیوانہ ہے ۔ کیا ایک دُوسرے سے یہی کہہ کر مرے تھے (کہ یہ پچھلے پہلوں کی وصیت پر عمل کر رہے ہیں) نہیں وہ خود ہی سرکش ہیں ۔

میرے زمانہ کے گُم گشتگان راہ ہدایت

بھائیو ۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیغمبر تو کوئی نہیں آئے گا ۔ البتہ آپ کی اُمت میں سے علماء کرام ہی پیغام کتاب و سنۃ ہاتھ میں لے کر تمہاری راہ نمائی کے لئے میدان میں آئینگے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حضرات کے سپرد اپنا علم کر گئے ہیں فرمان نبویؐ ملاحظہ فرمائیے ۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَنْبِيَاءُ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ ۔ ترجمہ ۔ عالم ہی انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں ۔ اور انبیاء علیہم السلام درہم اور دینار ان کیلئے نہیں چھوڑ گئے ۔ بلکہ سوائے اس کے نہیں کہ وہ علم جو خدا تعالےٰ سے انبیاء علیہم السلام نے پایا تھا ۔ اس علم کے حامل علماء کرام ہی ہیں ۔

لہٰذا

اس دین کی اشاعت کے باعث جو ناعاقبت اندیش ان انبیاء علیہم السلام کو ساحر یا مجنون کہا کرتے تھے ۔ اسی طرح مسلمانوں میں سے ایک ناعاقبت اندیش طبقہ ان حضرات علماء کرام کو جو کتاب و سنۃ والے پیغام کے حامل ہیں ۔ انہیں توہین آمیز لفظوں سے یاد کرتا ہے ۔ یہ ملانوں کی باتیں ہیں ۔ یا یہ تو ملا ازم ہی ہے ۔ اس قسم کے الفاظ سے یہ ناعاقبت اندیش طبقہ مسلمانوں کا سمجھتا ہے کہ میں نے ان کا مذاق اُڑا کر اپنی جان چھڑا لی نہیں نہیں

بلکہ

وہ علماء کرام کامیاب ہو گئے ۔ کیونکہ تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو یہ نہیں کہہ سکو گے کہ اے اللہ ہمارے زمانہ میں تو تیرا کوئی بندہ میری طرف سے پیغام حق پہنچانے والا آیا ہی نہیں تھا ۔

کوئی بعید نہیں

کہ اللہ تعالےٰ اپنے اوپر سے ان کے الزام کو رفع کرنے کے لئے انہیں حضرات علماء کرام کا نام لے ۔ کہ کیا فلاں عالم تمہارے زمانہ میں تمہارے پاس میرا پیغام حق لے کر آیا تھا یا نہیں ۔ یہی مضمون قریب قریب حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مترجم قرآن شریف میں سورہ نساء کے ساتویں رکوع کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے

اے ناعاقبت اندیش گروہ ،

تمہیں معلوم ہے کہ علماء کرام کے مبارک وعظوں سے جو کتاب و سنۃ پر مبنی ہوں تم پر اتمام حجۃ ہو رہا ہے ۔ حق گو علماء کرام اللہ تعالےٰ کی

ذات منبع برکات کو تمہارے اعتراضات سے بری کر رہے ہیں۔ تاکہ تم قیامت کے دن لاعلمی کا عذر نہ کرسکو۔

حق گو علماء کرام یہی تو فرماتے ہیں

کہ اے اللہ کے بندو شرک اور کفر اور نفاق سے توبہ کرو۔ نماز روزہ۔ زکوٰۃ اور حج (جس پر فرض ہو جائے) تو ادا کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو۔ کیونکہ آپ ہی کو انسانوں کے لئے نمونہ بنا کر پیش کیا ہے۔ ارشاد خداوندی قرآن مجید میں موجود ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ٥ (سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ ۲۱-) ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے

اے ناعاقبت اندیش طبقہ

تمہاری اس بگڑی ہوئی حالت کا نقشہ انگریزی حکومت کے آخری زمانہ میں کھینچ کر نفیس خلیلی مرحوم امرتسری نے اپنی مطبوعہ کتاب "مسلمان عورت" میں دکھایا تھا اور وہ کتاب عام ملتی تھی۔ اس میں یہ شعر ہیں۔

مسلمان عورت ہے یا مرغ آبی
کہ سینے کو تانے چلی جا رہی ہے
زمیں بار عصیاں سے تھرا رہی ہے
وہ نامرد دولھا ہے جسکی دلھن ہے
وہ ملعون بھائی ہے جسکی بہن ہے

اے ناعاقبت اندیش طبقہ

تو پھر اپنے آپ کو صحیح معنی میں مسلمان بنا۔ حق پرست علماء کرام کی صحبت میں لوٹ کر آ اور اسلام ان سے سیکھ اور ان کے بیان کردہ اسلام جو کتاب اللہ تعالےٰ (قرآن مجید) اور سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ پر مبنی ہوگا اس اسلام کو اپنا۔ تاکہ تیرا انجام بخیر ہو۔ پھر تو منکر نکیر فرشتوں کو بھی جب پوچھیں گے مَنْ رَّبُّكَ تو جواب دے گا رَبِّيَ اللّٰهُ اور پوچھیں گے مَا دِيْنُكَ تو کہے گا دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ اور جب پوچھیں گے "مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ" تو کہے گا هُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ورنہ تینوں سوالوں کے جواب میں ناعاقبت اندیش طبقہ کے افراد جن کو دین اسلام سے کوئی مس نہیں ہوگا۔ جو حق پرست علماء کرام سے دین سیکھنے کی بجاء ان پر مذاق اڑاتے تھے۔ تینوں سوالوں کے جواب میں کہینگے۔ ہائے ہائے لَا اَدْرِيْ ترجمہ اس کا یہ ہے۔ ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ تب قبر جہنم کا گڑھا بن جائیگی۔ وما علینا الا البلاغ۔ اے ناعاقبت اندیش طبقہ کے مسلمانو۔ کیا تمہیں کہیں یہ خطرہ تو لاحق نہیں ہو رہا کہ حق پرست علماء کرام کے پاس جائیں گے۔ تو دین سیکھنے پر کچھ ان کو ضرور دینا تو پڑیگا۔

نہیں نہیں

وہ اللہ تعالےٰ کے خدا پرست بندے اللہ تعالےٰ کا دین تمہیں مفت سکھائینگے اور اس محنت اور جانفشانی کا اجر اللہ تعالےٰ جل شانہ سے پائیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ایسے ہی حق پرست اللہ والوں کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ) الآیہ (سورۃ الطلاق ع ۱ پ ۲۸) ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کی نجات کے لئے کوئی صورت نکال دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہو۔ اسی اعلان الٰہی کی بنا پر میں کہا کرتا ہوں کہ اے

دنیا دارو

کہ آپ اللہ تعالےٰ سے رزق مِنْ حَيْثُ يَحْتَسِبُ کھاتے ہو اور اللہ والے مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ کھاتے ہیں۔ مثلاً ایک دکاندار کو معلوم ہے کہ میں نے لوگوں کو کام آنے والی چیزیں دس ہزار کی مالیت کی خرید کر دکان میں لا کر رکھ دی ہیں۔ ان چیزوں کے حاجتمند جب آئیں گے تو ایک روپیہ کی چیز پر دو آنے کا نفع تو ضرور دے ہی جائیں گے۔ اس لئے دس ہزار پر ماہوار مجھے سو ڈیڑھ سو روپیہ نفع کا مل ہی جائیگا اور

اللہ والے

اپنا سارا وقت دین کی اشاعت تبلیغ پر محض اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے صرف کرتے ہیں اور ضروریات دنیاوی کا ذمہ وار اللہ تعالےٰ کو بناتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالےٰ پر یقین ہوتا ہے کہ جب ہم اس کے کام میں مصروف ہونگے تو وہ ضرور ہی ہمارا اور ہمارے بال بچوں کا خیال رکھے گا۔ اور کسی نہ کسی ذریعے سے ہمیں رزق پہنچائے گا۔

اعلان الٰہی ملاحظہ ہو

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ (سورۃ الطلاق ع ۱۔ پ ۲۸) ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے سو وہی اس کو کافی ہے۔

دعا

اللہ تعالےٰ نے جس طرح ہمارے اسلاف سے اشاعت اسلام کی خدمت اس طریقہ سے لی ہے۔ اسی طرح ہم سے بھی خدمت اسلام اسی طریقہ سے لے اور ہمارے اخلاف سے بھی لے۔ آمین

اشاعت قرآن مجید میں ضرورت حدیث

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ بلند پایہ عالی مرتبت انسان کی کلام کو ہر شخص یکساں نہیں سمجھ سکتا۔ استعداد عالیہ والے تو سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن ناقص العقل بعض حصول کو نہیں سمجھتے۔ اس لئے ان سادہ لوحوں کو اس حصہ کلام کے سمجھنے کے لئے قابل ترین آدمی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جب قابل ترین انسانوں کی کلام کو سمجھنے والوں کی یہ حالت ہے تو خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کلام پاک سمجھنے والوں کا بطریق اولیٰ یہی حال ہوگا کہ مراد الٰہی کے سمجھنے کے لئے تمام انسان یکساں نہیں ہوں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو فہم سلیم انبیاء علیہم السلام بالخصوص سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ہے۔ وہ اور کسی انسان کو نصیب نہیں ہو سکتا۔

لہذا

اللہ تعالیٰ کی مراد سمجھنے کے لئے سنجیدہ سے سنجیدہ آدمی کو بھی بعض موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر دستک دیئے بغیر چارۂ کار نہوگا۔

کیونکہ

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں خود فرمایا ہے۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ترجمہ۔ "کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا" یعنی اللہ تعالےٰ کے ہر ارشاد کا مطلب سمجھنے کے لئے کسی دوسرے انسان کی ضرورت نہیں پیش آتی۔ بلکہ خود بخود دل میں من جانب اللہ القا ہو جاتا ہے

لہذا اس القاء الٰہی

کو علماء کرام حدیث شریف کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ لہذا علماء کرام اور ان کی برکت سے مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف بھی وحی الٰہی ہے۔ البتہ قرآن مجید کو حضرات علمائے کرام کی اصطلاح میں وحی جلی کہا جاتا ہے اور حدیث شریف کو وحی خفی۔ (یعنی یہ وحی جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ تو القاء نہیں ہوئی۔ البتہ اللہ تعالےٰ نے خود آپ کے دل مبارک پر القاء فرما دی ہے۔ اس لئے

اہل السنتہ والجماعة

کے ہاں یہ دونوں قسم کی وحی واجب الاتباع ہے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

ضرورت حدیث کا انکار کرنیوالوں سے ایک سوال

اگر آپ اہل السنتہ والجماعة کے اجماعی فیصلہ کا انکار کرتے ہیں تو پھر میں آپ سے

ایک سوال

کرتا ہوں کہ حدیث کا انکار کرنیکے بعد قرآن شریف کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی مراد کا تعین کیسے ہو سکے گا۔ مثلاً قرآن مجید میں ارشاد اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا تو ہے۔ لیکن نماز کس طرح ادا کی جائے۔ انکار حدیث کرنیوالے احباب پھر اپنے خیال کے مطابق اس سوال کا جواب بنائیں گے۔ دوسرا گروہ منکرین حدیث کوئی اور تجویز کرے گا تیسرا گروہ کوئی اور صورت تجویز کریگا

پھر یہ فرمایئے

کہ پھر کس جماعت کو آپ حق پر کہیں گے۔ اب تو

اہل السنتہ والجماعة

کے ہاں نماز کی وہی صورت مراد الٰہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر دکھائی ہے اور ہمیں اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ میرے حکم کی تعمیل اس طرح پر کریں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھائی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ ۲۱)۔ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

لہذا

اہل السنتہ والجماعة کی نماز تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور آپ جو تجویز کریں گے اس کے مراد الٰہی کا کیا ثبوت ہے۔

اسی طرح زکواۃ کا سوال ہے

اگر آپ اہل السنتہ والجماعة والی زکواۃ کی معنی نہیں مانتے تو پھر آپ کی تجویز کردہ معنی کا کیا ثبوت ہے کہ یہی مراد الٰہی ہے۔ اہل السنتہ والجماعت کے ہاں تو یہ ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکواۃ کی یہ معنی بیان فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیان پر مہر تصدیق لگائی ہے۔ کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (سورۃ النجم ع ۱۔ پ ۲۷) ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو وحی ہے جو اس پر آئی ہے۔

لہذا

ثابت ہوا کہ نماز اور روزہ وغیرہ احکام الٰہی کی جو تصویر آپ فرماتے ہیں یہ سب القاء الٰہی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۷؍ ذی الحجہ ١٣٧٩ھ مطابق ٣؍ جون ١٩٦٠ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡدُ

اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصّہ پانے کیلئے بارہ ١٢ شرطیں

فَسَاَکۡتُبُہَا لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۚ اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ ۫ یَاۡمُرُہُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہٰہُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَیُحِلُّ لَہُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنۡہُمۡ اِصۡرَہُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡہِمۡ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَعَزَّرُوۡہُ وَنَصَرُوۡہُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ١٩ پ ٩)

ترجمہ۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ جو نبی اُمی ہے۔ جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اُتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی۔ اور اُسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

مذکورہ آیتوں میں بارہ شرطیں ذکر کی گئی ہیں

پہلی

جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ یعنے اللہ تعالےٰ سے ڈر کر اس کی نافرمانیوں سے بچتے ہیں۔ ڈرنے کا یہ خاصہ ہے کہ نافرمانی کرنے سے انسان بچتا ہے۔ مثلاً بچہ ماں کی مار سے ڈرنے سے بہت سے کاموں سے رُکتا ہے۔ دل تو چاہتا ہے کہ کرے۔ مگر ماں کی مار کے ڈر سے نہیں کرتا۔ اور یا مثلاً بچے کا دل تو چاہتا ہے کہ کھیلتا ہی رہے۔ مگر اُستاد کی مار کے ڈر سے سبق یاد کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ سے ڈرنے کے باعث بہت سارے گناہوں سے بچتا ہے۔

دُوسری

اور زکوٰۃ دیتا ہے

زکوٰۃ دینا بھی اسلام کے پانچ رکنوں میں سے ایک رُکن ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے باعث وہ مسلمان زکوٰۃ بھی دیتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو۔

تیسری

اور وہ لوگ ہماری سب آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ سب ٹھیک اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔

چوتھی شرط

اور وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہیں

پانچویں

جس نیکی کا آپ انہیں حکم کرتے ہیں وہ بجا لاتے ہیں۔

چھٹی

اور جس برائی سے آپ انہیں روکتے ہیں۔ رُک جاتے ہیں۔

ساتویں

اور آپ ان کے لئے جن پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں۔ وہ انہیں چیزوں کو حلال سمجھتے ہیں۔

آٹھویں

اور آپ خبیث چیزوں کو اُن کیلئے حرام کرتے ہیں وہ ان کو حرام سمجھتے ہیں۔

نویں

اور آپ ان سے سابقہ غلط پابندیوں کو ہٹاتے ہیں تو ہٹ جاتے ہیں۔

دسویں

جو اس نبی پر ایمان لائے اور اُسکے احکام کے تسلیم کرنے میں امداد کی

گیارھویں

اور جن لوگوں نے اسکے احکام کی اشاعت کرنے میں امداد کی

بارھویں

اور اس نور کے تابع ہوئے (یعنی قرآن مجید) جو اس پر نازل کیا گیا تھا وہ لوگ ہی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے والے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

اگر غور سے دیکھا جائے

تو فیصدی بہت ہی کم عورتوں اور مردوں میں سے ان شرائط کے پورا کرنے والے ملیں گے۔

کیونکہ

جب تک انسان اپنی تمام زندگی کے لمحات کو تابع فرمان الٰہی کا فیصلہ نہ کرلے اور دل سے تصدیق نہ لگائے۔ اس وقت تک ان بارہ شرطوں کا پورا کرنا مشکل ہی ہے اور مذکورۃ الصدر اوصاف کے پیدا کرنے کا ایک خاص طریقہ یہ ہے۔ اگر آدمی کو وہ چیز میسر آجائے تو پھر انشاء اللہ ان بارہ صفتوں کا اپنے میں پیدا کرنا آسان ہو جائے گا اور اس چیز کا میسر آنا نایاب تو نہیں ہے۔ البتہ کمیاب ضرور ہے اور وہ چیز

صحبت اہل اللہ کی ہے

اسی چیز کا ذکر اس آیت میں ہے ارشادالٰہی ہے ۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا) الایۃ ۔ (سورۃ الکہف ع ۴ پ ۱۵) ترجمہ ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں ۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے ۔

ایسے اللہ والوں

کی عقیدت تامہ سے رہتے ہوئے ان کا رنگ چڑھ جاتا ہے بشرطیکہ ان کے ساتھ عقیدت کی وابستگی تام ہو جائے ۔ پھر دل یہی چاہتا ہے کہ جو طرز زندگی کا حضرت اختیار کئے ہوئے ہیں ۔ وہی ہم بھی اختیار کریں ۔ اس عقیدت اور اس گہرے تعلق کی بنا پر پھر انسان اپنی خوشی سے وہی اعمال کرنے لگ جاتا ہے جو اللہ والوں میں ہوتے ہیں ۔ کسی بندہ خدا نے اسی حالت کا نقشہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے

شعر

بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

جب اہل اللہ کی صحبت

میں مدت مدید تک رہ کر ان کی برکت سے نفس پر انسان قابو پا لیگا ۔ تب بفضلہ تعالےٰ ان بارہ صفتوں کا نفس میں پیدا ہونا کوئی مشکل نہیں ہوگا ۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

دھوکہ نہ کھائیں

کسی نے خوب کہا ہے

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

آپ یہ دھوکہ نہ کھائیں کہ جو فقیر کہلاتا ہے ۔ وہ واجب الاتباع ہو جاتا ہے ۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہر مسلمان کے لئے اتباع شریعت نمبر اول ہے ۔ اس کے بعد جو قرب الی اللہ کی راہ کسی باخدا سے پوچھ کر طے کرے تو وہ کامل ہو جاتا ہے اور پھر خود بھی شریعت کے دائرہ کے باہر ایک قدم نہیں رکھ سکتا اور اگر وہ فقیر کہلانیوالا ابھی تک درجۂ کمال کو پہنچ کر خود تابع شریعت کے نہیں ہو سکا ۔ تو دوسروں کے لئے ہادی اور رہنما کب بن سکتا ہے پھر دوبارہ عرض کرتا ہوں ۔

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

منٹوں اور گھنٹوں اور دنوں

کا کام نہیں ہے ۔ یعنی اہل اللہ کی صحبت میں ایک ہفتہ تک بیٹھے ۔ اور فقیر کامل بن گئے ۔ اس درجہ کمال تک پہنچنے کے لئے کسی نے خوب کہا ہے

مصرعہ مدتہا باید کہ تا خون شیر شود

عام قاعدہ

یہی ہے جو میں نے عرض کیا ہے کبھی کبھی ایسے باخدا بھی کسی خوش قسمت انسان کو مل جاتے ہیں جو سالوں کی منزل دنوں میں طے کرا دیتے ہیں ۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اگر بالفرض اس درجہ کے باخدا

نہ مل سکیں ۔ جنکی صحبت میں بیٹھ کر رنگ چڑھ سکے تو بھی اس نظریہ پر عمل کیا جائے ۔ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ ۔ ترجمہ ۔ جو چیز سارے کی ساری میسر نہ آسکے تو بھی جتنی مل سکے اتنی لے لی جائے ۔ یعنی ساری نہ مل سکے تو ساری چھوڑ بھی نہ دی جائے بلکہ جتنی ملے اتنی ہی لے لی جائے ۔

اللہ والوں

کی صحبت پورے طور پر حاصل نہ ہو سکے ۔ اسی کو غنیمت سمجھا جائے

اہل اللہ کے زمرہ میں شامل ہونے پر

ابتداءً دو شرطیں ضروری ہیں

مسلمانوں میں جو متبع سنت ہیں ۔ ان کے ہاں اہل اللہ کی فہرست میں شامل ہونے کے لئے دو شرطیں لازمی ہیں ۔ ایک متبع قرآن مجید ہونا ۔ اور دوسری متبع سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونا ۔ ان دو شرطوں کے پائے جانے کے بعد استقامت علی الدین بھی ضروری چیز ہے ۔ وہ شخص ایسا بھی نہ ہو ۔ جو ہر رنگ میں بہ جائے ۔ اپنے مسلک (اتباع کتاب و سنۃ) میں ایسا پختہ کار ہو کہ جیسے ایک مشہور ضرب المثل ہے

کہ زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد

کہ خدانخواستہ اس دور کے دوسرے انسان اگر بالفرض بھٹک بھی جائیں تو یہ بندگان خدا نشان راہ استقامت بن کر کھڑے ہو جائیں ۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔

تیسری شرط

اللہ والوں کی پہچان کی تیسری شرط یہ ہے خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُاُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ ترجمہ ۔ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں ۔ جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے ۔ نہ یہ کہ بجائے خدا یاد آنیکے ان کی صحبت میں طبلے پر تھاپ سنائی دے ۔ اور گویئے کا گانا سننے میں آئے اور تالیوں کے بجنے سے کان پڑی آواز بھی سنائی نہ دے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

اے شیطان تو ہے تو ملعون ۔ مگر عقلمندوں کو بیوقوف بنانے میں تمہیں کمال حاصل ہے

جن اللہ تعالےٰ کے بندوں نے دنیا چھوڑی اور فقیری رنگ اختیار کرنا چاہا ۔ انہیں بھی تو نے گمراہ کر کے چھوڑا ۔ کہ فقیری طبلہ بجانے گانا گانے تالیاں بجانے میں پوشیدہ ہے ۔

کیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی فقیری کے قائل تھے اور اسی طریقہ پر آپ کا عملدرآمد تھا ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ تاکہ مسلمان کہلانے والے بہتر فرقوں سے بچ کر تہترویں فرقہ میں داخل ہو جائیں ۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے بعض کو اجر عظیم عطا فرمائیگا اور بعض کو عذاب عظیم میں مبتلا کرے گا۔

دونوں قسموں پر علیحدہ علیحدہ شواہد قرآنی

پہلی قسم جن کو اجر عظیم عطا فرمائے گا اس کے شواہد

پہلا

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۸۔ پ ۴)۔ ترجمہ۔ سو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو۔ تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگر اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق ایمان لے آؤ اور اللہ تعالےٰ کی منع کردہ چیزوں سے پرہیز کرو۔ مثلاً کسی کا گلہ نہ کرو۔ کسی کی چوری نہ کرو۔ کسی کا ناحق مال نہ کھاؤ۔ کسی پر بہتان نہ باندھو۔ کسی کے حق میں جھوٹ نہ بولو۔ علیٰ ہذا القیاس اور ممنوع چیزوں کا ارتکاب نہ کرو تو اللہ تعالیٰ اس پرہیزگاری کا بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ اللہم اجعلنا منہم

دوسرا

وَمَاذَا عَلَیْہِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَہُمُ اللّٰہُ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِہِمْ عَلِیْمًا ۝ (سورۃ النساء ع ۶۔ پ ۵)۔ ترجمہ اور اگر یہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لے آتے اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے تو ان کا کیا نقصان تھا اور اللہ انہیں خوب جانتا ہے۔

حاصل

کہ اگر یہ لوگ ایمان اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق لے آتے اور قیامت کے دن نیک عملوں کی جزا اور برے عملوں کی سزا کو دل سے مان لیتے اور پھر جو رزق اللہ تعالےٰ نے دیا تھا۔ اس میں سے کچھ اپنے گناہوں کا فدیہ سمجھ کر اللہ تعالےٰ کی رضا کے مقامات پر خرچ کر دیتے تو ان پر کون سا مالا یطاق والا بوجھ پڑتا اور اللہ تعالےٰ کو ان کے راہ خدا میں خرچ کرنے کا پتہ لگ ہی جاتا اور وہ راہ خدا میں خرچ کرنے کا اجر ضرور ہی دیتا اور راضی ہو کر ان کی لغزشیں بھی معاف فرما دیتا تو ان کا کیا حرج تھا۔ اسی کا دیا ہوا۔ اس کی رضا کے لئے خرچ کرتے تو وہ اور دیتا جاتا

تیسرا

فَلْیُقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَشْرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ ط وَمَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ (سورۃ النساء ع ۱۰ پ ۵)۔ ترجمہ سو چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں وہ لوگ لڑیں۔ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچتے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب رہے تو اسے ہم بڑا ثواب دیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے دین کے غلبہ کے لئے لڑنے کے ارادہ سے نکلے۔ وہ غالب آئے یا مارا جائے وہ دونوں صورتوں میں اجر کا مستحق ہوگا کیونکہ جب اس نے غلبہ دین الٰہی کی غرض سے جان دے دی تو اللہ تعالےٰ اس کی اس قربانی کو قبول فرمائے گا۔ اور اسے کامیابی کا تمغہ عطا فرمائے گا۔

چوتھا

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۲ پ ۶) ترجمہ اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایمانداروں اور نیکوکاروں سے اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف سے مغفرۃ اور بہت بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ میرے خیال میں بہت بڑا اجر دیدار الٰہی اور ان مہمانوں کے لئے قیامگاہ بہشت ہی ہو سکتا ہے۔

پانچواں

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ لا وَّاَنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ (سورۃ الانفال ع ۳ پ ۹) ترجمہ۔ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے اور بے شک اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ گویا کہ مال اور اولاد کی محبت تم سے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کرائے۔ یہ چیزیں تمہارے امتحان کے لئے دی گئی ہیں کہ کیا ان چیزوں کی محبت اللہ تعالےٰ کو تو نہیں بھلا دیتی۔ اللہم لا تنسنا رضاء اللہ تعالےٰ۔

چھٹا

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ط وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ (سورۃ التغابن ع ۲ پ ۲۸) ترجمہ۔ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے محض آزمائش ہیں۔ اور اللہ کے پاس تو بڑا اجر ہے

حاصل

کہ مال اور اولاد کا ہونا ایک طرح کی

آزمائش ہے کہ دیکھیے مال کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر قربان کرتے ہیں۔ کہ اس کی راہ میں مال کو خرچ کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے اور یا مال کی محبت اللہ تعالےٰ کی راہ میں حائل ہوتی ہے کہ مال خرچ نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالےٰ راضی رہے یا نہ رہے۔ اب جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضا مندی چاہتا ہے۔ وہ مال کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرے گا۔

دوسرا حصّہ

بعض کو عذاب عظیم میں مبتلا کرے گا

اس کے شواہد

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ سورۃ البقرہ ع ا پ ا

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ انکار کر چکے ہیں برابر ہے۔ انہیں تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ان لوگوں کی بداعمالی کے باعث ان کے دلوں اور کانوں پر اللہ تعالیٰ نے مُہر لگا دی ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے اور یہ سب کچھ ان کی اپنی بد اعمالیوں کی وجہ ہے۔

دُوسرا

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ (سورہ آل عمران ع ١١ پ ٤)۔

ترجمہ۔ اُن لوگوں کی طرح مت ہو جو متفرق ہو گئے۔ بعد اس کے کہ اُن کے پاس واضح احکام آئے۔ انہوں نے اختلاف کیا ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

انہیں کس دن بڑا عذاب ہوگا۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ١١ پ ٤)

ترجمہ۔ جس دن بعضے مُنہ سفید اور بعضے سیاہ ہونگے۔ سو وہ جن کے مُنہ سیاہ ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا۔ کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے۔ اب اس کفر کرنے کے بدلے میں عذاب چکھو۔

تیسرا

وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

(سورۃ آل عمران ع ١٨۔ پ ٤) ترجمہ۔ اور وہ لوگ آپ کو غم میں نہ ڈال دیں۔ جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں۔ وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑیں گے۔ اللہ ارادہ کرتا ہے کہ آخرت میں انہیں کوئی حصہ نہ دے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ وہ لوگ کفر کر کے کچھ اپنا ہی بگاڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ ان کے کفر کے باعث آخرت میں ان کا کوئی حصہ راحت کا نہ ہو۔ بلکہ بہت بڑے عذاب ہی میں مبتلا ہوں۔

چوتھا

مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ (سورۃ النحل ع ١٤ پ ١٤)

ترجمہ۔ جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سے منکر ہوا۔ مگر وہ مجبور کیا گیا ہو۔ اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہوا تو انپر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

کیوں

آگے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ ان کے گمراہ ہونے کا سبب بیان فرماتا ہے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

(سورۃ النحل ع ١٤۔ پ ١٤)۔ ترجمہ۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر محبوب بنایا اور نیز اس لئے کہ اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہی ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر مُہر کر دی ہے اور وہی غافل بھی ہیں۔ ضرور وہی لوگ آخرت میں نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

یعنی

ان لوگوں کے دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی ہے۔ اس لئے حق کی بات سمجھ نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کے دل پر مہر لگی ہوئی ہے اور حق کی بات گویا سن نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کے کانوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔ اور حق بات کا نتیجہ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کی آنکھوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔

پانچواں

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ (سورۃ نور ع ٣ پ ١٨)

ترجمہ۔ جو لوگ پاکدامنوں بے خبر ایمان والیوں پر تہمت لگاتے ہیں۔ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

یعنی

پاکدامن عورتوں پر جو لوگ تہمت لگاتے ہیں جو اس گناہ سے پاکدامن بے خبر ایمان والیاں ہیں۔ ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے لعنت ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

قیامت کے دن

ان تہمت لگانے والوں کے خلاف خود انکی زبانیں اور انکے ہاتھ اور پاؤں انکے خلاف شہادت دیں گے۔ اس کے متعلق ارشاد باری تعالےٰ ملاحظہ ہو۔ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورۃ النور ع ٣۔ پ ١٨)

ترجمہ ۔ جس دن ان پر انکی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ۔

جب

ان کی اپنی زبانیں ان کے خلاف بولیں گی اور اپنے ہاتھ پاؤں جن سے دنیا میں کام لیا کرتے تھے ۔ وہ خلاف بولیں گے تو کیا پھر ان لوگوں کیلئے جائے انکار رہے گی ۔ وما علینا الا البلاغ

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

جس کے معنی یہ ہیں کہ اس سے کم پانی کا دودھ میں ہونا تو ناممکن ہے ۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس سے کہیں زیادہ پانی دودھ میں ملایا جاتا ہو ۔ یہ اس شہر کا حال ہے جو مغربی پاکستان کا دارالخلافہ ہے ۔ جہاں صوبائی گورنر ۔ چیف سکرٹری انسپکٹر جنرل پولیس اور دوسرے بڑے بڑے حکام موجود ہیں ۔ ان سب کی موجودگی میں دودھ میں اس قدر پانی کی ملاوٹ اس امر کا بین ثبوت ہے ۔ کہ ہماری قوم کے دل میں قانون کا ذرہ بھر احترام باقی نہیں رہا دوسرے شہروں میں تو حالات اس سے کہیں بدتر ہونگے ۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

دودھ اور باقی اشیائے خورد ونوش میں ملاوٹ کرنیوالے انسانیت کے بدترین دشمن ہیں ۔ اس لئے وہ کسی ہمدردی کے مستحق نہیں لیکن قانون ان سے نرمی کا برتاؤ کرتا ہے اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے ۔ ملاوٹ کا مرض دن بدن بڑھتا جا رہا ہے ۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اس جرم کا استیصال کرنے کیلئے ضروری ہے کہ قانون میں ترمیم کر کے اس کی سزا بڑھا دی جائے ۔ ہماری رائے میں مجرمین کو بر سر عام بید زنی کی سزا دی جائے تاکہ ان کو اور ان کے علاوہ دوسروں کو بھی عبرت ہو ۔ آج کل ملاوٹ کی سزا عام طور پر جرمانہ ہوتی ہے ۔ بعض مقدمات میں دو تین ماہ قید بامشقت کی ہلکی سزا دی جاتی ہے ۔ جرمانہ ادا کرنے والے مجرم پہلے سے زیادہ اس جرم کا ارتکاب کرنے لگتے ہیں ۔ تاکہ جرمانہ کی رقم پوری کر سکیں ۔ یہ لوگ دو تین ماہ کی قید با مشقت کی بھی پرواہ نہیں کرتے ۔ ان حالات میں اس جرم کے استیصال کے لئے عبرتناک سزا کا ہونا بیحد ضروری ہے ۔

سلام کے الفاظ اور ان کا اجر و ثواب

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: دس (یعنی اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللہ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ آدمی بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیس (یعنی اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک تیسرا آدمی آیا اور اس نے کہا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ مجلس میں بیٹھ گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیس (یعنی اس کے لئے تیس نیکیاں ثابت ہو گئیں)۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۷ جون سنہ ۱۹۶۰ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل تقریر انجمن حمایت اسلام کے جلسہ یوم القرآن منعقدہ ۹ جون ۱۹۶۰ء میں بیان فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔ امّا بعد

میرے مضمون کا عنوان حضرات منتظمین جلسہ نے ضرورۃ القرآن اور قرآن فہمی کا صحیح معیار تجویز فرمایا ہے

حضرات حاضرین۔ میں آپ کی خدمت میں پہلے ضرورت القرآن عرض کروں گا۔ اور اس کے بعد نمبر دوم قرآن فہمی کا صحیح معیار کون ہوسکتا ہے۔ پیش کروں گا۔

ضرورۃ القرآن

برادران اسلام اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی بیشمار قسمیں ہیں اور اس مخلوقات میں سے انسان بعض خصوصیات میں مختص ہے۔ مثلاً کتے اور گدھے بھیڑ اور بکری۔ گائے اور بھینس گھوڑے اور اونٹ کو اللہ تعالےٰ نے کھال ایسی پہنائی ہے۔ جس پر بال ہوتے ہیں جو ان حیوانات کو گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں اور انسان کو کھال ایسی پہنائی ہے جو بالوں سے خالی ہے۔ اس لئے انسان کو سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے کپڑے پہننے پڑتے ہیں

انسان کو جوتے کی ضرورت

اللہ تعالےٰ نے بھیڑ اور بکری گائے اور بھینس۔ گھوڑے اور اونٹ کے پاؤں کی ساخت ہی ایسی بنائی ہے کہ انہیں کانٹے چبھتے ہی نہیں اور انسان کے پاؤں کے تلوے ایسے نرم بنائے ہیں کہ ان میں کانٹے چبھ جاتے ہیں۔ اس لئے انسان کے پاؤں کو جوتا پہننے کی ضرورت ہے۔

قصاب کی ضرورت

پھر جوتے کے لئے قصاب کی ضرورت پڑے گی۔ تاکہ وہ جانور کو ذبح کرکے چمڑہ اُتار دے۔ تاکہ اس سے جوتا بنے

چمرنگ کی ضرورت

جانور کو ذبح کرکے قصائی نے چمڑا تو دے دیا۔ اب چمرنگ کی ضرورت پیش آئے گی۔ تاکہ جانور سے چمڑا اُترنے کے بعد وہ رنگ دے۔ تاکہ جوتا تیار ہو سکے۔ کیونکہ کچے چمڑے سے جوتا نہیں بن سکتا۔

پھر موچی کی ضرورت

پھر انسان کو موچی کی ضرورت پیش آئے گی۔ تاکہ اس رنگے ہوئے چمڑے سے ہمیں جوتا سی دے۔

پھر موچی کیلئے لوہے کے اوزار کی ضرورت

کیونکہ لوہے کے اوزار جو تیز ہونگے ان سے تو چمڑا کٹ سکتا ہے۔ لکڑی سے چمڑا کٹ نہیں سکتا۔

پھر کان کن کی ضرورت

کیونکہ اللہ تعالےٰ نے کانوں میں لوہا ودیعت رکھا ہوا ہے۔

پھر لوہار کی ضرورت

کان کن کان سے تو لوہا نکال دیگا مگر اوزار تو لوہار ہی بنائے گا۔ اور لوہار آر۔ رنبی وغیرہ۔ اوزار بنا دے گا۔ جس سے موچی جوتا سیئے گا۔

پھر تاگے کی ضرورت

موچی جوتا تو سی دے گا۔ مگر تاگے کے سوا کیسے سی سکتا ہے۔ پھر تاگہ حاصل کرنے کیلئے کپاس کی ضرورت پیش آئیگی۔

پھر کاشتکار کی ضرورت

تاکہ وہ کپاس بوئے اور اس کے بعد ہمیں روئی میسر آئے اور تاگہ بنے

سات کسبوں کی ضرورت

انسان کی ایک جوتے کی ضرورت پوری کرنے کی غرض سے سات قسم کے کسب پیدا ہوگئے اور تمام مذکورہ کسب ایک آدمی تو پورے کر ہی نہیں سکتا۔ اس لئے انسان کی ایک ضرورت پورا کرنے کے لئے سات قسم کے کسبی جمع ہو کر رہیں گے۔ اسی لئے انسان کو

متمدن بالطبع

کہا جا سکتا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے کے سوا اسے چارہ نہیں۔ دُوسرے حیوانات متمدن بالطبع نہیں ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ نر اور مادہ مل کر رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ اس قسم کے جانور جنگلوں میں پائیں گے۔ جن کا فقط ایک جوڑہ ہی ایک گھونسلے میں رہتا ہے اور پھر مذکورہ سابقہ پیشہ وروں میں لین دین کا کوئی قانون وضع کرنا پڑے گا۔ جسے قانون معاملات کہا جاتا ہے

پھر فطری طور پر اس آبادی کو اپنی حفاظت کے لئے پولیس رکھنی پڑے گی۔ کیونکہ انسانوں میں بعض شریف الطبع مرنجاں مرنج ہونگے۔ اور بعض کمینہ طبیعت کے شریر انسان ہونگے۔ جو لوگوں کو خواہ مخواہ ستائینگے اور ہر شخص ان شریر الطبع انسانوں کی شرارت سے بچنے کے لئے محافظ نہیں رکھ سکتا۔ پھر فطری طور پر آپس میں مل کر یہ فیصلہ کرینگے کہ چند آدمیوں کو اپنے گھروں اور مالوں کی حفاظت کے لئے رکھیں گے۔ تاکہ کسی کو بھی وہ شریر الطبع ستائیں تو یہ تجویز شدہ نمائندے اس ستانے والے کو اپنی شرارت کی سزا دیں اور سب کے مشترک محافظ ہوں گے۔ اسی کو پولیس کی چوکی کہا جائے گا۔ پھر لوگ کسب معاش کے لئے دور یا قریب اپنے بال بچوں سے بیفکر ہو کر کسب معاش کیلئے جائیں گے

اندرون مُلک

کی حفاظت کے لئے تو پولیس کافی ہو گی۔ البتہ سرحدات ملک کی حفاظت کے لئے

فوج رکھنی پڑیگی

جو سرحدات ملکی کی حفاظت کرے گی

تاکہ کسی دوسرے ملک کے باشندے ان کی امن پسند آبادی پر چڑھائی کرکے ان کے امن میں خلل نہ ڈالدیں۔

پھر خلیفہ کی ضرورت

جب مختلف آبادیاں مختلف قسم کی اپنی ضروریات کے مطابق پولیس اور فوج مقرر کرلینگی۔ پھر بھی یہ خطرہ باقی رہیگا کہ بعض شریر الطبع قوموں کے بادشاہ دوسری کمزور حکومت کو اپنی مملکت میں داخل کرنے کے ارادے سے اس پر حملہ کردیں۔ اس کے لئے پھر ایک خلیفۃ المسلمین کی ضرورت ہوگی۔ بہر حال مذکورہ بالا بیان سے یہ چیز واضح ہوچکی ہے کہ انسان ایک

متمدّن بالطبع

مخلوق ہے۔ جس کا آبادیاں بنا کر رہنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور آپس میں مل کر رہنے سے کوئی قانون انصاف بھی ان میں ضرور رائج ہونا چاہیئے تاکہ مل کر رہتے ہوئے خوشگوار زندگی بسر کرسکیں۔ اور اگر کوئی ضابطہ اور قانون نہیں ہوگا تو بعض شریر الطبع انسان دوسروں کو طرح طرح کے دکھ پہنچائیں گے اور امن پسند انسانوں کو چین نصیب نہیں ہوسکے گا اور جب کبھی کوئی ضابطہ حیات انسانی بنے گا تو بعض افراد انسانی اپنے غرور اور تکبر کے باعث اس قانون کو تسلیم نہیں کریں گے۔ لہذا تمدن و بود و باش کے قوانین کسی ایسی ذات کی طرف سے بننے چاہییں جسکے آگے تمام بنی نوع انسان سر جھکا لیں اور ایسے قوانین کا مجموعہ فقط وہی ہو سکتا ہے جو

خالق الخلق مالک الملک خدائے قدوس

کی طرف سے آیا ہوا ہو تاکہ کسی بھی انسان کو اس کے ماننے کے سوا چارۂ کار نہ ہو۔ اور اس خدا تعالیٰ کی طرف سے پہلے بھی قوانین مرتب ہو کر آتے رہے ان کے ناموں میں سے ہم نے چار قوانین الٰہیہ کے مجموعوں سے اطلاع پائی ہے اور ان مجموعہ ہائے قوانین الٰہیہ کے مجموعوں کے اسماء گرامی صحف ابراہیم۔ زبور۔ توراۃ انجیل سے ہم آگاہ ہیں

اور یہ صحائف

ہر ایک مخاطب قوم کے مناسب حال اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائے۔ گویا یہ احکام خداوندی کے آسمانی مجموعے ان قوموں کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں اور وہ دراصل انہیں قوموں کے لئے مخصوص احکام تھے بخلاف قرآن حکیم کے یہ صحیفہ آسمانی تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اسی لئے اس میں اعلان کیا گیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ السباع ۳-پ۲۲) ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لئے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

حاصل

اس مذکورۃ الصدر والی آیت سے برآمد ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کی بنا پر بفضلہ تعالیٰ میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ قرآن مجید میں تمام اقوام عالم کی اصلاح کا قانون موجود ہے۔ اسکی پہلی سورہ بقرہ ہے۔ اس میں یہود کے خیالات پیش نظر ہیں۔ اور اٹھارہ رکوع تک یہی مضمون جاتا ہے پھر مسلمانوں کی ضروریات کی رہنمائی ہے۔ سورۃ آل عمران میں نصاریٰ کے خیالات کی اصلاح ہے۔ سورہ نساء اور سورۃ مائدہ میں اصلاح عرب ہے۔ سورۃ انعام میں اصلاح قوم مجوس ہے اور سورۃ اعراف میں اصلاح بقیہ اقوام عالم ہے۔ گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء کرام تمام اقوام عالم کو اپنے اپنے دور میں تبلیغ حق کرتے آئے ہیں۔ جب ہم تمام اقوام عالم کو اپنی طرف بلائیں گے اور اپنے ساتھ شامل کرنا چاہیں گے تو کوئی بعید نہیں کہ اشتعال میں آکر ہم سے لڑنا چاہیں تو اس صورت میں مسلمان میدان تبلیغ سے بھاگ کر نہیں آئیں گے بلکہ اس قوم پر اپنے اسلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے میدان میں آئینگے کیونکہ باطل مذہب والے جب باطل کی حمایت کرنے کیلئے میدان جنگ میں اتر آئیں گے تو مسلمان بطریق اولیٰ اپنے سچے مذہب اسلام کی حمایت میں جان دینے کے لئے میدان جنگ میں فیصلہ کن عزائم و نازسے اتر آئیں گے اور اپنے حق مذہب کی حمایت میں داد شجاعت دیں گے۔ اس لئے سورہ اعراف جس میں بقیہ اقوام عالم کو دعوت اسلام دیں گے۔ اس کے بعد اگر کوئی لڑنا چاہے تو مسلمان اپنے حق کی خاطر میدان جنگ میں اتر کر آئے گا۔ پھر مسلمان اپنے اللہ تعالےٰ سے میدان جنگ کے لئے قانون جنگ کا مطالبہ کرے گا۔ اس لئے سورہ اعراف کے بعد سورہ انفال ہے۔ جس میں تیرہ قوانین جنگ بتلائے گئے ہیں اور سورۃ توبہ میں اعلان جنگ ہے۔ تو حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں قرآن مجید میں صلح اور جنگ کے تمام احکام عطا فرما دیئے ہیں۔

بلکہ

چونکہ ہر ایک مرد و زن مسلمان ... اللہ تعالیٰ سے چوبیس گھنٹے کا عہد عبدیت تسلیم کر چکا ہے۔ اس لئے چوبیس گھنٹے ہی اپنے خدا کے احکام کی تعمیل کرنے کے لئے تیار رہنا اور جو حکم ملے اسکی تعمیل کرنا اس کی شان عبودیت کا خاصہ لازمہ ہے۔ مثلاً جو شخص چوبیس گھنٹے کا آقا کا ملازم ہو۔ اسے چوبیس گھنٹے ہی آقا کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے تیار رہنا پڑے گا۔ اسی پر قیاس کر لیجئے مسلمان کی شان عبدیت کو۔ گویا اس کا فرض منصبی ہے کہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹے ہی اپنے حقیقی آقا کے احکام کی تعمیل کرنے کیلئے تیار رہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو خواہ مرد ہو یا عورت اپنے اپنے متعلقہ احکام کی اطلاع پانے کا ذریعہ فقط قرآن مجید ہے۔ یعنی ہر دقیقہ ہر منٹ ہر سیکنڈ قرآن مجید کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ کسی وقت بھی دائرہ عبدیت سے نکلنے نہ پائے اور میرا مضمون بھی یہی تھا کہ ہر مرد و زن مسلمان کی خدمت میں یہ امر واضح کر دیا جائے کہ انہیں ہر وقت قرآن مجید کے پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

بلکہ

جو شخص (خواہ مرد یا عورت) مسلمان کہلائے اور ارکان اسلام کی پابندی نہ کرے۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمان نہیں کہا جاسکتا

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انسانی شکل میں حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور اسلام کی معنی دریافت فرمائی ہے۔ اسلام کے معنی آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ تو اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ کی شہادت دے اور نماز پڑھے اور زکواۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور تو حج کرے بشرطیکہ تمہیں حج کرنے کی توفیق ہو۔

اسی لئے

جو شخص یہ کام نہ کرے۔ وہ رسول اللہ کی اصطلاح میں مسلمان نہیں ہے۔ ہاں پنجابیوں کی اصطلاح میں مسلمان کہلاتا ہے۔ ان اعمال مذکورۃ الصدر کو بجا نہ لانے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں فاسق یعنی بدمعاش ہے

میری اس عرضداشت

سے یہ ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے احکام کو عملی جامہ پہنانے والا مسلمان ہے۔ ورنہ وہ مسلمان نہیں بلکہ فاسق ہے وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

کیونکہ

جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ قرآن مجید کا حکم اقیموا الصلواۃ ادا نہیں کرتا۔ اور جو شخص زکواۃ فرض ہونے کے باوجود نہیں دیتا وہ اتوا الزکوٰۃ پر عمل نہیں کرتا اور جو مسافر یا مریض نہ ہونے کے باوجود رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا وہ "فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ" کے مخالف ہے اور جو شخص باوجود مکہ معظمہ جانے اور آنے کے اسباب رکھتا ہو اور پھر حج نہ کرے وہ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا پر کیسے عامل کہلا سکتا ہے

ایسے شخصوں کو

جو مسلمان کہلائیں اور نماز نہ پڑھیں روزہ نہ رکھیں۔ زکواۃ نہ دیں اور حج ادا نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں وہ مسلمان نہیں بلکہ فاسق ہیں۔ یعنی اسلام کے نام لینے والے بدعمل لوگ ہیں۔

دعا

ایسے فاسق مسلمان کہلانے والے بے دینوں کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ انہیں صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور جو ان اعمال صالحہ کے عامل ہیں انہیں استقامت عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین

میرے مضمون کا دوسرا حصہ

قرآن فہمی کا صحیح معیار ہے

اب اسکے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالےٰ نے خود قرآن مجید میں اس کا فیصلہ فرمایا ہوا ہے اور وہ یہ فرمان الٰہی ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۔ (سورۃ الاحزاب ع ۳ پ ۲۱) ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی ضرورت

اس لئے ہے۔ جس طرح موجودہ زمانہ کی اصطلاح میں قانون جو حکومت کی طرف سے وضع ہو کر آتا ہے۔ اس طرح اس قانون کے بائی لاز بھی حکومت کے ذمہ دار افراد ہی کی طرف سے متعین ہو کر آتے ہیں۔ یعنی بائی لاز اس قانون کی در اصل شرح ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک قانون کی کئی تشریحیں ہو سکتی ہیں تو جو تشریحات حکومت کی طرف سے متعین ہو کر آئیں گی قانون سے وہی مراد ہونگی۔

اسی طرح

قرآن مجید میں جو احکام الٰہی مذکور ہیں ان سے اللہ تعالےٰ کی مراد وہی ہوگی۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمائی ہے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی شخص بیان کرے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہوگی۔ اگرچہ وہ معنی الفاظ کا محتمل ہو

اسلام نہیں ہوگا

اور اگر کوئی شخص قرآن شریف کے الفاظ سے ایک محتمل معنی لے کر اس پر عمل کرے تو ہم اس کو مسلمان نہیں کہیں گے

مثلاً

ایک شخص کہتا ہے کہ نماز کی معنی لغت میں دعا کی ہے۔ میں اوقات نماز میں بیٹھ کر دعا کر لیا کرتا ہوں اور یہی قرآنی نماز ہے۔ ہم اسے مسلمان نہیں کہیں گے۔ بلکہ وہ شخص خارج از اسلام ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡدُ

سب سے پہلے نبی حضرت نوح علیہ السلام کی دعاء مغفرۃ اپنے لئے اور اپنے والدین کیلئے اور سب مومنوں کیلئے

رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا تَبَارًا ؕ (سورہ نوح ع ۲ پ ۲۹) ۔

ترجمہ ۔ اے میرے رب مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو جو میرے گھر میں ایماندار ہو کر داخل ہو جائے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کو اور ظالموں کو تو بربادی کے سوا اور کچھ زیادہ نہ کر۔

معلوم

ہوا کہ سب سے پہلے نبی کی سنت میں اپنی اُمّت کو استغفار کی تلقین تھی۔

اسی طرح

سب سے آخری نبی یعنی سید الانبیا شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین کی سنت بھی اپنی اُمت کو

استغفار کرنیکی تلقین پائی جاتی ہے

چنانچہ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو ۔ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ بُسۡرٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ طُوۡبٰی لِمَنۡ وَجَدَ فِیۡ صَحِیۡفَتِہٖ اِسۡتِغۡفَارًا کَثِیۡرًا ٥ (رواہ ابن ماجہ ورویٰ النسائی) ۔ ترجمہ ۔ عبداللہ بن بُسر سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ مبارک ہے واسطے اُس شخص کے جس نے اپنے نامۂ اعمال میں استغفار کو (قیامت کے دن) بہت پایا ۔ (چونکہ وہ دُنیا میں استغفار بہت پڑھا کرتا تھا ۔ اور نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے لکھتے جاتے تھے ۔

دوسری حدیث ملاحظہ ہو ۔ عَنِ الۡحَارِثِ بۡنِ سُوَیۡدٍ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ اَللّٰہُ اَفۡرَحُ بِتَوۡبَۃِ عَبۡدِہِ الۡمُؤۡمِنِ مِنۡ رَجُلٍ نَزَلَ فِیۡ اَرۡضٍ دَوِیَّۃٍ مُّهۡلِکَۃٍ مَعَہٗ رَاحِلَتُہٗ عَلَیۡہَا طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ فَوَضَعَ رَأۡسَہٗ فَنَامَ نَوۡمَۃً فَاسۡتَیۡقَظَ وَقَدۡ ذَهَبَتۡ رَاحِلَتُہٗ فَطَلَبَہَا حَتّٰۤی اِذَا اشۡتَدَّ عَلَیۡہِ الۡحَرُّ وَالۡعَطَشُ اَوۡ مَا شَآءَ اللّٰہُ قَالَ اَرۡجِعُ اِلٰی مَکَانِیَ الَّذِیۡ کُنۡتُ فِیۡہِ فَاَنَامُ حَتّٰۤی اَمُوۡتَ فَوَضَعَ رَأۡسَہٗ عَلٰی سَاعِدِہٖ لِیَمُوۡتَ فَاسۡتَیۡقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُہٗ عِنۡدَہٗ عَلَیۡہَا زَادُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاللّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوۡبَۃِ الۡعَبۡدِ الۡمُؤۡمِنِ مِنۡ هٰذَا بِرَاحِلَتِہٖ وَزَادِہٖ "روی مسلم المرفوع الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ۔ ترجمہ حارث بن سویدؓ سے روایت ہے ۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ۔ فرماتے تھے ۔ البتہ اللہ (تعالیٰ) زیادہ خوش ہوتا ہے اپنے مومن بندے کی توبہ سے ۔ اس آدمی سے بھی جو اُترا کسی غیر آباد زمین میں جس جگہ وہ آدمی ہلاک ہی ہو جائے ۔ جس کے پاس اپنا زاد اور راحلہ نہ ہو اور اس شخص کے پاس اپنی سواری بھی تھی ۔ جس پر اپنا کھانا اور پانی بھی تھا ۔ پھر رکھا اپنے سر کو ۔ سو گیا اور پھر جاگا ایسے وقت کہ اس کی سواری کہیں جا چکی تھی (یعنی گم ہو گئی تھی) پھر سواری کو تلاش کیا ۔ یہاں تک کہ جب اس پر گرمی اور پیاس کی شدت ہوئی اور علیٰ ھذا القیاس جو کچھ اس پر گذری ۔ کہا کہ میں اسی جگہ لوٹ کر جاتا ہوں ۔ جس میں پہلے تھا ۔ پس سو جاتا ہوں ۔ یہاں تک کہ میں مر جاؤں ۔ پھر اپنے سر کو اپنے بازو پر رکھا تاکہ مر جائے ۔ پھر جاگا تو ناگہاں اس کی سواری اس کے پاس ہے ۔ اس سواری پر اس کا کھانا اور پانی موجود ہے ۔ پس اللہ تعالےٰ زیادہ خوش ہوتا ہے اس بندے سے بھی اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے جو اپنی سواری پا لیتا ہے ۔

تیسری حدیث شریف

عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسۡعَۃً وَّ تِسۡعِیۡنَ اِنۡسَانًا ثُمَّ خَرَجَ یَسۡاَلُ فَاَتٰی رَاهِبًا فَسَاَلَہٗ فَقَالَ اَلَہٗ تَوۡبَۃٌ قَالَ لَا فَقَتَلَہٗ وَجَعَلَ یَسۡاَلُ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اِئۡتِ قَرۡیَۃَ کَذَا وَکَذَا فَاَدۡرَکَہُ الۡمَوۡتُ فَنَآءَ بِصَدۡرِہٖ نَحۡوَهَا فَاخۡتَصَمَتۡ فِیۡہِ مَلٰٓئِکَۃُ الرَّحۡمَۃِ وَمَلٰٓئِکَۃُ الۡعَذَابِ فَاَوۡحَی اللّٰہُ اِلٰی هٰذِہٖۤ اَنۡ تَقَرَّبِیۡ وَاِلٰی هٰذِہٖۤ اَنۡ تَبَاعَدِیۡ فَقَالَ قِیۡسُوۡا مَا بَیۡنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰی هٰذِہٖۤ اَقۡرَبَ بِشِبۡرٍ فَغُفِرَ لَہٗ (متفق علیہ) ترجمہ ابی سعید الخدری سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمی قتل کئے تھے پھر اپنے متعلق مسئلہ پوچھنے کے لئے نکلا ۔ پھر ایک راہب کے پاس آیا ۔ پھر اس سے پوچھا پھر کہا آیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے ۔ اس نے کہا کہ نہیں ۔ اس قاتل نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور پھر اپنے متعلق پوچھتا رہا ۔ پھر اسے ایک شخص نے کہا کہ فلاں فلاں گاؤں میں جاؤ (پھر ادھر چل دیا) پھر اس کو ادھر جاتے راستہ میں موت آ گئی ۔ پھر اس نے اپنے سینہ کو اسی طرف گرایا جدھر جا رہا تھا) پس اس شخص کے متعلق رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جدھر جا رہا تھا

اس کو حکم دیا کہ سمٹ آؤ اور قریب ہو جاؤ اور جدھر آ رہا تھا۔ اس زمین کے ٹکڑے کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ ذرا لمبے ہو جاؤ۔ پھر فرمایا۔ دونوں طرف کو ناپ لو۔ وہ ٹکڑا جدھر جا رہا تھا۔ وہ دوسری طرف سے ایک بالشت بھر کم پایا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس شخص پر سو آدمیوں کو قتل کرنے کے باوجود جدھر جا رہا تھا۔ اس طرف کی زمین کو حکم دیا کہ سمٹ جاؤ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ زمین ناپ لو۔ جدھر کی تھوڑی ہو۔ ادھر اس شخص کا شمار کیا جائے۔ چنانچہ وہ جگہ ایک بالشت قریب نکلی اور اسے بخش دیا کسی نے خوب کہا ہے ع

رحمتِ حق بہانہ می جوید

چوتھی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اَنَّہٗ قَالَ یَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُہٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ ھَدَیْتُہٗ فَاسْتَھْدُوْنِیْ اَھْدِکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُہٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُہٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَ النَّھَارِ وَ اَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَکُمْ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ وَ لَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا زَادَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَیْتُ کُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَہٗ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ یَا عِبَادِیْ اِنَّمَا ھِیَ اَعْمَالُکُمْ اُحْصِیْھَا عَلَیْکُمْ ثُمَّ اُوَفِّیْکُمْ اِیَّاھَا فَمَنْ وَّجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ فَمَنْ وَّجَدَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ (رواہ مسلم) ترجمہ

ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ان روایات میں سے ہے۔ جن میں آپ اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے میرے بندو تحقیق میں نے ظلم کو اپنے نفس پر بھی حرام کر دیا ہے۔ اور میں نے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے۔ پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو۔ مگر وہ آدمی جسے میں ہدایت کر دوں۔ پس مجھ سے ہدایت طلب کیا کرو۔ میں تمہیں ہدایت کرونگا اے میرے بندو۔ تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھانا دے دوں۔ پس مجھ سے کھانا طلب کیا کرو۔ میں تمہیں کھلا دوں گا۔ اے میرے بندو تم سب ننگے ہو۔ مگر جس کو میں پہنا دوں۔ پس مجھ سے کپڑے طلب کیا کرو۔ میں تمہیں پہنا دونگا۔ اے میرے بندو۔ تحقیق تم دن اور رات گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخش دیتا ہوں۔ پس مجھ سے بخشش طلب کیا کرو۔ میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو۔ تم ہرگز مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے اور تم ہرگز مجھے نفع نہیں پہنچا سکتے۔ تاکہ تم مجھے کوئی نفع پہنچاؤ۔ اے میرے بندو اگر تحقیق تمہارے پہلے آدمی اور پچھلے آدمی اور انسان تمہارے اور جن تمہارے اکٹھے ہو جائیں۔ سب ایک بدکار آدمی کے دل کے برابر تم میں سے یہ چیز میری بادشاہی میں سے کسی چیز کو کم نہیں کرے گی۔ اے میرے بندو اگر تحقیق تمہارے پہلے آدمی اور تمہارے پچھلے آدمی اور انسان تمہارے اور جن تمہارے سب ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں۔ پھر مجھ سے مانگیں۔ پھر میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق دیدوں یہ دینا نہیں کم کرے گا جو کچھ میرے پاس ہے۔ مگر جس طرح کم کرتی ہے ایسا سوئی جب ایک سمندر میں ڈبوئی جائے اے میرے بندو۔ سوائے اس کے نہیں۔ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جو میں نے تمہارے لئے جمع کرکے رکھے تھے۔ پس وہی تمہیں سونپ دوں گا پس جو شخص ان میں نیکی پائے پھر وہ اللہ (تعالیٰ) کا شکر کرے اور جو شخص اس کے سوا کوئی اور پائے تو وہ اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔

پانچویں حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ یَدَہٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْٓءُ النَّھَارِ وَیَبْسُطُ یَدَہٗ بِالنَّھَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْٓءُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا۔ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی موسیٰؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالےٰ رات کو اپنا ہاتھ (توبہ قبول کرنے کے لئے) پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن کو برائی کرنے والا توبہ کرے (تو اسے قبول فرمالے)۔ اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کو برائی کرنے والے کی توبہ قبول فرمالے (یہی صورت ہمیشہ رہے گی) تا آنکہ سورج مغرب سے نکلے (یعنی قیامت تک)

چھٹی حدیث شریف

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ (متفق علیہ) ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تحقیق بندہ جب (گناہ کا) اقرار کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ اللہ (تعالیٰ) اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے

بڑے ہی بدقسمت

ہیں جو لوگ اللہ تعالےٰ کے گزشتہ اعلانات (جو اس خطبے کے اندر عرض کئے گئے ہیں) کے باوجود گناہوں سے توبہ کئے بغیر بارگاہ الٰہی میں پہنچ جائیں۔ اور دنیا کی حیات مستعار میں توبہ نہ کرنے پائیں۔ حالانکہ دنیا کی زندگی میں

انہیں رحمت الٰہیہ کی طرف توجہ دی جاتی رہی۔ مگر ان بدقسمتوں نے ادھر ہرگز توجہ نہ کی اور غور نہ کیا۔ کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے اور بالآخر بے توجہی کے باعث جہنم میں داخل ہونا پڑا۔

اور بڑے ہی خوش قسمت ہیں

وہ لوگ جو ان فرامین الٰہیہ کو دل کے کان کھول کر سنیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی اس دنیا میں رہتے ہوئے صدق دل سے مانگ لیں وما علینا الا البلاغ المبین۔

عورتیں متوجہ ہوں

اے بیٹی جو معروضات مردوں کے لئے پیش کیا کرتا ہوں۔ ان معروضات میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً آج جو کچھ اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں اس سے مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔ دونوں کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ رات اور دن میں اکثر اوقات (حضر ہو یا نہ) استغفار ہر وقت زبان پر جاری رہے۔ تاکہ نجات آخرت نصیب ہو۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

سلام میں پہل کرنے والے کا اجر و ثواب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں اللہ کے قرب اور اس کی رحمت کا زیادہ مستحق وہ بندہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ مسند احمد

سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ شعب الایمان

تھوڑی سی دیر کے بعد آپس میں ملیں تب بھی سلام کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کی اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو چاہیے کہ اس کو سلام کرے، اگر اس کے بعد کوئی درخت یا کوئی دیوار یا کوئی پتھر ان دونوں کے درمیان حائل ہو جائے (اور تھوڑی دیر کے لئے ایک دوسرے سے غائب ہو جائیں) اور اس کے بعد پھر سامنا ہو، تو پھر سلام کرے۔ سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۶ محرم سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق یکم جولائی سنہ ۱۹۶۰ء

(از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡدُ

نیک اعمال کے نتائج خوشگوار اور بد اعمال کے نتائج ناخوشگوار ہونگے

پہلے حصہ پر قرآن مجید سے شواہد

پہلا

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ھَادُوۡا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیۡنَ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ (سورۃ البقرہ۔ ع ۸۔ پ ۱)۔ ترجمہ۔ جو کوئی مسلمان اور یہودی اور نصرانی اور صابی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اچھے کام بھی کرے تو ان کا اجر ان کے رب کے ہاں موجود ہے اور ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

نتیجہ

کہ جس شخص کا ایمان درست ہوگا اور کام بھی اچھے کرے گا۔ ان پر قیامت کے دن نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہونگے۔ اللھم اجعلنا منھم

دوسرا

وَاَمَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَہٗ جَزَآءَ نِ الۡحُسۡنٰی ۚ وَسَنَقُوۡلُ لَہٗ مِنۡ اَمۡرِنَا یُسۡرًا ۝ (سورۃ الکہف ع ۱۱ پ ۱۶) ترجمہ۔ اور جو کوئی ایمان لائے گا اور نیکی کرے گا تو اُسے نیک بدلہ ملے گا اور ہم بھی اپنے معاملہ میں اسے آسان ہی حکم دیں گے۔

نتیجہ یہی نکلا کہ جو شخص نیک عمل کرے گا اُسے نیک بدلہ ملے گا۔

تیسرا

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۝ (سورۃ الفرقان ع ۶ پ ۱۹) مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نتیجہ

وہی نکلا۔ جن لوگوں نے برائیوں سے توبہ کی۔ ان کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور جتنی بُرائیوں سے توبہ کریں گے۔ ان بُرائیوں کی جگہ نیکیاں لکھ دے گا۔ کیونکہ برائی سے توبہ کرنا یہ بھی نیکی ہے۔ اس لئے جتنی برائیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی ہوئی تھیں اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اتنی ہی نیکیاں لکھ دے گا۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھا

وَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیۡھِمۡ اُجُوۡرَھُمۡ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ (سورہ آل عمران ع ۶ پ ۳) ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں ان کا حق پورا دے دے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

حاصل

وہی نکلا کہ اللہ تعالےٰ ایماندار نیکی کرنے والوں کا اجر پورے کا پورا انہیں عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کسی پر ظلم نہیں کریگا۔ کہ کسی کو اسکی نیکی کا اجر نہ دے۔

پانچواں

مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجۡزِیَنَّ الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡۤا اَجۡرَھُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (سورۃ النحل ع ۱۳۔ پ ۱۴) ترجمہ۔ جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اچھے کاموں کا ضرور بدلہ دیں گے۔

حاصل

یہی نکلا کہ اچھے کام کرنے والوں کا بدلہ اللہ تعالےٰ کے ہاں موجود ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

چھٹا

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَھُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ وَلَنَجۡزِیَنَّھُمۡ اَجۡرَھُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ (سورۃ النحل ع ۱۳۔ پ ۱۴)۔ ترجمہ۔ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔

نتیجہ

جس شخص کا ایمان درست ہو مرد ہو یا عورت ایسے لوگوں کو ضرور جزاء خیر عطا فرمائیں گے۔ ایمان درست ہوگا۔ یہ مطلب ہے کہ ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہ ہو جیسے عام جاہل بزرگوں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد ترجمہ۔ لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا (یعنی ان کی قبروں پر سجدہ کرنے لگ گئے)۔

جب نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے والوں پر آپ نے لعنت فرمائی ہے تو کیا جو مسلمان ولیوں کی قبروں پر سجدہ کریں گے ۔ ان پر لعنت نہیں نازل ہوگی ۔ کیونکہ ولی تو نبی سے درجے میں کم ہے

ساتواں

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۚ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ (سورۃ حٰم السجدہ ع ۴ ۔ پ ۲۴) ترجمہ ۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے (یعنی کسی حالت میں بھی اللہ کا دروازہ چھوڑ کر کسی غیر کے دروازہ پر نہیں گئے) ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو ۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے ۔ جس کو تمہارا دل چاہے اور جو تم وہاں مانگو گے ملے گا ۔ بخشنے والے نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے مہمانی ہے

سات گواہیوں کا نتیجہ

قرآن مجید میں سے اپنے پہلے دعوے (نیک اعمال کے نتائج خوشگوار) پر سات گواہ پیش کر چکا ہوں ۔ قرآن مجید میں سے جو گواہ پیش کیا جائے گا ۔ وہ یقیناً سچا ہی ہوگا

لہذا

ہر مسلمان مرد و عورت کو اس بات پر یقین کر لینا چاہیئے کہ اگر ہم نے نیکیاں کرکے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا ثابت کرکے نہ دکھایا تو پھر ہماری خیر نہیں ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

دوسرا مضمون

بد اعمال کے نتائج ناخوشگوار ہونگے

اس پر شواہد

پہلا

وَکَذَّبَ بِہٖ قَوْمُکَ وَھُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ ۝ لِکُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۸ پ ۷) ترجمہ ۔ اور تیری قوم نے اسے جھٹلایا ہے ۔ حالانکہ وہ حق ہے ۔ کہہ دو میں تمہارا ذمہ دار نہیں بنایا گیا ۔ ہر خبر کے ظاہر ہونے کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان لو گے ۔

حاصل

یہ ہے کہ تیری قوم نے اس قرآن مجید کو جھٹلایا ہے ۔ انہیں کہہ دیجیے میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں یہ کہ تمہیں جبراً ہدایت کر دوں ۔ اس قرآن مجید کی تکذیب کے باعث جو عذاب الٰہی تم پر آئے گا ۔ تم خود ہی اسے دیکھ لوگے

دوسرا

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ (سورۃ النساء ع ۲۱ ۔ پ ۶ ۔ ترجمہ ۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں ۔ اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں ۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے کفر کے باعث ان کے لئے عذاب تیار کر رکھا ہے ۔ اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَذِلَّۃٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ؕ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ۝ ۔ (سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹) ۔ ترجمہ تحقیق جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا ۔ انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب اور دنیا کی زندگی میں ذلت پہنچے گی ۔

حاصل

یہی نکلا کہ جن لوگوں نے بچھڑے کو خدا مان لیا ہے ۔ ان پر اس عمل کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف سے غضب الٰہی نازل ہوگا ۔

چوتھا

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزَی الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ اِلَّا مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۹ ۔ پ ۲۰) ۔ اور جو برائی لے کر آیا ۔ پس برائیاں کرنے والوں کو وہی سزا ملے گی ۔ جو کچھ وہ کرتے تھے ۔

حاصل

یہ کہ برائیاں کرنے والوں کو برائیوں کی سزا مل کر رہے گی ؛ اور یہی اطلاع دینی مقصود تھی ۔ تاکہ برائیاں کرنے والے غلط فہمی میں نہ رہیں کہ برائیوں کا بدلہ نہیں ملے گا ۔

پانچواں

فَلَنُذِیْقَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَذَابًا شَدِیْدًا ۙ وَّلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ حٰم السجدہ ع ۴ پ ۲۴) ترجمہ ۔ پھر ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ۔ اور ہم انہیں انکے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے ۔

حاصل

یہی نکلا کہ جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خدا تعالیٰ ہونے کا انکار اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول خدا

ہونے کا انکار کیا کرتے تھے ۔ وہ قیامت کے دن ان عقائد باطلہ کے باعث جو اعمال بد کیا کرتے تھے۔ ان کی سزا پائیں گے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

چھٹا

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِہِمْ وَضَاقَ بِہِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ ھٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ○ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُھْرَعُوْنَ اِلَیْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ یٰقَوْمِ ھٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ ھُنَّ اَطْھَرُ لَکُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ○ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِکَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّکَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ○ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ ○ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْکَ فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَکَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُھَا مَآ اَصَابَھُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَھُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ○ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَھَا سَافِلَھَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۵ۙ مَّنْضُوْدٍ ۵ۙ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّکَ ؕ وَمَا ھِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ○

(سورۃ ہود ع ۷، پ ۱۲) ترجمہ: جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو ان کے آنے سے غمگین ہوا اور دل میں تنگ ہوا اور کہا۔ آج کا دن بڑا سخت ہے اور اس کے پاس اس کی قوم بے اختیار دوڑتی آئی اور یہ لوگ پہلے ہی برے کام کیا کرتے تھے۔ کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں۔ یہ تمہارے لیے پاک ہیں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں۔ انہوں نے کہا البتہ تحقیق تو جانتا ہے۔ کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں اور تجھے معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ کہا کاش کہ مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کی پناہ جا لیتا۔ فرشتوں نے کہا اے ۲۴ لوطؑ بیشک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ تم تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے۔ سو کچھ حصہ رات رہے اپنے لوگوں کو لے نکل اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے۔ مگر تیری عورت کہ اس پر وہی بلا آنیوالی ہے جو انپر آئیگی۔ ان کے وعدے کا وقت صبح ہے۔ کیا صبح کا وقت نزدیک نہیں ہے۔ پھر جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے وہ بستیاں الٹ دیں اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے۔ جنپر تیرے رب کے ہاں سے خاص نشان بھی تھا اور جو بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

عبرتناک انجام

حضرت لوط علیہ السلام کی بدمعاش قوم کا انجام کیسا عبرتناک ہوا ہے کہ اپنے وقت کے پیغمبر کی ہدایات پر عمل نہ کیا اور بدکاری سے باز نہیں آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا اور اسی عذاب الٰہی سے وہ بدنصیب قوم ہلاک ہوگئی

اپنی قوم کے لئے تنبیہ

قوم لوطؑ پر پتھر برسانے والا خدا تعالیٰ اب بھی اپنے نافرمانوں پر طرح طرح کے عذاب لانے پر قادر ہے۔ اس لئے اپنی قوم کو مطلع کرتا ہوں کہ اللہ تعالے سے ڈریں اور گذشتہ گناہوں سے بچیں۔ اور توبہ کریں اور آئندہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف رکھیں۔ جیسے ایک نیکوکار باخدا آدمی کو رکھنا چاہیئے۔ وما علینا الا البلاغ

گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کیجیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بیٹا! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو، یہ تمھارے لئے بھی باعث برکت ہو گا، اور تمھارے گھر والوں کے لئے بھی۔

جامع ترمذی

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۳؍ محرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۸؍ جولائی سنہ ۱۹۶۰ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی امیر انجمن خدام الدین لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف اور سلام پڑھنے کا ثواب

کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ سورۃ الاحزاب ع ۷ - پ ۲۲

پہلی حدیث شریف

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرْ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْمَوْضِعَیْنِ - ترجمہ - عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے۔ کہا میں کعب بن عجرہ سے ملا۔ پس کہا۔ کیا تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں۔ جسے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ ہاں وہ ہدیہ مجھے دو۔ پس کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ پھر ہم نے کہا یا رسول اللہ کیسے ہوتی ہے صلوٰۃ آپ پر اے اہل بیت۔ پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا۔ کس طرح آپ پر سلام پڑھا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

دوسری

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (متفق علیہ) ترجمہ - ابی حمید الساعدی سے روایت ہے۔ فرمایا - لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کس طرح ہم آپ پر درود شریف پڑھیں پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تیسری

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (رواہ مسلم) ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجیگا۔

چوتھی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ (رواہ النسائی) ترجمہ - انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرمائے گا۔ اور دس گناہ اس کے معاف کر دے گا۔ اور ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کے باعث دس درجے اس شخص کے بلند کر دے گا۔

پانچویں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً (رواہ الترمذی) ترجمہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا۔ جو مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرتا تھا۔

چھٹی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ (رواہ النسائی والدارمی) ترجمہ - ابن مسعودؓ سے روایت ہے تحقیق اللہ کے ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ میری امت میں سے جو سلام پڑھے اس کا سلام مجھے پہنچا دیتے ہیں۔

ساتویں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ رواہ

اَبُوْدَاؤُدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی شخص نہیں ہے۔ مگر جب مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالےٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے۔ یہاں تک میں اس پر سلام کو لوٹاتا ہوں۔ (یعنی جواب دیتا ہوں)

آٹھویں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ وَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْکِبَرَ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ (رواہ الترمذی) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا ہے مٹی میں رگڑی جائے اس شخص کی ناک جس کے پاس میرا (نام) ذکر کیا گیا۔ پھر اس نے درود شریف نہیں پڑھا۔ اور مٹی میں رگڑی جائے اس شخص کی ناک جس نے اپنے دونوں ماں باپ بڑھاپے میں پائے یا ایک ان دونوں میں سے (یعنی بڑھاپے میں پایا) پھر انہوں نے اس کو بہشت میں داخل نہیں کرایا (یعنی اُنکی خدمت کرتا۔ وہ دعائیں دیتے اور یہ بیٹا بہشت میں جاتا

نویں

عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ جَاءَنِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا (رواہ النسائیؒ والدارمی) ترجمہ ابی طلحہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن آئے اور آپ کے چہرے پر بشاشت کے آثار تھے۔ پھر فرمایا تحقیق شان یہ ہے کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے۔ پھر فرمایا تحقیق تیرے رب نے فرمایا ہے۔ آیا تجھے یہ بات پسند نہیں آتی۔ اے محمدؐ کہ نہیں درود (شریف) پڑھے گا تیری اُمت میں سے کوئی بھی تجھ پر۔ مگر میں اس پر رحمت بھیجوں گا۔ دس مرتبہ۔ اور نہیں سلام کریگا تجھ پر کوئی ایک تیری امت میں سے مگر میں اس پر سلام بھیجوں گا دس مرتبہ۔

دسویں

عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ (رواہ الترمذی) ترجمہ۔ علی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت ہے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل وہ شخص ہے کہ میرا ذکر اس کے روبرو کیا جائے (یعنی میرا نام لیا جائے) اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

گیارھویں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)۔ ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود شریف میری قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھتا ہے۔ میں اس درود شریف کو سنتا ہوں اور جو شخص دُور کسی اور جگہ پڑھے تو وہ درود شریف مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

الحاصل

اس حدیث سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور میں جو درود شریف پڑھا جائے وہ تو سنتے ہیں اور جو دُور سے پڑھا جائے وہ نہیں سنتے اور فرشتے لاکر پہنچاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا

کہ اللہ تعالےٰ تو ہر جگہ موجود اور حاضر اور ناظر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر اور ناظر نہیں ہیں۔ ہر جگہ حاضر اور ناظر ہونا فقط ایک اللہ تعالےٰ وحدہٗ لا شریک لہٗ کا خاصہ ہے۔

بارھویں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَمَلَائِکَتُهٗ سَبْعِیْنَ صَلٰوةً (رواہ احمد) ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ فرمایا۔ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے ستر مرتبہ دعاء رحمت اس کے حق میں کرتے ہیں

تیرھویں

عَنْ رُوَیْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ (رواہ احمد) رویفع سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صل علی محمد اور کہا اللھم انزلہ المقعد المقرب عندک یوم القیمۃ اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو چکی ہے (یعنی اس کے لئے ضرور شفاعت کرونگا۔

چودھویں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ تَوَفَّاهُ قَالَ فَجِئْتُ اَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ مَا لَکَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَهٗ قَالَ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ لِیْ اَلَا اُبَشِّرُکَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ لَکَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلٰوةً صَلَّیْتُ عَلَیْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ سَلَّمْتُ عَلَیْهِ (رواہ احمد) ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ یہاں تک داخل ہوئے کھجوروں کے ایک باغ میں۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر سجدہ کو بہت لمبا کیا۔ یہاں تک کہ میں ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو وفات کرا دی ہو کہا پھر میں آیا کہ دیکھوں میں۔ پھر آپؐ نے سر اٹھایا۔ پھر فرمایا تیرا کیا معاملہ ہے۔ پھر میں نے اپنا خیال آپ سے ذکر کیا۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کہتے ہیں پھر آپؐ نے فرمایا تحقیق جبرئیل علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ میں آپؐ کو خوشخبری نہ دوں۔ تحقیق اللہ عزوجل آپؐ سے فرماتا ہے جو شخص تجھ پر صلوٰۃ پڑھیگا میں بھی اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص تجھ پر سلام بھیجے گا۔ میں بھی

(باقی صفحہ ۲ کالم ۱ کے نیچے)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: (۱) اول یہ کہ جب ملاقات ہو تو سلام کرے۔ (۲) دوسرے جب وہ مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرے (بشرطیکہ کوئی شرعی مانع نہ ہو) (۳) تیسرے جب وہ نصیحت (یا مخلصانہ مشورہ) کا طالب ہو تو اس سے خیر خواہی کرے۔ (۴) چوتھے جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کو یہ کہے یرحمك الله (۵) پانچویں جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ (۶) چھٹے وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ صحیح مسلم

کسی مجلس میں بیٹھنے سے پہلے اور اس سے رخصت ہوتے ہوئے سلام کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو چاہئے کہ اولاً اہلِ مجلس کو سلام کرے، پھر بیٹھنا مناسب سمجھے تو بیٹھ جائے، پھر جانے لگے تو پھر سلام کرے اور پہلا سلام بعد والے سلام سے اعلیٰ اور بالا نہیں ہے۔ (یعنی بعد والے رخصتی سلام کا بھی وہی درجہ ہے جو پہلے سلام کا، اس سے کچھ کم نہیں۔) جامع ترمذی

بقیہ خطبہ صفحہ ۶ سے آگے

بقیہ خطبہ صفحہ ۶ سے آگے

اس پر سلام بھیجوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ (رواه الترمذی) ترجمہ۔ عمر بن الخطاب رض سے روایت ہے۔ فرمایا تحقیق دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ کوئی چیز اوپر نہیں چڑھ سکتی۔ یہاں تک کہ تو اپنے نبی پر صلوٰۃ پڑھے۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو خواہ عورت یا مرد ہو۔ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ میرے بھائی بہنوں کی اس کثرت کے باعث نجات ہو جائے اور میری بھی نجات ہو جائے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ الدال علی الخیر کفاعلہٗ اور درود شریف کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ محرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۶۰ء عیسوی

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ہ اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی۔ اَمّا بعد

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مورث اعلیٰ (یعنی پہلے دادا) ابراہیم علیہ السلام اور مورث دوم (یعنی دوسرے دادا) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پہلی ۱ دعا دوسری ۲ دعا۔ تیسری ۳ دعا۔ چوتھی ۴ دعا۔ پانچویں ۵ دعا۔ چھٹی ۶ دعا اور ساتویں ۷ امت مسلمہ کیلئے دستور العمل کی تفصیل ملاحظہ ہو

پہلی دُعا

وَ اِذ یَرفَعُ اِبرٰاھِمُ القَوَاعِدَ مِنَ البَیتِ وَ اِسمٰعِیلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّل مِنَّا اِنَّکَ اَنتَ السَّمِیعُ العَلِیمُ۔ (سورۃ البقرہ ع ۱۵۔ پ ۱ ترجمہ۔ اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ہماری اس کارگذاری کو جو محض تیرے لئے ہے اس کو قبول فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام جو گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ ان کو پھر بھی اپنی نیکیوں کو قبول کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ضرورت ہوتی ہے گویا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات پاک ان حضرات سے بھی بے نیاز ہے۔

اس سے ثابت ہوا

کہ انسان کو نیکی کرکے مغرور نہیں ہونا چاہیئے کہ میں نے نیکی کی ہے شاید کسی غلطی کے باعث اللہ تعالیٰ وہ نیکی قبول ہی نہ فرمائے۔

دُوسری دُعا

رَبَّنَا وَاجعَلنَا مُسلِمَینِ لَکَ

ترجمہ۔ اے رب ہمارے اور ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جس کو چاہے عطا فرمائے

مثلاً

ایک شخص رات کو شراب پی کر مدہوش ہو کر سو جاتا ہے۔ صبح کو اٹھ کر نماز بھی نہیں پڑھتا۔ بایں ہمہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے نیکی کی توفیق دے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ اس سے شراب پینے کے باعث ناراض ہے تو اُسے نیکی کی توفیق نہیں دیگا کیونکہ شراب تو وہ چھوڑتا نہیں اور نہ کبھی چھوڑنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور جبر اللہ تعالےٰ نہیں کرتا۔ اب اس کی یہ دعا کیسے قبول ہو۔

تیسری

وَمِن ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسلِمَۃً لَّکَ ص

دونوں حضرات فرماتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہماری اولاد میں سے ایک امت مسلمہ یعنی تیری فرمانبردار جماعت پیدا کر۔

اس سے معلوم ہوا

کہ نیک اولاد کا مل جانا یہ بھی اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ اسی لئے میں اپنے احباب سے کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ سے مطلق اولاد کی دعا نہ کیجئے۔ بلکہ شرط لگایا کیجیئے کہ اے اللہ تعالےٰ ہمیں نیک اولاد عطا فرما۔ اس کے ہاں تو بُرے بھی ہیں۔ کہیں مطلق دعا کرنے سے بُرا نہ پلے پڑ جائے۔ پھر بیٹھ کر روؤگے۔

چوتھی دُعا

وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا

اور ہمیں حج کے طریقے بتا دے

اس دعا سے معلوم ہوا

کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو عبادات میں اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کی ضرورت ہے جب تک اللہ تعالےٰ راہ نمائی نہ فرمائے وہ حضرات بھی اللہ تعالےٰ کی مراد کو نہیں پا سکتے۔ جب تک کہ اللہ تعالےٰ خود بیان نہ فرمائے۔

پانچویں دُعا

وَتُب عَلَینَا

اور ہماری توبہ قبول فرما۔ انبیاء علیہم السلام گناہ سے تو معصوم ہوتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کی امر و نہی کی کبھی بھی مخالفت نہیں کرتے تھے۔ ہاں یہ ہوسکتا تھا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس معاملہ میں تو کوئی حکم الٰہی نازل نہ ہُوا ہو۔ اور وہ یہ خیال کرلیں کہ اللہ تعالیٰ اسی طریق کار سے راضی ہوگا اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان آئے کہ یہ کیوں کیا گیا اور یہ میری منشاء کے خلاف ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے حق میں یہ بھی گناہ شمار کیا جاتا ہے۔ ایک مصرعہ مشہور ہے

قرب شاہاں آتش سوزاں بود

پہلے فرمایا نہیں کہ میری مرضی یہ ہے اور اب جو کچھ اپنی سمجھ سے انہوں نے کیا۔ فرماتے ہیں کہ وہ میری مرضی کے خلاف ہے۔ انبیاء علیہم السلام سے کبھی اس معنیٰ میں ذنب صادر ہو۔ تو معافی مانگ لیتے ہیں۔ یہ (تب علینا) کا مقصد ہے عوام کو فقط امر و نہی کے خلاف کرنے سے گرفت ہوتی ہے

چھٹی دُعا

رَبَّنَا وَابعَث فِیھِم رَسُولًا مِّنھُم

اے اللہ اس ہماری امت مسلمہ میں ایک پیغمبر بھیج۔ اس اعلان سے معلوم ہوا کہ انسان جب تک کسی پیغمبر کی دامنگیری نہ کرے صحیح راستہ جو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں پہنچائے پا نہیں سکتا۔ اس لئے دونوں حضرات اس ضرورت کو متفقہ طور پر پیش فرما رہے ہیں۔

ساتواں

ایک مسئلہ ہے جو امت مسلمہ کیلئے ایک دستور العمل پیش کرتا ہے جو نبی آخرالزمان امت مسلمہ کو پیش کریگا

دستور العمل

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ

وہ پیغمبر تیری آیات پڑھ کر انہیں سنائے گا اور بلکہ مکمل طور پر انہیں کتاب الٰہی سمجھائے گا۔ اور دانائی انہیں سکھائے گا۔ اور انہیں (اس تعلیم الٰہی کی برکت سے) گناہوں سے پاک کر دے گا (یعنی چھڑا دے گا)

اب صحیح طور پر سچا

مسلمان رہی ہوگا جو اس پیش کردہ دستور العمل (یعنی قرآن مجید) کو اپنا معمول بہ بنائے گا اور اس دستور العمل — سمجھنے کے لئے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ کھٹکھٹائیگا اللہ تعالےٰ کی وہی مراد ہوگی۔ جو آپ بیان فرمائینگے اور وہ کبھی بھی مراد الٰہی نہ ہوگی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف ہو۔

میرے

اس بیان سے آپ پر واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ چونکہ عربی الفاظ کے بعض اوقات کئی کئی معنی ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر موقعہ پر قرآن کا مطلب سمجھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو پیش نظر رکھنا پڑیگا۔ تاکہ کسی بھی موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی جو ان الفاظ سے مراد ہے۔ نظر انداز نہ کرنی پڑے۔ اسی واسطے میں ضرورت حدیث پیش کرتے وقت

یہاں تک

الفاظ کہہ جاتا ہوں کہ جو منکر حدیث ہے وہ منکر قرآن ہے اور جو منکر قرآن ہے وہ خارج از اسلام ہے۔ یعنی بے ایمان ہے۔

کیوں

کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى) ترجمہ۔ میرا نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتا۔ بلکہ جو کچھ بھی فرماتا ہے۔ میری طرف سے آپ کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔

دل میں ڈالے جانے والی

چیزوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بذریعہ جبرئیل علیہ السلام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آ کر آپ کو بتلا جاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر آپ کے دل میں ڈال جاتے ہیں۔ دوسری قسم وحی کی وہ ہے جو براہ راست اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں القا فرما دیتے ہیں۔ اسی لئے اہل السنۃ والجماعۃ وحی کی دو قسمیں کرتے ہیں۔ ایک وحی جلی جو جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ القاء کی جاتی ہے۔ دوسرے وحی خفی جو اللہ تعالےٰ بلا واسطہ آپ کے دل پر القا فرماتے ہیں وحی کی دونوں قسموں پر ایمان لانا ہمارا فرض ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تجویز کردہ دستور العمل (مذکورۃ الصدر) سے روگردانی کرنیوالا بیوقوف ہی ہوگا

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (سورۃ البقرہ ع ۱۲۔ پ ۱) ترجمہ۔ اور کون ہے جو ملت ابراہیمی سے روگردانی کرے۔ سوائے اس کے جو خود ہی احمق ہو۔ اور ہم نے تو اسے دنیا میں بھی بزرگی دی تھی اور بے شک وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں سے ہوگا۔

مطلب صاف ظاہر ہے

جو شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تجویز کردہ دین سے منہ موڑے گا۔ وہ کوئی بے وقوف ہی ہوگا۔ کوئی عقلمند ایسی ناشائستہ حرکت نہیں کر سکتا۔ وما علینا الا البلاغ المبین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ البتہ ضرور ضرور میری امت پر (ایسا زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جس طرح ایک جوتہ دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے — یہاں تک کہ اگر ان میں سے ایسا شخص ہوگا جو اپنی ماں کے پاس علانیہ آیا تھا۔ (یعنی علانیہ اپنی ماں سے زنا کیا تھا) البتہ میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو یہ کام کرے گا۔ اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ سوائے ایک جماعت کے سبھی دوزخ میں جائیں گے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہوگی۔ فرمایا جس طریقہ پر میں (ہوں)۔ اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

نتیجہ

بالکل صاف ہے کہ مسلمانوں میں سے بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور فقط ایک فرقہ بہشت میں جائے گا۔ اور وہ فرقہ وہی ہوگا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے مسلک پر اپنے آپ کو چلائیگا

میں کسی فرقہ کا نام نہیں لیا کرتا

اے برادران اسلام اگر آپ خود سوچیں گے یا اپنے فرقہ کے علماء کرام سے پوچھیں گے تو آپ کو خود پتہ لگ جائے گا کہ آپ کا اور آپ کے صحابہ کرام کا طریقہ کون سا تھا۔

جو چیز

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے ثابت نہیں ہے اسے آپ کرتے ہیں تو کریں۔ لیکن جزو دین نہ بنایئے کہ جو شخص اس چیز کو نہ کرے

وہ اسلام سے خارج سمجھا جائے۔ یاد رکھو وہ چیز جو زائد ہم کرتے ہیں وہ جزو اسلام نہیں ہو سکتی۔

مثلاً

میں حنفی ہوں قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلک صحابہ کرام کے بعد امام ابوحنیفہ رح کا اتباع کرتا ہوں اور حنفی کہلاتا ہوں

لیکن

کیا حنفی ہونا جزو اسلام ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین امام ابوحنیفہ رح کے تابع تھے۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے میں خود اگرچہ بعد از قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلک صحابہ کرام رض کے امام ابوحنیفہ رح کا اتباع کرتا ہوں۔ لیکن حنفی ہونا جزو ایمان نہیں سمجھتا۔ بلکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رح کے متبعین کو بھی پکا اور سچا مسلمان سمجھتا ہوں۔

بلکہ

اگر بالفرض کوئی شخص قرآن مجید کے احکام کا متبع ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا متبع اور صحابہ کرام رض کے مسلک پر چلتا ہے اور کسی خاص امام کا متبع نہیں ہے۔ اس کو بھی مسلمان سمجھتا ہوں۔

اے علماء کرام

تشدد سے باز آؤ۔ اصل کو اصل رکھو اور زائد کو زائد سمجھو اور کسی مسلمان کو کافر کہنے سے بچا کرو۔ کہیں تم اس کی تکفیر کے باعث پکڑے نہ جاؤ۔ وماعلینا الا البلاغ۔

حضور ﷺ عام طور پر مصافحہ فرماتے، معانقہ صرف مخصوص مواقع پر فرماتے

ایوب بن بشیر قبیلہ بنو عنزہ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ملاقات کے وقت آپ لوگوں سے مصافحہ بھی کیا کرتے تھے؟ توانہوں نے فرمایا: میں جب بھی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ سے ملا تو آپ نے ہمیشہ مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور ایک دفعہ آپ ﷺ نے مجھے گھر سے بلوایا میں اس وقت اپنے گھر پر نہیں تھا، جب میں گھر آیا اور مجھے بتایا گیا تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ ﷺ اپنے سریر پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ (اس سے اٹھ کر) مجھ سے لپٹ گئے اور گلے لگایا، اور آپ ﷺ کا یہ معانقہ بہت خوب اور بہت ہی خوبصورت تھا۔ سنن ابی داوٗد

خطبۃ یوم الجمعۃ ۲۷ محرم ۱۳۸۰ھ بمطابق ۲۲ جولائی ۱۹۶۰ء عیسوی

از شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

میرے وہ مسلمان بھائی جو علماء کی ہر پیش کردہ چیز کو ملانوں کی باتیں کہہ کر یا ملا ازم کہہ کر مذاق میں اڑا دیتے ہیں وہ آنکھیں کھول کر پڑھیں تاکہ انہیں قرآن مجید کے ذریعے سے اپنا انجام معلوم ہو جائے

قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ۝ قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝

(سورۃ المومنون۔ رکوع: ۶: پارہ ۱۸)

(ترجمہ) اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا تو یہی وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے، کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے انکی ہنسی اڑائی یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔ فرمائے گا تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں۔ بس آپ گنتی کرنے والوں سے پوچھ لیں۔ فرمائے گا۔ تم اس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو۔ کاش کہ تم سمجھ لیتے۔ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے۔ اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں عرش عظیم کا مالک ہے۔

غور کے قابل

گذشتہ ترجمہ میں یہ فقرے یاد رکھنے کے قابل ہیں "سو تم نے انکی ہنسی اڑائی یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔"

ان کی ہنسی کا ذکر ایک دوسری جگہ بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ۝ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ۝ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ۝ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ۝ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ۝

(سورۃ المطففین)

(ترجمہ) بے شک نافرمان (دنیا میں) ایمانداروں سے ہنسی کیا کرتے تھے۔ اور جب ان کے پاس سے گذرتے تو آپس میں آنکھ سے اشارے کرتے تھے۔ اور جب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاتے تو ہنستے ہوئے جاتے تھے۔ اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے بے شک یہی گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔

دینداروں پر ہنسی اڑانے والوں کو جس دوزخ کا ڈر سنایا گیا ہے، اسکی کیفیات ملاحظہ کر لیں

پہلی حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (متفق علیہ)

(ترجمہ) ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ البتہ ایک حصہ بھی کافی تھی فرمایا وہ آگ اس پر انہتر حصہ زیادہ کی گئی ہے۔ ہر حصہ مثل اس کی گرمی کے ہے۔

دوسری حدیث

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا۔ رواہ مسلم۔

(ترجمہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن دوزخ کو لایا جائیگا اس کی ستر ہزار لگامیں ہونگی۔ ہر ایک لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ کر لائیں گے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا

اللہ (تعالیٰ) کا شکر کرتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان عطا فرمایا اور آپ کے فرمانے کی تصدیق کرنے کی توفیق دی۔

تیسری حدیث

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا۔ متفق علیہ۔

ترجمہ (نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے کمتر از روئے عذاب کے دوزخیوں میں سے وہ شخص ہوگا۔ جس کے پاؤں میں جوتا دوزخ کا اور دو تسمے بھی آگ کے ہی ہونگے۔ جن کے سبب سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ جس طرح ہانڈی کھولتی ہے۔ وہ خیال کرے گا کوئی ایک بھی اس سے زیادہ سخت عذاب میں نہیں ہوگا۔ حالانکہ وہ سب سے کم عذاب میں ہے۔ اللّٰهُمَّ أَعِذْنَا مِنْهُمْ۔

چوتھی

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ

نَعِیْمٌ قَطُّ فَیَقُوْلُ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ وَیُؤْتٰی بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِی الدُّنْیَا مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیُصْبَغُ صِبْغَۃً فِی الْجَنَّۃِ فَیُقَالُ لَہٗ یَا ابْنَ اٰدَمَ ھَلْ رَاَیْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَھَلْ مَرَّ بِکَ شِدَّۃٌ قَطُّ فَیَقُوْلُ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ مَا مَرَّ بِیْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَیْتُ شِدَّۃً قَطُّ۔ رواہ مسلم ترجمہ: حضرت انس رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا کا بڑا مال دار اور نعمت والا قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اور اس کو آگ کے گڑھے میں ایک غوطہ دیا جائیگا۔ اور کہا جائیگا۔ آدم کے بیٹے کیا تو نے کبھی بھلائی دیکھی ہے (یعنی آرام پایا ہے)۔ کیا دنیا میں نعمت وراحت کبھی تجھے نصیب ہوئی ہے ۔ وہ کہے گا۔ نہیں خدا کی قسم اے پروردگار نہیں ۔ پھر جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائیگا جس نے دنیا میں سخت محنت کی ہوگی اور غم برداشت کیا ہوگا اور اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائیگا اور پوچھا جائیگا اے آدم کے بیٹے کیا تم نے کبھی محنت و مشقت کا منہ دیکھا ہے۔ کیا تو نے کبھی رنج و غم اٹھایا ہے وہ کہے گا نہیں۔ خدا کی قسم اے پروردگار۔ میں نے کبھی محنت و مشقت نہیں دیکھی اور نہ کبھی غم و الم سے سابقہ ہوا۔

اے اللہ تعالیٰ کے بندو

کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ...... راضی ہو جائے اور...... جنت کا مستحق بنادے اس وقت دنیا میں رہتے ہوئے جنت کا حاصل کر (اللہ تعالیٰ کی توفیق سے) آسان تر ہے۔ ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہونے پائے اور انسان جنت میں پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً کلمہ کے بعد نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور روپیہ ہی نہیں کہ زکوٰۃ دے یا حج کرے ، تو سیدھا جنت میں جاسکتا ہے۔ لیکن اگر بداعمالیوں کے باعث جہنم میں جا پہنچے تو پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہو تو نکل سکتے ہو ورنہ نہیں کیونکہ وہاں تو روپیہ پیسہ ہے ہی نہیں۔ اگر بالفرض روپیہ پیسہ ہی ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے جنت نصیب ہو سکتی ہے نہ کہ روپیہ پیسہ سے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

پانچویں حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَی النَّارِ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی احْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْھَا اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی ابْیَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْھَا اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی اسْوَدَّتْ فَھِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَۃٌ (رواہ الترمذی) ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دوزخ کی آگ کو ایک ہزار برس جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر اس کو ایک ہزار برس تک اور جلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار برس اور جلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو گئی۔ اب وہ سیاہ و تاریک ہے۔

گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور گھر سے نکلتے ہوئے سلام کریں

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور پھر جب گھر سے نکلو اور جانے لگو تو الوداعی سلام کر کے نکلو۔ شعب الایمان

برادران اسلام

ایمان بالغیب کی معنی یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر اتنا یقین ہو جائے جیسا کہ اپنے دیکھنے پر یقین ہو جاتا ہے۔ لہذا دعا کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان پر مہر تصدیق لگانے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین ورنہ دیکھنے کے بعد تو مان ہی جاؤ گے۔ لیکن اس وقت کا ماننا بیکار ہوگا۔ اس وقت دکھانے کے بعد پھر تمہیں اصلاح کی مہلت نہیں دی جائے گی۔

میری عادت

ہے کہ میں خطبۂ جمعہ میں کبھی کسی خاص شخص کا نام نہیں لیا کرتا۔ اور نہ کسی فرقہ کا نام لیا کرتا ہوں مسئلہ کی جو تحقیق ہو وہ بیان کر دیا کرتا ہوں۔ تاکہ غلط کار خود سمجھ جائیں کہ ہم غلطی میں مبتلا تھے۔ نام تو ہمارا نہیں لیا جا رہا۔ البتہ اصلاح ہماری ہی منظور ہے۔ اس طریقہ سے بھلے مانس آدمی چڑتے بھی نہیں اور مسئلہ بھی انہیں سمجھ میں آجاتا ہے اور وہ اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔

دُعَا

اللہ تعالیٰ مجھے اسی طریقہ پر اپنے...... مسلمان بھائیوں کی اصلاح کرنیکی توفیق عطا فرمائے تاکہ سارے اصلاح یافتہ ہو کر جنت میں جائیں۔ آمین ثم آمین یا الٰہ العالمین۔

خطبۂ یوم الجمعہ ۴ صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۰ عیسوی

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب شیر انوالہ دروازہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡدُ

اللہ تعالیٰ اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی مجرموں کیلئے تجویز کردہ سزاؤں کے سوا مجرم باز نہیں آسکتے

کیونکہ اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہے

اس نے جب یہ سخت سزائیں تجویز کی ہیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجرموں کا اس سے گھٹیا سزاؤں سے رُکنا ناممکن ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقی مجرموں کیلئے

جو سزائیں تجویز کی ہیں۔ آپ رحمۃ للعلمین ہونے کے باوجود ان مجرموں کو ان سزاؤں کے سوا اور سزا نہیں دیتے تو معلوم ہوا کہ اس قسم کے مجرم اس قسم کی سزاؤں کے سوا رک بھی نہیں سکتے۔ لہذا یہی اللہ تعالےٰ کی تجویز کردہ سزائیں مناسب ترین ہیں ورنہ نہ ساری دنیا میں ان بدکاروں کی بدکاری پھیل جاتی

مزید براں

جب اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعلمین کا لقب عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو۔ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (سورۃ الانبیاء ع ۷، پ ۱۷) ترجمہ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

لہذا

معلوم ہوا کہ جو سزا رحمۃ للعلمین کسی جرم کے لئے تجویز فرمائیں گے۔ اس سے کم سزا دینے سے مجرم کی اصلاح ناممکن تھی۔

چور کی سزا

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَيۡدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ‌ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝ ترجمہ۔ اور چور خواہ مرد ہو یا عورت۔ دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کارکردگی (یعنی چوری) کا بدلہ ہے۔ اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (سورۃ المائدہ ع ۶۔ پ ۶)

اس آیت پر شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

یعنی جو سزا چور کو دی جا رہی ہے۔ وہ مال مسروقہ کا بدلہ نہیں بلکہ اس کے فعل (سرقہ) کی سزا ہے۔ تاکہ اسے اور دوسرے چوروں کو تنبیہ ہو جائے۔ بلاشبہ جہاں کہیں یہ حدود جاری ہوتی ہیں۔ دو چار ہی کی سزا یابی کے بعد چوری کا دروازہ قطعاً بند ہو جاتا ہے۔ آج کل "مدعیان تہذیب" اس قسم کی حدود کو وحشیانہ سزا سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن چوری کرنا اگر ان صاحبوں کے نزدیک کوئی مہذب فعل نہیں ہے تو یقیناً آپ کی مہذب سزا اس غیر مہذب دستبرد کے استیصال میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر تھوڑی اسی وحشت کا تحمل کرنے سے بہت سے چور مہذب بنائے جا سکتے ہوں۔ تو حاملین تہذیب کو خوش ہونا چاہیئے۔ کہ ان کے تہذیبی مشن میں اس وحشت سے مدد مل رہی ہے الخ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ اس لئے اسے حق ہے۔ کہ جو چاہے قانون نافذ کر دے۔ کوئی چون و چرا نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ حکمت والا بھی ہے۔ اس لئے یہ احتمال نہیں کہ محض اپنے اختیار کامل سے کام لے کر کوئی قانون بے موقع نافذ کر دے۔ نیز وہ اپنے ناتوان بندوں کے اموال کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ کر سکے۔ یہ اس کی عزت اور غلبہ کے منافی ہے اور چوروں اور ڈاکوؤں کو یونہی آزاد چھوڑ دے۔ یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے

کبھی باز نہیں آسکتا

برادران اسلام! چور اس قسم کی سخت سزا دیئے بغیر اس جرم سے باز نہیں آ سکتا۔ چنانچہ

انگریزی حکومت

کے زمانہ میں مجھے ذاتی تجربہ ہے کہ جیل خانوں میں جتنا آرام اور ہم رنگ صحبت چوروں کو مل سکتی تھی۔ اتنی باہر کب مل سکتی تھی۔ جب قید کی میعاد بھی ہو تو پندرہ پندرہ بیس بیس کو ایک ایک بارک میں رات کو رکھا جاتا تھا۔ اور وہاں چونکہ سارے ہی ہم مشرب ہوتے تھے۔ اس لئے بڑے خوش رہتے تھے اکٹھے رہنے کے باعث آپس میں ہنسی مذاق خوب کرتے تھے۔

اور سنئے

چونکہ میں انگریز کے زمانہ میں کئی جیلوں میں دین کی حمایت کی خاطر رہا ہوں۔ مجھے ان کا خوب تجربہ ہے۔ افسران جیل کو یہ تنگ کیا کرتے تھے مثلاً رات کے بارہ بجے جیل میں فساد کر دیا۔ مثلاً آپس میں لڑ پڑے۔ جیل میں گھنٹہ بج گیا اور افسران جیل دوڑتے ہوئے آئے اور جیل کی پولیس بھی دوڑتی ہوئی آئی۔ وہ صلح کرا کر گئے۔ پھر تین بجے جیل میں گھنٹہ بج گیا۔ وہ بیچارے افسر پھر دوڑتے ہوئے جیل میں آئے۔

پھر

وہ جیل کے افسر قیدیوں کی شرارتوں سے تنگ آ کر ان سے صلح کرتے تھے تاکہ ان کو نہ ستائیں۔

صُلح

انگریز کی حکومت کے وقت بات یوں ہوتی تھی کہ مثلاً اٹھارہ بدمعاشوں کا ایک جتھا بنا ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نو آدمیوں کو ہم میں سے بیمار لکھ لو اور ان نو کے لئے روزانہ ایک چھٹانک (مثلاً) مکھن آدھ سیر دودھ ان نو مریضوں کے لئے لکھ دیا گیا۔ جب نو آدمیوں کا مکھن روزانہ آتا ہے تو وہ سب اکٹھے کھاتے تھے۔ علیٰ ہٰذا القیاس یہ بدمعاش اور ناشائستہ حرکتیں کرتے تھے۔ البتہ کچھ قید بڑھ جاتی تھی۔ جب بدمعاشوں کو کھانا بھی مل جائے۔ کپڑا بھی مل جائے سوسائٹی بھی مل جائے۔ جیل میں مکھن بھی مل جائے۔ پھر اور کیا چاہیئے۔ یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ یہ انگریز کے وقت جیلوں میں رہ کر میرے اپنے مشاہدات ہیں

ایک عجیب واقعہ

ایک دن میں راولپنڈی سے لاہور آ رہا تھا۔ جب گوجرانوالہ کے نئے اسٹیشن پر آ کر گاڑی ٹھہری تو رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ پلیٹ فارم پر شور مچ گیا۔ ہمارے ڈبہ میں سے ایک آدمی دیکھنے کے لئے گیا۔ آ کر اس نے کہا کہ ایک بدمعاش آدمی ایک عورت کے زیور اتارنے لگ گیا تھا اور پولیس نے موقعہ پر اسے گرفتار کر لیا ہے اور وہ خوشی کے مارے چھلانگیں لگاتا ہوا جا رہا ہے اور یہ وہ بدمعاش ہے جس کو آج صبح میں نے سیالکوٹ جیل سے رہا کیا تھا۔

حاصل

اس بیان کردہ داستان کا یہ ہے کہ جیل میں بھیجے جانے کی سزا سے بدمعاش کی اصلاح نہیں ہوتی۔ بلکہ اور زیادہ رغبت ہوتی ہے۔ گزشتہ بیان کے مطابق جہاں بدمعاشوں کو پانچ چیزیں بہشتی آ جائیں۔ پھر ان کو اور کیا چاہیئے وہ پانچ چیزیں یہ تھیں۔ کھانا۔ کپڑا دوائی۔ مکھن۔ سوسائٹی۔ اس لئے

انگریزوں کی خلاف شرع چال سے

چوروں میں کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جوں جوں چور جیل خانوں میں جاتے رہے۔ ان کی تعداد بڑھتی گئی۔

اس کا نتیجہ

کہ انگریز رعایا پر مزید ٹیکس لگاتا ہوگا۔ تاکہ ان بدمعاشوں کی ضروریات پوری کرے

نقصان در نقصان

ایک تو بدمعاش نے امن پسند رعایا کے مال کا نقصان کیا اور دوسرے یہ بات ہوئی کہ امن پسند رعایا سے ٹیکسوں کے ذریعہ سے وصول کر کے ان بدمعاشوں کو کھانا کپڑا اور دوائی اور ڈاکٹر مفت مہیا کرتا تھا۔ اور کیا انگریز لندن سے روپیہ لا کر ان بدمعاشوں کی یہ خدمت انجام دیتا تھا۔ نہیں۔ بلکہ اسی طریقہ سے جمع کیا کرتا تھا جو عرض کر چکا ہوں اور کیا اس سزا سے چوری کم ہوئی یا جیلوں میں چور بڑھتے گئے کسی نے خوب کہا ہے۔ مصرعہ

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اب سنئے اسلامی سزا کم خرچ بالا نشین

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(سورۃ المائدہ ع ۶ - پ ۶) ترجمہ۔ اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کی کارکردگی کا بدلہ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔

اب دیکھئے شرعی فیصلہ

ایک آدمی رات کو کسی کے گھر نقب زنی کر کے چوری کرتا ہے۔ صاحب خانہ کہتا ہے کہ فلاں شخص میرے گھر سے چوری کر کے میرا مال لے گیا ہے۔ صبح ہوتے ہی صاحب خانہ پولیس سے دو سپاہی لے جا کر جس کے نام وہ کہتا ہے۔ اس کے گھر کی تلاشی لیتے ہیں مالک کا وہ مال برآمد ہو جاتا ہے۔ دو بھلے مانس آ کر قسم کھا کر یہ کہتے ہیں کہ واقعی یہ شخص فلاں آدمی کے گھر سے چوری کر کے لے گیا تھا۔ مجسٹریٹ کوتوالی میں موجود ہوگا۔ جلاد (ہاتھ کاٹنے والا) مجسٹریٹ دو نیک آدمیوں کی شہادت لے کر اسی وقت جلاد (ہاتھ کاٹنے والا) کو حکم دے گا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ وہ گٹ سے اس کا ہاتھ فوراً کاٹ دے گا۔ پھر مجسٹریٹ اس چور کو حکم دے گا کہ جاؤ روٹی باپ کے گھر سے کھاؤ۔

اس سزا کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ مجرم عمر بھر اس سزا سے اثر پذیر ہوگا کہ اگر میں چوری نہ کرتا تو یہ سزا نہ ملتی اور میں ایک ہاتھ سے اپاہج تو نہ ہو جاتا۔ اور دوسرے عمر بھر جب اس کو دیکھیں گے کہ یہ بدمعاش سزا یافتہ ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ چوری کرنے سے خود کو نصیحت ہوگی اور دوسرے بھی اس کے شر سے بچیں گے۔ شرعی سزا سے یہ دونوں فائدے ہوں گے۔

اور انگریز

جو چوروں کو سزا دیتا تھا۔ اس سے چوروں کے حوصلے بڑھ جاتے تھے۔ کیونکہ جیل میں پانچ چیزیں میسر آتی تھیں جو باہر میسر نہیں آ سکتیں۔ وہ چیزیں یہ تھیں روٹی مفت۔ کپڑے مفت۔ دوائی مفت۔ ڈاکٹر مفت۔ بدمعاشوں کی سوسائٹی مفت۔

سو سو سال ڈیڑھ ڈیڑھ سو سال کی قید

یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔ لوگ مجھے بتلاتے تھے اور دکھاتے تھے کہ اسکی قید سو سال کی ہے اور اسکی ڈیڑھ سو سال کی۔ ہے۔

یہ کیسے

بدمعاشوں کی طبیعت میں نڈر ہونے کا مادہ تو ہوتا ہی ہے۔ کسی سے لڑ پڑے اور اس بیچارے قیدی کی ٹانگ توڑ دی۔ مجسٹریٹ نے جیل میں جا کر

مقدمہ سنا۔ اور پانچ سال کی قید بڑھا دی۔ پہلے پندرہ سال کی تھی۔ اب بیس سال ہو گئی۔ پھر کسی کی آنکھ پھوڑ دی۔ مجسٹریٹ نے جیل میں جاکر مقدمہ سُنا۔ اور پانچ سال کی قید اور بڑھا دی۔ اب قید پچیس سال کی ہو گئی۔ علیٰ ہذاالقیاس جیل میں فساد کرتے تھے اور قید سو سو سال اور ڈیڑھ سو سال تک بڑھ جاتی تھی۔ اگرچہ انہیں اللہ تعالےٰ ایک مہینہ کے اندر ہی دنیا سے اُٹھا لے اور پھر جوں جوں بدمعاش بڑھتے جائیں گے انگریز لندن سے تو روپیہ لا کر یہاں خرچ نہیں کرتا تھا۔ وہ یہاں ہی سے مختلف ٹیکس لگا کر وصول کرتا تھا۔ یہ ہیں خلاف شریعت فیصلہ کرنے کے نتائج اور یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ یہ میرے اپنے مشاہدات ہیں۔ جب انگریز مجھے اولڈ سنٹرل جیل ملتان اور نیوسنٹرل جیل ملتان میں بھیجا کرتا تھا یا میرے جالندھر جیل کے مشاہدہ شدہ واقعات ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اسلامی تجویز شدہ چور کو سزا دینے سے چور کو ساری عمر عبرت اور بلکہ دوسروں کے حق میں اس کا وجود موجب نصیحت ہوگا کہ اگر ہم نے چوری کی تو ہمارا ہاتھ بھی کاٹ دیا جائیگا اور سزا دینے میں یہی دو فائدے ملحوظ خاطر ہوتے ہیں۔ مجرم کے لئے نصیحت اور دوسروں کے لئے عبرت ہوتی ہے۔

اور

انگریز کی تجویز کردہ چوری کی سزا ان دونوں فائدوں سے خالی تھی۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو بڑا عقلمند اور دوراندیش سمجھتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرکے کون جیت سکتا ہے

زانی کی سزا

زانیوں کی شریعت اسلامی میں دو قسمیں ہیں۔ زانی غیر محصن اور زانی محصن۔

زانی غیر محصن کی سزا

لقولہ تعالیٰ۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (سورۃ النور ع ۱۔ پ ۱۸)

ترجمہ۔ بدکار عورت اور بدکار مرد سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملے میں ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیئے۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے۔

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے "یہ سزا اس زانی اور زانیہ کی ہے جو آزاد عاقل بالغ ہو اور نکاح کئے ہوئے نہ ہو۔ یا نکاح کرنے کے بعد ہمبستری نہ کر چکے ہوں اور جو آزاد نہ ہو۔ اس کے پچاس دُرّے لگتے ہیں۔ اس کا حکم پانچویں پارہ کے اول رکوع کے ختم پر مذکور ہے۔ اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلف ہی نہیں اور جس مسلمان میں تمام صفتیں موجود ہوں حریت۔ بلوغ۔ عقل۔ نکاح اور ہمبستری سے فراغ ایسے شخص کو محصن کہتے ہیں۔ اس کی سزا رجم (سنگسار) کرنا ہے۔

شریعت اسلامی

میں تو زناکاروں کے حق میں یہی فیصلہ ہے۔ اگر یہ اعتراض کریں۔ تو پھر مسلمانوں میں یہ چکلے اسلامی حکومت مثلاً شاہ جہان مرحوم اور عالمگیر مرحوم کے وقت ناممکن ہے کہ ہوں۔ ان کے دلوں میں شریعت کا پورا احترام تھا۔ یہ چکلے در اصل

انگریز

کی پیداوار ہیں۔ ان کا ہونا مسلمان بادشاہوں کے وقت نہیں ہے۔ انگریز چونکہ کافر تھا۔ اس نے اسلام الٰہی کی نگہداشت اور حفاظت اپنا فرض ہی نہیں سمجھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اور انگریز نے

ان چکلوں کی مسلمانوں کو کھُلم کھُلا اجازت دی۔ تاکہ ان بد اعمالیوں میں غرق ہونے کے باعث مجھ سے حکومت کی واپسی کا مطالبہ ہی نہ کریں

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال
کاریکہ خدا کند فلک را در وے چہ مجال

انگریز

کی تو یہی نیت تھی کہ مسلمانوں کو ایسی ہی بدعنوانیوں میں الجھائے رکھے اور یہ کبھی بھی آزاد نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی۔ انگریز کو بیک بینی و دو گوش ہندوستان سے نکلنا پڑا۔

اب

الحمد للہ یہ انگریزستان نہیں۔ بلکہ پاکستان یعنی اسلامستان ہے۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ذمہ داران مملکت کو کتاب و سنت کے مطابق چلائے تاکہ یہی حکومت ان کی نجات آخرت کا ذریعہ بن جائے۔

محصن زانی کی سزا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَاغْدُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ

اعترفت فارجمھا فاعترفت فرجمھا (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ اور زیدؓ بن خالد نے کہا کہ دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑتے جھگڑتے آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمایئے۔ دوسرے نے کہا ہاں یا رسول اللہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق حکم کیجئے اور مجھے واقعہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا بیان کرو۔ اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا۔ اس نے اسکی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے اس کے بدلہ میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی۔ پھر میں نے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے کو سو درّے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے گا۔ اور سنگساری کی سزا اسکی عورت کو ملے گی۔ اس لئے کہ وہ شادی شدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ سن کر فرمایا۔ خبردار قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا تیری لونڈی اور تیری بکریاں تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے گا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اے انیس تو اس کی عورت کے پاس جا اگر وہ جرم (یعنی زنا) کا اعتراف کرے تو اسکو سنگسار کر دے۔ عورت نے اقرار کیا اور انیس نے اس کو سنگسار کیا۔

حاصل

اس حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ اگر شادی شدہ زنا کرے تو اسکی سزا سنگسار کرنا ہے۔

اگر

دنیا میں یہ سزا نہ ملی تو آخرت میں اللہ تعالےٰ چاہے تو بخش دے اور چاہے تو سزا دے۔

وما علینا الا البلاغ

مجلس میں ایک آدمی سلام کا جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی ہے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر کے بیان فرمایا کہ گزرنے والی جماعت میں سے اگر کوئی ایک سلام کرلے تو پوری جماعت کی طرف سے کافی ہے اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی ہے۔ شعب الایمان

سلام میں پہل کرنے کے اصول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ: چھوٹا بڑے کو سلام کیا کرے اور راستہ سے گزرنے والا چلنے والا بیٹھے ہوؤں کو سلام کیا کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کی جماعت کو سلام کریں۔ صحیح بخاری

رحمۃ للعالمین

کی طرف سے جب یہ سزا زانی محصن کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس جرم کے لئے اس سزا سے کمتر اور کوئی سزا ہی نہیں ہے۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۱ صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ پر شواہد احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

پہلا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّ لَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ (متفق علیہ)۔

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دس سال کی ہے۔ پس کبھی مجھ سے اُف نہیں فرمایا۔ اور نہ فرمایا۔ تم نے یہ کیوں کیا اور نہ کبھی یہ فرمایا۔ کیا تم نے (اب تک نہیں کیا) اس حدیث کو صاحب بخاری شریف اور صاحب مسلم شریف نے بیان کیا ہے۔

کتنے بلند اخلاق ہیں

کہ خادم سے کبھی بھی درشت خوئی سے پیش نہیں آئے اور خادم کی مدت خدمت کی میعاد دس سال ہے۔ کوئی ایک دو دن نہیں ہے

سچا مسلمان

عورت ہو یا مرد وہی ہے جو آپؐ کے نقش قدم پر چلے۔

اور کھوٹے مسلمان وہ ہیں

جن پر اسلام کا لیبل تو ہو۔ مگر انکی شکل و شباہت عادات و اطوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوں وما علینا الا البلاغ۔

دُوسرا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہُ الْاَعْرَابِیُّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَّرَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَاءٍ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپؐ پر نجرانی چادر تھی موٹے کنارے والی۔ پس پایا آپؐ کو ایک اعرابی نے۔ پس آپؐ کو کھینچا۔ آپؐ کی چادر پکڑ کر بڑا سخت کھینچنا اور لوٹ کر گر پڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی کی چھاتی میں۔ یہاں تک کہ دیکھا میں نے طرف کنارے کندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق نشان کیا تھا اس پر چادر کے کنارے نے بسبب زور سے اس کے کھینچنے کے۔ پھر کہا۔ اے محمدؐ حکم کر میرے لئے اللہ کے اس مال میں سے جو تیرے پاس ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ فرمائی۔ پھر ہنس پڑے۔ پھر آپؐ نے اس کے واسطے دینے کا حکم فرمایا

آپؐ کی بلند اخلاقی

ملاحظہ فرمایئے کہ وہ دیہاتی تو آپؐ سے اس بے تمیزی سے پیش آیا۔ اور آپؐ ہنس پڑے اور آپؐ نے اس کی مطلب براری کا حکم دیا اللھم اجعلنا من اتباعہ الصالحین

تیسرا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَھُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَھُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِّاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ مَا عَلَیْہِ سَرْجٌ وَّ فِیْ عُنُقِہٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُہٗ بَحْرًا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور سب سے زیادہ سخی بھی تھے اور سب سے زیادہ بہادر بھی تھے اور البتہ تحقیق مدینہ والے ایک رات کو پریشان ہوئے۔ پس سب لوگ (اکٹھے ہوکر) آواز کی طرف گئے۔ پھر آگے سے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ جو سب سے پہلے لوگوں سے آواز کی طرف گئے تھے۔ اور آپؐ فرما رہے تھے کوئی خوف نہ کرو۔ کوئی خوف نہ کرو۔ اور آپؐ ابی طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہو رہے تھے ننگی پیٹھ والے پر اس پر زین نہیں ڈالی گئی تھی اور آپؐ کی گردن میں تلوار تھی۔ پس آپؐ نے فرمایا۔ البتہ میں نے اس (گھوڑے) کو سمندر کی طرح (یعنی تیز رفتار) پایا ہے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آپؐ سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔

چوتھا

عَنْ جَابِرٍ رض مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے (کہا) نہیں سوال کئے گئے رسول اللہؐ کبھی بھی (بس سائل کو فرمایا ہو کہ یہ چیز میرے پاس نہیں ہے۔

ثابت ہوتا ہے

کہ آپؐ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے کہ کبھی کسی چیز کے عطا کرنے میں بخل نہیں فرماتے تھے۔

پانچواں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً

(رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے کہا یا رسول اللہؐ مشرکوں کے لئے بد دُعا فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا اور سوائے اسکے نہیں مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے

حاصل

آپ کے اخلاق کتنے بلند ہیں کہ دن رات مخالفت کرنے والوں اور ستانے والوں اور جان کے دشمنوں کے لئے بد دعا کرنا پسند نہیں فرماتے

چھٹا

عَنِ الْاَسْوَدِ رض قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ رض مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مَھْنَۃِ اَھْلِہٖ تَعْنِیْ خِدْمَۃَ اَھْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ اسودؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے سوال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے اندر کیا کیا کرتے تھے۔ بی بی صاحبہؓ نے فرمایا اپنے گھر والوں کے کام کاج کیا کرتے تھے۔ پھر جب نماز کا وقت آجاتا تو نماز کے لئے نکل جاتے تھے

بلندی اخلاق کی ملاحظہ ہو

کہ باوجود سید الانبیاء علیہم السلام ہونے کے اپنے گھر والوں کی خدمت بجا لاتے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا سردار ہونا اور پھر گھر کی خدمت انجام دینا اور پھر اس خدمت کو اپنے لئے کسر شان نہ سمجھنا یہ اخلاق کی بلندی نہیں ہے تو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ساتواں

عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِہٖ وَلَا امْرَاَۃً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ یُّجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا نِیْلَ مِنْہُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَھَکَ شَیْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے آپؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔ مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے (تو جہاد کی حالت میں کافروں کو مارتے تھے) اور نہ تکلیف پہنچی۔ آپؐ کو کبھی بھی کسی سے۔ پھر بدلہ لیا۔ اس تکلیف پہنچانے والے سے مگر یہ کہ بےحرمتی کرتا ہو۔ وہ اللہ کی حرمت والی کسی چیز کی۔ پھر اس سے بدلہ لیتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپؐ کے اخلاق حمیدہ یہ بھی ہیں کہ آپؐ کو کوئی شخص ذاتی طور پر تکلیف پہنچاتا۔ تو اس کا بدلہ تو نہیں لیا کرتے تھے۔ ہاں اگر کوئی اللہ تعالےٰ کی کسی حرمت والی چیز کی بےحرمتی کرتا تو اس سے بدلہ لیتے تھے۔ یہ چیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند اخلاقی کا پتہ دیتی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

آٹھواں

عَنْ اَنَسٍ رض یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَیَتْبَعُ الْجَنَازَۃَ وَیُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْمَمْلُوْکِ وَیَرْکَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَوْمَ خَیْبَرَ عَلٰی حِمَارٍ خِطَامُہٗ مِنْ لِیْفٍ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ ۔ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارکہ بیان فرماتے ہیں کہ آپؐ بیمار پرسی بھی کیا کرتے تھے اور جنازہ کے پیچھے بھی چلا کرتے تھے (تاکہ جنازہ میں شامل ہو سکیں) اور غلام (آزاد شدہ) کی دعوت بھی منظور فرما لیا کرتے تھے اور گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ البتہ تحقیق میں نے آپؐ کو (غزوہ) خیبر کے دن دیکھا۔ گدھے پر سوار تھے۔ جس کی لگام کھجور کے پوست کی تھی۔

جس دعوے کے ثابت

کرنے میں مدعی آٹھ سچے گواہ پیش کر دے۔ جن میں کسی بھی حق پرست مسلمان کو ان گواہوں کی صداقت میں ذرہ برابر شک نہ ہو۔ کیا اس دعوے کے ثبوت میں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔

ریاء (دکھلاوا) اور بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ قیامت کے دن خداوند تعالےٰ ریاکاروں سے فرمائے گا۔ کہ تم اُن لوگوں کے پاس جاؤ۔ جن کو دنیا میں اپنے اعمال دکھایا کرتے تھے۔ اور دیکھو کہ تم کو ان کے پاس جزا یا بھلائی ملتی ہے (یا نہیں)

ریا بہت بڑا گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے سب سے بڑے اور آخری خطرہ کی نشاندہی فرمائی ہے گویا اس سے آگے کوئی خطرہ کا مقام ہی نہیں ہے اور وہ چھوٹا شرک یعنی ریا ہے ریا کے معنی ہیں۔ نیکی کا کام کرنا اور لوگوں سے شاباش اور واہ واہ کی طمع رکھنا۔ اس پلیدی سے بچنے کا طریقہ اہل اللہ سکھاتے ہیں اور سیکھنے سے ہی ہر کام آتا ہے۔

پُرانے زمانہ میں

سپاہی کے دو ہتھیار تھے۔ ایک تلوار اور دوسری ڈھال۔ سپاہی تلوار سے دشمن پر وار کرتا تھا اور ڈھال سے دشمن کا وار روکتا تھا۔ اسی طرح انسان سے جب کوئی نیک کام ہوتا ہے تو شیطان ریا لاتا ہے اس کے وار کو اخلاص کی ڈھال سے روکنا چاہیئے۔ تربیت یافتہ ہوگا تو ہر اچھے کام کو اللہ تعالےٰ کا فضل جانے گا۔ اس کی انانیت فناہ ہو چکی ہوگی۔ اور وہ خلق خدا سے واہ واہ کی امید نہ رکھے گا۔ کہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے نیک کام کرنے کی توفیق دی ہے۔ میں تو مٹی کا پتلا ہوں۔ انگریزی دانوں کے نصاب میں یہ تعلیم نہیں ہے۔ یہ اللہ والوں کے ہاں ہے۔ کوئی جنٹلمین ڈاکٹر تقریر کر رہے تھے۔ تقریر بھی دلچسپ تھی۔ لوگ تالیاں بجا رہے تھے اور ڈاکٹر صاحب بے حد مسرور تھے۔ دل میں خوشی سے پھولے نہیں سماتے یہ ریا ہے اور سب آگ میں فنا ہو گیا۔ ریا ہر شخص میں آتا ہے۔ ایک تربیت یافتہ خطیب نے تقریر کی۔ ایک شخص آکر کہتا ہے کہ حضرت آپ کی تقریر بڑی کامیاب تھی۔ اس وقت شیطان دل میں ریا لاتا ہے اور اس کے وار کو اخلاص کی ڈھال سے روکنا پڑتا ہے۔ اگر باخدا ہوگا تو خدا تعالیٰ کی رحمت سمجھے گا۔ اس کا فضل سمجھے گا۔ کہ اس کی رضا کے لئے تقریر کی۔ میں نے اہل اللہ کے ہاں چالیس سال تربیت پائی ہے۔ اخلاص کی تلوار سے [24]

[24] شیطان کی گردن کاٹنی پڑتی ہے۔ جب کوئی نیکی کا کام کریں تو خدا کی رضا مطلوب ہو اور کسی نیک کام میں اپنا کمال نہ سمجھیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا فضل تصور کریں کہ اے اللہ یہ تیرا فضل ہے۔ یہ تیری طاقت دی ہوئی ہے۔ ورنہ میں تو کچھ بھی نہیں۔ تعلیم جدید اور تعلیم قدیم میں کتنا فرق ہے

ببیں تفاوت راہ از کجاست بکجا

کیا انگریز خدا شناسی سکھا گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ والوں سے تربیت یافتہ جو نیکی کرے گا۔ وہ محفوظ رہے گی۔ اس میں انانیت نہیں آئے گی اور جنٹلمین ڈاکٹر نے جو کچھ کیا بوجہ ریا سب برباد ہو گیا۔ اے اللہ میری بدی کو معاف فرما اور نیکی کو قبول فرما آمین

لاہور

تعلیم کا مرکز ہے یہ تعلیم گڑھ ہے۔ مگر یہ تعلیم نہ بی اے میں ہے اور نہ ایم میں۔ آج دو بیماریوں کا ذکر ہوا ہے ایک کبر اور دوسری ریا۔ اللہ تعالےٰ ان دونوں بیماریوں سے مجھے اور آپ کو محفوظ رکھے آمین یا الٰہ العالمین۔

اگر دل کی آنکھیں ہوں تو تمیز ہو۔ اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ سمجھیں دوسروں کو کمتر سمجھیں اور کسی پر ذلت کی نگاہ نہ ڈالیں۔ اور جب کوئی نیکی کا کام کریں۔ تو خدا تعالےٰ کی رضا مطلوب و مقصود ہو۔ نہ کہ شاباش۔ کسی نیک کام کو اپنا کمال نہ سمجھیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تصور کریں۔

وما علینا الا البلاغ

قضائے حاجت کے وقت سلام کا جواب نہ دیا جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اس حالت میں سلام کیا جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پیشاب کے لیے بیٹھے تھے۔ تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۸؍ صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۲؍ اگست ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی - اَمَّا بَعۡدُ ۝

بڑے ہی بدنصیب وہ لوگ (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) ہیں جنہیں دنیا میں رہتے ہوئے عقیدہ توحید کے بعد بعض اعمال صالحہ کی برکت سے بہشت کا ٹکٹ مفت مل سکتا تھا مگر انہوں نے حاصل نہ کیا

عقیدہ توحید پائے جانے کا ثبوت

وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَھُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ نَقِیۡرًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۸ پ ۵) ترجمہ۔ اور جو کوئی اچھے کام کرے گا مرد ہو۔ یا عورت درآنحالیکہ وہ ایماندار ہو۔ تو وہ لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ اور کھجور کے شگاف برابر بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانیکے بعد جو لوگ نیک کام کریں گے۔ خواہ مرد ہو یا عورت وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ پر صحیح ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے

اللہ تعالےٰ کے ننانوے نام مشہور ہیں۔ اگر تمہیں یاد نہ ہوں۔ تو انجمن خدام الدین لاہور سے شرح اسماء الحسنیٰ منگوا کر پڑھ لیں۔ پھر آپ کو پتہ لگیگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے کون کون سے کام اپنے ذمہ لے رکھے ہیں

جنت میں جانے کے لئے جو چیزیں

ضروری ہیں۔ ان کا بیان بالتفصیل احادیث نبویہؐ میں مذکور ہے۔ وہ ملاحظہ ہوں۔ ان اوصاف کے پیدا کرنیکے سوا فی اول الحال داخلہ جنت کی طمع فضول ہے۔

پہلی حدیث شریف

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیۡتُمۡ لَوۡ اَنَّ نَھۡرًا بِبَابِ اَحَدِکُمۡ یَغۡتَسِلُ فِیۡہِ کُلَّ یَوۡمٍ خَمۡسًا ھَلۡ یَبۡقٰی مِنۡ دَرَنِہٖ شَیۡءٌ قَالُوۡا لَا یَبۡقٰی مِنۡ دَرَنِہٖ شَیۡءٌ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلٰوتِ الۡخَمۡسِ یَمۡحُو اللّٰہُ بِھِنَّ الۡخَطَایَا (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بھلا بتلاؤ تو سہی۔ تم میں سے کسی ایک کے دروازہ پر نہر ہو۔ اس میں وہ ہر روز پانچ دفعہ نہائے۔ آیا اس کے بدن پر کوئی میل رہیگی۔ انہوں نے عرض کی کہ اس کے بدن پر کچھ بھی میل نہیں رہیگی۔ آپؐ نے فرمایا پس اسی طرح پانچ نمازوں کی مثال ہے ان کے سبب سے اللہ (تعالیٰ) سب گناہ (روزانہ) معاف فرما دیتا ہے

اس حدیث شریف سے نتیجہ یہ نکلا

کہ اللہ تعالیٰ روزانہ پانچوں وقت نمازیں پڑھنے والوں (خواہ مرد ہوں یا عورت) کے نمازوں کی برکت سے سب گناہ معاف فرما دیتا ہے

اس کا نتیجہ

کہ اللہ تعالیٰ اس (مرد یا عورت) کے گناہ معاف فرماتا جائے گا اور ایسے لوگوں کے مرنے کے ساتھ ہی ان کی قبر بہشت کا باغ بنا دی جائے گی

باوجود

اس اعلان کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مسلمان خواہ مرد ہوں یا عورتیں اکثر بے نماز ہیں۔ پھر بے نماز اپنا انجام سوچ لیں۔ وما علینا الا البلاغ

دوسری حدیث شریف

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَؓ قَالَ فَاِنِّیۡ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَسَمۡتُ الصَّلٰوۃَ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ عَبۡدِیۡ نِصۡفَیۡنِ وَلِعَبۡدِیۡ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الۡعَبۡدُ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی حَمِدَنِیۡ عَبۡدِیۡ وَاِذَا قَالَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَثۡنٰی عَلَیَّ عَبۡدِیۡ وَاِذَا قَالَ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ قَالَ مَجَّدَنِیۡ عَبۡدِیۡ وَاِذَا قَالَ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ قَالَ ھٰذَا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ عَبۡدِیۡ وَلِعَبۡدِیۡ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ قَالَ ھٰذَا لِعَبۡدِیۡ وَلِعَبۡدِیۡ مَا سَاَلَ (رواہ مسلم) ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تقسیم کیا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھو آدھ۔ اور جو کچھ میرا بندہ مجھ سے مانگے۔ وہ اس کے لئے ہے۔ پس جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العلمین تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب کہتا ہے الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثنا کی میرے بندے نے میری اور جب کہتا ہے ملک یوم الدین تو اللہ تعالےٰ کہتا ہے میرے بندے نے میری عظمت بیان کی اور جب کہتا ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یہ آیت میرے اور میرے

بندے کے درمیان ہے اور جو میرے بندے نے مانگا ہے وہ اس کے لئے ہے اور جب کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ٥ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لئے ہے اور جو میرا بندہ مانگے وہ اس کے لئے ہے۔

تیسری حدیث شریف

مکمل نجات اُخروی کا اعلان

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَہُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ (رواہ مسلم)

حاصل

یہ نکلا کہ ان اعمال صالح کے کرنیوالے کے سب گناہ بخشے جائیں گے بشرطیکہ وہ شخص گناہ کبیروں کا مرتکب نہ ہوں۔ مثلاً کسی کو قتل کرنا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ کسی مسلمان کو قتل کر دے اور خیال کرے کہ میرے نماز پڑھنے سے وہ گناہ معاف ہو جائے گا۔ بلکہ اس مقتول کے عوض قاتل کو قتل کیا جائے گا۔

چوتھی حدیث شریف

عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا ذَا اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ ابو امامہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا اپنی پانچ نمازیں پڑھو۔ اور مہینہ رمضان کے روزے رکھو۔ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے

حاصل

یہ ہے کہ جنت کا داخلہ ان شرائط سے مشروط ہے کہ (۱) پانچ نمازیں پڑھو اور (۲) ماہ رمضان کے روزے رکھو اور (۳) اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو۔ اور (۴) تمہارے (مسلمان) حاکم کی اطاعت کرو (اس کے علاوہ

دوسری حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ حج فرض ہو جائے تو حج کرو)

جبکہ

ان کاموں کے کرنے کی توفیق بھی ہو اور پھر بھی نہ کرے۔ پھر بھی جنت میں داخلہ کی امید رکھے یہ امید فضول ہے

یہ ایسا ہی ہے

جیسا کہ ریلوے کے حکام تمہیں کہیں کہ پہلے ٹکٹ خریدو۔ پھر ہماری گاڑی پر سوار ہو جاؤ۔ تم ٹکٹ تو نہ خریدو اور گاڑی پر سوار ہونا چاہو۔ کیا ہو سکتے ہو

پانچویں حدیث شریف

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (رواہ الترمذی و ابو داؤد)۔

ترجمہ۔ بریدہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خوشخبری دے تو ان لوگوں کو جو اندھیروں میں مسجدوں کی طرف جاتے ہیں۔ قیامت کے دن ان کو نور تام نصیب ہو گا۔

چھٹی حدیث شریف

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَۃِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ وَفِیْ سُوْقِہٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَذٰلِکَ اَنَّہٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا الصَّلٰوۃُ لَمْ یَخْطُ خُطْوَۃً اِلَّا رُفِعَتْ لَہٗ بِہَا دَرَجَۃٌ وَّحُطَّتْ عَنْہُ بِہَا خَطِیْئَۃٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰہُمَّ ارْحَمْہُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوۃَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَتِ الصَّلٰوۃُ تَحْبِسُہٗ وَزَادَ فِیْ دُعَاءِ الْمَلٰٓئِکَۃِ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لَہٗ۔ اَللّٰہُمَّ تُبْ عَلَیْہِ مَالَمْ یُؤْذِ فِیْہِ مَالَمْ یُحْدِثْ فِیْہِ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے آدمی کی نماز کا درجہ اس کے

گھر میں یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ اس سبب سے جب وہ وضو کرتا ہے۔ پھر اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے۔ نہیں نکالتی اس کو مگر نماز۔ نہیں کوئی قدم اٹھاتا۔ مگر اس کے سبب سے اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے اور اس کے سبب سے اس کا گناہ دُور کیا جاتا ہے۔ پھر جب نماز ادا کرتا ہے تو ہمیشہ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ (کیا دعا کرتے ہیں) اے اللہ اس پر رحم کر۔ اے اللہ اس پر کرم کر اور ایک تم میں سے نماز ہی میں شمار کیا جاتا ہے۔ جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ جب نماز ہی کے لئے بیٹھا ہوتا ہے اور بعض روائتوں میں یہ لفظ زیادہ آئے ہیں۔ اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں۔ اے اللہ اسے بخش دے۔ اے اللہ اسکی توبہ قبول فرما۔ جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔

غور کیجئے

کیا اس طریقہ سے اللہ تعالےٰ کو راضی کرکے بہشت میں جانے سے کوئی پیسے خرچ ہوتے ہیں۔

بڑے ہی بد قسمت

ہیں وہ لوگ جو اس قسم کے معمولی کاموں کو کرنے سے بھی جی چراتے ہیں۔ خواہ وہ امیر کبیر ہی کیوں نہ ہوں اور

بڑے ہی خوش قسمت

ہیں وہ لوگ جو ان معمولی تکالیف کو اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی جنت میں بسیرا بنوا لیتے ہیں۔ یہ غریب مقبول بارگاہ الٰہی ہیں اور وہ دولتمند ہونے کے بعد مردود بارگاہ الٰہی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ شعر

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

ساتویں حدیث شریف

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَ شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ وَ رَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَ تَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَ رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَ رَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَأَۃٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّ جَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَ رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمُ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سات آدمی ہیں جنہیں اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ سوائے اس (اللہ) کے سایہ کے۔ ۱۔ حاکم انصاف کرنے والا۔ ۲۔ وہ نوجوان جس نے جوانی ہی پائی ہے اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اور ۳۔ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں ہی اٹکا ہوا ہے۔ جب اس سے نکلتا ہے۔ یہاں تک کہ پھر مسجد کی طرف لوٹ کر آتا ہے اور ۴۔ وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت کی بنا پر اکٹھے ہوئے تھے۔ اور اسی محبت کے رہتے ہوئے دونوں جُدا ہوئے ہیں اور ۵۔ وہ آدمی جسے تنہائی میں اللہ یاد آیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ گئے اور ۶۔ وہ آدمی اسے ایک عورت حسن وجمال والی نے (بدکاری کے لئے) بلایا۔ پھر اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں (اس لئے تمہاری دعوت قبول نہیں کرتا) اور ۷۔ وہ آدمی جو صدقہ دے اور اسے چھپا کر دے۔ یہاں تک اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ لگنے پائے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

حاصل

یہ ہے کہ میدان محشر میں ان اوصاف والے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنے سایہ عاطفت میں جگہ دے کر اس دن کی گرمی سے بچائے گا اور پھر انہیں جنت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

دُعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اعمال صالحہ کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ جنت کا مستحق ہو کر دنیا سے جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

آٹھویں حدیث شریف

عَنْ جُنْدُبٍ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ وَصَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ جندب رضؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرمایا۔ خبردار اور تحقیق تم سے پہلے آدمی وہ انبیاء علیہم السلام اور نیکو کاروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے۔ خبردار پس نہ بناؤ قبروں کو سجدہ گاہ۔ تحقیق میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔

شیطان کا دھوکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بعض آدمیوں کو شیطان دھوکا دے کر وہی کام کراتا ہے۔ جس سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ یعنی بزرگوں کی قبروں پر سجدہ کراتا ہے۔ اور جو ان کو منع کرے اُلٹا ان لوگوں کو بدنام کراتا ہے کہ یہ وہابی ہیں کہ یہ لوگ بزرگوں کا ادب نہیں کرتے۔ نعوذ باللہ کیا بزرگوں کا ادب یہی ہے کہ جس کام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کریں۔ وہ کام کیا جائے۔ اسی واسطے میں کہا کرتا ہوں کہ اے شیطان۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر لعنت تو ڈالی ہوئی ہے اور باوجود ملعون ہونیکے ایسا عقلمند ہے کہ عقلمندوں کو بیوقوف بنا لیتا ہے اور باوجود مسلمان کہلانے کے کام ان سے وہی کروا لیتا ہے۔ جس سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ یعنی قبروں پر سجدے کراتا ہے۔ اللّٰھم اعذنا من الشیطان الرجیم۔

نویں حدیث

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَھَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَھَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ (رواہ احمد) ترجمہ۔ ابی ذر رضؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سردی کی موسم میں باہر تشریف لے گئے۔ حالانکہ پتے گر رہے تھے۔ پس آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑا۔ (ابو ذر رضؓ نے) کہا پھر شروع ہوئے پتے جو گر رہے تھے (ابوذر رضؓ نے) کہا۔ پھر فرمایا۔ اے ابو ذر رضؓ۔ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہؐ فرمایا تحقیق مسلمان بندہ البتہ نماز پڑھتا ہے۔ جس میں اللہ کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔ پس اس سے ایسے ہی گناہ گرتے ہیں۔ جس طرح یہ پتے اس درخت سے گر رہے ہیں۔

بڑے ہی بدنصیب

ہیں وہ لوگ اس طرح پر اللہ تعالیٰ سے روز اپنے گناہوں کی معافی حاصل نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ قیامت کے دن یہ لوگ جہنم میں جائینگے جس کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصہ زیادہ گرم ہے۔ دنیا کی آگ کا ایک حصہ اس میں شامل کر لیا جائے تو پھر ستر حصّے گرم ہو جائے گی۔ اور دنیا کی آگ میں تو پڑنے سے انسان مر جاتا ہے۔ دوزخ کی آگ کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں پڑ کر آدمی کی جان بھی نہیں نکلے گی۔ اور جلنے سے کوئی آرام نہیں ہوگا

دُعا

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ کہ ہر مسلمان مرد وزن کو نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں۔

دسویں حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان کا روزہ رکھیگا درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور ثواب کی خاطر رکھے۔ اس کے پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص رات کو قیام کرے۔ رمضان میں درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور ثواب حاصل کرنے کی خاطر کرے۔ اس کے بھی پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائیں گے اور اور جو شخص لیلۃ القدر میں قیام کرے درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور ثواب طلب کرنے کی خاطر قیام کرے۔ تو اس کے پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائیں گے وما علینا الا البلاغ

رنگی ہوئی کوئی پارٹی نہیں چھوڑ گئے۔ جو اس مشن کی تکمیل کرتی اسلام کا خدائی رنگ ایسا تھا کہ صدیوں تک اس مشن کا پورا علم اور اسکی تکمیل کے لئے ہر وقت اسی رنگ میں رنگے ہوئے سینکڑوں ہزاروں افراد موجود رہے ہیں۔ وہاں کسی مس کو رو رو کر دورہ کرنے اور مقتول خاوند کی دھائی دینے کی ضرورت نہیں پڑی۔ خود لنکا کی عورت وزیر اعظم اپنی نا اہلی کا اقرار اور ایک دوسرے آدمی سے مدد لینے کا اعلان کرتی ہے اسلام کے قرون اولیٰ میں ہر آدمی اس کا اہل تھا۔ اور اہلیت کا یہ عالم تھا کہ کسی عورت کو کام سنبھالنے یا اپنے حرم سے باہر آ کر پارٹی کو بنانے کی ضرورت کبھی پیش نہ آئی

(۳) لنکا کی عورت وزیر اعظم کی بیصبری اور بے قراری دیکھئے اور دوسری طرف تاریخ کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھئے۔ اسلام کے بہادر جانباز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا شہید ہوتے ہیں اور میدان جنگ ہی میں ان کے ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ یہ صبر آزما واقعہ ایک عورت کے لئے اور خاصکر حقیقی بہن کے

کچھ لوگ سوئے ہوئے ہوں تو جاگنے والوں کو سلام کرنے کا طریقہ

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اصحاب صفہ کے پاس تشریف لاتے تو آپ ﷺ اس طرح آہستہ اور احتیاط سے سلام کرتے کہ سونے والے نہ جاگتے اور جاگنے والے سن لیتے۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۲۵ر صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ر اگست ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۵ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى ۔ اَمَّا بَعۡد

اکثر انسان
اللہ تعالےٰ کے انسان کو پیدا کرنیکے مقصد کے خلاف چل رہے ہیں
مقصد تخلیق انسانی کیا ہے؟

قرآن مجید میں ارشاد ہے وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ۵ (سورۃ الذاریت ع ۳ - پ ۲۷ - ترجمہ - اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے

یعنی

اصل مقصد حیات انسانی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور باقی دوسرے دنیا کے دھندے نمبر دوم ہیں - چونکہ اس جہان میں ہمیں پیدا کیا گیا ہے اس لئے وہ کام بھی کرنے پڑتے ہیں مگر اصل پیدائش کا مقصد فقط یاد الٰہی ہے

مگر

عموماً دیکھئے کہ مسلمان اس کے خلاف زندگی بسر کر رہا ہے کہ دنیا کمانے کا کام مقصود بالذات ہے اور دین کے لازمی احکام (مثلاً نماز - روزہ - زکوٰۃ حج) نمبر دوم ہیں - اس کو عربی میں قلب موضوع کہتے ہیں - جس طرح کسی کی ٹانگیں اوپر لٹکا دی جائیں اور سر نیچے کر دیا جائے - ہونا تو چاہئے تھا کہ دین نمبر اول ہو - اور دنیا نمبر دوم اور اب عام مسلمانوں کا یہ وطیرہ ہے کہ دنیا نمبر اول اور دین نمبر دوم ہے -

اس قلب موضوع کا نتیجہ

کہ دنیا کا کام تو نہ رہنے پائے یعنی ضرور ہو جائے اور دین کا کام ہو تو فبہا اور نہ ہو تو کوئی پرواہ نہیں - اس قلب موضوع کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ اس بندے سے ناراض ہو جائے گا -

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

اسے جنت میں جانے سے ہٹائیگی اور دوزخ میں پہنچائیگی - وماعلینا الاالبلاغ

اصل صحیح راستہ

فقط یہ ہے کہ دین کے احکام کو اوّل ادا کیا جائے تاکہ وہ نہ قضا ہونے پائیں اور دنیا کا کوئی کام رہ جائے - تو اس میں مضائقہ نہیں - بلکہ دین پر عمل کرنے کی برکت سے دنیا کا کام بفضل خداوند تعالےٰ آسان تر ہو جائے گا - اور اس میں بھی رضا الٰہی ہونے کے باعث خوشگوار ہو جائے گا -

پس اللہ والوں

اور دنیا داروں کا یہی فرق ہے - کہ اللہ والے دین میں فرق نہ آنے دیں گے اور دنیا بھی دین کے ساتھ نبھ جائے تو بچشم ما روشن دل ماشاد اور دنیا دار وہ ہے جو دنیاوی عزت و وجاہت کا مقدم خیال رکھے - دین اس کے ساتھ نبھ جائے تو فہو المراد - اور تعارض ہو تو دنیاداری کا پورا لحاظ رکھے - دین اس کے ساتھ چلے تو فبہا - ورنہ دین کو نظر انداز کر دیا جائے -

اسلام میں مومن مسلم اور مومن فاسق کا یہی فرق ہے

مومن مسلم تو وہ شخص ہے - جس کا عقیدہ کتاب و سنۃ کے مطابق ہو اور عمل بھی اس کے موافق کرے اور مومن فاسق وہ ہے جو قرآن مجید کو حق اور اللہ تعالےٰ کا فرمان واجب الاذعان جانے - مگر عمل قرآن شریف کے خلاف ہو تو مومن فاسق ہے فاسق کے معنی بدمعاش ہے یعنی بھلا مانس نہیں

کمال انسانی

یہی ہے کہ مومن مسلم ہو - لہٰذا ہر مسلمان کو مومن فاسق کے قبیح لقب سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے - اور مومن مسلم فقط اسی صورت میں کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے - جب ہر حکم خداوندی پر بلا چون و چرا عمل کر کے دکھائے - یعنی اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے

اس مضمون سابق پر شہادت

قرآن مجید و فرقان حمید ملاحظہ ہو - وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۘ (سورہ الحشر ع ۸ پ ۲۸) ترجمہ - اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو - اور جس سے منع کرے - اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو - بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے -

جو کچھ تمہیں رسول دے

اس میں خواہ قرآن مجید کا فرمان ہو - جو اللہ تعالےٰ سے لے کر بندوں تک پہنچائیں - یا اپنا فرمان ہو - جسے حدیث شریف کہا جاتا ہے -

حقیقت حال

یہ ہے کہ رزق کی تنگی یا کشادہ ہونا بندہ کی محنت پر موقوف نہیں ہے - بلکہ اللہ تعالےٰ کی مرضی پر موقوف ہے اللہ تعالےٰ کا اعلان ملاحظہ ہو - لَهٗ مَقَالِيۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۵ سورۃ الشوریٰ ع ۲ پ ۲۵ ترجمہ - اس (اللہ) کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں - روزی کشادہ کرتا ہے - جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے - بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے -

اے مسلمان

بحیثیت مسلمان ہونے کے تجھے یہ عقیدہ رکھنا پڑے گا کہ رزق کی تنگی اور کشادگی اللہ تعالےٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ نہ کہ انسان کی کارکردگی پر۔ جو رزق اللہ تعالےٰ نے تمہاری قسمت میں مقدر کیا ہے۔ پھر تو کیوں عبادت جو تیرا فریضہ ہے۔ اس کو چھوڑ کر رزق حاصل کرنے کے پیچھے لگتا ہے تو تجربہ کرکے دیکھ لے تو کچھ بھی نہ کر۔ پھر بھی تیرا رزق جو مقدر ہے وہ تمہیں مل کر ہی رہے گا۔ کیا حضرات انبیاء علیہم السلام کی بھی تاریخ زندگی تمہیں یاد نہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ کہ سارا دن اور رات اللہ کے دین کا پیغام ہی مخلوق کو پہنچاتے تھے اللہ تعالےٰ پھر بھی ان کے لئے جو مقدر روزی تھی وہ کسی نہ کسی ذریعہ سے پہنچا ہی دیتا تھا۔ سب سے پہلا نمونہ حضرت نوح علیہ السلام کا اس رزق کے حاصل کرنے کا ملاحظہ ہو۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء ع ۶۔ پ ۱۹) ترجمہ۔ جب ان کے بھائی نوحؑ نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

کیا

نوح علیہ السلام کسی سے تنخواہ لیتے تھے یا کوئی دکان کھولی ہوئی تھی یا کوئی کارخانہ جاری کیا ہوا تھا کہ اسکی آمدنی کھاتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنا سارا وقت اپنی قوم کو تبلیغ دین کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ خود ان کا اعلان ملاحظہ ہو۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ۝ (سورہ نوح ع ۱۔ پ ۲۹)۔ ترجمہ۔ کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا۔ پھر وہ میرے بُلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا دن اور رات کا مشغلہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو پیغام الہٰی پہنچانا تھا۔ جب دن اور رات یہی کام کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کسی نہ کسی ذریعہ سے ان کے بال بچوں کو رزق پہنچاتا ہوگا۔

اس واقعہ سے

معلوم ہوا کہ رزق انسان کی کمائی پر بھی موقوف نہیں ہے۔ وہ چاہے تو ان اپنے مخلص بندوں کو جو دن رات اللہ تعالےٰ کے دین کی خدمت میں مصروف رہیں۔ ان کو کمائے بغیر بھی رزق پہنچا دیتا ہے۔ مصرعہ

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

اور اسی توکل کا

وہ اعلان بھی کر چکے ہیں۔ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء ع ۶ پ ۱۹ ترجمہ۔ اور میں تم سے اس (تبلیغ حق) پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

بایں ہمہ

نہ وہ کماتے ہیں۔ نہ قوم سے ان کو تعلیم دینے کے باعث کوئی معاوضہ یا مزدوری مانگتے ہیں اور نہ کوئی دکان کرتے ہیں۔ نہ کوئی اور ذریعہ معاش ہے ان کا ذریعہ

توکّل علی اللہ

ہے اور اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے۔ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (سورہ طلاق ع ۱۔ پ ۲۸) ترجمہ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ سو وہی اس کو کافی ہے فقط حضرت نوح علیہ السلام ہی کا ذریعہ معاش یہ نہ تھا۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا ذریعہ معاش توکل علی اللہ ہی تھا۔ دن رات تبلیغ حق کا کام کرنا اور رزق کا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھنا۔

دوسرے پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کا نمونہ مشاہدہ ہو

كَذَّبَتْ عَادُ ِۣالْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء ع ۷۔ پ ۱۹) ترجمہ۔ قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی ہود علیہ السلام نے کہا کہ تم کیوں نہیں ڈرتے۔ البتہ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

یعنی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ حق تو ہود علیہ السلام فرما رہے ہیں اور اپنی قوم سے کسی قسم کے معاوضہ کے مطالبہ کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ اور

اپنی ضروریات

کا کفیل فقط اللہ تعالیٰ پر توکل و کر رہے ہیں۔ مصرعہ

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

تیسرے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام بھی اپنی ضروریات کے پورا کرنے میں متوکل علی اللہ ہیں

ان کا واقعہ ملاحظہ ہو

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء ع ۸ پ ۱۹) ترجمہ۔ قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی صالحؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری

نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

پہلے دو انبیاء علیہم السلام کی طرح انہوں نے بھی توکل علی اللہ پر ہی بھروسہ رکھا

خاتم الانبیاء علیہم السلام کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا اعلان ملاحظہ ہو

وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (سورہ یوسف ع ۱۱- پ ۱۳)۔ ترجمہ اور آپ اس پر ان سے کوئی مزدوری بھی تو نہیں مانگتے یہ تو صرف تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔

حاصل

اس اعلان کا بھی وہی ہے کہ آپ تبلیغ دین تو فرماتے ہیں۔ لیکن آپ کسی قسم کے معاوضے کے خواہشمند نہیں ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کا مذکورۃ الصدر رنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سچے اور اصلی صوفیائے کرام میں دیکھا جاتا ہے

میری عمر اس وقت ۷۵ سال کی ہو چکی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا یہ رنگ (خلق اللہ میں سے سچے اور اصلی متبع شریعت صوفیائے کرام میں بچشم خود دیکھا ہے (علیہم الرحمۃ والغفران) کہ خلق اللہ کو دین سکھانا اور کسی سے طمع نہ رکھنا ان میں ایک حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی بھی تھے۔ میں اس شخص کو اب بھی چونکہ زندہ ہے۔ پیش کر سکتا ہوں۔ اسے فرمایا کہ ہم نے تمہیں اپنا مرید کھلانے کے لئے بنایا ہے۔ نہ کہ کھانے کے لئے۔

اس قسم کے ظاہر شریعت کے عالم اور باطنی شریعت کے حامل

ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو خلق اللہ کے سامنے شریعت اسلامیہ کا رنگ پیش کرتے رہیں گے۔ اور ایسے حضرات اپنی حوائج میں معتمد علی اللہ ہونگے۔ یعنی اپنی تمام ضروریات کا کفیل اللہ تعالیٰ کو بنائیں گے اور وہ ہمیشہ خلق اللہ پر اعلان حق کر کے اتمام حجت کر دیں گے۔ تاکہ کسی دور کے لوگ قیامت کے دن یہ نہ کہنے پائیں کہ اے اللہ ہمیں تیری مرضی کا دنیا میں علم نہیں ہو سکا۔ ورنہ ہم تابعدار ہی بن کر آتے۔ وما علینا الا البلاغ۔

مصافحہ سلام کی تکمیل کا ذریعہ ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: سلام کا تکملہ مصافحہ ہے۔ جامع ترمذی

مصافحہ کرنے کی فضیلت

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہو اور وہ مصافحہ کریں اور اس کے ساتھ اللہ کی حمد اور اپنے لئے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت ہو ہی جائے گی۔ سنن ابی داؤد

باقی صفحہ ۹ پر

خطبہ یوم الجمعہ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

گذشتہ زمانوں کے ہر دور میں اس وقت کا پیغمبر سب سے بڑا بہادر ہوتا تھا

اس دعویٰ کے متعدد شاہد

پہلا شاہد

حضرت نوح علیہ السلام فقط ایک اکیلے بہادر ساری قوم کا مقابلہ کر رہے ہیں

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۸)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے دوسرے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایک حضرت نوح علیہ السلام نے ساری قوم کا مقابلہ کیا اور قوم کے رعب میں نہ آنا بڑی بہادری کی علامت ہے

دوسرا شاہد

اکیلے ہود علیہ السلام اپنے وقت میں اپنی قوم کے مقابلہ میں ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانتدار خیرخواہ ہوں کیا تمہیں تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی۔ تاکہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تمہیں قوم نوحؑ کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں۔ بس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے۔ فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں

نے مقرر کئے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اُتاری۔ سو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ مومن نہیں تھے۔

تیسرا شاہد

حضرت صالح علیہ السلام اکیلے بہادر اپنی ساری قوم کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃً فَذَرُوْھَا تَاْکُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَاذْکُرُوْۤا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَکُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُھُوْلِھَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْکُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰہِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّہٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَۃَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّھِمْ وَ قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ فَتَوَلّٰی عَنْھُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسَالَۃَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۰۔ پ ۸)

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑیگا اور یاد کرو جبکہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پھر پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ کے احسان کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح ہمکو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا۔ اے صالح لے آ۔ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ پھر صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیرخواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام

تو بلا استثناء سب بہادر تھے۔ اگرچہ میں نے تین انبیاء علیہم السلام کی بہادری بیان کی ہے کہ ساری امت ایک طرف اور ایک وجود مسعود پیغمبر کا ایک طرف ہوتا تھا۔ انہیں صحیح تعلیم الٰہی کا پیغام پہنچانا ہے اور پھر اس تعلیم پر ساری امت کے مقابلہ میں ڈٹ جانا ہے۔

مگر

ایک لاکھ تیئس ہزار نو سو ننانوے انبیاء علیہم السلام جو ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے گذرے ہیں۔ ان میں سے کسی اُمت نے خدا تعالےٰ کو راضی نہیں کیا اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں شاباش ملی ہے۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے پایہ کے نبی ہیں ان کی امت سے خدا تعالےٰ ناراض ہے۔ اور ناراضگی کا اظہار بایں الفاظ فرمایا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کے متعلق حکم عدولی کا اعلان

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَھَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْھَا فَاذْھَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا ھٰھُنَا قٰعِدُوْنَ (سورۃ المائدہ ع ۴ ۔ پ ۶)

ترجمہ۔ کہا اے موسیٰؑ ہم کبھی بھی وہاں داخل نہیں ہوں گے۔ جب تک کہ وہ اس میں ہیں۔ سو تو اور تیرا رب جائیے اور تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کی حرام خوری کا اعلان

سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ الآیۃ (سورۃ المائدہ ع ۶ پ ۶) ترجمہ۔ جھوٹی باتیں سننے والے حرام کھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہود کی قوم کے فقرا اور علماء سے بھی ناراض ہے

لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَ اَکْلِھِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع ۹۔ پارہ ۶) ترجمہ ان کے فقراء اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے انہیں کیوں نہیں منع کرتے۔ البتہ بُری ہے وہ چیز جو وہ کرتے ہیں۔

تینوں بیانات

جو پیش کر چکا ہوں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کی امتوں نے قدر نہیں کی۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت سے حتیٰ کہ ان کے فقرا اور علماء سے بھی ناراض ہے۔

فقط سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت (بلا واسطہ (یعنی صحابہ کرامؓ) کو اپنی رضا کا تمغہ عطا فرمایا ہے

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ؕ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۲۔ پ ۴) ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ

پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں نافرمان ہیں۔

نتیجہ

صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے ایمان سے بھی خوش ہے اور ان کی بجا آوری احکام سے خوش ہے اور یہ تعریف اور کسی نبی کی اُمت کو نصیب نہیں ہوئی۔

احادیث مبارکہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے

پہلی حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَآ اَجَلُکُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَیْنَ صَلوٰۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَ اِنَّمَا مَثَلُکُمْ وَ مَثَلُ الْیَھُوْدِ وَ النَّصَارٰی کَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَھُوْدُ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِّصْفِ النَّھَارِ اِلٰی صَلوٰۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلوٰۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلوٰۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ۔ اَلَا لَکُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ فَغَضِبَ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ عَمَلًا وَّ اَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَھَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِّنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاِنَّہٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْہِ مَنْ شِئْتُ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور اُمتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر اتنی ہے۔ جتنا کہ سارے دن کے مقابلہ میں عصر و مغرب کے درمیان کا وقت ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص لوگوں کو مزدوری دے کام کرائے کہ کوئی ہے جو آدھے دن تک یعنی (دوپہر تک) میرا کام کرے۔ میں اتنے وقت کے کام کی اجرت ہر شخص کو ایک ایک قیراط دونگا۔ چنانچہ یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس شخص نے کہا کون ہے جو میرا کام دوپہر سے عصر کے وقت تک کرے۔ میں ہر شخص کو ایک ایک قیراط دونگا۔ چنانچہ نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس شخص نے کہا کون ہے جو میرا کام نماز عصر سے آفتاب غروب ہونے تک کرے۔ میں ہر شخص کو دو دو قیراط دونگا۔ خبردار ہو کہ تم ہی وہ لوگ ہو۔ جنہوں نے نماز عصر سے آفتاب غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کیا ہے۔ خبردار ہو تمہارا اجر دُگنا ہے یہ دیکھ کر کہ تم کو دُگنا اجر ملا ہے۔ اور تم نے تھوڑا وقت عمل کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ غضبناک ہو گئے اور کہا کہ ہم نے زیادہ عمل کیا ہے لیکن ہمیں ثواب کم ملا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو یہ جواب دیا۔ کیا میں نے تم پر ظلم کیا ہے یا تمہارے حق میں کوئی کمی کی ہے (یعنی جو اجرت میں نے تم سے مقرر کی تھی وہ دے دی ہے اس میں کچھ کمی کی ہے) یہود و نصاریٰ نے کہا۔ نہیں کوئی کمی نہیں کی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا پھر یہ میرا فضل اور احسان ہے۔ میں جس کو چاہوں زیادہ دوں

حاصل

یہ ہے کہ باقی تمام امتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت رحمت الٰہی کی مستحق سمجھی گئی ہے۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَّکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَھْلِہٖ وَ مَالِہٖ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے وہ لوگ ہونگے جو میری وفات کے بعد پیدا ہونگے اور اس امر کی آرزو کریں گے کہ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیں تو اپنے اہل و عیال کو مجھ پر فدا کر دیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ایسے محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے بعد پیدا ہونگے جو آپ کی زیارت فیض بشارت پر اہل و عیال کی محبت کو ہیچ خیال کرینگے اہل و عیال کے مقابلہ میں انکی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر سخت ہو گی۔ اللہم اجعلنا منہم۔ آمین

تیسری حدیث

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَیْکُمْ اِیْمَانًا قَالُوْا الْمَلٰٓئِکَۃُ قَالَ وَ مَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ قَالُوْا فَالنَّبِیُّوْنَ قَالَ وَ مَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَ الْوَحْیُ یَنْزِلُ عَلَیْھِمْ قَالُوْا فَنَحْنُ قَالَ وَ مَا لَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَ اَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَیَّ اِیْمَانًا لَقَوْمٌ یَّکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَجِدُوْنَ صُحُفًا فِیْھَا کِتٰبٌ یُّؤْمِنُوْنَ بِمَا فِیْھَا (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ) ترجمہ۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا۔ ایمان کے اعتبار سے تم مخلوق میں کس کو پسند کرتے ہو؟ (یعنی تمہارے خیال میں کس مخلوق کا ایمان مضبوط تر ہے) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ ہم فرشتوں کے ایمان کو بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا فرشتوں کا ایمان تو بہتر ہونا ہی چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ اپنے پروردگار کے پاس رہتے ہیں۔ پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ پھر ہم پیغمبروں کے ایمان کو بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا پیغمبروں کا ایمان لانا تو ظاہر ہے کہ ان پر وحی آتی ہے۔ پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ پھر ہم اپنے آپ کو (یعنی صحابہ کو) بہتر سمجھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا ایمان لانا بھی ظاہر ہے۔ اس لئے کہ میں تمہارے درمیان موجود

ہوں - راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میرے نزدیک ایمان کی مضبوطی کے اعتبار سے وہ لوگ سب سے بہترین ہیں جو میرے بعد پیدا ہونگے وہ مصحف اور خداوندی کتابوں کو پائیں گے جن میں احکام الٰہی لکھے ہوں گے اور ان احکام پر وہ ایمان لائیں گے -

حاصل

یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ایمانداروں کی تعریف کی ہے جو آپؐ کی امت میں سے آپ کے بعد پیدا ہونگے - بفضل الٰہی آپؐ کی اُمت کے پہلے لوگوں سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہے - اس لئے کہ انہیں خیر اُمۃ کا لقب عطا فرمایا ہے اور اس اُمت کے آخر میں پیدا ہونے والوں سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں چنانچہ احادیث مذکورۃ الصدر اس پر گواہ ہیں - و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

مصافحہ سے دل کے کینے کی صفائی ہوجاتی ہے

عطاء خراسانیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم باہم مصافحہ کرو اس سے کینہ کی صفائی ہوتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے تم میں باہم محبت پیدا ہوگی اور دلوں سے دشمنی دور ہوگی۔ موطا امام مالک

بغیر سلام آنے والوں کو سلام کرنے کے لیے واپس بھیجنا

کلدہ بن حنبل فرماتے ہیں کہ (ان کے ماں شریک بھائی) صفوان بن امیہ نے ان کو دودھ اور ہرنی کا ایک بچہ اور کچھ کھیرے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ وادی مکہ کے بالائی حصے میں تھے۔ کلدہ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور نہ میں نے سلام کیا اور نہ حاضری کی اجازت چاہی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ (آپ پر سلامتی ہو، کیا میں داخل ہوجاؤں؟) کہہ کر اجازت مانگو۔ سنن ابوداؤد

خطبہ یوم الجمعہ ۹ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۶۰ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد

بہشتیوں کے اوصاف اور دوزخیوں کی علامات

نمبر اول

بہشتیوں کے اوصاف کے شواہد

پہلا شاہد

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ بقرہ ع ۱ پ ۱)

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں

قابل غور چیزیں

آیات مذکورۃ الصدر میں چند چیزیں قابل غور ہیں اول یہ کہ یہ قرآن شریف متقیوں کے لئے راہ نما ہے۔ متقی کی معنی کسی عالم سے پوچھ لو۔ بشرطیکہ برائے نام عالم نہ ہو۔ بلکہ پورا درس نظامی کا جو مدارس عربیہ میں نصاب ہے وہ پڑھا ہوا ہو۔ تو ہر مکمل عالم یہی کہے گا۔ اَلْمُتَّقِيْ مَنْ يَّتَّقِيْ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ۔ ترجمہ۔ متقی وہ شخص ہے۔ جو ہر اس چیز سے بچے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ جب اس شخص کا نصب العین حیات یہ ہوگا تو وہ ہر چیز سے بچے گا۔ جس سے قرآن مجید میں ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ اس متقی کا نصب العین ہی یہی تھا کہ ہر اس چیز سے بچنا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہو۔ اس لئے قرآن مجید اس متقی کے لئے راہ نما کا کام دے گا۔ تو اس طریقہ سے اس کو قرآن مجید کے ذریعہ سے ہدایت ہو جائے گی۔ اور جو اوباش طبیعت کا ہوگا۔ کہ جو دل چاہے کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا کوئی لحاظ ہی نہیں ہے۔ اس اوباش مزاج انسان کے لئے قرآن مجید کا نازل ہونا نہ ہونا برابر ہوگا۔ کیونکہ اس شخص کا مقصد زندگی فقط اپنی خواہشات پوری کرنا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا۔ یہاں تک متقین کے نصب العین اور قرآن مجید سے ان کے فائدہ اٹھانے کی بحث کی ہے۔ والحمد للہ علٰی ذالک۔

متقی کن چیزوں پر بن دیکھے ایمان لاتے ہیں

حدیث شریف میں ہے۔ "اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ۔" ترجمہ۔ یہ کہ تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی سب کتابوں پر اور اس کے سب رسولوں پر اور تو ایمان لائے آخرت کے دن پر اور تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اچھی تقدیر پر اور تکلیف دہ تقدیر پر سب اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

متقی مذکورۃ الصدر

صفات کو بن دیکھے مانتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں یعنی باقاعدہ بالالتزام پڑھتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔ اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ بھی کرتے ہیں

اور

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور جو آپؐ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے۔ سب کو مانتے ہیں۔ علاوہ ان مذکورۃ الصدر چیزوں کے قیامت آنے پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے ہاں ہدایت یافتہ ہیں۔

اور

انہیں صفات والوں کے لئے نجات ہے۔ بالفاظ دیگر جنت کا داخلہ ہے۔

برادران اسلام

اپنی موجودہ قوم مسلم کے حالات کا اندازہ کیجئے کہ کتنے لوگ ان صفات سے متصف ہیں جو نجات دلانے والی ہیں۔ یعنی دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچانے والی ہیں۔

برادران اسلام

یہ یاد رکھئے مسلمانوں کے سے نام مثلاً محمد الدین۔ اللہ رکھا وغیرہ نام رکھا لینے سے نجات نہیں ہوگی۔ مذکورۃ الصدر کاموں کے کرنے پر نجات ہوگی وما علینا الا البلاغ۔

دوسرا شاہد

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہی بہشتی ہیں۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیت کا حاصل یہ ہے کہ ایمان لانے اور عمل صالح کرنے پر جنت کا داخلہ موقوف ہے۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا کام نیک نہ کریں اور فقط مسلمانوں کا سا نام رکھوا لینے پر خوش نہ ہوں اللہ تعالےٰ کے ہاں نجات فقط کام پر موقوف ہے نہ کہ نام پر

تیسرا شاہد

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۖ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۵ پ ۸) ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی ہوگی۔ ہم اسے دور کر دیں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ (تعالیٰ) ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

چوتھا شاہد

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (سورۃ یونس ع ۳ پ ۱۱)

ترجمہ۔ جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور زیادتی بھی اور ان کے منہ پہ سیاہی اور رسوائی نہیں پڑھیگی وہ بہشتی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں رہتے وقت ہر شخص سے اس کے مناسب حال اور اپنی توفیق کے مطابق بھلائی ہی کی۔ قیامت کے دن اس بھلائی کا بدلہ بلکہ مزید براں اللہ تعالےٰ کی طرف سے انعام مزید ملے گا۔

پانچواں شاہد

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (سورہ البقرہ رکوع ۲۷۔ پ ۲)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا۔ نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں نے ایمان لانے کے بعد ہجرۃ اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے میں رحمت الٰہی حاصل کرنے کی جو امید رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی امید کو پورا کر دیا۔ اور انہیں بخش دیا۔

نمبر دوم

دوزخیوں کی علامات کے شواہد

پہلا شاہد

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (سورہ البقرہ ع ۴۔ پ ۱)۔

ترجمہ۔ اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے۔

یعنی

احکام الٰہی انہیں پہنچائے جائیں گے اور وہ لوگ ان کے ماننے سے انکار کریں گے اور آیات قرآنی کو جھٹلائیں گے ایسے لوگ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ اللھم اعذنا من عذاب جہنم۔

دوسرا شاہد

وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (سورہ البقرہ ع ۲۷۔ پ ۲)

ترجمہ۔ اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے۔ پھر کافر ہی مر جائے پس یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور وہی دوزخی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دعا

اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچائے۔ اسلام پر ہی جئیں اور اسلام پر ہی مریں۔

تیسرا شاہد

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا ۗ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۚ فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۳۸ پ ۳)

ترجمہ۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ نہیں اُٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی۔ کہ انہوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو پہلے لے چکا ہے۔ وہ اسی کا رہا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ اور جو کوئی پھر سود لے۔ وہی لوگ دوزخ والے ہیں اس

میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ کہ مسلمانوں پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے سود دینا اور لینا دونوں حرام ہیں

چوتھا شاہد

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ اسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُجۡرِمِیۡنَ ۝ لَهُمۡ مِّنۡ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنۡ فَوۡقِهِمۡ غَوَاشٍ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الظّٰلِمِیۡنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۵ - پ ۸) ترجمہ - بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا - اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا - ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے - یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے - اور ہم گنہگاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ کا بچھونا اور اوپر سے اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی آیات کی تکذیب کرنے والوں کے لئے جہنم کا داخلہ ہوگا۔ اور بہشت میں ہرگز نہیں داخل ہوں گے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا سب دوزخ سے ہوگا۔ جس طرح اونٹ کا سوئی کے نکے میں داخل ہونا ناممکن ہے اسی طرح ان جھٹلانے والوں کا جنت میں داخلہ ناممکن ہے اور ایسے ظالموں کو ایسی سزا ہی ملا کرتی ہے۔ اللهم لاتجعلنا منهم و ارحم علینا یا ارحم الراحمین بفضلک و کرمک و منک آمین یا اله العالمین -

پانچواں شاہد

وَ الَّذِیۡنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَةٍۢ بِمِثۡلِهَا ۙ وَ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ عَاصِمٍ ۚ کَاَنَّمَاۤ اُغۡشِیَتۡ وُجُوۡهُهُمۡ قِطَعًا مِّنَ الَّیۡلِ مُظۡلِمًا ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝ وَ یَوۡمَ نَحۡشُرُهُمۡ جَمِیۡعًا ثُمَّ نَقُوۡلُ لِلَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا مَکَانَکُمۡ اَنۡتُمۡ وَ شُرَکَآؤُکُمۡ ۚ فَزَیَّلۡنَا بَیۡنَهُمۡ وَ قَالَ شُرَکَآؤُهُمۡ مَّا کُنۡتُمۡ اِیَّانَا تَعۡبُدُوۡنَ ۝ فَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًۢا بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اِنۡ کُنَّا عَنۡ عِبَادَتِکُمۡ لَغٰفِلِیۡنَ (سورۃ یونس ع ۳ - پ ۱۱) ترجمہ - اور جنہوں نے برے کام کیے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ اور ان پر ذلت چھائے گی اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں - یہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے - پھر مشرکوں سے کہیں گے - تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو تو ہم ان میں پھوٹ ڈال دیں گے - اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے - سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے کہ ہمیں تمہاری عبادت کی خبر ہی نہ تھی -

حاصل

مشرکین کے معبود مشرکوں کو صاف کہیں گے کہ اللہ گواہ ہے - تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے - ہمیں تو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی - لہذا تمہیں اس خدا تعالےٰ کی عبادت کرنی چاہیئے تھی جو ہر ایک عابد کی عبادت سے باخبر رہتا تھا - اس لئے تم ہماری عبادت کرنے میں صاف گمراہی میں پڑے رہے - اللهم لا تجعلنا منهم

اسلام میں سلام کی تاکید

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اجازت لینے سے پہلے سلام نہ کرے اس کو (آنے کی) اجازت نہ دو۔ شعب الایمان

خطبہ یوم الجمعہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

کن لوگوں پر کن بد اعمالیوں کے باعث خدا تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے

اس کے شواہد

پہلا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ لا اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ ج وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ (سورۃ البقرہ ع ۱۹ پ ۲) - ترجمہ بیشک جو لوگ ان کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں - کہ ہم نے ان لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا - یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں - مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا - پس یہی لوگ ہیں کہ میں انکی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بڑا توبہ کرنے والا نہایت رحم والا ہوں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح اس پر حاشیہ لکھتے ہیں - اس سے مراد ہیں یہود کہ توراۃ میں جو آپ کی تصدیق تھی اس کو اور تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپاتے تھے اور جس نے غرض دنیا کے واسطے اللہ کے حکم کو چھپایا - وہ سب اس میں داخل ہیں -

لعنت کرنے والے یعنی جن و انس و ملائکہ بلکہ اور سب حیوانات کیونکہ ان کی حق پوشی کے وبال ہیں جب عالم کے اندر قحط، وبا اور طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے - اور سب ان پر لعنت کرتے ہیں -

دوسرا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ○ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ج لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ○ سورۃ البقرہ ع ۱۹ پ ۲) - ترجمہ - بے شک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے - تو ان پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی - وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے - ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا - اور نہ مہلت دیئے جائیں گے -

حاشیہ شیخ الاسلام

اس سے مراد ہیں یہود کہ توراۃ میں جو آپ کی تصدیق تھی اس کو اور تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپاتے تھے اور جس نے غرض دنیا کے واسطے اللہ کے حکم کو چھپایا - وہ سب اس میں داخل ہیں - لعنت کرنے والے یعنی جن و انس و ملائکہ اور سب حیوانات - کیونکہ انکی حق پوشی کے وبال ہیں جب عالم کے اندر قحط وبا طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے اور سب ان پر لعنت کرتے ہیں -

تیسرا شاہد

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ○ (سورۃ النساء ع ۱۳ پ ۵) ترجمہ - اور جو کوئی مسلمان کو جان کر قتل کر دے اسکی سزا دوزخ ہے - جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے - اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے -

مسلمان

کا فرض ہے کہ جب غصہ آئے اور کسی مسلمان کو قتل کرنے کیلئے ارادہ ہو جائے - تب اس آیت کا مفہوم سامنے رکھ لے کہ اس مقتول کو قتل کرنے سے مجھے یہ سزا ہوگی - جب اپنی موت کا یہ نقشہ سامنے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ طبیعت سنبھل جائیگی اور اغلب یہی ہے کہ قتل نہیں کریگا و ما علینا الا البلاغ

چوتھا شاہد

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ○ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ نَصِیْرًا ○ (سورۃ النساء ع ۸ - پ ۵) ترجمہ - کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا - جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا - وہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں سے یہ کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں - یہی وہ لوگ ہیں - جن پر اللہ کی لعنت ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کا کوئی مددگار نہیں پائیگا -

لعنت الٰہی

کا یہ نتیجہ ہے کہ باوجود کتاب الٰہی کے حامل ہونے کے پھر یہ رائے رکھتے ہیں کہ مسلمانوں سے کافر اچھے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

پانچواں شاہد

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ كَیْفَ یَشَآءُ وَلَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْیَانًا وَّكُفْرًا وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۹ پ ۶)۔ ترجمہ۔ اور یہود کہتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے۔ انہیں کے ہاتھ بند ہوں اور ان کو اس کہنے پر لعنت ہے۔ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح خرچ کرتا ہے۔ جو کلام تیرے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے۔ وہ ان میں سے اکثر لوگوں کی سرکشی اور کفر میں زیادتی کا باعث بن گیا اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے جب لڑائی کے لئے آگ سلگاتے ہیں تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے۔ یہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد مرحوم اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اہل کتاب کے قلوب ان کی شرارت، کفر و طغیان، بدکاری۔ حرامخوری وغیرہ کی ممارست سے اس قدر مسخ ہو گئے تھے کہ بارگاہ ربوبیت میں گستاخی کرنے سے بھی ان کو کچھ باک نہ ہوتا تھا۔ خداوند قدوس کا رتبہ انکے ہاں ایک معمولی حیثیت سے زیادہ نہ رہا تھا۔ حق تعالےٰ کی جناب میں بےتکلف ایسے واہی تباہی کلمات بک دیتے تھے جنہیں سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ کبھی یہ الفاظ منہ سے نکالتے۔ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ (خدا کا ہاتھ بند ہو گیا۔ اس سے مراد یا تو وہ ہی ہو گی۔ جو اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ سے تھی کہ خدا تعالےٰ معاذ اللہ تنگ دست ہو گیا۔ اس کے خزانہ میں کچھ رہا نہیں اور یا غَلِّ یَدٍ کنایہ بخل اور امساک سے ہو۔ یعنی تنگدست تو نہیں مگر آج کل بخل کرنے لگا ہے۔ والعیاذ باللہ) بہر حال کوئی معنی ہو۔ اس کلمۂ کفر کا منشا یہ تھا کہ جب تمرد و طغیان کی پاداش میں حق تعالیٰ نے ان ملاعین پر ذلت و نکبت، ضیق عیش، بد حالی اور تنگ میدانی مسلط فرما دی تو بجائے اس کے کہ اپنی سیہ کاریوں اور شرارتوں پر متنبہ اور نادم ہوتے۔ اُلٹے حق تعالےٰ کی جناب میں گستاخیاں کرنے لگے شاید یہ خیال ہوا ہوگا کہ ہم تو پیغمبروں کی اولاد بلکہ خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے تھے۔ پھر یہ کیا معاملہ ہونے لگا کہ آج بنی اسماعیل تو دنیا میں پھیلتے جا رہے ہیں۔ زمینی فتوحات اور آسمانی برکات ان پر کشادہ کر دی گئی ہیں اور ہم بنی اسرائیل کہ خدا صرف ہمارا اور ہم اس کے تھے اس طرح ذلیل و مغلوب اور تنگ حال ہو کر دربدر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ ہم تو وہی بنی اسرائیل کی اولاد اور اپنا ابناء اللہ و احباءہ آج بھی ہیں جو پہلے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس خدا کے ہم اولاد اور محبوب تھے (معاذ اللہ) اس کے خزانہ میں کمی آ گئی۔ یا آج کل بخل و امساک نے اس کا ہاتھ بند کر دیا ہے احمق اتنا نہ سمجھے کہ حق تعالےٰ کے خزائن تو لامحدود اور اسکے کمالات غیر متبدل اور غیر متناہی ہیں۔ اگر معاذ اللہ اس کے خزانہ میں کچھ نہ رہتا یا مخلوق کی تربیت و اعانت سے وہ ہاتھ کھینچ لیتا تو دنیا کا نظام کس طرح قائم رہ سکتا تھا۔ اور جو عروج و فروغ پیغمبر علیہ السلام اور ان کے رفقاء کا تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ یہ کس کے خزانے اور دست کرم کا رہین منت ہوتا لہذا تم کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کا ہاتھ بند نہیں ہوا۔ البتہ گستاخیوں اور شرارتوں کی نحوست سے خدا کی جو لعنت اور پھٹکار تم پر پڑی ہے اس نے تمہارے حق میں خدا کی زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی ہے اور آئندہ اور زیادہ تنگ ہونیوالی ہے اپنی تنگ حالی کو خدا کی تنگدستی سے منسوب کرنا تمہاری انتہائی سفاہت ہے* مولانا مرحوم کا حاشیہ یہاں ختم ہوا ہے

شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا حاشیہ

یہ یہود میں بولنا رواج تھا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہوا۔ یعنی ہم پر روزی تنگ ہوئی۔ یہ کفر کا لفظ ہے۔ فرمایا۔ کہ اللہ کا ہاتھ کبھی بند نہیں۔ دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ قہر کا اور مہر کا۔ تم پر اب قہر کا ہاتھ کھلا۔ مہر کا اوروں پر۔

اور فرمایا کہ اللہ نے ان میں اتفاق نہیں رکھا۔ جب آگ سلگاتے ہیں لڑائی کو یعنی فتنہ انگیزی کرتے ہیں کہ آپس میں سب کو ملا کر مسلمانوں سے لڑیں۔ وہ اللہ بجھا دیتا ہے۔ آپس میں پھوٹ جاتے ہیں۔

چھٹا شاہد

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِیْرًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ج لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۸ پ ۲۲)

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ مددگار جس دن ان کے منہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے

ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

ساتواں شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع، پارہ ۲۲)۔ تحقیق وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ ان پر اللہ نے دُنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان پر ذلت کا عذاب تیار کیا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔ اوپر مسلمانوں کو حکم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء کا سبب نہ بنیں۔ بلکہ انکی انتہائی تعظیم و تکریم کریں۔ جس کی ایک صورت صلوٰۃ و سلام بھیجنا ہے۔ اب بتلایا کہ اللہ اور رسول کو ایذا دینے والے دنیا و آخرت میں ملعون و مطرود اور سخت رسواکن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ کو ستانا یہی ہے کہ اس کے پیغمبروں کو ستائیں یا اس کی جناب میں نالائق باتیں کہیں۔

آٹھواں شاہد

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورۃ الفتح ع ۱۔ پ ۲۶۔) ترجمہ۔ اور تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔ جو اللہ کے بارے میں بُرا گمان رکھتے ہیں۔ انہیں پر بڑی گردش ہے۔ اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ منافق مرد اور عورتیں۔ مشرک مرد اور مشرک عورتیں چار قسموں کے لئے غضب الٰہی اور لعنت الٰہی اور دوزخ میں داخل ہونے میں ایک جیسے ہوں گے۔

منافق

وہ ہے کہ کسی دنیاوی مصلحت کی بنا پر مسلمان کہلاتا ہے۔ ورنہ دل میں کافروں کی طرح حقیقت میں کافر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے انجام کار میں دونوں ہی دوزخ میں داخل کئے جائیں گے اللہ تعالےٰ چونکہ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ ہر ایک شخص کو جانتا ہے۔ کہ یہ اصلی اور کھرا مسلمان ہے۔ یا بظاہر مسلمان اور دل میں بے ایمان ہے

نواں شاہد

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۵ پ ۸) ترجمہ۔ اور بہشت والے دوزخیوں کو پکاریں گے کہ ہم نے وعدہ سچا پایا جو ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا۔ آیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا وہ کہیں گے ہاں۔ پھر ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا۔ کہ ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے۔ اور آخرت کے منکر تھے۔ وما علینا الا البلاغ۔

مجلس میں کسی کو اس کی جگہ سے نہ ہٹائیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی ایسا نہ کرے کہ کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس جگہ بیٹھ جائے، بلکہ لوگوں کو چاہیے کہ (آنے والوں کیلئے) کشادگی اور گنجائش پیدا کریں۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

کون لوگ ہیں۔ جو ایسے کام کرتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی رحمت کو کھینچکر لائیں

اور

کون لوگ ہیں۔ جو ایسے کام کرتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے غصہ کو بھڑکائیں۔

عنوان کے پہلے حصہ کے شواہد

پہلا شاہد

قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o (سورہ المائدہ ع ۱۶ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ اللہ فرمائے گا۔ یہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئیگا ان کے لئے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان سے اللہ راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی بڑی کامیابی ہے ؛

حاشیہ شیخ الاسلام

مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ جو لوگ اعتقاداً اور قولاً اور عملاً سچے رہے ہیں جیسے حضرت مسیح علیہ السلام ان کو سچائی کا پھل آج ملے گا۔"

حاصل

جو لوگ دنیا میں واقع ہیں جو سچ ہے اس کے پابند رہے۔ ان کو سچ ہی بارگاہِ الٰہی میں عزت دلائیگا۔ مثلاً جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نہیں کہتے۔ بلکہ بندۂ خدا مانتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بندہ خدا اور مقرب الٰہی مانتے ہیں۔ اور آپ کو سچا رسول جانتے ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی میں ان کو قیامت کے دن شفیع (شفاعت کرنے والا) مانتے ہیں۔ جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جب دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ میں جاؤنگا۔ دربار الٰہی میں حاضر ہونے کی اجازت چاہونگا جب اجازت ہوگی۔ تب حاضر ہو جاؤنگا۔ جب اللہ تعالیٰ پر نگاہ پڑیگی تو سربسجود ہو جاؤنگا۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیگا مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دیگا۔ پھر فرمائیگا۔ اے محمدؐ سر اٹھا۔ اور تو کہہ تیری بات سنی جائے گی اور شفاعت کر۔ تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور مانگ۔ جو مانگے گا وہ تمہیں دیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں۔ پھر میں سر اٹھاؤنگا۔ پھر اپنے رب کے متعلق ثناء اور تحمید عرض کروں گا۔ جو اس وقت وہ ثناء اور تحمید اللہ تعالیٰ مجھے سکھائیگا۔ پھر میں شفاعت کرونگا۔ پھر میرے لئے حد بندی کر دی جائے گی (کہ اس قسم کے مجرموں کو دوزخ سے نکال کر لے آئے) پھر وہاں سے نکل کر باہر آؤں گا۔ پھر ان لوگوں کو دوزخ سے نکال کر لاؤں گا۔ اور انہیں بہشت میں داخل کروں گا۔ پھر اسی طرح آپ کو دوبارہ سہ بارہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں شفاعت کے لئے جانا پڑے گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں اور کوئی نہیں رہے گا۔ سوائے ان کے جنہیں قرآن نے اپنی مخالفت کے باعث دوزخ میں پہنچایا ہے۔ یعنی ان پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا لازم ہو چکا ہے۔

دوسرا شاہد

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o سورہ توبہ ع ۱۳ پ ۱۱۔

ترجمہ:۔ اور جو لوگ قدیم ہیں۔ پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ

کہلانے والے حضرات کا مقصد یہی ہے

کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پابند ہیں اور آپ کی مقدس جماعت صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کہلانے والے وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ والی جماعت ہیں۔

تیسرا شاہد

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ؗ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ مریم ع ۴ پ ۱۶

ترجمہ:۔ اور کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا ذکر بھی کر۔ بیشک وہ وعدہ کا سچا اور بھیجا ہوا پیغمبر تھا۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتا تھا۔ اور اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا۔

اس قسم کے واقعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس قسم کے واقعات اس لئے، شائع جاتے ہیں۔ تاکہ مسلمان ان واقعات کو سن کر انہیں حضرات کے نقش قدم پر چلیں اور مقبول بارگاہ الٰہی ہوں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

چوتھا شاہد

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۃ المجادلۃ ع ۳ پ ۲۸

ترجمہ:۔ آپ ایسی کوئی قوم نہیں پائینگے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار! بیشک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے حزب اللہ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن مجید کے جو مخالف ہیں۔ ان سے کسی قسم کے تعلقات نہیں رکھتے۔ اگرچہ ان کے باپ ہوں۔ یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں۔ واقعی یہ اپنوں سے بھی قطع تعلق کر لینا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مخالف ہوں یہ بڑی ہمت اور بہادری کی چیز ہے کیونکہ شیطان ان کے دل میں یہ ڈراونے دیگا۔ کہ جب تم برادری سے کٹ جاؤگے۔ تو بے یارو مددگار ہو جاؤگے اگر تمہاری اولاد ہے تو نہ کوئی تمہارے بیٹوں کو رشتے دیگا اور نہ بیٹیاں کوئی لیگا۔ وہ ایسے بہادر ہوں گے۔ کہ یہ ڈراوے ان کے دل پر ذرا اثر نہیں ہونے دیں گے وہ یہ خیال کریں گے کہ اگر تقدیر میں اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کے لئے کوئی لڑکی لکھی ہے۔ تو اور کوئی لے جا ہی نہیں سکتا۔ اور بیٹی کے لئے اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی خاوند تقدیر میں تجویز کیا ہوا ہے۔ تو اسے اور کوئی رشتہ سوائے میری بیٹی کے پسند ہی نہیں آئے گا حزب اللہ کے افراد کی اس توکل کا کوئی جواب کسی کے پاس نہیں ہو گا۔

نتیجہ

یہ ہوگا کہ حزب اللہ کا ایمان بھی سلامت رہیگا۔ ان سے اللہ تعالےٰ بھی راضی رہیگا۔ اور ان کے سب کام تقدیر الٰہی کے موافق ہو کر رہینگے وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ۔

پانچواں شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

سورۃ البینۃ ع ۱ پ ۳۰

ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے لئے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہینگے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے ؏

سبحان اللہ!

ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے پابند لوگوں کو اللہ تعالیٰ کیا کیا خوشخبریاں سنا رہا ہے۔ پہلی خوشخبری تو یہ ہے کہ انہیں خیر البریہ کا لقب عطا فرمایا ہے۔ یعنی سب مخلوقات میں سے بہترین آدمی ہیں۔ دوسری خوشخبری یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بہشت میں رہینگے۔ تیسری خوشخبری جو انہیں سنائی گئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

اللھم اجعلنا منھم

عنوان کے دوسرے حصّے

کے شواھد

پہلا شاہد

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ۝ سورہ المائدۃ ع ۱۲ پ ۶

ترجمہ :- اے ایمان والو۔ ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ۔ ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ۔ اور کافروں کو۔ اور اللہ سے ڈرو ۔ اگر تم ایماندار ہو ۔

حاصل

جو لوگ تمہارے دین پر مذاق اڑاتے ہیں ۔ مثلاً یہود یا نصاریٰ یا مطلق کافر جو اسلام تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اگر تم ایماندار ہو۔ تو خدا سے ڈرو ۔ اور انہیں اپنا دوست مت سمجھو۔ کیونکہ وہ جب تمہیں گمراہ سمجھتے ہیں تو تمہارے مخلص دوست کب بن سکتے ہیں ۔ ہاں۔ اگر دوستی کا اظہار کریں گے ۔ تو وہ مخلصانہ نہیں بلکہ منافقانہ ہو گی وما علینا الا البلاغ

دوسرا شاہد

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝ سورہ النساء ع ۹ پ ۵

ترجمہ :- اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے ۔ اس کی سزا دوزخ ہے ۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے ۔ مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی سزا دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس قاتل پر اللہ تعالے کا غضب ہے ۔ یعنی اللہ تعالے کو اپنا ہر بندہ اتنا پیارا ہے ۔ کہ ناحق قتل کرنے والے کی سزا ہمیشہ کا دوزخ رکھی ہے ۔ اور اس پر اللہ کا غضب ہے ۔

تیسرا شاہد

وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ سورۃ الفتح ع ۱ پ ۲۶

ترجمہ :- اور تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے ۔ جو اللہ کے بارے میں برا گمان رکھتے ہیں انہیں ہر بری گردش ہو اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت کی۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

منافق اور مشرک میں فرق

منافق اصل میں کافر ہی ہوتا ہے ۔ مگر کسی دنیاوی مصلحت کی بناء پر اسلام کا اظہار کرتا ہے ۔ جیساکہ قرآن شریف کی سورۃ بقرہ کے رکوع ۲ میں منافقین کا بیان مذکور ہے ۔ وہ ملاحظہ ہو ۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ ط قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝

ترجمہ :- اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں (یعنی جب ہم مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں یہ ہنسی سے کہتے ہیں گویا کہ اصل تو منافق کافروں کی جماعت میں ہیں ۔ مسلمانوں سے ہنسی کرتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔ اور مشرک وہ ہے جو کھلم کھلا عبادت غیر اللہ کی کرتا ہے ۔ مثلاً سجدہ کرنا عبادت ہے ۔ سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد)؟

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے ۔

جب

جب نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنیوالوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت فرما رہے ہیں تو کیا اس حدیث شریف کے سننے کے بعد کوئی شخص کسی ولی کی قبر پر سجدہ کر سکتا ہے کیونکہ ولی تو درجہ میں نبی کے بعد ہوتا ہے ۔ لہذا ولی کی قبر پر سجدہ کرنا بطریق اولیٰ گناہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ المبین

چوتھا شاہد

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ سورہ قمر ع ۱ پ ۲۷

ترجمہ :- اور ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا ۔ جو ہماری عنایت سے چلتی تھی ۔ یہ اس کا بدلہ تھا ۔ کہ جس کا انکار کیا گیا تھا ؛

شیخ الاسلام کا حاشیہ !

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی بےقدری کی ۔ اور اللہ کی باتوں کا انکار کیا ۔ یہ اس کی سزا ملی ؛

پانچواں شاہد

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَیَحْلِفُوْنَ عَلَی الْكَذِبِ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا ط اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ سورۃ مجادلہ ع ۳ پ ۲۸

ترجمہ :- کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے دوستی کر رکھی ہے جن پر اللہ کا غضب ہے نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بیشک وہ بہت ہی برا ہے ۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں ۔

حضرت شیخ الاسلام کے حواشیؒ

یعنی منافق نہ پوری طرح تم مسلمانوں میں

شامل۔ کیونکہ دل سے کافر ہیں۔ اور نہ پوری طرح ان میں شریک کیونکہ بظاہر زبان سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے۔
مذبذبین بین ذٰلك لا الیٰ هٰؤلاء ولا الیٰ هٰؤلاء۔

نمبر ۲

یعنی بے خبری اور غفلت سے نہیں جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ مسلمان سے کہتے ہیں۔ انهم لمنكم۔ کہ وہ تم میں سے ہیں اور تمہاری طرح سچے ...... ایماندار ہیں۔ حالانکہ ایمان سے کوئی دُور کی نسبت بھی نہیں۔

نمبر ۳

جس کو دوسری جگہ فرمایا ......
ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار (نساء رکوع نمبر ۲)
ترجمہ:۔ تحقیق منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے +

نمبر ۴

یعنی خواہ ابھی ان کو نظر نہ آئے لیکن نفاق کے کام کر کے وہ اپنے حق میں بہت بڑا بیج بو رہے ہیں ـــ !
اللّٰھمّ اجعلنا من اصحٰب الجنۃ یا ارحم الرّاحمین بفضلك ومنك۔

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اپنی بیٹی کے استقبال کا انداز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے شکل و صورت، سیرت و عادت اور چال ڈھال میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ آپ کے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔ جب وہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس آتیں تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جوشِ محبت سے) کھڑے ہو کر ان کی طرف بڑھتے۔ ان کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیتے اور اس کو چومتے اور اپنی جگہ پر ان کو بٹھاتے۔ اور جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لئے کھڑی ہوجاتیں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا دستِ مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیتیں، اس کو چومتیں اور اپنی جگہ پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو بٹھاتیں۔

سنن ابوداؤد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۶۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد!

گذشتہ اُمّتوں کی تباہی کا باعث فقط اپنے نبی کی مخالفت ہی تو تھا

اُس کے شواھد

پہلا شاہد

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو دعوت دینا

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:- البتہ تحقیق ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اُس نے کہا۔ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السّلام کو سردارانِ قوم کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:- اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

سرداران قوم کے اعتراض کا حضرت نوح علیہ السّلام کی طرف سے جواب

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:- فرمایا۔ اے میری قوم! میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

کس کام کے لئے بھیجا گیا ہوں

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:- تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے۔

کیا تمہیں اس بات کا تعجب ہوا

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:- کیا تمہیں اس بات کا تعجب ہوا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

بالآخر نتیجہ یہ نکلا

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:- پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

نبی کی مخالفت

اپنے وقت کے نبی کی مخالفت کرنیکا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے اس پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا اور جھٹلانے والوں کو تباہ و برباد کیا۔ بلکہ صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان بھی مٹا دیا۔

عبرت

اے مسلمان کہلانے والو! جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نبی مان چکے ہو۔ اگر اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے ہوئے پیغام یعنی قرآن مجید کی مخالفت کروگے۔ تو تم بھی حضرت نوح علیہ السلام کی امت کی طرح تباہ کرنے کے قابل ہو جاؤگے۔

ایک فرق

ہاں گذشتہ امتوں اور اس امّت میں یہ فرق ہے۔ کہ وہ سارے کے سارے بجز چند افراد معدودہ کے گمراہ ہو جاتے تھے۔ اور اس امت میں اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بہتّر فرقے گمراہ ہو جائیں گے۔ لیکن ایک فرقہ مسلمانوں کا حق پر رہے گا۔ اور اس فرقہ کی برکت سے قرب قیامت تک عام عذاب نہیں آئے گا۔ اور جب وہ فرقہ ختم ہو جائے گا۔ تب قیامت آ جائیگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت تب آئے گی جب زمین میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اور سب کی زندگی گدھوں کی سی ہو جائے گی۔ وما علینا الا البلاغ

دُوسرا شاہد

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ:- اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا- فرمایا- اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو- اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں- سو کیا تم ڈرتے نہیں-

سرداران قوم کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ:- اس کی قوم کے کافر سردار بولے- ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں-

حضرت ہود علیہ السلام کا سرداران قوم کو جواب

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ:- فرمایا- اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں- اور لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں

حاصل

کہ میں اپنی طرف سے تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا- بلکہ رب العالمین کا پیغام پہنچانے کے لئے مجھے اللہ تعالےٰ نے بھیجا ہے- اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں-

کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ط (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ:- کیا تمہیں تعجب ہوا- کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی- تاکہ تمہیں ڈرائے-

خدا تعالیٰ کا احسان یاد کرو

کہ قوم نوح علیہ السلام کے بعد تمہیں دنیا میں بھیجا

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ج فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف- رکوع ۹- پارہ ۸)

ترجمہ:- اور یاد کرو- جبکہ تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا- اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا- سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو- تاکہ تم نجات پاؤ-

تو چاہتا ہے کہ ہم ایک خدا کی عبادت کریں اور باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ج (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ:- انہوں نے کہا- کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے- کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں- اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے، انہیں چھوڑ دیں-

ہم تو بت پرستی نہیں چھوڑیں گے

تو خدا تعالےٰ سے کہہ کر ہم پر عذاب الہٰی لا-

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ:- پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے- وہ لے آ- اگر تو سچا ہے-

پھر عذاب الہٰی آیا

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ○ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ:- اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی- اگر تو موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا- کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے-

حاصل

یہ ہے کہ اتنے بڑے قوی ہیکل جوان اللہ تعالےٰ کے عذاب سے اس کے نبی ہود علیہ السلام کی مخالفت کے باعث ملیا میٹ کر دیئے گئے- فاعتبروا یا اولی الابصار-

تیسرا شاہد

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ط هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- اور ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالحؑ کو بھیجا- فرمایا- اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو- اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں- تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے- یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے- سو اسے چھوڑ دو- کہ اللہ کی زمین میں کھائے- اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ- ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا-

حاصل

یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں- اور فرماتے ہیں کہ یہ اونٹنی تمہارے حق میں امتحان ہے- اس کو کچھ نہ کہو- اللہ تعالےٰ کی زمین میں چرے، پھرے- اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا- ورنہ تمہیں دردناک عذاب ہو گا-

اے میری قوم اللہ تعالےٰ کا احسان یاد کرو

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ج فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- اور یاد کرو- جبکہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں جگہ دی- کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو- سو اللہ کے احسان یاد کرو- اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو-

منکرین کا انکار اور مستضعفین کا اقرار

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ط قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ

اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا بِالَّذِيٓ اٰمَنْتُم بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○
فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ
وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ
كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○
(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا- جو ایمان لا چکے تھے- کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے- انہوں نے کہا- جو وہ لے کر آیا ہے- ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں- متکبروں نے کہا- جس پر تمہیں یقین ہے- ہم اسے نہیں مانتے پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی- اور کہا- اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا- اگر تو رسول ہے- پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا- پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے-

پیغمبر وقت

کی مخالفت کا یہ نتیجہ نکلا- کہ سب عذاب الٰہی سے ایک رات میں تباہ کر دیئے گئے- فاعتبروا یا اولی الابصار-

تینوں قوموں کے مذکورۃ الصدر واقعات

سے ہر شخص کو بآسانی یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے- کہ اپنے نبی کی مخالفت کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بھڑکتا ہے- کہ اس قوم نے اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر کی قدر نہیں کی- یعنی اس کی دی ہوئی ہدایات سے لاپرواہی برتی- اس پر اللہ تعالیٰ کو غصہ آیا- اور وہ قوم صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئی-

عبرت

مسلمانوں کو اس سے یہ عبرت حاصل ہونی چاہیئے- کہ ان کی طرف بھیجے ہوئے نبی یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جو متعلقہ اصلاح امت ہیں- تاکہ ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے- ہمارے اسلاف یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اسکی رضامندی کا تمغہ لیا ہوا ہے- چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:-

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ ... لِلنَّاسِ-

ترجمہ:- جتنی امتیں پیدا کی گئی ہیں- تم ان میں سے سب سے بہتر ہو-

ہمارا فرض

ان اسلاف حضرات (صحابہ کرامؓ) کے اخلاف ہم ہیں- ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنا معمول بنانا چاہیئے- تاکہ ہم بھی اپنے اسلاف (صحابہؓ کرام) کے زمرہ میں شامل ہو سکیں- علیٰ ہذا القیاس ہماری ماؤں بہنوں کو صحابیات کا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے- تاکہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ اس مقدس گروہ میں شامل کرلے- آمین یا الہ العالمین- وما علینا الّا البلاغ- واللہ یھدی من یّشاء الیٰ صراط مستقیم-

برادرانِ اسلام کی خدمت میں

ایک ضروری عرض

عرض یہ ہے کہ پیغمبر کی مخالفت کی دو قسمیں ہیں- پہلی مخالفت لفظی جس طرح پہلی امتوں کے قصے آپ سُن چکے ہیں- کہ پیغمبر نے جو کچھ فرمایا- صاف کہہ دیا- کہ ہم نہیں مانتے- یہ تو مخالفت لفظی ہے- اور دوسری مخالفت معنوی ہے- وہ یہ ہے- کہ مُنہ سے اقرار تو کر لیا- کہ ہم مانیں گے- مگر عمل نہ کیا- اس مخالفت معنوی میں سب وہ قسمیں مسلمانوں کی آتی ہیں کہ قرآن مجید اور حدیث رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا تو کہا- مگر اس پر عمل نہ کیا- مثلاً وہ مسلمان جو مسلمان تو کہلائے- مگر نماز نہ پڑھے- مسلمان تو کہلائے- مگر روزوں کے مہینہ میں روزہ نہ رکھے اور دن کو کھائے پیئے- مسلمان تو کہلائے- مگر سال ختم ہونے پر بھی اپنے مال کی زکوٰۃ نہ نکالے- مسلمان تو کہلائے- لیکن حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنے جائے-

نوکر تو آپ کا کہلائے
مگر آقا کا حکم بجا نہ لائے

گذشتہ چیزوں کی مثال اس عنوان سے سمجھ لیجئے- کہ ایک شخص آپ کا نوکر تو کہلائے- اور ہر ماہ تنخواہ لے جائے- مگر جو آپ کہیں وہ کرنے نہ پائے- کیا اس نوکر کی آپ کے ہاں کوئی عزت ہو گی- کیا اس نوکر کو آپ نمک حرام نہیں کہیں گے-

وما علینا الّا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۶۰ء

از ———— جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ

گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

اگر تو مرتبوں کی حفاظت نہیں کریگا۔ تو کافر ہو جائے گا

مراتب

پہلا مرتبہ

رب العالمین احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و عز اسمہٗ کا۔

دوسرا مرتبہ

حضرات انبیاء علیہم السلام کا۔

تیسرا مرتبہ

متبعین انبیاء علیہم السلام کا۔

پہلے مرتبہ کے شواہد

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ ۬ؕ ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیرا اور اجالا بنایا۔ پھر بھی یہ کافر اوروں کو اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین کو بنایا ہے پھر کافر اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو شریک بنا لیتے ہیں۔ مثلاً مجوس دو خدا تعالیٰ مانتے ہیں۔ ایک خالق خیر، جسے یزدان کہتے ہیں۔ اور دوسرا خالق شر، جسے اہرمن کہتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے یہ بات بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا خالق ہے۔ شر کو اس واسطے پیدا کیا ہے کہ اپنے بندوں کو آزمائے۔ تاکہ وہ خیر کے پابند ہوتے ہیں۔ یا نہیں اور شر کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ خدا کے خوف سے شر کے مرتکب نہیں ہوتے۔

دوسرا شاہد

ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَہٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ اللہ وہی ہے۔ جس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔ پھر ایک وقت مقرر کیا اور اس کے ہاں ایک مدت مقرر ہے۔ تم پھر بھی شک کرتے ہو۔

پھر تاکید فرمادی

کہ تمہارا معبود حقیقی وہی ہے۔ جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر تمہارے لئے دنیا میں رہنے کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، نہ کہ انسان کی اپنی طرف سے۔ یہ فیصلہ شدہ واقعات ہیں۔ پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

تیسرا شاہد

وَہُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الۡاَرۡضِ ؕ یَعۡلَمُ سِرَّکُمۡ وَجَہۡرَکُمۡ وَیَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُوۡنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ اور وہی ایک اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔ تمہارے پچھے اور ظاہر سب حال جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، سب جانتا ہے۔

حاصل

اسی کی خدائی آسمانوں اور زمین میں بھی ہے۔ اور وہ تمہارے سب حال جانتا ہے۔ خواہ وہ چھپے ہوئے ہوں یا ظاہر ہوں۔

چوتھا شاہد

وَہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ وَیَوۡمَ یَقُوۡلُ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۬ؕ قَوۡلُہُ الۡحَقُّ ؕ وَلَہُ الۡمُلۡکُ یَوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ ؕ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ ؕ وَہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۹ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ اور وہی ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے۔ اور جس دن کہے گا۔ کہ ہو جا۔ تو وہ ہو جائے گا۔ اس کی بات سچی ہے۔ جس دن صور میں پھونکا جائیگا تو اسی کی بادشاہی ہو گی۔ چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کو فقط اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بنایا ہے۔ (شیخ الاسلام کا حاشیہ) حاشیہ مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ جس دن فرمائے گا۔ کہ ہو جا تو ہو جائے گا۔ اس سے مراد حشر ہے۔ یعنی جس دن اللہ تعالیٰ حکم دے گا۔ کہ حشر ہو جا۔ تو اسی دن ہو جائے گا۔

پانچواں شاہد

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعۡبُدُوۡہُ ۚ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ ۝ لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ ۫ وَہُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَ ۚ وَہُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے

اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ اُسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ تمہارا رب فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی ہر چیز کا بنانے والا ہے۔ اس لئے فقط اسی کی عبادت کرو۔ اور وہی ہر چیز کا کارساز ہے۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

چھٹا شاہد

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ط۔ سورۃ الانبیاء پ۱۷ ع۳

اور وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے۔ سب اپنے اپنے چکر میں پھرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ رات اور دن کو بنانیوالا اور سورج اور چاند کو بنانے والا وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے ۔

ساتواں شاہد

اَلَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ سورہ الملک پ۲۹ ع۱

ترجمہ:- جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ کہ تم میں سے کس کے کام اچھے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ موت اور زندگی اس نے بنائی ہے۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ کہ کون آدمی دنیا میں اچھے کام کرکے آتا ہے اور کون بُرے کام کرتا ہے۔

دوسرا مرتبہ

حضرات انبیاء علیہم السلام کا

اسکے شواھد

پہلا شاہد

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ط قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝

سورہ الانعام ع۱۶ پ۸

ترجمہ:- اے جنّوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی سے رسول نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے۔ اور اس کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے۔ ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ دیا ہے۔ اور اپنے اوپر ہی گواہی دینگے کہ وہ کافر تھے ۔

حاصل

خدا تعالےٰ کے وہ بندے (مرد ہوں۔ یا عورت) جو دنیا میں پیغمبروں کی تعلیم کے مخالف تھے۔

قیامت کے دن اپنے نفسوں کے خلاف شہادت دیں گے۔ ہم نے غلطی کی کہ پیغمبروں کی بات نہ مانی۔ لیکن اس اقرار سے کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتے تھے کہ دنیا میں رہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فرامین کو مانیں۔ اور اپنی اصلاح کریں۔

دوسرا شاہد

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

سورہ الانعام ع۵ پ۷

ترجمہ:- اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجا کرتے ہیں۔ کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کرے۔ سو ان پر کوئی ڈر نہ ہو گا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ انہیں عذاب پہنچیگا۔ اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

حاصل

یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی معرفت جو ہدایت کا پیغام آیا۔ جنہوں نے اس کی قدر کی اور اپنی اصلاح کر لی ان پر بارگاہِ الٰہی میں جاتے ہوئے کوئی خوف نہیں ہو گا اور جنہوں نے ان احکام الٰہی کو جھٹلایا۔ انہیں جھٹلانے کے باعث عذاب الٰہی میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

تیسرا شاہد

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ س النساء ع۹ پ۵

ترجمہ:- اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے اور جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔ تیرے پاس آتے۔ پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی معافی کی درخواست کرتا۔ تو یقیناً یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ جب انسان گناہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے معافی مانگے۔ تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے ہاں اگر مرنے کے بعد معافی مانگے۔ تو معافی نہیں ملتی۔ وماعلینا الا البلاغ

چوتھا شاہد

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ط وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (الاٰیۃ سورہ الرعد ع۶ پ۱۳)

ترجمہ اور البتہ تحقیق ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے۔ اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔ اور کسی رسول کے اختیار میں نہ تھا کہ وہ

اللہ کے حکم کے سوا کوئی معجزہ لاتا۔ ہر زمانہ کے مناسب احکام ہوتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے بھی کئی نبی بھیجے ہیں اور ان کی بیویاں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔ لہٰذا آپ کا متاھل ہونا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

پانچواں شاہد

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْــَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ

سورہ البقرہ ع ۱۴ پ ۱

ترجمہ بیشک ہم نے تمہیں سچائی کیساتھ بھیجا ہے۔ خوشخبری سنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے اور تم سے دوزخیوں کے متعلق باز پرس نہیں ہو گی۔

یعنی

آپ نے تو احکام الٰہی پہنچا دیئے ہیں اب بھی جو شخص معلوم ہونے کے بعد سیدھے راستہ پر نہ چلے۔ اور دوزخ میں جائے۔ تو آپ پر کوئی الزام نہیں ہے۔

تیسرا مرتبہ

متبعین انبیاء علیہم السلام کا

اسکے شواھد

پہلا شاہد

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ بقرع ا پ ۱

ترجمہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو اب سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

پرہیزگار

فارسی زبان کا لفظ ہے اس کی معنی پہلے سمجھ لیجئے۔ پھر ان مذکورۃ الصدر آیات کا مطلب صحیح سمجھ میں آئے گا پرہیزگار ہمیشہ اس چیز کا لحاظ رکھتا ہے کہ خدانخواستہ مجھ سے کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے کہ میرا خدا مجھ سے ناراض ہو جائے۔ جب ایسے خدا تعالیٰ سے ڈرنے والے بندوں کو ایسا دستور العمل مل جائیگا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور پیغمبر خدا نے انہیں پہنچایا ہے وہ پرہیزگار حضرات بصد خوشی اس دستور العمل کو بسر و چشم اس کو قبول کرینگے۔ کہ ہم تو خود چاہتے تھے۔ کہ دستور العمل ہمیں ملے۔ جس پر عمل کرنے سے خدا تعالیٰ راضی ہو جائے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اللہ تعالےٰ نے ایسا دستور العمل خود ہی تجویز کر کے ہمیں بھیجدیا۔

ایسے پرہیزگاروں کی

کیا صفات ہونگی جو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ ایمان بالغیب اقامۃ الصلوٰۃ انفاق فی سبیل اللہ۔ اس چیز پر ایمان لانا جو آپ کی طرف خدا تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اور ان تعلیمات پر بھی ایمان لانا جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین پر نازل فرمائی ہیں۔ اور قیامت کی آمد پر یقین رکھنا۔ جہاں ہر نیک و بد کو اپنے اعمال کی جزاء و سزا ملے گی۔

دوسرا شاہد

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْھٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَـبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ الاعراف ع ۱۹ پ ۹

ترجمہ:۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور برے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

تیسرا شاہد

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

سورۃ الانفال ع ۱ پ ۹۔

ترجمہ:۔ ایمان والے وہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے۔ تو ان کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں۔ تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء

از :— جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ج

(الآیۃ سورۃ الحشر رکوع ۱)

(ترجمہ) :—

اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

قسط اوّل

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ پر شواہد

پہلا شاہد

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَھُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ۔ (رواہ مسلمؒ)

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک مٹا دیتے ہیں ، ان گناہوں کو جو اُن کے درمیان ہوتے ہیں جب کہ گناہِ کبیرہ نہ کیے گئے ہوں۔

یعنی

ہر دوسری نماز پہلی نماز کے بعد جو گناہ کئے تھے ، وہ معاف کرا دیتی ہے ۔ بشرطیکہ گناہِ کبیرہ نہ کرے۔

دوسرا شاہد

عَنْ عُبَادَۃَ ابْنِ الصَّامِتِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَھُنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَھُنَّ وَصَلَّاھُنَّ لِوَقْتِھِنَّ وَاَتَمَّ رُکُوْعَھُنَّ وَخُشُوْعَھُنَّ کَانَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَھْدٌ اَنْ یَّغْفِرَ لَہٗ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلَیْسَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَھْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَہٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَہٗ۔ (رواہ احمدؒ)

ترجمہ: عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالے نے فرض کیا ہے ۔ پس جس شخص نے ان نمازوں کے لئے اچھی طرح وضو کیا ۔ ان کے وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع خوبی کے ساتھ ادا کیا ۔ اور حضور قلب کے ساتھ نماز کو ادا کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے اور جو ایسا نہ کرے ۔ اس کے لئے خدا تعالے کا کوئی وعدہ نہیں ، وہ چاہے تو اس کو بخش دے اور چاہے عذاب دے۔

تیسرا شاہد

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : صَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَھْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا ذَا اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ۔ (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ: ابی امامہؓ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ، پانچ نمازیں پڑھو اور مہینہ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو تو تم اپنے رب کی بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔

بہشت میں داخل ہونے کی یہ شرائط معلوم ہوئیں :

کہ انسان پانچ وقت[1] نماز پڑھے ۔ اور رمضان[2] مبارک کے روزے رکھے اور[3] زکوٰۃ ادا کرے اور مسلمان[4] حاکم کے احکام کی تعمیل کرے۔

گزشتہ حدیث شریف میں حج کا ذکر نہیں ہے ۔ شاید یہ اس وقت کا ارشاد ہو جب ابھی حج کرنے کا حکم نہ نازل ہوا ہو۔

چوتھا شاہد

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَھَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَھَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتَ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ۔ (رواہ احمدؒ)

ترجمہ: ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز سردی کے موسم میں جب درختوں کے پتے گر رہے تھے ۔ پس آپؐ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں اور ان دونوں سے پتے گرنے لگے ۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ ! ابو ذر نے عرض کیا یا رسول اللہ ! حاضر ہوں ۔ آپؐ نے فرمایا جب بندہ مسلمان خالص اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔

با نصیب

وہ مسلمان مرد اور عورتیں ! جو اپنے گناہوں کو اس طرح معاف کرا لینے کے آسان ترین

فعل سے بھی گھبرائیں اور نماز نہ پڑھیں حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی سزا دوزخ ہے کہ بے نماز مرد اور عورتیں کتنے بدنصیب ہیں کہ معمولی سی تکلیف کر کے بھی جنت کا ٹکٹ نہ خریدیں اور بے نماز رہنے کے باعث دوزخ میں جائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

پانچواں شاہد

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهُ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ۔

(رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ تحقیق کہ آپؐ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جو شخص نماز پر حفاظت کرتا ہے تو یہ نماز اُس کے لئے نور کا سبب ہوگی (یعنی، کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ ہوگی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہ کرے، اس کے لئے نہ تو نور کا سبب ہوگی اور نہ کمال ایمان کا اور نہ ذریعہ بخشش کا۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔

برادرانِ اسلام!

گزشتہ حدیث شریف کو آنکھیں کھول کر اور کانوں کو متوجہ کر کے بار بار پڑھو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ بے نماز کے لیے قیامت کے دن نہ نور نصیب ہوگا۔ نہ اس میں ایمان کا کمال پایا جائے گا اور نہ اس کے پاس ذریعہ بخشش کا ہوگا اور بے نماز قیامت کے دن ان کافروں کے ساتھ محشر میں اٹھایا جائیگا۔ قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ جب ان کا ساتھ ہوگا تو جہاں وہ کافر جائیں گے، یعنی دوزخ میں، وہیں یہ بے نماز بھی ان کے ساتھ دوزخ میں جائیگا۔ پھر کلمہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کی برکت سے آپؐ شفاعت فرمائیں گے تب دوزخ سے نکل کر باہر آئیں گے۔ پھر اس شفاعت کی کوئی میعاد مقرر نہیں ہے کہ اتنی مدت تک ہو جائے گی۔ یہ میعاد فقط اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔

اَے بے نماز!

میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں یہ حالات پیش کر رہا ہوں تاکہ تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پر یہ الزام نہ لگا سکو کہ اے اللہ! ہمیں تو ان باتوں کا دنیا میں علم ہی نہیں ہوا، جو اب بے نماز ہونے کی وجہ سے پیش آ رہی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں قیامت کے دن یہ عذر پیش کرو کہ یا رسول اللہؐ! ہمیں تو آپ کے کسی خادمِ دین نے یہ باتیں بتلائی ہی نہیں تھیں۔

چھٹا شاہد

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهِ اَنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ اَنَّ صَلٰوةَ الظُّهْرِ اَنْ كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُّشْتَبِكَةٌ۔ (رواہ مالک)

ترجمہ: عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے عاملوں (حاکموں) کو یہ لکھا کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے اہمّ نماز ہے۔ پس جس نے محافظت کی نماز کی، اور محفوظ رکھا اس کو۔ اس نے محافظت اپنے دین کی کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا پس وہ ضائع کرنے والا ہے، بہت اس چیز کو جو نماز کے سوا ہے اس کے بعد عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ نماز ظہر کی پڑھو جب سایہ اصلی مثل ایک ہاتھ ہو اور اس وقت تک جب کہ تمہارا سایہ تمہارے قد کے برابر ہو اور عصر کی نماز اُس وقت تک پڑھو جب کہ آفتاب، اونچا سفید اور صاف ہو (یعنی سورج ڈوبنے میں اتنا وقت ہو) کہ آدمی سورج ڈوبنے سے پہلے چھ میل یا نو میل طے کر سکے اور مغرب کی نماز سورج غروب ہو جانے کے بعد پڑھو اور عشاء کی نماز پڑھو، جب کہ شفق جاتی رہے، تہائی رات تک۔ پس جو شخص کہ سو جائے (عشاء پڑھنے سے پہلے) اس کی آنکھیں نہ سوئیں پس جو شخص سو جائے (عشاء پڑھنے سے پہلے) اس کی آنکھیں نہ سوئیں اور صبح کی نماز پڑھو، جب ستارے ظاہر ہوں، گھرے شدہ۔

ساتواں شاہد

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِيْنُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهُ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ۔ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا

إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَاحِدًا تَطَأُهُ بِأَخْفَافِهَا وَ تَعُضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ آخِرُهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَ إِمَّا إِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَ لَا جَلْحَاءُ وَ لَا عَضْبَاءُ تَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَ تَطَأُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَ إِمَّا إِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ فَالْخَيْلُ ثَلٰثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَ هِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَ فَخْرًا وَ نِوَاءً عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَ أَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَ أَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَ أَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ وَ رَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَ كُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَ أَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا يَقْطَعُ طُوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَ أَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَ لَا يُرِيْدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص سونے یا چاندی کا مالک ہو اور وہ اس کے حق کو نہ ادا کرے (یعنی زکوٰۃ نہ دے) تو قیامت کے دن اس کے لئے اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ جن کو آگ میں تپایا جائیگا اور ان تختیوں سے اس کے پہلوؤں اور پیشانی اور پشت پر داغ دیا جائیگا اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ تو پھر دوزخ کی آگ میں گرم کیا اور تپایا جائے گا۔ اور پھر داغ دیا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا اور یہ دن جس دن ایسا کیا جائیگا۔ اتنا بڑا ہو گا۔ جس کی مقدار دُنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کا حساب و کتاب ختم ہو جائیگا اور جنّت میں جانے والوں کو جنّت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سُن کر آپ سے پوچھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ (یہ حکم زر نقد کا ہے) اونٹوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا اونٹوں والا بھی اگر اونٹوں کا حق (زکوٰۃ) نہیں ادا کرے گا۔ اور اونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز ان کو پانی پلایا جائے۔ ان کا دودھ دوہا جائے۔ (اور مسکینوں کو پلایا جائے) تو قیامت کے دن اونٹوں کے مالک کو مونہہ کے بل اوندھا اونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں ڈالا جائے گا۔ اور اس کے سارے اونٹ معہ بچوّں کے وہاں موجود ہوں گے۔ یعنی تعداد میں پورے ہونگے اور اونٹوں کا مالک ان میں سے ایک کو بھی کم نہ پائے گا۔ یہاں تک کہ ایک بچّہ بھی کم نہ ہو گا۔ اور یہ اونٹ اور بچّے جو خوب موٹے ہوں گے اپنے پاؤں سے اپنے مالک کو روندیں اور کچلیں گے۔ اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے اور جب ان اونٹوں کی ایک قطار روند کر کچل کر اور کاٹ کر چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی۔ اور روندے اور کچلے اور کاٹے گی۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا اور جس دن یہ ہو گا۔ اس دن کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور وہ جنّت اور دوزخ کی جانب اپنی اپنی راہ اختیار کر لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ بیان سُن کر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ گایوں اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ گایوں اور بکریوں کے مالک کو جو ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے۔ قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں منہ کے بل ڈالا جائے گا۔ اور اس کی گایوں اور بکریوں میں کچھ بھی کم نہ ہو گا۔ ان کے سینگ مُڑے نہ ہوں گے، نہ ٹوٹے ہونگے اور نہ وہ ہنڈی یعنی بلا سینگ کی ہوں گی۔ یعنی سب کے سروں پر سینگ ہوں گے اور سالم ہونگی۔ یہ گائیں اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی۔ اپنے کھروں سے کچلیں اور روندیں گی اور جب ایک قطار اپنا کام کر کے چلی جائے گی۔ تو دوسری قطار آ کر اپنا کام کرے گی اور یہ برابر ہوتا رہے گا اور جس دن یہ ہو گا۔ اس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور وہ اپنے اپنے راستوں کو جنّت اور دوزخ کی طرف اختیار کر لیں گے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس بیان کو سُن کر پوچھا گیا۔ یا رسول اللہؐ! گھوڑوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو آدمی کے لئے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اور ایک آدمی کے لئے پردہ ہوتے ہیں۔ اور ایک آدمی کے لئے ثواب کا سبب ہوتے ہیں۔ پس وہ گھوڑے جو گناہ کا سبب ہوتے ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اس نے اظہار فخر و غرور اور ریار کے لئے باندھا یا مسلمانوں سے دشمنی کے لئے۔ اور وہ

گھوڑے جو آدمی کے لئے پردہ ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اس نے خدا کی راہ میں کام لینے کے لئے باندھا ہے اور اُن کی پشت اور گردنوں میں وہ خدا کے حق کو فراموش نہیں کرتا۔ یہ گھوڑے اس شخص کے لئے پردہ ہوں گے اور وہ گھوڑے جو ثواب کا سبب ہوتے ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اس نے مسلمانوں کے لئے خدا کی راہ میں لڑنے کے لئے باندھا اور چراگاہوں اور سبزہ میں رکھا جس قدر وہ گھوڑے کھاتے ہیں اُس کے حساب میں سبزہ کی مقدار کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ان کی لید اور پیشاب بھی نیکیوں میں شمار ہوتا ہے۔ اور جو گھوڑا رسّی توڑ کر ایک یا دو میدانوں میں دوڑتا ہے خدا تعالےٰ اس کے قدموں کے نشانات اور لید کو بھی نیکیوں میں لکھتا ہے۔ اور ان کا مالک جب ان کو نہر پر لے جاتا ہے اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں۔ اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو۔ تو پانی کی مقدار کے موافق اس کے حساب میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ یہ بیان سُن کر صحابہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ گدھوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھ پر گدھوں کا حکم نازل نہیں کیا گیا۔ مگر صرف یہ ایک جامع آیت فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔

یعنی جو شخص ایک ذرّہ کے برابر نیکی کریگا۔ اس کو دیکھے گا۔ اور جو شخص کرے گا ایک ذرہ بھر بُرائی اس کو بھی دیکھے گا۔

(رواہ مسلم)

اپنی والدہ کے کمرے میں بھی جانا ہو تو اجازت لے کر جاؤ

عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا: کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے کے لئے بھی پہلے اجازت طلب کروں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں! ماں کے پاس جانے کے لئے بھی اجازت لو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں ماں کے ساتھ ہی گھر میں رہتا ہوں (تو کیا ایسی صورت میں بھی میرے لئے اجازت لینا ضروری ہے؟) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں! اجازت لے کر ہی جاؤ۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں ہی اس کا خادم ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ نہیں، اجازت لے کر ہی جاؤ۔ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ اس کو برہنہ دیکھو؟ اس شخص نے عرض کیا کہ یہ تو ہرگز پسند نہیں کروں گا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تو پھر اجازت لے کر ہی جاؤ۔ موطا امام مالک

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء

از:۔ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(الآیۃ سورۃ الحشر رکوع ۱)

ترجمہ:۔

اور جو کچھ تمہیں رسول دے اُسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو

قسط دوم ۲ اور اس کے دو ۲ حصے ہیں

حصہ اوّل کے شواہد

یعنی، روزہ کی متعلقہ احادیث

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو دروازے آسمان کے کھولے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ یُسَمَّى الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بہشت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ اس میں سے فقط روزہ دار داخل ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

جو شخص

بہشت کے اس دروازے سے داخل ہونا چاہتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ روزے رکھے۔

تیسری حدیث

ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے عقیدت اور ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کی نیت سے روزہ رکھا اس کے تمام پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص کھڑا ہوا۔ یعنی عبادت کی۔ تراویح پڑھیں اور شب قدر کو جاگا۔ یا تلاوت قرآن مجید کی۔ یا طواف (عمرہ) کیا۔ رمضان میں عقیدت و ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے۔ اس کے پہلے تمام گناہ بخشے جائینگے۔

حاصل

شرائط مذکورۃ الصدر کے ساتھ روزہ رکھا۔ تو اس شخص کے تمام پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ علٰی ہذا القیاس جس شخص نے رمضان شریف کی راتوں میں عبادت کی۔ اس کے بھی پہلے گناہ تمام بخش دیئے جائیں گے۔ وذٰلك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

چوتھی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّی امْرُؤٌ صَآئِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کہ ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ سات سو گنا تک یہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے اس لئے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے۔ یعنی بندہ اس کو صرف میری خوشنودی کے لئے رکھتا ہے۔ اور میں اس کی جزا دوں گا۔ (روزہ دار) اپنی خواہشات کو چھوڑتا ہے اور اپنے کھانے کو صرف میری خوشی کے لئے۔ اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے کے وقت۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ (کہ اس کے سبب سے دنیا میں بندہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے) اور جب تم میں سے کسی

ایک کا روزہ ہو۔ تو وہ نہ تو فحش باتیں کرے اور نہ بیہودگی سے چلائے۔ اور اگر اس کو کوئی بُرا کہے۔ یا اس سے کوئی لڑنے کا ارادہ کرے۔ تو وہ اس سے کہہ دے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ (مجھ کو بُرا کہنا یا کسی سے لڑنا زیبا نہیں ہے۔)

پانچویں حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَ یَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَ لِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَ ذٰلِكَ کُلَّ لَیْلَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کہ جس وقت رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کا کوئی دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا۔ اور جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ یہ کہ اے نیکی کے طالب نیکی کی طرف متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز رہو۔ اور اللہ (تعالےٰ) اس مبارک مہینہ میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور اس طرح ہر رات کو ہوتا ہے۔ (یعنی منادی کرنے والا روزانہ رات کو یہ اعلان کرتا ہے۔)

چھٹی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ صِیَامَهٗ تُفْتَحُ فِیْهِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ تُغْلَقُ فِیْهِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَ تُغَلُّ فِیْهِ مَرَدَةُ الشَّیَاطِیْنِ لِلّٰهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَیْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ النَّسَائِیُّ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آیا ہے جس کے روزے خدا نے تم پر فرض کئے ہیں اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیطانوں کو طوق پہنایا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں خدا کی ایک خاص رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا۔ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

ساتویں حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَ الْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَ الشَّرَابَ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَ یَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ عبد اللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ رمضان اور قرآن بندہ کی سفارش کریں گے۔ چنانچہ روزہ یہ کہے گا۔ کہ اے پروردگار میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا۔ پس اس کے لئے میری سفارش کو قبول فرما۔ اور قرآن یہ کہے گا۔ کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا۔ یعنی سونے نہیں دیا۔ پس اس کے حق میں میری سفارش قبول کر۔ پس اُن کی سفارشیں قبول کی جائیں گی۔

آٹھویں حدیث

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَ قِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَ مَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَ هُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَ الصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَ شَهْرٌ یُزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَائِمًا کَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَ عِتْقُ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَ کَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَ مَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا یَظْمَاُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَ هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَ اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَ اٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْکِهٖ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَ اَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ سلمانؓ فارسی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلّم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا۔ اور فرمایا کہ اے لوگو۔ ایک بڑے مہینہ نے تم پر سایہ ڈالا ہے۔ جو بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے۔ کہ اس میں ایک رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے خدا کا قرب تلاش کرے یعنی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نفل عبادت کرے۔ اس کا ثواب اتنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا رمضان کے مہینہ کے سوا دوسرے مہینوں میں ستّر فرض ادا کرنے کا ثواب۔ اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنّت ہے۔

اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے۔ یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے۔ جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا باعث ہوتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اس سے ہم روزہ داروں کے روزے افطار کرائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتا ہے۔ جو لسّی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پانی پلائے گا۔ کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنّت میں جائے اور یہ مہینہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کی ابتدا رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات ہے۔ اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام (روزہ دار سے) کم کام لیا۔ اور اس کے کام میں تخفیف کر دی۔ اللہ (تعالےٰ) اسے بخشتا ہے۔ اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

حصّہ دوم کے شواہد

یعنی حج کی متعلّقہ احادیث

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَكُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ ہم لوگوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ۔ کیا ہر سال ہم حج کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر خاموش رہے یہاں تک کہ اس شخص نے یہ بات تین مرتبہ کہی۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اگر میں کہہ دُوں کہ ہاں۔ تو البتّہ حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ جب تک کہ چھوڑوں میں تم کو (یعنی مجھ سے یہ نہ پوچھو۔ کہ یہ فعل کتنا ہے اور کیسا ہے۔ جبتک میں خود تم سے بیان نہ کروں۔ اس لئے کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے کثرت سوال اور اپنے انبیاءؑ کے متعلق باہمی اختلاف کے سبب ہی سے ہلاک ہوتے تھے۔ جب میں تم کو کسی بات کا حکم دُوں۔ تو اپنی قوّت کے موافق اس کو ادا کرو۔ اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کروں۔ تو تم اس کو چھوڑ دو۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائیں۔ اس پر بلا کم و کاست عمل کریں اور جس چیز سے روکیں مسلمان کا فرض ہے کہ رُک جائے۔ علّت پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ كَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے۔ اور اس میں (اپنی بیوی سے) صحبت نہ کرے۔ یا بیہودہ کلام نہ کرے۔ اور فسق (یعنی گناہ کبیرہ) نہ کرے۔ تو وہ (حاجی ایسا پاک و صاف) ہو کر آتا ہے۔ گویا آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔

ایسے ہی حج

کو حج مبرور کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسا حج ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے سے دونوں کے درمیان کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور حج مبرور اس کی جزاء سوائے بہشت کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔

کیسے خوش نصیب

ہیں۔ وہ لوگ۔ جن کو اللہ تعالیٰ حج مبرور کی توفیق عطا فرمائے۔ و ذٰلك فضل الله یؤتیه من یّشآء و الله ذوالفضل العظیم۔

چوتھی حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق رمضان میں عمرہ کرنا (اس کا ثواب) حج کے برابر ہے۔

جن لوگوں

کو رمضان مبارک میں عمرہ نصیب ہو جائے۔ وہ کیسے مبارک لوگ ہیں۔ اللّٰھمّ وفقنا لِمَا تحبّ و ترضیٰ۔

پانچویں حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِیْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِیْ

شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَثْبُتُ عَلَی الرَّاحِلَۃِ اَفَاَحُجُّ عَنْہُ قَالَ نَعَمْ وَ ذٰلِکَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ (قبیلہ) خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ کے حج فرض نے میرے بوڑھے باپ کو پا لیا (یعنی خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں پر حج کو فرض کیا ہے۔ اور وہ فرض میرے باپ پر اس وقت عائد ہوا ہے۔ جبکہ وہ بوڑھا ہو چکا ہے اور) سواری پر نہیں چل سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج (حجۃ الوداع) کا واقعہ ہے۔

چھٹی حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَ اِنَّھَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْھَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَھُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پس کہا۔ تحقیق میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی۔ اور تحقیق وہ (نذر ادا کئے بغیر) مر گئی ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اس پر قرض ہوتا کیا تو اس کو ادا کرتا۔ کہا ہاں (ادا کرنا پڑتا) آپ نے فرمایا۔ پس تو اس کی طرف سے (اللہ تعالیٰ) کا قرض ادا کر۔ پس یہ قرض ادا کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔

تین مرتبہ سلام کریں، اگر جواب نہ ملے تو واپس چلے جائیں

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر پہ تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہا تو میرے والد نے بہت آہستہ سے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کے لئے کیوں عرض نہیں کرتے؟ میرے والد نے فرمایا کہ بولو مت، ایسے ہی رہنے دو، تاکہ آپ بار بار ہمارے لئے سلام فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ حضرت سعدؓ نے پھر اسی طرح چپکے سے جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ (اور جب جواب نہیں سنا تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹنے لگے تو حضرت سعدؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آئے اور عرض کیا کہ میں آپ کا سلام سنتا تھا اور چپکے سے جواب دیتا تھا، تاکہ آپ بار بار ہمارے لئے سلام فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعدؓ کے ساتھ ان ان کے گھر آ گئے۔ حضرت سعدؓ نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ پھر حضرت سعدؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چادر دی جسے آپ نے اشمال کے طریقے پر (عرب کا مخصوص طریقہ) باندھ لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کے اس طرح دعا فرمائی: اے اللہ! اپنی خاص نوازشیں اور رحمتیں نازل فرما سعد کے گھر والوں پر۔ سنن ابوداؤد

خُطبۃ یَومُ الجُمعَۃ ۲۸ر ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

از ـــ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ وَمَا نَہٰکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا

(الآیۃ سورۃ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ :- اور جو کچھ تمہیں رسول دے، اُسے لے لو، اور جس چیز سے منع کرے، اس سے باز رہو

کے متعلق تیسری۳ قسط

جو تعزیرات شرعیہ کے متعلق ہے

پہلی تعزیر جو زنا کے متعلق ہے

اس کے شواہد احادیث میں سے

پہلی حدیث

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ وَ زَیۡدِ ابۡنِ خَالِدٍ اِنَّ رَجُلَیۡنِ اِخۡتَصَمَا اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُھُمَا اِقۡضِ بَیۡنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَ قَالَ الۡاٰخَرُ اَجَلۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ فَاقۡضِ بَیۡنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَ اۡذَنۡ لِیۡ اَنۡ اَتَکَلَّمَ قَالَ تَکَلَّمۡ قَالَ اِنَّ ابۡنِیۡ کَانَ عَسِیۡفًا عَلٰی ھٰذَا فَزَنٰی بِاِمۡرَأَتِہٖ فَاَخۡبَرُوۡنِیۡ اَنَّ عَلَی ابۡنِیَ الرَّجۡمُ فَافۡتَدَیۡتُ مِنۡہُ بِمِائَۃِ شَاۃٍ وَ بِجَارِیَۃٍ لِّیۡ ثُمَّ اِنِّیۡ سَاَلۡتُ اَھۡلَ الۡعِلۡمِ فَاَخۡبَرُوۡنِیۡ اَنَّ عَلَی ابۡنِیۡ جَلۡدُ مِائَۃٍ وَ تَغۡرِیۡبُ عَامٍ وَ اِنَّمَا الرَّجۡمُ عَلَی امۡرَأَتِہٖ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ اَمَا وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ لَاَقۡضِیَنَّ بَیۡنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰہِ اَمَّا غَنَمُکَ وَ جَارِیَتُکَ فَرَدٌّ عَلَیۡکَ وَ اَمَّا ابۡنُکَ فَعَلَیۡہِ جَلۡدُ مِائَۃٍ وَ تَغۡرِیۡبُ عَامٍ وَ اَمَّا اَنۡتَ یَا اُنَیۡسُ فَاغۡدُ اِلَی امۡرَأَۃِ ھٰذَا فَاِنِ اعۡتَرَفَتۡ فَارۡجُمۡھَا فَاعۡتَرَفَتۡ فَرَجَمَھَا۔ متفق علیہ۔

ترجمہ :- ابوہریرہؓ اور زیدؓ بن خالد کہتے ہیں۔ کہ دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑتے جھگڑتے آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ دوسرے نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق حکم کیجئے۔ اور مجھ کو واقعہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ بیان کرو۔ اس نے کہا۔ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے اس کے بدلہ میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی۔ پھر میں نے علماء سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ تیرے بیٹے کو سو دُرّے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔ اور سنگساری کی سزا اس کی عورت کو ملے گی۔ اس لئے کہ وہ شادی شدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ سُن کر فرمایا۔ خبردار! قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ تیری لونڈی اور تیری بکریاں تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اے اُنیس تو اُسکی عورت کے پاس جا۔ اگر وہ جُرم کا اعتراف کرے۔ تو اُس کو سنگسار کر دے۔ عورت نے اقرار کیا اور اُنیس نے اس کو سنگسار کیا۔ !

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر کنوارا مرد کسی عورت سے زنا کرے۔ تو اُسے سو کوڑوں کی سزا دی جائے اور ایک سال ملک بدر کیا جائے (اور بالفرض مرد شادی شدہ ہو اور زنا کرے۔ تو اس کی سزا رجم (یعنی پتھر اور ڈھیلے مار مار کر اُسے مار ڈالنا) ہے۔

آج کل کے زانی

یہ نہ سمجھیں۔ کہ زنا کی سزا سے بچ چکے ہیں۔ نہیں نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے ہاں مر کر جائیں گے۔ تو پھر دیکھیں گے۔ کہ ان کو اس جرم کی سزا کیا ملتی ہے۔ اللّٰھمّ احفظنا من عذاب الذنب۔ آمین یا اللہ العالمین۔

دوسری حدیث

عَنۡ عُمَرَؓ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالۡحَقِّ وَ اَنۡزَلَ عَلَیۡہِ الۡکِتَابَ فَکَانَ مِمَّا اَنۡزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰیَۃُ الرَّجۡمِ رَجَمَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَرَجَمۡنَا بَعۡدَہٗ وَالرَّجۡمُ فِیۡ کِتَابِ اللّٰہِ حَقٌّ عَلٰی مَنۡ زَنٰی اِذَا اُحۡصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الۡبَیِّنَۃُ اَوۡ کَانَ الۡحَبَلُ اَوِ الۡاِعۡتِرَافُ مُتَّفَقٌ عَلَیۡہِ۔

ترجمہ :- عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور ان پر اپنی کتاب نازل کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں۔ ان میں سنگساری کی آیت بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم (سنگسار) کیا ہے۔ اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے اور رجم خدا کی کتاب میں مقرر ہے اس شخص پر جو زنا کرے۔ اور وہ غیر شادی شدہ ہو۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ جبکہ شاہد موجود ہوں۔ یا حمل پایا جائے۔ یا جرم کا اعتراف۔

تیسری حدیث

عَنۡ عُبَادَۃَ ابۡنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذُوۡا عَنِّیۡ خُذُوۡا عَنِّیۡ قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ

لَهُنَّ سَبِيلًا اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ تَغْرِيبُ عَامٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ عبادہ بن صامت کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھ سے زانی وزانیہ کی بابت حکم حاصل کرلو۔ ہاں مجھ سے انکی بابت حکم لے لو۔ خدا تعالےٰ نے عورتوں کے لئے ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ کنواری عورت اگر کنوارے مرد سے زنا کرے۔ تو اس کے لئے سو درّے لگوائے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے اور شادی شدہ مرد اگر شادی شدہ عورت سے زنا کرے۔ تو سو کوڑے مارے جائیں۔ اور سنگسار کیا جائے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ زانی زنا کی سزا سے۔ بچ نہیں سکتا۔ اگر غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے لگائیں۔ اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔ اور اگر شادی شدہ ہے۔ تو مجرم کو سنگسار کیا جاویگا۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ

چوتھی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰى بِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ اَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا شَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ حَتّٰى اَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ متّفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی ہریرہؓ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ وہ شخص پھر آپؐ کے سامنے آیا اور کہا۔ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے پھر مونہہ پھیر لیا۔ جب اُس نے چار مرتبہ یہی الفاظ کہے اور شہادت کامل ہو گئی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے قریب بُلایا اور فرمایا۔ کیا تو دیوانہ ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا۔ کیا تو نے شادی کی ہے۔ عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا۔ اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ اس حدیث کے ایک راوی ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے جابر بن عبداللہ سے یہ سُنا تھا۔ کہ ہم نے (یعنی جابرؓ نے) اس کو سنگسار کیا۔ مدینہ کے اندر۔ جب اس کے جسم پر پتھر جا لگے۔ تو وہ بھاگا۔ یہاں تک کہ ہم نے اس کو مدینہ کے سنگستان میں جا پکڑا۔ اور پھر سنگساری شروع کی۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

سُبحان اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کیسا مبارک زمانہ تھا۔ کہ مجرم بھول کر جُرم کر بیٹھتا تھا۔ تو خوف خدا اس پر اتنا طاری ہوتا تھا۔ کہ اگرچہ اُسے معلوم ہوتا تھا۔ کہ جرم کا اقرار کرنے میں میری جان جائے گی۔ باوجود اس کے وہ خود آ کر اقرار کر کے جان دے دیتا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مذکورۃ الصّدر روایت کا تتمّہ

یہ ہے۔ " اس کے مرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعریف کی۔ اس کے جنازہ پر نماز پڑھی۔ اور اس کے لئے دعا کی۔

دُوسری تعزیر چوری کے متعلّق ہے

احادیث الرسول سے اُسکے شواھد

پہلی حدیث

عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ جِيْءَ بِسَارِقٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْءَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْءَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْءَ بِهِ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ فَاُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهٖ فَقَتَلْنَاهُ ثُمَّ اجْتَرَرْنَاهُ فَاَلْقَيْنَاهُ فِيْ بِئْرٍ وَرَمَيْنَا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ رواہ ابوداؤد والنسائی۔

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک چور کو لایا گیا۔ آپؐ نے حکم دیا۔ کہ اس کا (دایاں) ہاتھ کاٹ دو۔ چنانچہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ دوبارہ اس کو پھر لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ اسکا (بایاں) پاؤں کاٹ دو۔ تیسری مرتبہ پھر اس کو چوری کی علّت میں لایا گیا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اس کا (بایاں) ہاتھ کاٹ دو۔ چنانچہ ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر چوتھی مرتبہ اس کو لایا گیا۔ آپؐ نے حکم دیا۔ کہ اس کا (دایاں) پاؤں کاٹ دو۔ چنانچہ پاؤں کاٹ دیا گیا۔ پانچویں مرتبہ وہ پھر لایا گیا آپؐ نے حکم فرمایا۔ اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ اس کو لے گئے اور قتل کر دیا۔ پھر ہم اس کی نعش کو کھینچتے ہوئے لائے اور کنوئیں میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر مارے۔

دُوسری حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا متّفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ قریش ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں بہت فکر مند تھے جس نے چوری کی تھی۔ (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تھا) قریش نے کہا۔ کون اس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرے۔ بعض لوگوں نے کہا۔ اسامہ بن زید سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بہت محبّت ہے۔ اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اسامہ نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو خدا کی حدود میں سفارش کرتا ہے۔ یہ کہہ کر آپؐ کھڑے ہو گئے۔ اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیا۔ پھر فرمایا۔ تم سے پہلی اُمتیں اس لئے ہلاک ہوئی

1047

ہیں۔ کہ ان میں سے جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تھا۔ تو اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور کمزور آدمی چوری کرتا تھا۔ تو اس کو سزا دیتے تھے قسم ہے خدا کی۔ اگر فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی بھی چوری کرے۔ تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ اُمَیَّۃَ الْمَخْزُوْمِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اِعْتِرَافاً وَلَمْ یُوْجَدْ مَعَہٗ مَتَاعٌ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَخَالُكَ سَرَقْتَ قَالَ بَلٰی فَاَعَادَ عَلَیْہِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا کُلَّ ذٰلِكَ یَعْتَرِفُ فَاَمَرَ بِہٖ نَقُطِعَ وَجِیْءَ بِہٖ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَتُبْ عَلَیْہِ فَقَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ ثَلٰثًا رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ۔

ترجمہ:۔ ابی امیہ المخزومی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک چور لایا گیا۔ جس نے صاف الفاظ میں چوری کا اعتراف کیا۔ لیکن اس کے پاس چوری کا مال نہیں نکلا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا خیال ہے تو نے چوری نہیں کی۔ اس نے کہا ہاں (میں نے چوری کی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار یا تین بار اسی طرح فرمایا اور اس نے ہر مرتبہ چوری کا اعتراف کیا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ ہاتھ کاٹنے کے بعد اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپؐ نے اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور توبہ کر اُسنے کہا میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر تین بار یہ فرمایا۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔

تیسری تعزیر

جو شراب پینے کے متعلق ہے

اس کے شواھد۔ پہلا شاھد

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ یُؤْتٰی بِالشَّارِبِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِمْرَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ عَلَیْہِ بِاَیْدِیْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِیَتِنَا حَتّٰی کَانَ اٰخِرُ اِمْرَۃِ عُمَرَ فَجَلَدَ اَرْبَعِیْنَ حَتّٰی اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِیْنَ رواہ البخاری۔

ترجمہ:۔ سائبؓ بن یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکرؓ صدیق کی خلافت کے ایام میں اور عمرؓ کی خلافت کے ابتداء میں جب کوئی شراب پینے والا پایا جاتا تو ہم اس کو اپنے ہاتھوں اور جوتوں سے مارتے اور چادروں کے کوڑے بنا کر مارتے پھر جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا آخری دور ہوا تو چالیس کوڑوں کی سزا مقرر ہوئی اور جب شراب پینے والوں کی تعداد بڑھ گئی تو اس کی سزا اسّی کوڑے مقرر ہوئی۔

دوسرا شاہد

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَزْھَرِ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَالَ لِلنَّاسِ اِضْرِبُوْہُ فَمِنْھُمْ مَنْ ضَرَبَہٗ بِالنِّعَالِ وَمِنْھُمْ مَنْ ضَرَبَہٗ بِالْعَصَا وَمِنْھُمْ مَنْ ضَرَبَہٗ بِالْمِیْتَخَۃِ قَالَ ابْنُ وَھْبٍ یَعْنِی الْجَرِیْدَۃَ الرَّطْبَۃَ ثُمَّ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُرَابًا مِنَ الْاَرْضِ فَرَمٰی بِہٖ فِیْ وَجْھِہٖ رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ:۔ عبدالرحمٰن بن الازہر کہتے ہیں کہ میں اس منظر کو اب بھی اپنی نگاہوں کے سامنے پاتا ہوں۔ جو میں نے ایک مرتبہ دیکھا۔ یعنی یہ کہ ایک شخص کو جس نے شراب پی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپؐ نے ان لوگوں سے فرمایا۔ اس کو مارو۔ بعض نے ہم میں سے اس کو جوتیوں سے مارا۔ بعض نے لاٹھی سے مارا اور بعض نے کھجور کی شاخوں سے پھر رسول اللہ صلی اللہ نے زمین سے مٹی اٹھائی اور اس کے منہ پر ڈال دی۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِاتِّبَاعِ دِیْنِكَ الْقَدِیْمِ
اٰمین یا الٰہ العالمین ———

خُطبۃ یوم الجُمُعۃ ۶ جمادی الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى - اَمَّا بَعْدُ

عذابِ الٰہی سے بچنے کیلئے ایمانِ خالص

کے ساتھ عملِ صالح کا ہونا لازمی ہے!

قرآن مجید میں سے اس عنوان پر سترہ شواہد

پہلا شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝ (النساء ع ۸ پارہ ۵)

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کرینگے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ ان کیلئے وہاں ستھری عورتیں ہونگی۔ اور ہم انہیں چھاؤں میں رکھیں گے۔

حاصل

وہی نکلا کہ جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ ان کے مذکور الصدر انعامات ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم یا مجیب الدعوات ویا ارحم الرّاحمین

دوسرا شاہد

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

سورہ یونس ع ۷ پ ۱۱

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ہمیشہ نیک کام ہی کرتے رہے اور برے کاموں سے بچتے رہے)

انہیں حضرات

کو ان کے اعمال صالحہ کے باعث دنیا میں رہتے ہوئے انہیں دنیا میں خوشگوار زندگی بسر ہونے کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ بلکہ آخرت کی زندگی عمدہ زندگی بسر ہونے کی خوشخبری سنا رہے ہیں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ اور دنیا اور آخرت کی خوشگوار زندگی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پانا یہ بڑی ہی خوش نصیبی ہے۔

تیسرا شاہد

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝)

سورہ الرعد ع ۴ پ ۱۳

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ان کے لئے خوشخبری اور اچھا ٹھکانا ہے۔

حاصل

وہی ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح ہوں تو ان لوگوں کے لئے خوشخبری دی جا رہی ہے ؂

چوتھا شاہد

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ط تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝ سورہ ابراہیم ع ۴ پ ۱۳

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کئے تھے وہ باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ رہینگے آپس میں دعاء خیر ان کی سلام ہو گی۔

حاصل

یہی نکلا کہ جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کئے تھے انہیں ہی ان باغوں میں رکھا جائیگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

پانچواں شاہد

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

سورہ الکہف ع ۱۲ پ ۱۶

ترجمہ:- بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے وہاں سے جگہ بدلنی نہ چاہیں گے۔

حاصل

یہی ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے فردوس کے باغ بطور مہمانی کے ہیں۔

چھٹا شاہد

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۝ جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ط اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝)

سورہ مریم ع ۴ پ ۱۶

ترجمہ:- مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ سو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔ ہمیشگی کے باغوں میں جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے جو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ بیشک اس

کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔

حاصل

یہی نکلا کہ جس شخص نے خلاف امر الٰہی کاموں سے توبہ کی اور ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بہشت میں داخل ہونگے، اللہم اجعلنا منھم۔

ساتواں شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا)

سورہ مریم ع ۶ پ ۱۶

ترجمہ:۔ بیشک جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ عنقریب رحمٰن ان کے لئے محبت پیدا کرے گا۔

حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے "یعنی ان کو اپنی محبت دے گا یا خود ان سے محبت کرے گا۔ یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ احادیث میں ہے "کہ جب حق تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے تو اول جبرائیل کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی کر۔ وہ آسمانوں میں اس کا اعلان کرتے ہیں آسمانوں سے اترتی ہوئی اس کی محبت زمین پر پہنچ جاتی ہے اور زمین والوں میں اس بندہ کو حسن قبول حاصل ہوتا ہے۔ یعنی بے تعلق لوگ جن کا کوئی خاص نفع وضرر اس کی ذات سے وابستہ نہ ہو۔ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں لیکن اس قسم کے حسن قبول کی ابتداء مومنین صالحین اور خدا پرست لوگوں سے ہوتی ہے۔ ان کے قلوب میں اول اس کی محبت ڈالی جاتی ہے۔ بعدہٗ قبول عام حاصل ہوجاتا ہے ورنہ ابتداءً محض طبقۂ عوام میں حسن قبول حاصل ہونا اور بعد میں بعض خدا پرست صالحین کا بھی کسی غلط فہمی وغیرہ سے اس کی طرف جھکنا مقبولیت عند اللہ کی دلیل نہیں۔ خوب سمجھ لو۔ (تنبیہ) یہ آیت مکی ہے۔ اور مکہ میں جن مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد اسی طرح پورا ہوا۔ کہ دنیا حیرت زدہ ہو گئی۔ حق تعالیٰ نے ان کی وہ محبت و الفت اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کر دی۔ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

آٹھواں شاہد

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ (۱۵) سورہ الروم ع ۲ پ ۲۱

ترجمہ:۔ پھر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ سو وہ بہشت میں خوشحال ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ بہشت کی خوشحالی کی زندگی ان حضرات کو نصیب ہوگی۔ جن کے ایمان کے ساتھ عمل صالح کی بھی تائید ہو گی۔

اے اسلام کا دعوےٰ کرنے والو!

مذکور الصدر اعلان الٰہی کو غور سے پڑھو کہ کیا آخرت کی خوشحالی ایمان کے ساتھ عمل صالح کے ساتھ مقید ہے؟ نہ کہ فقط ایمان پر نجات موقوف ہے۔

نواں شاہد

لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِہٖ ط اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ٥ سورہ الروم ع ۵ پ ۲۱

ترجمہ:۔ تاکہ جو ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ اللہ انہیں اپنے فضل سے بدلہ دے۔ بیشک اللہ ناشکروں کو پسند نہیں کرتا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے کے بعد نیک عمل کرنے والوں کو بدلہ دیگا اللھم اجعلنا منھم۔

دسواں شاہد

اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ٥ سورۃ السجدۃ ع ۲ پ ۲۱

ترجمہ:۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔ مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں

حاصل

یہی نکلا کہ جو لوگ دنیا میں ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی کیا کرتے تھے انہیں مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ دیئے جائیں گے۔

گیارہواں شاہد

وَمَا اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَھُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ٥

سورہ السبا ع ۵ پ ۲۲

ترجمہ:۔ تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں۔ جو تمہیں مرتبہ میں ہمارے قریب کر دے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ پس وہی لوگ ہیں جن کے لئے دگنا بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا۔ اور وہی بالاخانوں میں امن سے ہونگے۔

حاصل

صاف ہے کہ مال کی بہتات اور اولاد کی کثرت سے انسان قرب الٰہی میں نہیں پہنچتا۔ بلکہ ایمان صحیح اور نیک عملوں کے باعث پہنچتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی مال و اولاد کی کثرت قرب الٰہی کی علامت نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر کی آیت میں گزرا۔ اور نہ قرب حاصل کرنے کا سبب ہے۔ بلکہ اس کے برعکس کافر کے حق میں زیادہ بعد کا سبب بن جاتا ہے۔ ہاں مومن اگر مال ودولت کو وجوہ خیر میں صرف کرے اور اولاد کو۔ بہترین تعلیم وتربیت دلاکر نیک اور شائستہ بنائے۔ ایسا مال اور اولاد ایک درجہ میں قرب الٰہی کا سبب بنتا ہے۔ بہرحال وہاں مال

اور اولاد کی پوچھ نہیں۔ محض ایمان اور عمل صالح کی پرسش ہے۔۱۲

بارہواں شاہد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ (سورہ فاطر ع ۱ پ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے انہیں کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مغفرۃ اور بڑے اجر کا وعدہ انہیں حضرات سے ہے۔ جو ایمان اور عمل صالح کریں۔

تیرھواں شاہد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ٥ (سورہ محمد ع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ:۔ اور وہ جو ایمان لائے۔ اور انہوں نے اچھے کام بھی کئے اور جو محمدؐ پر نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ان کے رب کیطرف سے برحق بھی ہے تو (اللہ) ان کی برائیوں کو مٹا دے گا۔ اور ان کا حال درست کر دے گا

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ انکے ایمان لانے اور عمل صالح کرنے کے باعث اُنکی برائیاں مٹا دیگا اور انکا حال درست کر دے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ یا اِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ۔

چودھواں شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ٥ (سورۃ البینۃ ع ۱ پ ۳۰)۔ ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ بہترین مخلوقات وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے

پندرھواں شاہد

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ٥ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورہ البقرہ ع ۱ پ ۱)

ترجمہ:۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں۔ اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہ لوگ ایمان لانے کے بعد اعمال صالحہ بھی بجا لاتے ہیں انہیں کیلئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات ہو گی۔ وما علینا الا البلاغ

سولھواں شاہد

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ٥ (سورہ الحجرات ع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ:۔ بیشک سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے مسلمان ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ سچے مسلمان وہی ہیں۔ جو ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی کریں۔

سترھواں شاہد

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ٥ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ٥ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ٥ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ٥ وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ٥

(سورہ الذاریٰت ع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ:۔ بیشک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہونگے لے رہے ہوں گے جو کچھ انہیں ان کا رب عطا کرے گا بیشک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے وہ رات کے وقت تھوڑا عرصہ سویا کرتے تھے اور آخیر رات میں منفرۃ مانگا کرتے تھے اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محتاج کا حق ہوتا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان لوگوں کو نیکوکار ہونے کے باعث اور رات کو کم سونے کے باعث اور سحر کو اللہ تعالیٰ سے طلب بخشش کرنے کے باعث اور اللہ تعالیٰ کے نام پر مال خرچ کرنے کے باعث آخرت میں یہ نعمتیں نصیب ہوئی ہیں اللھم اجعلنا منھم۔ مذکور الصدر عنوان پر قرآن مجید سے اور شواہد بھی نکل سکتے ہیں۔ لیکن میں نے سترہ شواہد اپنے دعوے کے اثبات کے لئے کافی سمجھے ہیں۔

ای شریعت

پر عمل نہ کرنے والے مسلمانو! میں نے اردو زبان میں آپ کو قرآن مجید کا پیغام واضح کر کے پہنچا دیا ہے تاکہ آپ قیامت کے دن اس کی نافرمانی کا یہ سبب نہ پیش کر سکیں کہ اے اللہ! تیرا قرآن مجید تو عربی زبان میں تھا۔ اور ہم عربی نہیں جانتے تھے اور!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور میں قیامت کے دن یہ عذر نہ پیش کر سکو کہ یا رسول اللہ ہمیں تو آپ کے کسی امتی نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کر کے آنے کی اطلاع دی ہی نہ تھی۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ٥

خطبۃ یوم الجمعۃ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

دنیا میں پیدا ہونے کے بعد گھاٹے میں کون رہا؟

کیونکہ

دُنیا ایک لحاظ سے تجارت کی منڈی ہے۔ اور انسان ایک تاجر ہے جس کے پاس پونجی عمر ہے۔ اور کاروبار اعمال کا ہے۔ جس نے نیک اعمال کئے۔ اُس نے نفع حاصل کیا۔ اور وہ نفع بہشت ہے۔ اور جس نے خلاف رضاء الٰہی کے کام کئے۔ وہ خسارے میں رہا۔ یعنی عمر تو خرچ کی۔ مگر نفع نہ پایا۔ بلکہ اُلٹا نقصان اٹھایا۔ یعنی اپنے اعمال نے اُسے دوزخ میں پہنچایا۔

خسارہ اُٹھانے والوں پر قرآنی شواہد

پہلا شاہد

اَلَّذِیۡنَ یَنۡقُضُوۡنَ عَہۡدَ اللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِیۡثَاقِہٖ ص وَ یَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَ یُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ط اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝ (سورۃ بقرۃ رکوع ۳ پارہ ۱)۔

ترجمہ:۔ جو اللہ وتعالیٰ سے عہد پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اُسے توڑتے ہیں۔ (یعنی قطع رحمی کرتے ہیں) اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

یعنی

اللہ تعالےٰ سے بندگی کا عہد جو روزِ ازل میں کیا تھا۔ اُسے توڑتے ہیں۔ اس کے ارشادات کی تعمیل نہیں کرتے۔ حالانکہ بندے کو اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنا لازمی اور ضروری ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کے علاوہ رشتہ داروں سے بھی ان کا اچھا سلوک نہیں ہے۔ اُن کے متعلق بھی حق تلفیاں کرتے ہیں۔ اور زمین میں بجائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کریں۔ اور دوسروں کو بھی ادھر توجہ دلائیں بلکہ اس کی نافرمانی کرنے کے لئے دوسروں کو اکساتے رہتے ہیں۔ ان بدکرداریوں کے باعث یہ لوگ گھاٹا پائیں گے اور ان بدکرداریوں کے باعث اللہ تعالےٰ کا غضب ان پر نازل ہو گا۔ اور جہنم میں جائیں گے۔ اعذنا منہ یا اللہ العالمین!

دوسرا شاہد

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تُطِیۡعُوا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یَرُدُّوۡکُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ فَتَنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِیۡنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۶ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہا مانوگے تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں پھیر دیں گے۔ پھر تم نقصان میں جا پڑوگے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔ "یعنی جنگِ اُحد میں مسلمانوں کے دل ٹوٹے۔ تو کافروں اور منافقوں نے موقع پایا۔ بعض خیرخواہی کے پردہ میں سمجھانے لگے۔ تاکہ آئندہ لڑائی پر دلیری نہ کریں۔ حق تعالےٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کا فریب مت کھاؤ۔ اگر خدا نکردہ اُن کے چکموں میں آؤ گے۔ تو جس ظلمت سے خدا نے نکالا ہے۔ پھر اُلٹے اسی میں جاگروگے اور رفتہ رفتہ دینِ حق کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ جس کا نتیجہ دنیا اور آخرت کے خسارے کے سوا کچھ نہیں۔ پہلے اللہ والوں کی راہ پر چلنے کی ترغیب دی تھی۔ یہاں بدباطن شریروں کا کہا ماننے سے منع کیا۔ تاکہ مسلمان ہوشیار رہیں۔ اور اپنا نفع نقصان سمجھ سکیں۔

....

تیسرا شاہد

وَمَنۡ یَّتَّخِذِ الشَّیۡطٰنَ وَلِیًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۸ پارہ ۵)۔

ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ (تعالیٰ) کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا۔ وہ صریح نقصان میں جا پڑا۔

کیونکہ

شیطان کا اعلان اسی آیت میں آچکا ہے۔ (وَ لَاُضِلَّنَّہُمۡ وَ لَاُمَنِّیَنَّہُمۡ وَ لَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰہِ ط الآیۃ

ترجمہ:۔ اور البتہ انہیں ضرور گمراہ کرونگا اور البتہ امیدیں دلاؤں گا۔ اور البتہ ضرور انہیں حکم کروں گا۔ کہ جانوروں کے کان چیریں۔ اور البتہ ضرور انہیں حکم دوں گا۔ کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتیں بدلیں۔

لہٰذا

ثابت ہو گیا۔ کہ جو شخص شیطان کا کہا مانے گا۔ وہ ضرور گمراہ ہو جائے گا۔

چوتھا شاہد

قُلۡ لِّمَنۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ قُلۡ لِّلّٰہِ ط کَتَبَ عَلٰی نَفۡسِہِ الرَّحۡمَۃَ ؕ لَیَجۡمَعَنَّکُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ط اَلَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۲ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ ان سے پوچھو، آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ کہہ دو سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ اس نے اپنے اوپر رحم لازم کر لیا ہے۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کرے گا۔ جس میں کچھ شک نہیں۔ جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ فقط ایک خدا تعالےٰ وحدہٗ لاشریک کا ہے۔ اس نے اپنے متعلق رحمت کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ وہ سب انسانوں کو اپنی قدرتِ کاملہ سے قیامت کے دن قبروں سے نکال کر ایک میدان میں لاکر اکٹھا کر دے گا۔ جن لوگوں نے خود اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال رکھا ہے۔ وہ اِن باتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ (یہ اُن کی بدنصیبی ہے۔) اَللّٰھُمَّ لَا تَجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ۔

پانچواں شاہد

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ ج فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور واقعی اس دن وزن بھی ہو گا۔ پھر جس شخص کا پلّہ بھاری ہو گا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور جس شخص کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ سو وہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

حاصل

اس اعلانِ الٰہی کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے پھر جس کی نیکیوں کا پلّہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہونے کے باعث بھاری ہو گا۔ انہیں عذابِ الٰہی سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ اور جس شخص کے اعمال کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ کہ ان میں رضا الٰہی نہیں ہو گی۔ وہ لوگ خسارے میں رہیں گے۔ مثلاً ان کے اعمال میں غیر اللہ کی رضا پیشِ نظر ہوتی تھی جسے شریعت میں ریاء کہا جاتا ہے اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔

چھٹا شاہد

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ .... فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون رکوع ۶ ۔ پارہ ۱۸)۔

ترجمہ:۔ اور جن کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ اُن کے مُونہوں کو آگ جھُلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے۔ ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائیگا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے اُن کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھلا دی۔ اور تم اُن سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں اُن کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وہی کامیاب ہوئے۔

حاصل

یہ نِکلا۔ کہ قیامت کے دن جن لوگوں کے نیک اعمال کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ وہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا۔ کہ کیا تمہیں میرے احکام کوئی نہیں پہنچاتا تھا۔ اور دوزخی اسوقت اقرار کریں گے۔ کہ سُنانے والے تو سُناتے تھے۔ مگر ہماری بدبختی ہم پر غالب آئی ہوئی تھی اور ہم گمراہ رہے۔ اور تیرے احکام کی پرواہ نہ کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اب ذلیل ہو کر اس دوزخ میں رہو۔ اور مجھ سے بولو مت۔ میرے بندے جو مجھ سے مغفرت کی دعائیں اور رحم کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اُن کا تم مذاق اڑایا کرتے تھے یہاں تک کہ تم نے ان پر ہنسی کرنے میں وقت ضائع کر دیا۔ آج میں ان لوگوں کو جزاءِ خیر دوں گا۔ جن پر تم ہنسی اُڑایا کرتے تھے۔ اور میری بارگاہ میں وہی کامیاب ہونے والے ہیں (کیونکہ انہوں نے احکامِ الٰہی کی حتی المقدور دنیا میں تعمیل کی تھی)۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ساتواں شاہد

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ المنافقون ع ۲ پ ۲۸)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا۔ سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

ہوشیاری کی تلقین!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ ہوشیار رہنا۔ کہیں مال کی محبّت یا اولاد کی محبّت تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا۔ وہی نقصان اٹھائیگا۔

مال کی محبّت سے

اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہونے کی مثال ایک یہ ہے۔ جیسے دُکاندار کا ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء کی نماز کے لئے اُٹھ کر نہ جانا۔ تاکہ کہیں کوئی گاہک واپس نہ چلا جائے جس کے سودا لینے سے مالی نفع کی اُمید ہے۔

یا اولاد کی محبّت سے

اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہونے کی مثال ایک یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تاکہ یہ زکوٰۃ کی مَد کا روپیہ بھی بال بچّوں کے کھانے، پینے۔ کپڑوں کے کام آئے گا۔ حالانکہ تارکِ زکوٰۃ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

آٹھواں شاہد

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۹ پارہ ۳)۔

ترجمہ:۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے۔ تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

یہ یاد رہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا پیش کردہ اسلام تمام ادیانِ سابقہ کا ناسخ ہے۔ اگرچہ وہ مذاہب اپنے اپنے وقت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی تھے۔ اور واجب العمل تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد وہ تمام مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں۔ اور فقط دینِ اسلام جو حضورِ انورؐ نے پیش فرمایا ہے اب وہی تمام دُنیا کے لئے واجب العمل ہے چنانچہ مضمون سابق کی شہادت اس اعلانِ الٰہی سے ہوتی ہے۔ یہ ارشاد قرآن مجید میں ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝

ترجمہ :- اور ہم نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے خوشخبری دینے والا اور (مخالفین کو) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس لئے

آپؐ کی بعثت تمام امم اور تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان کیا جا رہا ہے۔ کہ سوائے حضور انورؐ کے پیش کردہ اسلام کے اور کوئی مذہب بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں ہو گا۔

اور آپؐ کا

پیش کردہ اسلام فقط وہی ہے جس پر آپؐ نے عمل کیا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھایا۔

آپؐ کے پیش کردہ

اسلام کے علاوہ شیطان نے آپؐ کی امت کو بھی گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اور وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے پیش کردہ اسلام کے سوا اور قسم کے رسم و رواج کئے ہوئے ہیں۔ اور مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ میری امت میں سے بھی بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور فقط ایک فرقہ مسلمانوں میں سے جنت میں جائے گا۔ صحابہؓ کرام نے آپؐ سے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا (ما انا علیہ و اصحابی)۔ ترجمہ:- جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

لهذا

سب مسلمان کہلانے والے بھائیوں سے باادب درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ خود غور کر کے دیکھیں۔ کہ آیا ان کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا پیش کردہ اسلام ہے۔ یا نہیں۔

میری عادت ہے

کہ میں کسی شخص یا کسی فرقے کا نام نہیں لیا کرتا۔ مسئلہ صحیح پیش کر دیا کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہر مسلمان کا اپنا فرض ہے۔ کہ وہ سوچ لے۔ کہ آیا وہ صحیح مسلک پر ہے یا نہیں۔ وما علینا الا البلاغ

نوال شاہد

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۞ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ۹۸ ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۞ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۞ (سورۃ الاعراف ع ۱۲ پ ۹)۔

ترجمہ :- کیا بستیوں والے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آئے۔ جب وہ سو رہے ہوں۔ یا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے۔ جب وہ کھیل رہے ہوں۔ کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں۔ پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے۔ مگر نقصان والے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ کیا نافرمان اللہ کے عذاب سے بے فکر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو جبکہ رات کو سوئے ہوئے ہوں تب ان پر عذاب نازل فرمائے۔ اور چاہے تو جب کہ کھیل کود میں دن کو مصروف ہوں۔ تب ان پر عذاب نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے فکر نہیں ہو سکتے۔ مگر جو اپنی عاقبت خراب کرنا چاہتے ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ عَذَابِكَ يَا رَحِيْمُ يَا كَرِيْمُ۔

مجلس میں مسلمان کے اکرام کا ایک طریقہ

واثلہ بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے اپنی جگہ سے ذرا کھسک گئے۔ انھوں نے عرض کیا کہ حضرت (اپنی جگہ تشریف رکھیں) جگہ میں کافی گنجائش ہے (مطلب یہ تھا کہ میرے لئے اپنی جگہ سے ہٹنے کی زحمت نہ فرمائیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب کوئی بھائی اس کو (آتا ہوا) دیکھے تو اس کے لئے اپنی جگہ سے کچھ ہٹ جائے۔

شعب الایمان

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں کو جنت کے داخلہ کا وعدہ فرمایا ہے

اس کے متعدد شواہد

پہلا شاہد

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۶ پارہ ۲)

ترجمہ: کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ تمہیں وہ حالات پیش نہیں آئے جو ان لوگوں کو پیش آئے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اٹھے کہ اللہ کی مدد کب ہو گی۔ سنو! اللہ کی مدد قریب ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں اور انبیاء علیہم السلام پر بھی تکلیفیں آئیں ایسی تکلیفیں پیش آئیں کہ گھبرا کر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی گھبراہٹ پر جواب دیا کہ گھبراؤ مت! اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے شامل حال ہونے والی ہے۔

حالانکہ

انبیاء علیہم السلام اعلیٰ درجہ کے صابر ہوتے ہیں لیکن انہیں بھی ایسی آزمائشوں سے گزرنا پڑا کہ گھبرا گئے جب پہلے لوگوں کا مصائب میں مبتلا کرکے امتحان لیا گیا ہے

تو کیا

تمہیں (اے مسلمانو!) آزمایا نہیں جائے گا۔ یقیناً تم پر بھی آزمائش کے وقت آئیں گے۔ تمہارا فرض ہے کہ اسلام کی راہ میں جو مصیبت آئے اسے خندہ پیشانی سے جھیلو۔ اور سمجھو کہ یہ ہمارا امتحان ہو رہا ہے کہ کھرے ہیں یا کھوٹے؟ جو مسلمان مصائب آنے پر ثابت قدم رہیں گے اور کھوٹے ڈھلمل یقین اسلام کی راہ میں سختی برداشت نہیں کریں گے اور واویلا کریں گے وہ مسلمان گویا کہ فیل ہو گئے۔ بہادر وہ ہے جو صحیح اسلام کو پہلے سمجھ لے۔ پھر خواہ جان جائے لیکن ایک قدم پیچھے نہ ہٹے یہی لوگ سچے مسلمان ہوں گے اور یہی حضرات جنت کے وارث ہوں گے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ يَا مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ۔

دوسرا شاہد

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴)

ترجمہ: کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تک اللہ تعالیٰ نے نہیں ظاہر کیا ان لوگوں کو جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور ابھی صبر کرنے والوں کو بھی ظاہر نہیں کیا اور تم موت سے پہلے اس کی ملاقات کی آرزو کرتے تھے سو اب تم نے اسے آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا

یعنی

اللہ تعالیٰ نے مصائب میں مبتلا کرکے تمہیں ابھی آزمایا ہی نہیں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ مصائب کی بھٹی میں ڈالے بغیر جنت میں داخل کر دے گا۔ حالانکہ ابھی کھرے مسلمان جو اسلام کے نام پر ہر مصیبت جھیلنے والے سربکف نکلتے ہیں اور جو مصیبت کے وقت میں بھاگ جانے والے ہیں، انہیں جدا جدا ہی نہیں کیا

گویا

کہ تم اسلام کا دعویٰ کرنے کے باعث پہلے مصائب میں ثابت قدم رہو گے تو جنت میں جانے کے مستحق ہو گے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

تیسرا شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۱۸ پارہ ۵)

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ انہیں ہم باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ جن کے ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی ہوں گے، فقط ان کے ساتھ وعدہ فرما رہے ہیں کہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

چوتھا شاہد

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۝ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝

(سورۃ مریم رکوع ۴ پارہ ۱۶)

ترجمہ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے سو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں میں ایمان کے ساتھ

اعمال صالحہ بھی ہوں گے، وہی لوگ فی اوّل الحال بہشت میں جائیں گے اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یعنی کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی ضائع نہیں کی جائے گی بلکہ ہر نیکی کا بدلہ ملنا ضروری ہے۔ خواہ بڑی ہو یا چھوٹی — یہ وعدہ پورا ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دنیا میں رہتے ہوئے کیا تھا۔ وہ وعدہ الٰہی پورا ہو کر رہے گا۔

پانچواں شاہد

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۙ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ؕ

(سورۃ الرعد رکوع ۳ - پارہ ۱۳)

ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے، اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضا مندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں، انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکو کار ہیں اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے کہیں گے تم پر سلامتی ہو، تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے — پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے عہد کرنے کے بعد اسے پورا کرتے ہیں مثلاً ایک مرتبہ کر لیا کہ ہم مسلمان ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہیں پھر اس کی جان بوجھ کر کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے عہد کرنے کے بعد کبھی نہیں توڑتے اور مثلاً جن لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے، ان سے قطع رحمی نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں کہ اس کی کوئی نافرمانی نہ ہو جائے اور قیامت کے دن اعمال نامہ کے خراب ہونے سے ڈرتے ہیں۔ یعنی کوئی کام ایسا نہیں کرتے جس کے کرنے سے قیامت کے دن اعمالنامہ خراب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی تکلیف آجائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے صبر کرتے ہیں اور باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ بھی کرتے ہیں کبھی چھپ کر، کبھی ظاہر۔ جیسا مناسب ہو اور کوئی ان کے ساتھ برائی کرے تو اس کے ساتھ برائی نہیں کرتے بلکہ نیکی کرتے ہیں۔ ان حضرات کے لئے قیامت کے دن بہشت کا داخلہ ہو گا اور ان کے باپ اور بیویاں اور اولاد جو نیک ہوں گے ان لوگوں کے ساتھ اکھٹے رکھے جائیں گے اور ہر دروازہ سے فرشتے ان پر داخل ہو کر ان پر سلام کہیں گے

چھٹا شاہد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ لَھُمْ فِیْھَآ اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۸ پارہ ۵)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ان کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہوں گی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ایمان اور عمل صالح پر جنت میں داخل کرنے کا وعدہ ہے جس جنت میں ہمیشہ نہریں بہتی ہوں گی ان بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد نیک اعمال نہیں کئے کیا انہیں مرتے ہی فوراً جنت میں داخل کریگا بلکہ پہلے بد اعمالیوں کی سزا بھگتیں گے پھر اگر ایمان سلامت ہے تو جنت میں داخلہ نصیب ہو گا۔

دوزخ میں جانا

کوئی آسان چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ ورنہ اگر بالفرض ہزار سال بھی ایک انسان زندہ رہے اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرے۔ اگر خدانخواستہ بالفرض ایسے نازپروردہ آدمی کو ایک منٹ کے لئے بھی دوزخ میں داخل کیا گیا تو کہے گا کہ اے اللہ! میں نے تو کبھی آرام پایا ہی نہیں۔

ساتواں شاہد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۱۸ پارہ ۵)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے، انہیں ہم باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (تعالیٰ) کا وعدہ سچا ہے اور اللہ (تعالیٰ) سے زیادہ سچا کون ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ انہیں جنت کے باغوں میں رکھا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ان لوگوں سے سچا وعدہ ہے۔

آٹھواں شاہد

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَۃِ خَیْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ لَھُمْ فِیْھَا مَا یَشَآءُوْنَ ؕ کَذٰلِکَ یَجْزِی اللّٰہُ الْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیْنَ ۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْکُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ: جنہوں نے نیکی کی ہے (ان کے لئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے

اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا۔ اللہ (تعالیٰ) پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دے گا۔ جن کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں، ایسے حال میں کہ وہ پاک ہیں۔ فرشتے کہیں گے تم پر سلامتی ہو بہشت میں داخل ہو جاؤ، بسبب ان کاموں کے جو تم کرتے تھے۔

ان آیات کو غور سے پڑھیئے

اس میں مندرجہ ذیل چیزیں ہیں

(۱) جو نیک کام کرتے ہیں، ان کے لئے اس دنیا میں بھی بہتری ہے۔

(۲) اور ان لوگوں کے لئے آخرت کا گھر بھی بہتر ہے۔ یعنی وہاں بھی جائیں گے تو آرام سے رہیں گے۔

(۳) اور وہ گھر ان اللہ کے بندوں کو پرہیزگاری کے باعث ملا ہے (یعنی دنیا میں ہر اس کام سے بچتے تھے جس کے کرنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔

(۴) موت کے وقت ان کی حالت بارگاہ الٰہی میں پسندیدہ تھی تبھی تو فرشتے ان کو سلام کہہ رہے ہیں۔

(۵) اور انہیں فرشتے خوشخبری دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نیک عملوں کے سبب سے تمہیں جنت عطا فرمائی ہے۔

نواں شاہد

وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۗ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ الَّذِيْٓ أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝

(سورۃ فاطر رکوع ۴ پارہ ۲۲)

ترجمہ: اور بعض ان میں سے اللہ کے حکم سے نیکیوں میں پیش قدمی کرنے والے ہیں۔ یہی تو اللہ (تعالیٰ) کا بڑا فضل ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ وہ ان میں داخل ہوں گے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے۔ اور اس میں ان کا لباس ریشم کا ہو گا اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے۔ وہ جس نے اپنے فضل سے ہمیں سدا رہنے کی جگہ میں اتارا جہاں ہمیں نہ کوئی رنج پہنچتا ہے اور نہ کوئی تکلیف۔

ان حضرات میں جو

بہشت میں بھیجے گئے ہیں۔ ایک بہت بڑی خوبی تھی

وہ یہ کہ

ہر نیکی کے کام میں پیشقدمی کرنے والے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

دسواں شاہد

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصَارٰى مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(سورۃ المائدۃ رکوع ۱۰ پارہ ۶)

ترجمہ: بیشک جو مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور صابئی اور نصاریٰ، جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور نیک کام کئے تو ان پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے فقط!

حاصل

کہ تمام مذاہب والوں کا راستہ ایک ہی ہے اور وہ ایمان اور عمل صالح ہیں جو کوئی اس راستہ پر چلا وہی خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی مذہب کا نام لیوا ہونا موجب نجات نہیں ہے بلکہ ایمان صحیح اور عمل صالح کی ضرورت ہے۔

خطبۂ یوم الجمعہ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۰ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد

تمہید

میرا مسلک: برادران اسلام! میں سب سے پہلے قرآن مجید کا متبع ہوں۔ نمبر دوم قرآن مجید کی جو شرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ اس کا پابند ہوں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں اتنا فرما دیا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (ترجمہ نماز پڑھو)۔ نماز کی وہی تفسیر صحیح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ یعنی نماز پڑھ کر دکھائی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر پر مہر تصدیق لگائی ہوئی ہے:۔ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۵ سورۃ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸ (ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے۔ اسے لے لو۔ اور جس سے منع کرے۔ اس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔) نمبر سوم:۔ مذاہب اربعہ میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا پیرو ہوں۔ اگرچہ باقی ائمہ (حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کے متبعین کو بھی حق پر سمجھتا ہوں۔ اور صوفیائے کرام کے چار طریقوں میں سے قادری خاندان کے ساتھ میرا تعلق ہے۔ میں نے بفضلہ تعالیٰ چالیس برس قادری خاندان کے بزرگان دین کی خدمت میں جا جا کر تربیت پائی ہے۔ علم تو علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے پڑھا۔ مگر عملی تربیت صوفیائے کرام کی صحبت میں چالیس سال آ جا کر ہوئی۔ لہٰذا کوئی صاحب میری معروضات کو حنفیت کے خلاف ہرگز خیال نہ کریں (کیونکہ مجھے فقہ حنفی کا علم ہے۔ میں نے قدوری سے لے کر ہدایہ اخیرین تک علماء کرام کی صحبت میں رہ کر تعلیم پائی ہے) اور علم عقائد میں شرح عقائد اور خیالی بھی پڑھی ہے۔ ان تینوں علوم (قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ) کی روشنی میں آج ایک مسئلہ کی تحقیق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی پوزیشن اس لئے واضح کر دی ہے۔ تاکہ مسلمان یہ کہہ کر مسئلہ سے گریز نہ کریں۔ کہ یہ کسی وہابی کے خیالات ہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ میں واضح کر چکا ہوں۔ کہ کتاب وسنت کے اتباع کے بعد میں حنفی ہوں۔ اور میرا خاندان قادری ہے۔ جن کے ساتھ دنیا اور آخرت کی نجات وابستہ ہے۔ دعا ہے اے اللہ! میرے مسلمان بھائیوں کو ہدایت عطا فرمائیے۔ اور متبع کتاب وسنۃ بنا۔ وما علینا الا البلاغ ✣

آج کے خطبہ کا عنوان

ارشادِ الٰہی: اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

ترجمہ:۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

(سورۃ المؤمن رکوع ۶ پارہ ۲۴)

قرآن مجید سے اس کے شواہد

پہلا شاہد

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۵ (سورۃ البقرۃ ع ۲۳ پ ۲)

ترجمہ:۔ اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں۔ تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پھر چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندہ کے پاس ہی رہتا ہے۔ اس کا اعلان ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِہٖ نَفْسُہٗ ج صلے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۵ (سورۃ ق رکوع نمبر ۲ پارہ نمبر ۲۶)۔

ترجمہ:۔ اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اور ہم جانتے ہیں۔ جو وسوسہ اس کے دل میں گزرتا ہے۔ اور ہم اس سے اس کی رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ انسان کی گلو کی رگ سے بھی زیادہ قریب رہتا ہے۔ تو کیوں نہ اپنی حاجت روائی کے لئے اس ارحم الراحمین سے اپنی مطلب براری کے لئے دعا کی جائے۔ اس کو چھوڑ کر جو گلو کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ باوجود اس کے کہ اس نے اعلان کیا ہوا ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)۔ ترجمہ:۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے — اس اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی بزرگ کو پکارنا۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں ہے؟ اور بزرگ بیشک بزرگ ہیں۔ ان میں سے کسی بزرگ نے یہ اعلان کیا ہوا ہے۔ کہ میں مرنے کے بعد بھی ہر مجھے پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں اور اس کی مدد کرتا ہوں؟ پھر بزرگوں کو پکارنا اور خدا تعالیٰ کو نظر انداز کر دینا کیا یہ اللہ تعالیٰ کی حق تلفی نہیں ہے اور اس کے حکم کی صریح حکم عدولی نہیں ہے۔ اور کیا جن بزرگوں نے مرنے کے بعد یا دوسرے زندگی میں بھی سننے کا ٹھیکہ ہی نہیں لیا۔ کیا ان کو پکارنا صریح غلطی نہیں ہے؟ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اس صریح غلطی سے بچائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

دوسرا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۵ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹)۔

ترجمہ:۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں۔ پھر انہیں پکار کر دیکھو۔ پھر چاہیئے۔ کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کریں۔ اگر تم سچے ہو۔

حاصل یہ نکلا کہ جن لوگوں کو تم اللہ تعالیٰ

کے سوا پکارتے ہو۔ وہ بھی تمہاری طرح بندگان خدا تعالیٰ ہیں۔ انہیں پکار کر دیکھو۔ پھر کیا وہ تمہاری پکار کو قبول کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر انہیں خدا تعالیٰ کی طرح پکارنا خلافِ عقل ہے یا نہیں؟

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم

تیسرا شاہد

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَ لَا یَضُرُّکَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ٥ وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ ج وَ اِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ الآیۃ (سورۃ یونس رکوع ۱۱)۔

ترجمہ :۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکارو۔ جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں تیرے نفع اور نقصان میں کوئی دخل نہیں ہے۔ انہیں نہ پکار۔ اگر تو نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارا۔ تو ظالموں کی فہرست میں داخل ہو جائے گا۔

یہ ظاہر ہے

کہ اللہ تعالیٰ جن کو ظالم قرار دے گا۔ اُن کا ٹھکانا بہشت نہیں ہو گا۔ بلکہ دوزخ ہو گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

چوتھا شاہد

وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ صلے عَسٰٓی اَلَّآ اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ٥ (سورۃ مریم رکوع ۳ پ ۱۶)۔

ترجمہ :۔ اور میں تمہیں چھوڑتا ہوں۔ اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا۔ امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ میں تم سے بھی کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ ان سے بھی۔ اور فقط اپنے رب کو بلاتا ہوں۔ مجھے امید ہے۔ کہ میں فقط اپنے رب کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا۔ بلکہ میری حاجت ایک اللہ تعالےٰ کے بلانے اور تمہارے معبودوں کے بغیر بھی پوری ہو ہی جائے گی۔

پانچواں شاہد

وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ ج وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ٥ قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْ مَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ٥ (سورۃ الزمر رکوع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ :۔ اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کے دل نفرت کرتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔ کہدو۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہر چھپی اور کھلی بات کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں فیصلہ کریگا۔ اس بات میں۔ جس میں کہ وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

حاصل

جو لوگ غیر اللہ کو پکارنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اُن کے سامنے جب ایک اللہ تعالیٰ کی پکار کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو ان کے دلوں میں اس بات کے سننے سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جائے تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

چھٹا شاہد

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا ٥ قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ٥ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ ۵ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا ٥ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِسٰلٰتِہٖ ط وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ٥ (سورۃ الجن رکوع ۲ پارہ ۲۹)۔

ترجمہ :۔ کہہ دو۔ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔ کہہ دو۔ میں نہ تمہارے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔ کہہ دو۔ مجھے اللہ سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اور نہ مجھے اس کے سوا پناہ ملیگی۔ مگر اللہ کا پیغام اور اس کا حکم پہنچانا ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ جس میں وہ سدا رہے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ میں تو فقط ایک رب کو پکارتا ہوں۔ اور کسی دوسرے کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا۔ اور میں خود تمہارے لئے کسی نقصان یا بھلائی کا مالک نہیں ہوں۔ اور میرے لئے اس اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ میرا کام فقط اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے احکام کی تبلیغ کر دینا ہے۔ اور یاد رکھو۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ اس کا ٹھکانا دوزخ میں ہوگا۔ اور وہ اس دوزخ میں ہمیشہ کے لئے داخل کر دیا جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

کھری کھری باتیں

برادرانِ اسلام اور شریف خواتین اسلام کی خدمت میں اس لئے قرآن شریف سے کھری کھری باتیں پیش کر رہا ہوں۔ تاکہ آپ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر نہ کرنے پائیں۔ کہ اے اللہ! تیرا قرآن مجید عربی میں تھا۔ اور ہم اس عربی زبان سے ناآشنا تھے۔ اب تو میرے اردو میں عرض کرنے سے آپ کا یہ عذر رفع ہو جائے گا اور مستورات یہ عذر بارگاہِ الٰہی میں نہ کرنے پائیں کہ ہم پردہ نشین ہونے کے باعث تیرے قرآن مجید کے مضامین کے پڑھنے اور سمجھنے سے عاری رہیں۔ وما علینا الا البلاغ

غیر اللہ (تعالےٰ) کو پکارنے والوں کی قیامت کے دن سزا

اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ط ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ صلے فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ز وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَۃٍ ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ ثُمَّ لِتَکُوْنُوْا شُیُوْخًا ج وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ ھُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ج فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ٥ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ

فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ ط اَنّٰی یُصْرَفُوْنَ ہ اَلَّذِیْنَ
کَذَّبُوْا بِالْکِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِہٖ رُسُلَنَا
فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ہ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ
اَعْنَاقِہِمْ وَالسَّلٰسِلُ ط یُسْحَبُوْنَ ہ
فِی الْحَمِیْمِ ۵ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ہ
ثُمَّ قِیْلَ لَہُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ
تُشْرِکُوْنَ ہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط قَالُوْا
ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَکُنْ نَّدْعُوْا مِنْ
قَبْلُ شَیْئًا ط کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ
الْکٰفِرِیْنَ ہ ذٰلِکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ
فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ
تَمْرَحُوْنَ ہ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَہَنَّمَ
خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ج فَبِئْسَ مَثْوَی
الْمُتَکَبِّرِیْنَ ہ (سورۃ المؤمن رکوع ۷-۸ پ ۲۴)

ترجمہ:۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو آرامگاہ بنایا۔ اور آسمان کو چھت۔ اور تمہاری صورتیں بنائیں پھر تمہاری اچھی صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا۔ وہی اللہ تمہارا پالنے والا ہے۔ پس سارے جہانوں کا پالنے والا اللہ بابرکت ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اسی کو پکارو۔ خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ کہہ دو۔ مجھے تو ان چیزوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ جبکہ میرے رب کی طرف سے میرے پاس کھلی کھلی نشانیاں آ چکی ہیں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں رب العالمین کے سامنے سر جھکاؤں۔ وہی ہے جس نے مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون بستہ سے پیدا کیا۔ پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے۔ پھر (باقی رکھتا ہے) تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ پھر یہاں تک کہ تم بوڑھے ہو جاتے ہو۔ کچھ تم میں اس سے پہلے مر جاتے ہیں۔ (بعض زندہ رکھتا ہے) اور تا کہ تم وقت مقرر تک پہنچو۔ اور تا کہ تم سمجھو۔ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پس وہ جب کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف اس سے یہی کہتا ہے۔ کہ ہو۔ تو ہو جاتا ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا۔ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔ وہ کہاں پھیرے چلے جا رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے کتاب کو اور جو کچھ ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا۔ سب کو جھٹلایا۔ پس انہیں معلوم ہو جائے گا۔ جبکہ طوق اور زنجیریں ان کے گلے میں ڈال کر گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے پانی میں۔ پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا۔ کہاں ہیں۔ جنہیں تم شریک بناتے تھے۔ اللہ کے سوا وہ کہیں گے۔ ہم سے وہ کھوئے گئے۔ بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو نہیں پکارتے تھے۔ اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ عذاب تمہیں اس لئے ہوا کہ تم ملک میں ناحق خوشیاں مناتے تھے۔ اور اس لئے بھی کہ تم اترایا کرتے تھے۔ جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ پھر تکبر کرنے والوں کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

اپیل

سب مسلمانوں (خواہ مرد ہوں۔ یا عورتیں) سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ میری معروضات کو غور سے پڑھیں۔ اور اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے سامنے سر جھکا دیں اور اپنا عقیدہ درست کر لیں۔ ورنہ قیامت کے دن یہ

عذر نہیں

کر سکیں گے۔ کہ اے اللہ ہمیں تیرا فرمان واجب الاذعان کسی نے تبلایا ہی نہیں تھا۔
ربّنا تقبّل منّا انّك انت السّمیع العلیم

ایک حدیث شریف بھی ملاحظہ ہو

عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم الدعاء هو العبادة ثمّ قرأ و قال ربّکم ادعونی استجب لکم رواه احمد والترمذی و ابوداؤد والنسائی و ابن ماجه۔

ترجمہ:۔ نعمان بن بشیر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دعا ہی تو عبادت ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے ہی پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔

نتیجہ

یہ نکلا۔ کہ پکارنا ہی تو عبادت ہے۔ لہٰذا عبادت سوائے خدا تعالےٰ کے کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے رب ہی کو پکارا کرو۔

لہٰذا

غیر کو پکارا جائے گا تو وہ شرک ہو جائے گا۔ کیونکہ پکارنا فقط اللہ تعالیٰ ہی کو چاہیئے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو پکارا۔ تو شرک کا مرتکب ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ سے

دعا

کرتا ہوں۔ کہ سب مسلمانوں کو اس شرک سے بچائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

خُطبۃ یومُ الجُمُعۃ ۵ رجمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۵ر نومبر ۱۹۶۰ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

دعویٰ: بارگاہِ الٰہی سے کن لوگوں کو دوزخ میں

ہمیشگی کا عذاب ہو گا

قرآن مجید سے اس دعوے کے متعدد شواہد

پہلا شاہد

وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۷ پ ۲)

ترجمہ:- اور جو تم میں اپنے دین سے پھر جائے - پھر کافر ہی مر جائے - پس یہی وہ لوگ ہیں - کہ ان کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے - اور وہی دوزخی ہیں - جو اسی میں ہمیشہ رہیں گے -

اس کی واضح مثال

وہ لوگ ہیں - جو انگریز کی حکومت کے زمانہ میں کسی طمع اور لالچ کی بناء پر شدھ ہو جاتے تھے - اللّٰھم اعذنا منہ -

حاصل

اس آیت کا یہ ہے - کہ جو مسلمان اسلام کا انکار کر کے کافروں کے کسی مذہب میں داخل ہو گیا - اس کی سب نیکیاں بھی ضائع ہو جائیں گی - اور ایسے لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے - وما علینا الا البلاغ

دوسرا شاہد

بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۹ پ ۱)

ترجمہ:- ہاں جس نے کوئی گناہ کیا - اور اسے اس کے گناہ نے گھیر لیا - سو وہی دوزخی ہیں - وہ اس میں ہمیشہ رہینگے -

شیخ الہند کا حاشیہ

حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں:- "گناہ کسی کا احاطہ کر لیں - اس کا یہ مطلب ہے - کہ گناہ اس پر ایسا غلبہ کر لیں - کہ کوئی جانب ایسی نہ ہو - کہ گناہ کا غلبہ نہ ہو - حتیٰ کہ دل میں ایمان و تصدیق باقی ہو گی - تو بھی احاطہ مذکور محقق نہ ہو گا - تو اب کافر ہی پر یہ صورت صادق آ سکتی ہے -

تیسرا شاہد

وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ رکوع ۴ پارہ ۱)

ترجمہ:- اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے - وہی دوزخی ہونگے - جو اس میں ہمیشہ رہیں گے -

حاصل

یہ نکلا - کہ جو (بدنصیب) لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کے تسلیم کرنے سے انکار کریں گے - الٹا ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ دوزخ میں ہمیشہ کے لئے داخل کئے جائیں گے -

ایک مثال ملاحظہ ہو

کہ ایک براتیوں سے کہتا ہے کہ مولوی صاحب کہا کرتے ہیں - کہ دُولہا کے سر پر سہرا باندھنا ہندوانہ رسم کی پابندی ہے - اور اسراف ہے - جو کہ گناہ ہے - دُوسرا کہتا ہے - (پنجابی میں) "اوئے جھلیا - ایہ مولویاں دیاں گلاں نیں - اسی کوئی مولوی آں" - یہ کہنا شریعت کو جھٹلانا ہے شریعت کی پابندی علماء کے لئے لازم ہے - ویسی جاہلوں کے لئے بھی ہے -

چوتھا شاہد:

وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝

(سورۃ النساء رکوع ۲ پارہ ۴) -

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے - اور اس کی حدوں سے نکل جائے - اسے آگ میں ڈالے گا - اس میں ہمیشہ رہے گا - اور اس کے لئے ذلّت کا عذاب ہے -

حاصل

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا - اور جو حدود انسان کو اختیارات کی دی گئی ہیں - ان سے تجاوز کر جائے گا - مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبور و مامور کر دیا ہے - کہ کسی عورت سے زن و شوہر کے تعلقات نہ رکھے جب تک اس عورت سے باقاعدہ گواہوں کے روبرو نکاح نہ کرے - اب اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح گواہوں کے رُوبرو کرنے کے بغیر میاں بیوی کا سا تعلق رکھ لے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر گیا ہے - اگر وہ شادی شدہ تھا - تو اُسے رجم یعنی سنگسار کر کے جان سے مار دیا جائے گا - اور اگر عورت بھی شادی شدہ یہ جرم کرے گی - تو اُسے بھی سنگسار کر دیا جائے گا -

کیونکہ

اللہ تعالیٰ اپنی تجویز کردہ حدود سے تجاوز کرنے والوں کو زندہ رکھنا پسند نہیں کرتا - کیونکہ زنا کرنے والے بدمعاش ہیں - خواہ مرد ہوں یا عورتیں -

اگر

ایسے بدمعاشوں کو معاف کر دیا جائے تو یہ مرض بڑھتا جائے گا - اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے باعث طرح طرح کے عذاب آئیں گے - مثلاً کبھی ہیضہ پھوٹ پڑے گا اور کبھی طاعون آ جائے گا - وغیرہ وغیرہ - اللّٰھم اعذنا من ھٰذہ العیوب -

پانچواں شاہد

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۳ پارہ ۵)

ترجمہ:- اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے - اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا - اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے - اور اللہ

نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

حاصل

کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔ اس میں وہ مجرم ہمیشہ رہے گا۔ اور اس قاتل پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر لعنت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ

جاہل

اور ناخواندہ لوگ اس قسم کا ارتکاب اکثر کرتے ہیں۔ اور اسے اپنی بہادری خیال کرتے ہیں۔ کہ دشمن کو مارا۔ اور اگر ثابت ہو جائے۔ تو حکومت اُسے پھانسی دیگی۔ لیکن اس کے پھانسی پر چڑھنے سے بھی اللہ تعالیٰ کی سزا باقی رہے گی۔ اور وہ سزا ابدی دوزخ ہے۔ اللّٰھمّ اعذنا منہ

چھٹا شاہد

وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْھَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ٥ (سورۃ الاعراف رکوع ۴ پ ۸)

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبّر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جن لوگوں نے احکامِ الٰہی کی پرواہ نہ کی۔ اور ان کے تسلیم کرنے میں اپنی کسرِ شان سمجھی۔ وہ بھی ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔

مثلاً ایک میراثی کسی چوہدری کے متعلق کوئی نازیبا لفظ کہہ دیتا ہے۔ اور چوہدری غصّہ میں آ کر اس کی پگڑی اُتار کر اس مسکین میراثی کو دس جوتے مارتا ہے۔ اب ایک عالم کو یہ اطلاع ملتی ہے۔ کہ چوہدری نے خلافِ شریعت قدم اُٹھایا ہے۔ حدسے حد۔ اگر اس میراثی نے جو نازیبا لفظ کہا تھا تم اس کو کہہ دیتے۔ مگر تمہیں خود فیصلہ کر کے اس مسکین کو جوتے مارنے کا کیا حق تھا۔ عالم یہ فیصلہ کرے گا۔ کہ وہ اس چودھری کو دس جوتے مارے۔ اب چودھری اکڑتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں اس فیصلہ کو نہیں مانتا۔ یہی تکبّر ہے جس کے باعث وہ متکبّر دوزخ میں ڈالا جائیگا حالانکہ دونوں مسلمان ہیں۔ یعنی میراثی بھی مسلمان اور چودھری بھی مسلمان ہے۔ لیکن حکم شریعت کے ماننے سے چودھری کو تکبّر مانع آ رہا ہے۔ یہی تکبّر اسے دوزخ دکھائیگا۔

ساتواں شاہد

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ھِیَ حَسْبُھُمْ ج وَلَعَنَھُمُ اللّٰہُ ج وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ٥ (سورۃ التوبہ ع ۹ پ ۱۰)

ترجمہ:۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے

غور کیجئے

کہ اللہ تعالےٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو دوزخ کے ہمیشہ کے عذاب میں کافروں کے ساتھ اکٹھا کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ منافق اگرچہ بظاہر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اندر میں کافروں کی طرح دشمن اسلام ہوتے ہیں۔ البتہ کفر کی سزا سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ ان لوگوں کے اندرونی کفر کو خوب جانتا ہے۔ اس لئے سزا بھگتنے میں کافروں کے ساتھ شامل کر رہا ہے۔

اللّٰھمّ اعذنا منھم

آٹھواں شاہد

وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ ۢ بِمِثْلِھَا لا وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ط مَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ ج کَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْھُھُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ٥

(سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہو گا۔ اور اُن پر ذلّت چھائے گی۔ اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ کیونکہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

جو لوگ دُنیا کی زندگی میں بُرے کام کر کے جائیں گے۔ ان کو سزا بھی بُری ملیگی اور ان کے مونہوں پر ذلّت چھائی ہو گی۔ اور ان کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔ گویا کہ اُن کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے چھائے ہوئے ہوں گے۔ اور ہمیشہ دوزخ میں رہینگے۔

نواں شاہد

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ٥ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ ٥ اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ٥ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ٥ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ٥ قَالَ اخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ٥ (سورۃ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)۔

ترجمہ:۔ اور جن کا پلّہ ہلکا ہو گا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دیگی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہونگے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کی نیکیوں کا پلّہ ہلکا ہو گا اور برائیوں کا پلّہ بھاری ہو گا۔ ان لوگوں نے دُنیا میں آ کر اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا۔ اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اُن کے مونہوں کو آگ جھلس دیگی اور وہ دوزخ میں بدشکل ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ انہیں فرمائے گا۔ کیا تم پر میری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں۔ پھر تم ان آیات الٰہی کو جھٹلاتے تھے۔ وہ جواب دیں گے۔ اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم واقعی گمراہ تھے۔ اے اللہ! ہمیں دوزخ سے نکال۔ پھر اگر ہم نے وہی گناہ کئے۔ تو بیشک ظالم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ذلیل ہو کر اسی دوزخ میں رہو۔ مجھ سے بولو مت۔

دسواں شاہد

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط

وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ (سورۃ التغابن ع۲ پ۲۸)

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے انکار کیا۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ یہی لوگ دوزخی ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ بڑی تکلیف دہ جگہ ہے۔

حاصل

جن لوگوں نے احکام الٰہی تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ یہی لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور وہ دوزخ حد درجہ کی تکلیف دہ جگہ ہے۔ اللّٰھم احفظنا منہ۔

گیارھواں شاہد

وَ اَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ○ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ○ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○ (سورۃ الواقعہ ع۳ پ۲۷)۔

ترجمہ:۔ اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے۔ تو کھولتا ہوا پانی مہمانی ہے۔ اور دوزخ میں داخل ہونا ہے بے شک یہ تحقیقی یقینی بات ہے۔ پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کر۔ جو بڑا عظمت والا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کے جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوگا۔ تو اس کی مہمانی (جہنم کا کھولتا ہوا پانی ہوگا۔) اور جہنم کا داخلہ ہوگا۔ اور یہ بالکل سچی اطلاع ہے۔ اللّٰھم اعذنا منہ یا ارحم الراحمین بفضلک و منک و کرمک یا ارحم الراحمین ○

مجلس میں جو جس جگہ بیٹھ جائے وہی اس کا حق دار ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی جگہ سے (کسی ضرورت سے) اٹھا اور پھر واپس آگیا تو اس جگہ کا وہی زیادہ حق دار ہے۔ صحیح مسلم

دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھنا چاہیے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔ سنن ابی داؤد

لوگوں سے تعظیم کروانا سخت گناہ ہے

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کو اس بات سے خوشی ہو کہ لوگ اس کی تعظیم میں کھڑے رہیں، اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ سنن ابو داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ — لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی ۔ امّا بعد

بارگاہ الٰہی[1] میں سچّے مومن کون لوگ ہیں

اُن[2] ہی سچّے مومنوں سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ، اور[3] عزّت کا رزق دینے کا وعدۂ الٰہی، قیامت[4] کے دن کفّار کے ساتھ سلوک الٰہی

بارگاہِ الٰہی میں سچّے مومن کون لوگ ہیں

پہلا شاہد

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(سورۃ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹)

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو اُن کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

حاصل

ان آیات کا یہ ہے کہ اِنَّمَا عربی زبان میں کلمہ حصر کا ہے یعنی، مومن فقط یہی لوگ ہیں جن کی آگے صفتیں مذکور ہیں:

پہلی صفت جب اللہ تعالیٰ کا نام آئے، تو وہ ڈر جاتے ہیں اور[2] جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں اُن پر پڑھی جائیں تو ان آیتوں کے سننے سے اُن کے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے (ایمان تو پہلے بھی تھا۔ اب اِن پر عمل کرنے کا عزم بالجزم بڑھتا ہے) اور[3] وہ ہر معاملہ میں اپنے رب پر اچھے نتائج نکلنے کا بھروسہ رکھتے ہیں اور وہ لوگ عبادتِ خداوندی جو ہر مرد و زن پر لازم ہے باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ یعنی نماز باقاعدہ پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق[5] میں سے باقاعدہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ کم از کم زکوٰۃ تو ادا کرتے ہیں یہی سچّے اور کھرے مومن ہیں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے نیک عملوں کے سبب بخشش اور عزت کا رزق ہے۔

نتیجہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ دو نعمتیں حاصل کرنا چاہے وہ مذکورۃ الصدر پانچ صفتیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۝

ان مذکورۃ الصدر پانچ صفتوں سے متّصف حضرات نے اللہ تعالیٰ سے ایک عجیب سودا کیا اور اس میں بڑا نفع پایا۔ یعنی فانی نعمتیں دیں اور باقی رہنے والی نعمتیں اللہ تعالیٰ سے خرید لیں۔ ان حضرات کی خوش نصیبی پر رشک آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایسے سودا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ فانی نعمتیں دیں اور اللہ تعالیٰ سے سدا رہنے والی نعمتیں معاوضہ میں لیں۔

مثلاً

ایک شخص عمر فانی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے وقف کرتا ہے۔ کسی سے اپنی حاجت کا اظہار نہیں کرتا اور عُسر و یُسر میں اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت نباہے جا رہا ہے۔ اس شخص نے فانی عمر کو اللہ تعالیٰ کے نام پر وقف کر کے اللہ تعالیٰ سے آخرت کی نعمتیں خرید لیں۔ یہ تو بڑا سستا سودا ہے۔ فانی چیز دی اور باقی رہنے والی بہشت اللہ تعالیٰ سے لی۔

رزق کا سوال ہی نہیں

ایسے خدا پرست لوگ اپنا یا اپنے بال بچوں کا کبھی یہ خیال نہیں کرتے کہ بچے کہاں سے کھائیں گے کسی اللہ والے نے کیا خوب فرمایا ہے

خدا خود میر ساماں است اربابِ توکّل را

دُوسرا شاہد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(سورۃ الانفال رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہے۔

حاصل

کہ[1] جو لوگ ایمان لائے اور اسلام کے سربلند کرنے کی خاطر اپنے گھر بار بھی قربان کر دیئے۔ یعنی گھر بار قربان کر کے نکل آئے اور دوسرے[2] وہ مسلمان جنہوں نے ان مہاجرین کو اپنے ہاں جگہ دی کہ آیئے آیئے شوق سے آیئے۔ آپ ہمارے مسلمان بھائی ہیں لہٰذا ہماری زمینوں میں آ کر آباد ہو جایئے۔ علاوہ ازیں جو خدمت ہم سے ہو گی، ہم آپ

کی ہر خدمت کو رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے یہ

دونوں قسم

کے حضرات اپنے اخلاص اور اعمال صالحہ کی برکت سے مقبول ہوئے و ذالك فضل الله يؤتيه من يشاءُ

اللہ والوں

کو یقین ہو جاتا ہے کہ رزق کا ٹھیکہ تو اللہ تعالیٰ نے خود لے لیا ہے۔ ہماری سردردی اس میں فضول اور لایعنی ہے۔

گوشِ ہوش سے سنئے

قولہ تعالیٰ: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ــــ الآیۃ

(پارہ ۱۱۔ سورہ ھود۔ رکوع ۱)

ترجمہ: اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔

جب اللہ تعالےٰ نے

روزی بہم پہنچانے کا اعلان فرمایا ہے اور ذمہ لیا ہے۔ پھر بھی جو فرائض من جانب اللہ ہیں انہیں ضائع کر کے روزی کمانا یہ خدا تعالیٰ پر بے اعتمادی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

بھائی صاحب!

تم کچھ بھی نہ کرو۔ فقط بیٹھ کر خدا تعالیٰ کے بھروسے پر خدا تعالیٰ کو یاد کرو۔ دیکھو روزی پہنچاتا ہے یا نہیں!

آزما کر

تو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کیسا سچا نکلتا ہے اعلان خداوندی ملاحظہ ہو:-

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا

(سورۃ النساء رکوع ۱۱ پارہ ۵)

ترجمہ: اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔

جاء استاد خالی است

اصل بات یہ ہے کہ جن حضرات کو اعتماد علی اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے وہ بقول ع

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

وہ حضرات تو اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے میں محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا سیکھ جاتے ہیں اور جنہیں صحبت اللہ والوں کی نصیب نہ ہو وہ شاذ و نادر ہی اس منزل پر پہنچ سکتے ہیں ❊

نمبر ۳ مضمون

قیامت کے دن کفار کے ساتھ سلوک الٰہی

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳)

ترجمہ: بیشک جو لوگ کافر ہیں، ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابلے میں ہرگز کام نہیں آئیں گے اور وہ دوزخ کا ایندھن ہیں جس طرح فرعون والوں اور ان سے پہلے لوگوں کا معاملہ تھا۔ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔ پھر اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب سے انہیں پکڑا اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے کافروں کو کہہ دے کہ اب تم مغلوب ہو گے اور دوزخ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

حاصل

آیات مذکورۃ الصدر کا حاصل یہ ہے کہ کافروں کو مال کی بہتات اور اولاد کی کثرت پر ناز نہیں کرنا چاہیے۔ مال یا اولاد بدعملوں کو دوزخ سے نہیں بچا سکیں گے۔ جو لوگ مال کی بہتات پر نازاں اور اولاد کی کثرت پر بھروسہ رکھتے ہیں، وہ مطلع ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے غضب کے مقابلہ میں یہ کوئی چیز نہیں ہیں۔ یہ چیزیں ان گنہگاروں کو دوزخ سے نہیں بچا سکیں گی۔

تکذیب آیاتِ الٰہی

کرنے والوں کو عذاب الٰہی سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اسی لئے تو ارشادِ الٰہی نازل ہو رہا ہے کہ کافروں سے کہہ دو کہ خدا پرستوں کے لشکر کے سامنے تمہیں مغلوب کیا جائے گا اور پھر مرنے کے بعد جہنم رسید کیے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

مومنوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی مدد کا ہونا

تم نے غزوۂ بدر میں ملاحظہ نہیں کیا کہ کافر ایک ہزار تھے جن کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے۔ دوسری طرف مسلمان مجاہدین تین سو سے کچھ اوپر تھے جن کے پاس کل ستر اونٹ دو گھوڑے چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں اور تماشا یہ تھا کہ ہر ایک فریق کو حریف مقابل اپنے سے دگنا نظر آتا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کفار کے دل مسلمانوں کی کثرت کا تصور کر کے مرعوب ہوتے تھے اور مسلمان اپنے سے دگنی تعداد دیکھ کر اور زیادہ حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتے اور کامل توکل و استقلال سے خدا تعالیٰ کے وعدہ

"ان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین۔"

پر اعتماد کر کے فتح و نصرت کی امید رکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو فتحِ عظیم عطا فرمائی اور جنگِ بدر میں کفار کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ اس طرح کفر کا زور ٹوٹا۔ سورہ انفال میں عموماً اسی واقعہ کے اجزاء و متعلقات کا بیان ہوا ہے۔

حق پرستوں

کے لئے یہ عبرت ناک واقعہ ہے کہ باوجود قلتِ تعداد اور قلتِ اسلحہ کے مسلمان فتحِ عظیم پاتے ہیں۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ذیل میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کی وہ تقریر شائع کی جارہی ہے جو آپ نے انجمن حمایت اسلام کے پچاسیویں سالانہ اجلاس میں ۳ دسمبر ۱۹۶۰ء ہفتہ کے روز ۱۲ بجے خان بہادر ایم عبدالرحمٰن خان صاحب آف ڈھاکہ کی صدارت میں پڑھی تھی۔

مضمون کا عنوان

انسان کا بحیثیت انسان ہونے کے فرض اصلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی　اما بعد

حضرات! اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو انسان ایک مجموعہ مخلوقات الٰہی کا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً پتھروں کی طرح ایک جسم بھی ہے جس میں طول عرض اور عمق پایا جاتا ہے اور پھر دیکھا جائے۔ تو جسم نامی بھی ہے یعنی طول عرض اور عمق کے سوا درختوں کی طرح اس میں نمو یعنی بڑھنے کی خاصیت بھی پائی جاتی ہے۔ جو پتھروں میں نہیں ہوتی۔ اور علاوہ ایک جسم نامی ہونے کے ایک حیوان بھی ہے۔ جیسے عربی میں متحرک بالارادہ کہا جاتا ہے۔ یعنی اپنے ارادہ سے نقل و حرکت کرنے والا۔ یہ چیز پتھروں اور درختوں میں نہیں تھی۔ اس لئے اس صفت کے پائے جانے سے انسان ایک جسم نامی متحرک بالارادہ تو ہو گیا۔ انسان میں ایک اور چیز بھی خدا تعالیٰ نے رکھی ہے کہ

اللہ تعالیٰ

کی پیدا کردہ چیزوں کی حکمتوں پر غور کرتا ہے اس غور و فکر میں مؤمن کی تخصیص نہیں ہے بلکہ بعض اوقات کافر بھی غور و فکر کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کی حکمتوں کو پا لیتے ہیں۔ چنانچہ آج کل یورپ میں بکثرت ایسے آدمی پائے جاتے ہیں۔ جو طرح طرح کی ایجادات سے اپنے ملک کو انتہائی مادی ترقی پر پہنچا رہے ہیں اور روحانیات کے معاملہ میں بالکل فیل ہیں۔

حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ کی پہچان

کے معاملہ میں بھی فیل ہیں۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ط اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ط تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ٥ (سورہ المائدۃ رکوع ۱۶ پارہ ۷)

ترجمہ:- اور جب اللہ فرمائیگا۔ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے۔ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا۔ کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو۔ وہ عرض کرے گا۔ تو پاک ہے۔ مجھے لائق نہیں۔ کہ ایسی بات کہوں۔ کہ جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہو گا۔ تو تجھے ضرور معلوم ہو گا۔ جو میرے دل میں ہے۔ تو جانتا ہے۔ اور جو تیرے دل میں ہے۔ وہ میں نہیں جانتا۔ بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔

یہ لوگ ہیں۔ دُنیاوی ایجادات میں حیران کن۔ مثلاً ہوائی جہاز وائرلیس وغیرہ ایجاد کرنا۔

اور اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں بالکل کودن دماغ۔ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام جہان کے باپوں اور ماؤں کو پیدا کرتا ہے۔ اور ایک ...... عورت کے پیٹ سے خدا کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ بات مان لینی کیسی غیر معقول چیز ہے۔

ہوا میں اُڑنا

یہ بھی کوئی انسان کا کمال نہیں ہے۔ میرے بعض دوستوں نے جو پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے سُنایا ہے۔ کہ چمگادڑ رات کو اُڑ کر کشمیر جاتا ہے۔ اور وہاں جا کر رات کو پھل کھاتا ہے۔ اور پھر اُڑ کر اپنی جگہ پنجاب میں پہنچ جاتا ہے۔ یہاں آ کر درختوں پر لٹک جاتا ہے جو اس کی عادت ہے۔ چنانچہ کشمیر سے جو تازہ پھل کھا کر آتا ہے۔ کچھ اپنے پنجوں میں لے آتا ہے۔ اور یہاں آ کر بعض اوقات اس کے پنجوں سے گر جاتا ہے، جو پھل کہ خاص کشمیر کا ہوتا ہے۔

لہٰذا

معلوم ہوا۔ کہ ہوائی جہاز کا ایجاد کر لینا یہ بھی انسان کا اصلی کمال نہیں ہے۔ کیونکہ تیز اُڑنا تو پرندوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

معروضات سابقہ

کا حاصل یہ نکلا۔ کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا یہ کوئی انسانیت کا کمال نہیں ہے۔ یہ کمال تو حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ بہت جلدی نشو و نما پانا یہ بھی انسان کا اصلی کمال نہیں ہے۔ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد ایک سال میں اونٹ اور ہاتھی اتنے قدآور ہو جاتے ہیں۔ کہ انسان چھ سال میں اتنا قدآور نہیں ہوتا۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ قد و قامت میں بڑھ جانا یہ بھی کوئی انسانی کمال نہیں ہے۔ زیادہ کھانا یہ بھی کوئی انسانی کمال نہیں ہے۔ کھانے کے معاملہ میں تو ہاتھی اور اونٹ انسان سے چوگنے سے بھی زیادہ کھا جاتے ہیں خوبصورتی صورت کی کوئی انسان میں کمال نہیں ہو سکتا۔ اگر صورت کی خوبصورتی میں کمال ہے۔ تو پھر اس سے تو مور زیادہ خوبصورت ہے۔

معلوم ہوا

کہ رنگ و رُوپ کی خوبصورتی بھی انسانی کمال نہیں ہے۔

انسان کا اصلی کمال

فقط وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ (سورۃ الذاریات ع ۳ پ ۲۷)

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کیلئے۔

لہٰذا

اب انسان کا کمال بلحاظ قرآن مجید کے اعلان کے دیکھا جائے گا۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجویز کردہ پروگرام عبدیت کا پابند ہو گا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں قابلِ عزت ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلِ عزت ہستیوں کا ٹھکانا جنت ہو گا۔ اور جو لوگ پروگرام بندگی کا جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا ہے۔ اِس پر عامل نہیں ہیں۔ وہ مجرم ہیں۔

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

اب وہ پروگرام ملاحظہ ہو۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَ لَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَ يُصَدِّقُهٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ۔ الحدیث۔

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے۔ کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے۔ بال نہایت سیاہ۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور نہ ہم میں سے کوئی اُسے جانتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو کے ساتھ زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا۔ اے محمدؐ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے۔ کہ تو اس امر کا اعتراف کرے اور شہادت دے۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور (پھر) تو نماز ادا کرے۔ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے۔ اگر تجھ کو زادِ راہ میسر ہو۔ اُس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے۔ اور تصدیق بھی کرتا ہے پھر اُس نے پوچھا۔ ایمان کی حقیقت بیان فرمائیے آپؐ نے فرمایا۔ (ایمان یہ ہے۔ کہ) تو اللہ پر۔ اُس کے فرشتوں پر۔ اُس کی کتابوں اور رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی بُرائی پر (یقین و) ایمان رکھ۔ (یہ سن کر اس) شخص نے کہا۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔ (الیٰ آخر الحدیث)۔

نماز پڑھنے کا فائدہ

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنّت کی کنجی نماز ہے۔ اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

نماز اور وضو کا فائدہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيْهِ وَ اِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ اَنْفِهٖ وَ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اَظْفَارِ يَدَيْهِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَاْسِهٖ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَّاْسِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِّجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلٰوتُهٗ نَافِلَةً لَّهٗ۔ رواہ مالک والنسائی۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ الصنابحی سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کہ جب مومن بندہ وضو کا ارادہ کرتا ہے۔ پس کلّی کرتا ہے۔ تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اور جب ناک جھاڑتا ہے۔ تو ناک کے راستہ سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اور جب منہ دھوتا ہے۔ تو گناہ چہرہ (اور آنکھوں کے) نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں۔ اور جب ہاتھ دھوتا ہے۔ تو دونوں ہاتھوں کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی۔ اور جب سر کا مسح کرتا ہے۔ تو سر کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کانوں کے گناہ بھی۔ اور جب پاؤں کو دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے گناہ بھی۔ پھر وہ مسجد کی طرف چلتا ہے۔ اور اس کی نماز اس کے (اعمال میں) زیادہ ہو جاتی ہے۔

نمازِ عشاء بجماعت پڑھنے کا ثواب

عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ۔

رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عثمانؓ نے کہا۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی۔ اس نے گویا آدھی رات عبادت کی۔ اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی۔ اس نے گویا ساری رات عبادت کی۔

نماز نہ پڑھنے کا گناہ

تاکہ آپ قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں۔ کہ اے اللہ! ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔

عَنْ بُرَيْدَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی و ابن ماجۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت بریدہؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے۔ وہ نماز ہے۔ پس جس نے نماز کو چھوڑ دیا۔ وہ کافر ہو گیا۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی سزا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ

تلا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الآیۃ
رواہ البخاری۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اللہ (تعالیٰ) نے مال عطا کیا۔ اور اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ تو اس کے مال کا قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنایا جائے گا۔ جس کی آنکھوں میں دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ اور سانپ کو طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائیگا۔ پھر یہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا۔ اور کہے گا۔ میں تیرا مال اور تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی:۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الخ

یعنی یہ گمان نہ کریں۔ وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں۔ آخر آیت تک۔

باوجود فرض ہونے حج کے۔ حج نہ کرنے کی سزا

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَۃٌ ظَاہِرَۃٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَھُوْدِیًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا رواہ الدارمی

ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو حج سے نہ روک رکھا ہو ظاہری حاجت نے۔ یا ظالم بادشاہ نے۔ یا خطرناک مرض نے۔ اور وہ مر گیا۔ اور حج نہ کیا۔ پس اس کو اختیار ہے۔ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو۔ یعنی زادِ راہ موجود ہو۔ اور نہ کوئی ظالم بادشاہ روکنے والا ہو۔ اور نہ کسی مہلک بیماری کا بیمار ہو۔ پھر خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ اس شخص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا غصہ ہے۔

العیاذ باللہ العظیم ۰

مجلس کے اختتام پر کسی کے لیے کھڑا ہونے کی تفصیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور ہم سے باتیں فرماتے تھے۔ پھر جب آپ اٹھتے تو ہم سب لوگ بھی کھڑے ہو جاتے، اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب کہ ہم دیکھ لیتے کہ ازواجِ مطہرات کے گھروں میں سے کسی گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو گئے۔ (دوسری احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعظیم کے لیے کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے۔ فرق یہ ہے کہ مجلس میں تشریف آوری کے وقت اہلِ مجلس کا کھڑا ہونا صرف تعظیم ہی کے لئے ہوتا تھا جو آپ کے لئے گرانی کا باعث ہوتا تھا اور مجلس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُٹھ جانے کے وقت کھڑا ہونا مجلس کے برخواست ہو جانے کی وجہ سے بھی ہوتا تھا۔ اس کے بعد خود اہلِ مجلس بھی اپنے اپنے ٹھکانوں پر جانے والے ہوتے تھے، اس لئے کھڑے ہونے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم گوارا فرما لیتے تھے۔)

شعب الایمان

خطبۃ یوم الجمعۃ ۱۹ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ر دسمبر ۱۹۶۰ء

از: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیر انوالہ - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی　اما بعد

الاحکام الالٰھیۃ
المتعلقۃ للانفاق فی سبیل اللہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے وہ احکام جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے متعلق ہیں۔

نمبر ۱

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ط وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ (سورۃ البقرۃ ع ۳۶)

ترجمہ:- ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں - ایسی ہے - کہ جیسے ایک دانہ کہ اگائے سات بالیاں - ہر بالی میں سو سو دانہ - اور اللہ جس کے واسطے چاہے بڑھاتا ہے - اور اللہ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے -

یعنی

ہر ایک شخص کی نیت کو جانتا ہے - جس کی نیت میں محض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مطلوب ہوگا - ان کے درجے بڑھاتا جائے گا حتیٰ کہ جو لوگ محض رضاء الٰہی کے لئے صدقہ وخیرات کریں گے - ان کے صدقہ وخیرات کو سات سو گنا تک بڑھا دے گا - وما ذٰلک علی اللہ بعزیز -

نمبر ۲

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۶ پارہ ۳)۔

ترجمہ:- جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں - پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں - انہیں کے لئے اپنے رب کے ہاں ثواب ہے - اور ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے -

حاصل یہ

کہ جس مسکین کی خدمت کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے - نہ اس کو یہ احسان جتلایا جائے اور نہ ستایا جائے - ایسے نیکی کرنیوالوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب ملیگا -

نمبر ۳

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی الآیۃ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۶ پارہ ۳)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو - احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو ٭

حاصل

یہ ہے کہ مسکین کو خیرات دے کر بعد میں اس پر احسان جتلا کر اور اسے روحانی ایذا پہنچا کر اس خیرات کا اجر ضائع نہ کردو -

نمبر ۴

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَۃٍ یَّتْبَعُھَآ اَذًی ط وَ اللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ○ (سورۃ البقرۃ ع ۳۶ پ ۳)۔

ترجمہ:- مناسب بات کہ دینا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے - جس کے بعد ستانا ہو - اور وہ بے پرواہ نہایت تحمل والا ہے -

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم!

"یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کی بدخوئی پر درگزر کرنی بہتر ہے اس سے کہ دیوے - پھر اس کو بار بار یہ سمجھے - کہ میں نے تو اللہ (تعالیٰ) کو دیا ہے - اس کو کیا پرواہ ہے - مگر اپنا بھلا کرتا ہوں -

حاصل

یہ ہے کہ اگر مسکین کو خیرات دے کر ستانا ہی ہے - تو اس سے تو بہتر ہے کہ مسکین کو کہہ دو - کہ بابا معاف کرو - اللہ تعالیٰ تم سے بے پرواہ ہے - مسکین کو اللہ تعالیٰ کسی اور بندے سے دلوا دے گا -

نمبر ۵

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی لا کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْہِ تُرَابٌ فَاَصَابَہٗ وَابِلٌ فَتَرَکَہٗ صَلْدًا ط لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا کَسَبُوْا ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ○ (سورۃ البقرہ رکوع ۳۶ پارہ ۳)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو - اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے - اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا - سو اس کی مثال ایسی ہے - جیسے صاف پتھر - کہ اس پر کچھ مٹی پڑی ہو - پھر اس پر زور کا مینہ برسا - پھر اس کو صاف کر دیا - ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی - اور اللہ کافروں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا -

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"اور مثال خیرات کی جیسے ایک دانہ بویا اور سات بالیں نکلیں - سات سو دانے ملے - یہاں فرمایا - کہ نیت شرط ہے - اگر دکھاوے کی نیت سے خرچ کیا - تو جیسے دانہ بویا پتھر میں جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی - جب اس پر مینہ برسا وہ صاف رہ گیا - اس میں سے کیا اُگے گا -

نمبر ۶

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَ تَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ کَمَثَلِ جَنَّۃٍۭ بِرَبْوَۃٍ اَصَابَھَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُکُلَھَا ضِعْفَیْنِ ج فَاِنْ لَّمْ یُصِبْھَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ (سورۃ البقرۃ ع ۳۶ پ ۳)

ترجمہ:- اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضا حاصل کرنے [illegible]

اپنے دلوں کو مضبوط کر کے خرچ کرتے ہیں۔ ایسی ہے۔ جس طرح بلند زمین پر ایک باغ ہو۔ اس پر زور کا مینہ برسا۔ تو وہ باغ اپنا پھل دگنا لایا۔ اور اگر اس پر مینہ نہ برسا۔ تو شبنم ہی کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

حواشی

نمبر ۱

اوپر مثال خیرات کی جیسے ایک دانہ بویا اور سات بالیں نکلیں۔ سات سو دانے ملے۔ یہاں فرمایا۔ کہ نیّت شرط ہے۔ اگر دکھاوے کی نیت سے خرچ کیا۔ تو جیسے دانہ بویا پتھر ہیں۔ جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی۔ جب مینہ پڑا۔ وہ صاف رہ گیا۔ اس میں سے کیا اُگے گا۔

نمبر ۲

مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا۔ اور اوس سے مراد ہے تھوڑا مال۔ سو اگر نیّت درست ہے۔ تو بہت خرچ کرنا بہت ثواب اور تھوڑا بھی کام آتا ہے۔ جیسے خالص زمین پر باغ ہے۔ جتنا مینہ برسے اس کو فائدہ ہے۔ بلکہ اوس بھی کافی ہے۔ اور نیّت درست نہیں۔ تو کس طرح زیادہ خرچ کرے۔ اور ضائع ہے۔ کیونکہ زیادہ مال دینے میں دکھاوا بھی زیادہ ہے۔ جیسے پتھر پر دانہ۔ جتنا زور کا مینہ برسے۔ اور ضرر کرے۔ کہ مٹی دھوئی جائے ۱۲۔

نمبر ۷

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ۪ وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۳۷ پ ۳)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے ستھری چیزیں خرچ کرو۔ اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے۔ اور اس میں سے ردّی چیز کا ارادہ نہ کرو۔ کہ اس کو خرچ کرو۔ حالانکہ تم اسے کبھی نہ لو۔ مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ اور سمجھ لو۔ کہ اللہ بیشک بے پرواہ تعریف کیا ہوا ہے۔

حاصل

اے مسلمانو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ ردّی چیز کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں مت دو۔ تم اللہ تعالےٰ کی راہ میں وہ چیز خرچ کرتے ہو۔ جو تمہیں دی جائے۔ تو نہ لو۔ ہاں اگر چشم پوشی کر کے لے لو تو اور بات ہے۔ ایسی چیز اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔ حالانکہ ایسی چیز تم کسی سے قبول نہیں کر سکتے۔ مگر یہ کہ چشم پوشی کر لو۔ یہ یاد رکھو۔ اللہ تعالےٰ ایسی چیزوں سے بے پرواہ ہے۔ وہ اللہ تعریف کیا ہوا ہے۔

نمبر ۸

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ یُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۳۷ پ ۳)۔

ترجمہ:۔ اگر تم خیرات ظاہر کر کے دو۔ تو بھی اچھی بات ہے۔ اور اگر اسے چھپا کر دو۔ اور فقیروں کو پہنچا دو۔ تو تمہارے حق میں وہ بہتر ہے۔ اور اللہ تمہارے کچھ گناہ دُور کر دے گا۔ اور اللہ تعالےٰ تمہارے کاموں سے خوب خبر رکھنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ نیّت میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو۔ پھر خواہ خیرات ظاہر کر کے کرے۔ یا چھپا کر دے۔ ہر حالت میں بہتر ہے۔ اور اس صدقہ کی برکت سے اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اعمال اور ان کی حقیقت سے آگاہ ہے۔ کہ ان اعمال میں للّٰہیّت ہے۔ یا ریاء ہے۔ پھر ہر ایک کو اس کے مناسب جزاء یا سزا دیگا۔

نمبر ۹

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ یُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۷ پارہ ۳)۔

ترجمہ:۔ اگر تم خیرات ظاہر کر کے دو۔ تو اچھی بات ہے۔ اور اگر اُسے چھپا کر دو۔ اور فقیروں کو پہنچا دو۔ تو تمہارے حق میں وہ بہتر ہے۔ اور اللہ تمہارے کچھ گناہ دُور کر دے گا۔ اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبر رکھنے والا ہے۔

حاشیہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں۔ "اگر نیّت دکھاوے کی نہ ہو۔ تو خیرات کھلی بھی بہتر ہے کہ اوروں کو شوق آوے۔ اور چھپی بھی بہتر ہے۔ کہ لینے والا نہ شرماوے۔"

دُعا

اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو اخلاص نیّت سے نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۶۰ء

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

حصہ اول
مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچانیوالا صحیح راستہ فقط قرآن مجید دکھاتا ہے

حصہ دوم
قرآن مجید کے احکام کی بہترین شرح فقط حدیث شریف ہے

پہلے حصہ پر شواھد

پہلا شاہد

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ج فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ط وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (سورۃ البقر رکوع ۲۶ پارہ ۲)۔

ترجمہ:۔ سب لوگ ایک دین پر تھے۔ پھر اللہ نے انبیاء خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے۔ اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل کیں۔ تاکہ لوگوں میں اس بات کا فیصلہ کرے۔ جس میں اختلاف کرتے تھے اور اس میں اختلاف نہیں کیا۔ مگر انہیں لوگوں نے جنہیں وہ (کتاب) دی گئی تھی۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن دلیلیں آچکی تھیں۔ آپس کی ضد کی وجہ سے۔ پھر اللہ نے اپنے حکم سے ہدایت کی۔ جو ایمان والے ہیں۔ اس حق بات کی جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے۔ اور اللہ جسے چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

حاصل یہ نکلا۔ کہ پہلے لوگ سب کے سب ایک دین پر تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام بھیجے۔ تاکہ سیدھے راستہ پر چلنے والوں کو خوشخبری سنائیں۔ اور غلط راستہ اختیار کرنے والوں کو ڈرائیں اور ان انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کتاب بھی نازل فرمائی۔ تاکہ جس چیز میں لوگوں میں اختلاف پیدا ہو۔ کتاب اللہ سے فیصلہ کرالیں۔ اور اختلاف بھی واضح ترین احکام نازل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے رونما ہوا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے پہلوں کی اختلافی چیزوں کو مدِ نظر رکھ کر ایک واضح ترین کتاب نازل فرمائی۔ جو اللہ کے حکم سے انکے تمام اختلافی مسائل کو حل کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے۔ سیدھے راستہ کی راہنمائی کرے۔

جب

مسلمانوں کی طرف یہ نازل شدہ قرآن مجید تمام سابقہ مسائل میں تمام اقوام کے اختلافی مسائل کو حل کرنے والی کتاب ہے۔

اسلئے

تمام سابقہ اقوام عالم کو چاہیئے کہ تکبر کو چھوڑ دیں اور آخری کتاب یعنی قرآن مجید سے اپنے تمام اختلافی مسائل کا حل کرائیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین ؛

دوسرا شاھد

وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ط وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۱ پارہ ۴)۔

ترجمہ:۔ اور تم کس طرح کافر ہو گئے حالانکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور اس کا رسول تم میں موجود ہے اور جو شخص اللہ کو مضبوط پکڑے گا۔ تو اُسے ہی سیدھے راستہ کی ہدایت کی جائے گی۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ تم کس طرح کافر ہو سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا رسول بھی تم میں موجود ہے یاد رکھو۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو مضبوط کر کے پکڑے گا۔ تو اسے سیدھے راستہ پر اللہ تعالیٰ لے چلائیگا۔

تیسرا شاھد

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ط قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ لا يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (سورۃ المائدہ رکوع نمبر ۳ پارہ نمبر ۶)۔

ترجمہ:۔ اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ جو بہت چیزیں تم پر ظاہر کرتا ہے جنہیں تم کتاب سے چھپاتے تھے۔ اور بہت سی چیزوں سے درگذر کرتا ہے۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ اور سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ جو بہت سی چیزیں الہٰی ظاہر کر دکھاتا ہے۔ جو تم مخلوقات الہٰی سے چھپایا کرتے تھے۔ اور بعض غیر ضروری چیزوں سے درگزر کرتا ہے۔ یاد رکھو۔ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ایک نور اور کتاب واضح آچکی ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ کی جب باز پرس ہو گی۔ تو تمہارا یہ عذر نہیں ہو سکے گا۔ کہ اے اللہ ہمیں ان باتوں کا علم ہی نہیں تھا۔ اس کتاب اللہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو کر سلامتی کے راستوں پر چلنا چاہتے ہیں۔ ایسے حضرات کو اللہ تعالیٰ اندھیروں سے

نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے اور انہیں سیدھا راستہ سجھا دیتا ہے۔

چوتھا شاھد

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰانِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۲۰ پ ۸)۔

ترجمہ:- کہہ دو۔ میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے۔ ایک صحیح دین ابراہیم کی ملت جو ایک ہی طرف کا تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ (تعالیٰ) ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں پہلے فرمانبردار ہوں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ میرا دین حضرت ابراہیم علیہ السلام والا دین ہی ہے۔ اور میں مشرکوں سے بیزار ہوں۔ میری نماز اور میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے۔ جس نے سارے جہان کی پرورش کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اس کا کوئی بھی ان کاموں میں شریک نہیں ہے۔ اور مجھے اسی اعلان کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں

پانچواں شاھد

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵)۔

ترجمہ:- بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔ اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے۔ کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ یہ قرآن مجید وہ راہ دکھاتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے تجویز کی ہے۔ اور سب راہوں سے زیادہ سیدھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور ہر چیز کا پورا اندازہ لگا لیتا ہے۔ کہ اس کام کا بالآخر کیا نفع ملے گا۔ اور کتنا نقصان ہوگا۔ انسان اس آخری اندازہ سے قاصر ہے۔ اس لئے جو فیصلہ کسی چیز کے نیک یا بد ہونے کا ہوگا وہ یقیناً صحیح ہوگا۔ انسان کو چونکہ پتہ صحیح نہیں لگ سکتا۔ ممکن ہے۔ کہ انسان غلط ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا فیصلہ کسی حالت میں بدل نہیں سکتا ؃

حصّہ دوم

قرآن مجید کے احکام کی بہترین شرح اور اس کے شواہد فقط حدیث شریف ہے

اِس کے شواھد

پہلا شاھد

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۳ پ ۲۱)۔

ترجمہ:- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

اس اعلان

سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی جو تعبیر امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر دکھائیں۔ باقی جو اس کے مخالف ہونگی۔ سب غلط ہوں گی۔

اب جو

نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر دکھائی ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ کی مراد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ نماز کے خلاف کرے گا۔ ہم اسے کہیں گے وہ اللہ تعالےٰ کی مراد نہیں ہے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تجویز کردہ نماز کو ہم گمراہی سے تعبیر کریں گے۔ اللہ تعالےٰ کی مراد وہی نماز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو پڑھ کر دکھائی ہے ؃

دوسرا شاھد

قولہٗ تعالیٰ:- وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ (سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)۔

ترجمہ:- اور نہ وہ (نبی) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے۔ جو اس پر آتی ہے۔

علم نحو کا قاعدہ

ہے۔ کہ ما اور اِلّا کا کلمہ جس فقرہ میں آجائے وہاں حصر مقصود ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون شریعت کے بیان کرنے میں ہر ارشاد مؤید بالوحی ہوتا ہے۔

وحی کی دو قسمیں

یہ یاد رہے۔ کہ وحی کی حضرات اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں دو قسمیں ہیں۔ ایک وحی جلی جو حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آکر پہنچا جائیں۔ اس کو وحی جلی کہتے ہیں۔ اس قسم کی وحی کا دوسرا نام قرآن مجید ہے۔

دوسرا قسم وحی کا ہے۔ وحی خفی جسے حضرات علماء کرام وحی خفی کے نام سے تعبیر فرماتے ہیں۔ یہ وحی بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں القاء فرما دیتے ہیں۔ اس کو وحی خفی یا حدیث شریف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں قسمیں وحی کی معصوم عن الخطاء ہیں۔

لھذا

جو شخص دوسرے قسم کی وحی یعنی حدیث شریف کا منکر ہے۔ وہ گویا کہ اجماعِ امت محمدیہ کے مخالف ہے۔

اسلئے

جو منکر حدیث ہے۔ وہ مسلمانوں کی فہرست سے خارج ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے اعلان کے مطابق اس وحی خفی کا ماننا بھی ہر مسلمان پر فرض عین ہے ؃

خُطبۃ یوم الجمعۃ ۳ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی   اَمَّا بَعْدُ

گذشتہ قوموں کی تباہی کا باعث

ہمیشہ

سب سے پہلے سردارانِ قوم کا اپنے وقت کے نبیؑ کی مخالفت ہی تو تھا

اس کے شواہد قرآن مجید سے

پہلا شاہد

قوم نوح علیہ السلام کی تباہی

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَکُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَکُمْ ذِکْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ لِیُنْذِرَکُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَکَذَّبُوْہُ فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ فِی الْفُلْکِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پ ۸)

ترجمہ:۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم۔ میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ (تعالےٰ) کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ پرہیزگار ہو جاؤ۔ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور ساتھیوں کو کشتی میں بچایا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔

دوسرا شاہد

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاہُمْ ہُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاہَۃٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاہَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم! میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ھود علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف اللہ تعالےٰ نے بھیجا اور انہوں نے جاکر قوم کو یہ پیغام پہنچایا۔ کہ اے میری قوم۔ ایک اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو۔ اس ایک خدا کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس قوم کے کافر سرداروں نے کہا۔ کہ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ ھود علیہ السلام نے فرمایا۔ میں بیوقوف نہیں ہوں۔ بلکہ رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارے لئے خیر خواہ اور امین ہوں۔ یعنی جو کہتا ہوں۔ خدا کی طرف سے کہتا ہوں۔

سردارانِ قوم کا جواب

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ وَنَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے۔ کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ، دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔

ھود علیہ السلام کا جواب

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْہَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰہُ بِہَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ فرمایا۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہوں۔ اللہ (تعالےٰ) نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔

بالآخر

ھود علیہ السلام کی مخالفت کرنے والے سردار مع ساتھیوں کے عذاب الٰہی سے ہلاک ہوگئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

کس طرح ہلاک ہوئے

وَاَمَّا عَادٌ فَاُہْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ

عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝ (سورة الحاقة رکوع ۱ پارہ ۲۹)۔

ترجمہ:۔ اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی۔ (اگر تو موجود ہوتا۔ تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہؤا دیکھتا۔ کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہؤا نظر آتا ہے۔

سرداران قوم

نے ھود علیہ السلام کی مخالفت کر کے ساری قوم کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے تباہ کروا لیا۔ اللہ تعالےٰ ایسے سرداروں سے بچائے جو پیغمبروں کی مخالفت کر کے ساری قوم پر عذاب الٰہی آنے کا موجب بن جائیں۔

سرداران قوم کی پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کرنے کے باعث ساری قوم پر عذاب الٰہی آیا۔

تیسرا شاھد

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (سورہ الاعراف ع ۱۰ پ ۸)

ترجمہ:۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

سرداران قوم کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِيْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)۔

ترجمہ:۔ اس قوم کے متکبّر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لائے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبّروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا۔ اے صالح لے آ۔ تو ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔

پھر عذاب الٰہی آیا

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۰ پ ۸)

ترجمہ:۔ پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

پھر پیغمبر خدا صالح علیہ السلام نے ان کے متعلق حسرت بھرے الفاظ کہے:۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (سورۃ اعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)۔

ترجمہ:۔ پھر صالح (علیہ السلام) اُن سے مُنہ موڑ کر چلے۔ اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ پیغمبر خدا (تعالےٰ) کی طرف سے جو بات ان کی اصلاح کے لئے آئی۔ اس کو قبول نہ کیا۔ اور بالآخر عبرتناک عذاب سے قوم کی قوم تباہ ہو گئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اسکے بعد حضرت لوط علیہ السلام

اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور لوط (علیہ السلام) کو بھیجا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ کیا تم ایسی بیحیائی کرتے ہو۔ کہ تم سے پہلے اس جہان میں کسی نے نہیں کیا۔ بیشک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو۔ بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔ اور اس کی قوم نے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر یہی کہا۔ کہ انہیں اپنے شہر سے نکال دو۔ یہ لوگ بہت ہی پاک بننا چاہتے ہیں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی بیوی کے بچا لیا۔ کہ وہ وہاں کے رہنے والوں میں رہ گئی۔ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا پھر دیکھئے۔ گنہگاروں کا انجام کیا ہؤا۔

شعیب علیہ السلام کی قوم کا واقعہ

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم۔ اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ تعالےٰ کی راہ سے روکو۔ اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو۔ جب کہ تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ (تعالےٰ) نے تمہیں زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو۔ کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہؤا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے سرداروں کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ط قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ط وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ط وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ط رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۱ پ ۹)۔

ترجمہ:- اس کی قوم کے منکر سرداروں نے کہا۔ اے شعیب! ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ۔ فرمایا۔ کیا۔ اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔ ہم تو اللہ (تعالیٰ) پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آئیں۔ بعد اس کے کہ اللہ (تعالیٰ) نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ اور ہمیں یہ حق نہیں کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کی درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے۔ اور تو بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔

کافر قوم کے سرداروں نے کہا

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ج اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹)۔

ترجمہ:- اس کی قوم میں سے جو کافر سردار تھے۔ انہوں نے کہا۔ اگر تم شعیب کی تابعداری کرو گے۔ تو بے شک نقصان اٹھاؤ گے۔ پھر انہیں زلزلے نے آپکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہیں تھے جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔

خلاصہ

یہ ہے۔ کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان کی مخالفت کرنے سے نقصان ہی اٹھایا۔ دنیا میں ذلت سے مرے۔ اور آخرت میں نبی کی مخالفت کے باعث جہنم رسید ہوں گے۔ خسر الدنیا والآخرۃ اللّٰھم اعذنا منہ۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اس جگہ سے رخصت ہونے کے وقت کیا فرمایا

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ج فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۱۱ پ ۹)۔

ترجمہ:- پھر اُن سے منہ پھیرا۔ اور کہا۔ اے میری قوم! تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے۔ اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی کی۔ پھر کافروں کی قوم پر میں کیونکر غم کھاؤں۔

حاصل

یہ کہ شعیب علیہ السلام نے تو اپنی قوم کی خیر خواہی کی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ قوم نے قدر نہیں کی۔

بغیر چار دیواری والی چھت پر سونے کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایسی چھت پر پر سونے سے منع فرمایا جو (دیواروں یا منڈیروں سے) گھیری نہ گئی ہو۔ جامع ترمذی

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

۱۹۶۱ء

خُطبۃ یومُ الجُمعۃ ۱۱ر رجب المرجب سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ر دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیم۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی۔ اَمّا بَعدُ

قرآن مجید کے نقطۂ نگاہ سے اندھوں کی دو قسمیں ہیں

پہلی قسم:- ظاہر کے اندھے:- جو لوگ آنکھوں سے معذور ہیں۔

دُوسری قِسم:- باطن کے اندھے:- جو لوگ گذشتہ قوموں میں انبیاء علیہم السلام کی مُخالفت تادمِ مرگ کرتے رہے۔ اور ہلاک ہوئے۔

۱ اب بھی اندھوں کی دونوں قسمیں مَوجُود ھَین

پہلی قسم کے لوگوں کی ہدایت بذریعہ قرآن مجید ممکن ہے۔ جیسے ابن اُمِ مکتوم نابینے تھے اور صحابہ کرام میں سے ہیں۔

دوسری قسم کے اندھے کی مثال جیسے ابولہب۔ جہنم رسید ہونا منظور کیا۔ پر ایمان نہیں لایا۔

قرآن مجید سے ہدایت نہ پانیوالوں کی مثال

وَ مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵)

ترجمہ:- اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا۔ تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ اور راستہ سے بہت دُور ہٹا ہُوا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو شخص یہاں باطن کا اندھا رہا۔ وہ آخرت میں بھی صحیح راستہ سے بہت دُور ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِفَضْلِكَ وَکَرَمِكَ یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْن۔

ایک گذشتہ قوم کے اندھا ہونے کا واقعہ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۸)۔

ترجمہ:- البتہ تحقیق نوح (علیہ السلام) کو ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہُوا ہوں۔ اور تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہُوا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

ظاہر کے اندھے نہیں تھے

بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے غرق ہونے والے باطن کے اندھے تھے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے جو حق آیا۔ اسے نہیں پہچانا اور نہ پہچاننے کے باعث اندھوں نے حق کی مخالفت کی اور لعنت کی موت سے مرے۔ باطن کی اندھی ہونے والی قومیں اِسی جرم کے باعث صفحۂ ہستی سے مِٹا دی گئیں۔

دُوسری مثال قوم ثمود کا باطن میں اندھا ہونا

وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ وَ نَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝

(سورۃ حٰم السجدۃ ع ۲ پ ۲۴)۔

ترجمہ:- اور وہ جو قوم ثمود تھی۔ ہم نے اُنہیں ہدایت کی۔ سو انہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا۔ پھر انہیں ذلیل کرنے والے عذاب نے آ لیا۔ ان کے اعمال کے سبب سے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہتے تھے۔ ہم نے انہیں بچا لیا۔

تیسری مثال

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کافروں کا اندھا ہونا

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝

(سورۃ النمل ع ۵ پ ۲۰)۔

ترجمہ:- کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ اور انہیں اس کی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ بلکہ آخرت کے معاملہ میں تو ان کی سمجھ گئی گذری ہے۔ بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں۔ بلکہ وہ اس سے اندھے ہی ہیں۔

اندھے

ظاہری آنکھوں کے نہیں۔ بلکہ باطن کے اندھے ہیں۔ اس لئے انہیں اندھا کہا گیا ہے۔

چوتھی مثال

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل ع ۸ پ ۱۵)

ترجمہ:- اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا۔ تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔

یہاں بھی

باطن کے اندھے مراد ہیں نہ کہ ظاہر کے اندھے۔ کیونکہ ظاہر کا اندھا ہونا ہدایت پر آنے سے مانع نہیں ہوتا۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظاہر نابینا تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے صحابہ کرام میں سے تھے۔

لہٰذا

معلوم ہوا کہ ظاہر کا اندھا ہونا مانع ہدایت نہیں ہے۔

پانچویں مثال

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (سورۃ البقرۃ ع ۲ پ ۱)

ترجمہ:- بہرے، گونگے، اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹیں گے۔

ان

کا بہرہ ہونا۔ گونگا ہونا۔ اندھا ہونا۔ ظاہر میں نہیں تھا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگرچہ کان تو ہیں۔ مگر کانوں سے نفع نہیں اٹھاتے۔ جیسے بہرہ ہو۔ باتیں تو کرتے ہیں۔ مگر حق کی بات کا منہ سے اظہار نہیں کرتے۔ جیسے آدمی گونگا ہو تو بول نہیں سکتا۔ اندھا ہو تو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ یہ لوگ حق کی چیز دیکھتے تو ہیں۔ مگر بیان نہیں کرتے۔ جیسے اندھا بیان نہیں کر سکتا۔

چھٹی مثال

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ النمل رکوع ۷ پارہ ۲۰)

ترجمہ:- اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتا ہے۔ تو ان ہی کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ سو وہی مان بھی لیتے ہیں۔

مذکورۃ الصدر آیت

میں باطن کے اندھوں کا ذکر ہے کہ ان کو باطن کے اندھا ہونے کے سبب سے ہدایت ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ ان لوگوں کو سمجھا سکتے ہیں جو ایماندار ہوں۔ خواہ ظاہر کے اندھے ہوں۔ کیوں کہ ایمان لانے کے باعث ان کی باطن کی آنکھیں اندھی نہیں رہیں۔

ساتویں مثال

قولہٗ تعالیٰ:- وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ (سورۃ الفاطر ع ۳ پ ۲۲)

ترجمہ:- اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ کا حاشیہ

"یعنی مومن جس کو اللہ (تعالیٰ) نے دل کی آنکھیں دی ہیں۔ حق کے اجالے اور وحی الٰہی کی روشنی میں بے کھٹکے راستہ طے کرتا ہوا جنت کے باغوں اور رحمت الٰہی کے سایہ میں جا پہنچتا ہے۔ کیا اس کی برابری وہ کافر کر سکے گا۔ جو دل کا اندھا اوہام و اھواء کی اندھیریوں میں بھٹکتا ہوا جہنم کی آگ اور اس کی جھلس دینے والی لوؤں کی طرف بے تحاشا چلا جا رہا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہو۔ تو یوں سمجھو کہ مردہ اور زندہ برابر ہو گیا۔ فی الحقیقت مومن اور کافر میں اس سے بھی زیادہ تفاوت ہے۔ جو ایک زندہ تندرست آدمی اور مردہ لاش میں ہوتا ہے۔ اصلی اور دائمی زندگی صرف روح ایمان سے ملتی ہے۔ بدون اس کے انسان کو ہزار مردوں سے بدتر مردہ سمجھنا چاہیئے۔"

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ (سورۃ الرعد ع ۳ پ ۱۳)

ترجمہ:- بھلا جو شخص جانتا ہے۔ کہ تیرے رب سے تجھ پر جو کچھ اترا ہے حق ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے۔ جو اندھا ہے۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضا مندی کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویاں اور اولاد میں سے بھی جو نیکو کار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازہ سے آئیں گے

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ النمل ع ۷ پ ۲۰)

ترجمہ:- اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتا ہے۔ تو ان ہی کو سنا سکتا ہے۔ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ سو وہی مان بھی لیتے ہیں۔

آٹھویں مثال

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ (سورۃ الفرقان ع ۶ پ ۱۹)

ترجمہ:- اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔ اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں۔ تو شریفانہ طور سے گذرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے۔ تو وہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ یہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالا خانے دیئے جائیں گے۔ اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ

رہنے والے ہوں گے۔ ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔

نویں مثال

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ وَ مَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○

(سورۃ الزخرف ع ۴ پ ۲۵)۔

ترجمہ:- پس کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں۔ یا اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں۔ اور انہیں جو صریح گمراہی میں ہیں۔

مراد

اس آیت میں حق کے سننے سے جن کے کان بہرے ہیں۔ یا دلائل حق دیکھنے سے نا آشنا ہیں۔ کیا آپ حق ان کو دکھا یا سنا سکتے ہیں۔

ایسے لوگوں سے ہم بدلہ منہ موڑنے کا لے سکتے ہیں

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۙ اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ○

(سورۃ الزخرف ع ۴ پ ۲۵)۔

ترجمہ:- پس اگر ہم آپ کو دنیا سے اٹھا لیں۔ تو بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے یا اگر ہم آپ کو وہ دکھا بھی دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو ہم ان پر قادر ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

کسی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونا عجمیوں کا طریقہ

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصا کا سہارا لیتے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم کھڑے ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس طرح مت کھڑے ہو جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سنن ابی داؤد

پیٹ کے بل اوندھا لیٹنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل اوندھا لیٹا ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیٹنے کا یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ جامع ترمذی

خطبۂ یوم الجمعۂ ۸ ار رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۶ر جنوری ۱۹۶۱ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امّا بعد

انسانوں کی قرآن میں دو قسمیں کی گئی ہیں

ایک قِسم:- خُوش نصیب انسانوں کی ——— !!

دُوسری قِسم:- بَدنصیب انسانوں کی ——— !!

پہلی قِسم کے شواھد

پہلا شاھد

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ - رکوع ۳ پارہ ۱)۔

ترجمہ:- اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو ایمان لائے - اور اچھے کام کئے - کہ ان کے لئے باغ ہیں - ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں - جب انہیں وہاں کا کوئی پھل کھانے کو ملے گا - تو کہیں گے یہ تو وہی ہے - جو ہمیں اس سے پہلے ملا تھا - اور انہیں ہم شکل پھل دیئے جائیں گے - اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ عورتیں ہوں گی - اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے -

حاصل

یہ ہے کہ ایماندار اور نیکوکاروں کو سابقہ اعمال صالحہ کے باعث جو دُنیا میں کئے تھے یہ جزاءِ خیر ملے گی - باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی - چونکہ آخرت کے پھل ہم شکل ہوں گے - جب انہیں وہ ہم شکل دنیا کے پھل دیئے جائیں گے - تو بہشتی کہیں گے - یہ پھل تو ہم نے دنیا میں کھائے تھے - حالانکہ دنیا کے پھلوں اور آخرت کے پھلوں میں زمین آسمان کا لذّت میں فرق ہو گا - مگر شکل میں ہم شکل ہونگے اور وہاں انہیں پاک بیویاں بھی ملیں گی - جنہیں اُن سے پہلے کسی نے استعمال نہیں کیا ہو گا - اور ان باغوں میں سدا رہینگے -

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

دُوسرا شاھد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۹ پارہ ۱)۔

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے - اور نیک کام کئے - وہی بہشتی ہیں - وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے -

حاصل

کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے - نیک وہ کام ہیں - جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو - علماء کرام ہمیشہ ہر مرد و عورت کے کان تک جو ہر مسلمان مرد و عورت کو تقریر سے تحریر سے نیکی کے کاموں کی فہرست سناتے رہتے ہیں - وہ یہ کام ہیں - کلمۂ توحید لا الٰہ الاّ اللہ محمد الرسول اللہ پڑھنے کے بعد پنج وقتہ نماز پڑھو - رمضان مبارک کے روزے رکھو - اور مال زکوٰۃ کے قابل ہے - تو زکوٰۃ دو - اور حج پر جانے کی توفیق ہے - تو حج کرنے کے لئے جاؤ -

اور یہ بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے - مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ -

ترجمہ:- جو شخص جان بوجھ کر پھر نماز نہ پڑھے - وہ کافر ہے -

کتنا سخت وعید ہے - العیاذ باللہ -

اے برادران اسلام! پڑھو یا نہ پڑھو - تم جانو - قیامت کے دن یہ عذر نہیں کر سکو گے - کہ ہمیں کسی نے بتلایا نہیں تھا -

وَ مَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ

تیسرا شاھد

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۸ پارہ ۳)۔

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے - اور نیک کام کئے - اور نماز کو قائم رکھا - اور زکوٰۃ دیتے رہے - تو ان کے رب کے ہاں اُن کا اجر ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہو گا - اور نہ وہ غمگین ہوں گے -

چار کاموں

پر نجات اُخروی موقوف ہوئی - ایمان ۱ - عمل صالح ۲ - اقامۃ الصّلوٰۃ ۳ - زکوٰۃ دینا ۴ -

عمل صالح

وہ ہے جو بارگاہ الٰہی میں پسند ہو - اگر پسند نہیں ہے - تو وہ مقبول نہیں ہے - بلکہ مردود ہے - مثلاً نماز دکھلاوے کے لئے پڑھی - تو یہ نماز مقبول نہیں ہو گی - بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مردود ہو گی -

چوتھا شاھد

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۶ پ ۳)۔

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے - اور نیک کام کئے - اُنہیں اُن کا حق پورا دیدیگا - اور اللہ ظلم کو پسند نہیں کرتا -

حاصل

اس آیت کا یہ ہوا - کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے - ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پورا معاوضہ عطا فرمائے گا - اللہ تعالیٰ جب ظلم کو پسند نہیں کرتا - تو خود اپنے دوستوں پر کیسے ظلم کرے گا -

پانچواں شاھد

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۸ پ ۵)۔

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہوں گی۔ اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

حاصل

ایمان لانے والے اور نیکوکاروں کے لئے بہشت تیار ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان کے لئے بہشتوں میں پاک بیویاں رکھی گئی ہیں اور گھنی چھاؤں میں رہیں گے۔ جہاں کسی قسم کی انہیں گرمی محسوس نہ ہوگی۔

چھٹا شاھد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ط وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۸ پ ۵)

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ انہیں ہم باغوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن باغوں میں نہریں بہتی ہوں گی۔ ہمیشہ ان باغوں میں رہیں گے۔ یہ اعلان اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے۔

ساتواں شاھد

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع ۲ پارہ ۶)

ترجمہ:- اللہ (تعالےٰ) نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔

اے غافل

انسانو! کیا ایمان اور نیک کام کرنے میں کوئی بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ بڑے ہی بدنصیب وہ لوگ ہیں۔ جو ایسے نیک کام کرکے بھی بہشت میں نہ جائیں۔

....

آٹھواں شاھد

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۵ پ ۸)

ترجمہ:- اور جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حاصل

جو ایمان لائے۔ اور نیکیاں کیں۔ نیکیاں بھی اپنی توفیق کے مطابق کیں۔ وہ بہشتی ہیں اور ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔

دوسری قسم پر شواھد
بدنصیب انسانوں کی قسم

پہلا شاھد

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (سورۃ البقرۃ ع ۴ پ ۱)

ترجمہ:- اور جو انکار کریں گے۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے۔ جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کے ماننے سے انکار کریں گے۔ اور آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔ اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے۔

دوسرا شاھد

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ط وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ:- بے شک جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد اللہ (تعالےٰ) کے مقابلے میں کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

حاصل

یہ کہ جن لوگوں نے احکام الٰہی کے ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کے مال اور اولاد خواہ کتنی ہی ہو۔ یہ ہر دو چیزیں انہیں اللہ (تعالیٰ) کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گی۔

تیسرا شاھد

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا لا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ج كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)

ترجمہ:- اور جن لوگوں نے (دنیا میں) برے کام کئے۔ تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ اور ان پر ذلت چھائے گی۔ اور انہیں اللہ (تعالےٰ) سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ دین میں جن لوگوں نے برائی کی ہے۔ تو انہیں آخرت میں اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

چوتھا شاھد

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ط وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ج وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (سورۃ الرعد ع ۱ پ ۱۳)

ترجمہ:- اور تجھ سے بھلائی سے پہلے برائی کو جلد مانگتے ہیں۔ اور ان کے پہلے بہت سے عذاب گذر چکے ہیں۔ اور بیشک تیرا رب لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے معاف بھی کرتا ہے۔ اور تیرے رب کا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ یہ لوگ تو بھلائی سے پہلے برائی مانگتے ہیں۔ مگر تیرا رب باوجود ظلم کے معاف کرنے والا ہے۔ اور تیرے رب کا عذاب بھی آئے تو بڑا سخت ہوتا ہے۔

پانچواں شاھد

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ط قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۶ پ ۸)۔

ترجمہ:- اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے۔ کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہادو۔ یا کچھ اس چیز میں سے دو۔ جو تمہیں اللہ تعالےٰ نے رزق دیا ہے۔ وہ کہیں گے۔ بیشک اللہ تعالےٰ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ سو آج ہم انہیں بھلا دیں گے۔ جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

چھٹا شاھد

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ (سورۃ المؤمن رکوع ۲ پارہ ۲۴)۔

ترجمہ:- بے شک جو لوگ کافر ہیں۔ انہیں پکار کر کہا جائے گا۔ کہ جیسی تمہیں (اس وقت) اپنے سے نفرت ہے۔ اس سے بڑھ کر اللہ (تعالےٰ) کو تم سے نفرت تھی۔ جبکہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے۔ پھر نہیں مانا کرتے تھے۔

حاصل

یہ کہ ان دوزخیوں کو اسلام کی طرف دعوت دی جاتی تھی۔ پھر دنیا کے مال و اسباب کے نشہ میں اس دعوت الی اللہ کا انکار کرتے تھے۔

ساتواں شاھد

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِىٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(سورۃ المؤمن ع ۳ پ ۲۴)۔

ترجمہ:- کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی۔ کہ وہ دیکھتے۔ ان لوگوں کا انجام کیسا تھا۔ جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ وہ قوت میں ان سے بڑھ کر تھے۔ اور زمین میں آثار کے اعتبار سے بھی۔ پھر اللہ (تعالیٰ) نے انہیں ان گناہوں سے پکڑا۔ اور ان کے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا نہ تھا۔ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آتے تھے۔ تو وہ انکار کرتے تھے۔ پس انہیں اللہ تعالےٰ نے پکڑ لیا۔ بے شک وہ قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے۔

آٹھواں شاھد

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِىَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِىَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَىْءٍ ۖۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِىْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ (سورۃ الملک ع ۱ پ ۲۹)۔

ترجمہ:- اور جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ہے۔ ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ جب اس میں ڈالے جائیں گے۔ تو اس کے شور کی آواز سنیں گے۔ اور وہ جوش مارتی ہو گی۔ ایسا معلوم ہوگا۔ کہ جوش کی وجہ سے ابھی پھٹ پڑے گی۔ جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پر ہم نے جھٹلا دیا۔ اور کہدیا کہ اللہ (تعالےٰ) نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور کہیں گے۔ کہ اگر ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا۔ تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے۔ سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔

نواں شاھد

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِىْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۝ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ (سورۃ واقعہ پ ۲۷ ع ۲)۔

ترجمہ:- اور بائیں والے کیسے برے ہیں بائیں والے۔ وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ہوں گے۔ اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا۔ اور نہ راحت بخش بے شک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے۔ اور بڑے گناہ (شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ جب ہم مر جائیں گے۔ اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟

خطبۂ یوم الجمعہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۶۱ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفٰی اما بعد

قیامت کے دن مال اور اولاد کی بہتات کام نہیں آئے گی

بلکہ نیکیوں کی کثرت کام آئے گی

اور نیکیوں کی بہتات نجات دلائیگی

اور نیکی وہ کام ہے جس میں فقط رضاء الٰہی مطلوب ہو

اِس کے شواهد

پہلا شاهد

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ

(سورۃ الانفال رکوع ۳ پارہ ۹)۔

ترجمہ:۔ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور بے شک اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

یعنی

مال اور اولاد امتحان ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہیں آزماتا ہے۔ کہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔ یا اپنی ہوا وہوس میں خرچ کرتے ہو۔ اور اولاد دے کر آزماتا ہے کہ تم اُن کو دیندار بناتے ہو یا فقط دنیا کمانا سکھاتے ہو۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر مسلمان کو اپنی اولاد کو نیک راستہ پر چلائے تاکہ اولاد کی بے راہ روی کا ماں باپ پر الزام نہ آئے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

دُوسرا شاهد

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ ط اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ التوبۃ ع ۷ پ ۱۰)

ترجمہ:۔ سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے۔ کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے اور کفر کی حالت میں اُن کی جانیں نکلیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مال کی کثرت اور اولاد کی بہتات دنیا میں ہی عذاب دینے کے لئے دیتا ہے۔ تاکہ ان کی جانیں بھی کفر کی حالت میں نکلیں۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ هٰذَا الْعَذَابِ

تیسرا شاهد

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ط هِیَ حَسْبُهُمْ ج وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ج وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝ كَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ط فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَ خُضْتُمْ كَالَّذِیْ خَاضُوْا ط اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ج وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ التوبۃ ع ۹ پ ۱۰)۔

ترجمہ:۔ اللہ (تعالیٰ) نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ (تعالیٰ) نے اُن پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم میں سے طاقت میں زیادہ تھے اور مال اولاد میں بھی زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا گئے۔ اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھایا۔ جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھا گئے۔ اور تم بھی اُن ہی کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوگئے۔ اور وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں پر لعنت نازل فرمائی۔ جنہوں نے آخرت کو نظرانداز کیا دنیا کو مقصود بالذات بنایا اور خدا تعالےٰ کے فرمانبردار ہوکر پھر کافروں کی طرح مقصود بالذات بنایا۔ حالانکہ وہ لوگ قوت اور مال اور اولاد کے لحاظ سے تم سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن دنیا کو مقصود بالذات بنا کر آخرت کو بھلایا اور عنداللہ ان کے سب اعمال حبط (یعنی ضائع) ہو گئے۔ ان کی دنیا بھی خراب ہوگئی اور آخرت بھی برباد ہو گئی۔ اور وہ دنیا میں آکر گھاٹے میں رہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

چوتھا شاہد

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ (سورۃ السبا ع ۴ پارہ ۲۲)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے جس کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ تم جو لے کر آئے ہو۔ ہم نہیں مانتے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں۔ اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ہمیشہ لوگوں کی یہ عادت رہی ہے کہ جب کبھی ہم نے کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے مخالفت کی۔ اور کہا کہ جو پیغام الٰہی تم لائے ہو۔ ہم نہیں مانتے۔ اور کہا کہ ہمارے پاس مال بہت ہے اور اولاد بھی بہت ہے۔ ہمیں کوئی عذاب نہیں کر سکتا۔ یہ ان کی بیوقوفی کی علامت ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ قوم کیا کر سکتی ہے۔ کیا پہلی قومیں اللہ تعالےٰ کے حکم سے غرق نہیں ہوئیں۔ کیا قوم نوح علیہ السلام تباہ نہیں ہوئی۔ ان کا یہی جرم تھا۔ اور کیا قوم عاد تباہ نہیں ہوئی ان کا یہی جرم تھا۔ کہ اپنے وقت کے نبی کی کوئی قدر نہ کی۔ اور مال اور اولاد کی کثرت کے گھمنڈ میں رہے۔ اللہ تعالےٰ

کا ان قوموں پر غضب نازل ہوا اور ملیامیٹ کر دی گئیں۔

عبرت

آج کل کے دنیا دارو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی قدر کرو اور خدا سے ڈرو۔ کہیں پیغمبر کی تعلیم سے منہ پھیرنے کے باعث تمہارا بھی وہی حشر نہ ہو۔

اِنَّمَا عَلَيْنَا الْبَلَاغ

پانچواں شاھد

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ (سورۃ السباء پ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو تمہیں مرتبے میں ہمارے قریب کر دے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے پس وہی لوگ ہیں۔ جن کے لئے دگنا بدلہ ہے۔ اس کا جو انہوں نے کیا۔ اور وہی بالاخانوں میں امن سے ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ مال اور اولاد مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کے قرب میں نہیں پہنچاتے۔ مگر جو ایمان لایا۔ اور نیک عمل کئے۔ ان کے لئے دگنی جزاء خیر ہے۔ اور وہ لوگ بالاخانوں میں امن سے رہیں گے۔

چھٹا شاھد

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ط (الی آخر الایۃ سورۃ الحدید پارہ ۲۷ ع ۲۰)

ترجمہ:۔ جان لو۔ کہ یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زیبائش اور ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے۔

یعنی

اللہ تعالےٰ نے دُنیا کی زندگی کا ماحصل بیان فرمایا ہے۔ جو اس کو مقصود بالذات بنانے ہیں اور آخرت پر نظر نہیں رکھتے۔ دنیا کی زندگی ایک کھیل اور تماشا ہے۔ اور زیبائش کرنا اور ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے۔ یعنی قرب الی اللہ دنیاداروں کو مقصود نہیں ہوتا۔ یہی چیزیں مقصود ہوتی ہیں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں۔ اور وہ چیزیں ناپائیدار ہیں۔ کاش کہ لوگوں کو عقل آجائے۔

اور رضاء الٰہی حاصل کرنے کو مقصود بنائیں۔

ساتواں شاھد

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقف وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

(سورہ لقمان رکوع ۴ پارہ ۲۱)۔

ترجمہ:۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ اور اس دن سے ڈرو۔ جس میں نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا۔ اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا۔ اللہ (تعالیٰ) کا وعدہ سچا ہے۔ پھر دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا میں نہ ڈال دے۔ اور نہ دغاباز تمہیں اللہ (تعالیٰ) کے دھوکا میں رکھے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اپنے رب سے ڈرو۔ اور اس دن سے ڈرو۔ جس میں باپ بیٹے کے کام نہیں آئے گا۔ یعنی یہ نہیں ہوگا کہ باپ نیک ہے تو بیٹے کو باپ کی نیکی کے باعث بخش دیا جائے۔ اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا۔ کہ بیٹا نیک ہے۔ تو باپ کو بھی بیٹے کے نیک ہونے کے باعث بخش دیا جائے۔ بلکہ ہر شخص کو اپنے اعمال ہی کام آئیں گے۔

بڑے مالداروں اور زیادہ بیٹوں اور پوتوں والوں کو مال کی بہتات پر گھمنڈ ہوتا ہے۔ کہ ہمارا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ اور جوان بیٹے اور پوتوں والوں کو بھی اپنی اولاد کی بہتات پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہمارا کوئی بھی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ ان لوگوں کو خلاف انصاف کرنے پر خدا تعالےٰ سے ڈرنا چاہیے۔ کیا اس اللہ تعالےٰ نے اپنی قہاری طاقت سے کئی متکبر قوموں کو غرق اور تباہ نہیں کیا۔ اپنے زور پر کسی کو ناز نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

مال کی بہتات اور اولاد کی کثرت

ایک امتحان الٰہی ہے۔ اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے کہ یہ لوگ کرتے کیا ہیں۔ آیا خداوند تعالیٰ یاد رہتا ہے یا بھول جاتا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ انسان جو ان مذکورۃ الصدر نعمتوں کے ملنے کے باوجود خدا تعالیٰ کا خوف ہر وقت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ کہ کوئی غلطی نہ ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آجائیں۔ اور

بدقسمت

ہیں وہ مسلمان جو ان دونوں نعمتوں کے حاصل ہونے کے وقت خدا تعالےٰ کو بھول جاتے ہیں۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد:۔

تقدیرِ الٰہی کے مقابلہ میں انسانی تدبیر

فیل ہو جاتی ہے

قرآن مجید سے اس کی ایک مثال

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مقابلہ میں فرعون جو اپنے زمانہ کا بادشاہ تھا، اس کی تدبیر فیل ہو جاتی ہے

کسی نے فرعون کو اطلاع دی تھی۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہو گا۔ جو تمہاری بادشاہی کے زوال کا باعث ہو گا۔ اس لئے فرعون نے یہ تدبیر کی۔ کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہوتا۔ اسے ذبح کرا دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت،۔ اس مولود سعید کی فرعونیوں کو اطلاع ہی نہ ہوئی۔

اب قصہ جو قرآن مجید میں ہے وہ ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ:۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ بے شک فرعون زمین پر سرکش ہو گیا تھا۔ اور وہاں کے لوگوں کے کئی گروہ کر دیئے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا۔ ان کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا۔ اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا۔ اور ہم چاہتے تھے۔ کہ ان پر احسان کریں۔ جو ملک میں کمزور کئے گئے تھے۔ اور انہیں سردار بنا دیں۔ اور انہیں وارث کریں۔ اور انہیں ملک پر قابض کریں۔ اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ چیزیں دکھا دیں۔ جن کا وہ خطرہ کرتے تھے۔

اب دیکھئے تقدیر الٰہی کس طرح کام کرتی ہے:۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ج فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِی الْيَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ج اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو حکم بھیجا۔ کہ اسے دودھ پلا۔ پھر جب تجھے اس کا خوف ہو۔ تو اسے (بچہ کو) دریا میں ڈال دے۔ اور کچھ خوف اور غم نہ کر۔ بے شک اسے ہم تیرے پاس واپس پہنچا دیں گے۔ اور اسے رسولوں میں سے بنانے والے ہیں۔

چنانچہ حسب فرمان الٰہی

جب خطرہ محسوس کیا۔ تو صندوق میں بند کر کے بچہ کو دریا میں ڈال دیا۔

اور موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دریا میں ڈالے ہوئے بچہ۔ کے صندوق کی نگرانی کے لئے .... بھیجا۔ کہ بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صندوق کا انجام کیا ہوتا ہے۔

چنانچہ

وہ صندوق دریائے نیل کی اس نہر میں بہہ نکلا۔ جو نہر فرعون کے محلات میں جاتی تھی۔

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور اس کی بہن سے کہا۔ اس (صندوق) کے پیچھے پیچھے چلی جا۔ پھر اسے اجنبی ہو کر دیکھتی رہی اور انہیں خبر نہ ہوئی۔

پھر اس صندوق کو فرعون کے گھر والوں نے اٹھا لیا۔

فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ط اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر اسے فرعون کے گھر والوں نے اٹھا لیا۔ تاکہ بالآخر وہ ان کا دشمن اور غم کا باعث بنے۔ بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطاکار تھے۔

یعنی

انہوں نے کیف ما اتفق کسی کا بچہ سمجھ کر اٹھا لیا۔ اور یہ نہ سمجھ سکے۔ کہ یہی وہ بچہ ہے۔ جو ہماری تباہی کا باعث بنے گا۔

اب اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آتی ہے

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّیْ وَلَكَ ط لَا تَقْتُلُوْهُ ق صلے عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور فرعون کی عورت نے کہا۔ یہ تو میرے اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو۔ شاید ہمارے کام آئے۔ یا ہم اسے بیٹا بنا لیں۔ اور انہیں کچھ خبر نہ تھی۔

تدبیر الٰہی نے کیسا کام کیا۔

کہ جو شخص فرعون کا جانی دشمن بننے والا اور اس کی بادشاہی کے زوال کا باعث بننے والا ہے، اس شخص کو اپنا بیٹا بنا کر پالتا ہے۔

ادھر حضرت موسیٰؑ کا دل بیقرار ہو جاتا ہے

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ط اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)

ترجمہ:۔ (دریا میں بچے کو بہا تو دیا) اور صبح کو موسیٰؑ کی ماں کا دل بیقرار ہو

گیا۔ قریب تھی کہ بیقراری کو ظاہر کر دے اگر ہم اس کے دل کو صبر نہ دیتے۔ تاکہ اسے ہمارے وعدہ کا یقین رہے۔

حضرت موسےٰ علیہ السّلام کی ماں کا لڑکی کو بھیجنا

تاکہ اسے دُور سے دیکھتی رہے۔ کہ اس کے بچے کے صندوق کا کیا حشر ہوتا ہے

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور اس کی بہن سے کہا۔ اس (صندوق) کے پیچھے چلی جا۔ پھر اسے اجنبی ہو کر دیکھتی رہی اور انہیں خبر نہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی دوسری تدبیر

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے پہلے سے اس پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ پھر بولی۔ میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں۔ جو اس کی پرورش کریں۔ اور وہ اس کے خیر خواہ ہوں۔ !

خدا تعالیٰ کی تقدیر

غالب آ رہی ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی شیر خوار بچے ہی تھے۔ مگر کسی دایہ کا دودھ نہ پیا۔ جب ماں آئی۔ تو اس کا دودھ پینے لگ گئے۔

اب تقدیر الٰہی سے حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنی ماں کی گود میں آ گئے۔

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ (سورۃ القصص ع ۱ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر ہم نے اسے (موسیٰ علیہ السلام) اس کی ماں کے پاس پہنچا دیا۔ تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ اور غمگین نہ ہو۔ اور جان لے۔ کہ اللہ (تعالیٰ) کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے۔ تو ہم نے انہیں دانشمندی اور علم عطا فرمایا۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۝ (سورۃ القصص ع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور جب اپنی جوانی کو پہنچا۔ اور پورا توانا ہوا۔ تو ہم نے اسے حکمت اور علم دیا۔ اور ہم نیکوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شہر مصر سے اخراج کی تدبیر الٰہی تاکہ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جاکر تربیت پائیں۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ۝ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور شہر میں لوگوں کی بیخبری کے وقت داخل ہوا۔ پھر دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا۔ یہ ایک اس کی جماعت کا تھا۔ (یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا) اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں (یعنی قبطی) میں سے تھا۔ پھر اس نے جو اس کی جماعت کا تھا۔ اپنے دشمن پر اس سے مدد چاہی۔ تب اس نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) اس کے دشمن کو مُکا مارا پس اس کا کام تمام کر دیا۔

قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ۝ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ کہا۔ یہ تو شیطانی حرکت ہے۔ بے شک وہ کھلا دشمن گمراہ کرنے والا ہے۔

رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۝ (سورۃ القصص ع ۲ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ کہا۔ اے میرے رب۔ بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ سو مجھے بخش دے۔ پھر اسے (اللہ تعالےٰ) نے بخش دیا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ۝ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ کہا۔ اے میرے رب! جیسا تو نے مجھ پر فضل کیا ہے۔ پھر میں گنہگاروں کا کبھی مددگار نہیں ہوں گا۔

فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ۝ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ۝ (سورۃ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر شہر میں ڈرتا انتظار کرتا ہوا صبح کو گیا۔ پھر وہی شخص جس نے کل اس سے مدد مانگی تھی اُسے پکار رہا ہے۔ (حضرت) موسےٰؑ سے اس نے کہا۔ کہ بیشک تو صریح گمراہ ہے۔ پھر جب ارادہ کیا۔ کہ اس پر ہاتھ ڈالے۔ جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ کہا اے موسیٰؑ کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے مار ڈالے جیسا تو نے کل ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ تو بھی یہی چاہتا ہے۔ کہ ملک میں زبردستی کرتا پھرے۔ اور تو نہیں چاہتا۔ کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔

گویا کہ اس نے موسیٰؑ کا راز فاش کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین کیطرف حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں تربیت کے لئے جانا

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ؗ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ؗ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝ (سورۃ القصص۔ رکوع ۲ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور شہر کے پرلے سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ کہا اے موسےٰؑ! دربار والے تیرے متعلق مشورہ کرتے ہیں۔ کہ تجھ کو مار ڈالیں۔ سو نکل بے شک میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں۔ پھر وہاں سے ڈرتا انتظار کرتا ہوا نکلا۔ کہا۔ اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے بچا لے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے گھرانے سے تعارف ہونا

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ

وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدَانِ ج قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ط قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ سکتہ وَاَبُوْنَا شَیْخٌ كَبِیْرٌ ۝ (سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور جب کہ پانی پر پہنچے۔ وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے پایا۔ اور ان سے ورے دو عورتوں کو پایا۔ جو اپنے جانور روکے ہوئے کھڑی تھیں۔ کہا تمہارا کیا حال ہے۔ بولیں جبتک چرواہے نہیں ہٹ جاتے۔ ہم نہیں پلاتیں۔ اور ہمارا باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے۔

حضرت موسٰی علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی بکریوں کو پانی کھینچ کر مفت پلا دیا۔

فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ز قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ط فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ قف نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ پھر سایہ کی طرف ہٹ کر آیا۔ کہا۔ اے میرے رب! تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے۔ میں اس کا محتاج ہوں۔ پھر ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی۔ کہا میرے باپ نے تمہیں بلایا ہے۔ کہ تمہیں پلائی کی اُجرت دے۔ پھر جب اس کے پاس پہنچا۔ اور اس سے تمام حال بیان کیا۔ کہا کہ خوف نہ کر۔ تو اِس بے انصاف قوم سے بچ آیا ہے۔

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ۝ (سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ ان دونوں (بیٹیوں) میں سے ایک بولی۔ اے باپ اسے نوکر رکھ لے۔ بے شک بہتر نوکر جسے تو رکھنا چاہیے وہ ہے۔ جو زور آور اور امانتدار ہو۔

حضرت موسٰی علیہ السلام کو آٹھ سال بکریاں چرانے کی پیش کش

یہ پیش کش در اصل اس واسطے کی گئی ہے۔ کہ بکریاں والے نرم دل ہوتے ہیں۔ ورنہ دس بیس بکریوں کی ٹانگیں روز تڑوا کر آتیں۔ اور بکریاں اس قدر اتفرا مال ہے۔ کہ ایک کا مُونہہ مشرق کو ہے تو دوسری کا مغرب کو۔ تیسری کا شمال کو ہے۔ تو چوتھی کا جنوب کو۔ چرواہا بیچارا سارا دن ان کو جمع کرنے میں بھاگتا پھرتا ہے۔

اِسی طرح

پیغمبر کی اُمّت بے سمجھ ہوتی ہے۔ پیغمبر بیچارا اللہ تعالیٰ کی طرح مہربان ہوتا ہے اگر سخت ہو تو مستجاب ہونے کے باعث ایک ہی دن میں بددعا کر کے ساری اُمّت کا بیڑا غرق کر دے۔ حتّٰی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ! کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ علٰی قراریط من قریش۔ کہ قریش کی بکریاں چند قیراطوں کے عوض میں بھی چرایا کرتا تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام بھی تو نبی ہیں

وہ فرماتے ہیں:۔

وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ط سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۳ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور میں نہیں چاہتا۔ کہ تجھے تکلیف میں ڈالوں۔ اگر اللہ نے چاہا۔ تو مجھے نیک بختوں میں پائیگا۔

حضرت موسٰی علیہ السلام جب شعیب علیہ السلام سے رخصت لے کر آتے ہیں۔ تو راستہ میں نبوّت عطا ہوتی ہے۔

فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ج قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ط فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ط یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ قف اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۴ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر جب موسٰی وہ مدّت پوری کر چکا۔ اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلا تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی۔ اپنے گھر والوں سے کہا۔ ٹھہرو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا آگ کا انگارا لے آؤں۔ تاکہ تم سینکو۔ پھر جب اس کے پاس پہنچا۔ تو میدان کے داہنے کنارے سے برکت والی جگہ میں ایک درخت سے آواز آئی۔ کہ اے موسٰی! میں اللہ (تعالیٰ) جہان کا رب ہوں۔ اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دے۔ پھر جب اسے دیکھا۔ کہ سانپ کی طرح لہرا رہا ہے۔ تو مونہہ پھیر کر الٹا بھاگا اور پیچھے مُڑ کر نہ دیکھا۔ اے موسٰیؑ سامنے آ۔ اور ڈر نہیں۔ بے شک تو امن والوں سے ہے۔ فقط

حضرت موسٰے علیہ السلام کو گویا کہ ایک معجزہ اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا۔ کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن جاتی تھی۔ اور سانپ کی طرح زمین پر رینگ کر چلتی تھی۔

دوسرا معجزہ

یہ ملا:۔

اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ز وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ىِٕهٖ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اپنے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال دو۔ وہ بغیر کسی عیب کے چمکتا ہُوا نکلے گا۔ اور رفع خوف کے لئے اپنا بازو اپنی طرف ملا۔ سو تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے لئے یہ دو سندیں ہیں۔ بے شک وہ نافرمان لوگ ہیں۔

اب موسٰیؑ حکم خداوندی سے اپنی قوم کے پاس جاتے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًی وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآىِٕنَا الْاَوَّلِیْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۴ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ پھر جب موسٰیؑ علیہ السلام ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ تو کہنے لگے۔ کہ یہ تو محض ایک بنایا ہُوا جادو ہے۔ اور ہم نے اُسے اپنے پہلے باپ دادا سے سُنا ہی نہیں ہے

وَقَالَ مُوْسٰی رَبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ط اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)۔

سونے کا مسنون طریقہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا معمول اور دستور تھا کہ (سفر میں) جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم رات میں پڑاؤ کرتے تو داہنی کروٹ پر آرام فرماتے اور جب صبح سے کچھ پہلے پڑاؤ کرتے تو اپنی کلائی کھڑی کر لیتے اور سر مبارک اپنی ہتھیلی پر رکھ کر کچھ آرام لے لیتے۔ شرح السنہ

ترجمہ:- اور موسٰی (علیہ السلام) نے کہا۔ کہ میرا رب خوب جانتا ہے۔ جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے۔ اور جس کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ بے شک ظالم نجات نہیں پائینگے۔

فرعون کی تعلّی

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ ... فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)۔

ترجمہ:- اور فرعون نے کہا۔ اے سردارو! میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور معبود ہے۔ پس اے ہامان! تو میرے لئے گارا پکوا۔ پھر میرے لئے ایک محل بنوا۔ کہ میں موسٰی (علیہ السلام) کے خدا کو جھانکوں۔ اور بے شک میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

فرعون کا آخری حشر

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۴ پ ۲۰)۔

ترجمہ:- پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا۔ پھر انہیں دریا میں پھینک دیا۔ سو دیکھ لو۔ ظالموں کا کیا انجام ہوا؟

پیٹ کے بل لیٹنا دوزخیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میرے پاس سے گزرے اور میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنے قدم مبارک سے مجھے ہلایا اور فرمایا: اے جندب! یہ دوزخیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔ ابن ماجہ

خطبۂ یوم الجمعۃ ۹ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی - اما بعد :-

انسان میں ایک روحانی مرض خیانت بھی ہے

اور اس روحانی مرض والے مریض کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا

اس کے شواھد

پہلا شاھد

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِکُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ الانفال ع ۳ پ ۹)۔

ترجمہ :- اے ایمان والو! اللہ (تعالےٰ) اور رسول سے خیانت نہ کرو۔ اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو حقوق آپ پر عائد شدہ ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو عائد شدہ ہیں۔ اور آپس میں بھی کسی کی امانت میں خیانت نہ کرو۔ مثلاً کسی نے آپ کے پاس روپیہ امانت رکھا۔ اور آپ نے صاف انکار کر دیا۔ کہ میرے پاس کوئی چیز کسی نے نہیں رکھی۔ یا اس نے امانت پانچ سو رکھی تھی اور آپ کہہ دیں۔ کہ نہیں سو روپے تھے۔ یا آپ مطلق انکار کر دیں۔ کہ میرے پاس کوئی امانت نہیں رکھی تھی۔ یہ چیز خوف خدا نہ ہونے کی علامت ہے۔

دوسرا شاھد

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا ○ (سورۃ النساء ع ۱۶ پ ۵)۔

ترجمہ :- اور ان لوگوں کی طرف سے مت جھگڑو۔ جو اپنے دل میں دغا رکھتے ہیں۔ جو شخص دغاباز گنہگار ہو۔ بے شک اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ دغاباز مسلمان کو پسند نہیں کرتا۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْہُ۔

تیسرا شاھد

یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰہِ وَھُوَ مَعَھُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا ○ (سورۃ النساء ع ۱۶ پ ۵)۔

ترجمہ :- یہ لوگ انسانوں سے چھپتے ہیں۔ اور اللہ سے نہیں چھپتے۔ حالانکہ وہ اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب کہ رات کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔ اور ان کے سارے اعمال پر اللہ احاطہ کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ یہ دغا باز لوگوں سے تو چھپ سکتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ سے نہیں چھپ سکتے۔ اور اللہ تعالےٰ رات کو بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان دغا بازوں کی ہر بات پر احاطہ کرنیوالا ہے۔

چوتھا شاھد

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ○ سورۃ الانفال ع ۷ پ ۱۰)۔

ترجمہ :- تحقیق اللہ تعالےٰ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا۔

جس چیز کو اللہ تعالےٰ ناپسند کرے۔ اس میں بھلائی اور نیکی کب ہو سکتی ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ

پانچواں شاھد

اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰکَ اللّٰہُ ط وَلَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا ○ (سورۃ النساء ع ۱۶ پ ۵)۔

ترجمہ :- بے شک ہم نے تیری طرف سچی کتاب اُتاری ہے۔ تاکہ تو لوگوں میں انصاف کرے۔ جو کچھ تمہیں اللہ (تعالےٰ) سجھا دے اور تو بددیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ یہ سچی کتاب اس واسطے اتاری گئی ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے سے تو انصاف کرے اور بددیانت لوگوں کی طرف داری ہرگز نہ کی جائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

چھٹا شاھد

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً فَانْبِذْ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ○ (سورۃ الانفال ع ۷ پ ۱۰)۔

ترجمہ :- اور اگر تمہیں کسی قوم سے دغا بازی کا ڈر ہو۔ تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو۔ ایسی طرح پر کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ۔ بے شک اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا۔

الحاصل

اگر کسی قوم سے عہد ہونے کے بعد دغا بازی کا ڈر ہو۔ تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دیا جائے۔ تاکہ بدعہدی ہماری طرف سے نہ ہو۔ عہد پھینکنے کے بعد وہ سمجھ جائیں گے۔ کہ اب ہمارا اور ان کا کوئی عہد باقی نہیں رہا۔ تاکہ معاملہ صاف ہو جائے اور وہ عہد کے دھوکے میں نہ رہیں۔

مسلمان

کا معاملہ صاف رہے گا۔ تاکہ یہ نہ ہو۔ کہ بظاہر عہد کریں۔ اور حقیقت میں عہد توڑ دیں۔

ساتواں شاھد

ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ○ (سورۃ یوسف ع ۷ پ ۱۲)۔

ترجمہ :- یہ اس لئے کیا۔ تاکہ عزیز معلوم کرلے۔ کہ میں نے اس کی غائبانہ خیانت نہیں کی تھی۔ اور بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے

نہیں دیتا۔

بلکہ

خیانت کرنے والوں کا راز کھل ہی جاتا ہے۔ اور اللہ تعالٰے خائنین کو ذلیل کرنے پر ہر وقت قادر ہے۔

آٹھواں شاہد

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ۝ (سورۃ المؤمن ع ۲ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ وہ (اللہ تعالٰے) آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھید جانتا ہے۔

یعنی

اللہ تعالٰے خیانت کرنے والی آنکھوں اور دلوں کے بھیدوں کو خوب جانتا ہے۔

نواں شاہد

اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ ۝

(سورۃ الحج ع ۵ پ ۱۷)۔

ترجمہ:۔ تحقیق اللہ تعالٰے ایمان والوں سے دشمنوں کو ہٹا دے گا۔ اللہ کسی دغاباز ناشکر گزار کو پسند نہیں کرتا۔

یعنی

اگر اللہ والوں اور اللہ تعالٰے کے دشمنوں کا مقابلہ ہو گا۔ تو اللہ تعالٰے اللہ والوں کی مدد کرے گا۔ اللہ تعالٰے کسی دغاباز ناشکر گزار کو پسند نہیں کرتا۔

خلاصہ

بیان کردہ شواہد کا جو قرآن حکیم سے پیش کیے گئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالٰے خیانت کو پسند نہیں کرتا۔ جب عہد کیا جائے تو اس کی پوری پابندی ہو خواہ اللہ تعالٰے سے عہد ہو۔ مثلاً قرآن مجید کو مسلمان مانتا ہے۔ اور اس پر ایمان رکھتا ہے۔ کہ یہ منزّل من اللہ ہے۔ اگر قرآن مجید کے بیان کردہ احکام کی تعمیل نہیں کرے گا۔ تو اللہ تعالٰے سے بدعہدی ہو گی۔ اور جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا چکا ہے۔ تو اب جو حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آئے۔ اگر اس حکم کو نہیں مانے گا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدعہدی اور خیانت ہو گی۔ اگر عہد کرنے کے بعد بدعہدی کرنا بری چیز ہے۔ تو اللہ تعالٰے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جتنا درجہ بلند ہے۔ اسی درجہ کے لحاظ سے اللہ تعالٰے یا اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے بدعہدی کا درجہ بھی اتنا ہی بڑا ہو گا۔

دُعا!

اللہ تعالٰے ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے کہ کسی انسان سے بدعہدی نہ کرنے پائے اور خصوصًا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے جو عہد کئے ہیں۔ انہیں اور زیادہ نباہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العٰلمین ؁

لیٹنے کی حالت میں ایک ٹانگ اٹھا کر دوسری ٹانگ پر رکھنے کا حکم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی چت لیٹنے کی حالت میں اپنی ایک ٹانگ اٹھا کے دوسری ٹانگ پر رکھے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عربوں میں عام طور سے تہبند باندھنے کا رواج تھا اور ظاہر ہے کہ اگر تہبند باند کے اس طرح چت لیٹا جائے کہ اپنا ایک زانو کھڑا کر کے دوسرا پاؤں اس کے اوپر رکھا جائے تو بسا اوقات ستر کھل جائے گا۔ غالبًا اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح لیٹنے سے منع فرمایا۔ لیکن اگر لباس ایسا ہو کہ اس طرح لیٹنے سے ستر کھل جانے کا اندیشہ نہ ہو تو ظاہر یہی ہے کہ اس کی ممانعت نہ ہو گی۔) صحیح مسلم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔

خلاصہ: نبی کا آنا ○ پیغامِ الٰہی پہنچانا ○ سردارانِ قوم کا جھٹلانا عوام کا اپنے سرداروں کا کہا ماننا ○ عذابِ الٰہی آنا اور اس قوم کا ملیامیٹ ہو جانا

پہلے نبی حضرت نوح علیہ السلام

سب سے پہلی قوم

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ:- بے شک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا - پس اس نے کہا - اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں - اس کی قوم کے سرداروں نے کہا - ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں - فرمایا - اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں - لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں - تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں - اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں - اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں - جو تم نہیں جانتے - کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے - تاکہ وہ تمہیں ڈرائے - اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ - اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ -

پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا

فَكَذَّبُوْهُ -

ترجمہ:- پھر انہوں نے پیغمبر علیہ السلام (یعنی نوح علیہ السلام) کو جھٹلایا -

پھر اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کے سوا باقی ساری قوم کو غرق کر دیا -

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ○

(سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۸) -

ترجمہ:- پھر ہم نے اسے کشتی میں بچا لیا - اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے - غرق کر دیا - بے شک وہ لوگ اندھے تھے -

اندھے آنکھوں کے نہیں تھے

بلکہ عقل کے اندھے تھے - اسی اندھے ہونے کے باعث انجام کو نہیں سوچا - کہ پیغمبر خدا علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ کیا نکلے گا -

ھود علیہ السلام کا قوم عاد کو دعوت دینا

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

(سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸) -

ترجمہ:- اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا - فرمایا - اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - سو کیا تم ڈرتے نہیں -

سردارانِ قوم کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ○

ترجمہ:- اس کی قوم کے کافر سردار بولے - ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں - اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں -

پیغمبر علیہ السلام کا جواب

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ○ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸) -

ترجمہ:- فرمایا - اے میری قوم! میں بے وقوف نہیں ہوں - لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں - اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں -

قوم کی طرف سے پیغمبر علیہ السلام کو جواب

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○

(سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸) -

ترجمہ:- انہوں نے کہا - کیا تو اس لئے آیا ہے - کہ ہم ایک اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کریں - اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں - پس جس چیز سے تو ڈراتا ہے - وہ لے آ - اگر تو سچا ہے -

قوم پر عذاب الٰہی کا آنا - !

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○ (سورۃ الاعراف ع ۹ پ ۸) -

ترجمہ:- پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا - اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے - اُن کی جڑ کاٹ دی - اور وہ مومن نہیں تھے -

قوم ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کا بھیجا جانا

اور اُن کا اپنی قوم کو دعوت دینا

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ - (سورۃ الاعراف ع ۱۰ پ ۸) -

ترجمہ:- اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا - فرمایا - اے میری قوم اللہ (تعالےٰ) کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آ چکی ہے -

قوم کے سرداروں کی طرف سے صالح علیہ السلام سے عذاب الٰہی لانے کی درخواست کرنا

قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۰ پ ۸)۔

ترجمہ:- کہا۔ اے صالح! لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔

پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

حضرت صالح علیہ السلام کا تباہ شدہ قوم پر افسوس کرنا

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف ع ۱۰ پ ۸)۔

ترجمہ:- پھر صالح (علیہ السلام) ان سے منہ موڑ کر چلے۔ اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے افسوس سے اپنی قوم کے متعلق یہ الفاظ کہے۔ کہ میں نے تو تمہاری خیر خواہی کی تھی۔ لیکن تم نے میری خیر خواہی کی کوئی قدر نہ کی۔ (اور آج قدر ناشناسی کا مزہ چکھ رہے ہو) اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کی قدر شناسی کی توفیق عطا فرمائے۔ ورنہ ناشناس اور ناقدری کرنے والوں کے حق میں ہمیشہ نتائج بد نکلتے ہی آئے ہیں۔ اور وہ نتائج یہی تو تھے۔ کہ نبی کی مخالفت کرنے والوں پر عذاب الٰہی آیا۔ اور ان نافرمانوں میں سے ایک بھی نہ بچا۔

مدین کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کا بھیجا جانا

قولہٗ تعالیٰ:- وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۱ پ ۸)۔

ترجمہ:- اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو۔ کہ اللہ (تعالےٰ) پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ کی راہ سے روکو۔ اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرو۔ اور اس حالت کو یاد کرو۔ کہ جب تم تھوڑے تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے تمہیں زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا ہے۔

سرداران قوم کا جواب

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِىْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِىْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ

ترجمہ:- اس قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیب (علیہ السلام) ہم تجھے اور جو تجھ پر ایمان لائے ہیں۔ اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ فرمایا۔ کیا اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔ ہم تو اللہ (تعالےٰ) پر بہتان باندھنے والے ہو جائیں۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں واپس آ جائیں۔ بعد اس کے کہ اللہ (تعالیٰ) نے ہمیں اس سے نجات دی ہے۔ ہمیں یہ حق نہیں۔ کہ تمہارے دین میں لوٹ کر آ جائیں۔ مگر یہ کہ اللہ (تعالےٰ) چاہے۔ جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعا

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝

ترجمہ:- اے رب ہمارے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے۔ اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۱ پ ۹)۔

ترجمہ:- پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا۔ گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہیں تھے۔ جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے۔

پھر شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کی تباہی پر اظہار افسوس نہ کرنا کیونکہ وہ لوگ گمراہ تھے

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۱۱ پ ۹)۔

ترجمہ:- پھر ان سے منہ پھیرا۔ اور کہا۔ اے میری قوم! تحقیق میں نے تمہیں اپنے رب کے احکام پہنچا دیئے۔ اور میں نے تمہارے لئے خیر خواہی کی۔ پھر کافروں کی قوم پر میں کیونکر غم کھاؤں۔

گذشتہ تباہ ہونیوالی قوموں پر شاہنشاہی تبصرہ

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (الاعراف ع ۱۲ پ ۹)۔

ترجمہ:- اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے۔ اور (خدا تعالیٰ سے) ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا۔ پھر ہم نے انہیں انکے اعمال کے

خطبۂ یوم الجمعہ ۲۳ر شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۰ر فروری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ - امّا بعد:-

قیامت کے دن کن صفتوں والے آدمی نجات پائینگے

اسکے متعلق قرآن مجید میں متعدد اعلانات

پہلا اعلانِ الٰہی

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ المؤمنون ع ۱ پ ۱۸)۔

ترجمہ:- بے شک ایمان والے[۱] کامیاب ہو گئے - جو اپنی نماز[۲] میں عاجزی کرنے والے ہیں - اور جو بیہودہ[۳] باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں - اور جو زکوٰۃ[۴] دینے والے ہیں - اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت[۵] کرنے والے ہیں - مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں الزام نہیں - پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو - تو وہی حد سے نکلنے[۶] والے ہیں - اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ[۷] کا لحاظ رکھنے والے ہیں - اور جو اپنی نمازوں[۸] کی حفاظت کرتے ہیں - وہی وارث ہیں - جو جنّت الفردوس کے وارث ہوں گے - وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

حاصل

اللہ تعالےٰ کے فرمان واجب الاذعان کا حاصل یہ ہے - کہ آٹھ شرطیں پوری کرنے والے انسان جنّت الفردوس کے وارث ہوں گے - جنہیں جنّت میں جانے کا شوق ہو گا - وہ آٹھ شرطیں پوری کر کے بارگاہِ الٰہی میں جائیں گے - یعنی مرینگے۔

ہر مسلمان مرد کو آٹھ شرطوں کے اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے - تب جنّت الفردوس کا وارث بنے گا - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

دوسرا اعلان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

(سورۃ آل عمران ع ۱۴ پ ۴)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! سود دونے پر دونا مت کھاؤ - اور اللہ (تعالےٰ) سے ڈرو - تا کہ تمہارا چھٹکارا ہو - اور آگ سے بچو - جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے - اور اللہ (تعالےٰ) اور رسول کی تابعداری کرو - تاکہ تم رحم کئے جاؤ - اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو - اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے - جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں - اور غصّہ ضبط کرنے والے ہیں - اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں - اور اللہ (تعالےٰ) نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے -- اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں - یا اپنے حق میں ظلم کریں - تو اللہ (تعالےٰ) کو یاد کرتے ہیں - اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں - اور سوائے اللہ (تعالےٰ) کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے - اور اپنے کئے پر وہ اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں - یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے - اور باغ ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی - ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے - اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے۔

فلاح

کن صفات پر مبنی ہوئی - پہلی[۱] سود نہیں کھاتے - دوسری[۲] اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ ڈرتے ہیں - تیسری[۳] اس آگ میں جلنے سے ڈرتے ہیں - جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے - اور چوتھی[۴] اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتے ہیں - پانچویں[۵] اللہ (تعالےٰ) کی مغفرت کی طرف جلدی کرتے ہیں - اور جنّت کی طرف بھی جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے - چھٹی[۶] جو لوگ خوشی اور تکلیف میں اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں - ساتویں[۷] کسی پر غصّہ آئے تو پی جانے والے - اور آٹھویں[۸] صفت یہ ہے - کہ کسی پر غصّہ آئے - تو معاف کر دینے والے ہیں - نویں[۹] یہ کہ جب کبھی خلافِ شرع کوئی بے حیائی کا کام سرزد ہو جائے - یا اپنے حق میں کوئی ظلم کر بیٹھیں - تو فوراً اللہ تعالےٰ سے معافی مانگ لیتے ہیں - دسویں[۱۰] صفت اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی یہ ہے - کہ جب اپنے سے غلطی ہو جائے - تو اس

غلطی پر ضد سے اڑے نہیں رہتے۔ اِن دس صفات سے متصف ہونے والوں کے لئے اللہ تعالےٰ کے ہاں اچھی مزدوری ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِفَضْلِکَ وَ کَرَمِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ ۰

تیسرا اعلان

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَ جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۰ (سورۃ المائدہ ع ۶ پ ۶)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ (تعالےٰ) سے ڈرو۔ اور اللہ (تعالیٰ) کا قرب تلاش کرو۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرو۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔

وسیلہ کی تفسیر شیخ الاسلام کے ہاں

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وسیلہ کے معنی تحریر فرماتے ہیں۔

"وسیلہ کی تفسیر، ابن عباس، مجاہد، ابو وائل، حسن وغیرہم اکابر سلف نے قربت سے کی ہے۔ تو وسیلہ ڈھونڈنے کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ اس کا قرب و وصول تلاش کرو۔

قتادہ نے کہا۔" ای تقربوا الیہ بطاعتہ والعمل بما یرضیہ" (خدا تعالیٰ) کی نزدیکی حاصل کرو، اس کی فرمانبرداری اور پسندیدہ عمل کے ذریعہ سے۔)

اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ وسیلہ جنت میں ایک نہایت ہی عمدہ منزل ہے۔ جو دنیا میں سے کسی ایک بندہ کو ملے گی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم اذان کے بعد میرے لئے خدا سے وہی مقام طلب کیا کرو۔ تو اس مقام کا نام بھی "وسیلہ" اسی لئے رکھا گیا۔ کہ جنت کی تمام منزلوں میں وہ سب سے زیادہ عرشِ رحمٰن کے قریب ہے۔ اور حق تعالیٰ کے مقامات قرب میں سب سے بلند واقع ہوا ہے۔

بہر حال پہلے فرمایا۔ کہ ڈرتے رہو۔ اللہ سے۔ لیکن یہ ڈر ایسا نہیں۔ جیسے آدمی سانپ، بچھو یا شیر بھیڑیئے سے ڈر کر دور بھاگتا ہے۔ بلکہ اس بات سے ڈرنا، کہ کہیں اس کی خوشنودی اور رحمت سے دور نہ جا پڑو۔ اسی لئے اِتَّقُوا اللّٰہَ کے بعد وابتغوا الیہ الوسیلۃ فرمایا۔ یعنی اس کی ناخوشی اور بُعد و ہجر سے ڈر کر قرب و وصول حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے قریب ہم اسی وقت ہو سکتے ہیں۔ جب کہ درمیانی راستہ قطع کر لیں۔ جس پر چل کر اس کے پاس پہنچ سکتے ہیں۔ اسی کو فرمایا۔

(وَ جَاھِدُوا فِی سَبِیْلِہٖ)

ترجمہ:۔ جہاد کرو۔ اس کی راہ میں یعنی اس پر چلنے کی پوری پوری کوشش کرو۔ (لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ) تا کہ تم اس کی نزدیکی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکو۔" انتہیٰ حاشیہ الشیخ رح

چوتھا اعلان

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۰ (سورۃ المائدہ ع ۱۲ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"وما ذبح علی النصب۔ اس جانور کا ذکر فرمایا۔ جسے خدا (تعالےٰ) کے سوا کسی دوسرے مکان کی تعظیم کے لئے ذبح کیا جائے (موضح القرآن)۔

اس دوسری صورت میں بھی (فی الحقیقت) نیت نذرلغیر اللہ ہی کی ہوتی ہے۔ گو ذبح کے وقت زبان سے بسم اللہ اللہ اکبر کہا جائے۔

بعض مفسرین نے ازلام سے فال کے تیر مراد لئے ہیں۔ جو زمانہ جاہلیت میں لحم ذبیحہ وغیرہ کے بانٹنے میں استعمال ہوتے تھے۔ اور وہ ایک صورت قمار (جوئے) کی تھی۔ جیسے آج کل چٹھی ڈالنے کی رسم ہے۔ لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر وغیرہ محققین کے نزدیک راجح یہ ہے۔ کہ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں۔ جن سے مشرکین مکہ کسی اشکال اور تردد کے وقت اپنی مرادوں اور کاموں کا فیصلہ کرتے تھے۔ یہ تیر خانہ کعبہ میں قریش کے سب سے بڑے بت ہبل کے پاس رکھے تھے۔ ان میں سے کسی پر اَمَرَنِیْ رَبِّیْ لکھا تھا۔ (ترجمہ:۔ میرے پروردگار نے حکم دیا) کسی پر نَھَانِیْ رَبِّیْ تحریر تھا۔ (یعنی میرے رب نے مجھ کو منع کر دیا۔

پانچواں اعلان

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۰ (سورۃ المائدہ ع ۱۳ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ سو اے عقلمندو! اللہ (تعالےٰ) سے ڈرتے رہو۔ تا کہ تمہاری نجات ہو۔

حاصل

یہ ہے کہ ناپاک کمائی سے کمایا ہوا مال اور پاک کمائی سے کمایا ہوا مال نتیجہ کے لحاظ سے برابر نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حرام سے کمائے ہوئے مال میں بے برکتی ہو گی۔ اور حلال کے ذریعہ سے کمائے ہوئے مال میں بے برکتی نہیں ہو گی۔ یا مثلاً حلال کے ذریعہ سے کمایا ہوا اولاد پر صرف کرو گے۔ تو اولاد نیک رہیگی۔ اور حرام کے ذریعہ سے کمایا ہوا اولاد پر صرف کرو گے۔ تو اولاد میں صلاحیت نہیں ہو گی۔ بلکہ بڑا ہونے کے بعد ماں باپ کی نافرمان اور خدا تعالےٰ سے نہ ڈرنے والی ہو گی۔ اور ماں باپ کی نافرمان ہو گی۔

اَلْحَرَامُ یَجُرُّ اِلَی الْحَرَامِ۔

یعنی حرام کے مال سے حرام کی طرف ہی آدمی کھچ کر جاتا ہے۔ اگرچہ حرام کا مال بہت ہو۔ مگر اس میں حرام کی طرف کشش ہوتی ہے۔ اور اس مال سے فلاح یعنی نجات بھی نہیں ہو گی۔

چھٹا اعلان

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۰ (سورۃ الانفال ع ۶ پ ۱۰)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو، جب کسی فوج سے ملو تو ثابت قدم رہو اور اللہ (تعالٰے) کو بہت یاد کرو۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ دشمن کے مقابلہ میں فلاح یعنی کامیابی چاہتے ہو۔ تو ثابت قدمی اختیار کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرو۔ تا کہ تم پر اللہ کی طرف سے مدد آئے۔ اور کامیاب ہو جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی رحمت کو کھینچ کر لائیگا۔ وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ۔

ساتواں اعلان

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ السجدہ (سورۃ الحج ع ۱۰ پ ۱۷)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو۔ اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلائی کرو۔ تا کہ تمہارا بھلا ہو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ رکوع اور سجدہ کر کے اپنے رب کی بندگی کرو۔ اور نیک کام کرو۔ تا کہ تمہیں نجات نصیب ہو۔

آٹھواں اعلان

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ النور ع ۴ پ ۱۸)

ترجمہ:- ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو۔ کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے۔ اور اپنے دوپٹے سینوں پر ڈالے رکھیں۔ اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔ مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجیوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمتگاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں۔ یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں۔ اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔ اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔

حاصل

پہلا حکم یہ ہے کہ مؤمن اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ یعنی جھانک جھانک کر عورتوں کو نہ دیکھا کریں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یعنی کسی اپنے سے غیر منکوحہ پر ظاہر نہ کریں۔ تیسرا حکم یہ ہے۔ مومنہ عورتوں کو بھی حکم دیا جاتا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ یعنی اجنبی مردوں کو جھانک جھانک کر نہ دیکھا کریں۔ چوتھا حکم یہ ہے کہ عورتیں بھی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ پانچواں حکم یہ ہے۔ کہ عورتیں اپنی زینت کی چیزیں کسی پر ظاہر نہ کریں۔ مثلاً چوڑیاں یا گٹ پر باندھی ہوئی گھڑی۔ چھٹا حکم یہ ہے کہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں۔ تا کہ سینے کا ابھار کسی مرد پر ظاہر نہ ہونے پائے۔ کیونکہ اس میں خرابی پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ ساتواں حکم یہ ہے کہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔ مگر اپنے خاوند پر یا اپنے باپوں پر یا سسر پر یا اپنے بیٹوں پر یا خاوندوں کے دوسری بیوی کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی عورتوں یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمتگاروں پر جنہیں عورت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یعنی ایسے خدمتگار مرد جو عورت کی ضرورت ہی نہیں رکھتے۔ مثلاً شیخ فرتوت۔ یا ان لڑکوں پر جنہیں چھوٹی عمر ہونے کے سبب سے عورتوں کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ آٹھواں حکم اور عورتیں چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں تا کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم نہ ہونے پائے۔ مثلاً زیورات کا جھنکار نہ ظاہر ہو۔ نواں حکم۔ اے مومنو! سب اللہ تعالٰے کے سامنے توبہ کرو۔ تا کہ تمہیں نجات حاصل ہو۔

دعا

اللہ تعالٰے سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو ان نو حکموں کی تعمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ تا کہ اللہ تعالٰے ان سے راضی ہو جائے۔ اور عذابِ الٰہی سے بچ جائیں۔

وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

خطبۂ یوم الجمعہ۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد:-

برکاتِ رمضان المبارک

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۲۳ پ ۲)۔

ترجمہ:- رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن اُتارا گیا۔ جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے۔ اور ہدایت کی روشن دلیلیں۔ اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پالے۔ تو اس کے روزے رکھے۔ اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور تم پر تنگی نہیں چاہتا۔ اور تاکہ گنتی پوری کرو اور تاکہ تم اللہ تعالےٰ کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔ شکر کرو۔

رمضان مبارک کی پہلی برکت

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔

اس مبارک مہینے میں قرآن مجید کا آسمان سے دنیا میں نزول ہوا۔ یہ تمام دنیا کے بسنے والوں کے لئے ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں امور خانہ داری سے لے کر بادشاہی تک کیلئے قانونِ حیات موجود ہے۔

دوسری برکت

قرآن مجید هُدًى لِّلنَّاسِ ہے۔ تمام ہی نوع انسان کے لئے راہنما ہے۔ ہر معاملہ من جانب اللہ سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ کوئی انسان جو اس قرآن مجید پر عمل کرے کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

تیسری برکت

وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

اس قرآن کے احکام واضح ترین ہیں۔ اس سے ہر انسان جو عقلمند ہو باآسانی اللہ تعالےٰ کی کلامِ پاک کا مطلب سمجھ سکتا ہے۔

چوتھی برکت

یہ قرآن مجید حق اور باطل کے درمیان فرق کرانے والا ہے۔

مثلاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جیسے مشرک غیر اللہ کو یعنی اپنے معبودوں کو پکارا کرتے تھے اسی طرح قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقف مسلمان حاجت روائی کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ جن رکوع ۱۲ میں فرمایا:-

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝

ترجمہ:- اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں۔ پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

پانچویں برکت

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندوں کو یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ جو شخص رمضان مبارک کے مہینہ میں گھر میں موجود ہو وہ ضرور روزہ رکھے۔

چھٹی برکت

قرآن مجید کے اعلان سے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ جو شخص بیمار یا مسافر ہو۔ تو دوسرے دنوں میں روزوں کی قضا کر دے۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک سہولت رکھی گئی ہے۔

روزہ کس وقت سے شروع ہو گا

ارشاد الٰہی ہے:-

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)۔

ترجمہ:- اور کھاؤ اور پیو۔ جب تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری، سیاہ دھاری سے فجر کے وقت صاف ظاہر ہو جائے۔

یعنی

فجر کی سفیدی نمایاں ہو جائے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

پھر روزہ کب تک ہے

روزہ رکھے رہو۔ حتیٰ کہ رات آ جائے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

روزہ دار کے لئے

جس طرح کھانا پینا منع ہے۔ اسی طرح عورتوں سے ملنا جلنا بھی منع ہے۔ روزہ در اصل تینوں چیزوں کی ممانعت کرتا ہے۔ یہ حکم الٰہی اس لئے واضح کر دیا گیا ہے۔ تا کہ کوئی انسان یہ نہ سمجھے کہ روزہ صرف کھانے پینے کی چیزوں سے روکتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

یہی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے۔ کہ ان حدود کا لحاظ رکھے۔ تا کہ حدود الٰہیہ کے توڑنے کے باعث مجرم نہ ہو جائے۔

احادیث متعلقۂ رمضان شریف

پہلی روایت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ

فتحت ابواب السماء و فی روایة فتحت ابواب الجنة و غلقت ابواب جهنم و سلسلت الشیٰطین و فی روایة فتحت ابواب الرحمة ۔ متفق علیہ ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے ۔ تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں ۔ ایک روایت میں ہے ۔ کہ جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں ۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں ۔ اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں ۔

دوسری روایت

عن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم فی الجنة ثمانیة ابواب منها باب یسمی الریان لا یدخله الا الصائمون ۔ متفق علیه ۔

ترجمہ:۔ سہل بن سعد سے روایت ہے ۔ کہ جنّت کے آٹھ دروازے ہیں ۔ جن میں سے ایک کا نام باب الریان ہے ۔ اس دروازے میں سے روزہ رکھنے والے داخل ہوں گے ۔

غور کیجئے

کہ روزہ رکھنے والوں کے لئے یہ کتنی بڑی فضیلت ہے ۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس فضیلت کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

تیسری روایت

عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلّم من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه و من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه و من قام لیلة القدر ایمانا و احتسابًا غفر له ما تقدم من ذنبه ۔ متفق علیه ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ جس شخص نے روزہ رکھا رمضان کا عقیدت اور ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کی نیّت سے اس کے تمام پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص کھڑا ہوا ۔ یعنی عبادت کی، تراویح پڑھیں اور شب قدر کو جاگا ۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو ۔ اور طلبِ ثواب کی خاطر ۔ اس کے پہلے گناہ سب بخش دیئے جائیں گے ۔

چوتھی روایت

و عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم کل عمل بنی آدم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبعمأته ... ضعف قال الله تعالیٰ الا الصوم فانه لی و انا اجزی به یدع شهوته و طعامه من اجلی للصائم فرحتان فرحة عند فطره و فرحة عند لقاء ربه و لخلوف فم الصائم اطیب عند الله من ریح المسك و الصیام جُنة و اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث و لا یصخب فان سابه احد او قاتله فلیقل انی امرء صائم ۔ متفق علیه ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے ہر نیک عمل کو ثواب میں زیادہ کیا جاتا ہے ۔ اس طرح کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے یہاں تک کہ سات سو گنا تک ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ۔ کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے ۔ اس لئے کہ یہ صرف میرے لئے ہے ۔ اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا ۔ روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا ۔ (روزہ دار) اپنی خواہشات کو چھوڑتا ہے، اور اپنے کھانے کو صرف میری خوشی کے لئے ۔ اور روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت ۔ اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت ۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو خدا کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے ۔ اور روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو ۔ تو وہ فحش باتیں نہ کرے ۔ اور نہ بیہودگی سے چلاّئے ۔ اور اگر کوئی اس کو برا کہے یا کوئی اس سے لڑنے کا ارادہ کرے تو وہ اس سے کہہ دے کہ میں ... روزہ دار ہوں ۔

پانچویں روایت

عن ابی هُرَیرَةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلّم اذا کان اول لیلة من شهر رمضان صفدت الشیاطین و مردة الجن و غلقت ابواب النار فلم یفتح منها باب و فتحت ابواب الجنة فلم یغلق منها باب و ینادی مناد یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقصر و لله عتقاء من النار و ذالك كل لیلة رواه الترمذی و ابن ماجة و رواه احمد ۔ عن رجل و قال الترمذی هذا حدیث غریب ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جس وقت رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے ۔ قید کر دیتے جاتے ہیں شیطان اور سرکش جن ۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ۔ اور نہیں کھولا جاتا دوزخ کا کوئی دروازہ ۔ اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں ۔ اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا ۔ اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے ۔ یہ کہ اے نیکی کے طالب نیکی کی طرف متوجّہ ہو ۔ اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز آ ۔ اور اللہ (تعالیٰ) آزاد کرتا ہے اس مبارک مہینہ میں دوزخ سے بہت سے لوگوں کو ۔ اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے ۔

چھٹی روایت

عن عبد الله بن عمرو ان رسول الله صلی الله علیه وسلّم قال الصیام والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعته الطعام والشهوات بالنهار فشفعنی فیه و یقول القرآن منعته النوم باللیل فشفعنی فیه فیشفعان ۔ رواه البیهقی فی شعب الایمان ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رمضان اور قرآن بندہ کی سفارش کریں گے روزہ کہے گا۔ اے اللہ تعالےٰ میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا۔ پس اس کے لئے میری سفارش کو قبول فرما۔ اور قرآن یہ کہیگا۔ کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا۔ پس اس کے حق میں تو میری سفارش قبول کر۔ پس ان کی سفارشیں قبول کی جائینگی۔

سونے کا مسنون طریقہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا جب آپ ﷺ رات کو بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا (اے اللہ ! میں تیرے ہی نام کے ساتھ مرنا چاہتا ہوں، اور تیرے ہی نام کے ساتھ جیسا چاہتا ہوں) اور پھر جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ (ساری حمد و ستائش اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں (ایک طرح کی) موت دینے کے بعد جِلا دیا، اور مرنے کے بعد اسی کی طرف ہمارا اُٹھنا ہوگا)۔ صحیح بخاری

خطبۂ یوم الجمعہ ۸ر رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ر فروری ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی - اما بعد -

قیامت کے دن دوزخ میں کن لوگوں کو بھیجا جائیگا

اس کے شواھد

پہلا شاھد

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ (سورۃ البقرۃ ع ۴ پ ۱)۔

ترجمہ:- اور جو انکار کریں گے۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے۔ جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

جو لوگ اللہ تعالٰے کی آیتوں کے معلوم ہونے کے بعد ان کے ماننے سے انکار کرینگے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہ دوزخی ہوں گے۔ اور دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

جس طرح جاہل مسلمان

کہہ دیتے ہیں "چھڈو جی قرآن نوں۔ اسیں کوئی مولوی ہاں۔ ساڈے نال گل کرو وہاردی۔ یعنی دنیا دے رواج دی"۔ یہی کہنا گویا کہ قرآن مجید کے حکم کا انکار ہے۔ اللہ تعالٰے ان جاہلوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

بلکہ

مسلمان کا فرض ہے۔ جب دوسرا مسلمان قرآن مجید کا نام لے۔ تو ادب سے ہتھیار ڈال دے اور قرآن مجید کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔ یہ کرنا قرآن مجید پر ایمان لانے کی نشانی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

دوسرا شاھد

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (سورۃ البقرۃ ع ۹ پ ۱)۔

ترجمہ:- ہاں جس نے کوئی گناہ کیا اور اسے اس کے گناہ نے گھیر لیا۔ سو وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "گھیر لیا گناہ نے۔ یعنی گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہیں ہوتا۔ انتہٰی"

دعا

اللہ تعالٰے ہر مسلمان کو اس شاہ صاحب کے بیان کردہ گناہ کے گھیرنے سے بچائے۔

آمین یا الٰہ العٰلمین

تیسرا شاھد

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ (سورۃ البقرۃ ع ۳۸ پ ۳)

ترجمہ:- جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں۔ یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی کہ انہوں نے .... کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے، جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ (تعالٰے) نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا۔ تو جو پہلے لے چکا ہے وہ اسی کا رہا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ اور جو کوئی پھر سود لے۔ وہی لوگ دوزخ والے ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ قیامت میں ایسے ہو کر اٹھیں گے جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں۔ اور یہ حالت اس لئے ہوگی۔ کہ انہوں نے کہا تھا۔ کہ سوداگری بھی تو ایسی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ تعالٰی نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی۔ اور وہ باز آ گیا۔ تو جو سود پہلے لے چکا ہے۔ وہ اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اور جو کوئی اللہ تعالٰے کے منع کرنے کے باوجود پھر لے۔ وہ دوزخی لوگ ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

چوتھا شاھد

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ٥ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ٥ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ٥ (سورۃ المومن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:- بے شک تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو۔ وہ نہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے اور نہ آخرت میں۔ اور بے شک ہمیں اللہ (تعالٰی) کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور بے شک حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں۔ پھر تم میری بات کو یاد کرو گے۔ اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ (تعالٰے) دیکھ رہا ہے پھر اللہ (تعالٰے) نے اسے تو ان کے فریبوں کی برائی سے بچایا۔ اور خود فرعونیوں پر سخت عذاب آ پڑا۔

حاصل

یہ ہے کہ اس ایماندار شخص نے اپنی قوم سے کہا۔ بے شک تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو۔ نہ وہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے اور نہ آخرت میں۔ اور یاد رکھو۔ ہم سب کو اللہ تعالٰے کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور بلاشک

حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں۔ جب تم دوزخ میں جاؤ گے۔ تب میری بات کو یاد کرو گے۔ اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ بیشک وہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ بالآخر اللہ تعالےٰ نے اسے تو ان کی برائی سے بچا لیا۔ اور فرعونیوں پر سخت عذابِ الٰہی آ پڑا۔

وہ عذاب کیا تھا؟

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۟ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ (سورۃ المؤمن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ وہ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ (اللہ تعالےٰ کا حکم ہو گا) فرعونیوں کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔

فرعونیوں کے امیروں اور غریبوں کا آپس میں جھگڑنا

وَ اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ (سورہ المؤمن رکوع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ اور جب دوزخی آپس میں جھگڑیں گے۔ پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے۔ ہم تمہارے پیرو تھے۔ پھر کیا تم ہم سے کچھ بھی آگ۔ دُور کر سکتے ہو۔ جو سرکش تھے۔ وہ کہیں گے ہم تم سبھی اس میں پڑے ہوئے ہیں۔ بے شک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے۔ اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے۔ کہ تم اپنے رب سے عرض کرو۔ کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے۔

پھر دوزخیوں کا داروغۂ جہنم سے کہنا

وَ قَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝

ترجمہ:۔ اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے۔ کہ تم اپنے رب سے عرض کرو۔ کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے۔

دوزخ کے داروغوں کا جواب

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ۝ (سورۃ المؤمن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ دوزخ کے داروغے جواب میں کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لے کر نہ آئے تھے۔ کہیں گے۔ ہاں آئے تھے۔ کہیں گے پس پکارو۔ اور کافروں کا پکارنا محض بے سود ہو گا۔

یعنی ان کی پکار محض بے سود ہو گی۔ اور ان سے عذابِ الٰہی ایک دن بھی ہلکا نہیں کیا جائے گا۔

پانچواں شاھد

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۲ پ ۴)۔

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد اللہ (تعالیٰ) کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئیں گے اور وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ کافروں کو ان کے مال اور اولاد خواہ کتنی بھی ہو، کفر کی نحوست سے جو عذابِ الٰہی انہیں ہونے والا ہے اس سے کثرتِ مال اور کثرتِ اولاد اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

چھٹا شاھد

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۴ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے احکام کو نہ مانا۔ بلکہ ان کے ماننے کو اپنی بڑائی سے تکبّر کیا۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

ساتواں شاھد

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ ۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ یونس ع ۳ پ ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے۔ تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہو گا۔ اور ان پر ذلّت چھائے گی۔ اور انہیں (اللہ تعالےٰ) سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ گویا ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ برائی کرنے والوں کو برائی کا بدلہ برائی بھگتنا پڑے گا۔ اور ان پر ذلّت چھا جائے گی۔ گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آٹھواں شاھد

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ الرعد ع ۱ پ ۱۳)۔

ترجمہ:۔ اگر تو عجیب بات چاہیے تو ان کا یہ کہنا عجب ہے۔ کہ کیا جب ہم مٹی ہو گئے۔ کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے۔ یہی وہ ہیں۔ جو اپنے رب سے منکر ہو گئے۔ اور انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ اور یہی دوزخی ہیں۔ وہ اسمیں ہمیشہ رہینگے۔

حاصل

یہ ہے۔ ان کا یہ تعجب کرنا عجیب ہے۔ کہ کیا جب ہم مٹی ہو گئے۔ کیا

نئے سرے سے بنائے جائیں گے۔؟ ان کا یہ کہنا اپنے رب کی قدرت سے انکار کرنا ہے۔ اور انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ اور یہی لوگ دوزخی ہیں۔

نواں شاھد

وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ (سورۃ المؤمن ع ۱ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ اور اسی طرح منکروں پر اللہ (تعالےٰ) کا کلام پورا ہوا۔ کہ وہ دوزخی ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کلام پاک کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ دوزخی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ هٰذِهِ الْمَعْصِيَةِ بِفَضْلِكَ وَ كَرَمِكَ يَا اللّٰهَ الْعَالَمِيْنَ ۝

دسواں شاھد

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَا فِي الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

(سورہ المؤمن ع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ بے شک تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو۔ وہ نہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے۔ اور نہ آخرت میں۔ اور بے شک ہمیں آخرت کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور بے شک حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام تو دعوت الی اللہ دیتے ہیں۔ اور بت پرست غیر اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ غیر اللہ کی دعوت کا کوئی ثبوت تمام آسمانی کتابوں میں نہیں ہے۔ اور حد سے تجاوز کرنے والے یعنی بت پرست ہی دوزخ میں جائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُمْ

گیارھواں شاھد

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِيْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِيْمٍ ۝ وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۙ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝ وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝ وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ (سورۃ الواقعہ۔ رکوع ۲ پارہ ۲۷)۔

ترجمہ:۔ اور بائیں والے کیسے برے ہیں۔ بائیں والے وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ہوں گے۔ اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔ جو نہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ راحت بخش۔ بے شک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے۔ اور بڑے گناہ (شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ دوزخی بائیں طرف کھڑے کئے جائیں گے۔ وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ڈالے جائیں گے اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ جو نہ ٹھنڈا ہو گا۔ اور نہ راحت بخش ہو گا۔ یہ دوزخ میں داخل کئے جانے والے دنیا میں بڑے خوشحال تھے۔ اور شرک پر انہیں اصرار تھا۔ اور کہا کرتے تھے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں۔ تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی قیامت میں اٹھائے جائیں گے۔ یعنی قیامت کے دن کے اٹھنے کا یقین ہی نہ تھا۔ اور انبیاء علیہم السلام کے فرمانے پر انہیں یقین ہی نہیں آتا تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ہے مصالحتی کمیشن کی رپورٹ اور سلامتی کونسل میں لنکا وغیرہ ممالک کی ایک ثالثانہ تجویز جس پر وہاں غور ہو رہا ہے۔

خدا کرے کہ کوئی متفقہ صورت نکل آئے اور آنے والے گرم موسم میں... صحراؤں کی بادِ سموم اور تپتے میدانوں کی آندھیوں میں توپوں کے گولے، بموں کے دھماکے اور گیسوں کے طوفان ہر چہار سو موت کا بازار گرم کرنے میں اضافہ نہ کر دے۔ اور خدا کرے کہ روس اور امریکہ اپنے رقیبانہ جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے افریقہ کی اس مظلوم کالی آبادی کو تختۂ مشق نہ بنائیں۔

خروشیف اور کینیڈی کے تازہ پیام و سلام سے تو ایسا نظر آتا ہے کہ شاید یہ بڑے اب امن کی پیاسی دنیا پر ترس کھانے لگے ہیں۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ افریقہ میں اسلام کی بڑھتی ہوئی رَو میں اور برکت نازل کرے اور ان نوآزاد بنی نوع انسان کو آزادی کے ساتھ اسلام اور خدا شناسی کی دولت سے مالا مال کر دے۔

وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

افریقہ میں صدر ناصر کی بین الاقوامی پوزیشن اور اس کا تبلیغی شوق امید دلاتا ہے۔ کہ افریقی سیاہ فاموں کی سیاہ بختی اب حقیقی نورانیت سے تبدیل ہونے ہی والی ہے ٭

نمازِ فجر کے بعد حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا معمول مبارک

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا یہ معمول تھا کہ فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنی اسی جگہ میں چہار زانو بیٹھے رہتے تھے، یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح نکل آتا تھا۔ سنن ابوداوٗد

خطبۂ یوم الجمعہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ۔

قیامت کے روز کون لوگ خسارے میں رہیں گے

اس کے شواھد

پہلا شاھد

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ع ۳ پ ۱)۔

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ (تعالیٰ) کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ (تعالیٰ) نے حکم دیا ہے۔ اسے توڑتے ہیں۔ اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے عہد پکا کرکے توڑتے ہیں۔ اور جس صلہ رحمی کرنے کا اللہ نے حکم دیا اسے بجائے جوڑنے کے توڑتے ہیں۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

دوسرا شاھد

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَہٗ خَیْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِہٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْہُ فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِہٖ ۚ قف خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِکَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝ (سورۃ الحج ع ۲ پ ۱۷)۔

ترجمہ:۔ اور بعض وہ لوگ ہیں۔ کہ اللہ کی بندگی کنارے پر ہو کر کرتے ہیں۔ پھر اگر اسے کچھ فائدہ پہنچ گیا۔ تو اس عبادت پر قائم ہو گیا۔ اور اگر تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا۔ دنیا اور آخرت گنوائی۔ یہی وہ صریح خسارا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی بعض آدمی دنیا کی غرض سے دین کو اختیار کرتا ہے۔ اور اس کا دل مذبذب رہتا ہے۔ اگر دین میں داخل ہو کر بھلائی دیکھے۔ بظاہر بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پائے۔ تو چھوڑ دے۔ ادھر دنیا گئی، ادھر دین گیا۔ کنارے پر کھڑا ہے۔ یعنی دل نہ اس طرف ہے، نہ اس طرف۔ جیسا کہ کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو۔ جب چاہے نکل بھاگے۔

تیسرا شاھد

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۲ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے۔ وہ اسے پہچانتے ہیں۔ جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہی ایمان نہیں لاتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی اس کے علاوہ کہ میری صداقت کا خدا گواہ ہے۔ اور قرآن کریم اس کی ناطق و ناقابل تردید شہادت دے رہا ہے۔ وہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ)، بھی جن کی طرف کتب سماویہ کا عالم سمجھ کر تم میرے معاملہ میں رجوع کرتے ہو۔ اپنے دلوں میں پورا یقین رکھتے ہیں۔ کہ بلا شبہ میں وہی نبی آخر الزماں ہوں۔ جس کی بشارت انبیاء سابقین دیتے چلے آئے ہیں۔ ان کو جس طرح بہت سے بچوں میں سے اپنی اولاد کی شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ ایسے ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی صداقت کے معلوم کرنے میں بھی کوئی شبہ اور دھوکہ نہیں ہے۔ البتہ حسد، کبر، تقلید آباء اور حب جاہ و مال وغیرہ اجازت نہیں دیتے۔ کہ مشرف بایمان ہو کر اپنی جانوں کو نقصان دائمی اور ہلاکت ابدی سے بچائیں۔

چوتھا شاھد

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰہِ ؕ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا ۙ وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۴ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنے رب کی ملاقات کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آ پہنچے گی۔ تو کہیں گے۔ اے افسوس ہم نے اس میں کیسی کوتاہی کی۔ اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے۔ خبردار وہ برا بوجھ ہے۔ جسے وہ اٹھائیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ دنیا میں رہتے ہوئے جو لوگ قیامت کا انکار کرتے تھے، اور جو گناہ دنیا میں رہتے ہوئے کئے تھے، ان کا بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وہ برا بوجھ ہے جو اٹھائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ احفظنا منہ

پانچواں شاھد

وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور واقعی اس دن وزن بھی ہو گا۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہو گا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہونگے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہو گا۔ سو یہ وہ لوگ، ہوں گے جنہوں نے اپنا

نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن اعمال تلیں گے۔ پھر جس شخص کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا۔ وہ لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور جس شخص کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہو گا۔ یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں آکر برے کام کرکے اپنا نقصان کیا۔

چھٹا شاھد

لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (سورۃ الانعام ع۲ پ۷)۔

ترجمہ:۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کریگا۔ جس میں کچھ شک نہیں۔ جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن ضرور اللہ تعالےٰ سب انسانوں کو اکٹھا کریگا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالنے والے ہیں۔ وہ قیامت کے دن کی آمد کو نہیں مانتے۔

ساتواں شاھد

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝ (سورۃ المؤمن ع۹ پ۲۴)۔

ترجمہ:۔ پھر جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے۔ تو وہ اپنے علم و دانش پر اترانے لگے۔ اور جس پر وہ ہنسی کرتے تھے۔ وہ ان پر الٹ پڑا۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ کہ ہم اللہ (تعالےٰ) پر ایمان لائے۔ جو ایک ہے۔ اور ہم نے ان چیزوں کا انکار کیا۔ جنہیں ہم پوجتے تھے۔ ان کے ایمان نے نفع نہ دیا۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ یہ سنت الٰہی ہے۔ جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے۔ اور اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے نبی ان کے پاس آئے۔ تو وہ لوگ اپنے علم پر اترانے لگے اور جس عذاب الٰہی کا مذاق اڑاتے تھے۔ وہی ان پر نازل ہوا۔ جب عذاب الٰہی دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے۔ ایسے حال میں کہ وہ اکیلا ہے۔ اور جنہیں ہم اس کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے۔ ان کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے ایمان لانے سے ان کو کوئی نفع نہیں ہوا۔ عادت اللہ یہی ہے۔ کہ عذاب آنے پر ایمان لانا مفید نہیں ہوتا اور کافروں نے خسارہ اٹھایا۔

آٹھواں شاھد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ (سورہ آل عمران ع۱۶ پ۴)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہا مانو گے۔ تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر دیں گے۔ پھر تم نقصان میں جا پڑو گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر تم نے کافروں کی پوری تابعداری کی۔ تو تمہیں اسلام کے دائرے سے نکال دیں گے۔

نواں شاھد

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ (سورۃ عنکبوت ع۵ پ۲۱)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو۔ اللہ (تعالیٰ) میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جانتا ہے۔ اور جو لوگ جھوٹ پر ایمان لائے۔ اور اللہ (تعالےٰ) کا انکار کیا وہی نقصان پانے والے ہیں۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ: اللہ (تعالےٰ) کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پر دن بڑھایا۔ اور جھوٹوں کو مٹایا۔

دسواں شاھد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ (سورۃ المنافقون پ۲۸ ع۲)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ (تعالیٰ) کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا۔ سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

گیارھواں شاھد

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝ (سورۃ النمل ع۱ پ۱۹)

ترجمہ:۔ البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ہم نے ان کے اعمال ان کے لئے اچھے کر دکھائے ہیں۔ پس وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔ وہی ہیں جنہیں بڑا عذاب ہوتا ہے۔ اور وہ آخرت میں بڑے ہی خسارہ میں ہونگے۔ اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۰ر مارچ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد :۔

کن لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی خوشخبری سُناتا ہے

اِس کے مُتعدّد شواہد

پہلا شاہد

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ لا قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ لا اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ قف وَّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

(البقرۃ پ ۲ ع ۱۹)

ترجمہ :۔ اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے ۔ اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیدو ۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے ۔ تو کہتے ہیں ۔ ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۔ یہ لوگ ہیں ، جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت ۔ اور یہی ہدایت پانے والے ہیں ۔

حاصل

یہ ہے ۔ کہ ہدایت پانے والے وہ بندے ہیں ۔ کہ جو مصیبت ان پر آئے ۔ تو کہتے ہیں ۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں ۔ جو تصرّف ہماری جانوں اور مالوں میں کرے ۔ وہی ٹھیک ہے ۔ اور کبھی جزع فزع نہیں کرتے اور یہی ہدایت پانیوالے ہیں ۔

دُوسرا شاہد

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ط وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ ع ۲۸ پ ۲)۔

ترجمہ :۔ اور اللہ (تعالےٰ) سے ڈرتے رہو ۔ اور جان لو ۔ کہ تم ضرور اس سے ملوگے ۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری سُنا دو ۔

حاصل

یہ ہے ۔ کہ ہر وقت خدا تعالےٰ سے ڈرتے رہو ۔ اور یقین کرو ۔ کہ اس اللہ تعالےٰ کے رو برو حاضر ہونے والے ہو ۔ لہذا کوئی ایسا کام نہ کرو جو اس کی مرضی کے خلاف ہو تاکہ اس کے رو برو شرمندہ نہ ہونا پڑے ۔

تیسرا شاہد

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ط وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(سورۃ التوبۃ ع ۱۴ پ ۱۱)۔

ترجمہ :۔ توبہ کرنے والے ، عبادت کرنے والے ، شکر کرنے والے ، روزہ رکھنے والے ، رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے ، اچھے کاموں کا حکم کرنے والے ، بری باتوں سے روکنے والے ۔ اللہ (تعالےٰ) کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ، اور ایسے مومنوں کو خوش خبری سُنا دے ۔

حاصل

یہ ہے ۔ کہ ایسے مسلمان جو دس مذکورۃ الصدر صفتوں کے حامل ہوں گے ۔ ان کو نجات کی خوشخبری سُنا رہے ہیں ۔

چوتھا شاہد

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ط وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝

(سورۃ الحج ع ۵ پ ۱۷)۔

ترجمہ :۔ پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے ۔ پس اسی کے فرمانبردار رہو ۔ اور عاجزی کرنیوالوں کو خوشخبری سُنا دو ۔

حاصل

یہ ہے ۔ کہ تمہارا معبود حقیقی فقط ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے ۔ لہذا اسی ایک کی تابعداری کرو ۔ اور اللہ تعالیٰ کے رو برو عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سُنا دو کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو عاجزی کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ۔

پانچواں شاہد

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ط كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ الحج ع ۵ پ ۱۷)۔

ترجمہ :۔ اللہ (تعالےٰ) کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے ۔ اسی نے انہیں تمہارے تابع کر دیا ۔ تاکہ تم اللہ (تعالےٰ) کی بزرگی بیان کرو ۔

حاصل

یہ ہے ۔ کہ قربانی کا گوشت اور خون اللہ تعالےٰ کے ہاں نہیں پہنچتا ۔ لیکن تم اپنے عزیز مال کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرتے ہو ۔ اس کی اللہ تعالےٰ کے ہاں بڑی قدر وقیمت ہے ۔ اور ایسے قربانی کرنے والوں کو خوشخبری دی جاتی ہے ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

چھٹا شاہد

وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ط وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ الاحقاف ع ۲ پ ۲۶)۔

ترجمہ:- اور اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب ہے۔ جو راہ نما اور رحمت تھی۔ اور یہ کتاب ہے جو اسے سچّا کرتی ہے۔ عربی زبان میں۔ ظالموں کو ڈرانے کے لئے اور نیکوں کو خوشخبری دینے کے لئے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اس قرآن مجید سے پہلے تورات اللہ تعالےٰ کی طرف خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نازل کی گئی تھی۔ اس کے بعد قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہُوا ہے۔ جو توراۃ کی تصدیق کرتا ہے۔ اور عربی زبان میں ہے۔ ظالموں کو ڈرانے کے لئے۔ اور نیکوں کو خوشخبری سنانے کے لئے نازل ہُوا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الْمُحْسِنِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

ساتواں شاھد

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۷ پارہ ۱۱)۔

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے۔ اور ڈرتے رہے۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ اللہ (تعالےٰ) کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ ایمان لائے اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہے۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ارشادات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور یہ ان کی بڑی کامیابی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ وَ یَا غیاث المستغیثین

آٹھواں شاھد

یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُھُمْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ بِاَیْمَانِھِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (سورۃ الحدید ع ۲ پ ۲۷)۔

ترجمہ:- جس دن آپ ایماندار مردوں اور عورتوں کو دیکھیں گے۔ کہ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے داہنے دوڑ رہا ہو گا۔ تمہیں آج ایسے باغوں کی خوشخبری ہے۔ کہ ان کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

حاصل

کہ آپ قیامت کے دن دیکھیں گے۔ کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کے سامنے سے اور ان کے داہنے نور دوڑ رہا ہو گا۔ اور ان کو ایسے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ کہ ان کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی۔ اور یہ حضرات ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

نواں شاھد

وَ یَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَھِیْدًا عَلَیْھِمْ مِّنْ اَنْفُسِھِمْ وَ جِئْنَا بِکَ شَھِیْدًا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ ط وَ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ ھُدًی وَّ رَحْمَۃً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ۝ (سورہ النحل رکوع ۱۲ پارہ ۱۴)۔

ترجمہ:- اور جس دن ہر ایک گروہ میں سے ان پر انہیں میں کا ایک گواہ کھڑا کریں گے۔ اور تجھے ان پر گواہ بنائیں گے۔ اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے۔ اور وہ مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک گروہ میں سے ان پر ایک گواہ کھڑا کریں گے۔ اور وہ غالبًا اس امت کا پیغمبر ہو گا۔ اور آپ کو یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امّت پر گواہ بنائیں گے۔ اور ہم سے تجھ پر ایسی کتاب نازل کی ہے۔ یعنی قرآن مجید نازل ہُوا ہے۔ جس میں ہر چیز کے متعلق کافی بیان ہے۔ اور وہ قرآن مجید مسلمانو کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

دسواں شاھد

وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْھَا وَ اَنَابُوْٓا اِلَی اللّٰہِ لَھُمُ الْبُشْرٰی فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۲ پارہ ۲۳)۔

ترجمہ:- اور جو لوگ شیطانوں کو پوجنے سے بچتے رہے۔ اور اللہ (تعالےٰ) کی طرف رجوع ہوئے۔ ان کے لئے خوشخبری ہے۔ پس میرے بندوں کو خوشخبری دو۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۹ر رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۷ر مارچ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امّا بعد:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں

ایمان اور اسلام کے معنی

عن عمرؓ بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ذات یوم اذا طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یرٰی علیہ اثر السفر و لا یعرفہ منا احد حتّٰی جلس الی النّبی صلی اللہ علیہ و سلم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ و وضع کفیہ علی فخذیہ و قال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لّا الٰہ الّا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و تقیم الصّلٰوۃ و تؤتی الزکٰوۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت فعجبنا لہٗ یسألہ و یصدقہ قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ و ملٰئکتہٖ و کتبہٖ و رسولہٖ والیوم الاٰخر و تؤمن بالقدر خیرہٖ و شرّہٖ قال صدقت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانّک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال فاخبرنی عن الساعۃ قال ما المسئول عنھا باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتھا قال ان تلد الامۃ ربتھا و ان تری الحفاۃ العراۃ رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان قال ثم انطلق فلبث ملیا۔ ثم قال لی یا عمر اتدری من السائل قلت اللہ و رسولہ اعلم قال فانہ جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے۔ کہا ایک وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے ہاں تھے۔ ناگہاں ایک شخص ہم پر ظاہر ہوا۔ نہایت سفید کپڑوں والا، نہایت سیاہ بالوں والا۔ اس پر کوئی سفر بھی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ (یعنی مسافر معلوم نہیں ہوتا تھا۔) اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ (یعنی مقامی بھی معلوم نہیں ہوتا)، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آ کر بیٹھ گیا۔ پھر اپنے دونوں گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے۔ اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھ لیں۔ اور فرمایا۔ اے محمدؐ! مجھے اسلام کے متعلّق خبر دیجئے۔ (یعنی کن کاموں کے کرنے کا نام اسلام ہے۔) آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اِس بات کی، کہ ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں۔ اور تو نماز قائم کرے۔ (یعنی ہمیشہ نماز پڑھتا رہے)، اور تو زکوٰۃ دے۔ اور تو رمضان کے روزے رکھے۔ اور تو حج بیت اللہ کا کرے اگر تمہیں توفیق ہو راستے کے اخراجات کی۔ اس نووارد نے فرمایا۔ آپؐ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ پس ہم نے اس کا تعجب کیا۔ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خود پوچھتا ہے۔ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپؐ سے سوال کرنے سے پہلے یہ شخص اسلام کے معنی سے واقف نہیں ہے۔ اور پھر جب آپ کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ آپؐ نے ٹھیک فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اسے اسلام کے معنی معلوم تھے۔) اس کے بعد فرمایا۔ مجھے ایمان کے متعلّق خبر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالٰی پر لائے۔ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ اور اس بات پر ایمان لائے کہ تقدیر اچھی ہو یا بری سب اللہ تعالٰے کے ہاتھ میں ہے۔ کہا کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ کہا۔ کہ مجھے احسان کا مطلب سمجھائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے۔ کہ تو اللہ تعالٰی کی عبادت کرے۔ اس طرح۔ گویا کہ تو اللہ تعالٰے کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا۔ پس تحقیق وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر کہا۔ کہ مجھے یہ بتلائیے کہ قیامت کب آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں ہے وہ شخص زیادہ جاننے والا سائل سے۔ کہا۔ کہ مجھے قیامت کی علامتوں کی خبر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کی علامت یہ ہے۔ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی۔ (یعنی ماں کی حیثیت لونڈی کی سی ہو جائے گی۔ یعنی خدمتگذار۔ اور بیٹیوں کی حیثیت گھر کی مالکہ کی طرح ہو جائے گی۔ الخ۔ پھر کافی دیر کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ اے عمرؓ! آیا تو سوالات کرنے والے کو جانتا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ اللہ (تعالٰے) اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ پس تحقیق جبرئیل علیہ السّلام تھے۔ تمہارے پاس آئے تھے۔ تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔

اللہ تعالٰی کیطرف سے روزہ رکھنے والوں کو خوشخبری

پہلی حدیث

عن سھل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب منھا باب یسمی الریان لا یدخلہ الا الصائمون ۔ متفق علیہ ۔

ترجمہ :۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ۔ ان میں ایک کا نام ریان ہے اس دروازہ سے اور کوئی نہیں داخل ہو گا ۔ مگر روزے دار ۔

روزے داروں

کے لئے کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ان کے لئے بہشت میں داخل ہونے کے لئے خاص کر دیا گیا ہے ۔ و ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء ۔

دوسری حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و من قام لیلۃ القدر ایماناً و احتساباً غفر لہٗ ما تقدم من ذنبہ متفق علیہ ۔

ترجمہ :۔ حضرت ابی ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جس نے رمضان کے روزے رکھے ۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو ۔ اور ثواب لینے کی خاطر اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے ۔ اور جس شخص نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا ۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان تھا اور طلب ثواب کی خاطر قیام کیا ۔ اس کے بھی پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے ۔ اور جس شخص نے لیلۃ القدر میں قیام کیا درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر قیام کیا ۔ اس کے بھی پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے ۔

کتنا بد نصیب

ہے ۔ وہ مسلمان جو رمضان شریف میں دن کو روزہ نہ رکھے ۔ اور رات کو قیام نہ کرے ۔

اور کتنے خوش نصیب

ہیں وہ مسلمان ۔ جو دن کو روزہ رکھیں اور رات کو قیام کریں ۔ اور گزشتہ سب گناہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے معاف کرالیں ۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

تیسری حدیث

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبعمأئۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی و انا اجزی بہ یدع شھوتہ و طعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہٖ و فرحۃ عند لقاء ربہ و لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک و الصیام جُنۃ و اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث و لا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرء صائم متفق علیہ ۔

ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے اس طرح کہ ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے ۔ یہاں تک کہ سات سو (۷۰۰) گنے تک یہ ثواب پہنچ جاتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے ۔ اس لئے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا ۔ روزہ دار اپنی خواہشات کو اور اپنے کھانے کو میرے لئے چھوڑتا ہے ۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت ۔ اور البتہ روزہ دار کے مونہہ کی بو اللہ تعالےٰ کے ہاں مشک سے بھی زیادہ اچھی ہے ۔ اور روزہ ڈھال ہے ۔ اور جب تم میں سے کسی ایک کا روزے کا دن ہو تو عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے ۔ اور نہ شور کرے ۔ پس اگر اس شخص کو کوئی گالیاں بھی دے یا اس سے لڑے ۔ تو ضرور یہ کہے ۔ کہ میں روزہ دار ہوں ۔

چوتھی حدیث

عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام و الشھوات بالنھار فشفعنی فیہ و یقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان رواہ البیھقی فی شعب الایمان ۔

ترجمہ :۔ حضرت عبد اللہؓ بن عمرو سے روایت ہے ۔ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ روزہ اور قرآن انسان کے لئے دونوں .... شفاعت کریں گے ۔ روزہ کہے گا ۔ اے اللہ ! میں نے اسے کھانے اور دوسری خواہشات پوری کرنے سے دن کو روکا تھا ۔ پس میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما ۔ اور قرآن کہے گا ۔ میں نے اس کو رات کو سونے سے منع کیا تھا ۔ پس میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما ۔ پس دونوں کی شفاعتیں قبول فرمائی جائینگی ۔

پانچویں حدیث

عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یغفر لامتہ فی آخر لیلۃ فی رمضان قیل یارسول اللہ اھی لیلۃ القدر قال لا و لکن العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ ۔ رواہ احمد ۔

ترجمہ :۔ حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے ۔ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ۔ تحقیق آپ نے فرمایا ۔ آپ کی ساری امت کو بخشا جاتا ہے رمضان کی آخری رات میں ۔ کہا گیا ۔ یا رسول اللہ ! کیا وہ لیلۃ القدر کی رات ہے آپ نے فرمایا ۔ نہیں ۔ لیکن کام کرنے والے کو اجر دے دیا جاتا ہے ۔

جب وہ اپنا کام پورا کر دیتا ہے۔

کن لوگوں کا روزہ قبول نہیں ہوتا

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ و شرابہ رواہ البخاری۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جھوٹ بولنا نہ چھوڑا۔ اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ تو اللہ تعالےٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اس نے کھانا اور پینا چھوڑ دیا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایسے روزہ داروں کی خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ جو روزہ دار ہونے کے باوجود حق بات کہنے سے گریز کریں۔ اور جھوٹ بولنے سے پرہیز نہ کریں۔ اللّٰھم اعذنا من ھذا المرض۔

حالت سفر میں اپنی جان کو تکلیف میں ڈال کر روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے

عن جابرؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فی سفر فرای زحاما و رجلا و ظلل علیہ فقال ما ھذا قالوا صائم فقال لیس من البر الصوم فی السفر۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ پس آپ نے آدمیوں کا ایک جگہ ایک بڑا مجمع دیکھا۔ اور ایک آدمی پر سایہ کیا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ مجمع کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ ایک روزہ دار پر کھڑے ہیں۔ (غالباً روزہ کے باعث بیہوش ہو گا۔ یا کوئی اور تکلیف اسے ہو گی۔) آپؐ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (یعنی جب روزہ رکھنے اور نباہنے کی توفیق نہ ہو۔ تو آدمی روزہ ہی کیوں رکھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت پر عمل کرے اور گھر جا کر رکھ لے)۔

صحابہ کرام کا مجلس میں بیٹھنے کا طریقہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں کا (یعنی صحابہ کا) یہ طریقہ اور دستور تھا کہ جب ہم میں سے کوئی حضور ﷺ کی مجلس میں آتا تو (حاضرین مجلس کے درمیان سے گزر کے آگے جانے کی کوشش نہیں کرتا تھا بلکہ) کنارے ہی بیٹھ جایا کرتا تھے۔ سنن ابوداؤد

نیند سے بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ سونے کا ارادہ کرتے تو مسواک اپنے سرہانے رکھ لیتے پھر جب بیدار ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے۔ مسند احمد

مجلس میں تکبر کے انداز سے بیٹھنا لعنت کا سبب ہے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک نے اس شخص کو قابل لعنت قرار دیا ہے جو (تکبر کرتے ہوئے یا لوگوں کے کندھے پھلانگ کر) بیچ حلقہ میں بیٹھ جائے۔ سنن

ابوداؤد

خطبۂ یوم الجمعۃ ۷ر شوال المکرّم سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ر مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - اما بعد -

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

قولہٗ تعالیٰ:- (لقد کان لکم فے رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ..... لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیراہ)
(سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱)

ترجمہ:- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ (تعالیٰ) اور (قیامت) کی امید رکھتا ہے. اور اللہ (تعالیٰ) کو بہت یاد کرتا ہے۔

(احادیث متعلقہ اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

پہلی حدیث

عن ابي هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم الصلوات الخمس و الجمعة الے الجمعة ورمضان الے رمضان مكفرات طابيهن اذا اجتنب الكبائر رواه مسلم۔

ترجمہ:- ابی ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روائت ہے. کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ پانچ نمازیں اور جمعہ سے لیکر جمعہ تک اور رمضان سے لے کر رمضان تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہونے والے ہیں۔ جب تک کہ گناہ کبیرہ سے بچنے والا ہو (رواہ مسلم)

دوسری حدیث

عن ابي هريرةؓ قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ارايتم لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل فيه كلّ يوم خمسا هل يبقىٰ من درنه شئ قال فذلك مثل الصّلوات الخمس يمحوا الله بهن الخطايا متفق عليه

ترجمہ:- ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آیا خبر دو۔ اگر تمہارے دروازہ پر نہر ہو جس میں آدمی روزانہ پانچ مرتبہ نہائے۔ آیا اس کے بدن پر کوئی میل کا ذرّہ باقی رہے گا۔ انہوں نے کہا پس اسی طرح پانچ نمازوں کی مثال ہے۔ اللہ تعالے ان کے ذریعہ سے خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔
(بخاری اور مسلم کی روائت ہے)

تیسری حدیث

عن ابن مسعود قال سألت النبي صلے الله عليه وسلّم اى الاعمال احب الے الله قال الصلوٰة لوقتها قلت ثمّ اى قال بر الوالدين قلت ثمّ اى قال الجهاد فى سبيل الله قال حدّثنى بهن ولو استزته لزادنى متفق عليه۔

ترجمہ:- مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کون سا عملوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پیارہ ہے۔ فرمایا۔ صحیح وقت پر نماز ادا کرنا۔ (عرض کیا) پھر کونسا فرمایا ماں باپ سے نیکی کرنا۔ میں نے کہا۔ پھر کونسا۔ فرمایا۔ اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرنا۔ کہا۔ مجھے اتنی باتیں بتلائیں۔ اور اگر میں زیادہ آپ سے سوال کرتا۔ تو مجھے زیادہ فرماتے
(بخاری اور مسلم کی روایت ہے)

چوتھی حدیث

عن جابرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم بين العبد و بين الكفر ترك الصلوٰة رواه مسلم۔

ترجمہ:- حضرت جابر (رضی اللہ تعالے عنہ) سے روایت ہے انسان اور کفر کے درمیان پردہ نماز کا چھوڑنا ہے۔

یعنی

اگر نماز چھوڑ دے۔ تو مسلمان اور کافر ہونے میں پردہ نماز ہی کا تو تھا۔ اگر نماز چھوڑ دے۔ وہ پردہ ہٹ جائے گا۔ اللھم اعذنا منہ۔

دُعا

اللہ تعالے ہر مسلمان کو یہ پردہ قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

پانچویں حدیث

عن ابي امامةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم صلوا خمسكم وصوموا شهركم وادوا زكوٰة اموالكم واطيعوا ذا امركم تدخلوا جنة ربكم رواه احمد والترمذى)

ترجمہ:- ابی امامہ (رضی اللہ تعالے عنہ) سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی پانچ نمازیں پڑھو۔ اور اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو۔ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ داخل ہو جاؤ تم اپنے رب کی جنت میں۔ رواہ احمد والترمذی۔

چھٹی حدیث

عن عمروؓ بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم مروا اولادكم بالصّلوٰة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين وفرقوا بينهم فے المضاجع رواه ابو داؤد۔

ترجمہ:- عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے

روایت کرتے ہیں۔ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو۔ در آنحالیکہ وہ سات سال کے ہوں۔ اور اگر نماز نہ پڑھیں تو انہیں مارو در آنحالیکہ وہ دس سال کے ہو جائیں۔ اور اپنی اولاد کو بستروں میں جدا جدا کر دو۔ ابوداؤد کی یہ روایت ہے۔

ساتویں حدیث

عن بریدۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم العھد الذی بیننا وبینھم الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔

ترجمہ:۔ بریدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ وہ عہد جو ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے۔ نماز ہے۔ پس جس شخص نے نماز چھوڑ دی۔ پس تحقیق وہ کافر ہوگیا۔ (امام احمد، ترمذی۔ اور نسائیؒ اور ابن ماجہ میں یہ روایت ہے۔

آٹھویں حدیث

عن ابی ذر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج زمن الشتاء والورق یتھافت فاخذ بغصنین من شجرۃ قال فجعل ذلک الورق یتھافت قال فقال یا ابا ذر قلت لبیک یا رسول اللہ قال ان العبد المسلم لیصلی الصلوۃ یرید بھا وجھہ اللہ فتھافت عنہ ذنوبہ کما تھافت ھذ الورق عن ھذہ الشجرۃ رواہ احمد۔

ترجمہ:۔ ابی ذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردی کی موسم میں باہر نکلے۔ حالانکہ اس وقت درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی ٹہنیاں پکڑیں۔ پس شروع ہوئے وہ پتے گرنے راوی نے کہا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے ابی ذر۔ میں نے کہا۔ لبیک یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ تحقیق بندہ مسلمان البتہ نماز پڑھتا ہے۔ ارادہ کرتا ہے۔ اس نماز پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا۔ پس اس سے اس کے گناہ گرتے ہیں۔ جیسے اس درخت سے یہ پتے جھڑ رہے ہیں۔ امام احمد نے اسے روایت کیا۔

بڑے ہی خوش نصیب

ہیں وہ نمازی۔ جو روزانہ نماز سے اپنے گناہ معاف کرواتے رہتے ہیں۔

اور بڑے ہی بدنصیب

ہیں۔ وہ مسلمان۔ جو اسلام قبول کر کے بھی نماز نہیں پڑھتے۔ اور گناہوں کا بوجھ ان پر روزانہ چڑھتا ہے۔

اللھم لا تجعلنا منھم

نویں حدیث

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر الصلوۃ یوما فقال من حافظ علیھا کانت لہ نورا وبرھانا ونجاۃ یوم القیمۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاۃ وکان یوم القیمۃ مع قارون وفرعون وھامان واُبیّ بن خلف رواہ احمد والدارمی والبیھقیؒ فی شعب الایمان

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روائیت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر کیا۔ پس فرمایا۔ کہ جو شخص محافظت کرتا ہے۔ نماز پر۔ تو یہ نماز اس کے لئے نور کا سبب ہو گی۔ کمال ایمان کی دلیل ہوگی۔ اور قیامت کی بخشش کا ذریعہ۔ اور جو نماز کی محافظت نہ کرے۔ اس کے لئے نہ تو نور کا سبب ہوگی۔ نہ کمال ایمان کا۔ اور نہ ذریعہ بخشش۔ اور وہ قیامت کے دن قارون۔ فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ یعنی اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ دارمی۔ بیہقی نے یہ روایت کی ہے۔

دسویں حدیث

عن عبد اللہ بن شفیق قال کان اصحٰب رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوۃ رواہ الترمذی

ترجمہ:۔ عبداللہ بن شفیق (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روائیت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں خیال کرتے تھے۔ مگر نماز کو (کہ اس کا ترک ان کے نزدیک موجب کفر تھا) ترمذی)

گیارہویں حدیث

عن ابی الدرداء قال اوصانی خلیلی ان لا تشرک باللہ شیئًا و ان قطعت و حرقت ولا تترک الصلوۃ مکتوبۃ متعمداً فمن ترکھا متعمداً فقد برئت منہ الذمامۃ ولا تشرب الخمر فانھا مفتاح کل شر رواہ ابن ماجۃ:

ترجمہ:۔ ابی الدرداء (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت ہے۔ مجھ کو میرے دوست نے وصیت فرمائی ہے۔ کہ تو کسی کو خدا تعالےٰ) کا شریک قرار نہ دے۔ اگر چہ تیرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اور تجھ کو آگ میں جلا دیا جائے۔ اور یہ کہ فرض نماز کو جان کر نہ چھوڑ۔ اس لئے کہ جس نے فرض نماز کو دانستہ ترک کیا۔ اس سے اسلام بری الذمہ ہے اور یہ کہ تو شراب نہ پی۔ اس لئے کہ وہ تمام برائیوں کی کنجی ہے۔ (ابن ماجہ)

بے دینوں کے لئے تازیانہ

کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہ سمجھیں۔ ورنہ مرنے کے بعد اور قیامت کے دن انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہم دوسروں کو حاجت روا سمجھتے رہے۔ یہ ہماری غلطی تھی۔ اور تارکین نماز کو بھی قیامت کے دن پتہ لگ جائیگا کہ ترک نماز کتنا بڑا جرم عظیم تھا۔ جس کے ہم مرتکب رہے۔ اور مسلمان شراب خوروں کو قیامت کے دن پتہ لگ جائے گا۔ کہ یہ چیز کتنی مہلک ثابت ہوئی۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغ ع

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۴ر شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۱ر مارچ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ۔

نماز کے صحیح اوقات

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں

پہلی حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقْتُ الظُّہْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَکَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ کَطُوْلِہٖ مَا لَمْ یَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ یَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِکْ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ظہر کا وقت (وہ ہے) جب کہ دوپہر ڈھل جائے۔ اور آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو۔ جب تک کہ عصر کا وقت نہ آجائے۔ اور عصر کا وقت (وہ ہے) جو اس کے بعد ہو (اس وقت تک) جب تک کہ سورج زرد نہ ہو جائے۔ اور مغرب کا وقت (اس وقت تک رہتا ہے) جب تک کہ شفق غائب نہ ہو۔ اور عشاء کی نماز آدھی رات تک ہے۔ اور فجر کی نماز کا وقت صبح کے ظاہر ہونے سے آفتاب کے نکلنے تک ہے۔ پس جب سورج نکل آئے تو نماز سے باز رہ۔ اس لئے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔ (رواہ مسلم)

دوسری حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّنِیْ جِبْرَئِیْلُ عِنْدَ الْبَیْتِ مَرَّتَیْنِ فَصَلّٰی بِیَ الظُّہْرَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَکَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاکِ وَصَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ حِیْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَی الصَّائِمِ فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ صَلّٰی بِیَ الظُّہْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَہٗ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَیْہِ وَصَلّٰی بِیَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ ھٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِکَ وَالْوَقْتُ مَا بَیْنَ ھٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ

رواہ ابوداؤد والترمذی۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے دو مرتبہ خانہ کعبہ کے قریب میری امامت کی۔ یعنی مجھ کو نماز پڑھائی۔ پس مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ جبکہ آفتاب ڈھل گیا تھا اور سایہ اصلی مانند تسمہ کے تھا۔ اور نماز پڑھائی مجھ کو عصر کی جبکہ ہر چیز کا سایہ اصلی کو چھوڑ کر اس کے برابر ہو گیا۔ اور مجھ کو مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار افطار کرتا ہے اور مجھ کو عشاء کی نماز پڑھائی۔ جبکہ شفق غائب ہو گئی۔ اور مجھ کو فجر کی نماز پڑھائی۔ جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ پھر جب دوسرا دن ہوا۔ تو مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی۔ جس وقت روزہ دار افطار کرتا ہے۔ اور عشاء کی نماز پڑھائی تہائی رات تک۔ اور فجر کی نماز پڑھائی۔ پس صبح کو خوب روشن کیا۔ پھر جبرئیل (علیہ السلام) میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے محمدؐ! یہ وقت تو ہے۔ تجھ سے پہلے انبیاءؑ کا۔ اور تیری نماز کا وقت ان وقتوں کے درمیان میں ہے۔

(ابوداؤد۔ ترمذی)

تیسری حدیث

عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ حَیَّۃٌ فَیَذْھَبُ الذَّاھِبُ اِلَی الْعَوَالِیْ فَیَاْتِیْہِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِیْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی اَرْبَعَۃِ اَمْیَالٍ اَوْ نَحْوِہٖ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور سورج بہت بلند ہوتا تھا۔ اور بعض عوالی مدینہ منورہ سے چار میل تک ہوتے تھے یا مثل چار میل کے۔ (متفق علیہ)

چوتھی حدیث

عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ وَکَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْہَا اِلَّا قَلِیْلًا۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یہ منافق کی نماز ہے

بیٹھا رہتا ہے۔ سورج کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کا رنگ زرد ہو جائے۔ اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جائے۔ اٹھتا ہے۔ پھر چار ٹکریں مار لیتا ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کا بہت تھوڑا ذکر کرتا ہے۔ (رواہ مسلم)۔

پانچویں حدیث

عن ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الذی یفوتہ صلوٰۃ العصر فکانما وتر اھلہ و مالہ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جس کی نمازِ عصر فوت ہو جائے (اس کی حالت ایسی ہے کہ) گویا اس کے اہل وعیال اور مال لوٹ لئے گئے۔

یعنی

جس طرح اس شخص کی مصیبت ہے۔ جس کے اہل وعیال اور مال لوٹ لئے جائیں۔ عصر کی نماز فوت ہونے پر گویا کہ اس کو بھی ایسا ہی صدمہ پہنچا۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

چھٹی حدیث

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَیَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَ اِنَّہٗ لَیُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِہٖ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے۔ کہ ہم مغرب کی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کے ساتھ پڑھتے تھے۔ پس واپس ہوتا ہم میں سے کوئی۔ اور دیکھ سکتا تھا وہ اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو۔ (بخاری اور مسلم)

یعنی

نمازِ شام اتنی سویرے پڑھتے تھے کہ نماز سے فارغ ہو کر اتنا ابھی اجالا ہوتا تھا۔ کہ اگر کمان سے تیر مارا جائے تو اس تیر کے گرنے کی جگہ نظر آتی تھی۔

ساتویں حدیث

عَنْ عَلِیٍّ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ یَا عَلِیُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْھَا اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَ الْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَ الْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَھَا کُفُوًا۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا۔ اے علی! تین کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیئے ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے۔ دوسرے جنازہ میں جبکہ تیار ہو جائے۔ اور تیسرے غیر منکوحہ عورت کے نکاح میں۔ جب کہ اس کا کفو (ہم قوم مرد) پایا جائے۔ (ترمذی)

آٹھویں حدیث

عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِیْجٍ قَالَ نُصَلِّی الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ثُمَّ یُنْحَرُ الْجَزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَاکُلُ لَحْمًا نَضِیْجًا قَبْلَ مَغِیْبِ الشَّمْسِ۔ متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ ہم نمازِ عصر پڑھا کرتے تھے، ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے۔ پھر اونٹ ذبح کیا جاتا تھا۔ پھر اس کے گوشت کے دس حصے کئے جاتے تھے۔ پھر پکایا جاتا تھا۔ پھر ہم وہ بھنا ہوا گوشت کھایا کرتے تھے۔ سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔ (بخاری و مسلم)

(اندازہ کیجئے! کہ اس کام میں کتنی دیر لگتی ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نمازِ عصر آپ بہت سویرے اوّل وقت میں پڑھا کرتے تھے۔

(اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو بھی آپ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔)

نماز کے فضائل

پہلی حدیث

عن عمارۃ بن رویبۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول لن یلج النار احد صلی قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا یعنی الفجر والعصر رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عمارہ بن رویبہ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم سے سُنا ہے۔ فرمایا ہرگز نہیں داخل ہو گا آگ میں کوئی ایک جس نے نماز پڑھی سورج نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔ یعنی فجر اور عصر۔ اس روایت کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث

عن ابی موسٰی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من صلی البردین دخل الجنۃ۔ متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت ابی موسٰی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت ہے جس شخص نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ یعنی صبح اور عشا کی نماز۔ اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تیسری حدیث

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل و ملائکۃ بالنہار و یجتمعون فی صلوٰۃ الفجر و صلوٰۃ العصر ثم یعرج الذین باتوا فیکم فیسألھم ربھم وھو اعلم بھم کیف ترکتم عبادی فیقولون ترکناھم و ھم یصلون و اتیناھم و ھم یصلون متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ کہ آتے رہتے ہیں تم میں فرشتے رات کے اور فرشتے دن کے۔ اور جمع ہوتے ہیں یہ فرشتے فجر اور عصر کی نماز میں۔ پھر جب واپس جاتے ہیں وہ فرشتے جو تم میں رہے تھے۔ پس ان کا رب ان سے پوچھتا ہے اور وہ رب ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔ کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ پس وہ کہتے ہیں۔ کہ ان کو ہم نے نماز پڑھتے چھوڑا ہے۔ اور جب ہم ان کے پاس پہنچے

تھے۔ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے (بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔)

چوتھی حدیث

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستھموا علیہ لاستھموا ولو یعلمون ما فی التھجیر لاستبقوا الیہ ولو یعلمون ما فی العتمۃ والصبح لاتوھما ولو حبوًا۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے۔ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ آذان دینے میں کتنا ثواب ہے اور جماعت کی پہلی صف میں کھڑے ہونے میں کیا اجر ہے۔ تو اس کو نہ پانے کی صورت میں وہ قرعہ ڈال کر اس کو حاصل کریں۔ اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ظہر کی نماز کو سویرے جانے کا کتنا ثواب ہے۔ تو وہ دوڑ کر جائیں۔ اور اگر عشاء اور صبح کی فضیلت معلوم ہو جائے۔ تو وہ ان نمازوں میں آنے کے لئے قوت نہ ہونے کی حالت میں سرین کے بل چل کر بھی آئیں۔ (بخاری و مسلم)

مجلس میں قرینے کے ساتھ اکٹھے بیٹھنا چاہیے

حضرت جابر بن سمرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور صحابہ متفرق الگ الگ (ٹکڑیاں بنائے) بیٹھتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں الگ الگ بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔(یعنی بجائے اس طرح الگ الگ بیٹھنے کے مل کر قرینے سے بیٹھو۔) سنن ابو داوٗد

کچھ دھوپ میں اور کچھ سائے میں نہیں بیٹھنا چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سایہ کی جگہ میں بیٹھا ہو پھر اس پر سے سایہ ہٹ جائے اور پھر اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ سائے میں ہو جائے تو اس چاہئے کہ وہ اس جگہ سے اُٹھ جائے۔ سنن ابو داوٗد

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۱ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - امّا بعد۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم والا

روحانی مرض میری قوم میں بھی پایا جاتا ہے

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم والا روحانی مرض میری قوم میں بھی پایا جاتا ہے۔ خدانخواستہ ایسے لوگوں کا انجام بھی ان کی طرح نہ ہو۔ میرا فرض اطلاع دینا ہے۔ تاکہ قیامت کے دن یہ عذر نہ کہہ سکیں۔ کہ ہمیں تو اس انجام بد کا پتہ ہی نہ تھا۔

وہ مرض یہ تھا۔ کہ دام پورے لینا اور تول یا ناپ میں کمی کر کے دینا۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ○ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○)

ترجمہ:- اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ کہا اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ماپ اور تول کو نہ گھٹاؤ۔ میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں۔ اور تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اور اے میری قوم انصاف سے ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔ اللہ (تعالیٰ) کا دیا جو باقی بچ جائے وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف سے جواب۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ)

ترجمہ:- انہوں نے کہا۔ اے شعیب کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں۔ بیشک تو البتہ بردبار نیک چلن ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا قوم کی گفتگو کا جواب

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ○

ترجمہ:- کہا۔ اے میری قوم دیکھو تو سہی۔ اگر مجھے اپنے رب کی طرف سے سمجھ آگئی ہے۔ اور اس نے مجھے عمدہ روزی دی ہے۔ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ جس کام سے تجھے منع کروں۔ میں اس کے خلاف کروں۔ میں تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح ہی چاہتا ہوں۔ اور مجھے تو صرف اللہ (تعالیٰ) ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور اے میری قوم کہیں میری ضد سے ایسا جرم نہ کر بیٹھنا۔ کہ جس سے وہی مصیبت نہ آ پڑے۔ جیسی کہ قوم نوح (علیہ السلام) یا قوم ہود علیہ السلام) یا قوم صالح (علیہ السلام) پر پڑی تھی۔ اور (حضرت) لوط (علیہ السلام) کی قوم بھی تم سے دور نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا ایک اور مشورہ

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ○

ترجمہ:- اور اللہ (تعالیٰ) سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب مہربان محبت والا ہے۔

قوم کا حضرت شعیب علیہ السلام کو جواب

(قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ؗ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ○)

ترجمہ:- انہوں نے کہا۔ اے شعیب ہم بہت سی باتیں نہیں سمجھتے جو تم کہتے ہو۔ اور بیشک ہم البتہ تمہیں اپنے میں کمزور پاتے ہیں۔ اور اگر تیری برادری نہ ہوتی۔ تو تجھے ہم سنگسار کر دیتے۔ اور ہماری نظر میں تیری کوئی عزت نہیں ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو جواب

(قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ○) سورۂ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲۔

ترجمہ:- حضرت شعیب (علیہ السلام) نے کہا۔ اے میری قوم کیا میری برادری کا دباؤ تم پر اللہ (تعالیٰ) سے زیادہ ہے۔ اس کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ بیشک میرا رب تمہارے سب اعمال پر احاطہ کرنے والا ہے۔ اور اے میری قوم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ۔ میں بھی کام کرتا ہوں۔ آئندہ معلوم کر لوگے۔ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے۔ اور جھوٹا کون ہے۔ اور انتظار کرو۔ بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

عذاب الٰہی کا آنا اور حضرت شعیب علیہ السلام اور ایمانداروں کا خدا تعالیٰ کے (فضل سے بچ جانا)

وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝

(سورۃ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور جب ہمارا حکم آگیا۔ تو ہم نے شعیب (علیہ السلام) کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور ان ظالموں کو کڑک نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ گویا کہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے۔ خبردار مدین والوں پر پھٹکار ہے۔ جیسے ثمود پر پھٹکار ہوئی تھی۔

حاصل

اس قصہ سے حاصل یہ نکلا۔ کہ ناپ اور تول میں کمی کرنے والے عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ اللّٰھم اعذنا منہ وجمیع المسلمین عن ھذا المرض۔

برادران اسلام

اگر مسلمانوں کی کسی جماعت میں حضرت شعیب (علیہ السلام) والی قوم کی بیماری پائی جائے گی۔ تو اس کے حق میں بھی یہی نتیجہ نکلے گا۔ قانون الٰہی اٹل ہے۔ خواہ کوئی قوم اس جرم کی مرتکب ہوگی۔ تو اس کے لئے بالآخر تباہی ہوگی۔

مثلاً

کیا یہ واقعہ نہیں ہوتا۔ کہ بعض کپڑا فروش یہ حرکت کرتے ہیں۔ کہ تھان کے اوپر ایک روپیہ آٹھ آنے گز والی دو چار تہ رکھدیں۔ اور اندر ایک روپیہ گز والا لٹھا رکھ لیا اور گاہک کو اتنی تمیز نہیں۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ اوپر کی تہ والا لٹھا اندر نہیں ہے۔ اور کیا ایسی وارداتیں لاہور میں نہیں ہوتیں کہ پہلے گاہک کو کھرا سونا دکھایا۔ اور پھر دیا پیتل۔ اور گاہک دیہاتی بھولا بھالا لیکر چل دیا۔ اور اناج بیچنے والے یہ حرکت کرتے ہیں۔ کہ پہلے دس بوریاں اس گیہوں کی ڈال دیں، جو بھیگ گئی ہے۔ اور اس کے اوپر پانچ بوریاں اس گیہوں کی ڈال دیں جو بالکل صاف ستھری ہے۔ نمونہ دکھایا اوپر والی گیہوں کا اور تول کر دی نیچے والی گیہوں اور گاہک اس فریب کو سمجھتا نہیں ۲۴

ایسے مسلمانوں کو

۲۴ اس قسم کی فریب دہی سے باز آجانا چاہیئے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ گاہک کو دھوکہ دے کر جتنا نفع کمائیں گے۔ وہ مال حرام ہوگا۔ البتہ گاہک نے جو نفع انہیں خوشی سے دیا ہے۔ وہ تو حلال ہوگا۔ اور جو گاہک کو دھوکہ دے کر کمایا ہے۔ وہ حرام ہوگا۔

اور

پھر اپنی فطرت سے خود اپنے متعلق فیصلہ لیں۔ کہ آیا ایسے حرام خوروں کو اللہ تعالیٰ جنت میں بھجوائے گا۔ یا کسی اور جگہ۔

پھر نہ کہنا

کہ ہمیں تو اس فریب سے کمائے ہوئے مال کے حرام ہونے کا علم نہیں تھا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

شعر وشاعری کے بارے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حکم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے شعر کے بارے میں ذکر آیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: شعر بھی کلام ہے۔ اس میں جو اچھا ہے وہ اچھا ہے اور جو برا ہے وہ برا ہے۔ سنن دار قطنی

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۸ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد:۔

قرآن مجید بابرکت کتاب ہے اس کا اتباع کرو

اور خدا تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم پر (اللہ تعالیٰ) کی رحمت ہو

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸

ترجمہ:۔ اور یہ کتاب برکت والی ہم نے اتاری ہے سو اس کا اتباع کرو۔ اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی توراۃ تو تھی ہی جیسی کچھ تھی۔ لیکن ایک یہ کتاب ہے۔ (قرآن کریم) جو اپنے درخشاں اور ظاہر و باہر حسن وجمال کے ساتھ تمہارے سامنے ہے۔ اس کی خوبصورتی اور کمال کا کیا کہنا۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اس کی ظاہری و باطنی برکات اور صوری اور معنوی کمالات کو دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ ؎

بہار عالم حسنش دل وجان تازہ می دارد
بہ رنگ اصحاب صورت را بہ بو ارباب معنی را

اب دائیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر خدا (تعالیٰ) کی رحمت سے حظ و اثر لینا چاہتے ہو۔ تو اس آخری اور مکمل کتاب پر چل پڑو۔ اور خدا (تعالیٰ) سے ڈرتے رہو۔ کہ اس کتاب کے کسی حصہ کی خلاف ورزی ہونے نہ پائے۔

ایک عذر کا رفع ہو جانا

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ (سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ تاکہ تم یہ نہ کہو۔ کہ ہم سے پہلے دو فرقوں پر کتاب نازل ہوئی تھی۔ اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اس مبارک کتاب (قرآن کریم) کے نزول کے بعد عرب کے امیین کے لئے کہنے کا بھی موقعہ نہیں چھوڑا گیا۔ کہ بیشتر جو آسمانی کتابیں شرائع الٰہیہ کو لے کر اتریں۔ وہ تو ہمارے علم کے موافق اُنہی دو فرقوں (یہود و نصاریٰ) پر اُتریں۔ بے شک وہ لوگ آپس میں اسے پڑھتے پڑھاتے تھے اور بعضے اس کا ترجمہ بھی عربی میں کرتے تھے۔ مثلاً ورقہ بن نوفل وغیرہ اور بہت سے مدت تک اسی دھن میں لگے رہے۔ کہ عرب کو یہودی یا نصرانی بنا لیں۔ لیکن ہمیں ان کی تعلیم و تدریس سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ اس سے بحث نہیں۔ کہ یہود و نصاریٰ جو کچھ پڑھتے پڑھاتے تھے۔ وہ چیز کہاں تک اپنی اصلی سماوی صورت میں محفوظ تھی مطلب صرف اس قدر ہے۔ کہ ان شرائع و کتب کی اصلی مخاطب فقط قوم بنی اسرائیل تھی۔ خواہ اس تعلیم کے بعض اجزاء مثلاً توحید اور اصول دینیہ کی دعوت کو وسعت دے کر بنی اسرائیل کے سوا دوسری اقوام کے حق میں بھی عام کر دیا گیا ہو۔ تاہم جو شریعت اور کتاب سماوی بحیثیت مجموعی کسی خاص قوم پر اسی کے مخصوص فائدہ کے لئے اتری ہو اس کے درس و تدریس سے اگر دوسری اقوام خصوصاً عرب جیسی غیور و خوددار قوم کو دلچسپی اور لگاؤ نہ ہو۔ تو کچھ مستبعد نہیں۔ بنابریں وہ کہہ سکتے تھے کہ کوئی آسمانی کتاب و شریعت ہماری طرف نہیں آئی۔ جو مخصوص قوم کے لئے آئی۔ اس سے ہم نے چنداں واسطہ نہیں رکھا۔ پھر ہم ترک شرائع پر کیوں ماخوذ ہوں گے۔ مگر آج ان کے لئے اس طرح کے حیلے حوالوں کا موقع نہیں رہا۔ خدا (تعالیٰ) کی حجت اس کی روشن کتاب اور ہدایت و رحمت عامہ کی بارش خاص اُن کے گھر میں اتاری گئی۔ تاکہ وہ اولاً اس سے مستفید ہوں۔ پھر اس امانت الٰہیہ کو تمام احمر و اسود اور مشرق و مغرب کے باشندوں تک حفاظت اور احتیاط کے ساتھ پہنچا دیں۔ کیونکہ یہ کتاب کسی خاص قوم و ملک کے لئے نہیں اتاری گئی اس کا مخاطب تو سارا جہان ہے۔ چنانچہ خدا (تعالیٰ) کے فضل و توفیق سے عرب کے ذریعے سے خدا (تعالیٰ) کا یہ عام اور آخری پیغام آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گیا۔ والحمد للہ علی ذالک

تمہارا دوسرا یہ عذر ہو سکتا تھا

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْۗءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ۔

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ یا یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی۔ تو ہم ان سے بہتر راہ پر چلتے۔ سو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے اب اس سے زیادہ کون ظالم ہے۔ جو اللہ (تعالیٰ) کی آیتوں کو جھٹلائے۔ اور ان سے منہ موڑے جو لوگ ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ ہم انہیں ان کے منہ موڑنے کے باعث برے عذاب کی سزا دیں گے

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ یہ لوگ اس کے منتظر ہیں۔ کہ ان کے پاس فرشتے آویں۔ یا تیرا رب آئے۔ یا تیرے رب کی کوئی نشانی آئے جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی۔ تو کسی شخص کا ایمان کام نہ آئے گا۔ جو پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی نیک کام نہ کیا ہو۔ کہدو انتظار کرو۔ ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

دین میں فرقہ بندوں اور گروہ بندوں کا ساتھ نہ دیں اور اصل دین پر قائم رہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ تحقیق جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور کئی جماعتیں بن گئے۔ تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا کام اللہ (تعالیٰ) ہی کے حوالہ ہے۔ پھر وہی انہیں تلائیگا۔ جو کچھ وہ کرتے تھے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی تورات والوں نے کئی راہیں نکالیں۔ تو

ان میں تحقیقات نہ کر۔ کہ صحیح کون اور غلط کون۔ اپنی راہِ صحیح پر قائم رہ۔ دین میں جو باتیں یقین لانے کی ہیں۔ ان میں فرق نہ چاہیے۔ اور جو کرنے کی ہیں۔ اس کے طریقے کئی ہوں۔ تو برا نہیں۔

اسی طرح مسلمان بھی کئی راہیں نکالیں گے

ان سب میں فقط ایک صحیح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا

ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذٰلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفرق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی۔ رواہ الترمذی

ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری امت پر ایک ایسا ہی زمانہ آئیگا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ٹھیک اور درست جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی تھی۔ تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ جو ایسا کریں گے اور بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں منقسم ہوگئی تھی۔ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ یا رسول اللہ جنتی فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ فرقہ جس میں میں ہوں۔ اور میرے اصحاب (رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین ہیں)

قیامت کے دن میں فیصلہ یہ ہوگا

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- جو کوئی ایک نیکی کرے گا۔ اس کے لئے دس گنا اجر ہے۔ اور جو بدی کرے گا۔ سو اسے اسی کے برابر سزا دی جائے گی۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملۃ ابراہیمی کے متبع ہیں

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- کہدو۔ میرے رب نے مجھے ایک راستہ بتلا دیا ہے۔ کہ ایک صحیح دین ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت جو ایک ہی طرف کا تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا دستور العمل ملاحظہ ہو

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- کہدو۔ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ (تعالیٰ) ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ اپنی زندگی کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا بنائے

اچھے اور حکمت والے اشعار حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پسند تھے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: بعض شعر (اپنے مضمون کے لحاظ سے) سراسر حکمت ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری

1116

خطبۂ یوم الجمعۃ ۵ ذی قعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امّا بعد:-

اللہ تعالےٰ کو پکارنا ٹھیک اور غیر کو پکارنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی پانی کو کہے۔ کہ اے پانی میرے منہ میں آ۔ پانی ناممکن ہے کہ خود بخود اس کے منہ میں آئے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کو پکارنا ایسا ہی ہوتا ہے

مذکورالصدر عنوان کا ثبوت

قولہ تعالیٰ (لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ٥ (سورۃ الرعد رکوع ۲ پارہ ۱۳)

ترجمہ - اور اسی (اللہ تعالےٰ) کو پکارنا بجا ہے اور اس کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں - وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آتے - مگر جیسا کوئی پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے - کہ اس کے مونہہ میں آجائے - حالانکہ وہ اس کے منہ تک نہیں پہنچتا اور کافروں کی جتنی پکار ہے - سب گمراہی ہے۔

حاصل

اس ارشاد الٰہی کا حاصل یہ ہے - کہ مومن تو فقط ایک اللہ تعالےٰ کو پکارتے ہیں - مگر کافر غیراللہ (تعالیٰ) کو بھی پکارتے ہیں - مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ ان کی پکار ایسی ہی ہے - جیسے پیاسا پانی کے سامنے دونوں ہاتھ پھیلائے - اور کہے - کہ اے پانی میرے مونہہ میں آ - اس طرح سے کبھی پانی اس کے مونہہ میں نہیں آئے گا - اور بلانے والا خائب و خاسر رہے گا - اسی طرح غیراللہ (تعالیٰ) کو پکارنے والا خائب و خاسر رہے گا

فقط ایک اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے قرآن مجید سے شواہد

پہلا شاہد

قولہ تعالیٰ (وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ:- اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں - تو میں نزدیک ہوں - دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں - جب وہ مجھے پکارتا ہے - پھر چاہیے - کہ میرا حکم مانیں - اور مجھ پر ایمان لائیں - تاکہ وہ ہدایت پائیں -

حاصل

یہ ہے کہ میں اپنے بندوں سے بالکل قریب رہتا ہوں - اور ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب میں ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں اس لئے انہیں چاہئے - کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں - تاکہ وہ ہدایت یافتہ ہوجائیں -

اللھم اجعلنا من عبادك الصلحین

دوسرا شاہد

قولہ تعالیٰ (وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ٥ (سورۃ یونس رکوع ۷ پارہ ۱۱)

ترجمہ:- اور جس حال میں ہوتے ہو یا قرآن مجید میں سے کچھ پڑھتے ہو - یا تم لوگ کوئی کام کرتے ہو تو ہم وہاں موجود ہوتے ہیں - جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو - اور تمہارے رب سے ذرہ بھر بھی کوئی پوشیدہ نہیں ہے - نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر کتاب روشن میں ہے۔

غرضیکہ

کہ اللہ تعالےٰ ہر وقت تمہارے پاس رہتا ہے - تو پھر اس مالک الملک خالق الخلق کے سوا اور کسی کو پکارنے کی ضرورت ہی کیا ہے - ھذا ھو الحق

تیسرا شاہد

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ:- اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار - جو نہ تیرا بھلا کرے - اور نہ برا - پھر اگر تو نے ایسا کیا - تو بیشک ظالموں میں سے ہوجائے گا - اور اگر اللہ (تعالیٰ) تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے - تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں - اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے - تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں - اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے - اپنا فضل پہنچاتا ہے - اور وہ بخشنے والا مہربان ہے

مذکورۃ الصدر

آیت کے ترجمہ میں غور کرکے دیکھئے - کیا کسی غیر کے قبضہ میں کسی سے بھلائی کرنا یا دُکھ پہنچانا ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

چوتھا شاہد

(فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ) سورۃ المومن رکوع ۲ پارہ ۲۴

پس اللہ (تعالیٰ) کو پکارو اس کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے - اور اگرچہ کافر برا منائیں۔

غور سے پڑھئے

اے مسلمانو - اس ایت کو ذرا غور سے پڑھئے کہ اس آیت میں یہ حکم ہورہا ہے - کہ جب ضرورت پیش آئے - تو فقط اللہ تعالیٰ کو پکارو -

پانچواں شاہد

(وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ) سورۃ المومن رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ - اور تمہارے رب نے فرمایا ہے - مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا - بیشک جو لوگ میری

عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہوں گے

حاصل

یہ ہے کہ فقط مجھ ہی کو حاجت روائی کے لئے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اور جو لوگ غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکاریں گے۔ وہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔

ایسے

صریح اعلان کے بعد بھی تم غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکارو۔ اور دوزخ میں جاؤ۔ یہ تمہاری مصیبت اپنے ہاتھوں خود مول لی ہوئی ہوگی۔ (ما علینا الا البلاغ

چھٹا شاھد

(وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ٥ سورۃ الاحقاف رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے۔ جو اللہ (تعالیٰ) کے سوا اسے پکارتا ہے۔ جو قیامت تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دے سکے۔ اور انہیں ان کے پکارنے کی انہیں خبر بھی نہ ہو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جنہیں تم پکارتے ہو۔ وہ قیامت تک تمہیں جواب نہیں دیں گے۔ اور تمہارے پکارنے کی انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دور سے سلام پڑھا جائے۔ تو آپ بھی دور سے نہیں سنتے بلکہ ہر جگہ جو فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ وہ آپ تک آکر پہنچا دیتے ہیں۔ لہذا دوسرے مقربین کب سن سکتے ہیں۔ اور کہیں ثابت نہیں کہ انہیں فرشتے پہنچاتے ہیں

ثبوت

وعنہ (عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للّٰہِ ملائکہ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام رواہ النسائی والدارمی

ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرنے والے ہیں جو میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں

ساتواں شاھد

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ اور اللہ (تعالیٰ) کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار، اور جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا پھر اگر تو نے ایسا کیا۔ تو بیشک ظالموں میں سے ہو جائیگا

حاصل

یہ ہے۔ کہ جن چیزوں کے ہاتھ میں نہ تیرا نفع ہے اور نہ نقصان۔ اور اگر تو نے ایسی بے بس چیزوں کو اپنی مدد کے لئے پکارا۔ تو اللہ تعالیٰ کے نافرمان کے ہونے کے باعث تو ظالم ہو جائے گا (یہ یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تیرا نفع کسی کے قبضہ میں ہے۔ اور نہ تجھے نقصان پہنچانا۔ لہذا غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکارنے میں نفع تو نہیں ہوگا۔ البتہ نقصان ضرور اٹھائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہوجائیگا اور یہ یاد رکھو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے۔ تو اس نقصان سے تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا۔ اور اگر نفع پہنچانا چاہے۔ تو اس کی مہربانی کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

مزید براں سن لیجئے

قولہ تعالیٰ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ٥ سورۃ المؤمن رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ:- اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

قولہ تعالیٰ (وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ٥ سورۃ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ اور بے شک مسجدیں اللہ (تعالیٰ) کے لئے ہیں۔ پس تم اللہ (تعالیٰ) کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۲ ذی قعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امّا بعد:۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت یافتہ کون لوگ ہیں

حضرت اقدس بدھ ۲۶ اپریل ۱۹۶۱ء کی شام کو بذریعہ طیارہ کراچی تشریف لے گئے تھے پروگرام کے مطابق جمعہ کی صبح کو آپ کی واپسی کی توقع تھی۔ مگر اہل کراچی کے شدید اصرار پر آپ کو جمعہ کا دن وہیں گزارنا پڑا اور ہم خدام کو بذریعہ فون اس تبدیلی کی اطلاع جمعہ کی صبح کو ملی چنانچہ اپنے دوسرے پروگرام کے مطابق حضرت اقدس ہفتہ کی صبح بخیر وعافیت لاہور واپس تشریف لے آئے۔ آپ کی عدم موجودگی میں آپ کا تحریر فرمودہ خطبۂ جمعہ احقر عبید اللہ انور نے پڑھ کر سنایا

اس کے شواہد

پہلا شاھد

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ قف وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پارہ ۲)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے۔ تو کہتے ہیں۔ ہم تو اللہ کے ہیں۔ اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں۔ جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں۔ اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو جزع فزع نہیں کرتے۔ کہ ہائے ہم پر ظلم ہوگیا۔ کیونکہ ہر کام اللہ تعالےٰ کے حکم سے دنیا میں ہوتا ہے۔

لہٰذا

جزع فزع کرنے اور واویلا کرنے کا الزام تو اللہ تعالےٰ پر لگتا ہے۔ کیونکہ سب کچھ اسی کے حکم سے دنیا میں ہوتا

لہٰذا

کسی مصیبت کے آنے کا الزام اللہ تعالیٰ پر ناشکرے لوگ لگاتے ہیں۔ اور سمجھتے نہیں۔ مثلاً بیٹا کسی کا مرگیا۔ اور کہا۔ ہائے ہائے بڑا ظلم ہوگیا۔ مرا تو اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہے۔ لیکن ان جاہلوں کا یہ کہنا۔ کہ بڑا ظلم ہوگیا۔ گویا کہ ان جاہلوں نے اللہ تعالیٰ کو ظالم بنایا۔

بلکہ

اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا مومنین کا شیوہ ہے۔ بلکہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس کے مرجانے میں ہماری کوئی بہتری ہے۔ شاید وہ بڑا ہوکر ایسے کام کرتا کہ دوزخ میں جاتا۔ مثلاً ماں باپ کا نافرمان ہوتا۔ اور دوزخ میں جاتا۔ وہ بہتر کہ یہ بہتر ہوا۔ بچپن میں مرگیا نہ ماں باپ کو ستایا۔ نہ خدا تعالےٰ کی نافرمانی کی اور نابالغ ہونے کے باعث غیر مکلف بھی تھا۔ اس لئے گناہوں کے کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

دوسرا شاھد

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ

(سورۃ الانعام رکوع ۹ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے۔ اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا۔ امن انہیں کے لئے ہے۔ اور وہی راہ راست پر ہیں۔

حاصل

جو لوگ ایمان لائے۔ اور ایمان میں ظلم نہیں کیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ کا کسی کو شریک نہیں بنایا۔ ان کے لئے بارگاہِ الٰہی میں امن ہے۔ اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

ایمان میں ظلم کرنے

کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی صفات میں کسی کو شریک نہیں بنایا۔ اور وہ صفات ننانوے ہیں۔ جنہیں اسماء اللہ الحسنیٰ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ننانوے اسماء الحسنیٰ کو فقط اللہ تعالےٰ ذات کے ساتھ مخصوص کرنے والے توحید پرست کہلاتے ہیں۔ اور ننانوے اسماء اللہ الحسنیٰ میں کسی اور کو بھی شریک بنائے۔ تو وہ آدمی مشرک ہوجاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اعذنا من الشرك یا ارحم الراحمین امین یا اله العالمین۔

تیسرا شاھد

مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِیْ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹)

ترجمہ:۔ جسے اللہ تعالےٰ ہدایت دے وہی راہ پاتا ہے۔ اور جسے گمراہ کردے پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

حاصل

جسے اللہ تعالےٰ ہدایت عطا فرماوے۔ وہی سیدھے راستہ پر چلتا ہے۔ اور جس شخص سے اللہ (تعالےٰ) ناراض ہو۔ اور اسے سیدھی راہ پر نہ چلائے۔ وہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اللھم انی اعوذ بك من غضبك

چوتھا شاھد

وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ ۝ اِذْھَبْ اَنْتَ وَاَخُوْکَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ ۝ اِذْھَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی ۝ فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی ۝ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۝ فَاْتِیٰہُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَلَا تُعَذِّبْھُمْ ط قَدْ جِئْنٰکَ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ ط وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ۝

(سورۃ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:۔ اور میں نے تجھے (اے موسیٰ علیہ السلام) خاص اپنے واسطے بنایا ہے۔ تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ۔ اور میری یاد میں کوتاہی نہ کرو۔ فرعون کے پاس

جاؤ۔ بے شک وہ سرکش ہوگیا ہے۔ سو اس سے نرمی سے بات کرو۔ شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔ کہا اے ہمارے رب ہمیں ڈر ہے۔ کہ وہ ہم پر زیادتی کرے۔ یا یہ کہ زیادہ سرکشی کرے۔ فرمایا ڈرو مت میں تمہارے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہوں۔ تو تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ بے شک ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لے کر آئے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دو۔ اور انہیں تکلیف نہ دو۔ ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر آئے ہیں۔ اور سلامتی اس کے لئے ہے۔ جو سیدھی راہ پر چلے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُس کے بھائی کو فرعون کا جواب

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ٥ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى

(سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:- کہا اے موسیٰ (علیہ السلام) پھر تمہارا رب کون ہے۔ ہمارا رب وہ ہے۔ جس نے ہر چیز کو (اس کی صورت عطا کی پھر راہ دکھائی)

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوسرا سوال

(قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ٥

(سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:- کہا پھر پہلی جماعتوں کا کیا حال ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَى ٥ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ٥ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى (سورۃ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ:- (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا اُن کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے۔ اور نہ بھولتا ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اس سے طرح طرح کی مختلف سبزیاں نکالیں۔ کھاؤ۔ اپنے مویشیوں کو چراؤ۔ بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

حاصل

جواب کا یہ ہے۔ کہ پہلی جماعتوں کا علم اللہ تعالےٰ کے ہاں ہے۔ ایسی کتاب میں محفوظ ہے۔ کہ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے۔ اسی اللہ تعالےٰ نے تو تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا ہے۔ اس زمین میں تمہارے لئے راستے بنا دئے ہیں۔ کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے ہو۔ اور اللہ تعالےٰ ہی آسمان سے مینہ برساتا ہے۔ پھر اس بارش کی برکت سے اللہ تعالےٰ کے حکم سے طرح طرح کی سبزیاں پیدا کرتا ہے۔ اور اجازت دے رکھی ہے۔ کہ خود بھی کھاؤ۔ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔ اس تفصیلی بیان میں عقلمندوں کے لئے اللہ تعالےٰ کی قدرت کی عجیب نشانیاں ہیں۔

ضرب المثل

ہے۔ کہ اندھوں کے آگے رونا آنکھوں کا زیان۔

اسی طرح

فرعون جو اپنی خدائی کا دعویدار ہے۔ اس کے سامنے سب اللہ تعالےٰ کی قدرت کی نشانیاں بے کار ثابت ہوتی ہیں۔

بالآخر

جب فرعون غرق ہونے لگتا ہے۔ تب کہتا ہے۔

(حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ٥ (سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱)

ترجمہ:- یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا۔ کہا میں ایمان لایا۔ کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اب یہ کہتا ہے۔ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور مفسدوں میں داخل رہا۔

ایمان منظور وہ ہے

جو اپنی خوشی سے لایا جائے۔ نہ یہ کہ جب عذاب الہٰی بے ایمانی کے باعث سر پر آ کڑکے۔ اس وقت ایمان لایا جائے۔ اسی قانون کے مطابق فرعون کا ایمان قبول نہیں ہوا۔ اور غرق کر دیا گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پانچواں شاھد

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰى قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ٥ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ٥ وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ٥ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ٥ اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ٥ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ٥ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ٥ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ٥ (سورۃ یٰس رکوع ۲ پارہ ۲۳)

ترجمہ:- اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ کہا۔ اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو۔ ان کی پیروی کرو۔ جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں اور میرے لئے کیا ہے۔ کہ میں اس کی عبادت نہ کروں۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے کیا میں اس کے سوا اوروں کو معبود بناؤں۔ کہ اگر رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کرے۔ تو ان کی سفارش کچھ بھی میرے کام نہ آئے۔ اور نہ مجھے چھڑا سکیں۔ بے شک تب میں صریح گمراہی میں ہونگا۔ بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لایا۔ کہا گیا۔ جنت میں داخل ہو جا۔ اس نے کہا۔ اے کاش میری قوم بھی جان لیتی۔ کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جب شہر میں اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے نبی گئے تھے۔ اس شہر کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ اور اپنی قوم سے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے رسولوں کی بات یعنی تعلیم مان لو۔ اور وہ تم سے اس تبلیغ کا کوئی معاوضہ بھی نہیں چاہتے۔ اور حالانکہ خود ہدایت یافتہ ہیں۔ اور میں کیوں اس خدا تعالیٰ کی بندگی کرنے کا پیغام نہ مانوں۔ اور یاد رکھو۔

باقی صفحہ ۱۶ پر

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۹ ذیقعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - اما بعد:-

اللہ تعالیٰ کی مخالفت کے باعث تباہ ہونیوالی قومیں

سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کی طرف بھیجا جانا

قولہ تعالیٰ (لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:- بے شک ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام کو قوم کے سرداروں کی طرف سے جواب

(قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:- اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا قوم کے سرداروں کو جواب

(قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ فرمایا۔ اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

کیا تمہیں یہ تعجب خیز بات معلوم (ہوتی ہے)

(اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:- کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے۔ اور تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ اور تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

قوم کا حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے قوم کا غرق ہونا اور حضرت نوح علیہ السلام کو بچانا

(فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ:- پھر انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

کس معنی میں اندھے تھے

ظاہری آنکھیں تو سؤر اور کتے کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا شدہ ہیں۔ وہ باطن کی آنکھیں اور ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے مخلصین کو عطا فرماتا ہے۔ جن سے وہ لوگ کھرے اور کھوٹے انسان کو پہچان لیتے ہیں۔

اپنے وقت کے نبی کی مخالفت سے دوسری قوم کا ہلاک ہونا

یعنی ہود علیہ السلام کی قوم عاد کا ہلاک ہونا

(وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ:- اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ

سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔

وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ

سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸ ترجمہ اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

حاصل

پیغمبر سے بڑھ کر ساری امت کا خیر خواہ کوئی نہیں ہوسکتا۔ ان کو ذاتی طور پر کسی شخص سے عداوت نہیں ہوتی۔ ان کی حالت اس مقولہ کے موافق ہوتی ہے۔ (اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ فِى اللّٰهِ) ترجمہ۔ ان کی محبت جس سے ہوتی ہے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوتی ہے اور ان کی ناراضگی بھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے کے باعث ہوتی ہے۔

کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہو رہا ہے

قولہ تعالیٰ (اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ کیا تمہیں تعجب ہوا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو۔ جب کہ تمہیں قوم نوح (علیہ السلام) کے بعد جانشین بنایا۔ اور ڈیل ڈول میں پھیلاؤ

زیادہ دیا۔ سو اللہ (تعالیٰ) کی نعمتوں کو یاد کرو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

قوم کی طرف سے حضرت ہود علیہ السلام کو جواب

(قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ٥)

سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے۔ کہ ہم ایک اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے۔ انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔

(قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ)

ترجمہ۔ فرمایا۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا۔ مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔

اس ساری بحث اور جھگڑنے کا نتیجہ

(فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور مومن نہیں تھے۔

اپنے وقت کے نبی کی مخالفت کے باعث تیسری قوم ثمود کا تباہ ہونا

قولہ تعالیٰ۔ (وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ (تعالیٰ) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ (تعالیٰ) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ (تعالیٰ) کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں درد ناک عذاب پکڑے گا

حضرت صالح علیہ السلام کا بقیہ وعظ

(وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور یاد کرو۔ جب کہ تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا۔ اور زمین میں جگہ دی کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ (تعالیٰ) کے احسان یاد کرو اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو۔

قوم کے سرداروں کا حضرت صالح علیہ السلام کو جواب

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ٥ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ٥ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ)

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ صالح (علیہ السلام) کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا اے صالح (علیہ السلام) لے آ۔ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے۔ پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے

حضرت صالح علیہ السلام کا قوم کی تباہی پر اظہار افسوس

(فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ٥) سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸ پھر صالح (علیہ السلام) ان سے موںہہ موڑ کر چلے۔ اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

برادران اسلام

تمہاری خیر خواہی کے لئے تمہیں صحیح بات سناتا ہوں۔ اچھی طرح سوچ لیجئے۔ اللہ تعالےٰ کے روبرو قیامت کے دن پھر نہ کہنا۔ کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔

میرے معزز دوستو

اے انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانو۔ تمہارے ہاں اسلام کے عالموں کی کوئی عزت نہیں ہے۔ بلکہ تم میں بعض لوگ علماء اسلام کا نام حقارت سے ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً یہ ملانوں کی باتیں ہیں یہ ملا ازم ہے۔

بھائی جان

علماء دین کے متعلق یہ توہین آمیز الفاظ استعمال کرنا تمہارے لئے قیامت کے دن سخت مضر ہوں گے۔ کنجریوں کے گانے سننے کے لئے تو روز رات کو فراغت پا کر جاتے ہو۔ کنجریوں کو دیکھ بھی آتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ اور انہیں دیکھنے اور ان کے گانے سننے کی فیس بھی دے آتے ہو۔ یعنی روزانہ ٹکٹ لے کر سینما میں جاتے ہو۔ جہاں کنجریاں ناچ کرتی ہیں۔ اور گانے گا کر سناتی ہیں۔

کیا تمہیں خدا تعالےٰ نے

اسی کام کے لئے پیدا کیا تھا۔ خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) سورۃ الذٰریات رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور میں نے جنوں اور انسانوں کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

پیدا تو کئے گئے ہو

فقط خدا تعالیٰ کی بندگی کے لئے

اور تم یہ کام کرتے ہو

کہ دن کو کمانا۔ اور رات کو کنجریوں کو دے

کر آنا۔ اور میرا یہ کہنا دینداروں کے لئے نہیں ہے۔

بلکہ

ان بے دینوں کے لئے ہے۔ جو دن کو کسی نہ کسی ذریعہ سے کماتے ہیں۔

اور رات

کو کچھ آپ کھا لیتے ہیں۔ کچھ کنجریوں کے گانے سننے میں ضائع کر آتے ہیں۔

اے میرے بھائیو

یہ میرا طعنہ سمجھو۔ یہ واقعہ ہے۔ اور تمہارے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے اور ہوش میں لانے کے لئے یہ اطلاع دے رہا ہوں۔

تا کہ

تم قیامت کے دن یہ نہ کہنے پاؤ۔ کہ اے اللہ ہمیں تو ان باتوں کا علم ہی نہیں تھا۔ کیونکہ ہم نے تو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یعنی حدیث شریف پڑھی ہی نہیں تھی۔ ہم نے تو انگریز کا تجویز کردہ نصاب تعلیم پڑھا تھا۔ اور پھر ہمارے ماں باپ کا قصور ہے۔ کہ انہوں نے ہمیں تیرے نصاب تعلیم یعنی قرآن شریف اور تیرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی حدیث سے جاہل رکھا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

ماں باپ کی شکایات (وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝) سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲ ترجمہ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ اور اگر ماں باپ چاہیں تو بیٹوں کی اس شکایت سے بچ سکتے ہیں۔ جیسے ہماری

انجمن حمایت اسلام لاہور کے کالج

میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی عالم دین رکھا جاتا ہے چنانچہ میرے قیام لاہور کے زمانہ میں کسی زمانہ حضرت مولانا اصغر علی صاحب روحی مرحوم تھے اور ان کے بعد آج تک دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل جید عالم حضرت مولانا خواجہ عبدالحی صاحب اسلامیہ کالج لاہور کے طلبہ کو تعلیم دین دیتے ہیں ماشاء اللہ حضرت خواجہ صاحب ممدوح بہت سی تصنیفات کے مصنف بھی ہیں۔ اللھم ایدہ بنصرہ۔ آمین یا الہ العالمین

انجمن حمایت اسلام میں

خواجہ صاحب کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

اس لئے

کہ پہلے خواجہ صاحب میرٹھ کالج میں پڑھاتے تھے۔ اور پھر انہیں اللہ تعالیٰ لاہور میں اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو تعلیم دین کے لئے لے آیا فالحمد للہ

اراکین اسلامیہ کالج

خواجہ صاحب کے انتخاب کے لئے مستحق مبارکباد ہیں۔ کہ انہوں نے نظر غائر سے دیکھ کر خواجہ صاحب کو انتخاب فرمایا۔ واللہ علی ما نقول وکیل

لمبی باتیں کرنے کی بجائے مختصر بات کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن جب کہ ایک شخص نے (ان کی موجودگی میں) کھڑے ہو کر (وعظ و تقریر کے طور پر) بات کی اور بہت لمبی بات کی، تو آپ نے فرمایا کہ: اگر یہ شخص مختصر بات کرتا تو اس کے لئے زیادہ بہتر ہوتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں یہ مناسب سمجھتا ہوں۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ بات کرنے میں اختصار سے کام لوں کیوں کہ بات میں اختصار ہی بہتر ہوتا ہے۔ سنن ابوداؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۶؍ذیقعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۲؍مئی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد:۔

موجودہ زمانہ میں انسانوں کی دو قسمیں ہیں

پہلی وہ قسم ہے جنہیں دنیا مقصود ہے آخرت میں فیل ہونے اور جہنم میں جانے کا انہیں کوئی ڈر نہیں۔
دوسری قسم وہ ہے جنہیں آخرت کے امتحان میں فیل ہوجانے اور جہنم میں جانے کا ڈر ہے اس لئے فیل کرانے والے کاموں سے بچتے ہیں۔

پہلی قسم کے متعلق قرآن مجید سے شہادات

پہلی شہادت

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ پارہ ۲)

ترجمہ۔ بعض انسانوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے۔ (یعنی دنیا میں ہماری حاجات پوری کر) اور ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ چونکہ یہ لوگ آخرت کی زندگی کے قائل ہی نہیں۔ اس لئے تمنا کرتے ہیں۔ کہ اے اللہ جو کچھ ہمیں دینا ہے۔ وہ دنیا میں دیدے جب یہ لوگ آخرت کی زندگی کے قائل ہی نہیں ہیں۔ تو اس لئے ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دوسری شہادت

(وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝) سورۃ الانعام رکوع ۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ کاش کہ تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے۔ جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائیں گے۔ اس وقت کہیں گے۔ کاش کوئی صورت ایسی ہو۔ کہ ہم واپس بھیجدئے جائیں۔ اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں۔ اور ایمان والوں میں ہوجائیں۔ بلکہ جس چیز کو اس سے پہلے چھپاتے تھے۔ وہ ظاہر ہوگئی۔ اور اگر یہ واپس بھیجدئے جائیں۔ تب بھی وہی کام کریں گے۔ جن سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس دنیا کی زندگی کے سوا ہمارے لئے اور کوئی زندگی نہیں۔ اور ہم اٹھائے نہیں جائیں گے۔

تیسری شہادت

(وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝) (سورۃ ص رکوع ۲ پارہ ۲۳)

ترجمہ اور کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمارا حصہ ہمیں حساب کے دن سے پہلے ہی دیدے

چونکہ یہ لوگ

آخرت کے قائل ہی نہیں ہیں۔ اس لئے تو اپنا حصہ دنیا میں مانگتے ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے

جنہیں آخرت کے امتحان میں فیل ہوجانے اور جہنم میں جانے کا ڈر ہے۔ اس لئے فیل کرانے والے کاموں سے بچتے ہیں۔

پہلا شاہد

(وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝) (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ پارہ ۲)

ترجمہ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہیں ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ایک قسم مومنوں کی ایسی ہے۔ جو دنیا اور آخرت کی دونوں قسم کی بھلائیاں چاہتے ہیں اور یہی دعا اللہ تعالےٰ سے مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

دوسرا شاہد

(وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور جو ایمان لائے۔ اور نیکیاں کیں۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے۔ مگر اس کی طاقت کے موافق۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی ہوگی۔ ہم اسے دور کردیں گے ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور راہ نہ پاتے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئیگی کہ یہ جنت ہے۔ تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہوگئے ہو۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ تم ایمان لائے۔ اور نیکیاں کیں۔ اسی لئے جنت کے وارث بنائے گئے ہو اور ان کے دلوں میں اگر ایک دوسرے کے خلاف دنیا میں کوئی ناراضگی ہوگی۔ تو اسے دور کردیں گے

تیسرا شاھد

اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ٥ وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَیْكَ ؕ قَالَ عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۚ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ؗ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹)

ترجمہ تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ سو ہمیں بخشدے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ۔ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ جو نبی امی ہے جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور برے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر سے ان کے بوجھ اور قیدیں اتارتا ہے۔ جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی۔ اور اسے مدد دی۔ اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

چوتھا شاھد

وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَالَّذِیْنَ یُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ٥

(سورۃ الاعراف پارہ ۹ رکوع ۲۱)

اور آخرت کا گھر (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والوں کے لئے اچھا ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں۔ اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں۔ اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ بے شک ہم نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کریں گے۔

خیر اور بھلائی کی بات کی قدر و قیمت اور برائی کی بات کا وبال

بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: آدمی کی زبان سے کبھی خیر اور بھلائی کی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جس کی پوری برکت اور قدر و قیمت وہ خود بھی نہیں جانتا، مگر اللہ تعالیٰ اسی ایک بات کی وجہ سے اپنے حضور میں حاضری تک کے لئے اس بندہ کے واسطے اپنی رضا طے فرما دیتا ہے۔ اور (اسی طرح) کبھی آدمی کی زبان سے شر کی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جس کی برائی اور خطرناکی کی حد وہ خود بھی نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اس آدمی پر آخرت کی پیشی تک کے لئے اپنی ناراضی اور اپنے غضب کا فیصلہ فرما دیتا ہے۔ شرح السنہ

خطبۂ یوم الجمعۃ ۳ ذی الحجۃ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ کے مسلمانوں کے درمیان فرمودہ

آداب صحبت

پہلا

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ = سوائے اس کے نہیں۔ کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے یعنی اسلام میں سب مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ذات پات کا سوال بحیثیت مسلمان ہونے کے کوئی معنی نہیں رکھتا سب کلمہ گو اسلام ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہاں ذات پات کے لحاظ سے

فرق کرنا یہ ہندوانہ ذہنیت ہے۔ چونکہ پاکستان کے مسلمان دراصل ہندوؤں کی اولاد ہیں سوائے سادات کرام اور انصاری حضرات کے ان کا نسب نامہ مدینہ منورہ والوں سے جاملتا ہے سادات کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں۔ جو ان کے آباء و اجداد مدینہ منورہ سے اس ملک میں تشریف لائے ہیں۔ اور علی ہذا القیاس انصاری حضرات کے آباء و اجداد بھی مدینہ منورہ سے آئے ہیں۔ باقی سب مسلمان یہاں کے ہندوؤں کی اولاد ہیں۔ کسی براداری کو اپنے آباء و اجداد کا مسلمان ہونا یاد ہے۔ اور کسی کو یاد نہیں ہے۔

لھذا

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ البتہ ذات پات کا کسی فرقے کو اگر شرف ہے تو وہ سادات کرام یا انصاری حضرات کو۔

لھذا

اب نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور کوئی بیرونی شرف قابل توجہ نہیں۔ تو سادات کرام اور انصاری حضرات کا اور وہ باقی مسلمانوں میں آٹے میں نمک کے مقدار بھی نہیں ہیں۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا (سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں۔ تو ان کے درمیان صلح کرادو

حکم تو وہی ہے جو آپ سن چکے

لیکن موجودہ مسلمانوں کا عمل اس کے خلاف ہے مثلاً اگر کہیں دو پارٹیوں میں لڑائی ہوجائے توجس جماعت کو جس دھڑے کے ساتھ پہلے سے ہی دشمنی ہے۔ اس کے خلاف دوسرے دھڑے میں شامل ہو جائے۔ بہانہ تو یہ ہے۔ کہ اس جماعت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اپنا بیر لے رہے ہیں۔

اللھم اعذنا من ھذا المکر الدنی

تیسرا

(یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

حاصل

یہ ہے کہ کوئی مرد کسی دوسری قوم کے مرد کو ذلیل سمجھ کر ٹھٹھا نہ کرے۔ مثلاً ایک شخص زمیندار گھرانے سے ہے۔ اور دوسرا حجاموں کے گھرانے سے ہے۔ تو زمیندار برادری والا حجام کے گھرانے والے پر ٹھٹھا کرے اور ٹھٹھے کرنے کی علت فقط یہی ہے۔ کہ وہ شخص حجام ہے۔ کیوں ٹھٹھا نہ کرے ممکن ہے بارگاہ الٰہی میں وہ حجام مقبول ہو۔ اور تم چوہدری برادری میں ہونے کے باعث مقبول بارگاہ الٰہی حجام پر ٹھٹھا کر رہے تھے۔ اس لئے مردود ہو۔ اور یہ مرض پنجاب کے مسلمانوں میں عام ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دے۔ آمین یا الٰہ العالمین

چوتھا

(وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو

مثلاً

ایک شخص کسی گاؤں کا امام مسجد تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو پڑھایا۔ اور وہ تھانہ دار ہو کر اسی گاؤں میں آگیا۔ جہاں اس کا باپ امامت کرتا تھا۔

طعنہ

کل تو اس تھانہ دار کا باپ ہمارے دروازوں سے روٹیاں مانگ کر کھاتا تھا۔ اب اسی کا بیٹا ہم پر تھانہ دار ہوکر آگیا ہے۔

یہ طعنہ

بیجا ہے۔ اللہ تعالےٰ جس کو چاہے حکمرانی اور عزت دیتا ہے۔ اور جس متکبر کو چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ اور یہ انقلاب کرنا اللہ تعالےٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

پانچواں آداب صحبت

یہ ہے۔ (وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ اور دوسرے کے نام نہ دھرو چڑانے کو ایک دوسرے کے۔

حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اول مسلمانوں میں نزاع اور اختلاف کو روکنے کی تدابیر بتلائی تھیں۔ پھر بتلایا۔ کہ اگر اتفاقاً اختلاف رونما ہو جائے۔ تو پرزور اور موثر طریقہ سے اس کو مٹایا جائے۔ لیکن جب تک نزاع کا خاتمہ نہ ہو۔ کوشش ہونی چاہیے۔ کہ کم از کم جذبات منافرت و مخالفت زیادہ تیز اور مشتعل نہ ہونے پائیں۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جہاں دو شخصوں یا دو جماعتوں میں اختلاف رونما ہو۔ بس ایک دوسرے کا تمسخر استہزاء کرنے لگ جاتا ہے ذرا سی بات ہاتھ لگ گئی۔ اور ہنسی مذاق اڑانا شروع کر دیا حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ شاید جس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ وہ اللہ (تعالےٰ) کے نزدیک اس سے بہتر

ہو۔ بلکہ یہ خود بھی اختلاف سے پہلے اس کو بہتر سمجھتا ہوتا ہے۔ مگر ضد و نفسانیت میں دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے۔ اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اس طریقہ سے نفرت و عداوت کی خلیج روز بروز وسیع ہوتی رہتی ہے۔ اور قلوب میں اس قدر بُعد ہو جاتا ہے۔ کہ صلح اور ائتلاف کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ آیہ ہذا میں خداوند قدوس نے اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا ہے۔ یعنی ایک جماعت دوسری جماعت کیساتھ نہ مسخرا پن کرے۔ نہ ایک دوسرے پر آوازے کسے جائیں۔ نہ کھوج لگا کر عیب نکالے جائیں اور نہ بُرے ناموں اور بُرے القاب سے فریق مقابل کو یاد کیا جائے۔ کیونکہ ان باتوں سے دشمنی اور نفرت میں ترقی ہوتی ہے۔

چھٹا آداب صحبت

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ) الاٰية
سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

اختلاف و تفریق باہمی کے بڑھانے میں ان امور کو خصوصیت سے دخل ہے۔ ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے کہ حسن ظن کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ مخالف کی کوئی بات ہو۔ اس کا محمل اپنے خلاف نکال لیتا ہے۔ اس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں۔ اور صرف ایک پہلو بُرائی کا نکلتا ہو۔ ہمیشہ اس کی طبیعت بُرے پہلو کی طرف چلے گی۔ اور اسی بُرے اور کمزور پہلو کو قطعی اور یقینی قرار دے کر فریق مقابل پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کر دے گا۔ پھر نہ صرف یہ ہی کہ ایک بات حسب اتفاق پہنچ گئی۔ بدگمانی سے اس کو غلط معنی پہنا دئے۔ نہیں۔ اس جستجو میں رہتا ہے۔ کہ دوسری طرف کے اندرونی بھید معلوم ہوں۔ جس پر ہم خوب حاشیے چڑھائیں۔ اور اس کی غیبت سے اپنی مجلس کو گرم کریں ان تمام خرافات سے قرآن کریم منع کرتا ہے۔ اگر مسلمان اس پر عمل کریں۔ تو جو اختلافات بدفہمی سے پیش آجاتے ہیں۔ وہ اپنی حد سے آگے نہ بڑھیں۔ اور ان کا ضرر بہت محدود ہو جائے۔ بلکہ چند روز میں نفسانی اختلافات کا نام و نشان باقی نہ رہے۔

ساتواں آداب صحبت

(وَلَا تَجَسَّسُوْا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶ اور کسی کا بھید نہ ٹٹولا کرو۔ مثلاً یہ کہو۔ کہ مخالف نے الفاظ تو یہ کہے ہیں وہ اگرچہ سنگین نہیں ہیں۔ مگر ان الفاظ سے مراد اس مخالف نے یہ لی ہے۔ حالانکہ یہ مراد اگرچہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو لیکن اپنی گمانی سے وہ مراد متعین کر لی اس طرح پر مت کیا کرو۔ تاکہ اپنی بدگمانی سے سیدھی بات کا بتنگڑ کر کے پھر اس پر دشمنی کی بنیاد رکھو

آٹھواں آداب صحبت

قولہ تعالیٰ (وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا)
(سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے

یعنی

کسی کے پس پشت ایسی بات نہ کہے۔ کہ اس شخص کو معلوم ہونے پر وہ بُرا منائے۔

نواں آداب صحبت

تمام انسان ایک ھی ماں باپ کی اولاد ھیں

اس کا ثبوت

(يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ) (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں۔ تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بیشک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ (تعالیٰ) کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ (تعالےٰ) سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کا فرمان ہے۔ کہ انسان مدنی الطبع ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی مخلوقات پرند و چرند طبعاً نر اور مادہ ایک جگہ اکٹھے تو رہتے ہیں۔ نہ کہ بستیاں بنا کر رہنے کے سوا انہیں چارہ کار نہ ہو

بخلاف انسان کے

اس کی ضروریات سوائے ایک دوسرے کے تعاون کے پوری نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے کے سوا چارہ کار نہیں۔ مثلاً جانور تو کچا دانہ کھا کر بھی گزارہ کر سکتے ہیں۔ اور پرند چرند۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے انہیں ایسا بنایا ہے۔ کہ سردی اور گرمی میں ایک ہی لباس خداداد میں گزر اوقات کر سکتے ہیں کیونکہ اُن کے بدن پر پروں کا لباس ہے۔ جو کہ سردی اور گرمی میں یکساں گزارہ کر سکتے ہیں۔

بخلاف

انسان کے اس کا بدن بالکل ننگا ہے۔ اسے گرمی اور سردی سے بچنے کے لئے الگ الگ لباس چاہیئے۔

مثلاً

انسان کا لباس بنانے کے لئے کپاس چاہیئے۔ کپاس پیدا کرنے کے لئے کاشت چاہیئے۔ کاشت کے لئے ہل چاہیئے۔ ہل بنانے کے لئے لوہا چاہیئے لوہا لانے کے لئے کان کنی کا فن چاہیئے۔ کان کنی کے لئے موجودہ زمانہ کے لحاظ سے ایٹم بم چاہیئے جو پہاڑ کو پاش پاش کر کے اُڑا دے۔ اور یہ سب کام جو اوپر ذکر ہو چکے ہیں۔ ایک آدمی نہیں کر سکتا۔ اس لئے ایک دوسرے سے تعاون کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ تو کہیں ایک دوسرے کی ضروریات پوری ہوں گی۔

اس لئے

یہ انسان ہی کی ضروریات کے متعلق ہے۔ یعنی مدنی الطبع ہونا یعنی ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا۔

بخلاف

باقی حیوانات اور پرند و چرند کے۔ گھاس کھانے والوں کو کچی گھاس مل گئی۔ تو وہ کھا کر پیٹ بھر لیا۔ اور دانہ چگنے والوں کو کچا دانہ مل گیا۔ تو وہ چگ لیا

اس لئے

گذشتہ معروضات عرض کرنے سے حاصل یہ نکلتا ہے۔ کہ انسان مدنی الطبع ہے۔ اس لئے ایک دوسرے سے مل جل کر رہنے کے سوا اس کے لئے کوئی چارہ کار نہیں اور مل کر رہنے کے لئے ایک قانون چاہیئے اسی قانون صحبت کو آداب صحبت کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

اور وہ قانون جو بیان کیا ھے

وہ من جانب اللہ (تعالیٰ) نازل شدہ ہے۔ اب اس کی پابندی ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے

وما علینا الا البلاغ

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد۔

حصّہ اوّل

دنیا کی بے ثباتی اور اسباب دنیاوی پر مغرور ہونیوالوں کے لئے تازیانہ

قولہ تعالیٰ (وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّأَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَّمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ إِلٰى رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝

(سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور انہیں دو شخصوں کی مثال سُنا دو ۔ ان دونوں میں سے ایک کے لئے ہم نے دو باغ تیار کئے ۔ اور ان کے گردا گرد کھجوریں لگائیں ۔ اور ان دونوں کے درمیان کھیتی بھی لگا رکھی تھی۔ دونوں باغ اپنا پھل لاتے ہیں۔ اور پھل لانے میں کچھ کمی نہیں کرتے ۔ اور ان دونوں کے درمیان ہم نے ایک نہر بھی جاری کر دی ہے ۔ اور اسے پھل مل گیا ۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور جماعت کے لحاظ سے بھی زیادہ معزز ہوں ۔ اور اپنے باغ میں داخل ہوا ایسے حال میں کہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا۔ کہا میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا ۔ اور میں قیامت کو ہونے والی نہیں خیال کرتا ۔ اور البتہ اگر میں اپنے رب کے ہاں لوٹایا بھی گیا ۔ تو اس سے بھی بہتر جگہ پاؤں گا ۔

اپنی غیر منقولہ جائداد پر مغرور شخص

کو اس کے دیندار دوست کی تبلیغ

(قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝

(سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اسے اس کے ساتھی نے گفتگو کے دوران میں کہا۔ کیا تو اس کا منکر ہوگیا ہے ۔ جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے بنایا۔ پھر تجھے پورا آدمی بنایا۔

حاصل

کہ کیا تم اس خدا تعالےٰ کا انکار کرتے ہو جس نے مٹی سے غذا بنا کر تمہارے ماں باپ کے پیٹ میں ڈالا ۔ پھر اس غذا سے نطفہ بنایا ۔ پھر تمہیں نطفے سے انسان بنایا۔ میں تو ان تبدیلیوں کے کرنے والے اور انسانی شکل میں لانے والے خدا تعالیٰ کو مانتا ہوں ۔ اور اس رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ تم سے یہ کیوں نہ ہوسکا ۔ کہ جب باغ میں داخل ہوئے ۔ تو اس وقت قدرت الٰہیہ کا اقرار کرتے ۔ اور کہتے ۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۔ کہ اللہ تعالےٰ اس باغ کو اپنی قدرت کاملہ سے جیسا چاہا بنا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت کے سوا کوئی قوت بھی کام نہیں کرسکتی۔

قولہ تعالیٰ (إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰى رَبِّي أَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝) (سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اگر تو مجھے دیکھتا ہے ۔ کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کم ہوں۔ پھر امید ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر دے ۔ اور اس پر لُو کا ایک جھونکا آسمان سے بھیج دے ۔ پھر وہ چٹیل میدان ہو جائے ۔

نتیجہ

(وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۝)

(سورۃ الکہف رکوع ۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور اس کا پھل سمیٹ لیا گیا۔ پھر وہ اپنے ہاتھ ہی ملتا رہ گیا۔ اس پر جو اس باغ میں خرچ کیا تھا ۔ اور وہ اپنی چھتریوں پر گرا ہوا تھا ۔ اور کہا ۔ کاش کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ۔

عبرت

آج کل کے دولت کے نشہ میں مخمور ہونے والے مسلمانوں کے لئے مذکورۃ الصدر قرآن مجید کے واقعہ میں عبرت ہے۔ دنیادار یہ نہ خیال کریں ۔ کہ دولت ہمیشہ ان کا ساتھ دے گی۔ کوئی عجب ہے کہ حالات پلٹا کھائیں ۔ اور امیر غریب ہو جائیں ۔ اور نان شبینہ سے محتاج ہو جائیں ۔

مثلاً

ایک امیر نے خون کیا ۔ خیال تو یہ تھا کہ کسی کو پتہ نہیں لگے گا ۔ مگر

خدا کی قدرت

غالب آئی۔ اور قتل ناحق کا کسی طرح پتہ پولیس کو لگ گیا ۔ اب قاتل نے ساری جائداد (جس پر ناز تھا) پھانسی سے بچنے کے لئے مقدمہ پر لگا دی ۔ جان تو بچ گئی ۔ لیکن روٹی سے بھی محتاج ہوگیا ۔ اَللّٰهُمَّ أَعِذْنَا مِنْ هٰذِهِ الْمُصِيبَةِ

صحیح طریقہ

انسان کی زندگی کا فقط یہ ہے کہ مرنجان مرنج ہو ۔ یعنی نہ کسی کو ستائے اور نہ کسی کے دل سے آہ نکلنے پائے۔ اور نہ غضب الٰہی جوش میں آئے ۔ اور نہ اس سے بدلہ لیا جائے ۔

کسی نے سچ کہا ہے

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

اے دنیا دارو

اللہ تعالےٰ کے سابقہ ارشادات کو کھیل نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ حقیقت ہے۔ جو عرض کی گئی ہے۔ کہ جو کرے گا۔ وہ بھرے گا۔ خواہ کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو۔ مگر کبھی نہ کبھی پھنسے گا۔ اور سب بھید آشکارا ہو جائے گا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

کسی کے سامنے اس کی بہت تعریف نہیں کرنی چاہیے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے ایک صاحب نے ایک دوسرے صاحب کی تعریف کی (اور اس تعریف میں بے احتیاطی کی) تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: تم نے اپنے اس بھائی کی (اس طرح تعریف کر کے) گردن کاٹ دی (یعنی ایسا کام کیا جس سے وہ ہلاک ہو جائے) یہ بات آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تین بار ارشاد فرمائی۔ (اس کے بعد فرمایا) تم میں سے (کسی بھائی کی) تعریف کرنا ضروری ہی سمجھے اور اس کو اس تعریف و مدح کا مستحق سمجھے تو یوں کہے کہ میں فلاں بھائی کے بارے میں ایسا گمان کرتا ہوں (اور میری اس کے بارے میں یہ رائے ہے) اور اس کا حساب کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے (جس کو حقیقت کا پورا علم ہے) اور ایسا نہ کرے کہ خدا پر کسی کی پاکیزگی کا حکم لگائے (یعنی کسی کے حق میں ایسی بات نہ کہے کہ وہ بلاشبہ اور یقیناً عند اللہ پاک اور مقدس ہے، کیوں کہ یہ خدا پر حکم لگانا ہے اور کسی بندہ کو اس کا حق نہیں ہے)۔ صحیح بخاری

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ جون ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد ۔

گذشتہ تباہ شدہ قوموں کیلئے سب سے بڑا خیر خواہ

پیغمبرِ وقت ہی ہوتا تھا ۔ اور اسی پیغمبرِ وقت ہی کی مخالفت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا تھا

اس عنوان کے شواہد

پہلا شاھد

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۔ پس اس نے کہا ۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو ۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں ۔ لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں ۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں ۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں ۔ اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں ۔ جو تم نہیں جانتے کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے ربّ کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے ۔ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے ۔ اور تاکہ رحم کئے جاؤ ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا ۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا ۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے

آپ نے نوح علیہ السلام کا ارشاد سنا

فرماتے ہیں ۔ کہ تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں ۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں ۔ جو تم نہیں جانتے ۔

نصیحت کرتا ہوں

یعنی تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں ۔ تمہیں وہ راستہ بتاتا ہوں ۔ کہ تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ ۔

نوح علیہ السلام کی قوم نے اُن کی خیر خواہی سے فائدہ نہ اٹھایا

اور غرق کر دی گئی

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا ۔ اور جو آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا ۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی غرقابی کا باعث

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانا تھا

اور ارشاد ھوتا ھے

قولہ تعالیٰ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ ۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے ۔

کیا حضرت نوح علیہ السلام کے آدمی

سارے کے سارے ظاھری آنکھوں کے اندھے تھے

نہیں

یہ ظاہر کی دو آنکھیں تو سوٴروں اور کتوں اور بلیوں کی بھی ہیں ۔

بلکہ

وہ لوگ دل کی آنکھوں کے اندھے تھے ۔ کہ حق اور باطل میں تمیز نہیں کر سکتے تھے

عبرت

اب بھی دل کی بصیرت والے تو اسلام کی سچائی کو فوراً مان جاتے ہیں ۔ کہ ایسا جامع اور مانع قانون عالم الغیب والشہادۃ کی طرف سے نازل ہو سکتا ہے ۔ اور جو عقل کے اندھے ہیں ۔ ان کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سمجھائے تو بھی نہیں مانتے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

دوسرا شاھد

دوسری قوم جو

عذاب الٰھی سے تباہ ھونیوالی ہے

قوم عاد ہے

اس قوم کی طرف نبی حضرت ہود علیہ السلام تھے ۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۹)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا۔فرمایا اے میری قوم اللہ (تعالٰی) کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں فرمایا اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

قوم کا ہود علیہ السلام کو جواب

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ
(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے۔ کہ ہم ایک اللہ (تعالٰی) کی بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے۔ انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے۔

(فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔

عذاب کی کیا صورت ہوئی

ہود علیہ السلام کی قوم۔قوم عاد کی تباہی

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝
(سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ۔ اور لیکن قوم عاد۔ سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی۔ (اگر تو موجود ہوتا۔ تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا۔ کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا بچا ہوا نظر آتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

اے میری قوم) ہود علیہ السلام کی قوم سے عبرت حاصل کرو۔ اگر تم بھی اپنے سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت کروگے۔ تو اللہ تعالٰی کی طرف سے کسی قسم کی سزا کا آنا بعید از قیاس نہیں

لہٰذا ڈرو

اور احکام الٰہی کی مخالفت کرنے سے بچو۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

تیسرا شاھد

یعنی تیسری قوم جو عذاب الٰہی سے تباہ ہونیوالی ھے

وہ قوم صالح علیہ السلام ھے

(وَاِلٰي ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ (تعالٰی) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ (تعالٰی) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ (تعالٰی) کی زمین میں کھائے اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

سرداران قوم کا غرباء سے سوال

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) کو اس کے رب نے بھیجا ہے انہوں نے کہا۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔

قوم کے متکبر لوگوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ دئے۔ اور کہا۔ کہ اے صالح (علیہ السلام) لا تو وہ جس کی ہمیں دھمکی دیا کرتا تھا یعنی عذاب

(فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

قوم کی تباہی کے بعد

حضرت صالح علیہ السلام وہاں سے چلے گئے اور فرمایا

(وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ سورۃ الاعراف (رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہو کو پسند نہیں کرتے تھے۔

اللہ تعالٰی نے پیغمبر وقت کی مخالفت کے باعث قوم کو تباہ کردیا

اے میری مسلم قوم

سابقہ قوموں کے حالات تمہارے لئے تازیانہ عبرت ہیں۔ اگر تم بھی اپنے (خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت کروگے۔ تو تمہارا انجام تباہی پر ہوگا۔ خواہ کسی صورت میں ہو۔

وما علینا الا البلاغ

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۴ر ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ر جون ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تین قسم کی خیانتوں سے منع فرمایا ہے

(۱) بندے کا جو تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اس تعلق میں جو ذمہ داریاں ہیں ان کو نہ نباہنا یہ بھی ایک طرح کی خیانت ہے

(۲) بندے کا جو تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس تعلق کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ نباہنا یہ بھی ایک قسم کی خیانت ہے

(۳) بندے کا جو تعلق دوسرے انسانوں سے ہے اس کو مرضی الٰہی کے مطابق نہ نباہنا یہ بھی ایک طرح کی خیانت ہے

پہلے قسم کی خیانت کی تشریح

(ھُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ ۚ وَجَرَیْنَ بِھِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَۃٍ وَّفَرِحُوْا بِھَا جَآءَتْھَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَھُمُ الْمَوْجُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّظَنُّوْۤا اَنَّھُمْ اُحِیْطَ بِھِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ ھٰذِہٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ○ فَلَمَّآ اَنْجٰھُمْ اِذَا ھُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۫ اِلَیْنَا مَرْجِعُکُمْ فَنُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○)

(سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ وہ وہی ہے۔ جو تمہیں جنگل اور دریا میں سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں بیٹھتے ہو۔ اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں۔ اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں۔ تو ناگہاں تیز ہوا چلتی ہے۔ اور ہر طرف سے ان پر لہریں چھانے لگتی ہیں۔ اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بے شک وہ لہروں میں گھر گئے ہیں۔ تو سب خالص اعتقاد سے اللہ (تعالیٰ) ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔ کہ اگر تو ہمیں اس مصیبت سے بچا دے۔ تو ہم ضرور شکر گزار رہیں گے پھر جب اللہ (تعالیٰ) انہیں نجات دے دیتا ہے۔ تو ملک میں ناحق شرارت کرنے لگتے ہیں۔

خیانت ثابت ہوگئی

کہ جب غرق ہونے کے قریب ہوتے ہیں۔ تو ایک اللہ تعالیٰ کو اپنے بچاؤ کے لئے پکارتے ہیں۔ اور وعدہ کرتے ہیں۔ کہ اے اللہ (تعالیٰ) اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے بچا لیا۔ تو ہمیشہ تیرے شکرگزار رہیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ اس خطرے سے بچا لیتا ہے۔ تو پھر وہ معاہدہ جو اللہ تعالےٰ سے کیا تھا وہ بھلا دیتے ہیں

معاملہ الٰہی میں انسان کی خیانت کا دوسرا ثبوت

(فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰھُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا ھُمْ یُشْرِکُوْنَ ○ (سورۃ العنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔ تو خالص اعتقاد سے اللہ (تعالیٰ) ہی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے۔ فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں۔

معاملہ الٰہی میں انسانی خیانت کا تیسرا ثبوت

(وَاِذَا غَشِیَھُمْ مَّوْجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰھُمْ اِلَی الْبَرِّ فَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوْرٍ ○)

(سورۃ لقمٰن رکوع ۴ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ اور جب انہیں سائبانوں کی طرح موج ڈھانک لیتی ہے۔ تو خالص اعتقاد سے اللہ (تعالیٰ) ہی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے۔ تو بعض ان میں سے راہ راست پر رہتے ہیں۔ اور ہماری نشانیوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں۔ جو بد عہد ناشکر گزار ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جب سائبان کی طرح موج انہیں ڈھانک لیتی ہے۔ تو ایک اللہ (تعالیٰ) کو خالص کرکے پکارتے ہیں۔ اور کوئی یاد نہیں ہوتا۔ جب اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے خشکی پر لے آتا ہے۔ تو بعض لوگ ہماری عنایات کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اور وہ وہی ہوتے ہیں۔ جو بد عہد ناشکرے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں خیانت کا پہلا ثبوت

(اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْھُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؕ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ○) (سورۃ یونس رکوع ۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ کیا اس بات سے لوگوں کو تعجب ہوا۔ کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی کہ سب آدمیوں کو ڈرائیے اور جو ایمان لائیں۔ انہیں یہ خوشخبری سنائیے۔ کہ انہیں اپنے رب کے ہاں پہنچ کر پورا مرتبہ ملے گا۔ کافر کہتے

ہیں۔ کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے۔

خیانت

کس کو کہتے ہیں۔ امانت تو یہ تھی۔ کہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی کہتے۔ اس کو جادوگر کہنا منصب نبوت میں خیانت نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اعِذْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْخِیَانَۃِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

خیانت کا دوسرا ثبوت

(فَلَمَّا جَآءَتْھُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَۃً قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَجَحَدُوْا بِھَا وَ اسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝

(سورۃ النمل رکوع ۱ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ پھر جب ان کے پاس آنکھیں کھولنے والی ہماری نشانیاں آئیں۔ تو کہنے لگے۔ یہ تو صاف جادو ہے۔ اور انہوں نے ان کا ظلم اور تکبر سے انکار کر دیا۔ حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے۔ پھر دیکھ مفسدوں کا انجام کیسا ہوا۔

خیانت نہیں ہے تو اور کیا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ ان کے دل تو مان چکے تھے۔ مگر ظلم اور تکبر سے انکار کیا۔ دل میں یقین آنے کے بعد تکبر سے نہ ماننا یہ خیانت نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا عَنْ ھٰذَا الْمَرَضِ الْخَبِیْثِ

آپس کی خیانت کا ذکر مندرجہ ذیل

آیت میں ملاحظہ ہو

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) سورۃ الانفال رکوع ۳ پارہ ۹)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ (تعالیٰ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت نہ کرو) اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں خیانت کرنے کی تفصیل پہلے عرض کی جا چکی ہے۔ اب فقط آپس میں خیانت کرنے کی توضیح باقی ہے۔

اب وہ عرض کرتا ہوں

مثلاً بجز چند نیک دل حضرات کے جو یہ خیال رکھتے ہیں۔ کہ خواہ میرا نقصان کچھ ہو جائے۔ لیکن میرے بھائی کو نقصان نہ پہنچنے پائے۔ ان حضرات کے علاوہ معاملہ برعکس ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ مجھے نفع ضرور ہو۔ خواہ دوسرے مسلمان بھائی کا نقصان ہی ہو جائے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

سوائے خوف خدا والے حضرات کے کیا باقی مسلمان یہ حرکتیں نہیں کرتے

یہ چیزیں اس لئے واضح کرتا ہوں۔ تاکہ عام مسلمان خدا تعالیٰ سے ڈریں۔ اور ان ناشائستہ حرکات سے باز آجائیں۔

مثلاً

اناج منڈی کے سوداگر

بھیگی ہوئی گیہوں کی سات بوریاں نیچے ڈال دیتے ہیں۔ اور پانچ بوریاں سوکھی گیہوں کی اوپر ڈال دیتے ہیں۔ گاہک اوپر سے نمونہ دیکھتا ہے اور پھر دکاندار نیچے سے بھر کر دیتا ہے۔ گاہک نے دیکھی گیہوں خشک۔ اور لی بھیگی ہوئی۔ کیا یہ

خیانت نہیں ہے

دوسری مثال سُنئے

تھان کے اوپر تین روپے گز والے لٹھے کی چار تہہ ڈال دیں۔ گاہک نے اوپر والا نمونہ دیکھا اور لٹھے کا تھان چار تہوں کے اندر دو روپے گز والا لٹھا رکھا ہوا ہے۔ اور سادہ لوح مسلمان اس چالاکی کو نہیں سمجھتا۔ اور وہ خوشی خوشی جو لٹھا دیکھا تھا۔ وہی سمجھ کرلے چلتا ہے۔ اور دکاندار یہ سمجھتا ہے۔ کہ میں نے خوب نفع کما لیا حالانکہ یہ چالاکی شرعًا حرام ہے کہ دکھایا اور مال۔ اور دیا اور مال۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی چالاکیوں سے بچائے۔ تاکہ حرام نفع نہ کمائیں

تیسری مثال سُنئے

کیا تم نے لاہور میں رہتے ہوئے ایسی داستانیں کبھی نہیں سنیں۔

کہ

سونے چاندی کے سوداگر یہ حرکتیں کرتے ہیں۔ کہ دکھایا تو خالص سونا۔ اور دیتے وقت دیا پیتل۔ اور دیہاتی لے کر چل دیتا ہے اور سونا فروش یہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں نے دیہاتی کو چکمہ دے دیا ہے اور یہ نہیں سمجھتا۔ کہ میں نے اپنی عاقبت خراب کر لی ہے۔ اور حرام کما لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کو ایسی حرکتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

خدا سے حیا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ یَوْمٍ لِاَصْحَابِہٖ اسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ قَالُوْا اِنَّا نَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ قَالَ لَیْسَ ذٰلِكَ وَلٰکِنْ مَنِ اسْتَحْیٰی مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ فَلْیَحْفَظِ الرَّاسَ وَمَا وَعٰی وَلْیَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰی وَلْیَذْکُرِ الْمَوْتٰی وَالْبِلٰی وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ تَرَكَ زِیْنَۃَ الدُّنْیَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْیٰی مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ

رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہؓ سے فرمایا۔ کہ اللہ سے شرم و حیا کرنے میں شرم و حیا کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے خدا کے نبی خدا کا شکر ہے۔ ہم خدا سے اسی طرح شرم و حیا کرتے ہیں۔ یعنی اس سے ڈرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ حیا کرنا یہ نہیں ہے۔ جس کو تم کہتے ہو۔ بلکہ خدا سے حیا کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ سَر اور جو سَر کے اندر ہے۔ اس کی حفاظت کرے۔ اور پیٹ اور جو کچھ پیٹ کے اندر ہے۔ اس کی حفاظت کرے۔ (سَر کی حفاظت سے مراد غرور اور تکبر سے باز رہنا اور سر کے اندر کی چیزوں سے مراد زبان آنکھ اور کان کو بُری باتوں سے بچانا ہے۔ پیٹ سے مراد حرام اور شُبہ کی چیزیں نہ کھانا اور پیٹ کے اندر کی چیزوں سے مراد ستر ہاتھ۔ پاؤں اور دل کی حفاظت ہے اور چاہیے۔ کہ موت کو یاد رکھے اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہو جانے کو نہ بھولے۔ اور جو شخص آخرت کی بھلائی کا خیال رکھتا ہے وہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دیتا ہے۔ پس جس نے ان باتوں پر عمل کیا۔ اس نے خدا سے حیاء کی اور حیا کا حق ادا کیا۔

(احمد و ترمذی)

خُطبَة یَومُ الجُمعَة ۲ر محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۶ رجون ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیدائش حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دُعا کی برکت سے ہوئی ہے

اس کا ثبوت

(وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰھٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَاِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۝ رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبۡ عَلَیۡنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ۝ رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡھِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُزَکِّیۡھِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۱۵ پارہ ۱)

ترجمہ۔ اور جب ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے (فرما رہے تھے)۔ اے ہمارے رب ہم سے قبول کر بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنادے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہمیں ہمارے حج کے طریقے بتادے اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔ اے ہمارے رب اور ان میں ایک رسول انہیں میں سے بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے۔ اور انہیں پاک کرے۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

گزشتہ آیات کو غور سے پڑھیئے

آیا ان آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دُعا کی برکت سے ثابت ہوتا ہے۔ یا نہیں یقیناً ثابت ہوتا ہے۔ اور کوئی پیغمبر اس دعا کا مصداق بن ہی نہیں سکتا

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض جو سابقہ آیات میں بیان فرمائے گئے ہیں

(۱) اور ان میں ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے

(۲) اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے

(۳) اور انہیں پاک کرے۔

تین قسم کے حضرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں سے تین قسم کے حضرات نے آپ کی تینوں ذمہ داریاں اپنے ذمہ لی ہوئی ہیں۔

سنئے

پہلی ذمہ داری۔ قرآن شریف کی آیتوں کو محفوظ رکھنا۔ اور خلق خدا تک پہنچانا۔ یہ ذمہ داری قرآن مجید کے حفاظ کرام نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

ہر رمضان شریف

میں حفاظ کرام ہی کی برکت سے مسلمان سارے قرآن شریف کو سرو قد ہوکر تراویح میں سُن لیتے ہیں۔

علاوہ

قرآن شریف کے کوئی آسمانی کتاب حفاظ کرام کے ذریعہ سے کوئی امت نہیں سن پاتی

کیا

کوئی انجیل کا حافظ آپ نے دیکھا۔ اور کیا کوئی توراۃ کا حافظ آپ نے دیکھا

الحمدللہ ثم الحمدللہ

کہ تمام ممالک اسلامیہ کے حفاظ قرآن مجید کی اگر گنتی جمع کی جائے تو یقیناً ہزار ہا تک ہوگی

اس کا ایک باعث

یہ ہے کہ ہر رمضان شریف میں سارے شہر کے لوگوں کو ہر مسجد میں تراویح پڑھانے والا حافظ چاہئے۔

اور دوسرا بڑا سبب یہ بھی ہے

کہ شریعت اسلامیہ میں ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن حافظ قرآن کے ماں باپ کو تاج پہنائیگا۔ اور وہ

تاج

جو اللہ تعالیٰ حافظ کے ماں باپ کو پہنائیگا وہ خدا تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ کہ کس قیمت کے موتیوں سے مرصّع ہوگا۔

اور حافظ قرآن مجید کو

یہ اجر ملے گا۔ اللہ تعالےٰ اسے فرمائے گا۔ کہ ایک ایک آیت پڑھتا جا۔ اور ایک ایک مرتبہ چڑھتا جا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ذمہ داری کے حامل

علماء کرام

ہیں۔ اور وہ آپ کی ذمہ داری۔

وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ

ترجمہ اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے

یہ ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت علمائے کرام ہی نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

آج مسلمانوں میں قرآن مجید کے معانی

اور مطالب کی اشاعت سوائے علماء کرام کے اور کون کر رہا ہے۔

مسلمانوں میں سوائے علماء کرام کے اور کوئی طبقہ ہے۔ تو سامنے آئے۔ اسلام کی اشاعت و ترویج کا باعث فقط علماء کرام ہی تو ہیں۔

ان علماء کرام

کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کے درجہ جتنا ہے۔ آپ کا ارشاد سنئے۔

مشکوٰۃ شریف

کتاب العلم میں یہ روایت موجود ہے

ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم الحدیث رواہ احمد الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی)

ترجمہ۔ اور تحقیق علماء وارث انبیاء علیہم السلام کے ہیں۔ اور تحقیق انبیاء علیہم السلام نے انہیں دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا اور سوائے اس کے نہیں کہ علم کا (جو ان کے ہاں تھا) وارث بنایا ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا کام یہ تھا

انہیں پاک کرے۔ یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام کے بعد

صوفیائے کرام

کر رہے ہیں۔ جو ان مبارک ہستیوں کی صحبت میں آیا۔ اور ان سے بیعت کی۔ اسے اپنی بداعمالیوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ مشاہدہ پر مبنی ہے۔ میں نے ایسی بابرکت ہستیوں کی صحبت میں یہ رنگ چڑھتے دیکھا ہے۔ اور پھر جوں جوں صحبت لمبی ہوتی گئی۔ زیادہ تیز رنگ ہو گیا۔

جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی صحبت میں یہ مبارک رنگ بے ساختہ رنگ چڑھ جاتا تھا۔ ویسے آج کل یہ رنگ چڑھتے دیکھا ہے۔ کہ بے نمازی ان کی صحبت میں پنجوقت کے نمازی ہوگئے۔ اور چور نیک ہوگئے۔ اور ڈاکوؤں کو دیکھا۔ کہ باخدا ہوگئے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

میں اپنے حضرات علماء کرام کی خدمت میں صوفیائے کرام کی صحبت کی ضرورت محسوس کرانے کے لئے دوستانہ عرض کرتا ہوں

کہ آپ حضرات خواہ علماء کرام کی صحبت میں رہ کر صدرا۔ شمس بازغہ۔ شرح چغمینی جیسی اعلیٰ کتابیں رٹ لیں۔ اور ادھر ملا حسن۔ حمد اللہ۔ قاضی مبارک جیسی کتابیں یاد کریں اور بیٹھکر پڑھائیں۔ لیکن صوفیائے کرام کی صحبت سے فیض نہیں اٹھایا۔ تو آپ جیسے سو میں سے سو حضرات کو چیز کے حرام یا حلال ہونے کی تمیز پیدا نہیں ہوگی۔

یہ ٹھیک ہے

کہ آپ اس تمیز کے مکلف تو نہیں ہیں۔ مگر حرام چیز کا خاصہ لازمہ ہے۔ کہ طبیعت کو مکدر کر دے اور طبیعت کو اس چیز کے کھانے کے باعث وساوس شیطانی کا نماز میں غلبہ رہے گا نماز میں رکوع اور سجود تو کرتے رہیں گے۔ لیکن رجوع الی اللہ نہیں ہوگا۔

اور حلال چیز کے استعمال سے

رجوع الی اللہ اور خضوع وخشوع کے خیالات پیدا ہوں گے۔ اور نماز میں غیر متعلقہ خیالات آ آکر نماز کو خراب نہیں کریں گے۔

اس کے علاوہ

اور بہت سی چیزیں ہیں۔ جو تطویل کے باعث عرض نہیں کرسکتا اور نہ وہ چیزیں آپ کی خدمت میں عرض کرنے کے قابل ہیں۔

کیونکہ

آپ علماء کرام ان چیزوں کے سمجھنے کے اہل ہیں اور ماشاء اللہ آپ کے سمجھ لینے کے باعث عوام الناس کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

تزکیہ وھبًا حاصل ہوتا تھا

جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں کتاب وسنۃ کے معانی ومطالب سمجھنے کے لئے قواعد عربیۃ مثلاً صرف ونحو کے قواعد سیکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی زبان ہی مادری فصیح عربی تھی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تزکیہ وھبًا ہوجاتا تھا۔ انہیں لطائف ستۃ وغیرہ اشتغال کے کمانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ جن کا نام حنظلہ تھا۔ وہ ایک دن شور مچاتے ہوئے گھر سے آرہے تھے۔ اور یہ لفظ بلند آواز سے کہ رہے تھے۔ نافق حنظلہ۔ نافق حنظلہ۔ آگے حضرت ابوبکر صدیق راستہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اور وہ جانتے تھے۔ کہ حنظلہ آدمی بڑا نیک ہے انہوں نے فرمایا۔ کہ ہماری تو بھی یہی حالت ہے۔ کہ آپ کے حضور میں بہشت اور دوزخ کانارائ عین۔ ترجمہ گویا کہ بہشت اور دوزخ آنکھوں کے سامنے نظر آرہے ہوتے ہیں۔ اور جب آپ کی صحبت سے دور ہو جاتے ہیں۔ تو وہ حالت نہیں رہتی پھر دونوں حضرات آپ کے حضور میں گئے۔ چنانچہ آپ نے اس قسم کے الفاظ فرمائے کہ کوئی حالت کیسی۔ کوئی حالت کیسی۔ گویا کہ آپ نے اس اعتراض کو مان لیا۔ کہ واقعی کوئی حالت کیسی کوئی حالت......... کیسی ہوتی ہے یعنی آپ کے حضور میں اور آپ سے پس پشت حالت یکساں نہیں ہوسکتی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے جو چیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں وھبًا حاصل ہوتی تھی۔ اب اسے کسبًا حاصل کرنا پڑتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

مناقب اہل بیت

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنی ماں سے کہا۔ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز جاکر پڑھوں۔ اور حضورؐ سے درخواست کروں۔ کہ وہ میرے اور تمہارے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مغرب کی نماز آپ کے ساتھ پڑھی پھر نوافل پڑھے۔ اور اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا۔ آپ نے میرے قدموں کی آواز سن کر پوچھا۔ کون ہے۔ کیا تو حذیفہؓ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں آپ نے فرمایا۔ کیوں کیا کام ہے۔ خدا تجھ کو اور تیری ماں کو بخشے۔ دیکھ۔ یہ ایک فرشتہ ہے۔ جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس فرشتے نے اپنے پروردگار سے میرے پاس حاضر ہونے اور سلام کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ چنانچہ اس کو اجازت مل گئی۔ اس فرشتے نے مجھ کو یہ بشارت دی ہے۔ کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور حسنؓ وحسینؓ نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں

خُطبَۃ یَومِ الجُمعَۃ ۹ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

ہر ضرورت کے وقت فقط اللہ تعالےٰ ہی کو پکارنا چاہیئے

مصیبت کے وقت اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے کو پکارنا بالکل گمراہی ہے

عنوان مذکور پر قرآن مجید کی شہادت

حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنی حاجتوں کے پورا کرانے میں اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں

قولہ تعالیٰ۔ (لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاۗءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝)

(سورۃ الرعد) رکوع ۲ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور اسی کو پکارنا بجا ہے۔ اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آتے۔ مگر جیسا کوئی پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے کہ اس کے مونہہ میں آجائے۔ حالانکہ وہ اس کے مونہہ تک نہیں پہنچتا۔

یعنی

جس طرح پانی کو کوئی شخص پکارے۔ کہ اے پانی میرے مونہہ میں آ۔ ناممکن ہے۔ کہ پانی اس کے مونہہ میں آئے۔ اسی طرح جو شخص اپنی حاجت روائی کے لئے کسی شخص کو پکارے۔ وہ صاحب کبھی بھی حاجت روائی کے لئے نہیں آئے گا۔ کیونکہ مصیبت زدہ لوگوں کی حاجت روائی کا کام اللہ تعالےٰ نے فقط اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اور کسی کو یہ ذمہ داری سپرد نہیں کی۔ خواہ کتنا ہی بڑا بزرگ کیوں نہ ہو۔ خواہ پیغمبر ہو۔ یا کوئی اور بزرگ ہو۔

میں

تمام پیغمبروں کی پیغمبری کو مانتا ہوں۔ اور تمام اولیاء کرام کی ولایت کا بفضلہ تعالےٰ قائل ہوں۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ علیٰ ہذہ النعمۃ۔

شیطان کا دھوکہ دینا

وہ کس طرح

جو شخص یہ کہے۔ کہ تمام انسانوں کی ضروریات کا ٹھیکہ اللہ تعالےٰ نے لیا ہوا ہے۔ کہ میں پوری کروں گا۔ اور بزرگ کتنا ہی بڑا بزرگ کیوں نہ ہو۔ وہ لوگوں کے کام نہیں آسکتا۔ تو شیطان انسانوں کو یہ دھوکہ دیتا ہے۔ کہ یہ شخص بزرگوں کی بزرگی کا قائل نہیں ہے۔ حالانکہ یہ دھوکہ دہی ہے۔ کوئی شخص جو کتاب و سنت سے واقف ہو۔ وہ کبھی اولیاء اللہ تعالےٰ کی بزرگی کا مخالف نہیں ہوسکتا۔

حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی فقط خدا تعالےٰ کے محتاج ہیں

پہلا شاہد

قولہ تعالیٰ (فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝)

(سورۃ القصص رکوع ۳ پارہ ۲۰)

ترجمہ۔ پھر ان دونوں (لڑکیوں) کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ پھر سایہ کی طرف ہٹ کر آیا۔ کہا اے میرے رب تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے بہت بڑے پیغمبر ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اپنے محتاج ہونے کا اظہار فرما رہے ہیں۔

نتیجہ

برادران اسلام آنکھیں کھول کر دیکھو کہ اولیائے کرام تو بجائے خود رہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالےٰ کی طرف اپنے محتاج ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں

چنانچہ

دوسرا شاہد

حضرت زکریا علیہ السلام اپنے لئے اولاد حاصل کرنے میں اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں

قولہ تعالیٰ (هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝)

(سورۃ ال عمران رکوع ۴ پارہ ۳)

ترجمہ۔ زکریا (علیہ السلام) نے وہیں اپنے رب سے دعا کی۔ کہا۔ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بیشک تو دعا کا سننے والا ہے

حاصل

یہ کہ زکریا علیہ السلام اپنے لئے پاکیزہ اولاد کی دعا فرما رہے ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلا۔ کہ صالح اولاد پیدا ہونے کے لئے انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

تیسرا شاھد

حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی شفایابی کے لئے

اللہ تعالےٰ سے دُعا کی۔ اور شفایاب ہوئے اور ان کو دوبارہ اللہ تعالےٰ نے اہل و اولاد عطا فرمایا۔

قولہ تعالیٰ (وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝)

(سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷)

ترجمہ۔ اور جب کہ ایوبؑ نے اپنے رب کو پکارا۔ کہ مجھے روگ لگ گیا ہے حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی۔ اور جو اُسے تکلیف تھی ہم نے دور کردی۔ اور اسے اس کے گھر والے دئے۔ اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا۔ اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کا حاشیہ ملاحظہ ہو

حضرت ایوب علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا۔ کھیت مولیشی لونڈی غلام اولاد صالح اور عورت طبیعت کے موافق عطا کی تھی۔ حضرت ایوبؑ بڑے شکر گزار بندے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا کھیت جل گئے۔ مویشی مرگئے۔ اور اولاد اکٹھی دب کر مری۔ دوست آشنا الگ ہوگئے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک بیوی رفیق رہی۔ آخر میں وہ بچاری بھی اکتانے لگی۔ مگر ایوب جیسے نعمت میں شاکر تھے۔ ویسے بلا میں صابر رہے۔ جب تکلیف واذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی۔ بلکہ دوست بھی کہنے لگے۔ کہ یقیناً ایوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے۔ جس کی سزا ایسی ہی سخت ہوسکتی تھی۔ تب دعا کی۔ "رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ" رب کو پکارنا تھا۔ کہ دریائے رحمت امنڈ پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے مری ہوئی اولاد سے دگنی اولاد دی زمین سے چشمہ نکالا۔ اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے۔ بدن کا سارا روگ جاتا رہا۔ اور جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ سونے کی ٹڈیاں برسائیں۔ غرض سب کچھ درست کردیا۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے مصیبت کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی۔ اور دور ہوئی۔ اسی طرح ہر کلمہ گو کے لئے لازمی ہے۔ کہ جب مصیبت آئے۔ فقط اللہ تعالےٰ کو پکارے۔ نہ کسی اور کو۔

چوتھا شاھد

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی ہر حاجت روائی کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کرنا

قولہ تعالیٰ (فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝)

(سورۃ القصص رکوع ۳ پارہ ۲۰)

ترجمہ۔ پھر ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ پھر سایہ کی طرف ہٹ کر آیا۔ کہا اے میرے رب تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے میں اس کا محتاج ہوں

برادران اسلام

میں نے اپنے دعویٰ پر (کہ ہر انسان اپنی ضروریات میں اللہ تعالےٰ کا محتاج ہے۔ حتّٰی کہ انبیاء علیہم السلام جو تقرب الی اللہ میں باقی تمام انسانوں سے اقرب الی اللہ ہیں۔ وہ اپنی مصیبت کے وقت فقط اللہ تعالےٰ ہی کو امداد کے لئے پکارتے ہیں۔ اور اس عنوان پر فقط ایک مرتبہ قرآن مجید سے شہادت کافی تھی۔ چہ جائیکہ قرآن مجید سے چار مرتبہ شہادت پیش کر چکا ہوں۔ اب تو ہر بھائی مسلمان کو یقین آجانا چاہئے۔ وما علینا الا البلاغ

برادران اسلام

اگر قرآن مجید سے اتنے گواہ دینے پر بھی اپنی ضد سے باز نہیں آؤ گے۔ تو پھر رسول اللہ صلی اللہ کی طرف سے

یہ اعلان واجب الاذعان سُن لیجئے

قولہ تعالیٰ (قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝)

(سورۃ الانعام رکوع ۷ پارہ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں۔ ان کی جنہیں (اللہ تعالےٰ) کے سوا پکارتے ہو۔ کہدو۔ میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا۔ کیونکہ میں اس وقت گمراہ ہو جاؤں گا۔ اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہوں گا۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

خُطْبَة یَوْمِ الْجُمُعَة ۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ جون سنہ ۱۹۶۱

اَزجناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

بارگاہ الٰہی میں متکبر کون لوگ ہیں

قولہ تعالیٰ (اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ)

(پ ۱۴ رکوع ۳ سورۃ النحل)

ترجمہ۔ تمہارا معبود اکیلا معبود ہے۔ پھر جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل نہیں مانتے۔ اور وہ تکبر کرنے والے ہیں۔ ضرور اللہ (تعالیٰ) جانتا ہے۔ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب ان سے کہا جائے۔ کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے کہتے ہیں۔ پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔

یعنی

متکبرین کا قیامت کے آنے پر ایمان نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ اِن کے پوشیدہ حالات اور جو باتیں ظاہر کرتے ہیں۔ جانتا ہے۔ اور وہ ان متکبروں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب ان سے پوچھا جائے۔ کہ تمہارے رب سے کیا نازل ہوا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ (اس قرآن مجید میں اور کیا ہے۔ گزشتہ قوموں کے قصے ہی تو ہیں۔ اور کیا ہے۔

آخرت میں ان تکبر کرنے والوں کا کیا نتیجہ نکلیگا

قولہ تعالیٰ (لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ)

(سورۃ النحل رکوع ۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ تا کہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ ان کے بوجھ جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے ہیں خبردار برا بوجھ ہے۔ جو اٹھاتے ہیں۔

یعنی

قیامت کے دن دُگنا بوجھ اُٹھائینگے ایک اپنا گمراہ رہنے کا بوجھ اور دوسرا بوجھ دوسروں کو گمراہ کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے حق میں فرماتا ہے۔ انہوں نے بہت بُرا بوجھ اُٹھایا۔

عبرت

کاشکے کہ ایسے نالائق اپنی ماں کے پیٹ سے نہ ہی پیدا ہوتے۔ تو بہتر تھا۔ نہ پیدا ہوتے۔ اور نہ جہنم میں جاتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تذکیر بایام اللہ (تعالےٰ)

یعنی پہلی قوموں نے جب ایسی حرکت کی تو نتیجہ کیا نکلا۔

قولہ تعالیٰ (قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ)

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا۔ پھر اللہ (تعالےٰ) نے ان کی عمارت کو جڑوں سے ڈھا دیا۔ پھر ان پر اوپر سے چھت گر پڑی۔ اور ان پر عذاب آیا۔ جہاں سے انہیں خبر بھی نہ تھی۔

یہ انجام

تو مذاق کرنے والوں کا دنیا میں ہوا۔ آگے آخرت میں ان متکبرین کا کیا انجام ہوگا۔

ان متکبروں کا آخرت میں بُرا انجام ہوگا

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

قولہ تعالیٰ (ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ)

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا۔ اور کہے گا۔ میرے شریک کہاں ہیں۔ جن پر تمہیں ضد تھی جنہیں علم دیا گیا تھا۔ وہ کہیں گے۔ بے شک آج کافروں کی رسوائی اور برائی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ فرشتوں نے ان کی ایسی حالت میں روح نکالی تھی۔ کہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن متکبرین کو یہ حکم دیں گے

قولہ تعالیٰ (فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ

(سورۃ النحل رکوع ۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں ہمیشہ رہو۔ پس متکبرین کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

مذکورۃ الصدر متکبرین کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والوں کا حال ملاحظہ ہو

متقیوں کا قرآن مجید کے متعلق عقیدہ

قولہ تعالیٰ (وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّکُمْ ۚ قَالُوْا خَیْرًا ۚ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ ۚ کَذٰلِکَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ۝)

(سورۃ النحل رکوع ۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور پرہیزگاروں سے کہا جاتا ہے۔ کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں۔ اچھی چیز جنہوں نے نیکی کی ہے۔ (ان کے لئے) اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے۔ اور پرہیزگاروں کا کیا اچھا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ۔ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو چاہیں گے۔

سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع میں متقین کے اوصاف حمیدہ

قولہ تعالیٰ (ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝) (سورۃ البقرہ رکوع ۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو اتارا گیا آپ پر۔ اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

متقین کی پانچ صفتیں یہاں مذکور ہیں

ایمان بالغیب۔ اقامۃ الصلوٰۃ۔ انفاق فی سبیل اللہ۔ ایمان بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ بالآخرۃ ہم یوقنون

مذکور الصدر پانچ صفات کے متعلق شیخ الہند حضرت محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

متقین

یعنی جو بندے اپنے خدا سے ڈرتے ہیں۔ ان کو یہ کتاب راستہ بتلاتی ہے۔ کیونکہ جو اپنے خدا سے خائف ہوگا۔ اس کو امور مرضیہ اور غیر مرضیہ یعنی طاعت معصیتہ کی ضرور تلاش ہوگی۔ اور جس نافرمان کے دل میں خوف ہی نہیں۔ اس کو اطاعت کی کیا فکر اور معصیت سے کیا اندیشہ (از موضح القرآن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ پر حاشیہ

یعنی جو ان کے عقل و حواس سے مخفی ہیں۔ (جیسے دوزخ۔ جنت۔ ملائکہ وغیرہ) ان سب کو اللہ اور رسول کے ارشاد کی وجہ سے حق اور یقینی سمجھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان امور غائبہ کا منکر ہدایت سے محروم ہے۔

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ پر حاشیہ

"اقامت صلوۃ کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہمیشہ رعایت حقوق کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں۔

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ پر حاشیہ

سب طاعتوں کی اصل تین ہیں۔ اول جو باتیں دل سے تعلق رکھتی ہیں اور دوسری بدن سے تیسری مال سے۔ سو اس آیت میں ہر سہ اصول کو ترتیب وار لے لیا۔

۲۔ کا فاصلہ ایک بالشت کم ہے خدا نے اس کو بخش دیا۔ (بخاری مسلم)

خُطْبَۃُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۷ر جولائی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اما بعد

آج ظلم پر خطبہ دینے کی کیوں ضرورت پیش آئی ہے

اس لئے

کہ مسلمانوں میں بعض گروہ ایسے پیدا ہوگئے ہیں کہ شریفوں پر ظلم کرنا اُنہوں نے اپنا شیوہ بنا رکھا ہے

مثلاً

چور = شریفوں کا مال لوٹ کرلے جانا اور مزے سے کھانا۔ اور شریفوں کی آہ سے نہ ڈرنا۔

ڈاکو = چور تو شریفوں کا مال چوری لے جاتے ہیں۔ اور ڈاکو شرفاء کے سامنے زوروزوری لے جاتے ہیں۔ بیچارے شریف ان ڈاکوؤں کا منہ تکتے رہ جاتے ہیں۔

ٹھگ = کئی لوگ ٹھگ ہوتے ہیں۔ وہ بھی غریبوں کا مال ظلم سے کھا جاتے ہیں۔ مثلاً آپ نے کئی مرتبہ اخباروں میں پڑھا ہوگا۔ کہ گاہک کو دکھایا سونا اور دیا پیتل۔ یا مثلاً

مرد ظالم = مثلاً خاوند کو جُوا کھیلنے کی عادت ہے۔ بیوی کے زیور جاکر جوا میں ہار آیا۔ اور وہ بیچاری روتی رہ گئی علیٰ ہذا القیاس اور کتنی ظلم کے چکر چل رہے ہوں گے جن پر میں حاوی نہیں ہوں۔ البتہ کسی قسم کا ظلم ہو۔ ظالم کو اللہ تعالےٰ کے ہاں سے سزا مل کر رہیگی

وما علینا الا البلاغ

اور ہر ظالم کو اللہ تعالےٰ نے سمجھ ضرور دی ہے۔ وہ دل میں جانتا ہے۔ کہ میں ناحق یہ مال کھا رہا ہوں۔

ظالموں کو بارگاہ الٰہی سے سزا مل کر رہے گی۔ اور کوئی ان کو اس سزا سے بچا نہیں سکیگا

پہلا شاہد

(وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ) (سورۃ البقرہ پارہ ۳ رکوع ۳۷)

ترجمہ۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

مطلب

بالکل واضح ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کو ستانے والوں کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے سزا معین شدہ ہے۔ اور ان کو اس سزا سے بچانے والا کوئی مددگار نہیں ملے گا۔

دوسرا شاہد

(وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ) (سورۃ آل عمران رکوع ۶ پارہ ۳)

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ انہیں ان کا حق پورا دے گا۔ اور اللہ تعالےٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

مطلب

بالکل واضح ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ جب پسند نہیں ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان سے ناراض ہے۔ جب ناراض ہے۔ تو انہیں سزا دے گا۔

اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا شاہد

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔ بیشک اللہ تعالےٰ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

یعنی

اللہ تعالےٰ نے یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھنے سے منع فرمایا۔ ہاں یہود و نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں ہی گمراہ ہیں۔ دونوں گمراہوں کی آپس میں دوستی نبھ سکتی ہے جیسے کسی نے کہا ہے۔ مصرعہ۔ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز۔ اور مسلمان چونکہ توحید پرست ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کا ان کے ساتھ گٹھ جوڑ نہیں ہوسکتا۔ یا پھر مسلمان نے اگر دوستی رکھی۔ تو پھر مسلمان کا اسلام سلامت نہیں رہے گا۔ لہٰذا نہ مسلمان نے اسلام چھوڑنا ہے۔ اور نہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مسلمان کی دوستی نبھ سکتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

چوتھا شاہد

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(سورۃ التوبۃ رکوع ۳ پارہ ۱۰)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنے باپوں اور بھائیوں سے دوستی نہ رکھو۔ اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں۔ اور تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا۔ سو وہی لوگ ظالم ہوں گے۔

خلاصہ

مذکورۃ الصدر شاہد کا یہ ہے۔ کہ تم میں

لوگوں کی بہت تعریفیں کرنے والوں کے منہ پر خاک

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم بہت زیادہ تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ پر خاک ڈال دو۔ صحیح مسلم

سے جو ایسے باپ یا بھائیوں سے دوستی رکھے گا۔ جو ایمان کے بجائے کفر کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ تو وہ بھی ظالم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بھی ناراض ہو جائے گا۔

(اللھم لا تجعلنا منھم)

پانچواں شاہد

(وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا)

(سورۃ الفرقان رکوع ۴ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ اور نوح (علیہ السلام) کی قوم کو بھی جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ تو ہم نے غرق کر دیا۔ اور ہم نے انہیں لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا۔ اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے

خلاصہ

یہ ہے۔ کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ کیونکہ ایک پیغمبر کو جھٹلانا گویا کہ سب کو جھٹلانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آئندہ آنے والی قوموں کے لئے انہیں نشانی بنا دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی جو مخالفت کرے گا۔ وہ ایسے عذاب کا مستحق ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

چھٹا شاہد

(وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝)

(سورۃ لقمان رکوع ۲ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ بیٹا اللہ (تعالیٰ) کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا۔ بیشک شرک کرنا بڑا بھاری جرم ہے۔

خلاصہ

کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا سب جرموں سے بڑا بھاری جرم ہے۔ یہ جرم اتنا سخت ہے۔ کہ ۱۴۵

۱۴۴ اللہ تعالیٰ ہر گناہ چاہے۔ تو معاف کر دے۔ مگر اس گناہ کو معاف کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت گوارا ہی نہیں کرتی کہ مجرم کو معاف کیا جائے۔

ساتواں شاہد

(وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ) (سورۃ الزمر رکوع ۳ پارہ ۲۴)

ترجمہ۔ اور ایسے ظالموں کو ہوگا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ اس کا مزہ چکھو۔

اللھم اعذنا منہ

آٹھواں شاہد

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝)

(سورۃ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اے ایمان والو ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ عجب نہیں۔ کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔ فسق کے نام یعنی ایمان لانے کے بعد بہت برے ہیں۔ جو باز نہ آئیں۔ سو وہی ظالم ہیں ۱۴۴

۱۴۳

نواں شاہد

(وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝)

(سورۃ الدھر رکوع ۲ پارہ ۲۹)

ترجمہ۔ اور ظالموں کے لئے تو اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مطلب

بالکل واضح ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم یا ارحم الراحمین۔

خُطبة یومِ الجُمعة ۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۴ر جولائی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

کاروباری لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کاروبار کے سلسلہ میں پیغمبرِ خدا (تعالیٰ) کا صحیح راستہ بتلانا۔ اور کاروباری قوم کا پیغمبرِ خدا تعالیٰ کی پرواہ نہ کرنا اور ہلاک ہونا

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کی طرف بھیجا جانا

قولہ تعالیٰ (وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاہُمۡ شُعَیۡبًا ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ وَلَا تَنۡقُصُوا الۡمِکۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ اِنِّیۡۤ اَرٰىکُمۡ بِخَیۡرٍ وَّاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ مُّحِیۡطٍ ﴿۸۴﴾ وَیٰقَوۡمِ اَوۡفُوا الۡمِکۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَہُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ﴿۸۵﴾ بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۬ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ) (سورہ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ماپ تول کو نہ گھٹاؤ۔ میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں۔ اور تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اور اے میری قوم انصاف سے ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔ اللہ (تعالیٰ) کا دیا جو باقی بچ رہے۔ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

قوم کا پیغمبرِ خدا کو جواب دینا

قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ اَصَلٰوتُکَ تَاۡمُرُکَ اَنۡ نَّتۡرُکَ مَا یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوۡ اَنۡ نَّفۡعَلَ فِیۡۤ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّکَ لَاَنۡتَ الۡحَلِیۡمُ الرَّشِیۡدُ ﴿۸۷﴾

(سورہ ہود م)

انہوں نے کہا۔ اے شعیب (علیہ السلام) کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے۔ کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں۔ بیشک تو البتہ نیک چلن ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قوم شعیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ان کو مشورہ دے رہے ہیں۔ وہ تو نہیں مانتے۔ البتہ حضرت شعیب علیہ السلام پر مذاق اڑاتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا جن معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان کی عبادت چھوڑ دیں۔ اور تو ہمیں مشورہ دیتا ہے کہ ہم اپنے مالوں میں جو مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ نہ کریں۔ مذاقاً کہتے ہیں۔ تو بڑا بردبار اور نیک چلن ہے۔

پیغمبر کا جواب

قَالَ یٰقَوۡمِ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کُنۡتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّیۡ وَرَزَقَنِیۡ مِنۡہُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُخَالِفَکُمۡ اِلٰی مَاۤ اَنۡہٰىکُمۡ عَنۡہُ ؕ اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡہِ اُنِیۡبُ ﴿۸۸﴾۔

(سورہ ہود۔ رکوع ۸ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ کہا اے میری قوم دیکھو تو سہی۔ اگر مجھے اپنے رب کی طرف سے سمجھ آ گئی ہے اور اس نے مجھے عمدہ روزی دی ہے اور میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ جس کام سے تمہیں منع کروں۔ میں اس کے خلاف کروں۔ میں تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح ہی چاہتا ہوں اور مجھے تو صرف اللہ (تعالیٰ) ہی کی طرف سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

پیغمبر علیہ السلام کے جواب کا حاصل یہ ہے

اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور تمہاری مخالفت کرنے کے باوجود میرا خدا تعالیٰ مجھے بڑا عمدہ رزق دیے جا رہا ہے۔ حالانکہ تمہارے معبودوں کی مخالفت کر رہا ہوں۔ تب بھی تمہارے معبود میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے۔ اور جس چیز سے میں تمہیں منع کر رہا ہوں۔ میں خود بھی نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ میں اسی راستے کو صحیح سمجھتا ہوں۔ جس کی تمہیں تلقین کرتا ہوں۔ میں تمہاری مخالفت کرنے میں تمہاری اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا۔ تمہاری اصلاح ہی کروں گا۔ اور مجھے کسی کام کرنے میں فقط اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اور میرے ہر کام کا نتیجہ اللہ تعالیٰ راضی کرتا ہے۔

شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو پھر دوسری مرتبہ متنبہ کرنا

وَیٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شِقَاقِیۡۤ اَنۡ یُّصِیۡبَکُمۡ مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ ہُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡکُمۡ بِبَعِیۡدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ ﴿۹۰﴾

(سورہ ہود۔ رکوع ۸ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور اے قوم کہیں میری ضد سے ایسا جرم نہ کر بیٹھنا کہ جس سے وہی مصیبت نہ آ پڑے۔ جیسی کہ قوم نوح قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھی۔ اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو مشورہ دینا

قولہ تعالیٰ (وَاسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ ﴿۹۰﴾)

(سورہ ہود۔ رکوع ۸ پارہ ۱۲)

مزاح میں بھی حق بات کے علاوہ کوئی بات نہ کیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ ہم سے مزاح فرماتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں (مزاح میں بھی) حق ہی کہتا ہوں (یعنی اس میں کوئی بات غلط اور باطل نہیں ہوتی)۔ جامع ترمذی

ترجمہ:۔ اور اللہ (تعالیٰ) سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب مہربان محبت کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ تم اب بھی اگر اللہ تعالیٰ سے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگ لو۔ اور اسی طرف لوٹ آؤ۔ تو اللہ تعالیٰ تمہیں گناہ معاف کر دے گا۔ وہ بڑا مہربان ہے۔

قوم کا شعیب علیہ السلام کو جواب دینا

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ج وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (سورہ ہود رکوع ۸۔ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا۔ اے شعیب ہم بہت سی باتیں نہیں سمجھتے۔ جو تم کہتے ہو۔ اور بیشک ہم البتہ تمہیں اپنے میں کمزور پاتے ہیں۔ اور اگر تیری برادری نہ ہوتی۔ تو تجھے ہم سنگسار کر دیتے اور ہماری نظر میں تیری کوئی عزت نہیں ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر تیری برادری نہ ہوتی کیونکہ ہم ان کی طرف سے بحیثیت برادری ہونے کے تیرا ساتھ دیں گے۔ ورنہ تجھے سنگسار کر دیتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ط اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ط سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ط وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝

ترجمہ:۔ کہا۔ اے میری قوم کیا میری برادری کا دباؤ تم پر اللہ (تعالیٰ) سے زیادہ ہے۔ اس کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ بیشک میرا رب تمہارے سب اعمال پر احاطہ کرنے والا ہے۔ اور اے میری قوم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ میں بھی کام کرتا ہوں۔ آئندہ معلوم کر لو گے۔ کس پہ رسوا کرنے ۲۲۴

۲۲۵ والا عذاب آتا ہے۔ اور جھوٹا کون ہے۔ اور انتظار کرو۔ بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

عذاب الٰہی کا آنا

اور

شعیب علیہ السلام کا مع اپنے ایمانداروں کے بچ جانا

اور

باقی ساری قوم کا فنا ہو جانا

قولہ تعالیٰ: وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ط اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝

سورہ ہود رکوع ۸
پارہ ۱۲

ترجمہ:۔ اور جب ہمارا حکم آ گیا۔ تو ہم نے شعیب (علیہ السلام) کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ بچا لیا۔ ۲۲۶

۲۲۵ [sic: ۲۲۷]

نتیجہ

چنانچہ شعیب علیہ السلام کی مخالفت کے باعث نتیجہ وہی نکلا جو ہم نے ابتداء میں ذکر کیا تھا۔

عبرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حضرت شعیب علیہ السلام کی امت کا واقعہ کیوں سنایا۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس واقعہ سے عبرت حاصل کرے۔ کہ اگر ہم نے اپنے وقت کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی۔ تو ہمارے لیے تباہی ہو گی اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں پر دنیوی عذاب نہ بھی آتے۔ تو بھی آخرت کے عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔

شعر

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ر صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ر جولائی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

معاشرتی نظام کے متعلق احکامِ الٰہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب امت کس طرح کرے

> حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ بعزم عمرہ عازم بیت اللہ شریف ہو گئے ہیں۔ اُن کے بعد آپ کے صاحب زادہ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے حضرت مدظلہٗ کا لکھا یہ خطبہ پڑھا۔
> نائب مدیر

پہلا ادب

قولہ تعالیٰ (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

(سورۃ الحجرات پ ۲۶ رکوع ۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ (تعالیٰ) سے اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

یعنی جس معاملہ میں اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو۔ اس کا فیصلہ پہلے آگے بڑھ کر اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو۔ بلکہ حکم الٰہی کا انتظار کرو۔ جس وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ ارشاد فرمائیں۔ خاموشی سے کان لگا کر سنو۔ ان کے بولنے سے پہلے خود بولنے کی جرأت نہ کرو۔ جو حکم اُدھر سے ملے۔ اس پر بے چون و چرا اور بلا پس و پیش عامل بن جاؤ اپنی اغراض اور اہواء و آراء کو ان کے احکام پر مقدم نہ رکھو۔ بلکہ اپنی خواہشات و جذبات کو احکام سماوی کے تابع بناؤ (تنبیہ) اس سورت میں مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب و حقوق اور اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم رکھنے کے طریقے سکھلائے ہیں۔ اور یہ کہ مسلمانوں کا جماعتی نظام کن اصول پر کاربند ہونے سے مضبوط و مستحکم رہ سکتا ہے۔ اور اگر کبھی اس میں خرابی اور اختلال پیدا ہو۔ تو اس کا علاج کیا ہے۔ تجربہ شاہد ہے۔ کہ بیشتر نزاعات و مناقشات خود رائی اور غرض پرستی کے وقت وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جس کا واحد علاج یہ ہے۔ کہ مسلمان اپنی شخصی رایوں اور غرضوں کو کسی ایک بلند معیار کے تابع کر دیں۔ ظاہر ہے۔ کہ اللہ (تعالیٰ) اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات سے بلند کوئی معیار نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے میں خود وقتی اور عارضی طور پر کتنی ہی تکلیف اٹھانا پڑے۔ لیکن اس کا آخری انجام یقینی طور پر دارین کی سرخروئی اور کامیابی ہے۔

دوسرا ادب

وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

(اور اللہ (تعالیٰ) سے ڈرتے رہو۔ اللہ (تعالیٰ) سنتا ہے جانتا ہے۔

سابقہ آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کا حاشیہ

"یعنی اللہ (تعالیٰ) و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچی فرمانبرداری اور تعظیم اسی وقت میسر ہو سکتی ہے۔ جب خدا (تعالیٰ) کا خوف دل میں ہو۔ اگر دل میں ڈر نہیں۔ تو بظاہر دعوئ اسلام کا نباہنے کے لئے اللہ (تعالیٰ) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام بار بار زبان پر لائے گا۔ اور بظاہر ان کے احکام کو آگے رکھے گا۔ لیکن فی الحقیقۃ ان کو اپنی اندرونی خواہشات و اغراض کی تحصیل کے لئے ایک حیلہ اور آلۂ کار بنائے گا۔ سو یاد رہے۔ کہ جو زبان پر ہے۔ اللہ (تعالیٰ) اسے سنتا اور جو دل میں ہے۔ اسے جانتا ہے۔ پھر اس کے سامنے یہ فریب کیسے چلے گا چاہیے۔ کہ آدمی اس سے ڈر کر کام کرے

تیسرا ادب

قولہ تعالیٰ (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(سورۃ الحجرات پارہ ۲۶ رکوع ۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو

اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو۔ جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"یعنی حضور کی مجلس میں شور نہ کرو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف جھک کر یا تڑاخ کر بات کرتے ہو۔ حضور کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے آپ سے خطاب کرو۔ تو نرم آواز سے تعظیم و احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتھ دیکھو ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے" لائق شاگرد استاد سے مخلص مرید پیر و مرشد سے اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے۔ پیغمبر کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئے۔ مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپ کو تکدر پیش آئے۔ تو حضور کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانا کہاں ہے۔ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔ (تنبیہ) حضور کی وفات کے بعد حضور کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہ ہی ادب چاہئے۔ اور قبر شریف کے پاس حاضر ہو۔ وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے نیز آپ کے خلفاء علماء ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہئے۔ تا جماعتی نظام قائم رہے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

چوتھا ادب

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ

(سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں دھیمی کر لیتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ کہ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"یعنی جو لوگ نبی کی مجلس میں تواضع اور ادب و تعظیم سے بولتے اور نبی کی آواز کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں۔ جن کے دلوں کو اللہ (تعالیٰ) ادب کی تخم ریزی کے لئے پرکھ لیا ہے۔ اور مانجھ کر خالص تقویٰ اور طہارت کے واسطے تیار کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔ کہ چار چیزیں اعظم شعائر اللہ (تعالیٰ) سے ہیں۔ قرآن۔ پیغمبر کعبہ۔ نماز ان کی تعظیم وہ ہی کرے گا جس کا دل تقویٰ سے مالامال ہو۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ٥

(سورۃ الحج پارہ ۱۷، رکوع ۱۰)

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوگیا۔ کہ جب حضور کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنا خلاف ادب ہے۔ تو آپ کے احکام و ارشادات سننے کے بعد ان کے خلاف آواز اٹھانا کس درجہ کا گناہ ہوگا۔

(لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ)

یعنی اس اخلاص و حق شناسی کی برکت سے پچھلی کوتاہیاں معاف ہونگی اور بڑا بھاری ثواب ملے گا۔

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ٥ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے۔ اور اگر وہ صبر کرتے۔ یہاں تک کہ آپ ان کے پاس نکل کر آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ اور اللہ (تعالیٰ) بخشنے والا نہایت رحم گو ہے

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

بنی تمیم ملنے کو آئے۔ حضور حجرہ مبارک میں تشریف رکھتے تھے۔ وہ لوگ باہر سے آوازیں دینے لگے۔ کہ یا محمد اخرج الینا (اے محمد باہر آئیے) یہ بے عقلی اور بے تہذیبی کی بات تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو نہیں سمجھتے تھے۔ کیا معلوم ہے۔ اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ یا کسی اور اہم کام میں مشغول ہوں۔ آپ کی ذات منبع البرکات تو مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی امور کا مرکز و ملجاً تھی۔ کسی معمولی ذمہ دار کے لئے بھی کام کرنا سخت مشکل ہو جائے۔ اگر اس کا کوئی نظام الاوقات نہ ہو۔ اور آخر پیغمبر کا ادب و احترام کوئی چیز ہے۔ چاہئے تھا۔ کہ کسی کی زبانی اندر اطلاع کراتے اور آپ کے باہر تشریف لانے تک صبر کرتے۔ جب آپ تشریف لاتے اور اُن کی طرف متوجہ ہوتے۔ اس وقت خطاب کرنا چاہئے تھا۔ ایسا کیا جاتا تو ان کے حق میں بہتر اور قابل ستائش ہوتا تاہم بے عقلی اور نادانستگی سے جو بات اتفاقاً سرزد ہو جائے۔ اللہ (تعالیٰ) اس کو اپنی مہربانی سے بخشنے والا ہے چاہئے کہ اپنی تقصیر پر نادم ہو کر آئندہ ایسا رویہ اختیار نہ کریں۔ حضور کی تعظیم و محبت ہی وہ نقطہ ہے۔ جس پر قوم مسلم کی تمام پراگندہ قوتیں اور منتشر جذبات جمع ہوتے ہیں۔ اور یہ ہی وہ ایمانی رشتہ ہے۔ جس پر اسلامی اخوۃ کا نظام قائم ہے۔

قولہ تعالیٰ (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ٥

(سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لے کر آئے۔ تو اس کی تحقیق کیا کرو کہ کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو۔ پھر اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگو

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ر صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ر جولائی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ بعزم عمرہ عازم بیت اللہ شریف گئے ہوئے ہیں اُن کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے حضرت مدظلہٗ کا لکھا ہوا یہ خطبہ پڑھا
نائب مدیر

باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

مذکور الصدر مضمون کی تائید میں یہ آیت پیش کی جا سکتی ہے۔

(وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝
(سورۃ الحشر پارہ ۲۸ رکوع ۱)

ترجمہ۔ اور جو کچھ تمہیں
رسول دے۔ اسے لے لو
اور جس سے منع کرے۔
اس سے باز رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں عطا فرمائی ہیں

پہلی کتاب اللہ (تعالیٰ) یعنی قرآن مجید دوسری حدیث شریف۔ جو در اصل کتاب اللہ (تعالیٰ) کی شرح ہے۔ بلکہ مزید براں ہے۔ بہر حال ہر مسلمان کو اتباع کتاب اللہ کے ساتھ اتباع حدیث شریف بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی (وما اٰتٰکم) میں اہل علم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ما موصولہ کا لفظ ہے۔ کہ جو کچھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو سمجھائیں۔ خواہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم پہنچائیں یا خود فرمائیں۔

لہذا

تحریر سابق سے ثابت ہو گیا۔ کہ آپ جو کچھ فرمائیں۔ اس کا اتباع لازمی ہے

تحریر سابق

سے ثابت ہو گیا۔ کہ آپ کے ارشادات بھی من جانب اللہ تعالیٰ ہی القا شدہ ہیں۔ جس ارشاد میں لفظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوں۔ وہ قرآن مجید کہلاتا ہے۔ اور جس ارشاد میں معنی کا القاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ اور الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں۔ وہ حدیث شریف کہلاتی ہے۔

جب آپ سابقہ تحریر

سے سمجھ چکے ہیں۔ کہ مَآ اٰتٰكُمْ میں حدیث شریف بھی داخل ہے۔ اس لئے اب اگر حدیث شریف پر عمل نہیں کرینگے تو قرآن مجید کے مخالف ہونے کے باعث مستحق عذاب الٰہی کے ہوں گے وما علینا الا البلاغ۔

آج تک حدیث شریف کی حفاظت

اسی لئے تو ہوتی آئی ہے۔ کہ حدیث شریف قرآن شریف کی شرح ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔ اسی طرح حدیث شریف کی حفاظت کی ذمہ داری بھی آ جاتی ہے۔ کیونکہ ما کا لفظ قرآن شریف اور حدیث شریف دونوں کو شامل ہے۔

اور قرآن شریف

کی حفاظت کا ذمہ در اصل اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا تھا۔
ارشاد ہوتا ہے۔

(اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

ترجمہ۔ تحقیق ہم نے قرآن مجید کو نازل فرمایا ہے۔ اور ہم بے شک اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور منکرین

حدیث شریف نے کسی جید محدث سے تو حدیث پڑھی ہی نہیں۔ ان کو یقین کون دلائے۔ اور یہ ان لوگوں کی بدنصیبی ہے۔ اللھم اعذنا منہ واعذ جمیع المسلمین۔ عن فتنہ انکار الحدیث

اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خصوصیت ہے۔ کہ آپ کے ارشادات محفوظ ہیں۔ ورنہ آپ سے پہلے کسی نبی کے ارشادات طیبہ محفوظ نہیں ہیں

چنانچہ

حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی کلام میں سے فقط ایک فقرہ محفوظ رہا ہے۔ اور وہ فقرہ (اذا لم یستحی فاصنع ما شئت) ہے۔ جس کا ترجمہ فارسی میں ہے
بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔
اس کا ترجمہ یہ ہے۔ بے حیا ہو جا۔ پھر جو چاہے۔ وہ کر۔

سابقہ تمہید کے بعد

ارشادات نبویہ ملاحظہ ہوں

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ (حضرت) ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی گئی ہے میری امت کے سب آدمی بہشت میں داخل ہوں گے مگر جس نے انکار کیا۔ آپ سے عرض کی گئی اور کس نے انکار کیا۔ آپ نے

فرمایا۔ جس شخص نے میری فرمانبرداری کی۔ وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ پس تحقیق انکار کیا بخاری شریف کی یہ روایت ہے۔

یعنی

جس شخص نے آپ کے فرمان پر عمل کرنے سے پہلو تہی کی۔ اس نے گویا کہ انکار کیا۔ اللھم اعذنا منہ یا ارحم الراحمین۔

دوسری حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءُ النَّجَاءَ فَاَطَاعَهٗ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَکَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَیْشُ فَاَهْلَکَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ متفق علیہ

دوسری حدیث شریف کا ترجمہ

ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اور اس چیز کی مثال جس کو مجھے عطا فرما کر اللہ (تعالےٰ) نے بھیجا ہے۔ اس شخص کی سی ہے۔ جو ایک قوم کے پاس آیا ہو۔ اور اس سے کہا ہو۔ کہ اے قوم میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر کو دیکھا ہے۔ اور میں ایک ننگا (بے غرض) ڈرانے والا ہوں۔ پس تم کو چاہئے۔ کہ تم اپنی نجات ڈھونڈو۔ اپنی نجات تلاش کرو۔ پس اس کی قوم کے ایک گروہ نے تو اس کی اطاعت کر لی اور راتوں رات آہستہ آہستہ نکل گئے اور نجات پالی۔ اور ایک جماعت نے اس کی بات نہ مانی۔ اور وہ اپنے گھروں ہی میں رہی۔ صبح کو لشکر نے آکر پکڑ لیا۔ اس کو مار ڈالا۔ اور اس کی نسل کا خاتمہ کر دیا۔ پس یہی کیفیت ہے۔ اس شخص کی۔ جس نے میری اطاعت قبول کی۔ اور جو (احکام) لایا ہوں۔ ان کی پیروی کی۔ اور یہی مثال ہے۔ اس کی جس نے میری نافرمانی کی۔ اور جو حق بات میں لے کر آیا ہوں۔ اس کو نہ مانا۔ (بخاری اور مسلم)

تیسری حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعٰی اِلٰی هُدًی کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَیْئًا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی۔ اس کے لئے اجر ہوگا۔ جتنا ان لوگوں کا اجر ہوگا۔ جو اس ہدایت کے پیچھے چلیں گے۔ اور ان لوگوں کے اجروں میں سے بھی کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا۔ اس پر اتنا گناہ ہوگا۔ جتنا ان لوگوں کو ہوگا۔ جو اس کے تابع ہوں گے۔ اور ان کے گناہوں میں سے بھی کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔
(رواہ مسلم)

چوتھی حدیث شریف

عَنْ رَبِیْعَةَ الْجُرَشِیِّ قَالَ اُتِیَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ لَهٗ لِتَنَمْ عَیْنُکَ وَلْتَسْمَعْ اُذُنُکَ وَلْیَعْقِلْ قَلْبُکَ قَالَ فَنَامَتْ عَیْنِیْ وَسَمِعَتْ اُذُنَایَ وَعَقَلَ قَلْبِیْ قَالَ فَقِیْلَ لِیْ سَیِّدٌ بَنٰی دَارًا فَصَنَعَ فِیْهَا مَاْدُبَةً وَاَرْسَلَ دَاعِیًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَکَلَ مِنَ الْمَاْدُبَةِ وَرَضِیَ عَنْهُ السَّیِّدُ وَمَنْ لَّمْ یُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَاْکُلْ مِنَ الْمَاْدُبَةِ وَسَخِطَ عَلَیْهِ السَّیِّدُ قَالَ فَاللّٰهُ السَّیِّدُ وَمُحَمَّدٌ الدَّاعِیْ وَالدَّارُ الْاِسْلَامُ وَالْمَاْدُبَةُ الْجَنَّةُ
(رواہ الدارمی)

ترجمہ۔ ربیعہؓ الجرشی سے روایت ہے۔ کہا۔ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پس آپ کے متعلق کہا گیا۔ البتہ اس کی آنکھیں تو سوتی ہوتی ہیں۔ اور البتہ اس کے کان سنتے ہیں اور البتہ اس کا دل سب باتوں کو سمجھتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پھر میری آنکھیں تو سو رہی تھیں اور میرے کان سن رہے تھے۔ اور میرا دل سمجھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مثال کے طور پر فرشتوں نے میرے سامنے بیان کیا۔ کہ ایک سردار نے گھر بنایا اور کھانا تیار کیا۔ اور ایک بلانے والے کو بھیجا۔ پس جس شخص نے اس بلانے والے کی دعوت کو قبول کیا۔ وہ گھر میں داخل ہوا اور دستر خوان پر کھانا کھایا۔ اور سردار اس سے خوش ہوا۔ اور جس نے بلانے والے کی بات نہ مانی۔ وہ نہ تو گھر میں داخل ہوا۔ نہ دستر خوان سے کھانا کھایا۔ اور سردار اس پر ناراض ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اس مثال میں سردار سے مراد خدا (تعالےٰ) ہے۔ اور بلانے والے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں گھر سے مراد اسلام ہے۔ اور دستر خوان سے مراد جنت ہے
(رواہ الدارمی)

پانچویں حدیث شریف

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ اَلَا یُوْشِکُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِیْکَتِهٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ کَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ اَلَا لَا یَحِلُّ لَکُمُ الْحِمَارُ الْاَهْلِیُّ وَلَا کُلُّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ اِلَّا اَنْ

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۴؍ اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید میں متعدد اعلانات کہ

عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے

ایمان کے ساتھ عمل صالح ہونا ضروری ہے

پہلا اعلان

ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۙ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝

(سورۃ البقرۃ رکوع ۱ پارہ ۱)

ترجمہ - یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں - پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے - جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں - اور نماز قائم کرتے ہیں - اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے - اس میں سے خرچ کرتے ہیں - اور جو ایمان لاتے ہیں - اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلا اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں - وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں -

حاصل

وہی نکلا - کہ عذاب الٰہی سے نجات پانے کے لئے ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا ہونا بھی ضروری ہے -

دوسرا

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمۡ فِيۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّنُدۡخِلُهُمۡ ظِلًّا ظَلِيۡلًا ۝

(سورۃ النساء رکوع ۸ پارہ ۵)

ترجمہ - اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے - انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے - ان کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہوں گی - اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے

حاصل

یہ نکلا - کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی ہوں گے - تب یہ نعمتیں نصیب ہوں گی -

تیسرا

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰى لَهُمۡ وَحُسۡنُ مَاٰبٍ ۝

(سورۃ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳)

ترجمہ - جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے خوشخبری اور اچھا ٹھکانا ہے -

حاصل

وہی ہے - کہ ایمان اور عمل صالح پر اس نعمت کے مستحق ہوں گے -

چوتھا

وَاُدۡخِلَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ؕ تَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ ۝

(سورۃ ابراھیم رکوع ۴ پارہ ۱۳)

ترجمہ - اور جو لوگ ایمان لائے تھے اور نیک کام کئے تھے - وہ باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی - ان میں اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ رہیں گے - آپس میں دعاء خیر ان کی سلام ہوگی -

حاصل

وہی نکلا - کہ ایمان اور عمل صالح پر بہشت کا داخلہ موقوف ہے - وما علینا الا البلاغ

پانچواں

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝

(سورۃ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ - جس نے نیک کام کئے - مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے - تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے - ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے -

حاصل

جس کے اعمال نامہ میں ایمان کے ساتھ نیک عمل بھی ہوں گے - تب انہیں اللہ تعالیٰ اچھی زندگی بسر کرائے گا -

چھٹا

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۙ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا لَا يَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا ۝

(سورۃ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶)

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں سے جگہ بدلنی نہ چاہیں گے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ انہیں باغوں کی رہائش ایمان اور اچھے کاموں کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم امین یا الہ العالمین۔

ساتواں

(اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ شَیْـًٔا ۝)
(سورۃ مریم رکوع ۴ پارہ ۱۶)

ترجمہ۔ مگر جس نے توبہ کی۔ اور ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے سو وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لئے ایمان کے ساتھ عمل صالح کی قید لگائی ہے۔ اور یہی پیش کرنا مقصد تھا۔

آٹھواں

(فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝) (سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷)

ترجمہ۔ پھر جو کوئی اچھے کام کرے گا۔ اور وہ مومن بھی ہوگا۔ تو اس کی کوشش رائگاں نہ جائے گی۔ اور بیشک ہم اس کے لکھنے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جس کی کوشش رائگاں نہ ہونے کی اطلاع دی گئی ہے۔ ان کے ایمان کے ساتھ عمل صالح کی شرط بھی لگائی گئی ہے۔

نواں

(فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ ۝)

ترجمہ۔ پس جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے سو وہ بہشت میں خوشحال ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ بہشت میں داخل ہونے کے لئے ایمان اور عمل صالح کرنا دونوں چیزیں ضروری ہیں۔

دسواں

(اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝) (سورۃ السجدۃ رکوع ۲ پارہ ۲۱)

ترجمہ۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ تو ان کے ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔ مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔

حاصل

یہی نکلا کہ ایمان اور عمل صالح کے سبب سے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں داخل کیا گیا ہے۔

گیارہواں

(وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ ۝)
(سورۃ فاطر رکوع ۱ پارہ ۲۲)

ترجمہ۔ اور جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ انہیں کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

حاصل

اس مذکورۃ آیت سے حاصل یہ نکلا۔ کہ ایمان اور عمل صالح پر مغفرۃ کا دار و مدار ہے۔

گیارہ گواہ

جس مدعی نے اپنے دعویٰ کے ثبوت پر گیارہ ایسے گواہ عدالت میں پیش کر دئیے ہوں۔ جن کو عدالت نے تسلیم کر لیا ہو۔ اس مدعی کے دعویٰ ثابت ہونے کیا کوئی شک رہ سکتا ہے۔ اسی طرح میں نے اپنے دعویٰ (کہ نجات آخرۃ یا بہشت کا داخلہ کہئے کے لئے ایمان اور عمل صالح۔ دو شرطیں ہیں) پھر میں نے قرآن مجید سے جس کا ایک ایک حرف سچا ہے۔ اور مسلمانوں کے ہاں مسلم ہے۔ اس میں سے گویا گیارہ گواہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کر دئے ہیں۔ کیا اس کے بعد "خدام الدین" پڑھنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ بہشت میں داخلہ کے لئے ایمان اور عمل صالح دونوں چیزیں ضروری نہیں اور اگر شیطان یہ خیال کسی کے دل میں ڈالے۔ کہ اس سے تو بہتر تھا۔ کہ "خدام الدین" ہی نہ پڑھتے۔ اور نہ ہم پر یہ شرطیں واضح ہوتیں۔ مجھے اللہ تعالے کے فضل سے امید واثق ہے۔ کہ بہت سے مردوں اور عورتوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ ورنہ یہ یاد رکھئے۔ کہ غافل مسلمان مردوں یا عورتوں پر یہ مقدمہ بنا بنایا ہے۔ کیا تمہارا یہ ایمان تھا۔ یا نہیں۔ کہ قرآن مجید اللہ تعالے کی کلام پاک ہے۔ اور جب یہ ایمان تھا۔ تو پھر اس کا مطلب کسی سے کیوں نہ پڑھا۔ نہ پوچھا۔ کیا اس کے مضامین کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا میرا قصور ہے یا تمہارا۔ الحمد للہ۔ میرے بھائیو اور بہنو۔ اللہ تعالے کا شکر کرو۔ کہ تمہیں قرآن مجید کے مضامین سے آگاہی گھر بیٹھے ہوئے ہو رہی ہے۔ "خدام الدین" کے جاری کرنے میں ہمیں جلب زر مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا ہے۔ جو اللہ تعالے کی طرف سے ان پر عائد شدہ ہیں۔ تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالے کے ہاں یہ نہ کہنے پائیں۔ کہ اے اللہ ہمیں تو ان ذمہ داریوں کا علم ہی نہیں تھا۔ اس وقت یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔

دُعا

اللہ تعالے سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو میری معروضات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین یا الہ العالمین

دو چیزیں

انسان کو اللہ تعالے کے فرایں پر عمل کرنے کے لئے دو چیزیں مجبور کر سکتی ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۸ پر)

تکلیف دہ مزاح کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو، اور اس سے مزاح نہ کرو (جس سے اسے تکلیف ہو) اور اس سے ایسا وعدہ نہ کرو جس کی تم وعدہ خلافی کرو۔ جامع ترمذی

(بقیہ صفحہ ۶ سے آگے)

ایک خوف اور دوسرا محبت۔ یعنی اللہ (تعالیٰ) کا ڈر ہو۔ کہ اگر اس کے حکم کی تعمیل نہ ہوئی۔ تو وہ سزا دے گا۔ چنانچہ اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے اور دوسری چیز اللہ تعالےٰ سے محبت ہے۔ کہ اگر حکم الٰہی کی تعمیل نہ کی۔ تو محبوب ناراض ہو جائے گا۔ اس قسم کے افراد بہت ہی قلیل ہیں۔

اللھم اجعلنا منھم

حضور ﷺ کا ایک بڑھیا کو مزاح کے انداز میں جواب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ: کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔ اس (بے چاری) نے عرض کیا کہ ان میں (یعنی بوڑھیوں میں) کیا ایسی بات ہے جس کی وجہ سے وہ جنت میں نہیں جا سکیں گی؟ وہ بوڑھی قرآن خواں تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھتی ہو: إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا (جس کا مطلب یہ ہے کہ جنت کی عورتوں کی ہم نئے سرے سے نشوونما کریں گے اور ان کو نوخیز دوشیزائیں بنا دیں گے)۔ مسند رزین

خُطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد

بہشتیوں اور دوزخیوں کے اوصاف

(۱) بہشتیوں کے اوصاف

قولہ تعالٰی (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۹ پارہ ۱)

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ایمان کی معنی جو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمائی ہے۔

(اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ ٭

(از مشکوٰۃ شریف حدیث جبرئیل علیہ السلام)

ترجمہ:- ایمان یہ ہے کہ تو (اللہ تعالٰی) پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر ایمان لائے۔ اور اس کی تمام کتابوں (جو آسمان سے نازل کی گئی ہیں) پر ایمان لائے۔ اور اسکے تمام رسولوں پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اللہ تعالٰی کی تقدیر پر ایمان لائے خواہ اچھی تقدیر ہو یا (سزا کے طور پر) بُری تقدیر ہو۔

نیک عمل

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا)

ترجمہ:- کہ تو گواہی دے اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالٰی کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور رمضان (مبارک) کے روزے رکھے اور بیت الحرام کا حج کرے اگر تمہیں توفیق ہو کہ وہاں تک جا سکے۔

جس شخص

کے دل میں ایمان ہو جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیان فرمایا ہے۔ تب تو وہ شخص ایماندار ہے اور اگر ایمان کی معنی اس کے دل میں نہیں ہیں تو اسے مومن کہنا خلاف واقع ہوگا۔

عام طور پر

مُسلمان بچوں کو مذکور الصدر ایمان کی تعریف کب سمجھائی جاتی ہے۔ نہ پرائمری کے کورس میں۔ نہ مڈل کے کورس میں۔ نہ ہائی کورس میں۔ نہ ایف اے کے کورس میں نہ بی اے کے کورس میں نہ ایم اے کے کورس۔ نہ ایل ایل بی کے کورس میں۔

انگریز نے

کب کہا تھا۔ کہ ہمارے مسلمانوں میں تمہارے بچوں کو مذہبی تعلیم دونگا۔ وہ تو اپنے نوکر بنانے والی تعلیم دیتا تھا۔ خواہ مسلمان ہو یا ہندو یا سکھ

اور

واقعی وہ اس نظریۂ تعلیم میں کامیاب رہا اس کے دفتر کے کلرک مُسلمان بھی تھے۔ ہندو بھی تھے۔ سکھ بھی تھے۔

اب اس انگریز

کی تعلیم کا یہ اثر ہے کہ مسلمان تعلیم یافتہ مگر مذہب اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ۔ اور مسلمان عام طور پر خوش ہے کہ میرا بیٹا تعلیم یافتہ ہو گیا ہے۔

حالانکہ

مسلمان بچے کو ابتدائی تعلیم سے لے کر انتہائی تعلیم تک اسلام کی تعلیمات سے بے بہرہ رکھا گیا ہے۔ شعر

واے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اور اس جہالت کا نتیجہ یہ ہے

کہ عموماً تعلیم یافتہ نوجوان علماء کرام کی اور تو اور داڑھیوں پر مذاق اڑاتے ہیں۔ حالانکہ ان جاہلوں کو یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ داڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کا اتباع ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے نہ کبھی داڑھی کترائی ہے نہ منڈائی ہے۔ بظاہر تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ لیکن کس تعلیم کے تعلیم یافتہ ہیں۔ انگریز کی تعلیم کے۔ نہ کہ اسلام کی تعلیم کے اور ان کی اس تعلیم میں تو ہندو بھی شامل ہیں اور سکھ بھی۔ یعنی انگریز کے سکھے ہوئے نوکر ہوتے ہیں۔ اے اللہ ان مدہوشوں کو ہوش عطا فرما۔ وما علینا الا البلاغ۔

اب آیئے

نیک عملوں کی بنا پر مسلمان کے اعمال کو جانچئے۔ کیا ہر کہلانے والا مسلمان ان اعمال (نبویؐ) کا پابند ہے۔

کیا ہر کہلانے والا مسلمان

نماز پنجوقتہ بالالتزام پڑھتا ہے اور کیا ہر کہلانے والا مسلمان اپنے خداداد مال کی زکوٰۃ نکالتا ہے۔ یہ میں مانتا ہوں۔ کہ زکوٰۃ نکالنے والے بھی ہیں۔ لیکن کیا زکوٰۃ فرض ہو جانے کے باوجود زکوٰۃ نہ نکالنے والے اور مسلمان کہلانے والے مسلمان موجود نہیں ہیں۔ بلکہ ایسے لوگ اللہ تعالٰی کی زکوٰۃ دینے والے مسلمانوں سے زیادہ نکلینگے

اور زکوٰۃ نہ دینے والے مسلمانوں کو

مسلمان کہنا۔ چشم پوشی سے ہو تو ہو مگر حقیقت میں مسلمان نہیں ہیں

چنانچہ انہیں کافر سمجھ کر ہی ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کا ارادہ کیا تھا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکرؓ آپ کے خلیفہ قرار پائے اور عربوں میں سے جن لوگوں نے کافر ہونا تھا۔ کافر ہوئے اور ابوبکرؓ نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ تو عمر بن الخطابؓ نے ان سے کہا۔ تم لوگوں سے کیوں لڑو گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں۔ جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ پس جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا یعنی اسلام قبول کر لیا۔ اس نے مجھ سے اپنی جان اور مال کو بچا لیا مگر اللہ تعالےٰ اور اسلام کا حق اس پر باقی رہا ابوبکرؓ نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ کی قسم میں اس شخص سے لڑونگا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا۔ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ جیسے نماز نفس کا حق ہے۔ خدا تعالےٰ کی قسم اگر مجھ کو بکری کا بچہ دینے سے لوگ منع کریں گے۔ جس کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں اس انکار کرنے پر ان سے لڑوں گا۔ عمرؓ نے فرمایا۔ قسم ہے اللہ تعالےٰ کی بات کچھ نہ تھی۔ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے ابوبکر کے سینہ کو کھول دیا ہے لڑنے کے لئے پھر مجھ کو معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ کی رائے درست تھی اور وہ حق پر تھے (بخاری و مسلم)

لہذا

گذشتہ بیان کردہ واقعہ دورِ خلافت اسلامیہ کا یہ اطلاع دیتا ہے کہ مسلمان کہلانے والا شخص جس پر بحیثیت مالدار ہونے کے اگر اپنے مال کی زکوٰۃ نہ نکالے تو وہ شخص مسلمان نہیں رہتا۔ بلکہ کافر ہو جاتا ہے۔
وما علینا الا البلاغ

اطلاع

اس مسئلہ میں صحیح فیصلہ کی اطلاع کر دی گئی ہے تاکہ کوئی مالدار مسلمان یہ کہنے نہ پائے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے تو اس مسئلہ کی اطلاع ہی نہیں ہوئی تھی۔

اس

گذشتہ بحث سے مسلمانوں پر واضح ہو گیا کہ اسلام کے پانچوں رکن بجا لانے پر آدمی مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ نہ کہ مسلمانوں کا سا نام رکھوانے سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

دوزخیوں کے اوصاف

پہلا شاہد

قولہ تعالےٰ (وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝)

(سورۃ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱)

ترجمہ:۔ اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

لہذا

مسلمانوں کو حکم الٰہی کے عمل میں لانے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔

دوسرا شاہد

(بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۹ پارہ ۱)

ترجمہ:۔ ہاں جس نے کوئی گناہ کیا اور اُسے اُس کے گناہ نے گھیر لیا۔ سو وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

گھیر لیا

کا مطلب یہ ہے کہ ایسی اس گناہ کی چاٹ پڑ گئی ہے کہ اب چھوٹ نہیں سکتا مثلاً زنا کی ایسی چاٹ لگ گئی ہے کہ کبھی عورت کے ورثاء کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں تو خوب جوتے کھاتے ہیں۔ لیکن اس گناہ کی چاٹ نہیں جاتی وہ بالفرض اگر چھوڑ بھی دے تو اور کسی سے یارانہ گانٹھ لیا۔ غرض کہ زنا کی ایسی چاٹ پڑی۔ کہ اب باز نہیں آتے۔ ایسے لوگ بالآخر جہنم میں جائیں گے۔ پھر ہوش ٹھکانے لگیں گے لیکن پھر ہوش آئی تو کس کام کی اللھم اعذنا منہ

تیسرا شاہد

قولہ تعالیٰ۔ (اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۳۸ پارہ ۳)

ترجمہ۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص اُٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی۔ کہ انہوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا۔ جو پہلے لے چکا ہے وہ اسی کا رہا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے اور جو کوئی پھر سود لے۔ وہی دوزخ والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

چوتھا شاہد

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝)

(سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ بے شک جو لوگ کافر ہیں۔ ان کے مال اور اولاد اللہ (تعالےٰ) کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئینگے اور وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

پانچواں شاہد

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۝)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کر چکنے کے بعد توڑتے ہیں اور اس چیز کو توڑتے ہیں جسے اللہ (تعالیٰ) نے حکم فرمایا اور ملک میں فساد کرتے ہیں ان کیلئے لعنت ہے اور ان کیلئے برا گھر ہے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ۔

مُتعدِّد عنوان

۱۔ انسان کے پیدا کئے جانے کا مقصد

۲۔ جس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اس کے اوصاف

۳۔ بارگاہِ الٰہی سے کن لوگوں کو اجر عظیم اور مغفرۃ حاصل ہوگی

۴۔ دوزخ میں کون لوگ جائیں گے۔

۵۔ قیامت کے دن اگر کافر بالفرض زیادہ سے زیادہ فدیہ بھی دے تو بھی ان سے قبول نہ کیا جاتا

۶۔ مومن مسلم اور مومن فاسق اور کافر میں کیا فرق ہے

۷۔ قیامت کے دن منافقین سے کیا سلوک ہوگا

پہلا عنوان

انسان کے پیدا کئے جانیکا مقصد

یہ ہے

قولہ تعالیٰ۔ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (سورۃ الذریت رکوع ۳ پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی

قرآن مجید میں یہی ارشاد ہے

(قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ)

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ کہدو۔ بیشک میری نماز میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں

جب

آپ کا مقصد یہی ہے۔ جو مذکور الصدر ہے۔ تو آپ کی امت کے ہر فرد و بشر کا مقصد حیات بھی یہی ہونا چاہئے پھر شیطان یہ دل میں خیال ڈالے گا۔ پھر کہاں سے کھائیں گے۔ اس وسوسہ کا جواب اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔

(وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ

(سورۃ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے۔ اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ سو وہی اسکو کافی ہے

دوسرا عنوان

جس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اس کے اوصاف کیا ہیں

(اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ وَسَخَّرَ لَکُمُ الۡفُلۡکَ لِتَجۡرِیَ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِہٖ وَسَخَّرَ لَکُمُ الۡاَنۡہٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ دَآئِبَیۡنِ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیۡلَ وَالنَّہَارَ ۚ وَاٰتٰکُمۡ مِّنۡ کُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡہُ ؕ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ کَفَّارٌ ۠

(سورۃ ابراھیم رکوع ۵ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کردیں۔ تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کردیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا اور جو چیز تم نے اس سے مانگی۔ اس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کرسکو۔ بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس نے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کردیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کردیں اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کردیا

اور جو چیز تم نے مانگی۔ اس نے دی اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کرسکو۔ انسان ان صفتوں والے محسن کی نافرمانی کرتا ہے۔

تیسرا عنوان

کن لوگوں کے لئے بارگاہ الٰہی سے اجر عظیم اور مغفرۃ حاصل ہوگی۔

(لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا۠) (سورۃ النساء رکوع ۲۳ پارہ ۶)

ترجمہ۔ لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں۔ اور مسلمان ہیں۔ سو مانتے ہیں۔ اس کو جو تجھ پر نازل ہوا۔ اور جو تجھ سے پہلے نازل ہوچکا ہے اور نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم بڑا ثواب عطا فرمائینگے

حاصل

مذکورۃ الصدر صفات سے متصف ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے بہت بڑا اجر ملنے والا ہے۔ امید ہے کہ انہیں جنت کا دخول اور دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔

چوتھا عنوان

نیکوکاروں کیلئے فقط اجر ہی نہیں بلکہ اپنے فضل سے زیادہ دینے کا وعدہ

(فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ) الآیۃ (سورۃ النساء رکوع ۲۴ پارہ ۶)

ترجمہ۔ پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے۔ انہیں تو ان کا پورا ثواب دے گا۔ اور انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا

حاصل

نیکوکار حضرات کو اپنے اعمال صالحہ کا اجر اور مزید براں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور فضل کے زیادہ ملے گا۔
اللھم اجعلنا منھم

پانچواں عنوان

قیامت کے دن اگر کافر بالفرض زیادہ سے زیادہ فدیہ بھی دیتے تو بھی ان سے قبول نہ کیا جاتا

(اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ۝)

(سورۃ المائدۃ رکوع ۶ پارہ ۶)

ترجمہ۔ جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس دنیا بھر کی چیزیں ہوں۔ اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو۔ تاکہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے بدلہ میں دیں۔ تو بھی ان سے قبول نہ ہوگا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ دنیا سے کافر رہ کر مرنے والوں کے لئے کوئی چیز قیامت میں فدیہ نہیں ہوسکتی۔ اور نہ عذاب الٰہی سے بچ سکتے ہیں۔ چاہیں گے۔ کہ دوزخ سے نکل جائیں۔ لیکن وہ نکل نہیں سکیں گے

چھٹا عنوان

مومن مسلم اور مومن فاسق اور کافر میں کیا فرق ہے

مومن مسلم

تو وہ شخص ہے۔ جو احکام الٰہی کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو دل سے مان جائے۔ اس لحاظ سے وہ مومن ہے۔ اور عمل بھی ان کے مطابق کرے۔ اس لحاظ سے وہ مومن کے علاوہ مسلم بھی ہے۔

مومن فاسق

وہ ہے۔ جو احکام الٰہیہ کو نہ دل سے تو مانے۔ اس لحاظ سے وہ مومن کہلائیگا مگر وہ سب کے سب احکام الٰہیہ پر عمل نہیں کرتا۔ اس لحاظ سے اسے مومن فاسق کہا جائے گا۔ مومن فاسق کو اگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ فرمایا۔ تو سزا بھگتنے کے بعد بالآخر جنت میں جا پہنچیگا

کافر

جو احکام الٰہیہ کے ماننے سے انکار کرے وہ ابدی دوزخی ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ساتواں عنوان

قیامت کے دن منافقین کیساتھ کیا سلوک ہوگا

(اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا۝ نِ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا) (سورۃ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵)

ترجمہ۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے۔ پھر کفر کیا۔ پھر ایمان لائے۔ پھر کفر کیا۔ پھر کفر میں بڑھتے رہے۔ تو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ اور نہ انہیں سیدھی راہ دکھائے گا منافقوں کو تو خوشخبری سنا دے کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے تھے کیا ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں۔ سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

یہی

منافقوں کے لئے سزا ہوگی۔ جو ان سابقہ آیات کے ترجمہ سے واضح ہوتی ہے۔ منافق بظاہر تو مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور حقیقت میں کفار کی بہتری کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ان کو سزا اس لئے ملے گی۔ کہ وہ مسلمان کہلا کر اور باطن میں کافروں کا ساتھ دیتے تھے

اللھم اعذنا منہ

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

تقویٰ

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہٗ امیر انجمن خدام الدین مورخہ ۲۳ اگست بروز بدھ شاہین ایکسپریس سے ۱۰½ بجے لاہور تشریف لائے آپ ایک ماہ قبل عمرہ کے لئے حجاز تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے جدہ سے کراچی تک بذریعہ طیارہ سفر کیا۔

آپ کے ہمراہ آپ کی حرم محترم۔ آپ کے صاحب زادہ مولانا عبیداللہ انور (جو خدام الدین کے ایڈیٹر ہیں) اور محترم رانا شیر جنگ ریٹائرڈ ڈپٹی گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان تھے۔

حضرت امیر شریعت کی وفات حسرت آیات کی خبر آپ کو کراچی کے مطار (ایرپورٹ) پر ہی مل گئی تھی۔ جس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے آپ ملتان نہ اتر سکے موصوف نے آتے ہی ایک تعزیتی تار مولانا سید عطاءالمنعم ابوذر بخاری کو دیا۔

آپ کی صحت بتقاضائے عمر الحمد للہ اچھی ہے ۲۴ اگست کی جمعرات کی شام کو آپ نے حلقہ ذکر کے بعد شکر نعمت اور کفران نعمت پر ارشادات فرمائے جو دوسری جگہ درج ہیں ۲۵ اگست کو آپ نے جمعہ کا خطبہ دیا۔ نائب مدیر

قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیۡمٍ ۙ فٰکِہِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰہُمۡ رَبُّہُمۡ ۚ وَ وَقٰہُمۡ رَبُّہُمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ۙ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا ہَنِیۡٓـئًۢا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۙ مُتَّکِـِٕیۡنَ عَلٰی سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَۃٍ ۚ وَ زَوَّجۡنٰہُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ ۙ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ اتَّبَعَتۡہُمۡ ذُرِّیَّتُہُمۡ بِاِیۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِہِمۡ ذُرِّیَّتَہُمۡ وَ مَاۤ اَلَتۡنٰہُمۡ مِّنۡ عَمَلِہِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ کُلُّ امۡرِیًٔۢ بِمَا کَسَبَ رَہِیۡنٌ (سورۃ الطور رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ بیشک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ محظوظ ہو رہے ہوں گے اس سے جو انہیں ان کے رب نے عطا کی ہے اور ان کو ان کے رب نے عذاب دوزخ سے بچا دیا ہے۔ مزے سے کھاؤ اور پیو۔ بدلے ان اعمال کے جو تم کیا کرتے تھے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں۔ اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی۔ ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ملا دینگے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔

تقویٰ کی معنی

ہر اس چیز سے بچنے کا نام ہے جو تعلق باللہ میں خلل انداز ہو۔

مثلاً

۱۔ اس شخص کے ہاں سے کھانا نہ کھائے۔ جو گاہکوں سے جھوٹ بول کر نفع کماتا ہے۔ یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ جس شخص نے گاہک سے جھوٹ بول کر نفع کمایا ہے۔ اس نے اتنا ہی حرام کمایا ہے۔ جتنا کہ جھوٹ بولا ہے۔ اور شریعت میں قاعدہ ہے۔ کہ جب حرام اور حلال ایک جگہ مل جائے تو ساری چیز حرام ہو جاتی ہے اس کی ایک واضح مثال سنئے اگر سوئر کا گوشت بکرے کا گوشت ملا کر ایک ہنڈیا میں پکایا جائے۔ تو بکرے کا گوشت بھی حرام ہو جائے گا۔ یہ جائز نہیں ہے۔ کہ آپ چن چن کر بکرے کی بوٹیاں کھا جائیں۔ کہ یہ تو حلال تھیں۔ حلال تو تھیں لیکن اب حرام کے ساتھ اکٹھا ہونے کے باعث یہ بھی حرام ہو گئی ہیں وما علینا الا البلاغ۔

دوسری مثال

۲۔ جو ملازم تنخواہ کے سوا رشوت بھی لیتا ہے۔ اگر معلوم ہو جائے تو اس کے ہاں دعوت کھانا خلاف تقویٰ ہے۔ اور معلوم نہ ہونے کے باعث دعوت کھا بیٹھا۔ تو اسے کھانے کے بعد اثر بد ضرور محسوس ہو گا۔ مثلاً اگر نیک آدمی ہے۔ تو اس کی روح میں بےچینی پیدا ہو جائے گی۔

اور

اگر باطن کی صفائی کسی باخدا اللہ تعالیٰ کے بندے کی صحبت میں رہتے ہوئے کرائی ہوئی ہے۔ تو متعین کر سکے گا کہ کھانا کھانے کے بعد یہ بےچینی آج فلاں شخص کے ہاں کھانا کھانے سے پیدا ہوئی ہے۔

تیسری مثال

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ارشاد ہے لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی

اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ (الی آخر الآیۃ)

ترجمہ۔ کوئی قوم کسی قوم سے مسخری نہ کرے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں۔ جن سے مسخری کی جا رہی ہے۔

قرآن شریف

کی اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ لوگوں سے مسخری کرنا بھی خلاف تقویٰ ہے۔ کیونکہ ہر آدمی اس سے مسخری کرتا ہے جس شخص کی اس کے دل میں کمتری کا جذبہ ہوتا ہے۔ اور جس بزرگ کی بزرگی کا دل میں احساس ہو یا اس کی طاقت کا یقین ہو۔ تو پہلے بزرگ کی بزرگی۔ اور دوسرے کے رعب کا ڈر مسخری کرنے سے مانع ہوتا ہے

چوتھی مثال

چوری پیشہ انسان کی دعوت کھانا خلاف تقویٰ ہے

کیونکہ چور غیر کا مال اس کی اجازت کے سوا لے آتا ہے۔ لہذا غیر کا مال بلا اجازت لے آنا اس چور کے لئے بھی حرام اور خلاف تقویٰ ہے اور وہ چور اس چوری کے مال میں سے کچھ خیرات کرے تو اور کسی کو بھی کھلانا بھی حرام اور خلاف تقویٰ ہے۔

کوئی

یہ تاویل نہیں کر سکتا کہ حرام تھا تو چور کے لئے میرا اس میں کیا قصور۔

پانچویں مثال

لہو و لعب سے حاصل کردہ کمائی کے مال سے دعوت کھانا خلاف تقویٰ ہے مثلاً بھانڈوں کی کمائی جو لوگوں کو تماشا دکھاتے ہیں۔ جن کا اکثر کھیل مذاق اور بیہودہ گوئی ہوتا ہے۔ متقی آدمی ان بیہودوں کی مجلس میں بیٹھنا اپنی نیک نامی کو بٹہ لگانا سمجھتے۔ اور شریف آدمی ان کی دعوت قبول کرنا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ لہذا یہ بھی خلاف تقویٰ ہے۔ نیک آدمی ایسے یاوہ گو انسانوں کو منہ لگانا یا ان کے گھروں میں جانا خلاف تقویٰ سمجھتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ کے متقی بندوں کی جزاء خیر ملاحظہ ہو

نمبر ۱

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ

ترجمہ

بیشک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔

یعنی

عذاب الٰہی سے بچکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے باغوں میں نعمتوں میں ہوں گے۔

ان

باغوں اور نعمتوں کی پوری تفصیل ارحم الراحمین خدائے قدوس وحدہ لا شریک ہی جانتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلك وکرمك۔ امین یا الہ العالمین

نمبر ۲

فٰکِھِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمْ رَبُّھُمْ

ترجمہ۔ محظوظ ہو رہے ہوں گے۔ اس سے جو انہیں ان کے رب نے عطا کیا ہے۔

اللھم اجعلنا منھم بفضلك وکرمك یا ارحم الراحمین

نمبر ۳

وَوَقٰھُمْ رَبُّھُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝

ترجمہ اور ان کو ان کے رب نے عذاب دوزخ سے بچا لیا ہے

اللھم اجعلنا منھم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ھَنِیْٓـًٔا...... بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ترجمہ مزے سے کھاؤ۔ اور پیو بدلے ان اعمال کے جو تم کیا کرتے تھے۔

ان پر رحمت کا مزید اظہار

مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی سُرُرٍ مَّصْفُوْفَۃٍ وَّزَوَّجْنٰھُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ۝ سورہ الطور رکوع ۱

ترجمہ۔ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے۔

یہ

مزید براں انعامات کی تفصیل ہے۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلك وکرمك یا ارحم الراحمین۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام کی معنی

الحدیث الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (رواہ البخاری)

ترجمہ (حضرت) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (پہلی) اس بات کی گواہی دینا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (تعالیٰ) کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنے۔ (یعنی بالالتزام) پڑھنے پر۔ اور زکوٰۃ دینے پر۔ اور حج کرنے پر اور رمضان (مبارک) کے روزے رکھنے پر۔

الحدیث الثانی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ رواہ البخاری

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مسلمان وہ شخص

ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے۔ جو ان چیزوں کو چھوڑ دے۔ جن سے اللہ (تعالیٰ) نے منع فرمایا ہے۔

الحدیث الثالث

ایمان کی لذت کس شخص کو حاصل ہوتی ہے

عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ رواہ البخاری

ترجمہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تین چیزیں ہیں۔ وہ جس شخص میں ہوں۔ ایمان کی لذت پائے گا۔ یہ کہ ہو۔ اللہ (تعالےٰ) اور اس کا رسول اس کے ہاں پیارا ان دونوں کے ماسویٰ سے اور یہ کہ کسی انسان سے دوستی رکھے۔ نہیں دوستی رکھتا۔ مگر اللہ (تعالیٰ) کے لئے۔ اور یہ کہ ناپسند کرے اس بات کو کہ کفر میں لوٹے۔ جیسے ناپسند کرتا ہے اس بات کو۔ کہ اسے آگ میں ڈالا جائے

الحدیث الرابع

ہر مسلمان کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام انسان سے بڑھ کر ہونی چاہئے

قال الامام البخاری رحمۃ اللہ علیہ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اَیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کوئی ایک تم میں سے ایماندار نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ میں اس کے دل میں اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر پیارا نہ ہو جاؤں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح کا ایک واقعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لئے اونٹ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہاں میں تم کو سواری کے لئے ایک اونٹنی کا بچہ دوں گا، اس شخص نے عرض کیا کہ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اونٹ اونٹنیوں ہی کے تو بچے ہوتے ہیں۔ (یعنی ہر اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہی تو ہے جو اونٹ بھی دیا جائے گا وہ اونٹنی کا بچہ ہی ہوگا)۔ جامع ترمذی

ہمیشہ لوگوں سے مسکرا کر ملنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سے مجھے اسلام نصیب ہوا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (خدمت میں) حاضری سے روکا ہو، اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا (یعنی ہمیشہ مسکرا کر ملے)۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

قیامت کی آمد کیسے ہوگی

قولہ تعالیٰ: وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَاِذَا ہُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّہِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ○ (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ اور صور پھونکا جائیگا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے

پھر کیا کہیں گے

قولہ تعالیٰ:۔ قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا ہٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وَصَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ○

ترجمہ۔ کہیں گے۔ ہائے افسوس کس نے ہیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا۔ جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا۔ اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

قیامت ایک ہی زور کی آواز ہوگی

قولہ تعالیٰ:۔ اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ہُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ وہ تو صرف ایک ہی زور کی آواز ہوگی پھر وہ ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔

قولہ تعالیٰ:۔ فَالۡیَوۡمَ لَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَیۡئًا وَّلَا تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ○ (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ پھر اس دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے جو کیا کرتے تھے۔

جنتیوں کی جزاء

نمبر اول

قولہ تعالیٰ: اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِہُوۡنَ ○ ہُمۡ وَاَزۡوَاجُہُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ عَلَی الۡاَرَآئِکِ مُتَّکِـُٔوۡنَ ○ (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔

نمبر دوم

قولہ تعالیٰ:۔ لَہُمۡ فِیۡہَا فَاکِہَۃٌ وَّلَہُمۡ مَّا یَدَّعُوۡنَ (سورۃ یٰس پ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ ان کے لئے وہاں میوہ ہوگا۔ اور انہیں ملے گا۔ جو وہ مانگیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں سلامتی کا پیغام ملیگا

قولہ تعالیٰ:۔ سَلٰمٌ ۟ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ ○ (سورۃ یٰس پ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ پروردگار نہایت رحم والے کی طرف سے انہیں سلام فرمایا جائے گا۔

یعنی

وہ حضرات ہر قسم کے خطرے سے محفوظ رہیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلك وكرمك

اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں سے خطاب

قولہ تعالیٰ۔ وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّہَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ○ اَلَمۡ اَعۡہَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ○ وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ ؕ ہٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ○ (سورۃ یٰس رکوع ۴ پ ۲۳)

ترجمہ۔ اے مجرمو آج الگ ہو جاؤ۔ اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کردی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"یعنی اسی دن کے لئے تم کو انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار سمجھایا گیا تھا کہ شیطان لعین کی پیروی مت کرنا جو تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ جہنم میں پہنچائے بغیر نہ چھوڑے گا۔ اگر ابدی نجات چاہتے ہو۔ تو یہ سیدھی راہ پڑی ہوئی ہے۔ اس پر چلے آؤ۔ اور اکیلے ایک خدا کی پرستش کرو

قولہ تعالیٰ: وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡکُمۡ جِبِلًّا کَثِیۡرًا ؕ اَفَلَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ ○ ہٰذِہٖ جَہَنَّمُ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ○ اِصۡلَوۡہَا الۡیَوۡمَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡفُرُوۡنَ ○ (سورۃ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ اور البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا۔ کیا پس تم نہیں سمجھتے تھے۔ یہی دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔

جو لوگ

احکام الٰہیہ کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ کہ یہ مسائل ملاؤں (یہ لقب علماء دین کو دیا جاتا ہے) کے ہیں۔

وہ مذکور الصدر آیات کے ترجمہ کو غور سے پڑھیں - کیا یہ کہنا ... کہ یہ ملاؤں کی باتیں ہیں ...... یہ کفر نہیں ہے - اور پھر کیا اس کفر یعنی انکار کا نتیجہ یہی نہیں جو گزشتہ آیات میں ذکر کیا گیا ہے ... کہ تمہارے انکار آیات الٰہیہ کے باعث دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے -

خدا کے بندو

یہ دنیا سدا نہیں رہے گی - پھر تم ملاؤں کی باتیں کہکر علماء کرام کے ارشادات کو ٹالنے سے دوزخ سے کس طرح بچ سکوگے - وما علینا الا البلاغ

لو تمہارے اعضاء تم پر گواہ بن گئے

قولہ تعالیٰ: اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

(سورۃ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ - آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے - اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے - اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے - اس پر جو وہ کیا کرتے تھے

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

یعنی آج اگر یہ لوگ اپنے جرموں کا زبان سے اعتراف نہ بھی کریں - تو کیا ہوتا ہے - ہم منہ پر مہر لگا دیں گے - اور ہاتھ پاؤں کان آنکھ حتیٰ کہ بدن کی کھال کو حکم دیا جائے گا - اور ان کے ذریعہ سے جن جرائم کا ارتکاب کیا تھا - بیان کریں - چنانچہ ہر ایک عضو اللہ (تعالیٰ) کی قدرت سے گویا ہوگا - اور ان کے جرموں کی شہادت دے گا -

قولہ تعالیٰ - حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ط قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (حم السجدۃ رکوع ۳)

ترجمہ - یہاں تک جب وہ دوزخ کے پاس آجائیں گے - گواہی دیں گے - ان کے کان اور آنکھیں اور چمڑے ان کے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اور کہیں گے ہمیں قوت گویائی دی اس نے جس نے ہر چیز کو قوت گویائی دی

قولہ تعالیٰ: - وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ○ (سورۃ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ - اور اگر ہم چاہیں - تو ان کی آنکھیں مٹا ڈالیں - پس وہ راستہ کی طرف دوڑیں - پھر وہ کیونکر دیکھ سکیں - اور اگر ہم چاہیں - تو ان کی صورتیں ان کی جگہوں پر مسخ کر دیں - پس نہ وہ آگے چل سکیں - اور نہ ہی پیچھے لوٹ سکیں -

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

یعنی جیسی انہوں نے ہماری آیتوں سے آنکھیں بند کر لی ہیں - اگر ہم چاہیں - تو دنیا میں بطور سزا کے ان کی ظاہری بینائی چھین کر چٹ اندھا کر دیں - کہ اِدھر اُدھر جانے کا راستہ بھی نہ سوجھے - اور جس طرح یہ لوگ شیطانی راستوں سے ہٹ کر اللہ (تعالیٰ) کی راہ نہیں چاہتے - ہم کو قدرت ہے - کہ ان کی صورتیں بگاڑ کر بالکل اپاہج بنادیں کہ پھر یہ کسی ضرورت کے لئے اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں - پر ہم نے ایسا نہ چاہا - اور ان کے جوارح اور قویٰ سے ان کو محروم نہیں کیا یہ ہماری طرف سے مہلت اور ڈھیل تھی - آج وہ ہی آنکھیں اور ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے - کہ ان بیہودوں نے ہم کو کن نالائق کاموں میں لگایا تھا -

قولہ تعالیٰ - (وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ○

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ اور ہم جس کی عمر زیادہ کرتے ہیں - بناوٹ میں اسے الٹا گھٹاتے چلے جاتے ہیں - کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے -

یعنی

جس طرح بچہ بے حد کمزور ہوتا ہے اور پھر اسے اللہ تعالےٰ توانا اور جوان کر دیتا ہے - اسی طرح اس اللہ تعالیٰ کو طاقت ہے - کہ طاقتور نوجوان قوی ہیکل ہونے کے بعد اسے انحطاط کی طرف لے جائے اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ قوۃ اور ضعف کی باگ بھی اسی کے ہاتھ میں ہے -

قولہ تعالیٰ: (وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ط اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ○) (سورۃ یٰس رکوع ۵ پ ۲۳)

ترجمہ - اور ہم نے نبی کو شعر نہیں سکھایا - اور نہ یہ اس کے مناسب ہی تھا یہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے -

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اوپر جو کچھ بیان ہوا - وہ حقائق واقعیہ ہیں - کوئی شاعرانہ تخیلات نہیں اس پیغمبر کو ہم نے قرآن دیا ہے جو نصیحتوں اور روشن تعلیمات سے معمور ہے - کوئی شعر و شاعری کا دیوان نہیں دیا - جس میں نری طبع آزمائی اور خیالی تک بندیاں ہوں - بلکہ آپ کی طبع مبارک کو فطری طور پر اس فن شاعری سے اتنا بعید رکھا گیا - کہ باوجود قریش کے اس اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کے جس کی معمولی لونڈیاں بھی اس وقت شعر کہنے کا طبعی سلیقہ رکھتی تھیں - آپ نے مدت العمر کوئی شعر نہیں بنایا -

قولہ تعالیٰ - (اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ○ (سورۃ یٰس پ ۲۳ رکوع ۵)

ترجمہ (یہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے -

قرآن مجید اس غرض کے لئے ہے

قولہ تعالیٰ: - لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ - تاکہ اس شخص کو ڈرائے جو زندہ ہے - اور کافروں پر الزام ثابت ہو جائے -

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کا حاشیہ

یعنی زندہ دل آدمی قرآن سن کر اللہ (تعالیٰ) سے ڈرے۔ اور منکروں پر حجت تمام ہو جائے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "جس میں جان ہو۔ یعنی نیک اثر پکڑتا ہو اس کے فائدہ کو اور منکروں پر الزام اتارنے کو"

قولہ تعالیٰ:۔ (اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِکُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَکُوْبُهُمْ وَمِنْهَا یَاْکُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ط اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ۝)

(سورۃ یس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے لئے اپنے ہاتھوں سے چار پائے بنائے جن کے وہ مالک ہیں اور انہیں ان کے بس میں کر دیا ہے۔ پھر ان میں سے کسی پر چڑھتے ہیں۔ اور کسی کو کھاتے ہیں۔ اور ان کے لئے ان میں اور بہت سے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں۔ پھر کیوں شکر نہیں کرتے۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات میں جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا شکریہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادا کرنا چاہیے تھا۔ اور شکریہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو حکم دے۔ اس کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ حالت اس کے برعکس ہے۔ کہ جنہیں انعامات کی بہتات سے سرفراز فرماتے ہیں۔ وہ لوگ ہیں۔ جن میں سے اکثر بجائے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے ماتحت چلنے کے ناشکر گزار بن جاتے ہیں۔ اور خدا داد نعمتوں کو بے مصرف صرف کرتے ہیں۔ مثلاً اکثر دنیا دار لوگ ہی رات کو سینما میں ٹکٹ لے کر جاتے ہیں۔ اگر نادار ہوتے تو یہ حرکت نہ کر سکتے۔

وما علینا الا البلاغ

۴ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکایت

۴ (وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً ینصرون) (سورۃ یس پارہ ۲۳ رکوع ۵)

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالیٰ) کے سوا انہوں اور معبود بنا رکھے ہیں۔ تاکہ وہ ان کی مدد کریں۔

غیر اللہ سے مدد لینے کے متعلق خدائی فیصلہ ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ (لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لهم جند محضرون ۝)

(سورۃ یس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ وہ (معبود من دون اللہ تعالیٰ) ان کی مدد نہیں کرسکنگے اور وہ ان کے حق میں ایک فریق مخالف ہوں گے۔

وما علینا الا البلاغ

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قہقہہ نہیں لگاتے تھے، صرف تبسم فرماتے تھے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پوری طرح (کھل کھلاتے) ہنستا ہوا نہیں دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دہن مبارک کا اندرونی حصہ نظر پڑ جاتا۔ (یعنی آپ اس طرح کھل کھلا کر اور قہقہہ لگا کر کبھی نہیں ہنستے تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دہن مبارک کا اندرونی حصہ نظر آسکتا) بس تبسم فرماتے تھے۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۶؍ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۸؍ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اَمّا بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ

اگر بالفرض ساری دنیا قرآن مجید سے بے نیاز ہو جائے تو آپ اس قرآن مجید کو چھوڑنے نہ پائیں

علٰی ھٰذا القیاس

ہمیں بھی یہی حکم ہوگا۔ کہ اگر آپ کے بعد ساری دنیا قرآن مجید سے بے نیاز بھی ہو جائے۔ تو بھی تمسک بکتاب اللہ ہی رکھیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اعلان الٰہی

(قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اَعْبُدُ اللّٰہَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

سورۃ یونس

رکوع ۱۱ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ کہدو۔ اے لوگو۔ اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے تو اللہ (تعالیٰ) کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ میں اللہ (تعالیٰ) کی عبادت کرتا ہوں۔ جو تمہیں وفات دیتا ہے۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ ایمانداروں میں رہوں۔

یعنی

اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں کے مسلک سے نہ ہٹوں۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلك ومنك۔

بقیہ اعلان الٰہی

جو منجانب اللہ (تعالیٰ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوا

قولہ تعالیٰ (وَاَنْ اَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ج وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور یہ بھی کہ یک سو ہو کر دین کی طرف رُخ کئے رہو۔ اور مشرکوں میں سے نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار۔ جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ بُرا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا۔ تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ج وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ ط یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے۔ تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے۔ اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ ج فَمَنِ اھْتَدٰی فَاِنَّمَا یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ ج وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا ج وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ کہدو۔ اے لوگو۔ تمہیں تمہارے رب سے حق پہنچ چکا ہے۔ پس جو کوئی راہ پر آئے۔ سو وہ اپنے بھلے کی راہ پاتا ہے۔ اور جو گمراہ رہے گا۔ اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ وَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ ج وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ۝ ع

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اس پر چل۔ اور صبر کر۔ یہاں تک کہ

اللہ (تعالیٰ) فیصلہ کردے اور
وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ

انسان کو مَآ يُوْحٰٓى اِلَيْكَ (یعنی
قرآن مجید سے روکنے والا کون ہے
اس روکنے والے کا نام شیطان ہے
چنانچہ۔

شیطان لعین کا اعلان قرآن مجید میں مذکور ہے وہ ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ: (فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ
اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ
(سورۃ ص رکوع ۵ سیپارہ ۲۳)

ترجمہ۔ پس (اے اللہ) تیری
عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں
البتہ سب کو گمراہ کردونگا
مگر تیرے کوئی خالص بندے
میری دام سے بچ جائیں گے۔
جو گمراہ نہیں ہوں گے۔
اللھم اجعلنا منھم

بارگاہ الٰہی سے اس امر کی شہادت کہ شیطان کا انسانوں کے متعلق جو گمان تھا وہ صحیح نکلا

قولہ تعالیٰ:۔ (تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ
عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا
بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ
اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَا وَجَدْنَا
لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ
(سورۃ الاعراف رکوع ۱۳ پارہ ۹)

ترجمہ۔ یہ بستیاں ہیں۔ جن کے
کچھ حالات ہم تمہیں سناتے
ہیں۔ بیشک ان کے پاس
ان کے رسول روشن نشانیاں
لے کر آئے تھے۔ پھر اس
بات پر ہرگز ایمان نہ
لائے۔ جسے پہلے جھٹلا چکے
تھے۔ کافروں کے دلوں پر
اللہ تعالیٰ اسی طرح مہر لگا
دیتا ہے۔ اور ہم نے ان
کے اکثر لوگوں میں عہد کا نباہ
نہیں پایا اور ان میں سے اکثر
کو نافرمان پایا۔

اب بھی اگر اکثر انسانوں پر نگاہ ڈالی جائے تو نتیجہ یہی نکلیگا

جب کہ پاکستان اور ہندوستان اور
یورپ اور امریکہ اور روس اور افریقہ
عربستان اور جاپان کے باشندے ایک
ہی باپ (آدم علیہ السلام) اور ایک
ہی ماں اسی حوا علیہا السلام کی اولاد
ہیں۔ پھر ان ممالک کے باشندوں
پر نگاہ اُٹھا کر دیکھئے۔ کہ ان ممالک
کے اکثر باشندے خدا تعالےٰ اور نبی
آخر الزمان علیہ السلام (محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابعدار ہیں
یا نافرمان ہیں۔ تو یقیناً اسی نتیجے پر
پہنچنا ہوگا۔ کہ اکثر بنی نوع انسان
فاسق ہیں۔ یا کافر۔ اللھم اھدنا
الصراط المستقیم بفضلك وکرمك

میرا خیال ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
امت کو اکثریت کی طرف نہیں جانا
چاہئیے

بلکہ

ان حضرات کو اللہ تعالےٰ کے فرمان اجب
الاذعان یعنی قرآن مجید کو اپنا دستور العمل
بنانا چاہئے۔ اور قرآن مجید کی عملی شرح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی
کو سامنے رکھیں۔ مثلاً دیکھیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں
نماز سے کیا مراد تھی۔ اور روزہ
کس طرح رکھا جاتا تھا۔ اور زکوٰۃ
کتنے روپیہ میں سے کتنی نکالنی لازم
تھی۔ وما علینا الا البلاغ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ
مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اللھم
اجعلنا من عبادك الصالحین آمین
یا ارحم الراحمین۔

مذکور الصدر مشورہ کا ثبوت

اللہ تعالےٰ کا قرآن شریف میں ارشاد
ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ
كَثِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۳
پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول
اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں
اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ (تعالیٰ
سے ملنے) اور قیامت کی امید
رکھتا ہے۔ اور اللہ (تعالیٰ)
کو بہت یاد کرتا ہے۔
اللھم ارزقنا اتباع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم۔ آمین یا الہ العالمین

خطبہ یوم الجمعة ۔ ۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہِ الذین اصطفٰی

امّا بعد

سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین فرمائی

ہے اور سورۃ الانعام رکوع نمبر ۲۰ میں صراط مستقیم کی تشریح فرمادی ہے

تاکہ کوئی آدمی غلطی نہ کرسکے

اور وہ تشریح یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ تعالیٰ (قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا) الاية
(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸ آیت ۱۵۱)

ترجمہ۔ آؤ میں تمہیں سنادوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔ یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ

مثلاً

(۱) احیاء و اماتت مخلوقات فقط اللہ تعالےٰ ہی کے قبضہ میں سمجھو۔
(۲) نفع یا ضرر پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے۔ اور کسی کا اس میں اختیار نہیں
(۳) رزق کی تنگی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔
(۴) غرضیکہ نظام عالم کے تمام تغیرات اسی کے حکم سے ہوتے ہیں۔
(۵) تمام جن و انس ہی نہیں۔ بلکہ سب حیوانات تک کے متعلقہ حالات اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

ترجمہ۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو

نیکی کرو

کہ کبھی کوئی ایسا کام نہ کرو۔ جس سے ماں باپ رنجیدہ خاطر ہوں۔ مثلاً چوری تو تم نے کی۔ اور اپنے ناجائز فعل کے باعث جیل میں گئے۔ اب ماں رو رہی ہے۔ کہ میرا بیٹا جیل میں گیا ہے خدا جانے اس کو کیا کیا دکھ دیا جاتا ہوگا۔

یا مثلاً

تم سفر میں گئے۔ اور گھر والوں کو اپنی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں دی۔ اب ماں بچاری رو رہی ہے۔ کہ ہائے میرے بیٹے کی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں آئی۔ خدا جانے زندہ ہے۔ یا مرگیا ہے یہ بھی ایک طرح ماں باپ کو دکھ دینا ہے

علیٰ ہذا القیاس

کوئی کام ایسا نہ کرو۔ جس سے ماں باپ کی دل آزاری ہو۔ نیک بخت اور سعادتمند اولاد وہی ہے۔ جو سابق الصدر نصائح کا خیال رکھے۔ اور اپنے کسی فعل سے بھی ماں باپ کا دل نہ دکھائے۔

(وما علینا الا البلاغ)

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۱)۔

ترجمہ۔ اور تنگدستی کے سبب سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے

عرب میں زمانہ جاہلیت کا یہ دستور تھا

کہ اپنی اولاد کو بچپن میں زندہ درگور کر آتے تھے۔ اس رسم بد سے اللہ تعالےٰ منع کررہا ہے۔

قتل اولاد کی

میرے خیال میں ایک اور صورت بھی ہے جو آج سے ۹۰ سال انگریز کی حکومت میں تمام قوموں بلکہ مسلمانوں میں بھی رائج رہی ہے۔ وہ یہ ہے۔

کہ اولاد کو روٹی نہ ملنے کے خوف سے

دین مطلق نہ پڑھانا۔ اور انگریزی پڑھانا

جن ماں باپ نے مذکورۃ الصدر۔ وتیرہ اختیار کیا۔ ان کی اولاد انگریزی۔ میں تو بی۔ اے ایم۔ اے تک پڑھ گئی اور قرآن مجید کے ناظرہ پڑھنے سے بھی نابلد رہے

ایسی اولاد

قیامت کے دن جب بے دین رہنے کے باعث دوزخ میں انہیں اللہ تعالےٰ بھجوائے گا۔ تو ماں باپ پر لعنت ڈالیں گے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲)

ترجمہ۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر

فاعتبروا یا اولی الابصار

عرب کے لوگ

اپنی اولاد زندہ قتل کرکے خود جہنم میں گئے تھے۔ لیکن یہ لوگ جنہوں نے اولاد کو تعلیم جدید تو پڑھائی۔ لیکن کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعے نہ پڑھا

کہ ان کو جہنم میں پہنچایا۔ اس لئے بارگاہ الٰہی میں ماں باپ کو ملزم بنا رہے ہیں کہ ماں باپ نے ہمیں غلط راستہ پر دنیا میں چلایا۔ تب ہی تو جہنم میں جا رہے ہیں۔

ہاں

اگر ماں باپ کو صحیح عقل ہوتی۔ تو دونوں تعلیمات دلاتے۔ روٹی کمانے کے لئے انگریزی تعلیم دلاتے۔ اور خدا تعالےٰ کے قرب میں پہنچ کر جنت کا داخلہ پانے کے لئے ہمیں دین بھی پڑھاتے۔

چنانچہ

اس کی مثالیں میرے سامنے ہیں۔ کہ قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم نے تعلیم جدید میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اور ادھر مرکز تعلیم اسلامی یعنی دارالعلوم دیوبند کے عالم تھے۔

دوسری مثال

ہمارے اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر مولانا خواجہ عبدالحی صاحب کالج کے تعلیم یافتہ اور دیوبند کے عالم ہیں

چنانچہ

ان مثالوں سے واضح ہوگیا کہ اگر ماں باپ کو آخرت میں اولاد کو کامیاب بنانے کی فکر ہو۔ تو اولاد کو دونوں تعلیمات سے روشناس کرا سکتے ہیں

وما علینا الا البلاغ

قولہ تعالیٰ: وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور پاس نہ جاؤ۔ بےحیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پاس نہ جاؤ۔ شاید یہ مراد ہو۔ کہ ایسے کاموں کے مبادی و وسائل سے بھی بچنا چاہئے۔ مثلاً زنا کی طرح نظر بد سے بھی اجتناب لازمی ہے

قولہ تعالیٰ: وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو۔ جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ تمہیں یہ حکم دیتا ہے۔ تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

تفصیل ملاحظہ ہو

اگر قاتل بارادہ مقتول کو قتل کر دیتا ہے۔ اور مقتول کا ارادہ قاتل کو قتل کرنے کا نہیں تھا۔ تو فقط قاتل دوزخی ہوگا۔ اور مقتول اپنے ارادہ کے صحیح ہونے کے باعث بچ جائے گا۔ اور اگر قاتل کو مقتول کے قتل کر دینے کا ارادہ تھا۔ اور مقتول کا بھی یہی ارادہ تھا۔ کہ قاتل کو قتل کردے۔ مگر اتفاق سے قاتل کی چوٹ مقتول کے لئے مہلک ثابت ہوگئی۔ اور مرگیا۔ تو دونوں ہی دوزخ میں جائیں گے۔

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے

حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یتیم کے مال میں بیجا تصرف کرنا حرام ہے۔ ہاں جائز و مشروع طریقہ سے احتیاط کے ساتھ اس میں ولی یتیم تصرف کر سکتا ہے۔ جب یتیم جوان ہو جائے اور اپنے فرائض کو سنبھال سکے۔ تو اُس کے حوالے کر دیا جائے۔

قولہ تعالیٰ: وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو۔ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے

یعنی

اللہ تعالیٰ جتنے احکام تجھے دے رہا ہے۔ انہیں اپنی طاقت کے مطابق نباہنا لازمی ہے۔ یعنی ہم کسی کو اس کی توفیق سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

قولہ تعالیٰ: وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ (سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور جب بات کہو۔ تو انصاف سے کہو۔ اگرچہ رشتہ دار ہی ہو۔

یعنی

مثلاً اگر تم سے کسی کے متعلق کسی معاملہ میں گواہی لی جائے۔ تو انصاف سے سچ بولو۔ خواہ رشتہ دار ہی ہو۔ یعنی رشتہ داری کے سبب سے انصاف کا خون نہ کرنا۔

قولہ تعالیٰ: وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ تمہیں یہ حکم دیا ہے۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

اس کے اوامر و نواہی پر پابندی سے عمل کرو۔ خدا (تعالیٰ) کے لئے جو نذر مانو یا قسم کھاؤ۔ بشرطیکہ غیر مشروع بات کی نہ ہو۔ اسے پورا کرنا چاہئے

قولہ تعالیٰ: وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو۔ اور دوسرے راستوں پر مت چلو۔ وہ تمہیں اللہ (تعالیٰ) کے راستہ سے ہٹا دیں گے۔ تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

علم کس طرح اُٹھا لیا جائے گا

عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اُٹھائے گا۔ کہ لوگوں کے دل و دماغ سے اُس کو نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اُٹھائے گا کہ علماء کو اُٹھائے گا (یعنی علماء وفات پا جائیں گے) یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا۔ تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنائیں گے۔ ان سے دین کی باتیں پوچھی جائیں گی۔ اور وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے پس خود بھی گمراہ ہوں گے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(بخاری و مسلم)

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

سچے مومن کون ہیں

اس موضوع کیلئے

پہلا ثبوت

قولہ تعالیٰ:۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ o الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ o اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ o (سورۃ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹)

ترجمہ۔ ایمان والے وہی ہیں جب اللہ (تعالیٰ) کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں۔ تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

دعا

ہر ایک مسلمان کے حق میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے ان صفات سے متصف ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دوسرا ثبوت

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ o وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا مَعَکُمْ فَاُولٰٓئِکَ مِنْکُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ o)

(سورۃ الانفال رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے۔ اور گھر چھوڑے اور تمہارے ساتھ ہو کر لڑے سو وہ لوگ بھی تم میں سے ہیں۔ اور رشتہ دار آپس میں اللہ (تعالیٰ) کے حکم کے مطابق ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ بے شک اللہ (تعالیٰ) ہر چیز سے خبردار ہے۔

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس دور کے مسلمانوں کو بھی اگر کبھی کفار کا مقابلہ کرنا پڑے تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ شانہ بشانہ ہو کر لڑیں۔

پکّے کافر کون لوگ ہیں

اس کا ثبوت

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا o اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا o

(سورۃ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۶)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم بعضوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور بعضوں کے منکر ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مذکور الصدر آیت پر

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ کا حاشیہ

یہاں سے ذکر ہے۔ یہود کا چونکہ یہود میں نفاق کا مرض بہت تھا۔ اور آپ کے زمانہ میں جو منافق تھے۔ وہ یہود تھے۔ یا یہودیوں سے ربط اور محبت رکھنے والے اور ان کے مشورہ پر چلنے والے تھے۔ اسلئے

قرآن شریف میں اکثر ان دونوں فریق کا ذکر اکٹھا فرمایا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جو اللہ (تعالیٰ) کے اور اس کے رسولوں سے منکر ہیں اور اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں یعنی اللہ (تعالیٰ) پر ایمان لاتے ہیں۔ اور رسولوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اور بعض رسولوں کو تو مانتے ہیں۔ اور بعض کو نہیں مانتے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ اسلام اور کفر کے بیچ میں ایک نیا مذہب اپنے لئے نکالیں۔ ایسے ہی لوگ اصلی اور ٹھیٹ کافر ہیں۔ ان کے لئے خواری اور ذلت کا عذاب ہے۔

فائدہ۔ اللہ (تعالیٰ) کا ماننا جب ہی معتبر ہے۔ کہ اپنے زمانہ کے پیغمبر کی تصدیق کرے۔ اور اس کا حکم مانے۔ بدون تصدیق نبی کے اللہ (تعالیٰ) کا ماننا غلط ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ بلکہ ایک نبی کی تکذیب اللہ (تعالیٰ) کی اور تمام رسولوں کی تکذیب سمجھی جاتی ہے۔ یہود نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ تو حق تعالیٰ کی اور تمام انبیاء (علیہم السلام) کی تکذیب کرنے والے قرار دئے گئے۔ اور کٹے کافر سمجھے گئے (انتہیٰ)

دعا

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس مرض سے بچائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر مسلمان کہلانے والا آپ کے ہر ارشاد کو عملی جامہ پہنا کر سچا مسلمان بن جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

نہ یہ کہ

مسلمانوں کی ایک جماعت مقابلہ کر رہی ہو۔ اور مسلمانوں کی دوسری جماعت تماشہ بین بن کر کھڑی رہے بلکہ سنت طریقہ پر عمل کرنے سے ہی مسلمانوں کو فتح ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مبارک زمانہ کی فتوحات میں بھی یہی عمل رہا تھا۔ وما علینا الا البلاغ

مسلم نما کافر کون لوگ ہیں

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مبارک ترین زمانہ میں مسلمانوں میں ایک فرقہ مسلم نما کافر بھی تھا۔ اور انہیں

منافق کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا

ان کا ذکر قرآن مجید میں ہے

قولہ تعالیٰ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۔ (سورۃ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵)

ترجمہ۔ منافق اللہ (تعالیٰ) کو فریب دیتے ہیں۔ اور وہی ان کو فریب کا بدلہ دے گا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور اللہ (تعالیٰ) کو بہت کم یہ لوگ یاد کرتے ہیں۔ کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں۔ نہ پورے اس طرف ہیں۔ اور نہ پورے اس طرف۔ اور جسے اللہ (تعالیٰ) گمراہ کردے۔ تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہیں پائے گا۔ اے ایمان والو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ کیا تم اپنے اوپر اللہ (تعالیٰ) کا صریح الزام لینا چاہتے ہو بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے اور تو ان کے لئے ہرگز کوئی مددگار نہیں پائے گا

اللھم اعذنا منہ

دعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کلمہ گو کو مذکور الصدر مصیبت سے بچائے۔ آمین۔ اور ہمیشہ مسلمان کو ایسے موقع پر مسلمانوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لوگوں سے مسکرا کر ملا کرتے تھے

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

(اللہ تعالیٰ کی نعمتیں انسان پر بیشمار ہیں لیکن اکثر انسان بے انصاف اور ناشکرے ہیں)

قولہ تعالیٰ۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝

(سورۃ ابراھیم رکوع ۵ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اللہ (تعالیٰ) وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے۔ اور کشتیاں تمہارے تابع کر دیں تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کر دیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا۔ جو ہمیشہ چلنے والے ہیں۔ اور تمہارے لئے رات اور دن کو تابع کیا۔ اور ہر چیز تم نے اس سے مانگی اس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ (تعالیٰ) کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کرسکو بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے

اکثر انسان کے متعلق مذکور الصدر فرمان واجب الاذعان ٹھیک ہے۔ البتہ بعض افراد انسانی خود اللہ تعالےٰ کی نظر میں مستثنیٰ بھی ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قولہ تعالیٰ (وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ) (سورۃ السباء رکوع ۲ پارہ ۲۲)

ترجمہ۔ اور میرے بندوں میں سے شکر گزار تھوڑے ہیں۔ انتہی

ثابت

ہوا۔ کہ جب شکر گزار تھوڑے ہیں تو کفران نعمت کرنے والے بندے زیادہ ہیں

اس پاکیزہ کلام

کی حفاظت کس نے کی۔ اگر اس سوال کا جواب خود قرآن شریف سے طلب فرماویں۔ تو قرآن شریف

یہ جواب دیتا ہے

قولہ تعالیٰ۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

(سورۃ حجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے۔ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قرآن مجید اپنے نزول کے وقت سے لیکر آج تک محفوظ ہے۔ اس کی حفاظت کا اللہ تعالےٰ نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے اس لئے اس وقت سے آج تک محفوظ ہے

حفاظت کے اندر

دو ذمہ داریاں خود بخود آجاتی ہیں۔ پہلی قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت کی ذمہ داری چنانچہ ا[illegible]ظ کی حفاظت دنیا کے بسنے والوں کے سامنے اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے حفاظ نے کی۔ اس لئے قرآن مجید کے الفاظ پہلی صدی سے چودھویں تک محفوظ ہیں۔ اور معانی قرآن مجید کی حفاظت علماء کرام نے کی

چنانچہ

آج سے سو سال پہلے جو نماز کا مطلب سمجھا جاتا تھا۔ وہی آج بھی سمجھا جاتا ہے اور زکوٰۃ کا جو مطلب آج سے تین سو سال پہلے لیا جاتا تھا۔ وہی آج بھی لیا جاتا ہے۔

اگر علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم

کا وجود مسعود ہر دور میں نہ پایا جاتا اور اپنی زبان حق ترجمان کی تلوار سے باطل کا قلع قمع نہ کرتے۔ تو اس اسلام کی صورت بگاڑ کر کیا سے کیا بن جاتی؟

دعا

ہے۔ کہ ایسے علماء کرام کی قبروں پر اللہ تعالےٰ کی رحمت کے زوز مینہ برسیں۔ آمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حدیث شریف

کی ضرورت

اس لئے ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔ اور انہیں اپنی کلام پاک کا مطلب بھی سمجھایا ہے۔ تاکہ اس کی کلام پاک کا مطلب لوگوں کو سمجھا سکیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بیانی پر اللہ تعالےٰ نے مہر لگا دی ہے۔ قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے (وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی) سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷۔

ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی

خواہش سے کچھ کہتا ہے - یہ تو وحی ہے - جو اس پر آتی ہے - عربی زبان میں ان دونوں آیتوں کا مطلب یوں بیان کیا جاسکتا ہے -

(اَیْ کُلُّ مَا نَطَقَ بِہٖ الرَّسُوْلُ فَھُوَ وَحْیٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی)

ترجمہ یہ ہے - یعنی جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - وہ سب وحی الٰہی ہوتا ہے -

وحی کی دو قسمیں ہیں

پہلا وحی جلی - اور وہ قرآن مجید ہے - اور دوسرا وحی خفی ہے - اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے

ابتدائے اسلام سے آج تک

سچے اور کھرے مسلمانوں کا یہی عقیدہ رہا ہے - اور اب بھی ہے - کہ جس طرح قرآن مجید من جانب اللہ نازل ہوا ہے اسی طرح حدیث شریف بھی آپ کے دل میں القاء کی گئی ہے - فرق اتنا ہوا - کہ قرآن مجید جبرئیل علیہ السلام آکر سنا جاتے ہیں - اور معانی کا آپ کے دل میں القاء کیا جاتا تھا - اور الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے تھے - اصل میں دونوں کو وحی کہا جاتا ہے

بقائے دین حق میں اگر مجاہدین اسلام کا ذکر نہ کیا جائے - تو بے انصافی ہے

اس سے پہلے علماء اسلام کا ذکر کر چکا ہوں - کہ ان حضرات کی جدوجہد نے اسلام کو اصلی صورت میں زندہ رکھا - اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان فرمودہ جو صورت نقل ہوکر آئی تھی - اسے محفوظ کر رکھا - اور

مجاہدین اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ

نے اپنی جان بازیوں سے باطل پرستوں کو اس پیغمبر کی بیان فرمودہ صورت کو بدلنے نہ دیا - اور اپنی عزیز جانیں اسلام نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچانے کے لئے قربان کردیں -

غفر لھم اللہ مغفرۃً کاملۃً - آمین یا الٰہ العالمین

چھینکنے والے کو چھینک کا جواب دیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہئے کہ الحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔ اور اس کا جو بھائی (یا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: اس کا جو ساتھی اس کے پاس) ہو وہ کہے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ (تم پر اللہ کی رحمت) اور جب یہ بھائی یَرْحَمُكَ اللّٰہُ (کا دعائیہ کلمہ) کہے تو چاہئے کہ چھینکنے والا (اس کے جواب میں یہ دعائیہ کلمہ) کہے یَھْدِیکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمھارے حالات درست فرمادے)۔ صحیح بخاری

چھینک آئے تو چہرہ ڈھانپ کر آواز دبالینی چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جب چھینک آتی تھی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے ہاتھ یا کپڑے سے چہرہ مبارک کو ڈھک لیتے تھے، اور اس کی آواز کو دبالیتے تھے۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ

مسلمانوں کا مذہبی راہ نما

قولہ تعالیٰ۔ (وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ط الاٰیۃ)

(سورۃ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اور اپنے رب کی کتاب سے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ پڑھا کرو۔

وہ کتاب اٹل ہے

یعنی

اس میں کبھی بھی ترمیم کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

قولہ تعالیٰ (لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ)

(سورۃ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔

یعنی

اگر تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ تو فقط اس کی کتاب یعنی قرآن مجید پڑھ۔ تاکہ وہ تم سے راضی ہو جائے۔

ہاں اگر کوئی اور مقصد ہے

مثلاً اگر درزی بننا چاہتا ہے۔ تو کپڑے کو کترو بیونت کرنے والی کتاب پڑھ

یا اگر

انجینیر بننا چاہتا ہے۔ تو زمین کے ٹکڑے کس طرح مثلث۔ مربع۔ مخمس۔ مسدس کاٹے جاتے ہیں۔ وہ فن سیکھے۔

حاصل یہ ہے

کہ اگر خدا رسیدہ بننا چاہتا ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ راضی ہو جائے۔ تو کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کو پڑھ۔ اسی واسطے تو کسی شاعر نے کہا ہے۔ مصرعہ۔

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی۔

مسلمان کو کس سوسائٹی میں شامل رہنا چاہیئے

قولہ تعالیٰ۔ (وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝)

(سورۃ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔ اور اس شخص کا کہا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے۔

حاصل

گزشتہ ارشاد الٰہی کا حاصل یہ ہے۔ کہ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ۔ جو صبح اور شام خدا تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں یعنی نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں۔ اور ان سے اپنی نظر نہ ہٹا (یعنی جس طرح وہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس طرح بسر کر) اگر ان مقبولین الٰہی سے تو نے نظر ہٹا لی۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ تو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ تو دنیا کی زندگی کی آسودہ حالی چاہتا ہے۔ اور آخرت کو نظر انداز کرنا چاہتا ہے۔ اور تو ان لوگوں کی راہ و رسم کو چھوڑ دے جن کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔ اور وہ اپنی ہوا و ہوس کے تابع ہیں۔ اور اس کا معاملہ بندگی کی حد سے آگے گزرا ہوا ہے

یعنی

بندگی کے دائرے کے اندر رہنے والے کا فرض ہے۔ کہ عبدیت کے دائرہ کے اندر رہے۔ یعنی جو کام بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرکے کرے۔ اور اگر اس شرط کو چھوڑ دے۔ تو گویا کہ وہ رضا الٰہی کے حاصل کرنے کے دائرہ سے نکل گیا۔ اللھم اعذنا منہ

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے شکایت ہے کہ بہت تھوڑے آدمی ایمان لاتے ہیں

اس مضمون پر شواہد

پہلا شاھد

(وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۱۱ پارہ ۱)

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں۔ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں۔ بلکہ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے کفر کے سبب لعنت کی ہے۔ سو بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں۔

دوسرا شاھد

قولہ تعالیٰ۔ (اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ) (سورۃ البقرۃ رکوع ۱۲ پارہ ۱)

ترجمہ۔ کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد باندھا تو اسے ان میں سے ایک جماعت نے پھینک دیا۔ بلکہ ان میں سے اکثر ایمان ہی نہیں رکھتے۔

تیسرا شاھد

قولہ تعالیٰ۔ (مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ٥

(سورۃ النساء رکوع ۷ پارہ ۵)

ترجمہ۔ یہودیوں میں بعض ایسے ہیں۔ جو الفاظ کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم نے سنا۔ اور نہ مانا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ سن نہ سنایا جائے تو نہ۔ اور کہتے ہیں۔ راعنا اپنی زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کرنے کے خیال سے۔ اور اگر وہ کہتے۔ کہ ہم نے سنا اور ہم نے مانا۔ اور سن تو اور ہم پر نظر کر۔ تو ان کے حق میں بہتر اور درست ہوتا۔ لیکن ان کے کفر کے سبب سے اللہ (تعالیٰ) نے ان پر لعنت کی۔ سو ان میں سے بہت کم لوگ ایمان لائیں گے

چوتھا شاھد

قولہ تعالیٰ (قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ)

(سورۃ الانعام پارہ ۸ رکوع ۱۵)

ترجمہ۔ کہدو۔ پس اللہ (تعالیٰ) کا الزام پورا ہو چکا۔ پس اگر وہ چاہتا۔ تو تم سب کو ہدایت کر دیتا۔

چار شاھدوں

کا حاصل یہ نکلا

کہ اللہ تعالیٰ جبر سے اپنے بندوں کو دائرہ ایمان میں لانا نہیں چاہتا۔ اور سوائے چند آدمیوں کے لوگ اطاعت الٰہی میں آنا نہیں چاہتے۔ اس لئے جہنم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بالجبر نہیں بھیجا جائے گا۔ بلکہ ان کے اعمال کا نتیجہ ہی یہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

لھذا

ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ کو بھی بندوں سے یہی شکایت ہے۔ کہ پیغمبروں پر بہت تھوڑے آدمی ایمان لایا کرتے تھے۔

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو بالجبر تو سب کے سب ایمان لے آتے

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان اس امر کا شاہد ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ (وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى ٥ الایۃ)

(سورۃ الانعام رکوع ۴ پارہ ۷)

ترجمہ۔ اور اگر اللہ (تعالیٰ) چاہتا۔ تو سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کا امتحان

لیتا ہے۔ ارشاد ہے

قولہ تعالیٰ (تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرُ ِۨ الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ٥ (سورۃ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ۔ وہ ذات بابرکت ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔ اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں امتحان میں کامیاب فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

جو شخص چھینکنے پر الحمدللہ نہ کہے اسے دعا نہ دی جائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس (بیٹھے ہوئے) دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ایک کو يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کر دعا دی اور دوسرے کو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ نہیں کہا تو اس دوسرے نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے ان (بھائی) کو يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کے دعا دی اور مجھے یہ دعا نہیں دی، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: ان (بھائی) نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تھا اور تم نے نہیں کہا (اس لئے خود تم نے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کا حق کھو دیا)۔ صحیح بخاری

خطبہ یوم الجمعۃ ۲ر ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

عقلمند کون ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی جزاءِ خیر

قولہ تعالیٰ (اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ۝

(سورۃ الرعد پارہ ۱۳ رکوع ۱۳)

ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ عقلمند وہ لوگ ہیں جو اللہ (تعالیٰ) کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی۔ اور ہمارے دئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویاں اور اولاد میں سے بھی جو نیکو کار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

ان دس صفتوں سے

متصف ہونے والوں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ جو ہمیشہ رہنے کے لئے باغ ہیں۔

جو ان کے لئے

اور

ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں کے لئے بھی ہوں گے۔

ان عقلمندوں

کی نیکیوں کے سبب سے کتنے آدمیوں

کا بھلا ہوگیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عقلمندوں کے خلاف اب ناعاقبت اندیش لوگوں کے حالات سنئے

اور ان کا جو انجام ہوگا وہ عقلمندوں کے لئے

عبرت ہے

پہلی مثال

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ)

(سورۃ الرعد رکوع ۱۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور جو اللہ (تعالیٰ) کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں۔

مثلاً

کہلاتے تو مسلمان ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار۔ اور جب اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے۔ کہ نماز پڑھو۔ تو نماز نہیں پڑھتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ) (راوی) كَمَا قَالَ ترجمہ۔ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی — وہ کافر ہوگیا۔ (اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ کافر ہوگئے ہیں۔ اور ان باتوں کی انہیں سمجھ ہے۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں اس رسمی اور کھوٹے اسلام سے کیا فائدہ۔ کیا اللہ تعالےٰ تمہارے فریب اور جھوٹ کو نہیں سمجھتا۔ وہ تو

علام الغیوب ہے

دلوں کے ارادوں تک کو جانتا ہے پھر کیا ان دعووں سے نجات ہو جائے گی۔

وما علینا الا البلاغ

ناعاقبت اندیش لوگوں کی دوسری مثال

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓی اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ

لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ

(سورۃ ابراھیم رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا۔ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دینگے یا ہمارے دین میں لوٹ آؤ۔ تب انہیں ان کے رب نے حکم بھیجا۔ کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے۔ اور ان کے بعد اس زمین میں تمہیں آباد کریں گے۔ یہ اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور جس نے میرے عذاب سے خوف کھایا۔ اور پیغمبروں نے فیصلہ چاہا۔ اور ہر ایک سرکش ضدی نامراد ہوا۔ اور اس کے آگے دوزخ ہے۔ اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جسے گھونٹ گھونٹ پئے گا اور اسے گلے سے نہ اتار سکیگا۔ اور اس پر ہر طرف سے موت آئے گی اور وہ نہیں مرے گا۔ اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا۔ ان کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا۔ ایسی ہے کہ ان کے اعمال گویا راکھ ہیں۔ کہ جسے آندھی کے دن ہوا اڑا کر لے گئی ہو۔ جو کچھ انہوں نے کمایا تھا۔ اس میں سے کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہ رہا ہو۔ یہ بھی دور کی گمراہی ہے۔

ناعاقبت اندیش لوگوں کی
تیسری مثال

قولہ تعالیٰ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (سورۃ ابراھیم رکوع ۴ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکیگا۔ تو شیطان کہے گا۔ کہ بیشک اللہ (تعالیٰ) نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا۔ کہ میں نے تمہیں بلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے

دیکھو شیطان کتنا بڑا دھوکہ باز ہے

کہ جب فیصلہ ہو چکا۔ کہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالےٰ کے دنیا میں مخالف تھے اور شیطان کا دنیا میں اتباع کرتے تھے۔ انہیں اب کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے وعدے سب سچے تھے۔ اور میرے وعدے سب جھوٹے تھے۔ اور جو میں نے تمہیں وعدے دئے تھے۔ ان سب کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور در اصل میرا ہی تمہارے گمراہ کرنے میں سارا جرم نہیں ہے۔ بلکہ تمہارا بھی جرم ہے۔ کہ میں نے تمہیں بلایا۔ اور تم آگئے۔

یعنی

نہ یہ تحقیق کی۔ کہ کون بلا رہا ہے۔ اور نہ سوچا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بلاوے پر جا رہے ہیں۔ یا
۲ کسی اور کے بلاوے پر۔ در اصل
تحقیق کئے بغیر اٹھ دوڑنا تمہارا بھی قصور ہے۔

لہذا

میرا ہی سارا قصور نہیں ہے۔ بلکہ قصور تمہارا بھی ہے۔ میں نے تمہیں بلایا۔ اور تم میرے بلائے پر آگئے

اس لئے

اس دعوت کی قبولیت میں کس کا قصور ہے؛ فقط تمہارا۔

لہذا

مذہبًا فقط اس کا ساتھ دینا چاہئے جو متبع کتاب و سنت ہو۔ اور دنیاداری کے لحاظ سے، جہاں دنیا کا نفع ہو
وما علینا الا البلاغ

بشرطیکہ

دین داری میں فرق نہ آئے۔ وما علینا الا البلاغ

پورا مسلمان کون ہے

حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا مسلمان وہ ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھوں سے مسلمان محفوظ اور مامون رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے۔ جس نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا ہو۔ جن سے خدا نے نے منع فرمایا ہے۔ (یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ اور مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ مسلمان میں سب سے اچھا کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ شخص جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

(بخاری و مسلم)

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ جمادی الاوّل ۱۳۸۱ھ مطابق ۳ ر نومبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡد

اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو باقی مخلوقات سے افضل بنایا

اس دعویٰ کا ثبوت

ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ:۔ وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ وَحَمَلۡنٰہُمۡ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنٰہُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰہُمۡ عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِیۡلًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۷ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ اور ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو عزت دی ہے۔ اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا۔ اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا۔ اور بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی۔

دعویٰ

ثابت ہو گیا

کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو سب چیزوں سے افضل بنایا ہے

آئندہ سب انسان اپنے اپنے امام کے ساتھ بلائے جائینگے

ثبوت

قولہ تعالیٰ:۔ یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِہِمۡ ۚ۔ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے۔

اس دن انسانوں کی دو قسمیں ہوں گی۔

ایک قسم

فَمَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیۡنِہٖ فَاُولٰٓئِکَ یَقۡرَءُوۡنَ کِتٰبَہُمۡ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ سو جسے اس کا اعمالنامہ اسکے دائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ سو وہ لوگ اپنا اعمالنامہ پڑھینگے اور وہ تاگے کے برابر ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

دوسری قسم

وَمَنۡ کَانَ فِیۡ ہٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی وَاَضَلُّ سَبِیۡلًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا۔ تو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ اور راستہ سے بہت دور ہٹا ہوا۔

دُنیا میں اندھا رہنے سے مراد آنکھوں کا اندھا ہونا نہیں ہے

بلکہ بینائی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہوتی ہے آنکھوں کی بینائی جو انسانوں کے سوا سوٴروں، کتّوں، بلیوں اور سانپوں کو بھی حاصل ہے۔ اور اس کو عربی میں بصارت کہتے ہیں۔ اور دوسری ہوتی ہے باطن کی بینائی۔ اور وہ انسانوں کے لئے مخصوص ہے خوش نصیب انسان وہ ہے جسے وہ مل جائے اور اسے عربی میں بصیرت کہا جاتا ہے۔

اور کفّار کی خواہش تو یہی تھی کہ آپ کو من جانب اللہ تعالیٰ وحی سے ہٹا دیں اور پھر اپنا دوست بنالیں

اس کا ثبوت

وَاِنۡ کَادُوۡا لَیَفۡتِنُوۡنَکَ عَنِ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ لِتَفۡتَرِیَ عَلَیۡنَا غَیۡرَہٗ ٭ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوۡکَ خَلِیۡلًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ اور بیشک وہ قریب تھے کہ تجھے اس چیز (یعنی وحی) سے بہکا دیں۔ جو ہم نے تجھ پر بذریعہ وحی بھیجی ہے تاکہ تو اس کے سوا ہم پر بہتان باندھنے لگے۔ اور پھر تجھے اپنا دوست بنا لیں۔

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدم نہ رکھتا۔ تو شاید آپ بھی ان کی طرف جھک ہی جاتے۔ تاکہ وہ لوگ کسی نہ کسی طرح سے دائرہِ اسلام میں آ ہی جائیں

ثبوت

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰکَ لَقَدۡ کِدۡتَّ تَرۡکَنُ اِلَیۡہِمۡ شَیۡئًا قَلِیۡلًا ۝ ٭ۙ

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ:۔ اور اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے۔ تو تو کچھ تھوڑا سا ان کی طرف جھکنے کے قریب تھا۔

بالفرض والتقدیر

آپ کفّار کی طرف جھک جاتے تو

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ - پارہ ۱۵

ترجمہ:- اس وقت ہم تجھے زندگی میں اور موت کے بعد دوہرا عذاب چکھاتے، پھر تو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار نہ پاتا۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفّار کی خواہش پر جھکنا تو بالفرض والتقدیر ہے۔ البتہ آپ کی امت میں سے کوئی جھکے گا تو دنیا اور آخرت کی سزا پائیگا۔

اللّٰھم اعذنا منہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان واجب الاذعان اس پر شاہد ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

سورۃ الحج رکوع ۲ - پارہ ۱۷

ترجمہ:- اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ (تعالےٰ) کی عبادت کنارے پہ ہو کر کرتے ہیں۔ پھر اگر اسے فائدہ پہنچ گیا تو اس عبادت پر قائم ہو گیا۔ اور اگر تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا۔ دنیا اور آخرت گنوائی۔ یہی وہ صریح خسارا ہے۔

اسی لئے

بارگاہ الٰہی کے مقبول بندوں کا ارشاد ہے:- اطلبوا الاستقامۃ ولا تطلبوا الکرامۃ فان الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔

ترجمہ:- اللہ تعالےٰ سے استقامت بجائے کرامت کے طلب کیا کرو۔ کیونکہ استقامت کا مقام کرامت سے بھی اونچا ہے۔

اور بارگاہ الٰہی میں بھی صاحب استقامت کیلئے بڑی عزت افزائی کا اعلان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ع

سورۃ حٰم السجدہ رکوع ۱۸ پارہ ۲۴

ترجمہ:- بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ (تعالیٰ) ہے پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور غم نہ کرو۔ اور جنت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے اور تم جو وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

اللّٰھم اجعلنا منھم یا رب العٰلمین

آمین یا الٰہ العالمین

جمائی آئے تو ہاتھ سے منہ بند کر لینا چاہیے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو چاہئے کہ وہ اپنا ہاتھ رکھ کے منہ بند کر لے، کیوں کہ شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ صحیح مسلم

خطبہ یوم الجمعۃ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں کونسی چیز پسندیدہ ہے

فقط اعمال صالحہ

ثبوت

قولہ تعالیٰ:۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا

ترجمہ۔ مال اور اولاد تو دنیا کی زندگی کی رونق ہیں۔ اور تیرے رب کے ہاں باقی رہنے والی ثواب اور آخرت کی امید کے لحاظ سے بہتر ہیں۔

بارگاہ الٰہی جل مجدہٗ اور انسانی زاویہ نگاہ میں فرق

اللہ تعالےٰ کے ہاں مال کی کثرت کا ہونا کوئی عزت کا سبب نہیں ہے

ہاں

البتہ اعمال صالحہ کا ہونا موجب نجات مثلاً ارکان خمسہ (کلمۂ توحید۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج) کا پانا جانا موجب نجات ہے۔ بشرطیکہ ان میں کوئی رہنے نہ پائے۔ مثلاً ان میں سے اقرار والے کا اقرار اور عمل والے کا عمل نہ رہ جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

اور انسانی نقطہ نگاہ

مال کی بہتات باعث عزت ہے

مثلاً

زمین کے زیادہ رقبہ پر قابض ہونا موجب عزت ہے۔ نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔ وہ پنجابی زبان میں چوہدری کہلائیگا خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وہ بجائے چودہری کے بے ایمان کہلائے۔

مثلاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد واجب الاعتقاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ اَوْ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جس شخص نے ایک نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی۔ وہ کافر ہوچکا

یا مثلاً

ایک شخص کی ملکیت میں مال کے دو گودام بھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ سیٹھ کہلاتا ہے۔ لوگوں کی نظر میں یہ بڑا معزز لفظ ہے۔

لیکن

وہ شخص نماز نہیں پڑھتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس کی کوئی عزت نہیں۔ بلکہ وہ کافر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی۔ وہ کافر ہوگیا۔

یا مثلاً ایک شخص بہت بڑا ڈاکٹر ہے اور لوگ اسے

سول سرجن

کے معزز لقب سے پکارتے ہیں۔ مگر وہ شخص نماز نہیں پڑھتا۔ تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ کافر ہوگیا۔

برادران اسلام

میری یہ صاف گوئی آپ کے لئے کڑوی دوائی کی طرح تکلیف دہ تو ہوگی۔ لیکن جس طرح وہ کڑوی دوائی پی لی جائے۔ تو مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ہیں

اس تنبیہ سے

اگر آپ نیکی کے پابند ہو جائیں۔ تو یہ بڑا ہی مفید علاج ہے۔ یہ باتیں میں آپ سے خیر خواہی کے طور پر عرض کر رہا ہوں۔

خدا کرے

کہ آپ یہ کڑوی دوائی پی لیں۔ اور آپ کی اصلاح ہو جائے۔ تو یہ بڑا ہی سستا سودا ہے۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

دُعا

کرتا ہوں۔ کہ میرے سب بدعمل بھائیوں کے لئے یہ کڑوا نسخہ مفید ہو جائے

والبنون

جس طرح کثرت مال انسان کی گمراہی کا موجب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ سن چکے ہیں۔ اسی طرح بیٹوں اور پوتوں کی کثرت بھی بعض اوقات بعض انسان کی گمراہی کا باعث بن جاتی ہے

مثلاً

ایک شخص دوسرے شخص کو فحش گالیاں دیتا

ہے۔ اور دل میں خیال کرتا ہے۔ کہ یہ شخص میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ کیونکہ میرے سات بیٹے ہیں۔ اور پندرہ پوتے ہیں اس بائیس کے جتھے کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور سب ماشاء اللہ جوان ہیں۔ اور سب لڑاکے ہیں۔ اس غرور میں دوسرے مسکین کو بے تحاشا گالیاں دیتا ہے۔ اور جس کو گالیاں دے رہا ہے اس کا ایک بیٹا ہے۔ اس کو

یقین ہے

کہ اگر لڑائی ہوئی تو میرے بیٹے اور پوتے جتیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا ہے۔ کہ اولاد کی کثرت کے گھمنڈ سے کسی مسکین پر ظلم نہ کر بیٹھنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سرکار والا مدار اس مسکین کی حامی ہوگی۔ پھر تمہیں اس بیہودہ گوئی کا نتیجہ جو بارگاہ الٰہی کا تم پر صادر ہوگا۔ وہ بھگتنا پڑے گا۔ اس لئے غریب پر ظلم کرنا۔ گویا کہ اپنے نفس پر ظلم ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ نے جس طرف انسان کی توجہ کرائی ہے وہ رخ بالکل ٹھیک ہے

وہ کیا ہے

وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ۝

ترجمہ۔ اور تیرے رب کے ہاں باقی رہنے والی ثواب اور آخرت کی امید کے لحاظ سے بہتر ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہی اجر عطا فرمائے گا۔ وہ کام کر۔ تاکہ بارگاہ الٰہی میں تیرا انجام بخیر ہو۔

دعا

اللھم وفقنا لما تحب وترضی یا ارحم الراحمین ویا غیاث المستغیثین

تین مرتبہ سے زیادہ چھینکنے والے کو جواب دینا ضروری نہیں

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص کو چھینک آئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یَرْحَمُكَ اللهُ کہہ کے ان کو دعا دی، ان کو دوبارہ چھینک آئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: یہ زکام میں مبتلا ہیں۔ صحیح مسلم (اور جامع ترمذی کی اسی حدیث کی روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تیسری دفعہ چھینکنے پر یہ فرمایا تھا کہ ان کو زکام ہے)۔

عبید بن رفاعہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: چھینکنے والے کو تین دفعہ تو یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہو اور اس سے زیادہ چھینکیں آئیں تو اختیار ہے چاہے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہو، چاہے نہ کہو۔ جامع ترمذی

(باقی صفحہ پر)

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ رجمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

سوال

یہ کتاب مقدس کس نے نازل فرمائی

جواب

قولہ تعالیٰ (اَنْزَلْنَاہُ)

ترجمہ - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ ہم نے نازل فرمائی - یعنی اس اللہ تعالیٰ نے جو سارے جہاں کا خالق اور مالک ہے -

سوال

کس کی طرف نازل فرمائی

جواب

قولہ تعالیٰ (اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ ۚ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَھٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ۚ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا o)

(سورۃ النساء رکوع ۲۳ پارہ ۶)

ترجمہ - ہم نے تیری طرف وحی بھیجی - جیسی نوح (علیہ السلام) پر وحی بھیجی - اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد آئے اور ابراہیم (علیہ السلام)، اور اسمٰعیل (علیہ السلام)، اور اسحاق (علیہ السلام)، اور یعقوب (علیہ السلام)، اور اس کی اولاد اور عیسیٰ (علیہ السلام)، اور ایوب (علیہ السلام)، اور یونس (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) اور سلیمان (علیہ السلام) پر وحی بھیجی - اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور دی -

حاصل

یہ ہے کہ جس طرح پہلے ان مذکورالصدر انبیاء علیہم السلام پر ہم نے وحی بھیجی تھی ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی -

پہلے انبیاء علیہم السلام

کی طرف من جانب اللہ تعالیٰ وحی نازل ہونے کا اقرار کرتے ہو - تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی آنے کا کیوں انکار کرتے ہو -

یہ تو

ایک طرح کی صریح بے انصافی کرتے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں اس بے انصافی سے بچائے - آمین یا الٰہ العالمین

نئے پیغمبر بھیجنے کی حکمت

یہ ہے

کہ تم قیامت کے دن یہ عذر نہ کرنے پاؤ -

قولہ تعالیٰ (وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا o رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا) (سورۃ الاحزاب رکوع ۸)

ترجمہ - اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر -

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر کیا تعلیم دی

پہلا شاھد

قولہ تعالیٰ :- (یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ) سورۃ البقرۃ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ - اے لوگو - اپنے رب کی عبادت کرو - جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے - تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ -

دوسرا شاھد

قولہ تعالیٰ (وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ۭ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۙ)

(سورۃ النساء رکوع ۶ پارہ ۵)

ترجمہ - اور اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو - اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو - اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو بیشک اللہ (تعالیٰ) اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا -

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور

اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کرو۔ اور تمام اس قسم کے انسانوں کی خدمت کرو۔ تاکہ تمہارے اندر رعونت اور خود پرستی کا جذبہ پیدا بھی نہ ہونے پائے کہ میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہوں۔ اس انانیت کے جذبے کو نکالنے کے لئے سب کی خدمت کرنا لازم قرار دیدی۔

تیسرا شاهد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ پیغام خداوندی پہنچایا۔
قولہ تعالیٰ:۔ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (سورۃ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳)
ترجمہ۔ اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔

برادران اسلام

اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں
فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (سورۃ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹)
ترجمہ۔ پس تم اللہ (تعالیٰ) کیساتھ کسی کو نہ پکارو

لهذا

مسلمان کا فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کو نہ پکاریں۔ خواہ کتنا ہی بزرگ کیوں نہ ہو۔ الحمد للہ میں بزرگوں کی بزرگی کو مانتا ہوں لیکن ان کے پکارنے سے اللہ تعالےٰ منع فرماتا ہے۔ اور اس ارشاد الٰہی پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

چوتھا شاهد

قولہ تعالیٰ (وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورۃ الانعام رکوع ۱۷ پارہ ۸)
ترجمہ۔ اور بے جا خرچ نہ کرو۔ بیشک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اکثر آدمی

آپ دیکھیں گے۔ کہ بے جا خرچ کرتے ہیں۔ فقط لوگوں سے تعریف کرانے کے لئے حالانکہ دکھلانے کے طور پر مال خداوندی برباد کرنا یہ حرام ہے کیونکہ شرعاً اس کو ریاء کہتے ہیں۔ اور ریاء شرک ہے۔

مثلاً

شادی کے موقعہ پر آتشبازی چلانا محض ریاء ہے۔ تاکہ لوگ واہ واہ کریں اور یہ گناہ ہے۔
وَاللّٰهُ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت جو احکام الٰہی ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔ جو ذکر کئے جاچکے ہیں۔ یہ معدودے چند ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان ارشادات پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

خدا سے اور خدا کے لئے محبت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ رَوَاهُ الْبُخَارِی

ترجمہ۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ روحیں رجمنوں میں داخل کرکے متفرق کر دیا گیا۔ پس جو روحیں کہ رجمنوں میں داخل کئے جانے سے پہلے آپس میں مانوس تھیں (اب بھی) آپس میں مانوس ہیں اور باہم الفت رکھتی ہیں اور جو روحیں اس وقت انجان و ناما نوس تھیں۔ وہ آپس میں (اب بھی) اختلاف رکھتی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَيَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيْلَ فَيَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَيُبْغِضُوْنَهُ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خداوند تعالےٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے۔ تو جبرئیل کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہوں۔ تو بھی اس سے محبت کر پھر جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں۔ کہ خداوند تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ اور آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس بندہ کے لئے زمین میں بھی قبولیت رکھی جاتی ہے (یعنی زمین کے لوگ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ جب کسی بندہ سے بغض رکھتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر کہتا ہے۔ کہ میں فلاں بندہ سے بغض رکھتا ہوں۔ تو بھی بغض رکھ جبرئیل بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اور آسمان میں اعلان کردیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ فلاں شخص سے بغض رکھتا ہے۔ تم بھی اس سے بغض رکھو۔ اور آسمان والے بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اور پھر اس کے لئے زمین میں بھی بغض رکھا جاتا ہے۔ یعنی زمین والے بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ (مسلم)

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

(۱) جو لوگ اپنے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں لینا چاہتے ہیں

ان کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دیدیا جاتا ہے

اور انہیں آخرت میں کچھ اجر نیکیوں کا نہیں ملیگا

(۲) اور جو لوگ اپنے اعمال صالحہ کا بدلہ آخرت میں لینا چاہتے ہیں

ان کو نیک اعمال کا اجر دنیا میں بھی مل کر رہیگا

اور

کامل مکمل آخرت میں بھی ملیگا۔

مضمون اول پر

پہلا شاھد

قولہ تعالی۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰہِ وَاَیۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰہُ وَلَا یَنۡظُرُ اِلَیۡهِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیۡهِمۡ ۪ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (سورہ ال عمران رکوع ۸ پارہ ۳)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالٰے کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے حقیر معاوضہ لیتے ہیں۔ آخرت میں۔ ان کا کوئی حصّہ نہیں۔ اور ان سے اللہ (تعالیٰ) کلام نہیں کرے گا اور قیامت کے دن ان کی طرف نہ دیکھے گا۔ اور انہیں پاک بھی نہ کرے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

مضمون اول پر

دوسرا شاھد

قولہ تعالی۔ مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا وَزِیۡنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیۡهِمۡ اَعۡمَالَهُمۡ فِیۡهَا وَهُمۡ فِیۡهَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ لَیۡسَ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِیۡهَا وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ○ (سورہ ھود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے تو ان کے اعمال ہم یہیں پورے کر دیتے ہیں اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا۔ یہ وہی ہیں۔ جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہوگیا۔ جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا اور خراب ہوگیا۔ جو کچھ کمایا تھا۔

مضمون اول پر

تیسرا شاھد

قولہ تعالی۔ مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعَاجِلَةَ عَجَّلۡنَا لَهٗ فِیۡهَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِیۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ یَصۡلٰىهَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سردست دنیا میں سے جس قدر چاہتے ہیں دیدیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔

دوسرے مضمون پر

پہلا شاھد

قولہ تعالی (اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ

اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۷ پارہ ۱۱)

ترجمہ - خبردار بے شک جو اللہ (تعالیٰ) کے دوست ہیں - نہ ان پر ڈر ہے - اور نہ وہ غمگین ہوں گے - جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ (تعالیٰ) کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی - یہی بڑی کامیابی ہے -

دوسرا شاہد

قولہ تعالیٰ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ (سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ - سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں - وہ لوگ جو اللہ (تعالیٰ) کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں - اور بُرے حساب کا خوف رکھتے ہیں - اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا - اور نماز قائم کی - اور ہمارے دئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا - اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں - انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے - ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے - اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکو کار ہیں - اور ان کے پاس ہر دروازے سے آئینگے کہیں گے - تم پر سلامتی ہو - تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے -

برادران اسلام کی خدمت میں
قرآن شریف کی روشنی میں ایک
مخلصانہ مشورہ عرض کرتا ہوں

وہ یہ ہے - کہ عنوان کے نمبر دوم کو مقصود بنائیے - تا کہ تمام نیکیوں کا صلہ آخرت میں ملے - اور وہاں جزاء اعمال صالحہ ہی ملے گی -

دنیا میں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر ذی روح کی ضروریات کے پورا کرنے کا خود ذمہ لیا ہوا ہے - قرآن مجید کے بارھویں پارہ کے ابتدا میں اللہ تعالےٰ نے ہر جاندار جو پیدا کیا ہے اس کی ضروریات پورا کرنے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے رکھی ہے - ارشاد ہوتا ہے - (وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا الآیۃ ترجمہ کا حاصل یہی ہے - کہ ہر جاندار کی ضروریات دنیاوی کے پورا کرنے کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے -

اس لئے

ضروریات دنیاوی کا ذمہ تو اللہ تعالےٰ کے ذمہ چھوڑئیے -

آخرت

کی ضروریات کی ذمہ داری اللہ تعالےٰ نے نہیں اٹھائی -

بلکہ

آخرت کے متعلق اللہ جل شانہٗ کا اعلان واجب الاذعان -

سنئے

قولہ تعالیٰ (فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (سورۃ الزلزال رکوع ۱ پارہ ۳۰)

ترجمہ - جو شخص دنیا میں ذرہ جتنی نیکی کرے گا - اس کا اجر پائے گا - اور جو شخص ذرہ جتنی برائی کرے گا - اس کی سزا پائے گا -

لہذا

میرا مشورہ یہ ہے - کہ ایسے اعمال کیجئے جن کے باعث آخرت کی گرفت سے بچ سکیں - وما علینا الا البلاغ -

جھوٹ کی حرمت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا - کہ بے شک صدق اور سچائی بھلائی کی طرف ہدایت کرتی ہے اور بھلائی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے - یہاں تک کہ حق تعالےٰ کے ہاں اس کو صدیق (سچ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے - اور جھوٹ برائی اور بے حیائی کی راہ بتاتا ہے - اور برائی دوزخ کی راہ دکھلاتی ہے - اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو اللہ رب العزت کے ہاں جھوٹا (کذاب) لکھ دیا جاتا ہے -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - کہ سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں سے وہ چیز دکھائے جو آنکھوں نے نہیں دیکھی ہے - معنی یہ کہ جھوٹ کہے -

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کے ہاں عقلمندوں کی کیا صفات ہیں

وہ ان دو آیتوں میں ہیں ا سکے بعد ان صفات والوں کی جزاء خیر کا ذکر بھی ہے

قولہ تعالیٰ (اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ ۝

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ سمجھتے تو عقلمند ہی ہیں وہ لوگ جو اللہ (تعالےٰ) کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لئے صبر کرتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے۔ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔

عقلمندوں کی مذکورۃ الصدر آیات میں آٹھ صفتیں ذکر کی گئی ہیں

پہلی صفت

یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ عبودیت کا عہد جو کر رکھا ہے۔ اس کو پورا کرتے ہیں اسے ہرگز نہیں توڑتے اس عہد سے مراد ازل کا عہد ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کرکے لیا تھا (الست بربکم) سب نے یک زبان ہوکر کہا تھا۔ (بلیٰ) کہ تو ہمارا یقیناً رب ہے (اسی عہد کو عہد الست کہا جاتا ہے)۔

دوسری صفت

قولہ (وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

یعنی

صلہ رحم کرتے ہیں۔ یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں۔ یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے۔ کہ کسی کو مانیں۔ کسی کو نہ مانیں۔

تیسری صفت

قولہ تعالیٰ (وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

چوتھی صفت

قولہ تعالیٰ (وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔

یعنی

حق تعالےٰ کی عظمت و جلال کا تصور کرکے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا کیا صورت پیش آئے گی۔

پانچویں صفت

قولہ تعالےٰ (وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ) سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا۔ اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے

یعنی

مصائب وشدائد اور دنیا کی مکروہات پر صبر کیا۔ کسی سختی سے گھبرا کر طاعت الٰہی کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا۔ اور نہ معصیت کی طرف جھکے۔ اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالےٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا اس لئے نہیں کہ دنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے۔ نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا۔ مجبور ہوگئے تو صبر کرکے بیٹھ رہے۔

چھٹی صفت

قولہ تعالیٰ (وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ)
(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)
ترجمہ۔ اور نماز قائم کی۔

مطلب

نماز کے قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں باالتزام پڑھتے ہیں یہ نہیں کرتے کہ کبھی دل چاہا۔ تو پڑھ لی۔ اور کبھی نہ چاہا۔ تو چھوڑ دی۔ مثلاً کچھ نمازی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ طبیعت حاضر ہوئی۔ تو پڑھ لی۔ اور طبیعت تھکی ماندی ہے۔ تو قضا کردی

ساتویں صفت

قولہ تعالیٰ (وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً)
(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)
ترجمہ۔ اور ہمارے دئے ہوئے ہیں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔

وضاحت

پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا۔ کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے۔ (کیونکہ اس صورت میں ریاء (جو شرک ہے) ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا) الایہ اور کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہوتی ہے۔

آٹھویں صفت

قولہ تعالیٰ (وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ)
(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)
ترجمہ۔ اور بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔

یعنی

بُرائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں کوئی ظلم کرتا ہے۔ تو یہ معاف کر دیتے ہیں۔ (بشرطیکہ معافی دینے سے بُرائی کے ترقی کرنے کا خطرہ نہ ہو۔ بدی سے بچ کر نیکی اختیار کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی بُرا کام ہو جاتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں بھلا

۴۴

کام یعنی توبہ اور اس گناہ کی تلافی کرتے ہیں۔

ان حضرات کی جزاء خیر سنئے

(قولہ تعالیٰ (جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝
(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے۔ تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے

اللہم اجعلنا منھم امین یا الہ العالمین

دعا

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہر مسلمان مرد و عورت کو اپنے اندر ان مذکورۃ الصدر آٹھ صفتوں کے پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ راندہ درگاہ الٰہی کوئی بھی نہ ہونے پائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

درندوں کو کھانا جائز نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر شکاری پنجہ والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا۔ صحیح مسلم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ر جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۸ر دسمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

کوئی رشتہ داری نجات کا باعث نہیں بنیگی ہاں اعمال صالحہ کی کثرت ہوگی تو وہ نجات کا باعث بنیگی

اس دعوٰی کا ثبوت سنئے

قولہ تعالیٰ (فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَہُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ پھر جب صور پھونکا جائیگا تو اس دن میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی۔ اور نہ کوئی پوچھیگا پھر جن کا پلہ بھاری ہوا۔ تو وہی فلاح پائیں گے۔

مطلب

مذکورۃ الصدر آیات کا مطلب نہایت واضح اور صاف ہے۔ کہ قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ مگر وہ لوگ نجات پائیں گے۔ جن کے اعمال صالحہ کا پلہ بھاری ہوگا۔ اللھم اجعلنا منھم اگر کوئی شخص کسی نیک آدمی کا رشتہ دار ہوگا۔ تو محض مقربین الٰہی کی رشتہ داری کی بنا پر نہیں چھوڑا جائے گا۔ بلکہ اپنے ذاتی اعمال صالحہ کی بنا پر نجات پائے گا وما علینا البلاغ

اور جن لوگوں کے نیک اعمال کا پلڑا ہلکا ہوگا

قولہ تعالیٰ (وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَہُمْ فِیْ جَہَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○

سورۃ مومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے

ایسے لوگوں کے لئے اور عذاب سنئے

قولہ تعالیٰ (تَلْفَحُ وُجُوْہَہُمُ النَّارُ وَہُمْ فِیْہَا کٰلِحُوْنَ (سورۃ المومنون پارہ ۱۸ رکوع ۶

ترجمہ۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔

یعنی

آگ کے جھلس دینے کے باعث بدشکل ہوں گے۔

ایسے سیاہ مونہہ والے بدنصیبوں سے یہ سوال ہوگا

قولہ تعالیٰ (اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِہَا تُکَذِّبُوْنَ ○

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آئتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔

وہ بدنصیب دوزخی جواب دینگے

قولہ تعالیٰ (قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کہیں گے اے رب ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

اپنی بدبختی اور گمراہی کا اقرار کرنیوالوں کی درخواست

قولہ تعالیٰ (رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْہَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دوزخیوں کو جواب

قولہ تعالیٰ (قَالَ اخْسَئُوْا فِیْہَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

کیوں نہ بولو

قولہ تعالیٰ (اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ○ فَاتَّخَذْتُمُوْہُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْہُمْ تَضْحَکُوْنَ

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخشدے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی

یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

ان لوگوں کے صبر کے باعث انہیں آج میں جزاء خیر دونگا

ثبوت

قولہ تعالیٰ (إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ۔

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وہی کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ بے دینوں سے ایک سوال کریگا وہ یہ ہوگا کہ تم دنیا میں کتنی مدت رہے

ثبوت

قولہ تعالیٰ (قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے۔

ان کا جواب

قولہ تعالیٰ (قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں پس آپ گنتی والوں سے پوچھ لیں۔

عرضداشت

اب دنیا کی زندگی کی آخرت کے مقابلہ میں اتنی ہی حقیقت ہے

تو

انسان کو چاہیے کہ دنیا کی زندگی کے بجائے آخرت زندگی کی کامیابی کے وسائل زیادہ اپنے نامۂ اعمال میں جمع کرائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

صرف حلال چیزیں کھائیے، حرام سے بچیے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت (یعنی اسلام سے پہلے عرب) کچھ چیزوں کو (طبعی خواہش اور رغبت کی بناء پر) کھاتے تھے اور کچھ چیزوں کو (طبعی نفرت اور گھن کی بنیاد پر) نہیں کھاتے تھے، (اسی طرح ان کی زندگی چل رہی تھی) پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور اپنی مقدس کتاب نازل فرمائی اور جو چیزیں عنداللہ حلال تھیں ان کو حلال ہونا بیان فرمایا اور جو حرام تھیں ان کو حرام ہونا بیان فرمایا (پس جس چیز کو اللہ و رسول اللہ نے حلال بتلایا ہے وہ حلال ہے اور جس کو حرام بتایا ہے وہ حرام ہے) اور جس کے بارے میں سکوت فرمایا گیا ہے (یعنی اس کا حلال یا حرام ہونا بیان نہیں فرمایا گیا) وہ معاف ہے۔ (یعنی اس کے استعمال پر مواخذہ نہیں) سنن ابی داؤد

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ رجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

امّا بعد

(۱) آخرت میں مال کی فراوانی یا اولاد کی کثرت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے

(۲) ہاں جو شخص نیک عمل زیادہ کرکے دنیا سے آیا ہوگا اس کی عزت ہوگی

ثبوت نمبر اوّل

یعنی گزشتہ عنوان کے نمبر اوّل کا کتاب اللہ (یعنی قرآن مجید) سے ثبوت

قولہ تعالیٰ (اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا) (سورۃ الکہف رکوع ۶ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ مال اور اولاد تو دنیا کی زندگی کی رونق ہیں۔

یعنی

بعض لوگوں کو اپنے مال کی کثرت کا دل میں گھمنڈ ہوتا ہے۔ کہ مجھے ہر مصیبت سے بچانے کے لئے مال کی کثرت کام آئے گی۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی مالدار اپنے مال کی کثرت کے باعث نجات نہیں پائے گا کہ یہ آدمی بڑا مالدار ہے۔ اس لئے اس کو باوجود مجرم ہونے کے سزا سے مستثنٰی کر دیا جائے۔

دوسری غلطی

یہ ہوتی ہے۔ کہ میرا خاندان بڑا ہے میرا کوئی کچھ کیا بگاڑ سکتا ہے۔ مثلاً میرے سات تو بیٹے ہیں۔ اور ہر ایک بیٹے کے ہاں پانچ پانچ میرے پوتے ہیں۔ اور سب بڑے بڑے لحیم شحیم ہیں۔ گویا کہ میرے بیٹے اور پوتوں کی تعداد بیالیس ہے۔ میری اس حالت میں کوئی مخالفت کر سکتا ہے۔

کیا اس اولاد کے فریب خوردہ انسان کو

یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے تباہ کرنے کے لئے لشکر نہیں لانے پڑتے۔ بلکہ اس کا کلمہ کُن کہنا کسی بھی جابر اور قاہر انسان کے تباہ کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ

اس کے فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن مجید میں اعلان ہے

(اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ)

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں ہوتا حکم اس کا جب کسی چیز کو کرنا چاہے۔ فرماتا ہے۔ کہ ہو پس ہو جاتی ہے۔

لہذا

جابر سے جابر انسان اور بڑے سے بڑے ظالم کو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرنا چاہئے۔ کیونکہ کسی بھی کام کرنے کے لئے اسے دیر نہیں لگتی۔

بلکہ

کلمہ کن کہنا کافی ہوتا ہے۔ اور وہ کام ہو جاتا ہے۔

لہذا

چند سیکنڈ میں وہ عزیز کو ذلیل کر سکتا ہے۔ اور قوی کو ضعیف کر سکتا ہے۔

پہلے

عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ عذاب الٰہی سے بچانے کے لئے قیامت کے دن مال کی بہتات یا اولاد کی کثرت کام نہ آئے گی۔

اب

عرض کیا جاتا ہے۔ کہ عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ پہلی قلب سلیم۔ دوسری تقوٰی۔

اس کا ثبوت

(یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۙ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۙ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۙ)

(سورۃ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ تعالیٰ کے پاس پاک

چھینک آنے پر وہی الفاظ پڑھے جائیں جو مسنون ہیں

حضرت نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جو حضرت عبداللہ بن عمر کے برابر میں بیٹھے تھے چھینک آئی تو انہوں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ تو حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ میں بھی کہتا ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ (یعنی یہ کلمہ بجائے خود مبارک ہے اور میں بھی کہتا ہوں) لیکن (چھینکنے کے وقت) اس طرح نہیں کہا جاتا، ہم کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تعلیم دی ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہا کریں۔ جامع ترمذی

نجاست کھانے والے جانور کا کھانا جائز نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نجاست خور جانور کے کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا۔ جامع ترمذی

تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل اور تکبیر کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ

بقیہ خطبہ

دل لے کر آیا۔ اور پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب لائے جائے گی۔

حاصل

اس آیت کا وہی نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جب مر کر جائیں گے۔ تو کسی کا بہت بڑا مالدار ہونا۔ یا بہت زیادہ صاحب اولاد ہونا نفع نہیں دے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کے رعب میں آجائے۔ اور ان سے حساب و کتاب زندگی کا نہ لے۔ یہ خیال غلط ہے۔ بلکہ یہ حساب ہوگا۔ کہ تم نے اللہ تعالےٰ کے فرامین کی کہاں تک عزت کی۔ اور کتنا عمل صالح کرکے آئے۔ یعنی جن اعمال میں محض رضا الٰہی مطلوب تھی۔ وہ کتنے ہیں وما علینا الا البلاغ۔

جو کچھ میں نے قرآن شریف سے عرض کیا ہے سب سچ ہے

اعلان الٰہی ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ (اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

(سورۃ یونس رکوع ۶ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ خبردار بیشک اللہ (تعالیٰ) کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ر رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ر دسمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

ایک وقت آنیوالا ہے جبکہ کافر اقرار کریں گے کاش کہ ہم مسلمان ہو جاتے

اس دعویٰ کا ثبوت

قولہ تعالیٰ (رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ) (سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ کسی وقت آرزو کرینگے یہ لوگ جو منکر ہیں۔ کیا اچھا ہوتا۔ جو ہوتے مسلمان

اس آیت میں مذکور الصدر دعویٰ کا ثبوت نہایت واضح اور روشن ہے

مطلب یہ ہے

کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو احکام الٰہی ان کو پہنچائے۔ وہ محض اس لئے نہ مانتے تھے۔ کہ لوگ طعنہ دیں گے۔ کہ یہ لوگ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ڈرانے سے ڈر گئے۔ اور ایمان لے آئے۔ اب جو دوزخ اس انکار کے باعث ان کے سامنے آگیا تو اب اپنے انکار حق پر افسوس کرتے ہیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمانے پر انکار اور اب دوزخ کے دیکھنے پر ایمان لانے کا کیا فائدہ۔ ایمان تو وہ معتبر ہے۔ جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمانے پر لایا جائے۔

پیغمبر کو ایسے نالائقوں کے نظر انداز کرنے کا حکم

قولہ تعالیٰ (ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ) (سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ انہیں چھوڑ دو۔ کھالیں اور فائدہ اٹھالیں۔ اور امیدیں لگے رہیں۔ سو آئندہ معلوم کرلیں گے۔

یعنی

جب اپنی بد اعمالی کے باعث عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔ کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ اسلام پر انکار کرنے سے جو مہلت ہمیں ملی تھی۔ وہ دراصل قعر جہنم میں پہنچانے کے لئے تھی۔ نہ کہ ہمیں احکام الٰہی کے ماننے سے انکار کرنے کے باعث گرفت الٰہی سے آزاد اور بری کر دیا گیا تھا۔

بقول شخصے۔ خود غلط بودم آنچہ ما پنداشتیم

اللہ تعالیٰ کے ہاں احکام الٰہی سے انکار کرنیوالی قوموں کی تباہی کا ایک قاعدہ ہے، وہ کیا

قولہ تعالیٰ (وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝)

(سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں۔ ان سب کے لئے ایک مقرر وقت لکھا ہوا تھا۔ کوئی قوم اپنے وقت مقرر سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے۔ نہ پیچھے رہی ہے۔

ان ہلاک ہونے والی قوموں نے اپنے پیغمبر پر یہ الزام لگایا

کیا الزام تھا

(وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝)

(سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص مجموعہ احکام الٰہی یعنی کتاب اللہ جس پر اتری ہے۔ تو دیوانہ ہے۔

اگر تو سچا ہادی ہے تو

قولہ تعالیٰ (لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝)

(سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اگر تم سچے ہو۔ تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم ماننے سے انکار کرنے کا جو بہانہ بنایا تھا اس کا من جانب اللہ (تعالیٰ) جواب

قولہ تعالیٰ (مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝)

ترجمہ۔ ہم فرشتے تو فیصلہ ہی کیلئے بھیجا کرتے ہیں اور اس وقت انہیں مہلت نہیں ملے گی

حاصل

یہ ہے۔ کہ عموماً یہی رہی ہے۔ کہ جب کسی قوم کی سرکشی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ اور سارے تفہیم و ہدایت کے راستے طے ہو جاتے ہیں تو فرشتوں کی فوج اس قوم کے ہلاک کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہے پھر اس قوم کو قطعاً مہلت نہیں دی جاتی۔ اگر تمہاری خواہش کے مطابق فرشتے بھیجے جاتے ہیں۔

اے مخالفین قرآن

گوش ہوش سے سن لو

قولہ تعالیٰ (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ)

(سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت (یعنی قرآن مجید) اتاری ہے اور بیشک اس کے نگہبان ہیں۔

کفار منکرین قرآن مجید کے لئے

تنبیہ ہے

تمہارے اعراض کی وجہ سے یہ چشمہ فیض (قرآن مجید) نیست و نابود نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے۔

اگر

تم اس قرآن مجید کو نہیں مانو گے تو اور اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے پیدا ہوں گے۔ جو اس کو سر آنکھوں پر اٹھائیں گے۔ اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی برکت سے ان کی دنیا اور آخرت (دونو جہان) سنور جائیں گے۔ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس راہ پر شکر گزار ہوں گے۔ اللھم اجعلنا منھم امین یا الہ العالمین۔

جو جانور شرعی طریقہ کے مطابق ذبح نہ ہوا ہو، اس کا کھانا جائز نہیں

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: شریطہ شیطان کے کھانے سے۔ (شریطہ شیطان کا مطلب یہ ہے کہ اس سے مراد وہ ذبح کیا ہوا جانور ہے جس کے اوپر سے صرف کھال کاٹ دی جائے اور گلے کی رگیں جن سے خون جاری ہوتا ہے نہ کاٹی جائیں اور یوں ہی چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ مر جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو جانور شرعی طریقہ سے ذبح نہ کیا جائے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔) سنن ابی داوٗد

کھانے کی چیزوں میں کوئی جانور یا کیڑا اگر جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب چوہا گھی میں گر جائے (اور مر جائے) تو اگر گھی جما ہوا ہو تو اس چوہے کو اور اس کے ارد گرد کے گھی کو نکال کر پھینک دو اور اگر گھی پتلا ہو تو پھر اس کے پاس نہ جاؤ۔ (یعنی اس کا کھانا جائز نہیں ہے، مت کھاؤ) سنن ابوداوٗد

﴿ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

سنہ ۱۹۶۲ء

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۵ر جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

تذکیر بآلاء اللہ

حضرت الشاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے ایک عجیب کتاب مسمیٰ بحجۃ اللہ البالغہ لکھی ہے۔ جس میں فلسفہ شریعت پر بحث کی ہے۔ یعنی ہر حکم شریعت میں اللہ تعالےٰ نے کونسی حکمت مضمر رکھی ہے۔ اور وہ کتاب اتنی مشکل ہے۔ اور اس میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب اسرار و حِکَم بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ کتاب اسرار و حِکَم مسائل شرعیہ کی جامع اور ادقّ ہے۔ اس کتاب کو فقط وہی شخص پڑھ سکتا ہے جو اس نصاب تعلیم پر عبور کر چکا ہو۔ جو عالم اور فاضل بننے کے لئے ہندوستان کے مدارس عربیہ میں رائج الوقت ہے۔

بشرطیکہ

اس خوش قسمت طالب العلم کو ہمہ فنون کا واقف استاد مل جائے۔ اللھم یسر ولا تعسر ھذا الکتاب علی علماء الکرام

اس کتاب

میں ایک مضمون ہے۔ جس کے تین حصے ہیں۔ تذکیر بآلاء اللہ۔ تذکیر بایام اللہ۔ تذکیر بما بعد الموت۔ یہ آج کے مضمون کی تمہید تھی

نمبر۱

تذکیر بآلاء اللہ (تعالیٰ) ہے

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلاکر بندوں کو راہ راست پر لانا چاہتا ہے

پہلی نعمت

قولہ تعالیٰ (وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ بُیُوْتِکُمْ سَکَنًا)

(سورہ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالیٰ) نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے آرام کی جگہ بنایا ہے۔

دوسری نعمت

قولہ تعالیٰ (وَجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَھَا یَوْمَ ظَعْنِکُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِکُمْ (سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ: اور تمہارے لئے چارپایوں کی کھالوں سے خیمے بنائے جنہیں تم اپنے سفر میں اور قیام کے دن ہلکے پاتے ہو۔

تیسری اور چوتھی اور پانچویں نعمت

قولہ تعالیٰ (وَمِنْ اَصْوَافِھَا وَاَوْبَارِھَا وَاَشْعَارِھَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ٥)

(سورہ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور بھیڑوں کی اُون سے اور اونٹوں کے روؤں سے اور بکریوں کے بالوں

سے کتنے ہی سامان اور مفید چیزیں وقت مقرر تک کے لئے بنادیں۔

چھٹی نعمت

قولہ تعالیٰ (وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا)

(سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالیٰ) نے تمہارے لئے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے بنادئے۔

یعنی

ایسی چیزیں پیدا کردیں۔ جن کے سایہ میں آرام پاتے ہو۔ مثلاً کیکر کا درخت۔ بیری کا درخت شیشم کا درخت۔ وغیر ذٰلك

ساتویں نعمت

قولہ تعالیٰ (وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا) (سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور پہاڑوں میں تمہارے لئے چھپنے کی جگہیں بنادیں۔

یعنی

پہاڑوں میں غاریں بنادیں۔ جن میں تم چھپ سکتے ہو۔ یہ بھی اللہ (تعالیٰ) کا انسانوں پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔

آٹھویں اور نویں نعمت

(قولہ تعالیٰ (وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝)

(سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور تمہیں کرتے بنا دئے۔ جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔ اور زرہیں جو تمہیں لڑائی میں بچاتی ہیں۔ اس طرح اللہ (تعالیٰ) اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے۔ تاکہ تم فرمانبردار ہو جاؤ۔

دونوں نعمتیں

جو ماسبق میں مذکور ہو چکیں ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ ایک کرتے وہ ہیں جو گرمی سے بدن کو بچاتے ہیں۔ اور دوسرے کرتے وہ ہیں جو جنگ میں تلوار کے زخم سے بچاتے ہیں۔ یعنی زرہیں جو میدان جنگ میں بہادروں کو دشمن کی تلوار سے بچاتی ہیں۔

نمبر ۲

تذکیر بایام اللہ (تعالیٰ)

اس موضوع پر ان قوموں کے حالات بیان کئے جائیں گے جو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرکے تباہ ہوئی ہیں تاکہ موجودہ نسل ان کے حالات سے اطلاع پاکر عبرت حاصل کریں

نمبر ۱

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم

قولہ تعالیٰ (لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اپنے رب کے پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور میں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

بالآخر

قولہ تعالیٰ (فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کردیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

تذکیرہ بایام اللہ کا مضمون باقی ہے جو انشا اللہ تعالےٰ آئندہ عرض کیا جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

تذکیر بایام اللہ تعالیٰ کا بقیہ مضمون

نمبر ۲

قوم عاد کا واقعہ

ہود علیہ السلام کا قوم کو دعوت دینا

قولہ تعالیٰ (وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُہٗ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ○

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا فرمایا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

ہود علیہ السلام کا قوم کو جواب دینا

فرمایا۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہُوا ہوں۔

کس کام کے لئے

قولہ تعالیٰ (اُبَلِّغُکُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَاَنَا لَکُمۡ نَاصِحٌ اَمِیۡنٌ ○ اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَکُمۡ ذِکۡرٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَلٰی رَجُلٍ مِّنۡکُمۡ لِیُنۡذِرَکُمۡ وَاذۡکُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَکُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّزَادَکُمۡ فِی الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَۃً فَاذۡکُرُوۡۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ○

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔ کیا تمہیں تعجب ہوا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی۔ تا کہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب کہ تمہیں نوحؑ کے بعد جانشین بنایا۔ اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ (تعالےٰ) کی نعمتوں کو یاد کرو۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔

قوم کا ہود علیہ السلام کو جواب

قولہ تعالیٰ (قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ اللّٰهَ وَحۡدَہٗ وَنَذَرَ مَا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ○)

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ (تعالےٰ) کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے

حضرت ہود علیہ السلام کا قوم کو جواب

قولہ تعالیٰ (قَالَ قَدۡ وَقَعَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ رِجۡسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوۡنَنِیۡ فِیۡۤ اَسۡمَآءٍ سَمَّیۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُکُمۡ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ فَانۡتَظِرُوۡۤا اِنِّیۡ مَعَکُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِیۡنَ ○

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ فرمایا۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔

پھر نتیجہ بالآخر یہ نکلا

قولہ تعالیٰ (فَاَنۡجَیۡنٰهُ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗ بِرَحۡمَۃٍ مِّنَّا وَقَطَعۡنَا دَابِرَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَمَا کَانُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ○)

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر ہم نے اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مؤمن نہیں تھے۔

نمبر ۳

قوم ثمود کا واقعہ

حضرت صالح علیہ السلام کا قوم کو دعوت

قولہ تعالیٰ (وَاِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُہٗ ؕ قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ بَیِّنَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ هٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰهِ لَکُمۡ اٰیَۃً فَذَرُوۡهَا تَاۡکُلۡ فِیۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَیَاۡخُذَکُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ) (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری

قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے یہ اللہ (تعالےٰ) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ (تعالےٰ) کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

قولہ تعالیٰ (قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔

متکبر لوگوں نے صالح علیہ السلام کے پیغام الٰہی کو ماننے سے انکار کیا

قولہ تعالیٰ (قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔

ان متکبروں نے پیغمبروں کیخلاف یہ حرکت کی

قولہ تعالیٰ (فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا۔ لے آ ہم پر جس سے ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے

پھر ان پر عذاب الٰہی آیا

قولہ تعالیٰ (فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر انہیں زلزلہ نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

اس قوم کے تباہ ہونیکے بعد پیغمبر وقت نے ان کی تباہی کا باعث ان کی بداعمالی کو ٹھرایا

قولہ تعالیٰ (فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر صالح (علیہ السلام) ان سے موہنہ موڑ کر چلے۔ اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہی کو پسند نہیں کرتے تھے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۴ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ر جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

تذکیر بما بعد الموت

آپ کو یاد ہوگا۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لاجواب "حجۃ اللہ البالغہ" میں علم التذکیر کی تین قسمیں کی ہیں۔

۱۔ تذکیر بآلاء اللہ

۲۔ تذکیر بایام اللہ

۳۔ تذکیر بما بعد الموت

دو قسم کی تذکیرات کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے آج قسم سوم یعنی

تذکیر بما بعد الموت

کی مثالیں قرآن مجید سے بیان کی جائینگی۔

پہلی مثال

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اُولٰٓئِکَ یَنَالُہُمْ نَصِیْبُہُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْہُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَہُمْ قَالُوْٓا اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَہِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ اَنَّہُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّۃٌ لَّعَنَتْ اُخْتَہَا حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَکُوْا فِیْہَا جَمِیْعًا قَالَتْ اُخْرٰىہُمْ لِاُوْلٰىہُمْ رَبَّنَا ہٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِہِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ لِکُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىہُمْ لِاُخْرٰىہُمْ فَمَا کَانَ لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۴ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔ جو اللہ (تعالےٰ) پر بہتان باندھے یا اس کے حکموں کو جھٹلائے۔ ان لوگوں کا جو نصیب ہے۔ وہ ان کو مل جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان کے ہاں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لئے آئینگے تو کہیں گے۔ کہ وہ کہاں گئے اللہ (تعالےٰ) کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے کہیں گے۔ ہم سے سب غائب ہوگئے۔ اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے فرمائے گا۔ جنوں اور آدمیوں میں سے جو اُمتیں تم سے پہلے ہو چکی ہیں۔ ان کیساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ جب ایک امت داخل ہوگی تو دوسری پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب گر جائیں گے۔ تو ان کے پچھلے پہلوں سے کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں انہوں نے گمراہ کیا۔ سو تو انہیں آگ کا دگنا عذاب دے فرمائے گا۔ کہ دونوں کو دگنا ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے۔ پس تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں۔ پس بسبب اپنی کمائی کے عذاب چکھو۔

دوسری مثال

وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِہَا وَتَرْہَقُہُمْ ذِلَّۃٌ مَا لَہُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ کَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْہُہُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَیَوْمَ نَحْشُرُہُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا مَکَانَکُمْ اَنْتُمْ وَشُرَکَآؤُکُمْ فَزَیَّلْنَا بَیْنَہُمْ وَقَالَ شُرَکَآؤُہُمْ مَّا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝ فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ ۝

(سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے۔ تو بُرائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور ان پر ذلت چھائے گی اور انہیں اللہ (تعالیٰ) سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے۔ پھر مشرکوں سے کہیں گے۔ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو تو ہم ان میں پھوٹ ڈال دیں گے۔ اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ سو اللہ (تعالےٰ) ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے کہ ہمیں تمہاری خبر ہی نہ تھی۔

تیسری مثال

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝

(سورۃ المومنون رکوع ٦ پارہ ١٨)

ترجمہ۔ اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہونگے ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آئیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔

إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ

(سورۃ المومنون رکوع ٦ پارہ ١٨)

ترجمہ۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا دوزخیوں سے ایک سوال

(قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۝)

سورۃ المومنون رکوع ٦ پارہ ١٨)

ترجمہ۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا تم زمین میں گنتی کے کتنے برس رہے۔

دوزخی اللہ تعالیٰ کو جواب دیں گے

(قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ)

(سورۃ المومنون رکوع ٦ پارہ ١٨)

ترجمہ۔ کہیں گے۔ ایک دن یا اس سے بھی کم رہے۔ پس آپ گنتی والوں سے پوچھ لیں

اللہ تعالیٰ کا جواب الجواب

قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ

(سورۃ المومنون رکوع ٦ پارہ ١٨)

ترجمہ۔ فرمائے گا۔ تم اس میں بہت نہیں۔ تھوڑا ہی رہے ہو۔ کاش کہ تم سمجھ لیتے۔ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے۔ اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

زندہ جانور کے کاٹے ہوئے اعضاء کا کھانا جائز نہیں

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب (مکہ سے ہجرت فرما کے) مدینہ تشریف لائے تو یہاں (ایک نہایت سنگدلانہ طریقہ رائج تھا کہ) کچھ لوگ کھانے کے لئے اپنے زندہ اونٹ کا کوہان کاٹ لیتے اور اسی طرح دنبوں کی چکی کاٹ لیتے (اور پھر اس اونٹ اور دنبہ کا علاج کر لیتے) تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس بارے میں فرمایا کہ کسی زندہ جانور میں سے جو گوشت کاٹا جائے گا وہ مردار ہے، اس کا کھانا جائز نہیں۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۶۲ء

ازجناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

آج کے خطبہ جمعہ میں مسلمان مردوں اور عورتوں کو

قرآن مجید کے مسئلہ تطفیف

سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں

تاکہ جرم تطفیف کے مجرم بارگاہِ الٰہی میں یہ عذر

نہ کر سکیں

کہ اے اللہ (تعالیٰ) تیرے کسی بندے نے ہمیں اس جرم سے آگاہ ہی نہیں کیا تھا

قرآن شریف کا اعلان عام

قولہ تعالےٰ :- وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۖ وَ اِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ؕ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ۙ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

(پارہ ۳۰ سورۃ المطففین رکوع ۱)

ترجمہ:- کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا تولیں۔ اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے جائیں گے اس بڑے دن کے لئے جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے

تطفیف کے سلسلہ میں۔ بطور مثال کے ایک صورت تطفیف کی بیان کی گئی ہے۔ ورنہ حکم عام ہے اس آیت کے تحت میں کئی مثالیں آ سکتی ہیں۔

پہلی مثال

میاں بیوی کے درمیان یہ تطفیف جہنم میں جانے کا موجب بنے گی مثلاً میاں، عورت کو اٹھنے بیٹھنے میں یا کہیں آنے جانے میں یا کسی سے ملنے جلنے میں تو اپنی مرضی کا پابند بنانا چاہے مگر خود اس کی ضروریات کا لحاظ نہ رکھے مثلاً بیمار ہو جائے تو دوا لا کر دینے کی پروا نہ کرے۔ یا نہ تو کسی طبیب کو اس بچاری کی نبض دکھائے اور نہ اس بیوی کو گھر سے باہر کسی طبیب کے پاس جانے کی اجازت دے۔ یہ خاوند کی طرف سے تطفیف ہے

بیوی کی تطفیف

یہ ہے کہ اپنی تمام ضروریات تو خاوند کی گرہ سے پوری کرا لے مگر خاوند کی اطاعت نہ کرے۔ مثلاً خاوند کہتا ہے کہ میری اجازت کے سوا کہیں نہ جایا کرو۔ اور بیوی جب چاہے جہاں چاہے خاوند کی اجازت کے بغیر نکل جائے۔ یہ بیوی کی تطفیف ہے۔ مطففین کے حق میں فیصلہ الٰہی یہی ہے کہ انہیں جہنم میں داخل کیا جائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دوسری مثال

استاد اور شاگرد کے درمیان تطفیف

استاد کی طرف سے تطفیف

جو کتاب پڑھائے۔ اس کا مطالعہ خود کر کے اور پڑھانے کے لئے تیار ہو کر خود نہ آئے اور طلبہ کو اپنی علمی قابلیت سے خود کتاب نہ سمجھا سکے۔ اور جب طالب العلم پوچھیں تو الٹا ان کو ڈانٹے کہ تم بڑے احمق ہو مطالعہ کر کے نہیں آتے اور مجھے ستاتے ہو۔ یہ استاد کی تطفیف ہے اس بھلے مانس استاد کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ اگر وہ خود حل

کر سکتے تو تمہارے پاس ہی کیوں آتے۔

طالب العلم کی طرف سے تطفیف

یہ ہے کہ مطالعہ تو کر کے نہ آئے اور استاد سمجھائے تو بات سمجھ نہ سکے اور استاد کو تنگ کرے۔ یہ طالب العلم کی طرف سے تطفیف ہے۔

تیسری مثال

راعی اور رعایا کے درمیان تطفیف

راعی کی تطفیف

یہ ہے کہ راعی ایک طرح پر رعایا کی جان اور مال کا محافظ ہے۔ اور اس حفاظت کی خاطر رعایا سے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ اور رعایا خوشی سے وہ ٹیکس ادا کرتی ہے۔ لہذا اگر کوئی غنیم رعایا کو جانی یا مالی نقصان پہنچانا چاہے تو راعی کا فرض ہے کہ اپنی فوجی طاقت کو حرکت میں لائے اور غنیم کو منہ توڑ جواب دے اور اپنی رعایا کو بچائے۔ اور اگر بالفرض ٹیکس تو رعایا سے وصول کرے اور آڑے وقت میں رعایا کی جان اور مال کی حفاظت نہ کرے تو یہ راعی کی تطفیف ہے جو عند اللہ (تعالیٰ) جرم عظیم ہے۔

رعایا کی تطفیف

یہ ہے کہ راعی جو ٹیکس لگائے وہ تو ادا نہ کرے اور پھر امید یہ کرے کہ راعی آڑے وقت ان کے کام آئے یہ رعایا کی طرف سے تطفیف ہے۔

بہرحال

سابقہ تینوں مثالوں کا نچوڑ یہ ہے کہ اپنا حق پورا لینا اور اس کے بدلے میں جو دوسرے کا حق ہے وہ پورا نہ دینا یہ تطفیف ہے اور یہ ایسا جرم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ مطفف مستحق عذاب ہے۔

وما علینا الا البلاغ

چوتھی مثال

مزدور اور کارخانہ کے مالک کی ہے۔

کارخانہ کے مالک کی تطفیف

یہ ہے کہ مزدوروں سے کام تو پوری طرح اور ضابطہ سے لے۔ مثلاً جو مزدور گھنٹہ دو گھنٹہ وقت معینہ سے دیر سے آئے تو اس کی تنخواہ میں سے اتنے گھنٹوں کی مزدوری کاٹ لی جائے۔ اور خود کارخانہ دار، بال بچے والے مسکین مزدوروں کو وقت پر تنخواہ نہ دے۔ تنخواہ کی معینہ تاریخ سے دو تین دن دیر سے تنخواہ دے ادھر ان مسکین مزدوروں کو دکاندار ستاتے ہیں کہ تم سودا تو ہم سے لے کر کھا بیٹھے کہ فلاں تاریخ پر تنخواہ ملے گی تو دے دیں گے۔ اب اس تاریخ پر کیوں نہیں دیا۔ یہ مالک کارخانہ کی طرف سے تطفیف ہے کہ وقت معیّن پر تنخواہ مزدوروں کو دی نہیں۔ اس لئے مزدوروں کو دکاندار ستاتے ہیں۔

اور

مزدور پیشہ لوگوں کی تطفیف

یہ ہے کہ مالک کارخانہ سے وقت پر تنخواہ تو لے لیں لیکن کام پر معینہ وقت سے دیر کر کے آئیں۔ اور دیر سے آنے کا کوئی بہانہ بنا کر دکھا دیں۔

انصاف

تو یہ چاہتا ہے کہ اگر دو گھنٹے دیر سے آئیں تو اس دن کا حرجانہ اپنی تنخواہ سے کٹوائیں۔ تب جرم تطفیف سے بچ سکتے ہیں۔ اور اگر تنخواہ باضابطہ مالک کارخانہ سے وصول کر لیں۔ اور اپنے دیر سے آنے کو کسی عذر پر محمول کر دیں۔ تو مجرم ہونگے اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس مرض روحانی یعنی تطفیف سے بچائے آمین!

ورنہ

یاد رکھئے مرض تطفیف کے مریضوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے جہنم میں پہنچانے کا اعلان قرآن شریف میں کیا ہوا ہے۔

اور وہ یہ ہے

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ

مرض تطفیف روحانی کے مریضوں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹؍ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۶؍ جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

آدمی دو قسم کے ہیں

پہلی قسم وہ ہے۔ جن کا مقصد حیات فقط یہ ہے۔ کہ دنیا کی زندگی آرام سے گزرے۔

دوسری قسم وہ ہے۔ جن کا مقصد یہ ہے۔ کہ آخرت کے حساب و کتاب میں کوئی خلاف مرضی الٰہی کرنے کا ہم پر الزام نہ لگنے پائے۔

ثبوت

پہلی قسم

قولہ تعالیٰ: مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعَاجِلَۃَ عَجَّلۡنَا لَہٗ فِیۡہَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِیۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَہٗ جَہَنَّمَ ۚ یَصۡلٰىہَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ﴿

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے۔ تو ہم سردست دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں۔ دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گریگا

برادران اسلام

اللہ تعالےٰ نے یہ فیصلہ جو سنایا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے ایک طرح پر تازیانہ عبرت ہے۔ کاش کہ مسلمان اس پر غور کریں۔ کہ اللہ تعا کیا فرما رہا ہے۔ کیا اکثر مسلمانوں کا یہ نصب العین نہیں ہے۔ کہ خدا کرے۔ لڑکا کالج کی تعلیم پائے۔ اور خدا کرے کامیاب ہو جائے۔ تاکہ بچے کو کہیں نوکری مل جائے۔ یہ ہے۔ ماں باپ کا نصب العین کہ بیٹا نوکر ہو جائے۔ خواہ سور خوار چمار کا ہو۔

اے مسلمانو

تمہاری غیرت اسلامی کہاں ڈوبی۔ بچے کو نوکری مل جائے سہی۔ خواہ سور کھانے والے کا ہی نوکر بن جائے۔

اے مسلمان تیری عقل کہاں گئی

ہائے افسوس۔ صد افسوس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چاہتا غلام۔ اور سور کھانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے دشمن کا نوکر اور فرمانبردار۔

مصرعہ

بریں عقل و ہمت بباید گریست

ترجمہ۔ عقل اور غیرت کو کھونے والو۔ بیٹھ کر روؤ۔ کیونکہ مالک حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے تم سے عقل بھی چھین لی۔ اور عقل کا اندھا کر دیا۔

اب

شکر کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ اسلامی حکومت لایا ہے۔ تاکہ حال اور مآل کو عقل خداداد سے سمجھ سکو۔

وما علینا الا البلاغ

محض دنیا کے طالب کا انجام

قولہ تعالیٰ: مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا وَ زِیۡنَتَہَا نُوَفِّ اِلَیۡہِمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فِیۡہَا وَ ہُمۡ فِیۡہَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ ﴿ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَیۡسَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ ۫ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِیۡہَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿

(سورۃ ھود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اُس کی آرائش چاہتا ہے اور ان کے اعمال یہیں پورے کر دیتے ہیں۔ اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا یہ وہی ہیں۔ جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں۔ اور برباد ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا۔ اور خراب ہو گیا۔ جو کچھ کمایا تھا۔

آخرت کے طالب کا انجام

قولہ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخۡبَتُوۡۤا اِلٰی رَبِّہِمۡ ۙ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿

(سورۃ ھود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی۔ وہ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

دونوں مذکورہ جماعتوں کے متعلق فیصلہ الٰہی

قولہ تعالیٰ: مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

(سورۃ ہود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ دونوں فریق کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو۔ اور دیکھنے اور سننے والا۔ کیا دونوں کا حال برابر ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

دنیا کے طالب اور آخرت کے طالب کی بارگاہ الٰہی میں ایک مثال

فقط دنیا کا طالب (اور آخرت کو نظرانداز کرنے والا) اور فقط آخرت میں کامیابی کا شائق، فقط دنیا کا طالب بارگاہ الٰہی میں گویا کہ اندھا اور بہرہ ہے اور آخرت میں کامیابی کا شائق گویا کہ آنکھوں کی بینائی اور کانوں کی شنوائی سلامت رکھتا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ

برادران اسلام

جو کچھ اس خطبہ میں تحریر کیا گیا ہے۔ وہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے ارشادات کو مدنظر رکھ کر عرض کیا گیا ہے۔ تاکہ آپ بارگاہ الٰہی میں قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ تیرا قرآن پاک عربی زبان میں تھا۔ اور ہم عربی زبان سے ناآشنا تھے۔ اب تو یہ عذر رفع کر دیا گیا ہے۔ کہ جو عربی زبان سے ناآشناس ہیں۔ اب اردو میں پیش کر دینے کے باعث وہ عذر رفع ہو گیا۔ والحمد للہ۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۵ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۲ر فروری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

روزہ کی فرضیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کی گئی ہے جیسا کہ پہلی امتوں پر روزہ فرض تھا

گزشتہ دعویٰ کا ثبوت ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ (یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے تھے۔ جو تم سے پہلے تھے۔

انسانوں کو روزہ رکھانے میں ہمارا مقصد یہ تھا

قولہ تعالیٰ (لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

یعنی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس چیز کی مخالفت کی جائے۔ تم اس چیز سے پرہیز کرنے کے عادی بن جاؤ۔

روزہ کے متعلق دوسرے احکام الٰہی ملاحظہ ہوں

پہلا حکم

قولہ تعالیٰ (اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ)

ترجمہ۔ گنتی کے چند روز

کیونکہ سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں۔ اور رمضان شریف کے زیادہ سے زیادہ تیس دن ہوتے ہیں۔ لہٰذا رمضان شریف کے دنوں کی تعداد سال کے دنوں کے مقابلہ میں چند دن ہی بنتی ہے۔

دوسرا اور تیسرا حکم

قولہ تعالیٰ (وَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے

یعنی

دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر رمضان شریف کے گزشتہ دنوں کی گنتی پوری کردے۔

چوتھا حکم

قولہ تعالیٰ (وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا۔

اس طعام مسکین سے مراد صدقہ فطر ہے

روزہ کے متعلق احادیث مبارکہ

پہلی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ (حضرت) ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب رمضان (شریف) داخل ہوتا ہے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ بہشت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں

دوسری حدیث شریف

سہل بن سعد سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازے کا نام ریّان ہے۔ اس دروازے سے سوائے روزہ داروں کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

تیسری حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا

وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ (حضرت) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص رمضان (شریف) کے روزے رکھے گا درآنحالیکہ اس میں ایمان بھی ہو۔ اور طلب ثواب کی خاطر رکھے گا اس نے اس سے پہلے جو گناہ کئے تھے۔ سب بخش دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص رمضان (شریف) کی رات کو قیام کرے گا۔ بشرطیکہ دل میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر قیام کرے۔ اس کے پہلے گناہ سب معاف کر دئے جائیں گے۔ اور جو شخص لیلۃ القدر کی رات کو کھڑا ہو گا۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو۔ اور ثواب حاصل کرنے کے لئے کھڑا ہوا اس کے پہلے گناہ بخش دئے جائینگے

چوتھی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ سات سو گنے تک یہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے۔ اس لئے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے یعنی بندہ اس کو صرف میری خوشنودی کے لئے رکھتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (روزہ دار) اپنی خواہشات کو چھوڑتا ہے۔ صرف میری رضا کے لئے اور میں اس کی جزا دونگا اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت۔ اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے مونہہ کی بو خدا (تعالیٰ) کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ کہ اس کے سبب سے دنیا میں بندہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے۔ اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو۔ تو وہ نہ تو فحش باتیں کرے۔ اور نہ بیہودگی سے چلّائے۔ اور اگر اس کو کوئی بُرا کہے۔ یا اس سے کوئی لڑنے کا ارادہ کرے تو وہ اس سے کہہ دے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ مجھ کو بُرا کہنا یا کسی سے لڑنا زیبا نہیں ہے (بخاری و مسلم)

روزہ کو پاک رکھو

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (رَوَاهُ الْبُخَارِی)

ترجمہ۔ حضرت ابی ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور بُرا کام کرنا نہ چھوڑے (یعنی روزہ میں) پس خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی چھوڑ دے اپنا کھانا پینا

غم دور کرنے کا وظیفہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ دَاءً اَيْسَرُهَا الْهَمُّ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ننانویں بیماریوں کی دوا ہے جن میں سے معمولی بیماری غم ہے

لا حول ولا قوۃ کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَسْلَمَ عَبْدِیْ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِی

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا نہ بتاؤں میں تم کو ایک کلمہ (جو) اترا ہے عرش کے نیچے سے اور جنت (کا) خزانہ ہے (اور وہ یہ ہے) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ جس وقت کہتا ہے بندہ اس کو (فرماتا ہے خداوند تعالےٰ (اس کے جواب میں) اطاعت گزار بندہ میرا یا نجات پائی میرے بندے نے اور فرمانبردار ہوا یا سپرد کر دیئے اس نے تمام کام خدا کی طرف۔

خطبہ یوم الجمعہ ۳ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ر فروری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

رمضان شریف کے روزوں کو تکلیف مالایطاق نہ سمجھا جائے بلکہ اس میں بہت سے فوائد ہیں

مثلاً

قولہ تعالیٰ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن (مجید) اتارا گیا۔ جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے۔ اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے (رمضان) کو پالے۔ تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اللہ (تعالیٰ) تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا اور تاکہ تم گنتی پوری کر لو۔ اور تاکہ تم اللہ (تعالیٰ) کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے ہدایت دی۔ اور تاکہ تم شکر کرو۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَاۗىِٕكُمْ ۭ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

گزشتہ آیتوں کے احکام الٰہی کی تفصیل

(۱) قرآن مجید کا نزول۔ رمضان شریف میں ہوا ہے۔

(۲) قرآن مجید لوگوں کی راہ نمائی کے لئے نازل ہوا۔ یعنی جو معاملہ پیش آئے۔ اس معاملہ میں تبلائے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی مرضی کیا ہے۔

(۳) اور ہر معاملہ میں حق اور باطل میں تمیز کرانے والا ہے۔

(۴) اور جو کوئی رمضان شریف کے مہینہ کو پالے۔ تو اس میں روزے رکھے

(۵) اور جو مریض یا مسافر ہو۔ وہ شخص ماہ رمضان کے روزے چھوڑ سکتا ہے۔ ہاں پھر جب مریض تندرست ہو جاکے۔ یا مسافر گھر آجائے۔ تو پھر روزے پورے کردے

(۶) اللہ تعالےٰ اپنے احکام کی تعمیل میں تنگی کرنا نہیں چاہتا بلکہ آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے

(۷) تا کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل بھی پوری ہو جائے اور تمہیں بھی تکلیف مالایطاق نہ ہو۔

(۸) ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب بھی مجھے پکاریں۔

(۹) پس انہیں چاہئے۔ کہ میرا حکم مانیں۔

(۱۰) اور بندوں کو چاہئے۔ کہ مجھ پر ایمان لائیں۔ تا کہ ہدایت پائیں۔

(۱۱) روزے کی رات میں مردوں کو اپنی بیویوں سے ملنا جائز ہے۔ وہ تمہارے لئے پردہ ہے۔ اور تم ان کے لئے پردہ ہو۔

(۱۲) اور روزہ کی رات کو کھاؤ اور پیو حتیٰ کی تم پر سفید تاگہ فجر کا رات کے سفید تاگہ سے جدا ہو جائے

(۱۳) سحور کو روزہ رکھ کر اس روزے کو رات تک پورا کرو۔

(۱۴) اور جب اعتکاف پر بیٹھ جاؤ تو بھی عورت سے ملنا جلنا چھوڑ دو۔

(۱۵) یہ بیان فرمودہ اللہ تعالےٰ کے احکام ہیں۔ ان کے توڑنے کے قریب بھی مت جاؤ۔

وما علینا الا البلاغ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے اتباع کی ضرورت

ازروئے قرآن مجید

پہلی دلیل

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد واجب الاعتقاد یہ ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

(سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے۔ جو اس (پیغمبر) پر آتی ہے

ان گذشتہ دو آیتوں

سے ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے ہیں سب وحی الہٰی ہے۔

البتہ محققین

نے وحی کی دو قسمیں کی ہیں وحی جلی۔ اور وہ قرآن مجید ہے۔ جسے حضرت جبرئیلؑ پڑھ کر سنا جاتے ہیں۔ جس وحی کو قرآن مجید کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اور دوسری قسم وحی

کی وہ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ آپ کے دل میں القا فرما دیتے ہیں۔

اسے وحی خفی کہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر حدیث شریف ہے۔

لہٰذا

ثابت ہوگیا۔ کہ وحی خفی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی القاء ہوتی ہے۔

یعنی حدیث شریف

سابقہ بیان کی بناء پر ہی رسول اللہ صلی اللہ کے سچے متبعین کا عقیدہ ہے۔

کہ قرآن مجید وحی جلی ہے

اور حدیث شریف وحی خفی ہے

اور علماء کرام کے اس سابقہ عقیدہ کی بناء پر ہی کہا کرتا ہوں کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے۔ اور منکر قرآن خارج از اسلام ہے۔ اور نام کسی کا نہیں لیتا۔ تا کہ کسی شخص کی تنقیص شان نہ ہو۔ البتہ مسئلہ واضح کر دیا ہے۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے بھٹکے ہوئے احباب راہ راست پر آجائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے اتباع کی ضرورت

ازروئے قرآن مجید

دوسری دلیل

قولہ تعالیٰ (وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ) (سورۃ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ اور اللہ (تعالےٰ) سے ڈرو۔ بیشک اللہ (تعالیٰ) سخت عذاب دینے والا ہے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ ۱۶ فروری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

ارشادات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

متعلقہ رمضان شریف

حدیث اول

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیۡلَۃٍ مِّنۡ شَھۡرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیۡنُ وَمَرَدَۃُ الۡجِنِّ وَ غُلِّقَتۡ اَبۡوَابُ النَّارِ فَلَمۡ یُفۡتَحۡ مِنۡھَا بَابٌ وَ فُتِحَتۡ اَبۡوَابُ الۡجَنَّۃِ فَلَمۡ یُغۡلَقۡ مِنۡھَا بَابٌ وَیُنَادِیۡ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الۡخَیۡرِ اَقۡبِلۡ وَ یَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقۡصِرۡ وَ لِلّٰہِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَ ذٰلِکَ کُلَّ لَیۡلَۃٍ۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجۃ و رواہ احمد عن رجل)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ جس وقت رمضان کی پہلی رات آتی ہے۔ تو شیطان قید کر دئے جاتے ہیں۔ اور سرکش جن (بھی) قید کر دئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور دوزخ کا کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا۔ اور بہشت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور بہشت کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ یہ کہ اے نیکی کے طالب نیکی کی طرف متوجہ ہو۔ اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز آ اور اللہ (تعالیٰ) آزاد کرتا ہے۔ اس مبارک مہینے میں دوزخ سے بہت سے لوگوں کو۔ اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔ (یعنی منادی کرنے والا روزانہ رات کو یہ اعلان کرتا ہے (ترمذی شریف و ابن ماجۃ)

دوسری حدیث شریف

ابوہریرۃ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس رمضان (شریف) کا مہینہ آیا ہے۔ جس کے روزے اللہ (تعالیٰ) نے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیطانوں کو طوق پہنایا جاتا ہے اس مہینہ میں اللہ (تعالیٰ) کی ایک خاص رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا (احمد نسائی)

تیسری حدیث شریف

عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان (شریف) اور قرآن (مجید) بندہ کی سفارش کریں گے۔ چنانچہ روزہ یہ کہے گا۔ کہ اے اللہ (تعالیٰ) میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا۔ پس اس کے لئے میری سفارش قبول فرما اور قرآن (مجید) یہ کہے گا۔ کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا (یعنی سونے نہیں دیا) پس اس کے حق میں تو میری سفارش قبول فرما۔ پس ان کی سفارش قبول کی جائیں گی۔ (بیہقی)

پس

مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ ان ہر دو سفارشیوں کی سفارش اپنے لئے ضرور مہیا فرمائیں۔ ورنہ قیامت کے دن ان اللہ تعالےٰ کے بندوں کو مطعون نہ بنائیں۔ کہ ان کو دوزخ سے بچا لینے والے ایسے سفارشی معلوم تھے۔ لیکن ہمیں سفارشیوں کا پتہ نہیں تبلایا۔ برادران اسلام۔ اب تو ہمارے بھائی بہنوں کو اس عذر کا موقعہ نہیں ملیگا۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھی حدیث شریف

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مہینہ تم میں آیا ہے۔ اور اس میں ایک ایسی رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے پس جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا۔ وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا۔ اور اس کی نیکیوں سے محروم نہیں رکھا جاتا۔ مگر وہ شخص جو بے نصیب ہے (ابن ماجہ)

پانچویں حدیث شریف

سلمان فارسی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ شعبان کے آخری

دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا۔ کہ اے لوگو! ایک مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے۔ جو بڑا با برکت مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے۔ کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ تعالےٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کئے ہیں۔ اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے اللہ تعالےٰ کا قرب تلاش کرے یعنی اللہ تعالےٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے نفل عبادت کرے اس کا ثواب اتنا ہی ہوتا ہے جتنا فرض کا رمضان کے مہینہ کے سوا دوسرے مہینوں میں اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کا۔ اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ مہینہ غم خواری کا ہے۔ اور یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے۔ جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا باعث ہوتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ۔ اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اسے ثواب ملتا ہے۔ اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا۔ ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے۔ کہ اس سے ہم روزہ دار کے روزے افطار کرائیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتا ہے۔ جو لسّی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے۔ اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ سیراب کرے گا۔ اس کو اللہ تعالےٰ میرے حوض سے ایسا پانی پلائے گا۔ کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں جائے۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے۔ کہ اس کے ابتدا میں رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت۔ اور آخر ۴۴

۴۴ میں دوزخ سے نجات۔ اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام روزہ دار سے کم کام لیا۔ اور اس کے کام میں تخفیف کردی۔ اس کو اللہ تعالیٰ بخشش دیتا ہے۔ اور اس کو دوزخ سے نجات دیتا ہے۔ بیہقی

کے دن ان سے بالاتر ہونگے ان پرہیزگاروں کا دستور العمل قرآن مجید ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (بقرہ۔ ایت ۲)

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔

اور یہ دستور حیات بھی رمضان مبارک میں اترا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ (بقرہ ایت ۱۸۵)

ترجمہ۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن اتارا گیا۔ جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے

یعنی

رمضان شریف میں قرآن کریم آسمان دنیا کی طرف اترا۔ پھر حسب ضرورت اور موقع تھوڑا تھوڑا بیس سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

اب اس ہدایت کے پیراؤں کو چاہئے۔ کہ اس کے اوامر و نواہی پر عمل کریں۔ اوامر میں ایک امر روزہ رکھنے کا بھی ہے

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ (بقرۃ ایت ۱۸۵)

ترجمہ۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے۔

مگر بیمار اور مسافر کے لئے آسانی فرما دی۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ

ترجمہ۔ اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔

یعنی

شرعی سفر میں اختیار ہے کہ روزہ کی قضا کرے اور جتنے روزے چھوٹ جائیں۔ وہ بعد میں رکھ لے۔ سفر کی حالت میں روزہ رکھنا جائز بھی ہے۔ آج کل کے آرام دہ سفر میں قضا کرنے کی نوبت شاذ و نادر ہی پیش آتی ہے بیمار جسے جسمانی عارضہ لاحق ہو۔ وہ بھی قضا کر سکتا ہے مگر بالکل معمولی مرض جو دوسرے دنیاوی کاروبار سے رکاوٹ کا باعث نہیں بنتا اسے روزہ نہ رکھنے کا بہانہ نہ بنا لینا چاہئے۔

ایک رکن

اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک روزہ بھی ہے۔

حدیث۔ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

(ریاض الصالحین بحوالہ متفق علیہ)

ترجمہ۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا زکوٰۃ ادا کرتے رہنا۔ اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔

اب

دیگر ارکان کی طرح روزے کی حفاظت بھی عین فرض ہے۔ اور بلا شرعی عذر کے روزہ ہرگز نہ چھوڑنا چاہئے

روزہ ڈھال ہے

حدیث۔ اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ (موطا امام مالکؒ)

ترجمہ۔ روزہ ڈھال ہے

یعنی

جس طرح ڈھال پر دشمن وار روکا جاتا ہے۔ روزہ گناہوں سے بچاتا ہے۔ اور قیامت کے دن دوزخ سے بچاؤ کا باعث ہوگا۔

روزہ میں بیہودہ گوئی سے بچنا

حدیث۔ فَاِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَاِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهٗ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ اِنِّیْ صَائِمٌ (موطا امام مالکؒ)

ترجمہ۔ جب تم سے کوئی روزہ دار ہو۔ تو اسے چاہئے کہ بیہودہ نہ بکے اور جہالت نہ کرے۔ اگر کوئی شخص اسے گالیاں دے یا اس کے ساتھ لڑے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔ میں روزہ دار ہوں۔

یعنی

نہ گالی دینے والے کو گالی دے نہ لڑنے والے کے ساتھ لڑے۔

رمضان میں نیک اعمال زیادہ کرنے چاہئیں

حدیث۔ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْیَا اللَّیْلَ وَاَیْقَظَ اَهْلَهٗ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ (ریاض الصالحین بحوالہ بخاری مسلم)

ترجمہ۔ جب رمضان کا اخیر عشرہ آتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار رہتے اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے تھے۔ اور اپنا تہ بند مضبوط باندھ لیتے تھے۔

یعنی

عبادت الٰہی میں خوب کوشش فرماتے تھے۔ اور معمول سے زیادہ کرتے تھے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۷ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۳ر فروری ۱۹۶۲ء

جس کو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ نے تحریر فرمایا اور آپ کے صاحبزادے مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے اُن کی عدم موجودگی میں جب کہ آپ شدت سے علیل ہوگئے تھے پڑھکر سنایا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

روزہ کو پاک رکھنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات

پہلی حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص نے جھوٹ بولنا اور بُرے کام کرنے نہ چھوڑے۔ یعنی روزے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ کوئی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے (بخاری شریف)

لہذا

سب لوگوں سے بالعموم اور کاروباری لوگوں سے بالخصوص عرض کرتا ہوں کہ معمولی سا دنیا کا نفع کمانے کے لئے جھوٹ بولنا چھوڑ دیں اگر وہ چیز گاہک کی قسمت میں لینی لکھی ہے۔ تو وہ ضرور لے کر رہے گا۔ لہذا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے

وما علینا الا البلاغ۔

دوسری حدیث شریف

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کبھی ایسا اتفاق ہوتا۔ کہ جنابت کی حالت میں صبح ہو جاتی۔ اور یہ جنابت احتلام کے سبب سے نہیں بلکہ مجامعت کے سبب سے ہوتی تھی۔

تیسری حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی لے۔ تو وہ اپنے روزہ کو پورا کرے (اس لئے کہ جو کچھ اس نے بھول کر کھایا پیا ہے۔ وہ) اللہ تعالےٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔ (بخاری شریف ومسلم شریف)

چوتھی حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں تو ہلاک ہوگیا۔ آپ نے پوچھا کیا ہوا۔ اس نے کہا میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہمبستری کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تیرے پاس کوئی غلام ہے۔ کہ اس کو آزاد کر دے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو اتنی طاقت رکھتا ہے۔ کہ مسلسل دو مہینے کے روزے رکھ سکے۔ اس نے کہا۔ نہیں آپ نے فرمایا۔ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھ جا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش بیٹھ گئے (گویا کسی کا انتظار کر رہے ہیں) غرض ہم اسی طرح بیٹھے تھے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عرق کھجوروں کا لایا گیا (عرق کھجور کے پٹھوں کا بڑا تھیلا) آپ نے پوچھا سائل کہاں ہے۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کو لے جا۔ اور خیرات کر دے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ۔ کیا اس شخص کو خیرات دوں۔ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ قسم ہے خدا کی مدینہ کی طرفوں میں کوئی گھر والا میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج نہیں ہے دونوں طرفوں سے اس کی مراد دو پہاڑیاں تھیں۔ جو مدینہ منورہ کے مشرق اور مغرب میں واقع ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں۔ پھر فرمایا۔ اپنے گھر والوں کو کھلا دے (بخاری ومسلم)

پانچویں حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ وہ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے اختلاط (بوس وکنار) کرلے۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ ایک اور شخص آیا۔ اور اس نے بھی یہی سوال کیا آپ نے اس کو منع فرمایا۔ جس کو

آپ نے اجازت دی تھی۔ وہ بوڑھا تھا۔ اور جس کو منع کیا تھا۔ وہ جوان تھا (ابو داؤد)

چھٹی حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ جس پر روزہ کی حالت میں قے غلبہ کرے یعنی خود بخود قے آجائے۔ اس پر قضا واجب نہیں۔ اور جو شخص قصداً قے کرے۔ اس پر قضا واجب ہے (ترمذی۔ ابوداؤد ابن ماجہ۔ دارمی)

ساتویں حدیث شریف

حضرت عامر بن ربیعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اتنی مرتبہ روزہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کرتے دیکھا ہے۔ کہ میں شمار نہیں کرسکتا۔ (ترمذی۔ ابو داؤد)

آٹھویں حدیث شریف

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ کہ میری آنکھیں دکھتی ہیں۔ کیا روزہ کی حالت میں میں سرمہ لگاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ (ترمذی)

نویں حدیث شریف

حضرت شدادؓ بن اوس فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے۔ جو بھری ہوئی سینگیاں کھچوا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے تھے۔ اور رمضان (شریف) کی اٹھارہویں تاریخ تھی۔ آپ نے اس کو سینگیاں کھچواتے دیکھ کر فرمایا۔ سینگیاں کھینچنے والے اور کھچوانے دونوں نے روزہ توڑ ڈالا۔ (ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۴ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۲ر مارچ ۱۹۶۲ء

جس کو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ نے تحریر فرمایا تھا

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارک یہ تھی کہ جوں جوں مشاغل بڑھتے جاتے موصوف اپنے فرائض کی ادائیگی میں زیادہ انضباط، یکسوئی، اور انہماک سے کام لیتے چنانچہ خطبہ جمعہ جو لکھنا شروع کیا تو باوجود پیرانہ سالی، بیماری، عدیم الفرصتی کے کبھی اِس کا ناغہ نہ ہونے دیا، بلکہ سفر مبارک حج و عمرہ کے پیش نظر کئی کئی خطبے قبل از وقت تیار رکھتے سو گذشتہ ہفتہ آپ نے اس دنیائے فانی سے کنارہ کشی اختیار کی تو ہمیں آپ کے کئی غیر مطبوعہ خطبے دستیاب ہوئے ایک خطبہ احقر نے جمعۃ الوداع کے روز پڑھ کر سنایا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے

(عبید اللہ انور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

شیطان نے لوگوں کو ان کی بداعمالیاں اچھی کر دکھائیں

آج چودھویں صدی ہیں جو علماء کرام پیغام حق کتاب و سنتہ سے نکال کر پہنچا رہے ہیں۔ ان کے خلاف شیطان لعین عوام الناس سے مخالفت کرا رہا ہے۔ جو علماء کرام کتاب و سنتہ سے احکام پہنچاتے ہیں انہیں وہابی بنا دیتا ہے۔ وہابی کا لفظ ایک ہوّا بنا رکھا ہے۔ ورنہ وہابیت کیا ہے۔ اس کے علماء کو بھی معلوم نہیں۔ کیونکہ سارے نصاب تعلیم عربیت ہیں وہابی کی تاریخ ہے نہیں۔ اب ساری عرضداشت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ وہابیت کی تاریخ علماء کرام کو بھی معلوم نہیں اور ہر جاہل کے موہنہ ہیں وہابیت کا لفظ ہے۔ شیطان نے کس طرح لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ اللھم احفظنا عن شرہ برحمتك یا ارحم الرحمین۔ آمین۔

مقصد نزول قرآن مجید

قولہ تعالیٰ (وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ۙ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝) پارہ ۱۴ سورۃ النحل رکوع

ترجمہ۔ اور ہم نے اسی لئے تجھ پر کتاب اتاری ہے۔ کہ تو انہیں وہ چیز کھول کر سنا دے جس ہیں وہ جھگڑ رہے ہیں۔ اور ایمان واروں کے لئے ہدایت اور رحمت بھی ہے۔

حاصل

مقصد نزول قرآن مجید یہ ہے۔ تاکہ وہ لوگ جن مسائل ہیں جھگڑ رہے ہیں۔ ان ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ کن بات پہنچا دے۔ اور یہ فرمان الٰہی یعنی قرآن مجید ایمانداروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور رحمت بھی ہے۔ اللھم اجعلنا من اہل الایمان۔ آمین یا الٰہ العلمین

حاشیہ مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم اور مردہ دلوں کو زندہ کر دے گا۔ اگر توجہ قلبی اور انصاف سے سنیں گے۔

ایمان واروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

کیوں

اس لئے کہ ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد کو دل سے مان لیتے ہیں۔ اس لئے وہ ارشاد الٰہی ان کے لئے ہدایت اور رحمت بن جاتا ہے

اور

بے ایمان لوگ چونکہ ارشاد الٰہی کو دل سے مانتے نہیں اس لئے وہ ارشاد الٰہی نہ ان کے لئے صحیح راہ نمائی کا سبب بنتا ہے ہے۔ نہ اس پر عمل کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ کی رحمت ان پر نازل ہوتی ہے۔ اللھم احفظنا عن ھذا الطریق

اسی لئے تو قرآن مجید کو یہ لقب دیا جاسکتا ہے

کہ قرآن مجید من جانب اللہ تعالےٰ نظام العمل حیات انسانی ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

جب قرآن مجید کو نظام عمل مان لیا گیا

اب صحیح معنوں ہیں مسلمان وہی ہوگا جو اس قرآن مجید کو اپنا دستور العمل مان لے

دعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس دستور العمل خداوندی کو اپنانے کی عطا فرمائے۔ اور ہر کلمہ گو کو جنت الفردوس ہیں پہنچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کا درجہ ہے

کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید ہیں

فرماتا ہے

قولہ تعالیٰ (وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ)

(سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

یعنی

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ زبان مبارک سے فرماتا ہے۔ وہ وحی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف اس (پیغمبر) پر نازل ہوتی ہے۔

علمائے دین ہی

سمجھ سکتے ہیں۔ جو قواعد عربیہ کو جانتے ہیں۔ کہ ما اور الا کلمہ حصر کا ہے۔ یعنی جو کچھ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ پر وحی ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان وحی تو ہے البتہ متقدمین علماء کرام سے لیکر متاخرین اہل حق علماء کرام تک یہ عقیدہ چلا آرہا ہے

کہ وحی کی دو قسمیں ہیں

ایک وحی جلی کہلاتی ہے۔ جو جبرئیل علیہ السلام لا کر آپ تک پہنچاتے ہیں۔ اور وہ ہے قرآن مجید۔ اور دوسری وحی خفی کہلاتی ہے جسے اللہ تعالےٰ آپ کے دل میں خود القا فرماتے ہیں۔ اسے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے

تحقیق تو یہی ہے

جو عرض کر چکا ہوں۔ آج کل ایک مسلمانوں کا فرقہ حدیث شریف کا منکر ہو رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ انہیں راہ راست پر لائے۔ اور پھر قدیم عقیدہ پر آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ مستقبل کے نتائج بد سے بچ جائیں

وما علینا الا البلاغ

قولہ تعالیٰ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (سورۃ النحل رکوع ۸ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اللہ کی قسم ہم نے تجھ سے پہلے بھی قوموں میں رسول بھیجے تھے۔ پھر شیطان نے لوگوں کو ان کی بد اعمالیاں اچھی کر دکھائیں سو آج بھی اُن کا وہی دوست ہے۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

حاصل

ہم نے آپ سے پہلے بھی کئی امتوں کی طرف انبیاء علیہم السلام بھجوائے مگر شیطان نے انہیں اپنے اعمال سابق ہی آراستہ کرکے دکھائے آج (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بھی) شیطان لعین بدستور سابق کفار مکہ معظمہ کو ان کے اعمال آراستہ کرکے دکھا رہا تھا۔ اور پہلی اُمتوں کی طرح کفار مکہ سے بھی پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کرا رہا تھا

تو جس راستے کو ہم صحیح سمجھتے ہیں اسی کی راہ نمائی انہیں کرتے ہیں۔ آئندہ ان کی قسمت مانیں یا نہ مانیں گے۔ تو ان کا بھلا ہوگا۔ نہ مانیں گے۔ تو نتائج بد ان کے حق میں نکلیں گے۔ اللہ تعالےٰ انہیں نتائج بد سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین میں کسی مسلمان بھائی کو برے الفاظ سے یاد نہیں کرتا۔

البتہ

یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ اگر میرا مسلمان بھائی صراط مستقیم سے پھسل جائے۔ تو محبت سے انہیں راہ راست پر بلاؤں۔ اور اس بے روی کے نتائج سے آگاہ کروں

میرے بھائی منکر حدیث

یہ تبلاؤ۔ کہ تم نے کسی محقق محدث سے علم حدیث پڑھا ہے۔ اگر کسی محقق محدث سے علم حدیث پڑھتے۔ تو انہیں چونکہ علم حدیث کا یقین ہوتا۔ تمہارے اندر بھی علم حدیث کا یقین پیدا ہو جاتا اگر تم

علم حدیث

اعلیحضرت مقتدانا و مولانا حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

یا

حضرت مولانا و مقتدانا۔ حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے زانوئے ادب تہ کرکے علم حدیث پڑھتے۔ تو کبھی منکر حدیث شریف نہ ہوتے۔ بلکہ علم حدیث کی طرف داعی ہوتے۔ اور تمہیں

علم حدیث شریف کی صداقت

پر وہ یقین ہو جاتا۔ جو ان کے دل میں تھا۔

افسوس

ہے۔ اے منکر حدیث بھائی جن لوگوں کی تم نے صحبت پائی۔ وہ اس علم حدیث کے ماہر اور داعی نہ تھے۔ لہذا تم پہ علم حدیث شریف کی حق و صداقت کا

رنگ کس کی صحبت سے چڑھتا

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

دعا

اے اللہ (تعالیٰ) تو میرے بھولے بھٹکے بھائیوں کو راہ راست پر لا۔ آمین یا الہ العالمین۔

خطبہ یوم الجمعہ ۲ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۶۲ء

یہ خطبۂ جمعہ بھی حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ ہے۔ جسے آپ نے وفات سے چند روز پہلے تحریر فرمایا تھا۔ چونکہ اس کا ابتدائی حصّہ ہی ۹ مارچ کے جمعہ میں پڑھا جا سکا لھٰذا بقیہ حصّہ آئندہ جمعہ کو پیش کیا جائیگا۔

(احقر عبید اللہ انور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

ظلم کے انجامِ بد سے بچو

اس پر قرآن مجید سے شواہد

پہلا شاہد

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ وَ لَوۡ یَرَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعَذَابِ ۝ اِذۡ تَبَرَّاَ الَّذِیۡنَ اتُّبِعُوۡا مِنَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡا وَ رَاَوُا الۡعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتۡ بِہِمُ الۡاَسۡبَابُ ۝ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡا لَوۡ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنۡہُمۡ کَمَا تَبَرَّءُوۡا مِنَّا ؕ کَذٰلِکَ یُرِیۡہِمُ اللّٰہُ اَعۡمَالَہُمۡ حَسَرٰتٍ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَ مَا ہُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنَ النَّارِ ۝

(سورۃ بقر رکوع ۴ پارہ ۲)

ترجمہ:۔ اور ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں۔ جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں۔ جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیے۔ اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اور کاش دیکھتے وہ جو ظالم ہیں۔ جب عذاب دیکھیں گے۔ کہ سب قوّت اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ جب وہ لوگ بیزار ہو جائیں گے جن کی پیروی کی گئی تھی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی تھی کاش ہمیں دوبارہ جانا ہوتا تو ہم بھی ان سے بیزار ہو جاتے جیسے یہ ہم سے بیزار ہوئے ہیں۔ اسی طرح اللہ انہیں ان کے اعمال حسرت دلانے کے لئے دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں۔

یہ کیا۔ کہ ان ظالموں نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ دوسروں کو بھی حاجت روا بنایا۔ اور یہی شرک ہے۔ جس طرح جاہل مسلمان بزرگوں کی قبروں پر جا کر منّت مان آتے ہیں کہ اے بزرگ! اگر تو مجھے ایک بیٹا دے دے تو میں تیری قبر پر ایک بکرا چڑھاوا چڑھاؤنگا۔ جب اللہ تعالےٰ اس آدمی کو بیٹا دیتا ہے تو یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالےٰ نے بیٹا دیا ہے۔ اس کا شکر کروں۔ بلکہ ایک بکرا خرید کرکے اس بزرگ کی قبر پر (مثلاً پانچ میل یا چھ میل) پر جا کر ذبح کراتا ہے۔ تاکہ اس بزرگ کے احسان کا شکریہ ہو جائے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے نام پر شکریہ کے طور پر بکرا ذبح کراتا تو اللہ تعالیٰ اس کے گاؤں میں بھی موجود تھا۔ اور یہ بزرگ وہاں گاؤں میں موجود نہیں تھا۔ اس لئے بکرے کو گاؤں سے چلا کر اس بزرگ کے مزار پر لایا ہے۔ در اصل یہ حق اللہ تعالےٰ کا تھا کہ اس کا شکریہ ادا کرتا۔ کہ اس نے بیٹا دیا ہے اور بجائے اللہ تعالےٰ کے اس بزرگ وفات یافتہ کا ممنون احسان ہوا کہ اس نے دیا ہے۔ اور

یہی ظلم

اور بے انصافی ہے کہ بیٹے کی نعمت تو اللہ تعالےٰ نے دی اور اس نے اس مردہ بزرگ کا شکریہ ادا کیا جس کا اس نعمت کے عطا ہونے میں کوئی دخل ہی نہیں۔

بیٹا یا بیٹی

دینا فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے نہ کسی وفات یافتہ بزرگ کے اختیار میں۔

اللہ تعالےٰ کا فرمان

ملاحظہ ہو:۔

لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ۝ اَوۡ یُزَوِّجُہُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ ۝

(پارہ ۲۵ ع ۴ ۔ سورہ شوریٰ)

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالےٰ) ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا

ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

اے مسلمان

گذشتہ آیتوں کا ترجمہ غور سے پڑھ۔ کیا بیٹا یا بیٹی دینا کسی اور کے اختیار میں ہے۔ پھر کیوں تو اللہ تعالےٰ کے کام دوسروں سے منسوب کرتا ہے۔ اور یہی شرک ہے۔ اس سے توبہ کر۔ وما علینا الا البلاغ۔

اے مسلمان

ہوش کر جو تمہیں کتاب وسنّت کا راستہ دکھائے اور مذکور الصدر گمراہی سے بچانا چاہے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ تعلیم دینے والے وہابی ہوں گے۔ جو بزرگوں کے قائل نہیں ہوتے اور بزرگوں کا ادب نہیں کرتے۔

کیا

بزرگوں کے ادب کے یہی معنی ہیں کہ انہیں شریک خدا بنایا جائے

وہابی کا لفظ

ایک ہوّا لوگوں نے بنا رکھا ہے۔ ورنہ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ ہمارے علماء جو فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ وہ سو میں سے سو فیصدی وہابیت سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے درس نظامی میں جو سارے ہندوستان میں پڑھایا جاتا ہے کوئی کتاب وہابیت کے موضوع پر نہیں پڑھائی جاتی۔ اس لئے کہا ہوں کہ وہابیت کے حالات اور کردار سے ان کے مولوی بھی جاہل اور ناآشنا ہوتے ہیں۔ میں نے خود بحمداللہ تعالےٰ سارا درس نظامی پڑھا ہے۔ اور یہ فقرہ سمجھ سے کہا کرتا ہوں کہ مولوی بھی فارغ ہونے کے بعد وہابیت سے ناواقف اور جاہل ہوتے ہیں۔

اور

وہابی کا طعنہ

ہر جاہل اپنے مدّمقابل کو دے دیتا ہے اگرچہ وہ کتاب و سنّت کی ترجمانی کر رہا ہو۔ اور خواہ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا پکّا مقلّد ہو اور بعد از کتاب و سنّت حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا مقلّد ہو۔ کہ جو چیز کتاب و سنت میں بظاہر نظر نہ آئے وہ بجائے اس کے کہ اپنی رائے سے عمل کرے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی رائے پر عمل کرے۔ اس شرط پر کہ اگر بالفرض کتاب و سنت کے مخالف ہو گی تو چھوڑ دوں گا۔ اس مشروط اتباع میں کیا حرج ہے۔ لیکن بادجود مقلّد ہونے کے جاہلوں کی

رائے کے خلاف

کوئی بات کہہ دی جائے تو جھٹ اس کے حق میں وہابی کا لفظ استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان جاہلوں کے فتووں سے بچائے اور کتاب و سنّت کے اتباع کے بعد بجائے اپنی رائے کے ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی امام کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے۔

میں خود الحمد للہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا مقلد ہوں لیکن اس تقلید کو جزو ایمان نہیں سمجھتا۔ بلکہ امام مالک کے متبعین اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے متبعین اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے متبعین سب کو حق پر سمجھتا ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

دوسرا شاہد

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(پارہ ۲ ع ۱۳۔ سورہ بقر)

ترجمہ:۔ اور جب عورتوں کو طلاق دے دو۔ پھر وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں۔ تو انہیں حسن سلوک سے روک لو یا انہیں دستور کے مطابق چھوڑ دو۔ اور انہیں تکلیف دینے کے لئے نہ روکو تاکہ تم سختی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا تو وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اور اللہ کی آیتوں کا تمسخر نہ اڑاؤ۔ اور اللہ کے احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری ہے کہ تمہیں اس سے نصیحت کرے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

عبرت

اوپر والے بیان الہٰی میں یہ اعلان ہے کہ انسانی حقوق العباد میں بھی انصاف کرنا چاہئے مثلاً عورت کو طلاق رجعی دے دی۔ جب اس کی عدّت گذرنے کو آئی ہے تو پھر اس نیّت سے رجوع نہ کر لینا کہ پھر اپنے نکاح میں لا کر پھر اسے طلاق دے دیں گے۔ پھر کچھ روز کے بعد دوسری طلاق دے دینگے تاکہ پھر عدّت میں بیٹھے۔ اور رجوع کرتے ہیں ارادہ اس عورت کو آرام دینے کا نہیں ہے بلکہ خراب کرنا مقصود ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں یہ ظلم بھی پسند نہیں ہے۔

خطبہ یوم الجمعہ ۹ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۶۲ء

> یہ خطبۂ جمعہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر فرمودہ ہے اس کا ابتدائی حصہ گذشتہ جمعہ جامع مسجد شیرانوالہ میں پڑھ کر سنایا گیا تھا جو گذشتہ اشاعت میں طبع ہوچکا ہے۔ بقیہ خطبہ اس جمعۃ المبارک کو پڑھا گیا تھا۔ جو شریک اشاعت کیا جائے۔
> — احقر عبید اللہ انور —

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْد

ظلم کے انجامِ بد سے بچو!

اس پر

قرآن مجید کے شواہد

تیسرا شاہد

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۵ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کے ہاں رسول بھیجے تھے۔ پھر ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑا۔ تاکہ وہ عاجزی کریں۔ پھر کیوں نہ ہوا۔ کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو عاجزی کرتے۔ لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے انہیں وہ کام آراستہ کر کے دکھائے جو وہ کیا کرتے تھے پس جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں خوش ہو گئے جو انہیں دی گئی تھیں ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وہ اس وقت ناامید ہو کر رہ گئے۔ پھر ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے

حاصل

اس تیسرے شاہد کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی کئی امتوں کے ہاں رسول بھیجے۔ (پھر انہوں نے رسول کے فرمان پر عمل کرنے سے انکار کیا) پھر اللہ تعالٰے نے انہیں سختی سے پکڑا تاکہ عاجزی کریں مگر انہوں نے عاجزی نہ کی اور شیطان نے انہیں وہی کام آراستہ کرکے دکھائے جو وہ کرتے تھے اور ہماری نصیحت کو بالکل بھول گئے پھر وہ اصلاح سے بالا طاق ہو گئے۔ تو اللہ تعالٰے نے ان نافرمانوں پر ہر نعمت کے دروازے کھول دئے۔ جس طرح ناقابلِ شفا مریض پر سے طبیب پرہیز اٹھا دیتا ہے۔ اس کے بعد ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِى الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝

(سورہ ہود رکوع ۱۰ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ سو ان جماعتوں میں ایسے لوگ کیوں نہ ہوئے جو تم سے پہلے تھیں۔ جو ملک میں فساد پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے جنہیں ہم نے ان میں سے بچا لیا تھا۔ اور جن لوگوں نے نافرمانی کی تھی۔ وہ تو انہیں لذتوں کے پیچھے پڑے رہے۔ جو ان کو دی گئی تھیں۔ اور وہ مجرم تھے۔ اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں۔ جو بستیوں کو زبردستی سے ہلاک کر دے اور وہاں کے لوگ نیک ہوں۔

جمعیت علماء اسلام پاکستان

کا منشور

مرتب کردہ

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

و دیگر علماء کرام

جمعیت علماءِ اسلام پاکستان کا قیام

تقسیم ملک کے بعد جمعیت علماء ہند نے فیصلہ کیا کہ جمعیت کے جو ارکان پاکستان میں رہتے ہیں وہ اپنی الگ جماعت بنائیں۔ ان کا اب جمعیت علماء ہند سے کوئی تعلق نہیں۔ اس وقت حضرت مولانا (احمد علی) لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی خدمت عالیہ میں ایک مکتوب بھیجا تھا کہ جن حضرات کے دامن سے وابستہ ہو کر ہمیں قیامت کے دن نجات کا بھروسہ تھا انہوں نے ہی ہمیں الگ کر دیا۔ یہ عریضہ مکتوبات شیخ الاسلام میں چھپ چکا ہے اور حضرت مدنی مرحوم کا مندرجہ ذیل اس کا جواب بھی شائع ہو چکا ہے۔[۱]

آپ نے یہ مکتوبِ گرامی شیشے کے فریم میں نہایت حفاظت سے اپنے حجرے کی سامنے والی الماری میں رکھا ہوا تھا اور ایک دفعہ ازراہِ شفقت مجھ احقر الانام کو دکھایا تھا۔ اس وقت حضرت مولانا فرطِ عقیدت سے جھوم رہے تھے اور مکتوب کے لفظ "متاثر" کی تشریح فرما رہے تھے۔

پاکستانی علماء حق کی تنظیم کے لیے ۸، ۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو سندھ، سرحد، بلوچستان، کراچی، پنجاب، بہاولپور وغیرہ اطراف ملک سے ۷۷ اجلیل القدر علماء کی مجلس مشاورت منعقد ہوئی جس میں اتفاق رائے سے حضرت مولانا لاہوری

---

(۱) خط یہ ہے:

سیدنا المحترم زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ مندرجہ مضامین سے سخت متاثر ہوا۔ محترما! کیا آپ سے علاقہ کسی انجمن کے وجود وعدم اور اس کی ممبری پر موقوف ہے جس پر آپ متاثر ہوتے ہیں؟ کلا واللہ! ہم اور آپ حضرت شیخ الہند قدس سرّہٗ العزیز کے دربار کے دریوزہ گر اور اس بنا پر خواجہ تاش ہیں۔ یہ روحانی تعلق کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتا۔ اگر مادی اسباب حائل بھی ہو جائیں تو یہ کیا ہے۔ ہماری ارواح ایک ہی دربارِ دربار کی حاضر باش ہیں۔ گھر کے لوگوں، صاحب زادوں اور دیگر احباب پرسانِ حال سے سلامِ مسنون عرض کر دیں۔ دعواتِ صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

از دار العلوم دیوبند ۳ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ

مرکزی جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور آخر تک اس عہدے پر فائز رہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ حضرت کی رہنمائی میں صرف ایک سال کے قلیل عرصے میں مغربی پاکستان میں تقریباً ۳۰۰ شاخیں جمعیت کی قائم ہوگئیں اور علماء اسلام نے جون ۱۹۷۰ء سے اپنا ترجمانِ اسلام رسالہ شائع کرنا شروع کیا جو آج تک جاری ہے۔

جمعیت علماءِ اسلام کا منشور

جمعیت علماء اسلام نے حضرت کی سرپرستی میں جو منشور مرتب کیا تھا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱. پاکستان میں عادلانہ اسلامی نظام کا قیام

I. پاکستان میں اسلامی عادلانہ نظام کو قائم کرنا جس سے باشندگانِ ملک ایک طرف انسانیت کش سرمایہ داری اور دوسری طرف الحاد آفرین اشتراکیت کے مضر اثرات سے محفوظ رہ کر فطری معاشرتی نظام کی برکتوں سے مستفید ہو سکیں۔

II. صوبائی اور قومی اسمبلیوں کو خالص اسلامی اسمبلیاں بنانے کی جدوجہد کرنا۔

۲. دستورِ پاکستان

موجودہ منظور شدہ ملکی دستور کو صحیح معنوں میں اسلامی دستور بنانا اور اس سے مخالف اسلام اصول ودفعات کو خارج کر کے قوانین اسلام کے مطابق کرانا۔ مثلاً اس دستور میں غیر مسلم و مرتد کو تمام کلیدی آسامیوں حتیٰ کہ وزارت عظمیٰ تک کے لئے فائز ہونے کا حق دیا گیا ہے۔ محکمۂ عدلیہ میں سب جج سے لے کر چیف جج تک کے اہم اور ذمہ دار عہدوں پر ہر غیر مسلم اور مرتد کو فائز ہونے کا حق تسلیم کر لیا گیا ہے اور ہر پاکستانی کو کافر و مرتد بننے اور بنانے کی اجازت دی گئی ہے۔

۳. صدر جمہوریہ

صدر جمہوریہ کے مرزائی نہ ہونے کی تصریح نہیں کی گئی۔ اس طرح تمام غلط اور غیر اسلامی دفعات کو بدل کر دستور کو قرآن وسنت کے مطابق بنانا۔

۴. پاکستان کی خارجہ پالیسی

I. پاکستان کی خارجہ پالیسی کو مکمل طور پر آزاد رکھنا

II. مسلم ممالک کے ساتھ اسلامی دوستانہ تعلقات کو مستحکم بنانا

III. غیر مسلم ممالک کے ساتھ سیاسی واقتصادی اور دیگر تعلقات کو اس حد تک قائم کرنا جس سے پاکستان کی آزاد خارجہ پالیسی قطعاً متاثر نہ ہو۔

IV. دنیا کے دو متحارب بلاکوں کی جنگ سے پاکستان کو علیحدہ رکھنا اور ملکی دفاع، استحکام اور سالمیت کے لیے زیادہ سے زیادہ ملک کو تیار کرنا۔

۵. امور داخلہ

I. عدالت! ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کرنا۔

II. عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ رکھنا۔

III. انصاف بلا معاوضہ کو عمل میں لانا اور کورٹ فیس کو ختم کرنا۔

IV. کم سے کم وقت میں مقدمات کا فیصلہ کرنا۔

V. انصاف کی راہ کی تمام رکاوٹوں (مثلاً رشوت ستانی، سفارش وغیرہ) کو دور کرنا۔

VI. تحفظ ختم نبوت اور حفاظتِ سنت نیز فتنہ مرزائیہ کیلئے قانون بنانا۔

VII. تحفظ ناموس صحابہ کے لیے قانون وضع کرنا اور شیعہ سنی مسئلہ حل کرنے کے لیے مؤثر اقدامات۔

VIII. بزرگانِ دین اور مسلّمہ مذہبی جماعتوں اور فرقوں کے اکابر کی توہین کے انسداد کی کوشش کرنا۔

٦. تعلیم اور زبان

I. ایسا نصاب تعلیم مرتب کرنا جو کہ ہماری دینی اور دنیاوی ضروریات کا کفیل ہو اور قوم میں غلامانہ ذہنیت کی بجائے خودداری کا جوہر پیدا کرے۔

II. تعلیم مفت اور عام کرنا۔

III. طلباء کی صلاحیتوں کے مطابق بلاتخصیص ان کے لیے ترقی کے مواقع مہیا کرنا۔

IV. طلبہ کی اخلاقی تربیت اور ان میں صحیح اسلامی روح پیدا کرنے کا خاص اہتمام کرنا۔

V. ابتدائی اور ثانوی تعلیم ہر علاقہ کے عوام کی پسندیدہ زبانوں میں اور باقی تعلیم ملک کی مشترکہ زبان (اُردو) میں دینا۔

VI. دور غلامی کی یادگار انگریزی زبان کی سرکاری حیثیت کو عدالتوں اور اسمبلی وغیرہ سے ختم کرنا اور اس کی جگہ پاکستان کی قومی زبان کو نافذ کرنا۔

VII. علوم مشرقی کی ترویج۔

۷. صحت

I. ملک کے مختلف حصوں میں وسیع پیمانہ پر شفاخانے قائم کرنا اور ان میں دواؤں کی فراہمی کا انتظام کرنا۔

II. دیسی یونانی طریقہ علاج کی حوصلہ افزائی کرنا۔

III. علاج و دواسازی میں ملک کو اپنے ضروریات میں خودکفیل بنانا۔

۸. قیامِ امن

قیامِ امن، حفظِ جان و مال اور حفاظتِ ننگ و ناموس کے لئے ایسی تدابیر عمل میں لانا جس سے ملک کا ہر باشندہ باطمینان زندگی بسر کرسکے اور آئے دن کے حوادث و واقعات کا خاتمہ ہوسکے۔

۹. معاشیات

I. ایسی تدابیر کو عمل میں لانا جن سے ہر پاکستانی ضروریاتِ حیات کو کم از کم قیمت پر خرید سکے اور ہر شخص کے لئے اکتسابِ رزق کے مواقع فراہم کرنا۔

II. ملک میں جہاں کہیں کسان اور مزارع پر خلافِ انسانیت مظالم ہو رہے ہوں ان کا مکمل سدباب کرنا اور مالک و مزارع، مزدور اور کارخانے دار کے نزاعات کو شرعی روشنی میں ختم کرنا نیز برطانوی عہد کی جاگیرداری کا خاتمہ کرنا۔

III. تمام بے جا سرکاری مصارف کو ختم کرنا اور آمدنی کا زیادہ سے زیادہ حصہ ملک کے غرباء پر صَرف کرنا۔

IV. ملک کے وسائل معاش (زراعت، صنعت و حرفت، تجارت) کو ترقی دینا۔

V. پسماندہ علاقوں کی آبادی کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرنا۔

VI. شرعی احکام کے مطابق ان لوگوں کی ضروریات زندگی کو سرکاری خزانہ سے مفت مہیا کرنا جو اکتسابِ رزق پر قادر نہ ہوں۔

VII. محنت پیشہ طبقہ کے حقوق کا تحفظ کرنا

VIII. ملازموں کی تنخواہوں میں ایسا صحیح تناسب قائم کرنا جس سے تیسرے درجہ کے ملازمین کی تنخواہ ان کی ضروریاتِ زندگی کی کفیل ہو سکے۔

۱۰. معاشرت

I. ملک میں بے حیائی، عریانی، فحاشی، رقص و سرود اور فحش لٹریچر، شراب نوشی اور زناکاری وغیرہ مخرب اخلاق امور کو خلافِ قانون قرار دینا اور ملک کے نوجوانوں میں مردانہ صفات، بہادرانہ جذبات اور اعلیٰ اسلامی اخلاق پیدا کرنے کے لیے تمام تدابیر کو عمل میں لانا۔

II. مسکرات کے تمام اقسام کے استعمال کو جرم قرار دینا۔

III. قمار بازی اور سود کی تمام صورتوں کو جرم قرار دینا۔

IV. پاکستان کے مسلم رعایا کو مسلح کرنا۔ کشمیر اور نہری پانی کے مسائل حل کرنے کے لیے قوم کی مختلف سیاسی اور غیر سیاسی پارٹیوں کے مشورے سے پروگرام طے کرنا۔

۱۱. مواصلات

سلسلہ مواصلات مثلاً ریلوے، بسوں، ڈاک، ٹیلی فون، تار میں تمام موجودہ مشکلات اور تکالیف کو حل کرنا۔ دیہاتی اور قصباتی باشندگانِ ملک کے لیے نقل و حرکت کی ہر طرح سہولت بہم پہنچانا۔

۱۲. ملک میں یکجہتی و علاقائی حقوق

پاکستان میں ہر شہری کو تقریر و تحریر اور اجتماعات و دیگر حقوقِ شہریت کی شرعی حدود کے اندر ضمانت دینا۔

۱۳. اقلیت

پاکستان میں شرعی روشنی کے ماتحت غیر مسلم اقلیت کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت اور ان کی مذہبی رسوم کی آزادی اور وقار کا تحفظ۔ تاوقتیکہ ان کی سرگرمیوں سے مملکت اور مسلم حقوق کو خطرہ لاحق نہ ہو۔

۱۴. انسدادِ ارتداد

فتنہ ارتداد کا مکمل انسداد۔

یہ چودہ نکاتی انتخابی منشور باتفاق آرائے ارکانِ مجلس عاملہ مرکزی جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان منظور ہوا۔

نوٹ: بد نظر اختصار منشور کی تفصیل سے گریز کیا گیا ہے۔

علماءِ لدھیانہ کی تاریخ سے نئی نسل بالکل ناواقف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ علماءِ لدھیانہ خاندان کے بزرگوں نے آزادئ ملک اور خدماتِ دین وملّت کے لیے اتنی بڑی قربانی دی کہ اگر کبھی دیانت داری سے تاریخ لکھی گئی تو اس خاندان کا ذکر سرِ فہرست ہوگا۔ (ادارہ انجمن خدام الدین لاہور، بانی: شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، ۵ ستمبر ۱۹۷۵ء)

تعارف ومختصر حالات

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

علماءِ لدھیانہ نے انگریز کے خلاف عملاً بغاوت کی اور جہادِ اسلامی میں بذاتِ خود شریک ہوئے۔ علماءِ لدھیانہ سرفروش مجاہد تھے۔ جنگِ آزادی کے شریک اور مسلمانوں کی قومی اور سیاسی تحریکات کے علم بردار تھے۔ میرے والد محترم حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے علماءِ لدھیانہ سے نہایت قریبی اور مخلصانہ تعلقات تھے۔ (مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصرؒ ابن علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ، رجب ۱۴۰۳ھ)

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ (۱۹۸۹ء - ۱۹۷۰ء)

آپ دار العلوم دیو بند کے ممتاز فاضل، لدھیانہ کے مشہور خانوادۂ علماء کے فردِ فرید اور جمعیت علماء ہند کے صف اول کے رہنماؤں میں سے تھے۔ آپ مولانا عبد اللہ لدھیانویؒ کے فرزند تھے۔ تقسیم ملک سے پہلے جمعیۃ علماءِ ہند پنجاب کے صدر رہے۔ تحریکِ آزادی میں سرگرم حصہ لیا۔ ۱۹۳۰ء کی تحریکِ سول نافرمانی میں ۵ جولائی ۱۹۳۰ء کو لدھیانہ میں گرفتار ہوئے اور ۱۹۳۲ء میں جمعیۃ علماء ہند کے ساتویں ڈکٹیٹر کے طور پر ۹ ستمبر ۱۹۳۲ء کو ایک عظیم الشان جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ اسی کے ساتھ قادیانیت کے خلاف زندگی بھر سینہ سِپر رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان چلے گئے تھے۔ وہاں ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختم نبوّت میں شامل رہے۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ (مشاہیر علماء دیوبند)

مکتوب حضرت مولانا محمد سالم قاسمیؒ

بنام مشہود مفتی

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

کے متعلق تاثرات کا اظہار

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

دارالعلوم دیوبند اور خاندان قاسمی سے لدھیانہ کے معزز خاندان علماء کا تاریخی مخلصانہ تعلق رہا ہے۔ پنجاب کے بہت سے شہر ہیں، لیکن تقسیم ملک سے قبل اپنے علمی، اخلاقی اور سیاسی دائروں میں علمائے لدھیانہ بایں معنیٰ خصوصیت و امتیاز کے حامل رہے ہیں کہ حالات ملک کی سازگاری اور ناسازگاری کے دونوں زمانوں میں ان کی دار العلوم دیوبند سے وابستگی کے ساتھ ملی خدمات کی ہمت و عزیمت ایمانی میں بھی ذرہ برابر کمی نہیں آئی۔

راقم الحروف نے اپنے عہد طالب علمی میں اور کچھ عرصے تک اس کے بعد بھی جن بزرگانِ لدھیانہ کو بار بار دیکھا اور اپنی نوعمری کے باوجود ان کی ہمت و عزیمت کا اندازہ کیا ان میں خاص طور پر **حضرت مولانا محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ** سے وقتاً فوقتاً اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ سے اکثر و بیشتر ملنے کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحبؒ کی بزرگان دیوبند کے ساتھ تعلق میں غیر معمولی پختگی تھی، سیاسی خدمات کے دوران بھی اس کی برقراری کبھی متاثر نہیں ہوئی۔ ان کے شریک عمل حضرات علماء کی جانب سے کسی پیش آمدہ سیاسی مسئلے میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو اگر کوئی کمی محسوس ہوتی تو وہ اس کی مصلحت کو اور اس سے حاصل ہونے والے وقتی مفاد کو کسی قیمت پر انگیز کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے، اور دوسری جانب اس اختلاف کے باوجود ان کا رابطہ اخلاص حسب سابق مکمل طور پر برقرار رہتا تھا۔ چنانچہ حصولِ آزادی کی جنگ میں جب ہندو مسلم اتحاد کے نعرہ نے وسعت اختیار کی اور مسلمان زعمائے وقت میں سے بیشتر اس کے مؤید بن گئے لیکن حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدّس سرہٗ اس ہندو مسلم اتحاد کے نعرہ پر خاموش رہے، جس کا بڑی حد تک عامۃ المسلمین پر یہ اثر پڑا کہ وہ بھی اس کی تائید سے باز رہے۔ مسلم زعماء نے حضرت تھانویؒ کے سکوت کے وسیع پیمانے پر ملک میں اثرات کو دیکھ کر تشویش محسوس کی۔ ان کی اس بارے میں مساعی کی تفصیل کے بغیر قابل ذکر یہ ہے کہ علمائے کرام کا ایک بڑا طبقہ حضرت کے سکوت سے یہ سمجھ گیا کہ حضرت تھانویؒ اس

کے مؤید نہیں ہیں جب کہ کچھ عرصہ بعد حضرت تھانویؒ نے لوگوں کے اصرار پر فرمایا کہ ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ ہی بنیادی طور پر صحیح نہیں ہے، کیونکہ اتحاد کے معنی یہ ہیں کہ دونوں قوموں کی یکتائی کی خصوصیت ختم ہوجائے، یعنی نہ ہندو ہندو رہے اور نہ مسلم مسلم رہے، اور یہ اتحاد جب ہی ممکن ہے کہ جب شرک و توحید میں اتحاد ہوجائے، اور یہ ممکن نہیں ہے تو وہ اتحاد بھی ممکن نہیں، اس لئے نعرہ اتحاد کے بجائے تعبیری فرق کرکے "ہندو مسلم اتفاق" کی دعوت دی جانی چاہیے تھی۔ اس کے بعد مسلک حق سے وابستہ علمائے لدھیانہ وغیرہ نے اس تعبیر سلیم کا پورا پورا حق اپنی حدود میں اس خوبصورتی سے ادا کیا کہ ہندو مسلم اتفاق کے ذریعہ مقصد بھی پورا ہوگیا اور اسی بنیاد پر مسلک سے کسی انحراف کا خدشہ بھی باقی نہیں رہا۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں یہ بھی شامل تھا کہ اپنے افراد سے کسی رائے میں اختلاف ہوتا تو اپنی رائے کی ترجیح میں ہی فرمایا کرتے تھے، جب میٹھی دہی سے اچھا ذائقہ آسکتا ہے تو کھٹی کیوں لی جائے۔

راقم الحروف کو حضرت مولانا **مفتی محمد نعیم صاحبؒ** سے دور طالب علمی ہی میں کئی بار شرف ملاقات ملا اور ان کے لطائف بھی سنے مگر اب وہ یادداشت میں محفوظ نہیں، ایسے ہی حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب سے قریبی رابطہ ان کے دو چھوٹے صاحب زادگان مولوی سعید الرحمن مرحوم اور مولوی محمد احمد مرحوم کا طالب علمی کے زمانہ میں احقر اور احقر کے گھرانے سے قدیمی خاندانی روابط کے تحت بہت اپنائیت کا تعلق رہا۔ انہی دونوں کے واسطے سے ان کے والد محترم حضرت مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ سے جبکہ وہ دہلی میں مقیم تھے ملنا جلنا وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا تھا۔

ایک بار مولوی سعید الرحمٰنؒ کے ذریعہ مولانا حبیب الرحمٰنؒ نے احقر کو دہلی بلایا۔ اس وقت احقر کے والد ماجد حکیم الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند حج کے لئے تشریف لے جاچکے تھے، اور ان کی عدم موجودگی میں احقر سے کافی کام متعلق تھے۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ مولانا حبیب الرحمٰن کی دعوت پر حاضر ہوا۔ حسب عادت بزرگانہ شفقت سے ملے م پھر فرمایا کہ یہ الیکشن کا زمانہ ہے، میں نے آپ کا نام کانگریس پارٹی کی الیکشن پبلسٹی کے لئے لکھوادیا ہے اور سعید الرحمانؒ آپ کے ساتھ رہے گا۔ آپ کو حیدرآباد کے علاقے میں مختلف مقامات پر کانگریس کی تائید میں تقریر میں کرنا ہوگی۔ میں یہ سن کر ان سیاسی دھندوں سے

قطعاً بے علاقہ ہونے کی وجہ سے بڑا حیران ہوا اور میں نے باادب عرض کیا کہ حضرت میرا تو کوئی تعلق سیاسیات سے بھی رہا ہی نہیں، نہ میں کسی پارٹی کا ممبر ہوں اور نہ مجھے اس بارے میں معلومات ہیں، اور نہ میں نے آج تک کی سیاسی پارٹی کے پلیٹ فارم سے کوئی تقریر کی، اس لئے میں باادب اس سے معذرت خواہ ہوں۔

توجواباً مولانا نے فرمایا کہ اگر یہ کام پہلے بھی نہیں کیا تو اب کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر میں نے دوبارہ بڑی قوت سے اس کو قبول کرنے سے بوضاحت وقوت معذرت کر دی۔ تب مولانا نے معذرت قبول فرمائی، اور میں دیوبند واپس آگیا۔

اس واقعہ کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن کا یہ عمل اور یہ فرمانا احقر کے گھرانے سے ایسی محبانہ اپنائیت کے تحت تھا جو ہمیشہ سے ان کے معزز خاندان لدھیانہ سے قائم تھا اور تقسیم ملک سے قبل یہ مخلصانہ تعلق طرفین میں کبھی الحمدللہ مضمحل نہیں ہوا۔

یہ مذکورہ باتیں جو حاشیہ خیال میں موجود تھیں اور ان کو کبھی قرطاس وقلم سے آشنائی حاصل نہیں ہوئی تھی، اب آپ کے فرمانے پر ہی بھولی بسری یادیں زیر قلم آگئیں۔ اللہ طرفین کے ان آسودۂ رحمت اکابر رحمہم اللہ کی مبنی بر اخلاص یادوں کو ہمارے قلب و دماغ کے نہاں خانوں میں محفوظ رکھے۔، اس مرحلے پر یہ پر خلوص دعا نے شعری صورت اختیار کر لی ہے کہ:

یہ یادیں کچھ مجھے مانوس سی محسوس ہوتی ہیں
خلوص دل کی ان میں کچھ نمی محسوس ہوتی ہے

مولانا محمد سالم قاسمی صاحب
مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

تاثرات

مولانا منظور نعمانی

الفرقان ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ کے شمارہ میں شائع ہوا۔

ماخوذ

الفرقان لکھنؤ، وفیات نمبر

اپریل، مئی، جون ۱۹۷۷ء، مطابق ۱۳۹۷ھ

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ
و مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

تحریر: مولانا منظور نعمانی

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ

ہندوستان کی تقسیم نے جو بہت سے مسائل خاص کر ہم مسلمانوں کے لئے پیدا کیے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت سے وہ بزرگ یا عزیز جن سے انتہائی قریبی نسبی یا روحانی تعلق تھا وہ ہم سے امریکہ اور روس سے بھی زیادہ دور ہو گئے ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ پاکستان کے موجودہ فوجی حکمرانوں نے قریبًا چھ سال سے ہر قسم کی کتابیں رسائل اور اخبارات کی آمد و رفت پر بھی پابندی لگا رکھی ہے جس کی وجہ سے بہت سے اہم واقعات و حادثات کا وقت پر علم بھی نہیں ہو سکتا۔

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور **مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ** متحدہ ہندوستان کے اکابر و مشاہیر علماء میں سے تھے۔ یقینًا ہندوستان کے طول و عرض میں سینکڑوں ایسے مسلمان ہیں جو ان بزرگوں سے محبت و عقیدت کا تعلق رکھتے ہیں۔ ان بزرگوں کی وفات اب سے دو تین مہینے پہلے ہوئی لیکن پاکستان کے اخبارات و رسائل نہ آنے کی وجہ سے یہاں اس کی اطلاع بہت دیر سے ہو سکی۔

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ بڑے ممتاز صاحب درس اور وسیع النظر عالم تھے۔ خاص کر فن حدیث میں مولانا کا خاص مقام تھا۔ اسی کے ساتھ حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے ارشد خلفاء میں سے تھے۔ ملک کی تقسیم سے پہلے جالندھر میں ان کا **مدرسہ خیر المدارس** دار العلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور جیسے مدارس کے طرز پر اس وقت کے پنجاب کا سب سے بڑا اور بافیض مدرسہ تھا۔ بلکہ جہاں تک علم ہے سندھ اور صوبہ سرحد میں بھی اس وقت کوئی دینی درسگاہ اس درجہ کی نہیں تھی۔ تقسیم کے فیصلہ کے بعد جب مسلمانوں کو مشرقی پنجاب سے

پاکستان کے علاقوں میں منتقل ہونا پڑا تو مولانا مرحوم نے ملتان میں قیام کا فیصلہ فرمایا اور وہیں **خیرالمدارس** قائم کیا۔ پاکستان کے اس ابتدائی دور میں وہی سب سے بڑا مدرسہ تھا۔ بعد میں کراچی اور لاہور اور دوسرے شہروں میں بھی بڑے اور مرکزی مدارس قائم ہو گئے۔

تقسیم سے پہلے جبکہ خیرالمدارس اور حضرت مولانا کا قیام جالندھر میں تھا، کئی بار وہاں حاضری کا موقع ملا۔ قیامِ پاکستان کے بعد اگرچہ اس عاجز کے دو سفر مغربی پاکستان کے ہوئے، ایک سنہ ۱۹۵۲ء میں اور دوسرا ۱۹۵۷ء میں، لیکن افسوس ہے کہ ان میں سے کسی سفر میں بھی ملتان اور خیرالمدارس میں حاضری نہ ہو سکی۔ البتہ ایک دفعہ غالباً کراچی سے لاہور آتے ہوئے ملتان اسٹیشن سے گزرنا تھا۔ حضرت مولانا کو اطلاع دلوادی تھی تاکہ کم از کم اسٹیشن ہی پر زیارت و ملاقات ہو سکے۔ حضرت ممدوح صاحب زادگان اور خیر المدارس کے طلبہ کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ اسٹیشن پر تشریف لائے۔ میرے لیے کھانا بھی گھر سے پکوا کر ساتھ لائے۔ جب ٹرین ملتان اسٹیشن پر پہنچی تو حضرت مولانا تشریف فرما تھے۔

میں نے اتر کر مصافحہ اور معانقہ کیا۔ مولانا نے ساتھ والے مجمع کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے ان سب کو مصافحہ سے منع کر دیا ہے تاکہ گڑبڑ اور تجھے زحمت نہ ہو اور اطمینان و سکون سے پاس بیٹھنے اور کچھ بات کرنے کا موقع مل جائے۔ (میں نے محسوس کیا کہ یہ خاص تھانوی ذوق و مزاج کی برکت ہے۔) پھر مجھے ساتھ لے کر پلیٹ فارم کے ایک گوشے میں تشریف لے آئے جہاں اسٹیشن کے ذمہ دار حضرات کی اجازت سے پورے مجمع کے بیٹھنے کا پہلے ہی سے انتظام کر لیا گیا تھا۔ سب لوگ حیرت انگیز نظم و سکون کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اگر بار محسوس نہ ہو اور طبیعت حاضر ہو تو اس موقع پر کچھ کہہ دے۔ میں نے تعمیل کو سعادت سمجھ کر طلباء سے کچھ عرض کیا اور دعا ہوئی۔ جب میری ٹرین کی روانگی کا وقت آیا تو مولانا سے آخری مصافحہ کر کے روانہ ہو گیا۔ یہی حضرت مرحوم کی آخری زیارت اور ملاقات تھی۔ وفات کی صحیح تاریخ کسی خط سے معلوم نہ ہو سکی۔ اندازہ یہ ہے کہ گزشتہ رمضان المبارک یا شوال (نومبر یا دسمبر) میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ مغفرت و رحمت کا خاص معاملہ فرمائے اور آپ کے علمی و دینی فیوض کے سلسلہ کو جاری رکھ کر درجات میں مسلسل ترقی کا وسیلہ بنائے اور اخلاف کو اخلاص اور اتباع مرضیات کی توفیق دے۔

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لودھیانویؒ لدھیانہ کے مشہور قدیم علمی خاندان کے ممتاز فرد تھے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ کے آخری دور کے تلامذہ میں سے تھے۔ ابتدائی زمانہ تدریس میں گزرا۔ اچھے اچھے مدرسوں میں صدر مدرس رہے بعد میں سیاسی تحریکات میں انہماک ہوگیا۔ کانگرس اور جمعیت علماء سے وابستہ اور اچھے عہدوں پر رہے۔ بار بار جیل بھی گئے لیکن ملک کی تقسیم کے فیصلہ کے بعد مشرقی پنجاب کے دوسرے عام مسلمانوں کی طرح ان کو بھی اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان منتقل ہونا پڑا۔

راقم سطور پر مفتی صاحب کا خاص الخاص احسان ہے۔ ناظرین الفرقان میری اس سرگزشت سے الفرقان ہی کے ذریعہ سے واقف ہوچکے ہیں کہ ابتدائی عربی تعلیم میں میرے کئی سال ضائع ہوئے۔ جس کے متعدّد اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ مجھے بہت کم عمری میں عربی یعنی اس کی صرف نحو شروع کرادی گئی تھی۔ اس کی مروجہ درسی کتابیں میزان، پنج گنج، نحو میر وغیرہ مجھے پڑھائی جاتی تھیں اور اس طرح پڑھائی جاتی تھیں کہ میں اس عمر میں بالکل نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس لیے وہ پڑھنا میرے لئے سراسر بوجھ تھا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میرے اندر اس لاحاصل اور غیر مفہوم پڑھائی سے ایک طرح کی بیزاری تھی۔

میرے وطن سنبھل میں کئی عربی مدرسے تھے اور ہر سال میرا ایک مدرسہ سے دوسرے مدرسہ میں تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔ جب ایک مدرسہ میں پڑھتے پڑھتے سال پورا ہو جاتا اور گھر والے محسوس کرتے کہ مجھے کچھ نہیں آیا تو اگلے سال دوسرے مدرسہ میں بھیج دیا جاتا۔ اس دوسرے مدرسہ میں سال پورا کرنے کے بعد بھی میں وہیں رہتا جہاں پہلے تھا۔ کئی سال میرے اسی طرح گزر چکے تھے کہ ۱۳۳۷ھ (۱۹۱۸ء) میں **مولانا مفتی محمد نعیم صاحب** سنبھل کے **"مدرسۃ الشرع"** میں صدر مدرس ہو کر آ گئے۔ ہمارے ہی محلہ کے ایک عالم صاحب نے جو اچھے طبیب بھی تھے میرے والد صاحب سے مفتی صاحب کا ذکر کیا اور مشورہ دیا کہ مجھے پڑھنے کے لیے ان کے پاس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اگلے ہی دن میں ان کی خدمت میں **"مدرسۃ الشرع"** بھیج دیا گیا۔ انہوں نے مجھ سے کچھ پوچھ گچھ کی۔ اس میں میرے ذاتی اور گھریلو حالات بھی پوچھے اور اندازہ لگایا کہ مجھے اس تعلیم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور بس مارے باندھے گھر والوں کے جبر سے اب تک مدرسوں میں جاتا رہا ہوں۔

انہوں نے اپنی باتوں سے مجھے مانوس کر کے بڑی شفقت سے فرمایا کہ تم سوچ سمجھ کر اپنے بارے میں خود فیصلہ کرو۔ اگر تمہارا ارادہ عربی پڑھنے کا نہیں ہے، کچھ اور پڑھنا یا کچھ اور کرنا چاہتے ہو تو صفائی سے ہم کو بتا دو۔ ہم تمہارے والد صاحب کو مشورہ دیں گے کہ تم کو اس لائن پر لگائیں۔ اور اگر تمہارا ارادہ عربی پڑھنے کا ہو تو ہم تمہیں پڑھائیں گے اور خدا نے چاہا تو تم بہت جلد پڑھ لو گے۔ ان کے اس مشفقانہ اور حکیمانہ طرز عمل نے دل کے رخ کو بدل دیا اور میں نے پڑھنے کا ارادہ کر لیا اور مفتی صاحب سے عرض کر دیا۔ انہوں نے ایک خاص انداز سے پڑھانا شروع کیا اور واقعہ یہ ہے کہ میں جو کچھ کئی سال میں نہیں پڑھ سکا تھا وہ میں نے ان سے چند مہینوں میں پڑھ لیا۔ مفتی صاحب تو اس سال کے بعد سنبھل تشریف نہیں لائے لیکن میری تعلیم کی گاڑی صحیح لائن پر چل پڑی اور علم کا جو حصہ مقدر تھا وہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نصیب فرما دیا۔

بہر حال میری تعلیم میں بنیادی حصہ **مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی علیہ الرحمۃ** کا ہے۔ اس لئے وہ میرے بہت بڑے محسن تھے۔ پچھلے دنوں دار العلوم دیوبند جانا ہوا تو پہلے وہیں ان کی خبر وفات سنی۔ اس کے بعد ساہیوال پاکستان سے ان کے بڑے صاحبزادے مولانا ضیاء الحسن صاحبؒ کا اطلاعی مکتوب بھی ملا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت و رحمت کا خاص معاملہ فرمائے۔ بالخصوص اس ناچیز پر ان کا جو علمی احسان ہے اس کا ان کو بہتر سے بہتر صلہ دار آخرت میں عطا فرمائے اور فضل خاص سے نوازے۔ ناظرین کرام سے بھی دعا کی استدعا ہے۔

تاثرات

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۲۴/ ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ بمطابق ۲۴ جنوری ۱۹۷۱ء

جلد ۱۶ شمارہ ۳۴

تحریر

عبدالرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۴ ذیقعد ۱۳۹۰ء
۲۲ جنوری ۱۹۷۱ء

جلد ۱۶
شمارہ ۳۴

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

★ احادیث الرسولؐ
★ اداریہ
★ مولانا سید اسعد مدنی کیساتھ چند روز
★ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی
★ اسلام کا نظام حکومت
★ درس قرآن
★ حنین ابن اسحاق
★ پاکستان کے آئین سازوں سے

عکس اشاعت خدام الدین لاہور

مولانا مفتی محمد نعیم لودھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

مجاہدانہ کارناموں — اور اسلامی خدمات پر ایک نظر

آپ کے دادا نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتوےٰ صادر کیا

★ علماءِ لدھیانہ کی علمی و قومی خدمات کا تذکرہ ! ★

عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی کا گذشتہ دنوں ساھی وال میں انتقال ہوگیا ——— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ : مفتی صاحب مرحوم جامع مسجد جناح کالونی لائلپور کے خطیب اور پاکستان کے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ نے تحریکِ آزادی میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرو استقامت کی توفیق بخشے۔ (ادارہ)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیمؒ اُس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو قرونِ اولیٰ اور سلفِ صالحین کی یادگار تھا۔ یہ وہ خاندان تھا جس کے مورثِ اعلیٰ محی ملت حضرت مولانا عبدالقادرؒ درویش صفت اور ولیٔ کامل تھے جو کہ ضلع لودھیانہ کے ایک موضع بلچھیے وال میں سکونت پذیر تھے۔

یہ وہ خاندان تھا جس کو شاہ شجاع الملک والئے کابل کے بھائی شاہ زمان صاحب مذکورہ گاؤں سے خاص شہر لودھیانہ میں بصد منّت و سماجت اس شرط پر لائے تھے کہ مَیں موذّن کے فرائض ادا کروں گا اور ایک غریب ترین محلہ میں آپ کو آباد کیا جائے گا۔

افغانستان کے دو قبیلوں میں جنگ ہونے کی وجہ سے سدوزئی قبیلہ کو شکست ہوئی تھی اور وہ قبیلہ انگریزوں کا حلیف تھا شاہ شجاع الملک کو قتل کر دیا گیا تھا اور شاہ زمان کو اندھا کر دیا گیا تھا۔ اور لودھیانہ میں ان کو پناہ گزین بنایا گیا تھا۔

یہ وہ خاندان ہے جس نے کتاب و سنّت کی اشاعت میں اپنے آپ کو وقف کیا ہوا تھا۔ اور اپنے مواعظ حسنہ سے شرک و بدعت کا قلع قمع کر رہے تھے۔ یہ خاندان رُشد و ہدایت کا مینار تھا

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے (۱) حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (۲) حضرت مولانا محمد صاحب اور (۳) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب۔ بفضلہٖ تعالیٰ تینوں ہی یکتائے روزگار اور ہر صفت موصوف تھے اور تینوں ہی ضرب المثل "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است" کے مصداق تھے۔ تصوّف، فقاہت اور فلسفہ و منطق میں بے مثال اور بے نظیر تھے۔

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کے صاحبزادہ تھے اور وہ لودھیانہ میں ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے تھے اور ان کے ایک بھتیجے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بن مولانا محمد زکریا ابن مولوی محمد صاحب تھے۔ مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم تو گھر ہی میں حاصل کی اور بعدازاں فاضل دیوبند بنے۔ ۱۹۲۰ء سے ہی ہر دو حضرات نے علاوہ دینی خدمت کے سیاسیات میں حصّہ لینا شروع کر دیا تھا۔ کسی شاعر نے ہر دو حضرات کے حق میں چند اشعار بھی تحریر کئے ہیں ؎

عالموں کا خاندان ہے لودھیانے میں مقیم
فخر جس کا ہے حبیب اور ناز جسکا ہے نعیم
دینِ حق کو عام کرنا ان کا نصب العین ہے
مصطفیٰؐ کا نام نامی ان کے دل کا چین ہے
لرزہ براندام ہے ہر وقت ان سے قادیان
یہ اُڑا دیتے ہیں ہر جھوٹے نبی کی دھجیاں

یہ اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اپنی روحانی قوت اور کشف و الہام کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر قرار دیا تھا۔ استخارہ کے ذریعہ معلوم کر لیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک دنیا دار شخص ہے۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ثابت ہوا۔ اس کو دجل و فریب، مجددیّت اور نقلی نبوت کا کھلم کھلّا انکشاف ہو گیا اور وہ انگریزوں کا خود کاشت پودا تھا۔ چنانچہ عدالتوں نے بھی حال ہی میں اس کے کفر کا فیصلہ دیا۔

مفتی محمد نعیم صاحب نے ہمیشہ کلمۂ حق کا اعلان کیا جس میں آپ کو قید و بند کی صعوبتیں پیش آتی رہیں لیکن انہوں نے اعلائے کلمۃ حق کا فریضہ ادا کرنے میں مطلق کوتاہی نہیں کی۔ آج ملّتِ اسلامیہ ایک عالمِ باعمل اور مجاہد فی سبیل اللہ سے محروم ہو گئی ہے۔ آپ کا انتقال ۲۰ رشوال ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۷۰ء بمقام ساہیوال ہوا اور آپ کی تدفین بتاریخ ۲۱ دسمبر بمقام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوئی ہے۔ ہر دو مقامات پر ہزارہا لوگوں اور علمائے کرام نے جنازہ میں شرکت کی ہے۔ اللہ تعالےٰ

[illegible] حصہ [illegible] بخشتے [illegible] کے درجات [illegible] فرمائے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔
مفتی محمد نعیم صاحب لودھیانوی کی ایک [illegible] شخصیت تھی جس کو ایک تو [illegible] نسبت سے بفضلہٖ تعالیٰ وافر حصہ [illegible] نے بخشتا تھا اور دوسری [illegible] یہ ہوئی کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے

حاضرین قرآنی احکام سن کر روحانی خوراک حاصل کرتے تھے۔

ماہ رمضان میں ستائیسویں اور انتیسویں راتوں کو شبینہ، ختم القرآن دومنزلی مسجد اور مدرسہ عربیہ محمودیہ میں ہؤا کرتا تھا جن میں چیدہ چیدہ حفّاظ اور قرّاء قرآن خوانی میں شرکت فرماتے تھے۔

مدنی رح کے دل و جان سے شیدائی اور ان کے مسلک کے فدائی تھے۔ جمعیت علماء ہند کے امیر رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی اسلام کی سربلندی، اشاعتِ دینِ متین اور استخلاص وطن کی جدّ و جہد کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ حضرت مفتی صاحب رح کا طرزِ بیان بالکل

[illegible] ہونے کے مردِ مجاہد [illegible] حریت کے شہسوار تھے جن [illegible] تعلیم و تربیت کے تقریباً [illegible] جنہوں نے اپنے [illegible] کے دل میں آزادی کی [illegible] پھونک دی تھی —— اور [illegible] تبلیغ کتاب و سنت کا [illegible] چڑھا دیا تھا جس کی [illegible] ملتی ہے۔ شیخ الہند حضرت [illegible] محمود حسن صاحب اسیر مالٹا نے [illegible] کے قلب میں قرآن کا جذبہ [illegible] کر دیا تھا چنانچہ آپ نے [illegible] خدمت کو اپنی زندگی کا [illegible] متعین بنا لیا۔ قریباً پچاس [illegible] آپ نے لودھیانہ، راولپنڈی، [illegible] اور جناح کالونی [illegible] نہایت عمدگی سے مسلمانوں [illegible] کا درس دے کر ان کی [illegible] بجھائی اور روحانی تسکین [illegible] ہزاروں عوام نے آپ سے [illegible] اور سینکڑوں علماء نے [illegible] کے حلقہ درس میں بیٹھ کر [illegible] قرآنی کے جواہر سے جھولیاں بھریں۔
[illegible] بھی تقریباً دس سال [illegible] کے درسِ قرآن میں شریک ہوتا [illegible] لودھیانہ میں دومنزلی مسجد [illegible] فجر کے نصف گھنٹہ بعد [illegible] تھا۔ اور آپ ہی کی [illegible] اور دعاؤں کی برکت [illegible] نے بھی اپنی مسجد میں [illegible] جاری کیا جو ۱۹۴۷ء تک [illegible]

مفتی محمد نعیم نے جمعہ کے خطبہ سے پہلے مسجد دومنزلی میں درس قرآن جاری رکھا ہؤا تھا۔ جمعہ کے وقت [illegible] لوگوں کا اجتماع ہؤا کرتا تھا۔ [illegible] گھنٹہ میں قرآنی آیات کے [illegible] بیان کئے جاتے تھے اور

مفتی صاحب [illegible] شیخ الہند سے [illegible] محبت تھی۔ [illegible] انجمن اصلاح دارین کی زیرِ سرپرستی ایک عالی شان دینی مدرسہ قائم کیا تھا جس میں مقامی اور غیر مقامی طلبہ کو قرآن حفظ کرایا جاتا تھا اور مبلغین اور علماء پیدا کئے جاتے تھے۔

طالبات کے لئے بھی آپ نے ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام "مدرسہ بنات الاسلام" رکھا گیا — سب سے پہلے آپ نے اپنی صاحبزادیوں کو خود قرآن و حدیث پڑھایا۔ بعد ازاں ان کی وساطت سے یہ فیض عام جاری کیا تاکہ مستورات بھی دینی علم اور کتاب و سنت سے محروم نہ رہیں۔

تقسیم ملک کے بعد مذکورہ مدرسہ ساہیوال میں منتقل ہو گیا اور یہ مدرسہ عرصہ ۲۳ سال سے باقاعدہ جاری ہے اور اس نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔

لائلپور جناح کالونی کی جامع مسجد میں بھی آپ متواتر عرصہ دس سال درس قرآن دیتے رہے۔

ایک تو آپ کے دادا مرحوم حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رح مجاہدِ ملّت تھے اور انہوں نے اپنے وطن مالوف لودھیانہ شہر کو اسی مطمحِ نظر سے چھوڑا تھا اور جنگ آزادی کے بعد اپنے وطن مالوف کو واپس نہیں لوٹے۔

دوسرے آپ کے استاد مکرم اعلیٰ درجہ کے سیاست دان تھے اور انہوں نے استخلاص وطن کے لئے جزیرہ مالٹا میں قید کی صعوبتیں جھیلیں۔ ان [illegible] دو بناء سے حضرت مفتی صاحب پر سیاست کا رنگ غالب تھا۔

آپ حضرت حسین احمد صاحب

[illegible] قرآنی تھا۔ آپ [illegible] کے ہمیشہ [illegible] پر سیاسی تقاریر کے دوران ہندوؤں اور سکھوں کے مجمعوں میں [illegible] اسلام کی سچائی بیان کیا کرتے تھے۔
حق تعالیٰ نے ایک طرف آپ کو آفتابِ شریعت بنایا تھا اور دوسری طرف آپ کو میدان سیاست [illegible] ایک بہترین شاہسوار اور جنگ [illegible] کا ایک قابل ترین سپہ سالار [illegible] اغیار کے مقابلہ میں مجاہد [illegible] تاکہ مذہب اور سیاست کے [illegible] میدانوں میں آپ مسلمانوں کی [illegible] رہبری اور قیادت فرما کر [illegible] کا ایک زندۂ جاوید نمونہ بنیں۔
مرحوم نے اپنی پوری زندگی دین اور وطن کے لئے وقف کر دی تھی [illegible] ہی وقت جہاں آپ ایک طرف مسند درس پر علوم کے دریا بہاتے ہوئے نظر آتے تھے تو دوسری طرف [illegible] وطن کے سیاسی پلیٹ فارم پر [illegible] انگریزوں کے خلاف ترکِ موالات کے پیغام بھی سناتے ہوئے دیکھے جا رہے تھے۔
حضرت مفتی صاحب رح کا علماء دیوبند سے خاص تعلق و رابطہ تھا۔ وہ [illegible] بگاہے لودھیانہ میں اپنے سفروں کے دوران میں ان کے ہاں ضرور قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب بڑے اعلیٰ میزبان تھے وہ ان حضرات کی خاطر تواضع میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔
آپ کو حضرت مولانا عبیداللہ سندھی، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح، حضرت علّامہ سید انور شاہ کشمیری رح، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح اور مولانا قاری محمد طیّب صاحب کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت تھی۔ حضرت قاری صاحب موصوف جب کبھی تشریف لاتے تو آپ ضرور ان کی زیارت اور صحبت سے

مستفیض ہوتے۔ آپ وقتاً فوقتاً تبلیغی و اصلاحی پمفلٹ وغیرہ بھی شائع فرماتے رہتے۔ آڑے وقت کئی دفعہ آپ نے قنوتِ نازلہ طبع کرا کر لوگوں میں مفت تقسیم کرائی۔ شب برأت، رمضان مبارک زکوٰۃ اور عیدین کے احکام بھی رسائل کی شکل میں چھپوا کر تقسیم فرمایا کرتے تھے

۹

دینی مدارس کے سالانہ جلسوں میں شرکت فرما کر اپنے فصیح و بلیغ مواعظِ حسنہ سے مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور مذاہب باطلہ کے عقائد کی سخت مذمت کیا کرتے تھے۔ آپ کی تقریر میں وہ اثر ہوتا تھا کہ ہزاروں قلوب پر رقت طاری

۲۷ر جنوری ۱۹۶۱ء

ہو جاتی تھی۔

آہ رخصت ہو گئے دنیا سے وہ شیخِ زمن
جامع الاوصاف یکتا مصلحِ دورِ فتن
بوتے قاسم بھی تھی ان میں خوئے محمودِ حسن
پھول وہ مرجھا گیا گلزار تھا جس سے چمن

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے انتقال کے موقع پر

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے تاثرات

مولانا **مفتی محمد نعیم** لدھیانوی کا گزشتہ دنوں ساہیوال میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مفتی صاحب مرحوم جامع مسجد جناح کالونی لائل پور کے خطیب اور پاکستان کے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ نے تحریک آزادی میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر واستقامت کی توفیق بخشے۔

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے مجاہدانہ کارناموں

اور اسلامی خدمات پر ایک نظر

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو قرون اولیٰ اور سلف صالحین کی یادگار تھا۔ یہ وہ خاندان تھا جس کے مورثِ اعلیٰ مجاہد ملّت حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ درویش صفت اور ولی کامل تھے جو کہ ضلع لدھیانہ کے ایک موضع بلھیّے وال میں سکونت پذیر تھے

یہ وہ خاندان تھا جس کو شاہ شجاع الملک والی کابل کے بھائی شاہ زمان صاحب مذکورہ گاؤں سے خاص شہر لدھیانہ میں بصد منت وسماجت اس شرط پر لائے تھے کہ میں مؤذن کے فرائض ادا کروں گا اور ایک غریب ترین محلہ میں آپ کو آباد کیا جائے گا۔

افغانستان کے دو قبیلوں میں جنگ ہونے کی وجہ سے سدوزئی قبیلہ کو شکست ہوئی تھی اور وہ قبیلہ انگریزوں کا حلیف تھا۔ شاہ شجاع الملک توقتل کر دیا گیا اور شاہ زمان کو اندھا کر دیا گیا تھا اور لدھیانہ میں ان کو پناہ گزین بنایا گیا۔ یہ وہ خاندان ہے جس نے کتاب وسنت کی اشاعت میں اپنے آپ کو وقف کیا ہوا تھا اور اپنے مواعظِ حسنہ سے شرک وبدعات کا قلع قمع کر رہے تھے یہ خاندان رشد وہدایت کا مینار تھا۔

حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے:

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحبؒ۔ حضرت مولانا محمد صاحبؒ۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ۔

بفضلہٖ تعالیٰ تینوں ہی یکتائے روزگار اور ہمہ صفت موصوف تھے اور تینوں ہی ضرب المثل "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است" کے مصداق تھے۔ تصوف فقاہت اور فلسفہ و منطق میں بے مثال اور بے نظیر تھے۔

مولانا مفتی محمد نعیم صاحبؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ کے صاجزادے تھے اور وہ لدھیانہ میں ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے تھے اور ان کے ایک بھتیجے مولانا حبیب الرحمن صاحبؒ بن مولانا محمد زکریا بن مولوی محمد صاحب تھے۔ مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم تو گھر ہی میں حاصل کی اور بعد ازاں فاضل دیوبند بنے۔ ۱۹۲۰ء سے ہی ہر دو حضرات نے علاوہ دینی خدمات کے سیاسیات میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ کسی شاعر نے ہر دو حضرات کے حق میں چند اشعار بھی تحریر کئے ہیں:

عالموں کا خاندان ہے لودھیانے میں مقیم
فخر جس کا ہے حبیب اور ناز جس کا ہے نعیم
دین حق کو عام کرنا ان کا نصب العین ہے
مصطفی کا نام نامی ان کے دل کا چین ہے
دل لرزہ براندام ہے ہر وقت ان سے قادیاں
یہ اڑا دیتے ہیں ہر جھوٹے نبی کی دھجیاں

یہ اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اپنی روحانی قوت اور کشف اور الہام کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر قرار دیا تھا۔ استخارہ کے ذریعے معلوم کر لیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک دنیادار شخص ہے۔ چنانچہ بعد ازاں ایسا ہی ثابت ہوا۔ اس کا دجل وفریب، مجدّدیت اور نقلی نبوت کا کھلم کھلا انکشاف ہو گیا اور وہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا۔ چنانچہ عدالتوں نے بھی حال ہی میں اس کے کفر کا فیصلہ دیا۔

مفتی محمد نعیم صاحبؒ نے ہمیشہ کلمہ حق کا اعلان کیا جس میں آپ کو قید و بند کی صعوبتیں پیش آتی رہیں لیکن انہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ آج ملت اسلامیہ ایک عالم باعمل اور مجاہد فی سبیل اللہ سے محروم ہو گئی ہے۔ آپ کا انتقال ۲۰ شوال ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۷۰ء بمقام ساہیوال میں ہوا اور آپ کی تدفین بتاریخ ۲۱ دسمبر بمقام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوئی ہے۔ ہر دو مقامات پر ہزارہا لوگوں اور علمائے کرام نے جنازہ میں شرکت کی

ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ہر کروٹ پر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ بخشے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کی ایک ایسی شخصیت تھی جس کو ایک تو خاندانی نسبت سے بھی بفضلہٖ تعالیٰ وافر حصہ خدا نے بخشا تھا اور دوسری وجہ یہ ہوئی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو استاد کامل دیا جو علاوہ اعلیٰ درجہ کے عالم وفاضل ہونے کے مرد مجاہد اور بطل حریت کے شہسوار تھے۔ ان کی زیر تعلیم و تربیت تقریباً دس سال گزارے۔ جنہوں نے اپنے شاگرد خاص کے دل میں آزادی کی روح پھونک دی تھی اور قرآن فہمی و تبلیغ کتاب وسنت کا ایسا رنگ چڑھا دیا تھا جس کی نظیر بمشکل ملتی ہے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ اسیر مالٹا نے آپ کے قلب میں قرآن کا جذبہ موجزن کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے قرآن کی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا۔ قریباً پچاس برس آپ نے لدھیانہ، راولپنڈی، منڈی بہاؤالدین اور جناح کالونی لائل پور میں نہایت عمدگی سے مسلمانوں کو قرآن کا درس دے کر ان کی علمی تشنگی کی بجائی اور روحانی تسکین فرمائی۔ ہزاروں عوام نے آپ سے قرآن سمجھا اور سینکڑوں علماء نے آپ کے حلقہ درس میں بیٹھ کر معارفِ قرآنی سے جھولیاں بھریں۔

راقم السطور بھی تقریباً دس سال آپ کے درس قران میں شریک ہوتا رہا جو کہ لدھیانہ میں دو منزلی مسجد میں نماز فجر کے نصف گھنٹہ بعد ہوا کرتا تھا اور آپ ہی کی حوصلہ افزائی اور دعاؤں کی برکت سے بندہ نے بھی اپنی مسجد میں یہی سلسلہ جاری کیا جو ۱۹۴۷ء تک جاری رہا۔

مفتی محمد نعیمؒ نے جمعہ کے خطبہ سے پہلے مسجد دو منزلی میں درسِ قرآن جاری رکھا ہوا تھا۔ جمعہ کے وقت سینکڑوں لوگوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا۔ ایک گھنٹہ میں قرآنی آیات کے اسرار ورموز بیان کئے جاتے تھے اور حاضرین قرآنی احکام سن کر روحانی خوراک حاصل کرتے تھے۔ ماہ رمضان میں ستائیسویں اور انتیسویں راتوں کو شبینہ ختم القرآن دو منزلی مسجد میں اور مدرسہ عربیہ محمودیہ میں ہوا کرتا تھا جن میں چیدہ چیدہ حفاظ اور قراء قرآن خوانی میں شرکت فرماتے تھے۔

مفتی صاحب کو اپنے استاد حضرت شیخ الہندؒ سے اتنی محبت تھی کہ انجمن اصلاح دارین کی زیر سرپرستی ایک عالی شان دینی مدرسہ قائم کیا تھا جس میں مقامی اور غیر مقامی طلباء کو قرآن حفظ کرایا جاتا تھا اور مبلغین اور علماء پیدا کیے جاتے تھے۔

طالبات کے لئے بھی آپ نے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جس کا نام مدرسہ بنات الاسلام رکھا گیا۔ سب سے پہلے آپ نے اپنی صاحب زادیوں کو خود قرآن و حدیث پڑھایا۔ بعد ازاں ان کی وساطت سے یہ فیض عام جاری کیا تاکہ

مستورات بھی دینی علم اور کتاب و سنت سے محروم نہ رہے۔ تقسیم ملک کے بعد مذکورہ مدرسہ ساہیوال میں منتقل ہو گیا اور یہ مدرسہ عرصہ ۲۳ سال سے باقاعدہ جاری ہے اور اس نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔ لائل پور جناح کالونی کی جامع مسجد میں بھی آپ متواتر عرصہ دس سال درس قرآن دیتے رہے۔

ایک تو آپ کے دادا مرحوم حضرت مولانا عبدالقادر صاحب مجاہد ملت تھے اور انہوں نے اپنے وطن مالوف لودھیانہ شہر کو اسی مطمح نظر سے چھوڑا تھا اور جنگ آزادی کے بعد اپنے وطن مالوف کو واپس نہیں لوٹے دوسرے آپ کے استاد مکرم اعلیٰ درجہ کے سیاستدان تھے اور انہوں نے استخلاصِ وطن کے لیے جزیرہ مالٹا میں قید کی صعوبتیں جھیلیں۔ ان دو بناء سے حضرت مفتی صاحب پر سیاست کا رنگ غالب تھا۔

آپ حضرت حسین احمد صاحب مدنیؒ کے دل و جان سے شیدائی اور ان کے مسلک کے فدائی تھے۔ جمعیت علماء ہند کے امیر رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی اسلام کی سربلندی، اشاعت دین متین اور استخلاصِ وطن کی جدوجہد کے لئے وقف کر رکھی تھی۔

حضرت مفتی صاحبؒ کا طرز بیان بالکل انوکھا تھا اور دلوں پر گہرا اثر ڈالتا تھا۔ آپ کانگریس کے پلیٹ فارم پر سیاسی تقاریر کے دوران ہندوؤں اور سکھوں کے مجموعوں میں مذہب اسلام کی سچائی بیان کیا کرتے تھے حق تعالیٰ نے ایک طرف آپ کو آفتاب شریعت بنایا تھا اور دوسری طرف آپ کو میدانِ سیاست کا ایک بہترین شاہ سوار او جنگ آزادی کا ایک قابل ترین سپہ سالار اور تسلط اغیار کے مقابلہ میں مجاہد اعظم بنایا تھا تاکہ مذہب اور سیاست کے ہر دو میدانوں میں آپ مسلمانوں کی بہترین رہبری اور قیادت فرما کر سلف صالحین کا ایک زندہ جاوید نمونہ بنیں۔

مرحوم نے اپنی پوری زندگی دین اور وطن کے لیے وقف کر دی تھی۔ ایک ہی وقت میں جہاں آپ ایک طرف مسندِ درس پر علوم کے دریا بہاتے ہوئے نظر آتے تھے تو دوسری طرف آزادئ وطن کے سیاسی پلیٹ فارم پر ظالم انگریزوں کے خلاف ترکِ موالات کے پیغام بھی سناتے ہوئے دیکھے جا رہے تھے۔

حضرت مفتی صاحب کا علماء دیوبند سے خاص تعلق و رابطہ تھا۔ وہ گاہے بگاہے لدھیانہ میں اپنے سفر کے دوران میں ان کے ہاں ضرور قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب بڑے اعلیٰ میزبان تھے۔ وہ ان حضرات کی خاطر تواضع میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔

آپ کو حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ، شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علیؒ اور مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت تھی۔ حضرت قاری صاحب موصوف جب کبھی تشریف لاتے تو آپ ضرور ان کی زیارت اور صحبت سے مستفیض ہوتے۔ آپ وقتاً فوقتاً تبلیغی و اسلامی پمفلٹ وغیرہ بھی شائع فرماتے رہتے۔ آڑے وقت کئی دفعہ آپ نے قنوتِ نازلہ طبع کرا کر لوگوں میں مفت تقسیم کرائی۔ شب برأت، رمضان مبارک، زکوۃ اور عیدین کے احکام بھی رسائل کی شکل میں چھپوا کر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

دینی مدارس کے سالانہ جلسوں میں شرکت فرما کر اپنے فصیح و بلیغ مواعظ حسنہ سے مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور مذاہب باطلہ کے عقائد کی سخت مذمت کیا کرتے تھے۔ آپ کی تقریر میں وہ اثر ہوتا تھا کہ ہزاروں قلوب پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔

آہ رخصت ہو گئے دنیا سے وہ شیخ زمن
جامع الاوصاف، یکتا، مصلح دورِ فتن
بوئے قاسم بھی تھی ان میں خوئے محمود حسن
پھول وہ مرجھا گیا گلزار تھا جس سے چمن

تحریک ریشمی رومال کے سرگرم کارکن، مجاہد آزادی حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ

ماخوذ

قافلہ علم وحریت

مرتب

محمد عثمان رحمانی لدھیانوی

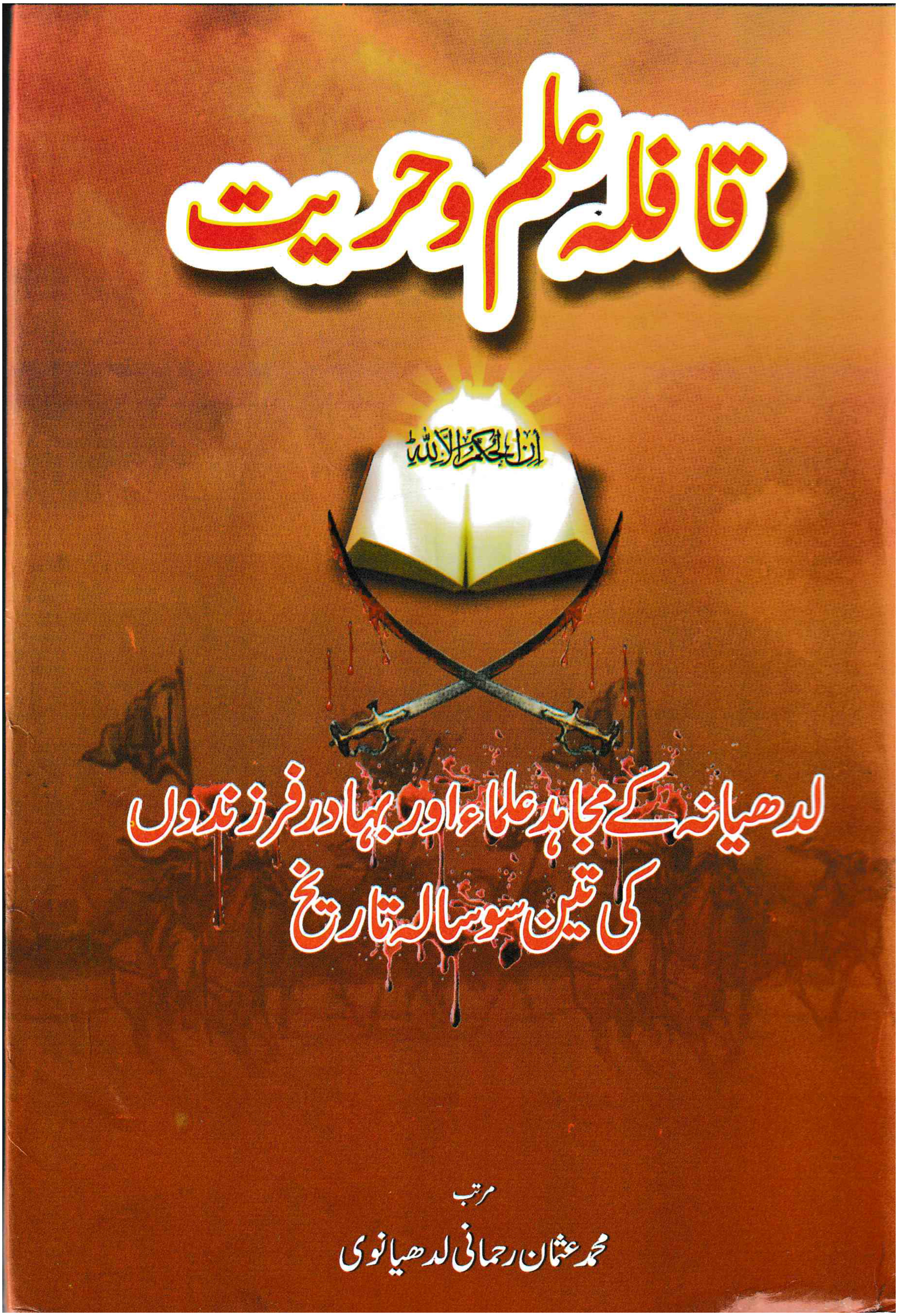

عکس ٹائٹل کتاب قافلہ علم وحریت

تحریک ریشمی رومال کے سرگرم کارکن، مجاہد آزادی

حضرت مولانا **مفتی محمد نعیم صاحب** لدھیانویؒ

علمائے لدھیانہ کے مجاہدین خاندان میں مجاہد آزادی ۱۸۵۷ء حضرت مولانا شاہ عبداللہ صاحب لدھیانویؒ کے فرزند جلیل حضرت مولانا **مفتی محمد نعیم صاحب** لدھیانویؒ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم لدھیانہ کے مشہور مدرسہ **"مدرسہ اللہ والا"** میں حضرت مولانا شاہ محمد صاحب لدھیانویؒ سے حاصل فرمائی اور پھر آپ کے والد محترم نے امرتسر مولانا نور محمد صاحبؒ کے مدرسہ میں داخل کروایا جہاں سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ لدھیانہ آئے۔ آپ علمائے لدھیانہ کے معروف خاندان کے اول فرزند ہیں جو کہ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے گئے۔ یعنی آپ کی ذات سے علمائے لدھیانہ کا دارالعلوم دیوبند سے علمی رشتہ قائم ہوا۔ اس سے قبل تمام علمائے لدھیانہ یا تو براہ راست ولی اللّٰہی خاندان دہلی سے سند یافتہ تھے یا پھر خود اپنے اکابر سے مکمل تعلیم حاصل کر کے میدانِ عمل میں آئے۔

جس وقت آپ کا داخلہ دارالعلوم دیوبند میں ہوا تو آپ کی عمر صرف ۱۳ سال کی تھی۔ مولانا **مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ** کا شمار شیخ الہند حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ کے خاص تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے ۱۹۱۱ء میں دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف سے فراغت حاصل فرمائی۔ دار العلوم کی سند کے علاوہ شیخ الہندؒ نے **مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ** کو اپنی طرف سے خصوصی سند بھی عطا فرمائی۔ دورۂ حدیث شریف کے بعد آپ دار العلوم دیوبند میں افتاء کی تعلیم حاصل کرنے لگے جسے ایک سال میں مکمل فرمایا۔

حضرت شیخ الہندؒ آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ تعلیم مکمل ہونے کے بعد حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کو اس وقت کے مشہور مدرسہ مئوناتھ ضلع اعظم گڑھ یوپی میں صدر مدرس متعیّن فرمایا۔ **مولانا مفتی محمد نعیم صاحبؒ** نے استاد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دو برس تک مئوناتھ بھنجن کے مدرسہ میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیں۔ جس کے بعد آپ لدھیانہ تشریف لے آئے جہاں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی تھی۔ مہتمم مقرر ہوئے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری فرمایا۔ مدرسہ اللہ والا کو آپ نے مزید وسیع فرمایا اور اس کی شاخیں قائم کیں۔

تعلیمی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ مکمل طور پر سیاسی اور علمی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔ ملک کو انگریز کی غلامی سے چھڑوانے اور آزاد حکومت کا قیام آپ کا مقصد تھا۔ لدھیانہ ہی نہیں بلکہ پنجاب اور پورے ہندوستان کے علمی اور سیاسی حلقوں میں آپ کو عزت اور وقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ غیر مسلم عوام بھی آپ کے معتقد تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی صاحبؒ نے وقتاً فوقتاً ایک طویل عرصہ صدائے حق کی پاداش میں انگریزی جیلوں میں گزارا۔ آپ کی سیاسی بصیرت کے جہاں تمام سیاست دان قائل تھے وہیں انگریز حکومت آپ سے حد درجہ خائف رہا کرتی تھی۔ آپ کے والد مرحوم نے چونکہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں پنجاب سے مسلح بغاوت میں نمایاں طور پر شرکت کی تھی اور انگریز کے خلاف میدانِ جنگ میں دست بدست جہاد کیا تھا اس لیے آپ بھی اپنے والد مرحوم کی طرح انگریز حکومت سے بے خوف ہوکر ٹکرانے کیلئے ہمہ وقت تیار رہا کرتے تھے۔

جب شیخ الہند حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ نے ریشمی رومال تحریک شروع فرمائی تو شیخ الہندؒ کے ارشاد پر آپ بھی اس تحریک میں شامل ہوگئے اور سرگرمی سے اپنا کام انجام دینے لگے۔ تحریک کے سلسلہ میں پشاور روانہ ہوئے۔ راستہ میں مخبری ہونے کی وجہ سے گرفتار کرلئے گئے اور تحریک ریشمی رومال میں شامل ہونے کے جرم میں حکومت نے آپ کو تین سال تک لگاتار جیل میں مقید رکھا۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ تازندگی فتنہ قادیانیت کے خلاف سینہ سپر رہے۔ قابل ذکر ہے کہ آپ کے والد مرحوم نے مرزا غلام قادیانی کو (جب وہ لدھیانہ آیا) بھری محفل میں اس کی صورت دیکھ کر کافر کہہ دیا تھا۔ آپ ایسے باپ کے بیٹے تھے جنھوں نے قادیانی کے خلاف ابتداء میں ہی فتویٰ دیا تھا۔ آپ نہایت زبردست فقیہ تھے۔ قادیانیت کی شرانگیزیوں سے مکمل طور پر آشنا تھے۔ **حضرت مفتی محمد نعیم صاحب**ؒ نے مقدمہ بہاولپور جس میں عدالتی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا، میں علمائے لدھیانہ کی جانب سے شرکت فرمائی۔ جب آپ فتنہ قادیانیت کے متعلق خطاب کرتے تو عام و نافہم انسان بھی چند لمحوں میں آسانی سے سمجھ جایا کرتا تھا کہ مرزا غلام قادیانی نبی نہیں، انگریزی پٹھو ہے اور "قادیانی" جماعت نہیں بلکہ انگریز حکومت کا "شعبہ انتشارِ مسلم" ہے۔

مولانا **مفتی محمد نعیم صاحب** لدھیانویؒ ابتداء سے ہی جمعیت العلماء ہند میں شامل رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے دور میں جب حضرت مدنیؒ جمعیت العلماء کے صدر تھے تو مفتی صاحب جمعیت العلماء ہند کے نائب صدر ہوا کرتے تھے۔ آپ تقسیم ہند تک لگاتار جمعیت کے نائب صدر رہے۔ ۱۹۳۰ء میں جب امروہہ کے

اجلاس میں جمعیت نے ہندوستان کی مکمل آزادی کا ریزولیوشن منظور کیا تواس اجلاس میں یہ ریزولیوشن مفتی صاحب نے ہی پیش کیا اور ریزولیوشن منظور کیا گیا۔ مکمل آزادی کا ریزولیوشن پاس ہونے کے بعد جب اجلاس ختم ہوا جب اجلاس ختم ہوا توانگریز پولیس نے آپ کو گرفتار کرلیا اور ریزولیوشن پیش کرنے کے جرم میں دو سال قید کی سزا ہوئی۔ رہائی کے بعد آپ نے از سرِ نو انگریز حکومت کو ختم کرنے کیلئے سرگرمی سے اپنا کردار ادا کرنا شروع کردیا۔ اکثر و بیشتر آپ کے خطاب کو سننے والے نوجوان وطن کی جنگ آزادی کی راہ میں نکل آنے کو مجبور ہو جایا کرتے تھے۔ ۱۹۴۳ء میں جب **"انگریزو! ہندوستان چھوڑ دو"** تحریک شروع ہوئی تو مفتی صاحب اس میں پیش پیش رہے۔ اس تحریک میں شامل ہونے پر انگریز حکومت نے بغیر مقدمہ چلائے آپ کو دو سال تک انبالہ سینٹرل جیل میں کیا تھا۔

قصہ خوانی بازار پشاور میں جب سرخ پوشوں پر گولی چلائی گئی اور کئی سو مسلمان شہید کردیے گئے تو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی طرف سے پٹیل تحقیقاتی کمیٹی مقرر ہوئی۔ اس کمیٹی کے سیکریٹری **حضرت مولانا مفتی نعیم صاحبؒ** نامزد ہوئے۔ کمیٹی کا اجلاس راولپنڈی میں شروع ہوا کیونکہ حکومت سرحد نے پٹیل کمیٹی کا داخلہ سرحد میں ممنوع قرار دے دیا تھا۔ **مولانا مفتی محمد نعیم صاحبؒ** نے ۸۸ شہادتیں قلمبند کریں اور رپورٹ بنا کر پٹیل کمیٹی کو پیش کی۔ ان شہادتوں کی بنیاد پر پٹیل کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوئی جس میں جلی حروف میں تحریر کیا گیا تھا کہ ہندوستان کی جنگ آزادی میں سرحد کے سرخ پوش خدائی خدمتگاروں نے جو قربانیاں پیش کی ہیں اور ۸۰۰ مسلمان پٹھان جس ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ سرِبازار سینوں پر گولیاں کھا کر شہید ہوئے ایسی مثال ہندوستان کے کسی صوبے میں کسی قوم نے پیش نہیں کی۔ ہندوستان کی تمام قوموں کی قربانیوں کی طویل داستان سرخ پوشوں کی قربانیوں کے مقابلے میں ایک ادنیٰ سی کہانی بن کر رہ گئی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ نے پٹیل کمیٹی کی رپورٹ مرتب کرنے میں جس فہم اور تدبیر کا ثبوت دیا وہ کمیٹی کے نزدیک ایسا کارنامہ تھا جس پر انہیں مبارکباد کا مستحق قرار دیا گیا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے مفتی صاحب کا تازندگی مضبوط تعلق قائم رہا۔ ملک کے سیاسی لیڈران بالخصوص پنجاب کے کانگریس لیڈران میں آپ بیحد مقبول تھے۔ لدھیانہ سٹی کانگریس کے عہدیداران آپ سے سیاسی امور میں مشورہ کرنا ضروری خیال کرتے تھے۔ آپ اپنی جوانی کے دور میں لدھیانہ شہر کے سرگرم سیاسی لیڈروں میں سے تھے۔

تقسیم ہند کے آپ سخت مخالف تھے۔ جب تقسیم ہوئی تو آپ خاندان کے ہمراہ ٹوبہ ٹیک سنگھ (پاکستان) تشریف لے گئے۔ گرچہ آپ کے دل میں وطن عزیز کو چھوڑنے کا رنج تھا لیکن آپ نے ہمت اور صبر کا بے پناہ مظاہرہ کیا۔ آپ نے وطن سے اجڑ کر آئے مہاجرین کا ساتھ دیا اور مہاجرین کی کفالت فرمائی۔ پاکستان میں **حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی** کو علمائے لدھیانہ کا سرخیل تسلیم کیا جاتا تھا۔ آپ نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دارالافتاء کا قیام کیا۔ آپ دا رالافتاء علمائے لدھیانہ کے منصب سے بلا کسی اجرت کے فتوے دیا کرتے تھے۔ ۱۹۵۱ء میں آپ کی اہلیہ انتقال فرما گئیں۔ اس دور میں آپ راولپنڈی کی جامع مسجد میں خطیب رہے اور یہاں آپ نے دس سال تک درس و تدریس اور خطابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ تقسیم ہند کے وقت لدھیانہ سے ہجرت کرنے والے زیادہ تر افراد نے فیصل آباد میں قیام کیا اور جب فیصل آباد میں جامع مسجد کا قیام کیا گیا تو اہل لدھیانہ اصرار کر کے آپ کو وہاں لے گئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی جید عالم دین تھے۔ آپ سے بے شمار طالب علموں نے علم دین حاصل کیا۔ آپ کے شاگردوں میں مشہور عالم دین لکھنؤ کے مولانا محمد منظور نعمانی اور شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی شامل ہیں۔ تقسیم ہند کے سانحہ کے کافی عرصہ بعد جب دونوں ممالک کے حالات سازگار ہوئے اور مشرقی پنجاب میں رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کے حکم پر ان کے فرزندوں اور جاں نثاروں نے اشاعت اسلام کا کام شروع کیا تو **حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی** اپنے وطن لدھیانہ تشریف لائے۔ گرچہ لدھیانہ کے حالات تقسیم ہند کے بعد تبدیل ہو گئے لیکن جب غیر مسلم عوام نے دیکھا **مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی** تشریف لائے ہیں تو انہوں نے آپ کا پرجوش استقبال کیا۔ آپ کے خیر مقدم میں ایک عظیم الشان تقریب مقرر کی گئی جس میں ہزاروں غیر مسلم عوام موجود تھے۔ اس موقع پر آپ نے پرسوز خطاب فرمایا۔ لدھیانہ میں آباد کروائی گئی مساجد اور بھتیجوں (مفتی محمد احمد رحمانی لدھیانوی، مفتی سعید الرحمن لدھیانوی) کے اشاعت اسلام کے کام کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے۔

مفتی صاحب تا عمر دین اسلام کی خدمت میں ہمہ وقت سرگرم رہے۔ آخر ۱۹۷۱ء ماہ جنوری میں علمائے لدھیانہ کا یہ عظیم فرزند ۸۳ سال کی عمر میں اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ آپ کو پاکستان کے شہر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دفن کیا گیا۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے　　　سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی قومی وملّی خدمات

(ماہنامہ خدام الدین، اشاعت: ۳۰ جولائی ۱۹۷۱ء)

تاثرات: میاں محمد ارشد جاوید طالب علم پنجاب کمرشل کالج لاہور

قرآن حکیم کی خیر وبرکت سے آئے دن کوئی نہ کوئی بزرگ پیدا ہوتا ہے جو لاکھوں آدمیوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتا ہے اور رخصت ہو جانے پر ایسے نقوش چھوڑ جاتا ہے جو آنے والی نسلوں کے لیے ایک مقدس اور قابل تقلید مثال رہتی ہے۔ ایسے ہی بزرگوں میں سے ہمارے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ماہ دسمبر ۱۹۷۰ء کی ۱۹ تاریخ کو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ حضرت مولانا ۱۹ دسمبر بروز اتوار ساہیوال میں اس جہان فانی سے رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت قبلہ مفتی صاحبؒ اس قحط الرجال کے تاریک دور میں شمع فروزاں کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور ان کے دم قدم سے ارشاد وسلوک کی محفل آباد تھی۔ اور برصغیر پاک وہند میں ان کے فیض روحانی اور تلقین وتبلیغ کی وجہ سے لاکھوں مسلمان راہِ ہدایت پر گامزن تھے۔ افسوس کہ یہ شمع بجھ گئی اور دنیا ایک مرد باصفا سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوگئی۔ علمائے دیوبند کے نزدیک حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات ایک بہت بڑا حادثہ ہے۔ افسوس کہ اچھے اور جامع صفات انسان جو کہ خال خال ہیں، رخصت ہو رہے ہیں لیکن ان کے جانے سے جو خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے پر ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

حضرت قبلہ عالم مفتی صاحب علم وفیض کا محبوب پیکر اور سادگی وتواضع کا دل کش مجسمہ تھے۔ طبیعت باغ وبہار

تھی۔ سچ یہ ہے کہ ان کو دیکھ کر قلب کو تازگی اور روح کو بالیدگی نصیب ہوتی تھی۔

حالاتِ زندگی

حضرت مفتی صاحب ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مولانا مفتی محمد عبد اللہؒ اور دادا مولانا محمد عبد القادرؒ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے مجاہدین میں سے تھے۔ اور تاحیات انگریزی استعمار کے خلاف نبرد آزما رہے۔ اسی نسبت سے حضرت مفتی صاحبؒ اپنے آپ کو پیدائشی "باغی" فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر میں ہی حاصل کی کیونکہ آپ کا گھرانہ ممتاز علماء حق پر مشتمل تھا۔ کچھ عرصہ آپ مولانا نور احمدؒ کے ہاں امرت سر میں زیر تعلیم رہے۔ وہاں آپ کے رفقائے درس میں امیر شریعت مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا حبیب الرحمٰنؒ تھے۔[(۱)] علوم وفنون کی تکمیل کے لیے آپ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوگئے جہاں آپ نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ سے خصوصی شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، محدث کشمیری مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ، مولانا سراج احمدؒ، مولانا غلام رسولؒ، قاری عبد الوحیدؒ شامل ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ الہندؒ اسیر مالٹا سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

۱۹۱۹ء میں آپ ملک کی سیاست میں شریک ہوئے اور جمعیت علماء ہند سے جدوجہد کا آغاز کیا۔ آپ جمعیت علماء ہند کے پالیسی ساز قائدین میں سے تھے۔ اور جمعیت علمائے ہند کی اہم تجاویز میں آپ محرک یا مؤید ہوتے۔ آپ جمعیت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ناظم عمومی جمعیت علماء ہند، امیر جمعیت۔[(۲)]

آپ ۱۹۳۰ء، ۱۹۳۳ء، ۱۹۳۴، ۱۹۴۲ء میں جیل گئے۔ ۱۹۴۲ء میں "انگریزو! ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریک میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ لدھیانہ میں آپ خاندانی درس گاہ مدرسہ محمودیہ اللہ والا کے مہتمم تھے۔ اس کے علاوہ آپ

---

(۱) میرے خیال میں اس مضمون کے مصنف سے غلطی ہوئی۔ حضرت مفتی نعیم صاحبؒ کے رفقائے درس میں مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ کبھی بھی نہ تھے۔ اور میری تحقیق اور علم کے مطابق حضرت مفتی نعیم صاحبؒ شاید کبھی بھی مولانا نور احمدؒ یا مولانا نور محمد صاحبؒ کے شاگرد نہیں رہے ہیں۔ (مشہود مفتی)

(۲) سعودی عرب کے شاہ عبد العزیزؒ اور شاہ سعودؒ سے ملاقات کی تفصیلات کے لیے دیکھیے کتاب: "مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور اکابرین جمعیت علماء ہند کی زریں خدمات" مصنف مشہود مفتی

نے مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مشوروں سے مدرسہ بنات الاسلام جاری فرمایا[۱] جس کے مہتمم مولانا مفتی ضیاء الحسنؒ تھے۔

پاکستان بننے کے بعد

تقسیم ملک کے بعد آپ کا خاندان پاکستان آگیا اور آپ تبلیغی اور تعلیمی خدمات میں منسلک رہے۔ سیاست سے آپ نے کنارہ کشی اختیار کرلی اور ضلع گجرات کے شہر منڈی بہاؤالدین کی مرکزی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوگئے۔ آپ کا دیگر خاندان ٹوبہ ٹیک سنگھ اور ساہیوال میں آباد ہوگیا۔ آپ کے علم کا شہرہ بہت تھا۔ قرآن و حدیث پر آپ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ بڑے بڑے اساتذہ آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتے تھے۔ عرب ممالک میں آپ کی قرآن فہمی اور علم حدیث کا بہت چرچا تھا۔ اسی بنا پر شاہ عبد العزیز، شاہ سعود اور سعودی عرب کے علماء نے آپ کو خلعت بھی عطا فرمائی تھی۔

آپ کی زیر سرپرستی کئی ہائی سکول اور تعلیمی مدارس جاری ہیں۔ منڈی بہاؤالدین سے آپ منڈی وار برٹن میں تشریف لے آئے[۲] اور تقریباً آٹھ سال تک تبلیغی اور تعلیمی خدمات کے سلسلے میں یہاں مقیم رہے۔ اسی دوران لائل پور کے شہریوں نے بڑی ہی کوشش و کاوش سے آپ کی خدمات لائل پور کی عظیم الشان جامع مسجد حنفیہ دیوبندیہ جناح کالونی میں بطور خطیب حاصل کیں اور آپ لائل پور تشریف لے آئے۔ زندگی کے آخری آٹھ سال آپ نے یہاں گزارے۔ جمعۃ المبارک کا سب سے بڑا اجتماع لائل پور میں جامع مسجد کچہری بازار کے بعد جامع مسجد جناح کالونی میں ہوا کرتا تھا۔ لوگ دور دور سے آپ کی تقریر سننے حاضر ہوا کرتے تھے۔

---

(۱) مدرسہ بنات الاسلام لدھیانہ ۱۹۴۱ء میں جاری ہوا۔ دیکھیے کتاب روئیداد مدرسہ بنات الاسلام

(۲) منڈی واربرٹن میں مفتی محمد نعیم صاحبؒ کبھی بھی رہائش پذیر نہیں رہے۔ منڈی بہاؤالدین سے فیصل آباد شفٹ ہوگئے تھے اور فیصل آباد جامع مسجد جناح کالونی کے خطیب اپنی وفات تک رہے۔ البتہ منڈی واربرٹن میں آپ کی صاحبزادی محترمہ کلثوم مفتیؒ کے مدرسہ بنات الاسلام ساہیوال کی ایک خاتون استاد نے مدرسہ بنات الاسلام مفتی محمد نعیم صاحبؒ اور ان کی صاحبزادی محترمہ کلثوم مفتیؒ کی سرپرستی میں قائم کیا تھا۔

وفات

رمضان المبارک کے شروع میں آپ کو تکلیف ہوئی جو شدت اختیار کر گئی۔ لیکن آپ روزہ رکھتے رہے جس سے بے حد کمزور ہو گئے۔ ۲۶ رمضان المبارک کو آپ کو بحالت بیماری لائل پور سے ساہیوال آپ کے بڑے صاحب زادے مولانا مفتی ضیاء الحسن صاحبؒ کے یہاں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں آپ ۱۹ دسمبر بروز اتوار اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔[۱]

آپ نے آخری تحریر میں یہ اشعار چھوڑے ہیں:

الٰہی جب ہوں رخصت میں جہاں سے
تیرا ہی نام ہو جاری زباں سے
ہوں آساں مشکلیں میری دمِ مرگ
تیری رحمت سے اور تیری اماں سے

نماز جنازہ

آپ کے جنازہ کی نماز ساہیوال میں مولانا محمد عبداللہؒ خطیب شہر نے پڑھائی جس میں مولانا محمد عبد اللہؒ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ، مولانا فاضل حبیب اللہ جالندھری صاحبؒ مہتمم جامعہ رشیدیہ، مبلغ اسلام صوفی احمد یار صاحبؒ، مولانا عبدالعزیز صاحبؒ لدھیانوی خطیب مسجد نور، مولانا عبدالرحیمؒ خطیب مسجد دو منزلی اور ہزارہا عقیدت مندوں اور اہلیانِ ساہیوال نے شرکت کی۔

تدفین

آپ کی تدفین ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوئی جہاں نماز جنازہ مولانا محمد یحیٰی صاحب لدھیانویؒ[۲] نے پڑھائی جس میں

---

(۱) مفتی محمد نعیم صاحب کے صاحبزادے مفتی ضیاء الحسینؒ نے اپنی کتاب "علماء لدھیانہ اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی" میں آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۸۸ء اور وفات ۱۹۷۰ء بیان کی ہے۔

(۲) مولانا محمد یحیٰی لدھیانویؒ حضرت مولانا زکریا لدھیانویؒ کے صاحبزادے اور صدر احرار ہند مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ کے بھائی تھے۔

لائل پور، سرگودھا، ساہیوال، کمالیہ، ملتان سے ممتاز علماء، دینی جماعتوں کے رہنما، مدارس عربیہ کے مہتمم حضرات اور دیگر ہزارہا لوگ شریکِ جنازہ ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۸۰ سال تھی۔ آپ کے صاحبزادگان میں مولانا مفتی ضیاء الحسنؒ فاضل دیوبند، مولانا محمد طیبؒ فاضل دیوبند، مولانا ضیاء الحسینؒ فاضل دیوبند اور دیگر پسماندگان میں سے میاں عبدالوارث لائل پوریؒ، سید احمد نعیمؒ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب، میاں زیاد احمد شامل ہیں۔

مولانا سمیع الحق صاحبؒ اکوڑہ خٹک

کی زبانی

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کا تعارف

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ مشاہیر علماء اور جنگ آزادی میں نمایاں حصہ لینے والے علماء میں سے تھے، اکابر علماء کے ساتھ ہمیشہ تعلق رہا۔ رد قادیانیت کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے ساتھ بھی کام کیا۔ لدھیانہ کے معروف خاندان کے رکن رکین تھے۔ پرجوش خطابت کا ملکہ خدا نے دیا تھا۔ غالباً دیوبند کے زمانہ سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ سے دلی روابط پیدا ہوئے تھے۔

مکتوبات مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
بنام حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک

(۱)

(حضرت مدنی کی جدوجہد اور خدمات۔ سرحد کے انتخابات میں علماء لائحہ عمل طے کریں۔ وزیراعظم سے ملنے کا کوئی پروگرام بنایا جائے۔ صوبہ سرحد کے اختلافات کم کرنے چاہئیں)

۲ شوال ۱۳۷۰ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۵۱ء

مکرمی بندہ دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اخلاص نامہ موصول ہو کر انتہائی مسرت کا باعث بنا۔ جن جذبات اور احساسات کا آپ نے اظہار فرمایا ہے اس کا تہِ دل سے ممنون ہوں۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم پسماندگان کو حضرت مدنی مدّ ظلہ العالی کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ ورنہ ہم تو حقیقتاً اتنے پسماندہ ہیں کہ حضرت مدنی مدظلہ کی طرف ہمیں نسبت کرنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے جو کہ وہ ہندوستان میں اکیلے کروڑوں مسلمانوں کی حفاظت اور دینی خدمات انجام فرمارہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش خدمت اسلام انجام دینے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

جہاں تک میرا معاملہ ہے، اس کے متعلق میں آپ حضرات کی مشکلات سے اور جلسوں کی مشکلات سے واقف ہوں، کیونکہ جن لوگوں کے مسلک سے پورا اتفاق رائے نہ ہو ان سے کام لینے میں انہیں کے مسلک کا احترام کرنا پڑتا ہے۔ صوبہ سرحد میں انتخابات ہونے والے ہیں، تمام علماء کرام کو ایسا طریق کار اختیار کرنا چاہیے جس سے کچھ نہ کچھ علماءِ کرام بھی انتخابات میں کامیاب ہوسکیں اور صوبہ کے اختلافات کو کم کرنے کی کوشش میں

حصہ لے سکیں اور اہل اسلام کو سربلند کر سکیں۔ اس سلسلہ میں اگر علماء کرام کوئی پروگرام بنا کر کسی متفقہ فیصلہ کے مطابق وزیراعظم صاحب سے ملاقات کریں اور اس سلسلہ میں میری بھی ضرورت ہو تو اس اختلاف کو کم کرنے کے لیے میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہوں۔

میری رائے میں نظامِ اسلام کے نفاذ پر جہاں تک صوبہ کے اختیارات کا تعلق ہے تمام علماء کرام کو متفقہ طریق پر وزیراعظم صاحب سے فیصلہ کر کے تمام مسلمانانِ سرحد کو ایک مرکز پر لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر علماء کی جماعت اس میں اقدام کرے گی تو مجھے کامل امید ہے کہ وہ کامیاب ہوگی اور یہ اسلام اور پاکستان کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور علماء کرام کے وقار سے اسلام کا وقار بھی بڑھ جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ مفصل حالات سے ضرور مجھے مطلع فرمائیں گے۔ والسلام

بندہ محمد نعیم از ٹوبہ ٹیک سنگھ

(۲)

۲۵ فروری ۱۹۵۳ء

(حقانیہ جلسہ میں شرکت۔ مسئلہ ختم نبوت کا معاملہ شروع ہو چکا ہے۔)

مخدومنا المکرم دام لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

دعوت نامہ موصول ہو کر انتہائی مسرت کا باعث ہوا۔ اس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ میرے جیسا بیکار آدمی آپ کا کام بہت کم کرتا ہے لیکن آپ کے مصارف زیادہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں آتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ محض تعمیلِ ارشاد کی وجہ سے مجبوراً حاضر ہونا پڑتا ہے۔ اگر اپنے حالات کے مطابق آپ کوئی دقّت محسوس فرماویں تو ہمیں قطعاً کوئی شکایت نہ ہوگی ورنہ اگر حاضری ضروری ہی ہوگی تو حاضر ہو جاؤں گا۔ جملہ حضرات کی خدمت میں سلامِ مسنون عوض ہے۔ مسئلہ ختم نبوت کا معاملہ شروع ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ انجام اچھا فرمائے۔ دیکھیں اس وقت حالات کس کروٹ بیٹھتے ہیں۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔ واقفین

حضرات کی خدمت میں سلامِ مسنون عوض ہے۔فقط والسلام

بندہ محمد نعیم عفااللہ عنہ

(از منڈی بہاؤالدین)

(۳)

۲۳فروری ۱۹۵۶ء

(باقی جلسوں سے انکار مگر آپ کے اخلاص و محبت نے مجبور کر دیا ہے۔)

مخدومنا المکرم دام لطفکم العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔اس مرتبہ جلسوں کی شرکت سے میں نے اکثر جگہ انکار کر دیا ہے۔لیکن آپ کے اخلاص اور محبت نے مجبور کر دیا کہ حاضر ہوکر شرفِ ملاقات کی سعادت ہی حاصل کر سکوں۔واقفین حضرات کی خدمت میں سلامِ مسنون عرض ہے۔

بندہ محمد نعیم عفااللہ عنہ

از منڈی بہاؤالدین

(۴)

۲فروری ۱۹۵۷ء

(اللہ نے عمارت مدرسہ کی مراد کو مکمل کر دیا۔)

مکرم بندہ دام لطفکم العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گرامی نامہ متعلق شرکت سالانہ جلسہ موصول ہوا۔انتہائی مسرت کا باعث ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دلی مراد عمارت مدرسہ کو ایک حد تک مکمل فرمادیا۔ایک سے زیادہ مرتبہ جلسہ کی شرکت سے یہ محسوس کیا ہے کہ آپ کے علاقہ کی زبان نہ جانے کی وجہ سے خاطر خواہ کوئی خدمت تو انجام نہیں دے سکا، لیکن محض آپ کی بزرگانہ شفقت اور مسلک کی وحدت حاضری کیلئے مجبور کر دیتی ہے۔اگر غیر حاضری میں کوئی نقصان نہ ہو تو کسی اور بہتر

آدمی کو دعوت دینا زیادہ مناسب ہوگا ورنہ تعمیل ارشاد کے لیے مجبور ہوں گا۔ واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عوض ہے۔ خیر المدارس والوں کے دو دعوت نامے آچکے ہیں میں نے انکار بھی کر دیا ہے لیکن آپ کا معاملہ ان سے مختلف ہے۔ اس لیے آپ ہی کے فیصلہ پر موقوف ہے۔ فقط والسلام

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ

(از منڈی بہاؤالدین)

(۵)

۱۴/ اکتوبر ۱۹۵۸ء

(مارشل لاء اور حقانیہ کے جلسہ کی اجازت)

مخدومنا المکرم دام لطفکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

امید ہے بفضل ایزدی آپ ہر طرح سے خیریت سے ہوں گے۔ آج دوسرا دعوت نامہ ملا۔ "معزز مہمان کے استقبال" کی خاطر آپ کے اخلاص کی وجہ سے اب ارادہ حاضر ہونے کا کر ہی لیا ہے، ورنہ اپنے خیال کے مطابق اب تک میں نے اپنی شرکت سے مدرسہ کا نفع کی بجائے نقصان ہی کیا ہے۔ آپ قدیمانہ تعلقات کی وجہ سے ہمیشہ یاد فرماتے ہیں۔ تعمیل ارشاد کے لیے حاضر ہو جاتا ہوں یہ سمجھ کر کہ آپ کی نظر میں کوئی فائدہ بھی ہے جو یاد فرماتے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ کو اس خالص دینی خدمت کے لیے حکامِ بالا[1] نے اجازت مرحمت فرمادی ہے کہ یہ ان کے عادل دین پسند ہونے کا نتیجہ ہے ورنہ آپ کا مدرسہ تو ہمیشہ سیاسیات سے الگ ہی رہا ہے۔ جملہ واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ میں ان شاء اللہ آپ کی ہدایت کے مطابق ۲۰ اکتوبر کی رات کو چناب ایک پریس سے سوار ہو کر ۹ بجے کے قریب اکوڑہ پہنچ جاؤں گا۔ مولانا قاری طیب صاحب[2] کی گاڑی

---

(۱) ایوبی دور کا مارشل لا ابھی تازہ تازہ نافذ ہوا تھا اور ہر قسم کی تقریبات پر پابندی کے دوران جلسہ دستار بندی کی اجازت ملی تھی۔ (سمیع الحق)

(۲) حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند جو اسی اجتماع میں شمولیت کیلئے تشریف لا رہے تھے۔

اور تاریخ سے مطلع فرمائیں تاکہ سفر میں ان کی صحبت ہو جائے۔ فقط والسلام

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ

(از منڈی بہاؤالدین)

(۶)

۱۸ اکتوبر ۱۹۵۸ء

(قاری طیب صاحب کے ساتھ حاضری)

مکرم بندہ دام لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مرسلہ خطوط مل گئے، ان شاء اللہ قاری صاحب موصوف کی صحبت ہی میں حاضر ہوں گا۔ اس سے قبل مولانا عبدالحنان صاحب [۳] نے مجھے اس گاڑی کی اطلاع کر دی تھی۔ آج آپ کو اطلاع دینے کا ارادہ تھا کہ اچانک آپ کا گرامی نام مل گیا، جس سے چناب ایکسپریس کا ارادہ ترک کر دیا۔ واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عوض ہے۔ فقط والسلام

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ

(از منڈی بہاؤالدین)

(۷)

۶ جون ۱۹۵۹ء

(قابل مدرس مہیا کرانے کی خواہش)

مخدومنا المکرم دام لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

نوازش نامہ ملا، حالات معلوم ہوئے۔ مجھے ایک ایسے مدرس کی ضرورت ہے جو فارسی اور صرف ونحو اور

---

(۳) حضرت مولانا عبدالحنان ہزارویؒ جمعیۃ العلماء ہند کے مرکزی دفتر کے ناظم اعلیٰ، شعلہ بیان خطیب، سیاسی وملی راہنماء آخر تک دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین رہے۔ بالاکوٹ میں وفات پائی۔

منطق وغیرہ کی ابتدائی کتابیں اچھی پڑھانا جانتا ہو، تجربہ کار ہو اور طالب علم اس کے گرویدہ ہوں۔ کم سے کم پانچ سات طالب علم ساتھ بھی لاسکتا ہو جن کے کرایہ وغیرہ کا انتظام ہم خود کر دیں گے۔ اردو زبان بھی پڑھانے پر قدرت رکھتا ہو۔ اگر عید سے پہلے انتظام ہوجائے تو بہتر ہوگا۔ فاضل دیوبند کو ترجیح ہوگی۔ تنخواہ جو مناسب آپ تجویز فرمائیں گے دے دی جائے گی۔ کھانا طلباء میں ہوگا۔ دیگر یہ گزارش ہے کہ پھول دار ٹوپی جیسی آپ نے عرصہ ہوا پہلے بھی روانہ فرمائی تھی دو عدد بذریعہ وی پی روانہ فرمادیں۔ مشکور ہوں گا۔ برخوردار اور دیگر واقفین حضرات کی خدمت میں سلامِ مسنون۔ آپ کے علاقہ میں لائق مدرس جس کے پاس طلباء بھی ہوتے ہیں نہایت عسرت سے گزارہ کررہے ہیں۔ ان کو جب تنخواہ بھی معقول مل جائے گی اور ان کے طلباء کا بھی انتظام ہوجائے گا وہ یقیناً اسے منظور فرمائیں گے۔ ویسے معمولی مدرس تو یہاں بھی ملتے ہیں لیکن ان کے ساتھ طلباء کا مہیا کرنا ہمارے لئے دردِ سر ہوجاتا ہے۔ امید ہے تمام حالات پر غور فرماکر جلد از جلد مطلع فرماکر مشکور فرمائیں گے۔ فقط والسلام

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ

خطیب جامع مسجد منڈی بہاؤالدین

(۸)

یکم جولائی ۱۹۵۹ء

(قیام وفاق المدارس کے بارہ میں تاسیسی میٹنگ)

مخدومنا المکرّم دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

شفقت نامہ ملا، خیریت معلوم کرکے اطمینان ہوا۔ ٹوپیاں مل گئی ہیں۔ آپ کی نوازش کا بے حد ممنون ہوں اور اس تکلیف سے شرمندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قائم ودائم رکھے۔ آمین

آج اخبارات میں عربی مدارس کے وفاق (۴) کے متعلق نظام العلماء کا فیصلہ نظر سے گزرا، مسرت ہوئی۔ مولانا خیر محمد صاحب کی طرف سے بھی ایک دعوت نامہ موصول ہوا تھا لیکن میں نے یہ لکھ کر جواب دے دیا کہ ۲۳ کو نظام العلماء نے لاہور میں ایک میٹنگ اس مقصد کے لیے طلب کی ہے اور ۲۴، ۲۵ کو آپ نے ملتان میں

---

(۴) اس میٹنگ میں مدارس عربیہ کی باہمی تنظیم "وفاق المدارس العربیہ" کے قیام کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ (سمیع الحق)

طلبی فرمائی ہے اور اس کی ورکنگ کمیٹی میں مولانا احمد علی صاحبؒ کا نام نامی موجود ہے۔ تو کیا مولانا احمد علی صاحبؒ نے شرکت کا اعلان فرمالیا ہے؟ لیکن اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اب اخبارات میں آپ کی کارروائی پڑھ کر مسرت تو اس لیے ہوئی کہ اتفاق ہو گیا لیکن تکلیف اس لیے ہوئی کہ نزاع صرف کا ہے۔ اگر یہ مل جائے تو تمام نظام اس کے ماتحت آسکتا ہے۔ میرے خیال میں وفاق العلماء کی ورکنگ کمیٹی کا اصول یہ ہونا چاہیے کہ مغربی پاکستان میں جتنے اونچے درجہ کے مدارس ہیں ان کے مہتممین کی ورکنگ کمیٹی بنائی جائے، خواہ اس کا صدر دفتر ملتان میں رہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ نیچے درجہ کے تمام مدارس خود بخود منسلک ہو جائیں گے اور وفاق کے تمام اغراض حاصل ہو جائیں گے۔ اگر آپ کا اس سے اتفاق ہو تو کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ مل کر اس کیلئے کوشش کی جائے۔ صاحب زادہ صاحب اور دیگر واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ فقط والسلام

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ
(از منڈی بہاؤالدین)

(۹)

۱۷/اپریل ۱۹۶۰ء

مخدومنا المکرّم دام لطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

دعوت نامہ اور منی آرڈر مل گیا ہے۔ محض آپ کے اخلاص اور محبت کی وجہ سے حاضر ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ان شاء اللہ چناب ایکسپریس سے حاضر ہوں گا۔ جملہ حضرات اور احباب کی خدمت میں سلامِ مسنون عرض ہے۔ فقط والسلام

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ

(از منڈی بہاؤالدین)

(۱۰)

۱۶ نومبر ۱۹۶۵ء
(مفتی اعظم دیوبند کی مرتب کردہ دعائیں۔ قنوت نازلہ)

مخدومنا المکرّم دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ دعوت نامہ موصول ہو کر مسرت کا باعث ہوا۔ اس یادآوری کا تہ دل

سے مشکور ہوں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اول تو جسمانی کمزوری اب سفر کی اجازت نہیں دیتی، ایک عرصہ سے اس قسم کی مجالس کی شرکت ترک کر چکا ہوں۔ دوسرے ان ہی تاریخوں میں سرگودھا مدینۃ العلوم کا جلسہ ہے۔ قرب کی وجہ سے ان سے وعدہ بھی کر لیا ہے۔ ان حالات میں حاضری کا امکان بہت کم ہے۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ اخلاص کی توفیق دے جو کامیابی کا واحد ذریعہ ہے۔ قنوتِ نازلہ روانہ کر دی ہے اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت فرمائیں ملک وملت کی امداد کا یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس میں ہر معذور بھی شریک ہو سکتا ہے۔ یہ دعائیں مفتی اعظم دیوبند مرحوم کی مرتب کردہ ہیں۔ صاحبزادہ و دیگر واقفین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عوض ہے۔ ان شاء اللہ رسالہ کیلئے ایک مضمون بھی روانہ کر دوں گا۔ فقط والسلام

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ

(از منڈی بہاؤالدین)

(۱۱)

۵ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۶۷ء

(اب تو آپ خود ہمارے اکابرین میں سے ہیں)

مکرم محترم بندہ دام لطفہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مدّتِ مدید اور عرصہ دراز کے بعد آپ کی خیریت معلوم کر کے اطمینان ہوا۔ دعوت کا شکریہ۔ گو میں نے ایک عرصہ سے جلسوں کی شرکت ترک کر دی ہے کیونکہ صحّت اب اس کی اجازت نہیں دیتی۔ چونکہ آپ کا تعلق اکابرین دیوبند سے ہے اور اب تو آپ خود بھی ہمارے اکابرین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان شاء اللہ اگر کوئی خاص مانع نہ پیش آیا تو ضرور حاضر ہوں گا۔ بشرطِ صحت وحیاتِ مستعار جملہ واقفین متعلقین دار العلوم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ فقط والسلام

محمد نعیم عفا اللہ عنہ

خطیب جامع مسجد جناح کالونی لائل پور

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی

رحمۃ اللہ علیہ

کی بعض علمی وفکری تحریرات

مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی خطیب منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

پاکستان کے تمام اسلامی فرقوں کے ماہرین قانون اسلام کا متفقہ فیصلہ

صدر موصوف سے "نیا آئین" اسلامی حکومت کے بنیادی اصول پر مدون کرنے کی درخواست

بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات

عمل میں آ چکے ہیں۔ جس پر ہم ان کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ملک کا "نیا آئین" مدون کرنے کے لئے صدر موصوف ملک کا اعتماد بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اب اس کام کی تکمیل کے لئے ایک آئین ساز مجلس کا وقوع میں آنا یقینی ہے۔

ان حالات میں ہم صدر موصوف سے بادب لیکن پُر زور درخواست کرتے ہیں ہر طرح حق بجانب ہیں کہ اراکین مجلس آئین ساز میں ماہرین قانون مروجہ کے علاوہ ماہرین قانون اسلام کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ آئین مکمل ہونے پر کتاب و سنت کی منافات کا سوال ہی پیدا نہ ہو اور ان مقاصد کی تکمیل ہو سکے۔ جن کے لئے پاکستان کا قیام عمل میں آیا ہے سابقہ حکومتوں نے نہ صرف ان مقاصد کی تکمیل کا کوئی انتظام ہی نہیں کیا۔ بلکہ سراسر ان کے خلاف ایک قانون بنا کر نافذ کر دیا جس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑا۔ ابھی نامعلوم کب تک اس بھگتان کا سلسلہ جاری رہے۔

نئی مجلس آئین ساز عمل میں آنے والی ہے جو آئین کمیشن کی سفارشات پر غور کر کے نیا آئین مرتب کرے گی۔ اگر یہی آئین کمیشن مجلس آئین ساز ہے تو ہمیں کامل امید ہے کہ وہ صدر مملکت دام اقبالہٗ کے اس اعلان کا جس کا ایک سے زیادہ مرتبہ اعادہ ہو چکا ہے۔ (جس میں ہے کہ جن بنیادوں پر پاکستان قائم ہوا ہے۔ انہیں کے مطابق نیا آئین مرتب ہوگا) پورا پورا احترام کرے گی۔ اور اب کوئی ایسا قانون مدون نہیں کرے گی۔ جس کی بنیاد کتاب و سنت کے علاوہ کچھ اور ہو اور مقصد قیام پاکستان کے منافی ہو۔

اراکین مجلس آئین ساز کی آسانی کیلئے پاکستان کے تمام اسلامی فرقوں کے ماہرین قانون اسلام نے متفقہ طور پر جنوری ۱۹۵۱ء میں کتاب و سنت کے مطابق بائیس (۲۲) نکات پر مشتمل اسلامی حکومت کے بنیادی اصول کے عنوان سے ایک قانونی خاکہ مرتب فرما کر پہلی حکومت کو بھیج دیا تھا۔

لیکن افسوس صد افسوس پہلی حکومتوں نے اپنے ملحدانہ اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر اُسے ٹھکرا دیا اور ایک لادینی قانون نافذ کر دیا اور اس کی حفاظت کے لئے کہ مبادا ہمارا اسلام داخلی کا پردہ فاش ہو جائے۔ ساتھ ہی یہ شرط بھی عائد کر دی کہ اس قانون کے کسی دفعہ کو کتاب و سنت کی مطابقت یا نامطابقت کے متعلق کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا اور آئندہ پارلیمنٹ بھی اس بنیاد پر جو قانون مدون کرے گی۔ اُسے بھی اسلامی تصور کرنا ہوگا۔ ایسے خلاف اسلام لادینی قانون کا ایک اسلامی مملکت میں جو حشر ہونا چاہیئے تھا۔ وہی ہوا۔

آج ہم پھر ایک اسلامی حکومت کے بنیادی اصول کو مجلس آئین ساز یا آئینی کمیشن کی خدمت میں بغرض یاددہانی پیش کرتے ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ خدارا نیا آئین مدون کرتے وقت پہلی حکومتوں کی متابعت میں ایک اسلامی حکومت کے بنیادی اصول سے تجاوز کرنے کی سعی نامشکور نہ فرماویں۔ ورنہ خطرہ ہے کہ نئے آئین کا بھی وہی حشر نہ ہو جو پہلے کا ہوا ہے۔ جس کا تدارک اس وقت آئینی کمیشن یا مجلس آئین ساز میں ماہرین قانون اسلام کی نہ صرف شرکت بلکہ ان کی برتری تسلیم کرنے سے ہو سکتا ہے اور ماہرین قانون اسلام کا انتخاب پاکستان کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک سے بھی کیا جا سکتا ہے

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

۱۔ اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العلمین ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا۔ اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جا سکے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

تشریحی نوٹ۔ اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں۔

۳۔ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں۔ بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہوگی۔ جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے۔ منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء و اعلائے اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا۔ کہ مسلمانان عالم کے رشتۂ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی۔ لسانی۔ علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے

۶۔ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا لباس۔ مسکن۔ معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی۔ جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہتے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیٔ اکتساب پر قادر نہ ہوں

۷۔ باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں یعنی حدودِ قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو۔ آزادی۔ مذہب و مسلک۔ آزادیٔ عبادت۔ آزادیٔ اظہار رائے۔ آزادیٔ نقل و حرکت۔ آزادیٔ اجتماع۔ آزادیٔ اکتساب رزق ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی اداراۃ سے استفادہ کا حق۔

۸۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا۔ اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقعہ صفائی، فیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے۔

۱۰۔ غیر مسلم باشندگان ملک کو حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت۔ تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱۔ غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدود

باقی صفحہ ۱۸ پر

بقیہ "نیا آئین" صفحہ ۱۵ سے آگے

شرعیہ کے اندر جو معاہدات کیئے گئے ہوں۔ انکی پابندی لازمی ہو گی۔ اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ ۷ میں کیا گیا ہے۔ ان میں غیر مسلم باشندگان ملک اور مسلم باشندگان ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲۔ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا انکے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳۔ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہو گا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی مرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴۔ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہو گی۔ یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہوریہ سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

۱۵۔ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہو گا۔ کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شورٰی کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶۔ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہو گی۔ وہ کثرت آراء سے اُسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہو گی۔

۱۷۔ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہو گا۔ اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہو گا۔

۱۸۔ ارکان۔ عمال حکومت اور تمام شہریوں کے لیئے ایک ہی قانون و ضابطہ ہو گا۔ اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۱۹۔ محکمہ عدلیہ محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہو گا۔ تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئت انتظامیہ سے علیحدہ اثر پذیر نہ ہو۔

۲۰۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہو گی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہو۔

۲۱۔ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزا انتظامی متصور ہوں گے۔ انکی حیثیت نسلی۔ لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہو گی۔ جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہو گا۔ مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہو گا۔

۲۲۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہو گی۔ جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

خدام الدین اپنے احباب تک پہنچایئے
اور توسیع اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں

کمزوروں اور مسکینوں کا مرتبہ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کیا کرو (یعنی میں تمہیں ان کے ساتھ ملوں گا) کیونکہ تمہیں کمزوروں ہی کے طفیل روزی ملتی ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے۔ (مستدرک حاکم: ۲۵۰۹)

تنگ دستوں پر سختی مت کیجئے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے بچائے اور اسے اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے، اسے چاہیے کہ تنگ دست کو (اپنے حقوق کے مطالبے میں) مہلت دے دیا کرے۔ (سنن ابن ماجہ: ۴۵۹۲)

مسلمان کی امداد کرنے کا نقد انعام

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے کسی بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے میں لگا ہوا ہو، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتے رہتے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۲۴۴۲)

تحریکِ آزادیٔ کشمیر

—— پر ایک نظر ——

واقعات کی روشنی میں

مفتی محمد نعیم لدھیانوی

○ —— خطیب لائل پور جامع مسجد جناح کالونی

محمد زبیر

عکس ٹائٹل اشاعت اول

تعارف

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى، أمابعد!

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک آزادئ کشمیر پر ایک پمفلٹ / کتابچہ ۱۹۶۵ء کی پاکستان اور بھارت کی جنگ میں تحریر فرمایا تھا جس میں تحریک آزادئ کشمیر سے متعلق مستند معلومات درج ہیں۔ انہوں نے اس آرٹیکل میں سکھوں کی آزاد خالصتان ریاست کی آزادی کا ذکر بھی کیا ہے۔

خطیب جامع مسجد لائل پور مفتی محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مضمون کتنی اہمیت کا حامل ہے اس کے لیے عام قاری کو مفتی نعیم صاحب لدھیانویؒ کے تعارف کے بارے میں مختصراً آگاہی حاصل ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اور ان کے ساتھ پاکستان کے موجودہ علماء کرام اس انتہائی اہم آرٹیکل "تحریک آزادئ کشمیر پر ایک نظر" کی اہمیت کا اندازہ کر سکیں۔

مفتی محمد نعیم صاحبؒ حضرت مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کے صاحبزادے تھے جنہوں نے مرزا غلام قادیانی کے کفر پر اولین فتویٰ دیا تھا۔ آپ مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے پوتے تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف سب سے پہلے آزادی کا فتویٰ دیا تھا اور اپنے چاروں بیٹوں مولانا محمدؒ، مولانا عبداللہؒ، مولانا سیف الرحمٰنؒ اور مولانا عبدالعزیزؒ کے ہمراہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ جیسے اکابر اہل علم و فضل کے شاگرد تھے اور حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ جیسے اکابر علماء کرام آپ کے ہم جماعت تھے۔ آپ کے شاگردوں میں مولانا منظور احمد نعمانیؒ اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جیسے اہل علم شامل ہیں۔ آپ جمعیت علماء ہند کی تاسیس سے لے کر ۱۹۴۷ء تک مجلس عاملہ کے ممبر رہے۔ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے زمانہ صدارت میں مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ جمعیت علماء ہند کے نائب صدر تھے۔ جمعیت علماء ہند میں آپ کے ساتھیوں میں مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ، موانا عبید اللہ سندھیؒ جیسے اکابر علماء کرام شامل تھے۔

تحریک آزادیٔ کشمیر پر مفتی نعیم صاحبؒ کا یہ مضمون ہندوؤں کی تنگ نظری اور درندگی کی نشاندہی کرتا ہے جو ماضی میں وہ کرتے رہے ہیں اور حال میں کئی ہزار گنا طریقوں سے معصوم کشمیریوں پر ظلم وستم، عورتوں کی عصمت دری اور پیلٹ گنوں سے کشمیری نوجوانوں اور معصوم بچوں کو اندھا کیا جارہا ہے جس کی نشاندہی یو این او، ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دیگر عالمی ادارے بشمول او آئی سی مسلسل کررہے ہیں۔

حضرت مفتی نعیم صاحب لدھیانویؒ نے سکھوں کے پنجابی صوبہ کا ذکر بھی کیا ہے کہ کس طرح ماسٹر تارا سنگھ اور سکھ لیڈر برہمنی سیاست کا شکار ہوئے۔ اس امید پر کہ بھارت میں سکھ ریاستوں اور ریاست پٹیالہ کو ملا کر آزاد خالصتان سکھ اسٹیٹ قائم کر کے ان کو دی جائے گی۔

سکھ قوم کو یہ دھوکہ مسٹر ولبھ بھائی پٹیل اور ہندو حکمران ٹولہ کی طرف سے دیا گیا۔ مفتی نعیم صاحبؒ نے ۱۹۶۵ء میں ہی مسلمان قوم کو کہا تھا کہ سکھوں کی آزاد خالصتان سکھ ریاست کی حمایت کریں۔ ۲۰۲۰ء میں سکھوں کی طرف سے آزاد سکھ خالصتان کے لیے تحریک اور ووٹنگ کا آغاز ہورہا ہے۔ بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں کو سکھوں کے الگ ملک خالصتان کی مکمل اخلاقی اور سفارتی حمایت کرنی چاہیے اور انڈیا کے ناجائز قبضے سے کشمیر کی آزادی کے لیے یو این او کی قراردادوں کے مطابق حمایت کرنی چاہیے۔

”حقیقی مسلمان وہی ہے جو دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرے خواہ اس کا مذہب کچھ بھی ہو۔“

مشہود مفتی

۴- ۱۲- ۲۰۱۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

برادرانِ ملک وملت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

کیا یہ امرواقعہ نہیں ہے کہ تقسیم ملک کے بعد جبکہ مجاہدین سرینگر کے قریب پہنچ چکے تھے تو اگست ۴۸ء میں مسئلہ کشمیر کو خود بھارت نے سلامتی کونسل میں پیش کیا تھا؟ کیا یہ امرواقعہ نہیں ہے کہ سلامتی کونسل نے حق خودارادی کے اپنے مسلمہ اصول کے مطابق فیصلہ کرنے کی قرارداد پاس کی اور بھارت نے اسے تسلیم کیا؟ کیا یہ امرواقعہ نہیں ہے کہ ادارہ اقوام عالم میں شریک اور غیر شریک بھارت کے علاوہ کسی بھی ملک نے اب تک اس فیصلہ سے انکار نہیں کیا؟ کیا بھارت اس تسلیم شدہ قرارداد کے مطابق عمل کرنے پر ہمیشہ مکروفریب کے سیاسی جال پھیلاتا رہا جن میں نام نہاد انتخاب اور کشمیر اسمبلی کا قیام بھی شامل ہے جسے سلامتی کونسل پاکستان کی شکایت پر ان الفاظ میں مسترد کر چکی ہے کہ بھارت کی یہ غیر آئینی کاروائی اصل قرارداد پر اثرانداز نہ ہوگی جو کہ سابق فیصلہ کی شرائط کے سراسر منافی ہے؟

کیا یہ امرِ واقعہ نہیں ہے کہ کشمیر کے پچاس لاکھ باشندے عرصہ اٹھارہ سال سے بھارت کی غلامی سے بیزاری اور سلامتی کونسل کی قرارداد کے مطابق استصواب رائے کا ہمیشہ مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں اور اس حق بجانب مطالبہ کی وجہ سے قید وبند اور ہر قسم کے مصائب وآلام کا شکار ہورہے ہیں؟ آخرکار سول نافرمانی پر مجبور ہوگئے ہیں جس سے اس نام نہاد انتخاب اور اسمبلی کے قیام کی اصلی حقیقت واضح ہوجاتی ہے جسے وزیر اعظم بھارت اور صدر جمہوریہ بطور ثبوت پیش کررہے ہیں۔

کیا یہ امرواقعہ نہیں ہے کہ پاکستان ہمیشہ کشمیریوں کے اس حق خودارادی کو عملی شکل دینے کا سلامتی کونسل سے برابر

مطالبہ کرتا رہا اور سلامتی کونسل کے ہر فیصلہ کو تسلیم کرتا رہا اور بھارت ہمیشہ اس سے انکار کرتا رہا؟

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ بھارت اور سلامتی کونسل پاکستان کو ایک فریق تسلیم کر چکے ہیں جو کہ ۵۰ لاکھ کشمیریوں کی نمائندگی کرتا ہے جبکہ کشمیر مسلم اکثریت کی ایک اسلامی ریاست ہے تو بھارت کو اس کی نمائندگی کا کیا حق حاصل ہے؟ کشمیر پر بھارت کا قبضہ اور نمائندگی محض اس کی جابرانہ اور جارحانہ پالیسی کا نتیجہ ہے، ورنہ سلامتی کونسل استصواب رائے کی قرارداد ہرگز پاس نہ کرتی۔

ان حالات میں عرصہ اٹھارہ سال کے شدید انتظار کے بعد اگر کشمیری بغاوت کے لیے مجبور کر دیے گئے ہیں تو پاکستان ہر حیثیت سے حسب دستور سابق ان کی تائید میں ہر طرح حق بجانب ہے۔

اگر اس نے بھارت کے مظالم سے کشمیریوں کو نجات دلانے کی تائید کی ہے تو اس نے کون سے انسانی اخلاق اور بین الاقوامی ضابطہ کی خلاف ورزی کی ہے؟ بلکہ مجاہدین کے حق بجانب ہونے کی تائید کر کے اس نے اپنی نمائندگی کا حق ادا کیا ہے اور کشمیر کے متنازعہ فیہ علاقہ میں بھارت کے تجاوز کا جواب دیا ہے۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ بھارت نے کشمیریوں کی بغاوت کو پاکستان کی مداخلت کا بہانہ بنا کر اور اپنے عہد شکنی پر پردہ ڈالنے کے لیے کشمیر کی حد بندی لائن سے متعدّد مقامات پر پہلے سے تجاوز کیا بلکہ پاکستان کے ایک گاؤں آوان شریف کو بھی اپنے بموں کا نشانہ بنا دیا جیسا کہ جنرل سیکرٹری او تھان کی فوجی تجاوزات کی رپورٹ سے ظاہر ہے۔ جب پاکستان نے بھارت کو معاہدہ کی خلاف ورزی سے روکنے کی کوشش کی تو اس نے پاکستان کی بین الاقوامی سرحد پر بلا اطلاع اچانک حملہ کر کے اس کی بین الاقوامی حدود کو پامال کر دیا۔

چونکہ پاکستان اپنی بین الاقوامی سرحدوں کی حفاظت کے لیے مجبور تھا اس لیے اسے مدافعت کے لیے میدان میں آنا پڑا اور بھارت کو محسوس کرانا پڑا کہ صرف طاقت کی برتری کے نشہ میں بدمست ہو کر، تمام اخلاقی اور بین الاقوامی ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر اس قسم کی حرکتیں انسانی لباس میں درندگی کا ثبوت مہیا کرتی ہیں اور امن عالم کو تباہ کرنے کا باعث ہو سکتی ہیں۔

کیا یہ امرِ واقعہ نہیں ہے کہ کشمیر اپنے کلچر، تہذیب و تمدّن اور مذہب و ثقافت کے اعتبار سے بھارت کا حصہ نہیں ہے بلکہ پاکستان کا حصہ ہے؟ ورنہ بھارت سلامتی کونسل میں استصواب رائے کو کیوں تسلیم کرتا اور کشمیر اسمبلی کے استرداد کے

خلاف سلامتی کونسل سے احتجاج کیوں نہ کرتا۔

کیا یہ امرِ واقعہ نہیں ہے کہ کشمیر مسلم اکثریت کا علاقہ ہے جسے تقسیم کے اصول کے مطابق قدرتی طور پر پاکستان میں شامل ہونا چاہیے تھا؟

کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کشمیر کی اکثریت بھارت سے الحاق چاہتی ہے اور وہ ایک سے زیادہ مرتبہ بقول بھارت انتخاب بھی کروا چکی ہے؟ اگر بہ نوکِ شمشیر ایسا نہیں ہوا تو پھر بھارت کو استصواب رائے سے فرار کیوں ہے اور بین الاقوامی تسلیم شدہ ضابطوں کی خلاف ورزی کیوں ہے جنہیں بھارت تسلیم کر چکا ہے؟

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ بھارت اپنی استعماریت کی خاطر اسلحہ اور تعداد کی برتری کے نشہ میں بدمست ہو کر یہ کھیل کھیل رہا ہے جس پر پاکستان نے امریکا اور اس کے دیگر معاون ممالک کو پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا کہ یہ تمام امداد پاکستان کے خلاف استعمال ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بھارت کو انتباہ

بھارت کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایشیا اور افریقہ میں بڑی سے بڑی استعماریتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اگر کہیں اس کا جزوی وجود موجود ہے تو اس کا بھی جنازہ نکلنے والا ہے۔ کشمیر سے بھی چھوٹی ریاستیں حق خودارادی کے اصول پر آزاد ہو چکی ہیں۔ اب کوئی طاقت وہ نئی ہو یا پرانی، کشمیر کو آزاد ہونے سے نہیں روک سکتی جبکہ تمام انصاف پسند ممالک کی ہمدردیاں کشمیر اور اس کے معاون پاکستان کے ساتھ ہیں۔ اگر بھارت کی استعماریت کو بچانے کے لیے کوئی بھی استعماریت سامنے آئے گی اس کا بھی وہی حشر ہو گا جو دیگر استعماریتوں کا ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت کے موجودہ جارحانہ حملہ میں استعماری اور غیر استعماری کسی بھی طاقت نے بھارت کے موقف کی تائید نہیں کی۔ جس کی گونج سلامتی کونسل سے لے کر بھارتی پارلیمنٹ تک مسٹر چھاگلہ اور لال بہادر شاستری وزیر اعظم بھارت کی آواز میں گونج رہی ہے۔

(بناءً علی ہذا) اگر بھارت میں کسی درجہ کی بھی انسانی، اخلاقی اور بین الاقوامی ضابطوں کی پابندی کی اخلاقی جرأت موجود ہے تو فوری جنگ بندی کا اعلان کر دے کیونکہ متنازعہ فیہ علاقہ اور بین الاقوامی حدود کی خلاف ورزی کا پہلے اسی نے ارتکاب کیا ہے اور اپنی تسلیم شدہ سلامتی کونسل کی قرارداد حق خودارادی کے اصول پر جلد از جلد ایشیا اور افریقہ کی

افواج کے زیر نگرانی جنہیں سلامتی کونسل متعیّن کرے، استصواب رائے کروائے۔ بھارت اور پاکستان دونوں اپنی فوجیں وہاں سے نکال لیں اور کشمیر کا مکمل کنٹرول ان افواج کے سپرد کر دیا جائے۔ اگر بھارت اس منصفانہ اپنے تسلیم شدہ فیصلہ کے لیے تیار نہ ہو تو ادارہ اقوامِ عالم کا فرض ہے کہ وہ سلامتی کونسل کے فیصلہ کو عملی شکل دینے کے لیے بھارت کو مجبور کرے تاکہ امن عالم کو جو خطرہ عظیم لاحق ہونے والا ہے اس کا بروقت تدارک ہو سکے۔

سلامتی کونسل اور جنگ بندی

سلامتی کونسل نے اپنے حالیہ فیصلہ میں مسئلہ کشمیر پر غور کرنے کے لیے فریقین کی جنگ بند کر دینے کو پہلا قدم قرار دیا ہے۔ اس سے قبل پہلے قدم کو ۱۸ سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود دوسرا قدم اٹھانے کی نوبت نہیں آئی جس کے خوفناک نتائج کی طرف سلامتی کونسل نے کبھی بھی توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ جس کا نتیجہ ہزاروں انسانوں کی تباہی اور فریقین میں مناقشات کے شدید اضافہ کی صورت میں نمودار ہوا ہے جس کی تمام تر ذمہ داری سلامتی کونسل اور بھارت پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن سلامتی کونسل کا ابھی پہلا قدم ہی رہا۔ اب اگر عارضی جنگ بندی کے بعد دوسرا قدم بھی پہلے دوسرے قدم کی طرح اٹھانا ہے تو دنیا کے امن خواہ اور انصاف پسند ملکوں کا فرض ہے کہ وہ سلامتی کونسل کے دوسرے قدم کی وضاحت طلب کریں کہ وہ کب اٹھایا جائے گا؟

ورنہ یہی سلامتی کونسل جو پہلے ہزاروں انسانوں کی تباہی اور مناقشات میں اضافہ کا باعث ہو رہی ہے آئندہ لاکھوں انسانوں کی تباہی اور امن عالم کو تباہ کرنے کا موجب ہوگی۔ پھر اسے اپنا نام "**سلامتی کونسل**" کی بجائے اپنے حال کے مناسب کوئی اور موزوں نام رکھنا ہوگا تاکہ ایشیائی اور افریشیائی قومیں اپنی سلامتی کے لیے کوئی اور ایشیائی اور افریشیائی ادارہ قائم کر سکیں جو ان کی سلامتی کا حقیقی ضامن ہو اور سلامتی کونسل کے اصول کا پابند ہو جسے پاکستان کے وزیر خارجہ نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر واضح کیا۔

جنگ بندی اور پاکستان

ان حالات میں کشمیر کی فوری رائے شماری کی قرارداد کے بغیر پاکستان کا دائمی جنگ بندی میں شریک ہونا پہلی اٹھارہ سالہ غیر منصفانہ اور سلامتی کونسل کی جانب دارانہ پوزیشن کو تسلیم کرنا ہوگا جو کہ پاکستان اور پچاس لاکھ کشمیریوں کی خودکشی

کے مترادف ہوگا۔ جسے پاکستانی عوام اتنی بڑی قربانی اور خون کی ندیاں بہانے کے بعد کسی حالت میں بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے اور نہ دنیا کا کوئی انصاف پسند ملک اس کی تائید کرے گا۔ سلامتی کونسل کا فرض ہے کہ وہ جلد از جلد جس کی زیادہ سے زیادہ مدّت تین ماہ ہو سکتی ہے، موجودہ قرارداد کے دوسرے حصہ پر غور کرکے اس مسئلہ کا اپنی سابقہ قراردادوں کے مطابق انتظام کرے ورنہ دنیا ایک ایسی خوفناک جنگ میں مبتلا ہو جائے گی کہ وہ جنگِ عظیم کی خوفناکیوں کو بھی بھول جائے گی۔

حقیقت حال

دراصل حقیقتِ حال یہ ہے کہ بھارت کے حکمران ٹولہ کی جارحانہ پالیسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس نے ہندوستان کی تمام اسلامی ریاستوں کو ختم کرنے کے لیے وہاں کی تمام ریاستوں کو جو اسلامی دورِ حکومت میں بھی وہاں کے باشندوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے ان کے حکمرانوں کی خواہش کے مطابق قائم رہی تھیں جنہیں انگریز نے اپنے دور حکومت میں قائم رکھا تھا لیکن بھارت کے اس حکمران ٹولہ نے ہر ریاست کے باشندوں کے حق خودارادی کو پامال کرتے ہوئے سب کا خاتمہ کر دیا جبکہ صدیوں سے وہ اپنے خاص کلچر، تہذیب و تمدّن اور اپنے خاص طرزِ معاشرت اور لسانی خصوصیات اور ثقافت کی حامل تھیں۔ یہی طرزِ عمل اس نے کشمیر کی خاص اسلامی ریاست میں بھی اختیار کرنا چاہا لیکن پاکستان کی بروقت مداخلت اور سلامتی کونسل کے حق خودارادی کے فیصلہ سے وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ اب وہ سلامتی کونسل میں حق خودارادی کی بنیاد پر رائے شماری تو تسلیم کر چکا ہے اور اسے عملی شکل دینے سے اس لیے گریز کر رہا ہے کہ کہیں اس حق خودارادی کے اصول پر بھارت کی تمام ریاستیں اور اس کے نواب اور راجے بقیہ غصب شدہ ریاستوں میں رائے شماری کا مطالبہ نہ کر لیں اور اس حکمران ٹولہ کی وہ جارحانہ پالیسی بے نقاب نہ ہو جائے جو اسلامی ریاستوں کو ختم کرنے کی رشوت دے کر باقی ریاستوں کے ختم کرنے کے متعلق اس نے اختیار کی تھی۔ جسے آنجہانی مسٹر پٹیل نے اختیار کرکے تمام ریاستوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔

اور یہ بھی خطرہ ہے کہ کہیں ریاستوں کے کروڑوں باشندے جو فاقوں کا شکار ہو رہے ہیں، حکمران ٹولہ کے محاسبہ کے لیے اپنے راجوں کی حمایت میں میدان میں نہ آجائیں، کیونکہ بھارت کی سابقہ تاریخ صدیوں سے مختلف ریاستوں

کے مجموعہ ہی کو ہندوستان ثابت کرتی ہے۔ ورنہ ایسا ایک خود مختار ہندوستان جس میں کسی بھی ریاست کو اندرونی خود مختاری یا نیم خود مختاری حاصل نہ ہو، کبھی بھی اس خطّہ ارض پر قائم نہیں ہوا۔

ادارہ اقوامِ عالم کو ان حالات میں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نہ صرف دنیا کے تمام ممالک پاکستان کے موقف کی تائید کرتے ہیں بلکہ بھارت کے تمام راجے، مہاراجے، نواب اور ان کی کروڑوں رعایا بھی کشمیر کے استصواب رائے کے فیصلہ کی پوری تائید کرتے ہیں اور ان کی تمام ہمدردیاں اپنے روشن مستقبل کے پیش نظر پاکستان اور آزادی کشمیر کے ساتھ ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ ان کے لیے بھی راستہ کھل جائے تاکہ وہ اسی حق خودارادی کے اصول پر دوبارہ اپنی اپنی ریاست قائم کر سکیں جو ان کا بھی حق خود ارادی ایک پیدائشی حق ہے جو بھارت کے حکمران ٹولہ سے نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ چنانچہ سکھوں کے پنجابی صوبہ کی بنیاد بھی یہی حق خودارادی ہے جس کا وہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ جیساکہ ماسٹر تارا سنگھ صاحب کے ایک بیان سے ظاہر ہے جو کہ دراصل پرانی تمام سکھ ریاستوں کے مجموعہ کی آزادی کا مطالبہ ہے۔

بھارت اگر اپنے تسلیم شدہ فیصلہ کے مطابق کشمیر میں رائے شماری کو تسلیم کر لیتی ہے یا سکھوں کے پنجابی صوبہ کے مطالبہ کو جو کہ سکھ ریاستوں کا مجموعہ ہے، تسلیم کر لیتی ہے تو پھر باقی ریاستوں میں استصواب رائے سے انکار کی بھارت کے پاس کوئی ایسی وجہ موجود نہیں ہے جسے حق و انصاف یا کسی درجہ میں بھی انسانی شرافت کی حمایت حاصل ہو، جس کا جلد یا بدیر عمل میں آنا ضروری ہے۔ آخر ظلم وجبر کا خاتمہ ہوگا ورنہ دنیا کے بقا اور امن کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے گا۔

ریاست پٹیالہ پنجاب کی سب سے بڑی سکھ ریاست احمد شاہ ابدالی نے قائم کی تھی جسے انگریزوں نے بھی قائم رکھا، لیکن بھارت کی برہمنی حکومت نے اسے بھی ختم کر دیا۔ سکھ قوم اور ان ریاستوں کے راجوں کو مسٹر پٹیل نے خالصتان کی آزادی کا ایسا نشہ پلایا کہ مسلمانوں کے قتل عام کا ان سے کام لیا۔ مہاراجہ پٹیالہ نے اس امید پر کہ خالصتان آزاد سکھ سٹیٹ کا سب سے پہلا مکھیا مجھے بنایا جائے گا، اس خدمت کو سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر انجام دیا۔ اب سکھ قوم اور ان کے راجوں، مہاراجوں پر یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ وہ بھارت کی براہمنی سیاست کا شکار ہو گئے ہیں ان پر:

نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم　　　نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

کی مشہور مثال ٹھیک صادق آتی ہے۔

اب آخر کار سکھ رہنما حق خود ارادی کے مسلّمہ اصولوں پر جیسا کہ مسلمانوں کا کشمیر کے متعلق ایک مبنی بر انصاف اور جائز مطالبہ تھا، میدان میں آگئے ہیں اور کشمیریوں کے حق خود ارادی کے اصول پر ان کے مطالبہ کی پرزور تائید کر رہے ہیں جو کہ:

جب کیا تنگ بتوں نے تو خدا یاد آیا

کا مصداق ہے۔

اب سکھوں کا مطالبہ چونکہ مبنی بر انصاف اور جائز مطالبہ ہے جو کہ حق خود ارادی کی بنیاد پر اٹھایا گیا ہے، مسلمان قوم کا فرض ہے کہ وہ اس کی پرزور تائید کرے۔ کیونکہ حقیقی مسلمان وہی ہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لیے پسند کرے خواہ اس کا مذہب کچھ بھی ہو۔ دراصل یہ تائید اسی اصول کی ہے جسے وہ تسلیم کرتا ہے نہ کہ کسی خاص فرد یا جماعت کی۔

اس وقت سکھوں کی حالت ان کے اپنے خیال کے مطابق بھارت میں بہت زیادہ مخدوش ہے۔ مسلم اقلیت ان سے پہلے ہی زخم خوردہ ہے۔ ایک سکھ اسٹیٹ کے مطالبہ کی وجہ سے ہندو اکثریت جس کی حکومت سکھوں سے بدظن ہے لیکن بظاہر حسب دستور سابق اپنی برہمنی پرفریب سیاست سے پنجابی صوبہ کے قیام کی کمیٹیاں بنا کر جن میں کوئی سکھ نمائندہ نہیں ہے، فتح سنگھ کی بھوک ہڑتال ترک کرنے کی قیمت ادا کرنا چاہتی ہے۔

چونکہ سکھ رہنماؤں کو یا تو اپنے مطالبہ کے مبنی بر انصاف ہونے کا یقین کامل نہیں ہے یا وہ ایسے سیدھے سادے واقع ہوئے ہیں کہ ہمیشہ بروقت برہمنی سیاست کے وعدوں پر ان کا شکار ہوتے جاتے ہیں، اس لیے ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ سکھ اسٹیٹ کا مطالبہ حق خود آرادی کے حصول پر ایک جائز اور مبنی بر انصاف مطالبہ ہے۔ پاکستان کے عوام جس طرح کشمیر کی آزادی کے مطالبہ کے مؤید ہیں اسی طرح سکھوں کے مطالبہ کے بھی پرزور مؤید ہیں اور انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے مطالبہ کو ادارہ اقوامِ عالم میں پیش کرنے کی کوشش کریں، ورنہ بھارتی ہندو حکومت انہیں کبھی بھی اپنے مقصد سے ہمکنار نہ ہونے دے گی، لیکن عالمی ادارہ بھی کسی قربانی کے بغیر اس طرف متوجہ نہ ہوگا۔

صدر جمہوریہ ہند کا افسوسناک انجام

صدر جمہوریہ ہند جو کہ سچائی کے دیوتا مانے جاتے ہیں اور نفس انسانیت اور اس کے فطری حقوق کے محافظ ہیں، مذہبی اور غیر مذہبی فلسفہ کی موشگافیوں سے بھی ناآشنا نہیں ہیں، آپ نے بھی مسئلہ کشمیر پر اپنے ذاتی تاثرات کو بیان فرمایا ہے۔ ہمیں کامل امید تھی کہ وہ عدل وانصاف کی روشنی میں بالکل غیر جانبدار ہو کر اپنے عہدہ کی بقا کی حفاظت کا خیال نہ رکھتے ہوئے دونوں حکومتوں میں کوئی بہتر مصالحت کی راہ دکھا کر حق انسانیت ادا کریں گے لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ انہوں نے بھی اپنی حکومت کے غیر منصفانہ رویّہ اور ہٹ دھرمی کی پرزور تائید فرما کر اپنے عہدے کی حفاظت فرمائی ہے جو ہزاروں بے گناہ انسانوں کے نقصان کی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔ صدر موصوف کی قابلیت اور سوجھ بوجھ کا یہ نہایت افسوسناک انجام ہے۔

صدر موصوف! جب کہ پاکستان نے اس قرارداد کی شرائط کی پابندی نہیں کی جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو پھر ان انتخابات کو پاکستان کی شکایت پر جنہیں آپ حق بجانب قرار دیتے ہیں سلامتی کونسل نے کیوں مسترد کر دیا؟ اور یہ کہا کہ اس قرارداد پر یہ اثرانداز نہ ہوں گے اور اس قرارداد کو قائم رکھا۔

اس کے علاوہ **صدر موصوف!** جب کہ آپ ایک فریق مقدمہ کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں تو آپ کو خود فیصلہ صادر کرنے کا کیا حق ہے؟ اگر اس مسئلہ کا فیصلہ ہو چکا ہے جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو اسے ثابت کرنے کے لیے جبکہ فریق ثانی اس کا انکار کرتا ہے تو آپ اسے ثابت کرنے کے لیے سلامتی کونسل کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہونے سے کیوں گریز کر رہے ہیں؟

تاریخِ عالم کا فیصلہ ہے کہ ایک آدمی اپنی ذات میں کتنا ہی سچا اور معاہدوں کا پابند ہو لیکن جب وہ کسی قوم کی نمائندگی کرتا ہے تو قوم کی خواہش کے مطابق سب سے بڑا عہد شکن اور غیر راست گو ثابت ہوتا ہے اور اس کی قوم اسے بڑا مدبّر، موقع شناس اور ہوش مند قرار دیتی ہے۔ لیکن مذہب اسلام کا فیصلہ ہمیشہ اس کے خلاف رہا ہے۔ اس کا ہر فرد اور جماعت دونوں جگہ اپنے عہد کے پابند ہوتے ہیں جس کے اَن گنت شواہد تاریخ اسلام میں موجود ہیں۔

صدر پاکستان نے سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق ایک ایسا ریکارڈ قائم کر دیا ہے جو تاریخ پاکستان میں ہمیشہ یاد

گا رہے گا جبکہ بھارت کی تاریخ اس کے بالمقابل ہمیشہ اپنے عہد شکنیوں کا مرقّعہ پیش کر کے اپنی آنے والی نسلوں کی تباہی کا سامان مہیا کرے گی۔

دنیا کے دانشوروں کا فیصلہ اور ہمارا عمل

گزشتہ زمانہ میں دنیا کے دانشوروں اور قانون کے ماہروں کی ایک کانفرنس اس امر کا فیصلہ کرنے کے لیے منعقد ہوئی تھی کہ حق واقعی کوئی نفس الامری حقیقت ہے یا صرف طاقت کا نام حق ہے؟ کیا کوئی طاقت ور فرد یا جماعت یا حکومت اگر اپنی طاقت کے بل پر کسی امر کو جائز اور حق بجانب قرار دے تو وہی حق ہوتا ہے؟ جیسا کہ **"جس کی لاٹھی اس کی بھینس"** کا مشہور مقولہ ہے یا حق واقعی ایک نفس الامری حقیقت ہے، صرف طاقت کا نام حق نہیں ہے؟

ان دانشوروں اور قانون کے ماہروں کی اس کانفرنس نے یہی فیصلہ صادر کیا کہ حق واقعی ایک نفس الامری حقیقت ہے اور صرف طاقت کو حق قرار دینا درندوں کا فیصلہ تو کہا جاسکتا ہے لیکن انسان جو کہ درندوں پر بھی ہر طرف فوقیت اور حکومت رکھتا ہے، اس کا قطعی فیصلہ یہی ہے کہ حق واقعی ایک نفس الامری حقیقت ہے، صرف طاقت کا نام حق نہیں ہے۔

لیکن بعض درندہ صفت انسان اَن گنت مشاہدوں اور تجربوں اور دنیا کے تمام دانشوروں کے فیصلہ کے خلاف اب بھی طاقت ہی کو حق ثابت کرنے کے لیے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

آج یہی حال بھارتی حکومت کا ہے جو صرف طاقت کے بل پر ۵۰ لاکھ کشمیریوں کو غلام رکھنے پر تلی ہوئی ہے۔ اس کا یہ طرزِ عمل انسانیت اور حق کا ماتم کر رہا ہے اور اس کی یہ درندگی تگنی کا ناچ ناچ رہی ہے جو اس کا فطری خاصہ اور پیشہ ہے، لیکن آخر کار حق کامیاب ہوگا اور طاقت اپنا ہی سر پیٹ کر رہ جائے گی۔

جیسا کہ بھارت کے طاقت کے بل پر پاکستان پر اچانک حملہ سے ظاہر ہو چکا ہے کہ حق نے اپنے سے چھ گنا طاقت کو شکست فاش دے کر حق کا ریکارڈ قائم کر دیا اور حق طاقت پر غالب آگیا ہے۔ بھارت کے اسلحہ اور تعداد کی برتری نے کچھ کام نہ دیا لیکن بھارت کی اس طاقت کا نشہ اتارنے کے لیے ابھی ایک ضرب کلیم کی اور ضرورت ہے جس کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ ۱۸ سال سے ۴۰ سال تک ہر اہلیت رکھنے والے جوان کے لیے اور ایسے ہی کالجوں کے تمام

طلباء کے لیے ہر قسم کی ٹریننگ فوجی اور غیر فوجی لازم قرار دی جائے۔ ایسے ہی سِول کے ہر نئے ملازم کے لیے تین سال تک فوجی ٹریننگ ضروری ہو اور یہ زمانہ اس کی ملازمت میں تقرری کے بعد محسوب ہو اور سِول کے پہلے ملازمین میں سے ہر اہلیت رکھنے والے ملازم کے لیے ۳ ماہ فوجی ٹریننگ لازمی ہو۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ضرورت کے وقت فوجی تربیت یافتہ عملہ آسانی سے دستیاب ہو جائے گا۔ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق پاکستان جیسے نو آزاد ملک کے لیے یہ مشورہ نہایت اہم اور ضروری ہے۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارے صدر موصوف جو کہ خود بھی فوجی ہیں، اسے عملی شکل دینے کی جلد از جلد خدمت انجام دے کر نہ صرف اپنا فرض منصبی ادا کریں گے بلکہ ہمیں بھی شکریہ کا موقع دیں گے اور آنے والے خطرات کا بھی آسانی سے تدارک کر سکیں گے۔

بھارت کی نام نہاد لادینی حکومت اور اس کا طرزِ عمل واقعات کی روشنی میں

ملک آزاد ہونے پر بھارت نے یہ اعلان کیا تھا کہ ملک کے تمام باشندے بلا امتیاز اپنے فرائض اور حقوق میں برابر کے شریک ہوں گے، کسی بھی فرقہ سے امتیازی برتاؤ نہیں ہوگا۔ اور بھارت کا یہ بنیادی اصول ہے، لیکن اعلان کے فوراً بعد ہندو اکثریت نے اقلیتوں خصوصاً مسلم اقلیت کو اپنے ایسے وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنایا کہ بھارت کی ہزار سالہ تاریخ کسی بھی اقلیت پر اس قسم کے مظالم کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ ان کے مکانوں، دکانوں کو نذرِ آتش کیا گیا اور ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا گیا۔ حکامِ بالا نے مسلمانوں ہی کو گرفتار کیا اور انہی کو پھانسی دی گئی اور انہی کو قید و بند کا شکار بنایا گیا۔ حاکم و محکوم دونوں نے مسلمانوں کو نابود کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ لاکھوں کو پاکستانی قرار دے کر مشرقی پاکستان دھکیل دیا گیا، سینکڑوں خواتین کی عزت پر ڈاکہ ڈالا گیا اور کئی ایک دیہات کو نذرِ آتش کر دیا اور جان بچانے والوں کو گولی کا نشانہ بنا دیا جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ انگریز کے دو صد سالہ دورِ حکومت میں جتنے فسادات ہوئے تھے، اس لادینی حکومت کے ۱۸ سالہ دورِ حکومت میں کئی گنا اس سے زیادہ ہوئے ہیں۔ اب انگریز کی جگہ جن سنگھ باقاعدہ مسلح ہو کر اس خدمت کو انجام دے رہی ہے۔

حکومت کی ہر تقریب پر ہندو رسم ورواج کی پابندی

حکومت کی ہر تقریب کا افتتاح ہندو رسم ورواج کے مطابق شلوک اور منتر سے ہوتا ہے اور شگون کروایا جاتا ہے جیساکہ ماسٹر تاراسنگھ صاحب کے ایک حالیہ بیان سے بھی ظاہر ہے۔ مسلمانوں کی تہذیب وتمدن اور ان کی اصل ہندی مشترکہ زبان اردو کو علاقائی زبان تسلیم کرنے کے باوجود عملاً اس کا خاتمہ کردیا گیا ہے حالانکہ وہ ہند ہی میں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی اور بھارت کے ہر حصہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

ہر سرکاری محکمہ سے مسلمانوں کا اخراج

اگر کسی محکمہ میں کوئی مسلمان باقی ہے تو مکمانہ الزام لگا کر اسے نکال دیا جاتا ہے۔ نئی بھرتی میں کسی بھی مسلمان کو نہیں لیا جاتا۔ پہلے چند ملازمین کے علاوہ فوج اور پولیس میں ان کی بھرتیاں عملاً ممنوع قرار پاچکی ہیں۔ ہندو راجپوت سکھ مرہٹہ ڈوگرہ اور جاٹ بٹالین موجود ہے لیکن چھ کروڑ مسلم آبادی میں جو فوجی خدمت بہترین ترین پر انجام دے سکتے ہیں ان کی کوئی بھی بٹالین موجود نہیں ہے حالانکہ مسلمان جس ملک کا باشندہ ہوں وہ اس ملک کا وفادار ہوتا ہے۔ تاریخ ہند میں جس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جس کا وزیر ہند نے بھی اعتراف کیا ہے۔ اس کے برعکس مشرقی پاکستان میں ۹۰ لاکھ غیر مسلم موجود ہیں جن میں اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ کیا مندرجہ بالا واقعات میں سے کسی ایک کی بھی نشاندہی کی جاسکتی ہے جو ان اقلیتوں کو پیش آئے ہوں؟

لاکھوں خداؤں کے پجاریو! جن سنگھیو! اور ان سے اتفاق کرنے والو! اس دھرتی کے حقیقی مالک کے غضب سے ڈرو اور اس کے جذبہ انتقام کو دعوت نہ دو۔ اس کے ہاں دیر تو ہے لیکن اندھیر نہیں ہے۔ ورنہ تمھاری نسل تک ختم کردی جائے گی۔ تاریخ میں صرف تمھارے وحشیانہ مظالم کی داستان باقی رہ جائے گی۔ کیا یہ لادینی حکومت یا رام راجیہ ہے؟

آزادی کشمیر اور بھارت

کشمیر کے لاکھوں باشندے جن کے مطالبہ آزادی کو بھارتی حکومت سلامتی کونسل میں خود تسلیم کرچکی ہے، جس کی خاطر ۱۸ سال سے وہ جدوجہد کر رہے ہیں، قید وبند اور گولیوں کا نشانہ بن رہے ہیں اور ان پر تمھارے وحشیانہ مظالم ساری دنیا میں تمہیں رسوا کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی ملک نے تمھارے موقف کی تائید نہیں کی۔

شیخ عبداللہ نے ملک آزاد ہونے پر اپنی دہلی کی پہلی تقریر میں تم پر واضح کر دیا تھا کہ اگر بھارت کا مسلمان امن میں ہے تو کشمیر تمھارا ہے ورنہ کشمیر تمھارا ہرگز نہیں ہے۔ مسلم سکھ اقلیتوں میں اتفاق کے خطرہ کو دور کرنے کی خاطر مسٹر پٹیل نے مسلم ریاستوں کو ختم کرنے کی رشوت دے کر تمام ریاستوں کو ختم کر دیا اور سکھ شرنارتھیوں کو پہلے سارے ہندوستان میں بکھیر دیا۔ مشرقی پنجاب میں قدم رکھنے کی اجازت نہ دی۔ دوسرے خالصتان سکھ آزاد اسٹیٹ کا نشہ پلا کر مسلمانوں کا قتل عام کروایا اور دونوں میں منافرت مضبوط کر دی۔ اس طرح سکھ اسٹیٹ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا۔ سکھ اپنی سادگی اور پٹیل پر اعتماد کی وجہ سے برہمنی سیاست کا شکار ہو گئے۔

ہم بھارتی حکومت کو چیلنج کرتے ہیں کہ کسی بھی غیر جانبدار کمیشن کے تقرر سے تحقیقات کروائے تاکہ واضح ہو جائے کہ کون حق بجانب ہے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ لدھیانوی

خطیب لائل پور جامع مسجد جناح کالونی

۱۹۶۵ء-۹-۳۰

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی نبوت کا خاتمہ

(مرزائیوں سے چند سوال)

(حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

''ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا اوقال اوحی الیّ ولم یوحی الیہ شیٔ '' ﴿اور اس شخص سے زیادہ وہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی۔﴾

''الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذی اصطفےٰ''

قادیان کا یوم تبلیغ اور اس کی حقیقت

تمام برادران اسلام کی اطلاع کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ قادیانی جماعت کی طرف سے مورخہ ۲۲؍اکتوبر ۱۹۳۳ء کو تمام ہندوستان میں یوم تبلیغ منانے کا اعلان کیا گیا تھا۔ جس کا مقصد غیر مذاہب میں تبلیغ کرنے کی بجائے صرف مسلمانوں کو دین قیم سے نکال کر مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا معتقد بنانا تھا۔ جو کہ جمہور اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق خاتم الانبیا ﷺ کی علانیہ توہین کا مترادف تھا۔ اسی سلسلہ میں ناظر دعوت وتبلیغ قادیان کی طرف سے ایک دو ورقہ پمفلٹ بھی شائع کیا گیا تھا۔ جس کا عنوان ''کیا آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت غیر تشریعی کے اجراء کا قائل کافر ہے'' تھا۔ جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت قبول کرنے میں جو بڑی دقت اہل اسلام کو امت مرزائیہ کے نقطۂ نگاہ کے مطابق پیش آتی ہے کہ: ''مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد چونکہ دعویٰ نبوت کفر ہے۔ لہٰذا آپ کا دعویٰ قابل قبول اور صحیح نہیں ہوسکتا۔'' کو دور کرنے کی انتہائی کوشش کی گئی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت تشریعی کافر ہے اور مدعی نبوت غیر تشریعی کافر نہیں ہے۔ آپ کی خاتمیت نبوت تشریعی کے اعتبار سے ہے۔ نبوت غیر تشریعی کے لحاظ سے نہیں ہے۔ لیکن جناب مرزا قادیانی نبوت غیر تشریعی کے مدعی ہیں اور تشریعی نبوت کے مدعی کو مرزا قادیانی بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ناظر موصوف نے اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں مرزا قادیانی کی چند تحریریں بھی پیش فرمائی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض محدثین، اولیاء اللہ اور بزرگان امت رحمتہ اللہ علیہم کے چند ناتمام اقوال پیش فرما کر ناواقف حال مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں لانے کی بے حد کوشش فرمائی ہے۔

ہم پہلے ناظر دعوت وتبلیغ قادیان کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ان عبارات کے مطابق جو جناب نے اپنے پمفلٹ میں شائع فرمائی ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد نبوت تشریعی کا مدعی کافر ہے اور نبوت غیر تشریعی کا مدعی کافر نہیں ہے۔ جیسا کہ

آپ کے نبوت کو تشریعی اور غیر تشریعی کی طرف منقسم کرنے اور مدعی نبوت تشریعی کو مندرجہ ذیل عبارت میں کافر قرار دینے سے ظاہر ہے۔ ''نبوت کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل تشریعی جس کے ساتھ نئی شریعت اور نئے احکام ہوں۔ دوم غیر تشریعی یعنی جس کے ساتھ نئی شریعت اور نئے احکام نہ ہوں۔ (پمفلٹ ص۱) ہم نبی ہیں۔ ہاں، یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ (پمفلٹ ص۲) لیکن اگر ہم جناب مرزا قادیانی کو ان کی اپنی عبارات سے نئی شریعت اور نئے احکام لانے والا صاحب وحی اور صاحب شریعت یعنی تشریعی نبی ہونا ثابت کردیں۔ پھر تو جناب مرزا قادیانی خود اپنے نیز آپ کے اور بزرگان ملت کے اقوال کے ان معنی کے مطابق جنہیں آپ پمفلٹ میں شائع فرما چکے ہیں۔ تشریعی نبوت کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائیں گے؟ یا پھر تشریعی نبوت کے کوئی اور ایسے معنی بیان کئے جائیں گے جس سے مرزا قادیانی اپنے نیز آپ کے اور بزرگان ملت کے عائد کردہ کفر سے بچ جائیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

لیجئے! مرزا قادیانی نے خود ہی اپنی مندرجہ ذیل عبارات میں اپنے صاحب شریعت جدیدہ اور صاحب وحی یعنی تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ فرمادیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ''یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خداتعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم یا محدث ہیں۔ گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔''

(تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲)

جس کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ میں شریعت اور احکام جدیدہ لانے والا نہیں ہوں۔ اس لئے میرا منکر کافر نہیں ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے خود صاحب شریعت صاحب وحی اور اپنی وحی کو مثل قرآن کریم خطا سے پاک اور منزہ اور دیگر انبیاء کے برابر بلکہ ان سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ فرما کر اپنے اس مندرجہ بالا بیان کی خود تغلیط فرمادی ہے۔ جیسا کہ آپ کی مندرجہ ذیل عبارات سے ظاہر ہے۔

مرزا قادیانی تشریعی نبوت کے مدعی تھے

۱...... ''ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی

کے ذریعہ سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶،۷، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵) جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ صاحب شریعت یعنی تشریعی نبی تھے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

۲......

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

(رسالہ نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

یعنی میری وحی قرآن کریم کی طرح خطا سے پاک اور منزہ ہے اور یہی میرا ایمان ہے۔
اس میں قرآن کریم کی برابری کا دعویٰ ہے جو قرآن کریم کی مثل نہ لاسکنے کے سراسر مخالف ہے۔

دوسرا ارشاد ہوتا ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست و لعین

(رسالہ نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

یعنی انبیاء اگرچہ بہت ہو چکے ہیں۔ لیکن خدا کی معرفت میں میں کسی سے کم نہیں ہوں۔ یہ ایک یقینی امر ہے جو اس کو جھوٹا جانے اور لعنتی ہے۔

ان اشعار میں تمام انبیاء علیہم السلام کی برابری کا دعویٰ ہے۔ جس میں خاتم الانبیا ﷺ بھی شامل ہیں جو صریحاً کفر ہے۔ تیسرا اعلان فرماتے ہیں۔

آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آں جام را مرا بتمام

(رسالہ نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

یعنی خدا نے اپنی معرفت اور احکام کا جو جام ہر نبی کو دیا ہے وہ تمام کا تمام مجھ اکیلے کو دے دیا ہے۔ چونکہ ہر نبی میں حضور ﷺ بھی شامل ہیں۔ اس لئے اس شعر میں مرزا قادیانی نے آپ سے افضل ہونے کا دعویٰ بھی فرمادیا ہے۔

ان مذکورہ بالا حوالہ جات کے علاوہ مرزا قادیانی نے نہایت صاف اور واضح الفاظ میں بلا قید تشریعی یا غیر تشریعی یہ اعلان فرمادیا ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی عبارات ذیل سے ظاہر ہے۔

۳...... ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' (اخبار البدر ۵ رمارچ ۱۹۰۸ء)

۴...... ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۵...... ''قادیان اس واسطے محفوظ رہے گا۔ (طاعون سے) کہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے اور تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔'' (دافع البلاء ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

امر واقعہ یہ ہے کہ قادیان میں طاعون پھیلا اور مرزا قادیانی کے متعلقین میں سے بھی بہت سے لوگ مرے جو مرزا قادیانی کے کذاب ہونے کی کھلی نشانی ہے۔ نیز مرزا قادیانی نے اپنے منکر کو کافر بنا کر اپنے مکفر، مکذب اور متردد کے پیچھے نماز ناجائز قرار دیتے ہوئے ساڑھے تیرہ سو سال کے اسلامی حکم حدیث نبوی ﷺ ''صلوا خلف کل بر وفاجر (مشکوٰۃ)'' ﴿ہر نیک اور گنہگار کے پیچھے نماز جائز ہے۔﴾ کو منسوخ فرما کر نیز اپنے آقا و مولیٰ نعمت حکومت برطانیہ کی خوشنودی مزاج کی خاطر جن کی اطاعت آپ کا جزو ایمان ہے۔ جن کے ساتھ جہاد کا خیال تک رکھنا سخت بے ایمانی ہے اور جن کا زوال چاہنا خدا اور رسول کے دشمنوں کا کام ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ''الجهاد ماض الیٰ یوم القیمة'' ﴿جہاد کا حکم قیامت تک جاری رہے گا۔﴾ پر خط تنسیخ کھینچ کر مسلمانوں اور ان کے بچوں تک کا جنازہ ناجائز اور ان کو لڑکی دینا ہندوؤں اور عیسائیوں کو لڑکی دینے کے برابر قرار دے کر اس امر کو بالکل واضح فرمادیا ہے کہ مرزا قادیانی نئی شریعت نئے احکام لانے والے صاحب شریعت اور صاحب وحی یعنی تشریعی نبوت کے مدعی ہیں۔ جیسا کہ تریاق القلوب اور اربعین کی مندرجہ بالا عبارات سے ظاہر ہے۔ ورنہ اپنے منکرین کو کافر قرار دینے، مسلمانوں کے بچوں تک کے جنازے ناجائز، ان کے پیچھے نماز ناجائز، ان سے رشتہ ناطہ ناجائز، نیز قیامت تک جہاد یعنی کافروں پر تلوار اٹھانے کو حرام قرار دینے کے کیا معنی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اور ان کے متبعین کی مندرجہ ذیل عبارات سے ظاہر ہے۔

مرزا قادیانی کا منکر کافر ہے

۱...... ''جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔'' (یعنی میرا منکر کافر ہے)

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۸)

۲...... ''کفر دو قسم کا ہے۔ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا اور دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں (یعنی مرزا قادیانی کے) خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

ان عبارات کو تریاق القلوب کی مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی تشریعی نبوت کے مدعی تھے۔جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ورنہ اپنے منکر کو خاتم الانبیاء کے انکار کرنے والے کے برابر کافر کیوں قرار دیتے۔ چنانچہ یہی مذہب موجودہ امت مرزائیہ کا ہے۔جیسا کہ خلیفہ نور الدین صاحب خلیفہ اوّل کے مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہے۔

مرزا قادیانی کے منکرین کے متعلق خلیفہ اوّل کا فیصلہ

اسم او اسم مبارک ابن مریم می نہند

آں غلام احمد است ومرزائے قادیاں

گر کسے آرد شکے درشان اوآں کافر است

جائے اوباشد جہنم بیشک وریب وگماں

(الحکم ۷؍اگست ۱۹۰۸ء)

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت میں شک کرنے والا بھی کافر اور جہنمی ہے تو اب منکر کے کافر اور جہنمی ہونے میں کیا شک رہا۔نیز جیسا کہ خلیفہ بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی جماعت قادیان کے ارشادات گرامی سے بھی ظاہر ہے۔

مسلمانوں کے متعلق خلیفہ ثانی کا فیصلہ

۱...... ''محکم کیا ہے۔حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی ہیں۔ بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد ﷺ محکم کیا ہے۔ نبی کا منکر اولئک ہم الکافرون حقاً کے فتوے کے نیچے ہے۔'' (یعنی مرزا قادیانی کا منکر ویسا ہی پکا کافر ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا منکر کافر

ہے) (الفضل ج۲ص۲،۳نمبر ۱۲۲، ۱۲۳، مورخہ ۴،۶ /اپریل ۱۹۱۴ء)

۲...... ''قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے منکروں کا فر سمجھتے ہیں۔'' (تشحیذ الاذہان ج۶ ش۴ص۱۲۱، اپریل ۱۹۱۱ء)

۳...... ''ہر ایک جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں داخل نہیں ہو چکا کافر ہے۔ جو حضرت صاحب کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔''

(تشحیذ الاذہان ج۶ ش۴ص۱۴۰، اپریل ۱۹۱۱ء)

۴...... ''آپ نے (مرزا قادیانی نے) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لئے بھی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو دل میں آپ کو سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف کافر ٹھرایا ہے۔'' (تشحیذ الاذہان ج۶ ص۱۴۰،۱۴۱)

ان ہر دو خلیفہ صاحبان کی مندرجہ بالا عبارت کو جن میں مرزا قادیانی کے نہ صرف منکر بلکہ سچا سمجھ کر بیعت میں توقف کرنے والے کو بھی کافر قرار دیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی کی تریاق القلوب والی مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے یہ صاف نتیجہ نکل آتا ہے کہ مرزا قادیانی نبوت تشریعی کے مدعی تھے۔ نہ غیر تشریعی کے، ورنہ ہر دو خلیفہ صاحبان آپ کے منکر اور سچا سمجھ کر بیعت میں توقف کرنے والے کو کافر کیسے قرار دیتے۔

کسی مسلمان اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے مرزائی کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں

مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

۱...... ''پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔''

(اربعین نمبر۳ص۳۴ حاشیہ، خزائن ج۱۷ص۴۱۷)

۲...... ''میرے منکروں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔'' (فتاویٰ احمدی ص۱۸)

اسی پر اکتفاء نہیں کیا۔ بلکہ یہ بھی فرما دیا کہ: ''جو احمدی ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے۔ اس کے پیچھے بھی نماز نہ پڑھو۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

۳...... ''جو احمدی ان کے (مسلمانوں کے) پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔'' (فتاویٰ احمدی ص۲۶)

مسلمان کافر ہے اور اس کا جنازہ جائز نہیں

۴...... ’’غیر احمدی کے جنازے کے متعلق ہم نے محکمات کو دیکھنا ہے۔ محکم کیا ہے۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی ہیں۔ بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ، محکم کیا ہے نبی کا منکر’’اولئك هم الكفرون حقا‘‘کے فتویٰ کے نیچے ہے۔ محکم کیا ہے کافر کا جنازہ جائز نہیں۔‘‘

(الفضل ج ۲ ص ۱۲۳، ۱۲۲، مورخہ ۴، ۶؍اپریل ۱۹۱۵ء، ص ۳، ۴، ش ۳۰)

’’خاوند احمدی ہے۔ مگر بیوی نے بیعت نہیں کی تو اس کا جنازہ بھی جائز نہیں۔‘‘

۵...... ’’ایک شخص نے دریافت کیا کہ احمدی کی بیوی فوت ہو جائے اور اندیشہ ہے کہ غیر احمدی اس کا جنازہ نہ پڑھیں گے۔ مگر تمام گھر کے آدمی احمدی ہوں اور بیوی مذکور نے بیعت نہ کی ہو تو اس کے جنازہ کا کیا حکم ہے۔ فرمایا جس کا ایمان کامل نہیں۔ اس کے جنازے کا کیا فائدہ؟‘‘ (الفضل مذکور ص ۲)

مسلمان بچے کا جنازہ جائز نہیں

۶...... ’’پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس جنازہ بھی نہ پڑھنا چاہئے۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۳)

مسلمان ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں ان کو اپنی لڑکی مت دو

۷...... ’’کیا کوئی غیر احمدیوں (مسلمانوں) میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔‘‘ (ملائکۃ اللہ ص ۴۶)

جہاد قطعاً حرام ہے

۸...... ’’ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود جانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔‘‘ (ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۷)’’بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔‘‘ (شہادۃ القرآن ص ۸۱، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

۹...... ’’آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزاقادیانی کے) آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہوجائیں گے۔ سو اب میرے ظہور (یعنی مرزاقادیانی) کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔‘‘

اشتہار چندہ منارۃ المسیح

۱۰...... ’’یادرہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں۔ نہ اس کی انتظار ہے۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے۔‘‘

(اشتہار رواجب الاظہار ۴ رنومبر ۱۹۰۰ء ص ا، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۵۷)

کیا یہ مسیح (مرزاقادیانی) پاگل ہے یا منافق؟

اچھے مسیح آئے کہ جس قوم کو دجال اور یاجوج ماجوج بتلائیں اور اس کو شکست دینے کے لئے اپنی مسیحیت ظاہر کریں اور اسی کی اطاعت اپنا جزو ایمان قرار دیں اور اسی سے قیامت تک کے لئے جہاد حرام فرمائیں۔

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

مشہور مقولے کے مطابق آپ جیسے مدعی مسیحیت سے ایسے متعارض کلمات کی امید تھی جو آپ کے پاگل یا منافق ہونے کی کھلی نشانی ہے۔ جیسا کہ آپ ہی کی مندرجہ ذیل کلام سے ظاہر ہے ’’اور ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔‘‘ (ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

مرزائیوں سے ایک سوال

کیا اباجان کی اسی بہادری پر صاحبزادہ بشیرالدین محمود خلیفہ ثانی قادیان اپنے پمفلٹ ’’ندائے ایمان‘‘ میں تبلیغ حق کے لئے مسیحی فوج میں بھرتی ہوکر اپنے اباجان کے مندرجہ بالا ارشادات گرامی کے مطابق مسلمانوں کے مقابلہ میں خون کی ندیاں بہانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے مندرجہ ذیل تبلیغی ٹریکٹ نمبر ۴ کی عبارت سے ظاہر ہے۔

’’حضرت مرزاغلام احمد قادیانی کے دعوؤں پر ایمان لاتے ہوئے احمدیت کو قبول کرو۔

تا کہ یہ مصیبت کے دن ٹل جائیں۔ اگر وفادار ہو تو دیر نہ لگاؤ۔ اٹھو اور اپنے خونوں سے اس باغ کے درخت کو سیراب کرو۔ آسمانی باغ کنوؤں کے پانیوں سے نہیں بلکہ مومنوں کے خون سے سینچے جاتے ہیں۔'' تبلیغی ٹریکٹ نمبر۴، مذکورہ بالا عبارات میں مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ ثانی مرزا البشیر الدین محمود نے ساڑھے تیرہ سو سال کے متفقہ مسائل کو منسوخ فرما کر اس امر کی کامل تصدیق فرما دی ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تشریعی نبوت کا ہے۔ غیر تشریعی کا نہیں۔ جیسا کہ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے ناواقف لوگوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کرنے کی ناکام کوشش فرمائی ہے۔ ورنہ اپنے منکر کو کافر اور اسلام کے مذکورہ بالا متفقہ مسائل پر خط تنسیخ کھینچنے کے کیا معنی۔ کیا ناظر دعوت و تبلیغ قادیان اور ان کے اذناب واذیاب کو ان تصریحات کے باوجود یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ مرزا قادیانی تشریعی نبی نہ تھے۔ کیا اب بھی بزرگان ملت کے ان اقوال کے مطابق جنہیں ناظر موصوف نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے پمفلٹ میں شائع فرمایا ہے۔ مرزا قادیانی کافر نہیں ہیں؟

آپ ؐ کے بعد ہر مدعی نبوت کافر ہے

دوسرے برادران اسلام پر ہم اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ تمام اسلامی فرقے کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت کے مطابق اس امر پر متفق ہیں کہ آپ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اس پر اصرار کرنے والا واجب القتل ہے۔ جیسا کہ روح المعانی میں ہے۔ ''وكون صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطقت به الكتب وصدعت به السنة واجمعت به الامة فيكفر مدعى خلافه ويقتل ان اصر'' (روح المعانی ج۷ ص۶۵)

حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر (نہ صرف قرآن کریم بلکہ) تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں اور احادیث نبویہ نے نہایت وضاحت سے اس مسئلہ کو بیان کر دیا ہے اور تمام امت نے اس پر اجماع اور اتفاق کیا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اگر اصرار کرے تو واجب القتل ہے۔

خلاصۃ الفتاویٰ اور فصول عمادی میں ہے۔ ''ولو ادعى رجل النبوة وطلب رجل المعجزة قال بعضهم يكفر وقال بعضهم ان كان غرضه اظهار عجزه وافتضاحه لا يكفر'' (خلاصہ ج۴ ص۳۸۶، فصول ص۱۳۰۰)

آپ کے بعد اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کسی مسلمان نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض ائمہ نے کہا یہ معجزہ طلب کرنے والا بھی مطلقاً کافر ہے۔ (مدعی تو آپ ؐ کے بعد دعویٰ

نبوت کرنے کی وجہ سے کافر ہے اور طالب معجزہ آپؐ کے آخری نبی ہونے میں شک کرنے کی وجہ سے کافر ہے اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے۔ (خیرات الحسان ص۵۰) اور بعض نے (یہ تفصیل فرمائی ہے) کہ اگر دوسرے مسلمان نے اس مدعی نبوت کو عاجز اور رسوا کرنے کے لئے معجزہ طلب کیا ہے تو کافر نہیں ہے۔ (آپ کے خاتم النبیین ہونے کے کیا معنی ہیں) اور آپ کے خاتم النبیین ہونے کے یہی معنی ہیں کہ آپ کے بعد مطلقا منصب نبوت کسی کو نہیں دیا جائے گا اور نہ کوئی نیا نبی آپؐ کے بعد پیدا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام جو آپؐ کے بعد تشریف لائیں گے۔ ان کو کوئی نیا منصب نبوت نہیں عطا کیا جائے گا۔ بلکہ آپ سے پہلے ان کو یہ منصب دیا جاچکا ہے اور وہ آپ سے پہلے پیدا بھی ہوچکے ہیں۔ جیسا کہ ایک صوبہ کا گورنر دوسرے صوبہ میں آئے تو وہ بذاتہ گورنر بھی ہے اور دوسرے گورنر کے احکام کا پابند بھی ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام آپ کی امت میں تشریف لائیں گے جو بذاتہ رسول ہیں۔ لیکن تبلیغ احکام میں آپ کی شریعت کے تابع ہوں گے تاکہ آپ کی فضیلت کو دیگر انبیاء پر عملاً ثابت کردیا جائے کہ اولوالعزم صاحب شریعت جدیدہ آپ کے ماتحت ہوکر آپ کے احکام کی تبلیغ فرمائیں گے اور کسی نبی کو یہ فضیلت نہیں دی گئی۔

تحفہ شرح منہاج میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ’’اوجوزنبوۃ احد بعد وجود نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وعیسیٰ علیہ السلام نبی قبل فلا یرد‘‘ (ازاکفار ص۴۲) (یعنی یہ بھی کفر ہے) کہ کسی کی نبوت آنحضرتﷺ کے بعد جائز رکھے اور عیسیٰ علیہ السلام (چونکہ) آپ سے پہلے نبی بن کر منصب نبوت پاچکے ہیں۔ اس لئے ان کے نزول (دوبارآنے) سے آپ کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

ختم نبوت کے متعلق خود حضورﷺ کا فیصلہ

بخاری اور مسلم میں ہے۔ حدیث ’’عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہﷺ قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنه واجمله الا موضع اللبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون ویعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة وانا خاتم النبیین (رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء ومسلم فی الفضائل ج۲ ص۲۴۸، احمد فی مسندہ ج۲ ص۳۹۸، والنسائی والترمذی وفی بعض الفاظه فکنت انا سددت موضع اللبنة وختم بی البنیان وختم بی الرسل هکذا فی لکنزا بن عساکر)‘‘ ﴿حضرت ابوہریرہؓ آنحضرتﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میری مثال پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے نہایت اچھا گھر بنایا۔ مگر اس کے ایک گوشہ

میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی۔ پس لوگ اس گھر کو دیکھنے کے لئے جوق جوق آتے ہیں اورخوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ (تا کہ مکان نبوت کی تعمیر پوری ہوجاتی) چنانچہ میں نے اس گوشہ کو پر کردیا اور مجھ سے قصر نبوت مکمل ہوا اور میں خاتم النبیین ہوں یا مجھ پر تمام رسول ختم کردیئے گئے۔﴾

جولوگ مسئلہ ختم نبوت کو صرف نبوت تشریعہ کے ساتھ خاص کردینا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ امت مرزائی کا خیال ہے۔ اس حدیث کے مضمون پر غور فرمائیں کہ آنحضرت ﷺ نے کیسی بلیغ تمثیل کے ساتھ ان کے اوہام باطلہ کا استیصال فرمادیا ہے۔ کیونکہ اس تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالی شان محل کی طرح پر ہے۔ جس کے ارکان انبیاء علیہم السلام ہیں خاتم الانبیاء ﷺ کے اس عالم میں تشریف لانے سے پہلے یہ محل بالکل تیار ہو چکا تھا۔ لیکن ایک اینٹ کی کمی اس کی تعمیر میں باقی تھی۔ جس کو خاتم الانبیاء ﷺ نے پورا فرما کر قصر نبوت کی تکمیل فرمادی۔ اب اس میں نہ تو نبوت تشریعہ کی اینٹ کی گنجائش ہے اور نہ غیر تشریعہ وغیرہ کی۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ مثل الانبیاء من قبلی کے عموم سے ظاہر ہے۔ جن میں انبیائے شریعت جدیدہ اور پہلے شریعتوں کے متبع سب شامل ہیں۔ کیونکہ ان سب کے مجموعہ ہی سے قصر نبوت بنا تھا۔ جس میں صرف ایک اینٹ کی کمی تھی جسے خاتم الانبیاء ﷺ نے پورا فرما کر ہمیشہ کے لئے اس کمی کا خاتمہ فرمادیا۔ اب آپ ؐ کے بعد کسی قسم کے نبی کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح الرحمان میں ہے:

حدیث نمبر۲...... ’’قال رسول اللہ ﷺ انا اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث ‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں پیدائش میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے تھا اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔﴾

اس حدیث نے اس امر کو بالکل واضح کردیا ہے کہ اگر کوئی نیا نبی مرزا قادیانی کی طرح آپ کے بعد مبعوث ہوگا تو بعثت میں آپ کا سب سے آخر ہونا صحیح ثابت نہ ہوگا۔ جو مضمون حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بخاری میں ہے:

حدیث نمبر۳...... ’’قال رسول اللہ ﷺ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ نبوت میں سے مبشرات کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی۔﴾

اس سے بھی زیادہ مفصل حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کنز العمال میں ہے:

حدیث نمبر۴...... ’’عن النبی ﷺ انہ قال لا یبقی بعدہ من النبوۃ شئی

الامبشرات قالوا یارسول اللّٰہ وماالمبشرات قال الرویا الصالحۃ یراھا المسلم اوتریٰ لہ ‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد مبشرات کے سوا نبوت میں سے کوئی جز باقی نہیں رہے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللّٰہ ﷺ مبشرات کیا چیز ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھی خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔﴾

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہر دو مذکورہ بالا حدیثوں نے بھی اس امر کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت تشریعی ہو خواہ غیر تشریعی سب کا خاتمہ ہے۔ اگر کوئی شخص مبشرات یعنی محض اچھا خواب دیکھنے کی وجہ سے نبی کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے تو پھر اس میں مرزا قادیانی کی کیا خصوصیت ہے۔ حضرت عائشہؓ ہی سے کنزالعمال میں ہے:

حدیث نمبر۵…… ’’قال رسول اللّٰہ ﷺ انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء ‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے۔ یعنی چونکہ میں نبیوں کا ختم کر دینے والا ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی ختم کر دینے والی ہے۔ اس لئے میرے بعد نہ تو کوئی نبی بنایا جائے گا اور نہ کوئی نبی کی مسجد بنے گی۔﴾

اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ دنیا میں میرے بعد کوئی بھی مسجد نہ بنے گی۔ جیسا کہ امت مرزائیہ اس حدیث کے جواب سے تنگ آ کر ایسا غلط معنی کیا کرتی ہے۔

کیا ان تصریحات کے بعد کسی مسلمان بلکہ کسی منصف انسان کو یہ حق باقی رہتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر افتراء باندھے کہ آپ ختم نبوت سے انکار فرماتی ہیں۔ (العیاذباللّٰہ) جیسا کہ ناظر دعوت وتبلیغ قادیان نے اپنے پمفلٹ میں ایسا کرنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت عائشہؓ پر مرزائیوں کا جھوٹا الزام اور اس کا جواب

گو مذکورہ بالا صحیح اور معتبر روایات کی موجودگی میں: ’’قولوا انہ خاتم الانبیاء ولاتقولوا لا نبی بعدہ ‘‘ ﴿یہ تو کہو کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾ جیسی ضعیف روایت کا جواب (جسے حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے) دینے کی چنداں ضرورت اور حاجت نہ تھی۔ لیکن چونکہ قصر مرزائیت کا سنگ بنیاد ناظر دعوت وتبلیغ قادیان نے اپنی تحریر میں اسی روایت کو قرار دیا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق جواباً عرض کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ حیات عیسیٰ علیہ السلام کی چونکہ قائل ہیں جیسا کہ جمہور [illegible] اور جمہور [illegible] کا مذہب ہے اور لا نبی بعدہ سے بظاہر اس عقیدہ کی نفی لازم آتی ہے جو جمہور امت کے خلاف ہے۔

اس لئے فرماتی ہیں: ''قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولو لا نبی بعده'' یعنی آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء تو بے شک کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے بعد تشریف لانے والے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ کے مندرجہ ذیل ارشاد سے حضرت عائشہؓ کی یہ مراد ظاہر ہے:

''حسبك اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیه السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبله وبعده (درمنثور ص۲۰۴ ج۵)'' ﴿تمہارے لئے صرف خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے (لا نبی بعده کہنے کی ضرورت نہیں) کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نکلنے والے ہیں۔ پس جب وہ نکلیں گے تو وہ آپ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی۔ حضرت مغیرہ کے اس ارشاد نے اس امر کو بھی واضح کر دیا کہ آنے والے عیسیٰ علیہ السلام سے وہی مراد ہیں جو آپ سے پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی ہوں گے۔ مرزا قادیانی ہرگز مراد نہیں جو کہ پہلے نہ اور بعد میں ہے۔﴾

حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد کا یہ ہرگز منشاء نہ تھا کہ عائشہؓ آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی اور نئے نبی یعنی مرزا قادیانی جیسے کے تشریف لانے کا عقیدہ رکھتی ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیثوں سے ظاہر ہے جن کے روایت کرنے والوں میں خود عائشہؓ بھی ہیں۔ (طاہر سندھی کی مراد) یہی مراد اس عبارت کی ہے جسے ناظر صاحب موصوف نے سید محمد طاہر سندھی کے حوالہ سے تکملہ مجمع البحار سے نقل کیا ہے۔ جیسا کہ ان کے الفاظ ''هذا ناظر الی نزول عیسیٰ وهذا ایضاً لاینافی لا نبی بعدی'' یعنی حضرت عائشہؓ کا یہ قول ''لا تقولوا لا نبی بعده'' عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نازل ہونے کو مدنظر رکھ کر کہا گیا ہے اور یہ حضور کے ارشاد ''لا نبی بعدی'' کے بھی مخالف نہیں ہے۔ ظاہر ہے طاہر سندھی کا یہ ہرگز منشا نہیں ہے کہ عائشہ صدیقہؓ عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی اور نبی کے آنے کی قائل نہیں۔ کیونکہ یہ امر عائشہؓ کی مذکورہ بالا روایات کے قطعاً مخالف ہے۔

اولیاء اللہ اور بزرگان دین کی مراد

اور یہی مراد بزرگان ملت کے ان اقوال کی ہے۔ جنہیں ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے پیش کیا ہے۔ کیونکہ اگر مرزا قادیانی اور ناظر صاحب کے بیان کردہ معنی نبوت کے مطابق ان بزرگان ملت کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی اور نبی غیر تشریعی کا آنا ثابت ہوتا تھا اور روایۃ ابن ماجہ ''لوعاش ابراهیم لکان نبیاً'' اگر ابراہیم علیہ السلام زندہ

رہتے تو البتہ نبی ہوتے۔ کے یہ معنی ہوتے کہ آپ کے بعد سچے نبی آئیں گے جو کہ حضرت انسؓ کے بیان کردہ معنی ''ولو بقی لکان نبیاً لکن لم یبق لان نبیکم واٰخر الانبیاء ''اور اگر ابراہیم باقی رہتے تو نبی ہوتے۔ لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمام نبی آخری نبی ہیں کے قطعاً مخالف ہے تو ملا علی قاری بلا قید تشریعی آپ کے بعد مدعی نبوت کو کافر قرار نہ دیتے۔ جیسا کہ علامہ موصوف شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ: ''دعوی النبوۃ بعد نبیناﷺ کفر بالاجماع (شرح فقه اکبر ص ۲۰۲)'' ﴿اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی ﷺ کے بعد بالاجماع کفر ہے۔﴾

نیز علامہ موصوف شرح شمائل میں مہر نبوت کو نبوت کی طرف اضافت فرما کر بیت نبوت میں کسی آنے والے نبی کا داخلہ ممنوع نہ قرار دیتے۔ جیسا کہ شرح شمائل میں ہے۔ ''واضافة الیٰ النبوة لانه ختم به بیت النبوة حتیٰ لا یدخل بعده احد'' ﴿مہر نبوت کی اضافت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ اس کے ذریعے سے محل نبوت پر مہر لگ چکی ہے۔﴾

یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی اس میں داخل نہ ہوگا۔ نیز آیۃ قرآنیہ ''لوکان فیهما الهة الا اللّٰه لفسدتا'' ﴿اگر زمین وآسمان میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو البتہ زمین وآسمان برباد ہو جاتے۔﴾ کے بھی یہی معنی ہوں گے کہ خدا کے سوا اور معبود بھی ہو سکتے ہیں۔

نیز ''لوکان للرحمن ولداً فانا اوّل العابدین'' ﴿اگر خدا کے لئے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرتا۔﴾ کے بھی یہی معنی ہوں گے کہ خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا روایۃ ابن ماجہ کے یہ معنی لینا کہ آپ کے بعد نبی ہو سکتے ہیں۔ بھی باطل ہے۔ ورنہ خدا کا شریک اور خدا کا بیٹا ماننا پڑے گا۔ جو قطعاً باطل ہے۔

علامہ موصوف کی ان تصریحات نے محل نبوت پر مہر لگا کر مرزا قادیانی کی ایجاد کردہ نبوت تشریعی اور غیر تشریعی دونوں کا خاتمہ فرما دیا ہے۔ (نبوت تشریعی اور غیر تشریعی کے بیان کردہ معنی غلط ہیں) نیز شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ کے نزدیک مرزا قادیانی کے بیان کردہ معنی نبوت کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کے سوا اگر کسی غیر تشریعی نبی کا آنا ثابت ہوتا تو اپنی کتاب (فتوحات مکیہ ج۳ ص۵۱) پر مندرجہ ذیل تصریح فرما کر مرزا قادیانی اور ان کے اذناب وانیاب کی امیدوں پر ہمیشہ کے لئے پانی نہ پھیر جاتے۔ جیسا کہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوة الا التعریفات وانسدت ابواب الاوامر والنواهی فمن ادعا مما بعد محمدﷺ فهو مدعی شریعة اوجابها اللّٰه سواء وانفق بها شرعنا او خالف ''یعنی آج اولیاء کے لئے نبوت اٹھ جانے کے بعد بجز تعریفات کچھ باقی نہیں رہا اور

امر ونواہی کے سب دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اب جو کوئی محمد ﷺ کے بعد امر ونہی کا مدعی ہو (جیسے مرزا قادیانی اربعین نمبر۴ص ۶، ۷) وہ اپنی طرف وحی شریعت آنے کا مدعی ہے خواہ وہ وحی ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف۔

شیخ اکبر کی اس عبارت نے اس امر کو بالکل واضح کر دیا کہ مرزا قادیانی اور ناظر صاحب کے بیان کردہ معنی نبوت تشریعی اور غیر تشریعی غلط ہیں۔ بلکہ آپ کے بعد ''ہر مدعی نبوت خواہ اس کی وحی پہلی وحی کے مطابق ہو جسے مرزا قادیانی غیر تشریعی نبی فرماتے ہیں یا مخالف۔ جسے آپ تشریعی نبی قرار دیتے ہیں'' اصطلاح شریعت میں تشریعی نبی کہلاتا ہے۔ جو مرزا قادیانی نیز ناظر صاحب موصوف کے بیان کردہ معنی نبوت کے سراسر خلاف ہے۔ نیز امام عبدالوہاب شعرانی نے (الیواقیت والجواہر ص۳۴ ج۲) شیخ اکبر کی مندرجہ بالا عبارت پر عبارت ذیل ''فان کان مکلفاً ضربنا عنقه والاضربنا عنه صفحا'' ﴿پھر اگر وہ مدعی نبوت مکلّف ہے یعنی مجنون وغیرہ نہیں تو ہم اسے قتل کریں گے اور اگر مکلّف نہیں یعنی دیوانہ ہے تو اس سے اعراض کریں گے۔﴾ کا اضافہ فرما کر اس امر کا فیصلہ فرمادیا ہے کہ امام موصوف کی عبارت مندرجہ پمفلٹ کا وہ مطلب نہیں ہے جسے ناظر قادیان نے بیان کیا ہے۔ بلکہ ایسی نبوت یعنی غیر تشریعی کے مدعی کو بھی امام موصوف واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ اکبر کی مندرجہ بالا عبارت پر امام موصوف کے اضافہ سے ظاہر ہے۔

شیخ اکبر کی مندرجہ بالا عبارت میں جب یہ امر طے کر دیا گیا ہے کہ ہر مدعی نبوت خواہ احکام جدیدہ لانے والا ہو خواہ پہلی شریعت کا تابع ہو کر دعویٰ نبوت کرنے والا ہو۔ اصطلاح شریعت میں تشریعی نبی کہلاتا ہے تو ناظر موصوف کا عارف ربانی عبدالکریم جیلانی اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نیز علامہ لکھنویؒ کی نقل کردہ عبارات میں انقطاع نبوت تشریعی کا یہ معنی بیان کرنا کہ آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے وغیر تشریعی نبی جو پہلی شریعت پر عامل ہو۔ آ سکتا ہے۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت نیز شیخ اکبر کی مندرجہ بالا تصریح کے قطعاً مخالف ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے اور یہ ان بزرگان ملت پر امت مرزائیہ کی طرف سے علانیہ احکام شرعیہ کی مخالفت کا جھوٹا الزام ہے۔

اسی طرح مولانا محمد قاسم صاحبؒ بانی دارالعلوم دیوبند کی غیر متعلقہ عبارتوں کو اوّل آخر کاٹ کر غلط طریق پیش کرنے سے مولانا موصوف کے خلاف غلط فہمی پھیلاتا ہے۔ جس سے ناظر موصوف کی دیانت کا پتہ چلتا ہے۔ ورنہ مولانا مرحوم کا مقصد آنحضرت ﷺ کے کمالات

امرونواہی کے سب دروازے بند ہوچکے ہیں۔ اب جو کوئی محمد ﷺ کے بعد امرونہی کا مدعی ہو (جیسے مرزا قادیانی اربعین نمبر۴ ص۶،۷) وہ اپنی طرف وحی شریعت آنے کا مدعی ہے خواہ وہ وحی ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف۔

شیخ اکبر کی اس عبارت نے اس امر کو بالکل واضح کر دیا کہ مرزا قادیانی اور ناظر صاحب کے بیان کردہ معنی نبوت تشریعی اور غیرتشریعی غلط ہیں۔ بلکہ آپ کے بعد ''ہر مدعی نبوت خواہ اس کی وحی پہلی وحی کے مطابق ہو جسے مرزا قادیانی غیرتشریعی نبی فرماتے ہیں یا مخالف۔ جسے آپ تشریعی نبی قرار دیتے ہیں'' اصطلاح شریعت میں تشریعی نبی کہلاتا ہے۔ جو مرزا قادیانی نیز ناظر صاحب موصوف کے بیان کردہ معنی نبوت کے سراسر خلاف ہے۔ نیز امام عبدالوہاب شعرانی نے (الیواقیت والجواہر ص۳۴ ج۲) شیخ اکبر کی مندرجہ بالا عبارت پر عبارت ذیل ''فان کان مکلفاً ضربنا عنقه والاضربنا عنه صفحا'' ﴿پھر اگر وہ مدعی نبوت مکلّف ہے یعنی مجنون وغیرہ نہیں تو ہم اسے قتل کریں گے اور اگر مکلّف نہیں یعنی دیوانہ ہے تو اس سے اعراض کریں گے۔﴾ کا اضافہ فرما کر اس امر کا فیصلہ فرمادیا ہے کہ امام موصوف کی عبارت مندرجہ پمفلٹ کا وہ مطلب نہیں ہے جسے ناظر قادیان نے بیان کیا ہے۔ بلکہ ایسی نبوت یعنی غیرتشریعی کے مدعی کو بھی امام موصوف واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ اکبر کی مندرجہ بالا عبارت پر امام موصوف کے اضافہ سے ظاہر ہے۔

شیخ اکبر کی مندرجہ بالا عبارت میں جب یہ امر طے کر دیا گیا ہے کہ ہر مدعی نبوت خواہ احکام جدیدہ لانے والا ہو خواہ پہلی شریعت کا تابع ہو کر دعویٰ نبوت کرنے والا ہو۔ اصطلاح شریعت میں تشریعی نبی کہلاتا ہے تو ناظر موصوف کا عارف ربانی عبدالکریم جیلانی اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نیز علامہ لکھنویؒ کی نقل کردہ عبارات میں انقطاع نبوت تشریعی کا یہ معنی بیان کرنا کہ آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے وغیرتشریعی نبی جو پہلی شریعت پر عامل ہو۔ آسکتا ہے۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت نیز شیخ اکبر کی مندرجہ بالا تصریح کے قطعاً مخالف ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے اور یہ ان بزرگان ملت پر امت مرزائیہ کی طرف سے علانیہ احکام شرعیہ کی مخالفت کا جھوٹا الزام ہے۔

اسی طرح مولانا محمد قاسم صاحبؒ بانی دارالعلوم دیوبند کی غیرمتعلقہ عبارتوں کو اوّل آخر کاٹ ٹکو غلط طریق پیش کرنے سے مولانا موصوف کے خلاف غلط فہمی پھیلاتا ہے۔ جس سے ناظر موصوف کی دیانت کا پتہ چلتا ہے۔ ورنہ مولانا مرحوم کا مقصد آنحضرت ﷺ کے کمالات

مرزائیوں سے چند سوال

۱...... مرزا قادیانی نے لکھا تھا۔ ''میرے زمانہ میں دنیا کی تمام قومیں ایک مسلم قوم کی شکل بن جائیں گی۔'' (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) کیا ایسا ہوگیا؟

۲...... مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ: ''میرے زمانہ میں مکہ مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوجائے گی۔'' (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ ص۱۰۸) کیا یہ کام ہوگیا؟

۳...... مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ: ''میں دجال کو مسلمان بنا کر ساتھ لے کر حج کروں گا۔'' (ایام الصلح فارسی ص۱۳۷، خزائن ج۱۴ ص۴۱۶) کیا ایسا ہوگیا؟

۴...... مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ: ''میں مدینہ میں روضہ نبویہ میں دفن ہوں گا۔'' (ازالہ ص۴۷۰، خزائن ج۳ ص۳۵۲) کیا ایسا ہوا؟

۵...... مرزا قادیانی نے لکھا تھا۔ ''عبداللہ آتھم پادری پندرہ ماہ میں (۶ ستمبر ۱۸۹۴ء تک مرجائے گا)'' (جنگ مقدس ص۱۸۸) کیا ایسا ہوا؟

۶...... مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ: ''مرزا احمد بیگ کی بیٹی سے میرا نکاح آسمان پر ہوچکا ہے۔ دنیا میں اگر یہ بیوی میرے پاس نہ آئے تو میں جھوٹا۔'' (شہادۃ القرآن ص۸۰، خزائن ج۶ ص۳۷۶) کیا یہ منکوحہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کے مطابق ان کے گھر میں آگئیں؟

۷...... مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ: ''مجھ سے خدا نے فرمایا ہے۔'' انما امرك اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون ''یعنی اے مرزا قادیانی تو جب کسی چیز کو موجود ہونے کا حکم دے گا تو فوراً ہوجائے گی۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸) کیا ایسا دعویٰ کسی نبی نے کیا؟

۸...... مرزا قادیانی نے شائع کیا تھا کہ: ''مولوی ثناء اللہ اور میں ہم دونوں میں سے جو خدا کے نزدیک جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔''

(اشتہار ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸)

مرزا قادیانی ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پاگئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب آج نومبر ۱۹۳۳ء تک زندہ ہیں۔ پھر تم کو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کیا شبہ ہے؟

نوٹ: ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر یہ رسالہ مفت روانہ کیا جائے گا۔ مؤلف رسالہ ہذا سے طلب فرمائیں۔ نیز رسالہ شعبان المعظم اور شب برأت کے احکام ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ، مفتی لدھیانہ پنجاب!

الفراغ من المدرسة العربية العالية الإسلامية الديوبندية

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

الحمد لله الذي جعل الشريعة المطهرة مقياساً للحلال والحرام ومناراً لها وأعلاماً يهتدي بها المتخبطون في غياهب الظلام وأقام لها أمة قائمين
بأمر الله لا يضرهم من خذلهم ولا يخافون في الله مصيبات الملام ثم خلفهم في كل عصر جماعة يحفظون الدين وينقلون الأحكام فيا لهم من حملة العلوم
وطوبى لهم من ورثة الأنبياء العظام والصلوة والسلام على من أرسله حين ما ظلمت الدنيا وأحاطت بها حنادس الكفر ورجس الأصنام ليقيم ملة
العوجاء ويطهرها عن درن الشرك ونجاسة الأنصاب والأزلام فمهد صلوات الله عليه وسلامه للشريعة أصولاً وبين لها فروعاً وفصولاً حتى صارت منيعة الأركان
وعلى آله وأصحابه الذين هم قدوة الأنام وسائر الأئمة المجتهدين خصوصاً سيدنا أبي حنيفة النعمان وأصحابه الكرام وبعد فإن العلوم شأنها رفيع وجنابها منيع
لا سيما العلوم الدينية الحقيقية فإنها أبواب تناصح الأنام وفقه الله في الدين وهدانا إلى معالم الحق اليقين وبعد فإن الأخ الصالح الموفق
من الله الكريم المولوي محمد نعيم ابن مولانا المولوي المفتي محمد عبد الله الدهيانوي نور الله مرقده قد دخل هذه المدرسة العربية العالية
الإسلامية الديوبندية التي هي مركز العلوم الدينية ومدارها ومنبع أنهارها وبحارها الثاني عشر من شوال المكرم سنة ثمان وعشرين بعد ألف
وثلاثمائة من الهجرة النبوية على صاحبها ألف ألف سلام وتحية فقرأ من علم التفسير الجلالين والبيضاوي ومن علم الحديث صحيحي الإمامين الهمامين البخاري ومسلم
وسنن أبي داود وابن ماجه والترمذي وشمائل الترمذي والموطائين للإمامين العادلين مالك ومحمد ومعاني الآثار للإمام الطحاوي رحمهم الله تعالى ومشكوة المصابيح
ومن علم أصول الحديث نخبة الفكر ومن علم الفقه الجلالين الأولين والأخيرين من الهداية ومن علم أصول الفقه نور الأنوار ومختصر الحسامي والتوضيح والتلويح
ومسلم الثبوت ومن علم العقائد والكلام شرح العقائد وحاشيته للخيالي ومبحث الأمور العامة من شرح المواقف والتعليقات الزاهدية على الأمور العامة من شرح المواقف و
شرح عقائد الجلالي ومن علم البيان مختصر المعاني والمطول ومن علم الأدب المقامات الحريري وديوان المتنبي وديوان الحماسة ومن علم الفرائض السراجي ومن علم المناظرة
الرشيدية ومن علم المعقول شرح السلم للعلام لمولانا محمد حسن ولمولانا حمد الله ولمولانا القاضي المبارك والتعليقات الزاهدية على الرسالة القطبية وحاشية
لمولانا غلام يحيى وشرح التهذيب لجلال الدين الدواني وحاشية السيد الزاهد الهروي ومن علم الفلسفة الميبذي وصدرا والشمس البازغة ومن علم العروض
عروض المفتاح ومن علم الصيغ التصريح وشرح الجغميني والسبع الشداد و... على طريقة حسنة رضي عنها الأساتذة وأركان المدرسة وهو عندنا سليم الطبع مستقيم الفهم
ذو استعداد مناسب ومناسبة تامة بالعلوم والآن لما طلب الإجازة أجزناه وكتبنا له هذه الورقة لتكون سنداً وتذكرة عند مس الحاجة ونوصيه
بالله التوفيق أن يتقي الله سراً وعلانية ويتبع السنة السنية وينشتغل بنشر الأحكام الشرعية مكباً على مطالعة الكتب الدرسية مجداً في ترويج العلوم
الدينية وأن يكون مقتفياً لآثار السلف الصالحين مجتنباً عما أحدثه المبتدعة من الاختراع في الدين متبعاً لما أجمعوا عليه على ما مضى عليه القرون
المشهود لها بالخير من الصحابة والتابعين والأئمة ... في دعواته الصالحة والله الموفق والمعين وآخر دعوانا أن الحمد لله
رب العالمين وكان ذلك لثلث أيام ... و... بلثمائة وثلث وثلثين من الهجرة النبوية صلى الله عليه وسلم

إمضاءات الأراكين والمدرسين

[illegible]

نظم از حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ

زمیں بدلی، زماں بدلا — مکیں بدلے، مکاں بدلا
نہ میں بدلا، نہ تو بدلا — تو پھر بدلا تو کیا بدلا؟

زمانے کی روِش بدلی — زمین وآسماں بدلے
نہ بدلا فکرِ انسانی — تو پھر بدلا تو کیا بدلا؟

وزارت ہی بدلنی تھی — تو پھر بدلی تو کیا بدلی
نہ بدلا جو بدلنا تھا — تو پھر بدلا تو کیا بدلا؟

نہ عادتِ حکمراں بدلی — نہ حالت بےکساں بدلی
حکومت ہی نہ جب بدلی — تو پھر بدلا تو کیا بدلا؟

نہ راشی کی روِش بدلی — نہ خویشاں پروری بدلی
نہ یہ بدلی، نہ وہ بدلی — تو پھر بدلا تو کیا بدلا؟

بدلنا ہے اگر تجھ کو — بدل جیسے عمرؓ بدلے
نہ جیسے بوجہل بدلا — تو پھر بدلا تو کیا بدلا؟
بدل دے جو بدلنا ہے — بدلنا جرم ہے مخفی
بدلنا ہی نہ گر بدلا — تو پھر بدلا تو کیا بدلا؟

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ شاگردِ رشید شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

مہتمم مدرسہ اللہ والا لدھیانہ و نائب صدر جمعیت علماء ہند

نظم از حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ

اٹھو کشور صدق کے تاجدارو!
نظامِ شریعت کے تابندہ تارو!
زمانہ کو جوشِ عمل سے ابھارو
نکھارو، رُخِ زندگی کو نکھارو
اٹھو نوجوانو! اٹھو نوجوانو!
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

ہے مظلوم دنیا جو گھبرا رہی ہے
ہر اک در سے اب یہ ندا آرہی ہے
گھٹا ہر طرف ظلم کی چھا رہی ہے
وہ بدلی کفر کی بھی منڈلا رہی ہے
اٹھو نوجوانو! اٹھو نوجوانو!
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

یہ سازِ کہن، یہ ترانہ بدل دو
یہ قصّہ بدل دو، فسانہ بدل دو
یہ رسم و رہِ کافرانہ بدل دو
یہ تخت اور تاج شاہانہ بدل دو
اٹھو نوجوانو! اٹھو نوجوانو!
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

وہ صدیقِ اکبرؓ کا عزمِ نبیؐ ہو
وہ فاروقِ اعظمؓ کا جذبِ ولی ہو
وہ نادِ حیا مثلِ عثماں غنیؓ ہو
وہ کرّار حیدرؓ کا عزمِ جلی ہو
اٹھو نوجوانو! اٹھو نوجوانو!
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

بہاروں کی خاطر شراروں سے کھیلو
گلوں کے لیے خارزاروں سے کھیلو
بھنور میں بڑھو، تیز دھاروں سے کھیلو
فلک پر اُڑو، چاند تاروں سے کھیلو
اٹھو نوجوانو! اٹھو نوجوانو!
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

فکر کو بدل دو، نظر کو بدل دو
مکیں کو بدل دو، مکاں کو بدل دو
زمیں کو بدل دو، زماں کو بدل دو
فضا کو بدل دو، سماں کو بدل دو
اٹھو نوجوانو! اٹھو نوجوانو!
بدل دو نظامِ زمانہ بدل دو

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ شاگردِ رشید شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ
مہتمم مدرسہ اللہ والا لدھیانہ و نائب صدر جمعیت علماء ہند

ہدیہ عقیدت بحضور رسالت مآب ﷺ
بعد از ہزار ہزار درود و سلام

غبارِ رہ سہی کم ظرف تو نہیں اتنا
کہ بارگاہِ رسالت مآب تک جاؤں

اک آرزو تھی کہ لے کر کہانیاں غم کی
حریمِ محرمِ ام الکتاب تک جاؤں

اُدھر فضاؤں میں زندہ ہے سامری جادو
اِدھر نہ طور، نہ جلوہ، نہ جستجوئے کلیم

زمانہ ہنستا ہے مذہب کی بات سنتے ہی
حضورؐ آپ کا اسلام ہو گیا ہے یتیم

وہ جن کے ہاتھوں میں طاقت ہے ناخدائی ہے
وہ چھین لیتے ہیں مجبور کے لبوں سے پکار

صدائے نغمۂ بطحا کو توڑ دیتی ہے
حرم سرائے میں پازیب کی حسین جھنکار

جو اک اشارے سے مومن کے ٹوٹ جاتے تھے
زمانہ پوج رہا ہے انہیں خداؤں کو

حضورؐ جن میں محبت ہے پارسائی ہے
وہ بوجھ لگتے ہیں دھرتی کو شاہراہوں کو

حجابِ عظمتِ مریم کی رونقیں لے کر
سجا رہے ہیں ہوس کار بارگاہوں کو

زمین تنگ ہے مظلوم پر غریبوں پر
شعور دیجیے ملت کے ناخداؤں کو

نئے پجاری، نئے بت، نئی خدائی ہے
درِ حرم سے اٹھی ہے نوائے بولہبی

گناہ گار سہی لب پہ بات آ جو گئی
معاف ہو میری آہ و فغاں کی بے ادبی

جناب حافظ طاہر نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

ولد مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

نذرِ عقیدت
بخدمت علماءِ لدھیانہ

عالموں کا خاندان ہے لدھیانہ میں مقیم
فخر ہے جس کا حبیبؒ(۱) اور ناز ہے جس کا نعیمؒ(۲)

دین حق کا عام کرنا ان کا نصب العین ہے
مصطفیٰ کا نامِ نامی ان کے دل کا چین ہے

لرزہ براندام ہے ہر وقت ان سے قادیاں
یہ اڑا دیتے ہیں ہر جھوٹے نبی کی دھجیاں

---

(۱) رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

غازی عبدالعزیز لدھیانویؒ

مرکزِ علمی دار العلوم دیوبند کی جانب سے
مفتی محمد نعیم صاحبؒ کی خدمات کا اعتراف

مفتی محمد نعیم صاحبؒ دار العلوم کے فاضلِ قدیم متحدہ ہندوستان وپاکستان میں علمی ودینی خدمات کی وجہ سے ممتاز ومشہور اور ہندوستان کی سیاسی تحریکات کے نامور رہنما تھے۔ زندگی کا بڑا حصہ خدمتِ خلق میں گزرا اور ہمیشہ دینی وقومی جدوجہد میں مصروف رہے۔

(روئیداد دار العلوم دیوبند ۱۳۹۰ھ ص ۴)

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں استدعا کرتا ہوں کہ اس مجموعہ کو میری، علماءِ حق، مولانا احمد علی لاہوریؒ، میرے اکابرین علماء لدھیانہ مولانا مفتی عبد القادر لدھیانویؒ، مولانا مفتی محمد لدھیانویؒ، مولانا عبد العزیز لدھیانویؒ، میرے پردادا مولانا مفتی عبد اللہ لدھیانویؒ، میرے دادا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ، میرے تایا مفتی ضیاء الحسن لدھیانویؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ (صدر مجلس احرار)، مفتی رشید احمد لدھیانویؒ بانی جامعۃ الرشید، میرے والد صاحب، والدہ مرحومہؒ، میری دادی صاحبہ مرحومہؒ اور تمام عزیز واقارب کے لیے آخرت میں مغفرت ونجات کا سبب بنائے۔ اور میرے بعد میرے لواحقین کو دین کے کاموں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اور ہمارے اعزّہ (مرحومین) کی بخشش اور مغفرت فرمائے۔ آمین یارب العالمین

مشہود مفتی

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"مسلمانوں میں اسلام کا درد اور مذہبی حیات نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اسلام آباء واجداد سے میراث میں ملا ہے۔ اور جس طرح مال متروکہ کی قدر اولاد کو نہیں ہوا کرتی اسی طرح ان مسلمانوں کو اس اسلامی ترکہ کی قدر نہیں۔ اسلام کی قدر حضرت بلال، صدیق اکبر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے پوچھو جنہوں نے دنیا کی سخت سے سخت مصیبتوں کو برداشت کر کے اسلام حاصل کیا ہے۔"

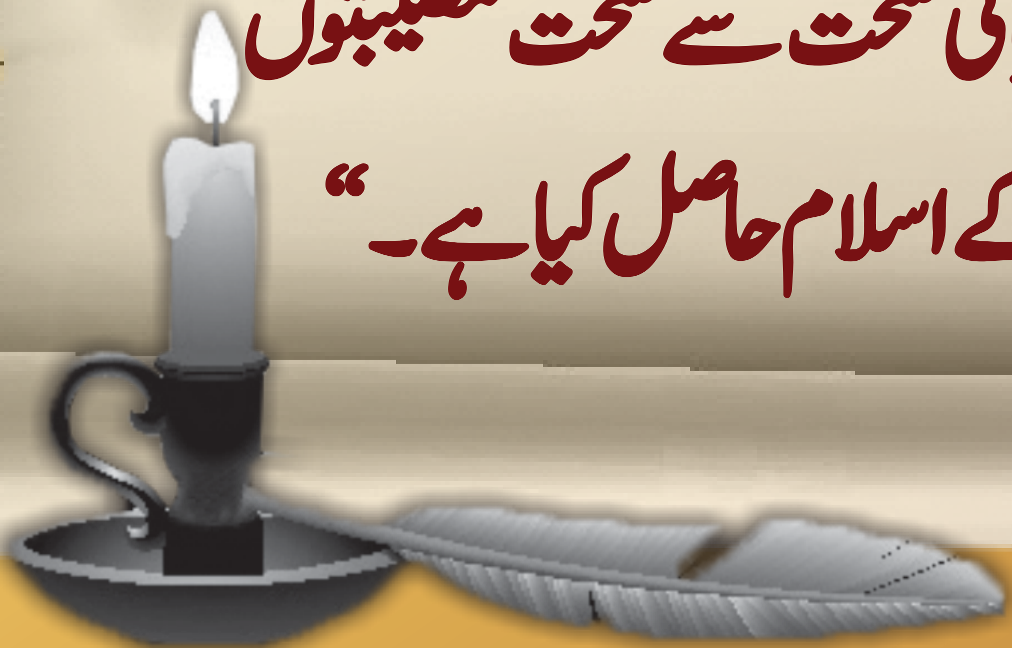

علماء لدھیانہ کی مزید کتب

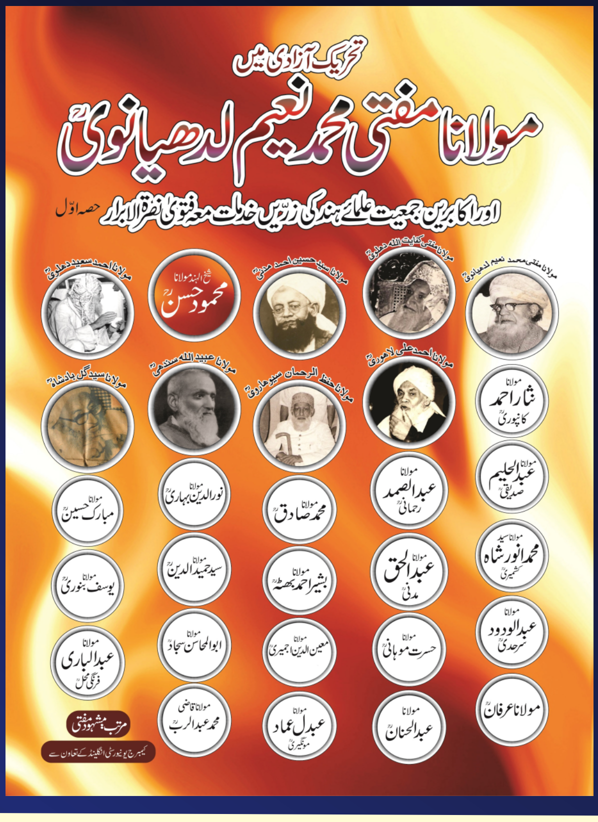

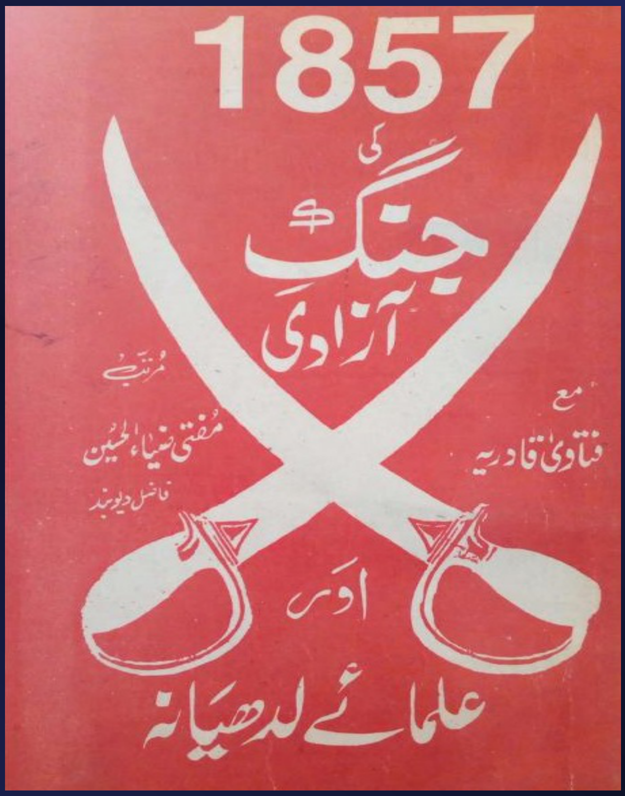

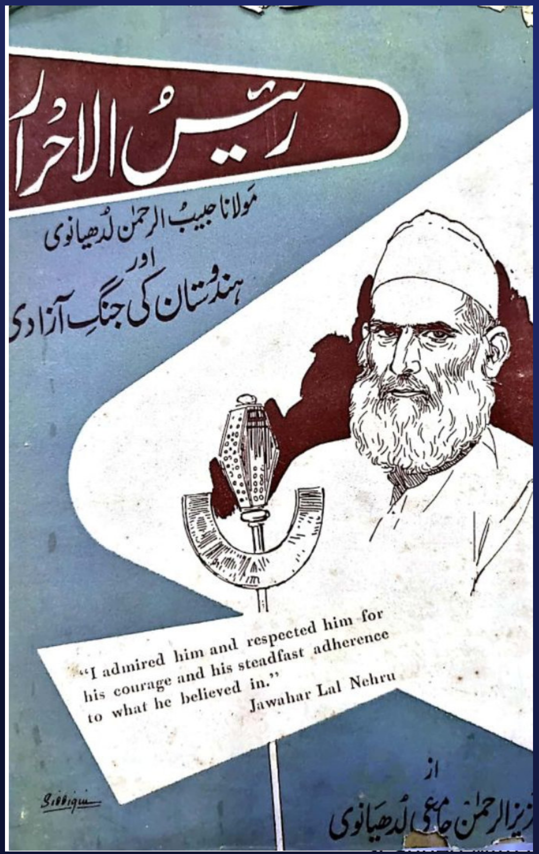

تمام کتب اس لنک پر دستیاب ہیں

https://archive.org/details/ulemaeludhiana